عنبر، ناگ، ماریا (۱۳۱)

ویران مینار

اے حمید

۱۳۱

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

ویران مینار

اے حمید

قیمت: ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول ____

ناشر: مکتبہ اقراء ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز۔ لاہور

پیارے دوستو!

شیر شاہ کالونی کراچی سے ہمارے دوست محمد شوکت علی نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اس ماہ کی کتابیں بے حد پسند آئیں۔ روہڑی سے طیبہ حیات نے بھی تازہ کتابوں کو پسند کیا ہے۔ مگر ان دونوں ساتھیوں نے میری ایک غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے ایک جگہ عنبر کو اپنا بچپن یاد کرتے ہوئے یہ دکھایا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے علاوہ اپنی بیوی اور بچوں کے لئے بھی قبرستان فاتحہ پڑھنے جاتا ہے جبکہ عنبر کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! یہ مجھ سے واقعی بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ کسی زمانے میں عنبر کی شادی ہو گئی تھی مگر اب جب ساری کتابوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کا اعتراض بالکل درست ہے۔ میں اس غلطی کیلئے معذرت پیش کرتا ہوں اور آپ ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے میری ایک غلطی بتائی۔ انشاءاللہ آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں ہو گی۔ میں اب بہت زیادہ احتیاط سے کام لونگا۔ عنبر ناگ ماریا سیریز کے ساتھیو کیپٹن ناگ اور ماریا میں سے کبھی کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ ایک بار پھر تمام دوستوں سے اس غلطی پر معذرت چاہتے ہوئے کتابیں پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ۔

انکل / اے حمید

۵۴۴ این راہ چمن - سمن آباد، لاہور

ترتیب

ویران مینار

ناگ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

کیٹی مکڑی اس کی ہتھیلی سے اچھل کر زمین پر گر پڑی۔ ناگ اپنی جگہ پہ بالکل ساکت اور خاموش کھڑا تھا۔ بزرگ سانپ، عنبر اور پیپل کا درخت اسے دیکھ رہے تھے۔ اچانک ناگ کے جسم میں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ عنبر اُس کی طرف لپکا کہ اسے آسیب کے اثر سے بچائے کہ ناگ دھوئیں کے ایک مرغولے کی طرح چکر کھانے لگا۔ بزرگ سانپ نے سانپ کی زبان میں چلّا کر عنبر سے کہا۔

"اس کے پاس مت جانا۔ آسیب خطرناک ہے۔"

مگر عنبر نے پروا نہ کی جونہی وہ ناگ کے قریب آیا۔ ناگ دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی اپنی اصلی شکل میں واپس آگئی۔ اس نے ناگ کو دھواں بن کر غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے اپنا سر پکڑ لیا اور غمگین آواز میں بولی۔

"عنبر! میں نے تم لوگوں کو منع کیا تھا کہ میرا آسیب اپنے سر نہ لینا۔ اب ہم ناگ کو کہاں ڈھونڈیں گے؟"

عنبر بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔ اسے کیٹی کے واپس آ جانے کی اگر خوشی ہوئی تھی تو ناگ کے دھواں بن کر آسیب کا شکار بن جانے کا سخت دکھ بھی ہوا تھا۔ اس نے کیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور اداس آواز میں بولا۔

"کیٹی بہن! خدا کا شکر ہے کہ تم واپس آ گئیں لیکن ناگ کے اس طرح سے بچھڑ جانے کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔"

کیٹی کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔ اس نے کہا۔

"میں اپنے بھائی ناگ کی یہ قربانی کبھی فراموش نہ کر سکوں گی۔ اس نے میری خاطر اپنے آپ کو انجانی آنتوں کے حوالے کر دیا۔"

بزرگ سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا سچ مچ عظیم ہے۔ اس نے اپنی بہن کے لیے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کی۔ لیکن میرے بچو! ناگ ایک دیوتا ہے۔ اطمینان رکھو۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔"

پیپل کا درخت بولا

"میں نے اپنی ہزار سالہ زندگی میں ایسا بھیانک آسیب کبھی نہیں دیکھا۔"

عنبر نے بزرگ سانپ کے ذریعے پیپل کے درخت سے دریافت کیا کہ کیا اس آسیب کا کوئی توڑ ہو سکتا ہے جو ناگ سے چمٹ گیا ہے؟ بزرگ سانپ نے پیپل کے درخت سے کہا تو وہ بولا "اس آسیب کا مجھے کوئی توڑ نظر نہیں آتا۔ کاش میں عنبر اور کیٹی کی کوئی مدد کر سکتا۔" بزرگ سانپ نے یہ بات عنبر اور کیٹی کو بتا دی۔ وہ چپ ہو گئے۔ ان کے دل ناگ کی یاد میں سخت اداس تھے۔ اچانک انہیں ناگ کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز جیسے بہت دور کسی ایسے ریگستان سے آتی معلوم ہوتی تھی جہاں تیز آندھیاں چل رہی ہوں۔ بزرگ سانپ، پیپل کا درخت عنبر اور کیٹی چونک کر ناگ کی آواز کو سننے کی کوشش کرنے لگے۔ ناگ کی آواز بے حد کمزور تھی اور لفظ اس کے منہ سے جیسے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

پاتال - پاتال میں - پاتال میں جا رہا ہوں۔
اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ پاتال میں جا رہا ہوں۔ ادھر مت آنا۔ ادھر مت آنا۔ تلاش۔ میری تلاش چھوڑ دو۔ مت آنا۔ مت آنا۔

اور پھر ناگ کی کمزور آواز تیز آندھیوں کے شور کے ساتھ ہی غائب ہو گئی۔ عنبر نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"پاتال کہاں ہے؟"

بزرگ سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا پاتال میں جا رہے ہیں۔"

کیٹی نے سانپ کی زبان میں بزرگ سانپ سے کہا۔

"پاتال کہاں ہے؟ ہم وہاں جا کر ناگ کو ڈھونڈ لائیں گے۔"

بزرگ سانپ نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"پاتال آگ ہی آگ ہے۔ پگھلا ہوا لاوا ہی لاوا ہے وہاں جو جائے گا جل کر بھاپ بن جائے گا۔ ناگ دیوتا عظیم ہے اس نے بہن کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔"

عنبر نے بزرگ سانپ سے پوچھا۔

"تم ہمیں بتاؤ کہ پاتال کہاں پر واقع ہے۔ ہم ناگ کو وہاں سے ضرور نکال لائیں گے۔"

پیپل کا درخت کہنے لگا۔

"پاتال میں کوئی زندہ انسان نہیں جا سکتا۔ پاتال ایک جہنم ہے۔ آگ اور پگھلے ہوئے لاوے کا جہنم۔ بزرگ سانپ ٹھیک کہتا ہے۔ ادھر جانے کا خیال دل سے نکال دو۔"

عنبر نے کہا۔

"تم ہمیں بتاؤ تو سہی کہ پاتال کہاں ہے۔ ہم جائیں چاہے نہ جائیں۔ تم [illegible] تو معلوم ہو جائے کہ ناگ کس جگہ پر ہے۔"

بزرگ سانپ بولا۔

"پاتال زمین کے اندر ہے۔ زمین کی چھ منزلیں زمین کے نیچے ہیں۔ ان میں سب سے آخری منزل کا نام پاتال ہے وہاں اگر پانی بھی داخل ہو تو راستے میں ہی بھاپ بن کر اڑ جائے۔"

"اس کا راستہ کہاں ہے؟" کیٹی نے سوال کیا۔

بزرگ سانپ نے کہا۔

"اس ملک ہندوستان کے جنوب میں جہاں دونوں ساحل آپس میں ملتے ہیں وہاں ایک تکون سی بن گئی ہے۔ اس تکون کے پاس سمندر میں راون کا تخت ہے۔ یہ دس بارہ پتھریلی چٹانیں ہیں جو سمندر میں ابھری ہوئی ہیں۔ بس ان چٹانوں کے بیچ سے ہی پاتال کو راستہ جاتا ہے۔ مگر میں تمہیں ایک بار پھر ہدایت کروں گا کہ اس طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ یہ خودکشی ہوگی۔"

عنبر اور کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا اور سر جھکائے پریشان پریشان واپس اس مکان میں آ گئے۔ جہاں کیٹی پہلی بار مکڑی بن کر آئی تھی۔ اب عنبر نے کیٹی سے کہا کہ کیا اسے تھیو سانگ کے انجام کا علم ہے؟ کیٹی نے کہا۔

"کاش آپ لوگ میری بات سن سکتے۔ سمجھ سکتے۔ میں مکڑی کی زبان میں تم دونوں کو بار بار منع کر رہی تھی کہ اس مکار لڑکی عقربہ کے ساتھ تھیو سانگ کو جنگل میں مت جانے دو کیونکہ مجھے مکڑی کی نیت خراب لگتی تھی مگر تم دونوں نے میری بات نہ سنی اور تھیو سانگ

کر وہ اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گئی۔

عنبر نے کہا

"معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالی کٹ شہر ہی سے ہمارے پیچھے لگ گئی تھی۔ وہ ہمیں کالی کٹ شہر میں ہی ملی تھی"

پھر عنبر نے کیٹی کو سارا واقعہ سنایا کہ کسی طرح عقربہ نے ڈھونگ رچایا اور ان سے مدد مانگی اور پھر کہا کہ ہم اسے ہندوستان کے ورنگل شہر اس کے فرضی ماں باپ کے پاس پہنچا دیں۔ کیٹی نے کہا۔

"وہ کسی کے حکم پر تھیوسانگ کے پیچھے لگی ہوگی۔ اسے پتہ چل گیا ہوگا کہ تھیوسانگ کے پاس جانداروں اور دوسری چیزوں کو چھوٹا کرنے کا طلسم ہے۔ اب خدا جانے وہ کہاں ہوگا۔ ہم ایک دوسرے سے مل گئے لیکن ناگ اور تھیوسانگ ہم سے جدا ہو گئے۔

عنبر بولا

"اور ماریا تو پہلے ہی سے جدا ہے۔ اسے دیکھے تو ایک عرصہ گذر گیا ہے"

پھر عنبر نے کیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور پہلے کس کی تلاش میں جائیں ماریا تھیوسانگ یا ناگ کی؟ کیٹی بھی کشمکش میں تھی۔ الجھن میں تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ

رہا تھا۔ اسے بھی کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ناگ ایک بہت ہی خطرناک جگہ پہ پہنچا دیا گیا ہے۔ کیوں نہ ہم پہلے اس کی تلاش میں نکلیں؟"

عنبر نے کہا۔

"پاتال کے اندر آگ اور پگھلا ہوا لاوا ہے۔ ہم دونوں لاوے میں یا تو پگھل جائیں گے اور یا پھر دونوں کے بُت بن جائیں گے۔ ہمیں مناسب انتظام کے بغیر پاتال کا رُخ نہیں کرنا چاہیئے"

کیٹی نے پوچھا

"مناسب انتظامات ہم کہاں سے کریں گے؟"

عنبر بولا

"اس کے بارے میں میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم کوئی نہ کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈ لیں گے کہ جس کی مدد سے ہم پاتال کی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے بعد ہم ناگ کو بھی وہاں سے نکال سکیں گے"

کیٹی بولی۔

"تو پھر کیا ہمیں پہلے تھیوسانگ کا کھوج لگانا چاہیئے؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال یہی ہے۔ کیونکہ طلسمی لڑکی عقربہ ہمیں کالی کٹ

بیس ملی تھی اور یہ بندرگاہ اسی ملک ہندوستان کے مغربی ساحل
پر ہے۔ ہمیں وہاں چلنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں اس کا کچھ
سراغ مل جائے۔"

پھر عنبر نے کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیا اسے مکڑی کی
حالت کی زندگی یاد ہے؟ کیٹی بولی:"
خواب کی طرح یاد ہے۔ مگر یہ بڑا دھندلا اور ڈراؤنا خواب
لگتا ہے مجھے۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟
عنبر نے کہا۔

"میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے طلسمی
لڑکی عقربہ کو کسی دوسری حالت میرا مطلب ہے غیر انسانی حالت
میں دیکھا ہو"

کیٹی نے کچھ دیر غور کیا۔ پھر سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"نہیں جہاں تک مجھے یاد آتا ہے میں نے اس لڑکی کو کسی
دوسرے روپ میں کبھی نہیں دیکھا۔"

پھر اس نے عنبر سے کہا کہ ہم کالی کٹ چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے
وہاں ہمیں اس لڑکی کا کوئی سراغ مل جائے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ
کیا اور وہ منگل شہر سے ایک چھوٹے سے قافلے میں شامل ہو کر بندرگاہ
کالی کٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بچھو لڑکی عقربہ تھیو سانگ کو غائب
کرنے کے بعد سیدھی کالی کٹ بندرگاہ سے دور ویران مینار کی

...ری منزل میں پہنچ گئی۔ یہاں اس نے بچھو سے انسانی لڑکی کی شکل
اختیار کی اور درمیان میں پڑے راکھ کے ڈھیر میں تھیو سانگ کو رکھ
دیا جو چھوٹے سے بچھو کی شکل میں تھا اور بالکل بے حس ہو چکا تھا۔
وہ اپنی ٹانگیں اور جسم کو بالکل نہیں ہلا سکتا تھا۔ اس کا ذہن بھی
بہت کم انسانی ذہن کی طرح کام کر رہا تھا۔ اسے صرف اتنا یاد تھا کہ
وہ تھیو سانگ ہے اور عنبر ناگ کیٹی اور ماریا اس کے دوست
ہیں۔ وہ کہاں ہے؟ کس مشکل میں ہے؟ یہ اسے کچھ احساس نہیں
تھا۔

عقربہ لڑکی نے منتر پڑھا تو ٹھنڈی راکھ میں سے استاپا کا بالوں
بھرا راکھ آلود ہاتھ باہر نکلا۔ اس نے تھیو سانگ بچھو کو اپنی مٹھی
میں اٹھا لیا اور پھر استاپا کی آواز آئی۔
"تم نے میرا حکم پورا کر دیا۔"
عقربہ لڑکی نے کہا۔
میرے گورو دیوتا! اب میرے لیے کیا حکم ہے؟
استاپا کی کھڑکھڑاتی آواز آئی۔
"ہو سکتا ہے تھیو سانگ کے ساتھی اس کی تلاش میں ادھر
آئیں۔ تمہیں ان کا خیال رکھنا ہو گا۔ کیونکہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی
ہے جو اپنی شکل بدل سکتا ہے اور سانپ کا روپ دھار سکتا
ہے تمہیں کسی دوسری شکل میں چل پھر کر ان لوگوں کے بارے

میں مجھے ایک ایک پل کی خبر دیتی ہو گی کہ وہ تھیو سانگ کا پتہ
لگانے کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ چونکہ تم عنبر کی شکل میں
ہو اس لیے تمہیں انہیں پہچاننے میں وقت پیش نہیں آئے گی۔
میں تھیو سانگ کو لے کر اپنی دنیا میں جا رہا ہوں جہاں اس
کی سخت ضرورت ہے۔"

اتنا کہہ کر استاپا کا ہاتھ رکھ کے اندر چلا گیا۔ عقربہ ٹاور کی
مینار کی دوسری منزل سے اتر کر پہلی منزل میں آ گئی۔ پھر یہاں
سے نکل کر مینار سے باہر کھلے سمندر کے سامنے جا کر دونوں
بازو پھیلا دیئے۔ اس کے سامنے چھوٹی چھوٹی چٹانوں میں سمندر
کی موجیں ٹکرا ٹکرا کر شور مچاتی واپس جا رہی تھیں۔ عقربہ نے
اپنے حلق سے ایک عجیب سی چیخ کی آواز نکالی اور اس کے ساتھ
ہی ریت پہ بیٹھ گئی اور اس نے اپنا منہ اپنے بازوؤں میں چھپا
لیا۔

جب اس نے اپنے بازو ہٹائے تو وہ ایک ادھیڑ عمر عورت
بن چکی تھی۔ اس کی شکل بھی بدل گئی تھی۔ اس کا لباس پرانا اور
فقیر عورتوں ایسا ہو گیا تھا۔ وہ شہر کی طرف چل پڑی۔ شہر میں
بندرگاہ کے قریب ایک ہی چھوٹی سی کارواں سرائے تھی جہاں
دوسرے شہروں سے قافلے آ کر اترتے تھے۔ عقربہ نے کارواں سرائے
میں گھوم پھر کر دیکھا۔ اسے عنبر کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ ان کی شکل

پہچانتی تھی کیٹی اور ناگ کی شکل سے وہ واقف نہیں تھی۔ عقربہ
فقیرنی بن کر لوگوں سے بھیک مانگنے لگی۔ اسے پتہ چلا کہ ورنگل سے
ایک قافلہ شام سے تھوڑی دیر پہلے یہاں آنے والا ہے۔ عقربہ
کو یقین تھا کہ اس قافلے میں عنبر اور کیٹی ضرور شامل ہوں گے۔ چنانچہ
وہ کارواں سرائے کے سامنے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بھیک
مانگنے لگی۔

شام ابھی نہیں ہوئی تھی کہ ورنگل سے آنے والا قافلہ کارواں
سرائے کے باہر آ کر رک گیا۔ عقربہ کی تیز نگاہیں عنبر اور کیٹی کو تلاش
کرنے لگیں۔ مگر عنبر اور کیٹی راستے میں ہی یہ سوچ کر قافلے سے الگ ہو
گئے تھے کہ ہو سکتا ہے تھیو سانگ کو اغوا کرنے والا آسیب کسی شکل
میں وہاں پر موجود ہو۔ چنانچہ کارواں سرائے سے آدھا میل پیچھے عنبر
اور کیٹی قافلے سے جدا ہو کر دوسری طرف نکل گئے تھے۔ وہ ایک اور
راستے سے شہر میں آ گئے۔ یہ شہر کا دوسرا علاقہ تھا۔ یہاں گنجان بازار
اور مکان تھے۔ یہاں ہر قسم کی چیزیں اور لباس بکتے تھے۔ عنبر نے
کیٹی سے کہا۔

"تھیو سانگ کے آسیب یعنی عقربہ کو یقین ہو گا کہ ہم اپنے
ساتھی اور دوست تھیو سانگ کی تلاش میں کالی کٹ میں آئیں
گے۔ ممکن ہے وہ کسی دوسری شکل میں یہاں ہماری جاسوسی کرنے
کے لئے موجود ہو۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اپنا بھیس بدل لیں

کہ یہاں ٹھیو سانگ کا کھوج لگائیں۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم کیا بھیس بدلیں گے؟ ظاہر ہے ہم اپنا حلیہ تو نہیں بدل سکتے۔ ہماری شکلیں تو یہی رہیں گی۔"

عنبر بولا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہندوستان میں جگہ جگہ سوانگ رچانے والے لوگ ڈرامے کھیلتے ہیں اور ان کے لئے بازاروں میں بھیس بدلنے کا سامان بھی بکتا ہے ہم آسانی سے نقلی بال اور نقلی مونچھیں لگا کر اپنی شکلیں بھی کافی حد تک بدل سکتے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی کہ ٹھیو سانگ کا آسیب یعنی عقربہ لڑکی جو ہے وہ شاید غیب دان ہو اور وہ ہمیں بدلے ہوئے حلیے میں بھی پہچان لے۔ عنبر نے کہا۔

"اگر ہم اس طرح سوچتے رہے تو کچھ نہ کر سکیں گے صرف سوچتے ہی رہیں گے اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ زیادہ سوچتے رہنا بھی ایسے ہی ہے جیسے پیاز کے چھلکے اتارنا۔ پیاز کے چھلکے اترتے چلے جائیں گے اور آخر میں نیچے سے کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ ہمیں اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

عنبر اور کیٹی بازاروں میں پھرنے لگے۔ آخر انہیں ایک ایسی دکان مل گئی جہاں سوانگ رچانے اور ناٹک کرنے والوں کے

لئے سامان اور نقلی ڈاڑھی مونچھیں اور لباس بکتا تھا۔ عنبر نے دکاندار سے جا کر کہا۔

"بھائی صاحب! ہم ناٹک منڈلی کے آدمی ہیں۔ ہم آج رات یہاں ایک ناٹک کرنے والے ہیں اس کے لئے ہمیں کچھ سامان چاہیئے۔"

دکان دار نے کہا۔

"اندر جا کر دیکھ لیجئے۔ بادشاہ سے لے کر بھکاری تک ہر قسم کا سامان پڑا ہے۔ جو جی چاہے خرید لیں۔"

عنبر اور کیٹی نے اندر جا کر دیکھا کہ وہاں بادشاہوں کے زرق برق کپڑے بھی تھے۔ ڈاکوؤں کا لباس بھی تھا اور فقیروں کے کشکول اور بوسیدہ کپڑے بھی۔ عنبر کے دل میں خیال آیا کہ اگر ہم نے بادشاہ اور رانی کا حلیہ بدلا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہر کوئی ہمیں دیکھنے لگے گا۔ اگر ڈاکو بنے تو خواہ مخواہ مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ کیٹی نے کہا

"اس اعتبار سے تو ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم بھکاری اور بھکارن کا حلیہ بدل کر شہر میں ٹھیو سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بھکاریوں کو یہاں کوئی غور سے نہیں دیکھتا۔"

عنبر کو کیٹی کا یہ خیال پسند آیا۔ اس نے بھکاری اور بھکارن کا لباس خریدا۔ قیمت ادا کی اور گٹھڑی اٹھا کر شہر سے دور جنگل

میں ایک جگہ آ گئے۔ یہاں انہوں نے اپنا حلیہ بدلا۔

کیٹی کو اپنا چہرہ بدلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ عقربہ نے کیٹی کو نہیں دیکھا ہوا تھا۔ عنبر نے اپنا حلیہ بالکل ہی بدل لیا۔ چہرے پر سیاہی مل کر بالکل حبشیوں کی طرح سیاہ کر دیا۔ بڑی بڑی مونچھیں اور ڈاڑھی لگائی سر پر بھکاریوں ایسا رومال باندھا گلے میں کشکول ڈالا۔ ہاتھ میں لاٹھی پکڑ لی۔ کیٹی نے بھی بھکاریوں ایسے کپڑے پہن لئے۔ سر کے بالوں کو رومال سے باندھ لیا۔ اپنے چہرے کو ذرا سا میلا کر لیا تاکہ وہ بھکارنی معلوم ہو۔ عنبر لنگڑا کر چلنے لگا۔ کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"تم تو بالکل پرانے اور تجربے کار بھکاری لگتے ہو عنبر!

عنبر نے کہا۔

"کیا کریں۔ اپنے دوست کی خاطر ہر قسم کا بھیس بدلنا پڑتا ہے۔"

وہ جنگل سے نکل کر شہر میں آ گئے۔ یہ شہر اتنا بڑا نہیں تھا۔ لیکن بندرگاہ ہونے کی وجہ سے یہاں کافی آبادی اور رونق تھی۔ عنبر بھکاریوں کی طرح لاٹھی ٹیکتا لنگڑا کر چل رہا تھا۔ کیٹی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور یوں ظاہر کر رہی تھی۔ جیسے اسے زیادہ نظر نہیں آتا اور اس کی نظر کمزور ہے۔ عنبر نے بازار میں آتے ہی بھکاریوں کی طرح آواز لگائی "بھگوان کے نام پر دان دو۔ دان دو بابا"

اس طرح فقیروں کے حلیے میں بھیک مانگتے عنبر اور کیٹی بندرگاہ پر آ گئے۔ وہ ایک طرف ہٹ کر زمین پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"یہاں مجھے کوئی ایسی شے نظر نہیں آ رہی کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس شہر میں جادو ٹونے کا اثر ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس شہر میں مجھے بھی کوئی پراسرار شے ابھی تک نظر نہیں آئی۔"

اچانک عنبر کو ایک خیال آیا۔ اس نے کہا۔

"یہاں بندرگاہ سے دور کچھ فاصلے پر ایک پرانا مینار ہے۔ اب بالکل ویران ہے۔ تم نے اسے نہیں دیکھا۔ لیکن تھیوسانگ میرے ساتھ اس مینار میں ایک بار گیا تھا۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"اس مینار میں ایسی کون سی خاص بات ہے؟"

عنبر نے جواب دیا۔

"خاص بات تو کوئی نہیں ہے۔ بس ایک ویران جگہ ہے۔ اور ایسی ہی ویران جگہوں پر جن بھوتوں اور آسیب کا بسیرا ہوتا ہے۔ کیوں نہ ایک بار اس مینار کا چکر لگا آئیں؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"ابھی دن کی روشنی ہے۔ اسی جگہ بیٹھ کر جاسوسی کرتے ہیں۔
ہو سکتا ہے وہ لڑکی عقربہ کہیں دکھائی دے جائے۔ شام کو ویران
مینار پر جائیں گے۔"

عنبر نے زیادہ اصرار نہ کیا۔ کچھ دیر وہ بندرگاہ کے سامنے
بیٹھے لوگوں کو آتا جاتا دیکھتے رہے۔ کوئی آدمی ان کے قریب
گزرتا تو عنبر آواز لگا دیتا۔

"بھگوان کے نام پر دان دو۔ دان دو بابا"

کئی لوگوں نے انہیں تانبے کے سکے دیئے۔ کیٹی مسکرا کر
کہنے لگی۔

"یہ کام تو تم بڑا اچھا کر لیتے ہو عنبر! بہت سے پیسے جمع کر
لیے ہیں تم نے"

عنبر نے ٹھنک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ لوگ تمہاری وجہ سے مجھے دان دے رہے
ہوں"

دونوں ہنسنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب کسی دوسری جگہ جا کر قسمت آزمائی
کرنی چاہیئے"

کیٹی نے کہا۔

"یہاں بندرگاہ کے بعد کارواں سرائے ہی ایک ایسی جگہ ہے
جہاں بہت سے مرد اور عورتیں ہوتی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیئے
کہ یہاں سے کارواں سرائے کی طرف جاتے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی بندرگاہ کے سامنے والی دیوار سے اٹھے اور
آہستہ آہستہ چلتے بھیک مانگتے کارواں سرائے کے پاس آ گئے۔
یہاں عقربہ بھی ادھیڑ عمر بھکارن کے بھیس میں پہلے سے موجود تھی۔
کیٹی اور عنبر نے بھی دیکھا کہ کارواں سرائے کے باہر دروازے
کے سامنے درخت کے نیچے ایک بھکارن بیٹھی بھیک مانگ
رہی ہے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"ہماری ایک ساتھی یہاں پہلے سے موجود ہے عنبر۔
وہ دیکھو"

عنبر نے دیکھا

"دیکھ رہا ہوں۔ مگر ہمیں اس سے کیا لینا ہے۔ وہ تو اصلی
بھکارن ہے اور ہم نقلی ہیں۔"

کیٹی اور عنبر بھی کارواں سرائے کے سامنے دوسرے
درخت کے پاس زمین پر بیٹھ گئے اور ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے
بھیک مانگنے لگے۔ عقربہ بھکارن بھی ان دونوں کو غور سے دیکھ
رہی تھی۔ مگر اسے ایک لمحے کے لیے بھی یہ شک نہیں ہوا تھا کہ

جن کی اسے تلاش ہے وہ یہی دونوں ہیں۔ عقربہ بدروح تھی مگر
وہ دونوں کا حال معلوم نہیں کر سکتی تھی۔ نہ ہی وہ کسی دوسرے
کی اصلی شکل کو دیکھ سکتی تھی۔

اتنے میں ایک عورت نے ان دونوں کے درمیان ایک
پیسہ پھینکا۔ عقربہ بھکارن اور عنبر ایک ساتھ پیسہ اٹھانے
کے لیے اس کی طرف بڑھے۔ پھر عنبر پیچھے ہٹ گیا اور بولا

"بہن! یہ تم لے لو۔ مجھے خوشی ہو گی۔"

عقربہ بھکارن نے عنبر کو بالکل نہیں پہچانا تھا۔ کیونکہ ایک
تو اس نے اپنا رنگ کالا کر رکھا تھا۔ دوسرے لمبی ڈاڑھی چھوڑ
رکھی تھی۔ عقربہ بھکارن اس بھکاری یعنی عنبر کے اس اخلاق
سے بڑی متاثر ہوئی۔ اس نے پیسہ اٹھا لیا۔ کیونکہ وہ اپنے
آپ کو ایک اچھی بھکارن ثابت کرنا چاہتی تھی۔ اس نے عنبر کا
شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"بھائی تم کسی شہر سے آئے ہو؟ یہ تمہاری بہن ہے کیا؟"

عنبر نے اپنی آواز بدل رکھی تھی۔ بولا۔

"ہاں جی! یہ میری بہن ہے۔ راجی اس کا نام ہے۔ میرا
نام گنگو ہے۔ ہم کنڈالا شہر کے رہنے والے ہیں۔ وہاں لوگ
زیادہ بھیک نہیں دیتے۔"

کیٹی نے بھی آواز بدل کر کہا۔

"ہاں بہن! کنڈالا میں لوگ بڑے ہوشیار ہو گئے ہیں۔ بھکاریوں
کو بھیک ہی نہیں دیتے۔ ہم کہاں سے کھائیں گے بھلا پھر۔"

عنبر نے عقربہ بھکارن سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آئی ہے؟ اس
نے کہا۔

"بھائی میرا نام چنڈنی ہے۔ میں تو اس شہر کی رہنے والی ہوں۔
اسی شہر میں بھیک مانگتے عمر گزر گئی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بہن چنڈنی! ہم آج ہی یہاں آئے ہیں ہمیں زیادہ بھیک
نہیں ملی لیکن لگتا ہے کہ یہاں کے لوگ دان خوش ہو کر دیتے
ہیں۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"تم کہاں پر رہتی ہو بہن؟"

عقربہ بھکارن ذرا سی چونکی۔ اس کی اس چونکاہٹ کو
عنبر اور کیٹی دونوں نے ہی محسوس کیا۔ آخر وہ سینکڑوں
بلکہ ہزاروں برس سے سفر کر رہے تھے اور دونوں لوگوں کے
چہرے دیکھ چکے تھے۔ پڑھ چکے تھے۔ عنبر نے خاص نظروں سے
کیٹی کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو مجھے اس عورت پر کچھ
شک لگتا ہے۔ کیٹی نے بھی نگاہوں ہی نگاہوں میں جیسے جواب
دیا۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ عقربہ بھکارن نے بالکل محسوس نہ

کیا کہ اس کے چونکنے پر عنبر اور کیٹی ہوشیار ہو گئے ہیں۔ وہ بولی۔
"بہن! ہم بھکاری لوگوں کا بھلا کہاں ٹھکانہ ہوتا ہے۔
جہاں رات پڑتی ہے سو جاتے ہیں۔"
عنبر نے کہا۔
"ویسے چنڈنی بہن۔ ہم نے کنڈالا شہر میں تو ایک جگہ
جنگل میں جھونپڑی بنا رکھی تھی۔ ہم وہاں پر آرام سے رہتے
تھے۔ تم کو بھی چاہیئے تھا کہ کوئی جھونپڑی یا ایک کوٹھڑی بنا لی
ہوتی۔"
اصل میں جب سے عنبر اور کیٹی کو اس عورت پر شک پڑا
تھا تو وہ اس کے ٹھکانے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کریدنا
چاہتے تھے۔ عقربہ بھکارن بولی۔
"میرا کوئی جھونپڑا نہیں ہے بھائی۔ میں تو دو روز سے
اسی کارواں سرائے کے باہر ایک طرف پڑ کر سو جاتی ہوں۔"
کیٹی نے عقربہ بھکارن کو ایک بار پھر اس کے دل کو ٹٹولنے
کے لیے کہا۔
"یہاں بندرگاہ سے دور ایک ویران مینار ہے۔ میرا خیال
ہے ہم تو وہاں جا کر رات گزاریں گے۔"
یہ جملہ کہتے ہوئے کیٹی نے اپنی تیز نگاہیں عقربہ بھکارن کے
چہرے پر جما رکھی تھیں۔ ویران مینار کا نام سنتے ہی عقربہ بھکارن

ایک بار پھر ذرا سی چونک پڑی۔ اس کے اس چونکنے کو کیٹی اور
عنبر نے خاص طور پر ایک بار پھر محسوس کیا۔ اب عنبر نے اس
خیال سے کہ کہیں اس بھکارن کو ان دونوں پر ہی شک نہ
پڑ جائے کہ آخر یہ ویران مینار کا بار بار ذکر کیوں کر رہے ہیں۔
عنبر نے بات کا موضوع بدل دیا اور کہا۔
"بہن چنڈنی! اچھے شہر میں تو ہم لوگوں کی دان دی ہوئی
مٹھائیاں بھی کھاتے تھے۔ یہاں تو ابھی تک کسی نے مٹھائی
ہمیں نہیں دی۔"
عقربہ بھکارن نے کہا۔
"یہاں بازار میں جا کر بھیک مانگو گے تو وہاں جو لوگ مٹھائی
خریدتے ہیں وہ ایک آدھ لڈو بھکاریوں کو بھی دے دیتے ہیں۔"
کیٹی تالی بجا کر بولی۔
"گنگو بھیا! چلو ہم بازار میں جا کر بھیک مانگتے ہیں۔ میرا مٹھائی
کھانے کو بہت دل چاہتا ہے۔"
عنبر بھی اب وہاں سے اٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے عقربہ بھکارن
سے کہا۔
"چنڈنی بہن! زیادہ لڈو ملے تو ہم تمہارے لئے بھی ضرور
لائیں گے۔"
عقربہ بھکارن بولی۔

"تمہاری مہربانی ہوگی گنگو بھائی"

عنبر اور کیٹی چلے گئے تو عقربہ بھکارن نے آرام کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی دوسرے بھکاری یا بھکارن سے اس کی دوستی ہو۔ وہ تو اپنا کام کرنے وہاں آئی تھی۔ اے عنبر اور اس کے ساتھیوں کی تلاش تھی تاکہ اگر وہ وہاں اپنے ساتھی تھیو سانگ کا کھوج لگانے کے لئے آئیں تو عقربہ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکے۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ابھی ابھی جو ایک بھکارن اور بھکاری اس کے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں وہی وہ لوگ تھے جو اپنے ساتھی تھیو سانگ کی کھوج میں وہاں آئے تھے۔

کارواں سرائے سے دور آتے ہی عنبر نے لنگڑا کر چلتے ہوئے کہا۔

"کیٹی! مجھے یہ بھکارن پراسرار لگ رہی ہے۔ وہ دوبار ویران مینار کے نام سے چونکی تھی"

کیٹی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن آخر یہ کون ہو سکتی ہے؟"

عنبر بولا۔

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ہمیں اسکا پیچھا کرنا چاہئے ہو سکتا ہے اسی عورت کی وجہ سے ہمیں تھیو سانگ کا کوئی سراغ

مل جائے"

عنبر اور کیٹی کارواں سرائے کے سامنے ایک ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ تو عقربہ بھکارن کو دیکھ سکتے تھے مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ عقربہ بھکارن تو اپنی جاسوسی میں مصروف تھی۔ اس کی آنکھیں عنبر یا اس کے کسی ساتھی کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اسی طرح جب دن ڈوب گیا اور شام ہونے لگی تو عقربہ بھکارن واپس اپنے ویران مینار کی طرف چل پڑی کہ کل پھر آ کر شہر میں اپنی ڈیوٹی دے گی۔

عنبر اور کیٹی بھی اس کا پیچھا کرنے لگے۔ جب بندرگاہ سے نکل کر عقربہ بھکارن کا رخ ویران مینار کی طرف ہو گیا تو عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے کیٹی سے کہا۔

"تعجب ہے یہ بھکارن تو ویران مینار کی طرف جا رہی ہے شاید"

کیٹی بولی۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن ہمیں اس کا پیچھا کرتے رہنا چاہئے"

شہر سے باہر کا سمندر کنارے والا ویران علاقہ آ گیا۔ ایک جانب سمندر پھیلا ہوا تھا۔ جس میں زرد سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر پتھریلی چٹانوں کے عقب میں ویران مینار نظر آ رہا تھا۔ عقربہ بھکارن ویران مینار کو جانے والے راستے کے پاس آ کر رک گئی۔ اس نے اپنے پیچھے گھوم کر دیکھا کہ

کوئی اس کے پیچھے تو نہیں آ رہا۔ کیٹی اور عنبر ایک دم نیچے ہو گئے۔ شام کا اندھیرا ہو رہا تھا۔ عقربہ بھکارن انہیں نہ دیکھ سکی اور ویران مینار کے دروازے کی طرف بڑھی۔

○
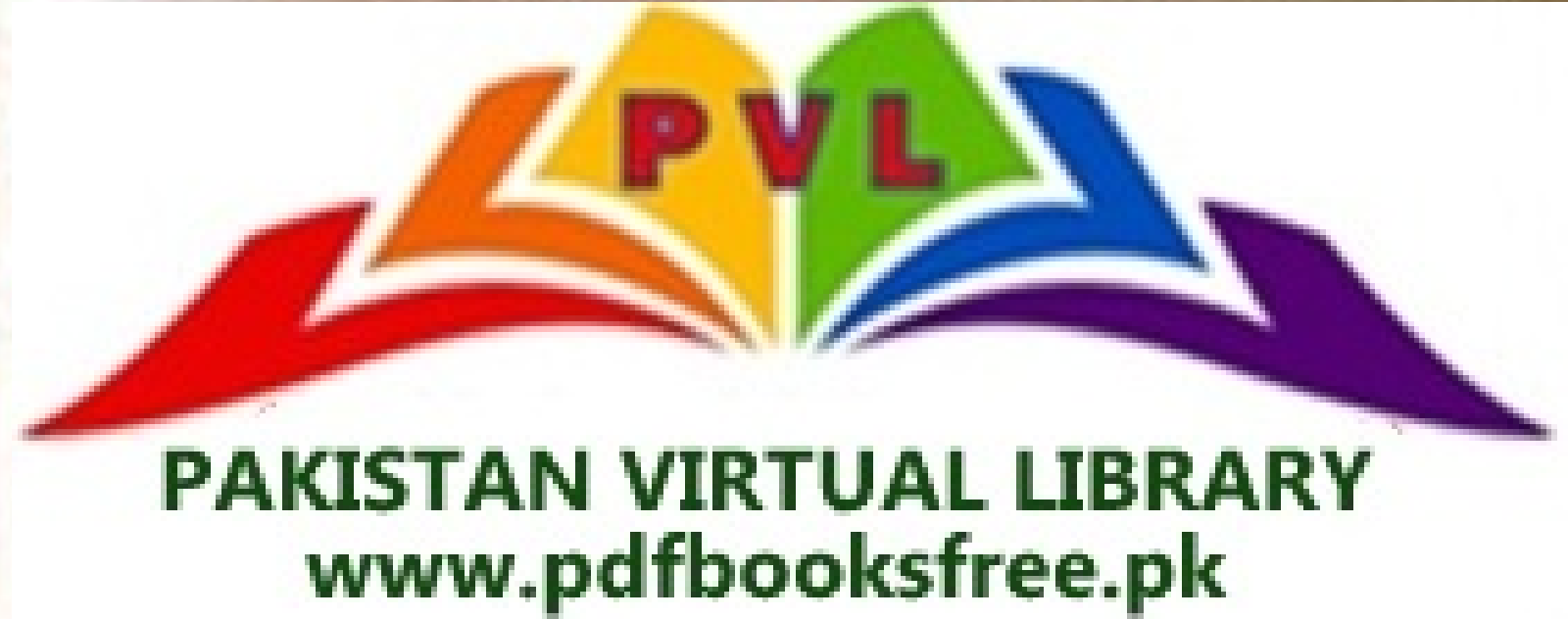
عنبر بھکاری

عقربہ بھکارن ویران مینار میں داخل ہو گئی۔

اسے مینار کے اندر جاتے دیکھ کر عنبر نے کہا۔

کیٹی! ضرور اس عورت کا تعلق تھیو سانگ کے آسیب سے ہے۔ کیونکہ یہی وہ مینار تھا۔ جہاں تھیو سانگ میرے ساتھ ایک بار آیا تھا۔ یہ عورت بھکارن نہیں ہو سکتی۔

کیٹی غور سے مینار کی طرف تک رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ عورت اسی جگہ رات گزارتی ہو"

عنبر بولا۔

"اگر ایسی بات تھی تو اس نے ہم سے یہ سب کچھ چھپایا کیوں اور پھر وہ ویران مینار کے نام پر چونکی کیوں تھی؟"

کیٹی نے کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے پھر؟ ہم مینار کے اندر تو نہیں جا سکتے۔ کاش اس وقت میں غیبی حالت میں ہوتی۔ پھر میں بڑی آسانی سے ویران مینار کے اندر جا کر معلوم کر سکتی تھی کہ اندر یہ بھکارن عورت

کیا کر رہی ہے؟"

"عنبر اور کیٹی وہیں چٹانوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ عنبر نے کہا۔

"اب تو ایک ہی طریقہ ہے کہ اندھیرا ہو تو میں رینگتا ہوا اندر جاؤں اور معلوم کروں کہ یہ عورت اندر کیا کر رہی ہے اور اصل میں یہ کون ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم تو اس وقت بھی جا سکتے ہو۔ اگر وہ تمہیں دیکھ بھی لے گی تو تم کہہ دینا کہ تم بھی رات گزارنے کے لیے جگہ تلاش کرتے آ گئے ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"اس سے اس عورت کو مجھ پر شک پڑ سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی میں جاتا ہوں۔ یہ خطرہ مول لینا ہو گا۔" "تم اسی جگہ ٹھہرنا۔ اگر اس عرصے میں بھکارن باہر آئے تو تم اِدھر اُدھر چھپ جانا"

یہ کہہ کر عنبر ویران مینار کی طرف چلا۔ وہ چٹانوں کی دوسری طرف چلا گیا۔ یہاں سے وہ پتھروں کے درمیان سے گزرتا ہوا ویران مینار کے دروازے کے پاس آ کر آہستہ سے بیٹھ گیا اور کان اندر لگا کر سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے اوپر والی دوسری منزل سے کسی کے شیشے کی آواز آ رہی تھی۔ عنبر لپک کر سیڑھی میں آ گیا اور ایک ایک زینہ کر کے اوپر چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں میں اندھیرا تھا۔ دوسری منزل کا دروازہ غائب تھا۔ عنبر بالکل سانپ کی طرح رینگ کر سیڑھی چڑھتا تھا۔ اس

نے آہستہ سے سر آگے کر کے دیکھا۔ اسے وہی بھکارن کوٹھڑی کے درمیان میں راکھ کے ڈھیر کے سامنے بیٹھی نظر آئی۔ اس کی پیٹھ اس طرح سے عنبر کی جانب تھی کہ عنبر کو اس کے بوڑھے چہرے کا ایک رُخ نظر آ رہا تھا۔ وہ منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر بلند کئے اور اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی۔ اور عنبر کی آنکھوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ بھکارن بوڑھی عورت سے ایکدم جوان لڑکی بن گئی۔

عنبر کا دل اچھل کر اس کے سینے سے باہر آنے لگا۔ کیونکہ اس نے اس لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی لڑکی عقربہ تھی جو ایک بدحال لڑکی بن کر اس کے ساتھ ورنگل تک گئی تھی اور وہاں سے بھیو سانگ کو اغوا کر کے فرار ہو گئی تھی۔ ایک بار تو عنبر کے جسم میں بھی خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ اب اسے احساس ہوا کہ کہیں اس پر بھی آسیب کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن یہ سوچ کر اسے حوصلہ ہوا کہ اگر یہ لڑکی عقربہ بھکارن عورت کے روپ میں اسے اور کیٹی کو نہیں پہچان سکتی تو اب اسے کیسے پہچانے گی؟"

مگر عنبر اس کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ وہیں سیڑھیوں میں دُبکا رہا۔ عقربہ لڑکی نے جوان ہوتے ہی ٹھنڈی راکھ پر منتر پڑھ کر پھونک ماری اور کہا۔

"راستا پا گورو! میں شہر سے واپس آ گئی ہوں۔

تُجھے عنبر اور تھیوسانگ کے دوستوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آ
میرے لیے کیا حکم ہے؟"

اب اندھیرا ویران مینار میں چھا گیا تھا۔ عنبر کو اندھیرے میں
بخوبی نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں عقرب لڑکی پر لگی ہوئی تھیں۔ ا
میں ٹھنڈی راکھ میں سے ایک کچھوے جتنا بڑا سیاہ بچھو اچانک
باہر نکل آیا۔ عنبر غور سے اس بچھو کو دیکھ رہا تھا۔ عقرب لڑکی
اپنا سر بچھو کے آگے جھکا دیا اور بولی۔

"عظیم بچھو! کیا بات ہے۔ ہمارے گورو استاپا کہاں ہیں۔ و
نہیں آئے؟"

عنبر کو کچھوے کی نیم انسانی آواز سنائی دی۔

"ہمارے گورو استاپا اس وقت بدروحوں کے مندر میں ہیں
وہاں جنگل کی تمام بدروحیں جمع ہیں۔ تمہیں بھی وہاں پہنچ جانا چا
تمہیں لینے کے لئے آج آدھی رات کے بعد سیاہ پوش گھوڑا یہاں
سے ایک کوس دُور چوکور چٹانوں کے پاس آ جائے گا۔
عقرب لڑکی نے کہا۔

"لیکن میں بدروحوں کی محفل میں طلسمی ہار کے بغیر داخل نہیں
ہو سکتی۔ ہار میرے پاس نہیں ہے۔"
کچھوے کی آواز آئی۔

"تمہارا ہار اس مینار کی پہلی منزل کے باہر والے زینے کے آخر

پتھر کے نیچے رکھ دیا گیا ہے۔ تم اسے گلے میں ڈال کر بدروحوں کی محفل میں
داخل ہو سکو گی اور سیاہ پوش گھوڑا بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔
لیکن یاد رکھنا۔ آج رات بدروحوں کی محفل میں ایک خاص تقریب
ہو رہی ہے۔ یہ اندھیری روحوں کی اندھی تقریب ہو گی اور یہاں
اندھیرا ہو گا اور کوئی کسی سے بات نہیں کرے گا۔ اس بات کا
خیال رکھنا۔

عنبر کے دل میں ایک نیا خیال آیا۔ وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور
سانپ کی طرح سیڑھیوں میں سے اُتر کر پہلی منزل کے باہر زینے پر آ
گیا۔ اس نے آخری پتھر کو ہٹایا تو نیچے ایک سیاہ منکوں والا ہار پڑا
تھا۔ عنبر نے اُسے اٹھایا اور تیزی سے اس چٹان کی طرف دوڑا جہاں کیٹی
چھپی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے کیٹی کو ہار دکھا کر کہا۔
"میں اس ہار کو پہن کر آج رات بدروحوں کی محفل میں جا رہا
ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا۔
"آخر وہ عورت کہاں رہ گئی ہے؟"
عنبر نے کہا۔
"کیٹی تم یہ سُن کر حیران ہو گی کہ بھکارن عورت اصل میں وہی عقرب
لڑکی ہے جس نے تھیوسانگ کو اغوا کیا تھا۔"
"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" کیٹی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

عنبر نے کہا

"اس وقت خاموش رہو اور یہاں سے بھاگو۔ کیونکہ عقربہ باہر آنے
والی ہے۔ میں اسکا ہار اٹھا کر لے آیا ہوں۔"

"آخر ہم کہاں جا رہے ہیں؟" کیٹی نے دوڑتے ہوئے پوچھا۔
عنبر نے ایک جگہ پتھروں کے درمیان آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں بیٹھ کر عقربہ کا جائزہ لیں گے۔ کیونکہ وہ مینار سے باہر
آکر پتھر کے نیچے سے ہار نکالنے کی کوشش کرے گی جب اسے ہار نہ
ملا تو میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس پر کیا ردّ عمل ہوتا ہے۔"

ان کی نظریں مینار کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اندھیرا گہرا
ہو گیا تھا۔ مگر کیٹی اور عنبر اس اندھیرے میں بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اتنے
میں عقربہ لڑکی ویران مینار کے دروازے میں نمودار ہوئی۔ اس نے باہر
آکر زینے کے آخری پتھر کو ایک طرف ہٹایا۔ پھر جھک کر مٹی اِدھر اُدھر
کرنے لگی۔ جب اسے ہار نہ ملا تو وہ تیزی سے واپس اوپر مینار میں چلی گئی۔
تھوڑی دیر بعد پھر واپس آگئی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر
اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ عنبر نے کہا۔

"شاید کسی نے اسے اوپر کہا ہے کہ تمہارا ہار جس کے پاس ہے وہ
دُور چٹانوں میں چھپا بیٹھا ہے۔

کیٹی آہستہ سے بولی۔

"اب کیا ہوگا۔ وہ تو ہم پر کوئی آسیب کر دے گی۔"

عنبر نے کہا

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہماری موجودگی کا علم ہوا ہے
یا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ غیب کا علم نہیں رکھتے۔

عنبر کا خیال بالکل درست تھا۔ عقربہ لڑکی آہستہ آہستہ چلتی ان
کے قریب سے گزر گئی۔ جب وہ کچھ فاصلے پر چلی گئی تو عنبر نے کہا۔

"دیکھا۔ اسے ہماری موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔

کیٹی نے دھیمی زبان میں کہا۔

"کیا یہی وہ بوڑھی بھکارن عورت ہے؟

عنبر نے کہا۔

"ہاں! اور یہی وہ عقربہ لڑکی ہے جو تھیو سانگ کو اپنے ساتھ پھسلا
کر جنگل میں لے گئی تھی اور پھر اُسے غائب کر دیا۔

"مگر یہ اب کہاں جا رہی ہے؟" کیٹی نے پوچھا۔

"یہ مجھے بھی معلوم نہیں۔ لیکن میں آج رات بد روحوں کی محفل
میں جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں تھیو سانگ
بھی ضرور ہوگا۔

کیٹی بولی۔

"مگر پہلے یہ تو دیکھیں کہ یہ عقربہ لڑکی کہاں جا رہی ہے؟ چلو اس
کا تعاقب کرتے ہیں۔"

عنبر اور کیٹی چٹانوں کے پتھروں سے نکل کر عقربہ لڑکی کے پیچھے

پیچھے چل پڑے۔ عقربہ کو جب زینے کے نیچے طلسمی ہار نہ ملا تو وہ بھاگ کر اوپر گئی۔ راکھ کے ڈھیر میں سے کچھوے کو بلایا اور کہا کہ پتھر کے نیچے ہار موجود نہیں ہے۔ کچھوے نے کہا۔

"اس ہار کو تلاش کرو۔ وہ تمہارے لئے وہاں رکھا گیا تھا اگر وہ ہار نہ ملا تو تم کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی اور گورد اس تاباں کی سزا سے تم خوب واقف ہو۔ تمہیں گرم راکھ کے ڈھیر میں دبا دیا جائے گا۔"

عقربہ یہ سن کر خوف زدہ ہوئی اور نیچے کو دوڑی۔ اس نے پتھروں کو ہٹا کر طلسمی ہار کو جگہ جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ہار تو وہاں پر تھا ہی نہیں۔ اسے کہاں سے ملتا؟ دور چٹان کے پیچھے چھپے عنبر اور کیٹی اس آسیبی لڑکی کو ہار تلاش کرتے دیکھ رہے تھے۔ جب عقربہ لڑکی کو وہاں ہار نہ ملا تو وہ سمجھ گئی کہ وہاں کوئی چور چوری کی نیت سے آیا ہوگا۔ اس نے زینے کا پتھر اکھڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ شاید اس کے نیچے کوئی خزانہ دبا ہوا ہو۔ چنانچہ وہ ہار لے کر فرار ہوگیا ہے۔ عقربہ لڑکی چور کی جستجو میں بندرگاہ کی طرف چلی تو کیٹی نے کہا:

"عنبر بھیا! وہ ہماری طرف آرہی ہے"

عنبر نے کہا۔

"چٹان کے پیچھے ہو جاؤ۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکے گی"

کیٹی اور عنبر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ ایک چھوٹی سی درز میں سے عنبر عقربہ لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں اب رات کا اندھیرا ضرور پھیل چکا تھا مگر عنبر اور کیٹی کی آنکھیں اس اندھیرے میں بھی روشن تھیں۔ عقربہ جب چٹان کے قریب سے گزرنے لگی تو اچانک اسے اپنے طلسمی ہار کی کرنوں کی گرمی محسوس ہوئی۔ عقربہ لڑکی چٹان کی طرف بڑھی۔ کیونکہ طلسمی ہار کی گرمی اس چٹان کی طرف سے ہی اسے محسوس ہو رہی تھی۔ جونہی عنبر نے عقربہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے کیٹی کے کان میں کہا۔

"جلدی سے اس گڑھے میں اتر کر چھپ جاؤ۔ جلدی کرو۔"

کیٹی فوراً قریبی گڑھے میں اتر کر چھپ گئی۔ اتنے میں عقربہ لڑکی چٹان کی اوٹ میں عنبر کے سامنے آگئی۔ عنبر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنی خاص طاقت کے ذریعے اندھیرے میں دیکھ رہے تھے۔ عقربہ لڑکی نے عنبر کو اور عنبر نے عقربہ لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ عنبر نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"آخر تم مجھے مل ہی گئیں۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ مجھے یہ بتا دو کہ مقدس سانگ کو تم نے کہاں پہنچایا ہے۔ وہ کہاں ہے؟"

عقربہ لڑکی اگرچہ عنبر کو سامنے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے گھبرا ضرور گئی تھی لیکن آخر وہ آسیبی لڑکی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بولی۔

"عنبر! اس وقت تم میرے طلسمی چکر کے اثر میں ہو تمہاری خیریت
بھی اسی میں ہے کہ جو طلسمی ہار تم زینے کے پتھر میں سے اٹھا کر لائے ہو وہ
میرے حوالے کر دو۔"

عنبر نے جیب سے طلسمی ہار نکالا اور اُسے مٹھی میں لے کر
کہا۔

"یہ ہار تمہارے حوالے اسی صورت میں کروں گا کہ تم مجھے
چھیو سانگ کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہے؟"

عقربہ لڑکی کو غصہ آگیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ [illegible]
اس نے عنبر کی جانب اپنے دونوں ہاتھ [illegible] اشارہ کیا
تھا کہ عنبر پر اس نے جو جنتر کیا ہے وہ اس کی زد میں آکر بھسم
بن جائے گا مگر ایسا نہ ہوا۔ عقربہ لڑکی کو گردن سے دبوچ لیا۔ عقربہ لڑکی
نے دوسرا طلسم پھینکا مگر اس کا بھی اثر نہ ہوا۔ عنبر نے اب آگے بڑھ کر
اسے عقربہ لڑکی کی گردن میں گھسے ہوئے ایک کیل کا ایک حصہ
باہر کو نکلا ہوا محسوس ہوا۔ عنبر نے کیل کو پکڑ لیا۔ عقربہ نے چیخ
مار کر کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر نے کہا۔

"چھیو سانگ کہاں ہے؟ بتاؤ۔ بتاؤ۔"

عقربہ نے کہا۔

"میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے اسکا حکم نہیں۔ مجھے چھوڑ دو۔"

عنبر کو غصہ آگیا۔ اس نے عقربہ لڑکی کی گردن سے کیل باہر کھینچ
دیا۔ کیل کے باہر نکلتے ہی عقربہ لڑکی غائب ہو گئی اور عنبر کو اندھیرے
میں ایک سیاہ بچھو ہوا میں اچھل کر اندھیرے میں گم ہوتا نظر آیا۔ کیٹی
نے گڑھے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لڑکی کہاں چلی گئی؟"

عنبر نے کہا۔

"غائب ہو گئی۔ یہ دیکھو۔ اس کی گردن میں یہ کیل ٹھکی ہوئی تھی۔"

کیٹی بولی۔

"اسے پھینک دو۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے میں اپنے پاس رکھوں گا۔ ابھی چھیو سانگ نہیں ملا۔
یہ کیل اس کی تلاش میں ہمارے کام آ سکتا ہے۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"عنبر! تم پر اس طلسمی لڑکی کے جادو کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر بولا۔

"اس لیے کہ میرا ارادہ اور خدا پر اعتقاد مضبوط ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اس سے پہلے تو تم پر جادو کا اثر ہو جایا کرتا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میرا ارادہ اور خدا پر اعتماد ڈگمگا

جاتا ہے تو جادو کا اثر ہو جاتا ہے۔ جس وقت میرا ایمان پختہ ہوتا ہے جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ جس آدمی کا ارادہ مضبوط ہے، جو خدا پر پکا ایمان رکھتا ہے۔ اس پر دنیا کے کسی جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ اس لڑکی سنتے تو ہمیں تھیو سانگ کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔"

عنبر بولا:

"طلسمی ہار میرے پاس ہے۔ آج رات کسی خفیہ جگہ پر ان آسیبی روحوں کی محفل لگ رہی ہے۔ میں وہاں جا سکتا ہوں۔ کیونکہ طلسمی ہار میرے پاس ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے تھیو سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس میں بہت خطرہ ہے عنبر۔ اگر ان آسیبی بدروحوں کو تمہارا پتہ چل گیا تو تم وہاں سے کبھی واپس نہ آسکو گے۔ پھر میں کیا کروں گی۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میرا مشن اپنے دوست کی تلاش ہے۔ میں کسی دنیاوی لالچ یا خود غرضی یا دولت حاصل کرنے کے لیے یہ کام نہیں کر رہا۔ خدا میری مدد کرے گا۔ تم بے فکر رہو۔ آؤ۔ کارواں سرائے میں چلتے ہیں۔"

دونوں کارواں سرائے کی کوٹھڑی میں آگئے۔

جب رات آدھی ہونے لگی تو عنبر نے کیٹی سے کہا۔

"تم یہاں رہ کر میرا انتظار کرنا۔ میں آسیبی روحوں کی محفل میں شرکت کرنے جا رہا ہوں۔ جب تک میں واپس نہ آجاؤں تم یہاں سے کہیں مت جانا۔"

کیٹی نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائے گی۔ عنبر نے کہا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ اسے سرائے کی کوٹھڑی میں ہی رہنا ہوگا۔ کیٹی خاموش ہو گئی۔ عنبر نے طلسمی ہار اپنے گلے میں ڈالا اور سمندر کی چٹانوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت وہ بھکاری کے بھیس میں نہیں بلکہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔ رات اندھیری تھی۔ وہ ویران سنسان راستوں پر چلتا ویران مینار کے قریب سے گزرتا ہوا دور سمندر کے کنارے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں ایک چٹان کا تخت سا بنا ہوا تھا۔ کچھوے نے عنبر کو اسی جگہ رکنے کو کہا تھا۔ وہاں ایک سیاہ پوش گھوڑے کو آدھی رات کے بعد آکر اسے آسیبی بدروحوں کی محفل میں لے جانا تھا۔ عنبر کے دل میں طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔ ایک تو وہ اپنی شکل سے پہچانا جا سکے گا۔ نہ جانے آسیبی روحیں یا بدروحیں وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اگر وہ کسی طریقے سے اپنے چہرے کو چھپا سکتا تو بہتر تھا۔ لیکن وہ تو کسی اعتبار سے بھی کوئی ایسی

روح نہیں لگ رہا۔ عنبر اس کشمکش میں تھا کہ اسے دور سمندر کے کنارے ایک سایہ اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عنبر اسے دیکھنے لگا یہ ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر سیاہ چادر پڑی تھی اور اسکا چہرہ بھی اس سیاہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ یہ سیاہ پوش گھوڑا عنبر کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔ طلسمی ہار عنبر نے گلے میں پہن لیا تھا۔ گھوڑا عنبر کے پاس رکتے ہی ہنہنایا۔ عنبر کو آواز سنائی دی۔

"اے طلسمی ہار والی بد روح! میرے اوپر ایک سیاہ لبادہ رکھا ہے۔ اسے پہن لو۔"

عنبر یہی چاہتا تھا۔ اس نے جلدی سے گھوڑے کی پیٹھ پر رکھا ہوا لبادہ اٹھایا۔ یہ لبادہ ایسا تھا کہ اس کے ساتھ سر پر پہننے کے لئے ایک سیاہ نقاب والی ٹوپی بھی تھی۔ عنبر نے اسے پہن لیا۔ اب وہ سر سے پاؤں تک سیاہ پوش ہوگیا تھا۔ سیاہ ٹوپی ایک نقاب کی طرح اس کی گردن تک آگئی تھی۔ طلسمی ہار عنبر کی گردن میں پڑا تھا اور طلسمی کیل اس کی جیب میں تھی۔ گھوڑا ایک بار پھر ہنہنایا۔ عنبر کو آواز آئی۔

"میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ۔"

عنبر سیاہ پوش گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ گھوڑا واپس مڑا اور اندھیری رات میں سمندر کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کچھ دور دُلکی چال چلتے رہنے کے بعد گھوڑے نے اپنی اگلی ٹانگیں اوپر اٹھالیں

اور فضا میں اوپر کو اٹھنے لگا۔ گھوڑا اب ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ عنبر گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا [illegible] تھا کہ یہ اسے کسی دوسرے ملک میں تو نہیں [illegible] نہیں تھی۔ سیاہ پوش گھ[illegible] اوپر سے اڑتے ہوئے ایک ویسی جگہ [illegible] ہے لگا جہاں زمین پر بڑی بڑی نوکیلی چٹانیں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ سیاہ پوش گھوڑا نیچے آیا تو ایک سیاہ بادل نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کالے بادل کا اندھیرا اتنا سیاہ تھا کہ عنبر کو بھی کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ گھوڑے کا رُخ نیچے کو تھا۔

پھر گھوڑے کے قدم جیسے زمین پر جا لگے اور وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کالا سیاہ بادل ابھی تک عنبر کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھا۔ یہ بادل بھی گویا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اب عنبر نے محسوس کیا کہ گھوڑے کے [illegible] پتھروں پر پڑنے کے بعد ان کی آواز گونج رہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کسی غار میں آگئے ہیں۔ پھر اندھیرا کم ہونے لگا۔ اب عنبر نے دیکھا کہ اس کے آس پاس کہیں کہیں ایسے نقطے چمک رہے ہیں جیسے کسی جانور کی آنکھیں اندھیرے میں چمکتی ہیں۔ گھوڑا ایک طرف گھومنے کے بعد رُک گیا اور عنبر کو گھوڑے کی آواز آئی۔

اے آسیبی روح! یہاں اتر جا۔ مجھے واپس جانا ہے۔

عنبر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ گھوڑا فوراً ہی غائب ہوگیا۔ عنبر سیاہ

نقاب اور سیاہ لبادے میں وہاں کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تکنے لگا۔
اسے اپنے آس پاس کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ صرف دُور دُور نقطے
سے چمک رہے تھے۔ عنبر نے زور سے آنکھیں ملیں۔ اسے پھر بھی ان
چمکیلے نقطوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اتنے میں ایک سانپ کی پھنکار
ایسی ڈراؤنی اور رونگٹے کھڑے کر دینی والی آواز آئی۔ اس آواز نے عنبر
سے کہا۔

"آسیبی روح! میرے ساتھ آؤ۔ بدروح سبھا شروع ہونے والی
ہے۔"

عنبر نے گردن گھمائی تو اسے اپنی ہی طرح کا ایک سیاہ پوش انسانی
پتلہ دکھائی دیا۔ عنبر منہ سے کچھ نہ بولا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔
غار کے ایک تنگ دروازے سے گزرنے کے بعد عنبر ایک ایسے
ہال کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس نے دیکھا کہ کئی سیاہ پوش بدروحیں
ایک دائرے کی شکل میں دیوار کے ساتھ کھڑی ہیں۔ عنبر بھی ایک
طرف جا کر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ درمیان میں گول چبوترے پر آگ
جل رہی تھی۔ اس کے سامنے تین بدروحیں سیاہ نقاب اوڑھے آلتی پالتی
مارے بیٹھی منتروں کا جاپ کر رہی تھیں۔ عنبر غور سے ان کے منتر
سننے لگا۔ اس کی سمجھ میں اپنی دنیا کی ہر زبان آ جاتی تھی مگر یہ منتر اس
کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ آگ میں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ دیواریں
سیاہ پتھروں کی تھیں جن پر آگ کے شعلوں کی روشنی بھوتوں کی

طرح رقص کر رہی تھی۔ سب آسیبی روحیں خاموش اور ساکت کھڑی
تھیں۔ وہاں صرف منتر پڑھنے والی بدروحوں کی سرسراہٹ نما سانپ
کی پھنکار ایسی آوازیں ہی بلند ہو رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ آگ کے شعلے مدھم
پڑنے لگے۔ پھر جب آگ جل گئی اور لکڑیوں کے شعلے راکھ بن کر بجھ
گئے تو تینوں بدروحوں میں سے ایک بدروح نے فضا میں ہاتھ بلند
کیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک صراحی جانے کہاں سے آگئی۔
اس بدروح نے گرم راکھ میں صراحی کا پانی انڈیلنا شروع کیا۔ راکھ
میں سے سوں سوں کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر راکھ ٹھنڈی ہو گئی۔
راکھ کے ٹھنڈی ہوتے ہی ایک بڑا سا کچھوا اس راکھ میں سے
نکل کر باہر آگیا اور گول دائرے میں ایک چکر لگانے کے بعد نیم انسانی
آواز میں بولا۔

"گورو استاپا کی سواری سبھا میں آ رہی ہے۔ سب اس کی
تعظیم کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر کچھوا ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ تینوں بدروحیں بھی
چبوترے سے اتر کر سر جھکائے کھڑی ہو گئیں۔ عنبر کو ہر لمحے یہی دھڑکا لگا
تھا کہ وہ کسی وقت بھی پہچان لیا جائے گا اور تھیجو سانگ کو حاصل کئے
بغیر خواہ مخواہ کسی نئی مصیبت میں پھنس جائے گا لیکن اسے ہر حالت میں
اس جگہ پر رہنا تھا اور ہر مصیبت کا مقابلہ کرنا تھا۔ اس کی نظریں بھی
دوسری آسیبی بدروحوں کی طرح چبوترے کے درمیان والی ٹھنڈی
راکھ پر لگی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ٹھنڈی راکھ کے ڈھیر میں سے ایک

ہاتھ باہر نکلنے لگا۔ اس ہاتھ پر سیاہ بال تھے اور ناخن باہر ابھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ٹھنڈی راکھ کے کیچڑ میں سے ایک عجیب و غریب چہرہ ابھرا جو شاید کبھی کسی انسان کا چہرہ ہوگا مگر اب اس قدر ڈراؤنا اور ہیبت ناک تھا کہ اسے دیکھ کر عنبر کے جسم میں بھی دہشت کی سرد لہر دوڑ گئی۔

یہ استاپا شیطان گورو کا چہرہ تھا۔ اس کے نمودار ہوتے ہی آسیبی بدروحوں نے بلند آواز میں عجیب سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر باری باری سب نے تین بار اپنے سر جھکائے۔ عنبر نے بھی ان کی تقلید میں ایسا ہی کیا۔ ڈراؤنے چہرے کے ہونٹ نیچے کو لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی حرکت ہوئی اور پھر ایک کھڑکھڑاتی ہوئی سوکھی خشک آواز آئی

"آسیبی روحوں کی یہ سبھا اس لئے بلائی گئی ہے کہ آج تمہارا گورو یعنی میں استاپا تمہیں اپنی سب سے بڑی طلسمی کرامت دکھانا چاہتا ہوں۔ یہ وہ طلسم ہے جس کی مدتوں سے مجھے تلاش تھی۔ ہم اپنے آسیب سے اور تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کسی شئے کو انسان سے بچھو بنا سکتے ہیں۔ اسے غائب کر سکتے ہیں۔ لیکن اسے چھوٹا سا بونا نہیں بنا سکتے تھے۔ میں چاہتا تھا کہ اس ساری دنیا پر ہماری حکومت ہو جائے اور اس دنیا کے لوگ زندہ بھی رہیں مگر اتنے چھوٹے چھوٹے بونے بن جائیں کہ وہ ہمارے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکیں۔ یہ طلسم بڑی

مشکل سے میرے ہاتھ آگیا ہے۔ اب ہم دنیا کی ساری عمارتوں سارے لوگوں سارے جانوروں کو اتنا چھوٹا کر دیں گے کہ وہ ہمارے ٹخنوں تک بھی نہ پہنچ سکیں گے، پھر ساری دنیا پر ہماری حکمرانی ہو گی۔ ہماری بادشاہت ہو گی۔ یہ ساری زمین ہماری ہو گی۔ ہم جو چاہیئے کریں گے۔"

سب آسیبی بدروحیں خاموش کھڑی دلچسپی سے شیطانی گورو استاپا کی تقریر سن رہی تھیں۔ پھر استاپا نے اپنا بالوں بھرا ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"میرے غلام کو لایا جائے"۔

اس کے ساتھ ہی ایک طرف سے پتھر کی دیوار ہٹ گئی اور عنبر کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے مھیو سانگ کو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش گھوڑے کی باگ تھامے ایسے قدم اٹھاتا چلا آرہا ہے جیسے اس میں کسی نے چابی بھر دی ہو اور وہ کسی کھلونے کی طرح ایک ایک قدم بڑھاتا چلا آرہا ہو۔ چبوترے کے سامنے آ کر وہ رک گیا۔ مھیو سانگ نے جھک کر تین بار استاپا کے ڈراؤنے چہرے کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عجیب سی بھاری آواز میں بولا:

"میرے آقا! غلام حاضر ہے۔ کیا حکم ہے؟"

استاپا نے کہا۔

"تمہیں جو طلسم میں نے عطا کیا ہے اس کا نمونہ ان بدروحوں کو دکھاؤ۔

اس گھوڑے پر اپنی انگلی لگاؤ۔"

تھیو سانگ نے جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر میرے آقا۔"

صاف لگ رہا تھا کہ تھیو سانگ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے، اس پر کسی طلسم کا اثر ہے اور اسی جادو کے اثر کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ تھیو سانگ نے سیاہ پوش گھوڑے کو اپنی خاص طلسمی انگلی سے چھوا ہی تھا کہ گھوڑا ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں اتنا چھوٹا ہو گیا کہ کسی کو پہلے تو نظر ہی نہ آیا۔ پھر استاپا کے حکم سے تھیو سانگ نے گھوڑے کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ استاپا نے تھیو سانگ کو حکم دیا۔

"اپنی ہتھیلی پر رکھے ہوئے گھوڑے کو ایک ایک کر کے سب آسیبی بدروحوں کو دکھاؤ۔"

"جو حکم میرے آقا۔"

تھیو سانگ نے جھک کر کہا۔ اور سیاہ پوش گھوڑے کو جس کا سائز ایک کالے بھنورے جتنا ہو گیا تھا اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور دیوار کے ساتھ دائرے کی شکل میں کھڑی سیاہ پوش بدروحوں کے پاس آیا۔ ایک بدروح کو بونے قد کا گھوڑا دکھاتا اور آگے دوسری بدروح کے پاس آجاتا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ وہ اس کے پاس بھی آئے گا۔

آسیب کا بال

تھیو سانگ ہتھیلی پر سیاہ پوش بونا گھوڑا دکھاتا چلا آرہا تھا۔ عنبر نے سوچ رکھا تھا کہ جونہی تھیو سانگ اس کے پاس آئے گا وہ اسے اس کے طلسم سے بیدار کرنے کی کوشش کرے گا اور اسے اپنی شناخت کا احساس دلائے گا۔ تھیو سانگ اب عنبر کی ساتھ والی سیاہ پوش بدروح کے پاس آگیا تھا۔ اس نے بدروح کو ہتھیلی آگے کر کے گھوڑا دکھایا اور پھر عنبر کے پاس آگیا۔ تھیو سانگ نے اسے بھی سیاہ پوش بدروح ہی سمجھا اور ہتھیلی آگے کر دی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"تھیو سانگ! میں عنبر ہوں۔ تمہارا بھائی عنبر!"

یہ سنتے ہی تھیو سانگ نے چلا کر کہا۔

"استاپا! میرے آقا! یہ کوئی باہر کا آدمی ہے۔ یہ بدروح نہیں ہے۔"

میرے خدا! عنبر سر پیٹ کر رہ گیا۔ خود تھیو سانگ نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ تھیو سانگ کے اس اعلان کے ساتھ ہی استاپا نے چیخ ماری اور

کہا۔

"اس آدمی کو پکڑ کر میرے سامنے پیش کرو۔ یہ ہمارا دشمن ہو گا جو ہمارے راز معلوم کرنے یہاں آیا ہے۔"

عنبر پر بدروحیں ٹوٹ پڑیں مگر عنبر کی طاقت کے آگے ان کی پیش نہ گئی۔ استاپا نے جب یہ دیکھا تو چیخ کر تھیو سانگ کو حکم دیا!

"اس کو قابو میں کرو تھیو سانگ!

یہ سنتے ہی تھیو سانگ اچھل کر عنبر پر کود پڑا اور اسے اپنی انگلی سے چھو دیا۔ عنبر فوراً ہی ننھا سا بونا بن گیا۔ تھیو سانگ نے اسے دو انگلیوں سے دبوچ کر اٹھا لیا اور استاپا کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ استاپا نے فوراً ہی اسے اپنی بالوں بھری مٹھی میں جکڑ لیا اور کھڑکھڑاتی آواز میں بولا۔

"یہ زندہ انسان باہر سے ہمارے خفیہ ٹھکانے کا پتہ چلاتے یہاں بھیجا گیا تھا۔ اسے ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ فوراً سامنے والے گڑھے میں آگ جلائی جائے۔

اسی وقت بدروحوں نے گڑھے میں آگ روشن کر دی۔ جب اس کے شعلے اٹھنے لگے تو استاپا نے کہا۔

"تھیو سانگ! اس دشمن بونے کو اس آگ میں پھینک دو یہ اس آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا

تھیو سانگ نے بونے عنبر کو گردن سے پکڑ لیا۔ عنبر نے چلا چلا کر کہا۔"

"تھیو سانگ ہوش کرو۔ میں عنبر ہوں۔ میں عنبر ہوں۔"

مگر تھیو سانگ تو استاپا کے جادو کے اثر میں تھا۔ اس پر عنبر کی چیخ و پکار کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ تھیو سانگ نے سب آسیبی بدروحوں کے سامنے عنبر کو بھڑکتے ہوئے شعلے میں پھینک دیا۔ تھیو سانگ پر استاپا کے طلسم کا اس قدر شدید اثر تھا کہ وہ عنبر کو پہچان نہیں سکا تھا اور اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ عنبر آگ میں کبھی نہیں جل سکتا۔ عنبر ایک ننھے سے بونے کی شکل میں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گرتے ہی گڑھے کی تہہ میں آگ میں سرخ انگاروں کے اوپر جا پڑا۔ اس نے اوپر کو دیکھا۔ اسے سوائے شعلوں کے سرخ اور زرد مرغولوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ اس پر آگ کی تپش کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ صرف اتنا فرق پڑا تھا کہ اسے سوائے زرد اور سرخ شعلوں کے اپنے اردگرد اور اوپر نیچے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

عنبر انگاروں کے درمیان ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب اسے ایک ہی خطرہ تھا کہ جونہی آگ بجھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی بدروح اس کی ہڈیوں کو دیکھنے کے لیے آگ کو کریدے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اسے زندہ بل جائے گا اور استاپا پر راز

کھل جائے گا کہ عنبر مر نہیں سکتا۔ اس کی وجہ سے ممکن ہے استاپا گورو
اسے بھی ہتھیو سانگ کی طرح اپنے طلسم میں جکڑ کر اپنے قبضے میں
کر لے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تو عنبر شاید ہی وہاں سے ہتھیو سانگ کو
لے کر فرار ہو سکے۔

عنبر دیر تک انگاروں کے درمیان دبکا بیٹھا رہا۔ یہاں
تک کہ آہستہ آہستہ شعلے ماند پڑ گئے اور اب صرف گڑھے میں
انگارے ہی دہک رہے تھے۔ عنبر ان انگاروں کے نیچے تھا۔
اسے ایسا لگا جیسے اوپر سے کوئی انگاروں کو ادھر ادھر ہٹا رہا
ہے۔ عنبر انگاروں کے اور نیچے چلا گیا۔ اب اسے اوپر سے آواز
آتی سنائی دی۔ یہ استاپا کی سانپ کی پھنکار ایسی آواز تھی۔
"آج کی سبھا ختم ہوتی ہے۔ پرسوں رات اس مہینے کی سب
سے تاریک رات ہو گی۔ اسی رات کو ہم دنیا پر اپنے قبضے کا کام
شروع کر دیں گے سب سے پہلے ہم بندرگاہ پر موجود تمام
جہازوں کو ہتھیو سانگ کی انگلی کی مدد سے چھوٹے چھوٹے کھلونوں
میں تبدیل کریں گے۔ اس کے بعد شہر کی عمارتوں اور پھر شہر کے
تمام لوگوں کو ننھے بونے بنا ڈالیں گے اب تم لوگ جا سکتے ہو۔"
استاپا کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور پھر بدروحوں
نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں دور
ہوتے ہوئے ختم ہو گئیں اور باہر سناٹا چھا گیا۔ عنبر کو اب اپنا

عمل تیز کرنا تھا۔ اس کے پاس وقت زیادہ نہیں تھا۔ کیونکہ دو دن
کے بعد استاپا ہتھیو سانگ کی مدد سے شہر کی عمارتوں اور لوگوں
کو بونے بنانے کا کام شروع کرنے والا تھا۔ اس سے پہلے پہلے
عنبر کو ہتھیو سانگ کو کسی نہ کسی طرح ہوش میں لانا تھا تاکہ وہ
اتنے بڑے گناہ سے بچ سکے اور لوگوں کو بونے نہ بنائے۔
عنبر آہستہ سے انگاروں میں سے باہر نکلا۔ انگارے اوپر
سے بجھ گئے تھے اور ان پر سفید راکھ جمع ہو گئی تھی۔ عنبر نے ایک
طرف سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ اس کو گڑھے کی دیوار کنوئیں کی
طرح نظر آئی۔ گڑھا اتنا بڑا نہیں تھا مگر عنبر بہت چھوٹا ہو گیا تھا
بڑی مشکل اور محنت کے بعد عنبر گڑھے سے باہر نکلنے میں کامیاب
ہو گیا۔ وہ ایک ننھے سے چوہے کی طرح بڑے ہال کمرے کے فرش
پر کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ سارا کمرہ خالی تھا۔ چبوترے
کی راکھ کے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔ عنبر اس دیوار کی طرف چلا
جدھر سے دیوار شق ہوئی تھی اور ہتھیو سانگ سیاہ پوش گھوڑے
کے ساتھ نمودار ہوا تھا۔

دیوار پتھر کی تھی اور جگہ جگہ سے ابھری ہوئی۔ عنبر کو یہ دیوار
بہت بڑی لگ رہی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اس
کے پاس ہی ایک تنکا پڑا تھا جو اسے لمبے سوٹے کی طرح نظر آ رہا
تھا۔ عنبر نے اپنے ننھے ہاتھ جیبوں میں ڈال کر ٹٹولا۔ اس کی

ایک جیب میں وہ طلسمی کیل ابھی تک پڑی تھی جو اس نے عقرب
لڑکی کی گردن سے نکالی تھی۔ یہ کیل بھی اس کے ساتھ ہی چھوٹی
ہوگئی تھی۔ طلسمی ہار نہ جانے کہاں چلا گیا تھا۔ وہ عنبر کی گردن
میں نہیں تھا۔ عنبر کو خیال آیا کہ اس کیل سے۔ وہ کیا کام لے سکتا ہے؟
اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ یہ طلسمی کیل ہے
ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے دیوار کھل جائے۔ عنبر نے آہستہ سے
کیل کی نوک ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگا دی۔ کیل کے لگتے ہی
دیوار کا پتھر بغیر آواز پیدا کئے اپنی جگہ سے کھسک گیا اور وہاں
ایک دروازہ نمودار ہوگیا۔ عنبر دوڑ کر دروازے میں سے گزر کر دوسری
طرف آگیا۔

اس نے طلسمی کیل کو واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اب غور
سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے لگا۔ عنبر اگرچہ
چھوٹا سا بونا ہو گیا تھا۔ مگر اس کی اصلی طاقت اب بھی اس کے پاس
ہی تھی۔ وہ گھپ اندھیرے میں بھی چیزوں کو دیکھ لیتا تھا۔ اس
نے دیکھا کہ وہ ایک گول غار نما کمرے میں تھا۔ سامنے کونے میں ایک
گول سوراخ تھا۔ یہ سوراخ کافی کشادہ تھا اور اس میں سے گھوڑا
بھی گزر سکتا تھا۔ عنبر کو خیال آگیا کہ تھیو سانگ اسی کشادہ
سوراخ میں سے گھوڑے کو لے کر آیا ہوگا۔ وہ دوڑتا ہوا سوراخ
میں داخل ہوگیا۔ دوسری طرف اس نے دیکھا کہ ایک تنگ غار

ہے۔ ایک اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس چبوترے پر سے اسے کسی
انسان کے خراٹے لینے کی آواز آرہی تھی۔ عنبر نے سوچا کہ چبوترے
کے اوپر چڑھ کر دیکھنا چاہیئے کہ یہ کون سو رہا ہے۔

ایک جانب چبوترے کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ لیکن عنبر
چونکہ ایک چوہے جتنے سائز کا بن چکا تھا اس لئے اسے ایک زینے
سے دوسرے زینے تک جانے میں کافی دقت اور محنت سے کام
لینا پڑا۔ چار سیڑھیاں کو عنبر نے آدھ گھنٹے میں پار کیا اور
جب وہ چبوترے پر پہنچا تو اس کا سانس اس طرح پھول رہا
تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے پہاڑ کی چڑھائی چڑھ کر آیا ہو۔
اندھیرے میں اس کی نظر چبوترے کے فرش پر پڑی تو خوش ہوا۔
کیونکہ فرش پر تھیو سانگ گہری نیند سو رہا ہے۔ اتنا لمبا چوڑا
تھیو سانگ عنبر نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہی بات تھی کہ
تھیو سانگ کا قد تو نارمل انسان جتنا تھا مگر عنبر بہت چھوٹا ہو
چکا تھا۔ عنبر نے جھک کر غور سے تھیو سانگ کو دیکھا۔ وہ گہری
نیند میں تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ عنبر اس کی چھاتی پر چڑھ
گیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ سوتے میں تھیو سانگ کو کچھ احساس
تک نہ ہوا۔ عنبر نے تھیو سانگ کی گردن کو دیکھا کہ اس نے
کوئی طلسمی ہار تو نہیں پہن رکھا مگر اس کی گردن خالی تھی۔ عنبر
تھیو سانگ کی گردن پر جھکا ہوا تھا۔ اچانک اس کا اوپر

کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اسے تھیو سانگ کی گردن
پر بھی اسی قسم کا کیل باہر کو ابھرا ہوا نظر آرہا تھا جیسا کیل
عقرب لڑکی کی گردن میں دھنسا ہوا تھا۔
عنبر کو خیال آیا کہ اگر میں اس طلسمی کیل کو باہر کھینچ نکالوں
تو ہو سکتا ہے تھیو سانگ پر استاپا کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے۔
وہ آگے بڑھتا رک گیا۔ کیونکہ کیل نکالنے سے الٹا اثر بھی ہو سکتا
تھا۔ مگر اس کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔ عنبر تھیو سانگ کے
بازو کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کی گردن کے بالکل قریب آگیا۔
کیل اسے کافی بڑا نظر آرہا تھا۔ مگر عنبر کی طاقت اس کے جسم میں
باقی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے کیل کی باہر نکلی ہوئی ٹوپی کے
ایک حصے کو پکڑ لیا اور پوری طاقت سے اپنی طرف زور لگایا۔
کیل تھیو سانگ کی گردن سے باہر نکل آیا۔ کیل کے باہر نکلتے
ہی تھیو سانگ نے آنکھیں کھول ڈالیں۔ پھر دونوں ہاتھوں سے
آنکھوں کو ملا اور اپنے آپ سے بولا:
"میں کہاں آگیا ہوں۔"
عنبر خوشی سے اچھل پڑا۔ تھیو سانگ پر طلسم کا اثر ختم
ہو چکا تھا۔ اس کے اچھلنے سے تھیو سانگ کو اپنے سینے پر کسی
کے قدموں کا احساس ہوا۔ تھیو سانگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔
اس کے اٹھنے سے عنبر اس کے سینے سے لڑھکتا ہوا گیند کی طرح

تھیو سانگ کی گود میں آن گرا۔
"عنبر بھیا! تم! - تم اتنے چھوٹے کیسے ہو گئے؟"
تھیو سانگ عنبر کو بونا بنا ہوا دیکھ کر چلایا۔ عنبر نے دل میں
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر پوری
آواز میں چیخا۔
"تھیو سانگ! مجھے پورے نارمل سائز کا بناؤ۔ پھر تمہیں ساری
کہانی سناؤں گا۔"
تھیو سانگ نے فوراً اپنے ایک ہاتھ کی انگلی عنبر کو لگا دی۔
عنبر اس کی گود میں ہی پورے انسانی قد کے برابر ہو گیا۔ عنبر جلدی
سے تھیو سانگ کی گود سے اتر کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور
بولا۔
"تھیو سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم پر کیا گیا طلسم ٹوٹا۔"
پھر عنبر نے جلدی جلدی اسے استاپا کی ساری بھیانک
اسکیم سمجھائی جس کی مدد سے وہ ساری دنیا کے انسانوں کو بونا
بنا کر ان پر بدروحوں کی حکمرانی قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تھیو سانگ
کو یہ بھی بتایا کہ کیٹی اسی شہر کی کارواں سرائے میں ہے اور ناگ
کیٹی پر کیے گئے آسیب کو ختم کرانے کی پاداش میں خود کسی آسیب
کا شکار ہو کر پاتال میں چلا گیا ہے۔ تھیو سانگ
اٹھ کھڑا ہوا۔ عنبر بھی اب اپنے پورے انسانی جسم میں تھا۔ اس

نے تھیو سانگ کو طلسمی کیل دکھائی اور کہا کہ اسی طرح کی ایک
کیل میرے پاس بھی ہے۔ تھیو سانگ بولا۔
اسے سنبھال کر رکھو۔ یہ ہمارے کام آئے گی ہمیں سب سے
پہلے اس گروہ کے شیطان استاپا کو ختم کرنا ہو گا۔ تاکہ اس کے بعد
کوئی بھی بدروح اس دنیا کو ختم کرنے یا اس پر قبضہ کرنے کی
کوشش نہ کر سکے۔

عنبر بولا۔
"تم یہ کیسے کر سکو گے۔ استاپا تم پر پھر کوئی طلسم کر دے گا"
تھیو سانگ نے کہا۔
"میں اس کے تمام گر جان گیا ہوں۔ میں یہ طلسمی کیل لے کر
اس کے پاس جاؤں گا۔ تم اسی جگہ چھپے رہو۔ فکر نہ کرنا۔ یہاں کوئی
بدروح داخل نہیں ہو سکتی۔ کسی کو ادھر آنے کی اجازت نہیں
ہے۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔
یہ کہہ کر تھیو سانگ باہر نکل گیا۔
باہر آتے ہی غار میں وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اس کے
جسم میں کسی نے چابی بھر دی ہو اور اس پر طلسم کا اثر ہو۔ حالانکہ
اندر سے وہ پوری طرح ہوش میں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ استاپا
کس غار میں ہوتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم قدم چلتا ایک اندھیری
راہداری میں سے گزر کر استاپا کے غار کے پاس آیا تو وہاں پر موجود ایک

سیاہ پوش بدروح نے اسے روک دیا اور کہا۔
کیا چاہیئے تمہیں؟
تھیو سانگ بھاری طلسمی آواز نکال کر بولا۔
اے آسیبی روح! میں تھیو سانگ ہوں۔ اپنے آقا کا غلام۔
پرسوں ہم دنیا پر قبضہ کرنے کا منصوبہ شروع کرنے والے ہیں۔ اس
سلسلے میں مجھے اپنے آقا سے ضروری بات کرنی ہے۔"
آسیبی بدروح نے کہا۔
"تم یہاں ٹھہرو۔ مجھے استاپا گورو سے تمہارے لئے اجازت
طلب کرنی ہو گی۔
تھیو سانگ کو معلوم تھا کہ اس کا سن کر استاپا فوراً اسے
اندر بلائے گا۔ چنانچہ اس نے کہا۔
"تم جا کر اجازت طلب کر سکتے ہو۔ میں اسی جگہ پر موجود
رہوں گا۔"
آسیبی بدروح غار میں داخل ہو گئی۔ تھیو سانگ نے طلسمی
کیل اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ آسیبی بدروح نے واپس
آ کر تھیو سانگ سے کہا۔
تم اندر جا سکتے ہو۔ گورو استاپا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔
تھیو سانگ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک
گول چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیوار اور چھت سے جالے لٹک

رہے تھے۔ درمیان میں ٹھنڈی راکھ کے ڈھیر پر گورو استاپا کا آدھا جسم سینے تک باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کا جسم بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ کان لٹکے ہوئے تھے اور چہرہ اس طرح کا ڈراؤنا اور دہشت ناک تھا۔ اس نے اپنی لال لال ڈھیلوں والی آنکھیں اٹھا کر تھیوسانگ کو دیکھا اور کہا۔

تھیوسانگ! میرے غلام! تم کیوں آئے ہو؟

تھیوسانگ نے بھاری آواز میں جھک کر سلام کیا اور پھر عرض کی۔

"میرے آقا! مجھے لگتا ہے کہ میری انگلی میں وہ طاقت اور اثر باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے میں لوگوں کو چھوٹا کر سکتا تھا۔

یہ سن کر استاپا کی لال لال آنکھیں سکتے میں آگئیں۔ اس نے غصے سے تھرتھرائی آواز میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تھیوسانگ بولا۔

"میرے آقا! میں آپ کا غلام ضرور ہوں۔ مگر چیزوں کو چھوٹا کرنے کی طاقت مجھے کسی دوسرے سامری جادوگر نے عطا کی تھی۔ اس پر ہم میں سے کسی کا بھی اختیار نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے دشمنی میں آکر یہ طاقت مجھ سے واپس لے لی ہو۔

استاپا گورو جھنجلا کر بولا:

میرے سامنے یہ مٹی کا بڑا گولا پڑا ہے۔ اس پر انگلی لگا کر دیکھو۔ یہ ضرور چھوٹا ہو جائے گا۔ تم میرے حکم سے اس کو ہاتھ سے چھوؤ"۔

تھیوسانگ جب بھی کسی شے کو انگلی سے چھوتا تھا تو وہ دل میں اس کو چھوٹا کرنے کی نیت کر لیتا تھا۔ اس کے بغیر کوئی شے اس کے چھونے سے چھوٹی نہیں ہو سکتی تھی مگر جب وہ استاپا کے طلسم میں آگیا اور اس کی گردن میں استاپا کے حکم سے طلسمی کیل ٹھونک دی گئی تو تھیوسانگ کو اپنے اوپر اختیار نہ رہا۔ اس کا ارادہ اس سے چھین لیا گیا اور وہ طلسم کی وجہ سے استاپا کے اختیار اور اس کے ارادے کے ماتحت ہو گیا چنانچہ تب وہ جس شے کو انگلی سے چھوتا تھا وہ چھوٹی ہو جاتی تھی۔ لیکن اب اس کی گردن میں طلسمی کیل نہیں تھی۔ عنبر نے وہ کیل نکال لی تھی۔ اس وجہ سے عنبر کا ارادہ اسے واپس مل گیا تھا۔ اب جب اس نے استاپا کے حکم پر مٹی کے گولے کو انگلی سے چھوا تو اس نے ارادہ باندھ لیا تھا کہ گولہ چھوٹا نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چونکہ انگلی سے چھوتے وقت تھیوسانگ کی نیت اور ارادہ اس میں شامل نہیں تھا اس لئے مٹی کا گولا چھوٹا نہ ہوا۔ وہ ادب سے سر جھکا کر بولا۔

"میرے آقا! آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ

میرا طلسم اب کام نہیں کرتا،،
استاپا گورو کے تو سارے خواب جیسے دھڑام سے گر پڑے
اس نے سٹ پٹا کر کہا۔
،، کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے کہ تمہاری طاقت واپس
آجائے؟
اب تھیو سانگ کو ایک داؤ لگانا تھا۔ وہ یہی داؤ لگانے
وہاں آیا تھا۔ یہ داؤ اس کے حق میں بھی جا سکتا تھا اور پانسہ
اس کے خلاف بھی پڑ سکتا تھا مگر تھیو سانگ کو یہ داؤ ہر
حالت میں لگانا تھا۔ اس نے ادب سے کہا۔
،، آقا! اس کا صرف ایک ہی علاج ہے اور میں اسی لیے
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔
استاپا گورو نے جلدی سے کہا۔
،، فوراً بتاؤ وہ کیا علاج ہے؟
تھیو سانگ بولا۔
،، مجھے عظیم ساحری نے ایک بار کہا تھا کہ اگر کبھی تمہاری
طاقت تمہارے پاس سے جاتی رہے تو تمہیں کسی ایسی عظیم روح
کا کھوج لگانا ہو گا جو اس دنیا کی سب سے بڑی روح ہو اور
تمام آسیبی روحوں کا بادشاہ ہو۔ اس بادشاہ روح کی یہ نشانی
ہو گی کہ اس کے جسم پر بال ہی بال ہوں گے۔ پھر تمہیں اس بادشاہ

روح کی گردن کے پیچھے سے ایک سیاہ بال اپنے ہاتھ سے توڑ
کر اپنی انگلی پر لپیٹ لینا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی تمہاری
کھوئی ہوئی طاقت تمہیں مل جائے گی۔
استاپا گورو نے خوش ہو کر کہا۔
دنیا کی سب سے بڑی روح اور آسیبی روحوں کے بادشاہ
تو ہم خود ہیں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی ہے۔ تم فوراً ہمارے
پیچھے آ کر ہماری گردن پر سے ایک بال توڑ کر انگلی پر لپیٹو۔
جلدی کرو۔
تھیو سانگ یہی چاہتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ طلسمی انسان
کی طرح قدم اٹھاتا استاپا کے پیچھے آگیا۔ استاپا کی حیوان
نما موٹی گردن پر بال ہی بال تھے۔ تھیو سانگ نے جھک کر
بالوں کو ادھر ادھر کیا۔ استاپا نے کہا۔
،، بالوں کو ادھر ادھر کیوں ہٹا رہے ہو۔ فوراً ایک بال کیوں
نہیں توڑ لیتے؟،،
تھیو سانگ نے دل میں کہا۔
ابھی تمہیں مزا چکھاتا ہوں اور اوپر سے بڑے ادب سے بولا۔
،، میرے آقا! میں سب سے لمبا بال ڈھونڈ رہا ہوں۔
بس یہ مل گیا۔
اس کے ساتھ ہی تھیو سانگ نے طلسمی کھیل پوری طاقت

سے استاپا گورو کی گردن میں گھسیڑ دی۔ کیل کا گردن میں گھسنا
تھا کہ وہاں ایک زبردست زلزلہ سا آ گیا۔ کمرہ ایک طرف کو
ڈول کر پھر سیدھا ہو گیا۔ تھیو سانگ گر پڑا۔ استاپا کے حلق
سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ گیند کی طرح راکھ میں سے
اچھل کر اوپر چھت سے ٹکرایا اور نیچے فرش پر گرتے ہی چار ٹکڑوں
میں تقسیم ہو گیا۔ ساتھ والے غاروں میں سے بدروحوں کی چیخیں
بلند ہونے لگیں جیسے ان کو آگ لگ گئی ہو۔ تھیو سانگ نے
استاپا کے چار ٹکڑوں کو دیکھا۔ یہ پتھر کے ٹکڑے تھے جن کا رنگ
سیاہ تھا اور جو آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ تھیو سانگ نے ان
کو اپنے پاؤں سے مسل دیا۔ پتھر کے ٹکڑوں میں سے چیخ بلند ہوئی
اور پھر وہ ریت کے ذرے بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمین کے
ساتھ مل گئے۔

تھیو سانگ نے استاپا کا ڈراؤنا طلسم ختم کر دیا تھا۔
وہ دوڑ کر غار میں سے باہر نکلا۔ باہر جو بدروح پہرہ دے
رہی تھی اس کا جسم شعلوں میں تبدیل ہو کر سوکھی لکڑی کی طرح
دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ تھیو سانگ تیزی سے عنبر والے کمرے
میں آ گیا۔ تھیو سانگ کو دیکھتے ہی عنبر نے کہا۔
"ابھی ابھی زلزلہ آیا تھا"
تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ استاپا بدروح کے آسیب کی شکست کا زلزلہ تھا۔
طلسمی کیل نے شاید اپنی زندگی کا پہلا نیک کام کیا ہے کہ استاپا
کی گردن میں داخل ہو کر دنیا کو ایک بھیانک مصیبت سے
نجات دلا دی ہے۔ اب آؤ یہاں سے نکل چلیں۔"
عنبر اور تھیو سانگ مختلف راہ داریوں میں سے دوڑتے
چلے گئے۔ انہیں جگہ جگہ بدروحیں جلتی تڑپتی نظر آئیں۔ کوئی شعلوں
میں جل رہی تھی۔ کوئی جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ زمین کو ابھی تک
زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔
"آسیب کا طلسم ختم ہو رہا ہے۔ یہ زلزلے کے جھٹکے اسی
کے ہیں۔"
تھیو سانگ بولا۔
"اس خفیہ آسیبی جگہ کا ایک ہی باہر جانے والا راستہ ہے
ادھر آؤ میرے ساتھ مجھے یقین ہے کہ میں ادھر ہی سے لایا گیا تھا۔"
وہ ایک اندھیری غار میں سے بھاگتے ہوئے دوسری غار میں
آئے تو یہاں زلزلے کے جھٹکے زیادہ شدید ہو گئے۔ اب انہیں دور
سے دن کی حسین روشنی نظر آئی۔
"عنبر! ادھر باہر کی وادی ہے۔"
اور وہ پوری رفتار سے دوڑتے ہوئے غار کے دہانے سے
چھلانگیں لگا کر باہر نکل گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی ایک ہیبت ناک

گڑگڑاہٹ کی آواز بلند ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ ایک پہاڑی
بھیانک دھماکے کے ساتھ زمین کے اندر پوری کی پوری دھنس
گئی اور وہاں ایک گہرا گڑھا پڑ گیا جس میں سے دھواں اٹھ
رہا تھا۔ اس کے بعد وہاں موت ایسی خاموشی چھاگئی۔ تھیو
سانگ نے لمبا سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ اس بلا سے دنیا کو نجات مل گئی"
آؤ اب کیٹی کی خبر لیتے ہیں۔"

عنبر اور تھیو سانگ پہاڑی راستوں پر سے گزرتے سمندر
کے کنارے آگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے جو
ویران مینار کھڑا تھا وہ بھی زلزلے کی وجہ سے گر کر تباہ ہو چکا
تھا۔ شہر میں بھی ہلکا سا زلزلہ آیا تھا مگر کسی کا کوئی نقصان نہیں
ہوا تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ لوگ زلزلے کی وجہ سے
تھوڑے سے پریشان ضرور تھے مگر شہر کا کاروبار اسی طرح چل
رہا تھا۔

کیٹی کارواں سرائے کی کوٹھڑی میں بیٹھی عنبر کا انتظار کر
رہی تھی کہ اچانک اسے عنبر کے ساتھ تھیو سانگ کی خوشبو
بھی آنے لگی۔ وہ دوڑ کر کوٹھڑی کے باہر آئی تو دیکھا کہ سامنے عنبر
کے ساتھ تھیو سانگ بھی آرہا تھا۔

تھیو سانگ بھی کیٹی کو ایک عرصے کے بعد دیکھ رہا تھا۔ دونوں

کو ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ عنبر نے کہا۔
"کیٹی! تھیو سانگ لوگوں کو چھوٹا بنایا کرتا تھا وہاں تو اس
نے مجھے بھی چھوٹا بنا دیا۔"

پھر عنبر نے کیٹی کو تھیو سانگ کی ساری بپتا سنائی۔ کیٹی
نے بھی تھیو سانگ کو اپنی مکڑی بننے کی کہانی بیان کی اور کہا۔

"جب تمہیں وہ عقرب لڑکی لے کر جنگل میں ناشپاتیاں لینے
گئی تھی تو میں اس وقت عنبر کی جیب میں مکڑی بنی چیخ چیخ کر تمہیں
خبردار کر رہی تھی مگر تم نے سنا ہی نہیں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"مجھے تمہاری آواز ہی نہیں آرہی تھی۔"

عنبر نے کہا۔

"میں خود کیٹی کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ نہ اس کی زبان سمجھ
رہا تھا حالانکہ یہ میری جیب میں تھی۔"

تھیو سانگ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"سنا ہے کیٹی کہ تم بھی عنبر کے ساتھ بھکارن کا بھیس بدل
کر بھیک مانگتی رہی ہو۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"ایک بہن کو اپنے بھائی کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ بہن
بھائی کا رشتہ ہی ایسا ہے مجھے تو خوشی تھی کہ میں اپنے بھائی کے لئے

بھکارن بنی ہوں"

تھیوسانگ نے کیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میری پیاری بہن! میں تمہاری محبت اور خلوص کو بھلا کبھی بھلا سکتا ہوں۔"

پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں ماریا اور ناگ کی تلاش میں نکلنا چاہیئے۔

عنبر بولا۔

"ہمیں پہلے ناگ کا کھوج لگانا ہوگا۔ کیونکہ ناگ کے بارے میں ہمیں بزرگ سانپ نے ایک سراغ بتا دیا ہے کہ وہ کہاں ہوگا۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"ناگ کی آواز کیا آئی تھی؟ وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

ناگ کی آواز آئی تھی کہ پاتال۔ پاتال میں جا رہا ہوں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ادھر مت آنا۔ میری تلاش چھوڑ دو۔ ادھر مت آنا۔ ادھر مت آنا۔

"اور بزرگ سانپ نے کیا کہا تھا؟ کیٹی نے پوچھا۔

عنبر بولا۔

بزرگ سانپ نے کہا تھا کہ پاتال میں آگ ہی آگ ہے پگھلا ہوا لاوا ہے۔ وہاں جو جائے گا بھاپ بن کر اُڑ جائے گا۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا۔

"بزرگ سانپ نے پاتال کا پتہ کیا بتایا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ پاتال زمین کے نیچے اُس کی آخری منزل میں ہے۔ وہاں تک جاتے جاتے پانی بھی راستے میں ہی بھاپ بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں لاوا پگھل رہا ہے اور سخت گرمی ہے۔"

"مگر یہ جگہ ہے کہاں بھائی؟" تھیوسانگ نے کہا۔

عنبر بولا۔

"بزرگ سانپ نے کہا تھا کہ لنکا کے سمندر میں جہاں ملک ہندوستان کے دونوں ساحل تکون کی شکل میں ملتے ہیں۔ وہاں تکون کے پاس راون کا تخت بنا ہوا ہے۔ یہ پتھروں کی چٹانیں ہیں جو ایک تخت کی طرح لگتی ہیں۔ پاتال کو راستہ ان چٹانوں کے بیچ میں سے ہو کر جاتا ہے"

تھیوسانگ خاموش ہو گیا۔ کیٹی نے کہا۔

"ہم وہاں ضرور جائیں گے خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔"

عنبر بولا۔

"تم تو آگ کے قریب نہیں جا سکتیں کیٹی۔ کیونکہ آگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"ناگ بھیا کے لئے میں اپنی جان کی بازی بھی لگا سکتی ہوں۔"

تھیو سانگ بولا۔

"ارے بھائی اطمینان سے کام لو۔ ہم سب اکٹھے ہی ناگ کی تلاش میں نکلیں گے۔ کیٹی بھی ہمارے ساتھ ہی جائے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کے لیے ہمیں کوئی ایسا منتر کوئی ایسی جڑی بوٹی تلاش کرنی ہوگی جو کیٹی کو آگ کے شعلوں سے محفوظ رکھے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"بھائی جڑی بوٹیوں کے تم ہی ماہر ہو۔ کیا ایسی کوئی بوٹی ہوتی ہے جس کے جسم پر مل لینے سے جسم پر آگ اثر نہ کرے؟"

عنبر بولا۔

"زمین پر قدرت نے ایسی ایسی بوٹیاں اگائی ہیں کہ انسان جب ان کے اثر کو دیکھتا ہے تو دنگ رہ جاتا ہے۔ ابھی لاکھوں ایسی جڑی بوٹیاں ہیں جن کا انسان کو پتہ ہی نہیں چلا۔ مصر کی ایک قدیم کتاب میں درج ہے کہ افریقہ کے جنگل میں ایک ایسی بوٹی پائی جاتی ہے کہ اگر عورت کو اس کا عرق پلا دیا جائے تو وہ مرد بن جاتی ہے۔"

کیٹی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"خدا کے لیے کبھی غلطی سے مجھے یہ بوٹی مت پلا دینا۔ میں مرد نہیں بننا چاہتی۔"

تھیو سانگ بھی ہنسنے لگا۔ عنبر بولا۔

"کیٹی بہن تم فکر نہ کرو۔ یہ بوٹی آج تک کسی انسان کے ہاتھ نہیں لگی۔"

کیٹی نے کہا۔

"عنبر بھیا! تم کوئی ایسی بوٹی تلاش کرو کہ جس سے مجھ پر پاتال کی آگ بھی اثر نہ کرے تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ پاتال میں ناگ کی تلاش میں جا سکوں۔"

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے کہ اس قسم کی ایک بوٹی ہوتی ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس بوٹی کے اوپر نیلے رنگ کے پھول کی تین پتیاں کھلی ہوتی ہیں اور یہ ہندوستان کے جنوبی جنگلوں کی چٹانوں سی چھپی ہوئی ملتی ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہم جنوبی ہند کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ ان جنگلوں سے ہی گزریں گے۔ خدا کرے کہ وہاں ہمیں یہ بوٹی مل جائے۔"

عنبر نے کہا کہ مجھے یقین ہے یہ بوٹی ہمیں جنوبی ہند کے جنگلوں میں ضرور مل جائے گی۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے قافلے کے ساتھ جنوبی ہند کی جانب کوچ کر جانا چاہیئے ہم ناگ کو پاتال میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔"

شام کو انہیں پتہ چلا کہ ایک قافلہ دو روز بعد جنوبی ہندوستان کی طرف جانے والا ہے۔ انہوں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ تیاریاں بس یہی تھیں کہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی، تینوں نے بازار سے نئے کپڑے خرید کر پہنے نئے جوتے بھی پہن لئے۔ سونے کے سکوں کو ایک تھیلی میں باندھ کر ساتھ رکھ لیا اور اب قافلے کے چلنے کا انتظار کرنے لگے۔

آخر وہ دن بھی آگیا کہ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی قافلے کے ساتھ شامل ہو کر جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو گئے۔ کالی کٹ سے جنوبی ہندوستان کے ساحل کی تکون کافی دُور تھی۔ قافلے نے راستے میں چھ دن لگا دیئے۔ دن کو قافلہ سفر کرتا تھا اور رات کو آرام۔ یونہی سفر کرتے کرتے آخر یہ قافلہ ہندوستان کی جنوبی تکون کے ایک چھوٹے سے سمندری شہر دھنش کوڈی پہنچ گیا۔ یہاں ناریل کے درخت تھے اور سمندر کے کنارے والے علاقے میں دُور تک ریت بکھری ہوئی تھی۔ مکانوں کی چھتیں ڈھلانی تھیں اور جھونپڑیاں لوگوں نے ناریل کے چھپر ڈال کر بنائی ہوئی تھیں۔ لوگوں کے قد چھوٹے رنگ کالے اور بال سیاہ تھے۔ عورتیں ساڑھیاں پہنتی تھیں اور عورتوں کے علاوہ مرد بھی ماتھے پر تلک لگاتے تھے۔

یہاں کوئی سرائے نہیں تھی۔

عنبر تھیوسانگ اور کیٹی قافلے کے ساتھ جہاں اترے وہ ایک میدان سا تھا۔ جہاں صرف دو ایک جھونپڑیاں ہی بنی تھیں۔ جن میں سرائے کا مالک اور اس کے بچے رہتے تھے۔ عنبر بولا۔

"بھائی یہاں کوئی سرائے نظر نہیں آتی۔ ہمیں دو جھونپڑیاں کرائے پر لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

عنبر نے سرائے کے مالک سے بات کی اور اسے سونے کا ایک سکہ دیا تو وہ تو عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے آگے بچھ گیا۔ سونے کا سکہ اسے آج تک کسی نے نہیں دیا تھا۔ اس نے فوراً اپنی دونوں جھونپڑیاں خالی کر دیں اور ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! آپ ان جھونپڑیوں میں رہیں میں بچوں کو لے کر سامنے والی دوسری جھونپڑی میں چلا جاتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے اسے منع بھی کیا کہ وہ اپنے بچوں کو تکلیف نہ دے مگر وہ بالکل نہ مانا۔ کیٹی اور عنبر اور تھیوسانگ نے ان جھونپڑیوں میں ٹھکانہ بنا لیا۔ انہیں دوسرے روز ہی معلوم ہو گیا کہ اس علاقے میں ایک ایسا چھوٹا مندر بھی ہے جہاں لوگ سانپ دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔

تھیوسانگ نے مشورہ دیا کہ اگر یہاں سانپ دیوی کی پوجا ہوتی ہے تو کیوں نہ اس سانپ سے بھی ناگ کے بارے میں پوچھا جائے۔

ہو سکتا ہے اسے ناگ کے بارے میں کچھ علم ہو۔ کیٹی نے کہا۔
اس میں حرج تو کوئی نہیں۔ ضرور پتہ کر لینا چاہیئے تمہارا کیا
خیال ہے عنبر؟"
عنبر بولا۔
جیسا کہ بزرگ سانپ بلکہ خود ناگ نے اپنی آواز میں کہا تھا ناگ
اس وقت زمین کے اندر پاتال میں ہے جہاں سے کسی شے کی خوشبو
یا بو باہر نہیں نکل سکتی۔ ایسی صورت میں سانپ دیو یا کوئی بھی سانپ
شاید ناگ کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے"
تھیو سانگ نے کہا۔
"آخر پوچھ لینے میں کیا حرج ہے۔ چلو اس مندر کی طرف چلتے
ہیں جہاں سانپ دیو کی پوجا ہوتی ہے"
وہ تینوں جھونپڑیوں سے نکل کر بازار میں آ گئے۔ یہاں انہیں
ایک آدمی نے بتایا کہ سانپ دیو کا مندر ناریل کے درخت کے
نیچے سڑک کے پار ہے۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ ناریل کے درختوں
میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک پتھر کا اونچا بڑا سا چبوترہ ہے جس کے اوپر
تکونا مندر بنا ہوا ہے۔ عورتیں اور مرد تھالیوں میں دودھ
مٹھائی اور ناریل رکھے مندر میں جا رہے ہیں۔

سانپ دیو کا پجاری

عنبر نے کہا۔
میرا خیال ہے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ میں مندر میں جا کر سانپ
دیو سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ میں سانپوں
کی زبان تم دونوں سے زیادہ سمجھتا ہوں کیونکہ ناگ کی دوستی میرے
ساتھ بہت پرانی ہے۔
تھیو سانگ بولا۔
"ہاں بھئی یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب خیال آیا کہ تمہاری اور ناگ
کی دوستی سچ مچ بہت ہی پرانی ہے۔
کیٹی کہنے لگی۔
"ہماری دوستی بھی کوئی نئی نہیں ہے۔ سینکڑوں برس تو گزر ہی
گئے ہوں گے"
تھیو سانگ نے کہا۔
اچھا عنبر بھائی! تم مندر میں جاؤ۔ ہم اس جگہ درختوں کے نیچے
بیٹھے ہیں"
عنبر مندر کی طرف بڑھا۔ چبوترے کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ مندر

کے اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک کمرہ ہے جس کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک سنگ مرمر کے چھوٹے سے چبوترے پر ایک سیاہ رنگ کا بڑا کوبرا زندہ سانپ اپنا پھن اٹھائے کنڈلی مار کر بیٹھا ہے۔ سامنے فرش پر مندر کا پجاری بیٹھا اشلوک پڑھ رہا ہے۔ مرد اور عورتیں آتی ہیں۔ دودھ کا کٹورا مٹھائی اور ناریل پجاری کے سامنے بڑے تھال میں رکھتی ہیں۔ پجاری ان کے ماتھے پر ٹیکا لگاتا ہے۔ مرد اور عورتیں سانپ کو جھک کر ماتھا ٹیکتی ہیں اور واپس چلی جاتی ہیں۔ عنبر خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پجاری کی اس پر نظر پڑی تو وہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیسا پوجا کرنے والا ہے کہ جس کے پاس نہ مٹھائی ہے نہ دودھ کا کٹورا اور نہ ناریل ہے۔ اس نے عنبر کو آواز دے کر کہا۔

"تم ادھر کیا کرنے آئے ہو۔ باہر جاؤ۔"

عنبر بولا۔

میں تمہارے سانپ دیو کی پوجا کرنے نہیں آیا بلکہ اس سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔

پجاری کو سخت غصہ آیا کہ یہ کون ہوتا اس کے سانپ دیو کی توہین کرنے والا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں اور کوئی مرد یا عورت نہیں تھی۔ پجاری نے تلخی کے ساتھ عنبر کو ڈانٹا اور کہا۔

"خبردار! اگر سانپ دیو کی شان کے خلاف زبان سے کوئی لفظ

الا تو وہ تمہیں ابھی ڈس دے گا اور تم تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے۔"

عنبر پجاری کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور بولا۔"

"پجاری جی! آج تو میں آپ کے سانپ دیو سے ملاقات کر کے ہی جاؤں گا۔ اس کی پوجا تم کرو۔ میں تو صرف ایک خدا کی پوجا کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

پجاری نے سانپ دیو کی طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"سانپ دیوتا! اس گستاخ کو اس گستاخی کی سزا دے۔ اس نے تمہاری شان کی توہین کی ہے۔

عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا کے جسموں سے ناگ دیوتا کی بہت مدہم خوشبو آیا کرتی تھی۔ یہ خوشبو صرف وہی سانپ محسوس کر سکتا تھا جو اُن کے بہت ہی قریب ہو۔ عنبر اس وقت بھی چبوترے والے سانپ دیو سے کوئی دس فٹ کے فاصلے پر بیٹھا تھا۔ پجاری کی آواز بھلا سانپ کہاں سمجھ سکتا تھا۔ سانپ کی زبان میں تو صرف عنبر ہی بات کر سکتا ہے۔ عنبر نے پجاری سے کہا۔

مہاراج! سانپ دیوتا تمہاری زبان نہیں سمجھتا۔ وہ صرف میری زبان سمجھتا ہے۔ دیکھو۔ اب میں تمہارے سانپ دیوتا سے بات کرنے لگا ہوں۔ اگر میں نے تمہاری اس سے شکایت لگا دی تو یاد رکھو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا!

پجاری تو غصے سے کانپنے لگا۔ وہ عنبر کو پکڑ کر باہر نکالنے کے

لئے اٹھا ہی کہ عنبر نے اپنے منہ سے سیٹی کی ایک پراسرار سی آواز نکالی یہ سانپ کی زبان تھی۔ اس نے سانپ دیو سے کہا۔

"میں ناگ دیو کا بھائی ہوں۔ یہ پجاری مجھے تم سے بات نہیں کرنے دیتا۔"

پجاری کا ہاتھ عنبر پر اٹھا ہی تھا کہ سانپ دیو کے منہ سے ایک بھیانک پھنکار کی آواز نکلی جس سے پجاری وہیں جم کر رہ گیا۔ سانپ دیو نے اپنا پھن پجاری کی طرف بڑھایا تو پجاری دہم سے زمین پر گر پڑا اور سجدہ کرتے ہوئے بولا۔

سانپ دیو! مجھے شما کردو۔ مجھے معاف کردو!

سانپ دیو نے عنبر سے سانپ ہی کی زبان میں کہا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا سلام پہنچے۔ اس پجاری کو معاف کردو۔ یہ جاہل لوگ ہیں جو ایک خدا کو چھوڑ کر ہماری پوجا کرتے ہیں اس کی پرستش نہیں کرتے جس نے سانپوں کو بنایا ہے اور جس کے قبضے میں سانپوں کی جان ہے۔ اے ناگ دیوتا کے بھائی۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

پجاری سہما ہوا ایک طرف بیٹھا سن رہا تھا کہ سانپ دیو اور عنبر کے ہونٹوں سے ہلکی ہلکی سیٹیوں کی آوازیں نکل رہی ہیں۔ وہ بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی سانپوں کا جادوگر ہے اور سانپ دیو پر جادو کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بہرحال وہ بہت ڈر گیا تھا اور ویسے ہی کونے میں سمٹا بیٹھا

تھا۔ اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے۔ عنبر نے کہا۔

"سانپ دیو! ناگ دیوتا اپنے دشمن کی سازش میں پھنس کر پاتال میں چلا گیا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں آئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا پاتال میں ہے یا نہیں؟

سانپ دیو نے اپنا پھن نیچے کر کے زمین کے ساتھ لگا دیا۔ پھر پھن اوپر اٹھا کر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے زمین کے اندر پاتال میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کے نیچے پاتال میں آگ ہی آگ ہے۔ وہاں سے مجھے مختلف گیسوں کی بو ہی آرہی ہے۔ ان میں ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

"اچھا سانپ دیو! تمہارا بہت بہت شکریہ!"

سانپ دیو بولا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی گمشدگی کا سن کر بڑی حیرانی اور صدمہ ہوا ہے۔ دیوتا دیوتا آپس میں جنگ کر لیا کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر ناگ دیوتا ہمارا ہے۔ اس پر کوئی مشکل آجائے گی تو ہمیں ... ہو گا۔ میں اگر ناگ دیوتا کے کسی کام آسکوں تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ تم لوگ مجھ سے ملتے رہنا۔"

عنبر نے کہا۔

ضرور ملتے رہیں گے۔ میرے ساتھ ناگ دیوتا کا دوسرا بھائی
تھیو سانگ اور بہن کیٹی بھی ہے۔ میرا نام عنبر ہے۔

سانپ دیو بولا۔

"تم میرے اتنے قریب ہو عنبر بھائی کہ مجھے تمہارے جسم
میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی ہے۔ تھیو سانگ اور
کیٹی دور ہیں اس لیے ان کی خوشبو نہیں آرہی"

عنبر نے کہا۔

ہو سکتا ہے وہ بھی تمہیں ملنے آئیں۔ بہرحال ہم دو ایک روز
میں ناگ کی تلاش میں پاتال میں اترنے والے ہیں

سانپ دیو نے گھبرا کر کہا۔

"پاتال میں تم لوگ کیسے اترو گے؟ وہاں تو اتنی زبردست
آگ ہے کہ کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔

عنبر بولا۔

میں کسی ایسی بوٹی کی تلاش میں ہوں جسے ہم اپنی بہن کیٹی کے
جسم پر مل دیں۔ پھر اس پر کوئی آگ اثر نہیں کر سکے گی۔ مجھ پر اور
تھیو سانگ پر تو آگ کا پہلے ہی اثر نہیں ہوتا بس ہمیں اپنی بہن کیٹی
کی فکر ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ جانے پر زبردست اصرار کر رہی
ہے۔

سانپ دیو کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

عنبر بھائی! تم آج رات جب مندر کے سارے لوگ اور
پجاری چلے جائیں تو یہاں آنا میں تمہیں آگ سے بچنے کا ایک
وظیفہ بتاؤں گا۔

عنبر بڑا خوش ہوا اور رات کو آنے کا وعدہ کر کے مندر سے جانے
لگا۔ تو پجاری ایک طرف کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم۔ تم جادوگر ہو۔ ہمارے سانپ دیو پر جادو کر کے اسے
چرا کر لے جانا چاہتے ہو۔ میں سارے لوگوں کو یہ بتا دوں گا۔
وہ تمہیں اس شہر سے نکال دیں گے۔

عنبر ہنس کر بولا۔

"پجاری جی! کہیں تمہیں اس شہر سے نہ نکلنا پڑ جائے۔ اچھا۔
پھر ملاقات ہو گی۔ میں نے تمہارے سانپ دیو سے تمہاری
شکایت لگا دی تھی۔ اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو وہ
تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

یہ کہہ کر عنبر ہنستا ہوا واپس کیٹی تھیو سانگ کی طرف
روانہ ہو گیا۔ پجاری کو اب بھی یہی خیال تھا کہ یہ شخص جادوگر
ہے اور اس کے سانپ دیو کو چرا کر لے جانے کی فکر میں ہے۔
اگر سانپ دیو چوری ہو گیا تو میں تو بھوکا مر جاؤں گا۔ پجاری نے
سوچا اور ایک چھوٹے لڑکے کو عنبر کا تعاقب کرنے کے لیے اس

کے پیچھے لگا دیا کہ وہ پتہ کرے یہ شخص کہاں رہتا ہے ۔ یہ لڑکا کچھ فاصلہ رکھ کر عنبر کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ۔ عنبر واپس سرائے کے میدان والی جھونپڑی میں آگیا جہاں تھیوسانگ اور کیٹی اس کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے ۔ عنبر نے وہ ساری بات چیت انہیں بتا دی جو اس کے اور سانپ دیو کے درمیان ہوئی تھی ۔ کیٹی کہنے لگی ۔

"کہیں مندر کا پجاری کوئی شرارت نہ کرے ۔"

عنبر بولا ۔

"اس سے کیا ہوتا ہے ۔ سانپ دیو اس کی خبر لینے کے لیے کافی ہے ۔"

تھیوسانگ نے کہا ۔

"لیکن ایک بات ہے ۔ یہ پجاری ہمیں جادوگر بتا کر لوگوں کو ہمارے خلاف کر سکتا ہے ۔ وہ لوگوں کو یہ کہہ کر بھڑکائے گا کہ ہم ان کے سانپ دیو کو چرانے آئے ہیں اور اس پر جادو کر رہے ہیں ۔"

عنبر بولا ۔

"دیکھا جائے گا ۔ پہلے آج رات میں سانپ دیو کے پاس جا کر وہ ترکیب تو معلوم کروں جس کی مدد سے کیٹی اور تم دونوں آگ سے محفوظ ہو سکتے ہو ۔"

کیٹی کہنے لگی ۔

"جب تک مندر کا سانپ دیو ہمارے ساتھ ہے پجاری اور یہاں کے لوگ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے ۔"

دوسری طرف جاسوس لڑکے نے واپس جا کر پجاری کو بتایا کہ جس آدمی کے پیچھے اسے لگایا گیا تھا وہ سرائے کے میدان کی ایک جھونپڑی میں رہتا ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی اور ایک نوجوان لڑکی بھی ہے ۔ پجاری نے بھنویں چڑھاتے ہوئے اپنے آپ سے کہا ۔

"ہوں ۔ تو یہ پوری ٹولی جادوگروں کی یہاں آگئی ہے ۔ کوئی بات نہیں ۔ میں ان کا پورا بندوبست کرتا ہوں ۔"

پجاری مندر سے نکل کر سیدھا شہر کے مکھیا کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ جادوگروں کی ایک ٹولی ہمارے سانپ دیو کو اغوا کرنے یہاں آئی ہوئی ہے اور سرائے والی جھونپڑی میں ٹھہری ہے ۔ مکھیا کو بڑی تشویش ہوئی ۔ اس نے فوراً لوگوں کو اکٹھا کیا ۔ پنچایت بلائی اور وہاں سب نے یہی فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ لوگ جادوگر ہیں اس لئے ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کسی جادوگر کی خدمات حاصل کی جائیں ۔ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے جادو سے گھروں کو آگ لگا دیں ۔ اس علاقے میں پنگل نام کا ایک کالا کلوٹا مدراسی

رہتا تھا۔ اسے تھوڑا بہت جادو آتا تھا مگر وہ گاؤں اور
شہر کے لوگوں کے سامنے ایسی پھڑیں مارتا تھا جیسے کہ
سارا جادو اُسی کے پاس ہے۔ جب مکھیا نے اسے کہا
کہ جو تین جادوگر وہاں آئے ہوئے ہیں ان کے خلاف کوئی
کاروائی کرے تو وہ سینہ تان کر بولا۔

"مکھیا! ابھی ان کی خبر لیتا ہوں۔ میرے جادو کے سامنے
تو سامری جادوگر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔"

اس جادوگر پنگل کا خیال تھا کہ یہ جو باہر سے تین جادوگر
یعنی عنبر تھیوسانگ اور کیٹی آئے ہیں۔ معمولی قسم کے چور
یا ٹھگ ہوں گے۔ چنانچہ اس نے مکھیا سے کہا۔

"میں آج ہی ان کے خلاف اپنی جادو شروع کرتا ہوں!"

ادھر جب رات گہری ہو گئی تو عنبر سانپ دیو سے ملنے
مندر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت مندر میں سناٹا چھایا تھا۔
مندر کا دروازہ بند تھا۔ اور تالا لگا ہوا تھا۔ مگر پجاری
نے ایک خاص پہرے دار کو وہاں مقرر کر رکھا تھا کہ اگر
کوئی آدمی رات کو مندر میں داخل ہونے کی کوشش کرے
تو اسے فوراً بلا لیا جائے۔ پجاری کا مکان پاس ہی تھا۔

عنبر جب مندر کے دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ
تالا لگا ہوا ہے۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ تالا توڑ کر اندر جائے۔

[پھر] سوچا کہ خوامخواہ تالا توڑنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ یہاں
[کھڑے] ہو کر بھی اندر موجود سانپ دیو سے بات چیت کر سکتا
ہے۔ عنبر نے سانپ کی آواز میں سانپ دیو کو کہا کہ میں
[آ] گیا ہوں۔ مندر کی بند کوٹھڑی میں سے سانپ دیو نے جواب
دیا۔

"عنبر بھائی! اندر آ جاؤ۔ تم تالے کو الگ کر سکتے ہو۔ میں
تمہاری طاقت سے واقف ہوں۔"

عنبر نے تالا توڑنے کی بجائے جس کنڈی کے ساتھ تالا
لگا تھا اسے ہی اکھاڑ دیا تاکہ واپس جاتے ہوئے کنڈی
کو دوبارہ کیواڑ میں لگا دے۔ پہرے دار جاسوس ایک طرف
کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک آدمی کو تالا
کھول کر مندر میں جاتے دیکھا تو فوراً پجاری کو خبر کرنے اس
کے گھر کی طرف دوڑا۔ عنبر نے مندر میں جاتے ہی سانپ دیو
کو سلام کیا اور کہا۔

"میرے دوست سانپ دیو! میں تم سے وہ ترکیب معلوم
کرنے آیا ہوں جو میرے ساتھیوں کو پاتال کی آگ سے بچا
سکتی ہے۔"

سانپ دیو بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! آج سے ٹھیک تین دن کے

بعد پورے چاند کی رات ہو گی۔ اس رات تم سمندر کے کنارے
اس مقام پر پہنچ جانا جہاں اس ملک کے دونوں یعنی مغربی
اور مشرقی کنارے ایک تکون بناتے ہوئے مل جاتے ہیں۔
وہاں آدھی رات کے بعد تمہاری بُو پا کر ایک سفید سانپ
سمندر میں سے نکلے گا۔ وہ تمہیں وہ ترکیب بتائے گا جو تمہاری
بہن کیٹی اور بھائی آگ سے محفوظ رکھ سکے گی۔

عنبر نے سوال کیا۔

"کیا میں وہاں اکیلا جاؤں یا اپنے ساتھ کیٹی اور تھیو سانگ
کو بھی ساتھ لے جاؤں؟

سانپ دیو بولا۔

"نہیں عنبر۔ وہاں تم اکیلے ہی جانا۔"

عنبر نے سانپ دیو کا شکریہ ادا کیا اور کوٹھڑی سے نکل
آیا۔ باہر آکر اس نے کنڈی کو پھر سے کیواڑ میں لگا دیا اور واپس
اپنی سرائے والی جھونپڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت پجاری
اور پہرے دار ایک درخت کے پیچھے چھپے اسے دیکھ رہے تھے۔
پجاری غصے سے بولا۔

"یہ جادوگر سانپ دیو پر کوئی جادو کرنے آیا تھا۔ میں ابھی
جا کر مکھیا کو خبر کرتا ہوں۔"

پجاری رات کے اندھیرے میں ہی مکھیا کے مکان پر گیا۔

ے جگا کر سارے حالات بتائے۔ مکھیا بھی پریشان ہوا۔ کیونکہ
سانپ دیو ان کا مقدس دیوتا سانپ تھا اور وہ اس کی پوجا
کرتے تھے۔ اس نے کہا۔

"چلو۔ پنگل جادوگر کے پاس چلتے ہیں۔"

پنگل جادوگر اپنی جھونپڑی میں مزے سے سو رہا تھا۔ مکھیا
اور پجاری نے اسے جگا کر ساری کہانی سنائی۔ پنگل جادوگر
گردن اکڑا کر بولا۔

"ابھی میں اسے اپنے جادو سے بھسم کئے دیتا ہوں۔ چلو اس
جادوگر کی جھونپڑی کے پاس لے چلو۔"

پنگل جادوگر نے اپنا جادوگری کا سامان یعنی انسانی کھوپڑی
اور چار ہڈیاں تھیلے میں ڈالیں اور پجاری اور مکھیا کے ساتھ
عنبر کی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔ اس وقت عنبر جھونپڑی میں
بیٹھا کیٹی اور تھیو سانگ کو سانپ دیو سے ہوئی بات چیت سنا
رہا تھا۔ اتنے میں باہر سے پنگل جادوگر کی آواز سنائی دی۔

"باہر نکل آؤ جھوٹے جادوگر۔ میں تمہاری خبر لینے آگیا ہوں۔"

عنبر کیٹی اور تھیو سانگ باہر نکل آئے۔ جھونپڑی کے باہر ایک
لالٹین روشن تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک ناٹے قد کا کالا کلوٹا
آدمی ایک ہاتھ میں انسانی کھوپڑی اور دوسرے ہاتھ میں بازوؤں
کی ہڈیاں پکڑے ایک پاؤں آگے کئے کھڑا ہے جیسے یہ ہڈیاں عنبر

پر پھینکنے والا ہو۔ عنبر نے پوچھا۔

"بھائی کیا بات ہے؟"

پجاری اور مکھیا جادوگر پنگل کے پیچھے کھڑے تھے۔ پجاری نے کہا۔

"تم جادوگر ہو اور ہمارے سانپ دیو کو جادو کے زور سے اغوا کرنے آئے ہو۔"

مکھیا بولا۔

تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ اسی وقت یہ علاقہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ نہیں تو ہمارا جادوگر پنگل تمہیں جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔

پنگل جادوگر نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"ہاں۔ اگر جان پیاری ہے تو ابھی یہاں سے بھاگ جاؤ میں پنگل جادوگر ہوں۔ میرے جادو کا توڑ کسی کے پاس نہیں ہے۔"

تھیو سانگ نے عنبر کے کان میں کہا:

"ان لوگوں سے خواہ مخواہ لڑائی مول لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے کسی دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔"

کیٹی نے بھی کہا کہ ہو سکتا ہے اس شخص کا جادو ہم پر اثر کر جائے۔ عنبر نے انہیں چپ کراتے ہوئے کہا۔ "تم خاموش رہو

میں ان کی ابھی خبر لیتا ہوں۔

عنبر نے بلند آواز میں پنگل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

پنگل! ہم جادوگر نہیں ہیں۔ سانپ دیو ہمارا دوست ہے ہم اس سے ملنے یہاں آئے ہیں۔ ہماری نیت صاف ہے ہم تمہارے سانپ دیو کو اپنے ساتھ لے جانے نہیں آئے۔"

پجاری تنک کر بولا۔

یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ ہمارے سانپ دیو کو چرانے آیا ہے۔ پنگل! ان پر اپنا جادو شروع کرو۔ یہ ہمارے دیوتا کے دشمن ہیں۔

پنگل نے ایک منتر پڑھ کر انسانی کھوپڑی عنبر کے سامنے پھینک دی۔ اس کھوپڑی کے اندر ایک سانپ تھا جو کھوپڑی کے گرتے ہی باہر نکل آیا اور پھن اٹھا کر پھنکارتا ہوا عنبر کی طرف لپکا۔ پجاری اور مکھیا ڈر کر پنگل جادوگر کے پیچھے ہو گئے۔ عنبر نے کہا۔

"تمہارے اس جادوگر کا توڑ میرے پاس موجود ہے پنگل!

اور یہ کہہ کر اس نے سانپ کی زبان میں پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھتے ہوئے سانپ سے کہا۔

"مجھے ڈسنے کی حماقت نہ کرنا سانپ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہارے زہر کا اثر ہم تینوں میں سے کسی پر نہیں ہو گا۔ دوسری

بات یہ ہے کہ ہم ناگ دیوتا کے بہن بھائی ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ سانپ کا پھن نیچے ہو گیا۔ اس نے ادب سے سلام کیا اور سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میرے لیے کیا حکم ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"اس پنگل کی خبر لو جس نے تمہیں مجھے ہلاک کرنے کے لئے مجھ پر پھینکا تھا۔"

سانپ وہیں واپس مڑا اور ایک پھنکار مار کر پنگل کی طرف لپکا۔ پنگل ایک چیخ مار کر اُٹھ بھاگا۔ پجاری اور مکھیا اسے آوازیں دیتے رہ گئے۔ سانپ کو عنبر نے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی ذرا ڈراؤ۔ انہیں ہلاک مت کرنا۔ سانپ نے پھنکار ماری اور مکھیا اور پجاری پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا تھا کہ سانپ نے انہیں ڈسا نہیں مگر ان کے ٹخنوں پر منہ مارا۔ مکھیا اور پجاری تو دم دبا کر شور مچاتے چیختے ہوئے وہاں سے فرار ہو گئے۔

تھیوسانگ کیٹی اور عنبر ہنسنے لگے۔ اتنے میں سامنے والی جھونپڑی سے سرائے کا مالک اور اس کی جوان بیٹی کملا باہر نکل آئی۔ سرائے کے مالک نے پوچھا۔

عنبر بیٹا! کیا بات ہے۔ یہ شور کیسا تھا؟

عنبر نے کہا۔

"یہاں ایک سانپ آگیا تھا۔ کوئی شخص کھوپڑی بھی پھینک گیا ہے۔ لگتا ہے اس کھوپڑی میں سانپ تھا۔ سرائے کا مالک اور کملا سانپ کا سُن کر ڈر سے گئے۔ عنبر نے کہا۔

"آپ آرام کریں۔ سانپ چلا گیا ہے۔ اب نہیں آئیگا۔"

عنبر نے انسانی کھوپڑی اٹھا کر دور پھینک دی۔ سرائے کا مالک اور اس کی لڑکی سہمے ہوئے سے اپنی جھونپڑی میں واپس چلے گئے۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ بھی اپنی جھونپڑی میں آگئے۔ باقی رات وہ یہی سوچتے رہے کہ کیا ان کا یہاں رہنا ٹھیک ہو گا یا انہیں دوسری جگہ چلے جانا چاہیئے کیونکہ ابھی انہیں کچھ روز اس علاقے میں رہنا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم نے ان کے سب سے بڑے جادوگر کو بھگا دیا ہے۔ زیادہ شرارت انہوں نے کی تو ہم سانپ دیو سے مدد لے سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ہاں سانپ دیو ان کا دیوتا ہے۔ اگر وہ ہماری مدد پر آگیا تو یہ لوگ اپنے آپ ہمارے مطیع ہو جائیں گے۔" اس لیے ہمیں اس جھونپڑی میں ہی رہنا چاہیئے۔

رات گزر گئی۔ دوسرے روز آسمان پر گھنے بادل چھائے تھے۔
یہ بادل اتنے سیاہ تھے کہ دن کے وقت بھی اندھیرا سا چھا گیا۔
بادلوں میں بجلی چمکنے لگی۔ اس وقت سرائے کے مالک کی بیوی
اپنی بیٹی کملا کو لے کر جنگل میں واقع وشنو کے مندر میں ماتھا
ٹیکنے گئی ہوئی تھی۔ سرائے کا مالک سمندر کنارے مچھلیاں خریدنے
گیا ہوا تھا۔ عنبر کیٹی اور تھیو سانگ اپنی جھونپڑی میں ہی بیٹھے
تھے۔ کیونکہ ایسا لگتا کہ ابھی زور شور سے بارش شروع ہو جائے
گی۔ سرائے کے مالک کی بیوی ماتا دیوی اپنی نوجوان بیٹی کملا
کے ساتھ وشنو مندر میں ماتھا ٹیک کر چبوترے کی ایک جانب
رُک گئی اور بولا۔

"کملا بیٹی! بارش آنے والی ہے۔"

کملا بولی۔

"ماتا! ہم تھوڑی دیر یہیں رُک جاتی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو
کہ راستے میں ہی بارش آجائے۔"

ماتا دیوی بولی۔

"چلو یہاں ایک طرف تھوڑی دیر بیٹھ جاتے ہیں۔"

اور وہ دونوں ماں بیٹی مندر کے چبوترے کی ایک جانب بیٹھ
گئیں۔ برآمدے کی دوسری جانب ایک ننگ دھڑنگ سادھو انہیں
عیار نظروں سے گھور رہا تھا۔

پاتال کی طرف سفر

اچانک ننگ دھڑنگ سادھو نے آواز دی۔

"ماتا دیوی! اپنی بچی کو لے کر ہمارے پاس آکر چرن چھوؤ۔
تمہاری بیٹی کا کلیان ہو جائے گا۔"

ہندو لوگ اس زمانے میں بھی اور آج بھی جوگیوں کو
بہت مانتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں تو ان کی کسی بات کو
ٹالنا بہت بڑا پاپ یعنی گناہ سمجھتی ہیں۔ ہم مسلمانوں میں بھی
اس قسم کی کمزور عقیدے والی ان پڑھ عورتیں اور مرد ہوتے ہیں
مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ جبکہ ہندوؤں میں تقریباً ہر دوسری
عورت جادو ٹونے اور جوگی سادھوؤں پر اندھا اعتقاد رکھتی
ہے۔ چنانچہ جب کملا کی ماں ماتا دیوی نے ایک ننگ دھڑنگ
جوگی کو اپنے نام سے بلاتے سنا تو وہ تو اسی وقت اس کی گرویدہ
ہو گئی۔ حالانکہ اس جوگی نے آس پاس رہنے والی تقریباً تمام بوڑھی
عورتوں اور ان کی جوان لڑکیوں کے نام اور ان کے حالات اپنے
جاسوسوں کے ذریعے معلوم کر رکھے تھے۔ کمزور عقیدے والی ان پڑھ

ماتا دیوی ہاتھ باندھے جوگی کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ کملا بھی جوگی سادھوؤں کو بہت مانتی تھی۔ اس نے بھی ہاتھ باندھ کر سر جھکایا اور ننگ دھڑنگ سادھو کے پاؤں چھوئے ننگ دھڑنگ عیار سادھو نے کملا کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آنکھیں بند کیں اور کہا۔

" ماتا دیوی! تیری بچی کا بیاہ ایک راج کمار سے ہو گا۔ تیری بیٹی عیش کرے گی۔

ماتا دیوی نے تو سادھو کے پاؤں پکڑ لئے اور ان پر اپنا سر رکھ دیا۔

دوستو! ہمارے ہاں پاکستان کے گاؤں دیہات میں بھی ایسے جھوٹے پیر ہوتے ہیں جو اپنی شعبدہ بازی سے کمزور عقیدے والے ان پڑھ لوگوں کو اپنا مطیع کر لیتے ہیں۔ پھر لوگ ان کے پاؤں کو آ کر چومتے ہیں۔ کہیں کہیں تو یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں اور مرد ان جھوٹے پیروں اور سائیں بابا کے پاؤں پر اپنا سر بھی رکھ دیتے ہیں۔ یاد رکھو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ شرک ہے۔ یعنی کسی فانی انسان کو خدا کا شریک ٹھہرانا ہے جس سے بڑا گناہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ہستی ایسی نہیں ہے کہ جس کے آگے سر جھکایا جائے۔ سچا مسلمان مرد اور عورت صرف اللہ کے سامنے

نا سر جھکاتا ہے۔ یاد رکھو جو صرف اللہ کے حضور سر جھکاتا ہے
لله تعالے اس کے سر کو ہمیشہ بلند رکھتا ہے۔ تم بھی
اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ سجدہ صرف خدا کو جائز
ے اور صرف خدا کے آگے ہی سر جھکانا۔ لیکن ہندو عورت
ماتا دیوی بھی اپنی دوسری ہندو بہنوں کی طرح ایک ان پڑھ
ور کمزور عقیدے کی عورت تھی۔ ویسے بھی ہندو لوگ پتھر کی
ورتیوں اور بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ماتا دیوی اور کملا
نے بھی ننگ دھڑنگ سادھو کے پاؤں پر سر رکھ دیئے۔ ننگ دھڑنگ
سادھو نے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھ کر کانی آنکھ سے دوسری
رف دیکھا۔ قریب ہی ستون کے پاس اس کا چیلا آلتی پالتی
مارے بیٹھا تھا۔

ننگ دھڑنگ سادھو نے کہا۔

ماتا دیوی! تمہاری بیٹی پر ہم ایسا منتر پڑھ کر پھونکیں
گے کہ اس کی قسمت جاگ اٹھے گی۔ پھر ایک راجکمار آئے
گا اور اسے بیاہ کر لے جائے گا۔

ماتا دیوی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مہاراج! میں آپ کی داسی ہوں۔ مجھے حکم کریں کہ میں
آپ کی کیا سیوا کر سکتی ہوں۔ بھگوان کے لیے میری بیٹی پر منتر
پڑھ کر پھونکیں۔"

ننگ دھڑنگ جوگی مسکرایا۔ بولا۔

ماتا دیوی! اگر تم وعدہ کرو کہ ہمارے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی تو ہم تمہاری اور تمہاری بیٹی کملا کی قسمت کھول دیں گے۔"

ماتا دیوی بولی۔

"مہاراج میں مر جاؤں گی مگر کسی سے آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گی۔"

ننگ دھڑنگ جوگی نے کہا۔

"تو سن ماتا دیوی! ہم اس وقت ترنگ میں ہیں۔ ہم تمہاری باتوں سے خوش ہوئے ہیں۔ ہم تمہاری لہر بہر کر دینا چاہتے ہیں۔"

ماتا دیوی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ کملا بھی بہت خوش تھی کہ وہ کسی راجکمار کی بیوی بننے والی ہے۔ ماتا دیوی بولی۔

"مہاراج! آپ حکم کریں۔ میں آپ کی داسی ہوں۔ غلام ہوں۔"

ننگ دھڑنگ جوگی نے کہا۔

"اپنی بیٹی کملا کو سامنے والی میری کوٹھڑی میں چھوڑ کر واپس چلی جا میں اس پر منتر پڑھ کر پھونکوں گا۔ تم دوپہر کے وقت آکر اسے لے جانا۔ بس تمہاری قسمت بدل جائے گی۔"

ماتا دیوی نے کہا۔

"مہاراج! میں کملا کو آپ کی کوٹھڑی میں چھوڑے جاتی ہوں۔"

ماتا دیوی نے اپنی بیٹی کملا کو ساتھ لیا اور سامنے والی خالی کوٹھڑی میں اسے چھوڑ کر دوپہر کو واپس آنے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا خاوند یعنی سرائے کا مالک شام کو سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑنے کے بعد آئے گا۔ تب تک وہ کملا کو سادھو کی کوٹھڑی سے واپس لے جائے گی۔ دوپہر تک سرائے مالک کی بیوی جاہل ماتا دیوی اپنی جھونپڑی میں بیٹھی مذہبی اشلوک پڑھتی رہی۔ باہر بادل اسی طرح گرج رہے تھے۔ پھر بارش شروع ہو گئی۔ جب دوپہر ہوئی تو ماتا دیوی نے ناریل کی شاخوں والی چھتری سر کے اوپر تانی اور سادھو کی کوٹھڑی کی طرف چل دی کہ وہاں سے اپنی بچی کملا کو واپس لے آئے۔ لیکن وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی خالی پڑی تھی اور سادھو بھی غائب تھا۔

بے چاری ماں کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس نے سادھو اور اپنی بیٹی کو جگہ جگہ تلاش کی لیکن وہ اسے کہیں نہ ملے۔ ماتا دیوی نے شور مچا دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسے بتایا کہ سادھو تو کافی دیر ہوئی ایک لڑکی کے ساتھ یہاں سے چلا گیا تھا۔ ماتا دیوی روتی پیٹتی واپس جھونپڑی میں آگئی۔ عنبر تھیو سانگ اور کیٹی اسی وقت اپنی جھونپڑی میں موجود تھے۔ جب انہیں اصل حالات

کا علم ہوا کہ ماتا دیوی کی نوجوان بیٹی کو ایک مکار سادھو اغوا
کر کے لے گیا ہے تو کیٹی غصے میں آگ ببھوکا ہوگئی۔
"میں اس بدمعاش سادھو کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔
ماتا دیوی نے کہا۔
"بیٹا! بھگوان کے لئے میری کملا کو واپس لا دو میرا
خاوند مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں اپنی بیٹی کے بغیر زندہ
نہیں رہ سکوں گی۔"
عنبر تھیو سانگ اور کیٹی نے اسے حوصلہ دیا اور یقین
دلایا کہ وہ بہت جلد اس کی بیٹی کو وہ جہاں بھی ہوگی گھر واپس
لے آئیں گے۔ عنبر نے تھیو سانگ سے کہا۔
"تھیو سانگ! تم میرے ساتھ چلو۔ مجھے تمہاری ضرورت
ہوگی۔
کیٹی کو انہوں نے ماتا دیوی کے پاس جھونپڑی میں ہی
چھوڑا اور وہ دونوں یعنی عنبر اور تھیو سانگ کملا کی تلاش
میں نکل کھڑے ہوئے۔ وہ سب سے پہلے وشنو کے مندر میں
گئے۔ یہاں انہیں پتہ چلا کہ سادھو کملا اور اپنے چیلے کے ساتھ
شمال کی طرف جنگل کی جانب جاتے دیکھے گئے تھے۔ عنبر اور تھیو
سانگ جنگل کی طرف چل پڑے۔ اس وقت بارش رک گئی
تھی۔ جنگل میں چلتے چلتے جب وہ کافی دور نکل گئے تو تھیو سانگ

ے کہا۔
عنبر بھیا! یہاں تک تو مکار سادھو کا کوئی کھوج ہمیں
یں ملا۔ معلوم ہوتا ہے وہ ضرور اس جنگل میں کسی خفیہ جگہ چھپ
یا ہے تاکہ جب رات کا اندھیرا ہو جائے تو کملا کو لے کر یہاں
ے فرار ہو جائے۔
عنبر بولا۔
"اگر یہ بات ہے تو ہمیں اس جنگل میں ہی اسے تلاش کرنا
ہوگا۔"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
اتنے بڑے جنگل کو ہم کہاں کہاں کھنگالیں گے۔ بہتر
ہی ہے کہ ہم کسی سانپ کو بلا کر اس سے سادھو کے بارے
یں پوچھیں۔"
عنبر نے کہا کہ سانپ کو کیا پتہ ہوگا کہ سادھو کہاں چھپا
ہوا ہے۔
تھیو سانگ بولا۔
سانپ ہی تو ہمیں اس کے بارے میں بتا سکتا ہے
تم بلاؤ تو سہی کسی سانپ کو۔
عنبر راضی ہوگیا۔
اس نے سانپ کی زبان میں آواز نکالی کہ اگر اس جنگل

میں آس پاس کوئی سانپ ہے تو ہماری مدد کو آئے۔ ہم ناگ
دیوتا کے بھائی ہیں۔ اتنے میں ایک درخت کے پیچھے سے
گیلی گھاس پر رینگتا ہوا ایک دھاریدار کالا سانپ نکل آیا۔
عنبر اور تھیوسانگ کے قریب آکر سانپ نے سلام کیا اور
کہا۔

"تم نے ہمیں ہماری زبان میں پکارا ہے۔ اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ تم ہی ناگ دیوتا کے بھائی ہو اس کے علاوہ
اب مجھے تمہارے جسموں میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو
بھی آنے لگی ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟
عنبر نے کہا۔

"ہم نے تمہیں ایک بہت ضروری کام کے لئے بلایا ہے۔
ایک ننگ دھڑنگ سادھو ایک غریب آدمی کی بیٹی کو دھوکے
سے اغوا کر کے اس جنگل میں آن گھسا ہے۔ کیا تم کسی طرح
اس کا سراغ لگا سکتے ہو کہ وہ کسی جگہ چھپا ہوا ہے؟
سانپ کچھ دیر کے لیے چپ ہو گیا۔ کچھ نہ بولا۔ پھر کہنے لگا۔
"میں نے کسی سادھو کو اس جنگل میں سے گزرتے نہیں
دیکھا۔

عنبر بولا۔
"ہو سکتا ہے وہ کسی دوسرے راستے سے جنگل میں داخل

یا ہو۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ضرور اس جنگل میں کسی خفیہ مقام
چھپا ہوگا۔ کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ یہاں کوئی غار یا کھوہ
ہاں اور کس جگہ پر ہے؟"
دھاری دار سانپ نے کہا۔
ذرا ٹھہریں۔ میں ایک گلہری سے پوچھتا ہوں۔ یہ گلہری میری
دوست ہے اور جنگل میں جگہ جگہ پھرتی رہتی ہے۔"
سانپ نے منہ سے عجیب سی شاں شاں کی پھنکار ایسی
آواز نکالی۔ جس کے تھوڑی دیر بعد ایک گلہری بھاگتی ہوئی وہاں
گئی۔ سانپ کسی عجیب زبان میں گلہری سے باتیں کرنے لگا۔
جب گلہری چلی گئی تو عنبر نے سانپ سے پوچھا۔
"گلہری نے کچھ بتایا؟
دھاری دار سانپ کہنے لگا۔
"ہاں! اس نے بتایا ہے کہ ایک ننگ دھڑنگ سادھو
کو جنگل کے جنوب میں ٹیلوں کے دامن کی طرف جدھر چٹانوں
کے گہرے شگاف میں جاتے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ایک
نوجوان لڑکی اور ایک لڑکا بھی تھا۔
عنبر نے کہا۔
"ہمارے لئے اتنی نشانی ہی کافی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔
ہم خود سادھو کو ڈھونڈ لیں گے۔"

دھاریدار سانپ بولا۔

"آپ حکم کریں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں"
عنبر نے کہا۔

"تمہارا شکریہ دوست لیکن ہم دونوں اس کے لئے کافی ہیں۔ تم بے فکر رہو"

دھاری دار سانپ سلام کر کے چلا گیا۔ عنبر اور تھیو سانگ جنگل کے جنوب کی طرف چل پڑے۔ کوئی آدھ گھنٹے کے دشوار گزار سفر کے بعد انہیں ایک جانب چھوٹے چھوٹے ٹیلے دکھائی دیئے جن پر درخت اُگے ہوئے تھے۔ ڈھلان میں دس بارہ زنگ آلود چٹانوں کی ڈھانیں نظر آرہی تھیں۔ ان کے درمیان تین گہرے شگاف تھے۔ ان شگافوں کے اوپر جنگلی بیلوں نے اپنے سائے ڈال رکھے تھے۔ عنبر نے کہا۔

گلہری کی اطلاع درست نکلی تھیو سانگ! مجھے یقین ہے وہ بدمعاش سادھو ان میں سے کسی ایک شگاف میں چھپا ہوا ہوگا۔

"چلو چل کر دیکھتے ہیں"

دونوں جنگلی جھاڑیوں اور اونچی گھاس میں سے گزرتے ہوئے زنگ آلود چٹانوں کی طرف چلنے لگے۔ گھاس بارش میں گیلی ہو رہی تھی۔ ایک جگہ انہیں چٹانوں کے

تینوں شگاف صاف نظر آنے لگے تو وہ وہیں جھاڑیوں کے پیچھے ہو کر بیٹھ گئے۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"عنبر! سب سے پہلے ہمیں یقین ہو جانا چاہیئے کہ بدمعاش سادھو اسی جگہ چھپا ہوا ہے۔ ورنہ یہاں بھی ہمیں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن یہ معلوم کرنے کا کہ ان شگافوں کے اندر کوئی انسان ہے کہ نہیں صرف ایک ہی طریقہ ہے"

"وہ کونسا؟" تھیو سانگ نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"

یہ کہہ کر عنبر جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر چٹانوں کے قریب گیا اور زور سے عورت کی آواز بنا کر بولا۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ بھگوان کے لیے مجھے بچاؤ"

تھیو سانگ ہنس پڑا۔ عنبر عورت کی آواز نکالنے کے بعد بھاگ کر جھاڑی کے پیچھے تھیو سانگ کے پاس آگیا۔ تھیو سانگ نے آہستہ سے کہا۔ "اچھا زنانہ طریقہ سوچا تھا تم نے"

عنبر نے کہا۔

"ابھی دیکھو کوئی نہ کوئی باہر آئے گا۔"

عنبر کی ترکیب کام کر گئی اور چٹانوں کے تین شگافوں میں سے ایک شگاف کے آگے پڑی ہوئی جنگلی بیلوں کی جالر ایک طرف ہٹی اور ایک لڑکا سادھو جو ننگ دھڑنگ سادھو کا چیلا تھا باہر نکلا۔ اس نے جھانک کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر جلدی سے شگاف میں واپس چلا گیا۔ عنبر نے مسکرا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"وہ بدمعاش سادھو بھی اسی شگاف میں ہوگا یہ اس کا چیلا تھا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اگر بدمعاش سادھو نے نوجوان کملا کو اغوا کر رکھا ہے تو وہ شور کیوں نہیں مچاتی؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ بدمعاش سادھو بڑے مکار ہوتے ہیں۔ اس نے کملا کو یقین دلا دیا ہوگا کہ اگر اس نے آواز نکالی تو اس کا جادو اسے جلا کر بھسم کر دے گا۔ یہ ان پڑھ ہندو عورتیں بہت کمزور عقیدے کی ہوتی ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر اب آگے کیا پروگرام ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"اب یہاں سے تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔ تم اپنے آپ کو ایک چھوٹا سا ننھا منا بونا بنا کر اس شگاف کے اندر جاؤ گے اور اپنا کام دکھاؤ گے۔ کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

"اچھا خیال ہے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ میرے ساتھ تم بھی چلو۔ بدمعاش سادھو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

عنبر کچھ سوچ کر بولا۔

"تمہارا خیال بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ تو پھر آؤ۔ اکٹھے چلتے ہیں۔ یہ مہم ہم مل کر ہی سر کریں گے۔"

تھیوسانگ اور عنبر جھاڑیوں میں سے نکلے اور سامنے والی چٹانوں کے شگاف کے سامنے آکر رک گئے۔ یہاں پہنچ کر عنبر نے ایک بار پھر عورت کی آواز نکالی اور مدد کے لئے آواز دی۔ اسی طرح تھوڑی دیر بعد بدمعاش سادھو کا چیلا جنگلی بیل پرے ہٹا کر باہر آگیا۔ اس نے جو اپنے سامنے عورت کی جگہ دو نوجوان مردوں کو دیکھا تو پہلے تو ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ پھر فوراً ہی بڑی رعب دار آواز میں بولا۔

"تم کون ہوتے ہو میرے گورو دیو کی تپسّا میں خلل ڈالنے والے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وشنو دیوتا کے اوتار میرے گورو دیو اس غار کے اندر بھگوان کی تپسّا کر رہے ہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"ہم تمہارے بدمعاش گورو دیو کے لئے ہی یہاں آئے ہیں"

اور عنبر نے آگے بڑھ کر چیلے کو گردن سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔ چیلا بے چارہ تین قلابازیاں کھا کر ایک گڑھے میں جا پڑا۔ عنبر نے کہا۔

"تھیو سانگ حملہ کر دو۔ کہیں وہ بدمعاش کملا کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے"

اور اس کے ساتھ ہی عنبر اور تھیو سانگ چھلانگیں لگا کر شگاف کے اندر گھس گئے۔ اندر ایک چھوٹا سا غار تھا جہاں اندھیرے میں انہیں ننگ دھڑنگ سادھو آلتی پالتی مارے بیٹھا نظر آیا۔ کملا وہاں نہیں تھی۔ عنبر اور تھیو سانگ اس کے سر پر پہنچ گئے۔ عنبر نے بدمعاش سادھو کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیلا باہر ایک گڑھے میں پڑا ہے۔ اس سے پہلے

کہ تمہارا بھی یہی حال ہو جلدی سے بتاؤ تم نے اس لڑکی کو کہاں رکھا ہے جسے تم اغواہ کر کے اپنے ساتھ لائے ہو۔

بدمعاش کو ابھی تک اس حقیقت کا علم نہیں تھا کہ اس کے سامنے جو دو نوجوان کھڑے ہیں وہ کس قدر زبردست اور انوکھی طاقتوں کے مالک ہیں۔ وہ انہیں عام ہندو نوجوان سمجھتے ہوئے کڑک کر بولا۔

"نکل جاؤ یہاں سے پاپیو نہیں تو ابھی جلا کر بھسم کر ڈالوں گا۔

عنبر نے آگے بڑھ کر بدمعاش کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کو ذرا سا جھٹکا دیا تو سادھو کی گردن پیچھے کو ہو گئی۔ مگر سادھو اب بھی کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"تمہاری جان صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم ہمیں کملا کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہے ہو سکتا ہے اس کے بعد ہم تمہیں کچھ نہ کہیں۔

اتنے میں بدمعاش سادھو کا چیلا بھی اندر آ گیا۔ سادھو نے کڑک دار آواز میں چیلے کو حکم دیا۔

"ان پر یم دوت کا منتر پڑھ کر پھونکو"

چیلے نے اونچی آواز میں نہ جانے کیا اناپ شناپ پڑھنے شروع کر دیئے۔

عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا۔ ہمیں انگلی ذرا ٹیڑھی کرنی پڑے گی۔

بدمعاش سادھو اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بلند کرکے بولا۔

"میں آخری بار تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ نکل جاؤ۔ نہیں تو یم دوت کی آگ کا شعلہ تم دونوں کے جسموں کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیو سانگ! یہ نہیں مانے گا۔ ذرا اپنا کرتب دکھاؤ اسے۔ میرا خیال ہے یہ کام اس کے چیلے سے شروع کرو۔"

چیلا ابھی تک الٹ پلٹ اشلوک پڑھ رہا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب گیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"گدھے کہیں کے یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ تم بھی اس بدمعاش کے ساتھی ہو۔ پہلے تمہاری خبر لی جانی چاہیئے۔

یہ کہہ کر تھیو سانگ نے دل میں نیت باندھی اور اپنی انگلی چیلے کی گردن سے لگا۔ انگلی کے چھوتے ہی چیلا چوہے جتنا چھوٹا ہو گیا اور زمین پر ادھر ادھر

پھدکتے ہوئے شور مچانے لگا۔ اس کی بہت ہی باریک آواز دھیمی دھیمی سنائی دے رہی تھی۔ بدمعاش سادھو یہ سمجھا کہ اس کا چیلا زمین پر بیٹھ گیا ہے۔ اس نے چلا کر کہا۔

"کندن داس! کہاں چلے گئے ہو تم۔ یم دوت کا اشلوک پھونک کر ان کو بھسم کیوں نہیں کرتے"

تھیو سانگ نے زمین پر سے چوہیا جتنے چیلے کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا اور ہتھیلی بدمعاش سادھو کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یم دوت چیلا کہیں گیا نہیں بلکہ میری ہتھیلی پر پھدک رہا ہے۔ ذرا اس سے پوچھو تو کہ یہ پریشان کیوں ہے۔"

بدمعاش سادھو کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ جو کچھ اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں اسے اس کا یقین نہیں آرہا تھا۔ اس کا چیلا کندن داس ایک ننھی سی چوہیا جتنے سائز کا ہو کر تھیو سانگ کی ہتھیلی پر ادھر ادھر دوڑ رہا تھا اور چلا رہا تھا۔

"گورو جی! مجھے بچاؤ۔ بھگوان کے لئے مجھے بچاؤ۔"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"گورو جی! کیا خیال ہے۔ کیا آپ کملا کے بارے میں
بتائیں گے کہ آپ کو بھی اس چیلے جتنا چھوٹا کر دیا جائے۔"

بدمعاش سادھو سمجھ گیا کہ اس کا پالا دو بہت زبردست
جادوگروں سے پڑ گیا ہے۔ خود اس کے پاس تو سوائے
بدمعاشی اور رگتا ہوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر اب بھی اس
نے مکاری سے کام لیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مہاراج! تم جیتے میں ہار گیا۔ لیکن میں بھگوان کی قسم کھا
کر کہتا ہوں کہ کملا میرے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے اسے مندر
ہی سے اس کے گھر بھجوا دیا تھا"

عنبر نے کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو جلدی بتاؤ کملا کہاں ہے؟"

بدمعاش سادھو ہاتھ جوڑے گڑگڑا کر بولا۔

"مہاراج! آپ مائی باپ ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا
کملا میرے پاس نہیں ہے۔"

ٹھیو سانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! ذرا خاموش رہو۔ میں ابھی معلوم کئے دیتا ہوں
تمہیں۔"

ٹھیو سانگ نے چوہیا جتنے چیلے کو اپنی انگلی پر بٹھا لیا
اور انگلی اپنے منہ کے قریب لا کر بولا۔

"چیلے! اگر تم یہ بتا دو کہ کملا کہاں ہے تو میں تمہیں پھر سے
بڑا کر دوں گا اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں آزاد بھی کر دیا جائے

پھر ٹھیو سانگ نے ننھے منے چیلے کو اپنے کان کے ساتھ
لگا لیا۔ چیلے کی بہت ہی باریک آواز ٹھیو سانگ کے کان
میں آئی۔

"کملا غار کے اندر کونے میں بندھی پڑی ہے۔"

عنبر نے ٹھیو سانگ کو مسکراتے دیکھا تو پوچھا۔

کیا بتایا ہے چیلے نے؟

ٹھیو سانگ نے کہا۔

"کملا۔ اسی غار کے اندر پیچھے کونے میں بندھی پڑی ہے
جا کر اسے لے آؤ۔"

بدمعاش سادھو کا رنگ اڑ گیا۔ عنبر جلدی سے کونے میں
گیا تو دیکھا کہ کملا کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے۔ منہ میں کپڑا
ٹھونسا ہوا تھا تاکہ وہ آواز بلند نہ کر سکے۔ ٹھیو سانگ
نے چیلے کو فوراً انگلی سے چھو کر بڑا کر دیا۔ چیلا تو ٹھیو سانگ
کے قدموں میں گر پڑا اور روتے ہوئے بولا۔

مہاراج آپ بھگوان کے اوتار ہیں۔ مجھے معاف کر
دیں۔

بدمعاش سادھو تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ بھاگنے کی سوچ رہا تھا کہ تھیوسانگ نے اس کی گردن دبوچ لی اور کہا۔

"کہاں جا رہے ہو مہاراج؟"

اور تھیوسانگ نے بدمعاش سادھو کی پیشانی پر اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی لگی ہی تھی کہ بدمعاش سادھو ننھا سا چوہے جتنا ہو گیا۔ عنبر کونے میں کملا کے ہاتھ پاؤں کھول رہا تھا۔ تھیوسانگ نے ننھے سے چوہے بدمعاش سادھو کو اس کے بڑے قد کے چیلے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"اس کو لے کر یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اب یہ ساری زندگی چوہے جتنا ہی رہے گا۔"

چیلے نے گھبرا کر کہا۔

"مہاراج! میں اس کا کیا کروں گا؟"

تھیوسانگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔

"اچھا تو تمہیں بھی خیال آنے لگا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ تم بھی اس بدمعاش کے ساتھی ہو۔ اس کے گناہوں کے برابر کے شریک رہے ہو۔ تم کو بھی سزا ملنی چاہیئے۔ کوئی پتہ نہیں کل کو تم بھی بدمعاشیاں کرنے لگو اور بھولی بھالی نازک بے گناہ لڑکیوں پر ظلم کرو۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے بدمعاش سادھو کے چیلے کو دوبارا

چوہا بنا دیا۔ پھر اس نے دونوں کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا تاکہ سرائے کے مالک کی بیٹی کملا پر اس کی خفیہ طاقت کا راز کھل جائے۔ عنبر کملا کو لے کر تھیوسانگ کے پاس آ گیا۔ کملا بے چاری سخت بوکھلائی ہوئی تھی۔ آنکھیں کھلی تھیں اور بال پریشان تھے۔ اس نے پریشانی کے عالم میں ہاتھ جوڑے اور بولی۔

"وہ ظالم کہاں ہیں؟ انہوں نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا تھا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"بہن کملا۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا مل گئی ہے۔ اب گھر چلیں۔ تمہاری ماتا اور پتا تمہارے لئے سخت پریشان ہیں۔"

تھیوسانگ اور عنبر کملا کو ساتھ لے کر سرائے میں آ گئے۔ کملا کی ماتا اپنی بیٹی کے انتظار میں تڑپ رہی تھی۔ کملا کو دیکھا تو اس سے بے اختیار لپٹ گئی۔

"ہے بھگوان تو نے میرے گناہ معاف کر دیئے۔ میری بیٹی میرے پاس آ گئی۔"

عنبر نے کہا۔

"اس کا باپ کہاں ہے ماتا؟"

ماتا دیوی نے کہا۔

"وہ ابھی نہیں آیا۔ بھگوان کے لئے اسے کچھ نہ بتانا نہیں تو وہ ہم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

کملا کے واپس آجانے سے کیٹی بھی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے کملا کی ماں سے کہا۔

"ماتا دیوی! اب کبھی ایسی غلطی مت کرنا۔ یہ سادھو لوگ سب جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔

کملا کی ماں نے کہا۔

"میری توبہ بیٹی جو میں اب کبھی ان کی باتوں میں آؤں تم بھی میرے خاوند کو یہ نہ بتانا۔ نہیں بتاؤ گی نا،"

کیٹی عنبر اور تھیو سانگ نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ کملا کے باپ کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ کملا کو اس کی ماں جھونپڑی میں لے گئی اور اسے گرم گرم دودھ پلایا۔ کیٹی نے عنبر سے پوچھا۔

"وہ سادھو بدمعاش اور اس کا چیلا کہاں ہیں؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"میں نے ان دونوں کو چوہیا جتنا بنا کر راستے میں جنگل کے ایک گڑھے میں پھینک دیا ہے جہاں سے وہ ساری زندگی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ دنیا کی تمام معصوم

عورتیں اب ان کے ظلم سے نجات حاصل کر چکی ہیں۔ اب کوئی عورت ان کے ظلم و ستم کا نشانہ نہ بن سکے گی۔

جب شام ہوئی تو کملا کا باپ بھی مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس آگیا۔ کملا نے اس کے ہاتھ سے مچھلیوں کا تھیلا لے لیا اور کہا۔

"پتا جی آپ نے آج بہت سی مچھلیاں پکڑی ہیں۔"

سب خوش تھے باپ کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہاں کیا حادثہ گزر گیا ہے۔

دوسری طرف سانپ دیو کے مندر کے پجاری کو اپنی شکست کا سخت صدمہ تھا۔ اسے اب بھی یہ ڈر لگا تھا کہ عنبر اور تھیو سانگ جادوگر ہیں اور وہ اس کے دیوتا سانپ دیو کو اغوا کر کے لے جائیں گے۔ بنگالی جادوگر تو فرار ہو گیا تھا۔ مکھیا بھی عنبر سے خوف کھانے لگا تھا۔ مگر پجاری باز نہیں آرہا تھا۔ اس نے اپنے محلے کی ایک پھپھے کٹنی قسم کی عورت کو ساتھ ملایا۔ اسے پجاری لالچ دے کر کہا کہ سرائے میں دو آدمی ایک لڑکی کے ساتھ جھونپڑی میں ٹھہرے ہوئے ہیں جو ہمارے دیوتا سانپ دیو کو ہلاک کرنے یہاں آئے ہیں۔ اگر تم کسی طرح ان کو زہر کھلا کر ختم کر دو تو تمہیں بڑے

جواہرات سے مالا مال کر دوں گا۔ پھپھے کٹنی کا نام جاتلی
تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ پجاری نے بہت سی دولت
جمع کر رکھی ہے۔ اس نے پجاری سے کہا۔

"میں تمہارا یہ کام ضرور کر دوں گی مگر اس کے لیے
تمہیں مجھے آدھی دولت پیشگی دینی ہو گی۔"

پجاری نے سوچا کہ اس میں کیا برائی ہے۔ جب اس
کا کام ہو گیا تو وہ اس عورت کو بھی ٹھکانے لگا کر
اس سے اپنی دولت واپس لے لے گا۔ چنانچہ پجاری
نے جواہرات کی ایک تھیلی پھپھے کٹنی جاتلی کو دے
دی۔ جاتلی خوش خوش اپنے گھر کو چلی گئی۔ جاتی
دفعہ وہ کہہ گئی کہ کل صبح وہ اسے ان آدمیوں کے چہرے
دکھا دے جن کو ہلاک کرنا ہے۔ دوسرے روز صبح
صبح پجاری نے عورت کو ساتھ لیا اور سرائے والی
جھونپڑیوں سے دُور درختوں کے پیچھے کھڑا ہو
گیا۔ اتنے میں اپنی جھونپڑی میں سے عنبر اور تھیو سانگ
کسی کام سے باہر نکلے تو پجاری نے کہا۔

"یہ دو خونی ہیں جو ہمارے سانپ دیو کو مارنے
آئے ہیں۔ بس تم جلدی سے کسی طرح ان دونوں
کو زہر دے کر مار ڈالو۔ میں تمہیں باقی کے جواہرات

بھی پیش کر دوں گا۔"

جاتلی نے غور سے عنبر اور تھیو سانگ کو دیکھا اور
بولی۔

"پجاری! اب تم فکر نہ کرو اور میرا کام دیکھو آج
شام تک تم دونوں کی لاشیں اس جھونپڑی میں پڑی
دیکھو گے۔"

پجاری بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ
یہ عورت انتہائی چالاک اور عیّار ہے۔ اس نے عنبر
اور تھیو سانگ کی طاقت اور جادو کے بارے میں
عورت کو کچھ نہ بتایا۔ اگر وہ اسے بتا دیتا تو شاید وہ
عورت کبھی تیار نہ ہوتی۔

سانپ دیو کی ہدایت کے مطابق ساحلی تکون کے
سمندر میں پہنچ کر سفید سانپ کے ملاقات کرنے میں
ابھی ایک دن اور ایک رات باقی تھی۔ عنبر اور کیٹی
تھیو سانگ نے زیادہ تر جھونپڑی میں ہی رہنے کا
فیصلہ کیا۔ وہ شہر میں پجاری اور مکھیا سے خواہ مخواہ
الجھنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی شام مکّار عورت
جاتلی بھکشنی کا بھیس بدل کر ان کی جھونپڑی کے
باہر آئی اور زمین پر بیٹھ گئی۔ اس نے پیتل کا گڑوا

نکال کر کہا۔

"میرے بچو! میں گنگا ماتا کی بھکشنی ہوں۔ تمہارے لئے گنگا کا پوتر پانی لائی ہوں۔ اسے پی لو گے تو تمہارے سارے گناہ جھڑ جائیں گے۔"

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی جھونپڑی سے باہر آگئے۔ جاتلی عورت نے دو پیالے نکال کر ان میں گنگا جل بھرا جس میں ایسا زہر ملا ہوا تھا کہ اسے پیتے ہی آدمی ایک سیکنڈ میں تڑپ کر مر جاتا تھا۔ اس نے پیالہ عنبر کی طرف بڑھایا:

"لو میرے بچو اس کو پی جاؤ۔ تم خوش قسمت ہو کہ گنگا ماتا نے اپنا جل دے کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

لو بیٹی تم بھی پیئو۔

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ دونوں سمجھ گئے کہ یہ بھی پجاری کی بھیجی ہوئی عورت ہے جس نے اس پانی میں ضرور کوئی زہر ملایا ہوا ہے۔ عنبر نے کہا۔

"اماں یہ جل پہلے تم پیئو۔ پھر ہم پئیں گے۔"

جاتلی بولی۔

ارے بیٹا! گنگا ماتا کو ناراض کر رہے ہو؟ یہ تو

صرف تمہارے لئے گنگا جی نے بھیجا ہے۔ اسے پی جاؤ۔ تمہارے سارے پاپ جھڑ جائیں گے۔

تھیو سانگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے اسے آہستہ سے آنکھ ماری۔ پھر مکاری عورت جاتلی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اچھا اماں! میں ایک شرط پر اسے پیتا ہوں کہ میرے پینے کے بعد تمہیں بھی یہ گنگا ماتا کا پانی پینا ہو گا۔"

مکار عورت بولی۔

"اچھا پہلے تم تو پیئو بیٹا۔ بعد میں میں بھی پی لوں گی۔"

عنبر نے پیالہ منہ کے ساتھ لگایا اور سارا زہر والا پانی پی گیا۔ وہ تو جانتا تھا کہ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ زہر اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ مکار عورت بڑے غور سے عنبر کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بڑی خوش تھی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ اس کو یقین تھا کہ عنبر ایک دم سے تڑپ کر زمین پر گرے گا اور پھر مر جائے گا۔ چنانچہ مکار عورت نے گٹھڑی لپیٹی اور بولی۔

"اچھا بچو میں جاتی ہوں۔ مجھے ایک کام یاد آگیا ہے۔"

جونہی وہ بھاگنے لگی عنبر نے اسے وہیں پکڑ کر بیٹھا لیا
اور بولا۔

"اماں! میرے مرنے کا تماشہ نہیں دیکھو گی؟
ابھی تو ایک پیالہ تمہیں بھی پینا ہے۔ لو۔ پی جاؤ"
مکار عورت نے جلدی سے کہا۔
"نہیں نہیں بیٹا۔ مجھے پیاس نہیں ہے میں پھر پی لوں
گی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔
"نہیں اماں۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ اب ایک پیالہ تمہیں
بھی پینا ہوگا۔"
مکار عورت حیران تھی کہ ابھی تک زہر کا اثر عنبر پر
کیوں نہیں ہوا؟ عنبر نے زہر آلود پانی کا ایک پیالہ بھر
کر زبردستی پلانا چاہا تو کیٹی نے اسے روک دیا۔
"اسے معاف کر دو۔ عنبر۔ آخر عورت ہے۔ پجاری
کی باتوں میں دولت کے لالچ میں آ گئی ہوگی۔"
اب تو جاتلی کی آنکھیں کھل گئیں۔ سمجھ گئی کہ یہ لوگ
بڑے کرنی والے ہیں۔
ہاتھ باندھ کر بولی۔
"میرے بچو! مجھے معاف کر دو۔ میں نے لالچ میں ایسا

کیا ہے۔ میں پجاری کی باتوں میں آ گئی تھی۔ اس پانی میں
بڑا مہلک زہر ملا ہوا ہے مگر میرے بیٹے تم پر اس کا اثر
کیوں نہیں ہوا؟
عنبر نے کہا۔
"اس کا جواب میں تمہیں نہیں دے سکتا اماں۔ لیکن
اب مجھے پجاری کی طبیعت ٹھیک کرنی پڑے گی۔
وہ ہمیں پریشان کر رہا ہے۔"
کیٹی نے عورت سے کہا
"اماں! آئندہ سے ایسا ہرگز نہ کرنا۔ کسی انسان کی
جان لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اب یہاں سے بھاگ
جاؤ۔"
عورت جاتلی تو جان بچا کر وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔
عنبر نے کہا۔
"میں ابھی پجاری کو جا کر اس گستاخی کا مزا چکھاتا
ہوں۔"
وہ جھونپڑی سے نکل کر سیدھا سانپ دیو کے مندر
میں آ گیا۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے اسے بالکل نہ روکا۔
وہ بھی چاہتے تھے کہ پجاری کو کوئی ایسا سبق سکھایا
جائے کہ وہ پھر انہیں تنگ نہ کرے۔ شام ہو گئی تھی۔

مگر ابھی لوگوں نے مندر میں پوجا کے لئے آنا شروع نہیں
کیا تھا۔ پجاری ابھی اپنے مکان میں ہی تھا۔

عنبر نے مندر میں جاتے ہی سانپ دیو کو سانپوں
کی زبان میں پجاری کی شرارتوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ
اس نے دو مرتبہ اس کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔
سانپ دیو بولا۔

"اس کی یہ ہمت کہ عظیم ناگ دیوتا کے بھائی کو ہلاک
کرنے کی کوشش کرے۔ میں ابھی اس کو ٹھکانے لگاتا
ہوں۔"

عنبر بولا:

"نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مار ڈالا جائے۔ بس
ذرا اس کی سرزنش ہو جائے تو ٹھیک ہے تاکہ وہ
ہمیں تنگ نہ کرے۔ کیونکہ ناگ کی تلاش کے سلسلے میں
ابھی نہ جانے ہمیں اس شہر میں کتنی دیر اور رہنا پڑے۔
سانپ دیو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے ہلاک نہیں کروں گا۔ تم تھوڑی
دیر کے لیے باہر جاکر چھپ جاؤ۔ جب تمہیں اندر سے
پجاری کی چیخوں کی آواز آئے تو اندر آجانا۔
عنبر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پجاری بھی دھوتی

سنبھالتا پھولے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا رام رام
کرتا مندر میں داخل ہوا۔ اس کے داخل ہوتے ہی سانپ
دیو نے ایک زور دار پھنکار ماری اور چبوترے سے
اتر کر پجاری کی گردن میں شکنجہ ڈال کر اسے کسنا شروع
کر دیا۔ پجاری تو بوکھلا گیا۔ اس کی آنکھیں باہر نکل
آئیں۔ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ پھر چیخ مار کر بولا:

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔"

اس کی چیخ کی آواز سن کر عنبر مندر میں آگیا۔ دیکھا
کہ سانپ دیو نے پجاری کی گردن میں کنڈل مارا ہوا
ہے۔ پھن اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا ہے۔
اور پجاری فرش پر گرا تھر تھر کانپ رہا ہے۔ عنبر نے
آتے ہی پجاری سے کہا۔

"اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ تم
نے مجھے اور بھتیو سانگ کو زہر دینے کے لیے اپنی اماں
کو کیوں بھیجا تھا؟"

پجاری بولا۔

"سانپ دیو کے بھائی جی! تم اوتار ہو سانپ دیو
کے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں
کروں گا۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے تم پر یقین نہیں آتا"

پجاری رک رک کر بولا۔

"سانپ دیو کی سوگند۔ مجھے معاف کر دو۔ اب میں کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔"

عنبر بولا۔

"یاد رکھو۔ اس بار میں سانپ دیو سے تمہاری سفارش کر دیتا ہوں لیکن اگر اس کے بعد بھی تم نے ہمیں تنگ کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں خود ختم کر دوں گا۔"

پجاری سہما ہوا تھا بولا۔

"بھگوان کے لیے مجھے بچا لو۔ میں تمہارا غلام بن کر زندگی گزار دوں گا۔"

عنبر نے سانپ کی زبان میں سانپ دیو سے کہا۔

"یہ اپنے کیے پر پچھتا رہا ہے سانپ دیو۔ اسے اب چھوڑ دو۔"

سانپ دیو بولا۔

"سوچ لو عنبر! اس وقت میں ایک سیکنڈ میں اسے ختم کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں سانپ دیو۔ میں اسے اتنی چھوٹی سی بات پر ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اسے معاف کر دو۔"

اور سانپ دیو نے پجاری کو چھوڑ دیا اور اسکی گردن سے اتر کر چبوترے والے اپنے استھان پر آ کر کنڈلی مار پھن اٹھا کر بیٹھ گیا۔ پجاری کی ابھی تک گھگی بندھی ہوئی تھی۔ اسے دہشت کے مارے ہچکی لگ گئی تھی۔ وہ تو عنبر کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور بولا:

"تم مہان دیوتا ہو عنبر! تم اوتار ہو۔ مجھے معاف کر دو۔"

عنبر نے کہا۔

"اب پھر کبھی ایسی حماقت نہ کرنا۔"

پجاری ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"میں تو تم لوگوں کا غلام بن کر رہوں گا۔ تم سانپ دیو کے دوست ہو۔ میں تمہارا سیوک ہوں۔ ساری زندگی تم لوگوں کی خدمت کروں گا۔ ہے رام! ہے رام!"

عنبر واپس آ گیا۔ اس نے تھیو سانگ اور کیبٹی کو بتایا کہ پجاری کی کل کل سے چھٹکارا مل گیا۔ اب ہم پوری آزادی سے ناگ کی تلاش کا مشن شروع کر سکتے ہیں۔ دوسرے روز چاند کی چودھویں رات تھی۔ اس روز انہیں سفید سانپ سے ملاقات کرنے جانا

تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ اس لئے ساتھ نہیں جا رہے
تھے کہ سانپ دیو نے صرف عنبر کو وہاں جانے کی ہدایت
کی تھی۔ جب رات آدھی کے قریب گزر گئی تو عنبر سیدھا
جنوبی ساحل والی تکون کی طرف چل پڑا۔ اس نے کیٹی
اور تھیو سانگ کو جھونپڑی میں ہی رہنے کے لئے
تاکید کی تھی۔ آسمان پر چودھویں رات کا چاند نکلا ہوا
تھا۔ سمندر چاندنی میں نہا رہا تھا۔

عنبر اس جگہ پتھر پر بیٹھ گیا جہاں دونوں کنارے
اور دونوں سمندر ایک تکون کے پاس آکر ملتے تھے۔
یہ ہندوستان کے مغربی اور مشرقی ساحل کی تکون
تھی۔ سانپ دیو نے کہا کہ جہاں دونوں سمندروں
کی لہریں آکر ایک دوسرے سے ملتی ہیں وہاں آدھی رات
کے بعد کسی وقت سفید سانپ باہر نکلے گا۔ عنبر کی نگاہیں
سمندر میں اسی جگہ پہ لگی تھیں جہاں دونوں طرف کے
سمندر آکر ایک دوسرے سے ملتے تھے اور چاندنی
میں دونوں سمندروں کی لہریں گھومتی ہوئی ایک دوسرے
سے مل رہی تھیں۔ چاند آسمان پر جیسے اٹک گیا تھا۔
چاروں طرف ایک عجیب عالم تھا۔ سمندر کی لہروں
کی ہلکی ہلکی آواز بلند ہو رہی تھی۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو عنبر نے سمندر
میں سے ایک سفید ستون کو باہر کی طرف ابھرتے دیکھا۔
عنبر سمجھ گیا کہ یہی سفید سانپ ہے۔ وہ چوکنا ہو گیا۔
سفید ستون جب سمندر سے باہر آیا تو وہ پانی کی لہروں
پر لہرانے لگا۔ یہ سانپ ہی تھا۔ وہ لہروں پر سے
ہوتا ہوا اس جگہ آ گیا جہاں عنبر پتھر پہ آلتی پالتی مارے
بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"مجھے سانپ دیو نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔
میں عنبر ہوں۔ ناگ دیوتا کا بھائی"

سفید سانپ کا پھن اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ ایکدم
سے اس کا پھن نیچے کو جھک گیا۔ اور اس کی آواز آئی۔

"ناگ دیوتا کے بھائی کو سلام! میں جانتا ہوں کہ
تم ناگ دیوتا کے بھائی ہو اور سانپ دیو نے
تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے؟

عنبر نے سوال کیا۔

"تم سمندر کے نیچے رہتے ہو۔ کیا تم ناگ دیوتا
کا سراغ نہیں لگا سکتے؟ کیا تم نہیں بتا سکتے کہ ناگ
دیوتا زمین کے نیچے کس جگہ پر ہے؟

سفید سانپ بولا۔

"ہم سمندر کے سانپ ہیں۔ زمین کے نیچے پاتال
کے حالات ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ اور پھر پاتال کے
دیوتا بڑے ظالم ہیں۔ انہوں نے ہی ہمارے ناگ
دیوتا کو قید کر رکھا ہو گا۔ ہم ان کی سرحدوں کے
قریب بھی نہیں جا سکتے۔ ہم مجبور ہیں۔

عنبر نے پوچھا۔

"اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ کونسی ترکیب ہے جس کی
مدد سے کیٹی اور تھیو سانگ پر آگ اثر نہیں کر
سکتی۔"

سفید سانپ بولا۔

"میرے جسم سے ابھی پسینہ نکلے گا۔ یہ پسینہ پتھر
پر گرنے کے بعد چربی کے قطروں میں جم جائے گا۔ جو کوئی
اس چربی کو گرم کر کے اپنے جسم پر اس کی مالش
کرے گا اس پر پاتال کی بھیانک آگ کبھی اثر نہیں
کرے گی۔"

اس کے ساتھ ہی سفید سانپ سمندر سے نکل کر
عنبر کے پاس پتھر پر آکر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس
کے جسم سے پسینے کے قطرے گرنے لگے۔ یہ قطرے پتھر
پر گرتے ہی سفید چربی کے نقطے بن گئے۔ سفید سانپ

بولا۔

"عنبر! یہ چربی کے قطرے اٹھا کر لے جاؤ اور اسے
گرم کر کے کیٹی اور تھیو سانگ کے جسموں پر مل
دینا۔ ان پر آگ کا اثر نہیں ہو گا۔"

یہ کہہ کر سفید سانپ سلام کر کے واپس سمندر
میں غوطہ لگا گیا۔ عنبر نے پتھر پر سے چربی کے قطروں
کو کھرچ کا جمع کیا اور واپس کیٹی اور تھیو سانگ
کے پاس آگیا۔ انہیں سفید سانپ کی ساری باتیں
بیان کیں اور سفید چربی کے جمے ہوئے قطرے دکھائے
تھیو سانگ نے اسی وقت چربی کو گرم کر کے اسے
تیل میں تبدیل کر دیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے الگ
الگ جھونپڑیوں میں جا کر اس تیل کو اپنے جسم پر اچھی
طرح سے مل لیا اور کپڑے پہن کر باہر نکل آئے۔ تھیو
سانگ نے کہا۔ ذرا اس کی آزمائش کر کے دیکھنا
چاہیئے۔ عنبر نے فوراً چولہے میں آگ روشن کر دی۔
کیٹی اور تھیو سانگ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ شعلہ
ان کے ہاتھوں سے ٹکرا رہا تھا مگر ان کو ذرا سی بھی
تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔
کچھ چربی کا تیل بچ گیا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"یہ اپنے اس چمڑے کے لباس پر مل لینا جو پہن کر تم میرے ساتھ پاتال میں چلو گے۔"

دوسرے دن منہ اندھیرے عنبر نے مندر میں جاکر سانپ دیو کو ساری خبر کر دی کہ سفید سانپ نے انہیں اپنی پسینے کی چربی دے دی ہے جس کی کیٹی اور تھیوسانگ نے مالش بھی کر لی ہے اور آگ کا ان پر واقعی اثر نہیں ہو رہا۔ سانپ دیو نے کہا۔

"بس اب تم لوگ پاتال میں اترنے کی تیاری شروع کر دو۔"

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۲۴۲ ناگ کا دشمن تھیوسانگ پڑھیئے۔

میرے نام

پیارے پیارے اور ایوارڈ والے انکل اے حمید!

السلام علیکم! انکل مبارک ہو! اللہ قسم وہ کیسی پیاری گھڑی تھی جب پی ٹی وی ایوارڈ ۱۹۹۶ء میں بطور بہترین رائٹر آپ کا نام چنا گیا۔ اور اس رات ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام کا نقشہ اور بالخصوص وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے محو گردش محسوس ہو رہا ہے۔ کہ جب قومی نیشنل ونر کے طور پر آپ کا نام اناؤنس ہوا تو آپ کس طرح کھل اٹھے تھے۔ اور پھر خراماں خراماں چلتے ہوئے آپ کا اسٹیج پر آنا اور فخریہ انداز میں انعام کو بلند کر کے رخصت ہو جانا۔ اب بھی مجھے اپنے ذہن کی اسکرین پر نظر آ رہا ہے۔

انکل یقین مانیئے جب آپ کا نام بولا گیا اور آپ نے انعام وصول کیا تو میرا دل یوں باغ باغ ہو گیا تھا کہ جیسے یہ انعام میرا ہے۔ اور میں ہی وصول کر رہا ہوں۔ اور مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ محسوس ہوا کہ ایک "ہیرو" اور فین کے درمیان اور ایک رائٹر اور قاری کے درمیان کیسی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اور انکل میں بھی تو آپ کے قارئین کے بحرِ بے کنار کا ہی ایک قطرہ ہوں۔ اور میں تو اپنے اس خیال پر ہی یقین رکھتا ہوں کہ عنبر ناگ اور ماریا کا سلسلہ "بچوں کے ادب میں" نہ صرف ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ یہ بچوں کے ادب پر احسان اور تاریخ انسانی کی جادو بیانی ہے۔

اور سحر طرازی کا ایک ناقابلِ تقلید اور نادر نمونہ ہے۔ میرے پاس
اس وقت آپ کی "لاش زندہ ہوگئی"، وغیرہ کی ساتوں کتابیں حاتم
طائی سیریز (فیروز سنز) مکمل! اور عنبر ناگ ماریا کی ۲۳۱ کتابیں موجود
ہیں اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ میرے پاس بچوں کے ادب کی بہترین
کتابیں موجود ہیں اور دھڑے ہو بھی کیوں نہ کہ اب ہم بلاخوفِ
تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے انکل کوئی "ایویں جے"، نہیں
بلکہ ایوارڈ یافتہ مصنف ہیں۔

اور انکل سچ ایک بات تو رہ ہی چلی تھی کہ صرف میری ہی نہیں
بلکہ آپ کے بہت سے قارئین کی اولین خواہش ہے کہ عنبر ناگ
ماریا سیریز ٹی وی پر ریلیز کی جائے کیونکہ یہ اس سیریز کا حق
ہے۔ حق ہے اور حق ہے جی ہاں! یہ اس سیریز کا پکا پکا اور سچا
سچا حق ہے۔ براہ کرم اس معاملے میں ہمیں لیڈ کریں کہ ہم کس
انداز سے اور کیسے ٹی وی والوں سے اس کا مطالبہ کریں اور
ایسی ٹھوس اور مدلّل بات کریں کہ ٹی وی والوں کو ماننا ہی
پڑے اور ہماری خواہش مجسم صورت ہو کر ٹی وی پر آجائے!
امید ہے آپ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں گے۔ ایک مرتبہ
پھر میری اور شاہدرہ میں موجود اپنے تمام قارئین کی طرف سے
دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ شکریہ مخلص

شہزادہ سلطان کلیم ۸/۹۵ شاہدرہ ٹاؤن ——— لاہور

محترم اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

میں کئی سال سے آپ کی لکھی ہوئی کہانیاں پڑھ رہا ہوں۔ اور آپ
سے بے حد متاثر ہوا ہوں کہ آپ اتنی طویل سلسلہ وار کہانیاں
کیسے لکھ لیتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اردو زبان میں طویل ترین
کہانیاں لکھنے والے پہلے آدمی ہیں۔

آپ کی کہانیاں دلچسپ، حیرت انگیز اور حقیقی لگتی ہیں اور آپ کی
کہانیوں میں سسپنس شروع سے آخر تک برقرار رہتا ہے اور ہر کردار
حقیقی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی کہانیوں کا اختتام بھی انتہائی سنسنی خیز ہوتا
ہے اور اگلی قسط کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ انکل ہماری دعا ہے
کہ آپ ہمارے لیے ہمیشہ اتنی پیاری پیاری کہانیاں لکھتے رہیں۔ خدا
تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ انکل میں آپ کو پہلی دفعہ خط لکھ
رہا ہوں جواب ضرور دیجیے گا۔

فقط خواجہ عمران فاروق R ۸۳۶/۱۹ النور سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

ڈیئر انکل اے حمید، سلام مسنون۔

بعد عرض یہ ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ کے حکم سے خیر خیریت سے
ہوں گے۔ میں آپ کی کہانیاں۔ عنبر ناگ ماریا بڑے شوق سے پڑھتا ہوں
انکل سب سے پہلے اتنی اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارک باد قبول ہو۔ میں
نے اب تک کل ۲۰۰ قسطیں پڑھی ہیں۔ یقین کریں انکل جتنا مزہ عنبر
ناگ ماریا کی کہانی میں آتا ہے کسی بھی سلسلہ وار کہانی میں نہیں آیا

ویسے ایک بات کیا یہ تاریخ کی سچی داستان ہے یا کہ ویسے ہی۔
لیکن عنبر کی کہانی میں سوچتا ہے۔ کہ میں مصر جا کہ اپنی داستان لکھوں
گا۔ میرے خیال یہ تو عنبر کی لکھی ہوئی داستان تو نہیں۔ ویسے انکل
ایک بات ہے اگر یہ جھوٹی ہوئی تو ہم اب پڑھنے لگ گئے ہیں۔ تو
پڑھیں گے۔ کیونکہ اتنا مزہ کسی اور کی داستان میں نہیں آتا۔

اور اگر سچی داستان ہے تو پھر پڑھنے کا اور ہی لطف آئے گا۔

فقط آپ کے پرستار سید راشد مختار ضلع ایبٹ آباد تحصیل ہری پور
کوکلیہ شریف ڈاکخانہ کوٹ نجیب اللہ

سنسنی خیز انکل۔ اے حمید۔ آداب۔ ہمیشہ ناول لکھتے رہیں۔

انکل میں آپ کو پہلی دفعہ خط لکھ رہی ہوں۔ ہم آپ کے رسالے
بڑے شوق سے اور ہمیشہ خرید کر پڑھتے ہیں۔ ہم نے آج تک لائبریری
میں سے آپ کا کوئی رسالہ لے کر نہیں پڑھا۔ انکل آپ کو پی ٹی وی
ایوارڈ ملنے پر مبارکباد قبول ہو۔

انکل میں نے بہت سے مصنفوں کو خط لکھے مگر جواب تو در
کنار کسی رسالے میں اس کی جھلک تک نظر نہیں آئی۔ انکل پلیز اگر خط
میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرما دیں۔ اس ماہ کے ناول یعنی آسیبی
چیخ۔ باپ کی خوشبو وغیرہ بہت اچھے تھے۔ مبارک باد قبول کریں۔

فقط آپ کی قاری

نفیسہ معروف لاہور نمبر ۵

محترم اے حمید صاحب! سلامت باشید!

”مجھے یقین ہے ”پی ٹی وی“ ایوارڈ حاصل کرنے کے بعد آپ کے
ہاتھ سے آئینہ گر گیا ہو گا!“

آپ یاد کریں نہ کریں لیکن ہم تو یاد کر ہی لیتے ہیں۔ بروز جمعرات
۱۱ نومبر کو ”پی ٹی وی“ ایوارڈ کی تقریب دیکھی جس میں آپ کو بھی
[ایوا]رڈ ملا۔ اس لیے میری طرف سے بہت بہت مبارک باد قبول
[فر]مائیں۔ اپنا حال سنائیں خیریت سے ہیں۔ چال تو ہم نے ٹی وی پر دیکھ
[لی] تھی (معذرت) اللہ حافظ

صفدر حسین اعوان، بانکا روڈ، نزد تاج ہوٹل، نواب شاہ۔ سندھ

پیارے انکل اے حمید

آپ کا خط ملا بہت خوشی ہوئی ہے آپ کے ناول بڑے شوق
سے پڑھ رہا ہوں۔ کیوں کہ آپ کے ناول میں نہیں چھوڑ سکتا انکل
[ہم]ارا ٹیسٹ ہوا تھا۔ جس میں پانچ پیپر ہوتے تھے۔ تین میں نے بہت
[ک]رکس لیے ہیں۔ اور تینوں میں پاس ہوا ہوں۔ ابھی دو پیپروں کا رزلٹ
[نہ]یں نکلا۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں دو پیپروں میں بھی پاس ہو جاؤں۔
[ان]شاء اللہ۔ انکل ایوارڈ لینے کی مبارک۔ اللہ کرے کہ آپ کو لاکھوں
[ایو]ارڈ ملیں۔ پیارے انکل آپ اپنا آٹوگراف اور تصویر بھیجیں آپ
[کی م]ہربانی ہو گی۔ انکل آپ کے بیٹے کتنے ہیں؟ انکل جواب ضرور دیں۔

سید نیاز حسین شاہ جاڑل شاہ محلہ ٹانگہ اسٹینڈ نزد پوسٹ آفس بندر روڈ معرفت
سید خادم حسین شاہ لاڑکانہ

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

اے حمید

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۵/۵۰
۱۰۲ ٹیبی خلائی شیطان ۵/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۵/۵۰
۱۰۴ خلائی گمرو ۵/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۵/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۵/۵۰
۱۰۷ خوفناک طلسمی روشنی ۵/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۵/۵۰
ٹیبی شیشہ ۵/۵۰
۱۰۹ ماتا دیوی کا گدھ ۵/۵۰
۱۱۰ آدمی عورت آدھا سانپ ۵/۵۰
۱۱۱ خنجر اور خلائی مخلوق ۵/۵۰
۱۱۲ کیٹی اور زندہ لاش ۵/۵۰
۱۱۳ ماریا طوفانی رات میں ۵/۵۰
۱۱۴ خوفناک تجربہ ۵/۵۰
۱۱۵ سانپ کا قیدی ۵/۵۰
۱۱۶ موت کی چھلانگ ۵/۵۰
۱۱۷ مُردے کی موت ۵/۵۰
۱۱۸ قبر کا ہاتھ ۵/۵۰
۱۱۹ جزیرے کا بھوت ۵/۵۰
۱۲۰ خوفناک مقابلہ ۵/۵۰
۱۲۱ ماریا کا بچہ ۵/۵۰
۱۲۲ مینار کا بھوت ۵/۵۰
۱۲۳ انسانی چیونٹا ۵/۵۰
۱۲۴ ٹیبی لاش رقاص ہیرو ۵/۵۰
۱۲۵ خونی راز ۵/۵۰
۱۲۶ سرکٹا ناگ ۵/۵۰
۱۲۷ عنبر کی قبر ۵/۵۰
۱۲۸ چاہ بابل کے قیدی ۵/۵۰
۱۲۹ منحوس مورتیاں ۵/۵۰
۱۳۰ ہانگ کانگ ناگن ۵/۵۰
۱۳۱ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۵/۵۰
۱۳۲ منگلا دیوی کا ترشول ۵/۵۰
۱۳۳ ماریا کھوپڑی میں ۵/۵۰
۱۳۴ ٹیبی ہیپی ۵/۵۰
۱۳۵ باپ کی خوشبو ۵/۵۰
۱۳۶ تابوت والی لڑکیاں ۵/۵۰
۱۳۷ آدم خور شکاری ۵/۵۰
۱۳۸ بھٹکتی روحوں کا سفر ۵/۵۰
۱۳۹ بھیڑیا لڑکی ۵/۵۰
۱۴۰ ویران مینار ۵/۵۰
۱۴۱ ناگ کا دشمن تیمور ناگ ۵/۵۰
۱۴۲ مُردے کی راکھ ۵/۵۰
۱۴۳ آدھا زندہ آدھا مُردہ ۵/۵۰

مکتبہ اقرأ
شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

ناگ کا دشمن تھیوسانگ

ناگ ماریا ۱۴۲

اے حمید

۱۴۲

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

تھیوسانگ کا دشمن ناگ

اے حمید

قیمت ۵۰/ روپے

Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

۱۹۸۶ء
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۳۲ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ایک سو بیالیس آپ کی خدمت میں حاضر ہے امید ہے کہ آپ کو یہ اسی طرح پسند آئے گی جس طرح کہ آپ کو پہلی قسطیں پسند آئی ہیں۔ ہمارے کچھ دوستوں نے شکایت کی ہے کہ ہم عنبر ناگ ماریا کے ساتھ تھیوسانگ اور کیٹی کا نام کتاب کے اوپر کیوں نہیں لکھا جاتا جبکہ عنبر ناگ ماریا ہی سفر نہیں کر رہے بلکہ ان کے ساتھ کیٹی اور تھیوسانگ بھی ہیں۔ دوستو! بات اصل میں یہ ہے کہ یہ سفر جب عنبر نے شروع کیا تھا تو وہ اکیلا تھا۔ پھر ناگ اور ماریا ساتھ مل گئے اور میں نے اس کا نام عنبر ناگ ماریا رکھ دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے بعد آئے تھے۔ اب پتہ نہیں داستان آگے جا کر کیا رخ اختیار کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں آگے کچھ اور عجیب و غریب کردار مل جائیں تو اس طرح سے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو نام پہلے رکھا گیا ہے یعنی "عنبر ناگ ماریا" وہی رہنے دیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

۴۵۴-۲ ، راہ چمن
سمن آباد — لاہور

آپ کا انکل
اے حمید

ترتیب

جلتے انسانی سر

عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی نے اپنے خطرناک پاتال کے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ نے چمڑے کی جیکٹیں پہن لی تھیں جن پر سفید سانپ کی چربی مل دی گئی تھی۔ وہ تینوں بزرگ سانپ کی بتائی ہوئی چٹانوں میں پہنچ گئے۔ جہاں سے پاتال کی طرف نیچے زمین کے اندر ایک راستہ جاتا تھا۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ دن آدھا گذر گیا ہو گا۔ انہوں نے چٹانوں میں ادھر ادھر گھوم پھر کر آخر ایک غار تلاش کر لی۔

عنبر نے کہا:

"ضرور یہی وہ غار ہے جس میں پاتال کی طرف راستہ جاتا ہے۔"

کیٹی اور تھیوسانگ نے غار میں جھانک کر دیکھا۔ غار میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے میں انہیں چھت سے لٹکتے لمبے لمبے جالے نظر آ رہے تھے۔

کیٹی نے کہا:

"یہاں اس کے سوا دوسرا کوئی غار نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہی راستہ نیچے پاتال کو جاتا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"یہاں بھی ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ کی خوشبو تو ابھی نہیں آ سکتی۔ خدا جانے پاتال کی آگ میں وہ کس مقام پر ہے اور کس حالت میں ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "میرا خیال ہے ہمیں اس غار میں اپنا سفر شروع کر دینا چاہیے۔"

تینوں ساتھی غار میں داخل ہو گئے۔ عنبر نے چٹان کے باہر پڑی ہوئی درخت کی ایک شاخ اُٹھا لی تھی۔ اس کی مدد سے وہ آگے لٹکتے جالوں کو ایک طرف ہٹاتا جاتا تھا غار کی ڈھلان شروع ہو گئی۔ زمین آہستہ آہستہ نیچے جا رہی تھی۔ کچھ دُور جانے کے بعد زمین پھر ہموار ہو گئی۔ یہاں غار کا موڑ تھا۔ وہ موڑ گھوم گئے۔ یہاں گہرا سناٹا تھا۔ کوئی آواز نہیں تھی۔ عنبر آگے آگے تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ غار کی فضا میں حبس تھا پھر بھی وہاں سانس لینے کے لیے ہوا موجود تھی۔

غار کا موڑ گھوم کر وہ تھوڑی دُور ہی گئے ہوں گے کہ عنبر جو آگے آگے جا رہا تھا مٹی کی ایک ڈھیری سے ٹکرا گیا۔ یہاں اتنی تاریکی تھی کہ عنبر کو ڈھیری بالکل قریب جا کر نظر آ سکی۔ ڈھیری سے ٹکراتے ہی اس میں سے "آہ" کی آواز نکلی۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی وہیں ساکت سے ہو کر رہ گئے۔ وہ جھک کر ڈھیری کو دیکھنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہیں سخت حیرانی ہوئی کہ جس چیز کو مٹی کی ڈھیری سمجھ رہے تھے وہ ایک انسان تھا جو آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سارے جسم پر مکڑیوں نے جالا بُن رکھا تھا۔ ایک چھپکلی اس آدمی کے سر میں بیٹھی تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ چھپکلی دوسری طرف اتر کر غائب ہو گئی۔ اس پُراسرار آدمی کی آنکھیں بند تھیں اور آنکھوں پر بھی مکڑیوں نے جالا تان دیا تھا۔ یہ آواز اسی آدمی کے حلق سے نکلی تھی۔

عنبر نے کہا:

"بابا! تم — تم کون ہو اور یہاں کب سے بیٹھے ہو؟"

تھیوسانگ اور کیٹی بھی اس پراسرار آدمی کو غور سے دیکھنے لگے۔ اس بت کی طرح بیٹھے ہوئے آدمی کے خشک مٹی بھرے ہونٹ ہلے تو ان ہونٹوں پر تنا ہوا مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا۔ اسی پراسرار آدمی نے کہا:

"میں جانتا تھا تم لوگ آ رہے ہو۔ سنو! میرا نام
دھنوتری ہے۔ میں دیو لوک سے آج سے ہزاروں
برس پہلے اس زمین پر آیا تھا۔ میرے ساتھ میرا
ایک ساتھی بھی تھا۔ ہم دونوں آکاش کے پاک
استھان سے یہاں دنیا کی سیر کرنے آئے تھے۔
لیکن ہم یہاں کے سیر تماشوں میں کھو گئے اور
اپنے پاک استھان سورگ کو بھول گئے۔ میرا ساتھی
مر گیا۔ اب میں نے واپس سورگ یعنی اپنے دیولوک
کی طرف جانا چاہا تو فرشتوں نے راستہ بند کر دیا
تھا۔ تب سے میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے
کے لیے اس غار میں بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا
ہوں۔ لیکن ابھی بھگوان نے میرے گناہ معاف نہیں
کیے۔ جس روز میرے گناہ معاف کر دیئے گئے میں
اس زمین سے اپنے سورگ میں چلا جاؤں گا۔"

عنبر نے سوال کیا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں آ رہے ہیں؟"

بزرگ آدمی بولا:

"مجھے گیان ہوا کہ تم لوگ آ رہے ہو اور تم وہ
لوگ ہو جو میری طرح ہزاروں برس سے زندہ ہو۔"

کیٹی نے کہا:

"پھر تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہم یہاں
کیوں آئے ہیں؟"

"ہاں" بزرگ انسان نے کہا: "میں جانتا ہوں کہ تم
ناگ کی جستجو میں یہاں ہو۔ اور پاتال میں جانے کا
ارادہ رکھتے ہو۔"

تھیوسانگ بولا: "خدا آپ کا بھلا کرے۔ ہمیں پاتال
کا راستہ بتا دیجئے۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"مگر ناگ تمہیں پاتال میں نہیں ملے گا۔"

اتنا سن کر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر ایک دوسرے کا
منہ تکنے لگے کہ یہ بزرگ انسان کیا کہہ رہا ہے۔ جب کہ
بزرگ سانپ نے انہیں یہی بتایا تھا کہ ناگ پاتال میں ہے۔

عنبر نے کہا:

"مگر بزرگ انسان! یہ بات تو خود ناگ نے اپنی
آواز میں کہی تھی کہ میں پاتال میں اتر رہا ہوں
پاتال میں اتر رہا ہوں۔"

بزرگ انسان نے ایک آہ بھری اور بولا:

"یہی ایک ایسا راز ہے جس کو نہ تم سمجھ سکتے ہو اور

نہ بزرگ سانپ ہی سمجھ سکتا تھا۔"

کیٹی نے کہا:

"خدا کے لیے ہمیں جلدی بتائیے کہ وہ راز کیا ہے؟"

بزرگ انسان کہنے لگا:

"جو آواز تم نے سنی تھی اور جس کو تم ناگ کی آواز سمجھے تھے وہ ناگ کی آواز نہیں تھی بلکہ راجہ بھیروں کے غلام کالو کی آواز تھی جو ناگ کی آواز بنا کر بولا تھا تاکہ تم کو غلط راستے پر ڈالے اور تم ناگ کو پاتال میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے ختم ہو جاؤ۔"

عنبر حیرانی کے ساتھ کہنے لگا:

"تو کیا ناگ پاتال میں نہیں ہے؟"

بزرگ انسان نے کہا:

"نہیں۔ ناگ وہاں نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا:

"تو پھر وہ کہاں ہے؟ اور یہ راجہ بھیروں کون ہے؟ ظاہر ہے ناگ اسی راجہ بھیروں کے قبضے میں ہو گا۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"تم نے ٹھیک کہا۔ ناگ راجہ بھیروں کے قبضے میں ہے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"یہ راجہ بھیروں کون ہے اور اس کی نگری کہاں ہے؟"

بزرگ انسان ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر آہ بھر کر بولا:

"یہ وہ راز ہے جو اس زمین کے اوپر سوائے بھگوان کے اور اس کے بعد سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا۔ سنو! راجہ بھیروں آسمان سے گری ہوئی ایک بدروح ہے جو گناہوں کی دلدل میں اتر گئی تو اسے یہ سزا ملی کہ اسے ایک ایسی بد روح بنا دیا گیا جو زمین کے اندر بند کر دی گئی۔ راجہ بھیروں کی اب زمین کے اندر گناہ گار بدروحوں کی بستی پر حکومت ہے۔ یہ گناہ گار روحیں مختلف جانوروں کی شکلوں میں وہاں رہتی ہیں۔ راجہ بھیروں ان کا راجہ ہے۔ اس کے پاس ہر قسم کی بڑی طاقت ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"کیا وہ جادوگر بھی ہے؟"

بزرگ انسان نے کہا:

"جادو اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ راجہ بھیروں کو ایک عرصے سے ناگ دیوتا کی تلاش تھی۔ اس کے لیے اس نے اپنی ایک بدروح کی مدد سے کیٹی پر قبضہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ ناگ دیوتا ایک روز وہاں پہنچ کر کیٹی کا آسیب اپنے سر لے لے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ناگ نے کیٹی کے لیے قربانی دی اور وہ راجہ بھیروں کے قبضے میں چلا گیا۔"

یہ حیرت انگیز کہانی سن کر عنبر تھیوسانگ اور کیٹی دنگ ہو کر رہ گئے۔ یہاں معاملہ ہی الٹ گیا تھا۔ کہاں وہ پاتال جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور کہاں اب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ناگ تو راجہ بھیروں کی زمین دوز پراسرار بستی میں قید ہے۔ عنبر نے بزرگ انسان سے پوچھا کہ کیا وہ انہیں راجہ بھیروں کی زمین دوز پراسرار بستی کا پتہ بتا سکتا ہے؟

بزرگ انسان بولا:

"یہی بتانے کے لیے مجھے اوپر سے حکم ہوا ہے۔ اور میں اسی لیے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میری بات غور سے سنو۔ اس غار میں تم آگے چلتے جاؤ گے

تو دو سو قدم چلنے کے بعد تمہیں پتھر کی سیڑھیاں نیچے اندھیرے میں جاتی نظر آئیں گی۔ تم یہ سیڑھیاں اتر جانا۔ جہاں سیڑھیاں ختم ہوں گی وہاں تمہیں آگے آگ کے شعلے دکھائی دیں گے۔ تم ان شعلوں میں سے گذر جانا۔ میں جانتا ہوں آگ تم پر اثر نہیں کرے گی۔ جب آگ ختم ہو جائے گی تو آگے ایک پتھر کا محرابی دروازہ آئے گا۔ وہاں سے راجہ بھیروں کی زمین دوز خفیہ بستی شروع ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں پہرے پر کوئی آسیبی روح کسی جانور کی شکل میں موجود ہو۔ یہاں سے تمہیں ان بدروحوں کا خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"لیکن ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکیں گے؟ ان کے پاس تو جادو بھی ہوگا۔"

بزرگ انسان نے کہا:

"میرے پاؤں کے نیچے سے تھوڑی سی مٹی نکال کر تم تینوں اسے تھوڑی تھوڑی اپنے سر میں ڈال لو۔ اس سے تمہیں یہ فائدہ ہوگا کہ راجہ بھیروں کی بستی میں تم پر جادو کا اثر نہیں ہو سکے گا۔ میں تمہاری اتنی ہی مدد کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے بزرگ انسان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی
بھر مٹی اٹھائی اور تھوڑی کیٹی کے سر پر اور تھوڑی تھوڑی
اپنے اور تھیوسانگ کے سر میں ڈال دی۔ پھر اس نے
بزرگ انسان کا شکریہ ادا کیا اور اسے وہیں چھوڑ کر
غار میں آگے روانہ ہو گئے۔

عنبر نے کیٹی اور تھیوسانگ سے کہا:

"اگر ہمیں یہ بزرگ انسان نہ ملتا تو ہم تو بھٹکتے
رہتے اور ناگ کے پاس کبھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔"

کیٹی بولی: "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں یہ بزرگ
انسان مل گیا۔"

تھیوسانگ غار کو اوپر نیچے دیکھتا چل رہا تھا کہنے لگا:

"غار کی چھت سے اب جالے نہیں لٹک رہے
مگر یہاں اندھیرا کافی گہرا ہے۔"

جب وہ ایک سو قدم چلے تو غار میں روشنی نظر آنے
لگی۔ یہ روشنی اس آگ کے شعلوں کی تھی جو وہاں سے ایک
سو قدم کے فاصلے پر غار میں جل رہی تھی۔ قریب پہنچ
کر انہوں نے دیکھا کہ غار میں آگ کے شعلوں نے ایک
دیوار کھڑی کر رکھی تھی۔ کسی انسان کا اس آگ میں سے گذر
اور پھر زندہ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن تھیوسانگ،

کیٹی اور عنبر اس میں سے گذر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ آگے
پیچھے ہو گئے۔ انہیں آگ کی تپش بالکل محسوس نہیں ہو
رہی تھی۔ وہ بڑے آرام سے آگ کے شعلوں میں داخل
ہو گئے۔ ان کے چاروں طرف آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں
کا شور اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی تھی۔ وہ تیز
تیز قدموں سے آگ میں سے گذر گئے۔ دوسری جانب بھی غار
تھا مگر آگ پیچھے رہ گئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہاں آگے وہ دروازہ آئے گا جہاں بزرگ انسان
کے کہنے کے مطابق کسی آسیبی جانور کا پہرہ ہے۔"

تھیوسانگ کیٹی عنبر کے ساتھ تھے۔ وہ دیوار کے ساتھ
لگ کر آگے بڑھنے لگے۔ غار کی زمین ڈھلانی نہیں تھی۔ یہاں
اندھیرا بھی نہیں تھا کیونکہ پیچھے سے غار کی آگ کی روشنی آ
رہی تھی۔ جب وہ آگ کے شعلوں سے کافی دور نکل گئے
تو غار میں ایک بار پھر اندھیرا چھا گیا۔ اب وہ بڑی احتیاط
سے چل رہے تھے کیونکہ انہیں غار میں پتھر کا دروازہ چند
قدموں پر نظر آنے لگا تھا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا:

"یہی وہ دروازہ ہے جو راجہ بھیروں کی خفیہ بستی کو

جاتا ہے۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا:

"مجھے یہاں کوئی آسیبی جانور نظر نہیں آ رہا۔"

بھتیوسانگ دھیمی آواز میں بولا:

"ہو سکتا ہے یہ آسیبی پہرے دار کہیں چھپا ہوا ہو اور ہمیں دیکھ رہا ہو۔"

یہ الفاظ ابھی بھتیوسانگ کے منہ ہی میں تھے کہ انہیں لمبے گہرے سانس کی آواز سنائی دی عنبر کیٹی اور بھتیوسانگ جلدی سے دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں کھولے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں دروازے میں ایک عجیب وغریب چیز نظر آئی۔ یہ ایک انسانی قد کے برابر چھپکلی تھی جس کا نچلا سارا دھڑ چھپکلی کا تھا مگر سر عورت کا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں زرد تھیں اور سر پر بال کانٹے دار جھاڑیوں کی طرح کھڑے تھے۔ اس کا منہ کھلا تھا اور وہ جب سانس لیتی تو زبردست شوکر کی آواز سنائی دیتی تھی۔ چھپکلی عورت نے شاید انہیں دیکھ لیا تھا۔ وہ زمین پر رینگتی ہوئی اس طرف بڑھنے لگی جہاں عنبر کیٹی اور بھتیوسانگ چھپے ہوئے تھے۔

عنبر نے سرگوشی میں بھتیوسانگ سے کہا:

"بھتیوسانگ! اسے قابو میں کرو۔"

یہ سنتے ہی بھتیوسانگ زمین پر لیٹ گیا اور چھپکلی عورت کی طرف رینگنے لگا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ ہو کر رینگ رہا تھا۔ چھپکلی عورت نے بھتیوسانگ کو دیکھتے ہی ایک بھیانک چیخ کی آواز نکالی اور اس پر اپنا پنجہ مارا۔ بھتیوسانگ پہلے ہی سے ہوشیار تھا۔ وہ تڑپ کر ایک طرف ہو گیا اور پھر اچھل کر چھپکلی کے اوپر گرا اور اس کی گردن پر اپنی انگلی رکھ دی۔ انگلی کے لگتے ہی چھپکلی عورت عنبر اور کیٹی کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ مگر وہ غائب نہیں ہوئی تھی بلکہ اتنی چھوٹی ہو گئی تھی کہ انہیں اندھیرے میں زمین پر نظر نہیں آ رہی تھی۔ بھتیوسانگ اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے چھپکلی عورت کو دم سے پکڑ کر اٹھایا اور عنبر کے پاس آ کر بولا:

"اس کا کیا کریں؟"

عنبر نے کہا:

"اسے یہیں پتھر کے نیچے کہیں دبا دو۔ ہمیں آگے جانا ہے۔"

بھتیوسانگ نے ایک پتھر کو اکھاڑا۔ نیچے چھوٹے سے گڑھے میں چھپکلی عورت کو جھٹک کر پھینکا اور اوپر بھاری

پتھر رکھ دیا۔ پتھر کے نیچے سے چھپکلی عورت کی کمزور چیخیں
ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ عنبر بولا:
"جلدی سے آگے چلو۔"
اور وہ تینوں غار کے دروازے میں سے گذر گئے
اب وہ جلدی جلدی چل رہے تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے
غار دور تک سنسان پڑا تھا۔ جوں جوں وہ غار میں آگے
بڑھ رہے تھے وہاں روشنی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہ
روشنی پھیکی دھندلی اور زرد رنگ کی تھی۔
کیٹی نے سرگوشی میں کہا:
"یہ کس قسم کی روشنی ہے؟"
تھیوسانگ بولا: "میرا خیال ہے کہ راجہ بھیروں کی
زمین دوز خفیہ بستی آ رہی ہے۔ یہ اسی کی روشنی
ہے۔"
عنبر نے کہا:
"ہمیں اب احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ کیوں کہ
ہو سکتا ہے آگے قدم قدم پر پہرہ ہو۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"ہمیں کچھ فاصلہ رکھ کر چلنا چاہیے۔ تاکہ اگر
کوئی ایک کسی مشکل میں گرفتار ہو جائے تو

دوسرا اس کی مدد کر سکے۔"
یہ خیال عنبر کو پسند آیا۔ اب وہ پانچ قدم کا فاصلہ
رکھ کر آگے بڑھ رہے تھے۔ آگے آگے عنبر تھا۔ ان کے
خدشے کے برعکس راستے میں انہیں کوئی آسیبی پہرے دار
نہ ملا۔ وہ غار کی دھندلی زرد روشنی میں آ گئے تھے۔
غار تنگ ہونے لگی۔ جب وہ غار کے آخر میں آئے تو
یہاں ایک گول سوراخ تھا جس میں سے ایک آدمی آسانی
سے گذر سکتا تھا۔ زرد پھیکی دھندلی روشنی اس سوراخ میں
سے آ رہی تھی۔ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی اس سوراخ کے
قریب آ کر رک گئے۔ عنبر نے سوراخ میں سے جھانک کر
دوسری طرف دیکھا۔ پھر جلدی سے سر پیچھے کر لیا اور بولا:
"آگے تو ایک عجیب و غریب بستی نظر آ رہی ہے۔"
کیٹی اور تھیوسانگ بھی سوراخ میں سے جھانک کر دوسری
طرف دیکھنے لگے۔ دوسری جانب ایک وادی تھی جس کی
شکل ایک پیالے جیسی تھی۔ اس کے چاروں طرف اونچے
اونچے سیاہ پہاڑ تھے۔ زرد اور دھندلی روشنی میں بستی کے
اوپر کو اٹھے ہوئے مندروں ایسے مینار دکھائی دے
رہے تھے جن کے درمیان تکونی چھتوں والے غار نما مکان
بنے ہوئے تھے۔ کسی کسی مکان سے دھوئیں کی لکیر اٹھتی

نظر آ رہی تھی۔ ساری بستی پر دھند سی چھائی تھی۔
عنبر نے کہا:
"یقیناً یہی راجہ بھیروں کی خفیہ بستی ہے جہاں گنہگار بدروحوں کا ٹھکانہ ہے جو خدا جانے کس شکل میں رہ رہی ہیں۔"
کیٹی بولی: "ناگ بھی اسی بستی میں ہو گا مگر اس کی خوشبو نہیں آ رہی۔"
عنبر اور تھیوسانگ نے بھی فضا میں سانس لے کر کہا کہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ عنبر نے اس خیال کا اظہار کیا کہ چونکہ ناگ کسی طلسم کے زیر اثر ہے اس لیے اس کی خوشبو دب گئی ہے۔ کیٹی خاموش تھی۔ تھیوسانگ گھور کر بستی کے مندروں کے میناروں اور تکونی چھتوں والے پراسرار مکانوں میں سے دھوئیں کی لکیروں کو اٹھتے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے کہا:
"میرا خیال ہے ہمیں فوراً اس بستی میں داخل ہو کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیے تاکہ ہم اس بستی کا جائزہ لے سکیں۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"ہو سکتا ہے راجہ بھیروں کو اپنی غیر معمولی طاقت

کے ذریعے ہماری موجودگی کا علم ہو جائے۔ ایسی صورت میں ہم کیا کریں گے؟"
عنبر نے کہا:
"ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مقابلہ کریں گے۔ بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے اس کا جادو ہم پر اثر نہیں کر سکے گا۔"
کیٹی کہنے لگی:
"لیکن وہ ہمیں طلسم میں نہ سہی اپنے آسیب میں تو جکڑ سکتا ہے۔ طلسم اور آسیب میں بڑا فرق ہوتا ہے اور یہ تو بزرگ انسان نے بھی کہہ دیا تھا کہ آگے تمہیں خود ہی راجہ بھیروں کے آسیب کا مقابلہ کرنا ہو گا۔"
تھیوسانگ بولا: "ہم مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ مقابلے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ کار بھی تو نہیں ہے۔"
کیٹی کچھ سوچ کر بولی:
"کیا کسی طرح سے ہم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتے؟ میرا مطلب ہے ان کا بھیس بدل کر ان کے اندر رہ کر ناگ کا کھوج لگایا جائے۔"
عنبر نے کہا:

"اس کا فیصلہ ابھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک ہم اس بستی کا جائزہ نہیں لے لیتے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اب ہمیں بستی میں داخل ہو جانا چاہیے۔"

یہ کہہ کر وہ غار کے سوراخ میں سے دوسری طرف نکل کر پتھریلی ڈھلان پر سے گزرتے نیچے وادیٔ آسیب کے کنارے پر آ گئے۔ ایک عجیب بات یہاں یہ بھی تھی کہ کسی جگہ کوئی درخت اُگا ہوا نہیں تھا۔ زمین پر گھاس بھی نہیں تھی۔ جگہ جگہ چھوٹے بڑے سیاہ پتھر بکھرے پڑے تھے۔ آسمان بالکل سیاہ تھا۔

کیٹی نے سرگوشی میں کہا:

"یہاں کوئی آسمان ہے بھی کہ نہیں؟"

تھیوسانگ نے اوپر دیکھا اور گہرا سانس کھینچ کر بولا:

"مجھے کھلے آسمان والی فضا کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر نے اوپر نگاہ کی اور بولا:

"مجھے لگتا ہے کہ ہمارے اوپر آسمان کی جگہ کسی بہت بڑے پہاڑ کی چھت بنی ہوئی ہے۔ ہم واقعی زمین کے نیچے آ گئے ہیں۔"

وہ چھپنے کے لیے کوئی ٹھکانہ ڈھونڈھنے لگے۔ زرد دھندلی روشنی اتنی کم تھی کہ چند گز کے فاصلے پر کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی غیر معمولی طاقت کی وجہ سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ پیالہ نما آسیبی بستی کے کنارے کنارے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے چل رہے تھے۔ تاکہ ان کے قدموں تلے پتھروں کی آواز پیدا نہ ہو۔ انہیں ابھی تک وہاں کوئی انسان یا انسان نما جانور نظر نہیں آیا تھا۔

"کہیں یہ بستی ویران تو نہیں ہے؟" کیٹی نے کہا۔

عنبر بولا: "اگر ویران ہوتی تو مکانوں سے کہیں کہیں دھواں اٹھتا دکھائی نہ دیتا۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا:

"اور پھر بزرگ انسان ہمیں بتا دیتا کہ بستی ویران ہے۔ ہمیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں باتیں کرنا بند کر دینا چاہیے۔"

وہ خاموش ہو گئے اور اب وہ جھک کر چل رہے تھے آگے ایک چھوٹی سی کھڈ آ گئی۔ اس کھڈ کے اندر ایک سوکھا نالہ سا بہہ رہا تھا۔ اس میں پانی بالکل نہیں تھا۔ تینوں دوست اس کھڈ میں اتر گئے۔ وہ کھڈ میں چلنے لگے

کھڈ آگے جا کر بائیں جانب گھوم گئی۔ آگے یہ کھڈ ختم
ہو گئی۔ وہ تھوڑی سی چڑھائی چڑھ کر کھڈ کے اوپر
آئے تو دیکھا کہ ایک طرف تکونی چھت والا مکان بنا ہوا
تھا۔ اس مکان سے دھوئیں کی پتلی لکیر اٹھ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"تھیوسانگ کیا خیال ہے۔ تم آگے جا کر معلوم
کرو گے کہ اس چھوٹی سی تکونی کوٹھڑی میں
کیا ہے؟"

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا:

"میں جاتا ہوں۔ مگر تم لوگ یہاں سے ہرگز
باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ زمین پر اوندھے منہ لیٹ گیا
اور رینگتا ہوا تکونی پر اسرار مکان کی طرف بڑھا۔
زرد دھند میں اس نے دیکھا کہ یہ ایک کوٹھڑی ہے
جس کا کوئی دروازہ نہیں۔ دروازے کی جگہ ایک چوکور
شگاف بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ پہلو کی طرف سے رینگتا
شگاف کے پاس آ کر زمین پر ساکت ہو گیا۔ وہ ہمہ تن
گوش ہو کر یہ سننا چاہتا تھا کہ اندر سے کسی کے باتیں کرنے
کی آواز تو نہیں آ رہی؟ مگر ایسا نہیں تھا۔ وہ رینگ کر

شگاف کے قریب ہو گیا۔ اب اسے اندر سے ایسی آواز
آتی سنائی دی جیسے چولہے میں لکڑیاں جل رہی ہوں۔ کوٹھڑی
کے اندر سے کسی وقت شعلے کی روشنی نظر آ جاتی تھی۔
تھیوسانگ آہستہ آہستہ رینگتا چلا گیا اور پھر اس نے اپنا
سر شگاف کے اندر ڈال کر دیکھا۔ کوٹھڑی کے درمیان میں
ایک جگہ آگ جل رہی تھی مگر کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ وہاں
کوئی نہیں تھا۔ تھیوسانگ بڑی احتیاط سے اٹھا اور جھکا
جھکا اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھڑی کی تکونی چھت میں ایک
گول سوراخ تھا۔ آگ کا دھواں اسی سوراخ میں سے باہر
نکل رہا تھا۔

تھیوسانگ آگ کے قریب گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دھک
سے رہ گیا کہ زمین پر آگ میں ایک انسان کا چہرہ جل
رہا تھا۔ عجیب اور ڈراؤنی بات یہ تھی کہ چہرہ ابھی تک
زندہ تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور ہونٹ آگ کے شعلے
میں آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ دوسری عجیب بات یہ تھی
کہ اس جلتے ہوئے چہرے پر کسی تکلیف یا کرب کے آثار
نہیں تھے۔ تھیوسانگ کو باہر سے کچھ آوازیں قریب آتی سنائی
دیں۔ وہ تیزی سے شگاف سے نکل کر زمین پر لیٹ گیا۔
اس نے دیکھا کہ بائیں جانب ایک ویران راستے پر کچھ سائے

کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تھیوسانگ کسی مگرمچھ کی
طرح زمین پر رینگتا تیزی سے واپس کیٹی اور عنبر کے پاس
آ گیا۔ وہ لوگ بھی ان سایوں کو دیکھ رہے تھے جو تکونی
کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ادھر سے ایسی آوازیں
رہی تھیں جیسے بہت سے مگرمچھ دریا سے منہ باہر نکال
لمبے لمبے سانس لے رہے ہوں۔ ابھی انہیں سائے پوری طرح
سے واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ تھیوسانگ
عنبر اور کیٹی کو بتایا کہ تکونی کوٹھڑی میں آگ میں ایک زندہ
انسان کا سر جل رہا ہے۔ عنبر اور کیٹی یہ سن کر کھلی ہوئی
آنکھوں سے تھیوسانگ کی طرف تکنے لگے۔

"کیا وہ کسی آسیب کا سر تھا؟" کیٹی نے پوچھا۔
تھیوسانگ نے کہا:

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے جلنے والے سر کے
چہرے پر تکلیف کے اثرات بالکل نہیں تھے۔"
عنبر بولا: "ادھر دیکھو۔ یہ کیا لوگ ہیں؟"
تینوں کی نگاہیں ویران راستے پر چلے آتے سایوں پر جم
گئیں۔ اب یہ سائے زرد دھند میں انہیں صاف نظر
آنے لگے تھے۔ یہ عجیب شکلوں اور عجیب جسم والے چار انسان
تھے جن کو انسان بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ یہ سیاہ رنگ

کے چار گول پھولے ہوئے پیٹ والے غبارے سے تھے
جن کے اوپر چھوٹے چھوٹے انسانی سر لگے تھے۔ پھولے
ہوئے غبارے ایسے پیٹ کے نیچے ننھے ننھے پاؤں لگے
تھے۔ ان کے سر کے بال کانٹوں دار ٹہنیوں کی طرح اوپر کو
اٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں زرد تھیں اور چمک رہی
تھیں۔ ان کے حلق سے لمبی لمبی پھنکاروں کی آوازیں نکل
رہی تھیں۔ ان کا رُخ تکونی کوٹھڑی کی طرف تھا۔ کیٹی کچھ
کہنے ہی والی تھی کہ عنبر نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ
دیا اور آہستہ سے "شی" کہہ کر اسے خاموش رہنے کی ہدایت
کی۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کھڈ کی ڈھلان پر کنارے کے
باہر سر نکالے لیٹے تھے۔ کھڈ کے کناروں میں سے صرف
ان کے سر ہی باہر تھے۔

چاروں ڈراؤنے آدمی اپنے چھوٹے چھوٹے بازو آگے
پیچھے کرتے کوٹھڑی کی طرف آہستہ آہستہ بڑھے آ رہے تھے۔
اب عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کو ان عجیب ڈراؤنے آدمیوں
کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی چھوٹی چھوٹی چھریاں نظر آنے لگی
تھیں۔ عنبر نے تھیوسانگ کے کان میں آہستہ سے سرگوشی کی۔

"تم چھریاں دیکھ رہے ہو؟"

"ہوں" تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا اور عنبر کا ہاتھ دبا

کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چاروں ڈراؤنے آدمی
ہاتھوں میں چھریاں پکڑے کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گئے۔ کچھ
لمحے بالکل خاموشی رہی۔ اس کے بعد کوٹھڑی کے اندر سے
ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ چیخ اس قدر خوفناک
تھی کہ کیٹی کے منہ سے بھی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اور اس
نے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔

عنبر اور بھتیوسانگ بھی اس چیخ کی آواز سے اپنی جگہ
سے ہل گئے۔

"بھیانک۔ بھیانک"

کیٹی نے سہمی ہوئی سرگوشی میں کہا۔ عنبر بھتیوسانگ چپ
تھے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے کوٹھڑی کے شگاف کی طرف
دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں پھر وہی گرجھ
ایسی جھنکاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پھر کوٹھڑی کے
شگاف میں سے وہی ڈراؤنے آدمی باہر نکلے۔ اب وہ چ
نہیں بلکہ تین تھے۔ وہ آہستہ آہستہ پھولے ہوئے سیاہ پیٹ
بڑھائے چل رہے تھے۔ ان کا رخ اس ویران پتلی سی پتھر
سڑک کی جانب تھا جدھر سے وہ چل کر آئے تھے۔ جب
وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر نے گہرا سانس لے کر

"حضور انہوں نے ایک آدمی کو اندر مار ڈالا ہے۔"

کیٹی بولی: "میرے خدا کس قدر بھیانک چیخ کی آواز تھی"
بھتیوسانگ بولا: "کیا خیال ہے میں کوٹھڑی میں جا کر دیکھوں
کہ اندر معاملہ کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"اب ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔"

وہ تینوں کھڈ میں سے نکل کر باہر زمین پر آ گئے اور رینگنے
کی بجائے جھک کر چلتے ہوئے کوٹھڑی کے شگاف کے پاس
آ کر بیٹھ گئے۔ اب وہ بیٹھے بیٹھے آگے کھسکنے لگے۔ شگاف
کے اندر آگ کی دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔

بھتیوسانگ نے دھیمی آواز میں کہا:

"مجھے انسانی گوشت کے جلنے کی بو آ رہی ہے۔"

یہ بو کیٹی اور عنبر کو بھی محسوس ہوئی تھی۔ بھتیوسانگ کے
پیچھے پیچھے عنبر اور کیٹی بھی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ وہ
کوٹھڑی میں شگاف کے ساتھ ہی دیوار سے لگ کر بیٹھ
گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے درمیان میں چھوٹے سے
گڑھے میں آگ جل رہی تھی۔ بھتیوسانگ رینگتا ہوا آگ کے
قریب گیا اور تیزی سے واپس آ کر عنبر سے سرگوشی میں بولا:

"آگ میں دو انسانی سر جل رہے ہیں۔"

وہ اٹھ کر آگ کے پاس آ گئے۔ آگ کے گڑھے کی

دوسری جانب کونے میں اسی ڈراؤنے آدمی کا نچلا دھڑ تھا
جس کا سر کاٹ کر آگ میں ڈال دیا گیا تھا۔ کیٹی تو خوف
سے پیچھے ہٹ گئی۔

"میرے خدا! کس قدر ڈراؤنا منظر ہے۔"

عنبر جلدی سے شگاف کے پاس گیا۔ اس نے جھانک
کر اطمینان کر لیا کہ باہر کوئی نہیں ہے۔ وہ پلٹ کر تھیوسانگ
کے پاس آیا۔ وہ آگ میں دیکھنے لگے۔ پہلے والا انسانی سر
جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ دوسرا سر ابھی جل رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اس آدمی کے چہرے پر بھی تکلیف کا احساس نہیں ہے۔"

کیٹی بولی: "لیکن پھر اس نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے یہ جسم سے سر الگ
ہونے کی تکلیف ہو۔"

عنبر کہنے لگا:

"یہاں ہر چیز پُراسرار اور سمجھ میں نہ آنے والی ہے
سوال یہ ہے کہ کیا باقی جن کوٹھڑیوں سے دھوئیں
لکیریں اٹھ رہی ہیں کیا وہاں بھی انسانی سر جل
رہے ہوں گے؟"

اس کا جواب تھیوسانگ اور کیٹی کے پاس نہیں تھا۔

کھوپڑی کی چیخ

تھیوسانگ نے کہا:

"ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا درست نہیں ہے
ہو سکتا ہے وہ لوگ پھر کہیں سے نکل آئیں۔"

کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ پُراسرار کوٹھڑی سے باہر نکل
آئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ زرد دھندلی روشنی کم ہونے
لگی ہے۔

کیٹی بولی: "کہیں اس آسیبی بستی کی رات تو نہیں
ہونے والی روشنی کم ہو رہی ہے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" عنبر نے کہا: "مگر سوال یہ ہے کہ
یہ زرد روشنی کس چیز کی ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "آسیبی بستی ہے۔ بدروحوں کا ٹھکانہ
ہے۔ یہاں کچھ بھی بغیر کسی معقول وجہ کے ہو
سکتا ہے۔"

عنبر کہنے لگا: "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان لوگوں

نے ناگ کو کہاں رکھا ہو گا اور کسی شکل میں
اسے رکھا ہو گا۔ اگر اس کی بھی شکل اور یادداشت
بدل چکی ہو گی تو ہمارے لیے بڑی مشکل پیدا ہو
جائے گی۔"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا ابھی۔" کیٹی بولی۔

وہ کوٹھڑی سے نکل کر چلتے ہوئے واپس اسی کھڈ
اندر آ گئے۔ وہ اس طرح پتھروں کے درمیان بیٹھے
انہیں بستی کے مینار اور تکونی چھتوں والے مکان سار
نظر آ رہے تھے۔ مگر روشنی کم ہونے سے اب ان
خاکے اندھیرے میں ڈوبتے چلے جا رہے تھے۔

عنبر نے کہا:

"یہ مینار کس چیز کے ہیں؟"

کیٹی کہنے لگی:

"ہمیں اس بستی کے بارے میں یہاں بیٹھے بیٹھے
کچھ بھی پتہ نہیں لگ سکتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم
میں سے کوئی بستی کے اندر جا کر معلوم کرنے
کی کوشش کرے کہ یہ سب کچھ کیا ہے اور
راجہ بھیروں کا محل یا مکان کہاں ہے اور ان
لوگوں نے ناگ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ہم میں سے کسی اکیلے آدمی کا اس پُراسرار اور
خطرناک بستی میں جانا ابھی خطرے کی بات ہے
رات ہو لینے دو۔ جب اندھیرا ہو جائے گا
تو پھر سوچیں گے۔"

بھتوسانگ میناروں کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔
یہ بستی کے مکانوں کے درمیان سے کہیں کہیں سے نکلے
ہوئے تھے۔ اس نے جیسے اپنے آپ سے سوال کیا۔

"ان میناروں کے اندر کیا ہو سکتا ہے؟"

عنبر بولا: "کیا کہا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے یہ آسیبی
بستی ہے۔ خدا جانے یہ کون سی مخلوق ہے۔ ہو
سکتا ہے ان میناروں میں بھی بدروحیں ہی رہتی ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"کیوں نہ اندھیرا ہو جانے پر میں ان میناروں میں
جا کر سراغ لگاؤں کہ وہاں کیا ہے؟ ہو سکتا
ہے ناگ کا ان میناروں سے ہی کچھ پتہ

چل سکے۔"
عنبر بولا: "تمہارا جانا ٹھیک نہیں۔ اس کام کے لیے
یا تو ہم تینوں اکٹھے جائیں گے اور یا پھر تھیوسانگ
جائے گا کیونکہ اس کے پاس چیزوں اور جانداروں
کو چھوٹا کر دینے کی ایک ایسی طاقت ہے جو ہم
میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔"
تھیوسانگ اپنی سوچ کی دنیا سے چونک کر بولا:
"ہاں! تم ٹھیک کہہ رہے ہو عنبر بھیا! یہی مناسب
رہے گا کہ اندھیرا ہونے پر میں اس بستی میں
داخل ہو کر سراغ رسانی کرنے کی کوشش کروں
اور میں اپنے آپ کو چھوٹا کر کے جاؤں گا۔ اسی
طرح وہاں اگر کوئی ہو گا تو مجھے آسانی سے نہ
دیکھ سکے گا۔"
عنبر نے تھیوسانگ کی ڈیوٹی لگا تو دی تھی مگر اندر
سے وہ بھی فکر مند تھا۔
کہنے لگا: "کہیں تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔
کیونکہ یہ لوگ عام انسان نہیں ہیں۔ یہ آسیبی
بدروحیں ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ راجہ بھیروں
بہت بڑا جادوگر بھی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:
"یہ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا عنبر! اور تم
دونوں میں سے اس وقت صرف میں اس پوزیشن
میں ہوں کہ یہ خطرہ مول لے سکوں۔"
کیٹی کہنے لگی:
"یہ راجہ بھیروں بھی کوئی بدروح ہے کیا؟"
عنبر بولا: "ابھی تک کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہرحال
ہم آسیبی بدروحوں کی بستی میں ضرور ہیں۔ کیونکہ
یہ زمین کے نیچے کی آبادی ہے اور ہمارے اوپر
آسمان کی بجائے کسی بہت وسیع اور کشادہ پہاڑ
کی چھت ہے۔"
تھیوسانگ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بولا:
"رات ہو رہی ہے اور ابھی تک آسمان پر کوئی
چھوٹا سا تارہ بھی دکھائی نہیں دیا۔ اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ یہ چھت ہے۔"
سیاہی پھیلتی جا رہی تھی۔ دھندلی زرد روشنی غائب ہو
رہی تھی۔ وہ تینوں کھڈ کے اندر چھپے بیٹھے تھے۔ جب
چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو عنبر نے کہا:
"کہیں کسی جگہ کوئی چراغ روشن نہیں ہوا!"

کیٹی نے کہا:
"یہ بدروحیں ہیں۔ آسیب ہیں اور آسیب روشنی
سے خوف کھاتا ہے۔ وہ اندھیرے میں رہنا زیادہ
پسند کرتا ہے۔"
تھیوسانگ نے خاموش سنسان اور تاریک بستی پر
نگاہ ڈالی اور بولا:
"میرا خیال ہے مجھے اپنی سراغرسانی کا آغاز کر
دینا چاہیے۔ تم لوگ اسی کھڈ میں چھپے رہنا جب
تک میں واپس نہ آؤں یہاں سے کہیں مت
جانا۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو سمجھ لینا کہ میں کسی
مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ پھر تم کوئی دوسرا قدم
اٹھا سکتے ہو"۔
کیٹی اور عنبر خاموشی سے تھیوسانگ کا منہ تکنے
وہ اسے روک بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت
صرف تھیوسانگ ہی کچھ سراغ لگانے کی پوزیشن میں
تھا۔ تھیوسانگ نے عنبر اور کیٹی کو خدا حافظ کہا اور
کھڈ میں سے آہستہ سے باہر نکل آیا۔ اس نے اپنا
رخ بستی کے کونے والے مینار کی طرف کر دیا۔ گھپ
اندھیرے میں عنبر اور کیٹی کو وہ کچھ دور تک جاتا نظر

آیا پھر ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔
کیٹی نے کہا:
"خدا تھیوسانگ کی حفاظت کرے۔ حیرانی کی
بات ہے کہ اس بستی میں کسی طرف سے کوئی
آواز نہیں آ رہی"۔
عنبر بولا: "یہ انسانوں کی نہیں۔ آسیبی بدروحوں کی
بستی ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں کچھ معلوم
نہیں کہ یہ پھولے ہوئے پیٹ اور خربوزے ایسے
سروں والی گول مٹول سیاہ فام مخلوق کہاں کی
رہنے والی ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ بہرحال ہمیں
تھیوسانگ کا اسی جگہ بیٹھ کر انتظار کرنا ہو گا۔"
عنبر اور کیٹی کھڈ کے نشیب میں ایک جگہ پتھروں میں
جگہ بنا کر بیٹھ گئے۔ وہ ایسی حالت میں تھے کہ ذرا
سا سر اٹھا کر بستی کو دیکھ سکتے تھے۔
دوسری طرف تھیوسانگ تکونی چھت والی کوٹھڑی کے
پیچھے سے ہو کر گزرتا ہوا جب مینار کے قریب پہنچا
تو اسے سامنے ایک بہت بڑے دو پتھروں کے درمیان
ایک تنگ راستہ دکھائی دیا۔ یہ راستہ مینار کو جاتا تھا۔
تھیوسانگ ایک لمحے کے لیے رک کر غور سے دیکھنے لگا۔

اندھیرے میں اسے ایک بہت بڑا سایہ دائیں بائیں
حرکت کرتا نظر آیا۔ یہ کیا ہو سکتا ہے؟ بھیوسانگ
سائے کا پورا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سو
کہ اب اسے اپنے آپ کو چھوٹا کر لینا چاہیے پھر خیا
آیا کہ چھوٹا بن جانے سے اس کی کارکردگی میں فرق
جائے گا۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے دا
طرف سے پتھروں کے پاس جا کر دیکھنا چاہیے کہ
سایہ کس چیز کا ہے۔

بھیوسانگ جھک کر چلتا دونوں بڑے پتھروں میں
ایک پتھر کے عقب میں آ کر غور سے دیکھنے لگا۔ ا
اسے وہ سایہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ سایہ نہیں
ایک بہت بڑا تندوا تھا جس کا سر انسان کا تھا مگر
تندوے کا تھا اور اس کے کتنے ہی بازو تھے۔ انسانی
سر گول تھا۔ آنکھوں کی جگہ دو روشن سوراخ تھے۔ س
پر بالوں کا بہت بڑا گچھا پڑا تھا۔ اس کے ہونٹ
پھیلے ہوئے تھے اور ان میں سے آہستہ آہستہ خرخر
کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ جب آواز نکلتی تو منہ
ہلکی سی بھاپ بھی خارج ہوتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا
کہ وہ مینار کے دروازے پر پہرہ دے رہا ہے۔ کیونکہ

مینار کی سیڑھیاں وہاں سے بالکل پاس ہی تھیں۔
تندوا انسان اپنے بازوؤں کو ادھر اُدھر گھما رہا تھا
جیسے فضا میں کسی کی بُو لینے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھیوسانگ
عنبر اور کیٹی کو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ غار والے
بزرگ انسان کی پاؤں کے نیچے سے انہوں نے جو راکھ
لے کر اپنے سروں میں ڈالی تھی اس کی وجہ سے ان
کے جسموں کی خوشبو سوائے ان کے ساتھی ناگ یا ماریا کے
دوسرا کوئی نہیں سونگھ سکتا تھا۔ اگرچہ یہ صرف کچھ دنوں
کے وقفے کے لیے ہوا تھا۔ اگر بھیوسانگ کے سر میں
بزرگ انسان کے پاؤں کی راکھ نہ ہوتی تو تندوے آدمی
کے بازو ایک سیکنڈ میں بھیوسانگ کو لپک کر اپنی گرفت
میں لے لیتے۔ بعد میں چاہے بھیوسانگ ان کے شکنجے
سے نکل آتا مگر ایک بار تو اسے مصیبت ضرور پڑ جاتی۔
بھیوسانگ نے دل میں ایک بات طے کی اور زمین
پر لیٹ کر تندوے کی طرف رینگنے لگا۔ وہ تندوے کے
پیچھے کی طرف سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اب وہ
انسانی تندوے کے اتنا قریب پہنچ گیا تھا کہ اسے اس
کے جسم میں سے نکلتی تیز بُو محسوس ہونے لگی تھی۔ اس
کے بازو سانپوں کی طرح لہرا رہے تھے۔ تھیوسانگ کے

سر پر ملی ہوئی بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے تندوے
انسان کو بھتیوسانگ کی موجودگی کا ابھی تک علم نہیں
ہو سکا تھا۔ بھتیوسانگ اسے مزید موقع نہیں دینا چاہتا
تھا۔ اس نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھایا۔ تندوے آدمی
کا ایک بازو جب سانپ کی طرح لہراتا ہوا بھتیوسانگ
کے ہاتھ کے بالکل قریب آیا تو بھتیوسانگ نے اسے
اپنی سیدھی انگلی سے چھو دیا۔

"کھڑپ" کی آواز آئی اور تندوا آدمی چھوٹی مکڑی جتنا
ہو گیا۔ بھتیوسانگ نے فوراً اسے اٹھا کر اپنی مٹھی میں
بند کر لیا اور پیچھے لے آیا۔ بڑے پتھر کی اوٹ میں
آتے ہی اس نے مٹھی کھول کر تندوے آدمی کو جھک
کر غور سے دیکھا۔ تندوا انسان ننھی سی مکڑی کی شکل
میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ پھر اسے باریک آواز سنائی
دی۔ جو انسانی بھی تھی اور کسی جانور کی آواز سے بھی
ملتی تھی۔ یہ ہلکی ہلکی چیخیں تھیں۔ بھتیوسانگ سمجھ گیا کہ
یہ تندوا آدمی دہشت زدہ نہیں ہے بلکہ سخت تکلیف
میں ہے۔ اس نے اس کے ننھے ننھے بازوؤں کو انگلیوں
سے پکڑ کر ایک دوسرے سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ
الگ نہیں ہو سکتے تھے۔ انسانی سر والے ننھے سے مکڑی نما

ندوے کی چیخ نکل گئی۔ وہ سخت اذیت میں پکارا:
"سامری کے بیٹے میں تیرا مجرم نہیں ہوں!"
بھتیوسانگ حیران ہوا۔ کیونکہ یہ آواز انسانی زبان میں
نسانی تندوے نے نکالی تھی۔ اس نے فوراً سوچا کہ ضرور
اں سامری کے بیٹے کا کوئی دشمن رہتا ہے جس کا ان لوگوں
خوف چھایا ہے یا انہیں معلوم تھا کہ سامری کا بیٹا ان
ے کسی شے کا انتقام لینے آئے گا۔

بھتیوسانگ نے اسی زبان میں کہا:
"میں سامری کا بیٹا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم مجرم
نہیں ہو۔ لیکن اگر تم نے مجھے راجہ بھیروں کے
بارے میں نہ بتایا کہ وہ اس وقت کہاں ہے
تو میں تمہیں ابھی اپنے پاؤں تلے مسل کر ختم
کر دوں گا۔ تم میری طاقت سے خوب واقف ہو!"
انسانی تندوے نے سخت اذیت میں کہا:
"تجھے سامری کی قسم۔ میرے بازو کھول دے۔ پھر
میں تجھے بتاتا ہوں!"
بھتیوسانگ نے انسانی تندوے کے بازو کھول دیئے۔ اب
سانی تندوے نے جو چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں بھتیوسانگ
ہتھیلی پر بیٹھا تھا کہا:

"سامری کے بیٹے! میں تو موت کے مینار پر پہرہ
دیتا ہوں۔ میں راجہ بھیروں کے ظلم میں شامل نہیں
تمہارے باپ کو راجہ بھیروں نے ہی قتل کیا تھا۔
میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔"
آہستہ آہستہ تھیوسانگ کو سب باتیں معلوم ہو ر
تھیں۔ اس نے کہا:
"مجھے یہ بتاؤ کہ راجہ بھیروں کہاں ہے۔ میں تمہیں
کچھ نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں تم بے گناہ ہو۔"
انسانی تندوے کی باریک آواز آئی:
"سامری کے بیٹے! اگر تم مجھ کو سامری کی قسم دو کہ
تم کسی کے آگے میرا نام نہیں لوگے تو میں تمہیں
بتا دوں گا کہ راجہ بھیروں اس وقت کہاں ہے۔"
تھیوسانگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ فوراً بولا:
"میں سامری کی قسم کھا کر تمہیں قول دیتا ہوں کہ میں
کسی کے آگے تمہارا نام نہیں لوں گا۔"
انسانی تندوا بولا:
"میں جانتا ہوں کہ سامری کا بیٹا اپنے قول سے
کبھی نہیں پھرے گا۔ سنو! راجہ بھیروں اس وقت
اپنے بڑے مینار کے نیچے تہ خانے میں ہے۔

سامری کو ہلاک کر دینے کے بعد وہ تمہیں بھی
موت کے گھاٹ اتارنے کی فکر میں ہے تاکہ
تمہیں مارنے کے بعد وہ زمین اور سمندر کے اندر
کی ساری بدروح مخلوق کا اکیلا بادشاہ بن جائے۔"
تھیوسانگ اس کی ایک ایک بات غور سے سن رہا تھا۔
اس نے پوچھا:
"راجہ بھیروں کے بڑے مینار کو کونسا راستہ جاتا ہے؟"
انسانی تندوے نے کسی قدر تعجب سے کہا:
"سامری کے عظیم بیٹے! تم اتنے بڑے جادوگر کے
بیٹے ہو کہ جس سے بڑا جادوگر روئے زمین پر آج
تک پیدا نہیں ہوا۔ لیکن کیا تم اپنی طاقت سے
یہ بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ راجہ بھیروں کے مینار
کو کون سا راستہ جاتا ہے؟"
انسانی تندوے نے بالکل صحیح اعتراض کیا تھا۔ مگر تھیوسانگ
نے فوراً کہا:
"میرے عظیم باپ سامری کی موت کے بعد ابھی
اس کی وراثت کا پورا جادوئی خزانہ میرے پاس
نہیں آیا۔ میں تو غصے میں اپنے باپ سامری کے
قاتل کو اس کے بھیانک جرم کی سزا دینے نکلا ہوں

اس کے بعد میں اپنے باپ کے پورے جادو اور
طلسم کا مالک بن جاؤں گا۔ ویسے میرے پاس
دوسرے کئی جادو ہیں۔ اسی جادو کے ذریعے میں
نے تمہیں اتنے بڑے تندوے سے چھوٹا کر دیا ہے۔"
انسانی تندوا بولا:
"یہ تو میں اسی وقت جان گیا تھا کہ جب تم
نے مجھے چھوٹی سی مکڑی بنا دیا کہ یہ سوائے سامری
کے عظیم بیٹے کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"میں تمہیں پھر سے بڑا بنا سکتا ہوں لیکن تمہیں
مجھے ایک اور بات بتانی ہو گی۔"
انسانی تندوے نے کہا:
"اگر میں بتا سکا تو ضرور بتاؤں گا۔"
تھیوسانگ نے انسانی تندوے سے کہا:
"مجھے میرے باپ عظیم سامری جادوگر نے بتایا تھا کہ
یہاں ایک ایسا انسان بھی آئے گا جو اصل میں
سانپ ہو گا۔ اور راجہ بھیروں اسے اپنے قبضے میں
کرے گا۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہ انسانی سانپ کہاں پر
مجھے ملے گا؟"

انسانی تندوے نے عاجزی سے گڑگڑا کر کہا:
"سامری کے فرزند! تمہیں اپنے عظیم باپ کی قسم
ہے مجھ سے یہ مت پوچھو کیونکہ مجھے کچھ معلوم
نہیں کہ یہ انسان سانپ یہاں کس مقام پر ہے
مجھے صرف اتنا ہی علم ہے کہ راجہ بھیروں نے
ایک ایسے ناگ کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے کیونکہ
وہ اس کی مدد سے خشکی اور سمندر کے سارے
کیڑے مکوڑوں سانپ بچھوؤں مگرمچھوں اور دوسرے
درندوں پر بھی اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ میں
قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس سے زیادہ نہیں
جانتا۔"
تھیوسانگ کو یقین آ گیا۔ کیونکہ یہ درندے جھوٹ نہیں بولا
کرتے۔ اس لئے کہا:
"کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ انسانی سانپ
یعنی ناگ۔ یہاں کس جگہ پر قید ہے؟"
انسانی تندوا بولا:
"اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا یہ
راز یہاں سوائے راجہ بھیروں کے دوسرے کسی
کو معلوم نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے اب اس سے پوچھا کہ یہ جو یہاں مینار
بنے ہوئے ہیں ان کے اندر کیا ہے؟ اس کے جواب میں
انسانی تندوا بولا:

"عظیم سامری کے فرزند! ان میناروں میں راجہ بھیروں
باہر سے پکڑ کر لائے گئے ایسے آدمیوں اور عورتوں
کی قربانی کرتا ہے جو بدروحوں سے ڈر کر بے ہوش
ہو جاتے ہیں۔ ان کو ان میناروں میں آگ میں ڈال
کر زندہ بھون دیا جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انسانی تندوا کہنے لگا
"عظیم سامری کے بیٹے! اب مجھے اس عذاب سے
نجات دلاؤ۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ ساری زندگی تمہارا
وفادار رہوں گا۔"

تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی سے اسے چھوا تو وہ پھر
سے اپنے پورے قد کا ہو گیا۔ اس کے حلق سے پھر وہی
ہلکی ہلکی خرخراہٹ کی آواز اور ہونٹوں سے بھاپ نکلنے لگی
تھی۔ تھیوسانگ نے کہا:

"اب میں ظالم راجہ بھیروں کا مقابلہ کرنے جاتا ہوں
خبردار اگر تم نے میرے بارے میں کسی کو بھی کچھ
بتایا تو میں وہیں سے تم پر طلسم پھونک کر مکڑی

سے بھی چھوٹا بنا دوں گا۔"

انسانی تندوے نے اپنا سر تھیوسانگ کے آگے جھکا دیا
اور بولا:

"میرے آقا! مجھے اپنا وفادار غلام سمجھو۔ میں
کسی کے آگے تمہارا ذکر تک نہیں کروں گا۔"

اس کے بعد انسانی تندوے نے تھیوسانگ سے بھی وعدہ
کیا کہ وہ اس کا ذکر راجہ بھیروں سے بالکل نہیں کرے گا
کہ اس نے اسے راجہ بھیروں کے خفیہ تہہ خانے کے بارے
میں سراغ دیا تھا۔ تھیوسانگ نے ایک بار پھر وعدہ
کر لیا اور راجہ بھیروں کے بڑے مینار کا پتہ پوچھ کر
چٹانوں کے درمیان سے گزر کر آسیبی بستی کے بڑے مینار
کی طرف چل پڑا۔ یہ معلوم کر کے تھیوسانگ کو بڑا اطمینان
ہوا تھا کہ یہاں کی مخلوق ان کے جسموں کی بو نہیں پا سکتی

بڑا مینار آسیبی بستی کی ویران سڑکوں کے آخری کنارے پر
ایک گول چھوٹے سے ٹیلے کے اوپر بنا ہوا تھا۔ اس ٹیلے
کے اوپر تھیوسانگ کو ایسی بڑے سائز کی چھپکلیاں بالکل
سیدھی کھڑی نظر آئیں جن کے سر ڈراؤنے انسانوں کے تھے۔
تھیوسانگ کو اب چھوٹا بن کر وہاں جانے کی ضرورت تھی۔
چنانچہ اس نے اپنے جسم کو انگلی سے چھو کر خود کو چھوٹا

بنایا اور پتھروں کے بیچ میں سے گذرتا، بڑے مینار کے
اس مقام پر آ گیا جہاں مگرمچھوں جتنی بڑی بڑی چھ
اپنی دُموں پر کھڑی ادھر اُدھر چل پھر کر پہرہ دے ر
ان کے سر انسانوں کے تھے گول مٹول، زرد سوراخ ا
اور کانٹے دار شاخوں ایسے بالوں والے انسانی سر
وہاں اندھیرا تھا۔

تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے آسانی سے کوئی ن
دیکھ سکتا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے پتھروں کے بیچ میں سے
مینار کے دروازے کی طرف بڑھا جہاں دو بڑی چھپکلیاں
سیدھی کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد
کے منہ سے آگ کے زرد شعلے نکل کر مینار کے دروا
پر پڑتے تھے کہ اگر کوئی آسیبی بدروح بھی اجازت
بغیر وہاں سے گذرنے کی کوشش کرے تو جل کر بھ
جائے۔ تھیوسانگ زمین پر آہستہ آہستہ چلتا ایک چھپک
کے بالکل پیچھے اس کی دم کے پاس آ گیا۔ وہ ا
چھوٹا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے وہاں شور
اور راجہ بھیروں کو خبر ہو جاتی کہ کوئی جادوگر وہاں
میں کامیاب ہو گیا ہے جو سامری کا بیٹا ہی ہو سکتا تھا
اسے اپنا طلسمی جوابی حملہ کرنے کا موقع مل جاتا اور تھیوسا

اسے موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

تھیوسانگ بڑی چھپکلی کی دم کے بالکل قریب سے ہوکر
مینار کے دروازے کی پتھریلی چوکھٹ کے سوراخ میں آ گیا۔
اتنے میں چھپکلی کے منہ سے نکلا ہوا آگ کا زرد شعلہ اس
پر ایک تھپیڑے کی طرح پڑا۔ مگر تھیوسانگ جل نہیں سکتا تھا۔
جب شعلہ غائب ہو گیا تو تھیوسانگ خاموشی سے چوکھٹ پار
کر کے مینار کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک ڈیوڑھی تھی۔
اس ڈیوڑھی میں دونوں جانب انسانی پنجر اس حالت میں کھڑے
تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ہڈیوں والے ہاتھ میں ایک
ایک ننگی تلوار تھی جس کو وہ آہستہ آہستہ اس طرح لہرا
رہے تھے کہ اگر کوئی غیر آدمی وہاں سے گذرے تو تلوار
کے وار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

مگر تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ انسانی پنجروں کے
پیچھے سے ہو کر ڈیوڑھی میں سے گذر گیا۔ ڈیوڑھی کے پار ایک
گول راہ داری آ گئی جہاں گھپ اندھیرا تھا۔ تھیوسانگ نے
ایک پل کے لیے کھڑے ہو کر غور سے سامنے کی جانب
دیکھا۔ اسے معلوم تھا کہ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نیچے
اس تہہ خانے میں جاتا ہو گا جہاں راجہ بھیروں سامری کے
بیٹے کے انتقام سے بچنے کے لیے چھپا بیٹھا ہے۔ وہ یہ

بھی جانتا تھا کہ یہاں کئی قسم کے طلسم کیے گئے ہوں گے
لیکن غار والے بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے تھیوسانگ
اور عنبر اور کیٹی پر کوئی بڑے سے بڑا جادو بھی اثر نہیں
کر سکتا تھا۔ اس لیے وہ بے خوف ہو کر راہ داری کے
اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا آگے بڑھا۔

جہاں راہ داری ایک طرف مڑ جاتی تھی وہاں اسے ایک
چڑیل قسم کی عورت دیوار کے پاس کھڑی نظر آئی۔ اس کے
دونوں پاؤں اُلٹے تھے۔ ہاتھ کی انگلیاں بھی اُلٹی تھیں یعنی
جدھر انگوٹھا ہونا چاہیے تھا ادھر چھنگلی تھی اور جدھر چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی
ہوتی چاہیے تھی۔ اس طرف انگوٹھا تھا۔ ناخن بڑھے ہوئے تھے۔ بال
کھلے تھے۔ آنکھیں سُرخ اور چہرہ نیلا اور کالا تھا — دو
دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ چڑیلیں ایسی ہی ہوا کرتی
ہوں گی۔ کیونکہ تھیوسانگ کسی چڑیل وغیرہ کو نہیں مانتا تھا۔
وہ اس عورت کو بھی کوئی ایسی بدقسمت بدروح سمجھ رہا تھا
جس نے زندگی میں بہت گناہ کئے تھے اور مرنے کے
بعد قدرتی طور پر وہ چڑیل بن گئی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ
اس وقت تک اسے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا جب تک
کہ وہ خود اس پر حملہ نہیں کرتی۔ چڑیل آہستہ آہستہ آگے
پیچھے جھول رہی تھی۔ تھیوسانگ دیوار کے اندھیرے میں چھپا
اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسے چڑیل کے پیچھے دیوار میں

ایک بالکل سیدھا درز کی طرح کا ایک شگاف نظر آیا جو
دو انچ سے زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ تھیوسانگ اگر پورے قد
سے ہوتا تو اس میں سے کبھی نہیں گزر سکتا تھا۔ وہ بالکل
چھوٹا تھا اس لیے بڑی آسانی سے اس میں سے گزر گیا۔
شگاف کے آگے ایک بہت ہی تنگ راستہ تھا جس میں
سے بڑی مشکل سے ایک دبلا پتلا آدمی ہی گزر سکتا تھا۔
تھیوسانگ اس اندھیرے راستے سے بھی گزر گیا۔ اس کے آگے
سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی بیل خراٹے لے رہا ہو۔
تھیوسانگ رک کر غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ پھر وہ
بڑی دھیمی رفتار سے آگے بڑھا۔ اب سامنے ایک تنگ
دروازہ تھا جس کے باہر ویسی ہی چھپکلی اپنی دم پر کھڑی آہستہ
آہستہ آگے پیچھے جھوم رہی تھی۔ تھیوسانگ جلدی سے
دیوار کے ساتھ ہو گیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اندھیرے میں
اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ قدم قدم آگے بڑھتے
ہوئے وہ تنگ دروازے میں سے دوسری طرف چلا گیا۔ یہ
ایک زمین دوز چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ یہاں بالکل اندھیرا نہیں
تھا۔ تہہ خانے کے درمیان میں زمین پر ایک پھولے ہوئے
پیٹ والا آدمی بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ اس کا جسم چھوٹے
ہاتھی ایسا تھا۔ چہرے پر ناک کی جگہ ایک چھوٹی سی سونڈ
باہر نکلی ہوئی تھی۔ پیٹ اور چہرے کے سوا باقی سارا جسم

کالے سیاہ بالوں کے گچھوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس
سرہانے ریچھ کی کھوپڑی پر ایک موم بتی روشن تھی
ہاتھی نما ڈراؤنا آدمی بڑے بھیانک خراٹے لے رہا تھا
راجہ بھیروں تھا۔
تھیوسانگ اس کے پاؤں کے پاس آ کر رک گیا۔
اسے بونا بنا کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے
سے اس کے بالوں بھرے پاؤں کے ساتھ انگلی لگا دی
لیکن وہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ راجہ بھیروں چھوٹا نہ
ہوا تھا۔ تھیوسانگ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ا
شخص کے پاس جو زبردست طاقت اور جادو ہے ا
کی وجہ سے وہ چھوٹا نہیں ہوا۔ پاؤں پر انگلی لگنے سے ر
بھیروں کی سونڈ میں سے زبردست پھنکار کی آواز نکلی۔ اس
اپنا ڈراؤنا سر اٹھا کر زرد آنکھوں سے تہہ خانے میں چا
طرف دیکھا۔
تھیوسانگ نے بڑی عقل مندی کی تھی کہ بجائے ادھر
اُدھر چھپنے کے وہ راجہ بھیروں کے پاؤں کے قریب ٹ
ٹخنے کے پاس چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔ راجہ بھیروں نے اپنا
بالوں بھرا ہاتھ بڑھا کر اپنے پاؤں کو کھجایا۔ تھیوسانگ
تیزی سے لیٹ گیا۔ کیونکہ راجہ بھیروں کا بالوں بھرا ہاتھ

اس کے بالکل پاس ہی تھا۔ جس کی انگلیوں کے چھریوں
ایسے ناخن سے اپنے پاؤں کو کھجا رہے تھے۔ تہہ خانے میں
عجیب قسم کی ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ راجہ بھیروں نے
ہاتھ اوپر کر لیا اور دوبارا سو گیا۔ کیونکہ اس کے حلق
سے پھر وہی بھیانک خراٹے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔
تھیوسانگ کا سب سے بڑا ہتھیار راجہ بھیروں پر ناکام
ہو گیا تھا۔ یعنی وہ اسے چھوٹا بنا کر اپنے قبضے میں کرنے
میں ناکام رہا تھا۔ اب اگر وہ زیادہ دیر وہاں رکتا
ہے تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس سکتا تھا۔ چنانچہ وہ دروازے
کی طرف بڑھا۔
اس نے قدم اٹھایا ہی تھا کہ اس کا ایک بازو زمین
پر رکھی ہوئی ریچھ کی کھوپڑی سے ٹکرا گیا۔ کھوپڑی کا منہ
کھلا تھا۔ اس کے اندر سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں
راجہ بھیروں کے خراٹے اچانک بند ہو گئے۔ ریچھ کی
کھوپڑی کی آواز شاید خطرے کا سگنل تھا کہ تہہ خانے میں
کوئی غیر آدمی موجود ہے۔ تھیوسانگ باہر جانے کی بجائے
تیزی سے اچھل کر ریچھ کی کھوپڑی کے کھلے منہ میں کود
گیا اور اس کے حلق میں جا کر پھنس گیا۔ کیونکہ ریچھ
کی کھوپڑی کا حلق تھیوسانگ سے بڑا نہیں تھا۔ ریچھ کے

حلق کی آواز رک گئی۔ تھیوسانگ ریچھ کے دانتوں
سے دیکھ رہا تھا کہ راجہ بھیروں اٹھ کر ادھر ادھر
ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن کو
سے رگڑا۔ ایک بجلی سی چمکی اور سارا تہہ خانہ روشن
راجہ بھیروں نے اٹھ کر تہہ خانے کا کونہ کونہ
وہ۔ بدوضع بے ڈول ہاتھی کی طرح تھا جس کا جسم با
بھرا تھا۔ صرف ڈھول ایسی پھولی ہوئی توند یعنی پیٹ
نہیں تھے۔ اس کے حلق سے گدھ کی طرح کی خراش
آواز نکلی:

"کہاں ہے وہ؟"

یہ جملہ اس نے اپنی زبان میں شاید ریچھ کی کھوپڑی
پوچھا تھا۔ مگر چونکہ ریچھ کی کھوپڑی کے گلے کو تھیوسانگ
بند کر رکھا تھا اس لیے اس کے اندر سے کوئی آو
نکل سکی۔ راجہ بھیروں نے غصے میں آ کر ریچھ کی
کو برا بھلا کہا اور دوبارہ سو گیا۔ جب اس کے خرا
آواز تہہ خانے میں ایک بار پھر گونجنے لگی تو وہ
سے رینگ کر کھوپڑی سے باہر کود گیا۔ اسے معلوم
ریچھ کی کھوپڑی اب زیادہ شور مچائے گی۔ کیونکہ اس
تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ تھیوسانگ نے ریچھ

کھوپڑی کو انگلی سے چھو دیا۔ وہ سمٹ کر، سکڑ کر چھوٹے
آلوچے کی گٹھلی یعنی گٹک جتنی ہو گئی۔ موم بتی اس کے
سر پر سے گر پڑی۔ تھیوسانگ نے اسے وہیں چھوڑا اور
دروازے کی طرف بھاگا۔ جس طرح سے وہ راجہ بھیروں
کے تہہ خانے میں داخل ہوا تھا اسی طرح بچتا بچاتا وہ
راجہ بھیروں کے بڑے اور پراسرار تہہ خانے والے مینار
سے نکلا اور اندھیرے میں اس طرف چل پڑا جہاں عنبر اور
کیٹی کو چھوڑ آیا تھا۔ وہ پہلے ہی سے اس کی راہ دیکھ
رہے تھے۔ کھڈ کے قریب آتے ہی تھیوسانگ نے اپنے
آپ کو پورے سائز کا کیا اور عنبر کیٹی کو ساری روئداد
یعنی جو کچھ اس کے ساتھ گزری تھی سنا دی:

عنبر اور کیٹی چپ چاپ اس کی ڈراؤنی کہانی سن رہے
تھے۔ عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ ناگ اسی راجہ بھیروں کے
قبضے میں ہے۔ کم از کم یہ اطلاع تو ہمیں مل گئی۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ہمیں یہ تو معلوم ہی نہیں کہ وہ کہاں قید ہے
یا اسے طلسم میں جکڑ کر کہاں ڈال دیا گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اس کا کھوج بھی لگا لیں گے۔ اس کم بخت پر میرا حربہ ناکام رہا۔ اگر وہ چھوٹا ہو جاتا تو ہم اس سے ناگ کے بارے میں سب کچھ معلوم کر سکتے تھے۔ اسی لیے میں وہاں سے واپس آ گیا کہ تمہیں ساری بات بتا دوں اور پھر ہم مل کر کوئی دوسری ترکیب سوچیں۔"

کیٹی کہنے لگی:

"ایک اور نقطہ ہمیں ملا ہے کہ راجہ بھیروں اپنے دشمن سامری کے بیٹے سے خوف زدہ ہے اور اس سے ڈر کر تہہ خانے میں چھپا ہوا ہے۔"

بھیوسانگ نے کہا:

"یہ تو ٹھیک ہے مگر انسانی تندوے کے کہنے کے مطابق وہ ناگ کے ذریعے اس بہت بڑے طلسم کو حاصل کرنے کی کوشش میں ہے جس کے مل جانے کے بعد سامری کا بیٹا بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اس لیے اب زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ناگ کو جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکال کر لے جائیں کیونکہ ایک بار راجہ بھیروں کو ناگ کی مدد سے طاقت مل گئی تو پھر راجہ بھیروں

کو ختم کرنا اور ناگ کو یہاں سے اپنے ساتھ لے جانا ناممکن ہو گا۔"

عنبر کہنے لگا:

"مگر ہمیں پتہ تو چلنا چاہیے کہ ناگ ہے کہاں۔"

بھیوسانگ عنبر اور کیٹی تینوں خاموش ہو گئے۔ وہ تینوں اس وقت یہی سوچ رہے تھے کہ ناگ کا کھوج کیسے لگایا جائے اور کس ذریعے سے اس کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔ انسانی تندوے نے بڑی عاجزی سے کہہ دیا تھا کہ وہ دنیا کے سارے کام کر سکتا ہے مگر ناگ کے بارے میں کھوج نہیں لگا سکتا۔ حقیقت یہ تھی کہ سوائے راجہ بھیروں کے اور کسی کو وہاں ناگ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

اب اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا۔ زرد دھندلی روشنی غائب ہو چکی تھی۔

کیٹی کہنے لگی:

"اس بستی پر رات کی چادر پھیل گئی ہے۔ ہمیں اس تاریکی اور خاموشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کے اندر اندر کچھ کر لینا چاہیے ورنہ دن نکل آیا تو پھر مشکل ہو گی۔"

عنبر بولا: "میرا خیال ہے ہمیں بستی کی دوسری جانب

جا کر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہے۔ ہو سکتا ہے
وہاں ناگ کی خوشبو کسی طرف سے آ جائے۔"
یہ خیال کیٹی اور تھیوسانگ کو پسند آیا اور وہ کھ
اندر ہی اندر سوکھے نالے کے ساتھ ساتھ آسیبی بستی
دوسری جانب روانہ ہو گئے۔

○

تھیوسانگ کا دشمن ناگ

عجیب رات تھی۔ عجیب وقت تھا۔
نہ کوئی آواز سنائی دی تھی۔ نہ آسمان وہاں پر تھا۔
زمین پر گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ فضا میں ایک
ناگوار گیس کی بُو مسلسل پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی بُو عام طور
پر ایسے غاروں سے آیا کرتی ہے جہاں ہزاروں برس
سے چمگادڑیں آباد ہوں۔ نالے کے اندر ہی اندر چلتے چلتے
جب وہ بستی کی دوسری طرف پہنچے تو انہیں یہاں ایک
ایسی آواز سنائی دی کہ تینوں کے قدم وہیں رک گئے۔ یہ
آواز ایک عورت کی تھی اور قریبی پراسرار مینار سے آ رہی
تھی۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔
"مجھے اس کے پاس نہ بھیجو۔ میں اس کے پاس
نہیں جاؤں گی۔"
اس کے ساتھ ہی کسی کی کرخت غرخراتی آواز ابھری۔
"اس کو آگ میں ڈال کر بھون دو۔"

پھر عورت نے چیخ کر کہا:
"میں جاتی ہوں۔ میں جاتی ہوں۔ میں کل جاؤں گی۔
کل رات کو جاؤں گی۔"
اس کے بعد پراسرار مینار کے اندر سے چار پھولی ہوئی
گول گول توندوں اور بھاری بھرکم سروں والے چار
آدمی باہر نکلے جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی چھریاں تھیں۔
عنبر تھیوسانگ اور کیٹی ایک دم سے نیچے ہو گئے۔ جب
یہ چاروں ڈراؤنے آدمی وہاں سے بستی کے تکونے مکانوں
کی طرف نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر نے سرگوشی کرتے
ہوئے آہستہ سے تھیوسانگ سے کہا:
"یہ عورت کون ہو سکتی ہے اور اسے کہاں جانے
کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے؟"
تھیوسانگ نے جواب میں کہا:
"یہ عورت مجھے اسی آسیبی بستی کی لگتی ہے کیونکہ
وہ انہی کی زبان بول رہی تھی۔"
کیٹی نے کہا:
"لیکن وہ کہاں جانے سے انکار کر رہی ہے؟"
تھیوسانگ بولا: "ظاہر ہے اسے کسی ایسی جگہ بھیجا جا
رہا ہے جہاں اس کی جان کو خطرہ ہے۔"

عنبر کچھ سوچ کر کہنے لگا:
"ہم اس عورت سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔"
"وہ کیسے؟" کیٹی نے آہستہ سے کہا:
عنبر بولا: "وہ ایسے کہ ہم اسے جان کا تحفظ دیں
گے۔ اسے یہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پر
پہنچانے کا وعدہ کر کے اس سے اپنے مطلب کی
بات پوچھیں گے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"پہلے یہ تو دیکھنا چاہیے کہ یہ ہے کون اور کہاں
جانے پر تیار نہیں ہے۔"
کیٹی نے کہا:
"تو کیا ہم اس کے اچانک سامنے چلے جائیں؟ ہو
سکتا ہے وہ ہمیں برداشت نہ کرے اور شور مچا دے۔"
عنبر بولا: "ایسا ہونے کا امکان ایک فیصد ہے۔
ننانوے فی صد اس بات کا امکان ہے کہ وہ اپنی
جان کے بدلے ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار
ہو جائے گی۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"تو پھر کیا خیال ہے۔ میں اندر مینار میں جاؤں؟

کیونکہ آخر مجھے ہی جانا ہوگا۔"
عنبر کہنے لگا:
"تم ٹھیک کہتے ہو تھیوسانگ بھیا! یہ کام بھی تمہیں
ہی کرنا پڑے گا۔ ہم یہاں ٹھہرتے ہیں۔ تم اندر جاکر
معلوم کرو کہ یہ قصہ کیا ہے۔"
تھیوسانگ مینار کی طرف چل پڑا۔ مینار کے اندر سے
ہلکی ہلکی زرد رنگ کی پھیکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ایسا لگتا
تھا جیسے اندر زرد آگ روشن ہو۔ تھیوسانگ مینار کے
دروازے کے قریب جاتے ہی چھوٹا بن گیا اور پھر دروازے
کی چوکھٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دوسری طرف چلا گیا۔
اس نے دیکھا کہ یہ مینار بھی اسی پر اسرار مینار جیسا
تھا جو کہ وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ مینار کے درمیان میں
چھوٹے سے گڑھے میں آگ روشن تھی اور شعلے اوپر کو
اٹھ رہے تھے۔ آگ کے اوپر لوہے کی سلاخ رکھی تھی۔
شاید اس سلاخ میں زندہ انسانوں کو پرو کر کباب کی طرح
بھونا جاتا ہوگا اور اسی طرح بھونے جانے کی اس عورت
کو بھی دھمکی دی گئی ہوگی۔ آگ کی ایک جانب دیوار کے
ساتھ ایک دبلی پتلی عورت زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی سر
جھکائے بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس

عورت کی شکل باہر کی عام عورتوں کی طرح تھا۔ وہ اس
آسیبی بستی کی مخلوق نہیں تھی۔ تھیوسانگ کو یاد آگیا کہ
انسانی تندوے نے کہا تھا کہ ان میناروں میں کبھی کبھی باہر
سے لائی ہوئی عورتوں کو راجہ بھیروں کی مرضی سے آگ پر
بھون کر قربان کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ باہر سے لائی ہوئی
عورت ہے؟ مگر اسے ابھی تک قربان کیوں نہیں کیا گیا؟
اور یہ اس مخلوق کی زبان کیوں بول رہی تھی؟ تھیوسانگ
نے اپنی اصلی صورت اور انسانی قد کاٹھ میں اس کے پاس
جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ایک پل میں پورا جوان آدمی کے
قد کا بن گیا۔
آگ کی روشنی میں عورت کو ایک آدمی کا سایہ نظر
آیا۔ اس نے سر اٹھائے بغیر ہی غم زدہ آواز میں کہا:
"مجھے آگ پر نہ بھونو۔ میں کل اس کے پاس
چلی جاؤں گی۔"
تھیوسانگ قریب جا کر بیٹھ گیا اور بولا:
"تم کون ہو بہن؟"
یہ الفاظ تھیوسانگ نے باہر کے ملک ہندوستان کی عام
زبان میں کہے تھے۔ ان الفاظ کو سنتے ہی عورت نے اپنا
چہرہ اٹھا کر تھیوسانگ کو دیکھا۔ وہ ہکا بکا ہو گئی اور اٹھ بیٹھی

اکھڑے لہجے میں بولی:

"تم۔ تم یہاں کیسے آگئے، چلے جاؤ۔ بھگوان کے لیے
چلے جاؤ۔ یہ تمہیں بھون کر کھا جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میری بہن! میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔"

وہ عورت چونک کر بولی:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اس مخلوق کو نہیں جانتے
یہ بدروحیں ہیں۔ یہ تمہیں ابھی پکڑ کر ہڑپ کر جائیں گی
تم نے مجھے بہن کہا ہے۔ تم مجھے اپنے بھائی لگتے
ہو بھگوان کے لیے یہاں سے چلے جاؤ۔"

تھیوسانگ نے بڑے اعتماد سے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

عورت نے کہا: "کملا"

تھیوسانگ بولا: "کملا بہن! میرے ساتھ بھی میری
ایک بہن اور ایک بھائی ہے جو یہاں قریب
ہی چھپے ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں یہاں سے بچا کر لے
جائیں گے۔"

کملا پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو تکنے لگی:

"تم لوگ یہاں کیسے آ گئے؟"

تھیوسانگ بولا: "پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں ابھی کوئی آئے
گا تو نہیں؟"

کملا نے کہا:

"نہیں۔ وہ لوگ کل رات تک یہاں نہیں
آئیں گے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ میں یہاں سے
کہیں فرار نہیں ہو سکتی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"پھر میں اپنی بہن کیٹی اور بھائی عنبر کو بھی یہاں
بلا لیتا ہوں۔ ہاں۔ میرا نام تھیوسانگ ہے ابھی
ہم تمہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم یہاں کیسے
پہنچے۔ اس سے پہلے تمہیں ہمیں اپنی کہانی سنانی
ہو گی۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ باہر گیا اور عنبر اور کیٹی کو بھی بلا کر
مینار کے اندر لے آیا۔ عنبر اور کیٹی نے بھی کملا کو دیکھا تو
کافی حیران ہوئے۔ کملا کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ
باہر کے انسان اس آسیبی زمین دوز بستی میں کیسے آ گئے
ہیں۔ مگر ان کے آنے سے کملا کو کچھ حوصلہ بھی ہوا تھا۔

تھیوسانگ بولا:

"کملا بہن! میرے پاس بھی ایک جادو ہے جس کی

مدد سے میں تمہاری زنجیریں کھول رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر بھتیوسانگ نے کملا کے جسم کے گرد بندھی ہوئی
لوہے کی زنجیر کو انگلی سے چھوا تو وہ اتنی چھوٹی ہو گئی کہ کملا
کے جسم سے الگ ہو کر گھڑی کے چھوٹے سے چین کی طرح
نیچے گر پڑی۔ بھتیوسانگ نے اس ننھی سی زنجیر کو وہیں رہنے
دیا اور کملا سے اس کی داستان پوچھی کہ وہ کون ہے اور کہاں
جانے سے خوف کھا رہی تھی؟

کملا نے کہا:

"میں بملا پٹی قصبے کی رہنے والی ہوں۔ اپنے
بال بچوں کے ساتھ وہاں رہتی تھی۔ ایک رات
جھونپڑی کے باہر سو رہی تھی کہ اچانک ایک سایہ
میرے اوپر آکر جھکا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ وہ
آسیبی سایہ تھا جو مجھے وہاں سے اٹھا کر اس
منحوس بستی میں لے آیا۔ مجھے چھ ماہ تک اس مینار
میں قید کر کے رکھا گیا۔ مجھے کھانے پینے کے لیے
خوب دیا جاتا۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک ماہ بعد مجھے
راجہ بھیروں کی مرضی سے آگ میں ڈال کر قربان کر
دیا جائے گا۔ میرا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر میں ان کے
رحم و کرم پر تھی۔ کوئی آواز بلند نہیں کر سکتی تھی۔

سر جھکا کر بیٹھ گئی اور اپنی موت کا انتظار کرنے
لگی پھر جب میری قربانی کا وقت آیا تو اچانک
میری موت کا وقت ٹل گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ اب
مجھے ایک سانپ کے آگے ڈالا جائے گا جو مجھے
ڈسے گا اور جب میرا جسم اس کے زہر کی وجہ سے
سیاہ ہو کر مردہ ہو جائے گا تو میرے جسم بوٹی بوٹی
کر کے اس خاص سانپ کو کھلا دیا جائے گا۔ مجھے
یہ موت قبول نہیں تھی اسی لیے میں بار بار کہہ
رہی تھی کہ میں اس سانپ کے پاس نہیں جاؤں گی۔"

عنبر بھتیوسانگ اور کیٹی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے
لگے۔ سب کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ کیا یہ سانپ
ہمارا پرانا ساتھی دوست اور بھائی ناگ ہی ہے؟

بھتیوسانگ نے کملا کو سوال کیا:

"یہ سانپ کہاں سے یہاں آ گیا ہے؟ کیا اس کے
بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہے؟"

کملا نے کہا:

"میں نے ان کی باتوں سے اندازہ لگایا ہے کہ یہ
کوئی جادو کا سانپ ہے جس کو یہ مجھے کھلا کر
اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں چھ ماہ

سے ہوں اس لیے اس مخلوق کی زبان جاننے
لگی ہوں۔"
کیٹی نے پوچھا:
"کیا وہ اس سانپ کا کوئی نام لیتے تھے؟"
کملا کچھ سوچ کر بولی:
"ہاں وہ اسے ناگ کے نام سے پکارتے ہیں۔"
عنبر اچھل پڑا:
"یہ ناگ ہی ہے کیٹی۔"
کیٹی اور تھیوسانگ بھی چونک سے پڑے تھے۔
کملا نے تعجب سے کہا:
"کیا تم اس سانپ کو جانتے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"کملا بہن! ناگ ہمارا بھائی ہے۔ اصل میں وہ
ناگ دیوتا ہے اور انسان بن کر ہمارے ساتھ
رہتا تھا کہ یہ مخلوق اسے اغوا کر کے
یہاں لے آئی ہے ہم اس کی تلاش میں ہی یہاں
آئے ہیں۔"
کملا بولی: "اگر وہ ناگ دیوتا ہے تو ان بدروحوں
غلام کیسے بن گیا؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:
"ناگ دیوتا پر راجہ بھیروں کے طلسم کا اثر ہوا ہے۔
راجہ بھیروں کا طلسم زبردست ہے مگر اگر تم ہمارا
ساتھ دو تو ہم ناگ کو اور تم کو بھی یہاں سے
نکال لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"
کملا جلدی سے بولی:
"تم مجھے جو کہو گے وہی کروں گی۔ بھگوان کے لیے
مجھے جس طرح ہو سکے یہاں سے نکال کر میرے
بچوں کے پاس لے چلو۔"
عنبر نے کہا:
"یقین کرو ہم تمہیں لے جائیں گے۔"
کملا بولی: "مجھے کیا کرنا ہو گا؟"
عنبر اور تھیوسانگ اور کیٹی نے کچھ دیر الگ ہو کر
آپس میں مشورہ کیا۔ پھر عنبر نے کملا سے کہا:
"تمہیں پہلا کام یہ کرنا ہو گا کہ کل جب یہ لوگ
تمہیں ناگ کے پاس لے جانے کے لیے آئیں
تو تم ان کے ساتھ چلی جانا۔"
کملا ہاتھ باندھ کر بولی:
"بھگوان کے لیے ایسا نہ کہو۔ کیا تم میرے بھائی

ہو کر مجھے سانپ سے ڈسوا کر ہلاک کروانا چاہتے
ہو؟ کیا تم بھی یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے بھائی
سانپ ناگ کی خوراک بن جاؤں؟"
عنبر نے کہا:
"یقین کرو کملا بہن! تمہیں ناگ کچھ نہیں کہے گا۔
وہ تمہیں ڈسے گا ضرور مگر اپنا زہر تمہارے جسم میں
داخل نہیں کرے گا۔"
"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" کملا نے پریشانی کے ساتھ کہا۔
عنبر بولا: "اس لیے کہ ہم میں سے ایک آدمی
تمہارے ساتھ جائے گا جو ناگ کو تمہارے جسم
میں اپنا زہر داخل کرنے سے روک دے گا۔"
"یہ — یہ ناممکن ہے۔" کملا بولی۔ "آسیبی بدروحیں تمہارے
آدمی کو کھڑے کھڑے دو ٹکڑے کر دیں گی۔"
تھیوسانگ سمجھ گیا تھا کہ عنبر اسے کملا کے ساتھ بھیجنا
چاہتا ہے۔ اس نے کہا:
"کملا! میں تمہارے ساتھ ایسی حالت میں چلوں گا کہ
کوئی آسیبی بدروح مجھے نہ دیکھ سکے گی مگر ناگ
مجھے پہچان لے گا۔"
کملا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ بولی:

"تم۔ تم کس حالت میں میرے ساتھ چلو گے؟"
اب تھیوسانگ نے سوچا کہ وقت آ گیا ہے کہ کملا پر
اپنی کرامت ظاہر کر دی جائے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ
وہ زندہ رہے گی۔
تھیوسانگ نے کہا:
"میری طرف دیکھتی رہو۔ تم پہلے بھی دیکھ چکی ہو کہ
میرے پاس ایک خاص جادو ہے جس کی مدد سے
میں نے تمہاری زنجیر کو چھوٹا کر دیا تھا۔ اب میں
اپنے آپ کو چھوٹا کرنے لگا ہوں۔"
کملا کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ تھیوسانگ کو تک رہی تھی۔
تھیوسانگ نے اپنی سیدھی انگلی اپنی گردن کے ساتھ لگائی اور
وہ ایک سیکنڈ میں چھوٹی انگلی کے برابر ہو کر کملا کے پاؤں
کے قریب کھڑا ہو گیا۔ کملا ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔
"بھگوان! بھگوان!"
اس کے منہ سے حیرت کے ساتھ نکل گیا۔ تھیوسانگ
نے دوسری بار انگلی سے اپنے آپ کو چھوا اور پھر
بڑا ہو گیا اور بولا:
"یہ میری کرامت تھی۔ جادو نہیں تھا۔ بس میں
چھوٹا سا بن کر تمہارے بازو میں چھپ کر تمہارے

ساتھ ناگ کے پاس چلا جاؤں گا۔ ہمارا مقصد اپنے
بھائی ناگ کے سامنے جا کر اس سے ملنا اور اس
کو یہاں سے باہر نکال لے جانا ہے۔"

کملا نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو تم یہ کیوں چاہتے ہو کہ ناگ
مجھے ضرور ڈسے؟ تم اسے وہیں سے اٹھا کر فرار
ہو سکتے ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"آسیبی روحوں کی موجودگی میں اگر ہم نے ایسا کیا تو
ہو سکتا ہے میں بچ جاؤں مگر تم کو وہ بدروحیں زندہ
نہیں چھوڑیں گی۔"

عنبر بولا: "ہمیں ان بدروحوں کی حکمت عملی کے مطابق
چل کر تمہیں اور اپنے ساتھی ناگ کو یہاں سے نکالنا
ہے اور یہ ایسے ہی ہو سکتا ہے کہ جس طرح وہ
کہیں تم اسی طرح کرو۔"

اب کیٹی نے کملا کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

"اس بات کا تم پورا بھروسہ رکھو کہ جب ناگ تھیوسانگ
کو دیکھے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ ہم اسے یہاں سے
نکال لے جانے کے لیے آ گئے ہیں اور پھر تھیوسانگ

سانپ کی زبان میں ناگ کو خبردار کر دے گا کہ
کملا ہماری بہن ہے اور وہ اس کے جسم کے
ساتھ منہ ضرور لگائے مگر زہر داخل نہ کرے۔ آسیبی
بدروحیں یہی سمجھیں گی کہ ناگ سانپ نے تمہیں ڈس
دیا ہے۔ تم بھی ایسی ہی اداکاری کرنا اور تڑپنا شروع
کر دینا۔ مگر بے ہوش مت ہونا تاکہ وہ لوگ تمہیں
ہلاک نہ کر ڈالیں۔ تم ہوش میں رہو گی تو وہ ایک بار
پھر ناگ سے تمہیں ڈسوانے کی کوشش کریں گے۔ ناگ
دوسری بار بھی زہر تمہارے جسم میں داخل نہیں کرے
گا۔ ہو سکتا ہے پھر وہ بدروحیں دوسرے روز وہاں
آنے کے لیے چلی جائیں۔"

عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے سمجھانے سے کملا تیار ہو گئی۔
ویسے بھی وہ بدروحیں اسے ناگ سے ڈسوانے لے جا رہی تھیں۔
اور وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ کملا نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس
طرح سے اس کی جان بچ جائے اور وہ اپنے بچوں کے
پاس واپس پہنچ جائے۔

اب عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے کملا سے راجہ بھیروں کے
بارے میں پوچھنا شروع کیا کہ وہ کس طرح سے ہلاک کیا جا
سکتا ہے۔ کیونکہ وہ راجہ بھیروں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے

باہر کی دنیا کے انسانوں کو اس کے ظلم سے نجات دلا
چاہتے تھے۔ کیونکہ کملا کی زبانی انہیں معلوم ہوا تھا کہ راج
بھیروں کے آسیبی بھوت سال میں دو تین مرتبہ باہر سے
کوئی نہ کوئی انسان پکڑ کر وہاں لاتے ہیں اور اسے گرا
قربانی کے میناروں میں جلا کر بھون ڈالتے ہیں۔

کملا نے کہا:

"راجہ بھیروں ایک مکروہ اور منحوس بدروح ہے۔ اس
کی طاقت اور جادو کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔"

کملا نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ اگر ڈرتا ہے تو صرف
سامری کے بیٹے سے ڈرتا ہے جس کا بیٹا اس سے انتقام
لینے پہنچنے ہی والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زمین دوز تہہ خا
میں چھپ گیا ہے جہاں آس پاس جادو کا حصار کھینچ دیا
ہے اور کوئی جادوگر اس سرحد کے اندر داخل نہیں ہو
جب تھیوسانگ نے بتایا کہ وہ راجہ بھیروں کے تہہ خا
سے ہو آیا ہے تو کملا کو یقین نہ آیا۔ تھیوسانگ نے اسے
یہ نہ بتایا کہ بزرگ انسان کی راکھ کی وجہ سے اس پر اور کیٹی
اور عنبر پر راجہ بھیروں کے جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔ سارا دن
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ وہیں چھپے رہے۔

جب رات ہو گئی تو عنبر نے کملا سے کہا:

اب وہ لوگ تمہیں لینے آئیں گے۔ تھیوسانگ ایک
ننھے سے بولنے کی شکل میں تمہارے ساتھ جائے گا
تم فکر مت کرنا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا اور ناگ
تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

کملا اب بھی ڈر رہی تھی۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگر
تھیوسانگ اس کے ساتھ نہ بھی جائے تب بھی آسیبی مخلوق
اسے ناگ کے سامنے لے جائیں گے۔ اس طرح سے کم از کم
تھوڑی بہت یہ امید ضرور تھی کہ شاید ناگ اسے کچھ نہ کہے۔

عنبر اور کیٹی تھیوسانگ نے باقاعدہ منصوبہ تیار کر لیا تھا۔
اس کے تحت عنبر اور کیٹی کو مینار کے عقب میں چھپے رہنا
تھا جب کہ تھیوسانگ کو کملا کے ساتھ جانا تھا۔ عنبر اور کیٹی
رات کا اندھیرا ہوتے ہی مینار کے پیچھے جا کر تاریکی میں چھپ
کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ آسیبی مخلوق کسی وقت بھی وہاں آ سکتی تھی۔
تھیوسانگ نے زنجیر کو انگلی لگا کر دوبارا بڑا کر کے اس سے
کملا کو اسی طرح باندھ دیا جس طرح وہ پہلے بندھی ہوئی تھی۔
پھر اس نے اپنی گردن سے انگلی لگائی اور کملا کی چھوٹی انگلی
کے سائز کا ہو گیا۔ کملا تو اسے دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس نے
جھک کر تھیوسانگ کو غور سے دیکھا اور بولی:

"تھیوسانگ بھائی! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

بھیوسانگ کی اسے کمزور سی آواز آئی:
"میں تمہاری آواز بھی سن رہا ہوں اور تمہیں دیکھ رہا
ہوں۔ اب تم ایسا کرو کہ مجھے زمین پر سے اٹھا
کر اپنی قمیص کی آستین میں چھپا لو۔ باقی کام میں
وہاں جا کر خود کر لوں گا۔"
کملا نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ننھے بھیوسانگ کو ز
پر سے اٹھایا اور اپنی قمیص کی آستین میں چھپا دیا۔ بھیو
قمیص کے اندر کملا کے بازو کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گیا۔
کا بازو اسے کسی بہت بڑے درخت کا تنا معلوم ہو
تھا۔ وہ قمیص کے ایک سوراخ میں سے باہر بھی دیکھ
کملا سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔ آخر چار دل آسیبی ا
ہاتھوں میں لمبی لمبی چھریاں تھامے مینار کے دروازے میں
ہوئے۔ کملا نے انہیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا اور گڑگ
آخری بار رحم کی درخواست کی۔ مگر ان آسیبی لوگوں پر اس
کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ رحم کس چیز
کا نام ہے۔ انہوں نے کملا کی زنجیر کھول دی۔ پھر انہوں
اسے اٹھا لیا اور ڈولی ڈنڈا کرتے مینار سے لے کر نکل گئے۔
بھیوسانگ کملا کے بازو سے چمٹا اس کے ساتھ ہی جا
تھا۔ عنبر اور کیٹی نے بھی مینار کے عقب سے اندھیرے میں

ں لوگوں کو جاتے دیکھ لیا تھا۔
کیٹی نے تشویش کے ساتھ کہا:
"عنبر! کہیں ایسا نہ ہو کہ ناگ جادو کے اثر کی وجہ
سے بھیوسانگ کو پہچان ہی نہ سکے۔ پھر تو اس
عورت کا بچنا بہت مشکل ہے اور خدا جانے پھر
بھیوسانگ پر بھی کیا آفت نازل ہو۔"
عنبر نے کہا:
"خدا سے دعا کرو کہ ناگ اسے پہچان لے۔ میں
نے اندھیرے میں تیر چلا دیا ہے اب وہ واپس
نہیں آ سکتا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"
وہ دونوں خاموش ہو گئے اور بھیوسانگ کی واپسی کا انتظار
کرنے لگے۔
اُدھر آسیبی انسان کملا کو اٹھائے زمین کے اندر پتھر کی
سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں ایک زرد
م بتی روشن تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا ٹوکرا پڑا تھا۔
ب آسیبی آدمی پہلے سے وہاں پر موجود تھا۔ کملا کو انہوں نے
مین پر بٹھا دیا اور اس کے ہاتھ رسّی سے پیچھے باندھ دیئے
کملا کا چہرہ خوف کے مارے پسید پڑ گیا تھا۔ اب دیوار کے
ساتھ لگا ہوا ٹوکرا اٹھا کر اس کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔

چاروں آسیبی آدمی ذرا ہٹ کر کھڑے ہو گئے جو آسیبی
آدمی وہاں پہلے سے موجود تھا اس نے ٹوکرے کا ڈھکنا
اٹھا کر پرے پھینکا اور اس کے اندر چھڑی ڈال کر ہلائی۔
ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والی پھنکار کی آواز ٹوکرے
میں سے آئی اور پھر ایک بہت بڑا سیاہ سانپ پھن
اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ اور زور زور سے جھومنے لگا۔ اس کا
پھن کافی چوڑا تھا اور وہ اپنی سرخ زبان بار بار باہر نکال
رہا تھا۔ تھیوسانگ کملا کی قمیص کی آستین کے سوراخ میں سے
یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ یہ
ناگ ہی سانپ کے روپ میں تھا۔ مگر اسے ناگ کی خوشبو
نہیں آ رہی تھی۔ یہ اس پر کیے گئے جادو کا اثر تھا۔ دہشت
کے مارے کملا کا سارا جسم سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا
تھا۔ سیاہ کالا سانپ پھن اٹھائے اسے اپنی مقناطیسی آنکھوں
سے گھور رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کا آخری وقت
آن پہنچا ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر بھگوان سے اپنی زندگی
کی آخری پرارتھنا کی یعنی دعا مانگی کہ بھگوان میرے پاپ یعنی
گناہ معاف کر دینا۔

کملا مرنے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس نے آنکھیں
بند کر کے سر جھکا لیا تھا۔ سانپ آہستہ آہستہ ٹوکرے سے
باہر نکل آیا۔ اس نے کملا کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔

تھیوسانگ کو موقع مل گیا۔ جونہی
سانپ اس کے قریب سے گزرا تھیوسانگ نے اپنے حلق
سے ہلکی سیٹی کی آواز نکالی۔ یہ سانپ کی زبان تھی تھیوسانگ
کو شبہ تھا کہ چونکہ ناگ پر جادو کا اثر ہے اس لیے ہو
سکتا ہے وہ اس کی انسانی آواز کو نہ پہچانے۔ چنانچہ یہی
وجہ تھی کہ تھیوسانگ نے ناگ کے ساتھ سانپ کی زبان
میں بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ کم از کم اس زبان کی
وجہ سے وہ اسے یہ تو بتا سکے گا کہ وہ ناگ ہے اور
میں تھیوسانگ ہوں۔ ہو سکتا ہے اس پر اثر ہو جائے۔
تھیوسانگ نے جب سانپ کو اپنے قریب سے گزرتے
دیکھا تو سانپ کی زبان میں آواز دی:

"ناگ بھیا! ناگ بھیا! میں تھیوسانگ ہوں۔ اس لڑکی
کو مت ڈسنا۔ یہ ہماری دوست ہے۔"

ناگ چونکہ سانپ کے روپ میں تھا۔ اس نے اپنی زبان
میں کسی کو آواز دیتے سنا تو وہیں رک گیا اور اپنا پھن
جھکا کر بولا:

"تم کون ہو سانپ؟"

تھیوسانگ اپنا سر پکڑ کر رہ گیا۔ ناگ نے جادو کے
اثر سے اسے نہیں پہچانا تھا۔ اب اسے شدید خطرہ تھا
کہ ناگ کملا کو ضرور ڈس دے گا۔

ٹھیوسانگ نے جلدی سے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ میں ناگ دیوتا کی طرف سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس لڑکی کو مت ڈسنا۔"

سانپ ناگ غصے میں پھنکارا اور اپنی زبان میں بولا:

"میں کسی ناگ دیوتا کو نہیں مانتا۔ مجھے راجہ بھیرول کا حکم ہے کہ اس لڑکی کو ڈس کر ہلاک کر دوں۔ میں اسے ضرور ڈسوں گا اور تم کون ہو۔ سامنے آؤ۔ میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔

اب تو ٹھیوسانگ سمجھ گیا کہ معاملہ الٹا ہو گیا ہے اور ناگ اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ بہرحال ٹھیوسانگ نے ناگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے اسے پہچان بھی لیا تھا۔ اس کالے سانپ کے پھن پر ناگ کی خاص نشانی ایک سرخ کوڑی بنی ہوئی تھی۔ ٹھیوسانگ نے بھی میدانِ جنگ میں کود پڑنے کا فیصلہ کر لیا اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ کملا کی آستین میں سے نکل کر زمین پر گر پڑا۔ سانپ ناگ اس کے اوپر جھک گیا۔ وہ ٹھیوسانگ کو ڈسنے ہی والا تھا کہ ٹھیوسانگ نے سانپ ناگ کی دم سے اپنی انگلی لگا دی۔ سانپ ناگ ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا

سانپ بن گیا۔ یہ سانپ اتنا چھوٹا تھا۔ کہ سوائے ٹھیوسانگ کے اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہاں شور مچ گیا۔ آسیبی مخلوق چھریاں لے کر کملا کی طرف لپکے کہ اس نے ان کے قیمتی ناگ کو غائب کر دیا ہے۔

ٹھیوسانگ نے ناگ کو جو ایک پتلی سی چھوٹی تار کی طرح ہو گیا تھا اپنی بائیں مٹھی میں بند کر لیا۔ سانپ ناگ اس کی مٹھی میں بار بار ڈس رہا تھا مگر ٹھیوسانگ پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا جونہی آسیبی آدمی چھریاں لے کر کملا کی طرف بڑھے ٹھیوسانگ نے کملا کے پاؤں سے اپنی انگلی لگا کر اسے بھی بالکل چھوٹا سا بنا دیا۔ اب تو آسیبی مخلوق گھبرا کر ادھر ادھر تکنے لگے۔ پھر انہوں نے انگلی کے برابر کملا اور ٹھیوسانگ کو موم بتی کی زرد روشنی میں دیکھ لیا اور اس پر چھری کا وار کیا۔ ٹھیوسانگ نے کملا کو دوسری طرف دھکا دیا اور جس آسیبی آدمی نے چھری کا وار کیا تھا۔ اسے انگلی سے چھو دیا۔ وہ بھی ننھا سا بونا بن گیا۔ ٹھیوسانگ نے دوڑ کر دوسرے آسیبی آدمیوں کو بھی انگلی سے باری باری چھو کر اتنا چھوٹا کر دیا۔ کہ وہ چوہوں سے بھی چھوٹے ہو کر ادھر ادھر پھدکنے لگے۔

تھیوسانگ نے اب دوسری بار اپنے آپ کو انگلی سے چھوا۔ تھیوسانگ بڑا ہو گیا۔ ناگ سانپ بھی اس کے ساتھ ہی بڑا ہو گیا اور اس نے بڑا ہوتے ہی تھیوسانگ کو تین بار زور زور سے ڈسا۔ تھیوسانگ پر زہر کا اثر نہیں ہو سکتا تھا ورنہ ناگ نے اتنے غصے سے ڈسا تھا کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اس کا جسم زہر کے اثر سے پھٹ جاتا۔

○

جہنم کی بستی

تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو گردن سے پکڑے رکھا اور نکلا کو جو بالکل اس کی انگلی کے برابر تھی اٹھا کر جیب میں ڈالا اور تہہ خانے سے باہر نکلا۔ سانپ ناگ اپنی طاقت اور جادو کی وجہ سے تھیوسانگ کے ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا اور اسے بار بار ڈس رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے انگلی سے چھو کر ایک بار پھر چھوٹا کر کے اپنی مٹھی میں دبایا اور واپس مینار کی طرف بھاگا۔

اندھیرے میں وہ پوری تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ اس نے ناگ کو حاصل کر لیا ہے وہ اسی مقصد کو لے کر وہاں آئے تھے۔ مینار کے پیچھے گڑھے میں چھپے ہوئے عنبر اور کیٹی نے دور سے اندھیرے میں تھیوسانگ کو دیوانہ وار بھاگ کر آتے دیکھا تو کیٹی بولی:

"کوئی گڑ بڑ ہو گئی ہے وہاں عنبر!"

عنبر پریشان ہو کر تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ

نے قریب آتے ہی کہا:

"یہاں سے واپس بھاگو۔ ناگ میری مٹھی میں ہے۔"

عنبر اور کیٹی اس سے کئی سوال پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ
تھیوسانگ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ اگر ناگ اس کے
پاس ہے تو وہ اسے باہر کیوں نہیں نکالتا تاکہ وہ عقاب
کی شکل میں فضا میں اُڑ کر ان کے ساتھ فرار ہو جائے۔ وہ
کملا کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتے تھے کہ وہ کملا کو کہاں
چھوڑ آیا ہے۔ وہ پوری رفتار سے پہلے والے مینار کی
طرف بھاگے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھڈ والے
سوکھے نالے میں اتر گئے۔ اب بھی وہ آسیبی بستی کے پہاڑ
والے سوراخ کی طرف دوڑے جا رہے تھے جہاں سے وہ
اس بستی میں داخل ہوئے تھے۔ چونکہ ان میں سے کسی کا سانس
نہیں پھول سکتا تھا اس لیے کیٹی نے دوڑتے دوڑتے پوچھا:

"تھیوسانگ! وہ لڑکی کملا کہاں ہے؟"

تھیوسانگ نے دوڑتے دوڑتے کہا:

"وہ میری جیب میں ہے۔"

کیٹی اور عنبر سمجھ گئے کہ تھیوسانگ نے اسے چھوٹا کر کے
جیب میں ڈال لیا ہے۔

عنبر نے کہا:

"ناگ کو تم نے مٹھی میں کیوں دبا رکھا ہے اسے
باہر کیوں نہیں نکالتے تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ
عقاب بن کر اُڑ سکے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ ہمارا دشمن بن چکا ہے۔ وہ ہمیں نہیں پہچانتا۔"

یہ خبر کیٹی اور عنبر پر جیسے بجلی بن کر گری۔ ناگ ان کا
دشمن ہو جائے گا۔ اس کا کبھی انہیں وہم بھی نہیں ہوا تھا۔
مگر وہ سمجھ گئے کہ یہ سب راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ
سے ہے۔ بھاگتے بھاگتے آخر وہ پہاڑی کے اس شگاف
پر پہنچ گئے جس کے آگے پہاڑی کے اندر ہی اندر غار
ان کے باہر کی دنیا کو جاتا تھا اور جس کے راستے میں
آگ کا قطعہ بھی تھا۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے
بھاگتے بھاگتے جب وہ اس مقام پر آئے جہاں غار میں
آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے تو وہ رُک گئے۔

عنبر نے کہا:

"آگ کے ان شعلوں میں سے گذرتے ہوئے ہو سکتا
ہے ناگ اور کملا پر آگ کا اثر ہو جائے۔ وہ جل جائیں۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھی سوچ میں پڑ گئے کہ عنبر کا خدشہ
بالکل درست تھا۔

کیٹی نے کہا:

"ہو سکتا ہے راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ سے ناگ پر آگ کے شعلے اثر نہ کریں لیکن تمہاری جیب میں کملا لڑکی جو ننھی بوٹی بن کر سہمی بیٹھی ہے وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں اسے اپنی جیکٹ کے اندر رومال میں لپیٹ کر چھپا لوں۔ کیونکہ دوسرا کوئی طریقہ مجھے نظر نہیں آتا۔"

عنبر نے کہا:

"پھر ناگ کو بھی اسی طرح ہمیں کپڑے میں لپیٹ کر چھپانا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"ناگ کو مٹھی کھول کر دکھاؤ تو سہی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔ راجہ بھیروں کے جادو کی وجہ سے وہ ہمارا دشمن ہو گیا ہے اور یا تو آزاد ہوتے ہی ہمیں ڈسنے کی کوشش کرے گا اور یا پھر فرار ہو جائے گا۔"

عنبر بولا: "ناگ کو تم نے سانپ کی شکل میں اتنا چھوٹا کر دیا ہے کہ وہ بھاگ نہیں سکے گا۔"

تھیوسانگ نے مٹھی کھول دی اور عنبر کیٹی یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئے کہ ناگ ایک پتلے باریک سانپ کی شکل میں تھیوسانگ کی مٹھی میں بیٹھا اپنا ننھا سا پھن اٹھائے انہیں غصیلی سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ مٹھی کے کھلتے ہی سانپ ناگ نے اچھل کر کیٹی کو ڈسنے کی کوشش کی کیوں کہ کیٹی اسے جھک کر دیکھ رہی تھی۔ کیٹی نے اپنا چہرہ پیچھے کر لیا اور کہا:

"ناگ بھیا! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں کیٹی ہوں۔ تم مجھے پہچانتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے بھی ناگ کو دو تین بار آواز دی اور کہا کہ میں عنبر ہوں۔ مجھے پہچانو۔ مگر ناگ نے سانپ کی شکل میں عنبر کو بھی ڈسنے کے لیے اپنا پھن اوپر اٹھایا۔ تھیوسانگ نے ناگ سانپ کی دم اپنی انگلیوں سے پکڑ رکھی تھی۔ اُس نے کہا:

"اب تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ناگ ہمیں بالکل نہیں پہچانتا۔ مگر ہم اسے رومال میں لپیٹ کر سینے سے لگا کر آگ کا علاقہ پار کریں گے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو جو پتلی سوئی جتنا
تھا رومال میں لپیٹ لیا اور پھر عنبر نے اسے اپنی جیکٹ
کے اندر سینے کے ساتھ لگا لیا۔ دوسری جانب تھیوسانگ نے
ننھی سی کملا کو بھی رومال میں لپیٹ کر اپنی جیکٹ کے اندر
چھپا لیا۔ اب وہ آگ کے شعلوں میں داخل ہونے کے لیے
تیار تھے۔ آگ کے شعلے غار کی چھت کو چھو رہے تھے۔
انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور آگ کے شعلوں
میں گھس گئے۔

وہ دوڑ رہے تھے۔ آگ کے اندر ایک شور مچا ہوا
تھا۔ یہ شعلوں کے بھنور کا شور تھا۔ بڑی تیزی سے
وہ آگ میں سے گذر کر غار کی دوسری جانب آ گئے۔
یہاں آتے ہی انہوں نے رومالوں میں سے کملا اور ناگ
سانپ کو نکال کر دیکھا۔ کملا آہستہ آہستہ کھانس رہی تھی۔
ناگ سانپ تھیوسانگ کی ہتھیلی پر چکری کی طرح گھوم رہا تھا
اور بار بار اس کی ہتھیلی پر ڈس رہا تھا۔
عنبر نے کہا:
"اب جتنی جلدی ہو سکے اس آسیبی بستی سے
نکل چلو۔ باقی سب کچھ باہر کی دنیا میں جا کر دیکھا
جائے گا۔"

غار میں آگ کی دوسری جانب والے محرابی دروازے کے
پاس انسانی تندوا ملا۔ اس نے تھیوسانگ کو دیکھ کر سر جھکایا
اور کہا:
"سامری کے عظیم بیٹے! کیا تم واپس جا رہے ہو؟"
عنبر اور کیٹی جانتے تھے کہ تھیوسانگ کو یہ انسانی تندوا
مطیع کر چکا ہے۔
تھیوسانگ نے کہا:
"ہم کچھ دیر بعد واپس آئیں گے۔ لیکن میں چاہتا
ہوں کہ تم یہاں سے کہیں چلے جاؤ۔ ہو سکتا
ہے یہ علاقہ خدائی عذاب کی زد میں آ جائے کیونکہ
اس علاقے میں انسانوں پر بہت ظلم ہوا ہے۔"
انسانی تندوا کہنے لگا:
"سامری کے عظیم فرزند! میں باہر کی دنیا میں زندہ
نہیں رہ سکتا۔ میری قسمت میں اسی جگہ زندہ رہنا
اور مرنا لکھا ہے۔"
تھیوسانگ کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ کیونکہ اسے
معلوم تھا کہ جن آسیبی انسانوں کو اس نے تہہ خانے میں
ننھے بونے بنا دیا ہے وہ راجہ بھیروں کے پاس پہنچ چکے
ہوں گے اور راجہ بھیروں کو ناگ کے اغوا کا بھی علم ہو

چکا ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ اپنا کوئی زبردست طلسم حرکت
میں لے آئے۔ اس لیے وہ جلد از جلد اس منحوس علاقے
سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے عنبر اور کیٹی کو ساتھ لیا اور
غار میں آگے کی طرف تیز تیز چل پڑا۔

آخر وہ اس غار میں سے باہر نکل آئے۔ باہر کھلا آسمان
تھا اور دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ باہر آتے ہی انہوں نے
اطمینان کا سانس لیا اتنی دیر بعد انہوں نے نیلا آسمان اور
ناریل کے درخت دیکھے تو ان کی طبیعت خوش ہو گئی۔ اب
انہوں نے کملا کو جیب سے باہر نکال لیا۔ تھیوسانگ نے
اسے انگلی سے چھو کر بڑا کر دیا تو کملا اپنی سیاہ آنکھیں
کھول کر خوشی اور حیرت سے ارد گرد دیکھنے لگی۔ اسے یقین
نہیں آ رہا تھا کہ وہ موت کی وادی سے نکل کر نیلے
آسمان تلے سانس لے رہی ہے۔ وہ تھیوسانگ کے آگے ہاتھ
باندھ کر جھک گئی اور بولی:

"تم دیوتا ہو۔ تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔ کملا میں دیوتا نہیں۔ تمہاری طرح ایک معمولی انسان ہوں۔ کملا
نے تھیوسانگ سے ناگ کے بارے میں پوچھا اور کہا:

"وہ تو تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔ میں نے دیکھ لیا
تھا کہ وہ تمہیں ڈسنے کے لیے آگے بڑھا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ ہمارا بھائی ہی ہے مگر چونکہ اس پر ابھی تک
راجہ بھیروں کے جادو کا اثر ہے اس لیے وہ ہمیں
نہیں پہچان رہا۔ آؤ اب چلتے ہیں۔"

وہ چاروں سمندر کنارے والے اپنے شہر کی طرف روانہ
ہو گئے۔

تھیوسانگ عنبر اور کیٹی اپنی سرائے والی جھونپڑی میں آگئے
انہوں نے کملا کو پھل اور دودھ پلایا۔ تھیوسانگ نے ناگ کو
جیب سے باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ عنبر کیٹی اور کملا اسے
غور سے دیکھنے لگے۔

عنبر نے سانپ کی آواز میں ناگ سے کہا:

"ناگ! ناگ! میں عنبر ہوں۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟"

ناگ سانپ کی سیٹی ایسی آواز آئی:

"میں کسی عنبر کو نہیں جانتا۔ تم لوگ مجھے میرے آقا
راجہ بھیروں سے چھین کر لے آئے ہو۔ میں تمہیں
زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"ہوش میں آؤ ناگ بھیا! ہمیں پہچاننے کی کوشش
کرو میں کیٹی ہوں۔"

ناگ سانپ جواب دینے کی بجائے اپنا ننھا سا پھن
اٹھا کر کیٹی پر حملہ کرنے کے لیے آگے لپکا۔ تھیوسانگ نے
ناگ سانپ کی دم پر انگلی رکھ دی اور عنبر سے کہا:
"راجہ بھیروں کے جادو کا شدید اثر ہے۔ میرا خیال
تھا کہ شاید اپنی اصلی دنیا کی فضا میں آکر اس
جادو کا اثر ختم ہو جائے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔"
کیٹی نے کہا:
"لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم ناگ بھیا کو وہاں سے
نکال لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کے جادو
کا توڑ بھی تلاش کر لیں گے۔"
کملا کہنے لگی:
"بھگوان کے لیے مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔ میں اپنے
بچوں سے ملنے کے لیے بے تاب ہو رہی ہوں۔"
عنبر نے پوچھا:
"کملا بہن تمہارا قصبہ بملا پٹی یہاں سے کتنی دور ہے؟"
کملا نے کہا:
"یہ دھنش کوڈی کا شہر ہے۔ یہاں سے شمال
مشرق کی طرف ایک دن کے سفر پر میرا قصبہ
بملا پٹی سمندر کے کنارے آباد ہے مجھے میرے

بچوں کے پاس لے چلو۔"
عنبر کہنے لگا:
"تھیوسانگ! میرا خیال ہے میں کملا بہن کو اس
کے گھر پہنچائے دیتا ہوں۔ تم لوگ یہیں رہ کر
میرا انتظار کرو۔"
کیٹی نے کہا:
"تو پھر تم آج ہی روانہ ہو جاؤ۔ تاکہ شام تک
کملا کو گھر پہنچا کر راتوں رات واپس آ جاؤ۔ کیونکہ
ہمیں ناگ کے جادو کا توڑ تلاش کرنے کے لیے بھی
مشورہ کرنا ہو گا۔"
عنبر بولا: "تھیوسانگ! تمہارا کیا خیال ہے؟"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"جیسے تمہاری مرضی۔ ابھی معلوم کر لیتے ہیں کہ شمال
مشرق کی جانب کوئی قافلہ کب جاتا ہے۔ تم کملا
کو لے کر چلے جانا پھر۔"
سرائے کے مالک نے انہیں بتایا کہ شمال مشرق کی
طرف قافلہ تین دن بعد جائے گا۔ لیکن اس نے عنبر کو
دو گھوڑے فراہم کر دیئے۔ عنبر نے کچھ کھانے پینے کا سامان
ساتھ لیا۔ کملا کو گھوڑے پر بٹھایا اور اسے ساتھ لے کر

اس کے قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ دن کے ۹ بجے
کے قریب روانہ ہوئے تھے۔ عنبر کا اندازہ تھا کہ وہ رات
کے نو بجے تک کملا کے قصبے میں پہنچ جائیں گے۔

ان کے جانے کے بعد تھیوسانگ نے ناگ سانپ کو بڑا
نہ کیا۔ بلکہ چھوٹا ہی رہنے دیا اور اسے ایک لکڑی کی ڈبی
میں بند کر کے اوپر ڈھکن لگایا اور اپنی جیب میں رکھ
لیا۔ سرائے کے مالک نے ان سے پوچھا کہ وہ اتنے دن
کہاں رہے؟ تھیوسانگ اور کیٹی کا خیال تھا کہ انہیں زمین
کے اندر ایسی بستی میں دو دن اور دو راتیں گزری ہوں
گی مگر جب سرائے کے مالک نے انہیں بتایا کہ وہ پورے
بیس دن اپنی جھونپڑی سے غائب رہے ہیں تو وہ حیران
رہ گئے۔ تھیوسانگ بولا:

"ہم اپنے ایک رشتے دار بزرگ سے ملنے دوسرے
شہر چلے گئے تھے۔ اب ہمارا بھائی عنبر اپنی ایک
رشتے دار لڑکی کو اس کے گھر چھوڑنے گیا ہے واپس
آئے گا تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔"

سرائے کے مالک نے پوچھا:
"آپ کس شہر جائیں گے؟"
کیٹی خاموش رہی۔ تھیوسانگ بولا:

"ہتنا پور جائیں گے۔"

یاد رکھنا دوستو کہ آج سے ہزار دو ہزار برس پہلے بھارت
کی دارالحکومت دلی کا نام ہتنا پور تھا اور وہاں ایک آ
حکومت کرتا تھا جو پانڈو تھا۔

سرائے کا مالک بولا:
"ہتنا پور میں تو آج کل کورو پانڈو کی جنگ کا
خطرہ ہے۔ دونوں خاندان راج پاٹ اور تخت
کے لیے ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ رہے ہیں۔
شہر کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:
"ہتنا پور میں ہماری ایک بہن رہتی ہے ہمیں
اس کی خیریت بھی تو معلوم کرنی ہو گی۔"

سرائے کا مالک کہنے لگا:
"اگر وہاں کے حالات خراب ہوئے تو تم بے شک
اپنی بہن کو لے کر یہاں میرے پاس آ جانا۔ تمہاری
خدمت کر کے مجھے خوشی ہو گی۔"

تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے سرائے کے مالک کا شکریہ
ادا کیا۔ وہ چلا گیا۔
کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا:

"ناگ اگرچہ جادو کے اثر میں ہے مگر بہر حال وہ
ہمارے پاس واپس آ گیا ہے۔ لیکن ابھی راجہ
بھیروں کی منحوس اور خطرناک بستی کو تباہ کرنے
کا کام باقی ہے۔"
بھتیوسانگ کہنے لگا:
"مجھے احساس ہے کہ راجہ بھیروں انسانیت کے نام
پر ایک دھبّہ ہے اور اس کی وجہ سے باہر کی
دنیا کے انسان اغوا ہو کر وہاں ہلاک ہوتے رہیں
گے لہذا اس بستی کا تباہ کرنا ہمارا انسانی فرض ہے۔"
کیٹی بولی: "لیکن ہم اسے باہر رہ کر کیسے ختم کر
سکتے ہیں وہاں ہوتے تو کوئی طریقہ تلاش کیا
جا سکتا تھا۔"
بھتیوسانگ کہنے لگا:
"ممکن ہے یہاں کوئی سبیل بن جائے اور یہ بھی
ممکن ہے کہ راجہ بھیروں کی موت اور اس
کی بستی کی تباہی کے بعد ناگ پر سے اس کے
جادو کا اثر بھی ختم ہو جائے۔"
کیٹی نے کہا:
"تو پھر اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

بھتیوسانگ کہنے لگا:
"عنبر واپس آ جائے تو اس سے مشورہ کرتے ہیں۔
کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا ہی پڑے گا۔"
کیٹی نے کچھ سوچ کر کہا:
"اس سلسلے میں ہم غار والے بزرگ انسان سے
بھی مدد لے سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی
طریقہ بتا دے۔"
بھتیوسانگ بولا: "یہ تم نے ٹھیک کہا کیٹی۔ عنبر آ
جائے تو ہم غار والے بزرگ انسان کے پاس
جاتے ہیں۔"
پھر کچھ سوچ کر بولا:
"لیکن جب ہم واپس آ رہے تھے تو وہ بزرگ
غار میں نہیں تھا۔ حالانکہ جاتی دفعہ وہ ہمیں اسی
غار میں بیٹھا ملا تھا۔"
اب کیٹی کو بھی خیال آیا کہ واقعی جب وہ غار میں
بھاگتے ہوئے واپس آ رہے تھے تو غار میں وہ جگہ خالی
تھی۔ جہاں جاتی دفعہ انہیں بزرگ انسان آلتی پالتی مارے
بیٹھے ملا تھا اور اس نے انہیں اپنے پاؤں کی راکھ دی
تھی کہ جس کے سر پر لگانے سے ان پر جادو کا اثر نہیں ہو

سکتا تھا۔ کیٹی بولی:

"تھیوسانگ! وہ ایک پہنچا ہوا بزرگ ہے۔ ہو سکتا
ہے وہ وہاں سے غائب ہو کر کسی دوسرے ملک میں
چلا گیا ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ممکن ہے۔ لیکن ہمیں ایک بار اسی غار میں جا کر
بزرگ انسان کو ڈھونڈنا ہو گا۔"

کیٹی نے قدرے تشویش سے کہا:

"تھیوسانگ! اس غار میں جانے کو میرا دل نہیں مانتا
پہلے ہی ہم بڑی مشکل سے ناگ کو وہاں سے نکال
کر لائے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پھر کسی آفت میں
الجھ جائیں۔"

تھیوسانگ نے آخر میں یہی کہا کہ ہمیں عنبر کے آنے
تک انتظار کرنا چاہیے۔ اسی رات کے پچھلے پہر عنبر بھی
کملا کو اس کے قصبے میں چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جب اسے
کیٹی اور تھیوسانگ نے ساری باتیں بتائیں تو وہ سوچنے کے
بعد بولا:

"کچھ بھی ہو میرا تو یہی مشورہ ہے کہ ہمیں اس غار
میں دوبارہ جا کر بزرگ انسان کا کھوج لگانا ہو گا۔

ڑھے ناگ کے جادو کا توڑ اور راجہ بھیروں کو
م کرنے کا کوئی راستہ ہمیں وہ بزرگ ہی بتا
کتا ہے۔ یا کم از کم وہ ہمیں کوئی مفید مشورہ ہی
ے سکے گا۔"

ھیوسانگ نے کہا:

"س وقت تو رات ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں صبح غار
ی طرف چل پڑنا چاہیے۔"

عنبر کہنے لگا:

"لیکن ہم تینوں کیوں جائیں؟ اس کی کیا ضرورت ہے۔
صرف میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ یہاں رہ کر ناگ کی
حفاظت کرنا۔ میں ناگ کو واپس اس منحوس غار میں
لے جانے کے حق میں نہیں ہوں۔"

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔" تھیوسانگ بولا: "لیکن میرا
مشورہ یہ ہے کہ تم اور کیٹی ناگ والی ڈبیا لے کر
اس جھونپڑے میں ٹھہرو اور میں بزرگ انسان کی تلاش
میں واپس غار میں جاتا ہوں۔ کیونکہ بزرگ انسان سے
میں پہلے بھی مل چکا ہوں۔"

عنبر نے ساتھ جانے پر تھوڑا سا اصرار کیا پھر وہ مان گیا۔
دوسرے دن سورج نکلا اور چاروں طرف روشنی ہوئی تو

بھتیوسانگ نے وہ چھوٹی ڈبیا جس میں ناگ چھوٹے سے
باریک سانپ کی شکل میں بند تھا۔ عنبر کو دی اور کہا:
"اسے کسی حالت میں بھی اپنے سے جُدا مت کرنا
ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا۔ میں جلدی واپس آنے
کی کوشش کروں گا۔ تمہارا خچر میں اپنے ساتھ لے
جا رہا ہوں۔"

بھتیوسانگ خچر پر بیٹھ کر سمندر سے ہٹ کر جنگل کی وادی
کی طرف روانہ ہو گیا اور دوپہر کے وقت وہ وادی میں
پہنچ گیا۔ یہاں کہیں کہیں اونچی نیچی زمین پر ناریل اور املی
کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ یہاں سے ان پہاڑیوں کا چھوٹا پہاڑ
نظر آ رہا تھا جس کے نیچے راجہ بھیروں کی مکروہ آسیبی بستی
تھی۔ اسے دُور سے وہ جگہ بھی نظر آ رہی تھی جہاں اس غار کا
شگاف تھا جس کے اندر سے راجہ بھیروں کی آسیبی بستی کو راستہ
جاتا تھا۔ بھتیوسانگ دیر تک خچر پر سوار وادی میں ٹیلوں کے
آس پاس چکر لگاتا رہا۔ جب اسے بزرگ انسان کا کہیں
کوئی نشان نہ ملا تو وہ ایک جگہ درختوں کے نیچے بیٹھ گیا۔
اسے وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہی گذری ہو گی کہ اسے کسی کے
آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس کے قریب ہی
سے آ رہی تھی۔ یہ کسی لڑکی کی آواز لگتی تھی جو سخت تکلیف

تھی۔ بھتیوسانگ اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر کو چلا جدھر سے یہ
ز آ رہی تھی۔

اس نے کان لگا کر سنا تو یہ آواز ایک جھاڑی میں
آ رہی تھی۔ یہ جھاڑی چنبیلی کی تھی اور شاخوں پر سفید
ل کھل رہے تھے۔ بھتیوسانگ بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ وہاں
لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی لیکن کراہنے کی آواز برابر آ رہی
۔ اس نے جھک کر غور سے دیکھا تو اسے ایک تیر دکھائی
۔ یہ تیر چنبیلی کی جھاڑی میں ایک جگہ اس کی شاخ میں
ا ہوا تھا۔ بھتیوسانگ نے غور سے سنا تو آواز اس جگہ سے
ہی تھی جہاں چنبیلی کی شاخ میں تیر کھُبا ہوا تھا۔

بھتیوسانگ نے تیر باہر کھینچ دیا۔ تیر کے باہر نکالتے ہی
کے کراہنے کی آواز بند ہو گئی۔ بھتیوسانگ تعجب سے
کو دیکھ رہا تھا۔ اسی کراہنے والی لڑکی کی آواز آئی:

"تمہارا شکریہ میرے بھائی!"

بھتیوسانگ نے حیرانی سے پوچھا:

"تم کون ہو بہن؟"

لڑکی کی آواز آئی:

"میں چنبیلی کی بیل ہوں بھائی جس کی شاخ میں سے
تم نے تیر نکالا ہے۔ یہ تیر ایک اناڑی شکاری

نے ہرن پر چلایا تھا کہ مجھے آن لگا تب سے
میں درد سے کراہ رہی ہوں۔ مگر میری آواز سوائے
تمہارے اور کسی نے نہیں سنی۔ میں تمہارا شکریہ ادا
کرتی ہوں۔ تم کون ہو بھائی اور ادھر کیا کر رہے ہو؟"
تھیوسانگ نے کہا:
"میرا نام تھیوسانگ ہے۔ میں یہاں ایک ایسے بزرگ
انسان کی تلاش میں آیا ہوں جو پہلے اس سامنے والے
غار میں رہا کرتے تھے۔"
چنبیلی کی بیل نے کہا:
"کیا تمہیں اس بزرگ انسان کی خوشبو نہیں آ رہی؟"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"کیا اس بزرگ انسان کی خوشبو بھی ہے؟"
چنبیلی کی بیل نے کہا کہ جو عورت یا مرد اپنے ذہن
کو برے خیالات سے پاک کر لیتا ہے۔ اور پھر ہر وقت خدا
کی یاد میں رہتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا۔ بڑوں کی خدمت
اور ادب کرتا ہے اور صرف اللہ سے ڈرتا ہے اور اسی
سے مدد طلب کرتا ہے اس کے جسم سے اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے خوشبو آنے لگتی ہے۔ اسی طرح اس بزرگ انسان کے جسم
سے بھی خوشبو آ رہی ہے۔ اور میں یہ خوشبو محسوس کر رہی ہوں۔

تھیوسانگ بولا: "تمہیں یہ خوشبو کہاں سے آتی محسوس
ہوتی ہے؟"
چنبیلی کی بیل نے کہا:
"بزرگ انسان کی خوشبو مجھے اس سامنے والے درختوں کی
جھنڈ میں سے آتی محسوس لگ رہی ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"تمہارا شکریہ میری بہن! میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر تھیوسانگ چنبیلی کی بیل سے جدا ہو کر سامنے
والے درختوں کے جھنڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا خچر اس
کے ساتھ تھا۔ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ
یہاں گھنی جھاڑیوں کے درمیان ایک بڑا سا مٹی کا تودہ بنا
ہوا تھا۔ تھیوسانگ قریب گیا تو دیکھا کہ یہ مٹی کا تودہ اصل
میں وہی بزرگ انسان تھا جس کے جسم پر جنگلی بیل چڑھ
گئی تھی۔ سر کے اوپر ایک بلبل نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔
اس بزرگ انسان کی جانب سے بڑی ہی میٹھی خوشبو کے
جھونکے آ رہے تھے۔ تھیوسانگ نے سلام کیا اور بڑے ادب
سے دو زانو ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔
کچھ دیر وہاں گہری خاموشی چھائی رہی۔ پھر بزرگ انسان
کی آنکھیں آہستہ سے کھلیں۔ ان آنکھوں میں بڑی محبت، رحم

اور کشش تھی۔ بزرگ انسان نے دھیمی میٹھی آواز میں کہا:
"میں جانتا ہوں تم میرے پاس کس لیے آئے ہو۔"
تھیوسانگ بولا: "بزرگ انسان! آپ کی دعا سے ہم
ناگ کو آسیبی بستی سے نکال کر لے آئے ہیں۔ مگر
اس پر ابھی تک راجہ بھیروں کے طلسم کا اثر ہے۔"
بزرگ انسان نے آنکھیں بند کر لیں اور آہستہ سے کہا:
"فقیر قدرت کے معاملات میں دخل نہیں دیا کرتے
اللہ نے جو چاہا وہی ہو گا۔ جادو کا اثر وقت
آنے پر اپنے آپ ختم ہو جائے گا۔"
تھیوسانگ بولا: "بزرگ انسان! راجہ بھیروں نے خلقِ خدا
کو پریشان کر رکھا ہے۔ اس کی آسیبی بد روحیں
سال میں شہر کی طرف جاتی ہیں اور وہاں سے ایک
عورت یا مرد کو بے ہوش کر کے لے جاتی ہیں
اور پھر میناروں کے اندر اس کو آگ میں زندہ
جلا دیا جاتا ہے۔ ہم خلقِ خدا کو راجہ بھیروں
کے ظلم و ستم سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ کیا
آپ اس سلسلے میں ہماری مدد نہیں کریں گے؟"
بزرگ انسان خاموش رہے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ان
کی دھیمی آواز آئی:

"جس شگاف سے تم آسیبی بستی کے غار میں داخل
ہوئے تھے۔ اس کے نیچے باہر کی جانب زمین
کھود کر دیکھو۔ شگاف کے دروازے کے نیچے زمین
کے اندر نہیں تیل کی چھوٹی سی نالی بہتی نظر آئے
گی۔ اس زمین کے اندر راجہ بھیروں کی آسیبی بستی
کے نیچے اس تیل کی قدرتی نالیوں کا جال بچھا
ہے۔ یہ تیل بہت جلدی آگ پکڑ لیتا ہے۔ تم
نے اس تیل کو آگ لگا دی تو ظلم کی بستی ہمیشہ
کے لیے ختم ہو جائے گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"
تھیوسانگ نے شکریہ ادا کیا۔ سلام کیا اور خچر پر بیٹھ
کر واپس شہر کی طرف چل پڑا۔ شام ہونے سے پہلے پہلے
وہ عنبر اور کیٹی کے پاس پہنچ گیا۔ بزرگ انسان کے ساتھ
اس کی جو بات ہوئی تھی وہ عنبر اور کیٹی کو بتا دی۔
کیٹی کہنے لگی:
"اس کا مطلب ہے کہ ناگ کے طلسم کا توڑ اس
بزرگ انسان کے پاس بھی نہیں ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"اصل میں بزرگ انسان ان معاملات میں دخل
اندازی نہیں کرنا چاہتا۔ بعض ایسے معاملات ہوتے

ہیں جن میں یہ لوگ دخل نہیں دیا کرتے اور اسے
حالات پر چھوڑ دیتے ہیں۔"
کیٹی کہنے لگی:
"لیکن آسیبی بستی کے نیچے بہتے خطرناک تیل کے حال
کا تو انہوں نے ہمیں بتا دیا۔"
عنبر بولا: "شاید اس لیے کہ اس میں لوگوں کی بھلائی
تھی عام لوگوں کی بھلائی تھی۔"
کیٹی بولی: "مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ وہاں زمین
کے نیچے کوئی تیل کی نہر بہہ رہی ہوگی۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"اس میں شک و شبے کی کیا بات ہے۔ ہم ابھی چل
کر معلوم کر لیتے ہیں۔"
عنبر نے مشورہ دیا کہ ابھی شام ہونے والی ہے بہتر ہے
کہ دوسرے روز صبح کو چلیں گے۔ چنانچہ وہ اگلے دن کا
انتظار کرنے لگے۔ ناگ اسی طرح چھوٹے سائز میں لکڑی کی
چھوٹی ڈبی میں بند عنبر کی جیب میں پڑا تھا۔ جس وقت
بھی عنبر ڈبی کو کھول کر ناگ سے بات کرنے کی کوشش
کرتا تو وہ اپنا ننھا سا پھن پھیلا کر اسے ڈسنے کے لیے لپکتا۔
اگلے روز جب سورج کافی اوپر آ گیا تو عنبر کیٹی اور

تھیوسانگ خچروں پر بیٹھے اور غار والی وادی کی طرف چل
پڑے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اس چھوٹی سی پیالہ نما وادی میں
آ گئے جس کی چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے اور سامنے
پہاڑ کی دیوار میں غار کا شگاف ایک لکیر کی شکل میں نظر
آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اپنے ساتھ ایک کدال بھی رکھ لی
تھی۔ کیونکہ اسے بزرگ انسان کی باتوں پر پورا یقین تھا۔
ٹیکریوں اور جنگلی جھاڑیوں میں سے گزرتے ہوئے یہ
تینوں دوست غار والے شگاف کے پاس آ کر خچروں سے
اتر گئے۔ تھیوسانگ شگاف کے پاس آیا اور جھک کر
زمین پر سے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں اور پتھروں کو
پاؤں سے ہٹانے لگا۔ کیٹی کو ابھی تک یقین نہیں تھا کہ
اس جگہ زمین کے نیچے تیل بہہ رہا ہے۔
عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:
"میرا خیال ہے یہاں کسی جگہ کدال چلا کر دیکھتے ہیں۔"
تھیوسانگ نے کدال عنبر کے ہاتھ میں تھما دی اور کہا:
"یہ کام تم بڑی اچھی طرح سے کر سکتے ہو۔"
عنبر نے کدال پکڑ کر زمین پر زور سے ماری۔ اس
کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ کدال زمین میں آدھی سے زیادہ
دھنس گئی اور جب عنبر نے مٹی کو باہر نکالا تو نیچے انہیں

سبز رنگ کا موبل آئل ایسا تیل بہتا نظر آیا۔ تھیوسانگ
نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولا:
"تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا گیا؟"
کیٹی نے جھک کر دیکھا تو واقعی زمین کے نیچے موبل آئل
کی طرح کا سبز تیل بہہ رہا تھا جس میں سے تیز بو نکل رہی
تھی۔ عنبر نے کہا:
"یہ اس تیل کے گیس کی بو ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"بزرگ انسان نے کہا تھا کہ یہ تیل نالیوں کی شکل میں
اس ساری وادی کے نیچے پھیلا ہوا ہے۔"
کیٹی بولی: "اس کا مطلب ہے کہ راجہ بھیروں کی آسیبی
بستی اس تیل کے جوالا مکھی کے اوپر آباد ہے۔"
عنبر نے کہا: "دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے
ہیں کہ ظلم کی بستی، گناہ کی بستی دوزخ کی آگ کے اوپر
بنی ہوئی اور کسی وقت بھی جل کر راکھ ہو سکتی ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا: "یہی بزرگ انسان کا مقصد تھا۔
انہوں نے ایک طرح سے ہمیں اس بات کا اشارہ
دیا ہے کہ یہ تیل اور اس کی گیس دوزخ کی آگ ہے۔
اگر ہم اس کو آگ دکھا دیں۔ تو راجہ بھیروں کی ساری

بستی اس کی بدروحوں کے ساتھ جہنم کے شعلوں میں
جل کر راکھ ہو جائیں گی۔"
کیٹی نے کہا:
"تو پھر نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ہم
اسی جگہ سے اس تیل کی نالی کو آگ لگا
دیتے ہیں۔"
تھیوسانگ اور عنبر نے وہیں سے دو پتھر اٹھائے جن
کو آپس میں رگڑنے سے آگ کی چنگاریاں پیدا ہوتی تھیں۔

○

ماریا پنجے سے نکل آئی

پتھروں کی رگڑ سے چنگاریاں نکلیں۔
یہ چنگاریاں زمین کے اندر بہتے تیل کی نالی پر گریں
تو ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ تیل میں آگ لگ گئی۔
یہ آگ زمین کے اندر ہی اندر نالی کے ساتھ نیچے پھیلتی چلی گئی۔
عنبر نے کہا:
"اب ہمیں یہاں سے واپس نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ
اس زمین کے اندر سارے علاقے میں تیل پھیلا ہوا
ہے۔ جب یہ آگ سارے تیل تک پہنچ گئی تو
اس کی گیس باہر نکلنے کے لیے راستہ تلاش کرے گی
اور جب اسے کوئی راستہ نہ ملا تو آسیبی بستی کی
وادی کا یہ پیالہ دھماکے سے اڑ کر ریزہ ریزہ
ہو جائے گا۔"
وہ جلدی سے خچروں پر بیٹھے اور خچروں کو تیز تیز چلاتے
وادی کے علاقے سے نکل کر دُور ایک ٹیکری پر جا کر رُک

ان سب کی نگاہیں دُور پیالہ نما وادی پر جمی ہوئی
جہاں تھوڑی دیر بعد ایک دھماکہ ہونے والا تھا اور
بستی کو بدروحوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی
یں جل کر بھسم ہو جانا تھا۔ وادی میں ایک سناٹا
تھا۔ طوفان آنے سے پہلے ایسی خاموشی چھا جاتی ہے
ن لگتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔
یٹی نے آہستہ سے کہا:
علوم ہوتا ہے۔ کسی جگہ کسی وجہ سے آگ بجھ
گئی ہے۔"
یہ بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی کہ وادی کے
ں میں ایک جگہ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور زمین کا ایک
ریزہ ریزہ ہو کر اوپر کو اچھلا۔ اس کے بعد دھماکے
ع ہو گئے۔ پھر ایک بھیانک آواز کے ساتھ وادی کا
ے کا سارا پیالہ اوپر سے پیچھے ہو گیا۔ نیچے کی زمین
فٹ اوپر کو اچھلی اور جگہ جگہ آگ لگ گئی۔ معلوم
ہے کہ ایک بہت بڑا جوالا مکھی یعنی آتش فشاں پہاڑ
ٹ گیا ہے اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے
عنبر اور تھیوسانگ کیٹی کی خچریں ڈر کر بھاگ گئیں۔ وہ بھی
کے پیچھے دوڑے۔ آگ کے شعلے پہاڑیوں کے کاندھوں تک

پہنچ رہے تھے۔ تھیوسانگ دوڑتے دوڑتے بولا:
"اس آگ میں راجہ بھیروں سمیت کوئی بھی بدروح
نہیں بچی ہو گی۔"
کیٹی نے سوال کیا:۔
"کیا بدروحیں بھی جل جاتی ہیں؟"
عنبر بولا: "بدروحیں ہی تو جلتی ہیں۔ نیک روحیں تو
مرنے کے بعد جنت کے درختوں کے خوشبودار سایوں
میں شفاف پاکیزہ نہروں کے کنارے آرام کرتی ہیں۔"
دوڑتے دوڑتے آخر وہ اس جہنمی وادی سے بہت دُور نکل
گئے۔ خچروں کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں غائب ہو گئے ہیں
یہ لوگ پیدل ہی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ اپنی سرائے
والی جھونپڑیوں کے پاس پہنچے تو لوگ گھروں سے نکل کر بازار
میں جمع ہو گئے تھے اور وادی کی طرف سے اٹھنے والے آگ
کے شعلوں اور دھوئیں کے بادلوں کو تک رہے تھے۔
"یہ کیا ہوا ہے ادھر عنبر بیٹے؟" سرائے کے مالک نے پوچھا۔
سرائے کے مالک کی بیوی اور بیٹی بھی سہمی ہوئی پاس کھڑی
تھی۔ عنبر نے کہا:
"ہم بھی یہی معلوم کرنے گئے تھے۔ لگتا ہے زمین
کے اندر لاوا تھا جو پھٹ پڑا ہے۔ مگر اب آگ

دم پڑ رہی ہے۔"
انھوں نے اپنی جھونپڑی میں آ کر دم لیا۔ تھیوسانگ بولا:
"یہ مصیبت بھی انسانوں کے سر سے ٹل گئی ہے۔
اب ہم ان لوگوں کو یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم نے ان
کی جانوں کی دشمن آسیبی بدروحوں کی بستی کو ہمیشہ
کے لیے ختم کر دیا ہے۔"
کیٹی کہنے لگی:
"اس کی ضرورت بھی نہیں ہے تھیوسانگ!"
عنبر نے جیب سے چھوٹی ڈبی نکالتے ہوئے کہا:
"راجہ بھیروں بھی اس جوالا مکھی میں پگھل کر ختم ہو گیا
ہو گا۔ دیکھتا ہوں ناگ پر سے اس کا جادو ٹوٹا
ہے کہ نہیں۔"
اس نے ڈبی کو کھولا۔ تھیوسانگ اور کیٹی بھی غور سے تکنے
لگی۔ ناگ کا جادو ابھی نہیں ٹوٹا تھا۔ وہ اسی طرح باریک
سانپ کی شکل میں پھن اٹھائے ڈبی میں بیٹھا تھا۔ عنبر نے انگلی
آگے کی تو ناگ نے زور سے پھنکار مار کر اسے ڈس دیا۔
عنبر ناامید ہو کر سانپ کی زبان میں بولا:
"میرے بھائی ناگ! تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ تم ہمارے
دشمن کیوں بن گئے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں

عنبر ہوں۔ یہ کیٹی ہے اور یہ تھیوسانگ ہے؟"
ناگ سانپ نے باریک مگر غصّے سے بھری آواز میں کہا۔
"میں نہیں جانتا تم کون ہو؟ تم میرے اور میرے آقا
راجہ بھیروں کے دشمن ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"
کیٹی نے آہ بھری اور بولی:
"عنبر بھائی! ناگ پر ابھی تک راجہ بھیروں کے جادو
کا اثر ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ راجہ بھیروں اس آگ میں
بھی زندہ رہا ہو؟"
تھیوسانگ سر کو جھٹک کر بولا:
"ایسا نہیں ہو سکتا۔ آگ اتنی بھیانک تھی کہ اس میں
راجہ بھیروں کا باپ بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔"
عنبر نے کہا:
"اگر زندہ بھی رہ گیا ہے تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ
سکتا۔ کیوں کہ ہم نے بزرگ انسان کی راکھ اپنے
بالوں میں ڈال رکھی ہے جس کی وجہ سے ہم پر بڑے
سے بڑا جادو بھی اثر نہیں کر سکتا۔"
کیٹی کہنے لگی:

لیکن راکھ کا اثر زیادہ دیر تک تو نہیں رہ سکے گا۔
کل یا پرسوں ہمیں نہانا ہو گا۔ جب سر دھوئیں گے
تو راکھ پانی میں بہہ جائے گی اور جادو سے بچاؤ کا
طلسم ختم ہو جائے گا۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"چلو پھر کیا ہوا۔ ہماری ساری زندگی ان جادوؤں اور طلسم
کے بد اثرات سے مقابلہ کرتے گذری ہے۔ اس وقت
تو ہمیں ناگ کے بارے میں کچھ سوچنا ہو گا کہ اسے
کیسے صحیح حالت میں لایا جائے۔"
کیٹی نے کہا:
"اس جگہ اب ہمارا کوئی کام نہیں۔ ہمیں میرے خیال
میں یہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف نکل جانا
چاہیے جہاں ناگ کے جادو کا کوئی علاج کیا جا سکے۔"
عنبر نے کہا:
"ایسا کون سا شہر ہو سکتا ہے؟"
تھیوسانگ نے مشورہ دینے کے انداز میں کہا:
"میرا خیال ہے کہ ہمیں ناگ کو لے کر ہمالیہ کے پہاڑوں
میں واقع اسی پرانے کیلاش مندر میں جانا چاہیے جس
کے تالاب میں ناگ کا پہلا بھی ایک بار علاج کیا گیا تھا۔"

یاد رہے کہ کیلاش کا مندر دُور اوپر کوہ ہمالیہ کی وادی
میں برف پوش پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے اور اس
کے آنگن میں ایک تالاب بنا ہوا ہے۔ جس کے بارے میں
ناگ نے سب کو ہدایت کر رکھی تھی کہ اگر اسے کوئی حادثہ
پیش آ جائے اور اس کا جسم کٹ جائے یا دو ٹکڑے ہو
جائے تو وہ اسے کیلاش مندر کے تالاب میں چھ ماہ کے لیے
ڈبو دیں۔ چھ ماہ کے بعد وہ بالکل تندرست ہو جائے گا۔

کیٹی نے فوراً کہا:

"یہی طریقہ ٹھیک رہے گا۔ ہمیں آج ہی کیلاش پربت
کے مندر کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔"

دوسرے روز عنبر تھیوسانگ اور کیٹی نے کوچ کی تیاریاں شروع
کر دیں۔ ان کے پاس سونے کے سکّے موجود تھے۔ انھوں نے
تین نئے خچر خریدے۔ کچھ سفر کا ضروری سامان ساتھ رکھا اور ایک
روز خاموشی سے خچروں پر سوار ہو کر کیلاش پربت کی طرف
روانہ ہو گئے۔ ناگ ایک پتلے چھوٹے سے سانپ کی شکل میں
ایک چھوٹی ڈبی میں بند عنبر کی جیب میں تھا۔ اب ہم عنبر ناگ،
تھیوسانگ اور کیٹی کو اسی جگہ سفر میں چھوڑتے ہیں اور ماریا کی
طرف چلتے ہیں۔

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ماریا ایک اُلّو کے پنجے میں قید

ی اور اسے رومن کاہن اس لیے ہندوستان کے شمال
کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں کے اوپر آباد شہر تبّت لیے جا
ہے کہ وہاں کے مذہبی راجہ لاما کے پاس فروخت کر
گا۔ رومن کاہن کو یہ بالکل معلوم نہیں تھا کہ اُلّو کے
یں ایک غیبی لڑکی قید ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ
لو کے پنجے کی نبض دھڑکتی ہے۔ اس لیے اس میں
و کی روح زندہ ہے اور یہ بڑی انوکھی بات تھی کہ کسی اُلّو
کے پنجے میں مرے ہوئے اُلّو کا دل دھڑک رہا ہو۔ رومن
ہن کو پوری اُمید تھی کہ تبّت کا لاما اسے اس کے عوض
بھاری انعام یا معاوضہ دے گا۔

یہ رومن کاہن جنگلوں میں کئی مہینوں سے سفر کر رہا تھا
آخر وہ تبّت کے شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ شہر پہاڑیوں کے
اوپر آباد تھا۔ اس شہر کے مکان دو منزلہ اور چار منزلہ تھے
اور لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے باہر دیوی دیوتاؤں
کے لکڑی کے بُت رکھے تھے۔ ایک پہاڑی کے اوپر تبّت کے
راجہ لاما کا لکڑی کا شاندار محل بنا ہوا تھا۔ جس کے اوپر
جگہ جگہ سرخ اور زرد جھنڈے لہرا رہے تھے۔ پیچھے پہاڑیوں
پر برف جمی تھی اور سردی بے پناہ تھی۔ رومن کاہن نے
ماریا کا اُلّو کا پنجہ اپنی روئی والی صدری کی اندرونی جیب

میں رکھا ہوا تھا۔ وہ بکری کی کھال کا لمبا کوٹ اور ٹوپی سر
پر رکھے آہستہ آہستہ چلتا شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک
سرائے کا پتہ پوچھا اور وہاں آ کر ایک کوٹھڑی میں آرام
کرنے لگا۔ شام ہو رہی تھی۔ اس نے گرم پانی سے غسل
کیا، کھانا کھایا اور گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن اٹھا تو اس کی تھکان دُور ہو چکی تھی۔ دن
روشن اور شفاف تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی۔ رومن کاہن
نے سرائے کے مالک پر یہ ظاہر کیا کہ وہ روم کا مذہبی
پادری ہے اور یہاں سیاحت کرنے اور مذہبی مندروں کی
زیارت کرنے آیا ہے۔ اس نے سرائے کے مالک سے اس
خواہش کا اظہار کیا کہ وہ یہاں کے کسی مذہبی کاہن یا پجاری
سے ملنا چاہتا ہے تاکہ وہ اسے یہاں کے مقدس مندروں
کی زیارت کروائے۔

سرائے کے مالک نے کہا:

"یہاں کسی کو لاما محل کے بڑے مندر کو دیکھنے کی
اجازت نہیں ہے۔ وہاں تمہیں کوئی پجاری بھی اپنے
ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ وہاں شہر کے چھوٹے مندروں
کی تم یاترا کر سکتے ہو۔"

رومن کاہن بڑا عیار تھا۔ اس نے سرائے کے مالک کو سونے

ہدیئے رشوت میں دیئے اور کہا:

"اگر تم مجھے کسی طرح بڑے پجاری سے ملا دو تو میں
تمہیں اور بھی انعام دوں گا۔"

سونے کے سکّے لے کر سرائے کا مالک بہت خوش ہوا
بڑے پجاری سے بات کرنے پر تیار ہو گیا۔ اصل میں
سرائے کا مالک بڑے پجاری کا ایجنٹ تھا اور اس سے
ہوا تھا۔ باہر سے جو کوئی سیاح آتا سرائے کا مالک اسے
کہتا کہ بڑے مندر کی یاترا کرنا ناممکن ہے۔ جب سیاح
رشوت دیتا تو وہ آدھے پیسے بڑے پجاری کو جا کر دے
اور بڑا پجاری سیاح کو خفیہ طور پر بڑے مندر کی زیارت
کروا دیتا۔

رومن کاہن سے رشوت کے سونے کے سکّے لے کر سرائے
مالک اسی روز شام کو بڑے پجاری کے مکان پر پہنچ
گیا جو محل کے قریب ہی تھا۔ اس نے آدھے سونے کے
سکّے بڑے پجاری کو دے کر کہا:

"مہاراج! ملک روم سے ایک سیاح آیا ہے۔ یہ
سونے کے سکّے اس نے دیئے ہیں۔ وہ بڑے مندر
کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔"

بڑے پجاری نے سونے کے سکّے لے کر اپنی صندوقچی

میں رکھ لیے اور سرائے کے مالک سے کہا کہ وہ رومن کاہن
کو رات کے وقت لے کر اس کے مکان پر آ جائے۔
چنانچہ اسی رات جب تبت کے اس بڑے شہر لاسا پر
اندھیرا چھا گیا تو سرائے کا مالک رومن کاہن کو ساتھ لے کر
بڑے پجاری کے مکان پر آ گیا۔ رومن کاہن کو بڑے پجاری
کے پاس چھوڑ کر سرائے کا مالک واپس چلا گیا۔ بڑے پجاری
نے رومن کاہن کو غور سے دیکھا اور کہا:

"تمہیں بڑے مندر کو دیکھنے کے لیے صرف دس منٹ
ملیں گے۔ اس سے زیادہ دیر تک تم مندر میں نہیں
ٹھہر سکو گے۔"

رومن کاہن نے بڑے سکون کے ساتھ کہا:

"مہاراج! میں ایک خاص تحفہ لے کر آپ کے پاس
آیا ہوں۔ میری یاترا کا مقصد یہ تحفہ لاما کے حضور
پیش کرنا ہے۔"

بڑا پجاری چونکا کہ یہ کیسا سیاح ہے؟ اس نے پوچھا:

"وہ کون سا تحفہ ہے جو تم ہمارے راجہ لاما کی خدمت
میں پیش کرنا چاہتے ہو؟"

رومن کاہن نے اپنی جیب میں سے الو کا پنجہ نکال کر
پجاری کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بڑے پجاری نے الو

کے پنجے کو جھک کر غور سے دیکھا اور بولا:

"اس الو کے پنجے میں ایسی کون سی خاص بات ہے
کہ تم اسے مقدس لاما کو بطور تحفہ پیش کرنا
چاہتے ہو؟"

رومن کاہن بولا:

"آپ اس پنجے کو ہاتھ میں تھام کر دیکھیں اس
الو کے پنجے میں الو کی روح زندہ ہے۔"

بڑا پجاری بڑا حیران ہوا۔ اس نے الو کے پنجے کو اپنے
ہاتھ میں لیا تو اسے محسوس ہوا کہ پنجے میں کسی کا ننھا سا
دل دھڑک رہا ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا:

"یہ پنجہ تمہیں کہاں سے ملا؟"

رومن کاہن مسکراتے ہوئے کہنے لگا:

"مہاراج! یہ پنجہ ہمارے خاندان میں سینکڑوں برس
سے چلا آ رہا ہے۔ اب ہمارے حالات خراب
ہو گئے ہیں اور ہمیں روپوں کی ضرورت ہے۔
چنانچہ میں اسے مقدس لاما کی خدمت میں پیش
کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقدس
لاما اسے پا کر خوش ہو گا اور مجھے انعام و اکرام
سے نوازے گا۔"

بڑا پجاری بولا:

"نہیں تمہیں ایک شرط پر مقدس لاما کے حضور پیش کر سکتا ہوں کہ تمہیں جو بھی انعام ملے اس کا آدھا مجھے دو گے۔ اگر تمہیں میری یہ شرط منظور ہے تو میں کل شام تمہیں مقدس لاما کے پاس لے چلوں گا۔"

رومن کاہن نے سوچا کہ چلو آدھی دولت ہی سہی۔ کیونکہ یہ بڑا پجاری ویسے بھی مجھ سے اگر یہ پنجہ چھین لے تو میں اس کے خلاف یہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا:

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔"

بڑے پجاری نے کہا:

"تو پھر کل شام کو میرے پاس آ جانا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

رومن کاہن الو کے پنجے کو جیب میں ڈال کر واپس سرائے میں آ گیا۔

اب وہ بے تابی سے دوسرے دن کا انتظار کرنے لگا۔ جب دوسرے دن کی شام کا اندھیرا پہاڑی شہر لاسہ میں گہرا ہونے لگا تو رومن کاہن خچر پر بیٹھ کر بڑے پجاری کے مکان کی طرف چل پڑا۔ بڑا پجاری اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے رومن کاہن کو

ما نے سمجھایا کہ وہ ایک مقدس مذہبی رہنما اور اس ملک ب سے بڑے آدمی یعنی مقدس لاما کے محل میں جا ہے۔ اسے جاتے ہی مقدس لاما کے آگے سات بار جھک سلام کرنا ہوگا اور پھر ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے جانا ہوگا۔

"جب تک مقدس لاما بات نہ کرے تمہیں کچھ نہیں بولنا ہوگا۔ سمجھ گئے؟"

رومن کاہن بولا:

"جی مہاراج! میں سمجھ گیا ہوں۔"

بڑا پجاری رومن کاہن کو لے کر مقدس لاما کے محل کی رف چلا۔ یہ محل بہت خوبصورت اور عالی شان تھا۔ جگہ جگہ فانوس روشن تھے۔ وہ ایک بڑے ہال کمرے میں داخل ہوئے یہاں آتشدان میں آگ جل رہی تھی اور کمرے کی فضا گرم تھی۔ یہاں ایک تخت بچھا تھا جس کے سامنے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ بڑا پجاری وہاں جا کر رک گیا۔

اس نے رومن کاہن سے کہا:

"خبردار! مقدس لاما کے سامنے آنکھیں مت اٹھانا اور وہ تخت پر بیٹھ بھی جائے تو تم کرسی پر ہرگز نہ بیٹھنا۔"

استنے میں ایک طرف سے زرد رنگ کے مخمل کا بھاری
پردہ اٹھا اور چار خوبصورت کنیزوں کے ساتھ تبت کا مذہبی
راہنما راجہ مقدس لاما آہستہ آہستہ چلتا ہال کمرے میں داخل
ہوا۔ بڑا پجاری اور رومن کاہن ایک دم جھک گئے۔ مقدس
لاما کا سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے زرد رنگ کا ریشمی گرم لبادہ
اوڑھ رکھا تھا۔ وہ تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ کنیزیں اس
کے دونوں طرف ادب سے کھڑی ہو گئیں۔

مقدس لاما نے دھیمی پُرسکون آواز میں کہا:

"ہمارے مہمان! تم روم سے ہمارے لیے جو تحفہ
لائے ہو وہ پیش کرو۔"

رومن کاہن نے سات بار جھک کر سلام کیا۔ اور پھر
جیب سے الو کا پنجہ نکال کر مقدس لاما کے حضور پیش کر
دیا۔ بڑے پجاری نے کہا:

"مقدس لاما حضور! رومن کاہن کا کہنا ہے کہ
اس الو کے پنجے میں الو کا دل ابھی تک
دھڑکتا ہے۔"

مقدس لاما نے الو کے پنجے کو اپنے ہاتھ میں لے کر
اس پر انگلی رکھ دی۔ پھر انگلی اٹھا دی اور بولا:

"میرے دوست رومن کاہن! یہ الو کا پنجہ تو مُردہ
ہے۔ اس میں تو کسی بھی زندہ شے کا دل نہیں
دھڑک رہا۔"

یہ جملہ بجلی بن کر رومن کاہن پر گرا۔ اس نے پریشان
ہو کر کہا:

"مقدس لاما حضور! ایک بار پھر زحمت کر کے دیکھئے
یہ خاص پنجہ ہے۔ اس میں الو کا دل دھڑک رہا ہے۔"

بڑا پجاری بڑی مکار نظروں سے رومن کاہن کو تک رہا
تھا۔ اصل میں اس بڑے پجاری نے عیاری سے کام لیتے ہوئے
اصلی الو کے پنجے کی جگہ نقلی الو کا پنجہ رکھوا دیا تھا۔ یہ کام
اس نے سرائے کے مالک سے لیا تھا جس نے رات کے
اندھیرے میں جب رومن کاہن سرائے کی کوٹھڑی میں سو رہا
تھا اصلی الو کا پنجہ اس کی ڈبیا سے نکال کر وہاں ایک عام
الو کا مردہ پنجہ رکھ دیا تھا۔ بڑے پجاری کو اس زندہ الو کے
پنجے کی ایک مدت سے تلاش تھی کیونکہ وہ اس پر خاص
طلسم پڑھ کر مقدس لاما کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔
تاکہ مقدس لاما کو اپنے راستے سے ہٹا کر وہ خود لاما بن
کر لاسہ کے شاہی تخت پر بیٹھ جائے۔ اس سازش میں محل
کی ایک کنیز کنچن بھی اس کی شریک تھی۔

رومن کاہن کے اصرار کرنے پر مقدس لاما نے ایک بار

پھر الّو کے پنجے پر ہاتھ رکھ دیا اور مسکرا کر کہنے لگا:

"رومن کاہن! میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم اتنی دُور سے میرے لیے یہ پنجہ لائے مگر یہ مردہ پنجہ ہے اور ہمارے لیے بے کار ہے۔ تم اسے واپس لے جاؤ۔"

رومن کاہن نے جلدی سے الّو کے پنجے کو اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا اور اسے اچھی طرح سے دیکھا۔ پرکھا۔ اس میں واقعی کوئی دل نہیں دھڑک رہا تھا۔ پنجہ خاموش، ٹھنڈا اور مُردہ تھا۔ رومن کاہن سر پیٹ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیسے ہو گیا۔

مقدس لاما تخت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑا پجاری جھک گیا۔ رومن کاہن بھی جھک گیا۔ مقدس لاما کنیزوں کے ساتھ جدھر سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی رومن کاہن نے پریشانی کے عالم میں کہا:

"مہاراج! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہو گیا اس پنجے میں تو الّو کا دل دھڑکتا تھا۔"

بڑے پجاری نے بھی اداکاری کرتے ہوئے کہا:

"میں خود حیران ہوں کہ ایسا کیسے ہو گیا۔ جب تم نے مجھے یہ پنجہ دکھایا تھا تو اس میں واقعی اُلّو کا دل دھڑک رہا تھا۔"

بڑے پجاری نے پنجہ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے دبایا اور بولا:

"مگر اب تو اس کی دھڑکن بند ہو چکی ہے۔ یہ بالکل مردہ ہے۔"

رومن کاہن نے حیرانی سے کہا:

"مہاراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

بڑا پجاری بولا:

"یہاں سے باہر آ جاؤ۔ باہر چل کر سوچتے ہیں۔"

محل سے باہر آ کر بڑے پجاری نے الّو کا مردہ پنجہ رومن کاہن کو دیتے ہوئے کہا:

"میرے دوست! یہ تبت ہے۔ یہ دیوی دیوتاؤں کی نگری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دیوی یا دیوتا کو یہ بات پسند نہ آئی ہو کہ تم الّو کے زندہ پنجے کو مقدس لاما کے حضور پیش کرو اور اس نے اس کے دل کی حرکت کو بند کر دیا ہو۔"

رومن کاہن تو اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کا خیال اس طرف نہ گیا کہ یہ بڑا پجاری بھی اس کے ساتھ دھوکہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے ایک مقدس اور ایماندار شخص سمجھتا تھا۔ اور پہلے بھی جب رات

کو وہ سویا تھا تو اس نے کوٹھڑی کے اندر تالا لگا دیا تھا۔
اسے کیا معلوم تھا کہ سرائے کا مالک رات کو خفیہ راستے
سے کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا اور اصلی پنجے کی جگہ نقلی
پنجہ رکھ گیا تھا۔ رومن کاہن کو اگر شک پڑ بھی جاتا تو وہ
احتجاج نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ وہاں اکیلا تھا اور بڑا
پجاری اس کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ چپ ہو گیا۔
دوسرے دن بڑے پجاری نے سرائے کے مالک کے ذریعے
رومن کاہن کو بلایا اور اسے سونے کے دو سکے دیتے ہوئے کہا:

"یہ سکے مقدس لاما حضور نے تمہارے لیے دیئے
ہیں کہ تم اسے اپنے واپسی کے سفر میں استعمال
کر لینا مقدس لاما حضور نے ساتھ ہی حکم دیا ہے
کہ اب تم واپس اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جاؤ
کیونکہ ہم یہاں کسی سیاح کو دو دن سے زیادہ ٹھہرنے کی
اجازت نہیں دیتے۔"

رومن کاہن کو اب وہاں ٹھہرنے کی ضرورت بھی نہیں
تھی۔ اس نے سامان باندھا اور اسی روز واپس روانہ ہو گیا۔
اس کے جانے کے بعد بڑے پجاری نے اصلی الو کا پنجہ
صندوق میں سے نکال کر مخمل کے رومال میں لپیٹا اور سازش
میں شریک خاص کنیز کنچن کو اپنے کمرے میں بلا کر دروازہ

دیا اور کہا:

نچن! میں نے تمہیں ایک ایسی قیمتی چیز دکھانے
کے لیے بلایا ہے جس کی مجھے مدت سے تلاش
تھی یہ دیکھو!"

اور بڑے پجاری نے مخمل کے رومال میں سے الو کا
ڑا سا سیاہ پنجہ اس کے سامنے تپائی پر رکھ دیا۔ کنچن
جوان اور خوش شکل مگر بڑی مکار کنیز تھی۔ وہ بھی
غرض کے لیے بڑے پجاری کی سازش میں شریک ہو
تھی کہ جب بڑا پجاری مقدس لاما بن جائے گا تو وہ محل
ایک طرح سے مہارانی بن جائے گی اور محل کی تمام
یزوں پر اسی کا حکم چلے گا۔ اس نے الو کے پنجے کی
ف غور سے دیکھا اور کہا:

"مہاراج! اس الو کے پنجے میں ایسی کون سی خاص
بات ہے؟"

بڑا پجاری بولا:

"اس کو تم نہیں سمجھ سکو گی۔ میں تمہیں اتنا ضرور
بتانا چاہوں گا کہ اس کی وجہ سے جو کام ہم پانچ
برس میں بھی شاید نہ کر پاتے اب وہ ہم صرف
پندرہ دن میں کر سکتے ہیں۔"

کنیز بڑی خوش ہوئی۔ اس نے پندرہ دن میں اپنا محل
کی ملکہ بننے کا خواب پورا ہوتے دیکھا تو پُرجوش انداز
میں بولی:

"مہاراج! یہ تو آپ نے بہت بڑی خوش خبری سنا
دی کیا اس الّو کے پنجے میں اتنی طاقت ہے؟"
بڑا پجاری کہنے لگا:

"طاقت اس میں ابھی نہیں ہے۔ طاقت میں اس
پر اپنا طلسم کر کے اس میں ڈالوں گا۔ یہ ایک
خاص پنجہ ہے۔ اس میں الّو کی روح کا دل دھڑک
رہا ہے۔ میں اس پر تین راتیں لگا کر طلسم کروں گا۔
پھر تم اسے مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے رات
کو جا کر رکھ دینا صبح مقدس لاما اپنے بستر پر مُردہ
پایا جائے گا۔ تم صبح ہونے سے پہلے یہ طلسمی پنجہ اس
کے سرہانے سے نکال لاؤ گی۔ بس پھر اس کے
بعد میں مقدس لاما کے تخت پر بیٹھ جاؤں گا
اور تم اس محل کی مہارانی ہو گی۔ میں نے دوسرے
پجاریوں کو بھی اعلیٰ عہدوں اور دولت کا لالچ دے
کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ وہ سب اس بات پر
راضی ہیں کہ اگر مقدس لاما اپنی طبعی موت مرگیا تو

مجھے اس کی جگہ تخت پر بٹھا دیا جائے گا"۔
کنیز پچھن نے تشویش کے ساتھ کہا:

"لیکن مہاراج! کہیں ان پجاریوں کو یہ تو معلوم نہیں ہو
جائے گا کہ مقدس لاما کو کسی طلسم کے ذریعے ہلاک
کیا گیا ہے؟"

بڑا پجاری بولا:

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ سنو! میرے طلسم کی وجہ سے
اس الّو کے پنجے کی روح جو اس میں ابھی تک
زندہ ہے اس پنجے سے باہر نکل آئے گی اور وہ
سوئے ہوئے مقدس لاما کے دل پر اپنا پنجہ رکھ
دے گی۔ پنجہ رکھنے سے لاما کا دل بند ہو جائے
گا۔ سب یہی سمجھیں گے کہ مقدس لاما کا دل کی
دھڑکن بند ہونے سے انتقال ہو گیا ہے"۔

کنیز نے پوچھا:

"لیکن ــ الّو کہاں جائے گا؟"

بڑا پجاری بولا:

"وہ واپس اس پنجے میں چلا جائے گا اور یہ پنجہ صبح
ہونے سے پہلے تم مقدس لاما کے سرہانے کے
نیچے سے نکال کر میرے پاس لے آؤ گی۔ بس۔

اس کے بعد یہ تخت اور اس ملک کی ساری
دولت اور حکومت ہمارے قدموں میں ہو گی۔"
کنیز کنچن تو خوشی سے نہال ہو گئی کہنے لگی:
"مہاراج! بس آپ جلدی سے اس پر طلسم پڑھ کر
پھونکیں۔ میں اسے مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے
رکھ دوں گی۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔"
بڑے پجاری نے کنیز کنچن سے کہا:
"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ میں آج رات کو ہی
اس پنجے پر اپنا طلسمی عمل شروع کر دوں گا۔"
اسی رات بڑے پجاری نے آدھی رات کو اپنے خاص
تہہ خانے میں جا کر تین دیئے روشن کر کے اپنے سامنے
چوکی پر رکھ لیے۔ اس کے سامنے لوبان سلگا کر آلتی پالتی مار
کر بیٹھ گیا اور طلسمی اشلوکوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ الو
کا پنجہ نکال کر اس نے چوکی پر تین روشن چراغوں کے
درمیان میں رکھ دیا تھا۔ وہ صبح ہونے تک اشلوک پڑھ
پڑھ کر الو کے پنجے پر پھونکتا رہا۔ الو کے پنجے میں قید
ماریا نے سب کچھ سن لیا تھا۔ اسے بڑے پجاری کی سازش
کا بھی علم ہو چکا تھا مگر وہ ابھی تک پنجے کے اندر بے بس
اور ساکت تھی۔ نہ بول سکتی تھی نہ اپنے غیبی ہاتھ پاؤں

حرکت دے سکتی تھی۔
بڑے پجاری نے تین راتوں تک اپنا طلسمی عمل جاری
رکھا۔ جب طلسم کا عمل پورا ہو گیا تو اس نے الو کے پنجے کو
ارے سات بار پھونک ماری اور خوشی سے بولا:
"اب یہ پنجہ میرا کام کرے گا۔"
اس نے شام کو کنیز کنچن کو بلا کر کہا:
"میں نے پنجے پر طلسمی عمل پڑھ کر پھونک دیا ہے
اب تم اسے لے جا کر کسی طرح مقدس لاما کے
بستر پر اس کے سرہانے کے نیچے چھپا کر رکھ دو۔
کل صبح لاما اپنے شاہی پلنگ پر مردہ پایا جائیگا۔"
کنیز کنچن نے خوشی خوشی رومال میں لپٹا ہوا الو کا پنجہ
لے کر رکھ لیا۔ اور چلی گئی۔ کنیز کنچن لاما کی خاص کنیز تھی۔
مقدس لاما اس پر بڑا بھروسہ کرتا تھا اور صرف اسی کو اجازت
تھی کہ وہ رات کو مقدس لاما کا بستر بچھا کر وہاں مقدس
لوبان سلگائے۔ چنانچہ اس رات بھی کنیز کنچن جب مقدس
لاما کی خواب گاہ میں اس کا بچھونا ٹھیک کرنے اور مقدس
لوبان سلگانے گئی تو اس کی جیب میں طلسمی الو کا پنجہ
چھپا ہوا تھا۔
کنیز نے جب دیکھا کہ خواب گاہ میں اس کے سوا

[مقد]س لاما نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا۔ دونوں کنیزیں [س]ات بار سر جھکا کر وہاں سے چلی گئیں۔ اب خواب گاہ [می]ں صرف لاما کی خاص کنیز کنچن ہی رہ گئی تھی۔

مقدس لاما آہستہ سے بستر پر لیٹ گیا اور اپنا سر [س]رہانے پر رکھتے ہوئے بولا:

"کنچن! تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ آج میں بہت تھک گیا ہوں۔ مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔ اب تم بھی جا کر آرام کرو کنچن۔"

کنیز کنچن نے دل میں کہا کہ مقدس لاما آج تم ایسی نیند سوؤ گے کہ پھر کبھی بیدار نہ ہو سکو گے۔ اس نے جھک کر مقدس لاما کو شب بخیر کہا اور چراغ کو گل کرتی ہوئی خواب گاہ سے باہر نکل گئی۔ چراغ کو گل کرنے سے خواب گاہ میں روشنی غائب ہو گئی۔ اور اب صرف کھڑکی کے شیشے میں سے باہر کھلے ہوئے چاند کی ٹھنڈی چاندنی ہی اندر آ رہی تھی۔ چاندنی کی روشنی نے خواب گاہ کی فضا کو زیادہ پُراسرار بنا دیا تھا۔ کنچن کنیز وہاں سے سیدھی اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں آ گئی جو محل کے جنوب میں بنی ہوئی تھی۔ اس کا دل آج بہت خوش تھا کیوں کہ اب اس کے رانی بننے کا خواب پورا ہونے والا تھا۔

اور کوئی نہیں ہے تو اس نے مقدس لاما کا بچھونا ٹھیک کرتے ہوئے اس کے سرہانے کے نیچے الّو کا پنجہ رکھ دیا۔ اس پنجے پر جو طلسم کیا گیا تھا اس کا اثر ٹھیک آدھی رات کے بعد شروع ہونے والا تھا جب بڑے پجاری کے کہنے کے مطابق الّو کے پنجے کے اندر سے الّو کی روح باہر نکلے گی اور اپنا پنجہ لاما کے سینے پر عین دل کے اوپر رکھ دے گی جس سے فوراً ہی مقدس لاما کا دل دھڑکنا بند کر دے گا۔

کنیز کنچن بستر پر زرد پھول رکھ رہی تھی کہ مقدس لاما دو کنیزوں کے ساتھ خواب گاہ میں داخل ہوا۔ اس نے کنیز کنچن کو دیکھا تو بولا:

"کنچن! بستر بچھا دیا تم نے؟"

"جی مقدس لاما حضور!"

کنیز کنچن نے جھک کر ادب سے کہا۔ مقدس لاما دو کنیزوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے بڑی شان سے چلتا ہوا اپنے شاندار ریشمی بچھونے والے پلنگ کے پاس آیا۔ پلنگ پر آہستہ سے بیٹھا۔ کنیزوں نے فوراً اس کا ریشمی سلیپر اس کے پاؤں سے اتار کر الگ قالین پر رکھ دیا اور اس کے پاؤں خوشبو والے پانی سے دھو کر صاف کپڑے سے پونچھے۔

صبح مقدس لاما بستر پر مردہ پایا جائے گا اور پھر تبت
کی مذہبی کونسل جس کے آدھے سے زیادہ پجاری بڑے
پجاری نے رشوت دے کر خرید لیے ہیں اس کے لاما
بننے کا اعلان کر دے گی۔

کنیز کنچن ایسے ہی سہانے خواب دیکھتے دیکھتے سو گئی۔
رات آہستہ آہستہ گذرنے لگی۔ باہر ہمالیہ کے سفید
برف پوش پہاڑوں پر جھکا ہوا چاند بھی چپ سادھے ہوئے
تھا۔ جیسے کسی اہم واقعے کو دیکھنے کے لیے چلتے چلتے رک
گیا ہو۔ اس کی زرد چاند مقدس لاما کی خواب گاہ
کے اندر آ رہی تھی۔ مقدس لاما اپنے پلنگ پر بے سُدھ
سو رہا تھا۔ چھت پر لگا ہوا سونے کا پترا چاندنی میں
چمک رہا تھا۔ الّو کا پنجہ جس پر زبردست طلسم کیا گیا
تھا مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کے
طلسم کا چکر شروع ہو چکا تھا۔

ٹھیک جب رات آدھی سے زیادہ گذر گئی تو طلسم
نے اپنا اثر دکھایا اور اس کے اندر جو روح قید تھی
وہ آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگی۔ بڑے پجاری کو تو یہی
معلوم تھا کہ اس الّو کے پنجے کے اندر مرے ہوئے الّو
کی روح قید ہے۔ اس نے یہی سمجھ کر اس پر طلسم

کیا تھا مگر اسے کیا معلوم تھا کہ پنجے کے اندر الّو کی
روح نہیں بلکہ غیبی ماریا قید ہے۔ یہ سارا طلسم ماریا
پر ہی ہوا تھا مگر طلسم انسان کے لیے نہیں بلکہ الّو کی
روح کے لیے تھا۔ اس لیے اس کا اثر ماریا پر
صرف اتنا ہی ہوا کہ وہ الّو کے پنجے کے بند ماحول
میں سے آہستہ آہستہ باہر نکلنا شروع ہو گئی۔ ماریا کو فوراً
محسوس ہو گیا کہ بڑے پجاری کے طلسم کا اس پر صرف
اتنا ہی اثر ہوا ہے کہ وہ الّو کی گرفت سے آزاد ہو
گئی ہے۔ ماریا دھوئیں کی ایک پتلی لکیر کی طرح الّو کے
پنجے میں سے باہر نکلنے لگی۔

الّو کے منحوس پنجے سے باہر آتے ہی ماریا کو احساس
ہوا کہ وہ پوری طرح سے آزاد ہے۔ اس پر کسی کا جادو
باقی نہیں رہا۔ اس کا ارادہ، خیالات اور طاقت، سب
کچھ واپس آ گیا تھا۔ وہ تڑپ کر مقدس لاما کے سرہانے
کے نیچے سے نکلی اور باہر خواب گاہ میں آ گئی۔ اگر
ماریا کی جگہ کوئی الّو ہوتا تو وہ سچ مچ مقدس لاما کے
سینے پر اپنا پنجہ رکھ کر شاید اسے مار ڈالتا مگر چونکہ طلسم
الّو کا تھا اور پنجے کے اندر الّو کی بجائے ایک انسان روح
بند تھی اس لیے طلسم الٹا پڑ گیا تھا۔

ماریا نے خواب گاہ میں آتے ہی ایک طویل اور سکون کا سانس لیا اور چاروں طرف دیکھا ۔ اس خواب گاہ کو اس نے اُلو کے پنجے میں قید رہ کر بھی دیکھا تھا۔ اس نے وہ ساری باتیں بھی سن لی تھیں جو بڑے پجاری اور کنچن کنیز کے درمیان ہوئی تھیں ۔ اسے معلوم تھا کہ بڑا پجاری مقدس لاما کو ہلاک کر کے اس کی جگہ خود لاما بن کر تخت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور کنیز کنچن اس سازش میں برابر کی شریک تھی ۔ ماریا خواب گاہ سے باہر آ گئی ۔ باہر آتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ ایک گہرا سانس لے کر معلوم کرنا چاہا کہ کسی جانب سے عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو تو نہیں آ رہی ؟ مگر ایسا نہیں تھا ۔ ان چاروں کی خوشبو کسی جانب سے بھی نہیں آ رہی تھی ۔ ماریا واپس مقدس لاما کی خواب گاہ میں آ گئی ۔ اس نے مقدس لاما کو غور سے دیکھا ۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا ۔ پھر وہ یہاں سے نکلی اور محل کے کونے میں کنیز کنچن کی کوٹھڑی میں آ گئی ۔ یہاں چراغ جل رہا تھا اور کنیز کنچن سو رہی تھی ۔

ماریا نے اس کے پلنگ کو پکڑ کر تھوڑا سا ہلایا تو

کنیز ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی ۔ " ہے بھگوان ! بھونچال !" وہ پلنگ سے تڑپ کر اٹھی اور کوٹھڑی سے باہر نکل آئی ۔ باہر سخت سردی میں چاند برف پوش پہاڑوں کے اُوپر چپ چاپ تھا ۔ کنیز کا دل بُری طرح سے دھڑک رہا تھا ۔ اس کو محسوس ہوا کہ اب بھونچال نہیں ہے ۔ وہ ڈرتی ڈرتی واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئی ۔ ماریا اسے دلچسپی سے تک رہی تھی ۔ ابھی وہ اس کنیز کو کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی ۔ ماریا خاموشی سے شاہی محل میں واپس مقدس لاما کی خواب گاہ میں آ گئی اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگی ۔ اسے معلوم تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے کنیز کنچن مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے سے منحوس اُلو کا پنجہ نکال کر لے جانے کے لیے آئے گی ۔

رات آہستہ آہستہ گذرتی چلی گئی ۔ چاند بھی پہاڑوں کی دوسری طرف چلا گیا ۔ پَو پھٹ رہی تھی کہ مقدس لاما کی خواب گاہ کے دروازے کا پردہ اٹھا اور کنیز کنچن مقدس لاما کے سرہانے کے نیچے سے اُلو کا پنجہ نکالنے آئی ۔ اسے یقین تھا کہ مقدس لاما مر چکا ہوگا ۔ آدھی رات کو اُلو نے اپنے پنجے سے نکل کر مقدس لاما کے سینے پر پنجہ رکھ کر اس کے دل کی دھڑکن

بند کر دی ہو گی۔ وہ بے دھڑک کمرے میں آ گئی۔ اسے
تو پورا اعتماد تھا کہ لاما مر چکا ہے۔ اسے دبے پاؤں
چلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مقدس لاما کے پلنگ پر اب
چاند کی روشنی نہیں پڑ رہی تھی۔ مقدس لاما کا چہرہ ہلکے
اندھیرے میں تھا۔ کنیز نے آتے ہی سرہانے کے نیچے ہاتھ
ڈالا تو مقدس لاما نے جیسے خواب میں بڑبڑاتے ہوئے کہا:
"کون۔ کون ہے؟"
کنیز کو تو جیسے کسی سانپ نے کاٹ دیا ہو۔ تیزی سے
ہاتھ سرہانے کے نیچے سے کھینچا اور بجلی کی رفتار سے خوابگاہ
سے باہر نکل گئی۔ ماریا بھی اسی رفتار سے کنیز کے پیچھے
پیچھے گئی۔ کنیز خواب گاہ سے نکلی تو سیدھی اندھیرے میں
دوڑتی بڑے پجاری کے مکان پہ جا کر دروازے پر
دستک دی۔ بڑا پجاری جاگ رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ کنیز اسے مقدس لاما کی موت کی خوش خبری سنانے
اور طلسمی پنجہ واپس کرنے آئے گی۔ اس نے جلدی سے
دروازہ کھول دیا۔
کنیز کنچن ہانپ رہی تھی۔ وہ اندر گھس کر چارپائی
پر بیٹھ گئی۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ
میں طلسمی الو کا پنجہ نہیں تھا۔ بڑے پجاری نے حیرت

کے ساتھ پوچھا:
"تم پنجہ کیوں نہیں ساتھ لائیں کنچن؟"
کنیز کنچن نے سانس درست کرتے ہوئے مردہ آواز
ں کہا:
"مقدس لاما زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں۔"
اب تو بڑے پجاری پر جیسے بجلی گر پڑی۔ اس کا
ز کھلے کا کھلا رہ گیا:
"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا طلسم کبھی غلط
نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس پنجے پر تین راتوں
کا بالکل درست عمل کیا تھا۔ یہ طلسم ہمیشہ
اثر کرتا رہا ہے تم کو غلطی تو نہیں لگی؟" کنیز بولی۔
"میں نے خود مقدس لاما کی بڑبڑاہٹ کی آواز
سنی ہے۔ میں نے سرہانے کے نیچے پنجہ نکالنے
کے لیے ہاتھ ڈالا تو وہ بڑبڑایا: کون ہے؟"
اور میں پنجہ وہیں چھوڑ کر باہر کو دوڑ پڑی۔
اب کیا ہو گا؟"
بڑے پجاری کے چہرے پر گہری سوچ تھی۔ اس نے کہا:
"مجھے ایک دوسرا طلسمی عمل کرنا پڑے گا۔ یہ طلسم
مقدس لاما کو زندہ نہ چھوڑے گا اور ہاں۔ تم

آج کسی وقت موقع پا کر لاما کے سرہانے کے نیچے سے الّو کا پنجہ نکال لانا"۔
کنیز کنچن نے سانس بھر کر کہا۔ "ٹھیک ہے"۔
ماریا غیبی حالت میں پاس کھڑی ان کی باتیں خاموشی سے سن رہی تھی۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ معلوم کرنے کے لیے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط ۱۴۳ "مُردے کی راکھ" ملاحظہ فرمائیں۔

میرے نام

جناب اے حمید صاحب

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کا ہر ناول چاہے وہ کتنی ہی قیمت کا کیوں نہ ہو میں اُسے خریدتا ہوں اور بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ نے ناگ کے ناول میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے ناگ کو زمین میں جاتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک سانپ صاف زمین پہ بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے پاس کوئی بھی ارد گرد سوراخ نہیں تھا۔ اس نے زمین کی طرف اپنا منہ کیا اور بالکل زمین میں غائب ہو گیا۔ میں بہت حیران ہوا لیکن جب میں نے نزدیک جا کر دیکھا تو اس کے آس پاس کوئی سوراخ نہیں تھا جس میں وہ غائب ہو گیا۔

آپ نے ناگ کے ناول میں ناگ کے متعلق اتنا کچھ لکھا۔ لیکن آپ نے اس قسم کا واقعہ نہیں آپ نے لکھا ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کس ناول میں ہے کیونکہ میں نے تمام ناول پڑھے ہیں اور اُن میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں۔ میری عمر تقریباً ۸۰ سال ہے اور میں آپ کے تقریباً تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ آپ کے لیے یہ خوشی کی بات ہونی چاہیئے کہ میں آپ کو اس عمر میں خط لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ آپ کو اس سے پہلے جتنے خط ملے ہوں گے وہ بچے ہی لکھتے ہوں گے۔ میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ ہمارے لیے اتنے اچھے ناول پیش کرتے ہیں۔

عبدالعزیز۔ چکی والا۔ مسلم بازار سیالکوٹ

جناب محترم اے حمید صاحب

السلام علیکم ۔ اس ماہ کے نئے ناول بچھو لڑکی اور ویران مینار پڑھے ان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے ۔ اب میرے پاس عنبر ناگ ماریا کی دو سو اکتالیس (۲۴۱) قسطیں ہو گئیں ہیں۔ اردو ادب میں آج تک کسی بچوں کیلئے اتنی طویل داستان نہیں لکھی گئی یہ آپ کا ہی کارنامہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی داستان تحریر کی اور کر رہے ہیں ۔ بچوں کے ادب میں آپ کی خدمات قابل تحسین اور نا قابل تقلید ہیں ۔ ان خدمات کو قارئین ہمیشہ یاد رکھیں گے ۔ عنبر ناگ ماریا کا سلسلہ ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے جسے بچے اور بڑے بہت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کر کے محظوظ ہوتے ہیں ۔ منظر نگاری ، کردار نگاری ، واقعہ نگاری اور تخیل نگاری میں آپ کا جواب نہیں ۔ آپ کی سسنی خیز و تحیر آمیز اقساط ہمیں اپنے طلسم میں جکڑ لیتی ہیں یہ پڑھنے والا خود کو ان ناولوں کے کرداروں کا حصہ محسوس کرتے ہوئے اپنے ماحول سے لاتعلق ہو جاتا ہے ۔

دوسری بات یہ کہ پہلے ہر ماہ تین ناول شائع کیے جاتے تھے لیکن فروری اور مارچ [illegible]
سے ہر ماہ [illegible] کم ہو جاتے ہیں [illegible] ہی ہے ۔ آپ [illegible]
کریں کہ ہر ماہ کم از کم تین ناول ضرور شائع ہوں اور یہ سلسلہ آپ ہر گز ہرگز بند نہ کریں ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دراز عمر اور صحت و تندرستی عطا فرمائے ۔ آپ کو آپ کو اللہ تعالیٰ مزید حوصلہ اور امنگ عطا فرمائے تاکہ آپ ہمیشہ عنبر ناگ ماریا کا سلسلہ لکھتے رہیں ۔ آمین

قاری محمد اشفاق گلی حکیم امین اللہ صدر بازار ملتان کینٹ

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۴/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۴/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۴/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰
۱۱۱ آدمی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق ۴/۵۰
۱۱۳ عنبر اور زندہ لاش ۴/۵۰
۱۱۴ کیٹی طوفانی رات میں ۴/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ ۴/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۴/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۴/۵۰
۱۱۸ مُردے کی موت ۴/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۴/۵۰
۱۲۰ جزیرے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۴/۵۰
۱۲۲ ماریا کا پیچھا ۴/۵۰
۱۲۳ مینار کا بھوت ۲/-
۱۲۴ انسانی تیندوا ۴/۵۰
۱۲۵ غیبی لاش (خاص نمبر) ۴/۵۰
۱۲۶ خونی راز ۴/۵۰
۱۲۷ سرخ ناگ ۴/۵۰
۱۲۸ عنبر کی قبر ۴/۵۰
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی ۴/۵۰
۱۳۰ منحوس مورتیاں ۴/۵۰
۱۳۱ ہانگنی ناگن ۴/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۴/۵۰
۱۳۳ منگلا دیوی کا ترشول ۴/۵۰
۱۳۴ ماریا کھوپڑی میں ۴/۵۰
۱۳۵ آسیبی چیخ ۴/۵۰
۱۳۶ باپ کی خوشبو ۴/۵۰
۱۳۷ تابوت والی لڑکیاں ۴/۵۰
۱۳۸ آدم خور شکاری ۴/۵۰
۱۳۹ بھٹکتی روحوں کا سفر ۴/۵۰
۱۴۰ مجبور لڑکی ۴/۵۰
۱۴۱ ویران مینار ۴/۵۰
۱۴۲ ناگ کا دشمن تھیو سانگ ۴/۵۰
۱۴۳ مُردے کی راکھ ۴/۵۰
۱۴۴ آدھا زندہ آدھا مُردہ ۴/۵۰

عنبر ناگ ماریا
کیٹی اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

عنبر، ناگ، ماریا (۱۴۳)

مُردے کی راکھ

اے حمید

۱۴۳

نیا مکتبہ اقرا

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

مُردے کی راکھ

اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

بار اول ——

ناشر: نیا مکتبہ اقرا ۱۲ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز۔ لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا، تھیوسانگ اور کیٹی کا سفر جاری ہے۔ میں ان کے سفر کی داستان ساتھ ساتھ آپ کو سنا رہا ہوں۔ آپ کے خط مجھے برابر مل رہے ہیں جن میں آپ اس داستان کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ خط میرے لیے بڑے قیمتی ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس داستان کو آپ تک پہنچانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ آپ کو نئی نئی باتوں کا بھی علم ہو، اور آپ کی دلچسپی بھی برقرار رہے۔ جیسا کہ آپ اپنے خطوں میں لکھتے ہیں مجھے خوشی ہے کہ اس داستان سے آپ کے علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ شکریہ

تمہارا انکل
اے حمید

N - ۴۵۴
راہِ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

ترتیب

زہریلا قہوہ

کنیز کنخن بڑے پجاری کے کمرے سے نکل گئی۔
ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ تبت کے بڑے لاما کو ماریا کے پنجے کے طلسم سے ہلاک کرنے کی جو سازش کنیز کنخن اور بڑے پجاری نے تیار کی تھی اس کا ماریا کو علم ہو چکا تھا۔ ماریا لاما کو بچانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک شریف اور معصوم انسان تھا۔ وہ سب انسانوں سے محبت کرتا تھا اور اس نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا تھا۔ بڑا پجاری لاما کو موت کے گھاٹ اتار کر اس گدی پر خود بیٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے محل کے کچھ پجاریوں اور مذہبی راہبوں کو ساتھ ملا رکھا تھا۔

ماریا کو اپنی طاقت واپس مل جانے اور الو کے منحوس پنجے سے باہر نکل آنے کی بڑی خوشی تھی۔ اب وہ عنبر ناگ کیٹی اور تھیوساگ کی تلاش میں نکلنا چاہتی تھی لیکن لاما کو اس کے دشمنوں سے بچانا بھی اس کا اخلاقی اور انسانی فرض تھا چنانچہ ماریا نے یہی فیصلہ کیا لاما کو اس کے دشمنوں

نجات دلانے کے بعد وہ عنبر ناگ کیبٹ اور تھیوسانگ کی کھوج
میں نکل پڑے گی۔ کنیز کنچن اپنے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹ
گئی۔ ابھی کچھ رات باقی تھی۔ کنیز کنچن کو الو کے پنجے کی فکر
لگی تھی جو ابھی تک لاما کے سرہانے کے نیچے تھا۔ اسے
نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ بستر پر پہلو بدلنے لگی۔ آتشدان میں
آگ جل رہی تھی۔ کمرہ گرم تھا۔ ماریا آتشدان کے قریب کھڑی
کنیز کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ماریا سوچ
رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے سوچا کہ بہتر
یہی ہے کہ وہ لاما کو جا کر خبر کر دے کہ بڑا پجاری اس
کا جانی دشمن ہے اور کنیز کنچن کے ساتھ مل کر اسے ہمیشہ
کے لیے ختم کر دینا چاہتا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو
سکتا ہے لاما اسے کوئی بدروح سمجھ بیٹھے اور اس کی بات
پر اعتبار نہ کرے کیونکہ وہ اسے دکھائی تو دے گی نہیں
اور اگر وہ اس کی بات پر یقین کر بھی لیتا ہے تو بڑا پجاری
صاف مکر جائے گا اور کہے گا کہ مقدس لاما! آپ کو کسی بدروح
نے میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ میں تو آپ کا خادم ہوں۔"
چونکہ مقدس لاما ایک بھولا بھالا آدمی ہے وہ بڑے پجاری
باتوں میں آ جائے گا اور پجاری کو دوبارا اس کے خلاف خونی
سازش کا جال بچھانے کا موقع مل جائے گا۔ آخر ماریا نے یہی

سوچا کہ خاموش رہ کر لاما کی حفاظت کرے اور جب اس
کے ہاتھ کوئی ثبوت آ جائے تو اپنا آپ لاما پر ظاہر کر کے
بڑے پجاری اور کنیز کو رنگے ہاتھوں پکڑوا دے۔
یہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ بڑا پجاری اب لاما کو "سیدھے
سبھاؤ زہر" دینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ماریا چوکس ہو گئی۔ وہ
کنیز کے کمرے سے نکل کر بڑے پجاری کے مکان پر آ گئی۔ کیا
دیکھتی ہے کہ بڑا پجاری ایک عیار آنکھوں والے راہب کے ساتھ
بیٹھا کھرل میں کوئی بوٹی رگڑ رہا ہے۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف
کھڑی ہو کر ان کی باتیں سننے لگی۔ بڑا پجاری کھرل میں نسواری رنگ
کی جڑی بوٹی کو پیس رہا تھا۔
راہب نے اسے کہا:
"پجاری جی! جب یہ بوٹی پس کر بالکل باریک ہو جائے
تو اسے مقدس لاما کے قہوے میں ملا دینا۔ یہ ایسا
زہر ہے کہ اس کا کوئی ذائقہ نہیں اور انسان کے جسم
پر اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اندر ہی اندر انسان کا
جسم سارا کٹ جاتا ہے مگر باہر سے جسم بالکل ٹھیک
رہتا ہے یوں ہمارے راستے سے لاما ہمیشہ کے لیے
دور ہو جائے گا۔ اور کسی کو وہم تک نہیں ہو گا کہ
زہر دیا گیا ہے۔ یہ زہر نیند لاتا ہے اور جب آدمی

سو جاتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔"
بڑا پجاری خوش ہو کر بولا:
"مجھے اسی قسم کے زہر کی تلاش تھی آج صبح ناشتہ
پر لاما کو جو قہوہ پیش کیا جائے گا اس میں یہ زہر
شامل ہو گا۔"

راہب بڑی مکاری سے مسکرانے لگا اور بولا:
"جب آپ لاما بن جائیں گے تو مجھے بڑا پجاری
بنانا بھولنا نہیں۔"
بڑا پجاری بولا:
"تمہیں کیسے بھلا سکتا ہوں۔ میرے بعد تم ہی بڑے
پجاری بنو گے۔ اطمینان رکھو۔"
راہب کہنے لگا۔
"اچھا تو پھر میں اب جاتا ہوں۔ کسی کو یہ شبہ بھی
نہیں پڑنا چاہیے کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر راہب اٹھا اور باہر نکل گیا۔ ماریا وہیں کھڑی
رہی۔ زہریلی بوٹی کو پیس کر باریک کرنے کے بعد بڑے پجاری
نے اسے چمڑے کی ایک چھوٹی سی شیشی میں ڈال کر بند کیا
اور اپنی الماری کی دراز میں رکھ کر تالہ لگا دیا۔ چابی جیب
میں رکھی اور مندر کی طرف چل دیا۔ ماریا نے اس کے جانے

کے بعد الماری میں سے زہر والی بوتل نکالی اور باہر آ گئی۔
صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر طلوع
ہوتے سورج کی پہلی گلابی کرنیں دمکنے لگی تھیں۔ ماریا نے
غور سے دیکھا۔ شیشی کے اندر زہر کا رنگ نسواری تھا۔ یہ
نسواری پاؤڈر سا تھا۔ ماریا کا پہلے یہ خیال تھا کہ وہ اس
کو پھینک کر اس کی جگہ کوئی دوسری نسواری مٹی ڈال دے
گی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس طرح تو ثبوت ختم ہو جائے
گا۔ اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور زہر کی شیشی واپس
الماری میں جا کر رکھ دی۔

اب وہاں سے ماریا سیدھی مقدس لاما کے کمرے میں آ
گئی۔ مقدس لاما اٹھ چکا تھا اور کنیزیں اس کے زرد لباس
کو بستر پر رکھ رہی تھیں اور اس کے ناشتے کے میز پر پھول سجا
رہی تھیں۔ مقدس لاما غسل خانے میں گرم پانی سے نہانے کے
بعد باہر نکلا۔ صاف ستھرے پاک صاف کپڑے پہنے اور
اگربتیوں اور لوبان کی خوشبوؤں میں خدا کی عبادت کرنے لگا۔
عبادت کرنے کے بعد اس نے ایک ایک کر کے سب
کنیزوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور پھر ناشتے کی
میز پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے بولا:
"کنیز کنچن سے کہو کہ ہمارے لیے دلیا اور قہوہ لے آئے

دو کنیزیں سر جھکانے کے بعد باہر نکل گئیں۔ ماریا میز
کے قریب ہی ایک طرف کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔
وہ جانتی تھی کہ الو کا پنجہ ابھی تک لاما کے سرہانے کے
نیچے پڑا ہے اور کنیز کنچن اسے اٹھا لے جانے میں کامیاب
نہیں ہو سکی۔ ماریا خود اسے اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔ اتنے میں
اس نے دیکھا کہ کنیز کنچن اخروٹ کی لکڑی کے ٹرے میں
دلیئے کا پیالہ اور قہوے کی کیتلی رکھے بڑے ادب سے
آہستہ آہستہ چلتی آ رہی ہے۔ میز کے پاس آ کر اس نے
اپنے سر کو آہستہ سے جھکایا اور ٹرے میز پر رکھتے ہوئے
بولی: "مقدس لاما حضور کے لیے دلیا اور قہوہ حاضر ہے۔"
لاما کے چہرے پر بڑی پیاری سی مسکراہٹ آ گئی۔ اس
نے کہا:
"کنچن! تم ہماری بہت خدمت کرتی ہو۔ بھگوان تمہیں
اس کا انعام دے گا۔"
کنیز کنچن نے ہاتھ باندھ لیے اور بولی:
"مقدس لاما حضور! مجھے صرف آپ کی خوشی چاہیے۔"
لاما نے کہا:
"ہم تم سے بہت خوش ہیں کنچن اور تمہارے لیے بھگوان
سے ہمیشہ پرارتھنا کرتے رہتے ہیں۔"

مقدس لاما دلیا کھانے لگا۔ دوسری کنیزیں بستر درست کر رہی
تھیں۔ کنیز کنچن کانی آنکھ سے ان کنیزوں کو بھی تک رہی تھی
کیونکہ لاما کے سرہانے کے نیچے الو کا پنجہ تھا۔ اچانک کنیز
کنچن بستر کی طرف مڑی اور بولی:
"تم بے شک چلی جاؤ۔ میں خود مقدس حضور کا بستر
ٹھیک کروں گی۔"
دوسری کنیزیں خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے نکل گئیں۔
ماریا تیزی سے بستر کی طرف گئی اور سرہانے کے نیچے ہاتھ
بڑھا کر الو کا پنجہ اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے
ہی پنجہ غائب ہو گیا۔ کنیز کنچن کو بالکل پتہ نہ چل سکا۔ وہ
بستر کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے سرہانے کی طرف آ گئی اور
تکیے کو ٹھیک کرنے کے بہانے اٹھایا اور نیچے دیکھا۔ الو کا
پنجہ غائب تھا۔ کنچن کے تو ہوش اڑ گئے۔ پنجہ یہاں سے کون
لے گیا؟ کہیں مقدس لاما کو ان کی سازش کا پتہ تو نہیں چل
گیا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ الو کے پنجے سے زیادہ سے زیادہ
یہی ظاہر ہو سکتا تھا کہ کسی نے اس پر جادو کر کے لاما کے
سرہانے کے نیچے رکھ دیا ہے۔ یہ کبھی پتہ نہیں چل سکتا
تھا کہ یہ پنجہ کنیز کنچن نے وہاں رکھا تھا۔ اس کے باوجود
یہ پنجہ بڑے پجاری کے پاس پہنچانا بہت ضروری تھا۔ مگر

سوال یہ تھا کہ آخر سرہانے کے نیچے سے پنجہ اٹھا کر کون
لے گیا ہے؟ کنچن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ سرہانے کو
ٹھیک طرح سے رکھ کر مقدس لاما کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اس
نے مقدس لاما کے قہوہ میں مہلک زہر ملا دیا تھا جسے پی کر
لاما کو سو جانا اور پھر سوتے ہی میں مر جانا تھا۔ لاما دلیا کھا
کر ریشمی رومال سے اپنے ہونٹ صاف کر رہا تھا۔ اس نے
کنچن سے کہا:

"کنچن! آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم بھی میرے ساتھ
ہی قہوہ پیئو۔"

ماریا نے چونک کر کنچن کی طرف دیکھا۔ کنچن کا تو رنگ
ایک دم زرد ہو گیا تھا۔ مقدس لاما کی خواہش کے آگے
وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ مقدس لاما نے
آج تک اسے کبھی اپنے ساتھ قہوہ پینے کے لیے نہیں کہا۔
کہیں اس کی سازش کا بھانڈا تو نہیں پھوٹ گیا۔ کنیز کنچن
کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کرنے لگی۔ ایک بار تو اس
کا سر گھوم گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا
اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر صرف اسی قدر کہا:

"مقدس لاما حضور! میں یہ گستاخی کیسے کر سکتی ہوں؟"

اس کا خیال تھا کہ شاید اس طرح سے یہ مصیبت ٹل
جائے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ قہوے میں بڑا ہی خطرناک زہر
ملا ہوا ہے اور اسے پی کر لاما کے ساتھ وہ بھی مر جائے
گی۔ مقدس لاما نے مسکرا کر کہا:

"جب ہم نے تمہیں خود دعوت دی ہے تو یہ
گستاخی نہیں ہو گی بلکہ تم ہماری خواہش کو پورا کر کے
ہماری دعائیں حاصل کرو گی۔"

اب وہ بے بس تھی۔ آگے کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ موت
اس کے سر پر منڈلانے لگی تھی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے
میز کے قریب آئی اور کیتلی اٹھا کر دو پیالوں میں زہریلا
قہوہ انڈیل دیا۔

مقدس لاما نے کہا:

"میرے سامنے بیٹھ جاؤ کنچن! میں آج تم سے بہت
خوش ہوں۔ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اسی
لیے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ قہوہ پیو۔"

اور مقدس لاما نے قہوے کی پیالی اٹھا لی۔ ماریا نہیں
چاہتی تھی کہ مقدس لاما قہوے کا گھونٹ بھرے۔ ایک پیالی
کنیز کنچن نے بھی اٹھا لی تھی مگر وہ اسے اپنے ہونٹوں تک
لے جا کر رک گئی تھی اور مقدس لاما کی طرف دیکھ رہی
تھی۔ وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ موت سے کیسے چھٹکارا

حاصل کر سکتی ہے؟ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے اچانک پیالی میز پر رکھ دی اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بولی:

"مقدس لاما! میرا سر چکرانے لگا ہے۔"

اور یہ کہہ کر وہ بہانہ بنا کر دھڑام سے فرش پر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ مقدس لاما نے فوراً میز پر رکھی گھنٹی بجائی۔ کنیزیں دوڑتی ہوئی اندر آگئیں۔ کینچن تھوڑی سی آنکھ کھول کر دیکھ رہی تھی کہ مقدس لاما نے ابھی قہوہ نہیں پیا تھا اور پیالی ویسے کی ویسی میز پر رکھ دی تھی۔ وہ کینچن کے اچانک بے ہوش ہو جانے سے پریشان تھا اور اٹھ کر اس کے قریب آگیا تھا۔ کنیز کینچن کو افسوس ہوا کہ لاما بچ گیا اگرچہ اسے اپنی زندگی کے بچ جانے کی خوشی بھی تھی۔ کنیزیں کینچن کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئیں۔ لاما نے کہا:

"فوراً شاہی حکیم کو بلا کر اسے ہوش میں لاؤ۔ اس کا سر چکرا گیا ہے۔"

جب کمرہ خالی ہو گیا تو مقدس لاما میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور ہاتھ اٹھا کر کنیز کینچن کے لیے دعا مانگنے لگا۔ ماریا اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے فوراً الّو کا پنجہ اس کے

سرہانے کے نیچے دوبارا رکھ دیا اور مقدس لاما کے پاس آگئی۔ مقدس لاما دعا مانگنے کے بعد پیالی اٹھا کر زہریلا قہوہ پینے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اس کے ہاتھ سے پیالہ چھین لیا۔

اپنے ہاتھ سے پیالہ ایک دم سے غائب ہوتے دیکھ کر مقدس لاما حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر بولا:

"کیا یہاں کوئی بھٹکی ہوئی روح موجود ہے؟"

کیونکہ وہ عبادت گزار مذہبی آدمی تھا۔ اس لیے اسے معلوم تھا کہ اس قسم کا کام بھٹکی ہوئی روحوں کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اب ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! آپ نے مجھے بھٹکی ہوئی روح کہا مگر میں بھٹکی ہوئی روح نہیں ہوں۔"

لاما نے آہستہ سے پوچھا:

"تو پھر تم کون ہو بیٹی؟ تم نظر کیوں نہیں آتیں پھر؟"

ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کون ہوں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ آپ اتنا ہی سمجھ لیں کہ میں کسی وجہ سے غائب کر دی گئی ہوں اور آپ کو دکھائی نہیں دے سکتی۔"

مقدس لاما نے اب سوال کیا کہ تم نے میرا پیالہ کس
لیے میرے ہاتھ سے لے لیا ہے؟
ماریا آہستہ سے بولی:
"مقدس لاما! میں نے پیالہ اس لیے لے لیا ہے کہ
اس میں زہر ملا ہوا ہے۔"
مقدس لاما نے پریشان ہو کر ہوا میں اس طرف دیکھا
جس طرف سے اسے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ بولا:
"بیٹی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میرے قہوے میں زہر
کون ملا سکتا ہے۔"
ماریا نے کہا:
"زہر آپ کی اسی چہیتی کنیز کنچن نے ملایا ہے۔ اسی
لیے وہ بہانہ بنا کر بے ہوش بھی ہو گئی تھی کیونکہ
آپ نے اسے اپنے ساتھ قہوہ پینے کی دعوت
دے دی تھی اور وہ مرنا نہیں چاہتی تھی چنانچہ
مکر کر کے بے ہوش ہو گئی۔"
مقدس لاما نے تعجب سے کہا:
"ہماری کنیز کنچن ایسا کیوں کرنے لگی؟ ہم تو اسے
اپنی بچی کی طرح پیار کرتے ہیں۔"
ماریا بولی: "یہاں آپ کے خلاف ایک زبردست

سازش کی گئی ہے اور یہ سازش بڑے پجاری نے
کی ہے کنیز کنچن اس میں برابر کی شریک ہے۔
کیونکہ بڑا پجاری آپ کو ہلاک کر کے خود لاما
بننا چاہتا ہے اور کنیز کنچن کو محل کی ملکہ بنانا
چاہتا ہے۔"
مقدس لاما خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرہ بے حد سنجیدہ ہو
گیا تھا۔
ماریا نے آہستہ سے کہا:
"بڑے پجاری نے اس سے پہلے بھی آج رات کو
آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے
کنچن کی مدد سے آپ کے سرہانے کے نیچے الّو
کا ایک پنجہ رکھوا دیا تھا جس پر بڑا خطرناک
طلسم کیا گیا تھا۔ مگر میری وجہ سے وہ طلسم بے اثر
ہو گیا۔ وہ بے اثر پنجہ ابھی تک آپ کے
سرہانے کے نیچے پڑا ہے جس کو اٹھانے کا کنچن
کو موقع نہیں مل سکا۔"
اور ماریا نے سرہانے کے نیچے سے الّو کا پنجہ نکال کر مقدس لاما
کے میز پر لا کر رکھ دیا۔ الّو کے پنجے کو دیکھ کر مقدس
لاما سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے آہ بھر کر کہا:

"میری بچی! یہ کیسے ثابت ہو کہ اس قہوے میں
زہر ملا دیا گیا ہے؟"
ماریا بولی: "یہ ثابت کرنا کوئی مشکل کام نہیں
ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔"
ماریا تیزی سے باہر گئی۔ باہر برآمدے میں ایک مکھی
اڑ رہی تھی۔ ماریا نے اس مکھی کو مٹھی میں پکڑا اور مقدس
لاما کے پاس آ کر بولی:
"مقدس لاما! میرے ہاتھ میں اس وقت ایک مکھی
ہے۔ میں تھوڑا سا زہر اس مکھی کو پلاؤں گی۔
زہر کے اثر سے مکھی ایک دم گہری نیند سو
جائے گی اور چند لمحوں کے بعد مر جائے گی یہی
اس خطرناک زہر کی تاثیر ہے۔"
اور ماریا نے مکھی کو قہوے کی پیالی کے کنارے پر
لے جا کر اس کا منہ قہوے کی سطح کے ساتھ لگا دیا مکھی
میٹھا قہوہ پینے لگی۔ پھر ماریا نے مکھی کو میز پر رکھ
دیا۔ اب مقدس لاما مکھی کو دیکھ رہا تھا۔ مکھی نے پروں
کو حرکت دے کر اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اڑ نہ
سکی اور ایک طرف کو جھک کر میز پر گر پڑی۔
ماریا بولی: "اب وہ مر جائے گی مقدس لاما۔"

چند سیکنڈ کے بعد مکھی مر چکی تھی۔ مقدس لاما کی تو جیسے
آنکھیں کھل گئی تھیں اس نے کہا:
"میری بچی! میرا دل نہیں مانتا مگر یقین کرنا ہی پڑ
رہا ہے کہ مجھے ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے
مگر تمہیں اس سازش کا کیسے پتہ چلا؟"
اب ماریا نے مقدس لاما کو اپنے الو کے پنجے میں
قید ہونے اور پھر بڑے پجاری کے طلسم کے الٹے اثر
کی وجہ سے پنجے سے باہر نکل آنے اور ان لوگوں
کی باتیں سننے کے سارے واقعات سنا دیئے۔ مقدس لاما
کو بے حد دکھ ہوا کہ جن کو وہ اپنا سمجھ رہا تھا وہی
اس کی جان کے دشمن نکلے۔ اس نے ماریا سے پوچھا:
"بیٹی! تم نے میری جان بچائی۔ میں تمہارا شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے اور تم کہاں سے
آئی ہو؟"
ماریا نے کہا:
"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کہاں سے
آئی ہوں؟ یہ بڑی لمبی داستان ہے۔ میں آپ
کی جان بچانا چاہتی تھی۔ سو میں نے بچا لی ہے۔
مجھے اس کی خوشی ہے۔ مگر آپ کے دشمن ابھی

زندہ ہیں اور وہ ایک بار پھر آپ کی جان لینے
کی کوشش کریں گے۔"
مقدس لاما نے کہا:
"میں امن پسند آدمی ہوں۔ اپنے دشمنوں کے خلاف
کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔"
ماریا بولی: "تو کیا آپ ان کے ہاتھوں مر جانا پسند
کریں گے۔؟"
مقدس لاما نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:
"میری بچی! میں کسی کی جان لینے کی بجائے خود مر جانا
زیادہ پسند کروں گا۔"
ماریا سمجھ گئی کہ یہ کمزور دل آدمی ہے مگر چونکہ بے حد
نیک آدمی ہے اس لیے خود کسی کی جان نہیں لے سکتا۔
اس لیے اسے خود ہی اس کی جان بچانے لیے کچھ کرنا پڑے
گا۔ ماریا نے کہا:
"تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے دشمنوں
کو آپ کے راستے سے ہٹا سکوں۔"
مقدس لاما بولا:
"میں تمہیں یہ اجازت کبھی بھی نہیں دوں گا کہ
تم ان کو مار ڈالو۔ بھگوان خود ہی ان کو درست

کر دے گا۔"
ماریا نے کہا:
"اگر میں ان کی جان لیے بغیر انہیں آپ کے
راستے سے ہٹا دوں تو آپ کو کوئی اعتراض
تو نہیں ہو گا؟"
مقدس لاما نے کہا:
"نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"
دو کنیزیں کمرے میں داخل ہوئیں۔ ایک نے جھک کر
ادب سے کہا:
"مقدس لاما حضور! کنچن کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"
مقدس لاما خود اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا جہاں
تخت پر کنچن جھوٹ موٹ بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے
کنیزوں سے کہا:
"اسے شاہی حکیم کے پاس پہنچا دو اور میری
طرف سے کہو کہ کنچن کو پھر سے تندرست کر دے۔"
یہ کہہ کر مقدس لاما خاموش قدم اٹھاتا واپس اپنے
کمرے میں آ گیا۔ اس نے زہریلا قہوہ پھنکوا دیا اور الّو کا
پنجہ آتش دان کی آگ میں ڈال دیا۔ اس نے ماریا کو آہستہ
سے آواز دی:

"میری بیٹی ماریا! کیا میرے کمرے میں ہی ہو؟"
ماریا نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اب مقدس لاما
سے مزید گفتگو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب سب
کچھ اسے خود ہی کرنا تھا۔ ماریا مقدس لاما کے کمرے سے
نکل کر اس کنیز کے پاس آگئی جو "بے ہوش" کنچن کو اٹھا
کر شاہی حکیم کے مکان کی طرف لے جانے کے لیے شاہی
محل کی لکڑی کی سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ کنیز کنچن تو ہوش
میں تھی۔ اس نے تو بے ہوشی کا سوانگ رچایا ہوا تھا۔
جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ موت کے منہ سے بچ نکلی
ہے تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور بولی:

"تم مجھے کہاں لیے جا رہی ہو؟"

کنیزوں نے اسے نیچے اتار دیا اور ایک کنیز نے کہا:
"کنچن بہن! تم اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں۔ مقدس
لاما کے حکم سے ہم تمہیں شاہی حکیم کے پاس لے جا
رہی ہیں۔"

کنچن بولی: "اب اس کی ضرورت نہیں۔ میں بالکل
ٹھیک ہو گئی ہوں تم واپس چلی جاؤ۔"

کنیزیں واپس چلی گئیں۔ کنیز کنچن وہاں سے سیدھی بڑے
پجاری کے مکان پر پہنچی اور اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ بڑا پجاری

پریشانی سے ٹہلنے لگا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے
بولا: "تم نے میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ اب سب کچھ مجھے
خود ہی کرنا ہو گا۔ آج دوپہر کو مقدس لاما کو جو
کھانا دیا جائے گا اس میں میں خود یہ زہر ملا دوں گا
۔ آج مقدس لاما کا معاملہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا
چاہیے۔ اب تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"

کنچن خاموشی سے چلی گئی۔ ماریا وہاں موجود یہ سب
کچھ سن رہی تھی۔ بڑا پجاری بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔
ماریا جانتی تھی کہ زہر والی شیشی کہاں رکھی ہے۔ اس
نے الماری میں سے شیشی نکال لی۔ بڑے پجاری نے کچھ
دیر اِدھر اُدھر ٹہلنے کے بعد الماری میں سے زہر کی شیشی
نکالنی چاہی تو وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ زہر والی شیشی
غائب تھی۔ اس نے اسے بہت تلاش کیا مگر اسے کہیں
نہ مل سکی۔ شیشی تو ماریا کے ہاتھ میں تھی اور پجاری نہ ماریا
کو دیکھ سکتا تھا نہ زہر کی شیشی کو۔ پجاری گھبرایا ہوا مکان
سے نکلا اور اس راہب کے پاس آ گیا جس نے اسے
زہر تیار کر کے دیا تھا۔ جب راہب کو پتہ چلا کہ زہر الماری
سے غائب ہو گیا ہے تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا:
"کسی کو ضرور ہماری سازش کا علم ہو گیا ہے۔"

پجاری بولا: "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ سوائے کنچن کے
اور کسی کو اس سازش علم نہیں ہے۔"

راہب نے کہا:

"تو ضرور اسی نے یہ زہر چرایا ہے۔ وہ مقدس
لاما کے ساتھ مل گئی ہے اور اب ہم دونوں
کی زندگی خطرے میں ہے۔"

پجاری یہ سن کر بوکھلا گیا۔ بولا:

"میں ابھی جاکر کنچن کا کام تمام کرتا ہوں۔ وہ
غدار ثابت ہوئی ہے۔"

بڑے پجاری نے ایک چاقو اپنے لمبے لبادے میں چھپایا
اور کنچن کے مکان کی طرف چلا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ
تھی۔ وہ کنچن کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جب بڑا
پجاری کے مکان میں پہنچا تو وہ بھگوان کے بت کے سامنے
بیٹھی اپنے گناہوں سے توبہ کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"بھگوان! مجھے معاف کر دو۔ میرے دل میں گناہ
نے اپنا ڈیرا کر لیا تھا۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ
کرتی ہوں اور اب مقدس لاما کی جان لینے کی
کبھی گھناؤنی کوشش نہیں کروں گی۔"

اب تو بڑے پجاری کو بالکل یقین ہو گیا کہ کنچن نے

ان کے ساتھ غداری کی ہے اور وہ مقدس لاما کے
ساتھ مل گئی ہے۔ اس نے چلا کر کہا:

"کنچن! تم میرے انتقام سے نہیں بچ سکتیں۔"

اور چاقو لہراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ کنچن چیخ مار کر
ایک طرف ہو گئی۔ بڑے پجاری نے اسے گردن سے دبوچ
لیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی گردن پر چاقو مارے کہ ماریا نے
اس کے بازو پر زور سے ہاتھ مارا۔ چاقو اس کے ہاتھ
سے کس نے اچھال دیا۔ کنچن اس کے شکنجے میں تھر تھر
کانپ رہی تھی اور رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ اب
ماریا نے بھاری آواز نکال کر کہا:

"تم شیطان ہو۔ تم نے مقدس لاما کو ہلاک کرنے کی
سازش کی اور اب کنچن کو موت کے گھاٹ اتارنے
والے تھے۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔"

بڑا پجاری خوف سے کانپنے لگا۔ ماریا نے شیطان پجاری
کی گردن اپنے بازو میں لے کر اس کا منہ ایک ہاتھ سے
کھول دیا۔ ماریا کی طاقت کے آگے پجاری بے بس تھا۔ ماریا
نے زہر کی شیشی میں سے آدھا زہر اس کے حلق میں گرا
دیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ پجاری کھانستا ہوا فرش پر گرا
اور گہری نیند میں کھو گیا۔ کنچن پر بھی خوف طاری تھا۔

ماریا نے کہا:
"میں ہمالیہ کی مقدس روح ہوں۔ تم نے چونکہ اپنے
گناہوں سے توبہ کرلی ہے اس لیے تمہیں کچھ نہیں
کہوں گی"۔
کنجن تو سجدے میں گر گئی اور روتے ہوئے بولی:
"مقدس ہمالیہ کی روح! میں توبہ کرتی ہوں۔ اب
کبھی برائی کا خیال دل میں نہیں لاؤں گی۔ مجھے
معاف کر دو"۔
ماریا نے کہا:
"میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے مگر یاد رکھو
اگر پھر تم نے مقدس لاما کے خلاف کوئی سازش
کرنے کا سوچا تو میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے اتر کر
فوراً یہاں آکر تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔
کنجن نے ہاتھ باندھ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا:
"میں اب ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی مقدس روح!
میں ساری زندگی مقدس لاما کی وفادار کنیز بن کر
رہوں گی"۔
ماریا نے کہا:
"اس شیطان پجاری کو اپنے گناہوں کی سزا مل گئی

ہے جو کسی کے لیے گڑھا کھودتا ہے قدرت اس
کے لیے کنواں کھود کر تیار رکھتی ہے۔ میں اسے
لے جا رہی ہوں"۔
ماریا نے پجاری کو جھک کر دیکھا۔ وہ مر چکا تھا۔ اس
نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ کنجن کی آنکھوں کے
سامنے پجاری کی لاش غائب ہو گئی۔ وہ ایک بار پھر "ہ
مالیہ کی مقدس روح" کہتی ہوئی سجدے میں گر پڑی۔
ماریا نے بڑے پجاری کی لاش کو ایک پہاڑی پر
لے جا کر برف کے گڑھے میں پھینک کر اوپر برف ڈال
ی۔ اب اسے اس شیطان راہب کی خبر لینی تھی جس
نے یہ زہر تیار کیا تھا۔ وہ تیزی سے فضا میں اڑتی
وئی شیطان راہب کے کمرے میں آگئی۔ راہب گھبرایا ہوا
ھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اسے بڑے پجاری کا انتظار تھا کہ
ی آکر اسے بتائے گا کہ میں نے غدار کنجن کو ٹھکانے
ا دیا ہے۔ ماریا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ راہب نے
ڑے میں سے پانی نکال کر پیالے میں ڈالا۔ ماریا نے
شی کا باقی زہر اس کے پیالے میں گرا دیا۔ زہر اس طرح
ا کہ راہب کو نظر نہ آسکا۔ اس نے غٹ غٹ پانی پی لیا
ر تھوڑی دیر بعد وہ بھی مرا پڑا تھا۔ یوں ایک ایسا خونی

انسان دشمن انسان اپنے انجام کو پہنچا جو قدرت کی بنائی ہوئی
شفا بخش جڑی بوٹیوں کو انسانوں کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال
میں لاتا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ماریا سیدھا مقدس
لاما کے پاس آئی اور اسے بتایا کہ اس کے دشمن ختم ہو
گئے ہیں۔

"لیکن سینچن نے برائی سے توبہ کر لی ہے مقدس لاما!
اور جو سچے دل سے برائی سے توبہ کر لیتا ہے
خدا اسے معاف کر کے اس کے دل کو پھر سے
معصوم بنا دیتا ہے۔"

مقدس لاما نے کہا:

"میری بچی! میں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن میں
نہیں چاہتا تھا کہ میرے دشمن ہلاک ہوں۔"

ماریا بولی: "دشمن آخر دشمن ہوتا ہے اور اس
سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ اب میں
جاتی ہوں۔"

مقدس لاما نے کہا:

"بیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

ماریا کہنے لگی:

"میرے بہن بھائی مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں ان

کی تلاش میں جا رہی ہوں۔"

مقدس لاما بولا:

"بھگوان تمہیں تمہارے بہن بھائیوں سے ملانے میں
تمہارے لیے دعا کروں گا۔"

ماریا نے مقدس لاما کی نیک تمناؤں کا شکریہ ادا کیا اور
اس کے کمرے سے نکل کر کینچن کے کمرے میں آئی تو اس
نے دیکھا کہ وہ بھگوان کی مورتی کے آگے آنکھیں بند کیے
بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ ماریا خاموشی سے وہاں سے باہر
چلی گئی۔ اب اس نے دیکھا کہ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں دھوپ چمک
رہی تھی اور چوٹیوں پر برف جھلملا رہی تھی۔ ماریا نے ایک
گہرا سانس لیا۔ اس نے پہلی بار اپنے دوستوں کی خوشبو لینے
کی کوشش کی مگر اسے عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ میں سے
کسی کی خوشبو نہ آئی۔ اس نے فضا میں بلند ہو کر ایک غوطہ لگایا
اور ہمالیہ پہاڑ کی ڈھلان کی جانب اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال
تھا کہ ہو سکتا ہے نیچے ہندوستان کے کسی شہر میں اس کی ملاقات
عنبر ناگ کیٹی یا تھیوسانگ سے ہو جائے۔

طلسمی کالی بھیڑ

ماریا اڑتی چلی جا رہی تھی۔

اچانک اس کی نظر ہمالیہ کی سب سے خوبصورت اور
چوٹی کیلاش پربت پر پڑی۔ اس پہاڑی کی ڈھلان پر ایک
کیلاش مندر تھا۔ ماریا کو پرانے دن یاد آ گئے۔ کبھی وہ عن
کے ساتھ ناگ کو لے کر اس مندر میں آئی تھی۔ ناگ
جسم دو ٹکڑے ہو کر ایک صندوقچی میں بند تھا۔ اور یہاں ا
نے کیلاش مندر کے حوض میں ناگ کے جسم والی صندوقچی
چھ ماہ کے لیے ڈال دیا تھا۔ اتنی دیر وہ عنبر کے سا
اسی مندر میں رہی تھی۔ پھر چھ ماہ کے بعد جس دن
نے ٹھیک ہو کر صندوقچی سے باہر نکلنا تھا عین اس روز
بھیانک زلزلہ آگیا۔ حوض ٹوٹ پھوٹ گیا اور ناگ پانی
بہاؤ کے ساتھ نیچے وادی کی طرف چلا گیا تھا۔

ماریا نے نیچے جھک کر پرواز شروع کر دی۔ اس
خاموشی سے کیلاش مندر کے اردگرد ایک چکر لگایا اور نیچے

نیچے اُتر آئی۔ کیلاش مندر کو پھر سے ٹھیک ٹھاک کردیا
گیا تھا۔ پانی کے حوض کی بھی مرمت ہو گئی تھی۔ چونکہ یہ
مندر اوپر پہاڑی پر تھا اس لیے یہاں مہینے میں ایک
بار ہی نیچے سے لوگ پوجا وغیرہ کرنے آتے تھے۔ باقی دن
مندر میں خاموشی رہتی تھی۔ یہاں ایک پروہت مندر کا سارا
کام چلاتا تھا۔ مندر کی دیوداسیاں بھی اس کا حکم بجا لاتی
تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ مندر کا صحن خالی تھا۔ ماریا نے
سوچا کہ اس جگہ کچھ دیر ٹھہر کر ناگ عنبر کا انتظار کرنا چاہیے
ہو سکتا ہے وہ ادھر آ نکلیں۔ چنانچہ ماریا مندر کے صحن میں
اُتر آئی۔ وہ مندر کے بند دروازے میں سے اندر چلی گئی۔
مندر کا بہت بڑا ہال کمرہ مورتیوں اور دیوی دیوتاؤں کے
مجسموں سے آراستہ تھا۔ درمیان میں گڑھے میں آگ جل
رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سردی نہیں تھی۔ آگ کے
الاؤ کے پیچھے ایک چبوترے پر دیوتا کا بڑا بُت کھڑا
تھا جس کی آنکھوں میں دو ہیرے چمک رہے تھے۔ ایک
پجاری وہاں بیٹھا آہستہ آہستہ بھجن پڑھ رہا تھا۔
دو چار دیوداسیاں سلگتے ہوئے لوبان لیے مندر میں ادھر
ادھر چل پھر رہی تھیں۔ ماریا مندر سے باہر آ گئی۔ حوض
کے کنارے بھی ایک جانب کوٹھڑی بنی ہوئی تھی۔ چونکہ

باہر سخت سردی تھی اس لیے وہ کوٹھڑی خالی پڑی تھی
ماریا تو سردی گرمی سے بے نیاز تھی۔ اس نے سوچا ک
چند روز اس کوٹھڑی میں بسر کرنے چاہئیں۔ ممکن ہے عنبر ن
تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کوئی ادھر آ جائے۔

○

اب ہم ماریا کو یہاں کیلاش مندر میں چھوڑ کر واپس جاتے ہ
ہم نے عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کو جنوبی ہند کے ایک
جنگل میں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ ناگ ننھے سے سا
کی شکل میں ایک ڈبیا میں بند عنبر کی جیب میں تھا او
وہ لوگ خچروں پر سوار ناگ کے علاج کے لیے کیلاش من
کی پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ ناگ پر راجہ بھیروں ک
طلسم کا اثر تھا جس کی وجہ سے اس کی یادداشت گم ہو
چکی تھی اور وہ عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کو بالکل نہیں پہچانتا
تھا اور ان پر حملہ کر کے انہیں ڈسنے کی کوشش کرتا تھ
تھیوسانگ نے اسے اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا کر کے ڈب
میں بند کر دیا تھا اور اب اس خیال سے کیلاش مندر کی
طرف چلے جا رہے تھے کہ ہو سکتا ہے کیلاش مندر کے مقد
حوض کے پانی میں نہلانے سے ناگ پر سے راجہ بھیروں

کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے۔
انہیں دشوار گذار جنگلوں میں اپنا سفر شروع کیے ایک
مہینہ گذر گیا تھا۔ عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی خچروں پر سوار جنگل
کے گھنے درختوں میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلے جا
رہے تھے۔ ان کے پیچھے راجہ بھیروں کا ایک طلسم بھی لگا
ہوا تھا۔ یہ طلسم کیا تھا؟ یہ ہم آپ کو بعد میں بتائیں
گے پہلے آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ جب راجہ بھیروں کی آسیبی
زیر زمین بستی تباہ و برباد ہو گئی تو اس بستی میں پھیلا ہوا
بھیروں کا طلسم بھی جل کر بھسم ہو گیا۔ اس کی ساری بدروحیں
بھی واپس جہنم کو سدھار گئیں۔ راجہ بھیروں خود شدید زخمی حالت
میں مٹی کے نیچے دبا ہوا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا
تھا کہ یہ تباہی اس کے دشمن تھیوسانگ کی لائی ہوئی ہے۔
اسے مرتے مرتے ایک بدروح نے تھیوسانگ کے بارے میں
بتا دیا تھا۔ راجہ بھیروں خود مر رہا تھا مگر اس کے پاس صرف
ایک ہی طلسم باقی رہ گیا تھا جو اس کی موت کے بعد اس
کے جسم میں سے نکل جانے والا تھا۔ راجہ بھیروں نے
اپنی پوری طاقت سے کام لے کر اپنے اس آخری طلسم کو
حرکت دی اور لڑکھڑاتی، ڈوبتی آواز میں کچھ کالے علم کے منتر
پڑھ کر اپنے زخمی اور مٹی کے نیچے دبے ہوئے جسم پر

پھونک ماری۔ اس کے سینے میں ایک سوراخ بن گیا اور اس
سوراخ میں سے ایک کالی بھیڑ نکل کر اس کے چہرے پر
آکر بیٹھ گئی۔ راجہ بھیروں بالکل آخری سانس لے رہا تھا
اس کے حلق سے اب آواز نہیں نکل سکتی تھی۔ اس نے
اپنے خیال کو ایک جگہ جمع کر کے پوری توجہ سے کالی بھیڑ
کو دیکھا اور خیال کی زبان میں کہا:
"تھیوسانگ سے میرا بدلہ لو۔ اس کی طاقت ختم کر دو۔"
یہ کہہ کر راجہ بھیروں کے جسم سے اس کی روح نکل
گئی۔ اس کا جسم مردہ ہو گیا۔ طلسمی کالی بھیڑ نے اس کی
بات سن لی تھی۔ وہ مٹی کے اندر سوراخ کر کے باہر
نکلی اور تھیوسانگ کی تلاش میں اڑ گئی۔ طلسم کی وجہ
سے اسے تھیوسانگ کی فضا میں بے ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔
کالی بھیڑ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے تھیوسانگ کی کھوج میں
جنگل کی طرف اڑنے لگی۔ اڑتے اڑتے آخر کالی بھیڑ جنگل
کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں اس نے دو آدمیوں اور
ایک عورت کو خچروں پر سفر کرتے دیکھا۔ ان میں سے
ایک مرد ایسا تھا جس کے جسم سے اسے تھیوسانگ کی
خوشبو آ رہی تھی۔

یہ کالی بھیڑ وہ طلسم تھا جسے راجہ بھیروں نے مرتے

وقت تھیوسانگ کے پیچھے لگا دیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ
باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ کیٹی ان کے آگے آگے
تھی۔ کالی بھیڑ تھیوسانگ کے سر کے اوپر آکر منڈلانے
لگی۔ طلسمی بھیڑ کو اس کا شکار مل گیا تھا۔ عنبر نے کالی بھیڑ
کو تھیوسانگ کے اوپر —— چکر لگاتے دیکھا تو کوئی خیال
نہ کیا۔ جنگل میں بھیڑیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ وہ بڑے مزے سے
ماریا اور ناگ کی باتیں کرتے چلے جا رہے تھے کہ
اچانک کالی بھیڑ تھیوسانگ کی گردن پر بیٹھی اور اسے کاٹ دیا۔
تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا:
"کسی بھیڑ نے کاٹ لیا ہے۔"
عنبر نے ہاتھ مارا تو بھیڑ اڑ کر کیٹی کی طرف گئی۔
کالی بھیڑ نے اپنا کام کر لیا تھا اور اب وہ واپس جا
رہی تھی مگر کیٹی نے اس پر زور سے ہاتھ مارا۔ کالی بھیڑ
نیچے کو گری۔
کیٹی نے غصے سے کہا:
"تو نے میرے بھائی کو کیوں کاٹا؟"
کالی بھیڑ کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ زمین پر سے اٹھی
اور اچھل کر کیٹی کی گردن پر گری اور اسے بھی کاٹ دیا۔
کیٹی نے —— زور سے اپنی گردن پر ہاتھ مار

کر کالی بھیڑ کو مسل ڈالا۔ ابھی کالی بھیڑ اس کے ہاتھ ہی
میں تھی کہ کیا دیکھتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ غائب ہو
رہی ہے۔ اس نے چلّا کر عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! یہ کالی بھیڑ کو دیکھو۔ یہ تو غائب
ہو رہی ہے"

عنبر اور تھیوسانگ خچر روک کر کالی بھیڑ کو تکنے لگے کالی
بھیڑ جو مر چکی تھی آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔

عنبر نے تشویش سے کہا:

"یہ مجھے کوئی طلسم لگتا ہے"

تھیوسانگ قہقہہ لگا کر ہنسا:

"ہمیں تو ہر طرف اب طلسم ہی نظر آتا ہے"

کیٹی نے کہا:

"عنبر کا خیال ٹھیک ہے تھیوسانگ! دیکھو تو کالی
بھیڑ غائب ہو گئی ہے۔ اگر یہ طلسمی بھیڑ نہ ہوتی تو
غائب کیوں ہو جاتی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے یہ ہمارا وہم ہو۔ اصل
میں وہ اڑ گئی ہو مگر ہمیں غائب ہوتی محسوس
ہوئی ہو"

عنبر کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے تھیوسانگ اور

کیٹی کی گردنوں پر وہ سیاہ نشان دیکھا جہاں کالی بھیڑ نے
کاٹا تھا۔

کیٹی نے کہا:

"عنبر! مجھے گردن میں گرمی محسوس ہونے لگی ہے"

تھیوسانگ نے کچھ نہ کہا۔

عنبر نے اس سے بھی پوچھا تو بولا:

"ہاں: گردن کچھ گرم سی لگنے لگی ہے"

کیٹی اور عنبر کچھ فکر مند تھے مگر تھیوسانگ نے کوئی
خیال نہ کیا اور سفر جاری رکھا۔ سفر کرتے کرتے انہیں جنگل
میں رات ہو گئی تو وہ ایک چشمے کے کنارے ڈیرا ڈال
کر بیٹھ گئے۔ کیوں کہ رات کی تاریکی میں سفر مشکل ہو جاتا تھا۔
اس کے بعد کیٹی اور تھیوسانگ کو گردن میں گرمی محسوس
نہ ہوئی۔ چنانچہ کیٹی بھی بے فکر ہو گئی۔ مگر عنبر کے دل
میں برابر کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کالی
بھیڑ کو گم ہوتے دیکھا تھا۔ اسے وہم ہونے لگا تھا کہ ہو
سکتا ہے یہ طلسم راجہ بھیروں جادوگر کا چھوڑا ہوا ہو۔

رات ادھر ادھر کی باتوں میں گزر گئی۔ اب ایسا اتفاق
ہوا کہ رات کے پچھلے پہر تھیوسانگ اور کیٹی، دونوں کو
نیند آ گئی۔ اس سے پہلے انہیں اس طرح کبھی نیند نہیں

آئی تھی۔ عنبر دوسری طرف منہ کئے گھاس پر لیٹا ماریا کے
بارے میں سوچ رہا تھا۔ ناگ ڈبیا میں بند اس کی جیب
میں پڑا تھا۔ اچانک اسے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔
عنبر نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا۔ مگر جب یہ آواز بار بار
اسے سنائی دی تو اس نے پلٹ کر دوسری طرف دیکھا۔
وہاں نہ کیٹی تھی اور نہ تھیوسانگ ۔ عنبر جلدی سے اٹھ
بیٹھا۔ اس نے سوچا شاید وہ جنگل میں پھل وغیرہ تلاش
کرنے گئے ہوں گے مگر یہ باریک آواز کس کی تھی؟ اب
دن کی روشنی ہو گئی تھی۔ عنبر کو وہی باریک آواز پھر سنائی
دی۔ اب اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے کرتے
کو کھینچ رہا ہے۔ عنبر نے چونک کر دیکھا کہ تھیوسانگ
بالکل چھوٹے قد میں تبدیل ہو گیا ہوا تھا اور اس کے
ٹخنے کے قریب گھاس میں کھڑا عنبر کے کرتے کو دونوں ہاتھوں
سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔

عنبر تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے تھیوسانگ
کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا اور پریشانی سے پوچھا:

"تھیوسانگ! تم اپنی مرضی سے چھوٹے ہوئے ہو کیا؟"

تھیوسانگ نے چلا کر باریک آواز میں کہا:

"عنبر نہیں! میں اپنی مرضی سے چھوٹا نہیں ہوا۔ یہ

اس طلسمی بھیڑ کے ڈنک کا اثر ہے۔ اس طلسم
کی وجہ سے چھوٹا ہو گیا ہوں۔ میں نے کئی بار
اپنی انگلی اپنے جسم سے لگائی ہے مگر میں بڑا
ہونے میں ناکام رہا ہوں۔"

عنبر نے گھبرا کر پوچھا:

"اور ۔ اور کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ
نہیں۔ شاید اس کا بھی یہی انجام ہوا ہو گا۔ کیوں کہ
طلسمی بھیڑ نے اسے بھی کاٹا تھا۔"

عنبر نے تھیوسانگ کو ہتھیلی پر رکھا اور کیٹی کو جنگل
میں ڈھونڈنے لگا۔ اس نے جگہ جگہ کیٹی کو دیکھا۔ اسے کئی
آوازیں بھی دیں۔ مگر وہ کہیں نہ ملی۔ اس کا خچر ویسے ہی
درخت سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے تھیوسانگ کو اپنے
منہ کے قریب لا کر کہا:

"تھیوسانگ! کیٹی غائب ہے۔ کہیں نہیں مل رہی
کہیں کالی بھیڑ کے طلسم نے اسے غائب تو
نہیں کر دیا؟"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مجھے یقین ہے یہ اسی

بستی والے راجہ بھیروں کا کام ہے۔ اس نے جادو
کی کالی بھیڑ ہمارے پیچھے بھیجی ہو گی۔"

عنبر نا امید سا ہو کر بیٹھ گیا۔ ابھی ناگ کا مسئلہ حل نہیں
ہوا تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کے مسئلے کھڑے ہو گئے
اس نے کہا:

"تھیوسانگ! ایک بار اپنے جسم سے اپنی انگلی
لگاؤ اور پوری توجہ سے اپنے آپ کو بڑا کرنے
کی کوشش کرو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میں کئی بار ایسا کر چکا ہوں عنبر! مگر میری طاقت
لگتا ہے مجھ سے چھن گئی ہے۔ تم کہتے ہو تو
ایک بار پھر کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔"

اور تھیوسانگ نے پوری توجہ کے ساتھ اپنی انگلی اپنی
گردن سے لگائی۔ مگر وہ بڑا نہ ہو سکا اور چھوٹے کا چھوٹا
ہی رہا۔

"دیکھا تم نے۔ کوئی اثر نہیں ہوا۔ مگر میں کیٹی
کے بارے میں بہت پریشان ہوں۔ نہ جانے وہ
کہاں ہو گی۔ کس حال میں ہو گی۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

تھیوسانگ بولا: "یہاں بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کرو
ہو سکتا ہے کیٹی جہاں بھی ہے کسی نہ کسی طرح
یہاں پہنچنے کی کوشش کرے۔"

عنبر کہنے لگا:

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ وہ تھیوسانگ کے
ساتھ تھوڑی تھوڑی دیر بعد مشورہ کر لیتا تھا۔ تھیوسانگ
اس کی ہتھیلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کیٹی ابھی تک نہیں آئی تھی۔
جب دوپہر بھی ڈھل گئی تو عنبر نے تھیوسانگ سے مشورہ
کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔
کیونکہ کیٹی کے آنے کی اب کوئی امید نہیں
ہے۔ تھیوسانگ نے کہا:

"میرا خیال ہے عنبر بھائی اب ہمیں کیلاش مندر
کے حوض پر ہی پہنچنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس
کے پانی سے ناگ کے ساتھ ساتھ میرا علاج
بھی ہو جائے اور مجھ پر طلسم ہے وہ بے اثر
ہو جائے۔"

عنبر نے تھیوسانگ کا مشورہ قبول کر لیا اور وہاں سے

اٹھ کر خچر پر بیٹھا۔ دونوں خچروں کو ساتھ لگایا اور کیلاش
مندر کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی دس دن کا
سفر باقی تھا۔ اب پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ ہمالیہ
کی برف پوش چوٹیاں سامنے دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک
خچر راستے میں کہیں بھاگ گیا تھا۔ دوسرا خچر عنبر کے خچر
کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ شاید یہ دونوں خچر بھی ایک
دوسرے کے دوست تھے جو ایک دوسرے کا ساتھ نہیں
چھوڑنا چاہتے تھے۔ آخر ایک دن عنبر ناگ اور تھیوسانگ
کو لے کر کیلاش مندر کی وادی میں پہنچ گیا۔ کیلاش مندر
کچھ فاصلے پر پہاڑ کی ڈھلان پر صاف دکھائی دے رہا
تھا۔ ناگ ایک چھوٹے سے دشمن سانپ کی شکل میں عنبر
کی جیب میں تھا اور تھیوسانگ چھوٹے سے بونے کی
شکل میں عنبر کی گردن پر بیٹھا تھا۔ کیٹی غائب تھی اور ابھی
تک کہیں نظر نہ آئی تھی۔

عنبر عجیب پریشانی میں مبتلا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ کے
ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کر
رہا تھا۔ وادی میں آنے کے بعد اس نے کیلاش مندر
کی چڑھائی شروع کر دی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد
تھیوسانگ نے اپنی باریک آواز میں چیخ کر کہا:

"عنبر! عنبر! مجھے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔"

عنبر نے زور سے سانس لیا۔ واقعی ماریا کی دھیمی دھیمی
خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس
نے بازو لہرا کر کہا:

"ہاں تھیوسانگ! یہ ماریا کی خوشبو ہے۔ وہ یقیناً
اوپر موجود ہے۔"

اور عنبر نے خچر کو تیز چلانا شروع کر دیا۔

کیلاش مندر میں حوض کے کنارے ماریا اپنی اکیلی
کوٹھڑی میں اداس بیٹھی تھی۔ اب وہ وہاں سے کسی دوسری
طرف جانے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ کیونکہ اسے کیلاش مندر
میں آئے اتنے دن ہو گئے تھے مگر عنبر ناگ کیٹی اور
تھیوسانگ میں سے اسے کوئی بھی نہیں ملا تھا۔ اچانک
وہ چونکی۔ اس نے فضا میں زور زور سے سانس لیا۔ اس
کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ ہوا میں عنبر اور تھیوسانگ
کی دھیمی دھیمی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ ماریا چھلانگ لگا کر کوٹھڑی
سے باہر آ گئی اور اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور فضا میں
غوطہ لگا کر نیچے کی طرف گئی۔ خوشبو نیچے پہاڑی ڈھلان کی
طرف سے آ رہی تھی۔

ماریا نے بڑی تیزی سے نیچے کی طرف غوطہ لگایا

ایک جگہ اسے دو خچر آتے نظر آئے۔ اس نے عنبر کو
لیا جو ایک خچر پر بیٹھا تھا۔ دوسرا خچر خالی تھا۔ ماریا
ہوئی کہ اگر تھیوسانگ ساتھ نہیں ہے تو اس کی خوشبو
سے آ رہی ہے؟ ماریا تیز تیز اڑتی عنبر کے پاس آ گ
عنبر نے خوشی سے چلا کر کہا:

"ماریا! یہ تم ہو نا؟"

"ہاں عنبر بھیا! میں ہوں ماریا۔ مگر تھیوسانگ کہاں ہ
مجھے اس کی خوشبو آ رہی ہے مگر وہ تمہارے ساتھ
نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تھیوسانگ ننھے بونے کی شکل میں میری گردن پ
بیٹھا ہے۔"

تھیوسانگ اپنی باریک آواز میں چیخ چیخ کر ماریا کو خوش
کہہ رہا تھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ بڑا کیوں نہیں ہوتا عنبر بھیا! یہ تو خود انگلی
چھو کر بڑا ہو سکتا ہے۔"

اب عنبر نے ماریا کو ساری کہانی سنا ڈالی۔ ماریا کو بھ
کے جادو کے اثر سے چھوٹا ہونے اور کیپٹن کے گم ہو

کا بے حد افسوس ہوا۔ اس نے ناگ کے بارے میں
پوچھا تو عنبر نے جیب سے ڈبیا نکال کر کھول دی۔

"یہ دیکھو ناگ یہاں بیٹھا ہے۔"

اور پھر عنبر نے ناگ کے بارے میں بھی ماریا کو
سب کچھ بتا دیا۔

ماریا بولی: "میں تو یہ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں
کہ تم لوگوں پر یہ کیا مصیبت آن پڑی ہے۔
غضب خدا کا۔ ناگ تو ہمارا دشمن بن چکا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تمہارے سامنے میں نے اس کی طرف انگلی بڑھائی
تھی اور اس نے مجھے ڈس دیا ہے۔ اسی لیے
تھیوسانگ نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔"

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ بھیا۔ کیا تم ناگ کو انگلی سے چھو کر
بڑا کر سکتے ہو؟ یہ تجربہ کر کے دیکھو۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"مجھے امید نہیں کہ اس سے کوئی فائدہ ہو گا۔
کیونکہ راجہ بھیروں کے طلسم نے میری طاقت کو
معطل کر دیا ہوا ہے۔ لیکن میں تمہارے لیے

کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں۔"
تھیوسانگ کو عنبر نے ڈبیا کے بالکل کنارے
پاس بٹھا دیا۔ ناگ اور تھیوسانگ دونوں ہی چھوٹے
تھے۔ تھیوسانگ نے چھوٹے سے باریک ناگ سا
کے جسم کو اپنی بہت ہی ننھی سی انگلی لگائی تو سا
نے اس کی انگلی پر ڈس دیا۔ سانپ کے ڈسنے
تھیوسانگ تڑپ کر پیچھے گرا۔
عنبر نے گھبرا کر اسے اٹھا لیا۔
ماریا پریشان ہو کر بولی:
"میرے خدا! ناگ نے تو اسے ڈس دیا ہے۔ اس
نے اسے بالکل ہی نہیں پہچانا۔"
عنبر بولا: "جب سے یہ راجہ بھیروں کی بستی سے
نکلا ہے اس کا یہی عالم ہے۔ کسی کو نہیں پہچانتا۔
یہ ہم سب کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔"
ماریا نے ناگ کے قریب جھک کر آواز دی:
"ناگ بھیا! میں ماریا ہوں۔ کیا تم مجھے بھی نہیں
پہچانتے؟"
ناگ سانپ کے چھوٹے سے منہ سے پھنکار سی
نکلی جیسے وہ سخت غصے میں ہو۔ ماریا نے سانپ

زبان میں ناگ سے بات کی تو وہ بھی سانپ کی زبان میں
سخت غصیلی آواز میں بولا:
"میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ مجھے صرف اتنا معلوم
ہے کہ تم میرے دشمن ہو۔ میں تم میں سے کسی
کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ جادو طلسم کی وجہ سے
تم پر میرے زہر کا اثر نہیں ہو رہا اور تم نے
مجھے چھوٹا سا بنا دیا ہے تو کیا ہوا۔ جونہی مجھے
موقع ملا میں تم سب کو ڈس کر ہلاک کر ڈالوں گا۔"
ماریا نے عنبر سے کہا:
"عنبر بھیا! ناگ تو وہ ناگ نہیں ہے۔"
تھیوسانگ عنبر کی ہتھیلی میں تھا۔ اس نے زور زور سے
چلانا شروع کیا:
"عنبر! عنبر! مجھے زمین پر رکھ دو۔ زمین پر
رکھ دو۔"
عنبر نے جلدی سے تھیوسانگ کو زمین پر رکھ دیا۔ ماریا
اور عنبر اسے جھک کر غور سے دیکھنے لگے۔
عنبر نے پوچھا:
"تھیوسانگ! کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟"
تھیوسانگ نے بلند آواز میں کہا:

"ناگ کے ڈسنے سے میرے اندر تبدیلی آ رہی ہے
لگتا ہے مجھے میری طاقت واپس مل گئی ہے۔ تم
پیچھے ہٹ جاؤ۔"
عنبر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہٹتے ہی کڑ
کی آواز پیدا ہوئی اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھیوسانگ
سے اپنے پورے قد کاٹھ میں بڑا ہو چکا تھا۔
"خدا کا شکر ہے تھیوسانگ کہ تمہارا طلسم تو ٹوٹا" عنبر
مسرت سے کہا:
ماریا نے بھی اسے مبارک باد دی۔ تھیوسانگ اپنے ج
غور سے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے کہا:
"کیا یہ ناگ کے زہر کا اثر تھا؟"
"ہاں" تھیوسانگ نے کہا: راجہ بھیروں کے ایک طلسم
کو اس کے دوسرے طلسم نے کاٹ ڈالا ہے۔ ناگ
کے زہر نے مجھے پھر سے بڑا کر کے میری طاقت
بحال کر دی ہے۔"
اب اس نے جھک کر ڈبیا میں پڑے ہوئے ننھے
سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ سانپ نے اپنی ننھی سی بارک
زبان نکالی اور پھنکارا۔ تھیوسانگ نے ماریا سے مخاطب

"ماریا بہن! تم نے ناگ کو کبھی اس حالت میں نہیں
دیکھا ہوگا کہ یہ ہمارا دشمن بن جائے اور اپنے دوستوں
اپنے بہن بھائیوں کو بھی نہ پہچانے۔ ویسے تمہارے پھر
سے مل جانے کی مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔"
عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ماریا بہن! سب سے پہلے تھیوسانگ نے ہی تمہاری
خوشبو محسوس کی تھی۔"
"بالکل" تھیوسانگ بولا۔ "مجھے تو فوراً تمہاری خوشبو
آ گئی تھی۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں کہاں کیا کیا تکلیفیں
اور مصیبتیں برداشت کیں؟"
عنبر بھی کہنے لگا کہ ہاں یہ تو میں تم سے پوچھنا بھول ہی
گیا کہ تمہارے ساتھ کیا گذری؟
ماریا نے کہا:
"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ کیلاش مندر کی طرف چلتے چلو
میں تمہیں اپنی کہانی راستے میں سناتی جاؤں گی۔"
چنانچہ عنبر نے ناگ سانپ والی ڈبی بند کر کے جیب میں
رکھی۔ اب تھیوسانگ بھی اپنے خچر پر بیٹھ گیا۔ ماریا ان کے
ساتھ ساتھ تھی۔ وہ کیلاش مندر کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ کیلاش
مندر تک پہنچتے پہنچتے ماریا نے انہیں اپنی ساری کہانی بیان

کر ڈالی۔ مندر کے صحن میں پہنچے تو سورج ہمالیہ کے پہاڑوں
کے پیچھے ڈوب گیا تھا اور وادی میں اندھیرا اور سردی بڑھ
رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"تمہاری داستان بھی بڑی ہوش رُبا ہے ماریا۔ مگر اب
ہمیں کیٹی کا غم کھا رہا ہے۔ تھیوسانگ پر سے تو
راجہ بھیروں کا طلسم اتر گیا ہے۔ نہ جانے کیٹی کس
حال میں ہو گی۔"

ماریا بولی: "یہاں ہوتی تو ہو سکتا ہے ناگ کے
زہر سے اس کا طلسم بھی ٹوٹ جاتا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"خدا خیر رکھے۔ کسی نہ کسی دن تو کیٹی بھی ہمیں
مل ہی جائے گی۔ بس یہی دعا ہے کہ وہ تکلیف
میں نہ ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ انسانی شکل میں
بھی ہے کہ کسی پرندے یا جانور کی شکل اختیار
کر گئی ہے۔"

ماریا بولی: "خدا کے لیے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو
عنبر بھیا! ہماری بہن کیٹی ضرور انسانی شکل میں ہی

ہو گی بس ذرا اس پر جادو کا اثر ہو گا۔ خدا نے
چاہا تو وہ بہت جلد ہمیں دوبارا آن ملے گی۔
آؤ۔ اس کوٹھڑی میں ٹھہرتے ہیں۔"

ماریا نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا کہ یہ وہی کوٹھڑی
ہے جہاں ایک بار پہلے بھی ہم ناگ کو یہاں لائے تھے
اور اسی کوٹھڑی میں ٹھہرے تھے۔

عنبر نے کہا:

"ہاں! مجھے سب یاد ہے۔ خدا کرے کہ اس بار بھی
ناگ ٹھیک ہو جائے۔"

اتنے میں مندر کے بڑے دروازے میں سے ایک
اونچا لمبا، آدمی بھیڑ کی کھال کی پوستین پہنے لمبی ڈاڑھی اور
سر کے بال چھوڑے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ
میں پیتل کی چھڑی والی ترشول تھی۔ جب وہ قریب آیا تو عنبر
نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں انار کے دانوں کی طرح سرخ تھیں
اور ماتھے پر بڑے پروہتوں والا سرخ رنگ کا تلک لگا
تھا۔ ماریا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی۔

"یہ اس مندر کا پروہت ہے عنبر! مجھے کوئی ڈاکو
اور بدمعاش لگتا ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے وہاں کے رواج کے مطابق

ہاتھ جوڑ کر اسے سلام کیا۔ پروہت نے آہستہ سے سر ہلا کر
ان کے سلام کا جواب دیا اور انہیں گھورتے ہوئے بولا:
"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"مہاراج! میرا نام عنبر ہے۔ یہ میرا دوست تھیوسانگ
ہے۔ ہم سیاح ہیں اور کیلاش مندر کی یاترا کو
آئے ہیں۔"
پروہت نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس انہیں اپنی لال لال
آنکھوں سے گھورتا رہا۔
تھیوسانگ نے کہا:
"مہاراج! ہم ہستنا پور کے رہنے والے ہیں۔ وہاں
جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ دیر سے خواہش
تھی کہ کیلاش مندر کی یاترا کریں اور کیلاش دیوتا کے
درشن کریں۔"
عنبر نے جیب سے سونے کے چار سکے نکال کر پروہت
کو پیش کرتے ہوئے کہا:
"یہ مہاراج آپ کی بھینٹ ہیں۔ یہ آپ کا
نذرانہ ہے۔ اسے قبول کر کے ہمارا مان بڑھائیں اور
ہمیں آشیرباد دیں۔"

سونے کے چار سکے دیکھ کر پروہت کی آنکھیں کھل گئیں۔
وہاں کبھی کسی یاتری نے سونے کے سکے پیش نہیں کیے تھے
سب چاندی کے سکے ہی بھینٹ کرتے تھے۔ پروہت نے
اپنی خوشی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ سونے کے سکے لے کر
رکھ لیے اور اسی کرخت لہجے میں بولا:
"تم لوگ کب تک مندر میں رہو گے؟"
عنبر نے کہا:
"مہاراج! بیماروں کی بھلائی اور علاج کے لیے ہم ان
پہاڑوں میں کچھ نایاب جڑی بوٹیاں بھی تلاش کرنا
چاہتے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ ہمیں دس بارہ
دن یہاں لگ جائیں۔"
پروہت نے رعب دار آواز میں کہا:
"اس کے لیے تمہیں سونے کے آٹھ سکے اور دینے
ہوں گے۔"
عنبر کے پاس صرف آٹھ سونے کے سکے ہی باقی رہ گئے
تھے۔ اس نے وہ بھی لالچی پروہت کے حوالے کر دیے۔ پروہت
نے وہ بھی لے کر اپنی جیب میں رکھ لیے اور واپس مندر
کی طرف مڑتے ہوئے بولا:
"تمہیں دو وقت مندر کے لنگر سے بھوجن مل جایا

کرے گا۔ مگر دس دن کے بعد اگر رہنا چاہو گے تو سونے کے دس اور سکے دینے ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"بہت اچھا مہاراج! اگر ہم زیادہ ٹھہرے تو آپ کو ضرور مزید سکے دے دیں گے۔"

پروہت واپس مندر میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ماریا نے کہا:

"یہ بڑا لالچی آدمی ہے۔ جتنے دن سے میں یہاں ہوں میں نے دیکھا ہے کہ یہ نیچے گاؤں سے آئے ہوئے غریب لوگوں سے زبردستی لگان اور چاندی تانبے کے سکے وصول کرتا رہا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہمیں اس سے کیا لینا ہے ماریا بہن! ہم تو ناگ کا علاج کرنے آئے ہیں۔ دو ایک دن ہی میں یہاں سے چلے جائیں گے۔"

پھر وہ کوٹھڑی میں چلے گئے۔

تھیوسانگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! میں حوض میں سے پانی لاتا ہوں۔ تم ناگ کی ڈبیا نکالو۔ ناگ پر حوض کا پانی ڈالتے ہیں۔ ممکن

ہے ناگ کا طلسم ختم ہو جائے۔"

ماریا بولی: "ایک بار پھر سوچ لیتے ہیں۔ کہیں معاملہ الٹ نہ ہو جائے۔"

عنبر نے کہا:

"اس حوض کا پانی ناگ کے لیے ہمیشہ اکسیر رہا ہے۔ تھیوسانگ تم اس لوٹے میں پانی لاؤ باہر سے۔"

تھیوسانگ لوٹا لے کر حوض کی طرف دوڑا اور عنبر نے ڈبی نکال کر کھول دی ماریا ناگ سانپ کو غور سے دیکھنے لگی۔
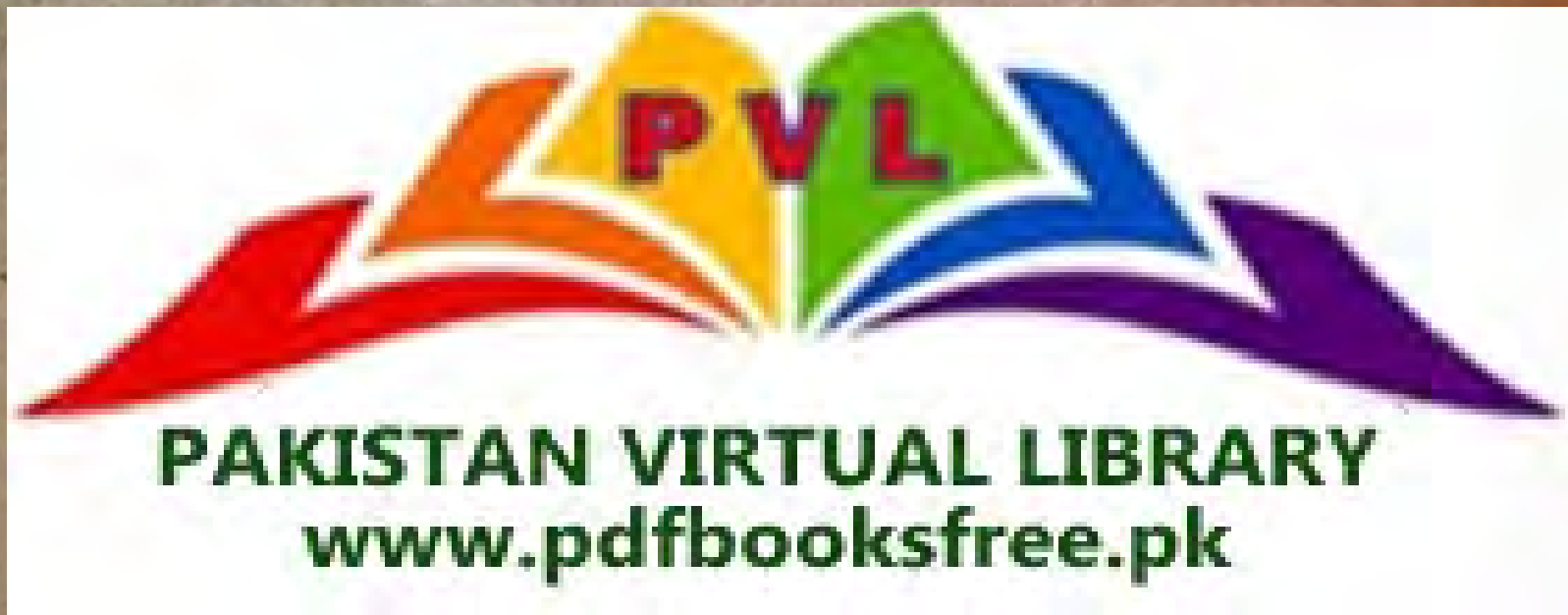
سایہ غائب ہو گیا

تھیوسانگ حوض کا پانی لوٹے میں بھر کر لے آیا۔

عنبر نے کہا:

"دروازہ بند کر دو ماریا۔"

ماریا نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ تھیوسانگ نے پانی کا لوٹا عنبر کے پاس ہی رکھ دیا۔ ماریا نے طاق میں رکھا ہوا تیل کا دِیا روشن کر دیا تھا۔ کوٹھڑی میں دیئے کی روشنی پھیل گئی۔ عنبر نے انگلی سے ناگ سانپ کو ڈبی میں سے اٹھایا تو ناگ سانپ نے ایک بار پھر عنبر کی انگلی پر ڈس دیا۔

عنبر نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ! مجھے پہچاننے کی کوشش کرو۔ میں عنبر ہوں تمہارا قدیمی دوست۔"

ناگ سانپ کی باریک آواز آئی:

"مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ میں کسی عنبر کو نہیں جانتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم میرے

دشمن ہو اور میں ایک نہ ایک دن تمہیں ہلاک کر کے اپنے گورو راجہ بھیروں کا حکم پورا کر دوں گا۔"

ماریا نے کہا:

"عنبر! اس پر جادو کا گہرا اثر ہے۔ حوض کے پانی کا چھینٹا دو۔ شاید طلسم ٹوٹ جائے۔"

تھیوسانگ نے لوٹا عنبر کے آگے کر دیا۔ عنبر نے ناگ سانپ کو زمین پر رکھ دیا۔ ناگ سانپ جو کہ چھوٹا ہوا ننھی سی جلیبی کی طرح ہو گیا تھا زمین پر آتے ہی تھیوسانگ کو کاٹنے دوڑا۔ تھیوسانگ نے اسے انگلی سے وہیں دبا دیا۔ عنبر نے لوٹے میں سے پانی چلو میں لیا اور ناگ سانپ کے اوپر ڈال دیا۔ مگر ناگ سانپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کئی بار پانی ڈالنے پر بھی جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو تھیوسانگ ناامید ہو کر بولا:

"اس کا کوئی فائدہ نہیں عنبر! ناگ سانپ کا طلسم ویسے کا ویسا ہی ہے۔ ہمیں کوئی اور ترکیب تلاش کرنی پڑے گی۔"

ماریا نے کہا:

"اور ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"سوچنا پڑے گا۔"

عنبر نے مایوسی کے ساتھ سر ہلایا اور بولا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ناگ کا طلسم کیسے ختم کیا جائے۔ بہرحال میں اسے ڈبی میں بند کرتا ہوں۔"

عنبر نے ناگ سانپ کو ڈبی میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ماریا ان کے قریب ہی تخت پر بیٹھی تھی کہنے لگی:

"میں ہمالیہ کے پہاڑوں کا ایک چکر لگاتی ہوں۔ ممکن ہے مجھے کوئی جوگی مل جائے۔ سنا ہے جوگی لوگوں کے پاس جادو ٹونے کا توڑ ہوتا ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"خدا کے لیے اب تم کہیں مت جانا۔ پہلے ہی کیٹی ہم سے جدا ہے۔ ہم تم سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اب جو کام بھی کریں گے اکٹھے مل کر کریں گے۔"

ماریا بولی: "تو کیا اب اس کیلاش مندر میں ہی پڑے رہیں گے؟ یہاں ہمیں کیا مل جائے گا؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے خدا کوئی سبب پیدا کر دے۔ ہم نے

دس بارہ دن کا کرایہ ادا کر دیا ہے۔ کم از کم دس روز ہی یہاں رہ لیتے ہیں۔ اگر کوئی سبب نہ بنا تو پھر جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ جیسے تم سب کی مرضی

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:

"کل صبح اس مندر کے آس پاس پھر کر دیکھیں گے کہ کوئی جوگی یا پیرا تو نہیں آیا ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ناگ کے طلسم کا کوئی علاج بتا سکیں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"جوگیوں اور پیروں سے پوچھنے سے تو بہتر ہے کہ ہم یہاں کسی سانپ کو بلا کر اس سے مشورہ کریں۔"

یہ خیال ماریا اور عنبر کو بہت پسند آیا۔ عنبر بولا:

"کیا اسی کوٹھڑی میں کسی سانپ کو بلائیں یا ہم خود مندر کے صحن سے نکل کر نیچے وادی میں چلے جائیں؟"

ماریا نے کہا:

"اسی کوٹھڑی میں بلا لیتے ہیں۔ یہاں کیا حرج ہے۔ اتنی سردی میں مندر کا صحن سنسان پڑا ہے

یہاں کوئی نہیں آتا شام کے بعد۔"
عنبر نے اسی وقت سانپ کی آواز نکالی اور کہا:
"اگر کوئی اس علاقے میں سانپ ہو تو ہمارے سامنے
آئے۔ میں ناگ دیوتا کا بھائی بول رہا ہوں۔"
تین چار بار آواز دینے کے بعد انہیں ادھ کھلے در
میں سے ایک سبز رنگ کا سانپ رینگتا ہوا اپنی طر
آتا نظر آیا۔ اس کے جسم پر سیاہ اور لال دھاریاں تھ
چونکہ وہاں اسے ناگ دیوتا کہیں نظر نہیں آیا اس لیے
سانپ نے کسی کے آگے سر نہ جھکایا۔ اس نے عنبر
کی طرف دیکھ کر کہا:
"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا نمسکار! میں کیا
خدمت کر سکتا ہوں؟"
عنبر نے ڈبیا میں سے ناگ سانپ کو باہر نکال کر
زمین پر رکھ دیا۔ اب دھاری دار سانپ کو ناگ دیوتا
خوشبو آئی اور اس نے ناگ دیوتا کو ننھے سے باریک
کی شکل میں پہچان لیا۔ اس نے سر جھکا دیا اور بولا:
"ناگ دیوتا اپنے دشمن کے شکنجے میں ہے۔"
ناگ سانپ نے پھنکار ماری اور غضبناک لہجے میں کہا:
"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ میں راجہ بھیروں کا غلام

ہوں میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"
اور ناگ سانپ نے دھاری دار سانپ پر حملہ کر دیا۔
عنبر نے فوراً ناگ سانپ کو اٹھا کر ڈبی میں بند کر دیا
اور دھاری دار سانپ سے کہا:
"تم نے ناگ دیوتا کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ
لی ہے اس پر راجہ بھیروں نے جادو کیا ہوا ہے۔
میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ کیا تم کوئی ایسا
طریقہ جانتے ہو جس کی مدد سے ناگ دیوتا کو اس
طلسم سے نجات دلائی جا سکے؟"
دھاری دار سانپ سوچنے لگ گیا۔ پھر اس نے سر
اٹھا کر کہا:
"ناگ دیوتا پر بڑا خطرناک طلسم کیا گیا ہے۔ ایسا
طلسم میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میرے پاس
اس طلسم کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"
عنبر نے کہا:
"کیا یہاں وادی میں کوئی ایسا سانپ نہیں ہے
جس کو جادو توڑنے کا توڑ آتا ہو؟"
دھاری دار سانپ بولا:
"وادی میں ایسا کوئی سانپ نہیں ہے۔"

پھر ایک پل کے لیے خاموش رہنے کے بعد بولا:
"میں نے اپنے دادا سانپ سے سنا ہے کہ کیلاش
پربت کی سب سے اونچی چوٹی کے اندر ایک برف
کا غار ہے اس غار میں آج تک کوئی انسان نہیں
گیا۔ لیکن وہاں پورے چاند کی رات کو ایک آواز
بلند ہوتی ہے جو پوچھتی ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟
کیونکہ وہاں کبھی کوئی انسان نہیں جا سکا اس لیے
اس آواز کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔
میرے دادا سانپ کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی انسان
اس غیبی آواز کو اپنی کوئی خواہش بتا دے تو وہ
فوراً پوری ہو جاتی ہے۔"
عنبر نے کہا:
"تمہارا شکریہ۔ میں ناگ دیوتا کو لے کر کیلاش پربت
کے غار میں ضرور جاؤں گا۔"
دھاری دار سانپ نمسکار کر کے چلا گیا تو تھیوسانگ نے
ماریا کو آواز دی اور کہا:
"ماریا! تمہارا کیا خیال ہے؟"
ماریا بولی: "سانپ جھوٹ نہیں بولا کرتے ہمیں
کیلاش پربت کے برفانی غار میں ناگ کو لے کر

ضرور جانا چاہیے۔"
عنبر نے ڈبیا جیب میں رکھی اور بولا:
"آج چاند کی سات تاریخ ہے۔ سات روز بعد
پورے چاند کی رات ہوگی۔ ہم اکٹھے کیلاش پربت
پر چلیں گے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"سب کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم میں سے
کسی ایک کو جانا چاہیے۔"
عنبر بولا: "تو پھر میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ اسی
جگہ رہنا۔"
چنانچہ پورے چاند کی رات آئی تو عنبر نے ناگ کی
ڈبیا اپنے ساتھ لی اور کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو
گیا۔ جب وہ بلند پہاڑیوں میں پہنچا تو اس کی چاروں
طرف برف ہی برف تھی۔ اتنی بلندی پر ہوا میں آکسیجن
بے حد کم ہو گئی تھی۔ عنبر کی جگہ اگر کوئی عام انسان ہوتا تو
شاید آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوتا مگر
عنبر کو اس کمی کا احساس نہ ہوا اور وہ کیلاش پربت
کی چوٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے سردی بھی نہیں لگ
رہی تھی۔ اس میں طاقت بھی بہت تھی۔ چنانچہ وہ برفانی

چڑھائیاں چڑھتا کیلاش پربت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

اس پاس پہاڑوں پر جمی ہوئی برف پورے چاند کی زرد چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ایسی خاموشی اور سناٹا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بھی کافی بلند سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیلاش پربت کے پہلو میں ایک برفانی غار ہے۔ یہی وہ غار تھا جس کے بارے میں دھاری دار سانپ نے اسے بتایا تھا۔ عنبر اس غار میں داخل ہو گیا۔ غار زیادہ بڑا نہیں تھا۔ چھ سات قدم چلنے کے بعد سامنے پتھر کی دیوار آ گئی۔ عنبر واپس آ کر دیوار کے منہ پر ایک طرف بیٹھ گیا اور آدھی رات کو بلند ہونے والی غیبی آواز کا انتظار کرنے لگا۔

چاروں طرف ہیبت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ چاند سفید برف پوش پہاڑیوں کے اوپر ٹھہرا ہوا سا لگ رہا تھا۔ عنبر کو کسی کے کپڑوں کی سرسراہٹ بالکل قریب سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر ایک انسانی سایہ زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر کھڑا تھا۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے آواز آئی:

"کیا خواہش ہے تمہاری؟"

عنبر نے کہا:

"میرا دوست ناگ دیوتا ایک خطرناک طلسم کی زد میں آ گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا طلسم ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے ٹھیک ہو جائے۔"

پراسرار سائے نے کہا:

"تمہاری خواہش پوری ہو گی۔ کل رات جب کیلاش مندر پر خاموشی چھا جائے اور چاند حوض کے پانی میں چمکتا دکھائی دے تو ناگ سانپ کی بند ڈبیا حوض میں پھینک دینا۔ اس میں سے ناگ انسانی حالت میں باہر نکل آئے گا اور اس کا طلسم ٹوٹ چکا ہو گا۔"

عنبر بڑا خوش ہوا۔ وہ پر اسرار سائے کا شکریہ ادا کرنے والا تھا کہ سایہ چاندنی رات میں غائب ہو گیا۔ عنبر خوشی خوشی واپس کیلاش مندر کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے پراسرار سائے کی بات تھیوسانگ اور ماریا کو بتائی تو وہ بھی بڑے خوش ہوئے۔

ماریا نے کہا:

"پراسرار سائے سے کیٹی کے بارے میں بھی پوچھ لیتے تو اچھا تھا۔"

عنبر بولا: "سایہ تو ایک دم سے غائب ہو گیا۔"

اس نے مجھے شکریہ ادا کرنے کی بھی مہلت
نہیں دی۔"
تھیوسانگ بولا: "مجھے یقین ہے کہ کل رات ناگ
بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔"
"مجھے بھی یقین ہے" عنبر نے کہا۔
ماریا کہنے لگی:
"اگلے پورے چاند کی رات کو ہم پُراسرار سائے
سے کیٹی کے بارے میں چل کر معلوم کریں گے۔"
"اچھا خیال ہے" تھیوسانگ بولا "میں بھی ساتھ
چلوں گا۔"
ماریا بولی: "اب ہمیں کل رات کا انتظار کرنا ہوگا۔"
دوسرے دن صبح ہی سے وہ رات کا انتظار کرنے لگے۔
عنبر کو نہائے ہوئے دو چار دن ہو گئے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ
کیلاش مندر سے نیچے والی وادی میں گئے ہوئے تھے۔ عنبر
نے سوچا کہ ان کے آتے آتے میں ذرا نہا لوں چنانچہ اس
نے کوٹھڑی سے نکل کر نیچے ایک چشمے کا رخ کیا جو
تھوڑے فاصلے پر ہی بہتا تھا۔ یہاں اس نے قمیض اتار
کر جھاڑیوں میں پھینکی اور چشمے میں اتر کر نہانے لگا۔ ناگ
سانپ کی ڈبی کرتے کی جیب ہی میں تھی۔ جب اس نے

کرتا جھاڑیوں میں اتار کر پھینکا تو ڈبی ایک پتھر سے ٹکرا
کر کھل گئی۔ عنبر کو اس کا علم نہ ہوا۔ ڈبی کے کھلتے ہی
ناگ سانپ اس میں سے آہستہ آہستہ رینگتا باہر آ گیا۔ کرتے
میں سے نکل کر ناگ سانپ نے کھلی فضا کو دیکھا تو
گھاس کے اندر وادی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ نیچے
وادی میں پہاڑی لوگوں کے چند ایک مکان بنے ہوئے تھے۔
ناگ سانپ اس بستی کی طرف رینگنے لگا۔
عنبر تازہ ٹھنڈے پانی میں خوب مزے سے نہا رہا تھا۔
اس سردی میں بھی چونکہ اسے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی۔
اس لیے خوب مل مل کر نہا رہا تھا۔ نہانے کے بعد اس
نے چشمے سے باہر نکل کر جھاڑیوں میں سے کرتا اٹھا کر
پہنا اور اپنی کیلاش مندر والی کوٹھڑی میں آ کر آرام سے
بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا کی دور سے خوشبو آ رہی تھی۔
اس کا مطلب تھا کہ وہ نیچے وادی میں کہیں سیر وغیرہ کر
رہے تھے۔ اصل میں تھیوسانگ کو کیلاش پربت کی بستی
کے میٹھے سیب بڑے پسند تھے۔ اور وہی ماریا کو ساتھ
لے کر سیب لینے گیا تھا۔
تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ اور ماریا واپس آ گئے۔ تھیوسانگ
بہت سے سیب اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس نے یہ سیب

کاٹ کر تھالی میں رکھے اور ماریا سے کہا:
"آج تم بھی سیب کھاؤ ہمارے ساتھ۔"
ماریا ہنس کر بولی:
"میں تو پانی تک نہیں پی سکتی۔ سیب کہاں سے کھاؤں گی۔"
عنبر سیب کی ایک قاش اٹھا کر بولا:
"چلو۔ تمہارے حصے کے سیب بھی میں ہی کھا لونگا۔"
ادھر یہ لوگ کوٹھڑی میں بیٹھے خوش ہو کر سیب کھا رہے تھے اور دوسری طرف ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں جھاڑیوں، پتھروں اور اونچی اونچی گھاس میں سے گذرتا کیلاش پربت کی بستی کے باہر پہنچ گیا تھا۔ ایک مدت کے بعد اسے آزادی ملی تھی۔ اس نے یہی سوچا کر کچھ دیر علاقے میں گھوم پھر کر سیر کی جائے۔ تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو اسے کیلاش مندر کی طرف سے برابر آ رہی تھی اور وہ کسی بھی وقت وہاں جا سکتا تھا۔ ناگ سانپ اس انتظار میں تھا کہ جونہی عنبر اور تھیوسانگ کی طاقت ختم ہو تو وہ ان کو ڈس کر راجہ بھیروں کے حکم کو پورا کرے۔ ناگ کو بالکل احساس تک نہیں تھا کہ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی ماریا کبھی اس کے دوست تھے اور وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس وقت وہ

راجہ بھیروں کے جادو کے اثر میں تھا۔
پہاڑی بستی کے باہر ایک ٹوٹا پھوٹا شمشان گھر تھا۔ یعنی وہ جگہ جہاں ہندو لوگ اپنے مردوں کو چتا میں جلاتے تھے۔ اس شمشان میں ایک سپیرا ٹھنڈی چتا پر مردے کی راکھ اپنے ماتھے پر لگائے ایک خاص عمل کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور وہ منہ ہی منہ میں کالے علم کے منتر پڑھ رہا تھا۔ یہ بڑا زبردست اور چالاک سپیرا تھا وہ ایک ایسا عمل پڑھ رہا تھا جس کی مدد سے وہ سانپوں کے بادشاہ شیش ناگ کو اپنے قابو میں کر کے زمین کے اندر اور باہر جتنی دولت تھی وہ حاصل کر سکتا تھا۔ اسے شمشان میں یہ عمل پڑھتے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ سپیرا آنکھیں بند کیے منتر پڑھ رہا تھا کہ اچانک اسے فضا میں ایک عجیب سی بو محسوس ہوئی۔ اس کا دھیان منتروں سے ہٹ گیا اور وہ سوچنے لگا کہ یہ کس چیز کی بو ہے؟ جب بو ذرا تیز ہوئی اور ناگ سانپ شمشان کے اندر رینگتا ہوا آ گیا تو سپیرا ایک دم سے چونک پڑا۔ یہ تو ناگوں کے شہنشاہ اور شیش ناگ کے بھی آقا ناگ دیوتا کی بو تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور سوچا کہ کہیں یہ اس کے عمل

کا نتیجہ تو نہیں کہ خود ناگ دیوتا اس کے پاس چل کر
آ رہا ہے؟ ضرور ایسی ہی بات ہو گی۔ میرا عمل کامیاب
اور زبردست ہے کہ جو شیش ناگ کی بجائے اس کے
بھی آقا اور مالک ناگ دیوتا کو میرے پاس کھینچ لایا ہے۔
سپیرا اپنے استھان سے اُتر آیا۔ وہ اونچی آواز میں منتر پڑھتے
ہوئے ناگ دیوتا کو ڈھونڈنے لگا۔ ناگ کی بُو اس سپیرے کی
مدد کر رہی تھی۔ آخر وہ اس بُو کی مدد سے وہاں پہنچ گیا
جہاں ناگ سانپ زمین پر رینگتا ہوا ایک پتھر کے پیچھے
سے باہر نکل رہا تھا۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہی
ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ ناگ دیوتا کی بُو اسی سانپ کے
جسم سے اٹھ رہی تھی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ
ناگ دیوتا بالکل چھوٹا سا انگلی کے سائز کا سانپ بنا ہوا
تھا۔ سپیرے نے فوراً ایک منتر کو سات بار پڑھا اور
ناگ دیوتا پر پھونک ماری۔ ناگ اپنے دیوتا کے روپ
میں تو تھا نہیں کہ اس منتر کا مقابلہ کر سکتا۔ اس پر تو راجہ
بھیروں کے جادو کا اثر تھا اور سپیرے کا منتر راجہ بھیروں
کے طلسم سے زیادہ شدید تھا۔ ناگ پر پھونک کا یہ اثر ہوا
کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اس پر راجہ بھیروں نے طلسم کرنے

کے بعد حکم دیا تھا کہ وہ عنبر اور تھیوسانگ سے جا کر
انتقام لے۔ اب اسے صرف اتنا ہی یاد رہا کہ جس آدمی
نے اس پر پھونک ماری ہے وہ اس کا غلام ہے اور
اس کی ہر بات کو تسلیم کرے گا اور اس کا حکم بجا لائے گا۔
سپیرے نے پھونک مارنے کے بعد جھک کر ناگ کو دیکھا۔
ناگ کا سائز بڑا نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی تک چھوٹا ہی تھا۔
مگر سپیرا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ ناگ دیوتا اپنا چھوٹا
سا سر اٹھا کر اس کے آگے بار بار جھکا رہا تھا۔ اس کا
مطلب تھا کہ اس کا منتر اپنا کام کر چکا تھا اور ناگ
دیوتا اس کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر سپیرے کے لیے
اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ شیش ناگ کی بجائے خود ناگ دیوتا
اس کے قبضے میں آ جائے۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو اٹھا لیا اور اسے غور سے
دیکھنے لگا۔ اس تجربہ کار سپیرے کو سانپوں کی زبان میں بات
کرنی آتی تھی۔ اس نے ناگ دیوتا سے کہا:

"تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ بولا: "ہاں میرے آقا! میں ناگ دیوتا ہوں۔
مگر تمہارے حکم کا پابند ہوں۔ تم جیسا کہو گے
ویسا ہی کروں گا۔"

سپیرے کا چہرہ خوشی سے کِھل اٹھا۔ اس نے ناگ سانپ
کو ایک چھوٹی سی چمڑے کی تھیلی میں بند کر کے اپنے لمبے
جھولے ایلسے کُرتے کی جیب میں ڈالا اور اپنی سانپوں کی
بین اٹھا کر تیز تیز قدم اُٹھاتا وادی سے اتر کر نیچے گھنے
جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل اندھیرا دیس کے
راجاؤں کے پرانے غار تھے جن کے بارے میں کتابوں میں
لکھا تھا کہ اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن ہیں۔
دوسری طرف جب رات گہری ہو گئی اور کیلاش مندر پر
خاموشی چھا گئی تو عنبر نے کہا:
"حوض میں چاند کا عکس آیا ہے کہ نہیں۔ تھیوسانگ
تم جا کر دیکھو۔"
تھیوسانگ کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ جب واپس آیا تو بولا:
"چاند ٹھیک حوض کے وسط میں چمک رہا ہے۔ آؤ
ناگ کی ڈبیا حوض میں پھینک دیتے ہیں۔"
تھیوسانگ کے اتنا کہنے پر عنبر جلدی سے اٹھا اور جیب
میں ہاتھ ڈالا کہ ناگ کی ڈبی نکالے۔ وہ یہ دیکھ کر کچھ پریشان
ہوا کہ اس کی جیب میں ڈبی کھلی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی
سے ڈبی باہر نکالی اور بولا:
"یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟"

تھیوسانگ اور ماریا خالی ڈبی کو تکنے لگے:
"ناگ کہاں ہے؟ جیب میں دیکھو۔" ماریا نے گھبراہٹ
میں کہا:
عنبر جیب ٹٹولنے لگا مگر جیب میں ناگ سانپ کہیں
بھی نہیں تھا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا:
"ناگ جیب میں نہیں ہے۔ اب کیا ہو گا؟"
تھیوسانگ بولا: "کُرتے کی دوسری جیبیں دیکھو عنبر۔
ہو سکتا ہے ناگ ڈبی سے نکل کر دوسری جیبوں
میں چلا گیا ہو۔"
ناگ نے کئی بار ساری جیبوں کو ٹٹول کر دیکھ لیا مگر
ناگ اسے نہ ملا۔ اب تو وہ سب سخت پریشان ہوئے۔
ماریا بولی: "یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟ ظاہر
ہے ڈبی کھلی دیکھ کر ناگ باہر نکل گیا ہو گا۔"
عنبر نے کہا:
"ہاں یاد آیا۔ میں نے آج صبح نہاتے وقت قمیض
اتار کر جھاڑیوں میں پھینکی تھی۔ میرا خیال ہے اس
وقت ڈبی کھل گئی ہو گی۔"
تھیوسانگ بولا: "یہ تو بڑی بڑی بات ہوئی۔ اب
ہم ناگ کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔ اتنی بڑی

بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے چاندنی رات میں
چشمے کے آس پاس جگہ جگہ دیکھا مگر ناگ وہاں ہوتا تو انہیں
ملتا۔ اس وقت تو ناگ عیار پیرے کے جھولے میں بند
وادی کیلاش سے بہت دور نکل چکا تھا۔ جب انہیں
ناگ وہاں نہ ملا تو وہ وادی میں نکل گئے۔ نیچے پہاڑی
لوگوں کی بستی کے مکانوں پر گہری خاموشی طاری تھی۔ سخت
سردی میں لوگ مکانوں کے دروازے بند کئے لحافوں میں
دبکے سو رہے تھے۔ چاندنی رات میں انہیں جھاڑیاں اور
صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"ماریا! تم سامنے والی پہاڑیوں میں جا کر دیکھو۔ میں
اور عنبر بستی میں جا کر دیکھتے ہیں۔"

خاصی دیر تک وہ ناگ کو ڈھونڈتے رہے۔ آخر عنبر نے
کہا: "میرا خیال ہے ہمیں دن کی روشنی میں ایک بار
پھر ناگ کی تلاش پر نکلنا ہو گا۔ آؤ واپس چلتے ہیں۔"
اور وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئے۔

صبح کو جب سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو
عنبر تھیوسانگ اور ماریا ایک بار پھر ناگ کی کھوج میں
نکل کھڑے ہوئے۔ دوپہر تک انہوں نے وادی اور پہاڑی

وادی ہے۔ جانے صبح سے اب تک وہ کہاں کا
کہاں پہنچ گیا ہو گا۔"

ماریا اور عنبر بھی سخت پریشان ہوئے کہ اب کیا کریں
جس کے لیے انہوں نے اتنی محنت کی تھی، اتنا انتظار کیا
تھا اور اتنا فاصلہ طے کر کے وہاں آئے تھے وہ ہی غائب
ہو گیا تھا۔

عنبر بولا: "ہمیں پریشان ہونا چھوڑ کر ناگ کی تلاش
کا کام شروع کرنا چاہیے۔"

"مگر ہم اسے کہاں ڈھونڈیں؟ ایک تو وہ اتنا
باریک اور چھوٹا ہے کہ تمہیں نظر ہی نہیں آئے گا۔
دوسرے اس کی خوشبو بھی ہمیں نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر ماریا خاموش ہو گئی۔ تھیوسانگ بولا:

"اور پھر ابھی رات کا وقت ہے۔ وہ کہاں دکھائی
دے گا ہمیں۔"

عنبر جھنجھلاتے ہوئے کہنے لگا:

"تو پھر تم مت جاؤ۔ میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں۔
میں نے اسے گم کیا ہے۔ میں ہی اسے ڈھونڈوں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے نکل کر اس چشمے کی طرف چل پڑا
جہاں صبح اس نے غسل کیا تھا۔ اسے جاتا دیکھ کر ماریا اور تھیوسانگ

ڈھلانوں اور غاروں کا چپہ چپہ چھان مارا مگر ناگ انہیں
کہیں نہ ملا۔ تھک ہار کر وہ واپس کیلاش مندر میں آ گئے
تھیوسانگ بولا:

"اب مجبوراً ہمیں اگلے پورے چاند کی رات کا
انتظار کرنا ہوگا تاکہ کیلاش پربت کے برفانی غار
میں جا کر پراسرار سائے سے ناگ کے بارے میں
دریافت کیا جائے۔"

تجویز معقول تھی۔ عنبر بولا:

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی
نہیں ہے اسی مندر میں رہ کر اگلے پورے چاند
کی رات کا انتظار کرتے ہیں۔"

دوسری طرف عیار پیسرا ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کیے
ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر آندھیا ریکھا کے ساتھ
راجاؤں والے غار کی طرف سفر کر رہا تھا۔ ابھی اس کا
چار دن کا سفر باقی تھا۔ پیسرے کو بھی ہم قافلے کے
ساتھ چھوڑتے ہیں۔ اور کیٹی کی خبر لیتے ہیں کہ اس کے
ساتھ کیا بیتی؟

جب تھیوسانگ کے بعد طلسمی بھڑ نے اسے کاٹا تو وہ
ایک دم سے غائب ہوگئی۔ اصل میں یہ اس کے خلائی جسم

پر طلسمی ڈنک کا ردعمل ہوا تھا کہ وہ غائب ہو گئی تھی
پہلے تو اسے بالکل اپنے آپ کا ہوش نہ رہا۔ جب ہوش
آیا تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک نازک سی ہرنی بنی ہوئی
جنگل میں ایک ندی کے کنارے کھڑی ہے۔ کیٹی کو پہلے
تو محسوس ہی نہ ہوا کہ وہ ہرنی کی شکل اختیار کر چکی ہے۔
اچانک اس نے ندی کے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو اس
کا دل دھک سے رہ گیا۔ یہ کیا؟ وہ تو عورت سے ہرنی
بن گئی ہے۔ گھبرا کر درختوں کی طرف بھاگی۔ وہاں سے پھر
بھاگ کر ندی کنارے آئی۔ ایک بار پھر اپنا چہرہ ندی
میں دیکھا۔ وہ سچ مچ ہرنی کی شکل کی ہو گئی۔ کیٹی تو پریشان
ہو کر وہیں بیٹھ گئی۔ اور اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔ اس
کا دماغ اور یادداشت انسانوں ایسی ہی تھی۔ اسے اپنے
بارے میں معلوم تھا کہ وہ کیٹی ہے۔ ایک خلائی لڑکی
ہے جو ایک حادثے کے بعد اپنی خلائی مخلوق سے بچھڑ
کر عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کے ساتھ سینکڑوں برسوں
سے سفر کر رہی ہے اور اسے یہ بھی یاد رہا تھا کہ وہ
تھیوسانگ اور عنبر کے ساتھ کیلاش مندر کی طرف جا رہی
تھی کہ تھیوسانگ کو ایک کالی بھڑ نے ڈسا۔ اس نے
کالی بھڑ کو ہاتھ سے پرے ہٹایا تو کالی بھڑ نے اسے

گردن پر کاٹ دیا تھا۔ یقیناً یہ کالی بھڑ کوئی طلسمی بھڑ
تھی جس کے ڈنک کے زہر کی وجہ سے وہ انسان سے
ہرنی کی شکل میں آگئی ہے۔ اب کیا ہوگا؟ وہ عنبر تھیوسانگ
اور ماریا کو کیسے تلاش کرے گی؟

آخر کیٹی ہرنی نے یہی فیصلہ کیا کہ چونکہ عنبر اور تھیوسانگ
کیلاش مندر کی طرف کیلاش پربت کو جا رہے تھے اس لیے
اسے بھی کیلاش پربت کی طرف ہی جانا چاہیے۔ شاید ان سے
پھر ملاقات ہو جائے اور وہ اس کا کوئی علاج کر دیں اور
وہ پھر سے انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ مگر کیٹی ہرنی کو یہ
معلوم نہیں تھا کہ کیلاش پربت کو کونسا راستہ جاتا ہے۔ اس
نے اندازے کے ساتھ ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا۔
وہ شام تک جنگل میں چلتی رہی۔ اب اسے بھوک لگنے
لگی۔ دوسری ہرنیوں کی طرح کیٹی ہرنی نے بھی تھوڑا سا گھاس
کھایا۔ ندی کا پانی پیا اور سفر پر روانہ ہو گئی۔ جب رات کا
اندھیرا چھا گیا تو وہ ایک درخت کے نیچے کھوہ میں بیٹھ
کر بیٹھ گئی اور عنبر ناگ، ماریا اور تھیوسانگ کے بارے میں
سوچنے لگی۔ انہیں یاد کرنے لگی۔ پھر اسے نیند آ گئی اور وہ
سو گئی۔ صبح کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو جنگل میں دن
کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ گھاس پتے کھا کر پیٹ بھرا۔ ایک

تالاب سے پانی پیا اور چل دی۔ چلتے چلتے جب اسے
ایک پہر گزر گیا تو اچانک اس کا پاؤں زمین پر رکھے
ہوئے ایک جال میں پھنس کر رہ گیا۔ کیٹی ہرنی نے پاؤں
کو کھینچا تو وہ اس میں اور زیادہ الجھ گئی۔ اس نے بھاگنے
کی کوشش کی مگر جال کی رسی نے اسے چاروں طرف سے
اپنے پھندے میں پھنسا لیا تھا۔

اتنے میں ایک طرف سے دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے
اور کیٹی ہرنی کو دیکھ کر ایک نے کہا:
"بڑی خوبصورت ہرنی ہے۔ دیکھو رامو۔ اس کی آنکھیں
بالکل کسی عورت کی آنکھوں کی طرح نیلی ہیں"

یہ دونوں شکاری تھے۔ اور یہ پھندا انہوں نے ہی وہاں لگایا
تھا۔ انہوں نے کیٹی ہرنی کو اٹھا لیا اور جنگل میں ایک
کھڑی بیل گاڑی میں باندھ کر ڈالا اور بیل گاڑی میں بیٹھ
کر قریبی گاؤں میں آ گئے۔ وہاں شور مچ گیا کہ رامو اور اس
کا بھائی جنگل سے ایک ایسی ہرنی پکڑ کر لائے ہیں جس کی
نیلی آنکھیں عورتوں جیسی ہیں۔ گاؤں کے سب لوگ اور عورتیں
کیٹی ہرنی کو دیکھنے آئیں۔ رامو اور اس کے بھائی نے کیٹی ہرنی
کے آگے چارہ ڈالا۔ اسے پانی پلایا اور رات کو یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ
یہ بڑی نایاب ہرنی ہے اس لیے اسے شہر میں لے جا کر کسی

سوداگر کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیے۔ انہیں بہت قیمت ملے گی۔
چنانچہ دوسرے روز وہ کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈال کر پہاڑوں
کے پار آندھیرا شہر کی طرف لے گئے۔ یہ وہی آندھیرا شہر تھا
جہاں سات راجاؤں کے خزانے کے غار تھے۔ اور جس طرف عنبر
پیرا ناگ سانپ کو قابو میں کرنے کے بعد ایک قافلے میں شامل
ہو کر چلا آ رہا تھا۔ کیٹی ہرنی ایک ایسے جنگل میں ہرنی کی شکل
میں نمودار ہوئی تھی جہاں سے آندھیرا شہر زیادہ دور نہیں تھا۔
چنانچہ اب رامو اور اس کا بھائی کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈالے
آندھیرا شہر میں داخل ہو رہے تھے۔

سات راجوں کا خزانہ

اس زمانے میں آندھیرا دیس پر راجہ آندھیرا کی حکومت تھی۔
راجہ کے راج میں رعایا خوش حال اور خوش و خرم تھی۔
شہر میں پربھاکر نام کا ایک سوداگر رہتا تھا جو صندل کی لکڑی
کی تجارت کرتا تھا۔ رامو اس سوداگر کے ہاں کبھی نوکری کر
چکا تھا۔ وہ کیٹی ہرنی کو لے کر سیدھا پربھاکر سوداگر کی حویلی
میں آ گیا۔ اس کا بھائی باہر بیل گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ رامو
نے ہرنی گود میں اٹھائی اور سوداگر پربھاکر کے سامنے جا کر ڈال
دی اور ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مہاراج! آپ کے بچوں کے دل بہلانے کو ایک
ایسی ہرنی پکڑ کر لایا ہوں کہ جس کی آنکھیں عورت
کی نیلی آنکھوں سے بے حد ملتی ہیں۔"

پربھاکر نے ہرنی کی رسی پکڑ کر اپنی طرف کیا اور غور
سے دیکھا تو واقعی ہرنی بڑی خوبصورت تھی اور اس کی نیلی
آنکھیں ایسی تھیں جیسے کسی عورت کی ہوں۔ اس نے خوش

ہو کر کہا:

"بول اس کا کیا مانگتا ہے رامو؟"

رامو نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"حضور مائی باپ ہیں۔ جو خوش ہو کر دیں گے لے لوں گا۔"

پربھاکر نے رامو کو چاندی کے پچاس سکے دے کر ہرنی خریدی۔ رامو کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ اس نے جھک کر پربھاکر سوداگر کے قدم چھوئے اور خوشی خوشی اپنے بھائی کے ساتھ واپس اپنے گاؤں چل دیا۔

پربھاکر سوداگر کے تین بچے تھے۔ اس نے نوکرانی کملا سے کہا کہ ہرنی کو بچوں کے پاس لے جا کر ان کے باغیچے میں باندھ دے۔ بچے ہرنی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور باغیچے میں اس سے کھیلنے لگے۔ کملا نے کیمٹی ہرنی کو باغیچے میں پکی طرح سے باندھ دیا تھا تاکہ ہرنی بھاگ نہ جائے کیمٹی ہرنی بے بس ہو کر بیٹھ گئی۔

دوسری طرف عیار اور لالچی پیرا بھی قافلے کے ساتھ آندھیرا دیس پہنچ گیا۔ ناگ اس کے جھولے میں بند پڑا تھا۔ شہر میں پہنچنے کے بعد پیرے نے ایک سرائے کا رخ کیا سرائے میں اس نے کھانا کھایا اور پھر وقت ضائع کیے

بغیر سات راجاؤں کے خزانوں والی غاروں کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ غاریں شہر سے باہر جنگل کے کنارے ایک اونچے سیاہ پہاڑ کے اندر بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک غار سب سے بڑی، گہری اور لمبی تھی۔ عیار پیرے نے اپنے باپ دادوں سے یہی سنا تھا کہ اس گہری لمبی غار میں ہی سات راجاؤں کے خزانے دفن ہیں اور وہاں تک اسے صرف ناگ دیوتا ہی پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی سانپ کو سوائے ناگ دیوتا کے اس خزانے کا علم نہیں ہے۔ عیار پیرا ناگ دیوتا کو حاصل کر کے اسی لیے بے حد خوش تھا کہ اس کی مدد سے وہ اتنے بڑے اور قیمتی خزانے کا مالک بن جائے گا۔ اس نے سب سے بڑے غار کو تلاش کر لیا اور اس میں خفیہ خطرناک منتر پڑھتے ہوئے داخل ہو گیا۔

غار کے شروع میں تو باہر کی روشنی تھی آگے جانے کے بعد غار میں اندھیرا ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں پیرا آگے بڑھ رہا تھا اندھیرا گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جب بالکل ہی تاریکی چھا گئی تو عیار پیرے نے جھولے میں سے ایک موم بتی نکالی اسے جلا کر روشن کیا اور اس کی روشنی میں آگے بڑھنے لگا۔ جب وہ غار میں کافی آگے آ گیا تو اس نے موم بتی ایک پتھر پر جمائی۔ اس کے پاس ہی آلتی پالتی مار کر

بیٹھا اور جھولے میں سے ناگ دیوتا والی ڈبی نکال کر کھولی
اس کے اندر ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں بے
سست سا ہو کر پڑا تھا۔ اب اس کے ذہن پر صرف سپیرے
کے جادو کا اثر تھا۔ راجہ بھیروں کا اثر ختم ہو چکا تھا۔
سپیرے نے ناگ دیوتا پر کچھ اور منتر پڑھ کر پھونکے
ان منتروں کے اثر سے ناگ دیوتا کے جسم میں ذرا سی حرکت
پیدا ہوئی اور اس نے اپنا سر اوپر اٹھا کر ننھی ننھی سرخ
آنکھوں سے سپیرے کی طرف دیکھا۔
سپیرے نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:
"ناگ دیوتا! اس وقت تم میرے مطیع ہو۔ میں
تمہارا آقا ہوں میں تمہیں جو کچھ کہوں تمہیں وہی
کرنا ہو گا۔ کیا تم یہ بات اچھی طرح سمجھ گئے ہو؟"
ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا:
"ہاں میرے آقا! میں جانتا ہوں کہ تمہارے حکم کا
پابند ہوں تم جو حکم کرو گے وہی کروں گا۔"
عیار سپیرے نے ایک منتر کو بلند آواز میں چھ بار
پڑھا۔ پڑھ کر اپنی چاروں طرف پھونک ماری اور ناگ
سے کہا:
"ناگ دیوتا! اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے

ہیں۔ یہ بات میں اپنے باپ دادا کے وقت سے
سنتا آ رہا ہوں۔ تم یہ کھوج لگاؤ کہ یہ خزانے
اس غار میں کس جگہ دفن ہیں؟"
ناگ دیوتا نے غار کی ایک طرف سر اٹھا کر سانس کو اندر
کھینچی اور پھر بولا:
"میرے آقا! آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ میں دیکھ
رہا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور غار کے اندر ایک
بڑا پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اس پتھر کے
نیچے ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ کے آگے اندھیرے
میں ایک تاریک زینہ تہہ خانے کو جاتا ہے۔ اس
تہہ خانے میں ایک اور غار ہے۔ اس غار کے
آگے ایک بہت بڑا پرانا حجرہ ہے۔ اس حجرے میں
سات راجاؤں کا خزانہ دفن ہے۔"
عیار سپیرے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے بے تابی
سے کہا:
"ہاں ہاں۔ بس مجھے وہی خزانہ چاہیے۔ مگر پہلے تم
تہہ خانے والے حجرے میں جا کر پتہ کرو کہ کیا خزانہ
اپنی جگہ پر موجود ہے۔ کوئی ڈاکو اسے نکال کر تو
نہیں لے گیا۔"

ناگ سانپ نے کہا:
"جو حکم میرے آقا — میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں
آپ اسی جگہ ٹھہریں"۔
ناگ سانپ نے غار میں آگے چلنا شروع کر دیا۔ عیار
سپیرا وہیں غار میں موم بتی کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔ ناگ
سانپ غار میں رینگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اندھیرے میں سانپ
کو روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔
ناگ اب ناگ تو نہیں تھا۔ وہ تو محض ایک پتلا چھوٹا
سانپ تھا جو عیار سپیرے کے منتروں کے اثر میں تھا اور
اسی کے حکم سے خزانے کا سراغ لگانے جا رہا تھا۔ اسی
لیے ہم اسے ناگ دیوتا یا ناگ نہیں بلکہ ناگ سانپ
لکھ رہے ہیں۔
ناگ سانپ غار میں ایک جگہ دیوار کی طرف مڑ گیا۔
یہاں ایک پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ناگ سانپ
اس کے نیچے گھس گیا۔ وہ اتنا چھوٹا اور پتلا تھا کہ فوراً
ہی دیوار کے بل یعنی سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔
دوسری طرف ایک تہہ خانہ تھا جس میں اندھیرا چھایا ہوا
تھا۔ ناگ سانپ اس میں سے گزر کر ایک اور غار میں
آ گیا۔ اس غار کے آخر میں زینہ نیچے جاتا تھا۔ ناگ سانپ

نیچے اتر گیا۔ اب اس کے سامنے ایک کھلا حجرہ تھا۔ اس
حجرے میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے۔ ناگ سانپ
حجرے کے فرش پر رینگنے لگا۔ دو تین جگہوں پر سے فرش
اکھڑا ہوا تھا۔ ناگ سانپ نے اپنی آواز میں ایک آواز
نکالی۔ یہ آواز ایک خاص قسم کی تھی جو ایک سانپ،
خزانے کے سانپ کو بلانے کے لیے نکالتا ہے۔ ناگ سانپ
خوب جانتا تھا کہ چونکہ خزانے اسی فرش کے نیچے کہیں
دفن ہیں اس لیے ان کی حفاظت کرنے والا سانپ
بھی یہیں کہیں موجود ہو گا۔
ناگ سانپ نے جب دوسری بار آواز نکالی تو اسے
اپنے پیچھے ہلکی سی پھنکار سنائی دی اور جب ناگ سانپ
نے اپنی ننھی سی گردن گھمائی تو ایک سفید رنگ کا
سانپ زمین میں سے نکل کر اس کی طرف بڑھ رہا
تھا۔ اس سانپ کے سر پر تاج تھا۔ عام طور پر زمین
میں دفن خزانوں کی حفاظت کرنے والے سانپوں کا رنگ
سیاہ ہوتا ہے لیکن جہاں بہت سے بادشاہوں یا راجاؤں
کے خزانے دفن ہوں وہاں سانپوں کا سرتاج سفید سانپ
پہرہ دیتا ہے۔ سفید سانپ نے قریب آ کر ناگ سانپ
کو غور سے دیکھا۔ اچانک اسے ایک خاص حس کی

مدد سے ناگ سانپ کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی
خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو سوائے ناگ دیوتا کے اور
کسی سانپ کے جسم سے نہیں آ سکتی تھی۔ سفید
سانپ کچھ گھبرا سا گیا کہ اگر یہ ناگ دیوتا ہے تو پھر
یہ اتنا چھوٹا کس طرح سے ہو گیا ہے۔ اس نے ناگ
سانپ سے کہا:

"تم نے مجھے کس لیے آواز دی ہے دوست؟"

ابھی سفید سانپ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے
شک ہو رہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔

ناگ سانپ نے کہا:

"میں اپنے آقا سپیرے کے حکم سے یہاں دفن
سات راجاؤں کے خزانے کا سراغ لگانے آیا
ہوں کیا تم ہی اس بڑے خزانے کے محافظ ہو؟"

سفید سانپ فوراً سمجھ گیا کہ دنیا کا کوئی سانپ اتنی
جرأت سے یہ بات نہیں کہہ سکتا جو ناگ سانپ نے
اسے کہی ہے۔ یقیناً یہ ناگ دیوتا ہی ہے۔

سفید سانپ بولا:

"ہاں میں ہی سات راجاؤں کے خزانے کا
پہرے دار ہوں۔ مگر میں تو خزانے کی حفاظت پر

لگایا گیا ہوں۔ میں تمہارے آقا کے حوالے یہ خزانہ
کیسے کر سکتا ہوں؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"میرا آقا جادوگر ہے۔ اسے طلسمی منتر یاد ہیں۔
وہ ان کے عمل سے تمہیں بھی اپنا غلام بنا
سکتا ہے۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ تم پر بھی اس جادوگر سپیرے
نے جادو کر رکھا ہے۔"

ناگ سانپ بولا:

"یہ میں نہیں جانتا۔ میں اپنے آقا کا غلام ہوں۔
اگر تم نے مجھے خزانے کا پتہ نہ بتایا تو تمہیں
مجھ سے جنگ کرنی پڑے گی۔ جو زندہ رہے
گا وہی خزانے کا مالک ہو گا۔"

دلیری اور بہادری کی یہ دوسری مثال تھی جس کا مظاہرہ
سوائے ناگ دیوتا کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بات
ہم نے قدیم داستانوں میں پڑھی ہے کہ بڑے بڑے
خزانوں کے محافظ سفید سانپ بڑی طاقت کے مالک
ہوتے ہیں چونکہ وہ امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور

بڑی دیانت داری سے ایسا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ ہے قدرت نے انہیں خاصی طاقت عطا کر رکھی ہوتی ہے، اگرچہ یہ طاقت ناگ دیوتا کی طاقت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہوتی پھر بھی خزانے کے سفید سانپ کئی ایسی باتیں کر لیتے ہیں جن پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

سفید سانپ نے ناگ سانپ سے کہا:

"جنگ کرنے سے پہلے میں ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم بتاؤ گے؟"

ناگ سانپ بولا:

"پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

سفید سانپ نے پوچھا:

"کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کسی نے منتر پڑھ کر پھونکا تھا اور تم چھوٹے سے سانپ بن گئے تھے؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس قسم کی فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش مت کرو۔ اگر تم مجھے خزانے کا سراغ نہیں بتاتے تو میں تم پر وار کرنے لگا ہوں۔"

سفید سانپ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ اس نے بڑے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ناگ دیوتا ہیں۔ زمین اور سمندر کے نیچے کے سارے سانپوں کے آقا۔ آپ ہوش میں آئیے۔ میں آپ کو سلام کرتا ہوں۔"

ناگ سانپ کو تو کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ اس نے پھنکار مار کر کہا:

"میں کسی ناگ دیوتا کو نہیں جانتا۔"

اور یہ کہہ کر سفید سانپ کو اچھل کر ڈس دیا۔ بھلا اتنے چھوٹے سے سانپ کے ڈسنے سے سفید سانپ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے اور بولا:

"میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں سات راجاؤں کے خزانے تک لیے چلتا ہوں۔"

ناگ سانپ خوشی خوشی سفید سانپ کے پیچھے چل پڑا۔ سفید سانپ اسے زمین کے نیچے ایک لمبی سرنگ میں لے گیا جہاں ہیرے جواہرات سونے کے سکوں، سونے کے زیورات اور شاہی لعل و جواہر اور ہاروں سے بھری ہوئی بڑی بڑی سات دیگیں ایک دوسری کے ساتھ دیوار کے ساتھ رکھی

ہوئی تھیں۔ سفید سانپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا،
"یہ ہے سات راجاؤں کے خزانے کی سات دیگیں"
ناگ سانپ نے ایک بڑے پتھر پر چڑھ کر ساتوں دیگوں
کو دیکھا اور بولا:
"ان دیگوں پر مہریں لگی ہیں۔ یہ کیسے کھلیں گی؟"
سفید سانپ یہی چاہتا تھا کہ ناگ دیوتا ایسا سوال کرے۔
اس نے کہا:
"یہ دیگیں ایک خاص مہر کے رگڑنے سے کھلتی
ہیں جو اس سامنے رکھی بانسری کے اندر موجود ہے
تم اس بانسری میں گھس کر وہ مہر نکال لاؤ اور
پھر یہ ساری دیگیں کھول سکو گے اور خزانہ تمہارے
آقا کا ہو جائے گا۔"
ناگ سانپ غصے سے بولا:
"اس میں ضرور تمہاری کوئی چال ہو گی۔ تم خود بانسری
میں سے طلسمی مہر نکال کر لاؤ۔"
سفید سانپ کہنے لگا:
"اگر یہ کام میں کر سکتا تو تمہارے کہنے سے
پہلے ہی کر دیتا۔ لیکن میں خزانوں کا پہرے دار
ہوں۔ میرا کام خزانے کی حفاظت کرنا ہے۔ خزانہ

کسی کے حوالے کرنا نہیں۔ اس لیے یہ طلسمی مہر
صرف تم ہی نکال سکتے ہو۔ میں بانسری میں گیا
تو طلسمی مہر کا اثر جاتا رہے گا۔"
ناگ سانپ لاجواب ہو گیا۔ اس نے کہا:
"اچھا میں خود بانسری میں سے طلسمی مہر نکال کر
لاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ سانپ پتھر کی ایک سل پر رکھی ہوئی
بانسری کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ بانسری سفید سانپ کی طلسمی
بانسری تھی۔ اس بانسری میں صرف یہ خوبی تھی کہ جو کوئی سانپ
اس کے اندر داخل ہوتا تھا اس کی اصلیت ظاہر ہو جاتی تھی۔
اور اپنی اصلی حالت پر واپس آ جاتا تھا۔ ناگ سانپ بانسری
میں رینگتا ہوا آگے تک گیا مگر اسے طلسمی مہر کہیں نظر
نہ آئی۔ وہ دوسری طرف سے بانسری سے باہر آ گیا۔ اسے
بانسری کے اندر اپنے جسم میں کسی گرم شے کی لہریں داخل ہوتی
محسوس ہوئی تھیں۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ باہر آ کر
وہ غصے سے بولا:
"سفید سانپ! تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ بانسری
میں کوئی طلسمی مہر نہیں ہے۔ میں تمہیں ......"
یہ کہتے کہتے ناگ سانپ رک گیا۔ سفید سانپ اسے

خود سے دیکھ رہا تھا۔ ناگ سانپ میں تبدیلی پیدا ہو رہی
تھی۔ وہ اپنی اصلی حالت پر واپس آ رہا تھا۔ پہلا اثر تو
یہ ہوا کہ ناگ سانپ سائز میں عام سانپ جتنا بڑا ہو گیا۔
اس کے بعد ناگ سانپ کی تمام یادداشت واپس آ گئی۔
اب وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس نے اپنا سر جھٹک کر ادھر اُدھر
دیکھا اور بولا:

"یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ تم کون ہو؟"

سفید سانپ کو اب ناگ دیوتا کی بھرپور خوشبو آنے لگی
تھی۔ اس نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر کسی سپیرے نے جادو کر
دیا تھا اور اسی سات راجاؤں کے خزانے کو چرانے
کے لیے یہاں بھیجا تھا۔ ان دیگوں میں سات راجاؤں
کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔"

ناگ کو اب سب کچھ یاد آ گیا۔ اس نے کہا:

"سفید سانپ! مجھ پر واقعی اس عیّار سپیرے نے
بہت شدید اور طاقتور قسم کا جادو کیا ہوا تھا۔ میں
تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اس
جادو سے نجات دلائی۔ میں سب کچھ سمجھ گیا
ہوں۔ یہ خزانہ زمین کی امانت ہے۔ اس میں کوئی

خیانت نہیں کر سکے گا۔ میں اس عیار سپیرے کو
جا کر سمجھ لوں گا۔"

سفید سانپ نے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے خوشی ہے کہ میں نے آپ
کی کوئی خدمت کی۔"

ناگ خاموشی سے سرنگ اور تہہ خانے میں سے رینگتا
ہوا اس غار میں آ گیا جہاں کچھ فاصلے پر اس نے عیار
سپیرے کو دیکھا کہ موم بتی جلائے بیٹھا ہے۔ ناگ کو اب عیار
سپیرے کے بارے میں ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔ ناگ
نے فوراً سانس اندر کو کھینچا اور دوبارا اپنے آپ کو چھوٹے
سے نیلے سانپ کے روپ میں تبدیل کر لیا۔ وہ رینگتا ہوا
سپیرے کے قریب آ گیا اور سانپ کی زبان میں بولا:

"میرے آقا! زمین کے نیچے ایک کشادہ سرنگ ہے
اس سرنگ میں سات راجاؤں کا خزانہ سات
بڑی بڑی دیگوں میں بند پڑا ہے۔ آپ یہاں
زمین کھود کر اس خزانے کو نکال سکتے ہیں۔"

سپیرا بہت خوش ہوا۔ اس نے ناگ کو اٹھا کر جھولے
میں ڈالا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ اندھیرا شہر
تھا اور اسی شہر کے سوداگر پربھاکر کی حویلی میں کیٹی ایک ہرنی

کی شکل میں دالان میں بندھی ہوئی تھی اور پربھاکر کے بچے
اسے دانہ کھلا رہے تھے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ کیٹی ہرنی
کی گردن میں طلسمی بھڑ کا ڈنک تھوڑا سا باہر نکلا ہوا
ہے۔ کیٹی چونکہ ہرنی بن چکی تھی اور اس پر کالی بھڑ کے
طلسم کا اثر تھا اس لیے وہ کسی انسان کو بو محسوس نہیں
کر سکتی تھی۔ اس اعتبار سے وہ عنبر ناگ ماریا اور تھیوبانگ
کی خوشبو محسوس کرنے سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ صرف دیکھ کر
انہیں پہچان سکتی تھی۔ نہ ان سے بات کر سکتی تھی اور نہ
ان کی خوشبو سونگھ سکتی تھی۔

دوسری طرف ناگ عیار پیپیرے کے جھولے میں بند تھا۔
وہ چونکہ اپنی اصلی حالت میں تھا اس لیے وہ تھیوسانگ
عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو محسوس کر سکتا تھا۔ لیکن مصیبت یہ
ہوئی تھی کہ ہرنی بن جانے کے بعد کیٹی کے جسم سے اس
کی انسانی خوشبو نکلنا بند ہو گئی تھی۔ چنانچہ ناگ کو اس شہر
میں سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں
آ رہی تھی۔ اگرچہ کیٹی ہرنی کی شکل میں اسی شہر کے سوداگر پربھاکر
کی حویلی میں موجود تھی۔ ناگ کے ذہن میں اس وقت پہلا کام یہ
تھا کہ سات راجاؤں کے خزانے کو اس لالچی عیار پیپیرے سے
بچایا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ عنبر ماریا تھیوسانگ

کیٹی کی تلاش میں نکلنا چاہتا تھا۔ سرائے میں پہنچ کر
عیار پیپیرے نے سب سے پہلے ناگ کو جھولے میں سے
نکال کر لکڑی کی ایک ڈبی میں بند کیا۔ اس ڈبی کے ڈھکن
میں دو معمولی سے سوراخ بنے ہوئے تھے تا کہ ہوا
اندر جا سکے۔ پیپیرے نے ناگ والی ڈبی کونے میں فرش
کا پتھر اکھاڑ کر وہاں سنبھال کر رکھ دی اور خود بازار سے
کدال خریدنے چل دیا۔ وہ اکیلا ہی خزانہ کھود کر نکلنا چاہتا
تھا۔ ناگ اس کا پیچھا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ فوراً لکڑی کی
ڈبی کے سوراخ میں سے باہر نکلا۔ کوٹھڑی سے باہر آ کر
اس نے عقاب کی شکل بدلی اور دیکھا کہ لالچی پیپیرا درختوں
کے درمیان سے گذرتی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ ناگ اس
کے اوپر اڑنے لگا۔ عیار پیپیرے نے بازار میں سے ایک
کدال خریدی اور سیدھا ان پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا
جن کے ایک غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے
ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا۔ وہ
جانتا تھا کہ پیپیرا کدھر جا رہا ہے۔ چنانچہ ناگ پہلے ہی
اڑ کر خزانے والی غار کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ گیا
تھوڑی دیر بعد پیپیرا بھی وادی میں پہنچ گیا۔ ناگ کو معلوم تھا
کہ پیپیرے کے پاس کچھ جادو کے منتر ہیں جن کی مدد سے

وہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ اس لئے یہی فیصلہ
کیا کہ وہ لالچی سپیرے کو اس کے انجام تک پہنچانے
کا کام خزانے کے سفید سانپ کے سپرد کرے۔ یہ کام
بھی اسی کا تھا۔

ناگ تیزی سے چھوٹے اڑن سانپ کی شکل میں
غار میں داخل ہوا اور اس نے سفید سانپ کو آواز
دے کر بلا لیا۔ ابھی سپیرا غار سے کافی دور تھا اور ایک
پہاڑی پگ ڈنڈی پر کدال کاندھے پر رکھے خزانہ لوٹنے
چلا آ رہا تھا۔ ناگ نے سفید سانپ کو سب کچھ سمجھایا
اور غار سے باہر آ کر عقاب کی شکل میں غار کے سامنے
والی چٹان پر بیٹھ گیا۔

سپیرا اب اس کچے راستے پر آ گیا تھا جو غار کے
دہانے کی طرف آتا تھا۔ اتنے میں غار میں سے سفید سانپ
نکل کر کہیں غائب ہو گیا۔ ناگ خاموشی سے حالات کا
جائزہ لے رہا تھا۔ لالچی سپیرا غار کے سامنے آ کر رک
گیا اور بیٹھ کر ذرا دیر کے لیے دم لینے لگا۔ اتنے میں
ناگ نے دیکھا کہ سفید سانپ جھاڑیوں میں سے رینگتا
ہوا نکلا اور سپیرے کے پیچھے آ کر رک گیا۔ پھر اس
نے اپنا پھن پھیلایا اور زمین سے اتنا اونچا ہو گیا کہ

سانپ کا پھن سپیرے کی گردن تک پہنچنے لگا سپیرے
خبر نہیں تھی۔ پھر فضا میں ایک پھنکار کی آواز بلند
اور اس کے ساتھ ہی سفید سانپ نے سپیرے کی
ن پر ڈس دیا۔ اگر وہ سپیرے کی ٹانگ یا بازو پر
تو ممکن تھا کہ سپیرے کو اپنا علاج کرنے یا منتر پڑھ
پھونکنے کی مہلت مل جاتی مگر چونکہ سانپ نے گردن
ڈسا تھا اس لیے زہر بڑی تیزی سے اس کے دماغ
پہنچ گیا اور اس کا ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا۔ سپیرا
کے بُت کی طرح آگے کو گر پڑا۔

ناگ چٹان سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے انسان کی شکل
اور سفید سانپ سے کہا:
تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ تمھیں یہ فرض سونپا گیا
ہے کہ جو کوئی زمین کی امانت خزانے کو چرانے
آئے تم اسے اگلی دنیا میں پہنچا دو۔
سفید سانپ کہنے لگا:
عظیم ناگ دیوتا! ہم ہمیشہ اپنا فرض پورا کرتے
ہیں۔ میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو بتایئے۔
ناگ بولا: میں تمہارا اور تمہاری بانسری کا پہلے ہی
احسان مند ہوں کہ مجھ پر کیا گیا طلسم زائل
ہے

ہوا۔ اب تم واپس جا کر خزانے پر پہرہ دو۔ میں بھی جاتا ہوں۔"

سفید سانپ واپس خزانے کی سرنگ میں چلا گیا اور ناگ انسانی شکل ہی میں شہر آندھرا کی طرف روانہ ہوگیا۔ شہر میں اس وقت دھوپ ماند پڑنے لگی تھی اور شام کی آمد آمد تھی۔ موسم گرمیوں کا تھا مگر بڑا خوشگوار تھا۔ سمندر کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ شہر کے دروازے میں سے اندر آ گیا۔ اس نے گہرا سانس لیا مگر اسے عقیوسانگ عنبر ماریا اور کیٹی میں سے کسی کی بھی خوشبو نہ آئی۔ ناگ شہر میں دیر تک گھومتا رہا۔ سورج اب غروب ہونے لگا تھا اور دھوپ سنہری ہو کر سمٹ رہی تھی۔ راجہ کا محل شہر کے درمیان ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا محل تھا جس کی چاروں جانب اونچے اونچے برج اور مینارے بنے ہوئے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ چلو ذرا راجہ کے محل کی سیر کر لیتے ہیں۔ شاید وہاں دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ محل کی طرف چلنے لگا۔ جب وہ ایک ویران جگہ پر پہنچا تو اسے ایک سپاہی نے پیچھے سے آ کر گردن سے پکڑ لیا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ راجہ کے محل کے محافظ ہیں اور

[کو]ئی محل کے باہر اس علاقے میں آ جائے تو اسے [زن]دہ نہیں چھوڑتے۔ راجہ آندھر کا حکم تھا کہ محل کے آس [پاس] دو میل تک اگر کوئی آدمی نظر آ جائے تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ اس سپاہی نے ناگ کی گردن پر تلوار کا وار نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ ایک نوجوان تھا اور سپاہی کے دل میں رحم آ گیا تھا۔

ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا:

"کون ہو تم؟ مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟"

سپاہی بولا: "تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔ اگر تمہاری جوانی پر مجھے ترس نہ آتا تو ابھی تیری گردن زمین پر پڑی ہوتی۔"

ناگ نے دل میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ واقعی اگر وہ چاہتا تو پیچھے سے وار کر کے اس کی گردن اڑا سکتا تھا۔

ناگ نے کہا:

"جناب میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں اور آپ کے شہر میں سیر و سیاحت کی غرض سے آیا ہوا ہوں۔"

سپاہی بولا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس طرف

کوئی آدمی نہیں آ سکتا؟"
ناگ نے کہا:
"جناب میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس طرف کبھی نہ آتا۔"
سپاہی کہنے لگا:
"اب چونکہ تم آ گئے ہو اس لیے میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ میں نے تمہیں یہ رعایت ضرور دی ہے کہ تمہاری گردن نہیں اڑائی مگر تمہیں گرفتار کر کے کوتوال کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔"
ناگ نے سوچا کہ یہ ایک نیک دل بلکہ رحم دل آدمی ہے اس کی بات مان لینی چاہیے اور پھر کوتوال میرا کیا بگاڑ لے گا۔ چنانچہ اس نے سپاہی سے کہا:
"حضور! جیسے آپ کی مرضی۔ لے چلیں مجھے کوتوال صاحب کے پاس۔"
سپاہی نے ناگ کے ہاتھوں میں رسی ڈال کر باندھی اور اسے شاہی محل کی طرف لے چلا۔ کوتوال کا دفتر شاہی محل کے بڑے گیٹ کے پاس ہی تھا۔ کوتوال اپنا بڑا پیٹ نکالے دفتر کے سامنے تخت پر بیٹھا حقہ پی رہا

تھا۔ چار سپاہی اس کے سامنے ادب سے کھڑے تھے۔ ناگ کو اس کے سامنے جا کر پیش کیا گیا۔ سپاہی نے کوتوال کو بتایا کہ یہ پردیسی ہے اور غلطی سے ادھر آ نکلا تھا۔ اسی لیے میں نے اس کی گردن نہیں اڑائی۔ کوتوال تو سخت غصے میں آ گیا۔
وہ سپاہی پر برس پڑا:
"تم نے اس کی گردن کیوں نہیں اڑائی؟ تم نے راجہ کی حکم عدولی کی ہے۔"
پھر اس نے حکم دیا کہ سپاہی کو لے جا کر درخت کے ساتھ باندھ دو۔ اور جلاد کو بلایا جائے تا کہ راجہ کے حکم نہ ماننے کی سزا میں سپاہی کی گردن اڑا دی جائے۔
سپاہی گڑگڑاتے ہوئے کوتوال کے قدموں پر گر پڑا:
"حضور! میری جان بخشی کی جائے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ بھوکوں مر جائیں گے۔"
کوتوال نے گرجدار آواز میں کہا:
"تم نے راجہ کا حکم نہیں مانا۔ راجہ کا حکم ہے کہ محل کے آس پاس جو کوئی غیر آدمی نظر آئے اس کی وہیں گردن اڑا دی جائے۔ تم نے ایسا نہیں کیا اب تمہاری گردن اڑانا میرا فرض ہے۔

لے جاؤ اسے اور سامنے والے درخت کے ساتھ
باندھ دو۔"

سپاہی گھسیٹتے ہوئے اسے لے گئے اور سامنے والے درخت
کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ اس
بے چارے سپاہی کی جان محض اس لیے جا رہی ہے کہ
اس نے ناگ کی جان بچائی تھی۔ اب ناگ کا اخلاقی فرض
تھا کہ اس رحم دل سپاہی کی جان بچائے۔

کوتوال اب ناگ کی طرف متوجہ ہوا اور غرایا۔

"اس کو ابھی کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اس کی گردن
بعد میں اڑائی جائے گی۔"

دو سپاہیوں نے ناگ کو بازوؤں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے
سامنے والی کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا۔ کوٹھڑی کے
دروازے پر سلاخیں لگی تھیں اور ایک سپاہی باہر کھڑا
پہرہ دے رہا تھا۔ جلاد آ گیا تھا۔ کوتوال اسے سپاہی کی
گردن اڑانے کی ہدایت کر رہا تھا۔ ناگ کے لیے اب
وقت نہیں تھا۔ اس نے سانس کھینچ کر ایک سانپ کی
شکل اختیار کی اور تقریباً اڑتا ہوا جلاد کی گردن پر جا
کر بیٹھ گیا۔ جلاد سپاہی کی گردن اڑانے ہی والا تھا کہ
ناگ نے اسے ڈس دیا۔ اس نے جلاد کے جسم میں صرف

اتنا زہر داخل کیا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ جلاد بےہوش
ہو کر دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ کوتوال اس کی طرف دو
کر دیکھے کیا ہوا ہے۔ ناگ نے اب ایک شیر کی شکل
بدلی اور اتنی زور سے دھاڑ ماری کہ وہاں جتنے لوگ کھڑے
تھے دہشت کے مارے ایسے بھاگے کہ پیچھے بھی مڑ کر
نہ دیکھا۔

ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور محل کی طرف اڑ گیا۔ کیونکہ وہ محل کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ اب شام کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ محل میں روشنیاں ہونے لگی تھیں۔ ناگ عقاب کی شکل میں محل کے باغ میں آیا۔ باغ میں کہیں کہیں چراغ اور مشعلیں روشن تھیں۔ محل کے اندر بھی شمع دان جل رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اسے واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ اب اندھیرا ہو رہا تھا اور وہ آسانی سے محل کے باغ اور قلعے کی سیر نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے محل کے اوپر ایک چکر لگایا اور واپس مڑا ہی تھا کہ اچانک اس کی نگاہ محل کی چھت پر پڑی جہاں دو سپاہی ایک نوجوان دبلی پتلی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے محل کی دوسری منزل کے برآمدے کی طرف لیے جا رہے تھے۔ لڑکی بلند آواز سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

"مجھے میرے بچے کے پاس جانے دو۔ مجھے میرے بچے کے پاس جانے دو۔"

ناگ تیزی سے غوطہ لگا کر وہاں اوپر فضا میں آ گیا۔ سپاہی لڑکی کو گھسیٹ کر برآمدے میں لے گئے جہاں دو طاقتور سیاہ فام حبشی عورتیں کھڑی تھیں۔ انہوں نے لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے مارتے پیٹتے سامنے والے کمرے میں بند کر کے دروازے پر تالا لگا دیا۔

مُردے کی راکھ

سپاہی درخت سے بندھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بے چارہ سوچ رہا تھا کہ جلاد سے بچ گیا تھا اب شیر کا نوالہ بننے والا ہوں۔ ناگ شیر کی شکل میں ایک طرف کو دوڑا اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ یہاں اس نے دوبارہ انسان کی شکل اختیار کی اور بھاگ کر واپس آیا۔ سپاہی کی رسی کھولنے لگا۔ سپاہی اسے دیکھ کر حیران رہ کہ یہ تو قید میں بند تھا باہر کیسے آ گیا۔ میدان خالی تھا۔ صرف جلاد بے ہوش پڑا تھا۔

ناگ نے کہا:

"جتنی جلدی یہاں سے فرار ہو سکتے ہو فرار ہو جاؤ میں تمہارے لیے یہی کر سکتا تھا۔"

سپاہی کچھ نہ سمجھ سکا مگر جان بچ گئی تھی اس لیے بھاگ کھڑا ہوا۔

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا:
"اگر یہ پھر فرار ہو گئی تو ہمارے ساتھ تمہاری بھی
خیر نہیں ہے۔"
طاقتور حبشی عورتوں میں سے ایک نے غراتے ہوئے کہا:
"اب یہ کبھی باہر نہیں نکل سکے گی۔"
سپاہی چلے گئے۔ حبشی عورتوں میں سے ایک عورت چلی
گئی اور دوسری عورت تلوار سونت کر وہاں پہرہ دینے لگی۔
ناگ نے سوچا کہ ضرور اس لڑکی کے ساتھ یہ ظلم کر رہے
ہیں اور یہاں اسے اس کی مرضی کے بغیر قید میں ڈالا گیا ہے۔
ایک بے کس و مجبور لڑکی کے ساتھ یہ ظلم ہوتا بھلا ناگ
کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے وہیں سے غوطہ لگایا اور محل
کی چھت پر برآمدے کے کونے میں جہاں اندھیرا تھا۔ اتر آیا۔
اترنے کے بعد اس نے سانپ کی شکل بدلی اور دیوار پر رینگتا
موٹی حبشی عورت کے پیچھے نکل آیا۔ اس کو معلوم تھا کہ
حبشی عورت کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ اس پر وار کر کے
اسے ہلاک بھی کر سکتی ہے۔ ناگ نے پیچھے سے چھلانگ لگائی
اور حبشی عورت کے بازو پر گرتے ہی اسے ڈس دیا۔ حبشی عورت
کے جسم میں بھی ناگ نے صرف اتنا ہی زہر داخل کیا کہ جس
سے وہ رات بھر بے ہوش رہے اور مرے نہیں۔ حبشی عورت

ے جسم میں ناگ کا زہر۔ ار نے چونک کر اندھیرے کی طرف
واز بھی نہ نکال سکی اور گر ر سبڑ دیئے۔ اس لئے وہیں
ناگ اب قید خانے کی کوٹھڑی میں جانے کی بجائے حبشی
ورت کے قریب آیا۔ اس کی کمر سے لگی ہوئی چابی اتاری اور
سانی شکل میں آ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔
راغ کی روشنی میں دبلی پتلی قیدی لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے آہستہ
آہستہ رو رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر
ٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے اداس
نسوؤں بھری آواز میں کہا:
"بھائی! میں ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے میرے بچے کے
پاس لے چلو۔ وہ میرے بغیر دودھ نہیں پئے گا۔
اس کا باپ بھی میری جدائی میں زندہ نہیں رہے گا۔
وہ پہلے ہی بیمار ہے۔"
ناگ نے دروازہ بند کر دیا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا:
"بہن! خاموش رہو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے ہی
آیا ہوں۔"
لڑکی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا:
"بھائی! میں جانتی ہوں تم میرے ساتھ مذاق کر رہے
ہو۔ کیونکہ مجھے راجہ کے لیے یہاں لایا گیا ہے۔"

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا : حد خوبصورت تھی اور
" اگر یہ پھر فرار ہو گئی تو ... تھا۔ اتنی پاکیزہ اور نورانی
چہرے والی ... میں نے ناگ نے بہت کم دیکھی تھی۔ اس نے
لڑکی کے قریب جا کر کہا :
" یقین کرو بہن میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں
... میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہارے خاوند اور
تمہارے بچے کے پاس پہنچا دوں ۔"
لڑکی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ناگ نے کہا :
" خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلی آنا ۔"
ناگ اسے لے کر قید خانے سے باہر نکل آیا۔ لڑکی نے
باہر برآمدے میں پہرے دار حبشی عورت کو بے ہوش پڑے
دیکھا تو اسے یقین آ گیا کہ یہ نوجوان سچ مچ اس کی مدد کرنے
ہی وہاں آیا تھا۔ باہر مشعل کی روشنی تھی۔ ناگ اسے اندھیرے
کی طرف لے گیا۔ یہاں ایک پہرے دار نیزہ لیے چل پھر کر
پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے لڑکی کے کان کے پاس منہ لے
جا کر کہا :
" تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں اس پہرے دار کا بندوبست
کرتا ہوں ۔"
لڑکی وہیں اندھیرے میں بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے سے

... ٹ پیدا ہوئی۔ پہرے دار نے چونک کر اندھیرے کی طرف
... اسے وہاں دو انسانی سائے دکھائی دیئے۔ اس نے وہیں
... آواز دی :
... کون ہے جواب دو ۔"
... ناگ نے آہستہ سے کہا :
... بھائی میں ہوں۔ میری ٹانگ میں موچ آ گئی ہے
ذرا میری مدد کرنا ۔"
... پہرے دار یہ سوچ کر کہ اس کا کوئی ساتھی سپاہی ہے
... کی طرف لپکا۔ جونہی وہ اندھیرے میں آیا اس نے لڑکی
پہچان لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نیزہ تان کر ناگ پر
... آور ہوا مگر ناگ نے اچھل کر اس کی گردن پر اتنے
... سے مکا مارا کہ وہ پیچھے کو گرا۔ ناگ اپنا روپ نہیں
... چاہتا تھا۔ اس نے پہرے دار کو اوپر تلے چھ سات
... پوری طاقت سے مارے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔
ناگ نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور بولا :
" اس طرف چلو۔ شاید ادھر نیچے جانے کو کوئی راستہ ہو۔"
ناگ نے لڑکی کو ساتھ لیا اور چھت کے کونے والے برج
... طرف دوڑا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہاں پر کوئی پہرے دار
... نہ ہوتا۔ جونہی ناگ نے اسے دیکھا تیزی سے لڑکی کو

پیچھے کھینچا اور برج کے پہلو میں جو ایک کھنڈر سا بنا ہوا تھا اس میں آ کر بیٹھ گیا۔ یہاں مٹی اور اینٹیں اور روڑے بھرے ہوئے تھے۔ پہرے دار کا اس طرف دھیان نہیں گیا تھا۔ یہ پہرے دار نیچے جانے والے زینے کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔

ناگ کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے ایک روڑا اٹھا لیا اور دور پھینکا۔ چھت پر ذرا دور کھٹاک کی آواز پیدا ہوئی۔ تو پہرے دار ادھر کو دوڑا۔ زینے کا دروازہ خالی ہو گیا۔ ناگ نے لڑکی کو آہستہ سے پیچھے آنے کو کہا اور بھاگ کر دبے پاؤں دروازے میں سے زینے میں اتر گیا۔ لڑکی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ زینے میں اندھیرا تھا۔ لڑکی نے ناگ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترنے لگے۔ یہ زینہ گول تھا اور چکر کھا کر سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ یہ زینہ نیچے محل کے باغ میں جاتا تھا۔

اندھیرا ہونے کی وجہ سے باغ میں انہیں موقع مل گیا۔ مشعلیں جس طرف روشن تھیں ناگ اس طرف نہیں گیا۔ وہ درختوں کے پیچھے آ گیا۔ یہاں شاہی محل کی دیوار تھی انہیں اس دیوار کے پار کسی طرح جانا تھا۔ ناگ نے لڑکی سے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا:

"میرا نام چندرا ہے۔"

ناگ بولا: "چندرا۔ ہم اس درخت پر چڑھ کر دیوار کی دوسری طرف اتریں گے۔ کیا تم تیار ہو؟"

چندرا نے کہا:

"میں اس دوزخ سے نکلنے کے لیے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے کو تیار ہوں۔"

"میرے پیچھے اس درخت پر چڑھنا شروع کر دو۔"

یہ کہہ کر ناگ درخت پر چڑھنے لگا۔ اس درخت کی ٹہنیاں شاہی محل کے باغ کی دیوار کے اوپر تک گئی ہوئی تھیں۔ تب دونوں دیوار کے اوپر جا کر بیٹھ گئے۔ دیوار کافی چوڑی تھی۔ دوسری طرف ایک کھائی تھی۔ یہاں سے لڑکی کے لیے چھلانگ لگانا خطرناک تھا۔ ناگ نے کچھ سوچ کر کہا:

"میں نیچے اترتا ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں نیچے جا کر تمہارے لیے کوئی بندوبست کرتا ہوں۔"

ناگ نے دوسری طرف کھائی میں چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ وہاں اسے گھنی جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ ان جھاڑیوں

میں گرا تو ایک سانپ پھنکار مار کر اُس کے سامنے آ
گیا۔ اچانک سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی اور وہ سمجھ
گیا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا ہے۔

سانپ نے جھک کر کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا نمسکار!"

ناگ نے کہا:

"سنو! ہماری ایک بہن دیوار کے اوپر بیٹھی ہے
اسے کسی طرح وہاں سے نیچے اتارنا ہے۔ میں
نہیں چاہتا کہ وہ کسی سانپ کی مدد سے نیچے آئے
اس طرح سے وہ ڈر کر بے ہوش بھی ہو سکتی ہے۔"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! یہاں دیوار کے نیچے ایک
پہرے دار سپاہی گشت لگاتا ہے۔ اس کے کاندھے
پر رسی کا گچھا لٹک رہا ہوتا ہے تا کہ اگر فوری
ضرورت پڑ جائے تو وہ اس کی مدد سے دیوار پر
چڑھ کر خطرے
کا مقابلہ کر سکے۔"

ناگ کو سانپ نے یہ بڑے پتے کی بات بتائی تھی۔ اس
نے کہا:

"یہ پہرے دار کب ادھر سے گذرے گا؟"

سانپ نے ناگ کو بتایا کہ وہ ابھی ابھی گشت لگاتا
ہوا طرف گیا ہے اور ادھر سے تھوڑی دیر بعد واپس آئے
گا۔ ناگ وہاں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا اور پہرے دار
سپاہی کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے سانپ کو ایک ترکیب
بتا دی تھی۔ جونہی اسے دور سے پہرے دار سپاہی آتا دکھائی
دیا اس نے سانپ سے کہا:

"ہوشیار ہو جاؤ۔"

پہرے دار جب جھاڑیوں کے قریب سے گذرنے لگا تو
سانپ پھنکار مار کر جھاڑیوں سے باہر آ گیا اور اس نے
پہرے دار کے آگے اتنے زور سے اوپر کو چھلانگ لگائی کہ
پہرے دار بھونچکا ہو کر پیچھے کو گرا۔ ناگ نے سانپ کو
ہدایت کر دی تھی کہ وہ اسے ڈس کر ہلاک نہ کرے بلکہ
ڈرا دے۔ پہرے دار پیچھے کو گرا تو سانپ نے اس کی
گردن میں اپنے جسم کو لپیٹ کر اپنا پھن اس کے منہ کے
اوپر کر دیا اور پھنکارنے لگا۔ پہرے دار کا جسم لرزنے
لگا۔ خوف سے اس کی طاقت ہی جاتی رہی۔

ناگ نے فوراً اس کے کاندھے سے رسی کا گچھا اتار
لیا۔ اس رسی کے سرے کے ساتھ لوہے کا آنکڑا بندھا ہوا
تھا۔ ناگ نے چندرا کو آہستہ سے آواز دی:

"چندرا! میں رسی پھینک رہا ہوں۔"
ناگ نے رسی کو گھما کر آنکڑا اوپر پھینکا۔ لوہے کا آنکڑا
دیوار کے پتھروں میں پھنس گیا۔ چندرا رسی کی مدد سے نیچے
اتر آئی۔ نیچے اترنے کے بعد اس نے خوفناک منظر دیکھا اس
سے اس کا رنگ اڑ گیا۔ ایک سپاہی زمین پر گرا پڑا کانپ
رہا تھا اور ایک سانپ اس کی گردن کے گرد لپٹا پھنکار
رہا تھا۔

ناگ نے کہا:
"اتفاق سے یہ سانپ نکل آیا۔ اس نے سپاہی کو
دبوچ لیا اور میں نے سپاہی کی رسی اٹھا کر
دیوار پر پھینک دی۔ اب یہاں سے بھاگو کہیں یہ
سانپ ہمارے پیچھے نہ لگ جائے۔"
ناگ اور چندرا شاہی باغ کی دیوار سے ہٹ کر کھائی
میں اتر گئے۔ کھائی خشک تھی۔ یہاں سے وہ آگے جا کر
نکل آئے۔ اب انہیں ایک طرف آندھرا کا شہر اور پہاڑی
کی دوسری جانب جنگل کے گھنے درخت نظر آ رہے تھے۔
ناگ نے کہا:
"ہمیں اس جنگل میں جا کر چھپ جانا ہوگا۔"
اور وہ پہاڑی کی ڈھلان سے اتر کر جنگل کی طرف دوڑے

جنگل سنسان اور تاریک تھا۔ یہاں ایک چٹان میں شگاف بنا
ہوا تھا جہاں گھاس اُگی ہوئی تھی۔ ناگ اور چندرا وہاں بیٹھ
گئے۔ اب ناگ نے اس سے سوال کیا:
"چندرا! اب مجھے یہ بتاؤ کہ شہر میں تمہارا گھر کہاں ہے؟"
چندرا نے کہا:
"ہمارا گھر اس شہر میں نہیں ہے بلکہ یہاں سے
کچھ فاصلے پر جنگل کی دوسری جانب سمندر کے کنارے
والے گاؤں میں واقع ہے۔"
ناگ کہنے لگا:
"پھر تو ہمیں یہاں رکنے کی بجائے تمہارے گاؤں
کی طرف چلنا چاہیے۔ آؤ میرے ساتھ۔"
ناگ چندرا کو لے کر جنگل میں سے اس کے گاؤں کی طرف
چلنے لگا۔ کوئی ایک گھنٹے تک جنگل میں سفر کرنے کے بعد
وہ جنگل کے دوسرے کنارے سمندر کے پاس واقع ایک گاؤں
میں پہنچ گئے جہاں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں اور ان کے باہر
دیئے جل رہے تھے۔ اچانک چندرا نے ایک طرف سے کچھ
گھوڑے دوڑتے آتے دیکھے۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:
"راجہ کے سپاہی میری تلاش میں یہاں آ گئے ہیں
وہ میرے خاوند اور بچے کو لے جائیں گے۔"

ناگ نے دیکھا کہ دس بارہ گھوڑ سواروں نے جھونپڑیوں
کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان کی ڈھالیں اور تلواریں اندھیرے
میں چمک رہی تھیں۔ راجہ آندھر کو چندرا کے فرار کا علم ہو
گیا تھا اور اس نے تیز رفتار گھوڑ سوار سپاہی اس کے گاؤں
اس کی تلاش میں بھیجے تھے۔ ناگ ایک لمحے کے لیے تو
واقعی پریشان سا ہو گیا کہ اتنے سارے گھوڑ سواروں کا وہ
فوری طور پر کیسے مقابلہ کرے گا۔ کہیں اس سے پہلے وہ
چندرا کے خاوند کو ہلاک ہی نہ کر ڈالیں۔ اسے ایک دم
سے غصہ آ گیا کہ یہ اچھا ظلم ہے کہ راجہ جس کی بہو
بیٹی کو چاہے اٹھا کر لے جائے اور جس کو چاہے قتل
کروا ڈالے۔ اس نے چندرا سے کہا:

"چندرا بہن! اب میں وہ کام کرنے لگا ہوں جس
کو دیکھ کر تم ڈر جاؤ گی مگر ڈرنا نہیں۔ میرے پاس
ایک جادو ہے۔ میں جادو کرنے لگا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے ایک زور دار پھنکار ماری۔
یہ پھنکار وہ کبھی کبھی اپنے حلق سے نکالا کرتا تھا۔ پھنکار کی
آواز پر اس علاقے میں جتنے سانپ تھے ان میں بھگدڑ
مچ گئی۔ وہ جہاں بھی تھے، جیسے بھی بیٹھے تھے تیزی سے
ناگ کی طرف لپکے۔ کیونکہ ناگ دیوتا کی جان خطرے میں تھی۔

خطرناک پھنکار کا مطلب ہی یہ تھا کہ ناگ دیوتا کی جان
خطرے میں ہے۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر علاقے کے
س ساٹھ سانپ ناگ کے سامنے آ کر اپنے اپنے پھن اٹھا
کھڑے ہو گئے۔ وہ بار بار اپنے پھن جھکا کر ناگ کو
ب کر رہے تھے۔ چندرا نے اتنے سانپ زندگی میں کبھی نہیں
ے تھے۔ خوف کے مارے اسے پسینہ آ گیا۔ ناگ نے کہا:

"چندرا گھبرانا نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں حلق سے بار بار سیٹیاں نکالتے
ے سانپوں سے کہا:

"گاؤں میں راجہ کے سپاہی میرے بھائی کو ہلاک
کرنے آئے ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان
سب کو ڈس کر بے ہوش کر دو۔ خبردار کوئی کسی
سپاہی کے جسم میں اتنا زہر داخل نہ کرے کہ
کوئی سپاہی مر جائے
فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

سانپ گاؤں کی طرف دوڑے۔ چندرا حیران پریشان سہمی
ئی ناگ کے پیچھے بیٹھی تھی۔ اس نے دوڑتے دوڑتے کہا:

"یہ سانپ کہاں گئے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"میں نے اپنے جادو کی مدد سے انہیں بلا کر حکم دیا ہے کہ راجہ کے سارے سپاہیوں کو ڈس کر بے ہوش کر دیں۔"

چندرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے گاؤں کی جھونپڑیوں کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں راجہ کے سپاہی گھوڑوں پر سوار ان کی جھونپڑی کے آگے آ کر رک گئے تھے پھر اس نے دیکھا کہ دو سپاہی اس کے خاوند کو گھسیٹ کر جھونپڑی سے باہر نکال رہے ہیں۔ چندرا نے چیخ کر کہا:

"وہ میرے پتی کو مار دیں گے۔ اسے بچاؤ۔"

سپاہیوں نے چندرا کی آواز سنی تو اس کی طرف دیکھا۔ ناگ نے چندرا کو پیچھے کھینچ لیا۔ مگر اتنے میں سانپوں نے سارے سپاہیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر ان پر حملہ کر دیا۔ ایک ایک سپاہی پر چار چار سانپ چڑھ گئے۔ سپاہی اس آفت سے گھبرا کر گھوڑوں سے گرنے لگے۔ چیخ و پکار مچ گئی۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں سارے کے سارے سپاہی زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔

چندرا بھاگ کر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی۔ اس کا خاوند دہشت بھری نظروں سے سانپوں کو دیکھ رہا تھا جو بے ہوش سپاہیوں کی گردنوں سے اتر کر کھائی کی طرف چلے جا رہے تھے۔

کھائی کے کنارے ناگ موجود تھا۔ سانپوں کے سردار بوڑھے سانپ نے آ کر ناگ کو سلام کیا اور کہا کہ عظیم ناگ دیوتا کے دشمنوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ ناگ نے سردار سانپ کو حکم دیا کہ جتنی جلدی ہو سکے ان سانپوں کو یہاں سے لے کر اپنے ٹھکانوں پر چلے جاؤ کیونکہ بستی کے لوگ اور بچے خوف زدہ ہو جائیں گے۔ سردار سانپ نے سلام کیا اور اپنی زبان میں سانپوں کو خفیہ سگنل دیا۔ پلک جھپکنے میں سارے کے سارے سانپ جنگل کی طرف غائب ہو گئے۔ ناگ چندرا اور اس کے خاوند سے جا کر ملا۔ چندرا اپنے بچے کو سینے سے لگائے اسے پیار کر رہی تھی۔ زمین پر جگہ جگہ راجہ کے سپاہی بے ہوش پڑے تھے۔ چندرا کے خاوند کا نام بھاشی تھا۔ بھاشی نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ اسے اس کی بیوی چندرا نے بتا دیا تھا کہ ناگ نے خاص جادو کے اثر سے ان سانپوں کو بلایا تھا۔ بستی کے لوگ مشالیں لے کر وہاں جمع ہو گئے تھے اور بے ہوش سپاہیوں کو جھک کر دیکھ رہے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ سپاہی مر گئے ہیں اور اب اس بستی پر راجہ کا عتاب نازل ہو گا۔ ناگ نے انہیں بتایا کہ سپاہی مرے نہیں بلکہ بے ہوش ہیں اور صبح انہیں اپنے آپ ہوش آ جائے گا۔ مگر وہ یقین نہیں کر رہے تھے۔

بھاشی نے ناگ کو ایک طرف لے جا کر کہا:
"ناگ بھائی! اب ہم اس بستی میں نہیں رہ سکتے۔
راجہ آندھر بڑا ظالم ہے۔ اس کے سپاہی یہاں آکر
ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بستی کے لوگ انہیں
بتا دیں گے کہ یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے۔"

بھاشی ٹھیک سوچتا تھا۔ راجہ کو پتہ چلا کہ اس کے سپاہیوں
کو بھاشی نے بے ہوش کر دیا تو وہ اپنے خاص محافظ دستے
کو یہاں بھیج کر بھاشی کو گرفتار کر کے چندرا کو اپنے قبضے میں
کر لے گا اور ان کے مکان کو آگ لگا دے گا۔

ناگ نے بھاشی سے پوچھا:
"تم یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟"

بھاشی بولا: "یہاں سے دو دن کے سفر پر تین دریاؤں کو
پار کرنے کے بعد ایک بستی پہاڑیوں کے درمیان
جنگل میں آباد ہے۔ میرا بڑا بھائی گندھال اس بستی
کے شمشان کا باوا ہے۔ وہ مُردے جلانے کا کام کرتا
ہے۔ میں اس کے پاس ہی جا سکتا ہوں۔"

ناگ نے کہا: "ٹھیک ہے تم اسی وقت اپنے بھائی
کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

چندرا نے عاجزی سے کہا:

"ناگ بھائی! ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔ راجہ کے
سپاہی ہمیں راستے میں پکڑ لیں گے۔ بھگوان کے لیے
تم ہمارے ساتھ چلو۔ تم اپنے جادو سے سپاہیوں کا
مقابلہ کر سکو گے۔"

ناگ چندرا کو انکار نہ کر سکا۔ وہ ایک وفادار شریف بیوی
اور پاک دل عورت تھی جو اپنے خاوند اور بچے سے بے
پیار کرتی تھی۔

ناگ نے کہا:
"جیسے تمہاری مرضی میری بہن! میں اپنی حفاظت میں
تمہیں گندھال کی بستی پہنچاؤں گا۔"

چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ بے ہوش سپاہیوں
کے کچھ گھوڑے واپس آکر وہاں کھڑے ہو گئے تھے۔ چندرا نے
اپنے بچے کو سینے سے لگایا۔ کپڑوں کی ایک گٹھڑی اٹھا کر
اس کے خاوند بھاشی نے چار چھ روٹیاں تھیلے میں ڈالیں
اور گھوڑوں پر بیٹھ کر رات کے اندھیرے میں شمشان کے باوا
گندھال کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔

ساری رات وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ بھاشی کو
راستے کا پتہ تھا۔ جب دن نکلا تو وہ جنگل سے نکل کر
پہاڑی علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ ایک جگہ چھوٹا سا پہاڑ

ناله بهه رہا تھا۔ انہوں نے وہاں منہ ہاتھ دھویا۔ روٹی
کھائی۔ چندرا نے بچے کو دودھ پلایا۔ کچھ دیر آرام کیا
اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ ابھی تک ان کے تعاقب
میں آنے والا ایک بھی سپاہی انہیں نظر نہیں آیا تھا۔
بھاشی کو برابر فکر لگا تھا۔ لیکن چندرا نے کہا:
"ناگ بھائی کا جادو ان سب کو ختم کر دے گا۔"
پھر اس نے ناگ سے پوچھا:
"ناگ بھائی! تمہارے جادو سے یہاں بھی سانپ
آ جائیں گے ناں؟"
ناگ نے مسکرا کر کہا:
"یہ جادو ہی ایسا ہے کہ جب میں منتر پڑھ کر
ہوا میں پھونکتا ہوں تو جہاں بھی ارد گرد کوئی
سانپ ہوتا ہے وہ میرے پاس آ جاتا ہے۔"
بھاشی بولا: "میں نے ایسا جادو آج تک
کبھی نہیں دیکھا۔"
اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ چلتے چلے گئے۔ پہاڑی علاقہ
بہت وسیع تھا۔ دوپہر کو بھی انہوں نے ایک جگہ آرام
لیا۔ پھر سفر پر چل پڑے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے وہ بھاشی
کے بھائی گندھال کی بستی میں پہنچ گئے۔ گندھال کا جھونپڑا بستی

ے باہر شمشان بھومی یعنی ہندوؤں کے قبرستان میں تھا۔
اں ہندو لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے تھے۔ گندھال مُردوں
جلاتا تھا۔ اور اس کے عوض اسے تابنے کے کچھ سکے اور
چاول آٹا ملتا تھا۔ اپنے بھائی اور بھابی کو دیکھ کر وہ
ا خوش ہوا۔ بھاشی نے اسے ناگ سے ملایا اور غلطی
ی کر اپنے بھائی گندھال کو یہ بتا دیا کہ ناگ کے پاس
جادو ہے جس کی مدد سے وہ سانپوں کو بُلا لیتا ہے۔
گندھال نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اسے ایک مدت
کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو سانپوں کو منتر پڑھ
بُلا سکتا ہو۔ مگر گندھال بڑا چالاک آدمی تھا۔ اس نے
حیرانی کو ناگ پر بالکل ظاہر نہ ہونے دیا اور اُلٹا
ل سے کہا:
"ارے بھائی! ایسے منتر تو بہت سے جوگی لوگ
بھی جانتے ہیں۔"
ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا:
"جناب میں نے تو آج تک ایسا جوگی نہیں دیکھا
جو سانپوں کو منتر پڑھ کر بُلا لیتا ہو۔"
گندھال مکاری سے کہنے لگا:
"اچھا تو پھر تم کسی سانپ کو اپنے منتر کی مدد سے

بلا کر دکھاؤ تو مجھے یقین آئے گا۔"
ناگ کے لیے یہ بھلا کون سی مشکل بات تھی۔ اس نے
گندھال سے کہا:
"ابھی بلا کر دکھاتا ہوں۔"
ناگ نے یونہی ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھا اور
سانپوں کی زبان میں آواز دی کہ اگر اس شمشان کے آس
پاس کوئی سانپ ہو تو فوراً حاضر ہو۔ سانپ ہندوستان میں ہر
جنگل ہر قبرستان اور شمشان میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ناگ
کی آواز پر ایک کالا سانپ پھن اٹھائے وہاں آ گیا۔ چندرا
اور بھاشی تو ڈر کر ایک طرف ہٹ گئے۔ گندھال بڑا
حیران ہوا۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے اپنا پھن
جھکا کر سلام کیا تو گندھال کو شک گزرا کہ یہ شخص جس
کا نام ناگ ہے محض جادوگر نہیں ہے بلکہ اصل میں
معاملہ کچھ اور ہے۔ اوپر سے گندھال نے ڈرتے ہوئے کہا:
"ناگ بھیا! مجھے یقین آ گیا کہ تم سانپوں کا منتر
جانتے ہو اب بھگوان کے لیے اس کالے سانپ
کو واپس بھیج دو۔"
ناگ نے سانپ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ سانپ جدھر
سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا۔ سانپ کے جانے کے بعد ناگ

نے بڑی شان سے سر اٹھا کر کہا:
"کہو گندھال اب تو تمہیں یقین آ گیا کہ میں سانپوں
کو بلانے کا منتر جانتا ہوں۔؟"
گندھال نے ہاتھ جوڑے اور کہا:
"بھائی! آپ تو کمال کے جادوگر ہیں۔ میں مان گیا
آپ کو۔ مگر یہ جادو آپ نے کہاں سے سیکھا؟"
ناگ کہنے لگا:
"بس ایک سپیرے کی خدمت کی تھی اس نے مرنے
سے پہلے یہ منتر مجھے بتا دیا تھا۔"
گندھال نے ناگ کی بہت تعریف کی اور پھر ادھر ادھر
کی باتیں کرنے لگا اور چندرا اور بھاشی کے لیے جھونپڑے کے
باہر چار پائیاں بچھا دیں پھر بولا:
"تم لوگ آرام کرو۔ میں تمہارے لیے بازار سے کچھ
سبزی ترکاری لے کر ابھی آتا ہوں۔"
ناگ نے کہا:
"میں تو اب واپس جاؤں گا۔ کیونکہ میرا کام ختم
ہو گیا ہے۔"
گندھال اندر سے پریشان ہو گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا
کہ ناگ وہاں سے جائے۔ اس نے ہاتھ باندھ لیے اور

عاجزی سے کہا:

"ناگ بھیا! میری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے گھر آئے ہو۔ اگر تم اتنی جلدی چلے گئے تو مجھے ساری زندگی اس کا غم رہے گا۔ مجھ پر کرپا کرو اور کم از کم ایک رات میرے ہاں ٹھہر جاؤ۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گندھال بھائی! اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو میں ضرور ایک رات کے لیے ٹھہر جاتا ہوں۔"

گندھال چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ گندھال یہی چاہتا تھا۔ ناگ چارپائی پر بھاشی کے پاس بیٹھ گیا۔ چندرا نے بچے کو جھونپڑی میں سلا کر آئی اور چولہے میں آگ جلانے لگی۔ گندھال سبزی ترکاری لینے بستی کے بازار کی طرف چل دیا۔ سبزی ترکاری لانے کا ایک بہانہ تھا۔ اصل میں وہ اپنی استادنی اور جادو ٹونے کی ماہر بوڑھی عورت رنگنی سے ملنے جا رہا تھا۔ یہ ساٹھ برس کی عیار عورت بستی کے دوسرے کنارے جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہتی تھی۔ گندھال نے جاتے ہی اس کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:

"ماتا رنگنی! قسمت مجھ پر مہربان ہو گئی ہے۔ میری جھونپڑی میں بھگوان نے ایک ایسے آدمی کو بھیج دیا ہے جو سانپوں کو بلانے کا منتر جانتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ سانپوں کا سردار ہے۔ کیونکہ جس سانپ کو میرے سامنے اس نے بلایا تھا اس نے ناگ کے آگے اپنا سر جھکا دیا تھا۔"

مکار بوڑھیا رنگنی کے بھدے کالے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے لال لال آنکھوں سے گندھال کی طرف دیکھا اور کہا:

"گندھال! مجھے دال میں کچھ کالا کالا لگتا ہے۔ اگر تم مجھے اس آدمی کے سر کا ایک بال لا دو تو میں تمہیں اپنے جادو کی مدد سے بتا سکوں گی کہ یہ آدمی کون ہے؟"

گندھال بولا: "میں آج ہی تمہیں اس کے سر کا بال لا دوں گا۔"

رنگنی جادوگر کی جھونپڑی سے نکل کر گندھال نے بازار سے کچھ سبزی ترکاری خریدی اور واپس شمشان اپنی جھونپڑی میں آ گیا۔ چندرا روٹیاں پکا رہی تھی۔ بھاشی جنگل سے لکڑیاں لانے گیا ہوا تھا۔ ناگ باہر چارپائی پر بیٹھا تھا۔ گندھال نے ترکاری کا تھیلا چندرا کے پاس رکھ دیا اور ناگ کے پاس

آ کر بیٹھ گیا۔ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد اس نے ناگ کے
سر کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی تمہارے بال بڑے خشک ہو رہے ہیں۔ میرے
پاس ناریل کا تیل ہے۔ لاؤ میں تمہارے سر میں اس
کی مالش کرتا ہوں۔"

ناگ اسے منع ہی کرتا رہا مگر گندھال جھونپڑی میں سے
ناریل کے تیل کی بوتل نکال لایا اور ناگ کے سر میں تھوڑا
سا تیل ڈال کر مالش کرنے لگا۔ اس کا اصل مقصد ناگ
کے سر کا ایک آدھ بال اڑانا تھا۔ ناگ کے سر کی مالش کرتے
ہوئے ایک بال اڑانا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ چنانچہ مالش
کرتے کرتے گندھیال نے ناگ کے سر کا ایک بال اڑا لیا اور
اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ دوپہر کے بعد گندھال ناگ کے
سر کا بال لے کر جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ جادوگرنی
رنگنی نے ناگ کے بال کو انگلیوں سے پکڑا اور اسے موم بتی
کی لَو پر رکھ دیا۔ بال تیزی سے جل گیا۔ اس میں سے جو
دھواں نکلا جادوگرنی نے اسے سانس کے ساتھ اپنے اندر کھینچ
لیا اور آنکھیں بند کر کے چپ ہو گئی۔

پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ مکاری سے مسکرا دی تھی
گندھال نے بے چینی سے پوچھا:

"یہ جادوگر کون ہے رنگنی ماتا؟"

جادوگرنی رنگنی نے حلق سے عجیب ڈراؤنی آواز نکالی اور بولی:

"گندھال! تمہیں مبارک ہو۔ یہ آدمی اصل میں ایک
سانپ ہے۔"

"سانپ؟" گندھال کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا: "ماتا رنگنی!
تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

جادوگرنی رنگنی بولی:

"یہ صرف سانپ ہی نہیں بلکہ سانپوں کا دیوتا ناگ
دیوتا ہے۔"

گندھال حیرت میں ڈوب گیا۔ رنگنی جادوگرنی کہنے لگی:

"گندھال بھگوان تجھ پر مہربان ہے۔ اس نے دنیا جہاں
کے خزانے تیرے قدموں میں پھینک دیئے ہیں۔"

گندھال بولا: "میں سمجھا نہیں رنگنی ماتا۔"

جادوگرنی رنگنی نے کہا:

"تم کبھی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو سانپوں کی
زبان جانتا ہو۔ تاکہ تم اس کی مدد سے شیش ناگ
کو بلا کر اسے اپنے قابو میں کر سکو۔ لیکن خود ناگ
دیوتا چل کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔ اگر تم اپنے
قبضے میں کر لو گے تو تمہارے جسم میں تمہاری

آنکھوں میں اتنی زبردست تبدیلی پیدا ہو جائے گی
کہ تم زمین کو اس کی تہہ تک دیکھ سکو گے۔"
گندھال نے جادوگرنی رنگنی کے پاؤں پکڑ لیے۔
"ماتا رنگنی! میں ساری زندگی تیری خدمت کروں گا
مجھے بتا دے کہ میں ناگ دیوتا کو کس طریقے سے اپنے
قبضے میں کر سکتا ہوں؟"
جادوگرنی رنگنی نے گندھال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:
"کیا تمہارے پاس کسی تازہ جلے ہوئے مردے کی راکھ ہے؟"
گندھال جلدی سے بولا:
"ہاں ۔ ابھی پرسوں میں نے ایک مردے کو جلایا تھا۔
چتا پر ابھی تک اس کی راکھ پڑی ہے"
جادوگرنی رنگنی نے کہا:
"اس مردے کی تھوڑی سی راکھ پوٹلی میں باندھ کر اپنے
پاس رکھ لو۔ رات کو جب ناگ دیوتا اپنی چارپائی پر
لیٹا ہو تو کسی طریقے سے چٹکی بھر راکھ اس کے جسم
پر ڈال دو۔"
گندھال نے پوچھا:
"اس سے کیا ہو گا؟"
رنگنی بولی: "راکھ تم ایک خاص منتر پڑھ کر ڈالو گے تو

میں تمہیں بتا دوں گی۔ راکھ جب ناگ کے جسم
پر گرے گی تو وہ ایک چھوٹی سی مکڑی بن جائے گا
اس مکڑی کو لے کر تم میرے پاس آ جانا۔"
جادوگرنی نے گندھال کے کان میں خفیہ منتر بتایا اور گندھال
جادوگرنی سے رخصت ہوا۔
جادوگرنی کی جھونپڑی سے نکل کر جب گندھال اپنی جھونپڑی کی
طرف جا رہا تھا تو اس کا دل آنے والی خوشیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ اس کے پاس ایک زبردست طاقت آنے والی تھی۔ گندھال
نے شمشان میں پہنچتے ہی دیکھا کہ کون کہاں کہاں ہے اور کیا
کر رہا ہے۔ بھاشی اور چندرا چولہے کے پاس بیٹھے تھے۔
چندرا بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ گندھال نے پوچھا کہ ہمارا
پیارا بھائی ناگ کہاں ہے؟ بھاشی نے بتایا کہ وہ بستی
کے پار والے جنگل کی سیر کو گیا ہے۔ گندھال کو تشویش ہوئی
کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے۔ اتنے میں اسے دور پہاڑیوں کے
پیچھے سے ناگ آتا نظر آیا۔ گندھال نے اطمینان کا سانس
لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھونپڑی میں سے ایک پوٹلی نکال
کر لے آیا اور چتا کے چبوترے کے پاس جا کر ناگ کے
آنے سے پہلے پہلے اس نے جلے ہوئے مردے کی تھوڑی
سی راکھ اٹھا کر پوٹلی میں ڈالی اور جھونپڑی میں لے جا کر

رکھ دی۔ چندرا اور بھاشی نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

ناگ آیا تو اس کے ہاتھ میں پھولوں کی ایک شاخ تھی۔ اس نے کہا:

"یہ بڑے خوبصورت پھول ہیں۔"

گندھال بولا: "اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ تم کچھ دیر یہاں رک کر جنگل کی سیر کرو۔ یہاں اس سے بھی زیادہ خوبصورت پھول کھلتے ہیں۔"

ناگ چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری میزبانی کا بہت بہت شکریہ گندھال لیکن میرا آندھرا شہر میں جانا بہت ضروری ہے۔"

گندھال نے دل میں کہا کہ اب تم کبھی آندھرا شہر میں نہ جا سکو گے۔

رات کو انہوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر چندرا اور بھاشی جھونپڑی میں جا کر سو گئے۔ ناگ اور گندھال جھونپڑی کے باہر چارپائیوں پر بیٹھے باتیں کرنے لگے۔

گندھال بڑی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

"ناگ بھیا! مجھے تو تم سے بالکل اپنے بھائیوں ایسا پیار ہو گیا ہے۔ کل تم چلے جاؤ گے تو میں بہت

اداس ہو جاؤں گا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"فکر نہ کرو۔ موقع ملا تو میں تم لوگوں سے ملنے یہاں ضرور آؤں گا۔"

پھر گندھال جان بوجھ کر جمائیاں لینے لگا۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔ اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! تم سو جاؤ۔ نیند تو مجھے بھی آ رہی ہے لیکن کیا کروں۔ صبح صبح ایک مردہ آ رہا ہے۔ اس کے لیے چتا پر لکڑیاں چننے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر گندھال اٹھ کر جھونپڑی کے دروازے کی طرف گیا وہاں سے لکڑیاں اٹھائیں اور قریب ہی چتا کے چبوترے پر جا کر لکڑیوں کو لگانے لگا۔ ناگ کو نیند کہاں آ رہی تھی مگر اس خیال سے کہ گندھال کو اس پر شک نہ پڑ جائے وہ چارپائی پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور عنبر ماریا تھیوسلنگ اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟ کس عالم میں ہوں گے۔ اسے وہاں کسی جانب سے بھی ان دوستوں کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

دوسری طرف مکار، گندھال لکڑیاں لینے جھونپڑی کے دروازے پر آیا۔ وہاں سے لکڑیاں اٹھاتا اور چتا پر جا کر رکھنے لگتا۔ ایک

بار اس نے چوری چوری دیکھا کہ ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔
مردے کی راکھ والی پوٹلی اس نے پہلے ہی سے اپنی جیب
میں رکھ لی تھی۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ ناگ چونکہ بالکل بےفکر
تھا۔ اسے وہاں کسی سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ بڑے
اطمینان سے آنکھیں بند کیے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔

اب گندھال نے اپنا طلسمی عمل شروع کرنے کے لیے
تیار ہو گیا۔ چتا کے پاس بیٹھ کر لکڑیاں لگاتے ہوئے اس نے
جیب سے راکھ کی پوٹلی میں سے راکھ کی چٹکی بھری۔ اس
پر جادوگرنی رنگنی کا بتایا ہوا طلسمی منتر پڑھ کر پھونکا اور بیٹھے
بیٹھے گردن گھما کر ناگ کی چارپائی کی طرف دیکھا۔ ناگ چارپائی
پر بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ اس کا سر گندھال کی طرف تھا اور وہ
اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گندھال نے آہستہ آہستہ بیٹھے
بیٹھے ناگ کی چارپائی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ بہت
آہستہ آہستہ جا رہا تھا۔ اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔
ناگ بےخبر چارپائی پر پڑا تھا۔ گندھال اب ناگ کے سر
پر پہنچ گیا تھا۔ اب اسے دیر نہیں کرنی تھی۔ اس نے
چٹکی والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بجلی کی تیزی کے ساتھ ناگ
پر مردے کی راکھ چھڑک دی۔

راکھ جونہی ناگ کے جسم پر پڑی اس کا سارا جسم ایک

بار چارپائی سے ایک گز اوپر کو اچھلا اور جب وہ چارپائی پر
گرا تو وہ غائب ہو چکا تھا اور اس کی جگہ چارپائی کے
درمیان میں ایک چھوٹی سی لکڑی پڑی تھی۔ گندھال نے لکڑی
کو اٹھا لیا اور اسے راکھ والی پوٹلی میں ڈال کر پوٹلی کو باندھا
اور اپنی جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی
کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ جادوگرنی جھونپڑی میں آگ جلائے
اس کے سامنے آنکھیں بند کیے بیٹھی کالا منتر پڑھ رہی تھی۔
گندھال جھونپڑی میں داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔
تھوڑی دیر بعد جادوگرنی رنگنی نے آنکھیں کھولیں اور گندھال
کی طرف دیکھا۔

"کیا تم لے آئے ناگ دیوتا کو؟"

"ہاں ماتا رنگنی! یہ دیکھو"

اور گندھال نے تھیلی میں سے ایک چھوٹی سی کالی
لکڑی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ جادوگرنی نے ایک
ہلکا سا مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی:

"اس ناگ دیوتا کی وجہ سے کوئی سانپ میرا
حکم نہیں مانتا تھا۔ اب سارے سانپ میرے غلام
ہوں گے"۔

گندھال کو تشویش ہوئی کہ کہیں جادوگرنی رنگنی اس سے
ناگ دیوتا واپس نہ لے لے۔

جادوگرنی نے کہا:

"تم جو سوچ رہے ہو مجھے معلوم ہے مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ مجھے ناگ دیوتا کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تم ہی اپنے پاس رکھو گے۔"

پھر جادوگرنی نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک پڑیا نکال کر کھولی۔ اس میں سے تھوڑا سا سفوف لے کر ناگ مکڑی پر چھڑک دیا۔ ناگ کو جو تھوڑی بہت ہوش تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ جادوگرنی نے کہا:

"گندھال اپنا سر آگے کرو۔"

گندھال نے حکم بجا لاتے ہوئے اپنا سر جادوگرنی کے آگے کر دیا۔ گندھال کے سر پر لمبے لمبے گھنے بال تھے۔ جادوگرنی نے ناگ مکڑی کو جو مکھی سے بھی چھوٹا ہو گیا تھا گندھال کے سر کے گنجان بالوں کو ادھر اُدھر ہٹا کر بالوں کے نیچے کھوپڑی کے ساتھ لگا دیا اور بالوں کو پھر سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا:

"اب یہ ناگ دیوتا چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں تمہارے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چمٹا رہے گا۔ تم نہاؤ گے یا کنگھی بھی کرو گے تو یہ مکڑی تمہارے بالوں سے نکل کر باہر نہیں گرے گی۔ اور تمہاری کھوپڑی کے ساتھ چمٹی رہے گی۔ ہاں اگر اس کو آگ دکھاؤ

گے تو یہ تمہارے بالوں سے نکل کر بھاگ جائے گی۔

گندھال بولا: "جادوگرنی ماتا! میں آگ کے پاس سر نہیں لے جاؤں گا لیکن ابھی تک مجھے زمین کے چودہ طبق روشن نظر نہیں آئے تم نے تو کہا تھا کہ ناگ دیوتا کو بس میں کرنے کے بعد میں زمین کے اندر چھپی ہوئی ہر شے دیکھ سکوں گا۔"

جادوگرنی رنگنی کہنے لگی:

"آنکھیں بند کرو گندھال۔"

گندھال نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جادوگرنی رنگنی نے بلند آواز میں کالے علم کے چند منتر پڑھے اور گندھال کے منہ پر پھونک مار کر کہا:

"اب آنکھیں کھول لو۔ تم زمین کے اندر ہر شے کو دیکھ سکو گے۔"

گندھال نے آنکھیں کھول دیں اور زمین کی طرف دیکھا پہلے تو وہ دہشت زدہ ہو گیا اور جلدی سے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ اسے زمین کے اندر چٹانیں اور چٹانوں کے نیچے لاوا بھڑکتا نظر آیا تھا۔

جادوگرنی نے کڑک کر کہا:

"اگر تم میں اتنی ہمت نہیں تو ناگ دیوتا کو قابو کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔"

گندھال نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ جوڑ کر بولا:
"مجھے معاف کر دو جادوگرنی ماتا۔ مجھ سے بھول ہو گئی اب نہیں ڈروں گا۔"
اب گندھال نے زمین پر نگاہ ڈالی۔ اس پر زمین کی ساری تہیں روشن ہو گئی تھیں۔ اسے زمین کے نیچے چٹانیں، پہاڑیاں اور ان کے بھی نیچے لاوا اُبلتا اور آگ بھڑکتی نظر آ رہی تھی۔ کسی طرف اسے پانی کی لہریں ایک طرف جاتی نظر آئیں۔ جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہو۔
جادوگرنی نے کہا:
"دھرتی کے نیچے آگ بھی ہے۔ لاوا بھی ہے۔ پہاڑیاں اور چٹانیں بھی ہیں۔ دریا بھی بہتے ہیں اور قیمتی انمول خزانے بھی دفن ہیں۔ لیکن اس حالت میں تمہارے لیے زمین پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔ تمہیں ایسے لگے گا جیسے تم آگ میں گر رہے ہو۔ اس لیے آنکھیں بند کر لو۔"
گندھال نے آنکھیں بند کر لیں۔
جادوگرنی نے کہا:
"اب آنکھیں کھولو۔"
گندھال نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اسے زمین کے نیچے

کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر کہا:
"ماتا! مجھے زمین کے نیچے کچھ نظر نہیں آ رہا۔"
جادوگرنی رنگنی نے کہا:
"میں تمہیں ایک خفیہ کالا منتر بتاتی ہوں جب تم اسے پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک مارو گے تو تمہاری آنکھیں جادو کی وجہ سے روشن ہو جائیں گی اور تم زمین کے اندر کی ہر شے دیکھ سکو گے۔ جب دوسری بار یہی منتر پڑھ کر پھونک مارو گے تو زمین کے اندر کی چیزیں نظر آنا بند ہو جائیں گی۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔"
گندھال نے جادوگرنی کو نمسکار کیا اور جھونپڑی سے نکل کر اپنے شمشان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ آج وہ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جب وہ شمشان میں پہنچا تو وہ چارپائی خالی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ناگ دیوتا لیٹا ہوا تھا۔ گندھال ہنس دیا۔ ناگ دیوتا تو چھوٹی سی بے جان مکڑی بنا اس کے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ گندھال خاموشی سے اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گیا اور راجاؤں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ اسی شہر میں ایک عورت نکھی رہتی تھی جو مُردے

جلانے میں گندھال کی مدد کرتی تھی۔ جب کوئی مردہ شمشان میں آتا تو نکٹی بھی وہاں پہنچ جاتی اور مُردے پر تیل وہی چھڑکتی تھی۔ گندھال اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر نکٹی اسے ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ پہلے ڈھیر ساری دولت جمع کرو پھر تم سے بیاہ کروں گی۔ اب گندھال خوش تھا کہ اس کے پاس بے پناہ دولت آنے والی ہے چنانچہ اسے آندھرا شہر کے باہر پہاڑیوں میں جو کھنڈر ہیں وہاں جا کر زمین کے نیچے نگاہ ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں ضرور خزانہ دفن ہو گا۔ اکثر وہاں سے لوگوں کو کبھی کبھی سونے چاندی کے سکے مل جایا کرتے تھے۔

جب صبح ہوئی تو چندرا اور بھاشی نے گندھال سے پوچھا کہ ناگ کہاں ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہا۔

گندھال نے کہا:

"یہیں جنگل میں گیا ہو گا۔ ابھی آ جائے گا۔"

جب دن کافی گذر گیا اور ناگ نہ آیا تو چندرا اور بھاشی کو فکر ہوئی۔

گندھال بولا: "رات کو تو وہ میرے پاس ہی چارپائی پر سویا تھا۔"

بھاشی نے کہا:

"پھر وہ کہاں چلا گیا؟"

گندھال بولا: "ناگ جلدی واپس جانا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ صبح صبح اپنے وطن کی طرف چلا گیا ہو۔"

چندرا نے کہا:

"لیکن وہ ہم سے مل کر بھی نہیں گیا۔"

گندھال بولا: "ہو سکتا ہے اسے خیال ہو کہ ہم لوگ اسے پھر روک لیں گے چنانچہ وہ ہمیں بتائے بغیر ہی چلا گیا۔"

کچھ دیر چندرا اور بھاشی نے ناگ کو یاد کیا پھر وہ اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ گندھال جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کے بہانے شمشان سے نکلا اور سیدھا آندھرا شہر اور اپنی بستی کے درمیان جو پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اس طرف چل پڑا۔ یہی وہ پہاڑیاں تھیں جن میں کہیں کسی بادشاہ کا انمول خزانہ دفن تھا۔ ناگ ایک بے حس ننھی سی کالی مکڑی کی شکل میں اس کی کھوپڑی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔

پھر کیا ہوا؟ یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۴۴ "آدھا زندہ آدھا مُردہ" میں پڑھیں گے۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ
۱۲ - بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور - ۸

آدھا زندہ آدھا مردہ

اے حمید

عنبر ناگ ماریا خلائی 244

آدھا زندہ آدھا مُردہ

اے حمید

پیارے دوستو!

چھٹے پاکستان ٹیلی ویژن ایوارڈ کے ملنے پر مجھے اپنے دوستوں کی طرف سے مبارک بادی کے خطوط برابر مل رہے ہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا اللہ تعالیٰ کے کرم کا نتیجہ ہے کہ مجھے پاکستان ٹیلی ویژن کی جانب سے بہترین مصنف کا ایوارڈ ملا۔ میں آپ تمام دوستوں کی پرخلوص مبارک باد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عنبر ناگ ماریا کا سفر جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ وہ عجیب وغریب حالات و واقعات میں سے گزرتے ہوئے اپنی نامعلوم منزل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ان کا سفر دلچسپ سے دلچسپ تر اور زیادہ سنسنی خیز ہوتا جا رہا ہے۔ اس نئی قسط میں بھی آپ انہیں حیرت انگیز حالات کا شکار ہوتے دیکھیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

454-N
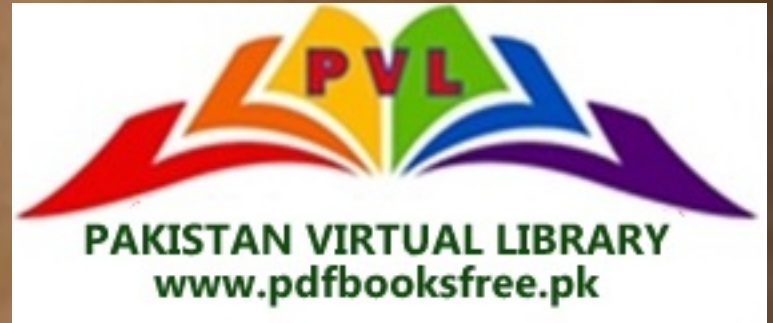
راہ چمن ۔ سمن آباد لاہور۔

قیمت ۔ ۷/۵۰ روپے

ترتیب

آدھا زندہ آدھا مردہ

گندھال پہاڑیوں کی طرف چلا جا رہا تھا۔
ناگ ایک ننھی سی مکڑی کی شکل میں اس کے سر کے گنجان بالوں کے اندر چھپا اُس کی کھوپڑی سے چمٹا ہوا تھا۔ ناگ کو اس مکار شخص گندھال نے جادوگرنی زنگنی کے جادو کی مدد سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا، تاکہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دیکھ کر نکال سکے۔ وہ پہاڑیوں کی طرف خزانے کی کھوج میں ہی جا رہا تھا کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ لوگوں کو ان پہاڑیوں سے اکثر سونے چاندی کے پرانے سکے ملتے رہتے ہیں۔ یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی ایک ہرنی کی شکل میں آندھرا شہر کے ایک سوداگر پربھاکر کی حویلی میں رسی کے ساتھ بندھی بے بس و مجبور ہو کر بیٹھی تھی۔ وہ راجہ بھیروں کی بھیجی ہوئی کالی بھڑ کے کاٹنے سے ہرنی بن گئی تھی اور اس کالی بھڑ کا ڈنک ابھی تک کیٹی ہرنی کی گردن میں تھوڑا باہر نکلا ہوا تھا۔ ہرنی کیٹی سب کچھ سن سکتی تھی۔ اس کو سب کچھ یاد بھی تھا۔ مگر نہ تو اس کی اپنی خوشبو عنبر ناگ کو محسوس ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہی
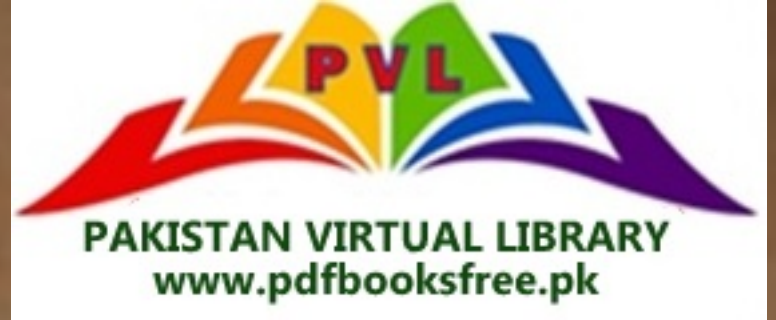
کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ناگ
ماریا اور تھیوسانگ کہاں اور کس حالت میں ہیں۔ وہ پریشان ہو کر سوداگر
کی حویلی میں چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اس کی رسی کھونٹے سے بندھی تھی۔
بچے اس کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکے نے سوچا کہ ہرنی
کو کھول کر اس کے ساتھ کھیلا جائے۔ اس نے ہرنی کیٹی کی گردن سے
رسی اتار دی۔ ہرنی کیٹی آزاد تھی۔

آزاد ہوتے ہی اس نے حویلی کے دالان والے دروازے کی طرف
دیکھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہاں سے فرار ہونے کا اس سے اچھا موقع
ہرنی کیٹی کو نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے ایک چھلانگ لگائی اور بجلی
کی تیزی کے ساتھ بھاگتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔
بچوں نے شور مچا دیا۔ نوکر چاکر ہرنی کے پیچھے بھاگے۔ باہر ایک
ندی بہہ رہی تھی۔ ہرنی کیٹی نے چھلانگ لگا کر ندی کو پار کر لیا۔
اور دیکھتے دیکھتے سامنے والے جنگل میں غائب ہو گئی۔ وہ دیر
تک جنگل میں اکیلی گھومتی رہی۔ وہ آگے ہی آگے چلی جا رہی تھی۔
اسے ڈر تھا کہ سوداگر کے نوکر گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے پیچھے
نہ آ جائیں۔ شام تک وہ جنگل میں دوڑتی رہی۔ رات کو ایک چٹان
کی کھوہ میں آرام کیا۔ دن نکلا تو تھوڑا بہت گھاس پھونس چرنے
کے بعد پانی پیا اور ایک بار پھر سفر شروع کر دیا۔
دوسرے دن دوپہر کو جنگل ختم ہو گیا اور اس کے سامنے چھوٹی

پہاڑیاں تھیں جہاں
بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ وہی پہاڑیاں تھیں جہاں
گندھال پہلے ہی سے خزانے کی تلاش میں ادھر ادھر چکر لگا
رہا تھا۔ ناگ ایک مکڑی کی شکل میں اس کی کھوپڑی کے گھنے بالوں
میں چمٹا ہوا تھا۔ نہ تو ناگ کو کیٹی کی خوشبو آ سکتی تھی اور نہ
ہرنی کیٹی ہی ناگ کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ گندھال نے
پہاڑیوں میں ایک جگہ پہنچ کر جادو گمنی کا خفیہ منتر پڑھ کر اپنے
جسم پر پھونکا تو اس کی آنکھوں کے آگے زمین کی ساری تہیں
روشن ہو گئیں۔ اس نے دیکھا کہ جہاں وہ کھڑا ہے وہاں اس
کے نیچے زمین کے اندر بڑے بڑے درخت اور جانوروں کی
لاشیں جم کر پتھر ہو گئیں تھیں۔ کہیں پانی بہہ رہا تھا۔ کہیں آگ بھڑک
رہی تھی۔ کہیں لاوا ابل رہا تھا۔ مگر خزانہ اسے کہیں دکھائی نہ دیا۔
ایک ڈھلان زمین کے اندر جاتی تھی۔ گندھال اس ڈھلان پر
نیچے اترنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد اسے سخت گرمی اور
تپش محسوس ہوئی۔ یہ اس آگ کی گرمی تھی جو تھوڑے فاصلے
پر ایک گہری کھائی میں بھڑک رہی تھی۔

گندھال نے دیکھا کہ ایک جگہ سیاہ پتھروں کے بیچ میں
ایک ہیرا پڑا چمک رہا ہے۔ گندھال نے اسے جلدی سے
اٹھا لیا۔ ہیرا بے حد چمکدار اور قیمتی تھا۔ گندھال نے اسے اپنی
جیب میں ڈالا اور زمین کے اندر سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کے

ہی اس نے خفیہ منتر دو بار پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکا تو اسے
زمین کے اندر کی آگ لاوا پتھر وغیرہ نظر آنے بند ہو گئے۔ اس
کی آنکھوں کے سامنے زمین ایک بار پھر ہموار ہو گئی تھی۔ گندھال
نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ وہاں کوئی خزانہ نہیں ہے۔
چنانچہ اب اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مندرا کھنڈروں میں خزانے کی
تلاش میں جائے گا۔ مندرا کھنڈروں کا علاقہ وہاں سے کافی
دور نیلی چٹانوں کے پار ایک سنگلاخ اور ویران میدان میں تھا۔
قیمتی ہیرا گندھال نے اپنی جیب میں سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ اب وہ
واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ بستی میں جا کر وہ اپنی ہونے
والی بیوی نکٹی سے ملے اور اُسے ہیرا دکھائے اور کہے کہ بہت
جلد وہ ایک دولت مند آدمی بن جائے گا اور اس سے شادی کرے
گا۔

گندھال پہاڑیوں میں واپس جنگل کی طرف مڑ گیا۔ اس جنگل
کے پار اس کا شمشان والا گھر اور بستی کے شمال میں نکٹی کا گھر
تھا۔ گندھال جنگل میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک اسے ایک ہرنی
دکھائی دی۔ یہ ہرنی کیٹی تھی۔ جو ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھی
تھوڑی سی دیر آرام کر رہی تھی۔ گندھال کے لیے جنگل میں واپسی
کے سفر میں کسی ہرنی کا مل جانا نیک شگون تھا۔ چنانچہ اس
نے ہرنی کو پکڑنے کا فیصلہ کیا اور دبے پاؤں کیٹی ہرنی کی طرف

بڑھا۔ کیٹی ہرنی اپنی دھیان میں بیٹھی تھی کہ اچانک گندھال نے
اس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور اس کو دبوچ لیا۔
کیٹی ہرنی نے اس کے چنگل سے نکلنے کی بہت کوشش کی
مگر اس کی طاقت جواب دے گئی۔ گندھال نے اپنی چادر اتار
کر ہرنی کی گردن میں ڈالی اور اسے گھسیٹتا ہوا نکٹی کے مکان
کی طرف چلا۔ نکٹی کا مکان بستی کے شمال کی جانب تھا۔ نکٹی
اس وقت چاول پکا رہی تھی۔ اس نے گندھال کو ایک ہرنی کے
ساتھ مکان کے صحن میں داخل ہوتے دیکھا تو بولی۔

"اس ہرنی کو کہاں سے پکڑ لائے ہو؟ چھوڑ دو اسے"
گندھال بولا۔

"یہ ہرنی نیک شگون کی علامت ہے۔ تم مجھے جلدی
سے ایک رسی دو۔ ساری باتیں تمہیں بعد میں بتاؤں گا"
نکٹی کوٹھڑی سے ایک رسی نکال کر لے آئی۔ گندھال نے
کیٹی ہرنی کی گردن میں رسی ڈال کر اسے کھونٹی کے ساتھ باندھا
اور نکٹی کے پاس چوکی پر بیٹھ گیا۔

نکٹی نے کہا۔

"کیا کہانی سنانے آئے ہو تم مجھے۔ میں نے تمہیں
پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جب تک تم دولت نہیں جمع کرو
گے میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ ساری زندگی اسی

طرح گزار دوں گی۔"
گندھال نے جیب سے ہیرا نکال کر نکٹی کے سامنے رکھ دیا اور
بولا۔
"ذرا اس ہیرے کو دیکھو"
نکٹی نے ہیرے کو ہتھیلی پر رکھا اور بولی۔
"یہ تو بڑا قیمتی ہیرا لگتا ہے۔ تم نے کہاں سے چوری کیا ہے؟"
گندھال نے کہا۔
"میں نے چوری نہیں کیا بلکہ زمین کے اندر سے نکالا ہے۔"
نکٹی نے ناک چڑھا کر کہا
"تم کوئی جادوگر ہو جو تمہیں زمین کے اندر سے ہیرا ملے گا؟"
گندھال بولا۔
"نکٹی! بہت جلد میں دنیا کا سب سے زیادہ دولت مند
آدمی بننے والا ہوں۔ بس اب تم شادی کے لئے تیار ہو
جاؤ۔"
نکٹی نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔
"گندھال یہ بتاؤ کیا تمہیں کوئی خزانہ مل گیا ہے؟"
گندھال نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں ان دونوں کے سوا اور کوئی
نہ تھا۔ اس نے کہا۔
"بہت جلد میں دنیا کے سارے زمین کے نیچے دبے

ہوئے خزانوں کا مالک بننے والا ہوں۔"
نکٹی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بولی۔
"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"
گندھال نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا۔
"نکٹی! اگر تم وعدہ کرو کہ یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی تو میں
تمہیں تھوڑا سا راز بتا سکتا ہوں۔"
نکٹی کو ہیرا مل گیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ گندھال نے
کبھی چوری نہیں کی۔ ضرور یہ ہیرا اسے کسی خفیہ خزانے سے ہاتھ لگا
ہوگا۔ چنانچہ اس نے اسی وقت گندھال سے بیاہ کرنے کا فیصلہ
کر لیا تھا۔ کہنے لگی۔
"گندھال میں بھگوان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہارا راز
اپنے سینے میں بند رکھوں گی۔"
گندھال بولا۔
"تو سنو! میں نے ناگ دیوتا کو قابو میں کر لیا ہے۔"
ناگ کے نام پر قریب ہی کھونٹی سے بندھی ہوئی کیٹی ہرنی
چونک پڑی۔ کیٹی اگرچہ ہرنی تھی اور خود انسانی زبان میں بات نہیں
کر سکتی تھی۔ مگر وہ انسانوں کی گفتگو پوری طرح سمجھ سکتی تھی اور
اسے یہ بھی معلوم تھا کہ میں کیٹی ہوں اور عنبر ناگ ماریا اور تھیو سانگ
میرے دوست اور ساتھی ہیں اور میں اُن سے بچھڑ کر کالی بھیڑ کا

گندھال کی
ملسی ڈنگ گئے سے ہرنی میں بدل گئی ہوں۔ اس نے گندھال کی
زبان سے ناگ کا نام سنا تو چونک کر اپنا چہرہ اس کی طرف کیا اور
اپنے کان کھڑے کر لیے۔ نکٹی نے ناک چڑھا کر پوچھا۔
"یہ ناگ دیوتا کون ہے جس کو تم نے قابو میں کر لیا ہے؟"

گندھال بولا۔
"تم نہیں جان سکو گی نکٹی۔ بس تم اتنا سمجھ لو کہ ناگ دیوتا
دنیا میں زمین پر اور سمندر میں جتنے سانپ رہتے ہیں ان
کا دیوتا ہے اور اس کو سارے خزانوں کا علم ہے۔"
"تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا؟" نکٹی نے سوال کیا۔
گندھال نے کہا
"فائدہ یہ ہو گا کہ ناگ دیوتا کی مدد سے میں ان تمام
خزانوں کا مالک بن جاؤں گا۔"
گندھال نے اس سے زیادہ نکٹی کو کچھ اور بتانا مناسب
نہ سمجھا۔ اُسے ڈر تھا کہ اگر میں نے نکٹی کو یہ بتا دیا کہ ناگ دیوتا
کو لکڑی بنا کر میں نے اپنے سر کے بالوں میں چھپا رکھا ہے اور
اب میں جب خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکوں گا تو مجھے
زمین کے اندر چھپے ہوئے سارے خزانے دکھائی دینے لگیں گے
تو خطرہ ہے کہ کہیں وہ اِس کا ذکر کسی سے نہ کر دے۔ چنانچہ اس
نے نکٹی کو صرف اتنا ہی بتایا کہ میں نے ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیا

ہے اور اس کی مدد سے میں زمین سے خفیہ خزانے حاصل کر لوں گا
نکٹی نے کہا۔
"اچھا جب تم کو خزانہ مل گیا تو میرے پاس آجانا پھر
میں تم سے شادی کروں گی۔"
گندھال بڑا خوش ہوا۔ آہستہ سے اُٹھا اور بولا۔
"نکٹی! میں بہت جلد تمہارے پاس خزانے کی خوشخبری
سنانے آؤں گا۔ اور پھر تمہیں بیاہ کر لے جاؤں گا۔"
نکٹی نے کہا۔
"اور یہ ہرنی بھی تم اپنے ساتھ ہی لے جاؤ گے؟
اسے میرے پاس نہیں چھوڑو گے۔ کتنی پیاری ہرنی
ہے۔ اس کی نیلی آنکھیں تو بالکل کسی شہزادی کی آنکھیں
لگتی ہیں۔"
گندھال نے ہرنی کی رسی اپنے ہاتھ میں لے لی اور بولا۔
"یہ میرا نیک شگون ہے۔ اِسے میں اُس وقت تک
اپنے پاس رکھوں گا جب تک مجھے خزانہ نہیں مل جاتا۔"
ہرنی کیٹی بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ گندھال کے ساتھ جائے
تاکہ وہ یہ پتہ چلا سکے کہ ناگ کو اس گندھال نے قابو میں کر
کے کہاں رکھا ہے اور اس کی مدد سے خزانہ لینے کہاں جائے گا۔
کیٹی یہی سمجھی کہ گندھال نے ناگ کو سانپ کی شکل میں جادو کے

زمین میں کسی جگہ بند کر دیا ہوگا اور اب اس کو ساتھ لے کر کسی
کھنڈر میں جائے گا۔ اور اسے حکم دے گا کہ جاؤ خزانہ تلاش کر
کے مجھے بتاؤ کہ وہ کس جگہ پہ ہے۔ اُسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ ناگ
کو گندھال نے لکڑی بنا کر اپنے سر کے بالوں میں چھپا رکھا ہے۔
اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھیں زمین کے اندر کی چیزیں اور
اور خزانے دیکھ سکیں گی۔

گندھال نے ہرنی کیٹی کو ساتھ لیا۔ اور اپنے شمشان والے گھر
میں آگیا۔ اس کی بہن چندرا شام کا کھانا تیار کرنے میں لگی تھی۔
اس کا خاوند بھاشی لکڑیاں کاٹ رہا تھا۔ انہوں نے حیرت سے
پوچھا کہ وہ سارا دن کہاں رہا؟ گندھال نے انہیں صرف اتنا ہی بتایا
کہ وہ جنگل میں گیا تھا وہاں اُسے ایک دوست مل گیا جو وہاں
لکڑیاں کاٹنے کا کام کرتا ہے اور یہ ہرنی اس نے اسے تحفے
میں دی ہے۔ چندرا نے اُٹھ کر ہرنی کو پیار کیا۔ گندھال نے
کہا۔

"دیکھنا یہ بھاگ نہ جائے کہیں۔"

حالانکہ ہرنی کیٹی اب کہیں بھاگ کر جا ہی نہیں سکتی تھی۔
اب تو وہ گندھال کے ساتھ رہ کر ناگ کا کھوج لگانا چاہتی
تھی۔ چندرا نے جھک کر ہرنی کیٹی کو دیکھا اور بولی۔

"بھائی گندھال! اس کی نیلی آنکھیں تو بالکل عورت کی آنکھوں

کی طرح ہیں۔"

بھاشی نے بھی ہرنی کو آکر دیکھا اور کہا۔ "ہاں ہاں یہ تو بڑی
خوب صورت آنکھیں ہیں گندھال۔ اچھا کیا تم اس ہرنی کو
لے آئے۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ ایسی ہرنی جس گھر میں ہوگی وہاں
موت کا فرشتہ نہیں آتا۔ چندرا ہنسنے لگی۔

"ایسی بات ہوتی تو جنگل میں کوئی بھی آدمی نہ مرتا۔"

گندھال بولا۔

"اچھا اب تم مجھے جلدی سے کھانا دو۔ بڑی بھوک لگی
ہے۔"

کھانا کھانے کے بعد گندھال چارپائی پر لیٹ گیا۔ اُس نے یہی
فیصلہ کیا کہ وہ دوسرے روز منگلا کے قدیم کھنڈروں والے
علاقے کی طرف روانہ ہوگا۔ دوسرے دن اس نے اپنی بہن چندرا
اور بھاشی سے کہا کہ وہ اپنے ایک پرانے دوست سے ملنے
دوسرے شہر جا رہا ہے۔ جو سخت بیمار ہے اور وہ چار دن میں
واپس آجائے گا۔ کیٹی ہرنی یہ سب کچھ سُن رہی تھی۔ اس کا
خیال تھا کہ گندھال اِسے ساتھ نہیں لے جائے گا مگر گندھال وہمی
آدمی تھا۔ اِسے یقین ہوگیا تھا کہ ہرنی اس کے لیے نیک شگون
ہے اور اگر اِسے ساتھ نہ لیا تو اسے زمین کے نیچے خزانے کی
بجائے آگ ہی آگ نظر آئے گی چنانچہ اس نے ہرنی کیٹی کو بھی

ساتھ لے لیا۔ کیٹی بہت خوش ہوئی کیونکہ اس طرح اسے تاگ کا
سراغ لگانے میں آسانی ہو سکتی تھی۔
گندھال ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ہرنی کیٹی پتلی دبلی اور
نازک سی ہرنی تھی اس کو گندھال نے اپنے آگے گھوڑے
پر ڈال لیا اور منگلا کھنڈروں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے
رات ہو گئی۔ اس نے ایک سرائے میں رات گزاری اور دوسرے
دن پھر اپنا سفر جاری کر دیا۔ دوسرے روز دوپہر کے قریب
وہ منگلا کھنڈروں میں پہنچ گیا۔ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا جہاں قدم
قدم پر پرانی عمارتوں کے کھنڈر پھیلے ہوئے تھے۔ گندھال نے
ایک جگہ گھوڑے کو پتھر کے ساتھ باندھا۔ ہرنی کیٹی کو بھی
وہیں رسی سے باندھ دیا اور خود ایک ویران قلعے کی ٹوٹی پھوٹی
دیوار کی طرف بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ عام طور پر خزانے قلعے کے
اندر دفن کیے جاتے تھے۔ وہ قلعے کی دیوار کے اندر کی جانب
گیا۔ اور اس نے ایک جگہ رک کر خفیہ منتر پڑھا۔ اپنے جسم
پر پھونک ماری۔ اچانک اس کے سامنے زمین روشن ہو
گئی۔ وہ زمین کے اندر سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا
کہ زمین کے اندر ایک پہاڑی ہے جس میں ایک غار بنا ہوا ہے۔
اور غار کے منہ پر سونے کے کچھ زیورات بکھرے پڑے ہیں۔
گندھال زمین کے اندر اتر گیا۔

اب وہ زمین کے نیچے تھا۔ غار کے منہ پر جا کر اس نے
زیورات کو اٹھا کر دیکھا۔ یہ کسی ملکہ کا ہار اور کان کے زیورات
تھے۔ ان میں بے حد قیمتی ہیرے اور پکھراج جڑے ہوئے تھے۔
گندھال سمجھ گیا کہ خزانہ اسی غار کے اندر موجود ہے۔ اس نے جھانک
کر غار میں دیکھا۔ غار میں اندھیرا تھا مگر گندھال اپنے طلسم کی وجہ
سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ غار کے آخر میں
دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی دیگ پڑی ہے۔ وہ لپک کر
دیگ کے پاس آیا۔ اس نے دیگ کو آہستہ سے چھوا اور پھر
انگلی سے بجا کر دیکھا۔ دیگ کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے
وہ بھری ہو۔ دیگ کے منہ پر ڈھکنا مہر بند تھا۔ گندھال نے
نے پتھر اٹھا کر ڈھکنے کی مہر توڑ ڈالی اور پھر ڈھکن کو پیچھے
پھینک دیا۔ دیگ ہیرے جواہرات اور شاہی زیورات سے
بھری ہوئی تھی۔ گندھال خوشی سے اچھل پڑا۔
اتنا بڑا خزانہ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے
دیگ میں سے جتنے جواہرات اور زیورات نکال سکتا تھا نکالے
انہیں چادر میں باندھ کر سر پر رکھا اور زمین کے اندر سے باہر نکل
آیا۔ باہر آ کر اس نے جواہرات کی گٹھڑی کو گھوڑے پر رکھا۔
اور خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری۔ اسے زمین کے
نیچے نظر آنا بند ہو گیا۔ اس نے سوچا ——

وہ یہ خزانہ اپنی ہونے والی بیوی بکٹی کے مکان میں لے جا کر دفن
کر دے گا اور پھر واپس آکر خزانے کی دیگ میں سے باقی کے جواہرات
بھی نکال کر لے جائے گا۔

ہرنی کیٹی نے دیکھ لیا تھا کہ گندھال خزانہ گٹھڑی میں باندھ
کر کہیں سے لایا ہے مگر اسے ابھی تک ناگ کی نہ تو خوشبو ہی آئی
تھی اور نہ وہ کہیں دکھائی دیا تھا۔ اگرچہ کیٹی کو ناگ کی خوشبو نہیں
آسکتی تھی مگر وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید خوشبو آجائے۔ گندھال
خزانہ لے کر بغیر رکے جنگل میں سفر کرتا دوسرے روز دوپہر کو
بکٹی کے گھر پہنچ گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے بکٹی کو کوٹھڑی
میں بلایا اور گٹھڑی کھول کر رکھ دی۔ بکٹی نے اتنا زبردست خزانہ
دیکھا تو اس کے ہوش اُڑ گئے۔

"گندھال تو نے کہیں ڈاکہ تو نہیں مارا؟"

اس نے گندھال سے پوچھا۔ گندھال بولا۔

"بکٹی! تو مجھے جانتی ہے کہ میں نے کبھی ایسا کام نہیں
کیا۔ یہ کسی پرانے زمانے کے بادشاہ کا خزانہ ہے جو
میں اپنے جادو کی مدد سے نکال کر لے آیا ہوں۔ ابھی
وہاں بہت جواہرات پڑے ہیں جو میں کل لاؤں گا۔
آؤ اسے کوٹھڑی میں زمین کھود کر دبا دیتے ہیں۔"

انہوں نے مل کر زمین کھودنی شروع کر دی۔ کیٹی ہرنی باہر
بندھی ہوئی تھی۔ اسے زمین کھودنے کی آواز آرہی تھی۔ وہ سمجھ
گئی کہ یہ لوگ زمین میں خزانہ دفن کر رہے ہیں۔ کافی دیر بعد بکٹی
اور گندھال کوٹھڑی سے باہر نکلے۔ انہوں نے خزانہ زمین میں دفن
کر دیا تھا۔ گندھال نے کہا۔

"اب میں کل پھر باقی خزانہ — لینے جاؤں گا۔ جب
سارا خزانہ آجائے گا تو پھر ہم شادی کر لیں گے۔"

رات گزارنے کے بعد گندھال دوسرے روز پھر خزانے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ یوں دوسرے پھیرے میں اس نے سارے کا
سارا خزانہ لا کر بکٹی کے مکان کی کوٹھڑی میں دفن کر دیا پھر وہ
اپنے شمشان کی طرف یہ کہہ کر چل دیا کہ کل آؤں گا۔ آدھا خزانہ
لے جا کر بازار میں فروخت کر دوں گا۔ ہرنی کیٹی کو بکٹی نے
اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ خزانہ اسی کے گھر میں دبا ہوا تھا اور
ہرنی کا نیک شگون کے طور پر خزانے کے پاس رہنا ہی مناسب
تھا۔

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ گندھال نے اپنی بہن چندرا
اور اس کے خاوند بھاشی کو بتایا کہ وہ اپنے دوست سے مل کر
واپس آگیا۔ خزانے کے بارے میں اس نے چندرا یا اس کے
خاوند کو کچھ نہ بتایا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی گندھال بکٹی کے مکان

کی طرف چلا کر خزانے کا کچھ حصہ نکال کر بازار میں بیچے اور اس کے عوض سونے کے جو سکے ملیں ان کی مدد سے وہ بستی کے باہر کچھ زمین خرید کر اپنا الگ مکان بنوانا شروع کر دے جہاں وہ نکھی کے ساتھ شادی کرنے کے بعد آرام و عیش کی زندگی بسر کرے۔ ادھر ہرنی کھونٹے سے بندھی ساری رات سوچتی رہی کہ گندھال خزانہ نکال کر تو لے آیا ہے مگر ابھی تک ناگ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا کہ وہ کہاں ہے؟ دن کی روشنی ہوئی تو ہرنی نکھی نے گندھال کو مکان میں داخل ہوتے دیکھا تو چوکنی ہو کر بیٹھ گئی۔ نکھی نے گندھال کے لیے ناشتہ تیار کر رکھا تھا۔

گندھال نے آتے ہی کہا۔

"کوٹھڑی میں چل کر آدھا خزانہ نکالتے ہیں تاکہ اسے بازار میں لے جا کر فروخت کر سکوں۔"

دونوں کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ نکھی نے موم بتی روشن کر دی۔ گندھال نے جہاں زمین میں خزانہ دبایا تھا وہاں کدال سے زمین کھودنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر کدال چلانے کے بعد اچانک زمین کے اندر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی کراہ رہا ہو۔ گندھال نے کدال وہیں روک دی۔ نکھی نے بھی پریشانی سے گندھال کی طرف دیکھا۔

"یہ ——— یہ کس کی آواز تھی گندھال؟"

گندھال بولا۔

"کسی انسان کے کراہنے کی آواز تھی مگر یہاں آدمی کہاں سے آ گیا۔ ہم نے تو رات کو یہاں خزانہ دفن کیا تھا۔"

نکھی نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ڈر لگتا ہے گندھال۔"

گندھال نے کدال چلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ڈر لگتا ہے تو باہر چلی جاؤ۔ میں تو خزانہ نکالنے لگا ہوں۔"

"مگر ——— مگر یہ آواز کس کی تھی؟" نکھی نے سہم کر کہا۔

گندھال کدال چلا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"کوئی آواز نہیں تھی۔ یہ ہمارا وہم تھا۔"

کدال چلاتے چلاتے آخر وہاں گڑھا بن گیا مگر گندھال اور نکھی یہ دیکھ کر پریشان ہوئے کہ گڑھے میں رات کو دبایا ہوا خزانہ نہیں تھا بلکہ اس جگہ ایک بوری پڑی تھی۔ اس بوری کو گندھال نے ہاتھ لگایا تو اس کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی۔ نکھی تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ گندھال نے غصے میں کہا۔

"کون ہو تم؟"

اتنا کہنا تھا کہ بوری اپنے آپ کھل گئی اور اس کے اندر سے ایک ایسا مردہ باہر نکل آیا جو آدھا جلا ہوا تھا۔ نکھی تو چیخ

مار کر بے ہوش ہو گئی۔ گندھال بھی بوکھلا سا گیا۔ مگر وہ اسی جگہ
مڑا ہوا کیونکہ اس کی زندگی مُردے جلاتے جلاتے گزر گئی تھی۔ اس
نے ہمت کر کے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟ میرا ۔۔۔ میرا خزانہ
یہاں دفن تھا وہ ۔۔۔ وہ کہاں ہے؟"

ادھ جلے مُردے نے اپنا جلا ہوا بازو اُٹھا کر اپنے چہرے کی
طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"گندھال! تو نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں بکرم ہوں۔ آج سے
ایک مہینہ پہلے میرے ظالم چچا نے جائیداد پر قبضہ کرنے
کی خاطر مجھے ایسی دوائی پلا دی کہ جس سے میں مرا تو
نہیں مگر بے ہوش ہو گیا۔ چچا نے مشہور کر دیا کہ میں مر
گیا ہوں۔ مگر میں زندہ تھا۔ یہ بات چچا بھی جانتا تھا اور
تم کو بھی اس نے رشوت دے کر بتا دیا تھا کہ میں زندہ
ہوں مگر مجھے زندہ ہی چتا پر جلایا گیا۔ چچا اسی روز سانپ
کے ڈسنے سے ہلاک ہو گیا۔ میں نہ مُردوں میں تھا نہ
زندوں میں۔ تم نے میری ادھ جلی زندہ لاش کو رات
کے اندھیرے میں چتا پر سے اُٹھا کر جنگل میں پھینک دیا۔
مگر میں تم سے اپنے اوپر کیے گئے ظلم کا بدلہ لینے تمہارے
پاس آ گیا ہوں۔"

گندھال کو سب کچھ یاد آگیا تھا مگر وہ ایک ادھ جلے مُردے
کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہو سکتا
تھا۔ اس نے ادھ جلے مُردے سے پوچھا۔

"میرا خزانہ کہاں ہے؟"

ادھ جلا مُردہ غراہٹ کے ساتھ بولا۔

"وہ زمین کی امانت تھی اور زمین نے اسے واپس
نگل لیا ہے۔ اب میں تمہیں نگلنے آیا ہوں۔"

گندھال کو جادو کے کچھ منتر یاد تھے۔ اس نے وہی منتر پڑھے
اور ادھ جلے مُردے پر زور سے پھونک ماری۔ گندھال کے منہ
سے پھونک کے ساتھ آگ کے شعلے نکل کر مُردے کے چہرے
پر پڑے۔ مُردے نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔

"تمہارے جادو کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ میں زندہ
اور مُردہ دنیا کے درمیان کا باشندہ ہوں۔"

نکی خوف کے مارے غش کھا کر گر پڑی۔ ادھر جلے مُردے
نے گندھال کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ گندھال نے ایک
آخری منتر پڑھ کر پھونکا اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ادھ جلے
مُردے نے گندھال کی گردن پر اپنا ٹھنڈا ہاتھ رکھ دیا۔ گندھال
کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔ ادھ جلے مُردے نے
گندھال کی گردن کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر [illegible]

دبایا کہ گندھال کی آنکھیں اُبل کر باہر آگئیں اور وہیں مر گیا۔ ادھر جلے مُردے نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

«تم نے مجھ کو زندہ جلا کر جو ظلم کیا تھا میں نے اُس کا بدلہ لے لیا ہے۔ میں نے بدلہ لے لیا۔ میں صرف بدلہ لینے کے لیے زندہ تھا۔ اب میں بھی مر رہا ہوں۔ میری آتما کو مکتی مل رہی ہے۔»

یہ کہہ کر ادھر جلا مُردہ گندھال کے قریب ہی گرا اور گرتے ہی جل کر بھسم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد نکٹی کو ہوش آئی تو اس نے دیکھا کہ گندھال اس کے پاس ہی مرا پڑا تھا۔ نکٹی اس ڈر سے ——— کہ کہیں اس پر گندھال کے قتل کا الزام نہ لگ جائے کانپ اُٹھی لیکن نکٹی مضبوط جسم کی جی دار عورت تھی کچھ لمحے اُس نے کچھ سوچا اور پھر اس نے کوٹھڑی کے باہر جھانک کر دیکھا۔ بستی کے چاروں طرف ہُو کا عالم تھا اور یہ بات اس کے لیے بہت اچھی ثابت ہوئی وہ واپس کوٹھڑی میں آئی اور گندھال کی لاش کو اپنے کندھے پر ڈال کر باہر نکل آئی اب وہ تیزی کے ساتھ منگلا کے ویران کھنڈروں کی طرف بھاگی جا رہی تھی کہ گندھال کی لاش کو ان کھنڈروں میں پھینک دے جہاں سے وہ خزانہ تلاش کر کے لایا تھا۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑے گا اور اس کی جان بھی چھوٹ جائے گی۔ وہ تیز سے تیز تر بھاگ رہی تھی۔ اُس کا سانس پھول چکا تھا دو گھنٹے متواتر بھاگنے کے بعد وہ اپنی منزل منگلا کھنڈروں میں

جا پہنچی اور اس نے گندھال کی لاش کو اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ اس نے سیدھا اپنے مکان کی کوٹھڑی میں آ کر دم لیا۔ اس نے جلدی سے اپنی کُرتی کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ گندھال کا دیا ہوا قیمتی ہیرا اس کے پاس ہی ہے مگر ہیرا غائب تھا۔ وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔ خزانے کے ساتھ اس کا ہیرا بھی غائب ہو گیا تھا۔ کیٹی ہرنی مکان کے آنگن میں بندھی بیٹھی تھی۔ اس نے جو نکٹی کو اکیلے اور گھبرائی ہوئی حالت میں گھر میں آتے دیکھا تو حیران ہوئی کہ اس کا ساتھی گندھال کہاں چلا گیا؟ مگر کیٹی ہرنی نکٹی سے انسانی زبان میں پوچھ نہیں سکتی تھی وہ چُپ چاپ بیٹھی رہی کہ شاید گندھال اپنے آپ وہاں آجائے۔ نکٹی کو یہ تشویش تھی کہ اگر گندھال کی لاش مل گئی تو راجہ کے سپاہی گندھال کے قتل کے الزام میں پکڑ کرنے جائیں گے۔ اس نے جلدی جلدی اپنے دو تین کپڑے گٹھری میں باندھے اور مکان سے باہر نکل گئی۔ وہ اس بستی سے بہت دُور اپنی بہن کے گھر چلے جانا چاہتی تھی۔ اس افراتفری میں اِسے یہ خیال ہی نہ آیا کہ ہرنی کھونٹی سے بندھی ہوئی ہے کم از کم اِسے کھول ہی دوں۔ ہرنی کیٹی اِسے جاتے دیکھتی رہی۔ وہ سمجھ گئی کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اور نکٹی گھر چھوڑ کر بھاگ رہی ہے۔ اس نے دو تین بار کھونٹی سے رسّی تڑانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی آخر صبر شکر کر کے وہیں بیٹھ گئی کہ اب قسمت میں جو ہو گا دیکھا

جائے گا۔

دوسری طرف منگلا کھنڈر کے غار میں گندھال کی لاش پر چیونٹیاں چڑھنے لگیں تھیں۔ یہ چیونٹیاں جب گندھال کی کھوپڑی کے ساتھ چلتے ہوئے ناگ کے پاس پہنچیں جو مکڑی کی شکل میں تھا تو اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ چیونٹیاں مکڑی پر چڑھ کر اسے کاٹنے لگیں تھیں کہ ناگ مکڑی کے جسم سے ایک غیبی شعاع نکل کر چیونٹیوں پر گری اور وہ وہیں بھسم ہو کر رہ گئیں۔ باقی چیونٹیاں ڈر کر ادھر ادھر بھاگ گئیں۔ اس غیبی شعاع یا گندھال کی موت کی وجہ سے ناگ مکڑی کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ مردہ گندھال کے سر کے بالوں میں سے کھسکتا ہوا نیچے زمین پر اتر آیا۔ وہ ایک مکھی جتنا چھوٹا تھا۔ اس نے غار کے باہر کی طرف رینگنا شروع کیا۔ غار کے باہر چاندنی رات تھی۔ کھنڈروں میں چاروں طرف ایک ہیبت ناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔

ناگ کو اتنا احساس ہو گیا تھا کہ وہ ناگ ہے اور کسی خوفناک طلسم کی زد میں آ کر ننھی سی مکڑی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اسے تھیوسانگ عنبر کیٹی ماریا کا بھی خیال آنے لگا تھا۔ مگر یہ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ ان سے کب اور کہاں بچھڑا تھا اور اب وہ کہاں ہوں گے۔ اس کو کیٹی ہرنی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ مکڑی رینگتا غار سے نکل کر بستی کو جانے والے کچے راستے پر پڑا۔ ایک تو اس کا سائز مکھی جتنا تھا دوسرے وہ مکڑی کی

شکل میں تھا اس لیے بہت آہستہ رفتار سے چل رہا تھا۔ اس نے دو تین بار سانس لے کر اپنی شکل بدلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ ویران چاندنی رات میں آسیبی کھنڈروں کے بیچ میں سے گزر رہا تھا۔ چلتے چلتے اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کچے راستے پر سامنے سے پانی کی بپھری ہوئی سیلابی موج چلی آ رہی ہو۔ ناگ جلدی سے سڑک سے ہٹ کر ایک اونچے پتھر کے پاس آ کر دبک کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ کچے راستے پر ایک بہت بڑا اژدھا پھنکارتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ وہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے ساری سڑک کو گھیر رکھا تھا۔

ناگ مکڑی کی شکل میں تھا اور اژدھا کو آواز نہیں دے سکتا تھا۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی بو بھی نہیں نکل رہی تھی کہ اژدہا کو اس کا احساس ہو جاتا۔

اژدھا پھنکارتا ہوا آگے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ مکڑی آگے کو رینگنے لگا تو اسے چٹان کے شگاف میں دو الوؤں کو دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ناگ مکڑی کی شکل میں ہونے کی وجہ سے ان کی زبان سمجھ رہا تھا۔ ایک الو دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"قسمت کے کھیل دیکھو کہ دنیا کے سانپوں کا دیوتا ناگ اس وقت ایک معمولی سی مکڑی کی شکل میں ہمارے سامنے سے گزر رہا ہے۔"

اژدھا گزر گیا

دوسرا اُلّو بولا۔

"کیا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے؟"

پہلا اُلّو کہنے لگا۔

"ہاں! یہ جادو بڑا خطرناک ہے۔ بے چارے ناگ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی بہن ساتھ والی بستی کے بکرو والے مکان میں ہرنی کی شکل میں کھونٹی سے بندھی ہوئی ہے۔"

ناگ تو یہ سُن کر حیران رہ گیا۔ کیا کیٹی ہرنی بن چکی ہے؟ وہ وہیں رُک گیا اور دونوں اُلّوؤں کی باتیں سننے لگا۔ ناگ اُلّو کی زبان تو سمجھتا تھا مگر خود اُن کی زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے اُلّو نے پھر سوال کیا۔

"کیا کیٹی پر ـــــــ کئے گئے جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے؟"

پہلا اُلّو کہنے لگا۔

"اس کا توڑ ہے مگر وہ اتنا مشکل ہے کہ کیٹی کے واپس

انسانی شکل اختیار کرنے کی امید تقریباً ختم ہو چکی ہے۔"

دوسرا اُلّو بولا۔

"وہ توڑ کیا ہے اس جادو کا؟"

پہلا اُلّو بولا۔

"یہاں سے دُور سنگلاخ جنگل میں ایک سب سے اونچی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی میں پورے چاند کی رات کو ایک دو موہنی آکر تالاب کنارے مستی میں ناچتی ہے اور پھر اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکتا ہے۔ یہ آنسو جہاں گرتا ہے وہاں ایک چوکور پتوں والی بُوٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ بوٹی وہاں سے لا کر اس کی دھونی کیٹی کو دی جائے تو اس کا جادو ٹوٹ جائے گا اور وہ پھر سے کیٹی بن جائے گی۔"

دوسرا اُلّو کہنے لگا۔

"کیا ہم ناگ دیوتا کے لیے وہ بوٹی نہیں لا سکتے؟"

پہلا اُلّو بولا۔

"یہ کام کسی انسان کا ہے۔ ہم بوٹی لے بھی آئے تو اس کی دھونی کون دے گا؟ اب سو جاؤ رات گہری ہو گئی ہے اور اژدہا بھی گزر گیا ہے۔"

ناگ مکڑی بنا یہ ساری باتیں سُن رہا تھا۔ جب اُلّو خاموش ہو گئے تو وہ بستی کی طرف چل پڑا۔ تاکہ وہاں ہرنی بنی کیٹی کے پاس

جا کر اس سے ملاقات کر سکے۔ اگرچہ اسے یقین تھا کہ نہ تو وہ کیٹی کو
پہچان سکے گا اور نہ ہی کیٹی اسے پہچان سکے گی۔ پھر بھی اسے کیٹی
کے مل جانے کی خوشی تھی اور وہ اس کے قریب رہنا چاہتا تھا۔
اپنے جادو کے توڑ کا راز اسے اُلّو کی زبانی معلوم ہو گیا تھا۔ ہو سکتا
ہے کوئی ایسا سبب بن جائے کہ وہ موتی بوٹی کی مدد سے وہ اپنی
انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ ناگ نے بستی کی طرف چلنا شروع
کر دیا۔ چلتے چلتے بلکہ زمین پر رینگتے رینگتے اسے رات گزر گئی۔
دن کی روشنی چاروں طرف نکل آئی۔ اس کی رفتار چیونٹی جتنی تھی۔
اسے معلوم تھا کہ اس طرح وہ نہ جانے کب بستی میں پہنچے۔ ناگ
بڑے صبر اور حوصلے سے چلا جا رہا تھا کہ اچانک اوپر سے ایک نیلی
چڑیا غوطہ لگا کر اس کے اوپر آئی اور اسے چونچ میں پکڑ کر
فضا میں اُڑ گئی۔ ناگ کو ایسے لگا جیسے یہ چڑیا اسے ہڑپ کرنے
والی ہے۔ مگر خدا جانے چڑیا کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ناگ دیوتا
ہے جس پر جادو کیا گیا ہے اور اسے ہرنی کیٹی تک جانا ہے۔
چڑیا ناگ کو چونچ میں دبائے آسمان میں اُڑتی چلی جا رہی تھی۔
اسے دُور سے وہ بستی نظر آنے لگی جس کے کونے والے مکان
میں کیٹی ہرنی کھونٹی سے بندھی پریشان بیٹھی تھی۔ چڑیا نے ناگ کو
[illegible] سامنے لا کر زمین پہ چھوڑ دیا۔ ناگ مکڑی اتنی چھوٹی
[illegible] ہرنی کیٹی اسے بالکل نہ دیکھ سکی۔ ناگ ہرنی کو دیکھ رہا

تھا۔ وہ رینگتا ہوا ہرنی کے پاس چلا آیا۔ اس نے ہرنی کی آنکھوں کو دیکھا تو
اس کا دل زور سے دھڑک اُٹھا۔ ہرنی کی نیلی آنکھیں ہو بہو کیٹی کی
آنکھیں تھیں۔ اُلّو نے ٹھیک کہا تھا۔ یہ سوائے کیٹی کے اور کوئی نہیں
ہو سکتا تھا۔ ناگ کو کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ نہ ہی ہرنی کیٹی کو
ناگ کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب اسے کیا
کرنا چاہیئے۔ ہرنی کیٹی صحن میں کھونٹی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔
وہ زمین پر بیٹھی تھی۔ ناگ نے سوچ سوچ کر آخر یہی فیصلہ
کیا کہ اسے ہرنی کیٹی سے الگ نہیں ہونا چاہیئے اور اس کے
ساتھ ہی رہنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ان دونوں کے جادو ٹوٹنے
کا کوئی سبب بن جائے۔ اسی خیال کے ساتھ ناگ رینگتا ہوا ہرنی کیٹی
کے جسم پر چڑھ کر اس کی گردن کے بالوں میں چھپ کر بیٹھ
گیا۔

ہرنی کیٹی کو ناگ کے اپنی گردن کے بالوں میں بیٹھنے کا کچھ پتہ نہ
چل سکا۔ وہ اسی طرح زمین پہ بیٹھی رہی۔ ناگ مکڑی نے بالوں میں
بیٹھنے کے بعد اِدھر اُدھر دیکھا تو اسے اپنے بالکل قریب ہرنی کی
گردن میں بالوں کے بیچ میں ایک جگہ سے کالے رنگ کی چھوٹی سی
سُوئی جیسی نوکیلی شے باہر کو اُبھری ہوئی نظر آئی۔ ناگ کا انسانی
ذہن اسی طرح کام کر رہا تھا اگرچہ وہ خود ننھی سی مکڑی کی شکل میں
تھا۔ اس نے گردن کے بالوں میں اِدھر اُدھر رینگ کر دیکھا مگر کسی

دوسری جگہ ایسی کوئی شے باہر کو ابھری ہوئی نہیں تھی۔ یہ اصل میں
اس طلسمی کالے بھڑ کا ڈنک تھا جس کی وجہ سے کیٹی ہرنی کی شکل
میں تبدیل ہو گئی تھی۔ ناگ کے دل میں اچانک ایک خیال پیدا ہوا
کہ کہیں یہ جادو کی سوئی تو نہیں ہے؟ اس خیال کے سوجھتے ہی
ناگ رینگ کر کالے بھڑ کے ڈنک کے قریب چلا آیا۔ اس نے
اپنی ننھی ننھی مکڑی کی آنکھوں سے ڈنک کو غور سے دیکھا۔۔۔
یہ کالے ڈنک کا ایک باریک سا سرا تھا جو گردن میں
سے باہر نکلا ہوا تھا۔ ناگ نے اسے اپنے ننھے ننھے بازوؤں
سے چھوا۔ ڈنک سخت تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے جس طرح بھی
ممکن ہو اس ڈنک کو کیٹی کی گردن سے کھینچ باہر نکالنا چاہیے۔
اب ناگ نے زور لگا کر کالے ڈنک کو باہر کھینچنے کی کوشش
شروع کر دی۔ یہ کام بڑا مشکل تھا۔ ناگ مکڑی کی شکل میں
تھا اور اس کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ آسانی سے
زور لگا کر ڈنک کو باہر کھینچ لیتا۔ پھر بھی ناگ نے ہمت
نہ ہاری۔ اپنی پچھلی دونوں ٹانگیں اس نے کالے ڈنک سے چپکا
رکھی تھیں اور اگلی دو ٹانگوں سے ہرنی کی گردن کے بالوں
پکڑ کر آگے کو زور لگا رہا تھا۔ ہرنی کیٹی کی گردن پہ بالوں
... یہ درد کچھ ہو رہی تھی اور اسے ذرا سا بھی احساس
... تھا۔ ایک بار اسے گردن پہ ہلکی سی کھجلی ضرور ہوئی اور

اس نے یوں گردن کو جھٹک دیا۔ چونکہ کالے طلسمی ڈنک کو ناگ
مکڑی نے زور سے پکڑ رکھا تھا اس لیے ہرنی کی گردن جھٹکنے
سے اس پر بوجھ پڑا اور کالا ڈنک اپنے آپ ہرنی کی گردن سے
آدھے سے زیادہ باہر کو نکل آیا۔
اب ناگ کا کام آسان ہو گیا تھا۔ اگرچہ ناگ کو پورا یقین
نہیں تھا کہ اس ڈنک کے باہر نکالنے سے کیٹی پھر سے انسان
بن جائے گی لیکن وہ اس سوئی سے بھی باریک ڈنک کو ایک
بار باہر ضرور نکالنا چاہتا تھا۔ اور اب تو وہ ڈنک آدھے سے
زیادہ باہر نکل آیا تھا۔ ناگ پورا زور لگانے لگا۔ اب ہرنی
کیٹی کو بھی محسوس ہوا کہ اس کی گردن میں شاید کوئی کیڑا گھس آیا
ہے جو اسے پریشان کر رہا ہے چنانچہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور زور
سے گردن کو جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا بڑا خوش قسمت ثابت ہوا اور طلسمی
ڈنک ہرنی کی گردن سے باہر نکل آیا۔
ڈنک کے باہر نکلتے ہی کیٹی ہرنی سے انسانی شکل اختیار
کر گئی۔
کیٹی نے ایک بے پناہ خوشی والی حیرت کے ساتھ اپنے انسانی
جسم کو دیکھا اور مسرت سے اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس
نے دیکھا کہ اس کی گردن میں رسی پڑی ہے جس کو کھونٹے کے
ساتھ باندھا گیا ہے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ کسی وجہ سے اس پر

انسان بن گئی ہے۔
کیا گیا جادو ٹوٹ گیا ہے اور وہ پھر سے
کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہیں اپنی گردن سے اتار ڈالی
اور خستہ حال کی ہونے والی اپنی بیوی نکٹی کے مکان کو غور سے
دیکھا۔ مکان ویران اور خالی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نکٹی بھاگ
گئی ہے۔

ادھر جب کیٹی نے انسانی شکل بدلی تو ناگ کیٹی کی گردن کے
بالوں سے ہی چمٹا رہا۔ ناگ کو کیٹی کے انسانی شکل میں آنے کی
بے حد خوشی ہوئی۔ یہی وہ طلسمی ڈنک تھا جس کی وجہ سے
کیٹی جادو کے شکنجے میں پھنس گئی تھی۔ ناگ کو بڑی خوشی تھی کہ
اس کی وجہ سے کیٹی کا طلسم ٹوٹ گیا۔ اب اسے اپنی فکر تھی
کہ خدا جانے اس پر کیا گیا جادو کب ٹوٹے گا۔ مگر وہ کیٹی سے
الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ کیٹی کے لمبے سنہری بال گردن پر
رہتے تھے۔ ناگ اس کے بالوں کے اندر ہی چپ چاپ پڑا
رہا۔ اسے اب بھی کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کی وجہ
تھی کہ وہ مکڑی کی شکل میں تھا۔ کیٹی کو بھی ناگ کی خوشبو نہیں آ
تھی۔ اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ ناگ ایک ننھی سی مکڑی
کی شکل میں اس کے بالوں میں چھپا بیٹھا ہے۔
کیٹی کوٹھڑی میں گئی۔ وہاں نکٹی کا ٹوٹا پھوٹا سامان بکھ
ہوا تھا۔ نکٹی یہ سامان چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ کیٹی نے سو

کہ اب اسے ناگ، عنبر ماریا اور تھیوسانگ کی تلاش میں کہاں اور
کس طرف جانا چاہیئے؟ اسے ان میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو
نہیں آ رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اسے شمال کے ہمالیہ
پہاڑیوں کی طرف چلنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے راستے میں کسی
شہر یا جنگل سے اسے اپنے دوستوں کی خوشبو آ جائے۔ چنانچہ
کیٹی نکٹی کے مکان سے باہر نکلی اور اس نے بستی کی ایک چھوٹی
سی سڑک پر چلنا شروع کر دیا۔ بستی پیچھے رہ گئی تو
پہاڑیاں شروع ہو گئیں۔
ناگ کیٹی کے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ اسے اُلّو اور اس
کے ساتھی اُلّو کی باتوں کا خیال آ رہا تھا۔ اس اُلّو نے کہا تھا کہ
سنگاپور کے جنگل میں ایک اونچی پہاڑی پر پورے چاند کی رات
کو ایک دو موہنی آ کر تالاب کے کنارے رقص کرتی ہے اور
پھر اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکتا ہے۔ جہاں یہ آنسو گرتا
ہے وہاں پر کو رپتوں والی ایک بوٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ اُلّو نے کہا
تھا کہ اگر یہ بوٹی جلا کر اس کی دھونی ہرنی کیٹی کو دی جائے تو اس
کا جادو ٹوٹ سکتا ہے اور وہ انسانی شکل میں واپس آ سکتی ہے۔
اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی کیونکہ اس کا جادو ٹوٹ چکا
تھا۔ لیکن ناگ کو خیال آیا کہ اگر اس بوٹی کی دھونی اسے دی جائے
تو ہو سکتا ہے اس کا جادو بھی ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے

انسانی شکل میں واپس آجائے۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ اکیلا سنگلاخ
جنگل میں کیسے پہنچے؟ اب کیٹی انسانی شکل میں واپس آگئی تھی۔
اور وہ سنگلاخ جنگل والی پہاڑی پر جاکر پورے چاند کی رات
کو چکوربوٹی ڈالا سکتی تھی لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کیٹی کو کیسے بتائے
کہ چکوربوٹی کی دھونی سے اس کا جادو ختم ہونے کی اُمید ہے؟
ناگ کیٹی کے بالوں میں چھپا یہی سوچ رہا تھا اور کیٹی آہستہ آہستہ
بستی سے دُور ہوتی جارہی تھی۔ سڑک پر اسے ایک لکڑہارا لکڑیوں
کا گٹھا سر پر اُٹھائے سامنے سے آتا ملا۔ اس نے کیٹی کو دیکھا تو پوچھا
کہ وہ جنگل کی طرف مت جائے کیونکہ وہاں سنا ہے ایک آدم خور شیر
آیا ہوا ہے۔ کیٹی نے لکڑہارے سے پوچھا۔ کہ جنگل پار کون سا
شہر ہے؟
لکڑہارا بولا۔
"جنگل کے پار ناگاپٹنم شہر ہے۔ مگر تم جنگل میں سے
مت گزرنا نہیں تو تمہیں شیر کھا جائے گا۔"
کیٹی بولی۔
"تو پھر میں اس شہر میں کیسے جاسکتی ہوں؟"
لکڑہارے نے کہا۔
"تم جنگل کے کنارے سے ہو کر جاؤ۔ آگے
تمہیں دریائے گوداوری ملے گا۔ تم اس دریا میں سفر کر

کے ناگاپٹنم کی بندرگاہ پر پہنچ جاؤں گی۔"
کیٹی نے لکڑہارے کا شکریہ ادا کیا اور جنگل میں داخل
ہونے کی بجائے جنگل کے کنارے کنارے اونچی نیچی پتھریلی زمین
پر چلنا شروع کر دیا۔ صبح ہو چکی تھی اور آسمان پر سورج کی روشنی
چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ دوپہر تک کیٹی چلتی رہی
دوپہر کے بعد وہ جنوبی ہندوستان کے سب
سے بڑے دریا دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئی۔ دریا
کے کنارے ویران تھے اور کہیں کہیں تاڑ اور ناریل کے
درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔
کیٹی نے سوچا کہ شاید آگے کوئی گھاٹ آجائے جہاں وہ
کشتی میں سوار ہو کر سفر جاری رکھ سکے۔ اس کی ایک جانب
دریا تھا اور دوسری جانب گھنا جنگل تھا۔ اس جنگل میں
ہی اسے بتایا گیا تھا کہ وہاں آدم خور شیر کہیں سے آگیا ہوا
ہے۔ ابھی تک اسے جنگل کی طرف سے شیر کی گرج سنائی نہیں
دی تھی۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلی جارہی تھی۔
کافی دُور جانے کے بعد کیٹی ایک گاؤں کے گھاٹ پر پہنچ گئی۔
یہاں ایک بڑی کشتی کھڑی تھی جس میں دیہاتی لوگ سوار ہو
رہے تھے۔ کیٹی نے کشتی والے سے جاکر کہا کہ وہ بھی کشتی
میں سفر کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے

کوئی شک نہیں ہے۔ کشتی والا ایک بوڑھا ملاح تھا۔ اس نے کیٹی کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"بیٹی تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! میں ملک یونان کی سیاح ہوں اور سیر و شکار کی غرض سے اپنے بھائی کے ساتھ یہاں آئی تھی کہ راستہ بھول کر اِدھر نکل آئی۔ اب میں ناگا پٹنم شہر واپس جانا چاہتی ہوں۔ جہاں میری ایک بہن رہتی ہے۔"

بوڑھا ملاح بولا۔

"میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ تم یہاں کی رہنے والی نہیں ہو کیونکہ تمہارا رنگ گورا بال سنہری اور آنکھیں نیلی ہیں۔ اچھا تم کشتی میں بیٹھ جاؤ میں تمہیں ناگا پٹنم پہنچا دوں گا۔"

کیٹی نے بوڑھے ملاح کا شکریہ ادا کیا اور کشتی میں دوسرے دیہاتی مسافروں کے ساتھ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔ ناگ [illegible] [illegible] اس کے بالوں میں موجود تھا اور اس نے لکڑ ہارے کے ساتھ اور پھر بوڑھے ملاح کے ساتھ کیٹی کی ساری گفتگو سن لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے ناگا پٹنم شہر میں ہی عنبر

ماریا تھیوسانگ سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

کشتی دریا میں روانہ ہو گئی۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد دُور سے ناگا پٹنم شہر کے مکانوں کی چھتیں اور شہر کی دیوار کے بُرج اور اونچے اونچے مندروں کے کلس دکھائی دینے لگے۔ ناگا پٹنم شہر بہت بارونق شہر تھا اور سارے جنوبی ہندوستان میں اپنے ناگ مندروں کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس شہر کے مندروں میں سانپوں کی مورتیوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اِن میں ایک مندر سب سے بڑا تھا۔ اس مندر کا نام ناگ مندر تھا اور یہاں ایک بہت بڑے سانپ کا بت رکھا تھا جو کنڈلی مار کر چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس سانپ مورتی کے پھیلے ہوئے پھن کے اوپر سونے کا ایک تاج پڑا تھا۔ اس تاج میں بے حد قیمتی ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ اس مورتی کے قیمتی تاج کی رکھوالی کے لیے دن رات وہاں پہرے دار موجود رہتے تھے۔ دن کو لوگ ناگ مورتی کی پوجا کرنے آتے تھے۔ رات کو مندر کا بڑا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔

مسافروں سے بھری ہوئی کشتی ناگا پٹنم شہر کی بڑی گھاٹ پر آ کر لگ گئی۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ کیٹی بھی کشتی میں سے اُتر پڑی۔ کیٹی کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اتنے بڑے شہر میں کہاں جائے؟ سرائے میں بھی نہیں ٹھہر

سکتی تھی۔ کیونکہ سرائے میں ٹھہرنے کے لیے بھی پیسے دینے
پڑتے تھے۔ ناگا پٹنم کے شہر کے مکان اور عمارتیں پرانے زمانے
کی تھیں۔ مکان چار چار منزلہ تھے اور لکڑی اور پتھروں سے
بنائے گئے تھے۔ بازار کھلے اور دکانیں سامان سے بھری ہوئی
تھیں۔ لوگوں نے سفید دھوتیاں اور کرتے پہن رکھے تھے سروں
پر پگڑیاں تھیں۔ عورتوں نے سوتی اور ریشمی ساڑھیاں پہن رکھی
تھیں اور ان کے ماتھوں پر سُرخ تلک لگے تھے۔ کچھ مردوں نے
بھی ماتھے پر تلک کی لال لکیریں بنا رکھی تھیں۔

کیٹی بازاروں میں پھرنے لگی۔ یہاں بھی اسے ناگ، عنبر
ماریا اور تھیوسانگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی
نے سوچا کہ وہ اس شہر میں ایک رات گزار کر آگے نکل جائے
گی کیونکہ خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں ناگ
عنبر اور ماریا تھیوسانگ میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ کیٹی
نے یہی فیصلہ کیا کہ سرائے کی بجائے وہ کسی مندر میں بیٹھ کر رات
گزار دے گی۔

بازار سے باہر نکلی تو اسے دائیں بائیں درختوں کے جھنڈ
میں دو تین مندر دکھائی دیئے۔ کیٹی ایک مندر کی طرف چل پڑی
یہ شہر کا سب سے بڑا مندر تھا اور اسی کا نام ناگ مندر تھا
ناگ کی سب سے بڑی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ شام کا وقت

قریب تھا۔ عورتیں اور مرد مندر میں پوجا کرنے جا رہے تھے۔
ان کے ہاتھوں میں پھول تھے۔ کیٹی نے سوچا کہ مندر میں داخل
ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ بھی پھول لے کر مندر میں پوجا
کرنے کے لیے جائے۔ وہ پھول خرید نہیں سکتی تھی۔ اس نے
ایک جگہ جھاڑیوں میں سے کچھ پھول توڑے اور دوسری
عورتوں کے ساتھ مندر میں داخل ہو گئی۔

عورتیں اور مرد اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے کیونکہ
ایک تو کیٹی کا رنگ گورا تھا اور دوسرے اس نے ماتھے پر
تلک نہیں لگایا ہوا تھا۔ مندر کی کشادہ ڈیوڑھی میں سے گزر
کر وہ مندر کے بے شمار ستونوں والے ہال کمرے میں آ گئی۔
یہاں ایک جگہ لال پتھر کا چبوترہ بنا تھا۔ جس کی چاروں جانب
چاندی کے چراغ روشن تھے۔ بیچ میں ایک چاندی کی
بڑی چوکی پر سانپ کا بت بنا تھا۔ یہ سانپ کافی بڑا تھا۔
اس کا پھن اٹھا ہوا تھا۔ اور سر کے اوپر سونے کا تاج چمک
رہا تھا۔ جس میں قیمتی ہیرے جگمگا رہے تھے۔ چبوترے
کی ایک طرف مندر کے دو آدمی پہرہ دے رہے تھے۔
سانپ کی مورتی کے آگے ایک مہنت یعنی بڑا پجاری آلتی
پالتی مارے بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ پوجا کرنے والے
آتے اور پھول سانپ کی مورتی کے آگے رکھ دیتے۔ بڑا

پجاری ان کے ماتھوں پر لال ٹیکہ لگاتا اور پوجا کرنے والے ہاتھ جوڑ کر پیچھے ہٹ جاتے۔ کیٹی بھی پھول لے کر آگے بڑھی۔ اس نے پھول سانپ کی مورتی کے سامنے رکھ دیئے۔ بڑے پجاری نے اس کے ماتھے پر اپنی انگلی رنگ میں ڈبو کر لال ٹیکہ لگایا اور تعجب سے بولا۔

"تم کون ہو؟ ہندو نہیں لگتی ہو مجھے"

کیٹی نے اسی کی زبان میں کہا۔

"مہاراج! میں ملک یونان کی رہنے والی ہوں۔ یہاں کی زبان میں نے اپنے باپ سے سیکھی تھی جو یہاں کافی دیر تجارت کرتا رہا تھا۔ اب میں اکیلی اس شہر کی سیر کرنے آئی ہوں اور میرا جی چاہا کہ ناگ دیوتا کی پوجا کروں"

بڑے پجاری نے کیٹی کو ٹیکہ لگانے کے بعد مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"بیٹی! ناگ دیوتا کی محبت تمہیں اس کے پاس کھینچ لائی ہے۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے۔ جاؤ تمہارا کلیان ہو"

بڑے پجاری کے اس ہمدردانہ سلوک سے کیٹی کی ہمت ... اس نے آہستہ سے کہا۔

"مہاراج! میں اس شہر میں اکیلی ہوں اور میرے پاس نہ تو کوئی پیسہ ہے۔ اور نہ رہنے کو جگہ ہے۔ کیا آپ میری مدد فرمائیں گے؟"

بڑے پجاری نے کہا۔

"بیٹی! ابھی لوگ پوجا کرنے آ رہے ہیں۔ تم ایک طرف جا کر بیٹھ جاؤ۔ پوجا سے فارغ ہو کر تم سے بات کروں گا"

کیٹی خوش ہوئی اور نمسکار کر کے مندر کے ہال کمرے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ ناگ اس وقت کیٹی کے سر کے بالوں میں چھپا یہ ساری باتیں سن رہا تھا عجیب بات تھی کہ اس کی موجودگی کو وہاں کی ناگ مورتی نے بھی محسوس نہیں کیا تھا۔ شاید اس کے لیے کہ ناگ ایک ننھی سی مکڑی کی شکل میں تھا اور کسی زندہ سانپ کو بھی اس کی ناگ دیوتا والی خوشبو نہیں آ سکتی تھی اور اس سانپ کی مورتی تو پتھر کی تھی۔ ناگ یہ سوچ کر کیٹی کے بالوں میں چھپا بیٹھا رہا کہ دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے۔

جب لوگوں کے آنے جانے کا سلسلہ رک گیا۔ شام ہو گئی اور بڑا پجاری فارغ ہو گیا تو اپنے استھان سے اٹھ کر اس نے سانپ کی بڑی مورتی کو ماتھا ٹیکا اور پیو ترے سے

و کر کیٹی کے قریب آکر بولا۔

"آؤ بیٹی میرے ساتھ آؤ"

کیٹی اٹھ کر بڑے پجاری کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔
بڑے پجاری کی کوٹھڑی ہال کرے کے کونے میں تھی جہا
پر دیوار کے ساتھ ایک چراغ جل رہا تھا۔ کوٹھڑی کے اندر بھی
چراغ روشن تھا۔ فرش پر ہرن کی کھال بچھی تھی۔ اور ایک
بستر دیوار کے ساتھ بچھا ہوا تھا۔ بڑے پجاری نے کیٹی کو ہر
ی کھال کے فرش پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ خود بھی ا
بستر پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور بولا

"بیٹی! تمہارا نام کیا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! میرا نام کیٹی ہے۔ میں ملک یونان سے
اکیلی اپنے باپ کے شہر کو دیکھنے آئی ہوں۔ اتفاق
سے میرے جتنے پیسے تھے وہ ختم ہو گئے ہیں"

بڑے پجاری نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کیٹی کو تس
ی اور پھر بلند آواز میں کہا۔

"سنگرام!"

ایک دبلا پتلا سفید دھوتی کرتے والا کالا کلوٹا آدمی باہر
یا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر بڑے پجاری کو نمسکار کیا ا

بولا۔

"مہاراج نے مجھے بلایا ہے"

"ہاں سنگرام۔" بڑا پجاری بولا "یہ ہماری بیٹی ہے۔
اس کا نام کیٹی ہے۔ یہ ملک یونان سے ہمارے ناگ
دیوتا کی مورتی کی پوجا کرنے آئی ہے۔ اس کے لیے بھوجن
لاؤ"

سنگرام سر کو جھکا کر چلا گیا۔ بڑے پجاری نے کہا۔

"بیٹی! یہ میرا شاگرد سنگرام ہے۔ جب میں مر
جاؤں گا تو یہی سنگرام یہاں کا بڑا پجاری بنے گا۔ تم
بھوجن کرنے کے بعد سامنے والی کوٹھڑی میں سو جانا
وہ کوٹھڑی میں نے اپنے خاص مہمانوں کے لیے ہی
رکھی ہے۔ تمہیں یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں
ہوگی۔ تم بے شک جتنے دن چاہو یہاں رہ سکتی
ہو"

کیٹی نے بڑے پجاری کے اس ہمدردانہ سلوک کا
شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"مہاراج! میں زیادہ دن نہیں ٹھہروں گی۔ بس
کل یا زیادہ سے زیادہ پرسوں چلی جاؤں گی"

بڑا پجاری کہنے لگا۔

"یہ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ اور ہاں"

یہ کہہ کر بڑے پجاری نے بچھونے کے پیچھے ہاتھ ڈال کر چاندی کے چار سکے نکالے اور کیٹی کو دیتے ہوئے کہا۔

"چاندی کے چار سکے اپنے پاس رکھ لو۔ یہ تمہارے یہاں کے خرچ کے لیے اور یونان تک کے واپسی کے سفر کے اخراجات کے لیے کافی ہوں گے۔"

اس زمانے میں چاندی کے ایک سکے کی قیمت بہت ہوا کرتی تھی۔ وہ ہمارے آج کے ہزار روپے کے برابر ہوتا تھا۔ کیٹی نے سکے لے لیے اور کہا۔

"مہاراج! میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ آپ کا شفقت بھرا سلوک مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔"

بڑے پجاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹی! میں تمہیں اپنی بیٹی ہی سمجھتا ہوں۔ میری کوئی بیٹی نہیں ہے۔ اس لیے تمہیں بیٹی بنا کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔"

کیٹی کے بالوں میں بیٹھا ناگ یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ وہ بڑے پجاری کے اس انسان دوست اور نیک دل رویے سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ بڑا پجاری سچ مچ ایک فرشتہ صفت انسان تھا۔ اس کا دل انسانوں کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ اتنے میں اس کا چیلا اور شاگرد سنگرام ایک تھال میں اُبلے ہوئے چاول دہی اور دال لے کر آگیا۔ بڑے پجاری نے کہا۔

"میری بیٹی کے سامنے رکھ دو۔"

سنگرام نے کھانے کی تھالی کیٹی کے سامنے رکھ دی اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تیکھی آنکھوں سے کیٹی کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کو بھوک لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ کیٹی اور تھیوسانگ کو زمین پر رہتے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا تھا کہ اب وہ اس زمین کی فضا میں پھیلی ہوئی آکسیجن اور دوسری گیسوں میں سے اپنے لیے غذائیت سانس کے ذریعے ہی حاصل کر لیتے تھے۔ جو ان کے خلائی خون میں شامل ہو کر انہیں بھرپور توانائی عطا کرتی تھی۔ پھر بھی وہ بڑے پجاری پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ خلائی لڑکی ہے۔ اس نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔

کھانے کے بعد بڑے پجاری نے سنگرام سے کہا۔

"ہماری بیٹی کو ہمارے مہمانوں والی کوٹھڑی میں لے جاؤ سنگرام! ہماری بیٹی وہاں ہماری خاص مہمان کی حیثیت سے رہے گی۔"

سنگرام نے سر جھکا کر کہا۔

"جو حکم مہاراج۔"

بڑے پجاری نے کیٹی سے کہا۔

"جاؤ بیٹی! رات ہو رہی ہے۔ اپنی کوٹھڑی میں جاؤ۔ وہاں تمہاری سہولت کی ہر شے موجود ہوگی۔"

کیٹی نے بڑے پجاری کا ہاتھ جوڑ کر شکریہ ادا کیا اور سنگرام کے ساتھ سامنے والی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس چھوٹی سی کوٹھڑی میں ہرن کی کھال کا فرش بچھا تھا۔ کونے میں ایک سفید بستر لگا تھا۔ ایک چراغ طاق میں جل رہا تھا۔ پانی کی صراحی اور گلاس بھی وہاں پر رکھا ہوا تھا۔ کوٹھڑی کے ساتھ ہی اندر ایک غسل خانہ بھی بنا ہوا تھا جس میں پانی سے بھرے ہوئے چار بڑے مٹکے اور ڈونگا پڑا تھا۔

سنگرام کیٹی کو کوٹھڑی میں چھوڑ کر واپس بڑے پجاری کے پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔

"گرو جی! میں نے مہمان خاتون کو اس کی کوٹھڑی میں پہنچا دیا ہے۔"

بڑے پجاری نے کہا۔

"اچھا کیا سنگرام! اس کے آرام کا خیال رکھنا اور ہاں ہیماوتی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اسے اپنی مہمان بیٹی کی خدمت پر لگانا چاہتے ہیں تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔"

سنگرام بولا۔

"جو حکم گورو جی مہاراج۔"

وہ واپس مڑتے ہوئے ایک پل کے لیے رکا اور بڑے ادب سے بولا۔

"گورو جی! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔"

بڑے پجاری نے اسے بولنے کی اجازت دی تو سنگرام بولا۔

"گورو جی! یہ خاتون ایک اجنبی ہے۔ ہر چند کہ آپ اسے اپنی بچی سمجھتے ہیں مگر مہاراج کسی کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ اور ناگ دیوتا کے تاج کی حفاظت کرنا ہمارا سب سے بڑا فرض ہے۔"

بڑے پجاری نے مسکرا کر کہا۔

"تم یہ کہنا چاہتے ہو سنگرام کہ جس لڑکی کو ہم نے اپنی بیٹی سمجھ کر سامنے والی کوٹھڑی میں رہنے کی اجازت دی ہے وہ ناگ دیوتا کا تاج چوری کر کے نہ لے جائے کہیں؟"

سنگرام بولا۔

"گورو مہاراج! میں نے صرف اپنے اندیشے کا اظہار کیا ہے۔"

بڑا پجاری کہنے لگا۔
"ناگ دیوتا اپنے قیمتی تاج کی خود ہی حفاظت کرتا ہے۔
اور پھر دو پہرے دار رات کو چبوترے کے ارد گرد پہرہ
دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ تمہارا اندیشہ غلط ہے۔
کیٹی ہماری بچی ہے۔ وہ ہمیں دھوکہ دینے کی کبھی کوشش
نہیں کرے گی۔ اب تم جاؤ اور ہیماوتی کو ہمارے پاس بھیج
دو۔"

"جو حکم گورو مہاراج!"

یہ کہہ کر سنگرام خاموشی کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل گیا۔ بڑا
پجاری اپنے بستر پر بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا کہ دیو داسی ہیماوتی نے
آکر نمسکار کیا اور ادب سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ بڑے پجاری
نے آنکھیں کھول کر دیو داسی ہیماوتی کو دیکھا اور کہا۔

"ہیماوتی! سامنے والی کوٹھڑی میں ہماری منہ بولی بیٹی
کیٹی ٹھہری ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا ہر طرح
سے خیال رکھو تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔"

ہیماوتی دیو داسی نے سر جھکا کر کہا۔

"مہاراج! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں آپ کی منہ
بولی بیٹی کا ہر طرح سے خیال رکھوں گی۔"

بڑے پجاری نے دیو داسی ہیماوتی کو حکم دیا کہ وہ کیٹی کی کوٹھڑی

میں جا کر اس کے بستر وغیرہ کو ٹھیک کر دے اور اگر اسے چادر
یا کپڑوں کی ضرورت ہو تو اسے مہیا کر دے۔ ہیماوتی ادب سے سلام
کر کے چلی گئی۔ کیٹی اپنے بستر پر بیٹھی ناگ عنبر تھیوسانگ اور ماریا
کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کوٹھڑی پر آہستہ سے دستک ہوئی۔
کیٹی نے پوچھا۔ "کون ہے؟" دیو داسی ہیماوتی بولی۔

"میں آپ کی دیو داسی ہیماوتی ہوں۔ مہاراج نے مجھے
آپ کی خدمت کے لیے بھیجا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"آ جاؤ بہن ہیماوتی۔"

دیو داسی ہیماوتی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے کیٹی کے گورے
رنگ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں کو دیکھا۔ تو اس کے حسن سے بے
حد متاثر ہوئی۔

دیوی کی کالی کتاب

دیوداسی ہیماوتی سوچ رہی تھی کہ سنگرام نے اسے بالکل درست بتایا تھا کہ بڑے پجاری کے پاس ایک ایسی لڑکی آئی ہے جس کے حسن کی مثال نہیں ہے۔ وہ ٹکٹکی باندھے کیٹی کو تک رہی تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"تم نے خواہ مخواہ تکلیف کی بہن ہیماوتی! مجھے یہاں کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ہیماوتی نے کہا۔

"اچھا بہن! میں پھر آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ہیماوتی واپس چلی گئی۔ ہیماوتی اس مندر کی سب سے زیادہ ہوشیار اور معتبر دیوداسی تھی اور بڑا پجاری اس پر بڑا بھروسہ کرتا تھا۔ وہاں سے وہ سیدھی مندر کی دوسری منزل میں سنگرام کے کمرے میں آ گئی جہاں سنگرام بے چینی سے ہاتھ پیچھے رکھے ٹہل رہا تھا۔ ہیماوتی کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ اور

"تم نے اس نئی یونانی لڑکی کو دیکھا؟"

ہیماوتی بولی۔

"ہاں سنگرام! تم نے جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی پایا اسے سچ مچ اس کے حسن کا جواب نہیں۔"

"تو پھر کیا خیال ہے تمہارا اب؟" سنگرام نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہیماوتی اس کے قریب آکر چوکی پر بیٹھ گئی۔ سنگرام سامنے والے تخت پر بیٹھ گیا۔ ہیماوتی نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ حسین لڑکی ہمیں اس ملک میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔"

سنگرام بولا۔

"ہماری قسمت پلٹ رہی ہے ہیماوتی۔ کنواں خود چل کر پیاسے کے پاس آگیا ہے۔ ہم چراغ لے کر بھی ڈھونڈتے تو ایسی لڑکی ہمیں کہیں نہیں مل سکتی تھی۔"

ہیماوتی نے کہا۔

"ہاں — بالکل ویسی ہی لڑکی ہے۔ جیسی لڑکی دیوی سنگاتی پر چڑھانے کے لیے ہمیں — چاہیے تھی۔ وہی حلیہ ہے جس کا ذکر دیوی سنگاتی کی کالی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ سنہری بال، نازک ناک، نیلی آنکھیں

اور گھورنے لگا۔

سنگرام نے کہا۔

"اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ بڑا پجاری کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکی کیٹی کل یا پرسوں واپس جانے والی ہے۔"

ہیماوتی اٹھ کر ٹہلنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں آج رات ہی اپنے منصوبے پر عمل کرنا ہو گا۔"

سنگرام نے فوراً کہا۔

"ہاں۔ ہمیں آج رات ہی اس لڑکی کو یہاں سے نکال لے جانا ہو گا۔"

پھر اس نے ہیماوتی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اور تم جانتی ہو کہ تمہیں اس کے لیے کیا کرنا ہے؟"

"میں اپنے فرض کو جانتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو اور دوسرے انتظامات کی تیاری میں لگ جاؤ۔"

سنگرام نے کہا۔

"میں ایک گھنٹے میں سارے کام ختم کر لوں گا۔ تم جب کیٹی کو لے کر آؤ گی تو مجھے بالکل تیار پاؤ گی جاؤ اب اپنے منصوبے پر عمل شروع کر دو۔"

ہیماوتی خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

جب رات آدھی کے قریب ہوئی تو ہیماوتی اس کوٹھڑی کی طرف گئی جہاں کیٹی آرام کر رہی تھی۔ کوٹھڑی میں جاتے ہی وہ کیٹی کے قدموں پر گر پڑی اور رونے لگ گئی۔ کیٹی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"کیا بات ہے بہن؟ خیریت تو ہے؟"

ہیماوتی نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر کہا۔

"بہن میں ایک ایسی مشکل میں پھنس گئی ہوں کہ اگر تم نے میری مدد نہ کی تو میری ماں مر جائے گی۔"

کیٹی نے ہیماوتی کو تسلی دی اور کہا۔

"مجھے بتاؤ بہن تمہاری ماں کی جان بچانے کے لیے میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

ہیماوتی نے جھوٹے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"بہن کیٹی! میری ماں کو دیوی سنگانی کا بخار ہو گیا ہے۔ جس کو ایک بار یہ بخار چڑھتا ہے۔ وہ تین دن کے اندر اندر مر جاتا ہے۔ میری ماں کو بخار چڑھے آج پہلا روز ہے۔ میں تم سے مل کر گھر گئی تو وہ بخار میں بے ہوش تھی۔ ہماری مقدس کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نیلی آنکھوں والی لڑکی آ کر بخار کے مریض یا مریضہ

"تمہارا گھر ابھی تک نہیں آیا؟"

ہیماوتی بولا۔

"بس جنگل کے کنارے پر ہے وہ سامنے۔"

ناگ کیٹی کے بالوں میں چھپا پریشان ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیٹی کو یہ عورت کسی جال میں پھنسانے والی ہے۔ مگر وہ کیٹی کو خبردار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔ ہیماوتی جنگل کے کنارے ایک مکان کے پاس آ کر گھوڑے سے اتر پڑی۔ کیٹی نے دیکھا کہ سامنے مٹی کا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ جس کی ایک کوٹھڑی کی کھلی کھڑکی میں سے چراغ کی روشنی باہر آ رہی تھی۔

ہیماوتی نے کہا۔

"بہن کیٹی! یہ ہمارا مکان ہے۔ میری ماں اندر بے ہوش پڑی ہے۔"

کیٹی ہیماوتی کے ساتھ کوٹھڑی میں آئی تو دیکھا کہ چارپائی پر ایک ادھیڑ عمر عورت بے ہوش پڑی ہے۔ ہیماوتی نے روتے ہوئے کہا۔

"کیٹی بہن! بھگوان کے لیے کچھ کرو۔ میری ماں کو بچاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"پانی لاؤ۔ میں اسے پانی پلاتی ہوں۔"

کو اپنے ہاتھ سے پانی پلا دے تو مریض کی زندگی بچ جاتی ہے۔ بھگوان کے لیے میرے ساتھ ابھی چلو۔ میری ماں کی جان بچاؤ۔ نہیں تو وہ شاید کل ہی مر جائے گی۔"

کیٹی فوراً اس کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی۔ حالانکہ نہیں کسی کے ساتھ جانے پر اچانک اور بغیر کچھ سوچے سمجھے تیار نہیں ہو جانا چاہیے۔ لیکن کیٹی کو تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اس کے خلاف کتنی بھیانک سازش کی جا رہی ہے۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔

"بہن میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ آؤ۔"

ناگ جو کیٹی کے بالوں میں مکڑی کی شکل میں چھپا بیٹھا تھا۔ سوچ میں پڑ گیا کہ کہیں کیٹی کے خلاف کوئی چال تو نہیں چلی جا رہی؟ مگر وہ کیٹی کو کسی خطرناک جگہ جانے سے روک بھی نہیں سکتا تھا اور اس کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاموشی سے بالوں میں چھپا بیٹھا رہا۔

کیٹی کو ساتھ لے کر ہیماوتی مندر کے پچھلے دروازے سے نکل آئی۔ یہاں دو گھوڑے پہلے سے کھڑے تھے۔ ہیماوتی نے کیٹی کو گھوڑے پر بٹھایا اور گھوڑا دوڑاتی شہر سے دور آ گئی۔ رات کے اندھیرے میں جب کیٹی کو جنگل کے درخت نظر آئے تو اس نے ہیماوتی سے پوچھا۔

ہیماوتی دوسرے کمرے میں گئی اور گلاس میں پانی ڈال
کر لے آئی۔ دوسرے کمرے میں سنگرام چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے
پانی کے گلاس میں فوراً بے ہوش کر دینے والی دوائی ڈال
دی اور ہیماوتی کے کان میں کہا۔

"سب کام ہوشیاری سے کرنا"

ہیماوتی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے کیٹی کے پاس آ کر
آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی۔

"کیٹی بہن! دھارمک پستک میں لکھا ہے کہ نیلی آنکھوں
والی لڑکی پانی کے دو گھونٹ پی کر بیمار عورت کے منہ
میں پانی ڈالے۔ کیا میری بہن تم میری مدد کے لیے تیار
ہو نا؟"

کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسے تو ہیماوتی پر
ذرا سا بھی شک نہیں تھا۔ کیٹی نے گلاس اپنے ہاتھ میں لیتے
ہوئے کہا۔

"ہیماوتی! لاؤ میں پانی پی کر تمہاری ماں کے منہ میں پانی
ڈالتی ہوں"

کیٹی نے گلاس ہاتھ میں لے کر اپنے منہ سے لگایا اور
فوراً پانی کے دو گھونٹ پی گئی۔ پھر اس نے پانی ایک چمچ
میں ڈال کر چارپائی پر بے ہوش پڑی عورت کے منہ میں ڈالا

عورت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کیٹی نے خوش ہو کر ہیماوتی سے کہا۔

"دیکھو ہیماوتی! تمہاری ماں بالکل اچھی ہو گئی"

ہیماوتی خوش ہونے کی بجائے بڑے غور سے کیٹی کی طرف
دیکھ رہی تھی۔ کیٹی کو اس کی نگاہیں کچھ عجیب سی لگیں۔ اس نے
تعجب سے کہا۔

"ہیماوتی! کیا تمہیں خوشی نہیں......"

کیٹی جملے کو پورا بھی نہیں کر سکی تھی کہ اس کی آنکھوں کے آگے
اندھیرا چھا گیا اور ہیماوتی کا چہرہ غائب ہو گیا۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا

"ہیماوتی! مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا"

اس کے ساتھ ہی کیٹی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر اسے
بالکل ہوش نہ رہا۔ ناگ کو بے حد صدمہ ہوا کہ کیٹی کے ساتھ
سخت دھوکہ کیا گیا تھا اور اب نہ جانے یہ لوگ اس کے ساتھ کیا
سلوک کرنے والے تھے۔ ناگ کو بھی پتہ نہیں تھا کہ اگر کیٹی کو
کچھ ہو گیا تو خود اس کے ساتھ کیا گزرے گی؟ کیٹی بے ہوش ہوئی
تو سنگرام دوسرے کمرے سے باہر نکل آیا۔ چارپائی
پر جو عورت جھوٹ موٹ بے ہوش پڑی تھی، اس نے سنگرام
سے کہا۔

"اب اسے لے کر یہاں سے نکل چلو"

سنگرام نے ہیماوتی کی طرف دیکھ کر کہا

"ہیماوتی! تم فوراً واپس مندر میں چلی جاؤ۔ صبح مشہور کر دینا کہ کیٹی مندر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ تاکہ بڑے پجاری کو تم پر شک نہ ہو۔ منہ اندھیرے میں بھی مندر پہنچ جاؤں گا۔"

ہیماوتی گھوڑے پر بیٹھ کر واپس مندر کو اور سنگرام اور عورت بٹی کو گھوڑے پر ڈال کر جنگل میں گھس گئے۔ جنگل کے درمیان ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ سنگرام نے کیٹی کو گھوڑے سے اتار کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور بارہ دری کے نیچے ایک سیڑھیاں اتر کر ایک پُراسرار تاریک تہہ خانے میں گیا۔ اس نے کیٹی کو ایک طرف لٹا دیا اور بوڑھی عورت سے کہا۔

"تم اس عورت کی حفاظت کرو۔ میں واپس مندر کو جاتا ہوں۔ اگر میں غائب رہا تو بڑے پجاری کو مجھ پر شک پڑ سکتا ہے کہ میں نے ہی کیٹی کو کہیں گم کیا ہے۔ میں کل رات تمہارے پاس اسی جگہ پہنچ جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر سنگرام بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور واپس مندر کی طرف گھوڑے کو ڈال دیا۔ راتوں رات ہیماوتی اور سنگرام بھی آگے پیچھے مندر میں پہنچ کر اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں سو گئے۔ صبح ہوئی تو ہیماوتی دوڑی دوڑی بڑے پجاری کے پاس آئی

اور جھوٹ موٹ گھبراہٹ کے ساتھ بولی۔

"مہاراج! کیٹی چلی گئی۔"

بڑے پجاری نے حیران ہو کر ہیماوتی کی طرف دیکھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ہیماوتی؟ ہماری بیٹی ہمیں بتائے بغیر ہی چلی گئی؟"

ہیماوتی بولی۔

"مہاراج! وہ کہتی تھی کہ اسے اپنے بھائی کی یاد ستا رہی ہے۔ جو کیلاش میں ہے۔ میں نے اسے بہت روکا مگر وہ نہ مانی۔"

بڑے پجاری نے کہا۔

"کیا تم نے اسے نہیں کہا کہ وہ ہمیں مل کر جائے؟"

ہیماوتی بولی۔

"کہا تھا مہاراج مگر کیٹی نے کہا کہ اگر وہ بڑے پجاری کے پاس گئی تو ہو سکتا ہے وہ اسے روک دیں۔"

بڑے پجاری کو کیٹی کے اس طرح چلے جانے کا بے حد افسوس مگر وہ کیا کر سکتا تھا۔ بولا۔

"اچھا ہوا بھگوان اس کی حفاظت کرے۔ تم اس کی کوٹھڑی بند کر کے پوجا کے لیے کیسر اور پھول تیار کرو۔"

"بہت اچھا مہاراج!"

میں لے آئے۔ اسے گھوڑے پر ڈالا اور جنگل میں آگے روانہ ہو
گئے۔ ناگ ابھی تک بے ہوش کیٹی کے بالوں میں ہی چمٹا ہوا تھا۔
وہ کیٹی سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا
تھا کہ یہ لوگ اسے کہاں لیے جا رہے ہیں۔

سنگرام اور بوڑھی عورت کیٹی کو گھوڑے پر ڈالے جنگل
میں سفر کرتے رہے کوئی ایک گھنٹے بعد جنگل ختم ہو گیا اور سامنے
دریا آگیا۔ دریا کا پانی اندھیری رات میں سیاہ نظر آ رہا تھا۔
دریا کے کنارے ایک طرف ایک سیاہ چٹان کسی چڑیل کی
طرح منہ پھاڑے کھڑی تھی۔ اس چٹان کے اندر ایک گپھا
تھی۔ گپھا کے اندر پتھریلی دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ اس
دروازے پر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ سنگرام کیٹی
کو کاندھے پر ڈالے اس دروازے سے گزر کر نیچے لے آیا۔
یہاں زمین پر ایک لمبے سیاہ بالوں والی عورت کا کالا بت زمین
سے آدھا باہر کو نکلا ہوا تھا۔ بت گھٹنوں تک زمین کے اندر
دھنسا ہوا تھا۔

سنگرام نے کیٹی کو عورت کے بت کے سامنے زمین پر
لٹا دیا۔ عورت ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ سنگرام
نے عورت کی مورتی کی طرف دیکھ کر ہاتھ باندھے اور بولا۔
”سنگالی دیوی کی جے ہو۔ میں تمہاری قربانی لے آیا

یہ کہہ کر ہیماوتی نے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا۔ اور واپس چلی گئی۔
بہت خوش تھی کہ اس کی سازش کامیاب رہی تھی کہ بڑے
پجاری کو اس پر معمولی سا بھی شک نہیں ہوا تھا۔ سنگرام بھی
بہت خوش تھا۔ اس نے ہیماوتی سے مل کر کہا۔
”میں آج رات جنگل میں جا رہا ہوں۔ کل رات کے
پچھلے پہر کیٹی کو سنگالی دیوی پر قربان کر دیا جائے
گا اور اس کے بعد ہماری خوشیوں کا دور شروع ہو
جائے گا۔ میں تمہیں یہاں آ کر لے جاؤں گا۔ تم حکومت
کرنا۔“

جب رات گہری ہو گئی اور ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تو سنگرام
نے سیاہ لبادہ اوڑھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر رات کی تاریکی
میں جنگل کی طرف گھوڑے کو ڈال دیا۔ جنگل میں اندھیرا اور سناٹا
چھایا ہوا تھا۔ بارہ دری کے پاس پہنچ کر سنگرام نے گھوڑے
کو ایک طرف درختوں میں باندھا اور خود بارہ دری کا خفیہ زینہ
اتر کر نیچے تہہ خانے میں آگیا۔ کیٹی اسی طرح بے ہوش پڑی
تھی اور عورت اس کے پاس بیٹھی پہرہ دے رہی تھی۔

○

۔۔ بے ہوش کیٹی کو تہہ خانے سے نکال کر باہر جنگل

ہوں۔ میں تمہاری شرط پوری کر رہا ہوں۔ اب تم کو بھی اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ اس لڑکی کا رنگ گورا ہے۔ آنکھیں نیلی ہیں اور بال سنہری ہیں۔ یہی تمہاری شرط تھی۔ اب میں اسے تمہارے آگے قربان کرتا ہوں۔"

یہ سنتے ہی ناگ کانپ اٹھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس سنگرام نے کیٹی پر چھری چاقو سے حملہ کیا تو کیٹی اگرچہ مر نہیں سکے گی۔ مگر جسم کٹ جانے سے وہ زبردست مصیبت میں پھنس جائے گی۔ ناگ اس حالت میں نہیں تھا کہ کیٹی کی کوئی مدد کر سکے مگر وہ سنگرام کے ہاتھوں کیٹی کے جسم کے دو ٹکڑے ہوتے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب یہ ظالم اور سنگدل لوگ کسی انسان کو کسی فرضی دیوی کے سامنے قربان کرتے ہیں تو یا تو اس کی گردن کاٹ دیتے ہیں یا پیٹ چاک کر کے دل نکال کر دیوی دیوتا کے بت کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ یہ بات بڑی خطرناک تھی۔ ناگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ وہ کیٹی کے بالوں میں سے نکل کر رینگتا ہوا اس کے جسم سے اتر کر عورت کے بت کے پیٹ پر آ گیا۔ اب وہ کیٹی کو بے ہوش پڑے صاف دیکھ رہا تھا۔

سنگرام اس کے پاس دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے کیٹی کی گردن پر سے کپڑا پیچھے ہٹایا اور بولا۔

"دیوی سنگاتی! میں اس لڑکی کی گردن کاٹ کر اس کا خون تیرے پالتو سانپوں کو پلاؤں گا۔ اپنے پالتو سانپ کو حکم دے کہ وہ یہاں آ جائے۔"

ناگ سنگاتی دیوی کی مورتی کے پیٹ کے ساتھ مکڑی کی شکل میں چمٹا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ دیوی کا پالتو سانپ آنے والا ہے۔ اور سنگرام کیٹی کی گردن کاٹنے لگا ہے تو وہ بے چین ہو گیا۔ اتنے میں پتھر کی مورتی کے پیچھے سے ایک کالا سانپ پھن اٹھائے پھنکارتا ہوا سامنے آ گیا اور اپنا پھن لہرانے اور پھنکارنے لگا۔ اس وقت ناگ کو سخت مایوسی کا احساس ہوا کہ وہ اس سانپ سے اس کی زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ مگر وہ ہر حالت میں کیٹی کو بچانا چاہتا تھا۔ اسے اور تو کچھ نہ سوجھا وہ تیزی سے رینگتا ہوا مورتی کے جسم سے اترا اور پھنکارتے ہوئے سانپ کے جسم پر چڑھ گیا۔

سانپ کو ایک عجیب سا جھٹکا لگا۔ اس کا لہراتا ہوا پھن ایک دم رک گیا۔ آخر ناگ سانپوں کا دیوتا تھا۔ سانپ نے اپنے جسم پر ناگ دیوتا کا لمس بھی محسوس کیا تھا اور اب اسے ناگ دیوتا کی تیز خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ اس تبدیلی کو ناگ نے بھی محسوس کیا جو مکڑی کی شکل میں اب سانپ کی گردن تک اس کے پھن کے بالکل قریب رینگتا ہوا پہنچ

گیا تھا۔ اچانک سانپ نے اپنی زبان میں کہا۔

"کیا عظیم ناگ دیوتا یہاں موجود ہے؟ میں اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اپنے جسم پر اس کا لمس بھی محسوس کر رہا ہوں"

شاید یہ اسی سانپ کے جسم کی گرمی کا اثر تھا۔ کہ ناگ کی بولنے کی طاقت واپس آگئی۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں اور لڑکی کی شکل میں تمہارے پھن کے قریب گردن سے چمٹا ہوا ہوں۔ مجھ پر ہمارے ایک دشمن نے جادو کر دیا ہے مگر تم مجھے چھوڑو اور سب سے پہلے اس بے ہوش لڑکی کی جان بچاؤ۔ یہ میری بہن ہے۔"

سانپ نے پھنکار مار کر کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

سنگرام اس وقت جیب سے چھری نکال چکا تھا اور بے ہوش کیٹی کی گردن کاٹنے کے لیے آگے کو جھکا ہی تھا کہ اچانک سانپ نے پھن کو زور سے لہرایا اور سنگرام کی کلائی [illegible] ڈس دیا۔ سانپ کے زہر کے تیز اثر نے سنگرام کے جسم کو [illegible] کر دیا۔ چھری اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کا جسم [illegible] لگا۔ وہ سنگائی دیوی کی مورتی کی طرف دیکھ کر کچھ بولنا

چاہتا تھا مگر اس کا حلق بند ہو گیا تھا۔ وہ دھڑام سے پیچھے کو گرا اور اس کے جسم پر زہر کی وجہ سے بڑے بڑے چھالے اُبھرنا شروع ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر بوڑھی عورت باہر کو بھاگی۔ سانپ نے ناگ سے پوچھا۔

"عظیم ناگ دیوتا! کیا اس عورت کو بھی ہلاک کر دوں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں اس کو کچھ نہ کہنا"

سانپ وہیں رُک گیا۔ اس نے اپنا پھن ذرا سا جھکا رکھا تھا۔ ناگ کو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ وہ اب بول سکتا تھا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"یہ دیوی سنگائی کون ہے اور کیا تم اس کے پالتو سانپ ہو؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ دیوی محض ایک پتھر کی ایک مورتی ہے۔ اور پتھر کی مورتی بھی پتھر کی طرح بے کار ہوتی ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں انسان کے خون کی بُو پر یہاں آجاتا ہوں۔ اور جس کی قربانی دی جا رہی ہو اس کا خون پیتا ہوں۔ یہ دیوی سوائے پتھر کے اور کچھ نہیں ہے"

ناگ بولا۔

اُٹھائے اس کے پاس موجود ہے۔ کیٹی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب
اس نے سنگرام کی لاش دیکھی جو زمین پر پڑی پھول گئی تھی۔ ابھی
کیٹی کی حیرانی ختم نہیں ہوئی تھی کہ ناگ نے کیٹی سے کہا۔
”کیٹی! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟“
کیٹی نے ناگ کی آواز سن لی تھی مگر اسے ناگ کی خوشبو
نہیں آرہی تھی۔ وہ خوش ہو کر بولی۔
”ناگ بھیا! میں تمہاری آواز سُن رہی ہوں۔ تم کہاں
ہو؟“
ناگ نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔
”کیٹی! میں اس وقت بھیانک طلسم کی زد میں ہوں۔
اور ایک چھوٹی سی لکڑی کی شکل میں اس کالے سانپ
کی گردن سے چمٹا ہوا ہوں۔“
پھر ناگ نے کیٹی کو ساری داستان بیان کر دی۔ کیٹی تعجب
سے بولی۔
”ناگ بھیا! تمہاری اس حالت پر مجھے بے حد افسوس
ہو رہا ہے۔ سنگرام اپنے انجام کو پہنچا۔ میں تمہاری
شکر گزار ہوں۔ اگر تم میرے بالوں میں چمٹے یہاں تک
نہ آتے تو خدا جانے میرا کیا حشر ہوتا۔ مگر مجھے تمہاری
خوشبو نہیں آرہی۔“

”مجھ پر بڑا زبردست طلسم کیا گیا ہے۔ لیکن تمہارے جسم
سے چمٹنے کے بعد میری بولنے کی طاقت واپس آگئی ہے۔
یہ بڑی اچھی بات ہوئی ہے۔ اس سے مجھے اُمید ہو چلی
ہے کہ میں پھر سے اپنی اصلی شکل میں واپس آجاؤں
گا۔“
سانپ نے کہا۔
”عظیم ناگ دیوتا! اس جنگل میں دریا کے کنارے ایک
پری زاد بوڑھا فقیر رہتا ہے۔ وہ ہماری زبان بھی بول
لیتا ہے۔ وہ بہت بوڑھا ہے۔ سنا ہے کہ وہ کسی پری
کا بیٹا ہے جو آکاش سے زمین پر آگیا تھا اور پھر واپس
اپنی دنیا میں نہیں جا سکا۔ آپ اس کے پاس چلیں۔ ہو
سکتا ہے وہ آپ کے جادو کا کوئی توڑ بتا سکے۔“
ناگ بولا۔
”میری بہن کیٹی کو ہوش آرہا ہے۔ اسے ہوش میں آ
جانے دو۔ ہو سکتا ہے میں اس سے بات کر سکوں
پھر ہم دونوں بوڑھے پری زاد کے پاس چلیں گے۔“
کیٹی پر بے ہوشی کی دوائی کا اثر ختم ہو رہا تھا۔ اسے
ہوش آگیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھا کہ وہ
ایک مردق کے سامنے زمین پر لیٹی ہے اور ایک سانپ پھن

ناگ نے کہا۔
"یہ جادو کی وجہ سے ہے۔"
پھر ناگ نے کیٹی کو بتایا کہ سانپ نے جنگل میں دریا کنارے والے بوڑھے پری زاد سے ملنے کا مشورہ دیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ میرے جادو کا کوئی توڑ بتا دے۔
کیٹی نے کہا۔
"تو چلو اسی پری زاد کے پاس چلتے ہیں۔"
ناگ نے سانپ سے کہا۔
"ہمیں بوڑھے پری زاد کے پاس لے چلو۔"
سانپ بولا۔
"میرے پیچھے پیچھے آئیے عظیم ناگ دیوتا!"
ناگ سانپ کے جسم سے اُتر کر کیٹی کے پاس آگیا۔ کیٹی نے ناگ کلکڑی کو اُٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور وہ سانپ کے پیچھے پیچھے گپھا سے نکل کر جنگل میں آگئی۔ سانپ آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ سانپ کیٹی اور ناگ کو لے کر دریا کنارے ایک غار میں آگیا۔ یہاں غار کے اندر موم بتی روشن تھی۔ اور ایک بہت ہی بوڑھا نورانی چہرے اور سفید بالوں والا شخص آلتی پالتی مارے آنکھوں کو بند کیے بیٹھا تھا۔ سانپ اور کیٹی اس کے سامنے آکر ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ سانپ نے بڑے ادب سے بوڑھے پری زاد کو سلام کیا اور کہا۔
"قابلِ احترام پری زاد! میں اپنے عظیم ناگ دیوتا اور اس کی بہن کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ناگ دیوتا پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ ہے......"
سانپ نے ابھی فقرہ پورا نہیں کیا تھا کہ بوڑھے نے ہاتھ اُٹھا کر لہرایا اور پھر کمزور سی آواز میں کہا۔
"میں جانتا ہوں۔ سب جانتا ہوں کہ ناگ دیوتا پر کس نے جادو کیا ہے۔"
اب ناگ نے سانپ کی زبان میں بوڑھے پری زاد کو سلام کیا اور کہا۔
"محترم ہستی! آپ خدا کے نیک بندے ہیں۔ اگر آپ کو میرے جادو کا توڑ معلوم ہے تو مجھے بتائیے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا۔"
بوڑھا پری زاد بولا۔
"ناگ دیوتا! میری بات غور سے سنو۔ یہاں سے دو سو کوس دور زرد چٹانوں کا ایک میدان ہے۔ وہاں اونچے درختوں کے درمیان ایک زرد رنگ

کا ویران محل ہے۔ اس محل کے ساتھ ہی ایک پرانا
قبرستان ہے۔ اس قبرستان کے گورکن کے جھونپڑے
میں ایک کالی بلی رہتی ہے۔ یہ کالی بلی اصل میں ایک
پری زاد شہزادی ہے۔ جب چاند رات ہوتی ہے تو
یہ کالی بلی شہزادی ویران محل میں جاتی ہے۔ تم کسی
طرح اس کے جسم کے ساتھ چمٹ کر اس کے
ساتھ ویران محل میں چلے جانا۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھنا
تمہیں اپنے آپ معلوم ہو جائے گا۔ اور تمہارے
جادو کا توڑ بھی تمہیں وہاں مل جائے گا۔ اب تم
جا سکتے ہو۔"

ناگ نے بوڑھے پری زاد کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے
کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! اب ہمیں واپس چلے جانا چاہیے۔"

سانپ بولا۔

"آؤ بہن کیٹی واپس چلتے ہیں۔"

سانپ ناگ اور کیٹی غار سے نکل کر دریا کنارے ایک
بارہ دری میں آکر بیٹھ گئے۔ ناگ کہنے لگا۔

"بزرگ پری زاد نے جو کچھ کہا ہے۔ ہمیں ویسے ہی
کرنا ہوگا۔ ہمیں اسی وقت زرد چٹانوں والے جنگل کی

طرف اپنا سفر شروع کر دینا ہوگا۔"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے لیے میری دعائیں ہمیشہ اس کے
ساتھ رہیں گی۔ میں اب اجازت چاہتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ کیٹی
نے ناگ کو جو مکڑی کی شکل میں تھا، اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب
میں رکھا۔ اور دریا کنارے شمال کی طرف چلنا شروع کر دیا ناگ
اسے زرد چٹانوں کا راستہ بتاتا جاتا تھا۔ صبح کیٹی دریا کے گھاٹ
پر پہنچ گئی۔ یہاں اسے ایک کشتی مل گئی جس میں سوار ہو کر اس نے
دریا پار کر لیا اور اپنا سفر ایک بار پھر شروع کر دیا۔

سانپ نے بچالیا

سفر کرتے کرتے آخر کیٹی زرد چٹانوں والے میدان میں آگئی۔ اس نے ناگ کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے پر چڑھا رکھا تھا۔ ناگ بھی کیٹی کی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہی زرد چٹانوں والا میدان ہے۔ اب ہمیں ویران محل اور اس کے قریب والا قبرستان تلاش کرنا ہو گا۔"

تھوڑی دیر بعد انہوں نے درختوں کے جھنڈ کو دیکھا۔ کیٹی بولی

"ناگ بھیا! ویران محل ضرور اس جھنڈ میں ہو گا۔"

کیٹی جب درختوں کے جھنڈ میں آئی تو وہاں واقعی ایک زرد پتھروں والے ویران محل کا کھنڈر موجود تھا۔ اس محل کے ارد گرد ایک چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ زرد محل اس چار دیواری کے اندر تھا۔ چار دیواری میں ایک جگہ چھوٹا سا دروازہ تھا۔ ناگ نے کہا۔

"شہزادی بلی اسی دروازے سے ویران محل میں داخل ہوتی ہو گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"محل تو ہمیں مل گیا ناگ بھیا! اب ہمیں اس قبرستان کو ڈھونڈنا ہے۔ جہاں گورکن کے جھونپڑے میں کالی بلی رہتی ہے۔"

ناگ بولا۔

"بزرگ پری زاد نے کہا تھا کہ قبرستان ویران محل کے قریب ہی ہے۔ آؤ دوسری طرف چلتے ہیں۔"

ویران محل کے پیچھے زرد چٹانوں کا ایک سلسلہ تھا۔ قریب ہی انہیں بائیں جانب ایک جگہ اونچی دیوار درختوں میں سے جھانکتی دکھائی دی۔ ناگ نے کہا۔

"ضرور یہ قبرستان کی دیوار ہے۔"

ناگ بولا۔

"اب ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ تمہیں گورکن کو جا کر یہ کہنا ہو گا کہ تم ایک یتیم اور بے سہارا لڑکی ہو۔ جس کو ڈاکو اٹھا کر لے آئے تھے اور تم ان سے جان چھڑا کر یہاں آگئی ہو۔ تم کوشش کرنا کہ گورکن تمہیں اپنی جھونپڑی میں پناہ دے دے۔ اس کے بعد میرا

ہے کہ شہزادی بلی اسی

کام شروع ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ شہزادی بلی اسی
جھونپڑی میں ہو گی۔"

کیٹی نے ناگ کو تسلی دی کہ جس طرح وہ کہہ رہا ہے ویسے ہی
ہو گا۔ اور وہ دیوار کے پاس آ گئی۔ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے
آگے قبرستان کا ٹوٹا پھوٹا دروازہ آ گیا۔ کیٹی دروازے سے
گزر کر قبرستان میں داخل ہو گئی۔ یہاں کتنی ہی پرانی ٹوٹی پھوٹی
قبریں بنی ہوئی تھیں۔ قبروں کے درمیان میں ایک جھونپڑا بنا ہوا
تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ جھونپڑے کے باہر ایک بوڑھا آدمی تخت
پر بیٹھا اپنی ٹوپی میں سوئی سے ٹانکے لگا رہا ہے۔ اس کے قریب
ہی پانی کا گھڑا زمین پر رکھا تھا۔ کیٹی قریب گئی تو گورکن نے
نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کون ہو تم لڑکی؟ کیا کسی مُردے کو دفنانا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"بابا! میں بڑی دکھی لڑکی ہوں۔ یتیم ہوں۔ یہاں سے
دور ایک شہر میں اپنی نانی کے ساتھ رہتی تھی۔ نانی مر
گئی تو میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔ پھر ڈاکو مجھے ایک رات
اغوا کر کے لے گئے۔ وہ ایک جنگل میں لے آئے۔ میں
بڑی مشکل سے ان سے جان چھڑا کر بھاگی ہوں۔ میرا اس
دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ کیا آپ مجھے پناہ دیں گے؟"

بوڑھے گورکن نے کہا۔

"بیٹی! میں ایک غریب گورکن ہوں۔ جو روکھی سوکھی
کھاتا ہوں۔ تم بھی کھا لیا کرنا۔ تمہیں پناہ دینا میرا انسانی
فرض ہے۔"

کیٹی نے گورکن کا بے حد شکریہ ادا کیا اور بولی۔

"بابا! میں جھونپڑے کی صفائی کرتی ہوں۔"

بوڑھا گورکن ٹوپی سیتا رہا اور کیٹی نے جھاڑو لے کر جھونپڑی
کے فرش کی صفائی شروع کر دی۔ ناگ اس کے کاندھے سے چمٹا
ہوا تھا۔ اس نے کہا۔

"تم نے خوب اداکاری کی کیٹی۔ اب اس بلی کو ڈھونڈو۔
مجھے تو یہاں کوئی بلی نظر نہیں آ رہی۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"کہیں جنگل میں گئی ہو گی۔ آ جائے گی۔"

بوڑھے گورکن نے باہر سے کہا۔

"بیٹی! تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

کیٹی بڑی حیران ہوئی کہ بوڑھے گورکن کے کان اتنے تیز
ہیں کہ اس کی دھیمی آواز بھی اس نے سن لی تھی۔ ناگ نے

"آئندہ سے محتاط رہنا۔"

کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔

تھی بابا۔"

"اپنے آپ سے باتیں کر رہی

کر باہر آگئی۔"

اور کیٹی جھاڑو دے

تمہاری ٹوپی۔"

"لاؤ بابا! میں سی دیتی ہوں

ٹوپی لے لی اور اس

اور کیٹی نے بوڑھے گورکن کے ہاتھ سے

ادھر اُدھر بھی دیکھتی

میں ٹانکے لگانے لگی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ

تھی۔ بوڑھا گورکن تخت

کہیں نظر نہیں آ رہی

جا رہی تھی۔ کالی بلی اسے

آیا۔ اور

اندر سے آٹے کا برتن لے

سے اُتر کر جھونپڑی میں گیا۔

بولا۔

تھوڑی

"بیٹی چولہے میں آگ جلا کر آٹا گوندھ ڈالو۔

روٹی کھا لیں گے۔"

سی سوکھی مچھلی پڑی ہے۔ اسی سے

کیٹی نے کہا۔

"مجھے روکھی سوکھی کھا کر ہی خوشی ہوتی ہے بابا۔"

بوڑھے

اتنے میں میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی۔

گورکن نے جھنجھلا کر کہا۔

جنگل میں ذرا

"یہ کم بخت کالی بلی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

آجاتی ہے۔"

دیر کو جاتی ہے اور پھر واپس

ذرا دور

کیٹی نے دیکھا کہ ایک زرد آنکھوں والی کالی بلی

بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ کیٹی کے کان میں ناگ کی آواز آئی۔

"یہی شہزادی بلی ہے۔"

اس نے ناگ کی بجائے

کیٹی نے ناگ کی آواز سن لی تھی۔

گورکن سے کہا۔

"بابا! یہ تو بڑی پیاری بلی ہے۔"

گورکن نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

ڈال دیا کرو اسے

"تو پھر تم ہی اس درد سر کو سنبھالو۔

دودھ روز۔"

کیٹی بولی۔

"میں تو اسے روز دودھ پلایا کروں گی۔"

بلی میاؤں میاؤں کرنے

یہ کہہ کر کیٹی نے بلی کو پیار سے چمکارا۔

لگی۔ گورکن بولا۔

تم اتنی دیر

"میں جنگل میں لکڑیاں کاٹ کر آتا ہوں۔

تک آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا رکھنا۔"

گورکن کے جاتے ہی ناگ نے کہا۔

تم ایسا کرو کہ مجھے اس کے

"کیٹی یہی شہزادی بلی ہے۔

قریب زمین پر چھوڑ دو۔ میں اس کے بالوں میں چھپ

جاؤں گا۔ کیونکہ پرسوں چاند رات ہے۔ پتہ نہیں پھر

یہ یہاں آئے یا نہ آئے۔"

کیٹی نے بلی کی آنکھ بچا کر ناگ کو کاندھے سے اتار کر زمین

پر رکھ دیا۔ ناگ نے بلی جہاں بیٹھی تھی اس طرف رینگنا شروع کیا۔ کیٹی جھونپڑی میں گئی اور مٹی کی رکابی میں دودھ ڈال کر لائی اور اسے بلی کے قریب رکھ دیا۔ بلی دودھ پینے لگی۔ ناگ زمین پر مکڑی کی شکل میں رینگتے ہوئے بلی کی دُم کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ بلی کی دُم پر آگیا اور رینگ کر بلی کے بالوں میں گھس گیا۔ بلی کو کچھ احساس نہ ہوا کہ اس کے جسم پر ناگ ننھی سی مکڑی کی شکل میں چڑھ چکا ہے۔ کیٹی نے ناگ کو آواز دی۔

"ناگ! تم اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے ہو کیا؟"

"ہاں"، ناگ کی کمزور سی آواز آئی۔ "میں اس بلی کے بالوں میں اس کی گردن میں چھپا ہوا ہوں۔"

کیٹی اور ناگ کو اب چاند رات کا انتظار تھا۔ جب بزرگ پری زاد کے قول کے مطابق بلی کو زرد ویران محل کی طرف جانا تھا۔ تیسرے روز کی رات چاند رات تھی۔ اس شام ناگ نے محسوس کیا کہ بلی کچھ بے چین بے چین تھی۔ کیٹی نے بھی بلی کے معمول میں اس تبدیلی کو محسوس کیا تھا۔ اس نے بلی کو دودھ پینے کو دیا۔ بلی دودھ کی رکابی کے پاس آئی۔ دودھ کو ذرا سا سونگھا اور منہ موڑ لیا۔ کیٹی نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! تم دیکھ رہے ہو۔ بلی دودھ نہیں پی رہی۔"

اسے ناگ کی کمزور سی آواز آئی۔

"دوسرے یہ آج رات زرد محل کی طرف جا رہی ہے۔ تم اسی جھونپڑی میں ہی رہنا۔ ہو سکتا ہے میں بلی کے ساتھ صبح کو آؤں۔ یا ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے اور میں نہ آ سکوں۔ مگر تم بہرحال اسی جگہ رہنا۔ ہرگز یہ جھونپڑی چھوڑ کر نہ جانا۔"

کیٹی نے ناگ کو یقین دلایا کہ وہ اسی جگہ اس کا انتظار کرے گی۔ اُس نے ناگ کو ہدایت کی کہ وہ اپنا خیال رکھے۔ بلی اب چلتی چلتی جھونپڑی سے دور چلی گئی۔ اندھیرا گہرا ہوتا گیا۔ پھر رات ہو گئی اور چاند زرد چٹانوں والے میدان پر نکل آیا۔ زرد چاندنی میں چٹانیں چمکنے لگیں۔ بلی بے چین تھی۔ کبھی جھونپڑی کی طرف جاتی اور کبھی زرد چٹانوں سے دور زرد محل والے درختوں والے جھنڈ کی طرف دیکھ کر منہ اُوپر اُٹھا کر حلق سے عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگتی۔ ناگ محسوس کر رہا تھا کہ بلی کا جسم آہستہ آہستہ لرزنے لگا ہے۔

جوں جوں رات گہری ہو رہی تھی بلی کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔

جب رات آدھی گزر گئی تو بلی نے زرد ویران محل والے درختوں کی طرف رُخ کر لیا۔ وہ آہستہ آہستہ ویران محل کی طرف بڑھنے لگی۔ محل کے قریب پہنچ کر بلی نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اب

وہ چلتی گئی پتھروں کے اوپر سے اچھلتی درختوں کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ جب زرد ویران محل والی چار دیواری آ گئی تو بلی دروازے کے پاس رک گئی۔ یہاں رک کر اس نے منہ اوپر چاند کی طرف اٹھایا اور حلق سے لمبی آواز نکالی۔ یہ آواز اتنی عجیب و غریب تھی کہ ناگ بھی حیران سا ہو کر رہ گیا۔ وہ اس کی گردن سے چپٹا ہوا تھا۔ بلی آہستہ سے محل کی چار دیواری میں داخل ہو گئی۔

ناگ نے محسوس کیا کہ بلی کی گردن کے بال غائب ہو گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ ایک خوب صورت عورت کی گردن نظر آ رہی ہے۔ جس میں ہیرے جواہرات والا ایک خوب صورت ہار پڑا تھا۔ ناگ اس کے ہار سے چپٹا ہوا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ کالی بلی نے ایک بے حد دلکش اور حسین شہزادی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس کے کپڑے ریشمی اور رنگ برنگے تھے۔ بال لمبے گھنگریالے بن گئے تھے۔ پاؤں میں سنہری جوتی تھی۔ کپڑوں سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ وہ بڑے نازک نازک قدم اٹھاتی چار دیواری کے ویران باغ میں سے گزر کر چاندنی میں ویران محل کے ٹوٹے پھوٹے دروازے میں سے گزر کر محل کے صحن میں آ گئی۔ ناگ اب شہزادی بلی کے گردن کے ہار پر سے رینگ کر شہزادی بلی کے سر کے بالوں میں آ کر اس طرح چھپ گیا کہ اسے باہر کا سارا منظر نظر آ رہا تھا۔

زرد ویران محل کا صحن کافی بڑا تھا۔ صبح کے وقت ناگ بلی کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اس وقت محل کا صحن اجڑا ہوا تھا اور سوکھے ادھر ادھر بکھرے ہوئے پتھروں اور سوکھی جھاڑیوں کے اور کچھ نہیں تھا مگر اب وہاں رنگ و نور کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ شامیانے لگے تھے۔ روشنیاں ہو رہی تھیں۔ جیسے زمین پر ستارے اتر آئے ہوں۔ شامیانوں کے اندر سے سازوں کے بجنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لڑکیوں کے قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہاں کوئی برات آئی ہوئی ہے۔

شہزادی بلی بڑی شان سے چلتی ہوئی شامیانوں کے دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ خوب صورت ریشمی قالین بچھے ہیں۔ گیس روشن ہیں۔ خوشبوئیں اڑ رہی ہیں۔ لڑکیاں رنگ برنگے کپڑے پہنے پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے شربت کی صراحیاں لیے مہمانوں میں گھوم پھر رہی ہیں۔ مہمان رنگین پگڑیاں اور قیمتی دوشالے اوڑھے قالین پر بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ جونہی ان کی نظر شہزادی بلی پر پڑی ایک دم سے خاموش ہو گئے۔ پھر سب نے تالیاں بجا کر شہزادی بلی کا استقبال کیا۔ لڑکیوں نے آگے بڑھ کر شہزادی بلی کو ہار ڈالے۔ اس کے راستے میں پھول کی پتیاں نچھاور کیں اور اسے عطر لگایا اور جھک جھک کر سلام کرنے لگیں۔ شہزادی بلی کو یہ لڑکیاں قالین کے درمیان بچھی ہوئی

لگے تھے اور اگربتیاں
چادری پر برسنے لگیں۔ جہاں ریشمی گاؤ تکیے
سلگ رہی تھیں۔ دو عورتوں نے آگے بڑھ کر شہزادی بلی کو گلے لگایا
اور بڑے ادب سے اسے بٹھایا۔ ایک عورت نے اُٹھ کر اعلان
کیا۔

”یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ شہزادی صاحبہ یہاں تشریف
لائی ہیں۔ ہمیں ان ہی کا انتظار تھا۔ اب ہماری ان سے
درخواست ہے کہ وہ اپنے مقدس ناچ سے ہمیں سرفراز
کریں۔“

شہزادی نے اُٹھ کر سب کی طرف ایک نگاہ ڈالی۔ جس عورت
نے یہ اعلان کیا تھا وہ شہزادی بلی کے بالکل قریب ہی کھڑی تھی۔ ناگ
نے محسوس کیا کہ وہ بار بار شہزادی کے بالوں میں اسے دیکھ رہی
ہے۔ ناگ گھبرا سا گیا۔ اسے یہ ساری محفل جادوگروں، پریوں اور
خوب صورت جن بھوتوں کی محفل لگ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ ہو
سکتا ہے اس عورت نے اپنے طلسم کے ذریعے اسے دیکھ لیا ہو۔
مگر وہ چپکا بیٹھا رہا۔

شہزادی بلی نے کہا۔

”میں کہاں سے آرہی ہوں اور کس عالم میں رہتی ہوں؟
میں اس کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ لیکن
بس اتنا ہی سمجھ لیں کہ مجھے آپ کی یاد رہ رہ کر تڑپاتی

ہے۔ کاش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس اپنی
دنیا میں واپس آسکتی۔“

مہمانوں میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی۔ سب خاموش بیٹھے
شہزادی بلی کی طرف تکتے رہے۔ جیسے انہیں کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ
کیا کہہ رہی ہے۔ پاس کھڑی عورت نے آہستہ سے کہا۔

”ناگ! تم اس کی مشکل آسان کر سکتے ہو اور اس کی
وجہ سے تمہاری مشکل بھی آسان ہو سکتی ہے۔“

ناگ تو ایک دم سے ایسے چونک اُٹھا جیسے کسی نے اسے کاٹ
دیا ہو۔ اس عورت کو اس کے نام کا کیسے پتہ چلا؟ وہ حیران ہو کر
شہزادی بلی کے بالوں کے اندر سے اس پُراسرار عورت کو اپنی
ننھی ننھی آنکھوں سے تکنے لگا۔ پھر بولا۔

”تم ۔۔۔ تم کون ہو؟“

پُراسرار عورت نے کہا۔

”بے شک اونچی آواز میں بولو۔ شہزادی بلی ہماری آواز
نہیں سن سکتی۔ میں کون ہوں اور تم سے کیا کہنا چاہتی
ہوں؟ اس کے لیے تم تھوڑی دیر بعد مجھ سے وہ
کسنے والے خیمے میں آکر ملنا۔“

ناگ بولا۔

”مگر میں تو بہت ہی چھوٹی سی مکڑی ہوں۔ یہاں کسی

کے پاؤں تلے آکر کچلا جاؤں گا"

پُراسرار عورت نے کہا ۔

"تم اس وقت ہماری عجیب و غریب دنیا میں ہو۔ ہم تمہارے جادو کو نہیں توڑ سکتے مگر اتنا ضرور کر سکتی ہوں کہ تم ہوا میں اُڑ کر میرے خیمے میں آجاؤ گے۔ اب خاموش ہو کر شہزادی کا مقدس ناچ دیکھو"

ناگ چپ ہو گیا۔ شہزادی بلی کہہ رہی تھی:

"میری داستان بڑی المناک ہے۔ میں کہاں سے آتی ہوں؟ کس حالت میں ہوتی ہوں؟ تم لوگوں کی یاد میں آنسو بہاتی رہتی ہوں۔ کیونکہ یہ میری اصل دنیا ہے جس سے میں دُور کر دی گئی ہوں"

لوگ اب بھی ایسے بیٹھے تھے جیسے انہیں کچھ بھی سنائی نہ دے رہا ہو۔ بلکہ اب تو لوگ ایک دوسرے سے باتیں بھی کرنے لگے تھے۔ پُراسرار عورت نے تالی بجائی اور بلند آواز میں کہا۔

"دوستو! شہزادی اب اپنا مقدس ناچ ناچے گی"

یہ واقعی بڑا مقدس رقص تھا۔ شہزادی کے اس رقص نے سب پر ایک خاص کیفیت طاری کر دی اور وہاں ایسی فضا چھا گئی۔ جیسے ساری کائنات شہزادی کے ساتھ مل کر رقص کر رہی ہو۔ فضا میں پھلجڑیاں سی چھوٹ رہی تھیں۔ ستارے جھلا جھلا کر ٹوٹ رہے تھے۔ خوشبوئیں اُڑ رہی تھیں۔ گھنگھروں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ جب رقص ختم ہوا تو دیر تک سب لوگ سناٹے میں بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے اتنی زور سے تالیاں بجائیں کہ آسمان سر پر اٹھا لیا۔ شہزادی بلی نے جھک کر تین بار سلام کیا اور بولی۔

"اب میں اپنی والدہ کی قبر پر حاضری دینے جا رہی ہوں۔ کل رات پھر آپ کے سامنے اپنا رقص پیش کروں گی"

یہ کہہ کر وہ ایک طرف چلنے لگی۔ پراسرار عورت اس کے پیچھے ہو گئی۔ ناگ کو اس پُراسرار عورت کی آواز آئی۔

"ناگ! اب تم میرے نیلے خیمے میں آجاؤ۔ میں اسی جگہ تمہیں ملوں گی"

ناگ نے دیکھا کہ پراسرار عورت ایک دم سے غائب ہو گئی ہے۔ لوگ ایک بار پھر جشن منانے میں لگ گئے تھے۔ ریشمی کپڑوں والی لڑکیاں مہمانوں میں شربت اور پھول تقسیم کر رہی تھیں۔ ناگ اُچھل کر شہزادی بلی کے بالوں میں سے باہر نکل آیا۔ وہ زمین پر گرنے کی بجائے فضا میں ہی رکا رہا۔ پراسرار عورت نے ٹھیک کہا تھا کہ وہ اب اُڑ سکے گا۔ اس عورت کا خیمہ کونے میں صاف نظر آ رہا تھا۔ جس کے اندر ستاروں ایسی نیلی روشنی

دی تھی۔ ناگ اٹھتا ہوا اس پتے کے ایک سوراخ میں سے اس
کے اندر داخل ہو گیا۔
کیا دیکھتا ہے کہ اندر آسمان پر ننھے ستارے چمک رہے ہیں۔
ایک طرف سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگے ہیں جن
میں سے روشنی کی کرنیں نکل رہی ہیں۔ ان ڈھیروں کے درمیان
پھولوں کی ایک سرنگ میں سے راستہ جا رہا ہے۔ ناگ اس راستے
پر اڑنے لگا۔ جہاں پھولوں کی محرابیں ختم ہوتی تھیں وہاں شفاف
نیلے پانی کا ایک سنگ مرمر کے کناروں والا حوض بنا ہوا تھا۔ اس
حوض کے کنارے ایک چاندی کے تخت پر وہی پُراسرار عورت
گاؤ تکیہ لگائے بیٹھی تھی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔
"ناگ! میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ آؤ۔ میرے
پاس یہاں تخت پر بیٹھ جاؤ۔"
ناگ جو مکڑی کی شکل میں تھا تخت پر بیٹھ گیا۔ پُراسرار عورت
نے کہا۔
"تم سوچ رہے ہو گے۔ اور حیران ہو رہے ہو گے کہ یہ معمہ
کیا ہے اور یہ کون سی طلسمی دنیا ہے؟ میں نے تمہیں
اس لیے یہاں آنے کی اجازت دے دی ہے کہ
تمہیں ہمارے ایک بڑے عزیز بزرگ پری زاد
نے یہاں بھیجا ہے۔ سنو! یہ پری زادوں کی دنیا ہے۔

اور کبھی شہزادی بھی ہمارے ساتھ یہاں رہا کرتی تھی۔
اس دنیا میں زندگی ہی زندگی خوشی ہی خوشی ہے۔
نہ کوئی بوڑھا ہوتا ہے۔ نہ کوئی مرتا ہے۔ کسی کو کوئی غم
نہیں ہے۔ سب خوش و خرم رہتے ہیں۔
شہزادی بلی بھی کبھی اسی خوشی و مسرت کے عالم میں
ہمارے ساتھ رہا کرتی تھی۔ لیکن اس سے ایک غلطی
ہو گئی۔ جس کی سزا اسے یہ ملی کہ اسے بلی بنا کر دنیا
میں بھیج دیا گیا۔ اب وہ بلی کی شکل میں دنیا والوں کی
دکھ بھری دنیا میں رہتی ہے۔ ان کی جھڑکیاں سنتی ہے۔
ان کی مار کھاتی ہے۔ اسے صرف اتنی رعایت دی گئی
ہے کہ وہ ہر چاند رات کو ہماری دنیا میں آ کر دو دن
ہنس کھیل کر گزار جایا کرے۔ مگر یہاں دن کے وقت
بھی رات کا سماں ہی رہتا ہے اور اسی طرح ستارے
چمکتے رہتے ہیں۔ ہم صرف چاند کے گھٹنے بڑھنے سے
دن اور رات کا حساب لگا لیتے ہیں۔"
ناگ نے کہا۔
"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ شہزادی بلی کی مشکل کس طرح
سے آسان ہو سکتی ہے۔ وہ کیسے واپس اپنی مشرقوں
کی دنیا میں واپس آ سکتی ہے۔ اور میرے ...

کیسے ہو سکتا ہے؟"

پُراسرار عورت نے کہا۔ "یہی بتانے کے لیے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے اور اسی کی خاطر بزرگ پری زاد نے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔ اب میری بات دھیان سے سنو۔ شہزادی بلی کا نام شرف نگار ہے۔ اس کو ایک غلطی کی سزا کے طور پر بلی بنا کر پریوں اور پری زادوں کی اس جنت سے نکال دیا گیا ہے۔ کل رات وہ محفل میں رقص کرے گی۔ رقص کرتے کرتے اس کے جوڑے سے دو سفید پھول ٹوٹ کر گریں گے۔ تم کسی طرح ان میں سے سب سے بڑے پھول کے پاس جا کر اسے تین بار سونگھو گے تو تمہاری طاقت واپس آجائے گی۔ تم پھر سے ناگ دیوتا بن جاؤ گے۔ اس کے بعد تمہارا فرض ہو گا کہ تم شہزادی بلی کی مدد کرو اور اسے پھر سے پری زادوں کی جنت میں واپس لے آؤ۔ یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ تم ناگ دیوتا بن جانے کے بعد وہاں سے نکل کر اس ویران محل کے کونے والے برج کے نیچے تہہ خانے میں جاؤ گے۔ وہاں ہزاروں برس پرانی ایک شہزادی کی لاش دفن ہے۔ اس لاش کی انگلی میں ایک زمرد کی انگوٹھی نکال کر واپس ساتھ واپس قبرستان میں چلے جانا۔ جب شہزادی بلی کی شکل میں تمہارے قبرستان والے جھونپڑے میں واپس آئے تو تم موقع پا کر اسے دودھ پلاتے ہوئے یہ انگوٹھی اس کی دودھ کی رکابی میں ڈال دینا۔ اس کے بعد شہزادی بلی جب دودھ پیئے گی تو اس کا طلسم بھی ٹوٹ جائے گا۔ اور وہ پھر سے شہزادی بن کر ہماری جنت میں واپس آجائے گی۔ کیا تم ایسا کرنے پر تیار ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میں شہزادی بلی اور اپنے جادو کو توڑنے کے لیے سب کچھ کروں گا۔"

پُراسرار عورت بولی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم واپس اس محفل میں چلے جاؤ۔ کیونکہ یہاں کا وقت تمہاری دنیا کے وقت کے مقابلے میں بہت تیزی سے گزرتا ہے۔ یہاں دوسری رات کے مقدس ناچ کی تیاریاں کر رہی ہو گی۔"

یہ کہہ کر پُراسرار عورت وہاں سے غائب ہو گئی۔

ناگ نے آنکھیں جھپکیں تو دیکھا کہ وہ شہزادی بلی کی محفل میں ایک طرف ریشمی قالین کے قریب موجود ہے۔ اِدھر اُدھر فاصلے پر قالین پر پری زاد بیٹھے ہنس ہنس کر ...

پھول تقسیم کر رہے باتیں کر رہے ہیں۔ پریاں ان میں خوشبو اور پھول تقسیم کر رہی ہیں۔ شمعیں روشن ہیں۔ چونکہ ناگ ایک چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں تھا اس لیے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ وہیں قالین کے ساتھ چمٹا رہا۔

اتنے میں گھنگھروں کی آواز بلند ہوئی اور ناگ نے شہزادی بلی کو دیکھا کہ سنہرے ستاروں والے زرق برق ریشمی کپڑے پہنے بالوں میں سفید پھولوں کا جوڑا سجائے چلی آ رہی ہے۔ پریاں اور پری زاد اسے دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ پھر سازوں کی آواز گونجی اور شہزادی بلی نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ رقص کرتے کرتے وہ بڑی تیزی سے گول دائرے میں چکر کاٹنے لگی۔ یہ گردش اتنی تیز تھی کہ اس کے جوڑے سے دو سفید پھول ٹوٹ کر ناگ کے قریب قالین پر گر پڑے۔

ناگ آہستہ آہستہ رینگتا ان پھولوں کے پاس چلا آیا۔ ان میں سے ایک پھول ذرا بڑا تھا۔ ناگ مکڑی نے قریب جا کر پھول پر اپنا منہ رکھ دیا اور سانس اندر کو کھینچا۔ پھول کی خوشبو اتنی میٹھی اور دل آویز تھی کہ ناگ کو جیسے نیند آنے لگی۔ اسے اپنے بدن میں لچک محسوس ہوئی اور ایسے لگا کہ اس کی طاقت واپس آ گئی ہے۔ اس جگہ وہ سب کے سامنے سانس کھینچ کر انسانی یا کسی سانپ یا عقاب کی شکل بدلنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ رینگتا ہوا

محل سے باہر نکل گیا۔

وہ سامنے والے تخت کے پیچھے سے ہو کر محل کے شمالی دروازے کی طرف آ گیا تھا۔ یہاں چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ نے اپنی طاقت کو آزمانے کے لیے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ عقاب کی شکل بدل چکا تھا۔ ناگ کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔ وہ اڑان بھر کر اوپر کو اٹھا اور چاندنی سے بھری ہوئی فضا میں دو تین چکر لگانے کے بعد شمالی برج کے پاس آ کر نیچے اتر آیا۔ اس برج کے نیچے پُراسرار عورت کے کہنے کے مطابق ہزاروں برس پہلے کی قبر تھی۔ یہاں ناگ عقاب کی شکل بدل کر سانپ کے روپ میں آ گیا تھا۔ برج کے نیچے ایک چھوٹا سا شگاف تھا۔

ناگ شگاف کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ پتھر کے زینے کے آگے ایک تہہ خانے میں پرانی قبر بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے قبر کے ارد گرد دو تین چکر لگائے۔ ایک جگہ قبر میں سوراخ تھا۔ سوراخ میں رینگنے کے بعد ناگ ایک ٹوٹے پھوٹے تابوت کے پاس نکل آیا۔ تابوت کا ڈھکنا مٹی بن چکا تھا۔ تابوت میں ایک عورت کی لاش اس حالت میں پڑی تھی کہ اس کا جسم ابھی تک تر و تازہ تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ شہزادی کی لاش کی انگلی میں ہیرے کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔ ناگ نے انگوٹھی نکال کر منہ میں ڈال لی۔ اور قبر سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رخ

اس دروازے کی طرف تھا جہاں سے شہزادی بلّی پری زادوں کی
اس جنت میں داخل ہوئی تھی۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا ویران
محل کی اس حسین محل سے دور ہوگیا۔ پھر وہ محل کے کھنڈر سے بھی
کافی دور چلا گیا۔

چاندنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ قبرستان میں داخل
ہوا تو اسے کیٹی کی تیز خوشبو آنے لگی۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ نہ
صرف یہ کہ اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس مل گئی تھی بلکہ کیٹی بھی
واپس آگئی تھی قبرستان کی جھونپڑی کے باہر ایک دیا روشن
تھا۔ باہر چارپائی پر گورکن بابا سو رہا تھا۔ کیٹی جھونپڑی کے اندر
سو رہی تھی۔ ناگ وہیں ایک قبر کی اوٹ میں رک گیا۔ اس
نے کیٹی کو اپنی زبان میں آواز دی۔ کیٹی سو کہاں رہی تھی۔ وہ تو
جاگ رہی تھی۔ اسے بھی تھوڑی دیر پہلے ناگ کی خوشبو آئی
تھی۔ اب جو ناگ کی آواز آئی تو وہ تیزی سے اٹھ کر اس کی
طرف آئی جدھر سے آواز آئی تھی۔

قبر کے پاس اس نے ناگ کو انسانی شکل میں بیٹھے دیکھا تو خوشی سے
اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ناگ بھیا! تمہیں پھر سے اپنی شکل میں دیکھ کر مجھے بے
حد خوشی ہوئی۔"

ناگ اسے قبرستان میں ایک طرف لے گیا۔ پھر اسے سارا
قصہ سنایا اور زمرد کی انگوٹھی دے کر کہا۔

"اب تمہارا کام یہ ہے کہ بلّی کو صبح جب دودھ پلانے
لگو تو یہ انگوٹھی اس کی رکابی میں ڈال دینا۔"

کیٹی نے کہا۔

"شہزادی بلّی کب واپس آئے گی؟"

ناگ بولا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ میں جس جنت سے ہو کر
واپس آرہا ہوں وہاں کا وقت ہمارے وقت
کے مقابلے میں مختلف ہے۔ بہرحال ہمیں قبرستان کے
دروازے پہ بیٹھ کر شہزادی بلّی کی واپسی کا انتظار کرنا
ہوگا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ رات کا پچھلا پہر ہے۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد میں صبح
ہو جائے گی۔ چلو۔ قبرستان کے دروازے پہ چل کر
بیٹھتے ہیں۔"

کیٹی اور ناگ قبروں کے درمیان سے گزرتے قبرستان کے
باہر آکر دروازے کی ایک طرف بیٹھ گئے۔ وہ اس کچے راستے
کی طرف تک رہے تھے۔ جو ویران زرد محل کے کھنڈر کی طرف
جاتا تھا
چاندنی میں کچا راستہ بالکل خالی اور سنسان نظر آرہا

تھا۔ ناگ کہنے لگا۔
"مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی میرا طلسم ٹوٹے گا مگر
پُراسرار عورت نے میری مدد کی اور خدا کے فضل وکرم
سے میں پھر سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اصلی شکل
میں واپس آ گیا۔ اب شہزادی بلی کو اس کی اصلی حالت
میں واپس لانے کے بعد ہم عنبر ماریا اور تھیو سانگ کی
تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔"
کیٹی نے کہا۔
"خدا جانے وہ کہاں اور کس ملک میں ہوں گے۔"
ناگ بولا۔
"اب ہم ایک دوسرے کی خوشبو محسوس کر سکتے
ہیں اس لیے ہم انہیں ڈھونڈھ لیں گے۔ میرا خیال
ہے کہ ممکن ہے وہ ابھی تک ہمالیہ کے پہاڑوں والے
کیلاش مندر میں ہی ہماری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔"
کیٹی آہستہ سے بولی۔
"وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کرتے ہوں گے مجھے تو ایسا
لگتا ہے کہ وہ وہاں سے نکل چکے ہوں گے۔"
ناگ نے کہا۔
"بہرحال یہ وہاں چل کر معلوم ہو گا۔"

اچانک دور سے بلی کی میاؤں میاؤں سنائی دی۔ دونوں
کے کان کھڑے ہو گئے۔
کیٹی نے آہستہ سے کہا۔
"وہ دیکھو۔ بلی شہزادی واپس آ رہی ہے۔"
شہزادی شرف نگار سیاہ بلی کی شکل میں قبرستان کی طرف چلی آ
رہی تھی۔ ناگ اور کیٹی ایک طرف جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔
شہزادی بلی میاؤں میاؤں کرتی ان کے قریب سے گزر کر قبرستان
کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ کیٹی نے ناگ سے کہا۔
"گورکن بابا نے تمہیں نہیں دیکھا۔ تم اسی جگہ ڈیوڑھی میں
ہی ٹھہرو۔ میں جھونپڑی میں جاتی ہوں۔ اگر شہزادی بلی
نے اس وقت دودھ پینے پر آمادگی ظاہر کی تو میں ابھی
زمرد اس کی دودھ کی رکابی میں ڈال دوں گی۔"
کیٹی یہ کہہ کر جھونپڑی کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ شہزادی بلی
قبروں پر سے دوڑتی ہوئی آئی اور قبرستان کی ڈیوڑھی میں ناگ کے
سامنے زور زور سے میاؤں میاؤں کرنا شروع کر دیا۔ کیٹی نے
کہا۔
"ناگ! معلوم ہوتا ہے شہزادی بلی کو احساس ہو گیا ہے
کہ اس کے جادو کا توڑ تمہارے پاس ہے۔"
ناگ بولا۔

"تم جلدی سے جھونپڑی میں جاؤ اور رکابی میں دودھ ڈال کر لے آؤ۔"

کیٹی جھونپڑی کی طرف دوڑ گئی۔ شہزادی بلی اندھیرے میں اپنی زرد زرد آنکھوں سے ناگ کو تک رہی تھی اور بڑی نرم آواز میں میاؤں میاؤں کر رہی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"شہزادی بہن! کیٹی کے آتے ہی اللہ کے حکم سے تمہارا جادو طلسم بھی ٹوٹ جائے گا۔"

کیٹی دودھ والی رکابی لے کر آ گئی۔ ناگ نے اس میں زمرد کی انگوٹھی ڈال دی اور رکابی کو شہزادی بلی کے آگے کر دیا۔ شہزادی بلی غٹاغٹ دودھ پینے لگی۔ کیٹی اور ناگ کی آنکھیں بلی پر جمی ہوئی تھیں۔ ابھی بلی نے دودھ کے چند ایک گھونٹ ہی پئے ہوں گے کہ بلی ایک دم سے پیچھے ہٹ گئی۔ پھر وہ گھاس پر لیٹ گئی۔ کیٹی نے ناگ کے کان میں کہا۔

"بلی کا طلسم ٹوٹ رہا ہے۔"

بلی کے جسم سے روشنی کی ایک تیز چمک باہر کو ابھری اور دوسرے لمحے گھاس پر بلی کی جگہ ایک خوب صورت ریشمی کپڑوں والی شہزادی اشرف نگار لیٹی ہوئی تھی۔ یہ وہی شہزادی تھی جو تھوڑی دیر پہلے ویران محل کے پری زادوں کی محفل میں رقص کر رہی تھی۔ شہزادی نے ناگ اور کیٹی کی طرف

دیکھ کر کہا۔

"میں تم دونوں کی بے حد شکر گزار ہوں کہ تمہاری وجہ سے میرا جادو ٹوٹ گیا ہے۔"

کیٹی اور ناگ شہزادی کو انسانی شکل میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ شہزادی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ رکابی میں اب زمرد کی وہ انگوٹھی نہیں تھی جس کے اثر نے شہزادی کے طلسم کو توڑ دیا تھا۔

ماریا کے پاؤں کے نشان

شہزادی اشرف نگار نے ناگ سے کہا۔
"تم نے مجھے ایک بڑے عذاب سے نجات دلائی ہے
میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟"
ناگ بولا۔
"عزیز بہن! اگر تم ہمارے کچھ کام آنا چاہتی ہو
تو ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارے بچھڑے ہوئے دوست
عنبر تھیوسانگ اور ماریا ہمیں کہاں ملیں گے؟"
شہزادی نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔
"یہ بتانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں
سے پانچ سو کوس کے فاصلے پر ہندوستان کے شمال میں
ایک شہر بجا پور آباد ہے۔ اس شہر سے باہر طوطی کا مقبرہ
ہے۔ اس مقبرے کے باغ میں ہر رات جب سارا شہر
سو جاتا ہے۔ تو کچھ پریاں سیر کرنے کے لیے اُترتی
ہیں۔ میں تمہیں اپنی انگوٹھی دیتی ہوں۔ یہ انگوٹھی تم ان میں

سے کسی پری کو دکھانا۔ وہ تمہیں شاہ پری کے
پاس لے جائیں گی جو میری بڑی بہن ہے۔ شاہ پری
تمہیں عنبر ماریا اور تھیوسانگ کا پتہ بتا دے گی"
ناگ اور کیٹی خوش ہو گئے۔ شہزادی اشرف نگار نے
ناگ کو اپنی سرخ عقیق والی انگوٹھی اُتار کر دی اور کہا۔
"اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھنا۔ اگر یہ انگوٹھی
تمہارے پاس نہ ہوئی تو پریوں کے آسیب میں پھنس
جاؤ گے"
پھر شہزادی اشرف نگار اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔
"اچھا خدا حافظ! اب میں اپنی جنت میں واپس جاتی
ہوں۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں"
یہ کہہ کر اشرف نگار شہزادی غائب ہو گئی۔
کیٹی نے ناگ سے کہا۔
"ناگ! تم طرح طرح کے روپ بدلتے رہتے ہو
اس لیے یہ انگوٹھی مجھے دے دو۔ میں اسے پہن
لوں گی"
ناگ نے انگوٹھی کیٹی کے حوالے کر دی۔ جس نے اسے اپنی
انگلی میں پہن لیا اور بولی۔
"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں واپس گورکن بابا کے جھونپڑے

میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں نہ اسی جگہ سے ہتناپور شہر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ میرے پاس چاندی کے تین سکے ہیں۔ یہ ہمارے سفر میں کام آئیں گے۔"
ناگ مسکراتے ہوئے بولا۔

"میری طاقت واپس آگئی ہے۔ اب میں زمین کے اندر سے اپنی ضرورت کے لیے سونے کے سکے بھی منگوا سکتا ہوں۔"

انہوں نے آخری بار قبرستان والی جھونپڑی کی طرف نگاہ ڈالی اور رات کے اندھیرے میں شہر کی طرف جاتی سڑک پر روانہ ہو گئے۔ باقی رات وہ سڑک پر چلتے رہے۔ صبح کی روشنی ہوئی تو انہیں دُور ایک گاؤں کے کچے مکان نظر آئے۔ یہاں انہوں نے دو گھوڑے اور کچھ سفر کا سامان خرید کر ان پر باندھا اور خود بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر دوسرے بڑے شہر کو جاتی سڑک پر چل پڑے۔

دوسرا بڑا شہر دو دن کے سفر کے بعد آیا۔ اس شہر کی ایک سرائے بھی تھی۔ یہاں سے کیٹی اور ناگ کو معلوم ہوا کہ ہتناپور کی طرف ایک قافلہ دو دن بعد جائے گا۔ ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اب قافلے کے ساتھ سفر کرنا چاہیے۔"
کیٹی کو ناگ کی یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے سفر کا ارادہ کیا اور دو دن بعد قافلے میں شامل ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہتناپور وہاں سے کافی دُور تھا۔ مگر ناگ اور کیٹی کو خوشی تھی کہ وہ اب عنبر ماریا اور تھیوسانگ کا آسانی سے سراغ لگا سکیں گے۔

O

اب ہم عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی طرف آتے ہیں جو ابھی تک کیلاش مندر میں ہی رہ کر ناگ اور کیٹی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ناگ اور کیٹی کے ملنے کی امید ختم ہو گئی تو ماریا نے عنبر سے کہا۔

"عنبر بھیا! اب زیادہ انتظار کرنا بیکار ہے۔"
تھیوسانگ نے بھی ماریا کے خیال کی حمایت کی اور کہا۔

"ہاں۔ اگر ناگ کیٹی کو آنا ہوتا تو وہ یہاں اب تک آ گئے ہوتے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہاں سے اب کوچ کر جانا ہی بہتر ہے۔"
عنبر نے کہا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اب ہم جائیں گے کہاں؟ ہندوستان کا تو ہم نے کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ناگ اور کیٹی اس ملک میں نہیں ہیں۔"

تھیوسانگ بھی سر کو کھجاتے ہوئے بولا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس ملک ہندوستان میں ہوتے تو ہم اتنی دیر سے انہیں ڈھونڈھ رہے ہیں۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور مل جاتے“

ماریا نے پوچھا۔

”تو پھر ہمیں کس ملک کی طرف چلنا چاہیئے؟“

عنبر ایک پل کے لیے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

”میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں ملک ایران کا رُخ کرنا چاہیئے۔ یہ ملک یہاں سے شمال مغرب کو ہے۔ ہو سکتا ہے ناگ اور کیٹی سے ملک ایران میں ہماری ملاقات ہو جائے۔ اگر وہ وہاں بھی نہیں ملے تو ہم واپس اسی ملک میں آ جائیں گے“

یہ تجویز سب کو پسند آئی چنانچہ انہوں نے کیلاش مندر کو الوداع کہا اور ایک پہاڑی پگڈنڈی پہ شمال مغربی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے ان پہاڑیوں کے پار ملک ایران کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ کئی روز تک پہاڑی وادیوں میں سفر کرنے کے بعد وہ میدانی علاقے میں آ گئے۔ پہاڑی سلسلہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اب خشک اور ویران پہاڑیاں اُن سے پرے دُور نظر آنے لگیں تھیں۔ میدان بنجر تھا۔ کہیں کہیں کوئی آبادی آتی تو ہرے بھرے کھیت بھی مل جاتے۔

اسی طرح سفر کرتے کرتے آخر عنبر، تھیوسانگ اور ماریا ایک شہر کی چار دیواری کے پاس پہنچ گئے اگرچہ یہ شہر چھوٹا تھا مگر اس کی چار دیواری کافی بلند تھی اور اس کے سات برج دیوار کے اوپر پہرے دار سپاہیوں کے لیے بنے ہوئے تھے۔ شہر کی چار دیواری کے باہر ہرے بھرے کھیت اور کسانوں کے پکے مکانات تھے۔ شہر کے پیچھے کی جانب ایک چھوٹا سا دریا بھی بہہ رہا تھا۔ راجہ کے محل کے مینار دُور سے شہر کے اندر نظر آ رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

”اس شہر میں چل کر ناگ کیٹی کو دیکھا جائے“

وہ شہر کے دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ شہر کی چار دیواری کے اندر بھی کھیت باغ اور ایک نہر بہتی تھی۔ گلیاں اور سڑکیں کھلی کھلی تھیں۔ مکان اونچے اور خوب صورت تھے کھیتوں میں غریب کسانوں کی آبادی بھی تھی۔

عنبر بولا۔

”اس آبادی میں کوئی مکان کرائے پر لے لیتے ہیں“

تھیوسانگ بولا۔

”کیوں نہ کسی باغ میں ٹھکانہ لگا لیا جائے“

ماریا نے کہا۔

"کھلی جگہ پر رہنے سے خواہ مخواہ لوگ آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ اس آبادی میں کوئی مکان کرائے پر ہی لے لیں تو اچھا ہے۔"

چنانچہ وہ سامنے کھیتوں میں واقع کچی آبادی میں آگئے۔ یہاں عنبر نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی مکان کرائے پر مل جائے گا؟ اس آدمی نے کہا۔

"بھائی! یہاں ایک ہی عورت ہے جو مسافروں کو اپنے مکان کا ایک کمرہ رہنے کو دے دیا کرتی تھی اور کوئی کرایہ بھی نہیں لیتی تھی۔ مگر اس وقت وہ سخت عذاب میں پھنسی ہوئی ہے۔ بے چاری کو اپنی ہوش تک نہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"کیوں؟ کیا وہ سخت بیمار ہے؟"

وہ آدمی بولا۔

"بیمار ہوتی تو یہ امید تھی کہ اسے آرام آجائے گا لیکن وہ ایسی مشکل میں پھنس گئی ہے کہ اس سے چھٹکارا ناممکن ہے۔"

عنبر سانگ نے پوچھا۔

"آخر وہ کون سی مصیبت ہے جو اس نیک دل عورت پر آن پڑی ہے۔ ہو سکتا ہے ہم اس کی مدد کر سکیں۔"

وہ آدمی گہرا سانس بھر کر بولا۔

"بھائی! اب تو بھگوان ہی چاہے تو اس کی مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس کے خاندان کی تباہی میں کوئی شک نہیں ہے۔"

اب عنبر نے دلچسپی لیتے ہوئے اس آدمی سے سوال کیا تو وہ بولا۔

"بھائی! اس نیک دل عورت کا نام چمپا دیوی ہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہے جس کی اس نے بڑے چاؤ سے شادی کی تھی۔ پھر بھگوان نے چمپا دیوی کو ایک پوتا دیا تو اس نے سارے گاؤں میں مٹھائی بانٹی۔ لیکن کرنا بھگوان کا کیا ہوا کہ ایک روز چمپا دیوی کا جوان اکلوتا بیٹا ٹھاکر راجہ کے محل کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بوڑھی عورت پر پڑی جس کو راجہ کا سپاہی بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا محل کی طرف لیے جا رہا تھا۔ ٹھاکر سے بوڑھی عورت کی بے عزتی برداشت نہ ہو سکی۔ وہ راجہ کے سپاہی سے الجھ گیا۔ اس نے بوڑھی عورت کو وہاں سے چھڑا کر بھگا دیا۔ دوسرے سپاہی بھی وہاں آگئے۔ انہوں نے ٹھاکر کو گرفتار کر کے راجہ کے دربار

کا راجہ بڑا ظالم ہے۔ اس نے حکم دیا کر ٹھاکر کو سرکاری
کام میں دخل دینے اور عورت کو بھگانے کے جرم میں
موت کی سزا دی جاتی ہے آج رات اس نیک دل
عورت کے اکلوتے جوان بیٹے کو راجہ کے حکم سے
چار دیواری کے باہر دریا کنارے زمین میں زندہ دفن
کر دیا جائے گا۔ اب بھلا تم اس بدنصیب ماں کی
کیا مدد کر سکو گے۔ جاؤ بھائی کسی دوسری بستی
میں مکان تلاش کرو۔"

یہ کہہ کر وہ آدمی آگے چل دیا۔ تھیوسانگ نے عنبر کی طرف
دیکھا۔ ماریا کی آواز آئی۔

"اس عورت کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر کو بچانا اب
ہمارا فرض بنتا ہے کیونکہ وہ بے گناہ ہے۔ اس
نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اس نے تو ایک بوڑھی عورت
کو ظالم سپاہی کے ظلم سے بچایا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"اس میں مجھے بھی کوئی شک نہیں کہ نیک دل
عورت کے اکلوتے بچے کو بے گناہ مارا جا رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جب تو ہمیں اسے ضرور بچانا چاہیے۔"

عنبر نے کہا۔

"لیکن ایک بات کا ہمیں خیال رکھنا ہوگا اور وہ یہ ہے
کہ ہمیں اس نوجوان ٹھاکر کو اس طرح بچانا چاہیے کہ
زندہ بچ جانے کے بعد وہ اسی شہر میں اپنی ماں اور بیوی
کے ساتھ رہ سکے۔ کیونکہ یہاں اس کی ماں کا اپنا مکان ہے
کھیت کھلیان ہے؟"

ماریا نے پوچھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ٹھاکر کو قبر سے نکال
کر لے بھی آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ سب کے
سامنے اپنے گھر میں واپس آ کر رہنے لگا تو راجہ کے
سپاہی اسے دوبارہ پکڑ کر لے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہم اس کی ماں سے کہیں گے کہ وہ اپنے بیٹے
اور اس کی بیوی کو لے کر یہاں سے کسی دوسرے
شہر میں چلی جائے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"یہ اس کے لیے ایک مسئلہ بن

ہو سکتا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے؟"

ماریا نے سوال کیا۔

"کیا مطلب یعنی؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"یعنی مطلب یہ کہ نیک دل ماں کا لڑکا بھی بچ جائے اور راجہ کا حکم بھی پورا ہو جائے۔"

تھیوسانگ اور ماریا خاموش ہو گئے۔ تھیوسانگ سر کھجانے لگا۔

"بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"اس مسئلہ پر ہم تینوں غور کر لیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم غور کرتے رہ جائیں اور راجہ کے سپاہی بے گناہ نوجوان کو زمین میں زندہ دفن کر دیں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ایک ترکیب تو یہ ہے کہ میں کسی طرح راجہ کے محل میں پہنچ کر شاکر کو چھوٹا کر کے اپنی جیب میں ڈال کر وہاں سے نکال لاتا ہوں۔"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر تم اسے واپس اس کی والدہ کے پاس ہی لاؤ گے اور یہاں ظاہر ہے اسے پھر سے بڑا کرو گے۔ جب وہ بڑا ہو گا تو سارے شہر میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ ٹھاکر اپنے گھر میں فرار ہو کر آگیا ہے۔ پس راجہ کے سپاہی آئیں گے اور اسے دوبارہ پکڑ کر لے جائیں گے۔"

اب ماریا بولی۔

"تو اس کے علاوہ تو دوسری کوئی ترکیب نہیں ہے عنبر بھیا!"

عنبر نے کہا۔

"سوچنے سے کوئی ترکیب نکل سکتی ہے۔"

پھر وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

"چلو پہلے اس عورت کے گھر میں چل کر دیکھتے ہیں۔ اس سے ملتے ہیں۔ اتنی دیر میں شاید کوئی ترکیب ذہن میں آجائے۔"

تھیوسانگ عنبر اور ماریا تینوں کچی بستی کے اس مکان کے باہر پہنچ گئے۔ جس کے اندر ایک عورت کے رونے کی آواز

رہی تھی۔ باہر بھی کچھ لوگ صف بچھا کر اس پر سر جھکائے
اداس بیٹھے تھے۔ یہ بے گناہ نوجوان ٹھاکر کے رشتے دار تھے۔
تھیوسانگ اور عنبر بھی صف پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔
عنبر نے آہستہ سے ماریا سے کہا۔
"اندر جا کر دیکھو۔"
ماریا مکان کے اندر چلی گئی۔ مکان کے دو کمرے تھے جو بڑے
سلیقے سے سجے تھے مگر ہر شے پر ویرانی برس رہی تھی۔ نوجوان
ٹھاکر کی ماں کو بار بار بے ہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔
آخر وہ ماں تھی جس کا اکلوتا بیٹا آج رات موت کے منہ میں جا
رہا تھا۔ وہ بے ہوش نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا۔ اس کی بہو یعنی
ٹھاکر کی بیوی ڈبلی پتلی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ غم
کی تصویر بنی کونے میں بیٹھی چپکے چپکے آنسو بہا رہی تھی۔ کچھ
عورتیں اسے بھی تسلی دے رہی تھیں۔ اس کا ننھا بیٹا پنگھوڑے میں
بے خبر سو رہا تھا۔ اس معصوم کو خبر ہی نہیں تھی کہ آج رات وہ
یتیم ہو جائے گا۔
ماریا سے یہ درد انگیز منظر نہ دیکھا گیا۔ وہ جلدی سے باہر آ
گئی اور عنبر تھیوسانگ کے بیچ میں آ کر بیٹھ گئی اور بولی۔
"مجھ سے تو اندر کا غمناک منظر نہیں دیکھا گیا۔ ہمیں
اس بے گناہ نوجوان کو ہر حالت میں بچانا چاہیے۔ اگر وہ

مر گیا تو یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہو گی۔ میں اس کی ماں
کی جو حالت دیکھ آئی ہوں مجھے نہیں اُمید کہ وہ اپنے جوان
بیٹے کی موت کے بعد زندہ رہ سکے۔"
عنبر نے آہستہ سے کہا۔
"یہاں سے اٹھ کر باغ میں چلتے ہیں۔"
وہ اٹھ کر کھیتوں کے پاس والے باغ میں آ گئے۔ شام کی
سنہری دھوپ پھیل رہی تھی۔ دن غروب ہو رہا تھا۔ رات کی آمد
آمد تھی۔ اسی رات بے گناہ نوجوان کو راجہ کے حکم سے زمین میں
دفن کیا جانے والا تھا۔
عنبر نے کہا۔
"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔"
"وہ کیا؟" ماریا نے پوچھا۔
تھیوسانگ بولا۔
"بھیا! میں تو کہتا ہوں کہ زیادہ سوچنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ تم کچھ سانپ بلا کر راجہ کے محل میں بھجوا
دو۔ راجہ ظالم ہے۔ سانپ اسے ہلاک کر ڈالیں اور
سارا قصہ ہی ختم ہو جائے گا۔"
عنبر مسکرا دیا۔
"تھیوسانگ! تم بھول رہے ہو کہ میں عنبر ہوں، ناگ

نہیں ہوں۔ سانپ میرا اس قسم کا حکم کبھی نہیں مانیں
گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر میں ویسے جا کر
راجہ کو مار ڈالتا ہوں تو بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں
ہوگا۔ راجہ مر جائے گا تو اس کا وزیر یا جو بھی اس
کی جگہ گدی پر بیٹھے گا وہ راجہ کے حکم کو آگے چلائے
گا اور بیچارا بے گناہ نوجوان پھر بھی موت کے
گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔"
ماریا بات کاٹ کر بولی۔
"عنبر بھیا! تمہارے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی۔
بتاؤ تو کہ وہ ترکیب کیا ہے؟"
عنبر کہنے لگا۔
"ترکیب یہ ہے کہ میں راجہ کے دربار میں پیش ہو کر
اس نوجوان کی جگہ اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہوں اور
کہتا ہوں کہ چونکہ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہے۔ لہذا
اسے چھوڑ کر اس کی جگہ مجھے موت کے حوالے کر دیا
جائے۔"
اب ماریا ہنسنے لگی۔
"بھلا راجہ یہ کیوں مانے گا؟ اسے کیا ضرورت پڑی
ہے کہ ایک گرفتار کئے ہوئے مجرم کو رہا کر کے

اس کی جگہ ایک ایسے نوجوان کو زمین میں دفن کرنے کا حکم
دے جس نے اس کی نظروں میں کوئی جرم نہیں
کیا۔"
تھیوسانگ بولا۔
"عنبر بھیا! یہ ترکیب معاف کرنا کچھ احمقوں والی
لگتی ہے۔"
عنبر نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔
"تو پھر تم کوئی ترکیب بتا دو۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ میں کسی نہ کسی طرح
اس نوجوان کو چھوڑا کر کے جیل سے نکال لاتا ہوں۔"
عنبر بولا۔
"اس سے پھر وہی مسئلہ سامنے آجائے گا کہ
ان لوگوں کو یہ شہر چھوڑ کر فرار ہونا پڑے گا۔ میں
چاہتا ہوں کہ نوجوان ٹھاکر کی جان بھی بچ جائے اور
وہ اپنی ماں اور بیوی بچے کے ساتھ اپنے اسی گھر
میں بھی رہے۔"
ماریا نے کہا۔
"پھر تو یہی بہتر ہے کہ ہم تینوں مل کر کام کریں

اُڑ گئی اور عنبر اور تھیوسانگ دریا کے کنارے اس جگہ آکر ایک جھاڑی
کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ جہاں نوجوان ٹھاکر کو رات کے وقت
زمین میں زندہ دفن کیا جانا تھا۔

جب رات ہو گئی تو وہاں سپاہی آکر پہرے پر کھڑے ہو
گئے۔ مزدوروں نے ایک جگہ قبر کھود کر تیار کر لی تھی۔ راجہ کے حکم
سے سپہ سالار وہاں اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ پہنچ گیا۔ تھوڑی
دیر میں نوجوان ٹھاکر کو لایا گیا۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے
تھے۔ چار سپاہی اسے کھدی ہوئی قبر کے کنارے لے آئے۔ سپہ سالار
نے راجہ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ راجہ کے حکم سے تمہیں قبر میں زندہ دفن
کر کے موت کی سزا دی جاتی ہے۔ نوجوان ٹھاکر کا چہرہ خوف سے
مرجھایا ہوا تھا۔ مگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اسے موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا
سکے گا۔ اسے اپنی ماں اور بیوی بچے کا خیال آیا تو اس کی آنکھوں
سے ____ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ عنبر اور تھیوسانگ
یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔

اتنے میں ماریا بھی وہاں آگئی۔ اس نے کہا۔
”راجہ کے محل میں کسی پہ اس بے گناہ کی موت کا کوئی
اثر نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے عیش و عشرت میں مصروف
ہیں۔“

ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔“
”وہ کیا؟“ عنبر نے پوچھا۔
ماریا کہنے لگی۔
”میں نے یہ دیکھا ہے کہ راجہ اور اس کی رعایا یہاں
اگنی دیوی یعنی آگ کی دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔ اگنی دیوی
کو یہ بھگوان سمجھتے ہیں۔ نوجوان ٹھاکر کو جب راجہ کے
سپاہی زمین میں دفن کر دیں گے تو تم لوگ اسے کسی طرح
سے باہر نکال لاؤ۔ اس کے بعد کا کام میں سنبھال لوں
گی۔“
عنبر نے کہا۔
”تم کیا کرو گی بھلا؟“
ماریا کہنے لگی۔
”یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گی مگر اتنا یقین سے کہہ
سکتی ہوں کہ اس کے بعد یہ نوجوان اسی اپنے گھر
میں رہے گا۔ اور راجہ کے سپاہی اسے ہاتھ ہی نہیں لگائیں
گے۔ بلکہ راجہ اسے اپنا وزیر بنا کر بھی رکھ سکتا ہے۔“
عنبر اور تھیوسانگ نے کہا کہ اگر تم کو اپنی ترکیب پہ ——
—— اتنا یقین ہے تو ہم نوجوان ٹھاکر کو قبر میں سے نکال لائیں گے
جب یہ طے پا گیا تو ماریا تو راجہ کے محل کی طرف حالات کا پتہ چلانے

جب نوجوان کو قبر میں زندہ نیچے اتارا جانے لگا تو اس نے
چلا کر کہا۔
"میں بے گناہ ہوں۔ میں بے گناہ ہوں۔ راجہ مجھ پر
ظلم کر رہا ہے۔ بھگوان اس کو ضرور سزا دے گا۔"
سپہ سالار نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے اسے قبر میں
دھکا دے دیا اور نوجوان قبر میں گر گیا۔ اس کے گرتے ہی سپاہیوں
نے بیلچوں کی مدد سے قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ عنبر نے
تھیوسانگ سے کہا۔
"تھیوسانگ! یہ تو دم گھٹنے سے مر جائے گا۔"
ماریا بولی!
"اب میرا کام شروع ہوتا ہے۔"
یہ کہہ کر ماریا قبر کی طرف تیزی سے لپکی۔ ابھی نوجوان مٹی کے نیچے
دبا نہیں تھا۔ مٹی کے ڈھیلے اس کے کاندھوں پر گر رہے تھے اور
وہ ہاتھ جوڑے آنکھیں بند کئے قبر میں بیٹھا خدا کو یاد کر رہا تھا۔
ماریا نے جاتے ہی اس خیال سے کہ وہ ڈر نہ جائے اور شور نہ
مچا دے اس کے کان میں کہا۔
"مجھے بھگوان نے تیرے بچانے کو بھیجا ہے۔ بولنا
بالکل نہیں۔ خاموش رہنا۔"
اور ماریا نے اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اب مٹی

اس کے منہ کی بجائے ادھر ادھر گر رہی تھی۔ جب سپاہیوں کی
نگاہوں میں نوجوان کا پورا جسم قبر کی مٹی میں چھپ گیا تو ماریا
نے ایک ہی جھٹکے سے نوجوان کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ ماریا
کے کاندھے پر آتے ہی نوجوان غائب ہو گیا۔ ماریا اسے لے کر
فضا میں بلند ہوئی اور عنبر تھیوسانگ کے پاس آکر بولی۔
"جنگل کی طرف چلو۔ وہ سامنے جہاں دریا کنارے
دیا ٹمٹما رہا ہے۔"
عنبر اور تھیوسانگ اٹھ کر اس دیئے کی طرف چل پڑے جو
کچھ فاصلے پر دریا کنارے ٹمٹما رہا تھا۔ نوجوان ماریا کے
کاندھے پر غائب تھا۔ اسے اپنا جسم نظر نہ آیا۔ تو اس پر غشی
طاری ہو گئی۔ اس قسم کے انوکھے تجربے سے وہ پہلے کبھی نہیں
گزرا تھا۔ ماریا اسے تسلی دے رہی تھی مگر نوجوان سخت خوف
زدہ تھا اور آنکھیں بند کئے ماریا کے نظر نہ آنے والے کاندھے
پر لٹکا ہوا تھا۔
دریا کنارے جہاں چراغ جل رہا تھا وہ ایک ملاح کی جھونپڑی
تھی۔ یہ ملاح جھونپڑی کے باہر چراغ جلتا چھوڑ کر نوجوان کی موت
کا منظر دیکھنے گیا ہوا تھا۔ جھونپڑی کے پیچھے اونچی جگہ پر جھاڑیاں
ہی جھاڑیاں تھیں۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔
"اس اونچی جگہ پر آ جاؤ۔"

پر آئے؟ تم خاموش رہو اور دیکھو بھگوان کیا کرتا ہے۔"

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا۔

"اس جنگل میں کوئی پوشیدہ جگہ ضرور ہو گی۔ چلو وہاں چلو۔ تھیوسانگ کو بھی ساتھ رکھو۔ میں ٹھاکر کو اُٹھائے تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گی۔"

عنبر بولا۔

"اب اِسے کاندھے پر اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں۔"

ماریا بولی۔

"احتیاط بہت ضروری ہے۔"

ماریا نے نوجوان ٹھاکر کو اپنے کاندھے پر دوبارہ اُٹھا لیا اور عنبر تھیوسانگ کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ دوسری طرف سپہ سالار کے حکم سے قبر بند کر دی گئی۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے راجہ کے حکم سے نوجوان مجرم ٹھاکر کو قبر میں زندہ دفن کر دیا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ قبر میں سوائے مٹی کے اور کچھ نہیں تھا۔ سپہ سالار نے قبر پر پہرہ لگایا اور خود گھوڑے پر بیٹھ کر راجہ کو یہ بتانے کے لیے محل کی طرف چل دیا کہ اس کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔

تھیوسانگ اور عنبر جھاڑیوں میں آئے تو ماریا نے نوجوان ٹھاکر کو کاندھے سے اُتار کر گھاس پر بٹھا دیا۔ وہ فوراً ظاہر ہو گیا۔ وہ بے حد گھبرا رہا تھا۔ اِسے موت کے منہ سے بچ نکلنے کی خوشی بھی تھی مگر ایک دہشت بھی اس کے بدن پر طاری تھی۔ کیونکہ اسے اپنی بچانے والی نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ بھگوان نے اس کی دعا سُن لی ہے اور اگنی دیوی کو اس کی مدد کو بھیجا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ کو وہ اگنی دیوی کے پجاری سمجھ رہا تھا۔ عنبر نے بھی نوجوان کو تسلی دی۔

ماریا نے اسے کہا۔

"ٹھاکر! میں اگنی دیوی ہوں۔ یہ دونوں میرے پجاری ہیں۔ تم کو بھگوان کے حکم سے موت کے منہ سے بچا لیا گیا ہے۔ مگر کچھ دن تم ایک خفیہ جگہ پر جنگل میں رہو گے۔ اس کے بعد میں خود تمہیں تمہاری ماں اور بیوی بچے کے پاس لے جاؤں گی۔"

نوجوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔

"اگنی دیوی! راجہ کے سپاہی مجھے پھر سے گرفتار کر کے لے جائیں گے۔"

ماریا نے رُعب دار آواز میں کہا۔

"کسی کی جرأت ہو سکتی ہے کہ اگنی دیوی کے مقابلے

جنگل میں عنبر، تھیوسانگ نے ایک خفیہ جگہ تلاش کر لی۔ یہ ایک
چھوٹا سا غار تھا۔ نوجوان ٹھاکر کو اس غار میں لے جا کر بٹھا دیا
دیا گیا۔ ماریا جنگل سے اس کے لیے پھل اور پتوں کے دونے
میں پانی لے آئی۔ پھر اس نے نوجوان سے کہا۔
"میں تمہارے گھر جا رہی ہوں تاکہ تمہاری ماں اور
تمہاری بیوی کو جا کر یہ خوشخبری سناؤں کہ تم زندہ
ہو۔"
نوجوان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو اُمڈ آئے۔ ہاتھ باندھ
کر بولا۔
"اگنی دیوی! میں تیرا خادم بن کر باقی زندگی تیری
خدمت کرتا رہوں گا۔ کیا تم مجھے میرے گھر نہیں لے
جاؤ گی؟"
ماریا نے کہا۔
"نہیں ابھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ بس تم خاموش رہو۔ اور
اس جگہ بیٹھے رہو۔ میرے ساتھ ایک پجاری تمہارے
گھر جائے گا۔ دوسرا پجاری تمہارے پاس اس
غار میں رہے گا۔"
اس کے بعد ماریا نے عنبر کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے
میں ہی نوجوان ٹھاکر کے مکان کی طرف چل پڑی۔ اس بیچارے

کے گھر میں غم کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سب رشتے دار جا چکے
تھے۔ نوجوان کی ماں اور بیوی کوٹھڑی میں بیٹھی آہستہ آہستہ
آنسو بہا رہی تھیں۔ عنبر نے دروازے پر دستک دی۔ بیوی
نے مرجھائی ہوئی آواز میں کہا۔
"اب یہاں کون آیا ہے بھائی؟"
عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو کر بولا۔
"ماں جی! میں آپ کو یہ خوشخبری سنانے آیا ہوں
کہ آپ کا بیٹا ٹھاکر زندہ ہے۔"
بوڑھی ماں اور غم زدہ بیوی تو عنبر کا منہ تکتی رہ گئیں۔ ماں
نے آنسو بھری آواز میں کہا۔
"بیٹا! اس طرح سے تم ہمارا غم دور نہیں کر سکتے۔"
ٹھاکر کی بیوی نے آہ بھر کر کہا۔
"کبھی مُردے بھی زندہ ہوئے ہیں۔"
اور یہ کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ماریا عنبر کے
بالکل قریب کھڑی تھی۔ وہ بالکل خاموش تھی۔ عنبر نے چراغ
جلا دیا۔ کوٹھڑی میں روشنی ہو گئی۔ عنبر چارپائی پر بیٹھ گیا اور
بولا۔
"ماں جی! میں بہت جلد آپ کے بیٹے کو لے کر یہاں
آجاؤں گا۔ وہ زندہ ہے اور ہم نے اسے ایک

خاص جگہ چھپا رکھا ہے۔"
مگر ماں اور بیوی کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے
عنبر کو ایک طرف لے جا کر کہا۔
"ابھی انہیں اس سے زیادہ کچھ نہ بتاؤ۔ کہیں معاملہ
اُلٹ نہ ہو جائے۔ تم واپس جنگل میں جاؤ۔ میں راجہ
کے محل کی طرف جاتی ہوں۔"
عنبر نے ایک بار پھر ٹھاکر کی ماں کو تسلی دی اور اس بات
کی تاکید کی کہ وہ اس کا ذکر ابھی کسی سے نہ کرے۔ دونوں
عورتیں اب بھی حیران ہو کر عنبر کو تک رہی تھیں۔ عنبر واپس
چلا گیا۔ ادھر ماریا راجہ کے محل میں پہنچ گئی تھی۔ اس وقت
راجہ اپنے پوجا کے کمرے میں سونے کے چراغ دان میں جلا
جلانے آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ شاہی پجاری اس کے سامنے دو
زانو ہو کر بیٹھا اگنی دیوی کے اشلوک پڑھ رہا تھا۔ راجہ اگرچہ
بڑا ظالم تھا مگر وہ روزانہ رات کو آگ کی پوجا ضرور کرتا تھا۔
ماریا خاموشی سے چراغ دان کے پاس آئی اور غور سے راجہ
کو دیکھنے لگی۔ شاہی پجاری کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بلند آواز میں
اشلوک پڑھ رہا تھا۔ راجہ نے چراغ دان میں جلتے ہوئے دیئے
کی لاٹ کے آگے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ اس کی آنکھیں کھلی
تھیں اور چراغ کی لاٹ کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا نے ہاتھ آگے

بڑھایا اور سونے کا چراغ دان اٹھا لیا۔ جونہی چراغ دان ماریا
کے ہاتھ میں آیا وہ غائب ہو گیا۔ راجہ نے جب چراغ دان
کو اچانک آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتے دیکھا تو پہلے
تو اسے یقین نہ آیا۔ اس نے اپنی آنکھیں دو تین بار جھپکائیں۔
چراغ دان سچ مچ غائب تھا۔ راجہ دہشت زدہ سا ہو گیا۔ اس
نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور شاہی پروہت سے کہا۔
"پجاری جی! پوجا کا چراغ دان غائب ہو گیا ہے۔"
شاہی پجاری نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے
ہی پجاری نے دیکھا کہ مقدس پوجا کا چراغ دان فرش
سے چار فٹ اونچا ہوا میں لٹکا ہوا ہے۔ یہ شاہی پجاری
بڑا تجربہ کار اور ویدوں کے علم کا ماہر تھا۔ اپنے اسی علم کی وجہ
سے اس نے چراغ دان کو تو دیکھ لیا مگر اُسے ماریا نظر نہیں
آ رہی تھی۔ شاہی پجاری سمجھ گیا کہ یہ کوئی بہت بڑا آسیب یا یم
دیوتا کا دوت ہے۔ کیونکہ ایسا کام وہی کر سکتا تھا۔ شاہی
پجاری نے اس راز کو ظاہر نہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اسے بھی
چراغ دان دکھائی نہیں دے رہا۔ اس نے حیرانی سے کہا۔
"ہاں مہاراج چراغ دان غائب ہے۔ مگر یہ کہاں
چلا گیا؟"
اب ماریا نے خاص قسم کی آواز نکال کر کہا۔
"میں نے آگ کا شعلہ غائب کر دیا ہے۔ میں اگنی دیوتا

کی بیوی اگنی دیوی ہوں"
ماریا بھی اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ شاہی پجاری اگرچہ
اسے نہیں دیکھ سکا مگر وہ اس کے ہاتھ میں تھامے ہوئے
چراغ دان کو دیکھ رہا تھا۔ شاہی پجاری نے عیاری سے کام لیتے
ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا۔

"جے ہو اگنی ماتا کی جے ہو"
راجہ نے بھی سر جھکا دیا اور بولا۔
"اگنی ماتا کی جے ہو۔ مگر مجھے اپنی اگنی سے کیوں محروم
کر دیا۔ دیوی جی؟"
ماریا نے غصے سے کہا۔
"اس لیے کہ تم نے ایک بے گناہ نوجوان کو زمین میں
زندہ دفن کر دیا ہے"
راجہ گھبرا کر بولا۔
"اگنی ماتا! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی"
شاہی پجاری برابر ہوا میں لٹکے چراغ دان اور اس میں
جلتے ہوئے دیئے کی لاٹ کو بھی دیکھ رہا تھا۔ مگر ماریا اسے
دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے عاجزی سے سر جھکایا اور
کہا۔
"اگنی ماتا! وہ نوجوان تو اب مر چکا ہے۔ ہمیں حکم
کرو کہ ہم اس کا کفارہ کیسے ادا کریں؟"

ماریا نے اسے جھڑک دیا بولی۔
"تم بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہو۔ لیکن
چونکہ وہ نوجوان بے گناہ تھا اس لیے ہم نے اسے
زندہ بچا لیا ہے۔ لیکن میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ
تم چالیس دن تک روزانہ رات کو میری پوجا کرو۔
اور تم راجہ —— میں تم کو حکم دیتی ہوں کہ جس نوجوان
کو تم نے زندہ دفن کرنے کا حکم دیا تھا اس کو
ایک شاندار حویلی بنا کر دو اور اس کے نام زمین
کی آمدنی بھی لکھ دو۔
راجہ نے سر جھکا دیا اور بولا۔
"اگنی ماتا! میں تمہارے حکم کے آگے سر جھکاتا ہوں۔
میں آج ہی اس نوجوان کے لیے ایک حویلی بنوانے
کا حکم جاری کرتا ہوں۔ اور اس کے نام زمین بھی کر
دوں گا"
شاہی پجاری چوری آنکھ سے برابر اس چراغ دان کو تک
رہا تھا۔ جو ماریا کے ہاتھ میں تھا۔ اور فرش سے چار فٹ
بلند ہوا میں جیسے لٹکا ہوا تھا۔ ماریا نے کہا۔
"اگر اپنے وعدے پر تم قائم نہ رہے تو میں تمہارے
محل کو آگ لگا دوں گی"
راجہ نے گڑگڑا کر کہا۔

"اگنی ماتا! ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے حکم
کو نہ مانوں۔ میں اس نوجوان کو حویلی زمین کے علاوہ
دولت سے بھی مالا مال کر دوں گا۔"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ اس نے چراغ دان کو فرش پر رکھ
دیا۔ شاہی پجاری نے دیکھا کہ سونے کا چراغ دان ہوا میں
سے اپنے آپ نیچے آیا اور فرش پر ٹک گیا۔ راجہ کو چراغ
دان صرف اسی وقت نظر آیا جب اُسے فرش پر رکھنے کے
بعد ماریا نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ راجہ سجدے میں گر گیا۔

"جے ہو اگنی ماتا کی جے ہو"

شاہی پجاری نے بھی سجدہ کر کے ماتھا ٹیکا اور پھر سر
اٹھاتے ہوئے بولا۔

"اگنی ماتا کی جے ہو"

ماریا نے کہا۔

"اب میں جاتی ہوں۔ تم دونوں کو جو حکم دیا گیا
ہے اس پر آج ہی سے عمل شروع کر دو۔"

"ایسا ہی ہوگا اگنی دیوی! اگنی ماتا! جے ہو۔ جے ہو"

یہ کہہ کر راجہ نے ایک بار پھر سجدہ کر دیا۔ پجاری
نے بھی سر جھکا دیا۔ فرش پر اس وقت پوجا کے لیے استھان
کے ارد گرد سرخ رنگ کا سیندور بکھیر دیا گیا تھا۔ ماریا کمرے سے
باہر نکل گئی۔ شاہی پجاری تھوڑی دیر بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا۔

"مہاراج! اب آپ جا کر آرام کریں۔ میں اگنی ماتا کے
حکم کے مطابق مندر میں جا کر عبادت شروع کرتا ہوں۔"

راجہ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔ شاہی پجاری نے راجہ کے
جاتے ہی جھک کر فرش کو دیکھا۔ منہ ہی منہ میں سات بار ایک
اشلوک پڑھ کر فرش پر پھونکا تو مارے حیرانی کے وہ اچھل پڑا۔
کیونکہ اب اسے فرش کے سیندور پر انسانی پاؤں کے نشان
نظر آ رہے تھے۔ یہ نشان ماریا کے پاؤں کے تھے۔ شاہی
پجاری ان کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔ ماریا کے پاؤں کے نشان
باہر والے برآمدے پر بھی تھے۔ یہ سرخ سیندور کی وجہ
سے برآمدے کے فرش پر بھی نظر آ رہے تھے۔ ماریا کے
پاؤں ہلکی ہلکی سرخ سیندور کی چھاپ لگاتے برآمدے سے
گزر کر محل سے باہر جانے والے راستے پر بھی شاہی پجاری
کو صاف نظر آنے لگے تھے۔ اگرچہ وہاں دن کی روشنی نہیں تھی
مگر شاہی پجاری اپنے خاص اشلوکوں کی وجہ سے ان نشانوں
کو برابر دیکھ سکتا تھا۔ اب اُسے یہ تشویش لگی کہ یہ جس آسیب
کے پاؤں کے نشان ہیں اگر اس نے دیکھ لیا کہ شاہی پجاری اس
کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے تو کہیں وہ اسے نقصان پہنچانے کی کوشش
نہ کرے۔ شاہی پجاری کو ایک بات کا یقین تھا کہ یہ اگنی دیوی
نہیں تھی۔ کیونکہ اگنی دیوتا کی کوئی بیوی نہیں تھی۔ اگنی دیوتا تھا
اور اگر اس کی کوئی بیوی ہوتی بھی تو وہ جس

اسے چل کر واقف ہو جانا چاہیے تھے۔ چنانچہ وہ اس راز کو معلوم
کرنا چاہتا تھا کہ یہ آسیب کون ہے جو اگنی دیوی کا بہروپ
بھر کر وہاں آیا تھا یا آئی تھی۔
ماریا نے محل سے نکلنے کے بعد جنگل کے قریب پہنچ کر
ہوا میں اڑنا شروع کر دیا تھا۔ شاہی پجاری بھی محل سے
نکل کر جنگل کے کنارے تک آیا۔ یہاں ماریا کے پاؤں کے
سرخ نشان غائب ہو گئے تھے۔ شاہی پجاری سمجھ گیا کہ یہاں
سے آسیب جنگل میں داخل ہو گیا ہو گا۔ اس نے سوچا کہ وہ کل
صبح جنگل میں داخل ہو کر آسیب کے معمے کو حل کرنے کی کوشش
کرے گا۔ وہ واپس اپنے محل کی طرف چل پڑا۔
ماریا وہاں سے سیدھی جنگل کی اس خفیہ کمین گاہ میں آئی
جہاں عنبر اور تھیوسانگ بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ نوجوان
ٹھاکر بھی ان کے پاس ہی تھا۔ ماریا نے انہیں ساری بات بتائی
اور نوجوان سے کہا کہ راجہ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہے اور وہ
اسے نہ صرف یہ کہ دولت سے مالا مال کر دے گا بلکہ اسے
ایک حویلی بھی بنوا کر دینے والا ہے۔ نوجوان ٹھاکر کو ابھی تک
یقین نہیں آ رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا اسے
ساتھ لے کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ ماریا ان کے
ساتھ [illegible] ہی چل رہی تھی۔ ٹھاکر کی ماں نے جب
بیٹے کو اور اس کی بہو نے اپنے خاوند کو اپنے سامنے دیکھا

خوشی اور حیرانی سے وہ اسے الجھتی رہ گئیں۔ پھر وہ اس سے
لپٹ گئیں۔
عنبر نے ٹھاکر کی ماں کو بتایا کہ راجہ اپنے کئے پر پچھتا رہا
ہے اور اس نے ان کے لیے ایک حویلی بنانے اور انہیں
دولت سے مالا مال کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے تو انہیں اس پر بھی
یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں راجہ کے نوکر سونے چاندی سے بھرے
ہوئے تھال لے کر وہاں پہنچ گئے۔ یہ ساری دولت نوجوان ٹھاکر
کے لیے تھی۔ ساتھ ہی شاہی خادم نے انہیں خوش خبری سنائی کہ
راجہ کے حکم سے ان کے لیے حویلی کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔
ٹھاکر کی ماں تو عنبر اور تھیوسانگ پر واری جا رہی تھی۔ اس نے
فوراً عنبر اور تھیوسانگ کے لیے ایک الگ کوٹھڑی کھلوا کر
وہاں بستر بچھوا دیئے کیونکہ عنبر اور تھیوسانگ اور ماریا نے
وہاں کچھ دیر رہ کر ناگ اور کیٹی کو تلاش کرنے کا فیصلہ تھا۔
دوسری طرف جب دن نکلا تو شاہی پجاری اپنے جسم
کو ایک سیاہ چادر میں لپیٹ کر گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کے
کنارے آ گیا۔ یہاں ماریا کے پاؤں کے ساتھ لگے ہوئے سرخ
سیندور کے نشان ختم ہو گئے تھے۔ شاہی پجاری جنگل میں داخل
ہو گیا۔ کافی دیر تک وہ جنگل میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ آخر
وہ اس کھوہ تک پہنچ گیا جہاں عنبر تھیوسانگ نے رات کے
وقت ٹھاکر کو چھپایا تھا۔ شاہی پجاری [illegible]

جھاڑی کے ساتھ لٹکا ہوا نظر آیا تھا۔ یہ ٹھاکر کی پرانی بنیان تھی جسے وہ سکھانے کے لیے وہاں ڈال کر بھول گیا تھا۔

شاہی پجاری گھوڑے سے اتر پڑا اور جھاڑی کے پاس گیا۔ ابھی وہ بنیان کو جھاڑی سے اتار کر دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر نیچے سوکھی گھاس پر پڑی جہاں ماریا کے پاؤں کے ساتھ لگا ہوا سرخ سیندور صاف نظر آ رہا تھا۔ شاہی پجاری بے تابی سے آگے بڑھا۔ یہ سرخ پاؤں کے نشان کھوہ کی طرف جا کر واپس پلٹ آئے تھے اور پھر جنگل میں دوسری طرف جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ تین اور آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی تھے۔

شاہی پجاری سمجھ گیا کہ آسیب یہاں آیا تھا اور یہاں اس کے ساتھ تین مزید آدمی شامل ہو گئے تھے۔ وہ ماریا کے سرخ پاؤں کے نشانوں کے پیچھے جنگل میں چلنے لگا۔ پاؤں کے نشان ایک جگہ جنگل سے باہر آ گئے۔ شاہی پجاری بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتا جنگل سے باہر نکل آیا۔ پاؤں کے نشان جنگل سے دور کھیتوں کی پگڈنڈی سے ہوتے ہوئے شہر کی چار دیواری کے باہر کھیتوں کے پاس والی کچی بستی کی طرف جا رہے تھے۔ شاہی پجاری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کچی آبادی میں اس نوجوان ٹھاکر کا مکان تھا۔ جس کو راجہ نے زندہ [illegible] کر دینے کی سزا دی تھی۔

شاہی پجاری یہاں سے آگے جانے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ کہیں آسیب اسے دیکھ کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ وہ وہیں سے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل کے پیچھے پجاری کے ایک خاص چیلے کا مکان تھا۔ یہاں جا کر اس نے اپنے چیلے کو بتایا کہ شہر میں ایک عجیب و غریب آسیب داخل ہو گیا ہے۔ جس کا سراغ لگانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اس نے اس مکان میں بیٹھ کر ایک فقیر سادھو کا بھیس بدلا۔ لمبی داڑھی لگائی۔ ہاتھ میں کشکول پکڑا۔ پاؤں میں لکڑی کی کھڑاؤں پہنی اور الکھ نرنجن کا نعرہ لگاتا آسیب والی کچی بستی کی طرف چل پڑا۔

بستی میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا رُخ ٹھاکر کے مکان کی طرف پھیر لیا۔ مکان سے کچھ فاصلے پر اسے ماریا کے پاؤں کے سرخ نشان ایک بار پھر نظر آنا شروع ہو گئے۔ شاہی پجاری کو اب پکا یقین ہو گیا تھا کہ آسیب نوجوان ٹھاکر کے مکان کی طرف ہی گیا ہے۔ شاہی پجاری نے وہیں سے فقیروں کی طرح آواز لگانی شروع کر دی۔ وہ آہستہ آہستہ ٹھاکر کے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ ماریا کے پاؤں کے نشان بھی اسی مکان کی طرف جاتے تھے۔ ٹھاکر کے مکان کا دروازہ بند تھا۔ شاہی پجاری نے مکان کے باہر کھڑے ہو کر آواز لگائی۔

"الکھ نرنجن! بھگوان کے نام پر دکھیا

اور شاہی پجاری خاموشی سے آگے نکل گیا۔ جب عنبر
تھیوسانگ اور ماریا کو پتہ چلا کہ ٹھاکر کی ماں نے کسی سادھو
فقیر کو اپنے مکان پر چلّہ کرنے کے لیے کہا ہے۔ تو انہوں نے
کوئی خیال نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عورتیں بڑی وہمی
ہوتی ہیں۔ دوپہر کے بعد ماریا تھیوسانگ اور عنبر شہر کی طرف
نکل گئے کہ شاید کہیں ناگ یا کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔ اگرچہ
شہر کی فضا میں ناگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔
پھر بھی انہوں نے اپنی تلاش جاری رکھی۔
شام تک وہ شہر میں اِدھر اُدھر گھوم پھر کر ناگ اور کیٹی کو
تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ شام کے بعد وہ واپس
ٹھاکر کے مکان پر آ کر اپنی کوٹھڑی میں آ گئے۔ ماریا نے کہا۔
"میرا خیال ہے ناگ کیٹی اس شہر میں نہیں ہیں اس لیے
ہمیں اب ملک ایران کا رُخ کرنا چاہیئے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"دو ایک روز اور دیکھ لیتے ہیں۔ پھر چلے جائیں
گے ایران کی طرف۔"
یونہی باتیں کرتے کرتے رات کا اندھیرا چھا گیا۔ ٹھاکر اپنی بیوی،
عنبر اور تھیوسانگ کے ساتھ
بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اس کی ماں نے دوسری کوٹھڑی میں
زبان منگا کر ہرن کی کھال فرش پر بچھا دی [illegible]

دروازہ کھلا اور ٹھاکر کی ماں تھالی میں چاندی کے سات سکے
لے کر نمودار ہوئی۔ اسے دولت کی اب کیا پرواہ تھی۔ راجہ نے
اس کے بیٹے بے پناہ سونے چاندی کے سکے بھجوائے تھے۔
شاہی پجاری سمجھ گیا کہ راجہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ شاہی
پجاری نے ٹھاکر کی ماں سے کہا۔
"بیٹی! تو بڑی بھاگوان ہے۔ بھگوان نے تیرے بیٹے
کو نئی زندگی دی ہے۔ مگر ابھی تک تیرے گھر پر منحوس
راکھشش کا سایہ ہے۔"
ٹھاکر کی ماں بھی دوسری عورتوں کی طرح کمزور اور وہمی عورت
تھی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"مہاراج! آپ کوئی اپائے کریں، میں آپ کا منہ موتیوں
سے بھر دوں گی۔"
شاہی پجاری نے کہا۔
"اس کے لیے ہمیں تیرے مکان کی کسی کوٹھڑی میں بیٹھ
کر چلّہ کرنا ہوگا۔"
ٹھاکر کی ماں بولی۔
"ضرور کریں چلّہ مہاراج۔ میرے دھن بھاگ ہوں
گے۔"
شاہی پجاری بولا۔
"میں رات کو آؤں گا بیٹی۔ اوکھم دو تجھ!"

کر ——— وہاں اپنا جلہ شروع کر سکے۔ عنبر تھیوسانگ اس میں کوئی دخل نہیں دے رہے تھے۔ اتنے میں شاہی پجاری فقیر سادھو کے بھیس میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے عنبر اور تھیوسانگ کو ایک نظر دیکھا۔ اور پھر ان سب کو دعائیں دیتا کوٹھڑی میں جاکر ہرن کی کھال پر جاکر بیٹھ گیا اور اونچی آواز میں اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ اشلوک پڑھتے پڑھتے اس نے محسوس کیا کوئی اس کے قریب سے ہو کر گزر گیا ہے۔ یہ ماریا تھی جو اس سادھو کو دیکھنے آئی تھی کہ وہ اندر کیا کر رہا ہے۔ شاہی پجاری نے اپنے چہرے سے کچھ بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور آنکھیں بند کیے انجان بنا اشلوک پڑھتا چلا گیا۔

○

اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۴۵ "لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے" میں پڑھیں گے۔

○

ناگ عنبر اور ماریا کی خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرا

ناگ، ماریا (۱۲۵)

لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

اے حمید

۱۲۵

نیا مکتبہ اقرا

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

اے حمید

قیمت: ۷/۵۰ روپے

ناشر : نیا مکتبہ اقرا، ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے ساتھیو!

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن تھیوسانگ کی طویل داستان کی ایک اور قسط آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی خوشی حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کی بھی بے حد خوشی ہے کہ آپ کو یہ طویل داستان بہت پسند آ رہی ہے اور آپ اس سے لطف کے ساتھ ساتھ مفید اور زندگی میں کام آنے والی معلومات بھی حاصل کر رہے ہیں۔ بس میرا یہی بہت بڑا انعام ہے زندگی میں انسان اگر کسی کو کوئی ایک آدھ اچھی بات بتا دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا نیکی کا کام ہوتا ہے۔ میں اللہ میاں کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ کام انجام دینے کی توفیق عطا کی۔ امید ہے آپ دوستوں کو عنبر ناگ ماریا / کیپٹن اور تھیوسانگ کی یہ قسط بھی بہت پسند آئے گی۔

تمہارا انکل ۔ اے حمید
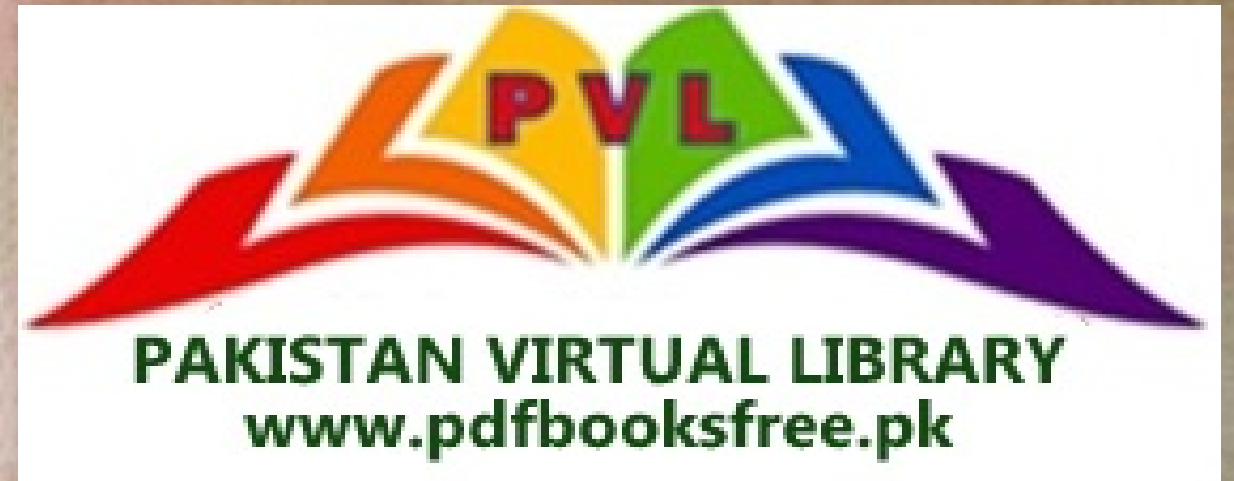
N-454 راہ چمن۔ سمن آباد ۔ لاہور

فہرست

غیبی پجاری

شاہی پجاری سادھو کے روپ میں ہرن کی کھال پر آلتی پالتی مارے بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ ماریا دو قدم کے فاصلے پر کوٹھڑی کی دیوار کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ شاہی پجاری اگرچہ ماریا کو دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن اسے ماریا کی موجودگی کا احساس ہوگیا تھا جب ماریا شاہی پجاری کے قریب سے گذری تھی تو پجاری کو صاف لگا تھا کہ کوئی اس کے قریب سے ہوکر گزرا ہے۔ اسے ماریا کے کپڑوں کی سرسراہٹ بھی سنائی دی تھی حالانکہ کوئی بھی عام آدمی نہ تو ماریا کو دیکھ سکتا تھا نہ اسے ماریا کے گزرنے کا احساس ہوسکتا تھا اور نہ ہی وہ ماریا کے کپڑوں کی سرسراہٹ سن سکتا تھا لیکن جیسا کہ ہم پچھلی قسط میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ شاہی پجاری بڑا تجربہ کار اور عیار شخص تھا اور اس نے کچھ
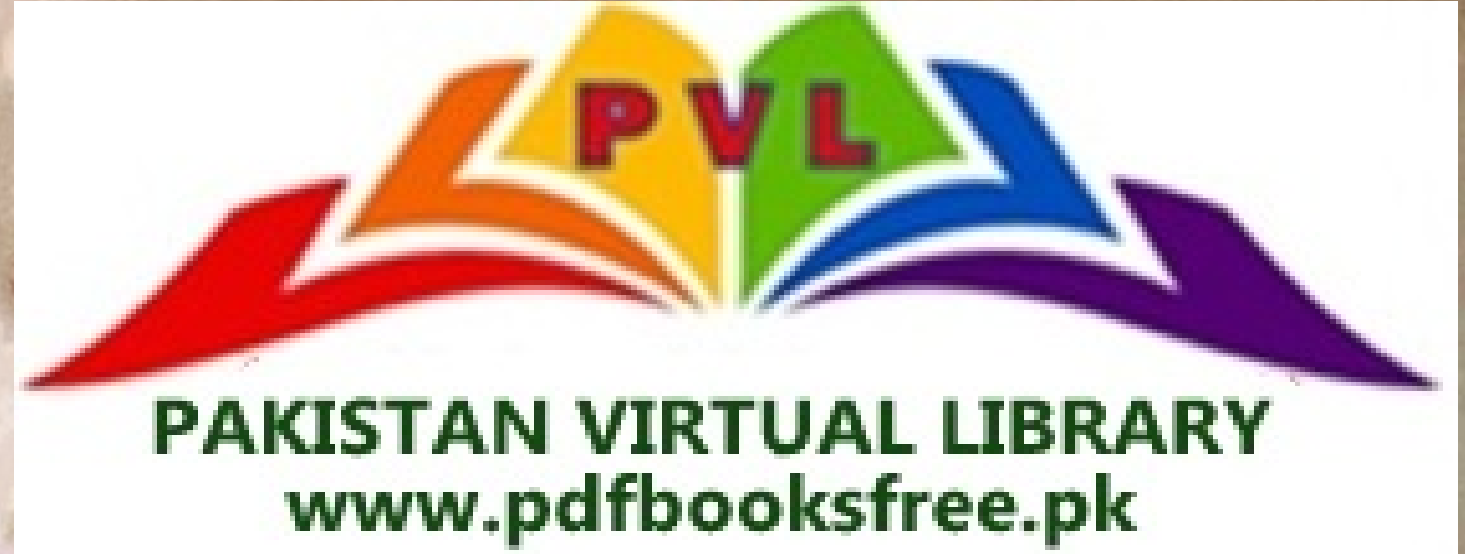
ایسے چلے کاٹے تھے جن کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ وہ کسی غیبی شے کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ سن سکتا تھا۔ اس کے پاؤں کے نشان دیکھ سکتا اور اس کے غیبی وجود کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس شاہی پجاری کی برسوں سے یہ حسرت تھی کہ وہ غائب ہو جانے کا راز پائے مگر ابھی تک وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے کسی غیبی انسان کے لباس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے جلانا اور اس کی راکھ کا سرمہ آنکھوں میں لگانا ضروری تھا۔ چنانچہ جب شاہی پجاری نے راجہ کے محل میں یہ نظارہ دیکھا کہ کوئی آسیب اگنی ماتا کے روپ میں غائب حالت میں چراغ ہاتھ میں لئے موجود ہے اور راجہ سے باتیں کر رہا ہے تو شاہی پجاری کے دل میں سوئی ہوئی خواہش بیدار ہو گئی۔ اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ جو غیبی آسیب ہے یہ ماریا نام کی ایک لڑکی ہے۔ وہ اسے کوئی آسیب ہی سمجھ رہا تھا اور اس کے جسم کے لباس کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے چکر میں تھا۔ اسی مطلب کے لئے وہ

ماریا کے پاؤں کے نشانات پر چلتا چلتا ٹھاکر کی ماتا کے گھر پر آگیا تھا۔ کیونکہ ماریا تھیوسانگ اور عنبر ابھی تک وہیں پر تھے اور ناگ کیلی کی تلاش میں ایران جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ شاہی پجاری نے ٹھاکر کی ماں سے کہا اگرچہ اس کے بیٹے کو اگنی ماتا نے پھر سے زندہ کر دیا ہے تاہم اس کے گھر میں بدروحوں کا منحوس سایہ ہے۔ جس کو دور کرنے کے لئے اسے وہاں بیٹھ کر ساری رات چلہ کاٹنا ہوگا۔ چنانچہ یہ پجاری ٹھاکر کے مکان کی ایک کوٹھڑی میں بیٹھا چلہ کاٹ رہا تھا اصل میں وہ غیبی عورت کا سراغ لگانے اور اس کے لباس کا کوئی ٹکڑا حاصل کرنے وہاں آیا تھا۔ تھیوسانگ عنبر اور ماریا نے پجاری کے چلے میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی کیونکہ اس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ شاہی پجاری نقلی داڑھی لگا کر سادھو کے روپ میں وہاں صرف ماریا کے لباس کا کوئی ٹکڑا لینے کے لئے آیا ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر اپنی کوٹھڑی میں تھے لیکن ماریا یونہی دیکھنے کے لئے کہ یہ سادھو کس قسم کا چلہ کاٹ

رہا ہے اس کی کوٹھڑی میں آگئی تھی اور پجاری
نے اس کو قریب سے گزرتے محسوس کر لیا تھا اور
اس کے لباس کی سرسراہٹ کو بھی محسوس کیا تھا۔
شاہی پجاری کو معلوم تھا کہ غیبی عورت یا
آسیب ابھی تک اس کے قریب اسی کوٹھڑی
میں موجود ہے۔ اپنی ریاضت کی وجہ سے اسے
ماریا کے آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز بھی سنائی
دے رہی تھی۔ شاہی پجاری نے ایسی اداکاری شروع کر
دی۔ جیسے وہ بڑی توجہ سے کوئی بے حد ضروری منتر
پڑھ رہا ہو۔ شاہی پجاری نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں
ماریا کچھ دیر سادھو کو دیکھتی رہی۔ اسے پجاری میں کوئی
انوکھی۔ یا شک والی بات نظر نہ آئی حالانکہ یہ سب
کچھ پجاری ماریا کو دھوکہ دینے کے لئے ہی کر رہا
تھا مگر ماریا اس سے بے خبر تھی۔ وہ خاموشی سے
کوٹھڑی سے باہر نکل گئی۔ جب وہ شاہی پجاری کے
قریب سے گزری تو پجاری سے ایک بار پھر ماریا
کے قدموں کی دھیمی چاپ اور اس کے لباس کی
ہلکی ہلکی سرسراہٹ سنی۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا یا آسیب
وہاں سے چلا گیا ہے۔ شاہی پجاری نے اپنی سکیم

پر غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ غیبی عورت کے لباس
کا کوئی ٹکڑا کیسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا
ہے ظاہر ہے یہ عورت اسے ہوش کی حالت میں
اپنے لباس کا ٹکڑا کبھی نہیں دے سکتی تھی اس
کام کے لئے اسے بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ اگر وہ
کسی طریقے سے غیبی آسیب یا غیبی عورت کو بے ہوش
کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر اس کے سانس
لینے کی آواز پر وہ اس غیبی عورت کا سراغ لگا کر
اس کے پاس پہنچ کر اس کے لباس کا کوئی ٹکڑا
کاٹ سکتا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں گھر کے دوسرے
لوگوں کو پتہ چل سکتا تھا۔ پس شاہی پجاری نے
فیصلہ کیا کہ کوئی ایسا منتر پڑھ کر پھونکا جائے کہ جس
سے گھر کے سبھی لوگ بے ہوش ہو جائیں۔
شاہی پجاری کو یہ بھی خطرہ تھا کہ رات گزرنے
کے بعد کہیں غیبی عورت اور اس کے ساتھی یعنی
عنبر اور تھیوسانگ وہاں سے چلے نہ جائیں۔ پھر
ان کو تلاش کرنا ناممکن ہو جاتا۔ شاہی پجاری گہری
سوچ میں ڈوب گیا۔ اچانک اسے ایک بہت
ہی قدیم گندھروں کا ایک کالا منتر یاد آگیا کہ اگر وہ

اس منتر کو پڑھ کر اپنے سر کے بالوں کے ایک
گچھے پر پھونکے اور بالوں کے اس گچھے کو آگ میں
ڈال دے تو اس سے جو دھواں آئے گا وہ ہر اس شخص
کو بے ہوش کر دے گا جو اس دھوئیں میں ہلکا سا سانس
بھی لے گا۔ شاہی پجاری نے جلدی چاقو نکال کر
اپنے سر کے بالوں کا ایک گچھا کاٹا۔ دیا اس کے سامنے
جل رہا تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے مکان
کی دو ہی کوٹھڑیاں ہیں اور جلنے بالوں کا دھواں بڑی
تیزی سے ان دونوں کوٹھڑیوں میں پھیل جائے گا۔
ساتھ والی کوٹھڑی میں عنبر تھیوسانگ اور ماریا بیٹھے
تھے۔ شاہی پجاری نے اپنے بالوں کی لٹ دیئے
کے ننھے سے شعلے پر رکھ دی۔ بال جلنے لگے
اور اس میں دھواں اٹھا۔ پجاری نے تیزی سے اشلوک
پڑھ کر اس پر پھونکے۔ اب وہ خود اس دھوئیں کے
اثر سے محفوظ ہو گیا تھا۔ پجاری نے اٹھ کر کوٹھڑی
کا دروازہ آہستہ سے تھوڑا سا کھول دیا۔

بالوں کے گچھے کا دھواں ساتھ والی کوٹھڑی میں
پھیلنے لگا۔ یہ دھواں گاڑھا نہیں تھا مگر اس کے
اثرات کوٹھڑی کی فضا میں تیزی سے شامل ہو گئے

عنبر تھیوسانگ اور ماریا کوٹھڑی میں ایک طرف بیٹھے
باتیں کر رہے تھے کہ اچانک انہیں اپنا سانس گھٹتا محسوس
ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے سے کچھ کہتے
اس طلسماتی دھوئیں نے انہیں بے ہوش کر دیا۔ ماریا
بھی بے ہوش ہو کر وہیں گر پڑی۔ جب شاہی پجاری
نے محسوس کیا کہ ساتھ والی کوٹھڑی سے عنبر اور تھیوسانگ
کے باتیں کرنے کی آواز نہیں آ رہی تو وہ آہستہ
سے اٹھا اور ساتھ والی کوٹھڑی میں آ گیا۔

اس نے دیکھا کہ عنبر اور تھیوسانگ زمین پر
بے ہوش پڑے تھے۔ ظاہر ہے کہ غیبی عورت بھی ان کے
قریب ہی بے ہوش تھی۔ پجاری کے پاس زیادہ وقت
نہیں تھا۔ اس نے جھک کر زمین کو ٹٹولنا شروع کر
دیا۔ اس جگہ اس کے ہاتھ ماریا کے غیبی جسم سے
ٹکرائے۔ پجاری کے چہرے پر خوشی کی چمک کھل
اٹھی۔ اسے اپنے من کی مراد مل گئی تھی۔ پجاری نے
فوراً چاقو سے ماریا کے کرتے کے نیچے سے ایک
ٹکڑا کاٹ لیا۔ قمیض کا ٹکڑا پجاری کے ہاتھ میں
آتے ہی ظاہر ہو گیا۔ پجاری نے قمیض کا ٹکڑا مٹھی
میں دبایا اور کھڑکی کا دروازہ کھول کر باہر صحن میں دیکھا

صحن میں رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہاں ایک طرف ٹھاکر کی ماتا چارپائی پر گہری نیند سو رہی تھی۔ پجاری کا کام ہو گیا تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ دروازے سے نکل کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا صحن سے گزرتا ہوا مکان سے باہر چلا گیا۔ باہر بھی رات کی تاریکی تھی۔ وہ تیزی سے درختوں میں چلا آیا۔ یہاں آتے ہی اس نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی نقلی داڑھی اتار کر زمین میں دبا دی اور اب وہ شاہی محل کی طرف چلنے لگا۔ شاہی محل کے پہرے دار شاہی پجاری کو اچھی طرح جانتے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ کبھی کبھی پجاری پوجا پاٹھ کے لئے رات کو محل سے دور جنگل میں چلا جایا کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شاہی پجاری کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔ پجاری جلدی جلدی چلتا ہوا شاہی محل کے باغ میں ایک طرف بنے ہوئے اپنے مکان میں آ گیا۔ اپنی کوٹھڑی میں آتے ہی اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے آگ جلائی جیب سے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا نکال کر اسے آگ پر رکھ دیا۔ جب ٹکڑے کو آگ لگ گئی تو اسے چمٹے سے اٹھایا اور تانبے کی پلیٹ میں رکھ دیا۔ قمیض

کا ٹکڑا بہت جلد راکھ میں تبدیل ہو گیا۔

اب پجاری نے راکھ کو ہاتھ سے مسل کر ٹھنڈا کیا۔ پھر الماری کے دراز میں سے ایک سلائی نکالی۔ اسے ماریا کے قمیض کے جلے ہوئے ٹکڑے کی راکھ میں اچھی طرح سے لوٹ پوٹ کیا۔ جب راکھ سلائی کے ساتھ چمٹ گئی تو وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس کی حالت بڑی جذباتی ہو رہی تھی۔ اس ہیجان اور افراتفری میں شاہی پجاری یہ بھی بھول گیا کہ اگر وہ غائب ہو گیا تو دوبارہ ظاہر کس طرح سے ہوگا۔ اس نے ایک منتر پڑھا اور سلائی اپنی ایک آنکھ میں پھیر دی۔ اس نے آنکھ جھپک کر دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ غائب ہو گیا تھا۔ پجاری نے دوسری آنکھ میں بھی سلائی پھیر دی وہ پورے کا پورا غائب ہو گیا تھا۔

شاہی پجاری کے لئے یہ تجربہ حیرت انگیز اور بے انتہا سنسنی خیز تھا۔ اس نے اپنے نظر نہ آنے والے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ اسے اپنا جسم محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے فرش پر سرمے دانی پڑی تھی۔ پجاری سرمے دانی کو اٹھایا تو وہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی اس نے سرمے دانی کو زمین پر رکھا تو وہ اس کے ہاتھ

سے الگ ہوتے ہی دوبارہ دکھائی دینے لگی۔ پجاری
نے اب ایک اور تجربہ کیا۔ اس نے اپنے چھوٹے سے
کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا بند
دروازے کے قریب آیا پھر دروازے کے ساتھ لگ
کر اس نے ذرا سا زور لگایا تو وہ یہ دیکھ کر حیران
رہ گیا کہ اس کا نظر نہ آنے والا جسم بند دروازے میں
سے اپنے آپ گذر کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔

پجاری اپنی کوٹھڑی کے باہر غیبی حالت میں کھڑا تھا
اب اس نے دروازے کی بجائے دیوار میں سے گذرنے
کی کوشش کی۔ دیوار پتھر کی تھی۔ وہ دیوار کے قریب
آیا۔ اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اس کا ہاتھ پتھر کی دیوار میں سے
بڑی آسانی سے دوسری طرف چلا گیا۔ پجاری نے
اپنا آپ دیوار کی طرف دھکیلا۔ وہ پتھر کی دیوار میں سے
یوں گذر گیا جیسے ایکس ریز کی شعاعیں انسان کے جسم
میں سے گزر جاتی ہیں بلکہ ایکس ریز تو صرف گوشت
میں سے گزرتی ہیں اور ہڈیوں میں سے نہیں گزرتیں
لیکن پجاری کا غیبی جسم تو پتھر میں سے بھی گذر گیا
تھا۔ وہ کمرے میں تھا۔ اس نے خوش ہو کر نعرہ بلند
کیا اور رقص کرنے لگا آج اس کی برسوں کی حسرت

پوری ہوگئی تھی۔ وہ انسان ہوتے ہوئے غائب ہوگیا تھا
وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے پہرے دار کی جاگتے رہو
کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ وہ چیزوں کو اٹھا کر ایک
جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکتا تھا۔ مگر اسے کوئی نہیں دیکھ
سکتا تھا۔ اس کے لباس کی سرسراہٹ نہیں سن سکتا
تھا۔ اس کے پاؤں کے نشان بھی نہیں دیکھ سکتا تھا ہاں
اس کی آواز ضرور سن سکتا تھا۔

اب اچانک پجاری کو خیال آیا کہ اس کے پاس ایسا
کوئی منتر یا جادو نہیں ہے۔ جس کی مدد سے وہ دوبارہ
اپنی اصلی حالت میں واپس آ سکے۔ ایک لمحے کے لئے
اسے پریشانی ضرور ہوئی۔ پھر یہ سوچ کر اس نے سر کو
جھٹک دیا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا ابھی تو اسے اپنے
غائب ہو جانے کا پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پجاری کی
ساری زندگی یہ خواہش رہی تھی کہ وہ بہت زیادہ دولت
کمائے اور کسی ملک میں ایک عالی شان محل بنا کر عیش وعشرت
سے زندگی بسر کرے۔ اب اس کے ہاتھ ایک ایسی غیبی
طاقت آگئی تھی جس کی مدد سے وہ اپنی اس خواہش کو
پورا کر سکتا تھا۔ بلکہ اب اس کے لئے دولت حاصل کرنا
کوئی مشکل کام نہیں رہا تھا۔ اب تو اس کے ذہن میں

اس قسم کے مجرمانہ خیالات آنے لگے کہ وہ اگر چاہے تو
کسی ملک کا راجہ بن کر حکومت کر سکتا ہے۔ جس راجہ
کے محل میں وہ شاہی پجاری تھا اس نے اس کے ساتھ
ہمیشہ بھلائی کی تھی۔ چنانچہ وہ اسے تخت سے ہٹا کر
اس کی حکومت پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے
سوچا کہ اسے ملک ایران کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ ہو
سکتا ہے وہاں کسی جگہ کوئی ایسا چھوٹا سا شہر مل جائے
جس پر وہ قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لے۔ اپنے
غائب ہو جانے کی خوشی میں اسے نیند نہیں آ رہی
تھی۔ اس نے سوچا کہ اب راجہ کے محل میں رہنا بیکار
ہے بہتر ہے کہ ابھی سے کسی دوسرے ملک کی طرف نکل
جائے۔ کیونکہ اسے یہ بھی خیال تھا کہ غیبی لڑکی اور
اس کے ساتھی صبح ہونے تک ہوش میں آ جائیں
گے اور ممکن ہے کہ غیبی لڑکی اس کا پیچھا کرتی وہاں پہنچ
جائے اور کسی خفیہ منتر کی مدد سے اس کی طاقت
چھین لے۔

چنانچہ پجاری نے جلدی جلدی سادھو والا لباس
اتار کر اپنا پجاریوں والا لباس پہنا۔ کاندھے پر ایک
خالی تھیلا ڈالا۔ اور اپنی کوٹھڑی کے بند دروازے میں

سے باہر نکل آیا۔ وہ اپنے آپ کو بے حد ہلکا پھلکا
محسوس کر رہا تھا۔ اسے کسی گھوڑے کی تلاش تھی جس پر
سوار ہو کر وہ سفر کرنا چاہتا تھا۔ وہ شاہی اصطبل کی طرف
چلنے لگا۔ رات کی خاموشی میں شاہی اصطبل پر اندھیرا
چھا رہا تھا۔ اچانک پیچھے سے پہرے دار کی آواز بلند ہوئی
یہ آواز اتنی اچانک بلند ہوئی تھی کہ غیبی پجاری چونک
پڑا۔ چونکتے ہوئے وہ ذرا سا اچھل بھی گیا تھا۔ اچھلتے
ہوئے وہ زمین سے دو تین فٹ بلند ہو گیا اور پھر آہستہ
آہستہ خود بخود ہی نیچے آ گیا۔ یہ بات اس کے لیئے
بالکل نئی تھی۔ وہ ایک بار خود ہی اچھلا تو فضا میں
دس پندرہ فٹ بلند ہو کر اپنے آپ آہستہ سے نیچے
آ گیا۔ خوشی سے وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ
اگر وہ چاہے تو فضا میں پرواز بھی کر سکتا تھا۔ پجاری
نے اپنے غیبی جسم کو پوری طاقت سے فضا میں اچھالا۔
وہ زمین سے دو منزل بلند ہو گیا۔ بلند ہوتے ہی اس
نے فضا میں ہاتھ چلانے شروع کر دیئے جیسے وہ پانی میں
تیر رہا ہو۔ اس نے اڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی خوشی
کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ اڑتا ہوا شاہی اصطبل کے اوپر
آ گیا۔ چھت پر پہرے دار کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔

پجاری کو اب کسی گھوڑے کی ضرورت نہیں تھی وہ فضا میں پرواز کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مزید بلند کر دیا اور زور لگایا تو اڑتے ہوئے اس کی رفتار تیز ہو گئی۔

پجاری نے اپنا رخ ملک ایران کی طرف کر لیا۔ وہ ایران کی طرف پہلے بھی سفر کر چکا تھا۔ آسمان چمکتے ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے نیچے شاہی محل کے کمروں میں کہیں کہیں شمعیں روشن تھیں۔ دوسری طرف شہر کے مکان چھوٹے چھوٹے نظر آرہے تھے۔ پجاری نے فضا میں اپنے آپ کو مزید بلند کیا اور پھر مشرق کی طرف پرواز شروع کر دی۔ اسی طرف ایران کا ملک تھا۔ اس وقت ایران پر ایک آتش پرست بادشاہ سپارکس کی حکومت تھی اور اس کی حکومت بابل اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ پجاری اڑتے اڑتے رات کی تاریکی میں دور.... بہت دور چلا گیا۔

دوسری طرف جب صبح ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو ہوش آگیا عنبر نے تھیوسانگ کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا

کیا ہم بے ہوش ہو گئے تھے

تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

لگتا تو ایسا ہی ہے۔ ماریا کہاں ہے؟

ماریا بھی ہوش میں آچکی تھی۔ اس نے کہا

میں تمہارے پاس ہی ہوں مگر یہ سب کچھ ہمارے ساتھ کس نے کیا؟ ہمیں کسی نے بے ہوش کیا تھا؟

عنبر بولا

وہ کون ہو سکتا ہے؟ کچھ دھواں میں نے محسوس کیا تھا۔

ماریا نے کہا

کہیں یہ اس سادھو کی سازش تو نہیں تھی جو دوسری کوٹھڑی میں چلّہ کاٹ رہا ہے۔ میں اسے جاکر دیکھتی ہوں۔

ماریا کوٹھڑی میں داخل ہوگئی۔ وہاں کوئی سادھو نہیں تھا چراغ جل رہا تھا مگر سادھو غائب تھا۔ ماریا نے واپس آکر عنبر اور تھیوسانگ کو بتایا کہ سادھو کوٹھڑی میں نہیں ہے

عنبر نے کہا

اگر اسی نے ہمیں بے ہوش کیا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟

تھیوسانگ بولا۔

ضرور اس کا مقصد اس گھر میں جو شاہی مح

سے قیمتی ہیرے جواہرات کے تحفے آئے ہیں۔ انہیں

چرانا ہوگا۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ گھر میں سے

کیا کیا مال غائب ہے۔ یقیناً وہ سادھو کوئی چور

ڈاکو تھا اور ہم سب کو کوئی دھونی دے کر بے ہوش

کرنے کے بعد اس گھر کو لوٹ کر چلا گیا ہے۔

مکان میں ٹھاکر کی ماں اور بیوی بھی بیدار ہو چکی تھی جب

انہیں عنبر نے بتایا کہ سادھو غائب ہے تو وہ بھی بڑے

حیران ہوئے۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

گھر میں جو قیمتی جواہرات اور سونے کے سکے تھ

کیا وہ چوری تو نہیں ہوئے؟

ٹھاکر اور اس کی بیوی نے جاکر دیکھا تو سارے کے

سارے جواہرات اور سونے کے سکے الماری میں موجو

تھے۔ سادھو نے کسی شے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ جب انہو

نے عنبر اور تھیوسانگ کو آکر بتایا کہ گھر میں کوئی چیز چور

نہیں ہوئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا سوچ میں پڑ گئے ک

اگر سادھو کا مقصد چوری کرنا نہیں تھا۔ تو پھر اس نے ہ

سب کو بے ہوش کیوں کیا؟

عنبر نے ٹھاکر سے کہا

ہو سکتا ہے سادھو کہیں جنگل کی طرف چلا گیا۔

ہو ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے کوئی بات نہیں۔

کیونکہ عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ

گھر کے دوسرے لوگ رات کو سادھو کی دھونی سے بیہوش

نہیں ہوئے تھے۔ عنبر نے تھیوسانگ کو اشارہ کیا اور اسے

گھر سے باہر لے گیا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ گئی۔ اب

انہوں نے غور کرنا شروع کیا کہ اگر سادھو نے صرف ان

تینوں ہی کو بے ہوش کیا تھا تو وہ ان سے کیا چیز حاصل کرنا

چاہتا تھا؟ تھیوسانگ کہنے لگا۔

ہمیں اپنی تلاشی لینی چاہیئے کہ ہماری کوئی

چیز غائب تو نہیں؟

سب نے اپنی جیبیں دیکھیں۔ ان کی جیبوں میں پہلے

ہی سے کچھ نہیں تھا۔ عنبر کی جیب میں سونے کے

چند ایک سکے تھے جو ویسے کے ویسے پڑے تھے عنبر

نے کہا

سادھو نے میرے سونے کے سکوں کو بھی ہاتھ

نہیں لگایا۔

تھیوسانگ بولا۔

میری جیب میں ایک رومال ہی تھا جو اب
بھی ویسے ہی پڑا ہے۔
عنبر نے ماریا سے کہا
ماریا! تم دیکھو۔ تمہاری کوئی شے تو غائب
نہیں ہے؟
ماریا ہنس کر بولی۔
میرے پاس کیا تھا جو غائب ہوگیا ہوگا۔ صرف
جسم پر یہ لباس ہی ہے۔ اس کے سوا تو میرے
پاس کچھ نہیں ہے۔
تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔
پھر اس نے ہمیں بے ہوش کیوں کیا؟
ماریا اپنے لباس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے غور
سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے اپنی قمیض کے
دامن کو اوپر اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران سی ہوئی کہ اس
کی قمیض کے آگے سے کپڑے کا ایک ٹکڑا کاٹ دیا
گیا تھا۔ اس نے تعجب کے ساتھ عنبر اور تھیوسانگ
سے کہا۔
میری قمیض کا ایک ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا
گیا ہے۔

عنبر اور تھیوسانگ نے ماریا کی قمیض کو ہاتھ لگا کر
دیکھا تو واقعی آگے سے ایک جگہ قمیض کا ٹکڑا غائب
تھا۔ تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا عنبر بولا
اس کا مطلب ہے کہ یہ ٹکڑا سادھو نے ہی
کاٹا ہے اور اس نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا حاصل
کرنے کے لئے یہ سارا چکر چلایا تھا۔
تھیوسانگ کہنے لگا
مگر اسے ماریا تو دکھائی نہیں دیتی تھی۔
پھر اس نے اس کی قمیض کا ٹکڑا کس طرح کاٹا؟
عنبر نے کہا
چونکہ اس سادھو نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا کاٹا
ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماریا کو دیکھ
رہا تھا اور اگر وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا تو وہ کوئی
بڑا خطرناک آدمی تھا اور اس نے ماریا کی قمیض کا ٹکڑا
کسی زبردست طلسم کے لئے حاصل کیا ہے
تھیوسانگ نے کہا
لیکن یہ طلسم اس نے ہم پر نہیں کیا ورنہ ہم
بے ہوشی کے بعد بیدار نہ ہوتے۔
ماریا نے کہا۔

ہو سکتا ہے وہ میری قمیض کے ٹکڑے پر
کسی خاص جگہ پر جاکر کوئی طلسم کرے اور اس کے
بعد ہم پر اثر ڈالنے کی کوشش کرے۔ ہمیں کسی طلسم
کی مدد سے قابو میں کرنے کے جتن کرے۔

عنبر ہنستے ہوئے بولا۔

جس کو اپنے خدا پر بھروسہ ہو اس پر کوئی جادو
طلسم اثر نہیں کرتا۔

تھیوسانگ کان کھجاتے ہوئے بولا۔

پھر بھی ہمیں محتاط ضرور رہنا چاہیئے۔ اور
احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ خطرناک
جادوگر سادھو ہم پر اپنا کوئی نیا جادو آزمائے ہمیں یہاں
سے نکل جانا چاہیئے۔

ماریا بولی۔

اب ہمارا یہاں کام بھی نہیں ہے ناگ اور کیٹی
کا بھی یہاں کہیں سراغ نہیں ملا۔ اس لئے بہتر یہی
ہے عنبر کہ ہم یہاں سے ملک ایران کی طرف آج ہی
کوچ کر جائیں۔

عنبر نے بازو اچکاتے ہوئے کہا
مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

اسی روز عنبر ماریا اور تھیوسانگ نے ٹھاکر، اس کی
بیوی اور ماں سے اجازت لی اور ملک ایران کی طرف
روانہ ہو گئے۔ ہم اس سے پہلے والی قسط میں لکھ چکے
ہیں کہ ناگ اور کیٹی ہندوستان کے شہر ستناپور کی
طرف آ رہے تھے۔ بلی شہزادی کی دی ہوئی انگوٹھی کیٹی
کی انگلی میں تھی۔ بلی شہزادی نے ناگ سے کہا تھا
کہ وہ شہر ستناپور جائے۔ وہاں ایک طوطی کا مقبرہ ہے
جہاں آدھی رات کے بعد پریاں اترتی ہیں۔ وہ یہ انگوٹھی
شاہ پری کو جاکر دے دے جو بلی شہزادی کی بہن ہے
پھر شاہ پری ناگ اور کیٹی کو بتائے گی کہ عنبر اور ماریا
تھیوسانگ کہاں پر ہیں۔

ناگ کی طاقت واپس آ چکی تھی۔ وہ اور کیٹی گھوڑوں
پر سوار سفر کرتے شہر ستناپور کی طرف چلے جا رہے تھے۔
اس طرف سے عنبر تھیوسانگ اور ماریا بھی ان کی تلاش میں
ملک ایران کی طرف روانہ ہو چکے تھے جبکہ ان کے
آگے آگے شاہی پجاری غیبی حالت میں آسمان پر
فضا میں پرواز کرتا ملک ایران کی طرف جا رہا تھا۔
جہاں اس وقت ایک آتش پرست بادشاہ سپارکس حکومت
کر رہا تھا۔ ہم ناگ اور کیٹی کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے

ہیں کہ جب وہ ہندوستان کے شہر ہستناپور پہنچے تو ان
پر کیا گزری ؟ غیبی پجاری اور عنبر تھیوسانگ ماریا کو
ہم ملک ایران کی طرف جاتا چھوڑ دیتے ہیں۔

ناگ اور کیٹی ہندوستان کے شہر ہستناپور پہنچ گئے
آدھا سفر انہوں نے اکیلے اور باقی کا آدھا سفر انہوں نے
ایک قافلے کے ساتھ مل کر طے کیا۔ بھارت کے شہر
دلی کو آج سے ہزاروں سال پرانے زمانے میں ہستناپور
کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ شہر کورو پانڈوں نے
آباد کیا تھا اور وہاں ایک پانڈو راجہ حکومت کرتا تھا
جس کی کوروؤں کے ساتھ جنگ شروع ہونے ہی والی
تھی۔ ناگ اور کیٹی اس زمانے کے رواج کے مطابق
ایک پرانی سرائے میں جاکر اترے ناگ نے کیٹی
سے کہا کہ تم سرائے میں ٹھہرو۔ میں شہر سے باہر جاکر
دیکھتا ہوں کہ یہاں طوطی کا مقبرہ کہاں ہے۔ اس نے
کیٹی کو تاکید کی کہ وہ سرائے سے باہر نہ نکلے۔ ناگ سرائے
کے اونچے دروازے سے نکل کر بازار میں آگیا۔ یہاں
اس نے ایک آدمی سے طوطی کے مقبرے کے بارے
میں پوچھا تو وہ آدمی اس کا منہ تکنے لگا۔ پھر کچھ کہے
بغیر آگے بڑھ گیا۔ ناگ نے دوسرے آدمی سے پوچھا تو

وہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تکنے لگا۔ ناگ
نے پوچھا۔

بھائی! تم مجھے حیرانی سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

وہ آدمی بولا۔

تم نے بات ہی ایسی پوچھی ہے کیونکہ طوطی
کے مقبرے پر سوائے جن بھوت کے اور کوئی
نہیں جاتا۔ کیا تم کوئی جن یا بھوت ہو؟

ناگ مسکرایا۔

بھائی! میں نہ جن ہوں نہ کوئی بھوت۔ میں تو
تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔

وہ آدمی بولا۔

پھر تم طوطی کے مقبرے پر کیوں جانا چاہتے ہو؟

ناگ نے کہا

میں یہاں مسافر ہوں۔ ملک ہندوستان کی سیر
کرنے آیا ہوں۔ طوطی کے مقبرے کی بڑی شہرت
سنی تھی۔ سوچا وہاں کی بھی سیر کرتا جاؤں۔

اس آدمی نے کہا۔

میرے بھائی! اگر تمہیں اپنی جان پیاری ہے
تو اس مقبرے کا رُخ نہ کرنا۔ بس میں تمہیں صرف اتنا

ہی بتا سکتا ہوں

یہ کہہ کر وہ آدمی تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا آگے نکل گیا۔ ناگ نے سوچا کہ یہ لوگ بڑے وہم پرست ہیں اس لئے اس قسم کے مقبروں سے ڈرتے ہیں یا شاید یہاں بھی یہ بات مشہور ہو کہ اس مقبرے میں رات کو پریاں اترتی ہیں۔ ناگ کو ایک دبلا پتلا آدمی نظر آیا جس نے گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہاتھ میں ایک لوٹیا تھی جس میں سے وہ پانی نکال نکال کر اپنے منہ پر چھینٹے مار رہا تھا ناگ نے قریب جا کر نمسکار کیا اور طوطی کے مقبرے کے بارے میں پوچھا۔ اس برہمن کے ہاتھ میں سے لوٹیا گرتے گرتے بچی۔ اس نے ناگ کی طرف اپنی تیز آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

کیوں لڑکے تو طوطی کے مقبرے کا کیوں پوچھ رہا ہے؟

ناگ نے اسے بھی وہی جواب دیا جو وہ اس سے پہلے دے چکا تھا۔ اس برہمن نے اپنی آنکھیں تین چار بار جھپکائیں اور بولا۔

طوطی کے مقبرے میں جو کوئی گیا زندہ واپس نہیں آیا۔ تو نوجوان ہے ادھر کا رُخ مت کرنا۔ وہاں

جنات رہتے ہیں۔ میں برہمن ہوں مگر ادھر کبھی نہیں گیا۔

ناگ نے کہا

مہاراج! مجھے جن بھوت کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ مجھے مقبرے کا راستہ بتا دیں۔

برہمن چمک کر بولا۔

تجھے کیوں نہیں کچھ کہیں گے؟ کیا تو کوئی یم دُوت ہے؟

ناگ کو بڑا غصّہ آگیا کہنے لگا

ہاں میں یم دُوت ہوں۔ میرا نام ناگ ہے جن بھوت مجھ سے ڈرتے ہیں۔

برہمن بڑا مکار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یم دُوت کبھی انسان کے روپ میں سامنے نہیں آتا۔ ہو نہ ہو اس نوجوان کے پاس کوئی طلسماتی طاقت ہے جس پر یہ بڑا مان کر رہا ہے۔ اس کی وہ طاقت معلوم کرنی چاہیئے۔ برہمن ایک دم سے نرم ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر عاجزی سے بولا۔

مہاراج یم دوت آپ ناراض نہ ہوں میں آپ کو طوطی کے مقبرے کا پتہ بتاتا ہوں۔

برہمن نے ناگ کو طوطی کے مقبرے کا راستہ بتا دیا۔ جب ناگ اس کا شکریہ ادا کر کے چل دیا تو برہمن نے لوٹیا

وہیں ایک جگہ جھاڑی میں چھپائی اور ناگ کا پیچھا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ یم دُوت نہیں ہے۔ کیونکہ یم دُوت کو کسی کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اسے یہ بھی یقین تھا کہ اس نوجوان کے پاس کوئی خفیہ طلسم ہے۔ برہمن اس طلسم کا راز معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ ناگ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

مکار برہمن

ناگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ برہمن اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

وہ اس کے بتائے ہوئے راستے پر طوطی کے مقبرے کے احاطے کے باہر پہنچ گیا اس نے دیکھا کہ کیکر اور بیریوں کے درختوں کے نیچے ایک ٹوٹی پھوٹی پرانی اینٹوں کی چار دیواری ہے جو جگہ جگہ سے ڈھے گئی ہے۔ اس چار دیواری کے اندر جگہ جگہ جنگلی سوکھی گھاس اُگی ہوئی ہے درمیان میں ایک چبوترے پر ایک شکستہ گنبد والا ایک مقبرہ بنا ہوا ہے۔ جس کو ایک زینہ جاتا ہے۔ زینے کی سیڑھیوں کے پتھر بھی جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے تھے۔ ناگ کو ایسی جگہوں سے کبھی خوف محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ بلا جھجھک مقبرے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر آ گیا۔ وہاں پر ایک مٹی کی قبر سی بنی ہوئی تھی۔ ناگ کو صرف طوطی کے مقبرے کا پتہ ہی کرنا تھا۔ تھوڑی دیر
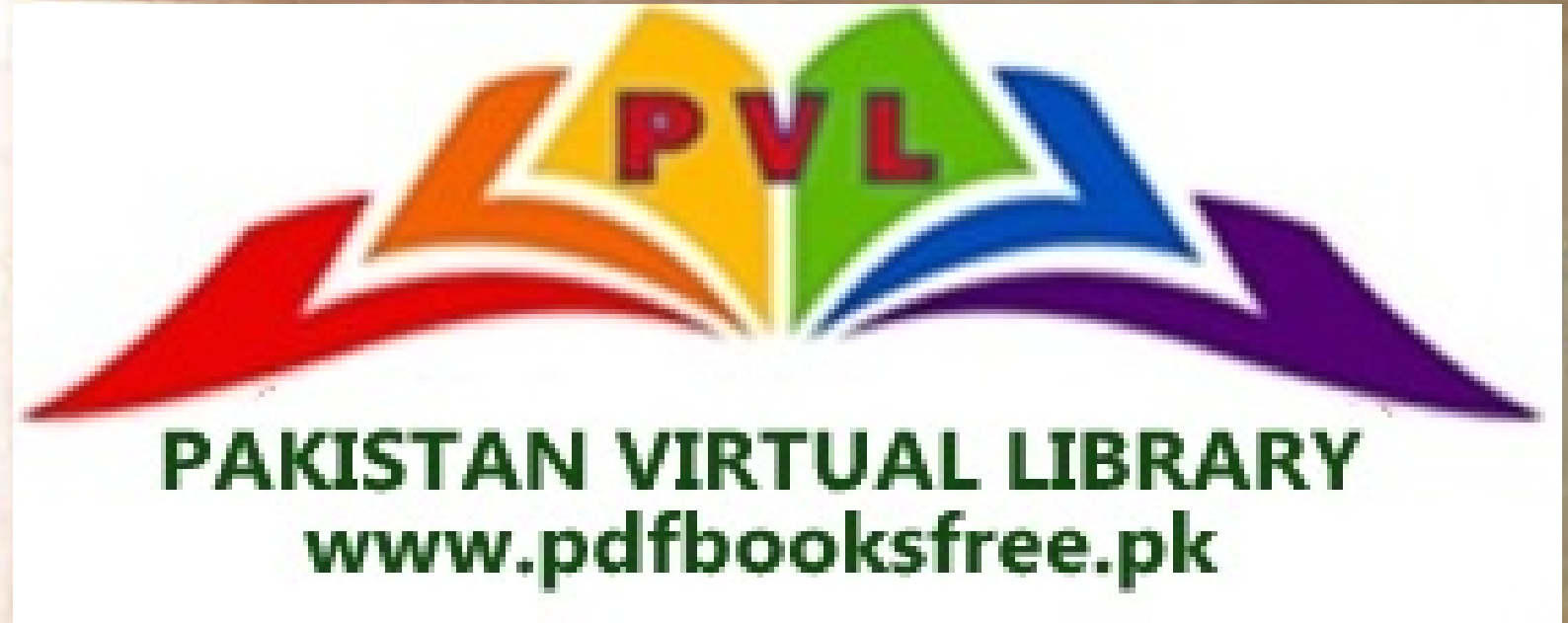
دہاں رکنے کے بعد ناگ واپس سرائے کی طرف روانہ ہوگیا
مکار برہمن دور ایک کیکر کے درخت کے نیچے چھپ کر
کھڑا ناگ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ جب ناگ واپس ہوا
تو برہمن نے بھی اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اسے
ناگ کی آنکھوں میں ایک خاص طلسم کی چمک نظر آئی
تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ناگ بلا دھڑک طوطی کے
آسیبی مقبرے کے اندر داخل ہوگیا ہے تو برہمن کو
یقین ہوگیا کہ اس نوجوان کے پاس یا تو کوئی زبردست طلسم
ہے کہ جس کی وجہ سے مقبرے کے جن بھوتوں نے
اسے کچھ نہیں کہا اور یا پھر یہ خود کوئی آسمانی مخلوق ہے
مکار برہمن یہ راز حل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ناگ
کا پیچھا کرتا سرائے تک آگیا۔

کیٹی سرائے کی کوٹھڑی کے باہر برآمدے میں بیٹھی
اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔ برہمن چھپ کر انہیں دیکھنے
لگا۔ ناگ نے کیٹی سے کہا

میں نے طوطی کے مقبرے کا پتہ چلا لیا ہے
میں خود مقبرے سے ہو کر آیا ہوں اسے رات کو وہاں
جاؤں گا۔ تم یہ انگوٹھی مجھے دے دو۔ کہیں تم سے
گم نہ ہو جائے۔ کیونکہ اسی انگوٹھی کو دیکھ کر شاہ پری

نے میرا سوال پورا کرنا ہے
کیٹی نے کہا
اگر شاہ پری نے کچھ نہ بتایا تو ؟

ناگ بولا۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ انگوٹھی شاہ پری کی
بہن نے ہمیں دی ہے اور شاہ پری ہمارا سوال پورا
کرنے کی پابند ہے۔

برہمن ایسی جگہ چھپا ہوا تھا جہاں سے وہ ان دونوں کی
گفتگو سن سکتا تھا جب اس نے سنا کہ ناگ کے
پاس ایک ایسی انگوٹھی ہے جس کو دیکھ کر مقبرے کی
شاہ پری کوئی سوال پورا کرنے کی پابند ہے تو اس کی
بے چینی بڑھ گئی۔ وہ کان لگا کر ناگ اور کیٹی کی باتیں
سننے لگا۔ کیٹی نے کہا
ابھی رات کے بارہ بجنے میں بہت دیر ہے
ناگ! یہ انگوٹھی مجھے اچھی لگتی ہے اسے میری
انگلی میں ہی رہنے دو۔ جاتی دفعہ مجھ سے
لے لینا۔
ناگ نے کہا
جیسے تمہاری مرضی۔

اور وہ یہ کہہ کر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ کیٹی وہیں بیٹھی اپنی
انگلی کی انگوٹھی کو بڑے شوق سے دیکھنے لگی۔ اتنے میں
ناگ باہر آیا اور بولا۔

اس شہر سے ہمیں عنبر مقیو سانگ اور ماریا کی
خوشبو نہیں آرہی۔ وہ کسی دوسرے شہر میں ہوں گے
مجھے یقین ہے کہ آج رات شاہ پری سے ان کا سراغ
مل جائے گا۔ اچھا میں ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہوں۔ تم
یہیں رہنا۔

ناگ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی وہاں اکیلی رہ
گئی۔ برہمن ستون کے پیچھے چھپا غور کرنے لگا کہ اسی
عورت سے انگوٹھی کسی طریقے سے چھین لینی چاہیئے مگر
وہ جانتا تھا کہ یہ دونوں معمولی انسان نہیں ہیں۔ ممکن
ہے ان کے پاس کوئی طلسم بھی ہو۔ چنانچہ اس نے
کوئی چال چلنے کا منصوبہ بنایا اور تیزی سے واپس اپنے
مکان پر پہنچا جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ناگ نے
برہمن کو دیکھا تھا مگر کیٹی نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ برہمن
کے پاس کئی قسم کی جڑی بوٹیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک
بوٹی کا عرق شیشی میں سے نکال کر اپنے رومال میں ڈالا۔
رومال کو گول کر کے جیب میں رکھا اور فقیر بن کر سرائے

میں آگیا۔ کیٹی اس وقت کوٹھڑی کے اندر تھی۔ برہمن نے
باہر صدا لگائی اور کہا

بیٹی! اگر تو فقیر کو کھانا کھلا دے تو تیرا بھائی
عنبر تجھے مل جائے گا۔

عنبر کا نام برہمن نے پہلے ہی ناگ کی زبانی سن لیا تھا۔
کیٹی نے جو ایک دبلے پتلے سر منڈے فقیر کے منہ سے
عنبر کا نام سنا تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی بڑی کرنی والا فقیر ہے
فوراً اس کے پاس آکر بولی

مہاراج! آپ اندر تشریف رکھیں۔ میں آپ
کے لئے کھانا لاتی ہوں لیکن ..... لیکن کیا واقعی آپ
میرے بھائی عنبر کو جانتے ہیں کہ وہ اس وقت
کہاں ہے؟

برہمن نے ہاتھ اٹھا کر کہا

ہمیں سب معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور اس
وقت کیا کر رہا ہے۔ مگر تو ہمارے پاس بیٹھ اور اپنا
ہاتھ دکھا۔ ہم تیرے ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر تجھے
بتا دیں گے کہ عنبر کہاں ہے۔

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے فوراً اپنا ہاتھ برہمن کے
آگے کر دیا۔ برہمن نے انگوٹھی دیکھی تو بولا۔

یہ انگوٹھی اتار کر پرے رکھ دے۔ تیرے ہاتھ کی
لکیروں پر اس انگوٹھی کی شعاعیں پڑ رہی ہیں
کیٹی نے جلدی سے انگوٹھی اتار کر لکڑی کی چوکی پر رکھ دی۔
برہمن نے کہا
اب تو اپنی آنکھیں بند کر لے اور خبردار کھولنا مت
میں ایک منتر پڑھوں گا اور پھر تمہیں بند آنکھوں میں
اپنا بھائی عنبر نظر آئے گا۔ وہ خود تم سے بات کر کے
تمہیں بتا دے گا کہ میں کہاں اور کس شہر میں ہوں۔
کیٹی نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔
برہمن نے اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے
غور سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی کی آنکھیں بند تھیں۔ برہمن
نے جیب سے بوٹی کے عرق میں بھگویا ہوا رومال نکالا
اور ایک دم سے کیٹی کے ناک اور منہ پر رکھ کر اسے
دبا دیا۔ کیٹی زور سے اچھلی مگر یہ بوٹی اتنی تیز تھی کہ اس
کی بو کیٹی کے دماغ میں پہنچ گئی اور وہ فوراً ہی
بے ہوش ہو کر گر پڑی۔
برہمن نے اسے وہیں چھوڑا۔ رومال جیب میں ڈالا۔ انگوٹھی
اٹھائی اور وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد ناگ
واپس آیا تو دیکھا کہ کیٹی بے ہوش پڑی ہے۔ وہ سخت

گھبرا گیا۔ اس نے کیٹی کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے
اور دیکھا کہ اس کی انگلی میں انگوٹھی نہیں تھی۔ اب تو وہ
بے حد پریشان ہو گیا۔
کیٹی کو ہوش آ گیا۔ ناگ نے پوچھا
کیا ہو گیا تھا کیٹی؟ تم بے ہوش کیسے ہو گئیں
اور تیری انگوٹھی کون لے گیا؟
کیٹی نے ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی کہ اس طرح
سے ایک دبلا پتلا چمکیلی آنکھوں والا فقیر آیا تھا۔ جس نے
اس کے ساتھ عنبر کا نام لے کر دھوکا کیا۔ اسے کوئی شے
سنگھا کر بے ہوش کر دیا اور انگوٹھی اڑا کر لے گیا۔ ناگ
تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
اب کیا کریں۔ انگوٹھی کے بغیر تو ہم طوطی
کے مقبرے میں نہیں پہنچ سکتے اور شاہ پری ہمارے
سامنے شاید ظاہر بھی نہ ہو گی۔
کیٹی بولی۔
چل کر تو دیکھتے ہیں۔ شاید شاہ پری ہماری مدد
کرنے پر تیار ہو جائے۔
ناگ کو یقین نہیں تھا مگر وہ تیار ہو گیا۔ دوسری طرف
برہمن انگوٹھی اپنے قبضے میں کرنے کے بعد شہر سے باہر

ایک پہاڑی غار میں جا کر چھپ گیا کہ کہیں ناگ اس
کی تلاش میں نہ نکل کھڑا ہو۔ جب رات گہری ہو گئی تو
برہمن نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنی اور طوطی کے مقبرے
کی طرف روانہ ہو گیا ابھی وہ مقبرے کی شکستہ چاردیواری
کے پاس ہی پہنچا تھا کہ اس نے ناگ اور کیٹی کو اندھیرے
میں مقبرے کی طرف جاتے دیکھا۔ برہمن فوراً وہیں
سے واپس مڑ گیا۔

ناگ اور کیٹی رات کے اندھیرے میں ویران مقبرے
میں داخل ہو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو وہاں نہ کوئی
پری آئی نہ کوئی جن بھوت ہی آیا ناگ اور کیٹی کتنی دیر
تک وہاں بیٹھے رہے۔ مگر کوئی پریاں وہاں پر نہ آئیں۔
ناگ بولا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگوٹھی کی وجہ سے
پریاں، مقبرے پر آتی ہوں گی۔ ہمارے پاس چونکہ
انگوٹھی نہیں ہے اس لئے کوئی شاہ پری یہاں پر
نہیں آئے گی۔

کیٹی نے کہا

پھر تو یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ چلو عنبر
تھیوسانگ اور ماریا کو ہم خود ہی تلاش کر لیں گے۔

اب کیا ہو سکتا ہے

ہاں چلو واپس، چلتے ہیں۔

یہ کہہ کر ناگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے
میں واپس سرائے میں آ گئے۔ اب ان کا وہاں ٹھہرنا بیکار
تھا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر
پر روانہ ہو گئے۔ کیٹی نے ناگ کو مشورہ دیا تھا کہ انہیں
ملک یونان کی طرف جانا چاہیئے۔ کیونکہ ملک یونان کی
تہذیب اس وقت اپنے عروج پر تھی اور اس کا بڑا
چرچا تھا۔ کیٹی کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے عنبر تھیوسانگ
اور ماریا یونان میں ہی ہوں۔ ناگ نے کیٹی کی تجویز کو
قبول کر لیا اور وہ ملک یونان جانے کے لئے ہندوستان
کی اس زمانے کی مشہور بندرگاہ کالی کٹ کی طرف چل
پڑے کیونکہ اس بندرگاہ سے انہیں یونان کی طرف جانے
والا سمندری جہاز مل سکتا تھا۔

ادھر مکار برہمن تین دن تک اپنے غار میں چھپا
رہا۔ چوتھے روز وہ غار سے باہر نکلا اور بھیس بدل کر
سیدھا سرائے میں آیا۔ سرائے پہنچ کر اسے پتہ چلا کہ
ناگ اور کیٹی وہاں سے جا چکے ہیں اور انہیں گئے
تین دن ہو گئے ہیں۔ ان کی کوٹھڑی ابھی خالی تھی۔ برہمن

بڑا خوش ہوا۔ اس کے لئے میدان صاف تھا۔ اسی رات
اس نے انگوٹھی اپنی انگلی میں ڈالی اور طوطی کے مقبرے
کی طرف چلا گیا۔ اسے ڈر بھی آرہا تھا مگر اس بات کا
اسے حوصلہ بھی تھا کہ اس کے پاس شاہ پری کی بہن کی
انگوٹھی ہے کوئی جن بھوت اسے کچھ نہیں کہے گا۔

آدھی رات کے وقت وہ مقبرے کے چبوترے کے
پاس چھپ کر بیٹھا رہا۔ جب آدھی رات [illegible] اسے
گھنگھروؤں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اندھیرے میں
غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اسے عورتوں کے ہلکے ہلکے قہقہے
سنائی دیئے۔ وہ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ پریاں اترنے لگی
تھیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ مقبرے میں روشنی ہو گئی ہے
اور دس بارہ خوبصورت لڑکیاں جن کے لباس پریوں جیسے
ہیں ہنستی کھیلتی چلی آ رہی ہیں۔ ان کی نظر برہمن پر پڑی
تو رک کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ ایک پری نے کہا

اس آدم زاد کو یہاں آنے کی ہمت کیسے ہوئی۔

دوسری پری بولی۔

میں اسے ابھی بھسم کر دیتی ہوں۔

برہمن نے یہ سنا تو جلدی سے باہر نکل آیا اور بولا۔

میرے پاس شاہ پری کو دینے کے لئے انگوٹھی

ہے جو مجھے اس کی چھوٹی بہن نے دی ہے

پریوں نے جب برہمن کے پاس انگوٹھی دیکھی تو اسے
کچھ نہ کہا۔ برہمن بولا۔

مجھے شاہ پری کے پاس لے چلو۔ میں اسے
یہ انگوٹھی دینا چاہتا ہوں۔

ایک پری آگے بڑھ کر بولی۔

اسی جگہ ٹھہرو۔ شاہ پری اسی جگہ تمہیں
ملے گی۔

پریاں چپ چاپ وہاں سے چلی گئیں۔ تھوڑی دیر
بعد ہی برہمن کو فضا میں موسیقی کی جھنکاریں سنائی دینے
لگیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک نہایت حسین وجمیل پری
زرق برق سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا لباس
پہنے اس کے پاس آ کر رک گئی ہے اور اسے اپنی چمکیلی
شفاف آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

پری نے کہا

میں شاہ پری ہوں کیا تم میرے لئے کچھ
لائے ہو؟

برہمن نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھ کر عرض کیا

شاہ پری جی! میرے پاس آپ کی بہن جی کی

دی ہوئی یہ انگوٹھی ہے۔

شاہ پری نے کہا

لاؤ یہ مجھے دے دو۔

برہمن بولا۔

مگر انگوٹھی لینے سے پہلے آپ کو میری ایک خواہش پوری کرنی ہوگی:

شاہ پری نے آنکھیں بند کرلیں۔ اس نے خیال ہی خیال میں اپنی چھوٹی بہن سے رابطہ قائم کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا یہ انگوٹھی اس نے بھیجی ہے؟ اس کی بہن پری نے کہا۔ ہاں! یہ انگوٹھی میں نے ہی بھیجی ہے مگر جو آدمی تمہارے پاس انگوٹھی لے کر آیا ہے۔ یہ ایک مکار چور برہمن ہے۔ میں نے یہ انگوٹھی ناگ کو دی تھی۔ اس نے دھوکے سے یہ انگوٹھی ہتھیا لی ہے۔ شاہ پری نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اس کی آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس نے برہمن سے کہا

تم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ تم نے ایک شریف عورت کو دھوکہ دے کر اس سے یہ انگوٹھی چوری کرلی ہے۔ تمہیں اس کی سزا ملے گی۔

اب تو برہمن تھر تھر کانپنے لگا۔ انگوٹھی اتار کر شاہ پری کے قدموں میں پھینکی اور بولا۔

معاف کردو شاہ پری۔ میں جاتا ہوں۔

اور مکار برہمن مقبرے کے دروازے کی طرف بھاگ اٹھا۔ شاہ پری نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو اس میں سے ایک شعاع نکل کر بھاگتے ہوئے برہمن کے جسم سے ٹکرائی اور وہ وہیں پتھر بن گیا۔ شاہ پری نے کہا

تجھے تیرے جرم کی سزا مل کر رہے گی۔ جا آج سے تو ایک مکروہ مگرمچھ کی شکل میں اس وقت تک زندگی گزارے گا جب تک کہ ناگ خود آکر تجھے اس مصیبت سے نہیں نکالتا۔

یہ کہہ کر شاہ پری نے انگلی سے برہمن کی طرف اشارہ کیا وہ پتھر کا بت بنا تھا۔ اچانک غائب ہوگیا۔ جب برہمن کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک مگرمچھ کی شکل میں ایک گھنے جنگل میں بہتے دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی پرانی گھاٹ کی سیڑھیوں کے پاس دلدل میں پڑا ہے برہمن اپنی بدنصیبی پر آنسو بہانے لگا۔ اب وہ پچھتا رہا تھا کہ اس نے ایک معصوم لڑکی کے ساتھ دھوکہ کیوں کیا۔ لیکن شاہ پری نے اسے مگرمچھ میں تبدیل کر دیا تھا اور اب اسے ناگ کا انتظار کرنا تھا جو وہاں آکر اسے پھر

ے انسان کی شکل دے اور نہ جانے ناگ کب آئے ؟

دوسری طرف شاہی پجاری ہوا میں پرواز کرتا چلا جا رہا تھا۔ وہ کافی بلندی پر اڑ رہا تھا۔ اس کی رفتار بھی کافی تیز تھی۔ شام ہونے سے پہلے پہلے وہ ایران کی سرحد میں داخل ہوگیا۔ اس نے ایران کے سب سے بڑے شہر کی شاندار عمارتیں دیکھیں۔ وہ نیچے آنے لگا۔ اب وہ ایران کے بادشاہ سپارکس کے محل کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ محل کے میناروں اور برجوں اور بارہ دریوں پر لگا ہوا سونا چاندی سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا پجاری غیبی حالت میں اڑتا ہوا اس شہر سے بھی آگے نکل گیا۔ وہ دور دراز ایرانی شہر میں جاکر وہاں کے لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ ایران کے دارالحکومت کے شمال کی جانب بہت دور پہاڑیوں کے درمیان اسے ایک چھوٹا سا شہر نظر آیا جس کے اردگرد ایک دیوار بنی ہوئی تھی۔ غیبی پجاری نیچے اتر آیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا معبد تھا جہاں آتش پرست قدیم ایرانی لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ معبد سے کچھ فاصلے پر انگور کا باغ تھا۔ وہاں مزدور انگور شاخوں سے توڑ توڑ کر ایک چوبچے میں جمع کر رہے تھے۔ پجاری نے اس شہر کو اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے پسند کرلیا۔ چونکہ

اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے وہ بڑی آزادی سے جہاں چاہے آجا سکتا تھا۔ جو چاہے کر سکتا تھا۔ غیبی پجاری ایک بازار میں سے گزرنے لگا۔ یہاں جوہریوں کی دکانیں تھیں وہ ایک دکان میں داخل ہوا۔ الماری میں قیمتی جواہرات کے ہار لٹک رہے تھے۔ ایک جاگیردار اپنی بیوی کے ساتھ دکان میں بیٹھا ہیروں کا ایک سیٹ پسند کر رہا تھا۔ غیبی پجاری نے الماری میں سجے ہوئے ایک ہیروں کے ہار کو پسند کیا اور الماری کھول دی۔ دکاندار جوہری نے الماری کو اپنے آپ کھلتے دیکھا تو چلّا کر نوکر سے کہا

کم بخت تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ الماری کو اچھی طرح سے بند کیا کرو۔ دیکھ اپنے آپ کھل گئی ہے

نوکر نے الماری کو بند کر دیا۔ مگر اس دوران غیبی پجاری نے قیمتی ہار نکال لیا تھا۔ ہار غیبی پجاری کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہوگیا تھا۔ نوکر نے شور مچا دیا کہ الماری میں سے قیمتی ہار غائب ہوگیا ہے۔ جواہری کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ ہار بہت ہی قیمتی تھا۔ اس نے سر پیٹ لیا کہ میرا ہار چور چرا کر لے گئے ہیں۔ وہ واویلا کرنے لگا۔ غیبی پجاری ہار کو لے کر دکان سے نکل چکا تھا اب وہ یہاں سے سیدھا معبد میں آگیا۔ یہاں آگ

جل رہی تھی۔ پروہت سفید چادر جسم پر ڈالے سر پر سفید رومال باندھے اپنے مذہب کے مطابق بلند آواز میں منتر پڑھ کر آگ کی عبادت کر رہا تھا۔ عورتیں اور مرد ہاتھ باندھے ذرا دور بڑے ادب سے کھڑے تھے۔

غیبی پجاری اس معبد کو اپنا نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ جہاں چبوترے کے درمیان ایک گڑھے میں آگ جل رہی تھی وہ اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ قیمتی جواہرات کا ہار اس کے ہاتھ میں تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پروہت اپنی دھن میں روز کی طرح منتر پڑھ رہا تھا۔ کہ اچانک معبد کی فضا میں ایک آواز بلند ہوئی۔

سنو! میں اگنی دیوتا ہوں۔

پروہت منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا اور آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ غیبی پجاری بولا

میں تمہیں دکھائی نہیں دے سکتا۔ میں آگ کا دیوتا ہوں۔ میں اگنی ہوں۔ اس شہر کے لوگوں نے میری اتنی پوجا کی ہے کہ میں خوش ہوا ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس شہر میں ہی رہوں گا۔

پروہت اور معبد میں جو دوسرے مرد اور عورتیں موجود تھیں فوراً سجدوں میں گر پڑے۔ پروہت نے چہرہ اٹھا کر کہا۔

اگنی دیو! ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے شہر میں آئے اور یہاں رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہم آپ کے لئے بہت بڑا معبد بنائیں گے۔

غیبی پجاری نے چلا کر کہا

نہیں [illegible] مجھے معبد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جہاں رہوں گا وہ میرا معبد ہی ہو گا۔ میرے لئے شہر سے باہر پُرسکون وادی میں۔ نہر کے کنارے سنگِ مرمر کا ایک عالیشان محل تعمیر کرو۔ اور وہاں میری خدمت کے لئے دیوداسیاں موجود ہوں

پروہت نے ہاتھ باندھ کر کہا

ایسا ہی ہو گا اگنی دیو۔

اس کے ساتھ ہی غیبی پجاری نے زور سے قیمتی ہار کو توڑ کر فرش پر پھینکا اور کہا

یہ جواہرات کا [illegible] ہمارے دیوتاؤں کی نشانی تھا مگر اس شہر کے ایک مکار جوہری نے محل کے کھنڈروں سے کھود کر نکال لیا تھا۔ یہ جواہرات اب تم لوگوں کی ملکیت ہیں۔ اسے اٹھاؤ اور اپنے پاس رکھو۔

قیمتی ہیرے اور جواہر فرش پر بکھرے تو عورتیں اور مرد سناٹے میں آ گئے پھر انہوں نے لپک کر جواہرات اٹھا

کر اپنی جیبوں میں رکھ لئے اور اگنی دیوتا کی جے کے نعرے بلند کرنے لگے۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ اگنی دیوتا شہر میں آگیا ہے اور اس کے لئے وادی میں سنگِ مرمر کا ایک محل تعمیر ہوگا۔ شہر کا صوبیدار بھی آتش پرست تھا۔ اس نے سنا تو بہت خوش ہوا۔ فوراً حکم دیا کہ اگنی دیوتا کے لئے محل کی تعمیر شروع کر دی جائے۔ ہزاروں لوگ کام پر لگ گئے۔ چند ہی دنوں میں ایک شاندار محل تیار ہو گیا۔ ہر کمرے میں ریشمی قالین بچھا کر دیواروں پر مخمل کے پردے گرا دیئے گئے۔ خوابگاہ میں صندل کی لکڑی کا بہت بڑا پلنگ لگا دیا گیا جس کے اوپر مسہری کی چھت میں زمرد اور لعل کے انگور کے گچھے لٹک رہے تھے۔ شہر کی حسین لڑکیاں دیوداسیاں بن کر محل میں آگئیں تاکہ اگنی دیوتا کی خدمت کر سکیں۔ غیبی پجاری بڑے ٹھاٹھ سے اس محل میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگا۔ چونکہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے ہر کوئی اسے اگنی دیوتا ہی سمجھتا تھا۔ دیوداسیاں تو اس کی آواز سنتے ہی سر جھکا دیتی تھیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ اور کیٹی ہندوستان سے ملک یونان کی طرف جا رہے تھے جو ان دنوں بہت ترقی یافتہ تھا جبکہ دوسری جانب عنبر تھیوسانگ اور ماریا ملک

ایران کی طرف سفر کرتے چلے آرہے تھے۔ یہ غیبی پجاری بھی ملک ایران ہی کے ایک شہر میں اگنی دیوتا بنا عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ عنبر تھیوسانگ اور ماریا ملک ایران کے دارالحکومت باختریا پہنچ گئے جہاں اس وقت سپارکس بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ شہر کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے فضا میں سونگھا۔ انہیں ناگ اور کیٹی کی خوشبو محسوس نہ ہوئی ماریا بولی۔

لگتا ہے ناگ اور کیٹی اس شہر میں بھی نہیں ہیں۔

تھیوسانگ نے کہا

ہوسکتا ہے وہ کسی طلسم کے اثر میں ہوں جس کی وجہ سے ان کی خوشبو ہمیں نہیں آرہی۔

عنبر کہنے لگا۔

بہرحال ہم ناگ کیٹی کی تلاش میں ہی یہاں آئے ہیں کچھ روز تو انہیں یہاں تلاش کریں گے۔ پھر آگے روانہ ہو جائیں گے۔

وہ شہر کی سرائے میں آگئے۔ ان کے پاس اب سونے کے سکے ختم ہو رہے تھے۔

عنبر نے تشویش کے ساتھ کہا۔

ہمیں کچھ سونے کے سکے پیدا کرنے ہوں گے خالی

جیب ہم یہاں نہیں رہ سکتے ۔

تھیوسانگ نے کہا

یہ کام ماریا ہی کر سکتی ہے

ماریا بولی ۔

تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی کی دکان سے سکے
اٹھا لاؤں گی ؟ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی ۔

تھیوسانگ ہنسنے لگا ۔

ارے بھئی ناراض کیوں ہو رہی ہو تم ماریا ۔ بھلا
میں کبھی ایسا سوچ سکتا ہوں ۔

عنبر نے کہا ۔

تھیوسانگ کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی سانپ
کو بلا کر اس سے زیر زمین کسی خفیہ خزانے کا پتہ معلوم
کر سکتے ہیں ۔

ماریا کہنے لگی ۔

تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اب ہم ایسا نہیں کر
سکتے پچھلی بار مجھے سرخ سانپ نے بتا دیا تھا کہ کوئی
بھی سانپ اب ہمارے کہنے پر زمین کے اندر سے
خزانہ نہیں لائے گا یہ کام صرف ناگ دیوتا ہی کے حکم
سے ہو سکتا ہے ۔

عنبر اور تھیوسانگ خاموش ہو گئے ۔ عنبر نے سانس بھر
کر کہا ۔

تو پھر ہمیں محنت مزدوری کر کے پیسے کمانے ہوں
گے میں شہر میں جا کر کوئی کام تلاش کرتا ہوں

تھیوسانگ کہنے لگا

میں بھی کسی کام کی تلاش میں جاتا ہوں ۔ اس
طرح ہم ناگ اور کیٹی کا سراغ بھی لگانے کی کوشش
کرتے رہیں گے ۔

ماریا ہنس کر بولی ۔

آخر مرد ہو ۔ مرد ہی کام کیا کرتے ہیں ۔ تم جا کر
کام تلاش کرو ۔ میں سرائے میں تمہاری چیزیں سنبھال
کر رکھتی ہوں ۔

تھیوسانگ اور عنبر الگ کسی کام کی تلاش میں شہر
کی طرف نکل گئے ۔ ماریا سرائے میں ہی رہی ۔ تھیوسانگ
زیتون کے ایک باغ میں آگیا ۔ یہاں باغ کا مالک آرام
کرسی پر بیٹھا مزدوروں کو کام کرتے دیکھ رہا تھا ۔ تھیوسانگ
نے جا کر سلام کیا اور کہا کہ کیا مجھے کام مل جائے گا؟ میں
مسافر ہوں ۔ باختریا کی سیر و سیاحت کو آیا ہوں اور محنت
سے روزی کما کر کھانا چاہتا ہوں ۔ زیتون کے باغ کے مالک

نے نقیوسانگ کو کام پر لگا دیا۔ دوسری طرف عنبر شہر کے
بازاروں میں سے گزرتے ہوئے اس علاقے میں پہنچ گیا
جہاں ایران کے بادشاہ سپارکس کا قلعے کے اندر بنا ہوا
عالی شان محل تھا۔ عنبر چونکہ وہاں نیا نیا آیا تھا اس
لئے بے خبری میں چلتے چلتے قلعے کے پاس جا پہنچا جہاں
کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جونہی عنبر قلعے کے
باہر بنی ہوئی خندق کے قریب آیا اسے درختوں میں سے
نکل کر قلعے کے پہرے داروں نے پکڑ لیا۔ عنبر نے بہتیرا کہا
کہ میں مسافر ہوں اس ملک کے رسم و رواج سے ناواقف
تھا اس لئے ادھر آگیا مگر پہرے داروں نے اس کی ایک
نہ سنی اور اس کے ہاتھ رسی سے پیچھے باندھ دیئے اور
گھوڑے پر ڈال کر قلعے کے اندر لے گئے۔ قلعے کا
محافظ قلعے کے اندر ایک بارہ دری میں شان سے بیٹھا
تھا۔ تلوار اس کی کمر کے ساتھ لگی تھی اور دو آدمی
اس کے کاندھوں کو دبا رہے تھے۔ پہرے داروں نے عنبر
کو اس کے سامنے جاکر پیش کر دیا اور کہا کہ یہ شخص دشمن
کا جاسوس لگتا ہے جو شاہی قلعے میں گھسنے کی کوشش
کر رہا تھا۔

قلعے کے محافظ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور وہ

شکل صورت ہی سے جلاد لگتا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف
ایک خونخوار نگاہ ڈالی اور گرجدار آواز میں پوچھا۔

کیا تمہیں یونانیوں نے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے؟

ان دنوں ایران کی یونان کے ساتھ جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں
دونوں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ عنبر نے کہا

جناب مجھے کسی نے جاسوسی کے لئے یہاں نہیں بھیجا
میں ملک مصر کا رہنے والا ایک سیاح ہوں اور سیاحت
کے لئے ایران آیا ہوں۔ نوکری کی تلاش میں پھر رہا ہوں
کہ آپ کے آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا۔

قلعے کے محافظ نے مونچھوں پر ایک ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

ابھی اصل بات کا پتہ چل جائے گا تم اس طرح
سے نہیں بتاؤ گے۔

اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے عنبر کو گھسیٹ
کر گھوڑے پر ڈالا اور اسے لے کر قلعے کے نیچے ایک
تہہ خانے میں لے آئے۔ یہ جگہ اذیت خانہ تھا اور یہاں
دشمن کے پکڑے ہوئے جاسوسوں کو طرح طرح کی تکلیفیں
دے کر اذیتیں پہنچا کر ان سے دشمن ملک کے راز اگلوائے
جاتے تھے۔ یہاں ہٹے کٹے بے رحم چہروں والے تین جلاد
مامور تھے۔ انہوں نے عنبر کو پکڑ کر ایک تختے پر سیدھا

لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں چمڑے کے تسمے سے باندھ دیئے اور تختے کو ایک گراری کی مدد سے بالکل سیدھا کر دیا۔ اس کے بعد رسّی کو ایک مشین کی مدد سے کھینچنا شروع کیا۔ عنبر کے دونوں ہاتھ اور پاؤں زور سے کھینچے جانے لگے۔ اسے درد تو بالکل نہیں ہو رہا تھا مگر خطرہ تھا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح کھینچتے رہے تو اس کے پاؤں اور ہاتھ الگ ہو جائیں گے۔ چنانچہ عنبر نے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو اپنی خاص قوت سے کام لیتے ہوئے لوہے کی طرح سخت کر لیا مگر وہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اسے سخت تکلیف ہو رہی ہے اونچی آواز میں چیخنے چلانے لگا۔ ایک جلاد نے کہا

بتاؤ تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے اور تمہارے دوسرے ساتھی کہاں پر ہیں ؟

عنبر نے چیختے ہوئے کہا

میرا کوئی ساتھی نہیں۔ مجھے کسی نے نہیں بھیجا۔

عنبر جس وقت چاہے اس مشکل سے اپنے آپ کو نکال سکتا تھا مگر وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ سنگدل جلاد کہاں تک اس پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہاں اور کون کون بے گناہ موجود ہے تاکہ

اس کی مدد کی جائے۔

دوسرا جلاد بولا۔

اسے اسی جگہ بھوکا رہنے دو۔ بہت جلد اس کی عقل ٹھکانے آجائے گی۔

انہوں نے عنبر کو اسی طرح تختے کے ساتھ بندھا ہوا چھوڑ دیا اور تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر کے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عنبر اپنے ہاتھوں کو زور سے جھٹکا دیا۔ رسّی کھل گئی۔ اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس نے پاؤں کو جھٹکا تو اس کے پاؤں کی رسی بھی کھل گئی۔ عنبر تختے پر سے اتر کر تہہ خانے کے فرش پر ٹہلنے لگا۔ اچانک اسے کسی کے کراہنے کی درد بھری آواز سنائی دی۔
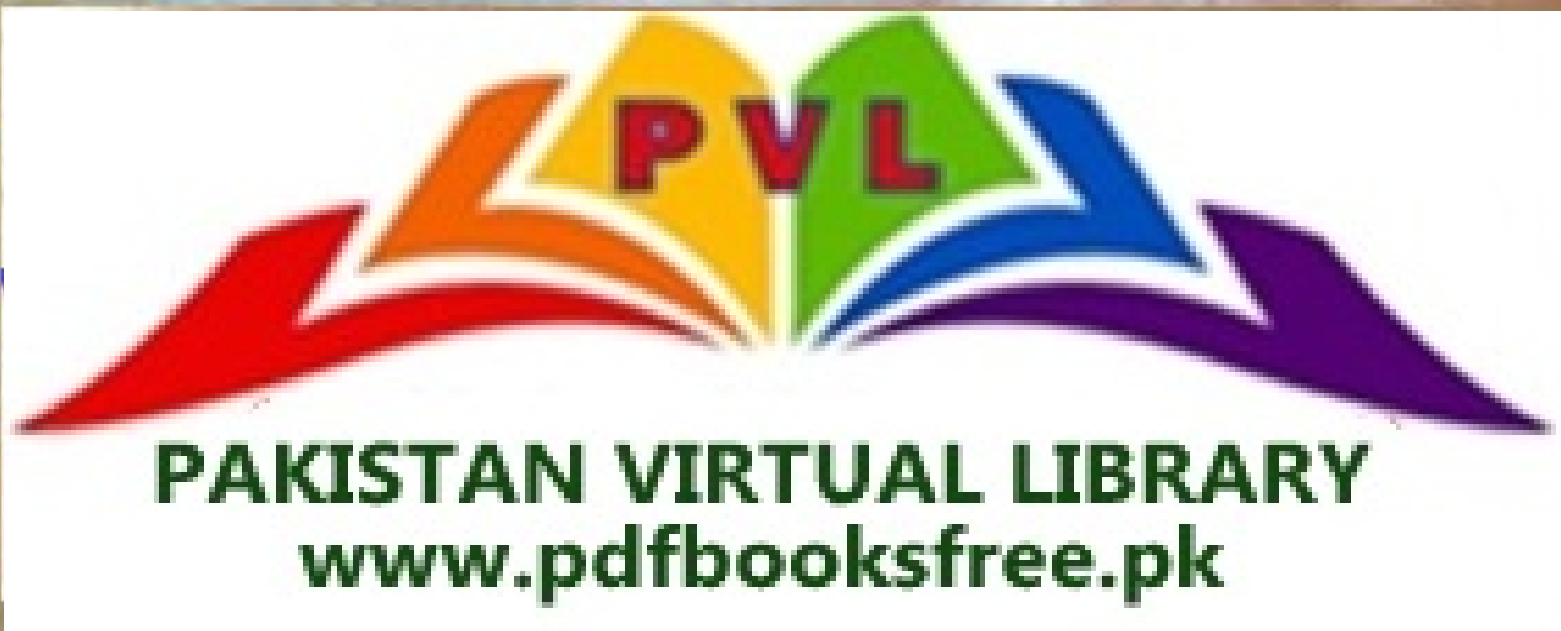
یوروکا کی رہائی

عنبر نے کان لگا کر سنا۔

یہ آواز ایک دیوار کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ عنبر نے دیوار کو ایک جگہ سے ٹھونک بجا کر دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ وہاں ایک پتھر اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہے عنبر نے بڑی آسانی سے پتھر کو باہر کھینچ لیا۔ وہاں چوکور شگاف پیدا ہو گیا۔ عنبر نے سر شگاف میں ڈال کر دوسری طرف دیکھا کہ ایک عورت اس طرح فرش پر بیٹھی ہے کہ اس کے سر کے بال اس کے پاؤں کے انگوٹھوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ دونوں ہاتھ پیٹھ پر رسّی سے باندھ دیئے گئے ہیں اور عورت بُری طرح کراہ رہی ہے۔ وہ سخت اذیت اور تکلیف میں تھی۔ خدا جانے وہ یہاں کتنی دیر سے اس تکلیف دہ حالت میں پڑی تھی۔ عورت کا لباس یونانی عورتوں ایسا تھا جو میلا کچیلا ہو گیا تھا۔ رنگ گورا تھا۔ اور بال سنہری تھے وہ یقیناً یونانی عورت تھی۔ عنبر

نے جلدی جلدی دیوار کے دو تین پتھر ہٹائے اور دوسری طرف آ گیا۔ عورت نے بے چارگی اور بے بسی سے عنبر کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے کہا

مجھ پر رحم کرو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں جاسوس نہیں ہوں۔ مجھے اس عذاب سے نجات دے دو۔ مجھ پر رحم کرو۔

عنبر نے جاتے ہی سب سے پہلے عورت کے بال اس کے پاؤں کے انگوٹھے سے کھول دیئے عورت نے اپنی گردن اونچی کر کے ایک گہرا سانس لیا اور بولی۔

دیوتا زیوس کی قسم میں جاسوس نہیں ہوں۔ ایک سپاہی مجھے سرحد پر سے زبردستی اٹھا کر لے آیا تھا۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرے بچے میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

عنبر نے اس عورت کے ہاتھ بھی کھول دیئے اور یونانی زبان میں کہا۔

بہن! فکر نہ کرو۔ میں تمہیں یہاں سے آزاد کرانے آیا ہوں۔

وہ عورت تو عنبر کا منہ تکتی رہ گئی۔ اس سے پہلے وہ پرانی فارسی زبان میں بات کر رہی تھی۔ اب جو اس نے اپنے پاس

بیٹھے سانولے نوجوان عنبر کو یونانی زبان میں جو اس عورت
کی مادری زبان تھی بات کرتے سنا تو حیرانی سے بولی ۔

تم ...... تم یونانی ہو کیا ؟

عنبر نے کہا

میں یونانی نہیں ہوں ۔ مگر یونانی زبان بول سکتا ہوں

عورت نے کہا ۔

پھر تم نے مجھے آزاد کیوں کیا ؟ تم .... تم
کون ہو ؟

عنبر بولا ۔

میرا نام عنبر ہے ۔ میں مصر کا سیاح ہوں ۔ یہ
لوگ مجھے بھی جاسوس سمجھ کر یہاں پکڑ لائے ہیں ۔
میں تمہارے ساتھ والی کوٹھڑی میں بند ہوں ۔

عورت نے سر جھکا دیا اور مایوسی سے کہا

پھر تو تم خود مصیبت میں گرفتار ہو ۔ تم میری
کیا مدد کرو گے ۔

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر بولی ۔

مجھے اسی طرح رسی سے باندھ دو اور اپنی کوٹھڑی
میں واپس چلے جاؤ ۔ جلاد ابھی آجائیں گے ۔ وہ تمہیں زندہ
نہیں چھوڑیں گے ۔ ممکن ہے وہ مجھے بھی تم سے بات کرنے

کے جرم میں ہلاک کر ڈالیں ۔ میں مرنا نہیں چاہتی
میرے بچے ابھی چھوٹے چھوٹے ہیں ۔

عنبر نے پوچھا ۔

تمہارا نام کیا ہے بہن ؟

عورت نے عجیب دلگداز نگاہوں سے عنبر کی طرف دیکھا
اور بولی ۔

مجھے آج تک کبھی کسی نے بہن نہیں کہا ۔ اس
لئے کہ میرا کوئی بھائی نہیں ۔ میرا نام یوروکا ہے ۔

عنبر نے کہا

یوروکا بہن ! آج سے میں تمہارا بھائی ہوں

یوروکا پریشان ہو کر بولی ۔

عنبر ! میرے بھائی ! میری خاطر اپنی جان خطرے
میں نہ ڈالو ۔ تمہیں خدائے زیوس کی قسم مجھے میرے
حال پر چھوڑ کر اپنی کوٹھڑی میں واپس چلے جاؤ ۔ تم
ان لوگوں کو نہیں جانتے ۔ یہ بڑے پتھر دل ظالم لوگ
ہیں ۔ یہ تمہاری گردن اڑا دیں گے ۔

عنبر نے مسکرا کر کہا

یوروکا ! تمہیں بہن کہا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا
ہے کہ بہن مصیبت میں ہو اور بھائی اسے اکیلی چھوڑ کر

چلا جائے۔

یوروکا نے کہا

لیکن ..... لیکن تم مجھے یہاں سے نہیں نکال
سکتے عنبر۔ یہ ناممکن ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تو دیوار توڑ کر تمہارے
پاس آیا ہوں مجھے یہ بتاؤ کہ اس تہہ خانے کا دروازہ
کس طرف ہے؟

یوروکا نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

اس دیوار میں کوئی خفیہ ہینڈل لگا ہے۔ جلاد
اس ہینڈل کو گھما کر دروازہ کھولتا اور بند کرتا ہے۔

عنبر نے دیوار کے قریب جاکر ٹٹول کر دیکھا ایک جگہ پتھر
میں چھوٹا سا لوہے کا ہینڈل لگا تھا۔ عنبر نے اسے آہستہ
سے کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے یوروکا سے کہا

خاموشی سے بلا جھجک میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔

یوروکا سہمی ہوئی تھی۔ مگر وہ آزاد بھی ہونا چاہتی تھی۔ وہ
اس جہنم سے فرار بھی ہونا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ
ایک بہادر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسے لے کر وہاں
سے نکل جائے۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے آگئی۔ عنبر کو

صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ اگر اس یونانی عورت یوروکا
تیر چلایا گیا یا پیچھے سے حملہ کیا گیا تو وہ اسے نہیں بچا
سکے گا۔ اس خیال کے پیش نظر اس نے یوروکا کو بالکل
اپنے ساتھ تھوڑا سا آگے کرتے ہوئے کہا

بس اسی طرح میرے آگے آگے بائیں طرف کو
ہٹ کر چلتی رہو۔

تہہ خانے سے نکل کر وہ ایک تاریک راہ داری میں آ گئے
اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس یونانی عورت کو قلعے
سے نکال کر لے جانا عنبر کے لئے کوئی آسان بات نہیں
تھی۔ کسی بھی جگہ ان پر حملہ ہو سکتا تھا اور حملے کی صورت
میں یوروکا مر بھی سکتی تھی مگر عنبر نے یہ خطرہ مول لے
لیا تھا کہ جو ہوگا دیکھا جائے گا اندھیری راہ داری میں وہ
دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ یونانی عورت یوروکا
کو عنبر نے اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا۔ زمین اونچی ہو
رہی تھی۔ وہ تہہ خانے سے باہر نکلنے والے تھے۔ آگے
ایک دروازہ آگیا جس پر سلاخیں لگی تھیں۔ دوسری
طرف ایک پہرے دار نیزہ لئے پہرہ دے رہا تھا۔ یوروکا
جلدی سے عنبر کے پیچھے ہوگئی اور سرگوشی میں بولی

وہ ہمیں پکڑ لے گا۔

عنبر نے آہستہ سے کہا

تم اس جگہ اندھیرے میں کھڑی رہو میں جاکر
اس کی خبر لیتا ہوں ۔

بوروکا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ
عنبر اکیلا اور تنہا ہے پہرے دار کے پاس نیزہ ہے پھر
وہ شور مچاکر دوسرے سپاہیوں کو بلالے گا اور عنبر زندہ
نہ بچ سکے گا۔ اس نے آنکھیں بند کرکے سر دیوار کے ساتھ
لگا دیا اور اندھیرے میں اپنے خدا سے عنبر کی سلامتی کی
دعائیں مانگنے لگی عنبر اس دوران دروازے کے قریب پہنچ
گیا دروازے کے پاس پہنچتے ہی عنبر نے سلاخوں کو پکڑ کر
زور سے جھٹکا دیا اور دروازہ ایک طرف سے ٹوٹ گیا۔
پہرے دار ہکا بکا ہوکر رہ گیا۔ ابھی وہ سنبھل ہی نہ پایا
تھا کہ عنبر نے اچھل کر اس کی گردن دبوچ لی اور دو تین
جھٹکے ایسے دیئے کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔ عنبر نے اسے
وہیں زمین پر ڈالا۔ اس کی وردی اتار کر خود پہنی سر پر
ٹوپی پہنی اور نیزہ ہاتھ میں لے کر بوروکا کو آواز دی۔ بوروکا
یہ ساری کارروائی پھٹی پھٹی آنکھوں سے تک رہی تھی۔
اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا ایک
نوجوان کے پاس اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ وہ لوہے

کی سلاخوں والا دروازہ توڑ ڈالے۔ مگر یہ سوچنے کا وقت
نہیں تھا۔ وہ بھاگ کر عنبر کے پاس آگئی۔

عنبر نے کہا

اب میں قلعے کا ایک سپاہی ہوں اور تمہیں
بادشاہ کے حکم سے قلعے سے نکال کر محل کی طرف
لے جارہا ہوں۔ تم بالکل خاموش رہنا

عنبر نے بوروکا کو ساتھ لیا اور تہہ خانے کی راہ داری کے
بڑے دروازے سے باہر قلعے کے میدان میں نکل آیا۔
یہاں دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ عنبر نے چالاکی سے کام لیتے
ہوئے قلعے کے بڑے گیٹ کی طرف جانے کی بجائے
اس طرف دیوار کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کردیا۔ جدھر
سیڑھیاں قلعے کی دیوار کے اوپر جاتی تھیں۔ جونہی وہ قلعے کی سیڑھیوں
کے پاس پہنچا ایک سپاہی اچانک اس کے سامنے آگیا
اور بولا۔

اس جاسوس یونانی عورت کو کہاں لے جا
رہے ہو؟

عنبر نے کہا

قلعے دار کے حکم سے اسے بادشاہ کے پاس
لے جارہا ہوں۔

سپاہی ہوں۔

لیکن تم تو قلعے کی چھت پر جا رہے ہو۔ ادھر
تو بادشاہ کا محل نہیں ہے۔

اتنی دیر میں سپاہی کو عنبر پر شک پڑ گیا تھا۔ اس نے
نیزے کا رخ عنبر کے دل کی طرف کرتے ہوئے کہا

تم کون ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں
نہیں دیکھا۔

عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ قلعے کے میدان میں دھوپ کی
گرمی اور تپش کی وجہ سے وہاں آس پاس کوئی دوسرا
سپاہی نہیں تھا۔ عنبر نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے نیزے کو آہستہ سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف
کھینچا اور کہا

میں تمہاری موت ہوں۔

سپاہی زور سے عنبر کے سینے سے ٹکرایا۔ عنبر نے اس
کے سر پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ سپاہی چکرا کر زمین پر
گر پڑا۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ سپاہی پھر زمین سے
نہ اٹھ سکا۔ عنبر نے یوروکا کو بازو سے پکڑا اور گھسیٹ
کر قلعے کی چھت پر جاتی سیڑھیوں میں لے گیا۔

تیزی سے اوپر بھاگو۔

یوروکا جلدی جلدی سیڑھیاں طے کرنے لگی۔ دونوں قلعے
کی چھت پر پہنچ گئے۔ عنبر نے دیکھا کہ چونکہ دھوپ
بڑی تیز تھی اس لئے اوپر قلعے کی دیوار پر کوئی پہرے دار
نہیں تھا۔ عنبر قلعے کی چوڑی دیوار پر ایک طرف کو دوڑنے
لگا۔ یوروکا اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھی ایک جگہ
ایک گھنا درخت دیوار کے ساتھ اُگا ہوا تھا۔ عنبر نے
درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور
یوروکا سے کہا

اس شاخ کے ذریعے درخت سے نیچے اتر جاؤ۔

یوروکا کی جان پر بنی تھی۔ فرار کا ایسا موقع اسے شاید
کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے درخت کی شاخ کو پکڑا
اور درخت سے نیچے اترنے لگی۔ اس کے پیچھے پیچھے
عنبر بھی نیچے اتر گیا۔ اب ان کے سامنے پانی سے بھری
ہوئی خندق تھی۔ گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی جس کی
وجہ سے وہاں سارا علاقہ سنسان تھا سپاہی اور پہرے دار
قلعے کے بڑے گیٹ کی طرف تھے جو وہاں سے بائیں
جانب کافی فاصلے پر تھا۔ عنبر نے یوروکا سے پوچھا کہ
وہ تیرنا جانتی ہے؟ ۔

یوروکا نے کہا "ہاں"

وہ دونوں آہستہ سے پانی میں اتر گئے اور صرف
گردنیں باہر رکھے آہستہ آہستہ تیرتے ہوئے خندق کے
دوسرے کنارے پر پہنچ کر باہر نکل آئے۔ ان کے سامنے
ایک سنگلاخ ویران میدان تھا۔ عنبر نے یوروکا سے کہا کہ
جتنی تیز بھاگ سکتی ہو میرے ساتھ بھاگتی چلو۔ میدان
سے نکلتے انہیں زیادہ دیر نہ لگی۔ میدان جہاں ختم ہوتا تھا
وہاں ایک گہرا خشک نالہ تھا۔ اس نالے کے پار شہر کا
عقبی دروازہ تھا۔

یوروکا کا سانس پھول رہا تھا۔ اس نے کہا میں تھک گئی ہوں
عنبر نے جواب میں کہا کہ اگر اس وقت وہ رک گئی تو وہ زندہ
نہ بچ سکے گی۔ یوروکا نے عنبر کے ساتھ ایک جگہ سے
نالہ عبور کیا اور شہر کے عقبی دروازے کے قریب سے ہوتے
ہوئے بائیں جانب سرائے میں داخل ہوگئے۔ اب عنبر نے
اسے بتایا کہ سرائے میں اس کا ایک بھائی تھیوسانگ بھی
اس کے ساتھ رہتا ہے جو آج ہی نوکری کی تلاش میں گیا ہے
ماریا کے بارے میں عنبر نے یوروکا کو کچھ نہ بتایا۔

کوٹھڑی میں ماریا موجود تھی۔ تھیوسانگ ابھی زیتون کے
باغ سے واپس نہیں آیا تھا۔ ماریا نے عنبر کو ایک عورت
کے ساتھ دیکھا تو بڑی حیران ہوئی۔ عنبر نے کوٹھڑی میں داخل

ہوتے ہی یوروکا سے مخاطب ہوکر کہا۔
یہاں میرے ساتھ میرا بھائی رہتا ہے۔ بس ہم دو
ہی ہیں اب تم ہماری بہن بھی یہاں رہوگی۔
ایک طرح سے یہ ماریا کو اشارہ تھا کہ مجھ سے مخاطب
ہوکر یعنی اپنی آواز نکال کر اپنے آپ کو ظاہر مت کرنا۔ ماریا
خاموش رہی۔ یوروکا نے کہا
لیکن عنبر بھائی بادشاہ کے سپاہی یہاں بھی آجائیں گے
ہم جیل سے بھاگے ہوئے جاسوس ہیں
ماریا بڑی حیران ہوئی کہ عنبر کب جاسوس بن گیا؟ اور وہ کس
جیل سے بھاگا ہے۔ عنبر نے یوروکا سے کہا
تم گھبراؤ نہیں۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے
میں تمہیں یہاں ایک الگ کوٹھڑی لے کر وہاں چھپا
دوں گا۔
عنبر کے ساتھ والی کوٹھڑی خالی تھی۔ اس نے وہ کوٹھڑی بھی
سرائے کے مالک سے کرائے پر لے لی اور یوروکا کو مردانہ
لباس پہنا کر اسے اس کوٹھڑی میں چارپائی پر بیمار آدمی بنا
کر لیٹا دیا اور ماریا کے پاس آکر اسے ساری کہانی بیان
کی۔ ماریا تعجب سے کہنے لگی۔
یہ تم کیا ڈراما کر آئے ہو اتنی جلدی؟ اس

عورت کو اب ہم کہاں لے جائیں گے؟

عنبر نے کہا

یہ ایک مظلوم اور مصیبت زدہ عورت ہے ہم اس
یونان اس کے گھر پہنچائیں گے۔

اور تھیوسانگ کہاں ہے؟ ماریا نے پوچھا

میرا خیال ہے اسے کہیں نوکری مل گئی ہے۔ عنبر نے کہا۔

تھوڑی دیر میں تھیوسانگ بھی آگیا۔ وہ دن بھر کی مزدوری کچھ چاندی کے سکے اپنے ساتھ ہی لایا تھا۔ عنبر نے اسے بھی یوروکا کے بارے میں سب کچھ بتایا اور کہا

ہمیں اس عورت کو لے کر اب یونان کی طرف کوچ کر جانا چاہیئے کیونکہ بادشاہ کے آدمی اس کی تلاش میں ہوں گے۔ میری تو خیر ہے لیکن یہ عورت پکڑی جا سکتی ہے اور وہ لوگ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

تو پھر ہمیں آج رات اندھیرا ہوتے ہی یہاں سے نکل جانا چاہیئے ہمیں صبح ہونے کا بھی انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

ماریا سے مشورہ لیا گیا تو وہ بولی۔

میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اگر ناگ اور کیٹی یہاں نہیں ہیں تو پھر ہمارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے اب جب تم لوگوں نے اس یونانی عورت کی ذمہ داری لے ہی لی ہے تو پھر جیسا تھیوسانگ نے کہا ہے۔ ویسے ہی کرنا چاہیئے۔

اس وقت رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔ قلعے سے دو جاسوسوں کے فرار کی خبر ملتے ہی شاہی دستوں نے شہر میں پھیل کر ان کی تلاش شروع کر دی عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو معلوم تھا کہ بادشاہ کے سپاہی سرائے میں ضرور آئیں گے۔ عنبر کو اپنی تو کوئی فکر نہیں تھی۔ اسے یوروکا کا خیال تھا۔ کیونکہ وہ پکڑی جا سکتی تھی اور اب وہ لوگ اسے کبھی زندہ نہ چھوڑتے تھیوسانگ کہنے لگا۔

یہاں قریب ہی ایک ویران کنواں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم یوروکا کو اس کنوئیں میں چھپا دیتے ہیں اور تم عنبر اپنا حلیہ تبدیل کر لو۔

انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عنبر نے کوٹھڑی میں جا کر زنانہ لباس پہن لیا۔ وہ بالکل عورت معلوم ہونے لگا۔ اس نے یوروکا کو ساری بات سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ صرف اندھیرا ہونے تک ویران کنوئیں میں چھپ جائے۔ اس کے بعد وہ اسے وہاں سے نکال کر اس کے ملک یونان کی طرف لے چلیں

گے۔ یوروکا کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ فوراً تیار
ہوگئی۔ وہ پہلے ہی مردانہ لباس میں تھی۔ تھیوسانگ اسے
اپنے ساتھ ویران کنوئیں کی طرف لے گیا اور وہاں اس میں
اتر کر ایک شگاف کے اندر چھپا دیا۔ اس کا خطرہ درست
ثابت ہوا۔

ابھی دن باقی تھا کہ شاہی دستے کے سپاہی گھوڑوں پر
سوار عنبر اور یوروکا کو ڈھونڈھتے ہوئے سرائے میں پہنچ
گئے۔ وہاں عنبر عورت کے لباس میں بیمار بن کر چارپائی
پر پڑا تھا۔ ماریا کوٹھڑی کے باہر کھڑی تھی تھیوسانگ بھی
وہیں ایک طرف بیٹھا تھا۔ سپاہی تلاشی لیتے وہاں آگئے
دو سپاہی کوٹھڑی کے باہر گھوڑے سے اتر پڑے۔ ان میں
سے ایک سپاہی وہ تھا جس نے عنبر کو گرفتار کر کے قلعے کے
محافظ کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ عنبر کو پہچانتا تھا۔ اس نے
تھیوسانگ سے پوچھا۔

اندر کون ہے؟

تھیوسانگ نے کہا

جناب اندر میری بڑی بہن بیمار پڑی ہے۔
اسے سانس کا مرض ہے جناب بس آخری سانس
لے رہی ہے۔

تھیوسانگ کی یہ بات سن کر عنبر نے چارپائی پر پڑے
پڑے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ وہ سپاہی جو
عنبر کو پہچان سکتا تھا کوٹھڑی میں گیا اور دیکھا کہ ایک عورت
سر پر کپڑا لپیٹے چارپائی پر پڑی لمبے لمبے سانس لے رہی ہے
اس افراتفری میں عنبر یہ بھول گیا کہ اس کی تھوڑی تھوڑی
مونچھیں بڑی ہوئی تھیں اور اس نے اس روز داڑھی مونچھیں
صاف نہیں کی تھیں یعنی شیو نہیں بنائی تھی۔ سپاہی نے جب
یہ معاملہ دیکھا تو عنبر کے سر پر سے کپڑا اتار دیا۔ نیچے سے
عنبر کے نسواری رنگ کے گھنگھریالے مردانہ بال نکل آئے۔
اب سپاہی نے عنبر کو پہچان لیا تھا۔ اس نے عنبر کو گردن
سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا

مکار تو ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکتا تھا۔

ماریا نے جب یہ صورت حال دیکھی تو جلدی سے کوٹھڑی کے
اندر داخل ہوگئی۔ سپاہی نے چلا کر اپنے ساتھی کو آواز دی۔

اندر آجاؤ۔ میں نے ایک مفرور جاسوس کو پکڑ
لیا ہے۔

باہر والا سپاہی تیزی سے تلوار نکال کر کوٹھڑی کی طرف لپکا
اتنی دیر میں ماریا اپنا کام کر چکی تھی اس نے عنبر کو تیزی
سے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا تھا بلکہ عنبر خود بھی اس کے

کاندھے پر چڑھ گیا تھا۔ ماریا کے کاندھے پر آتے ہی وہ
بھی ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو گیا تھا۔ دونوں سپاہی حیران
ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ باہر والے سپاہی نے پوچھا
ارے کہاں ہے وہ جاسوس جس کو تم نے پکڑا تھا؟
دوسرا سپاہی کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ وہ جلدی سے کوٹھڑی سے
باہر آگیا اور بولا۔
میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ وہ چارپائی پر
بیمار عورت کے بھیس میں لیٹا ہوا تھا۔ کیوں بے کہاں
ہے تمہاری بہن جو بیمار تھی؟
اس سپاہی نے تھیوسانگ سے پوچھا۔ تھیوسانگ بھی جان
گیا تھا کہ عنبر کو ماریا نے اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا ہے جس
کی وجہ سے وہ غائب ہو گیا ہے اب وہ بھی انجان بن گیا
اور بھولا سا منہ بنا کر بولا
میری تو کوئی بہن بیمار نہیں ہے جناب۔
سپاہی نے غصے میں کہا
بدبخت تو نے ابھی تک تو مجھے کہا تھا کہ اندر
میری بیمار بہن لیٹی ہے اور ..... اور میں نے بھی
خود اپنی آنکھوں سے چارپائی پر دیکھا تھا۔ پھر وہ
کہاں غائب ہو گئی؟

تھیوسانگ بولا۔
جناب آپ کو مغالطہ ہوا ہے۔ اگر چارپائی پر کوئی
عورت ہوتی تو وہ کہاں غائب ہو سکتی ہے وہ کوئی
جادوگرنی تو نہیں تھی۔
سپاہی جھلا کر بولا۔
وہ جادوگرنی نہیں کوئی جادوگر تھا۔ میں قسم
کھاتا ہوں کہ وہ یونانی جاسوس تھا جس کو میں نے
قلعے کے باہر پکڑا تھا۔
دوسرا سپاہی کہنے لگا۔
ارے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ چلو دوسری
کوٹھڑیوں میں دیکھتے ہیں
اتنے میں ایسا ہوا کہ عنبر ماریا کے کندھے پر اپنا توازن
برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ دھم سے گرنے
کی آواز آئی تو دونوں سپاہی تلواریں لے کر کوٹھڑی کی
طرف دوڑے انہوں نے دیکھا کہ عنبر عورت کے لباس میں
وہاں موجود تھا۔
میں نہ کہتا تھا کہ وہ اندر تھا۔ یہ دیکھو۔ یہ
دیکھو پکڑ لو اسے۔
عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا

دوستو! ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے تمہارے
لئے یہی بہتر ہے کہ اپنی جان بچا کر یہاں سے چلے جاؤ۔
مگر سپاہی جو بادشاہ کے خاص دستے کے سپاہی تھے
بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ایک مجرم انہیں
ایسا کہے۔ ایک سپاہی نے تلوار کا بھرپور ہاتھ عنبر کی گردن
پر مارا۔ تلوار عنبر کی گردن سے لگتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے
ہو گئی۔

عنبر نے کہا۔

اب بھی میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ اپنی جان
پیاری ہے تو یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ اور اس
کا ذکر کسی سے مت کرنا۔

مگر سپاہی یہ سمجھا کہ عنبر نے اپنی گردن پر لوہے کا پتہ چڑھا
رکھا ہے۔ اس نے اپنے ساتھی سپاہی کو اشارہ کیا۔ اس نے
نیزے کا وار کیا۔ نیزہ عنبر کے سینے سے لگتے ہی ٹوٹ
گیا۔ لیکن ابھی تک سپاہی یہی سمجھ رہے تھے کہ اس چالاک
جاسوس نے اپنے سینے پر بھی لوہے کی جیکٹ چڑھا رکھی
ہے۔ وہ خنجر نکال کر عنبر کی طرف بڑھے۔ اب عنبر کے لئے
صبر کرنا بہت مشکل تھا۔ اس نے دونوں کو گردنوں سے
پکڑ لیا۔ سپاہیوں نے عنبر کے سینے اور پیٹ پر خنجر چلانے

شروع کر دیئے۔ خنجر جیسے پتھر سے ٹکرا رہے تھے۔ عنبر
نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اوپر اچھال دیا۔ دونوں
گیند کی طرح اچھل کر چھت سے ٹکرائے اور پھر دھڑام
سے فرش پر ایسے گرے کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا

ان لوگوں کو اسی کوٹھڑی میں بند رہنے دو ہاں ان
کے منہ میں کپڑے ٹھونس دو تاکہ یہ آواز نہ نکال سکیں
میں ساری فوج کی ہڈیاں توڑنا پسند نہیں کرتا۔

ٹانگوں اور بازوؤں کی ہڈیاں ٹوٹ جانے سے سپاہی مردہ
سے ہو رہے تھے وہ نیم بے ہوش تھے۔ تھیوسانگ نے
ان کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر کوٹھڑی بند کر کے باہر تالا لگا
دیا۔ عنبر نے اپنا زنانہ لباس اتار کر مردانہ لباس دوبارہ پہن
لیا۔ ماریا نے کہا

تم دونوں ساتھ والی کوٹھڑی میں چلے جاؤ۔
کیونکہ ابھی تک شاہی دستے کے سپاہی سرائے کی
تلاشی لے رہے ہیں۔ میں ان گھوڑوں کو بھگا دیتی ہوں۔

عنبر اور تھیوسانگ دوسری کوٹھڑی میں چلے گئے۔ ماریا
نے سپاہیوں کے دونوں گھوڑوں کو ڈرا کر بھگا دیا۔ اب
باقی کے سپاہی بھی ادھر آ گئے۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں

کو تلاش کر رہے تھے کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔ دستے کا
سالار ایک اونچا لمبا سپاہی تھا جس کی لمبی لمبی مونچھیں
تھیں۔ وہ اس کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس کے اندر عنبر
اور تھیوسانگ تھے۔ ماریا آہستہ سے زمین پر سے بلند
ہو کر فضا میں اڑتی ہوئی اس سالار کے قریب گئی اور اس
کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

یہاں کیا لینے آئے ہو؟ میں اس سرائے کی بدروح
ہوں۔ میں تمہیں کھانا چاہتی ہوں۔

اور ماریا نے ایک زوردار وحشی قہقہہ لگایا۔ سالار کا
جسم خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ کیونکہ اسے جس عورت کی
آواز آ رہی تھی وہ اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا کے قہقہے
کی آواز دوسرے سپاہیوں نے سنی تو وہ بھی ڈر گئے
سالار نے پھر بھی ہمت کرتے ہوئے کہا

کسی بدروح کو میں نہیں مانتا۔ تم جادوگرنی ہو!

ماریا نے سالار کے گھوڑے کے جبڑوں میں پھنسی ہوئی
لگام کو زور سے کھینچا تو گھوڑا بے قابو ہو گیا۔ وہ سالار
کو لے کر بھاگا۔ دوسرے سپاہی پہلے ہی ڈرے ہوئے
تھے۔ وہ بھی وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ ان کے جانے کے
بعد ماریا کوٹھڑی میں گئی اور عنبر تھیوسانگ سے کہا۔

میں اس قسم کی شعبدہ بازیوں سے تنگ آ چکی
ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم اسی وقت یہاں سے کوچ
کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا

جیسے تمہاری مرضی۔

اس نے تھیوسانگ سے کہا کہ وہ کہیں سے تین گھوڑوں
کا انتظام کرے۔ تھیوسانگ نے ہنستے ہوئے کہا

انتظام کروں تو تم مجھے۔ یوں کہہ رہے ہو۔ جیسے
میں کوئی سوداگر ہوں۔ ارے بھائی کہیں سے گھوڑے
اڑاتا ہوں جا کر۔

ماریا بولی۔

تم مت تکلیف کرو۔ میں لے آتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا سرائے سے باہر چلی گئی۔ ایک جگہ اس
نے کھیتوں میں درخت کے نیچے کچھ گھوڑے بندھے
ہوئے دیکھے۔ ان پر زین کسی ہوئی تھی۔ ان کے سوار
کچھ فاصلے پر لیٹے آرام کر رہے تھے۔ ماریا نے تین گھوڑوں
کی آنکھوں پر آہستہ سے ہاتھ رکھا تو گھوڑے سہم گئے۔
اب وہ بول نہیں سکتے تھے۔ ماریا نے انہیں کھولا اور
لگام تھام کر ایک طرف لے گئی۔ سرائے سے دور ایک

ٹیلے کے پیچھے لے جا کر تینوں گھوڑوں کو باندھا اور
فضا میں اڑتی ہوئی عنبر اور تھیوسانگ کے پاس آ گئی۔

گھوڑوں کا بندوبست ہو گیا ہے۔ اب ویران کنوئیں
میں سے یوروکا کو نکالو تاکہ ہم یہاں سے فرار ہو جائیں۔

یوروکا بے چاری کا کنوئیں کے اندر برا حال ہو گیا تھا۔ وہ
سہمی ہوئی ڈری ہوئی بیٹھی تھی۔ عنبر نے اسے کنوئیں سے
نکالا اور کہا۔

ہم تمہارے ملک کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے
ساتھ آؤ۔

ایک گھوڑے پر عنبر بیٹھا، ایک پر انہوں نے یوروکا کو سوار
کیا تیسرے گھوڑے پر تھیوسانگ سوار ہو گیا۔ انہوں نے
گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑیں۔ گھوڑے ہوا سے باتیں
کرنے لگے۔ اس وقت شام ہونے والی تھی۔ گھوڑے سرپٹ
دوڑتے ہوئے شہر کے دروازے سے نکل کر میدان میں
سے گزرتے ہوئے ویران صحرا میں داخل ہو گئے۔ جب
رات کا اندھیرا چھا گیا اور آسمان پر ستارے چمکنے لگے تو
وہ صحرا میں سے گزر رہے تھے۔ یوروکا کو ابھی تک
یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایک ایسی عورت ماریا
بھی سفر کر رہی ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ انہوں نے

جلدی میں یوروکا کے لئے کچھ کھانے پینے کو ساتھ نہیں
رکھا تھا۔ جب رات گہری ہو گئی تو یوروکا نے کہا کہ
اسے پیاس لگی ہے۔ عنبر نے ادھر ادھر دیکھا اور تھیوسانگ
سے کہنے لگا۔

تھیوسانگ! میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی گاؤں
دیکھ کر وہاں رات بسر کرنی چاہیئے۔ وہاں ہمیں کھانے
پینے کو بھی کچھ مل جائے گا۔

تھیوسانگ نے کہا

میرا خیال ہے کہ آگے کوئی نہ کوئی گاؤں ضرور
ہو گا۔ کیونکہ جس صحرائی راستے پر ہم جا رہے ہیں
یہاں پہلے سے گھوڑوں کے سموں کے نشان ہیں جس
کا مطلب ہے کہ یہاں سے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا

میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا

ابھی آ جائے گا کوئی نہ کوئی گاؤں۔

انہوں نے یوروکا کو تسلی دی کہ گاؤں پہنچتے ہی انہیں پانی
اور کھانے کو بھی کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔ اتنی دیر میں
ماریا فضا میں بلند ہو کر اڑتی ہوئی کافی آگے گئی تو اسے ریت

کے بہت بڑے ٹیلے کے پیچھے ایک جگہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس ایک گاؤں دکھائی دیا۔ جہاں کچے مکانوں میں لیمپ جل رہے تھے۔ ماریا نے واپس آکر عنبر کے کان میں بتا دیا کہ آگے ایک گاؤں موجود ہے۔ اسی راستے پر چلتے چلو۔ انہوں نے کچھ دیر تک سفر کرتے رہنے کے بعد ریت کا ٹیلہ عبور کیا تو دوسری طرف گاؤں کے مکانوں میں جلتے لیمپوں کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یوروکا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کہیں یہاں بھی بادشاہ کے سپاہی تو نہیں آجائیں گے

عنبر بولا۔

ہم شہر سے کافی دور نکل آئے ہیں یوروکا۔ یہاں سپاہی کیا کرنے آئیں گے بھلا۔

عنبر نے یوروکا اور تھیوسانگ کو ریت کے ٹیلے کے پاس چھوڑا اور خود پانی اور روٹی لینے گاؤں کی طرف چل دیا۔ ماریا بھی اُس کے ساتھ تھی۔

○

مگرمچھ ناگ کیٹی

جس وقت عنبر گاؤں کی طرف روانہ ہوا تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد وہاں سے ایک اونٹ سوار گزرا۔ اس نے ایک عورت یعنی یوروکا اور تھیوسانگ کو ریت کے ٹیلے کے دامن میں بیٹھے دیکھا تو اونٹ کو روک کر پوچھا

کیا تم پردیسی ہو؟

تھیوسانگ نے کہا

ہم مسافر ہیں بھائی۔ یہ میری بہن ہے۔ ہمارا ایک بھائی گاؤں سے کچھ کھانے کو لانے گیا ہے۔

یہ اونٹ سوار گاؤں کا مخبر تھا۔ اس نے یوروکا کے لباس سے پہچان لیا کہ یہ کوئی یونانی عورت ہے۔ یہ گاؤں ایران کا تھا اور یونانی ایران کے دشمن سمجھے جاتے تھے کیونکہ ان دونوں ملکوں کی آپس میں جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔ اونٹ سوار گاؤں کی طرف چل دیا۔ اس نے گاؤں میں جاتے ہی

گاؤں کے نمبردار کو خبر کر دی کہ باہر ٹیلے کے پاس ایک
یونانی عورت اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بیٹھی ہے اور
اس کا بھائی یہاں کچھ کھانے پینے کو لینے آیا ہے۔ نمبردار
کو اطلاع مل چکی تھی کہ دارالسلطنت کے قلعے سے ایک
یونانی عورت اور مصری جاسوس فرار ہو گئے ہیں۔ اس عورت
کے ساتھ یقیناً دوسرا آدمی مصری جاسوس ہوگا۔ نمبردار نے
سوچا اور انہیں گرفتار کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اتنی
دیر میں عنبر گاؤں میں داخل ہو کر یہ دیکھ رہا تھا کہ کسی
گھر کا دروازہ کھلا ہو تو وہاں سے کھانے پینے کے لئے
کچھ لیا جائے۔ نمبردار نے اسے دیکھا تو بولا۔

کیوں بھائی تم کس کی تلاش میں ہو؟

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ مسافر ہیں ان کے ساتھ ایک عورت
بھی ہے۔ انہیں بھوک اور پیاس لگی ہے۔ نمبردار بولا۔

کوئی بات نہیں بھائی۔ تم انہیں میرے ہاں
لے آؤ۔ یہاں تمہیں کھانے پینے کو سب کچھ ملے گا۔
یہاں بے شک کچھ دیر آرام بھی کر لینا۔ ہمیں مہمانوں
کی خدمت کر کے خوشی ہوتی ہے۔

ماریا بھی عنبر کے پاس کھڑی یہ سن رہی تھی۔ عنبر کو کیا اعتراض
ہو سکتا تھا۔ وہ اسی وقت یوروکا اور تھیوسانگ کو لے آیا

اور نمبردار کے گھر میں داخل ہو کر ایک چارپائی پر بیٹھ گئے
نمبردار وہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس نے فوراً وہاں لیمپ روشن
کر دیا اور نوکر سے کہا کہ شربت لائے۔ یوروکا عنبر اور تھیوسانگ
نے شربت پیا۔ نمبردار نے یوروکا کو لیمپ کی روشنی میں
اچھی طرح دیکھا۔ اس کے نقش اور لباس یونانی عورتوں ایسا تھا
اسے یقین ہو گیا کہ یہی وہ جاسوس عورت ہے جو مصری جاسوس
کے ساتھ شاہی قلعے سے فرار ہو کر آئی ہے نمبردار کے وہم
میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ان کے ساتھ ایک غیبی
عورت ماریا بھی ہے۔ نمبردار اکیلا ہی اس عورت اور عنبر کو
گرفتار کر کے کوٹھڑی میں بند کرنا چاہتا تھا تاکہ صرف اسے ہی
بادشاہ کی طرف سے انعام ملے۔ نمبردار نے عنبر تھیوسانگ اور
یوروکا سے کہا کہ رات کو صحرا میں سفر کرنا خطرناک ہے کیونکہ
آگے صحرا میں رات کو شیر نکلتا ہے جو بڑا خونخوار ہے اسی لئے
تم لوگ رات میرے گھر میں ہی بسر کرو۔ صبح منہ اندھیرے
سفر پر نکل جانا۔ یوروکا شیر کا نام سنتے ہی ڈر گئی تھی۔
اس نے بھی عنبر اور تھیوسانگ کو رات اسی گھر میں گزارنے
پر مجبور کر دیا۔

ایک کوٹھڑی میں یوروکا کے لئے اور دوسری کوٹھڑی
میں عنبر اور تھیوسانگ کے لئے چارپائیاں ڈال دی گئیں اور

بچھونے لگا دیئے گئے۔ ماریا کچھ دیر تو یوروکا کی کوٹھڑی میں
خاموشی سے پہرہ دیتی رہی۔ پھر یہ سوچ کر کہ کوئی خطرہ نہیں
ہے اور گاؤں کے لوگ بے ضرر ہیں واپس عنبر تھیوسانگ کے
پاس آ گئی اور تینوں کوٹھڑی میں آہستہ آہستہ ناگ اور کیٹی کے
بارے میں باتیں کرنے لگے۔ رات گزرتی چلی گئی۔ دوسری طرف
نمبردار نے اپنی سکیم پر عمل شروع کر دیا۔ اس نے محسوس کر لیا
تھا کہ مصری جاسوس مرد یعنی عنبر کو گرفتار کرنا مشکل ہے کیونکہ
اس کے ساتھ اس کا دوست بھی ہے مگر وہ یوروکا کو آسانی
سے اپنے قبضے میں کر سکتا تھا۔

اس خیال سے کہ یوروکا شور نہ مچا دے اس نے فیصلہ
کیا کہ پہلے اسے بے ہوش کرنا چاہیئے۔ اسی گاؤں میں ایک
جڑی بوٹیوں کا ماہر بوڑھا سپیرا رہتا تھا۔ نمبردار نے اس سے
جا کر کہا کہ مجھے بے ہوشی کا عرق چاہیئے۔ بوڑھا سپیرا نمبردار سے
بہت ڈرتا تھا کیونکہ نمبردار سے اکثر شاہی فوج کے سپاہی
ملنے آیا کرتے تھے مگر اس کے پاس اتفاق سے بے ہوشی کا
عرق نہیں تھا۔ ختم ہو گیا تھا۔ جب اس نے نمبردار کو بتایا
کہ بے ہوشی کا عرق تیار کرنا پڑے گا اور ایک دن لگ
جائے گا تو نمبردار کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے بوڑھے
سپیرے کو دھمکی دی کہ اگر اس نے فوراً عرق پیدا نہ کیا تو وہ

اسے یونانی جاسوسوں کا ساتھی ظاہر کر کے گرفتار کروا دے
گا۔ بوڑھا سپیرا ڈر گیا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا
حضور! میرے پاس ایک سانپ ایسا ہے کہ جس
کے ڈسنے سے آدمی چوبیس گھنٹے تک بے ہوش رہتا ہے۔
نمبردار بڑا خوش ہوا بوڑھے سپیرے نے ہانڈی میں سے
ایک نسواری رنگ کا سانپ نکال کر چھوٹے آبخورے میں
ڈال کر اوپر سے منہ بند کیا اور نمبردار کو دیتے ہوئے کہا
حضور! یہ سانپ اس آدمی پر چھوڑ دیں جس کو
آپ بے ہوش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسے فوراً ڈس دے گا
اور آدمی بے ہوش ہو جائے گا۔
نمبردار نے بوڑھے سپیرے کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف
کھینچا اور غرّا کر کہا
خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ تمہاری
شامت آ جائے گی۔
بوڑھا سپیرا ہاتھ باندھ کر بولا
حضور! میں کسی سے کیوں ذکر کرنے لگا بھلا۔ آپ
بے فکر رہیں۔ یہ راز میرے سینے میں دفن ہو جائے گا۔
نمبردار سانپ کا آبخورہ لے کر سیدھا اس کوٹھڑی کی طرف
آ گیا جس کے اندر یونانی عورت یوروکا سو رہی تھی۔ نمبردار

کوٹھڑی کے پیچھے چلا آیا جہاں ایک کھڑکی کھلی تھی۔ نمبردار
نے جھانک کر دیکھا یونانی عورت یوروکا گہری نیند سو رہی تھی۔
اس نے سانپ والا آبخورہ کھڑکی کے اندر کرکے اس کے
منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور سانپ کو اندر جھٹک دیا۔

آبخورے میں سے نسواری سانپ نیچے فرش پر گرا۔
فرش پر گرتے ہی اسے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔
یہ خوشبو اگرچہ بڑی دھیمی تھی مگر سانپ کو صاف محسوس
ہو رہی تھی۔ یہ ناگ دیوتا کی خوشبو تھی۔ نسواری سانپ وہیں
رک کر جدھر سے خوشبو آرہی تھی ادھر کو رینگنے لگا۔ کیونکہ
اگر ناگ دیوتا قریب ہو تو ہر سانپ کا یہ فرض ہوتا ہے کہ
وہ اسے جاکر ادب سے سلام کرے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ
ناگ دیوتا کسی ضرورت کی وجہ سے وہاں آیا ہوا ہو۔

ناگ دیوتا کی خوشبو عنبر تھیوسانگ اور ماریا کے جسم سے
شعاعوں کی طرح نکل رہی تھی۔ لیکن یہ خوشبو بہت ہی دھیمی
تھی۔ پھر بھی سانپ کے لئے یہ خوشبو دھیمی نہیں تھی وہ
اسے سونگھ سکتا تھا۔ نسواری سانپ نے چارپائی پر سوئی
ہوئی عورت کے پاؤں کے قریب اپنا منہ لے جاکر سونگھا۔
ناگ دیوتا کی خوشبو اس عورت کے جسم سے نہیں آ رہی
تھی۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھڑی کے بند دروازے کی جھری میں سے

گزر کر دوسری کوٹھڑی کی طرف رینگنے لگا۔ کیونکہ خوشبو اسی
کوٹھڑی کی طرف سے آ رہی تھی۔ اندھیرے میں رینگتا ہوا
وہ دوسری کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ یہاں خوشبو برابر آ رہی
تھی۔ سانپ نے دیکھا کہ وہاں دو آدمی بیٹھے کسی ایسی عورت
سے باتیں کر رہے تھے جو سانپ کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ سانپ
اندھیرے میں تھا سانپ سمجھ گیا کہ ضرور ان میں سے کوئی
ایک ناگ دیوتا ہے جو انسان کی شکل میں وہاں آیا ہوا ہے۔

نسواری سانپ نے سانپوں کی زبان میں کہا

ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔ میں کیا خدمت
کر سکتا ہوں؟

عنبر اور ماریا سانپوں کی زبان سمجھتے تھے۔ جونہی انہیں ایک
سانپ کی آواز آئی تو انہوں نے ایک ساتھ چونک کر کوٹھڑی
کی دیوار کی طرف دیکھا وہاں انہیں ایک نسواری سانپ کنڈلی
مار کر بیٹھا دکھائی دیا۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا

سانپ دوست! ہم میں سے کوئی بھی ناگ دیوتا نہیں
ہے مگر ہم ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ یہاں ناگ دیوتا
کی ایک بہن ماریا بھی موجود ہے جو تمہیں نظر نہیں آ
سکتی۔ مگر تم یہاں کیسے آ گئے؟

اب نسواری سانپ نے انہیں بتایا کہ اسے گاؤں کا نمبردار بوڑھے

پیپیرے سے مانگ کر لایا ہے تاکہ ساتھ والی کوٹھڑی میں
سوئی ہوئی عورت کو ڈس کر بے ہوش کر دوں ۔ عنبر تھیوسانگ
اور ماریا یہ سنتے ہی چونک سے پڑے ۔ اس کا مطلب تھا کہ
نمبردار نے یوروکا کو پکڑنے کے لئے جال پھیلایا تھا ۔ اس
کا مطلب یہ بھی تھا کہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ یوروکا یونانی
عورت ہے جو قلعے سے فرار ہو کر آئی ہے ۔ ماریا نے
نسواری سانپ سے کہا

نمبردار اس وقت کہاں ہے ؟

سانپ بولا

وہ ساتھ والی کوٹھڑی کے پیچھے باہر کھڑا ہے

ماریا نے عنبر سے کہا

میں اس کی خبر لیتی ہوں

عنبر بولا

اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ
نمبردار نے جو گڑھا کھدوا ہے اسے اسی گڑھے میں
گرا دینا چاہیئے ۔

تھیوسانگ سمجھ گیا ۔ کہنے لگا

بڑا اچھا خیال ہے

عنبر نے نسواری سانپ سے کہا

ہم چاہتے ہیں کہ تم واپس جاؤ اور نمبردار جہاں
کھڑا ہے وہاں پہنچ کر اسے ڈس دو مگر اس کے جسم
میں اتنا زہر داخل کرو کہ جس سے وہ تین دن تک
بے ہوش پڑا رہے ۔

نسواری سانپ نے کہا ۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر عظیم ناگ
دیوتا کے بھائی ۔ یہ کہہ کر نسواری سانپ کوٹھڑی سے باہر نکل
گیا ۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے گئی کوٹھڑی کی پچھلی دیوار
کے پاس نمبردار اندھیرے میں چھپا ہوا تھا ۔ پھر اس نے
کھلی کھڑکی میں سے اندر جھانک کر دیکھا کہ سانپ نے اپنا
کام کیا ہے کہ نہیں ۔ مگر اس وقت سانپ اس کے پیچھے
پہنچ چکا تھا ۔ جونہی نمبردار پیچھے ہٹا سانپ نے اچھل کر
اس کی پنڈلی پر ڈس دیا ۔

نمبردار نے گھبرا کر پنڈلی پر ہاتھ مارا ۔ مگر اس کے ساتھ
ہی سانپ کے زہر نے اپنا اثر دکھایا اور نمبردار بے ہوش ہو کر
گر پڑا ۔ ماریا نے نسواری ۔سانپ سے کہا کہ وہ واپس جا
سکتا ہے ۔ پھر اس نے عنبر اور تھیوسانگ کو آکر بتایا کہ
نمبردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا
ہے عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ یوروکا کی کوٹھڑی کے
باہر پہرہ دے کیونکہ ہو سکتا ہے اس مکار نمبردار کا کوئی

دوسرا ساتھی بھی ہو جو وہاں پہنچ جائے۔ ماریا رات بھر
پہرہ دیتی رہی۔

دن ابھی پوری طرح سے نہیں نکلا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ
نے یوروکا کو جا کر اٹھایا۔ نوکر ابھی تک سو رہا تھا۔ انہوں نے
پانی کی دو چھاگلیں بھر کر گھوڑوں پر باندھیں۔ کچھ کھانے کے
لئے خشک پھل ساتھ لے لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر صحرا میں
روانہ ہو گئے۔ جتنی دیر تک سورج نہیں نکلا تھا انہوں
نے صحرا میں کافی فاصلہ طے کر لیا جب سورج نکلا تو صحرا میں
شدید گرمی پڑنے لگی۔ وہ تو گرمی برداشت کر سکتے تھے مگر
یوروکا گرمی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے
ایک جگہ ٹیلے کی اوٹ میں سائے میں پڑاؤ ڈال لیا جب
تک سورج نہیں ڈھلا وہ وہیں بیٹھے رہے جب سورج
کی تیزی کم ہو گئی تو پھر اپنے سفر پر چل پڑے

اسی طرح تین روز تک سفر کرتے ہوئے وہ ساحل سمندر
پر پہنچ گئے۔ یہاں سے انہوں نے ایک بندرگاہ کا رخ
کر لیا۔ یہ بندرگاہ ساری رات سفر کرنے کے بعد آئی۔ وہاں
بندرگاہ کے قریب ہی ایک جگہ انہوں نے دو راتیں
گزاریں اور آخر ایک سمندری جہاز میں سوار ہو کر ملک
یونان کی طرف روانہ ہو گئے۔ چھ روز کے سفر کے بعد

ان کا جہاز یونان کی ایک بندرگاہ پر جا کر لنگر انداز ہو گیا
یوروکا اپنے وطن سے واقف تھی۔ اس نے عنبر تھیوسانگ
سے کہا

یہاں سے میرا گاؤں زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم شام
ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔

یہ یونانی شہر قدیم زمانے کا ایتھنز کا شہر تھا۔ اس وقت یہ
شہر علم و فضل کے عروج پر تھا اور بڑے بڑے فلسفی اور
دانا آدمی وہاں نوجوانوں کو درس دیتے تھے۔ شہر کی سڑکیں
گول پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ خوبصورت درختوں والے
باغ تھے۔ جن میں سنگِ مرمر کی بارہ دریاں اور بنچ۔ بچھے
ہوئے تھے شہر کے وسط میں ڈیلفی کا بہت بڑا مندر
تھا جو ایک اونچے ٹیلے پر بنا ہوا تھا اور جس کے سفید
ستون دور ہی سے نظر آ رہے تھے۔ عنبر کو اس شہر میں آنے
سے بڑی خوشی ہوئی۔ مگر اسے اور ماریا تھیوسانگ کو ناگ
اور کیٹی کی خوشبو یہاں سے بھی نہیں آئی تھی لیکن انہیں یقین
تھا کہ اس ملک یونان کے کسی نہ کسی شہر میں ناگ اور کیٹی
انہیں ضرور مل جائیں گے۔ اس زمانے میں یونان کے
ہر شہر کی اپنی حکومت ہوا کرتی تھی۔ یہ جمہوری حکومتیں
تھیں۔ ہر شہر کی ایک اسمبلی ہوتی تھی۔ جس کو سینٹ کہا

جاتا تھا۔ عوام کے چُنے ہوئے نمائندے اس اسمبلی کے
ممبر تھے اور ایک ان ممبروں میں سے چنا ہوا نمائندہ بادشاہ
کہلاتا تھا۔ عنبر ماریا اور تھیوسانگ نے یوروکا کو اس کے
گھر پہنچا دیا۔ وہ اپنے بچوں اور خاوند سے مل کر بے حد
خوش ہوئی۔ اس گھر کی خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔ یوروکا کے
یونانی خاوند اراکس نے عنبر اور تھیوسانگ کا شکریہ ادا کیا
اور اپنے گھر میں ہی ٹھہرا لیا تاکہ وہ اپنے گمشدہ ساتھی کی
تلاش جاری رکھ سکیں کیونکہ عنبر نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ
اپنے ایک بھائی کی تلاش میں وہاں آئے ہیں۔

یوروکا کا خاوند اراکس شاہی اصطبل کا داروغہ تھا۔ عنبر
تھیوسانگ اور ماریا نے شہر میں ناگ اور کیٹی کا سراغ
لگانا شروع کر دیا۔ وہ دن بھر شہر میں چل پھر کر ناگ اور
کیٹی کو ڈھونڈھنے کی کوشش کرتے اور شام کو یوروکا کے
گھر واپس آ جاتے۔

اب ہم کچھ دیر کے لئے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو یونان
کے اسی شہر میں چھوڑتے ہیں اور ناگ اور کیٹی کی طرف آتے
ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ اور
کیٹی بھی ایک سمندری جہاز میں سفر کرتے ہوئے ملک
یونان کی طرف آ رہے تھے۔ وہ بھی عنبر تھیوسانگ اور
ماریا کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس سمندری جہاز کو کھلے
سمندر میں سفر کرتے چھ روز ہو گئے تھے کہ ایک دن
اچانک سمندر میں طوفان آ گیا۔ کالے بادل اُمڈ آئے بڑی
زور کی بارش ہونے لگی اور طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہو
گئیں۔ جہاز سمندری موجوں کی زد میں آ کر ادھر ادھر ڈولنے
لگا۔ جہاز کے کپتان نے جہاز کو کنٹرول میں رکھنے کی بڑی
کوشش کی مگر طوفان اتنا زبردست تھا کہ جہاز بے قابو ہو کر
ایک سمندری چٹان سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ کتنے مسافر
ڈوب گئے۔ ناگ نے کیٹی کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا
دی تھی۔ ناگ نے کیٹی کو سہارا دے رکھا تھا۔ وہ اسے
طوفان سے نکال کر دور ایک چٹان پر لے آیا جو سمندر سے
باہر نکلی ہوئی تھی۔

کیٹی نے افسوس کا اظہار کیا کہ وہ دوسرے مسافروں کو
نہیں بچا سکے کیونکہ جہاز چٹان سے ٹکرا کر تیزی سے ڈوب
گیا تھا۔ ناگ اور کیٹی چٹان کے اوپر گئے اور سمندر میں
چاروں طرف دیکھا۔ طوفان تھم گیا تھا اور بارش اور تیز ہواؤں
کا زور بھی کم ہو گیا تھا۔ ناگ کو دور ایک اونچی چٹان پر
ایک مینار ابھرا ہوا نظر آیا۔ اس نے کہا
یہ روشنی کا مینار لگتا ہے میں وہاں جا کر دیکھتا

ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کوئی امداد مل جائے کیونکہ
روشنی کے مینار پر جو لوگ کام کرتے ہیں ان کے لئے
خوراک لے کر ایک جہاز ضرور وہاں آتا ہوگا۔
ناگ نے کیپٹن کو چٹان کے شگاف میں بیٹھے رہنے کی ہدایت
کی اور خود سفید عقاب کی شکل اختیار کر کے ہوا میں اڑان
بھری اور اڑتا ہوا سیدھا روشنی کے مینار پر جا پہنچا
اس نے روشنی کے مینار کا ایک چکر لگایا۔ باہر سے اسے
کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ وہ مینار کے زینے کے قریب پتھروں
میں اتر پڑا۔ یہاں اس نے دوبارہ انسانی شکل بدلی اور دیکھا
کہ مینار کو ایک زینہ اوپر جاتا ہے وہ زینہ چڑھ کر مینار کے
اوپر گول کمرے میں آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں
دو آدمیوں کے ہڈیوں کے پنجر فرش پر پڑے تھے۔ ناگ نے
ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں بڑے بڑے شیشوں کے آگے جو
بڑی مشعل رات کو روشن کی جاتی تھی وہ بھی بجھی ہوئی تھی
کچھ برتن اور لکڑی کے گول سٹول اوندھے پڑے تھے۔
ناگ نے جھک کر انسانی ڈھانچوں کو دیکھا انسانی ڈھانچوں
کی ہڈیوں پر انسانی گوشت ابھی تک چمٹا ہوا تھا۔ یہ
ڈھانچے زیادہ دیر کے نہیں لگتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ ان آدمیوں کو کسی وحشی جانور نے ایک روز پہلے ہی

کھا کر ان کی ہڈیوں کا گوشت نوچ نوچ کر ہڑپ کر لیا ہے۔
ناگ کو فرش پر کسی خونخوار جانور کے نشان دکھائی نہیں
دے رہے تھے۔ یہ ایک عجیب پُراسرار معمہ تھا جو ناگ
کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ لائٹ ہاؤس سے نیچے اتر آیا۔
لائٹ ہاؤس ایک بہت بڑی چٹان پر بنایا گیا تھا۔ اس کے
چاروں طرف سمندر تھا۔ ناگ نے گھوم پھر کر دیکھا۔ ایک
طرف چٹان کچھ اونچی سطح پر تھی اور یہاں ریت نے دلدل
سی بنا دی تھی۔ ناگ نیچے آ گیا اور اس نے دیکھا کہ چٹان
کے نیچے ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا
کہ اس کے پیچھے ایک خونخوار مگرمچھ آہستہ آہستہ دلدل پر رینگتا
ہوا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ مگرمچھ وہی برہمن تھا جس
نے ناگ کی انگوٹھی دھوکے سے اٹھا لی تھی اور جسے شاہ پری
کی بددعا نے مگرمچھ بنا دیا تھا۔ برہمن مگرمچھ نے ناگ کو
دیکھ لیا تھا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ناگ اگر اسے معاف کر
دے تو وہ دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ سکتا ہے مگر
ناگ کو دیکھتے ہی برہمن مگرمچھ سخت غضبناک ہو گیا۔ اسے
خیال آ گیا کہ ناگ ہی کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی
ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ ناگ سے کیسے
کہے کہ وہ اسے معاف کر دے۔ اس وقت چونکہ برہمن

نگرمچھ کے روپ میں تھا اس لئے اس پر حیوانی جذبات
سوار تھے اور وہ انتقام لینے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا
ناگ کو دیکھتے ہی وہ آہستہ آہستہ اس کے پیچھے رینگتا ہوا
قریب آیا۔ ناگ نے اپنے پیچھے آہٹ محسوس کی تو پلٹ
کر دیکھا۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔

برہمن مگرمچھ نے اپنا لمبے جبڑوں والا منہ کھولا اور اچانک
ناگ پر حملہ کر کے اسے آدھا اپنے اندر اتار لیا۔ ناگ اپنے
آپ کو سنبھال نہ سکا۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ مگرمچھ کے
کے جبڑوں میں آدھے سے زیادہ اندر جا چکا تھا اور مگرمچھ
اسے تیزی سے نگل رہا تھا۔ ناگ کے ذہن نے بجلی
کی تیزی کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے
سوچا کہ اگر میں جانور بنتا ہوں تو مگرمچھ کے منہ سے باہر
نہیں نکل سکوں گا کیونکہ اس کے دانتوں نے منہ کے
آگے ایک پنجرہ بنا دیا تھا۔ ناگ نے سانپ بن کر
وہاں سے نکل جانے کا فیصلہ کیا اور ایک سیکنڈ میں سانس
کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ بن گیا۔ لیکن مگرمچھ نے فوراً
ہی اپنا منہ بند کر لیا اور ناگ نے دیکھا کہ مگرمچھ کے دانتوں
کے درمیان اتنا فاصلہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس میں سے

ینگ کر نکل جاتا۔ ناگ نے باریک سانپ بننے کا ارادہ
یا ہی تھا کہ اتنی دیر میں مگرمچھ نے اسے اپنی کھردری
بان کی مدد سے پیٹ میں نگل لیا۔ ناگ سانپ کی
کل میں مگرمچھ کے پیٹ میں جا چکا تھا
مگرمچھ تیزی سے واپس مڑا اور چٹان کے غار کے اندر
اخل ہو گیا۔ چٹان کے غار کے اندر جا کر آگے سمندر کا
انی جمع تھا۔ مگرمچھ اس پانی میں اتر گیا۔ اب مگرمچھ کے پیٹ
یں ہضم ہونے کا عمل شروع ہو گیا۔ قدرت نے مگرمچھ کے
معدے میں ایک ایسا تیزاب بھر دیا ہے کہ اس کی مدد
ے اس کے معدے میں اگر کوئی سخت سے سخت شے بھی
لی جائے تو وہ پگھل جاتی ہے۔ ناگ مگرمچھ کے معدے
یں ادھر ادھر تیرنے لگا اتنی دیر میں معدے نے ہضم
کرنے والا تیزاب چھوڑ دیا۔ یہ تیزاب ناگ کے جسم سے
ٹکرایا تو اسے شدید درد محسوس ہوا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اگر
اس نے کوئی ترکیب استعمال نہ کی تو وہ چند سیکنڈوں میں
پگھل کر پانی بن جائے گا۔
ناگ نے اپنا منہ مگرمچھ کے معدے کے اوپر کی طرف
کیا اور اپنے منہ سے ایک ایسی پھنکار نکالی کہ اس کے
ساتھ ایک قیامت خیز شعلہ بھی نکل کر مگرمچھ کے جسم کے

اندر اوپر اس کی ریڑھ کی ہڈیوں سے ٹکرایا اور اس میں
ایک سوراخ کرتا ہوا باہر نکل گیا اس آگ نے مگرمچھ کے
جسم کو جھلسا دیا۔ مگرمچھ تڑپنے لگا۔ مگر اس دوران میں ناگ
مگرمچھ کی ریڑھ کی ہڈی والے سوراخ سے باہر نکل چکا تھا باہر
نکلتے ہی ناگ غار میں سے باہر کی طرف رینگنے لگا اسے رینگنے
میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ شاید یہ مگرمچھ کے معدے کے
تیزاب کا اثر تھا۔ ناگ نے چاہا کہ وہ عقاب کی شکل بدل
کر وہاں سے اڑ کر باہر نکل جائے۔ اس کے پیچھے مگرمچھ پانی
کے گڑھے میں بری طرح تڑپ رہا تھا کیونکہ اس کی ریڑھ
کی ہڈی میں کمر کے درمیان آگ کی وجہ سے گہرا سوراخ پڑ گیا
تھا جو اسے موت کی طرف لے جا رہا تھا۔

ناگ نے منہ سے پھنکار مار کر اپنی شکل بدلنے کی کوشش
کی مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ اس کا جبڑا اپنی جگہ سے
بالکل نہیں ہل رہا تھا۔ خدا جانے مگرمچھ کے معدے کے
تیزاب میں کیسا زہریلا اثر تھا کہ ناگ کے جبڑے سن ہو گئے
تھے۔ ناگ نے محسوس کیا کہ اس کا باقی کا جسم بھی سن ہو رہا
ہے۔ مگرمچھ اسی تیزاب کے اثر سے اپنے معدے میں زندہ
نگلے ہوئے شکار کو پہلے سن کر دیتا ہے اور پھر اسے ہضم
کر جاتا ہے۔ ناگ پر اس تیزاب کا اثر ہو چکا تھا۔

ناگ نے سانس کھینچ کر ایک بار پھر کسی دوسری شکل
میں آنے کی کوشش کی مگر اس کا سانس بے حد مدھم انداز
میں چل رہا تھا۔ وہ زور سے سانس لے کر چھوڑتا تو عقاب
یا انسانی شکل اختیار کرتا مگر وہ زور سے سانس لے کر نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ
سانپ کی شکل میں وہیں ایک جگہ غار کی گیلی ریت پر
رک گیا تھا۔ اس نے تھوڑی ہی دیر بعد محسوس کیا کہ وہ
اپنی جگہ سے اب حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس پر غشی
کی حالت طاری ہونا شروع ہو گئی اور اس کے بعد ناگ
کو کچھ ہوش نہ رہا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اتنی دیر میں مگرمچھ نے بھی تڑپ تڑپ کر جان دے
دی تھی۔ جونہی مگرمچھ کی جان نکلی اس کے جسم سے برہمن
کی روح بھی آزاد ہو گئی۔ مگرمچھ کے جسم سے آزاد ہونے کے
بعد مکار برہمن کی روح نے دیکھا کہ وہ سمندر کی لہروں کی
آواز سن سکتا ہے۔ ہوا کو محسوس کر رہا ہے مگر اس کا جسم
نہیں ہے۔ وہ ایک بھاری بھرکم روح کی شکل میں وہیں
غار کی چھت کے نیچے اترتا ہوا زمین کے ساتھ لگ گیا۔
اس کی روح اتنی بوجھل اور بھاری ہو گئی تھی کہ وہ زمین
سے اوپر نہیں اٹھ سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ روح کا
سب سے بڑا عذاب ہوتا ہے کہ وہ آسمان کی طرف
پرواز کرنے کی بجائے زمین پر رہنے پر مجبور ہو جائے اور

اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ
گناہگاروں کی روحیں اسی طرح بوجھل ہو جاتی ہیں۔ وہ اوپر
آسمانوں کی طرف جانے کو تڑپتی رہتی ہیں مگر اپنی جگہ سے
ایک انچ بھی اوپر نہیں اٹھ سکتیں۔ برہمن کی روح نے دیکھا
کہ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے قریب ہی زمین پر
اندھیرے میں بے ہوش پڑا تھا۔ اب اس کی سمجھ میں آگیا تھا کہ
یہ ناگ اصل میں کوئی سانپ تھا۔ جس نے انسانی روپ اختیار
کر رکھا تھا۔ برہمن کی روح نے پچھتانا شروع کر دیا کہ اس
نے ناگ سے انتقام لے کر اپنے آپ کو قیامت تک کے
عذاب میں کیوں مبتلا کیا۔ اس نے بولنے کی کوشش کی مگر
وہ بول نہ سکا۔ اس کی روح کے پاس آواز نہیں تھی
یہ بھی ایک اور عذاب تھا۔

ادھر غار میں یہ دردناک واقعہ گزر گیا تھا اور دوسری طرف
سمندری چٹان کے شگاف میں بیٹھی کیٹی ناگ کا انتظار کر
رہی تھی۔ جب کافی دیر ہو گئی اور ناگ واپس نہ آیا تو
اسے فکر ہوئی کہ خدا نخواستہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ
نہ گزر گیا ہو۔ کیٹی نے دور لائٹ ہاؤس کو دیکھا۔ اس طرف
سے کوئی سیاہ یا سفید عقاب آتا اسے نظر نہیں آ رہا تھا
آخر کیٹی نے فیصلہ کیا کہ وہ خود لائٹ ہاؤس پر جا کر حالات

کا جائزہ لے گی۔ چنانچہ اس نے سمندر میں چھلانگ لگا
دی اور تیرتی ہوئی لائٹ ہاؤس والی چٹان پر جا پہنچی۔ لائٹ
ہاؤس کی اوپر والی منزل کو جاتا زینہ خالی تھا۔ کیٹی نے
آہستہ سے زینے پر قدم رکھا اور اوپر چڑھنے لگی جب وہ
لائٹ ہاؤس کے اوپر والے گول کمرے میں آئی تو انسانی
ڈھانچوں کو دیکھ کر ایک پل کے لئے سکتے میں آ گئی۔ انسانی
ڈھانچوں کی ہڈیوں پر ابھی تک تازہ گوشت باقی تھا۔
کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ انسانی ڈھانچے کن لوگوں
کے ہیں اور انہیں کس درندے نے ہڑپ کیا ہے۔ ایک
عجیب بات اسے محسوس ہوئی کہ وہاں سے اسے ناگ کی
خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اب تو وہ بہت پریشان ہوئی کہ ناگ
تو اسی لائٹ ہاؤس کا کہہ کر آیا تھا۔ پھر وہ یہاں سے کدھر
چلا گیا؟ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ناگ انتہائی بے بسی کے
عالم میں بے حس و حرکت سانپ کی صورت میں اسی چٹان
کے نیچے ایک غار میں پڑا تھا اور اس کے قریب ہی مکار
برہمن کی بھاری بھرکم عذاب زدہ روح بھی زمین کے ساتھ
جیسے چمٹ کر رہ گئی تھی۔ کیٹی لائٹ ہاؤس سے اتر کر نیچے
آ گئی۔ ابھی وہ زینے کے دروازے سے باہر نکلی ہی تھی
کہ چٹان نے ہلنا شروع کر دیا۔ یہ زلزلہ تھا۔ سمندروں میں

اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ سمندر کے نیچے جو لاوا کھولتا رہتا ہے وہ کبھی کبھی جوش مارتا ہے اور اس کی وجہ سے سمندر میں وہاں کوئی چٹان یا جزیرہ ہو تو وہ ہلنا شروع کر دیتا ہے۔

کیٹی زلزلے کو محسوس کرتے ہی لائٹ ہاؤس کے مینار سے ایک طرف ہٹ کر چٹان کے کنارے پر آگئی کہ کہیں زلزلے کی وجہ سے یہ لائٹ ہاؤس اس کے اوپر نہ گر پڑے۔ یہ زلزلہ ایسا تھا کہ اس کے اوپر نیچے کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ دو تین جھٹکوں کے بعد ایک شدید جھٹکا لگا اور چٹان کا ایک بڑا ٹکڑا کڑاکے کی آواز کے ساتھ ٹوٹ کر اس غار کے منہ کے آگے گر پڑا جس کے اندر برہمن کی بوجھل روح اور ناگ سانپ کی شکل میں پڑا تھا۔ چٹان کے اس ٹکڑے نے غار کا منہ اس طرح بند کر دیا تھا کہ کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا اور کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ اس کے پیچھے ایک غار بھی ہے۔

کیٹی اس جھٹکے سے اچھل کر دوسری طرف سمندر میں گر گئی۔ وہ جھاگ اڑاتی موجوں میں سے بڑی مشکل سے نکل کر چٹان پر واپس آئی۔ زلزلہ رُک گیا تھا۔ لائٹ ہاؤس کے مینار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ کیٹی نے ایک دو بار اونچی آواز میں ناگ کو آواز دی۔ اس آواز کو بند غار کے اندھیرے میں ناگ نے بھی سنا اور مکار برہمن نے بھی سُنا مگر دونوں اپنی اپنی جگہ پر بے حس و حرکت تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ کیٹی اس کی تلاش میں وہاں آگئی ہے۔ مگر ناگ سانپ کی زبان میں بھی کیٹی کو آواز نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے بھی اسے اپنے منہ سے پھنکار نکالنی پڑتی جو وہ نہیں نکال سکتا تھا۔ اس کے جبڑے آپس میں جُڑ کر بالکل بند ہو گئے تھے۔ صرف بے معلوم انداز میں آہستہ آہستہ سانس ہی چل رہا تھا جس کی وجہ سے وہ زندہ تھا مگر ایسا زندہ تھا کہ اپنی جگہ سے ایک اِنچ بھی نہیں سرک سکتا تھا۔ ناگ کو یہ احساس نہیں تھا کہ برہمن کی بوجھل روح بھی اس کے قریب ہی [illegible] کے ساتھ لگی اپنے گناہ پر پچھتا رہی ہے

کیٹی کو اگرچہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی لیکن پھر بھی اس نے یہ سوچ کر ناگ کو آواز دے دی تھی کہ شاید وہ کسی طلسم میں نہ پھنس گیا ہو۔

آواز سن کر ہو سکتا ہے جواب دے دے۔ لیکن
تین چار بار پکارنے کے باوجود بھی جب ناگ کی طرف
سے کوئی جواب نہ آیا تو کیٹی ناامید ہوگئی۔ اسے یقین
ہوگیا کہ ناگ وہاں نہیں ہے اور وہ ضرور کسی مشکل میں
گرفتار ہوکر وہاں سے غائب ہوگیا ہے۔

لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے

کیٹی سمندری چٹان پر اکیلی رہ گئی
وہ نہ تو ناگ کی طرح عقاب بن کر وہاں سے جا سکتی
تھی اور نہ ماریا کی طرح اڑ کر جا سکتی تھی۔ اس کی چاروں
طرف سمندر ہی سمندر تھا اور وہ لائٹ ہاؤس کی چٹان پر
بے یارومددگار اکیلی بیٹھی سوچ میں گم تھی کہ یہاں سے
کدھر جائے اور کیسے جائے۔ سورج مغرب کی طرف سمندر
پر جھکتا چلا آرہا تھا۔ ناگ کے بارے میں اسے یقین
ہوگیا تھا کہ وہ کسی مصیبت یعنی طلسم میں گرفتار ہوکر کہیں
غائب ہوگیا ہے لیکن یہ معمّہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا
تھا کہ لائٹ ہاؤس میں جو دو انسانی ڈھانچے پڑے ہیں
انہیں کس نے ہلاک کیا تھا؟ کیونکہ ڈھانچے پرانے نہیں
تھے۔ ان کی ہڈیوں پر تازہ گوشت ابھی تک چپٹا ہوا تھا۔
سورج مغرب کی طرف سمندر میں ڈوب گیا۔ سمندر کی
موجوں کا رنگ غروب ہوتے سورج کی روشنی میں سنہری
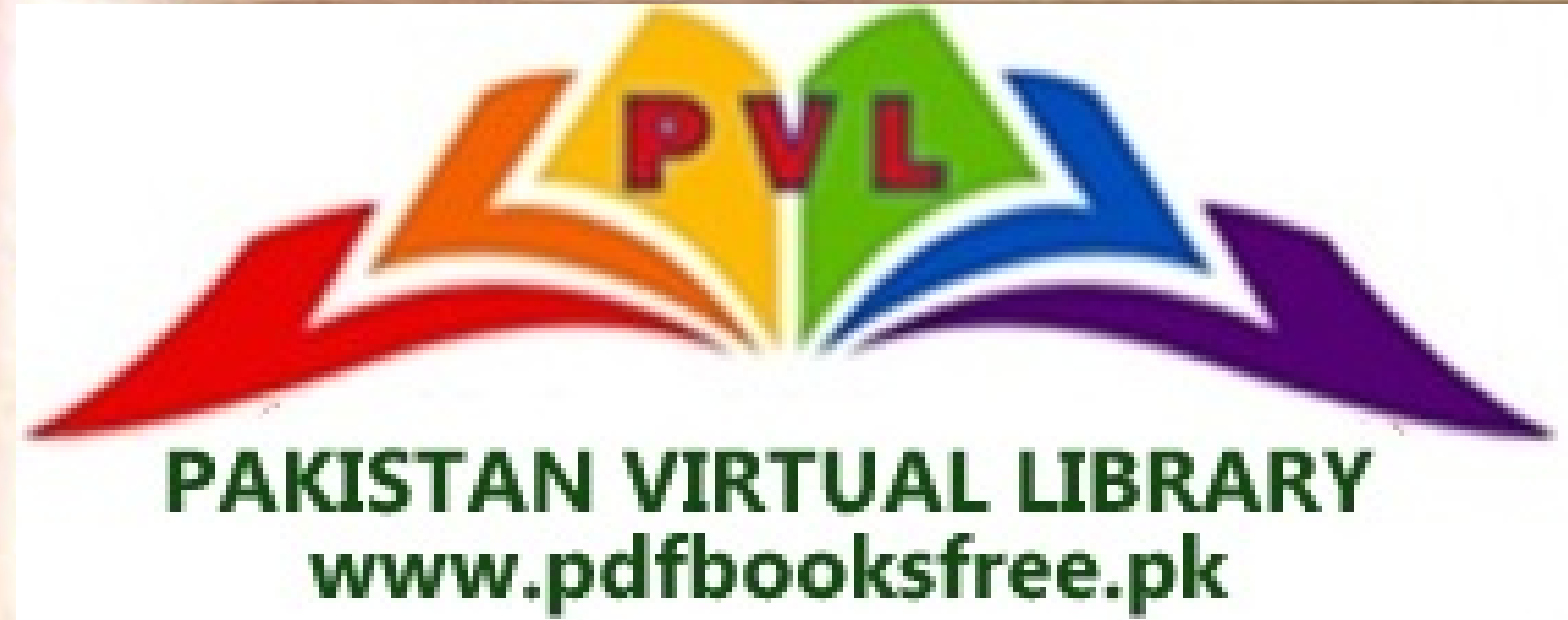
ہوا۔ پھر سرخ، پھر قرمزی رنگ کا ہوا اور پھر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگے۔ کیٹی کو لائٹ ہاؤس کے اوپر جاتے کچھ خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔ کیونکہ لائٹ ہاؤس کے اوپر والے گول کمرے میں دو تازہ انسانی ڈھانچے پڑے تھے اس کے علاوہ وہاں چھپنے اور رات بسر کرنے کو کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔ کیٹی نے ایک بار پھر چٹان کا چکر لگایا۔ آخر اسے جنوبی ڈھلان پر پتھروں کے اندر چھوٹا سا شگاف مل گیا۔ اس شگاف میں سمندری پرندوں نے گھونسلے بنا رکھے تھے۔ یہ پرندے گھونسلے چھوڑ کر جا چکے تھے شگاف میں صرف اتنی ہی جگہ تھی کہ کیٹی وہاں چھپ کر بیٹھ سکتی تھی۔

وہ شگاف میں بیٹھ گئی۔ اسے اپنے خلائی سیارے کا خیال آنے لگا جہاں سے وہ ایک عرصہ ہوا نکل کر زمین کی دنیا میں آگئی تھی۔ خلائی سیارے میں اب اس کا کوئی بھی رشتے دار زندہ نہ رہا ہوگا۔ اب تو یہ زمین ہی اس کا وطن تھا یہاں ناگ عنبر ماریا اور تھیوسانگ اس کے دوست تھے۔ اب اسے ایک بار پھر ناگ کا خیال ستانے لگا پھر اسے ماریا عنبر اور تھیوسانگ کی یاد آگئی وہ سوچنے لگی کہ خدا جانے وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔

اسی طرح سوچتے سوچتے رات گہری ہوتی چلی گئی۔ آسمان

تاروں سے بھر گیا تھا ان کی پھیکی روشنی میں سمندر کا کشادہ سینہ دور تک نظر آ رہا تھا۔ جس کی موجیں دور دور سے آکر چٹان سے ٹکرا کر شور پیدا کر رہی تھی نیند تو کیٹی کو آتی نہیں تھی بس وہ شگاف میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ ان ستاروں میں ہی اس کے پرانے وطن کا ایک ستارہ بھی ہے۔ لائٹ ہاؤس رات کے اندھیرے میں ایک سائے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے اوپر والے حصے میں جو روشنی کبھی ہوا کرتی تھی اب بجھی ہوئی تھی اوپر والے گول کمرے کی دیوار شیشے کی تھی اس شیشے پر ستاروں کی چمک پڑ کر اسے دھیمے دھیمے روشن کر رہی تھی۔ کیٹی اس شیشے کی گول دیوار کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھیں ایک جگہ رک گئیں۔ اسے ایسے لگا جیسے ایک سایہ دیوار کے شیشے کے پیچھے سے ایک طرف کو گزر گیا ہے۔

کیٹی ٹکٹکی باندھے دیوار کے شیشے کو تکنے لگی۔ اس کو خیال آیا کہ یہ اس کا وہم تھا۔ وہاں کس کا سایہ ہو سکتا ہے لائٹ ہاؤس کا اوپر والا کمرہ تو خالی ہے سوائے انسانی ڈھانچوں کے وہاں اور کچھ بھی نہیں اور انسانی ڈھانچے اٹھ کر

چلا نہیں کرتے۔ کیٹی کا دل آہستہ سے دھڑک اٹھا۔ وہی
سایہ اسے ایک بار پھر دکھائی دیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں
دو تین بار جھپکیں اور غور سے دیکھا۔ شیشے کی دیوار خالی
تھی۔ وہاں کوئی سایہ نہیں تھا۔ کیٹی نے سر جھٹک کر اپنا
چہرہ سمندر کی طرف پھیر لیا۔ سمندر دور تک پھیلا ہوا تھا
اور ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔

کیٹی کو ایسا لگا جیسے سمندر کے اوپر دور سے دو سائے
آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ غور سے ان کو تکنے
لگی۔ سائے پہلے چھوٹے تھے اب وہ انسانی شکل
اختیار کر گئے۔ یہ دو انسان تھے جو ایک کشتی میں بیٹھے
اسے چلاتے ہوئے چٹان کی طرف چلے آ رہے تھے اندھیرے
میں اتنا کچھ صرف کیٹی ہی دیکھ سکتی تھی کیونکہ وہ خلائی مخلوق
تھی اور اس کی نگاہ ہم انسانوں سے زیادہ تیز تھی۔ کشتی
قریب آئی تو کیٹی کو کشتی میں دو عورتیں بھی دکھائی دیں جن
کو ان دو انسانوں نے رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ عورتوں کی
گردنیں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں جیسے وہ بے انتہا مایوسی کے
عالم میں ہوں۔ کیٹی سنبھل کر بیٹھ گئی اور غور سے کشتی کی
طرف دیکھنے لگی۔
کشتی چٹان کے ساتھ لگ کر رُک گئی۔ دونوں انسانوں

جنہوں نے چمڑے کا لمبا لباس پہن رکھا تھا اور جن کی
کمر کے ساتھ لگے ہوئے چھرے ستاروں کی روشنی میں کبھی
کبھی چمک جاتے تھے کشتی سے اترے۔ دونوں بندھی ہوئی
عورتوں کو گھسیٹ کر کشتی سے باہر نکالا اور انہیں زبردستی
دھکیلتے ہوئے چٹان کے اوپر چڑھنے لگے۔ کیٹی جلدی
سے پیچھے ہٹ کر پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گئی۔ عورتوں کا
لباس پھٹا ہوا تھا بال کھلے تھے۔ وہ اس طرح چل رہی
تھیں جیسے نیم مردہ ہوں۔ لگتا تھا۔ ان میں اتنی طاقت
بھی نہیں رہی کہ وہ ان سے رحم کی بھیک مانگ سکیں۔
ان پر اسرار انسانوں کا رخ لائٹ ہاؤس کے مینار کی
طرف تھا۔ کیٹی نے لائٹ ہاؤس کے شیشے کی دیوار کی
طرف دیکھا۔ وہاں وہی پُراسرار سایہ پھر نمودار ہوا۔ دونوں
انسان بھی اس سائے کو دیکھ رہے تھے۔ وہ وہیں رُک
گئے۔ ایک آدمی نے خنجر نکال کر ہوا میں لہرایا اور حلق سے
ایک دبی دبی چیخ کی آواز نکالی۔ لائٹ ہاؤس کے سائے
نے بھی ایک ایسی ہی دبی دبی چیخ میں اس کا جواب
دیا۔ اب کیٹی کو اوپر والا سایہ قدرے صاف نظر آ رہا تھا
وہ بھی ایک انسانی سایہ تھا۔ جب لائٹ ہاؤس کے اوپر
سے بھی جواب میں دبی دبی چیخ نما آواز سنائی دی تو دونوں
پر اسرار انسان غم اور دہشت سے نڈھال عورتوں کو دھکیلتے

ہوئے لائٹ ہاؤس کی طرف بڑھے۔ جب وہ زینے کے
اندھیرے میں غائب ہوگئے تو کیٹی کو خیال آیا کہ ان
انسان نما درندوں کے ارادے نیک نہیں ہیں ممکن ہے یہ
اوپر جاکر ان بدنصیب عورتوں کو ہلاک کرکے ان کو ہڈیوں
کا پنجر بناکر وہیں پھینک دیں۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اب
اس کا فرض ہے کہ وہ ان عورتوں کی جان بچائے۔ یہ سوچ
کر کیٹی تیزی سے اندھیرے میں چلتی لائٹ ہاؤس کی
طرف بڑھی۔ زینے میں اندھیرا تھا۔

کیٹی دبے پاؤں چلتی ہوئی زینے کے پتھریلے محرابی
دروازے کے قریب آئی اور پھر لپک کر زینے میں داخل
ہوگئی۔ زینے کے اندھیرے نے اسے اپنے اندر جذب
کرلیا۔ کیٹی پھونک پھونک کر قدم اٹھاتی زینہ چڑھنے لگی۔
یہ زینہ گول چکر کھاتا ہوا مینار کے اندر ہی اندر اوپر والی
منزل تک چلا گیا تھا۔ کیٹی اوپر پہنچی تو اسے انسانی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ یہ آوازیں مدھم مدھم تھیں۔ کیٹی نے اوپر
جاکر دیکھا کہ لائٹ ہاؤس والے گول کمرے کا دروازہ بند تھا
آوازیں دوسری طرف سے آرہی تھیں۔

کیٹی کو بند دروازے میں ایک جھری دکھائی دی اس
جھری میں سے ہلکی روشنی باہر آرہی تھی۔ کیٹی نے اس کے

ساتھ آنکھ لگا دی کیا دیکھتی ہے کہ دوسری طرف کمرے
میں ایک موم بتی روشن ہے۔ سامنے ایک سیاہ لباس
سیاہ نقاب والا جلاد نما آدمی ہاتھ میں کلہاڑا لئے کھڑا ہے
یہ وہی آدمی تھا جس کا سایہ کیٹی کو نیچے سے شیشے کی دیوار
پر پڑتا نظر آرہا تھا ایک طرف چمڑے کے میلے لباس والے
وہ دو درندہ نما وحشی چہروں والے آدمی کھڑے ہیں جو ابھی
کشتی میں بیٹھ کر وہاں اترے تھے ان کے درمیان بندھی ہوئی
دو عورتوں میں سے ایک عورت کو فرش پر اس طرح بٹھا
دیا گیا ہے کہ اس کی گردن آگے کو جھکی ہوئی ہے۔ دوسری عورت
دیوار کے ساتھ سہمی ہوئی بیٹھی ہے۔ دونوں عورتوں کے منہ
کپڑے سے باندھ دیئے گئے ہیں کہ ان کے حلق سے نکلی ہوئی
چیخ کی آواز بلند نہ ہوسکے۔ ایک وحشی درندہ نما آدمی نے
نقاب پوش جلاد کی طرف دیکھ کر کہا

کل جو جہاز طوفان میں ڈوبا تھا۔ اس کے مسافروں
میں سے صرف یہی دو عورتیں مل سکی ہیں لیکن یہ ہم تینوں
کے لئے کافی ہیں۔

نقاب پوش جلاد گرر گرر کرتی آواز میں بولا۔

لائٹ ہاؤس کے دو آدمیوں کا ہم پہلے ہی صفایا کر
چکے ہیں۔ ان کے لئے خوراک لے کر شاید اگلے

ہفتے یہاں ایک جہاز آئے۔ ہمیں ان میں سے کسی آدمی کو نہیں چھوڑنا ہوگا۔ وہ ہمارے لئے کئی دنوں کے لئے کافی ہوں گے۔

دوسرا آدمی کہنے لگا

پہلے اس عورت کی گردن اتارو۔ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ جہاز کے آدمیوں سے بھی نمٹ لیں گے۔

انہیں یہاں آنے تو دو۔

پہلے والا آدمی بولا۔

چلاؤ کلہاڑا

اب کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس وقت تک مر نہیں سکتی جب تک کہ اسے آگ میں نہ ڈالا جائے۔ چنانچہ وہ بے دھڑک ہوگئی۔ اس نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ دروازہ اس کی طاقت سے کھل گیا۔ نقاب پوش جلاد اور دونوں خونخوار وحشی آدمیوں کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ انہیں کبھی یقین نہیں آ سکتا تھا کہ وہاں کوئی غیر انسان بھی موجود ہوگا اور پھر اس طرح دروازہ توڑ کر اندر آ جائے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اندر آنے والی ایک عورت ہے تو انہیں اور بھی حیرانی ہوئی۔ جلاد کا اوپر اٹھا ہوا ہاتھ وہیں رک گیا۔ باقی دو خونخوار آدمیوں نے خنجر

نکال لئے۔ ایک نے دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا

ابھی نہیں۔ ذرا ٹھہرو۔ شکار اپنے آپ ہمارے قدموں میں آن گرا ہے۔

مظلوم عورتیں بھی سہمی ہوئی نگاہوں سے کیٹی کو تک رہی تھیں۔ کیٹی کا چہرہ موم بتی کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔ ایک خونخوار وحشی نے کڑک کر کیٹی سے پوچھا

تم کون ہو؟

جلاد کہنے لگا

دیکھتے نہیں تم کہ یہ ایک نازک سی عورت ہے ہمارا شکار ہے۔ خود ہی اپنے آپ کو پیش کرنے ہمارے پاس آ گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے اسے ہضم کرنا چاہیئے۔

خونخوار وحشی آدمی نے کیٹی کو بازو سے پکڑتے ہوئے آہستہ سے کہا

کیا تم جہاز میں سوار تھیں جو ڈوب گیا ہے؟

کیٹی نے کہا

ہاں۔ میں اسی جہاز میں سوار تھی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچی تھی۔ اوپر روشنی دیکھ کر آ گئی ہوں۔ خدا کے لئے مجھے کچھ کھانے کو دو۔ مجھے

سخت بھوک لگی ہے

کیٹی نے ایک چال چلی تھی۔ جلاّد نے غضبناک ہوکر کہا

ہمیں بھی بھوک لگی ہے۔ پہلے ہم اپنی بھوک مٹائیں گے اور تم نہیں جانتی ہوکہ ہم اپنی بھوک کس طرح مٹاتے ہیں۔

ایک خونخوار وحشی نے اپنا خنجر کیٹی کی گردن پہ رکھ دیا۔ اور درندے کی طرح دانت نکال کر بولا۔

ہم تمہارے خون سے اپنی پیاس اور تمہارے گوشت سے اپنی بھوک مٹائیں گے اور پھر تمہاری ہڈیوں کا ڈھانچہ یہاں پھینک دیں گے جس طرح کہ یہ دو انسانی ڈھانچے ہم نے پرسوں یہاں پھینکے تھے۔ تینوں آدم خور وحشی قہقہے لگاکر ہنسنے لگے۔ کیٹی کو اب بالکل خوف نہیں رہا تھا۔ اسے اپنی جان کی تو کوئی فکر نہیں تھی لیکن وہ ان دو بدنصیب کمزور عورتوں کے بارے میں ضرور پریشان تھی کہ کہیں یہ ان پر اچانک حملہ کرکے انہیں قتل نہ کر دیں۔ کیٹی نے اب پوری شان سے سامنے آنے کا فیصلہ کیا اور بولی۔

تم نہیں جانتے کہ تم کس عورت کے سامنے کھڑے ہو۔ اگر تمہیں یہ علم ہو جائے تو ابھی میرے قدموں پر گر پڑو۔

جلاّد نے قہقہہ لگاکر اپنے ساتھیوں سے کہا

یہ ضرور کوئی چڑیل ہے۔ اچھا آج چڑیل کو ہی کچا کھائیں گے تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس کی گردن کلہاڑے سے اڑانے لگا ہوں

اتنی دیر میں کیٹی نے اپنے اندر ارادے کی شمع روشن کر کے اپنے جسم کو پتھر سے بھی زیادہ سخت بنا لیا تھا اس نے گردن بلند کرتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھایا اور نفرت سے جلاّد کی طرف دیکھ کر کہا

تم انسانیت کے نام پر ایک مکروہ دھبہ ہو۔ تم وحشی درندے ہو۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ میں اسی کلہاڑے سے تمہاری گردن اڑا دوں گی۔

جلاد غصّے سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے ایک خونخوار وحشی درندے نے کیٹی پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ خنجر کیٹی کے شانے پر لگا۔ اگرچہ کیٹی کے جسم پر کوئی زخم نہ آیا مگر کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کا جسم اتنا سخت نہیں ہوا تھا جتنا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ یہ بات اسے نقصان پہنچا سکتی تھی اب اس نے اپنی دوسری خلائی طاقت کو اپنی قوت ارادی سے بیدار کیا اور جس وحشی آدمی نے اس پر خنجر سے حملہ کیا تھا اس کے بازو کو پکڑ لیا۔ کیٹی نے اس کے بازو

کو پکڑ لیا۔ کیٹی نے اس کے بازو پر ہاتھ لگایا ہی تھا کہ
وہ اپنی جگہ سے چھ فٹ اُوپر اچھلا۔ اس کا سر زور سے
چھت سے ٹکرایا اور وہ فرش پر گرتے ہی یوں تڑپنے
لگا جیسے کسی نے اسے کوئی زہریلی شے پلا دی ہو۔ جلّاد
نے یہ منظر دیکھا تو کلہاڑی کیٹی پر دے ماری۔ کلہاڑی
کا پھل کیٹی کے سر پر لگ کر ٹوٹ گیا۔

یہ ماجرا دیکھ کر جلّاد اور دوسرا خونخوار وحشی کچھ خوفزدہ
سے ہو گئے۔ کیٹی نے انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور اپنی
خلائی طاقت سے کام لیتے ہوئے ان دونوں کے قریب
جا کر ان کے جسم کو اپنا ہاتھ لگا دیا۔ کیٹی کے ہاتھ لگتے
ہی دونوں وحشی آدمی پہلے والے آدمی کی طرح زمین سے
چھ فٹ اوپر اچھل کر چھت سے زور سے ٹکرائے اور
فرش پر دھڑام سے گرے اور تڑپنے لگے۔ تھوڑی
ہی دیر میں وہ ٹھنڈے ہو گئے۔ کیونکہ کیٹی نے اس
ارادے کے ساتھ انہیں چھوا تھا کہ انہیں زندہ نہیں رہنا
چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں
کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے۔ اب کیٹی نے آگے
بڑھ کر فرش پر بیٹھی عورت کی رسیاں کھول دیں۔ دونوں
عورتیں کیٹی کو کوئی آسمانی مخلوق سمجھ رہی تھیں کہ جس

کے پاس بے پناہ خفیہ طاقت تھی۔ دونوں عورتیں کیٹی
کے آگے سر جھکا کر کھڑی ہو گئیں۔ کیٹی نے انہیں کہا
میں کوئی دیوی دیوتا نہیں ہوں۔ میں بھی تمہاری
طرح کی ایک عورت ہوں۔ صرف میرے پاس ایک
خفیہ طاقت ہے اور کوئی بات نہیں۔

کیٹی کے حوصلہ دلانے سے دونوں عورتیں اس سے باتیں
کرنے لگیں انہوں نے بتایا کہ وہ جہاز میں سوار تھیں۔

کیٹی نے کہا
میں بھی اپنے ایک بھائی ناگ کے ساتھ اسی
جہاز میں سفر کر رہی تھی کہ جہاز طوفان میں پھنس کر
ڈوب گیا۔

عورتوں نے روتے ہوئے بتایا کہ ان کے خاندان کے
لوگ بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ ان کا کچھ پتہ
نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔
ہم دونوں سہیلیاں ہیں۔ ہم کسی نہ کسی طرح
سمندر میں تیرتی ایک چٹان پر پہنچنے میں کامیاب ہو
گئیں لیکن یہ وحشی درندے وہاں آ کر ہمیں پکڑ کر
یہاں لے آئے۔ اگر تم نہ آتیں تو ہم اس وقت اس
دنیا میں نہ ہوتیں۔

کیٹی نے کہا

میرے بھائی ناگ کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

میرا خیال ہے کہ وہ اس چٹان کی طرف آیا تھا۔ میں نے یہاں اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھی تھی کہ ان وحشی درندوں کو تمہیں ساتھ لے کر لائٹ ہاؤس کی طرف جاتے دیکھا اور ان کے پیچھے چلی آئی۔

ایک عورت نے پوچھا

تمہارے پاس یہ خفیہ طاقت کہاں سے آئی ہے بہن؟ کیا یہ کوئی جادو ہے؟

کیٹی نے کہا۔

ہاں تم اسے جادو ہی سمجھ لو۔ لیکن کبھی کبھی یہ جادو کام نہیں کرتا۔ بہرحال میرا نام کیٹی ہے ہم مصر کے رہنے والے ہیں۔ تم دونوں کہاں جا رہی تھیں؟

عورتوں نے بتایا کہ وہ یونان جا رہی تھیں جہاں ان کے ماں باپ کا گھر ہے۔

کیٹی کہنے لگی۔

میں بھی یونان جا رہی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ

اب ہم یہاں سے کیسے نکلیں گی؟

ایک عورت بولی۔

تمہیں یاد ہے جلاد نے کہا تھا کہ کچھ روز بعد یہاں ایک جہاز ان دو آدمیوں کے لئے خوراک لے کر آئے گا جن کو ان درندوں نے مار ڈالا تھا اور جن کے یہ دو ڈھانچے پڑے ہیں۔

کیٹی نے کہا

ٹھیک ہے۔ ہم اس جہاز میں سوار ہو کر یہاں سے نکل جائیں گے۔

دوسری عورت کہنے لگی۔

کہیں وہ لوگ یہ تو نہیں سمجھیں گے کہ ہم نے ان کے آدمیوں کو ہلاک کیا ہے؟

کیٹی نے کہا

یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہاں ان تین وحشی درندوں کی لاشیں بھی تو پڑی ہیں۔ ہم انہیں بتائیں گی کہ اصل قاتل یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے مقابلہ کر کے اگلے جہان پہنچا دیا ہے۔

کیٹی اور ان دونوں عورتوں نے لائٹ ہاؤس کے اسی چھوٹے سے گول کمرے میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ تینوں وحشی درندہ نما

انسانوں کی لاشوں کو انہوں نے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ جگہ
صاف کیا۔ انسانی ڈھانچوں کو ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا
دیا۔ وحشی آدمیوں کی لاشوں کے لبادے پھاڑ کر دونوں عورتوں
نے اپنے جسم کے گرد لپیٹ لئے۔ اب مشکل یہ آن پڑی کہ
وہاں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ پینے کے لئے پانی سے بھرا
ہوا ایک مشکیزہ تو وہاں لٹک رہا تھا مگر کھانے کے لئے
کوئی شے نہیں تھی۔ کیٹی کو اپنی نہیں بلکہ ان دو عورتوں
کی پریشانی تھی۔ وہ کچھ کھائے بغیر مشکل سے زندہ رہ
سکتی تھیں۔ اچانک اس کو خیال آیا کہ وہ مچھلیاں
پکڑنے کی کوشش کریں گی۔

رات انہوں نے اسی گول کمرے میں گزاری۔ صبح ہوئی
تو کیٹی اور دونوں عورتیں چٹان کے کنارے مچھلیاں پکڑنے
آ گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی لکڑیاں تھیں۔ کافی
دیر بعد دو بڑی مچھلیوں کو سمندری موجوں نے اٹھا کر
چٹان کی طرف پھینکا تو کیٹی اور دوسری عورت نے
لکڑی سے ضرب لگا کر انہیں ادھموا کر دیا۔ پھر انہیں
پکڑا اور آگ جلا کر بھونا اور مزے سے کھانے لگیں۔
کیٹی کو ناگ کا خیال نہیں بھولا تھا۔ کسی وقت اسے
یوں لگتا کہ ناگ اسی چٹان کے آس پاس کہیں موجود ہے

وہ اٹھ کر چٹان کا چکر لگاتی اور نا امید ہو کر واپس آ جاتی۔
اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اسی چٹان کے پہلو میں ایک
بند غار کے اندر ناگ نیم جان سانپ کی شکل میں بے حس و
حرکت ہو کر اندھیرے میں پڑا ہے اور برہمن کی بوجھل روح
بھی اس کے پاس ہی زمین کے ساتھ لگی اپنے گناہوں کا
عذاب جھیل رہی ہے۔ مشکل یہ تھی کہ ناگ کے جسم
سے خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ اس کے جسم سے نکلنے
والی خوشبو بھی اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گئی تھی۔ ناگ
کو بھی کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کا سانس اتنا
مدھم چل رہا تھا کہ اسے احساس تک نہیں ہو رہا تھا۔
لائٹ ہاؤس کی ڈراونی چٹان پر کیٹی کو جب چھ
روز گزر گئے تو اچانک ایک دن سورج کی روشنی میں
انہیں دور سے ایک سمندری جہاز کے پھولے ہوئے
بادبان دکھائی دیئے۔ یہ جہاز لائٹ ہاؤس والے دو
آدمیوں کے لئے کھانے پینے کا سامان لے کر آ رہا تھا
کیٹی نے دونوں عورتوں کو چٹان کی ایک جانب چھپ
جانے کو کہا اور خود وہاں آ کر کھڑی ہو گئی جہاں جہاز کو آ کر
لنگر انداز ہونا تھا۔ تھوڑی دیر میں جہاز قریب آ کر
سمندر میں ہی رک گیا۔ کیونکہ چٹان کے پاس موجوں میں

کافی ہلچل تھی۔ جہاز پر سے کچھ ملاح سامان کشتی میں رکھ
کر چٹان کی طرف آنے لگے۔ قریب آکر انہوں نے
کیٹی کو دیکھا تو کچھ حیران ہوئے کہ اس ویران لائٹ ہاؤس
پر یہ عورت کہاں سے آگئی ہے۔

ملاحوں کے ساتھ جہاز کا کپتان بھی تھا۔ اس نے آتے
ہی کیٹی سے پوچھا

تم کون ہو؟ یہاں کیسے آگئیں؟

کیٹی نے کپتان کو شروع سے آخر تک ساری کہانی سنا
دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ جن آدمیوں کے لئے وہ خوراک
کا سامان لے کر آرہے ہیں وہ زندہ نہیں ہیں اور انہیں
وحشی آدمیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ پھر کیٹی نے کپتان
کو ساتھ لے جاکر وحشی آدمیوں کی لاشیں دکھائیں اور کہا

یہ مجھے بھی ہلاک کرنا چاہتے تھے کہ میں نے ان
کو لائٹ ہاؤس سے نیچے گرا دیا۔ میرے ساتھ دو
یونانی عورتیں بھی ہیں جو ایک جگہ چھپی ہوئی ہیں۔

کپتان نے کہا

ان عورتوں کو بھی یہاں بلالو۔ مجھے تمہاری بات
کا یقین آگیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی ہمارے
دو آدمی یہاں مارے گئے تھے۔

جب دونوں یونانی عورتیں آئیں تو کپتان نے انہیں غور
سے دیکھا۔ یہ کپتان کسی زمانے میں بحری ڈاکو رہ چکا تھا
اس نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ ان عورتوں کو وہ
یونان کے کسی شہر میں لے جاکر فروخت کر کے کافی رقم
کما سکتا ہے مگر وہ یونانی عورتیں کمزور اور معمولی شکل
صورت کی تھیں۔ کپتان کو کیٹی پسند آگئی تھی۔ کیونکہ وہ
ان سے زیادہ خوبصورت اور جوان تھی کپتان نے فیصلہ
کر لیا کہ وہ کیٹی کو یونان لے جاکر کسی امیر جاگیردار کے پاس
بیچ دے گا۔ چنانچہ وہ بڑی خوش اخلاقی کے ساتھ
کیٹی سے باتیں کرنے لگا۔

کپتان نے لائٹ ہاؤس پر دو آدمی پہرے پر بٹھائے
اور جہاز لے کر واپس یونان کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو
گیا جو وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ کیٹی اور دونوں
یونانی عورتیں بھی اس کے ساتھ ہی جہاز میں تھیں۔ رات
بھر سفر کرنے کے بعد دوسرے روز صبح کے وقت جہاز
یونان کے ایک شہر کی بندرگاہ کے ساتھ جاکر لگ گیا
یہاں پہنچ کر دونوں یونانی عورتوں نے کہا کہ اب وہ
اپنے گھر جا سکیں گی۔ کپتان اور کیٹی نے انہیں رخصت
کر دیا۔ کیٹی نے اس شہر میں آتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ

وہاں کی فضا میں عنبر ناگ تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو نہیں ہے۔ کپتان نے کیٹی کو چاپلوسی سے کہا

تم نے مجھے بتایا ہے کہ تم اپنے گمشدہ بھائی کی تلاش میں ہو۔ جب تک تمہیں تیرا بھائی نہیں مل جاتا بہتر ہے کہ تم میرے گھر ٹھہر جاؤ۔ وہاں میری کنیزیں تمہارا خیال رکھیں گی۔ تم اطمینان سے یہاں اپنے بھائی کو تلاش کرنا۔

کیٹی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور کپتان کے ساتھ اس کے مکان پر آگئی جو بندرگاہ کے قریب ہی درختوں کے جھنڈ کے پاس تھا۔ کپتان یہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے پاس تین ایرانی کنیزیں تھیں جن کو اس نے ایران کی ایک بندرگاہ سے اغوا کیا تھا اور اب وہ اسی گھر کی ہوکر رہ گئی تھیں۔ یہ کنیزیں کپتان کی مجرمانہ سرگرمیوں کو خوب جانتی تھیں۔ چنانچہ کپتان نے انہیں ایک طرف لے جاکر کہا کہ ان میں سے کسی نے بھی اگر کیٹی کو کچھ بتایا تو وہ ان کو زندہ دفن کر دے گا۔ کنیزیں کپتان کی خونخوار طبیعت سے اچھی طرح واقف تھیں انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کہا کہ وہ ہرگز ہرگز اپنی زبان نہیں کھولیں گی۔ کیٹی کو ایک چھوٹا سا کمرہ دے دیا گیا۔ ایک کنیز اس کی خدمت پر لگا

دی گئی اس کنیز کا نام عمارہ تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کی ہو رہی تھی۔

کیٹی جس شہر میں اتری تھی اس سے کوئی دو سو میل کے فاصلے پر ایتھنز کا یونانی شہر تھا جہاں عنبر تھیوسانگ اور ماریا اپنی سہیلی یوروکا کے مکان پر مقیم تھے اتنی دور سے کیٹی کو ان کی اور انہیں کیٹی کی خوشبو نہیں آسکتی تھی۔ کیٹی کو شہر میں اپنے دوستوں کا سراغ لگانے کی کوشش میں دو روز گزر گئے۔ اس دوران میں بد نیت کپتان نے شہر کے ایک جاگیردار سے کیٹی کی بات کر لی تھی۔ جاگیردار نے کہا تھا کہ وہ کیٹی کو لاکر دکھائے۔ اگر اسے پسند آگئی تو وہ اسے منہ مانگی قیمت پر خرید لے گا اس زمانے میں کنیزوں وغیرہ کی خرید و فروخت عام ہوتی تھی چنانچہ کپتان نے ایک روز کیٹی سے کہا

شہر میں ایک جاگیردار کے پاس کچھ غلام لڑکے ہیں میرا خیال ہے کہ شاید تمہارا بھائی ان میں ہی ہے میرے ساتھ چلو اور خود چل کر دیکھ لو ہو سکتا ہے تمہیں تمہارا گمشدہ بھائی مل جائے۔

کیٹی کو اگرچہ یقین نہیں تھا کہ وہاں اسے ناگ یا تھیوسانگ وغیرہ مل جائیں کیونکہ اسے ان کی خوشبو نہیں آرہی تھی لیکن پھر بھی وہ کپتان کے ساتھ جاگیردار کے محل کی طرف چل

پڑی کہ شاید ناگ عنبر کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔
کپتان نے کیٹی کو جاگیردار سے ملایا تو جاگیردار کیٹی کی
خوبصورتی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے الگ لے جا کر
کپتان سے کہا۔

میں تمہیں اس لڑکی کے عوض ایک سو سونے
کے سکے دے سکتا ہوں کیا تمہیں منظور ہیں؟

کپتان تو خوش ہو گیا۔ فوراً بولا۔

مجھے منظور ہے

جاگیردار نے کیٹی کی قیمت ادا کر دی تو کپتان اس کے
پاس جا کر کہنے لگا۔

تم یہاں تھوڑی دیر رکو میں بازار میں جا کر
غلاموں کو لے کر آتا ہوں پھر تم دیکھنا کہ ان میں تمہارا
کوئی بھائی تو نہیں ہے۔

یہ کہہ کر کپتان تو وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ جاگیردار نے
کیٹی سے کہا

تم غسل کر کے نیا لباس پہن لو۔

کیٹی نے کسی قدر تعجب سے پوچھا

اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو یہاں تمہاری
مہمان ہوں۔ ابھی واپس اپنے گھر چلی جاؤں گی۔

جاگیردار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

اب یہی تمہارا گھر ہے اور تم میری مہمان نہیں بلکہ
میری زر خرید کنیز ہو۔ میں نے کپتان کو تمہاری قیمت
ادا کر دی ہے وہ تمہیں میرے پاس فروخت
کر گیا ہے۔

کیٹی پر جب سارا حال ظاہر ہوا تو کچھ پریشان سی ہوئی۔
پھر فوراً ہی سنبھل گئی۔ اور جاگیردار سے مخاطب
ہو کر بولی۔

کپتان نے تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں اغوا
کی ہوئی لڑکی نہیں ہوں۔

جاگیردار نے اسے جھڑک کر کہا

خاموش رہو۔ تم جو کوئی بھی ہو اب میری لونڈی
ہو کیونکہ میں نے تمہاری قیمت سونے کے سو سکے ادا
کر دیئے ہیں۔ چلو اٹھو۔ چل کر غسل کرو اور نیا لباس
پہن کر میرے پاس آؤ۔

کیٹی کو بڑا غصہ آ گیا۔ اس نے کہا

میں کسی کی لونڈی نہیں ہوں۔ تم مجھے اپنے
گھر میں بند نہیں کر سکتے۔

جاگیردار نے حبشی غلاموں کو اشارہ کیا۔ دو ہٹے کٹے حبشی

غلام ہنٹرلے کر آگے بڑھے اور کیٹی کی دونوں جانب کھڑے ہوگئے۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے اپنی خلائی طاقت سے کام لے کر ان لوگوں کو پچھاڑ دینا چاہیے تاکہ وہ آزاد ہوکر یہاں سے واپس جاسکے۔ کیٹی نے ایک غلام کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا

تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

کیٹی یہ دیکھ کر بے چین سی ہوگئی کہ اس کے اندر کی خلائی طاقت نے کام نہیں کیا تھا اور غلام پر اس کے ہاتھ کے چھونے سے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ حبشی غلام نے کیٹی کا ہاتھ زور سے جھٹک دیا اور بولا۔

سیدھی طرح سے چل کر لباس تبدیل کرو اور ہمارے مالک کا حکم بجا لاؤ۔

دونوں غلاموں نے اپنے مالک جاگیردار کے حکم پر کیٹی کو اپنی مضبوط گرفت میں پکڑ لیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے مکان کے ایک کمرے میں لے جانے لگے۔ کیٹی کو بے حد غصہ آگیا۔ یہ اس کی بہت بڑی توہین تھی۔ جب اس کی عزت نفس بیدار ہوئی اور اسے اپنے وقار کا شدید احساس ہوا تو اس کی خلائی طاقت بھی جاگ پڑی کیٹی کا بازو ایک غلام نے پکڑ رکھا تھا اور وہ اسے گھسیٹ کر

لئے جا رہا تھا۔ دوسرا غلام برآمدے میں اپنے جاگیردار مالک کے پاس کھڑا تھا

کیٹی کو اپنے اندر بیدار ہوتی طاقت کا احساس ہوگیا تھا اس نے اپنا بازو آگے کیا اور حبشی غلام کی کلائی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ کیٹی کے ہاتھ کا رکھنا تھا کہ حبشی غلام کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ وہ فرش پر سے چھ فٹ اوپر کو اچھلا اس کا سر چھت سے ٹکرایا اور وہ نیچے گر کر اس طرح تڑپنے لگا جس طرح کہ مچھلی پانی کے بغیر تڑپتی ہے۔ کیٹی اسے مارنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اس غلام کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ اپنے مالک کا حکم بجا لا رہا تھا۔ کیٹی نے فوراً اپنا دوسرا ہاتھ تڑپتے ہوئے حبشی غلام کی گردن پر رکھ دیا۔ حبشی غلام کا جسم ایک دم سے بے حس ہوگیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔

یہ منظر جاگیردار اور دوسرے غلام نے دیکھا تو دوڑ کر اندر کیٹی کے پاس آگئے جاگیردار نے دوسرے غلام کو حکم دیا کہ کیٹی کو رسّی سے باندھ دو۔ پہلے غلام نے اپنے ساتھی غلام سے کہا

یہ دیوی ہے اس کو ہاتھ نہ لگانا نہیں تو مر جاؤ گے

دوسرا غلام وہیں رک گیا۔ کیٹی نے جاگیردار سے کہا

میں نے تمہارے حبشی غلام کی تو جان بخشی کر دی ہے لیکن اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

جاگیردار نے پہلے غلام کو فرش پر تڑپتے اور چھت سے ٹکرا کر نیچے گرتے دیکھ لیا تھا وہ یہی سمجھا کہ کیٹی کوئی جادوگرنی ہے ان دنوں جادو کا بڑا رواج تھا اور لوگ جادوگروں سے دور بھاگا کرتے تھے جاگیردار پر کیٹی کے اس جملے کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کیٹی کے راستے سے ہٹ گیا اور بولا۔

کپتان نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے لونڈی کے بدلے وہ میرے پاس ایک جادوگرنی فروخت کر گیا ہے۔ میں اس سے ایک ایک سکہ واپس وصول کر کے رہوں گا۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا

ابھی اس کے پاس مت جانا۔ کیونکہ ابھی میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔

یہ کہا اور کیٹی جاگیردار کو حیران و پریشان چھوڑ کر اس کے

مکان سے نکلی اور کپتان کے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔

کپتان گھر میں نہیں تھا۔ سونے کے سکے ملنے کے بعد وہ شہر میں کچھ خریدنے چلا گیا تھا۔ کنیز عمارہ نے کیٹی کو دیکھا تو حیران ہوئی کہ کپتان نے تو اسے جاگیردار کے پاس فروخت کر دیا ہے پھر یہ یہاں کیسے آگئی؟ عمارہ کنیز نے کیٹی سے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کیا اور بولی۔

کیٹی بہن! آؤ بیٹھو۔

کیٹی کے تیور بدلے ہوئے تھے۔ اس نے سنجیدگی سے کہا۔

تمہارا مالک جو مجھے جاگیردار کے پاس بیچ کر آگیا تھا کہاں ہے؟

عمارہ کنیز تو کچھ بوکھلا سی گئی۔ کیا جواب دیتی کہنے لگی۔

وہ..... وہ ذرا بازار گئے ہیں مگر یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہمارا مالک تو بڑا اچھا آدمی ہے اس نے ایسا کام کبھی نہیں کیا۔

کیٹی نے عمارہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

عمارہ! تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم جھوٹ

بول رہی ہو۔ تم سب کچھ جانتی ہو۔ مگر زبان بند
رکھنے پر مجبور ہو۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں
کیونکہ تم خود ایک فروخت شدہ کنیز ہو اور تمہارا
یہاں سوائے تمہارے مالک کے اور کوئی نہیں لیکن
میں کپتان سے تمہارا بھی بدلہ لے لوں گی۔ تم فکر مت
کرو۔ وہ کب آئے گا؟
عمارہ نے گھبرا کر کہا
کیٹی بہن! اندر آجاؤ۔ یہاں ایسی باتیں کرنا
ٹھیک نہیں۔
عمارہ کنیز کیٹی کو کمرے میں لے گئی اور بولی۔
خدا کے لئے مالک سے میرا ذکر نہ کرنا نہیں تو
وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ
تمہیں جاگیردار کے پاس فروخت کرنے لے جا
رہا ہے لیکن میں زبان نہیں کھول سکتی تھی۔
کیٹی بولی۔
میں جانتی ہوں تم مجبور اور بے بس ہو لیکن میں
مجبور اور بے بس نہیں ہوں۔
عمارہ بولی۔
لیکن تم جاگیردار کے گھر سے بھاگ کر کیسے

آگئیں؟ اس کے پاس تو حبشی غلام بھی ہیں جو
تمہیں تہہ خانے میں بڑی آسانی سے بند کر
سکتے تھے۔
کیٹی نے کہا
میں کیسے آئی ہوں یہ تمہیں ابھی معلوم ہو
جائے گا ذرا اپنے مالک مکار کپتان کو آلینے دو
تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لوگی۔
تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کپتان بھی بازار سے واپس
آگیا۔ اس کے ایک ڈاکو ساتھی نے سامان کاندھے
پر اٹھا رکھا تھا۔ جونہی کپتان کی نگاہ کیٹی پر پڑی وہ
بھونچکا ہو کر رہ گیا کہ اسے تو میں ابھی جاگیردار کے پاس
بیچ کر آیا تھا۔ یہ یہاں واپس کیسے آگئی۔ اس نے کڑک
کر کہا۔
تم وہاں سے کیوں آگئی ہو۔ واپس جاؤ۔ اب
وہی تمہارا گھر ہے۔
کیٹی نے چمک کر کہا
کمینے انسان! تم سمجھتے تھے کہ میں بھی دوسری
عورتوں کی طرح بکاؤ مال ہوں جس کو تم آسانی سے
بیچ کر چلے آؤ گے؟ نہیں۔ میں عام عورتوں کی طرح

نہیں ہوں ۔ میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ
لوں گی۔

کپتان قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ ایک دبلی پتلی
لڑکی بھلا کیا کرے گی ؟ اس نے اپنے ڈاکو ساتھی کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ذرا اس کو تھوڑا سا مزہ چکھاؤ دوست ۔

ڈاکو نے سامان وہیں برآمدے میں رکھ دیا ۔ عمارہ کنیز
جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی ۔ ڈاکو نے کمر کے
ساتھ لگا ہوا چاقو نکال کر کھول لیا اور کیٹی کی طرف
بڑھنے لگا ۔ کیٹی نے اپنی خلائی طاقت کو پوری قوت ارادی
سے اپنے جسم میں جمع کیا اور بولی ۔

میں تمہیں خبردار کرتی ہوں کہ یہیں رُک
جاؤ نہیں تو تھوڑی دیر بعد یہاں تمہاری لاش
پڑی ہوگی ۔

ڈاکو ریچھ کی طرح غرانے لگا ۔ کپتان ہنس رہا تھا ۔ بولا
اس کے سر کے بال کاٹ کر الگ کر دو ۔

کیٹی نے ایک بار پھر ڈاکو ساتھی کو خبردار کرتے ہوئے کہا
میں ایک بار پھر تمہیں خبردار کرتی ہوں ۔
رُک جاؤ تم مر جاؤ گے اور پھر میرا کوئی قصور

نہیں ہوگا ۔
مگر ڈاکو بھلا ایک دبلی پتلی لڑکی کو کب خاطر میں
لاتا تھا ۔ اس نے اچھل کر کیٹی کو گردن سے دبوچ
لیا اور چاقو سے اس کے بال پکڑ کر کاٹنے ہی
لگا تھا کہ اچانک سب کی نظروں کے سامنے وہ
زمین سے چھ فٹ اوپر کو اچھلا ۔ اس کا سر ایک
زبردست آواز سے برآمدے کی چھت سے ٹکرایا
اور پھر فرش پر گر کر تڑپنے لگا ۔ اس کا سر پھٹ
گیا تھا اور وہ بُری طرح درد سے چلا رہا تھا ۔
کپتان اور عمارہ نے یہ منظر دیکھا تو ڈر کر پیچھے
ہٹ گئے ۔ کیٹی نے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا
اب تمہاری باری ہے
کپتان نے بھی چاقو نکال لیا ۔ کیٹی اس پر لپکی ۔
کپتان نے چاقو کیٹی کے سینے پر مارا ۔ چاقو اچٹ
کر اس کے ہاتھ سے دور جا گرا ۔ کیٹی نے اپنا
سیدھا ہاتھ کپتان کی گردن پر رکھ دیا ۔ ہاتھ کے
رکھتے ہی کپتان کو بھی ایک شدید جھٹکا لگا اور
وہ فرش سے چھ فٹ اوپر کو اچھل کر چھت سے
ٹکرایا اور پھر پھٹے ہوئے سر کے ساتھ نیچے گر کر تڑپنے

لگا۔ عمارہ تو چیخ مار کر دوسرے کمرے میں بھاگ
گئی۔ دوسری کنیزیں بھی وہاں آگئیں اور اپنے مالک
کو تڑپتے دیکھنے لگیں۔ وہ سب اس کے ظلم سے تنگ
آچکی تھیں اس حالت میں دیکھ کر وہ وہاں سے فرار ہوگئیں
عمارہ کنیز ایک ستون کے پیچھے کھڑی کیٹی کو غور سے
دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی زبردست غیبی طاقت
سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔ عمارہ ایک دنیادار اور
ہوشیار کنیز تھی۔ اسے اپنے ایک پرانے ساتھی کا
خیال آگیا جو تھوڑا بہت جادو جانتا تھا اور اکثر
عمارہ سے کہا کرتا تھا کہ میں ایک جادو کے خاص
عمل کا چلّہ کاٹ رہا ہوں اگر مجھے کوئی ایسی
عورت مل جائے۔ جس کے اندر طلسم کی طاقت
ہو تو میں اس سے بڑے کام لے سکتا ہوں۔
عمارہ کے اس پرانے جادوگر دوست کا نام گمباش
تھا۔ گمباش ملک سوڈان کا رہنے والا تھا۔ اس کے
آباؤ اجداد بھی شعبدہ باز تھے اور وہ روم کے
بادشاہوں کے دربار میں اپنے جادو کے کرتب دکھا
کر بڑے بڑے انعام واکرام حاصل کیا کرتے تھے گمباش
بھی یہی کام کرتا تھا۔ مگر اس کے پاس دکھانے اور
دولت کمانے کے لئے کوئی بڑا کرتب نہیں تھا۔ کوئی

یسا کرتب کہ جس کو دیکھ کر لوگ دنگ رہ جائیں اور
ہ اس کی وجہ سے بے پناہ دولت کما سکے۔ چنانچہ
س نے ایک خاص چلّہ کرنا شروع کر دیا تھا۔
چلّہ اس نے ختم کر لیا تھا مگر اب اسے کسی ایسی
عورت کی تلاش تھی جس کے جسم کے اندر پہلے
ہی سے کوئی طلسمی یا غیبی طاقت موجود ہو۔ ایسی
عورت کو وہ اپنے کرتبوں کے لئے استعمال میں
لا کر دولت پیدا کر سکتا تھا۔
عمارہ کنیز کو خیال آگیا کہ یہ عورت کیٹی
اس کے پرانے دوست جادوگر گمباش کے کام
آسکتی ہے۔ چنانچہ وہ کیٹی کے پاس گئی اور
اس کے آگے سر کو جھکانے کے بعد بولی۔
بیٹی! تو دیوی ہے تو نے ہمارے ظالم
آقا سے ہمارا بدلہ لے لیا۔ اب میں بھی دوسری
کنیزوں کی طرح آزاد ہوں اور اپنے گھر آزاد رہ
کر زندگی بسر کر سکتی ہوں۔ کیا تم میرے گھر
نہیں چلوگی۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔
کیٹی نے سوچا کہ اب جبکہ وہ اس شہر میں آگئی ہے تو
اسے ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو کچھ دن تو یہاں رہ کر
تلاش کرنا ہی ہوگا۔ تو سرائے میں رہنے سے بہتر

ہے کہ وہ عمارہ کے گھر چلی جائے۔ چنانچہ وہ عمارہ
کے ساتھ اس کے گھر آگئی۔ عمارہ کا چھوٹا سا دو کمروں
والا پرانا گھر شہر سے باہر ایک پہاڑی کے دامن میں چھوٹے
سے چشمے کے پاس بنا ہوا تھا۔ اس نے ایک بکری
پال رکھی تھی مرغیاں بھی صحن میں ادھر ادھر دانہ دُنکا
چُگ رہی تھیں۔ عمارہ نے کیٹی کے لئے صحن میں
چارپائی بچھا دی اور بولی۔

میری بچی تو یہاں آرام کر۔ میں
تیرے لئے بازار سے کچھ کھانے کے لئے
لاتی ہوں۔

کیٹی اسے یہ نہیں کہنا چاہتی تھی کہ اسے بھوک
نہیں لگتی۔ اس نے کہا

جلدی واپس آجانا۔ کیونکہ پھر مجھے
بھی اپنے بھائی کی تلاش میں شہر کا چکر
لگانے جانا ہے۔

عمارہ نے سر پر چادر لیتے ہوئے کہا

بس میں ابھی واپس آجاتی ہوں۔ تم اطمینان
سے یہاں آرام کرو۔

عمارہ وہاں سے نکل کر سیدھی اپنے جادوگر دوست گمباش
کے مکان کی طرف روانہ ہوگئی۔ جادوگر گمباش پہاڑی

کی دوسری جانب جنگل میں ایک جھونپڑی بنا کر رہتا
تھا کیونکہ جادو کے تجربے کرنے کے لئے یہ جگہ
بہت موزوں اور مناسب تھی جب وقت عمارہ اس
کے پاس پہنچی جادوگر گمباش ایک کھوپڑی اپنے
سامنے زمین پر رکھے اس کے ماتھے پر ہڈی کی نوک
سے لکیریں ڈال رہا تھا اور کچھ منتر بھی پڑھ رہا تھا۔
عمارہ کو دیکھ کر اس نے ہڈی ایک طرف رکھ دی اور بولا۔

آج ادھر کیسے آنا ہوگیا عمارہ؟ کیا تمہارے
مالک نے تمہیں سیر کرنے کی اجازت دے
دی ہے؟

عمارہ وہیں جادوگر گمباش کے پاس چٹائی پر بیٹھ گئی
اور اسے کیٹی کے بارے میں ساری داستان بیان
کر دی۔ گمباش تو خوشی سے اچھل پڑا۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو عمارہ؟

عمارہ نے کہا

اور کیا جھوٹ بول رہی ہوں؟ میں نے کیا
دوسری کنیزوں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ
اس لڑکی نے ہمارے آقا اور اس کے ساتھی
کو ہاتھ سے چھوا اور دونوں اچھل کر چھت سے
ٹکرائے اور پھر تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ بے شک

چل کر لاشیں دیکھ لو۔

گمباش بولا

نہیں نہیں مجھے تم پر اعتبار ہے اچھا وہ
غیبی طاقت والی لڑکی کہاں ہے ؟

عمارہ نے کہا

میں صرف تمہاری خاطر اسے اپنے گھر لے
آئی ہوں تم تھوڑی دیر بعد میرے گھر آکر اسے
اپنی آنکھوں سے دیکھنا۔ تمہیں ضرور اندازہ ہو
جائے گا کہ اس لڑکی کے اندر کوئی طلسمی
طاقت موجود ہے

گمباش جادوگر کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس
کے دولت مند بننے کے خواب پورے ہونے
کا وقت آگیا تھا۔ اس نے عمارہ سے کہا کہ وہ
دوپہر کے بعد اس کے گھر آئے گا

تم مجھے اپنا منہ بولا بھائی کہہ کر کیٹی سے
تعارف کرانا اسے بتانا کہ میں جڑی بوٹیوں
کا دھندا کرتا ہوں ٹھیک ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔ اب میں جاتی ہوں مجھے
اس کے لئے بازار سے کھانے پینے کے لئے
بھی کچھ خریدنا ہے۔

اتنا کہہ کر عمارہ کنیز اٹھی اور چل دی۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد جادوگر گمباش
بھی جھونپڑی سے نکلا اور وہاں سے سیدھا کپتان
کے مکان پر آگیا۔ وہاں لوگ کھڑے آپس میں باتیں
کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ کپتان اور اس کا ساتھی
مر چکے ہیں اور اسے کسی جادوگرنی نے ہلاک کیا
ہے۔ گمباش نے کپتان کے ایک بوڑھے غلام
کو ایک طرف لے جاکر پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے
ہوگیا ؟ بوڑھے غلام نے ستون کے پیچھے سے یہ
سارا تماشہ دیکھا تھا۔ اس تے گمباش کو بتایا کہ
کپتان کہیں سے ایک عورت کو اغوا کر کے لایا تھا
مگر وہ عورت کوئی جادوگرنی تھی۔ اس نے دونوں
کو موت کے گھاٹ اتارا اور فرار ہوگئی۔ جادوگروں
اور جادوگرنیوں پر اس زمانے میں کوئی مقدمہ نہیں
چلا کرتا تھا حکومت کے لوگ بھی ان سے ڈرا کرتے
تھے۔ اگر وہ کوئی واردات کر دیتے تھے تو ان
پر کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ لوگوں کو ہدایت
کی جاتی تھی کہ وہ جادوگروں کو اپنے قریب نہ
آنے دیں۔

جادوگر گمباش نے وہاں اپنے آپ کو شعبدہ باز

مداری کے طور پر مشہور کر رکھا تھا۔ سوائے عمارہ کے
اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ گمباش تھوڑا بہت جادو طلسم
بھی جانتا ہے۔ گمباش کو یقین ہوگیا کہ عمارہ نے جھوٹ
نہیں کہا تھا اور اس کے گھر میں جو لڑکی اس وقت
موجود ہے وہ جادوگرنی نہیں ہے تو اس کے اندر
کوئی طلسمی طاقت ضرور ہے۔ گمباش کو ایسی ہی
عورت کی تلاش تھی وہ خوشی خوشی عمارہ کے مکان کی
طرف چل دیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ ایک بھورے
بالوں اور نیلی آنکھوں والی خوبصورت لڑکی یعنی کیٹی
کرسی پر اطمینان سے بیٹھی ہے اور عمارہ اس کے
آگے میز پر پھل کاٹ کاٹ کر رکھ رہی ہے
جادوگر گمباش نے جاتے ہی وہاں کے رواج
کے مطابق سلام کیا اور بولا۔

آج مجھے فرصت تھی سوچا اپنی پیاری بہن
سے ہی جاکر مل آؤں۔

عمارہ نے سوچی سمجھی سکیم کے مطابق کیٹی سے گمباش
کا تعارف کراتے ہوئے کہا

بیٹی! یہ میرا منہ بولا بھائی گمباش ہے۔ یہ جڑی
بوٹیاں جنگل سے لاکر بازار میں بیچ کر گزارا
کرتا ہے۔

گمباش نے بڑا مسکین سا بن کر کیٹی کو ایک
بار پھر سلام کیا اور اس کے سر پر بزرگوں
کی طرح ہاتھ رکھ کر بولا۔

تم تو مجھے بالکل اپنی بیٹی کی طرح لگتی ہو۔
کیا نام ہے تمہارا بیٹی؟

کیٹی نے بھی بڑے ادب سے اپنا نام بتایا۔
گمباش تخت پر بیٹھ گیا اور عمارہ سے کہنے لگا
کہ کاروبار کا آج کل بڑا مندا ہے۔ عمارہ نے
اس کے آگے پھل کی پلیٹ رکھی۔

اس دوران جادوگر گمباش نے بڑی گہری
نظروں سے کیٹی کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ اس
لڑکی میں کوئی غیر معمولی بات ضرور ہے۔ اب گمباش
کیٹی پر اپنا طلسمی عمل کرنے کے لئے بالکل تیار ہوگیا۔
اس نے کسی بہانے سے عمارہ کو اندر بلاکر کہا کہ میں
سب سے پہلے اس لڑکی کو بے ہوش کرنا چاہتا ہوں

عمارہ آہستہ سے بولی۔

کیا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۴۶
جو کہ بعد میں ہے پڑھئے۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرأ
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

ماریا (۱۳۷)

بوتل میں بند ناگ

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
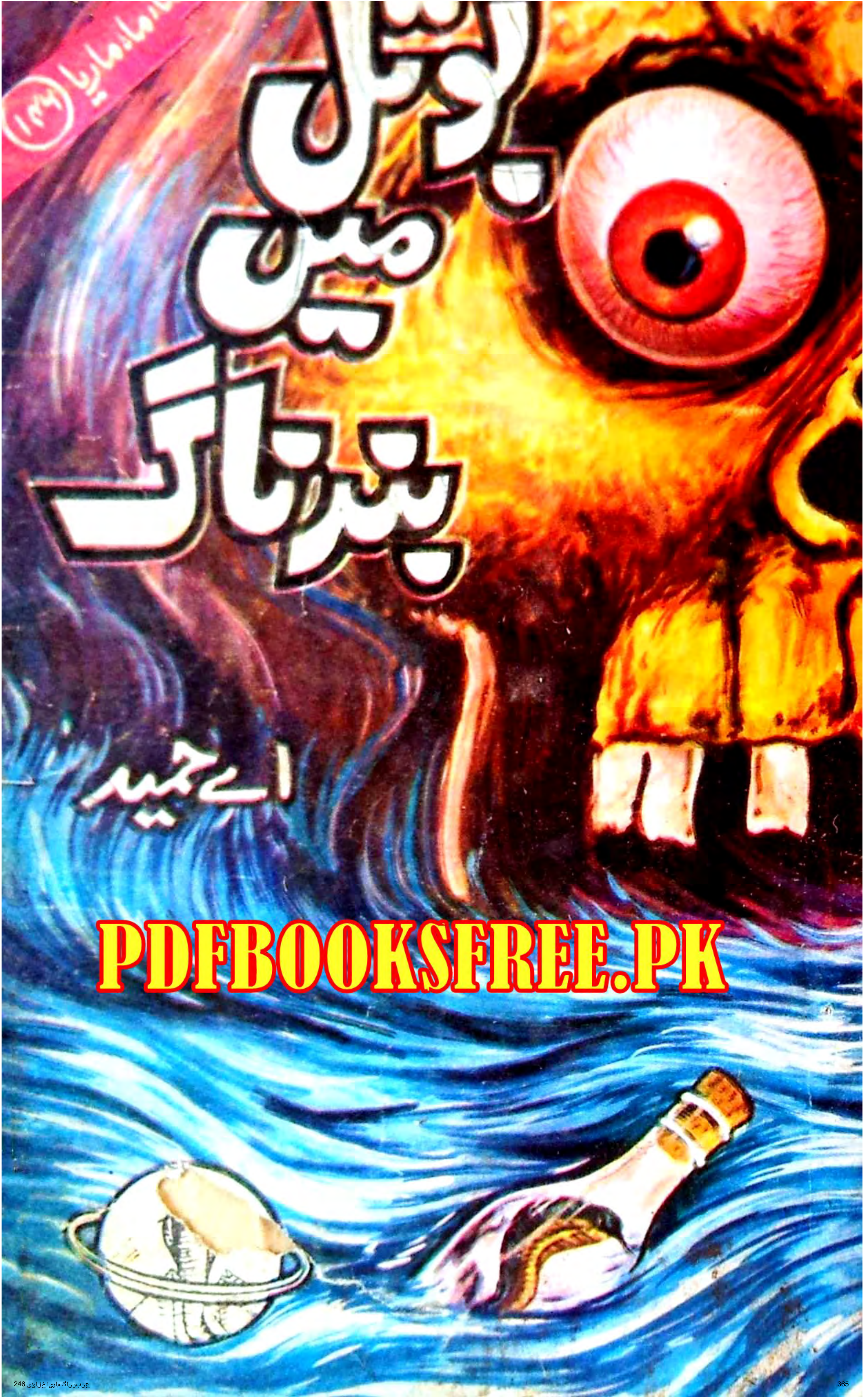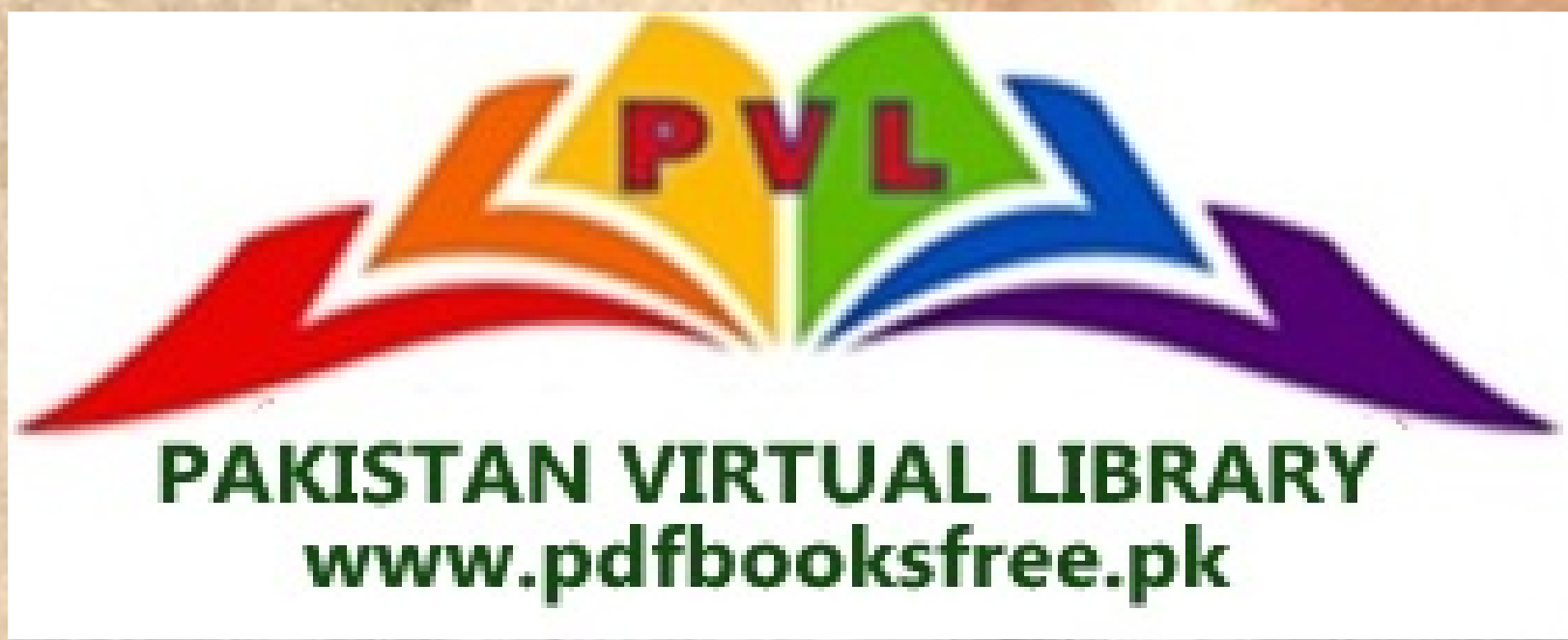
عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

بوتل میں بند ناگ

اے حمید

قیمت: ۵۰/۷ روپے

ناشر: مکتبہ اقراء ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ
طابع: [illegible] پرنٹرز [illegible] لاہور

پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی حیرت انگیز اور دلچسپ داستان جاری ہے۔ ان کا ایڈونچر سے بھرپور سفر بھی جاری ہے۔ بعض دوستوں نے ہمیں لکھا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کو خلائی سیاروں میں لے جائیں؛ کچھ دوست کہتے ہیں کہ عنبر ناگ ماریا کو آج کے کمپیوٹر کے دور میں لائیے۔ اکثر دوست یہی اصرار کرتے ہیں کہ عنبر ناگ ماریا پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرتے اچھے لگتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی رائے ہمیں ضرور لکھئے گا۔ تاکہ ہم عنبر ناگ ماریا تک آپ کی فرمائش پہنچا سکیں اور پھر دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ اور کس طرف سفر کرتے ہیں۔

آپ کا انکل

اے حمید
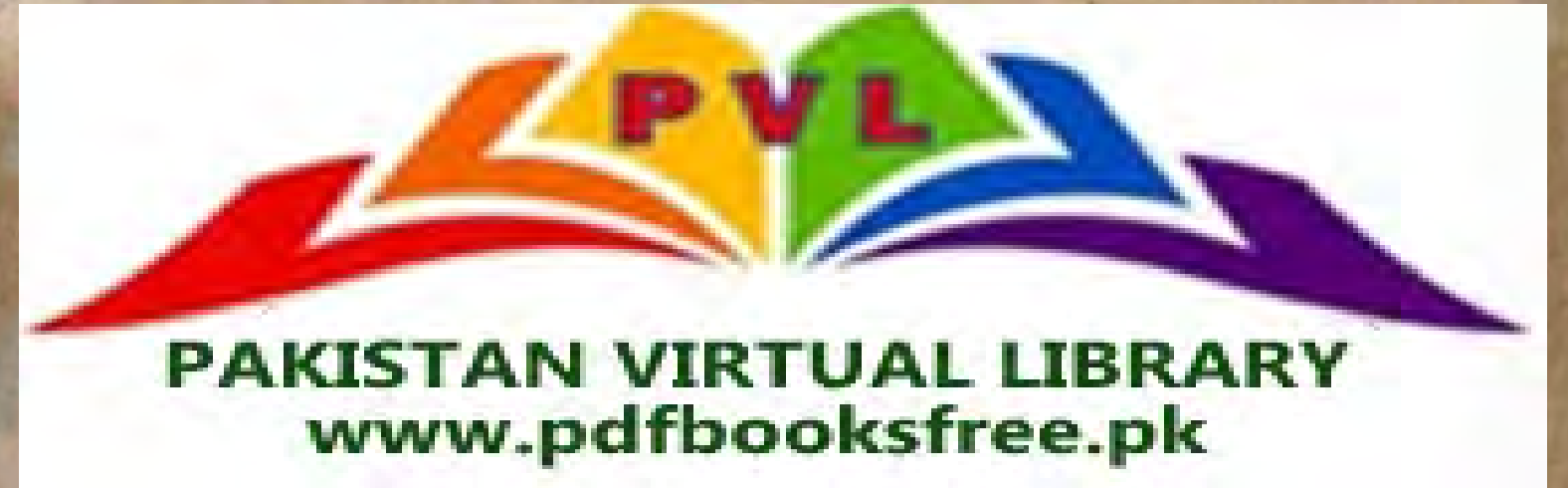
۴۵۴۔ این لالہ چمن سمن آباد لاہور

ترتیب

کالا چہرہ، گورا بدن

جادوگر گمباش نے کہا۔

"اِسے ایسی شے کھلاؤں گا کہ وہیں بے ہوش ہو جائے گی اب باہر آ جاؤ۔ کہیں کیٹی کو شک نہ پڑ جائے۔"

عمارہ کنیز جلدی سے باہر کیٹی کے پاس چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جادوگر گمباش بھی باہر آ کر کیٹی کے سامنے بیٹھ گیا اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ کیٹی کو جادوگر گمباش ایک عام سا آدمی لگا۔ اُس نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور ناگ عنبر کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر اُٹھتے ہوئے عمارہ سے کہا۔

"اچھا اب میں اپنے بھائی کی تلاش میں جاتی ہوں"

گمباش کو موقع ہاتھ آ گیا۔ جلدی سے پوچھا۔

"کیا تمہارا بھائی گم ہو گیا ہے بیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"گم تو نہیں ہوا بس راستہ بھول گیا ہے۔ مل جائے گا۔"
گمباشس جھٹ بولا۔

"تم بیٹھو میں ابھی زائچہ بنا کر بتا دیتا ہوں کہ تمہارا بھائی کہاں ہے۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ بولی۔

"کیا آپ زائچہ بنا لیتے ہیں؟"

"کیوں نہیں" عمارہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا "میرا بھائی تو ستاروں کا علم بھی جانتا ہے۔"

کیٹی نے سوچا شاید یہ زائچہ بنا کر ناگ عنبر ماریا کا کچھ پتہ بتا دے۔ اس نے گمباشس سے کہا کہ زائچہ بنا کر بتاؤ کہ میرا بھائی کہاں ہے۔

گمباشس نے اسی وقت زمین پر چند آڑی ترچھی لکیریں کھینچیں اور غور کرنے والا چہرہ بنا لیا۔ پھر اس نے کیٹی سے کہا۔

"مجھے کوٹھڑی کے اندھیرے میں جا کر کچھ منتر پڑھنے پڑھیں گے تب زائچہ بولے گا۔ زائچہ ابھی تک نہیں بول رہا۔ میں ابھی منتر پڑھ کر آتا ہوں۔"

یہ کہا اور جادوگر گمباشس اٹھ کر کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے اپنے سر کے چند بال کاٹ کر انہیں جلایا۔ ان کی راکھ ہتھیلی پر رکھ کر جادو کے چار پانچ منتر پڑھ کر ان پر آہستہ سے پھونک ماری۔ راکھ مٹھی میں بند کی اور ایک منٹ کے بعد باہر نکل آیا۔ کیٹی اس

کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ گمباشس بولا۔

"اب زائچہ اپنے آپ تمہارے بھائی کا پتہ بتا دے گا۔"

پھر وہ کیٹی کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"بیٹی! اس جگہ زمین پر جو خانہ بنا ہوا ہے اس پر آنکھیں بند کر کے انگلی رکھ دو۔"

کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور زمین پر ایک جگہ انگلی لگا دی۔ جادوگر گمباشس بولا۔

"جب تک میں نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔"

اور پھر وہ اونچی آواز میں کچھ منتر پڑھنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی مٹھی میں پکڑی ہوئی راکھ کو سامنے پڑے مٹی کے پیالے میں ڈال دیا اور کہا۔

"اب آنکھیں کھول دو۔"

کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ جادوگر گمباشس نے فوراً پیالے میں دو گھونٹ پانی ڈالا اور کیٹی کی طرف پیالہ بڑھا کر کہا۔

"اس پانی کو میں نے دم کر دیا ہے۔ اسے پی جاؤ۔ پینے کے بعد تمہاری آنکھوں میں تمہارے بھائی ناگ کی تصویر آ جائے گی اور وہ تمہیں خود بتا دے گا کہ میں کس شہر میں کہاں پر ہوں۔"

کیٹی کو ذرا بھی شک نہ ہوا۔ وہ انہیں اپنا ہی سمجھ رہی تھی۔ یہی

اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ کیونکہ ہمیں کبھی اتنی جلدی کسی اجنبی پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیٹی پیالے کا پانی پی گئی۔ پانی پیتے ہی اسے ایسا چکر آیا کہ سب سے پہلے اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا اور پھر اس کے بدن نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر وہیں ڈھیر ہو گئی۔

عمارہ حیران ہو گئی کہ گمباشں نے اسے اتنی جلدی کیسے بے ہوش کر لیا۔ جادوگر گمباشں جلدی سے اٹھا اور بولا۔

"عمارہ اس کو بوری میں ڈال کر ہمیں اپنی جھونپڑی میں لے جانا ہو گا۔ کہیں سے کوئی بوری نکالو۔"

عمارہ کوٹھڑی میں سے ایک خالی بوری لے آئی۔ انھوں نے مل کر بے ہوش کیٹی کو بوری میں بند کر دیا۔ گمباش نے اسے اٹھا کر عمارہ کے مکان کے صحن میں ایک طرف کھڑے گدھے کے اوپر لادا اور اسے ہنکاتا ہوا جنگل میں اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔

جھونپڑی میں پہنچ کر اس نے بوری اتاری۔ بے ہوش کیٹی کو جھونپڑی کے فرش پر لٹا یا۔ اس کے سرہانے کی طرف ایک دیا جلایا۔ اور اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر طلسمی منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ آدھ گھنٹے تک وہ تیز تیز منتر پڑھتا رہا۔ جب منتروں کا عمل پورا ہو گیا تو اس نے ایک تھالی میں تھوڑی سی ہرمل ڈالی۔ اسے آگ دکھائی ہرمل کو آگ دکھائی جائے تو اس میں سے دھواں نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ گمباش

نے ایک منٹ تک کیٹی کی ناک کے قریب لا کر ہرمل کی دھونی دی۔ ہرمل کا دھواں کیٹی کے سانس کے ساتھ اس کے جسم میں داخل ہوتا رہا۔ دھونی دینے سے کیٹی کے سانس کے ساتھ اس کے جسم میں داخل ہوتا رہا۔ دھونی دینے سے کیٹی کے اندر یہ تبدیلی آئی کہ اس کی پرانی یادداشت گم ہو گئی۔ اس کے بعد گمباشں جادوگر نے دوبارہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اب اس نے کیٹی کے ناک کے قریب لے جا کر تین بار زور سے پھونک ماری۔ اس پھونک سے یہ اثر ہوا کہ کیٹی کے خالی ذہن میں گمباش کے خیالات داخل ہو گئے۔ اس کے بعد گمباش نے لکڑی کے پرانے صندوق میں سے ایک پرانی کھوپڑی نکالی۔ یہ کھوپڑی افریقہ کی ایک سیاہ فام حبشی عورت کی تھی جس سے جادوگر گمباشں نے شادی کی تھی۔ شادی کے بعد جب مر گئی تو گمباشں نے اس کا سر کاٹ کر اس کی کھوپڑی نکال کر اپنے پاس رکھ لی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ اس کھوپڑی پر جادو کر کے اس سے بہت کام لے سکتا ہے۔ چنانچہ اب وہ وقت آ گیا تھا۔

جادوگر گمباشں نے اپنی مردہ بیوی کی کھوپڑی کو بے ہوش کیٹی کے سر کے اوپر ٹکا دیا۔ اب اس نے دوبارہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ گمباشں جادوگر کے پاس چلہ کاٹنے کے بعد صرف یہی ایک جادو تھا۔ جس کو وہ بڑی محنت سے کیٹی پر آزمانا چاہتا تھا اور آزما رہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کا جادو ضائع نہیں جائے

گا۔ جب اِسے منتر پڑھتے پڑھتے مزید ایک گھنٹہ گزر گیا تو اس نے
آنکھیں کھول کر کیٹی کے ماتھے کے اوپر ٹکی ہوئی اپنی سیاہ فام حبشی بیوی
کی کھوپڑی پر آہستہ سے پھونک ماری۔

پھونک کے لگتے ہی حبشی بیوی کی کھوپڑی نے ہلنا شروع کر دیا۔
گمباش کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ وہ کامیاب ہو گیا تھا۔ اب
وہ دنیا کے سامنے ایک ایسا عجوبہ پیش کرنے والا تھا جس کا کبھی
کسی کو یقین نہیں آ سکتا تھا۔ وہ اپنی بیوی کی کھوپڑی کو غور سے تکنے
لگا۔ کھوپڑی کچھ دیر تک ہلتی رہی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ
کیٹی کے سر کو اس طرح ڈھانپنا شروع کر دیا۔ جیسے کوئی سر پر ٹوپی
پہن کر اسے نیچے کھینچ لیتا ہے۔ پھر کھوپڑی نے کیٹی کے چہرے کو پورے
کا پورا ڈھانپ لیا۔ اب کیٹی کا گورا گورا نیلی آنکھوں والا چہرہ گمباش
کی حبشی بیوی کی کھوپڑی میں چھپ گیا تھا۔ پھر اس کھوپڑی پر کھال اور
سر پر بال اُگنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد کیٹی کے سر پر اس
کے اپنے چہرے کی بجائے گمباش کی سیاہ کالی حبشی بیوی کا سر لگا
ہوا تھا۔ کیٹی کا اپنا سر غائب ہو چکا تھا۔ کیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ اب
وہ ایک ایسی عورت بن چکی تھی جس کا سارا جسم گورا تھا مگر سر ایک
سیاہ فام حبشی عورت کا تھا۔

جادوگر گمباش نے اُچھل کر کامیابی کا نعرہ لگایا اور کیٹی کو کاندھے
پر ڈال کر جھونپڑی سے باہر روشنی میں لے آیا۔ وہ اِسے جھک کر

دیکھنے لگا۔ اس نے دنیا کا ایک انوکھا عجوبہ تیار کر لیا تھا۔ اس نے ایک
عورت تیار کر لی تھی جس کا سارا جسم گورا مگر چہرہ گردن تک سیاہ
کالا تھا۔ آج تک دنیا میں ایسی عورت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ جس کے
دو رنگ ہوں۔ یعنی جس کا جسم گورا ہو اور گردن تک چہرہ کالا سیاہ
ہو۔

جادوگر گمباش اب یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ اس عورت کیٹی کا ذہن بھی
اس کی بیوی کا بن گیا ہے کہ نہیں؟ اس نے چشمے سے پانی لا کر کیٹی کے
منہ پر چھینٹا مارا۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور گمباش
کی طرف دیکھا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

"میرے پیارے شوہر گمباش! میں بے ہوش ہو گئی تھی کیا؟"

گمباش کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ کیٹی کا دماغ اپنی بیوی
کے دماغ میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ اب ایک اور بات
کا یقین کرنا چاہتا تھا کہ کہیں کیٹی کو اس کا اپنا باقی جسم بھی گورا تو نظر نہیں
آتا۔ کیونکہ جادو کے اثر سے کیٹی کو اپنا باقی کا گورا بدن بھی کالا حبشی
عورت ایسا ہی نظر آنا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ اس کا چہرہ بن چکا تھا۔
گمباش نے کیٹی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی کلائی کی
طرف اشارہ کر کے کہا۔

"درشا کھا! تم اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں۔ تم گر پڑیں۔ دیکھو
تمہاری کلائی پر یہ خراش سی بھی آ گئی ہے۔"

درشا کھا جادو گمباش کی مرحوم بیوی کا نام تھا۔ کیٹی نے اپنی کلائی

کی طرف دیکھا۔ اِسے اپنی کلائی کا رنگ بالکل کالا نظر آیا۔ کیٹی کو اب کچھ
یاد نہیں رہا تھا کہ اس کا نام کیٹی ہے اور وہ ناگ عنبر تھیوسانگ
اور ماریا کی دوست ہے۔ اس کی کھوپڑی میں جادوگر گمباش کی بیوی وشاکھا
کا دماغ داخل ہو چکا تھا۔ اور وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ وشاکھا ہے
گمباش کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جنگل کی اس جھونپڑی میں کئی برسوں
سے رہ رہی ہے۔ جادوگر گمباش اپنی کامیابی پر پھولا نہیں سما رہا تھا۔ وہ
کیٹی کے جسم کو گورا دیکھ رہا تھا۔ دنیا کے ہر آدمی کو کیٹی کے جسم کا رنگ
گورا ہی نظر آئے گا۔ مگر کیٹی خود جب اپنے جسم کو دیکھے گی تو وہ اِسے
کالا دکھائی دے گا۔ کوئی اِسے لاکھ کہے کہ تمہارا چہرہ سیاہ مگر باقی بدن گو[را]
ہے تو کیٹی کو کبھی یقین نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ وہ تو اپنے جسم کے رنگ کو
کالا سیاہ دیکھ رہی تھی۔

جادوگر گمباش نے کیٹی کو بالکل اپنی بیوی کی طرح بلایا اور کہا۔

"وشاکھا! اب تو ہوش میں آگئی ہے۔ اُٹھ کر میرے لیے
گرم گرم قہوہ بنا کر رکھ۔ میں تیری سہیلی عمارہ کو لے کر آتا
ہوں۔ وہ تمہارے بے ہوش ہو جانے سے بڑی پریشان
تھی۔"

کیٹی نے وشاکھا کی آواز میں کہا۔

"ابھی بناتی ہوں۔ مگر تو جلدی آجا۔ تیرے بغیر میں اُداس
ہو جاؤں گی۔"

گمباش جادوگر ہنستا ہوا گدھے پر سوار ہو کر چلا گیا۔

عمارہ کو جا کر جب اس نے یہ بات سنائی تو عمارہ کو پہلے یقین نہ آیا۔
جادوگر گمباش نے کہا۔

"تو خود چل کر کیٹی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ۔ اس کا گورا جسم کیٹی
ہی کا ہے۔ تو اسے صاف پہچان لے گی مگر اس کا سر میری
مردہ بیوی وشاکھا کا ہے۔ جسم گورا اور چہرہ کالا سیاہ
—— جب میں اس انوکھی عورت کی نمائش کروں گا۔ تو لوگ
مجھ پر سونے کے سکوں کی بارش کر دیں گے۔ آج تک کبھی کسی
نے ایسی عورت نہیں دیکھی ہوگی۔ چل میرے ساتھ ——
اور کیٹی کا ذہن بھی میں نے بدل دیا ہے وہ اپنے آپ کو میری
بیوی ہی سمجھتی ہے۔"

عمارہ جب کیٹی کی جھونپڑی کے پاس آئی تو دیکھا کہ واقعی سامنے دُنیا
کا آٹھواں عجوبہ چولہے کے آگے بیٹھا قہوہ تیار کر رہا تھا۔ یہ کیٹی تھی۔ جسم
گورا اور چٹا سفید کیٹی کا تھا مگر چہرہ حبشی عورت کا بالکل سیاہ کالا تھا۔
بال بھی حبشی عورتوں ایسے گھنگھریالے تھے۔ عمارہ کو دیکھ کر کیٹی مسکرائی

"بہن عمارہ! میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ گمباش کہتا ہے
کہ تم بھی بڑا فکر کر رہی تھیں۔"

عمارہ اس کے قریب بیٹھ گئی اور بولی۔

"ہاں بہن وشاکھا۔ مجھے فکر تو ہونی ہی تھی۔ آخر تم میرے

پیارے منہ بولے بھائی گمباشس کی بیوی وشاکھا ہو۔"
کیٹی نے ہنس کر کہا۔
"کیوں نہیں۔ میں تمہارے بھائی کی بیوی وشاکھا ہی ہوں
اور تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم نے میرے بارے میں
فکر کی۔ اب میں ہوش میں آگئی ہوں۔ گمباشس نے
جانے کون سی دوا پلائی کہ ایک دم سے اچھی بھلی ہو گئی۔
لو۔ قہوہ پیو۔"
گمباشس بھی قریب ہی بیٹھ گیا۔ اور وہ تینوں مٹی کی پیالیوں میں
گرم گرم قہوہ پینے لگے۔ عمارہ نے گمباشس کے اشارے پر یہ تصدیق بھی
کر لی کہ کیٹی کا صرف پورے کا پورا سراور دماغ ہی نہیں بدل گیا تھا
بلکہ اِسے اپنا جسم گورا نہیں بلکہ کالا سیاہ ہی نظر آتا تھا۔ یہ جادوگر
گمباشس کی بہت بڑی کامیابی تھی اور عمارہ کو یقین تھا کہ اگر گمباشس
اسے تو یہ تاز یا ایران کے بادشاہ کے دربار میں کیٹی کو پیش کر کے
بہت دولت اور انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بعد
میں عمارہ نے گمباشس سے کہا کہ وہ اِسے بھی اپنے ساتھ رکھے اور کیٹی
کو ایران کے بادشاہ کے دربار میں پیش کرے۔ بادشاہ ایسے عجیب
کو دیکھ کر کہ جس کا جسم گورا اور سر کے اوپر چہرہ اصلی کالا ہے گمباشس
کو مالا مال کر دے گا۔ گمباشس نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ ایک ہی بار اس قیمتی شے کو کسی بادشاہ کے

حوالے کر کے ساری زندگی کے لیے فارغ ہو جاؤں۔ میں
تو کیٹی کے اِس عجوبے کی دنیا بھر کے ملکوں میں نمائش کروں گا
اور اتنا کماؤں گا کہ تم دنگ رہ جاؤ گی۔"
عمارہ کہنے لگی۔
"یہ تو کمال کا منصوبہ ہے گمباشس! کیا تم مجھے یہاں اکیلی چھوڑ
جاؤ گے؟"
گمباشس نے کہا۔
"تم میری دوست اور ہمدرد ہو اور پھر اب میری راز
دار بھی بن گئی ہو۔ بھلا تمہیں میں اکیلی کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟
تم میرے ساتھ ہی رہو گی۔ ہم کل منہ اندھیرے کیٹی کو لے
کر یہاں سے سپارٹا شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ کیونکہ سپارٹا
کے لوگ جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے کرتب بڑے
شوق سے دیکھتے ہیں۔"
عمارہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تیار ہو گئی۔ رات کو گمباشس
کی بیوی یعنی کیٹی نے گمباشس سے پوچھا کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر سپارٹا
کیوں جانا چاہتا ہے؟"
گمباشس کہنے لگا۔
"وشاکھا! تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میرے ایک جادو کی
وجہ سے تمہارا آدھا جسم کالا اور آدھا گورا ہو گیا ہے۔"

وشاکھا کیٹی نے تعجب سے اپنے جسم پر نگاہ ڈالی۔ مگر اسے اپنا جسم گورا ہی نظر آیا۔ کہنے لگی۔

"مجھے تو اپنا جسم بالکل کالا نظر آتا ہے۔ میں تو ساری کی ساری کالی ہوں"

گمباش بولا۔

"یہی تو میرے جادو کا کمال ہے۔ لوگوں کو تمہارا آدھا جسم کالا اور آدھا گورا نظر آئے گا۔ اور ایسی عورت دنیا میں سوائے تمہارے اور کہیں نہیں ہے"

وشاکھا کیٹی نے پوچھا

"تو تم کیا چاہتے ہو؟"

گمباش نے کہا۔

"وشاکھا! ہم سپارٹا جا کر تمبو لگائیں گے۔ اور تمہاری نمائش کریں گے۔ لوگ ایک دو رنگی عورت کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے اور ہم خوب دولت کمائیں گے۔ ذرا سوچو تمہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ بس تم تمبو کے اندر کرسی پر بیٹھی رہو گی"

وشاکھا مسکرانے لگی۔ وہ اپنے خاوند گمباش کی بڑی وفادار تھی۔ اگرچہ وہ کیٹی ہی تھی۔ اس کا گردن سے نیچے کا سارا جسم کیٹی کا تھا۔ مگر اس کی کھوپڑی وشاکھا یعنی گمباش کی بیوی کی تھی۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تم مجھ پر طلسم کر کے دولت کمانا چاہتے ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"

گمباش نے کہا۔

"میری دوست عمارہ بھی ہمارے ساتھ رہے گی۔ وہ نمائش کی دیکھ بھال اور بندوبست کرنے میں ہماری مدد کرے گی"

وشاکھا یعنی کیٹی خاموش رہی۔

اسی روز منہ اندھیرے گمباش جادوگر نے اپنی بیوی وشاکھا یعنی کیٹی اور رازدار کنیز اور پرانی دوست عمارہ کو ساتھ لیا اور یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ ایک گھوڑا گاڑی پر بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ اونچے نیچے پہاڑی میدانوں میں سے وہ سارا دن گزرتے رہے۔ شام ہوئی تو وہ یونان کے دارالسلطنت ایتھنز پہنچ گئے۔ عمارہ نے گمباش کو مشورہ دیا کہ آج کل ایتھنز میں ایک میلہ لگا ہوا ہے اور دوسرے شہروں سے بھی لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہم سپارٹا سے پہلے اس شہر میں وشاکھا کی نمائش لگائیں؟ گمباش نے دیکھا کہ ایتھنز کے شہر میں بڑی رونق تھی۔ بازاروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ ایک میدان میں سرکس والوں نے اپنے تمبو لگا رکھے تھے۔ گمباش کو عمارہ کی تجویز پسند آگئی۔ چلتے وقت گمباش نے اپنی نقلی بیوی وشاکھا یعنی کیٹی کے سارے بدن پر سیاہ چادر اس طرح اوڑھا دی تھی کہ

اس کا گورا جسم کہیں سے بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ہاتھوں پہ بھی اس نے
دستانے پہنا دیئے تھے۔ صرف اس کا کالے رنگ والا چہرہ ہی خالی تھا۔
وہ نہیں چاہتا تھا کہ بغیر ٹکٹ کے کوئی آدمی وشاکھا کیٹی کا جسم دیکھے
جو گورا تھا۔

گمباش نے ایتھنز میں ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور جس میدان
میں سرکس اور کھیل تماشہ دکھانے والوں کے خیمے لگے تھے وہیں
ایک طرف اپنا خیمہ لگا دیا اور وشاکھا سے کہا کہ وہ خیمے سے ہرگز
باہر نہ نکلے۔ ایک چھوٹا سا خیمہ اس نے ساتھ ہی بنا دیا جہاں ایک
لکڑی کا تخت رکھ دیا۔ دوسرے روز وہاں وشاکھا کیٹی کو بٹھا کر
وہ اس کی نمائش کے لیے ٹکٹ لگانے والا تھا۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ماریا اور تھیوسانگ بھی اس وقت
ایتھنز ہی کے شہر میں یودوکا کے مکان پہ رہ رہے تھے اور کیٹی اور
ناگ کی تلاش میں تھے۔ جونہی کیٹی ایتھنز میں وشاکھا کی شکل میں داخل
ہوئی سب سے پہلے ماریا نے اس کی خوشبو محسوس کی اور خوشی سے
بولی۔

"عنبر تھیوسانگ! مجھے کیٹی کی خوشبو آنے لگی ہے۔"

اب جو عنبر اور تھیوسانگ نے سانس لے کر دیکھا۔ تو واقعی فضا
میں کیٹی کی خوشبو تھی۔ وہ تو خوشی سے اچھل پڑے۔

"چلو اس خوشبو کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ خدا کا شکر

ہے کہ ناگ نہیں ملا تو کم از کم کیٹی تو اس شہر میں آگئی۔"

شام کا وقت تھا۔ عنبر اور ماریا اور تھیوسانگ، یودوکا کے گھر سے
سیر کرنے کا بہانہ بنا کر نکلے اور کیٹی کی خوشبو کے تعاقب میں چل پڑے۔
یہ خوشبو انہیں شہر سے باہر اس میدان میں لے آئی جہاں سرکس والوں نے
اپنے خیمے لگا رکھے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ میدان میں آتے ہی رک گئے۔
عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ایسا کرو ماریا کہ تم کیٹی کی خوشبو کے پیچھے جا کر دیکھو کہ کیٹی
یہاں کس خیمے میں ہے؟ کیونکہ خوشبو ان خیموں کی طرف سے
آ رہی تھی۔ معلوم کرو کہ وہ کس حال میں ہے۔ کیونکہ لگتا
ہے کہ اسے ہماری خوشبو نہیں آ رہی۔ ورنہ وہ ہماری خوشبو
پا کر فوراً خیمے سے باہر نکل آتی۔"

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ کیٹی کو عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی
خوشبو نہیں آئی تھی۔ اس لیے اگرچہ اس کا جسم کیٹی ہی کا تھا مگر سر کے اوپر
کھوپڑی جادوگر گمباش کی مرحوم بیوی وشاکھا کی تھی۔ اور چہرہ بھی وشاکھا
ہی کا تھا۔ اور چہرے کا رنگ بھی کالا سیاہ تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور
تھیوسانگ اس کا چہرہ دیکھ کر کبھی نہیں پہچان سکتے تھے۔ کہ یہ کیٹی
ہے۔ ہاں اس کا اگر گورا جسم دیکھتے تو پہچان سکتے تھے۔ مگر وشاکھا
یعنی کیٹی نے گمباش کے کہنے پر اپنا گورا جسم کالی چادر سے سارے کا
سارا ڈھانپ رکھا تھا۔

ماریا، کیٹی کی خوشبو لیتی آخر گمباش کے خیمے میں آ گئی۔ گمباش اور
عمارہ خیمے میں تخت پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ باہر لیمپ جل رہا تھا
وشاکھا یعنی کیٹی چولہے کے پاس بیٹھی تھالیوں میں کھانا ڈال رہی تھی۔
نے خیمے میں داخل ہوتے ہی عمارہ کو دیکھا وہ کیٹی نہیں تھی۔ پھر اس
چولہے کے پاس بیٹھی عورت کو دیکھا۔ اس کا چہرہ کالا اور بال کالے گھنگ
تھے۔ یہ بھی کیٹی نہیں تھی۔ ماریا نے سوچا۔ حالانکہ وہی کیٹی تھی۔ مگر چونکہ
اس کا چہرہ۔ بدل چکا تھا اس لیے ماریا اسے پہچان نہیں سکتی تھی۔ اس
نے اپنا گورا جسم بھی جو اصل میں کیٹی کا جسم تھا۔ سیاہ چادر سے ڈھ
رکھا تھا۔ ماریا تو اِسے بالکل ہی نہیں پہچان سکتی تھی۔ ماریا نے اب
کیٹی کی خوشبو کا سہارا لے کر یہ پتہ لگانا چاہا کہ یہ خوشبو کہاں سے آر
ہے؟ کیٹی کی خوشبو اُسے چولہے کے پاس بیٹھی کھانا ڈالتی عورت وشا
کے پاس لے گئی۔ کیٹی کی خوشبو اسی عورت کے جسم سے آ رہی تھی۔
ماریا بڑی حیران ہوئی کہ اگر یہ کیٹی نہیں ہے تو پھر اس کے جسم
کیٹی کی خوشبو کیوں آ رہی ہے؟ کیسے آ رہی ہے؟ ماریا نے قری
سے جا کر سونگھا۔ کیٹی کی خوشبو اسی عورت وشاکھا کے جسم سے آ
تھی۔ ماریا تو پریشان ہو گئی۔ چونکہ ماریا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا
لیے اس نے بڑے قریب سے ہو کر وشاکھا کا چہرہ دیکھا۔
ایک کالی حبشی عورت کا چہرہ تھا۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ ناک مو
اور چپٹی تھی۔ یہ کسی طرح سے بھی کیٹی نہیں تھی۔ ماریا ذرا پرے ہ

کہ کھڑی ہو گئی۔ جادوگر گمباش نے اس عورت کو وشاکھا کے نام
سے بلایا۔ اب ماریا کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ عورت جس کے جسم
سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اس آدمی گمباش کی بیوی ہے۔ اور دوسری
عورت کا نام عمارہ ہے جو اِن کی دوست یا رشتے دار ہے۔ جب
س سے زیادہ ماریا کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا تو وہ خیمے سے باہر نکل کر
سیدھی عنبر اور تھیوسانگ کے پاس پہنچی۔ سارا حال جا کر انہیں بتایا۔
وہ بھی بڑے حیران ہوئے۔ عنبر نے کہا۔

"تمہیں وہاں ٹھہر کر معلوم کرنا چاہیئے تھا کہ آخر یہ لوگ یہاں کیسے آئے ہیں؟ یہ میدان تو کھیل تماشہ دکھانے والوں کا ہے۔ کیا یہ لوگ بھی کوئی سرکس یا کھیل تماشہ دکھانے والے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"وہ تو میں ابھی جا کر معلوم کر لیتی ہوں مگر یہ معمّہ کیسے حل ہو گا کہ ایک کالی حبشی عورت کے جسم سے کیٹی کی خوشبو کیسے آنے لگی؟"

تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے اس میں کسی طلسم یا جادو کا دخل ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اتفاق سے اس عورت کے جسم کی خوشبو کیٹی کی خوشبو سے مل گئی ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا۔ پھر اب کیسے ہو سکتا ہے"؟

اس کے بعد اُس نے ماریا سے کہا کہ وہ خیمے میں جا کر معلوم کرے کہ یہ عورت جس کا نام وشاکھا ہے اپنے خاوند کے ساتھ یہاں کس لیے آئی ہے اور انہوں نے سرکس والوں کے خیموں کے پاس اپنا خیمہ کیوں لگایا ہے؟ ماریا نے کہا۔

"ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں"

ماریا تیزی سے واپس وشاکھا کیٹی کے خیمے میں آ گئی۔ اس وقت وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔ ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وشاکھا نام کی جس حبشی عورت کے جسم سے کیٹی کی خوشبو آ رہی ہے اس کے دونوں ہاتھ گورے ہیں۔ کیونکہ وشاکھا کیٹی اس وقت ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی۔ یہ ایک عجیب بات ماریا کو دکھائی دی تھی۔ وہ وشاکھا کے بالکل قریب آ گئی۔ اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ کیونکہ غور سے دیکھنے سے اسے محسوس ہوا کہ یہ گورے ہاتھ کیٹی کے ہیں۔ وہ کیٹی کے گورے اور لمبی لمبی انگلیوں والے ہاتھوں کو بھلا کیسے بھول سکتی تھی۔ دوسری جس بات پر وہ پریشان تھی یہ تھی کہ اگر اس عورت کا چہرہ حبشی عورتوں ایسا کالا سیاہ ہے تو اس کے ہاتھ کیسے گورے ہیں؟

وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے خاوند جادوگر گمباش نے

کھانا کھاتے ہوئے وشاکھا سے کہا۔

"وشاکھا! اس وقت تم کھانا کھا رہی ہو مگر کھانا کھانے کے فوراً بعد اپنے گورے گورے ہاتھ دستانوں میں چھپا لینا۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وقت سے پہلے کسی کو یہ راز معلوم ہو کہ تمہارے چہرے کا رنگ سیاہ اور جسم کا رنگ گورا ہے"۔

وشاکھا نے ہنس کر کہا۔

"کہاں میرا جسم گورا ہے۔ مجھے تو اپنے ہاتھ اور جسم بھی چہرے کے رنگ کی طرح بالکل کالا دکھائی دے رہا ہے"۔

گمباش قہقہہ لگا کر بولا۔

"صرف تمہیں اپنا جسم کالا دکھائی دیتا ہے۔ باقی سب لوگوں کو تمہارا صرف چہرہ کالا نظر آئے گا۔ اور باقی سارا جسم گورا دکھائی دے گا"۔

وشاکھا کیٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

"یہ جادو تو میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔ لگتا ہے تم کسی طلسم کی مدد سے لوگوں کی نگاہوں پر قابو کر لو گے"۔

عمارہ بولی۔

"یہی تو گمباش کے جادو کا کمال ہے کہ سوائے تمہارے سب کو تمہارا جسم گورا اور چہرہ کالا دکھائی دے گا"۔

ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ عورت اصل میں کیٹی ہو اور

اس آدمی گمباش نے اس پر جادو کر رکھا ہو اور جادو کے اثر سے اس کا چہرہ بدل کر سیاہ اور جسم ویسے ہی گورا رہنے دیا ہو؟ ماریا اب اس عورت کا باقی جسم دیکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ کیا واقعی یہ کیٹی کا جسم ہے۔ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ جب وشاکھا کیٹی کھانا کھا چکی تو ماریا نے پیچھے سے آکر اس کی کمر پر زمین سے گھاس کا سخت تنکا اُٹھا کر آہستہ سے پھیرا۔ وشاکھا نے ہاتھ اُلٹا کر کے انگلی سے کمر پر کھجلی کی۔ ماریا نے ایک بار پھر تنکے کو اس کی کمر پر پھیرا۔

وشاکھا پریشان ہو کر کمر کھجاتی ہوئی اُٹھی اور بولی۔

"معلوم ہوتا ہے میرے کرُتے کے اندر کوئی چیونٹا گھس گیا ہے۔ میں ابھی اندر جا کر قمیض جھاڑ کر آتی ہوں"

وشاکھا کیٹی تیزی سے دوسرے چھوٹے خیمے میں چلی گئی۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ خیمے میں آتے ہی وشاکھا کیٹی نے چادر اتاری اور پھر قمیض بھی اتار دی۔ اور اسے زور زور سے جھاڑنے لگی۔ ماریا یہ دیکھ کر ہکی بکی رہ گئی کہ اس سیاہ فام چہرے والی حبشی عورت کا باقی کا سارا گورا چٹا تھا۔ ماریا نے پہچاننے میں ذرا سی بھی غلطی نہ کی کہ یہ جسم کیٹی کا تھا۔ ماریا تو حیرت میں ڈوب گئی۔ یا خدا یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ جسم کیٹی کا ہے مگر اس کے اوپر سر ایک حبشی سیاہ فام عورت کا لگا ہوا ہے؟

ماریا تیزی سے خیمے سے نکلی اور سیدھی عنبر تھیوسانگ کے پاس آگئی۔ انہیں جب یہ ماجرا سنایا تو عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ تھیو سانگ بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ کیٹی ہی ہے۔ اس شخص نے جادو کے ذریعے اس کا سر بدل دیا ہے۔ اور اب اس کی نمائش کر کے لوگوں سے پیسے بٹورنا چاہتا ہے"

ماریا نے کہا۔

"مگر اس نے ایسا کیوں کیا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اس جادوگر نے کیٹی کا سر کاٹا نہیں ہو گا۔ کیونکہ اگر وہ سر کاٹتا تو کیٹی کا باقی کا جسم زندہ نہیں رہ سکتا تھا"

ماریا نے کہا۔

"اگر اس جادوگر نے کیٹی کا سر نہیں کاٹا تو پھر وہ کہاں چلا گیا؟ کیونکہ کیٹی کے جسم پر جو سر لگا ہوا ہے۔ وہ تو حبشی عورت کا سر ہے"

عنبر بولا۔

"ہمیں خود چل کر کیٹی کو دیکھنا ہو گا"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں مسافر بن کر وہاں جانا چاہیئے۔ ہم یہی ظاہر کریں گے کہ وہاں میلہ دیکھنے آئے ہیں اور ہمیں پیاس لگی تو پانی پینے آ گئے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

عنبر تھیوسانگ اور ماریا میدان کنارے سے اُٹھے اور ماریا کے بتاتے پر اس چھوٹے سے خیمے کی طرف بڑھے جس کے اندر کیٹی ایک عجیب روپ میں موجود تھی۔ خیمے کے باہر ایک لیمپ روشن تھا۔

کیٹی غائب ہو گئی

عنبر اور تھیوسانگ خیمے کے آگے رک گئے۔

اس وقت گمباشس باہر نکل کر ہاتھ دھو رہا تھا اور ورشاکھا کیٹی یعنی اس کی نقلی بیوی اور اصلی کیٹی اس کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی۔ ماریا نے عنبر کے قریب ہو کر کہا۔

"یہی کیٹی ہے۔"

گمباشس نے عنبر اور تھیوسانگ کو دیکھا تو پوچھا۔

"کیا بات ہے بھائی؟ کس سے ملنے آئے ہو؟"

عنبر کے ذہن میں ایک اسکیم آگئی تھی۔ اس نے کہا۔

"بھائی صاحب! میرا نام عنبر ہے۔ یہ میرا بھائی تھیوسانگ ہے۔"

گمباشس کپڑے سے منہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

"تو پھر میں کیا کروں؟"

عنبر بولا۔

"بات یہ ہے کہ میں میلے میں لوگوں کے سامنے ایک تماشہ دکھانا چاہتا ہوں مگر مجھے پتہ نہیں کہ یہاں کس آدمی سے

ملوں کہ جو میرے تماشہ دکھانے کا انتظام کرے۔"

گمباش بے نیازی سے بولا۔

"تم کیا تماشہ دکھاؤ گے میاں؟ کیا تم آگ پر چل سکتے ہو؟"

عنبر نے فوراً کہا۔

"جی ہاں بھائی صاحب۔ میں آگ پر چل سکتا ہوں۔ میرے پاس یہی ایک کرتب ہے۔ میں یہ کرتب دوسرے شہروں میں بھی دکھا چکا ہوں۔"

گمباش کا لہجہ فوراً بدل گیا۔ روپے پیسے کا لالچی آدمی تھا۔ سوچا کہ اس شخص کی مدد سے بھی روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ جلدی سے تخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹھو میاں۔ یہاں بیٹھو۔ کیا تمہارا یہ بھائی بھی کوئی کرتب جانتا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"جی نہیں۔ میرا بھائی تھیوسانگ کوئی کرتب نہیں جانتا صرف میرے پاس آگ پر چلنے کا کرتب ہے جو میں یہاں لوگوں کو دکھا کر چار پیسے کمانا چاہتا ہوں۔"

اتنے میں ماریہ بھی باہر آگئی۔ گمباش نے عنبر کا تعارف اس سے کرایا اور کہا۔

"اس کا نام عنبر ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں آگ پر چلنے کا کرتب

جانتا ہوں۔"

عنبر اور تھیوسانگ تخت پر بیٹھ گئے۔ ماریا ان کے قریب ہی کھڑی رہی۔ اس اثنا میں عنبر اور تھیوسانگ نے بڑی گہری نگاہوں سے گمباش کی بیوی وشاکھا کو دیکھا۔ اس کا چہرہ بالکل کالی حبشی عورت کا تھا۔ جسم کالی چادر میں چھپا ہوا تھا۔ ہاتھوں پر دستانے تھے۔ اس کے جسم سے بڑی صاف کیٹی کی خوشبو آرہی تھی۔ گمباش نے عنبر سے پوچھا۔

"بھائی عنبر! میں بھی یہاں لوگوں کو ایک عجیب و غریب کرتب دکھانے آیا ہوں۔ میں تمہیں بھی اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہوں۔ مگر میری ایک شرط ہے؟"

عنبر نے پوچھا۔

"وہ شرط کون سی ہے جناب"

گمباش بولا۔

"شرط یہ ہے کہ تمہارے کرتب سے جو آمدنی ہوگی اس میں سے آدھی رقم میری اور آدھی تمہاری ہوگی۔ اگر تمہیں منظور ہے تو میں تمہیں اپنے ساتھ شامل کرنے کو تیار ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

ماریا اور تھیوسانگ کو عنبر کی یہ اسکیم بہت پسند آئی۔ اس

کی وجہ سے وہ کیٹی کے جسم اور کیٹی کی خوشبو والی عورت کے پاس زیادہ سے زیادہ دیر تک رہ کر اس معمے کو حل کر سکتے تھے۔ گمباش نے عنبر اور تھیوسانگ سے بڑی خوشی خوشی ہاتھ ملایا اور بولا۔

"میرا نام گمباش ہے۔ یہ میری بیوی وشاکھا ہے اور یہ میری دوست عمارہ ہے۔ ہمارا خیمہ چھوٹا ہے تم دونوں اس میں نہیں رہ سکتے۔ ایسا کرتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے خیمے کے پیچھے ایک چھوٹا سا خیمہ لگا دیتا ہوں۔ تم دونوں بھائی اس میں رہو گے۔ ٹھیک ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"شکریہ گمباش بھائی۔ تم نے ہماری بہت بڑی پریشانی دور کر دی۔ کرتب تو میرے پاس تھا مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اکیلا یہ کرتب کیسے دکھاؤں گا"

وشاکھا خیمے کے اندر چلی گئی۔ عمارہ اور گمباش وہیں بیٹھ گئے۔ گمباش نے عنبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم آگ پر کیسے چلتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی جادو ہے؟"

عنبر بولا۔

"نہیں بھائی۔ جادو تو نہیں ہے بس ایک خاص منتر ہے۔ جس کو پڑھ کر میں آگ پر چل پڑتا ہوں اور اس منتر کی وجہ سے آگ مجھ پر اثر نہیں کرتی"

گمباش خاموش رہا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"گمباش بھائی! تمہارے پاس کون سا کرتب ہے؟"

گمباش ہنس کر بولا۔

"یہ تمہیں وقت پر بتاؤں گا۔ بلکہ کل جب میں اپنے کرتب کو لوگوں کے سامنے پیش کروں گا۔ تو تم بھی اسے دیکھ لو گے"

اس کے بعد گمباش نے اندر سے ایک خیمے کا کپڑا نکالا اور اسے عنبر کی مدد سے اپنے خیمے کے پیچھے جا کر لگا دیا۔ عنبر اور تھیوسانگ اس خیمے میں آ گئے۔ زمین پر دری بچھا دی گئی تھی۔ دونوں دری پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"عنبر بھیا! تم نے ایسی ترکیب لڑائی ہے کہ میں تو حیران رہ گئی۔ اس طرح تو ہم کیٹی کے قریب رہ سکیں گے"

تھیوسانگ نے بھی عنبر کی اسکیم کی تعریف کی۔ پھر کہنے لگا۔

"ماریا! تم نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ اس عورت کا جسم تو ہو بہو کیٹی کا ہے۔ مگر سر حبشی عورت کا ہے اگرچہ اس نے ہاتھوں پر دستانے پہن رکھے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اس کا جسم گورا ہو گا"

ماریا نے کہا۔

"تم خود کل دیکھ لینا جب یہ جادوگر گمباش لوگوں کے
سامنے اس کی نمائش کرے گا۔"
عنبر کہنے لگا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیٹی ہے۔ تو اس کا سر حبشی عورت
کا کیسے لگا دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کی یادداشت
بھی ختم ہو چکی ہے۔ اس نے ہماری خوشبو بھی محسوس
نہیں کی اور ہمیں پہچانا بھی نہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا۔

"یہ اس جادو کا اثر ہے جو اس گمباش نے اس پر
کر رکھا ہے۔ بہرحال اس معمے کو ہمیں ہر حالت میں
حل کرنا ہوگا۔ اور سب سے پہلے ہمیں اس عورت وشاکھا
یا کیٹی سے بات کرنی ہوگی۔ ممکن ہے وہ کوئی بات ہمیں
بتا دے۔"
عنبر نے کہا۔

"یہاں آ گئے ہیں تو کیٹی سے بات بھی کر لیں گے صبح
ہونے دو ذرا۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔"
ماریا کہنے لگی۔

"اگر یہ کیٹی ہی ہے تو ناگ کہاں ہوگا؟ ناگ تو کیٹی کے
ساتھ ہی تھا۔"

تھیوسانگ بولا۔
"ہو سکتا ناگ پر بھی کوئی طلسم کر دیا گیا ہو یا پھر وہ کسی
دوسری مصیبت میں کہیں پھنس گیا ہو۔ مگر سب سے پہلے
ہمیں کیٹی کا راز حل کرنا ہوگا۔"
رات اسی طرح باتیں کرتے گزر گئی۔

دوسرے روز میدان میں جگہ جگہ کھیل تماشے والوں نے
اپنا کام شروع کر دیا۔ کہیں کوئی آدمی تنی ہوئی رسی پر چل رہا تھا۔
تو کوئی قلا بازیاں لگا کر لوگوں کو خوش کر رہا تھا۔ لوگ خوش ہو
کر ان کی طرف چاندی کے سکے پھینک رہے تھے۔ سرکس والے
اپنے تمبو کے اندر جانوروں کے تماشے دکھا رہے تھے۔ گمباش
نے بھی اپنے خیمے کے ساتھ والے خیمے کے اندر وشاکھا یعنی کیٹی کو
تخت پر بٹھا دیا تھا۔ باہر ماریا پردہ گرا کر بیٹھ گئی تھی عنبر اور تھیوسانگ
سامنے بیٹھے تھے۔ گمباش لوگوں کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہہ رہا
تھا۔

"بھائیو! دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھو۔ ایک عورت دیکھو
جس کا چہرہ حبشی عورت کا اور جسم یونان کی گوری عورت
کا ہے۔"
لوگ چاندی کا ایک سکہ دے کر خیمے کے اندر داخل ہو رہے
تھے۔ جب خیمے کے اندر کافی لوگ جمع ہو گئے تو گمباش بھی اندر آ گیا۔

اس وقت وشاکھا پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ لوگ شور مچانے لگے۔

"ہمیں وہ عورت دکھاؤ۔ جس کا چہرہ حبشی عورت کا اور جسم یونانی عورت کا ہے"

گمباش نے آگے بڑھ کر وشاکھا کیٹی کے اوپر سے چادر ہٹا دی۔ لوگ حیرانی سے اسے تکنے لگے۔ چادر کے نیچے سچ مچ ایک ایسی عورت تخت پر بیٹھی تھی کہ جس کا چہرہ تو حبشی عورت کا لا سیاہ تھا مگر باقی سارا جسم گورا اور سرخ و سپید تھا۔ وشاکھا نے صرف نیکر اور بنیان پہن رکھی تھی۔ کئی لوگوں نے شک دور کرنے کے لیے قریب سے جا کر بھی وشاکھا کیٹی کو دیکھا واقعی عورت آدھی حبشی عورت اور آدھی گوری یونانی عورت تھی۔ لوگ حیرانی کا اظہار کرتے باہر نکل گئے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ چاندی کے ایک سکے کا ٹکٹ لے لے کر اندر آنے لگے۔ شام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ــــــ گمباش نے عنبر سے کہا۔

"عنبر بھائی! اب شام ہونے لگی ہے۔ اب تمہارے کرتب دکھانے کا وقت آ گیا ہے۔ میں خیمے کے اندر آگ جلانے لگا ہوں"

گمباش نے خیمے میں سے وشاکھا کو چادر اوڑھا کر دوسرے خیمے میں بھیج دیا اور وہاں زمین پر آگ جلا دی۔ نقارہ نے باہر لوگو

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بھائیو! اب ہمارا ایک ساتھی آگ پر چلے گا مگر آگ اُسے کچھ نہیں کہے گی"

لوگ بڑے شوق سے یہ تماشہ دیکھنے ٹکٹ خرید کر خیمے کے اندر جمع ہو گئے۔ لکڑیاں پوری طرح سے جل چکیں تھیں اور وہاں سرخ انگارے دہک رہے تھے۔ گمباش نے عنبر کو اشارہ کیا کر اپنا کرتب دکھائے۔ تھیوسانگ اور ماریا بھی عنبر کے قریب ہی کھڑے تھے۔ عنبر نے آہستہ سے جوتا اتار کر پرے رکھ دیا۔ اور خاموشی سے دہکتے ہوئے۔ انگاروں پر پاؤں رکھ کر چلنے لگا۔

لوگوں نے یہ دیکھ کر اپنے سانس روک لیے۔ انہوں نے آج تک کسی انسان کو آگ پر یوں اطمینان سے چلتے نہیں دیکھا تھا۔ عنبر نہ صرف یہ کہ آگ پر سے گزر گیا۔ بلکہ دہکتے ہوئے انگاروں کے بالکل درمیان میں جا کر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ لوگوں نے زور زور سے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ یہ کرتب دیکھ کر گمباش بھی حیران رہ گیا۔ اگرچہ وہ تھوڑا بہت طلسم جادو جانتا تھا مگر آگ پر چلنے کا جادو اِسے بھی نہیں آتا تھا۔

جب عنبر آگ پر چہل قدمی کرنے کے بعد واپس آ کر جوتی پہن کر بیٹھ گیا تو گمباش نے اسی وقت ذہن میں فیصلہ کر لیا کہ اس نوجوان سے وہ آگ پر چلنے کا کرتب ضرور معلوم کر لے گا۔ رات کے دس

بجے تک یہ کرتب جاری رہا۔ جب تماشہ ختم ہوگیا تو گمباش نے وعدے کے مطابق عنبر کے تماشے کی آدھی آمدنی اس کے حوالے کر دی۔ رات کو جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو گمباش نے عنبر کو راز داری سے پوچھا۔

"عنبر! یہ زبردست منتر تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ مجھے افریقہ کے ایک بوڑھے جادوگر نے بتایا تھا۔"

گمباش نے کہا۔

"اگر تم یہ منتر مجھے بتا دو تو میں تمہارا شاگرد بن جاؤں گا۔"

عنبر نے مسکرا کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"گمباش بھائی! تھیوسانگ کے پاس تو اس سے بھی بڑا منتر اور کرتب ہے۔ تم کس کس کی شاگردی کرو گے؟"

عمارہ اور گمباش اب تھیوسانگ کی طرف تکنے لگے۔ عمارہ نے پوچھا۔

تھیوسانگ کے پاس کون سا کرتب ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"عنبر ویسے ہی مذاق کر رہا ہے۔ میرے پاس کوئی کرتب نہیں ہے۔"

ماریا پاس ہی کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وشاکھا کیٹی بھی چولہے کے پاس بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ شرمیلا ہے۔ اس کے پاس جو کرتب ہے وہ اس دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے۔"

گمباش کی بے چینی میں اضافہ ہوگیا۔ اس نے کہا۔

"اگر تم مجھے تھیوسانگ کے کرتب کا منتر بھی بتا دو تو میں تم دونوں کو اپنے کاروبار میں پتی دار رکھ لوں گا۔ جو منافع ہوگا آدھا تمہارا اور آدھا میرا ہوگا۔ مگر تھیوسانگ کو پہلے یہ بتانا ہوگا کہ اس کا کرتب کیا ہے؟"

عنبر نے گمباش کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ اکیلے میں بتاؤں گا۔"

گمباش نے فوراً کہا۔

"ابھی باہر چلتے ہیں۔ باہر چل کر مجھے بتا دینا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

اور گمباش عنبر کو لے کر خیمے سے باہر آگیا۔ خیمے کے باہر آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ خیموں کے آگے لیمپ روشن تھے۔ وہ عنبر کو لے کر ایک درخت کے نیچے آگیا اور بولا۔

"اب بتاؤ تمہارے کرتب کا منتر کیا ہے اس کے بعد تھیوسانگ کے کرتب کے بارے میں بات کریں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"میں اس شرط پر تمہیں بتاؤں گا کہ تم بھی مجھے وہ
منتر بتا دو جس کی مدد سے تم نے اپنی بیوی کا آدھا چہرہ
سیاہ اور آدھا گورا کر دیا ہے"

گمباش وہیں چپ سا ہو کر عنبر کو تکنے لگا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"پہلے تم مجھے اپنا منتر بتاؤ۔ جب میں نے تمہارا منتر پڑھ
کر آگ پر چل کر دیکھ لیا تو پھر میں تمہیں وہ منتر بتا دوں
گا۔ جسے میں نے وشاکھا پر پھونکا ہے"

عنبر اِسے کون سا منتر بتاتا؟ اس کے پاس تو کوئی منتر نہیں تھا
اگر وہ جھوٹ موٹ کوئی منتر بتاتا تو گمباش آگ پر پاؤں رکھتے ہی
جلنے لگتا۔ اُس نے کہا۔

"اچھا گمباش تم مجھے منتر نہ بتاؤ۔ لیکن میری ایک بات کا
جواب دے دو۔ کیا یہ عورت وشاکھا تمہاری اصلی بیوی ہے
یا تم نے اِسے کہیں سے اغوا کیا ہے؟"

گمباش جادوگر پر یہ سوال بجلی بن کر گرا۔ اس نے کبھی سوچا بھی
نہیں تھا کہ عنبر اس سے یہ سوال پوچھ بیٹھے گا۔ اس نے عنبر کی
آنکھوں میں گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ سوال کیوں پوچھا ہے؟ تمہیں میری بیوی سے
کیا دلچسپی ہے؟"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"دلچسپی تو کوئی نہیں ہے۔ بھلا مجھے تمہاری بیوی سے کیا دلچسپی
ہو سکتی ہے۔ میں نے تو اس لیے یہ سوال کیا ہے کہ مجھے
محسوس ہوا تھا کہ وشاکھا تمہاری بیوی نہیں ہے"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" گمباش نے غصے سے کہا۔

عنبر نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"اس لیے کہ اس عورت کا آدھا جسم یونانی عورت کا ہے
اور چہرہ یونانی عورت کا نہیں۔ یہ تمہاری بیوی نہیں ہو سکتی"

گمباش نے چونک کر جواب دیا۔

"خبردار جو آئندہ مجھ سے ایسا سوال کیا۔ میرے پاس
تو ایسا جادو ہے کہ اگر میں چاہوں تو تمہارا چہرہ بھی حبشی ایسا
کالا کر سکتا ہوں"

عنبر نے سوچا کہ اس آدمی سے دشمنی مول نہیں لینی چاہیے۔ کیونکہ
ابھی تک کیٹی کا معمہ حل نہیں ہوا تھا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"گمباش بھائی تم تو ناراض ہو گئے۔ میں نے تو یونہی ایسا
تجسس دور کرنے کے لیے یہ سوال کر دیا تھا۔ بھول جاؤ
میرے سوال کو۔ اچھا۔ میں خواب میں اپنے گورو جادوگر
کی روح سے پوچھ کر تمہیں آگ والا منتر بتاؤں گا۔ کیونکہ
میں اپنے جادوگر گورو کی اجازت کے بغیر یہ منتر تمہیں
نہیں بتا سکتا"

گباش نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اٹھ کر واپس خیمے
میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماریا نے جو پاس ہی کھڑی تھی عنبر
سے کہا۔
"یہ تو بڑا ضدی اور غصیلا شخص ہے۔ یہ ایسے نہیں بتائے
گا۔ اسے اپنے قبضے میں کرنا ہوگا۔"
عنبر نے کہا۔
"جادوگر ہے۔ کہیں کوئی منتر پڑھ کر نہ پھونک دے مجھے
اپنا تو نہیں لیکن تھیوسانگ کا فکر ہے۔ کیونکہ اس پر جادو کا
اثر ہو جاتا ہے۔"
ماریا چڑ کر بولی۔
"اس طرح تو ہم کیٹی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اسے کبھی
حاصل نہ کر سکیں گے۔ ہمیں کوئی نہ کوئی قدم ضرور اٹھانا
ہوگا۔"
عنبر نے کہا۔
"جو قدم بھی اٹھائیں ہمیں اس پر غور کر لینا چاہیئے۔"
ماریا نے کہا۔
"میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔ میں تھیوسانگ سے بات
کرتی ہوں۔ تم خاموشی سے بس تماشہ دیکھو۔"
ماریا نے رات کو تھیوسانگ کے ساتھ مل کر ایک منصوبہ تیار کر

دوسرے روز جب تماشہ دکھانے کا وقت آیا تو ماریا نے تھیوسانگ
کے قریب جا کر کہا۔
"وقت آگیا ہے کہ تم اپنا کرتب دکھاؤ۔ مگر کسی کو پتہ نہیں
چلنا چاہیئے کہ یہ کام تمہارا ہے۔"
تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔
"ماریا! تم فکر ہی نہ کرو۔ گباش اور عمارہ کے فرشتوں کو
بھی پتہ نہ چل سکے گا کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔"
اتنا کہہ کر تھیوسانگ نے ادھر ادھر دیکھا۔ گباش نے وشاکھا
کو خیمے کے اندر لے جا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اور اس کے اوپر چادر
اوڑھا دی تھی۔ پھر وہ باہر آگیا۔ اور عمارہ کے ساتھ مل کر لوگوں
کو بلند آواز میں بلاتے ہوئے جمع کرنے لگا۔
"آؤ بھائیو اور بہنو! دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھو۔۔۔۔۔"
عنبر بھی اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔ تھیوسانگ موقع پاتے ہی
خاموشی سے خیمے کے اندر کھسک گیا۔ اندر وشاکھا اس طرح بیٹھی
تھی کہ اس کا سارا جسم کالی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ دیکھ نہیں
سکتی تھی کہ کون خیمے میں داخل ہوا ہے۔ تھیوسانگ کھسکتا ہوا اس
کے قریب گیا۔ اور پیچھے جا کر اپنی انگلی اس کے جسم کے ساتھ لگا
دی۔ انگلی کے لگتے ہی وشاکھا کیڑی انگلی جتنے سائز کی چھوٹی
ہو گئی۔ وہ چادر کے اندر ایک ننھے چوہے کی طرح اچھلنے اور باریک

آواز میں گمباش کو آوازیں دینے لگی۔ تھیو سانگ بھاگ کر خیمے سے باہر آ کر ایک طرف کو ہو کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں عمارہ کسی کام سے خیمے کے اندر گئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اندر وشاکھا نہیں تھی۔ وہ تو پریشان ہو کر باہر کو بھاگی۔ گمباش کو ایک طرف لے جا کر گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

”وشاکھا خیمے میں نہیں ہے“

”کیا کہہ رہی ہو؟“

گمباش گھبرا کر خیمے کے اندر داخل ہوا۔ وہاں اس کی مرحوم بیوی واقعی نہیں تھی مگر وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ کالی چادر کے نیچے کوئی چیز گیند کی طرح اچھل رہی تھی۔ جب وہ قریب گیا تو اسے پتلی باریک آواز سنائی دی۔

”گمباش میری مدد کرو۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میری مدد کرو“

یہ آواز وشاکھا کی تھی۔ گمباش نے جلدی سے چادر پرے ہٹائی دی۔ اس کے نیچے عمارہ اور گمباش نے دیکھا۔ کہ وشاکھا کا قد اس کی انگلی کے برابر ہو گیا ہے۔ اور وہ بے چینی سے تخت پر اچھل کود رہی ہے اور باریک آواز میں مدد کے لیے پکار رہی ہے۔ عمارہ تو دہشت زدہ ہو کر خیمے کے دوسری طرف منہ کر کے بھاگی۔ گمباش نے وشاکھا کیٹی کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ یہ سمجھا کہ اس کا جادو کیٹی پر الٹا پڑ گیا

مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ یہ ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے عمارہ کو قریب بلاتے ہوئے کہا۔

”عمارہ کیٹی نے یہ روپ اختیار کر کے ہماری آمدنی میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہم ٹکٹ بڑھا دیں گے۔ کیونکہ ایسی عورت تو ساری دنیا میں کہیں نہیں ہو گی“

گمباش نے کیٹی کے پاؤں دھاگے سے لکڑی کے تخت کے باہر کو نکلے ہوئے کیل سے باندھ دیئے۔ اور آہستہ سے بولا۔

”وشاکھا! میری پتنی! تم گھبراؤ نہیں۔ جادو الٹا ہو گیا ہے۔ اس کے لیے مجھے چالیس دن کا چلہ کرنا ہو گا۔ مگر اس وقت تک ہم تماشہ ضرور دکھائیں گے تاکہ ہم بھوکے نہ مریں“

وشاکھا کیٹی نے عاجزی سے باریک آواز میں کہا۔

”گمباش! دیوتا کے لیے مجھ پر مہربانی کرو۔ میں اتنی چھوٹی بن کر نہیں رہ سکتی“

گمباش نے کہا۔

”تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں آج ہی سے چلہ شروع کر دیتا ہوں۔ مگر لوگوں کو ہم تماشہ دکھاتے رہیں گے“

گمباش تیزی سے باہر آ گیا۔ اور لوگوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

”بھائیو! تم خیمے میں ایک ایسی عورت دیکھو گے جو تمہاری

انگلی کے برابر ہوگی۔ مگر زندہ عورت ہوگی۔ یہ دنیا کا نواں
عجوبہ ہے۔ اس لیے ٹکٹ دوگنا ہوگا۔"
لوگ انگلی کے برابر عورت دیکھنے کے شوق میں دھڑا دھڑ
دوگنے پیسے دے کر ٹکٹ خریدنے لگے۔ ماریا نے تھیوسانگ
سے کہا۔
"معاملہ تو اُلٹ پڑ گیا۔"
عنبر سمجھ گیا کہ یہ تھیوسانگ کی کارستانی تھی۔ اس نے تھیوسانگ
کے قریب ہو کر کہا۔
"تم نے جو چالاکی کی تھی وہ گمباشش کے حق میں بہتر ہو
گئی ہے۔ اب وہ زیادہ دولت کمائے گا۔ وشاکھا اس
کی بیوی نہیں ہے۔ اسے اس سے کیا ہمدردی ہو سکتی
ہے بھلا۔"
تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔
"تم ٹھیک کہتے تھے۔ اب کوئی دوسری چال چلنی پڑے
گی۔"
عنبر نے کہا۔
"دوسری چال اب یہی ہو سکتی ہے کہ ماریا اسے غائب
کر دے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"
ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں ابھی جا کر وشاکھا کو اُٹھا لیتی ہوں۔ وہ غائب بھی ہو
جائے گی اور اس کی چیخ و پکار بھی کسی کو سنائی نہیں دے گی۔"
عنبر نے آہستہ سے کہا۔
"نہیں ابھی نہیں۔ لوگ شوق سے پیسے خرچ کر کے
خیمے میں انگلی جتنے سائز کی عورت کو دیکھنے گئے ہیں۔
انہیں تماشہ دیکھ لینے دو۔ اس کے بعد تم اسے غائب کر دینا۔"
گمباشش اور عمارہ اس وقت خیمے کے اندر تھے۔ لوگ تخت
پر ایک بہت ہی چھوٹی عورت کو اِدھر اُدھر
چلتے پھرتے۔ بازو ہلاتے۔ باریک آواز نکالتے دیکھ
دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ واقعی انہوں نے آج
تک اتنی چھوٹی عورت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ جب وشاکھا
کا تماشہ ختم ہو گیا اور عنبر کے کرتب دکھانے کا وقت
آیا تو عنبر نے کہا۔
"گمباشش بھائی! آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج
میں آگ پر نہیں چلوں گا۔"
گمباشش بولا۔
"مگر ہم تو تمہارے تماشے کا اعلان کر چکے ہیں۔ لوگ تو
ہمارے خیمے اُکھاڑ پھینکیں گے۔"
عنبر سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر بولا۔

"صرف تمہاری خاطر میں تیار ہو جاتا ہوں۔" مگر یہ بتاؤ کہ تمہاری بیوی کو اتنا چھوٹا کس نے بنایا؟ کیا یہ تمہارا کوئی دوسرا منتر تھا؟"

گمباش نے سینے پر ہاتھ رکھ کر بڑے فخر سے کہا۔

"عنبر بھائی۔ ابھی میرے ایسے ایسے جادو ہیں کہ تم دیکھو تو دنگ رہ جاؤ گے۔ اچھا اب تم تیاری کرو میں آگ جلانے لگا ہوں۔"

جب عنبر کا تماشہ بھی ختم ہو گیا۔ تو یہ سب خیمے میں آ کر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

تھیوسانگ بار بار گمباش کو کہہ رہا تھا۔

"گمباش! تم واقعی بہت بڑے جادوگر ہو۔ دنیا میں کوئی جادوگر ایسا نہیں کہ جو انسان کو اتنا چھوٹا کر دے۔ میں تو تمہیں مان گیا ہوں۔"

گمباش نے گردن اکڑا لی تھی۔ کہنے لگا۔

"ارے میرا مقابلہ تو سامری جادوگر بھی نہیں کر سکتا۔ میرے پاس ایسے ایسے منتر ہیں کہ ایک منتر پڑھ کر پھونکوں تو سمندر میں آگ لگ جائے۔"

عنبر بھی اس کی تعریف میں واہ واہ کرنے لگا۔ عمارہ پر کھانا لگا رہی تھی۔ گمباش کہہ رہا تھا۔

"میں نے سوچا کہ لوگوں کو کوئی نیا جادو دکھانا چاہیے۔ چنانچہ ایک خاص منتر پڑھ کر اپنی بیوی پر پھونک ماری اور وہ فوراً ننھی سی چڑیا جتنی بن گئی۔"

اور گمباش قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔ تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا تمہیں بھی منتر پھونک کر چڑیا جتنا بنا دوں؟"

تھیوسانگ مسکرانے لگا۔

"گمباش بھائی! مجھ پہ تو رحم ہی کرو۔ میں تو تمہارا شاگرد ہوں۔"

اس وقت وشاکھا کیٹی پاس ہی ایک چھوٹی سی چوکی پر سرہانے کے اوپر لیٹی ہوئی تھی۔ عمارہ نے بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کے منہ میں دودھ کی چھ سات بوندیں ٹپکائیں تھیں۔ یہ اس کا رات کا کھانا تھا۔ وشاکھا کیٹی کا دودھ کی سات بوندیں پی کر پیٹ بھر گیا تھا۔ اور وہ سو گئی تھی۔ ماریا اس کے قریب گئی۔ اور بڑے آرام سے اسے سرہانے کے اوپر سے اٹھا کر اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا۔

عنبر نے سرہانے کے اوپر سے وشاکھا کیٹی کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ اس نے اچانک سرہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گھبراہٹ میں کہا۔

"ارے اگمباش تمہاری بیوی وشاکھا کہاں چلی گئی؟"
عمارہ اور گمباش نے چونک کر سرہانے کی طرف دیکھا۔ سرہانہ خالی
تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھے اور سرہانے کے نیچے ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر
وشاکھا کیڑی وہاں کہیں بھی نہیں تھی۔ گمباش نے لیمپ پکڑا اور اس
کی روشنی میں دونوں جیسے چھان مارے لیکن وشاکھا کیڑی کہیں نہ ملی۔
وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ عمارہ کی طرف دیکھ کر بولا۔
"کم بخت تم نے بھی خیال نہ کیا۔ وہ اُتر کر چلی گئی۔ میں
نے تمہیں بار بار تاکید کی تھی۔ کہ اس کے پاؤں کے ساتھ
دھاگے سے کنکر پتھر وغیرہ باندھ دینا۔"
عمارہ مایوسی سے کہنے لگی۔
"ابھی تو میں نے اِسے دودھ پلایا تھا۔ اِسے تو جیسے
زمین کھا گئی ہے۔ وہ کہاں جا سکتی ہے۔ میں ایک بار
پھر اِسے تلاش کرتی ہوں۔"
عنبر اور تھیوسانگ بھی اِسے جھوٹ موٹ تلاش کرنے
لگے۔ مگر تھوڑی دیر بعد سب تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ گمباش کی
تو ساری دُنیا لٹ گئی تھی۔ اب تو اس کے پاس تماشہ دکھانے کو کچھ
بھی نہیں تھا۔ اس نے عنبر کی خوشامد شروع کر دی۔ کہنے لگا۔
"عنبر بھائی! میری بیوی کو کسی دوسرے جادوگر نے
اٹھا لیا ہے۔ اس نے مجھ سے کسی شے کا بدلہ لیا ہے۔ کل

سے اب تم ہی آگ پر چلنے کا کرتب دکھاؤ گے۔"
عنبر آہستہ سے بولا۔
"میری تو طبیعت ٹھیک نہیں۔ شاید اب میں کچھ عرصہ اپنا کرتب
نہیں دکھا سکوں گا۔"
گمباش اور عمارہ پریشان ہو گئے۔ گمباش نے کہا۔
"عنبر بھائی! تم فکر نہ کرو۔ بے شک دو دن آرام کر لو۔
ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اکٹھے ہی رہیں گے۔"
عنبر بولا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہ کر تماشہ دکھانے
کو تیار ہوں۔ مگر مجھے میرے سوال کا جواب دے
دو۔ کہ تم اس عورت وشاکھا کو کہاں سے اٹھا کر
لائے ہو؟"
عمارہ چونک کر گمباش کا منہ تکنے لگی۔ گمباش کی کمائی کا
ذریعہ اس سے چھین لیا گیا تھا۔ اب اس کی نظر عنبر کے منتر
کو چرانے پر لگی ہوئی تھی۔ گمباش یہی سمجھ رہا تھا۔ کہ کسی
دوسرے جادوگر نے اس کی بیوی کو جادو کے زور سے اُڑا لیا
ہے۔ اس نے ناراض ہوئے بغیر کہا۔
"بھائی! تم اپنا کرتب جاری رکھو۔ میں تمہیں یہ راز بھی
بتا دوں گا۔"

موم بتی کا طلسمی دھواں

عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے اس راز پر سے پردہ اٹھاؤ۔ پھر میں آگ پر چلنے کا کرتب دکھاؤں گا لوگوں کو۔"

گمباش بھلا اسے کیسے یہ راز بتا سکتا تھا۔ مگر وہ عنبر کو ہاتھ سے کھونا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس نے مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں کل صبح تمہیں یہ راز بتا دوں گا۔"

عنبر اور تھیوسانگ اپنے خیمے میں آ گئے۔ چوہیا جتنی وشاکھا کیٹی ماریا کی جیب میں تھی۔ وہ چلا رہی تھی شور مچا رہی تھی۔ مگر جب تک وہ ماریا کے پاس تھی اس کی شکل کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اس کی آواز بھی کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ ماریا نے وشاکھا کیٹی کے کان پر انگلی رکھ دی۔ اب وہ ماریا کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ اس نے عنبر سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ بدمعاش گمباش تمہیں اپنی بیوی کا راز بتا دے گا؟ ہرگز نہیں وہ ضرور کوئی خطرناک چال چلنے والا ہے۔ ہمیں اس کی طلسمی چال سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

تھیوسانگ نے بھی ماریا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"گمباش کی کمائی کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے۔ وہ اب عنبر کو قابو میں کرنے کی کوشش کرے گا۔ عنبر! تم خبردار رہنا!"

عنبر نے بے نیازی سے کہا۔

"میری تم فکر نہ کرو۔ مجھ پر کسی جادو طلسم کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر اس نے کل کیٹی کا راز نہ بتایا تو میں اسے زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔"

دوسرے خیمے میں گمباش اور عمارہ پریشان بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ گمباش کہہ رہا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وشاکھا کہاں چلی گئی۔"

عمارہ بولی۔

"ہو سکتا ہے تمہارا جادو ایک بار پھر الٹ گیا ہو۔ پہلے جادو نے الٹ کر اسے چھوٹا بنا دیا۔ پھر الٹ کر اسے غائب کر دیا۔"

گمباش خاموش رہا۔ اب وہ عمارہ کو کیا بتاتا کہ یہ اس کا جادو نہیں

بھی ہو سکتا۔ وہ سوچنے لگا۔ اگر جادو نہیں اُلٹا تو پھر کس نے وشاکھا
کیٹی کو وہاں سے غائب کر دیا؟ ساری رات وہ پریشان رہا۔ اس کی
بڑی قیمتی شے اُس سے چھن گئی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کا سب
سے بڑا طلسم کام میں لاتے ہوئے اپنی مُردہ بیوی کی کھوپڑی
کیٹی کی گردن پر لگا کر اپنی بیوی وشاکھا کی شکل میں آدھی گوری آدھی
کالی عورت کا روپ دیا تھا۔ اس کے بعد خدا جانے یہ طلسم کیسے اُلٹا
پڑ گیا۔ اور وشاکھا کیٹی انگلی جتنی ہو گئی۔ لیکن وہ اس کے پاس تھی
اور وہ اس کی مدد سے زیادہ دولت کما سکتا تھا۔ لیکن اب تو وہ بھی
اس کے پاس نہیں رہی تھی۔ وہ بالکل مفلس ہو کر رہ گیا تھا۔ آخر
ایسا کیسے ہو گیا؟ وشاکھا کیٹی کو کس نے غائب کر دیا۔ جب جادوگر
گمباش کو کوئی راہ نہ دکھائی دی تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کالا چلّہ
کرے گا۔

کالا چلّہ اپنے جادوگر استاد کی روح کو بلانے کا چلہ ہوتا ہے۔ گمباش
اپنے استاد جادوگر کی روح کو بلا کر اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وشاکھا
کیٹی کو کون اُٹھا کر لے گیا ہے۔ یہ چلّہ اِسے شہر سے دور کسی تنہا
جگہ پر بیٹھ کر کرنا تھا۔ جہاں قریب ہی پانی بھی بہہ رہا ہو۔ صبح ہوئی
تو وہ خاموشی سے جنگل کی طرف نکل گیا۔ وہاں سے دُور جنگل میں ایک
جگہ شفاف پانی کی ندی بہہ رہی تھی۔ گمباش ندی کے کنارے درخت
تلے بیٹھ گیا۔ اور اس نے کالا چلہ شروع کر دیا۔

ایک گھنٹے تک وہ آنکھیں بند کئے جادوئی منتر پڑھتا رہا۔ پھر اس
نے آنکھیں کھول دیں اور ندی کے پانی پر زور سے پھونک مار کر کہا۔

"اے میرے جادوگر استاد! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت
ہے۔ میرے پاس آ کر میری مدد کر"

یہ جملہ گمباش نے ساتویں بار دہرایا تو ندی کے پانی پر ایک جگہ دُھند
سی چھا گئی۔ پھر دُھند آہستہ آہستہ دُور ہونے لگی اور اس میں سے
ایک آدمی کی شکل اُبھری جس کے لمبے لمبے سفید بال تھے اور گردن
میں ایک سانپ لپٹا پھنکار رہا تھا۔ یہ گمباش کے استاد جادوگر کی
روح تھی۔ گمباش نے ہاتھ باندھ کر سر کو جھکایا اور اپنے استاد کو سلام
کرتے ہوئے کہا۔

"میرے گورو استاد! میں بڑی مشکل میں ہوں۔ وشاکھا
کیٹی کو میں نے تمہارے منتروں کے ذریعے اپنے قابو میں
کیا تھا مگر کسی نے اِسے چھوٹا کر کے غائب کر دیا ہے۔
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اِسے کون اُٹھا کر لے گیا ہے"

جادوگر استاد کا پتھر ایسا چہرہ خاموش تھا۔ پھر اس کے ہونٹ
ہلے اور آواز آئی۔

"گمباش! تو جس کو ڈھونڈ رہا ہے وہ تیرے خیمے میں
ہی موجود ہے"

گمباش نے چونک کر پوچھا۔

"گورو دیو! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ مجھے تو وشاکھا کیٹی
کہیں دکھائی نہیں دیتی۔"
جادوگر استاد نے کہا۔
"تیرے خیمے میں تین مہمان آئے ہوئے ہیں۔"
گمباش بولا۔
"مہاراج آپ کو شاید غلطی لگ رہی ہے۔ میرے خیمے میں
تو صرف دو مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام
عنبر ہے جو آگ پر چلنے کا کرتب دکھاتا ہے۔"
جادوگر استاد کی آواز آئی۔
"نادان گمباش غور سے سن! ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی
ہے۔ جس کا نام ماریا ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی۔ وشاکھا
کیٹی اس غیبی لڑکی ماریا کی جیب میں ہے۔"
گمباش تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ بولا۔
"مہاراج! اس ماریا غیبی لڑکی سے میں اپنی وشاکھا کیٹی
کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟"
جادوگر استاد نے کہا۔
"تو جس کو وشاکھا کہہ رہا ہے۔ وہ ماریا کی بہن کیٹی ہے
اور تمہارے پاس جو دو آدمی آئے ہوئے ہیں وہ بھی کیٹی
کے بھائی ہیں۔ اور اسی کی تلاش میں تمہارے پاس آئے تھے۔

ان میں سے ایک کا نام عنبر اور دوسرے کا نام تھیو سانگ
ہے۔ تھیو سانگ میں یہ طاقت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے
ارادے سے جس شے کو جس آدمی کو اپنی انگلی سے چھوتا ہے
وہ چھوٹے سائز کا ہو جاتا ہے۔ تمہاری وشاکھا کیٹی کو اسی
نے اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا کر دیا تھا۔ اب وہ ناگ تم سے
یہ راز معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم نے کیٹی پر کون سا جادو کیا
ہے کہ وہ نہ صرف اپنی یادداشت بھول گئی ہے۔ بلکہ اس کا چہرہ
بھی سیاہ حبشی عورت کا بن گیا ہے۔ اسی راز کو معلوم کرنے
کی خاطر وہ تمہارے خیمے میں ابھی تک موجود ہیں۔ ورنہ وہ
کیٹی کو لے کر اب تک جا چکے ہوتے۔"
اب جادوگر گمباش کی سمجھ میں ساری بات آ گئی تھی۔ اس کے جادوگر
استاد کی روح نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ اب اس نے اپنے استاد
سے کہا کہ وہ اس کی مدد کرے کہ وہ ان لوگوں سے اپنی وشاکھا کیٹی دوبارہ
واپس لے لے۔ استاد جادوگر کی روح نے کہا۔
"اب دن نکل آیا ہے۔ ابھی جب تم واپس اپنے خیمے
میں جاؤ گے تو عنبر تم سے وہ منتر معلوم کرنے کی کوشش
کرے گا۔ جس کی مدد سے تم نے وشاکھا کیٹی کو آدھا کالا
اور آدھا گورا کر دیا تھا۔ تم اسے کہنا کہ میں یہ راز تمہیں آدھی
رات کو بتاؤں گا۔ جب سب سو چکے ہوں گے۔ پھر جب رات

آدھی گزر جائے اور عنبر تمہارے پاس بیٹھا ہو تو تم تھیوسانگ
کو بھی وہاں بلا لینا ۔ ظاہر ہے کہ غیبی لڑکی ماریا بھی وہیں آجائے
گی ۔ پھر میں تم کو ایک منتر بتاتا ہوں تم وہ منتر پڑھ کر موم بتی
کی لاٹ پر زور سے پھونک مار دینا ۔ موم بتی بجھ جائے
گی ۔ اس میں سے ایک دم سے دھوئیں کا بادل اُٹھے
گا ۔ جس کے ساتھ عنبر تھیوسانگ اور ماریا بے ہوش
ہو جائیں گے ۔ اس وقت تم غیبی لڑکی ماریا کو دیکھ سکو گے
بس پھر تم وشاکھا کیٹی کو ماریا کی جیب سے نکال کر وہاں سے
افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف نکل جانا ۔ عمارہ کی بھی پرواہ
نہ کرنا ۔ کیونکہ اگر عنبر اور تھیوسانگ یا ماریا کو ہوش
آگیا تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے ۔ پھر میرا کوئی منتر تمہاری مدد
نہیں کر سکے گا ۔"
گمباش نے کہا ۔
"گورو جی ! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ماریا کو ہمیشہ دیکھ
لیا کروں ۔ کیونکہ ممکن ہے وہ میری تلاش میں سوڈان بھی
پہنچ جائے ۔"
جادوگر استاد نے کہا ۔
"موم بتی کے طلسمی دھوئیں کی وجہ سے تمہاری آنکھوں
میں اتنی طاقت آجائے گی کہ پھر تم ماریا کو دیکھ لیا کرو گے ۔

اب میں واپس جاتا ہوں ۔"
اتنا کہہ کر استاد جادوگر کی روح ندی کے پانی میں غائب ہو گئی ۔
گمباش کو وشاکھا کیٹی کی گمشدگی کا راز معلوم ہو گیا تھا ۔ وہ خوشی
خوشی درخت کے نیچے سے اُٹھا اور اپنے خیمے والے میدان کی طرف
روانہ ہو گیا ۔ وہاں عنبر تھیوسانگ عمارہ اور ماریا اس کا بے چینی سے انتظار
کر رہے تھے ۔ عمارہ پریشان تھی کہ گمباش کہیں اسے اکیلی چھوڑ کر
چلا تو نہیں گیا ۔
عنبر کو یہ پریشانی تھی کہ کہیں گمباش انہیں کیٹی کے طلسم کا
کا راز بتائے بغیر تو غائب نہیں ہو گیا ۔ جب انہوں نے گمباش کو آتے دیکھا
تو ان کی جان میں جان آئی ۔ ماریا نے آہستہ سے عنبر سے کہا ۔
"اب اسے ہاتھ سے مت جانے دینا ۔ ہر حالت میں اس
سے پتہ کرو کہ کیٹی پر اس نے کون سا طلسم کیا ہے ۔"
ناشتہ سب نے مل کر کیا ۔ ناشتے کے بعد عنبر نے گمباش کو ایک
طرف لے جا کر کہا ۔
"میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں صبح تمہیں آگ پر
چلنے کا منتر بتاؤں گا اور تم نے بھی وعدہ کیا تھا کہ تم
مجھے وہ منتر بتاؤ گے جس کو پھونک کر تم ایک عورت
کو آدھا کالی اور آدھا گوری بنا دیتے ہو ۔"
گمباش پہلے ہی سے تیار تھا ۔ کہنے لگا ۔

"میں تمہیں آج آدھی رات کے وقت وہ منتر بتاؤں گا۔ مگر تمہیں تھیوسانگ کو ساتھ رکھنا ہوگا۔ تاکہ وہاں کوئی گواہ موجود ہو تاکہ تم بعد میں یہ نہ کہہ سکو کہ میں نے تمہیں منتر نہیں بتایا تھا بلکہ تم پہلے ہی سے اسے جانتے تھے۔"

عنبر بڑا خوش ہوا بولا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تھیوسانگ میرے ساتھ ہوگا۔"

رات کو عنبر نے آگ پر چلنے کا کرتب لوگوں کو دکھایا۔ جتنی آمدنی ہوئی عنبر نے وہ ساری کی ساری گمباش کے حوالے کر دی۔ وشاکھا کیٹی ابھی تک ماریا کی جیب میں تھی۔ عنبر نے تھیوسانگ اور ماریا کو بتا دیا تھا کہ گمباش آج رات کیٹی کا طلسم اسے بتانے والا ہے۔ ماریا اور تھیوسانگ بھی بڑے خوش تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مکار گمباش ان کے ساتھ ایک خطرناک چال چلنے والا ہے۔ رات کو عنبر اور تھیوسانگ گمباش کے خیمے میں آگئے۔ گمباش نے انہیں ساتھ لیا اور میدان کی دوسری جانب ایک چٹان کی اوٹ میں ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اس نے موم بتی جلا دی اور بولا۔

"میں ایک خاص منتر پڑھ کر موم بتی کا شعلہ بجھا دوں گا اس کے بعد تمہیں وہ منتر بتا دوں گا جس کے لیے تم سے وعدہ کیا ہے مگر اس کے بعد تمہیں بھی وعدے کے مطابق مجھے آگ پر چلنے کا راز بتانا ہوگا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تمہیں اپنا راز ضرور بتاؤں گا۔"

گمباش نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیوسانگ! تم گواہ رہنا۔"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہاں۔ میں گواہ رہوں گا۔ عنبر کو یہ راز تمہیں بتانا ہی ہوگا۔ مگر پہلے تم وشاکھا کا منتر بتاؤ گے۔"

گمباش بولا۔

"اس کا میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اب میں اپنا منتر شروع کرتا ہوں۔"

گمباش نے اپنے جادوگر استاد کی روح کا بتایا ہوا منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ عنبر اور ماریا اس کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ ماریا بھی قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب گمباش نے سات بار منتر کا ورد کر لیا تو زور سے موم بتی کو پھونک مار دی۔ موم بتی کا شعلہ بجھ گیا۔ شعلے کے بجھتے ہی وہاں دھوئیں کا بادل تیزی سے اٹھا اور اس نے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ دھواں گمباش کی آنکھوں میں بھی لگا۔ اس نے دو تین بار آنکھیں جھپکا کر دیکھا کہ دھواں غائب ہو گیا تھا۔ اور اس کے سامنے عنبر اور تھیوسانگ بے ہوش پڑے تھے۔ ان کے قریب ہی گمباش کو ایک خوب صورت نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی ایک نوجوان

لڑکی بھی بے ہوش پڑی نظر آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی غیبی لڑکی ماریا ہے۔
ماریا کے اردگرد روشنی کا ایک دھیما سا ہالہ تھا۔

گمباش نے جلدی سے ماریا کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وشاکھا کیٹی
کو باہر نکال لیا۔ وشاکھا کیٹی باریک آواز میں زور زور سے چلانے
لگی۔

"گمباش! میرے پتی دیو! مجھے بڑا کرو۔ یہ تم نے مجھے
کس کی جیب میں قید کر دیا تھا؟"

گمباش نے آہستہ سے کہا۔

"وشاکھا! فکر نہ کرو۔ اب تم آزاد ہو۔ میں تمہیں بڑا بھی
کر دوں گا۔ میں اس خاص طلسم کی تلاش میں ہی یہاں
سے جا رہا ہوں۔"

گمباش نے چھوٹے سائز کی وشاکھا کیٹی کو اپنی جیب میں رکھا
اور چٹان کی اوٹ سے نکل کر اپنے خیمے کے پاس آگیا۔ عنبر اندر
بے خبر گہری نیند سو رہا تھا۔ گمباش کو اس کی ضرورت نہیں
تھی۔ اس نے مختصر سا سامان جھولے میں ڈال کر گھوڑے پر
رکھا۔ اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہوا اور رات کے اندھیرے میں
گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ بندرگاہ
پر ایک تجارتی سامان سے لدا ہوا جہاز افریقہ کی طرف جانے کو
بالکل تیار کھڑا تھا۔ گمباش اس جہاز کے کپتان سے ملا۔ اسے کافی چاندی

دے سکے دے کر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت لی اور گھوڑے
کو وہیں چھوڑ جہاز پر چڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز نے لنگر اٹھایا۔
اور افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جس وقت عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو ہوش
آیا تو گمباش کا بادبانی سمندری جہاز ایتھنز کی بندرگاہ سے کافی
دور نکل چکا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ نے غور سے ایک دوسرے
کو دیکھا۔ ماریا نے کہا۔

"یہ — یہ گمباش کہاں چلا گیا؟ اس نے ہمیں بے ہوش
تو نہیں کیا تھا؟"

عنبر بولا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وہ ہمیں دھوکہ دے کر نکل گیا ہے۔ ماریا۔ دیکھو کیٹی تمہاری
جیب میں ہی ہے نا؟"

ماریا نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا دل دھک
سے رہ گیا۔ اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیٹی غائب ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ بھی پریشان ہو گئے۔ سمجھ گئے کہ یہ اسی
جادوگر گمباش کی سازش تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کو کیسے پتہ چل گیا کہ کیٹی، ماریا کی جیب میں ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا۔"

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کے منتروں کی وجہ سے جو دھواں اُٹھا ہو اس دھوئیں میں اسے ماریا نظر آئی ہو اور اس نے ماریا کی جیب سے کیٹی کو نکال لیا ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اب یہاں سے اٹھو۔ گمباش کی تلاش کرتے ہیں وہ یہیں کہیں ہو گا۔"

ماریا بولی۔

"میں اسے تلاش کرتی ہوں۔ تم لوگ خیمے میں جاؤ۔"

عنبر اور تھیوسانگ وہاں سے بھاگ کر خیمے میں آئے۔ دیکھا کہ گمباش کہیں نہیں ہے۔ عمارہ بھی جاگ پڑی۔ اسے معلوم ہوا کہ گمباش چلا گیا ہے تو وہ بھی گھبرا گئی۔ عنبر نے تھیوسانگ کو ایک طرف لے جا کر کہا۔

"ماریا اس کی تلاش میں گئی ہے۔ وہ اسے ضرور کہیں نہ کہیں تلاش کر لے گی۔"

پھر عنبر عمارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"وہ ہمیں بھی بتا کر نہیں گیا۔ ہم سو رہے تھے۔ گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی تو ہم جاگ پڑے۔ خیمے سے باہر نکل کر دیکھا کہ گمباش گھوڑے پر سوار بھاگا جا رہا ہے۔"

عمارہ کہنے لگی۔ "پھر وہ جنگل میں کہیں کوئی چلہ کرنے گیا ہو گا۔ صبح ہونے تک واپس آ جائے گا۔ تم لوگ آرام کرو۔"

عمارہ اپنے خیمے میں سونے کے لیے چلی گئی۔ مگر عنبر اور تھیوسانگ بے چین تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ گمباش کیٹی کو لے کر فرار ہوا ہے۔ اگر ماریا کو بھی اس کی کوئی خبر نہ ملی تو پھر کیٹی ان سے نہ جانے کتنی دور چلی جائے۔

ماریا، گمباش کی تلاش میں فضا میں اڑتی ہوئی شہر کے اوپر چکر لگانے لگی۔ پھر وہ شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف نکل گئی۔ اندھیرے میں اسے گمباش کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اگرچہ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی مگر دن کی روشنی کے مقابلے میں رات کے اندھیرے میں وہ زیادہ تسلی سے گمباش کو تلاش نہ کر سکتی تھی۔ اسے خیال ہی نہ آیا کہ وہ ایتھنز کی بندرگاہ کی طرف نکل جائے۔ اس کا یہی خیال تھا کہ گمباش کیٹی کو لے کر ضرور یہیں کسی جنگل میں چھپا ہو گا۔ وہ واپس آ گئی۔ اور عنبر تھیوسانگ کو بتایا کہ تمام راتے سنسان

پڑے ہیں۔ گمباشی کہیں بھی نہیں ہے۔
تھیو سانگ نے کہا۔
"وہ گھوڑے پر سوار ہو کر گیا ہے۔ کیونکہ اس کا گھوڑا
یہاں موجود نہیں ہے"
عنبر نے کہا۔
"مگر یہ بھی تو سوچو کہ وہ ہمیں آدھی رات کو بے ہوش
کرنے کے بعد بھاگا تھا اور اب صبح ہونے ہی والی ہے
وہ تو خدا جانے کہاں کا کہاں پہنچ گیا ہو گا"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
"پھر تو ماریا ہی فضا میں اُڑ کر اسے ڈھونڈھ سکتی ہے"
ماریا نے کہا کہ ہو سکتا ہے وہ یہیں کہیں جنگل میں چھپا بیٹھا
ہو۔ تھیو سانگ نے جواب میں کہا۔
"یہ ناممکن ہے۔ وہ راتوں رات اس علاقے سے
نکل گیا ہو گا۔ وہ کیٹی کے ساتھ اس علاقے میں کبھی نہیں رہے
گا۔ مصیبت یہ ہے کہ چھوٹے سائز کا ہونے کی وجہ سے
کیٹی کی خوشبو بھی مدھم ہو گئی ہے۔ اور یہ کہ اس کے
بالکل قریب نہ جایا جائے۔ اس کی خوشبو ہمیں نہیں آئے
گی"
اچانک عنبر نے کہا۔

"ماریا! میرا خیال ہے کہ وہ بندرگاہ کی طرف گیا ہو گا۔ اور
ضرور کسی جہاز میں سوار ہو کر یہاں سے دفع ہو گیا ہو گا"
ماریا نے چونک کر کہا۔
"اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ میں ابھی بندرگاہ پر
جا کر پتہ کرتی ہوں کہ رات کو کوئی جہاز تو روانہ نہیں ہوا
تھا۔ تم لوگ اسی شہر میں اسی جگہ رہنا۔ میں زیادہ
دیر نہیں لگاؤں گی"
یہ کہہ کر ماریا نے اُڑان بھری اور ہوا میں اُڑتی ہوئی سیدھی
بندرگاہ پر جا پہنچی۔ اب وہ کسی سے پوچھ نہیں سکتی تھی۔ وہ مسافروں
اور مزدوروں کے درمیان چکر لگانے لگی۔ ایک جگہ اسے مزدوروں
کی باتوں سے معلوم ہو گیا کہ ایک تجارتی جہاز مال لے کر افریقہ
کے ملک سوڈان کی طرف روانہ ہوا ہے۔ ماریا نے وہیں سے اُڑان
بھری اور ہوا میں اُڑتی ہوئی سمندر کے اوپر آ گئی۔ وہ بڑی
تیز رفتاری کے ساتھ اُڑتی جا رہی تھی۔ بہت جلد اسے دُور کھلے
سمندر میں ایک سمندری جہاز کے بادبان نظر آ گئے۔
ماریا غوطہ لگا کر جہاز کی طرف بڑھی۔
اس وقت گمباشی جہاز کے عرشے پر دھوپ میں ایک طرف
سامان کے ڈھیر کے پیچھے بیٹھا تھا۔ وشاکھا کیٹی اس کی جیب میں
تھی۔ چونکہ اس کی آنکھوں میں موم بتی کا طلسمی دھواں پھر چکا تھا۔

اس لیے اب وہ غیبی ماریا کو دیکھ سکتا تھا۔ ایک بار جو اس کی نگاہ آ
کی طرف گئی تو اُس نے ایک لڑکی کو ہوا میں اُڑتے ہوئے جہاز کی طرف
آتے دیکھا۔ گمباشں ایک دم سے چونک اُٹھا۔ اُس نے آسمان پر
دُور ہی سے ماریا کو پہچان لیا۔ یہ سوائے ماریا کے کوئی اور نہیں ہو سکتا
تھا۔ وہ اُس کی تلاش میں آئی تھی۔

گمباشں تیزی سے جہاز کی نچلی منزل میں اُتر گیا۔ وہ ایک کیبن میں
آگیا۔ یہ کیبن جہاز کی سب سے نچلی منزل میں تھا اور اس میں بوریاں
ہی بوریاں بھری رکھی تھیں۔ گمباشں کو معلوم تھا کہ ماریا ایک غیبی لڑکی ہے
اور وہ بڑی آسانی سے اس کیبن میں بھی آجائے گی۔ گمباشں لپک کر
بوریوں کے پیچھے آگیا۔ اور ان کے درمیان چھپ کر بیٹھ گیا۔

اس وقت ماریا جہاز کے عرشے پر اُتر چکی تھی۔ اس نے گمباشں
کو نیچے جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اِسے بھی کوئی نہیں دیکھ سکتا
تھا۔ چنانچہ وہ عرشے پر چل کر گماشں کو تلاش کرنے لگی۔ وہاں گمباشں
نہیں تھا۔ ماریا کو کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ چھوٹی ہونے کی وجہ
سے اس کی خوشبو ایک گز سے زیادہ دُور تک نہیں جاتی تھی۔
ماریا جہاز کے نیچے اُتر گئی۔ یہاں کیبن ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔
چونکہ یہ تجارتی جہاز تھا اس پر مسافر بالکل نہیں تھے۔ جہاز کے
ملاح ہی اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے تھے۔ ماریا جہاز کے کچن میں آ
گئی۔ یہاں کچھ ملاح بیٹھے کھانا وغیرہ کھا رہے تھے۔ ماریا نے ایک

ایک کر کے دوسری منزل والے سارے کیبن دیکھ لیے۔ اِسے
گمباشں کہیں نظر نہ آیا۔ اب صرف سب سے نچلی منزل ہی رہ گئی
تھی۔ ماریا نچلی منزل میں آگئی۔ یہاں صرف دو کیبن تھے۔ دونوں میں سامان
بھرا ہوا تھا۔

ماریا اِس کیبن میں بھی آئی جس کی بوریوں کے پیچھے گمباشں چھپا
ہوا تھا۔ گمباشں نے ماریا کے قدموں کی آہٹ سُن لی تھی۔ چونکہ وہ
اِسے دیکھ سکتا تھا اس لیے اس کے قدموں کی چاپ بھی سن سکتا
تھا۔ گمباشں نے اپنا سانس روک لیا۔ اور بوریوں میں اور زیادہ سمٹ
کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے ادھر اُدھر دیکھا۔ وہاں سامان کے سوائے اور
کچھ نہیں تھا۔ ماریا نے زور سے سانس لیا۔ اِسے کیٹی کی خوشبو بھی نہ
آئی۔ وہ سمجھ گئی کہ گمباشں یہاں نہیں ہے۔ ماریا کیبن سے نکل کر
جہاز کے عرشے پر آگئی۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر گمباشں اس جہاز پر سوار
نہیں ہوا تو وہ کہاں اور کس طرف گیا ہوگا؟

ممکن ہے وہ ایتھنز شہر سے نکل کر یونان کے دوسرے شہر
سپارٹا کی طرف نکل گیا ہو۔ اسے گمباشں کو سپارٹا کے شہر میں تلاش
کرنا چاہیئے۔ اس نے ایک بار پھر جہاز کو اچھی طرح سے دیکھا۔
اور پھر ہوا میں بلند ہو کر واپس ایتھنز شہر کی طرف پرواز کرنے
لگی۔ وہاں عنبر اور تھیوسانگ اس کی راہ میں دیکھ رہے تھے۔ ماریا
نے انہیں بتایا کہ گمباشں جہاز پر نہیں تھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ سپارٹا شہر کی طرف گیا ہوگا۔ ہمیں سپارٹا جا کر اسے تلاش کرنا چاہیئے۔"

تھیوسانگ خاموش رہا۔ عنبر بولا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اب سپارٹا کی طرف روانہ ہونا ہوگا۔"

"میری تو یہی رائے ہے۔" ماریا نے کہا۔ "تھیوسانگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چلو سپارٹا چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

عنبر نے اسی وقت تیاری شروع کر دی۔ عمارہ نے اس سے پوچھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے؟ کیونکہ دن کافی نکل آیا ہے اور گمباش ابھی تک واپس نہیں آیا۔ عمارہ کو بھلا کیا معلوم تھا کہ گمباش اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ مسکراتے ہوئے بولی۔

"گمباش میرا پرانا دوست ہے۔ میں اس کا انتظار کروں گی وہ دوپہر تک آجائے گا۔"

عنبر اور تھیوسانگ تو جانتے تھے کہ اب وہ وہاں کبھی نہیں آئے گا۔ مگر انہوں نے عمارہ سے ایسی کوئی بات نہ کی اور گھوڑوں پر سوار ہو کر عمارہ سے اجازت لی اور اس سڑک پر اپنے گھوڑے ڈال دیئے۔

ڑک ایتھنز کی پہاڑیوں سے ہوتی ہوئی یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف جاتی تھی۔ ماریا، تھیوسانگ اور عنبر کو ہم یونان میں سپارٹا کی طرف جانے والی سڑک پر چھوڑتے ہیں۔ کیٹی اس وقت گمباش کی جیب میں بند کھلے سمندر میں سفر کرتی افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف جا رہی تھی۔

اب ہم واپس ناگ کی طرف آتے ہیں۔

ناگ کو ہم نے سمندری چٹان والے لائٹ ہاؤس کے نیچے غار میں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ وہ نیم مردہ سانپ کی شکل میں بے حس و حرکت بند غار کی ریت پر پڑا ہے اور اس کے پاس ہی برہمن کی بدروح ایک بوجھل نظر نہ آنے والے دھند کے گولے کی شکل میں زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ برہمن نے ناگ اور کیٹی کو دھوکا دیا تھا اور اس کی سزا اسے یہ ملی تھی کہ جب مگرمچھ مر گیا تو برہمن کی روح مگرمچھ میں سے نکل کر اوپر آسمان کی طرف اڑنے کی بجائے وہیں بھاری ہو کر رہ گئی۔ یہ برہمن کی روح کے لیے بہت بڑا عذاب تھا۔ برہمن سمجھ گیا کہ اس کی روح بد روح بن چکی ہے۔ وہ قریب ہی پڑے ناگ کو بھی دیکھ رہی تھی۔

ناگ برہمن کی بدروح کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ناگ کا ذہن بڑی آہستگی سے کام کر رہا تھا۔ اسے آہستہ آہستہ عنبر، تھیوسانگ اور ماریا کیٹی کا خیال آنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ کیٹی کو وہ پیچھے

ایک چٹان کے پاس چھوڑ کر یہاں آیا تھا کہ برہمن مگرمچھ کے چکر
میں پھنس گیا۔ مگرمچھ تو مرچکا تھا مگر ناگ خود غار کے اندر اس حالت
میں بند ہو کر رہ گیا تھا۔ کہ اس پر مگرمچھ کے معدے کے طلسمی تیزاب
کا اثر ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا
تھا۔

برہمن کی بدروح نے اب کیڑے اور ناگ کا خیال بھلا دیا تھا۔
اور اسے اپنی روح کی نجات کی فکر پڑ گئی تھی۔ وہ یہی سمجھے ہوئے
تھے کہ وہ مگرمچھ بنا دیا گیا تھا۔ اور اب چونکہ مگرمچھ مرچکا ہے۔
تو اسے روح کی شکل میں آسمان کی طرف چلے جانا چاہیے تھا۔ چونکہ
آسمان کی طرف اس کی روح نہیں گئی۔ اس لیے اب وہ بدروح
بن گیا ہے۔ اور وہ خدا جانے کب تک زمین کے ساتھ چمٹا عذاب
جھیلتا رہے۔ برہمن کی بدروح کو جو منتر یاد تھے اس نے پڑھنے
شروع کر دیئے۔ منتر پڑھنے سے برہمن کی روح میں ایک
حرکت پیدا ہونے لگی۔ وہ زمین سے بلند ہو گئی۔ اب وہ دائیں
بائیں گھوم سکتی تھی۔ برہمن کی بدروح کے اندر جب حرکت
اور تھوڑی بہت طاقت آگئی۔ تو اس نے ناگ کی طرف دیکھا
جو بے حس و حرکت سانپ کی شکل میں غار کی زمین پر پڑا تھا۔
برہمن کی بدروح نے ناگ کو آہستہ سے اٹھا لیا۔
ناگ سانپ کی شکل میں برہمن کی بدروح کے ساتھ لٹکا ہوا

تھا۔ اور روح اسے لے کر غار کے منہ پر پڑے ہوئے چٹان کے
بڑے ٹکڑے میں سے گزر گئی۔ روح نے محسوس کیا کہ ناگ کی
وجہ سے اس کے لیے فضا میں بلند ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ برہمن کی
بدروح ناگ کو کسی ایسی حالت میں قید کر دینا چاہتی تھی۔ جہاں سے
وہ زندگی بھر باہر نہ نکل سکے۔ بدروح نے ساحل سمندر کے
پاس پتھروں کے بیچ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اسے ایک جگہ
شیشے کی بوتل پڑی دکھائی دی جس کا کارک بھی وہیں پڑا تھا۔
برہمن کی بدروح نے ناگ کو بوتل میں بند کر کے کارک سے
بوتل کا منہ بند کر کے اسے سمندر کے وسط میں جا کر پھینک دیا۔
بوتل سمندر کی لہروں پر اوپر نیچے ہوتے ہوئے ایک طرف روانہ
ہو گئی۔ بوتل میں ہوا ہونے کی وجہ سے وہ ڈوب نہیں سکتی تھی۔
ناگ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند تھا۔ اور بوتل اسے لے کر
سمندر کی لہروں کے ساتھ آہستہ آہستہ نامعلوم منزل کی طرف
بہنے لگی۔ برہمن کی روح بوتل کو پھینکتے ـــــ ہی ہلکی ہو گئی۔
اب وہ بڑی تیزی اور آسانی سے آسمانوں کی طرف اُڑتی ہوئی
جا رہی تھی۔ روح اس دنیا سے جدا ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے
اوپر آسمانوں کی دنیا میں پہنچ گئی۔ جہاں فرشتے اس کا حساب کتاب
لینے کی تیاریاں کر چکے تھے۔ یہاں اب روح کے اعمال کا حساب
کتاب لیا جانے والا تھا۔ اور اس کے بعد روح کو اس کے اعمال

کے مطابق جنہم یا جنت میں بھیجا جاتا تھا۔ ناگ کو برہمن کی رو
سے نجات مل گئی تھی۔ مگر وہ خود بوتل میں بند سمندر کی بے کرا
وسعتوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔

○

بوتل میں بند ناگ

ناگ کو سمندر میں بھٹکتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا۔

سمندر میں اگر بوتل بند کر کے پھینکی جائے تو وہ ڈوبتی نہیں اور لہروں کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ مگر یہ سفر بے حد سست رفتار ہوتا ہے۔ کیونکہ سمندر کے وسط میں لہروں کی رفتار بہت دھیمی ہوتی ہے۔ سمندر کے عین درمیان میں تو لہریں صرف اوپر نیچے ہی ہوتی رہتی ہیں۔ ناگ بوتل میں بند تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اور ابھی تک بے حس و حرکت تھا۔ وہ عنبر ماریا تھیوسانگ کے بارے میں اب پوری طرح سے سوچ سکتا تھا۔ اسے یہ بھی یاد تھا کہ وہ کیٹی کو چھوڑ کر لائیٹ ہاؤس چٹان پر آیا تھا کہ مگرمچھ نے اسے نگل لیا۔ پھر وہ مگرمچھ کے اندر سے آگ کی پھنکار کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مگرمچھ مر گیا۔ اس کی بد روح نے ناگ کو زخمی اور بے حس کر دیا۔ اور اب اس سے اپنی موت کا بدلہ لیتے ہوئے اسے بوتل میں بند کر کے سمندر کے حوالے کر دیا تھا۔

ناگ بوتل کے اندر سے دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ لہروں کے ساتھ ساتھ

آہستہ آہستہ بہتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ کا منہ پوری طرح سے نہیں کھل رہا تھا۔ اس کے سانس کی رفتار بھی اتنی مدھم تھی کہ وہ زور سے سانس لے کر اپنی شکل تبدیل کرنے کا تجربہ نہیں کر سکتا تھا۔

جب اسے سمندر میں بھٹکتے دو ہفتے گزر گئے تو ناگ کی بوتل لہروں کے ساتھ تیزی سے بہنے لگی۔ ناگ سمجھ گیا کہ ضرور ساحل کے قریب آگیا ہے جس کی وجہ سے سمندری لہروں کی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ ایک بار بوتل لہروں کے ساتھ اوپر ابھری تو ناگ نے بوتل کے شیشے کے اندر سے باہر دیکھا۔ اسے دور آسمان پر ایک سیاہ دھبہ نظر آیا۔ یہ کوئی جزیرہ تھا۔ سمندر کی لہریں تیزی سے جزیرے کے ساحل کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

آخر جزیرہ بہت قریب آگیا۔ جزیرے کے ساحل پر نوکیلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ جن کے ساتھ موجیں زور شور سے ٹکرا کر جھاگ اُڑا رہی تھیں۔ ناگ کی بوتل طوفانی رفتار کے ساتھ چٹانوں کی طرف بڑھی۔ اور بڑے زور شور سے چٹان سے جا کر ٹکرا گئی۔

چٹان سے ٹکراتے ہی بوتل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ناگ باہر پتھروں پر جا گرا۔ پتھروں پر گرتے ہی اس نے محسوس کیا کہ ابھی تک اس کے جسم میں پوری طاقت نہیں آئی اور اس کا جسم ویسے ہی بے حس ہے ناگ پتھروں میں جہاں گرا تھا وہاں پڑا رہا۔

اس کے قریب سمندری پانی کا چھوٹا سا گڑھا بھر گیا تھا۔ موجیں چٹان سے ٹکراتیں تو پانی کی پھوار ناگ کے جسم پر پڑتی۔ کچھ دیر بعد ناگ نے محسوس کیا کہ سمندر کی اس پھوار کی وجہ سے اس کے جسم میں تھوڑی تھوڑی جان سی آگئی ہے۔ ناگ نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو وہ اس میں کامیاب ہوگیا۔ وہ آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ وہ بالکل گھونگھے کی طرح رینگ رہا تھا۔

ناگ کے لیے اتنی کامیابی ہی بہت تھی۔ اب اسے اُمید پیدا ہو چکی تھی کہ بہت جلد اس کی طاقت واپس لوٹ آئے گی۔ مگر سب سے زیادہ پریشانی ناگ کو یہ تھی کہ اس کا سانس ابھی بے معلوم انداز میں چل رہا تھا۔ ناگ رینگتا رینگتا چٹان کے درمیان سے گزرتا ساحل سمندر کی ریت پر آگیا۔ دن کا وقت تھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ دھوپ بالکل نہیں تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور ناریل اور پام کے درخت ہوا میں جھوم رہے تھے۔ ناگ کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کون سا جزیرہ ہے اور کس سمندر میں واقع ہے۔ ناگ کو تو صرف یہی فکر تھی۔ کہ کسی طرح سے اس کی طاقت لوٹ آئے۔

ریت گیلی تھی۔ ناگ اس پر بڑی آہستگی سے رینگتے ہوئے ریت سے گزر کر سامنے جزیرے کے ہرے بھرے درختوں کے درمیان آگیا۔ یہاں بڑا سبزہ تھا۔ گھنی جھاڑیاں اور اونچی اونچی گھاس ہوا میں لہرا رہی تھی۔ یہاں آس پاس کوئی آبادی نظر نہیں آتی

تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ممکن ہے یہ جزیرہ ویران اور بے آباد ہو۔ ناگ
ایک درخت کے نیچے گھاس کے درمیان خاموشی سے لیٹ گیا۔
آسمان پر کالے کالے بادل چھانے لگے۔ سمندر کی جانب سے بادلوں
کے سیاہ ٹکڑے آکر آسمان کو ڈھانپ رہے تھے۔ دن کی روشنی
بہت مدھم ہوگئی۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ ہوا بھی آہستہ آہستہ
چل رہی تھی۔ دن گزرتا چلا گیا۔ جب شام کا اندھیرا ساحل پر پھیلنے لگا
تو ناگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کچھ لوگ اداس آواز میں ماتمی
گیت گاتے چلے آرہے ہوں۔ ناگ آہستہ سے درخت پر
چڑھنے لگا۔

ناریل کے درخت کے اوپر چڑھنے کے بعد ناگ نے دیکھا کہ
ساحل پر تھوڑے فاصلے پر سے چار آدمی اپنے کاندھوں پر ایک
جنازہ اٹھائے دھیمے سُروں میں کسی اجنبی زبان میں ماتمی گیت
گاتے چلے آرہے تھے۔ ناگ نے سمجھا کہ یہ جزیرے کے لوگ
ہیں ان کا کوئی آدمی مر گیا ہے جس کو یہ یہاں دفن کرنے آرہے
ہیں۔ اس نے کوئی زیادہ خیال نہ کیا۔ اور معمولی دلچسپی کے ساتھ
انہیں تکنے لگا۔ شام کے گہرے ہوتے اندھیرے میں بھی ناگ
انہیں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔

جب یہ چاروں آدمی جنازہ لے کر اس درخت کے قریب
آئے جس پر ناگ چھپا ہوا تھا تو ناگ اچانک حیران رہ گیا۔

کیونکہ ان لوگوں نے جس آدمی کا جنازہ اٹھا رکھا تھا وہ آدمی زندہ
تھا اور آہستہ آہستہ ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس کا منہ بندھا ہوا
تھا اور جسم کو بھی رسّی کے ساتھ جنازے سے باندھ دیا گیا تھا۔
ناگ نے سوچا کیا یہ لوگ اس آدمی کو زندہ دفن کرنے کے لیے
لائے ہیں؟ یہ آدمی تو زندہ ہے۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ وہ اس
آدمی کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ وہ خاموش تماشائی بن کر اسے دیکھ
ہی سکتا تھا۔ ناگ کا منہ بھی پورا نہیں کھلتا تھا کہ وہ ان ظالم انسانوں
کو جا کر ڈس ہی دیتا۔ چاروں آدمیوں نے لمبے لمبے کالے رنگ کے
کرتے پہن رکھے تھے اور ان کے سر پہ درخت کی ٹہنیاں بندھی ہوئی
تھیں۔ انہوں نے زندہ آدمی کے جنازے کو ساحل پر ایک جگہ رکھ
دیا۔ پھر جنازے کے اندر سے کدالیں نکالیں اور زمین میں قبر کھودنی
شروع کر دی۔

جنازے میں بندھا ہوا آدمی اسی طرح بے چینی سے ہاتھ پاؤں
مار رہا تھا۔ ایک آدمی کے اشارے پر جنازے کے آدمی کے
پاؤں اور ہاتھ بھی رسّی سے باندھ دیئے گئے۔ جب قبر کھد کر
تیار ہوگئی۔ تو ان آدمیوں نے جیب سے ایک ایک موم بتی نکالی
اور تازہ کھدی ہوئی قبر کے گڑھے کے چاروں طرف لگا کر انہیں
جلا دیا۔ اب وہ جنازے کے گرد چل پھر کر کوئی عجیب و غریب
قسم کے اشلوک پڑھنے لگے۔ ان کی آواز اس سنسان جزیرے کی

آسیبی شام کی فضا میں عجیب ڈراؤنا تاثر پیدا کر رہی تھی۔

ناگ درخت کے ساتھ چمٹا یہ عجیب وغریب تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اِسے بڑا افسوس ہو رہا تھا کہ ایک آدمی کو اُس کی آنکھوں کے سامنے زمین میں زندہ دفن کیا جا رہا ہے اور وہ اس کو بچا نہیں سکتا۔ رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ قبر کے گرد کچھ چکر پورے کرنے کے بعد چاروں پُر اسرار آدمی رُک گئے۔ ایک لمحے کے لیے وہ رُک کر جنازے میں لیٹے ہوئے زندہ انسان کو غور سے تکنے لگے۔ پھر وہ جھکے اور رسیاں کھول کر بد قسمت انسان کو گھسیٹتے ہوئے قبر کے پاس لائے اور اسے قبر کے گڑھے میں گرا دیا۔ چونکہ اس آدمی کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے حلق سے اس کی چیخیں باہر نہیں نکل رہی تھیں۔ قبر میں وہ ضرور تڑپ رہا ہوگا اسے قبر میں پھینکنے کے بعد اِن پتھر دل آدمیوں نے تیزی سے مٹی قبر میں ڈالنی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر کا گڑھا بند ہو گیا۔ پھر چاروں آدمی خالی جنازے کو اُٹھا کر وہاں سے چل دیئے۔

ناگ کو خیال آیا کہ اِسے اس بد قسمت آدمی کی مدد ضرور کرنی چاہیئے۔ اس نے اپنے آپ کو درخت سے الگ کر کے زمین پر گرا دیا۔ ریت پر گرتے ہی ناگ کے بے حس و حرکت جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ اچا

ناگ نے محسوس کیا کہ اس کا منہ کھُل گیا ہے اور وہ سانس لے سکتا ہے۔ ناگ نے فوراً سانس زور سے اندر کھینچا اور دوسرے لمحے وہ سانپ سے انسان بن گیا۔

ناگ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس کی طاقت واپس آگئی تھی وہ تیزی سے قبر کی طرف لپکا۔ اس نے قبر کی ریت کو دیوانہ وار ہٹانا شروع کر دیا۔ ریت بھُر بھُری تھی۔ بڑی جلدی ناگ نے قبر کو کھود ڈالا۔ نیچے زندہ اِنسان بے ہوش پڑا تھا۔ ناگ نے جلدی سے اسے قبر میں سے نکالا۔ اور سمندر کے پاس لے جا کر لِٹا دیا۔ پھر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ تازہ ہوا اور پانی کے چھینٹوں سے زندہ مُردے نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ستاروں بھرے کھُلے آسمان کی دھیمی روشنی میں اپنے قریب ایک نوجوان کو بیٹھے دیکھا۔ جو اِسے ہمدردانہ نگاہوں سے تک رہا تھا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا کہ اس آدمی کی زبان کیا ہے۔ اس لیے وہ خاموش رہا۔ زندہ مردے نے فوزی کہا۔

"تم ـــ تم کون ہو؟"

ناگ نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان فونیقی زبان بول رہا ہے۔ فونیقی لوگ افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر آباد تھے ناگ سمجھ گیا کہ لوئل میں تیرتے ہوئے وہ افریقہ کے شمال مغربی ساحل کے آس پاس آگیا ہے۔

حمہ اس زندہ مردہ کا رنگ کالا نہیں بلکہ زرد تھا۔ ایسا رنگ فونیقی لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو آج کل الجزائر کے علاقے میں آباد ہیں۔

ناگ نے اسی زبان میں کہا۔

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ مگر تمہاری زبان سمجھ لیتا ہوں اور بول بھی لیتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں زندہ دفن کیوں کر گئے ہیں؟"

وہ فونیقی نوجوان آہستہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نقاہت سے بولا۔

"ناگ بھائی! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے موت کے منہ سے نکال لیا۔ اگر تم یہاں نہ ہوتے تو میں تھوڑی دیر بعد مر گیا ہوتا۔ میرا نام حبّال ہے۔ میری کہانی بڑی لمبی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ جو لوگ مجھے زندہ دفن کرنے لائے تھے وہ کہیں قریب ہی تو نہیں ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں سے جا چکے ہیں۔"

۔۔ا ر نے ذرا گردن اُٹھا کر اس جگہ کی طرف دیکھا جہاں اس

۔۔لی مت رکھو۔ اسے فوراً مٹی

۔۔یسا بنا دو کہ جیسے وہ میری قبر ہو۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے دشمن صبح میری قبر پر ضرور آئیں گے۔"

ناگ فوراً قبر کے پاس گیا۔ اور اس نے اس میں ریت ڈال کر گڑھے کو بھرا اور وہاں ویسے ہی قبر بنا دی جیسی کہ وہ لوگ بنا کر گئے تھے۔ اس کے بعد وہ فونیقی نوجوان حبّال کے پاس واپس آ گیا۔ اور بولا۔

"اگر تم اُٹھ کر چل سکتے ہو تو میرے ساتھ جنگل میں چلے چلو۔ جہاں تم لیٹ کر آرام کر سکتے ہو۔"

حبال اُٹھ کر ناگ کے ساتھ جزیرے کے گھنے جنگل میں آ گیا۔ پھر ناگ نے ایک پہاڑی ٹیلے کی اوٹ میں جھاڑیوں کے پیچھے جگہ بنا دی جہاں اس نے حبّال کو لٹا دیا اور پوچھا کہ کیا وہ اس جزیرے پر ہی رہتا تھا؟

اب حبّال نے ناگ کو اپنی کہانی بیان کی اور یوں کہا۔

"میرے محسن! میں اس جزیرے کا باشندہ نہیں ہوں۔ یہ جزیرہ ہمارے شہر سے سو کوس کے فاصلے پر ہے۔ ہمارا شہر یہاں سے دور افریقہ کے شمال مغربی ساحل پر آباد ہے۔ یہ چھوٹا سا شہر ہے۔ میرا باپ اس شہر کا سب سے امیر تاجر تھا۔ وہ مر گیا تو میرے باپ کی جائیداد پر میرے ظالم چچا نے قبضہ کر لیا۔

میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ جب میں بڑا ہوا تو میرے
چچا نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار خدا
نے مجھے بچا لیا۔ ایک بار اس نے مجھے اندھے کنوئیں
میں پھنکوا دیا۔ جہاں سے ایک قافلے والوں نے مجھے
نکال کر گھر پہنچا دیا۔ ایک بار میرے چچا نے ایک آدمی
کو میرے ساتھ جنگل میں بھیجا کہ وہ مجھے قتل کر دے
گا۔ مگر عین وقت پر اس آدمی کا ضمیر جاگ اُٹھا۔ اس
دل میں خدا کا خوف بیدار ہو گیا اور اس نے مجھے
آزاد کر دیا۔ اور خود شہر چھوڑ کر چل دیا۔ اس بار میرے
چچا نے اپنے چار خاص آدمیوں کو مجھے زندہ دفن کرنے
کے کام پر لگایا اور ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا اور
یہاں لے آئے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم جانتے ہو۔
خدا نے میری مدد کی اور عین وقت پر تمہیں بھیج دیا اور
میری جان بچ گئی۔"

ناگ بڑے غور سے حبال کی سنسنی خیز کہانی سن رہا تھا
حبال نے ناگ سے پوچھا۔

"لیکن میرے دوست! تم نے اپنے بارے میں مجھے
ابھی تک کچھ نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور اس ویران اور
بے آباد جزیرے پر کیسے آ گئے؟"

ناگ نے کہا۔

"میرے بھائی! میں بھی تمہاری طرح مصیبت کا مارا ہوں۔
میرا بھی اس دنیا میں ایک بھائی اور بہن کے سوا کوئی
نہیں ہے۔ میں ملک ہندوستان سے اپنے بھائی اور بہن سے ملنے ملک
یونان کی طرف جا رہا تھا کہ سمندر میں طوفان آ گیا۔ اور
ہمارا جہاز ڈوب گیا۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک تختے
پر بیٹھ کر اپنی جان بچائی اور سمندری لہروں نے مجھے
اس جزیرے پر پھینک دیا۔ میں شام کے وقت ساحل
سمندر کے پاس درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ تمہارے
نقلی جنازے کو آتے دیکھا جب وہ لوگ تم کو زمین
میں زندہ دفن کر کے چلے گئے۔ تو میں نے جلدی جلدی
قبر کھودی اور تمہیں باہر نکال لیا۔ اس سے پہلے اس
لیے سامنے نہ آیا کہ وہ چار آدمی تھے اور میں اکیلا تھا۔
پھر ان کے پاس کلہاڑیاں بھی تھیں۔ وہ مجھے ہلاک کر سکتے
تھے۔"

حبال نے آہ بھر کر کہا۔

"خدا نے میری جان بچائی۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں
اور تمہارا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر سوچتا ہوں کہ اب
اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ وہاں میرے چچا کی بیٹی
لیلا مجھ سے پیار کرتی ہے اور ہم ایک دوسرے سے

شادی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میرا ظالم چچا تو میرے
ساتھ اپنی بیٹی کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ وہ تو ہر قیمت
پر مجھے راستے سے ہمیشہ کے لیے ہٹانا چاہتا ہے تاکہ وہ
میرے باپ کی کروڑوں روپے کی جائیداد، باغوں، زمین
اور حویلیوں پر قبضہ کر سکے۔ وہ اپنی بیٹی کی شادی کیسے
میرے ساتھ کر سکتا ہے۔ اسی خیال سے اب میرا گھر واپس
جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"
ناگ نے کہا۔

"تمہارے باپ کی جائیداد پر تمہارا حق ہے اور پھر لیلیٰ
تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ تمہیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے
اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جس نے ہر بار تمہاری جان بچائی
ہے۔ وہ اب بھی تمہاری مدد کرے گا۔"
جبّال بولا۔

"میں اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس بار اگر میں زندہ اپنے
چچا کے سامنے گیا تو وہ خود تلوار کے وار سے میری گردن
اتار دے گا۔ وہ کسی قیمت پر مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
ناگ نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"
جبّال مسکرایا اور ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔

"تمہاری مہربانی میرے بھائی! مگر میرا چچا تمہیں بھی زندہ
نہیں چھوڑے گا۔ تم اسے نہیں جانتے وہ بڑا ظالم آدمی ہے۔"
ناگ نے کہا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم میری فکر نہ کرو۔ میں چاہتا
ہوں کہ تمہارا حق تمہیں واپس دلایا جائے۔ اور تم خوش و خرم
زندگی بسر کر سکو۔"

فونیقی نوجوان جبّال، ناگ کا منہ تکنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ اس
نوجوان کے سینے میں کس قدر مضبوط اور دلیر دل دھڑک رہا ہے جو
موت سے بھی نہیں گھبراتا۔ اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم واقعی میرا حق واپس دلانے
میں میری مدد کر سکو گے۔ مگر جب تک میرے چچا کے
آدمی کل یہاں آ کر میری قبر دیکھ کر واپس نہیں چلے جاتے
ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔"
ناگ نے کہا۔

"ہم ان کے چلے جانے کے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ لیکن
کیا تم یہاں کسی کشتی کا انتظام کر سکتے ہو۔ کیونکہ ہم کو تمہارے
شہر تک پہنچنے کے لیے کشتی کی ضرورت ہوگی۔"
جبّال بولا۔

"میں تو کوئی انتظام نہیں کر سکتا۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس

جزیرے کے جنوبی ساحل پر کچھ حبشی لوگ رہتے ہیں۔
ممکن ہے ان کے ہاں سے ہمیں کوئی کشتی مل جائے۔"
ناگ نے کہا۔
"اچھا اب تم آرام کرو۔ صبح اٹھ کر سوچیں گے۔"
جبّال وہیں گھاس پر لیٹ کر سو گیا۔ ناگ جاگ کر اس کی حفاظت
کرتا رہا۔ رات کو بارش شروع ہو گئی۔ جبّال پر درخت پر سے
پانی ٹپک ٹپک کر گرنے لگا تو وہ اٹھ بیٹھا۔
"بارش ہو رہی ہے ناگ؟" اس نے ناگ سے پوچھا۔
ناگ نے کہا۔
"چلو۔ اس سامنے والے درخت کے نیچے چلے جاتے ہیں۔ وہ
زیادہ گھنا درخت ہے۔ وہاں بارش نہیں ہو گی۔"
جبّال اور ناگ وہاں سے اٹھ کر ساتھ والے گھنے درخت کے
نیچے آ گئے۔ درخت کے گھنے ہونے کی وجہ سے اس کے نیچے بارش کا پانی
نہیں گر رہا تھا۔ باقی رات انہوں نے بیٹھ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو آسمان
پر اسی طرح بادل چھائے ہوئے تھے۔ لیکن بارش رک گئی تھی۔ جبّال نے
ناگ سے کہا کہ اس کے چچا کے لوگ میری قبر دیکھنے آتے ہی ہوں
گے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ ہم کسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ جائیں۔
تجویز معقول تھی۔ ناگ اور جبّال ایک درخت کی شاخوں میں چھپ کر
بیٹھ گئے۔ وہاں سے انہیں سمندر کا ریتلا ساحل دور تک نظر آ رہا تھا

ان کی مرطوب دھیمی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جبّال نے
ناگ سے کہا۔
"بس وہ لوگ آتے ہی ہوں گے۔"
تھوڑی دیر بعد وہی رات والے چار حبشی آدمی دور سمندر کے
ساحل پر نمودار ہوئے۔ وہ اس طرف آ رہے تھے جہاں جبّال
کی قبر بنی تھی۔ قبر کے پاس آ کر انہوں نے قبر کو غور سے دیکھا۔
دو آدمی جنگل سے کچھ پتھر لے آئے۔ یہ پتھر انہوں نے قبر کے اوپر
لگا دیئے۔ جبّال اور ناگ دونوں درخت کی شاخوں میں چھپ
کر ان آدمیوں کو دیکھ رہے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ جبّال نے
جس شاخ پر ہاتھ ڈال رکھا تھا۔ وہاں سے اس کا ہاتھ ذرا سا
پھسل گیا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ دوسری شاخ پر ڈالا۔ تو ایک
ٹہنی ٹوٹ کر نیچے گر پڑی۔
ٹہنی کے گرتے ہی چاروں آدمیوں نے چونک کر درخت کی
طرف دیکھا۔ انہیں پتوں اور شاخوں میں کوئی آدمی تو دکھائی نہ دیا۔
مگر شک دور کرنے کے لیے ایک آدمی درخت کی طرف بڑھا۔ قریب
آنے پر وہ بڑی آسانی سے درخت میں چھپے ہوئے جبّال اور ناگ کو دیکھ
سکتا تھا۔ اب ناگ کے ایکشن دکھانے کا وقت آ گیا تھا۔ اس نے
جبّال سے کہا۔
"خبردار اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔ میں نیچے چھلانگ

لگا کہ اس آدمی کو اپنے پیچھے لگا کر دیکھنے جا رہا ہوں"۔
اس کے ساتھ ہی ناگ نے درخت پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ وہ دھپ سے جھاڑیوں پر گرا تو وہ آدمی جو درخت کی ٹہنی گرتے دیکھ کر اپنا شک دُور کرنے وہاں پہنچا تھا۔ چلا اٹھا۔

"وہ ایک آدمی ہے یہاں"۔

اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا تھا۔ ناگ جنگل کی طرف دوڑا اسے دوڑتا دیکھ کر باقی تین آدمی بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا۔ کہ درخت کے اوپر جبّال بیٹھا ہے۔ جس کو انہوں نے اپنی طرف سے قبر میں دفن کیا تھا۔ انہیں یہ خیال آ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اب تو انہوں نے ایک آدمی کو درخت سے کود کر جنگل میں دوڑتے بھی دیکھا تھا۔ انہیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی انہیں قبر میں زندہ آدمی دفن کرتے دیکھ چکا ہے اور اب اسے بھی ہلاک کرنا ضروری ہو گیا تھا مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ جس کے پیچھے وہ بھاگ رہے ہیں۔ وہ ناگ ہے۔ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔

ناگ کی چال کامیاب رہی تھی۔ اور چاروں آدمیوں کی توجہ جبّال کی طرف نہیں گئی تھی۔ اور وہ ناگ ہی کا تعاقب کرنے لگے تھے۔ ناگ جان بوجھ کر تیز نہیں دوڑ رہا تھا۔ وہ آدمیوں کی نگاہوں کے سامنے رہنا چاہتا تھا تاکہ وہ خود بھی دیکھ سکے کہ آدمی اس

پیچھا کرتے کہاں تک آ گئے ہیں۔ جب وہ جنگل کے دوسرے کنارے پر آئے تو ناگ رُک گیا۔ چاروں آدمی اس کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اپنے اپنے خنجر نکال لیے تھے۔ ناگ نے اُچھل کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگا دی اور چھلانگ لگاتے ہی سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ چاروں آدمی جھاڑی پر ٹوٹ پڑے۔ جب اِن میں سے دو آدمیوں کو ناگ نے ڈس دیا تو باقی دو بوکھلا کر ایک طرف کو دوڑے۔ وہ سانپ سانپ پکارتے جا رہے تھے۔ ان کے دو ساتھی وہیں مر گئے تھے۔

ناگ نے اِن کا پیچھا شروع کر دیا۔ یہ چاروں قاتل تھے۔ ناگ انہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور وہ ناگ سے بھاگ کر کہیں جا بھی نہیں سکتے تھے۔ ناگ نے اُڑنے سانپ کی شکل بدلی۔ اور اُڑ کر ایک آدمی کی گردن پر ڈسا۔ اور پھر دوسرے کو ڈس دیا۔ چاروں قاتلوں کا قصہ ختم کرنے کے بعد ناگ واپس درخت کی طرف چلا درخت کے قریب ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی اور جبّال کو آواز دے کر کہا۔

"درخت سے نیچے آ جاؤ جبّال! دشمن یہاں نہیں ہے اب"۔
جبّال نے یہ سنا تو درخت سے اُتر آیا۔ ناگ نے کہا۔
"تمہارے دشمنوں کو قدرت نے ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ایسا ہوا کہ میں اِن کے آگے آگے بھاگا جا رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ نکل آیا میں تو کسی طرح سانپ سے بچ گیا۔

"مگر ان چاروں آدمیوں کو سانپ نے ڈس کر ہلاک کر دیا۔"

جبال بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"تم نے تسلی کر لی تھی ان کی موت کی ناگ؟"

ناگ بولا۔

"ہاں بھائی۔ ان کی لاشیں جنگل میں پڑی ہیں۔ چل کر دیکھ لو۔"

ناگ نے جنگل میں لے جا کر جبال کو چاروں قاتلوں کی لاشیں دکھائیں تو جبال بولا۔

"یہ تو بڑا اچھا ہوا۔ خدا ہماری مدد کر رہا ہے۔ آؤ اب ہم ان کی کشتی پر بیٹھ کر یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

کشتی ساحل سمندر پر کھڑی تھی۔ ناگ اور جبال کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی کو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا۔ اس کشتی میں ان آدمیوں نے ایک دن کا کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ کشتی سارا دن سمندر میں چلتی رہی۔ جبال خود کشتی کو چلا رہا تھا۔ وہ سمندری راستے سے باخبر تھا۔ شام کے قریب وہ افریقہ کے مغربی ساحل پر پہنچ گئے۔ جبال بولا۔

"یہ افریقہ کا مغربی ساحل ہے۔ یہاں سے ہم ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف جائیں گے۔ کل کسی وقت ہم اپنے شہر میں پہنچ جائیں گے۔"

رات کو انہوں نے کشتی میں ہی تھوڑا بہت کھایا پیا۔ ساری رات کشتی ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف چلتی رہی۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد انہیں دور ایک پہاڑی پر کچھ مکان دکھائی دینے۔ جبال نے کہا۔

"یہ میرے شہر کے مکان ہیں۔ مگر ابھی ہم شہر میں داخل نہیں ہوں گے۔ میرے چچا کے آدمیوں نے مجھے دیکھ لیا تو وہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے۔ ہم جنگل میں کسی جگہ چھپ کر کوئی منصوبہ بنائیں گے۔"

ناگ خاموش تھا۔ جبال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ناگ بھائی! ہم کیا منصوبہ بنا سکتے ہیں؟ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ میں تو تمہارے کہنے پر یہاں چلا آیا ہوں۔ میرا چچا ایک امیر جاگیردار ہے۔ شہر میں اس کا بڑا اثر ہے۔ شہر کا گورنر بھی اس کا دوست ہے۔ میں اپنا حق اس سے کیسے واپس لے سکوں گا؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"جبال! خدا پر بھروسہ رکھو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ سب سے پہلے ہمیں جنگل میں کسی جگہ اپنا خفیہ ٹھکانا بنانا ہو گا۔ اس کے بعد سوچ لیں گے کہ کس منصوبے پر عمل کرتے ہوئے تمہیں تمہارا حق واپس دلایا جائے۔"

شہر کی بندرگاہ سے کچھ فاصلے پر جبال نے ایک دریا میں کشتی
ڈال دی جو جنگل میں سے نکل کر سمندر میں گر رہا تھا۔ یہاں سے
وہ کشتی نکال کر جنگل کے اندر لے گیا۔ یہ افریقہ کا گھنا جنگل تھا۔
سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ جنگل دور تک چلا گیا تھا۔
شمال کی طرف کچھ فاصلے پر شہر شروع ہو جاتا تھا۔ دریا جنگل میں
گھومتا ہوا ایک بہت ہی گنجان علاقے میں آگیا۔ یہاں جبال نے
کشتی روک دی۔ وہ دونوں کشتی سے اُتر آئے۔ کشتی کو انہوں
نے کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپا دیا اور درختوں کی لٹکتی ہوئی جنگلی بیلوں
میں سے گزرتے ایک چٹان کے نیچے آگئے۔ یہاں ایک قدرتی غار بنا
ہوا تھا۔ جبال بولا۔

"یہ غار ہمارے لیے بہترین خفیہ کیمپ گاہ ہو گی۔ ہم یہاں
چھپ کر اپنا منصوبہ بنا سکتے ہیں۔"

غار میں مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ ناگ اور جبال نے
مل کر جالے ہٹائے۔ غار کے فرش کو صاف کیا اور ایک جگہ اندر جا کر
فرش پر سوکھا گھاس اور پتے بچھا دیئے۔ پھر کشتی میں سے نکال
کر جو کھانا ساتھ لائے تھے وہ کھایا۔ چھاگل میں سے پانی پیا اور غور
کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ناگ نے کہا۔

"میرا منصوبہ یہ ہے کہ میں ایک مسافر بن کر تمہارے چچا کی
حویلی میں جا کر نوکری تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر

نوکری مل گئی تو میں گھر کے سارے حالات معلوم کرنے
کے بعد تمہارے لیے راستہ ہموار کروں گا۔"

جبال ناامیدی کے ساتھ بولا۔

"ناگ! یہ تو بڑا لمبا منصوبہ ہے۔ تم میرے لیے
راستہ ہموار نہیں کر سکو گے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے کسی
دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیئے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اتنی جلدی مایوس کیوں ہو جاتے ہو جبال؟ خدا پر
بھروسہ رکھو۔ کم از کم مجھے شہر میں جا کر کوشش تو کر
لینے دو۔ میں کل صبح تمہارے چچا کی طرف جاؤں گا۔
تمہارے چچا کا نام کیا ہے؟"

جبال بولا۔

"خباش میرے چچا کا نام ہے۔ میرے چچا کا ایک
مکار دوست دھارگ ہے اس سے خبردار رہنا۔ وہ
بڑا چالاک اور تجربہ کار ہے۔ چچا نے اِسے بھی زمین
دے رکھی ہے اور کوئی کام اس سے مشورہ لیے
بغیر نہیں کرتا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں اس سے خبردار رہوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

رات انہوں نے غار میں ہی گزار دی۔ دوسرے دن ناگ نے حبال کو غار کے اندر ہی رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں سے کہیں مت جانا۔ مجھے واپس آنے میں اگر دیر ہو گئی تو گھبرانا مت۔ میں تمہارے ہی کام میں مصروف ہوں گا۔ بہر حال میں تمہارے پاس واپس ضرور آؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں"

ناگ نے حبال سے رخصت لی اور جنگل سے نکل کر حبال کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے لگا۔ اب اسے سامنے شہر کی دیوار اور دروازہ نظر آنے لگا تھا۔ ناگ انسانی شکل میں ہی چلتا جا رہا تھا۔ وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ شہر زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مگر بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ مکان خوبصورت تھے۔ لوگ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار بازاروں میں سے گزر رہے تھے۔ یہ فونیقی قوم کے زرد چہروں والے لوگ بھی تھے اور حبشی قوم کے سیاہ فام لوگ بھی تھے۔ حبال نے ناگ کو اپنے چچا حباش کی حویلی کا پتہ بتا دیا تھا۔ ناگ نے دور سے حبال کے چچا کی حویلی کو دیکھا تو ایک طرف کھجور کے درخت کے نیچے رک گیا۔ وہ غور سے چچا حباش کی چار منزلہ عالی شان محل نما حویلی کو دیکھنے لگا۔ یہ حویلی حبال کی ملکیت تھی۔ جس پر اس کے چچا نے زبردستی قبضہ کر رکھا تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ اسے کس حیثیت سے اس حویلی میں داخل ہونا چاہیئے؟

ویلی کے بڑے گیٹ پر دو حبشی نیزے لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ کسی طرح حبال کے چچا پر اپنا اثر ڈال کر اس کا اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کا ایک ہی طریقہ تھا۔ ناگ نے کھجور کے درخت کی طرف دیکھا۔ درخت کے ارد گرد کوئی نہیں تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہ سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر جانے کے بعد ناگ نے نیچے غوطہ لگایا اور حویلی کے پچھلے باغ میں اتر آیا۔ یہاں زیتون اور ناشپاتیوں کے درخت تھے اور سنگ مرمر کے حوض میں فوارہ چل رہا تھا۔ ناگ نے حویلی کی طرف دیکھا۔ چار منزلہ حویلی کی کھڑکیوں پر چقیں پڑی تھیں۔

دھوپ میں آہستہ آہستہ گرمی آنے لگی تھی۔ ناگ حبال کے چچا حباش کی تلاش میں تھا۔ وہ آہستہ سے اڑا اور حویلی کے سامنے کی جانب باغ میں آ گیا۔ اور ایک درخت پر بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگا۔ نیچے حویلی کے سامنے ایک خوبصورت باغیچہ تھا۔ باغیچے کے درمیان میں سنگ مرمر کی روشوں کے درمیان حوض میں تین فوارے چل رہے تھے۔ سامنے سنگتروں کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں سنگ مرمر کے تخت پر مسند لگی تھی اور پاس ہی تپائی پر پینے کے لیے ٹھنڈے شربت کی صراحی اور پیالے رکھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حویلی کے اندر سے ایک بھاری بھرکم آدمی ریشمی

لباس پہنے نوکروں کے آگے آگے بڑی شان سے چلتا ہوا نکلا اور
سنگترے کے درختوں کی چھاؤں میں سنگ مرمر کے تخت پر آکر نیم
دراز ہو گیا۔

جبّال نے اپنے چچا کا جو حلیہ بتایا تھا اس آدمی کا حلیہ بالکل ویسا
تھا۔ یہ اس کا چچا حبّاش ہی تھا۔ نوکر اور کنیزیں اس کی خدمت
میں لگ گئیں۔ کوئی اس کو پنکھا کرنے لگی۔ کوئی شربت پیالے میں
ڈال کر پیش کرنے لگی۔ دو نوکر حبّاش کے پاؤں دبا رہے تھے
چار نوکر اس کے پیچھے خنجر لگائے محافظ کے طور پر کھڑے تھے
اتنے میں دوسری طرف سے حبّاش کا ذاتی دوست دھارگ آگیا
اس نے سیندوری رنگ کا ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ یہ ایک
دبلا پتلا کرخت چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ جبّال نے ناگ کو اس
کا حلیہ بھی بتا دیا تھا۔ ناگ تیزی سے اڑ کر سنگترے کے درخت
پر آکر بیٹھ گیا۔ اب وہ حبّاش چچا کے تخت کو صاف دیکھ رہا تھا
اور اس کی آواز بھی سن سکتا تھا۔ حبّاش نے دھارگ کو آتے دیکھ
کر کہا۔

"آؤ میرے دوست دھارگ! دیکھو یہاں کتنا سکون
اور ٹھنڈک ہے۔ بیٹھو۔ شربت پیؤ"

دھارگ تخت کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا حبّاش
نے اشارے سے تمام نوکروں اور کنیزوں کو وہاں سے جانے

کا حکم دیا۔ جب سب نوکر کنیزیں چلی گئیں۔ تو چچا حبّاش نے دھارگ
کی طرف جھک کر کہا۔

"جبّال کو لے کر جو لوگ جزیرے پر گئے تھے ابھی
تک واپس نہیں آئے"
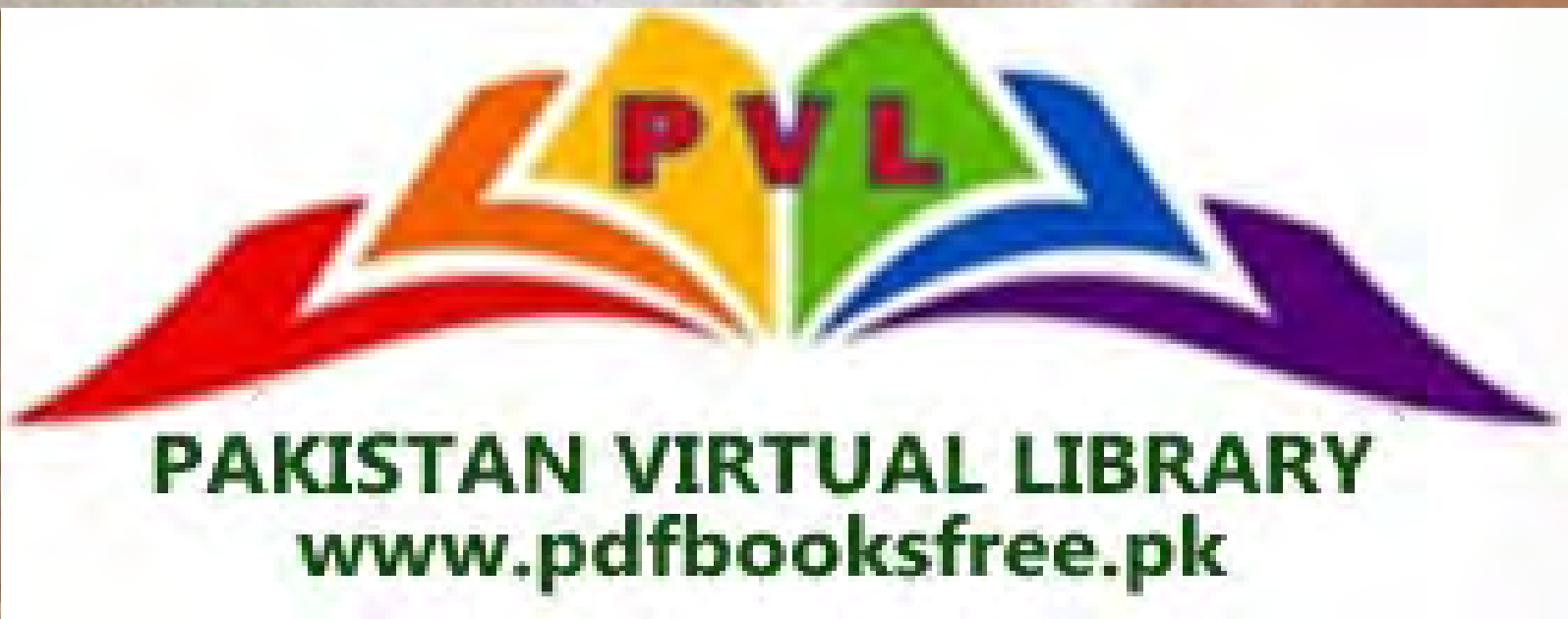
جنازے میں زندہ آدمی

دھارگ نے اپنی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا۔
"میں نے ان کی خبر لینے اپنے ایک خاص آدمی کو بھیج رکھا ہے۔ وہ آتا ہی ہو گا"
حبّاش نے کچھ بے چین سا ہو کر کہا۔
"آخر انہوں نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی۔ دھارگ؟"
دھارگ بولا۔
"میرے دوست! کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ حبّال کو تو ہم نے خود باندھ کر یہاں سے اپنے آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ اب تک تو حبّال کی لاش قبر میں گلنے سڑنے لگی ہو گی۔ تم فکر مت کرو۔ تمہارا دشمن حبّال ختم ہو چکا ہے"
ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ ساری گفتگو بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اس مکروہ سازش کا ناگ کو پہلے ہی سے علم

تھا مگر اب اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔ یعنی یہ بات ثابت ہو گئی تھی۔ کہ حبّال کے خلاف اس قاتلانہ سازش کو حبّال کا خونی چچا حبّاش نے اپنے مکّار دوست دھارگ کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔ یہ دونوں جائیداد کے حقیقی وارث اور بے گناہ حبّال کو اپنی طرف سے قتل کر چکے تھے۔ مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ حبّال کو خدا نے ناگ کے ذریعہ سے بچا لیا تھا۔
تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد جب دھارگ وہاں سے اُٹھ کر حویلی کے اندر چلا گیا۔ تو ناگ نے اپنی اسکیم پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک نگاہ نیچے ڈالی۔ اس وقت تخت پر حبّال کا ظالم چچا حبّاش تکیئے کے ساتھ ٹیک لگائے اکیلا ہی بیٹھا شربت پی رہا تھا۔ ابھی وہاں کنیزیں اور نوکر نہیں آئے تھے۔ بڑا اچھا موقع تھا۔ چنانچہ ناگ درخت سے نیچے آ گیا۔ جھاڑی میں آتے ہی ناگ نے عقاب کی شکل بدل کر سانپ کی شکل اختیار کی۔ اور تیزی سے رینگتا ہوا حبّاش کے تخت کی طرف آ گیا۔ پھر قریب آ کر اس نے اپنا پھن اُٹھا کر زور سے پھنکار ماری۔
حبّاش نے ایک کالے سانپ کو پھن اُٹھائے لہراتے جھومتے قریب آتے دیکھا۔ تو اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ اُٹھ کر دوڑنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے لپک کر اس کے بازو پر ڈسا اور جھاڑیوں کی طرف دوڑ گیا۔ حبّاش کی چیخ سن کر حویلی میں شور مچ گیا۔

سب باغ کی طرف بھاگے۔ دھارگ بھی کام چھوڑ کر باہر کی جانب
لپکا۔ اس نے دیکھا کہ حبّاشش گھاس پر پڑا تھا۔ اس کا رنگ سفید
ہو رہا تھا اور منہ سے سبز رنگ کا جھاگ نکلنے لگا تھا۔ اس نے
کپکپاتی آواز میں دھارگ سے کہا۔

"مجھے ـــ مجھے کالے سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

اور اتنا کہہ کر وہ بے ہوش ہو گیا۔ ناگ نے جان بوجھ کر حبّاشش
کے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا تھا کہ جس سے وہ صرف بے
ہوش ہو جائے۔ اس کے منہ سے سبز جھاگ نکلے اور وہ
مرے نہیں۔ دھارگ نے شور مچا دیا "حکیم کو بلاؤ۔ وید کو بلاؤ۔
جلدی کرو۔" اسی وقت شہر کے بہترین حکیم اور وید جمع ہو کر حبّاشش
کا علاج کرنے لگے۔ مگر حبّاشش کی بے ہوشی ختم نہیں ہو رہی تھی۔
وہ ہوش میں نہیں آ رہا تھا۔ اور اس کے منہ سے جھاگ جاری
تھا۔ اس کی بیٹی لیلیٰ نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔ اس
کی والدہ زندہ نہیں تھی۔ کنیزوں نے لیلیٰ کو حوصلہ دیا۔ اور دھارگ
کے اشارے پر اسے زبردستی وہاں سے لے گئیں۔ اس عرصے میں
ناگ حویلی سے باہر جا چکا تھا۔

حویلی کے باہر سامنے والے باغ میں وہ سڑک کے کنارے عام
انسانی شکل میں کھڑا حویلی کے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گیٹ کے
پہرے دار بھی اندر بھاگ کر چلے گئے تھے۔ حویلی میں نوکر ادھر

ادھر گھبرائے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ اتنے میں ایک گھوڑا گاڑی
وہاں آ کر رکی۔ اس میں سے لمبی ڈاڑھی والا ایک حکیم باہر نکلا
اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا حویلی میں داخل ہو گیا۔ ناگ ابھی ان
لوگوں کو وقت دینا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ سب لوگ اپنا
اپنا علاج کر کے دیکھ لیں۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ حبّاشش کا علاج
نہیں کر سکیں گے۔ ناگ وہاں سے شہر کی طرف چل دیا۔ کافی دیر
تک وہ شہر کے بازاروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ جب دوپہر ہو گئی
تو ناگ حویلی کی طرف آ گیا۔ ناگ نے ایک لمبا کرتا پہن رکھا تھا۔
اس نے حویلی کے گیٹ پر آ کر پہرے دار سے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے مالک کو کالے سانپ نے
ڈس لیا ہے۔ میں اس کا علاج کرنے آیا ہوں۔"

پہرے دار نے اندر اطلاع بھجوائی۔ ناگ کو فوراً اندر بلا لیا گیا۔
ناگ نے دیکھا کہ حبّاشش وہیں سنگترے کے درخت کے نیچے تخت
پر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے سرہانے کی جانب حبّاشش کا
خاص ساتھی مکار دھارگ بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں کرسیوں پر
کچھ حکیم اور وید بیٹھے تھے۔ ان کے نوکر کونڈیوں میں دوائیں
گھوٹ رہے تھے۔ کنیزیں پنکھا کر رہی تھیں۔ ایک نوکر طشت
میں چاندی کے گلاس لیے کھڑا تھا۔ ناگ کو پیش کیا گیا تو مکار دھارگ
نے غور سے اسے دیکھا اور بولا۔

"تم کون ہو؟ کیا تم کوئی حکیم ہو؟ وید ہو؟ کیا تمہیں سانپ کے علاج کا کوئی تجربہ ہے؟"

ناگ دل میں مسکرایا کہ اس احمق کو معلوم ہی نہیں کہ میں کون ہوں اور یہ کہ میں نے خود حباش کو ڈسا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"جناب! میں ایک سیاح ہوں۔ ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔ میرا باپ سانپوں کا کاروبار کرتا تھا۔ میں نے سانپ کے ڈسنے کا علاج اسی سے سیکھا ہے۔"

حکیم اور وید ناگ کو اکتائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ ایک وید نے کہا۔

"دھارگ بھائی! یہ تو کوئی آوارہ گرد لونڈا ہے۔ ہم حباش صاحب کا علاج کر رہے ہیں۔ ہمیں علاج کرنے دیں۔"

دھارگ کو حباش کی زندگی کی اس لیے بھی فکر تھی۔ کہ حباش نے اس کو اپنی آدھی جائیداد دینے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ ابھی اس نے کاغذات پر دستخط نہیں کیے تھے۔ دھارگ چاہتا تھا کہ کسی طرح سے حباش کی زندگی بچالی جائے تاکہ وہ اس سے جائیداد پر ایک بار دستخط کرالے۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"تم کیسے علاج کرو گے؟ میرے دوست کو بڑے زہریلے سانپ نے ڈسا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ موت کی طرف جا رہا ہے۔ اگر تم نے اسے بچا لیا تو میں تمہیں انعام و اکرام

دوں گا۔"

ناگ بولا۔

"میں کوشش کروں گا جناب۔ آپ ایسا کریں کہ ایک پیالے میں پانی ڈال کر تخت کے پاس رکھ دیں۔"

فوراً پانی سے بھرا ہوا پیالہ حباش کے تخت کے پاس تپائی پر رکھ دیا گیا۔ حکیم اور وید نفرت سے ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک عام سا لڑکا ان کے مریض کا علاج کرے۔ مگر دھارگ کو حباش کی زندگی عزیز تھی۔ ابھی وہ اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی اجازت سے ناگ حباش کے قریب تخت پر بیٹھ گیا۔ حباش بے ہوش تھا۔ اس کے منہ سے ابھی تک سبز جھاگ بہہ رہا تھا۔ جس کو ایک نوکر رومال سے صاف کرتا جاتا تھا۔ ناگ نے اسے پرے ہٹا دیا اور پیالے کے پانی میں انگلی ڈبو کر حباش کے ہونٹوں سے لگائی اور آنکھیں بند کرکے یہ ظاہر کیا جیسے وہ منہ میں خفیہ منتر پڑھ رہا ہے۔

اصل میں ناگ حباش کے جسم میں دوڑتے ہوئے اپنے زہر کو انگلی کے ذریعے باہر کھینچ رہا تھا۔ اس کے لیے یہ بڑی معمولی بات تھی۔ انگلی رکھنے سے حباش کے جسم کا سارا زہر اس کے جسم سے نکل کر ناگ کی انگلی میں جمع ہونا شروع ہو گیا۔ ایک منٹ کے بعد حباش کے جسم میں سے سانپ کا سارا

زہر نکل کر ناگ کی انگلی میں جمع ہو گیا تھا۔ ناگ نے اپنی انگلی دھارگ کو دکھائی اور کہا۔

"حباش کا سارا زہر اس کے جسم سے نکل آیا ہے۔ یہ زہر میری انگلی میں جمع ہے۔"

ناگ نے انگلی سب کو دکھائی جو سیاہ ہو رہی تھی۔ ناگ نے انگلی کو پانی کے پیالے میں دبایا۔ تو سارا زہر پیالے میں نچڑ گیا۔ حباش نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے منہ سے جھاگ بہنا بھی بند ہو گیا تھا۔ حکیم اور وید شرمندہ سے ہو کر رہ گئے۔ دھارگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور حباش کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دیوتاؤں کا شکر ہے۔ میرے دوست کہ تمہاری جان بچ گئی۔"

حباش کے جسم کی ساری طاقت واپس آ گئی تھی۔ وہ تخت پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے سامنے ناگ کو دیکھ کر بولا۔

"یہ نوجوان کون ہے؟"

دھارگ نے کہا۔

"یہ مصر کا سیاح ہے۔ تمہارا سُن کر حویلی میں آ گیا اس نے تمہارا علاج کیا ہے اور تم صحت مند ہو گئے ہو۔"

حباش نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور حکم دیا کہ اسے ایک ہزار سونے کے سکے انعام میں دیئے جائیں۔ دھارگ نے حکیموں اور ویدوں کو وہاں سے چلے جانے کی اجازت دے دی۔ حکیم اور وید بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ دھارگ نے ناگ سے کہا۔

"تم بھی حویلی کے مہمان خانے میں جاؤ۔ وہاں انتظار کرو۔ تمہیں ابھی تمہارا انعام مل جائے گا۔"

دھارگ نے نوکر سے اشارہ کیا کہ وہ ناگ کو مہمان خانے میں لے جائے۔ ناگ خاموشی سے نوکر کے ساتھ حویلی کے باغ میں بنے ہوئے مہمان خانے میں آ گیا۔ وہ اپنے مقصد میں پورا کامیاب نہیں ہوا تھا۔ اسے حباش کے انعام و اکرام کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تو اس کا اعتماد حاصل کر کے اس کے قریب رہنا چاہتا تھا۔ لیکن حباش ایک اکھڑ مزاج اور احسان ناشناس آدمی تھا۔ یعنی وہ کسی کے احسان کو نہیں مانتا تھا۔ اس نے ناگ کے علاج کے عوض اسے سونے کے سکے دے کر ٹرخانہ چاہا تھا۔ لیکن ناگ اتنا احمق نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں ایک اور منصوبہ تیار ہو چکا تھا۔ جب نوکر اس کے لیے سونے کے سکے طشت میں بھر کر لایا تو اس نے طشت کو واپس کرتے ہوئے نوکر سے کہا۔

"اپنے مالک سے جا کر کہو کہ مجھے دولت کی ضرورت

نہیں۔ میں اس سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"
نوکر نے یہ بات جا کر جباش سے کہہ دی۔ جباش نے اسے اپنے
خاص کمرے میں بُلا لیا۔ اس وقت وہ اپنی بیٹی لیلیٰ کے پاس بیٹھا تھا
اور گرم دودھ پی رہا تھا۔ ناگ کو آتے دیکھ کر بولا۔

"تم نے میرا علاج کیا۔ میں نے تمہیں اس کا معاوضہ بھجوا
دیا۔ اب تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

ناگ کو غصّہ تو بہت آیا۔ مگر وہ پی گیا اور بولا۔

"میں آپ کو صرف یہ کہنے آیا ہوں۔ کہ میرا تجربہ یہ کہتا ہے۔
کہ جس سانپ نے آپ کو ڈسا ہے۔ اسے آپ کا
خون لگ گیا ہے۔ اب وہ دوبارہ بھی آپ کو ڈسنے آئے
گا"

یہ سننا تھا کہ جباش کا رنگ اُڑ گیا۔ اُس کی بیٹی لیلیٰ بھی پریشان
ہو گئی۔ بولی۔

"ابا جان! دیوتا آپ کو اپنی حفاظت میں رکھیں۔ ایسا نہیں
ہونا چاہیئے"

پھر ناگ کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"میرے بھائی! کیا تم اِس سانپ کو ڈھونڈ کر ہلاک کر
سکتے ہو؟"

جباش نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟ اگر تم نے میرے
دشمن سانپ کو ہلاک کر دیا تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا"

اتنے میں دھارگ بھی وہاں آ گیا۔ اس نے ناگ کی گفتگو سن
لی تھی۔ ٹھٹک کر بولا۔

"یہ لڑکا خواہ مخواہ تمہیں ڈرا رہا ہے۔ جباش! یہ تم
سے کچھ اور دولت بٹورنا چاہتا ہے"

پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم بڑے مکار معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں تمہارا انعام
دے دیا گیا ہے۔ اب یہاں سے چلتے بنو اور خبردار
دوبارہ اس حویلی کا رُخ نہ کرنا"

ناگ نے دھارگ کی آنکھوں میں گھور کر دیکھا اور کہا۔

"جاتا ہوں جناب ___ مجھے دولت کی ضرورت نہیں ہے۔
سونے کے سکے آپ میری طرف سے غریبوں اور بیواؤں
میں خیرات کر دیجیئے گا"

یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر نکل گیا۔ لیلیٰ دوڑتی ہوئی اس
کے پیچھے آئی۔

"بھائی! ناراض ہو کر مت جاؤ۔ ذرا میری بات سنو"

ناگ کمرے کے باہر برآمدے کے ستون کے پاس رُک گیا
اور بولا۔

"تمہارا نام لیلیٰ ہے کیا؟"

لیلیٰ نے کہا۔

"ہاں میرا نام لیلےٰ ہے۔ میں جباش کی بیٹی ہوں۔ دیوتاؤں کے لیے اگر تم سچ کہہ رہے ہو۔ تو دشمن سانپ کو مار ڈالو۔ میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی۔"

ناگ بولا۔

"اس سانپ کو تلاش کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ اس کو پکڑنے کے لیے ضروری ہے کہ میں تمہارے باپ کے آس پاس رہوں۔ جب وہ سانپ تمہارے باپ کو دوبارہ ڈسنے کے لیے آئے۔ تو اسے پکڑلوں۔"

اس کے ساتھ ہی دھارگ غصّے میں بھرا ہوا کمرے کے دروازے پر آیا۔ اور ناگ کو جھڑک کر بولا۔

"نکل جاؤ۔ یہاں سے۔ تم ابھی تک یہاں کیوں ہو چلے جاؤ۔ نہیں تو میں نوکروں سے کہہ کر تمہیں باہر پھنکوا دوں گا۔"

ناگ کا سارا جسم ایک دم غصّے سے گرم ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ سانپ بن کر دھارگ پر حملہ کر دے کہ لیلیٰ نے کہا۔

"دیوتاؤں کا خوف کرو چچا دھارگ۔ اس نوجوان نے

میرے ابا کی جان بچائی ہے۔"

دھارگ نفرت سے بولا۔

"یہ تمہارے باپ کی دولت بٹورنا چاہتا ہے۔ یہ کوئی کوئی بڑا عیار شخص ہے۔"

ناگ نے بڑی مشکل سے اپنے غصّے پر قابو پایا۔ اور برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا حویلی کے گیٹ کی طرف آیا اور باہر نکل گیا۔ غصّہ تو اُسے بہت تھا۔ مگر وہ بڑے صبر سے کام لیتا ہوا وہاں سے بازار آیا۔ بازار سے روٹی اور مچھلی خریدی۔ اور وہاں سے سیدھا جنگل میں عتبال کے پاس پہنچ گیا۔ اِسے کھانے کو روٹی وغیرہ دی اور کہا۔

"ابھی میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ میں تمہارے ظالم چچا کا تھوڑا سا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ آج رات میں پھر جا رہا ہوں۔"

عتبال نے ناگ سے پوچھنے کی بہت کوشش کی کہ وہ کس حکمت عملی پر کام کر رہا ہے مگر ناگ نے اِسے کچھ نہ بتایا۔ اور صرف یہی کہا کہ وہ آرام سے اس غار میں بیٹھے اور صبر سے کام لے۔ بہت جلد اِسے اس کا حق مل جائے گا۔ جب رات کا اندھیرا چھانے لگا تو ناگ عتبال سے رخصت ہو کر جباش کی حویلی کی طرف چل پڑا۔ جنگل سے نکلتے ہی ناگ نے ایک سیاہ رنگ کی چھوٹی چڑیا کی

شکل اختیار کی اور حویلی میں آ گیا۔

حویلی میں حبال کے ظالم چچا نے اپنی زندگی واپس ملنے پر دوستوں کی دعوت کر رکھی تھی۔ بڑی رونق تھی۔ چراغ جل رہے تھے۔ روشنیاں ہو رہی تھیں۔ لڑکیاں رقص کر رہی تھیں۔ گیت گا رہی تھیں۔ مہمان ٹھنڈے شربت پی رہے تھے۔ یہ محفل باغ میں لگی تھی۔ مکار دھارگ بھی دعوت میں موجود تھا۔ اور حباش کے ساتھ بیٹھا بھنا ہوا مرغ اڑا رہا تھا۔ ناگ ایک درخت پر بیٹھا یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھتا رہا۔ جب رات زیادہ ہو گئی۔ تو مہمان نے واپس جانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد باغ مہمانوں سے خالی ہو گیا اور حبال کا ظالم چچا اپنی خواب گاہ میں آ کر لیٹ گیا۔ دھارگ اس کے ساتھ تھا۔ اس نے حباش کو اکیلا پا کر اپنے مطلب کی بات شروع کر دی۔ اور کہا۔

"حضور! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری خدمات کے عوض مجھے اپنی جائیداد کا آدھا حصہ عطا کریں گے۔ از راہ کرم ان کاغذات پر اپنی مہر لگا دیجیے"

حباش بھی بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے دھارگ سے وعدہ ضرور کر رکھا تھا۔ مگر وہ بھلا اسے کہاں آدھی جائیداد دینے والا تھا۔ وہ تو اسے احمق بنا رہا تھا۔

مسکرا کر بولا۔

"دھارگ! تم میرے دوست ہو۔ بھائی ہو۔ یہ ساری جائیداد تمہاری ہی تو ہے۔ تم ہی اس کے مالک ہو پھر تم کیوں بے چین ہوتے ہو؟"

دھارگ نے بھی بڑی مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حضور! وہ تو میں جانتا ہوں لیکن میرے لیے آدھی جائیداد ہی بہت ہے۔ اس پر مہر لگا دیں بس۔"

حباش بولا۔

"یار ابھی تو مجھے نیند آ رہی ہے۔ کل مہر لگا دوں گا۔"

یہ کہہ کر حباش نے آنکھیں بند کر لیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ سو رہا ہے۔ دھارگ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ خاموشی سے کاغذات لپیٹ کر جیب میں رکھے اور شب بخیر کہہ کر خواب گاہ سے باہر آ گیا۔ ناگ چڑیا کی شکل میں خواب گاہ کے اندر ستون کے پیچھے پردے پر بیٹھا یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ دھارگ باہر چلا تو حباش نے پہلو بدلا اور ریشمی چادر اوپر کر لی۔

ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور ستون پر سے نیچے اتر کر رینگتا ہوا حباش کے پلنگ کے سرہانے کی طرف آ گیا۔ حباش آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ ابھی وہ سویا بھی نہیں تھا۔ ناگ پلنگ کے اوپر آ گیا۔ اور پھر پھن اٹھا کر اتنی زور سے پھنکار ماری کہ حباش تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ مگر اتنی دیر میں ناگ اسے گردن پر ڈس چکا

تھا۔ حباشش نے سانپ کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی سانپ تھا جس نے صبح کو اسے ڈسا تھا۔ وہ تو تھر تھر کانپنے لگا۔ ناگ نے ایک اور پھنکار ماری اور تیزی سے پلنگ سے اُتر کر غائب ہو گیا۔ حباشش کی چیخوں کی آواز سن کر نوکر کنیزیں دھارگ اور اس کی بیٹی لیلیٰ خواب گاہ میں آ گئیں۔ حباشش نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا۔

"دھارگ! مجھے اسی سانپ نے پھر ڈس دیا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گیا اور اس کے منہ سے سبز جھاگ بہنے لگا۔ دھارگ کو اس نوجوان کا خیال آ گیا جس نے کہا تھا کہ وہ سانپ حباشش کو ڈسنے ایک بار پھر آئے گا۔ لیلیٰ تو روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔ دھارگ دل میں حباشش کو بُرا بھلا کہنے لگا کہ کم بخت اگر مرنا ہی تھا تو جائیداد کے کاغذات پر مہر تو لگا دیتے۔ لیکن ابھی مہر نہیں لگی تھی اور دھارگ کو حباشش کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اس نے فوراً حکیموں اور ویدوں کو بلا لیا۔ جو پہلے روز کی طرح حباشش کا علاج کرنے لگے۔ لیلیٰ کو ہوش آیا تو اس نے کہا۔

"دیوتاؤں کے لیے اس نوجوان کو بلاؤ جس نے پہلے میرے باپ کا علاج کیا تھا۔"

دھارگ نے فوراً شہر میں لوگ دوڑائے کہ وہ اس نوجوان کو پہچان کر حویلی میں لاؤ۔

"وہ جہاں بھی ہو اسے یہاں لے آؤ۔"

لوگ حویلی سے باہر نکل کر شہر کے بازاروں میں پھیل گئے۔ ناگ تو حویلی کے قریب ہی ایک طرف درخت کے نیچے بیٹھا ان لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔ جب ایک نوکر نے ناگ کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا اور بولا۔

"بھائی تم نے ہی صبح میرے مالک کا علاج کیا تھا؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کیا بات ہے؟ تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟"

وہ آدمی بولا۔

"بھائی جلدی چلو۔ میرے مالک کو سانپ نے پھر ڈس دیا ہے۔ اس کی بہت بُری حالت ہو رہی ہے۔"

ناگ تو پہلے ہی سے تیار بیٹھا تھا۔ فوراً اس کے ساتھ حویلی کی طرف چل پڑا۔ ناگ کو دیکھتے ہی حباشش کی بیٹی ہاتھ باندھ کر بولی۔

"بھائی میرے باپ کی جان بچاؤ۔ اسے پھر اسی سانپ نے ڈس دیا ہے۔ تمہارا کہنا ٹھیک نکلا۔ وہی سانپ پھر آیا اور میرے باپ کو ڈس کر چلا گیا۔"

دھارگ نے بھی ناگ کی تھوڑی بہت منت سماجت کی تو
ناگ بولا۔

"تم تو یہ کہتے تھے کہ میں تمہارے آقا کی دولت بٹورنے
کے لیے ایسا ڈھونگ رچا رہا ہوں۔ اب اِن حکیموں سے
اس کا علاج کراؤ۔"

ناگ جانے لگا تو تیلی نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔ ناگ اب
رُک گیا۔ وہ حباش کے پلنگ کے سرہانے جا کر بیٹھ گیا۔ اس
نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں انگلی ڈبو کر بے ہوش حباش
کے ہونٹ کے ساتھ لگائی اور آنکھیں بند کر کے جھوٹے موٹے
اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر میں ناگ نے سانپ
کا سارا زہر حباش کے جسم سے سارا زہر کھینچ کر پیالے میں
پھینک دیا۔

حباش نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ سانپ پھر آئے گا۔ اور
سانپ آگیا۔ مجھے تمہاری دولت کی پروا نہیں ہے۔
میں تمہیں آنے والی مصیبت سے خبردار کرنا چاہتا تھا۔"

حباش نے ناگ کے سامنے پہلی بار ہاتھ جوڑتے ہوئے
کہا۔

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ مگر میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتا

ہوں۔ مجھے اس سانپ سے بچا لو۔ میں اپنی ساری جائیداد
تمہیں دینے کو تیار ہوں۔"

حیار دھارگ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اگر اس
نے ساری جائیداد اس نوجوان کو دے دی تو اس کے حصّے
میں کیا آئے گا؟ اس نے کہا۔

"حباش! تم گھبراتے کیوں ہو۔ اب اگر سانپ آیا تو ہم
تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔ میں خود تلوار کے
وار سے اس کے ٹکڑے کر دوں گا۔ تمہاری جائیداد
اتنی سستی نہیں ہے کہ تم اِسے لوگوں لٹاتے پھرو۔"

حباش نے کہا۔

"دھارگ! یہ سانپ بڑا ہوشیار ہے۔ وہ مجھے
اس وقت آ کر ڈس جائے گا۔ جب تم میرے پاس نہیں
ہو گے۔ تم ہر وقت تو میرے پاس نہیں رہ سکتے۔ یہ
میری زندگی کا سوال ہے۔"

دھارگ نے ناگ سے کہا۔

"تم ذرا دوسرے کمرے میں جاؤ۔ میں اپنے دوست
سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

ناگ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دھارگ نے ناگ کے
جاتے ہی حباش سے کہا۔

"تم کیوں اتنی جلدی ہمت ہار گئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں
کہ میرا محافظ تلوار لیے تمہارے پاس موجود ہوگا۔ میں
اس سانپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔ تم
بالکل بے فکر ہو جاؤ۔"

دھارگ نے اپنی باتوں سے جباشش پر کچھ ایسا اثر کیا کہ
وہ مان گیا کہ وہ ناگ کو اپنی جائیداد میں سے ایک پائی بھی نہیں دے
گا اور سانپ اگر اب حویلی میں آیا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا
جائے گا۔ جب ناگ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک بار پھر چھوٹ
دے دی کہ جباشش یہ طریقہ بھی آزما کر دیکھ لے۔ وہ خود ہی تو
سانپ تھا۔ اسے دھارگ کے تلوار والے محافظ کے ہوتے ہوئے
جباشش کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔

ناگ واپس چلا گیا۔ اس نے عمال کو مزید کچھ نہ بتایا۔ بس
یہی کہا کہ معاملہ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔ وہ فکر نہ کرے۔ دوسرے
روز ناگ دوبارہ جباشش کی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے
اس بار بھی عقاب کی بجائے سیاہ چڑیا کی شکل اختیار کی اور
پرواز کرتا جباشش کی حویلی میں آ گیا۔ وہاں آکر دیکھا کہ جباشش اپنی
خواب گاہ کے پلنگ پر سکون سے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں
طرف پہرے دار محافظ ہاتھوں میں تلواریں لیے چاق و چوبند
کھڑے تھے کہ ذرا سانپ اندر آئے تو اس کو کاٹ کر رکھ دیں۔

رے میں خوب روشنی ہو رہی تھی۔
ناگ سیاہ چڑیا کی صورت میں خواب گاہ میں داخل ہوا تو جباشش
نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ چڑیا کہاں سے آ گئی؟ اسے باہر نکالو۔"

فوراً پہرے دار محافظ تلواریں لہراتے چڑیا کے پیچھے دوڑے۔
مگر وہ چڑیا کو کیسے پکڑ سکتے تھے۔ ناگ بڑی پھرتی سے چڑیا
کے روپ میں کمرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ محافظوں کے ہاتھ نہیں
آ رہا تھا۔ پھر ناگ نے چڑیا سے اچانک ایک چھوٹے بھونرے
کی شکل بدلی اور چھت کے کونے میں جا لگا۔ محافظوں اور جباشش
نے چڑیا کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو حیران ہوئے کہ چڑیا کہاں
چلی گئی۔ جباشش نے محافظوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ان کی
غفلت کی وجہ سے خواب گاہ میں گھس آئی تھی۔

محافظ دوبارہ تلواریں سونت کر اپنے مالک جباشش کے پلنگ
کے آس پاس کھڑے ہو گئے۔ تاکہ رات کو سانپ آئے تو وہ اس کے
ٹکڑے کر ڈالیں۔ ناگ بھونرے کی شکل میں چھت کے کونے
سے چمٹا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ ناگ اپنے
آپ کو چھت کے عین اوپر اس جگہ پہ لے آیا جہاں جباشش بالکل نیچے
پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ پھر ناگ نے اپنے آپ کو جباشش پر
گرا دیا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ جباشش کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ ایک

نھا بھونرا اس کی چادر میں داخل ہو گیا ہے۔ چادر کے اندر
ہی اندر سے ناگ حباش کی گردن تک پہنچ گیا۔

گردن پر آتے ہی ناگ نے سانپ کی شکل بدل لی۔ اور وہ
حباش کی گردن سے لپٹ گیا۔ اب اگر محافظ اس پر تلوار
چلاتے ہیں تو ساتھ ہی ان کے مالک کی گردن کے کٹ جانے کا
بھی خطرہ ہے۔ حباش نے سانپ کو اپنی گردن کے گرد لپٹے اور
اس کے پھنکارتے ہوئے پھن کو اپنی آنکھوں کے سا۔ لہراتے
دیکھا تو خوف کے مارے اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ محافظ
تلوار لے کر آگے بڑھے تو حباش نے ہاتھ سے انہیں روک دیا۔

"تلوار نہ چلانا۔ وہیں رک جاؤ۔"

محافظ وہیں رک گئے۔ وہ عجیب کش مکش میں تھے۔ سانپ
حباش کی گردن سے اس طرح لپٹا تھا کہ تلوار چلانے کی صورت میں
حباش کی گردن بھی کٹ سکتی تھی۔ حباش کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔
ماتھے سے پسینہ ٹپکنے لگا تھا۔ حلق دہشت کے مارے خشک ہو
رہا تھا۔ ناگ پھنکار رہا تھا۔ محافظ باہر کی طرف بھاگے انہوں نے
شور مچایا کہ آقا کی گردن کے گرد سانپ لپٹا ہوا ہے۔

محافظ باہر گئے تو ناگ نے اپنے آپ کو حباش کی گردن سے
الگ کیا اور اچھل کر پلنگ کے پاس قالین پر آیا۔ اور اپنی شکل بدل
کر انسانی صورت میں آگیا۔ وہ پھر سے ناگ بن گیا۔ حباش نے ناگ

کو دیکھا تو تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے آج تک کسی سانپ کو انسان
بنتے نہیں دیکھا تھا ناگ نے کہا۔

"حباش! میں نے یہ کرامت تجھے اس لیے دکھائی
ہے کہ تم سمجھ جاؤ کہ میں تمہیں ایک سیکنڈ میں ہلاک کر
سکتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں نے ہی تجھے دوبار
ڈسا تھا مگر تمہارے جسم میں صرف اتنا ہی زہر داخل کیا
تھا کہ تم مر نہ سکو۔ تمہارے ملازم یہاں آنے والے
ہیں۔ میں تم سے پھر بات کروں گا۔ اور تمہیں یہ بتاؤں گا
کہ یہ سب کچھ میں نے کس لیے کیا ہے۔ اب میں کوئی
دوسری شکل اختیار کرتا ہوں۔ اور یاد رکھو کسی سے میری
بابت کچھ نہ کہنا۔"

نوکروں، کنیزوں اور محافظوں کے قدموں کی آواز آئی۔ تو ناگ
نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور حباش کی نگاہوں کے سامنے وہ غائب
ہو گیا۔ جہاں ناگ کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ وہاں سے حباش
نے ایک تسواری بھونرے کو اڑ کر چھت کی طرف جاتے دیکھا۔
اتنے میں غلام نوکر، لیلیٰ اور دھارگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ پریشان
تھے۔ جب دیکھا کہ حباش زندہ ہے اور سانپ بھی وہاں پر
نہیں ہے تو ان کی جان میں جان آئی۔ لیلا تو اپنے باپ سے لپٹ
گئی۔ دھارگ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"حباش! میرے دوست! سانپ کدھر چلا گیا؟"
حباش بولا۔
"کون سا سانپ؟ یہاں تو کوئی سانپ نہیں آیا"
پہریدار محافظ کچھ کہنے ہی والے تھے کہ حباش نے انہیں ڈانٹ
دیا اور کہا۔
"تم گدھے ہو۔ خوامخواہ سانپ سانپ کا شور مچا دیا چلو۔
دفع ہو جاؤ یہاں سے"
پہریدار خاموشی سے باہر نکل گئے۔ لیلیٰ نے کہا۔
"دادا جان! انہوں نے تو کہا تھا کہ سانپ نے آپ کی گردن
کے گرد کنڈلی ڈالی ہوئی ہے"
حباش نے کہا۔
"یہ جھوٹ بولتے تھے۔ اصل میں ان پر سانپ کا خوف سوار
تھا اور انہوں نے تصور میں سانپ کو دیکھا تھا۔ یہاں
کوئی سانپ نہیں آیا اور اب کبھی آئے گا بھی نہیں۔ تم
جاکر آرام کرو۔ مجھے نیند آ رہی ہے"
دھارگ بڑا چالاک اور زیرک آدمی تھا۔ حباش کے چہرے
کو دیکھ کر اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے
رہا ہے اور اصل حقیقت کو چھپا رہا ہے۔ اور معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔
حباش انہیں زبردستی چلے جانے کو کہہ رہا تھا۔ اس سے بھی

شک ہوا کہ کوئی راز ضرور موجود ہے۔ اس نے حباش سے کہا۔
"اچھا تم آرام کرو۔ ہم جاتے ہیں۔ ویسے میں کمرے کے
باہر پہرہ لگوا دیتا ہوں"
حباش نے جلدی سے کہا۔
"اس کی ضرورت نہیں دھارگ! اب سانپ نہیں آئے
گا۔ تم جا کر آرام کرو۔ بیٹی لیلیٰ تم بھی آرام کرو۔ فکر
کی کوئی بات نہیں ہے"
لیلیٰ اور دھارگ خاموشی سے کمرے سے نکل گئے۔ دھارگ
نے حباش کے کمرے میں ایک خفیہ سرنگ بنا رکھی تھی تاکہ وہ
حباش کی نقل و حرکت کو ضرورت کے وقت دیکھ سکے۔ لیلیٰ کو اس
کے کمرے میں چھوڑنے کے بعد دھارگ اس خفیہ سرنگ میں آ گیا سرنگ
کا ایک خفیہ گول سوراخ حباش کی خواب گاہ میں مخمل کے بھاری
پردے کے پیچھے کھلتا تھا۔ دھارگ اس پردے کے پیچھے چھپ
کر بیٹھ گیا۔ اور ایک چھوٹے سے سوراخ میں حباش کی طرف دیکھنے
لگا۔ حباش نے جب دیکھا کہ سب چلے گئے ہیں اور وہ کمرے میں
اکیلا رہ گیا ہے تو اس نے اٹھ کر کمرے کے اندر سے کنڈی لگائی
اور پلنگ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔
"ناگ! مجھ سے ظاہر ہو کر بات کرو کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو
اور تم نے مجھے دوبارہ کیوں ڈسا تھا؟"

ناگ بھونرے کی شکل میں کمرے کی چھت سے لگا تھا۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ مکار دھارگ دیوار کے بھاری پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ وہ اتر کر قالین پر آگیا اور آتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی۔

دھارگ نے اچانک ناگ کو انسانی شکل میں وہاں ظاہر ہوتے دیکھا تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیا یہ نوجوان کوئی جادوگر ہے؟ یہ کیسے اچانک یہاں ظاہر ہوگیا؟ کیا یہ غائب بھی ہوجاتا ہے؟ دھارگ کے ذہن میں عجیب عجیب خیالات آنے لگے۔ وہ غور سے ناگ اور جباشس کو تکنے لگا۔ ناگ نے کہا۔

"میں تم سے ایک اہم بات کرنے آیا ہوں۔"

جباشس نے کہا۔

"اے نوجوان! مجھ پر یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ تم یا تو بہت بڑے جادوگر ہو اور یا سانپ ہو جو انسان کی شکل بھی بدل سکتا ہے۔ اس لیے میں تم سے کوئی غلط بات نہیں کہوں گا۔ تم مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔"

ناگ اس کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"میں نہ زبردست جادوگر ہوں یا کوئی سانپ ہوں تمہیں ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔ میں

نے ہی دو بار تمہیں سانپ بن کر ڈسا تھا۔ اور پھر خود ہی انسان کی شکل میں تمہارا علاج کرنے آیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں تم پر اثر ڈال کر تم سے ایک حق دار کا حق وصول کرنا چاہتا تھا۔"

جباشس نے سوال کیا۔

"تم مجھ سے کس کا حق لینا چاہتے ہو؟"

ناگ نے اب ساری بات بیان کر دی اور کہا کہ وہ جس جائیداد پر قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے وہ اس کے بھتیجے جبّال کی ملکیت ہے۔

"میں تمہیں صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ تم یہ ساری جائیداد جس کی ملکیت ہے اس کے حوالے کر دو۔"

ناگ نے یہ عقلمندی کی کہ جباشس کو یہ نہ بتایا کہ اس کا بھتیجا جبّال جنگل کے ایک غار میں چھپا ہوا ہے۔ جباشس نے کہا۔

"مگر جبّال تو مر چکا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم نے اس کو جزیرے کی قبر میں جو زندہ دفن کرنے کی سازش کی تھی اسے میں نے ناکام بنا دیا تھا۔ جو آدمی اسے ہلاک کرنے کے لیے جزیرے میں لے گئے تھے اب ان کی لاشیں وہاں گل سڑ گئی ہوں گی۔ جبّال زندہ ہے۔"

"زندہ ہے"، حباشش نے گھبرا کر کہا۔ "مگر وہ ۔۔۔۔ وہ کہاں ہے۔ میں اسے ساری جائیداد دینے کو تیار ہوں"

ناگ نے کہا۔

"یہ جائیداد اسی کی ہے۔ تم اسے کوئی خیرات نہیں دے رہے۔ لیکن جب تک تم جائیداد جبال کے نام کرنے کے سارے کاغذات تیار کر کے اس پر اپنی مہر نہیں لگا دیتے۔ میں تمہیں ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ جبال کہاں ہے"

حباشس بولا۔

"میں کل ہی کاغذات تیار کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ تم بے شک جبال کے ٹھکانے کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔ میں کاغذات پر اپنی مہر لگا کر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم جبال کو دے دینا۔ پھر وہ اس حویلی اور ساری زمینوں کا مالک ہو گا۔ میں یہ شہر چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا جاؤں گا"

ناگ نے کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ ایک بات یاد رکھنا کہ جو باتیں تمہارے اور میرے درمیان ہوئی ہیں۔ ان کا کسی سے

خاص طور پر دھارگ سے ذکر نہ کرنا۔ وہ آدمی مجھے خطرناک دکھائی دیتا ہے"

حباشش نے دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھے گا۔ ناگ بولا۔

"اب میں جاتا ہوں۔ اور کل دوپہر کے بعد تمہارے پاس حویلی میں آؤں گا۔ تم جائیداد کی منتقلی کے کاغذات تیار رکھنا"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی۔ زور سے پھنکار ماری اور رینگتا ہوا خواب گاہ کے بند دروازے کے نیچے سے باہر نکل گیا۔

حباشس سانپ کو دیکھ کر ایک بار پھر خوف سے کانپنے لگا تھا۔ دھارگ پردے کے پیچھے چھپا یہ سارا دہشت انگیز ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جس نوجوان ناگ کو وہ ایک معمولی آوارہ گرد نوجوان سمجھ رہا تھا۔ وہ اس قدر زبردست جادوگر نکلے گا۔ اور اب تو ساری جائیداد اس کے ہاتھ سے جا رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اپنی جان بچانے کے لیے حباشش ساری جائیداد اپنے بھتیجے کے حوالے کر دے گا۔ اور دھارگ کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔ یہ بات دھارگ کبھی قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اس نے سوچا کہ کسی طرح حباشش پر اثر ڈال کر اس کے ذہن سے ناگ کا

خوف دُور کرنا چاہیئے۔ اور اِسے جائیداد اپنے بھتیجے کے حوالے
کرنے سے روکنا ہوگا۔ جب اِسے یقین ہوگیا کہ ناگ کمرے سے
جا چکا ہے تو وہ پردہ ہٹا کر ایک دم سے حباشں کے سامنے آگیا۔
حباشں نے دھارگ کو دیکھا تو چونک کر بولا۔

"کیا تم بھی جادو کی مدد سے یہاں آگئے ہو دھارگ؟"

دھارگ بڑے سکون کے ساتھ حباشں کے سامنے کرسی پر
بیٹھ گیا اور بولا۔

"میرے عزیز دوست! ہماری دوستی بڑی پرانی ہے۔
اور میں ہر مصیبت میں ہمیشہ تمہارے کام آیا ہوں۔ میں
اب بھی مصیبت میں تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ
مجھے معلوم ہے کہ تم ایک بہت بڑی مشکل میں پھنس گئے
ہو۔"

حباشں اِس سے ساری بات چھپانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔
"میں کسی مشکل میں نہیں ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں
کیسے اچانک آگئے؟"

دھارگ بولا۔

"حباشں! تم نے جب مجھے اور ریٹا کو چلے جانے کو کہا
تھا تو میں آنکھ بچا کر اس دیوار والے پردے کے پیچھے
چھپ گیا تھا۔ کیونکہ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ دال میں
کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ اور تم مصیبت میں ہو۔ میں تمہاری

مدد کرنا چاہتا تھا۔"

حباشں اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا۔
"مگر میں مصیبت میں نہیں ہوں۔ تم کو غلط فہمی ہو رہی
ہے دھارگ۔"

دھارگ مسکرایا اور بولا۔
"ابھی ابھی تمہاری اور ناگ کی جو باتیں ہوئیں ہیں وہ
میں نے ساری کی ساری سُن لی ہیں۔ میں یہ بھی جان گیا
ہوں کہ ناگ یا تو کوئی زبردست جادوگر ہے یا کوئی سانپ
ہے جو انسانی شکل بدل سکتا ہے۔ اور وہ تمہیں مجبور
کر رہا ہے کہ تم ساری جائیداد اپنے بھتیجے کے
حوالے کر دو۔"

حباشں نے سر جھکا دیا۔ پھر بولا۔
"دھارگ تم میرے پرانے دوست ہو۔ اب جبکہ تم کو
ساری حقیقت کا علم ہو گیا ہے تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟
اگر ناگ کی بات نہیں مانتا تو وہ اس قصبے کو تباہ و برباد
کر کے رکھ دے گا۔ وہ مجھے اور میری بیٹی کو بھی
زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ سانپ بن کر ہم سب کو
باری باری ڈس کر موت کی نیند سُلا دے گا۔"
مکار دھارگ کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ سے جائیداد
نکل جائے۔ اس کو اپنے دوست حباشں کی جان کی پروا نہیں تھی۔

وہ تو صرف اس کی آدھی جائیداد پر بلکہ پوری جائیداد پر قبضہ کرنا
چاہتا تھا۔ دھارگ نے سوچا کہ ناگ سے تو وہ بعد میں نمٹ لے گا
پہلے جباشش کے دل سے ناگ کا خوف دور کر کے اسے جائیداد
اپنے بھتیجے کے نام کر دینے سے روکنا چاہیئے۔ اس نے ہنستے ہوئے
کہا۔

"میرے دوست جباشش! تم میری قابلیت کو نہیں جانتے۔
میرے ہاتھ بڑے لمبے ہیں۔ ناگ اس وقت تمہارے
راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جو تمہیں تمہاری
ساری جائیداد سے محروم کر کے بے یار و مددگار
اور غریب کنگال بنا دینا چاہتا ہے۔ مگر میں ایسا نہیں
ہونے دوں گا۔" میں اپنے دوست کو کنگال بنتے دیکھ
نہیں سکتا۔"

جباشش نے امید بھری نگاہوں سے دھارگ کی طرف دیکھا اور
کہا۔

"تو پھر تم ہی کچھ بتاؤ۔ کہ میں کیا کروں۔ ناگ تو بڑا
زبردست جادوگر ہے۔ اس سے پیچھا چھڑانا مشکل لگتا ہے۔"

دھارگ نے ایک چال چلتے ہوئے کہا۔

"میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو ناگ سے بھی بڑا
جادوگر ہے۔ وہ جنگل میں ایک جگہ دریا کنارے رہتا
ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ میں صبح اس کے پاس جا کر

اس سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ناگ
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمارے راستے سے ہٹا دے گا۔"

جباشش کو کچھ امید کی کرن نظر آئی تو بولا۔

"دیوتا تم پر مہربان ہو۔ کچھ کرو۔ اس ناگ کو ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے ختم کر دو۔ میں اتنی بڑی جائیداد سے محروم ہو
گیا تو تباہ ہو جاؤں گا۔"

دھارگ نے کہا۔

"بس تم کسی طرح دو ایک روز تک جائیداد کے
کاغذات پر مہر مت لگاؤ۔ اس عرصے میں میں ناگ کو
ٹھکانے لگا دوں گا۔"

جباشش نے کہا۔

"مگر ناگ نے کل دوپہر کو آنے کا کہا ہے۔ میں اسے
کیا جواب دوں گا۔"

دھارگ کچھ سوچ کر بولا۔

"تم ایسا کرنا کہ کہہ دینا تمہاری مہر ملک یونان میں تمہارے
ایک خاص آدمی کے پاس ہے جہاں سے منگوانے کے لیے
تم نے آدمی روانہ کر دیا ہے۔ جو چند دنوں میں مہر لے کر آ جائے
گا۔"

جباشش نے کہا۔

"لیکن ناگ کہے گا کہ میں جا کر اس آدمی سے مہر لے

آتا ہوں۔ اور تم تو جانتے ہو کہ وہ غائب ہو کر وہاں
جا سکتا ہے۔"

دھانگ کہنے لگا۔

"تم کہنا کہ مجھے خود معلوم نہیں کہ وہ آدمی اس وقت کہاں
ہے۔ جس خاص نوکر کو میں نے ملک یونان کی طرف روانہ
کیا ہے۔ وہ اسے ڈھونڈھ لے گا۔"

جباشس بولا۔

"میں ایسا ہی کروں گا۔ مگر تمہیں اس دوران میں ناگ کو
ختم کر دینا ہو گا۔ میں یہ بہانہ زیادہ دیر تک نہیں چلا
سکوں گا۔"

دھانگ نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس تم دو ایک دن تک ناگ کو
کاغذات کے سلسلے میں روکے رکھو۔ باقی میں سنبھال لوں
گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

دھانگ خواب گاہ میں سے چلا گیا۔ جباشس کو دیر تک بے چینی
کی وجہ سے نیند نہ آئی۔ پھر وہ کافی رات گئے سو گیا۔

اسی روز ناگ نے جنگل میں غار میں جا کر جبال کو بتا دیا تھا کہ بہت
جلد اس کی جائیداد اس کے پاس واپس آنے والی ہے۔ اس زیادہ
ناگ نے جبال کو کچھ بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اگلے روز دوپہر
کے وقت وہ جباشس کے پاس آیا تو جباشس نے اسے وہی کہانی سنا

جو دھانگ نے اسے بتائی تھی۔ کہ اس کی خاص خاندانی مہر ملک
ن میں ایک خاص آدمی کے پاس ہے۔ جس کو لانے کے لیے
س نے منہ اندھیرے ہی ایک آدمی کو روانہ کر دیا ہے جو دو تین
ن میں مہر لے کر واپس آ جائے گا۔ ناگ نے کہا۔

"تم اس آدمی کا پتا بتاؤ۔ میں خود اس کے پاس جا کر مہر
لے آتا ہوں۔"

جباشس نے دھانگ کی بتائی ہوئی بات دہرا دی اور کہا۔

"وہ آدمی کس جگہ پر ملے گا یہ میں بھی نہیں جانتا۔ وہ
یونان کی پہاڑیوں میں چلتا پھرتا رہتا ہے۔ میرا آدمی
اسے ڈھونڈھ نکالے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تم سے کوئی
دھوکہ کر ہی نہیں سکتا ناگ۔ صرف تین روز انتظار کر لو۔
مجھے تین دن کی مہلت دے دو۔ پھر یہ ساری جائیداد
تم میرے بھتیجے کے حوالے کر سکتے ہو۔"

ناگ کو اس لیے شبہ نہ ہوا کہ وہ جانتا تھا کہ جباشس اس کے
خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ یہی اس کی حماقت تھی۔ کیونکہ دانا لوگ کہہ گئے
ہیں کہ دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ناگ نے کہا۔

"بہتر ہے۔ میں تمہیں تین روز کی مہلت دیتا ہوں۔ تیسرے دن
شام کو تمہارے پاس آؤں گا۔ اگر تمہارا آدمی تمہاری خاندانی
مہر لے کر نہ پہنچا تو پھر میں تمہیں ڈس دوں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ تیزی سے باہر نکل گیا۔ جاش کو تو فکر پڑ گئی کہ اب اگر ناگ نے اسے ڈسا تو شاید وہ زندہ نہ بچ سکے گا۔ اس نے اسی وقت دھارگ کو بلوایا اور ساری بات بتائی۔ دھارگ نے کہا۔

"پریشان نہ ہو۔ میں آج ہی ناگ کا بندوبست کرتا ہوں۔"

دھارگ کا ایک بوڑھا افریقی سپیرا واقف تھا۔ جو ایک پہاڑی کے دامن میں جھونپڑی بنا کر رہتا تھا۔ اس کے پاس قسم قسم کے سانپ تھے۔ جن کا زہر نکال کر وہ دوائیں تیار کیا کرتا تھا۔ دھارگ سیدھا اس افریقی سپیرے کے پاس گیا۔ اور اسے صاف صاف بتا دیا کہ یہاں ایک ایسا نوجوان آیا ہوا ہے جو اصل میں سانپ ہے اور انسان کی شکل میں چلتا پھرتا ہے۔ بوڑھے افریقی سپیرے نے یہ سُنا تو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو گئی۔ اس نے دھارگ سے پوچھا۔ "وہ کہاں ہے؟"

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۴۷
کیٹی سانپ کے سامنے پڑھیئے۔

پیارے انکل اے حمید!

السلام علیکم! آپ کا کیا حال ہے ہم تو سمجھے تھے کہ عنبر ناگ ماریا وغیرہ سے ہم جلد ہی جدا ہو جائیں گے مگر انکل! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس سلسلے کو جاری رکھا اور جاری رکھیئے گا۔ انکل آپ کا کمال ہی یہی ہے کہ اگرچہ آپ اس سلسلے کی تقریباً ڈھائی سو قسطیں مکمل کرنے والے ہیں مگر آپ نے اس داستان میں کہیں بھی یکسانیت پیدا نہیں ہونے دی بلکہ جیسے جیسے عنبر ناگ ماریا کی کہانی کا یہ سلسلہ لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے مزید دلچسپ اور سبق آموز ہوتا جا رہا ہے۔ انکل بس اس سلسلے میں دو خامیاں مجھے نظر آئیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے کیٹی کو بہت کم طاقتیں دی ہیں اس کے پاس بس ایک چٹکی کا جادو ہی ہے جو کہ اکثر بے اثر رہتا ہے اور کبھی کبھی الٹا اثر کر دیتا ہے۔ پلیز آپ کیٹی کو ذرا زیادہ طاقتیں دیجئے نا۔ کیونکہ سوائے کیٹی کے باقی سب کے پاس اپنی اپنی

مستقل طاقتیں ہیں۔ دوسری خامی یہ ہے کہ آپ یا
تو بہت ہی لمبے عرصے کے لئے یعنی دس پندرہ
قسطوں کے لئے سارے کرداروں کو زمین پر لے آتے
ہیں یا پھر بہت ہی لمبے عرصے کے لئے خلاء میں۔
اگر آپ دو تین قسطوں کے لئے انہیں زمین پر رہنے
دیا کریں اور دو تین قسطوں کے لئے خلاء میں تو
اس داستان کو چار چاند لگ جائیں گے کیونکہ
کافی قسطوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ ناول کے
باہر تو عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ خلاء میں
کا نشان بنا ہوتا ہے اور اندر ان کا سفر زمین پر
ہی جاری رہتا ہے نیز ان کو کبھی اکٹھا بھی کر
دیا کریں کیونکہ جب سے خلائی سفر شروع ہوا
ہے۔ پانچوں کردار ایک دن کے لئے بھی
اکٹھے نہیں ہوئے۔ امید ہے کہ آپ میری ان
تجاویز پر غور کریں گے۔

یہ تو چند چھوٹی چھوٹی خامیاں تھیں آپ
کے ناول تو مجھے اتنے پسند آئے ہیں کہ اب
تو میں نے کوئی اور ناول خریدنا ہی بند کر
دیا ہے۔ یقین کیجئے اس جملے میں کوئی مغالطہ
نہیں۔ میں نے آپ کے ناولوں کا پہلا سلسلہ

"موت کا تعاقب" تب پڑھنا شروع کیا تھا۔
جب میں دوسری جماعت کا طالب علم تھا۔ اب
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی سال میں نویں جماعت
میں گیا ہوں۔ مجھے یاد ہے پہلی اور دوسری اور تیسری
قسطیں جو میں نے پڑھیں، وہ بالترتیب، مصر کی ملکہ
فرعون کی تباہی، اور پھانسی کے تختے پر تھیں ان میں
عنبر اکیلا تھا۔ پھر مکڑے کا جال، اور میں سانپ
ہوں۔ میں ناگ اس سے آن ملا۔ پھر ان کی
ملاقات ماریا سے ہوئی۔ خالی تابوت، یاقوتی سانپ
اور ماریا اور ممی کی لاش، میں کیٹی ان کے سفر
میں شامل ہوئی۔ "عنبر ہوشیار" میں تھیوسانگ
ان سے مل گیا۔ یہ تمام کے تمام ناول اب
بھی میرے پاس ایک انمول ذخیرے کی صورت
میں پڑے ہوئے ہیں۔ انکل! ایک اور بات
جو میں کافی دیر سے محسوس کر رہا ہوں، وہ یہ ہے
کہ آپ نے کافی عرصہ پہلے ناولوں میں لکھا تھا
کہ آپ عنبر، ناگ، ماریا سے ہمارے سوالوں کے
جواب دلوائیں گے۔ اس سلسلے میں، میں نے کافی
سوالات بھی آپ کو لکھ کر بھیجے مگر وہ سلسلہ شروع
ہی نہ ہوا۔ پلیز اسے جلدی شروع کیجئے نا! میں

آپ کو کافی خط لکھ چکا ہوں۔ مگر آپ نے کسی
کا بھی جواب نہ دیا۔ چلئے کوئی بات نہیں۔ مگر
اس خط کا جواب ضرور دیجئے گا۔ میں یہ گھسا پٹا
سوال نہیں پوچھوں گا کہ انکل! کیا عنبر، ناگ ماریا
واقعی جیتے جاگتے کردار ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے
ایک ناول کے شروع میں ہی ہمیں کہہ دیا تھا کہ
آپ اسے ایک دلچسپ داستان سمجھ کر ہی پڑھتے
رہیں۔ اچھا اب اجازت دیجئے کیونکہ خط کافی
لمبا ہوگیا ہے۔ آپ کے ناولوں کا ایک پرستار
سلایم البصار علی معرفت البصار عبدالعلی سی/۴۳۔جی او۔آر تھری لاہور

○

ڈیئر انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم
انکل میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ اس
لئے جو زحمت میری وجہ سے آپ کو ہوگی۔ اس
کے لئے پیشگی معذرت قبول فرمائیں انکل آپ کو
زحمت دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں آپ
سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ جو کہانی بعنوان عنبر
ناگ ماریا کے لکھتے رہتے ہیں کیا سچی کہانی ہے
اگر یہ سچی کہانی ہے تو آپ اسے کس طرح سے تحریر
کا روپ دیتے ہیں مجھے کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ

سب کچھ سچ ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ یہ آپ
دے ایک منگھڑت کہانی لکھتے ہیں مگر اگر یہ
ہانی اپنی بنائی ہوئی بھی ہے تو بہت دلچسپ اور
ہت خوب ہے لیکن انکل ایک اسی سلسلے کی عنبر
اگ ماریا کی کہانی کے آخر میں آپ نے بالکل سنجیدہ طریقے
ے لکھا تھا کہ یہ واقعات اور عنبر ناگ ماریا بالکل
سچ ہے اس میں کردار مقامات وغیرہ بالکل فرضی نہیں
انکل اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بتائیے کیا لاہور کے
الجبد والا قصہ سچ ہے مہربانی فرما کر بتائیے کہ آپ
کو یہ سب معلومات کہاں سے حاصل ہوتی ہیں اگر عنبر
ناگ ماریا کا کوئی وجود ہے تو براہ مہربانی مجھے ضرور
بتائیے کیونکہ یہ کہانیاں پڑھ پڑھ کر مجھے اس قدر شوق
ہوگیا ہے ان تینوں سے ملنے کا کہ کیا بتاؤں۔
پلیز انکل اگر یہ سب کچھ جھوٹ ہے سچ نہیں
بھی تو یہ بتا کر کہ سچ نہیں میرا دل مت توڑیئے گا
آپ شاید ہو سکتا ہے مجھے پاگل سمجھیں مگر میں اور
مجھ جیسے دوسرے لوگوں کو اس راہ پر چلانے والے
آپ ہی ہیں یہ کہانیاں جب بھی پڑھتی ہوں تو
دل میں سوچتی ہوں کہ اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو
یقیناً ماریا مجھے بھی کہیں زندگی کے کسی موڑ پر ضرور ملے

گی اور میں اسے اپنی دوست تو کیا بہن بنا لوں گی اور
ہماری یہ بات بھی انکل کو پتہ چلے گی تو وہ اسے
بھی تحریر کی شکل دے دیں گے۔ براہ کرم انکل اور کچھ
نہیں تو کم از کم میرے خط کا جواب آپ ضرور دیجئے گا۔
عین نوازش ہوگی۔ اگر یہ سب کچھ جھوٹ بھی ہے تو
ہماری ملاقات اس کہانی میں ہی کرا دیجئے آپ کی بہت
مہربانی ہوگی۔ ہماری کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے اس
سے مراد ہے قیمتی میں اور عنبر ناگ ماریا پلیز محترم انکل
میرے خط کو ردی کی ٹوکری کی نظر مت کیجئے گا اور جواب
ضرور دیجئے گا اور تھوڑی سی جگہ میرے اس چھوٹے
سے کم حیثیت خط کو بھی دے دیجئے۔

فقط آپ کی بیٹی۔ فرخ ناز۔ مہاجر کیمپ۔ کراچی

○

محترم اے حمید صاحب! اسلام علیکم

میں آپ کا بہت پرانا قاری ہوں اور آپ کی
تمام کتابیں بہت شوق سے پڑھتا ہوں خاص طور پر
عنبر ناگ اور ماریا کی کوئی کتاب نہیں چھوڑتا ہوں
اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں آپ جیسے عظیم
مصنف کا قاری ہوں میری آپ سے گزارش یہ ہے
کہ آپ اپنے ناولوں میں بہت اچھی کہانیاں لکھتے ہیں
اور کہانیوں کے دوران ہی بہت اچھی اور معیاری
نصیحتیں بھی کرتے ہیں اور معلومات بھی فراہم کرتے
ہیں۔ لیکن آپ کے عنبر ناگ، ماریا کے ایک ناول
"باپ کی خوشبو" میں صفحہ ۱۱۹ کے ایک پیرا گراف میں
لکھا ہے آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں،

ناگ نے کہا۔ ہندوستان میں ہندو قبیلے آباد ہیں
ان کے یہاں ایسا ہوتا ہے ان ہندوؤں کا اعتقاد
ہے اور جس چیز پر آدمی کا اعتقاد پختہ ہو جائے
پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

اس ناول میں برسوں پہلے بظاہر مرا ہوا باپ
ناگ ماریا اور تھیوسانگ سے کہتا ہے کہ میری
بیٹی مجھ سے جدا کر دی گئی تھی جس سے میں بہت
محبت کرتا تھا لہذا جب سے مرا ہوں اس وقت سے
میں بے چین ہوں اور جب تک میری بیٹی مجھ کو نہیں
مل جاتی میں اسی طرح بے چین رہوں گا اور مروں
گا نہیں اور میری بیٹی ہر جنم میں زندہ ہوتی ہے کوئی
اگر اسے جا کر میری لوری کی دھن سنائے گا تو اس کو
سب کچھ یاد آ جائے گا اور وہ مجھ سے ملنے آ جائے
گی اور مجھے سکون آ جائے گا اور یہ سب باتیں سن کر
ناگ نے وہ بات کہی جو میں پہلے پیرا گراف میں لکھ

آپکا ناول جو اس کے بعد کا ہے ماریا کھوپڑی ہیں.
وہ نہیں مل رہا خیر جلد ہی مجھے مل جائے ویسے اس
کے بعد کی تین ناول آسیبی بھیج، باپ کی خوشبو اور
تابوت والی لڑکیاں خرید رکھی ہیں۔ ہاں پیارے انکل
ایک بات جو میں بھول ہی گیا ہوں وہ یہ کہ میں
نے آپ کو ٹی وی ایوارڈ کا ونر قرار پانے کی مبارکباد
ہی نہیں دی۔ پیارے انکل معافی چاہتا ہوں آپ
میری طرف سے اور ان دوستوں کی طرف سے بھی
جو میرے جیسے آپ کے پیارے پیارے ناول خرید کر
پڑھ رہے ہیں بہت بہت مبارک ہو۔ خاص کر میرے
سے تو آپ کو بہت ہی مبارک ہو۔ میں آپ کے
تمام ناول راولپنڈی سے خرید کر پڑھتا ہوں پتہ ہے
یہاں ایبٹ آباد میں تو ملتی ہی نہیں مگر یہاں ایک سٹیشنری
والے کے پاس کچھ کہانیاں ہیں،
مگر وہ کرائے کے سوا نہیں دیا کرتا اور آپ
سے تو میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں عنبر ناگ، ماریا
کی کہانیاں خرید کر پڑھوں گا۔ انکل آپ مجھے عنبر ناگ
ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی تصویریں بھیجیں میں آپ کی
طرف سے ایک پیاری نشانی کے طور پر رکھوں گا اور
آٹوگراف اور اپنی ایک خوبصورت سی تصویر بھی

بھیں جس کو میں ایک یادگار کے طور پر رکھوں گا۔ انکل
پ کے ناول کے پیچھے بھی تصویر لگی ہے مگر میں
پ کا آٹوگراف اور علیحدہ تصویر چاہتا ہوں۔ آپ
ے میں نے جو چیزیں مانگی ہیں آپ یقیناً بھیج دیں ـــ
پ کا بہت بہت شکریہ۔ اگر خط میں کوئی غلطی ہوگئی
و تو معذرت خواہ ہوں۔ فقط آپ کا مخلص دوست محسن علی
دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ عنبر ناگ ماریا
اور کیٹی خلا میں کی دونوں قسطیں "بچھو لڑکی اور ویران
پڑھی نہایت ہی بہترین کہانیاں تھیں۔ پڑھ کر جی چاہا کہ آپ
کو اتنی اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارکباد دے دوں۔
انکل آپ کی کہانی "خلائی گھڑی کا قیدی" ابھی
تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ آپ جلدی شائع کریں
ہمیں اس کا انتظار ہے۔ فقط آپ کے ناولوں کی منتظر
عائشہ اظہر لالکڑتی راولپنڈی۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!
آپ نے اب تک جو ناول لکھے ہیں بہت اچھے

لکھیں ہیں۔ میں اور میرے دوست سب آپ کے ناول بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔

انکل میرے میٹرک کے امتحان ختم ہو گئے ہیں اور میں نے ناول قسط نمبر ۱۳۸ سے دوبارہ پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔

آپ نے اپنے ناول "تابوت والی لڑکیاں" میں ناگ کو "حضرت صالح علیہ السلام" سے ملایا ہے۔ سچ انکل حضرت صالح علیہ السلام کی اچھی اچھی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی

پتہ نہیں آپ کے ناول میں کیا جادو ہوتا ہے کہ آدمی آپ کے ناولوں میں کھو جاتا ہے اور جب تک ناول مکمل نہ پڑھ لے اس کو چین نہیں آتا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو اور زور دیں آپ ہمارے لئے اچھے اچھے ناول لکھیں۔

زبیر منیر اینڈ عاصم جاوید کمبوہ وڑائچ ہاؤس [illegible] مارکیٹ گلشن راوی لاہور

عنبر ناگ ماریا
اور کیٹی خلا میں

اے حمید

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی 4/50
۱۰۲ کیٹی خلائی شیطان 4/50
۱۰۳ ماریا دوزخ میں 4/50
۱۰۴ خلائی کمرہ 4/50
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ 4/50
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی 4/50
۱۰۷ خوفناک طلسمی روشنی 4/50
۱۰۸ خطرناک قلعہ 4/50
۱۰۹ ہیبت ناک شیشہ 4/50
۱۱۰ ماناڈریکی کا گڑھا 4/50
۱۱۱ آدمی عورت آدھا سانپ 4/50
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق 4/50
۱۱۳ کیٹی اور زندہ لاش 4/50
۱۱۳ ماریا طوفانی رات میں 4/50
۱۱۴ خوفناک تجربہ 4/50
۱۱۵ سانپ کا قیدی 4/50
۱۱۶ موت کی چھلانگ 4/50
۱۱۷ مُردے کی موت 4/50
۱۱۸ قبر کا ہاتھ 4/50
۱۱۹ جزیرے کا بھوت 4/50
۱۲۰ خوفناک مقابلہ 4/50
۱۲۱ ماریا کا پنجہ 4/50
۱۲۲ سیارے کا بھوت 3/75
۱۲۳ انسانی دیوتا 4/50
۱۲۴ شیطانی وحشی رقاص بیر 4/50
۱۲۵ خلائی راز 4/50
۱۲۶ سرکٹا ناگ 4/50
۱۲۷ عنبر کی قبر 4/50
۱۲۸ چاہ بابل کے قیدی 4/50
۱۲۹ سرکس کی عورتیں 4/50
۱۳۰ جنگلی ناگن 4/50
۱۳۱ قبرستان کی ڈراؤنی رات 4/50
۱۳۲ سنگ دل ڈریکی کا ترشول 4/50
۱۳۳ ماریا کھوپڑی میں 4/50
۱۳۴ آسیبی حویلی 4/50
۱۳۵ باپ کی خونی قبر 4/50
۱۳۶ تابوت والی لڑکیاں 4/50
۱۳۷ آدم خور شکاری 4/50
۱۳۸ بھٹکتی روحوں کا سفر 4/50
۱۳۹ بھیڑیا لڑکی 4/50
۱۴۰ ویران مینار 4/50
۱۴۱ ناگ کا قیمتی تعویذ 4/50
۱۴۲ مُردے کی راکھ 4/50
۱۴۳ آدھا زندہ آدھا مُردہ 4/50

مکتبہ اقرأ
شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

عنبر، ناگ، ماریا ۱۴۷

…ٹی سانپ کے آگے

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

۱۴۷

نیا مکتبہ اقرا

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

کیٹی سانپ کے سامنے

اے حمید

قیمت : ۷/۵۰ روپے
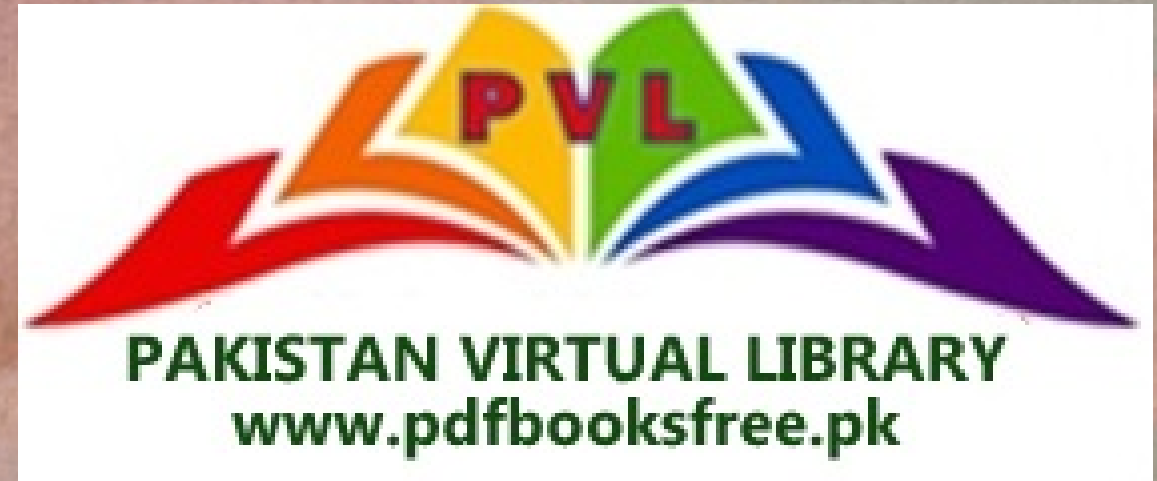
بار اول ـــــ

ناشر: نیا مکتبہ اقرا ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اپنے واپسی کے سفر میں عجیب و غریب اور ہوش اڑا دینے والے حالات سے دوچار ہیں۔ جوں جوں ان کا واپسی کا سفر آگے بڑھ رہا ہے حیرت ناک اور یقین نہ آنے والے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ ان پر طرح طرح کی ڈراؤنی اور آسیبی آفتیں نازل ہو رہی ہیں۔ لیکن میں زیادہ تفصیل بتا کر آپ کی دلچسپی ختم نہیں کروں گا۔ جن دوستوں نے پچھلی قسطوں کو پڑھ کر اپنی پسند اور مبارک کے خط مجھے لکھے ہیں۔ میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ دوستوں کے خط میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور پھر میں تازہ دم ہو کر آپ کے لیے عنبر ناگ ماریا لکھنے بیٹھ جاتا ہوں۔

تمہارا انکل
اے حمید

۴۵۴-۸ ۔ راہ چمن
سمن آباد ــ لاہور

ترتیب

سپیرے کی کھوپڑی

دھارگ نے کہا:

"اس نوجوان کا نام ناگ ہے۔ وہ کل شام کو میرے دوست اور شہر کے جاگیر دار حباش کے گھر آنے والا ہے۔"

افریقی سپیرے نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ایک مدت سے ایسے سانپ کی تلاش تھی جو پانچ سو سال تک زندہ رہنے کے بعد انسان بن سکتا ہو۔ آج اس کے دل کی امید بھر آئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور مٹی کے ایک مٹکے میں سے ایک کالی ڈبی نکال کر دھارگ کو دی۔ اس ڈبی میں ناگ بوٹی کی راکھ تھی۔

افریقی سپیرے نے دھارگ سے کہا:

"اس ڈبی میں ناگ بوٹی کی راکھ ہے۔ اس راکھ کو پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں ڈال کر ملا دینا۔ جب ناگ آئے تو پیچھے سے اس پر یہ پانی پھینک دینا۔
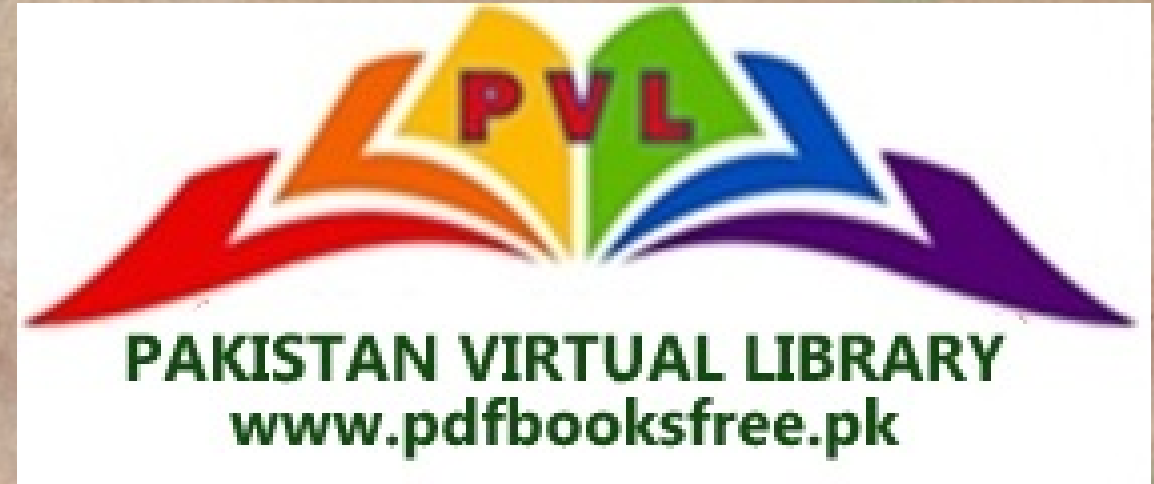
اس کے ساتھ ہی وہ زمین پر بے ہوش ہو کر گر
پڑے گا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹے
سے نیم مُردہ نسواری سانپ میں بدل جائے گا۔ تم اس
سے ڈرنا مت۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر
سکے گا۔ تم اسے اسی کالی ڈبی میں ڈال کر میرے پاس
لے آنا۔ میں اسے دھوپ میں سکھا کر اس سے
ایک خاص دوائی تیار کروں گا۔ خبردار اسے مارنے
کی کوشش نہ کرنا۔ نہیں تو وہ پھر سے زندہ ہو
جائے گا اور تم پر حملہ کر دے گا۔ جاؤ۔ میں تمہارا اسی
جگہ انتظار کروں گا۔"

دھارگ بڑا خوش ہوا۔ اسے ناگ کو ٹھکانے لگانے کا
نسخہ مل گیا تھا۔ اس نے ناگ بوٹی والی کالی ڈبی اپنی
جیب میں رکھی اور سیدھا حباش کے پاس آیا اور اسے
سارے حالات بیان کر دیئے۔ حباش کو جب معلوم ہوا کہ
ناگ سے اس کا پیچھا چھوٹ جائے گا تو وہ بھی بہت
خوش ہوا۔ دوسری طرف ناگ جنگل والے غار میں حباش
کے بھتیجے جبال کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اسے بتا دیا
تھا کہ دوسرے روز شام کو وہ جائیداد کے سارے کاغذ لا کر
اس کے حوالے کر دے گا۔ اور پھر اسے اس کے ساتھ چل کر

اپنی جائیداد پر قبضہ کر لینا ہو گا۔ جبال ویسے خوش تھا
مگر اسے اپنے چچا سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا
اس کا چچا اتنی آسانی سے جائیداد اس کے حوالے کرنے
والا نہیں ہے۔ لیکن وہ خاموش تھا اور تیل دیکھ رہا تھا
اور تیل کی دھار دیکھ رہا تھا۔

وقت مقررہ پر شام ہوئی تو ناگ نے جبال سے کہا:
"میں تمہارے چچا حباش کی حویلی میں اس سے تمہاری
جائیداد کے کاغذات لینے جا رہا ہوں اگر مجھے
دیر ہو گئی تو تم گھبرانا مت اور ہاں۔ چاہے
کچھ بھی ہو جائے۔ اس غار ہی میں رہنا۔ اس غار
سے نکل کر کہیں مت جانا۔ میرے ساتھ کیسے بھی
حالات کیوں نہ ہو گئے۔ میں واپس اسی غار میں آنے
کی کوشش کروں گا۔"

جبال خاموش رہا۔ اسے جائیداد کی واپسی کی اُمید بہت
کم تھی۔ کچھ اس لیے بھی کہ وہ ناگ کی اصل طاقت سے
واقف نہیں ہوا تھا۔ ناگ چلا گیا۔

حویلی میں حباش اس کا انتظار کر رہا تھا۔ حباش نے
ناگ کی اطلاع پا کر اسے اپنی خواب گاہ میں بلا لیا۔
وہاں دھارگ بھی پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس کے

ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا گلاس تھا جس میں افریقی پیسرے
کی دی ہوئی ناگ بوٹی کی راکھ ملی ہوئی تھی۔ ناگ نے خوابگاہ
میں جاتے ہی پوچھا:

"حباش! کیا تمہارا آدمی تمہاری مہر لے کر واپس آ
گیا ہے؟"

حباش نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ہاں میرے بھائی۔ وہ آ گیا ہے۔ تم یہاں کرسی
پر بیٹھو۔ میں ابھی مہر اور کاغذات منگواتا ہوں۔"

حباش نے ایک رسی کھینچی جو نوکر کو بلانے کے لیے وہاں
پلنگ کے سرہانے لٹکتی رہتی تھی۔ مگر اس روز رسی سے آگے
سے گھنٹی ہٹا دی گئی تھی۔ ناگ کو جال میں پھنسایا جا رہا تھا۔
ناگ کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ حباش پر اعتبار کرتے ہوئے
کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس وقت اس کی پیٹھ اس پردے کی
طرف تھی جس کے پیچھے مکار دھارگ ناگ بوٹی والا پانی
لیے بالکل تیار کھڑا تھا۔ یہ موقع بڑا مناسب تھا۔ جونہی ناگ
کرسی پر بیٹھا دھارگ پردے کے پیچھے سے نکلا اور اس
سے پہلے کہ ناگ اس کے قدموں کی آہٹ کی آواز سن
کر اس کی طرف چونک کر دیکھتا دھارگ نے ایک سیکنڈ
میں گلاس کا پانی اس پر پھینک دیا۔

جونہی ناگ بوٹی والا پانی ناگ کے جسم پر گرا اسے
ایک شدید دھچکا سا لگا اور وہ کرسی پر سے ایک فٹ
اوپر کو اچھلا اور پھر دھڑام سے فرش کے قالین پر گرا
اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ حباش پلنگ سے اٹھ آیا۔
دھارگ بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا:

"حباش! میرے دوست کا جادو کام کر گیا۔ اب تم
دیکھو گے کہ یہ ناگ ایک چھوٹے سے نسواری سانپ
میں تبدیل ہو جائے گا۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ناگ کا
انسانی جسم غائب ہو گیا اور اس کی جگہ قالین پر ایک چھوٹا
سا نسواری سانپ جلیبی کی طرح پڑا تھا اور اپنی جگہ سے
ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔

حباش تو خوشی سے چلا اٹھا:

"دھارگ! اسے یہیں کچل کر رکھ دو"

دھارگ نے جلدی سے کہا:

"نہیں نہیں۔ ایسا نہیں کرنا۔ ورنہ یہ پھر سے زندہ
ہو کر تمہیں ڈس دے گا۔ میرے جادوگر دوست نے
کہا تھا کہ جب ناگ سانپ میں بدل جائے تو
اسے اسی کالی ڈبی میں بند کر کے میرے پاس لے

آنا۔ وہ اسے دھوپ میں سکھا کر اسے پیس ڈالے
گا اور اس کی کوئی طلسمی دوا بنائے گا۔"
یہ کہہ کر دھارگ نے ایک چھوٹی سی لکڑی کی مدد سے
ناگ کو اٹھا کر کالی ڈبی میں بند کر دیا اور بولا:
"حباش! میں نے تمہارے راستے سے تمہارے سب
سے بڑے اور خطرناک دشمن کو ہمیشہ کے لیے ہٹا
دیا ہے۔ میں اسے اپنے جادوگر دوست کے حوالے
کر کے ابھی آتا ہوں۔"
حباش نے کہا:
"کہیں یہ پھر سے زندہ ہو کر یہاں تو نہیں آجائیگا؟"
دھارگ بولا: "تم گھبراؤ نہیں دوست۔ میں نے اس
کا سارا بندوبست پہلے ہی سے کر لیا ہے۔ ناگ
اب ختم ہو چکا ہے کل میرا جادوگر دوست اسے
دھوپ میں سکھا کر اس کی لاش کو بھی ہمیشہ کے
لیے ختم کر دے گا۔"
دھارگ نے کالی ڈبی جیب میں رکھی۔ حویلی سے باہر
نکل کر گھوڑے پر بیٹھا اور اسے سرپٹ دوڑاتا جنگل میں
افریقی سپیرے کے پاس پہنچ گیا۔ اسے جیب سے ڈبی نکال
کر دی۔ بوڑھا افریقی سپیرا اس وقت جھونپڑی کے آگے

آگ کا الاؤ روشن کیے بیٹھا ایک سانپ سے کھیل رہا
تھا۔ اس نے ڈبی کو کھول کر دیکھا تو اس میں نسواری سانپ بے حس
حرکت پڑا تھا۔ وہ بے حد خوش ہوا۔ فوراً سمجھ گیا کہ یہی
ناگ سانپ ہے جو سانپ سے انسان بن سکتا تھا مگر
اس وقت اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی اور وہ
بے ہوش تھا۔ افریقی سپیرے نے ڈبی مٹی کی ہانڈی میں رکھ
دی اور دھارگ سے کہا:
"اب تم جا سکتے ہو۔ ناگ میرے قبضے میں آ
چکا ہے۔ تم یہی سمجھو کہ یہ مر گیا ہے۔ اب یہ
کبھی زندہ ہو کر تمہارے دوست حباش کی حویلی
کا رُخ نہیں کر سکے گا۔ میں اسے کل دھوپ نکلتے
ہی سوکھنے کے لیے ڈال دوں گا۔ دھوپ میں
یہ بہت جلد سوکھ کر سخت ہو جائے گا۔ پھر میں
اسے کونڈی میں پیس کر اس کی دوا تیار کرونگا۔
تم بے فکر ہو کر چلے جاؤ۔ تمہارا دشمن ختم
ہو گیا ہے۔"
دھارگ نے ہاتھ باندھ کر کہا:
"مہاراج! کہیں یہ پھر سے زندہ تو نہیں ہو جائے گا؟"
افریقی سپیرے نے مسکرا کر کہا:

"میری ساری زندگی سانپوں میں گذر گئی ہے۔ میں جو کہتا ہوں اس پر اعتبار کرو۔ یہ ناگ مر چکا ہے یہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اب تم جاؤ اور مجھے میرے سانپ سے کھیلنے دو۔"

دھارگ نے جھک کر شکریہ ادا کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیا۔

افریقی سپیرے نے اس سانپ کو مٹی کے کٹورے میں بند کر دیا جس کے ساتھ وہ کھیل رہا تھا اور ناگ والی کالی ڈبی کو کھول کر اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ دیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ ناگ سانپ ہی تھا۔ اس کی آنکھیں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں ڈبی نما نسواری سانپ سے خاص بُو بھی نکل رہی تھی۔ اب افریقی سپیرا بے چینی سے دھوپ نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ اسے صبح سورج نکلنے تک صبر کرنا تھا۔ اس کے بعد نسواری سانپ کو سکھا کر وہ اس سے ایک ایسی زبردست دوائی تیار کرنے والا تھا جس کے اثر سے وہ مردے کے جسم میں پھر سے زندگی کا خون دوڑا سکتا تھا اور مردے کو زندہ کر سکتا تھا۔

افریقی سپیرے نے ناگ کو کالی ڈبی میں بند کر کے مٹی کی ہانڈی میں رکھ کر اوپر سے ڈھکنا دے دیا اور کٹورے میں سے

سانپ نکال کر اس سے کھیلنے لگا۔

جس سانپ سے وہ کھیل رہا تھا وہ پدم سانپ تھا جو افریقہ کا سب سے سردار سانپ کہلاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر وہ کسی انسان یا جانور کے قریب سے بھی گذر جائے تو وہ اس کی تپش کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔

جب سے دھارگ کالی ڈبی لے کر افریقی سپیرے کے پاس آیا تھا پدم سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ بے ہوش ہونے اور ناگ بوٹی کے اثر سے ناگ کے جسم سے خوشبو بہت ہی مدھم اٹھ رہی تھی لیکن پدم سانپ اس خوشبو کو بھی محسوس کر سکتا تھا۔ پدم سانپ کچھ بے چین سا ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے مگر ناگ دیوتا وہاں پر موجود نہیں تھا۔

افریقی سپیرا کچھ دیر تک پدم سانپ سے کھیلتا رہا۔ پھر اس نے پدم سانپ کو ہانڈی میں بند کر دیا اور خود سونے کے لیے جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ پدم سانپ کی ہانڈی اور ناگ سانپ کا مٹی کا کٹورا جھونپڑی کے باہر ایک طرف بانس کی دیوار کے ساتھ ہی پڑے تھے۔ پدم سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ اب اس کا فرض بن گیا تھا کہ وہ ناگ دیوتا کو تلاش کر کے اس کے آگے

تعظیم پیش کرے اور اس کی خدمت بجا لائے۔ چنانچہ پدم
سانپ نے ہانڈی میں سے سر باہر نکالا۔ پھر ہانڈی سے
باہر نکل آیا۔ اس نے اپنی ساری توجہ ناگ دیوتا کی خوشبو
پر مرکوز کر دی۔ یہ خوشبو اسے ساتھ پڑے ہوئے کٹورے
میں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

پدم سانپ آہستہ سے رینگتا ہوا کٹورے کے پاس آ
گیا۔ اس نے گردن اٹھا کر کٹورے کے ساتھ لگا دی۔
ناگ دیوتا کی خوشبو کٹورے کے اندر سے ہی آ رہی تھی۔
پدم سانپ بڑا حیران ہوا کہ ناگ دیوتا اس کٹورے میں
کیسے آ گیا؟ اس نے آہستہ سے کٹورے کا ڈھکنا نیچے گرا دیا۔
پھر اوپر سے جھانک کر دیکھا۔ کٹورے کے اندر ایک نسواری
رنگ کا سانپ جلیبی کی طرح بیٹھا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے
ذرا بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ پدم سانپ کو اس نسواری
سانپ میں سے ناگ دیوتا کی بڑی تیز خوشبو آتی محسوس
ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ یہی ناگ [illegible] ہے جس کو اس
کے مالک افریقی سپیرے نے اپنے طلسم سے قید کر
رکھا ہے۔

پدم سانپ ناگ دیوتا کی یہ حالت ہرگز نہیں دیکھ
سکتا تھا۔ اس لئے اپنے منہ سے گرم پھنکار نکالی اور

ناگ دیوتا کے جسم پر پھینکی۔ پدم سانپ کے اندر بے پناہ
طاقت ہوتی ہے۔ یہ سانپ ناگ دیوتا کا وزیر سانپ
سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی پھنکار کا اثر یہ ہوا کہ ناگ
کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی اور اس کو ہوش آ گیا۔
ہوش آتے ہی ناگ کو سب کچھ یاد آنے لگا۔ اس نے
کٹورے میں اوپر دیکھا۔ اسے پدم سانپ جھانکتا نظر آیا۔
ناگ نے اپنے جسم کو کھول دیا اور رینگتا ہوا کٹورے سے
باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس نے سانس لے کر اپنا روپ
بدلنے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ سمجھ گیا کہ اس
پر دھارگ نے جو پانی پھینکا تھا یہ اس پانی کے طلسم
کا اثر ہے کہ وہ اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔ اس نے
پدم سانپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"پدم سانپ! میں ناگ دیوتا ہوں مگر ایک عجیب
مشکل میں گرفتار ہوں۔"

پدم سانپ نے سر جھکا دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا! مجھے حکم کریں۔ میں آپ کی کیا مدد
کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"مجھ پر کسی نے اس وقت پانی پھینکا تھا جب

ہیں انسان کی شکل میں تھا۔ اس پانی پر ضرور
کسی نے جادو کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں
بے ہوش ہو کر لسنواری سانپ بن گیا۔ تمہاری
پھنکار نے میرے اندر زندگی تو دوبارا پیدا کر دی ہے مگر
میں ابھی تک اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔"

پدم سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! میں سمجھ گیا
ہوں۔ آپ پر میرے مالک افریقی سپیرے نے
ناگ بوٹی کا سفوف ملا پانی پھنکوایا ہو گا۔ ناگ
بوٹی کے اثر سے ناگ دیوتا دوبارا سانپ بن کر بے حس
ہو سکتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارا مالک افریقی سپیرا کہاں ہے؟"

پدم سانپ نے ناگ کو بتایا کہ اس کا افریقی سپیرا
جھونپڑی کے اندر سو رہا ہے۔

ناگ اب بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا کہ یہ ساری
شرارت دھارگ کی ہے اور اس نے حباش کی جائیداد پر
خود قبضہ کرنے کے لیے یہ ساری چال چلی ہو گی اور
اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے لیے افریقی سپیرے
سے مدد حاصل کی ہو گی۔ اس نے پدم سانپ سے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری کھوئی ہوئی طاقت مجھے
کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟"

پدم سانپ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! سب سے پہلے تو آپ
میرے ساتھ یہاں سے قریب ہی ایک غار
میں چل کر چھپ جائیں۔ کیونکہ آپ کو کسی خاص
مقصد کے لیے افریقی سپیرے نے حاصل کیا ہے
وہ کل دھوپ میں آپ کو سکھا کر آپ کی دوائی
تیار کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس کو ایک اجنبی
سے باتیں کرتے سنا تھا۔ چونکہ آپ کی طاقت عارضی
طور پر آپ سے چھین لی گئی ہے اس لیے افریقی
سپیرا آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے سب
سے پہلے تو اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اس
کے بعد میں دوسرے سانپوں سے مشورہ کروں گا کہ
آپ کی کھوئی ہوئی طاقت کیسے واپس آ سکتی ہے۔"

ناگ کو پدم سانپ کی تجویز پسند آئی۔ وہ ایسی حالت
میں تھا کہ افریقی سپیرا اسے ہلاک کر سکتا تھا۔ وہ پدم سانپ
کے ساتھ چل پڑا۔ پدم سانپ رات کے اندھیرے میں اسے
لے کر ندی کے پار ایک ٹیلے کے تنگ و تاریک غار میں

لے گیا۔ اس غار میں آگے جا کر ایک سوراخ بنا ہوا تھا۔
پدم نے ناگ سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ اس بل میں گھس کر چھپ جائیں میں واپس جاتا ہوں۔ افریقی سپیرا ادھر نہیں آئے گا اگر وہ آیا تو میں اسے ڈس کر بے ہوش کر دوں گا۔ اس کے جسم میں ایسی قوت آ گئی ہوئی ہے کہ وہ کسی بھی سانپ کے ڈسنے سے مر نہیں سکتا۔ لیکن میں اسے بے ہوش کر سکتا ہوں۔ آپ اطمینان سے یہاں چھپے رہیں۔ میں صبح ہوتے ہی جنگل کے سانپوں کو بلا کر ان سے مشورہ کروں گا۔"

ناگ نے کہا:

"تمہارا شکریہ پدم سانپ! میں اسی جگہ چھپ جاتا ہوں لیکن تمہیں جلدی عمل کرنا ہو گا۔ کیونکہ میں ایک انسان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

پدم سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں صبح ہوتے ہی اپنا کام شروع کر دوں گا۔ میں ابھی اپنا عمل شروع کر دیتا لیکن جنگل کے کچھ سانپ دریا پار گئے ہوئے ہیں جو

سورج نکلتے ہی واپس آ جائیں گے۔ میں کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔"

پدم سانپ نے ناگ کو سلام کیا اور غار سے نکل گیا۔ وہ سیدھا واپس افریقی سپیرے کی جھونپڑی میں آ کر اپنی ہانڈی میں اتر کر بیٹھ گیا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح ہوئی اور سورج نکلا تو افریقی سپیرا جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ سیدھا اس کٹورے کی طرف آیا جس کے اندر اس کے خیال کے مطابق ناگ بند تھا اور جسے آج وہ دھوپ میں سکھا کر اپنی زندگی کی سب سے قیمتی دوا تیار کرنا چاہتا تھا۔ جونہی اس نے کٹورے کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔

کٹورا خالی تھا۔ ناگ غائب تھا۔

افریقی سپیرے کا تو رنگ اُڑ گیا۔ ناگ کہاں چلا گیا؟ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ناگ کہیں بھی نہیں تھا۔ اب اس نے جھونپڑی کے ارد گرد جھاڑیوں اور درختوں میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ وہ حیران تھا کہ ناگ کے بے جان جسم میں جان کیسے پیدا ہو گئی؟ ناگ بوٹی کا اثر کیسے ضائع ہو گیا؟ ایسا کبھی ہو نہیں سکتا تھا۔ ضرور ناگ سانپ کی کسی نے مدد کی ہے۔ کوئی غیر معمولی طاقت اس کی مدد کے لیے

آگئی ہو گی افریقی سپیرا حیران بھی تھا اور پریشان بھی تھا۔
اس کے ہاتھ سے ایک خزانہ نکل گیا تھا۔ اور وہ کچھ نہیں
کر سکتا تھا۔ کسی سانپ سے وہ پوچھ بھی نہیں سکتا تھا
کیوں کہ اسے سانپوں کی زبان نہیں آتی تھی۔ اسے خیال
آیا کہ کہیں دھاگ تو ناگ سانپ کو اڑا کر نہیں لے
گیا۔ مگر اسے کیا ضرورت تھی۔ شاید وہ اسے زمین میں
دفن کر دینے کے خیال سے لے گیا ہو۔ مگر وہ اگر ناگ
سانپ کو لے جاتا تو اسے کٹورے سمیت اٹھا کر لے
جاتا۔ کٹورا تو وہیں موجود تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ناگ
سانپ کٹورے میں سے خود ہی رینگ کر باہر نکل گیا ہے
ادھر جنگل میں افریقی سپیرا ناگ کو تلاش کر رہا تھا دوسری
طرف پدم سانپ نے جنگل کے تمام سانپوں کی ایک میٹنگ
بلا رکھی تھی۔ یہ کل بارہ عدد بڑے ہی خطرناک قسم کے سانپ تھے۔
وہ سارے کے سارے افریقی سپیرے کی جھونپڑی سے تھوڑی دور
ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ پدم سانپ ان کے
درمیان اونچے پتھر پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے تمام سانپوں
کو ناگ دیوتا کی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا۔
ایک سانپ نے کہا:
"پدم سانپ! یہاں سے تھوڑی دور پار ایک پرانا

قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں ایک جادوگر سپیرے
کی کھوپڑی دفن ہے۔ کہتے ہیں کہ آدھی رات کو
اگر پدم سانپ اس کھوپڑی سے کوئی سوال کرے تو
کھوپڑی اس کا جواب دیتی ہے۔ کیوں نہ اس سے
چل کر ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ پوچھا جائے۔"
پدم سانپ کو یہ تجویز پسند آئی۔ باقی سانپوں نے اس کی
تائید کی۔ پدم سانپ بولا:
"اگر یہ بات ہے تو میں آج رات کو ہی پرانے
قبرستان میں جا کر سپیرے جادوگر کی کھوپڑی سے ملاقات
کروں گا۔ اب تم لوگ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ۔
میں ناگ دیوتا کو جا کر یہ بات بتاتا ہوں کہ ان
کی تسلی ہو جائے۔"
سانپ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے اور پدم سانپ
سیدھا ناگ والی غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ غار کے
اندر بل میں خاموش بیٹھا تھا۔ پدم سانپ کی بو اسے آئی تو
بل میں سے باہر آ گیا۔ پدم سانپ نے اسے سارا ماجرا
سنایا اور کہا کہ وہ آج رات سپیرے کی کھوپڑی سے بات
کرنے دریا پار والے قبرستان میں جا رہا ہے۔ اس نے
ناگ کو یہ بھی بتایا کہ افریقی سپیرا اس کے گم ہو جانے

ے بہت پریشان ہے۔ ناگ نے پدم سانپ کو تاکید کی
کہ وہ سپیرے کی کھوپڑی کو سب کچھ بتا دے اور اس سے
پورا مشورہ لے کر سیدھا اسی کی طرف آئے۔ پدم سانپ نے
جلد واپس آنے کا وعدہ کیا اور وہاں سے واپس اپنے
جھونپڑے کی طرف آ گیا۔

افریقی سپیرا جھونپڑے میں پریشان بیٹھا تھا۔ اسے ناگ [illegible]
تک نہیں مل سکا تھا۔ اس نے پدم سانپ کو آتے دیکھا
تو بڑا حیران ہوا کہ یہ کدھر چلا گیا تھا۔ وہ اس سے کچھ پوچھ
تو سکتا نہیں تھا۔ بس سوچ کر ہی رہ گیا کہ یہ کہاں گیا ہوگا
اس کے دل میں شک سا پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے ناگ سانپ
کے فرار کرانے میں پدم سانپ کا ہاتھ ہو۔ وہ اس کی طرف
سے ہوشیار ہو گیا۔ اس نے پدم سانپ کو زمین پر سے
اٹھا کر پیار کیا اور بولا:

"ارے تم کہاں آوارہ گردی کرتے پھر رہے تھے۔"

پھر اسے جان بوجھ کر ایک ایسی ہانڈی میں چھوڑ دیا جس
کا ڈھکنا اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ اس تاڑ میں تھا کہ اب
اگر پدم سانپ ہانڈی سے نکل کر جنگل میں گیا تو وہ اس کا
پیچھا کرے گا۔ افریقی سپیرا رات کو سونے کی بجائے جھونپڑی
کے اندر جا کر جاگتا رہا۔ اس کی نگاہیں باہر ہانڈی پر لگی

تھیں جس میں پدم سانپ تھا۔ افریقی سپیرے کا شک درست
نکلا۔ جب رات آدھی ہو گئی تو پدم سانپ ہانڈی میں
سے نکل کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ افریقی سپیرے نے اس
کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

پدم سانپ دریا کنارے پہنچ کر رک گیا۔ اس نے پیچھے
مڑ کر دیکھا۔ افریقی سپیرا جلدی سے ایک درخت کی اوٹ
میں ہو گیا۔ پدم سانپ دریا میں اتر گیا۔ یہاں دریا کا پاٹ
زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد افریقی سپیرا بھی دریا
میں اتر گیا۔ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر اس نے پدم
سانپ کا تعاقب پھر سے شروع کر دیا۔ پدم سانپ ویران اندھیری
گھاٹیوں میں سے گذرتا آخر ایک پرانے قبرستان میں داخل ہو
گیا۔ اپنی چھٹی حس کی مدد سے اس نے بہت جلد جادوگر
سپیرے کی قبر تلاش کر لی۔ اس وقت رات آدھی گذر گئی تھی۔

افریقی سپیرا حیران تھا کہ پدم سانپ اس قبرستان میں
کس لیے آیا ہے؟ ہو نہ ہو یہاں کسی جگہ ناگ سانپ چھپا
ہوا ہے جس کو یہ پدم سانپ ملنے آیا ہے۔ جب اس
نے پدم سانپ کو ایک پرانی قبر کے اندر گھستے دیکھا
تو وہیں ایک طرف ہٹ کر پتھروں کی اوٹ میں بیٹھ
کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پدم سانپ قبر کے

اندر گیا تو دیکھا کہ قبر کے نیچے لحد کی مٹی میں انسانی ہڈیاں پڑی تھیں۔ ان کے اوپر ایک انسانی کھوپڑی موجود تھی۔ یقیناً یہی جادوگر سپیرے کی کھوپڑی تھی۔

پدم سانپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"اے جادوگر سپیرے کی کھوپڑی! میں پدم سانپ ہوں ناگ دیوتا پر اس وقت ایک مصیبت آن پڑی ہے میں اس مصیبت کا حل تلاش کرنے تیرے پاس آیا ہوں۔"

اچانک کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر اسے سانپ کے پھنکار ایسی آواز آئی:

"پدم سانپ! میں جانتا ہوں ناگ دیوتا کسی مشکل میں گرفتار ہے۔ اس کی طاقت اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے۔ اور یہ محض اس لیے ہوا ہے کہ ناگ دیوتا ایک یتیم نوجوان کو اس کا حق دلانا چاہتا تھا جو لوگ نیک کام کرتے ہوئے کسی مشکل میں پھنس جائیں ان کی مدد کرنا ہر انسان اور حیوان کا فرض ہے مگر اس سے پہلے کہ میں تمہیں ناگ دیوتا کا علاج بتاؤں میں تمہیں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ بوڑھا افریقی سپیرا تمہارا پیچھا کرتا قبرستان تک آ گیا ہے

اور اس وقت وہ باہر پتھروں کی اوٹ میں بیٹھا ہے۔"

پدم سانپ نے کہا:

"تمہارا شکریہ جادوگر سپیرے کی کھوپڑی۔ میں اس سے خود ہی نمٹ لوں گا لیکن تم برائے مہربانی مجھے ناگ دیوتا کا کوئی علاج بتاؤ۔"

جادوگر سپیرے کی کھوپڑی نے کہا:

"اس کا علاج یہ ہے کہ جس غار میں ناگ دیوتا چھپا ہوا ہے اس کے باہر بھوج بوٹی کا پودا لگا ہے۔ اس پودے کی ایک شاخ توڑ کر غار میں اسے آگ لگا دو۔ جب ناگ دیوتا اس کے دھوئیں میں اچھی طرح سے نہا لے گا تو اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جائے گی لیکن مجھے خطرہ ہے کہ جو افریقی سپیرا تمہارا پیچھا کر رہا ہے وہ تمہارے پیچھے پیچھے ناگ دیوتا کے غار تک بھی جائے گا اور وہاں وہ ناگ کو پکڑے گا۔"

پدم سانپ نے کہا:

"میں ابھی اسے باہر نکل کر ڈس دیتا ہوں۔ میرے ڈسنے سے وہ بیس گھنٹے تک بے ہوش رہے گا۔"

جادوگر سپیرے کی کھوپڑی نے جواب دیا:
"تم بڑے نادان ہو۔ یہ افریقی سپیرا بڑا عیار ہے
اس نے ایک ایسی جڑی بوٹی کا عرق پی رکھا
ہے کہ اب اس پر کسی سانپ کے زہر کا اثر
نہیں ہو سکتا۔"
پدم سانپ نے پوچھا:
"تو پھر تم ہی کوئی طریقہ بتاؤ کہ میں اس سے کیسے
پیچھا چھڑاؤں؟"
کھوپڑی نے کہا:
"میں کوئی طریقہ نہیں بتا سکتا جو کچھ میں نے تمہیں
بتانا تھا بتا دیا ہے۔ اب تم یہاں سے جا سکتے ہو"
پدم سانپ چپکے سے قبر کے سوراخ سے باہر نکل آیا۔
باہر نکلتے ہی اس نے ذرا سی گردن اٹھا کر پتھروں کی طرف
دیکھا۔ واقعی وہاں اسے اپنے مالک افریقی جادوگر کا سر
دکھائی دیا۔ وہ بھی پدم سانپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔
پدم سانپ نے قبر کی دوسری طرف سے ہو کر تیزی سے
دریا کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ افریقی جادوگر پیچھے کیسے
رہ سکتا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ وہ تو یہ
معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پدم سانپ جاتا کہاں ہے۔ اس نے

سپیرے کی قبر کے ساتھ ناک لگا کر دیکھ لیا تھا کہ قبر کے
اندر سے ناگ سانپ کی بو نہیں آ رہی تھی۔ اس نے
پدم سانپ کا پیچھا شروع کر دیا۔ پدم سانپ دریا میں اترا
تو اس کے پیچھے افریقی جادوگر بھی اتر گیا
پدم سانپ دریا کے دوسرے کنارے پر جا کر جتنی جلدی
سے دوڑ سکتا تھا دوڑنے لگا۔ افریقی جادوگر نے بھی ساری
زندگی سانپوں میں گذاری تھی۔ وہ بھی اس کے تعاقب میں
تیز تیز دوڑنے لگا۔
پدم سانپ نے سوچا کہ اگر افریقی سپیرا اس کے پیچھے
برابر لگا ہوا ہے تو وہ ناگ دیوتا کے غار کی طرف نہیں
جائے گا۔ پدم سانپ ایک درخت کے پاس رک گیا اور
پیچھے دیکھنے لگا۔ عیار افریقی سپیرا ایک طرف ہو کر چھپ
گیا تھا۔ پدم سانپ نے دیکھا کہ افریقی سپیرا اس کے تعاقب
میں نہیں تھا۔ وہ سمجھا گیا کہ افریقی سپیرا راہ بھول گیا ہے پھر بھی
پدم سانپ نے کچھ دیر انتظار کیا جب افریقی سپیرا ادھر بھی نہ آیا تو
اس نے اطمینان کا سانس لیا اور ناگ دیوتا کے غار کی
طرف رینگنے لگا۔ ناگ دیوتا غار کے اندر ہی موجود تھا۔
پدم سانپ نے ناگ کو کچھ بتانے کی بجائے باہر ہی
سے بھوج بوٹی کی ایک شاخ منہ سے توڑ کر غار کے
اندر لے جا کر رکھی اور اسے اپنی پھنکار سے آگ لگا

دی۔ آگ لگتے ہی بُوٹی میں سے دھواں اٹھنے لگا۔ دھواں
ساری غار میں پھیل گیا۔ اب پدم سانپ نے چیخ کر ناگ
سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! کھوپڑی نے یہ دھواں آپ کا
علاج بتایا ہے۔ دھوئیں میں اپنے جسم کو کھول دیں۔"

ناگ نے پدم کی آواز سنتے ہی اپنے جسم کو کھول
دھوئیں کی لہریں اس کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں۔ ا
میں افریقی جادوگر بھی غار میں پہنچ گیا۔ پدم سانپ باہر
بھاگنے لگا تو افریقی سپیرے نے اسے کہا:

"بدبخت تو نے مجھ سے غداری کی۔ تو نے ناگ
سانپ کو یہاں چھپا دیا تھا۔ مجھے اس کی بُو
آ رہی ہے اب میں اسے ایسی جگہ رکھوں گا کہ
تیرا باپ بھی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔"

پدم سانپ گھبرا گیا۔ افریقی سپیرا غار میں ناگ کی
طرف بڑھا۔ پدم سانپ نے سانپوں کی آواز میں ناگ
خبردار کر دیا۔

ناگ دیوتا کی اسے آواز آئی:

"فکر نہ کرو پدم! میری طاقت واپس آ رہی ہے۔"

اتنے میں افریقی سپیرا ناگ کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے

ہاتھ بڑھا کر ناگ کے نسواری سانپ کو اٹھا کر اپنی مٹھی
میں بند کر دیا۔ وہ بہت خوش تھا کہ اسے ناگ سانپ
واپس مل گیا اور ناگ یہ سوچ کر خوش تھا کہ اسے اس
کی طاقت واپس مل گئی ہے۔

افریقی سپیرا ناگ سانپ کو لے کر اپنی جھونپڑی کی
طرف چل پڑا۔ ناگ خاموش تھا۔ ابھی وہ کوئی حرکت نہیں
کرنا چاہتا تھا۔

افریقی سپیرے نے ناگ سانپ کو جھونپڑی میں لے
جا کر مٹی کی ہانڈی میں ڈال کر اس کے ڈھکنے پر ایک
بھاری پتھر رکھ دیا اور غصے میں بولا:

"صبح سورج نکلتے ہی میں تجھے دھوپ میں سکھا کر
پیس ڈالوں گا۔ میں تیرا سرمہ بنا دوں گا۔ اب تو
بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

ناگ دل میں ہنس رہا تھا۔ وہ بھی صبح کے وقت
واپس جبال کے پاس جانا چاہتا تھا۔ رات تھوڑی سی
قی تھی۔ بہت جلد دن نکل آیا۔ سورج طلوع ہوا تو
ریقی سپیرے نے ناگ والی ہانڈی اٹھائی اور اسے لے
کھلی جگہ پر آ گیا۔ ہانڈی اس نے دھوپ میں رکھ
۔ اس نے ہانڈی کا ڈھکنا اٹھا دیا اور پھر ناگ کے

نسواری سانپ کو پکڑ کر اس کے جسم کے ساتھ پکی
رسی باندھ کر اس کا سرا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بو
"اب تو بھاگ کر کہاں جائے گا؟"
ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی بجائے ناگ نے
آہستہ سے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہاں سانپ کی جگ
بہت بڑا خونخوار شیر کھڑا تھا۔ شیر نے ایک ایسی دھ
ماری کہ افریقی سپیرا دہشت کے مارے غش کھا کر وہا
دھڑام سے گر پڑا۔ ناگ نے قریب آ کر اسے غو
سے دیکھا۔ پھر سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر کے ہو
میں اڑان بھری اور سیدھا اس غار کی طرف اڑ گیا جہاں
جبال کو اس نے بیٹھے رہنے کی ہدایت کی تھی۔
جبال بڑی پریشانی کی حالت میں تھا۔ غار کے قریب
کر ناگ نے انسانی شکل دوبارہ اختیار کی اور غار میں د
ہو کر جبال سے کہا:
"مجھے دیر ہو گئی دوست! مگر میں تیرا سب انتظام
کر آیا ہوں۔ اب تم میرے ساتھ چلو اور اپنی جائیداد
اپنے ظالم چچا جباش سے واپس لے لو۔"
جبال حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا۔

خونخوار کلوپس

اس نے ناگ سے کہا:
"ناگ بھیا! یہ تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو کیا؟"
ناگ بولا: "تم میرے ساتھ چلو۔ تمہیں وہاں چل کر سب
کچھ معلوم ہو جائے گا۔"
جبال تیار نہیں ہو رہا تھا۔ مگر ناگ اسے ساتھ لے جانا
چاہتا تھا۔ اس نے جبال سے کہا:
"وہاں پہنچنے کے بعد تم کچھ ایسی کرامتیں دیکھو گے
کہ جس پر تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ مگر تم حیران
مت ہونا اور مجھ پر بھروسہ رکھنا۔ میں ہر حالت
میں ہر شکل میں تمہارا دوست ہی ہوں گا۔"
جبال کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ناگ بڑے جوش
میں تھا اور اب وہ جباش اور اس کے مکار ساتھی دھارگ
پر اچانک اور بھرپور حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے جبال کو
غار سے باہر لاتے ہوئے کہا:

"میں نے ابھی تک تمہیں اپنے بارے میں کچھ نہیں
بتایا تھا اور بتانا بھی نہیں چاہتا تھا مگر اب مجبور
ہو گیا ہوں۔ کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی حیرت
انگیز چیز اچانک دیکھ کر تم پر سکتہ طاری نہ ہو
جائے۔ میری بات غور سے سنو۔ میں ایک بہت
بڑا جادو جانتا ہوں۔ اس جادو کی مدد سے میں جو
شکل چاہے اختیار کر سکتا ہوں۔"

اس پر حیران ہونے کی بجائے جبال ہنسنے لگا اور بولا:

"یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کسی جادو کو نہیں مانتا
میں نے آج تک ایسا جادوگر نہیں دیکھا جو اپنی شکل
بدل سکتا ہو۔"

ناگ پہلے ہی جوش میں تھا۔ جبال کے اس جملے نے
جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اس نے زور سے پھنکار ماری اور
جبال کی آنکھوں کے سامنے اب ناگ کی جگہ ایک بہت
بڑا اژدہا موجود تھا جس کے سات منہ تھے اور ہر منہ میں
سے سرخ زبان باہر نکل کر لہرا رہی تھی۔ جبال تو خوف
کے مارے کانپنے لگا۔ ناگ فوراً ہی واپس انسانی شکل میں
آ گیا اور جبال کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا:

"کیا اب تمہیں یقین آ گیا ہے؟ میں اس لیے واپس

انسانی شکل میں آ گیا ہوں کہ تم کہیں بے ہوش
نہ ہو جاؤ۔"

جبال کا رنگ ابھی تک زرد تھا۔ اپنے خشک ہونٹوں
پر زبان پھیرتے ہوئے بولا:

"تم ۔۔۔ تم سچ مچ بہت بڑے جادوگر ہو۔ مگر یہ۔یہ
کام تم نے پہلے کیوں نہ کیا جو اب کرنے جا
رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں بھی شرافت سے کام لے رہا تھا۔ مگر اب معلوم
ہوا کہ یہ گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا۔ اب تم
میرے ساتھ آؤ۔ ہم تمہاری حویلی کی طرف جا رہے ہیں۔"

دن کی روشنی جنگل میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ
نے جبال کو ساتھ لیا اور جنگل میں شہر کو جانے والی سڑک پر
چلنے لگا۔ جب شہر سامنے نظر آنے لگا تو ناگ نے کہا:

"تم اور اپنی حویلی کے قریب ایک جگہ چھپ کر بیٹھے
رہنا۔ مجھے جو کچھ کرنا ہے میں خود ہی جا کر کروں گا۔
تم [illegible] طرف چھپ کر تماشا دیکھتے رہنا اور جب میں
آواز دوں تو آ جانا۔"

ناگ اور جبال شہر میں داخل ہو گئے۔ جب جبال کی

حویلی سامنے دکھائی دی تو جبال ایک درخت کی اوٹ میں
ہو کر چھپ گیا۔
ناگ نے کہا:
"جب تک میں نہ پکاروں تم اسی جگہ چھپے رہنا۔"
ناگ اتنا کہہ کر جباش کی حویلی کی طرف بڑھا۔ حویلی
کے دروازے پر پہرے دار کھڑے تھے۔ ناگ اندر داخل
ہونے لگا تو پہرے داروں نے اسے روک دیا اور کہا:
"تمہیں داخلے کی اجازت نہیں ہے۔"
ناگ نے ایک پھنکار مار کر اپنی شکل سانپ میں
تبدیل کی تو دونوں پہرے دار بے ہوش ہو کر دھڑام سے
نیچے گر پڑے۔ ناگ نے دوبارہ انسانی شکل بدلی اور
حویلی میں داخل ہو کر سیدھا جباش کے کمرے کی طرف بڑھا
کمرے کے باہر برآمدے میں دھارگ ایک کنیز سے کوئی
بات کر رہا تھا۔ اس کی نظر جو ناگ پر پڑی تو وہیں
اسے دیکھنے کا دیکھتا رہ گیا ... اور
ناگ نے بلند آواز میں کہا:
"مکار شخص! تو سمجھ رہا تھا کہ میں مر چکا ہوں ... مگر
میں تیری موت بن کر یہاں پھر آ گیا ہوں ... اب
تو مجھ سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔"
... لیے

دھارگ فوراً جباش کے کمرے کی طرف دوڑا۔ ناگ بھی
اس کے پیچھے لپکا۔ اندر گیا تو چار محافظ تلواریں لہراتے
ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ جباش پلنگ پر گھبرایا ہوا
سا بیٹھا تھا۔
دھارگ نے چیخ کر کہا:
"ختم کر دو اس ناگ کے بچے کو۔"
ناگ نے سانس بھرا اور ایک چڑیا بن کر فضا میں
بلند ہو کر چھت کے نیچے اڑنے لگا۔
دھارگ نے کہا:
"اس پر تیر چلاؤ۔"
پہرے داروں نے تیر اندازوں کو بلا لیا۔ تیر انداز ابھی
کمرے کے باہر ہی تھے کہ ناگ نے فرش پر اترتے ہی
ایک بہت بڑے مست افریقی ہاتھی کی شکل اختیار کی
اور پہاڑ کی طرح جھومتے ہوئے آگے بڑھ کر چاروں تلوار والے
پہرے داروں کو سونڈ میں لپیٹ کر اتنی زور سے اچھالا کہ
چھت سے ٹکرا کر ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ جباش
کا چہرہ اتر گیا تھا۔ دھارگ باہر کو بھاگنے لگا تو ناگ نے
اپنی سونڈ بڑھا کر اسے لپیٹ کر اوپر اٹھایا اور زور سے
فرش پر پٹخ دیا۔ دھارگ پھر نہ اٹھ سکا۔ ناگ نے اس کے

سینے پر اپنا چٹان ایسا پاؤں رکھ کر اتنی زور سے دبایا
کہ دھارگ کا جسم فرش کے ساتھ چپک کر رہ گیا۔

اب ناگ نے جباش کو سونڈ میں اٹھا لیا۔

جباش نے فریاد کی:

"ناگ! مجھے معاف کر دے۔ میرا کوئی قصور نہیں
مجھے دھارگ نے غلط مشورہ دیا تھا۔ میں تو
تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل کر رہا تھا۔ اس
نے مجھے بھٹکا دیا۔ مجھے معاف کر دے۔"

اب وہاں دوسرے لوگ بھی آ گئے تھے۔ ہاتھی کو جباش
کی خواب گاہ میں دیکھ کر سبھی وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر
بھاگ گئے۔ باقی ناگ نے جباش کو آرام سے اس کے
بستر پر بٹھا دیا اور خود انسانی شکل میں واپس آتے
ہوئے بولا:

"جباش! تم نے میری طاقت کو اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیا ہے اب میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے
بھتیجے کو اس کا حق واپس کر دو اور ساری جائیداد
اس کے حوالے کر دو جو اسی کا حصہ ہے۔ کیا
تم تیار ہو؟"

جباش تو ناگ کے قدموں پر گر پڑا اور گڑگڑاتا ہو

بولا: "حضور! میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔ ہر وقت تیار
ہوں۔ چوبیس گھنٹے تیار ہوں۔"

اور وہ پلنگ کی طرف بڑھا۔ سرہانے کے نیچے سے
چابیوں کا گچھا نکالا اور ناگ کو دے کر بولا:

"یہ میرے خزانے کی چابیاں ہیں۔ اور۔ اور۔ میں
جائیداد کے کاغذوں پر ابھی مہر لگا کر تمہارے
حوالے کرتا ہوں۔ تم جبال کو دے دو۔ کہاں ہے
میرا پیارا بھتیجا؟"

ناگ مسکرایا: "اب تمہیں پیارے بھتیجے کا بھی خیال آ
گیا۔ ابھی بلاتا ہوں میں اسے تم اتنی دیر میں جائیداد
کے کاغذات نکال کر تیار کرو۔"

ناگ کمرے سے نکل آیا۔ حویلی کے گیٹ میں سے گذر
کر اس نے درخت کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں
جبال کو آواز دی اور کہا:

"جبال آ جاؤ۔ تمہیں تمہارا حق واپس مل رہا ہے۔"

جبال درخت کی اوٹ میں سے نکل کر حویلی میں آیا
تو نوکروں اور کنیزوں نے مسکرا کر اس کا خیر مقدم کیا۔
سب کو معلوم تھا کہ حویلی کا اصلی مالک جبال ہی ہے۔
وہ ظالم جباش کی وجہ سے زبان نہیں کھول سکتے تھے لیکن

نے حبال کو دیکھا تو خاموشی سے سر جھکا لیا۔
حبال نے قریب جا کر کہا:
"لیلیٰ! ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔
پھر ہمیں شادی کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"
حباش نے لپک کر اپنے بھتیجے حبال کو گلے لگا لیا اور
جائیداد کے سارے کاغذات اس کے حوالے کرتے ہوئے بولا:
"پیارے بھتیجے! میں سیدھے راستے سے بھٹک گیا
تھا۔ اب واپس آ گیا ہوں۔ خدا سیدھے راستے پر
واپس آ جانے والوں کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا
ہے۔ تم بھی میرے گناہوں کو میری غلطیوں کو معاف
کر دینا۔ اب یہ حویلی، ساری جائیداد تمہاری ہے۔
لیلیٰ سے تمہاری شادی کر کے میں ملک یونان کی
طرف نکل جاؤں گا۔ باقی زندگی میں کسی تنہا جزیرے
میں رہ کر بسر کرنا چاہتا ہوں۔"
دوسرے روز لیلیٰ اور حبال کی شادی ہو گئی۔ ناگ نے
دونوں کو ہیرے کی ایک ایک انگوٹھی پہنائی۔ یہ انگوٹھیاں
پدم سانپ نے اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے ناگ کو
دی تھیں۔ اس سے اگلے روز حباش ملک یونان کی
طرف جانے لگا تو ناگ نے کہا:

"میں بھی چاہتا ہوں کہ اپنے ایک گمشدہ بھائی کی
تلاش میں ملک یونان کی طرف چلوں۔"
حباش بڑا خوش ہوا بولا:
"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ تم میرے ساتھ ہی
چلو۔ مجھے ایتھنز کی بندرگاہ سے دوسرا جہاز لے کر
جزیرے کی طرف جانا ہے۔"
اس سے اگلے دن ناگ نے حبال اور لیلیٰ سے اجازت
لی۔ حباش نے اپنے داماد اور بیٹی کو پیار کیا۔ دعائیں دیں اور
ناگ کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گا۔ جہاں سے
انہوں نے ایک سمندری جہاز پکڑا اور ملک یونان کی طرف
سفر شروع کر دیا۔
دوستو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہم نے عنبر بھتوسا ناگ اور
ماریا کو ملک یونان ہی میں اس وقت چھوڑا تھا جب وہ
کیپٹن کی تلاش سے مایوس ہو کر ایتھنز شہر کو الوداع کہہ
کر اسی ملک کے ایک شہر سپارٹا کی طرف روانہ ہوئے
تھے۔ جبکہ دوسری طرف چالاک جادوگر گمباش کیپٹن کو
لے کر جہاز میں بیٹھا افریقہ کے ملک سوڈان کی طرف
جا رہا تھا۔ یہ بات یاد رکھیں کہ کیپٹن گمباش کی مرحوم
بیوی وشاکھا کی شکل میں انگلی کے برابر سائز کی ہو کر گمباش

کی جیب میں بند ہے۔ کیٹی کا سر گمباش کی مردہ بیوی کا
ہے اور کالا حبشی عورت ایسا ہے جب کہ اس کا باقی کا
جسم گورا ہے۔ وہ ننھے قد کی ہو چکی ہے۔ اسے تھیوسانگ
نے ساتھ لے جانے کے لیے چھوٹا کیا تھا مگر جادوگر گمباش
نے عیاری سے کام لیتے ہوئے ماریا سے کیٹی کو چھین
لیا۔ اب وہ افریقہ کے بہت مشہور ملک سوڈان کی طرف
جا رہا ہے کہ وہاں ننھی سی وشاکھا کیٹی کو سوڈان کے بادشاہ
کے دربار میں پیش کر کے اس کے بدلے میں اس سے بھاری
انعام و اکرام حاصل کرے۔ ہم کیٹی کو گمباش کی جیب ہی
میں چھوڑتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ کیٹی کی یادداشت
اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ گمباش کی مرحومہ بیوی وشاکھا کی
یادداشت ہے اور وہ اپنے آپ کو گمباش کی حبشی بیوی ہی
سمجھ رہی ہے اور اسے اپنا باقی کا جسم گورا نہیں بلکہ کالا
ہی نظر آتا ہے۔ گمباش ابھی سمندر میں سفر کر رہا ہے جبکہ
ناگ سمندری جہاز میں بیٹھا ملک یونان کے شہر ایتھنز کی طرف
آ رہا ہے۔ اب ہم عنبر اور تھیوسانگ ماریا کی طرف جاتے ہیں۔

جب وہ ایتھنز سے چل کر سپارٹا شہر کی طرف روانہ
ہوئے تو آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔
سپارٹا کا شہر ایتھنز سے زیادہ دور نہیں تھا اور سارا راستہ

پہاڑی تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ ماریا
غیبی حالت میں ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتی چلی جا
رہی تھی۔ سپارٹا ابھی دور تھا کہ راستے میں انہیں دریا
کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر نظر آیا۔ جب وہ اس شہر
میں پہنچے تو یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ شہر کی سب
دکانیں دن کے وقت بھی بند تھیں۔ گھروں کے دروازے
اور کھڑکیاں بھی بند تھیں۔ پہلے تو وہ یہ سمجھے کہ شاید یہ
لوگ اس روز چھٹی کرتے ہیں۔ وہ ایک ویران سنسان بازار
میں سے گذر رہے تھے کہ اچانک ایک مکان کی کھڑکی
کھلی اور ایک عورت نے چلا کر عنبر اور تھیوسانگ سے کہا:

"کیا تم مرنا چاہتے ہو جو یوں بازار میں پھر رہے
ہو۔ کلوپس کی قربانی کے لیے راجہ کو دو نوجوانوں
کی ضرورت ہے۔ کہیں اس کے آدمی تمہیں نہ
پکڑ لیں۔ کہیں چھپ جاؤ"

یہ کہہ کر عورت نے کھڑکی بند کر دی۔ عنبر نے حیران
ہو کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔

ماریا بولی: "یہ کلوپس کون ہے۔ جس کی قربانی کے
لیے یہاں کے راجہ کو مزید دو آدمیوں کی ضرورت ہے؟"

عنبر نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے اس شہر کے کچھ نوجوانوں کو
قربانی کے لیے پکڑا گیا ہے اور اب راجہ کے
آدمی مزید دو آدمیوں کی تلاش میں ہیں؟"
ماریا بولی: "وہ گھروں میں گھس کر دو آدمی کیوں
نہیں پکڑ لیتے؟"
تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا:
"ہو سکتا ہے اس کے لیے شرط ہو کہ ایسے دو
نوجوانوں کو پکڑا جائے جو مکان سے باہر بازار
میں گھوم رہے ہوں"
عنبر بولا: "میرا خیال اس مصیبت زدہ شہر سے
باہر ہی نکل جائیں تو بہتر ہے"
ماریا نے کہا:
"اس کی بجائے ہمیں اس مصیبت زدہ شہر کی
مدد کرنی چاہیے"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"اس شہر کی مدد کرتے کرتے کہیں ہم کسی مشکل
میں نہ پھنس جائیں۔ ابھی پہلے ہی ہمیں ناگ اور
کیپٹن کا کچھ پتہ نہیں چل رہا"
ابھی تھیوسانگ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ ایک طرف

سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سات
گھوڑوں پر سات زرہ پوش سوار بیٹھے نیزے لہراتے ان
کی طرف بڑھ رہے ہیں۔
عنبر نے کہا:
"اب بھاگنا نہیں۔ یہیں کھڑے رہو۔ دیکھتے ہیں کہ
یہ لوگ ہمیں کہاں لے جاتے ہیں اور وہ بلا
کلوپس کیا شئے ہے؟"
گھوڑ سوار لمبے تڑنگے یونانی تھے۔ انہوں نے عنبر اور
تھیوسانگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ان کے دستے کے سردار
نے بلند آواز میں حکم دیا:
"تم کو دیوتا کلوپس نے اپنی قربانی کے لیے چن
لیا ہے۔ راجہ کے حکم سے ہمارے ساتھ چلو"
عنبر نے پوچھا:
"مگر تم لوگ ہمیں کہاں لیے جا رہے ہو؟"
سردار نے کڑک کر کہا:
"خاموش رہو۔ یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائیگا"
ماریا نے آہستہ سے عنبر سے کہا:
"خاموشی سے چلے چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں"
تھیوسانگ سر کھجانے لگا۔ بولا:

"ہم تو یہاں پردیسی ہیں۔"
یونانی سردار نے کہا:
"ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت تھی۔"
عنبر نے کہا:
"تھیوسانگ! اب کیا ہو سکتا ہے جہاں یہ لے جاتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں۔"
ساتھ ہی عنبر نے تھیوسانگ کو ہلکی سی آنکھ مار دی جس کا مطلب تھا کہ ہم اس کلوپس کی قربانی کے راز کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں ہم سے پہلے انہوں نے پکڑ رکھا ہے اور جن کو یہ قربان کرنے والے ہیں۔ یونانی سپاہیوں نے عنبر اور تھیوسانگ کے ہاتھ رسی سے ان کی پیٹھ پر باندھ دیے اور انہیں پیدل چلاتے ہوئے لے کر ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔

اس چھوٹے سے شہر کے سنسان بازاروں میں سے گذر کر ہوئے گھوڑ سواروں کا یہ دستہ دریا پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک طرف دریا پر کشتیوں کا پل بنا ہوا تھا۔ پل بھی خالی اور ویران تھا۔ کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پل پار کر کے بعد گھوڑ سوار سپاہی عنبر اور تھیوسانگ کو لیے ایک ٹیلے

کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ ٹیلے کی دوسری جانب اترنے کے بعد ایک کھلا میدان آ گیا جس کے ایک جانب گہرے سیاہ رنگ کے پانی کی جھیل تھی۔ جھیل کے کنارے پتھر کی سیڑھیاں نیچے پانی میں اترتی تھیں۔ یہاں عنبر اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ کنارے پر سیڑھیوں کے اوپر ایک قطار میں بانس کے کھمبے گڑے تھے۔ ان کھمبوں پر رسی کے ساتھ انسانی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے پاس ہی ایک کوٹھڑی تھی جس کے باہر دو یونانی سپاہی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ کو اس کوٹھڑی میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ کوٹھڑی کے اندر ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ پتھر کا فرش گیلا تھا۔ پہلے تو عنبر اور تھیوسانگ کو کچھ نظر نہ آیا۔ دیوار کے اوپر ہوا کے لیے بنے ہوئے چھوٹے سے سوراخ میں سے آتی دن کی مدھم روشنی میں انہیں فرش پر کونے میں دو انسانی سائے سمٹے ہوئے نظر آئے۔ عنبر اور تھیوسانگ ان کے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک زرد دہشت زدہ چہرے والی ایک

لڑکی ہے اور دوسرا ایک نوجوان لڑکا ہے۔ وہ دونوں عنبر اور تھیوسانگ کی طرف حسرت بھری آنکھوں سے تک رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا:

"کیا تمھیں کلوپس کی قربانی کے لیے لایا گیا ہے؟"

لڑکی اور لڑکے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ٹکٹکی باندھے عنبر اور تھیوسانگ کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر انھوں نے انتہائی مایوسی کے ساتھ اپنے سر جھکا دیئے اور گھٹنوں کو سینے سے لگا کر گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ تھیوسانگ نے عنبر سے کہا:

"شاید خوف کی وجہ سے ان کی بولنے کی طاقت ختم ہو گئی ہے"۔

تھیوسانگ اور عنبر یونانی زبان ہی میں باتیں کر رہے تھے۔ ماریا ابھی تک خاموش تھی۔ ایک اجنبی لڑکی اور لڑکے کی موجودگی میں وہ بولنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ عنبر تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ ماریا ان کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ انھیں ماریا کی تیز خوشبو برابر آ رہی تھی۔ عنبر نے لڑکی کے کاندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھ دیا اور بڑی نرمی سے کہا:

"بہن! تم جواب کیوں نہیں دیتیں؟ کیا تم کو یہاں کلوپس پر قربان کرنے کے لیے لایا گیا ہے؟"

اب نوجوان لڑکے نے اپنے سوکھے ہوئے خشک ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری اور اداس آواز میں بولا:

"کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہمارے ساتھ تمھیں بھی کلوپس کی بھینٹ چڑھا دیا جائے گا"۔

عنبر اور تھیوسانگ لڑکے کو تکنے لگے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"کیا تم بھی ہماری طرح اس شہر میں اجنبی ہو؟"

لڑکی بولی: ہم سپارٹا کے رہنے والے ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی ہیں۔ ہم شہر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ یہاں کے سپاہیوں نے ہمیں زبردستی پکڑ لیا اور کہا کہ تمھیں دیوتا کلوپس پر قربان کیا جائے گا اور پھر وہ ہمیں رسیوں سے جکڑ کر یہاں لے آئے"۔

عنبر نے کہا:

"ہم بھی پردیسی ہیں اور یہ لوگ ہمیں بھی اپنے دیوتا کلوپس پر قربان کرنے کے لیے یہاں پکڑ کر لے آئے ہیں"۔

تھیوسانگ نے سوال کیا:

"یہ دیوتا کلوپس کون ہے اور اس پر ہمیں کس طرح

"قربان کیا جائے گا؟"

اب لڑکی آہستہ آہستہ سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ اس کے بھائی نے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا اور کہا:

"رو مت میری پیاری بہن ہماری قسمت میں ایسی ہی موت لکھی تھی۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

لڑکی اپنے بھائی سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی:

"یورائی! میرے پیارے بھائی! میں تجھے مرتا نہیں دیکھ سکتی۔ ان لوگوں سے کہنا کہ وہ پہلے مجھے قربان کریں۔"

دونوں نوجوان بہن بھائی ایک دوسرے سے لگ کر سسکیاں بھرنے لگے۔ ماریا، عنبر اور تھیوسانگ کے دل ہل گئے۔ یہ بڑا ہی دردناک منظر تھا۔ عنبر سے نہ رہا گیا۔ اس نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا:

"میری پیاری بہن! حوصلہ کرو۔ زندگی اور موت دیوتا کلوپس کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا نے چاہا تو دیوتا کلوپس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

لڑکی نے آنسوؤں بھرا چہرہ اٹھایا۔ عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا اور بولی:

"کیا تمہیں اپنی موت کا افسوس نہیں۔ تم دونوں کو بھی تو ہمارے ساتھ ہی قربان کر دیا جائے گا۔ پھر تم ہمیں کس طرح حوصلہ دے رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"بھئی ہم مر بھی گئے تو ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ لیکن تم دونوں بہن بھائی ہو۔ بہن بھائی کو تو ایک دوسرے کے سامنے زندہ رہنا چاہیے۔"

لڑکی کے بھائی نے اپنی بہن کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"میری اچھی بہن نورینا رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں صبر سے موت کو گلے لینا چاہیے۔"

انہیں موت کا یقین ہو گیا تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ۔ وہ کوٹھڑی میں بند تھے۔ باہر تلوار لیے پہرہ دار کھڑے تھے۔ انہیں وہاں سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

عنبر کہنے لگا:

"یہ ہمیں کیسے ہلاک کریں گے؟"

لڑکی نورینا نے سر جھکا لیا اور دھیرے دھیرے سسکیاں بھرنے لگی۔ اس کے بھائی یورائی نے سوکھی آواز میں کہا:

"ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ سنا ہے۔ دیوتا کلوپس اپنے شکار کا سر کاٹ دیتا ہے جس کو یہ لوگ جھیل

کنارے بانس سے لٹکا دیتے ہیں۔"

لڑکی نوریتا اپنے بھائی سے لپٹ کر آنسو بہانے لگی۔ اتنے
میں کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور لمبے تڑنگے چار یونانی سپاہی
تلواریں لیے اندر داخل ہو گئے۔ لڑکی چیخ مار کر رونے لگی۔ عنبر
اور تھیوسانگ بھی ایک طرف ہو گئے۔ ان یونانی سپاہیوں کا
سردار بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا:

"پہلے لڑکی کو قربانی کے لیے پیش کیا جائے گا۔ دیوتا
کلوپس کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ اسے باہر
لے آؤ۔"

لڑکی کا بھائی اپنی بہن سے لپٹ گیا تھا۔ وہ اسے چھوڑ
نہیں رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔

"میری بہن کو چھوڑ دو۔ مجھے لے چلو۔ مجھے پہلے
لے چلو۔ میری بہن کو نہ لے جاؤ۔"

لڑکی کا یہ حال تھا کہ اس کا جسم ٹھنڈا برف پڑ گیا تھا۔
آنسو ختم ہو گئے تھے۔ حلق سے آواز تک نہیں نکلتی تھی۔
سپاہی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر لے گئے۔ اور
کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ لڑکا صدمے سے بے ہوش
ہو گیا۔ اب ماریا نے عنبر سے کہا:

"تم اور تھیوسانگ یہیں ٹھہرو اس لڑکے کے پاس
میں باہر جا کر دیکھتی ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"لڑکی کی حفاظت کرنا"

ماریا بولی "میں اسی لیے جا رہی ہوں"

اور ماریا کوٹھڑی کے بند دروازے میں سے باہر نکل گئی۔
عنبر اور تھیوسانگ اٹھ کر بند دروازے کی جھری میں سے باہر دیکھنے
لگے۔ باہر جھیل کے کنارے سیڑھیوں کے سامنے یونانی سپاہی
تلواریں ہاتھوں میں لیے نصف دائرے کی شکل میں تھوڑے تھوڑے
فاصلے پر بڑے ادب سے بالکل سیدھے کھڑے تھے۔ یونانی
سردار ان سب کے آگے تھا۔ لڑکی کو درمیان میں لا کر زمین
میں گاڑی ہوئی لکڑی کی میخ کے ساتھ باندھ کر اس کا سر
جھکا دیا گیا تھا۔ موت کے خوف سے لڑکی کی آواز تک نہیں
نکل رہی تھی۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مرنے کے لیے
بالکل تیار ہو گئی ہے۔ اس نے خود ہی اپنا سر جھکا دیا تھا۔

یونانی سردار نے جھیل کی طرف منہ کر کے اونچی آواز میں
کہا: "عظیم دیوتا کلوپس! تیری پہلی قربانی تیرے حضور پیش
کی جا رہی ہے۔ اسے آ کر قبول کر۔"

عنبر اور تھیوسانگ بند دروازے کی جھری کے

منظر دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ بولا:

"ماریا کو اسے بچانا ہوگا۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"خاموش! باہر پہرے دار ہے۔ ماریا اسی لیے باہر
گئی ہے وہ وہاں موجود ہوگی۔"

ماریا وہاں موجود تھی اور حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ
بالکل تیار تھی کہ اگر کسی سپاہی نے تلوار سے لڑکی پر حملہ کرنا
چاہا تو وہ اس سپاہی کو وہیں موت کی نیند سلا دے گی
مگر کوئی سپاہی تلوار لے کر لڑکی کی طرف نہ بڑھا۔ بلکہ سب
کی نظریں جھیل پر لگی تھیں جیسے وہاں سے کچھ نکلنے والا
ہو۔ اور پھر ایسا ہوا کہ جھیل کی سطح پر پانی میں ہلچل پیدا
ہوئی۔ پھر اونچی اونچی موجیں اٹھنے لگیں۔ اس کے بعد اچانک
جھیل کی ابھرتی ہوئی لہروں میں سے ایک دیو نما آدمی نمودار
ہوا جس کا سر اژدہا کا اور باقی جسم انسان کا تھا۔ وہ اتنا
بڑا تھا کہ سپاہی اس کے سامنے ننھے ننھے بونے معلوم ہو
رہے تھے۔ اس دیو پیکر بلا کے سارے جسم پر بال
تھے اور اژدہا کے منہ میں سے ایک لمبی سرخ زبان بار
بار ایک گرج کے ساتھ باہر نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھیں
انگاروں کی طرح دہک رہی تھی۔ ماریا تیزی سے لپک کر کوٹھڑی

میں آئی اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولی:

"تھیوسانگ! یہ وقت تیری خفیہ طاقت کی آزمائش کا
ہے۔ اسے باہر نکل کر انگلی سے چھوؤ۔"

یہ کہہ کر ماریا دوبارہ بھاگ کر لڑکی کے پاس آگئی کہ کہیں
اس پر کوئی سپاہی تلوار سے حملہ نہ کر دے۔ لیکن سب سپاہی
سر جھکائے کھڑے تھے۔ جیسے دیوتا کلوپس کا احترام کر رہے
ہوں۔ اسے سلام کر رہے ہوں۔

یونانی سردار نے سر کو جھکا کر کہا:

"عظیم دیوتا کلوپس! تیری قربانی حاضر ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:

"ماریا نے ٹھیک کہا ہے۔ باہر جا کر اس جن کو
انگلی لگا کر چوہے کے برابر کر دو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"باہر پہرے دار کھڑے ہیں۔"

عنبر بولا: "تم ان کی پروا نہ کرو۔ میں دروازہ توڑے
دیتا ہوں تمہارے لیے۔"

باہر دیوتا کلوپس اب جھیل میں سے نکل کر کنارے پر
آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ کسی اونچے مینار کی طرح لگ رہا
تھا۔ اس نے اپنا اژدہا کا سر نیچے جھکا دیا۔

سر کے جھکتے ہی یونانی سردار نے بلند آواز میں کہا:
"قربان ہونے والی لڑکی کا سر کاٹ دیا جائے اور
اس کا دھڑ دیوتا کے حضور پیش کیا جائے۔"
ماریا پہلے سے ہوشیار کھڑی تھی۔ جونہی ایک سپاہی
تلوار لے لڑکی کا سر کاٹنے کے لیے آگے بڑھا ماریا نے
لپک کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور پھر سپاہی کو
گردن سے پکڑ کر اتنی زور سے ہوا میں اچھالا کہ وہ فضا
میں لڑھکنیاں کھاتا ہوا جھیل میں جا گرا۔ یہ منظر دیکھ کر سپاہی
اور یونانی سردار ششدر ہو کر رہ گئے۔ دیوتا کلوپس کے اژدہا
کے جبڑوں میں سے غضبناک آوازیں نکلنے لگیں۔ دوسرا سپاہی
آگے بڑھا تو اس کے ساتھ بھی یہی حشر ہوا۔ دوسری طرف عنبر
نے بند دروازے کو دھکا دے کر توڑ کر دو ٹکڑے کر دیا اور
تھیوسانگ کوٹھڑی میں سے نکل کر سیدھا دیوتا کلوپس کی طرف
دوڑا اور اس کی ٹانگ کے پاس پہنچ کر اس کی پنڈلی سے
اپنی انگلی لگا دی۔ مگر کلوپس پر تھیوسانگ کی انگلی کا کوئی
اثر نہ ہوا۔ وہ چھوٹا نہ ہوا بلکہ سخت غصے میں آ گیا۔ اس
نے اپنی پنڈلی کے پاس تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے
اپنا لمبا چوڑا ہاتھ تھیوسانگ پر مارا اور تھیوسانگ لڑھکتا
ہوا جھیل میں جا گرا۔ دوسری طرف سپاہی یونانی لڑکی کا سر

کاٹنے کے لیے دوڑے۔ اب یونانی سردار بھی ان کے ساتھ تھا۔
ماریا نے یہ معاملہ دیکھا تو تلوار سے لڑکی کی رسیاں کاٹ
ڈالیں اور اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔
سپاہی اور یونانی سردار تلوار اٹھائے وہیں کے وہیں رہ
گئے۔ کیونکہ لڑکی غائب ہو گئی تھی۔ ماریا کے کاندھے پر
آتے ہی لڑکی ان کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یونانی سردار
نے دیوتا کلوپس کی طرف بوکھلا کر دیکھا اور گھبرائی ہوئی
آواز میں کہا:
"عظیم دیوتا! آپ کی قربانی غائب ہو گئی۔"
دیوتا کلوپس کے اژدہا والے منہ سے بھیانک گڑگڑاہٹ
کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ لمبے بازو ادھر اُدھر مارتا اس طرف
بڑھا جہاں لڑکی تھوڑی دیر پہلے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ سپاہی
ڈر کر دُور دُور ہٹ گئے۔ کلوپس نے لکڑی کی خالی میخ
زمین میں سے اکھاڑ کر فضا میں اچھال دی۔ اس نے ایک
بھیانک چیخ ماری۔
یونانی سردار پکار اُٹھا:
"کوٹھڑی سے دوسرے آدمی کو قربان کرنے کے لیے
لاؤ۔ جلدی کرو۔"
سپاہی کوٹھڑی کی طرف بھاگے جس کا دروازہ پہلے ہی سے

ٹوٹ چکا تھا اور عنبر وہاں سینہ تانے کھڑا تھا۔ سپاہی اس
کی طرف آئے تو اس نے بلند آواز میں کہا:

"میں خود تمہارے دیوتا کے پاس جا رہا ہوں مجھے
پکڑ کر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر عنبر تیزی سے دیو پیکر کلوپس کے سامنے آگیا۔
کلوپس اس کے سامنے پہاڑ کی طرح کھڑا غصے سے دائیں
بائیں جھول رہا تھا۔ عنبر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
دیں اور چلا کر کہا:

"کلوپس! میں تیری موت بن کر آیا ہوں۔ آج کے بعد
بے قصور انسانوں کو تیرے ظلم سے نجات مل
جائے گی۔"

سپاہی عنبر پر ٹوٹ پڑے اور اس کی گردن پر تلواروں کے
وار کرنے لگے کہ اس کی گردن کٹ جائے اور اس کا دھڑ دیوتا
کلوپس کے حضور پیش کر دیا جائے۔ سپاہیوں کی ایک ایک کر کے
ساری تلواریں ٹوٹ گئیں مگر عنبر کی گردن پر خراش تک نہ آئی۔
یونانی سردار دہشت زدہ ہو گیا۔ دیوتا کلوپس کے حلق سے ایک
بھیانک چیخ نکلی اور اس نے عنبر کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔

طلسمی انگلی

عنبر کو معلوم تھا کہ کوٹھڑی میں یونانی لڑکی نورینا کا بھائی
بے ہوش پڑا ہے چنانچہ وہ کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ کلوپس
عنبر کے پیچھے دوڑا۔ وہ اس کے سر پر پہنچ گیا۔ عنبر نے
پلٹ کر اس کی ٹانگ پر اپنے آپ کو اتنے زور سے مارا
کہ دیو پیکر کلوپس لڑکھڑا کر ایک طرف کو جھک گیا۔

عنبر نے چلا کر ماریا سے کہا:

"ماریا! اس جن کو گرا دو۔"

ماریا نے یونانی لڑکی نورینا کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا
تھا۔ یونانی لڑکی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو
رہا ہے۔ اسے نہ تو یہ نظر آ رہا تھا کہ وہ کس کے کاندھے
پر سوار ہے اور نہ اپنا جسم ہی نظر آ رہا تھا۔ دہشت کے
مارے وہ بے ہوش ہو گئی۔ ماریا نے بے ہوش نورینا کو
اپنے کاندھے پر لٹکا لیا اور فضا میں اوپر کو اچھلی اور
پھر پوری طاقت سے دیو قامت کلوپس کے سینے سے ٹکرا

گئی۔ ماریا کی ٹکر سے کلوپس نیچے گر گیا۔ اس کے گرنے
سے زمین ہل گئی۔ جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ یونانی سردار اور
سپاہی یہ سمجھے کہ کوئی دوسرا دیوتا اپنی فوج لے کر آ گیا
ہے اور کلوپس دیوتا سے اس کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے
چنانچہ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر وہاں سے فرار ہو گیا۔
کلوپس گرنے کے بعد غراتا، گرجتا ہوا دوبارا اٹھا اور جھیل
کی طرف چلنے لگا۔ اس وقت جھیل میں سے تھیوسانگ باہر
نکل رہا تھا۔ کلوپس عفریت کی اس پر نگاہ پڑ گئی۔ اس لئے
تھیوسانگ کو اپنی مٹھی میں مینڈک کی طرح اٹھا لیا اور جھیل
میں چھلانگ لگا دی۔

ماریا نے چیخ کر عنبر سے کہا:

"عنبر! اس عفریت کے پیچھے جاؤ۔ اس نے تھیوسانگ
کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہے۔"

مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ عنبر
کلوپس کے پاس جاتا وہ جھیل کے پانی میں اتر کر غائب
ہو چکا تھا۔ ماریا نے یونانی لڑکی نورینا کو اپنے کاندھے
سے اتار دیا۔ زمین پر آتے ہی نورینا اپنے آپ کو دیکھنے
لگی۔ وہ اس بات پر دہشت زدہ تھی کہ اسے کون سی
غیبی عورت نے اپنے کاندھے پر اٹھا کر غائب کر دیا تھا۔

وہ اس کا نام ماریا سن چکی تھی۔ مگر ماریا اسے نظر نہیں
آ رہی تھی۔ عنبر جھیل کے کنارے موجود تھا۔ نورینا اپنے
بھائی کی خبر لینے دوڑی۔ اس کا بھائی یورائی ہوش میں آ
چکا تھا اور سہما ہوا کوٹھڑی کے دروازے سے لگا۔ جن
بھوتوں کی یہ خوفناک لڑائی دیکھتا رہا تھا۔

افراتفری کی وجہ سے ماریا کا راز چونکہ نورینا اور یورائی پر
کھل چکا تھا اس لئے اس نے نورینا کی طرف دیکھ کر کہا:

"نورینا! میں ایک غیبی لڑکی ماریا ہوں۔ اس سے
زیادہ تمہیں جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ تم
اور تمہارا بھائی خوفناک کلوپس کا شکار بننے سے
بچ گیا ہے۔ مگر ہمارا ایک بھائی تھیوسانگ دیوتا کلوپس
کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

اتنے میں عنبر قریب آ گیا۔ وہ گھبرایا ہوا تھا۔

"ماریا! تھیوسانگ کی تلاش میں ہمیں جھیل کے
اندر جانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"میں جاتی ہوں۔ تم نورینا اور یورائی، دونوں بہن
بھائی کو لے کر یہاں سے دور وہ جو سامنے
اونچی پہاڑی دکھائی دیتی ہے اس کی چوٹی پر جا کر

چھپ جاؤ۔ میں تھیوسانگ کا پتہ لگا کر وہیں
آؤں گی۔ جلدی کرو۔ اگر یونانی سپاہی واپس
آگئے تو پھر ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جائیگی۔"
عنبر نے کہا:
"مگر تم دیر مت لگانا۔ تھیوسانگ کو جیسے بھی
ہو ساتھ لے کر آنا۔ میں ان بہن بھائی کو لے
کر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر جا رہا ہوں۔"
عنبر نے یورائی اور اس کی یونانی بہن نورینا کو ساتھ لیا
اور پہاڑی کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ ماریا نے اپنے آپ
کو جھیل کے پانی میں گرا دیا۔ وہ پانی میں بھیگے بغیر جھیل
کی گہرائی میں اس جگہ نیچے اترتی چلی گئی جہاں تھوڑی
دیر پہلے دیوتا کلوپس تھیوسانگ کو مٹھی میں بند کر کے
غائب ہو گیا تھا۔ ماریا جھیل کے اندر نیچے جا رہی تھی اسے
جھیل کے پانی کے اندر ہر شے دھندلی دھندلی دکھائی دے
رہی تھی۔ اسے کہیں بھی دیوتا کلوپس یا تھیوسانگ نظر نہیں
آ رہے تھے۔ جھیل کافی گہری تھی۔ ماریا اور نیچے چلی
گئی۔ اب وہاں پانی کے اندر تہہ میں اونچی نیچی زمین
پر کئی قسم کی سمندری جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور بڑے
بڑے پتھر زمین سے کھنگروں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے۔

یہاں کئی ایک غار سے بنے ہوئے تھے۔ مگر ہر غار کے آگے
کسی انوکھے سمندری مکڑے نے موتیوں ایسا جالا بُن رکھا تھا۔
ماریا آہستہ آہستہ پانی کے اندر تیرتی جا رہی تھی کہ
اس نے ایک غار دیکھا جس کے منہ پر جالا نہیں تھا۔
ماریا اس غار کے اندر داخل ہو گئی۔ ماریا خاموشی سے
چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے غار کے اندر
بھرے ہوئے پانی میں تیرتی جا رہی تھی۔ اچانک اسے پیچھے
سے ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک بہت
بڑی شارک مچھلی منہ کھولے اس کے بالکل قریب آگئی
ہے۔ اس کے کھلے منہ میں سے عجیب سی شعاعیں نکل کر
ماریا کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں۔ شاید یہ بجلی کی لہریں
تھیں۔ ماریا ایک طرف غار کے دیوار کے ساتھ چپک گئی
تا کہ شارک مچھلی آگے نکل جائے۔ لیکن شارک مچھلی نے
جیسے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ماریا کے سامنے آ کر منہ
کھولے اپنی چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھوں سے تکنے لگی۔
اس کے حلق میں سے بجلی کے کرنٹ ایسی دو لہریں بل
کھاتی ہوئی نکلیں اور ماریا کے نظر نہ آنے والے جسم
سے ٹکرائیں۔ ماریا کو ایسا اور جھٹکا لگا کہ وہ پانی میں اپنی جگہ
سے اوپر کو اچھل پڑی۔ شارک مچھلی نے اپنا منہ پورا کھول کر

اندر کی طرف سانس کھینچا۔ اس کی سانس کی آواز پانی میں ماریا
کو سانپ کی پھنکار کی طرح سنائی دی۔ ماریا نے سوچا کہ یہاں
سے واپس بھاگ جانا چاہیے۔ وہ غار کے منہ کی طرف بھاگی
ہی تھی کہ شارک مچھلی کے سانس نے اسے پیچھے سے اپنی
طرف کھینچ لیا۔ ماریا نے پوری طاقت سے بھاگنے کی کوشش
کی مگر شارک کے سانس میں اتنی زبردست کشش تھی کہ وہ
شارک کے منہ کے اندر چلی گئی۔

شارک کے حلق میں سے نیچے اترتے ہی ماریا ایک دم
اندھیرے میں آ گئی۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے محسوس
ہوا کہ شارک مچھلی تیزی سے بل کھاتی کسی طرف دوڑی جا رہی
ہے۔ پھر ماریا کو لگا کہ مچھلی جھیل کی تہہ میں ڈھلان کی طرف
اترتی جا رہی ہے۔ ماریا نے شارک کے جسم میں سے باہر نکلنے
کے لیے بڑی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ شارک کے
پیٹ میں سے کچھ ایسی گیس نکل رہی تھی کہ جس کی وجہ سے
ماریا پر غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔ آہستہ آہستہ اس کے جسم
کی حرکت اتنی سست ہو گئی کہ ماریا بے حس سی ہو کر رہ
گئی۔ مگر ماریا کی نگاہ اور ذہن بالکل درست کام کر رہا تھا۔
اس کے تمام احساسات بھی اپنی جگہ پر درست تھے اور
اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ عنبر کو باہر پہاڑی پر چھوڑ

جھیل میں تھیوسانگ کی تلاش میں آئی ہے جسے دیو پیکر دیوتا
کلوپس نے اغوا کر لیا ہے۔

شارک مچھلی جھیل کے غار کے اندر نیچے ہی نیچے اترتی
چلی جا رہی تھی۔ پھر شارک مچھلی کی رفتار ہلکی پڑ گئی۔ ماریا
ہوش میں تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ شارک رک گئی ہے
اور اندر سے سانس باہر کو پھینکنے لگی ہے۔ شارک کے سانس
کے ساتھ ہی ماریا اس کے حلق سے نکل کر باہر زمین پر
گر پڑی۔ شارک مچھلی بجلی کی تیزی کے ساتھ غار میں پیچھے
کی طرف بھاگی اور غائب ہو گئی۔ ماریا یہ دیکھ کر حیرت میں
آ گئی کہ جہاں وہ زمین پر پڑی ہے وہاں پانی گھٹنے گھٹنے
تک ہے۔ غار کے پیچھے پانی ہی پانی تھا۔ ماریا سامنے کی
طرف چلنے لگی۔ ماریا کی طاقت آہستہ آہستہ واپس آ رہی تھی۔
غار میں آگے جا کر پانی ختم ہو گیا اور پھر غار ایک
ڈھلانی راستے پر پہنچ کر ختم ہو گئی۔ یا خدا یہ میں جھیل کے
اندر کس دنیا میں آ گئی ہوں۔ وہاں آگے ایک چھوٹی سی
وادی تھی۔ اوپر بادلوں سے بھرا ہوا آسمان تھا۔ وادی میں
تاریک سیاہ چھوٹے چھوٹے پہاڑ تھے۔ وادی میں درخت اتنے
بڑے بڑے تھے کہ لگتا تھا اوپر بادلوں میں جا کر گم ہو رہے
ہیں۔ ماریا فضا میں غوطہ لگا کر ہوا میں اڑتی ہوئی نیچے وادی

میں آ گئی۔

اس نے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ ابھی تک غائب تھی۔ اس
کی سمجھ میں یہ معمہ نہیں آ رہا تھا کہ یہ شارک مچھلی کون تھی
اور وہ اسے یہاں کس لیے چھوڑ گئی ہے اور یہ دنیا کون
سی ہے جو جھیل کے نیچے آباد ہے۔ اتنے اونچے اور سیاہ
پتوں والے درخت ماریا نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔
وہ ان درختوں کے نیچے سے گزرنے لگی۔ اسے یوں محسوس
ہو رہا تھا جیسے کوئی ان دیکھی طاقت یا غیبی شعاع اس کی
راہ نمائی کر رہی ہے۔ درختوں کے نیچے آگے جا کر ایک
چھوٹی سی نہر آ گئی۔ اس نہر کے کنارے کنارے تھوڑے تھوڑے
فاصلے پر سرخ گلاب کے سات پودے ساتھ ساتھ اُگے تھے۔
ان کی پھولوں بھری شاخیں نہر کے پانی پر جھکی ہوئی تھیں۔ ماریا
ان کے قریب سے گزری تو یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ
گلاب کے ہر پودے کی ایک شاخ کا سرخ پھول نہر کے پانی
پر جھکا ہوا ہے اور اس پھول کی پنکھڑیوں میں سے تھوڑی
تھوڑی دیر بعد شبنم کا ایک قطرہ نہر میں گرتا ہے اور گرتے ہی
سفید موتی میں بدل جاتا ہے۔

ماریا نے جھک کر گلاب کے پھول کو دیکھا تو اسے ایسے
لگا جیسے پھول آہستہ آہستہ آہیں بھر رہا ہو۔ ماریا نے گلاب کے

ساتوں پودوں کو قریب سے دیکھا۔ ساتوں پودے ایک ہی
طرح کے تھے اور ان کے تھے۔ اور ان کے ہر پھول میں
سے شبنم کے قطرے نہر کے پانی میں گر کر سفید موتی بنتے جا
رہے تھے۔ ماریا آگے بڑھی تو اسے ایک چھوٹا سا سنگ مرمر
کا حوض نظر پڑا۔ ماریا حوض کے کنارے پہنچی ہی تھی کہ اچانک
ایک شارک مچھلی حوض کے پانی میں تیرتی نمودار ہوئی۔ اس نے
اپنا منہ پانی سے باہر نکال کر ماریا کی طرف دیکھا تو ماریا
دھک سے رہ گئی۔

یہ وہی شارک مچھلی تھی جو ماریا کو اپنے پیٹ میں چھپا کر
غار کے آخری کنارے تک لائی تھی۔ شارک اپنی چھوٹی چھوٹی
آنکھوں سے ماریا کو یوں تک رہی تھی جیسے وہ غیبی ماریا
کو دیکھ رہی ہے۔ ماریا نے سوچا یہ شارک کیا چیز ہے؟ کیا
وہ اسے دیکھ رہی ہے؟ اتنا سوچا ہی تھا کہ شارک کا منہ ہلا
اور ماریا کو ایک انسانی عورت کی دھیمی سی آواز سنائی دی:

"ماریا بہن! میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔"

ماریا تو سٹ پٹا کر رہ گئی۔ اس نے فوراً کہا:

"تم۔ تم کون ہو؟ یہ۔ یہ کیا معمہ ہے۔ تم مجھے یہاں
کس لیے لائی ہو؟"

شارک نے کہا:

"ماریا بہن! میں ایک خاص مقصد کے لیے تمہیں یہاں
لائی ہوں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم کبھی ادھر آؤ گی
لیکن تمہیں جھیل میں اترتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ
تم میری مدد کرنے ہی یہاں آئی ہو۔"
ماریا نے کہا،
"تم کون ہو اور مجھ سے کس قسم کی مدد چاہتی ہو؟"
شارک بولی: "ماریا بہن! میں یونان کے شہر سپارٹا کے ایک
غریب کسان کی بیوی ہوں۔ میری سات لڑکیاں تھیں۔
جو حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ میرا
خاوند مر گیا تو میں اپنی لڑکیوں کا پیٹ پالنے کے لیے
ایک کھیت میں کام کرنے لگی۔ ایک روز میں کھیت
میں کام کر رہی تھی کہ اتفاق سے میری درانتی سے
ایک درخت کی جڑ کٹ گئی۔ درخت زور زور سے
ہلنے لگا۔ اور پھر درخت کی شاخوں نے مجھے اپنی
باہنوں میں جکڑ لیا۔ درخت کی شاخوں سے بجلی کی
ایسی لہریں نکل رہی تھیں کہ میری آواز بند ہو گئی۔
کچھ دیر گذری تو میری ساتوں خوبصورت لڑکیاں میری
تلاش میں وہاں پہنچ گئیں۔ مجھے درخت کی شاخوں
میں لٹکتے دیکھا تو میری مدد کو دوڑیں مگر ظالم درخت

نے ان کو بھی اپنی شاخوں میں دبوچ لیا۔ پھر درخت
نے ایک جنّ کی شکل اختیار کر لی جو مجھے اور میری
ساتوں بچیوں کو لے کر جھیل کے اندر اس مقام پر
لے آیا۔ اس نے مجھے شارک مچھلی بنا کر اس حوض
میں چھوڑ دیا جو نیچے سے جھیل کی تہہ سے مل
گیا ہے اور میری ساتوں حسین و جمیل معصوم لڑکیوں
[illegible] ب کے پو[illegible] ن کر اس نہر کے کنارے
لگا دیا۔ اب میری بچیاں گلاب کے پودے بن کر
صبح سے رات تک روتی رہتی ہیں۔ ان کے آنسو
گلاب کے پھول سے شبنم بن کر نہر میں گرتے ہیں
اور موتی بن جاتے ہیں۔"
ماریا خاموشی سے اس عورت کی غم زدہ داستان سن
رہی تھی۔ کہنے لگی۔
"لیکن میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔ میرا اپنا بھائی
تھیوسانگ یہاں ایک دیوتا کلوپس کے قبضے میں
ہے جس کی تلاش میں میں یہاں آئی ہوں۔"
شارک بولی: "دیوتا کلوپس ہی وہ جنّ ہے جس نے
مجھے شارک اور میری لڑکیوں کو گلاب کے پودوں
میں بدل دیا ہے تمہارے بھائی کو بھی اس نے

ضرور کوئی پودا بنا دیا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"مجھے بتاؤ کہ میں تمہیں اور اپنے بھائی تھیوسانگ کو یہاں سے کیسے نکال سکتی ہوں؟"

شارک کہنے لگی:

"دیوتا کلوپس ایک بڑا طاقتور قدیم جن ہے۔ اس کے ظلم و ستم کے قصے یونانی دیو مالا میں مشہور ہیں۔ یہ ہر سال چار پردیسی مسافروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اس پر کوئی طاقت غالب نہیں آ سکتی۔"

شارک نے کہا:

"اس لیے کہ صرف تم ہی اس جن کلوپس پر غلبہ حاصل کر سکتی ہو۔ کیونکہ تم نے اپنی جوانی بڑی پاکیزہ رہ کر بسر کی ہے۔ گناہ پر ہم صرف پاکیزگی کے ذریعے ہی فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ قدرت نے تمہاری نیکی اور پاکیزگی کی وجہ سے تمہارے اندر ایک ایسی طاقت پیدا کر دی ہے کہ کلوپس جن جو ایک ظالم اور گناہ گار مخلوق ہے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

ماریا بولی: "لیکن میں تھیوسانگ کو کہاں ڈھونڈوں اور اس بھیانک جن کلوپس کا کیوں کر مقابلہ کر سکتی ہوں؟"

شارک کہنے لگی:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کلوپس جن تمہیں دیکھ نہیں سکتا۔ تھیوسانگ کو وہ ضرور اپنے خاص محل میں لے گیا ہو گا۔ جو سامنے والی پہاڑی کے اندر بنا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس خبیث جن کی ایک کمزوری بھی ہے۔ کمزوری یہ ہے کہ کلوپس کے محل کے تہہ خانے میں ایک طلسمی ہاتھ پتھر کے چبوترے میں سے نکلا ہوا ہے اس ہاتھ کی صرف ایک ہی انگلی ہے۔ اس انگلی کا ناخن زمرد کا ہے۔ آدھی رات کو جب کلوپس جن سو جاتا ہے۔ تو زمرد کے ناخن پر چھت میں سے روشنی کی ایک کرن پڑتی ہے۔ یہ کرن زمرد کے ناخن پر صرف ایک سیکنڈ کے لیے پڑتی ہے کرن کے پڑتے ہی انگلی نیچے کو جھک جاتی ہے۔ اگر اس وقت کوئی شخص اس انگلی کو توڑ ڈالے تو کلوپس جن کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ کرن ایک سیکنڈ تک ہی انگلی کے ناخن پر پڑتی ہے۔ اگر کوئی انگلی کو توڑنے میں ذرا سی بھی دیر لگا دے تو وہ شخص آگ میں جل کر بھسم ہو سکتا ہے۔ یہ کام تم ہی کر

سکتی ہو ماریا۔ کیونکہ اس تہہ خانے میں کوئی نظر آنے
والا انسان داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکتا"۔
ماریا نے یہ سب کچھ غور سے سنا پھر بولی:
"لیکن مجھے یہ کیسے معلوم ہو گا کہ میرا بھائی تھیوسانگ
کہاں ہے؟"
شارک مچھلی نے کہا:
"تمہارے بھائی تھیوسانگ کو بھی ضرور کلوپس جن
نے وہیں اپنے خوفناک محل میں کوئی پودا یا بت
بنا کر رکھ دیا ہو گا۔ تم وہاں جاؤ گی تو تھیوسانگ
تمہیں نظر آ جائے گا۔ اگر وہ کوئی پودا یا درخت بنا
ہوا تو تمہیں اس درخت کے سانس لینے کی آواز
آئے گی اور ہو سکتا ہے وہ درخت تمہیں اپنا
نام بھی بتا دے"۔
ماریا عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی۔ ایک طرف اس کا
دوست اور بھائی تھیوسانگ کا معاملہ تھا دوسری طرف اس
غریب کسان کی بیوی اور اس کی سات بیٹیوں کو بچانے کا
مسئلہ تھا۔ تیسری طرف جن کلوپس کو قابو میں کرنے کا معاملہ تھا
جو بڑا نازک معاملہ تھا۔ لیکن ماریا ہمت ہارنے والی لڑکی نہیں
تھی۔ اس نے شارک مچھلی سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟

شارک مچھلی نے کہا:
"میرا نام شہانی ہے۔ ماریا بہن! خدا پر بھروسہ رکھ
کر جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم کلوپس کا طلسم ختم کرنے
اور اپنے بھائی کو حاصل کرنے اور مجھے اور میری
لڑکیوں کو اس عذاب سے نجات دلانے میں ضرور
کامیاب ہو جاؤ گی"۔
ماریا نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا:
"یہ کام تو مجھے کرنا ہی ہو گا۔ میں جاتی ہوں"۔
شارک مچھلی شہانی نے ماریا کو پہاڑ کا راستہ بتایا اور حوض
میں چلی گئی۔ ماریا نے پہاڑ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ سب
سے پہلے ماریا نے اپنی طاقت کا جائزہ لیا۔ اس کی طاقت
پوری طرح سے بحال تھی۔ وہ نظر بھی نہیں آ رہی تھی اور فضا
میں اڑ بھی سکتی تھی لیکن جن کلوپس کے محل میں طلسم و جادو کا جال
بچھا ہوا تھا۔ وہاں اس کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا تھا۔
شارک مچھلی شہانی نے ماریا کو خبردار کیا تھا کہ وہ جن کلوپس
کے محل میں داخل ہونے کے بعد بہت ہی آہستہ آہستہ سانس
لے اور کسی قسم کی آہٹ یا آواز پیدا نہ کرے۔
ماریا فضا میں اترتی ہوئی پہاڑ کے اوپر آ گئی۔ کیا دیکھتی
ہے کہ وہاں پہاڑ کی دو بلند چوٹیاں ہیں۔ ان کے درمیان ایک

پتھر کا پل بنا ہوا ہے۔ پل کی دوسری جانب ایک سیاہ رنگ
کے بہت بڑے قلعہ نما محل کا بہت اونچا اور کشادہ دروازہ
ہے۔ دروازے کے پٹ لوہے کے ہیں۔ بند دروازے کے
باہر دونوں جانب پتھر کے دو بڑے بڑے ہاتھیوں کے بت
لگے ہیں جن کی سونڈیں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ ماریا نے خدا کا
نام لے کر پتھر کے پل پر سے آہستہ آہستہ تیرتے ہوئے
گذرنا شروع کر دیا۔

وہ پل کی دوسری طرف کلوپس کے اونچے لمبے خوفناک قسم
کے قلعے کے دروازے کے بالکل سامنے آکر پتھر کے فرش پر
کھڑی ہو گئی۔ جونہی ماریا کے پاؤں فرش کے پتھر سے ٹکرائے
دونوں ہاتھیوں کے مجسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی سونڈیں
لمبی ہو کر ماریا کے قریب پہنچ کر دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں
جیسے ماریا کو اٹھا کر پٹخ دینا چاہتی ہوں۔ ماریا تیزی سے زمین سے
اوپر اٹھ گئی۔ اب اس کے پاؤں زمین کو نہیں چھو رہے تھے۔
ہاتھیوں کی سونڈیں واپس اپنی جگہ پر چلی گئیں۔ ہاتھی ایک بار پھر
پتھر کی طرح ساکت ہو گئے تھے۔

ماریا ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ پر خاموشی سے کھڑی رہی۔
وہ بہت ہی آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی۔ سامنے قلعے کا
اونچا لمبا مضبوط دروازہ بند تھا۔ ماریا کو خدشہ تھا کہ اگر وہ دروازے

میں سے گذری تو کہیں کوئی خفیہ جادو بیدار ہو کر اسے اپنی
گرفت میں نہ لے لے۔ مگر اسے شارک مچھلی یعنی شہانی کا جملہ
یاد آگیا۔ اس نے کہا تھا۔

"ماریا! اگر تم نے اپنے چلنے اور حرکت کرنے سے
کوئی آہٹ کوئی آواز پیدا نہ کی تو قلعے کا طلسم
تم پر کوئی اثر نہ کر سکے گا"۔

ماریا بہت ہی دھیمی رفتار سے فضا میں روئی کے گالے
کی طرح تیرتی ہوئی قلعے کے بند پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔
پھر خدا کا نام لے کر اس کے اندر سے گذر گئی۔ بند لوہے
کے دروازے میں سے گذرتے ہوئے ماریا کے غیبی جسم کو
گرمی کا احساس ہوا۔ یہ کلوپس جن کے طلسم کی لہریں تھیں جو ماریا کے غیبی جسم
کی شعاعوں سے ٹکرائی تھیں مگر طلسم نے اس پر اثر نہ کیا
تھا۔ ماریا کلوپس کے قلعہ نما محل کے اندر تھی۔ وہ اندر
جاتے ہی رک گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ سامنے اونچے اونچے
کالے ستونوں والا ایک بہت کھلا دالان ہے۔ جس کے بیچ
میں سے پتھروں کو جوڑ کر ایک راستہ بنایا گیا ہے۔ یہ راستہ
آگے جا کر ایک زینے پر ختم ہو جاتا تھا۔ ماریا آہستہ آہستہ
فضا میں تیرتی، دھیمے دھیمے سانس لیتی زینے تک آگئی۔
زینہ بڑے بڑے کالے پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ ماریا
زینے کے اوپر آگئی۔ یہاں بھی ایک دروازہ تھا جو بند تھا

ماریا بغیر کوئی آواز پیدا کیے دروازے میں سے دوسری طرف
نکل گئی۔ جونہی وہ دوسری طرف آئی اس نے دیکھا کہ
آگے ایک اور دروازہ ہے جس کے باہر تھیوسانگ ہاتھ میں
تلوار لیے کھڑا ہے۔ ماریا اسے دیکھتے ہی خوشی میں آ کر چلاّ کر
اسے آواز دینے ہی والی تھی کہ ایک دم سے رک گئی اور اسے
خیال آ گیا کہ اگر اس نے آواز نکالی تو وہ وہاں پھیلی ہوئی
طلسمی لہروں کی گرفت میں آ جائے گی۔

ماریا آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی تھیوسانگ کے قریب گئی
تو دیکھا کہ تھیوسانگ کی آنکھیں جیسے اس پر جمی ہوئی ہیں
ماریا آہستہ سے اس کے جسم کو ہاتھ لگانے ہی والی تھی
کہ تھیوسانگ نے تلوار سے ماریا پر حملہ کر دیا اور اس کے
منہ سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔

"پکڑو پکڑو۔ یہ ماریا ہے۔ یہ دشمن ہے۔ کلوپس دیوتا
کی دشمن ہے۔ پکڑو پکڑو۔ ماریا دشمن ہے"۔

ماریا تو تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔ تھیوسانگ طلسم کی
زد میں تھا اس کی آواز کا بلند ہونا تھا کہ محل کی زمین ہل
گئی۔ پھر سامنے والا دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور سامنے
دیو پیکر جن دیوتا کلوپس ٹانگیں پھیلائے کھڑا ہوا تھا
اس کے حلق سے بادلوں کی گرج ایسی آواز نکل رہی تھی

اس کا سر چھت کے ساتھ لگ رہا تھا۔ ماریا اپنی جگہ پر
خاموش اور بے حس و حرکت کھڑی ہو گئی۔ کلوپس ہاتھی سے
بھی بڑے بڑے پاؤں رکھتا نیچے اتر آیا۔ اس نے تھیوسانگ
کے سر پر اپنی انگلی رکھی اور گرج دار آواز میں پوچھا:

"کہاں ہے ماریا؟ کیا تم اسے دیکھ سکتے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"نہیں میرے مالک کلوپس! میں ماریا کو دیکھ نہیں
سکتا مگر اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ وہ میرے
بالکل سامنے تھوڑی داہنی جانب کھڑی ہے۔ وہ
تیری دشمن ہے اور تجھے ہلاک کرنے آئی ہے۔"

ماریا کو تھیوسانگ پر سخت غصہ آیا۔ مگر وہ جانتی
تھی کہ تھیوسانگ پر کلوپس نے جادو کیا ہوا ہے۔ وہ پوری
طرح سے کلوپس جن کے قبضے میں ہے۔ اس میں اس کا
کوئی قصور نہیں لیکن ماریا کے لیے اپنا بچاؤ کرنا بہت
ضروری تھا۔ کیونکہ ذرا سی غلطی پر ماریا کلوپس کے جادو میں
پھنس سکتی تھی۔ اس نے اپنا سانس روک لیا اور بڑی
ہی آہستگی سے اپنے آپ کو تھوڑا سا بلند کیا اور دوسری
طرف سے تیرتی ہوئی جن کلوپس کے پہلو سے آگے نکلنے
کی کوشش کی۔

ٹھیوسانگ چلا اٹھا:

"میرے آقا! ماریا تمہاری دوسری طرف سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

جن کلوپس تیزی سے اپنی دوسری طرف مڑا اور اس نے اپنے لمبے لمبے بازو ہوا میں چلانے شروع کر دیئے۔ پھر اس کے حلق سے آگ کے شعلے نکل کر فضا میں بکھرنے لگے۔ ماریا اس وقت تک کلوپس کے پیچھے کی طرف جا چکی تھی۔ وہ کھلے دروازے میں سے گذر کر محل کے دوسرے دالان میں آ گئی۔ اسے تہہ خانے کے راستے کی تلاش تھی۔ مگر ماریا تیزی سے نہیں چل سکتی تھی۔ دوسرے دالان کے آخر میں ایک راستہ بائیں جانب جاتا تھا۔ یہ ایک نیم روشن راہ داری تھی۔ یہاں پہلی بار ماریا نے فرش پر انسانی جسم کی ہڈیاں بکھری دیکھیں۔ ماریا ان ہڈیوں کے اوپر سے تیرتی ہوئی آگے گذر گئی۔ جہاں یہ نیم روشن راہ داری ختم ہوئی وہاں ایک تہہ خانے کا زینہ نیچے جاتا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی سیڑھیاں نیچے تہہ خانے میں جاتی ہیں۔ وہ سیڑھیوں کے اوپر سے ہو کر نیچے پھسلنے لگی۔ نیچے اندھیرا گہرا ہوتا گیا۔ پھر وہ ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ تہہ خانے کے فرش پر درمیان میں ایک

چبوترہ بنا ہوا ہے۔ شارک مچھلی شہانی کے کہنے کے مطابق اس چبوترے میں سے ایک انسانی ہاتھ باہر نکلا ہوا تھا جس کی صرف ایک انگلی تھی۔ انگلی کا ناخن زمرد کا بنا ہوا تھا۔ اب ماریا کو یہاں رہ کر اس کرن کا انتظار کرنا تھا جو تہہ خانے کی چھت میں سے اس پر پڑنی تھی۔ یہ کرن آدھی رات کو نمودار ہونی تھی اور ابھی شام بھی نہیں ہوئی تھی۔ ماریا پریشان سی ہو گئی۔ کیونکہ محل میں اس کے آنے کا علم کلوپس کو ہو گیا تھا اور وہ ضرور اپنا بچاؤ کرنے والا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اسے کسی دوسری جگہ چھپ جانا چاہیے۔ مشکل یہ تھی کہ ماریا زیادہ تیزی سے حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ دھیمی رفتار کے ساتھ فضا میں بلند ہوئی اور تہہ خانے سے باہر نکل آئی۔ کیونکہ تہہ خانے میں حملے کی صورت میں ماریا کے لیے اپنا بچاؤ کرنا مشکل تھا۔ وہ تہہ خانے سے نکل کر نیم روشن راہ داری میں سے ہوتی ہوئی دوسرے دالان میں پہنچی ہی تھی کہ سامنے اچانک جن کلوپس آ گیا۔ ٹھیوسانگ تلوار ہاتھ میں لیے اس کی اونچی لمبی ٹانگ کے بالکل پاس ہی کھڑا تھا۔ اور تلوار سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا:

"میرے آقا! ماریا یہاں پر موجود ہے۔"
ماریا اپنی جگہ سے تھوڑا سا ایک طرف ہوئی تو تھیوسانگ
چلّا اٹھا۔

"ماریا دوسری طرف جانے لگی ہے میرے آقا۔"
کلوپس جن کے حلق سے آگ کا شعلہ نکل کر عین ماریا
کے اوپر گرا۔ ماریا نے اپنے جسم کو بالکل ساکت پتھر کی
طرح کر لیا تھا۔ ماریا پر کلوپس کے شعلے کا کوئی اثر نہ ہوا
وہ آہستہ سے پرے کھسک گئی۔
تھیوسانگ پھر چیخا:

"ماریا یہاں سے جا رہی ہے میرے آقا!"
کلوپس دیو نے اب چاروں طرف آگ کے شعلے برسانے
شروع کر دیئے۔ لیکن ماریا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس آگ کا
اثر ضرور ہوا کہ ماریا کی جو خوشبو تھیوسانگ کو آ رہی تھی
اس آگ میں غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ تلوار چلاتے ہوئے
دالان میں ادھر اُدھر چکر لگانے لگا اور بولا:
"میرے آقا! ماریا یہاں نہیں ہے۔ ماریا یہاں نہیں ہے۔"
ماریا کو تھیوسانگ پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ یہ کم بخت
کیا چکر چلا رہا تھا۔ وہ قلعے کے دوسرے بڑے دالان کی
طرف جانے کی بجائے محل کے اوپر کو جاتی سیڑھیاں چڑھ کر

دوسری منزل میں آ گئی۔ اس منزل میں ایک بہت بڑا کمرہ
تھا جس میں دیو کلوپس کا بہت بڑا پلنگ بچھا ہوا تھا۔ پلنگ
پر دو تین سو کے قریب تکیئے پڑے تھے۔ پلنگ پر مسہری
لگی تھی۔ جونہی ماریا نے مسہری کو ہاتھ لگایا اسے آہ بھرنے
کی آواز سنائی دی۔

ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے ایک بار پھر مسہری کو چھوا
تو مسہری نے پھر ایک آہ بھری۔
ماریا نے سرگوشی میں سوال کیا:
"تم کون ہو؟"
مسہری ریشمی تھی۔ اور اس میں موتی لٹک رہے تھے۔
مسہری نے کہا:
"میں کوہ قاف کی نیلم پری ہوں۔ مجھے ایک عرصہ ہوا
یہ دیو کلوپس اٹھا کر اپنے محل میں لے آیا تھا۔"
ماریا نے آہستہ سے پوچھا:
"کیا تم یہاں قید ہو نیلم پری؟"
مسہری نیلم پری آہ بھر کر بولی:
"ہاں! میں یہاں قید ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک
عرصے کے بعد ایک خوبصورت انسان یعنی لڑکی کی
شکل دیکھی۔"

ماریا نے تعجب سے پوچھا:

"کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"

نیلم پری بولی:

"ہاں۔ میں تمہیں صاف دیکھ رہی ہوں۔ مگر میں اپنی جگہ سے اس وقت تک حرکت نہیں کر سکتی جب تک کہ کوئی اس پلنگ کے تیسرے پائے کے نیچے رکھا ہوا تعویذ نکال کر جلا نہیں ڈالتا۔ پھر میں آزاد ہو جاؤں گی۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں ابھی تعویذ نکال کر جلائے ڈالتی ہوں لیکن کیا تم آزاد ہو کر یہاں سے نکل سکو گی؟

نیلم پری نے کہا:

"جب تک دیو عوس کا طلسم اس محل میں پھیلا ہوا ہے میں یہاں سے فرار نہیں ہو سکتی۔"

ماریا نے کہا:

"میں اس طلسم کو ختم کرنے کے لیے یہاں آئی ہوں میں تہہ خانے والی زمرد کے ناخن والی انگلی کو توڑنے کے لیے محل میں داخل ہوئی ہوں کیونکہ اس دیو کلوپس نے میرے بھائی تھیوسانگ کو

بھی اغوا کر کے اس پر طلسم کر دیا ہوا ہے۔"

نیلم پری مسہری کے روپ میں لرز اٹھی اور بولی:

"ایسا کبھی بھول کر بھی نہ سوچنا ماریا۔ کسی انسان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ زمرد کے ناخن والی انگلی کو توڑ سکے۔ اس میں دیو کلوپس کے طلسم کی ساری طاقت چھپی ہوئی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"نیلم پری! تم مجھے دیکھ ضرور رہی ہو مگر میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔ میں یہ کام تمہیں کر کے دکھاؤں گی ذرا رات ہو لینے دو۔"
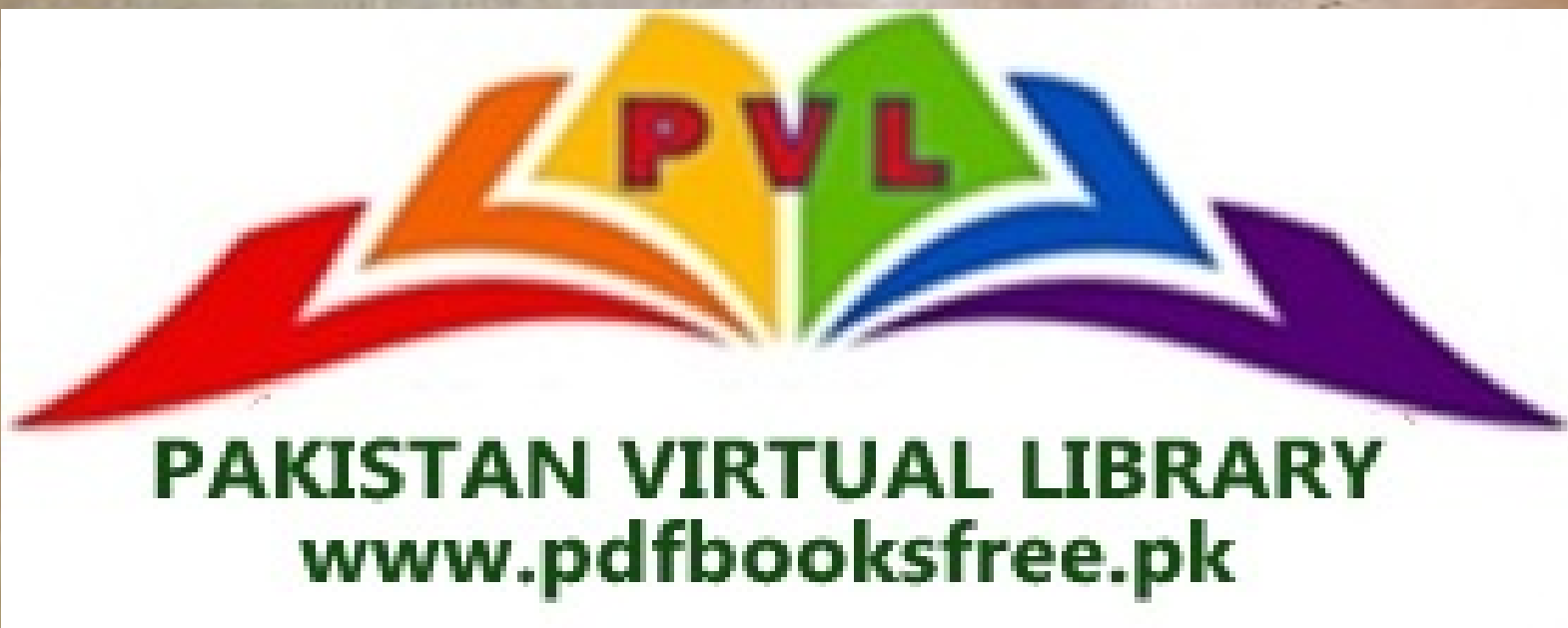
پتھر کی زندہ عورت

مسہری والی نیلم پری نے کہا:

"ماریا! یہ قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ اس میں بڑا خطرہ ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں اپنے بھائی اور شارک مچھلی شہانی کی سات بچیوں کے ساتھ تمہیں بھی اس طلسمی جہنم سے آزاد کرانا چاہتی ہوں۔ کیا تم نہیں چاہتی ہو کہ تمہیں یہاں سے آزادی ملے اور تم کوہ قاف اپنے وطن میں چلی جاؤ؟"

مسہری نیلم پری نے آہ بھر کر کہا:

"اپنے وطن جانے کی خواہش کس کی نہیں ہوتی؟"

ماریا بولی: "تو پھر مجھے یہ کام کر لینے دو اور تم آرام سے یہاں پلنگ پر لگی رہو۔ خداوند میرے ساتھ ہے اور میں اس مہم میں ضرور کامیاب ہوں گی۔"

مسہری کہنے لگی:

"تو پھر ایک بات کا خیال رکھنا۔ دیو کلوپس ضرور تہہ خانے میں پہنچ کر زمرد کی انگلی کی حفاظت کر رہا ہو گا اس وقت تہہ خانہ طلسم کی لہروں سے بھرا ہوا ہو گا۔ تم پر اس کے جادو کا اثر ہو سکتا ہے۔ تم اس پلنگ کے سامنے والے زرد سرہانے کے نیچے ایک انگوٹھی پڑی ہے وہ اپنی انگلی میں ڈال لو۔ اس سے تم پر دیو کلوپس کے جادو کا ہرگز اثر نہیں ہو گا۔"

ماریا نے سرہانے کے نیچے سے ایک سیاہ نگینے والی انگوٹھی نکال کر اپنی انگلی میں پہن لی۔ پھر پلنگ کے ایک پائے کے نیچے سے تعویذ نکال کر اسے جلا ڈالا۔ مسہری ایک بار زور سے کانپی۔ لرزی اور پھر نیلم پری کی آواز آئی:

"ماریا! میں مسہری کی قید سے تو آزاد ہو گئی ہوں۔ اب اس محل کے طلسم سے صرف اسی وقت نکل سکوں گی جب تم اس طلسم کا خاتمہ کرو گی۔ میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔ کیوں کہ میں اس خوابگاہ سے باہر نہیں جا سکتی۔"

ماریا نے کہا:

"میں جا رہی ہوں۔ تم میرے لیے دعا کرنا۔"

ماریا نے انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ اسے کافی حد تک اطمینان تھا۔ پھر بھی وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی اور پھونک پھونک کر آگے بڑھ رہی تھی۔ اب رات ہو گئی تھی۔ اسے نیچے والی منزل سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے آدم خور آگ کے گرد رقص کرتے ہوئے گا رہے ہوں

ماریا دھیرے دھیرے اپنی جگہ سے سرکتی ہوئی دوسری منزل کی سیڑھیوں پر سے پھسلتی ہوئی نیچے کے دالان میں آ گئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ تہہ خانے کی طرف بڑھی تو دیکھا کہ راہ داری میں آگ روشن ہے اور شعلے چھت کو چھو رہے ہیں۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ طلسمی آگ ہے اور اسے تہہ خانے کی طرف جانے سے روکنے کے لیے یہ آگ جلائی گئی ہے

ماریا نے آنکھیں بند کر کے خداوند کریم کو یاد کیا اور کہا:

"میرے خدا! تو جانتا ہے کہ میں کسی دنیاوی لالچ کے لیے ایسا نہیں کر رہی۔ بلکہ ایک ماں اور اس کی قیدی بچیوں کو آزاد کرانے کے لیے اس مہم پر نکلی ہوں تو میری مدد کرنا۔"

یہ دعا مانگنے کے بعد ماریا آگ کے شعلوں میں آ گئی۔ شعلوں میں آتے ہی پٹاخے سے چلنے لگے۔ ماریا پر آگ

کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا مگر ایسا لگتا ہے کہ آگ پر ماریا کا کافی اثر ہو رہا تھا۔ آگ زور سے بھڑک رہی تھی اور چٹاخ چٹاخ اس میں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی۔ آدم خور وحشیوں ایسی آواز دور تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف سے آ رہی تھیں۔ ماریا تہہ خانے کی سیڑھیوں میں آ کر رُک گئی۔

ماریا نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ اسے سب سے پہلے نیچے سیڑھی میں تھیوسانگ نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور وہ بت بنا خاموش کھڑا تھا۔

ماریا آہستہ سے پھسلتی ہوئی نیچے آئی تو تھیوسانگ نے چیخ ماری:

"میرے آقا! دشمن ماریا یہاں پہنچ گئی ہے۔"

ماریا نے چونک کر دیکھا۔ تہہ خانے میں چبوترے کے ارد گرد دس بارہ سیاہ فام جن قسم کی مخلوق رقص کرتے ہوئے عجیب و غریب آوازیں نکال رہی تھی اور چبوترے پر خود دیو کلوپس زمرد کے ناخن والی انگلی کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ تھیوسانگ کی آواز سنتے ہی دیو کلوپس نے چلّا کر کہا:

"سامری سے کہو۔ میری مدد کرے۔"

دس بارہ جنّ مخلوق کے گلے سے ایک ساتھ ڈکرانے کی
آوازیں نکلیں اور تہہ خانے میں زلزلہ سا آگیا۔ ماریا زمین سے
دو فٹ اوپر ہوا میں کھڑی تھی۔ تہہ خانے کی چھت پر سے
کڑکتی بجلی کے تیر برسنے لگے۔ ماریا پر بھی بجلی آ کر گری مگر
اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صرف وہ اپنی جگہ سے تھوڑی دیر
کے لیے اوپر کو اچھل پڑی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اب اسے
حملہ شروع کر دینا چاہیے۔ انتظار کرنا مناسب نہیں۔ اس کو
نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ماریا نے اپنے آپ کو فرش پر سے اوپر کو اچھال دیا۔
وہ زمین سے اوپر تہہ خانے کی چھت کے ساتھ جا لگی۔ چبوترے
کے گرد جنّ مخلوق وحشیانہ چیخیں مارتے ہوئے دیوانہ وار
رقص کر رہی تھی۔ دیو کلوپس زمرد کے ناخن والی انگلی کے
اوپر ہتھیلی کی چھت بنائے بیٹھا تھا جیسے اس کی حفاظت
کر رہا ہو۔

ماریا نے اپنے آپ کو فضا میں ایک غوطہ دیا اور
دیو کلوپس کی ہتھیلی کے نیچے نکل آئی۔
تھیوسانگ کا بت چلّا اٹھا:
"میرے آقا! ماریا اسی تہہ خانہ میں ہے۔"
دیو کلوپس نے ایک فلک شگاف چیخ ماری۔ سارا تہہ خانہ

تھرتھرا اٹھا۔ مگر ماریا زمرد کے ناخن والی انگلی کے پاس پہنچ
گئی تھی۔ اس نے ہلّہ بول دیا اور چبوترے سے باہر نکلے
ہوئے ایک انگلی والے ہاتھ پر اتنی زور سے اپنا ہاتھ مارا
کہ انگلی ٹوٹ کر دور جا پڑی۔ انگلی کے گرتے ہی زمرد کا
ناخن انگلی سے الگ ہو گیا۔ دیو کلوپس کا جسم ایک بجلی
کی کڑک کے ساتھ دھواں بن کر پھیلنے لگا۔ جنّ مخلوق کے
جسموں سے بھی دھواں نکلنے لگا۔ تہہ خانہ چیخوں کی آوازوں
سے بھر گیا۔ دیکھتے دیکھتے دیو کلوپس دھواں بن کر فضا میں
غائب ہو گیا۔ دوسری مخلوق بھی چیخوں کی آوازوں میں غائب
ہو گئی۔

طلسمی ہاتھ اور انگلی بھی وہاں پر نہیں تھی۔ تہہ خانے
میں چھت میں سے روشنی کی لکیر نے نکل کر اندھیرے کو
دور کر دیا۔ ماریا نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تھیوسانگ بڑے
غور سے اپنے آپ کو تک رہا تھا۔ پھر اس نے فضا کو
سونگھ کر کہا:
"ماریا! تم یہاں پر ہو کیا؟"
ماریا نے غصے سے جھڑک کر کہا:
"اگر یہاں پر نہیں تھی تو تم شور کس لیے مچا رہے
تھے کہ میرے آقا پکڑنا۔ ماریا آ گئی۔ ہماری دشمن

آگئی ہے۔"

تھیوسانگ حیران ہو کر بولا:

"کیا سچ مچ میں ایسی باتیں کر رہا تھا؟"

ماریا بولی: "اور نہیں تو میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"مجھ پر دیو کلوپس کے طلسم کا اثر تھا۔"

ماریا نے دیکھا کہ تھیوسانگ کے ہاتھ والی تلوار بھی
غائب ہو چکی تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ کو ساری کہانی بیان
کر دی اور پھر اسے لے کر دوسری منزل میں آیا تو نیلم پری
نے خوش ہو کر کہا:

"ماریا بہن! تمہیں تمہارا بھائی مل گیا۔ مبارک ہو۔ اب
میں اپنے ماں باپ کے پاس کوہ قاف جاتی ہوں۔
تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے آزاد کرایا۔ میں خداوند کریم
سے تمہارے حق میں ہمیشہ دعا کیا کروں گی۔"

ماریا نے کہا:

"خدا حافظ نیلم پری۔"

اور ایک جھونکے کی آواز آئی اور نیلم پری وہاں سے
جا چکی تھی۔

ماریا نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور دیو کلوپس کے

کے پل پر گزرتی پہاڑ کی انتہائی اترنے لگی۔ دیو کلوپس
قلعے نما محل میں ان کے باہر نکلتے ہی آگ لگ گئی
اور وہ دھڑا دھڑ جلنے لگا تھا۔ دیو کلوپس کا طلسم بھی
کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔

جب ماریا اور تھیوسانگ حوض کے پاس آئے تو دیکھا کہ
ں ایک خوبصورت عورت سات حسین و جمیل لڑکیوں کے
ساتھ بیٹھی ہے۔ ہر لڑکی کے سیاہ بالوں میں گلاب کا پھول
کا رہا ہے۔

ماریا نے جاتے ہی پوچھا:

"کیا تم شہانی ہو جس کو دیو کلوپس کے طلسم نے
شارک مچھلی بنا دیا تھا؟"

شہانی بولی: "ہاں ماریا! میں ہی شہانی ہوں۔ مگر
اب میں تمہیں نہیں دیکھ سکتی۔ کیونکہ میں انسانی
شکل میں آگئی ہوں یہ میری سات بیٹیاں ہیں۔"

ساتوں لڑکیوں نے ماریا اور تھیوسانگ کو سلام کیا۔ ماریا نے
ان سب سے تھیوسانگ کا تعارف کرایا۔

شہانی نے کہا:

"میں اپنی بچیوں کو لے کر سپارٹا اپنے وطن کو جاتی
ہوں میں ساری زندگی تمہاری شکر گزار رہوں گی۔"

تمہاری وجہ سے مجھے اور میری بچیوں کو ایک عذاب
سے نجات ملی۔"

ماریا نے کہا:

"یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔"

شہانی بولی: "تم کہاں جاؤ گی ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"میں جھیل کے باہر اپنے ایک اور بھائی عنبر کو
چھوڑ آئی ہوں۔ میں اس کے پاس جاؤں گی۔ ادھر
کو راستہ کہاں سے جاتا ہے؟ کیا ہمیں ایک بار
پھر پانی سے بھری ہوئی غار میں سے گذرنا پڑیگا۔"

شہانی نے کہا:

"نہیں۔ اب اس غار میں سے گذرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ جھیل کے پار والا میدان اس پہاڑ
کی دوسری جانب ہے۔ تم پہاڑ پار کر کے وہاں
پہنچ جاؤ گی۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے شہانی اور اس کی بچیوں کو خدا حافظ
کہا اور وادی میں اس سڑک پر چلنے لگے جو سامنے والے
بڑے پہاڑ کی طرف جاتی تھی۔ اس وقت صبح ہو چکی تھی۔
ماریا اور تھیوسانگ پہاڑ کی چوٹی پر سے دوسری طرف اترے

تو دیکھا کہ سامنے وہی میدان تھا جہاں ایک کوٹھڑی میں
رینا اور اس کا بھائی بند تھے۔ ماریا کو یاد آگیا کہ اس
نے عنبر سے کہا تھا کہ وہ یونانی لڑکی نورینا اور اس کے
بھائی کو لے کر سامنے والی پہاڑی پر چلا جائے۔

تھیوسانگ بولا:

"ہمیں سامنے والی پہاڑی کی طرف چلنا چاہیے۔"

سامنے والی پہاڑی پر پہنچتے پہنچتے انہیں آدھا گھنٹہ لگ
گیا۔ ماریا تو اڑ کر بھی جا سکتی تھی لیکن وہ تھیوسانگ
کو ابھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ وہ سارے
کا سارا علاقہ طلسمی تھا۔ اگرچہ وہاں دیو کلوپس کا جادو ختم
ہو چکا تھا۔ پھر بھی ماریا کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی۔
پہاڑی کے دامن میں ایک غار کے باہر انہیں عنبر نظر
آیا۔ ماریا نے جاتے ہی کہا:

"عنبر بھائی! تھیوسانگ کو لے آئی ہوں میں۔"

تھیوسانگ اور عنبر گلے مل گئے جب عنبر نے دیو کلوپس
کی تباہی کی داستان سنی تو بڑا حیران ہوا۔ یونانی لڑکی نورینا
اور اس کا بھائی وہیں بیٹھے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ نے
انہیں خوش خبری سنائی کہ دیو کلوپس کا خاتمہ ہو چکا ہے اور
اب انہیں بلکہ کسی انسان کو بھی اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

ماریا تھیوسانگ اور عنبر نے نورینا اور اس کے بھائی یورائی کو ساتھ لیا اور سپارٹا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سپارٹا پہنچ کر انہوں نے نورینا اور اس کے بھائی کو ان کے گھر پہنچایا اور خود شہر سے باہر ایک معبد کے قریب والی سرائے میں جا اترے۔ یہاں بھی انہیں کیٹی اور ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

پھر بھی تھیوسانگ بولا:

"ہمیں کچھ روز یہاں رہ کر ناگ اور کیٹی کی جستجو کرنی چاہیے۔"

عنبر تھیوسانگ اور ماریا تو یونان کے شہر سپارٹا میں آ گئے ہیں۔ دوسری طرف آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی کو ننھی وشاکھا حبشی عورت کی شکل میں اس کا خاوند جادوگر گمباش اپنی جیب میں ڈالے سمندر میں سفر کرتے ہوئے ملک سوڈان کی طرف جا رہا ہے کہ وہاں سوڈان کے بادشاہ کے دربار میں ننھی انگلی کے برابر آدھی کالی، آدھی گوری کیٹی وشاکھا کو پیش کر کے اس سے دولت حاصل کرے جب کہ ناگ بھی حباش کے ساتھ ملک یونان کی طرف چلا آ رہا تھا۔ کیٹی کو تو ہم گمباش کے پاس سمندری جہاز ہی میں چھوڑتے ہیں کیوں کہ اس کا سمندر سفر ابھی بہت لمبا ہے اور ناگ

کی طرف آتے ہیں۔

حباش ملک یونان کی ایک بندرگاہ پر اتر کر ناگ سے رخصت ہو کر کسی جزیرے کی طرف چلا گیا جبکہ ناگ وہاں سے یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں داخل ہو گیا۔ یہاں سے عنبر کیٹی تھیوسانگ اور ماریا میں سے کسی کی خوشبو نہ آئی تو وہ یونان کے دوسرے بڑے شہر سپارٹا کی طرف چل پڑا۔ سپارٹا میں داخل ہوتے ہی پہلی بار ناگ نے فضا میں عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس کی۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ یہ خوشبو سپارٹا شہر کے شمال کی جانب سے آ رہی تھی جہاں معبد کے پاس والی سرائے میں عنبر تھیوسانگ اور ماریا وہاں موجود تھے۔ ابھی تک ان لوگوں نے ناگ کی خوشبو محسوس نہیں کی تھی۔ کیونکہ ہوا عنبر تھیوسانگ کی جانب سے ناگ کی طرف چل رہی تھی اور کافی تیز ہوا تھی۔

ناگ ایک پہاڑی سڑک پر اپنے دوستوں کی خوشبو کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ آسمان پر گھنے بادل چھا گئے ہوا نے آندھی کی شکل اختیار کر لی اور اس قدر تیز ہوا چلنے لگی اور بارش شروع ہو گئی کہ ناگ کے لیے انسان کی شکل میں پیدل چلنا مشکل ہو گیا۔ اگر وہ عقاب کی

شکل بدلتا ہے تو بارش میں اس کے پر بھیگ سکتے تھے اور
وہ آسانی سے اڑ نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے سوچا کہ
بجائے کسی عقاب یا سانپ کی شکل بدلنے کے بہتر یہی
ہے کہ یہاں کسی جگہ تھوڑی دیر رُک کر بارش کے طوفان
کے ٹھہر جانے کا انتظار کیا جائے۔
ناگ نے دائیں بائیں دیکھا۔ یہ ویران پہاڑی علاقہ تھا
جہاں دُور دُور درخت اُگے ہوئے تھے۔ ناگ کو ایک طرف
ٹیلے کی ڈھلان کے نیچے ایک پرانا مکان نظر آیا۔ ناگ اس
کی طرف بڑھا۔ بارش میں وہ دوڑتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ مکان
کے پاس آ کر اس نے دیکھا کہ مکان ویران ویران سا
ہے۔ وہاں کسی انسان کی موجودگی کا کوئی نشان نہیں تھا۔
برآمدے میں ایک ٹوٹا ہوا بنچ اوندھا پڑا تھا۔ ناگ جلدی
سے برآمدے میں آ گیا۔ وہ بارش سے تو کم از کم بچ گیا
تھا۔ اس نے اپنے بالوں میں سے بارش کا پانی جھاڑا اور
بنچ کو سیدھا کر کے اس پر بیٹھ گیا۔ موسم سردیوں کا نہیں
تھا۔ اس لیے سردی نہیں تھی۔ اب اس نے مکان کا جائزہ
لیا۔ مکان کے صحن میں شدید بارش ہو رہی تھی۔ بادل گرج
رہے تھے۔ بادلوں نے دن کے وقت بھی اندھیرا کر دیا تھا۔
ناگ نے دیکھا کہ مکان کے برآمدے میں صرف دو

وں کے دروازے ہیں جن میں سے ایک کمرے کا دروازہ
تھا اور دوسرے کا آدھا کھلا تھا۔ اس نے اٹھ کر
لے دروازے والے کمرے کے اندر جھانکا۔ اس کمرے میں
ٹا پھوٹا سامان بھرا ہوا تھا۔ دوسرے کمرے کو ناگ نے
اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ ناگ نے اندر جھانکنے
کی بجائے شرافت اور شائستگی سے کام لیتے ہوئے آواز دی
کر اندر کوئی ہے؟
اندر سے کسی نے جواب نہ دیا۔ ناگ نے دوسری بار
پھر آواز دی۔ پھر بھی کسی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا ناگ
نے آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر دیکھا۔ کمرے میں کوئی انسان
نہیں تھا۔ لیکن ناگ کی تیز آنکھوں کو کمرے کے اندھیرے میں
بھی ایک عورت کا بت آدھا زمین میں گڑھا ہوا نظر
آ گیا۔ ناگ کمرے میں آ گیا۔ یہ ایک بوڑھی عورت کا
آدھا بت تھا۔ اس کا اوپر والا حصّہ زمین سے باہر اور
نچلا دھڑ زمین کے اندر دبا ہوا تھا۔ ناگ نے خیال کیا کہ
ہو سکتا ہے یہاں جو کوئی پہلے رہتا ہو وہ اس بت کی
پوجا کرتا ہو اور یہ بت کسی دیوی کا ہو۔ اس زمانے میں
مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا عام ہوا کرتی تھی۔
ناگ کمرے سے نکل آیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا

اور بارش کے رُکنے کا انتظار کرنے لگا۔ بارش بڑی موسلادھار
ہو رہی تھی۔ آسمان کالے بادلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کالے
سیاہ بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت بھی اندھیرا سا چھا
گیا تھا۔ ناگ دوسرے کمرے کے دروازے کے پاس دیوار
کے ساتھ لگے ہوئے بنچ پر بیٹھا تھا۔ اسے گھوڑے کے
ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے مکان کے صحن والے
دروازے کے باہر سامنے پہاڑی ڈھلان کی طرف نگاہ
ڈالی۔ ادھر سے ایک بند گھوڑا گاڑی چلی آ رہی تھی۔
ایک کوچوان جس نے سیاہ لمبی برساتی پہن رکھی تھی گاڑی
کے باہر والی سیٹ پر بارش میں بیٹھا گھوڑوں کو چابک
مار رہا تھا۔

ناگ سوچنے لگا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس ویران
مکان میں بارش کے طوفان میں چلے آ رہے ہیں۔ ناگ
نے یونہی دلچسپی کی خاطر اپنی شکل تبدیل کر لی۔ وہ ایک
چھوٹے سے سانپ کی شکل میں بنچ کے پیچھے دیوار سے
چمٹ گیا۔ بند گھوڑا گاڑی صحن کے ٹوٹے پھوٹے دروازے
میں سے داخل ہو کر آنگن میں سے ہوتی ہوئی برآمدے کے
پاس آ کر رُک گئی۔

کوچوان نے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور اپنی سیٹ
ہی بیٹھا رہا۔ اتنے میں گھوڑا گاڑی کا بند دروازہ کھلا اور
ایک سیاہ چمڑے کے لمبے کوٹ والا آدمی گاڑی کے
اندر سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔ اس نے کوچوان کی
طرف ہاتھ ہلا کر یونانی زبان میں کہا کہ اسی جگہ انتظار
کرو۔ کوچوان نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ یہ سیاہ لمبے
اوور کوٹ والا آدمی برآمدے میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس
کوٹھڑی میں داخل ہو گیا جس کے اندر عورت کا بت آدھا
زمین میں دھنسا ہوا تھا۔ ناگ کو تشویش ہوئی کہ دیکھنا چاہیے
یہ شخص اندر کیا کرنے گیا ہے۔ چنانچہ وہ دیوار پر رینگتا
کمرے کے دروازے کے پیچھے سے ہو کر اندر چلا گیا۔ پراسرار
آدمی نے دروازہ بند کر کے اندر کنڈی لگا دی۔ پھر اس نے
اپنی لمبی سیاہ چمڑے کی کوٹ نما برساتی اتار کر ایک طرف
رکھ دی جیب میں سے ایک موم بتی نکال کر جلائی۔ اسے
عورت کے بت کے سر پر لگایا اور پھر اس کے کان
کے پیچھے ہاتھ لے جا کر ایک سونے کی پن باہر کھینچ کر
نکال لی۔ پن کے نکلتے ہی بت میں جان پڑ گئی۔ عورت
کے ہونٹ ہلے۔ اس کے حلق سے ایک آہ کی آواز نکلی
اور اس نے کہا:
"ہم کلید! میرے حال پر رحم کرو۔ میں تمہیں سچ کہتی

ہوں کہ میرے ماں باپ کے پاس دیوی کا خزانہ
نہیں تھا۔ وہ دیوی کے پجاری ضرور تھے مگر انہوں
نے مرتے وقت کوئی خزانہ میرے حوالے نہیں
کیا تھا۔"

اکلید نے عورت کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا
عورت کی چیخ نکل گئی۔ اس نے روتے ہوئے کہا:

"جب سے تم مجھے کنیز بنا کر لائے ہو تم نے
مجھ پر بڑے ظلم کیے ہیں۔ میں نے ہمیشہ تمہاری
خدمت کی ہے۔ مگر اس کا اجر تم نے مجھے یہ دے
رہے ہو کہ مجھے جادو کی سوئی سے پتھر بنا کر آدھا
زمین میں دفن کر دیا ہے اور مجھ پر ظلم ڈھا رہے ہو۔"

اکلید نے غصیلی آواز میں کہا:

"جب تک تم دیوی کے خزانے کا راز مجھے نہیں
بتاؤ گی میں تمہیں اسی جگہ مار مار کر ختم کر دوں گا۔
اب بھی وقت ہے۔ مجھے بتا دو کہ تم نے دیوی
کا خزانہ سپارٹا کے کس کھنڈر میں دفن کر کے رکھا
ہوا ہے؟"

عورت نے عاجزی سے کہا:

"میں زمین میں آدھی دفن ہوں اور اس قدر تکلیف

میں ہوں کہ اگر مجھے خزانے کا علم ہوتا تو اب
تک تمہیں بتا چکی ہوتی لیکن میں قسم کھا کر کہتی
ہوں کہ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

اکلید نے عورت کے منہ پر دوسرا طمانچہ مارا اور گرج
کر کہا:

"میں تمہیں آج کی رات کی مہلت دیتا ہوں۔ میں کل
آؤں گا اسی وقت۔ اگر تم نے مجھے خزانے کا
راز نہ بتایا تو میں تمہیں توڑ پھوڑ کر تمہارے ٹکڑے
کر دوں گا۔"

اتنا کہہ کر اکلید نے عورت کے کان کے پیچھے سونے کی
پن دوبارہ گاڑ دی جس کے ساتھ ہی عورت اسی طرح پتھر کی
بن گئی۔ اکلید نے برساتی پہنی۔ موم بتی کو بجھا کر جیب میں
رکھا اور کمرے سے نکل گیا۔ ناگ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔
جب اکلید اپنی گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا تو
ناگ نے دوبارہ انسانی شکل اختیار کی اور کمرے میں آ گیا
اس نے دروازے کو بند کر لیا اور زمین میں گاڑی ہوئی
عورت کے پاس جا کر اس کے کان کے پیچھے لگی ہوئی
سنہری پن باہر کھینچ لی۔ پن کے کھینچتے ہی عورت کے بت
میں جان پڑ گئی۔ عورت نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھول کر

کمرے کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی اور
عاجزی سے کہا:
"اکلید! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے خزانے کا علم نہیں۔"
اور وہ رونے لگی۔
ناگ نے کہا:
"میں اکلید نہیں ہوں۔"
عورت نے غور سے اندھیرے میں ناگ کو دیکھا۔ اس کے
سامنے ایک دوسرا نوجوان بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔
عورت نے حیرانی سے دیکھا:
"تم کون ہو؟ تم نے مجھے کیسے زندہ کیا؟"
ناگ نے کہا:
"میرا نام ناگ ہے۔ میں ایک مسافر ہوں۔ بارش
سے بچنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ میں نے تمہاری
اور اکلید کے ساتھ ہوئی ساری گفتگو سن لی ہے۔
جب وہ چلا گیا تو میں نے جادو کی پن تمہارے
کان کے پیچھے سے کھینچ کر تمہیں پھر سے زندہ
کر دیا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
عورت نے کہا:
"میرا نام شاربو ہے۔ میں ایتھنز کے مندر کے

پجاری کی بیٹی تھی۔ میرے ماں باپ مر گئے تو اکلید
جو سپارٹا کا ایک شعبدہ باز ہے مجھے اغوا کر کے
اپنے ساتھ لے آیا۔ اسے شک تھا کہ میرے ماں
باپ کے پاس دولت کا خزانہ تھا جس کا راز وہ
مرتے وقت مجھے بتا گئے ہیں۔ اب اس نے مجھے
اپنے طلسم کے زور سے زمین میں آدھا گاڑ دیا
ہے اور مجھ سے خزانے کا راز معلوم کرنا چاہتا ہے
جو مجھے بالکل معلوم نہیں مگر تم نے طلسمی پن نکال
کر اپنی جان کا خطرہ مول لیا ہے میرے بھائی! اکلید
کو کئی طلسم آتے ہیں۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں
چھوڑے گا۔"
ناگ نے کہا:
"تم نے مجھے بھائی کہا ہے تو اب تم میری بہن
ہو اور کوئی بھائی اپنی بہن کو تکلیف میں دیکھ کر
اسے چھوڑ نہیں جایا کرتا۔ میں تمہاری مدد کروں
گا۔ باقی رہا اکلید کا طلسم تو میں اس کی پروا نہیں
کرتا۔ نیک کام میں خدا کی طاقت ساتھ ہوتی ہے۔
اور خدا کے آگے کسی کا طلسم نہیں چل سکتا میں تمہیں
زمین سے باہر نکالوں گا۔"

ناگ نے زمین کھود کر عورت شاربو کو زمین سے باہر نکال
لیا۔ شاربو نے ناگ سے کہا:
"تم مجھے میرے گھر ایتھنز چھوڑ آئے تو اکلید وہاں
بھی میری تلاش میں پہنچ جائے گا۔ تم نے مجھے رہا
کرا کے غلطی کی ہے میرے بھائی ناگ۔ میں ایک
بدنصیب عورت ہوں۔ مجھے میرے حال پر ہی رہنے
دیتے تو اچھا تھا۔"
ناگ بولا: "میں تمہیں تمہارے گھر ایتھنز چھوڑ کر اکلید
کی خبر لینے جاؤں گا اور اسے ایسا سبق سکھاؤں گا
کہ پھر وہ ساری زندگی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی
نہیں دیکھے گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس کے پاس یہ
طلسم کہاں سے آیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے؟"
شاربو کہنے لگی:
"اکلید کے پاس طلسم اور جادو کی طاقت ایک
سانپ نے اسے دی ہے جس کو اکلید نے اپنی
حویلی کے تہہ خانے میں چونے کے برتن میں قید
کر رکھا ہے۔ سانپ کا تعلق ایک بہت بڑے
جادوگر کے خاندان سے ہے جس چونے کے برتن
میں اکلید نے اس سانپ کو قید کر رکھا ہے اس

کے اوپر پانی کی تھیلی رکھی ہوئی ہے۔ اگر سانپ
وہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا تو پانی
کی تھیلی میں سے پانی چونے کے برتن میں گر پڑے
گا اور چونا اُبلنے لگے گا اور سانپ جل بھن کر
ختم ہو جائے گا۔"
ناگ نے پوچھا:
"جس سانپ نے اکلید کو جادو بتایا ہے کیا وہ
خود جادو کی مدد سے قید سے باہر نہیں نکل سکتا؟"
شاربو نے کہا:
"اس سانپ کے پاس صرف ایک ہی طلسم ہے اور
وہ یہ ہے کہ وہ سنہری پن کی مدد سے انسان کو
پتھر کر سکتا ہے۔ یہی پن اکلید نے میرے کان کے
چھو کر مجھے پتھر کر کے آدھا زمین میں دفن کر رکھا تھا۔"
ناگ نے وہ پن اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اس نے کہا:
"شاربو! میں اکلید کے طلسم کو ختم کر کے اس سانپ
کو بھی آزاد کرا دوں گا اور اکلید سے تمہارے ظلم
کا ایسا بدلہ لوں گا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔
آؤ اب میں تمہیں واپس ایتھنز شہر کی طرف لیے چلتا
ہوں۔ بارش تھم گئی ہے۔"

شاربو برآمدے میں آگئی اور تازہ ہوا میں سانس لیتے
ہوئے بولی:
"ایتھنز یہاں سے بہت دور ہے۔ ہمارے پاس کوئی
سواری بھی نہیں ہے۔ تم مجھے وہاں تک کیسے لے
جاؤ گے؟"
ناگ نے کہا:
"کارواں سرائے میں چلتے ہیں۔ وہاں ضرور کوئی قافلہ
مل جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"
ناگ نے شاربو کو ساتھ لیا اور وادی سے نکل کر شہر
کے دوسرے کنارے ایک کارواں سرائے میں آ گیا۔ یہاں
ایک قافلہ چلنے والا ہی تھا۔ یہ قافلہ بارش کے تھمنے کا انتظار
کر رہا تھا۔
شاربو نے کہا:
"اس قافلے میں کئی عورتیں بھی سفر کر رہی ہیں۔ میں
ان کے ساتھ مل کر ایتھنز پہنچ جاؤں گی۔ بہتر
ہے کہ تم مجھے قافلے والوں کے ساتھ چھوڑ کر
خود سپارٹا اکلید کی جا کر خبر لو، کیونکہ اگر سفر میں
تمہیں دیر لگ گئی تو اکلید ضرور میری تلاش میں
نکل کھڑا ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس جادو کی

دوسری پن بھی ہو اور وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی
کوشش کرے۔ اس لیے تم ابھی سے جا کر اس کو
اپنے قابو میں کر لو۔ مجھے تمہارا فکر لگا رہے گا۔"
ناگ کو شاربو کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے شاربو کو
قافلے میں ایتھنز تک سفر کرنے والی عورتوں کے حوالے کیا اور
شاربو سے اکلید کی حویلی کا پتہ پوچھ کر واپس سپارٹا شہر کی
طرف چل پڑا۔
سپارٹا شہر وہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ سپارٹا میں
داخل ہوتے ہی ناگ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ چونکہ ہوا
زیادہ تیز نہیں چل رہی تھی۔ اس لیے اسے عنبر تھیوسانگ اور
ماریا کی خوشبو آنے لگی تھی۔ دوسری طرف سپارٹا کی سرائے میں
اترے ہوئے عنبر تھیوسانگ اور ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو آئی
تو وہ بے چین ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔
ماریا نے کہا:
"یہ ناگ کی خوشبو ہے۔ وہ سپارٹا شہر میں داخل ہو
چکا ہے۔ میں اس کا پتہ کرتی ہوں۔ تم لوگ اسی
جگہ بیٹھو۔"
عنبر اور تھیوسانگ نے ماریا کو تاکید کی کہ وہ ناگ کو
لے کر سیدھی سرائے میں آ جائے۔ ماریا نے فضا میں اڑان

بھری اور اڑتی ہوئی جدھر سے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی
ادھر کو چلی۔ ناگ بھی عنبر تھیوسانگ اور ماریا کی خوشبو لیتا
اسی طرف چلا آ رہا تھا۔ بارش رُک گئی تھی۔ دن کی روشنی
میں ماریا نے اوپر سے ناگ کو دیکھا کہ شہر کی ایک سڑک پر چلا
آ رہا ہے۔ ماریا تیزی سے نیچے اتر کر اس کے پاس آگئی۔
ناگ کو ماریا کی خوشبو آئی تو وہ بولا:
"ماریا! یہ تم ہو کیا؟"
ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ہاں ناگ! میں ہوں۔ ماریا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری
صورت نظر آئی۔ کیٹی کہاں ہے؟ مجھے اس کی خوشبو
نہیں آ رہی۔"
ناگ بولا: "یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ تھیوسانگ اور
عنبر کہاں ہیں؟ مجھے ان کی خوشبو آ رہی ہے۔"
ماریا نے کہا: "عنبر اور تھیوسانگ بھی کارواں سرائے میں
موجود ہیں آؤ۔ ان کے پاس چلتے ہیں۔"
اور ماریا ناگ کو لے کر کارواں سرائے کی طرف چلنے لگی۔

کیٹی سانپ کے سامنے

عنبر تھیوسانگ نے ناگ کو دیکھا تو آپس میں گلے ملے۔
سب کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیٹی کے بارے میں دریافت کیا
تو ناگ نے انہیں ساری کہانی بیان کر دی۔ بعد کی کہانی عنبر
ماریا نے بیان کر دی اور کہا:
"کچھ معلوم نہیں کہ جادوگر گمباش کیٹی کو لے کر
کہاں چلا گیا ہے۔ اس وقت کیٹی چھوٹے سائز
کی تھی اور اس کا چہرہ حبشی عورت وشاکھا کا
تھا اور باقی کا دھڑ گورا کیٹی کا تھا۔"
ناگ کہنے لگا:
"اس کا مطلب ہے کہ اب ہم سب کو کیٹی کی تلاش
میں نکلنا چاہیے۔"
ماریا نے کہا:
"میں نے اس جہاز کی ساری تلاشی لے لی تھی جو
ملک افریقہ کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں مجھے گمباش

کہیں نظر نہیں آیا تھا۔"

تھیوسانگ سر کو کھجاتے ہوئے بولا:

"مجھے یقین ہے کہ گمباش کیٹی کو لے کر ملک افریقہ کی طرف ہی گیا ہے۔ ہمیں افریقہ کی طرف چلنا چاہیے۔"

ماریا اور عنبر نے بھی تھیوسانگ کی تجویز کی تائید کی۔

ناگ نے کہا:

"کیٹی کی تلاش پر نکلنے سے پہلے مجھے ایک نیکی کا کام کرنا ہے اس سپارٹا شہر میں۔"

اور پھر ناگ نے اپنے دوستوں کو زمین میں آدھی دفن عورت شادیو کا سارا واقعہ سنا دیا۔ عنبر بولا:

"اگر اکلید کے پاس کوئی سانپ قید ہے تو یہ کام تم آسانی سے سر انجام دے سکتے ہو۔"

ماریا نے کہا:

"مگر خطرہ ہے کہ کہیں ناگ کسی جادو میں نہ پھنس جائے۔"

عنبر ہنس کر بولا:

"ناگ اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ کسی کے طلسم میں آجائے اور پھر سانپ اس کی مدد بھی کرے گا۔ کیوں ناگ؟ اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

ناگ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:

"نہیں عنبر بھیا! تمہارے جانے کی ضرورت نہیں ہے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں ناگ کے ساتھ جاؤں گی کیونکہ مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا اس لیے میں ناگ کی مدد کر سکوں گی۔"

ناگ اور ماریا نے عنبر تھیوسانگ کو اسی کارواں سرائے میں بیٹھے رہنے کی تاکید کی اور اکلید کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اکلید کی حویلی کا پتہ ناگ کو شادیو نے بتا دیا تھا۔ وہ سیدھا حویلی کے پاس جا پہنچا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ یہ کافی پرانی قسم کی حویلی تھی۔ ساری کی ساری پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ باہر سے بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔ باہر گیٹ پر صرف ایک ہی حبشی غلام نیزہ اٹھائے پہرہ دے رہا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"کیا خیال ہے میں اندر جا کر معلوم کروں کہ کیا ہو رہا ہے؟"

ناگ نے کہا: "نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں خود اندر جاتا ہوں۔ تم میرے ساتھ رہنا۔ میں سانپ کی شکل میں اندر جاؤں گا ہمیں سب سے پہلے

تہہ خانے میں قید سانپ کو وہاں سے آزاد
کرانا ہوگا۔ میں جا رہا ہوں"۔
اتنا کہہ کر ناگ نے ایک چھوٹی سی سیاہ چڑیا کی شکل
بدلی اور اڑتا ہوا حویلی کے گیٹ میں سے اندر داخل ہوگیا۔
ماریا اس کے ساتھ ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔ حویلی کے اندر
ایک چھوٹا سا باغ تھا جو ویران پڑا تھا۔ سامنے حویلی
کا دوسرا دروازہ تھا۔ ناگ اور ماریا اس میں داخل ہو کر
حویلی کے اندر آ گئے۔ یہاں ایک کمرے میں ناگ نے اکی
کو دیکھا کہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور پراسرار
انداز میں باتیں کر رہا تھا۔ ماریا ناگ کے ساتھ ساتھ تھی
ناگ چڑیا کی شکل میں کمرے کے اندر جانے کی بجائے پھر
سے اڑتا ہوا حویلی کی نچلی منزل میں آ گیا۔ ایک غلام
نے چڑیا کو اڑتے ہوئے دیکھا تو کچھ حیران ہوا کہ یہ
کہاں سے آ گئی۔ مگر پھر اپنے کام پر آگے چل دیا۔ ناگ
کو تہہ خانے میں جانے والا زینہ نظر آ گیا۔ ماریا نے
ناگ سے کہا:
"یہی راستہ تہہ خانے کو جاتا ہوگا۔ میں تمہارے
آگے آگے جاتی ہوں"۔
ناگ اور ماریا نیچے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے

ں ایک طرف کونے میں انہیں ایک مٹکا نظر آیا جس
کے اوپر پانی سے بھری ہوئی ٹھیلی اس طرح سے رکھی
تی کہ اگر اسے ذرا سا بھی ہلایا جاتا تو ٹھیلی کا پانی
سارے کا سارا مٹکے میں گر جاتا۔ ماریا نے مٹکے میں جھانک
کر دیکھا اور ناگ سے کہا:
"مٹکے میں سفید چونا بھرا ہوا ہے اور ایک سبز سانپ
کنڈلی مارے بیٹھا ہے ناگ"۔
ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ مٹکے میں
بیٹھے ہوئے سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھی تو سانپ
کی آواز میں کہا:
"کیا عظیم ناگ دیوتا میری مدد کو آیا ہے؟"
ناگ نے کہا:
"ہاں میں ناگ دیوتا ہوں اور تمہاری مدد ہی کو
آیا ہوں مجھے ساری کہانی معلوم ہو چکی ہے۔
سونے کا طلسمی پن میری جیب میں ہے۔ میں نے
شارلو کو آزاد کرا دیا ہے۔ اب میں تمہیں اس طلسم
سے آزاد کرانے آیا ہوں"۔
مٹکے کے سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! میں بڑی نازک جگہ پر ہوں اگر میرے

اوپر رکھی ہوئی تھیلی ذرا سی مل گئی تو پانی مٹکے میں
آجائے گا۔ پانی کے گرنے سے چونا گرم ہو کر کھولنے
لگے گا اور میں زندہ نہ بچ سکوں گا۔"
ناگ نے کہا:
"میں اکیلا ہی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ ماریا بھی ہے
ماریا اس تھیلی کو غائب کر دے گی۔ تم باہر آنے
کے لیے تیار ہو جاؤ۔"
ناگ نے ماریا سے کہا:
"ماریا! کیا تم اس تھیلی کو اس طرح اٹھا کر غائب
کر سکتی ہو کہ تھیلی ذرا سی بھی نہ ہلنے پائے؟"
ماریا نے کہا:
"کیوں نہیں۔"
اتنا کہہ کر ماریا آہستہ سے آگے بڑھی اور اس نے تھیلی
پر اپنی نظر نہ آنے والی انگلی رکھ دی۔ پھر اسے نیچے سے
اوپر اٹھا لیا۔ تھیلی اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی
لیکن اس کے ہٹنے سے اکلید کو پتہ چل گیا کہ تہہ خانے میں
کوئی دشمن پہنچ گیا ہے۔ وہ اپنے دوستوں کے پاس سے
تیزی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا تہہ خانے
تک ناگ نے سانپ کو مٹکے سے نکال لیا تھا۔ سانپ کو
یہاں آگیا۔ اس وقت

ریا نے اٹھا لیا تھا اور وہ غائب ہو گیا تھا اور ناگ
نے سنہری پن ماریا کو دے دی تھی اور ہدایت کر دی
تی کر اکلید وہاں آئے تو وہ یہ پن اس کے کان کے
پیچھے چبھو دے۔ خود ناگ چڑیا کی شکل بدل کر تہہ خانے
کے کونے میں اندھیرے میں چھپ گیا تھا۔
اکلید تہہ خانے میں دوڑتا ہوا گھبرایا ہوا آیا۔ جب دیکھا
کہ مٹکے میں سانپ نہیں ہے تو پریشان ہو کر باہر کو جانے
ہی لگا تھا کہ ماریا نے اس کے کان کے پیچھے طلسمی سنہری
پن زور سے گاڑ دی۔ اکلید وہیں پتھر کا بن گیا۔ ناگ انسانی
شکل میں آکر اس کے پاس آ گیا۔ اکلید کو انگلی لگا کر دیکھا
اس کا جسم پتھر بن چکا تھا۔
ناگ نے ماریا سے کہا:
"ظلم کرنے والے کا انجام یہی ہونا چاہیے۔ اب یہ
شخص باقی زندگی پتھر کا بت بن کر اس تہہ خانے
میں گذارے گا۔ آؤ ماریا۔ چلتے ہیں۔"
ماریا نے جاتے جاتے پتھر کے اکلید کو دھکا دے کر
را دیا۔ اکلید فرش پر گر گیا اور ویسے ہی پڑا رہا۔ ناگ
ور ماریا مٹکے کے سانپ کو لے کر حویلی سے باہر آگئے۔
کاروان سرائے میں پہنچ کر ناگ نے مٹکے کے سانپ کا

تھیوسانگ اور عنبر سے تعارف کرایا۔ ناگ نے سانپ سے
پوچھا کہ وہ کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟
مٹکے کا سانپ بولا:
"عظیم ناگ دیوتا! میرا تعلق افریقہ کے قدیم جادوگر
سپیروں کے ایک خاندان سے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
واپس ملک افریقہ میں ہی چلا جاؤں۔"
ناگ نے کہا:
"اتفاق کی بات ہے کہ ہم بھی ملک افریقہ کی طرف
ہی جا رہے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ ہی سفر کرنا۔ ہم
تمہیں افریقہ کے ساحل پر پہنچ کر خدا حافظ کہہ دیں گے۔"
سانپ بولا: "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں عظیم ناگ
دیوتا کے ساتھ سفر کروں گا۔"
عنبر نے سانپ ہی کی زبان میں مٹکے کے سانپ سے سوال
کیا: "کیا تمہارے پاس کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ تم
ہوا میں اڑ کر افریقہ پہنچ جاؤ۔"
سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی عنبر! میرے پاس صرف ایک
ہی طلسم تھا اور وہ میری سنہری پن تھی جو کسی
جاندار کو پتھر بنا سکتی ہے۔ اور وہ سنہری پن

اب حویلی میں اکلید کے جسم میں لگی ہوئی ہے۔"
ماریا نے سوال کیا:
"کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی طلسم نہیں؟"
"بالکل نہیں۔" سانپ نے آہستہ سے کہا۔
تھیوسانگ سر کھجا رہا تھا۔ کہنے لگا:
"اچھی بات ہے کہ اس کے پاس اور کوئی طلسم
نہیں ہے۔ ہم طلسم سے آزاد ہو کر سفر کریں گے۔"
اسی روز یہ سارے دوست سپارٹا سے روانہ ہو کر ایتھنز
کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک جہاز ہفتے کے
بعد افریقہ کے ملک کی طرف جانے والا تھا۔ ان کے پاس
اب سونے چاندی کا ایک بھی سکہ نہیں رہا تھا۔ انہیں
جہاز کے کرائے کی بھی ضرورت تھی۔
ناگ نے سانپ سے کہا:
"کیا تمہیں اس شہر کے نیچے دفن کسی ایسے خزانے
کا علم ہے جہاں سے تم ایک آدھ ہیرا لے
آؤ کہ جس کو فروخت کر کے ہم سونے کے سکے
حاصل کر سکیں؟"
مٹکے کے سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! اس بندرگاہ کے قریب ہی ایک

پرانی بارہ دری ہے۔ اس کے نیچے ایک قدیم خزانہ
دفن ہے۔ اس خزانے کی حفاظت ایک سرخ سانپ
کر رہا ہے۔ آپ اسے حکم دیں۔ وہ آپ کی
خدمت میں جو آپ کہیں گے حاضر کر دے گا۔"
ناگ نے سرخ سانپ کا تصور کر کے اسے حکم
دیا کہ جس خزانے کی تم حفاظت کر رہے ہو اس
کا کوئی ہیرا موتی لے کر ہمارے پاس پہنچو۔ تھوڑی
ہی دیر بعد ایک سرخ سانپ وہاں حاضر ہو گیا جس کے
منہ میں ایک آلوچے جتنا سفید موتی تھا۔ سرخ سانپ نے
عظیم ناگ دیوتا کے حضور موتی پیش کرتے ہوئے ادب سے
سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ میرے خزانے کا سب سے قیمتی
موتی ہے میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرنے
کا فخر حاصل کرتا ہوں۔"

ناگ نے موتی عنبر کے حوالے کیا اور سرخ سانپ کا شکریہ
ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا۔

سانپ چلا گیا تو ناگ نے عنبر سے کہا:
"عنبر! اب تم اسے شہر میں لے جا کر بیچ آؤ کیونکہ یہ
کام اکثر تم ہی کیا کرتے ہو۔"

عنبر مسکرایا اور بولا:
"ویسے تھیوسانگ بھی ہیرے موتیوں کا بڑا ماہر ہے۔
اسے کیوں نہ بھیج دیں؟"

ماریا بولی: "ہاں میرا خیال ہے کہ یہ کام اس بار تھیوسانگ
بھائی کو ہی کرنا چاہیے کیوں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ بولا: "مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر میری
ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ میں اکیلا ہی
یہ موتی لے کر جاؤں گا۔ ماریا یا عنبر میرے ساتھ
نہیں جائیں گے۔"

ماریا عنبر اور ناگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

ماریا نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی نہیں جائے گا
لیکن اب جلدی سے جاؤ۔ کیونکہ پھر شام ہو گئی تو بازار
میں دکانیں بند ہو جائیں گی۔"

تھیوسانگ نے موتی جیب میں رکھا اور سپارٹا شہر کی طرف
چلا۔ جوہریوں کے بازار میں بڑی رونق تھی۔ تھیوسانگ ایک
دکان میں داخل ہو گیا۔ جوہری دکاندار نے تھیوسانگ کی طرف
کوئی خاص توجہ نہ دی۔ وہ ایک خوبصورت کپڑوں والی بیگم
صاحبہ کو جواہرات کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ تھیوسانگ اک

طرف ہٹ کر خاموش کھڑا ہوگیا۔ جوہری کو اچھا نہ لگا کہ ایک
گاہک قریب ہی کھڑا ہے۔ اس نے تھیوسانگ سے پوچھا:
"تم کس لیے آئے ہو بھائی؟"
تھیوسانگ نے جیب سے موتی نکال کر جوہری کے آگے رکھ
دیا اور کہا:
"میں یہ موتی فروخت کرنا چاہتا ہوں۔"
جوہری نے موتی دیکھا تو اس کی تجربہ کار آنکھ فوراً پہچان گئی
کہ یہ بے حد قیمتی اور چار سو سال پرانے مصری شاہی خاندان
کے خزانے کا موتی ہے۔ وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ آدمی کہیں
سے چرا کر لایا ہے مگر وہ تو اسے تھوڑے بہت پیسے دے
کر اسے خرید لینا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:
"میں اس کے تمہیں سونے کے دس سکے دے سکتا ہوں۔"
تھیوسانگ کو اتنا معلوم تھا کہ یہ پرانے شاہی خاندان کا موتی
ہے۔ اس کے منہ سے نکل ہی گیا کہ یہ تو شاہی خاندان کا موتی
ہے تم اس کے اتنے تھوڑے پیسے کیوں دے رہے ہو؟
بیگم جو قریب کھڑی تھی چونکی اور موتی کو ہاتھ میں لے کر
غور سے دیکھنے لگی۔ اس بیگم کو جواہرات کا بڑا شوق تھا
اور اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے تھا مگر اب سپارٹا میں
شاہی خاندان کی حکومت نہیں رہی تھی اور لوگوں کی نمائندہ

ٹ حکومت کرتی تھی۔ مگر شاہی خاندان کے لوگ سپارٹا شہر
ے باہر ایک قدیم محل میں رہتے تھے۔ یہ بیگم بھی اسی قدیم
ل سے آئی تھی۔
جوہری نے تھیوسانگ سے کہا:
"یہ موتی تو ضرور شاہی خاندان کا ہے مگر تمہارے
پاس کہاں سے آگیا پھر؟ تمہارا تعلق تو شاہی خاندان
سے نہیں ہے۔ ضرور تم نے کہیں سے چوری کیا
ہے یہ موتی؟"
تھیوسانگ کو غصہ آگیا۔ اس نے موتی اٹھا کر جیب
میں رکھ لیا اور بولا:
"میں تمہیں اس الزام لگانے کا مزہ چکھا سکتا ہوں
مگر میں کوئی گڑبڑ کرنا نہیں چاہتا۔"
تھیوسانگ جانے لگا تو بیگم نے اسے روک کر کہا:
"یہ موتی میں خرید لوں گی۔ تم کتنی رقم چاہتے ہو
اس کے عوض؟ کیونکہ میں نے اسے پہچان لیا ہے
یہ واقعی شاہی خزانے کا قیمتی موتی ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"آپ کیا دیں گی اس کا؟"
بیگم مسکرائی اور بولی:

"میرے ساتھ میرے پرانے محل میں چلو میں تمہیں
اس کے عوض سونے کے ایک ہزار سکے دے
سکتی ہوں۔"

تھیوسانگ بڑا خوش ہوا۔ بولا:

"آپ اسے کیوں خریدنا چاہتی ہیں؟"

جوہری نے کہا:

"اس لیے کہ بیگم صاحب کا تعلق بھی شاہی خاندان
سے ہے۔ یہ ہی اس موتی کی قدر پہچانتی ہیں۔ جاؤ
ان کے پاس بیچ دو۔ اتنی رقم تمہیں بازار میں
اور کہیں نہیں ملے گی۔"

تھیوسانگ نے بیگم سے کہا:

"میں تیار ہوں۔"

بیگم نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور دکان سے باہر
آ گئی۔ باہر چار غلام ایک ڈولی لیے کھڑے تھے۔ تھیوسانگ
بیگم کے ساتھ ڈولی میں بیٹھ گیا اور ڈولی سپارٹا شہر کے قدیم
شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔

تھیوسانگ کو لے کر بیگم شاہی محل میں آ گئی۔ تھیوسانگ
نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا ہی پرانا محل تھا۔ اور اس کی حالت
خستہ ہو رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس محل میں

لوگ رہتے ہیں ان کے پاس اتنے پیسے اب نہیں ہے
کہ وہ محل کی مرمت کرا سکیں۔ محل میں نوکر بھی ایک دو ہی
نظر آ رہے تھے۔ ایک کنیز طشت میں کچھ پھل لے کر
سامنے سے گذر گئی۔

بیگم نے اسے روک کر کہا:

"طلام! ہمارے مہمان کی خاطر کرو۔"

پھر بیگم نے تھیوسانگ کو ایک مہمان خانے میں بیٹھنے
کے لیے کہا اور بولی:

"میں ابھی تمہارے لیے سونے کے سکے لے کر آتی ہوں
تم مہمان خانے میں تھوڑی دیر انتظار کرو۔"

موتی ابھی تک تھیوسانگ کے پاس ہی تھا۔ وہ کمرے میں
بیٹھ گیا۔ یہاں پرانے صوفے پڑے تھے جن کا مخمل جگہ جگہ
سے میلا کچیلا ہو گیا تھا۔ اس پر جو کبھی سونے کا تارا لگا
ہوا ہوتا تھا وہ اکھاڑ کر بیچ دیا گیا تھا شاید۔ کنیز طلام نے
تھیوسانگ کے آگے پھلوں کا طشت رکھ دیا اور کہا:

"آپ شوق کریں۔ میں آپ کے لیے شربت لاتی ہوں۔"

تھیوسانگ ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ اتنے میں
بیگم بھی وہاں پر آ گئی۔ ایک حبشی نوکر نے سونے کے
سکوں سے بھری ہوئی تھیلی اٹھا رکھی تھی۔ بیگم نے مسکراتے

ہوئے تھیوسانگ سے کہا :

"تمہارے سکّے میں لے آئی ہوں۔"

حبشی نوکر نے تھیلی کھول کر طشت میں سونے کے سکّے اُلٹ دیئے۔ تھیوسانگ نے دیکھا۔ یہ اصلی سونے کے سکّے تھے۔ اس نے گنے پورے دو ہزار تھے۔ تھیوسانگ نے جیب سے موتی نکال کر بیگم کے حوالے کر دیا اور سکّے تھیلی میں ڈال کر اٹھنے لگا تو بیگم نے کہا :

"کیا تم میری میزبانی قبول نہیں کرو گے ؟ اگرچہ اب ہمارا شاہی دربار نہیں رہا۔ وہ شان و شوکت نہیں رہی لیکن ہمارے شاہی ادب آداب اسی طرح برقرار ہیں۔ ہمارے شاہی محل میں آیا ہوا مہمان ہماری طرف سے قہوے کی دعوت ضرور قبول کرتا ہے۔"

اور کنیز غلام طشت میں قہوے کی دو پیالیاں لے کر آ گئی۔ گرم گرم قہوے میں سے بھاپ اور خوشبو اٹھ رہی تھی۔ تھیوسانگ تکلف میں آکر وہیں بیٹھ گیا۔ بیگم نے ایک پیالی تھیوسانگ کو دی اور دوسری خود اٹھا کر آہستہ آہستہ قہوہ پینے لگی۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے شاہی خاندان کی تعریف میں باتیں بھی کرتی جا رہی تھی۔ اس نے تھیوسانگ سے بالکل نہ پوچھا کہ وہ موتی کہاں سے لایا ہے۔ تھیوسانگ نے

چکھا۔ قہوہ بڑا خوشبودار تھا۔ بیگم نے تھیوسانگ سے
ضرور پوچھا کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے۔
تھیوسانگ نے کہا :
"میں ایک سیاح ہوں۔ ہیرے جواہرات کا بھی کام
کرتا ہوں یہ موتی ہمارے خاندان میں پرانے زمانے سے
چلا آ رہا تھا۔ اب مجھے پیسوں کی ضرورت تھی اس
لیے اسے فروخت کرنے چلا آیا۔"
بیگم اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ تھیوسانگ
نے محسوس کیا کہ بیگم واقعی شاہی خاندان کی عورت لگتی
تھی۔ وہ بہت خوبصورت اور باوقار تھی۔ تھیوسانگ نے
قہوہ ختم کر کے پیالی میز پر رکھ دی اور بولا :
"اچھا اب مجھے اجازت دیں۔ آپ کی میزبانی کا شکریہ"
بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا :
"تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ تم نے اپنا نام
نہیں بتایا دوست ؟"
تھیوسانگ نے سکّوں کی تھیلی بغل میں دباتے ہوئے کہا :
"میرا نام تھیوسانگ ہے۔"
بیگم نے کہا :
"ہمارے محل کے دروازے تم پر ہمیشہ کے لیے کھلے

ہیں جب جی چاہے ہمیں ملنے چلے آنا۔"

"شکریہ بیگم صاحبہ۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ وہ جیسے پتھر کی طرح بے حس ہو کر دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ قہوے میں ملا ہوا محلول اپنا اثر کر چکا تھا۔ بلکہ بیگم کو حیرانی تھی کہ اس دوائی نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔ تھیوسانگ کو تو بہت پہلے بے ہوش ہو جانا چاہیے تھا۔ بیگم نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر غلام کو اشارہ کیا۔ غلام نے سونے کے سکوں کی تھیلی تھیوسانگ کی جیب سے نکال کر کنیز کو دے دی اور بے ہوش تھیوسانگ کو کاندھے پر ڈال کر ایک تنگ تاریک سیڑھیاں اترنے لگا۔ بیگم کو معلوم تھا کہ وہ اسے کہاں لے جائے گا۔ بیگم قیمتی موتی لے کر محل کے ایک کونے والے گول کمرے میں آ گئی جس کی محرابی کھڑکی پر عشق پیچاں کی بیل نے سایہ ڈال رکھا تھا اور پراسرار کمرے میں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں ایک لمبی ڈاڑھی اور تیکھی شیطانی آنکھوں والا ایک بوڑھا پتھر کی گول میز کے گرد بیٹھا سامنے رکھے ایک پیالے پر جھکا ہوا تھا۔ اس پیالے کے پانی میں ایک باغ کا عکس ابھرا ہوا

بیگم اندر داخل ہو کر بڑے ادب سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

شیطانی آنکھوں والے بوڑھے نے پیالے کے پانی کی طرف دیکھتے ہوئے بیگم سے پوچھا:

"کیا تمہیں وہ موتی مل گیا جس کی ہمیں تلاش تھی؟"

بیگم نے موتی میز پر بوڑھے کے سامنے رکھ دیا۔ بوڑھے نے سفید موتی کو اپنی لمبی لمبی زرد انگلیوں میں پکڑ کر اپنی چھوٹی بھینچی ہوئی آنکھوں کے سامنے گھما پھرا کر دیکھا۔ اس کا چہرہ مسکرا رہا تھا۔ وہ بولا:

"بیگم! وہ آدمی کہاں ہے جو یہ موتی چرا کر لایا تھا؟"

بیگم نے کہا:

"وہ محل کے خفیہ تہہ خانے میں بے ہوش پڑا ہے۔"

بوڑھا بولا: "دیکھو! پانی میں آج سے دو ہزار سال پہلے کے ملک مصر کے شاہی باغ کا نقشہ ابھر آیا ہے۔ یہی وہ باغ ہے جہاں اگر ہم اس موتی کو چرا کر لانے والے کو دھکیل دیں گے تو نہ صرف یہ کہ خزانے کا سرخ سانپ ہمیں اپنے آپ قدیم مصر کا سارا خزانہ یہاں محل میں پہنچا دے گا بلکہ اس پیالے کے پانی میں آپ

جائے گا۔ اور جو بھی اسے پی لے گا وہ پھر کبھی
نہ مر سکے گا۔"

بیگم بڑی خوش تھی۔ کہنے لگی:

"عظیم سامری! جو آدمی یہ شاہی موتی چوری کر کے
لایا تھا اس کا نام تھیوسانگ ہے۔ وہ تو پورے
قد کا نوجوان ہے۔ اس کو ہم اس پیالے میں کیسے
گرا کر آج سے دو ہزار برس پہلے کے مصری باغ
میں پہنچائیں گے؟"

سامری کے چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس
نے بیگم کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم اس نوجوان تھیوسانگ کو فوراً یہاں منگواؤ
میں تمہیں بتاؤں گا کہ اسے اس پیالے میں کس طرح
ڈالا جائے گا۔ جلدی اسے یہاں لاؤ۔"

بیگم کمرے سے باہر آئی۔ غلام کو بلا کر حکم دیا کہ وہ
فوراً تھیوسانگ کو اوپر لے آئے۔ اس وقت پراسرار گول
کمرے میں شیطانی سامری کی آنکھیں پیالے کے پانی پر
جمی ہوئی تھی جہاں دو ہزار سال پرانے ایک شاہی باغ
کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ بیگم اس کے قریب ہی
بیٹھ گئی۔ اتنے میں غلام بے ہوش تھیوسانگ کو اوپر

آیا۔ بیگم نے غلام کو باہر جانے کا حکم دیا۔ غلام کے جاتے
ہی سامری نے دروازہ بند کروا دیا اور موم بتی جلا کر منتر
پڑھنے شروع کر دیئے۔

منتر پڑھتے ہوئے وہ تھیوسانگ پر پھونکیں بھی مارتا
جاتا تھا۔ پھر اس نے موم بتی کو اٹھایا اور اس کی
جلتی ہوئی، پگھلتی موم تھیوسانگ پر گرا دی۔ پگھلی ہوئی
موم کے گرتے ہی تھیوسانگ کا جسم ایک چھوٹے سی لکڑی
جتنا ہو گیا۔

شیطانی سامری نے تھیوسانگ کو اٹھایا اور پیالے کے
پانی میں ڈال دیا۔ بیگم اور شیطانی سامری دونوں بے چین
نظروں سے پیالے میں دیکھنے لگے۔ تھیوسانگ لکڑی کی
شکل میں پیالے کے پانی میں اترتا چلا گیا۔ پھر وہ دو ہزار
برس پرانے مصری باغ میں پہنچ کر دوبارا پورے جسم کا
تھیوسانگ بن گیا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا اور پرانے
مصری باغ کے گھاس پر پڑا تھا۔ شیطانی سامری نے خوشی
کی ایک چیخ ماری اور کہا:

"بیگم! اب یہ پیالے کا پانی آبِ حیات بن چکا
ہے۔ جو اسے پیئے گا وہ کبھی نہیں مر سکے گا۔"

بیگم نے جوش میں آ کر کچھ ایسی گھبراہٹ میں پیالے

کو پانی پینے کے لیے اٹھایا کہ پیالہ اس کے ہاتھ میں
لڑکھڑایا اور پھر نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ سارا پانی فرش پر
بہتے ہی بھاپ بن کر اڑ گیا۔ شیطانی سامری کو اس قدر
صدمہ ہوا کہ وہ دل پر ہاتھ رکھ کر وہیں بیٹھ گیا اور
پھر دل کی دھڑکن بند ہو جانے سے اسی جگہ مر گیا۔ بیگم
نے گھبرا کر سفید موتی کو میز پر سے اٹھایا کہ کم از کم
اس موتی کو ہی اٹھا کر وہاں سے بھاگ جائے کہ سفید
موتی آگ کا انگارہ بن کر فضا میں بلند ہوا اور پھر
ایک چیخ کی آواز کے ساتھ پراسرار محرابی کھڑکی میں سے
باہر نکل کر فضا میں گم ہو گیا۔ بیگم ششدر رہ گئی۔ اسے
اس قدر صدمہ ہوا کہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

ماریا عنبر اور ناگ دیر تک تھیوسانگ کا انتظار
کرتے رہے۔ مگر جب شام ہو گئی اور تھیوسانگ واپس
نہ آیا تو وہ جوہری بازار کی طرف اس کی تلاش میں نکل کھڑے
ہوئے۔ مگر اس وقت وہ جوہری دکان بند کر کے جا چکا تھا
جس نے تھیوسانگ کو بیگم کے ساتھ جاتے دیکھا تھا۔
دوسرے دن وہ کسی کام سے دکان بند کر کے دوسرے
شہر چلا گیا اور یوں ایک ہفتے تک عنبر ناگ اور
ماریا سپارٹا کے شہر میں تھیوسانگ کو تلاش کرتے رہے

اور انہیں اس کا کہیں کوئی نام و نشان تک نہ ملا۔ شہر
میں سے اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"ہم نے کہا تھا کہ وہ اکیلا نہ جائے مگر تھیوسانگ
نے ضد کی اور اکیلا ہی چلا گیا۔ اب خدا
جانے وہ کہاں گم ہو گیا ہے۔"

ماریا بولی: "کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کسی دکاندار
کو بھی معلوم نہیں کہ اس قسم کے حلیے کا کوئی
آدمی ان کی دکان پر آیا تھا۔"

ناگ بولا: "اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

عنبر نے کہا:

"وہی جو ہم اکثر کرتے رہے ہیں۔ اپنے ساتھی کو
حالات کے حوالے کر کے کیٹی کی تلاش میں چلتے
ہیں۔ وہ مل گئی تو تھیوسانگ کا بھی سراغ لگا لیں گے۔"

ماریا نے کہا:

"اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ جہاز تو کل
افریقہ روانہ ہونے والا ہے۔"

مٹکے والا سانپ بھی ان کے ساتھ تھا مگر وہ اس سلسلے
میں ان کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتا تھا۔ وہ خاموش تھا۔

عنبر نے کہا:

"ہمارے پاس جہاز کا کرایہ بھی نہیں ہے۔"

ماریا بولی: "اس کا میں بندوبست کر لوں گی۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

ماریا یہ کہہ کر سپارٹا شہر کے سرکاری خزانے کی طرف اڑ گئی۔ وہاں ٹکسال میں سونے کے سکے ڈھالے جا رہے تھے۔ ماریا کو جتنے سکے چاہیئے تھے اتنے اس نے وہاں سے اٹھائے اور واپس آ گئی۔ یہ سکے انہوں نے جہاز کے کپتان کے حوالے کیے اور جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان تینوں کے دل تھیوسانگ کے لیے افسردہ تھے۔

ماریا عنبر اور ناگ تو اس سمندری جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کی طرف جا رہے ہیں چونکہ انہیں اس سمندری سفر میں کافی دن لگ جائیں گے اس لیے ہم یہاں سے کیٹی کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس پر سوڈان پہنچ کر کیا گذری۔ یاد رہے کہ تھیوسانگ اس وقت دو ہزار سال پہلے قدیم مصر کے ایک شاہی باغ میں بے ہوش پڑا ہے۔ ہم اسے اسی حالت میں رکھتے ہوئے واپس کیٹی کی طرف دو ماہ پیچھے کی طرف چلتے ہیں۔

گمباش جادوگر نے کیٹی کو جیب میں سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ اس کا جہاز افریقہ کے ساحل پر جا کر لگا تو

وہ وہاں سے سیدھا شہر سوڈان کی طرف روانہ ہو گیا۔ سوڈان پہنچ کر وہ ایک سرائے میں اترا اور سوڈان کے بادشاہ کے دربار میں رسائی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ وہاں اسے ایک آدمی مل گیا جو ایک درباری کا دوست تھا۔

گمباش نے اسے کہا:

"میں بادشاہ کے لیے ایک ایسی انوکھی شے لایا ہوں کہ اس کو دیکھ کر بادشاہ مجھے بہت انعام اکرام دے گا۔ میں اس میں سے تمہیں بھی ایک حصہ دے دوں گا۔ تم اپنے دوست سے کہہ کر مجھے بادشاہ کے دربار میں پہنچا دو۔"

اس آدمی نے دولت کے لالچ میں آ کر گمباش کو اپنے درباری دوست سے ملا دیا۔

درباری نے گمباش سے پوچھا:

"تم بادشاہ کے حضور کیا انوکھی چیز پیش کرنا چاہتے ہو۔ پہلے مجھے دکھاؤ۔"

گمباش اتنا احمق نہیں تھا۔ کہنے لگا:

"وہ ایک ایسی شے ہے کہ میں سوائے بادشاہ کے اور کسی کو ابھی نہیں دکھا سکتا۔ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ بادشاہ نے مجھے جو انعام و اکرام دیا اس کا آدھا حصہ میں تمہیں دوں گا۔"

درباری بھی لالچ میں آگیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ
گمباش کو کل دربار میں ساتھ لے جائے گا۔ دوسرے روز
اس درباری نے گمباش کو ساتھ لیا اور شاہی محل میں آ
گیا۔ گمباش کو ایک کمرے میں ٹھہرایا اور خود بادشاہ سے
جا کر موقع نکال کر بات کر دی۔ بادشاہ نے گمباش کو بلا
لیا۔ گمباش نے جاتے ہی بادشاہ کے حضور تعظیم کی اور
ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

بادشاہ نے کہا:

"تم ہماری خدمت میں کون سی انوکھی شے پیش
کرنا چاہتے ہو؟"

جادوگر گمباش نے جیب سے وشاکھا کیٹی کو نکال کر
بادشاہ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بادشاہ کے پاس اس
وقت بادشاہ کا وزیر بھی موجود تھا۔ انہوں نے جو ایک
انگلی کے برابر ننھی سی ایسی عورت کو دیکھا کہ جس کا
چہرہ سیاہ مگر جسم گورا تھا تو وہ دنگ ہو کر رہ گئے۔
انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ بادشاہ نے آہستہ
سے کیٹی کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ کیٹی کی یادداشت اور
چہرہ چونکہ گمباش کی مردہ بیوی وشاکھا کا تھا اس لیے وہ
گمباش کے حکم پر چل رہی تھی۔ اس نے جھک کر بادشاہ
کو سلام کیا۔ بادشاہ نے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

وشاکھا کیٹی نے کہا:

"حضور انور! میرا نام وشاکھا ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا:

"تم اتنی چھوٹی کیسے ہو گئی ہو اور پھر تمہارا
چہرہ کالا حبشی عورت ایسا اور جسم یونانی
عورتوں کی طرح گورا ہے؟"

وشاکھا کیٹی نے کہا:

"حضور انور! میں ایسے ہی پیدا ہوئی تھی۔"

یہ اس نے اپنے خاوند گمباش کی خاطر جھوٹ بولا
تھا۔ بادشاہ نے گمباش کی طرف دیکھا اور کہا:

"ہمیں تمہارا یہ عجوبہ بہت پسند آیا ہے۔ ہم اسے
خریدنا چاہتے ہیں۔ بولو۔ تمہیں کیا دیں اس
کے عوض؟"

گمباش نے سر جھکا لیا اور کہا:

"حضور! آپ بادشاہ سلامت ہیں۔ جو دیں گے
بس قبول کر لوں گا۔"

بادشاہ نے وزیر سے کہا:

"اس شخص کو دس لاکھ سونے کے سکے اور
خلعت دے کر رخصت کرو۔"

وزیر نے گمباش کی طرف دیکھ کر کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔"

گمباش وزیر کے ساتھ باہر چلا گیا۔ بادشاہ نے ننھی کیٹی
کو ایک سونے کے چھوٹے سے پنجرے میں بند کر دیا۔ ننھی
کیٹی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

وزیر نے گمباش سے پوچھا:

"تم اس چھوٹی سی عورت کو کہاں سے لائے تھے؟"

گمباش بولا: "حضور! یہ ایسے ہی پیدا ہوئی تھی۔"

وزیر نے گمباش کو ایک ستون کے پاس بیٹھنے کا اشارہ
کیا اور کہا:

"تم یہاں بیٹھو۔ میں غلام کو کہتا ہوں وہ تمہارا
انعام لے کر ابھی آتا ہے۔"

گمباش بڑا خوش تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں
درباری نہیں تھا۔ گمباش نے سوچا کہ وہ اکیلا ہی ساری
دولت لے کر یہاں سے رفو چکر ہو جائے گا اور درباری
اور اس کے دوست کو ایک پائی بھی نہیں دے گا۔
کچھ دیر کے بعد گمباش کو اپنے پیچھے کسی کے قدموں
کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے خیال کیا کہ غلام اس
کا انعام و اکرام لے کر آ گیا ہے۔ گمباش نے پلٹ کر
دیکھا تو اسے اپنے پیچھے ایک سیاہ جسم والا ہٹا کٹا

حبشی جلاد دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں چھرا چمک رہا تھا۔
گمباش گھبرا کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ حبشی جلاد کا ہاتھ
اپنی جگہ سے حرکت میں آیا اور چھرے کے ایک ہی وار
نے گمباش کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ سب کچھ وزیر کے
حکم سے کیا گیا تھا۔ غلام نے گمباش کے ٹکڑے اٹھا کر
بوری میں بند کیے اور وہاں سے چلا گیا۔ وزیر اپنے کمرے
کے جھروکے میں کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب
گمباش اس کے راستے سے صاف ہو گیا تو وزیر سیدھا
بادشاہ کے کمرے میں آ گیا اور جھک کر عرض کی کہ آپ
کے حکم کے مطابق گمباش کو اس کا انعام دے دیا
گیا ہے۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ وہ اس وقت سونے کے
پنجرے میں بند کیٹی سے باتیں کر رہا تھا۔ وزیر نے شام
کو دربار کے شاہی نجومی کو اپنے کمرہ خاص میں طلب
کیا اور اس سے کہا:

"بادشاہ سلامت نے ایک عجیب و غریب ننھی سی
عورت کو اپنے محل میں پنجرے میں بند کر کے
رکھ لیا ہے جو میرے حساب سے منحوس بات
ہے۔ تمہارا حساب کیا کہتا ہے۔ کیونکہ میں نہیں
چاہتا کہ شاہی محل میں کوئی ایسی منحوس چیز
داخل ہو جو اس محل پر تباہی لائے۔"

شاہی نجومی نے حساب لگایا اور بولا:

"وزیر اعظم! یہ عورت جو ننھی منی سی دکھائی دیتی ہے اصل میں پورے قد کاٹھ کی عورت ہے مگر اس پر جادو کیا گیا ہے اور بڑے خطرناک طلسم کے ذریعے اسے چھوٹا بنا دیا گیا ہے۔"

وزیر نے پوچھا:

"کیا یہ ہمارے دربار کے لیے منحوس ہے؟"

شاہی نجومی بولا:

"حضور! کوئی بھی جادو کی شے شاہی دربار کے لیے نیک شگون ثابت نہیں ہو سکتی۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس عورت کے اندر کس قسم کا طلسم بھرا گیا ہے کہ اس کی شعاعیں کب نکل کر شاہی محل کو بھسم کر ڈالیں۔"

وزیر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے شاہی نجومی سے کہا:

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا منتر ہے کہ جس کو پھونکنے سے اس عورت کا طلسم ٹوٹ جائے۔"

شاہی نجومی کچھ دیر غور کرنے کے بعد بولا:

"حضور! میرے نجوم کے حساب میں ایک عمل ایسا ہے کہ اس سے کسی بھی شے کو اس کی اصلی حالت میں لایا جا سکتا ہے۔ میں اس عمل

کو پڑھ کر کوشش کرتا ہوں۔"

وزیر نے کہا:

"تم آج رات کو میرے کمرے میں آ جانا۔ میں اس عورت کو یہاں پنجرے سے نکال لاؤں گا۔ کیونکہ اس عورت کی وجہ سے شاہی محل پر تباہی نازل ہو سکتی ہے اس لیے میں شاہی محل کو تباہی سے بچانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔"

شاہی نجومی ادب سے سر جھکا کر چلا گیا۔ رات کو جب بادشاہ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا تو وزیر محل کے اس کمرے میں آیا جہاں سونے کے پنجرے میں کیٹی بیٹھی تھی۔ وزیر نے اسے پنجرے سے نکال کر جیب میں ڈالا اور سیدھا اپنی خواب گاہ میں واپس آ گیا۔ شاہی نجومی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وزیر نے ننھی سی کیٹی کو شاہی نجومی کے سامنے رکھ دیا اور کہا:

"اس پر اپنا عمل کرو۔"

شاہی نجومی پہلے ہی سے تیار تھا اور اپنا عمل تقریباً پورا کر چکا تھا۔ اس نے منتر پڑھ کر کیٹی پر پھونک ماری۔ پھونک کے ساتھ ہی کیٹی کے اندر پہلی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ اس کا سر کیٹی کا بن گیا۔ یعنی وشاکھا کا چہرہ غائب ہو گیا۔ وہ کیٹی بن چکی تھی اگرچہ وہ چھوٹی تھی ابھی۔

کیٹی نے ہوش میں آتے ہی ارد گرد دیکھا اور چلا کر بولی:
"تم لوگ کون ہو؟ میں کہاں ہوں۔ عنبر اور تھیوسانگ کہاں ہیں۔ ناگ کہاں ہے۔ وہ میرے ساتھ تھے؟"
وزیر نے شاہی نجومی کی طرف دیکھا۔ نجومی نے کہا:
"وزیر اعظم! لگتا ہے اس عورت کو گمباش جادوگر اس کے دوستوں سے اغوا کر کے لے آیا تھا اور اس پر جادو کر کے اسے اپنے ساتھ عجوبہ بنا کر رکھے ہوئے تھا۔"
وزیر نے کہا:
"کیا اس کا طلسم ٹوٹ گیا ہے؟"
شاہی نجومی بولا: "ایک طلسم نہیں ٹوٹ سکتا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اسے محل سے دور کسی گھنے جنگل کی گہری گھاٹی میں پھنکوا دیں جہاں سے یہ کبھی باہر نہ نکل سکے۔"
وزیر اعظم نے کہا:
"ٹھیک ہے یوں اس محل پر سے نحوست کے سائے دور ہو جائیں گے۔"
وزیر اعظم نے اسی وقت اپنے خاص غلام کو طلب کیا اور اسے حکم دیا:
"اس ننھی سی عورت کو تھیلی میں بند کر کے لے جاؤ

اور گھنے جنگل کی کسی گہری گھاٹی میں جا کر پھینک دو۔"
کیٹی چلانے لگی۔ شور مچانے لگی۔ مگر اس ننھی سی کیٹی کی کون سنتا تھا۔ غلام نے کیٹی کو اٹھا کر ریشمی تھیلی میں ڈال کر بند کیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر شاہی محل سے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ رات کے اندھیرے میں وہ جنگل کے اندر ایک گہری گھاٹی کے کنارے پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ نیچے گھاٹی دور تک چلی گئی تھی۔ غلام نے تھیلی جیب سے نکالی اور اسے گھاٹی میں پھینک دیا۔
کیٹی تھیلی میں بند تھی۔ تھیلی قلابازیاں کھاتی رات کے اندھیرے میں گہری گھاٹی کے درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکراتی ایک چھوٹی سی پہاڑی ندی کے کنارے گھاس پر جا کر گر پڑی۔ گھاس کافی گھنی اور نرم تھی اس لیے کیٹی کو کوئی چوٹ نہ لگی۔ تھیلی پھٹ گئی۔ کیٹی تھیلی سے باہر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اندھیرے میں تاریک گھاٹی میں ندی کے کنارے کھڑی ہے۔ کیٹی نے اپنے جسم پر نگاہ ڈالی۔ وہ بالکل چھوٹی سی ہو گئی تھی۔ اب اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا۔ اس کا مقصد اب کسی نہ کسی طرح عنبر ناگ تھیوسانگ اور ماریا تک پہنچنا تھا۔ اس نے ندی کے کنارے کنارے اندھیرے میں ہی چلنا شروع کر دیا۔ ساری رات کیٹی جنگل میں چلتی رہی۔ چونکہ وہ بہت چھوٹی تھی اس لیے جنگل سے باہر نکلتے نکلتے اسے کافی دن نکل

آیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ اب اس کے سامنے ایک صحرا ہے جس
پر سورج چمک رہا ہے۔ دور تک ریت کے اونچے نیچے ٹیلے
پھیلے ہوئے تھے۔ اگر آپ نقشے پر ایک نظر ڈالیں تو آپ
کو سوڈان سے مصر تک صحرا اور سنگلاخ زرد پہاڑیوں کا
سلسلہ پھیلا ہوا دکھائی دے گا۔

کیٹی کے سامنے اب مصر کے دریائے نیل تک پھیلا ہوا صحرا
تھا جو سورج کی گرمی میں جل رہا تھا۔ اگرچہ کیٹی چھوٹے سائز کی
تھی مگر اس پر گرمی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے خدا کا نام
لے کر صحرا میں شمال مغرب کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اسے
یقین تھا کہ صحرا کے ختم ہونے پر کوئی نہ کوئی شہر ضرور آئے
گا اور وہاں سے اسے عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کا
سراغ مل سکے گا۔

کیٹی صحرا کی گرم ریت پر دوپہر تک چلتی رہی۔ دوپہر
ڈھل رہی تھی کہ کیٹی نے دیکھا کہ آسمان پر ایک بہت بڑا گدھ
نمودار ہوا اور اس کے اوپر چکر کاٹ رہا ہے اور اسے جھپٹنے کے
لیے نیچے اتر رہا ہے۔ کیٹی پریشان ہو کر ایک طرف کو دوڑی۔
مگر وہ اتنی چھوٹی تھی کہ زیادہ دور نہیں جا سکتی تھی۔ گدھ اس
کے سر کے اوپر آ گیا۔ گدھ کی آنکھ نے کیٹی کو اچھی طرح
سے دیکھ لیا تھا اور پھر اسے اپنا نشانہ بنا کر نیچے کو جھپٹا
اور کیٹی کو اپنے پنجوں میں اٹھا کر آسمان کی طرف لے گیا۔

آسمان پر آتے ہی گدھ نے ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔
کیٹی نے اپنے آپ کو گدھ کے پنجوں میں سمیٹ رکھا
تھا۔ گدھ بڑی تیزی سے فضا میں ایک طرف کو اڑتا جا
رہا تھا۔ کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کہاں
لے جا رہا ہے۔ شاید وہ اسے اپنے کسی گھونسلے پر لے جا کر
ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ کیٹی نے اپنے آپ کو گدھ کے
پنجوں سے چھڑانے کی کوشش شروع کر دی۔ مگر گدھ کے
پنجوں کی گرفت بڑی مضبوط تھی۔ کیٹی نے اپنے آپ کو
تقدیر کے حوالے کر دیا۔ اب وہ اس تاڑ پر تھی کہ جونہی
گدھ کسی گھونسلے پر اترا وہ وہاں سے فرار ہونے کی
کوشش کرے گی۔

گدھ نے دیکھتے دیکھتے اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے صحرا
کو عبور کر لیا اور کیٹی کو دور سے مصر کے قدیم اہرام دکھائی
دینے لگے۔ اس وقت تک مصر میں ابھی صرف دو اہرام
ہی بنے تھے۔ یہ اہرام دو ہزار برس پرانے تھے۔ ان اہراموں
کے پیچھے قدیم فرعونوں کے مصری دارالحکومت تھیبز شہر کی فصیل
اور فرعون کے محلات کے چمکتے مینار نظر آ رہے تھے کیٹی
سمجھ گئی کہ وہ ہزاروں برس پرانے مصر کے ملک میں پہنچ
گئی ہے۔ اس زمانے میں مصر پر ایک ایسا فرعون حکومت
کرتا تھا جو صرف ایک خدا کو مانتا تھا۔

پیارے ساتھیو! یہاں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو عالمی تاریخ
کے بارے میں کچھ ایسی ابتدائی باتیں بتا دوں جو بڑے ہو کر
آپ تاریخ کی کتابوں میں پڑھیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ
اس زمانے میں مصر کے جو بادشاہ ہوتے تھے ان سب کو
فرعون کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان کے اپنے نام
بھی ہوتے تھے مگر ان کو فرعون کے لقب سے ہی پکارا جاتا
تھا۔ قرآن حکیم میں جس فرعون کا ذکر آیا ہے وہ بڑا ظالم،
متکبر اور مشرک فرعون تھا۔ وہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا
کہتا تھا یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے
اس شرک اور ظلم کی سزا ملی۔ کچھ فرعون ایسے بھی گذرے
ہیں جو رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے مگر سورج، بلی،
سانپ یا آگ کی پوجا کرتے تھے اور ان چیزوں کو خدا
مانتے تھے۔ لیکن جس فرعون کا ہم ذکر کرنے والے ہیں اس
کا نام اخناطون تھا۔ فرعونوں کی لڑی میں یہ پہلا فرعون تھا
جس نے بلی، سورج، چاند ستاروں اور آگ کو خدا ماننے
سے انکار کر دیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا وہ ہے جس نے
سورج [illegible] ستاروں اور آگ کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ وہ بتوں
کی بجائے ایک خدا کو مانتا تھا جو ساری کائنات بلکہ کل
کائناتوں کا خالق اور مالک ہے۔ تاریخ میں وہ توحید پرست
فرعون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مصر کے کاہن

اس کے خلاف تھے۔ کاہن وہ لوگ ہوتے تھے جو لوگوں کو
بتوں کی پوجا کرنے اور منتر پڑھ کر عمل کرنے میں لوگوں
کی مدد کرتے تھے۔ یہ لوگ فرعون جتنی سیاسی طاقت کے
مالک ہوتے تھے۔ اخناطون فرعون کے زمانے کے کاہن کا نام
تاریخ میں اُشتار بتایا جاتا ہے۔ یہ کاہن فرعون کے سخت خلاف تھا
مگر چونکہ مصر کی فوج کا سپہ سالار فرعون کے حق میں تھا اس لیے
اکیلا کاہن اُشتار فرعون کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔
مگر وہ فرعون کو ہلاک کرنے کے منصوبے برابر سوچتا رہتا تھا۔
یہی وہ زمانہ تھا کہ کیٹی فرعون کے شہر کی طرف گدھ کے پنجوں
میں جکڑی اڑی چلی جا رہی تھی۔

اچانک ایسا ہوا کہ ہوا کا ایک تیز تھپیڑا ریت کے ٹیلوں
سے سخت گرمی کی وجہ سے بلند ہو کر گدھ سے ٹکرایا۔ گدھ بوکھلا
گیا اور اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا جس کی وجہ سے کیٹی
اس کے پنجوں سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔ کیٹی بلندی سے ریت
کے ایک ٹیلے پر گری اور ریت کے اندر چلی گئی۔ کیٹی نے
جلدی سے ریت میں سوراخ بنا کر باہر دیکھا۔ گدھ ابھی تک
اس کے سر پہ منڈلا رہا تھا۔ کیٹی ریت کے بل میں خاموشی سے
دبکی رہی۔ گدھ کچھ دیر تو وہیں منڈلاتا رہا پھر ناامید ہو کر ایک
سو اڑ گیا۔ جب کیٹی نے آسمان کو خالی پایا تو ریت کے بل
میں سے نکلی اور مصر کے دارالحکومت تھیبز کی طرف آہستہ آہستہ

چلنے لگی۔ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ ریت پر چلتے ہوئے کوئی چھوٹا سا ٹکڑا لگ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کچھ آدمی اونٹوں پر سوار شہر کے دروازے کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ کیٹی ایک جگہ رُک گئی اور سوچنے لگی کہ اگر وہ شہر کے دروازے کی جانب سے داخل ہوتی تو لوگ اسے دیکھ کر اسے پکڑ لیں گے اور ایک عجیب یا منحوس شے سمجھ کر ہلاک کرنے کی کوشش بھی کریں گے۔ اس لیے وہ دوسری طرف چلنے لگی کہ شہر کی دیوار میں اگر کوئی شگاف یا سوراخ رہ گیا ہو تو اس میں سے شہر کے اندر داخل ہو۔ اس نے فضا کو سونگھ کر محسوس کر لیا تھا کہ وہاں عنبر ناگ ماریا یا تھیوسانگ کی خوشبو نہیں ہے۔ کیٹی ایک سوکھی خشک جھاڑی کے قریب سے گزر رہی تھی کہ اچانک زرد رنگ کا ایک سانپ ریت میں سے نکل کر پھن اٹھا کر کیٹی کے سامنے آ گیا اور اس کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ کیٹی وہیں ساکت ہو گئی اور سانپ پر نظریں جما دیں۔

○

پھر کیا ہوا؟ یہ آپ آئندہ قسط ۱۴۸ میں شہزادی کہیں ملاحظہ فرمائیں گے۔
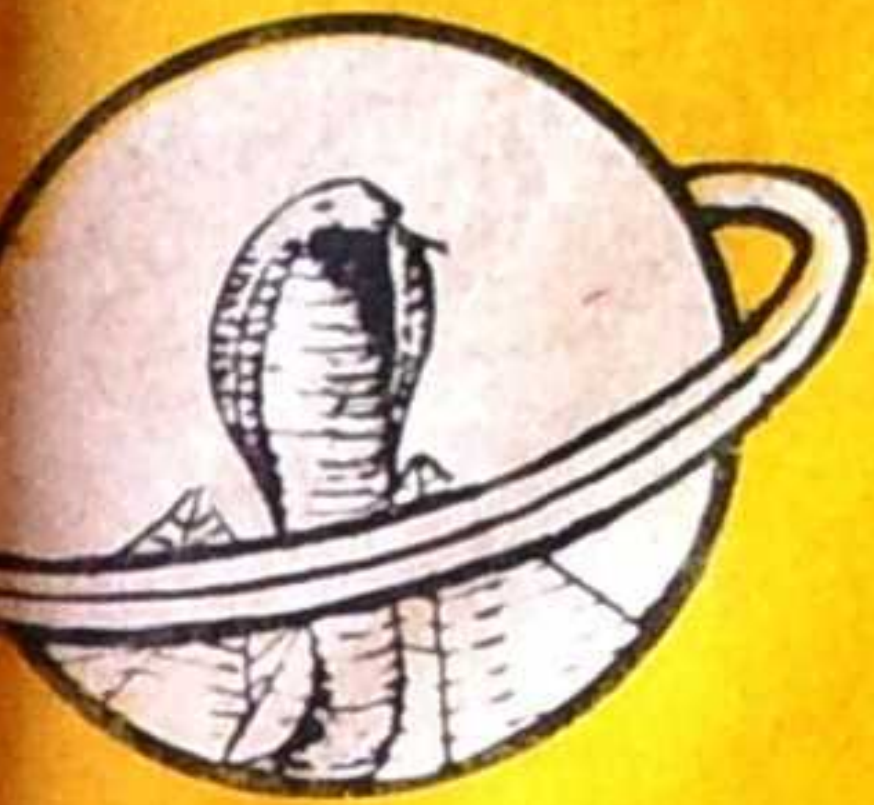
عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرأ
عالم مارکیٹ ۱۰ لاہور-۸

عنبر، ناگ، ماریا

ممی شہزادی

اے حمید

۱۴۸

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول ——
ناشر: مکتبہ اقرا، سوہنی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور
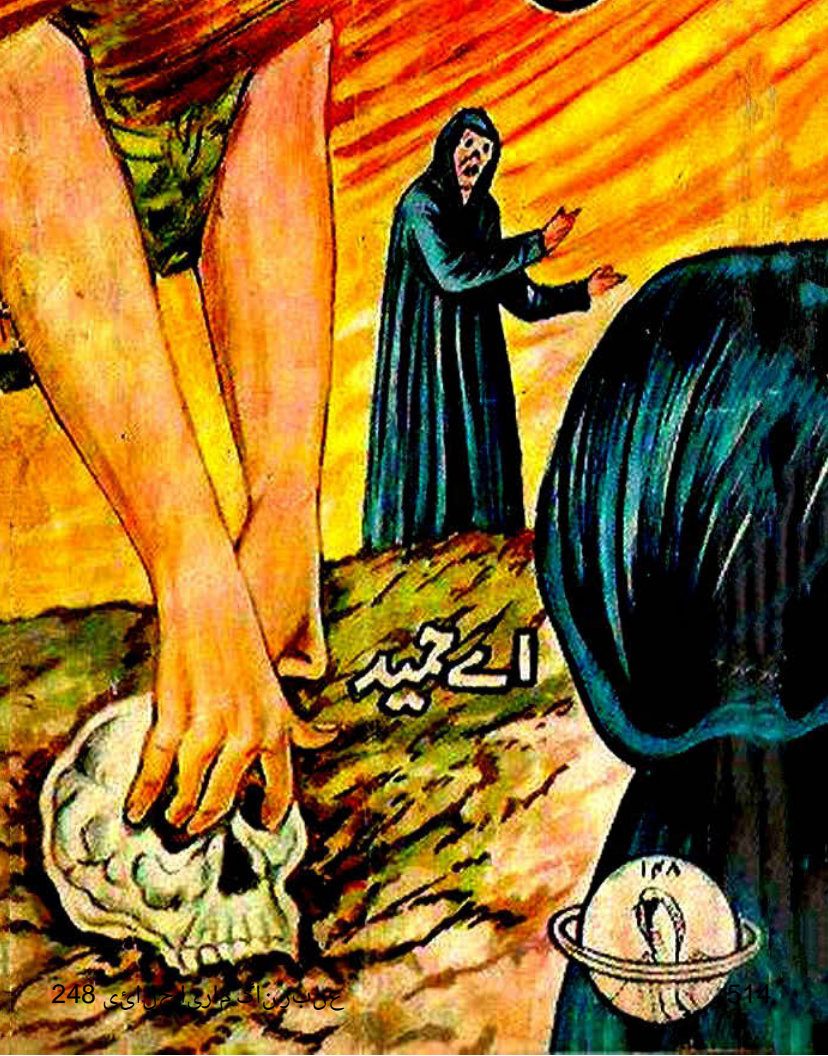
پیارے ساتھیو!

عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کے ہوش رُبا سفر کی ۱۴۸ ویں قسط حاضر ہے۔ آپ جس شوق سے اس داستان کو پڑھ رہے ہیں اور جتنے پیارے پیارے خط اس کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ میں تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ دوستوں کی محبت اور خلوص ہی کی بدولت عنبر ناگ ماریا کا سفر جاری ہے اور انشاءاللہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک آپ اسے پسند کرتے رہیں گے۔

انکل

اے۔ حمید

۴-۱۵۴ راہ چمن - سمن آباد - لاہور

فہرست

ممی شہزادی

کیٹی سانپ کو تک رہی تھی۔

زرد صحرائی سانپ بھی کیٹی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہا تھا۔ کیٹی انگلی کے برابر چھوٹی سی تھی۔ سانپ کو اس کی طرف سے ناگ دیوتا کی بہت ہی دھیمی دھیمی خوشبو آنے لگی تھی۔ سانپ نے اپنا پھن سمیٹ لیا۔ وہ جلدی سے وہاں سے دوسری طرف رینگتا ہوا جھاڑی کے پیچھے ریت کے اندر غائب ہو گیا۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اگرچہ سانپ کے زہر سے وہ مر تو نہیں سکتی تھی لیکن اسے خطرہ تھا کہ چونکہ وہ چھوٹے سائز کی ہو گئی ہوئی ہے کہیں سانپ کا زہر اس کے جسم میں کوئی عجیب قسم کی تبدیلی پیدا نہ کر دے۔ یہ تو آپ پہلی قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی آج سے ہزاروں برس پرانے مصر کے دارالحکومت ییختبنز شہر کی دیوار کی طرف بڑھ رہی تھی اور مصر میں

اس وقت ایک خدا پرست فرعون اخناطون حکمران تھا۔ یہ
فرعون بتوں کی بجائے صرف ایک خدا کی عبادت کرتا تھا
جس کی وجہ سے اس کا شاہی کاہن اشتار اس کا دشمن بن
گیا تھا اور اس کو ہلاک کر دینے کی سازش تیار کرتا رہتا
تھا۔ چونکہ مصری فوج کا سپہ سالار فرعون اخناطون کے
ساتھ تھا اس لیے کاہن اشتار ابھی تک اپنی کسی
گھناؤنی سازش میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا مگر وہ
اپنے ساتھی دربار کے وزیر کے ساتھ مل کر فرعون کو
ختم کرنے کی سازشیں سوچتا رہتا تھا۔ کاہن چاہتا
تھا کہ ایک خدا کو ماننے والے فرعون کو ہلاک کر کے وہ
وزیر کو فرعون بنا دے تاکہ پھر سے بتوں کی پوجا شروع
ہو سکے، کیونکہ بادشاہ کے بتوں کی پوجا ترک کر دینے سے
رعایا میں بھی بتوں کے خلاف نفرت اور بیزاری پیدا
ہونے لگی تھی اور کاہن کو اب کوئی نہیں پوچھتا تھا۔

یہ بھی ہم آپ کو بتا دیں کہ عنبر ناگ اور ماریا ایک
سمندری جہاز میں سوار ملک افریقہ کی طرف چلے آ رہے
ہیں۔ انہیں کیٹی کی تلاش ہے۔ انہیں یقین ہے کہ کیٹی انہیں
افریقہ کے ملک سوڈان میں مل جائے گی۔ جبکہ تھیوسانگ سفید
موتی فروخت کرنے یونان کے شہر سپارٹا کے بازار میں گیا تھا

کہ وہاں سے سپارٹا کی شاہی خاندان کی ایک بیگم اسے اپنے
ساتھ محل میں لے گئی جہاں تھیوسانگ کو بے ہوش کرنے کے
بعد اس کا سفید موتی چھین لیا گیا اور بیگم نے اپنے ساتھی
شیطانی بوڑھے سے مل کر تھیوسانگ کو پیالے کے پانی میں
اتار دیا تاکہ پانی آبِ حیات بن جائے اور وہ دونوں
اس پانی کو پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائیں لیکن جب
بے ہوش تھیوسانگ پیالے کے پانی میں سے اترتا ہوا
دو ہزار برس پرانے مصر کے ایک شاہی باغ میں پہنچ گیا
تو پیالہ ٹوٹ گیا اور شیطانی بوڑھا اور بیگم آبِ حیات
سے محروم ہو گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ عنبر ناگ اور ماریا
تو کیٹی کی تلاش میں سمندر میں سفر کرتے افریقہ کے ملک
سوڈان کی طرف چلے آ رہے ہیں جبکہ تھیوسانگ دو ہزار برس
پرانے مصر کے ایک شاہی باغ میں بے ہوش پڑا ہے اور کیٹی
قدیم مصر کے شہر تھیبز کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس کا قد
بالکل چھوٹا ہو گیا ہوا ہے۔ اس کی وجہ گمباش کا طلسم ہے
جو ابھی تک کیٹی کے جسم پر موجود ہے۔ تھیوسانگ اس
زمانے سے ایک ہزار برس پیچھے کے زمانے میں مصر ہی کے
ایک شاہی محل کے باغ میں بے ہوش پڑا ہے۔

کیٹی ریت کے ایک ٹیلے پر سے گزر کر دوسری طرف آئی

تو دیکھا کہ سامنے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ اپنے چھوٹے سے قد
کے ساتھ اس کے لئے دریائے نیل پار کرنا بہت مشکل تھا
وہ ریت کے ٹیلے کی ڈھلوان پر سے پھسلتی ہوئی دریا کے
کنارے اُگے ہوئے سرکنڈوں کے درمیان آکر کھڑی ہوگئی اور
دیکھا کہ دریا کے کنارے پر کچھ عورتیں صراحیوں میں پانی بھر
کر دوسری طرف جارہی تھیں۔ دریا میں سے ایک کشتی گزر
گئی، جس پر بوریاں لدی ہوئی تھیں اور اس کے چپّو ملاح
چلارہے تھے۔ وہ کوئی پرانا مصری گیت بھی گا رہے
تھے۔ کشتی گزر گئی تو کیٹی نے دیکھا کہ عورتیں بھی پانی بھر کر جا
چکی تھیں۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ دوسرے کنارے پر
کس طرح سے جائے؟ کیونکہ دوسرے کنارے پر مصر
کے شہر کی دیوار شروع ہوتی تھی اور کیٹی اس شہر میں
جاکر کسی خفیہ جگہ پر چھپ کر غور کرنا چاہتی تھی کہ وہ
کونسی ترکیب لڑائے کہ اس کا قد پھر سے بڑا ہو جائے
مگر سب سے پہلے دریا پار کرنا ضروری تھا۔

کیٹی کو ایک کشتی سامنے والے کنارے سے
اپنی طرف آتی نظر آئی، کیٹی سرکنڈوں میں چھپ کر بیٹھ
گئی۔ کشتی میں بڑے بڑے مٹکے لدے ہوئے تھے۔ اس
کنارے پر آکر کشتی میں سوار غلاموں نے مٹکوں کو ایک

ایک طرف درخت کے نیچے رکھ دیا۔ پھر وہاں کھجور اور
زیتون کے درختوں میں سے پھل توڑ توڑ کر بوریوں میں
بھرنے لگے۔ کیٹی نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہ غلام پھلوں
سے بھری ہوئی بوریاں کشتی میں لاد کر دوسرے کنارے
کی طرف جائیں گے چنانچہ کیٹی آہستہ سے کھسکتی ہوئی خالی کشتی
میں گھس کر ایک جگہ رسّے کے گچھے کے نیچے بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد غلام بوریاں اٹھائے آگئے۔ کشتی میں
بوریوں کو لادا اور کشتی لے کر دوسرے کنارے کی طرف
چل دیئے۔ دوسرے کنارے پر آکر انہوں نے بوریاں اٹھا کر
دریا کے کنارے رکھ دیں۔ وہاں ایک رتھ پہلے سے کھڑا
تھا۔ بوریوں کو رتھ پر لاد دیا گیا۔ کیٹی ابھی تک رسّی کے
گچھے میں چھپی بیٹھی تھی۔ اب ایسا ہوا کہ ایک غلام نے
رسّی کا گچھا اٹھایا اور اسے بھی رتھ میں رکھ دیا۔ کیٹی رسّی
کے گچھے کے ساتھ ہی رتھ میں چلی گئی۔

ابھی کیٹی سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ رتھ چل پڑا۔ اس
رتھ کے آگے چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ رتھ بڑی تیزی
سے دریائے نیل کے کنارے دوڑتا ہوا شہر کے ایک عقبی
خصوصی دروازے میں سے گزر کر فرعون مصر کے شاہی
محل کے بڑے گیٹ میں داخل ہوگیا۔ کیٹی نے کھجوروں

اور زیتون کے پھل سے بھری ہوئی بوریوں میں سے
جھانک کر دیکھا کہ رتھ شاہی محل کی پتھریلی سڑک پر دوڑتا
جا رہا تھا۔ سڑک کی دونوں جانب بڑے بڑے ستون
لگے تھے جن کے اوپر فرعون مصر کے شاہی نشان کا عقاب
بنا ہوا تھا۔ رتھ محل کے پیچھے کی طرف آ کر ایک سیڑھیوں
والے چبوترے کے پاس رک گیا۔ چبوترے کے اوپر
ایک اونچا دروازہ تھا جس کا آدھا پٹ کھلا تھا۔ وہاں
کچھ غلام پہلے سے تیار کھڑے تھے کہ بوریاں اٹھا کر اندر
لے جائیں۔ یہاں کیٹی کے لئے اکیلی باہر نکلنا بڑا خطرناک
ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو ایک
بوری کے اندر چھپا لیا۔ غلاموں نے بوریاں اٹھا کر اندر لے
جانی شروع کر دیں۔ بوریوں کو ایک بڑے ہال کمرے
میں رکھنے کے بعد انہوں نے دروازے کو باہر سے
تالا لگا دیا۔

جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو کیٹی بوری میں سے
باہر نکل آئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک اونچی چھت
والے ہال کمرے میں ہے جس کے درمیان میں سنگ مرمر
کے چبوترے پر ایک عورت کی کفن میں لپٹی لاش پڑی
ہے۔ چبوترے کے پاس ہی لکڑی کی تین میزیں تھیں

جن پر ایسے اوزار رکھے تھے کہ جیسے آپریشن کرنے کے
لئے وہاں رکھے گئے ہوں۔ دیوار کے ساتھ ایک خالی تابوت
لگا تھا۔ کیٹی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے کی طرف
گئی کہ وہاں سے باہر نکل سکے مگر دروازہ بند تھا۔ وہاں کوئی
چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں تھا کہ جس میں سے کیٹی گزر کر باہر
جا سکتی۔ کیٹی اس ہال کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لاش والے چبوترے کے
پاس آ گئی۔ اس نے ایک میز پر چڑھ کر لاش کو غور سے
دیکھا۔ لاش کا سارا بدن سفید کفن میں چھپا ہوا تھا۔ صرف چہرہ
کھلا تھا۔ یہ لاش وہاں ممی بنانے کے لئے لائی گئی تھی اور
وہ ہال کمرہ شاہی محل کا مردہ خانہ تھا۔ جہاں شاہی خاندان
کی لاشوں کو حنوط کیا جاتا تھا یعنی ان کو ممی بنا کر تابوت
میں بند کر کے شاہی قبرستان میں دفن کر دیا جاتا تھا۔ کیٹی
سمجھ گئی کہ وہ فرعون مصر کے شاہی محل کے مردہ خانے میں
آ گئی ہے۔ لاش کا چہرہ زرد تھا اور آنکھیں ذرا ذرا کھلی
تھیں۔ ہونٹ بالکل بند تھے اور چہرے پر موت کی
گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

کیٹی سوچنے لگی کہ وہ کیا کرے اور وہاں سے کس
طرح باہر نکلے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے دروازے

کے باہر آدمیوں کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کیٹی تیزی سے میز پر سے نیچے اتر آئی اور کونے میں لگی بوریوں کے پیچھے جا کر اس طرح سے چھپ گئی کہ اسے لاش والا چبوترہ صاف نظر آ رہا تھا۔ مردہ خانے کا دروازہ کھلا اور چار غلاموں کے ساتھ ایک لمبے زرد رنگ کے لبادے والا ایک اونچا لمبا آدمی اندر داخل ہوا۔ غلاموں نے اپنے ہاتھوں میں مختلف تسلے اٹھا رکھے تھے۔ اور انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی بھجن پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ زرد لبادے والا اونچا لمبا آدمی حنوطی تھا۔ یعنی وہ مردہ لاشوں کو حنوط کرتا تھا یعنی ان کی ممی بناتا تھا۔

اس نے لاش کے قریب کھڑے ہو کر اشارہ کیا۔ غلاموں نے تسلے اس کے پاس ہی فرش پر رکھ دیئے اور مردہ خانے کا دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا گیا۔ حنوطی نے لاش پر سے کفن اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔ غلام لاش کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ اب حنوطی نے لاش کو حنوط کرنے کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے لاش کا پیٹ چاک کر کے پیٹ کے اندر سے ساری انتڑیوں کو نکال کر ایک برتن میں ڈال دیا۔ پھر

لاش کے پیٹ میں کسی تیز بُو والی دوائی میں بھگوئے ہوئے کپڑے کو ڈال کر پیٹ کو اندر سے صاف کر دیا۔ دوسرے برتن میں لاش کا دل جگر اور پھیپھڑے نکال کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے لاش کی ناک میں سلائیں ڈال کر لاش کا مردہ دماغ باہر نکال لیا اور اسے بھی ایک برتن میں بند کر دیا۔ یہ سارے برتن غلاموں نے ڈھک کر دیوار کے ساتھ رکھ دیئے۔ اس کے بعد حنوطی نے دوسرے تسلوں میں سے دوائیاں نکال نکال کر لاش کے پیٹ میں بھرنی شروع کر دیں۔ مردہ خانے میں جڑی بوٹیوں کی تیز بو پھیل گئی تھی۔

کیٹی یہ سارا دہشت طاری کر دینے والا منظر دیکھ رہی تھی۔

کوئی ایک گھنٹے کے اندر اندر حنوطی نے لاش کو حنوط کر دیا۔ پھر غلاموں نے ایک تسلے میں سے بیروزے میں بھیگی ہوئی زرد پٹیاں نکال کر حنوطی کو دیں اور لاش پر پٹیاں لپیٹے جانے کا کام شروع ہو گیا۔ مزید ایک گھنٹے کے بعد لاش کو پوری طرح سے ممی بنا دیا گیا۔ آخر میں حنوطی نے لاش کے چہرے پر کریم اور سرخی لگائی۔ آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ سر پر سرخ رومال باندھ

دیا اور پہلی بار غلاموں سے کہا

شہزادی کی ممی تیار ہے۔ اب اسے تابوت میں بند کر دو۔

غلاموں نے دیوار کے ساتھ لگا ہوا تابوت اٹھایا اور اسے چبوترے کے پاس لاکر رکھا اور اس میں شہزادی کی حنوط شدہ لاش یعنی ممی کو اس تابوت میں بند کر دیا۔ اس کے بعد حنوطی نے کہا

تم کو معلوم ہے کہ شاہی لاش کو ممی کرنے کے بعد ہم اس دروازے سے باہر نہیں جاتے جس دروازے سے ہم مردہ خانے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لیے میرے ساتھ آؤ ہم خفیہ دروازے سے یہاں سے نکلیں گے۔

حنوطی اور چاروں غلام خالی تسلے اور میزوں پر سے چیر پھاڑ کے اوزار اٹھا کر مردہ خانے کی جنوبی دیوار کے پاس گئے۔ انہوں نے ایک پتھر کی سِل کو ہٹا دیا۔ وہاں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ چاروں غلام اور حنوطی اس شگاف میں سے دوسری طرف نکل گئے اور شگاف میں پتھر پھر اپنی جگہ پر کھسکا کر لگا دیا گیا۔ اب مردہ خانے میں کیٹی اور شہزادی کی مردہ ممی کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ کیٹی

بوریوں کے پیچھے سے نکل آئی۔ وہ سیدھی دیوار کے پاس اس جگہ گئی جہاں سے غلاموں نے پتھر کی سِل کو کھسکایا تھا۔ کیٹی چھوٹے قد کی تھی اور اس کی طاقت بھی بہت کم ہو چکی تھی۔ دیوار میں پتھر کی سِل اپنی جگہ پر لگ گئی تھی اور کوئی اتنی جگہ بھی نہیں تھی کہ وہ اس میں سے نکل کر دوسری طرف جا سکتی۔ کیٹی بڑی پریشان ہوئی۔

وہ واپس بند دروازے کی طرف آ گئی۔ دروازہ اتنا اونچا تھا کہ کیٹی اوپر جا کر اس کی کنڈی نہیں کھول سکتی تھی۔ دروازے میں بھی باہر جانے کے لیے کوئی جھری تک نہیں تھی۔ کیٹی مایوس ہو کر واپس بوریوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ ممی کی لاش والا تابوت چبوترے کے پاس ہی فرش پر پڑا تھا۔ وہ اوپر سے ڈھکا ہوا تھا اور لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ مردہ خانے کی فضا میں مختلف قسم کی دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ کیٹی مردہ خانے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ بوریوں کے پاس فرش پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب وہ کیا کرے اور اس مردہ خانے سے کیسے باہر نکلے؟

وہ اپنی سوچ میں گم تھی کہ اسے پتھر کی سِل کے

کھسکنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے چونک کر مردہ خانے کی جنوبی دیوار کی طرف دیکھا۔ پتھر کی سل اپنی جگہ سے پرے ہٹ گئی اور ایک، غلام طشت میں پھولوں کے ہار رکھے اندر داخل ہوا۔ کیٹی چاہتی تھی کہ جونہی غلام وہاں سے ہٹے گا وہ بھاگ کر دیوار کے شگاف میں سے باہر نکل جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ غلام نے مردہ خانے میں داخل ہوتے ہی پتھر کی سل کو دوبارہ کھسکا کر اپنی جگہ پہ کر دیا۔ کیٹی کے لئے یہ امید بھی ختم ہو گئی

وہ بوریوں کے پیچھے بیٹھی غور سے غلام کی طرف تکنے لگی۔ غلام نے پھولوں سے بھرا ہو طشت شہزادی کی تابوت کے پاس زمین پر رکھا اور پھولوں کے ہار اٹھا کر تابوت کے اوپر ڈال دیئے۔ پھر وہ وہاں کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنے لگا کیٹی کے لئے باہر جانے کا یہ سنہری موقع تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے دوڑتی ہوئی طشت کے پاس آگئی۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ اس طشت میں اپنے آپ کو باقی کے پھولوں میں چھپا لے تو غلام کے ساتھ ہی مردہ خانے سے باہر چلی جائے گی۔ چنانچہ وہ طشت میں اتر آئی اور اس نے اپنے آپ کو طشت میں پڑے باقی کے

پھولوں کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا۔

غلام منتر پڑھ چکا تو اس نے طشت اٹھایا۔ دیوار کے پاس جا کر پتھر کی سل ایک طرف ہٹائی اور دوسری طرف نکل گیا۔ کیٹی طشت کے پھولوں میں چھپی خاموش بیٹھی تھی۔ غلام ایک تاریک راہ داری میں سے گزرتے ہوئے بائیں طرف والے ایک محرابی دروازے میں داخل ہو گیا۔ آگے ریشمی پردہ پڑا تھا غلام نے بڑے ادب سے اجازت طلب کی۔

کاہن اعظم کی اجازت ہو تو میں اندر آ جاؤں؟
پردے کے پیچھے سے ایک بھاری بارعب آواز آئی۔
"اجازت ہے"

غلام پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ مصر کے شاہی کاہن اشتار کا تھا۔ اشتار کا رنگ گہرا سانولا سر منڈا ہوا گول مٹول۔ شانے چوڑے۔ عمر پچاس کے قریب اور ناک تیکھی اور آنکھیں عقاب کی طرح چمکیلی تھیں اس نے اپنے جسم پر زرد رنگ کا لبادہ اس طرح اوڑھ رکھا تھا کہ اس کا ایک شانہ ننگا تھا۔ وہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا اور ایک کنیز اس کے پیچھے کھڑی مور کا پنکھا آہستہ آہستہ جھل رہی تھی۔ دیواروں پر مخمل کے پردے گرے

ہوئے تھے۔ جگہ جگہ دیوار کے ساتھ سنگِ مرمر کے چھوٹے
چھوٹے ستونوں پر بلی اور عقاب کے بت لگے ہوئے
تھے۔ اس نے غلام سے پوچھا

کیا تم نے شہزادی کے تابوت پر ہماری طرف سے
بھیجے ہوئے پھول رکھ دیئے ہیں ؟

غلام نے ادب سے جھک کر کہا

ہاں کاہن اعظم ! میں نے آپ کا بتایا ہوا منتر
پڑھ کر پھول رکھے تھے۔

کاہن نے پاس ہی پڑے ہوئے طشت کی طرف اشارہ
کر کے کہا۔

اس تھال کو ہمارے پاس لاکر رکھ دو۔

غلام نے تھال کو اٹھا کر کاہن کے قریب میز پر رکھ دیا۔
کیٹی تھال کے پھولوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ یہ سب
کچھ دیکھ رہی تھی۔ کاہن نے غلام کو چلے جانے کا حکم
دیا۔ غلام تعظیم بجا لاکر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد
کاہن نے ایک طرف دیوار کے پاس جاکر پردے کو
ہٹایا۔ پردے کے پیچھے فرعون کے دربار کا وزیر اعظم
موجود تھا۔ وہ وہاں سے نکل کر باہر آیا اور کاہن
نے کہا

وزیر اعظم ! میں نے شہزادی کے تابوت پر اپنا
طلسم کر دیا ہے۔ اب ہماری کامیابی یقینی ہے لیکن
ابھی ایک کام باقی ہے جو صرف تم ہی کرو گے۔

وزیر اعظم نے کہا

میں مصر کے ملک پر فرعون بن کر حکومت کرنے
کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ مجھے
کیا کرنا ہو گا۔

کاہن نے کہا

اب اس تھال کو تم شہزادی کے تابوت والے
کمرے میں لے جاؤ گے اور باقی جو پھول بچے ہیں
انہیں تھال سمیت وہاں رکھ دو گے بس اس کے
بعد وہاں سے چلے آنا۔

وزیر اعظم کہنے لگا۔

کاہن اعظم ! یہ کام میں ابھی جا کر کئے دیتا ہوں
مگر مجھے یہ بتاؤ کہ اس سے کیا ہو گا ؟

کاہن مسکرایا اور بولا۔

پہلے والے طلسمی پھولوں کے منتر سے شہزادی
آج رات کے بارہ بجے زندہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد
جو پھول تم وہاں چھوڑ کر آؤ گے اس کے بارود

میں سے ایک بار سانپ بن کر شہزادی کو ڈس دے گا۔
شہزادی کو ڈسنے کے بعد سانپ اپنے آپ مر جائے گا مگر
شہزادی اس کے زہر کی وجہ سے فرعون کی دشمن بن جائے
گی اور وہ اسی رات شاہی محل میں داخل ہو کر فرعون کو اس
کے ہاتھ پر کاٹے گی اور فرعون مر جائے گا یوں فرعون کے
قتل کا الزام شہزادی پر آئے گا۔ اور پھر تم تخت پر
بیٹھ جاؤ گے۔

وزیر اعظم نے کہا

لیکن میرے دوسرے دشمن سپہ سالار کا کیا ہو گا
وہ مجھے تخت پر نہیں بیٹھنے دے گا۔ اس کے پاس
فوج کی طاقت ہے۔

کاہن بولا۔

تم نے میری پوری بات نہیں سنی ابھی۔ سنو!
فرعون کو مارنے کے بعد شہزادی اپنے آپ سپہ سالار
کی بو پر اس کے محل میں جائے گی اور اسے بھی
کاٹ کر مار ڈالے گی۔

وزیر اعظم بولا۔

لیکن فرعون کے مرنے پر سپاہی شہزادی کو پکڑ
کر جیل میں بند کر دیں گے۔ وہاں سے وہ کیسے

باہر نکلے گی؟

کاہن نے کہا

میرے طلسم کے اثر سے شہزادی اس کے بعد
سانپ بن کر جیل خانے سے باہر نکلے گی۔ وہ سیدھی سپہ سالار
کے محل میں جائے گی اور اس کو ڈس کر ہلاک کر
دے گی۔ یوں تیرے دونوں دشمن تیرے راستے
سے ہٹ جائیں گے اور تم مصر کے فرعون بن جاؤ گے۔

وزیر اعظم بڑا خوش ہوا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

کیا یہ طلسم ناکام بھی ہو سکتا ہے؟

کاہن نے کہا

ہاں۔ اگر کوئی شخص اس وقت جبکہ دوسرے
پھولوں کا ہار سانپ بن کر شہزادی کو ڈسنے والا ہو۔ اس
سانپ کو مار ڈالے۔ یا اس کے سانپ بننے سے
پہلے پھولوں کے بڑے ہار کو توڑ ڈالے تو شہزادی تو
زندہ ہو چکی ہو گی مگر وہ سانپ بن کر سپہ سالار کو
نہ کاٹ سکے گی۔

وزیر اعظم نے پوچھا

لیکن وہ فرعون کو کاٹ کر ہلاک تو کر دے
گی نا؟

کاہن نے کہا
نہیں ۔ پھر وہ فرعون کی دشمن نہیں ہوگی۔ پھر
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس پہ طلسم الٹا پڑ جائے اور
کچھ معلوم نہیں کہ شہزادی پر اس کا کیا اثر ہو۔ مگر
تم کیوں فکر کرتے ہو۔ یہاں تمہارے اور میرے سوا
اور کوئی نہیں ہے جو ہماری باتیں سن رہا ہو۔ ہمارے
طلسم کو کوئی نہیں توڑ سکے گا۔ تم پھولوں کا تھال
لے کر جاؤ اور اپنے ہاتھ سے تابوت کو مس کرکے تھال
اس کے اوپر رکھ دینا اور واپس آجانا۔ آدھی رات کو
میرے دوسرے طلسم کا عمل شروع ہو جائے گا۔

کیٹی نے یہ سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ تھال کے پھولوں میں
ہی چھپ کر بیٹھی رہی۔ وزیراعظم نے تھال اٹھایا اور اسی
خفیہ راستے سے ہوتا ہوا مردہ خانے میں آگیا۔ یہاں شہزادی
کی ممی کا تابوت نیم اندھیرے میں پڑا تھا۔ وزیراعظم نے
اس کے تابوت کو ہاتھ لگایا اور پھر پھولوں کے ہاروں
والا تھال اس کے اوپر رکھ دیا۔ اس کے بعد جدھر سے
آیا تھا ادھر ہی کو چلا گیا۔ کیٹی وہیں بیٹھی رہی وہ کاہن اعظم
کے ذلیل طلسم کو ختم کرکے نیک دل خدا پرست فرعون اخناطون
کی جان بچانا چاہتی تھی۔ جب وزیراعظم مردہ خانے کے

کے خفیہ راستے سے باہر نکل گیا تو کیٹی بھی پھولوں کے
نیچے سے نکل آئی۔ اس نے ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کہ اس
میں ایک ہار سب سے بڑا تھا۔ یہی وہ طلسمی ہار تھا جس
کے اثر سے شہزادی نے سانپ بن کر سپہ سالار کو ہلاک
کرنا تھا۔ کیٹی نے زور لگا کر اس ہار کو توڑ کر پھولوں کو
ادھر ادھر بکھیر دیا۔ لیکن شہزادی پر چونکہ پہلے طلسمی ہاروں
کا اثر ہو چکا تھا اس لئے اس نے آدھی رات کو زندہ ہونا
تھا۔ کیٹی یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ شہزادی زندہ ہوکر کہیں اپنے
باپ نیک دل فرعون اخناطون کی دشمن تو نہیں بن جاتی ؟
وہ وہیں تابوت کے قریب ایک طرف ہوکر بیٹھی رہی۔ وقت
گزرنے لگا۔ شام ہوگئی۔ پھر رات ہوگئی۔ جب آدھی رات
ہوئی تو کیٹی تابوت سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ ایک ستون
کی اوٹ میں آگئی۔ وہ غور سے تابوت کو تک رہی تھی۔
تابوت کے سرہانے کی جانب پتھر کا دیا جل رہا تھا۔ اس
کی روشنی بڑی مدھم تھی۔ کیٹی کی نگاہیں تابوت پر جمی ہوئی
تھیں۔ شہزادی کی لاش پر پھولوں کے طلسم کا اثر ہونے
ہی والا تھا۔ یہ پہلے پھولوں پر کئے گئے منتروں کا اثر
تھا۔ دوسرے طلسم کو کیٹی نے ہار توڑ کر ختم کر دیا تھا
کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ پہلے طلسم کا شہزادی کی لاش پر

کیا اثر ہو گا خود کاہن اعظم کو بھی علم نہیں تھا۔ اس نے وزیرِ اعظم کو بھی یہی کہا تھا کہ اگر کوئی شخص سانپ بننے والے پھولوں کے ہار کو توڑ ڈالتا ہے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ شہزادی زندہ ہو کر کیا کرے گی اور اس کے اندر کس قسم کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔

کیٹی بڑے غور سے تابوت کو تک رہی تھی۔

اچانک تابوت میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کا ڈھکنا اپنے آپ کھل گیا۔ کیٹی کی آنکھیں تابوت پر جمی تھیں۔ سب سے پہلے تابوت میں سے شہزادی کا ایک ہاتھ بلند ہوا۔ کیٹی حیران تھی کہ جب شہزادی کی لاش کا دماغ۔ انتڑیاں، دل اور پھیپھڑے نکال کر الگ برتنوں میں ڈال دیئے گئے ہیں تو پھر یہ لاش زندہ کیسے ہو سکتی ہے۔ مگر طلسم کے اثر سے سب کچھ ممکن تھا۔ شہزادی کا دوسرا ہاتھ بھی تابوت سے باہر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے شہزادی تابوت میں اٹھ بیٹھی۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور حنوط کرنے والوں نے اس کے چہرے پر جو سرخی پاؤڈر لگایا تھا وہ موم بتی کی دھیمی روشنی میں عجیب سا لگ رہا تھا۔ کیونکہ شہزادی کے چہرے پر لاش کی زردی اور دہشت صاف نظر آتی تھی۔

شہزادی کی ممی نے تابوت میں بیٹھے بیٹھے گردن کو آہستہ سے گھمایا اور اس کی آنکھیں اس ستون پر آکر رک گئیں جس کے پیچھے کیٹی چھپی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ممی شہزادی کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور اس نے دھیمی خشک اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا

تم وہاں کیوں چھپی ہوئی ہو کیٹی ؟ میرے پاس آؤ۔ ڈرو نہیں۔

کیٹی کو تو پسینہ آگیا۔ یہ لاش اس کا نام کیسے جان گئی۔ مگر طلسم میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ کیٹی کو ممی شہزادی کے بولنے کے لہجے اور الفاظ سے تسلی سی ہو گئی تھی۔ وہ ستون کی اوٹ سے نکل کر شہزادی کی لاش کے پاس آگئی۔ لاش تابوت میں ہی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی مقناطیسی چمک تھی۔ اس نے ننھی سی کیٹی کو غور سے دیکھا اور کہا

میں تمہاری دوست ہوں۔ کیونکہ تم نے سانپ بننے والے پھولوں کے ہار کو توڑ کر اس کے طلسم کو زائل کر دیا ہے اور مجھے میرے باپ فرعون اخناطون کا دشمن بننے سے بچا لیا ہے۔

کیٹی نے پوچھا۔

کیا تمہیں سب کچھ معلوم ہے شہزادی ؟
ممی شہزادی نے کہا

جس طلسم نے مجھے عارضی طور پر زندہ کیا ہے اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے کہ کاہن میرے باپ کو ہلاک کرکے وزیراعظم کو تخت پر بٹھانا چاہتا ہے ۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور پھولوں کے اس ہار کو توڑ ڈالا تھا جس کے اثر سے میں سانپ بن جاتی اور اپنے باپ کو ڈس دیتی ۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کیٹی ۔

کیٹی نے تعجب سے کہا

تم میرا نام بھی جانتی ہو شہزادی ؟

ممی شہزادی بولی ۔

ہاں ۔ میرے اندر ایسی طاقت پیدا ہوگئی ہے کہ میں کسی بھی اجنبی شخص کی شکل دیکھ کر اس کا نام معلوم کرسکتی ہوں ۔ مگر کیٹی ۔ تم اتنی چھوٹی کیوں ہو؟ کیا تم پر بھی کسی نے جادو کیا ہوا ہے ؟

کیٹی نے کہا

میری کہانی بہت لمبی اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے ۔ شہزادی بس تم یہی سمجھ لو کہ مجھ پر ایک جادو ہی کر دیا

گیا ہے ۔

ممی شہزادی نے کہا

میں تمہارے جادو کو توڑ سکتی ہوں مگر اس کے لیئے مجھے چوتھے اہرام میں لگے ہوئے جادوگر افرام کے بت کے آگے جاکر خاص منتر پڑھنے ہوں گے ۔ مگر سب سے پہلے میں اپنے باپ کو اس کے دشمنوں یعنی کاہن اعظم اور وزیراعظم کی قاتلانہ سازشوں سے بچانا چاہتی ہوں ۔

کیٹی بولی ۔

مگر تم ان کی کیسے مدد کرسکو گی ؟

ممی شہزادی نے مسکرا کر کہا

میرے اندر پھولوں کے ہار کے توڑنے کی وجہ سے عجیب طلسمی طاقت پیدا ہوگئی ہے ۔ تم دیکھ چکی ہو کہ میرا دل ، دماغ اور انتڑیاں میرے جسم میں نہیں ہیں بلکہ ان الگ مرتبانوں میں رکھی ہوئی ہیں پھر بھی میں زندہ ہوں اور تم سے باتیں کر رہی ہوں تم دیکھتی جاؤ ۔

کیٹی نے پوچھا

مگر میں تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتی ہوں ۔

ممی شہزادی کہنے لگی ۔

یہ میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ میں
تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔
جب کیٹی نے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ لوگ اسے دیکھ
لیں گے تو ممی شہزادی نے جواب دیا۔
ایسا اس لئے نہیں ہوگا کہ میں غائب ہوں گی۔ میں
سب کو دیکھ سکوں گی لیکن مجھے اور میرے کاندھے
پر تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ آؤ میرے قریب
آ جاؤ۔
کیٹی شہزادی ممی کے قریب آ گئی۔ شہزادی ممی نے ہاتھ
نیچے کر کے کیٹی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔ ابھی
تک ممی شہزادی نظر آ رہی تھی۔ لیکن جونہی وہ تابوت سے
نکل کر باہر آئی غائب ہو گئی۔ کیٹی نے آنکھیں جھپکتے ہوئے
دیکھا کہ نہ وہ خود اپنے آپ کو دکھائی دیتی تھی اور نہ اسے
ممی شہزادی کا جسم ہی نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے کہا
شہزادی کیا تم میری آواز سن رہی ہو جب
شہزادی کی آواز آئی۔
نہ صرف یہ کہ میں تمہاری آواز سن رہی ہوں
بلکہ تمہیں دیکھ بھی رہی ہوں۔
کیٹی بولی۔

مگر میں تمہیں نہیں دیکھ سکتی۔
شہزادی ممی نے کہا
مجھے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا مگر میں سب کو
دیکھ سکتی ہوں۔ اب میں غدار وزیر اعظم کے محل میں
جا رہی ہوں۔
کیٹی شہزادی ممی کے کاندھے پر ہی بیٹھی رہی۔ شہزادی ممی
کی لاش نے دیوار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کیٹی کا خیال
تھا کہ شہزادی ممی خفیہ دروازے سے باہر جائے گی۔
مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ سیدھی دیوار کی
طرف گئی اور پھر پتھر کی دیوار میں سے اسی طرح گزر گئی جس
طرح کہ ماریا غیبی حالت میں گزرا کرتی ہے۔ شہزادی ممی اب
مردہ خانے کی اندھیری راہ داری میں سے گزر رہی تھی
شہزادی ممی نے آہستہ سے کہا
کیٹی! اب تم بالکل نہ بولنا
کیٹی خاموش رہی۔ ممی شہزادی چلتے چلتے کاہن اعظم کی
حویلی سے باہر نکل آئی۔ اب وہ دریائے نیل کے کنارے
چل رہی تھی۔ آسمان پر ستارے نکلے ہوئے تھے۔ تھیبز
کا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں
میں گہری نیند سو رہے تھے۔ کیٹی کو چونکہ ممی شہزادی نے

بولنے سے منع کر دیا تھا اس لئے وہ خاموش تھی۔ سامنے ایک محل نظر آیا۔ یہاں وزیر اعظم رہتا تھا جو شہزادی کے باپ یعنی خدا پرست اور ایک ہی خدا کو ماننے والے فرعون اخناطون کا جانی دشمن تھا اور جس نے کاہن اعظم کے ساتھ مل کر خدا پرست بادشاہ کے خلاف خطرناک سازش کی تھی۔

وزیر کے محل کے دروازے پر پہرہ لگا تھا۔ مگر ممی شہزادی کو پہرے داروں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ محل کے پھاٹک میں سے گزر گئی۔ وہ پہرے داروں کے بالکل قریب سے ہو کر گزری تھی مگر کسی پہرے دار نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ ممی شہزادی اس محل کو خوب جانتی تھی۔ جب وہ زندہ تھی تو اس محل میں کئی بار آئی تھی ممی شہزادی محل کے برآمدوں اور راہ داریوں میں سے گزرنے لگی۔ یہاں شمعیں روشن تھیں اور حبشی غلام نیزے لئے جگہ جگہ پہرہ دے رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی شہزادی ممی کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ سیدھی وزیر اعظم کے خوابگاہ کے دروازے پر آ کر رک گئی یہاں بھی دو حبشی پہریدار پہرہ دے رہے تھے۔ ممی شہزادی بند دروازے میں سے

نکل گئی۔ کیٹی اس کے کاندھے پر ہی بیٹھی تھی۔ خوابگاہ میں شمع دان روشن تھا اور وزیر اعظم بستر پر سو رہا تھا۔ ممی شہزادی اس کے سرہانے کی ایک جانب جا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے وزیر اعظم کے پلنگ کو آہستہ سے ہلایا وزیر اعظم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ یہ سمجھا کہ بھونچال آ گیا ہے۔

خلائی کھوپڑی

وزیراعظم آنکھیں ملتے ہوئے کمرے میں دیکھ رہا تھا۔
اسے بھونچال کا جھٹکا لگا تھا۔ اس کا پلنگ اپنے آپ ہلا تھا مگر اب سکون ہو گیا تھا۔ بھونچال گزر گیا تھا۔ وزیراعظم نے اطمینان کا سانس لیا اور دوبارہ سونے ہی والا تھا کہ ممی شہزادی نے ایک بار پھر پلنگ کو ہاتھ سے ہلایا۔ وزیراعظم ہڑبڑا کر پلنگ سے نیچے اتر آیا۔ وہ نوکروں کو آواز دینے ہی والا تھا کہ ممی شہزادی نے اپنی وحشت انگیز آواز میں کہا

"بھونچال نہیں میں ہوں وزیراعظم۔ شہزادی جس کی لاش کو تم اپنے گھناؤنے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ نوکروں کو مت بلاؤ۔ وہ تمہیں تمہارے انجام سے نہیں بچا سکیں گے۔"

ممی شہزادی کی غیبی آواز کو سنتے ہی وزیراعظم کو خوف کے مارے پسینہ آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے شہزادی

کی لاش کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف بھاگا۔ ممی شہزادی نے آگے بڑھ کر وزیراعظم کو گردن سے دبوچ لیا۔ اس کے ہاتھ لگاتے ہی وزیراعظم کا جسم سن ہو گیا۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو گئی اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ ممی شہزادی نے اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دبا اور بولی،

"جو لوگ دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں وہ سب سے پہلے خود اس میں گرتے ہیں۔"

ممی شہزادی نے وزیراعظم کی گردن کو پاؤں تلے زور سے دبایا۔ وزیراعظم کا جسم ایک بار تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ممی شہزادی نے کیٹی سے کہا۔

"یہ ظالم شخص اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب مجھے کاہن اعظم کو اس کے گناہ کی سزا دینی ہے۔"

ممی شہزادی وزیراعظم کی خواب گاہ سے نکل کر کاہن اعظم کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ کاہن اعظم کے محل میں بھی اندھیرا تھا مگر اس کے کمرے کی شمع روشن تھی۔ ممی شہزادی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ پیچھے ہٹ گئی۔

کاہن اعظم اس وقت اپنے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا

تھا. کیونکہ اس کے خیال میں اب تک شہزادی سانپ بن کر آگئی ہو گی اور فرعون کی خوابگاہ میں جاکر اسے ڈس چکی ہو گی وہ محل کی طرف سے شور وغل کی آواز سننے کا انتظار کر رہا تھا کہ فرعون کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے. کاہن اعظم کی خواب گاہ کے گرد ایک طلسمی دائرہ ہر وقت کھینچا رہتا تھا۔ ممی شہزادی اس طلسمی دائرے کی لہروں سے ٹکرا کر پیچھے کو ہٹ گئی تھی۔ اس کا کاہن اعظم کو بھی احساس ہو گیا۔ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا کہ ادھر ضرور کسی نے طلسمی دائرے میں داخل ہونے کی کوشش کی ہے. مگر اسے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ممی شہزادی دروازے کی ایک طرف ساکت ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ کاہن اعظم آہستہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے تک آیا۔ وہ ابھی تک طلسمی دائرے کے اندر ہی تھا۔ اس نے ایک خاص منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس کے ساتھ ہی. وہاں ایک شعلہ بلند ہوا۔ ممی شہزادی اگر تیزی سے پیچھے نہ ہٹتی تو اسے آگ لگ گئی ہوتی۔

ممی شہزادی جلدی سے کاہن اعظم کے محل سے باہر نکل آئی۔ وہ کیٹی سے کہنے لگی.

کاہن اعظم کے جادو نے اسے بچا لیا ہے. مگر میں

اسے چھوڑوں گی نہیں۔ چلو پہلے چوتھے اہرام میں چلتے ہیں تاکہ تمہارے طلسم کو دور کیا جائے۔

کیٹی نے کہا

میں پورے قد کی بن گئی تو تمہارے کاندھے پر نہ بیٹھ سکوں گی شہزادی۔ کہیں میں بھی کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤں۔

ممی شہزادی بولی۔

ایسا نہیں ہو گا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ آخر تمہارے طلسم کو بھی توڑنا ہو گا۔ تم کب تک یوں چھپ کر ایسی رہ کر زندہ رہ سکو گی

کیٹی خاموش ہو گئی۔ دل سے وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ پھر سے پورے قد کی عورت بن جائے اور اس طلسم سے نجات حاصل کرے جس نے اسے چوہے جتنا بنا دیا تھا۔ چوتھا اہرام شہر سے باہر صحرا میں تھا۔ صحرا رات کے اندھیرے میں خاموش اور سنسان تھا۔ چاروں اہرام ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے اور پہاڑوں کی طرح آسمان کی طرف منہ اٹھائے کھڑے تھے۔ ممی شہزادی چوتھے اہرام میں داخل ہو گئی۔ وہ بڑی آسانی سے راہ داری کی دیواروں کو پار کرتی ہوئی تہہ خانے میں آگئی۔ کیٹی نے

دیکھا کہ یہاں ایک ممی کا بت لگا تھا۔ ممی شہزادی اس کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نے بلند آواز میں کہا

دیوی اشتر! تم نے ہمیشہ ہمارے خاندان کو مصیبت سے بچایا ہے۔ اس وقت مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے میری ایک دوست میرے کاندھے پر بیٹھی ہے جس کا قد جادو کی وجہ سے بہت ہی چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ تم ہمارے خاندان کی دوست دیوی ہو میں جانتی ہوں تم میری سہیلی کیٹی کے طلسم کو ختم کر سکتی ہو۔

دیوی اشتر کے بت میں سے ایک شعاع نکل کر کیٹی کے جسم پر پڑی۔ ممی شہزادی نے جلدی سے کیٹی کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ دیوی اشتر کی آنکھ سے نکلنے والی شعاع کیٹی کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے کیٹی اپنے پورے قد کی ہوگئی۔ وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے جسم کو دیکھنے لگی جو پھر سے ٹھیک ہو گیا تھا۔ اس نے دیوی اشتر کی طرف دیکھ کر کہا

تمہارا شکریہ دیوی اشتر اور تمہارا بھی ممی شہزادی'

دیوی اشتر کی آنکھ سے نکلنے والی روشنی بند ہوگئی۔ ممی شہزادی نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا

کیٹی! تم پر جس طلسم کا اثر تھا وہ ختم ہوگیا ہے اب تم پوری جوان عورت بن چکی ہو۔

کیٹی نے کہا

ممی شہزادی! کیا اب بھی میں تمہارے ساتھ بند دیوار میں سے گزر سکوں گی؟

ممی شہزادی نے جواب دیا۔

کیوں نہیں۔ اس کے لئے مجھے تمہارے کاندھے پر صرف ہاتھ رکھنا ہوگا۔ جب میں تمہارے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھوں گی تو تم غائب ہو جاؤ گی اور جب ہاتھ اٹھاؤں گی تو تم پھر سے نظر آنے لگو گی۔

پھر ممی شہزادی نے دیوی کے بت کی طرف متوجہ ہو کر کہا

عظیم دیوی اشتر کاہن اعظم میرے باپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے کیا تو میری مدد نہیں کرے گی۔

دیوی اشتر کے بت میں حرکت پیدا ہوئی اور دیوی کی دھیمی آواز سنائی دی۔

شہزادی! تمہارا باپ ایک خدا کو مانتا ہے۔ اس لئے میں اس سے خوش ہوں۔ کیونکہ ایک خدا ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور صرف اسی ایک خدا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ میں بھی اسی خدا کو مانتی ہوں مگر

کاہن اعظم کے پاس ایسا زبردست طلسم ہے کہ میں اس
کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہاں میں صرف اتنا کر سکتی ہوں
کہ تم پر کاہن کے طلسم کا اثر نہیں ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی دیوی اشتر کی دوہری آنکھ میں سے روشنی
کی کرن نکل کر پہلے ممی شہزادی اور چار کیٹی کے جسم
پر پڑی۔ دیوی کی آواز آئی۔

اب تم دونوں ایک برس کے لئے ہر قسم کے
جادو سے محفوظ ہو گئی ہو۔ تم پر ایک برس تک
کوئی جادوگر اپنا طلسم نہیں کر سکے گا لیکن کاہن اعظم
کا تمہیں خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔

ممی شہزادی نے پوچھا

دیوی! میں کاہن اعظم سے کس طرح اپنے
باپ کو نجات دلا سکتی ہوں؟ کاہن اعظم ایک خدا
کو نہیں مانتا اور لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے کے
لئے مجبور کرتا ہے۔ وہ میرے باپ کو قتل کر
دے گا۔

دیوی کی آواز آئی۔

میں جانتی ہوں۔ مگر کاہن اعظم ہر وقت اپنے
آپ کو جادو کی لہروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن

ایک راستہ ہے

وہ کیا دیوی۔

ممی شہزادی نے پوچھا

دیوی نے کہا

آج سے دس ہزار سال پہلے خلا سے کچھ آدمی
اس صحرا میں اپنے خلائی جہاز میں اترے تھے۔ ان دنوں
یہاں ایک چشمہ بہتا تھا۔ اس چشمے میں ایک قسم کی
دھات کے ذرات بھی زمین سے نکل کر بہتے تھے۔
خلائی مخلوق ان ذرات کو جمع کرنے یہاں آئی تھی۔ اس
جگہ سے جنوب کی طرف ایک پہاڑی ہے۔ یہ خلائی
لوگ اس پہاڑی کے غار میں آکر ٹھہرے تھے
وہ ایک ماہ تک یہاں چشمے میں بہتی دھات کے
ذرات جمع کرتے رہے۔ پھر واپس اپنے ستارے کی
طرف واپس چلے گئے۔ ان میں ایک آدمی یہاں
کسی حادثے کی وجہ سے آگ میں جل کر ہلاک ہو گیا
تھا۔ اس ہلاک ہونے والے خلائی آدمی کا سارا جسم
راکھ بن گیا مگر اس کی کھوپڑی کا صرف اوپر کا پیالہ
نما حصہ باقی رہ گیا تھا۔ خلائی مخلوق نے اپنے ساتھی
کی کھوپڑی کا پیالہ غار کے اندر ایک چوکور پتھر کے نیچے

دفن کر دیا۔ اگر تم اس خلائی کھوپڑی کے پیالے کو
وہاں سے نکال لاؤ اور اس پیالے میں پانی ڈال کر کسی
طرح کاہن اعظم کو پلادو تو کاہن اعظم کی ساری یادداشت
غائب ہو جائے گی۔ اسے بالکل یاد نہیں رہے گا۔ کہ
وہ کون ہے اور کیا کرنا چاہتا تھا۔ پھر وہ ایک بیکار
آدمی ہوگا۔ نہ وہ جادو کر سکے گا اور نہ کسی کے
خلاف کوئی سازش تیار کر سکے گا یوں تمہیں اس دشمن
سے نجات مل جائے گی۔

ممی شہزادی نے کہا

میں ابھی جا کر کھوپڑی کا پیالہ نکال لاتی ہوں
پھر سوچوں گی کہ کاہن کو اس میں سے پانی کس طرح
پلایا جائے۔

دیوی کی آواز آئی۔

مگر اسے سوائے خلائی انسان کے اور کوئی اگر ہاتھ
لگائے گا تو جل کر مر جائے گا۔ تم بھی ایک بار پھر
ختم ہو جاؤ گی۔

ممی شہزادی نے حیران ہو کر پوچھا

تو پھر کھوپڑی کا پیالہ کس طرح سے نکالا جائے
دیوی اشتر ؟

کیٹی خاموش تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ دیکھیں دیوی اشتر آگے
کیا کہتی ہے۔ دیوی کی آواز آئی۔

تمہاری خوش قسمتی ہے کہ جو لڑکی کیٹی تمہارے پاس
کھڑی ہے وہ خود خلائی مخلوق ہے۔ کیٹی بڑی آسانی
سے کھوپڑی نکال سکتی ہے۔

ممی شہزادی نے حیران ہو کر کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی۔

کیٹی! کیا تم سچ مچ خلائی مخلوق ہو؟

کیٹی نے مسکرا کر کہا

دیوی اشتر نے ٹھیک کہا ہے۔ میں واقعی خلائی
مخلوق ہوں اور ایک عرصہ ہوا اپنے سیارے کو چھوڑ کر
اس زمین پر آباد ہو گئی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

دیوی اشتر نے کہا

اب تم جاؤ۔

ممی شہزادی نے دیوی کا شکریہ ادا کیا اور دونوں سہیلیاں
چوتھے اہرام سے نکل کر صحرا کی اس پہاڑی کی طرف چل
پڑیں جس کے غار میں خلائی کھوپڑی دفن تھی۔ پہاڑی
زیادہ دور نہیں تھی۔ اس کے غار میں اندھیرا تھا مگر کیٹی
چونکہ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی تھی اس لئے وہ جلد
اس پتھر کے پاس آگئی جس کے نیچے خلائی آدمی کی کھوپڑی

دفن تھی۔ دونوں نے پتھر کو ہٹا دیا۔ ریت کو کھودا تو
نیچے کھوپڑی نظر آگئی۔ ممی شہزادی نے کہا۔

کیٹی! اب اسے تم ہی نکال سکتی ہو۔

کیٹی نے کھوپڑی کو ریت ہی سے نکال لیا۔ یہ
کھوپڑی پوری نہیں تھی بلکہ صرف سر کے اوپر والے حصے
کا پیالہ سا باقی رہ گیا تھا۔ کیٹی کو اپنے ہاتھ میں کھوپڑی
کے پیالے سے اٹھنے والی لہروں کی گرمی کا احساس ہو رہا
تھا کیٹی نے کہا

خلائی کھوپڑی تو ہمیں مل گئی۔ اب سوچنا یہ ہے
کہ کاہن کو اس میں سے پانی کس طرح پلایا جائے؟

دونوں غار سے باہر نکل کر شاہی محلوں کی طرف چلنے لگیں۔ ممی
شہزادی نظر نہیں آرہی تھی مگر کیٹی اپنے پورے جسم کے ساتھ
نظر آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں خلائی کھوپڑی تھی۔ ممی
شہزادی نے کہا

کیٹی! کاہن اعظم سے نجات حاصل کرنے کے لیے
ہمیں ایک منصوبہ تیار کرنا ہوگا اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ
تم کسی طرح سے کاہن اعظم کے محل میں خادمہ بن کر
ملازمت کرو گی۔ پھر کاہن اعظم کو اس کھوپڑی کے
پیالے کا پانی پلانے کی کوشش کرو گی اس کے سوا اور

کوئی راستہ مجھے نظر نہیں آتا۔ کاہن اعظم بڑا چالاک
ہے وہ یونہی کسی کے جال میں آنے والا نہیں ہے۔

کیٹی نے کہا

تم نے مجھ کو پھر سے بڑا کر کے مجھ پر احسان
کیا ہے شہزادی۔ میں اس احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے
کاہن اعظم سے تمہارے باپ کو ضرور نجات دلاؤں گی
میں کسی طرح کاہن کے محل میں ملازمت کرنے کی
کوشش کرتی ہوں۔ لیکن میں یہ کھوپڑی اپنے پاس
نہیں رکھ سکتی ابھی۔

ممی شہزادی نے کہا

تم اسے محل کے باہر دریائے نیل کے کنارے
کسی مناسب جگہ زمین میں دبا دو۔ جب ضرورت
پڑے گی تم اسے نکال کر لے جانا۔

کیٹی نے پوچھا

مگر تم کہاں ہو گی؟

ممی شہزادی نے جواب دیا۔

میں تمہیں چوتھے اہرام کے تہہ خانے میں ہی
ملوں گی اب تم شاہی محل کی طرف جاؤ۔ میں اہرام کی طرف
واپس جاتی ہوں۔ کاش میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی۔

کیٹی نے کہا

تم فکر مت کرو۔ شہزادی۔ میں صبح ہوتے ہی کاہن اعظم کے محل پر جاکر اس سے ملوں گی اور ایسی باتیں کروں گی کہ وہ مجھے اپنے ہاں خادمہ کے طور پر رکھ لے گا۔

ممی شہزادی خدا حافظ کہہ کر اہرام کی طرف واپس چلی گئی۔

کیٹی نے دریا کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ شاہی محلات دریا کی دوسری طرف تھے۔ ان محلات میں سے ایک چھوٹا سا محل کاہن اعظم کا بھی تھا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی اور وزیر اعظم کی موت کا کسی کو علم نہیں ہوا تھا۔ کیٹی نے ایک پل پر سے دریا عبور کیا اور پھر ایک جگہ دریا کے کنارے کھجور کے درخت کے نیچے زمین کھود کر خلائی کھوپڑی کو چھپا دیا۔ اس کے بعد وہ دریا کے کنارے بیٹھ گئی اور صبح کا انتظار کرنے لگی۔ جب صبح کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو محل کی طرف سے شور کی آوازیں سنائی دیں۔ کیٹی سمجھ گئی کہ وزیر اعظم کی موت کا پتہ چل گیا ہے۔ کیٹی نے دن کی روشنی میں اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ اس نے دریا کے پانی سے منہ ہاتھ دھویا۔ بالوں کو دھوکر خشک کر کے جھٹکا۔ کنگھی پھیری اور کاہن کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ کاہن کے محل میں خاموشی چھائی تھی۔ دو

عورتیں محل کے قریب ہی باغ میں خاموش بیٹھی تھیں۔ شکل صورت سے وہ محل کی نوکرانیاں لگ رہی تھیں۔ کیٹی نے قریب جاکر اس ملک کے رواج کے مطابق انہیں سلام کیا اور کہا کہ میں گاؤں سے آئی ہوں۔ میرا کوئی نہیں ہے۔ اکیلی ہوں۔ اگر کہیں نوکری مل جائے تو دعائیں دوں گی۔ ایک ادھیڑ عمر کی خادمہ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی

تم کیا کام کر سکتی ہو؟

کیٹی نے کہا

میں کھانا پکا سکتی ہوں۔ برتن دھو سکتی ہوں اور کمروں کی صفائی وغیرہ کر لیتی ہوں۔

نوکرانی نے کہا

ابھی یہاں بیٹھو۔ ہمارے وزیر اعظم کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہمارا مالک کاہن ادھر گیا ہے۔ واپس آئے گا تو تمہارے بارے میں بات کروں گی۔

پھر کیٹی کی طرف دیکھ کر بولی۔

مگر میں تمہیں ایک شرط پر نوکری دلوا سکتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمہیں جو تنخواہ ملے گی اس میں سے آدھی تنخواہ تمہیں ہر ماہ مجھے دینی ہو گی۔

کیٹی نے کہا

مجھے منظور ہے۔ آپ جو کہیں گی۔ میں ویسے ہی
کروں گی

بوڑھی خادمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

اس لڑکی کو بھی میں نے ہی یہاں رکھوایا تھا۔ یہ
بھی مجھے ہر ماہ آدھی تنخواہ دیتی ہے۔ مگر یاد رہے۔ اس
کا ذکر تم کسی سے نہیں کرو گی۔ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری
بات پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا اور میں تمہیں محل سے
نکلوا دوں گی۔

کیٹی بولی۔

ہو بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی محسن کے خلاف
کوئی بات کروں۔ میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔ آپ
بے فکر رہیں۔

کیٹی اس بوڑھی خادمہ کے پاس بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد
کاہن اعظم ایک رتھ پر سوار واپس آ گیا۔ کیٹی نے دیکھا
کہ اس کا چہرہ پریشان پریشان تھا۔ پریشان کیوں نہ ہوتا۔
اس کی ساری محنت پر پانی پھر گیا تھا۔ کہاں وہ ممی شہزادی
کی مدد سے فرعون کو ہلاک کروانا چاہتا تھا اور اب خود
اس کا ساتھی اس سازش کا شکار بن گیا تھا۔ یعنی
وزیر اعظم اگلی دنیا کو سدھار گیا تھا۔ کاہن اعظم اپنے ہی

خیالوں میں ڈوبا محل کے اندر چلا گیا۔

بوڑھی خادمہ نے کیٹی سے کہا

تو اسی باغ میں بیٹھ۔ میں اندر جا کر موقع دیکھ کر
بات کروں گی۔ جانا مت۔ ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے۔

کیٹی نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں جی۔ میں سارا دن اسی جگہ بیٹھی
رہوں گی مجھے نوکری کی سخت ضرورت ہے۔

بوڑھی خادمہ اپنی ساتھی کے ہمراہ کاہن کے محل میں چلی گئی۔ کیٹی
کو بڑا اطمینان ہو گیا تھا کہ اسے اتنی جلدی کاہن اعظم کے محل
میں نوکری کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ باغ میں ایک درخت
کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔ اسے وہاں بیٹھے بیٹھے دوپہر ہو گئی۔
پھر تیسرا پہر آ گیا۔ سورج غروب ہونا شروع ہو گیا۔ آخر
محل کے دروازے پر بوڑھی خادمہ نمودار ہوئی۔ اس نے اشارے
سے کیٹی کو اپنی طرف بلایا اور کہا

میرے ساتھ آؤ میں نے کاہن سے بات کر لی
ہے۔ مالک تمہیں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ
بات نہ کرنا۔

کیٹی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ بوڑھی خادمہ کے ہمراہ چل
دی۔ جب وہ کاہن اعظم کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے

دیکھا کہ کمرہ خوب سجا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ تخت لگا تھا
جس پر زرد کپڑوں والا کاہن اعظم بیٹھا ایک رجسٹر پر
کچھ لکھ رہا تھا۔ پاس ہی اگر بتیاں سلگ رہی تھیں۔ شمع دان
روشن تھا۔ پیچھے ستون پر بلی کا بت لگا تھا۔ بوڑھی خادمہ
خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔ کیٹی کو بھی اس نے خاموش رہنے
کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد کاہن اعظم نے رجسٹر پر لکھنا بند
کیا اور آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ بوڑھی خادمہ اور کیٹی نے
ادب سے سلام کیا۔

کاہن اعظم نے کہا

کیا یہی وہ لڑکی ہے؟

بوڑھی خادمہ نے کہا

ہاں مالک! گاؤں سے آئی ہے۔ آگے پیچھے اس
کا کوئی نہیں۔ آپ کا حکم ہو تو باورچی خانے میں رکھوا
دوں۔ کھانا اچھا پکا لیتی ہے۔

کاہن اعظم بڑے غور سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ ایسی خوبصورت سنہری
بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اس نے مصر میں پہلے نہیں دیکھی تھی

کاہن نے پوچھا

تمہارا نام کیا ہے؟

کیٹی نے کہا۔

کیٹی میرا نام ہے مالک۔

کاہن نے سوال کیا

تم مجھے مصر کی رہنے والی نہیں لگتی ہو۔ کہاں
تمہارا گھر ہے؟

کیٹی نے فوراً جواب دیا۔

مالک! میرے ماں باپ ملک یونان کے رہنے
والے تھے۔ میں یونان ہی میں پیدا ہوئی تھی۔ ماں باپ
مر گئے تو مصر کے گاؤں میں اپنی نانی کے پاس آ گئی۔
نانی کے مرنے کے بعد اکیلی رہ گئی تھی۔ اس لئے نوکری
کرنے آپ کے محل پر حاضر ہو گئی ہوں۔

کاہن اعظم کچھ دیر کیٹی کو غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔

ٹھیک ہے۔ تم کو رکھ لیا گیا ہے

کیٹی نے شکریہ ادا کیا اور بوڑھی خادمہ کے ساتھ کمرے
سے باہر نکل گئی۔ کیٹی کو باورچی خانے میں کام پر لگا دیا
گیا۔ اسے وہیں محل کے نوکروں کی کوٹھڑیوں میں ایک
کوٹھڑی مل گئی جہاں وہ رات بسر کر سکتی تھی۔ کیٹی نے
باورچی خانے میں دوسری عورتوں کے ساتھ کھانے پکانے
کا کام شروع کر دیا۔ وہ کسی طریقے سے کاہن اعظم کے
قریب رہ کر اس کی خاص خادمہ کا مقام حاصل کرنا چاہتی تھی۔

تاکہ اسے کاہن اعظم کو خلائی کھوپڑی میں پانی پلانے کا موقع مل سکے۔ مگر اسے کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ دوسری طرف کاہن اعظم اسے بھول گیا تھا۔

یونہی تین چار دن گزر گئے۔ ممی شہزادی جو تھے اہرام کے تہہ خانے میں موجود تھی۔ خلائی کھوپڑی دریا کے کنارے کھجور کے درخت کے تلے دفن تھی۔ کاہن اعظم کو اپنے غلام کے ذریعے یہ پتہ چل چکا تھا کہ کسی نے مردہ خانے میں جاکر تھال میں سے بڑے ہار کے پھول کو توڑ ڈالا تھا جس کی وجہ سے ممی شہزادی پر اس کا طلسم کام نہ کر سکا تھا اور وہ سانپ کا روپ بدل کر فرعون کو ڈس نہیں سکی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ممی شہزادی تابوت میں سے غائب ہو چکی ہے اور وہ اسے دکھائی نہیں دے گی۔ یہ اس کے پہلے طلسم کی وجہ سے تھا۔ کاہن اعظم اندر ہی اندر بہت پریشان اور گھبرایا ہوا تھا اگرچہ ممی شہزادی کی لاش غائب ہو کر بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی کیونکہ کاہن اپنے اردگرد ہر وقت ایسے منتروں کا طلسمی دائرہ ڈالے رکھتا تھا کہ کوئی جادو اس پر اثر نہیں کر سکتا تھا۔ پھر بھی اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ ممی شہزادی غیبی حالت میں یوں آزادی سے چلتی پھرتی رہے۔

کیٹی کو کاہن کے محل میں کام کرتے پانچواں روز تھا کہ کاہن اعظم نے ممی شہزادی کے غیبی جسم کا کھوج لگانے کے لئے ایک خاص طلسمی زائچہ بنایا۔ اس زائچے کی مدد سے وہ یہ ضرور معلوم کر سکتا تھا کہ ممی شہزادی کا جسم کس مقام پر ہے۔ اس نے زائچہ بنا کر غور سے دیکھا تو تعجب کی بات تھی کہ زائچہ بالکل نہیں بتا رہا تھا کہ ممی شہزادی کس جگہ پر چھپی ہوئی ہے۔ کاہن اعظم بڑا حیران ہوا۔ زائچہ بالکل گونگا بن گیا تھا۔ شاید یہ دیوی اشتر کی توجہ کی وجہ سے تھا۔ مگر سب سے زیادہ حیرانی کاہن کو اس بات پر ہوئی کہ زائچہ اس کے محل میں آنے والے ایک نئے اجنبی انسان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس نئے انسان سے جو ایک عورت ہے کاہن اعظم کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کاہن اعظم نے سوچا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کے محل میں جو نئی عورت آئی ہے وہ نئی نوکرانی کیٹی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسے پہلے بھی کیٹی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نظر آئی تھی۔ زائچہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

کاہن نے سوچا۔ کیا یہ لڑکی کسی خاص مقصد کے تحت اس کے محل میں بھیجی گئی ہے؟ اگر ایسی بات ہے

تو اسے کیٹی کو اپنے اعتماد میں لے کر اس سے کسی طرح
یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ کون ہے
اور اسے ممی شہزادی نے تو یہاں نہیں بھیجا؟
کاہن اعظم کے پاس کئی ایسے جادوئی منتر تھے جن کی
مدد سے وہ کیٹی کو بے ہوش کرکے اس سے اس کے دل
کا حال معلوم کر سکتا تھا۔ کاہن نے فیصلہ کیا کہ وہ کیٹی
کو اپنی خدمت پر لگالے گا اور پھر ایک روز اس پر منتر
پھونک کر اسے بے ہوش کر دے گا اور اس کے دل کا
حال معلوم کر لے گا۔ اسی روز شام کو کاہن نے کیٹی کو اپنے
کمرے میں بلایا اور جب وہ آئی تو اسے کہا

میں نے دیکھا کہ تم کھانا اتنا اچھا نہیں بناتی
ہو۔ البتہ تم چونکہ پڑھ لکھ سکتی ہو اس لئے میرے
کاغذات کی نقل اتارنے کا کام خوب کر سکوگی۔ کیا
خیال ہے تمہارا؟

کیٹی تو خود اس موقعہ کی تلاش میں تھی۔ اسے اور کیا چاہیئے
تھا۔ فوراً بولی۔

مالک آپ جو حکم کریں میں خوشی سے اس پر
عمل کروں گی۔

کاہن گہری نظروں سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا بولا۔

بس ٹھیک ہے تم کل سے میرے کمرے میں
آکر کام شروع کر دینا۔

کیٹی بڑی خوش خوش واپس چلی گئی۔ وہ تو پہلے ہی سوچ
رہی تھی کہ ایسی کونسی ترکیب لڑائی جائے کہ کاہن کے
قریب رہنے اور اس کا اعتماد حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔
اب قدرت نے خود ہی اسے یہ موقعہ مہیا کر دیا تھا۔ دوسرے
دن وہ کاہن کے کمرے میں حاضر ہوگئی۔ کاہن اس وقت
شاہی محل کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے یونہی کیٹی کو کچھ
کاغذات دے کر کہا

میرے آنے تک ان کی ایک ایک نقل تیار کر دو۔
میں دوپہر تک آ جاؤں گا۔

کیٹی نے اسی وقت سادہ کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر نقل کرنا شروع
کر دی۔ یہ معبد کے خرچ وغیرہ کا حساب تھا۔ کاہن نے
بغیر کسی مقصد کے اسے دے دیا تھا۔ اس کا اصل مقصد تو
کیٹی سے اس کے دل کا راز معلوم کرنا تھا کہ وہ کون ہے اور
ممی شہزادی سے کہاں ملی؟ کیسے ملی؟ اور اب وہ کہاں
ہے اور اس نے اسے وہاں کیوں بھیجا ہے۔ دوسری طرف
کیٹی سوچ رہی تھی کہ اب اسے دریا پر جاکر خلائی کھوپڑی
نکال کر اپنے پاس رکھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ

اس کی کب ضرورت پڑ جائے۔ دوپہر کے بعد کاہن واپس
آگیا۔ اس نے کیٹی کی نقل کی ہوئی دستاویزیں دیکھیں۔ یہ ظاہر
کرنے لگا کہ میں بہت خوش ہوا ہوں کیٹی تم نے کمال کر دیا ہے۔
تم تو بڑی اچھی لڑکی ہو۔ اسی قسم کی باتیں کرتا کاہن دوسرے کمرے
میں چلاگیا۔ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کچھ اور کاغذات
تھے۔ کہنے لگا۔

یہ تم کل نقل کرنا۔ اب تم باغ میں جاکر جو میں
نے خاص طور پر پھول لگائے ہیں ان کی دیکھ بھال کرو۔
ساتھ ہی تمہارا دل بھی بہل جائے گا۔ تم تھک گئی ہوگی۔
کیٹی بڑی خوش ہوئی اس نے بہت جلد کاہن اعظم کی خوشنودی
حاصل کرلی تھی۔ یہ بات اس کے لئے بہت ہی اچھی تھی۔
وہ سلام کرکے باغ میں چل دی۔

شہزادی کی دوسری موت

دوسرے روز بھی کاہن نے کیٹی سے بڑا اچھا سلوک کیا۔
اس نے اسے اپنے دسترخوان پر ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلایا دوسری
خادمائیں خاص طور پر بوڑھی خادمہ بڑی حیران تھی کہ کیٹی نے کاہن
پر کیا جادو کر دیا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس لے گیا ہے۔
مگر کسی کو زبان کھولنے کی ہمت نہیں تھی۔ اسی روز شام کو
کاہن اعظم نے کیٹی پر منتر پھونک کر اس کے دل کا حال
اگلوانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب شام ہوئی تو کاہن نے کیٹی
سے کہا کہ میرے کمرے میں جاؤ۔ وہاں پلنگ پر ایک
کتاب پڑی ہے۔ وہ اٹھا لاؤ۔

کیٹی خوشی خوشی کاہن کے کمرے میں چلی گئی۔ کاہن
نے اپنے کمرے میں پہلے ہی سے جادو کا ایک دائرہ
کھینچ دیا تھا۔ جونہی کیٹی کمرے میں داخل ہونے کے بعد
اس دائرے میں سے گزری اسے ایک زبردست جھٹکا لگا
اور وہ قالین پر گر پڑی۔ دیوی اشتر نے چونکہ کیٹی کے

جسم پر اپنی آنکھ کی روشنی ڈال دی تھی اور کہا تھا کہ ایک
برس تک اس پر کسی کے جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے
کیٹی پر بھی کاہن کے طلسم کا اثر نہ ہوا۔ مگر وہ فوراً سمجھ
گئی کہ یہ کاہن کے جادو کا اثر ہے۔ اب وہ یہ پتہ کرنا چاہتی
تھی کہ کاہن نے اس کے خلاف طلسم کا یہ جال کیوں
بچھایا ہے۔ کیا اسے کیٹی پر شک ہو گیا ہے؟ کیا وہ
اس سے جادو کے ذریعے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتا
ہے؟ یہ سوچ کر کیٹی قالین پر ہی پڑی رہی اور اپنی
جگہ سے بالکل نہ ہلی۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس
پر کاہن کے جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں
بند کر لیں تھیں۔ اس نے ہلکے ہلکے کانپنا شروع کر دیا تھا
اسے گرتے دیکھ کر کاہن بھی کمرے میں آ گیا۔

کاہن نے جھک کر کیٹی کو غور سے دیکھا۔ کیٹی بے ہوش
کے عالم میں آہستہ آہستہ کانپ رہی تھی۔ پھر اس کا
جسم بے حس ہو گیا۔ کاہن نے اسے اٹھایا اور پلنگ پر لیٹا
دیا۔ وہ خوش تھا کہ اب کیٹی اپنے دل کا راز اگل دے
گی اور کاہن کو پتہ چل جائے گا کہ وہ اس کے پاس کیا
مقصد لے کر آئی ہے۔ دوسری طرف کیٹی بھی یہ معلوم کرنے
کے لئے بے تاب تھی کہ کاہن نے اسے کس لئے بیہوش

کیا ہے۔

وہ پلنگ پر لیٹی تھی۔ آنکھیں بند تھیں اور کبھی
کبھی جان بوجھ کر حلق سے ایسی آواز نکال دیتی تھی جیسے
خواب کی دنیا میں پہنچ گئی ہو۔ کاہن نے دروازہ اندر سے
بند کر دیا اور کیٹی کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ کی نبض اپنے
ہاتھ میں لی اور بولا۔

تو کون ہے۔ تجھے کس نے یہاں بھیجا ہے؟

کیٹی کا شک ٹھیک نکلا۔ چونکہ کاہن کے جادو کا اس
پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا اس لئے وہ کاہن کو کیسے بتا دیتی
کہ اسے ممی شہزادی نے وہاں بھیجا ہے چنانچہ اس نے
خواب ایسی آواز میں کہا

میرا نام کیٹی ہے۔ مجھے کسی نے یہاں نہیں بھیجا۔

کاہن کے چہرے پر کچھ فکرمندی کے اثرات آ گئے۔ اس
نے ایک اور منتر پڑھ کر کیٹی کے چہرے پر پھونکا۔
یہ بڑا زبردست منتر تھا اور اس کے اثر سے تھوڑی دیر
کے لئے مردہ بھی بول پڑتا تھا۔ اور پتھر بھی اپنے دل کا
راز اگل دیتے تھے مگر چونکہ کیٹی پر اس کے جادو کا اثر
ہی نہیں ہو رہا تھا اس لئے وہ اسے اپنے دل کا راز
کیسے بتا سکتی تھی۔ کاہن نے کہا

کیا تجھے می شہزادی نے یہاں بھیجا ہے۔ وہ کہاں
ہے۔ کیا پھولوں کا ہار تم نے توڑا تھا؟
کیٹی نے پھر اسی خواب ایسے انداز میں کہا
می شہزادی کون ہے؟ کہاں ہے؟ میں کسی می
شہزادی کو نہیں جانتی۔
کاہن نے کہا
پھولوں کا ہار کس نے توڑا تھا۔ مردہ خانے میں؟
کیٹی سمجھ گئی کہ کاہن اصل بات معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اس
نے کہا۔
کونسا پھولوں کا ہار۔ میں نے کوئی پھولوں کا ہار
نہیں دیکھا۔
کاہن عجیب کش مکش میں پھنس گیا۔ اس نے ایک اور
منتر پڑھ کر کیٹی منہ پہ پھونکا اور بولا
سچ سچ بتا تو کون ہے اور یہاں کس لئے آئی ہے؟
کیٹی نے اسی خواب ایسی آواز میں کہا
میں کیٹی ہوں۔ میرے ماں باپ یونانی ہیں وہ
مر گئے تو میں مصر اپنی نانی کے پاس آ گئی۔ نانی نے
میرا ساتھ چھوڑا تو کاہن اعظم کی خدمت میں آ گئی ہوں
وہ مجھ پر بڑی شفقت کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دنیا

میں عزت کی روٹی کھا رہی ہوں۔
کاہن اعظم شاپٹا کر رہ گیا کیٹی اپنے دل کا راز بتا رہی تھی۔
وہ وہی کہہ رہی تھی جو اس کے دل میں تھا۔ تو کیا زائچے
نے غلط بتایا ہے؟ کاہن کو اپنے طلسم پر بہت اعتقاد تھا
جو طلسم اس نے کیٹی پر پھونکا تھا اس کے اثر سے
جانور بھی انسانی آواز میں اپنے دل کا راز بتا دیتے ہیں
اس حساب سے کیٹی نے جو کچھ بتایا تھا وہ صحیح تھا۔
کاہن کو یقین ہو گیا کہ کیٹی جھوٹ نہیں بول رہی۔ کیونکہ
اس کا طلسم جھوٹ نہیں بلوا سکتا تھا۔ اس کا طلسم غلط
نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس کے طلسم کے اثر سے
کیٹی جو کچھ کہہ رہی تھی ٹھیک اور سچ کہہ رہی تھی۔
کاہن نے کیٹی کے منہ پر ہوش میں لانے والا منتر
پڑھ کر پھونکا۔ کیٹی نے اب بھی آنکھیں نہ کھولیں۔ کیونکہ
اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کاہن نے اس پر ہوش میں لانے
والا منتر پھونکا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں بند ہی رکھیں
کاہن نے کیٹی کو ہلاتے ہوئے کہا
کیٹی! ہوش کرو۔ ہوش کرو۔ ہوش میں آؤ۔
اب کیٹی سمجھ گئی کہ کاہن اسے ہوش میں لانا چاہتا ہے
اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں اور حیران ہو کر بولی۔

مالک! میں کہاں ہوں جو مجھے کیا ہو گیا تھا؟

کاہن نے کہا

تم کو میں نے اندر کتاب لانے بھیجا تھا۔ مگر تم بے ہوش ہو گئیں۔ کیا چکر آ گیا تھا؟

کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی اور سر کو پکڑتے ہوئے بولی۔

ہاں مالک۔ شاید مجھے چکر ہیں آ گیا تھا۔ بس گر پڑی۔ پھر ہوش نہیں رہا۔

کاہن نے اٹھتے ہوئے کہا

اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ آج تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں۔

کیٹی نے بہت کہا کہ مالک میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مگر کاہن نے اسے زبردستی اس کے کمرے میں بھیج دیا۔ کیٹی کے جانے کے بعد کاہن نے ایک بار پھر زائچہ بنا کر دیکھا۔ زائچہ اب بھی کیٹی کی طرف اشارہ کر رہا تھا مگر کاہن کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے زائچے کو بند کر دیا۔ زائچہ غلط بتا رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کاہن کو زائچے سے زیادہ اپنے طلمی منتروں پر بھروسہ تھا اور اس کے طلسمی منتروں نے ثابت کر دیا تھا کہ کیٹی کے دل میں کچھ نہیں ہے۔ کبھی کبھی زائچہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ کاہن

نے یہی سوچ لیا تھا۔ اب وہ کیٹی کی طرف سے بے نیاز ہو گیا اور اس نے دوسرے دن کیٹی کو دوبارہ واپس کچن میں کام کرنے کا حکم دے دیا۔ کیٹی بڑی پریشان ہوئی۔ اب اس کے لئے دوبارہ کاہن کے قریب آنا مشکل کام تھا۔ وہ بھی سمجھ گئی کہ چونکہ اس کے بارے میں کاہن کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ بے ضرر ہے اور اس سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے، اس لئے کاہن نے کیٹی کو باورچی خانے میں واپس بھیج دیا تھا۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اب وہ کوئی دوسری ترکیب استعمال کرے گی۔ ایک بات میں وہ کامیاب ہو گئی تھی کہ اس نے کاہن کا اعتماد حاصل کر لیا تھا اور وہ اس کے محل میں ہی تھی۔ اگر کاہن اسے اپنے محل ہی سے نکال دیتا تو کیٹی کے لئے وہاں دوبارہ داخل ہونا کافی مشکل تھا۔ کیٹی نے اب دوسری ترکیب پر غور شروع کر دیا

وہ چاہتی تھی کہ چھوٹے اہرام میں جا کر ممی شہزادی کو یہ ساری کارروائی بتا آئے مگر یہ سوچ کر وہاں نہ گئی کہ اگر کسی نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تو کام الٹا پڑ جائے گا۔ اسی خیال سے کیٹی ابھی خلائی کھوپڑی بھی اپنے پاس نہیں لائی تھی۔ دو تین دن اور گزر گئے۔ آخر مصر کا

موسم بہار کا میلہ آگیا۔ اس تہوار کے موقع پر درباری اور
امیر لوگ بڑی بڑی دعوتیں کرتے اور جب دعوت کا جشن
اپنے عروج پر ہوتا تو محل یا حویلی کے خادم اور خادمائیں
مردوں کی کھوپڑیوں میں مشروب ڈال کر مہمانوں کو پلاتی تھیں۔
اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے
جس کھوپڑی میں تم اس وقت شربت پی رہے ہو ایک
روز تمہاری کھوپڑی بھی ایسی ہی بن جائے گی اگرچہ آج تم
نے اپنے سر پر تاج پہن رکھا ہے۔ کیٹی بہت خوش ہوئی
یہ بڑا سنہری موقع تھا۔ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا
سکتی تھی۔

اسی رات کو جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور محل
کے سب لوگ سو گئے تو کیٹی نے ایک تھیلا لیا۔ جسم
کو کالی چادر میں ڈھانپا اور محل کے خفیہ دروازے
سے نکل کر دریائے نیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ
آج رات دریا کے کنارے سے خلائی کھوپڑی لے
آنا چاہتی تھی۔ کیونکہ بہار کا تہوار دو روز بعد ہی تھا۔
وہ بڑی احتیاط سے باہر نکلی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ
اس کا کوئی شخص پیچھا نہیں کر رہا لیکن بوڑھی خادمہ
جس نے کیٹی کو وہاں نوکر رکھوایا تھا جاگ پڑی تھی اور کیٹی

کو چوروں کی طرح محل سے باہر جاتے دیکھ کر اس کے
پیچھے لگ گئی تھی۔

اس خادمہ کو کیٹی سے بڑی سخت دشمنی ہو گئی۔ پہلے
تو وہ اس لئے کیٹی سے حسد کرتی تھی کہ کاہن نے اسے اپنی
خاص خادمہ رکھ لیا تھا اور اب اس لئے اس سے دشمنی کرنے
لگی تھی کہ کاہن کے قریب چلے جانے سے کیٹی نے
خادمہ کو آدھی تنخواہ دینی بند کر دی تھی۔ چنانچہ یہ خادمہ
کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں تھی کہ کیٹی سے کوئی غلطی ہو
جائے اور وہ اسے کاہن اعظم کی نظروں سے گرا کر اسے محل
سے نکلوا دے۔ اب جب اس نے کیٹی کو آدھی رات
کے وقت محل کے خفیہ دروازے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ
بھی کالی چادر اوڑھ کر دبے پاؤں کیٹی کے پیچھے لگ گئی
کیٹی دریا کے کنارے پر پہنچ گئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر
دیکھا۔ خادمہ چھپ گئی۔ جب کیٹی کو تسلی ہو گئی کہ اسے
کوئی نہیں دیکھ رہا اور وہ وہاں بالکل اکیلی ہے تو اس
نے کھجور کے درخت کے نیچے نرم زمین کھودنی شروع
کر دی اور خلائی آدمی کی کھوپڑی نکال کر تھیلے میں
ڈال لی۔ جب وہ چلنے لگی تو اسے پیچھے کسی کے قدموں
کی چاپ سنائی دی۔

کیٹی نے جلدی سے گھوم کر دیکھا۔ اس کے پیچھے وہی
بوڑھی خادمہ کھڑی اسے قہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
اس نے غصیلی آواز میں کہا
میں جانتی تھی کہ تم ہمارے مالک کاہن اعظم
کے خلاف چھپ کر جادو کرتی ہو۔ اب مجھے اس کا
ثبوت مل گیا ہے۔ میں ابھی جاکر کاہن اعظم کو بتاتی
ہوں کہ تم کھوپڑی پر جادو ٹونہ کر کے اس کو مارنے
کی سازش کر رہی ہو۔
کیٹی نے پہلے سوچا کہ وہ اس ادھیڑ عمر خادمہ کو دریا
میں دھکیل دے۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب
آگئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا
تم میری بڑی بہن ہو۔ میں تمہارے آگے جھوٹ
نہیں بول سکتی۔ میں کوئی جادوگرنی نہیں ہوں۔ نہ
ہی میں اپنے مالک پر جادو کر رہی ہوں۔
خادمہ نے پوچھا۔
تو پھر یہ کھوپڑی یہاں کیوں دبا رکھی تھی؟
کیٹی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا
تم میری بڑی بہن ہو اور تم نے مجھے یہاں نوکری
دلوا کر مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ میں تم سے کچھ نہیں

چھپاؤں گی۔ بلکہ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ۔
خادمہ نے تعجب سے کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا
یہ تم کیا بے معنی باتیں کر رہی ہو۔
کیٹی نے کھوپڑی تھیلے میں سے نکال کر خادمہ کو دکھائی
اور کہا۔
دیکھنے میں تو یہ بڑی عام انسانی کھوپڑی لگتی
ہے مگر یہ آب حیات کا پیالہ ہے۔ میری بہن۔ یہ انسانی
کھوپڑی عظیم جادوگر سامری کے پڑدادا جادوگر کی ہے جس
نے آب حیات کا چشمہ پالیا تھا۔ اس کھوپڑی کی یہ
تاثیر ہے کہ اس میں جو کوئی بھی پانی یا مشروب ڈال کر
پیئے گا وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا۔ وہ کبھی
نہیں مرے گا اور جس عمر میں اس میں پانی پیئے گا اس
عمر میں قیامت تک زندہ رہے گا۔ نہ بوڑھا ہوگا۔ نہ
مرے گا۔
خادمہ کے لئے یہ بڑی کشش کی بات تھی۔ وہ خود
ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا چاہتی تھی مگر اسے کیٹی پر پورا
بھروسہ بھی نہیں تھا۔ اسے شبہ تھا کہ کہیں اس کھوپڑی
میں زہر نہ لگا دیا گیا ہو تاکہ جو کوئی اس میں پانی وغیرہ پیئے

زہر کے اثر سے مر جائے۔ اس نے اس شبے کو دور
کرنے کے لئے کیٹی سے کہا
لاؤ۔ کھوپڑی مجھے دکھاؤ۔
کیٹی نے کھوپڑی خادمہ کے ہاتھ میں دے دی۔ خادمہ نے
کھوپڑی کو اچھی طرح سے دیکھا اور پھر سونگھا۔ اس
نے کیٹی سے کہا
اگر اس میں ڈالا ہوا پانی پی کر آدمی ہمیشہ زندہ
رہتا ہے تو پہلے تم اس میں پانی ڈال کر پیو۔
کیٹی کو معلوم تھا کہ خادمہ یہی اسے کہے گی۔ وہ اس کے لئے
پہلے سے ہی تیار تھی۔ دیوی اشتر کی آنکھ کی روشنی میں
غسل کرلے کے بعد ایک برس کے لئے کیٹی کسی قسم کے
بھی جادو سے بے نیاز ہوگئی ہوئی تھی۔ اب اس پر خلائی
کھوپڑی کا جادو بھی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا
اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تو کوئی
بات نہیں۔ میں تمہارے سامنے اس میں دریا کا
پانی ڈال کر پیتی ہوں۔
اور کیٹی نے اسی وقت کھوپڑی میں دریا کا پانی بھرا اور
اسے پی گئی۔ کیٹی کو معمولی سا خیال تھا کہ کہیں کھوپڑی کے
جادو کا اس پر اثر نہ ہو جائے اور وہ اپنی یادداشت
کھو بیٹھے۔ پانی پینے کے بعد کیٹی نے اپنے ذہن پر
زور ڈالا۔ اسے سب کچھ یاد تھا۔ اس کی یادداشت غائب
نہیں ہوئی تھی۔ خلائی کھوپڑی کا طلسم اس پر اثر نہیں کر
سکا تھا۔ کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ اس نے کھوپڑی میں
دوبارہ دریا کا پانی بھرا اور خادمہ کو پیش کر کے بولی
میں تمہارے احسان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔ میری
بہن میں چاہتی ہوں کہ میری طرح تم بھی یہ آب حیات
پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ۔
کیٹی چاہتی تھی کہ خادمہ کی یادداشت غائب ہو جائے
اور وہ واپس محل میں جاکر کاہن کو کھوپڑی کے بارے
میں کچھ نہ بتا سکے۔ کیونکہ اگر وہ کاہن اعظم کو بتا دیتی ہے
تو وہ کیٹی پر شک کر سکتا تھا اور پھر کبھی اس کھوپڑی
میں اس کے ہاتھ سے کچھ نہیں پڑے گا۔ خادمہ نے جب
دیکھا کہ کیٹی نے اس کے سامنے کھوپڑی میں پانی ڈال
کر پیا ہے اور اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اسے یقین ہو گیا
کہ کھوپڑی میں زہر نہیں ہے۔ اگر اس میں زہر ہوتا تو
کیٹی کبھی اس میں پانی ڈال کر نہ پیتی۔ کیٹی نے کہا
میری بہن! دیر نہ کرو مجھے واپس بھی جانا ہے
میں یہ کھوپڑی یہاں سے نکال کر اپنے پاس رکھنا

چاہتی ہوں۔

خادمہ بوڑھی ہو رہی تھی۔ وہ زیادہ بوڑھی ہو کر مرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے کے لالچ میں آ گئی اور کیٹی کے ہاتھ سے کھوپڑی کا پیالہ لے کر سارا پانی غٹا غٹ پی گئی۔ کیٹی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جب وہ سارا پانی پی چکی تو اس نے پیالہ کیٹی کو دے دیا اور بولی۔

شکریہ بہن! مجھے بڑی پیاس لگی تھی۔ گاؤں سے پیدل چل کر آ رہی تھی۔ اب واپس اپنے گاؤں جاؤں گی۔

خادمہ کی یادداشت گم ہو چکی تھی۔ یہ پرکھنے کے لیے کہ کہیں ادھیڑ عمر خادمہ کی کچھ یادداشت باقی تو نہیں ہے کیٹی نے کہا

مگر تم تو کاہن اعظم کے گھر پر کام کرتی ہو۔

بوڑھی خادمہ نے ہنس کر کہا

بیٹی میرے اتنے نصیب کہاں کہ کاہن اعظم کے محل میں نوکری کروں۔ میں تو ایک غریب دیہاتی عورت ہوں۔ شہر کی سیر کرنے آئی تھی اب واپس چلی جاؤں گی۔ تم نے مجھے پانی پلایا بیٹی۔ تمہارا شکریہ۔

یہ کہہ کر بوڑھی خادمہ دریا کنارے ایک طرف چل پڑی۔ کیٹی اپنی تسلی کی خاطر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ خادمہ واقعی بدل چکی تھی۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ دریا سے ہٹ کر اس سڑک پر چلنے لگی جو دوسرے شہر اور گاؤں کو جاتی تھی۔ کیٹی نے کھوپڑی کپڑے میں لپیٹی اور تیز تیز قدموں سے چلتی خفیہ دروازے سے کاہن اعظم کے محل میں واپس آ گئی۔ اس نے خلائی کھوپڑی کو اپنی چارپائی کے نیچے چھپا کر رکھ دیا۔

کیٹی کو اب موسم بہار کے تہوار کا انتظار تھا۔ دو دن بعد یہ تہوار آیا تو شہر کو لوگوں نے خوب سجایا۔ جگہ جگہ ناچ گانے ہونے لگے۔ شاہی محل میں بھی دعوتیں دی گئیں۔ آخری روز کاہن اعظم نے بھی اپنے محل میں ایک شاندار دعوت دی جس میں شہر کے امیر اور باثر لوگوں نے شرکت کی۔

کیٹی کو اس دعوت کا انتظار تھا۔ اس نے شام ہی کے وقت خلائی کھوپڑی چارپائی کے نیچے سے نکال کر باورچی خانے میں ایک جگہ رکھ دی تھی۔ دعوت زوروں پر تھی۔ جب آدھی رات گزر گئی تو وہ گھڑی آئی جب مہمانوں کو انسانی کھوپڑیوں میں شربت پلایا جانا تھا۔ کیٹی پہلے

ہی سے تیار تھی۔ دوسرے غلاموں اور کنیزوں نے انسانی
کھوپڑیوں کے پیالوں میں شربت بھرا اور مہمانوں کو پیش
کرنے لگے۔ ایک خادمہ اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔

یہ زندگی ایک دھوکہ ہے۔ جس کھوپڑی
میں تم شربت پی رہے ہو کل تمہاری کھوپڑی بھی ایسی
ہی ہو جائے گی اس لئے اس زندگی کو خوبصورتی اور سکھ
کے ساتھ بسر کرو۔

کیٹی نے بھی خلائی کھوپڑی میں شربت بھر لیا تھا۔ وہ یہ
شربت صرف کاہن اعظم کو پلانا چاہتی تھی۔ وہ ایک
طرف سے ہوکر کاہن کے میز کے پاس آگئی اور کھوپڑی
کا پیالہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

میرے مالک! شربت حاضر ہے

کاہن اعظم قہقہے لگاتے ہوئے اپنے دوستوں سے باتیں
کر رہا تھا۔ اس نے کیٹی کو دیکھا تو کھوپڑی کا پیالہ اپنے
ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

دوستو! یہ زندگی فانی ہے۔ آج میں فرعونِ مصر
کا کاہن ہوں۔ کل تابوت میں میری کھوپڑی پڑی ہوگی۔

وہ شربت پینے لگا تو اس کے ایک دوست نے پیالہ اس
کے ہاتھ سے لے لیا اور بولا۔

پہلے میں پیئوں گا یہ شربت

کیٹی نے پریشان ہوکر کاہن کے دوست کی طرف دیکھا
اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ شخص سارا ہی شربت نہ پی لے
اور کاہن کے لئے کچھ نہ چھوڑے۔ کاہن کے ساتھی نے
کھوپڑی ہی سے آدھا شربت پی لیا اور باقی کا شربت
کاہن کو پیش کر دیا اور بولا۔

یہ لو۔ یہ باقی تم پی لو۔

کیٹی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کاہن کو دیکھ
رہی تھی۔ کاہن کو کیا معلوم تھا کہ یہ خلائی کھوپڑی ہے
وہ تو اسے بھی عام کھوپڑی ہی سمجھ رہا تھا۔ سبھی مہمان
اس وقت کھوپڑیوں کے پیالوں میں سے شربت پی
رہے تھے۔ چنانچہ کاہن اعظم نے باقی کا شربت پی
لیا اور کھوپڑی کیٹی کی طرف اچھال کر کہا۔

کیٹی! تمہارا شکریہ۔

کیٹی کھوپڑی سنبھال کر تیزی سے دوسری طرف چلی گئی۔
وہ ایک ستون کے پیچھے جاکر کھڑی ہوگئی اور بڑے
غور سے کاہن اور اس کے ساتھی کی طرف دیکھنے لگی۔
وہ ان دونوں کی یادداشت گم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔
بہت جلد خلائی کھوپڑی کے شربت نے اپنا اثر دکھا دیا۔

سب سے پہلے یہ اثر کاہن اعظم کے دوست پر ہوا۔
وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔
میں کہاں آ گیا ہوں؟ میں کون ہوں؟ تم
لوگ کون ہو؟ میں تو جنگل میں رہتا ہوں۔ میں جنگلی
ہوں۔ تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟
یہ کہتا ہوا وہ کھڑکی کی طرف دوڑا اور کھڑکی میں سے باہر
باغ میں چھلانگ لگا دی۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ
اس شخص کو بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہو گیا ہے۔ مگر سب سے
زیادہ حیرانی انہیں اس وقت ہوئی جب ان کے میزبان
اور شاہی کاہن اعظم نے بھی کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا
میں دریائے نیل کا غریب مچھیرا ہوں۔ تم
لوگ مجھے یہاں کیوں پکڑ لائے ہو۔ میری ماں بیمار ہے
میں اس کے لئے دوائی لانے گھر سے نکلا تھا۔ میری
ماں میری راہ دیکھ رہی ہے۔ میں جاتا ہوں۔ میں
جاتا ہوں۔
لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے تو کاہن اعظم نے
تلوار نکال لی اور بولا۔
خبردار کسی نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں اسے مار
ڈالوں گا۔ تم لوگ میری بیمار ماں کو مارنا چاہتے ہو۔

میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میری ماں بیمار ہے
میں اس کے لئے دوائی لینے آیا تھا۔ میں اس کے
لئے دوائی لے کر جاؤں گا۔ ماں! ماں! میں آ رہا
ہوں۔ ماں۔
یہ کہہ کر کاہن اعظم نے بھی کھڑکی میں سے باہر چھلانگ لگا
دی۔ نوکر اور مہمان اس کے پیچھے دوڑے۔ کاہن بڑی
تیزی سے دریا کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اندھیرے میں
ہی اس نے دریا پر پہنچ کر پانی میں چھلانگ لگا دی۔
اور پھر اندھیرے میں تیرتا ہوا دور نکل گیا۔
کیٹی کا منصوبہ کامیاب ہو گیا تھا۔ کاہن اعظم سے بھی
خدا پرست بادشاہ کو نجات مل گئی تھی۔ ساری رات لوگ
کاہن اعظم کو تلاش کرتے رہے مگر کاہن اعظم کہیں نہ مل سکا۔
دوسرے روز کیٹی موقع پا کر سیدھی چوتھے اہرام میں گئی تاکہ
ممی شہزادی کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنائے اور اسے
بتائے کہ نیک دل بادشاہ اخناطون کے دشمن اس کے
راستے سے ہٹا دیئے گئے ہیں۔ وہ گھوڑے پر بیٹھی
تھی اور گھوڑا دوڑاتی اہرام کی طرف چلی جا رہی تھی
دھوپ نکلی ہوئی تھی اور صحرا کی فضا گرم تھی۔ مگر کیٹی گرمی
اور سردی سے بے نیاز تھی۔ وہ گھوڑا دوڑائے چلی جا

رہی تھی۔ اہرام دور سے نظر آرہا تھا۔

اہرام کے دروازے پر جاکر کیٹی نے گھوڑے کو باہر ایک پتھر سے باندھا اور خود اہرام میں داخل ہوگئی۔ اہرام کی سرنگ میں ٹھنڈک اور ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ ممی شہزادی اہرام کے ایک تہہ خانے میں ہوگی۔ نیم تاریک راہ داری میں سے گزرتی ہوئی کیٹی ایک جگہ سے اندھیری سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگئی۔ یہاں اسے ایک جگہ دیوار کے ساتھ ممی شہزادی کھڑی نظر آئی۔

کیٹی نے بڑی مسرت کے ساتھ اس کے قریب جاکر کہا

شہزادی! خلائی کھوپڑی نے کمال کر دیا۔ کاہن اعظم کی یادداشت غائب ہوگئی ہے۔ وہ خود بھی غائب ہو گیا ہے اب تمہارے نیک دل بادشاہ کی زندگی بالکل محفوظ ہے۔

مگر ممی شہزادی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح دیوار کے ساتھ بالکل سیدھی کھڑی رہی۔ کیٹی نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو ہلایا تو ممی شہزادی دھڑام سے سیدھی زمین پر گر پڑی اور اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ کیٹی کے

منہ سے چیخ نکل گئی۔ تہہ خانے میں موم بتی جل رہی تھی۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ ممی شہزادی کے جسم کے ٹکڑے مٹی بن چکے تھے۔ کیٹی نے ایک "ٹکڑے" کو اٹھانا چاہا تو وہ ریت بن کر نیچے گرنے لگا۔ ممی شہزادی کا جسم مٹی بن چکا تھا۔

کیٹی بڑی حیران ہوئی کہ ایسا کیوں کر ہوگیا۔

وہ دوڑ کر دیوی اشتر کے تہہ خانے میں آگئی۔ یہاں دیوی اشتر کا بت اسی طرح کھڑا تھا۔ کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔

دیوی! ممی شہزادی کو کیا ہوگیا ہے؟ کیا اب وہ کبھی زندہ نہیں ہوگی؟

دیوی کی آواز آئی۔

کیٹی! قدرت نے تم سے جو کام لینا تھا وہ لیا جا چکا ہے ممی شہزادی مرچکی ہے۔ اب تو یہاں سے کوچ کر جا۔

کیٹی نے حیران ہوکر کہا

دیوی اشتر! میں کہاں جاؤں؟ مجھے اپنے ساتھیوں عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی تلاش ہے۔ میں انہی کی کھوج میں ادھر آئی تھی۔

دیوی نے کہا

اس معاملے میں تمہارے خلائی ساتھی کی کھوپڑی
ہی تمہارے کام آ سکتی ہے۔ واپس اپنی کوٹھڑی
میں جا کر خلائی کھوپڑی میں پانی ڈال کر پی جا اور تو
اپنے ایک ساتھی تھیوسانگ کے پاس پہنچ جائے گا۔

کیٹی نے بے تابی سے کہا

کیا عنبر ناگ ماریا مجھے نہیں ملیں گے؟

دیوی کی آواز آئی

تم مصر کے ملک میں ہو اور میں صرف تھیوسانگ
سے ہی تمہیں ملا سکتی ہوں۔ کیونکہ تھیوسانگ بھی
اسی ملک میں ہے مگر دو ہزار سال پیچھے کے زمانے
میں ہے۔ جب اس ملک کا دارالحکومت تھیبز تھا
اس سے زیادہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ اب
تو واپس جا۔ تم سے باتیں کرنے کا میرا وقت ختم ہو
رہا ہے۔

دیوی کے چہرے پر جو روشنی تھی وہ بجھ گئی۔ دیوی اشتر
خاموش ہو گئی۔ کیٹی تیزی سے اہرام سے نکلی۔ گھوڑے
پر بیٹھی اور سیدھی کاہن اعظم کے محل میں جا پہنچی۔ محل میں
کاہن اعظم کے چلے جانے سے سب اداس اور خاموش

تھے۔ کیٹی نے کسی غلام یا کنیز سے بات نہ کی اور اپنی
کوٹھڑی میں گئی۔ خلائی کھوپڑی نکال کر قمیض کے اندر
چھپائی اور واپس دریائے نیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ دریا دن
کی روشنی میں خاموشی سے بہہ رہا تھا۔ دور ایک کشتی دریا
میں چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ
خلائی کھوپڑی میں پانی ڈال کر پینے سے دو ہزار سال
پہلے کے زمانے میں تھیوسانگ کے پاس کیسے پہنچ
جائے گی مگر اس قسم کے تجربوں سے وہ چونکہ پہلے بھی
کئی بار گزر چکی تھی اس لئے اسے کوئی پریشانی نہ تھی

کیٹی دریا کے کنارے گھوڑے سے اتری۔ ایک جگہ
بیٹھ گئی۔ کھوپڑی میں دریا کا پانی بھرا اور اسے آہستہ آہستہ
پی گئی۔ پانی کے پیتے ہی کھوپڑی اپنے آپ اس کے
ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں جا گری اور ڈوب گئی۔ کیٹی
کو اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہوا۔ وہ گھاس پر لیٹ گئی۔ اس
کے بعد اسے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو وہ ایک
بہت ہی خوبصورت باغ میں تھی۔ جہاں درختوں پر پرندے
چہچہا رہے تھے۔ اس نے اٹھ کر غور سے باغ میں نگاہ دوڑائی۔
یہ باغ ایک چاردیواری میں گھرا ہوا تھا۔ وہ چلتی ہوئی ایک
جگہ باغ کے دروازے سے باہر آ گئی۔ باہر ایک سڑک دور

شہر کی طرف چلی گئی تھی۔ کیا یہ مصر کا دو ہزار سال پہلے کا
شہر تھا؟ دیوی نے اسے یہی کہا تھا کہ وہ دو ہزار
سال پہلے کے مصر میں پہنچ جائے گی۔ سورج غروب
ہو رہا تھا اور صحرا پر شام کا اندھیرا بڑھتا چلا آ رہا تھا۔
کیٹی ایک طرف ہو کر پتھر پر بیٹھ گئی۔ ارد گرد صحرا
پھیلا ہوا تھا۔ اسے صحرا میں کوئی اہرام نظر نہیں آ رہا
تھا۔ وہ دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ گئی تھی
اور ابھی اس ملک میں اہرام تعمیر نہیں کئے گئے تھے
کیٹی دور شہر کی دیوار کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے شہر
کے دروازے کی جانب سے کچھ گھوڑ سوار اپنی طرف
آتے دکھائی دیئے۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے کہیں
اِدھر اُدھر ہو جانا چاہیئے۔ خدا جانے یہ اس کے ساتھ
کیا سلوک کریں؟ کیٹی کو تھیوسانگ کی تلاش تھی
جو دیوی کے کہنے کے مطابق اسے اسی شہر میں ملنے
والا تھا کیٹی اٹھ کر ایک جگہ کھجور کے درختوں کے
جھنڈ میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس نے دو تین
بار گہرا سانس لے کر [illegible] کی خوشبو
سونگھنے کی کوشش کی مگر اسے تھیوسانگ کی
خوشبو نہ آئی۔ اگر تھیوسانگ اسی شہر میں ہے

تو پھر اسے تھیوسانگ کی خوشبو کیوں نہیں
آ رہی ہے؟ کیٹی اسی سوچ میں گم تھی اور
گھوڑ سوار قریب سے قریب تر آ رہے تھے۔

تھیوسانگ غار میں

گھوڑ سوار باغ کے دروازے کے پاس آکر رک گئے۔ یہ تین گھوڑ سوار تھے اور انہوں نے لمبے لمبے فرغل پہن رکھے تھے۔ سروں پر سیاہ رومال بندھے تھے۔ یہ لوگ مصری نہیں لگتے تھے۔ کیٹی درختوں کے پیچھے اس طرح سے چھپی ہوئی تھی کہ گھوڑ سوار اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ باغ کے دروازے کی ایک جانب بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ وہ پرانی بابل کی زبان بول رہے تھے جو اس زمانے میں مصر و ایران سے لے کر یونان اور روم کے ساحلوں تک بولی جاتی تھی۔ ان سواروں کے رنگ بھی اتنے سانولے نہیں تھے، جتنے مصریوں کے عام طور پر ہوتے ہیں۔ ان کی باتوں سے کیٹی کو معلوم ہوا کہ یہ شہر میں سے کسی عورت کو اغوا کرنے آئے ہیں اور رات کا اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیٹی خاموش بیٹھی ان کی باتیں سنتی رہی۔ ان کی باتوں

سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ یہ عورت کون ہے جس کو وہ اغوا کرنے آئے ہیں اور اسے کیوں اغوا کر رہے ہیں ایک گھوڑ سوار نے جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا کہا

ہم مہرابی کو محل سے نکال کر اس باغ کے تہہ خانے میں لاکر چھپا دیں گے۔

کیٹی پر یہ انکشاف ہوا کہ جس عورت یا لڑکی کو یہ گھوڑ سوار اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام مہرابی ہے اور وہ شاہی محل میں رہتی ہے۔ دوسرے گھوڑ سوار نے کہا

کیا وہ ہمیں اس آدمی کے بارے میں بتا دے گی جس کی ہمارے بادشاہ کو تلاش ہے؟

پہلا گھوڑ سوار بولا۔

پہلے تو ہم اسی جگہ مہرابی سے اس پراسرار آدمی کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے۔ اگر اس نے یہ بتایا تو اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلیں گے۔ ہمارے سپاہی خود ہی اس سے راز معلوم کر لیں گے۔

کیٹی کی تشویش میں اضافہ ہو رہا تھا۔ یہ کونسا پراسرار آدمی ہے جس کا راز صرف مہرابی کو ہی معلوم ہے اور جس کی بابل کے بادشاہ حمو کو تلاش ہے۔ تیسرا گھوڑ سوار

بھکنے لگا۔

سنا ہے وہ آدمی جس کا راز مہراپی کو معلوم ہے
اس دنیا کا رہنے والا نہیں ہے۔

کیٹی کے کان کھڑے ہو گئے۔ پہلے گھوڑ سوار نے جواب
میں کہا۔

سنا میں نے بھی یہی ہے کہ وہ آدمی کسی سیارے
سے نکل کر ہماری دنیا میں آیا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو
سکتا ہے بھلا سیاروں میں بھی کہیں انسان رہتے ہیں۔
ضرور ہمارے بادشاہ نے کوئی خواب دیکھا ہوگا۔
دوسرا گھوڑ سوار بولا۔

یا پھر ہمارے بادشاہ کو یہ بات محل کے شاہی
نجومی نے بتائی ہوگی۔ مجھے تو یقین نہیں آتا کہ
سیاروں سے بھی کوئی آدمی ہماری دنیا میں آسکتا ہے۔
تیسرے گھوڑ سوار نے کہا

ارے یہ سب جھوٹ ہے۔ سیاروں میں کوئی
آبادی نہیں ہے۔ اگر وہاں آبادی ہو بھی تو اتنی دور
سے کوئی انسان ہماری زمین پر کیسے اتر سکتا ہے۔
سردار نے کہا

چھوڑیں ان باتوں سے کیا۔ ہم تو بادشاہ کے حکم

پر یہاں مہراپی کو اغوا کرنے۔ اس سے تھوڑی بہت پوچھ گچھ
کر کے آسمانی آدمی کا سراغ لگانے اور اگر سراغ نہیں ملتا تو
مہراپی کو بادشاہ کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں۔

کیٹی ایک دم سے ہوشیار ہو گئی۔ کہیں یہ خلائی آدمی
تھیوسانگ تو نہیں ہے۔ تھیوسانگ کے سوا اور
کون ہو سکتا ہے! ضرور بابل کے بادشاہ کے شاہی
نجومی نے حساب لگا کر بادشاہ کو بتایا ہوگا کہ خلا سے
ایک آدمی اتر کر اس وقت مصر میں آیا ہوا ہے اور
ایک عورت مہراپی کے پاس ہے۔ اگر وہ کسی طریقے
سے مل جائے تو اس کی حکومت سیاروں تک پھیل
سکتی ہے۔ یا خدا جانے بادشاہ کو کس لئے خلائی آدمی
کی ضرورت ہے۔ بادشاہ کے مخبروں نے ضرور اسے
بتایا ہوگا کہ خلائی آدمی مصر میں موجود ہے مگر وہ کسی
ایسی جگہ چھپا ہوا ہے کہ جس کا راز صرف شاہی محل کی
عورت مہراپی کو ہی معلوم ہے۔

کیٹی اب غور سے گھوڑ سواروں کی باتیں سننے لگی گھوڑ سوار
اب مہراپی کو محل سے اغوا کرنے کے طریقوں پر غور کرنے
لگے۔ کیٹی نے سوچا کہ بہتر یہی ہوگا کہ وہ خود شاہی محل
میں جاکر مہراپی سے ملاقات کرے اور اس سے خلائی آدمی

کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ لیکن وہ کیٹی کو کیوں بتائے گی؟ کیٹی کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ مہرالی کی شکل کیسی ہے اور وہ محل میں کہاں ہوتی ہے۔ جبکہ گھوڑ سوار اسے جانتے تھے۔ آخر کیٹی نے یہی فیصلہ کیا کہ بہتر یہی ہے کہ یہ گھوڑ سوار مہرالی کو محل سے اٹھا کر باغ کے تہہ خانے میں لے آئیں۔ یہاں وہ مہرالی سے ملاقات کرنے کی کوشش کرے گی۔

کیٹی خاموشی سے درختوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھی رہی۔

گھوڑ سوار کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ پھر جب شام کا اندھیرا ہوگیا تو اٹھ کر واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد کیٹی اٹھ کر باغ میں آگئی۔ اس نے باغ کو چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھا۔ اسے کہیں کوئی تہہ خانہ یا اس کا دروازہ نظر نہ آیا۔ اس نے سوچا کہ یہ دروازہ ضرور کسی خفیہ جگہ پر ہوگا۔ اب کیٹی نے اپنے لئے باغ کے دروازے کے قریب ہی جھاڑیوں میں ایک ایسی جگہ بنالی کہ جہاں وہ چھپ کر گھوڑ سواروں کی کارروائی کو دیکھ سکتی تھی۔ کیٹی دیر تک باغ میں ادھر ادھر گھومتی پھرتی رہی۔ جب رات گہری ہوگئی اور دور شہر کی فصیل پر روشنیاں جھلنے

لگیں تو کیٹی دروازے کے باہر آکر کھڑی ہوگئی اور کچی سڑک کی طرف تکنے لگی۔ اس کی نگاہ تیز تھی اور وہ دور سے گھوڑ سواروں کو آتے دیکھ سکتی تھی۔

اسے وہاں کھڑے دس پندرہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ دور سے گھوڑ سواروں کے ہیولے آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ کیٹی جلدی سے دروازے میں سے گزر کر باغ میں جھاڑیوں کے پیچھے آکر بیٹھ گئی۔ اب اسے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آنے لگی تھی۔ پھر گھوڑوں کی آواز باغ کے دروازے کے پاس آکر رک گئی۔ آدمیوں کے جلدی جلدی چلنے اور گھوڑوں کے خرخرانے کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر وہ تینوں گھوڑ سوار باغ کے دروازے میں سے باغ میں آتے دکھائی دیئے۔ کیٹی نے غور سے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے ایک عورت کو کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ جو شاید بے ہوش تھی۔ کیونکہ وہ ہاتھ پیر نہیں چلا رہی تھی۔

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی مہرالی ہو سکتی ہے۔ تینوں آدمی بے ہوش مہرالی کو لے کر باغ کے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھے۔ تھوڑا فاصلہ رکھ کر کیٹی بھی ان کے پیچھے چلنے لگی۔ آگے گھنے درختوں کے نیچے اونچی اونچی جنگلی

جھاڑیاں تھیں ۔ یہاں یہ تینوں آدمی غائب ہو گئے۔ اب ان کی آوازیں بھی نہیں آ رہی تھیں۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ مہرابی کو لے کر تہہ خانے میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیٹی دبے پاؤں آگے بڑھی اور بڑی احتیاط سے جھاڑیوں میں تہہ خانے کے دروازے کو تلاش کرنے لگی۔ اسے ایک جگہ جھاڑیوں میں سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آئیں ۔ کیٹی نے جھک کر سیڑھیوں میں دیکھا ۔ نیچے موم بتی کی روشنی ہو رہی تھی اور آدمیوں کے آہستہ آہستہ بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی ۔

کیٹی پیچھے ہٹ گئی ۔ مہرابی سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی ۔ اسے شاید کوئی دوائی سنگھا کر ہوش میں لایا جا رہا تھا ۔ کیٹی کو اس بات کا احساس تھا کہ اگر وہ اوپر بے احتیاطی سے چلتی رہی تو نیچے اس کے قدموں کی آواز سنی جا سکتی ہے اس لئے وہ بڑی احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی ۔ کیٹی یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس تہہ خانے کا خفیہ روشندان کہاں ہے ۔ جہاں سے نیچے تازہ ہوا جاتی ہے ۔ اسے آخر ایک جگہ جھاڑیوں میں یہ روشندان مل گیا یہ ایک گول چھوٹا سوراخ تھا۔ جس میں سے ٹھنڈی ہوا اندر جا رہی تھی ۔

کیٹی نے اس گول سوراخ سے کان لگا کر سنا۔ اسے نیچے تہہ خانے سے آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکی ۔ اب وہ یہ سوچنے لگی کہ اگر یہ گھوڑ سوار کچھ دیر کے لئے چلے جائیں تو وہ مہرابی سے جا کر خلائی آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہے مگر لگتا تھا کہ یہ آدمی ابھی باہر نہیں نکلیں گے۔ شاید وہ رات کے پچھلے پہر مہرابی کو لے کر بابل کی طرف روانہ ہونا چاہتے تھے ۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر باغ کے دروازے کی طرف آ گئی ۔ دروازے کے باہر ان گھوڑسواروں کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے ۔ کیٹی کو یہ فکر ستانے لگا کہ اگر یہ لوگ مہرابی کو لے کر ملک بابل کی طرف روانہ ہو گئے تو وہ ان کے پیچھے کیسے جائے گی ؟ اس کے پاس تو کوئی گھوڑا بھی نہیں تھا۔ وہ انہی خیالوں میں گم پریشان تھی کہ اسے آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ کیٹی جلدی سے کھجور کے درختوں کے پیچھے ہو گئی ۔

تینوں گھوڑسوار بے ہوش مہرابی کو کاندھے پر ڈالے چلے آ رہے ہے۔ شاید مہرابی کو ہوش نہیں آ رہا تھا اور اب وہ اسے ساتھ لے کر ملک بابل کی طرف روانہ ہونے والے تھے ۔ دروازے کے باہر آ کر ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی

میں سردار نے مہرابی کو ایک گھوڑے پر ڈالا اور بولا۔

اب بابل کی طرف نکل چلو۔ ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں راتوں رات یہاں سے جتنی دور نکل سکتے ہیں نکل جائیں۔

دوسرا گھوڑ سوار گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے بولا۔

اس عورت کو ہوش ہی نہیں آ رہا۔ ہم کیا کریں۔ ہم اسے بادشاہ کے شاہی نجومی کے حوالے کر دیں گے۔ وہ جانیں ان کا کام جانے۔

وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور رات کے اندھیرے میں صحرا میں ایک طرف روانہ ہو گئے۔ کیٹی حیران پریشان وہاں اکیلی رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان کا پیچھا کس طرح کرے۔ پھر اسے خیال آیا کہ مہرابی بابل کے بادشاہ کے محل میں ہی جا رہی ہے۔ اسے بھی ملک بابل کی طرف کوچ کر جانا چاہیئے۔ یہ سوچ کر کیٹی شہر کی طرف چلنے لگی۔ اندھیری رات تھی۔ شہر پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی کے پاس گھوڑا خریدنے کے لیئے ایک کوڑی تک نہیں تھی۔ اس کے پاس قافلے کے ساتھ سفر کرنے کا بھی کرایہ نہیں تھا۔ شہر کا دروازہ بند تھا۔ یہ گھوڑ سوار شاید مہرابی کو شہر کی دیوار پھلانگ کر

اغوا کر کے لائے تھے۔

کیٹی شہر کے دروازے سے کچھ فاصلے پر ریت کے ایک ٹیلے کے پاس بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ ملک بابل کس طرح پہنچ سکتی ہے۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اس سلسلے میں کسی سانپ سے مدد لی جا سکتی ہے۔ ممکن ہے سانپ اس کے کہنے پر زمین میں دفن کسی خزانے میں سے اسے کوئی قیمتی موتی لا دے جس کو بیچ کر کیٹی قافلے کا کرایہ ادا کر کے بابل پہنچ جائے۔ کیٹی نے سانپ کی زبان میں آواز نکالی اور سانپ کو آواز دی۔

میں ناگ دیوتا کی بہن کیٹی بول رہی ہوں اگر کوئی سانپ یہاں رہتا ہے تو وہ میرے پاس آ جائے۔

کوئی سانپ نہ آیا۔ کیٹی نے جب تیسری بار آواز دی تو ایک جانب سے پھنکار کی آواز آئی۔ کیٹی نے ستاروں کی دھندلی روشنی میں ایک سانپ کو پھن اٹھائے اپنی طرف آتے دیکھا۔ کیٹی سنبھل کر بیٹھ گئی۔ پھن دار سانپ نے کیٹی کے سامنے آ کر جھک کر آداب کیا اور بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن نے مجھے کس لیئے یاد

کیا ہے؟ میں حاضر ہوں۔

کیٹی نے جب ساری بات چھن دار سانپ کو بتائی تو وہ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہمیں سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی کو خزانے میں سے ہیرے موتی لا کر دینے کی اجازت نہیں ہے۔

کیٹی نے کہا

لیکن مجھے یاد ہے اس سے پہلے ایک بار عنبر کو ایک سانپ نے خزانے کے کچھ موتی لا کر دیئے تھے۔

چھن دار سانپ نے جواب دیا۔

آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ عظیم ناگ کی بہن! مگر وہ کوئی دوسرا ملک ہوگا۔ یہ مصر کا ملک ہے۔ مصر کے ملک میں ہم سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی کو خزانے میں سے ہیرے موتی لاکر نہیں دے سکتے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

کیٹی نے مایوس ہو کر کہا

تو پھر مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ جس سے میں یہاں سے ملک بابل پہنچ سکوں۔

چھن دار سانپ ایک پل کے لئے خاموش رہا۔ پھر بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں آپ کی ایک مدد کر سکتا ہوں۔

کیٹی نے جلدی سے کہا

ہاں ہاں۔ تم کس طرح میری مدد کر سکتے ہو؟

چھن دار سانپ کہنے لگا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں آپ کو دریائے نیل کے کالے سانپ کی کینچلی کا سرمہ لاکر دیتا ہوں آپ اس کی ایک سلائی اپنی آنکھوں میں لگائیں گی تو آپ کا جسم مور کے پنکھ کی طرح ہلکا پھلکا ہو جائے گا اور آپ تھوڑی سی کوشش کے ساتھ ہوا میں اڑ سکیں گی۔

یوں آپ ہوا میں اڑتے ہوئے ملک بابل پہنچ جائیں گی مگر یاد رہے کہ اس سرمے کا اثر صرف صبح تک ہی رہ سکتا ہے۔ سورج نکلتے ہی اس کا اثر ختم ہو جائے گا اور آپ کا جسم ہلکا نہیں رہے گا۔

ابھی دن نکلنے میں کئی گھنٹے باقی تھے۔ کیٹی نے کہا۔

تم مجھے جلدی سے کینچلی کا سرمہ لا دو۔ میں راتوں رات اڑ کر بابل پہنچنے کی کوشش کروں گی۔

پھن دار سانپ نے کہا

میں ابھی لا کر دیتا ہوں۔

سانپ چلا گیا۔ کیٹی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ تھوڑی
دیر بعد سانپ واپس آ گیا۔ اس کے منہ میں ایک چھوٹی
سی پوٹلی تھی۔ یہ پوٹلی اس نے کیٹی کے آگے ڈال
دی اور کہا۔

اس میں کینچلی کا سرمہ ہے آپ اس میں
سے ایک سلائی لے کر آنکھوں میں لگا لیں۔

کیٹی نے جلدی سے پوٹلی کھول۔ ایک خشک جھاڑی کا تنکا
توڑ کر اس کے ساتھ سرمہ لگایا اور آہستہ سے اپنی دونوں
آنکھوں میں پھیر دیا۔ کینچلی کے سرمے کا لگنا تھا کہ کیٹی کے
پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے۔ وہ زمین سے اوپر اٹھی اور
آہستہ سے پھر نیچے آ گئی۔ اس کا جسم بے حد ہلکا پھلکا
ہو گیا تھا۔ پھن دار سانپ نے کہا

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! اب تم ہوا میں زور
سے اچھلو اور شمال کی طرف رخ کر لو۔ ہوا چل
رہی ہے۔ یہ ہوا تمہیں صبح ہونے سے پہلے پہلے بابل
پہنچا دے گی۔ لیکن اگر راستے میں ہی دن نکل
آیا تو سرمے کا اثر جاتا رہے گا اور تم ایک دم

سے زمین پر گر پڑو گی اس لئے کوشش کرنا کہ
زمین سے زیادہ بلندی پر نہ اڑو۔

کیٹی نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور زمین سے زور لگا
کر اوپر کو اچھلی وہ فضا میں اوپر تک اڑتی چلی گئی۔ ہوا
چل رہی تھی۔ کیٹی نے اپنا رخ شمال کی طرف کر لیا
اور ہوا اسے اڑانے لگی۔ کیٹی کے اڑنے کی رفتار زیادہ
تیز نہیں تھی۔ باقی ساری رات وہ ملک بابل کی
طرف رخ کئے ہوا میں اڑتی رہی وہ زمین سے زیادہ
اونچی بھی نہیں تھی اور خود کوشش کر کے بھی اپنی رفتار
تیز نہیں کر سکتی تھی جس طرح کہ ماریا کر لیا کرتی تھی۔
جتنی رفتار ہوا کی تھی وہی رفتار کیٹی کی تھی۔ پھر بھی
اس نے کافی فاصلہ طے کر لیا تھا اور جب پو پھٹنے لگی
تو کیٹی نیچے آ گئی کیونکہ سورج کی روشنی کے ساتھ ہی
سرمے کا اثر ختم ہو جانے والا تھا۔ کیٹی ایکدم سے
زمین پر نہیں گرنا چاہتی تھی۔

پھر مشرق کی طرف دن کی روشنی پھیلنے لگی۔ کیٹی
کی رفتار سست ہو گئی اور اس کا جسم جو پہلے ہلکا پھلکا
تھا اب بھاری ہونے لگا تھا۔ پھر زمین کے ساتھ کیٹی کے
پاؤں لگ گئے۔ سانپ کے سرمے کا اثر ختم ہو گیا

تھا۔ صحرا میں دن نکل آیا تھا۔ کیٹی نے سامنے نگاہ
دوڑائی۔ آگے ریت کے ٹیلے ہی ٹیلے نظر آرہے تھے
اس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی بابل شہر سے کافی دور
تھی۔ کیٹی نے ریت پر چلنا شروع کر دیا۔ ریت پر
ابھی شبنم کے اثرات تھے کیٹی چلتی گئی۔ سورج نکلا
تو اس کی دھوپ میں ریت گرم ہو کر خشک ہو گئی۔ کیٹی
صحرائی ٹیلوں سے نکلی تو سامنے سخت پتھریلا میدان آگیا۔
دوپہر تک وہ اس میدان میں چلتی رہی۔ اسے کوئی اندازہ
نہیں تھا کہ بابل کا شہر ابھی کتنی دور ہے۔

جب دن ڈھلنے لگا تو کیٹی کو دور ایک شہر کی فصیل
دکھائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ بابل کا شہر ہی ہو سکتا ہے۔
اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ کچھ دور چلنے کے بعد
پتھریلا میدان ختم ہو گیا اور ہرا بھرا کھجور کے درختوں کا باغ
آگیا۔ یہاں چشمہ پر کچھ اونٹ پانی پی رہے تھے۔ چند
ایک لوگ قالین زمین پر بچھائے بیٹھے باتیں کر رہے تھے
کیٹی ان سے ذرا دور رہ کر آگے گزر گئی۔ اب شہر کا دروازہ
سامنے تھا۔ ایک دیہاتی عورت سر پر خشک لکڑیوں کا
گٹھا رکھے اس کے قریب سے گزری تو کیٹی نے اس سے
پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ عورت نے کیٹی کو سر سے

پاؤں تک دیکھا اور بولی

یہ بابل کا شہر ہے تم پردیسی عورت لگتی ہو۔
یہاں تمہارا کون ہے؟

کیٹی نے کہا

میرا بھائی یہاں رہتا ہے۔ اس سے ملنے دور
سے آئی ہوں

وہ عورت آگے چل دی اور کیٹی شہر میں داخل ہو گئی
یہاں اسے کسی طریقے سے شاہی محل میں داخل ہونا تھا یا
پھر شاہی نجومی تک رسائی حاصل کرنی تھی جو کوئی آسان
کام نہیں تھا۔ کیٹی صرف کسی ترکیب سے ہی شاہی نجومی
تک پہنچ سکتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مہراج
جس کو خلائی انسان کا راز معلوم ہے شاہی نجومی کے
مکان پر ہی ہو گی۔ شاہی نجومی شاہی محل کی بارہ دری
والے باغ میں رہتا تھا۔

کیٹی سوچتی ہوئی بابل شہر کی سڑک پر جا رہی تھی کہ
اس کی نگاہ ایک سپیرے پر پڑی جو لوگوں کو سانپ
کا تماشہ دکھا رہا تھا۔ کیٹی کے ذہن میں اچانک ایک
خیال آگیا۔ وہ بھی تماشہ دیکھنے والوں کے ساتھ کھڑی
ہو گئی۔ سپیرا ایک سانپ کے آگے بین بجا رہا تھا اور

سانپ اس کی بین کی آواز پر جھوم رہا تھا۔ اگرچہ کیٹی عنبر تھیوسانگ اور ماریا، ناگ کے دوست تھے مگر ان کے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو اتنی مدھم آتی تھی کہ سانپ قریب آکر ہی اس خوشبو کو سونگھ سکتا تھا۔ چنانچہ بین کی آواز پر جھومتے سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی تھی۔ کیٹی یہ سب کچھ جانتی تھی

اس نے وہیں کھڑے کھڑے منہ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکال کر سانپ کی زبان میں جھومتے ہوئے سانپ سے کہا میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں۔ میرے پاس آؤ۔

جھومتے ہوئے سانپ نے ایک انسان کی واضح سنی جو اسے سانپ کی زبان میں اپنی طرف بلا رہی تھی" وہ جھومتے جھومتے وہیں رک گیا کیونکہ سانپ کی زبان انسانوں میں سوائے ناگ دیوتا کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اور یہ زبان عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو ناگ ہی نے سکھائی تھی۔ جب سپیرے نے دیکھا کہ سانپ نے جھومنا اور رقص کرنا بند کر دیا ہے اور پھن کا رخ بھی لوگوں کی طرف کر دیا ہے تو وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کیسے ہو گیا۔ اس نے زور زور سے بین بجانی شروع کر دی مگر اب سانپ اس طرف رینگنے لگا تھا۔

جدھر کیٹی کچھ عورتوں اور بچوں کے درمیان کھڑی تھی۔

سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہاں سے بچے اور عورتیں بھاگ گئیں مگر کیٹی اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی۔ سپیرے نے بین بجانی بند کر دی اور لپک کر آگے بڑھا کہ سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں بند کر دے کہ سانپ نے ایسی زور سے پھنکار ماری کہ سپیرا خوف کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ سب لوگ بت بنے سانپ کو تکنے لگے۔ سانپ کے سامنے اب کیٹی کھڑی تھی۔ سپیرے نے چلا کر کہا

لڑکی! بھاگ جا! یہ سانپ تجھے ڈس دے گا میں نے اس کا زہر ابھی نہیں نکالا۔

کیٹی مسکراتی رہی۔ اس نے سانپ سے اس کی زبان میں کہا۔

اس کی طرف منہ کر کے ایک اور پھنکار مارو۔

سانپ نے ایسا ہی کیا۔ دوسری بار سانپ کی پھنکار پر سپیرا دہشت زدہ ہو کر رہ گیا۔ لوگ حیران ہو کر کیٹی کو دیکھ رہے تھے کہ یہ لڑکی کتنی بہادر ہے۔ کہ ایک زہریلے سانپ سے بھی نہیں ڈر رہی اور اس کے آگے بے خوفی سے کھڑی ہے۔ سانپ پھن اٹھائے بڑے

ادب سے کیٹی کے آگے کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور کہہ
رہا تھا۔

لڑکی! تمہیں میری زبان کس نے بتائی ہے؟
یہ تو سوائے عظیم ناگ دیوتا کے دوسرا کوئی انسان
نہیں جانتا۔

کیٹی نے سانپ ہی کی زبان میں کہا

میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کیٹی ہوں
اور یہ زبان مجھے ناگ دیوتا ہی نے سکھائی تھی۔

سانپ نے اپنا پھن ادب سے جھکا دیا اور بولا

جب ہی مجھے تمہارے کپڑوں سے ناگ دیوتا کی
ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔ عظیم ناگ دیوتا کی
بہن میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

کیٹی نے کہا

تو کچھ دنوں کے لئے اس سپیرے کو چھوڑ کر
میرے پاس آ جا۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام
لینا ہے۔ کیونکہ ناگ دیوتا اور اس کے دوست
مجھ سے بچھڑ گئے ہیں اور مجھے ان کی تلاش ہے۔

سانپ نے کہا

جو حکم عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں تمہارے ساتھ

ہوں۔ سپیرے کی بین کیا پروا کرتا ہوں۔

کیٹی نے بلند آواز سے لوگوں سے کہا

لوگو! دیکھو یہ سانپ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ یہ میری
بات سمجھتا ہے اور میں اس کی بات سمجھتی ہوں۔ یہ
سانپ ستاروں کی دنیا سے آیا ہے اور میں اس کی
زبان جانتی ہوں۔

کیٹی نے یہ جان بوجھ کر کہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ شہر میں
یہ بات عام ہو جائے کہ ایک ایسی لڑکی شہر میں داخل
ہوئی ہے جو ایسے سانپ سے باتیں کر لیتی ہے جو ستاروں
کی دنیا سے آیا ہے۔ یہ خبر جب شاہی نجومی یا بادشاہ تک
پہنچے گی تو وہ ضرور کیٹی کو اپنے دربار میں بلائے گا اور یوں
کیٹی کو ٹیوسانگ کی کھوج لگانے کا موقع مل جائے گا
کیونکہ کیٹی کو یقین تھا کہ عنبر جس خلائی آدمی کے راز
کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے وہ سوائے ٹیوسانگ
کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔

لوگوں نے کیٹی کی یہ بات سنی تو چہ میگوئیاں کرنے
لگے۔ سپیرے نے کہا

لڑکی! تو جھوٹ بولتی ہے۔ کوئی انسان سانپ
سے بات نہیں کر سکتا۔

لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا - ہاں ہاں - تم جھوٹ
بولتی ہو۔ اگر تو سانپ سے بات کر سکتی ہے تو اس
کا کوئی ثبوت بھی دے ۔ کیٹی نے کہا

ٹھیک ہے اگر تمہیں ثبوت چاہیئے تو میں ابھی
ثبوت مہیا کر دیتی ہوں ۔

کیٹی نے اپنی انگلی میں زمرد کی انگوٹھی پہن رکھی تھی ۔ اس
نے وہ انگوٹھی اتار کر تھوڑی دور زمین پر پھینک دی اور
لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا

اب میں سانپ کو اس کی زبان میں کہوں گی کہ
وہ مجھے یہ انگوٹھی لا کر دے اور سانپ میرے حکم کے
مطابق لا کر دے دے گا ۔ تم لوگ دیکھتے رہنا ۔

پھر کیٹی نے منہ سے ہلکی ہلکی سی سیٹی کی آواز نکالتے
ہوئے سانپ کو اس کی زبان میں کہا

میں نے جو انگوٹھی زمین پر پھینکی ہے وہ
اٹھا کر مجھے لا دے ۔

سانپ اسی وقت اپنی جگہ سے گھوما - رینگتا ہوا - وہاں
گیا جہاں کیٹی کی انگوٹھی زمین پر پڑی تھی ۔ انگوٹھی کو
منہ میں دبوچا اور رینگتا ہوا کیٹی کے پاس آیا اور زمین
سے پانچ فٹ بلند ہو کر انگوٹھی کیٹی کو دے دی لوگ

حیران ہو کر رہ گئے ۔ کیٹی نے لوگوں سے کہا

اب میں سانپ کو قلابازیاں لگانے کے لئے کہوں گی

کیٹی نے سانپ کی زبان میں اسے کہا

میرے بھائی ۔ بُرا نہ ماننا ۔ یہ کام تمہیں ناگ دیوتا
کی خاطر کرنا ہوگا ۔ اب زمین پر قلابازیاں لگا ۔

سانپ نے کہا

جو حکم عظیم ناگ دیوتا کی بہن !

یہ کہہ کر سانپ نے دھڑا دھڑ قلابازیاں لگانی شروع کر دیں
لوگ بے اختیار ہو کر تالیاں بجانے لگے ۔ کیٹی نے سانپ
کو رک جانے کا حکم دیا اور پھر کہا

اب تو میرے پاس آجا

سانپ کیٹی کے پاس آگیا ۔ کیٹی نے اسے آرام سے اٹھایا
اور اپنی گردن میں ڈال لیا ۔ سانپ کیٹی کی گردن میں اپنا
پھن اٹھا کر لٹک گیا ۔ لوگ کیٹی کی تعریف میں نعرے
لگانے لگے ۔ سپیرا تو اپنی پٹاری اٹھا کر وہاں سے بھاگ گیا ۔
کیٹی بھی لوگوں کے ہجوم کو چھوڑ کر شہر کی دوسری سڑک
کی طرف چل دی ۔ وہ ایک باغ میں جا کر بیٹھ گئی ۔
سانپ اس کی گردن میں تھا ۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے
تماشہ دیکھنے کے لئے لگے ہوئے تھے ۔ شہر میں شور

پہنچ گیا کہ ایک ایسی لڑکی شہر میں آئی ہے۔ جو سانپوں سے باتیں کرتی ہے اور اس کے پاس ایک ایسا سانپ ہے جو ستاروں کی دنیا سے آیا ہے۔ شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

ادھر گھوڑ سواروں نے مہرابی نام کی عورت کو اغوا کر کے بادشاہ کے شاہی نجومی کے پاس پہنچا دیا تھا۔ مہرابی ابھی تک بے ہوش تھی۔ نجومی نے مہرابی کو اپنے محل کے ایک خاص کمرے میں پلنگ پر لٹا دیا تھا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں بابل کا بادشاہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ شاہی نجومی بادشاہ کی تعظیم بجا لایا۔ بادشاہ جھوتے پلنگ پر بے ہوش پڑی لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا

کیا یہی وہ لڑکی ہے جس کو خلائی آدمی کے راز کا علم ہے؟

شاہی نجومی نے کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت! میرے علم اور میرے حساب نے یہی بتایا ہے اور یہی وہ لڑکی ہے جو اس آدمی کے راز کو جانتی ہے جو خلا سے ہماری زمین پر آیا تھا اور ابھی تک ہماری زمین پر ہی ہے۔

بادشاہ نے کہا

کیا تمہیں یقین ہے کہ اگر وہ آدمی ہمیں مل گیا تو ہماری سلطنت ستاروں کی دنیا تک پھیل جائے گی۔

شاہی نجومی نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

کیوں نہیں بادشاہ سلامت! جس خلائی آدمی کا راز مصر کے وزیر کی اس بیٹی مہرابی کو معلوم ہے وہ خلائی آدمی ہمیں ستاروں کے بارے میں اور ستاروں پر پہنچنے کے لئے ہوائی جہاز بنانے کے بارے میں بے حد قیمتی معلومات دے سکتا ہے۔ جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں میں نے ایک ہوائی جہاز آدھا تیار کر لیا ہے۔ مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس ہوائی جہاز کو زمین کی کشش سے خلا میں کیسے پھینکا جائے اور یہ راز ہمیں خلائی آدمی ہی بتا سکتا ہے۔

اتنے میں مہرابی کو ہوش آگیا۔ بادشاہ نے مہرابی سے کہا

مہرابی! ہم نے تمہیں اس لئے اغوا کیا ہے کہ تیرے پاس ایک خلائی آدمی کا راز ہے اگر تو ہمیں بتا دے کہ وہ خلائی آدمی کہاں ہے تو ہم تمہیں اسی وقت تیرے ماں باپ کے پاس

پہنچا دیں گے۔

مہرابی نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا اور بولی۔

میں کہاں ہوں؟ تم لوگ مجھے کہاں لے آئے ہو؟

شاہی نجومی نے بڑی شفقت سے کہا

بیٹی تو شاہ بابل کے محل میں ہے اور شاہ بابل عزت مآب حمو تیرے سامنے موجود ہے۔ ہم تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلائی آدمی اس وقت کہاں ہے؟

مہرابی نے غصے میں کہا

میں کسی خلائی آدمی کو نہیں جانتی۔ مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچاؤ۔ میرا باپ ملک مصر کا وزیر ہے۔ وہ بادشاہ سے کہہ کر تمہارے ملک پہ چڑھائی کر دے گا۔

شاہ بابل قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا

مصر میں اتنی طاقت نہیں کہ شاہ بابل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ میں جب چاہوں ملک مصر پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہوں۔ سن لڑکی! اگر تو نے خلائی آدمی کے بارے میں نہ بتایا کہ وہ کہاں ہے تو میں اپنے

آدمی مصر بھیج کر تیرے ماں باپ کے سر کٹوا کر یہاں تمہارے سامنے پھینک دوں گا۔ بول۔ کیا اب بھی تو نہیں بتائے گی؟

مہرابی ڈر گئی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ بابل کا بادشاہ بڑا ظالم ہے اور اس نے انسانوں کے سر کٹوا کر ان کی کھوپڑیوں کا ایک بہت اونچا مینار بھی بنوایا تھا۔ مہرابی مصر کے وزیر کی بیٹی تھی۔ اسے اپنے ماں باپ سے بہت پیار تھا۔ وہ ان کو موت کے حوالے نہیں کر سکتی تھی مگر خلائی آدمی کا راز بھی نہیں بتا سکتی تھی لیکن جب بابل کے بادشاہ نے اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے خلائی آدمی کا راز نہ بتایا تو وہ ابھی اس کے ماں باپ کا سر کٹوانے کے لیے اپنے آدمی بھیج دے گا۔ مہرابی کا رنگ اڑ گیا وہ جانتی تھی کہ جو آدمی اسے مصر سے اغوا کروا سکتا ہے وہ اس کے ماں باپ کے سر بھی کٹوا کر یہاں منگوا سکتا ہے وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

شاہی نجومی نے بڑے پیار سے کہا

بیٹی مہرابی۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو اس دنیا کا نہیں ہے تو اپنے ماں باپ کا کیوں خون

کرواتی ہے۔ بتادے وہ کہاں ہے؟ آخر تجھے
بتانے میں کیا حرج ہے؟

مہرالی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

اگر آپ لوگ مجھے دیوتاؤں کی قسم کھاکر یقین
دلائیں کہ خلائی آدمی کو قتل نہیں کریں گے تو میں
بتائے دیتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟

شاہ بابل نے اپنی تلوار سینے سے لگا کر قسم کھاتے
ہوئے کہا

میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم
ہمیں خلائی آدمی کا ٹھکانہ بتادے گی تو میں اس
کی جان کی حفاظت کروں گا اور اسے ہلاک
نہیں کروں گا۔

شاہ بابل تو پہلے بھی اس خلائی آدمی کو ہلاک کرنے کا
ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ تو اس سے خلائی مہم کے
بارے میں مفید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مہرالی
خود ہی شاہ بابل اور شاہی نجومی کے جال میں پھنس گئی
تھی۔ اس نے کہا

آج سے ایک مہینہ پہلے میں ایک روز صحرا
میں ہرن کا شکار کرنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ گئی۔ ہم

سب سہیلیاں ایک دوسرے سے بچھڑ گئیں۔ جب
آندھی کا طوفان تھما تو میں نے اپنے آپ کو ویران سنگلاخ
پہاڑیوں میں تنہا پایا۔ میں راستہ بھول گئی تھی۔ گرتی
پڑتی بھوکی پیاسی میں ایک پہاڑی کی طرف بڑھی۔ یہاں
ایک غار تھا۔ میں غار میں داخل ہونے ہی لگی تھی کہ اچانک
ایک طرف سے ایک شیر نکل آیا۔ اس نے مجھ پر حملہ
کرنا چاہا۔ میری چیخ نکل گئی۔ پھر دوسری پہاڑی کے
پیچھے سے ایک اونچا لمبا نوجوان آدمی بجلی کی تیزی سے
نکل کر آیا اور اس نے شیر پر چھلانگ لگا دی۔ میرے
دیکھتے ہی دیکھتے شیر غائب ہو گیا۔ وہ آدمی زمین پر سے
اٹھ کر میرے قریب آیا اور بولا۔ میری بہن تو کون ہے
اور موت کی وادی میں کیسے آگئی؟ میں نے اسے
بتایا کہ میں مصر کے وزیر کی بیٹی ہوں۔ شکار کھیلنے نکلی
تھی کہ آندھی طوفان میں راستہ بھول گئی۔ اس آدمی نے
مجھے اپنی غار میں لے جاکر پانی پلایا۔ کھانے کو روٹی دی
میں خوف زدہ تھی کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ جس نے
اپنے جادو سے شیر کو غائب کر دیا ہے۔ جب میں نے
اس سے پوچھا کہ اس نے شیر کو کیسے غائب کر دیا۔ اس
پر وہ آدمی بولا۔ میری بہن! اب جبکہ تم نے میرے

جادو کو دیکھ لیا ہے۔ تو مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ میرے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔ میں نے اس سے پکا وعدہ کیا کہ میں اس کے متعلق زبان نہیں کھولوں گی پھر اس نے بتایا کہ میرا نام تھیوسانگ ہے اور میں خلائی آدمی ہوں۔ ایک ستارے سے نکل کر اس دنیا میں آیا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے طلسم کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ کہنے لگا۔ میرے کچھ ساتھی مجھ سے جُدا ہو گئے ہیں۔ میں ان کی تلاش میں مصر کے اس صحرائی ٹیلے میں بیٹھا ہوں۔ پھر وہ مجھے خود لے کر میرے باپ کے محل تک آیا۔

اور میرے ماں باپ سے ملے بغیر ہی واپس چلا گیا۔ بس میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتی۔ اس کے بعد میں ایک بار اسے غار میں ملنے ضرور گئی تھی۔

شاہی نجومی نے کہا

کیا وہ اب بھی اسی غار میں ہو گا؟ اس کی شکل کیسی تھی؟ کیا تم نے اس میں کوئی عجیب بات دیکھی تھی؟

مہراں نے کہا۔

وہ ضرور اسی غار میں ہو گا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا

کہ جب میں مصر سے گیا تو تمہیں ضرور مل کر جاؤں گا اس کی شکل ہم ایسی ہی تھی مگر اس کی آنکھوں میں ایک ایسی چمک تھی جو مجھے کسی انسان کی آنکھوں میں دکھائی نہیں دی۔

شاہ بابل نے نجومی کی طرف دیکھا۔ مہراں نے کہا

اب مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔ میں نے تمہاری بات پوری کر دی ہے۔ اب تم بھی اپنے وعدے کو پورا کرو۔

شاہ بابل نے کہا

جب ہم خلائی آدمی تھیوسانگ کو یہاں لے آئیں گے تو تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا جائیگا۔

پھر شاہ بابل نے نجومی کو الگ لے جا کر کچھ سمجھایا اور کمرے سے نکل گیا۔

خلائی قزاق

بادشاہ کے جانے کے بعد نجومی نے مہرابی سے کہا

مہرابی! تم گھبراؤ نہیں۔ تم میری مہمان بن کر رہو گی جب ہم ھتھیوسانگ خلائی آدمی کو مصر کے صحرا سے پکڑ کر یا کسی بھی طریقے سے یہاں لے آئیں گے تو تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیا جائے گا اس دوران تم میرے محل کے تہہ خانے میں رہو گی۔ تمہیں وہاں ہر سہولت میسر ہوگی۔ صرف تم کسی سے ملاقات نہیں کر سکو گی۔

مہرابی رونے لگی۔ نجومی نے تالی بجائی۔ دو حبشی غلام آگے بڑھے اور انہوں نے مہرابی کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ مہرابی کو شاہی نجومی نے تہہ خانے میں پہنچا کر بند کر دیا۔ اب اس نے بادشاہ کے حکم سے اپنے خاص ڈاکو قسم کے آدمیوں کو بلا کر سب کچھ سمجھایا

اور ھتھیوسانگ کو اغوا کر کے لانے کے لئے روانہ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک ہی دن میں ہو گیا تھا۔ اس وقت کیٹی شہر کے ایک باغ میں بیٹھی سانپ سے کھیل رہی تھی۔ اتنے میں ایک اہلکار نے آکر شاہی نجومی کو بتایا کہ شہر میں ایک ایسی لڑکی آئی ہے جو سانپوں سے باتیں کرتی ہے۔ اس کی زبان سانپ سمجھ لیتے ہیں اور وہ کہتی ہے کہ میں ستارے سے اتر کر زمین پر آئی ہے۔ نجومی نے یہ سنا تو اس کے کان کھڑے ہو گئے اس نے اسی وقت حکم دیا کہ اس لڑکی کو پیش کیا جائے۔ چار غلام ایک اہلکار کے ساتھ کیٹی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بہت جلد انہیں کیٹی باغ میں بیٹھی سانپ سے کھیلتی اور اس سے باتیں کرتی دکھائی دی۔ اہلکار نے کہا

کیا تم ہی وہ لڑکی ہو جو سانپوں سے باتیں کرتی ہے؟

ہاں، کیٹی نے فوراً جواب دیا۔ میں ہی وہ لڑکی ہوں کیوں تمہیں کچھ اعتراض ہے؟

سرکاری اہلکار بولا۔

بالکل نہیں۔ میں تمہیں صرف یہ خوشخبری

دیا ہوں کہ ہمارے مالک نے جو شاہ بابل کے
شاہی نجومی ہیں۔ تمہیں طلب کیا ہے۔

کیٹی پہلے ہی سے تیار بیٹھی تھی اس نے کہا

میں تمہارے مالک سے ضرور ملنے
جاؤں گی۔ چلو میں تمہارے ساتھ ہی
چلتی ہوں۔

اہلکار اور غلام کیٹی کو پالکی میں بیٹھا کر دونوں
طرف کے پردے چھوڑے شاہی محل کی طرف
روانہ ہو گئے۔ شاہی نجومی اپنے خاص کمرے میں
خوبصورت فرغل پہنے چاندی کی کرسی پر بیٹھا تھا۔
کیٹی نے جاتے ہی ادب سے سلام کیا۔ سانپ
ابھی تک اس کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ شاہی نجومی
نے اشارے سے اپنے اہلکار اور غلاموں کو وہاں
سے چلے جانے کے لئے کہا۔ جب وہ سب چلے
گئے تو نجومی نے غور سے کیٹی کو دیکھا اور کہا

کیا تم سانپوں کی زبان جانتی ہو؟

کیٹی نے کہا

جی ہاں جناب۔ میں ان کی زبان سمجھ لیتی ہوں
میں ان سے باتیں بھی کرتی ہوں۔ یہ میرا ہی حکم

مانتے ہیں۔

شاہی نجومی نے کہا

کیا تم یہ ثابت کر سکتی ہو؟

کیوں نہیں۔ کیٹی نے کہا اور سانپ کو فرش پر بٹھا
دیا اور اپنی انگوٹھی والا کرتب دہرایا۔ اس کے بعد
سانپ سے قلابازیاں لگوائیں اور اسے اس کی زبان میں
کہا کہ وہ دم کے سہارے سیدھا کھڑا ہو جائے۔
سانپ کیٹی کے حکم کی تعمیل میں اسی وقت دُم پر
سیدھا کھڑا ہو گیا۔

نجومی کو کافی حیرانی ہوئی۔ پھر اس نے سوچا کہ ہو
سکتا ہے سانپ کو سدھایا گیا ہو۔ نجومی نے کیٹی
کی طرف جھک کر کہا۔

کیا تم ستاروں کی دنیا سے آئی ہو؟ تمہارے
بارے میں یہی کچھ سنا ہے میں نے۔

کیٹی نے کہا

ہاں جناب! میرا تعلق آسمان کے ایک
ایسے ستارے سے ہے جو آج تک کسی کو نظر
نہیں آیا۔ یہ سانپ بھی اسی ستارے کا رہنے والا
ہے۔ دنیا میں آ کر مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ بابل کے

شہر میں آ کر پھر مجھے مل گیا ہے ؟
نجومی نے بڑی ہوشیاری سے پوچھا
کیا تمہارے ساتھ خلا سے کوئی دوسرا آدمی
بھی یہاں آیا تھا ؟
کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ شاہی نجومی کا اشارہ تھیوسانگ
کی طرف ہے اسے ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ
مہرالی نے خلائی آدمی یعنی تھیوسانگ کے بارے میں
شاہی نجومی اور شاہ بابل کو سب کچھ بتا دیا ہے اور
کچھ آدمی تھیوسانگ کو اغوا کر کے لانے کے لئے ملک
مصر کی طرف روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ کیٹی نے کچھ سوچ
کر کہا۔

نہیں اپنے آسمانی ستارے سے ایک خلائی
جہاز میں اس سانپ کے ساتھ اکیلی ہی آئی تھی۔
یہاں آ کر میرے جہاز میں آگ لگ گئی اور میں
اسی دنیا کی ہو کر رہ گئی۔ جب تک میں جہاز تیار
نہ کروں واپس خلائی سیارے میں نہیں جا
سکتی اور میں اکیلی خلائی جہاز تیار کیسے کر
سکتی ہوں ؟
شاہی نجومی نے پوچھا۔

کیا تمہارے ستارے پر ہماری شکل کے
ہی لوگ بستے ہیں۔
کیٹی نے کہا
ہاں۔ ہمارے ستارے اور اس دنیا کی آب و ہوا
میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے ستارے پر بے پناہ
جواہرات اور سونا پہاڑوں میں موجود ہے جو ہمارے
کسی کام کا نہیں مگر اس دنیا میں اس کی بڑی
قیمت ہے۔
کیٹی جان بوجھ کر نجومی کو لالچ دے رہی تھی تاکہ وہ
اس کی خوشنودی حاصل کر کے تھیوسانگ کا پتہ چلا سکے
اسے یقین ہونے لگا تھا کہ مہرالی سے ان لوگوں نے
تھیوسانگ کا راز اگلوا لیا ہے شاہی نجومی نے کہا
تمہارا نام کیا ہے ؟
کیٹی نے کہا
میرا نام کیٹی ہے۔
بہت اچھا نام ہے۔ نجومی بولا اور پھر
کہنے لگا۔
کیٹی ! آج سے تو ہماری شاہی مہمان ہے۔
تو جتنے روز چاہے شاہی مہمان خانے میں رہ سکتی ہے

کیا تو ہمارے شاہی محل میں رہنا پسند کرے گی؟
کیٹی یہی کچھ تو چاہتی تھی کہنے لگی۔
مجھے بڑی خوشی ہوگی جناب عالی
شاہی نجومی نے سانپ کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔
مگر تمہیں اس سانپ کو کسی جگہ بند کر کے
رکھنا ہوگا۔
کیٹی نے کہا۔
جناب عالی! یہ میرے حکم کے بغیر کسی کو کچھ
نہیں کہے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ کسی پہ حملہ
نہیں کرے گا۔
اور کیٹی کو شاہی مہمان خانے میں بھجوا دیا گیا۔ شام کے
کھانے پر نجومی نے کیٹی کو شاہ بابل سے ملوا دیا۔
بادشاہ نے اور نجومی نے کیٹی کو بالکل نہ بتایا کہ
مصر کے وزیر کی بیٹی مہرابی نے بھی انہیں خلائی آدمی
کے بارے میں معلومات دی ہیں اور ایک خلائی آدمی
ننھو سانگ کو اغوا کرنے کے لئے انہوں نے اپنے خاص
سپاہیوں کا دستہ ملک مصر کی پہاڑیوں کی طرف روانہ
کر دیا ہے۔ دوسری طرف کیٹی کو مہرابی کی تلاش تھی
کہ اسے بادشاہ اور نجومی نے کس جگہ پہ قید میں رکھا ہوا

بادشاہ نے کیٹی سے اس کے سیارے کے بارے میں
پوچھا تو کیٹی نے بتایا کہ اسے اپنے سیارے سے سانپ
کے ساتھ واپس آئے بہت مدت ہوگئی ہے۔ شاہ بابل
نے کہا
میرے نجومی کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جس
خلائی جہاز پر ہماری زمین پر آئی ہو وہ ابھی تک
کسی جنگل میں موجود ہے اور تمہیں اس کی مرمت اور
کچھ فالتو پرزے درکار ہیں۔
کیٹی نے کہا
وہ خلائی جہاز اب مجھے یاد نہیں رہا کہ میں
نے اسے کہاں چھپایا تھا۔ لیکن میں ایک نیا خلائی
جہاز بھی تیار کر سکتی ہوں۔
بادشاہ نے شاہی نجومی کی طرف دیکھا۔ شاہی نجومی نے کہا
ہم نے ایک اڑن کھٹولا تیار کیا ہے مگر وہ شاید
ابھی اس قابل نہیں کہ ہمیں اوپر آسمانوں پہ کسی
سیارے میں لے جا سکے۔ کیا تم ہماری مدد کرو گی؟
کیٹی نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہا
میں نے سن رکھا ہے کہ کبھی ہمارے سیارے
سے کچھ لوگ اس دنیا میں آئے تھے۔ پھر وہ واپس

پہنچ گئے لیکن ایک آدمی غلطی سے اس زمین پر
ہی رہ گیا تھا۔ اگر وہ شخص مل جائے تو ہم خلائی
جہاز تیار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ
آدمی بہت بڑا انجینیئر تھا۔

شاہی نجومی اور بادشاہ کے کان کھڑے ہو گئے۔ انہیں
یقین ہو گیا کہ کیٹی جھوٹ نہیں بول رہی کیونکہ زمین پر
تھیوسانگ نام کا ایک خلائی آدمی موجود تھا جس کو
اغوا کرنے کے لئے شاہی دستہ پہلے ہی روانہ ہو چکا
تھا۔ بادشاہ نے کہا

اگر وہ خلائی آدمی ہمیں مل جائے تو کیا تم
اس کے ساتھ مل کر ہمارے لئے خلائی جہاز تیار
کر سکتی ہو؟

کیٹی نے کہا

کیوں نہیں۔ مگر بادشاہ سلامت۔ آپ خلائی
سیارے میں کیا لینے جا رہے ہیں؟ میرا مطلب
ہے کہ آپ کا کسی سیارے میں جانے سے مقصد
کیا ہے؟

شاہ بابل نے اصل بات نہ بتائی کہ وہ سیارے کو فتح
کرنا چاہتا ہے بلکہ بولا۔

ہم آسمانی مخلوق سے دوستی کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔

کیٹی نے سوچا کہ یہ لوگ تو کبھی آسمانی سیارے پر نہ
پہنچ سکیں گے مگر اس بہانے اس کی ملاقات تھیوسانگ
سے ضرور ہو جائے گی۔ کیونکہ صاف لگ رہا تھا کہ
انہوں نے تھیوسانگ کا سراغ لگا لیا تھا۔ چنانچہ
کیٹی نے کہا

یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ آپ سیاروں کی
مخلوق سے دوستی کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے
خلائی انجینیئر مل جائے تو ہم بڑی جلدی خلائی
جہاز تیار کر کے آپ کو خلائی مخلوق کے سیارے
میں لے جائیں گے۔

بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا

خلائی آدمی دو ایک روز میں یہاں پہنچ
جائے گا تب تک تم ہماری شاہی مہمان ہو گی۔

شاہی نجومی نے کیٹی کو ساتھ لیا اور اس کے مہمان خانے
کی طرف چل دیا۔ واپس جاتے ہوئے شاہی نجومی
نے کہا۔

کیٹی! تم بڑی اچھی لڑکی ہو۔ ہم تو تمہارے سیارے
کی مخلوق سے محض دوستی چاہتے ہیں۔

اور شاہی نجومی مکاری سے مسکراتا ہوا چلا گیا۔ کیٹی سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ سیارے کی مخلوق کو اپنا غلام بنانے کا فضول ارادہ رکھتے ہیں جس میں یہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ اتنے پسماندہ اور پرانے زمانے کے لوگ ہیں کہ آسمانی مخلوق کے جدید سائنسی ہتھیاروں کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کبھی خلا میں نہیں جا سکیں گے۔ یہاں ایسے وسائل ہی نہیں ہیں کہ کوئی خلائی جہاز تیار کیا جائے۔ کیٹی نے سانپ کو کمرے میں ایک جگہ آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور اسے اس کی زبان میں کہا کہ وہ ابھی واپس نہ جائے۔ ہو سکتا ہے اسے اس کی ضرورت پڑ جائے۔ سانپ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں جب تک آپ کہیں گی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔

کیٹی کو یقین تھا کہ مصر کے وزیر کی بیٹی حمرابی بادشاہ کے محل میں کسی جگہ قید ہے۔ وہ اس کا سراغ لگا کر اس سے تھیوسانگ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے آدھی رات کے وقت سانپ سے کہا

اس محل کے کسی تہہ خانے میں ایک شہزادی قید ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اس کا کھوج لگا کر مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں پر قید ہے۔

سانپ نے سر جھکایا اور کمرے کی کھڑکی سے باہر محل کے باغ میں نکل گیا۔ محل پر خاموشی چھائی تھی۔ کہیں کہیں پہرے دار پہرہ دے رہے تھے۔ سانپ رینگتا ہوا محل کی راہ داری میں داخل ہو گیا۔ اندھیرے میں رینگتا وہ ایک ایک کمرے میں گیا اسے ایسی کوئی عورت نظر نہ آئی جو قید میں پڑی ہو۔ سانپ کو ایک جگہ سیڑھیاں نیچے اترتی دکھائی دیں۔ وہ نیچے اتر گیا آگے ایک سلاخ دار دروازہ تھا۔ جس پر تالا لگا تھا۔ وہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ اسے اندر شمع کی دھندلی روشنی میں ایک خوبصورت لڑکی سر جھکائے بیٹھی نظر آئی۔ سانپ سمجھ گیا کہ یہی قیدی شہزادی ہو سکتی ہے۔ اس نے واپس آ کر کیٹی کو سب کچھ بتا دیا۔

کیٹی سوچنے لگی کہ کیا اسے تھیوسانگ کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے یا ابھی قیدی شہزادی سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ آخر وہ اسی نتیجے پر پہنچی کہ اسے تھیوسانگ

کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ جس
خلائی آدمی سے بادشاہ اور نجومی اسے ملوانا چاہتے
ہیں وہ سوائے تھیوسانگ کے اور کوئی نہیں
ہوسکتا۔

اب ہم مصر کے ملک میں چلتے ہیں جہاں دُور
صحرائی پہاڑیوں کے ایک غار میں تھیوسانگ موجود
تھا۔ جب وہ شاہی محل کے باغ میں ظاہر ہوا تھا تو
اسے شہر یا محل میں کسی جگہ پر بھی عنبر، ناگ، ماریا اور
کیٹی کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ اس نے دو ایک روز
شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں کو تلاش کیا۔ جب
وہ انہیں کہیں نہ ملے تو تھیوسانگ نے سوچا کہ اسے
شہر سے باہر کسی غار میں کچھ وقت گزارنا چاہیئے۔
ہوسکتا ہے اس دوران عنبر ناگ ماریا اور کیٹی میں سے
کوئی ادھر آجائے۔ یہی وہ غار تھا جہاں اس کی ملاقات
مصر کے وزیر کی بیٹی مہرابی سے ملاقات ہوئی تھی اور
اس نے مہرابی کو بتا دیا تھا کہ وہ خلائی انسان ہے۔
تھیوسانگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ بابل کے بادشاہ کے
سپاہیوں کا ایک خاص دستہ اسے اغوا کرنے چلا آ
رہا ہے۔ وہ اب واپس کسی دوسرے ملک کی طرف

چلنے کے بارے میں غور کرنے لگا تھا۔ ایک رات
وہ غار میں آرام کرنے کے لئے لیٹا ہوا تھا کہ اسے
باہر ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی ریت پر چل رہا ہو۔
تھیوسانگ سمجھا کہ شاید کوئی صحرائی لومڑ وغیرہ ہوگا۔
وہ غار میں ہی لیٹا رہا۔

یہ شاہ بابل کے سپاہی تھے۔ جو آہستہ آہستہ غار کی
طرف بڑھ رہے تھے۔ سب سے آگے جو سپاہی
تھا اس کے ہاتھ میں ایک شیشے کا گولہ تھا۔ یہ گولہ
شاہی نجومی نے اسے دیا تھا۔ اس کی تاثیر یہ تھی کہ اگر
اسے کسی جگہ زور سے پھینک دیا جائے تو گولہ پھٹ
جاتا تھا اور اس میں سے ایسا تیز خاص جڑی بوٹیوں
کا دھواں نکلتا تھا کہ وہاں جو بھی انسان یا جانور موجود
ہو وہ اسے سونگھتے ہی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ سپاہی
غار کی ایک طرف آکر رک گیا۔ اس نے باہر انسانی قدموں
کے نشان دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ خلائی انسان اسی غار
میں رہتا ہے تھیوسانگ بالکل بے خبر غار میں لیٹا۔ عنبر
ناگ، ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ
غار میں کوئی پتھر سا آکر گرا۔

تھیوسانگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ پتھر نہیں

بلکہ شیشے کا گولہ تھا۔ گولہ اندر گرتے ہی ٹوٹ گیا
اور اس میں سے دھوئیں کا غبار نکل کر آناً فاناً یعنی
بڑی تیزی سے غار میں بھر گیا۔ تھیوسانگ باہر کی
طرف دوڑا۔ مگر اس عرصے میں دھواں اس کے پھیپھڑوں
میں داخل ہو گیا تھا۔ اس دھوئیں کی تاثیر اتنی تیز
تھی کہ تھیوسانگ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ بیہوش
ہونے پر تھیوسانگ سانس لے رہا تھا اور دھواں
برابر اس کے پھیپھڑوں میں جا رہا تھا۔ اس پر گہری
بے ہوشی چھا گئی۔

سپاہی غار سے دور کھڑے ہو کر دھوئیں کے غار
سے نکل جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب غار دھوئیں
سے خالی ہو گیا تو سپاہی ناک پر رومال باندھے غار
میں گھسے۔ انہیں زمین پر ایک آدمی بے ہوش پڑا
دکھائی دیا۔ انہوں نے اسے اٹھایا اور باہر لے آئے۔
یہ تھیوسانگ جو بے ہوش تھا۔ اس دھوئیں کے اثر
سے آدمی تین دن تک بے ہوش رہتا تھا۔ سپاہیوں
نے تھیوسانگ کو گھوڑے پر باندھا اور واپس ملک بابل
کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں بابل تک پہنچتے پہنچتے
دو دن لگ گئے۔ تھیوسانگ کے ہوش میں آنے میں

صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا کہ سپاہیوں نے اسے
شاہ بابل کے سامنے پیش کر دیا۔ وہاں شاہی نجومی
بھی موجود تھا۔ انہوں نے تھیوسانگ کو غور سے دیکھا
بادشاہ نے کہا

اس میں اور زمین کے انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے

نجومی نے کہا

بادشاہ سلامت! یہ لوگ کسی ایسے سیارے
کے رہنے والے ہیں جہاں ہماری زمین ایسی آب و ہوا
اور موسمی حالات ہیں۔ یہ سیارہ ہمیں ضرور
فتح کرنا ہوگا۔ ہم کو وہاں حکومت کرنے میں
بڑی آسانی ہوگی۔

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا

اگر یہ شخص ہمیں خلائی جہاز بنا کر دے
سکتا ہے تو ہم فوراً اس سیارے پر حملہ کر
دیں گے۔

شاہی نجومی بولا۔

اس شخص تھیوسانگ کے ہوش میں آنے
میں ابھی کئی گھنٹے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں
مصر کے وزیر کی بیٹی کو واپس بھجوا دینا چاہیئے۔

بادشاہ نے کہا

اگر تمہاری تجویز بھی یہی ہے تو مجھے کوئی
اعتراض نہیں۔ کیونکہ میں بھی ملک مصر کے بادشاہ
سے کوئی دشمنی مول لینا نہیں چاہتا۔

بادشاہ نے مہرابی کے واپس بھجوانے کا اسی وقت حکم نامہ
جاری کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے کیٹی کو طلب
کر لیا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ خلائی آدمی آگیا ہے
اور وہ اس کی تصدیق کرے کہ یہ واقعی خلائی مخلوق
ہے۔ کیٹی فوراً بادشاہ کے خاص کمرے میں پہنچ
گئی۔ اس نے پلنگ پر تھیوسانگ کو بے ہوش
پڑے دیکھا تو بے حد خوش ہوئی۔ کمرے میں داخل
ہونے سے پہلے ہی اسے تھیوسانگ کی خوشبو آگئی
تھی۔ مگر کیٹی نے اپنی خوشی بالکل ظاہر نہ کی اور جھک
کر غور سے تھیوسانگ کو تکنے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا

کیا تم خلائی انسان کو پہچان رہی ہو جو تمہارے
خیال میں یہ خلائی مخلوق ہی ہے؟

کیٹی نے کہا

ہاں بادشاہ سلامت! یہ انسان خلائی سیارے
کی مخلوق ہے۔

شاہی نجومی نے بڑی شان سے کہا

اس کا نام تھیوسانگ بتایا گیا ہے۔ یہ
ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ ضرور یہی خلائی
انجنیئر ہی ہے۔ اسے کل ہوش آئے گا۔ پھر اس
سے بات چیت ہوگی۔

کیٹی نے پوچھا

اس کا پتہ آپ لوگوں کو کس نے دیا تھا؟

شاہی نجومی نے مسکراتے ہوئے کہا

تمہیں یہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
بہرحال جس نے ہمیں اس کا پتہ بتایا تھا وہ اب
ہمارے محل میں نہیں ہے بلکہ جہاں سے آیا تھا
وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔

کیٹی سمجھ گئی کہ مہرابی کو انہوں نے اپنے ملک کی
جانب روانہ کر دیا ہے۔ کیٹی نے اطمینان کا سانس
لیا۔ اب وہ اس گھڑی کا بے تابی سے انتظار کرنے
لگی کہ جب تھیوسانگ ہوش میں آئے گا۔ شاہی نجومی
نے کیٹی کو بتا دیا تھا کہ سپاہیوں نے اس کے بتائے
ہوئے خاص گولے کی مدد سے تھیوسانگ کو بے ہوش
کر کے اغوا کیا ہے۔

تھیوسانگ کو ہوش آنے میں تھوڑی دیر رہ گئی
تھی۔ کمرے میں شاہ بابل، شاہی نجومی اور کیٹی
موجود تھی۔ کیٹی نے بادشاہ سے کہا

میں چاہتی ہوں کہ آپ لوگ ہمیں تنہا چھوڑ
دیں۔ میں بھی خلائی لڑکی ہوں اور یہ بھی خلائی
آدمی ہے۔ میں اس سے تنہائی میں باتیں کرنا
چاہتی ہوں ہوسکتا ہے یہ آپ لوگوں کو دیکھ
کر اپنے بارے میں کچھ نہ بتائے۔

شاہی نجومی اور شاہ بابل کو یہ بات اچھی لگی۔ جاتے
ہوئے بادشاہ نے کہا

لیکن تمہیں اس خلائی انسان کو راضی کرنا ہوگا
کہ یہ ہمارے لئے خلائی جہاز تیار کرے۔

کیٹی نے جواب دیا۔

میں اس لئے آپ کو باہر بھیج رہی ہوں
بادشاہ سلامت!

بادشاہ اور شاہی نجومی کمرے سے چلے گئے تو کیٹی تھیوسانگ
کے پاس بیٹھ گئی۔ تھیوسانگ بے ہوش تھا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد اس کو ہوش آگیا۔ اس نے اپنے سامنے
کیٹی کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ بیٹھا اور بولا

کیٹی تم؟ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھی
عنبر ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟

کیٹی نے کہا

ان کا بھی پتہ چلالیں گے پہلے میں تمہیں یہ
بتانا چاہتی ہوں کہ تم یہاں کس لئے لائے گئے ہو۔

اس کے بعد کیٹی نے تھیوسانگ کو سب کچھ بتا دیا۔ تھیوسانگ
حیران ہوکر بولا

یہ لوگ بڑے احمق ہیں۔ بھلا یہ لوگ اپنی فوج
سے سیارے کی مخلوق کو فتح کر سکتے ہیں؟ پہلی بات
تو یہ ہے کہ اپنی اتنی زیادہ فوج لے کر سیارے پر
پہنچ ہی نہیں سکتے۔

کیٹی نے کہا

ہمیں ان کی بیوقوفی سے کوئی تعلق نہیں
ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے تم مل گئے۔
اب ہم یہاں سے عنبر ناگ ماریا کی تلاش
میں روانہ ہو جائیں گے۔ بس تم بادشاہ اور شاہی
نجومی کو یہی کہنا کہ تم خلائی جہاز تیار کرسکتے ہو۔ اتنی
دیر میں ہم یہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف روانہ
ہو جانے کا منصوبہ بھی بنالیں گے۔

تھیوسانگ نے کہا

یہ ٹھیک ہے مگر ہمیں ان لوگوں پر یہ
کسی طرح بھی ظاہر نہیں کرنا ہوگا کہ ہم پہلے سے
ایک دوسرے کو جانتے ہیں ۔

کیٹی بولی ۔

ہم اسی حکمت عملی پر چلیں گے ۔ یہی ظاہر کریں
گے کہ ہماری پہلی بار ملاقات ہوئی ہے ۔

کیٹی نے بادشاہ اور نجومی کو اندر بلالیا اور تھیوسانگ
سے ان کا تعارف کرایا ۔

تھیوسانگ بولا ۔

بادشاہ سلامت ! کیٹی نے مجھے سب کچھ
بتا دیا ہے ۔ آپ فکر نہ کریں میں خلائی انجینئر ہوں ۔
میں ایک مہینے کے اندر اندر اتنا بڑا خلائی جہاز
آپ کو تیار کر دوں گا کہ اس میں آپ کی ساری فوج
بیٹھ کر خلائی سیارے پر حملہ کر سکے گی ۔

بادشاہ اور نجومی بڑے خوش ہوئے ۔ بادشاہ نے کہا

تھیوسانگ ! تم ہمارے خاص مہمان ہو گے ۔
تمہیں ہر طرح کی سہولت ملے گی ۔ تم کل ہی سے
خلائی جہاز پر کام شروع کر دو ۔

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا

ایسا ہی ہوگا ۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ
یہاں میری مدد کرنے کے لئے ایک خلائی بہن
بھی موجود ہے ۔

دوسرے ہی دن خلائی جہاز پر کام شروع کر دیا گیا ۔ یہ
محض جھوٹ موٹ کا کام تھا ۔ تھیوسانگ نے یونہی
لکڑیوں کا مچان کھڑا کر کے لوہے کے بڑے بڑے
پائپ منگوا کر رکھ لئے اور انہیں مزدوروں کی
مدد سے جوڑنا شروع کر دیا ۔ دراصل وہ اندر ہی
اندر یہ سوچ رہے تھے کہ ملک بابل سے وہ کس روز
فرار ہوں اور کس ملک کی طرف عنبر ناگ ماریا کی
تلاش میں جائیں ۔ ان کے لئے وہاں سے فرار
ہونا کوئی مشکل نہیں تھا ۔ بس وہ اپنی منزل کے
بارے میں سوچ رہے تھے ۔ گھوڑے ان کے پاس
ہر وقت موجود رہتے تھے ۔ کیٹی نے سانپ کو
آزاد کر کے واپس بھیج دیا تھا ۔ اب اس کی ضرورت
بھی نہیں تھی ۔

جھوٹے خلائی جہاز کی تعمیر کے کام کو شروع ہوئے
دو روز گزر گئے تھے ۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے یہی

فیصلہ کیا تھا کہ وہ کسی رات موقع پاکر بابل سے
رات کے وقت ملک یونان کی طرف نکل چلیں
گے۔ اسی رات کا ذکر ہے کہ بابل شہر رات کی تاریکی
میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کے دروازے
بند کئے گہری نیند سو رہے تھے۔ کیٹی اور مغیوسائگ بھی
شاہی مہمان خانے میں اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے آرام
کر رہے تھے۔ اگرچہ انہیں آرام کی ضرورت نہیں تھی
پھر بھی وہ باتیں کرتے کرتے تھک گئے تھے اور اب
خاموشی سے آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے تھے۔ بابل شہر
کے باہر صحرا اور سنگلاخ میدان میں گہرا سناٹا طاری
تھا۔ اس اندھیری رات میں آسمان پر ایک جھلملاتا ہوا
ستارہ جیسے آہستہ آہستہ نیچے آنے لگا۔ وہاں اس ستارے
کو دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ ستارہ جب بہت قریب
آگیا تو اس کی روشنی بجھ گئی۔ اب صرف اس
میں سے ہلکی اور دھیمی سرخ روشنی ٹمٹما
رہی تھی۔

اصل میں یہ کوئی ستارہ نہیں تھا بلکہ ایک خلائی
جہاز تھا۔ یہ خلائی قزاقوں کا جہاز تھا۔ اس میں ایک
دُور دراز گمنام سیارے کے خلائی قزاق سوار تھے۔

جن کا کام خلا میں گھوم پھر کر دوسرے خلائی جہازوں
کو روک کر لوٹنا اور خلائی آدمیوں کو یرغمال بنا کر
ان کے لواحقین سے دولت وصول کرنا تھا۔ اس وقت
اس خلائی جہاز کو ایک عجیب اور خطرناک مشکل کا سامنا
تھا۔ یہ خلائی قزاقوں کا جہاز، جس میں چھ خلائی
قزاق سوار تھے۔ راستے سے بھٹک گیا تھا اور ایک
سال سے خلا میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ ان کے پاس ایک
خاص قسم کی خلائی خوراک تھی جس پر وہ زندہ رہتے تھے
یہ خلائی خوراک ایک مائع کی شکل میں ایک سلنڈر
میں بند تھی۔ یہ خوراک یا تو کسی بھی خلائی سیارے
کے گھاس اور پتھر کی معدنیات سے حاصل کی جاتی
تھی اور یا پھر کسی بھی خلائی مخلوق کی ہڈیوں سے حاصل
کی جا سکتی تھی۔ ان خلائی قزاقوں کے پاس صرف ایک
دن کی خوراک باقی رہ گئی تھی۔ سلنڈر بالکل خالی
ہونے والا تھا اور ان خلائی قزاقوں کو اپنی موت سامنے
نظر آنے لگی تھی۔ وہ خلا میں بھٹک گئے تھے اور
ان کا کسی سیارے پر پہنچنا ناممکن تھا۔ وہ ایک
دوسرے کی ہڈیوں سے خوراک حاصل نہیں کر سکتے تھے
کوئی بھی خلائی قزاق خود کو ہلاک کر کے اپنی ہڈیاں دوسرے

سانھیوں کو پیش کرنے پر تیار نہیں تھا۔ لیکن اندر
ہی اندر وہ ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی ترکیبیں
سوچنے لگے تھے۔ آخر کوئی بھی بھوک سے مرنا نہیں
چاہتا تھا۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ جب یہ خلائی
قزاق اپنے جہاز کو لے کر زمین کی فضا میں سے گزرے
تو انہوں نے رڈار پر ایسے سگنل آتے دیکھے جو
کسی خلائی مخلوق کے جسم سے ہی نکل سکتے تھے۔ چھ
کے چھ خلائی قزاق ایک دم سے ہوشیار ہو گئے۔
ان سگنلوں کا مطلب یہ تھا کہ نیچے زمین پر دو خلائی
آدمی موجود ہیں۔ خلائی قزاقوں کے لیڈر نے کہا

ہمارا رڈار جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نیچے
جو زمین ہے وہاں پر دو خلائی انسان موجود ہیں۔
اگر ہم کسی طرح انہیں پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں
تو ان کو ہلاک کر کے ہم ان کی ہڈیوں سے
اتنی خوراک جمع کر سکیں گے جو ہمیں ایک برس
کے لئے کافی ہو گی۔ اتنی دیر میں ہم کسی نہ کسی سیارے
پر بھی پہنچ جائیں گے۔

سب رڈار کے سگنلوں کو غور سے دیکھنے اور سننے
لگے۔ ہلکی ہلکی باریک ٹوں کی آواز کے ساتھ خلائی جہاز

کے رڈار پر دو سبز لکیریں بار بار بن کر غائب ہو جاتی
تھیں۔ خلائی لیڈر نے کہا

یہ دو لکیریں نیچے زمین پر موجود دو خلائی
انسانوں کے جسم سے نکل کر یہاں تک آ رہی ہیں جہاز
کو نیچے لے چلو۔ مگر کسی ویران علاقے میں اتارو تاکہ
خلائی انسانوں کو ہماری آمد کا پتہ نہ چل سکے۔

ایک خلائی قزاق نے کہا

لیڈر! سوال یہ ہے کہ یہ دونوں خلائی
انسان اس زمین پر کیسے پہنچ گئے ہیں؟

خلائی لیڈر نے کہا۔

ہو سکتا ہے کبھی کوئی خلائی جہاز نیچے زمین
پر آیا ہو اور یہ دونوں یہیں رہ گئے ہوں۔

خلائی قزاقوں کا چھوٹا خلائی جہاز جو ایک گول طشتری
کی شکل کا تھا زمین پر اترنے لگا۔ جہاز کی ساری
روشنیاں بجھا دی گئیں۔ صرف نیچے والی لال بتی جل رہی
تھی۔ خلائی جہاز کو شہر بابل کے قریب صحرا کی سنگلاخ
پہاڑیوں کے بیچ میں اتار دیا گیا۔ خلائی قزاق باہر
نکل آئے۔ یہاں زمین پر بھی ان کے سیارے ایسی
فضا تھی۔ انہوں نے خلائی جہاز کی گول دیوار پر لگے

ایک بٹن کو دبایا۔ اس کے ساتھ ہی خلائی جہاز کے ایک ٹینک میں سے بھورے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ یہ دھواں بے حد گاڑھا تھا۔ اس نے سارے خلائی جہاز کو اس طرح سے ڈھانپ لیا کہ دیکھنے پر ایسے لگتا تھا کہ وہ خلائی جہاز نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا بھورے رنگ کا ٹیلہ ہے۔ اس طریقے سے خلائی قزاقوں نے اپنے جہاز کو اس میں چھپا دیا۔ لیڈر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

تم لوگ میرے آنے تک جہاز کے اندر ہی رہنا۔ میں زمین پر موجود دونوں خلائی انسانوں کا کھوج لگانے جا رہا ہوں۔

خلائی لیڈر نے ایک ننھا سا ٹرانسمیٹر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس ٹرانسمیٹر پر خلائی انسانوں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی کے سگنل برابر آ رہے تھے اور ٹرانسمیٹر کا ننھا سا ریڈار اس سمت کی طرف اشارہ کر رہا تھا جدھر سے یہ سگنل آ رہے تھے۔ خلائی لیڈر نے جیب سے ننھی سی ٹارچ نکال کر اس کی روشنی اپنے جسم پر ڈالی۔ اس کا لباس فوراً تبدیل ہو گیا اور اب وہ زمین کے شہزادوں ایسے زرق برق لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے پاس

ایک تھیلی بھی تھی جس میں سونے کی اشرفیاں اور خلائی سیاروں کے قیمتی ہیرے جواہرات موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے جدھر سے سگنل آ رہے تھے۔ اسی طرف چلنا شروع کر دیا۔ زمین کے بارے میں انہیں خلائی جہاز کے کمپیوٹر نے سب معلومات جہاز کے اندر ہی فراہم کر دی تھیں کہ اس زمین پر کس قسم کی زبان بولی جاتی ہے۔ یہ کونسا ملک ہے۔ یہاں کونسا بادشاہ حکومت کرتا ہے اور یہاں کی آب و ہوا کیا ہے خلائی لیڈر کو یہاں کی سواری یعنی ایک گھوڑے کی ضرورت تھی۔ ان خلائی قزاقوں کی شکلیں زمین کے لوگوں ایسی نہیں تھیں مگر زمین کی فضا میں داخل ہوتے ہی ان کی شکلیں یہاں کے انسانوں ایسی بن گئی تھیں۔ ان خلائی قزاقوں کا تعلق جس سیارے سے تھا اس کی آب و ہوا نے ان میں یہ خاصیت پیدا کر دی تھی کہ یہ خلائی قزاق جس سیارے پر اترتے تھے وہاں کی مخلوق کی شکلیں اختیار کر لیتے تھے اور ان کی زبان بھی انہیں اپنے آپ آ جاتی تھی۔

خلائی لیڈر بے تابی سے بابل کے شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے اس حقیقت کا احساس تھا کہ ان

کے پاس خوراک۔ صرف چند دنوں کی باقی رہ گئی ہے
اور اگر اس نے۔ ان دونوں خلائی انسانوں کو اپنے
قابو میں کر کے ان کی ہڈیوں کو پگھلا کر خوراک حاصل
نہ کی تو وہ جہاز کے چھ خلائی قزاق مر جائیں گے۔ خلائی
لیڈر کے چھوٹے ٹرانسمیٹر کے سگنل اس کی راہنمائی کر
رہے تھے اور وہ چلتے چلتے شہر کے باہر ایک سرائے
میں پہنچ گیا۔ سرائے کا مالک باہر ہی سو رہا تھا۔ خلائی
لیڈر نے اسے جگایا۔ سرائے کے مالک نے اپنے سامنے
ایک اونچے لمبے آدمی، کو شہزادوں ایسے لباس میں دیکھا
تو ہڑبڑا کر بولا۔

حضور انور بیو، کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں؟

خلائی لیڈر نے شہزادوں، ایسی بارعب آواز میں کہا

ہم ملک یہاں کے شہزادے ہیں۔ ہمارا گھوڑا
راستے میں مر گیا ہے ہمیں ایک گھوڑا اور رات
بسر کرنے کے لئے جگہ چاہیئے۔

سرائے کے مالک نے ادب سے جھک کر کہا

حضور! یہ سرائے اگرچہ آپ کے لائق نہیں ہے
مگر میں اپنا خاص کمرہ آپ کے لئے کھولے دیتا ہوں
آپ آرام فرمائیں۔ صبح ہونے پر آپ کی خدمت میں

گھوڑا بھی پیش کر دیا جائے گا۔

خلائی لیڈر نے تھیلے میں سے سونے کی چار اشرفیاں
نکال کر سرائے کے مالک کو دیں جو بہت بڑی رقم
تھی۔ سرائے کا مالک جھک جھک کر تعظیم کرنے لگا
وہ خلائی لیڈر کو ایک کمرے میں لے گیا۔ جہاں قالین
بچھا تھا اور گاؤ تکیے لگے تھے۔ شمع دان میں شمع
روشن کر دی گئی۔ خلائی لیڈر وہاں لیٹ گیا اور بولا۔

ہمیں صبح تک کوئی پریشان نہ کرے

آپ اطمینان سے آرام فرمائیں حضور!

یہ کہہ کر سرائے کا مالک بڑا خوش خوش چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد خلائی لیڈر نے جیب سے
ننھا ٹرانسمیٹر نکال کر دیکھا۔ سگنل کا رخ شہر کے بڑے
دروازے کی طرف تھا۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر
بند کر کے جیب میں رکھ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔
یہ خلائی مخلوق رات کو صرف ایک گھنٹہ ہی سوتی تھی۔
ایک گھنٹے بعد خلائی لیڈر کی آنکھ کھل گئی۔ ابھی رات
باقی تھی۔ وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ آخر صبح ہو گئی۔

سرائے کا مالک خلائی لیڈر کے لئے ناشتے کا
طشت لے آیا۔ یہ خوراک خلائی لیڈر کے لئے بیکار

تھی وہ صرف خلائی مائع کی خوراک پر زندہ تھے لیکن
اس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ بھی زمین کی مخلوق
ہے ناشتہ کر لیا۔ سرائے کے مالک نے کہا

حضور انور! باہر گھوڑا موجود ہے آپ کی سواری
کے لئے۔

خلائی لیڈر باہر نکل آیا۔ ایک شاندار گھوڑا باہر کھڑا تھا۔
جس پر زین کسی ہوئی تھی۔ خلائی لیڈر نے سرائے کے
مالک کو سونے کی چند اشرفیاں اور دیں اور گھوڑے
پہ سوار ہو کر شہر کے بڑے دروازے کی طرف چل پڑا۔
لوگوں نے ایک شہزادے کو دیکھا تو جھک جھک کر
سلام کرنے لگے۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر ایک طرف
لے جا کر دیکھا۔ سگنل شہر کے شاہی محل کی طرف
سے آرہے تھے۔ اسے پہلے ہی شبہ تھا کہ خلائی
انسان اس محل میں ہی رہ رہے ہیں۔ شاید اس
حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ہی ٹماٹو کے کمپیوٹر
نے اسے کسی دوسرے لباس کی بجائے شہزادوں ایسا
لباس پہنا دیا تھا۔ خلائی لیڈر نے ٹرانسمیٹر کو لباس
کے اندر چھپا کر رکھ لیا اور شاہی محل کی طرف گھوڑے
کی باگ پھیر دی۔ خلائی لیڈر میں اتنی صلاحیت تھی کہ

وہ کسی بھی خلائی انسان یا مخلوق کو اس کی شکل دیکھ
کر ہی پہچان سکتا تھا اور اس کو خلائی مخلوق کی دور
ہی سے خاص بو آجاتی تھی۔ محل کے قریب آتے
ہی اسے خلائی مخلوق کی بو آنے لگی۔ خلائی لیڈر
دل میں بہت خوش ہوا۔ وہ اپنے شکار کے قریب
پہنچ گیا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر یہ دو خلائی انسان
اس زمین پر موجود نہ ہوتے تو ان سب خلائی قزاقوں
کی موت یقینی تھی یا پھر وہ ایک دوسرے کی ہڈیاں نوچ
نوچ کر کھا جاتے اور جو آخری خلائی انسان بچتا وہ بھی
مزید خوراک نہ ملنے کی وجہ سے خلاء ہی میں بھٹکتے
ہوئے مر جاتا۔ کیونکہ وہاں سے کوئی بھی سیارہ کروڑوں
نوری سال کے فاصلے پر تھا جہاں تک وہ ایک ہفتے
میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ جب کہ ان کے خلائی جہاز کے
سلنڈر میں صرف چند یوم کی خوراک ہی باقی رہ
گئی تھی۔ یہ شاہ بابل کا محل تھا۔ محل کے دروازے
پہ پہرے دار کھڑے تھے انہوں نے ا[illegible]کوا کر کہا
لباس والے آدمی کو گھوڑے پہ س[illegible]
سے دروازہ کھول دیا اور ادب

خلائی لیڈر نے بارعب آواز میں "۱۴۲" ناگ کی قبر" پڑھیں۔

ہم ملک یمن کے شہزادے ہیں۔ ہمارا نام
فرشون ہے۔ اپنے بادشاہ کو جا کر خبر کر دو کہ ہم
ان سے ملنے آئے ہیں۔

اسی وقت بادشاہ کو اطلاع کر دی گئی۔ بادشاہ اپنے وزیر
کے ساتھ محل سے نکل کر باہیں باغ میں آیا اور شہزادہ
یمن کا استقبال کیا۔ خلائی لیڈر نے گھوڑے سے
اتر کر بادشاہ کو تعظیم کی اور تھیلے میں بھرے ہوئے
قیمتی جواہرات تحفے کے طور پر پیش کئے۔

بادشاہ سلامت! یہ آپ کی خدمت میں
پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔ آپ کے ملک
کی سیر کا ارادہ ہے

شاہ بابل نے اتنے بڑے بڑے ہیرے جواہرات پہلے
کبھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ خلائی سیاروں کے جواہرات تھے
اس نے شہزادے کی بڑی آؤ بھگت کی اسے اپنے خاص
محل میں ٹھہرایا اور کہا کہ وہ خود شہزادے کو اپنے ملک کی
حقیقت کو سامنے ت جلد شاہی محل میں یہ خبر پھیل گئی
نے اسے کسی دوسرے محل میں ہاز بن کر اترا ہے۔ یہ
لباس پہنا دیا تھا۔ خلا نے بھی سنی مگر انہوں نے کوئی
کے اندر چھپا کر رکھ بادشاہوں کے پاس شہزادے
کی باگ پھیر دی۔ خلائی۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں

تھا کہ یہ شہزادہ ان کی موت بن کر وہاں
آیا ہے۔ دوسری طرف خلائی لیڈر نے اپنے
شاہی مہمان خانے میں آتے ہی ٹرانسمیٹر کو
نکال کر ریڈار پر سگنل کی سمت دیکھی۔
سگنل محل کے کونے والے حصے سے آ رہے
تھے۔ خلائی لیڈر کمرے سے نکل کر اس کونے
کی طرف چلنے لگا۔ محل کے کونے پر ایک چھوٹا سا باغ
تھا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ مچان لگا ہے اور اس پہ کوئی
خلائی جہاز تیار کیا جا رہا ہے۔ تھیوسانگ اور کیپٹن
وہاں پر موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا
کہ یہ دونوں خلائی انسان ہیں۔ کیپٹن اور تھیوسانگ نے
شہزادے کو دیکھا تو قریب آ گئے تھیوسانگ نے تعظیم کی
اور پوچھا۔

کیا آپ ہی یمن کے شہزادے ہیں؟
انہیں بالکل پتہ نہ چل سکا کہ یہ شخص یمن کے شہزادے کے
بھیس میں خلائی مخلوق ہے خلائی لیڈر نے مسکرا کر کہا

ہاں میں ہی یمن کا شہزادہ ہوں۔ ———

○

پھر کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۴۹ "ناگ کی قبر" پڑھیں۔
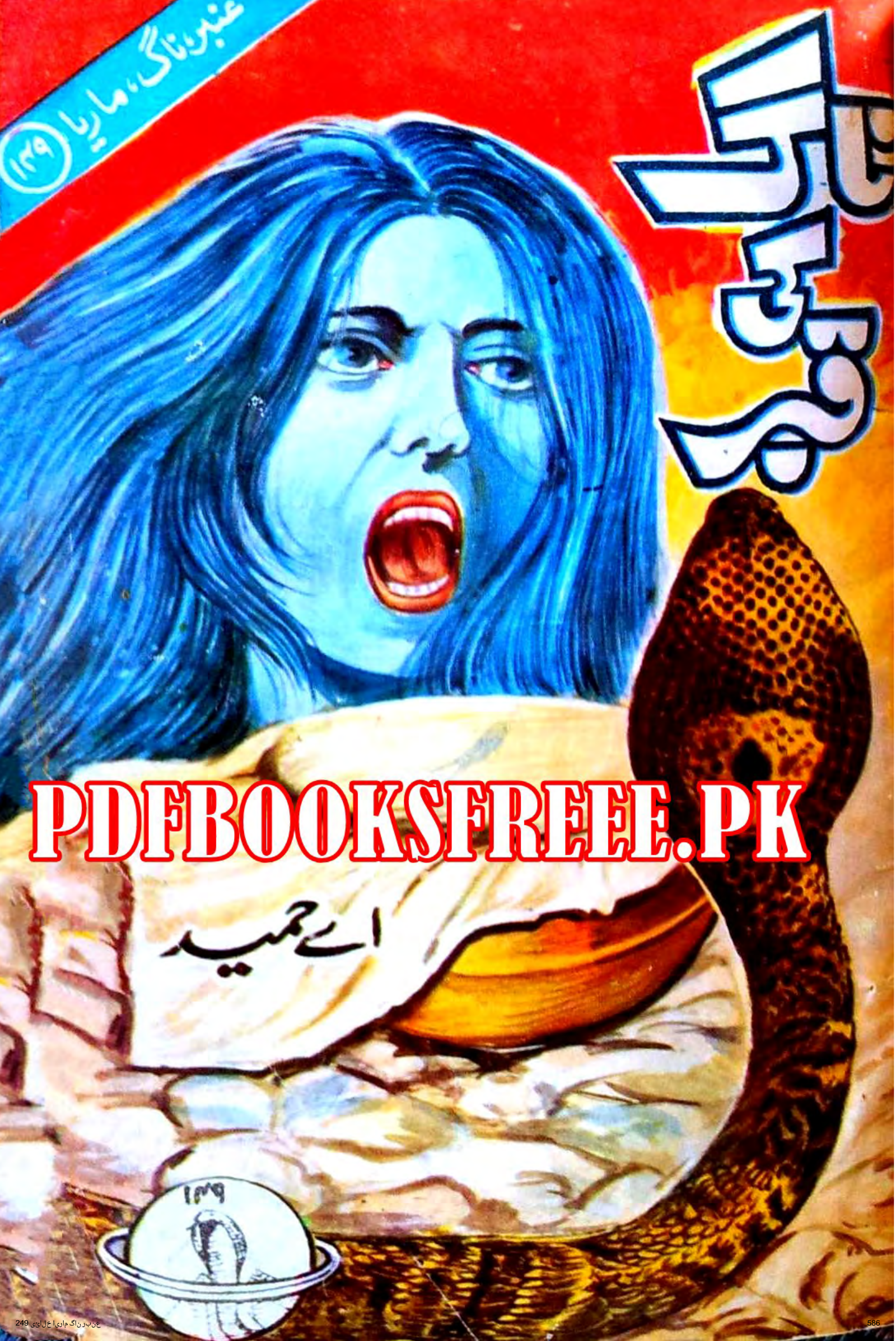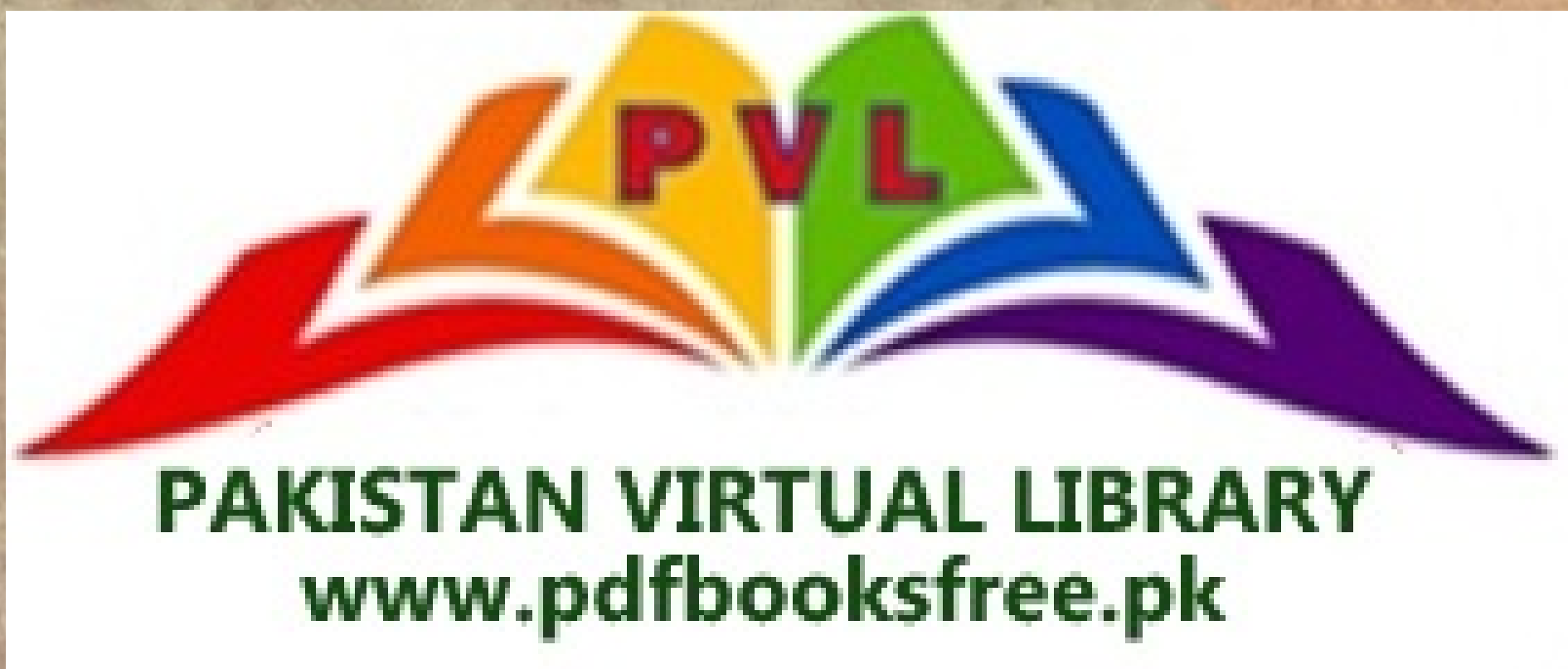
ناگ کی قبر

عنبر، ناگ، ماریا (۱۴۹)

اے حمید

۱۴۹

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

ناگ کی قبر

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

ناشر: نیا مکتبہ اقرا ۳۰ بی شاہ عالم مارکیٹ
طابع: تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ لاہور
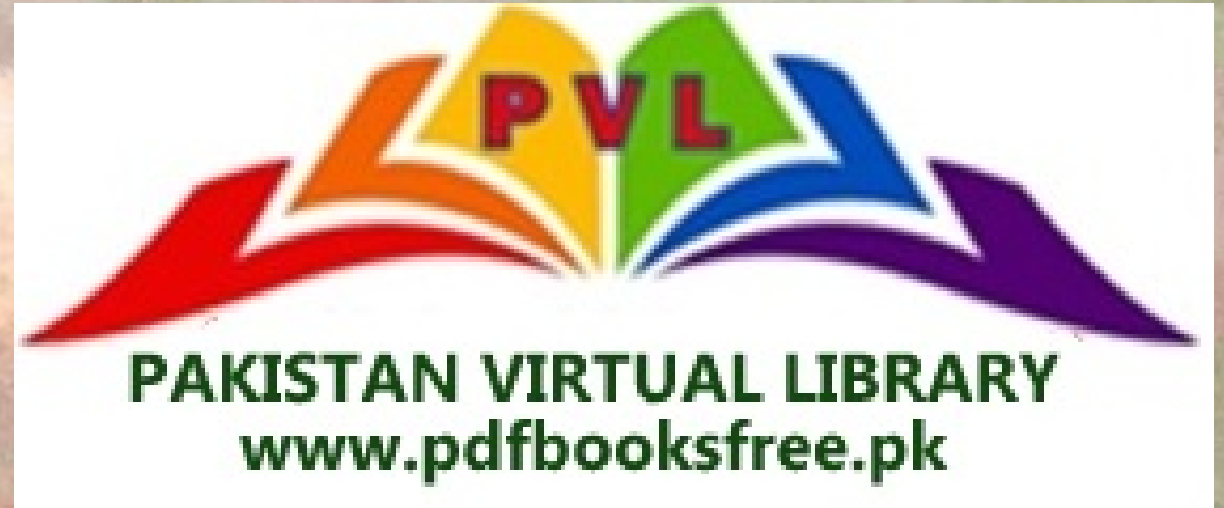
پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹی تھیوسانگ کی ہوش ربا داستان اور تاریخی ایڈونچرس سفر کی ۱۴۹ ویں قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ایک بات میرے بہت سے دوست خط لکھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کہانی سچی ہے؟ میرے دوستو! جب تک میں یہ کہانی لکھ رہا ہوں اور جب تک تم اسے پڑھ رہے ہو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے سوال پوچھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کہانی سے لطف اٹھائیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو مفید معلومات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ کہانی سچی ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امید ہے پچھلی کتابوں کی طرح یہ بھی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

تمہارا انکل

اے حمید

۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد لاہور

ترتیب

خوفناک بلا
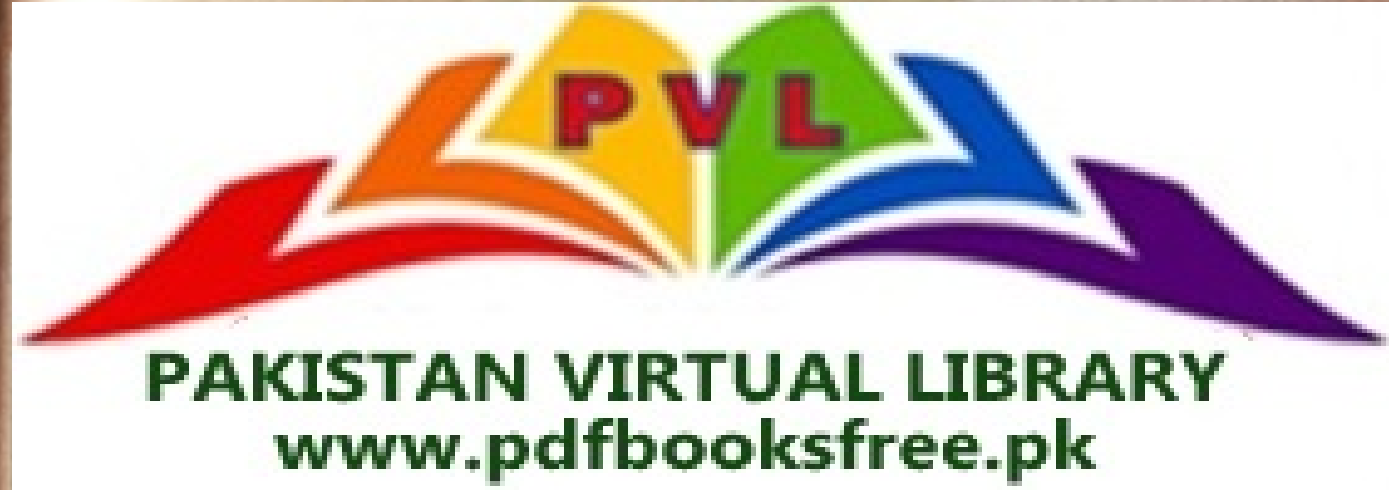
خلائی لیڈر دل میں سوچ رہا تھا کہ ان دونوں خلائی انسانوں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی کو کسی طریقے سے یہیں ورغلا کے اپنے خلائی جہاز کی طرف لے جاؤں تاکہ وہاں انہیں موت کے گھاٹ اتار کر جتنی جلدی ہو سکے ان کے جسم کی ہڈیوں کو پگھلا کے خوراک حاصل کروں اس نے اوپر سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ آپ لوگ کیا بنا رہے ہیں؟ کیا شیر کا شکار کرنے کے لیے کوئی مینار بنا رہے ہیں؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"نہیں شہزادہ صاحب! یہ مچان نہیں بنا رہے۔ بلکہ ——"

کیٹی کو اچانک یاد آیا کہ خلائی جہاز کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا مینارہ بنایا جا رہا ہے۔ جہاں سے دشمن کی فوج کو دور ہی سے دیکھا جا سکے گا۔"

خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"کیا آپ لوگ یہی کام کرتے ہیں؟"

تھیوسانگ کیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا پھر بولا۔

"یہی سمجھ لیں کہ یہی کام کرتے ہیں۔"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میرا ملک یمن ہے جہاں کا میں شہزادہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی قسم کا مینارہ میں یمن میں بھی بناؤں۔ کیا آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟ میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی کو بھلا یمن سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ انہوں نے ٹالنے کی غرض سے کہہ دیا کہ یہ مینار مکمل ہو جائے تو پھر وہ اس کے ساتھ یمن چلے جائیں گے۔ لیکن خلائی لیڈر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ لوگ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟"

تھیوسانگ نے اسے بتا دیا کہ وہ شاہی محل میں بادشاہ کے مہمان بن کر رہ رہے ہیں۔ خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اچھا۔ تو پھر ملاقات ہوگی۔"

اور خلائی لیڈر واپس محل کی طرف چل دیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"یہ شہزادہ بھی کوئی مسخرہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں کیا پڑی ہے

کہ اس کے ساتھ یمن جائیں۔ ہم تو دو ایک دن میں یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔"

کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس شہزادے کی آنکھوں میں عجیب سی چیز چمک نظر آئی ہے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

"تمام شہزادوں کی آنکھوں میں چمک ہوتی ہے۔ یہ لوگ عیش کرتے ہیں اچھے سے اچھا کھاتے پیتے ہیں۔ پھر آنکھوں میں چمک کیوں نہ آئے۔"

اور تھیوسانگ کام میں لگ گیا۔ کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں آج رات نہیں تو کل رات یہاں سے کوچ کر جانا چاہیئے۔ اب ہمیں یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ کل رات نکل چلیں گے۔ میں نے دو تیز گھوڑے پسند کر لیے ہیں۔ شاہی اصطبل میں ہوتے ہیں۔ وہاں سے انہیں کھول کر صحرا ہی کی طرف نکل جائیں گے۔"

انہوں نے دوسری رات وہاں سے فرار ہو جانے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ دوسری طرف خلائی لیڈر اس کش مکش میں مبتلا

اور کیٹی کو آج رات کیسے وہاں سے اغوا کر کے اپنے خلائی جہاز پر لے جایا جاسکے۔ دوپہر کے بعد خلائی لیڈر نے شہر کی سیر کا بہانہ بنایا اور صحرا کی طرف نکل گیا۔ پھر وہ ایک چکر لگا کر اِن پہاڑیوں میں آگیا جہاں اُن کا خلائی جہاز تھا۔ خلائی لیڈر نے اپنے دوسرے خلائی قزاقوں کو بتایا کہ اس نے دونوں خلائی انسانوں کا کھوج لگا لیا ہے۔

"اِن میں سے ایک کا نام تھیوسانگ اور دوسری ایک عورت ہے جس کا نام کیٹی ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے لیے ایک اونچا مینار تعمیر کر رہے ہیں"

ایک خلائی قزاق نے کہا۔

"لیڈر! ہمارے پاس صرف چار دن کی خوراک باقی رہ گئی ہے۔ اگر اس دوران ہم نے اِن دونوں خلائی انسانوں کی ہڈیوں کا گودا نہ نکالا تو ہمارے لیے چار دن کے بعد زندہ رہنا ناممکن ہو جائے گا"

خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"میں خود اسی ادھیڑبُن میں ہوں۔ ہمارے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے کوئی گن نہیں ہے کہ جس کی شعاعوں کی مدد سے ہم دونوں کو بے ہوش کر سکیں"

دوسرا خلائی قزاق بولا۔

"لیڈر! کیا ہم انہیں تلوار سے ہلاک نہیں کر سکتے۔ میرا

مطلب ہے ہم اِن پر حملہ کر کے قتل بھی کر سکتے ہیں پھر ہم اِن کی لاشوں کو اٹھا کر یہاں لے آئیں گے"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میں نے کمپیوٹر کے ذریعے اِن کے جسم کے ذرات کا معائنہ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی بھی خنجر تلوار سے ہلاک نہیں ہو سکتے۔ زخم فوراً ہی جل جائے گا۔ صرف آگ ہی اِن کو ہلاک کر سکتی ہے۔ اور اگر ہم انہیں آگ لگاتے ہیں تو اِن کی ہڈیوں کا گودا گرم ہو کر ضائع ہو جائے گا اور ہماری خوراک بننے کے قابل نہیں رہے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم انہیں زندہ ہی پکڑ کر یہاں لائیں"

سارے خلائی قزاق کہنے لگے کہ پھر ہم انہیں زبردستی اُٹھا کر لے آتے ہیں۔ آخر وہ دو ہی تو ہیں۔ اِن میں سے بھی ایک عورت ہے۔ خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"آخر وہ خلائی مخلوق ہے۔ ہمیں اِن کی طاقت کا اندازہ نہیں نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ——— وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہوں اور ہمیں نہ صرف یہ کہ نا اُمیدی کا منہ دیکھنا پڑے بلکہ ہمارا راز بھی کھل جائے اور وہ ہمیشہ کے لیے ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں۔ ہماری زندگی کا اب مقصد

دونوں تھیوسانگ اور کیٹی ہی سہاما ہیں۔ ہمیں بڑی عقلمندی
اور ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا۔"
ایک خلائی قزاق بولا۔
"مگر لیڈر ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ صرف چار
دن باقی ہیں۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا۔"
خلائی لیڈر نے کہا۔
"میں اسی محل میں رہتا ہوں جہاں وہ دونوں رہتے ہیں۔
میں کل تک ضرور کچھ نہ کچھ کروں گا اب میں جاتا ہوں۔
تم یہاں ہوشیاری سے اور خبردار ہو کر رہنا۔"
یہ کہہ کر خلائی لیڈر واپس محل میں آگیا۔ اس نے شاہ بابل
سے کہا۔
"بادشاہ سلامت! آپ جن دو کاریگروں سے اپنے ملک
میں محل کے پاس مینار بنوا رہے ہیں۔ وہ بڑے تجربہ
کار لگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم یمن میں بھی ایک ایسا
مینار بنوائیں۔"
تھیوسانگ نے بادشاہ کو بتا دیا تھا کہ یمن کے شہزادے نے
ان سے پوچھا تھا کہ یہ تم لوگ کیا بنا رہے ہو تو میں نے اسے
بتایا تھا کہ ایک مینار بنا رہے ہیں۔ تاکہ دشمن کی فوج کو دور سے دیکھا
جا سکے۔ بادشاہ نے کہا۔

"کیوں نہیں شہزادے۔ جب یہ دونوں مینار مکمل کر لیں گے
تو میں انہیں یمن تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"
خلائی لیڈر بولا۔
"آپ کا شکریہ بادشاہ سلامت۔"
شام کو خلائی لیڈر نے بادشاہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد
اپنے مہمان خانے میں آگیا۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ تھیوسانگ
اور کیٹی وہاں سے دو کمرے چھوڑ کر ایک کمرے میں رہتے تھے۔
رات زیادہ نہیں گزری تھی کہ خلائی لیڈر شاہی محل سے نکل کر
خلائی جہاز میں اپنے آدمیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اسی وقت
ک بلائی اور ہنگامی بنیادوں پر تھیوسانگ اور کیٹی کو قابو کرنے پر
و فکر شروع کر دیا۔ کافی دیر سوچ بچار کرنے کے بعد ایک خلائی
ق نے کہا۔
"لیڈر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ اپنے سیارے
کی خلائی لائبریری میں میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ کہ کسی
بھی خلائی مخلوق کو بے ہوش کرنے کے لیے کرۂ ارض یعنی
زمین کے کسی بھی سانپ کے زہر سے مدد لی جا سکتی ہے۔
کتاب میں لکھا تھا کہ زمینی سانپ کے زہر کے اثر سے خلائی
مخلوق کے خون میں ایسی کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ وہ
بے ہوش ہو جاتا ہے۔"

خلائی لیڈر نے بڑے جوش سے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔
"تم نے یہ ترکیب پہلے کیوں نہیں بتائی؟ بس اب ہمارا
کام ہو گیا سمجھو۔ اب ہم مر نہیں سکیں گے۔ فوراً اس
علاقے میں کسی سانپ کو تلاش کرو۔ میں آج رات ہی یہ
کام کر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

انہوں نے ایک خاص آلے کی مدد سے اندھیرے میں نکل کر بیا
میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ آخر ایک بل کے اندر سانپ
مل گیا۔ انہوں نے سانپ کو ایک شیشے کی ٹیوب میں بند کر کے خلا
لیڈر کے حوالے کر دیا۔ جو اسے لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی
کی طرف چل پڑا۔ رات کا وقت تھا۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا
آسمان پر بادل چھائے تھے اور کوئی ستارہ نظر نہیں آتا تھا۔ خلائی لی
خفیہ دروازے سے محل میں آ گیا۔ پھر وہ راہ داری میں سے گزر کر
کمرے کے پاس گیا جس کمرے میں تھیوسانگ اور کیٹی ٹھہرے ہو
تھے۔ خلائی لیڈر نے ٹیوب کا منہ کھول کر دروازے کے سوراخ
میں سے سانپ کو کمرے میں داخل کر دیا اور خود اپنے کمرے میں
گیا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ بے ہو
تھیوسانگ اور کیٹی کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا کر اپنے خلا
جہاز میں لے جائے گا۔ اس نے اپنے دو آدمیوں کو ہدایت کر
دی تھی کہ وہ صبح ہونے سے پہلے محل کی پچھلی دیوار کے پاس پہنچ جائیں

تھیوسانگ اور کیٹی اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے تھے۔ وہ کبھی
کبھی کوئی بات کر لیتے تھے۔ کل رات انہوں نے وہاں سے
چلے جانے کا منصوبہ بنا لیا ہوا تھا۔ اتنے میں تھیوسانگ کو
کچھ سرسراہٹ سنائی دی۔
اس نے کیٹی سے کہا۔
"یہ سرسراہٹ کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟"
کیٹی بھی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سانپ نے کمرے میں داخل
ہوتے ہی ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو سونگھ لی تھی اور وہ چوکنا
ہو گیا تھا۔ جب کیٹی کی نظر سانپ پر پڑی تو اس نے سانپ کی زبان
میں کہا۔
"تم یہاں کہاں سے آ گئے؟"
سانپ نے ایک لڑکی کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو حیران رہ
گیا۔ فوراً سمجھ گیا کہ ان لوگوں کا تعلق ناگ دیوتا سے ہے۔ کہنے لگا۔
"کیا آپ ناگ دیوتا کے خاندان سے ہیں؟"
کیٹی نے کہا۔
"میں کیٹی ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن اور یہ تھیوسانگ ہے ناگ
دیوتا کا بھائی۔ لیکن تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"
سانپ نے آداب بجا لا کر کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! مجھے ایک آدمی نے تمہارے کمرے

میں بھیجا ہے۔ جس نے شہزادوں ایسا لباس پہنا ہوا
تھا اور جس نے مجھے پٹاری میں پکڑا تھا۔"
کیٹی اور تھیوسانگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے
تھیوسانگ نے پوچھا۔
"کیا یہ شخص پہاڑی میں تمہیں پکڑنے گیا تھا؟ وہاں اس
کا کوئی ساتھی بھی تھا؟"
سانپ نے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے یقین ہے کہ اس شخص
نے تمہارے پاس مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تمہیں ڈس
دوں۔ جہاں اس کے آدمیوں نے مجھے پکڑا تھا وہاں وہ
لوگ ایک کالے سیاہ ٹیلے کے اندر رہتے ہیں۔"
تھیوسانگ بولا۔
"کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو؟"
سانپ نے کہا۔
"کیوں نہیں۔ میں ابھی لے جانے کو تیار ہوں۔"
تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا کہ وہ کمرے میں ہی ٹھہرے۔ وہ
جا کر معلوم کرتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور اُن کے خلاف یہ خو
سازش شہزادے نے کس لیے تیار کی ہے۔ کیٹی نے کہا کہ
بھی ساتھ جاؤں گی۔ مگر تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیٹی۔ میں اکیلا ہی کافی
ہوں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں بہت جلد سب کچھ معلوم کر
کے واپس آتا ہوں۔ یہ سازش اس یمن کے شہزادے کی
ہے۔ مجھے دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔"
کیٹی ساتھ جانے پر اصرار کر رہی تھی مگر تھیوسانگ نے اسے
بڑی مشکل سے وہیں ٹھہرے رہنے پر راضی کر لیا اور سانپ کو
لے کر رات کے اندھیرے میں شاہی محل سے نکل کر صحرا کی سنگلاخ
پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ سانپ آگے آگے رینگ رہا تھا۔
تھیوسانگ اندھیرے میں بھی سانپ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ سانپ ایک
پہاڑی کے پاس جا کر رک گیا اور سامنے کالے سیاہ چھوٹے
سے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔
"ان لوگوں نے مجھے یہاں پکڑا تھا۔"
تھیوسانگ کو کاربانک ایسڈ کی ہلکی ہلکی بُو محسوس ہو رہی تھی۔
یہ خاص قسم کی بُو خلائی جہاز کے ایندھن میں ملی ہوتی ہے۔ تھیوسانگ
چوکس ہو گیا۔ اس کی نظریں اندھیرے میں پچاس قدم کے فاصلے
پر موجود سیاہ چھوٹے ٹیلے پر جمی ہوئی تھیں۔ بہت جلد اس کی تیز
خلائی نظروں نے اندھیرے میں دیکھ لیا کہ یہ ٹیلہ مصنوعی ہے۔ اور
اس کے اندر کوئی دوسری ہی شے پوشیدہ ہے۔ سانپ کو تھیوسانگ
نے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین پر

اوندھا لیٹ کر آگے بڑھا۔ اب کاربانک گیس میں میتھین گیس کی
بھی شامل ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ اس ٹیلے میں ایسی
سی شے ہے۔ جس میں سے یہ بو آرہی ہے۔ کیونکہ اس قسم کی بو
کسی خلائی جہاز میں سے ہی آسکتی تھی۔ تھیوسانگ سیاہ ٹیلے کے
قریب پہنچ کر ایک ریت کی ڈھیری کے پیچھے چھپ گیا۔ اب اس
کی نظروں نے سیاہ ٹیلے کو پہچان لیا۔ یہ خاص قسم کا سیاہ دھواں
جو اکثر خلائی جہاز کیموفلاج کرنے کے لیے اپنے پائپ سے خارج
کرتے تھے۔

تو کیا یہ کوئی خلائی جہاز ہے؟

تھیوسانگ کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ جلدی
پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دو خلائی قزاق تھے جو خلائی جہاز میں سے نکل کر
اور باہر کھلی ہوا میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔

"اگر لیڈر دونوں خلائی انسانوں کو سانپ کی مدد سے بے
ہوش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو ہمارے
پاس صرف تین دن کی خوراک ہے۔ اس کے بعد ہماری
زندگی کے چراغ گل ہونا شروع ہو جائیں گے۔"

دوسرا کہنے لگا۔

"لیڈر ضرور اپنے مشن میں کامیاب ہوگا۔ وہ سانپ
ساتھ لے کر گیا ہے اور اسے محل میں داخل ہونے سے

سے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔ آخر وہ وہاں ین کا شہزادہ بن
کر رہ رہا ہے۔"

پہلا بولا۔

"یہ دونوں خلائی لڑکا اور لڑکی یہاں اس دنیا میں کیسے
آ گئے؟"

دوسرے نے کہا۔

"اسی طرح جس طرح ہم آ گئے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی
دیکھو کہ جب ہمیں موت سے بچنے کے لیے کسی خلائی انسان
کی سخت ضرورت تھی اور اس کے ملنے کی امید بھی نہیں
تھی کہ یہ دونوں ہمیں مل گئے۔"

ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آگئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ خلائی
مخلوق اس سیارے کے رہنے والے ہیں جہاں کے لوگ ہڈیوں
کے گودے سے خوراک مائع کی شکل میں حاصل کر کے اس پر زندہ
رہتے ہیں۔ ان کی خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے اور اب یہ کسی خلائی
انسان کی تلاش میں تھے کہ جس کی ہڈیوں کا گودا حاصل کر کے اس
کو خوراک میں تبدیل کر سکیں۔ تھیوسانگ نے اپنے جسم میں ایک جھرجھری
سی محسوس کی۔ یہ خلائی مخلوق تو اسے اور کیٹی کو ہلاک کرنے کا منصوبہ
تیار کر چکے ہیں۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ جب وہ
ان دونوں خلائی آدمیوں سے کافی دور ہو گیا تو اٹھ کر واپس محل کی طرف

چلنے لگا۔

محل میں آکر اس نے ساری بات کیٹی کو بتا دی۔ کیٹی بھی دنگ رہ گئی۔

"تو کیا یہ خلائی آدمی ہیں؟ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" تھیوسانگ سوچتے ہوئے بولا۔

"ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے وہ کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟" کیٹی نے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے اپنی خاص قوت سے کام لینا ہوگا۔ تم اپنے پلنگ پر یوں لیٹ جاؤ جیسے تمہیں سانپ نے ڈس لیا ہے اور تم بے ہوش ہو چکی ہو۔ میں بھی اسی طرح لیٹ جاتا ہوں۔ خلائی لیڈر صبح ہونے سے پہلے ضرور آئے گا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد دونوں اپنے اپنے پلنگ پر دم سادھ کر لیٹ گئے۔ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد خلائی لیڈر محل کے پچھلے دروازے سے نکل کر محل کی عقبی دیوار کے پاس آیا۔ وہاں اس کے دو خلائی قزاق موجود تھے۔ یہ تھیوسانگ اور کیٹی کو اٹھانے آئے تھے۔ خلائی لیڈر نے انہیں آہستہ سے کہا۔

"میں اپنے شکار کو دیکھنے جاتا ہوں۔ تم میرے پیچھے

پیچھے چلے آؤ۔ خبردار ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو!"

تینوں خلائی قزاق محل کی اندھیری راہ داری میں سے گزرتے ہوئے اس کمرے کی طرف چلے جہاں تھیوسانگ اور کیٹی موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے اپنے دونوں آدمیوں کو باہر ہی کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کو آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے قریب ہی تھیوسانگ کا پلنگ تھا۔ تھیوسانگ بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔ کیٹی بھی اسی طرح بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ خلائی لیڈر تھیوسانگ کے پاس آکر اس پر جھکا ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اپنی سیدھی انگلی اس کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ خلائی لیڈر ایک دم سے ہاتھ کے انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اٹھ کر اسے اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے کیٹی کو ہلا کر بتایا کہ خلائی لیڈر عرف یمن کے شہزادے کو میں نے چھوٹا بنا کر جیب میں قید کر لیا ہے۔ اب میں باہر اس کے ساتھیوں کی خبر لینے جا رہا ہوں۔

"تم اسی جگہ لیٹی رہنا"

تھیوسانگ نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور باہر راہ داری میں نکل آیا۔ یہاں اندھیرا تھا مگر وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ دونوں خلائی قزاق ستون کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے تھیوسانگ

نے دونوں کی گردنوں کو اپنی سیدھی انگلی سے باری باری چھُو
دیا۔ دونوں خلائی قزاق بھی انگلی کے چھُوتے ہی انگوٹھے جتنے
ہو گئے۔ تھیوسانگ نے ان کو بھی اُٹھا کر جیب میں بند کر لیا اور
کمرے میں آکر کیٹی سے کہا۔

"کوئی کپڑے کی تھیلی نکالو کیٹی۔"

کیٹی نے ایک چھوٹی سی تھیلی الماری میں سے نکال کر دی تھیوسانگ
نے تینوں خلائی قزاقوں کو اس تھیلی میں ڈال کر اس کا منہ رسّی سے
بند کر دیا۔ اندر سے خلائی قزاقوں کی ہلکی ہلکی کمزور سی آوازیں آ
رہی تھیں۔ کیٹی پوچھنے لگی۔

"ان لوگوں کو اب کیا کریں گے ہم؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ابھی خلائی جہاز میں دو تین آدمی اور موجود ہیں۔ میں چاہتا
ہوں کہ ان سے پوری طرح چھٹکارا حاصل کر لیا جائے
تاکہ بعد میں یہ ہم پر دوبارہ حملہ نہ کر سکیں۔ میں
خلائی جہاز کی طرف جاتا ہوں۔"

کیٹی بولی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ اب میں تمہیں اکیلا
نہیں جانے دوں گی۔"

کیٹی بھی تھیوسانگ کے ساتھ چل دی۔

خلائی جہاز پر اس وقت صرف تین خلائی قزاق باقی رہ گئے
تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ خلائی جہاز سے کچھ فاصلے پر ایک ریت
کے تودے کی اوٹ میں چھُپ کر بیٹھ گئے۔ تھیوسانگ نے
کہا۔

"تم جو سیاہ ٹیلا دیکھ رہی ہو یہ خلائی کیمکلز کا گاڑھا دھواں
ہے۔ جس نے خلائی جہاز کو چھپا رکھا ہے۔ باقی خلائی آدمی
اس کے اندر ہی ہوں گے۔"

پَو پھٹ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دن کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے
لگی۔ چونکہ آسمان پر بادل چھائے تھے اس لیے آسمان کی روشنی پھیکی
پھیکی تھی۔ خلائی جہاز میں باقی جو تین خلائی قزاق تھے انہوں نے
جب دیکھا کہ ان کا لیڈر ابھی تک واپس نہیں آیا تو کچھ پریشان ہو
کر خلائی جہاز سے باہر آگئے۔ انہیں باہر آتے دیکھ کر تھیوسانگ
نے کیٹی سے کہا۔

"وہ دیکھو۔ باقی کے لوگ بھی جہاز سے نکل آئے ہیں۔"

کیٹی نے غور سے اِن کے لباس کو دیکھا۔ وہ سرگوشی میں بولی۔

"تھیوسانگ! یہ لوگ مجھے خلائی قزاق معلوم ہوتے ہیں۔
اِن کا کام خلا میں سفر کرتے خلائی جہازوں کو لوٹنا اور
تباہ کرنا ہے۔ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ ہم اِن سے سارے بدلے لے لیں گے
تین تو میری تھیلی میں ہیں۔ بہت جلد یہ بھی اِن کے پاس
پہنچ جائیں گے۔"

کیٹی بولی۔

"وہ اِدھر ہی آ رہے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کا ہاتھ دبا کر کہا۔ "خاموش۔"

تینوں خلائی قزاق ذرا دور ہٹ کر بیٹھ گئے۔ اِن کی
ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی مگر تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا
کہہ رہے ہیں۔ پھر اِن میں سے دو آدمی اُٹھ کر خلائی جہاز کی طرف
چلے گئے۔ شاید اندر سے وہ کچھ لینے گئے تھے۔ وہاں ایک خلائی
قزاق اکیلا رہ گیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"اِسے اب میں قابو کر سکتا ہوں۔ تم تھیلی لیے یہیں
بیٹھی رہو۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ اُٹھ کر خلائی قزاق کی طرف چلنے لگا۔
وہ زیادہ دور نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اس نے آتے دیکھا تو
جیب سے خلائی پستول نکال لیا۔ تھیوسانگ ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"مجھے تمہارے لیڈر نے بھیجا ہے۔ میں تمہارے لیے
اس کا ایک خاص پیغام لایا ہوں۔ میں تمہارے لیڈر
کا آدمی ہوں اور شاہی محل کا ملازم ہوں۔"

خلائی قزاق نے پوچھا۔

"کیا کہا ہے لیڈر نے؟"

تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پھر باہر نکالا تو اس کی
مٹھی بند تھی۔ حالانکہ مٹھی میں کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"لیڈر نے یہ تمہارے لیے بھیجا ہے۔"

خلائی قزاق کے ہاتھ میں خلائی گن اسی طرح پکڑی ہوئی تھی۔
وہ آگے بڑھا۔ تھیوسانگ نے مٹھی آگے کر دی۔ جونہی خلائی قزاق
نے ہاتھ پھیلایا۔ تھیوسانگ نے اس کے ہاتھ سے اپنی انگلی لگا
دی۔ انگلی کے لگتے ہی خلائی قزاق ننھا سا انگوٹھا بن کر زمین پر
گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اسے اُٹھا لیا۔ اس کی خلائی گن جو بہت
ہی ننھی سی بن گئی تھی کو اپنی جیب میں ڈالا اور خلائی قزاق کو مٹھی میں بند
کر کے بھاگ کر کیٹی کے پاس آیا اور بولا۔

"یہ چوتھا چوہا بھی میں نے پکڑ لیا ہے۔ اب صرف دو
خلائی چوہے باقی رہ گئے ہیں۔ اِن کو بھی ابھی قابو کرتا ہوں۔"
کیٹی نے چوتھے خلائی قزاق کو بھی اپنی تھیلی میں ڈال کر بند کر لیا اور
کہنے لگی۔

"اب خطرہ ہے تھیوسانگ۔ وہ دونوں خلائی قزاق ہوشیار
ہو جائیں گے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں انہیں اتنا موقع نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے دوسری طرف سے ہو کر خلائی جہاز کے سیاہ دھوئیں میں داخل ہو گیا۔ یہ دھواں بے ضرر تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے گول خلائی جہاز کے عقب میں کھڑا ہے۔ وہ ایک دم سے جہاز کی لمبی ٹانگوں کے پیچھے ہو گیا۔ اسے خلائی جہاز کے اندر دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ پھر خلائی جہاز کا دروازہ کھلا اور ایک خلائی قزاق نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایریل تھا۔ شاید وہ اپنے لیڈر سے ریڈیو سگنل پر رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔

خلائی قزاق جونہی جہاز کی سیڑھی سے اتر کر ایک طرف چلنے لگا۔ تھیوسانگ لپک کر اس کے پاس گیا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا تھیوسانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی لگا دی۔ یہ بھی ننھا سا بن کر رہ گیا۔

تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اب اس کے اندازے کے مطابق خلائی جہاز میں صرف ایک ہی خلائی قزاق باقی رہ گیا تھا۔ تھیوسانگ ایک طرف ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی جہاز کی سیڑھی پر نمودار ہوا۔ وہ اپنے ساتھی کو آواز دے رہا تھا۔ جب وہ ایک طرف کو بڑھا تو تھیوسانگ پیچھے سے نکل آیا۔ اس

خلائی قزاق کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے پانچ خلائی قزاقوں کا ہو چکا تھا۔ تھیوسانگ لپک کر کیٹی کے پاس گیا۔ اب تھیلی میں چھ خلائی قزاق انگوٹھے جتنے سائز کے ہو کر بند پڑے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے واپس چلے جانا چاہیئے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"جب تک ہم خلائی جہاز کی تلاشی نہیں لے لیتے ہمیں یہاں سے نہیں جانا چاہیئے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اندر کوئی اور خلائی قزاق موجود ہو۔ اگر ایک بھی خلائی قزاق باقی رہا تو ہماری زندگیاں خطرے میں رہیں گی۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی اور تھیوسانگ خلائی جہاز کی طرف بڑھے۔

خلائی جہاز ان کے لیے کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ وہ اس قسم کے خلائی جہازوں میں بہت سفر کر چکے تھے۔ تھیوسانگ تو خلائی جہازوں کا باقاعدہ انجنیئر تھا۔ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتے خاموشی سے خلائی جہاز میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک جدید قسم کا خلائی جہاز تھا۔ جس کا سارا انتظام کمپیوٹر کے ذریعے چلتا تھا۔ تھیوسانگ اس جدید مشینری سے خوب واقف تھا۔ اس لیے اشارے سے کیٹی کو خاموش رہنے کو کہا اور پھر ایک بند کیبن کے پاس جا کر کان

لگا کر سننے لگا۔ اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے اندر کوئی شے زور زور سے سانس لے رہی ہے۔ تھیو سانگ نے غور سے سنا۔ اندر سے اب تیز سیٹی کی آواز آنے لگی دروازہ باہر سے بند تھا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"اندر کوئی شے ہے۔ تم جہاز سے نیچے اُتر جاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"کوئی خطرہ مول نہ لینا تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔ کہ وہ اس جہاز کی کسی بھی خطرناک شے کو باقی نہیں رکھنا چاہتا کیونکہ یہ ان کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ کیٹی جہاز سے نیچے اُتر گئی۔ تھیوسانگ نے دروازے کو کھول دیا۔ اندر سے ایک بہت بڑے چمگادڑ کی شکل کی ایک بلا شور مچاتی سیٹیاں بجاتی پھوں پھوں کرتی تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔

تھیوسانگ چمگادڑ

تھیوسانگ تیزی سے پیچھے پلٹا۔

یہ چمگادڑ کی شکل کی بلا اپنے لمبے لمبے چھتریوں ایسے بازو پھیلاتی تھیوسانگ پر حملہ آور ہوئی۔ تھیوسانگ بھاگ کر کاک پٹ میں آگیا۔ اس نے فوراً جہاز کے سٹارٹر کے بٹن کو دبا دیا۔ جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ چھ خلائی قذاقوں کی تھیلی وہیں کاک پٹ میں ہی پڑی تھی۔ چمگادڑ بلا نے زور سے اپنے پَر مار کر کاک پٹ کا شیشہ توڑ دیا۔

تھیوسانگ نے سامنے والی سکرین کو کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ دھڑام سے نیچے ریت پر گر پڑا۔ جہاز کے راکٹ فائر ہو گئے۔ جہاز نے اوپر اُٹھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ دن کی روشنی میں تھیوسانگ اور کیٹی اسے دیکھنے لگے۔ کیٹی نے گھبرا کر پوچھا۔

"اندر کیا تھا کیبن میں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"کچھ نہ پوچھو۔ وہ کوئی خلائی بلا تھی۔"

وہ جہاز کو بلند ہوتا دیکھ رہے تھے۔ جہاز زمین سے ایک ہزار فٹ بلند ہو چکا تھا کہ اچانک انھوں نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے ٹوٹے ہوئے شیشے والی کھڑکی میں سے چمگادڑ ایسی خلائی بلا نے باہر چھلانگ لگا دی اور وہ فضا میں اپنے لمبے لمبے پر پھیلا کر پرواز کرنے لگی۔ تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"کیٹی اس پہاڑی کی طرف بھاگو۔ یہ بلا جہاز سے باہر آگئی ہے۔"

خلائی جہاز دیکھتے دیکھتے آسمان کی بلندیوں میں ستارا سا بن گیا۔ اور پھر ایک دھماکے سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گیا۔ مگر اس کی خلائی بلا ابھی تک فضا میں پرواز کر رہی تھی اور اب وہ اس طرف غوطہ لگا کر آرہی تھی جدھر کیٹی اور تھیوسانگ پہاڑی میں چھپے ہوئے تھے۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"یہ بلا کم بخت ہماری طرف آرہی ہے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس غار میں بھاگو۔ یہ ہمیں ہلاک نہیں کر سکتی مگر یہ زمین پر تباہی پھیلا سکتی ہے۔ ہمیں اس کو بھی ختم کرنا ہوگا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھاگ کر غار میں گھس گئے۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا معلوم اس خلائی بلا کا حملہ ہمارے جسموں میں آگ لگا دے۔ یہ خلائی مخلوق ہے۔ اس کے اثر سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہم محتاط رہیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ ابھی ہمیں اس سے چھپنا ہے کیونکہ اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"ممکن ہے وہ ہمارے جسم کی حرارت کے سگنل محسوس کر رہی ہو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اِدھر آؤ۔ اِدھر نیچے تہہ خانہ بنا ہوا ہے۔"

دونوں غار کے اندھیرے تہہ خانے میں جا کر چھپ گئے۔ ان کے کان باہر کی آوازوں پر لگے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تک انہیں باہر سیٹیوں کی باریک آوازیں آتی رہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"وہ خلائی بلا چلی گئی ہے۔"

تھیوسانگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔
"کیٹی یہ بہت بُری بات ہوئی ہے۔ اس خلائی بلا کو
خلائی [illegible]انز کے ساتھ ہی تباہ ہو جانا چاہیے تھا۔ اب
معلوم نہیں یہ اس دنیا کے لوگوں پر کیا قیامت ڈھائے۔
ہمارا فرض ہو گیا ہے کہ لوگوں کو اس خلائی بلا سے
نجات دلائیں۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہ کہے
اور اوپر خلا کی طرف نکل جائے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ابھی اس کے بارے میں
کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال یہ میں یقین سے کہہ سکتا
ہوں کہ اس خلائی بلا نے مجھ پر حملہ ضرور کیا
تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جو
سامنے آئے تباہ کرنا چاہتی ہے۔"
کیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے وہ ہمیں اس
لیے ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ کہ ہم خلائی مخلوق ہیں اور وہ ہمارے
خلائی جسموں کے سگنل وہ وصول کر رہی ہو جبکہ دوسرے
انسانوں کے جسم سے اس قسم کے سگنل کی لہریں خارج نہیں

ہوتیں۔ چنانچہ ممکن ہے وہ دوسری مخلوق خدا کو کچھ نہ کہے۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ بہرحال ہمیں اس خلائی
بلا سے غافل نہیں رہنا ہوگا۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں۔
محل میں شاہی نجومی ہمیں نہ پا کر پریشان ہو رہا ہوگا۔"
دونوں غار سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے اوپر آسمان پر
نگاہیں دوڑائیں۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور خلائی بلا کا
کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ کیٹی بولی۔
"ابھی تو وہ بلا دفع ہو گئی ہے۔"
دونوں محل کی طرف روانہ ہو گئے۔
دن کافی نکل آیا تھا۔ ان دونوں کو نہ پا کر واقعی شاہی نجومی پریشان
تھا۔ اسے کیا معلوم کہ وہ خلائی مخلوق کو ـــــــ ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے ختم کر کے آ رہے ہیں۔ مگر ایک بلا ابھی تک دنیا کے انسانوں
پر خطرہ بن کر منڈلا رہی تھی۔ جس کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا
تھیوسانگ نے پختہ عزم کر رکھا تھا۔ شاہی نجومی نے تھیوسانگ
سے پوچھا۔
"تم لوگ کہاں چلے گئے تھے؟ بادشاہ سلامت بھی
بڑے پریشان تھے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔

"ہم سیر کرتے صحرا میں راستہ بھول گئے تھے۔"
شاہی نجومی نے اِن دونوں کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"اس خلائی جہاز کی تیاری میں ابھی اور کتنے دن لگ جائیں گے؟ بادشاہ سلامت خلائی سیارے پر حملہ کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"بس دو تین دن کی بات ہے۔ خلائی جہاز تیار ہو گا۔ پھر چاہے خلا کے سارے سیاروں پر حملہ کر دینا۔"
شاہی نجومی بادشاہ کو اطلاع دینے چلا گیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اکیلے رہ گئے تو کیٹی نے کہا۔
"کیسے احمق لوگ ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ خلا کیا ہے خلا میں موجود سیارے کیا ہیں۔ اِن کی مخلوق کیا ہے اور ان پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"
تھیوسانگ خاموش رہا۔ وہ خلائی بلا کی وجہ سے پریشان تھا۔ کہنے لگا۔

"ہمیں کچھ دیر مزید یہاں رُک کر دیکھنا ہو گا کہ خلائی بلا یہاں واپس تو نہیں آتی۔"
کیٹی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں تھیوسانگ اب ہم مزید یہاں نہیں رہ سکتے۔ ہمیں تانگ عنبر ماریا کو بھی تو تلاش کرنا ہے۔ آخر ہم یونہی کب تک یہاں پڑے رہیں گے۔ کوئی خلائی بلا اب یہاں نہیں آئے گی۔ ہمیں آج رات ہی یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔"
تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ [illegible] دُور دُور تک چھائے ہوئے تھے۔ اور خلائی بلا کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ آخر اس نے بھی یہی سوچا کہ یہاں سے نکل ہی جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ آج ـــ [illegible] رات کو وہ محل سے کوچ کر جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے تھیوسانگ نے شام ہی کو دو گھوڑے لا کر اپنے محل کے پیچھے باغ میں باندھ دیئے تھے۔ رات کو انہوں نے شاہی نجومی کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر سونے کا بہانہ کر کے واپس اپنے محل میں آ گئے۔ تھیوسانگ نے جیب سے ننھی سی خلائی گن نکالی۔ کیٹی کو دکھائی۔ کیٹی نے پوچھا۔
"یہ تم نے کہاں سے حاصل کی تھیوسانگ؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ خلائی لیڈر کی خلائی گن ہے۔ میں نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اب میں اسے بڑا کرتا ہوں۔ یہ سفر میں

ہمارے کام آ سکتی ہے۔"

اور تھیوسانگ نے ننھی سی خلائی گن کو اپنی سیدھی انگلی سے چھُوا۔ گن عام پستول کے سائز جتنی ہو گئی۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو اِس زمانے میں کسی کے پاس نہیں تھی۔ آج سے سات آٹھ ہزار سال پہلے کوئی اس قسم کی خلائی گن کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے خلائی گن کو غور سے دیکھا۔ اس میں سے لیزر کی شعاع نکلتی تھی۔ وہ بولا۔

"یہ گن کم از کم ایک برس تک ہمارے کام آ سکتی ہے۔ اس کے بعد اس میں نئے پرزے کو لگانا پڑے گا۔ جو ظاہر ہے ہم نہیں لگا سکیں گے۔ پھر یہ گن بے کار ہو گی۔ مگر ایک برس تک ہم اس سے خطرے کے وقت کام لے سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی بابل سے فرار ہونے کے لیے بالکل تیار تھے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو وہ کمرے سے نکل کر نیم روشن راہ داری میں سے ہوتے ہوئے محل کے عقبی باغ کی طرف بڑھے۔ باغ میں ان کے گھوڑے موجود تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کا رُخ شہر کے دروازے کی طرف کر دیا۔ اس وقت شہر کا دروازہ بند تھا۔ ایک سپاہی وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی کو گھوڑوں پر آتے دیکھ کر

سپاہی نے انہیں روک دیا اور پوچھا کہ وہ کون ہیں اور اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں۔ تھیوسانگ بولا۔

"ہم مسافر ہیں۔ بابل سے ملک مصر جا رہے ہیں۔ رات کو سفر کرنا چاہتے ہیں تاکہ سورج نکلنے سے پہلے پہلے کافی سفر طے کر لیں۔"

سپاہی نے کہا۔

"مجھے تمہاری تلاشی لینی ہو گی۔ یا تمہارے پاس کوئی اگر قابلِ اعتراض شے ہے تو خود ہی دکھا دو۔"

تھیوسانگ نے جیب سے خلائی گن نکال کر سپاہی کو دکھائی اور کہا۔

"ہمارے پاس سوائے اس گن کے اور کچھ نہیں ہے۔"

سپاہی گن کو حیرانی سے دیکھنے لگا۔ بولا "یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی تم ہی اسے بتاؤ کہ یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی نے سپاہی سے کہا۔

"یہ ایک گن ہے۔ میرا مطلب ہے ایک آلہ ہے۔ جس میں پانی کھینچ کر بھر لیا جاتا ہے اور پیاس لگے تو پی لیتے ہیں۔"

سپاہی خوش ہو کر بولا۔

"پھر یہ گن میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جاؤ۔"
تھیو سانگ بھلا خلائی گن اس احمق کے حوالے کیسے کر سکتا
تھا۔ اس نے کہا۔

"بھائی یہ تمہارے کسی کام کی نہیں ہے۔ ہم صحرا میں
سفر کرنے والے ہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت پڑے
گی یہ ہمارے پاس ہی رہنے دو۔"
سپاہی نے کہا۔

"اگر تم اسے اپنے پاس رکھو گے تو میں تمہیں شہر سے نکلنے
کی اجازت نہیں دوں گا۔"
تھیو سانگ نے اپنی خلائی زبان میں کیٹی سے کہا۔

"اب اس سے پیچھا چھڑانا ہی پڑے گا۔"
"یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو؟" سپاہی نے غصے سے
کہا۔

تھیو سانگ گھوڑے سے اتر آیا اور بولا۔

"بھائی یہ تمہاری گردن پر کیا ہے؟"
سپاہی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر کہا "کچھ بھی نہیں ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا "مجھے ایک کیڑا رینگتا نظر آ رہا ہے۔ ٹھہرو میں اسے
اتارتا ہوں۔ تم ہلنا مت۔ یہ بڑا خطرناک کیڑا ہے۔" اور تھیو سانگ نے

کیڑا اتارنے کے بہانے سپاہی کی گردن پر اپنی سیدھی انگلی رکھ
دی۔ سپاہی ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا بن کر رہ گیا۔ وہ اچھلنے کودنے
اور شور مچانے لگا۔ کیٹی نے کہا۔

"اسے شہر سے باہر لے جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔"
تھیو سانگ نے ننھے سے انگوٹھے جتنے سپاہی کو اٹھا لیا
اور بولا۔

"اچھا خیال ہے۔"
تھیو سانگ نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھوڑوں سمیت شہر
کے دروازے سے باہر نکل آئے۔ پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر
انہیں دوڑاتے ہوئے جب شہر سے کافی دور صحرا میں آ گئے تو
تھیو سانگ نے گھوڑا روک لیا اور بولا۔

"اب غریب سپاہی کو آزاد کر دینا چاہیئے۔"
"اچھا خیال ہے۔" کیٹی نے مسکرا کر کہا۔
تھیو سانگ نے جیب میں سے انگوٹھے جتنے سائز کے سپاہی
کو باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ پھر اس کی گردن سے اپنی سیدھے
ہاتھ کی انگلی لگائی تو وہ ایک دم سے پورے مرد کے سائز کا ہو
گیا۔ وہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ وہ دہشت بھری نظروں سے کبھی
اپنے جسم کو اور کبھی تھیو سانگ کیٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر
وہ چیخ مار کر صحرا میں شہر کی طرف اٹھ دوڑا۔ کیٹی اور تھیو سانگ ہنسے

دوڑتے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ خوامخواہ
ایک بے قصور انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھگنا سا بنا کر
چھوڑ دیا جائے۔

وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صحرا کی ابر آلود یعنی بادلوں بھری
رات میں اپنا سفر شروع کر دیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں
نے اپنے گھوڑوں کی رفتار اور تیز کر دی۔ وہ صبح ہونے سے
پہلے پہلے بابل شہر سے کافی دُور نکل جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ ممکن تھا
کہ صبح انہیں غائب پا کر بادشاہ کے سپاہی اِن کی تلاش میں
نکل کھڑے ہوں۔ تھیوسانگ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا کسی وقت
تشویش کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ اسے خلائی بلا کا بار بار
خطرہ لگا ہوا تھا۔ مگر ابھی تک وہ ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ بابل
سے ملک یونان بہت دُور تھا۔ اس حقیقت کا تھیوسانگ اور
کیٹی دونوں کو احساس تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی کہ انہوں نے ایک جگہ
ویران پہاڑیوں میں گھوڑوں کو روک لیا۔ یہاں ایک ندی بہہ رہی تھی۔
انہوں نے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے تھیوسانگ
سے کہا۔

"تھیوسانگ میرا نہیں خیال کہ عنبر ناگ ماریا ہمیں ملک یونان
میں ملیں۔ ویسے بھی یہ ملک یہاں سے بہت دور ہے
اور ہمیں سمندری جہاز میں بھی سفر کرنا پڑے گا۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔
"پھر تم کیا مشورہ دیتی ہو؟"
کیٹی نے کہا۔
"میرا تو دل کہتا ہے کہ ہمیں افریقہ کی طرف رُخ کرنا چاہیئے
بہت ممکن ہے کہ افریقہ میں ہماری عنبر ناگ ماریا سے ملاقات
ہو جائے۔"
تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔
"مجھے تمہارے دل پر اعتبار ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم یونان
کی بجائے افریقہ کی طرف چلتے ہیں افریقہ یہاں سے زیادہ
دور نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر ہم اسی طرح سفر کرتے
رہے تو کل رات افریقہ کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔"
گھوڑے پانی وغیرہ پی کر پھر سے تازہ دم ہو گئے تھے۔ وہ
دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ کیٹی نے کہا۔
"دیکھو وہ خلائی بلا ابھی تک نمودار نہیں ہوئی۔ اب
وہ کبھی نہیں آئے گی۔ وہ ضرور خلا کی طرف نکل گئی ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"وہ خلا کی طرف نہیں جا سکتی کیٹی۔ خلا میں وہ صرف
خلائی جہاز کے اندر رہ کر ہی سفر کر سکتی ہے۔ باہر
کھلی فضا میں وہ خلا میں پہنچتے ہی پھٹ جائے گی۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"بہرحال خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک تو اُس سے نجات
مل چکی ہے۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب تو ہمارے
پاس خلائی گن بھی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ تمہیں پہلے
اس کا خیال نہیں آیا۔ یہ گن تو اس وقت بھی تمہاری
جیب میں تھی جب خلائی بلا نے پہاڑیوں میں ہمارا
پیچھا کیا تھا"

تھیوسانگ بولا۔

"خیال ہی نہیں آیا۔ اصل میں خلائی بلا اس قدر اچانک
نمودار ہوئی تھی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکا"

اس طرح باتیں کرتے وہ ساری رات سفر کرتے رہے۔ صبح ہو
گئی۔ صحرا میں آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی۔ بادل چھٹ گئے
تھے۔ تھوڑی دیر میں دھوپ چمکنے لگی اور سارا صحرا روشن ہو
گیا۔ گرمی بڑھنے لگی تھی مگر کیٹی اور تھیوسانگ کو نہ تو گرمی لگتی
تھی اور نہ انہیں تھکن ہی ہوتی تھی۔ البتہ ان کے گھوڑے ضرور
تھک گئے تھے۔ اور انہیں بھوک بھی لگی تھی لیکن وہاں دُور دُور
تک پانی اور گھاس کا نشان تک نہ تھا۔

وہ تین چار کوس ہی گئے ہوں گے کہ انہیں ایک جگہ درختوں
کا جھنڈ نظر آیا۔ یہ کوئی نخلستان تھا جہاں ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ

رہا تھا۔ اور وہاں ہری بھری جھاڑیاں بھی تھیں۔ انہوں نے
وہاں گھوڑوں کو چرنے اور پانی پینے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ ابھی
انہیں وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ فضا میں سیٹی کی آوازیں
گونجنے لگیں۔ تھیوسانگ نے چونک کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور
کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! یہ خلائی چمگادڑ کی آواز ہے۔ درختوں کے نیچے
چھپ جاؤ"

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک دم سے خلائی چمگادڑ اپنے
بڑے بڑے پروں کو پھیلاتے ان کے سروں کے اوپر آگیا۔
تھیوسانگ کو اور کچھ نہ سوجھا۔ اس نے خلائی گن سے اس پر
فائر کر دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ خلائی چمگادڑ کے جسم میں
آگ لگ گئی۔ اس کے حلق سے ایک تیز اور بھیانک چیخ بلند ہوئی
اور وہ تھیوسانگ کے اوپر آن گرا۔ تھیوسانگ اپنی جگہ سے
اچھلا۔ کیٹی کی چیخ نکل گئی۔ خلائی گن اس کے ہاتھ سے اچھل کر
دُور جا گری۔ کیٹی تھیوسانگ کو بچانے دوڑی مگر وہ وہاں آگ
کے شعلے ہی شعلے تھے۔ خلائی چمگادڑ کا جسم دھڑا دھڑ آگ
میں جل رہا تھا۔ کیٹی نے چیخ چیخ کر تھیوسانگ کو پکارا۔ آگ کیٹی
کو جلا سکتی تھی۔ وہ قریب نہیں جا رہی تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا
کہ آگ سے تھیوسانگ مر نہیں سکتا۔ پھر بھی اس نے آگ پر ریت

ڈالنی شروع کر دی۔

خلائی چمگادڑ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ آگ بجھ گئی تھی۔ مگر تھیو سانگ وہاں نہیں تھا۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ اس نے درخت کی شاخ سے راکھ کے ڈھیر کو ہلایا تو اس میں سے تھیو سانگ کی باریک سی آواز آئی۔ کیٹی کا دل خوف سے اُچھل کر دھڑک اُٹھا۔ تھیو سانگ وہاں نہیں تھا مگر یہ اس کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟ کیٹی نے راکھ کو کریدتے ہوئے تھیو سانگ کو آواز دی تو اس کی وہی باریک سی آواز آئی۔

"کیٹی! میں راکھ کے اندر ہی ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔"

کیٹی نے راکھ کو مزید کریدا تو یہ دیکھ کر خوف سے کانپ اُٹھی کہ اس میں سے تھیو سانگ پھڑپھڑاتا ہوا باہر آ گیا۔ تھیو سانگ چھوٹا سا چمڑے کے بچے ایسا چمگادڑ بن چکا تھا۔ اس کا سارا جسم چمگادڑ کا تھا مگر چہرہ تھیو سانگ کا تھا۔ کیٹی نے غم سے نڈھال ہو کر کہا۔

"تھیو سانگ بھائی یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

تھیو سانگ نے چمگادڑ ایسی باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! خلائی چمگادڑ نے مرنے کے ساتھ مجھے اس شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔"

کیٹی نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں تمہیں اصلی شکل میں کیسے لاؤں تھیو سانگ؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کیٹی! اگر تم گھبراؤ گی تو کچھ نہیں ہو گا۔ حوصلے سے کام لو۔ میرے اندر خلائی چمگادڑ نے موت کے ساتھ ہی کیمیکل تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا چہرہ تو اپنا ہی رہا ہے مگر باقی کا جسم چمگادڑ کا بن گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"کیا تم انگلی اپنے جسم پر لگا کر اپنے آپ کو ٹھیک نہیں کر سکتے؟"

"نہیں کیٹی۔" تھیو سانگ نے کہا۔ "میں اگر ایسا کر سکتا تو کب کا کر چکا ہوتا۔ میری انگلی کی تاثیر بھی ختم ہو چکی ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ مجھ سے تیری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔"

تھیو سانگ اپنی باریک آواز بولا۔

"ابھی تک میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیسے پہلے والی حالت میں آ سکتا ہوں۔ لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمت ہار دو۔ جب انسان مصیبت

کو سامنے دیکھ کر ہمت ہار دیتا ہے۔ تو وہ کچھ نہیں کر
سکتا۔ تم مجھے اپنے ساتھ رکھو اور ملک افریقہ میں
داخل ہو جاؤ۔ خدا کا شکر ہے کہ خلائی چمگادڑ ہمیشہ
کے لیے مر گیا ہے۔ اس نے مجھے جاتے جاتے
ضرور نقصان پہنچا دیا ہے مگر اب وہ کسی دوسرے
انسان کو کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ دوسرے انسان اس
کی تباہی سے بچ گئے ہیں"
کیٹی کہنے لگی۔
"کاش ہم اس خلائی جہاز میں نہ جاتے"
تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔
"نہیں کیٹی! دنیا کو ان خلائی قزاقوں سے نجات دلانے
کے لیے خلائی جہاز میں ہمارا جانا بہت ضروری تھا۔ ہم
نے جو کچھ کیا۔ ٹھیک کیا۔ اب بھی سب ٹھیک ہو جائے
گا۔ میری مشکل کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ تم
خدا کا نام لے کر افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔
مجھے امید ہے کہ عنبر ناگ ماریا سے یہاں ضرور ملاقات
ہو جائے گی"
کیٹی نے، پوچھا۔
"کیا تم ا میری خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔
"نہیں۔ مجھے تمہاری کیا بلکہ کوئی خوشبو بھی محسوس
نہیں ہو رہی۔ ہاں۔ میں زمین کے اندر کافی دور تک
دیکھ سکتا ہوں۔ مثلاً جہاں میں اس وقت بیٹھا ہوں
وہاں میں زمین کے اندر سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل نیچے
آگ ہی آگ اور بھڑکتے ہوئے لاوے کو دیکھ رہا
ہوں کہ اس بھیانک آگ میں بڑی بڑی چٹانیں پانی کی طرح
پگھل رہی ہیں"
کیٹی یہ سن کر حیران رہ گئی۔ کہنے لگی۔
"تھیوسانگ! تم نے عجیب بات کہی ہے۔ مجھے یقین
نہیں آ رہا۔ کیونکہ آج تک کسی زندہ انسان کی آنکھ زمین
کے ہزاروں میل نیچے نہیں دیکھ سکتی تھی"
تھیوسانگ بولا۔
"یہی میں بھی دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔ اس جگہ مجھے
زمین کے اندر آگ ہی آگ نظر آ رہی ہے۔ ہو سکتا
ہے کسی جگہ زمین کے نیچے دریا اور سمندر ٹھاٹھیں مارتا
دکھائی دے"
کیٹی نے تھیوسانگ کو اٹھا کر اپنی مٹھی میں لے لیا اور بولی۔
"تمہیں اس حالت میں مجھے دیکھ کر رونا آ رہا ہے تھیوسانگ"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! عقل سے کام لو۔ ہم جس طویل سفر پہ نکلے ہوئے ہیں۔ اس میں اس قسم کے حادثات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تم اِن باتوں کو بھول جاؤ اور افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔"

کیٹی نے تھیوسانگ کو اپنی قمیض کی جیب میں بڑی احتیاط سے رکھ لیا۔ ایک گھوڑے کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے گھوڑے پر بیٹھی اور دور نظر آتے افریقہ کے جنگل کی طرف روانہ ہو گئی۔

o

o

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کو اسی جگہ سفر پر چھوڑتے ہیں۔ اور خود عنبر ناگ اور ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا بہت دن پہلے اسی راستے سے کیٹی اور تھیوسانگ کی تلاش میں ملک افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس زمانے میں افریقہ کے اتنے ملک نہیں بنے تھے۔ افریقہ آج سے ہزاروں برس پہلے تین حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ایک شمالی حصہ، ایک درمیانی حصہ، ایک جنوبی حصہ۔ شمالی حصے میں کافی علاقہ صحرائی تھا اور یہاں صرف ایک ہی ملک تھا۔ جس کا نام ایتھوپیا تھا۔ درمیانی حصہ جنگلوں اور دلدلوں سے بھرا ہوا تھا۔ جبکہ جنوبی حصے

میں کہیں صحرا اور کہیں جنگل اور خشک چٹانوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ اس حصے میں سونے اور تانبے اور ہیرے جواہرات کی کانیں بھی تھیں۔ جنوبی حصے میں تماشنکہ نام کا ایک بہت بڑا جزیرہ ساحل کے قریب ہی آباد تھا۔ عنبر ناگ اور ماریا افریقہ میں داخل ہونے کے بعد سفر کرتے ہوئے سب سے پہلے شہر ایتھوپیا میں آ گئے۔ اس شہر میں بربر اور مُور نسل کے لوگ آباد تھے۔ اِن پر ایک سیاہ فام حبشی نسل کا بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ جس کا شہر کے وسط میں قلعے کے اندر شاندار محل تھا۔ اس قلعے میں سوائے بادشاہ کے امرا درباریوں اور فوج کے [illegible] اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ اس بادشاہ کا جنگل کی پہاڑیوں میں ایک ایسا قلعہ بھی ہے جس پر اس بادشاہ کے حکم سے بھوت پہرہ دیتے ہیں اور کبھی کبھی اس قلعے کے اندر سے کسی کے رونے کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔

اس قسم کی بہت ہی ہوش رُبا کہانیاں عنبر ناگ ماریا نے شہر کی سرائے میں رہ کر سنیں تو ماریا بولی۔

"کیوں نہ اس پُراسرار قلعے کی سیر کی جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ابھی ہمیں اسی شہر میں رہ کر انہیں تلاش کرنا چاہیئے۔ اگر یہاں ان کا کوئی کھوج نہ لگا تو پھر اس پُر اسرار قلعے میں بھی جا کر دیکھ لیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر لوگ تو کہتے ہیں کہ وہاں بھوت پہرہ دیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"ارے یار ہم سے زیادہ خوفناک بھوت اور کون ہوگا۔"

رات سرائے میں آرام کرنے کے بعد عنبر ناگ ماریا دن نکلنے پر شہر کی سڑکوں پر نکل آئے۔ اگر۔ انہیں اس شہر میں سے کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو ابھی تک نہیں آئی تھی لیکن وہ اس لیئے بھی ان کی کھوج میں لگے ہوئے تھے کہ کبھی کبھی کسی طلسم کی وجہ سے بھی جسم سے خوشبو کی لہریں نکلنا بند ہو جاتی ہیں۔ عنبر اور ناگ سوداگروں کے لباس میں تھے اور ماریا غائب تھی۔ وہ غیبی [illegible] میں ہی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

شہر کی سڑکوں پر بڑی رونق تھی۔ دیس دیس اور ملک ملک

کے تاجر وہاں اپنا مال فروخت کرتے نظر آ رہے تھے۔ دکانیں سامان سے بھری ہوئی تھیں۔ حبشی عورتیں خرید و فروخت کر رہی تھیں۔ عنبر نے ایک سپیرے کو دیکھا کہ گلے میں سانپ ڈالے لوگوں کو تماشہ دکھا رہا ہے۔ اس نے ناگ سے کہا۔ "دیکھو ناگ! اس کے پاس سرخ رنگ کا سانپ ہے۔"
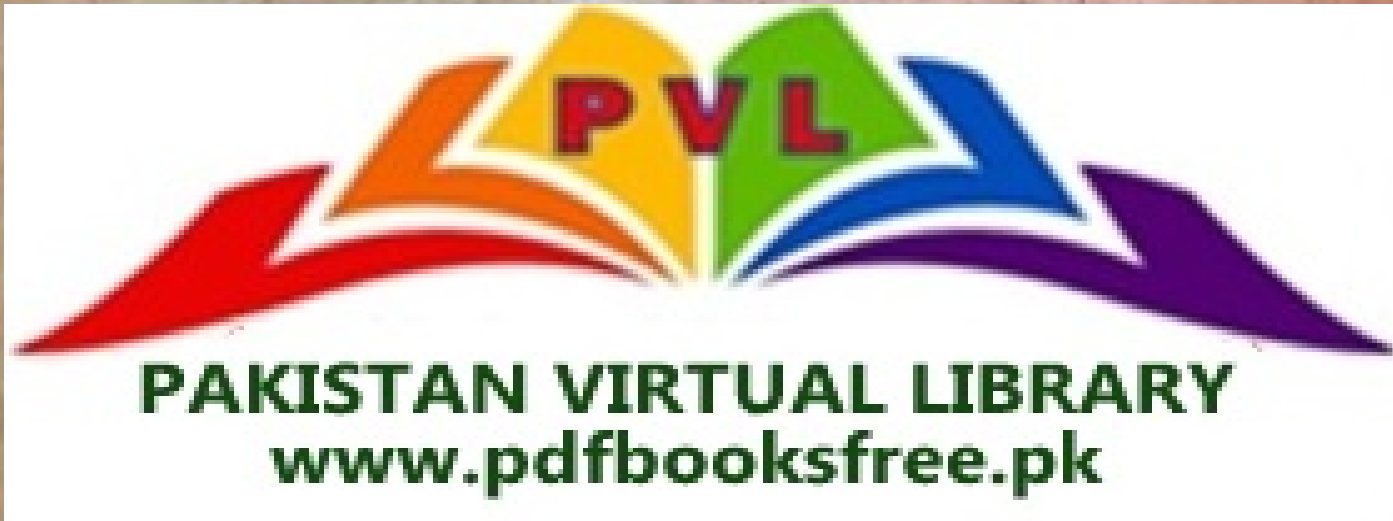
ویران محل کی آواز

ناگ نے دیکھا۔ سپیرے کی گردن میں سرخ رنگ کا سانپ تھا۔ سرخ رنگ کا سانپ عام طور پر سمندر کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بہت کم اوپر زمین پر آتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا ہے عنبر! سرخ سانپ تو گہرے سمندر کی تہہ میں ہوتا ہے"

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس نے سمندر کے نیچے جا کر سانپ کو پکڑا ہو"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"جتنی گہرائی میں سرخ سانپ ہوتا ہے وہاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ بے شک ناگ سے پوچھ لو"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"کیا ماریا ٹھیک کہتی ہے ناگ"

ناگ بولا۔

"ہاں۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ کیونکہ جس گہرائی میں یہ سرخ سانپ رہتا ہے وہاں پانی کا دباؤ اتنا شدید ہوتا ہے کہ لوہے کا ڈھلا بھی اگر وہاں رسی کی مدد سے اتارا جائے تو وہ پچک کر رہ جائے"

عنبر نے تعجب سے کہا۔

"تو پھر یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا؟"

ماریا بولی۔

"ہو سکتا ہے یہ سانپ خود ہی سطح سمندر پر آ گیا ہو اور سپیرے نے اسے پکڑ لیا ہو"

عنبر بولا۔

"بھئی اب تو اس سپیرے سے معلوم کرنا ہی پڑے گا کہ اس نے یہ سانپ کہاں سے پکڑا ہے۔ آؤ اس سے پوچھتے ہیں"

سپیرا گلے میں سرخ سانپ ڈالے دوسرے سانپوں کا تماشہ دکھا رہا تھا۔ لوگ اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ جونہی ناگ وہاں پہنچا۔ سارے سانپ ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا کہ ابھی سارے کے سارے سانپ اس کے سامنے آ کر سجدے میں گر پڑیں

گے اور اس کا راز کھل جائے گا۔ جبکہ ناگ نہیں چاہتا تھا کہ
وہاں کسی پر یہ ظاہر ہو کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے وہیں
کھڑے کھڑے ایک طرف ہو کر سانپ کی باریک سیٹی ایسی
زبان میں سانپوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں ناگ دیوتا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم جہاں پر ہو
وہیں پر رہو اور ہرگز ہرگز میرے سامنے آ کر
سجدہ نہ کرو۔ میں یہاں کسی کو نہیں بتانا چاہتا کہ میں
ناگ دیوتا ہوں۔"

سانپوں نے ایک ہی آواز میں کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

اب ناگ نے سپیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی یہ سرخ سانپ تم نے کہاں سے پکڑا ہے؟"

سب لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ عنبر نے آہستہ سے ناگ
سے کہا۔

"غصہ مت دکھانا ناگ۔ ایک بار پھر اس سے معلوم
کرو۔"

ناگ نے سپیرے سے کہا۔

"بھائی میں نے آج تک سرخ سانپ نہیں دیکھا تھا
اس لیے تم سے پوچھ بیٹھا تھا۔ تم تو مذاق ہی کرنے

گے ہو۔"

سپیرا ایک تجربہ کار ادھیڑ عمر کا مگر مضبوط جسم کا آدمی
تھا۔ اس نے کہا۔

"میاں تمہیں کیا پتا کہ سرخ سانپ کہاں ہوتا ہے
اور کیسے پکڑا جاتا ہے۔ ابھی میرے دھندے کا وقت
ہے۔ میری روزی میں لات نہ مارو۔"

اور وہ لوگوں کو تماشہ دکھانے لگا۔ ماریا ان کے قریب ہی
تھی۔ اس نے عنبر کہا۔

"یہ تماشہ دکھالے پھر پوچھیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"ضرور پوچھنا ہے۔ میں خود سانپ سے پوچھ لیتا ہوں؟"

ماریا بولی۔

"وہ تو تم پوچھ سکتے ہو۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ
سپیرے سے پوچھو۔ دیکھیں یہ کیا کہتا ہے۔ ذرا مزا
ہی رہے گا۔"

ناگ مسکرا دیا۔

"تم بھی بعض اوقات بالکل بچہ بن جاتی ہو ماریا۔"

ماریا کی ہنسی کی آواز آئی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"بھئی ماریا ہمارے لیے بچی جیسی ہی تو ہے۔ اگر

وہ چاہتی ہے تو بھلا ہم اس کی چھوٹی سی بات
بھی پوری نہیں کر سکتے "
ناگ نے کہا۔

"میں نے کب انکار کیا ہے۔ مگر یہ سپیرا تو بڑا بد
دماغ آدمی ہے "

تھوڑی دیر بعد سپیرے نے تماشہ ختم کر دیا۔ لوگوں نے
اُسے پیسے دیئے۔ اور اپنی اپنی راہ لی۔ سپیرے نے بھی سانپوں
کو پٹاری میں بند کیا۔ پٹاری کو جھولے میں ڈالا۔ جھولے کو کاندھے
پر لٹکایا اور بین ہاتھ میں لے کر ایک طرف چل دیا۔ ناگ عنبر
اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ جب سپیرا ایک باغ کے
قریب پہنچا تو ناگ نے پیچھے سے آواز دے کر اسے روکا اور
کہا۔

"بھائی معاف کرنا۔ اصل میں میری اپنے دوست کے
ساتھ شرط لگ گئی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یہ سرخ سانپ
سمندر میں رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں یہ خشکی کا
سانپ ہے۔ اور سرخ چٹانوں والے ملک میں رہتا
ہے۔ اب تم خود ہی بتا کر فیصلہ کرو کہ یہ سانپ
کہاں رہتا ہے۔ اور تم نے اسے کہاں سے پکڑا
تھا "

سپیرے نے اپنا سر تھام لیا۔ وہ وہیں بیٹھ گیا اور
بولا۔

"برخوردار لگتا ہے تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو
گے بیٹھ جاؤ "
عنبر اور ناگ وہیں سپیرے کے پاس بیٹھ گئے۔ ماریا پاس
ہی کھڑی تھی۔

سپیرے نے کہا۔
"تم نے شرط کا کہا ہے تو میں تمہیں بتانے پر مجبور
ہو گیا ہوں۔ میرے عزیز۔ یہ سرخ سانپ جو میری
پٹاری میں بند ہے۔ یہ اصل میں سمندر کا ہی سانپ
ہے "

عنبر نے جلدی سے کہا۔
"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ سمندری سانپ ہے۔
بس اب تم شرط ہار گئے ہو "
سپیرے نے کہا۔
"لیکن تمہارا دوست بھی سچ کہتا ہے۔ یہ سرخ سانپ
خشکی پہ بھی آکر رہ لیتا ہے۔ اور اس علاقے میں
چلا جاتا ہے جہاں سرخ چٹانیں ہوتی ہیں۔ وہاں اسے
چھپنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے "

ناگ بولا۔

"یہ سمندر کے نیچے کتنی گہرائی میں رہتا ہے؟"

سپیرا بولا۔

"کہتے ہیں کہ یہ سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں رہتا ہے۔ کہ وہاں تک کوئی انسان تو کیا سورج کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی"

عنبر نے کہا۔

"تو پھر تم نے ضرور اسے خشکی پر سے پکڑا ہو گا"

سپیرا مسکراتے ہوئے بولا۔

"نہیں میں نے اسے سمندر میں ہی پکڑا تھا"

ناگ نے کہا۔

"مگر تم تو کہتے ہو کہ جہاں یہ سانپ رہتا ہے وہاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ پھر تم نے اسے وہاں سے کیسے پکڑ لیا؟"

سپیرا بولا۔

"بھائی جاؤ اپنی راہ لو۔ تمہیں ان باتوں سے کیا کہ میں نے سانپ کہاں سے پکڑا ہے"

ناگ نے کہا۔

"تم بتا دو گے تو ہماری معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور تو کوئی خاص بات نہیں"

سپیرے نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"برخوردار۔ اس راز کو یا میں جانتا ہوں اور یا یہ سرخ سانپ جانتا ہے کہ میں نے اسے کیسے پکڑا ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گا نہیں۔ ہاں اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو"

نادان سپیرے کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کس سے بات ـــ ـــ کر رہا ہے۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اور مذاق میں کہا۔

"دوست اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو"

سپیرے نے ناگ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"برخوردار میرے سر نہ کھاؤ۔ تم ہزار بار بھی جنم لے کر اس دنیا میں آ جاؤ تو سانپ سے نہیں پوچھ سکتے"

ناگ بڑے صبر سے کام لے رہا تھا۔ وہ جذبات میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سپیرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے سانپوں کا دھندا کر رہے ہو؟"

سپیرے نے ٹھٹک کر کہا۔
"تمہیں اس سے کیا؟"
ناگ نے کہا۔
"میرا مطلب یہ تھا کہ اگر میں سانپ سے پوچھ لوں
اور وہ مجھے یہ بتا دے کہ تم نے اسے کہاں
سے پکڑا ہے تو کیا تم میری شاگردی کرو
گے؟"
سپیرے نے غصے سے ہاتھ کو جھٹکا اور کہا۔
"جاؤ بھاؤ۔ کیوں مجھے پریشان کر رہے ہو۔ تم تو
مجھے کوئی دیوانے لگتے ہو۔"
ناگ بولا۔
"تم کیا کرنے لگے ہو؟"
سپیرے نے سرخ سانپ کو گردن سے اتارتے ہوئے
کہا۔
"سانپ کو پٹاری میں بند کر رہا ہوں اور کیا کروں
گا تم بھی میری جان چھوڑو اب۔"
ناگ نے کہا۔
"مگر یہ سانپ تمہاری پٹاری میں نہیں جائے
گا۔"

سپیرے نے چونک کر غصیلی آنکھوں سے ناگ کی طرف
دیکھا اور بولا۔
"تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے۔ تم چاچے لگتے
ہو میرے سانپ کے؟"
عنبر ہنس رہا تھا۔ ماریا بھی پاس کھڑی دلچسپی سے یہ مکالمے
سن رہی تھی۔
ناگ نے کہا۔
"اچھا تو پھر سرخ سانپ کو پٹاری میں ڈال کر
دکھاؤ۔"
سپیرے نے سرخ سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں ڈالنا چاہا تو
سانپ اس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر ایک فٹ کھڑا ہو
گیا۔ اور پھن کھول کر پھنکارنے لگا۔ کیونکہ ناگ نے سانپ
کی آواز میں اسے پٹاری میں جانے سے منع کر دیا تھا۔
سپیرا سمجھا کہ سانپ ضد کر رہا ہے۔ اس نے سانپ کو
پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سانپ نے اسے ڈسنے کے لیے
پھن مارا۔ سپیرا جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ بولا۔
"یہ پٹاری میں نہیں جائے گا، بلکہ اب یہ میرے پاس
آ جائے گا۔"
ناگ نے سانپ کو اس کی خفیہ زبان میں اپنے پاس آنے

کا حکم دیا۔ سرخ سانپ سپیرے کی آنکھوں کے سامنے رینگتا ہوا ناگ کے پاس آیا اور پھر جھک کر اسے سلام کرنے لگا۔ سپیرا کچھ حیران سا ہوا۔ اس نے کہا۔

”تمہارے پاس ضرور سانپ کا منکا ہے جس کی وجہ سے تم سانپ کو مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو۔“

ناگ کہنے لگا۔

”اب میں سانپ سے یہ پوچھنے لگا ہوں کہ اُسے تم نے کہاں سے پکڑا تھا۔“

سپیرا منہ کھولے ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں سرخ سانپ سے پوچھا کہ اسے سپیرے نے کہاں سے پکڑا تھا۔ سرخ سانپ نے ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔ ناگ نے سپیرے کی طرف دیکھا اور کہا۔

”سانپ نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے اِسے ناشکر کے ساحل والی چٹانوں کے پاس ایک جنگلی سپیرے کی بنی ہوئی جھونپڑی سے میں سے چوری کیا ہے۔ تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔“

اب تو سپیرے کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کیونکہ اس نے واقعی سرخ سانپ ناشکر کی ساحلی چٹانوں میں

[illegible] سوبار نامی سپیرے کی جھونپڑی سے چوری کیا تھا۔ سپیرے نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

”مجھے معاف کر دو بھائی۔ تم مجھ سے بڑے سپیرے ہو۔ تم سچ مچ سانپوں کی زبان جانتے ہو۔ اب میں تمہارے آگے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں نے سرخ سانپ کو واقعی ناشکر کے جنگلی سپیرے کی جھونپڑی سے چرایا تھا۔“

ناگ اور عنبر مسکرا رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

”اگر تم پہلے ہی بتا دیتے تو اچھا تھا۔“

سپیرے نے کہا۔

”بھائی اگر میں پہلے بتا دیتا تو مجھے یہ کیسے پتہ چلتا کہ تمہارا دوست سانپوں کی زبان بول سکتا ہے۔“

پھر اس نے ناگ سے کہا۔

”بھائی تمہارا نام کیا ہے؟ مجھے اپنا شاگرد بنا لو۔ مجھے بھی سانپوں کی زبان سکھا دو۔“

ناگ کہنے لگا۔

”میں نے تم تو تم سے یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے کسی سانپ نے کچھ نہیں بتایا۔ بس میرا تُکا لگ گیا ہے بھلا کوئی سانپوں کی زبان بھی بول سکتا ہے۔“

مگر سپیرا نہیں مان رہا تھا۔ اب سرخ سانپ نے ناگ
سے کہا۔

"ناگ دیوتا! میرے سینے میں بھی ایک راز ہے جو
میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں"

ناگ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے سپیرے
سے کہا۔

"اچھا میں تمہیں اپنا شاگرد بنا لیتا ہوں۔ مگر پہلے مجھے وہ
جو ندی بہہ رہی ہے اس میں سے پانی لا کر پلاؤ"

سپیرا خوشی خوشی گڑوی اٹھا کر ندی کی طرف چل دیا
اب ناگ نے سانپ سے کہا۔

"وہ کون سا راز ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو؟"
سرخ سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نماشکر جزیرے کے قریب والے
گہرے سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں ہوتا ہوں کہ
وہاں تک سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی۔
آج سے بیس ہزار سال پہلے جہاں سمندر ہے وہاں
ایک بہت بڑا عالی شان اور حسین ترین شہر آباد تھا۔ اس
شہر کی فصیل بھی سنگ مرمر کی تھی۔ اس کے مکان
سات منزلہ تھے۔ سڑکیں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔
بادشاہ کے محل میں سونے کی دیواریں اور زمرد
کے ستون تھے۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ زمین
کے نیچے ہزاروں میل کی گہرائی میں ایک قیامت
کا دھماکہ ہوا۔ اور وہ سارے کا سارا شہر ویسے
کا ویسا ہی سمندر کے نیچے چلا گیا اور چاروں
طرف سمندر ہی سمندر نظر آنے لگا۔ اس شہر
کے غرق ہونے سے وہ سب کچھ اس کے
ساتھ ہی سمندر کے سینے میں غرق ہو گیا۔ جو
اس شہر میں تھا۔ آج تک کسی نے سمندر
کے نیچے جا کر اس غرق شدہ شہر کے کھنڈر دیکھنے
کی جرأت نہیں کی۔ اس لیے کہ یہ شہر سمندر میں
اتنی گہرائی میں جا کر غرق ہوا ہے کہ وہاں تک کوئی
انسان نہیں پہنچ سکتا۔ میں اسی شہر کے غرق شدہ
کھنڈروں میں رہتا تھا۔ پانی میں ڈوبے ہوئے
شہر کے محل اور مکان ابھی تک ویسے کے ویسے
ہی ہیں۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں ہے۔ پھر
بھی مجھے کبھی کبھی ایک ڈوبے ہوئے مکان
کے تہہ خانے سے ایک عورت کی آواز
سنائی دیتی تھی۔ وہ اپنی زبان میں اپنی بیٹی کو

آواز دیا کرتی تھی۔ میں کئی بار اس ڈوبے
ہوئے مکان کے اندر گیا مگر وہاں مجھے کوئی عورت
کبھی دکھائی نہ دی۔ ایک روز میں یونہی دھوپ
لینے کی خاطر سمندر کی سطح پر آیا تو مجھے ایک
سپیرے نے پکڑ کر مٹکے میں قید کر دیا۔"
ناگ ماریا اور عنبر بڑی دلچسپی سے سانپ کی داستان
سن رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔
"تمہیں یقین ہے کہ وہ عورت پانی کے نیچے ڈوبے
ہوئے شہر میں زندہ ہے؟"
سرخ سانپ نے جواب دیا۔
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ اگرچہ وہ شہر سمندر
کے نیچے پانی میں غرق ہو چکا ہے۔ اور مجھے
وہاں کبھی کوئی زندہ انسان نظر نہیں آیا۔ سمندر
کی موجیں ہزاروں سال گزرے انسانوں کی لاشوں
کو بہا کر لے جا چکی ہیں۔ پھر بھی وہاں چلتے
پھرتے کبھی کبھی مجھے انسانی قدموں کی چاپ
کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جیسے کوئی آدمی سنگ مرمر
کی سڑک پر چل رہا ہو۔ اور اس غمگین
عورت کی آواز تو میں نے کئی بار سنی ہے۔ میں

یہ راز اس لیے بتا رہا ہوں کہ اے عظیم ناگ دیوتا
مجھے وہ عورت زندہ لگتی ہے۔ اگر ہو سکے تو
اسے بچانے کی کوشش کی جائے۔"
ناگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔
"مگر میں نے سنا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے
پر ایک جنگل میں بادشاہ نے ایک محل بنا رکھا
جو اگرچہ اب ویران ہو گیا ہے۔ مگر وہاں سے
بھی آدھی رات کو کسی عورت کی آوازیں سنائی
دیتی ہیں۔"
سرخ سانپ نے کہا۔
"ہو سکتا ہے ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق
ہو۔"
عنبر کہنے لگا۔
"ٹھیک ہے ہم اس بارے میں سوچیں
گے۔"
اتنے میں سپیرا ندی سے پانی کی گڑوی بھر کر لے آیا۔
اس نے پانی ناگ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے
کہا۔
"حضور! اب مجھے سانپ کی زبان سکھا

دو۔"

ناگ نے چلتے ہوئے کہا۔

" جاؤ بھائی ہمارا سر نہ کھاؤ۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں
ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ عنبر اور ماریا وہاں سے چل دیئے۔ بچ
انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر اس نے سرخ سانپ کو پٹار
میں ڈال دیا۔ جاتے ہوئے۔ ناگ نے سرخ سانپ کو کہ
دیا تھا کہ اگر ان کا ارادہ سمندر میں ڈوبے ہوئے شہر ک
مہم پر جانے کا ہوا تو وہ اُسے بھی بلا لے گا۔ سرخ سانپ
نے کہا تھا کہ وہ ناگ دیوتا کے بلانے پر اس کے قدموں
حاضر ہو جائے گا۔ عنبر ناگ ماریا چلتے چلتے شہر کے دروا
سے باہر نکل آئے۔

ماریا کہنے لگی۔

" ناگ بھیا! مجھے تو اس میں کوئی خاص وجہ
نظر نہیں آتی کہ ہم خواہ مخواہ سمندر کی گہرائیوں میں
آج سے ہزاروں سال پہلے ڈوبے ہوئے شہر میں
جانے کا خطرہ مول لیں۔"

عنبر نے کہا۔

" مگر ماریا تم یہ بھول رہی ہو کہ اس ڈوبے

ہوئے شہر میں ایک ایسی مصیبت زدہ عورت
بھی ہے جو کسی کو درد ناک آوازیں دیتی ہے
اور ہمارے سفر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم
مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کریں۔"

ناگ بولا۔

" اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ہمیں کیٹی اور
تھیوسانگ کا سراغ مل جائے۔ کیونکہ ہمارے
یہ دونوں دوست ایک عرصہ ہوا ہمیں نہیں ملے
اگر وہ زمین پر ہوتے تو اب تک مل جاتے۔"

ماریا بولی۔

" اگر یہ بات ہے تو میں تمہارے ساتھ
ہوں۔"

عنبر کہنے لگا۔

" لیکن سب سے پہلے ہمیں جنگل کے ویران محل
میں چل کر اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے جو آدھی
رات کو بلند ہوتی ہے۔ ممکن ہے وہاں سے بھی
ہمیں کیٹی اور تھیوسانگ کا کچھ کھوج مل جائے۔"

ناگ نے کہا۔

" یہ بھی ٹھیک ہے۔ تو پھر ہمیں ابھی سے جنگل کا

سخ پکڑنا چاہیئے۔"

وہ سرائے میں واپس آ گئے۔ یہاں عنبر نے سرائے کے مالک سے جنگل والے بادشاہ کے ویران محل کی بات کی تو وہ کانوں پر ہاتھ لگا کر بولا۔

"بھائی اس محل کا نام نہ لینا۔ وہاں جو کوئی گیا زندہ واپس نہیں آیا۔ وہاں بھوتوں کا پہرہ لگا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"مگر سنا ہے وہاں کسی عورت کی آواز آتی ہے۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"ارے بھائی! وہ ایک چڑیل کی آواز ہے یہ چڑیل انسان کی آواز میں بول کر مسافروں کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ جب بدنصیب مسافر ادھر جاتا ہے تو وہ چڑیل بھوتوں کے ساتھ مل کر اسے ہڑپ کر جاتی ہے۔"

بہرحال عنبر نے اس سے جنگل والے ویران محل کا پتہ پوچھ لیا اور ناگ ماریا کو آ کر بتایا۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

تھوڑی دیر کے بعد عنبر ناگ اور ماریا جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر اور ناگ گھوڑوں پر بیٹھے تھے جبکہ ماریا

ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ جنگل کا ویران محل وہاں سے کافی دور تھا۔ انہیں وہاں تک پہنچتے سارا دن لگ گیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ دن کی پھیکی پھیکی روشنی باقی تھی۔ کہ انہیں جنگل میں ایک جگہ چھوٹے سے ٹیلے پر ایک پرانا محل دکھائی دیا۔ جس کی دیواریں بارش کی وجہ سے سیاہ پڑ چکیں تھیں۔

عنبر نے کہا۔

"یہی وہ ویران محل ہے ناگ"

"ہاں" ناگ کی نظریں محل پر تھیں۔ "حیرانی کی بات ہے کہ بادشاہ یہاں اب کیوں نہیں آتا۔ اس نے اسے خالی کیوں چھوڑ دیا ہے۔" ماریا نے کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ بادشاہ بھی بھوتوں کے ڈر سے ادھر نہیں آتا۔"

ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم جا کر دیکھو محل اندر سے کیسا ہے؟"

ماریا بولی۔

"تم لوگ اسی جگہ رہنا۔ میں جا رہی ہوں۔"

ماریا نے زمین سے اچھل کر ہوا میں اڑان بھری اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی ویران محل کی طرف چل دی۔ عنبر اور ناگ

گھوڑوں سے اُتر کر وہیں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ماریا نے محل کے اوپر
جا کر ایک چکر لگایا۔ پھر غوطہ لگا کر نیچے آ گئی اور محل کے
اندر والے صحن کے اوپر منڈلانے لگی۔ اس نے دن کی غروب
ہوتی روشنی میں دیکھا کہ محل بہت ہی اُجڑا ہوا ہے۔ محل کی
دیواریں اور ستون سیاہ ہو گئے ہیں۔ کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے
تھے۔ اوپر والی منزل کے ایک کمرے کی چھت بیٹھ گئی تھی۔
صحن میں اینٹ پتھر جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے اور لمبی
لمبی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھ
گئی تھیں۔ ماریا ایک دروازے میں سے محل کے اندر بڑے
کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ بڑی احتیاط سے اندر چل رہی
تھی۔ اِسے اگر کوئی خطرہ تھا تو صرف کسی طلسم یا جادو کا تھا۔
کہ کہیں وہ اس کے چکر میں نہ پھنس جائے۔
ماریا نے سارے محل کے بوسیدہ، ویران کمروں میں چل
پھر کر دیکھ لیا۔ اسے وہاں کوئی انسان نظر آیا۔ نہ چڑیل دکھائی
دی اور نہ ہی کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ واپس عنبر ناگ کے
پاس پہنچ گئی اور انہیں محل کا سارا حال بتا دیا۔ عنبر نے کہا۔
"ہمیں محل کے قریب جا کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیئے۔
اور آدھی رات کو محل سے آنے والی آواز کا انتظار کرنا
چاہیئے۔"

ماریا کہنے لگی۔
"ویسے مجھے یہ محل آسیبی لگتا ہے۔ کہیں ہم کسی مصیبت
میں نہ پھنس جائیں۔"
ناگ نے کہا۔
"ہمارے لیے مصیبت میں پھنسنا کوئی نئی بات نہیں ہو
گی۔ ہمارے سامنے جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ کیٹی اور
تھیوسانگ کا کھوج لگایا جائے اور اگر یہاں کوئی عورت
کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کی مدد کی جائے۔ جو
ہمارا انسانی فرض ہے اور جس پر ہم ہزاروں برس
سے عمل کرتے آئے ہیں۔"
عنبر بولا۔
"بالکل درست ہے یہ بات۔ جانے ماریا کیوں اب
کچھ ڈرنے لگی ہے۔"
ماریا نے تنک کر کہا۔
"میں کیوں ڈرنے لگی ہوں۔ میں تو اس لیے کہہ رہی
تھی کہ خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنسنا ٹھیک نہیں ہو
گا۔"
ناگ بولا۔
"میری اچھی بہن ماریا ہم یہاں خوامخواہ نہیں آئے۔

ایک اچھا اور نیک مقصد لے کر آتے ہیں۔ ممکن
ہے یہاں کسی جرائم پیشہ بدمعاش نے کوئی عورت
اغوا کر کے ڈال رکھی ہو۔ اور اسے ہماری مدد کی
ضرورت ہو۔"
ماریا نے کہا۔

"میں کب وہاں جانے سے انکار کرتی ہوں میں
تمہارے ساتھ ہوں۔ عنبر اور ناگ بھیّا"
اور ماریا ہنسنے لگی۔ عنبر اور ناگ بھی مسکرا دیئے۔
اس کے ساتھ ہی وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور محل کی طرف
چلے۔ محل وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ وادی میں ایک
چھوٹے ٹیلے پر بنا ہوا تھا جس کے پرانے دروازے تک
ایک پہاڑی راستہ جاتا تھا۔ اس راستے پر جگہ جگہ جنگلی گھاس
اور جھاڑیاں اُگ آئیں تھیں جس سے صاف ظاہر تھا
کہ اس محل میں مدت ہوئی کبھی کوئی آیا گیا نہیں۔

انہوں نے محل کے سامنے ایک طرف درختوں کے نیچے
جھاڑیوں میں تھوڑی سی جگہ بنائی اور گھوڑوں کو ایک طرف
باندھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ اور رات ہونے کا انتظار کرنے
لگے۔ شام کا وقت تھا۔ جنگل کے درختوں پر پرندے بسیرا
کر رہے تھے۔ اِن کی آواز جنگل میں گونج رہی تھی۔ جوں جوں

رات کا اندھیرا چھاتا گیا۔ پرندوں کی آواز مدھم ہوتی گئی۔
پھر جنگل میں چاروں طرف موت ایسا سناٹا طاری ہو
گیا۔

عنبر ناگ اور ماریا چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ ان کے کان
ویران محل سے بلند ہونے والی عورت کی آواز سننے کو
بے تاب تھے۔ مگر محل پر بھی گہری خاموشی چھائی تھی۔ لگتا
تھا اس پر موت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ آسمان پر چاند کے
نہ ہونے سے اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا۔ آسمان اس قدر تاریک
تھا کہ ستارے بھی اِسے روشن کرنے میں ناکام ہو رہے
تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آواز آدھی رات کو بلند ہو گی"
عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

"لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ عورت کی آواز آدھی رات
کے بعد آتی ہے"
ماریا چُپ تھی پھر وہ بولی۔

"آدھی رات ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے"
ناگ نے اس سے کہا۔

"تم ہمارے پاس ہی رہنا۔ اگر آواز بلند ہوئی تو پھر
سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے"

رات بڑی آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ جنگل کی طرف سے کسی جانور یا درندے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سرگوشی میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے سارے جنگل کو کسی آسیب نے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ کسی اُلّو کی آواز بھی نہیں آ رہی۔"

ابھی یہ الفاظ اس کے ہونٹوں پر ہی تھے کہ انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کے دل میں ایک ہی خیال تھا کہ تم نے یہ آواز سنی؟ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی آواز تھی۔"

"شی" ناگ نے اسے چپ کرا دیا۔ جنگل ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی اور ویران آسیبی محل کی طرف سے آ رہی تھی۔

ناگ کی قبر

عنبر ناگ ماریا نے کان لگا کر سنا۔

یہ آواز کسی لڑکی کی تھی۔ کوئی لڑکی دردناک آواز میں جیسے ہچکیاں لیتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی کو بلا رہی تھی۔ آواز تین بار ایک ساتھ بلند ہو کر غائب ہو گئی۔ پھر وہی سناٹا چھا گیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ تو کسی لڑکی کی آواز ہے۔"

عنبر بولا۔

"وہ کسی کو پکار رہی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"بے حد دردناک آواز تھی۔ لڑکی رو بھی رہی تھی۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے وہ سخت مصیبت میں مبتلا لگتی ہے۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟ کیا ہم تینوں کو اکٹھے چلنا چاہیے؟"

ناگ بولا۔

"پہلے ہم الگ الگ جاتے تھے تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس جاتے تھے۔

اب ہم تینوں اکٹھے چلیں گے۔"
ماریا نے کہا۔

"پہلے میں جاکر پتہ نہ کر آؤں"؟
ناگ نے کہا!

"نہیں ماریا ہم تمہیں اکیلی نہیں جانے دیں گے۔ ہم ایک ساتھ مل کر چلیں گے۔" آؤ۔"

گھوڑے درخت کے ساتھ بندھے تھے۔ عنبر ناگ ماریا اٹھے اور رات کے سنسان اندھیرے میں جنگلی جھاڑیوں والے راستے پر محل کی طرف چلنے لگے۔ تھوڑی سی چڑھائی تھی۔ وہ آخر ویران محل کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ بہت بڑا تھا۔ اور زمین میں تھوڑا سا دھنس گیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا دروازے کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دروازہ بالکل بند تھا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا!

"ہم دوسری طرف سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ وہاں ایک جگہ دیوار گری ہوئی ہے۔"

وہ محل کی دوسری طرف آگئے۔ یہاں دیوار ایک جگہ سے ڈھے چکی تھی۔ سامنے چھوٹا سا میدان تھا۔ اندھیرے میں چلتے وہ میدان سے گذر کر محل کے بڑے دالان میں آگئے۔ اس جگہ بڑے بڑے ستونوں کا لمبا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے میں بھی ٹوٹی ہوئی لکڑیاں تھیں اور سوکھی جھاڑیوں کا گھاس بکھرا پڑا تھا۔ ماریا نے کہا!

"میرا اندازہ ہے کہ لڑکی کی آواز محل کی دوسری منزل کی کسی کوٹھڑی سے آئی تھی۔"

عنبر آہستہ سے بولا!

"کیوں نہ ہم یہاں رک جائیں۔ ہو سکتا ہے وہی آواز ایک بار پھر سنائی دے۔ تب ہمیں پتہ چل جائے گا کہ آواز کدھر سے آئی ہے۔"

ناگ اور ماریا کو یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ وہ وہیں برآمدے میں ایک ستون کے پاس خاموشی سے بیٹھ گئے۔ ان کے کان اسی لڑکی کی درد بھری آواز پر لگے ہوئے تھے۔ مگر وہاں سوا ایک ڈرا دینے والے سناٹے اور قبر ایسی خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ خاموشی اتنی شدید تھی کہ ان کے کان سنسنا رہے تھے۔ پھر اچانک جیسے قبر کی انتہائی گہرائیوں سے وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔ جیسے روتے روتے اس کا حلق خشک ہو گیا تھا اور آواز بڑی خشک اور رلا دینے والی تھی۔ یہ کسی اجنبی زبان میں تھی۔ انہیں آواز صاف اور قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ لڑکی کسی ایلوم کا نام لے کر اسے مدد کے لئے بلا رہی تھی۔

آواز تین بار ایلوم کو پکار کر خاموش ہو گئی۔
ناگ نے سرگوشی کی۔

"ماریا کا اندازہ ٹھیک نکلا۔ آواز اوپر والی منزل سے آئی تھی۔"
عنبر نے کہا!

"ہمیں اوپر والی منزل پر جانا چاہئے۔"
ماریا نے آہستہ سے کہا!

"وہ سامنے جو ٹوٹا ہوا زینہ ہے۔ یہی زینہ اوپر والی منزل کو جاتا ہے"

ناگ نے کہا!

"ماریا۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہنا۔ ادھر ادھر مت ہو جانا"

ماریا نے آہستہ سے کہا!

"میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ آؤ اب اوپر چلتے ہیں"

ناگ نے دھیمی آواز میں کہا!

"لوگ کہتے تھے یہاں بھوتوں کا پہرہ ہے۔ مگر ہمیں تو یہاں کوئی بھوت نہیں ملا"

عنبر کہنے لگا!

"ہو سکتا ہے اوپر والی منزل میں چڑیل اور بھوت دونوں سے ہی ملاقات ہو جائے"

وہ زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ ایک چمگادڑ کر باہر کو اُڑ گئی۔ دوسری منزل پر بھی ایک چھوٹا سا دالان تھا۔ سامنے تین کوٹھڑیاں تھیں۔ جن کے دروازے بند تھے اور ان پر بڑے بڑے پرانے تالے لگے ہوئے تھے۔ وہ برآمدے کے ایک پرانے سیاہ ستون کے پاس کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے ناگ کے کان میں کہا!

"ان تینوں کوٹھڑیوں میں سے کسی ایک سے آواز آئی ہو گی"

ناگ نے سرگوشی میں کہا!

"میں لڑکی کو پکارتا ہوں"

اور ناگ نے تھوڑی سی اونچی آواز میں کہا!

"اے لڑکی تو کون ہے اور کس کو آدھی رات کو پکارتی ہے؟ ہم تیری مدد کرنے یہاں آئے ہیں"

ایک کوٹھڑی میں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی گہرے گہرے سانس لے رہا ہو۔ ماریا عنبر اور ناگ سانس روکے یہ آواز سن رہے تھے۔ سانس لینے کی آواز درمیان والی کوٹھڑی سے آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز بند ہو گئی اور ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا!

"ماریا کو اندر بھیجیں"؟

ناگ نے سرگوشی میں ہی جواب دیا!

"نہیں میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ میں ایک بار پھر آواز دیتا ہوں"

اور ناگ نے دوسری بار پھر آواز دی۔

"اے لڑکی تو کون ہے؟ ایلوم کون ہے؟ جس کو تو پکارتی ہے۔ ہماری آواز کا جواب دے۔ ہم تیری مدد کرنا چاہتے ہیں"

درمیان والی کوٹھڑی سے پھر گہرے گہرے سانس لینے کی آواز آئی۔ پھر جیسے کسی نے خشک اور سوکھی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ یہاں تمہاری موت ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ"

عنبر ناگ اور ماریا خاموش ہو گئے۔ عنبر نے آہستہ سے کہا میں اندر جاتا ہوں"

ناگ نے اس کا ہاتھ روک لیا۔ پھر بلند آواز میں بولا۔

"ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ ہم صرف تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں"

وہی خشک آواز پھر درمیان والی کوٹھڑی سے ابھری۔ اس آواز کے بارے میں یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کسی عورت کی آواز ہے یا کسی مرد کی آواز ہے۔ آواز نے پھر کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر پہ منڈلا رہی ہے یہاں سے چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔"

ناگ عنبر کو زینے کی طرف لے گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی آگئی۔ زینے میں آکر ناگ نے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ زینے میں ٹھہر جاؤ۔ میں سانپ کے روپ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معمہ ہے۔"

ماریا نے کہا میں جاؤں گی۔ مگر ناگ نے اسے روک دیا۔ اور فوراً سانس کھینچ کر سانپ کی شکل اختیار کی۔ اور درمیان والی کوٹھڑی کی طرف رینگنے لگا۔ ماریا اور عنبر زینے میں ہی ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ ناگ نے چھوٹے سے سیاہ رنگ کے سانپ کی شکل بدلی تھی۔ وہ درمیان والی کوٹھڑی کے بند دروازے کی دہلیز پہ آکر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے اندر جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ آخر کونے میں ایک جگہ سے دروازہ کی لکڑی تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی۔ ناگ اس میں سے اندر داخل ہو گیا۔

کوٹھڑی میں داخل ہوتے ہی اسے ایک عجیب قسم کی تیز بو کا احساس ہوا۔ اس تیز بو کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے پانی ٹپکنے لگا۔ ناگ نے کوئی خیال

نہ کیا اور کوٹھڑی کے گرد آلود فرش پر ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ کوٹھڑی گھپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پہلے تو اسے وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اندھیرے میں اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی بالکل خالی ہے اندر کوئی سامان نہیں ہے۔ چھت سے مکڑیوں کے جالے فرش تک لٹک رہے ہیں۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ فرش کے بالکل درمیان میں زمین پر ایک گول ہانڈی پڑی تھی۔ جس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا ہانڈی کے قریب گیا تو اسے اندر سے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے گردن اوپر اٹھائی۔ اپنا پھن کھولا اور گردن جھکا کر ہانڈی پر بندھے ہوئے کپڑے کو دیکھا۔

گہرے گہرے سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے برابر آ رہی تھی۔ اچانک وہی آواز پھر گونج اٹھی۔

"چلے جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔"

ناگ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس نے چاروں طرف اندھیرے میں منہ پھیر کر دیکھا۔ یہ آواز ہانڈی کے اندر سے نہیں آ رہی تھی۔ بلکہ سامنے والی دیوار میں سے آ رہی تھی۔ ناگ الجھن میں پڑ گیا کہ سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے آ رہی ہے۔ مگر دوسری آواز سامنے والی دیوار کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں دو آسیب ہیں۔ ایک اس لڑکی کی آواز تھی جو یہاں سے نجات حاصل کرنے کے لئے کسی کی مدد کی

طالب تھی۔ اور دوسری وہ آواز تھی جو اس لڑکی کی مدد کرنے والوں کو
ڈرا رہی تھی۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ پہلے اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے
جو اسے وہاں سے چلے جانے کو کہہ رہی تھی۔

ناگ دیوار کی طرف بڑھا۔ آواز دیوار کے پیچھے سے تین بار بلند ہو کر
خاموش ہو گئی۔ ناگ ایک سوراخ میں سے دیوار کی دوسری طرف چلا گیا
یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔

"میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ مگر تم نہیں
مانے۔ اب تم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے ہو جس سے
موت بھی تجھے چھٹکارا نہیں دلا سکے گی"

ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ بلند ہوا اور وہ آواز خاموش ہو گئی۔ ناگ کی
آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا ہٹنے لگا۔ ہلکی ہلکی نیلے رنگ کی دھندلی سی
روشنی ہونے لگی۔ اس روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ وہ کسی کوٹھڑی میں
نہیں بلکہ وہ ایک بہت بڑے سنگِ مرمر کے فرش والے دالان میں
کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ جس کے اونچے اونچے ستون ہیں پیچھے ایک
دیوار ہے اور سامنے ایک باغ ہے جہاں اونچے چھتری دار درختوں کے
بیچ میں سے ایک پتلا سا راستہ جا رہا ہے۔ ناگ حیران ہوا کہ وہ کہاں سے
کہاں آ گیا ہے۔ وہ دالان سے رینگتا ہوا باغ میں آ گیا۔ اس نے آسمان
کی طرف دیکھا۔ آسمان پر نہ تو سورج تھا نہ ستارے تھے۔ آسمان کا
رنگ دھندلا دھندلا تھا اور روشنی بھی بہت پھیکی نیلی تھی۔

ارد گرد کوئی انسان حیوان یا چرند پرند نہیں تھا۔ درخت بھی چپ چاپ
کھڑے تھے۔ کہیں ہوا کا جھونکا تک نہیں چل رہا تھا۔ ناگ نے پہلے سوچا
کہ وہ انسان کی شکل میں آ جائے۔ پھر خیال آیا کہ اسے سانپ ہی کے روپ
میں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں آ گیا ہے۔ وہ اونچے چپ چاپ درختوں
والی روش پر رینگتا کافی آگے نکل آیا۔ یہاں باغ کی دیوار تھی۔ اس دیوار
میں ایک چھوٹی سی محرابی کھڑکی بنی ہوئی تھی۔ ناگ اس کھڑکی میں سے گذر کر
دوسری طرف آ گیا۔ اس طرف کیا دیکھتا ہے کہ ایک میدان ہے جس میں قبریں
ہی قبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ نظر آئی کہ ہر قبر پر ایک سایہ لیٹا
ہوا تھا۔ یہ سائے انسانوں جانوروں پرندوں اور بچوں کے تھے۔ یعنی یہ
انسان نہیں تھے بلکہ ان کے سائے قبروں پر ساکت و جامد چپ چاپ پڑے تھے۔
ناگ ان سایوں کے قبرستان سے رینگتا ہوا ایک درختوں کے جھنڈ کے پاس
پہنچا تو اسے آدمیوں کی سرگوشیاں سنائی دیں۔

ناگ نے جھاڑیوں کی شاخوں میں سے دیکھا کہ دوسری جانب دو آدمیوں کے
سائے ایک قبر کھود رہے تھے۔ وہ ان سایوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے
آج تک انسانوں کو قبریں کھودتے دیکھا تھا مگر انسانوں کے سایوں کو قبریں کھودتے
نہیں دیکھا تھا۔ انسان کا اکیلا سایہ کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ انسان خود حرکت نہ
کرے۔ اس کا سایہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ لیکن یہاں معاملہ الٹ تھا۔ انسان تو غائب
تھا اور اس کا سایہ اپنے آپ حرکت کر رہا تھا۔ یہ سیاہ رنگ کا انسانی سایہ تھا۔
ایک سائے کے ہاتھ میں کدال تھا۔ دوسرا کھدی ہوئی قبر کی مٹی پر بیٹھا تھا عجیب منظر تھا

کہ انسان کی بجائے اس کا سایہ قبر پر بیٹھا تھا۔ ان سایوں کی کوئی شکل نہیں تھی۔ بس کالے رنگ کے سائے تھے۔ وہ آپس میں سرگوشیوں کی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک سائے نے دوسرے سائے سے کہا!

"ابھی کتنی قبر اور کھودو گے؟ چھوٹی سی قبر ہی چاہئے۔ چھوٹا سا سایہ ہی دفن کرنا ہے۔"

دوسرے سائے نے کدال رکھ دی اور بولا!

"لو قبر تیار ہوگئی۔ اب سائے کی لاش کو لاؤ۔"

دوسرا سایہ بولا!

لانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود بخود یہاں پہنچ چکا ہے۔ ذرا اس جھاڑی کے پیچھے دیکھو۔ اس قبر کا شکار وہاں موجود ہے۔"

ناگ کے جسم میں پہلی بار خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ وہ دہشت کے مارے اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اس کا سارا جسم لرز اٹھا کہ وہ اپنے سانپ والے جسم سے سائے کی طرح الگ ہوگیا تھا۔ یعنی ناگ کا سایہ اس کے جسم سے الگ ہوگیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا سانپ والا جسم اپنی جگہ پر ویسے ہی کنڈلی مارے پتھر ہوگیا ہے اور وہ خود اپنے سائے کی شکل میں دوسری جھاڑی کے پاس کنڈلی مارے زمین پر بیٹھا ہے۔ اس وقت وہاں دو ناگ تھے۔ ایک ناگ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے پتھر بنا ہوا بیٹھا تھا اور دوسرا اپنے سائے کی شکل میں زندہ تھا۔ اس نے سوچا کہ وہاں سے بھاگ جائے اس کے سائے نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اسے اپنا جسم اتنا بھاری لگا کہ وہ اپنی جگہ

سے ذرا سا بھی نہ ہل سکا۔ اتنے میں دونوں گورکنوں کے سائے اس کے پاس آگئے۔

ایک سائے نے کہا!

"یہ لو قبر کا شکار یہاں بیٹھا ہے۔ یہ ناگ ہے اس کا بت وہ پڑا ہے اس کا سایہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کے سائے کو اٹھا کر قبر میں دفن کر دو۔"

ناگ نے گہرا سانس لیا کہ وہ پرندہ بن کر اڑ جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس کی طاقت جواب دے گئی تھی۔ گورکن کے سائے نے ناگ کے سائے کو زمین سے اٹھایا۔ پھر منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھتا ہوا ناگ کی قبر کی طرف بڑھا۔ ناگ کے سائے نے بہت کوشش کی کہ وہ گورکن کے سائے کی ہتھیلی سے پھسل کر بھاگ جائے۔ مگر اس کی طاقت جاتی رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کو تازہ کھدی ہوئی قبر میں رکھ دیا اور پھر انہوں نے اوپر سے مٹی ڈالنا شروع کر دی۔

ناگ کے سائے پر مٹی کے ڈھیلے گرنے شروع ہو گئے۔ ناگ کے سائے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ رہی تھی۔ مگر جب مٹی میں وہ سارے کا سارا دب گیا تو اسے اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس کیا۔ اس کے بعد ناگ کے سائے کو کچھ ہوش نہ رہا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کی قبر بنا دی۔ قبر تیار ہوگئی تو ایک گورکن سائے نے قبر پر ہاتھ لگایا تو وہاں ناگ کا ایک دوسرا سایہ بن گیا جس طرح کہ دوسری قبروں پر سائے بنے ہوئے تھے۔ دوسرا گورکن سایہ بولا۔

"ناگ کے سائے کو تو ہم نے دفن کر دیا۔ اب اس کے جسم کے بت کو لے جا کر موت کے محل میں رکھ دیتے ہیں۔"

گورکن سایوں نے ناگ کے سانپ کی شکل والے بت کو اٹھایا اور سایوں کے قبرستان میں سے نکل کر باغ میں سے گذرتے ہوئے اونچے ستونوں والے دالان میں آگئے۔ یہاں کونے میں ایک زینہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے ایک لمبی چوڑی راہداری تھی۔ جس کے آگے ایک بہت بڑا ہال تھا۔ اس ہال میں پرندوں جانوروں، کیڑے مکوڑوں، سانپوں اور درندوں کے مجسمے لگے تھے۔ یہ سب وہ درندے، پرندے، چرندے اور سانپ تھے جن کے سائے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے تھے جن کے سائے ان سے جدا ہو کر مر گئے تھے اور قبروں میں دبے پڑے تھے۔

دونوں گورکنوں کے سایوں نے ناگ کے سانپ والا مجسمہ بھی ایک جگہ دیوار کے طاق میں رکھ دیا۔ ناگ کے مجسمہ کو کوئی ہوش نہیں تھا۔ اس کے اندر احساس مردہ ہو گیا تھا۔ احساس اور زندگی کی ہلکی سی رمق اگر کہیں تھی تو وہ ناگ کے سائے میں تھی جو قبر کے اندر دفن تھا۔ اس کے بعد گورکنوں کے سائے وہاں سے چلے گئے۔

اب ہم واپس عنبر اور ماریا کی طرف آتے ہیں۔ جب ناگ کو گئے کافی دیر ہو گئی تو عنبر اور ماریا کو تشویش ہوئی کہ ناگ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔ ماریا نے دھیمی سرگوشی میں کہا۔

"ہمیں ناگ کو نہیں بھیجنا چاہئے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چلو ہم دونوں اس کی تلاش میں چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں وہ کوٹھڑی میں کیا کر رہا ہے۔"

عنبر اور ماریا زینے کے اندھیرے سے نکل کر تیسری کوٹھڑی کی طرف آئے۔ ایک بار پھر انہیں وہی آواز سنائی دی۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔ تمہاری موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔"

عنبر نے کوئی پرواہ نہ کی اور کوٹھڑی کے دروازے پر لگے ہوئے تالے کو پکڑ کر مروڑ دیا۔ تالا ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ میں آگیا۔ عنبر نے دروازہ کھولا اور ماریا سے کہا:

"ماریا میرے ساتھ اندر آجاؤ۔"

کوٹھڑی میں گھپ اندھیرا تھا۔ اندر فضا میں جو تیز بو پھیلی ہوئی تھی اس کی وجہ سے عنبر کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی کیمیاوی بو ہے۔ عنبر تم ٹھیک ہو ناں"؟

"ہاں۔ عنبر نے جواب دیا"

دونوں غور سے دیکھنے لگے۔ انہیں کوٹھڑی کے فرش پر ایک ہانڈی نظر آئی جس کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے کہا:

"اس ہانڈی میں کیا ہے؟ کہیں اس میں ناگ تو بند نہیں ہے؟"

ماریا اور عنبر ہانڈی کی طرف بڑھے۔ انہیں ہانڈی کے اندر سے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے پکار کر کہا:

"ناگ! کیا تم اس کے اندر ہو؟"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے ہانڈی کے منہ سے کپڑا نوچ کر پرے پھینک دیا کپڑے کے ہٹتے ہی کوٹھڑی میں ایک بھیانک چیخ کی آواز گونجی اور ساتھ ہی وہی خشک مگر ڈراؤنی آواز بلند ہوئی۔

"چلے جاؤ! موت تمہارے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔ تم اب بچ نہیں سکتے۔ تم بچ نہیں سکتے۔ موت آگئی ہے۔ موت آگئی ہے۔"

عنبر نے چلا کر کہا!

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے ساتھ ایک بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ اور پھر آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کوٹھڑی میں ایک بار پھر گہرا سناٹا چھا گیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ آواز کسی غیبی آسیب کی تھی عنبر! جب تم بول رہے تھے تو میں نے ساری کوٹھڑیوں میں چکر لگا کر دیکھا تھا۔ ادھر کوئی نہیں تھا۔"

عنبر تشویش سے بولا!

"مگر ناگ کہاں چلا گیا ہے؟ مجھے تو اس کی فکر پڑی ہے۔"

ماریا کہنے لگی!

"میں نے ساری کوٹھڑیاں دیکھ لی ہیں۔ ادھر ناگ نہیں ہے۔

میرا خیال ہے ہمیں محل کے دوسرے کمروں میں تلاش کرنا چاہیئے۔"

اچانک ایک خشک کمزور اور درد بھری آواز سنائی دی۔

"ناگ اپنی غلطی سے مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ وہ اب واپس نہیں آئے گا۔"

ماریا اور عنبر چونک پڑے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ یہ آواز اس لڑکی کی تھی جو ایلوم کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی مجھے اس عذاب سے بچاؤ۔

عنبر نے ماریا سے کہا!

"ماریا تم اس آواز کو سن رہے ہو؟ یہ اسی لڑکی کی آواز ہے جو ہمیں جنگل میں سنائی دی تھی۔"

ماریا نے کہا!

"میں سن رہی ہوں۔"

پھر ماریا نے آواز سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم کون ہو؟ اور ناگ کہاں ہے؟ ہمیں بتاؤ ہم اسے پاتال سے بھی نکال لائیں گے۔"

لڑکی کی آواز پھر سنائی دی۔

"پہلے مجھے باہر نکالو۔"

عنبر نے پوچھا!

"تم کہاں ہو؟

لڑکی نے کہا!

"میں اس ہانڈی میں ہوں۔"

عنبر اور ماریا نے جھک کر ہانڈی میں دیکھا تو اسے ہانڈی کے اندر ایک
چھوٹی سی چڑیا جتنی ایک لڑکی نظر آئی۔ جس کے بال کھلے ہوئے تھے اور وہ
اوپر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے ہاتھ ہانڈی کے اندر لے جا کر لڑکی کو باہر
نکال کر زمین پر رکھ دیا۔

لڑکی نے کہا!

"میں طلسم کے حصار سے نکل آئی ہوں پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اب
بڑی ہونے لگی ہوں۔"

اور لڑکی دیکھتے دیکھتے بڑی بن گئی۔ وہ بڑی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی تھی
مگر رونے اور غم کھانے سے اس کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔

عنبر نے کہا!

"تم کون ہو؟ اور اس ہانڈی میں تمہیں کس نے بند کر رکھا تھا؟

لڑکی نے کہا!

"میرا نام طاشی ہے۔ میری کہانی بڑی دردناک اور لمبی ہے۔ میں
تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے اس طلسم سے آزاد کرایا۔"

عنبر نے کہا!

"مگر ہمارا ساتھی ناگ بھی تمہاری مدد کو آیا تھا۔ وہ کہاں ہے؟

طاشی نے کہا!

"کاش وہ آسیبی آواز پر دوسری کوٹھڑی میں نہ جاتا۔ وہ آواز تو

ان لوگوں کو ڈرانے کے لئے بلند رہتی تھی جو میری مدد کو آنے کی
کوشش کرتے تھے۔ وہ طلسم کی آواز تھی۔"

ماریا نے پوچھا!

"تو پھر اب ناگ بھیا کہاں ہے؟

لڑکی طاشی نے حیرانی سے پوچھا!

"یہ کس لڑکی کی آواز ہے؟ میں نے یہ آواز پہلے بھی اسی کوٹھڑی
میں سنی تھی مگر وہ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہی؟

عنبر کو اب چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے کہا!

"یہ ماریا ہے۔ ہماری بہن ہے۔ میرا نام عنبر ہے۔ ہم یعنی عنبر ناگ
اور ماریا آپس میں بہن بھائی ہیں۔ ہم تمہاری آواز سن کر تمہاری
مدد کرنے یہاں آئے تھے۔ مگر ناگ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ خدا کے
لئے کچھ بتاؤ کہ ہمیں ناگ کہاں ملے گا۔؟

طاشی نے آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!

"مجھے اگر معلوم ہوتا کہ تمہارا بھائی طلسم کی آواز پر دوسری کوٹھڑی
کی طرف چلا جائے گا تو میں اسے پہلے ہی خبردار کر دیتی۔ مگر اس
نے تو موقع ہی نہیں دیا۔ طلسم کی آواز آتے ہی وہ دیوار کی دوسری
جانب چلا گیا۔"

ماریا نے کہا!

"دیوار کی دوسری جانب کیا ہے؟"

طاشی بولی!

"ماریا بہن! یہ مت پوچھو۔ اس سوال کا جواب میں نے دیا تو تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ دوسری طرف موت کی ایک ایسی دنیا ہے کہ جس کا کوئی مردہ بھی تصور کرکے کانپ اٹھے گا۔"

عنبر نے کہا!

"میں ناگ کو وہاں سے نکال لاؤں گا مجھے بتاؤ کہ دیوار کی دوسری طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟ نہیں تو میں یہ دیوار ہی ڈھا دیتا ہوں۔"

طاشی نے کہا!

"اب دیوار ڈھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عنبر بھائی! طلسم کی آواز نے اس موت کی دنیا کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اس راستے کا سراغ اب کسی کو نہیں مل سکتا۔ طلسم کا آسیب ناگ کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ لیکن تم لوگ میری خاطر اپنے بھائی سے بچھڑ گئے ہو۔ میں تمہیں اس دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گی۔"

عنبر نے کہا!

"کیا اس دنیا کو اس محل سے کوئی راستہ نہیں جاتا؟"

طاشی بولی!

"نہیں۔ ابھی تک تم دونوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ میں کون

ہوں اور تم لوگ کس سے باتیں کر رہے ہو۔

سنو! میں شہر اطلان کی رہنے والی ہوں۔ میں اطلان کے ایک سوداگر کی اکلوتی بیٹی ہوں۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا!

اطلان؟ یہ وہ شہر تو نہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آج سے دس ہزار سال پہلے سمندر میں غرق ہو گیا تھا؟"

طاشی نے آہ بھر کر کہا!

"ہاں میں اسی شہر کی رہنے والی ہوں۔"

ماریا نے تعجب سے کہا!

"تو کیا تم دس ہزار سال سے زندہ ہو؟"

طاشی نے اپنے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔ اور بولی!

"میں دس ہزار برس سے زندہ ہوں۔ مگر میری یہ زندگی موت سے بدتر ہے۔ کیونکہ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے جدا ہو گئی ہوں۔ میری کہانی بڑی دردناک ہے۔ آج سے دس ہزار سال پہلے جہاں آج کل بحر اوقیانوس ہے وہاں ہمارا شاندار ملک اطلان آباد تھا۔ یہ بہت بڑا برِّ اعظم تھا۔"

پیارے دوستو!

یہاں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو تاریخ کے حوالے سے کچھ معلومات اس گمشدہ بلکہ غرق شدہ برِّ اعظم کے بارے میں بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ جس

مقام پر آج کل بحرِ اوقیانوس ٹھاٹھیں مارتا ہے وہاں آج سے بتیس ہزار سال
پہلے ایک بہت بڑا براعظم آباد تھا۔ جس کے جنگل درخت پھولوں اور پھلوں
سے لدے ہوئے تھے۔ یہ دنیا کی جنت کہا جاتا تھا۔ ہرے ہرے کھیت لہراتے
تھے۔ گودام اناج سے بھرے ہوئے تھے۔ پھل، پھول، سبزیوں کی کمی نہیں
تھی۔ لوگ اعلیٰ پوشاک پہنتے اور ٹھاٹھ سے زندگی گذارتے تھے۔ یہاں ہر
کوئی خوشحال تھا۔ نہ کوئی غریب تھا نہ امیر۔ لوگ دُور دُور سے علم حاصل کرنے
کے لئے یہاں آتے تھے۔ اطلان کی سلطنت جبرالٹر تک پھیلی ہوئی تھی۔
دولت کی ریل پیل تھی۔ عبادت گاہوں کے گنبد اور مینار سونے چاندی
کے بنے ہوئے تھے۔ عمارتیں اور مکانات سنگِ مرمر کے تھے۔ شاہی محلات
کی شان دیکھنے کے لائق تھی۔ قدیم یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے بھی
اس غرق شدہ براعظم اطلان کا ذکر کیا ہے اور ایک مضمون میں لکھا ہے
کہ اس نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ بحرِ اوقیانوس کی جگہ اٹلانٹا نام کا ایک
عظیم الشان براعظم ہوا کرتا تھا۔ جو زلزلے کی وجہ سے اچانک سمندر میں غرق
ہوگیا۔ جہاں خشکی تھی وہاں سمندر آگیا۔ اور اس ملک کا نام و نشان تک مٹ
گیا۔ لاکھوں کی آبادی کا یہ ملک آن کی آن میں غرق ہوگیا۔ صرف وہ چند ایک
لوگ ہی زندہ بچ سکے جو اس وقت ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ
بعد میں میکسیکو ہی جاکر آباد ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں جنوبی امریکہ کے
ملکوں میں جو قوم آج کل آباد ہے اس کا تعلق زیادہ تر اسی غرق شدہ
براعظم اطلان سے ہی ہے۔ ہم تاریخی طور پر آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ اس
براعظم کو عربی میں عدن۔ انگریزی میں ایڈن، بربری زبان میں اطلان، یونانی
میں اٹلانٹا یا اٹلانٹس، مصری زبان میں اینٹی اور ہسپانوی زبان میں انٹیلا کہا
جاتا ہے۔ چنانچہ جس سمندر میں یہ غرق ہوا تھا اس کا نام بھی اٹلانٹک اوشن
یعنی بحرِ اوقیانوس پڑ گیا۔ ماہرین نے اس غرق شدہ براعظم پر بہت تحقیق کی
ہے اور کئی غوطہ خور سمندر کے نیچے جاکر ڈوبے ہوئے براعظم کے دارالحکومت
اٹلانٹس یا اطلان کے کھنڈروں کی تصویریں بھی لائے ہیں۔ جب میں امریکہ میں
تھا تو میں نے واشنگٹن کے ایک ٹیلیویژن چینل پر ایک فلم دیکھی تھی۔ جس میں
اس ڈوبے ہوئے شہر کی اصلی فلم دکھائی گئی تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے
سمندر کے نیچے بڑے بڑے سفید ستون دیکھے جو ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے
اور نیلی ٹائلوں والے فرش اور محل بھی دیکھے تھے۔ سمندروں میں کھوج
لگانے والوں نے یہ فلم تیار کی تھی۔ آپ بڑے ہو کر تاریخ کی بلکہ تحقیق کی کتابوں
میں اس غرق شدہ براعظم اطلانتس کے بارے میں مزید پڑھیں گے۔

اب میں واپس عنبر ناگ ماریا کی کہانی کی طرف آتا ہوں۔ طاشی جس ملک
کے بارے میں عنبر اور ماریا کو بتا رہی تھی وہ یہی اطلانتس کا غرق شدہ ملک
تھا۔

طاشی کہہ رہی تھی!

وہ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ ملک اطلانتس کے
شہر اطلان میں رہتی تھی۔ میرا باپ سوداگر تھا۔ ہمارے پاس کسی چیز کی
کمی نہیں تھی۔ ایک روز ہم شام کے وقت اپنی کشتی میں سوار ہو کر

سمندر میں سیر کر رہے تھے۔ میرے ساتھ میرے ماں باپ ایک بہن
اور بھائی بھی کشتی میں سوار تھے۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ ہم سمندر
میں سیر کرتے کرتے سمندر میں کافی دور نکل گئے۔ جب واپس ہونے
لگے تو اچانک آسمان پر کالی گھٹائیں چھاگئیں اور تیز طوفانی ہوائیں
چلنے لگیں۔ میرے والد اور بڑے بھائی نے ہمیں کیبن میں چھپا دیا
اور خود کشتی کے پتوار سنبھال لئے۔ مگر اب سمندر میں بھیانک طوفان
آگیا تھا۔ بڑے زور کی بارش شروع ہو گئی۔ ہماری کشتی تنکے کی طرح
ادھر ادھر اچھلنے لگی۔ طوفانی موجیں ہماری کشتی کو اوپر اچھال رہی تھیں
پھر ہمیں ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور ہماری کشتی
سمندر میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔ ہماری کشتی جیسے ایک قیامت خیز
گرداب میں پھنس کر سمندر کی گہرائیوں میں چلی جارہی تھی۔ ہم سب
کیبن میں چھپے بیٹھے تھے۔ کیبن کے دروازے کھڑکیاں بند تھیں
مگر پھر بھی اس کے اندر پانی آنا شروع ہوگیا۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران
ہو گئے کہ سمندر کے پانی کا رنگ سنہری تھا۔ اس کے ساتھ ہی جیسے
ہماری کشتی سمندر کی تہہ میں کسی چٹان سے ٹکرائی اور ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئی۔ ہم نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے اہرام میں پایا۔
جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ ہم سخت پریشان تھے کہ سمندر کی
تہہ میں ہم اس اہرام میں کیسے آگئے؟ بہت جلد ہمیں یہ معلوم
ہوگیا کہ یہ اہرام ہمارے ہی ملک اطلان کا مشہور اہرام ہے

جس کے اندر بادشاہوں کے مقبرے تھے۔ میرے والد نے ہمیں ایک
جگہ بٹھا دیا اور خود ایک بادشاہ کے مقبرے میں اناج اور آگ
جلانے والے پتھروں کی تلاش میں داخل ہوگیا۔ کیونکہ اس زمانے
میں بادشاہ کی لاش کے ساتھ کھانے پینے کا بہت بڑا ذخیرہ
بھی رکھ دیا جاتا تھا۔ اور چقماق کے پتھر بھی جس سے آگ
سلگائی جاتی ہے۔ بہت جلد ہمیں اناج کا ذخیرہ مل گیا۔ میری
والدہ نے آگ جلائی۔ میں نے اناج پیسا اور روٹی پکا کر کھائی۔
ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ دن تھا کہ رات۔ مقبرے میں ایک روغنی
چراغ نہ جانے کب سے روشن تھا۔ ہمیں ہمارے اندازے کے
مطابق اس اہرام میں رہتے دو تین روز ہو گئے تھے کہ ایک
رات ہم اہرام کے فرش پر سو رہے تھے۔ میرے ماں باپ اور
بہن بھائی سو چکے تھے۔ میں جاگ رہی تھی کہ اچانک مجھے کچھ
سائے اپنی طرف بڑھتے نظر آئے۔ پہلے تو میں سمجھی کہ یہ میرا وہم
ہے لیکن سائے قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں
میں قبریں کھودنے والی کدالیں ہیں۔ خوف سے میرا جسم ٹھنڈا ہوگیا
میرا حلق خشک ہوگیا۔ میں اسی طرح بے حس پڑی رہی۔ سایوں میں
سے ایک نے کہا! بھائی! ان سایوں کو دفن کرنے کے لئے لے
چلو۔ پھر انہوں نے میرے سامنے میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں
کے جسموں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اور ان کے سائے ان کے

جسموں سے الگ ہو گئے۔ جہاں میں لیٹی تھی وہاں اندھیرا تھا۔ اسی وجہ سے گورکن سایوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں اور پیچھے کھسک گئی۔ دہشت کے مارے میرے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ گورکن سایوں نے میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سایوں کو زمین پر گرے ہوئے کپڑوں کی طرح اٹھا لیا اور ان کے جسموں کو وہیں رہنے دیا۔ ایک دم میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ گورکن سایوں نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں تیزی سے اٹھی اور اندھیرے میں بھاگ اٹھی۔ میں بھاگتی چلی گئی۔ اس اہرام کے تمام خفیہ راستوں کا مجھے پتہ تھا۔ میں ایک غار میں جا کر چھپ گئی۔ جب کافی دیر گذر گئی اور مجھے گورکن سایوں کی آواز بھی سنائی نہ دی تو میں غار سے نکل کر اسی جگہ آئی جہاں میرے ماں باپ اور بہن بھائی سو رہے تھے۔ وہاں وہ موجود نہیں تھے۔ گورکن سائے ان کے جسموں کو بھی اٹھا کر لے گئے تھے۔ یہاں روغنی چراغ روشن تھا۔ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کی یاد میں رونے لگی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ چراغ کی روشنی میں جہاں میرے جسم کا سایہ پڑنا چاہیے تھا وہاں میرے جسم کا سایہ نہیں پڑ رہا تھا۔ میں نے گھبرا کر روشنی کے آگے اپنا بازو کر دیا۔ فرش پر میرے بازو کا سایہ بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ دہشت سے میرا برا حال ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو چراغ کی روشنی کے آگے کر دیا۔ چراغ کی روشنی میرے جسم پر پڑ رہی تھی مگر میرا سایہ فرش پر سے غائب تھا۔ میں وہیں سہم کر بیٹھ گئی۔

گورکن سائے میرا سایہ لے گئے تھے۔ فرار ہونے کی وجہ سے میرا جسم ان سے بچ گیا تھا۔ میں کافی دیر تک اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتی رہی۔ پھر اٹھ کر سارے اہرام میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو آوازیں دیتی رہی مگر مردہ اہرام سے کسی نے جواب نہ دیا۔ اہرام سے باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا جو پتھروں کی مضبوط دیوار سے بند تھا۔ میں نے اپنے دیوتا ایلوم کو کئی بار مدد کے لئے پکارا مگر دیوتا بھی شاید سو گئے تھے کوئی میری مدد کو نہ آیا۔ ایک روز میں اہرام کی دیوار کے ساتھ سر لگائے بیٹھی تھی۔ کہ دیوار میں حرکت پیدا ہوئی۔ میں ڈر کر پرے ہٹ گئی۔ پھر ایک خشک مگر دہشت طاری کر دینے والی آواز بلند ہوئی۔ اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ طاشی! تو سایوں کے قبرستان سے بچ گئی ہے مگر مجھ سے نہیں بچ سکے گی۔ میں سایوں کے قبرستان کا آسیب ہوں اور مجھے تیری ضرورت ہے۔ چل میرے ساتھ چل۔ میں چیخ مار کر بھاگی۔ لیکن جیسے کسی نے مجھے اپنے لمبے لمبے بازوؤں میں اٹھا لیا اور میں اس کے بازوؤں میں چھوٹی ہوتی چلی گئی۔ اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ میں ایک گہرے کنوئیں میں بند ہوں۔ یہ کنواں نہیں تھا بلکہ وہ ہانڈی تھی جس میں سے تم نے مجھے نکالا تھا۔ مجھے آسیب کے قہقہہ کی آواز سنائی دی۔ آسیب نے کہا۔ طاشی! تیرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے بت موت کے محل کے تہہ خانہ میں لگا دئے گئے ہیں۔ ان کے

سائے، موت کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ مگر تو اب
میرے قبضے میں ہے اور جب تک میرا چلہ پورا نہیں ہوتا تو اسی
ہانڈی میں بند رہے گی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم سب جانتے ہو
ناگ یہاں آیا مگر اس نے آسیب کی آواز کا پیچھا کرنے کی غلطی کی
اور دیوار کی دوسری طرف چلا گیا اور موت کی وادی میں پہنچ گیا
تم نے آسیبی آواز کے پیچھے جانے کی بجائے ہانڈی پر سے کپڑا
نوچ دیا۔ اور یوں تم بچ گئے۔ اور تم نے مجھے بھی ہانڈی سے
نکال کر بچا لیا۔"

خونی پرندوں کا غار

عنبر اور ماریا بڑے غور سے طاشی کی کہانی سن رہے تھے۔
جب طاشی نے اپنی غم ناک داستان ختم کی تو ماریا نے
پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سایوں کے قبرستان کے آسیب
نے ناگ کو بھی وہیں پہنچا دیا ہو گا۔ جہاں تمہارے
ماں باپ اور بہن بھائی کے بت رکھے ہیں۔ یعنی موت
کے محل میں۔"

طاشی نے کہا۔

"اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ناگ
گورکن سایوں کے چنگل میں پھنس گیا۔ ہے تو پھر
انہوں نے اس کے سائے کو بھی دفن کر کے اس
کا بت موت کے محل میں رکھ دیا ہو گا۔ اگر وہ
بچ کر نکل گیا ہے تو موت کی وادی میں خدا جانے
کہاں بھٹک رہا ہو گا۔"

عنبر فکر مند تھا۔ کہنے لگا۔

"طاشی! ہمیں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچانا ہے۔ اور ناگ کو تلاش کرنا ہے۔ مگر ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم اپنی تلاش کا کام کہاں سے شروع کریں؟"

طاشی نے کہا۔

"میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سائے دفن کر دیئے گئے ہوں گے اور جیسا کہ گورکنوں نے اہرام میں کہا تھا۔ ان کے بت موت کے محل میں رکھ دیئے گئے ہوں گے۔ انہوں نے میرے سائے کو بھی دفن کر دیا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم ناگ بھائی کا بھی کھوج لگائیں اور میں اپنے اور اپنے ماں باپ کے سایوں واپس حاصل کروں۔ مگر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ سایوں کا قبرستان اور موت کی وادی کہاں ہے؟"

عنبر اور ماریا گہری سوچ میں تھے۔ وہ ناگ کی وجہ سے بھی بہت پریشان تھے۔ اگر ناگ کو کچھ ہو گیا تو بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"طاشی کا کہنا ہے کہ ناگ سامنے والی دیوار کے پار

گیا تھا اور گم ہو گیا۔ کیوں نہ ہم اس دیوار کو توڑ ڈالیں؟"

طاشی بولی۔

"ادھر اب کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس آسیب نے مجھے اس ہانڈی میں قید کیا ہوا تھا وہ جا چکا ہے۔ شاید وہ تم دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور عنبر نے ہانڈی کے کپڑے کو نوچ کر آسیب کو شکست دے دی تھی۔ پھر بھی تم دیوار کو توڑ سکتے ہو تو توڑ کر دیکھ لو۔"

عنبر دیوار کے پاس گیا۔ اس نے پوری طاقت سے پتھر کی دیوار کو ٹھوکر ماری۔ دیوار درمیان سے ٹوٹ گئی۔ انہوں نے دوسری طرف جا کر دیکھا۔ ادھر سوائے ویران محل کے سنسان صحن کے اور کچھ نہیں تھا۔ اب وہ موت کی وادی وہاں نہیں تھی۔ جس میں داخل ہو کر ـــــ ناگ گم ہو گیا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اس آسیبی قلعے سے باہر نکل کر حالات پر سوچ بچار کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ویران محل کے باہر ہمیں موت کی وادی کا کوئی راستہ مل جائے۔"

طاشی بولی۔

"مجھے امید نہیں ہے کہ ہمیں یہاں سے کوئی سراغ ملے۔ بہر حال کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

رات ڈھل رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ کہ عنبر ماریا اور طاشی ویران محل کے پرانے دروازے سے نکل کر اس جگہ درختوں میں آ گئے جہاں اُن کا گھوڑا بندھا تھا۔ وہ بیٹھ گئے اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ عنبر نے طاشی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"طاشی! تم دس ہزار سال سے زندہ ہو۔ اگر تمہیں تمہارا سایہ مل گیا تو کیا پھر بھی تم زندہ رہ سکو گی؟"

یہ بڑا اہم سوال تھا۔ مگر طاشی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عنبر ماریا نے ابھی تک طاشی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی ہزاروں سالوں سے زندہ ہیں۔ اس نے ماریا کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ ماریا کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہو گئی ہوئی ہے۔ اور ناگ کے پاس جو طلسم ہے اس کی مدد سے وہ اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ اور اپنے متعلق عنبر نے یہی کہا کہ مجھے ایک بزرگ کی دعا سے اتنی طاقت

مل گئی ہے کہ میں بڑی سے بڑی چٹان کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہوں۔ طاشی کہنے لگی۔

"عنبر بھائی! میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ جب ہمارا شہر بارش اور سمندری طوفان میں دھماکے کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تھا اور ہماری کشتی گرداب میں پھنس کر سمندر کی تہہ میں چلی گئی تھی تو اس وقت ہمارے کیبن میں جو سنہری پانی داخل ہوا تھا اس کی وجہ سے میں اور میرے ماں باپ اور بہن بھائی زندہ بچ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے اگر ہمارے سائے ہمارے جسموں کو واپس مل گئے تو ہم فوراً ہی مر جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر ہم قیامت تک زندہ رہیں۔"

ماریا اور عنبر خاموش بیٹھے طاشی کی گفتگو سنتے رہے۔ ماریا نے کہا۔

"طاشی تمہارا شہر ابھی تک سمندر کے نیچے غرق ہے۔ کیا وہاں سے ہمیں موت کی وادی کا کوئی سراغ مل سکتا ہے؟"

عنبر بولا۔

"ماریا کا خیال ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے موت
کی وادی کا آسیب سمندر کے نیچے غرق اطلان میں
واپس چلا گیا ہو۔ اس سے ہمیں موت کی وادی
کا پتہ چل سکتا ہے۔"
طاشی نے کہا۔
"موت کا آسیب تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔
لیکن ایک خیال مجھے آیا ہے"
"کیا؟" ماریا نے پوچھا۔ طاشی کہنے لگی۔
"جس روز ہمارا شہر سمندر میں غرق ہوا مجھے
معلوم ہے کہ اس روز ہمارا ایک چچا اپنی بیوی بچوں
کو لے کر ساتھ والے ملک میکسیکو میں گیا ہوا
تھا۔ وہ ضرور غرق ہونے سے بچ گیا ہو گا۔
ممکن ہے آج بھی اس میکسیکو شہر میں اس کی
نسل کے لوگ زندہ ہوں اگر یہ لوگ ہمیں مل جاتے
ہیں تو ممکن ہے موت کی وادی کا کچھ سراغ مل
جائے۔"
ماریا نے پوچھا۔
"تمہارے چچا کی نسل کے لوگوں کو کیسے موت کی وادی
کا علم ہو گا؟"

طاشی کہنے لگی۔
"میرا چچا شہر کا کاہن تھا۔ اور اس کے پاس
بہت سے طلسم اور زائچے بنے ہوئے تھے جن کی
مدد سے وہ آنے والے واقعات اور ماضی میں چھپے ہوئے
حالات کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ طلسم اور زائچوں
کا علم سینہ بہ سینہ اس کی میکسیکو میں آباد نسل
کے پاس محفوظ ہو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس
اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"ٹھیک ہے ہم میکسیکو چل کر پتہ کر لیتے ہیں۔
ممکن ہے وہاں سے ہمیں کچھ پتہ چل
جائے۔"
عنبر نے طاشی سے پوچھا۔
"لیکن تم اپنے چچا کی نسل کو کیسے پہچانو گی۔ اس
واقعے کو تو دس ہزار سال گزر چکے ہیں"
طاشی نے کہا۔
"ہمارے خاندان کے لوگوں میں ایک خاص
بات صدیوں سے چلی آتی تھی کہ ہر آدمی اور مرد
کی گردن کے پیچھے خنجر کا نشان قدرتی طور پر بنا

ہوتا تھا۔ ایسا نشان میری گردن کے پیچھے بھی ہے۔
اس نشان کی مدد سے میں اپنے چچا کی نسل کے لوگوں
کو پہچان لوں گی ۔“

عنبر نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم آج ہی یہاں سے ملک میکسیکو کی
طرف کوچ کر جائیں گے۔ لیکن طاشی یہ بتاؤ کہ تمہیں
بھوک لگتی ہے؟ نیند آتی ہے؟ ہمیں تو بھوک بھی نہیں
لگتی اور نیند بھی نہیں آتی۔ میرا مطلب ہے ہم
چاہیں تو سو سکتے ہیں ۔“

طاشی بولی۔

”ابھی تک تو مجھے نہ بھوک محسوس ہوئی ہے
نہ پیاس اگر ایسی بات ہوئی تو میں تمہیں بتا دوں
گی۔ شاید ایسا اس لیے ہے کہ مجھ سے میرا
سایہ بچھڑ گیا ہے ۔“

ماریا کہنے لگی۔

”ہمیں میکسیکو جانے کے لیے افریقہ کی کسی بندرگاہ
سے سمندری جہاز میں سفر کر کے بہت بڑا سمندر عبور
کرنا ہوگا ۔“

عنبر نے کہا۔

”یہ سمندر بحر اطلانتک ہے۔ یہی وہ سمندر ہے
طاشی جس کی تہہ میں تمہارا شہر آج سے دس ہزار
برس پہلے غرق ہو گیا تھا۔ بعد میں اس
سمندر کا نام بھی تمہارے ملک اطلانتس کے نام پر
بحر اطلانتک رکھ دیا گیا ۔“

طاشی اداس آواز میں بولی۔

”مجھے میرا شہر بہت یاد آتا ہے۔ ہم بڑی خوشی
خوشی اپنے شاندار مکان میں زندگی بسر کر رہے
تھے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ میرے پیارے بہن
بھائی اور ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔“

اور طاشی آہستہ آہستہ رونے لگی۔ ماریا اور عنبر نے اسے
حوصلہ دیا۔ عنبر نے کہا۔

”طاشی بہن اب ہم بھی تمہارے غم میں شامل ہیں۔
کیونکہ ایک ہمارا بھی بھائی ناگ تمہارے
ماں باپ کے ساتھ ہی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔
تم فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو ہم ہمت اور حوصلے
سے کام لے کر اس مصیبت پر ضرور فتح حاصل
کر لیں گے ۔“

یونہی باتیں کرتے کرتے باقی کی رات گزر گئی۔ دن

کا اجالا چاروں طرف پھیل گیا۔ دن کی روشنی میں ماریا اور
عنبر نے طاشی کو غور سے دیکھا۔ وہ بڑی خوب صورت
اور معصوم چہرے والی لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں سیاہ اور
رنگ گورا تھا۔ بال بھورے بھورے تھے۔ اس نے قدیم
زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا
کہ دوسرا گھوڑا کہاں سے لایا۔ عنبر نے یہ تجویز پیش کی کہ
وہ پیدل چلے گا۔ اور طاشی گھوڑے پر بیٹھ جائے۔ شہر پہنچ
کر وہ ایک نیا گھوڑا خرید لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا۔

جنگل والے ویران محل سے لے کر ایتھوپیا کے شہر تک
پہنچنے میں انہیں ساری رات لگ گئی۔ رات انہوں نے
ایک سرائے میں بسر کی۔ یہاں انہوں نے ایک نیا گھوڑا
خریدا اور افریقہ کے بندرگاہی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔
یہ سفر بھی کافی لمبا تھا۔ اور چار دن کے سفر کے بعد وہ بندرگاہ
پر آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر میکسیکو
کی طرف کا سمندری سفر شروع کر دیا۔

عنبر ماریا اور طاشی کو ہم سمندری سفر پر چھوڑتے ہیں
اور واپس کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیٹی، تھیوسانگ
کو جیب میں ڈالے گھوڑے پر سوار قرینہ کی طرف چلی آ رہی

تھی۔ جنگل اس کے سامنے تھا۔ جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا
تھا۔ کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ تھیوسانگ کو چمگادڑ کی شکل
سے کیسے انسانی شکل میں لائے گی۔ وہ اکیلی بھی تھی۔ اگر
عنبر، ناگ، ماریا اس کے پاس ہوتے تو اسے کچھ حوصلہ ہوتا۔
وہ اس کی مدد بھی کرتے مگر اب تو وہ اکیلی تھی اور تھیوسانگ
ننھے سے مٹھی بھر کے چمگادڑ کی شکل میں اس کی جیب میں
پڑا تھا۔ وہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے
کہ چمگادڑ بننے کے بعد اس میں یہ خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ
زمین کے نیچے سینکڑوں میل کی گہرائیوں میں دیکھ سکتا تھا۔
افریقہ کے ویران اور کشادہ جنگل کا علاقہ شروع ہو گیا۔
یہ جنگل ایسا تھا کہ جنگلی گھاس کی جھاڑیاں اُگی تھیں۔ ٹنڈ
منڈ درختوں کے جھنڈ دُور دُور فاصلے پر کھڑے تھے۔ میدان
اونچا نیچا تھا۔ کہیں کہیں کھڈیں اور نالے بھی تھے۔ ان نالوں میں
کہیں پانی بہتا تھا اور کہیں وہ خشک پڑے تھے۔ کیٹی کا گھوڑا
اس ویران علاقے میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے تھیوسانگ
کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا تھا۔
تاکہ اسے تازہ ہوا لگتی رہے۔ تھیوسانگ چھوٹا سا چمگادڑ
بنا کیٹی کے کاندھے سے چمٹا ہوا اپنی ننھی ننھی چوہے
ایسی گول سیاہ آنکھوں سے جنگل کے درختوں کو تک رہا

تھا۔ اس نے اپنی باریک آواز میں کیٹی کے کان میں کہا۔
"کیٹی! کیا تمہیں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو آ رہی
ہے؟"
کیٹی نے سانس کھینچا اور کہا۔
"نہیں تھیوسانگ!"
تھیوسانگ خاموش ہو گیا۔ کیٹی کا گھوڑا جنگل کے میدان
میں چلتا رہا۔ ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی عنبر ناگ ماریا
کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ وہ دل میں فکر مند تھی کہ اتنے بڑے
افریقہ کے ملک میں وہ اپنے دوستوں کو کہاں تلاش کرے
گی۔ دن گزر رہا تھا۔ دھوپ ڈھلنے لگی تھی۔ اب افریقہ
کے اس علاقے کا جنگل والا میدان ختم ہو گیا اور ریتلی
زمین شروع ہو گئی۔ تھیوسانگ چھوٹے سے چمگادڑ کی شکل
میں اس کے کاندھے پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ وہ خود بھی اپنی
حالت پر بڑا پریشان تھا۔ اس نے باریک آواز میں
کیٹی سے کہا۔
"کیٹی! کیا تمہیں یقین ہے کہ میں پھر سے انسانی شکل
میں آ سکوں گا؟"
کیٹی نے سانس بھر کر کہا۔
"کیوں نہیں تھیوسانگ بھائی۔ خدا نے چاہا تو یہ

مشکل بھی حل ہو جائے گی"
تھیوسانگ نے ریتلی زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
"کیٹی! میں اس صحرا کے نیچے دور گہرائی میں ایک
دریا کو بہتا دیکھ رہا ہوں"
کیٹی نے کہا۔
"تمہاری اس طاقت کا کوئی فائدہ نہیں تھیوسانگ
کاش یہ طاقت تمہیں اس چمگادڑ والے جسم سے
نجات دلا سکتی"
تھیوسانگ نے کہا۔
"نہ ہم خلائی جہاز میں داخل ہوتے اور نہ
ہمیں چمگادڑ کی خلائی بلا کی مصیبت پڑتی۔ مگر جو
تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا"
اب جنگل پیچھے رہ گیا تھا اور وہ ایک صحرا میں آ گئے تھے
جہاں چاروں طرف ریت ہی ریت تھی۔ کیٹی نے تشویش
کے ساتھ کہا۔
"اگر یہاں پانی نہ ملا تو ہمارا گھوڑا زیادہ دیر تک
ہمارا ساتھ نہ دے سکے گا"
تھیوسانگ نے زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
"زمین کے اندر تو ایک دریا بہہ رہا ہے۔ مگر اس

کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔ پانی صحرا کے اوپر ملنا
چاہیئے۔"
کیٹی کو ڈھلتی دھوپ کی روشنی میں دور ایک اونچا
سا ٹیلہ دکھائی دیا۔ پہلے تو وہ اسے ریت کا ٹیلہ سمجھی مگر
جب قریب آئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک کافی بڑا اہرام نما
کا جھونپڑا ہے جس کی گول تکونی چھت درختوں کی چھال
اور شاخیں ڈال کر بنائی گئی تھی۔ کیٹی نے کہا۔
"اس ویرانے میں یہ جھونپڑی کس نے بنائی
ہے؟"
تھیوسانگ نے بھی اپنے ننھے سے چمگادڑ والے جسم
اور چھوٹے سے انسانی چہرے کو اٹھائے کیٹی کے کاندھے
پر بیٹھا اس جھونپڑی کو تکنے لگا۔
"یہاں کوئی انسان نظر نہیں آتا کیٹی۔"
کیٹی گھوڑے سے اُتر پڑی۔ جب وہ جھونپڑی کے پیچھے
آئی تو یہ دیکھ کر خوش ہوئی کہ وہاں سوکھی گھاس کا بہت بڑا
ڈھیر پڑا تھا۔ اور ایک پانی سے بھرا حوض بھی تھا۔ اس نے
گھوڑے کو گھاس کھانے اور پانی پینے کے لیے چھوڑ دیا۔
اور جھونپڑی کے اندر آگئی۔ جھونپڑی اندر سے بالکل خالی تھی۔
کیٹی نے کہا۔

"گھاس کے ڈھیر اور پانی کے حوض سے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہاں کوئی انسان ضرور رہتا ہے مگر جھونپڑی
بالکل خالی ہے۔"
تھیوسانگ باریک آواز میں بولا۔
"ممکن ہے یہاں کبھی کبھی کوئی آتا ہو۔ یا پھر یہ
جھونپڑی کسی نے مسافروں کے لیے بنائی ہو۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"ہم یہاں رات گزار سکتے ہیں۔"
جھونپڑی کے درمیان میں ایک جگہ سے زمین تھوڑی سی
کھدی ہوئی تھی اور وہاں اینٹوں کے چولہے پر ایک خالی
ہانڈی پڑی تھی۔ کیٹی نے ہانڈی کو جھک کر غور سے دیکھا اور
بولی۔
"یہاں کوئی کھانا پکاتا رہا ہے۔ مگر ہانڈی بالکل خالی
ہے۔"
اس نے تھیوسانگ کو کاندھے سے اتار کر وہیں ایک
اینٹ پر بٹھا دیا اور خود بھی پاس ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ
گئی۔ صحرا میں سورج غروب ہوگیا۔ اور تھوڑی دیر بعد رات
ہو گئی۔ مگر تاروں کی وجہ سے صحرا میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ کیٹی
اور تھیوسانگ نیند سے بے نیاز تھے۔ گھوڑا پیٹ بھر کر گھاس

کھانے اور پانی پینے کے بعد جھونپڑی کے باہر مزے سے
کھڑا تھا۔ کیٹی جھونپڑی کے اندر ریت پر بیٹھی تھیوسانگ سے
عنبر ناگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کر رہی تھی۔ پھر
اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ
سکتی۔ کاش تمہارا طلسم کسی طریقے سے ٹوٹ
جائے اور تم پھر سے انسانی شکل میں واپس
آجاؤ۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"میں خود اپنی حالت پر پریشان ہوں۔ مگر مجبور
ہوں۔"

اس نے اپنا ننھا سا انسانی سر اپنے چمگادڑ والے
پروں میں چھپا لیا۔ کیٹی بھی لیٹ گئی۔ اور اس نے آنکھیں بند
کر لیں۔ باہر صحرائی رات خاموش تھی۔ اچانک کیٹی کو گھوڑوں
کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی ـــــ
پھر اسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آئیں۔ کیٹی نے
تھیوسانگ کو اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔
اور یہ کہتی ہوئی جھونپڑی سے باہر کو بھاگی کہ کوئی آ رہا
ہے۔ وہ باہر نکلی ہی تھی کہ اس نے تین گھوڑ سوار دں

کو دیکھا جو گھوڑے دوڑاتے کیٹی کی طرف بڑھ رہے تھے۔
کیٹی تیزی سے اپنے گھوڑے کی طرف دوڑی۔ اتنے میں پیچھے
سے ایک تیر آیا اور اس کی کمر میں پیوست ہو گیا۔ آدھا تیر
اس کے سینے سے آگے باہر نکل آیا تھا۔ کیٹی نے تھیوسانگ
سے کہا۔

"مجھے تیر لگا ہے تھیوسانگ مگر میں یہ ظاہر کروں
گی کہ میں مر گئی ہوں۔ تم آواز مت نکالنا۔ میں
یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ لوگ کون ہیں۔ میں تمہیں
باہر نکال کر ریت میں چھپا رہی ہوں۔"

کیٹی نے جلدی سے تھیوسانگ کو جیب سے نکالا۔ اسے
ریت میں چھپایا اور وہیں گر پڑی۔ تیر ابھی تک اس کی کمر
میں گھسا ہوا تھا۔ تینوں گھوڑ سوار گھوڑے دوڑاتے
اس کے قریب آکر گھوڑوں سے اتر پڑے۔ یہ تینوں
شکل و صورت سے کوئی جرائم پیشہ لوگ لگ رہے تھے۔
ان میں سے ایک کے گھوڑے پر ایک لڑکی رسیوں سے
بندھی ہوئی پڑی تھی۔

ایک گھوڑ سوار نے جھک کر کیٹی کو دیکھا۔ اسے ہلایا
اور بولا۔

"یہ مر گئی ہے۔ اچھا ہوا۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہاں

ہمیں کوئی دیکھے۔ جھونپڑی کے اندر چلو۔ یہ عورت
مرچکی ہے۔ شاید کوئی مسافر تھی۔"
تینوں گھوڑ سوار جھونپڑی کے اندر آ گئے۔ انہوں نے جو
عورت رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔ اُسے جھونپڑی کے فرش
پر ڈال دیا۔ اس کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور کہا۔
"تم آج کی باقی رات اسی جگہ گزارو گی۔ ہم آگے جا
رہے ہیں۔ واپسی پر تمہیں لے لیں گے۔ خبردار یہاں
سے بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ ویسے ہم تمہارے
ہاتھ پاؤں باندھے جاتے ہیں۔"
انہوں نے عورت کے دونوں ہاتھ اور پاؤں رسی سے
باندھ دیئے تاکہ وہ چل نہ سکے اور پھر گھوڑوں پر سوار
ہوکر صحرا میں ایک طرف چلے گئے۔ کیٹی ریت پر اوندھے
منہ پڑی رہی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ تینوں گھوڑ سوار
رات کے اندھیرے میں ایک طرف گھوڑے دوڑاتے چلے
جا رہے تھے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو کیٹی
نے ہاتھ پیچھے لے جا کر اپنی کمر سے تیر نکال کر ریت
پر پھینک دیا اور ریت میں سے تھیوسانگ کو نکال کر
آہستہ سے کہا۔
"گھوڑ سوار چلے گئے ہیں۔ انہوں نے جھونپڑی

میں کسی عورت کو چھپا دیا ہے۔ ہمیں اس عورت
سے ملنا ہو گا۔"
تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔
"وہ مجھے دیکھ کر ڈر جائے گی۔ تم مجھے اپنی جیب میں
ہی رکھنا۔"
کیٹی نے تھیوسانگ کو جیب میں رکھ لیا اور جھونپڑی میں
داخل ہو گئی۔ جھونپڑی میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا مگر کھلے
دروازے میں سے ستاروں کی روشنی اندر آ رہی تھی۔
اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پاؤں
رسی سے بندھے تھے اور وہ زمین پر پڑی تھی۔ اس
عورت نے کیٹی کو اندر آتے دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئی اور
گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔
"تم ـــــ تم کون ہو؟"
کیٹی اس کے قریب آ کر بولی۔
"میں بھی تمہاری طرح ایک عورت ہوں۔ بہن! مگر
تمہیں یہ لوگ کہاں سے اغوا کر کے لائے ہیں؟"
اُس عورت کا رنگ گورا تھا اور آواز میں کمزوری اور
دہشت تھی۔ کہنے لگی۔
"مگر تمہیں تو انہوں نے تیر مار کر مار ڈالا تھا۔ پھر

تم کیسے زندہ ہو گئیں۔ میں نے تمہیں اپنی آنکھوں
سے تیر کھا کر گرتے دیکھا تھا۔"
کیٹی نے کہا۔

"میری بہن! میں نے مرنے کا بہانہ کیا تھا۔ تیر
مجھے لگا نہیں تھا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی
تھی کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور یہاں کس لیے آئے
ہیں۔"
عورت بولی۔

"مگر تم یہاں کیسے آگئی ہو۔ یہ تو بد روحوں کا
صحرا ہے۔ میں تو تمہیں بھی کوئی بد روح سمجھی
تھی۔"
کیٹی نے کہا۔

"میں بدروح نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح ایک
عورت ہوں۔ میں صحرا میں سفر کر رہی تھی۔
کہ رات کو یہ جھونپڑا خالی دیکھ کر یہاں رک
گئی۔ ٹھہرو میں تمہاری رسیاں کھولتی ہوں۔"
عورت نے مایوسی سے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے میری بہن! ان لوگوں
کے آدمی صحرا میں چاروں طرف پہرے پر بیٹھے ہیں۔

وہ میرے ساتھ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔
میری خاطر اپنی جان مصیبت میں نہ ڈالو۔ مجھے میرے
حال پر چھوڑ دو۔"

کیٹی نے عورت کی رسیاں کھول دیں۔ اور کہا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایک عورت کو مصیبت
میں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں کس
لیے پکڑ کر لائے ہیں؟"
اس عورت نے کہا۔

"میرا نام راجکماری دامنی ہے۔ میں افریقہ کے ایک
شہر کے راجہ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میں صبح صبح دریا
پر سہیلیوں کے ساتھ اشنان کرنے آئی تھی کہ ان
لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا۔ یہ مجھے سارا دن جنگلوں
میں لیے لیے پھرتے رہے۔ آخر یہاں لا کر رکھ دیا۔
یہ لوگ ڈاکو ہیں اور مجھے دیوی پر قربان کرنا چاہتے
ہیں۔ وہ جنگل میں قربانی میں جلانے والی خاص
لکڑیاں لینے گئے ہیں۔"
کیٹی نے پوچھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ تمہیں دیوی پر قربان کرنا

چاہتے ہیں؟"
راجکماری نے کہا۔

"مجھے ان کی باتوں سے پتہ چلا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے آدمی اس علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ تم مجھے نہیں بچا سکو گی۔"
کیٹی نے کہا۔

"راجکمار دامنی! میرے ساتھ یہاں سے باہر چلو۔ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گی۔"

راجکماری نے حیرانی سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ پھر بولی۔

"یہ ناممکن ہے۔ وہ لوگ تمہیں بھی پکڑ کر دیوی پر قربان کر دیں گے؟"
کیٹی نے کہا۔

"تم ان باتوں کو بھول جاؤ۔ آؤ میرے ساتھ انسان کو جان بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ زندگی خدا کی نعمت ہے۔"

کیٹی نے راجکماری کو ساتھ لیا۔ اور جھونپڑے سے باہر آئی۔ اس کا گھوڑا ابھی تک باہر ہی تھا۔ اس نے راجکماری گھوڑے پر بٹھایا۔ پھر خود اس کے ساتھ بیٹھی اور گھوڑے ایڑ لگا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا صحرا میں دوڑ رہا۔ مگر ریت کی وجہ سے اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں۔ تھیوسانگ، کیٹی کی جیب میں ہی تھا۔ راستے میں نے راجکماری کو اپنا نام بتا دیا۔ اور کہا کہ وہ اسے اس راجہ باپ کے پاس پہنچا کر پھر اپنے سفر پر جائے۔ کوئی ایک گھنٹہ صحرا میں سفر کرنے کے بعد ریت کا علاقہ ہو گیا۔ اور پھر وہی سنگلاخ میدان شروع ہو گئے۔ اب اندھیرے میں کہیں کہیں درخت بھی نظر آنے تھے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلے بھی تھے۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ اسے اپنے گھوڑے ٹاپوں کے وہ کچھ اور آواز بھی آ رہی تھی۔ اس نے گھوم کر پیچھے دیکھا اسے دُور گھوڑ سوار گھوڑا دوڑاتے اپنے پیچھے آتے آئے۔ راجکماری نے جب انہیں دیکھا تو گھبرا کر بولی۔

"کیٹی بہن! وہ لوگ آ گئے ہیں۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یہاں اتار کر تم اپنی جان بچاؤ۔"

کیٹی نے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور کہا۔
"راجکماری تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں اِن درندوں
کے حوالے نہیں کروں گی۔"
کیٹی بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہو
چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ اِسے
اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ خطرہ یہ تھا کہ راجکماری پکڑی
گئی تو وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔ کیٹی کی نگاہ ٹیلے میں جا
ایک غار میں پڑی۔ اُس کو اور کچھ نہ سوجھا اور گھوڑے کو غار
کے اندر ڈال دیا۔ غار میں اندھیرا تھا گھوڑا اپنے جوش میں غار
آگے تک نکل گیا۔ اچانک غار میں کوئی پرندے پھڑ پھڑاتے
ہوئے اُڑے اور انہوں نے کیٹی اور اس کے گھوڑے اور
راجکماری پر حملہ کر دیا۔ یہ خونخوار چمگادڑیں تھیں جو انسانوں اور
جانوروں کا خون پی کر زندہ رہتی تھیں۔ وہ انسانوں اور ایک
گھوڑے کو غار میں آتے دیکھ کر چمگادڑوں نے اِن کا خون پینے
کے لیے دھاوا بول دیا تھا۔
کیٹی نے گھوڑے پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ راجکما
بھی اس کے ساتھ ہی غار کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ چمگادڑ
شور مچاتیں اِن کے جسموں سے چمٹنے کی کوشش کر رہی تھیں
کیٹی اپنے آپ کو اور راجکماری کو بچا رہی تھی کہ اسے تھیوسا

کی باریک مگر سیٹی ایسی تیز آواز سنائی دی۔
"کیٹی! مجھے چمگادڑ کی بو آ رہی ہے۔ مجھے باہر
نکال دو۔"
کیٹی نے جلدی سے تھیوسانگ کو جیب سے باہر نکال
دیا۔ تھیوسانگ جو کہ ایک چھوٹا سا چمگادڑ تھا مگر جس کا منہ
انسان کا تھا۔ جیب سے نکلتے ہی پھڑ پھڑا کر ہوا میں اُڑا
اور اُس نے اپنے حلق سے اتنی زور کی سیٹی کی آواز نکالی
کہ سارے چمگادڑ پیچھے ہٹ کر دیوار کی چھت سے جا کر
چمٹ گئے۔ تھیوسانگ چمگادڑ کو دیکھ کر اور اس کی تیز سیٹی کی
آواز میں یہ حکم سن کر کہ میں چمگادڑوں کا دیوتا ہوں۔ خبردار
اِن لوگوں کو ہاتھ نہ لگانا وہ سب ڈر کر چھت کے ساتھ جا لگے
تھے۔ راجکماری حیران ہو کر کیٹی کو دیکھنے لگی۔
"تم نے اپنی جیب سے چمگادڑ نکال کر اُڑایا تھا
کیٹی؟"
کیٹی نے کہا۔
"خاموشی سے دیکھتی رہو۔ سوال مت کرو۔"
کیٹی اور راجکماری چھت کو دیکھ رہی تھیں۔ جہاں سارے
کے سارے خونخوار چمگادڑ الٹا لٹک گئے تھے۔ تھیوسانگ
چمگادڑ ان کے درمیان فضا میں تیز تیز اُڑ رہا تھا۔ تھیوسانگ

انہیں اِن کی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ میری دوست ہیں۔ اگر کسی چمگادڑ نے اِن کو ہاتھ لگایا تو میں اِسے وہیں ہلاک کر دوں گا۔"

چمگادڑ ڈر گئے تھے۔ کیونکہ وہ پہلی بار ایک ایسے چ[مگادڑ] کو دیکھ رہے تھے جس کا منہ انسان کا تھا۔ وہ اِ[سے] چمگادڑوں کا دیوتا سمجھ بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"میں تمہارا دیوتا تھیوسانگ چمگادڑ ہوں اور میرے پیچھے تم سب کے پیچھے دشمن لگے ہیں۔"

تھیوسانگ جانتا تھا کہ کیٹی کے پیچھے تینوں ڈاکو اس کا تعاقب کرتے اسی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس نے خو[ن] پینے والی چمگادڑوں سے کہا۔

"تین آدمی گھوڑوں پر سوار غار کی طرف آ رہے ہیں۔ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان کا غار میں داخل ہونے سے پہلے صفایا کر دو۔"

تمام چمگادڑوں نے اونچی آواز میں کہا "ایسا ہی ہو گا ہمارے دیوتا۔" تھیوسانگ لپک کر کیٹی کے پاس آ گیا۔ یہاں روشنی بہت ہی کم تھی۔ اس لیے راجکماری اچھی طرح

سے یہ نہ دیکھ سکی کہ تھیوسانگ کا چہرہ انسان کا ہے۔ وہ اسے کوئی چمگادڑ ہی سمجھ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی کے کان کے پاس جا کر کہا۔

"کیٹی! یہ خونی چمگادڑ تمہارے دشمن ڈاکوؤں کی خبر لینے جا رہے ہیں۔"

اور اس کے ساتھ ہی چمگادڑوں کا غول کا غول شور مچاتا۔ سنسنی خیز آوازیں نکالتا غار سے پھڑ پھڑاتا ہوا باہر نکل گیا ـــــ باہر تینوں ڈاکو ابھی ابھی غار کے پاس پہنچے تھے۔ انہوں نے کیٹی کو غار میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ جونہی وہ گھوڑوں سے اتر کر غار میں داخل ہونے کے ارادے سے آگے بڑھے خونخوار چمگادڑیں ان پر ٹوٹ پڑیں۔ ڈاکوؤں نے تلواریں نکال لیں مگر چمگادڑوں نے سب سے پہلے اِن کی آنکھوں پر حملہ کر کے آنکھیں نکال کر باہر پھینک دیں۔ تینوں خونی ڈاکو اندھے ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اب چمگادڑیں ان کے جسموں سے چمٹ گئیں اور اپنی تھوتھنی کی لمبی سوئیاں ان کے جسموں میں چبھو دیں۔ اور تیزی سے خون پینا شروع کر دیا۔ ایک ایک ڈاکو کو پچاس ساٹھ چمگادڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ ڈاکو بوکھلا کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے مگر چمگادڑوں نے دو سیکنڈ کے اندر اندر تینوں ڈاکوؤں کے

جسم میں سے سارا خون نکال کر پی لیا۔ تینوں ڈاکو ٹھنڈے
مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اب اِن کے گھوڑوں کی باری
تھی۔

راجکماری، کیٹی اور چمگادڑ تھیوسانگ غار کے باہر آ کر
کھڑے یہ خونی تماشہ دیکھ رہے تھے۔ چمگادڑیں گھوڑوں پر
حملہ کرنے لگیں تو تھیوسانگ نے سیٹی کی آواز میں انہیں
حکم دیا۔

"صرف دو گھوڑوں کا خون پینا۔ ایک کو چھوڑ دینا۔"
چمگادڑوں نے تھیوسانگ چمگادڑ کا حکم مانتے ہوئے
ایک گھوڑے کو چھوڑ دیا اور باقی گھوڑوں سے چمٹ
گئیں۔ کیٹی نے لپک کر تیسرے گھوڑے کو پکڑ لیا اور اِسے
غار میں اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا دیا۔ راجکماری خوف زدہ
تھی کہ یہ کیسی چمگادڑ ہے کہ جس کا چہرہ انسانوں ایسا ہے
مگر کیٹی نے اسے سوال پوچھنے سے منع کر دیا تھا۔
دیکھتے دیکھتے چمگادڑوں نے گھوڑوں کا بھی سارا خون
پی لیا۔ اور واپس غار میں چلی گئیں۔ گھوڑے بھی سرد لاشیں
بن کر زمین پر گر گئے تھے۔ غار میں آکر کیٹی نے راجکماری کو
بتایا کہ تھیوسانگ چمگادڑ نہیں ہے بلکہ اس کا دوست ہے اور
انسان ہے مگر طلسم کی وجہ سے اس کی شکل انسانوں ایسی اور جسم

چمگادڑ کا بن گیا ہے۔ راجکماری بے حد
حیرانی ہوئی۔ تھیوسانگ نے راجکماری سے اپنی باریک آواز میں
کہا۔

"راجکماری! تم حیران نہ ہونا۔ میرا طلسم ایک نہ ایک
دن ختم ہو جائے گا۔"
پھر تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔
"کیٹی میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں اسی وقت یہاں
سے نکل جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اِن ڈاکوؤں کے
ساتھی اِن کی تلاش میں اِدھر آجائیں۔"
کیٹی نے اس مشورے کو قبول کیا اور تھوڑی دیر بعد
کیٹی اور راجکماری الگ الگ گھوڑوں پر بیٹھے ٹیلوں سے
نکل کر ایک دریا کے کنارے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے
چلی جا رہی تھیں۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۵۰ "سایوں کے جنازے" پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید سلام

دعا سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند آپ کو خیریت سے رکھے۔ انکل اس ماہ کے ناول بہت ہی اچھے تھے۔ انکل میں ایک عیسائی لڑکا ہوں۔ پھر بھی میں آپ کو عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے گھر والوں کو بھی عید مبارک ہو۔ اور آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ لاہور کے امجد کے بارے میں بھی کہانی بیں لکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی

کہانی کا خاص نمبر لکھ کر بھیجئے اور انکل جس میں امجد بھی ہو۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ اب اجازت چاہتا ہوں اور میری طرف سے عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو سلام خط لکھنے والا گلفام"

گلفام صاحب اپنا پتہ تو آپ نے لکھا ہی نہیں۔ اے حمید صاحب کو اپنا پتہ ضرور لکھیں۔

○

پیارے انکل اے حمید اسلام علیکم

کہانیاں عنبر ناگ ماریا یعنی بچھو لڑکی، ویران مینار پڑھی بہت

مزہ آیا۔ میں نے پہلے بھی خط بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا ہو گا۔ آپ نے خلا کی جو سیریز شروع کی وہ تو سب کہانی زیبتر ہو رہی ہے آپ ماریا کو ایک طاقت اور دیں اس طرح کہ جب یہ ظاہر ہو گی تو یہ عنبر کی طرح ہو گی۔ آپ کہانیاں اچھی لکھ رہے ہیں۔ خلائی گھڑی کا قیدی کب شائع ہو گی کوئی پتہ نہیں۔ جلد شائع کریں کتنے سال ہو گئے ہیں۔

فقط والسلام

عمران خان ولد محمد اللہ خان حافظ انجینئرنگ ورکس ننددتھل سینما بھکر ضلع بھکر

○

میرے پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

عرض یہ ہے ہمارے لیے پیارے پیارے ناول عنبر ناگ ماریا کے تحریر کرتے رہیں یہ ہمارے پورے گھر والے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہم ۱۴۷ ویں قسط پڑھ رہے ہیں جو آپ نے ابھی نئے ناول بھیجے ہیں۔ لائیٹ ہاؤس کے ڈھانچے، بوتل میں بند ناگ، کیٹی سانپ کے آگے بہت ہی اچھے لگے ہیں۔ پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ ہمیں عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ کی تصویریں پیارے انکل اے حمید ضرور بھیجئے گا۔ اس خط کا جواب ضرور دینا میرے پیارے انکل انکار مت کرنا۔ آپ کو قسم ہو عنبر ناگ ماریا کی تصویر ضرور بھیجئے گا ہمیں آپ کے اگلے ناول کا بہت شدید انتظار ہے فقط والسلام

محمد حنیف قلیٹ نمبر C-۴۴ / B-12 گونٹر روڈ سکھر

پیارے انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

انکل ہم کو آپ سے بہت سی شکایتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کی کہانیاں "عنبر ناگ ماریا" سکھر میں بہت ہی دیر سے پہنچتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

انکل جب میں دوسری کلاس کا طالب علم تھا کہانیاں پڑھنی شروع کیں اور اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ انکل میرا ایک بھائی وحید ہے۔ وہ چوتھی کلاس میں پڑھتا ہے وہ بھی آپ کی کہانیاں پڑھتا ہے اور آپ کی بہت ہی تعریف کرتا ہے۔

انکل اس ماہ یعنی مئی کی کہانیاں ۱۷ تاریخ کو سکھر پہنچی ہیں۔ ذرا جلد بھیج دیا کریں۔ انکل اس ماہ کی کہانیوں میں "کیٹی سانپ کے آگے" میں صفحہ نمبر ۱۰۶ اور سطر ۶ پر یوں لکھا تھا "ناگ کو ماریا کی خوشبو آئی تو وہ بولا۔

ماریا! یہ تم ہو کیا؟

انکل ان دو سطروں نے ہمیں الجھا کر رکھ دیا۔ ہم نے سوچا کہ ناگ کو تو آنکھوں میں "ورمت کال بوٹی [?]" کا سرمہ لگا ہے وہ تو اسے دیکھ سکتا تھا۔

انکل ہمیں یادگار کے طور پر عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ [illegible] کی

تصویر اور اپنی ایک عدد تصویر عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

آپ کی کہانیوں کا پرستار

ابو شاق علی جمالی۔ کلاس آٹھویں اے گورنمنٹ کمپری ہینسو ہائی اسکول بیراج کالونی سکھر۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

مجھے آپ کی پہلی کہانی مصر کی ملکہ پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت پسند آئی میں چھٹی جماعت کا امتحان دے چکا ہوں اور آپ کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے ساتویں جماعت میں ہو جاؤں گا۔ میں نے ابھی آپ کی پہلی کہانی پڑھی ہے دوستوں نے بھی آپ کی کہانیوں کی تعریف کی ہے آپ ایک مہربانی کریں کہ عنبر ناگ ماریا کو بھکر کے سفر پر روانہ کریں تو مہربانی ہوگی عنبر وغیرہ کو میرا مہمان بنانا ہوگا۔ کچھ لکھنا چاہتا ہوں معذرت کے ساتھ انکل آپ کہانی لکھنے سے پہلے یہ لکھ دیا کریں کہ پہلے پڑھائی اور نماز اور بعد میں کہانی پڑھیں آپ کی نصیحت بچے بہت جلدی مانیں گے کیونکہ امتحانوں میں بھی لڑکے آپ کی کہانی پڑھتے تھے اس لئے ان کی پڑھائی میں ہرج ہوتا ہے۔ میں نے امتحانوں

ہی آپ کی شہرت سنی لیکن امتحانوں کے بعد پڑھنا
شروع کیا۔ شکریہ اجازت چاہتا ہوں خدا حافظ

محمد فیصل قریشی معرفت محمد اسحاق قریشی عقب تھل سینما گھر ضلع بکھر

جناب اے حمید صاحب السلام علیکم
میں ناگ عنبر اور ماریا کے ناول بہت دلچسپی سے
پڑھتا ہوں اور مجھے یہ ناول پڑھتے وقت بہت لطف آتا
ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے قصے کہانیاں لکھتے
ہیں حمید صاحب میں ایک دن لائبریری پر گیا تو وہاں سے
پوچھا کہ کوئی تاریخی ناول ہے تو انہوں نے مجھے ناگ
عنبر اور ماریا کی پہلی قسط مصر کی ملکہ دے دی۔ جب
میں نے وہ پڑھی تو مجھے بہت پسند آیا۔ اس دن
سے لے کر آج تک میں نے ناگ عنبر اور ماریا سے
ملاقات ہو تو میری طرف سے انہیں سلام پہنچا دیں۔
آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اے حمید صاحب ان تینوں
ماضی کے فنکاروں کی تصویریں بھی میری طرف بھیجیں۔
میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ آپ کی بڑی
مہربانی ہوگی اور میری طرف سے آپ کو اور آپ
کے گھر والوں کو اور ماضی کے تین فنکاروں کو دعا سلام
قبول ہو۔ والسلام آپ کا تابعدار

ضیاء محمد عرف ٹائیگر معرفت شیخ عبدالکریم روئی مشین والا نزد
صدف میڈیکوز نوشقہ جدید۔ پشاور

محترم اے حمید صاحب! السلام علیکم
ویران مینار اور بچھو لڑکی بہت پسند آئے آپ نے
کرداروں کو ایک جگہ کرتے کرتے پھر بکھیر دیا۔ آپ
سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ انہیں متحد کریں اس
کا موقع آپ کے ۱۵۰ ویں ناول میں مل جائے گا
پہلے خاص نمبر میں بھی آپ نے انہیں جمع نہیں کیا
جب کہ پچھلے تمام خاص نمبروں میں آپ انہیں جمع
کرتے رہے ہیں میں نے آپ کی توجہ صلیبی جنگوں کی
طرف کرائی تھی اور آپ نے لکھا تھا کہ ۱۳۴ ویں قسط
میں عنبر صلیبی جنگوں کے دور میں جائے گا لیکن ۱۴۱
قسط تک تو اس کا ذکر بھی نہیں آیا۔ اب ہم مسلمانوں
کو اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ اپنے اندر
اسلامی شعور بیدار کریں کیونکہ مسلمانوں کا استحصال اور
ان کے لئے جانبدار رویہ صدیوں سے دوسری قومیں
اپنائے ہوئے ہیں اور ان کی دولت اور ترقی دیکھ
کر مسلمان خاص طور پر نئی نسل ان سے مرعوب ہوتی جا
رہی ہے۔ ایسے وقت میں ہمیں سلطان صلاح الدین

طارق زیاد محمود غزنوی اور یوسف بن تاشفین جیسے کردار یاد دلانے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اندازہ کر سکیں کہ یہی قومیں جو ہمیں طعنے دیتی ہیں کس طرح ہمارے زیرنگیں اور لگان یافتہ رہ چکی ہیں اور پھر کس طرح ہمارے علمی ذخیرے پر قبضہ کر کے آج ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خدا حافظ

فہیم الزماں گلی نمبر ۱۳ کوارٹر نمبر ۳۱ سیکٹر بی۔ ۳۵ کورنگی کراچی

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

انکل جس طرح اب آپ نے دو کے بجائے تین ناول لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اسی طرح آپ تین کے بجائے چار ناول کب سے لکھنا شروع کریں گے کیونکہ جونہی آپ کے ناول بازار میں آتے ہیں تو میں بھاگا بھاگا جاتا ہوں کہ کہیں آپ کے ناول ختم نہ ہو جائیں۔ مگر جب ناول پڑھتا ہوں تو ایک دو دن میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بے چینی شروع ہو جاتی ہے کہ کب آپ کے ناول آئیں گے۔ انکل آپ نے جتنی بھی سیریز لکھی ہیں۔ مثلاً پرانے قلعے کی قاتل۔ عمران ریحان ایڈونچر وغیرہ، یہ سب بہت ہی مزیدار ہیں۔ انکل آپ خلائی گھڑی کا قیدی کب سے لکھنا شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ناول کا بے چینی سے انتظار ہے۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ آپ کا پرانا قاری۔

حامد اظہر معرفت اظہر مجید مکان نمبر ۱۹۴ انڈس روڈ نمبر ۲ لالکرتی راولپنڈی۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن

اور خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقراء

۱۵ عالم مارکیٹ، لاہور

سایوں کے جنازے

اے حمید

عنبر ناگ، ماریا اور لیتی خلا میں
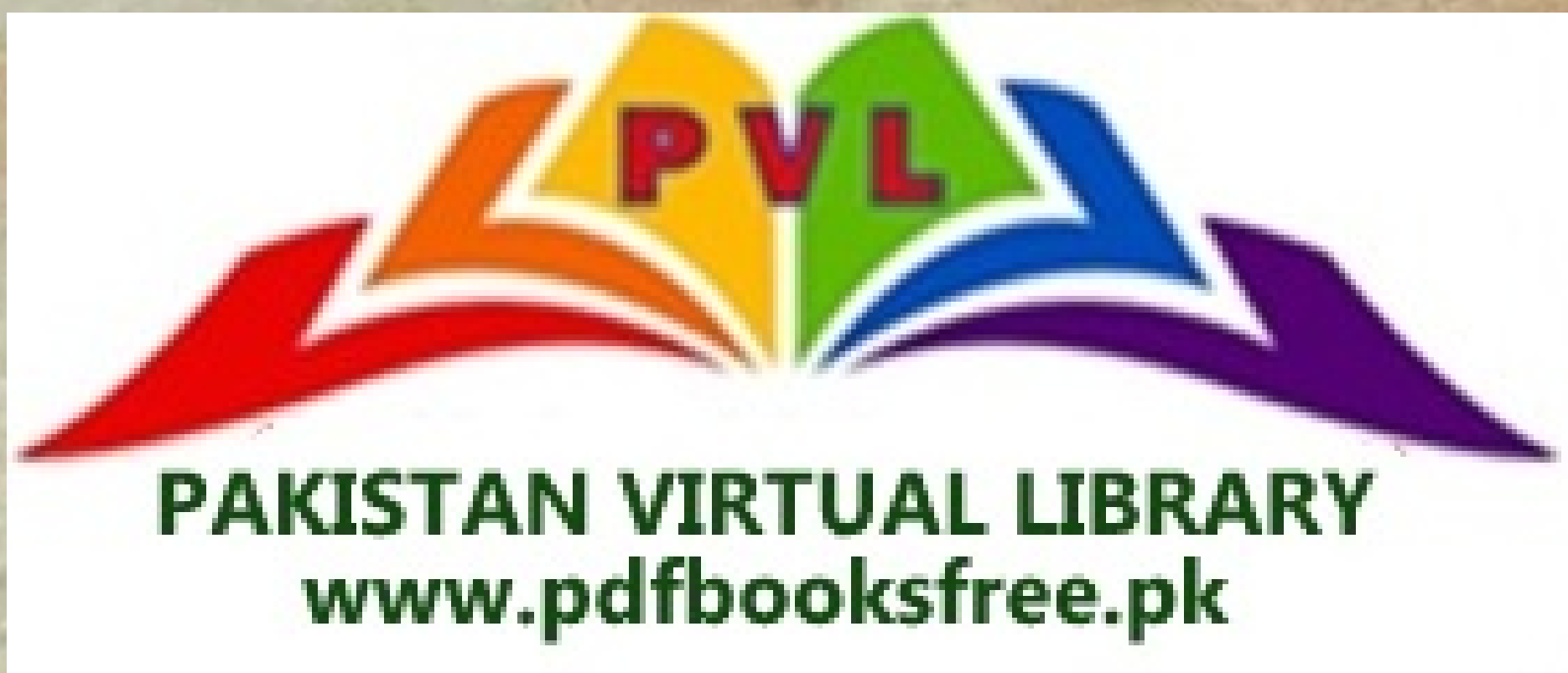
سایوں کے جنازے

اے حمید
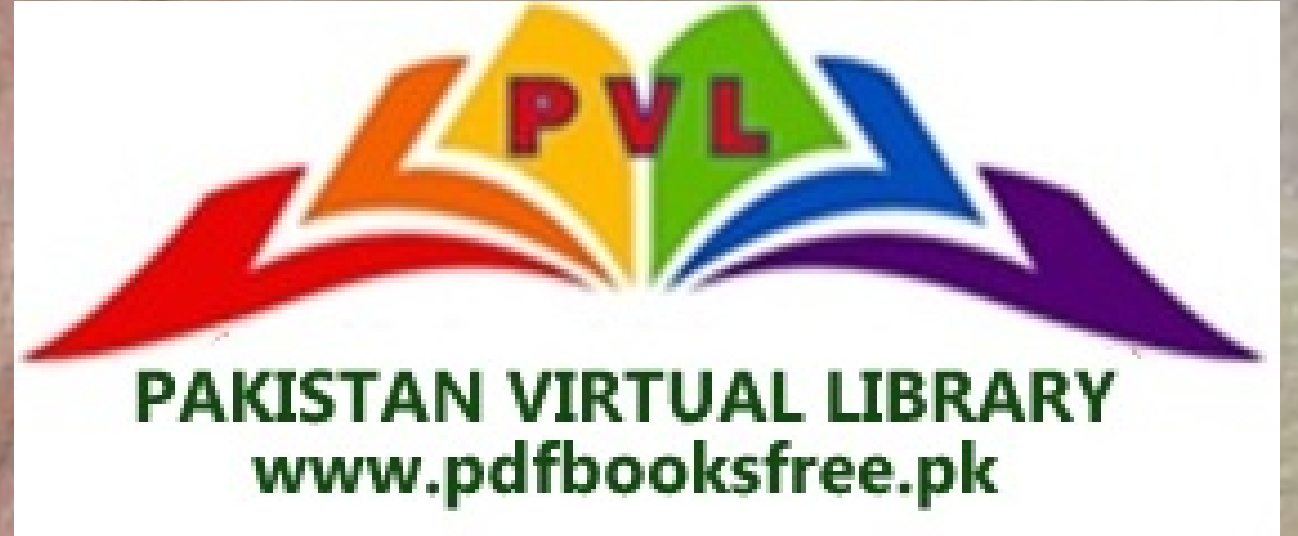
پیارے دوستو!

عنبر، ناگ، کیٹی، تھیوسانگ اپنے واپسی کے سفر میں اس دفعہ ایک ایسے قبرستان میں پھنس گئے جہاں ان کے جسموں سے سائے الگ کر کے زمین میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ اور قبر کے اوپر ان کے سایوں کے عکس نمایاں ہیں۔ اب آپ کو یہ پڑھ کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ اس عذاب سے کیسے نجات حاصل کر سکے۔ اور ماریا کو ان کے لیے کن عجیب وغریب واقعات سے دوچار ہونا پڑا۔

آپ کے حوصلہ افزا خطوط مجھے متواتر مل رہے ہیں۔ بعض دوستوں کے خطوط شائع بھی کر دیئے۔ اتنی گنجائش تو ہوتی نہیں کہ ہر خط شائع کیا جا سکے۔

میں ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جن کے خط جگہ کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے۔

تمہارا انکل اے حمید

454N - راہِ چمن سمن آباد ——— لاہور

قیمت ۵۰/-

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴۱/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

ترتیب

سایوں کے جنازے

راجکماری اور کیٹی گھوڑوں کو دوڑائے جا رہی تھیں۔

تھیوسانگ ایک ننھی سی چمگادڑ کے روپ میں طلسم میں گرفتار کیٹی کی جیب میں تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس کو اس منحوس طلسم سے کب نجات حاصل ہوگی۔ کیٹی سب سے پہلے راجکماری کو اس کے باپ کے پاس پہنچانا چاہتی تھی کیونکہ اسے ڈاکو اغوا کر کے لے گئے تھے۔ جن کے پنجے سے چھڑانے کے بعد کیٹی اسے اپنے ساتھ لئے جنگل میں سے گزر رہی تھی آگے ایک دریا آگیا۔ کیٹی نے گھوڑے کی رفتار آہستہ کر دی۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ اب وہ بدمعاش جنہوں نے راجکماری کو اغوا کیا تھا۔ ان کے پیچھے نہیں آئیں گے۔

اس نے راجکماری سے پوچھا کہ اس کے باپ کا شہر کتنی دور ہے تاکہ وہ اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ راجکماری نے دریا کو پہچان لیا تھا۔ کہنے لگی۔

یہ دریا ہمارے شاہی محل کے قریب ہے

گزرتا ہے اگر ہم اس دریا کے ساتھ ساتھ ایک دن
تک چلتے رہیں تو میرا شہر آجائے گا۔

کیٹی نے تھیوسانگ کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے سے
چمٹا لیا تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے بھی مشورہ لیا۔ تھیوسانگ
نے بھی کیٹی کو یہی مشورہ دیا کہ سب سے پہلے راجکماری کو
اس کے باپ کے پاس پہنچانا ضروری ہے۔ اس کے
بعد ہم اپنے بارے میں سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

اس وقت دن نکل آیا تھا۔ سارا دن وہ دریا کے ساتھ
ساتھ گھوڑوں پر سفر کرتے رہے۔ سورج غروب ہو رہا
تھا کہ راجکماری نے دور اپنے راجہ باپ کا محل اور قلعہ
دیکھا اور خوشی سے چلا کر بولی۔

وہ ہمارا محل ہے۔ میں اپنے گھر پہنچ گئی
ہوں۔ میں تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کیٹی ؟
تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

کیٹی نے مسکرا کر کہا

میں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے۔ راجکماری
کوئی احسان نہیں کیا۔ وہی انسان اچھا ہوتا ہے۔
جو مصیبت میں دوسروں کے کام آئے۔

اس کے ساتھ ہی کیٹی نے راجکماری سے وعدہ لیا کہ وہ

تھیوسانگ کے چمگادڑ بن جانے کے بارے میں کسی سے ذکر
نہیں کرے گی۔ جب وہ راجکماری کو لے کر راجہ کے
محل میں پہنچی تو راجہ اس وقت شاہی نجومی کے پاس
اداس بیٹھا اس سے زائچہ بنوا کر اپنی بیٹی کے بارے
میں پوچھ رہا تھا۔ سامنے اپنی بیٹی کو دیکھ کر وہ خوشی سے
نہال ہو گیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور دونوں
کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ پھر راجکماری نے اپنے باپ
کا کیٹی سے تعارف کرایا اور بولی۔

پتا جی! اگر میری یہ سہیلی مجھے صحرا میں سے
نہ نکالتی تو خدا جانے پھر مجھے آپ کی صورت دیکھنی
بھی نصیب نہ ہوتی۔

راجہ نے کیٹی کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اسے شاہی مہمان خانے
میں اپنے ساتھ لے کر گیا۔ شاہی نجومی اس وقت جو زائچہ بنا
رہا تھا اس میں راجکماری کے نام کا جو خانہ بنا ہوا تھا نجومی
اس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس خانے میں ایک عجیب
شکل بار بار ابھر کر سامنے آرہی تھی۔ یہ شکل ایک انسانی
ہاتھ کے ہڈیوں کے ڈھانچے کی تھی جو دیوار پر کچھ لکھ
رہا تھا۔ نجومی اس وقت اکیلا تھا۔ اس نے غور سے
پڑھا۔ انسانی ہاتھ کے ڈھانچے نے دیوار پہ اس زمانے

کی زبان میں لکھا۔ پستک کا تیسرا ورق دیکھو، اس کے
ساتھ ہی خانے میں سے ہڈیوں کا ہاتھ غائب ہوگیا۔
نجومی سوچ میں پڑ گیا کہ یہ غیبی اشارہ کس کے لئے تھا؟
پستک اس کے پاس ہی تھیلے میں بند پڑی تھی۔ اس
نے جلدی سے پستک کو نکال کر اس کا تیسرا ورق
دیکھا تو وہاں یہ عبارت لکھی تھی۔

بھدواڑ۔ ایک چمگادڑ ہے اس کا چہرہ
آدمی کا ہے نئی عورت کی تلاشی لو۔

اس کے بعد عبارت اپنے آپ ورق پر سے غائب ہوگئی۔
بھدواڑ اس نجومی کا نام تھا اور وہ راجہ کا خاص نجومی
تھا۔ یہ کالے علم کا بھی ماہر تھا اور ہمیشہ جوان رہنے
کے لئے کالے علم کے ٹونے کرتا رہتا تھا یہ خاص پستک
یعنی کتاب بھی کالے علم ہی کی تھی۔ نجومی بھدواڑ یہ
طلسمی تحریر پڑھ کر دنگ رہ گیا۔ نئی عورت کی تلاشی
لینے پر انسانی شکل والا چمگادڑ مل سکتا تھا اور اس
چمگادڑ کی مدد سے نجومی بھدواڑ ایک ایسا طلسم بنانے
میں کامیاب ہو جاتا جس کے بعد نجومی ہمیشہ جوان رہتا۔
اس کی عمر ایک جگہ ٹھہر جاتی اور وہ کبھی بوڑھا نہ ہوتا۔
اس نے سوچا کہ محل میں نئی عورت کون ہو سکتی
ہے؟

اچانک اسے راجکماری کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی کا خیال
آگیا وہی عورت وہاں نئی تھی۔
بھدواڑ نے اس عورت یعنی کیٹی کی تلاشی لینے کا
فیصلہ کر لیا۔ وہ خود یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے
لئے کسی عورت کی خدمات حاصل کرنی ضروری تھی۔ بھدواڑ
کی ایک پھپھے کٹنی واقف تھی۔ یہ بڑی عیار عورت تھی۔
اور ہر بھیس بدل لیتی تھی۔ نجومی بھدواڑ نے اسے
اپنے مکان پر بلا کر کہا کہ جو لڑکی شاہی محل میں آکر
ٹھہری ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا چمگادڑ ہے جس کی
شکل آدمی کی ہے۔ مجھے اپنے طلسم کے لئے اس چمگادڑ
کی ضرورت ہے۔ اگر تم مجھے یہ چمگادڑ لا دو تو میں اپنے
ساتھ تمہیں بھی پھر سے جوان کر دوں گا۔ ایک بڈھی
کھوسٹ عورت کے لئے یہ بہت بڑا لالچ تھا کہ وہ
پھر سے جوان بنا دی جائے گی۔ اسے معلوم تھا کہ نجومی
بھدواڑ بڑا تجربے کار ساحر ہے اور وہ اس قسم کا طلسم بنا
سکتا ہے چنانچہ وہ کیٹی کی تلاشی لینے پر تیار ہو گئی۔
کیٹی شاہی مہمان خانے میں ہی ٹھہری ہوئی تھی اور تھیوسانگ
سے مشورہ کرنے کے بعد اگلے دن وہاں سے عنبر ناگ ماریا
کی تلاش میں روانہ ہونے والی تھی کہ شام کو پھپھے کٹنی

وہاں پہنچ گئی ۔ یہ عورت چہرے بدلنے کی ماہر تھی۔ اس
نے اپنے چہرے پر انسانی جلد سے ملتی جلتی ایک ایسی
جھلّی چڑھا رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بالکل
بدل گیا تھا۔ ایسا اس پھپھے کٹنی نے اس لئے کیا تھا کہ
اگر بعد میں کیٹی اسے محل میں دیکھے تو پہچان نہ سکے۔

کیٹی کے پاس آتے ہی اس نے رونا شروع کر دیا اور
روتے ہوئے کہا

بیٹی تو راجکماری کی سہیلی ہے۔ راجکماری سے
کہہ کر راجہ سے پاس میرے بیٹے کی سفارش کر دے
وہ قید میں پڑا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی صورت
کو ترس رہی ہوں۔

پھپھے کٹنی نے ایسی درد انگیز اداکاری کی کہ کیٹی اس سے بہت
متاثر ہوئی۔

اس نے کہا

اماں! میں راجکماری کے ذریعے راجہ کو کہلوا کر
تیرے بیٹے کو چھڑوا دوں گی۔ تو فکر نہ کر۔ میں آج
ہی راجکماری سے جا کر ملتی ہوں۔

پھپھے کٹنی نے کیٹی کے پاؤں چھو لئے اور پھر جلدی سے
ایک پوٹلی میں سے لڈو نکال کر کہا

بیٹی نیک شگون کے لئے یہ لڈو تھوڑا سا کھا لے
تاکہ مجھے تسلی ہو جائے۔ یہ لڈو میں مندر سے لائی
ہوں۔ تیرے تھوڑا سا چکھ لینے سے میرا بیٹا قید سے
ضرور چھوٹ جائے گا۔ تو میرے لئے رحمت کی دیوی
بن کر محل میں آئی ہے۔

کیٹی کو ذرا سا بھی شبہ نہیں تھا۔ اس نے بوڑھی ماں کا دل
رکھنے کے لئے لڈو تھوڑا سا چکھ لیا۔ لڈو کھاتے ہی اسے
چکر آیا اور وہ دھڑام سے پلنگ پر گر پڑی۔ پھپھے کٹنی
نے جھک کر غور سے کیٹی کو دیکھا۔ کیٹی بے ہوش ہو چکی تھی۔
اس نے فوراً کیٹی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کی
جیب میں پھپھے کٹنی کو انسانی شکل والا چمگادڑ مل گیا۔ یہ
چھوٹی چڑیا جتنا تھا۔ تھیوسانگ نے پھپھے کٹنی کو
کاٹنے کی کوشش کی مگر پھپھے کٹنی نے فوراً اسے رومال
میں لپیٹ لیا اور وہاں سے بھاگ گئی۔

بھدواڑ نجومی کو جب انسانی شکل والا چمگادڑ ملا تو
خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے پھپھے کٹنی
کو انعام دے کر واپس بھیجا اور اس وقت طلسم بنانا شروع
کر دیا۔ چمگادڑ تھیوسانگ کو اس نے ایک ہانڈی میں
بند کر کے اوپر پتھر کی سل رکھ دی تھی۔ طلسم بنانے

میں اسے سارا دن اور ساری رات درکار تھی ۔ وہ اپنے مکان کی اندھیری کوٹھڑی میں شام تک طلسم بناتا رہا ۔ پھر کوٹھڑی کو تالا لگا کر محل میں چلا آیا ۔ شام تک کیٹی بے ہوش پڑی رہی ۔ جب راجکماری نے دیکھا کہ کیٹی اس سے ملنے نہیں آئی تو اسے تشویش ہوئی ۔ وہ وہ خود اس کے کمرے میں گئی ۔ کیا دیکھتی ہے کہ کیٹی پلنگ پر بے ہوش پڑی ہے ۔ اس نے فوراً شاہی وید کو بلوایا تھوڑی دیر بعد کیٹی کو ہوش آ گیا ۔ اس نے آنکھیں کھول کر راجکماری کو دیکھا ۔ راجکماری نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کیسے بے ہوش ہو گئی تھی ۔ کیٹی نے سب سے پہلے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ چمگادڑ تھیوسانگ غائب تھا ۔ وہ سمجھ گئی کہ جو عورت اس کے پاس آئی تھی وہ کوئی عیار عورت تھی اور تھیوسانگ کو اڑانے اس کے پاس آئی تھی ۔ کیٹی نے ساری بات راجکماری کو بتا دی ۔ راجکماری سوچ میں پڑ گئی ۔ پھر کہنے لگی ۔

کیٹی ! تم بالکل نہیں گھبراؤ وہ عورت کوئی جادوگرنی یا کسی جادوگر کی بھیجی ہوئی تھی ۔ کیا تم اسے پہچان لوگی ؟

کیٹی نے کہا

ہاں مجھے اس کی شکل اچھی طرح سے یاد ہے ۔

راجکماری نے کیٹی کو محل کی ساری عورتیں خادمائیں اور کنیزیں دکھائیں ۔ ان میں بھیسے کٹنی بھی شامل تھی مگر اس وقت بھیسے کٹنی اپنی اصلی شکل میں تھی اور کیٹی اسے پہچان نہیں سکتی تھی ۔ کیٹی نے مایوسی سے کہا

ان میں وہ عورت نہیں ہے راجکماری ۔

راجکماری نے کہا

ضرور وہ عورت باہر سے آئی ہوگی ۔ میں راجہ سے کہہ کر سارے علاقے کی ناکہ بندی کراتی ہوں تاکہ وہ عورت اگر شہر میں ہے تو تھیوسانگ کو اغوا کر کے یہاں سے نکلنے نہ پائے ۔

مگر تھیوسانگ تو شاہی نجومی کی کوٹھڑی میں ہانڈی کے اندر بند تھا ۔ اور وہاں تک کوئی بھی نہیں جا سکتا تھا ۔ کیٹی پریشان تھی ۔ وہ تھیوسانگ کو چھوڑ کر وہاں سے نہیں جا سکتی تھی ۔ اس نے اپنے طور پر تھیوسانگ کی تلاش شروع کر دی ۔ وہ سارا دن شہر کی گلیوں میں گھومتی رہتی ۔ مشکل یہ تھی کہ تھیوسانگ جس حالت میں تھا اس کے جسم سے اس کی خوشبو بھی نہیں آتی تھی ۔ کیٹی کو اس شہر میں ایک ہفتہ گزر گیا اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ

نہ ملا۔ دوسری طرف بھدواڑ نجومی نے طلسم تیار کر لیا
تھا اور اب وہ آخری منتر کے لئے تھیوسانگ کو لے
کر شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں چلا آیا۔ جہاں
اسے آدھی رات کو خاص منتر پڑھنے کے بعد انسانی چمگادڑ
کی گردن کاٹ کر اس کے خون کو اپنے جسم پر گرانا تھا۔

وہ رات بڑی تاریک تھی۔ آسمان پر ستارے بھی
ڈر ڈر کر چمک رہے تھے۔ بھدواڑ نجومی اپنے سامنے
تھیوسانگ کی بند ہانڈی رکھے زمین پر آلتی پالتی مارے
بیٹھا طلسمی منتروں کا جاپ کر رہا تھا۔ ایک چھری بھی
اس کے قریب ہی پڑی تھی۔ منتر پڑھنے کے بعد
اسے اس چھری سے تھیوسانگ کی گردن کاٹنی تھی ادھر
کیٹی کو نیند نہیں آرہی تھی وہ بے چینی سے کمرے
میں ٹہل رہی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ تھیوسانگ مشکل
میں مبتلا ہے اور کوئی بھیانک بات ہونے
والی ہے۔

اس مصیبت کی گھڑی میں کیٹی کو اپنے پرانے
ساتھی یعنی کنوئیں کے جن کا خیال آگیا۔ اس نے سوچا چلو
مصیبت کے وقت اپنے پرانے دوست کو ہی آزما کر
دیکھ لینا چاہیئے۔ اگرچہ کیٹی کو امید نہیں تھی کہ یہ بدما

اور اکھڑ جن اس کی مدد کو آئے گا۔ پھر بھی اس نے
چٹکی بجادی۔ دو تین بار چٹکی بجانے سے جب اس کا
دوست نہ آیا تو کیٹی نے چٹکی بجا کر اسے آواز دی۔

میرے دوست تم کہاں ہو۔ دوست ہی مشکل
کے وقت دوست کے کام آتا ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت
ہے۔ میرے دوست .....

اچانک کیٹی کو اپنے پرانے دوست کی آواز آئی۔ آواز میں وہی
اکھڑ پن اور غصّہ تھا۔

کیا دوست دوست کی رٹ لگا رکھی ہے
کیا بات ہے ؟

کیٹی کی جان میں جان آگئی۔ اس نے ساری بات اپنے
غیبی دوست کو بتادی۔ اس نے کہا

تم مجھے کیا بتا رہی ہو ؟ مجھے تو سب کچھ
پتہ ہے۔

کیٹی نے کہا

تم نے خود ہی تو پوچھا ہے کہ کیا بات ہے۔

جن دوست نے غصّے میں کہا

پوچھ لیا تھا تو کیا غضب ہو گیا تھا۔ تم پوری
رام کہانی سنانے بیٹھ گئی ہو۔ میرے ساتھ آؤ۔

کیٹی نے پوچھا

کہاں ؟

جن دوست کی آواز آئی ۔

جہنم میں ۔

کیٹی نے جلدی سے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا

دوست معاف کر دو ۔ تم جہاں کہتے ہو میں
تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں ۔

جن دوست کی آواز آئی ۔

آنکھیں بند کر دو ۔

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں ۔ دوسری طرف شہر سے دور ایک ویران جگہ پر بھدواڑ نجومی کے منتروں کا جاپ پورا ہو گیا تھا ۔ اس نے ہانڈی میں ہاتھ ڈال کر تھیوسانگ کو باہر نکالا کہ اس کی گردن کاٹ ڈالے ۔ ہاتھ میں چھری تھام کر اس نے تھیوسانگ کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا ہی تھا کہ بھدواڑ نجومی کو ایک زبردست دھکا لگا اور وہ قلابازی کھا کر سامنے جا گرا ۔ اس کے ساتھ ہی نجومی نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں زمین نے پکڑ لئے ہیں اور وہ چھوٹا ہوتا جا رہا ہے ۔ اچانک وہاں کیٹی نمودار ہو گئی ۔ جن دوست اس کے ساتھ ہی تھا مگر وہ

کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا ۔ کیٹی لپک کر تھیوسانگ کو اٹھانے ہی لگی تھی کہ جن دوست کی آواز بلند ہوئی ۔

اتنی جلدی نہ کرو ۔ اسے یہیں رہنے دے اور تماشہ دیکھ کر کیا ہوتا ہے ؟

اندھیرے میں کیٹی کو نجومی اور تھیوسانگ صاف نظر آ رہے تھے ۔ اس نے دیکھا کہ نجومی چھوٹا ہوتا جا رہا ہے اور چمگادڑ کے اندر سے تھیوسانگ آہستہ آہستہ اپنے پورے جسم کے ساتھ باہر آ رہا ہے ۔ پھر چمگادڑ غائب ہو گیا اور تھیوسانگ پورے قد کے ساتھ کیٹی کے سامنے کھڑا تھا ۔ اب جو انہوں نے نجومی پر نگاہ ڈالی تو وہ ایک ایسا ننھا سا چمگادڑ بن چکا تھا جس کی شکل انسان کی تھی ۔ کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا

خدا کا شکر ہے کہ تم اپنی اصلی شکل میں آ گئے ۔

تھیوسانگ بولا ۔

یہ شخص تو مجھے ہلاک کرنے لگا تھا ۔ اگرچہ میں ہلاک تو نہ ہوتا مگر میری گردن الگ ہو جاتی اور گردن کو دوبارہ جڑنے میں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ۔

مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ؟

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا

یہ میرے دوست کا کرشمہ ہے

کیٹی نے دوست جن کو آواز دی تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ اس کا اکھڑ غصیلا دوست جا چکا ہے۔ کیٹی نے نجومی کی طرف دیکھ کر کہا

یہ تو شاہی نجومی ہے۔ تھیوسانگ۔

ہاں۔ تھیوسانگ بولا۔ اس نے ایک خاص طلسم کے لئے مجھے ہلاک کرنا تھا۔ اچھا ہوا کہ قدرت نے عین موقعہ پر تمہیں بھیج دیا۔ کیٹی نے نجومی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

مگر اس کا کیا ہوگا؟

تھیوسانگ نے کہا

جو میرے ساتھ ہونے والا تھا اب وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل گئی ہے۔

چلو۔ یہاں سے چلتے ہیں اب زیادہ دیر یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔

کیٹی نے کہا

ہم راجکماری سے ملے بغیر کیسے جا سکتے ہیں آؤ مکان پر چلتے ہیں۔ صبح راجکماری کو خدا حافظ کہہ کر یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔

کیٹی اور تھیوسانگ واپس اپنے شاہی مکان میں آ گئے۔

کیٹی کو تھیوسانگ کے دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ جانے کی بے حد خوشی ہوئی تھی۔ دن چڑھا تو کیٹی نے راجکماری کو جا کر یہ خوشخبری سنائی کہ نہ صرف اس کا بھائی تھیوسانگ مل گیا ہے بلکہ وہ اپنی اصلی شکل میں بھی واپس آ گیا ہے۔ راجکماری نے کیٹی کو مبارک باد دی اور پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

کیٹی نے کہا

بس ہو گیا۔ اچھا اب ہم جا رہے ہیں۔ میں تمہیں خدا حافظ کہنے آئی ہوں۔

راجکماری بولی۔

کیا تم مجھے اپنے پیارے بھائی تھیوسانگ سے نہیں ملواؤ گی؟

کیٹی راجکماری کو لے کر اپنے مکان پر آ گئی۔ راجکماری نے تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور اسے واپس انسانی شکل میں آنے پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد اس نے ان کے لئے تازہ دم گھوڑوں کا بندوبست کیا اور کیٹی اور تھیوسانگ راجکماری کو خدا حافظ کہہ کر اپنی منزل کی طرف واپس چل دیئے۔ ان کی منزل پھر وہی افریقہ کے جنگل تھے۔ کیٹی کو اب بھی یقین تھا کہ عنبر ناگ اور ماریا انہیں انہی جنگلوں میں

ہی کہیں ملیں گے ۔ تین دن اور تین راتوں کے سفر
کے بعد کیپٹی اور تھیوسانگ آخر اسی جنگل میں پہنچ گئے
جہاں اس سے پہلے عنبر ناگ ماریا آئے تھے ۔ جہاں پرانے
قلعے کی وہ پراسرار عمارت تھی جہاں آدھی رات کو طلسمی آواز
آیا کرتی تھی اور جہاں ناگ گم ہوکر سایوں کے قبرستان میں
پہنچ گیا تھا ۔ اس جنگل میں کیپٹی اور تھیوسانگ تھوڑی
دیر گھوڑوں کو آرام دینے کے خیال سے رک گئے ۔

اس وقت دن ڈوب رہا تھا ۔ پھر ایسا ہوا کہ اچانک
آسمان پر کالے سیاہ بادل چھا گئے اور ہلکی ہلکی بونداباندی
شروع ہوگئی ۔ کیپٹی نے کہا

لگتا ہے یہ بادل بہت زور سے برسیں گے ۔
یہاں ہم بھیگ جائیں گے ۔ بارش سے بچنے کے لئے
کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیئے ۔

انہوں نے گھوڑوں کو کھولا اور جنگل میں ایک پگ ڈنڈی پر
چلنے لگے ۔ بارش بہت ہلکی ہو رہی تھی ۔ تھوڑی دور گئے
ہوں گے کہ بارش کے موٹے موٹے قطرے گرنے لگے ۔
اچانک تھیوسانگ کی نظر درختوں کے بیچ میں سے
نظر آتے پراسرار قلعے کے کھنڈر پر پڑی ۔ اس نے کہا

اس کھنڈر میں چلتے ہیں ۔

اس قسم کے پرانے کھنڈر انہوں نے بہت دیکھے تھے
ایک ٹوٹے پھوٹے برآمدے میں انہوں نے گھوڑوں کو
ایک طرف باندھ دیا اور خود بھی بیٹھ کر باتیں کرنے لگے
بارش اب موسلادھار ہونے لگی تھی ۔ بادل بھی گرج رہے
تھے ۔ تھیوسانگ نے کہا

معلوم ہوتا ہے یہ بارش صبح سے پہلے نہیں
رکے گی ۔

کیپٹی نے کہا

یہ وسطی افریقہ کا علاقہ ہے ۔ یہاں بارشیں کئی
کئی روز تک ہوتی رہتی ہیں ۔

تھیوسانگ بولا

جب میں چمگادڑ کی شکل میں تھا تو مجھے
زمین کے اندر کی ساری چیزیں نظر آجاتی تھیں ۔ اب
میری نگاہیں زمین کے اوپر ہی رہ جاتی ہیں ۔

کیپٹی نے کہا

وہ طلسم کا اثر تھا ۔ ویسے اگر یہ طاقت تمہارے
پاس رہ جاتی تو ہمیں بڑا فائدہ ہوتا ۔ کم از کم زمین
کے اندر دیکھ کر تم یہ تو بتا دیتے کہ عنبر ناگ ماریا
وہاں ہیں کہ نہیں ۔

دونوں اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ پھر تھیوسانگ نے کہا

یوں وقت نہیں کٹے گا۔ کیوں نہ اس پرانے کھنڈر کی سیر ہی کر لی جائے؟

کیٹی نے کھنڈر کے پیچھے ملبے دالان پر نگاہ ڈالی جہاں کتنے ہی پتھر کے ستون ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔ اس نے کہا

جی تو نہیں کرتا مگر تم کہتے ہو تو سیر کر لیتے ہیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ برآمدے سے اٹھ کر قلعے کے ویران میدان کے کنارے ہو کر چلنے لگے۔ وہ میدان کے ساتھ برآمدے کے اندر ہی چل رہے تھے۔ کیونکہ بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ گہرے بادلوں کی وجہ سے اندھیرا زیادہ گھنا ہونے لگا تھا۔ کیٹی نے ایک جگہ دروازہ دیکھا جو بند تھا۔ تھیوسانگ بولا۔

یہ دروازہ بند کیوں ہے؟ اس قسم کے کھنڈر میں تو دروازے یا کھلے ہوتے ہیں یا ٹوٹ چکے ہوتے ہیں۔

کیٹی نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو وہ کھل گیا۔

ارے یہ تو کھلا ہے تھیوسانگ

تھیوسانگ نے اندر جھانک کر دیکھا۔ اسے کونے میں دیوار کے پاس ایک جگہ روشنی دکھائی دی۔ وہ تعجب سے بولا۔

یہ کوٹھڑی میں روشنی کہاں سے آ رہی ہے کیٹی؟

کیٹی نے بھی جھانک کر دیکھا۔ واقعی اندھیری کوٹھڑی میں ایک جگہ دیوار میں گول روشن سوراخ بنا ہوا تھا۔ جو چاند کی شکل کا تھا۔ تھیوسانگ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ کیٹی باہر ہی کھڑی تھی۔ کہنے لگی۔

باہر آ جاؤ تھیوسانگ۔ پھر کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا۔

تھیوسانگ بولا۔

بھئی اسی طرح ہمیں عنبر ناگ ماریا کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ آ جاؤ۔ دیکھو روشنی دوسری طرف سے آ رہی ہے۔

اب کیٹی بھی مجبور ہو کر کوٹھڑی میں چلی آئی۔ وہ اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگے جہاں روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ انہیں دوسری طرف

سوائے روشنی کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا

یہ کیا بات ہے کیٹی ؟ دوسری طرف سے یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے ؟ اس معمے کو حل کرنا چاہیئے۔

کیٹی نے سانس بھر کر کہا

کہیں اس معمے کو حل کرتے کرتے ہم خود ایک معمہ نہ بن جائیں۔

تھیوسانگ بولا۔

اری تم خوامخواہ گھبرا جاتی ہو آؤ میرے ساتھ دوسری طرف اتر کر دیکھتے ہیں کہ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے ؟

یہ کہہ کر تھیوسانگ گول روشن سوراخ میں داخل ہو گیا۔ کیٹی نے اسے آواز دی تو جیسے کچھ فاصلے سے تھیوسانگ کی آواز آئی۔

آ جاؤ کیٹی ! یہاں بڑی کھلی جگہ ہے اور بارش بھی نہیں ہو رہی۔

کیٹی بھی روشنی کے دائرے میں سے دوسری طرف اتر گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ پر کھڑے ہیں۔

جہاں آس پاس اونچے اونچے بغیر چھت کے سیاہ ستون زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ کیٹی نے کہا

یہ کیسی جگہ ہے تھیوسانگ ؟ اور وہ روشنی کہاں سے آ رہی تھی۔

تھیوسانگ بھی حیران تھا۔ کیونکہ جو روشنی انہیں کوٹھڑی کے کھلے سوراخ میں سے آتی دکھائی دے رہی تھی وہ یہاں اب کہیں نہیں تھی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوٹھڑی کی دیوار بھی غائب تھی۔ کیٹی کا ماتھا ٹھنکا اس نے کہا

تھیوسانگ ! معلوم ہوتا ہے ہم پھر کسی طلسم میں پھنس گئے ہیں۔ جس کوٹھڑی سے نکل کر ہم یہاں آئے تھے وہ کوٹھڑی غائب ہے۔

یہ بات تھیوسانگ نے بھی محسوس کر لی تھی بولا۔

اب تو ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔

وہ اونچے اونچے کالے ستونوں میں چلنے لگے۔ ستونوں کے جنگل سے نکلے تو انہیں سامنے کچھ فاصلے پر ایک قدیم بوسیدہ محل دکھائی دیا جس کے اوپر گول زرد چاند نکل رہا تھا۔ کیٹی نے چونک کر تھیوسانگ سے کہا

تھیوسانگ! میرا سایہ مجھ سے الگ ہو رہا ہے
تھیوسانگ نے پلٹ کر کیٹی کے جسم کی طرف دیکھا۔ یہ
دیکھ کر وہ ششدر ہو کر رہ گیا کہ کیٹی کا سایہ اس کے
جسم کے ساتھ ہونے کی بجائے اس سے ایک قدم کے
فاصلے پر پیچھے کی طرف تھا۔ کیٹی نے چلا کر کہا
تھیوسانگ! تمہارا سایہ بھی تم سے الگ ہونے
لگا ہے دیکھو وہ بھی تم سے پانچ فٹ پیچھے ہو
گیا ہے۔
کیٹی ٹھیک کہہ رہی تھی۔ تھیوسانگ کا سایہ بھی اس سے
الگ ہونے لگا تھا۔ یہ کیا راز تھا؟ یہ کیا معمہ تھا؟ یہ
کیا طلسم تھا؟ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ چلتے
چلتے رک گئے ان کا سایہ بھی رک گیا۔ مگر یہ سایہ ان سے
دو فٹ پیچھے تھا۔ وہ ان کے جسم کے ساتھ نہیں تھا
جس طرح کہ روشنی میں ہمارا سایہ ہمارے بالکل ساتھ
جڑا ہوا ہوتا ہے۔
تھیو! یہ کیا بات ہے؟
کیٹی اور تھیوسانگ پلٹ کر اپنے سایوں کی طرف بڑھے
ان کے سائے ان سے دو فٹ اور آگے بڑھ گئے کیٹی
نے گھبرا کر کہا

تھیوسانگ! یہاں سے بھاگو۔ یہ کوئی خطرناک
جگہ ہے۔
انہوں نے وہاں سے دوڑنے کی کوشش کی تو ان کے پاؤں
جیسے زمین نے جکڑ لئے۔ ان کے پاؤں زمین میں دھنس
گئے تھے جیسے۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتے
تھے۔ کیٹی پریشان ہو کر بولی۔
تھیوسانگ! ہم طلسم میں جکڑے گئے ہیں۔
تھیوسانگ نے کوئی جواب دینا چاہا تو اس کی زبان نے
حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ جلد کیٹی کی آواز بھی
اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ نہ بول سکتے تھے نہ اپنی
جگہ سے حرکت کر سکتے تھے۔ ان کے سائے بھی ان سے
دو فٹ کے فاصلے پر اپنی جگہ پر ساکت کھڑے تھے۔
چاند آسمان پر زرد پُر اسرار اداس روشنی بکھیر رہا تھا۔
اب انہوں نے تین آدمیوں کو بڑھتے دیکھا۔ پہلے
وہ انہیں آدمی سمجھے مگر جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ
یہ تینوں انسان نہیں مگر انسانوں کے سائے ہیں۔ یہ تینوں
گورکنوں کے سائے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں
کدالیں اٹھا رکھی تھیں۔ قریب آکر تینوں سائے رک گئے
ایک سائے نے کہا

نئے مردے آ گئے ہیں۔ چلو ان کو بھی قبروں
میں دفن کر دیں۔

دوسرا گورکن بولا۔

ان کی قبریں تیار ہیں۔

تیسرے گورکن سائے نے کہا

ان کے سایوں کے جنازے اٹھاؤ دوستو

قبریں ان کی راہ دیکھ رہی ہیں۔

کیٹی اور تھیوسانگ ان گورکنوں کے سایوں کی
آوازیں برابر سن رہے تھے۔ ان کے جسم بے حس و حرکت
تھے مگر ذہن کام کر رہے تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے۔
سن رہے تھے مگر بول نہیں سکتے تھے۔ گورکنوں نے آگے
بڑھ کر کیٹی اور تھیوسانگ کے سایوں کو زمین پر سے
اس طرح اٹھا لیا جس طرح آدمی زمین پر پڑا ہوا کالے
کپڑے کا ٹکڑا اٹھاتا ہے۔ کیٹی اور تھیوسانگ کے
سایوں کو دو گورکنوں نے اپنے اپنے کاندھوں پر
ڈال لیا تیسرے گورکن نے کیٹی اور تھیوسانگ کے
جسموں کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ ان
کے جسم جیسے پھول سے بھی ہلکے ہو گئے تھے۔
انہیں یوں لگا جیسے سائے کی وجہ سے ان کے

جسم بھاری تھے۔ گورکن کیٹی، تھیوسانگ اور
ان کے سایوں کو لے کر سایوں کے قبرستان
میں آ گئے۔

○
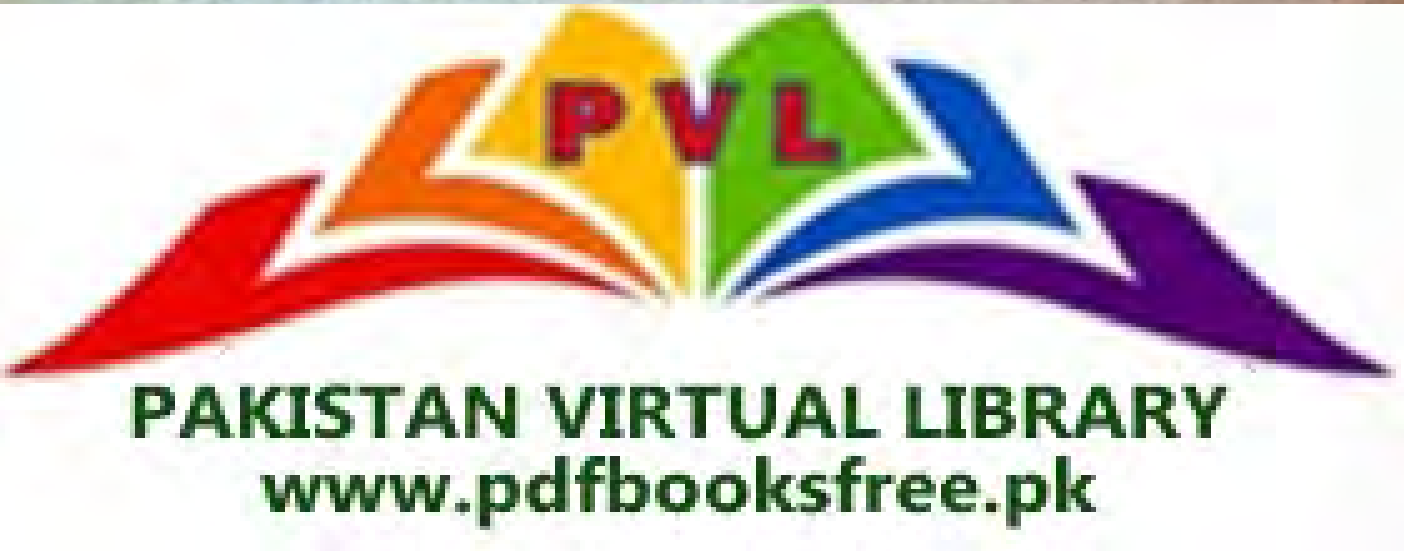
غیبی روح کون تھی؟

قبرستان میں آکر کیٹی اور تھیوسانگ کے ساکت جسموں کو گورکنوں نے ایک طرف زمین پر کھڑے کر دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سایوں کا قبرستان تھا۔ ہر قبر کے اوپر اس میں دفن ہونے والے کا سایہ لیٹا ہوا تھا۔ اب جو ان کی نظر ایک قریبی قبر پر پڑی تو کیٹی اور تھیوسانگ کا دل اچھل کر ان کے حلق کے قریب آگیا۔ اس قبر پہ ایک سانپ سایہ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ یقیناً یہ ناگ کی قبر تھی۔ اس قبر میں ناگ کا سایہ دفن تھا جس کا عکس قبر کے اوپر موجود تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے لیکن دونوں ایک ہی بات سوچ رہے تھے۔

دو خالی قبریں ساتھ ساتھ کھدی ہوئی تھیں ان میں سے ایک قبر میں کیٹی اور دوسری قبر میں تھیوسانگ کے سائے کو لٹا دیا۔ پھر انہوں نے [illegible]

شروع کر دی اور جب قبریں بند ہو گئیں تو ایک گورکن کا سایہ آگے بڑھا۔ اس نے کیٹی کی قبر پہ ہاتھ رکھا تو کیٹی کے سائے کا عکس قبر کے اوپر آکر لیٹ گیا۔ اسی طرح تھیوسانگ کے قبر پر ہاتھ رکھا تو اس کا سایہ بھی قبر کے اندر سے عکس کی شکل میں نکل کر قبر پر لیٹ گیا۔ اس گورکن نے کیٹی اور تھیوسانگ کے بے حس و حرکت جسموں کی طرف دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا

دوستو! اب ان مردہ بتوں کو محل کے اندر جاکر اپنے اپنے طاق میں رکھ دو تاکہ وہاں یہ خاص دن تک آرام کریں۔

کیٹی اور تھیوسانگ یہ سن کر سکتے میں آگئے۔ گورکن سائے کیٹی اور تھیوسانگ کے ساکت جسموں کو اٹھا کر ویران محل کے اس دالان میں لے گئے جہاں پہلے ہی سے ناگ کے علاوہ طلاشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے بت بھی ساکت و جامد رکھے ہوئے تھے۔ ناگ کے سانپ والے جسم کے بت کو دیکھ کر کیٹی اور تھیوسانگ پر یہ انکشاف ہوا کہ ناگ بھی ان کی طرح اس طلسمی سایوں کے قبرستان میں آکر پھنس گیا تھا۔ اب وہ بھی وہاں پھنس چکے تھے۔ اور بظاہر انہیں وہاں سے نجات کا

کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ
دونوں ہی گورکن سائے کے اس جملے پر غور کر رہے
تھے جس میں اس نے کہا تھا کہ یہ انسانی بت محل کے
طاقوں میں خاص دن تک انتظار کریں گے۔ خاص د
سے اس کی کیا مراد تھی؟ یہ بات ان دونوں کی سمجھ
میں نہیں آرہی تھی۔

گورکن سائے کیٹی اور تھیوسانگ کے بے حرکت
بتوں کو بھی دوسرے بتوں کے ساتھ طاقوں میں رکھ کر
واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وہاں ایک
سناٹا چھا گیا۔ ناگ بھی کیٹی اور تھیوسانگ کے مجسمے
سے تھوڑی ہی دور طاق میں سانپ کی شکل میں کنڈلی
مارے چپ چاپ بیٹھا تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ کے
لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ ان کی طرح ناگ کی
طاقت بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے ورنہ وہ اپنا
روپ بدل سکتا تھا۔

ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ کو ہم اس سایوں کے
قبرستان والے ویران محل میں چھوڑ کر واپس عنبر ما
اور طالشی کی طرف جاتے ہیں۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں
کہ عنبر اور ماریا کو ساتھ لے کر طالشی میکسیکو کے ملک

طرف نکل گئی تھی جہاں سمندر میں غرق براعظم اطلان
کے بچے ہوئے لوگوں اور رشتے داروں کی ایک نسل اب
بھی آباد تھی۔ ان کی نشانی یہ تھی کہ ان کی گردن کے
نیچے پیچھے کی جانب چھوٹے خنجر کا قدرتی نشان تھا۔
طالشی اس لئے ان لوگوں کے پاس اطلان کے غرق شدہ
ملک کا راز معلوم کرنے جا رہی تھی کیونکہ طالشی کے
ماں باپ اور بہن بھائی بھی سایوں کے قبرستان میں
دفن کر دیئے گئے تھے اور ان کے بُت قبرستان کے
محل میں رکھے ہوئے تھے۔ عنبر اور ماریا طالشی کو اور اس
کے ماں باپ کو ایک دوسرے سے ملانا چاہتے تھے اور
یہ معلوم بھی کرنا چاہتے تھے کہ کہیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ
اطلان کے غرق شدہ شہر میں تو کسی طلسم میں نہیں
پھنس گئے ہیں۔

بادبانی سمندری جہاز میں سفر کرتے عنبر ماریا اور طالشی
آخر میکیکو شہر میں پہنچ گئے۔ وہ ایک سرائے میں اترے
اطلان کے شہر کو سمندر میں غرق ہوئے دس ہزار سال
گزر گئے تھے لیکن آج کے حساب سے اسے غرق ہوئے بیس
ہزار سال گزرے تھے۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا آج سے دس
ہزار سال پہلے کی دنیا میں سفر کر رہے تھے۔ اس زمانے

میں میکسیکو کا شہر آج کے شہر سے بہت مختلف تھا۔
آبادی زیادہ نہیں تھی۔ شہر کی سڑکوں پر گھوڑ سوار اور گھوڑے
بیل گاڑیاں ہی نظر آتی تھیں۔ عنبر اور ماریا سرائے میں
ہی رہے اور طالشی اپنے خاندان کی نسل کے لوگوں کی
کھوج لگانے میں مصروف ہوگئی۔

پوچھتی پوچھتی آخر وہ ایک بوڑھے آدمی کے گھر
جا پہنچی۔ اس بوڑھے آدمی نے طالشی کو بتایا کہ اطلان
کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن یہاں سے
دس کوس دور گاؤں میں ایک خاندان آباد ہے۔ جس
کے لوگ اپنے آپ کو اطلان کی غرق شدہ قوم کی نسل
کہتے ہیں۔

طالشی کیلئے یہی معلومات بہت تھیں۔ اس نے عنبر اور
ماریا کو آکر بتایا کہ وہ گاؤں جا رہی ہے۔ شام تک واپس
آجائے گی۔ ماریا نے کہا

میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ تاکہ تمہاری
حفاظت کر سکوں۔

اگرچہ طالشی نے اس پر اصرار نہ کیا مگر عنبر کے کہنے پہ
وہ راضی ہوگئی۔ طالشی گھوڑے پر سوار ہوکر صبح ہوتے
ہی گاؤں کی طرف روانہ ہوگئی۔ ماریا اس کے ساتھ

ساتھ غیبی حالت میں ہوا میں اڑتی پھی ب . تھی۔
اور گھوڑے کی رفتار کافی تیز تھی۔ وہ گاؤں بیں، پہنچ گئے۔
میں چھوٹا سا کچے مکانوں والا گاؤں تھا جس کے۔ باہر جوار
کے کھیت لہلہا رہے تھے۔ طالشی کو بہت جلد وہ مکان
مل گیا جہاں ایک بوڑھا باہر بیٹھا کلہاڑی کا پھل تیز
کر رہا تھا۔ قریب ہی ایک ادھیڑ عمر کی موٹی سی عورت جوار
کا آٹا گوندھ رہی تھی۔ طالشی گھوڑے سے اتری۔ اس ملک
کے رواج کے مطابق بوڑھے کو سلام کیا۔ بوڑھے نے
سر اٹھائے بغیر پوچھا

کون ہو تم؟ یہاں کیا لینے آئے ہو؟

طالشی نے کہا

مجھے پیاس لگی ہے کیا پانی مل جائے گا؟

عورت کی آواز سن کر بوڑھے نے آنکھیں اٹھا کر طالشی
کو دیکھا اور بولا۔

اس گھڑے میں پانی ہے۔ پی لو۔

عورت بے نیازی سے آٹا گوندھ رہی تھی۔ طالشی نے
گھڑے میں سے پانی نکال کر پیا اور بولی۔

کیا میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر آرام کر
سکتی ہوں؟

ا ہ ۔ ے اجازت دے دی ۔ عورت آٹا گوندھنے
مصروف تھی ۔ طالشی بیٹھ گئی ۔ ماریا نے اس کے
کان میں کہا

یہ لوگ کوئی بڑے اکھڑ لگتے ہیں طالشی ،

طالشی نے آہستہ سے کہا

کوئی بات نہیں

اس پر بوڑھے نے طالشی کی طرف دیکھا اور بولا

کیا تم نے مجھ سے کچھ کہا ؟

" جی نہیں "

طالشی نے جلدی سے جواب دیا ۔

بوڑھا بولا ۔

مگر میں نے تمہاری آواز سنی تھی ۔ لگتا
تم ہوا میں باتیں کرتی ہو ۔ کہیں تم جادوگرنی
نہیں ہو ؟

ماریا نے سوچا کہ یہ بڑا ہوشیار بوڑھا ہے ۔ طالشی بولی
نہیں بابا ! مجھے تو جادو سے ذرا بھی دلچسپی نہیں
ہے ۔ اگر میں جادو جانتی ہوتی تو سمندر میں ڈوبے
ہوئے پرانے ملک اطلان کا راز ضرور معلوم کرتی ۔
اطلان کا نام طالشی نے جان بوجھ کر لیا تھا ۔ اس نام

پر بوڑھے اور بوڑھی نے چونک کر طالشی کی طرف دیکھا
بوڑھے نے کلہاڑی نیچے زمین پر رکھ دی اور بولا ۔

تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اطلان نام کا شہر سمندر
میں غرق ہو گیا تھا ؟

طالشی بولی ۔

بابا ! یہ بات تو سب کو معلوم ہے ۔ مگر اب
اس کا ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ کیونکہ کسی کو
کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ملک سمندر میں کیسے اور
کیوں کر ڈوبا ۔ سنا ہے کچھ لوگ اس وقت شہر سے
نکل کر سمندر میں مچھلیاں پکڑنے گئے ہوئے تھے ۔ وہ
لوگ شہر کے ساتھ سمندر میں غرق ہونے سے بچ
گئے اور خوف زدہ ہو کر میکسیکو کی طرف فرار ہو گئے ۔
اب خدا جانے ان لوگوں کی نسل میکسیکو میں کہاں آباد
ہو گی ۔ بلکہ مجھے تو یہ سب جھوٹی کہانی ہی لگتی ہے
بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ کہ اس نسل کے لوگ اب
تک زندہ ہوں ۔

بوڑھے نے بوڑھی کی طرف دیکھا ۔ پھر طالشی سے کہنے لگا ۔

بیٹی ! اگر کوئی یہ کہہ بھی دے کہ میں اس
نسل سے تعلق رکھتا ہوں تو اس کا کیا ثبوت ہے

کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

اب طالشی نے وہ بات کہہ دی جس نے بوڑھے
حیران کر دیا۔ طالشی نے کہا۔

اگر اس کی گردن پر ... پیچھے چھوٹے
نشان ہوگا تو پھر وہ سچ بول رہا ہوگا۔ کیونکہ
جانتی ہوں کہ اس نسل کے لوگوں کی گردنوں
پیچھے ایسا نشان ہوتا ہے۔

اب تو بوڑھے نے اٹھ کر طالشی کا ہاتھ تھام لیا اور
مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم بھی اسی نسل
میں سے ہو۔

طالشی کہنے لگی۔

ہاں بابا! میرا تعلق اطلان کی تباہی سے بچ
کر فرار ہونے والوں کی نسل سے ہے بلکہ میں سچ
بولتے ہوئے یہ کہوں گی کہ میں اس خاندان سے
تعلق رکھتی ہوں جو اس شہر کی تباہی کے وقت سمندر
میں تھے۔

بوڑھی میکسیکن عورت اور آدمی نے طالشی کو اپنے
قریب بٹھا کر اس کی گردن کے پیچھے کپڑا ہٹا کر دیکھا
طالشی کو گلے لگا لیا۔ بوڑھی عورت بولی۔

بیٹی! آج سے دس ہزار برس پہلے ہمارے
آباؤاجداد بھی اطلان کی تباہی سے بچ کر اس
ملک میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

اس بوڑھے نے طالشی کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا کہ تو
ہماری رشتے دار عورت ہے۔ تو ہمارے پاس ہی رہا کر۔
طالشی نے کہا

میرے ماں باپ اور بہن بھائی دس ہزار
برس سے گم ہیں۔ مجھے ان کی تلاش ہے۔

بوڑھے نے ہنس کر کہا

لگتا ہے تمہارے ذہن پر اس صدمے کا اثر
ہو گیا ہے۔ بھلا دس ہزار برس پہلے گم ہونے والے
ماں باپ اب تمہیں کہاں ملیں گے۔

طالشی کہنے لگی

میں خود دس ہزار برس سے زندہ چلی آ رہی ہوں۔

بوڑھا اور بوڑھی حیران ہو کر طالشی کو دیکھنے لگے وہ اسے
دیوانی سمجھ رہے تھے۔ طالشی نے کہا

بابا! کیا تم مجھے کسی ایسے شخص کا پتہ بتا سکتے
ہو جو غرق شدہ شہر کا کوئی طلسم کرتا ہو۔ کیونکہ میں
نے سن رکھا ہے کہ کچھ ایسے جادوگر بھی ہیں۔ جو

اس غرق ہو چکے شہر کا طلسم کرتے ہیں اور لوگوں کو
سمندر میں ڈوبے ہوئے جواہرات اور خزانوں کا
سراغ بتاتے ہیں۔

بوڑھے نے کہا

میں ایسے ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ میکسیکو
شہر کے جنوب میں ایک پہاڑی غار میں رہتا ہے
اور غرق شدہ شہر کے خفیہ خزانوں کو حاصل کرنے
کے لئے چلّہ کرتا ہے۔

کاشی نے پوچھا

کیا وہ سمندر سے کوئی خزانہ نکالنے میں
کامیاب ہوا ہے؟

بوڑھا بولا۔

نہیں۔ ابھی تک اسے خزانہ نہیں مل سکا۔
مگر وہ کہتا ہے کہ میں ایک نہ ایک دن وہ خزانے
ضرور نکال لوں گا جو اطلان شہر کے بادشاہ کے محل
میں رکھے ہوئے تھے اور اب سمندر کی گہرائی میں
پڑے ہیں۔

طالشی کو اب اس بوڑھے سے مزید کچھ معلوم نہیں کرنا تھا
اس نے اجازت لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس

میکسیکو شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا نے کہا

غار والا آدمی تمہیں کچھ نہ بتا سکے گا طالشی
میرا تو خیال ہے کہ ہمیں سایوں کے قبرستان کا
کھوج لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مگر طالشی نہ مانی۔ اس کو یقین تھا کہ طلسم کرنے والے
آدمی سے اسے اطلان کی تباہی میں اس کے گمشدہ بہن
بھائیوں اور ماں باپ کا ضرور سراغ مل جائے گا۔
میکسیکو کے جنوب میں ایک پہاڑی تھی۔ اس پہاڑی میں
ایک غار تھا۔ طالشی غار کے منہ پر گھوڑے سے
اتر گئی۔ ماریا چاہتی تھی عنبر کو جا کر خبر کرے کہ وہ
میکسیکو واپس آ گئی ہے۔ مگر طالشی نے اسے یہ کہہ کر اپنے
پاس ہی رکھ لیا کہ ہم دونوں ابھی فارغ ہو کر اکٹھی ہی
عنبر کے پاس چلی جاتی ہیں۔

غار کے اندر جو آدمی خفیہ خزانوں کا طلسم کرتا تھا وہ
ایک لالچی مگر چلّوں اور جادو ٹونے کا بڑا ماہر تھا۔ طالشی
اس کے پاس گئی تو دیکھا کہ زمین پر ایک دبلا پتلا تیز
سُرخ آنکھوں والا آدمی دری پر آلتی پالتی مارے
بیٹھا ہے۔ سامنے ایک انسانی کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں
تھالی میں رکھی ہیں اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا ہے۔

اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد زمین پر سے مٹی کی چٹکی اٹھا
کر انسانی کھوپڑی پر ڈال دیتا ہے طالشی اس کے
قریب جاکر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ ماریا بھی اس کے
کے پاس ہی کھڑی ہوگئی۔
ساحر نے تھوڑی دیر بعد آنکھیں اٹھاکر طالشی کی طرف توجہ
کی اور کہا۔
لڑکی! کون ہو تم؟ کیا تم اطلان کے خفیہ
خزانے کی کھوج میں آئی ہو؟
طالشی نے کہا۔
ہاں بھائی! میں ایک غریب لڑکی ہوں میرے
ماں باپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس کھانے
کو بھی کچھ نہیں۔ اگر تم ہمیں کسی خزانے کا چلّہ
بتا دو تو میں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گی۔
ساحر نے مسکرا کر غور سے طالشی کو دیکھا اور بولا۔
تم خود غریب ہو میری کیا خدمت کروگی اور
تمہاری خدمت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا بھلا۔ جاؤ
اپنا کام کرو جاکر۔
طالشی نے کہا
بھائی! اگر تم مجھے خزانے کا چلّہ بتا دو۔ تو میں

تمہیں ایک ایسا طلسمی علم بتا دوں گی کہ جس کو
پڑھ کر تم جس چیز کی طرف اشارہ کرو گے وہ شے
اپنے آپ زمین سے اوپر اٹھ آئے گی۔
ماریا چونکی۔ طالشی نے یہ اس کی مدد حاصل کرنے کے
لئے کہا تھا۔ وہ چوکس ہوگئی۔ ساحر نے آنکھیں سکیڑ کر
طالشی کو دیکھا اور بولا۔
یہ علم تمہیں کہاں سے ملا؟
طالشی نے کہا۔
یہ ہمارے خاندان میں صدیوں سے چلا آ
رہا ہے مگر اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہمیں
تو کھانے کو روٹی اور رہنے کو مکان چاہیئے اس لئے
میں یہ علم تمہیں سکھا دوں گی مگر شرط یہ ہے کہ تم
مجھے پہلے اطلان کے کسی گم شدہ خزانے کا چلّہ
بتاؤ گے۔
ساحر بولا۔
پہلے تم ثابت کرو کہ تم اپنا خاندانی علم جانتی
ہو اس کے بعد میں تمہیں خزانے کا چلّہ بتا دوں گا۔
طالشی کو معلوم تھا کہ ماریا اس کے پاس ہی بیٹھی ہے اور اس
سلسلے میں اس کی ضرور مدد کرے گی اور وہ یہ ساری

باتیں سن بھی رہی ہوگی چنانچہ طالشی نے تھالی میں
پڑی ہوئی انسانی کھوپڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا
دیکھو میں اس پر اپنا خاندانی علم پڑھ کر
پھونکوں گی اور یہ کھوپڑی اپنے آپ تھالی میں سے
اٹھ کر ہوا میں رک جائے گی۔
ساحر کو یقین نہیں آ رہا تھا پھر بھی اس نے کہا
ایسا کر کے دکھاؤ گی تو جانوں گا
طالشی نے منہ ہی منہ میں یونہی اوٹ پٹانگ کچھ پڑھا
اور کھوپڑی کی طرف منہ کر کے پھونک ماری اور بولی۔
اے کھوپڑی! اوپر فضا میں بلند ہو جا
ماریا یہ سب سن رہی تھی۔ اس نے فوراً کھوپڑی کو
تھالی میں سے اوپر اٹھا لیا۔ کھوپڑی اس کے ہاتھ میں
آ کر فضا میں لٹک سی گئی۔ ویسے تو ماریا کے ہاتھوں
میں آتے ہی چیز غائب ہو جاتی تھی لیکن اگر ماریا اس
چیز کو ظاہر ہی رکھنے کا ارادہ کرے تو وہ چیز غائب
نہیں ہوتی تھی۔ ساحر نے کھوپڑی کو اپنے آپ فضا میں
بلند ہوتے دیکھا تو دنگ ہو گیا۔ کھوپڑی واقعی فضا میں
لٹک گئی تھی۔ اس نے کھوپڑی کے اوپر نیچے ہاتھ مارے
کہ کہیں کوئی رسی تو ساتھ نہیں بندھی ہوئی مگر ایسا

نہیں تھا۔ طالشی نے ایک بار پھر پھونک مار کر کھوپڑی
کو حکم دیا۔
اب واپس اپنی جگہ پر چلی جا
کھوپڑی آہستہ آہستہ نیچے ہوتی ہوئی تھالی میں آگئی۔ یعنی
ماریا نے کھوپڑی کو بڑے آرام سے تھالی میں رکھ دیا
تھا۔ ساحر نے طالشی نے کہا
میں تمہیں اطلان کے خزانے کا ایک چلہ بتاتا
ہوں۔ تم نے اگر وہ چلہ کر لیا تو دولت مند ہو
جاؤ گی۔
طالشی نے پوچھا کہ اس نے یہ چلہ خود کیوں نہیں کیا؟
وہ خود ابھی تک خزانے سے محروم کیوں ہے؟ ساحر
نے کہا۔
میرے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ
ہے کہ اطلان کے گمشدہ خزانوں کا چلہ کوئی غیر شادی شدہ
لڑکی ہی کر سکتی ہے اور میں نے ابھی تک کسی
لڑکی کو یہ چلہ اس لئے نہیں بتایا تھا کہ مجھے کسی
لڑکی پر اعتبار نہیں ہے۔ کئی سالوں سے میں
اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ کسی طرح میں خود یہ
چلہ کر کے غرق شدہ خزانے حاصل کر لوں۔ لیکن

اب تم میرے پاس آئی ہو اور تم مجھے اپنا علم
بتا دو گی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بے پناہ خزانوں
کا چلّہ کرنا سکھا دوں گا۔ تم اگر چاہو تو میرے
ساتھ سودا طے کر سکتی ہو۔ ہم ہر خزانے کو آدھا
آدھا بانٹ لیا کریں گے۔
طالشی نے کہا
مجھے منظور ہے۔ مگر پہلے تم مجھے چلّہ بتاؤ۔
ساحر بولا
میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ پہلے تم مجھے اپنا
علم بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں چلّہ بتاؤں گا۔
طالشی نے سوچا کہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس نے ایک
بے معنی جملہ ساحر کو بتاتے ہوئے کہا، یہ پڑھ کر کھوپڑی
پر پھونکو اور اسے کہو کہ فضا میں بلند ہو جائے۔ ساحر نے
وہ اوٹ پٹانگ جملہ منہ میں پڑھ کر کھوپڑی پر پھونک
ماری اور کہا
اے کھوپڑی! فضا میں بلند ہو جا
ماریا نے کھوپڑی کو تھالی میں سے اوپر اٹھا لیا۔
کھوپڑی کو فضا میں بلند ہوتے دیکھ کر ساحر کا چہرہ خوشی
سے چمک اٹھا۔ ایک بہت بڑا علم اس کے ہاتھ آ گیا

تھا۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ علم اس کے پاس
صرف اس وقت تک ہے جب تک ماریا وہاں بیٹھی
ہے۔ ماریا کے جاتے ہی یہ علم بھی غائب ہو جائے گا۔
طالشی نے کہا
اب تم مجھے اپنا علم یعنی وہ چلّہ بتاؤ جس
کی مدد سے میں اطلان کے خزانوں کا راز معلوم کر
سکتی ہوں۔
ساحر بولا۔
تم خزانوں کا راز معلوم کرنا چاہتی ہو یا خزانے
حاصل کرنا چاہتی ہو۔
یہ بات قدرتی طور پر طالشی کے منہ سے نکل گئی تھی۔ اس
نے سوچا کہ اس آدمی کو اصل بات بتا دینے میں کوئی ہرج
نہیں ہے۔ اگر وہ ماریا سے مشورہ کرتی تو وہ اسے ایسا کرنے
سے منع کر دیتی۔ مگر اس وقت وہ ماریا سے بات
نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ طالشی نے ساحر کو بتا دیا کہ
اس کا تعلق اطلان کے ایک ایسے خاندان سے ہے جو
تباہی سے تو بچ گیا تھا مگر اب اس کے ماں باپ اور
بہن بھائی کسی ایسی جگہ غائب ہو گئے ہیں کہ ان کا کوئی
سراغ نہیں مل رہا اور میں دس ہزار سال سے

اور اپنے ماں باپ کی جستجو میں لگی ہوئی ہوں۔ یہ سُن
کر ساحر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اسے کسی ایسی
عورت کی ایک مدت سے تلاش تھی مگر وہ ناامید
ہو چکا تھا۔ کیونکہ ایسی لڑکی کا ملنا ناممکن تھا کہ جس کا
تعلق اطلان شہر سے بھی ہو اور جو دس ہزار برس
سے زندہ چلی آ رہی ہو۔ ایسی لڑکی اس کے سامنے
کھڑی تھی۔ مگر وہ اس کا بھی ثبوت چاہتا تھا۔ ثبوت
کے لئے اس نے ایک طلسم زمین پر بنایا۔ بہانہ یہ
کیا کہ وہ خزانوں کا راز بتانے کے لئے ایسا کر رہا ہے
طلسم میں ساحر کو صاف پتہ چل گیا کہ یہ لڑکی اطلان
کے گمشدہ خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور دس ہزار برس
سے زندہ چلی آ رہی ہے۔ ساحر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ
نہ رہا تھا۔ اب اسے اس علم کی بھی ضرورت نہیں تھی جو
طالشی نے اسے بتایا تھا اب تو وہ اطلان کے شاہی
محلات کے سارے کے سارے غرق شدہ خزانوں کا
مالک بن سکتا تھا۔

اس نے طالشی سے اس کا نام پوچھا۔ طالشی نے
اسے اپنا نام بتا دیا۔ وہ کہنے لگا۔

طالشی! میری بہن۔ میرا طلسم مجھے بتاتا ہے

کہ تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی غرق شدہ شہر
اطلان کے ایک ایسے پہاڑی غار میں بند ہیں۔ جہاں
ایک خاص طلسم پہلے سے موجود تھا۔ چنانچہ اس طلسم
کی وجہ سے وہ ابھی تک زندہ ہیں۔

طالشی نے کہہ دیا

مگر اس غار میں تو گورکن ان کے سامنے اٹھا
کر لے گئے تھے اور پھر وہ بھی غائب ہو گئے۔ میں خود
اس غار میں موجود تھی۔

ماریا خاموشی سے یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ اتنا اس
نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ شخص تجربے کار ساحر ہے۔
اور طلسم ضرور جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ طالشی کو اس
کے ماں باپ کا پتہ بتا دے۔ ساحر کیا سوچ رہا تھا۔ یہ
نہ طالشی جانتی تھی اور نہ ماریا کو ہی یہ معلوم تھا۔ ساحر
کہنے لگا۔

تم نے بالکل ٹھیک کہا طالشی! مگر تمہارے
ماں باپ ابھی تک اسی غار کے ایک کمرے میں بند
ہیں۔ میں انہیں وہاں سے نکال کر زمین کے اوپر
لا سکتا ہوں۔

طالشی نے کہا۔

بھائی! میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں
گی۔ مجھے میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے
ملا دو۔

ساحر بولا۔

یہ تو میرا فرض ہے۔ تم نے مجھے جو انمول
علم بتایا ہے اس کے بدلے میں میں تمہیں تمہارے
ماں باپ سے ضرور ملوا دوں گا۔ لیکن اس کے لئے
مجھے آج رات چلہ کرنا پڑے گا۔ تم ایسا کرو کہ کل صبح
میرے پاس آجاؤ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم اپنے
ماں باپ سے کہاں مل سکتی ہو۔

طالشی بہت خوش ہوئی اور دوسرے دن آنے کا وعدہ
کرکے ماریا کے ساتھ وہاں سے واپس سرائے کی طرف
چل دی۔ اس کے جاتے ہی ساحر نے طالشی کے
بتائے ہوئے فقرے کو منہ ہی منہ میں پڑھ کر کھوپڑی
پر پھونک ماری اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے بلند
ہو جائے مگر کھوپڑی نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر
دیا۔ ساحر سوچ میں پڑ گیا۔ عیار آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ
طالشی کی موجودگی کی وجہ سے طلسم قائم تھا۔ اس کے جاتے
ہی اس کے خاندانی علم کا اثر بھی ختم ہو گیا۔ مگر وہ

تو کوئی دوسرا ہی منصوبہ بنائے ہوئے تھا۔ وہ تو غرق شدہ
اطلان شہر کے سارے شاہی خزانے حاصل کرنے کی
فکر میں تھا اور طالشی کے مل جانے سے اب کامیابی اس
کے قدم چومنے ہی والی تھی۔ وہ اٹھ کر غار کے پیچھے
چلا گیا۔

غار کے پیچھے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ اس کوٹھڑی
میں ایک ایسا انسانی پنجر چھت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔
جس کی کھوپڑی غائب تھی۔ ساحر نے ایک طلسم پڑھ
کر انسانی ہڈیوں کے پنجر پر پھونکا اور کہا

میں نے تیری شرط پوری کر دی ہے۔

مجھے ایک ایسی لڑکی مل گئی جس کا تعلق اطلان شہر کے
غرق شدہ خاندان سے ہے۔ اب میں اسے تیرے حوالے
کرتا ہوں اور تو اطلان کے شاہی خزانے سمندر میں
سے نکال کر میرے حوالے کر دے۔

ہڈیوں کے پنجر میں اپنے آپ حرکت پیدا ہوئی۔ پھر ایک
خشک سی آواز بلند ہوئی۔

مجھے چھت سے نیچے اتار کر میری کھوپڑی میری
گردن پر لگا دے۔ پھر میں تم سے بات کروں گا۔

ساحر نے انسانی پنجر کو چھت سے اتار کر فرش پر لٹا دیا اور

جلدی سے غار میں واپس جا کر تھالی میں رکھی ہوئی کھوپڑی
لایا اور اسے انسانی پنجر کی گردن کے ساتھ لگا دیا پھر
ساحر بولا۔

اب بتا تو کیا کہتا ہے۔

پنجر کی کھوپڑی ہلکی سی حرکت کے بعد اپنی گردن سے جا کر جڑ
گئی۔ پنجر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں بازو جو ہڈیوں
کے ڈھانچے تھے گھٹنوں پر رکھ دیئے۔ کھوپڑی کا جبڑا ہلنے
لگا۔ ساحر کو آواز آئی۔

سن! جب تو غار میں اس لڑکی سے باتیں کر
رہا تھا تو میں جان گیا تھا کہ یہ لڑکی اطلانٹ خاندان کی ہے
اور دس ہزار برس سے زندہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ
ہی مجھ پر یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ اس لڑکی کے
ساتھ کوئی غیبی شے موجود ہے۔

ساحر نے چونک کر پنجر کی طرف دیکھا

غیبی شے سے تمہاری کیا مراد ہے؟

انسانی کھوپڑی نے کہا

کوئی غیبی روح اس کے ساتھ تھی اور اس
روح نے میری کھوپڑی کو اس کے حکم پر تھالی میں
سے اوپر اٹھایا تھا۔ میں اس غیبی روح کو دیکھ تو

نہیں سکتا تھا مگر مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میری
کھوپڑی کو کسی غیبی ہاتھ نے پکڑ رکھا ہے۔
ساحر اور زیادہ حیران ہو گیا کہ یہ کیا معمّہ ہے۔ اس نے
انسانی کھوپڑی سے کہا۔

کیا یہ لڑکی جادوگرنی ہے؟

انسانی کھوپڑی کی آواز آئی۔

نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مگر وہ غیبی
روح اس کے ساتھ تمہارے غار میں آئی تھی۔
میں خود نہیں جانتا کہ وہ غیبی روح کس کی تھی۔ مگر
یہ لڑکی جادوگرنی نہیں ہے۔ یہ تمہیں یا مجھے کوئی
نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تم کل صبح جب وہ یہاں
آئے تو اسے میری کوٹھڑی میں بھیج دینا۔ باقی میں
جانوں یا میرا کام

ساحر نے کہا

لیکن میرے خزانے مجھے کب ملیں گے؟

انسانی کھوپڑی کہنے لگی۔

یہ میں اس لڑکی طالشی کو اپنے قبضے میں
لینے کے بعد ہی تمہیں بتا سکوں گا۔

مگرمچھ انسان

دوسرے دن ماریا شہر کی دوسری طرف نکل گئی۔
عنبر نے اسے خاص طور پر شہر کی طرف روانہ
کیا تھا کہ وہ جاکر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے
میں پتہ کرے۔ ماریا شہر گئی ہوئی تھی کہ طالشی پہاڑی
غار میں جانے کے لئے تیار ہوگئی۔ عنبر نے اسے
کہا کہ وہ ماریا کا تھوڑی دیر انتظار کرے مگر طالشی نے
ہنس کر جواب دیا۔

ماریا کی اب کیا ضرورت ہے۔ عنبر بھائی
میں بہت جلد واپس آجاؤں گی۔

طالشی کو بھی یہ خیال نہ رہا کہ اس کا چیزوں کو فضا میں بلند
کرنے والا شعبدہ ماریا کے بغیر بیکار ہوگا۔ وہ اکیلی
جب پہاڑی غار میں پہنچی تو ساحر اس کا انتظار کر رہا تھا۔
طالشی کو دیکھتے ہی خوش ہوکر بولا۔
طالشی! میں نے رات کو چلہ کر لیا ہے۔ تمہیں

مبارک ہو کہ چلہ کامیاب رہا۔ جاؤ غار کے پیچھے
ایک کوٹھڑی ہے اس کوٹھڑی میں تمہیں اطلان کی
تباہی کا راز اور وہ نقشہ پڑا ہوا ملے گا جس کی
مدد سے تم اپنے گمشدہ ماں باپ اور بہن بھائیوں کا
سراغ لگا سکو گی۔

طالشی بڑی خوش ہوئی اور غار میں چلتی ہوئی پیچھے والی کوٹھڑی
میں بے دھڑک داخل ہوگئی۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے
تھا۔ مگر اپنے ماں باپ سے ملنے کے شوق میں اس
نے کچھ نہ سوچا کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ اس نے ساحر
کو آواز دی کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہے۔ کوئی موم بتی
ہو تو دے دو۔ ساحر کا تو کوئی جواب نہ آیا مگر کونے میں
جو انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔
اس نے چھلانگ لگا کر طالشی کو دبوچ لیا۔ ڈھانچے کی
انگلیوں کی ہڈیاں اس کی گردن میں گھستی چلی گئیں۔
طالشی کے حلق سے خوف کے مارے ایک سہمی
ہوئی سی چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہوگئی۔

ساحر کوٹھڑی میں آگیا اور بولا۔
طالشی تیرے حوالے کر دی گئی ہے۔ اب تو مجھے
بتا کہ اطلان کے شاہی خزانے کہاں ہیں؟

انسانی پنجر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ساحر
دوڑ کر باہر گیا۔ ایک موم بتی روشن کرکے کوٹھڑی میں واپس
آیا تو یہ دیکھ کر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔
کہ کوٹھڑی خالی تھی۔ وہاں نہ انسانی پنجر تھا اور نہ طالشی۔
وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ انسانی پنجر نے اس کے ساتھ فریب
کیا تھا۔ مکاری کی تھی۔ مگر وہ خود بھی لوگوں کے ساتھ
فریب اور مکاری کرتا رہا تھا۔ سچ ہے وہ دوسروں کے لئے
گڑھا کھودتا ہے۔ اس کے لئے کنواں تیار ہوتا ہے۔ وہ
سمجھ گیا کہ انسانی پنجر اب اس کے ہاتھ سے طالشی کو لے
کر نکل گیا ہے اور وہ کبھی اطلان کا شاہی خزانہ
حاصل نہ کر سکے گا۔

دوسری طرف انسانی پنجر بے ہوش طالشی کو لے کر
وقت کے تاریک بادلوں میں سے گزرتا ہوا سایوں کے
قبرستان میں پہنچ گیا۔ اس نے بے ہوش طالشی کو
زمین پر لٹا دیا اور خود آواز بلند کی۔

قبر والو! آؤ تمہارا مردہ لے آیا ہوں۔

اس آواز کے ساتھ ہی دو گورکن سائے جھاڑیوں میں
سے نکل کر پنجر کی طرف بڑھے۔ انسانی پنجر نے
ان کی طرف دیکھا اور بولا۔

تمہاری امانت تمہارے پاس پہنچا دی گئی ہے اب
مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ اور مجھے میری
قبر واپس کر دو۔ میری ہڈیاں سردی اور ہوا
میں ٹھٹھر رہی ہیں۔

گورکن سایوں نے جھک کر بے ہوش طالشی کو دیکھا
ایک سائے نے کہا

یہ وہی لڑکی ہے ہم جس کے ماں باپ
کو تو یہاں لے آئے تھے اور ان کے سایوں کو
دفن کر دیا تھا مگر یہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر
نکل گئی تھی۔

دوسرا سایہ کہنے لگا۔

ٹھیک ہے۔ اس ہڈیوں کے پنجر کو اس کی
قبر میں پہنچا دو۔

پہلے سایے نے انسانی پنجر کو کاندھے پر اٹھایا اور سایوں
کے قبرستان میں جاکر ایک پرانی قبر کے اندر لٹا دیا۔
انسانی پنجر قبر میں لیٹتے ہی ساکت ہو گیا گویا اسے
سکون مل گیا تھا۔ گورکن سائے نے قبر میں مٹی ڈال
کر اسے بند کر دیا اور واپس اپنے ساتھی گورکن سائے
کے پاس آکر بولا۔

مردے کو قبر میں ڈال دیا گیا ہے۔ اب ا
کا بھی حساب چکاؤ۔

انہوں نے بے ہوش طالشی کو اٹھا کر ستون کے ساتھ کھ
کر دیا۔ چاند نکلا ہوا تھا۔ ستون کے ساتھ کھڑے ہو
ہی طالشی کا سایہ ستون کے ساتھ ہی زمین پر پڑنے
لگا۔ سائے گورکن نے کہا

بڑی ہوشیاری سے اس کے سائے کو اٹھ
زمین پر سے۔

دوسرے سائے نے ایسا ہی کیا اور طالشی کے سائے کو
زمین پر سے اٹھا کر یوں اپنے ہاتھ میں تھام لیا جس
طرح کوئی آدمی مردہ سانپ کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے
ہوئے ہوتا ہے۔ طالشی کی قبر اس کے ماں باپ اور
بہن بھائی کے سایوں کی قبروں کے پاس ہی بالکل تیا
تھی۔ طالشی کے سائے کو قبر میں ڈال کر قبر کو مٹی سے
بھر دیا گیا۔ ایک گورکن سائے نے قبر کے اوپر ہاتھ لگایا
تو قبر میں سے طالشی کے سائے کا عکس اوپر آ کر قبر
پہ ظاہر ہو گیا۔ سائے کا یہ عکس قبر پر بالکل سیدھا
لیٹا ہوا تھا۔ قبر پر لیٹے ہوئے سارے سایوں کے
جسم تو نہیں البتہ شکلیں دھندلی دھندلی پہچانی جا سکتی تھیں

یہ کام ختم کر کے سایوں نے طالشی کے بے ہوش بے حس
و حرکت جسموں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر رکھا اور انہیں
ستونوں کے دالان کے پار والے محل کے طاقوں میں لا کر
کھڑا کر دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے اندازہ لگا لیا کہ کوئی
سایہ دفن ہو گیا ہے جس کا جسم وہاں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے
مگر وہ بات نہیں کر سکتے تھے۔

ناگ بھی انہیں پتھر ایسی خاموش آنکھوں سے
دیکھ ہی رہا تھا۔ لیکن بے بس تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ
کو بار بار گورکن کے اس جملے کا خیال آ رہا تھا جس
میں اس نے کہا تھا کہ ایک خاص وقت تک یہ انسانی
بت اسی جگہ پڑے رہیں گے۔ اس کے بعد کہاں
جائیں گے؟ اس کا کیٹی اور تھیوسانگ کو بھی کچھ علم
نہیں تھا۔

جب ماریا آئی تو عنبر نے اسے بتایا کہ طالشی
پہاڑی غار کی طرف گئی ہوئی ہے اور ابھی تک واپس
نہیں آئی۔ ماریا نے گھبرا کر کہا

کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔

عنبر بولا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

ماریا اور عنبر تیزی سے پہاڑی غار کی طرف روانہ ہوگئے
ماریا یہ غار پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔ غار خالی پڑا تھا
ساحر وہاں سے چلا گیا تھا۔ اب اسے وہاں بیٹھ کر
خزانوں کے لئے چلہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ
انسانی پنجر نے اس کے ساتھ غداری کی تھی۔ ماریا نے
پریشان ہوکر کہا

خدا خیر کرے۔ یہ طالشی کہاں چلی گئی ؟
وہ ساحر بھی کہیں دکھائی نہیں دیتا

عنبر بولا۔

ضرور وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گئی ہے

ماریا نے کہا۔

اسے اکیلی یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔

عنبر بولا۔

میں نے تو اسے منع بھی کیا تھا مگر وہ
نہیں مانی اور اکیلی چل پڑی۔ اب اسے کہاں
تلاش کریں ؟

ماریا کہنے لگی۔

کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔

عنبر نے کہا کہ غار میں آگے چل کر دیکھتے ہیں شاید آگے

کوئی خفیہ تہہ خانہ ہو۔ وہ آگے گئے تو وہ کوٹھڑی آگئی
جہاں ہڈیوں کے پنجر نے طالشی کو اغواء کیا تھا۔ کوٹھڑی
بھی ویران پڑی تھی۔ عنبر نے ماریا سے پوچھا کہ کیا
وہ ایک خاص قسم کی بُو محسوس کر رہی ہے ؟ ماریا نے
گہرا سانس لیا اور بولی۔

ہاں ! مجھے ایک عجیب سی بو محسوس ہوتی ہے۔
مجھے تو یہ مشک کافور کی بُو لگتی ہے جو مردوں پر
ڈالا جاتا ہے۔

عنبر نے کہا

ہاں یہ مشک کافور کی بُو ہے مگر یہ بُو طالشی
کی تلاش میں ہماری کوئی مدد نہیں کرسکتی۔

ماریا کہنے لگی۔

طالشی نے اپنی جو کہانی سنائی تھی اس میں سایوں
کے قبرستان کا ذکر آیا تھا۔ ایک ایسا قبرستان جہاں
اس کے ماں باپ کے سائے دفن ہیں۔ ممکن ہے
طالشی کو بھی کوئی آسیب اغواء کرکے اس قبرستان
میں لے گیا ہو۔

دونوں غار سے باہر آگئے۔ عنبر نے کہا
ماریا ! ہمیں اب یہی سمجھنا چاہیئے کہ طالشی

ہماری پہنچ سے باہر ہو گئی ہے۔ ہمیں اب اپنی تمام سرگرمیاں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کو تلاش کرنے کے لئے وقف کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ انہیں ہم سے جدا ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے اور وہ ضرور کسی بھیانک مصیبت میں گرفتار ہیں۔

ماریا کو طالشی کا بھی خیال آ رہا تھا۔ کہنے لگی

طالشی کے معمے کو بھی ہم اس لئے حل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ممکن ہے اس طرح سے ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا بھی سراغ مل جائے۔

عنبر نے پوچھا

اب تمہاری کیا رائے ہے؟

ماریا نے کہا

طالشی بھی دس ہزار برس سے زندہ تھی۔ اس کی مدد سے ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا سراغ مل سکتا تھا۔

عنبر نے کسی قدر جھنجھلا کر کہا

مگر وہ تو اب نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

ماریا بولی۔

میری رائے تو یہی ہے کہ ہمیں واپس افریقہ ہی چلے جانا چاہیئے۔ ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا وہیں ملنے کا امکان ہے۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ عنبر نے جواب دیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر میکسیکو شہر میں آ گئے۔ یہاں ایک رات بسر کرنے کے بعد وہ مشرقی بندرگاہ کی طرف چل پڑے۔ کیونکہ انہیں وہیں سے افریقہ کے لئے سمندری جہاز مل سکتا تھا۔ میکسیکو کے مشرقی علاقے سے بحرِ اوقیانوس یعنی اطلان تک براعظم شروع ہو جاتا تھا۔ یہی وہ سمندر تھا جہاں پہلے اطلان کا براعظم آباد تھا اور بعد میں وہ غرق ہو گیا اور سمندر اوپر آ گیا۔ اس کا دوسرا ساحل دور جنوبی اور مغربی افریقہ کے ساحل سے ملا ہوا تھا۔ اطلانٹک کا براعظم بہت بڑا براعظم تھا اور اطلان اس کا بہت بڑا شہر تھا۔

عنبر اور ماریا میکسیکو کے مغربی ساحل کی بندرگاہ پر آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ افریقہ کے لئے جہاز ایک روز کے بعد روانہ ہو گا۔ وہ ایک سرائے میں جا کر اتر گئے۔

یہاں پہلے بھی مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ عنبر بھی ما
کے ساتھ ایک کوٹھڑی میں آگیا۔ دوسرے دن شام
کے وقت وہ ایک جہاز پر سوار ہو گئے۔ جہاز بحراوقیانو
کی لہروں پر چل پڑا۔ یہ سمندر گرمیوں کے موسم میں بہت
چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں ہر وقت ہلچل مچی رہتی ہے
وہ بھی گرمیوں کا موسم تھا۔ چنانچہ ساحل سے روانہ
ہونے کے دو دن بعد سمندر میں طوفان آگیا۔

عنبر نے ماریا سے کہا

طوفان کے تیور دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ جہ
غرق ہو جائے گا۔

ابھی یہ لفظ عنبر کی زبان پر ہی تھے کہ جہاز کو ایک
قیامت خیز دھکا لگا۔ جہاز سمندر کے نیچے کسی چٹان سے
ٹکرا گیا تھا۔ جہاز کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ دیکھتے
دیکھتے سمندر کی طوفانی لہروں میں غرق ہو گیا عنبر اور ما
ہی بچنے میں کامیاب ہو سکے۔ عنبر لکڑی کے ایک تختے سے
چمٹا ہوا تھا اور طوفانی موجیں تختے کو مشرق کی طرف
بہائے لئے جا رہی تھیں۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ پرو
کر رہی تھی۔ ساری رات عنبر سمندر میں تختے پر بہتا ر
صبح ہوئی تو ماریا نے دور ایک جزیرے کو دیکھا اور

ایک جزیرہ دکھائی دے رہا ہے عنبر۔

عنبر بولا۔

شاید ہم ابھی تک بحر اوقیانوس میں ہی ہیں۔ ماریا
یہ جزیرہ بھی اطلانٹک اوشن کا کوئی جزیرہ ہوگا

جب عنبر ماریا جزیرے میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک
چھوٹا سا مونگے کا جزیرہ تھا۔ جس پر ایک بھی درخت
نہیں تھا اور سبزہ بھی غائب تھا۔ زمین سنگلاخ پتھریلی اور
سیاہ تھی عنبر نے کہا

ماریا! یہاں ہم زیادہ دیر تک پڑے نہیں
رہ سکتے۔ تم پرواز کر کے آگے جا کر دیکھو کہ افریقہ
کا ساحل یہاں سے کتنی دور ہے۔

ماریا اسی وقت فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ بے حد تیز رفتاری
سے فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد اس
نے واپس آ کر عنبر کو بتایا کہ افریقہ کا ساحل وہاں سے
سمندری جہاز میں دو دن کے سفر پر ہے۔ عنبر نے کہا

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے گزرنے
والے کسی سمندری جہاز کا انتظار کرنا ہوگا۔

ماریا کہنے لگی

تم تو یہ سمندر تیر کر بھی پار کر سکتے ہو کیونکہ

نہ تم تھکو گے اور نہ تمہیں موت کا خطرہ ہے۔
عنبر نے کہا

وہ تو ٹھیک ہے مگر خواہ مخواہ کسی سمندری
مصیبت میں پھنسنے کی بجائے بہتر ہے کہ ایک دو
دن یہاں رہ کر کسی جہاز کا انتظار کرتے ہیں۔ ہاں
اگر جہاز نہ آیا تو پھر میں اس تختے پر بیٹھ کر افریقہ
کی طرف چل پڑوں گا۔

یہی طے پایا اور وہ مونگے کے جزیرے میں ایک جگہ
آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ سمندر میں طوفان ختم ہو
چکا تھا۔ دور دور سے سمندر کی ہلکی ہلکی موجیں ساحل
سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں۔ جزیرے پر آہستہ
آہستہ شام کا اندھیرا چھانے لگا۔ جب رات ہو گئی تو نیلا
چاند نکل آیا۔ چاندنی چاروں طرف پھیل گئی۔ ماریا اور
عنبر ساحل کے پاس ایک مونگے کی چٹان کے قریب
بیٹھے ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں
کر رہے تھے۔ پھر جب رات گہری ہو گئی تو عنبر کو دور سمندر
کی موجوں میں سے کوئی گول سی شے ابھرتی دکھائی دی
چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ صرف موجوں کی ہلکی ہلکی
آواز آرہی تھی۔ چاند سمندر کے اوپر چمک رہا تھا۔

عنبر نے ماریا سے کہا
ماریا! کیا تم دیکھ رہی ہو؟ سمندر میں یہ گول
گول سی شے کیا ہے جو آہستہ آہستہ باہر ابھر رہی ہے؟
ماریا بولی۔
میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں۔ میرے خیال میں کوئی
سمندری جانور ہے۔

عنبر اور ماریا چاندنی رات میں اس گول چیز کو سمندر میں
ابھرتا دیکھنے لگے۔ یہ ایک بہت بڑا گولا تھا جس کی
فولادی سطح چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ماریا نے کہا
عنبر! مجھے تو یہ کوئی خطرناک چیز لگتی ہے۔ یہ
سمندری جانور نہیں ہے۔ اور یہ ساحل کی طرف بڑھ
رہی ہے۔

فولادی گولا۔ آہستہ آہستہ ساحل کی طرف آ رہا تھا عنبر بولا
ہم اسی جگہ رہیں گے۔ دیکھتے ہیں اس میں سے
کونسی شے باہر نکلتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے
ہمیں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔
عنبر چٹان کے ساتھ آہستہ سے لیٹ گیا۔ ماریا اسی جگہ
بیٹھی رہی۔ فولادی گولہ ساحل کے قریب آکر پانی میں ہی
رک گیا۔ پھر اس کا اوپر کا ڈھکنا کھلا اور اس کے اندر

سے ایک کے بعد ایک تین آدمی نکل کر سمندر کے
کنارے کی طرف آ گئے۔ عنبر نے ماریا سے کہا
یہ تو انسان ہیں۔ میں چپکے سے سویا رہتا
ہوں دیکھتے ہیں کہ کس مقصد کے لئے یہاں آئے
ہیں تم ہوشیار رہنا۔

ماریا کو چونکہ معلوم تھا کہ یہ لوگ عنبر کو کوئی نقصان نہیں
پہنچا سکتے اس لئے خاموش رہی۔ اس کی نظریں تینوں اجنبی
آدمیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عنبر بھی تھوڑی تھوڑی آنکھیں
کھولے انہیں تک رہا تھا۔ جب وہ ذرا قریب آئے تو
عنبر ماریا نے دیکھا کہ انہوں نے نیلے رنگ کا مچھلی ایسا
لباس پہن رکھا تھا۔ ان کے سر گول تھے اور ہاتھوں میں خنجر
پکڑ رکھے تھے قد عام انسانوں کے برابر تھے۔ وہ عنبر کی طرف
بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ایک انسان کو چٹان کے
پاس لیٹے دیکھ لیا تھا۔

عنبر نے سونے کا بہانہ بنایا اور ہلکے ہلکے خراٹے لینے
لگا۔ ماریا چپ چاپ پاس کھڑی تھی۔ تینوں آدمی عنبر
کے پاس آ کر رک گئے۔ ایک نے جھک کر عنبر کو دیکھا
اور بولا۔

یہ انسان ہے۔ سو رہا ہے۔

وہ کسی قدیم زبان میں بات کر رہا تھا۔ دوسرا آدمی بولا۔
ہمارا خیال تھا کہ ڈوبے ہوئے جہاز کے آدمی
یہاں کافی ہوں گے۔ چلو ایک آدمی ہی سہی۔ اسے
بے ہوش کر کے لے چلو۔

عنبر نے سوچا کہ یہ اسے سمندر کے نیچے لے جا رہے ہیں۔
وہ خاموشی سے لیٹا رہا۔ ماریا بھی چپ تھی کیونکہ عنبر
نے ہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ معلوم کریں گے کہ یہ لوگ کون
ہیں کیونکہ اس طرح سے ناگ کیپٹن تھیوسانگ کے سراغ
ملنے کا بھی امکان تھا۔ ایک سمندری آدمی نے عنبر کے
ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ عنبر کو جیسے کرنٹ لگا۔ مگر یہ بجلی
کا کرنٹ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ دوسرے آدمی نے جھک
کر عنبر کے جسم کو چھوا اور بولا۔

اسے اٹھا کر لے چلو۔ بے ہوش ہو گیا ہے۔

دو آدمیوں نے عنبر کو اٹھا لیا اور واپس سمندر میں اتر گئے۔
ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ عنبر کو لے کر یہ پُراسرار آدمی
بہت بڑے فولادی گولے میں آ گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ یہ
گولا اندر سے ایک گول کمرے کی طرح کا تھا۔ جس میں
فرش پر فولاد کی کرسیاں اور گول میز لگی تھی۔ ایک بہت
بڑا فولادی ہینڈل بھی تھا۔ جو گولے کو سمندر کے اندر

اور باہر لانے کے کام آتا ہوگا۔ انہوں نے عنبر کو فرش پر ڈال دیا۔ ایک آدمی نے ہینڈل گھمایا۔ فولادی گولے کا ڈھکنا بند ہوگیا۔ اب فولادی گولہ سمندر کے نیچے اُترنا شروع ہوگیا۔ کافی دیر تک یہ گولہ سمندر کے نیچے اترتا رہا۔ اس دوران میں عنبر خاموش رہا۔ ماریا بھی کچھ نہ بولی۔ پھر جیسے فولادی گولہ رُک گیا۔ دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دبانے سے فولادی گولے کی دیوار ایک جگہ سے کھل گئی۔ سامنے ایک سرنگ تھی۔ سرنگ میں روشنی ہو رہی تھی۔ یہ روشنی اس کی چھت سے لگے شمع دانوں کی تھی۔ ان آدمیوں نے عنبر کو ایک سٹریچر پر ڈالا اور سرنگ میں سے گزر کر ایک گول کمرے میں لاکر ڈال دیا۔ ماریا بھی ساتھ تھی۔ ایک آدمی نے کہا

اسے تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گی۔ مگر ہم اسے کل آکر لے جائیں گے۔ چلو دوسرے جزیرے پر چلتے ہیں۔ ہوسکتا ہے جہاز کے بچے کچھے آدمی اس جزیرے پر پناہ لئے ہوئے ہوں۔

تینوں آدمی کمرے سے باہر نکل گئے۔ انہوں نے لوہے کے دروازے پر تالا لگادیا تھا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو ماریا نے عنبر سے کہا

کیا تم ہوش میں ہو عنبر؟

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا

یہ سمندر کے نیچے کونسی جگہ ہے ماریا؟ یہ لوگ کون ہیں جو اب دوسرے مسافروں کی تلاش میں گئے ہیں۔

ماریا بولی۔

میری سمجھ میں ابھی تک کچھ نہیں آیا۔ لیکن ایک بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ جو زبان بول رہے ہیں وہ آج دنیا کے کسی ملک میں نہیں بولی جاتی۔ دوسری یہ کہ انہیں انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کسی دوسرے جزیرے پر گئے ہیں۔ انہیں جہاز کے غرق ہونے کی خبر ہوگئی ہوگی۔

عنبر نے کہا۔

مگر یہ کون لوگ ہیں۔ سمندر کے نیچے یہ کس مقصد کے لئے رہ رہے ہیں۔ حیران کی بات ہے کہ ہم سمندر میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں فٹ کی گہرائی میں آگئے ہیں اور ہمیں پانی کا ذرا سا بھی دباؤ محسوس نہیں ہو رہا۔

ماریا بولی۔

یہ لوگ انجنیئرنگ میں بہت ترقی یافتہ لگتے ہیں۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں سرنگ میں آگے جاکر دیکھتی ہوں کہ آگے کیا ہے اور یہ جگہ کونسی ہے۔

عنبر کہنے لگا

خبردار رہنا۔ کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا۔

ماریا بولی۔

تم فکر نہ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ مجھے جادوگر نہیں لگتے۔ ویسے یہ پُراسرار لوگ ضرور ہیں۔ میں ابھی واپس آتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا لوہے کے بند دروازے میں سے نکل گئی۔ دوسری جانب وہی سرنگ تھی۔ جس کی چھت میں چھوٹے چھوٹے فانوس روشن تھے۔ ماریا سرنگ کی فضا میں تیرتی ہوئی آگے جارہی تھی۔ آگے جاکر سرنگ ایک بہت بڑے اونچی چھت والے فولادی ہال کمرے میں ختم ہوگئی۔ اس ہال کمرے کے اونچے اونچے ستون فولاد کے بنے ہوئے تھے۔ یہاں بھی چھت کے فانوس لٹک رہے تھے جو روشن تھے۔ وہاں آدمی کوئی

نہیں تھا۔ ہال کمرے میں سامنے ایک گول دروازہ تھا۔ ماریا اس دروازے سے گزر کر دوسری طرف آئی تو دیکھا کہ وہ پھر ایک سرنگ میں آگئی ہے جس کی دونوں جانب گول دروازوں والے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ دروازے بند تھے اور ان پر لوہے کے تالے پڑے تھے۔ سرنگ آگے جاکر ختم ہو جاتی تھی۔ سرنگ کے درمیان میں ایک گول سیڑھی اوپر سرنگ کی چھت کو جاتی تھی۔ چھت میں ایک ڈھکنا بنا ہوا تھا جو بند تھا۔

ماریا اوپر جانے ہی لگی تھی کہ اسے فرش پر بھاری قدموں کی آواز سنائی دی سرنگ کی دوسری جانب سے چار ویسے ہی مچھلی کے لباس والے آدمی ہاتھوں میں سٹریچر لئے چلے آرہے تھے۔

یہ آدمی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی کیا دیکھتی ہے کہ اندر فرش پر نو دس برس کا ایک لڑکا بے ہوش پڑا ہے۔ پراسرار مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے اسے اٹھا کر سٹریچر پر ڈالا اور باہر نکل گئے۔

ماریا اس معمے کو حل کرنا چاہتی تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس بچے کو کہاں لئے جارہے ہیں

ماریا ان کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ سرنگ سے باہر نکل کر یہ لوگ ایک دوسرے ہال کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس سے گزرنے کے بعد ایک اور گول کمرہ آگیا۔ اس کمرے میں ماریا نے ایک عجیب مخلوق کو دیکھا۔ یہ مگرمچھ کی طرح کی مخلوق تھی جن کے سر تو مگرمچھ کے تھے مگر ٹانگیں اور بازو اور باقی جسم انسانوں کا تھا۔ ان کے سارے جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔ ایک چبوترے پر بڑی سی فولادی کرسی پر ایک بڑا مگرمچھ انسان بیٹھا تھا۔ اس کے آگے فولاد کی میز رکھی تھی۔ نیچے دونوں جانب مگرمچھ انسانوں کی دو قطاریں تھیں۔ مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے بڑے مگرمچھ انسان کے سامنے سٹریچر رکھ دیا اور ان میں سے ایک نے سر جھکا کر کہا

عظیم مگرمچھ دیوتا! آپ کے ناشتے کے لئے چھوٹا لڑکا حاضر ہے۔

باقی مگرمچھ انسانوں نے اونچی آواز میں نعرے لگائے۔ مگرمچھ دیوتا نے ہاتھ اٹھا کر کہا

کچھ دنوں سے ہمیں کھانے کو کم آدمی مل رہے ہیں اگر تم لوگوں نے زیادہ آدمیوں کا انتظام نہ کیا تو ہم تم سب کو ہڑپ کر جائیں گے۔

مچھلی کے لباس والا آدمی ہاتھ باندھ کر بولا۔

عظیم مگرمچھ دیوتا! ڈوبے ہوئے جہاز کے جتنے مسافر سمندر میں غرق ہوئے تھے۔ وہ سب ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ یہ آخری لڑکا رہ گیا تھا جو ہم آپ کو پیش کر رہے ہیں۔

دوسرا مچھلی کے لباس والا آدمی جھک کر بولا۔

عظیم دیوتا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آج ہی اوپر کی دنیا میں جا کر آپ کے لئے تازہ انسان شکار کر کے لائیں گے۔ ویسے ہم ایک آدمی کو شکار کر کے لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

مگرمچھ انسان نے غراتے ہوئے کہا

اسے ہم تھوڑی دیر بعد کھائیں گے اس لڑکے کو ہماری میز پر لٹا دو۔ ہم ابھی اسے ہڑپ کریں گے۔

مچھلی کے لباس والے آدمیوں نے بے ہوش لڑکے کو سٹریچر پر سے اٹھایا اور مگرمچھ انسان کے سامنے میز پر لیٹا دیا۔ ماریا یہ سب کچھ حیرت کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔ مگرمچھ انسان کے دانت لمبے لمبے تھے۔ اس کے ہاتھوں کے ناخن بھی چھریوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوش

لڑکے کے پیٹ کو ایسے چھریوں ایسے ناخن سے پھاڑنے ہی والا تھا کہ ماریا لپک کر وہاں گئی اور اس نے لڑکے کو میز پر سے اٹھا لیا مگر مچھ دیوتا غصّے سے بوکھلا گیا اس نے کرسی سے اٹھ کر دونوں ہاتھ اپنے سینے پر مارے اور چلایا۔

یہ کہاں غائب ہو گیا؟ کیا یہ کوئی جادوگر تھا تم کس کو لے آئے تھے۔ اب میں تم میں سے ایک کو کھاؤں گا۔

مچھلی کے لباس والے تھر تھر کانپنے لگے۔ باقی کے مگر مچھ بھی کھا جانے والی نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے مچھلی کے لباس والے ہاتھ باندھ کر کچھ کہنے ہی والے تھے کہ مگرمچھ دیوتا اور دوسرے مگرمچھ ان پر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں کو چیر پھاڑ کر ہضم کر گئے۔ ماریا نے بے ہوش لڑکے کو کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ وہ اسے اٹھائے ہوئے وہاں سے اڑی اور سیدھی عنبر کے پاس آ گئی۔ اس نے لڑکے کو فرش پر لٹایا تو وہ ظاہر ہو گیا۔ عنبر نے لڑکے کو دیکھا تو بولا۔

ماریا یہ... یہ لڑکا کون ہے؟

ماریا نے عنبر کو سارا خونی قصہ بیان کر دیا۔ عنبر بولا۔

وہ لوگ تو یہاں بھی آ کر اس لڑکے کو لے جائیں گے تم ایسا کرو کہ اسے کسی طرح اوپر جزیرے میں لے جا کر کہیں چھپا دو۔ اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ یہ مگرمچھ مخلوق کون ہے اور یہ معمہ کیا ہے

ماریا نے کہا

ٹھیک ہے۔ میں اسے اوپر چھوڑ کر آتی ہوں۔

عنبر بولا۔

لیکن یہ تو بے ہوش ہے۔ اوپر جزیرے پر اسے کسی ایسی جگہ چھپانا جہاں سے ہم اسے واپس بھی لے جا سکیں۔

ماریا بولی۔

تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی واپس آتی ہوں۔

ماریا نے لڑکے کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لٹکایا اور اس خطرناک پُراسرار دنیا سے نکل کر فولادی گولے میں آ گئی۔ اسے فولادی گولے میں اوپر جانے کی ضرورت نہیں تھا۔ بے ہوش لڑکے کے ساتھ ہی وہ فولادی گولے کی دیوار سے اوپر نکل گئی اور اب وہ سمندر میں تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بے ہوش لڑکا زیادہ دیر پانی میں نہیں رہ سکے گا وہ تو پانی میں ڈوب نے

سے مر جائے گا۔ ماریا نے ایک اڑان بھری
اور تیر کی طرح سمندر کے پانی میں سے اوپر
کی طرف بڑھی۔

O

سانپ آدمی کی تلاش

ماریا کو سمندر میں اوپر کو آتے دو سیکنڈ لگے۔
جب وہ سمندر سے باہر نکل کر جزیرے پر آئی تو چاند
اسی طرح جزیرے پر چمک رہا تھا۔ اس کی چاندنی جزیرے
پر چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکے کو اب ہوش
آنے لگا تھا۔ ماریا نے سارے جزیرے کا چکر لگایا۔
وہ کوئی موزوں جگہ ڈھونڈھ رہی تھی۔ آخر اسے جزیرے
کی دوسری طرف مونگے کی چٹان میں ایک چھوٹا سا غار مل
گیا۔ ماریا نے لڑکے کو غار میں لٹا دیا۔ باہر چاندنی
کھلی تھی جس کی دھیمی روشنی غار میں آ رہی تھی۔ لڑکے
کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ جب اسے
غار میں کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لڑکا
بہادر تھا۔ اس کا لباس میکسیکو کے لڑکوں ایسا تھا۔ اس نے
میکسیکی زبان میں اپنے آپ سے کہا
میں کہاں آ گیا ہوں ؟

ماریا کا اس سے بات کرنا ضروری تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا

میرے بچے! ڈرنا مت۔ میں تمہاری محافظ روح ہوں۔ اور تمہیں سمندر کی خونی مخلوق سے بچا کر یہاں لے آئی ہوں۔

لڑکا ایک عورت کی غیبی آواز سن کر پریشان ہوگیا۔ ماریا نے جلدی سے کہا

تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بیٹے میں تمہاری حفاظت کے لئے یہاں بھیجی گئی ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟

لڑکے نے کچھ کچھ ڈری ہوئی آواز میں ماریا کو بتایا کہ جو جہاز سمندر میں غرق ہوگیا تھا۔ اس میں سفر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے مسافر بھی سمندر میں ڈوبے تھے۔ وہ پانی میں نیچے ہی نیچے اترتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک بہت بڑے جال نے ان سب کو جکڑ لیا اور پھر ان کو کھینچ کر ایک وسیع گول کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ مجھے جب ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں بند پڑا تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ باقی مسافروں کے ساتھ کیا

گزری؟ میں نے رونا شروع کر دیا۔ پھر دو آدمی آئے جنہوں نے مچھلی کی طرح کا لباس پہن رکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے میرے جسم پر ہاتھ رکھا تو مجھے بجلی کا جھٹکا لگا اور میں بے ہوش ہوگیا۔ اس کے بعد اب ہوش آیا ہے۔ میرے ماں باپ میکسیکو میں رہتے ہیں۔ محافظ روح! خدا کے لئے مجھے میرے گھر پہنچا دو۔

ماریا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

ابھی مجھے سمندر میں نیچے جا کر دوسرے مسافروں کو وہاں سے نکالنا ہے تم آج کی رات اسی غار میں چھپے رہو۔ میں کل صبح آ کر تمہیں یہاں سے تمہارے ماں باپ کے پاس لے جاؤں گی۔

لڑکا سمجھدار اور ہوشیار تھا۔ اس میں حوصلہ بھی تھا۔ اس نے ماریا سے صرف اتنا کہا

محافظ روح! کل ضرور آ جانا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔

ماریا نے اسے مزید تسلی دی اور وہاں سے پرواز کر کے سمندر میں اتر کر واپس عنبر کے کمرے میں آگئی۔ کمرے میں آ کر اس نے دیکھا کہ عنبر غائب تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ

مچھلی کے لباس والے اب اسے اٹھا کر مگرمچھ دیوتا کے
پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے لے گئے ہوں گے۔
ماریا تیزی سے کمرے سے نکلی اور سیدھی اس کشادہ ہال
کمرے میں آگئی جہاں مگرمچھ دیوتا کرسی پر بیٹھا تھا اور اس
کے سامنے میز پر اب عنبر کو لٹایا ہوا تھا۔ عنبر اس وقت
بھی جان بوجھ کر بے ہوش بنا ہوا تھا۔ دو نئے مچھلی کے
لباس والے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ دونوں
قطاروں میں دوسرے مگرمچھ انسان بھی خاموش کھڑے عنبر
کو تک رہے تھے۔

ماریا عنبر کے سرہانے کی جانب آگئی۔

مگرمچھ انسان نے اپنے چھریوں کی طرح تیز ناخن
بلند کیئے اور عنبر کے پیٹ پر اس خیال سے مارے
کہ وہ اس کا پیٹ پھاڑ دے گا مگر ایسا نہ ہو سکا۔
عنبر کا پیٹ تو چٹان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ مگرمچھ
دیوتا کے ناخن ٹوٹ کر گر پڑے۔ اس کے حلق سے
چیخ کی آواز نکل گئی۔ وہ ایک دم سے اچھل پڑا
اور چلایا۔

یہ کوئی جادوگر ہے۔

اس کے ساتھ ہی عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مگرمچھ دیوتا

کو اتنی زور سے ٹکر ماری کہ وہ سامنے دیوار سے
ٹکرایا۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور مگرمچھ دیوتا فرش پر گر کر
تڑپنے لگا۔ دوسرے مگرمچھ انسان پھٹی پھٹی آنکھوں سے
یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اب ماریا نے مگرمچھ دیوتا
کو اٹھا کر زور سے گھمایا اور پوری طاقت سے دیوار
پر دے مارا۔ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ باقی
مگرمچھ انسان ڈر کر بھاگے۔ عنبر نے ان میں سے تین
کو پکڑ کر ہلاک کر دیا۔ باقی تہہ خانوں میں اتر گئے۔ مچھلی
کے لباس والے دونوں انسان کھڑے تھر تھر کانپ
رہے تھے۔ عنبر نے ان کے قریب آکر پوچھا

تم لوگ کون ہو اور اس مکروہ مگرمچھ کو کب
سے بے گناہ انسانوں کا گوشت کھلا رہے تھے؟

مچھلی کے لباس والے انسان عنبر کے قدموں پر گر پڑے۔
ان میں سے ایک نے ہاتھ باندھ کر کہا

عظیم طاقت والے دیوتا! ہم لوگ ملک اطلان
کی اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے ملک کے
ساتھ ہی زمین میں غرق ہو گئی تھی۔ لاکھوں لوگ
ایک دم سے سمندر میں غرق ہو گئے تھے۔ اس سمندر
میں مگرمچھ رہتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کی لاشوں

کو کھانا شروع کر دیا۔ ہمارے آباؤ اجداد کے لوگ
اتفاق سے سمندر کے نیچے ایک ایسے غار میں
جا پہنچ گئے جہاں ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پانی اندر
نہیں آتا تھا۔ انہوں نے وہاں رہنا شروع کر دیا۔
ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ تعداد میں
کوئی بیس آدمی تھے۔ انہوں نے بھی مردہ لاشوں کو
کھانا شروع کر دیا۔ یوں ان کی نسل شروع ہو گئی۔
دوسری طرف مگرمچھ لاکھوں انسانوں کو ہڑپ کرنے
کے بعد انسانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے۔
انہوں نے ہمارے بزرگوں کی طرف رخ کیا تو
ہمارے آباؤ اجداد نے اسی میں خیریت سمجھی کہ
وہ سمندر سے نکل کر اوپر جاتے اور انسانوں
کو پکڑ کر نیچے لے آتے۔ چونکہ ان کی خوراک بھی
انسان ہی تھے۔ اس لئے وہ اوپر زمین پر جا کر
زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں لوگ انہیں
ہلاک کر ڈالتے۔ ہزاروں سال سے ہماری نسل کے
لوگ سمندر میں اسی جگہ رہ رہے تھے۔ مگرمچھوں کی
گیارھویں نسل میں لاکھوں انسانوں کو کھانے کے بعد
یہ تبدیلی آ گئی کہ ان کے جسم انسانوں جیسے ہو گئے۔

مگر یہ مگرمچھ کے ہی رہے۔ اب وہ انسانوں کو
کھاتے تھے اور ان کی ہڈیاں ہمیں دے دیتے
تھے۔ ہمارا کئی نسلوں سے انسانی ہڈیوں پر ہی
گزارہ ہو رہا ہے۔ ہم نے یہاں فولاد کے کمرے
بنا لئے تھے۔ کیونکہ اطلان شہر سے ہمیں انجنیئرنگ کا
بہت سا سامان بھی مل گیا تھا۔ ہماری عورتیں ایک
غار میں رہتی ہیں وہ بھی مگرمچھوں کی چھوڑی ہوئی
انسانی ہڈیوں پر ہی گزر اوقات کرتی ہیں۔ پچھلے
دنوں سمندر میں ایک جہاز ڈوب گیا۔ ہم اس کے
ڈوبے ہوئے مسافروں کی لاشیں اٹھا کر مگرمچھوں کو
کھلاتے رہے۔ وہ لاشیں ختم ہو گئیں تو ہم نئے
شکار کی تلاش میں اوپر جزیرے پر گئے تو ہمیں تم
سوئے ہوئے مل گئے آگے جو کچھ ہوا تم اسے جانتے ہو
یہ لوگ ابھی تک ماریا کی موجودگی سے بے خبر تھے۔ عنبر
بڑے غور سے ان کی گھناؤنی داستان سن رہا تھا۔ اس
نے کہا
میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو لے
کر اوپر زمین پر شریف انسانوں کی طرح زندگی
بسر کرو۔

مچھلی کے لباس والا بولا.

عظیم طاقت والے دیوتا! ہم خواہش کے باوجود اب ایسا نہیں کر سکتے. ہم ہزاروں سالوں سے انسانی ہڈیوں کو کھاتے آئے ہیں. زمین پر ہم نے یہ کام شروع کیا تو لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے.

عنبر نے پوچھا.

کیا یہاں اور قیدی انسان بھی موجود ہیں؟ عنبر کا خیال ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف چلا گیا تھا۔ مچھلی کے لباس والا بولا.

نہیں عظیم طاقت والے دیوتا! صرف تم اور ایک لڑکا ہی یہاں تھا. لڑکا غائب ہو گیا ہے اور تم نے مگرمچھ دیوتا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا ہے.

باقی مگرمچھ انسان کہاں بھاگ گئے ہیں؟ عنبر نے پوچھا۔ میں انہیں بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ مچھلی کے لباس والا بولا۔

وہ خفیہ تہہ خانے میں جا کر چھپ گئے ہوں گے اگر ان کو ہلاک نہ کیا گیا تو وہ ہمیں

اور ہماری عورتوں اور بچوں کو ہڑپ کر جائیں گے.

ہماری مدد کرو اور انہیں بھی ختم کر ڈالو۔

عنبر نے کہا

چلو مجھے تہہ خانے کا راستہ دکھاؤ.

مچھلی کے لباس والے عنبر کو لے کر نیچے چلے گئے۔ ماریا ساتھ ساتھ تھی۔ ایک تاریک مرطوب زینہ نیچے اترتا تھا. زمین کے کافی نیچے جانے پر عنبر کو مگرمچھوں کی پھنکاریں سنائی دیں۔ مچھلی کے لباس والے وہیں رک گئے۔ ایک نے کہا۔

ہمیں آگے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے.

عنبر نے کہا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔

عنبر نے ماریا کو ساتھ لیا اور وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر تہہ خانے کے دروازے کے پاس آ گیا جس کا دروازہ بند تھا اور اندر سے مگرمچھوں کی غصیلی پھنکاروں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماریا نے عنبر سے کہا

میں اندر جا کر انہیں ٹھکانے لگاتی ہوں.

اور ماریا تیزی سے تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ عنبر باہر ہی کھڑا رہا۔ اس کے بعد تہہ خانے کے اندر

سے مگرمچھوں کی چیخیں اور خوفناک پھنکاریں بلند
ہونا شروع ہو گئیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہاں
موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ یہ واقعی موت کی خاموشی
تھی۔ کیونکہ ماریا نے باقی بچے ہوئے تمام آدم خور
مگرمچھوں کو ختم کر دیا تھا اور تہہ خانے میں ان کی
گردنیں بکھری پڑی تھیں۔ ماریا نے باہر آ کر
عنبر کو بتایا کہ اب یہاں کوئی آدم خور مگرمچھ زندہ
نہیں ہے۔ عنبر مچھلی کے لباس والے آدمیوں کے
پاس گیا تو وہ حیران ہوئے کہ عنبر نے باہر کھڑے
کھڑے کیسے تہہ خانے کے تمام مگرمچھوں کا کام تمام
کر دیا۔ مگر وہ چونکہ اسے بہت بڑی طاقت والا
ایک عظیم دیوتا سمجھتے تھے اس لئے اس کے آگے
سر جھکا دیئے۔ یہ لوگ عنبر کو اب اس جگہ لے گئے
جہاں ان کی عورتیں اور بچے رہ رہے تھے۔ یہ
لوگ غار کے اندر گھر بنا کر رہتے تھے اور وہاں
انسانی ہڈیوں کے دو چار ڈھیر بھی پڑے تھے یہ
ان لوگوں کی بچی ہوئی خوراک تھی۔ عنبر نے ان میں
سے ایک بزرگ مچھلی کے لباس والے سے پوچھا کہ
کیا وہاں کوئی اور بھی مگرمچھ زندہ ہے؟ اس نے

بتایا کہ اب کی دنیا میں دوسرا کوئی مگرمچھ نہیں ہے۔
ماریا نے عنبر کو ایک طرف لے جا کر کہا
یہ لوگ بھی انسانوں کے دشمن ہیں۔ اگر
یہ زندہ رہے تو اپنے شکار کی تلاش میں دوسرے
تیسرے روز سمندر کے باہر جائیں گے اور دور دور
کے آباد جزیروں سے انسانوں کو پکڑ کر لے آیا
کریں گے۔

عنبر نے کہا

میں انہیں اور ان کے بچوں کو ہلاک نہیں
کر سکتا۔ یہ کام تم بھی نہیں کر سکتی ہو۔ ہمیں انہیں
ان کے حالات پہ چھوڑ دینا چاہیئے ہاں ان سے
ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں معلومات
حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عنبر نے ان لوگوں سے کیٹی ناگ اور تھیوسانگ کا ذکر
کیا تو وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے:

ان کے بزرگ نے کہا

اس شکل کے انسان ہم نے نہیں دیکھے۔
لیکن اگر وہ جہاز کے ساتھ ڈوب کر مگرمچھوں کا
نوالہ بن گئے ہوں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

عنبر نے طالشی کے بارے میں بھی اس کا حلیہ
بتا کر دریافت کیا مگر اس کے بارے میں بھی اسے
تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ عنبر اور ماریا غاروں
والی آبادی سے باہر بڑے ہال کمرے میں آ گئے۔
اب ماریا نے عنبر کو اس لڑکے کے بارے میں بتایا
جسے وہ جزیرے میں چھپا آئی تھی۔ عنبر نے کہا
اب وہ خطرے سے باہر ہے مگر مچھ آدم خوروں
کی نسل تباہ کر دی گئی ہے۔ ویسے طالشی کا بھی
ہمیں یہاں سے کوئی سراغ نہیں ملا۔ میرا خیال
ہے کہ اب ہمیں اوپر چلے جانا چاہیئے۔
مچھلی کے لباس والے ان سے دور فرش پر ادب سے
سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اچانک زمین ہلنے لگی۔ مچھلی
کے لباس والے چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔
ملوخ پھٹنے والا ہے۔ ملوخ پھٹنے والا ہے۔
وہ چلاتے ہوئے اپنے بال بچوں کی طرف بھاگ
اٹھے۔ زمین بری طرح ہل رہی تھی۔ ہال کمرے کے
دو ستون گھڑ گھڑ کی آواز کے ساتھ دھڑام سے گر پڑے
اور ٹوٹ پھوٹ گئے۔ ماریا نے کہا
کوئی آتش فشاں سمندر کے نیچے پھٹنے والا

ہے۔ ہمیں اوپر چل کر لڑکے کو بچانا ہوگا۔
کیونکہ یہ زلزلہ جزیرے پر بھی آ رہا ہوگا۔
ماریا نے عنبر کو کاندھے سے پکڑا اور جتنی تیزی سے
اوپر کو اٹھ سکتی تھی اوپر کو اٹھی اور ہال کمرے کی
چھت میں سے نکل کر سمندر کے پانی میں آ گئی۔
یہاں سے وہ تیر کی طرح بالکل سیدھی اوپر کو اٹھتی
چلی گئی اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ سمندر کے اوپر
تھے۔ عنبر تیزی سے تیرتا ہوا جزیرے پر آ گیا۔ ماریا
نے اسے ساتھ لیا اور چٹان والے غار میں آ گئی۔ جزیرہ
بھی بھونچال کی زد میں تھا اور زمین ہل رہی تھی۔ میکسیکن
لڑکا غار سے باہر نکل کر زمین پر اوندھے منہ پڑا تھا۔
زلزلے میں انسان کو ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ جتنی جلدی
ہو سکے۔ چار دیواری سے نکل کر کھلی جگہ پر زمین پر
اوندھا لیٹ جائے۔ یہ لڑکا واقعی بڑا سمجھدار تھا۔ عنبر
کو دیکھ کر دور ہی سے بولا
زلزلہ آ رہا ہے۔ تم بھی لیٹ جاؤ۔
ماریا نے عنبر سے کہا
میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہوشیار ہے۔
مگر زلزلے کی شدت بڑھنے لگی۔ ایک دو جھٹکے بڑے

زور سے آئے اور پھر جیسے سمندر کے نیچے ہزاروں
توپیں ایک ساتھ چل پڑیں۔ ایسا دھماکہ ہوا کہ
سمندر کا پانی ایک جگہ سے ہزاروں فٹ اوپر کو اچھلا
اور وہاں سے لاوے کا طوفان باہر کو ابل پڑا۔ سمندر
کے نیچے چھپا ہوا آتش فشاں پھٹ گیا تھا۔ عنبر نے
لپک کر لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ماریا نے
چلا کر لڑکے سے کہا

گھبرانا مت۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ یہ
بھی میرا بھائی اور تمہارا محافظ ہے

جزیرے کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ سمندر میں آگ
لگی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ سے دہکتے ہوئے لاوے
کے فوارے اچھل رہے تھے۔ آخر تھوڑی دیر بعد
سکون سا ہو گیا۔ بھونچال آنا بند ہو گیا۔ لاوے کے
فوارے بھی رک گئے۔ مگر سمندر پر جیسے آگ
لگی ہوئی تھی۔ دہکتا ہوا لاوا سسکار رہا تھا۔
اس لاوے کے طوفان میں ماریا اور عنبر نے پچھلی
کے لباس والوں کی بے شمار لاشیں دیکھیں کہ وہ
جھلس چکی تھیں اور لاوے کے سمندر میں تیر
رہی تھیں۔ ماریا نے کہا

شکر ہے خدا کا کہ یہ انسان دشمن نسل بھی
قدرت کے طوفان میں تباہ ہو گئی۔ ان کا زندہ
رہنا انسانوں کے لئے بے حد خطرناک تھا۔
دن گزر گیا۔ لڑکے کو بھوک لگ رہی تھی۔ اس
پانی بھی نہیں پیا تھا۔ ماریا نے اسے عنبر کے
ے کیا اور خود فضا میں پرواز کرتی وہاں سے ایک
میل دور ایک دوسرے جزیرے پر گئی۔ یہ
زیرہ ہرا بھرا تھا۔ وہاں سے وہ کتنے ہی ناریل توڑ
ے آئی۔ لڑکے نے بڑے شوق سے ناریل کھایا
ن کا ٹھنڈا پاکیزہ پانی پیا اور اس کی جان میں جان
ئی۔ دوسرے دن ماریا نے لڑکے کو کاندھے پر اٹھایا
بر نے سمندر میں چھلانگ لگائی اور وہ تیز رفتاری
ے میکسیکو کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام ہونے
ے پہلے وہ لڑکے کو لے کر اس کے ماں باپ کے
ھر پہنچ گئے۔ لڑکے کے ماں باپ تو یہ سمجھے ہوئے
تھے کہ ان کا بیٹا بھی جہاز کے دوسرے مسافروں
کے ساتھ سمندر میں ڈوب گیا ہوگا۔ اسے زندہ دیکھا
تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ لڑکے نے
اپنے ماں باپ کو ماریا کے بارے میں کچھ نہ بتایا اس

نے یہی کہا کہ وہ ایک جزیرے پر پہنچنے میں کامیاب
ہو گیا تھا۔ جہاں سے عنبر، چچا اسے لے کر یہاں
آ گئے ہیں۔ لڑکے کے ماں باپ نے عنبر کی بہت
آؤ بھگت کی۔ عنبر اور ماریا کو اس آؤ بھگت کی
ضرورت نہیں تھی مگر وہ ان لوگوں کا دل رکھنے کے
لئے وہاں ایک روز کے لئے ٹھہر گئے۔ رات کو ماریا
اور عنبر نے مشورہ کیا اور اسی نتیجے پر پہنچے کہ انہیں
واپس افریقہ جانا چاہئے۔ اسی جگہ طالسی ناگ اور کیٹی
اور تھیوسانگ کے ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ افریقہ کو
سمندری جہاز تین دن کے بعد روانہ ہونا تھا۔ یہ
تین دن عنبر اور ماریا نے وہیں بسر کئے۔ اس دوران
انہوں نے شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں اور ساتھیوں
کا پتہ چلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ چوتھے روز
وہ افریقہ روانہ ہو گئے۔

پندرہ دن کے سفر کے بعد عنبر اور ماریا افریقہ
کے ساحل سے جا لگے۔ وہ اسی علاقے میں آ گئے
جہاں انہیں امید تھی کہ ناگ، کیٹی، تھیوسانگ اور
طالسی کا کچھ سراغ مل سکتا تھا۔ یہ جگہ ایک دریا
کے کنارے گاؤں کی شکل میں تھی۔ گاؤں میں حبشی

یہاں لوگ رہتے تھے جن کا کام کھیتی باڑی کرنا
تھا۔ عنبر نے ان کے گاؤں میں ایک چھوٹا سا مکان
لے لیا تھا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ یہاں
سے ماریا دن کے وقت نکل جاتی اور آس پاس
کے علاقوں کا چکر لگاتی کہ ساتھیوں کا کچھ نشان ملے۔
کبھی وہ مشرق کی طرف جاتی اور کبھی مغرب کی طرف۔

اتفاق سے ایک روز اس گاؤں کی ایک عورت
بیمار پڑ گئی اس کے خاوند نے ٹونا ٹوٹکا کیا مگر اسے
آرام نہ آیا۔ عنبر جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اس نے
حبشی عورت کا علاج کرنا چاہا تو اس کے خاوند
نے کہا کہ وہ کسی غیر آدمی سے اپنی عورتوں کا علاج نہیں
کروا سکتے۔ حبشی عورت کو رات کو تیز بخار چڑھ جاتا
تھا اور وہ عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگتی تھی۔ اس
کے خاوند نے دریا پار والے گاؤں سے ایک حبشی سادھو
کو بلوایا جو جادو ٹونے سے علاج کرتا تھا۔ اس نے آتے
ہی حبشی عورت کے مکان کے اندر دائرہ کھینچا اور اس
میں انسانی ہڈیاں اور کھوپڑی پھینک کر رقص کرنا شروع کر
دیا۔ اس نے سر پر پروں کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ رنگ
توے کی طرح کالا اور آنکھیں لال تھیں۔ گلے میں موٹے

موٹے منکوں کی مالائیں تھیں۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ
عنبر اور ماریا یہ تماشہ دیکھنے وہاں آ گئے۔
لوگ دور دور بیٹھے تھے۔ درمیان میں دائرے
کے اندر حبشی سادھو نے بیمار عورت کو چٹائی پر لٹا رکھا
تھا۔ خود اس کے گرد ڈانس کرتے ہوئے اونچی آوازیں
منتر پڑھ پڑھ کر اس پر پھونک رہا تھا۔ حبشی عورت
بے حد کمزور ہو گئی تھی۔ عنبر چپ چاپ بیٹھا یہ تماشہ
دیکھ رہا تھا۔ حبشی عورت کا خاوند پانی سے بھرا ہوا لوٹا
تھامے پاس ہی اکڑوں بیٹھا تھا۔ حبشی سادھو نے رقص
بند کر کے دونوں بازو بلند کئے اور چیخ مار کر بولا۔

یوکالا۔ یولالا۔ یولالا

خدا جانے اس کا مطلب کیا تھا وہاں سناٹا چھا گیا۔
حبشی سادھو نے ایک خنجر نکالا اور اس کی نوک بیمار
حبشی عورت کے بازو میں ذرا سی چبھو دی۔ عورت
کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ حبشی سادھو نے بازو
پر منہ لگا کر بیمار حبشی عورت کا تھوڑا سا خون چوسا
اور پھر اشارہ کیا۔ حبشی عورت کا خاوند جلدی سے
پانی کا لوٹا لے کر آگے بڑھا۔ حبشی سادھو نے لوٹے
میں سے پانی کا چلو بھرا اور عورت کے بازو پر ڈالا

جہاں خون بہہ رہا تھا۔ حبشی سادھو نے چیخ کر کہا
اس پر جنگل کا آسیب تھا۔ یہ ایک
چڑیل تھی۔ میں نے اسے بھگا دیا ہے۔ اب میرا
نذرانہ لاؤ۔

حبشی عورت کے خاوند نے اس کے آگے تانبے کے
دو سکے ایک پوٹلی چاولوں کی اور چار آلو رکھ دیئے اور
ہاتھ باندھ کر بولا۔

بوانا میں غریب ہوں۔ میرے پاس اس کے
سوا کچھ نہیں ہے۔ اسے قبول کر لو۔

حبشی سادھو نے یہ معمولی سا نذرانہ دیکھا تو اسے پاؤں
کی ٹھوکر سے اڑا دیا اور خنجر لہرا کر بولا۔

میں چڑیل کو واپس بلا کر پھر تمہاری عورت
کے سر پر سوار کرا رہا ہوں۔ مجھے دو من چاول ایک
بوری آلو اور چاندی کے سو سکے دو۔

وہ غریب یہ کہاں سے لاتا۔ وہ حبشی سادھو کے
پاؤں پر گر پڑا اور رونے لگا۔ گاؤں کے لوگ ڈر کر
بھاگ گئے کہ کہیں چڑیل ان سے نہ چمٹ جائے۔
وہاں صرف عنبر اور ماریا ہی رہ گئے۔ حبشی سادھو نے
عورت کے خاوند یعنی غریب حبشی کسان کے سر پر زور

سے لات ماری وہ دور جا گرا۔ اس کی بیمار عورت
رونے لگی۔ عنبر اور ماریا کو بڑا غصہ آیا۔ عنبر نے آہستہ
سے ماریا سے کہا

تم ابھی کچھ نہ کرنا۔ میں اس کی طبیعت
درست کرتا ہوں۔

عنبر نے حبشی سادھو کی زبان میں کہا

یہ غریب آدمی ہے۔ اس پر ظلم کیوں
کرتے ہو؟

حبشی سادھو نے لال لال غصے سے بھری ہوئی آنکھوں
سے عنبر کی طرف دیکھا اور چلایا۔

کون ہو تم گستاخ؟ میں تمہیں زندہ نہیں
چھوڑوں گا۔

عنبر بولا۔

تم نہ کسی کو مار سکتے ہو نہ زندہ کر سکتے ہو۔
یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے بس میں ہے

حبشی سادھو خنجر لے کر عنبر کی طرف بڑھا۔ وہ وحشیانہ
قہقہے لگا رہا تھا اور بار بار چلا رہا تھا۔ میں تجھے
مزا چکھا دوں گا۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ بالکل نہ
ہلا۔ حبشی کسان اور اس کی بیمار بیوی کے رنگ اڑ

گئے۔ حبشی سادھو نے زور سے خنجر کا وار کیا اور خنجر
عنبر کے سینے میں گھونپنے کی کوشش کی۔ مگر عنبر پر
ظاہر ہے کوئی اثر نہ ہوا۔ خنجر عنبر کے سینے سے
لگ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ حبشی سادھو ہکا بکا ہو کر
تکنے لگا پھر چیخ مار کر بولا۔

تو نے اندر لوہے کی قمیض پہن رکھی ہے
میں تجھے چڑیل کے حوالے کرتا ہوں۔

اور اس نے جیب سے انسانی ہڈی نکال کر اس پر
زور زور سے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے
آہستہ سے کہا

ماریا۔ اب تیرا کام ہے

ماریا نے آگے بڑھ کر حبشی سادھو کے ہاتھ سے
ہڈی چھین لی۔ ہڈی کو اپنے ہاتھ سے اچانک غائب
ہوتے دیکھ کر حبشی سادھو کے تو ہاتھوں کے طوطے
اڑ گئے۔

چیخ مار کر بولا۔

تو مجھ سے بڑا جادوگر نہیں ہو سکتا۔ میں
تجھے بھی غائب کر سکتا ہوں۔

وہ بار بار منتر پڑھ کر عنبر پر پھونکیں مارنے لگا۔ عنبر

اپنی جگہ پر کھڑا ہنستا رہا۔ ماریا نے پیچھے سے حبشی
سادھو کی گردن دونوں ہاتھوں میں پکڑی اور اسے
دبانا شروع کر دیا۔ حبشی سادھو پر لرزہ طاری ہو گیا
تھر تھر کانپنے لگا۔ پسینے آ گئے۔ آنکھیں باہر کو ابل پڑیں پر
چلایا۔

مجھے معاف کر دو۔ تم مجھ سے بڑے
جادوگر ہو۔

عنبر نے بلند آواز میں کہا

اسے چھوڑ دو۔

ماریا نے حبشی سادھو کو چھوڑ دیا۔ حبشی بیمار عورت اور
اس کا کسان خاوند یہ سب کچھ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔
عنبر نے حبشی سادھو سے کہا

تمہاری جیب میں کیا ہے؟

حبشی سادھو عنبر سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ اس نے
اپنی دونوں جیبیں الٹ دیں۔ اس میں سے چاندی کے
پچاس سکے نکلے۔ عنبر نے کہا

یہ تم نے غریبوں کا خون چوس کر لیے
ہیں۔ میں اسے غریبوں میں بانٹ دوں گا۔

اور عنبر نے چاندی کے سکے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیئے۔

حبشی سادھو ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ عنبر نے کہا

یہاں سے دفع ہو جا۔

حبشی سادھو فوراً عنبر کے پاؤں پر گر پڑا اور گڑگڑایا۔

تم میرے گورو ہو۔ میرے استاد ہو۔ مجھے
اپنا شاگرد بنا لو۔ مجھے اپنا علم سکھا دو۔ جو میرے
پاس ہے وہ میں تمہارے قدموں پر نچھاور کر دوں گا

ماریا اور عنبر ہنسنے لگے اس نے کہا

اچھا تم باہر جا کر کسی درخت تلے بیٹھ جاؤ
میں تھوڑی دیر میں تمہارے پاس آؤں گا۔

حبشی سادھو جھک جھک کر سلام کرتا باہر چلا گیا۔ بیمار
عورت کے خاوند نے عنبر کے پاؤں پکڑ لیے۔ عنبر نے کہا

میں تمہاری بیوی کا علاج جڑی بوٹیوں سے کروں
گا۔ جادو ٹونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جاؤ۔ اندر سے
لہسن کی چار تریاں پانی میں بھگو کر لے آؤ۔

عنبر نے لہسن کو کوٹ کر پانی میں ملایا اور پھر اس کا
ایک چمچ بیمار عورت کو کھلا دیا اور کہا

اسے اندر لے جا کر لٹا دو۔ شام کو میں اسے
جڑی بوٹیوں کا عرق پلاؤں گا۔ خدا نے چاہا تو اس کو
پھر بخار نہیں چڑھے گا۔

اس کے بعد عنبر اور ماریا مکان کے دالان سے باہر نکلے
تو ماریا نے مسکرا کر کہا
تمہارا شاگرد حبشی سادھو وہ دیکھو درخت
کے نیچے آلتی پالتی مارے بیٹھا اپنا سر ہلا رہا ہے۔
عنبر بولا
دیکھو یہ آدمی نیک نیت ہے۔ جب اس
نے دیکھا کہ میرے پاس اس کے مقابلے میں
علم زیادہ ہے تو فوراً جھک گیا اور مجھ سے علم
حاصل کرنے کی خاطر شاگردی کی خواہش کی۔ آؤ
اس سے باتیں کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس کے
پاس کونسا علم ہے۔
حبشی سادھو نے عنبر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اٹھ کر
کھڑا ہو گیا ہاتھ جوڑ کر سر کو جھکایا اور بولا۔
بوانا۔ تو بہت عظیم جادوگر ہے۔ تیرے
قبضے میں جن اور چڑیل ہے۔ میرے قبضے میں
کچھ نہیں ہے۔ مجھے بھی اپنا علم سکھا دے۔ میں
ساری زندگی تیری خدمت کروں گا۔
عنبر خاموشی سے اس کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اسے بھی
بیٹھنے کا اشارہ کیا حبشی سادھو بڑے ادب سے ایک

ن ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ باندھ رکھے
تھے۔ عنبر نے پوچھا
اچھا پہلے یہ بتا کہ تیرے پاس کونسا طلسم ہے؟
حبشی سادھو عاجزی سے بولا۔
بوانا! میرے پاس کوئی طلسم نہیں ہے۔ میں
تمہارے آگے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں تو جعلی کام
دکھاتا ہوں۔ ڈرا دھمکا کر لوگوں سے پیسے اور چاول
بٹورتا ہوں۔ مجھے معاف کر دینا۔ اب میں کبھی
ایسا نہیں کروں گا۔ تو مجھے اپنا شاگرد بنا لے۔
عنبر نے کہا۔
مگر تو نے کوئی علم کوئی طلسم تو ضرور سیکھا
ہو گا۔ میں نے تو سنا ہے کہ افریقہ کے حبشی سادھو
ہوا میں طلسم کے ذریعے اڑ سکتے ہیں۔
حبشی سادھو کہنے لگا۔
بوانا میرے پاس کوئی طلسم نہیں ہے۔
میں تو کورا بھانڈا ہوں۔
پھر کان کھجاتے ہوئے بولا
ہاں ایک حبشی سادھو میرا دوست ہے اس
نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ میں ایک ایسے آدمی کو

جانتا ہوں جو جادو کے زور سے سانپ بن جاتا ہے
اگر تم کہو تو میں اس سے تمہیں ملا دیتا ہوں تم اس
سانپ والے آدمی کو اپنے قبضے میں کر لینا اور
مجھے اس کے بدلے اپنا شاگرد کر لینا

یہ بات سن کر ماریا اور عنبر دونوں کے کان کھڑے
ہو گئے۔ آدمی سے سانپ صرف ناگ ہی بن سکتا تھا۔
عنبر نے جلدی سے پوچھا

وہ تمہارا دوست کہاں ہے؟ مجھے اس
کے پاس لے چلو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ پھر
میں تمہیں ضرور اپنا شاگرد بنا لوں گا۔
جبشی سادھو خوش ہو کر بولا۔

بولا! وہ دریا پار ایک گاؤں میں رہتا
ہے۔ میرے ساتھ چلو۔
اس وقت عنبر اور ماریا دریا پار والے گاؤں کی طرف
روانہ ہو گئے۔

○

عنبر کہاں ہے؟

عنبر اور ماریا کو ناگ سے ملنے کا یقین تھا۔
جس سانپ آدمی کو وہ دریا پار ملنے جبشی سادھو کے
ساتھ جا رہے تھے وہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو
سکتا تھا۔ دریا پار پہنچ کر جب عنبر اور ماریا کو ناگ
کی خوشبو نہ آئی تو وہ فکر مند ہو گئے۔ جبشی سادھو
ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس لئے ماریا عنبر
سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ جبشی سادھو نے دور
ایک جگہ درخت کے نیچے بنی ہوئی جھونپڑی کی
طرف اشارہ کر کے کہا

سانپ آدمی کا دوست اس جھونپڑی میں رہتا ہے
وہ ذرا آگے ہوا تو ماریا نے عنبر کے کان کے قریب
آ کر کہا

یہاں ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔ وہ اس
علاقے میں نہیں ہے۔

عنبر نے آہستہ سے کہا

ممکن ہے وہ کسی دوسرے علاقے میں ہو۔

یہ تو اس آدمی سے معلوم ہوگا۔

حبشی سادھو نے عنبر کو جھونپڑی کے باہر ایک جگہ بٹھا دیا اور خود اندر چلا گیا۔ باہر آیا تو ایک کالا بھجنگ دبلا پتلا حبشی اس کے ساتھ تھا جس کی آنکھیں سانپ کی طرح تھیں۔ ماریا نے کہا

مجھے تو یہ سانپ لگتا ہے

حبشی سادھو نے کہا

بوانا! یہ سانپ آدمی کا دوست ہے اور میرا پرانا ساتھی ہے۔ یہ تمہیں سانپ آدمی کا پتہ بتا دے گا مگر پہلے تمہیں مجھے اپنا شاگرد کرنا ہوگا

عنبر بولا۔

چلو میں تمہیں ابھی سے اپنا شاگرد کرتا ہوں اب اس سے کہو کہ مجھے سانپ آدمی کے بارے میں بتائے کہ وہ کہاں مل سکے گا۔

حبشی سادھو نے اپنی زبان میں اپنے حبشی دوست کو ساری بات سمجھا دی۔ کالے بھجنگ حبشی نے سر کو دو تین بار ہلایا

اور حبشی سادھو سے سرگوشی میں باتیں کرنے لگا۔ جب اس نے باتیں ختم کیں تو حبشی سادھو نے عنبر سے کہا

بوانا! میرے ساتھی کے کہنے کے مطابق سانپ آدمی یہاں سے ایک دن کے سفر پر ایک خانقاہ میں رہتا ہے۔ وہ کسی سے نہیں ملتا۔ یہ تمہارا اپنا کام ہے کہ اس سے ملاقات کرو۔ تمہیں اس کا پتہ بتا دیا گیا ہے۔ اس کا نام گارش ہے۔

عنبر بولا۔

شکریہ! اب میں گارش سے ملاقات کرنے چلتا ہوں۔ تم گاؤں میں ہی رہنا۔ میں واپس آکر تمہیں وہ جادو سکھاؤں گا جو میرے پاس ہے۔ مگر پہلے سانپ آدمی سے ملاقات بہت ضروری ہے۔

حبشی سادھو نے ہاتھ باندھ کر التجا کی۔

بوانا! واپس ضرور آنا۔ مجھے تمہارا انتظار رہے گا۔ میں تم سے علم سیکھنا چاہتا ہوں۔

عنبر نے کہا

تم فکر نہ کرو۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔

حبشی سادھو حیرانی سے بولا۔

بوانا! تم اتنا لمبا سفر پیدل کیسے طے کرو گے؟

تم میرے استاد ہو۔ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں تمہارے
لیے گاؤں سے گھوڑا لاتا ہوں۔
حبشی سادھو گھوڑا لانے چل دیا۔ عنبر اور حبشی سادھو
کا کالا بھجنگ دوست جب اکیلے رہ گئے تو عنبر نے
سوال کیا

سانپ آدمی کی شکل کیسی ہے دوست؟
کالا بھجنگ بولا۔
جیسی پیبیروں کی ہوتی ہے۔ کالا ہے۔
آنکھیں سرخ ہیں اور پلکیں نہیں جھپکتا۔ مگر وہ تم
کو آسانی سے نہیں ملے گا۔
عنبر نے کہا

دوست! میں کوشش کروں گا کہ اس سے ملاقات
کر سکوں۔ آگے میری قسمت ہے۔ اچھا یہ بتاؤ
کیا تم نے اسے سانپ بنتے یا سانپ سے انسان
بنتے دیکھا ہے؟
کالے بھجنگ حبشی نے کچھ سوچ کر کہا
میں نے اسے انسان سے سانپ اور
سانپ سے دوبارہ انسان بنتے دیکھا تو نہیں ہے مگر
اس کے بارے میں سب لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ

سانپ بن جاتا ہے۔ خانقاہ کے بوڑھے نوکر کا
کہنا ہے کہ ایک روز وہ کوٹھڑی سے سانپ بن
کر باہر نکل گیا تھا۔ اس نے کوٹھڑی کھول کر دیکھی
تو وہ غائب تھا۔
عنبر نے سوچا کہ ناگ نے وہاں رازداری رکھی ہوگی۔ اتنے
میں حبشی سادھو گھوڑا لے کر آگیا۔ عنبر گھوڑے پر بیٹھا
اور سانپ آدمی کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ ماریا
اس کے ساتھ تھی۔ ماریا نے عنبر سے ناگ کے بارے
میں گفتگو شروع کر دی۔
میرا تو خیال ہے کہ یہ ناگ نہیں ہے کوئی
دوسرا ہی آدمی ہے۔ پیرا ہوگا۔ مشہور کر دیا ہوگا کہ
میں سانپ بن سکتا ہوں۔ ایسے لوگ دکھاوے
کے لیے اس قسم کی باتیں اکثر مشہور کر دیا کرتے ہیں۔
عنبر نے جواب دیا۔
تم بھی ٹھیک کہتی ہو۔ اب یہ تو سانپ
آدمی سے مل کر ہی پتہ چلے گا کہ وہ ناگ
ہے کہ نہیں۔
سارا دن وہ افریقہ کے ویران میدانوں میں سفر کرتے
رہے۔ راستے میں سنگلاخ وادی بھی آئی۔ صحرا بھی

آیا۔ شام سے تھوڑی دیر پہلے انہیں دور ایک جگہ
چھتنار کے جنگلی درخت کے نیچے ایک تکونی مینار والی
خانقاہ نظر آئی۔ عنبر نے کہا

یہی وہ خانقاہ ہے۔ جہاں سانپ آدمی رہتا
ہے ماریا۔

"ہاں"

ماریا نے خانقاہ پر نظریں جماتے ہوئے کہا

مگر عنبر ناگ کی خوشبو نہیں آرہی۔ یقیناً یہ آدمی
ناگ نہیں ہے۔

عنبر بولا۔

لیکن ممکن ہے کہ اس آدمی سے ہمیں ناگ
کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔

ماریا نے کہا

تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں خانقاہ میں جاکر دیکھتی
ہوں کہ سانپ آدمی وہاں موجود بھی ہے کہ نہیں۔

ماریا فضا میں اڑتی ہوئی خانقاہ میں پہنچ گئی یہ ایک چھوٹی سی
خانقاہ تھی جس کو جنگلی کیکروں اور آم کے درختوں نے
گھیر رکھا تھا۔ ایک بوڑھا آدمی لمبا کرتہ پہنے خانقاہ کی
کوٹھڑی کے باہر ایک جگہ چبوترے پر بیٹھا گیان دھیان

میں مصروف تھا۔ ماریا نے قریب جاکر اسے غور
سے دیکھا۔ اس بوڑھے کی آنکھیں بند تھیں۔ ماریا کوٹھڑی
میں داخل ہوگئی۔ کوٹھڑی بالکل خالی پڑی تھی۔ سانپ
آدمی وہاں موجود نہیں تھا۔ ناگ کی خوشبو بھی کوٹھڑی سے
نہیں آرہی تھی۔ ماریا نا امید ہوکر باہر عنبر کے پاس
آگئی۔ عنبر نے کہا

بہرحال سانپ آدمی سے ہماری ملاقات بہت
ضروری ہے ہمیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔ یہ
بوڑھا جو باہر چپ چاپ بیٹھا ہے کون ہو
سکتا ہے؟

ماریا بولی۔

میرا خیال ہے خانقاہ کا بوڑھا نوکر ہوگا۔
اس کے بارے میں تمہارے حبشی شاگرد نے
کہا بھی تھا۔

عنبر اور ماریا خانقاہ سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ
بیٹھ کر سانپ آدمی کا انتظار کرنے لگے۔ شام کا اندھیرا
پھیلنے لگا مگر سانپ آدمی نہ آیا۔ عنبر بولا۔

میں اس بوڑھے کے پاس جاکر معلومات
حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں

عنبر نے بوڑھے آدمی کو جاکر سلام کیا۔ اس بوڑھے
نے آنکھیں کھول کر عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر کو بوڑھے
کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی مقناطیسی کشش محسوس
ہوئی۔ اس نے بڑے انکسار کے ساتھ کہا

جناب! میں مسافر ہوں۔ راستے میں رات
پڑ گئی ہے کیا اس خانقاہ میں رات بسر کرنے
کی اجازت مل جائے گی؟

بوڑھے نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا پھر بولا۔

تم مجھے مسافر نہیں لگتے۔ پھر بھی میں تمہیں
یہاں رات بسر کرنے کی اجازت دے دوں گا۔ مگر
اس کوٹھڑی میں تم نہیں ٹھہر سکتے۔ خانقاہ کے پیچھے
ایک جھونپڑا ہے۔ تم وہاں رات بسر کر سکتے ہو۔

عنبر کو موقع مل گیا تھا۔ فوراً سوال کیا۔

جناب! اس کوٹھڑی میں کوئی خاص بات
ہے کیا؟

بوڑھے نے کہا

یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے۔ تمہیں رات بسر
کرنی ہے جھونپڑی میں رات بسر کر لینا۔ باقی غیر ضروری
سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

عنبر جلدی سے بولا۔

معافی چاہتا ہوں جناب میں نے ویسے
ہی سوال کر دیا تھا

بوڑھے نے کہا

یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو
لاتا ہوں۔

بوڑھا اٹھ کر خانقاہ سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے
ہی ماریا بولی۔

اس بوڑھے کی آنکھوں میں ایک خاص قسم
کی چمک ہے عنبر تم نے محسوس کیا؟

عنبر بولا۔

ہاں مگر عبادت گزار لوگوں کی آنکھوں میں
ایسی چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ ویسے یہ بوڑھا
کچھ غصیلی طبیعت کا ہے۔

ماریا نے کہا

ہمیں کیا۔ ہم تو سانپ آدمی کے لئے
یہاں آئے ہیں۔ بات تو اس سے ہوگی۔

بوڑھا ایک چھوٹی سی ٹوکری تھامے واپس آگیا بولا۔
یہاں یہی کچھ ملتا ہے۔ اسے کھا کر بھوک

مٹانے کی کوشش کرو۔
ٹوکری میں چند انجیریں اور ایک ناریل رکھا ہوا تھا
عنبر نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور انجیریں کھانے
لگا۔ پھر اس نے ناریل توڑ کر اس کا پانی پیا اگرچہ
اسے اس کی ضرورت تو نہیں تھی مگر بوڑھے کی وجہ
سے اسے یہ دکھاوا کرنا پڑ رہا تھا۔ جب عنبر پھل کھا
چکا تو بوڑھے نے کہا

اب جھونپڑی میں جاکر آرام کرو۔

عنبر شب بخیر کہہ کر خانقاہ کے پیچھے والی جھونپڑی میں
آگیا۔ ماریا نے کہا

ایک بات تم نے نوٹ کی تھی؟

"وہ کیا؟"

عنبر نے جھونپڑی میں بچھی ہوئی دری پر بیٹھتے ہوئے پوچھا
ماریا نے کہا

بوڑھے نے کہا تھا۔ تم مسافر تو نہیں لگتے۔ مگر
بہرحال تم یہاں رات بسر کر سکتے ہو۔ اس کا کیا
مطلب تھا؟

عنبر مسکرا کر بولا

بھئی اس لئے کہ میں تھکا ہوا نہیں تھا اور

میرے کپڑوں پر سفر کی گرد بھی نہیں تھی۔

ماریا نے کہا

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ بوڑھا تمہیں
پہچان گیا ہے۔

عنبر نے ہنس کر کہا

یہ تمہارا وہم ہے۔ وہ بھلا مجھے کیسے پہچان
سکتا ہے۔ اور اگر اس نے پہچان بھی لیا ہے تو
پھر میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمیں تو سانپ آدمی سے
مل کر دو باتیں کرنی ہیں اور اپنے سفر پر روانہ ہو
جانا ہے۔

ماریا کہنے لگی۔

اگر سانپ آدمی کل بھی نہ آیا تو کیا کرو گے؟

عنبر نے کہا

یہی کروں گا کہ خانقاہ سے چلا جاؤں گا اور
کسی قریبی جگہ چھپ کر سانپ آدمی کی راہ دیکھوں
گا۔ اس کے سوا میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔

ماریا نے سانس بھر کر کہا

ہاں! ہمیں ہر حالت میں سانپ آدمی
سے ملنا ہوگا۔

رات بھر ماریا اور عنبر نے سانپ آدمی کا انتظار کیا
مگر وہ نہ آیا۔ ماریا بار بار کوٹھڑی میں جاکر دیکھ آتی تھی۔
آخر دن نکل آیا۔ عنبر کا خیال تھا کہ خانقاہ کا بوڑھا اسے
اب وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ چنانچہ
عنبر اس سے اجازت لینے اس کے پاس گیا تو بوڑھے
نے بڑی شفقت سے کہا

اگر تم ایک دن اور ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر
سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

عنبر کو اور کیا چاہیئے تھا۔ اس نے بوڑھے کا شکریہ ادا
کیا۔ بوڑھے نے عنبر کو بکری کا دودھ اور شکر قندی کھلائی
اور کہا

تم جھونپڑی میں جاکر آرام کرو۔ میں تمہیں دوپہر
کا کھانا وہیں پہنچا دوں گا۔

عنبر واپس اپنے جھونپڑے میں آگیا۔ ماریا کہنے لگی۔

بوڑھا بڑا مہربان ہو رہا ہے۔ مجھے دال میں
کالا کالا نظر آتا ہے۔

عنبر ہنس کر بولا۔

تمہیں تو وہم ہوگیا ہے ماریا۔ اب میں
چاہتا ہوں کہ بجائے میرے پاس بیٹھ کر وقت ضائع

کرنے کے بہتر یہی ہے کہ تم آس پاس کے علاقے
میں نکل جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ کہیں ناگ کیٹی اور
تھیوسانگ کی خوشبو تو نہیں آرہی۔ مجھے تو بہر حال
اس جھونپڑی میں بیٹھ کر سانپ آدمی کا انتظار کرنا ہی
پڑے گا۔

ماریا جانا نہیں چاہتی تھی مگر عنبر کے مجبور کرنے پر فضا
میں پرواز کر گئی۔ وہ بہت جلد اس علاقے سے نکل
کر افریقہ کے جنوبی علاقے کی طرف پرواز کرنے
لگی وہ عنبر سے کافی دور نکل گئی تھی۔ عنبر جھونپڑی میں
دری پر چپ چاپ لیٹا حالات پر غور کر رہا تھا۔

دوسری طرف خانقاہ کا بوڑھا خانقاہ سے نکل کر ایک پہاڑی پگ ڈنڈی
پر آکر بیٹھ گیا تھا جو جنگل میں سے نکل کر خانقاہ کی
طرف آتا تھا۔ اچانک اسے دور سے اپنا پرانا ساتھی
سانپ آدمی آتا دکھائی دیا۔ بوڑھا لپک کر اس کے پاس
گیا اور بولا۔

گارش! تمہیں مبارک ہو۔ ایک قیمتی شکار خانقاہ
کی جھونپڑی میں تیری راہ دیکھ رہا ہے۔

سانپ آدمی کا قد لمبا جسم پتلا اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی
تھیں۔ اس نے جھک کر پوچھا

کیا تم سچ کہہ رہے ہو دادا ؟

ہاں گارش ! ایک آدمی جو مجھے کسی دوسری دنیا کا آدمی لگتا ہے ۔ رات بسر کرنے خانقاہ میں آیا تھا ۔ میں نے اسے دن بھر کے لئے روک لیا ہے ۔

گارش چپ ہوکر دور خانقاہ کے درخت کو تکنے لگا ۔ بوڑھے نے کہا

میرا خیال ہے کہ وہ ضرور تمہاری شہرت سن کر آیا ہے اور تم سے ہی ملنا چاہتا ہے مگر مجھ سے اصل حقیقت بیان نہیں کر سکا ۔

گارش یعنی سانپ آدمی میں سانپ بننے کی قابلیت نہیں تھی ۔ اس نے ایک خاص مقصد کے لئے اپنے بارے میں یہ بات مشہور کر رکھی تھی ۔ وہ خاص مقصد کیا تھا ۔ اس کا علم آپ کو ابھی تھوڑی دیر میں ہو جائے گا ۔ گارش نے بوڑھے کے بازوؤں کو تھام لیا اور بولا

دادا ! اگر وہ کسی دوسری دنیا کا آدمی ہے تو میں بڑا خوش قسمت ہوں ۔ سایوں کے قبرستان کے لئے ایک ایسے آدمی کی سخت ضرورت تھی چلو ۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ۔

سانپ آدمی گارش اپنی کوٹھڑی میں آگیا اور بوڑھا انناس لے کر عنبر کی جھونپڑی میں آگیا ۔ عنبر نے بوڑھے کو دیکھا تو اٹھ کر جھونپڑی سے باہر نکل آیا ۔ بوڑھے نے اسے انناس دیتے ہوئے کہا

بیٹا ! میں باغ میں گیا تھا ۔ تمہارے لئے یہ انناس لایا ہوں ۔ اصل میں خانقاہ کا نوجوان پجاری گارش بھی آگیا ہے ۔ اس کے لئے بھی مجھے باغ سے کچھ پھل لانے تھے ۔

بوڑھے نے جان بوجھ کر عنبر کو یہ خوش خبری سنائی تھی ۔ عنبر کے کان کھڑے ہو گئے ۔ اس نے انناس لے لیا اور بولا ۔

تمہارا شکریہ دادا ! مگر کیا یہ نوجوان گارش تمہارا بیٹا ہے کیا ؟

بوڑھا مسکرایا ۔

بیٹا ہی سمجھو ۔ مگر بڑا نیک آدمی ہے جو بھی خانقاہ میں آتا ہے اس کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے ۔ وہ تمہارے لئے شربت لے کر آرہا ہے ۔ تم اس سے خود ہی مل لینا ۔ تمہیں اس سے مل کر بڑی خوشی ہوگی ۔ میں ذرا چشمے تک

جا رہا ہوں

عنبر یہی چاہتا تھا۔ وہ بے تابی سے سانپ آدمی
کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں اونچا لمبا
دبلا پتلا چھوٹی آنکھوں والا گارش ہاتھ میں شربت
کا پیالہ لئے عنبر کو اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس نے
اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ گارش نے غور سے عنبر
کو دیکھا۔ واقعی اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی
چمک تھی۔ جو عام انسانوں کی آنکھوں میں اس نے
کبھی نہیں دیکھی تھی۔ گارش نے عنبر کو شربت پیش
کرتے ہوئے کہا

بھائی! مجھے اپنی خدمت کرنے کی اجازت
دو۔ یہ شربت میں خاص طور پر تمہارے لئے لایا
ہوں۔ اگر کسی چیز کی مزید ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔
میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ خانقاہ پر
آنے والوں کی خدمت کرنا میرا فرض ہے

عنبر نے پیالہ لے کر ایک طرف رکھ دیا اور گارش
کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

دوست! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ لیکن
میں نے سنا تھا کہ تم میں اتنی خفیہ طاقت ہے کہ

انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن
جاتے ہو۔ کیا یہ ٹھیک ہے میرے بھائی؟
گارش بولا۔

بھائی! میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔
حقیقت یہ ہے کہ میرا ایک گورو تھا۔ استاد تھا
یہ فن میں نے اس سے سیکھا ہے

عنبر بہت خوش ہوا۔ اگرچہ یہ شخص ناگ نہیں نکلا تھا
مگر اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جا سکتا
تھا۔ عنبر نے سوال کر ہی دیا۔

گارش بھائی! کیا تم نے کبھی اپنے علاقہ
بھی کسی ایسے آدمی کے بارے میں کچھ سنا ہے
جو آدمی سے سانپ بن جانے کی صلاحیت
رکھتا ہو؟

گارش نے سر کھجاتے ہوئے سوچا کہ اس نوجوان کو
ضرور کسی ایسے دوسرے آدمی کی تلاش ہے فوراً بولا۔
جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔
مجھے اتنا یاد پڑتا ہے کہ میرے ایک شاگرد نے
ایک ایسے نوجوان کے بارے میں بتایا تھا کہ جو
سانپ سے آدمی بنا جاتا ہے۔

عنبر نے بے تابی سے پوچھا

وہ آدمی مجھے کہاں مل سکتا ہے بھائی؟

گارش نے ادھر ادھر دیکھا اور بولا۔

بھائی اگر تم وعدہ کرو کہ بوڑھے بابا کو یہ بات نہیں بتاؤ گے تو میں تمہیں ابھی اس سانپ آدمی کی شکل دکھا سکتا ہوں۔

عنبر سمجھ گیا کہ اس آدمی کے پاس کوئی جادو ٹونا ہو گا جس کی مدد سے یہ ممکن ہے پانی میں ناگ کی شکل اسے دکھا دے۔ کیونکہ اس زمانے میں افریقی جادوگر اس طرح کا جادو ٹونا اکثر کر لیا کرتے تھے۔ عنبر نے کہا

میں وعدہ کرتا ہوں کہ بوڑھے بابا سے کچھ نہیں کہوں گا۔ تم مجھے اس سانپ آدمی کی شکل دکھا دو۔

گارش بولا۔

یہاں دھوپ میں آ کر کھڑے ہو جاؤ۔

عنبر دھوپ میں کھڑا ہو گیا۔ گارش نے جیب سے ایک چھوٹا سا گول شیشہ نکال کر عنبر کے ہاتھ میں تھما دیا اور بولا۔

اس پر نگاہیں جما دو۔ میں کچھ منتر پڑھوں گا۔ پھر جب میں منتر ختم کر دوں گا تو اسی شیشے

میں سانپ آدمی کی شکل ابھر آئے گی۔

عنبر نے خوشی خوشی شیشہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس میں تکنے لگا۔ ابھی تک اسے شیشے میں صرف اپنی ہی دھندلی سی شکل نظر آ رہی تھی۔ گارش دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور اس نے اونچی آواز میں منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے نظریں شیشے پر جما رکھی تھیں۔ اسے کچھ علم نہیں تھا کہ یہ شخص گارش کس قسم کے منتر پڑھ رہا ہے۔

گارش کی آنکھیں عنبر کے سائے پر جمی ہوئی تھیں جو دھوپ میں عنبر کی بائیں جانب زمین پر پڑ رہا تھا۔ عنبر کا یہی سایہ گارش کا خاص نشانہ تھا۔ عنبر کو کچھ خبر نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ماریا بھی وہاں نہیں تھی۔ عنبر کو گارش کے منتر پڑھنے کی آواز برابر سنائی دے رہی تھی۔ چھوٹے سے گول شیشے میں ابھی تک اس کی اپنی دھندلی شکل ہی اسے نظر آ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی گارش کے منتر ختم ہوں گے اور شیشے میں ناگ کی شکل دکھائی دے گی۔

اب کیا ہوا کہ اچانک عنبر کا سایہ عنبر کے جسم سے

ایک فٹ الگ ہوگیا۔ عنبر کو ابھی تک کچھ محسوس
نہیں ہوا تھا۔ عنبر کا سایہ ایک فٹ الگ ہوا تو گارش
نے منتروں کی رفتار تیز کر دی۔ عنبر کا سایہ سانپ
کی طرح رینگتا ہوا گارش کے پاؤں کے پاس آکر
لیٹ گیا۔ عنبر اب دھوپ میں بغیر اپنے سائے کے
کھڑا تھا۔ گارش نے منتر پڑھتے پڑھتے پیچھے سے
عنبر پر زور سے پھونک ماری۔ پھونک میں ایسا
طلسم تھا کہ عنبر کے ہاتھ سے گول شیشہ نیچے گر پڑا۔
اور عنبر کو محسوس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے بالکل حرکت
نہیں سکتا۔ گارش نے عنبر کا سایہ زمین پر سے
اس طرح اٹھا لیا جس طرح آدمی مرا ہوا سانپ اٹھاتا
ہے۔ سائے کو اپنے کاندھے پر ڈالا اور عنبر کو
اسی حالت میں چھوڑ کر کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ بوڑھا
بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ گارش نے کہا
دادا۔ سائے کو میں لے آیا ہوں۔ تم
اس آدمی کے جسم کو قبر کے نیچے پہنچا دو۔
بوڑھا دوڑ کر عنبر کے پاس گیا جو بت بنا اپنی جگہ
پر کھڑا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔ سن سکتا تھا۔ مگر
اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ بوڑھے

ے عنبر کو اپنے کاندھے پر ڈالا اور گھسیٹتا ہوا خانقاہ
ے اندر اس جگہ لے آیا جہاں ایک قبر بنی ہوئی تھی اتنے
ں گارش بھی کوٹھڑی سے باہر آگیا۔ دونوں نے مل کر
بر کو قبر کے نیچے لحد میں مردے کی ہڈیوں کے
ھانچے کے اوپر لٹا دیا اور قبر کا خفیہ دروازہ بند کر دیا
بر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور ان لوگوں
ے کسی خاص مقصد کے لئے اس کو بے حس کر کے قبر
ں ڈال دیا ہے۔ ابھی تک اسے یہ معلوم ہی نہیں
ھا کہ اس کا سایہ اس سے جدا ہو گیا ہے قبر میں گھپ
دھیرا تھا۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ سائے کے الگ
ونے کے بعد عنبر کی خوشبو بھی اس کے جسم سے
کلنا بند ہوگئی تھی
ادھر گارش نے کوٹھڑی میں عنبر کے سائے کو ایک
صندوق میں بند کر دیا تھا۔
یہ چھوٹا سا لکڑی کا بکس تھا۔ گارش نے بکس کاندھے
پر رکھا اور بولا۔
دادا! میں گورکنوں کو ان کی امانت پہنچانے
پرانے قبرستان میں جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ کل
رات کو واپس آؤں۔ تم قبر کی حفاظت کرنا۔ پرسوں

آدھی رات کو گورکن آ کر اس آدمی کے جسم کو بھی لے جائیں گے۔

یہ کہہ کر گارش بڑی تیزی سے ایک طرف روانہ ہو گیا۔ پرانا قبرستان وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک ویران جگہ پر تھا۔ یہاں بے شمار پرانی قبریں تھیں۔ گارش نے عنبر کے سائے والے بکس کو ایک سب سے بڑی اور پرانی قبر کے پاس رکھا اور منتر پڑھنے کے بعد بلند آواز میں بولا۔

تمہاری امانت حاضر ہے آ کر لے جاؤ۔

تین بار آواز دینے پر قبر پھٹ گئی اور اس میں سے دو گورکنوں کے سائے باہر نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں کدالیں تھیں۔ ایک سائے نے بکس کو کدال مار کر توڑ دیا۔ دوسرے نے بکس کے اندر ہاتھ ڈال کر عنبر کے سائے کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور گارش کی طرف دیکھ کر کہا

اس سائے کا جسم کہاں ہے؟

گارش نے ساری بات بیان کر دی۔ گورکن سائے نے کہا

ہم پرسوں رات کو خانقاہ پر آ کر اس کا جسم بھی لے جائیں گے۔ تم ایک خاص سائے کو

ہمارے قبرستان کے لئے لائے ہو۔ تمہیں اس کا بہت انعام ملے گا۔

ا کہہ کر دونوں گورکن سائے قبر میں اتر گئے۔ ان کے ین اترتے ہی قبر اپنے آپ بند ہو گئی۔ گارش نے ں کو ایک جگہ زمین میں دبا دیا اور خود دوسرے گاؤں طرف روانہ ہو گیا۔

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کو عنبر ے ہی ناگ گیٹی اور تھیوسانگ اور طالشی کا سراغ لگانے ے لئے افریقہ کے دوسرے علاقوں کی طرف بھیجا تھا۔ ماریا ق رفتاری سے اڑتی ہوئی افریقہ کے کئی شہروں میں گئی۔ ں کو کسی شہر میں بھی اپنے ساتھیوں کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ شام ہونے والی تھی کہ وہ خانقاہ پر واپس آ گئی۔ اچانک س کا دل دھک سے رہ گیا۔ اسے عنبر کی خوشبو نہیں رہی تھی لپک کر جھونپڑی میں گئی۔ عنبر وہاں نہیں تھا۔ بھاگ کر خانقاہ والی کوٹھڑی میں آئی۔ یہ کوٹھڑی بھی خالی پڑی تھی۔ وہاں سانپ آدمی بھی نہیں تھا۔ صرف بوڑھا خانقاہ کے پاس خاموش بیٹھا تھا جیسے عبادت کر رہا تھا۔ ماریا اس سے عنبر کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی مگر چونکہ وہ خود غائب تھی اس لئے پوچھ نہیں سکتی

تھی۔ بڑی الجھن میں پھنس گئی۔ بے چینی سے اڑ کر
دریا تک گئی۔ ارد گرد کا سارا علاقہ کھنگال ڈالا۔ اسے
عنبر کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس کی خوشبو بھی کہیں سے نہ
آئی۔ ماریا پریشان ہو کر واپس خانقاہ میں آگئی۔ صرف
یہ بوڑھا ہی اسے عنبر کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا کہ
وہ کہاں چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس بوڑھے سے
کس طرح پوچھے؟

آخر ماریا کو ایک ہی ترکیب سمجھ میں آئی۔ وہ بوڑھے
سے دو قدم کے فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے
اپنی آواز کو بھاری بنایا اور اچانک بول پڑی۔

بابا! کل یہاں ایک مسافر آکر ٹھہرا تھا۔ میں
اس کی بہن کی روح ہوں۔ مجھے بتاؤ گے کہ وہ کہاں
چلا گیا ہے؟

بوڑھے کی ایک عمر خانقاہ پر اور قبرستانوں میں
گزری تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بعض بدروحیں جھوٹی آوازیں
نکال کر انسانوں کے دلوں کے راز معلوم کرنے آتی ہیں
بوڑھا اس آواز کو بھی کسی بدروح کی آواز سمجھا۔ اس کا
سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ یہ روح نہیں جانتی تھی
کہ اس کا بھائی کہاں چلا گیا ہے۔ جبکہ نیک روحوں

کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا تھا کہ
یہ کسی بدروح کی آواز ہے جو خود خلاؤں میں بھٹک
رہی ہوتی ہیں۔ بوڑھا عنبر کے غائب ہونے کا راز بھلا
اس بدروح کو کیسے بتا سکتا تھا۔ اس نے بھی عیاری
سے کام لیتے ہوئے کہا

اے نیک روح! تیرا آنا مبارک ہو۔ مگر تو
اپنے جس بھائی کی تلاش میں ہے وہ ایک عورت کے
ساتھ صبح ہی یہاں سے چلا گیا تھا۔

ماریا نے اسی بھاری آواز میں سوال کیا

کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں اور کس
طرف گیا ہے؟

بوڑھے نے فوراً جواب دیا۔

اس نے جاتی دفعہ مجھے کہا تھا کہ اگر کوئی غیبی
آواز میرے بارے میں آکر پوچھے تو اسے بتا دینا کہ
میں ملک ہندوستان کی طرف جا رہا ہوں جہاں جنوب
میں ایک سبز دریا بہتا ہے۔

ماریا نے پوچھا

اس عورت کی شکل کیسی تھی؟

بوڑھے نے یونہی کہہ دیا۔

اس کے سنہری بال تھے۔ نیلی آنکھیں تھیں اور لمبا کرتا پہن رکھا تھا۔

ماریا کو اچانک کیٹی کا خیال آگیا۔ یہ کیٹی کا ہی حلیہ تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ عنبر کو اگر کیٹی مل گئی تھی تو اس نے اس کا انتظار کیوں نہیں کیا پھر ماریا نے سوچا کہ نہ جانے اسے کیا مشکل پڑ گئی ہو۔ جب وہ خود پیغام دے گیا ہے کہ غیبی آواز کو بتا دینا کہ میں ملک ہندوستان کے جنوب میں گیا ہوں تو یہ پیغام غلط نہیں ہو سکتا۔ مجھے فوراً ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔ ماریا نے بھاری آواز میں بوڑھے سے کہا

تمہارا شکریہ۔ میں جا رہی بھائی کی تلاش میں

اور ماریا وہاں سے پرواز کر گئی۔ اس کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس بوڑھے نے اس کے ساتھ کتنی عیاری اور چالاکی سے کام لیا ہے اور اسے غلط راستے پر بھٹکنے کے لئے ڈال دیا ہے۔ ماریا ملک ہندوستان کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ عنبر کا بے حس و حرکت جسم خانقاہ کی قبر میں پڑا تھا اور اس کا سایہ گورکن اٹھا کر سایوں کے قبرستان میں لے گئے تھے۔ سایوں کے قبرستان میں جاتے ہی عنبر کے سائے کو بھی اس کی پہلے

سے کھدی ہوئی تیار قبر میں دفن کر کے قبر کے اوپر اس کے سائے کے عکس کو لٹا دیا گیا۔ دوسرے روز رات کو عنبر کا بے حس و حرکت جسم بھی وہاں پہنچا دیا گیا۔ جسے گورکن سایوں نے قبرستان کے قریب والے پرانے محل کے دالان میں دوسرے بتوں اور بے حس و حرکت جسموں کے ساتھ ایک طاق میں کھڑا کر دیا۔

ناگ، کیٹی، تھیوسانگ اور طالشی کے بے حس و حرکت جسم پہلے ہی سے وہاں موجود تھے۔ وہ بول نہیں سکتے تھے۔ گردن یا آنکھوں یا بازوؤں کو ہلا نہیں سکتے تھے۔ مگر سن سکتے تھے۔ دیکھ سکتے تھے۔ محسوس کر سکتے تھے۔ طالشی نے عنبر کے جسم کو جب دیکھا تو سکتے میں آگئی۔ سمجھ گئی کہ عنبر کے سائے کو بھی ان لوگوں نے قبر میں دفن کر دیا ہے۔ دوسری طرف ناگ کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا اور خوش بھی ہوئے تھے اور اداس بھی ہو گئے تھے۔ خوش اس لئے ہوئے تھے کہ عنبر بھی ان کے پاس آگیا تھا اداس اس لئے ہوئے تھے کہ وہ بھی اس عذاب میں پھنس گیا ہے اور اب ان کی مدد کرنے کے لئے باہر صرف ماریا ہی رہ گئی ہے۔ جو خود نہ جانے کہاں ہوگی۔ کس حال میں ہوگی۔ ان کی مدد

کر بھی سکے گی کہ خود اس عذاب میں گرفتار ہو کر کبھی سایوں کے قبرستان میں نہ پہنچ جائے گی۔ عنبر نے بھی وہاں ناگ کے کنڈلی والے جسم اور کیٹی اور تھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔ وہ سب دل میں ایک دوسرے کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے مگر ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ عجیب بے بسی اور مجبوری کی حالت میں تھے۔ ایسی مجبوری اور مشکل شاید ہی پہلے ان پر کبھی پڑی ہو۔ طالشی کو صرف عنبر اور ماریا ہی جانتے تھے۔ کیٹی تھیوسانگ اور ناگ اس سے واقف نہیں تھا۔ ناگ کے بارے میں طالشی کو بتایا ضرور گیا تھا کہ وہ اس کی آواز پر پرانے کھنڈر میں گیا تھا کہ پھر غائب ہو گیا۔

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔ ماریا کو خانقاہ کے عیار بوڑھے نے بھٹکا دیا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ عنبر ہندوستان کے جنوب کی طرف گیا ہے اور کیٹی بھی اس کے ساتھ ہی ہے۔ خانقاہ کے بوڑھے نے یونہی کہہ دیا تھا کہ ہندوستان میں جہاں ایک سبز دریا بہتا ہے عنبر وہاں کہیں جانے کا پیغام دے گیا ہے۔ اصل میں ہندوستان کے جنوب میں آج سے دس ہزار سال پہلے ایک سبز دریا بہتا تھا۔ یہ دریا ماریا نے ایک بار

دیکھا تھا۔ وہ اس کے اوپر سے گزری تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آریا لوگ وسطی ایشیا کے میدانوں سے اتر کر ہندوستان کے شمال میں حملہ آور ہوئے تھے اور انہوں نے ہندوستان کے شمال میں آباد موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے ترقی یافتہ شہر پر حملہ کر کے وہاں کے دراوڑ کول اور بھیل لوگوں کا قتل عام کیا تھا اور ان کے دونوں شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ کول، دراوڑ اور بھیل لوگ شمال کے شہروں سے بھاگ کر جنوب میں آگئے تھے اور وہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ ماریا اس وقت کے یعنی آج سے دس ہزار برس پہلے کے ہندوستان کے جنوبی علاقے کی طرف پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ وہ عنبر اور کیٹی سے ملنا چاہتی تھی۔ عنبر نے بوڑھے کے کہنے کے مطابق یہی پیغام دیا تھا۔ کہ وہ جنوبی ہندوستان میں سبز دریا کے آس پاس ملے گا۔

ماریا نے ایک بار جنوبی ہندوستان کا یہ سبز دریا دیکھا تھا چنانچہ وہ فضا میں اڑ رہی تھی اور اس کی نظریں زمین پر تھیں۔

ماریا آج کے جمبو جیٹ کی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ چنانچہ وہ بہت جلد ہندوستان کے جنوبی علاقے

میں پہنچ گئی۔

آخر ماریا کو سبز دریا نظر آگیا۔

یہ دریا بھورے رنگ کی چٹانوں کے درمیان جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔ ماریا نیچے آگئی۔ دریا آگے جا کر ایک میدان میں داخل ہوگیا تھا۔ یہاں ماریا نے ایک چکر لگایا۔ دن کا وقت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اچانک ماریا کو دیہاتی لوگوں کا ایک ہجوم نظر آیا جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں وہ لاٹھیاں زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے ٹین کے کنستر اٹھا رکھے تھے جن کو وہ پیٹ رہے تھے۔ ایک شور مچا ہوا تھا۔ ماریا اور نیچے آگئی۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اگر رات کا وقت ہوتا تو ماریا اتنا صاف نہ دیکھ سکتی مگر یہ دن کا وقت تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔ ماریا کیا دیکھتی ہے کہ ایک انسان کا سیاہ سایہ آگے آگے زمین پر رینگتا ہوا بھاگا جا رہا ہے اور دیہاتی اس پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں اور شور بھی مچا رہے ہیں۔ پہلے تو ماریا سمجھی کہ یہ کوئی کالا سانپ ہے جو آگے آگے بھاگ رہا ہے اور لوگ اس پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں۔

لیکن جب اس نے اور نیچے آکر غور سے دیکھا تو وہ سانپ نہیں بلکہ کسی انسان کا کالا سایہ تھا جو بالکل انسان کی طرح بھاگ رہا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ انسان کھڑا ہو کر بھاگتا ہے اور یہ سایہ زمین پر لیٹے لیٹے بھاگ رہا تھا۔ ماریا نے ایسا حیرت ناک منظر زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

دیہاتی لوگ سائے پر لاٹھیاں مار رہے تھے اور اپنی زبان میں چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے: "چل بھاگ اپنے غار میں۔ بھاگ اپنے غار میں۔" سایہ تیزی سے بھاگ رہا تھا اور ایسی حرکتیں بھی کر رہا تھا جیسے اسے لاٹھیوں کی مار سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ پہلے تو یہ انسانی سایہ زمین پر ہی سانپ کی طرح تیز رفتاری سے آگے آگے رینگتا رہا لیکن جب لاٹھیاں زیادہ پڑنے لگیں تو وہ زمین سے اٹھ کر سیدھا ہوگیا اور عام آدمی کی طرح دوڑنے لگا۔ ماریا کے لئے یہ ایک عجیب دہشت ناک منظر تھا۔ وہ سائے کے اوپر آگئی۔ اس نے لوگوں کو ڈرا کر بھگانا چاہا مگر جب سایہ ان سے بھاگ کر دور ہوگیا تو لوگ واپس گاؤں کی طرف چلے گئے۔ انسانی سایہ دوڑتا ہوا چٹانوں کی طرف ایک

اندھیرے غار میں گھس گیا۔ ماریا غار کے باہر زمین
پر اتر آئی۔

اس نے جھانک کر غار میں دیکھا۔ غار میں اگرچہ
اندھیرا تھا مگر ماریا اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی
تھی۔ وہ غار میں داخل ہوگئی اسے کسی انسان کے ہانپنے
کی آواز سنائی دی۔ ذرا آگے گئی تو دیکھا کہ وہی انسانی
سایہ اندھیرے میں ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگ کر
بیٹھا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ وہ دوڑتا ہوا اندر
آیا تھا اس لئے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ اچانک
سائے نے ایک طرف گردن پھیر کر دیکھا۔ ماریا بڑی
حیران ہوئی کیونکہ سایہ اسی طرف دیکھ رہا تھا جس طرف
ماریا کھڑی تھی۔ کیا اس پُراسرار انسانی سائے نے اسے
دیکھ لیا ہے؟ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ سائے
کی مدھم اور کچھ گھبرائی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

کون ہو تم؟

ماریا کے لئے بولنا ضروری ہوگیا تھا۔ اس نے
پہلا سوال یہ کیا۔

کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو؟

انسانی سائے نے کہا

نہیں! میں تمہیں دیکھ نہیں رہا مگر تمہاری
موجودگی کو محسوس کر رہا ہوں۔ تم کون ہو؟ کیا تم کوئی
بدروح ہو؟

ماریا نے کہا

میں بدروح نہیں ہوں۔ چلتی پھرتی عورت
ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ بس ایک طلسم کی وجہ
سے غائب ہوں مگر پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

سائے نے گہرا سانس بھر کر کہا

تم دیکھ رہی ہو کہ میں ایک سایہ ہوں۔
انسانی سایہ بس یہی میری ٹریجڈی ہے کہ میں اپنے
جسم سے بچھڑ گیا ہوں

ماریا نے پوچھا

مگر یہ معمہ کیا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ
انسان کا سایہ اس سے الگ ہو جائے جسم کہیں
ہو اور سایہ کہیں ہو؟

انسانی سایہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہوگیا پھر بولا۔

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو کہ میں اپنے
جسم سے الگ ہوں۔

مگر تم کیسے الگ ہوئے؟ تمہارا جسم کہاں ہے؟ ماریا

نے پوچھا۔

انسانی سائے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا

یہ بڑی رونگٹے کھڑے کر دینے والی کہانی ہے اول تو کوئی میری بات نہیں سنتا۔ لوگ مجھے دیکھتے ہی یا تو ڈر کر بھاگ جاتے ہیں یا مجھے لاٹھیاں مار کر بھگا دیتے ہیں۔ تنگ آکر اس غار میں آکر بیٹھ گیا ہوں۔ کبھی انسانوں کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور گاؤں کی طرف جاتا ہوں تو لوگ لاٹھیاں لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور مجھے منحوس سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں ان کے گاؤں میں داخل ہوں۔

ماریا بڑے غور سے انسانی سائے کی ناقابل یقین باتیں سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں کر ہوا؟ انسانی سائے نے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر مدھم آواز میں کہنے لگا۔

تم چونکہ خود ایک روح ہو یا تم جو کوئی بھی ہو لیکن عام انسانوں سے مختلف ہو اس لئے میرے پاس بیٹھی ہو اور میں تمہیں اپنی داستان سنا سکتا ہوں۔ میں جو کچھ تمہیں بتاؤں گا تمہیں یقین نہیں

آئے گا۔ مگر تمہیں جو کچھ کہوں گا اس کا ایک ایک لفظ درست ہوگا۔ یہاں سے بہت دور ملک افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک ویران کھنڈر ہے۔ اس کھنڈر میں ایک خفیہ طلسمی راستہ ایک ایسے قبرستان کو جاتا ہے جو انسانی سایوں کا قبرستان ہے

ماریا کو افریقہ کے جنگل والا وہ ویران کھنڈر یاد آگیا جہاں اس کی ملاقات طالشی سے ہوئی تھی اور جہاں ناگ بھی غائب ہوگیا تھا۔ وہ خاموشی سے انسانی سائے کی داستان سنتی رہی۔ سایہ کہہ رہا تھا۔

O

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۵۱
ڈراؤنی عورت کا طلسم پڑھیے

میرے نام

مائی سویٹ انکل اے حمید۔ سدا یونہی ناول لکھتے رہیں۔

انکل آج ہی آپ کے ناول "ممی شہزادی" اور "ناگ کی قبر" پڑھے دونوں بہت پسند آئے لیکن "ناگ کی قبر" زیادہ پسند آیا انکل ہمارے علاقے میں آپ کے ناول بہت دیر سے آتے ہیں۔ اس دفعہ تو ۲۵ تاریخ کو اس علاقے میں ناول آئے تھے۔ انکل جس طرح آپ نے ہم پر مہربانی کر کے دو سے تین ناول لکھنا شروع کر دیئے ہیں اسی طرح ایک مہربانی اور کریں کہ اگر پہلی تاریخ کو نہیں تو کم از کم پانچ تاریخ تک اپنے ناول ضرور مارکیٹ میں بھیج دیا کریں ویسے ایک بات میں سوچتا ہوں آپ کے ناول پڑھ کر، کہ آپ ہر ناول میں نیا قصہ کس طرح لکھ دیتے ہیں۔ آپ کا دماغ بہت تیز کام کرتا ہے کیا؟ یا کسی سے مدد لیتے ہیں انکل میں آج آپ کی ۱۴۹ ویں قسط پڑھ کر خط لکھ رہا ہوں۔ تیسری جماعت سے میں نے آپ کے ناول پڑھنے شروع کیے تھے اور اب ساتویں جماعت میں ہوں۔ انکل میں آپ سے یہ سوال نہیں کروں گا کہ کیا ناگ عنبر اور ماریا جیتے جاگتے انسان ہیں۔ لیکن ایک بات ضرور کروں گا کہ انکل پلیز آپ مجھے ان کی تصویریں ارسال کر دیں۔ میرے خط کا جواب ضرور دیجئے گا۔

خدا حافظ فقط آپ کے ناولوں کو دل و جان سے عزیز رکھنے والا
محمد میاں مکان نمبر ۴۷/۴ اے گلی نمبر ۱۵ موہن پورہ راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید۔ السلام علیکم۔

سدا نیلے آکاش تلے مسکراتے رہیں۔

ہر گام پہ فرشتوں کے لشکر ہوں ساتھ
ہر گام پہ خدا بھی حفاظت کرے آپ کی

انکل آپ کا خط ملا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر مجھے خط لکھا۔ انکل آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے وعدہ کیا کہ آپ کوشش کریں گے جنگ پلاسی کے واقعات کہیں سے حاصل کر کے مجھے لکھ بھیجیں۔ انکل میں نے ... سے کہا تھا کہ آپ ہمیں جنگ پلاسی کے حالات کے بارے میں نوٹ لکھوائیں۔ لیکن انہوں نے اس بات پر توجہ نہیں دی۔

انکل میرے نانا ابو کو آپ کے ناول "ناگ ماریا عنبر" بے حد پسند ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ جس طریقے سے انسانی کمزوریوں کو اِن ناولوں میں قلمبند کرتے ہیں۔ وہ قابل دید ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جو غلطیاں تاریخ میں کر چکے ہیں۔ انہیں دوبارہ نہ دہرائیں۔ بلکہ اپنی اِن کمزوریوں پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ دبقول نانا ابو

انکل مجھے ناگ ماریا عنبر بے حد پسند ہیں۔ اگر وہ حقیقی نہیں ہیں۔ تو مہربانی سے مجھے ناول میں ہی ان سے ملوا دیجیئے گا۔

انکل خط کا جواب دینے کا بے حد شکریہ۔ (میرے بہن بھائی سمجھتے تھے کہ آپ خط کا جواب نہیں دیں گے کیونکہ آپ بہت مصروف آدمی ہیں)

انکل ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اور زیادہ عزت اور شہرت عطا فرمائے (آمین)

والسلام

انیلا عنبر۔ داؤد آباد۔ بوریوالہ

اسلام علیکم!

اے حمید صاحب! ہم نے آپ کی کہانی عنبر ناگ ماریا پڑھی۔ لیکن اس میں جو مضمون آپ نے لکھا ہوتا ہے نہ تو یہ کبھی ہو سکتا ہے اور نہ ہوگا۔ ہاں البتہ پہلے زمانے مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کا ہو سکتا ہے ہو اور اس کا مضمون بہت خشک ہوتا ہے۔ کچھ رومینٹک ہونا چاہیے۔ تاکہ کہانی کا سر اور پاؤں تو ...

والسلام

آپ کا خریدار محمد محسن خان۔

آپ نے پتہ نہیں لکھا

پیارے انکل اے حمید صاحب! اسلام علیکم۔

میں آپ کے ناول بڑی دیر سے پڑھتا آ رہا ہوں۔ مگر خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناول "موت کا تعاقب، موت کی واپسی اور اب عنبر ناگ ماریا خلا میں پڑھ رہا ہوں۔ میں جب بھی آپ کے ناول پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں بھی ناول کا ایک حصہ ہوں۔

میرے والد صاحب اکثر مجھے کہتے رہتے ہیں یہ سب جھوٹ موٹ کی کہانیاں ہوتی ہیں۔ لیکن میرا ہمیشہ سے یہی جواب رہا ہے کہ چاہے جھوٹ ہو چاہے سچ لیکن پھر بھی ہمیں ان ناولوں سے بڑی مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ میری انکل یہ دعا ہے کہ خدا آپ کو ہمیشہ تندرست رکھے۔ (آمین) اور آپ ہمیشہ عنبر ناگ ماریا کے متعلق ناول لکھتے رہیں۔ اور ہم سب اسے پڑھتے رہیں۔ ہاں انکل ایک بات تو میں بتانا بھول ہی گیا۔ آپ مہربانی کر کے کیٹی کی طاقت میں اضافہ کر دیں۔ کیونکہ باقی کرداروں کے پاس مستقل طاقت موجود ہے۔ ناول کیٹی ناگ کے آگے بہت پسند آیا۔

والسلام

محمد اقبال معرفت سلیم دکاندار

پیارے انکل اے حمید۔ السلام علیکم!

میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں ماہ دسمبر میں میں کہانیاں ملیں جن کا نام آسیبی بھیجئے، باپ کی خوشبو اور

تابوت والی لڑکی تھا بہت ہی اچھی تھیں اس کے بعد دو کہانیاں ہیں آدم خور شکاری اور بھٹکتی روحوں کا شہر آپ کی دو اور کہانیاں جس کا نام بچھو لڑکی اور ویران مینار انکل آپ نے دو ماہ میں چار کہانی بھیجیں آپ ہر ماہ تین یا چار کہانی ارسال کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی انکل اس ماہ آپ تین کہانی ارسال کرنا آپ اس ماہ دو کہانیاں ارسال نہ کرنا اس ماہ آپ تین کہانیاں ارسال کرنا بڑی مہربانی ہوگی۔ میں آپ کی کہانیاں پانچویں کلاس سے پڑھ رہا ہوں اور اب میں ساتویں جماعت کا طالب علم ہوں اور میرے سالانہ امتحان ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ میں پاس ہو جاؤں۔ میں اپنی پڑھائی پر بھی پوری توجہ دیتا ہوں۔

عنبر ناگ ماریا کیٹی ثمبوسانگ کو میرا اسلام قبول ہو آپ کی کہانیوں کے پڑھنے کا شوق مجھ بہت ہے اچھا خدا حافظ۔

گلفام شریف معرفت شریف حجہ مسیح گرو مندر پولیس لائن۔ پنجابی پاڑہ جہانگیر روڈ نمبرا کراچی نمبر ۵

عنبر ناگ ماریا (۵۱)

ڈراؤنی عورت کا طلسم

اے حمید
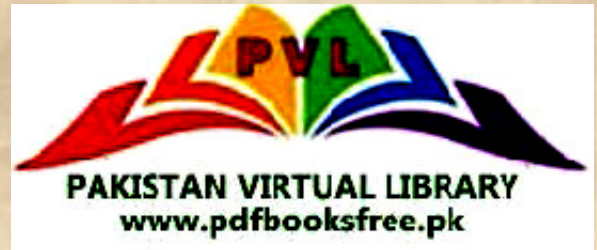
پیارے دوستو!

اب کی بار میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا۔ ایک خط جو داؤد آباد سے انیلا عنبر نے لکھا ہے اُس کا ایک اقتباس آپ بھی پڑھ لیں۔ لکھتی ہیں۔

"انکل میرے نانا ابو کو آپ کے ناول (ناگ ماریا عنبر) بے حد پسند ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ جس طریقے سے انسانی کمزوریوں کو ان ناولوں میں قلمبند کرتے ہیں وہ قابل دید ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم جو غلطیاں تاریخ میں کر چکے ہیں۔ انہیں دوبارہ نہ دہرائیں۔ بلکہ اپنی ان کمزوریوں پر قابو پانے کی کوشش کریں"

امید ہے کہ آپ بھی اس بات پر غور کریں گے اور عمل کریں گے۔

آپ کا اے حمید

۴۵۴-این راہ چمن سمن آباد ـــــ لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴۰/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

ترتیب

سایوں کا قبرستان

انسانی سایہ یہ کہہ رہا تھا۔

”میں ایک بار لکڑیاں کاٹنے کے لیے افریقہ کے اس جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی۔ بارش سے بچنے کے لیے میں اس منحوس ویران کھنڈر کے برآمدے میں چلا گیا۔ مجھے ایک کوٹھڑی میں سے کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کس کی آواز ہے میں کوٹھڑی کے اندر گیا۔ کوٹھڑی خالی تھی۔ دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ میں نے کھڑکی میں سے جھانکا ہی تھا کہ جیسے کسی نے مجھے دھکا دے کر دوسری طرف گرا دیا۔ میں ایک جگہ گھاس اور جھاڑیوں میں جا کر گرا۔ اٹھ کر دیکھا کہ وہاں دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ ذرا آگے گیا تو ایک عجیب دہشت ناک منظر دیکھا۔ تین انسانی سائے ایک قبر کھود رہے تھے۔ ان کے پاس ہی زمین پر ایک انسانی سایہ

لیٹا ہوا تھا۔ میں جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر یہ ڈراؤنا منظر دیکھنے لگا۔ گورکن سایوں نے قبر کھودی۔ تو زمین پر سے انسانی سائے کو اٹھا کر قبر میں لٹا کر قبر بند کر دی۔ اس کے بعد ایک گورکن سائے نے قبر پر ہاتھ رکھا تو اسی مردہ سائے کا عکس قبر کے اوپر آ کر لیٹ گیا۔ پھر اچانک ایک گورکن نے اس جھاڑی کی طرف دیکھا جس کے پیچھے میں چھپا ہوا تھا۔ میں ڈر گیا۔ گورکن سائے نے اپنے ساتھی سائے سے کہا۔ ایک شکاری جھاڑی میں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اس کی قبر تیار کرو۔ میں اسے لے کر آتا ہوں۔ جونہی وہ جھاڑی کی طرف بڑھا میں اٹھ دوڑا۔ میں آگے آگے تھا۔ اور گورکن سایہ کدال لیے میرے پیچھے پیچھے بھاگا چلا آ رہا تھا۔ وہ بار بار آواز دیتا تھا۔ تم بھاگ کر جاؤ گے کہاں؟ آ جاؤ۔ قبر تیار ہے۔ آ جاؤ۔ قبر تیار ہے تمہاری۔ مجھے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ میں پوری طاقت سے بھاگ رہا تھا۔ وہ ایک ویران علاقہ تھا۔ کہیں زمین اونچی تھی کہیں نیچی تھی۔ جگہ جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔

دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میرا سایہ بھی میرے ساتھ ہی بھاگ رہا تھا۔ میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا جسم میرے سائے سے الگ ہو جائے گا۔ میں اپنی دھن میں بھاگتا چلا جا رہا تھا کہ ایک دم میرے جسم پر کوئی شے آ کر گری۔ یہ قبر کھودنے والی کدال تھی۔ کدال کا لکڑی کا دستہ میرے کاندھے سے ٹکرایا تھا۔ میں زخمی نہیں ہوا تھا۔ لیکن کدال کے لگنے سے میرا جسم جیسے وہیں سُن ہونے لگا۔ میری رفتار کم ہوتی گئی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ گورکن سائے میرے قریب آتے جا رہے تھے۔ فاصلہ کم ہو رہا تھا۔ مجھ پر ایسا خوف، ایسی دہشت سوار تھی۔ کہ میں اپنے سُن ہوتے جسم کو پوری طاقت لگا کر آگے گھسیٹنے کی بے پناہ کوشش کر رہا تھا۔ مگر میرے جسم نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ خوف کے مارے میرے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔ شاید یہ میرے خوف دہشت یا قوت ارادی کا اثر تھا کہ میرا جسم تو وہیں رہ گیا مگر میرا سایہ جسم سے الگ ہو کر اسی تیز رفتاری سے بھاگنے

لگا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے جسم سے نکل
کر اپنے سائے میں داخل ہو چکا ہوں۔ میں سن
بھی رہا تھا دیکھ بھی رہا تھا۔ مگر میں جسم نہیں تھا
بلکہ اپنا سایہ تھا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ میرا جسم
ایک جگہ بت بنا ہوا تھا۔ مگر گورکن سائے کدالیں
اٹھائے اسی طرح میرے پیچھے بھاگ رہے تھے
اور کہے جا رہے تھے۔ رک جاؤ تمہاری قبر تیار
ہے۔ بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ قبر تیار ہے۔
واپس آجاؤ۔ مگر میں بھاگا جا رہا تھا۔ خدا جانے
مجھ میں کہاں سے طاقت آگئی تھی۔ سایہ بن کر
میں ہلکا پھلکا بھی ہو گیا تھا۔ آگے ایک اونچی چٹان
آگئی۔ میں اس چٹان پر چڑھ گیا۔ دوسری طرف دیکھتا
کیا ہوں کہ ایک دریا بہہ رہا ہے۔ دریا چٹانی پتھروں
سے ٹکراتا جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔ میں نے کچھ
سوچے سمجھے بغیر اس میں چھلانگ لگا دی۔ میں جسم
تو تھا نہیں۔ اپنا سایہ تھا۔ چنانچہ مور کے پر کی طرح
ہلکا ہو کر نیچے دریا میں گر رہا تھا۔ میں دریا میں
گرا تو اس کی جھاگ اڑاتی موجوں نے مجھے اپنے
اندر چھپا لیا۔ پھر میں موجوں میں لڑھکتا بہتا چلا

گیا۔ دریا کی رفتار بہت تیز تھی۔ دیکھتے دیکھتے
میں کہیں سے کہیں نکل گیا۔ پھر یہ دریا ایک
پہاڑی سرنگ میں داخل ہو گیا۔ سرنگ میں اس
قدر اندھیرا تھا کہ دیر تک مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ آخر
دریا سرنگ سے نکل کر روشنی میں آیا تو سامنے
سمندر تھا۔ دریا اس سمندر میں گرتا تھا۔ سمندر
کی موجوں نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔
میں نے تیر کر باہر نکلنے کی بہت کوشش کی
مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں نے اپنے آپ
کو سمندری لہروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔
سات دن آٹھ راتیں میں سمندر میں بھٹکتا رہا۔
پھر کہیں جا کر مجھے زمین کا کنارہ دکھائی دیا۔
یہ اسی ملک ہندوستان کا جنوبی ساحل تھا۔ بڑی
مشکل سے میں کنارے پر آگیا۔ اب میں نے
اپنی نئی شکل و صورت کا جائزہ لیا۔ میں جسم نہیں
تھا۔ اپنے جسم کا سایہ تھا۔ میرا جسم وہیں
سایوں کے قبرستان میں گورکن سایوں کے پاس
ہی رہ گیا تھا۔ میں زمین پر لیٹ کر سانپ کی
طرح بھی رینگ سکتا تھا۔ اور زمین سے اٹھ

کہ انسانوں کی طرح بھی چل سکتا تھا۔ مجھے اپنی
حالت پر رونا آگیا۔ میں چلتے چلتے ایک بستی
میں داخل ہوا تو لوگ مجھے دیکھتے ہی ڈر کر
بھاگ گئے۔ اب میں یہ کرتا کہ دن کے وقت
پہاڑوں جنگلوں میں چھپا رہتا۔ اور صرف رات کے
وقت انسانوں کی شکل دیکھنے بستی چلا جاتا۔ کیونکہ
رات کو اندھیرے میں مَیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔
دن کی روشنی میں تو لوگ مجھے دیکھ لیتے تھے۔
مگر بہت جلد میں رات کے اندھیروں سے بھی
گھبرا اُٹھا اور انسانوں کے درمیان جا کر کسی
کو اپنی بپتا سنانے کی کوششیں شروع کر دیں
مگر لوگ یا تو ڈر کر بھاگ جاتے اور یا مجھ
پر لاٹھیاں لے کر حملہ کر دیتے اور اس غار میں
چھپ جانے پر مجبور کرتے۔ بس تب سے لے
کر اب تک اسی غار میں پڑا ہوں۔ جب کبھی
اپنے جیسے انسانوں کو دیکھنے ان کی باتیں سُننے
کو جی کرتا ہے تو گاؤں کا رُخ کرتا ہوں اور
لوگ مجھے بھگا دیتے ہیں۔ یہ ہے میری درد
بھری کہانی۔"

ماریا بڑے غور سے اس انسانی سائے کی آپ بیتی
سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا۔
"سایوں کے قبرستان میں تم نے کسی اور انسانوں
کے بھی سائے قبروں پر لیٹے دیکھے تھے؟"
انسانی سایہ بولا۔
"وہاں تو ہر قبر پر ایک انسانی سائے کا عکس پڑا
تھا"
ماریا نے کہا۔
"وہاں تمہیں کوئی عجیب چیز بھی نظر آئی تھی؟"
انسانی سایہ کہنے لگا۔
"یہی کیا کم عجوبہ تھا کہ گورکن انسان نہیں بلکہ ان کے
سائے تھے۔ اور قبروں میں انسانوں کی جگہ ان کے
سائے دفن کیے جا رہے تھے؟"
ماریا چپ ہو گئی۔ انسانی سایہ بھی خاموش ہو گیا۔
پھر کچھ سوچ کر بولا۔
"مجھے یاد ہے ایک قبر پر میں نے پھن دار
سانپ کا بھی سایہ کنڈلی مار کر بیٹھا دیکھا تھا۔
ضرور اس قبر میں کسی سانپ کا سایہ دفن ہوگا"
ماریا چونک پڑی۔ وہ یہی اس سے معلوم کرنا چاہتی

تھی۔ وہ جلدی سے بولی۔

"کیا تم نے واقعی پھن دار سانپ کو قبر پر بیٹھے دیکھا تھا؟"

سایہ بولا۔

"ہاں مگر وہ سانپ نہیں تھا سانپ کا سایہ بلکہ سائے کا بھی عکس تھا۔ کالا سانپ تھا۔ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔"

ماریا کو یقین ہو گیا کہ یہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب اس نے سایوں کے قبرستان میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ انسانی سایہ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

"اے روح بہن! تو روح ہے۔ میں سایہ ہوں تو میری مدد کر اور مجھے میرا جسم واپس لا دے۔ میں ساری زندگی تیرا احسان مند رہوں گا۔"

ماریا خود وہاں جانا چاہتی تھی۔ اب تو اس کا سایوں کے قبرستان میں جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں تیرا جسم وہاں سے کیسے اٹھا کر یہاں لا سکتی ہوں۔ ہاں اگر تو میرے ساتھ وہاں چلا چلے تو ــــــ"

انسانی سائے کے منہ سے ہلکی سی خوف زدہ چیخ نکل

گئی۔

"نہیں نہیں۔ میں اس منحوس جگہ پر کبھی نہیں جاؤں گا۔ وہ گورکن مجھے قبر میں دفن کر دیں گے۔ زندہ دفن کر دیں گے۔ میں وہاں نہیں جاؤں گا۔ میری نیک دل بہن! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ تو کسی طرح وہاں سے میرا جسم اٹھا لا۔ تو روح ہے۔ تو سب کچھ کر سکتی ہے۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اچھا۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ تو مجھے سایوں کے قبرستان کا پتہ بتا دے۔"

انسانی سائے نے کہا۔

"اس آسیبی قبرستان کو صرف پرانے کھنڈر کی کوٹھڑی میں سے ہی راستہ جاتا ہے۔ اور یہ کھنڈر ملک افریقہ میں ہے۔"

پھر انسانی سائے نے ماریا کو ویران کھنڈر کا بتایا تو ماریا بولی۔

"میں نے وہ ویران کھنڈر دیکھا ہوا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں آج ہی روانہ ہوتی ہوں۔ تم اسی جگہ

میں میرا انتظار کرنا۔ خدا نے چاہا تو میں تمہارا جسم ساتھ ہی لے کر آؤں گی۔"

انسانی سائے نے ہاتھ باندھ دیئے اور بولا۔

"نیک دل بہن! خدا تمہیں کامیاب کرے۔ میں ساری زندگی تیرا احسان نہیں بھولوں گا۔"

ماریا نے کہا۔

"احسان کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اگر تمہیں اس مشکل سے نکال سکوں گی۔ تو مجھے خوشی ہو گی۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔ بہت جلد تم سے آ کر ملوں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا غار سے باہر نکل آئی۔ پہاڑوں کے اوپر آ کر اس نے ہوا میں اچھل کر اڑان بھری اور ملک افریقہ کا رُخ کر کے برق رفتاری سے اڑنا شروع کر دیا —— اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ دیکھتے دیکھتے سمندر آ گیا۔ اور وہ اس کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ سمندر جہاں تک نگاہ جاتی تھی۔ پھیلا ہوا تھا۔ ماریا اڑتی چلی گئی۔ دو گھنٹے کے بعد اسے دور افریقہ کے ملک کا ساحل نظر آنے لگا۔ اس نے افریقہ کے جنوبی حصے کی طرف رُخ کر لیا کیونکہ ویران آسیبی کھنڈر جنوبی افریقہ کے ایک گنجان جنگل میں تھا۔ ماریا عنبر کے ساتھ یہاں

آ چکی تھی۔ گھنے درخت اس کے نیچے تیزی سے پیچھے گزر رہے تھے۔ پھر وہ وسطی جنگل میں آ گئی۔ یہاں ماریا نے اپنی رفتار دھیمی کر لی۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے درختوں کے اوپر آ گئی۔ وہ غور سے نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس علاقے میں گھنے بادل چھائے تھے اور ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ جنگل کو ماریا نے پہچان لیا تھا۔ بہت جلد اسے جھیل کے کنارے پچھم کی جانب ویران قلعے کا کھنڈر بھی نظر آ گیا۔ ماریا کھنڈر کے ٹوٹے پھوٹے صحن میں اُتر آئی۔ گھنے بادلوں کی ہلکی بوندا باندی میں کھنڈر میں ہولناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ماریا برآمدے میں سے گزرتی ہوئی۔ کوٹھڑی کے پاس آ گئی۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جہاں انہیں کبھی طاشی کی آواز سنائی دی تھی۔ کوٹھڑی کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ ماریا کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ سامنے والی دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی۔ ماریا نے جھک کر دوسری طرف دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ ماریا نے کھڑکی میں سے چھلانگ لگا دی۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے جانے لگی۔ اب اسے جو منظر دکھائی دیا وہ ایک ویران جھاڑیوں والے باغ میں تھی۔ اسے کچھ فاصلے پر قبریں نظر آئیں۔ وہ قبروں کی طرف گئی۔ ان

قبروں پہ دفن ہونے والے سایوں کے عکس پڑے تھے۔ کوئی عکس قبر پہ لیٹا ہوا تھا۔ کوئی سر جھکائے پتھر پہ بیٹھا تھا۔ اچانک ماریا کو ایک قبر پہ سانپ کنڈلی مارے بیٹھا نظر آیا۔ ماریا لپک کر وہاں گئی۔ اس نے ناگ کو پہچان لیا۔ یہ ناگ کے سائے کا عکس تھا۔ ناگ کے سوا یہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ ماریا کو ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ بائیں جانب کچھ فاصلے پر ایک پرانے محل کی شکستہ عمارت کھڑی ہے۔ اچانک ادھر سے ہوا کا جھونکا آیا تو ماریا کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ اس ہوا کے جھونکے میں نہ صرف ناگ بلکہ عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو بھی تھی۔ ماریا تیزی سے محل کی طرف اڑ گئی۔

وہ محل کے بہت بڑے دالان میں آ گئی۔ یہاں سب سے پہلے اسے ایک جگہ دیوار کے قدِ آدم طاق میں ناگ کا بے حس و حرکت جسم دکھائی دیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ اس کے بعد عنبر، پھر کیٹی، پھر تھیوسانگ اور آخر میں طاشی کے جسم کھڑے تھے۔ ماریا تو خوشی سے کھل اُٹھی۔ اگرچہ یہ سب بے حس و حرکت تھے۔ مگر ماریا کو اس بات کی بے حد خوشی ہو رہی تھی کہ اسے

اس کے ساتھی دوبارہ مل گئے تھے اور ایک ہی مقام پر سب کے سب مل گئے تھے۔

عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی ماریا کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بول نہیں سکتے تھے۔ مگر سب ماریا ہی کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ماریا وہاں پہنچ گئی ہے۔ ماریا نے عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

"میں ماریا ہوں میں آ گئی ہوں۔ اب تم لوگوں کو بہت جلد یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔ تم فکر نہ کرو۔ مجھے بہت پتہ چل گیا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میں قبرستان میں وہ قبریں دیکھ آئی ہوں جہاں تمہارے سائے دفن ہیں۔ پھر ماریا نے طاشی کو بھی حوصلہ دیا۔ اس کے بعد آخر میں ماریا کو وہ انسانی بت نظر آیا جس کا سایہ ملک ہندوستان کے ایک پہاڑی غار میں پڑا تھا۔ اور جس کے جسم کو واپس لانے کا ماریا وعدہ کر کے آئی تھی۔ سب سے پہلے ماریا کو عنبر ناگ کیٹی تھیوسانگ اور طاشی اور طاشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے انسانی جسموں کو وہاں سے نکالنا تھا۔ ان کے

سایوں کے بغیر وہاں سے نہیں جا سکتے تھے لیکن سب سے مشکل سوال یہ تھا کہ ان لوگوں کے سائے قبروں سے کیسے نکالے جائیں؟ کیا ان کے سائے قبروں سے نکل کر ان کے جسموں میں داخل ہو جائیں گے؟ کیا اس کے بعد ان کا طلسم ٹوٹ جائے گا؟ یہ سوال تھے جو ماریا کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ اور جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

ماریا ایک بار پھر سایوں کے قبرستان میں آگئی۔ یہاں ایک بار پھر اس نے عنبر ناگ، کیٹی، تھیو سانگ اور ھاشی کی قبروں پر ان کے سایوں کے عکس لیٹے ہوئے دیکھے۔ ماریا نے انہیں پہچان لیا تھا۔ وہ ان قبروں کے قریب کھڑی سوچ رہی تھی کہ اچانک اسے انسانی آواز سنائی دی۔ ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ وہی تینوں گورکن سائے ہاتھوں میں کدالیں لیے قبرستان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ماریا کو یہ خطرہ بھی تھا کہ کہیں ان لوگوں کو اس کی موجودگی کا پتہ نہ چل جائے۔ کیونکہ آخر یہ سارا کام طلسم اور آسیب ہی کا تھا۔ ماریا احتیاط کے طور پر قبروں سے ہٹ کر ایک جھکے ہوئے ٹنڈ منڈ

درخت کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ تینوں گورکن سائے ایک خالی قبر کے پاس آ کر رک گئے۔ ایک گورکن سائے نے جھک کر قبر میں دیکھا اور بولا۔

"اس قبر کا سایہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کا جسم محل کے طاق میں ہے مگر سایہ بھاگ گیا ہے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ اس قبر میں اس انسانی سائے کو دفن ہونا تھا۔ جو خوش قسمتی سے ان گورکنوں کے پنجے سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور جیسے وہ ہندوستان کے پہاڑی غاروں میں چھوڑ کر آئی ہے۔ دوسرا گورکن سایہ کہنے لگا۔

"اگر اس قبر کا سایہ نہ ملا تو قبرستان کا دیوتا ہم میں سے کسی ایک کے سائے کو اس قبر میں دفن کر دے گا۔ ہمیں ہر حالت میں بھاگے ہوئے سائے کو تلاش کرنا ہو گا۔"

تیسرا گورکن سایہ بولا۔

"مگر ہم اسے کہاں تلاش کریں۔ وہ تو ہماری دنیا سے نکل کر باہر والی دنیا میں جا چکا ہے اور ہم باہر والی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتے۔"

پہلا گورکن بولا۔

”ایسی صورت میں ہمیں اس کے جسم کو خفیہ غار میں چھپا دینا ہوگا۔ تاکہ قبرستان کا دیوتا اسے دیکھ ہی نہ سکے!“

دوسرے گورکن نے کہا۔

”لیکن یہ قبر اسے سب کچھ بتا دے گی کہ میرا سایہ میرا مُردہ مجھے نہیں ملا۔ وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا ہے؟“

تینوں گورکن خاموش ہوگئے۔ وہ بہت پریشان تھے۔ ماریا کو اس بات سے اطمینان ہوگیا تھا کہ ان گورکنوں کو اس کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ خاموش کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ پہلے والا گورکن بولا۔

”پرسوں مہینے کی سب سے تاریک رات ہے۔ پرسوں خاص دن ہے اور قبرستان کا دیوتا یہاں اپنی امانتیں لینے آرہا ہے۔ وہ انسانی جسموں اور ان کے سایوں کو قبروں سے گن کر نکالے گا۔ اور اپنے ساتھ موت کی سرنگ میں لے جائے گا۔ جب اسے ایک انسانی جسم کا سایہ نہ ملا تو ہم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ پھر ہم میں سے کسی ایک کی خیر نہیں۔“

دوسرے گورکن نے کچھ غور کرنے کے بعد کہا۔

”جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ابھی قبرستان کے دیوتا کے یہاں آنے میں دو دن باقی ہیں۔ ہم ایک کام کرتے ہیں۔ محل میں جتنے انسانوں کے بت رکھے ہیں ان سب کو طلسمی ڈبی میں بند کر دیتے ہیں قبرستان کا دیوتا انہیں اسی طرح موت کی سرنگ میں لے جایا کرتا ہے۔ باقی ان جسموں میں سے جس انسانی بت کا سایہ فرار ہو گیا ہوا ہے اس کو ہم ڈبی میں بند نہیں کریں گے بلکہ اس کی سیاہ گوٹی کو اس قبر میں بند کر کے اوپر سے زمین ہموار کر دیں گے اس میں خطرہ ضرور ہے مگر ہمارے بچاؤ کی یہی ایک صورت ہے۔“

چاندی سانپ

یہ تجویز باقی گورکنوں نے بھی پسند کی۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہ سیاہ گولی کیا چیز ہو سکتی ہے۔؟ یہ ان جسموں کو ایک ڈبی میں کیسے بند کریں گے۔ تینوں گورکنوں نے ان تمام قبروں کی تھوڑی تھوڑی مٹی ہاتھ میں لی اور ویران محل میں آگئے۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے گورکنوں نے قبر کی مٹی ان سب انسانی جسموں پر پھینک دی۔ مٹی ان کے جسموں کو لگی ہی تھی کہ ان جسموں نے چھوٹا ہونا شروع کر دیا۔ ایک سیکنڈ میں سارے انسانی جسم چھوٹی سی سیاہ گولیاں بن گئے۔ گورکنوں نے ان چھوٹی چھوٹی سیاہ گولیوں کو اٹھا کر لکڑی کی ایک چھوٹی سی گول ڈبی میں بند کر کے محل کے ایک خالی طاق کی اینٹ اٹھا کر اس کے نیچے خالی جگہ میں رکھ کر اوپر اینٹ کو دوبارہ رکھ دیا۔ ماریا کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس چھوٹی سی گول ڈبی میں عنبر ناگ کیٹی تھیوسانگ طاشی اور طاشی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے جسم بند ہیں۔ اور ان سب کے سائے قبرستان میں دفن ہیں۔ ان میں سے

بھاگے ہوئے سائے والے آدمی کے سیاہ جسم کی سیاہ گولی گورکنوں نے اپنے پاس ہی رکھ لی اور واپس قبرستان میں اس قبر پر آگئے۔ جو اس آدمی کے مفرور سائے کے لئے کھودی گئی تھی اس سیاہ گولی کو جو اصل میں ایک آدمی کا جسم تھا۔ انہوں نے خالی قبر میں نیچے جا کر رکھ دیا اور کدالوں سے مٹی ڈالنا شروع کر دی۔

پھر وہاں قبر بنانے کی بجائے گورکن سایوں نے زمین کو ہموار کر کے اوپر سوکھے پتے بکھیر دیئے۔ تاکہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہاں کوئی قبر ہے۔

گورکن سایہ کہنے لگا!

"ہم نے اپنی طرف سے ساری کارروائی کر دی ہے۔ اب آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چلو اپنے بڑے مقبرے میں چل کر آرام کرتے ہیں۔"

تینوں گورکن سائے کدالیں لئے قبرستان سے نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی ماریا قبر میں اتر گئی۔ مٹی کے نیچے رکھی ہوئی سیاہ گولی اٹھائی اور قبر سے باہر آگئی۔ پھر وہ ویران محل کے دالان میں گئی۔ یہاں طاق کی اینٹ اٹھا کر وہ سیاہ گولی بھی ڈبی میں بند کی اور ڈبی اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لی۔

اس کے پاس عنبر ناگ کیپٹن تھیوسانگ طاشی اور دوسرے لوگوں کے جسم آ چکے تھے۔ صرف ان کے سائے حاصل کرنے باقی تھے۔ ماریا نے سوچا کہ ابھی قبرستان کے دیوتا کے یہاں آنے میں دو دن باقی ہیں۔ کیوں نہ وہ ان دوستوں کے جسموں کو باہر کی دنیا میں جاکر کسی محفوظ مقام پر چھوڑ آئے اگر اس نے ان جسموں کو وہیں رہنے دیا تو خدا جانے یہ قبرستان کا دیوتا کس قدر طاقت ور ہے اور اس کے پاس کس قسم کا طلسم ہوگا کہ ماریا پھر ان کو وہاں سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو۔ یہ سوچ کر ماریا نے سیاہ گولیوں والی ڈبی پر قبضہ کیا اور ویران محل سے نکل کر عقب کی ان چٹانوں کی طرف روانہ ہوگئی جس کے بارے میں انسانی سائے نے اسے بتایا تھا۔ کہ وہ چٹان کی دوسری طرف دریا میں کود کر قبرستان کی دنیا سے نکل گیا تھا۔

ماریا فضا میں بلند ہو کر دور نظر آتی چٹانوں کی طرف اڑنے لگی۔ مفرور سایہ اسی راستہ سے ہو کر بھاگا تھا۔ ماریا اس سے دس گنا زیادہ رفتار سے اڑ رہی تھی۔ وہ بہت جلد اونچی سیاہ چٹانوں کے پاس پہنچ گئی۔ دوسری طرف واقعی ایک دریا بہہ رہا تھا۔ جو چٹانوں سے ٹکرا کر جھاگ اڑا رہا تھا۔ ماریا اس دریا میں اتر گئی اور لہروں کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی۔

پہاڑیوں کے چکر کاٹ کر دریا ایک بہت بڑے پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہو گیا۔ سرنگ میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ یہاں دریا کی موجوں کی آواز گونج رہی تھی۔ کافی دیر تک ماریا دریا کی موجوں کے ساتھ بہتی ہوئی سرنگ میں سے گذرتی رہی۔ جب دریا سرنگ سے باہر نکلا تو ماریا اپنی دنیا میں تھی۔ اس کے سامنے ایک وسیع سمندر تھا۔ دریا یہاں سمندر میں گرتا تھا۔ ماریا دریا سے نکل کر اوپر فضا میں بلند ہو گئی۔ اب اس کا رخ ملک ہندوستان کی طرف تھا جہاں ایک پہاڑی غار میں انسانی سایہ اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ ماریا اس انسانی سائے کا جسم بھی ساتھ ہی لے کر جا رہی تھی۔ اگرچہ یہ جسم بھی ایک چھوٹی سی سیاہ گولی کی شکل میں تھا۔ ماریا کو کچھ علم نہیں تھا کہ ان جسموں کو وہ پھر سے بڑا اور زندہ کیسے کرے گی۔ لیکن وہ انہیں اس منحوس قبرستان کی آسیبی دنیا سے نکال لانے پر ہی بہت خوش تھی وہاں سے ان جسموں کا نکلنا بہت مشکل تھا۔

ماریا کے نیچے ٹھاٹھیں مارتا ہوا بیکراں سمندر تھا اور وہ اوپر فضا میں تیز رفتاری سے اڑی جا رہی تھی۔ باہر کی دنیا میں ابھی دن کی روشنی باقی تھی اور سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ماریا کو ہندوستان کے جنوبی یعنی جنوب مغربی ساحل کی زمین نظر آنے لگی۔ پھر وہ سبز دریا آگیا جس کی پہاڑی میں

ماریا انسانی سائے کو چھوڑ آئی تھی۔ ماریا غار میں داخل ہوئی تو انسانی سائے کو اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ وہ بے تابی سے بولا!

"ماریا بہن! تم آگئی ہو! میرا جسم لائی ہو؟ خدا کے لئے انکار نہ کرنا۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"میں تمہارا جسم لے آئی ہوں"

انسانی سایہ خوش ہو کر بولا۔

"خدا کا شکر ہے مگر مجھے میرا جسم دکھائی نہیں دیتا۔ کہاں ہے وہ؟"

ماریا بولی!

"تمہارا جسم میرے پاس ہے۔ میرے دوستوں کے جسم بھی ہیں۔ مگر وہاں ایک عجیب حادثہ ہو گیا۔"

اس کے بعد ماریا نے انسانی سائے کو ساری کہانی بیان کی اور گول ڈبی انسانی سائے کے سامنے رکھ دی جس میں انسانوں کے جسم سیاہ چھوٹی گولیوں کی شکل میں موجود تھے۔ انسانی سایہ فکر مند ہو کر بولا!

"مجھے معلوم ہی نہیں اس میں میرے جسم کی گولی کونسی ہے اور یہ گولیاں انسانی جسموں میں کیسے تبدیل ہوں گی؟

ماریا نے کہا!

"یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے۔ مگر ہم اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور تلاش کریں گے۔ ابھی ہم ایسا کریں گے کہ تم ان انسانی جسم کی سیاہ گولیوں والی ڈبی کو اسی جگہ اپنے پاس رکھنا۔ کیونکہ تمہارے جسم کا سایہ تو یہاں موجود ہے مگر میرے دوسرے دوستوں کے جسموں کے سائے وہیں آسیبی سایوں کے قبرستان میں ہی ہیں۔ مجھے ان کو بھی کسی ترکیب سے اٹھا کر یہاں لانا ہے۔"

انسانی سایہ کہنے لگا:

"تم کب جاؤ گی اور کب تک سایوں کو لے کر واپس آجاؤ گی۔؟"

ماریا نے کہا!

"میرا خیال ہے کہ مجھے کل صبح نکل جانا چاہئے۔ میں کل وہاں کوئی طریقہ سوچوں گی!"

ماریا نے انسانی گولیوں کی ڈبی کو غار میں ایک پتھر کے نیچے چھپا کر رکھ دیا۔ دونوں غار میں بیٹھے باتیں کرتے رہے وہ اسی بات پر غور کر رہے تھے کہ انسانی سایوں کو انسانی جسموں میں کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے جب رات ہو گئی تو ماریا نے کہا:"

"تم غار میں ہی رہو میں باہر دریا پر جاتی ہوں بس
ایک چکر لگا کر واپس آجاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا غار سے باہر نکل آئی۔ سبز دریا اندھیری رات
میں شور مچاتا، چٹانوں سے ٹکراتا، سفید جھاگ اڑاتا بہہ رہا تھا۔
آسمان پر چمکیلے ستارے چمک رہے تھے۔ ماریا وادی میں
پرواز کرتی دور نکل گئی۔ ادھر انسانی سایہ غار میں خاموشی
سے لیٹا ہوا تھا۔ کہ اسے آواز سنائی دی جیسے کوئی
سانپ آہستہ سے پھنکارا ہو۔ انسانی سایہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غار کے منہ کی طرف تکنے لگا جہاں ستاروں
کی دھیمی روشنی تھی۔ اسے وہاں کوئی سانپ نظر نہ آیا۔
مگر وہی پھنکار کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ انسانی سایہ غار
کی دیوار پر چڑھ گیا۔ اور غور سے نیچے تکنے لگا۔ وہ اندھیرے
میں دیکھ سکتا تھا۔

اچانک اسے سبز رنگ کا ایک سانپ رینگتا دکھائی دیا۔
سانپ نے اپنا پھن اٹھا رکھا تھا۔ سانپ نے اس پتھر کے
گرد ایک چکر لگایا جس کے نیچے انسانی گولیوں میں ناگ دیوتا
کے جسم کی گولی بھی موجود تھی۔ ناگ دیوتا کی خوشبو اس سانپ
کو آگئی تھی۔ انسانی سائے کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ ناگ دیوتا
کون ہے۔ سبز ناگ نے پتھر کے گرد پانچ چھ بار چکر لگائے اور

جدھر سے آیا تھا ادھر ہی کو واپس چلا گیا۔ کافی دیر بعد جب ماریا
واپس آئی تو انسانی سائے نے اسے سانپ کے بارے میں
بتایا۔ ماریا کو امید کی کرن نظر آئی۔ ممکن ہے یہ سبز سانپ اس
کی مدد کر سکے۔ وہ باہر نکل گئی اور سبز سانپ کو تلاش کرنے
لگی۔ وہ سانپ کی زبان جانتی تھی۔ اس نے سبز دریا کے
کنارے پر آکر سانپ کو اس کی زبان میں آواز دی۔ تھوڑی دیر
بعد ماریا کو سانپ کی سیٹی کی آواز آئی۔ سانپ نے جواب دیا
تھا کہ میں آرہا ہوں۔ پھر سبز رنگ کا سانپ دریا کی لہروں
سے نکل کر ماریا کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ رات ڈھلنے
لگی تھی اور آسمان پر پھیکی روشنی کا غبار ابھر رہا تھا۔

ماریا نے کہا!

"تم کس لئے غار میں آئے تھے؟"

سبز سانپ نے کہا!

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہماری زبان کیسے جانتی ہو۔"

ماریا بولی!

"میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔ یہ زبان مجھے ناگ
دیوتا نے ہی سکھائی تھی۔"

سبز سانپ نے اپنے پھن کو جھکا کر ماریا کو سلام کیا
اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو
اس غار میں سے آتی تھی۔ مگر ناگ دیوتا وہاں
نہیں تھا۔
ماریا نے کہا!
ناگ دیوتا وہاں اب بھی موجود ہے مگر وہ ایک
سیاہ گولی کی شکل میں ہے اس پر سانپوں کے
قبرستان میں وہاں کے دیوتا نے طلسم کیا ہوا ہے
اس کے بعد ماریا نے سبز سانپ کو بھی ساری داستان
مختصر الفاظ میں سنا دی۔ اور سبز سانپ سے پوچھا کہ کیا وہ
اس سلسلہ میں کوئی مدد کر سکتا ہے! سبز سانپ خاموش
ہو کر سوچنے لگا۔
پھر بولا!
"ماریا بہن! اس کا علاج ممکن ہے چاندنی کے سانپ
کے پاس ہو۔"
ماریا کے پوچھنے پر کہ چاندنی کا سانپ کون ہے! سبز سانپ
نے بتایا کہ یہاں سے دور ہندوستان کے شمال کی طرف ایک
راجستھان کا صحرا ہے اس صحرا میں ایک پرانا محل ہے۔ جس
کو چاندنی کا محل بھی کہتے ہیں۔ چاندنی کا سانپ اسی سنگ مرمر
کے ویران محل کے تہہ خانے میں رہتا ہے۔ مگر وہ صرف چاندنی

رات میں ہی باہر نکلتا ہے۔ اس سے پہلے وہ باہر نہیں آتا۔
"تم اگر چاندنی رات میں وہاں جا کر چاندنی کے
سانپ سے ملاقات کرو تو وہ تمہیں کوئی نہ کوئی
ترکیب ایسی بتا سکتا ہے کہ جس سے ناگ دیوتا اور
اس کے ساتھی پھر سے انسانی شکل میں
آ جائیں۔"
ماریا کہنے لگی!
"مگر چاندنی رات میں تو دس دن رہتے ہیں۔ کیا
اس سے پہلے چاندنی کے سانپ سے ملاقات نہیں
ہو سکتی؟"
سبز سانپ نے کہا!
"ہم نے اپنے بزرگ سانپوں سے سن رکھا ہے
کہ اگر چاندنی رات کے بغیر وہ سانپ باہر آ جائے
تو وہ بول نہیں سکتا۔ اسی لئے ہمیں دس دن
انتظار کرنا ہی پڑے گا۔"
ماریا کہنے لگی!
"ٹھیک ہے میں دس دن انتظار کر لیتی ہوں اتنی
دیر میں ناگ دیوتا اور دوسرے دوستوں کے جسموں
کے سائے لانے کی کوشش کرتی ہوں۔"

سبز سانپ نے کہا!
"ماریا بہن! میرے پاس سبز منکا ہے۔ مجھے اس
منکے پر بڑا یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کام آتا ہے۔
اگر تم یہ منکا سایوں کے قبرستان میں موجود
ناگ دیوتا کے سائے سے چھوا دو تو ناگ دیوتا
کے سائے میں اس کی اصلی خوشبو واپس آجائے
گی۔ اس کے بعد ممکن ہے ناگ دیوتا کا سایہ
طاقتور ہونے کی وجہ سے دوسرے سایوں کو بھی
سانپ بناکر وہاں سے نکال لائے"
ماریا کو سبز سانپ کی یہ تجویز عجیب سی لگی۔ مگر اس نے
سبز سانپ سے اس کا منکا لے لیا اور بولی!
"تمہاری مدد کا شکریہ سانپ بھائی۔ میں آج ہی
سایوں کے قبرستان میں جا رہی ہوں اور ناگ کے
سائے کے پاس جاکر تمہارے منکے کی طاقت کو
آزماؤں گی"
سبز سانپ نے کہا!
"ماریا بہن! جب تم واپس آؤ تو اسی جگہ پر آ
کر مجھے آواز دینا۔ میں انشا اللہ ضرور حاضر ہو
جاؤں گا"

سبز سانپ دریا میں اتر گیا۔ ماریا واپس غار میں آگئی
اس نے انسانی سائے کو ساری بات بتائی۔
اور کہا!
"صبح ہونے والی ہے اب میں سایوں کے قبرستان
میں جا رہی ہوں۔ تم اسی جگہ رہ کر پتھر کے
پیچھے رکھی ہوئی سیاہ گولیوں کی حفاظت کرنا۔
اگر یہ گولیوں والی ڈبی کوئی نکال کر لے گیا تو
پھر ہم اپنے دوستوں اور تم اپنے جسم کو دوبارہ
کبھی بھی حاصل نہ کر سکو گے۔
انسانی سائے نے یقین دلایا کہ وہ اسی جگہ بیٹھ کر
انسانی سایوں کی ڈبی کی حفاظت کرے گا۔ ماریا سایوں کے
قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔ سبز سانپ کا منکا اس
کے پاس تھا۔ وہ دوپہر کے وقت اس دریا میں اتر گئی جو
سرنگ کے اندر سے ہوتا ہوا سایوں کے قبرستان کی پراسرار
آسیبی سرزمین میں نکلتا تھا۔ ماریا دریا کے اندر آگے کی
جانب جا رہی تھی۔ سرنگ ختم ہوتے ہی وہ آسیبی سرزمین
کی پہاڑیوں میں پہنچ گئی۔ دور وادی میں سایوں کا قبرستان
تھا۔ وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔ ماریا قبروں کے
پاس آکر زمین پر اتر آئی۔

ایک قبر پر اسے عنبر کا سایہ ایک پر کیٹی بھیو سانگ کے سائے اور ایک پر طاشی کا سایہ نظر آیا۔ قریب ہی طاشی کے خاندان والوں کے سائے تھے۔ اس کے پاس ناگ کی قبر کا سایہ تھا۔ یہ سایہ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے ہوئے قبر پر بیٹھا تھا۔ سایہ بالکل ساکت تھا۔ کسی قسم کی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ اس میں سے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے منکا آہستہ سے آگے بڑھا کر ناگ کے سائے کے ساتھ لگا دیا۔ ایک عجیب کرشمہ ہوا سبز سانپ کے منکا چھونے ہی سے ناگ کے سائے میں حرکت پیدا ہو گئی اور اچانک ماریا کو ناگ کی خوشبو بھی آنے لگی۔

ماریا نے خوش ہو کر کہا!

"ناگ! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

ناگ کے سائے نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب کچھ سن رہا ہے۔ دیکھ رہا ہے مگر بول نہیں سکتا۔ ماریا نے ناگ کو ساری کہانی جلدی جلدی سنا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ سبز سانپ کا منکا کس غرض کے لئے لائی تھی۔ ناگ آہستہ سے اپنی قبر سے اتر آیا۔ یہ اصل میں ناگ کے سائے کا عکس تھا۔ ناگ نے

پہلا کام یہ کیا کہ اپنی قبر کے سوراخ میں منہ لگا کر زور سے سانس پھینکا۔ قبر کے اندر ناگ کا سایہ دفن تھا اپنے عکس کے سانس کی آواز پر وہ قبر سے باہر آگیا۔ باہر آتے ہی وہ ناگ کے عکس کے ساتھ مل گیا۔

جب ناگ کا عکس اپنے سائے سے مل گیا تو ناگ نے سانپ کی آواز میں ماریا سے کہا!

"ماریا تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اب تم فکر نہ کرو۔ میں عنبر کیٹی بھیو سانگ اور طاشی اور اس کے خاندان کے سایوں کو یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ تم دیکھتی رہو۔"

ناگ کے سائے نے عنبر کے سائے کو قبر سے نکال کر اس کے عکس میں جذب کر دیا۔ عنبر کے سائے میں بھی اب جان پڑ گئی۔ وہ انسانی سائے ایسی باریک آواز میں بولا!

"مجھے ماریا کی بھی خوشبو آ رہی ہے ناگ"

ماریا نے خوش ہو کر کہا!

"عنبر بھیا! میں تمہارے پاس ہی ہوں"

اس کے بعد ناگ نے کیٹی، بھیو سانگ طاشی اور اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سایوں کو بھی قبروں سے نکال لیا۔ یہ سب انسانی سائے باریک اور مدھم آواز میں بول

سکتے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی ماریا کی خوشبو
سونگھ کر اسے پکارا تو ماریا نے کہا!

"میں تمہارے پاس ہوں فکر نہ کرو۔"

اب ناگ نے عنبر سے کہا!

"عنبر! ان تمام سایوں کو لے کر اب ہمیں یہاں سے
نکلنا ہوگا۔ ہمارے جسم اب ماریا کے کہنے کے مطابق
اس منحوس قبرستان سے باہر لے جائے جا چکے ہیں
اور سیاہ گولیوں کی شکل میں ہندوستان کے ایک
غار میں محفوظ ہیں۔"

عنبر نے باریک آواز میں کہا!

"مگر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ یہ جگہ طلسم کی
زد میں ہے۔"

ناگ بولا! اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔

کیٹی نے کہا!

"میں اپنے جن دوست کو بلاتی ہوں"

تھیوسانگ جلدی سے کہنے لگا!

"نہیں نہیں اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔"

طاشی کہنے لگی!

"تم سب دوست مل گئے ہو۔ مجھے اس کی بہت

خوشی ہے اور میں بھی اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں
سے مل کر بے حد خوش ہوئی ہوں۔ مگر اس منحوس
قبرستان میں یہاں کا دیوتا کسی بھی وقت ہمیں
دوبارا اپنے طلسم میں گرفتار کر سکتا ہے۔ اس
لئے ناگ بھیا! ہمیں جلدی کوئی نہ کوئی انتظام
کرنا ہوگا۔"

طاشی کے خاندان والوں کے سائے بھی وہاں قبروں
کے پاس ہی خاموش بیٹھے تھے۔

ناگ نے عنبر سے کہا!

"میں یہاں سے کسی سانپ کو بلاتا ہوں۔ لیکن تم
لوگ پہلے یہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف آجاؤ"

تمام سائے قبرستان سے نکل کر زمین پر تیز تیز چلتے
ہوئے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوگئے۔ پہاڑوں میں پہنچ کر
ناگ نے نیچے بہتے دریا کو دیکھا۔

ماریا نے کہا!

"یہ دریا آگے جا کر سرنگ میں داخل ہو جاتا ہے
اور پھر اس قبرستان کی دنیا سے نکل کر کھلے
سمندر میں جا گرتا ہے۔"

ناگ بولا!

"ہم اگر سایوں کی شکل میں اس دریا میں اتر جاتے
ہیں تو خطرہ ہے کہ دریا کی تیز رفتار موجوں کا
بہاؤ انسانی سایوں کو بہا کر کہیں کا کہیں لے جائے
گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان سایوں کو ایسی شکل
دی جائے کہ یہ تیز رفتار پانی میں بھی تیر سکیں۔
ناگ نے عنبر کیٹی ماریا اور تھیوسانگ سے مشورہ کرنے
کے بعد کہا!
"اس دریا کا سانپ بھی ہوگا۔ میں اسے بلاتا ہوں
کیونکہ ہر دریا کا ایک بڑا سانپ ہوتا ہے وہ بڑا
سانپ ان تمام سایوں کو اس دریا میں سے نکال
کر لے جائے گا۔"
ناگ نے اسی وقت سانپ کی زبان میں دریا کے
سانپ کو آواز دی۔ دریا کا بڑا سانپ دریا کی تہہ
میں سرنگ کے اندر آرام کر رہا تھا۔ اس نے ناگ
دیوتا کی آواز سنی تو اسی وقت سرنگ میں سے نکل
کر ناگ کے حضور پیش ہوگیا۔ یہ ایک بہت بڑا اژدہا
قسم کا دریائی سانپ تھا۔ طاشی اور اس کے ماں باپ
اور بہن بھائیوں کے سائے ایک طرف سمٹ سے
گئے۔ ناگ نے اژدہا سے کہا!

"یہ سائے میرے دوست ہیں ان کو اپنی حفاظت
میں اس دریا میں سے نکال کر باہر کی دنیا میں کھلے
سمندر میں پہنچا دو۔ میں تمہارے ساتھ وہیں آتا ہوں"
ابھی یہ الفاظ ناگ کی زبان پر ہی تھے کہ قبرستان کی طرف
سے ایک بھیانک چیخ کی آواز سنائی دی یہ ایسی چیخ تھی جیسے
قبریں پھٹ گئی ہوں اور ہزاروں مُردے ایک ساتھ چنگھاڑ
اٹھے ہوں۔
ماریا نے کہا!
"ناگ! قبرستان کا دیوتا اپنے گورکن سایوں کے
ساتھ ادھر آرہا ہے۔"
ناگ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے سایوں نے دیکھا کہ قبرستان
کی طرف سے ایک بہت بڑا سایہ جو کسی درندے کی شکل کا تھا
ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے آگے آگے گورکنوں کے سائے
کدالیں لئے دوڑ رہے تھے۔
اژدہا بولا!
"عظیم ناگ دیوتا! آپ فکر نہ کریں۔ میں اس منحوس
سائے سے نمٹ لوں گا۔ آپ سب ایک طرف ہو جائیں"
ناگ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ اور طاشی سب کے سائے
تیزی سے رینگ کر دریا کے کنارے آگئے۔ اژدہا دریا میں

لے نکل کر تیزی سے رینگتا ہوا قبرستان کے دیوتا کے سائے
کی طرف بڑھ رہا تھا۔ قبرستان کے دیوتا کا سایہ رُک گیا۔ اس
کے منہ سے ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ ساتھ ہی اس کا منہ
کھل گیا۔ اور اندر سے ایک شعلہ نکل کر اژدہا کی طرف
لپکا۔ اژدہا نے بھی ایک بھیانک آواز بلند کی اور پھنکار ماری
اس کی پھنکار میں نیلے رنگ کی آگ تھی۔ یہ آگ اتنی بھڑکیلی
تیز اور زبردست تھی کہ اس نے گورکنوں کے سایوں اور
قبرستان کے منحوس دیوتا کے سائے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا
وہاں چیخیں ہی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ اژدہا بار بار نیلی آگ کا
طوفان تیز شعلہ ان پر پھینک رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں
قبرستان کے دیوتا اور گورکنوں کے سائے جل کر بھسم ہو گئے
اور وہاں گہرا سناٹا چھا گیا۔

اژدہا نے ناگ دیوتا کے پاس آکر ادب سے کہا!

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کے دشمن کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ اب میں آپ کے
حکم کے مطابق آپ کے تمام دوستوں کو دریا میں
سے نکال کر لے جاتا ہوں:

عنبر کیٹی اور ماریا کے کہنے پر ماشی اور اس کے خاندان
والوں کے سائے بھی ڈرتے ڈرتے اژدہا کے پھن کے

اوپر جا کر بیٹھ گئے۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے سائے بھی وہیں
موجود تھے۔ اژدہا ان سایوں کو لے کر دریا میں اتر گیا۔ ناگ
پانی میں ساتھ ساتھ تیر رہا تھا۔ کھلے سمندر میں آنے کے بعد
ان کا ہندوستان کے ساحل کی طرف سفر شروع ہو گیا۔ یہ
سفر لمبا تھا مگر دریائی اژدہا بہت تیزی سے سمندر میں تیر رہا
تھا۔ وہ صبح کے وقت سمندر میں چلے اور ابھی دن باقی تھا کہ
ہندوستان کے ساحل پر پہنچ گئے۔

ناگ نے دریائی اژدہا کا شکریہ ادا کر کے اسے رخصت
کیا اور اب ماریا نے ان سایوں کی راہنمائی شروع کر دی۔ وہ
انہیں جنگلوں اور میدانوں سے گزارتی ہوئی سبز دریا کے قریب
اس پہاڑی غار میں لے آئی جہاں انسانی سایہ پہلے ہی سے موجود
تھا۔ ماریا نے سب سے انسانی سائے کا تعارف کرایا۔ ناگ
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے گول ڈبی میں رکھی ہوئی وہ سیاہ
گولیاں دیکھیں جو اصل میں ان کے جسم تھے۔

ماریا نے کہا!

"سبز سانپ کے مشورے کے مطابق ہمیں چاندنی
سانپ کے پاس راجستھان جانا ہوگا۔ وہ ان گولیوں
کو پھر سے انسانی جسموں میں تبدیل کرنے کی صلاحیت
رکھتا ہے۔

چنانچہ یہ سب لوگ وہاں سے ہندوستان کے شمال کو راجستھان
کے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا نے ان تمام سایوں کو اٹھا
رکھا تھا۔ ماریا انہیں لے کر بہت جلد راجستھان کے صحرا میں
آگئی۔ وہاں اسے سنگِ مرمر کا ویران محل دکھائی دیا۔ جہاں
بقول سبز سانپ کے چاندنی سانپ رہتا تھا۔ ابھی چاندرات
میں دو دن باقی تھے۔ انہوں نے محل کے اوپر ایک جگہ ڈیرا
لگا لیا۔ اور چاند رات کا انتظار کرنے لگے۔

جب ایک رات صحرا میں چمکیلا چاند نکل آیا اور اس کی چاندنی
میں صحرا روشن ہو گیا۔ تو ماریا نے ناگ کو ساتھ لیا اور محل سے
نکل کر باہر کھلے صحرا میں آگئی۔ چاندنی سانپ کو اس کھلے صحرا میں
آنا تھا۔ تھوڑی دیر گذری ہو گی کہ انہوں نے ایک سفید سانپ
کو دیکھا جس کے جسم پر سفید موتی چمک رہے تھے۔ اور سنگِ مرمر
کے محل میں سے نکل کر صحرا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ناگ نے ماریا سے کہا!

"اس نے میری خوشبو سونگھ لی ہے۔ دیکھو وہ کتنی
تیزی سے ہماری طرف آ رہا ہے"

چاندنی سانپ نے آتے ہی ناگ کے سائے کو جھک کر سلام
کیا اور سانپ کی زبان میں بولا!

"عظیم ناگ دیوتا! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں آپ کا

جسم کہاں ہے؟ کیا آپ پر کسی دشمن کے جادو
کا اثر ہو گیا ہے۔؟

ناگ نے اس کی زبان میں کہا!

"ہاں چاندنی سانپ! مجھ پر ہمارے ایک دشمن نے
جادو کر کے ہمارے جسم کو سیاہ گولیوں میں تبدیل
کر کے ہمارے سائے الگ کر دئے ہیں"

چاندنی سانپ بڑے غور سے ناگ کی باتیں سن رہا تھا
پھر بولا!

"عظیم ناگ دیوتا!

میرے پاس اس جادو کا توڑ موجود ہے۔ آپ اپنے
تمام دوستوں کے سائے یہاں لے آئیں۔ میں طلسمی
منکا لے کر آتا ہوں"

چاندنی سانپ تو محل کے تہہ خانے میں اپنا طلسمی منکا لینے
چلا گیا اور ناگ نے ماریا کو کہہ کر عنبر کیٹی تھیوسانگ طاشی
اور اس کے خاندان والوں کے سایوں کو محل کی چھت پر سے
منگوا کر صحرا میں ایک جگہ جمع کر لیا۔ تھوڑی دیر میں چاندنی
سانپ طلسمی منکا لے کر آ گیا۔ اس نے منکا ناگ دیوتا کے پاس
رکھ دیا اور بولا!

"عظیم ناگ دیوتا!

ہر سائے کو کہیں کہ اس منکے کے اوپر سے ہو کر آگے
گذر جائے۔ سب سے پہلے آپ اس کے اوپر سے
گذر جائیں۔"

ناگ کا سایہ منکے کے اوپر سے گذر کر دو قدم ہی صحرا میں
چلا ہو گا کہ ناگ کا جسم واپس ہو گیا۔ ناگ پھر سے انسانی جسم
میں آ گیا تھا اور اس کا سایہ ایسے ہی صحرا میں پڑ رہا تھا جس
طرح کہ ہمارا سایہ چاندنی رات میں پڑتا ہے۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! سب سایوں کو اس منکے کے اوپر سے گذار دو۔"

پہلے عنبر پھر کیٹی، پھر تھیوسانگ پھر طاشی اور پھر اس
کے خاندان والوں کے سائے منکے کے اوپر سے گذرتے چلے
گئے۔ وہ سب انسانی جسموں میں واپس آ چکے تھے۔ سب ایک
دوسرے سے خوش ہو کر ملے۔ طاشی کے ماں باپ نے اسے
گلے لگا لیا۔ وہ اپنے بہن بھائیوں سے بھی ملی۔ عنبر کیٹی تھیوسانگ
ناگ اور ماریا بھی ایک دوسرے سے بہت ہی خوش ہو کر ملے
ناگ نے چاندنی سانپ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

چاندنی سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا!
آپ میرے مہمان ہیں۔ جب تک چاہیں اس محل میں رہیں

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ اس دنیا
کے لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے کھانے پینے کے لئے
یہاں صرف پھل ہی لا سکتا ہوں۔ جو یہاں سے دور
ایک جنگل میں اُگتے ہیں۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا یہاں قریب کوئی ایسا شہر ہے جہاں سے ہمیں
کوئی قافلہ مل سکے؟"

چاندنی سانپ نے ناگ کو بتایا کہ یہاں سے بیس کوس مغرب
کی طرف ناڑو نام کا ایک شہر آباد ہے جہاں سے دیبل کی بندرگاہ
کی طرف قافلے جاتے ہیں۔ دیبل سے آگے سمندری جہاز چلتے
ہیں۔

ناگ نے کہا:

"بس ہم کل یہاں سے ناڑو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں
گے۔"

ناڑو شہر میں انہیں ایک قافلہ مل گیا۔ یہاں سے یہ سب لوگ
دیبل کی بندرگاہ پر آ گئے۔ دیبل سے جہاز پر سوار ہوئے اور ملک
روم آ کر طاشی اپنے خاندان والوں کو لے کر ملک میکسیکو کی طرف
روانہ ہو گئی اور عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ ایک قافلے
میں شامل ہو کر ارضِ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام کے ملک پر

اس زمانے میں ایک ایسا بادشاہ حکومت کرتا تھا جو سورج اور
آگ کی پوجا کرتا تھا۔ اس کے شہر میں ایک ایسا مندر تھا جس
میں دن رات آگ جلتی رہتی تھی۔ بادشاہ صبح کے وقت سورج
کے آگے جاکر سجدہ کرتا اور سورج کی عبادت کرتا۔ پھر رات کو
مندر میں آکر آگ کی پوجا کرتا۔ وہ آگ کو سورج کی بیٹی کہتا تھا۔
یہ بادشاہ اپنی رعایا کو بھی مجبور کرتا کہ وہ سورج اور اس کی
بیٹی آگ کی پوجا کرے۔ اس کی رعایا میں زیادہ تر لوگ
آتش پرست تھے مگر کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو سورج کو سجدہ
کرنا اور آگ کی پوجا کرنا گناہ سمجھتے تھے وہ صرف ایک خدا کو
مانتے تھے۔ یہ حضرت دانیال علیہ السلام کے ماننے والے تھے
حضرت دانیال اللہ کے پیغمبروں میں سے تھے اور ارض فلسطین میں
ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے لوگوں کو وعظ فرماتے تھے
وہ صحرا میں ہی کہیں رہتے تھے۔

یہ ساری باتیں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیو سانگ کو سمندری
جہاز میں سفر کرنے والے ایک مسافر نے بتائی تھیں۔

عنبر نے کہا!

"اس کا مطلب ہے کہ ہم تاریخ کے بہت قدیم
دور میں سے گذر رہے ہیں۔ جب زمین پر حضرت
دانیال علیہ السلام ایک خدا کا پیغام سنانے ——

تشریف لائے ہوئے ہیں"

ماریا نے کہا!

"یہ تو بڑی مبارک بات ہے۔ اس طرح سے ہمیں
خدا کے اس بزرگ پیغمبر کی زیارت بھی نصیب ہو
جائے گی"

کیٹی ناگ اور تھیوسانگ بھی خوش ہوئے۔ مگر انہوں نے
عہد کیا کہ اب وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہی رہیں گے اور
الگ ہو کر سفر نہیں کریں گے۔

ناگ بولا!

"یہ بات اگر ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم کبھی بھی
ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے۔ ہمیں تو حالات
اور حادثات ایک دوسرے سے الگ کر رہے ہیں"

ماریا کہنے لگی!

"اب کوشش کریں گے کہ ہم اس قسم کے حادثات
کا شکار نہ ہوں"

کیٹی نے ہنس کر کہا!

"ہم صرف کوشش ہی کر سکتے ہیں"۔

عنبر نے کیٹی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا!

"بہت سی باتیں تقدیر کی طرف سے ہوتی ہیں۔ ان میں

انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ بہر حال ہم اس بار اکٹھے
رہنے کی کوشش ضرور کریں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا!

" اس وقت ہم ملک شام کی طرف جا رہے ہیں۔
جہاں آتش پرست بادشاہ کی حکومت ہے۔ کم از کم
میں تو آگ کی پوجا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ
آگ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی پوجا کی جائے آگ
تو انسان کی غلام ہے اس کے لئے پانی گرم کرتی ہے
اور اس کے حکم پر اس کا کھانا پکاتی ہے اور وہ
جب چاہے اسے بجھا دیتا ہے۔"

عنبر بولا!

" تم نے بڑی اچھی بات کی ہے تھیوسانگ! جو شے
آدمی کی غلام ہو اس کی پوجا نہیں ہو سکتی عبادت
کے لائق تو صرف خدائے واحد کی ذات ہی ہے۔ جس
کے حکم پر آگ جلتی ہے اور جس کے اشارے پر
سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اور جس نے زمین و
آسمان پیدا کئے ہیں۔"

ماریا نے کہا!

" لیکن اگر ہم نے شام میں جا کر اس قسم کے خیالات

کا اظہار کیا تو بادشاہ کے سپاہی ہمیں پکڑ لیں گے۔ اور
یوں کہیں ہم پھر ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔

ناگ کہنے لگا!

" ہم خاموش رہنے کی کوشش کریں گے۔"

ماریا نے کہا!

" پہلے شام کے ملک میں چل کر دیکھتے ہیں کہ وہاں کے
حالات کیسے ہیں اور پھر ہمارا مقصد تو خدا کے پیغمبر کی
زیارت ہے۔"

یوں ہی ایک دوسرے سے باتیں کرتے یہ ان گنت صدیوں
کے مسافر ایک روز ملک شام کی سرحد میں داخل ہو گئے
سنہری دھوپ میں دور شہر کی دیوار پر بنے ہوئے پہرے
کے برج چمک رہے تھے۔ شہر کے ارد گرد انگوروں
اور انجیر و زیتون کے باغ تھے۔ ان باغوں کے پیچھے
دریا بہہ رہا تھا۔ دریا پر لکڑی کا ایک پرانی طرز کا پل
بنا ہوا تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ شہر میں
داخل ہونے کی بجائے دریا کے اس طرف کھجوروں
کے ایک ٹھنڈے سایوں والے باغ میں بیٹھ گئے۔

عنبر کہنے لگا!

" ہم نئی اور ماڈرن تہذیب کے زمانے سے بھی گذر

کر آئے ہیں وہاں شور ہنگامہ اور افراتفری مچی ہوئی
تھی جبکہ اس پرانے زمانے میں کس قدر سکون اور
خاموشی ہے۔"

کیٹی نے کہا!

"لیکن جب کسی بادشاہ کی فوج شہر پر حملہ کرتی ہے
تو یہ سارا سکون تباہ ہو جاتا ہے۔"

ناگ بولا!

"یہ تو نئے زمانے میں بھی ہوتا ہے!"

تھیوسانگ نے کہا!

"ہمارے خلا میں بھی جب کوئی دشمن دوسرے
سیارے پر حملہ کرتا ہے تو اسے تہس نہس کر کے
رکھ دیتا ہے۔"

ماریا نے کہا!

"آخر انسان کب پیار محبت سے رہنا سیکھے گا!"

عنبر مسکرایا!

"خداوند کریم نے اسی مقصد کے لئے اپنے پیغمبروں
کو زمین پر اتارا کہ وہ گمراہ لوگوں کو محبت، انسان
دوستی، سچائی اور نیکی کی تلقین کریں۔ خدا نے چاہا
تو ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب اس دنیا پر

محبت سکون اور سچائی کی حکومت ہوگی۔ ہر شخص ایک
خدا کی عبادت کرے گا اور کسی دوسرے انسان کا
گلا نہیں دبائے گا۔"

ناگ نے ہلکا سا سانس لے کر کہا!

"مجھے جنت کے باغ ایسی خوشبو آرہی ہے۔"

عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ ناگ کی طرف حیران ہو کر تکنے
لگے کہ یہ اس نے آج کیسی بات کہہ دی ہے اس سے پہلے ناگ
نے ایسی بات کبھی نہیں کہی۔

عنبر نے پوچھا!

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ناگ!
بھلا تمہیں کیا معلوم کہ جنت کے باغ ایسی خوشبو کیا ہوتی
ہے!

نورانی بزرگ

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا :

" سب جانتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تھے تو ان کے ساتھ وہ سانپ بھی جنت سے نکال دیا گیا تھا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلا کر گندم کا دانہ کھلا دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ سانپ جنت کے باغ کی خوشبوؤں کا واقف ہے۔ آہستہ آہستہ انسان زمین پر آکر جنت کے باغ کی خوشبوؤں کو بھول گیا۔ صرف اللہ کے نیک بندوں کو ہی جنت کی خوشبو یاد رہی اس طرح سانپ کی نسل میں بھی جنت کی خوشبو باقی رہی اور ان سے ہوتی ہوئی مجھ تک آگئی کیونکہ میں ناگ دیوتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی ہوا میں جنت کے باغ ایسی خوشبو محسوس ہوئی ہے۔"

عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ چپ ہو گئے۔ ناگ ٹھیک

کہہ رہا تھا۔

کیٹی نے پوچھا :

" لیکن یہاں جنت کے باغ کی خوشبو کہاں آگئی ؟"

ناگ بولا :

" میرا خیال ہے کہ جس طرف سے یہ خوشبو آئی ہے ادھر یا تو کوئی جنت کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے یا خدا کا کوئی نیک بندہ چلا آرہا ہے۔"

عنبر فوراً کہنے لگا :

" کہیں حضرت دانیال تو تشریف نہیں لا رہے ؟"

ماریا جلدی سے بولی :

" تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جاکر پتہ کرتی ہوں کیونکہ میں کافی دور تک پرواز کر کے جا سکتی ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا :

" خدا کے لئے تم نہ جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کسی مصیبت میں پھنس کر ہم سے جدا ہو جاؤ۔"

ماریا نے ہنس کر کہا :

" تھیوسانگ! اگر ہم اس طرح سوچنے لگے تو اتنا طویل اور خطرناک سفر کیسے کریں گے ؟"

کیٹی نے کہا :

"اچھا تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

عنبر بولا!

"لیکن جلدی واپس آجانا۔ ہم اسی جگہ بیٹھے رہیں گے۔"

ناگ نے کہا!

"ارے کیٹی کو ساتھ لے جانے کا کیا فائدہ ہے! جنت کی خوشبو تو مجھے آتی ہے۔ صرف میں ہی ماریا کو بتا سکتا ہوں کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے! اس لئے کیٹی کی بجائے مجھے ماریا کے ساتھ جانا چاہیئے۔"

سب نے کہا کہ ناگ کا خیال بالکل مناسب ہے اور کیٹی کی بجائے ناگ کو ساتھ جانا چاہیئے۔

کیٹی کاندھے اچکا کر بولی!

"ٹھیک ہے بھئی! ناگ صاحب ہی ماریا کے ساتھ چلے جائیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

چنانچہ ناگ اور ماریا نخلستان سے نکل کر جدھر سے جنت کے باغ کی خوشبو آرہی تھی ادھر کو روانہ ہو گئے۔ پہلے تو ناگ زمین پر ہی چلتا رہا۔ پھر ماریا نے کہا کہ اگر خوشبو تمہارے خیال کے مطابق دور سے آرہی ہے تو ہم ہوا میں پرواز کرنا شروع

کر دیتے ہیں۔

ناگ بولا!

"یہی ٹھیک رہے گا۔"

چنانچہ ایک عرصہ کے بعد ناگ نے گہرا سانس لے کر چھوڑ دیا اور وہ سفید عقاب بن کر فضا میں بلند ہوگیا۔ ماریا بھی فضا میں آگئی اور دونوں نے مغرب کی طرف پرواز شروع کر دی ناگ آگے آگے تھا اسے کبھی جنت کے باغ کی خوشبو آجاتی تھی اور کبھی یہ خوشبو اچانک غائب ہو جاتی تھی۔ اس کے باوجود اپنے اندازے کے حساب سے ناگ ٹھیک راستے پر جا رہا تھا۔ شہر بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اور اب وہ ایک صحرا کے اوپر سے گذر رہے تھے۔ صحرا سورج کی دھوپ میں جل رہا تھا۔ کہیں کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ کوئی سبزہ بھی نہیں تھا۔ دور دور تک ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ اور سورج کی تپش میں آگ برسا رہے تھے۔

ماریا نے اڑتے اڑتے ناگ سے پوچھا!

"جنت کی خوشبو آرہی ہے کیا؟"

ناگ نے کہا!

"کسی وقت ایک جھونکا سا آجاتا ہے۔ میں اسی جھونکے کی سمت جا رہا ہوں۔"

کافی دیر تک پرواز کرتے رہنے کے بعد ناگ نے ماریا
سے کہا۔

"اب جنت کی خوشبو مسلسل آرہی ہے۔"

ماریا خوش ہو کر بولی:

"اچھی بات ہے۔"

پھر ماریا نے دور ایک سبز دھبے کو دیکھ کر کہا:

"ناگ! وہ دیکھو۔ صحرا میں درختوں کا کوئی جھنڈ ہے
شاید۔"

ناگ نے کہا!

"جنت کی خوشبو اسی جھنڈ کی طرف سے آرہی
ہے۔ چلو ادھر ہی کو چلتے ہیں۔"

ناگ اور ماریا بہت جلد صحرا میں درختوں کے جھنڈ میں پہنچ
گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا نخلستان تھا۔ نخلستان صحرا میں اس جگہ کو
کہتے ہیں جہاں کوئی چشمہ ہو اور کھجور کے درختوں کے جھنڈ
بھی ہوں۔ یہ بھی ایسی ہی جگہ تھی۔

اچانک ناگ نے کہا:

"ماریا! وہ دیکھو۔ ایک چوڑے شانوں اور سیاہ
چمکیلے بالوں والا آدمی سفید چادر کاندھوں پر ڈالے
خاموش بیٹھا ہے۔"

ماریا بولی!

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں۔ نیچے اتر کر اس بزرگ کے
قریب چلتے ہیں۔"

ناگ سفید عقاب کی شکل میں درختوں سے نیچے آگیا۔ ماریا
بھی زمین پر آگئی تھی۔ دونوں زمین پر چلتے ہوئے سفید پوش سیاہ
بالوں والے آدمی کے سامنے کی جانب آگئے۔

ناگ نے آہستہ سے ماریا سے کہا!

"جنت کی خوشبو اسی بزرگ کے لباس سے نکل
رہی ہے۔" ماریا۔

ماریا نے سرگوشی میں کہا!

"خاموش ناگ! بزرگ انسان خدا کی عبادت میں معروف
ہے۔"

ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ سفید پوش انسان کی پیشانی سے نور
برس رہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں سر تھوڑا سا جھکا ہوا تھا اور وہ
دوزانو ہو کر کھجور کی چٹائی پر بیٹھے خدا کی عبادت میں معروف
تھے۔ اتنا وجاہت بھرا پُر وقار اور نورانی چہرہ ناگ اور ماریا
نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دونوں ادب سے ایک طرف ہٹ
کر بیٹھ گئے۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں تھا۔ جس جگہ یہ نورانی
انسان بیٹھا تھا اس کے اردگرد جیسے نورانی ہالہ بن گیا تھا جس

میں سے نور کی سنہری کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد نورانی انسان نے ہاتھ اٹھائے اور آسمان کی طرف دیکھ کر انتہائی نرم اور حلیم آواز میں کہا!

" اے خدائے بزرگ و برتر! میری قوم تجھے چھوڑ کر سورج اور آگ کی پوجا کر رہی ہے۔ اس کو سیدھا راستہ دکھا۔ یہ شرک اور بت پرستی کی دلدل میں پھنس گئی ہے۔ اسے گناہ کی اس دلدل سے نکلنے کی توفیق عطا فرما۔"

پھر نورانی انسان نے اپنے چمکتے ہوئے سرخ و سفید چہرے پر دعا مانگ کر آمین کہتے ہوئے ہاتھ پھیرا اور ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرائے ناگ سمجھ گیا کہ اسے پہچان لیا گیا ہے۔

نورانی انسان نے کہا!

" اے سفید عقاب!

تو جنت کی خوشبو پر میرے پاس آیا ہے۔ اب اپنی اصلی حالت کیوں نہیں دکھاتا۔"

ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور ادب سے آگے بڑھ کر سجدہ کرنے ہی لگا تھا کہ نورانی انسان نے اسے روک دیا اور کہا!

" اے اللہ کے بندے۔ سجدہ صرف خدا کی ذات کو ہے

اللہ ہی کو زمین و آسمان کی ہر شئے سجدہ کرتی ہے تم بھی اللہ ہی کے آگے سر جھکایا کرو۔ مگر تمہاری بہن ماریا خاموش کیوں ہے۔

کیوں بیٹی ماریا!

" تم ہم سے بات نہیں کرو گی؟"

ماریا کو آج تک کسی نے بیٹی نہیں کہا تھا۔ اور پھر نورانی انسان نے اسے بھی دیکھ لیا تھا۔ یہ سچ مچ جنت کی بزرگ ہستی تھی۔ ماریا کا دل بھر آیا۔ اس نے ہاتھ باندھ لیے اور بولی!

" اے بزرگ ہستی!

میری طرف سے بھی عاجزانہ سلام، ہمیں آپ ہی کی زیارت کا شوق یہاں کھینچ لایا ہے۔ کیا آپ ہی خدا کے بزرگ پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام ہیں؟"

نورانی انسان نے بڑی شفقت سے کہا!

" ہاں ماریا بیٹی!

میں دانیال ہی ہوں۔ اللہ کا پیغمبر ہی لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت سیدھی راہ پر آجائے اور تباہی سے بچی رہے۔"

ناگ نے کہا!

" حضرت صاحب!

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی زیارت ہوگئی"۔
حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی نورانی آنکھیں اوپر اٹھاکر
آسمان کی طرف دیکھا اور کہا!
"خوش قسمت تو وہ لوگ ہوں گے جو اس نبی آخرالزمان
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں گے۔ جو اس نور مجسم
کو مدینے اور مکے کی گلیوں میں چلتے پھرتے اور بتوں
کی پوجا کرنے والوں کو توحید کا پیغام پہنچاتے ہوئے
دیکھیں گے"۔
ماریا اور ناگ پر ایک رقت طاری ہوگئی وہ ادب سے
خاموش ہوگئے۔
حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا!
"میں اسی نورِ مجسم کی نشانیوں میں سے ہوں۔ اور انہی
کی بشارت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ خوش قسمت ہوں
گے وہ جو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے اور
جو اس نور مجسم اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیغام حق پر ایمان لائیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔
ان پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جائے گی۔ وہ دنیا میں بھی
سربلند ہوں گے اور آخرت میں بھی سُرخ رُو ہوں گے
یاد رکھو تم بھی صرف ایک خدا کی عبادت کرنا۔ صرف

خدا ہی سے مدد طلب کرنا۔ صرف خدا کے خوف کو دل میں
رکھنا۔ جس انسان کے دل میں خدا کا خوف داخل ہوجاتا
ہے اس کے دل سے باقی سب خوف نکل جاتے ہیں
یہ بات عنبر کیٹی اور تھیوسانگ تک بھی پہنچا دینا۔
تم ہزاروں سال کے سفر پر ہو۔ جس سے ملنا اسے بھی
ایک خدا ہی کی عبادت کی تلقین کرنا۔ اچھا اب ہم سدوم
کی بستی کی طرف لوگوں تک خدائے واحد کا پیغام پہنچانے
جا رہے ہیں۔ اللہ تم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔
یہ فرمانے کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے
ماریا نے بڑے ادب سے پوچھا!
"آپ ملک شام کی طرف کب تشریف لا رہے ہیں حضور۔
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ۔ ہم سب آپ کا وعظ سننے کی
حسرت دل میں لئے ہوئے ہیں"۔
حضرت دانیال علیہ السلام نے بڑے پُرسکون لہجے میں فرمایا!
"اللہ نے چاہا تو بہت جلد ملک شام بھی آئیں گے
وہاں لوگ خدا کو چھوڑ کر سورج اور آگ کی پرستش
کرتے ہیں۔ انہیں دوزخ کی آگ سے بچانا ہے۔
یہ فرماکر حضرت دانیال علیہ السلام بڑے وقار اور سکون سے
قدم اٹھاتے نخلستان کی ٹھنڈی چھاؤں سے نکل کر تپتے صحرا کی

دھوپ میں تشریف لے گئے اور پھر ماریا اور ناگ کی آنکھیں ان
کو نہ دیکھ سکیں کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔
ماریا نے کہا:
"ناگ بھیا! حضرت دانیال علیہ السلام کی باتوں نے
میرے دل کو روشن کر دیا ہے۔"
ناگ بولا:
"اس لئے کہ ہم میں سے کوئی بھی بت پرست نہیں
ہے۔ ہم میں سے کسی نے بھی کبھی سورج، آگ یا کسی بت
کی پوجا نہیں کی۔ بلکہ بتوں کو توڑا ہی ہے۔"
ماریا نے کہا:
"ہم خوش قسمت ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی زیارت
ہو گئی۔ اب وہ جلد ملک شام تشریف لائیں گے۔ چل کر
کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو یہ خوش خبری سناتے ہیں۔"
جب تک حضرت دانیال درختوں کے نیچے وعظ فرماتے رہے
جنت کی خوشبو پھیلی رہی۔ پھر یہ خوشبو ان کے ساتھ ہی چلی گئی
مگر اب بھی اس رُخ سے ناگ کو جنت کے باغ کی خوشبو آ رہی
تھی جدھر حضرت دانیال علیہ السلام تشریف لے گئے تھے۔ ماریا
اور ناگ اسی وقت فضا میں بلند ہو گئے۔ ناگ نے ایک بار پھر
عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ وہ برق رفتاری سے پرواز کرتے

ہوئے شام ہونے تک عنبر کیٹی اور تھیوسانگ تک پہنچ گئے۔
انہیں جا کر حضرت دانیال علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا احوال سنایا
اور یہ خوشخبری بھی سنائی کہ حضرت صاحب بہت جلد اسی شام کے
شہر کی طرف لوگوں کو پیغام حق سنانے کے لئے تشریف لا رہے
ہیں۔
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ بڑے خوش ہوئے۔
عنبر نے کہا:
"ہمیں حضرت دانیال علیہ السلام کی تشریف آوری تک
اسی شہر میں قیام کرنا ہوگا۔ ہم بھی ان کی زیارت
کرنا چاہتے ہیں۔"
کیٹی نے کہا:
"ضرور ہم اسی شہر میں رہیں گے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"تو پھر ہمیں شام ہونے سے پہلے پہلے شہر میں داخل
ہو جانا چاہیے۔ رات کو شہر کے دروازے بند ہو جائیں
گے۔ اور ہمیں کسی سرائے میں ٹھہرنے کا بندوبست
بھی کرنا ہوگا۔"
ماریا ناگ کیٹی عنبر اور تھیوسانگ دریا کے کنارے کے
درختوں سے اٹھے اور شام کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے

ایک عرصے کے بعد پانچوں دوست اور بہن بھائی ایک ساتھ چل رہے تھے۔ دریا پار کرنے کے بعد وہ ایک دروازے میں سے گذر کر شہر میں داخل ہو گئے۔ شام ہو چکی تھی، شہر کی گلیوں بازاروں اور مکانوں میں شمع روشن ہو چکی تھیں۔ بازاروں میں کچھ لوگ گھوڑوں پر سوار آ جا رہے تھے۔ دکانیں بند ہو رہی تھیں۔ چار غلام ایک ڈولی کو کاندھوں پر اٹھائے گذر گئے ڈولی پر ریشمی پردہ گرا ہوا تھا۔

عنبر نے کہا!

"کسی سے پوچھ لینا چاہیے کہ یہاں سرائے کہاں ہے۔"!

ناگ نے ایک آدمی سے پوچھ ہی لیا۔

وہ بولا!

"یہاں سے دوسرے دروازے کی طرف جاؤ گے تو بازار کے کونے میں ایک جگہ مشعل جل رہی ہو گی وہی سرائے ہے۔"

عنبر ناگ آگے آگے تھے۔ کیٹی تھیوسانگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ماریا ان سب کے اوپر ہوا میں پرواز کر رہی تھی۔ کئی بازاروں میں سے گذرنے کے بعد آخر وہ شہر کے دوسرے دروازے والے بازار کی نکڑ پر آ گئے۔ یہاں ایک جگہ مشعل روشن تھی۔ ایک طرف ایک بیل گاڑی کھڑی تھی۔ عنبر نے سرائے کے

مالک سے جا کر بات کی اور کہا کہ ہم چار بھائی بہن سرائے میں ٹھہریں گے۔ مگر ہمارے پاس اس وقت پیسے نہیں ہیں کہ سرائے کا کرایہ ادا کریں۔ کل محنت مزدوری کر کے پیسے لا کر دے دیں گے۔ سرائے کے مالک نے صاف انکار کر دیا۔

"بھائی صاحب شہر کے باہر جا کر کسی باغ میں سو جاؤ میرے پاس تو اس وقت آنا جب تمہارے پاس کرائے کے پیسے ہوں گے۔ صاف بات کرتا ہوں بھائی میں تو۔"

عنبر نے ادھر ہو کر کیٹی تھیوسانگ اور ناگ ماریا سے کہا!

"اس آدمی سے جھگڑا فضول ہے۔ بہتر ہے کہ ہم آج کی رات کسی باغ میں کاٹ لیتے ہیں۔ کل کسی طرح کچھ رقم پیدا کریں گے اور سرائے میں آ جائیں گے۔"

ناگ بولا!

"ویسے تو میں آج رات ہی سانپ کو کہہ کر کچھ قیمتی ہیرے موتی کسی گم نام خزانے سے منگوا سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا!

"اب بازار بند ہو گئے ہیں موتی کل دن میں ہی فروخت کیا جا سکے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم کسی باغ میں رات کاٹ دیتے ہیں۔"

ماریا کیٹی اور تھیو سانگ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ پس وہ شہر کے اندر ہی ایک گھنے درختوں والے باغ میں آکر بیٹھ گئے۔ یہاں ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی۔ بادشاہ کی جانب سے باغ میں کہیں کہیں شمع دان بھی روشن تھے۔ عنبر ناگ کیٹی ماریا اور تھیو سانگ ندی کے کنارے گھاس پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رات آہستہ آہستہ گہری ہوتی جا رہی تھی کافی رات گذر گئی اور شہر میں سناٹا چھا گیا۔ گھروں کی روشنیاں بجھ گئیں۔ باغ میں بھی خاموشی ہو گئی۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہم بھی کچھ دیر آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں۔"

کیٹی اور ماریا ایک درخت کے نیچے چلی گئیں۔ عنبر ناگ اور تھیو سانگ جہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے وہیں گھاس پر لیٹ گئے۔ اتفاق سے تین ڈاکو باغ میں سے گذرے۔ وہ سوئے ہوئے شہر کے کسی مکان پر ڈاکہ ڈالنے جا رہے تھے کہ ان کی نظر درخت کے نیچے لیٹی کیٹی پر پڑی۔ وہ وہیں رک گئے۔

ایک ڈاکو نے کہا:

"لڑکی اکیلی ہے اسے اغوا کر کے ملک روم میں فروخت کیا جا سکتا ہے۔"

دوسرا ڈاکو کہنے لگا:

"قریب ہی اس کے تین ساتھی بھی سو رہے ہیں پہلے انہیں قتل کر دینا چاہئے۔"

انہوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اندھیرے میں عنبر تھیو سانگ اور ناگ کی طرف بڑھے۔ جو گھاس پر آنکھیں بند کر کے پڑے تھے۔ وہ جاگ رہے تھے۔ قدموں کی چاپ سن کر ناگ عنبر کی آنکھ کھل گئی۔ ڈاکو اس وقت ان کے اوپر پہنچ گئے تھے۔ ایک ڈاکو نے زور سے تلوار کا وار ناگ پر کیا۔ ناگ تیزی سے اچھل کر دوسری طرف ہو گیا۔ اور فوراً سانپ کی جون میں آکر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ وہ غائب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ڈاکوؤں کے پیچھے آ گیا تھا۔ اتنی دیر میں ڈاکو نے عنبر کی گردن پر تلوار کا بھرپور وار کر دیا تھا۔

تھیو سانگ نے کہا:

"عنبر! کیا خیال ہے ان تینوں کو قید کر دوں یا ہلاک کر ڈالوں۔"

تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی تھی۔ ڈاکو کچھ گھبرائے

اس اثنا میں ماریا اور کیٹی بھی بھاگ کر وہاں آ گئے۔ ناگ نے
ایک ڈاکو کو ڈس دیا۔ وہ نیچے گرا۔

عنبر نے کہا:

"ناگ باقی دو کو چھوڑ دو۔

ماریا! تم ان کی مزاج پرسی کرو۔"

ماریا نے دونوں ڈاکوؤں کو گردنوں سے پکڑ کر ہوا میں اوپر
کو اچھال دیا۔ ڈاکو پچاس فٹ ہوا میں اچھل کر نیچے زمین پر
گرے تو انہیں سخت چوٹیں آئیں اور وہ دوبارہ نہ اٹھ سکے
وہ بوکھلا گئے تھے آن کی آن میں ان کے ساتھ جو کچھ ہو گیا تھا
اس پر وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کا ایک ساتھی زمین
پر مردہ پڑا تھا۔

عنبر نے ان سے کہا:

"اپنے ساتھی کی لاش اٹھا کر یہاں سے چلے جاؤ۔
اور آئندہ کبھی بھی کسی نہتے مسافر کو پریشان کرنے
کی کوشش نہ کرنا۔"

ڈاکوؤں کی چوٹیں گرم گرم تھیں۔ انہوں نے اپنے ساتھی
کی لاش اٹھائی اور باغ کے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ناگ
پھر سے انسانی جسم میں آ گیا اور بولا۔

"خوامخواہ ہمیں پریشان کر گئے ہیں ویسے یہ جرائم پیشہ

اور قاتل لوگ تھے۔ انہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے
تھا۔"

ماریا نے کہا:

"کیا اب جا کر انہیں ختم کر دوں؟"

عنبر بولا:

"ان کے ساتھ کافی ہو گئی ہے۔ انہیں اب اپنے حال
پر ہی چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ ویسے صبح ہونے والی
ہے۔ چلو کچھ دیر مزید باتیں کرتے ہیں۔"

کیٹی نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! صبح کو ہمیں پیسوں کی ضرورت ہو گی،
تم ابھی سے کسی خفیہ خزانے سے ایک ہیرا یا موتی
کیوں نہیں منگوا لیتے۔؟"

تھیوسا ناگ نے بھی کیٹی کے خیال کی تائید کی۔ ناگ نے
عنبر کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"کیوں ماریا تمہارا کیا خیال ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میرا تو خیال ہے کہ کیٹی ٹھیک ہی کہتی ہے۔ اور
پھر اب صبح بھی ہونے ہی والی ہے۔"

ناگ بولا!

"ٹھیک ہے۔ میں دریا کی طرف جاکر کسی سانپ کو بلاتا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے دریا کے آس پاس ضرور کوئی خزانہ دفن ہوگا۔"

ناگ دریا کے پاس آگیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور سانپ کی زبان میں کسی بھی موجود سانپ کو آواز دی۔ ایک سانپ ایک طرف اندھیرے سے نکل کر ناگ کے حضور پیش ہوگیا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے یاد کیا اور میں حاضر ہوگیا ہوں۔"

ناگ نے کہا!

"اگر یہاں زمین میں کوئی گمنام خزانہ دفن ہے تو اس میں سے مجھے ایک قیمتی ہیرا لا دے۔"

سانپ بولا!

عظیم ناگ دیوتا!

"اس ساری زمین میں سو کوس تک کسی بادشاہ کا خزانہ دفن نہیں ہے۔ ابھی بادشاہوں کے خزانے آگے چل کر دفن ہوں گے۔ پھر بھی آپ کا حکم ہے میں ابھی کہیں نہ کہیں سے اس کی تعمیل کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر سانپ چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد واپس آیا تو اس کے منہ میں سرخ یاقوت والی سونے کی انگوٹھی پکڑی ہوئی تھی۔ سانپ نے انگوٹھی ناگ کی خدمت میں پیش کر دی۔ ناگ نے سانپ سے یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ وہ اسے کہاں سے لایا ہے۔ اس نے سانپ کو جانے کے لئے کہا اور انگوٹھی لاکر عنبر کو دی۔ عنبر نے اسے کیٹی تھیو سانگ اور ماریا کو دکھایا۔

ماریا بولی!

"یاقوت اصلی ہے۔ اس کے کافی پیسے ملیں گے۔"

کیٹی کہنے لگی!

"اس بار ہم سب مل کر اسے فروخت کرنے جائیں گے۔"

تھیو سانگ مسکرایا!

"ایک مدت کے بعد ہم اکٹھے ہوئے ہیں اب تو جہاں جائیں گے اکٹھے ہی جائیں گے۔"

جب دن نکلا تو یہ سارے دوست شہر کے جوہری بازار کی ایک دکان میں آگئے۔ جوہری نے انگوٹھی دیکھی تو حیران ہو کر عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کو تکنے لگا۔

پھر بولا!

"تم نے یہ شاہی انگوٹھی کہاں سے لی ہے؟"

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ سانپ اسے

بادشاہ کے خزانے سے اڑا لایا ہوگا۔ حالانکہ ناگ کو یہ بات پسند
نہیں تھی۔ مگر اب انگوٹھی آگئی تھی۔
کہنے لگا:
"ہمیں باغ میں پڑی مل گئی تھی۔ تم اس کے بدلے
ہمیں سونے کی کچھ اشرفیاں دے دو۔"
جوہری نے چلا کر لوگوں کو جمع کر لیا کہ دیکھو یہ چور بادشاہ
کے خزانے سے قیمتی انگوٹھی چرا لائے ہیں۔ وہاں کچھ سپاہی
پھر رہے تھے وہ بھی وہاں آگئے۔
ناگ نے کہا:
"بھائیو! ہم نے یہ انگوٹھی چوری نہیں کی۔"
بادشاہ کے سپاہیوں نے ناگ کو گرفتار کر لیا۔
عنبر بولا:
"ماریا ان لوگوں کی مزاج پرسی کرو۔"
مگر ناگ نے اپنی زبان میں عنبر ماریا کو منع کر دیا اور بولا:
"مجھ پر چوری کا الزام لگا ہے۔ میں خود بادشاہ کے
سامنے اس الزام کی تردید کروں گا اور باعزت بری
ہو کر آؤں گا۔ تم لوگ فکر نہ کرو۔"
پھر سپاہیوں کی طرف دیکھ کر بولا:
"چلو مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو۔ وہیں میرا

انصاف ہوگا۔ میں بادشاہ سلامت پر ثابت کر دوں
گا کہ میں چور نہیں ہوں۔"
جاتے ہوئے ناگ نے عنبر سے کہا:
"تم لوگ شہر کے باغ میں ہی ٹھہرنا۔ میں وہیں تم
سے آن ملوں گا۔"
سپاہیوں نے ناگ کے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔
انہوں نے اسے گھوڑے پر بٹھایا اور شاہی محل کی طرف لے
چلے۔ وہاں پہنچ کر ناگ کو جیل خانے کی کوٹھڑی میں یہ کہہ
کر بند کر دیا کہ بادشاہ کا دربار لگے گا تو اسے بادشاہ کے
سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ ناگ وہاں سے ایک پل میں
فرار ہو سکتا تھا۔ مگر وہ باعزت طور پر بری ہونا چاہتا تھا۔
وہ بادشاہ کو بتا دینا چاہتا تھا کہ اس نے ایک طلسم کے
ذریعے انگوٹھی منگوائی تھی اور اسے علم نہیں تھا کہ یہ شاہی
انگوٹھی ہے۔ چنانچہ وہ دربار کے لگنے کا انتظار کرنے لگا۔
دربار دوسرے روز لگنے والا تھا۔

○

شاہی انگوٹھی

دوسرے روز آگ کی خاص پوجا کا دن تھا۔

اس روز بادشاہ شہر کے سب سے بڑے مندر میں آگ کی پرستش کرنے چلا گیا اور دربار نہ لگ سکا۔ کیٹی ماریا تھیو سانگ اور عنبر ابھی تک نہر کے کنارے باغ میں ہی ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔

عنبر نے ماریا سے کہا:

"جاکر ناگ کی خبر لاؤ کہ وہ کس حال میں ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"ناگ کو جیل سے فرار ہوکر آجانا چاہیے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"وہ ایسا کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے آج تک کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا۔ نہ ہی چوری کی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ناگ پر سے چوری کا الزام ختم کرکے اسے عزت کے ساتھ

بری کیا جائے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"پھر ماریا کو جاکر ناگ کی خیریت معلوم کرنی چاہیے۔ تاکہ ہمیں تسلی ہو۔"

ماریا بولی:

"میں ابھی ناگ کی خیریت معلوم کرکے آتی ہوں۔"

اور ماریا ہوا میں پرواز کرتی ہوئی شاہی محل کی طرف چل دی اسے ناگ کی خوشبو برابر آرہی تھی۔ اس خوشبو کے ساتھ ساتھ وہ جیل خانے کی اس کوٹھڑی میں آگئی جہاں ناگ پتھر کے فرش پر خاموش بیٹھا تھا۔ اس نے بھی ماریا کی خوشبو کو قریب سے محسوس کرلیا تھا۔

آہستہ سے بولا:

"ماریا! تم کس لئے آئی ہو۔ میں تو یہاں بالکل ٹھیک ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"ہم سب تمہارے لئے پریشان ہیں۔ تمہاری خیریت معلوم کرنے آئی ہوں۔"

ناگ مسکرایا:

"تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

بس ایک بار میرا بادشاہ کے دربار میں جانا ضروری
ہے۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔"
ماریا کہنے لگی:
"اور دربار تو شاید کل بھی نہ لگے۔ کیونکہ سنا ہے
آگ کی پوجا دو تین روز تک جاری رہے گی۔"
ک بولا:
"تو پھر جب تک دربار نہیں لگتا اور مجھے بادشاہ
کے سامنے اپنی بے گناہی کو ثابت کرنے کا موقع
نہیں ملتا میں یہاں سے باہر نہیں آؤں گا۔ تم عنبر
کیٹی اور تھیو سانگ سے کہو کہ میں بالکل ٹھیک ہوں
اور بہت جلد ان سے آن ملوں گا۔"
ماریا نے یہی آکر عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کو بتا دیا۔ کیٹی
ناامید سی ہو کر بولی:
"نہ جانے بادشاہ کا دربار کب لگے۔ جب تک ہم
اسی باغ میں پڑے رہیں گے؟"
عنبر نے کہا:
"میرا خیال ہے ہمیں شہر میں کچھ محنت مزدوری
کر کے کچھ پیسے کمانے چاہئیں تاکہ ہم سرائے میں
چلے جائیں۔

تھیو سانگ بولا:
"یہاں ہم کیا محنت مزدوری کریں گے؟"
ماریا کہنے لگی:
"میں دیکھ آئی ہوں۔ شہر کے دوسرے کنارے پر
ایک عمارت بن رہی ہے۔ وہاں ہم کام کر سکتے
ہیں۔"
تھیو سانگ ہنس پڑا:
"ارے اس سے تو بہتر ہے کہ ہم مل کر مداریوں
کا تماشا دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے کافی
آمدنی ہو جائے گی۔"
یہ تجویز کیٹی اور عنبر کو بھی پسند آئی۔ چنانچہ تھوڑی
دیر بعد انہوں نے وہیں باغ میں لوگوں کو جمع کر کے کرتب
دکھانے شروع کر دیتے ہیں۔
عنبر نے دو چار بھاری پتھر لا کر وہاں رکھ دیئے اور بولا
"بھائیو میں اس پتھر کو ہاتھ لگائے بغیر اوپر اٹھا
سکتا ہوں۔"
لوگ بڑے حیران ہوئے۔ کیٹی اور تھیو سانگ چپ چاپ
بیٹھے ہوئے تھے۔ مجمع ہی سے ایک خوش لباس (آدمی)
نے کہا:

"اگر تم بغیر ہاتھ لگائے پتھر اٹھا لو تو میں تمہیں
سونے کے دس سکے انعام میں دوں گا۔ اور اگر
تم نہ اٹھا سکے تو تمہیں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میری
حویلی میں غلام بن کر ایک مہینہ میری خدمت کرنی
ہو گی۔ کیا تمہیں منظور ہے؟"
عنبر نے کہا۔
"مجھے منظور ہے۔ مگر تم وعدے سے پھر تو
نہیں جاؤ گے!"
خوش لباس امیر آدمی نے کہا:
"میں اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرا کرتا۔ تم پتھر
کو اٹھا کر دکھاؤ۔"
عنبر کے لئے یہ بھلا کونسا مشکل کام تھا۔ ماریا وہیں
موجود تھی۔
عنبر نے پتھر کی طرف دیکھ کر کہا:
"اے پتھر میرے اشارے پر زمین سے دو فٹ
بلند ہو جاؤ!"
ماریا نے پتھر کو غائب ہونے سے بچانے کا ارادہ
کر لیا تھا۔ چنانچہ اب پتھر غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ ماریا
نے پتھر کو اوپر اٹھا لیا۔ سب لوگوں کی آنکھوں نے دیکھا

کہ بھاری پتھر زمین سے اپنے آپ اٹھا اور دو فٹ بلند ہو کر فضا
میں لٹک گیا۔ سب کے منہ سے حیرت کے مارے چیخ نکل گئی
خوش لباس امیر آدمی بھی دنگ رہ گیا۔
عنبر نے کہا:
"لاؤ اب وعدے کے مطابق ہمیں سونے کے دس
سکے دے دو۔ ان پر اب ہمارا حق ہے۔"
امیر آدمی نے جو شہر کا مشہور سوداگر تھا تھیلی میں سے
دس سکے نکال کر عنبر کو دے دیئے۔ اور قریب بلا کر
آہستہ سے کہا:
"میری حویلی انگور کے باغ کے پاس ہے مجھے آکر
ملو۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔"
عنبر نے مسکرا کر کہا:
"کوشش کروں گا۔"
امیر سوداگر چلا گیا۔
عنبر نے لوگوں سے کہا:
"بس بھائیو! کھیل ختم ہو گیا ہے اب تم لوگ گھروں کو
جا سکتے ہو۔"
لوگ آہستہ آہستہ کھسکنے لگے۔ عنبر نے ماریا کیٹی اور
تھیو سانگ کو ساتھ لیا اور سرائے میں آکر دو کوٹھڑیاں

کرائے پر لے لیں۔ سونے کے دس سکے اس زمانے میں
کافی بڑی رقم تھی۔ صرف سونے کے ایک سکے کے عوض
انہیں سرائے میں ایک مہینے کے لئے دو کوٹھڑیاں مل گئی
تھیں۔

تین دن گذر گئے۔ بادشاہ کا دربار ابھی تک نہیں لگا تھا
ماریا جیل خانے میں جاکر ناگ کی خیریت معلوم کر آتی تھی۔
چوتھے دن شہر میں ہر طرف ایک ہی خبر گشت کر رہی تھی کہ
حضرت دانیال علیہ السلام شہر میں تشریف لا رہے ہیں۔ یہ خبر
کیٹی تھیو سانگ اور ماریا تک بھی پہنچ گئی۔ وہ بے تابی سے اس
بزرگ نورانی ہستی کا انتظار کرنے لگے۔ پھر دوسرے روز شام
کے وقت زیتون کے نخلستان کی طرف حضرت دانیال علیہ السلام
تشریف لے آئے۔ کیٹی تھیو سانگ اور ماریا وہاں چلے گئے۔
انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحب ایک درخت کے سائے میں
کھڑے لوگوں کو گناہوں سے بچنے اور نیک زندگی بسر کرنے کا
وعظ فرما رہے تھے۔ لوگ دم بخود کھڑے اس نورانی ہستی کے
ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ کو سُن رہے تھے۔

حضرت صاحب فرما رہے تھے۔

شہر کے لوگو! اس وقت سے ڈرو جب اس بستی
کے اندر گناہوں کا اندھیرا چھا جائے گا اور خدا کا

غضب نازل ہو گا۔ پھر اس شہر کو ایک طوفان گھیر
لے گا۔ سب گناہ گار اس طوفان میں بہہ جائیں گے۔
اور کوئی زندہ باقی نہ بچے گا۔ ابھی وقت ہے۔ گناہوں
سے توبہ کرو۔ آگ اور سورج کی پرستش چھوڑ کر صرف
ایک خدا کی عبادت کرو۔ اسی کے آگے اپنا سر جھکاؤ۔

اتنے میں بادشاہ کے چند گھوڑ سوار لوگوں پر ہنٹر برساتے
آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو گرفتار کر
لیا۔ کیونکہ اس ملک کا مذہب آگ کی پرستش کرنا تھا حضرت
دانیال علیہ السلام کو بادشاہ کے حکم پر گرفتار کیا جا رہا تھا۔ ماریا
عنبر اور تھیو سانگ کیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ماریا بولی!

"عنبر! میں خدا کے عظیم پیغمبر کو گرفتار ہوتے نہیں دیکھ
سکتی۔"

اور ماریا نے عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کے جواب کا بھی انتظار
نہ کیا اور ایک غوطہ لگا کر بادشاہ کے گھوڑ سواروں کے سروں
پر جا پہنچی۔ قریب تھا کہ ماریا ان کو وہیں ختم کر ڈالتی کہ اسے
حضرت دانیال علیہ السلام کی شفقت بھری آواز سنائی دی۔

"بیٹی! ان لوگوں کو کچھ نہ کہو۔ ان کا کوئی قصور
نہیں۔ میں نے انہیں معاف کیا۔ انہیں اپنا فرض

پورا کرنے دو۔ میرا معاملہ میرے خدا کے ہاتھ
میں ہے۔"

ماریا وہیں رُک گئی۔ سپاہی حضرت دانیال علیہ السلام کو
لے کر شاہی محل کی طرف چل دیئے۔ اسی وقت بادشاہ دربار
میں آگیا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کو دربار میں لایا گیا۔

بادشاہ نے کہا:

"آپ ہمارے آباد اجداد کے مذہب کے خلاف
وعظ کرتے ہیں۔ کیوں نہ آپ کو اس کی سزا
دی جائے۔"

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا!

"اے بادشاہ! تمہارے آباؤ اجداد کا مذہب انہیں
خدا سے دور لے گیا تھا اور آخر ان پر خدا کا غضب
نازل ہوا۔ تم بھی ان کے مذہب پر چل کر سورج
اور آگ کی پرستش کر رہے ہو۔ جو شرک اور گناہ
عظیم کا راستہ ہے۔ میں تمہیں تلقین کرتا ہوں اور
خدائے واحد کا پیغام دیتا ہوں کہ برائی کے راستے
سے واپس آجاؤ۔ توبہ کرو۔ خدا توبہ قبول کرنے
والا ہے۔ سورج اور آگ کی پرستش چھوڑ دو۔ صرف
ایک خدا کی عبادت کرو اور اسی کے آگے اپنا سر

جھکاؤ۔ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی اگر تم نے
شرک کو نہ چھوڑا اور بتوں کی پوجا کرتے رہے تو
یاد رکھو تمہیں خدا کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکے
گا۔"

درباری چپ تھے۔ بادشاہ کو سخت غصہ آگیا اس نے
ہاتھ بلند کر کے حکم دیا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کو بھوکے
شیروں کے غار میں پھینک دیا جائے۔ یہ اعلان سن کر حضرت
دانیال علیہ السلام کے نورانی چہرے پر پاکیزہ تبسم نمودار
ہو گیا۔

انہوں نے فرمایا!

"زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
اور میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔"

بادشاہ نے اعلان کیا کہ کل صبح حضرت دانیال کو بھوکے
شیروں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔ ماریا یہ سن کر عنبر کیٹی اور
تھیو سانگ کی طرف دوڑی۔ انہیں جا کر بتایا کہ بادشاہ
نے یہ حکم دیا ہے۔

عنبر کہنے لگا!

"حضرت دانیال علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں کوئی
ان کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

ماریا نے یہ خبر ناگ کو بھی سنا دی۔ ناگ چپ ہوگیا دوسرے دن صبح ہی سے بڑے میدان میں لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ میدان کے چاروں طرف اونچے لگے ہوئے پتھر کے بنچوں پر آکر بیٹھ گئے۔ یہ میدان اسی لئے بنایا گیا تھا۔ بادشاہ خود وہاں نہ آیا۔ اس کا وزیر اپنے خاص سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ ٹھیک وقت پر حضرت دانیال علیہ السلام کو وہاں لاکر میدان کے درمیان کھڑا کردیا گیا۔ بھوکے شیر پنجروں میں بھوک سے بے چین ہو رہے تھے۔

پھر سپاہیوں نے پنجروں کے اوپر کھڑے ہوکر شیروں کے پنجروں کے جنگلے کھینچ لئے۔ دونوں پنجروں میں سے آٹھ بھوکے شیر چھلانگیں لگا کر باہر کود پڑے اور گرجتے دھاڑتے حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف بڑھے۔ لوگوں کی نگاہیں اس منظر پر لگی ہوئی تھیں۔ چاروں طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ جونہی آٹھ بھوکے شیر حضرت دانیال علیہ السلام کے قریب پہنچے تو ایک دم رک گئے۔ پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور آٹھوں شیروں نے اپنے سر حضرت دانیال علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیئے۔ لوگ دم بخود ہوکر رہ گئے۔ وزیر بھی سناٹے میں آگیا۔ ایسا منظر پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام شفقت محبت اور رحم کا مجسمہ

بنے شیروں کے درمیان کھڑے تھے اور شیر ان کے قدموں پر سر رکھ کر ان کے قدموں کو چوم رہے تھے۔ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور عنبر بھی یہ معجزہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ وہ بے حد خوش تھے۔ وزیر نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ سخت طیش میں آگیا۔ کیونکہ وہ خود سورج کی پوجا کرتا تھا۔

اس نے تلوار کھینچ کر کہا:

"انہیں زندہ نہ جانے دیا جائے"

یہ حکم پاکر سپاہی تلواریں لہراتے حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف دوڑے۔ مگر بھوکے شیروں نے ان پر حملہ کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ سپاہیوں کو شیروں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ سپاہیوں کا ایک اور دستہ آگے بڑھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام میدان میں بڑے پرسکون وقار کے ساتھ خاموش کھڑے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر لوگوں کی بخشش کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔ اب ماریا بھی میدان میں آگئی۔ اس نے لپک کر ایک سپاہی کو اٹھایا اور اوپر اچھال دیا۔ وہ دوسرے سپاہیوں پر گرا اور اس کی ہڈی پسلی ایک ہوگئی۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے ایک طرف چلنا شروع کردیا۔ وہ انتہائی پرسکون قدم اٹھاتے میدان کے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آٹھوں شیر ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ باقی سپاہیوں

کو ماریا نے ہوا میں باری باری اچھال کر ان کی ہڈیاں
چورا کر دی تھیں۔

وزیر نے یہ عالم دیکھا تو حکم دیا کہ تیروں کی بارش کر
دی جائے۔ ماریا ان تیروں کا اکیلی مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔
وہ بے بس سی ہو کر حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف دوڑی
اتنے میں پیچھے سے تیروں کی ایک بوچھاڑ آئی۔ مگر حضرت
دانیال علیہ السلام کے قریب پہنچ کر سارے کے سارے تیر
یوں ٹیڑھے ہو کر نیچے گر پڑے جیسے کسی لوہے کی دیوار سے
ٹکرا گئے ہوں۔ ایسا لگتا تھا۔ کہ اللہ کے اس برگزیدہ پیغمبر کے
ارد گرد لوہے کی ایک دیوار کھڑی ہو گئی ہو جو کسی کو دکھائی
نہیں دے رہی اور جس سے ٹکرا کر سپاہیوں کے پھینکے
ہوئے تیر نیچے گر رہے تھے۔ ماریا کا دل خدا کی محبت سے
بھر گیا۔ بے شک جو لوگ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر
دیتے ہیں۔ اللہ پھر ان کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت دانیال علیہ السلام بڑے سکون سے قدم اٹھاتے
میدان کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ لوگ اپنے آپ پیچھے
ہٹتے جا رہے تھے۔ شیر ابھی تک ان کے دائیں بائیں
چل رہے تھے۔ آگے ایک جگہ درختوں کا جھنڈ تھا۔ وہاں
حضرت صاحب نے رک کر لوگوں کی طرف نگاہ فرمائی۔

اور کہا:

"اے لوگو! گناہ کی زندگی سے توبہ کرو۔ قیامت کے
دن کیا منہ لے کر اپنے رب کے حضور جاؤ گے وہاں
سوائے تمہارے نیک اعمال کے کوئی شے کام نہ آئے
گی۔ خدا ایک ہے۔ سب تعریف اسی کے لئے ہے۔
اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اسی کی عبادت کرو۔ اسی
سے مدد طلب کرو۔ اسی کے آگے سر جھکاؤ۔"

اتنا فرما کر حضرت صاحب نے درختوں کے جھنڈ کا رخ
کیا۔ شیر وہیں ایک دم رک گئے اور پھر سب نے دیکھا
کہ حضرت دانیال علیہ السلام جیسے دن کی روشنی میں روشنی
بن کر غائب ہو گئے۔ کئی لوگ خدائے واحد کی حمد و ثنا گانے
لگے۔ جب اس کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت سٹ
پٹایا۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کو
گرفتار کر کے ان کے حضور پیش کیا جائے۔ مگر حضرت دانیال
وہاں نہیں تھے۔

ماریا نے فوراً جا کر ناگ کو کال کوٹھڑی میں یہ خوشخبری
سنائی۔ ناگ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

وہ بولا!

"خدا اپنے برگزیدہ پیغمبروں کی حفاظت کرتا ہے۔"

پھر اس نے ماریا سے کہا!

"آج شام مجھے بادشاہ کے دربار میں لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں میں اپنے اوپر لگائے گئے چوری کے الزام کو غلط ثابت کر دوں گا۔ اور پھر باعزت بری ہو کر تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

ماریا نے کہا!

"میں دربار میں موجود ہوں گی۔"

اسی روز شام ہونے سے پہلے بادشاہ نے ناگ کو دربار میں طلب کر لیا۔ بادشاہ اپنے سونے کے تخت پر سر پر تاج رکھے بیٹھا تھا۔ تاج پر سورج کا نشان بنا ہوا تھا۔ بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم پر ہمارے خزانے کی شاہی انگوٹھی کی چوری کا الزام ہے۔ تم نے کس کے ساتھ مل کر شاہی انگوٹھی چوری کی تھی۔ کیونکہ تم اکیلے شاہی محل میں داخل ہو کر یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔

ناگ نے کہا!

"اے بادشاہ! میں نے شاہی انگوٹھی چوری نہیں کی مجھ پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ الزام واپس لیا جائے۔"

بادشاہ نے گرجدار آواز میں کہا:

"شاہی انگوٹھی تم سے برآمد ہوئی ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ تم نے چوری نہیں کی۔؟ یہ انگوٹھی تم نے شاہی محل کے کسی شخص سے مل کر چرائی ہے۔ اس کا نام بتاؤ۔ تمہارے ساتھ اس کا بھی سر قلم کر دیا جائے گا۔"

ناگ بولا!

"میں نے شاہی انگوٹھی چوری نہیں کی۔"

بادشاہ نے غصے میں کہا!

"پھر تمہارے پاس شاہی انگوٹھی کیسے آگئی؟"

ناگ نے بڑے اطمینان سے کہا!

"وہ تو اب بھی میرے پاس آسکتی ہے۔ اس کے لئے مجھے شاہی خزانے میں داخل ہو کر چوری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

ناگ کا یہ جواب سن کر سارے درباری حیران رہ گئے۔ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

بادشاہ نے کہا!

"تو شاہی انگوٹھی کو یہاں لا کر دکھا دو۔ صرف اسی صورت میں تمہاری جان بچ سکتی ہے۔"

ناگ جانتا تھا کہ ماریا دربار میں موجود ہے اور ساری
کارروائی دیکھ رہی ہے۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں
اور بولا:
"ابھی شاہی انگوٹھی یہاں آجائے۔"
پھر اس نے سانپ کی آواز میں ماریا سے کہا۔
"ماریا! شاہی خزانے میں جاکر وہی شاہی انگوٹھی
وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے اٹھا لاؤ۔ اور
میری جیب میں ڈال دو۔"
بادشاہ وزیر اور درباریوں نے صرف ناگ کے منہ سے
سیٹی کی ہلکی ہلکی آواز ہی نکلتے سنی۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا
کہ ناگ نے ماریا کو کیا کہا ہے۔ ماریا یہ سنتے ہی شاہی خزانے
کی طرف بھاگی۔ ماریا کے لئے شاہی خزانے میں پہنچنا کوئی
مشکل اور دیر لگانے والا کام نہیں تھا۔ وہ پلک جھپکنے میں
وہاں پہنچ گئی۔ شاہی انگوٹھی اس نے پہلے ہی دیکھ رکھی
تھی۔ چنانچہ خزانے سے انگوٹھی کو اٹھایا اور فضا میں
پرواز کرتی۔ دیواروں اور ستونوں کے درمیان سے گزرتی وہ
سیدھی ناگ کے پاس آئی اور انگوٹھی اس کی جیب میں
ڈال دی۔ ناگ نے جیب میں انگوٹھی کو محسوس کیا تو جلدی
سے جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے نکالا اور بادشاہ کی طرف

بڑھ کر بولا:
"یہ ہے آپ کی شاہی انگوٹھی بادشاہ!
آپ سب نے دیکھ لیا کہ میں اپنی جگہ سے بالکل نہیں
ہلا۔ میں شاہی خزانے میں بھی نہیں گیا۔ اور انگوٹھی
میرے پاس آگئی ہے۔ یہ لیجئے اپنی انگوٹھی۔ اب
مجھ پر چوری کا الزام غلط ثابت ہو گیا ہے۔ چنانچہ
میں جا رہا ہوں۔"
بادشاہ نے ہاتھ بلند کر کے غصے میں کہا:
"تم کوئی جادوگر ہو۔ تم نے جادو کے ذریعے سے
انگوٹھی غائب کی تھی۔ اگر تم نے چوری نہیں کی
تھی تو تم اسے فروخت کرنے جوہری کی دکان پر
کیوں گئے تھے؟"
ناگ نے کہا:
"یہ الگ بات ہے۔ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ
میں انگوٹھی چوری کرنے محل میں داخل نہیں ہوا تھا
اور آپ کی انگوٹھی میں واپس کر رہا ہوں۔ اب
مجھے یہاں سے باعزت بری ہو جانے پر کوئی نہیں
روک سکتا۔"
یہ کہہ کر ناگ دربار سے واپس مڑا تو بادشاہ نے چلا کر

سپاہیوں کو حکم دیا۔
"اس گستاخ کی گردن اڑادی جائے۔"
حکم پاتے ہی بادشاہ کا خاص جلاد تلوار نکال کر ناگ کی طرف جھپٹا۔ ماریا بے خبر نہیں تھی۔ وہ جلاد کی طرف لپکی دوسری طرف ناگ بھی غافل نہیں تھا اس نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور سفید عقاب بن کر دربار ہال میں چھت کی طرف بلند ہوا دوسری طرف ماریا نے جلاد کے ہاتھ سے تلوار جھٹک دی۔ جلاد ہکا بکا ہو کر وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ درباری بھی سکتے میں آگئے۔ دربار کے شاہی حکیم نے بادشاہ سے کہا کہ اس جادوگر کو کچھ نہ کہا جائے۔
مگر وزیر بولا!
بادشاہ سلامت!
"اگر ہم نے اس چور کو یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دی تو دوسرے چوروں کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔"
بادشاہ نے حکم دیا کہ سفید عقاب کو تیر مار کر گرا دیا جائے۔ ایک دم سے دربار میں موجود تیر انداز سپاہیوں کے دستے نے دربار ہال میں اڑتے ہوئے عقاب پر تیروں کی بوچھاڑ ماری۔ ناگ

سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ عین وقت پر وہ نیچے آگیا اور بادشاہ کے تاج کے اوپر آکر بیٹھ گیا۔ اب کس میں ہمت تھی کہ بادشاہ کے تاج پر تیر چلاتا۔ بادشاہ نے ہاتھ اوپر اٹھایا کہ عقاب کو اپنی گرفت میں لے لے کہ ماریا نے لپک کر بادشاہ کے تاج کو اوپر اٹھا لیا۔
ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی شاہی تاج اور عقاب دونوں ہی غائب ہوگئے۔ درباری دہشت زدہ ہوگئے۔ ماریا تاج سمیت ناگ کو لے کر دربار سے نکل گئی۔
ناگ نے کہا:
"ماریا ہمیں تاج کو لے کر کیا کرنا ہے۔ اسے شاہی محل میں ہی پھینک دو۔"
ماریا کے لئے بھی شاہی تاج کی کوئی حیثیت نہیں تھی چنانچہ اس نے تاج کو وہیں شاہی محل کے دالان میں پھینک دیا۔ ناگ کو لئے وہ شاہی محل سے باہر آگئی۔ باہر آتے ہی ماریا نے ناگ کو ہوا میں چھوڑ دیا۔ ناگ عقاب کی شکل میں اڑنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ وہ سیدھے سرائے میں اتر آئے۔ جہاں کیٹی اور عنبر تھیوسانگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ نے سرائے میں اترتے ہی انسانی جسم اختیار کر لیا تھا۔ اس نے اور ماریا نے وہ سارے واقعات سنائے جو دربار میں اسے پیش

آئے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اب انہیں اس
شہر سے چل دینا چاہیے۔ کیونکہ بادشاہ ان کا دشمن بن چکا ہے
اور وہ خواہ مخواہ کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں۔

عنبر بولا:

"مشکل میں پھنسنا تو ہمارا کام ہے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا:

"آخر اس شہر میں ہمارا رہنا کیوں ضروری ہے؟"

ناگ بولا:

"حضرت دانیال علیہ السلام اس علاقے میں ہی ہیں
اور بادشاہ ان کا دشمن ہے۔ وہ انہیں نقصان پہنچانے
کا فیصلہ کر چکا ہے۔ چنانچہ ان کی مدد کرنے کے لئے ہمیں
اس شہر میں ہی رہنا ہوگا۔"

کیٹی نے کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے بڑا نیک فریضہ ہے۔ مگر ہم
شہر سے باہر کسی دوسری جگہ پر بھی جا کر رہ سکتے ہیں
یہاں ہم بادشاہ کے سپاہیوں کی نظر میں ہوں
گے۔"

عنبر نے کیٹی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"کیٹی کا خیال درست ہے۔ ہمیں شہر سے باہر ہی

چلے جانا چاہیے۔"

ناگ نے پوچھا:

"شہر سے باہر ایسی کون سی جگہ ہوگی جہاں بادشاہ
کے سپاہی ہمیں نہ دیکھ سکیں۔"

ماریا بولی:

"شہر سے باہر دریا کے پار ایک چھوٹا سا ریت کا ٹیلہ
ہے۔ اس ٹیلے میں ایک قدرتی غار بھی ہے۔ وہاں
جا کر ہم رہ سکتے ہیں۔"

یہ خیال سب کو پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت
بوریا بستر اٹھایا اور سرائے سے نکل کر دریا کے پار والے
ٹیلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ ماریا
غیبی حالت میں تھی۔ صرف عنبر کیٹی اور تھیوسانگ ہی ظاہری
حالت میں چل رہے تھے۔ پل پر سے انہوں نے پیدل ہی
دریا پار کیا۔ اب صحرا شروع ہو گیا۔ صحرا میں کوئی بیس کوس
چلنے کے بعد دور ایک ریت کا ٹیلہ دکھائی دیا۔

ماریا نے کہا:

"یہی وہ ٹیلہ ہے۔"

اس ٹیلے پر کھجور کے کچھ درخت بھی اُگے ہوئے تھے
وہاں ایک قدرتی غار بنا ہوا تھا۔ یہ سارے دوست اس

غار میں داخل ہو گئے۔ غار میں بڑی ٹھنڈک تھی اور ہلکا ہلکا
اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ زمین پر ٹھنڈی ریت ہی ریت تھی۔

عنبر نے کہا:

"یہ جگہ بہت اچھی رہے گی۔ ہم کچھ دیر یہاں آرام
سے رہ سکتے ہیں۔"

ناگ بولا:

"ہم میں سے ماریا کو یا مجھے دن میں دو ایک بار شہر
کے آس پاس چکر لگانا ہوگا تاکہ حضرت دانیال
علیہ السلام کی خیر خیریت معلوم ہو سکے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ کام ہم دونوں ہی کر سکتے ہیں اور کریں گے۔"

کیٹی کہنے لگی:

"ہاں بھئی تم دونوں کے پاس طاقت ہی ایسی ہے
ناگ شکل بدل لیتا ہے تم غائب رہتی ہو۔ میرے
پاس بھی کوئی طاقت ہوتی تو میں بھی تمہارے
ساتھ چلتی۔"

عنبر نے کہا:

"بھئی کیٹی تمہارا جنّ بھی تو دوست ہے۔ اس کی
طاقت تمہارے کام آ جایا کرتی ہے۔"

کیٹی نے کان پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"خدا بچائے جنّ دوست کی طاقت سے۔ اس کا
کوئی اعتبار نہیں۔"

تھیوسانگ بولا:

"ویسے کیٹی ہم خلائی مخلوق ہیں۔ ہمارے پاس
اتنی طاقت ہی کافی ہے۔ کہ میں انگلی سے چھو
کر کسی بھی شے کو چھوٹا کر سکتا ہوں اور تم آگ
کے بغیر مر نہیں سکتی ہو۔"

کیٹی ہنس کر بولی:

"اصلی طاقت تو پھر بھی تمہارے پاس ہی ہے
میری طاقت تو یونہی نام کی طاقت ہے۔"

ماریا نے کہا:

"ہو سکتا ہے آگے چل کر تمہیں بھی کوئی طاقت
مل جائے۔"

ناگ کہنے لگا:

"وہ تو ٹھیک ہے۔"

مگر اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

عنبر کہنے لگا:

"بھئی ابھی سورج غروب ہونے والا ہے۔ میرا

خیال ہے کہ کل ماریا ناگ کو شہر اور اس
کے اردگرد کے علاقے کا جائزہ لینا چاہیے
تاکہ پتہ چل سکے کہ حضرت دانیال علیہ السلام
کس حالت میں ہیں اور خیریت سے ہیں۔"

شام تک یہ سب دوست اور صدیوں کے ساتھی غار
میں ہی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ رات کو صحرا میں چاند نکل
آیا۔ چاندنی میں صحرا کے ذرے جگمگانے لگے تھے۔ اور
صحرا روشن ہو گیا تھا۔

عنبر نے کہا:

"جی چاہتا ہے کہ غار کے باہر ہی بیٹھ کر رات
گذاریں۔"

ناگ بولا!

"خیال تو اچھا ہے۔ مگر اس میں خطرہ بھی
ہے۔ کیونکہ بادشاہ کے سپاہیوں کا دستہ ہماری
تلاش میں کسی بھی وقت اس طرف سے گذر
سکتا ہے۔"

عنبر کہنے لگا!

"جب کوئی ادھر آئے گا تو دیکھا جائے گا ابھی
تو ہم اسی جگہ
[illegible] بیٹھیں گے۔"

عنبر کے ساتھ کیٹی اور تھیوسانگ بھی غار کے سامنے
ٹھنڈی ریت پر بیٹھ کر روشن صحرا کا نظارہ کرنے لگے۔

ماریا نے ناگ سے کہا!

"تو پھر چلو ناگ ہم ذرا شہر کے علاقے کا ہی
ایک چکر لگا آتے ہیں۔"

عنبر بولا!

"ذرا ہوشیار رہنا وہاں جاکر۔"

ماریا نے کہا!

"فکر نہ کرو عنبر بھائی۔"

ہم پوری طرح خبردار رہیں گے۔

ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا۔ اور سیاہ عقاب کی
شکل اختیار کر لی۔ کیونکہ رات کو سیاہ عقاب ہی بہتر
تھا۔ تاکہ اسے آسانی سے نہ دیکھا جا سکے۔ فضا میں اوپر
بلند ہوتے ہی انہوں نے شہر کا رُخ پکڑ لیا۔ شہر سویا ہوا
تھا۔ چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ شاہی محل میں کہیں کہیں شمع
جل رہی تھی۔ بازار خالی اور سنسان تھے۔ مکانوں کے دروازے
بند تھے۔ ماریا اور ناگ شہر کے بازاروں کے بالکل اوپر آکر اُڑ
رہے تھے۔ اچانک انہیں ایک عورت نظر آئی جو ایک گٹھڑی
سینے سے لگائے بھاگی جا رہی تھی۔

ڈراؤنی عورت کا طلسم

ماریا نے ناگ سے کہا!

"آدھی رات کو یہ عورت گٹھڑی لے کر کدھر بھاگی جا رہی ہے"!

ناگ نے جواب میں آہستہ سے کہا!

"یہ بہت گھبرائی ہوئی ہے۔ اس کا پیچھا کرنا چاہئے۔"

ماریا اور ناگ نے فضا میں پرواز کرتے ہوئے اس گھبرائی ہوئی عورت کا تعاقب شروع کر دیا۔ ناگ نے فوراً اپنی جون بدل لی تھی اور چھوٹے سانپ کی شکل میں آکر ماریا کی کلائی سے آکر لپٹ گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا عورت شہر کی سنسان گلیوں میں سے بھاگتی ہوئی ایک تنگ و تاریک گلی میں داخل ہو گئی۔ ماریا ناگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ وہ ایک شکستہ مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ یہ مکان سارا خالی پڑا تھا۔ صرف اس کی اندر والی ایک کوٹھڑی میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ عورت اس کوٹھڑی

میں داخل ہو گئی۔ اس نے جاتے ہی روتے ہوئے گڑگڑا کر کہا!

"میرے بچے کو واپس دے دو۔ میرے سارے زیور لے لو۔ میرے بچے کو چھوڑ دو۔ میں اپنے سارے گہنے تیرے لئے لے آئی ہوں"

ماریا ناگ بھی کوٹھڑی میں آ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں ایک طاق میں دیا جل رہا تھا۔ دیوار کے ساتھ چھوٹا سا تخت بچھا ہے جس پر ایک عجیب سے ڈراؤنے چہرے والی اور کھلے سیاہ بالوں والی ایک عورت جھولی میں چھ سات ماہ کے بچے کو ڈالے بیٹھی ہے۔ بچہ بے ہوش ہے۔ عورت کی سرخ آنکھوں سے عجیب قسم کی چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ اس ڈراؤنی عورت نے اپنے نوکیلے دانت نکال کر ایک ہلکا سا غراہٹ نما قہقہہ لگایا۔

اور بولی!

"مجھے تیرے زیور نہیں تیرا بچہ چاہئے۔ میں بچوں کا خون پی کر زندہ ہوں۔ زیوروں کا خون نہیں پی سکتی۔ اگر تو یہاں سے نہ گئی تو میں تیرا بھی خون پی جاؤں گی"

ناگ ماریا سب سمجھ گئے۔ کہ یہ قصہ کیا ہے۔ بیچاری ماں

رو رہی تھی۔ ڈراؤنی عورت کے آگے ہاتھ جوڑ کر التجا کر رہی
تھی کہ اس کے بچے کو واپس کر دے۔ مگر ڈراؤنی عورت
تو خونی عورت تھی۔ خدا جانے چڑیل تھی یا کوئی سنگدل جادو
گرنی تھی۔ اس پر ماں کے رونے دھونے گڑگڑانے کا
کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ الٹا اس نے ماں کو دھمکی دی
کہ اگر وہ وہاں سے واپس نہ گئی تو وہ اسے بھی مار
ڈالے گی۔

دکھی ماں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ وہ فرش پر
بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی۔ ماریا اور ناگ سے اس کی
حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ ماریا نے ناگ کے قریب
منہ لے جا کر کہا!

"میں بچے کو اٹھانے لگی ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی ماریا نے لپک کر ڈراؤنی عورت
کی گود سے سوئے ہوئے بچے کو اٹھا لیا۔ جونہی ڈراؤنی
عورت کی گود سے بچہ غائب ہوا وہ چیخ مار کر اٹھ کھڑی
ہوئی۔ بچے کی ماں ڈر کر باہر کو بھاگی۔ ماریا نے باہر آ کر
بچے کی ماں کو بھی دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا لیا۔ بچے کی
ماں ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ ماریا
اسے لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔ بچے کی ماں خوف زدہ

ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا
ہو رہا تھا۔ وہ اسے غیبی امداد سمجھ رہی تھی۔ ماریا نے بچے
کی ماں کو شہر کی ایک گلی میں فرش پر کھڑا کر دیا۔ اور بچہ
اس کی گود میں ڈال کر بولی۔

"بہن! مجھے خدا نے تیری مدد کرنے کے لئے بھیجا
تھا۔ اپنے بچے کو لے کر گھر چلی جا۔"

بچے کی ماں نے بچے کو سینے سے لگایا اور بولی:

"اے آسمانی روح!
تیرا شکریہ مگر اس چڑیل نے میرا گھر دیکھ لیا ہے۔
وہ وہاں پہنچ کر بچے کو پھر سے اٹھا کر لے جائے
گی۔"

ماریا نے کہا:

"تو اپنے گھر اطمینان سے جا میں اس چڑیل
کو سنبھال لوں گی۔ اب وہ کبھی تمہارے گھر
نہیں آئے گی۔ بے فکر ہو کر جا اور خدا کا شکر
ادا کر۔"

عورت بچے کو سینے سے لگائے اپنے گھر کی طرف بھاگی
اور ماریا ناگ واپس ڈراؤنی عورت کی کوٹھڑی میں آ گئے
ڈراؤنی عورت بے چینی سے کچھ منہ ہی منہ میں بولتی ہوئی

تخت کے چکر لگا رہی تھی۔ ناگ ماریا کی کلائی سے لپٹا
ہوا تھا۔ اور ماریا کی طرح وہ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔
ڈراؤنی عورت تخت کے گرد گردش کرتے ہوئے
اچانک رُک گئی۔ وہ اس طرف گھور کر تکنے لگی۔ جدھر
ماریا کھڑی تھی۔ ماریا کو محسوس ہوا کہ ڈراؤنی عورت
اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔

اس نے سرگوشی میں ناگ سے کہا:

"ناگ! مجھے لگتا ہے اس نے مجھے دیکھ لیا ہے۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"یہ ہوائی مخلوق ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا
ہے۔ تم مجھے زمین پر چھوڑ دو۔ میں اسے بھسم
کر دوں گا۔ تاکہ یہ پھر کسی کے بچے کا خون
نہ پی سکے۔"

ڈراؤنی عورت نے شاید ناگ کی آواز سن لی تھی
اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی۔ ناگ
ماریا کی کلائی سے نکل کر فرش پر آگیا۔ ڈراؤنی عورت
نے سانپ کو دیکھا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے
لئے ناگ پر حملہ آور ہوئی۔ مگر ناگ نے پھن اٹھا کر
ایک قیامت خیز پھنکار ماری۔ ناگ کے منہ سے آگ

کا زرد اور نیلا شعلہ نکل کر ڈراؤنی عورت پر گرا اور اس
کا جسم شعلے میں تبدیل ہوگیا۔ ڈراؤنی عورت دیوانہ وار
گردش کرنے اور چیخنے لگی۔ شعلے اس کے جسم کو
جلا رہے تھے۔ اور اس نے اس جگہ کے گرد چکر لگانے
شروع کر دیئے تھے۔ جہاں ناگ اور ماریا موجود تھے دیکھتے
دیکھتے ڈراؤنی عورت کا جسم جل کر راکھ ہوگیا۔

ماریا نے کہا:

"خدا کا شکر ہے۔ اس خوفناک بلا سے لوگوں
کو نجات ملی۔"

ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور دائیں بائیں
دیکھ کر بولا:

"یہ ڈراؤنی عورت تو اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ مگر
مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ارد گرد پتھر
کی دیوار بنتی جا رہی ہے۔"

ماریا نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا۔ لیکن جب اس نے
غور سے دیکھا تو واقعی جہاں وہ کھڑے تھے وہاں ان کے
گرد ایک گول دیوار جو سلنڈر کی طرح تھی بن رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"ناگ جلدی سے سانپ بن جاؤ۔ ہم اس پتھریلی

بوتل سے نکل رہے ہیں۔"

ناگ سانپ کی شکل میں آگیا۔ ماریا نے اسے اٹھایا اور
پتھریلی بوتل کی دیواروں سے گذرنا چاہا۔ یہ دیکھ کر اس کا
دل دھک سے رہ گیا کہ وہ پتھریلی دیوار میں سے گذرنے
میں ناکام رہی تھی۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی۔

"ناگ!
ہم پتھریلی بوتل میں قید ہو گئے ہیں۔"

ناگ نے کہا!

"ہوائی مخلوق نے مرتے ہوئے ہم سے ــــــ
بدلہ لینے کی کوشش کی ہے۔ ٹھہرو میں کوشش
کرتا ہوں۔"

ناگ انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے دیوار میں سے نکلنے
کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

ماریا نے کہا!

"اگر میں ایک روح کی طرح لطیف ہو کر بھی اس
دیوار سے نہیں گذر سکتی تو تم کیسے گذرو گے۔ ہم
مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔"

ناگ اور ماریا پتھر کی جس سلنڈر نما بوتل میں بند تھے
اس کے اندر اب اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ یہ پتھریلی بوتل

کا خول اتنا بڑا ہی تھا کہ ناگ اور ماریا وہاں کھڑے ہو سکتے تھے
ماریا اور ناگ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے بہت کوشش کی
مگر پتھریلے خول میں سے باہر نہ نکل سکے۔

پھر پتھریلے خول میں گہرا اندھیرا چھا گیا اور انہیں یوں
محسوس ہوا جیسے یہ خول ہوا میں بلند ہو کر ایک طرف کو
پرواز کرنے لگا ہے۔ اسے ماریا اور ناگ کو پتھریلے خول
کے تیز رفتاری سے اڑنے کی طوفانی آواز سنائی دے
رہی تھی۔

ماریا کہنے لگی!

"کچھ معلوم نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا!

"سب سے زیادہ پریشانی تو اس بات کی ہے
کہ جب ہم واپس نہ گئے تو عنبر کیٹی اور تھیوسانگ
بہت پریشان ہوں گے۔"

ماریا نے سرد آہ بھر کر کہا!

"اب ہم کچھ نہیں کر سکتے ناگ!
یہ پتھر کا خول ہمیں جہاں لے جا رہا ہے ہمیں مجبوراً
وہیں جانا ہو گا۔ وہ ڈراؤنی عورت ہم سے یہی بدلہ
لے سکتی تھی۔"

انہیں پتھر کی دیوار اور اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا
پتھر کا خول فضا میں کبھی سیدھا ہو کر بلندی کی طرف اڑنے
لگتا اور کبھی نیچے کی طرف غوطہ لگا کر اپنی طوفانی پرواز جاری
رکھتا۔ ناگ انسانی شکل میں ہی تھا۔ انہیں کچھ احساس نہیں
تھا کہ وہ کتنی دیر سے اس خول میں سفر کر رہے ہیں۔ اور
کتنا سفر طے کر چکے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے
آپ کو حالات پر چھوڑ دیا تھا۔ کہ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
کیونکہ پتھریلے خول سے وہ باہر تو نکل ہی نہیں سکتے تھے۔ وقت
گذرتا جا رہا تھا۔ پھر پتھر کے خول کے طوفانی آواز میں کمی آنے
لگی۔ وہ نیچے غوطہ لگا چکا تھا۔ ماریا نے باہر دیکھنے کی کوشش
کی۔ خول میں مدھم روشنی جھلکنے لگی تھی۔ ناگ اور ماریا نے
غور سے باہر دیکھا۔ وہ بادلوں میں سے گذر رہے تھے۔ ان
بادلوں کا رنگ سرمئی تھا۔ پھر یہ بادل آہستہ آہستہ چھٹنے
ہونا شروع ہو گئے۔ اور اس کے بعد ناگ اور ماریا نے
دیکھا کہ نیچے ایک شہر ہے جس کی چار دیواری کے اوپر چوکور
برج بنے ہوئے ہیں جن پر پیتل کے خود والے سپاہی ہاتھوں
میں نیزے تھامے پہرہ دے رہے ہیں۔ شہر کے اندر خوبصورت
عمارتیں ہیں دلکش مسجدوں کے گنبد اور مینار دھوپ میں
چمک رہے ہیں۔

ماریا نے کہا!
"یہ ہم کس دور میں آگئے ہیں ناگ!؟"
ناگ نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا!
"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ مسجدوں کو دیکھ کر لگتا ہے
کہ یہ مسلمانوں کا کوئی قدیم شہر ہے"
وہ شہر کے اوپر بلندی سے گذر رہے تھے۔ پھر اچانک
پتھر کا خول غائب ہو گیا۔ اور ماریا ناگ خود بخود آزاد ہو گئے
ایک دم سے ناگ نیچے گرنے لگا تھا۔ ماریا اس کی طرف
لپکی۔ ناگ نے سانس کھینچا اور سفید عقاب کی شکل اختیار کر لی
اور پرواز کرنے لگا۔
ماریا اس کے قریب آگئی اور کہنے لگی!
"وہ نیچے ایک باغ ہے۔ وہاں اتر کر معلوم کرتے ہیں
کہ یہ کون سا شہر ہے اور ہم کہاں آگئے ہیں۔؟"
ماریا اور ناگ نے غوطہ لگایا اور باغ میں درختوں کے
جھنڈ کے نیچے آگئے۔ باغ کے ساتھ ہی ایک کچی سڑک تھی
جو شہر کے دروازے تک جاتی تھی۔ اس سڑک پر کچھ گھوڑ سوار،
جنہوں نے مسلمان سپاہیوں ایسا لباس پہن رکھا تھا گھوڑا
دوڑاتے گذر گئے۔
ماریا نے ناگ سے کہا!

"شہر کے باہر ویرانی چھا رہی ہے۔ لوگ کھیتوں میں
بنے ہوئے اپنے مکان چھوڑ کر شہر کو بھاگ گئے
ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس شہر پر دشمن کا حملہ ہونے
والا ہے۔"

ناگ بولا!

"مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر سوال یہ
ہے کہ ہم کس زمانے میں ہیں۔ اور یہ شہر کون سا
ہے؟"

ان کی نظر ایک بوڑھے پر پڑی جو عربی لباس میں تھا۔
اور بکری کو کھینچے ہوئے شہر کی طرف لے جا رہا تھا۔ ناگ
انسانی صورت میں آگر جلدی سے اس بوڑھے کے پاس
گیا۔ اسے اسلام علیکم کہا: تو بوڑھے نے وعلیکم السلام میں
سلام کا جواب دیا۔ ثابت ہو گیا کہ یہ بوڑھا مسلمان تھا۔

ناگ نے کہا:

"باباجی!
ہم پردیسی ہیں۔ باہر سے آئے ہیں۔ ہمیں یہ بتادو
کہ یہاں اتنی ویرانی کیوں ہے؟"

مسلمان بوڑھے نے غور سے ناگ کی دیکھا۔

اور بولا!

"صلیبی فوجیں یروشلم کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اپنی
جان بچا کر تم بھی شہر کی طرف بھاگو۔
سنا ہے اس بار رچرڈ کے ساتھ سارے یورپ
کے بادشاہوں کی فوجیں چلی آ رہی ہیں۔"

ناگ کو سب کچھ سمجھ میں آگیا۔ وہ ڈراؤنی مخلوق کے طلسم
کی وجہ سے دسویں صدی عیسوی یعنی سلطان صلاح الدین
ایوبی کے عہد میں داخل ہو گئے تھے۔ جب برطانیہ کے جرنیل
رچرڈ شیر دل صلیبی فوجوں کے ساتھ یروشلم پر حملہ کرنے چلا
آ رہا تھا۔ ناگ نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور ایک طرف
ہو کر ماریا کو ساری بات بتادی۔

ماریا تعجب سے بولی!

"یہ ہم کہاں سے کہاں آ گئے ہیں ناگ!
عنبر کیٹی اور تھیو سانگ تو بہت پریشان ہو رہے
ہوں گے۔"

ناگ بولا!

"ایک مدت کے بعد ہم اکٹھے ہوئے تھے۔ مگر قسمت
کو ہمارا زیادہ دیر کا ملاپ پسند نہیں آیا۔ اور
ہمیں ہزاروں برس پیچھے کی طرف پھینک دیا
گیا ہے۔"

ماریا نے کہا:
"اب تو کوئی طلسمی کرشمہ ہی ہمیں عنبر کیپٹن اور
تھیوسانگ کی دنیا میں واپس لے جائے گا۔ جس
کی مجھے ابھی کوئی امید نظر نہیں آتی۔"
ناگ نے کہا: ہمیں یروشلم شہر کے اندر چلنا چاہیئے۔
دیکھتے ہیں کہ وہاں کا مسلمان گورنر دشمن کی فوجوں کا مقابلہ
کرنے کے لئے کیا تیاریاں کر رہا ہے۔ ماریا نے اڑان بھری
اور وہ شہر کے بازاروں اور مکانوں کے اوپر پرواز کرنے
لگی۔ ماریا اور ناگ نے دیکھا کہ شہر میں مسلمان سپاہیوں کی
تعداد کم تھی۔ لوگ مسجدوں اور گھروں میں جمع ہو کر دشمن
پر فتح حاصل کرنے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ یہی حال
یروشلم کے مسلمان گورنر کے محل کا تھا۔ ہر طرف سستی اور
کاہلی دکھائی دے رہی تھی۔ قلعے کی دیوار پر اگرچہ فوج
جمع تھی مگر ان کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ مسلمان گورنر
قیمتی ریشمی لباس میں ملبوس سر پر ہیرے جواہرات کا تاج
رکھے تخت پر بیٹھا اپنے درباریوں سے صلاح مشورے کر
رہا تھا۔ صاف لگتا تھا کہ دربار سیاسی جوڑ توڑ اور سازشوں
کا شکار ہے۔ کسی میں جذبۂ جہاد نظر نہیں آ رہا تھا۔
اتنے میں شور مچ گیا کہ رچرڈ کی صلیبی فوجیں شہر کے قریب

پہنچ گئی ہیں۔ ہر طرف افراتفری مچ گئی۔
ماریا نے ناگ سے کہا:
"ناگ!
مجھے یہ وہ مسلمان نہیں لگتے جنہوں نے کبھی یورپ اور
افریقہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور جن کی بہادری کے واقعات
آج بھی تاریخ دہراتی ہے۔"
ناگ بولا:
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ دولت کے غرور اور
آپس کی دشمنیوں نے اس ملک کے مسلمانوں
کو کمزور کر دیا ہے۔ یہ قوم رچرڈ کی فوجوں کا مقابلہ
نہیں کر سکے گی۔"
ایک دم سے ایسے دھماکے سنائی دینے لگے جیسے شہر
پر پتھر برس رہے ہوں۔ ماریا اور ناگ فضا میں بلند ہو کر
شہر کے باہر آئے تو دیکھا کہ سامنے میدان میں صلیبی فوجیں دور
تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور لوہے کی بھاری مشینیں شہر کی دیوار
پر بڑے بڑے پتھر پھینک رہی ہیں۔ جنگ شروع ہو گئی
شہر کی دیوار کے اوپر سے تیر برسائے جانے لگے۔ عیسائی
فوج کے دستے لوہے کی لمبی لمبی ڈھالوں کی آڑ لئے شہر
کے دروازے کی طرف بڑھے۔ قلعے کی فصیل سے آتے

تیر ڈھالوں سے ٹکرا رہے تھے۔ نیچے سے بھی تیروں کی بوچھاڑ
اوپر پھینکی جا رہی تھی۔ سپاہی گر رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے
صلیبی فوج نے شہر کے دروازے کو بھاری پتھروں سے توڑ
ڈالا۔ فصیل میں بھی جگہ جگہ شگاف پڑ گئے اور رچرڈ کی صلیبی فوجیں
یروشلم میں داخل ہو گئیں۔

فوج نے شہر میں داخل ہوتے ہی قتلِ عام شروع کر دیا
مکانوں کو آگ لگا دی۔ لوگ جانیں بچانے کے لئے بھاگنے
لگے۔ پھر گورنر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور عیسائی جرنیل
رچرڈ نے یروشلم کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور گورنر کو قید
میں ڈال دیا۔ یہ عیسائیوں کی بہت بڑی فتح تھی۔ یروشلم
کے قلعے پر سے اسلامی پرچم اتار کر صلیبی لہرا دیا گیا۔ ماریا اور
ناگ قلعے کے اندر ایک درخت کے پاس بیٹھے تھے۔

ماریا نے کہا!

"مجھے کبھی یقین نہیں آسکتا تھا کہ مسلمان یوں
شکست کھا جائیں گے"

ناگ بولا!

"جب کسی قوم میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ بھائی بھائی
کا دشمن ہو جاتا ہے۔ ہر شخص ملک اور دین کی
بجائے دولت اور عہدے سے محبت کرنے لگتا ہے

تو پھر اس قوم سے حکومت چھین لی جاتی ہے۔ تاریخ
اس کی گواہ ہے"

ماریا کہنے لگی!

"چلو شاہی محل میں چل کر دیکھتے ہیں کہ عیسائی گورنر
رچرڈ کس عالم میں ہے اور وہ کس قسم کا
انسان ہے"

جب ماریا ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹے غیبی حالت
میں رچرڈ کے دربار میں پہنچی تو دربار یورپ کے عیسائی
سرداروں اور درباریوں سے بھرا ہوا تھا۔ عالی شان تخت
پر عیسائی جرنیل رچرڈ جس کا لقب شیر دل تھا۔ زرہ بکتر یعنی
فوجی لباس میں بیٹھا تھا۔ صرف اس نے اپنا فولاد کا خود اتار
کر تخت پر رکھا ہوا تھا۔ تلوار ابھی تک اس کی کمر کے ساتھ
لٹک رہی تھی۔ دربار میں یورپ کے ہر ملک کی فوج کے
سردار زرنگار کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان سب ملکوں کے
جرنیلوں نے اپنی فوجوں کے ہمراہ رچرڈ کا ساتھ دیا تھا۔ عیسائیوں
کی فتح کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کی فوج کی تعداد بہت زیادہ
تھی۔ مگر مسلمانوں کی شکست کی اصل وجہ ان کی آپس کی
نا اتفاقی۔ پھوٹ، ایک صوبے کے مسلمانوں کی دوسرے
صوبے کے مسلمانوں سے دشمنی نفرت اور لالچ تھی۔

عیسائی جرنیل رچرڈ نے ہاتھ بلند کر کے کہا!

"میرے عیسائی بھائیو!

ہم نے یروشلم کو فتح کر کے مسلمانوں سے بدلے لیا ہے۔ مگر ابھی ہمیں مسلمانوں کو مصر سے بھی باہر نکالنا ہے۔ اور پھر پورے مشرق وسطیٰ پر عیسائی راج قائم کرنا ہے۔"

ایک عیسائی جرنیل نے اٹھ کر کہا!

"رچرڈ!

تمہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ مصر میں اس وقت مسلمانوں کی فوج کی قیادت صلاح الدین ایوبی کے ہاتھ میں ہے جو ایک بہادر اور طوفانی جرنیل ہے۔"

رچرڈ نے مسکرا کر کہا!

"ہمیں معلوم ہے۔ لیکن اگر ہمارا آپس میں اتفاق رہا۔ ہم متحد رہے تو وہ دن دور نہیں جب ہم صلاح الدین ایوبی کو بھی ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں گے۔

دربار میں ہر طرف رچرڈ شیر دل زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے۔ رچرڈ ایک بلند اخلاق اور بہادر جرنیل

تھا۔ اس نے تخت پر قبضہ کرتے ہی شہر میں لوٹ مار اور قتل عام فوراً بند کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ شاہی خاندان کے زیادہ تر لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ مسلمان گورنر اور اس کی بیوی اور بچوں کو اگرچہ قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ مگر ان کے ساتھ غیر شائستہ سلوک نہیں کیا گیا تھا۔ رچرڈ نے شہر میں اعلان کروا دیا کہ مسلمانوں کی اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی آزادی ہو گی۔ وہ پانچوں وقت مسجدوں میں جا کر نماز ادا کر سکیں گے۔ لیکن دوسرے عیسائی جرنیلوں نے رچرڈ کے اس حکم کو پسند نہ کیا۔ ان کی اپنی فوجیں ان کے ساتھ تھیں۔ چنانچہ ان میں سے کئی عیسائی جرنیلوں نے اپنے سپاہیوں کو خفیہ حکم دے کر کئی مسجدوں کو شہید کروا دیا۔ مسلمانوں میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رچرڈ اور دوسرے عیسائی جرنیلوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ یورپ کے بعض متعصب عیسائی راہب بھی رچرڈ کے ساتھ ہی یروشلم میں داخل ہوئے تھے۔ عیسائی راہب کسی سے نفرت نہیں کیا کرتے۔ وہ دوسرے مذہب کا بھی احترام کرتے ہیں۔ مگر یہ عیسائی راہب بڑے تنگ نظر تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی یروشلم کے محکوم مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔

ماریا اور ناگ یروشلم میں ہی تھے اور یہ سب کچھ اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ جرمنی کے
ایک عیسائی جرنیل نے جو مسلمانوں کا دشمن تھا سازباز
کرکے قید میں پڑے ہوئے مسلمان گورنر کو قتل کروا دیا
اور اس کے بیوی بچوں کو اغوا کرکے شہر سے باہر ایک
خفیہ جگہ پر پہنچا دیا۔ بعد میں یہ مشہور کروا دیا کہ مسلمان
گورنر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ فرار ہونے کی کوشش میں
ہلاک ہوگیا اور اس کی بیوی بچے بھاگ نکلنے میں کامیاب
ہوگئے ہیں۔ رچرڈ کو بڑا افسوس ہوا۔ اس نے فوراً
گورنر کی بیوی بچوں کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا
جرمن جرنیل اصل میں مسلمان گورنر کی بیوی سے شادی
کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اسے شہر سے باہر
ایک پرانے اور بے آباد قلعے میں اپنی فوج کے ایک
حفاظتی دستے کے ساتھ قید کر دیا تھا۔ مسلمان گورنر
کی بیوی کا نام جلالہ تھا۔ اس کے دو کم عمر بچے بھی
اس کے ساتھ تھے۔ جب ماریا کو مسلمان گورنر کے
قتل کی خبر ملی تو۔

اس نے ناگ سے کہا!

"ناگ! میں خود عیسائی ہوں مگر اس جرمن

عیسائی جرنیل نے جو حرکت کی ہے اس پر مجھے
بہت دکھ ہوا ہے۔"

ناگ نے جواب دیا!

"ماریا! دنیا کا کوئی بھی مذہب اس قسم
کی حرکت کی اجازت نہیں دیتا۔ اس عیسائی
جرنیل نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کا ذاتی فعل
ہے مذہب کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔"

ماریا بولی!

"لیکن اب میرا فرض بن گیا ہے کہ میں اس
مسلمان شہزادی جلالہ کا سراغ لگا کر اسے
عیسائی جرنیل کے ظلم سے نجات دلاؤں۔"

ناگ نے کہا!

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

ناگ اور ماریا نے جب یہ طے کر لیا کہ مسلمان
قیدی شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو عیسائی
جرنیل کی قید سے آزاد کروانا ہے تو ناگ نے مشورہ
دیا کہ ہمیں اس عیسائی جرنیل کا پیچھا کرنا ہوگا۔ وہ
کسی نہ کسی وقت اس خفیہ جگہ پر ضرور جائے گا۔
جہاں اس نے شہزادی کو قید میں ڈال رکھا ہے۔

ماریا اور ناگ عیسائی جرنیل کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ ناگ ابھی تک سانپ کی شکل میں ماریا کی کلائی کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ اسی رات عیسائی جرنیل نے کالا لبادہ اوڑھا اور اپنے محل کے عقبی دروازے سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر کے دروازے کی طرف چلا۔

ماریا اور ناگ اس کے ساتھ ساتھ تھے۔ شہر سے نکلنے کے بعد جرنیل نے صحرا کا رُخ کر لیا۔ رات گہری ہو رہی تھی۔ ستارے آسمان پر چمک رہے تھے۔ صحرا میں ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صحرا میں کافی دور تک گھوڑا دوڑانے کے بعد عیسائی جرنیل ایک بہت بڑے ٹیلے کے عقب سے ہو کر میدان میں آیا تو ماریا نے دیکھا کہ دور ایک پرانے قلعے کی دیوار نظر آ رہی ہے۔ جرنیل پرانے قلعے کے دروازے پر پہنچا تو پہرے دار نے فوراً سلام کر کے دروازہ کھول دیا۔ دو سپاہیوں نے آگے بڑھ کر عیسائی جرنیل کے گھوڑے کو تھام لیا۔ جرنیل گھوڑے سے اُتر کر قلعے کے دالان میں داخل ہو گیا۔ وہاں ایک جگہ زینہ نیچے تہہ خانے کو جاتا تھا۔ اس زینے سے اترا تو

آگے ایک تہہ خانہ تھا۔ جہاں ایک سیاہ لباس والی خوبصورت عورت اپنے دو کم عمر بچوں کو سینے سے لگائے خاموش بیٹھی تھی۔ طاق میں شمع جل رہی تھی۔ ماریا اور ناگ نے دیکھا کہ شمع کی روشنی میں عورت کے خوبصورت چہرے پر شاہانہ وقار اور رعب تھا۔ اگرچہ وہ قید میں تھی مگر اس کا شاہی وقار اور رعب اب بھی اس کے چہرے سے نمایاں تھا۔ یہی یروشلم کے گورنر کی بیوی تھی عیسائی جرنیل کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بل پڑ گیا اور اس نے کہا:

"کیا تمہارا مذہب تمہیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ ایک مجبور عورت پر ظلم کرو؟"

عیسائی جرنیل نے غصے میں آکر مسلمان گورنر کی بیوی جلالہ کے منہ پر زور سے طمانچہ مار دیا۔ اس کے بچے رونے لگے۔ شہزادی جلالہ نے منہ دوسری طرف کر کے سر جھکا لیا۔

عیسائی جرنیل نے غصیلی آواز میں کہا:

"تم ہماری غلام ہو۔ کنیز ہو اور ہم جو چاہے تم سے سلوک کر سکتے ہیں۔ پھر بھی میں نے تمہیں اتنی رعایت دی ہے کہ میں تم سے شادی

کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں کل کے دن کی مہلت
دیتا ہوں۔ اگر کل شام کو تم نے میرے ساتھ
شادی کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی تو میں تمہیں
اور تمہارے بچوں کو قتل کروا دوں گا۔"

یہ کہہ کر عیسائی جرنیل غصے میں پھنکارتا ہوا اٹھ
کر باہر چلا گیا۔ تہہ خانے میں دردناک خاموشی چھا گئی
شہزادی جلالہ نے بچوں کو چپ کرا دیا تھا اور اب انہیں
تھپک تھپک کر سلا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں
آنسو چمکنے لگے تھے۔ ماریا ناگ کو ساتھ لے کر زینے
کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔ اوپر فوجی دستہ پہرہ
دے رہا تھا۔ یہ کل چار سپاہی تھے۔ آٹھ سپاہی قلعے
کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا ایک طرف
چلی گئی اور ناگ کو کہنے لگی۔

" ناگ! میں چاہتی ہوں کہ پہلے تم چل کر شہزادی
سے بات کرو۔ اسے اطمینان دلاؤ کہ تم اسے
یہاں سے نکال کر لے جاؤ گے۔ یہ بھی اسے
بتا دینا کہ تمہارے ساتھ ایک رُوح کی مدد
بھی ہے۔ تاکہ شہزادی جلالہ کو میرے بات کرنے
پر حیرت نہ ہو۔ میرا خیال ہے تم ساری بات

سمجھ گئے ہو گے۔

ناگ نے کہا!

" میں سمجھ گیا ہوں۔ چلو تہہ خانے کی سیڑھیوں
میں چلو۔ میں اسی جگہ انسانی شکل میں
آؤں گا۔"

ماریا باہر پہرے پر کھڑے چاروں سپاہیوں
کے درمیان سے ہوتی ہوئی تہہ خانے کی اندھیری
سیڑھیوں میں آ گئی۔ یہاں آتے ہی ناگ نے انسانی
شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ زینہ اتر کر تہہ خانے
میں آ گیا۔ شہزادی جلالہ کے بچے سو گئے تھے۔ جلالہ نے
چہرہ گھما کر دیکھا تو اسے ایک نوجوان عام لباس میں موجود
دکھائی دیا۔ اس نے نفرت سے منہ دوسری طرف کر لیا
اور آہستہ سے بولی!

" میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔
چلے جاؤ یہاں سے۔"

شہزادی جلالہ یہ سمجھی کہ ناگ قلعے کا آدمی ہے۔ اور
اس سے کھانے کا پوچھنے آیا ہے۔ ناگ قریب آ کر
زمین پر بیٹھ گیا۔

اور آہستہ سے بولا!

"شہزادی صاحبہ!
پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اونچی آواز میں بالکل
بات نہ کریں۔ اگر اوپر پہرے داروں نے
ہماری بات سن لی تو سارا منصوبہ دھرے کا
دھرا رہ جائے گا۔"
اب شہزادی جلالہ نے ناگ کی طرف غور دیکھا۔

اور بولی!
"کونسا منصوبہ؟
تم کون ہو؟"
ناگ دھیمی آواز میں بولا!
"خدا کے لئے اس سے بھی دھیمی آواز میں
بولیں۔ میں کون ہوں۔ کہاں سے آیا ہوں۔
یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ میں آپ کو یہاں سے
زاد کرانے آیا ہوں۔"
شہزادی جلالہ ایک لمحے کے لئے ناگ کی شکل تکتے
ہوئے خاموش ہو گئی۔
پھر دھیمی آواز میں بولی!
"تم مجھے کیوں آزاد کروا رہے ہو؟"
ناگ نے کہا!

"یوں سمجھ لیجئے کہ میں مسلمان ہوں اور آپ کے
گورنر خاوند کا وفادار ہوں۔"
شہزادی جلالہ نے کہا!
"مگر تم اکیلے اور نہتے مجھے اور میرے بچوں کو اس
جہنم سے کیسے نکالو گے۔ باہر تو زبردست پہرہ
لگا ہوا ہے۔"
ناگ نے کہا!
"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اوپر جاکر آپ
کے فرار کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ بس
تیار ہو جائیں۔"
اچانک اوپر سے سپاہی کی آواز آئی۔
"کون ہے نیچے؟"
اور پھر کوئی بھاری قدموں سے زینہ اترنے لگا۔
شہزادی جلالہ کا رنگ اڑ گیا۔ دل میں افسوس کرنے
لگی۔ کہ اس نوجوان نے خوامخواہ اپنی جان گنوائی۔
اسے یقین تھا کہ سپاہی آکر ناگ کو پکڑ لیں گے۔
اور باہر لے جاکر اس کا سر تن سے جدا کر دیں گے۔
لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ جو نوجوان اس کے پاس
بیٹھا ہے وہ کس قدر ناقابلِ یقین طاقت کا مالک ہے

سپاہی کے قدموں کی آواز اب بالکل قریب آگئی تھی۔
ناگ تیزی سے ایک طرف کونے میں ہوگیا۔

○

زہریلی سوئی

شہزادی جلالہ نے گھبرا کر کونے میں دیکھا۔

وہ نوجوان جو ابھی اس کے بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اب کونے میں نہیں تھا۔ وہ کچھ خوف زدہ سی ہو گئی۔ اتنے میں پہرے دار سپاہی تہہ خانے میں آگیا۔

اور گرج کر بولا!

"تم کس سے باتیں کر رہی ہو۔؟"

شہزادی جلالہ نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہاں میرے سوا اور کون ہے جس سے میں باتیں کر سکتی ہوں۔ کیا تمہیں یہاں کوئی دوسرا آدمی نظر آرہا ہے؟"

پہرے دار سپاہی نے تہہ خانے میں چاروں طرف دیکھا۔ شمع کی روشنی میں تہہ خانہ بالکل خالی نظر آرہا تھا۔ سوائے اس کے اور شہزادی جلالہ اور اس کے

بچوں کے اور کوئی نہیں تھا۔

سپاہی نے کہا:

"تو پھر تمہاری آواز کیوں آ رہی تھی؟"

شہزادی نے کہا:

"میں اپنے بچوں کو لوری سنا رہی تھی۔"

سپاہی نے غصے میں کہا:

"خبردار! جو اب لوری سنائی۔
خاموشی سے سو جاؤ۔"

یہ کہہ کر سپاہی بھاری قدم اٹھاتا زینہ چڑھنے لگا۔
جب اس کے قدموں کی آواز اوپر جا کر غائب ہو گئی تو ناگ جو سانپ بن کر کونے میں ایک جگہ دیوار سے چمٹ گیا تھا۔ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔ شہزادی جلالہ کو اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔

اس نے کہا:

"کیا تم کوئی جادوگر ہو؟ میں نے ایسا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم کیسے غائب ہو گئے؟"

اب شہزادی بہت ہی دھیمی آواز میں بول رہی تھی
ناگ نے قریب آ کر کہا:

"ہاں شہزادی جلالہ!

تم مجھے جادوگر ہی سمجھو۔ میرے پاس ایسا جادو ہے کہ میں غائب ہو جاتا ہوں۔ اس وجہ سے میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ مجھے یہ بتاؤ شہزادی تم یہاں سے فرار ہو کر کس ملک میں جانا پسند کرو گی؟"

شہزادی جلالہ نے آہستہ سے کہا:

"ملک مصر میں۔ وہاں میری والدہ رہتی ہیں۔"

ناگ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

"میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔"

ناگ زینے میں آگیا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ زینے میں آتے ہی ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی پر لپیٹا اور تہہ خانے سے نکل کر قلعے کی چھت پر آگیا۔ یہاں کوئی سپاہی یا پہرے دار نہیں تھا۔

ماریا نے کہا:

"اچھا کیا جو تم نے شہزادی کو میرا نہیں بتایا۔"

ناگ بولا:

"اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ کم بخت اچانک سپاہی کے آجانے کی وجہ سے مجھے سانپ

بن کر دیوار سے چمٹ جانا پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے
میرا بھید کھل گیا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔"
ماریا بولی!
"اچھا کیا!
اب بتاؤ شہزادی کو یہاں سے کیسے نکالا
جائے۔"
ناگ نے کہا!
"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ اس وقت یہاں
صرف بارہ عدد سپاہی ہیں۔ چار تہہ خانے کے باہر
پہرہ دے رہے ہیں اور آٹھ سپاہی قلعے کے
دروازے پر کھڑے ہیں۔ بس ہمیں ان سے ہی
چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔"
ماریا نے کہا!
"کیا ہم انہیں ہلاک کر ڈالیں؟"
ناگ بولا!
"انہیں بے قصور ہلاک کرنا ظلم ہوگا۔ میں اس بات
کے حق میں نہیں ہوں۔ میں سانپ بن کر ان
کو ڈستا ہوں اور ان کے جسموں میں صرف اتنا
ہی زہر داخل کروں گا جس سے یہ کچھ وقت

کے لئے بے ہوش ہو جائیں۔ اتنی دیر میں ہم
شہزادی کو لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔
اب یہ بتاؤ کہ یہاں سے مصر کو راستہ کدھر
سے جاتا ہے۔"
ماریا نے کہا!
"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں اس صحرائی علاقے
سے پوری طرح واقف ہوں۔ چلو نیچے چل کر تم اپنا
کام شروع کرو۔"
ماریا اور ناگ قلعے کی چھت سے نیچے آگئے۔ قلعے کے
دروازے پر اندر کی طرف مشعل روشن تھی۔ جس کی روشنی
دالان سے ہوتی ہوئی وہاں تک آ رہی تھی۔ جہاں تہہ خانے
کو زینہ جاتا تھا۔ یہاں زینے کے باہر چار سپاہی اس طرح
پہرہ دے رہے تھے کہ دو سپاہی پتھروں کے بنچ پر بیٹھے
تھے اور دو نیزے لئے ٹہل رہے تھے۔ ناگ نے نیچے آتے
ہی سانپ کی شکل بدل لی۔ رات کے اندھیرے میں اس کا
کام کوئی مشکل نہیں تھا۔ اس نے سب سے پہلے بنچ پر
بیٹھے ہوئے سپاہی کو پاؤں پر ڈسا۔ سپاہی کو ایسے لگا
جیسے پاؤں کے اوپر ٹخنے کے پاس کوئی کانٹا چبھ گیا
ہو۔ وہ جھک کر اپنے پاؤں پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ مگر ناگ

کا زہر بڑا کاری تھا۔ یہ صرف بے ہوش کرنے والا ہی
زہر تھا۔ سپاہی دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور گرتے
ہی بے ہوش ہو گیا۔

اتنی دیر میں دوسرے سپاہی کو بھی ناگ نے ڈس
دیا۔ دونوں بے ہوش ہو کر گر پڑے تو تیسرے نے
شور مچا دیا۔ کہ کوئی سانپ آگیا ہے۔ قلعے کے دروازے
پر جو سپاہی کھڑے تھے۔ وہ ادھر کو دوڑے۔ ناگ
نے باقی دو سپاہیوں کو بھی ڈس دیا۔ اب باقی آٹھ سپاہی
رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک سپاہی نے سانپ کو دیکھ
لیا اور اس پر تلوار ماری۔ ناگ اگر اچھل کر دوسری طرف
نہ ہو جاتا تو تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے ہوتے۔
ماریا نے جب یہ عالم دیکھا تو لپک کر دو سپاہیوں کو گردنوں
سے دبوچ کر ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرایا کہ دونوں کے
سر کھل گئے اور وہ زخمی ہو کر ڈھیر ہو گئے۔ باقی سپاہیوں کو
بھی ناگ اور ماریا نے مل کر بے ہوش کر کے زمین پر ڈال
دیا۔ پھر ناگ انسانی شکل میں نیچے گیا اور شہزادی جلالہ اور
اس کے بچوں کو باہر نکال لایا۔ طویلے میں گھوڑے اور
ایک بگھی موجود تھی۔ ناگ نے شہزادی اور اس کے بچوں کو
بگھی میں سوار کرایا۔ آگے دو گھوڑے جوتے اور بگھی پر بیٹھ

کر گھوڑوں کو ایسا ہنٹر مارا کہ وہ قلعے کے دروازے سے نکلتے
ہی سرپٹ دوڑنے لگے۔

ماریا ناگ کے پاس ہی بگھی پر بیٹھی تھی۔ گھوڑے صحرائی
میدان میں برق رفتاری سے بھاگے جا رہے تھے۔ ماریا نے
ناگ کو راستہ بتا دیا تھا۔ رات کے پچھلے پہر تک بگھی صحرا
میں بھاگتی رہی۔ پو پھٹنے لگی تو بگھی شام کے صحراؤں سے نکل
کر مصر کے بیابانوں میں داخل ہو گئی۔ جب صبح کی سفیدی
چاروں طرف نمودار ہوئی تو ناگ کو دور اہرام مصر نظر آئے
بگھی مصر کی سرحد میں داخل ہو گئی۔ یہاں جگہ جگہ فوج کی چوکیاں
بنی ہوئی تھیں۔ کیونکہ صلیبی جنگ شروع ہو چکی تھی اور یروشلم
پر قبضے کے بعد خطرہ تھا کہ عیسائی فوجیں مصر پر بھی حملہ کر دیں
گی۔ مصری سپاہیوں نے بگھی کو روک لیا۔ ناگ نے اتر کر
انہیں بتایا کہ بگھی میں یروشلم کے مسلمان گورنر کی بیوی
شہزادی جلالہ اور اس کے بچے سوار ہیں۔ جنہیں بڑی مشکل
سے وہاں سے لایا گیا ہے۔ مسلمان مصری سپاہی ادب سے
سلام کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ پھر چوکی کا محافظ ناگ کے ساتھ
بگھی میں بیٹھ گیا اور بگھی کو شاہی محل کی طرف لے کر چلا۔ شاہی
محل میں فوج کے سالار نے ناگ سے ملاقات کرنے کے بعد
شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو بڑے احترام کے ساتھ

محل میں پہنچا دیا۔ مسلمان مصری سالار نے ناگ کا شکریہ
ادا کیا اور کہا!
"تم بہادر نوجوان ہو ہمیں تم سے یروشلم اور
رچرڈ کی فوجوں کے بارے میں بہت سی اہم معلومات
حاصل کرنی ہیں۔ ابھی تم آرام کرو۔ انشاءاللہ دوپہر
کے کھانے پر تم سے باتیں ہوں گی۔"
اس وقت مصری مسلمان سپہ سالار کے پاس اس کا
ایک نوکر بھی کھڑا تھا جو عیسائی جاسوس تھا۔ اس کا اصل
نام پیٹر تھا مگر مسلمان نام عبدل کے نام سے سپہ سالار کے
پاس ملازم ہو گیا تھا۔ اور اپنا اعتماد بحال کئے ہوئے تھا۔
جب اس کو معلوم ہوا کہ ناگ نام کا ایک نوجوان یروشلم سے
شہزادی جلالہ اور اس کے بچوں کو بھگا کر مصر لے آیا ہے
اور دوپہر کو ناگ یروشلم کے بارے میں فوجی معلومات بھی
دینے والا ہے تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ عیسائی
جاسوس تھا اور اس کی ساری وفاداریاں عیسائی صلیبی فوجوں
کے ساتھ تھیں مصر میں ہی اس کا ایک ساتھی جاسوس بھی موجود
تھا جو قاہرہ کے ایک بازار میں تانبے کے برتن فروخت
کرتا تھا۔ وہ بھی ایک مسلمان بن کر وہاں دکانداری کرتا
تھا۔ عیسائی جاسوس پیٹر موقع ملتے ہی سپہ سالار کے محل

سے نکل کر سیدھا قاہرہ کے بازار میں اپنے ساتھی عیسائی
جاسوس کی دکان پر پہنچا۔ اسے ساری بات بیان کی
اور کہا!
"ناگ ایک نوجوان مسلمان ہے اور وہ یروشلم
سے آیا ہے۔ وہ شاہی محل میں بھی جاتا رہتا ہے
وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے سپہ سالار کو
عیسائی فوجوں کی پوری نقل و حرکت کے بارے
میں بتا دے گا۔ اور عیسائی فوجوں کا بہت سخت
نقصان ہو گا۔"
جاسوس ڈیوس نے کہا!
"فوراً پتہ کرو کہ یہ ناگ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔"
جاسوس پیٹر نے کہا!
"وہ شاہی مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہے۔"
اور پھر جاسوس پیٹر نے اپنے ساتھی جاسوس ڈیوس
کو شاہی مہمان خانے کا وہ کمرہ بھی بتا دیا جہاں ناگ
ٹھہرا ہوا تھا اور جس کے اندر ایک خفیہ راستہ بھی
جاتا تھا۔
جاسوس پیٹر نے کہا!
"ناگ ابھی اس کمرے میں آرام کر رہا ہے

اگر تم ابھی وہاں آنا چاہو تو خفیہ راستہ تمہیں
کھلا ہوا ملے گا۔"

ڈیوس جاسوس نے کہا :

"پیٹر یہ کام میں اکیلا نہیں کر سکتا۔ تمہیں
میرا ساتھ دینا ہو گا۔ اور اصل کام تم ہی
کرو گے۔"

پھر دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور بہت جلد ہی انہوں
نے ایک منصوبہ تیار کر لیا اور ڈیوس جاسوس نے
اپنے ساتھی پیٹر کو ایک باریک سوئی دی جو ریشمی کپڑے
میں لپٹی ہوئی تھی۔ یہ دسویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔
سائنس کے میدان میں پہلے کے مقابلے میں کافی ترقی ہو
چکی تھی۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے دور حکومت میں
بہت ہی ایجادات ہو چکی تھیں۔

عیسائی جاسوس ڈیوس نے پیٹر سے کہا :

"یہ سوئی زہر میں بجھی ہوئی ہے۔ تمہیں ناگ کے
پاس جا کر کسی طرح اس سوئی کو اس کے
جسم میں ہی داخل کرنا ہو گا۔ بس اس کے فوراً
بعد وہ مر جائے گا۔ اس کا زہر بہت ہی مہلک
ہے اس کے بعد میں بھی کمرے میں آ جاؤں

گا اور پھر ہم ناگ کی لاش کو ٹھکانے لگا
دیں گے۔

جاسوس پیٹر نے کہا :

"ناگ کی لاش کو ٹھکانے لگانے کی کیا
ضرورت ہے؟ اس کے کمرے میں ہی
پڑی رہنے دیں گے۔"

جاسوس ڈیوس بولا :

"تم ابھی نادان ہو۔ ناگ زہر سے ہلاک ہو گا
شاہی حکیم کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ شاہی
مہمان کو زہر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے تم
پر ہی شک ہو گا۔ کیونکہ تم اس کی خدمت پر
مامور کئے گئے ہو۔ لاش غائب ہو گئی تو یہ سمجھ
لیا جائے گا کہ ناگ اپنے طور پر کہیں چلا گیا ہے
اب زہریلی سوئی لے کر فوراً جاؤ اور ہمارے
دشمن کو ٹھکانے لگا دو۔ اس سے پہلے کہ وہ
ہماری فوجوں کے بارے میں سلطان کے سپہ سالار
کو اہم معلومات مہیا کرے۔ میں تمہیں تھوڑی دیر
میں خفیہ دروازے پر ملوں گا۔"

جاسوس پیٹر عیسائی ساتھی جاسوس ڈیوس کی دکان سے

نکل کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے دس
منٹ بعد ڈیوس بھی دکان کے عقبی دروازے سے نکل
کر گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہی مہمان خانے کے خفیہ
دروازے کی طرف چل پڑا وہ اس خفیہ دروازے کو
اچھی طرح جانتا تھا۔ پیٹر جاسوس نے جاتے ہی اس
دروازے کو اندر سے کھول دیا تھا۔ جاسوس ڈیوس خفیہ
دروازے سے تھوڑی دور زیتون کی جھاڑیوں میں گھوڑے
سے اتر پڑا۔ گھوڑے کو اس نے وہیں باندھا اور جھاڑیوں
کی اوٹ میں آگے بڑھتا خفیہ دروازے میں داخل ہو گیا
یہ ایک سرنگ تھی جو سیدھی شاہی مہمان خانے کے
اس کمرے میں جاتی تھی جہاں ناگ رہتا تھا۔

دوسری طرف جاسوس پیٹر زہریلی سوئی جیب میں رکھے
سیدھا ناگ کے کمرے میں آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں طشت
تھام رکھا تھا۔ جس میں دریائے نیل کے ٹھنڈے کنول کا
شربت تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت ماریا کمرے میں
نہیں تھی۔ وہ شاہی محل میں شہزادی جلالہ کی خیریت معلوم
کرنے گئی ہوئی تھی۔ کمرے میں ناگ اکیلا تھا اور پلنگ
پر لیٹا عنبر اور کیٹی تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہا
تھا۔ کہ وہ کس حال میں ہوں گے۔ پیٹر جاسوس نے اندر

آ کر مسلمانوں کی طرح ادب سے سلام کیا اور بولا:
" سالار اعظم نے آپ کے لئے یہ خاص کنول کا
شربت بھیجا ہے۔ نوش فرمائیے حضور!"
ناگ نے پلنگ سے اٹھتے ہوئے کہا!
"اسے میز پر رکھ دو ہم تھوڑی دیر بعد پئیں گے"
ناگ شربت نہیں پینا چاہتا تھا نہ جانے اس میں
کوئی دوا ہی ملی ہو۔ جاسوس پیٹر نے طشت میز پر رکھ
دیا اور پلنگ کے سرہانے ٹھیک کرنے کے بہانے ناگ
کے پیچھے کی جانب آ گیا۔ بس اس کے لئے اتنی مہلت ہی کافی
تھی۔ زہریلی سوئی پیٹر نے پہلے ہی سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ
لی تھی۔ جونہی وہ ناگ کے پیچھے آیا اس نے پھرتی سے
سوئی ناگ کی گردن میں چبھو دی۔ ناگ نے تڑپ کے
پیچھے دیکھا مگر زہر اپنا کام کر چکا تھا۔
ناگ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس کی آواز
بند ہو گئی۔ جسم ٹھنڈا ہو گیا اور وہیں پلنگ پر لڑھک گیا
فوراً خفیہ دروازے میں سے جاسوس ڈیوس نکلا
اور بولا!
"لاش کو لے کر نیچے سرنگ میں آ جاؤ۔"
دونوں ناگ کی لاش کو سرنگ میں سے نکال کر باہر

زیتون کی جھاڑیوں میں آگئے۔ لاش کو ایک بوری میں بند کیا۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے دُور ابوالہول کے عقب میں جو ویران پرانا قبرستان بنا ہوا تھا وہاں ایک جگہ ریتلی زمین کو کھودا اور ناگ کی لاش کو قبر میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی اور قبر بند کر دی قبر کے اوپر ایک پرانی قبر کا کتبہ اتار کر لگا دیا۔ جس پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے۔"

جاسوس پیٹر اور ڈلیوس جب یہ کام کر چکے تو گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس چل پڑے۔

جب ماریا واپس ناگ کے کمرے میں آئی تو دیکھا کہ ناگ وہاں موجود نہیں ہے۔ کمرے سے نکل کر باہر باغ میں دیکھا۔ ناگ وہاں بھی نہیں تھا۔ واپس کمرے میں آئی ایک بار پھر ناگ کو تلاش کیا۔ ناگ غائب تھا۔ اچانک ماریا نے محسوس کیا کہ ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ اب تو ماریا بہت پریشان ہوئی۔ ناگ کہاں چلا گیا؟ ماریا نے قاہرہ کے سارے شہر میں ناگ کی تلاش شروع کر دی وہ پرانے اہرام کی طرف بھی گئی۔ یہ وہ اہرام تھے جن کو ناگ عنبر نے ماریا کے ساتھ تعمیر ہوتے دیکھا تھا۔ اب وہ آثار قدیمہ میں شامل تھے۔ یہاں بھی ناگ کہیں نہ ملا۔ اس کی خوشبو

کی۔ چونکہ ان سب کا تعلق قدیم مصر کے اہرام سے بڑا گہرا تھا۔ اس لئے ماریا کو امید تھی کہ وہاں ناگ کا کچھ نہ کچھ سراغ ضرور مل جائے گا۔

O

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۵۲

مجھے کاٹو ناگ

پڑھیے۔
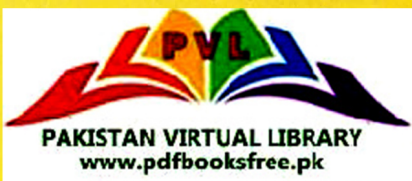
عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا

عنبر، ناگ، ماریا (۱۵۲)

مجھے کاٹو ناگ!

اے حمید

۱۵۲

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

مجھے کا ٹو ناگ

اے حمید

ترتیب

قیمت ۷/۵۰
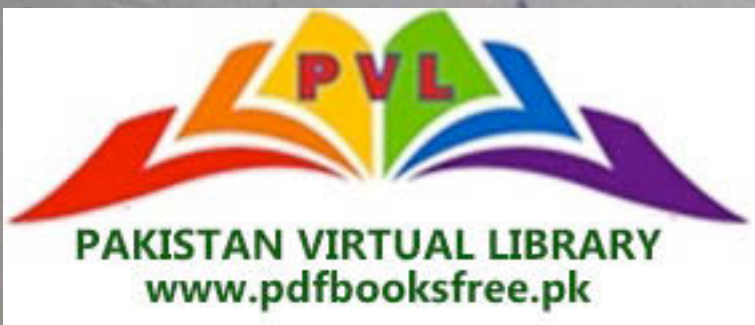
بار اول : ۱۹۸۷ء

ناشر : عدنان سلیم

عنبر پبلی کیشنز، ۱۴۰/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸

مقبرے کی آواز

ماریا ناگ عنبر اور کیٹی تھیوساگ کئی بار ان اہراموں میں جا چکے تھے۔ عنبر تو پیدا ہی ان اہراموں والے شہر میں ہوا تھا۔ ماریا نے تینوں اہراموں کے ارد گرد فضا میں دو تین چکر لگائے۔ وہ ناگ کی خوشبو لینا چاہتی تھی۔ جو اسے کہیں بھی محسوس نہ ہوئی۔ اب وہ پہلے اہرام میں داخل ہو گئی۔ یہ اہرام مصر کے اس بادشاہ یعنی اس خاص فرعون کا تھا۔ جس نے پہلی بار اہرام تعمیر کرایا تھا۔ اس کے اندر اس فرعون کی ممی بھی سونے چاندی کے برتنوں اور جواہرات کے ساتھ دفن تھی۔ یہ تینوں اہرام اتنے بڑے تھے اور ان کی بنیادیں زمین کے اندر اتنی گہرائی تک چلی گئی تھیں کہ کوئی بڑے سے بڑا چور بھی اس میں سرنگ بنا کر اندر نہیں جا سکتا تھا۔ چوروں نے صرف چھوٹے اہراموں میں لوٹ مار کی تھی۔ ماریا نے اس پہلے ہرم کو اندر جا کر چاروں طرف سے پھر کر دیکھا۔ دوستو! یہاں ایک بات نوٹ کر لیں کہ اہرام کا مطلب ایسے مینار ہوتا ہے جو مخروطی ہوں اور

یہ ہرم کی جمع ہے۔ ماریا دوسرے ہرم میں آ گئی۔ یہاں بھی نہ تو ناگ کی خوشبو تھی اور نہ ہی وہ کہیں نظر آیا۔ ماریا تیسرے ہرم میں داخل ہوئی تو اسے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو اس نے کبھی عنبر کے ساتھ فرعون کی بیگمات کے محل میں سونگھی تھی۔ قدیم مصر کے عطریات اس زمانے میں ساری دنیا میں مشہور تھے۔ قدیم مصری عطار کنول اور دوسرے پھولوں سے ایسا حسین اور خوشبودار عطر کھینچتے تھے کہ جس کی خوشبو کپڑوں کے بار بار دھلنے کے باوجود باقی رہتی تھی۔ یہ عطر ساری دنیا میں پسند کیے جاتے تھے۔

ماریا نے اس قسم کے عطر کی دھیمی سی خوشبو محسوس کی۔ ہرم میں اندھیرا گھپ تھا۔ کہیں باہر سے اندر روشنی آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر ماریا کو اندھیرے میں بھی ہر شے نظر آ رہی تھی۔ وہ فرعون کے مقبرے سے ابھی دور تھی اور اس تاریک راہ داری پر سے گزر رہی تھی جہاں سے فرعون کے تابوت کو غلام اور کنیزیں اٹھا کر مقبرے کے اندر لے گئی تھیں خوشبو اس راہ داری میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ آگے جا کر راہ داری بند ہو گئی۔ سامنے دیوار آ گئی۔ جو پتھر کے بہت بڑے بڑے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ خوشبو دیوار کی دوسری جانب سے آ رہی ہے۔ وہ کوئی اور

بھاری دیوار میں سے گزر کر دوسری طرف چلی گئی۔ کیا دیکھتی ہے
کہ دوسری جانب ایک دالان ہے جس کی چھت چار سفید پتھر کے
ستونوں پر کھڑی ہے۔ دالان کے وسط میں ایک قبر بنی تھی جس
کے اوپر سونے کا تابوت رکھا ہوا تھا۔ تابوت بند تھا۔ اور ڈھکن
کے اوپر ایک طرف کسی ملکہ کا سر بنا ہوا تھا۔ ماریا نے ریت پر
کچھ انسانی پاؤں کے نشان دیکھے۔ یہ ان لوگوں کے پاؤں کے نشان
تھے جو ملکہ کے تابوت کو حرم میں دفن کرنے لائے تھے۔ تابوت کے
آس پاس ریت پر ماریا نے انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے ادھر ادھر
بکھرے پڑے دیکھے۔ یہ ان غلاموں اور کنیزوں کے ڈھانچے
تھے جو وہاں حرم کے بند ہو جانے کے بعد دم گھٹ کر مر گئے تھے۔
خوشبو ایک ستون کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ جہاں ماریا کو کسی کے
آہستہ سے آہ بھرنے کی آواز بھی سنائی دی۔

ماریا حیران رہ گئی۔ ہزاروں سال سے بند اس حرم میں یہ
کون تھا جس نے آہ بھری تھی۔ ماریا لپک کر ستون کے پیچھے
آئی تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ ریت پر ایک سیاہ فام عورت
ستون سے ٹیک لگائے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کا رنگ حبشی
عورتوں ایسا تھا۔ وہ ایک نوجوان حبشی لڑکی تھی جس کے بال گھنگریالے
سیاہ تھے۔ لباس کنیزوں ایسا تھا اور کانوں میں نقرہ کے بندے
تھے۔ اس کنیز کو ماریا کی موجودگی کا بالکل احساس نہ ہوا جس سے

ماریا سمجھ گئی کہ یہ کوئی روح یا بد روح نہیں ہے۔ ماریا نے آہستہ
سے کنیز کے قریب جا کر کہا۔

"تم کون ہو؟"

حبشی کنیز نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں
وحشت اور دہشت تھی۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"کیا تم ملکہ کی روح ہو؟"

ماریا نے جلدی سے کہا۔

"نہیں۔ میں کسی ملکہ یا کنیز کی روح نہیں ہوں۔ میرا نام
ماریا ہے۔ میں ایک طلسم کی وجہ سے کسی کو دکھائی
نہیں دیتی۔ لیکن تم اس چاروں طرف سے بند حرم میں
کیسے زندہ ہو؟ یہاں تو ہزاروں برس سے تازہ ہوا نہیں
آ رہی۔"

حبشی کنیز نے کہا۔

"میں تم پر اعتبار کرتی ہوں۔ مگر میں جو کچھ کہوں گی تمہیں
اس پر یقین نہیں آئے گا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"تم کہو تو سہی۔ کیا تمہیں کسی ڈاکو نے سرنگ کھودنے
کے بعد یہاں قید کر رکھا ہے؟ مگر مجھے تو یہاں کوئی
سرنگ نظر نہیں آ رہی۔"

حبشی کنیز نے آہ بھر کر کہا۔

"میرا نام ستنالی ہے۔ میں اس ملکہ کی کنیز تھی جو اس قبر میں دفن ہے۔"

ماریا تو حبشی کنیز کا منہ تکتے رہ گئی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم پانچ ہزار برس سے یہاں زندہ ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

کنیز ستنالی نے کہا۔

"یقین کرو کہ میں پانچ ہزار برس سے زندہ چلی آ رہی ہوں اور پانچ ہزار سال کے بعد آج پہلی بار کسی عورت سے گفتگو کر رہی ہوں۔"

ماریا نے تعجب سے کہا۔

"مگر تمہارے ساتھ جو غلام اور دوسری کنیزیں اس مقبرے میں آئی تھیں ان کی تو ہڈیاں چاروں طرف بکھری پڑی ہیں۔ پھر تم کس طرح زندہ رہیں؟"

ستنالی کنیز نے گہرا سانس لیا اور بولی۔

"ماریا بہن! میں فرعون مصر کے دربار میں ملازم ایک محافظ سپاہی سے پیار کرتی تھی۔ اور ہم نے ایک دوسرے سے شادی بھی کر لی تھی۔ یہ شادی ہم نے چھپا کر کی تھی۔ جب ملکہ کا انتقال ہوا تو جن کنیزوں اور غلاموں کو ملکہ کے ساتھ مقبرے میں دفن کیا جانا تھا۔ ان میں میرا نام بھی آ گیا کیونکہ میں ملکہ کی خاص کنیز تھی۔ اس وقت دوسرے غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر کے کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ کہیں ہم میں سے کوئی اپنی جان بچانے کے لیے فرار نہ ہو جائے۔ میں اپنے خاوند سے جدا ہو گئی۔ مجھے اس کا بے حد دکھ تھا۔ اب مجھے موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ ملکہ کی لاش کو مردہ خانے میں حنوط کیا جا رہا تھا۔ اس کو دفن کرنے میں ابھی ایک ہفتہ باقی تھا۔ میری کوٹھڑی کے باہر بھی سخت پہرہ لگا تھا۔ میرا خاوند مجھے کسی صورت میں بھی نہیں مل سکتا تھا۔ آخر وہ دن آ گیا جب مجھے بھی دوسری کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ مقبرے میں زندہ دفن کے لیے لے جانا تھا۔ ملکہ کا جنازہ صبح کے وقت جانے والا تھا کہ آدھی رات کو میری کوٹھڑی کے پہرے دار نے ایک چھوٹی سی پوٹلی میری طرف پھینکی اور کہا۔ یہ تمہارے خاوند نے تمہارے لیے بھجوائی ہے۔ میں نے جلدی سے پوٹلی کو کھولا۔ اس میں نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی شیشی اور ایک رقعہ تھا۔ میں نے رقعہ پڑھا۔

اس میں میرے خاوند نے لکھا تھا۔ پیاری شنالی!
شیشی میں ایک خاص عرق ہے جو میں نے کارنک کے
ایک حکیم سے لیا ہے۔ میں نے آدھا عرق پی لیا ہے۔
باقی کا آدھا عرق تم پی لو۔ اس کی وجہ سے تم مقبرے
میں دفن ہونے کے بعد بھی زندہ رہو گی اور مر نہ
سکو گی۔ میں موقع پا کر مقبرے میں سرنگ لگا کر آؤں
گا اور تمہیں نکال کر لے جاؤں گا۔ دوائی پینے کے بعد
تمہیں بھوک اور پیاس بھی نہیں لگے گی اور تم پوری
طرح صحت مند اور چاق و چوبند رہو گی۔ اور تمہیں تازہ
ہوا کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ ماریا! بہن! میں نے
شیشی میں بچا ہوا عرق پی لیا۔ دوسرے روز صبح
مجھے زنجیروں میں جکڑ کر باہر لایا گیا۔ باہر ملکہ کا جنازہ
تیار تھا۔ دوسری چار کنیزوں اور چار غلاموں کو بھی
زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ یہ بھی ملکہ کے تابوت کے
ساتھ مقبرے میں زندہ ہی دفن کیے جا رہے تھے
ماتمی جلوس اہرام کی طرف چل پڑا۔ ایک جگہ میرے
خاوند نے مجھے ہجوم میں سے دیکھا اور ہاتھ ہلا کر
گویا حوصلہ دیا کہ فکر نہ کرو۔ ہم دونوں زندہ رہیں
گے اور بہت جلد ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

جلوس اہرام کے بلند اور تنگ دروازے میں سے گزر کر
راہ داری میں سے گزرتا مقبرے کے دروازے پر
آ کر رک گیا۔ شاہی گورکنوں اور سپاہیوں نے سب سے
پہلے ہم پانچ کنیزوں اور چار غلاموں کو زبردستی مقبرے
کے اندر دھکیل دیا۔ اس کے بعد شاہی گورکن ملکہ
کے تابوت کو اندر لائے اور چبوترے پر رکھ دیا۔ پھر
ملکہ کا خزانہ، اس کے زیورات، جواہرات اور
شاہی لباس بھی رکھ دیا گیا۔ یہی وہ مقبرہ تھا جہاں
——— آج سے پانچ ہزار سال پہلے
میں داخل ہوئی تھی۔ بلکہ مجھے بھی دوسری کنیزوں اور
غلاموں کے ساتھ زبردستی داخل کر دیا گیا تھا۔ پھر
پتھروں کی بھاری اور موٹی دیوار گرا دی گئی۔ اور ہم
کنیزیں اور غلام ایک مردہ ملکہ کی لاش کے پاس
مقبرے میں زندہ دفن کر دیے گئے۔ آہستہ آہستہ
مقبرے کی تازہ ہوا ختم ہونا شروع ہو گئی۔ میں نے
محسوس کیا کہ مجھے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہو
رہی تھی جبکہ میری ساتھی کنیزوں اور غلاموں کا دم
گھٹنے لگا تھا۔ اور وہ اپنی گردنوں کو پکڑے ریت
پر لیٹے تڑپنے لگے تھے۔ اس خیال سے کہ کہیں مجھ

حملہ نہ کر دیں

آسانی سے سانس لیتے دیکھ کر یہ مجھ پر

میں بھی ان ہی کی طرح ریت پر لیٹ کر تڑپنے
اور حلق سے عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگی۔ میرے
دیکھتے دیکھتے کنیزیں اور غلام تازہ ہوا نہ ملنے
کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ میں پوری
طرح سے ہوش میں تھی۔ میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔ باری
باری سب کنیزوں اور غلاموں کو دیکھا۔ ان کے سانس بہت
آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ دلوں کی دھڑکن بھی سست
ہو رہی تھی۔ نبضیں ڈوب رہی تھیں۔ اور پھر وہ مر گئے۔
مگر میں زندہ تھی۔ مجھ پر کسی بھی کمزوری کا اثر نہیں ہو
رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر پہلا کام یہ کیا کہ مقبرے کی
دیواروں کو جگہ جگہ سے دیکھا کہ کہیں باہر جانے کا کوئی
راستہ مل سکتا ہے۔ مگر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا
اب میرے دل پر خوف چھانے لگا۔ میں سوچنے لگی
کہ میرا خاوند سانگ سرنگ لگا کر کیسے میرے پاس آئے گا؟
کہیں میں قیامت تک کے لیے یہاں بند تو نہیں ہو
گئی؟ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ دن گزر رہا ہے کہ رات
گزر رہی ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے میرے ساتھی
غلام اور کنیزوں کی لاشیں ہڈیوں کے پنجر بن گئیں۔

کے بعد مجھ پر غنودگی کے دورے پڑنا شروع ہو گئے۔
مجھے غنودگی آتی اور پھر میں سو جاتی۔ خدا جانے میں دو
سو برس تک سوتی رہی یا پانچ سو برس تک۔ جب آنکھ
کھلتی تو میں پہلے سے زیادہ اپنے آپ کو صحت مند
اور تازہ دم پاتی۔ اب مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ میں ان
پانچ ہزار سالوں میں کتنی بار سوتی ہوں۔ مجھے تو پہلی
بار تمہاری زبان سے معلوم ہوا کہ مجھے یہاں زندہ دفن
ہوئے پانچ ہزار سال گزر گئے ہیں۔“

ماریا نے خاص خوشبو کا ذکر کیا۔ تو کنیز شنالی نے کہا۔

”یہ خوشبو مجھے یہاں دفن کرنے سے پہلے لگائی گئی
تھی۔ یہ شاہی عطریات کی خوشبو ہے اور میرے
ساتھ یہ خوشبو بھی میرے کپڑوں میں زندہ ہے۔“

پھر شنالی نے بڑی عاجزی سے کہا۔

”ماریا بہن! ہزاروں برس بیت گئے۔ مگر میرا خاوند
مجھے لینے نہیں آیا۔“

ماریا نے کہا۔

”شنالی! اب اسے بھول جاؤ۔ اس کی تو ہڈیاں بھی باقی
نہ بچی ہوں گی۔“

شنالی نے گردن اٹھا کر کہا۔

"نہیں ماریا بہن! میرا خاوند سارنگ زندہ ہو گا۔ جس
عرق کو میں پی کر پانچ ہزار سال سے زندہ ہوں۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ اسی عرق کو پینے کے بعد وہ
زندہ نہ ہو گا؟"
ماریا نے کہا۔
"اگر وہ زندہ ہوتا تو کسی نہ کسی طرح اتنے سالوں
میں تمہارے پاس پہنچنے اور تمہیں یہاں سے نکالنے
کی کوشش ضرور کرتا۔"
شنالی کہنے لگی۔
"بہن! تو مجھے یہاں سے باہر نکال دے۔ میں تیرا
یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ سارنگ کو میں خود تلاش
کر لوں گی۔ وہ زندہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ کہیں
نہ کہیں مجھے ضرور مل جائے گا۔"
ماریا سوچ میں پڑ گئی۔ شنالی کو اس مقبرے سے باہر
کوئی مشکل نہ تھا۔ مگر وہ اس اندیشے کی وجہ سے پریشان
تھی کہ جو عرق اس نے پی رکھا ہے۔ اس کا اثر صرف مقبرے
کے اندر تک ہی محدود ہو اور مقبرے سے باہر
ہی وہ ایک دم سے بوڑھی ہو کر مر جائے۔ اور اس کی ہڈیاں
گل سڑ جائیں۔ جیسا کہ ماریا کو یقین تھا کہ اس کا خاوند سارنگ

کبھی کا مر کھپ گیا ہو گا۔ مگر شنالی ہر حالت میں باہر نکلنا
چاہتی تھی۔ پانچ ہزار سال سے اس نے کسی انسان کی شکل
نہیں دیکھی تھی۔ جب ماریا نے اسے بتایا کہ وہ زمانہ دسویں
صدی عیسوی کا ہے۔ تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ ایک
ہی رٹ لگا رہی تھی کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکالو۔ آخر
ماریا نے اس پر اپنا خدشہ ظاہر کر دیا اور کہا کہ ممکن ہے باہر
کی فضا میں نکلتے ہی وہ زندہ نہ رہے۔ اس پر شنالی نے
کہا۔
"میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔ یہاں قید
میں زندہ رہنے سے باہر نکل کر مر جانا ہزار درجے
بہتر ہے۔"
تب ماریا تیار ہو گئی۔ اس نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں یہاں سے باہر لیے چلتی ہوں۔"
ماریا نے مقبرے کی دیوار کے ایک پتھر کو آہستہ سے
دھکا دیا۔ ماریا کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس دھکے سے پتھر
اپنی جگہ سے پیچھے کو کھسک گیا۔ دوسری بار زور لگانے سے
پتھر باہر راہ داری میں گر پڑا۔ یوں وہاں ایک کشادہ شگاف
پیدا ہو گیا۔ ماریا نے کہا۔
"شنالی! اس شگاف میں سے باہر آ جاؤ۔ میں تمہارے

آگے آگے چل رہی ہوں گی۔"
شنالی مقبرے سے نکل کر راہ داری میں آگئی۔ راہ داری
جہاں جاکر ختم ہوتی تھی وہاں اہرام کی دیوار آ جاتی تھی۔ ماریا نے
اس جگہ بھی دیوار میں ایک شگاف ڈال دیا۔ باہر سے تازہ
ہوا کا تیز جھونکا اندر آیا۔ ماریا نے ڈرتے ڈرتے شنالی کی
طرف دیکھا۔ اسے خطرہ تھا کہ تازہ ہوا کے لگتے ہی شنالی فو
مر جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ شنالی نے تازہ ہوا میں گہرا سانس لیا
اور خوش ہو کر بولی۔

"ماریا بہن! ہزاروں برس کے بعد تازہ ہوا کتنی پیاری
لگی ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی شنالی اہرام کی دیوار کے شگاف
سے نکل کر باہر کھلی ہوا میں آگئی۔ باہر دن کی روشنی پھیلی ہوئی
تھی۔ ماریا کو اب بھی اندیشہ تھا کہ شنالی زندہ نہیں رہے
گی مگر ایسا نہ ہوا۔ خدا جانے اس نے کون سا آبِ حیات
پی رکھا تھا کہ وہ زندہ تھی۔ پانچ ہزار سال سے زندہ تھی۔ ماریا
دھوپ کی روشنی میں شنالی کو غور سے دیکھا۔ وہ ایک نوجوان
عورت تھی اس کا بدن ہزاروں برس پرانا تھا اور کانوں
بندوں کے زمرد بہت انمول تھے۔ آنکھیں موٹی موٹی سیاہ
وہ بڑی خوب صورت تھی۔

ماریا نے کہا۔
"شنالی! اتنی مدت کے بعد تمہیں باہر کی فضا کیسی لگ
رہی ہے؟"
شنالی نے لمبے لمبے سانس لیے۔ پھر چاروں طرف دیکھا اور
بولی۔
"ماریا! ہر شے بدل گئی ہے۔ اہرام کے پتھر خستہ ہو
رہے ہیں۔ اس زمانے میں جب ان پر نیلا رنگ کیا ہوا
تھا اور یہاں باغ تھا۔ جس کے پیچھے فرعون کے
شاہی محلات تھے۔"
پھر اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے ابوالہول کے بت کو دیکھ
کر کہا۔
"یہ بھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ زمانہ کس قدر بدل گیا
ہے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"آخر پانچ ہزار سال کوئی معمولی مدت نہیں ہوتی شنالی!
یہ تو ان اہرام کا حوصلہ ہے کہ اب تک صحرا میں کھڑے
ہیں۔ اور زمانے کی گرم سرد ہواؤں اور بارشوں اور
طوفانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آؤ تمہیں شہر میں لیے چلتی
ہوں۔"

شنالی بولی۔

"کیا بھیتنز کا شہر ابھی تک موجود ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"جہاں کبھی بھیتنز کا شہر آباد تھا وہاں اب سوائے گرم اُڑتی ہوئی ریت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اب دریائے نیل کے کنارے ایک اور شہر آباد ہے۔ جس کا نام قاہرہ ہے اور یہاں مسلمان سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت ہے۔"

شنالی حیرانی سے بولی۔

"یہ مسلمان کون ہوتے ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"جو صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم کی اطاعت کرتے ہیں اور نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔"

شنالی بولی

"مجھے شہر کی سیر کراؤ ماریا۔ مجھے سیر کر کے خوشی ہوگی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"وہ سامنے درختوں کی قطار دیکھ رہی ہو، وہ دریائے نیل کے کنارے اُگے ہوئے ہیں۔ اس طرف چلی آؤ۔ اس کی دوسری طرف قاہرہ کا شہر آباد ہے۔ کہیں تم تھک تو نہیں جاؤ گی؟ تمہیں گرمی تو محسوس نہیں ہو رہی؟"

شنالی نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے جو عرق پی رکھا ہے اس کی وجہ سے نہ میں تھکتی ہوں۔ نہ مجھے گرمی لگتی ہے اور نہ بھوک پیاس محسوس ہوتی ہے۔ ہاں کبھی کبھی نیند ضرور آجاتی ہے۔"

ماریا حیران ہوئی کہ یہ ساری باتیں ناگ عنبر اور ماریا کی تھیں۔ صرف وہ غائب نہیں تھی۔ اس نے سوچا اگر عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے ساتھ ہوتے تو شنالی سے مل کر انہیں بہت خوشی ہوتی اور حیرانی بھی ضرور ہوتی۔ شنالی نے درختوں کی قطار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے اوپر ہوا میں آہستہ آہستہ پرواز کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے اب ناگ کا خیال آرہا تھا کہ وہ اہرام میں بھی نہیں ملا۔ آخر کہاں چلا گیا ہے وہ؟

دریائے نیل کے پُل کو عبور کر کے ماریا اور شنالی قاہرہ کے شہر میں داخل ہوگئیں۔ شنالی دسویں صدی کے قاہرہ

شہر کو دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔ اس کا ملک بے حد بدل گیا
تھا۔ خوب صورت میناروں اور نیلے گنبدوں والی مسجدوں کو دیکھ
کر شنالی دنگ رہ گئی۔ وہ ایک چھتے ہوئے بازار میں سے
گزر رہی تھیں۔ لوگ شنالی کو تعجب سے دیکھتے اور گزر جاتے۔
وہ اسے ملک حبشہ کی کوئی شہزادی سمجھ رہے تھے۔ اچانک
شنالی رک گئی۔ اسے پیچھے سے کسی نے آواز دی تھی۔ شنالی
نے مڑ کر دیکھا تو مسرت سے اس کا چہرہ دمک اٹھا۔ وہ سارنگ
کہہ کر ایک حبشی نوجوان کی طرف دوڑی۔ دونوں ایک دوسرے
کو مل کر خوشی سے جھوم اٹھے۔ دونوں کی آنکھوں میں خوشی
کے آنسو تھے۔

شنالی اپنے خاوند سارنگ سے مل گئی تھی۔ ماریا نے سارنگ
کو غور سے دیکھا۔ وہ ایک صحت مند حبشی نوجوان تھا۔ اور
اچھے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ شنالی نے کہا۔

”ماریا بہن! میں نے کہا تھا نا کہ سارنگ زندہ ہے۔
اس سے ملو۔ یہ میرا خاوند سارنگ ہے۔“

سارنگ نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا۔

”شنالی! تم کس سے بات کر رہی ہو؟“

ماریا کو سارنگ نہیں دیکھ رہا تھا۔ شنالی نے کہا۔

”سارنگ! میں بہن ماریا سے بات کر رہی تھی۔ تم

اسے نہیں دیکھ سکو گے۔ میں بھی اس کو نہیں دیکھ
سکتی مگر اس نے مجھے مقبرے سے باہر نکالا ہے۔
اگر وہ نہ مجھے ملتی تو میں شاید قیامت تک تمہیں نہ
مل سکتی۔“

سارنگ نے کہا۔

”میں بھی ماریا بہن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔“

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

”یہ بازار ہے شنالی۔ یہاں سے نکل کر دریا کی
طرف چلو۔ وہاں چل کر باتیں کرتے ہیں۔“

شنالی سارنگ کو لے کر دریا پہ آ گئی۔ سارنگ نے
ماریا کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا۔

”شنالی! تم سے مجھے ملنے کی امید اب ختم ہو گئی
تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم پانچ ہزار برس
کے بعد ایک بار پھر ایک دوسرے سے مل
گئے۔ مگر اب ہمیں ایک شرط ہر حال میں پوری
کرنی ہو گی نہیں تو ہم دونوں ایک سیکنڈ میں بوڑھے
ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائیں گے۔“

شنالی نے سارنگ کی طرف حیرانی سے دیکھا اور
بولی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو سارنگ؟" کون سی شرط ہے۔
ماریا نے بھی سارنگ سے پوچھا کہ وہ کون سی شرط ہے
جس کا وہ ذکر کر رہا ہے۔
سارنگ کہنے لگا۔
"ماریا بہن! جس درویش حکیم نے مجھے آب حیات
کا عرق دیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کو پی کر تم قیامت
کی صبح تک زندہ رہ سکتے ہو مگر ایک شرط
ہے۔ اور یہ شرط یہ ہے کہ جب بھی تمہاری ملاقات
تمہاری بیوی شنالی سے ہو گی تمہیں فوری طور پر کسی
ایسے جوتشی سے ملنا ہوگا۔ جو تمہیں یہ بتائے گا کہ
تم دونوں موت سے کیسے بچ سکتے ہو۔ کیونکہ جب
تک تم دونوں جدا رہو گے تم موت سے بچے رہو
گے۔ لیکن جونہی تم ایک دوسرے سے ملے تم پر
موت اپنا سایہ ڈال دے گی اور اگر اپنی ملاقات
کے سات روز کے اندر اندر تم دونوں نے کسی
ماہر جوتشی سے مشورہ نہ لیا۔ تو سات دن کے
بعد تم دونوں ایک پل میں بوڑھے ہو کر مر جاؤ گے
اور تمہاری ہڈیاں بھی مٹی ہو جائیں گی کیونکہ اصل میں
ہم مر چکے ہیں۔ صرف عرق کی وجہ سے زندہ

ہیں۔"
شنالی کو تو فکر لگ گئی۔ ماریا نے اسے تسلی دی اور سارنگ
سے پوچھا۔
"تم اس شہر میں رہ رہے ہو۔ کیا تم کسی ایسے جوتشی
کو جانتے ہو جو اپنے فن میں ماہر ہو۔ اور تمہیں درست
مشورہ دے سکے؟"
سارنگ بولا۔
"میں نے پہلے ہی سے ایسا جوتشی تلاش کر رکھا ہے
قاہرہ سے دس میل دور گاؤں میں ایک بوڑھا
عیسائی جوتشی رہتا ہے۔ ہمیں ابھی جا کر اسے ملنا
ہوگا۔ وہی ہمیں درست مشورہ دے سکے گا۔ کہ اب
ہم موت سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔"
شنالی نے کہا۔
"تو پھر چلو۔ ابھی اس کے پاس چلتے ہیں۔"
ماریا نے بھی شنالی کے خیال کی تائید کی۔ سارنگ
نے اسی وقت اپنے مکان میں جا کر دو گھوڑے نکالے۔
ایک پر شنالی کو سوار کرایا۔ دوسرے پر خود سوار ہوا
اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے وہ قاہرہ شہر سے نکل کر
دریا کے کنارے کنارے گاؤں کی طرف بڑھ گئے

دوپہر ہونے سے پہلے پہلے وہ جوتشی کے گاؤں میں آ گئے۔ جوتشی بابا سارنگ کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ اور اس نے بوڑھے جوتشی کو اپنے اور شنالی کے بارے میں سب کچھ بتا رکھا تھا۔ جب وہ شنالی کو ساتھ لے کر بوڑھے جوتشی کے پاس آیا تو جوتشی نے تیز نظروں سے شنالی کو دیکھا اور مسکرا کر بولا۔

"سارنگ بیٹا! میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ کون ہے؟ اس لڑکی کی پیشانی بتا رہی ہے کہ یہ تیری بیوی شنالی ہے۔ اور یہ پانچ ہزار برس سے زندہ چلی آ رہی ہے۔"

ماریا بوڑھے جوتشی کی قیافہ شناسی سے بہت متاثر ہوئی۔ اس نے راستے میں ہی سارنگ اور شنالی کو تاکید کر دی تھی کہ بوڑھے جوتشی کو اس کے بارے میں کچھ نہ بتایا جائے۔ چنانچہ سارنگ اور شنالی بڑے محتاط تھے۔ سارنگ نے کہا۔

"بابا! پانچ ہزار برس کے بعد میری بیوی شنالی مجھے مل گئی ہے۔ اب ہمارے پاس صرف سات دن ہیں۔ اگر آپ نے جوتش کا حساب لگا کر ہمیں مرنے سے اپنے آپ کو زندہ رکھنے کا کوئی طریقہ نہ بتایا تو ہم دونوں مر جائیں گے اور یہ بڑی بھیانک موت ہو گی کیونکہ یک لخت ہمارے دانت جھڑ جائیں گے اور ہم بڑھے کھوسٹ ہو کر ہڈیوں کے چورے میں بدل جائیں گے۔"

بوڑھے جوتشی نے الماری میں سے شیشے کا گلوب نکال کر میز پر درمیان میں رکھ دیا۔ اور سارنگ سے کہا۔

"سارنگ اس پر اپنی ہتھیلی رکھ دو۔"

سارنگ نے ایسا ہی کیا۔ بوڑھے جوتشی کے چہرے پر فکر مندی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ سارنگ نے پریشان ہو کر سوال کیا۔

"بابا! کیا کوئی پریشانی کی بات ہے؟"

بوڑھا جوتشی بولا۔

"بیٹا اگر سات دن کے اندر اندر تجھے اور تیری بیوی شنالی کو ناگ دیوتا نے ڈس لیا تو تم دونوں زندہ حالت میں آج سے پانچ ہزار برس پرانے زمانے میں واپس چلے جاؤ گے۔ اگر تمہیں ناگ دیوتا نے نہ ڈسا تو تم دونوں آٹھویں روز ایک دم سے بوڑھے ہو کر مر جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں اسی وقت خاک بن جائیں گی۔

شنالی نے یہ سُنا تو روتی ہوئی اپنے خاوند سے لپٹ
گئی۔
"اب کیا ہوگا سارنگ؟ ناگ دیوتا ہمیں کہاں سے ملے
گا؟"
سارنگ نے جوتشی سے پوچھا۔
"بابا! ناگ دیوتا ہمیں کہاں ملے گا؟"
ماریا خاموش کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ کاش ا
معلوم ہوتا کہ ناگ کہاں پر ہے۔ وہ تو خود ناگ کی تلاش
تھی۔ جوتشی نے کہا۔
"یہ میں نہیں جانتا۔ تمہیں ناگ دیوتا کو سات دنوں
کے اندر اندر تلاش کرنا ہوگا۔ نہیں تو تم دونوں کی
موت یقینی ہے۔"
یہ کہہ کر اس نے شیشے کے گلوب کا دیا بجھا دیا۔ سا
اور شنالی وہاں سے اُٹھ کر باہر آ گئے۔ شنالی نے ماریا
آواز دی۔
"ماریا بہن! کیا تم ہمارے پاس ہی ہو؟"
ماریا نے کہا۔
"ہاں شنالی! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ جوتشی
نے جو کہا ہے۔ میں نے سن لیا ہے۔"

سارنگ کہنے لگا۔
"یہ ناگ دیوتا ہمیں کہاں ملے گا ماریا بہن؟ یہ تو
سانپوں کا دیوتا معلوم ہوتا ہے۔"
ماریا نے گہرا سانس بھر کر کہا۔
"سارنگ اور شنالی! سنو! میں ناگ دیوتا کی
بہن ہی ہوں۔"
دونوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ شنالی نے خوش
ہو کر کہا۔
"پھر تو ہم زندہ رہیں گے۔ ہم واپس اپنے زمانے
میں چلے جائیں گے جہاں ہم سکھ چین سے زندگی
بسر کریں گے۔"
ماریا بولی۔
"یہی تو مشکل ہے کہ مجھے خود معلوم نہیں کہ ناگ دیوتا
اس وقت کہاں ہے۔"
پھر اس نے شنالی اور سارنگ کو ناگ کے گم ہونے
کی ساری کہانی سُنا دی۔
سارنگ کہنے لگا۔
"ماریا بہن! تم نے کہا ہے کہ آخری آدمی جس نے
ناگ کو دیکھا تو اس وقت ناگ دریا کی طرف

"تو کیوں نہ ہم اسے دریا کی طرف چل کر تلاش کرتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"میں بہت تلاش کر چکی ہوں۔ تم کہتے ہو تو ایک بار
پھر کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

اور وہ دریائے نیل کی طرف چل پڑے۔

○

مجھے کاٹوناگ

دریائے نیل کے کنارے وہ دُور تک چلے گئے۔
ماریا نے شتالی اور سارنگ کو بتایا کہ اسے ناگ کی خوشبو
آجاتی ہے۔ مگر اب نہیں آرہی۔ جس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ اس پر کسی نے طلسم کر دیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ اُسے یہاں سے کہیں دُور لے جایا گیا ہو۔ شتالی نے
افسوسناک لہجے میں کہا۔

"اگر ناگ دیوتا سات دنوں میں نہ ملا تو ہماری موت
یقینی ہے۔ آہ ماریا بہن! پھر میرے پانچ ہزار
برس تک اپنے خاوند کے انتظار کا کیا فائدہ ہوا۔
بہتر تھا کہ میں دوسری کنیزوں کے ساتھ ہی مقبرے
میں مر جاتی۔"

سارنگ اور ماریا نے شتالی کو تسلی دی کہ انسان کو ہمت
کبھی نہیں ہارنی چاہیے۔ ہم ناگ دیوتا کی تلاش جاری رکھیں
گے۔ دریا سے ہٹ کر وہ اہرام کی طرف آ گئے کیونکہ اب

سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور شنالی نے بھی مشورہ دیا تھا۔ کہ
انہیں رات اہرام کے پاس کھلے صحرا میں ہی گزارنی چاہیے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ رات کو ناگ دیوتا کا کوئی نشان مل جائے۔
سارنگ شنالی اور ماریا اُسی اہرام کے مقبرے میں آ کر بیٹھ گئے
جہاں شنالی نے پانچ ہزار سال گزارے تھے۔ جب رات گہری
ہو گئی تو ماریا نے کہا۔

"میں کسی سانپ کو بلا کر ناگ دیوتا کے بارے
میں پوچھتی ہوں"

شنالی نے حیرت کے ساتھ کہا۔

"کیا تم سانپ کو بلا سکتی ہو ماریا بہن؟"

ماریا بولی۔

"کیوں نہیں؟ ابھی تمہارے سامنے بلاتی ہوں۔ پھر
تمہیں یقین بھی ہو جائے گا کہ میں واقعی ناگ دیوتا کی
بہن ہوں"

اور ماریا نے ناگ کے بتائے ہوئے طریقے سے سانپ کی
زبان میں منہ سے ہلکی سی سیٹی نما پھنکار کی آواز نکالی اور
کہا۔

"اگر اس اہرام میں کوئی سانپ ہے تو وہ میرے پاس
آئے۔ میں ناگ دیوتا کی بہن بول رہی ہوں"

اس اہرام میں ایک سیاہ پھن دار سانپ رہتا تھا۔ اس
نے یہ آواز سنی تو فوراً اپنے بل سے نکل کر وہاں آ گیا۔ جہاں
شنالی اور سارنگ بیٹھے تھے۔ سانپ کو ماریا نظر نہیں آ رہی
تھی۔ مگر اسے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو ضرور آ رہی تھی۔ سارنگ
اور شنالی ڈر کر پرے ہٹ گئے۔ ماریا نے فوراً کہا۔

"تم مجھے دیکھ نہیں سکتے مگر تمہیں ناگ دیوتا کی ہلکی
ہلکی خوشبو میرے جسم سے ضرور آ گئی ہو گی"

اہرام کے پھن دار سانپ نے کہا۔

"ہاں عظیم ناگ دیوتا کی بہن! جہاں تم موجود ہو اس
طرف سے مجھے ناگ دیوتا کی دھیمی خوشبو آ رہی
ہے۔ مجھے حکم کرو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا
ہوں"

ماریا نے کہا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں
ہو گا؟ وہ ہم سے بچھڑ کر نہ جانے کہاں چلا گیا
ہے"

پھن دار سانپ نے چاروں طرف دیکھا اور چاروں سمتوں
میں دور دور تک کی ہوا کو سونگھا۔ مگر اسے کسی طرف
سے بھی ناگ دیوتا کی تیز خوشبو نہ آئی۔ اس نے

کہ
"ناگ دیوتا کی بہن! ناگ دیوتا کی خوشبو تو مجھے صرف
تم سے ہی آ رہی ہے۔ اور کسی طرف سے ناگ دیوتا
کی خوشبو نہیں آ رہی۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ
ناگ دیوتا کم از کم ملک مصر کی حدود کے اندر نہیں
ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"کیا وہ زمین کے اندر بھی کہیں نہیں ہو گا؟"
پھن دار سانپ نے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! دھرتی وشال ہے۔ زمین اتنی
وسیع ہے کہ اگر ہم دنیا کے سارے سانپ مل کر
بھی زمین کو ٹٹولنا شروع کریں۔ تو قیامت تک ہم ناگ کو
نہیں پا سکتے۔ ہم زمین کے نیچے ناگ دیوتا کو اس کی
خوشبو ہی سے پہچان سکتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھ لیا
ہے کہ زمین کے اندر بھی اس کی خوشبو کہیں نہیں
ہے۔"
ماریا نے سانپ سے کہا۔
"تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"
جب سانپ چلا گیا تو ماریا نے سانپ کے ساتھ جو باتیں

تھیں وہ سب شنالی اور سارنگ کو بیان کر دیں۔ سارنگ بھی
اب کچھ کچھ ناامید ہو گیا۔ ماریا کہنے لگی۔
"سارنگ فکر مند ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔
اکثر ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہا ہے۔ میرا بھائی
ناگ بہت جلد مجھ سے دوبارہ آن ملے گا۔"
شنالی نے اُداس ہو کر کہا۔
"ماریا بہن اگر وہ سات دن کے اندر نہ آیا تو ہم
دونوں موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔"
ماریا نے اُسے تسلی دی اور کہا کہ ناگ اس سے پہلے پہلے
ان کے پاس آ جائے گا۔ ماریا نے انہیں اہرام کے مقبرے میں
رہنے کی ہدایت کی اور خود ناگ کی تلاش میں ایک بار پھر شہر
کی طرف پرواز کر گئی۔

اب ناگ کی سنیئے۔ جب عیسائی جاسوس پیٹر اور اس
کے ساتھی ڈیوس نے ناگ کو ابوالہول کے پچھواڑے
والے قبرستان میں دفن کر کے اوپر ایک پرانی قبر کا کتبہ یعنی
لکھا ہوا پتھر لگا دیا۔ تو ناگ قبر کے اندر بے ہوش پڑا تھا۔
پیٹر اور جاسوس ڈیوس اِسے مُردہ سمجھ کر دفن کر کے
چلے گئے تھے۔ مگر ناگ مُردہ نہیں تھا۔ وہ بے ہوش
تھا۔ زہر ایسا خطرناک اور تیز تھا کہ اس نے ناگ کے

جسم کو بالکل بے حس بنا دیا تھا۔ ناگ کے ہوش و حواس
ختم ہو گئے تھے۔ اسے کچھ پتہ نہیں رہا تھا۔ کہ وہ کہاں
ہے۔ اور اس کو دفن کر دیا گیا ہے۔ وہ سارا دن اور ساری
رات گزر گئی۔ دوسرا دن بھی گزر گیا۔ اب ناگ کے جسم
پر سے زہر کا اثر ختم ہونا شروع ہو گیا۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ کسی اندھیری جگہ
پر زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرے میں اسے
دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ اب اس پر یہ بھیانک حقیقت کھلی
کہ اسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ ناگ نے اٹھنے کی کوشش
کی مگر وہ اپنے جسم کو نہ ہلا سکا۔ زہر کا اثر صرف اتنا
ہی ختم ہوا تھا کہ اس کے ہوش و حواس واپس آ گئے
تھے۔ اس کے جسم کی طاقت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔
ناگ نے سانس کھینچ کر چاہا کہ سانپ کی شکل اختیار کر کے وہاں
سے نکل جائے مگر اس کا سانس بھی اوپر کو نہ ہو سکا۔ ناگ
نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ آخری بار اس
کے کمرے میں سپہ سالار کا خاص نوکر پیٹر کنول کے پھول کا
شربت لے کر آیا تھا اور اس نے کوئی چیز اس کے جسم
میں چبھوئی تھی۔ جس کے بعد ناگ بے ہوش ہو گیا
تھا۔

ناگ صرف اپنا سر دائیں بائیں ہلا سکتا تھا۔ اسے
ماریا کا خیال آنے لگا۔ کہ وہ اس کو کمرے میں نہ پا کر پریشان
بھی ہو گی اور اسے ڈھونڈ بھی رہی ہو گی۔ اسے معلوم ہی
نہیں کہ وہ خدا جانے کس جگہ قبر میں پڑا ہے ناگ کو عنبر
اور تھیوسانگ کا بھی خیال آ رہا تھا۔ ابھی تو اسے یہ فکر
تھی کہ جس طرح بھی ہو قبر سے باہر نکلے۔ مگر وہ بے بس
ہو چکا تھا۔ اس نے سانپ کی آواز میں کسی سانپ کو مدد کے
لیے بلانے کی کوشش کی مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ منہ سے
ہلکی سی آواز بھی نہیں نکال سکتا۔ وہ سن ضرور سکتا تھا۔ اسے
کھڑکھڑ کی آواز سنائی دی۔ پھر اسے اپنی پنڈلی پر کوئی چیز
چلتی محسوس ہوئی۔ ناگ سر ہلا سکتا تھا۔ اس نے اندھیرے
میں ایک چوہے کو دیکھا کہ وہ اس کے کرتے کو ایک جگہ
سے کتر رہا تھا۔ پھر یہ چوہا پھدک کر ناگ کی چھاتی پر
آ گیا۔ ناگ ہاتھ ہلا کر اسے ہٹا نہیں سکتا تھا۔ چوہا ناگ
کی جیب میں داخل ہو گیا۔ ناگ کی جیب میں ریشمی رومال
رکھا ہوا تھا۔ چوہوں کو ریشم بہت پسند ہوتا ہے۔ وہ جیب
کے اندر گھس کر ریشمی رومال کو کترنے لگا۔ پھر رومال کا
چھوٹا سا ٹکڑا منہ میں لے کر قبر کے سوراخ میں گھس گیا۔
اس وقت ماریا فضا میں پرواز کرتی ہوئی دریا کے اوپر

نے پیچھے

سے گزر کر ابوالہول کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے
ایک پرانا قبرستان دیکھا وہ قبرستان میں اتر کر ایک جھاڑی
کے پاس بیٹھ گئی۔ یہاں سوائے قبروں کے اور کچھ نہیں تھا
قبریں بھی بہت پرانی تھیں۔ ماریا کی نظر ایک چوہے پر پڑی جو
ایک قبر کے سوراخ میں سے باہر نکل رہا تھا۔ ماریا اسے
دیکھنے لگی۔ چوہے کے منہ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ چوہا
اس کپڑے کے ٹکڑے کو ایک طرف بیٹھ کر کترنے لگا۔ تھوڑا
سا کترنے کے بعد چوہا واپس قبر میں گھس گیا۔ ماریا نے قریب
آکر قبر کو دیکھا۔ اس پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے" ماریا نے دل میں
کہا۔ میرا خدا ـــــ یہ قبر تو فرعونوں کے زمانے کی ہے اور
یہاں کسی فرعون کا باورچی دفن ہے۔ وہ اٹھ کر جانے
ہی والی تھی کہ وہی چوہا دوبارہ قبر کے سوراخ سے باہر نکلا
اس کے منہ میں کپڑے کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ ماریا حیران ہوئی
کہ یہ چوہا اندر سے کپڑے کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کہاں
سے لا رہا ہے؟

چوہا ماریا کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس لیے بڑے اطمینان سے
قبر کے پاس بیٹھا کپڑے کے ٹکڑے کو کتر رہا تھا۔ ماریا نے غور
سے دیکھا۔ کپڑے کا ٹکڑا ریشمی تھا۔ ماریا کا ذہن ایک دم
چونک اٹھا۔ اسی قسم کے ریشمی کپڑے کا رومال ناگ کے پاس
بھی ہوا کرتا تھا۔ ماریا نے چوہے کے آگے پڑا ہوا ریشمی کپڑے
کا ٹکڑا اٹھا لیا۔ اُسے سونگھا تو اس میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو
آ رہی تھی۔ ماریا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیا ناگ اسی
پرانی قبر میں ہے؟ ماریا نے فوراً ہی قبر کے اندر غوطہ لگا دیا۔
کیا دیکھتی ہے کہ سچ مچ ناگ قبر کے اندھیرے میں زمین پر سیدھا
پڑا ہے۔ ماریا کو ناگ نے بھی دیکھ لیا تھا۔ مگر وہ بول نہیں
سکتا تھا۔ نہ ہل جل سکتا تھا۔ ماریا نے تیزی سے مٹی کو
ادھر ادھر ہٹایا اور ناگ کو اٹھا کر قبر سے باہر نکال کر زمین پر
لٹا دیا۔

"ناگ بھیا! یہ کیا بات ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں؟"
ناگ مسکرایا۔ آنکھوں کی ہی آنکھوں میں اور ہاتھ سے ماریا
کو بتایا کہ میں نہ بول سکتا ہوں نہ حرکت کر سکتا ہوں۔ ماریا پریشان
سی ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ ریشمی رومال ناگ کی جیب سے
نکل کر اس کے سینے پر پڑا تھا۔ چوہا یہاں ہی سے ریشمی
رومال کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر باہر لے جاتا تھا۔ اور باہر
بیٹھ کر کترتا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"تم سن تو سکتے ہو نا؟"
ناگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ یعنی اوپر نیچے سر کو

مطلب ہوتا ہے کہ ہاں میں سُن سکتا ہوں۔ ماریا نے ناگ
کو اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور فضا میں پرواز کرتی سیدھی
اہرام کے اندر وہاں آگئی جہاں سارنگ اور شنالی بیٹھے تھے۔
وہ ماریا کی خوشبو نہیں سونگھ سکتے تھے۔ ماریا نے اِن کے قریب
ہی جب ناگ کو لٹایا اور الگ ہوئی تو ناگ نظر آنے لگا۔
سارنگ اور شنالی نے ایک غیر آدمی کو وہاں اچانک نمودار ہوتے
دیکھا تو جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ ماریا کی آواز آئی۔
"سارنگ اور شنالی! تم خوش قسمت ہو۔ تم جسے
تلاش کر رہے تھے وہ مل گیا ہے"
سارنگ نے حیرانی سے پوچھا۔
"کیا ــــ کیا یہ ناگ دیوتا ہے؟"
"ہاں" ماریا نے کہا "یہی میرا بھائی ناگ دیوتا ہے"
شنالی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مگر فوراً ہی کہنے لگی
"لیکن ماریا بہن! یہ تو انسان ہے۔ ناگ دیوتا کو تو
سانپ ہونا چاہیئے"
ماریا نے کہا۔
"ناگ دیوتا میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ جب چاہے
انسان اور انسان سے سانپ بن جاتا ہے"
سارنگ نے بے تابی سے کہا۔

"تو پھر ناگ دیوتا سے کہو کہ وہ سانپ بن کر ہم
دونوں کو ڈس دے۔
شنالی پریشانی سے بولی۔
"مگر ماریا بہن ناگ دیوتا تو خاموش پڑا ہے۔ یہ تو
حرکت بھی نہیں کرتا"
ماریا نے سارنگ اور شنالی کو بتایا کہ ضرور ناگ کے ساتھ
کوئی حادثہ ہو گیا ہے کیونکہ میں اسے ایک قبر میں سے نکال
کر لا رہی ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ناگ کو کوئی زہریلی چیز
پلا دی گئی ہے۔ جس کا ابھی تک اس پر اثر ہے۔
"یہی وجہ ہے کہ اس کے دشمنوں نے اسے مردہ
سمجھ کر قبر میں دفن کر دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ناگ
کو کس نے زہر دیا؟ ناگ تو شاہی مہمان خانے میں
تھا"
سارنگ اور شنالی بھی ناگ کے اِردگرد پریشانی کے عالم
میں بیٹھ گئے۔ کیونکہ ــــ اگر چھ دن کے اندر اندر ناگ دیوتا
کے ہوش اور طاقت واپس نہیں آتے اور وہ سانپ بن
کر انہیں ڈستا نہیں۔ تو وہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔
ماریا نے کہا۔
"ناگ بھیا! تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں پھر

میں سے آئیں گے۔ میرا مطلب ہے تمہاری طاقت
تمہیں بہت جلد واپس مل جائے گی۔"
ناگ سب کچھ سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ شنالی اور سارنگ
کو بھی دیکھ رہا تھا۔ مگر بول نہیں سکتا تھا۔ اِسے ابھی تک ملکہ
کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اِن لوگوں نے اِس کے جسم میں
کوئی بے حد خطرناک زہر داخل کر دیا تھا۔ جس کا اثر ابھی
تک باقی تھا۔ یہ ناگ ہی تھا کہ اس زہر سے بچ گیا۔ اگر
اس کی جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو اب تک اس کا جسم
گل سڑ چکا ہوتا۔

شنالی نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! جس مقبرے میں مجھے ملکہ کے تابوت
کے ساتھ زندہ دفن کیا گیا تھا۔ وہاں تابوت کے
اندر ایک شاہی مہرہ بھی ملکہ کی لاش کے ساتھ رکھا
گیا تھا۔ اس مہرے کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ مثلاً
میں نے سنا تھا کہ انسان کتنا ہی بیمار کیوں نہ ہو اگر
وہ مہرہ پانی میں ڈبو کر پانی بیمار کو پلا دیا جائے تو اس
کو شفا ہو جاتی ہے۔"

سارنگ نے بھی شنالی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ماریا بہن! شاہی مہرہ ہمیشہ مرنے والی ملکہ کی
لاش کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اگلی دنیا میں ملکہ
بیمار پڑ جائے تو اس کا علاج کیا جا سکے۔"

ماریا نے کہا۔

"تو چلو۔ وہ مہرہ چل کر نکالتے ہیں۔"

ماریا نے شنالی کو ساتھ لیا اور ملکہ کے مقبرے میں آگئی۔
تابوت کے اوپر ملکہ کا مسالے سے بنا ہوا سر رکھا تھا۔ لاش
تابوت کے اندر تھی۔ تابوت کو لوہے کے کیلوں سے بند کر دیا
گیا تھا۔ ماریا نے شنالی سے پوچھا۔

"شاہی مہرہ تابوت کے اندر کس جگہ رکھا ہو گا؟"

شنالی نے کہا۔

"یہ مہرہ عام طور پر لاش کے سرہانے دائیں جانب
سونے کی ڈبیا میں بند کر کے رکھا جاتا تھا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تابوت کے اندر جا کر شاہی مہرہ لاتی ہوں۔"

اور ماریا تابوت کے اندر اتر گئی۔ اندر ملکہ مصر کی حنوط شدہ
لاش بالکل سیدھی پڑی تھی۔ ماریا نے سرہانے کی جانب
دیکھا۔ سچ مچ وہاں سونے کی ایک چھوٹی سی ڈبی رکھی ہوئی
تھی۔ ماریا نے سونے کی ڈبی اٹھائی اور تابوت سے باہر نکل آئی۔
اس نے ڈبی فرش پر رکھی تو شنالی کو ڈبی نظر آئی۔ ماریا نے

پوچھا۔

"کیا یہی ہے وہ ڈبی سُنالی جس میں شاہی مہرہ
ہوتا ہے؟"

"ہاں ہاں ماریا۔ یہی ڈبی ہے۔ اِسے کھول کر دیکھو" سُنالی
نے کہا۔

ماریا نے کہا۔

"مجھے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے"

اور ماریا نے ہاتھ ڈال کر بند ڈبی میں سے شاہی مہرہ باہر
نکال کر ڈبی کے پاس ہی رکھ دیا۔ سُنالی بولی۔

"ہاں ماریا۔ یہی ہے شاہی مہرہ"

ماریا نے مہرہ اُٹھا لیا۔ اور سُنالی سے کہا۔ کہ چلو ناگ کے
پاس چلتے ہیں۔ ناگ اسی طرح بے جان کی حالت میں زمین پر پڑا
تھا۔ ماریا نے اُسے شاہی مہرہ دکھا کر کہا۔

"ناگ بھیا! اس شاہی مہرے کا پانی پینے سے تم بالکل
اچھے ہو جاؤ گے"

پھر اس نے سُنالی سے کہا۔

"تم اور سانگ اسی جگہ بیٹھو۔ میں دریا پر جا کر پانی
لاتی ہوں"

ماریا تیزی سے اہرام سے نکل کر دریا کی طرف اُڑ گئی۔ دریا

کوئی پانی لانے کے برتن نہیں تھا۔ ماریا دریا کے ساتھ دُور دُور
تک اُڑتی چلی گئی۔ ایک جگہ ـــــ مٹی کا پیالہ اوندھا پڑا دیکھا۔
ماریا نے اُسے اُٹھا لیا۔ اس میں دریائے نیل کا پانی بھرا اور
سیدھی واپس اہرام میں آ گئی۔ شاہی مہرے کو اس میں ڈالا
اور پیالہ زمین پر رکھ دیا۔ پھر سُنالی سے کہا۔

"سُنالی! ناگ بھیا کو یہ پانی پلا دو۔ وہ خود نہیں
پی سکتا"

ناگ نے منہ کھول دیا اور سُنالی تھوڑا تھوڑا پانی ناگ
کے منہ میں ڈالنے لگی۔ ناگ نے پانی کے دس گیارہ گھونٹ
پئے۔ تو اس کو اپنے جسم میں گرم خون کی رو دوڑتی محسوس
ہوئی۔ اس کی توانائی واپس آ گئی تھی۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔
اسے ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو
آنے لگی تھی۔ ناگ نے خوشی سے کہا۔

"ماریا! خدا کا شکر ہے کہ میں زندہ حالت میں تم
سے دوبارہ مل سکا"

ماریا نے کہا۔

"ناگ بھیا! شکر تو خدا کا مجھے ادا کرنا چاہیئے۔
میں ناامید تو نہیں ہوئی تھی مگر تمہارے بارے میں
پریشان ضرور تھی"

ناگ نے سُنالی اور سارنگ کی طرف اشارہ کر کے
کہا۔
"یہ کون ہیں؟"
ماریا نے مسکرا کر کہا۔
"یہ سُنالی اور سارنگ ہیں۔ دونوں میاں بیوی ہیں
اور ان کی کہانی یہ ہے کہ......"
سُنالی اور سارنگ کی ساری داستان ماریا نے ناگ
کو سنا ڈالی۔ ناگ نے حیران ہو کر پوچھا۔
"سُنالی اور سارنگ! کیا تم میرے ڈسنے سے
اپنی پرانی دنیا میں واپس چلے جاؤ گے؟"
سُنالی نے کہا۔
"ہاں ناگ بھیا! اگر تم ہمیں چھ دن اور نہ ملتے
اور ہماری موت یقینی تھی۔"
سارنگ نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔
"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پہلے ماریا بہن سُنالی
کو ملی اور اس نے سُنالی کو ہزاروں سال سے بند
مقبرے سے نکالا۔ اور پھر دوسری خوش قسمتی
یہ ہوئی کہ تم ہمیں مل گئے۔ اور تم اچھے بھی ہو گئے
اب خدا کے لیے ہمیں سانپ بن کر فوراً ڈس

دو تاکہ ہم واپس اپنی دنیا میں پہنچ جائیں اور وہاں
قدرتی زندگی بسر کرنے کے بعد قدرتی موت
مریں۔"
ماریا نے کہا۔
"ہاں ناگ بھیا! سُنالی اور سارنگ کو ڈس دو۔
کیونکہ اگر دیر ہو گئی۔ تو ہو سکتا ہے ان دونوں
پر کوئی اور آفت نہ ٹوٹ پڑے۔"
ناگ مسکرا کر بولا۔
"تم پہلے انسان ہو جو مجھے ڈسنے پر مجبور کر رہے
ہو۔ میں تمہاری خواہش ضرور پوری کروں گا۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچا اور جب چھوڑا
تو سُنالی اور سارنگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کہ وہاں
ناگ کی جگہ ایک سیاہ سانپ پھن اٹھائے کنڈلی مارے
بیٹھا ان کی طرف اپنی لال آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ سُنالی
تو ڈر کر سارنگ کے پیچھے ہو گئی۔
"کہیں میں مر نہ جاؤں۔ سانپ کے کاٹنے سے؟" وہ
ڈر کر بولی۔
سارنگ بھی کچھ خوف زدہ تھا۔ مگر حوصلہ کر کے بولا۔
"نہیں سُنالی! ہمارے بزرگوں کے کہنے کے مطابق

ہمارا علاج دیوتا کے ڈسنے میں ہی ہے۔ ناگ
کا زہر ہمیں اس وقت کی موت سے بچالے گا۔
اور ہم واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں گے جہاں ہم
ہنسی خوشی زندگی بسر کریں گے"

ماریا کہنے لگی۔

"شنالی! تم تو خود ناگ دیوتا سے ڈسوانا چاہتی
تھیں۔ اب کیوں ڈر رہی ہو؟"

شنالی نے کہا۔

"قدرتی طور پر سانپ سے ڈر لگتا ہے۔ مگر نہیں۔
میں تیار ہوں۔ ناگ بھیا مجھے ڈس دو۔"

یہ کہہ کر شنالی نے اپنا بازو آگے کر دیا اور منہ دوسری
طرف کر لیا۔ ناگ نے اپنا منہ شنالی کے بازو پر رکھ کر اسے
ڈس دیا۔ سانپ کا زہر شنالی کے جسم میں داخل ہو گیا۔ اس
کے منہ سے "سی" کی ہلکی سی آواز نکل گئی۔ اس نے جلدی سے
بازو پیچھے کر لیا۔ ماریا نے سارنگ سے کہا۔

"سارنگ بھیا! اب تم بازو آگے کرو۔"

سارنگ نے بھی اپنا بازو ناگ کی طرف بڑھا دیا۔ ناگ
نے اسے بھی ڈس دیا۔ سارنگ نے بازو وہیں رہنے دیا
شنالی اور سارنگ کو اپنے جسم میں گرم لہر دوڑتی محسوس
ہوئی۔ ناگ فوراً انسان کی شکل میں آگیا اور بولا۔

"شنالی اور سارنگ! تمہیں نیند تو نہیں آرہی؟"

شنالی اور سارنگ نے کہا کہ ہمیں نیند بالکل محسوس نہیں
ہو رہی۔ صرف جسم تھوڑا سا گرم ہو گیا ہے۔ ناگ نے مسکرا
کر کہا۔

"بس پھر تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ میرے زہر نے
تمہیں بچا لیا ہے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"سارنگ تم لوگ اپنی دنیا میں واپس کس طرح جاؤ
گے؟"

سارنگ اور شنالی نے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں
دے دیئے۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے انہیں ماریا اور ناگ
کی موجودگی کا بالکل احساس نہیں رہا۔ پھر اہرام کی دیوار ایک
جگہ سے شق ہو گئی۔ ناگ اور ماریا اس طرف دیکھنے لگے۔ جہاں
دیوار شق ہوئی تھی۔ وہاں دوسری طرف ماریا اور ناگ نے
ایک عجیب منظر دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پانچ ہزار برس
پہلے کے مصر کا ایک بازار ہے جس میں لوگ گھوڑوں
اور رتھوں پر سوار آجا رہے ہیں۔ عورتیں سروں پر پانی کی
صراحیاں اٹھائے قدیم مصری لباس میں ملبوس چلی جارہی ہیں۔

پانچ ہزار برس پہلے
گھروں کے آگے سائبان لگے ہیں۔ پانچ ہزار برس پہلے کی
کے بچے بازار میں کھیل رہے ہیں۔ شنالی نے ناگ کی
طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔ اس
نے کہا۔

"ناگ بھیا! ماریا بہن! ہم تم لوگوں کا احسان ساری
زندگی نہیں بھولیں گے۔ یہ ہمارا پانچ ہزار سال پہلے
کا شہر بھتیز ہے۔ ہم اسی شہر میں رہتے تھے۔
ہم واپس اپنی دنیا میں جا رہے ہیں۔ خدا تمہیں ہمیشہ
خوش رکھے۔"

ماریا نے کہا۔
"شنالی! کیا دوبارہ بھی کبھی تم سے ملاقات
ہو گی؟"

شنالی نے کہا۔
"یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں؟ شاہی مہرہ
ملکہ کے تابوت میں واپس رکھ آنا۔ یہ ملکہ کی امانت
ہے۔"

اتنا کہہ کر۔ سارنگ اور شنالی دونوں دیوار کے سوراخ
میں سے دوسری طرف چھلانگ لگا گئے۔ پھر ناگ اور ماریا
نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ دونوں بھتیز کے بازار میں خوش
خوش ایک دوسرے کے ہاتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے
جا رہے ہیں۔ ماریا نے انہیں آواز دی۔

"سارنگ اور شنالی! خدا حافظ! ہمیشہ خوش رہو۔"
مگر شنالی اور سارنگ نے مڑ کر نہ دیکھا۔ ماریا کی آواز ان
تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"وہ تمہاری آواز نہیں سن سکیں گے ماریا۔"
اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ دیوار
آپس میں مل گئی۔ اور سوراخ بند ہو گیا۔ ناگ نے
کہا۔

"یہ لوگ اپنی دنیا میں واپس پہنچ گئے ہیں۔" اب یہ
یہ شاہی مہرہ ملکہ کے تابوت میں رکھ آؤ اور ملکہ
کا شکریہ ادا کرنا۔ میں اسی جگہ بیٹھا ہوں۔"
ماریا نے پیالے میں رکھا ہوا شاہی مہرہ اٹھایا اور ملکہ کے
مقبرے میں آ گئی۔ اس نے شاہی مہرے کو ملکہ کے تابوت
میں سونے کی ڈبی میں بند کر کے رکھا اور کہا۔
"نیک دل ملکہ! تمہارا شکریہ۔"

ملکہ کی لاش کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کی آنکھیں ذرا سی کھلیں اور خشک آواز بلند ہوئی۔

"تم نے میری کنیز کو واپس اپنی دنیا میں بھیج کر نیک کام کیا ہے مرنے والا اپنے ساتھ کسی کو نہیں لے جاتا۔ صرف اس کے عمل ہی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ اچھے عمل اسے جنت میں اور بُرے عمل اسے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"نیک دل ملکہ مصر! تم نے دانائی کی بات کی ہے۔"

ملکہ کی لاش نے خشک آواز میں کہا۔

"میں ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن ایک بچھڑی ہوئی بیوی کو اس کے خاوند کے ساتھ اس کی دنیا میں واپس پہنچانے کے بعد شاید خدا میرے گناہ بخش دے اور مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اب تم جاؤ۔ اس سے زیادہ میں تم سے گفتگو نہیں کر سکتی۔ خدا حافظ۔"

ملکہ کی لاش کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ ماریا تابوت سے نکل کر سیدھی ناگ کے پاس آئی اور اسے ملکہ کی گفتگو سنائی۔

ناگ بولا۔

"مرنے کے بعد انسان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ حقیقت میں خدا کی ذات پاک ہی تمام زمینوں اور آسمانوں کی مالک ہے۔ اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ ملکہ مصر پر بھی مرنے کے بعد یہ راز کھل گیا کہ اس کے ساتھ جو غلام اور کنیزیں زندہ دفن کر دی گئیں تھیں۔ وہ اس کے ساتھ ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتی تھیں۔ حقیقت میں ملکہ کے اعمال ہی اس کے ساتھ تھے اور انہیں پر ملکہ کی روح کی بخشش کا انحصار تھا۔"

ماریا نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور بولی۔

"خداوند ہمارے گناہ معاف کرے۔ انسان کو دنیا میں واقعی نیک کام کرنے چاہئیں۔ بُرائی سے بچنا چاہیے۔ اپنے دل میں کبھی بُرا خیال نہیں لانا چاہیے۔ ہر ایک کے بارے میں اچھا سوچنا چاہیے ماں باپ کی عزت کرنی چاہیے اور خدا اور اس

کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہنا چاہیے۔ صرف ایسا کرنے سے ہی انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔"

ناگ بولا۔

"چلو ہم بھی واپس شہر چلتے ہیں۔"

ماریا نے کسی قدر چونک کر کہا۔

"ارے ناگ بھیا! میں نے تم سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ تمہیں قبر میں کس نے دفن کیا تھا؟ تمہارے ساتھ کیا گزری تھی؟"

ناگ نے کہا۔

"یہاں سے باہر نکل کر بتاتا ہوں۔"

وہ دونوں اہرام کی راہداری سے نکل کر باہر آگئے۔ ناگ بولا۔

"تم نے بھی مجھے ابھی تک نہیں بتایا کہ تم میری قبر تک کیسے پہنچیں ماریا؟"

وہ دونوں باتیں کرتے ابوالہول والے قبرستان میں پہنچ گئے۔ ماریا نے اسے سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح ایک چوہا قبر میں سے باہر نکلا تو اس کے منہ میں ریشمی رومال کا ٹکڑا تھا۔ جس میں سے ناگ کی ہلکی سی خوشبو آرہی تھی۔ وہ دونوں باتیں کرتے اس قبر پر آگئے۔ جس کے اندر ناگ

کو دفن کیا گیا تھا۔ اور جس کے اوپر کتبے پر لکھا تھا۔

"یہاں فرعون کا باورچی دفن ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا۔

"وہ کم بخت یہ کسی دوسری قبر کا کتبہ اکھاڑ کر میری قبر پر لگا گیا ہوگا۔"

ماریا نے پوچھا۔

"وہ کون تھا ناگ؟ کیا تمہیں کسی نے زہر دیا تھا؟ مجھے خدا کے لیے سب کچھ بتاؤ۔"

پھر ناگ نے ماریا کو بتایا کہ کس طرح شاہی مہمان خانے میں سپہ سالار کا خاص ملازم پیٹر کنول کا شربت لے کر اس کے کمرے میں آیا۔ اور پھر اس کے پیچھے کی طرف آکر اس نے ایک زہریلی سوئی اس کی گردن میں چبھو دی۔

"ماریا! وہ کوئی بہت ہی مہلک بہت ہی خطرناک زہر تھا۔ جس نے میرے جسم میں داخل ہوتے ہی مجھے بے حس کر دیا۔ اگر میری جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو وہ کبھی زندہ نہ بچتا۔ اس کے بعد وہ میری لاش کو سرنگ میں سے نکال کر یہاں لے آئے۔"

ماریا نے کہا۔

"جب ہی سرنگ میں تمہاری ہلکی ہلکی خوشبو باقی تھی۔ مگر دوسرا کون تھا؟"

ناگ بولا۔

"دوسرا کوئی پیٹر کا ساتھی تھا۔ دونوں اصل میں عیسائی جاسوس ہیں۔ جو صلاح الدین ایوبی کے محل میں مسلمانوں کے نام سے رہ کر جاسوسی کر رہے ہیں۔"

ماریا بولی۔

"ہمیں انہیں اس بھیانک جرم کی سزا دینی چاہئے۔"

ناگ نے کہا۔

"چلو ہم واپس سپہ سالار کے مہمان خانے میں چلتے ہیں۔"

ماریا اور ناگ وہاں سے اٹھے اور قاہرہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریائے نیل کو پار کر کے وہ شاہی محل کے سامنے والے باغ میں آ کر رک گئے۔

یہاں ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ہمیں غائب ہو کر شاہی مہمان خانے میں جانا ہو گا۔ تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ سپہ سالار کا نوکر پیٹر جو وہاں عبدل کے نام سے مشہور ہے کس سازش میں مصروف ہے۔"

ماریا نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ ناگ سانپ بن گیا۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ ناگ غائب ہو گیا۔ ماریا ناگ کو ساتھ لے کر شاہی محل کی طرف آ گئی۔ شاہی مہمان خانے کا وہ کمرہ خالی تھا۔ جس میں ناگ کو زہریلی سوئی چبھوئی گئی تھی۔ ماریا نے ناگ سے کہا "یہاں تو کوئی نہیں ہے ناگ" ناگ بولا۔ چلو محل میں چل کر دیکھتے ہیں۔ کہ وہ جاسوس پیٹر کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟۔ ماریا پرواز کر کے سپہ سالار کے محل کی طرف چلی۔

مُردہ قبر سے باہر

سپہ سالار اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ پہرے دار چاروں طرف کھڑے تھے۔ لگتا تھا کہ سپہ سالار آنے ہی والا ہے۔

ناگ نے ماریا کو سرگوشی میں کہا۔

"ماریا! محل کے باغ میں چلو۔"

ماریا ایک سیکنڈ میں اُڑان بھر کر محل کے باغ میں آ گئی۔ ناگ نے کہا۔

"میں انسانی شکل میں سپہ سالار کے پاس جاؤں گا۔ تم میرے ساتھ رہنا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا ملازم اور دشمن کا جاسوس پیٹر عرف عبدل مجھے دیکھ کر کیا رد عمل ظاہر کرتا ہے۔"

ماریا نے سوچ کر کہا۔

"کیا ایسا کرنا ٹھیک رہے گا؟"

ناگ بولا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے ایک کو ظاہر ہو کر سپہ سالار کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اور میں ہی ظاہر حالت میں وہاں رہ سکتا ہوں۔ تم غیبی حالت میں میرے ساتھ ہی ہو گی۔"

ماریا نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔"

اس نے ناگ کو کلائی میں سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ ناگ نے پھنکار ماری اور انسانی شکل میں آ گیا۔ پھر وہ سپہ سالار کے محل کی طرف چل پڑا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ ناگ کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس وقت سپہ سالار محل میں آ چکا تھا۔ اس نے ناگ دیکھا تو لپک کر اس کی طرف بڑھا اور بولا۔

"ہمارے معزز مہمان ناگ! تم کہاں چلے گئے تھے۔ ملکہ عالیہ بھی کئی بار تمہارے بارے میں پوچھ چکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے رچرڈ کے محل سے ملکہ جلالہ اور ان کے بچوں کو نکال کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ بتاؤ تم کہاں تھے؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں دریا کی سیر کو نکل گیا تھا۔ آگے جا کر صحرا میں

راستہ بھول گیا۔ بڑی مشکل سے واپس آیا ہوں۔"
سپہ سالار بولا۔
"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم صحرا سے زندہ واپس آ
گئے۔ اب تم کہیں مت جانا۔ سلطان ایوبی شام
سے واپس مصر آنے والے ہیں۔ وہ تم سے مل
کر بہت خوش ہوں گے۔ چلو پہلے ملکہ عالیہ ملکہ
جلالہ سے مل لو۔ وہ کئی بار تمہارا پوچھ چکی ہیں۔"
سپہ سالار نے ناگ کو ساتھ لیا اور ملکہ جلالہ کے شاہی
میں آ گیا۔ ملکہ نے ناگ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں
کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔
"برادر محترم ناگ! تم کہاں چلے گئے تھے۔ خیریت
سے تو تھے نا؟"
ناگ نے وہی صحرا میں بھول جانے والی کہانی وہاں
دہرا دی۔ ملکہ جلالہ نے کہا۔
"ابھی تم شاہی مہمان خانے میں ہی ٹھہرو۔ سلطان
ایوبی دو ایک روز میں مصر آنے والے ہیں۔ میں
چاہتی ہوں کہ تم ان سے ضرور ملو۔"
ناگ بولا۔
"اسلام کے اس بہادر مجاہد سے مل کر کس

کو خوشی نہیں ہو گی۔ بلکہ میں تو اسے اپنی خوش قسمتی
سمجھوں گا۔"
ملکہ جلالہ نے سپہ سالار سے کہا۔
"محترم سپہ سالار! ہمارے معزز مہمان کو عزت اور احترام
سے رکھئے گا۔"
سپہ سالار نے تعظیم بجا لاتے ہوئے کہا۔
"مہمان کی عزت ہمارا فرض ہے ملکہ صاحبہ!"
اور ناگ کو ساتھ لے کر شاہی مہمان خانے کی طرف چل
پڑا۔ ماریا ان کے اوپر فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ جب ناگ
اپنے شاہی مہمان خانے والے کمرے کے پاس پہنچا تو سامنے
سے سپہ سالار کا خاص نوکر پیٹر آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک چاندی کا تھال تھا۔ جس میں مشروب کے پیالے
رکھے تھے۔ ان میں پھلوں کا رس بھرا ہوا تھا۔ جونہی پیٹر
کی نگاہ ناگ پر پڑی اس کے ہاتھ سے تھال نیچے گر پڑا۔
وہ دم بخود ہو کر رہ گیا۔ سپہ سالار نے اس کی طرف دیکھا
اور ڈانٹ کر کہا۔
"کیا ہو گیا ہے تمہیں عبدل؟ تم اپنے ہوش میں
ہو کر نہیں؟"
عبدل یعنی پیٹر نے ادب سے سر جھکا دیا اور بولا۔

"غلطی ہو گئی حضور! معاف کر دیجئے گا"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"شاید آپ کا خادم خاص کسی کو دیکھ کر ڈر گیا ہے۔ میرا مطلب ہے کسی مُردہ آدمی کے بھوت کو دیکھ کر۔ کیوں عبدل؟"

عبدل کا رنگ اڑ چکا تھا۔ وہ تو ڈیوس کے ساتھ ناگ کو اپنے ہاتھوں قبر میں دفن کر کے آیا تھا۔ پھر یہ شخص زندہ سلامت قبر سے کیسے باہر نکل آیا۔ اس نے بوکھلاہٹ میں کہا۔

"ایسی بات تو نہیں ہے حضور والا ——— میرا پاؤں کھسک گیا تھا"

اور وہ جھک کر چاندی کے پیالے اکٹھے کرنے لگا

سپہ سالار نے ناگ سے کہا۔

"برادرِ محترم ناگ! آپ کے واپس آنے سے ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ آرام کیجئے۔ انشاء اللہ دو ایک روز میں سلطان معظم قاہرہ پہنچنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دربار میں ان کے حضور پیش کروں تاکہ تم انہیں یروشلم میں رچرڈ کی فوجوں کے بارے میں کچھ بتا سکو: کیونکہ تم انہیں دیکھ کر آ رہے ہو"

ناگ نے کہا۔

"مجھے سلطان صلاح الدین ایوبی سے مل کر بہت خوشی ہو گی جناب۔ میں اس روز کا انتظار کروں گا"

سپہ سالار نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن اب تم کہیں پھر کسی طرف نہ نکل جانا۔ شاہی مہمان خانے میں ہی رہنا"

ناگ بولا۔

"اب میں کہیں نہیں جاؤں گا"

سپہ سالار سے رخصت لے کر ناگ واپس اپنے مہمان خانے کی طرف چل پڑا۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ ناگ نے کہا۔

"پیٹر مجھے دیکھ کر کس قدر دہشت زدہ ہو گیا تھا"

ماریا بولی۔

"جب ایک آدمی اس شخص کو زندہ دیکھ لے جس کو اس نے اپنے ہاتھوں قبر میں دفن کیا ہو تو اسے تو دہشت زدہ ہونا ہی ہے۔ مگر ناگ!

تمہیں اس سے بچ کر رہنا ہو گا۔ وہ اپنے ساتھی
جاسوس کے ساتھ مل کر تم پر دوبارہ حملہ بھی
کرے گا۔"
ناگ نے فکر مند ہو کر کہا۔
"مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ دونوں جاسوس پیٹر
اور ڈیوس سلطان معظم کی وزیر حکمت علی کو نقصان
نہ پہنچا دیں۔ ڈیوس مجھے پیٹر سے زیادہ خطرناک
لگتا ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"مگر ڈیوس تو شاہی محل سے باہر ہے اور قاہرہ
کے بازار میں کاروبار کرتا ہے۔"
ناگ بولا۔
"ایسے لوگ اس لیے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں
کہ ان کا واسطہ عام لوگوں سے ہوتا ہے اور وہ
بڑی آسانی سے کوئی نہ کوئی افواہ پھیلا کر سلطان
کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ کسی وبا کی افواہ
وبا سے زیادہ ہلاکت خیز ہوتی ہے۔"
ماریا کہنے لگی۔
"تو پھر اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم ان دونوں
ملک دشمن جاسوسوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔
یہ ہمارا قومی فرض بھی ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"نہیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کا پیچھا کر کے ان
کے باقی ساتھیوں کا بھی کھوج لگایا جائے کیونکہ بہت
ممکن ہے کہ ان دونوں کے علاوہ دوسرے جاسوس
بھی محل میں کام کر رہے ہوں اور ان کا ان
جاسوسوں سے رابطہ ہو۔"
ماریا اور ناگ اسی طرح باتیں کرتے اپنے کمرے میں
آ گئے۔ وہ جانتا تھا کہ جاسوس پیٹر اب اکیلا ناگ کے کمرے
میں کبھی نہیں آئے گا۔ ناگ کو خود اس کا تعاقب اور
اس کی نگرانی کرنی ہو گی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس کے رابطے
کہاں کہاں اور دربار میں کس کس کے ساتھ ہیں۔ ناگ نے
ماریا کی ڈیوٹی اس کام پر لگا دی۔ ماریا نے ناگ سے کہا
"میں پیٹر کی نگرانی کے لیے جاتی ہوں۔ تم اپنی حفاظت
کرنا۔" یہ کہہ کر ماریا سپہ سالار کے محل کی طرف اڑ گئی۔
کیونکہ جاسوس پیٹر وہیں کام کرتا تھا۔
اس نے دیکھا کہ جاسوس پیٹر شام کے لیے اپنی نگرانی
میں کمروں کی صفائی کروا رہا ہے۔ مگر صاف لگ رہا تھا۔

کہ وہ بے چین ہے۔ اور پریشان بھی ہے۔ وہ بار بار کھڑکی
میں سے باہر دیکھ لیتا تھا۔ جب تخت پر مسند لگا دی
گئی۔ تو پیٹر نے ایک کنیز سے کہا۔

"میں اپنی بہن سے ملنے شہر جا رہا ہوں۔ وہ
کچھ بیمار ہے۔ جلدی واپس آجاؤں گا۔ تم پیچھے
خیال رکھنا۔"

اور پیٹر جاسوس شاہی محل سے نکل کر گھوڑے پر
بیٹھا اور قاہرہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل سے نکلتے ہی
اس نے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی۔ ماریا اس کے سر
کے اوپر ساتھ ساتھ اُڑی جا رہی تھی۔ ماریا کو اچھی طرح معلوم
تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ جاسوس پیٹر شہر کے گنجان بازار میں
داخل ہو گیا۔ گھوڑے کو اس نے ایک جگہ پہرے دار کے
حوالے کیا۔ اور خود لمبے لمبے قدم اُٹھاتا اپنے ساتھی جاسوس
ڈیوس کی دکان میں آگیا۔ ڈیوس اس وقت گاہکوں کو قالین
دکھا رہا تھا۔ پیٹر کو دیکھ کر اس نے آنکھ سے اندر چل کر
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پیٹر کوٹھڑی میں آ کر گاؤ تکیہ گود میں
لے کر بیٹھ گیا۔ وہ ڈیوس سے بات کرنے کو بے چین تھا۔
ماریا بھی وہاں آگئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ڈیوس اندر
آیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے

دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"پیٹر! کیا بات ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پریشان
ہو؟"

پیٹر نے ڈیوس کے چہرے پر اپنی نظریں جما دیں اور بولا۔

"وہ زندہ ہے؟"

"کون زندہ ہے؟" ڈیوس نے پوچھا۔ پیٹر بولا۔

"وہ ناگ زندہ ہے جس کو میں نے زہریلی سوئی
سے ہلاک کیا تھا۔ اور جس کو ہم دونوں نے خود
قبر میں اُتارا تھا۔"

ڈیوس کے تو ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ ہکا بکا ہو
کر پیٹر کا منہ تکنے لگا۔

"یہ —— یہ کیسے ممکن ہے پیٹر؟ مُردہ کیسے زندہ
ہو سکتا ہے؟"

پیٹر نے کہا۔

"ایسا ہو گیا ہے ڈیوس۔ مردہ زندہ ہو گیا
ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے خود
اسے شاہی مہمان خانے میں آتے دیکھا ہے۔ وہ
اب بھی شاہی مہمان خانے میں ہی ہے۔"

ڈیوس ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"یہ تو بہت بڑی بات ہوئی۔ ضرور اس آدمی کے پاس کوئی جادو ہے۔ جس کی مدد سے وہ قبر سے زندہ نکل آیا ہے۔ اور اس پر زہر نے پورا اثر نہیں کیا"

پیٹر نے کہا۔

"اب کیا ہوگا۔ اب تو میری زندگی بھی وہاں خطرے میں ہے کیونکہ ناگ نے دیکھ لیا تھا کہ میں اسے پیچھے سے کوئی سوئی چبھو رہا ہوں"

ڈیوس نے پوچھا۔

"کیا اس نے تم سے کوئی بات کی؟ یا اس نے سپہ سالار سے تمہارے بارے میں کچھ کہا ہے؟"

پیٹر نے کہا۔

"ابھی تک تو معلوم ہوتا ہے اس نے سپہ سالار سے کوئی بات نہیں کی۔ مجھ سے بھی اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ مگر ہو سکتا ہے وہ سپہ سالار کو میرے بارے میں بتا دے کہ میں نے اس کی گردن میں زہریلی سوئی چبھوئی تھی"

ڈیوس بولا۔

"اگر ناگ نے ابھی تک سپہ سالار کو کچھ نہیں بتایا اور تم سے بھی پوچھ گچھ نہیں کی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی اس راز کو راز ہی رکھنا چاہتا ہے۔ اور پھر پیٹر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب تم نے اسے پیچھے جا کر گردن میں زہریلی سوئی چبھوئی تھی تو اس نے تمہیں بالکل نہ دیکھا ہو"

پیٹر کہنے لگا۔

"مگر اس نے عین وقت پر پلٹ کر میری طرف دیکھا تھا ڈیوس!"

ڈیوس سر کو ایک طرف جھکاتے ہوئے بولا۔

"مگر اس وقت تم زہریلی سوئی ناگ کی گردن میں چبھو چکے تھے۔ بہت ممکن ہے کہ اس وقت زہر کے ابتدائی اثر سے اس کی آنکھوں کی بینائی ساکت ہو گئی ہو۔ اور اس نے تمہیں نہ دیکھا ہو"

پیٹر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ نہیں بھی ہو سکتا"

ڈیوس نے پیٹر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میرے دوست! بے فکر رہو۔ ناگ نے تمہیں بالکل نہیں دیکھا۔ اگر اس نے تمہیں دیکھا ہوتا تو یقین کرو کہ وہ آتے ہی سپہ سالار سے کہہ کر تمہیں فوراً

گرفتار کروا دیتا۔ لیکن چونکہ ایسا ابھی تک نہیں ہوا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ناگ نے تمہیں نہیں دیکھا تھا۔"

پیٹر بولا۔

"اچھا چلو میں ایسے ہی سوچ لیتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب کیا ہوگا۔ سلطان ایوبی کل نہیں تو پرسوں قاہرہ پہنچ جائے گا۔ اور پھر ناگ اسے یروشلم میں عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت کے بارے میں پوری تفصیل بتا دے گا۔ یہ بات رچرڈ کی فوجوں کے لیے تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔"

ڈیوس نے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک ہی علاج ہے۔"

ڈیوس اپنی جگہ سے اٹھا۔ الماری میں سے ایک خنجر نکال کر پیٹر کی طرف بڑھایا اور بولا۔

"اور وہ علاج یہ ہے کہ آج رات ہی کو موقع پا کر ناگ کو اس خنجر سے ہلاک کر دو۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

پیٹر نے خنجر لے کر اپنی قمیض کے اندر چھپا لیا اور بولا۔

"اچھا اب میں جاتا ہوں۔ میں آج رات جس طرح بھی ہوا ناگ کو قتل کر دوں گا۔ کل تم یہ خوش خبری بھی سنو گے کہ ہمارا دشمن ناگ ہمارے درمیان نہیں رہا۔"

"شاباش! مگر یہ کام بڑی ہوشیاری سے کرنے والا ہے۔"

پیٹر بولا۔

"میں پوری طرح ہوشیار ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔"

ماریا ان دونوں کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اس نے ساری باتیں سن لی تھیں۔ پیٹر قمیض کے اندر خنجر چھپائے گھوڑے پر سوار ہو کر محل کی طرف روانہ ہوا۔ تو ماریا نے بھی اڑان بھری اور اس سے پہلے ناگ کے پاس شاہی مہمان خانے پہنچ گئی۔ ناگ کھڑکی کے پاس کھڑا باہر شام کے وقت محل کے باغ میں روشن فانوس دیکھ رہا تھا کہ اسے ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے پلٹ کر کہا۔

"ماریا! تم ہو کیا؟"

"ہاں" ماریا بولی "میں آ گئی ہوں" اور پھر ماریا نے ناگ کو جاسوس ڈیوس اور پیٹر کی دوسری خوفناک سازش کی ساری تفصیل بیان کر دی۔ ناگ مسکرایا۔

"ٹھیک ہے میں پیٹر پر یہی ظاہر کروں گا کہ میں

اسے بالکل نہیں دیکھا تھا۔ اس طرح سے ہمیں
اس کی نقل و حرکت کمل کر دیکھنے کا موقع مل جائے
گا۔"
ماریا نے کہا۔
"لیکن وہ کم بخت خنجر لے کر آیا ہے اور آج رات
تم پر حملہ کرنے والا ہے۔"
ناگ نے ہنس کر کہا۔
"تو کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ اپنے ناپاک ارادے
میں کامیاب ہو جائے گا؟"
"ماریا بولی۔
"لیکن مجھے تمہاری پوری حفاظت کرنی ہو گی۔"
ناگ کرسی پر نیم دراز ہو گیا اور کہنے لگا۔
"کیا خیال ہے پیٹر کو آج رات غائب نہ کر دیں؟"
ماریا نے پوچھا۔
"وہ غائب کرنے سے کیا ہو گا؟ اسے ختم کر دینا چاہیے۔
ناگ! وہ ہمارا دشمن ہے۔ کسی بھی وقت تمہیں چھپ
کر نقصان پہنچا سکتا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"اسے مارنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا ماریا

خواہ مخواہ کسی کی جان لینے سے کیا ہو گا۔ وہ اپنے
ملک کے لیے جاسوسی کر رہا ہے۔ اور یہ کوئی جرم
نہیں ہے۔ یہ تو ہر محب وطن کا فرض ہے۔ میں
اسے بے ہوش کر کے کسی خفیہ جگہ ڈال دوں گا۔
میں اس کے جسم میں اتنا زہر داخل کر دوں گا کہ
وہ ہوش میں بھی نہیں آئے گا اور مرے گا بھی
نہیں۔ میرا خاص زہر اس کے جسم کو خوراک مہیا
کرتا رہے گا۔"
ماریا بولی۔
"جیسے تمہاری مرضی۔ مگر دوسرے جاسوس ڈیوس
کا کیا کرو گے۔ پیٹر کی گمشدگی کے بعد وہ حرکت میں
آ جائے گا۔"
ناگ نے کہا۔
"اگر ایسی بات ہوئی تو پھر اس کو بھی اسی طرح
غائب کر دیں گے۔ یہاں تک کہ سلطان کی فوجیں
یروشلم پر حملہ کر دیں گی۔"
ناگ اور ماریا میں یہی بات طے پا گئی۔ اب وہ رات
کا انتظار کرنے لگے۔ ناگ کچھ دیر باغ میں ٹہلتا رہا۔ رات
کو پیٹر ہی ناگ کے لیے کھانا لے کر آیا۔ پیٹر یہ تسلی کرنا

جاننا چاہتا تھا کہ کیا ناگ نے زہریلی سوئی چبھوتے وقت اسے
دیکھا ہے کہ نہیں۔ اس کے دل میں شک ضرور تھا۔ وہ
اندر سے ڈرتے ڈرتے ناگ کے کمرے میں داخل ہوا۔
ناگ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"عبدل! تم ٹھیک وقت پر آئے۔ مجھے بڑی بھوک
لگ رہی تھی۔"

پیٹر کو یقین ہو گیا کہ ناگ نے اسے جرم کرتے نہیں دیکھا۔
کہنے لگا۔

"حضور! آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں تو بہت ہی
پریشان تھا۔ سنا ہے کہ آپ صحرا میں راستہ بھول
گئے تھے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں عبدل! میں اجنبی ہوں نا یہاں۔ صحرا میں سیر کرتے
کرتے دور نکل گیا۔ اور پھر راستہ بھول گیا۔ فکر نہ کرو۔
اب میں کہیں نہیں جاؤں گا۔"

پیٹر نے ناگ کے سامنے کھانا لگا دیا اور چاندی کے
گلاس میں پھلوں کا رس ڈالنے لگا۔ مگر وہ دل میں یہ سوچ
کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ شخص بند قبر میں سے کیسے نکل آیا۔

دوسری طرف ڈیوس پیٹر کے جانے کے بعد سیدھا پرانے

قبرستان میں پہنچا۔ وہاں جاکر ناگ کی قبر دیکھی تو وہ بالکل
ویسی کی ویسی ہی تھی۔ ڈیوس اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اسے
پکا یقین ہو گیا کہ ناگ کے پاس ضرور کوئی جادو ہے۔ جس کی
مدد سے وہ زندہ قبر سے باہر آگیا ہے۔ ڈیوس نے محتاط
رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اسے اطمینان تھا کہ ناگ کے پاس چاہے
جادو ہو مگر پیٹر اسے آج رات ضرور قتل کر دے گا۔

پیٹر عرف عبدل کھانا لگا کر سلام کر کے چلا گیا۔ ناگ اسے
جاتے دیکھتا رہا۔

ماریا وہاں موجود تھی۔ کہنے لگی۔

"پیٹر کو یقین ہو گیا ہے کہ تمہیں اس پر کسی قسم کا شک
نہیں ہے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا تھا۔"

پھر وہ دونوں عنبر کیٹی اور تھیو سانگ کی باتیں کرنے لگے۔
ناگ نے کہا۔

"ماریا! میں چاہتا ہوں کہ جیسے بھی ہو ہم کسی طرح
واپس کیٹی عنبر اور تھیو سانگ کے پاس پہنچ جائیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"اب تو کوئی حادثہ ہی ہمیں واپس پرانے زمانے

میں کوئی تھیوسانگ جلد کے پاس لے جا سکتا ہے۔"

میرا دل کہتا ہے کہ ہم بہت جلد اپنے دوستوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

ناگ محض دکھاوے کے لیے کھانا کھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پیٹر دو ملازموں کے ساتھ برتن اٹھوانے آگیا۔ وہ ہنس ہنس کر ناگ سے باتیں کرنے لگا۔ پھر دوسرے روز آنے کا کہہ کر چلا گیا۔ ماریا کہنے لگی۔

"یہ بدبخت آج رات تجھے قتل کرنے آئے گا اسے کچھ معلوم نہیں کہ قدرت نے اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"دوسروں کے لیے گڑھا کھودنے والے خود بھی ضرور کنوئیں میں گرتے ہیں۔ اب تم بھی اسی کمرے میں رہنا۔ میرا خیال ہے کہ جاسوس پیٹر آدھی رات گزرنے کے بعد آئے گا۔ اور وہ خفیہ سرنگ والے دروازے میں ہی سے آئے گا۔"

ناگ اور ماریا نے پلنگ کے پیچھے پردے کو اٹھا کر خفیہ دروازے کو دیکھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ پیٹر اس کی کنڈی کسی وقت کھول گیا تھا۔

ناگ بولا۔

"وہ اسی راستے سے آئے گا اور میں اسی جگہ اپنے قاتل کا استقبال کروں گا۔"

ناگ اور ماریا کھڑکی کے پاس بیٹھے عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ انہیں حضرت دانیال کی بھی بہت یاد آئی۔ ماریا کہنے لگی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر کے زمانے سے نکل کر اس زمانے میں آگئی ہوں۔ وہ زمانہ کتنا خوب صورت تھا۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم سے زیادہ کون اس حقیقت سے باخبر ہوگا۔ کہ کوئی بھی زمانہ مجموعی طور پر برا نہیں ہوتا۔ ہر زمانے میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ اب اس زمانے میں بھی سلطان صلاح الدین ایوبی ایسے بہادر اور انصاف پسند مسلمان جرنیل موجود ہیں۔ دوسری طرف رچرڈ ایسا بہادر جرنیل بھی اسی زمانے میں ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو ناگ۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات گہری ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں شمع بجھا دینی چاہیے۔"

ناگ نے شمع گل کر دی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ باغ میں جو فانوس روشن تھے۔ ان کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آ رہی تھی۔ ناگ نے کھڑکی کا پردہ آگے کر دیا۔ روشنی کم ہو گئی۔ ناگ نے کہا:

"اب میرے بستر پر سرہانے اور تکیے جوڑ کر ان پر چادر اس طرح ڈال دو کہ ایسا لگے جیسے اندر کوئی سو رہا ہے۔"

ماریا نے فوراً ایسا ہی کر دیا۔ اب پلنگ کو دیکھنے سے یوں لگتا تھا۔ جیسے پلنگ پر کوئی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"اب میں سامنے والے کونے میں اپنے قاتل کا انتظار کروں گا۔ مگر ابھی جاسوس پیٹر سرنگ میں داخل نہیں ہوا ہو گا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں ابھی سرنگ میں جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

اور ماریا تیزی سے خفیہ دروازے سے نکل کر سرنگ میں آ گئی۔ وہ تیز رفتاری سے سرنگ کے دوسرے دروازے سے باہر کھلے میدان میں نکل آئی۔ آسمان پر تارے کھلے ہوئے تھے۔ رات تاریک تھی۔ قلعہ اور شاہی محل کی فصیل اور برجوں میں فانوس روشن تھے۔ اچانک ماریا کو دور سے جیسے ایک سایہ آگے بڑھتا نظر آیا۔ وہ لپک کر اس طرف گئی۔ یہ جاسوس پیٹر تھا۔ جو سیاہ لبادے سے منہ سر ڈھانپے گھوڑے پر سوار شاہی مہمان خانے کے خفیہ دروازے کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ماریا پلٹ گئی۔ اور سرنگ میں پرواز کرتی ناگ کے پاس آ کر بولی۔

"تمہارا قاتل آ رہا ہے۔ نصیب دشمنان۔"

ناگ مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا تو وہ ایک چھوٹا سیاہ سانپ کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ سانپ قالین کے فرش پر رینگتا ہوا پلنگ کی پائنتی کی طرف نیچے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ خفیہ دروازے کا پٹ بہت ہی آہستہ سے کھلا۔ ناگ اور ماریا کی نظریں اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگیں۔ پھر پردہ ہٹا اور اس کے پیچھے سے سیاہ لبادے میں چھپا ہوا ایک

آدمی آہستہ سے نکل کر پھونک پھونک کر قدم رکھتا پلنگ کے درمیان میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں خنجر چمکا۔ بازو بلند ہوا اور اس نے پوری طاقت سے خنجر چادر کے نیچے ابھرے ہوئے سرہانوں میں بھونک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اندر ناگ سویا ہوگا۔ مگر جب دیکھا وہاں سرہانے رکھے ہوئے ہیں تو پیٹر گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

اتنی دیر میں ناگ نے اس کے ٹخنے پر ڈس دیا تھا۔ ناگ کا زہر کئی قسم کے اثرات رکھتا تھا۔ یہ زہر ایسا تھا کہ اس کے اثر سے پیٹر کا جسم سُن ہو گیا۔ آنکھیں بند ہو گئیں۔ ہلنے جلنے دیکھنے سننے کی صلاحیت ختم ہو گئی۔ مگر جسم زندہ رہا اور اسی زہر سے خوراک حاصل کرنے لگا۔ جس کو ناگ نے سانپ کی شکل میں پیٹر کے جسم میں داخل کیا تھا۔ وہ دھڑام سے قالین پر جا گرا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر پرے جا پڑا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آیا۔ اور بولا۔

"ماریا! اب اسے اٹھا کر اسی قبر میں لے چلو جہاں اس نے ڈوبی کے ساتھ مل کر مجھے دفن کیا تھا۔"

ماریا نے بے ہوش پیٹر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا تو وہ غائب ہو گیا۔ ماریا جس چیز کو اٹھاتی تھی یعنی جس چیز کا ماریا کے ہاتھ میں آنے کے بعد زمین سے تعلق ختم ہو جاتا تھا

وہ نہ صرف یہ کہ ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی تھی بلکہ اس کا وزن بھی نہ ہونے کے برابر رہ جاتا تھا۔ ماریا نے کہا:

"میں سرنگ میں سے گزرنے لگی ہوں۔"

ناگ بولا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

دونوں سرنگ سے باہر آ گئے۔ وہاں ایک طرف جاسوس پیٹر کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ ناگ اور ماریا کو گھوڑے کی ضرورت نہیں تھی۔ ناگ جھٹ سے عقاب کی شکل اختیار کی اور ماریا کے ساتھ فضا میں پرواز کرنے لگا۔ ان کا رخ صحرائے مصر میں ابوالہول کے عقبی پرانے قبرستان کی طرف تھا۔ وہاں قبرستان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر ناگ نے اپنی قبر کو پہچان لیا۔ پھر اس نے قبر کے سرہانے پہنچ کر ماریا سے کہا۔

"اس آدمی کو قبر کے اندر لٹا دو۔"

ماریا کے لیے یہ کام کچھ مشکل نہیں تھا۔ اس نے جاسوس پیٹر کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور ایک غوطہ لگا کر اس طرح قبر میں داخل ہو گئی۔ جس طرح آواز کی لہریں دیوار کے اندر سے گزر جاتی ہے۔ ماریا نے قبر میں جاسوس پیٹر کے بے حس و حرکت جسم کو لٹا دیا۔ اور قبر سے باہر آ گئی۔ اس نے

پوچھا۔

"کیا یہ قبر میں زندہ رہے گا ناگ؟"

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میرے زہر میں ہوا بھی ہے اور وہ تمام کیمیاوی اجزاء ہیں جو ایک آدمی کو کم از کم پانچ سال تک زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ یہی وہ زہر ہوتا ہے جس کی مدد سے سانپ اپنے بل میں گھس کر ساری سردیاں گزار دیتا ہے۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں"

شاہی مہمان خانے میں آکر ناگ نے بستر کو درست کیا جاسوس پیٹر کا خنجر اٹھایا اور بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ خنجر ہمیں جاسوس پیٹر کی قبر کے اوپر گاڑ آنا چاہیئے۔ تاکہ اگر دوسرے جاسوس ڈیوس کا ادھر سے گزر ہو تو یہ خنجر اسے حیرت میں گم کر دے"

ماریا کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ قبر کھود ڈالے"

ناگ نے کہا۔

"وہ تو پھر کیا ہوا۔ اس سے تو معاملہ اور زیادہ پُراسرار ہو جائے گا۔ اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ ڈیوس چکر اور بھول بھلیوں میں الجھ جائے۔ وہ پہلے ہی میرے قبر سے زندہ نکل آنے پر حیران ہے"

ماریا ہنس کر بولی۔

"اچھا تم یہیں ٹھہرو۔ میں یہ خنجر پیٹر جاسوس کی قبر پہ گاڑ آتی ہوں"

ماریا برق رفتاری سے خنجر لے کر سُرنگ میں سے ہوتی ہوئی ابوالہول کے قبرستان پہنچ گئی۔ وہاں خنجر کو اس نے جاسوس پیٹر کی قبر کے اوپر آدھے سے زیادہ گاڑ دیا اور واپس آگئی۔ ناگ جاگ رہا تھا۔ دونوں کھڑکی کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے۔ وہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے تھے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ دوسرے جاسوس ڈیوس پر اس کا رد عمل کیا ہوگا۔ کیونکہ دوسرے دن ناگ انسانی حالت میں ڈیوس کے سامنے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

○

سیاہ پوش نادیا

دوسرے دن عبدل یعنی جاسوس پیٹر کی گمشدگی کی
خبر محل میں سب کو ہو گئی۔ وہ سپہ سالار کا خاص ملازم
اور صبح کو وہی اپنی نگرانی میں ناشتہ وغیرہ دیتا تھا۔
جب وقت پر وہ نہ آیا تو سپہ سالار نے دریافت کیا
کہ عبدل کہاں ہے؟ نوکروں اور کنیزوں نے بتایا کہ
اس کا کمرہ خالی ہے اور وہ محل میں کہیں بھی نہیں ہے۔
اسی وقت عبدل یعنی جاسوس پیٹر کی تلاش شروع ہو گئی
دوسرا جاسوس ڈیوس اس انتظار میں تھا کہ ابھی شاہی مہمان خانے
سے ناگ کے قتل کی خبر آئے گی مگر بہت جلد اسے بھی
معلوم ہو گیا کہ سپہ سالار کا ملازم خاص عبدل غائب ہے۔
وہ پریشان ہو گیا۔ مگر وہ اس خیال سے شاہی محل کی
طرف رجوع نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کسی کو خواہ مخواہ اس
پر شک نہ پڑ جائے۔ وہ بازار والی اپنی دکان پر ہی
رہا۔ مگر اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔ ناگ شاہی مہمان خانے
اتنے میں ماریا نے جاسوس ڈیوس کو پریشانی کے عالم
میں ہی تھا۔ ماریا
ہیں اِدھر اُدھر ٹہلتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ کیوں پریشان
ہے۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ان لوگوں کا کوئی تیسرا
جاسوس ساتھی بھی ہے کہ نہیں۔ ماریا کا یہ شبہ صحیح نکلا۔
کچھ دیر اور اِدھر اُدھر ٹہلنے کے بعد جاسوس ڈیوس نے دکان کو تالا
لگایا اور گلیوں میں ہوتا ہوا ایک پرانے مکان پر پہنچا اور
دروازے پر تین بار عجیب انداز میں دستک دی۔ اندر
سے ایک سیاہ لباس والی عورت نے دروازہ کھول کر پراسرار
انداز میں گلی میں دائیں بائیں دیکھا اور کہا
اندر آ جاؤ۔
جاسوس ڈیوس کے ساتھ ماریا بھی مکان میں داخل ہو گئی۔
قاہرہ کے پرانے مکانوں کی طرح اندر ایک ڈیوڑھی آئی۔ پھر
ایک چھوٹا سا صحن آیا۔ آگے برآمدہ اور اس کے اندر دو
کمرے تھے۔ سیاہ لباس والی عورت ڈیوس کو ایک کمرے
میں لے گئی اور اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔
کیا بات ہے ڈیوس! تم اپنے منصوبے میں کامیاب
ہوئے کہ نہیں؟
ڈیوس مونڈھے پر بیٹھ گیا اور بولا۔

پیٹر غائب ہے

نادیا! معاملہ الٹ ہوگیا ہے۔ پیٹر
وہ ناگ کو قتل کرنے گیا تھا مگر خود اس کا پتہ نہیں
چل رہا۔
سیاہ پوش عورت نے پوچھا
وہ ناگ زندہ ہے کیا؟
ہاں ڈیوس بولا۔
میں نے پتہ کرا لیا تھا۔ ناگ شاہی مہمان خانے
میں زندہ سلامت موجود ہے مگر پیٹر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔
سیاہ پوش نادیا دوسرے مونڈھے پر بیٹھ گئی۔ اس عورت کی
عمر چالیس کے قریب تھی اور آنکھیں بے حد تیز اور عیار تھیں
کہنے لگی۔
ناگ کے پاس ضرور کوئی طلسم ہے۔ اس طلسم کی
مدد سے وہ پہلے قبر سے زندہ نکل آیا۔ اس پر ہمارے
زہر نے اثر نہیں کیا اور اب اس نے اسی طلسم کی مدد
سے پیٹر کو غائب کر دیا ہے۔
پھر ڈیوس کی طرف پلٹ کر بولی۔
تم قبرستان میں جا کر دیکھو۔ وہاں کہیں ناگ
نے اس کی لاش نہ پھینک دی ہو۔ واپس آکر مجھے
فوراً خبر کرو۔
وہ [illegible] ہاتھ ملنے لگی۔

سلطان صلاح الدین کے قتل کا منصوبہ

ہم نے سلطان صلاح الدین کے قتل کا منصوبہ
تیار کر رکھا تھا اور یہ ناگ نہ جانے کہاں سے آگیا
ہے ہمیں خطرہ ہے کہ ہم سلطان کے آنے پر اپنے
منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ ناگ ضرور
اپنے طلسم سے سلطان کی حفاظت کرے گا۔
ڈیوس جاسوس نے سانس بھرا اور بولا۔
نادیا! ہم اپنے منصوبے میں ضرور کامیاب ہوں گے
تم فکر نہ کرو۔ اگر پیٹر قتل کر دیا گیا ہے تو کوئی بات
نہیں۔ اب میں خود میدان میں آؤں گا
سیاہ پوش نادیا بولی۔
پہلے تم پیٹر کی لاش تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے
ناگ نے اسے ہلاک کر دیا ہو۔ لاش تمہیں اہرام مصر
کے آس پاس ہی کسی جگہ مل سکتی ہے بہرحال قبرستان
سے بھی ہوتے جانا۔
ڈیوس جاسوس نادیا کے مکان سے نکل کر سیدھا ابوالہول
والے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ سب سے پہلے
قبرستان میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں پیٹر کو قتل کر کے لاش
کسی گڑھے میں تو نہیں پھینک دی گئی۔
دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ نادیا اس کے

ساتھ ساتھ تھی۔ ماریا کو اس انکشاف پر حیرت اور خوشی
بھی ہوئی کہ پیٹر اور ڈیوس کی ایک ساتھی جاسوسہ نادیا بھی
قاہرہ میں موجود ہے جو سلطان صلاح الدین ایوبی کو قتل کرنے
کی سازش تیار کر چکی ہے۔

ماریا ہوا میں جاسوس ڈیوس کے گھوڑے کے ساتھ
ساتھ پرواز کر رہی تھی۔ ڈیوس قبرستان میں آکر گھوڑے
سے اتر گیا۔ وہ سیدھا اس قبر پر پہنچا جس میں انہوں نے
ناگ کی لاش کو دفن کیا تھا۔ جونہی اس کی نگاہ اس خنجر
پر پڑی جو قبر میں کھبا ہوا تھا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین
نکل گئی۔ کیونکہ یہ وہی خنجر تھا جو جاسوس ڈیوس نے
پیٹر کو دیا تھا کہ ناگ کو ہلاک کر ڈالے۔ اس نے جھک کر
خنجر کو غور سے دیکھا۔

ہاں۔ یہ تو وہی خنجر ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ ڈیوس
نے دل میں کہا

وہ خنجر کو ہاتھ لگاتے ڈر رہا تھا کہ اس پر کوئی جادو نہ
پھونکا گیا ہو۔ وہ جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا اور
اسے دوڑاتا واپس شہر میں داخل ہو گیا۔ ماریا بھی اس
کے ساتھ ساتھ تھی۔ ڈیوس سیدھا سیاہ پوش نادیا کے
پاس آگیا اور اسے ساری بات سنا دی۔ سیاہ پوش نادیا
نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا

تم نے خنجر کیوں نہیں نکالا۔ وہاں کیوں
چھوڑ آئے؟ وہ خنجر تمہیں گرفتار کروا سکتا ہے۔

ڈیوس جانے لگا تو سیاہ پوش نادیا کچھ سوچ کر بولی۔
اس قبر کو کھود دو۔ ممکن ہے اس میں پیٹر کی لاش
دفن ہو۔

ڈیوس واپس قبر پر آگیا۔ اس نے قبر میں کھبا ہوا خنجر
کھینچ کر نکال لیا۔ پھر قبر کھودنی شروع کر دی۔ ماریا اس
کے قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ قبر کھل گئی۔
اس کے اندر اپنے ساتھی پیٹر کی لاش دیکھ کر ڈیوس سکتے
میں آگیا۔ جلدی سے اسے باہر نکالا اور اس کی نبض دیکھی۔
نبض چل رہی تھی۔ ڈیوس نے جلدی سے پیٹر کو گھوڑے پر
ڈالا اور اسے لے کر واپس نادیا کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا
ماریا اب بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

پیٹر کو سیاہ پوش نادیا کے پچھلے کمرے میں ڈال
دیا گیا۔ نادیا نے جب دیکھا کہ پیٹر مرا نہیں ہے بلکہ
اس کا دل آہستہ آہستہ دھڑک رہا ہے تو حیرانی سے بولی۔

یہ ضرور کسی طلسم کا اثر ہے۔ اگر طلسم نہ
ہوتا تو یہ شخص بے ہوش ہونے کے باوجود قبر میں اتنی

دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر اسے بند قبر میں
بھی کچھ نہیں ہوا نہ یہ مرا ہے۔ نہ اس کا جسم خراب
ہوا ہے۔

سیاہ پوش نادیا نے ڈیوس سے کہا کہ فوراً محلے کے حکیم کو
جا کر بلائے۔ نادیا وہیں رہی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ حکیم آ کر
کیا کہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈیوس جاسوسی ایک بوڑھے
حکیم کو لے آیا۔ سیاہ پوش نادیا نے اسے کہا

حکیم صاحب! یہ ہمارا ایک رشتے دار ہے۔ صبح
اچانک بے ہوش ہو گیا۔ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔

حکیم نے جاسوس پیٹر کی نبض دیکھی۔ پھر اس کی آنکھوں کے
پپوٹوں کو کھول کر غور سے دیکھا۔ پھر اس کی گردن کی کھال کو
غور سے دیکھا اور بولا

بی بی! اس آپ کے رشتے دار کو کسی سانپ نے
ڈس لیا ہے۔ اس کے جسم پر شدید زہر کا اثر ہے۔

سیاہ پوش نادیا اور جاسوس ڈیوس ایک دوسرے کا منہ
تکنے لگے۔ ڈیوس نے پوچھا

مگر حکیم صاحب یہاں تو کوئی سانپ نہیں ہے

بوڑھے حکیم نے کہا

سانپ آپ سے اجازت لے کر یہاں نہیں

آئے گا میری تشخیص یہی کہتی ہے کہ اس شخص کے
خون میں سانپ کا زہر شامل ہو گیا ہے۔

سیاہ پوش نادیا نے کہا

حکیم صاحب! اگر اسے سانپ نے ڈسا ہے
تو پھر یہ مرا کیوں نہیں؟

حکیم صاحب نے جاسوس پیٹر کی آنکھیں کھول کر دیکھیں
اور کہا

یہی تو میں بھی حیران ہوں۔ میرے علم کے
مطابق اس شخص کو کسی ایسے سانپ نے ڈسا ہے جو
تمام سانپوں کا بادشاہ ہے۔ یہ بہت ہی مہلک زہر
کے اثرات ہیں۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ یہ شخص
مرا نہیں بلکہ بے ہوش ہے اور بے حس و حرکت ہے۔

سیاہ پوش نادیا کہنے لگی۔

حکیم صاحب اسے کسی طرح ہوش میں لائیے۔
کوئی ایسی دوائی دیجئے کہ یہ پھر سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔
میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گی۔

حکیم صاحب نے سیاہ پوش نادیا کی طرف دیکھ کر جھنجلائی ہوئی
آواز میں کہا

بی بی! تم مجھے منہ مانگا انعام کیا دو گی؟ میں اپنے

پیشے کی عزت کی خاطر اس کا علاج بتائے دیتا ہوں۔
سنو! اس زہر کا علاج اس دنیا کی کسی جڑی بوٹی۔
کسی دوائی میں نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی طرح سے تم
سب سے قدیم اہرام کے اندر دفن کسی مصری شہزادی یا
ملکہ کے تابوت میں رکھا ہوا شاہی مہرا لے آؤ تو اس کا
علاج ہوسکتا ہے ورنہ یہ اسی طرح بے ہوشی میں بوڑھا
ہوتا جائے گا اور ایک دن مر جائے گا۔

جاسوس ڈیوس نے گھبرا کر کہا
لیکن حکیم صاحب اہرام کے اندر تو ہوا کا جھونکا بھی
داخل نہیں ہوسکتا۔ وہ تو فولادی پتھروں سے بند ہیں
ہم اندر کیسے جائیں گے؟

حکیم صاحب بولے۔
تو پھر اس اپنے ساتھی کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو۔
اس کا کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس کے اندر ایسا زہر داخل کر
دیا گیا ہے جو اس کے جسم کی نشوونما بھی کرتا رہے گا
اور اسے ہوش میں بھی نہیں آنے دے گا۔ یوں یہ بے ہوشی
کے عالم میں وقت کے ساتھ ساتھ بوڑھا ہوتا جائے گا
اور پھر مر جائے گا

سیاہ پوش نادیا نے کہا

لیکن حکیم صاحب اس کا کیا یقین ہے کہ شاہی
مہرہ پرانے اہرام کے اندر دفن شدہ شہزادی کے
تابوت ہی میں ہوگا۔

حکیم صاحب کہنے لگے۔
پرانے زمانے میں جب فرعون یا اس کی ملکہ یا
شاہی شہزادی مر جاتی تھی تو دوسری چیزوں کے ساتھ
ایک مہرہ بھی اس کے ساتھ تابوت میں رکھ دیا جاتا
تھا۔ اس مہرے کی خاصیت یہ ہوتی تھی کہ مرتے ہوئے
آدمی کو سنگھا دیا جائے تو وہ ایک بار آنکھیں کھول
دے۔ یہ شاہی مہرہ صحت اور لمبی عمر کی ضمانت سمجھا
جاتا تھا۔ اس لئے تم کسی طرح اہرام کے اندر جانے
کی ترکیب سوچو شاہی مہرہ تمہیں ملکہ یا شہزادی کے
تابوت میں ضرور مل جائے گا۔

حکیم صاحب یہ علاج بتا کر چلے گئے۔ سیاہ پوش نادیا اور
جاسوس سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ کیا کریں۔ اہرام کے اندر کون
داخل ہوسکتا تھا۔ ابھی تک سارے اہرام بند تھے اور کوئی
ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلایا گیا۔ تھا۔ نادیا نے حکیم
کا تجویز کیا ہوا علاج سنا تو واپس ناگ کے پاس آگئی
اسے ساری داستان سنائی۔ ناگ بولا۔

حیرانی کی بات ہے۔ یہ حکیم کوئی بہت جہیدی
آدمی لگتا ہے۔ اس نے پیٹر کو ہوش میں لانے
کی دوا بالکل ٹھیک تجویز کی ہے۔ اسے یا تو میں ہوش
میں لا سکتا ہوں اور یا پھر شاہی مہرہ ہی اسے ٹھیک
کر سکتا ہے۔

ماریا نے کہا

میرا خیال ہے اب ہمیں ڈیوس اور پیٹر اور
سیاہ پوش نادیا کو بھول کر دوسری طرف توجہ دینی چاہیے
کیونکہ میں نے سنا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کل شہر
میں داخل ہونے والے ہیں۔ ہمیں ان سے مل کر یروشلم
کی نئی صورت حالت سے آگاہ کر دینا ہو گا۔

ناگ بولا۔

لیکن ہم جاسوس ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا سے
بھی غافل نہیں ہو سکتے اور اب تو سیاہ پوش نادیا کو
سلطان کو ہلاک کرنے کی سازش کا بھی پتہ چل گیا
ہے۔ ہمیں ان کی طرف سے زیادہ خبردار رہنے کی
ضرورت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم ان کی نگرانی
کرتی رہو کیونکہ سلطان کی زندگی اس وقت مجاہدین اسلام
کے لیے بہت قیمتی ہے۔ ارض فلسطین کے لاکھوں

انسان قیدوبند میں پڑے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ
وہ کب وہاں پہنچ کر انہیں غلامی کی ذلت سے نجات
دلاتا ہے۔

ماریا نے کہا

ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گی

ناگ بولا

تم واپس سیاہ پوش نادیا کے گھر جاؤ اور دیکھو
کہ وہ کس سازش میں مصروف ہے۔ اگر پیٹر کو کسی
طرح ہوش آ بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم
ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا۔ ہم ان کے ہر حملے
کو ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

ماریا ناگ کے کمرے سے نکل کر سیدھی سیاہ پوش نادیا
کے مکان کی طرف چل پڑی وہاں جا کر کیا دیکھتی ہے کہ
مکان پر تالا پڑا ہوا ہے۔ ماریا تیزی سے مکان کے
اندر چلی گئی۔ مکان خالی تھا۔ اس میں بے ہوش پیٹر
بھی نہیں تھا۔ سیاہ پوش نادیا کے مکان کا سامان ویسے
ہی لگا ہوا تھا مگر وہ خود اور ڈیوس اور پیٹر غائب تھے۔
ماریا نے مکان سے باہر نکل کر سوچا کہ وہ کہاں گئے ہوں
گے؟ ظاہر ہے وہ اہرام مصر کی طرف ہی گئے

کیونکہ انہیں ملکہ کے تابوت کا مہرہ درکار تھا۔ ماریا شہر
سے بلند ہوکر اڑتی ہوئی اہرام مصر کے پاس آگئی۔ اس نے
تینوں اہرام اندر جاکر دیکھے۔ سیاہ پوش نادیا اور جاسوس
ڈیوس وہاں نہیں تھے۔ اب تو ماریا پریشان ہوگئی۔
یہ لوگ کہاں غائب ہوگئے ہیں۔ ضرور کسی ایسی جگہ
چلے گئے ہیں جہاں وہ سلطان کے خلاف سازش میں
مصروف ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ شہر میں
ان کے دوسرے ساتھی بھی تھے۔ ماریا نے اڑان بھر
کر ابوالہول کا پرانا قبرستان بھی دیکھ ڈالا۔ وہاں بھی
یہ لوگ نہیں ملے۔ ناگ کی طرف جانا بیکار تھا۔ ماریا
واپس شہر میں آگئی۔ ایک بار پھر اس نے سیاہ پوش
نادیا کا مکان دیکھا۔ مکان پر ابھی تک تالا لگا ہوا تھا
ماریا نے شہر میں ان کی تلاش شروع کردی۔ مگر سیاہ پوش
نادیا شہر میں نہیں تھی۔ جب ماریا اس کے مکان سے
نکل کر ناگ کو خبر کرنے گئی تو سیاہ پوش نادیا نے
ڈیوس سے کہا

"شاہی مہرہ اہرام سے نکالنا ہمارے بس کا روگ
نہیں ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن ہم اپنے
اصلی مشن سے غافل بھی نہیں ہوسکتے۔ پیٹر کو انتظار

گھوڑے پر ڈالو اور ہم اسی وقت بروٹس کے باغ
میں چلتے ہیں۔ وہی ہمارا ہیڈکوارٹر ہے اور اسی سے
مشورہ کرتے ہیں چلو۔ ہم وقت ضائع نہیں کرسکتے۔
سلطان کل تک قاہرہ آجائے گا۔

پیٹر کو چادر میں لپیٹ کر انہوں نے گھوڑے پر ڈالا۔ سیاہ پوش
نادیا اور ڈیوس دوسرے گھوڑے پر بیٹھے اور شہر سے نکل کر
بروٹس کے باغ کی طرف گھوڑے ڈال دیئے۔ بروٹس ان
لوگوں کا لیڈر اور سب سے بڑا عیسائی جاسوس تھا
جو قاہرہ میں ایک باغ کا مالک تھا اور اسی باغ میں
رہتا تھا۔ وہ بڑا نیک دل اور مخیر یعنی بہت خیرات
کرنے والا اور غریبوں کی مدد کرنے والا مشہور تھا۔ یہ
حقیقت سوائے پیٹر، ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا کے
اور کسی کو معلوم نہیں تھی کہ بروٹس اصل میں رچرڈ کا
خاص جاسوس ہے جو قاہرہ میں بیٹھ کر سلطان صلاح الدین
ایوبی کے قتل کی سازش تیار کررہا تھا۔ بروٹس کا باغ شہر
قاہرہ کے شمال کی جانب ویران بیابان صحرا کے ٹیلوں کے
بیچ ایک چشمے کے کنارے پر تھا۔ کچی چاردیواری کے
اندر انگور انجیر اور انار کے بے شمار درخت تھے
ان کے بیچ میں ایک چشمہ بہتا تھا۔ ایک جانب بروٹس

کا دو منزلہ مکان تھا۔ جس کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ
بھی تھا۔ تہہ خانے کو راستہ مکان کے اندر سے
نہیں بلکہ پیچھے اناروں کے درختوں کے درمیان سے
جاتا تھا جہاں گھاس پھوس سے بھرا ہوا ایک گڑھا تھا
اس گڑھے کے اندر تہہ خانے کا دروازہ گھاس پھوس ڈال
کر چھپا دیا گیا تھا۔

بروڈس یہودیوں ایسا لمبا نیلے کپڑے کا فرغل پہنے۔
سر پر یہودیوں ایسی گول ٹوپی رکھے باغ کے دروازے
کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا نوکر سے پاؤں دبوا رہا تھا
کہ اسے دور تین گھوڑے باغ کی طرف بڑھتے دکھائی
دیئے۔ بروڈس نے نوکر سے کہا

جاؤ اوپر مکان میں جا کر صفائی وغیرہ کرو۔

میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

تینوں گھوڑ سوار جب باغ کے سامنے والے دروازے کی
طرف آنے کی بجائے دوسری طرف گھوم گئے تو
بروڈس سمجھ گیا کہ یہ پیٹر نادیا اور ڈیوس کے سوا اور
کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہیں ہدایت تھی کہ جب
کبھی وہ کوئی اہم بات کرنے آئیں تو سیدھے دروازے
سے آنے کی بجائے باغ کے عقبی دروازے کی طرف

جا کر انتظار کیا کریں۔ بروڈس اٹھ کر انار اور انجیر کے
درختوں میں سے ہوتا ہوا باغ کے عقبی دروازے کی
طرف چلا گیا۔

گھوڑ سوار قریب آ کر گھوڑوں سے اتر آئے تھے۔
بروڈس نے انہیں پہچان لیا ایک سیاہ پوش نادیا اور دوسرا
ڈیوس تھا مگر تیسرے گھوڑے پر کسی آدمی کو کپڑے میں
لپٹ کر ڈالا ہوا تھا۔ بروڈس باغ میں سے نکل کر ان کے
پاس گیا۔

یہ کون ہے؟ اس نے جاتے ہی سیاہ پوش
نادیا سے پوچھا

نادیا بولی۔

"پیٹر ہے بروڈس"

اسے کیا ہو گیا ہے؟ بروڈس نے کسی قدر حیرانی سے پوچھا۔

تہہ خانے میں چل کر بتاتے ہیں۔ ڈیوس
نے جواب دیا۔

گھوڑوں کو ایک طرف باغ کی پکی دیوار کے ساتھ
باندھ کر ڈیوس نے پیٹر کو کاندھے پر ڈالا اور بروڈس
کے ساتھ وہ باغ میں داخل ہو کر اناروں کے
جھنڈ میں آ گئے۔ یہاں بروڈس نے ایک نگاہ چاروں

نہیں
طرف دوڑائی۔ باغ میں کوئی نوکر اس وقت
تھا۔ وہ گڑھے میں اتر گئے۔ گھاس پھوس کو الگ ہٹایا
اور خفیہ دروازے میں سے گزر کر سرنگ میں سے ہوتے
ہوئے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے کی دیواریں کچی تھیں
چھت اونچی تھی مگر وہاں اندھیرا تھا۔ کونے میں چھت
کے پاس ایک گول سوراخ تھا جس میں سے باہر کی تازہ
ہوا اندر آتی تھی۔ بے ہوش پیٹر کو انہوں نے فرش پر
ڈال دیا۔ پھر ڈیوس نے بروٹس کو سب کچھ بتایا کہ
پیٹر کے ساتھ کیا گزری اور وہ کیوں بے ہوش ہوا ہے۔
ہمیں کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اس پر کیا
طلسم ہوا ہے کہ جس سے اس کے جسم میں کسی سانپ
کا زہر پھیل گیا ہے۔ حکیم نے کہا ہے کہ اہرام مصر
کے اندر ملکہ مصر کے مقبرے میں تابوت کے اندر
جو شاہی مہرہ پڑا ہے وہ اس کا علاج ہے۔ مگر
وہ کون جا کر لا سکتا ہے۔
بروٹس کی بھنوئیں سکڑ گئیں۔ چہرے پر ناراضگی کے
اثرات ابھرے اور بولا
تم لوگوں نے لاپرواہی سے کام لیا ہے۔ اب
اس کو اسی جگہ بے ہوش رہنے دو۔ ہم اس کے بارے

میں بعد میں سوچیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں
سلطان کو اپنے راستے سے ہٹانا ہے۔ مجھے
یہ بتاؤ کہ کیا پیٹر بے ہوشی میں ہی مر تو نہیں جائے گا۔
اس پر سیاہ پوش نادیا نے اسے بتایا کہ حکیم نے کہا ہے کہ
اس کے جسم میں کسی ایسے سانپ کا زہر چلا گیا ہے جو
اسے مرنے نہیں دے گا اور اسے ہوش میں بھی نہیں
آنے دے گا۔ بروٹس نے گردن اٹھائی اور بولا
ٹھیک ہے۔ اس کو اسی تہہ خانے میں پڑا
رہنے دو اور تم لوگ میری بات غور سے سنو۔
پھر اس نے سیاہ پوش نادیا اور جاسوس ڈیوس کو بتایا کہ
اس کی اطلاع کے مطابق سلطان صلاح الدین ایوبی
پرسوں شام کو قاہرہ میں داخل ہو رہا ہے۔ ہمیں
اسی رات اس کا کام تمام کر دینا ہوگا۔ سیاہ پوش
نادیا نے پوچھا
کیا ہم محل میں اس پر حملہ کریں گے۔
بروٹس بولا
اس کے لئے میرا منصوبہ بڑا پُراسرار اور
حیرت انگیز ہے۔
بروٹس کا منصوبہ یہ تھا کہ اس نے وادی نیل کا ایک

سب سے زہریلا سانپ اس مقصد کے لیے پال رکھا تھا۔ اپنے خاص آدمیوں کے ہاتھوں اس نے اس سانپ کو ملک شام روانہ کر دیا تھا۔ جہاں خفیہ طور پر شاہی دھوبی سے مل کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے کپڑے سانپ کو سنگھا دیئے گئے تھے۔ پھر اس سانپ کو سلطان ایوبی کے کپڑوں کا یوں دشمن بنا دیا کہ ان کپڑوں سے اسے بار بار تنگ کیا جاتا۔ یہ کام بروڈس کی نگرانی میں ملک شام کے ماہر سپیروں نے کیا تھا۔ یہ سپیرے بڑے تجربہ کار سپیرے تھے۔ انہیں یہ بالکل نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ کپڑے سلطان ایوبی کے ہیں۔ سلطان کے کپڑوں میں صرف اس کی شاہی بنیانیں اور کمربند شامل تھا جو بروڈس نے شاہی دھوبی سے صرف دو روز کے لئے حاصل کیا تھا۔ اب وادی نیل کے سانپ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ جونہی اسے مٹی کے کوزے سے باہر نکالا جاتا وہ پھنکار کر اس طرف دوڑتا جدھر سے اسے ان دشمن کپڑوں کے مالک کی بو آ رہی ہوتی تھی۔ یہ خطرناک منصوبہ ابھی بروڈس کے عیار ذہن میں ہی تھا۔ اس نے سیاہ پوش ناویا اور ڈیوس کو وقت سے پہلے بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی اور کہا

وقت آنے پر میں تمہیں اپنے منصوبے سے آگاہ کر دوں گا۔ ابھی تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں جاؤ اور میرے اگلے احکامات کا انتظار کرو۔ جونہی سلطان ایوبی مصر میں داخل ہو تم سیدھے میرے پاس یہاں چلے آنا۔ اب یہاں سے باہر نکل کر جدھر سے آئے ہو ادھر ہی سے واپس چلے جاؤ۔

ماریا کو افسوس ہوا کہ بروڈس جاسوس نے اپنے منصوبے کو ظاہر نہیں کیا تھا لیکن وہ مطمئن تھی کہ جونہی سلطان صلاح الدین ایوبی مصر میں آیا وہ سیدھی بروڈس کے پاس پہنچ جائے گی تاکہ اس کے خطرناک منصوبے سے آگاہ ہو جائے اور سلطان کی زندگی کی حفاظت کر سکے۔

اس نے واپس آ کر ناگ کو بروڈس کے بارے میں بتایا تو ناگ بولا۔

معلوم ہوتا ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف یہاں جاسوسی کا پورا جال پھیلا رکھا ہے۔

کوئی بات نہیں۔ ہم ہر حالت میں سلطان کی حفاظت کریں گے۔ ابھی ہم سپہ سالار سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کریں گے۔ سلطان کو ظاہر

تو میں چاہتا ہوں کہ تم برودٹس اور سیاہ پوش نادیا
کو اپنی نگاہوں میں رکھو۔

ماریا نے کہا۔ میں کل صبح پھر سیاہ پوش نادیا کے ہاں
جاؤں گی۔

ناگ شام تک سپہ سالار کے محل میں ہی رہا۔ شام
کے بعد واپس اپنے مہمان خانے میں آ گیا۔ ماریا بھی
اس کے پاس ہی رہی اس وقت تک یہی خیال
تھا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کل شام کو قاہرہ
آئے گا۔ مگر سب حیران رہ گئے۔ جب دور سے گھوڑوں
کی گرد اڑتی دکھائی دی اور پھر پیش رفت شاہی حفاظتی
دستوں نے آ کر خبر دی کہ سلطان معظم ملک شام سے
تشریف لے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخبروں نے یروشلم
کی صورت حال آ کر بتائی تو سلطان ایوبی نے اسی وقت
قاہرہ روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا تاکہ یروشلم پر چڑھائی
کے منصوبے کو عملی شکل دی جائے۔ حقیقت یہ ہے
کہ جاسوس برودٹس کے آدمیوں نے اسے دن کے وقت
ہی آ کر خبر کر دی تھی کہ سلطان ایوبی کل کی بجائے آج
شام کو ہی قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اسی وقت
سیاہ پوش نادیا کے مکان میں آ گیا اور ڈیوس کو بھی
وہیں بلا لیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب ماریا اور ناگ
شاہی محل میں سپہ سالار کے پاس بیٹھے تھے۔ شاہی
محل میں ابھی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ سلطان ایوبی
کل کی بجائے آج شام کو پہنچ رہا ہے۔ ورنہ ناگ فوراً
ماریا کو برودٹس کے تہہ خانے کی طرف روانہ کر دیتا
کہ وہ اب کی خطرناک سازش کا پتہ کر کے آئے۔

اب صورت حال یہ بن گئی تھی کہ ماریا تو ناگ
کے پاس بے فکر ہو کر بیٹھی تھی اور جاسوس برودٹس،
سیاہ پوش نادیا اور ڈیوس کو اپنی زہریلے سانپ
والی سکیم بتا رہا تھا۔

یہ سانپ بے حد زہریلا ہے اور جس کو
ڈستا ہے وہ پانی بھی نہیں مانگتا اور اس کا جسم
پھٹ جاتا ہے۔ اسے میں نے کئی روز سے بھوکا
پیاسا رکھا ہوا ہے اور وہ سلطان ایوبی کے کپڑوں
کی بو پر لگا ہوا ہے اس کے ذہن میں یہ بات
بٹھا دی گئی ہے کہ جس شخص کے جسم سے یہ خاص
بو آ رہی ہے وہی اس کا دشمن ہے اور اس نے
اس کا دانہ پانی بند کر دیا ہے۔ اس مقصد کے

ہے میں نے شاہی دھوبی کو رشوت دے کر سلطان
ایوبی کے کمربند اور بینائین کا ایک ٹکڑا حاصل کر لیا
تھا اور اس ٹکڑے میں سلطان کے جسم کی بو رچی
ہوئی ہے۔ کپڑے کے اس ٹکڑے سے میں نے زہریلے
سانپ کا کئی بار گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے ہوئے
اس پر یہ اثر بٹھانا چاہا ہے کہ جس آدمی کی یہ
بینائین ہے وہ اس کا جانی دشمن ہے۔
پھر اس نے ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا کو اپنی ساری
سکیم سمجھا دی۔

نادیا اس سلسلے میں تمہیں اہم کردار ادا کرنا
ہوگا اگرچہ تمہارا کام اتنا خطرناک نہیں ہے مگر
تمہیں انتہائی احتیاط اور ذمہ داری سے کام لینا ہو
گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کام کے لیے
تمہارا انتخاب کیا ہے

سیاہ پوش نادیا نے پوچھا

کیا مجھے شاہی محل میں جانا ہوگا؟

بروس نے کہا

نہیں شاہی محل کے اندر جانے کی کوئی ضرورت
نہیں پڑے گی۔ سانپ خود بخود شاہی محل میں داخل
ہو کر اپنے دشمن یعنی سلطان صلاح الدین ایوبی کو
تلاش کرے گا۔ تمہیں صرف یہ کرنا ہوگا کہ رات
جب آدھی سے زیادہ گزر جائے اور ہر طرف اندھیرے
اور خاموشی کی حکمرانی ہو جائے تو تم اس سانپ کی
پٹاری لے کر شاہی محل کے پچھلے دروازے کے قریب
جاؤ گی۔ وہاں اندھیرے میں اس سانپ کو چھوڑ دینا۔
اس دروازے کے اوپر دوسری منزل میں سلطان ایوبی
کی خواب گاہ ہے اور وہ وہیں آرام کرتا ہے۔ اس کے
بعد سانپ خود بخود اپنا کام کرے گا۔

سیاہ پوش نادیا نے کہا

میں تیار ہوں۔

شاباش۔ بروس نے نادیا کی حوصلہ افزائی کی اور کہا
ایچرڈ کیطرف سے تمہیں اس کا بھاری انعام دیا جائے گا۔ تمہیں
آج اندھیرا ہوتے ہی زہریلا سانپ پہنچا دیا جائے گا۔
اسے یہاں مت کھولنا۔ ڈیوس تمہیں سانپ کی پٹاری
پہنچا دے گا۔

یہ کہہ بروس اپنے باغ والے مکان کی طرف
اور ڈیوس اپنی دکان کی طرف چل دیا۔ سیاہ پوش
نادیا اپنے مکان پر ہی رہی۔ دوپہر کے وقت

ناگ کے کہنے پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے شاہی
محل سے نکلی سب سے پہلے وہ بروٹس کے باغ میں
گئی۔ اس نے دیکھا کہ بروٹس انگور کے باغ میں مزدوروں
سے کام کروا رہا تھا۔ وہاں نادیا اور ڈیوس میں سے
کوئی نہیں تھا وہاں سے ماریا سیدھی جاسوس ڈیوس کی
دکان پر پہنچی۔ وہ گاہکوں کو قالین دکھا رہا تھا۔ وہاں بھی
کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ وہاں سے ماریا سیاہ
پوش نادیا کے مکان پر آئی۔ نادیا بھی گھر کے کام کاج
میں لگی تھی۔ ماریا نے ناگ کو واپس جا کر بتایا کہ
وہ لوگ معمول کے مطابق اپنے کاموں میں لگے ہوئے
ہیں اور کوئی خطرناک بات مجھے نظر نہیں آئی۔ ناگ
نے کہا

پھر بھی ہمیں ان کی طرف سے غافل نہیں رہنا
ہو گا۔ کیونکہ سلطان قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔ یہ
لوگ ضرور اس کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے۔
سلطان صلاح الدین ایوبی نے شام کو سالار اعلیٰ اور
سپہ سالار سے ملاقات کی اور یروشلم کی صورت حال کے
بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ کیونکہ وہ بہت جلد یروشلم
کو عیسائی قبضے سے آزاد کرانا چاہتا تھا۔ سپہ سالار نے

نے ناگ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ شہزادی صاحبہ اور ان کے
بچوں کو یروشلم سے نکال کر لے آیا ہے۔ اس پر سلطان
ایوبی نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد حکم دیا کہ ناگ کو
پیش کیا جائے۔ ناگ کو اطلاع ملی تو فوراً سلطان کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ صلاح الدین ایوبی اپنے کمرہ خاص
میں سپہ سالار اور سالار اعلیٰ کے ساتھ مسند پر
تشریف فرما تھا۔ اس کے چہرے سے پاکیزگی، شرافت
بہادری اور وجاہت ٹپکتی تھی۔ تلوار اس کے پہلو میں
تھی۔ سلطان نے ایک گہری نگاہ ناگ پر ڈالی۔ ناگ
نے جاتے ہی ادب سے سلام کیا اور خاموش کھڑا ہو گیا۔
سلطان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ناگ ایک کرسی
پر بیٹھ گیا۔ سپہ سالار کے کہنے پر ناگ نے سلطان کو
یروشلم میں عیسائی فوجوں کی تعداد اور جنگی چوکیوں کے
بارے میں پوری معلومات مہیا کر دیں۔ ناگ نے
سلطان کو یہ بھی بتایا کہ اگرچہ یروشلم کی مسلم آبادی کے
ساتھ رچرڈ کی فوجوں کا سلوک بہت اچھا ہے۔ مگر رچرڈ
کے ساتھ یورپ کے دوسرے ملکوں کے جرنیل بھی
اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ شریک ہیں اور ان کے
فوجی مسلمانوں سے برا سلوک کرتے ہیں

سے کئی جگہوں پر فسادات بھی ہوئے ہیں اور یروشلم
کے بیشتر مسلمان سلطان معظم کی آمد کے انتظار میں ہیں۔
سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی تلوار کے دستے پر
ہاتھ رکھ کر کہا
خدا مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ ہم بہت
جلد ان کی مدد کو پہنچیں گے۔
سلطان نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے
رخصت کر دیا اور سالارِ اعلیٰ سے یروشلم پر چڑھائی کی
تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ناگ واپس
اپنے کمرے میں آیا تو ماریا نے پوچھا کہ سلطان سے
کیا باتیں ہوئیں۔ ناگ نے کہا
میں نے سلطانِ معظم کو تمام حالات سے
آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا۔ میرا
خیال ہے کہ سلطان کی فوجیں دو ایک روز میں یروشلم
پر چڑھائی کرنے والی ہے۔
ماریا کہنے لگی۔
میں ایک بار پھر سیاہ پوش نادیا کے ہاں چکر
لگاتی ہوں۔ یہ جاسوس بھی ضرور اپنی دلیشہ دوانیوں
میں لگے ہوں گے۔

ناگ نے کہا ہوشیار ہو کر جانا۔ وہ لوگ طلسم بھی کر
سکتے ہیں۔
ماریا بولی۔
میں ان سے دھوکہ کھانے والی نہیں ہوں
تم فکر نہ کرو۔ میں جلد واپس آ جاؤں گی۔
ماریا نے سیاہ پوش نادیا کے مکان پر جا کر دیکھا کہ
وہ دسترخوان پر اپنی کچھ سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی کھانا
کھا رہی تھی۔ ماریا کچھ دیر وہاں ٹھہر کر بروٹس کے ہاں
اور پھر ڈیوس جاسوس کی دکان پر گئی۔ وہ لوگ بھی
کھانا وغیرہ میں مصروف تھے۔ کوئی غیر معمولی نقل و حرکت
ماریا کو دکھائی نہ دی۔ وہ واپس آ گئی اور ناگ کو اطلاع
دی کہ سب خیریت ہے۔ ناگ فکر مند ہو کر کہنے لگا۔
مجھے سب خیریت نظر نہیں آتی ماریا۔ بہر حال
سلطان کے خلاف سازش تیار کی جا چکی ہے اور
اب صرف مناسب وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے۔
ماریا بولی۔
ہم بھی چوکس ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تھوڑی
تھوڑی دیر بعد جا کر ان جاسوسوں کو دیکھ آیا

کروں گی۔

آدھی رات سے پہلے ماریا پھر سیاہ پوش نادیا کے
مکان پر گئی۔ نادیا بستر پر بیٹھی تھی۔ شاید وہ سو رہی
تھی۔ ماریا وہاں سے بڈھے کے گھر گئی۔ وہ بھی
بستر پر لیٹا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اصل میں
وہ اور سیاہ پوش نادیا آدھی رات ہونے کا انتظار کر
رہے تھے ماریا یہ سمجھی کہ وہ آرام سے سو رہے ہیں۔
ماریا نے واپس آکر ناگ کو تسلی دی کہ وہ لوگ ابھی
تک کچھ نہیں کر رہے۔

ناگ نے کہا

میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ بہت کچھ کر رہے
ہیں مگر خاموشی اور خفیہ طریقے سے کر رہے ہیں۔
ماریا نے کہا کہ وہ لوگ تو اپنے اپنے گھروں میں خاموش
لیٹے ہیں۔ ناگ نے جواب میں کہا کہ

وہ احکامات صادر کر چکے ہیں ماریا۔ ہمیں
چوکس رہنا ہوگا۔

ماریا بولی

کبھی کبھی تمہیں وہم ہونے لگتا ہے ناگ
بھیا۔ جب وہ ذرا سی بھی حرکت کریں گے مجھے

پتہ چل جائے گا۔ میں تو ہر دو دو گھنٹے
کے بعد جا کر ان کی نگرانی کرتی ہوں۔

مگر جب آدھی رات ہوگئی تو ماریا سیاہ پوش نادیا
کی نگرانی کرنے کے بعد چلی گئی تھی اور پھر سیاہ
پوش نادیا کے گھر کے دروازے پر اندھیری رات
میں کسی نے دوبار خاص انداز میں دستک دی۔ نادیا
نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر ایک سیاہ پوش آدمی کھڑا
تھا۔ اس نے کچھ کہے بغیر نادیا کی طرف ایک چھوٹی سی
پٹاری بڑھائی اور خاموشی سے واپس اندھیرے میں
غائب ہوگیا۔

اس پٹاری میں وادی نیل کا وہ پالتو زہریلا
سانپ تھا جس کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے کپڑے
لگا کر اسے اس کا دشمن بنا دیا گیا تھا۔ سیاہ پوش نادیا
نے پٹاری میز پر رکھ دی۔ پھر اپنے جسم کے گرد ایک
سیاہ چادر لپیٹی۔ پٹاری کو چادر کے اندر چھپایا اور
گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل کو جانے والی سنسان
سڑک پر روانہ ہوگئی۔ محل کے پچھواڑے ایک جگہ درختوں
کے پاس وہ اتر گئی۔ اس نے گھوڑے کو درخت کے ساتھ
باندھا اور پٹاری چھپائے محل کے عقبی

دیوار کی طرف بڑھی۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔
صرف محل کے اوپر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔
مگر ان کی توجہ دوسری طرف تھی۔ کیونکہ محل کا عقبی
دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا اور اس طرف سے سوائے
شاہی خاندان کے لوگوں کے دوسرا کوئی نہیں گزر سکتا تھا۔
نادیا اندھیرے میں نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ دیوار کے
ساتھ جاکر بیٹھ گئی۔ اوپر دوسری منزل والی کھڑکی بند تھی۔
یہ کھڑکی سلطان صلاح الدین ایوبی کی خواب گاہ کی تھی اور
اندر ایک دھیما شمع دان روشن تھا۔ نادیا نے دیوار
کے قریب جاتے ہی پٹاری کو الٹ دیا اور پیچھے کو دوڑ
پڑی۔ پٹاری میں سے سیاہ رنگ کا چھوٹا مگر بے حد زہریلا
سانپ پھنکار مار کر دیوار پر چڑھنے لگا وہ کھڑکی کی طرف
جارہا تھا۔

صحرا میں اتر جاؤ

سانپ کو سلطان ایوبی کے جسم کی بُو برابر آرہی تھی۔
یہ بُو اوپر والی کھڑکی میں سے آرہی تھی۔ سانپ کو
اسی بُو کا دشمن بنا دیا گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بٹھا
دیا گیا تھا کہ جس کی بُو اسے آرہی ہے وہ اس کا
دشمن ہے اور اسے ہلاک کرنے کی کوشش میں ہے اور
سانپ کی یہ فطرت ہے کہ وہ ویسے کسی کو کچھ نہیں کہتا لیکن
جب اسے احساس ہو جائے کہ کوئی اسے ہلاک کرنا چاہتا
ہے تو اس پر ضرور حملہ کرتا ہے۔ سانپ تیزی سے
دیوار پر رینگتا ہوا اور کھڑکی پہ آگیا۔ کھڑکی بند تھی۔
سانپ اندر جانے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔
آخر اسے ایک جگہ سوراخ مل گیا سانپ سوراخ میں
سے اندر داخل ہو گیا۔ خواب گاہ میں شمع کی دھیمی روشنی
میں سلطان ایوبی گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کے قریب
ہی پائنتی کی طرف اس کا خاص محافظ تاجار تلوار

کمر کے ساتھ لگائے بند دروازے کے آگے ٹہل رہا
تھا۔ سانپ نے سلطان ایوبی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔
اچانک محافظ تاچار کو سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی
دی۔ وہ تڑپ کر پیچھے مڑا۔ اس نے ایک سیاہ سانپ
کو سلطان کے بستر کی طرف جاتے دیکھا تو تلوار نکال کر سانپ
پر حملہ کر دیا۔ سانپ نے اچھل کر محافظ تاچار کو ڈس
دیا۔ مگر تاچار نے گرتے گرتے تلوار کے ایک ہی وار
سے سانپ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ سانپ کے دونوں
ٹکڑے قالین پر تڑپنے لگے۔ سلطان کی آنکھ کھل
گئی۔ اس نے تاچار کو قالین پر گرے ہوئے اور
سانپ کے تڑپتے ٹکڑوں کو دیکھا تو فوراً بستر سے
اٹھ کر تاچار کو سنبھالا۔ تاچار نے کہا

سلطان معظم پر میری جان قربان! یہ سانپ
کسی دشمن نے آپ کو نقصان پہنچانے کے ۔۔۔۔

اور تاچار پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ سانپ نے
اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔ سلطان نے اسی وقت
شاہی حکیم اور محافظوں کو بلا لیا۔ ایک منٹ سے بھی کم
وقت میں شاہی حکیم اور سپاہی اور سپہ سالار اور سالارِ اعلیٰ
پہنچ گئے۔ حکیم نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ

محافظ تاچار کو ایک ایسی دوا پلا دی۔ جس نے سانپ
کے زہر کو خون کے سُرخ ذرات کو تباہ کرنے سے
تھوڑی دیر کے لئے روک لیا۔ اتنی دیر میں ناگ اور
ماریا کو بھی اس واقعے کا پتہ چل گیا۔ ناگ لپک کر
شاہی محل میں جا پہنچا۔ محافظ تاچار کو ایک خاص کمرے
میں بستر پر لیٹا دیا گیا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ شاہی حکیم
اس کا علاج کر رہا تھا مگر سانپ کا زہر تیزی سے
اس کے جسم میں پھیلنے لگا تھا۔ سلطان معظم اور
سپہ سالار وہاں پر خود موجود تھے۔ سلطان ایوبی نے
شاہی حکیم سے کہا

ہم ہر حالت میں اپنے محافظ کو زندہ دیکھنا
چاہتے ہیں اس نے ہمارے لئے اپنی جان قربان کرنی
چاہی تھی۔ یہ سانپ دشمنوں نے ہمیں ہلاک کرنے
کے لئے بھیجا تھا جس کا نشانہ ہمارا محافظ
بن گیا۔

شاہی حکیم نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا

سلطان معظم! میں تمام دوائیں آزما چکا ہوں۔
مگر ابھی تک کوئی دوا کامیاب ثابت نہیں ہوئی
یہاں آنے سے پہلے جو دوا پلائی تھی۔ اس نے تھوڑی

دیر کے لئے تاجدار کے خون کے ذرات کو تباہ
ہونے سے روک دیا تھا مگر اب یہ خون کے
ذرے دوبارہ تباہ ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

سلطان ایوبی نے فکرمند ہو کر کہا

حکیم حاذق! جس طرح بھی ہو سکے ہمارے
جاں نثار کو بچانے کی کوشش کریں

اب ناگ نے آگے بڑھ کر سلطان کی خدمت میں تعظیم
پیش کی اور کہا

سلطان معظم! اگر اس خاکسار کو اجازت
ہو تو یہ بھی کچھ کوشش کرے۔

شاہی حکیم نے بھنوئیں اٹھا کر ناپسندیدہ انداز سے
ناگ کی طرف دیکھا اور بولا

برخوردار! جہاں ہمارے بزرگوں کے شاہی
نسخے ناکام ہو گئے ہیں وہاں تم اناڑی کیا کرو گے؟

ناگ نے بڑے ادب سے کہا

حضور! کوشش کرنا انسان کا فرض ہے۔
مجھے کوشش کر کے دیکھ لینے دیجئے۔

سلطان ایوبی نے کہا

اس نوجوان ناگ کو علاج کرنے کی اجازت
ہے ہم کسی بھی طرح اپنے جاں نثار محافظ کو صحت مند
دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ
موت کے منہ سے بچ جائے۔

سپہ سالار نے ناگ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ شاہی حکیم
نے ادب سے کہا

حضور انور! یہ نوجوان کوئی باقاعدہ حکیم نہیں
ہے۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ مریض کی حالت زیادہ
خراب نہ ہو جائے۔

سلطان نے کہا

ہم ناگ کو علاج کرنے کی اجازت دیتے ہیں

شاہی حکیم نے ادب سے سر جھکایا اور پیچھے ہٹ گیا۔

سلطان ایوبی نے ناگ سے کہا

تم کس طرح سے علاج کرو گے۔ تمہارے
پاس تو کوئی دوائی بھی نہیں ہے۔

ناگ بولا۔

حضور انور! میرا علاج کرنے کا اپنا طریقہ ہے

شاہی حکیم نے تنک کر کہا

آخر کوئی تو دوائی تمہارے پاس ہونی چاہیئے
تم کرو گے کیا؟

ناگ نے تعظیم کرتے ہوئے ادب سے کہا
میرے محترم بزرگ! میں صرف اتنا کروں گا کہ
ایک سانپ کو بلاؤں گا جو زہر اس کے جسم سے
واپس کھینچ لے گا۔
یہ سن کر سب حیرانی سے ناگ کی طرف دیکھنے لگے سلطان
ایوبی بھی خاموش اور کسی قدر حیران تھا۔ ناگ نے
سلطان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
سلطان معظم! کیا اجازت ہے مجھے
سلطان صلاح الدین ایوبی نے کہا
ہاں۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ ہمارے
محافظ کو موت کے منہ میں نہیں جانا چاہیئے۔

ناگ نے کہا
میں درخواست کروں گا کہ سب لوگ شاہی محافظ
کے پلنگ سے تھوڑا پیچھے ہٹ جائیں اور جب
تک میں نہ کہوں کوئی حرکت نہ کریں۔
سب پیچھے ہٹ گئے۔ سلطان صلاح الدین بھی چار قدم
پیچھے ہٹ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ شاہی حکیم اور سپہ سالار
حیرانی سے ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کہہ
رہا ہے اور جو کہہ رہا ہے کیا وہ کر بھی سکے گا کہ نہیں؟

ناگ نے فوراً سانپ کی زبان میں منہ سے سیٹی کی
باریک آواز نکالی اس نے سانپ کی زبان میں ایک
سانپ کو آواز دے کر وہاں فوراً پہنچنے کا حکم دیا۔ اس
وقت ایک سانپ شاہی محل کے باغ میں زیتون کی
جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ ناگ دیوتا کا حکم سنتے
ہی وہ تیزی سے جھاڑیوں میں سے نکل کر دیوار پر
رینگتا ہوا کمرے میں آگیا۔ سلطان صلاح الدین،
سپہ سالار اور شاہی حکیم نے ایک سانپ کو کمرے میں
آکر ناگ کے آگے اپنے سر کو جھکا کر تعظیم بجا لاتے
دیکھا تو حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ناگ
نے اس سانپ سے کہا
اس آدمی کو ایک سانپ نے ڈس دیا ہے۔
فوراً اس کے جسم سے سارے زہر کو کھینچ کر باہر
پھینک دو۔
سانپ حکم پاتے ہی پلنگ پر آگیا اور جہاں ناچار
کو سانپ نے ڈسا تھا وہاں زخم پر منہ رکھ دیا اور
زہر کو کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ
زہر کو باہر اگل دیتا۔ جب ناچار کے جسم سے
سارا زہر کھینچ لیا گیا تو سانپ نے عرض کی

عظیم ناگ دیوتا! میں نے اس آدمی کے جسم
سے سارا زہر کھینچ لیا ہے۔ اب اس کے خون میں
زہر کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں ہے۔
ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا
اب تم واپس جا سکتے ہو۔
سانپ نے اپنا پھن ناگ کے آگے جھکایا اور جدھر
سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا۔ ناگ نے سلطان ایوبی
کی طرف دیکھ کر کہا
سلطان معظم! قاچار کے جسم میں اب سانپ
کا زہر بالکل نہیں ہے۔ اسے تھوڑی دیر میں ہوش
آجائے گا۔
سلطان نے خوش ہو کر کہا
نوجوان! تم نے کمال کر دکھایا۔ یہ حکمت
تم نے کہاں سے حاصل کی ہے؟
ناگ نے ادب سے کہا
سلطان معظم! افریقہ کے ایک بزرگ سپیرے
نے مجھے یہ حکمت سکھائی تھی۔
سلطان نے پوچھا
کیا قاچار واقعی زندہ ہو جائے گا۔

شاہی حکیم نے کہا
حضورِ انور! یہ محض سپیروں کی شعبدہ بازی ہے
جس سانپ نے قاچار کو ڈسا تھا وہ بے حد زہریلا
سانپ تھا۔ مجھے ناگ کی حکمت پر اعتبار
نہیں ہے
ابھی یہ جملہ اس کی زبان پر ہی تھا کہ قاچار نے آنکھیں
کھول دیں۔ سب کے چہروں پر سوائے حکیم کے خوشی
کی لہر دوڑ گئی۔ سلطان معظم نے قاچار کے سر پر
شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا
قاچار! اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟
قاچار نے کہا
سلطان معظم! میں اپنے اندر زندگی کی
بھرپور طاقت محسوس کر رہا ہوں۔
اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب تو شاہی حکیم
لاجواب ہو گیا۔ ناگ نے سلطان سے عرض کی۔
سلطان معظم! آپ کے دشمنوں نے نصیب دشمناں
آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ دشمن
اسی شہر میں ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے میں ان کو
گرفتار کر کے آپ کے حضور پیش کروں۔

سلطان نے کہا
مگر تمہیں ان کا کیسے پتہ چلے گا؟
ناگ نے کہا
حضور انور! میرے پاس ایک اور حکمت
ہے جس کی مدد سے میں دشمنوں کا سراغ لگانے
میں کامیاب ہو جاؤں گا
سلطان معظم نے کہا
تمہیں ہماری طرف سے اجازت ہے
اس وقت ماریا ناگ کے قریب ہی موجود تھی۔ مگر
وہ خاموش تھی۔ وہاں اس کے بولنے کی ضرورت
نہیں تھی۔ ناگ تعظیم بجا لانے کے بعد سلطان کی
خدمت سے رخصت لے کر واپس راہ داری میں آیا
تو ماریا نے کہا
یہ اس ڈیوس، بروٹس اور سیاہ پوش نادیا
کی سازش تھی۔
ناگ بولا۔
میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ وہ لوگ اپنا
کام کر چکے ہیں جب ہی آرام سے سو رہے ہیں۔ اب
تم فوراً ان کے پاس جاؤ۔ میں یہاں بیٹھتا ہوں۔

ماریا فضا میں پرواز کر گئی وہ سب سے پہلے سیدھی
سیاہ پوش نادیا کے مکان پر پہنچی۔ مگر سیاہ پوش نادیا
وہاں پر نہیں تھی۔ محل میں ان کا جو خاص مخبر تھا
اس نے فوراً اسے خبر کر دی تھی کہ سانپ سلطان کو
ڈسنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس نے سلطان کی
بجائے سلطان کے محافظ کو ڈس دیا ہے۔ اور سانپ کو
مار دیا گیا ہے۔ سیاہ پوش نادیا نے یہ سنا تو فوراً
ڈیوس کے پاس پہنچی۔ اسے سب کچھ بتایا۔ وہ بولا۔
یہ بڑی بُری بات ہوئی ہے۔ سلطان کو اپنے
خلاف سازش کا علم ہو گیا ہو گا۔ ہم خطرے میں
ہیں۔ فوراً بروٹس کی طرف چلو
دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر سیدھے بروٹس کے مکان
پر پہنچے۔ بروٹس جاگ رہا تھا۔ جب اسے اس معاملے
کی خبر ملی تو پریشان ہو کر بولا۔
اگرچہ وہ سانپ مر گیا ہے مگر شاہی محل میں
سلطان کے قتل کی سازش بے نقاب ہو گئی ہے۔
وہاں ہمارے دو مخبر موجود ہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ
گرفتار نہ کر لئے جائیں اس لئے ہمیں فوراً روپوش
ہو جانا چاہیے۔

اس کے فوراً بعد برونس نے کچھ ضروری سامان ساتھ
لیا اور ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا سے کہا
تم لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو تالے
لگا کر اپنی چیزیں اِدھر اُدھر چھپا کر سُرخ ٹیلے
کے عقب میں پہنچ جاؤ۔ میں وہاں تمہارا انتظار
کر رہا ہوں۔ وہاں سے ہم کچھ دنوں کے لئے
دریائے نیل کے دلدلی جنگل میں جا کر چھپ
جائیں گے۔

چنانچہ جب ماریا برونس ڈیوس اور سیاہ پوش نادیا
کے مکان پر پہنچی تو وہ فرار ہو کر دریائے نیل کے
دلدلی علاقے میں کسی خفیہ مقام پر پہنچ چکے
تھے۔ ماریا نے شہر کے اندر اور باہر جگہ جگہ
انہیں تلاش کیا مگر وہ اسے کہیں نہ ملے۔ مایوس ہو کر
وہ ناگ کے پاس آگئی اور بتایا کہ تینوں جاسوس
غائب ہیں۔ ناگ سوچنے لگا۔ تینوں جاسوسوں کا
پکڑا جانا ضروری تھا۔ پھر اس نے ماریا سے کہا

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اتنی جلدی آدھی رات
کو ان لوگوں کو کس نے خبر کر دی کہ سلطان معظم
پر سانپ کا حملہ ناکام ہو گیا ہے؟ اس کا مطلب
بھی نکلتا ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی مخبر شاہی محل
میں پیٹر کے علاوہ بھی کوئی ہے۔

ماریا نے کہا

ہاں! اس کا تو یہی مطلب نکلتا ہے سوال
یہ ہے کہ وہ کون ہے؟ ہمیں اس کو سب سے
پہلے تلاش کرنا چاہئے کیونکہ اس کی مدد سے
سلطان پر دوسری بار بھی قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے۔

ناگ ٹہلنے لگا وہ بے چین تھا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی
سے سوچ رہا تھا کہنے لگا۔

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے
کہ آدھی رات کو ابھی تھوڑی دیر پہلے شاہی محل
سے نکل کر شہر کی طرف کون گیا تھا۔ کیونکہ کوئی آدمی
ضرور یہاں سے نکل کر سیاہ پوش نادیا کو خبر دینے
گیا ہے۔

ماریا نے کہا

اس سلسلے میں تمہیں شاہی محل کے پہرے دار
سے بات کرنی چاہئے۔ کیونکہ رات کو شاہی محل کا
صرف ایک ہی دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ جہاں شاہی
محافظ پہرہ دے رہا ہوتا ہے۔ رات کو محل سے

جو بھی کوئی نکلا ہوگا وہ اسی دروازے سے نکلا ہوگا۔ اور اس نے پہرے دار کو کوئی بہانہ بنا کر باہر جانے کی اجازت طلب کی ہوگی۔

ناگ نے کہا

تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم شاہی دروازے کے پہرے دار سے ابھی جا کر ملتے ہیں۔ تم خاموش رہنا۔ میں اس سے بات کروں گا۔ وہ میری شکل سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں شاہی مہمان ہوں۔

ناگ اسی وقت انسانی شکل میں ہی تھا۔ شاہی مہمان خانے سے نکل کر شاہی محل کے اس دروازے کی طرف چلا جو رات کو کھلا ہوتا ہے اور پہرے دار وہاں پر ہر وقت موجود رہتا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ کوئی اندر آ سکتا ہے۔ پہرے دار نے ناگ کو مشعل کی روشنی میں پہچان لیا اور احترام سے بولا۔

آپ اس وقت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

ناگ نے کہا

میں کہیں نہیں جا رہا دوست! میں تم سے ایک ضروری اطلاع لینے آیا ہوں۔

پہرے دار کو بھی پتہ چل چکا تھا کہ سانپ نے سلطان معظم کے محافظ کو ڈس دیا تھا اور اب شاہی حکیم کی دوا سے وہ ٹھیک ہو رہا ہے اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ کام ناگ کی وجہ سے سرانجام دیا گیا ہے اس نے ناگ سے پوچھا۔

آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں جناب؟

ناگ نے کہا

ابھی کوئی ایک آدھ پہر پہلے شاہی محل سے کوئی شخص نکل کر شہر کی طرف گیا تھا؟

پہرے دار نے فوراً کہا

ہاں ہاں! ابھی آدھی ساعت گزری کہ شاہی محل کا آبدار جانثل یہ کہہ کر شہر کی طرف گیا تھا کہ شاہی محافظ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے اور وہ ایک ضروری جڑی بوٹی لانے دریا پر جا رہا ہے۔

ناگ اور ماریا سمجھ گئے کہ یہ آبدار ہی وہ مخبر اور جاسوس ہے جو شاہی محل میں رہ کر بروٹس اور ڈیوس کے لئے کام کرتا ہے اور اس نے ان لوگوں کو جا کر خبر کی تھی کہ سلطان بچ گیا ہے اور سانپ نے سلطان کی بجائے

ناگ نے پوچھا

محافظ تاچار کو ڈس دیا ہے۔

وہ کتنی دیر بعد واپس آیا تھا؟

پہرے دار نے کہا

اسے زیادہ دیر شہر میں نہیں لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی واپس آگیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جڑی بوٹی بھی تھی۔

ناگ کو معلوم تھا کہ شاہی حکیم نے کسی کو جڑی بوٹی لانے کے لئے دریا پر نہیں بھیجا تھا۔ ناگ نے پہریدار کا شکریہ ادا کیا اور واپس چل دیا۔ کمرے میں آکر اس نے ماریا سے کہا

یہ جانل ہی جاسوس ہے جو ہیلٹر کے ساتھ مل کر شاہی محل میں رچرڈ کے لئے جاسوسی کرتا ہے۔

ماریا نے کہا

اسے فوراً گرفتار کروا دینا چاہیئے۔

ناگ بولا۔

میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ شاہی محل کا کوئی اور آدمی تو شامل نہیں ہے۔

میں صبح اس آبدار جانل سے ملتا ہوں۔

ماریا نے پوچھا

تم اسے کیا کہہ کر ملو گے؟ اسے کہیں شک نہ ہو جائے؟

ناگ مسکرایا۔

تم مجھے اتنا اناڑی تو نہ سمجھو ماریا۔ میں ایک منصوبہ بنا کر اس سے ملوں گا۔ تم میرے ساتھ ہی ہو گی۔ دیکھنا میں اسے کس طرح ملتا ہوں۔ آؤ اب چل کر تاچار کی خبر لیتے ہیں۔

سلطان اور سپہ سالار وہاں سے جا چکے تھے۔ کمرے میں شاہی حکیم اور تاچار ہی تھے۔ تاچار پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ سانپ کے زہر کا اثر بالکل ختم ہو چکا تھا۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ ناگ کی وجہ سے وہ موت سے بچ گیا ہے۔ جب ناگ اس کی خیریت دریافت کرنے وہاں پہنچا تو شاہی محافظ تاچار نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا

برادرم محترم! میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گا۔ آپ کی وجہ سے مجھے دوسری زندگی ملی ہے۔

ناگ نے کہا۔

زندگی اور موت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہاں میں تمہیں اچھا کرنے میں مددگار ضرور ثابت
ہوا ہوں اور مجھے اس کی خوشی ہے۔
شاہی حکیم کی ناگ کی وجہ سے کرکری ہو گئی تھی۔ اس
لئے وہ اسے پسند نہیں تھا۔ اس نے ناگ سے
کوئی بات نہ کی۔ شاہی محافظ سے کہا کہ وہ زیادہ
بات نہ کرے۔ ابھی اس میں کمزوری باقی ہے اور
اب آرام کرے۔ شاہی محافظ قاچار بولا۔
مگر حکیم صاحب میں تو بالکل تندرست ہو گیا ہوں۔
شاہی حکیم نے ناگ پر طنز کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا
بھائی قاچار! یہ جو سانپوں کے شعبدے دکھانے
والے ہوتے ہیں ان کے علاج کا کوئی بھروسہ نہیں
ہوتا۔ ہم جدی پشتی حکیم ہیں۔ ہماری بات تمہیں
ماننی ہی پڑے گی۔
ماریا کو شاہی حکیم کی یہ بات بری لگی۔ حقیقت بھی یہ
تھی کہ شاہی محل میں رہتے ہوئے شاہی حکیم مغرور ہو گیا ہوا
تھا اور وہ اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ ماریا
نے ناگ کے کان میں سرگوشی کی۔
میں اس مغرور شخص کو مزا چکھاؤں؟

ناگ نے آہستہ سے کہا
نہیں اس کی ضرورت نہیں
شاہی حکیم نے پلٹ کر ناگ کی طرف دیکھا اور نفرت
سے کہا
اچھا تو تم ہوا سے باتیں بھی کرتے ہو؟ یہ بھی
تمہارا کوئی نیا مداری پن ہوگا۔
ناگ نے کہا
میں جس سے باتیں کر رہا تھا وہ اگر چاہے
تو تمہیں اس محل سے اٹھا کر باہر صحرا میں پھینک
سکتی ہے۔
شاہی حکیم نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ناگ
کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا
غرور مجھ میں بھی ضرور ہے جو بری بات
ہے مگر تم گستاخ ہو۔ تم بڑوں کا ادب کرنا نہیں جانتے۔
اللہ تعالیٰ بے ادب کو پسند نہیں کرتا۔
ماریا نے بھی محسوس کیا کہ ناگ کو شاہی حکیم کے بارے
میں ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ وہ ایک
بزرگ آدمی تھا۔ ناگ نے بھی دل میں شرمندگی محسوس
کی مگر وہ خاموش رہا۔ شاہی حکیم اٹھ کر [illegible] اور ناگ

کی طرف دیکھ کر بولا۔

تم نے سانپ کو بلا کر اس سے قاچار کے
جسم سے زہر چوس لینے کا شعبدہ دکھایا اور غرور
میں آگئے یہاں تک کہ بڑوں کا ادب کرنا ہی
بھول گئے۔ لیکن یاد رکھو۔ دنیا میں ایک سے ایک
قابل آدمی موجود ہے۔ اگر میں چاہوں تو تمہیں وہ
شکل دکھا سکتا ہوں جس کو دیکھنے کے لئے تم اور
تمہاری یہ غیبی رُوح بے تاب ہے۔

ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ ماریا نے بھی تجسس سے
شاہی حکیم کی طرف دیکھا۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ ناگ
وہیں بیٹھا سوچتا رہا کہ شاہی حکیم جو کچھ اسے کہہ گیا
ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ اس وقت ناگ
اور ماریا جس شکل کو دیکھنے کے لئے بے تاب
تھے وہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی شکلیں تھیں۔
ناگ اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔ اسے ماریا کی تیز
خوشبو برابر آرہی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ اس کے
ساتھ ہی ہے اس نے ماریا سے کہا

ماریا! یہ شاہی حکیم جو کہہ گیا ہے
تم نے سنا؟

ماریا بولی۔

میں ابھی تک اس کے الفاظ پر ہی غور
کر رہی ہوں۔ وہ ہمیں کس کی شکل دکھانا
چاہتا ہے؟

ناگ نے کہا

ہم جس شکل کو دیکھنے کے لئے بے چین ہیں
ظاہر ہے وہ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کی شکل
کے سوا اور کس کی شکل ہو سکتی ہے۔

تو کیا؟ ماریا نے تعجب سے پوچھا۔ کیا یہ
شاہی حکیم ہمیں عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی شکلیں
دکھا سکتا ہے؟

گ بولا۔

وہ تو یہی کہہ کر گیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ میں
حکیم صاحب سے جا کر بات کرتا ہوں۔

ریا نے کہا۔

اور اپنی گستاخی کی معافی بھی مانگنا۔

گ باہر باغ سے ہوتا ہوا شاہی حکیم کے کمرے کے
ر آگیا۔ ایک پہرے دار باہر کھڑا تھا۔ ناگ اجازت
کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ شاہی حکیم مسند پر آرام

سے بیٹھا کوئی پرانی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے بھنوئیں اٹھا کر ناگ کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے پوچھا۔
کیا اب کوئی نیا مداری پن دکھانے آئے ہو؟

ناگ نے کہا
مجھے معاف کر دیجئے گا۔ مجھ سے گستاخی ہو گئی تھی۔ میں شرمندہ ہوں۔

شاہی حکیم نے کتاب بند کر دی مسند سے اٹھ کر ناگ کے قریب آیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

میں جانتا ہوں تم کیا خیال لے کر میرے پاس آئے ہو میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آدمی کے پاس کوئی علم ہو، کوئی خاص طاقت ہو تو اسے اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام علم، تمام طاقت اللہ ہی کی دی ہوئی ہوتی ہے۔ انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں ہوتی۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تم پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جس طاقت کا تم مان کرتے پھرتے ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے آؤ۔

ماریا اور ناگ حیران تھے کہ یہ شاہی حکیم حقیقت میں کوئی بہت بڑا ساحر یا جادوگر ہے جو اتنے اعتماد سے

ناگ کی طاقت کو بچوں کا کھیل کہہ رہا تھا۔ شاہی حکیم ناگ کو ساتھ لے کر اپنے کمرے کی پچھلی کوٹھڑی میں آ گیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ شاہی حکیم نے کہا
میں شمع روشن کرتا ہوں۔

اس نے شمع روشن کر کے گول میز پر رکھ دی۔ میز کے پاس ہی ایک کرسی رکھی تھی۔ شاہی حکیم نے ناگ کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سامنے دیوار میں ایک شیلف تھا جو پرانی کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں سے حکیم نے ایک کتاب کھول کر تھوڑی سی پڑھی۔ اور اسے کھول کر ناگ کے سامنے میز پر رکھ دیا ناگ نے دیکھا۔ کتاب کے صفحے پر قدیم مصری زبان کی تحریر لکھی ہوئی تھی۔ شاہی حکیم نے ناگ سے کہا
اس کتاب پر نظریں جما دو۔ تمہیں وہ شکلیں دکھائی دیں گی جن کو تم اس وقت دیکھنا چاہتے ہو۔
ماریا بھی ناگ کے پیچھے کھڑی جھک کر کتاب کو تک رہی تھی۔ ناگ حیران تھا کہ کیا واقعی اسے کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کی شکلیں نظر آ جائیں گی؟ شاہی حکیم سامنے تخت پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ کچھ پڑھ کر کتاب پر دور ہی سے پھونک ماری اور

ناگ سے کہا

اب کتاب پر دیکھو تم جسے دیکھنا چاہتے ہو
کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

ناگ اور ماریا کی آنکھیں کتاب پر جمی ہوئی تھیں اچانک
کتاب کے صفحے پر سے تحریر غائب ہو گئی۔ پھر وہاں
ایک صحرا کا منظر ابھر آیا۔ ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ
ایک اونٹ صحرا میں دوڑا چلا آ رہا ہے اور اس پر
عنبر سوار ہے عنبر پریشان ہے اور بار بار پیچھے تک
رہا ہے۔ پھر عنبر کا اونٹ کتاب کے صفحے پر سے
گزر گیا اور اب دوسرا اونٹ نمودار ہوا۔ اس
اونٹ پر تھیوسانگ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی پریشان تھا
اور بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا تھیوسانگ بھی صفحے
پر سے اونٹ سمیت گزر گیا۔ اب پیچھے تیسرا اونٹ
نمودار ہوا۔ اس اونٹ پر کیٹی سوار تھی۔ مگر اس کے
بال کھلے تھے۔ چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ ہاتھ
میں تلوار تھی۔ آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ تلوار کو یوں لہرا
رہی تھی جیسے دشمن پر حملہ کر رہی ہو۔ اس کے حلق
سے عجیب قسم کی ڈراونی چیخیں نکل رہی تھیں۔ ماریا
اور ناگ نے کیٹی کی یہ حالت دیکھی تو پریشان
ہو گئے۔ ناگ نے چلا کر کہا

کیٹی! تم اپنے ہوش میں تو ہو؟ میں
ناگ بول رہا ہوں

کیٹی نے جیسے ناگ کی آواز سن لی تھی۔ اس نے
ناگ کی طرف لال لال آنکھوں سے دیکھا اور تلوار لے کر
اس کی طرف بڑھی۔ مگر کیٹی کتاب کے صفحے پر تھی وہ
کتاب کے صفحے پر ہی ناگ کی طرف تلوار لہرا لہرا کر
جیسے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ماریا اور
ناگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ماریا نے ناگ کے
کان میں کہا

ناگ! یہ جادوگری ہے۔ اس میں کوئی
سچائی نہیں۔

دو قدم پر تخت پر بیٹھے ہوئے شاہی حکیم نے کہا

اس غیبی عورت کو کہو کہ اگر سچائی دیکھنا
چاہتی ہو تو یہ عورت کتاب سے باہر بھی آ سکتی ہے
مگر ابھی تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے

شاہی حکیم نے کچھ پڑھ کر دور ہی سے پھونک ماری اور
کتاب پر سے کیٹی کی شکل غائب ہو گئی اور پھر صفحے پر
تحریر ابھر آئی۔ ناگ آنکھیں ملتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔
اس نے شاہی حکیم سے کہا

یہ کیا معمہ ہے محترم ؟

شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا
یہ وہ معمہ ہے جسے تم نہیں جانتے۔ ابھی
دنیا میں کروڑوں اربوں معمے ایسے ہیں جنہیں کوئی
بھی نہیں جانتا۔ کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ
اسے ساری کائنات کا علم ہے۔ تم جن شکلوں کو
دیکھنا چاہتے تھے تم نے دیکھ لی ہیں۔ اب تم جا
سکتے ہو۔
شاہی حکیم تخت پر نیم دراز ہو گیا۔ ناگ نے بڑے
ادب سے کہا
جناب! کیٹی عنبر اور تھیوسانگ میرے
ساتھی ہیں۔ اب میں آپ سے کچھ نہیں چھپا سکتا۔
شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا
اور ماریا تمہارے ساتھ ہے جو غائب ہے
اور یہ سمجھتی ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا
ماریا اپنی جگہ پر کانپ گئی۔ تو کیا یہ شخص اسے دیکھ
رہا ہے؟ ناگ نے کہا
محترم آپ ہمارے رازوں سے واقف ہیں
آپ نے جو کچھ کہا بالکل صحیح ہے۔ لیکن میں
آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے اور ماریا کو
کیٹی، تھیوسانگ اور عنبر سے ملوا دیجئے۔

اب ماریا نے کہا
کیا آپ مجھے دیکھ رہے ہیں جناب؟
شاہی حکیم بولا۔۔
میں جب اور جس وقت چاہوں تمہیں
دیکھ سکتا ہوں۔ میں اس وقت بھی تمہیں دیکھ رہا ہوں
اور اس وقت بھی دیکھ رہا تھا جب تم ناگ کے
ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی تھی۔
ناگ نے پوچھا
لیکن جناب کیٹی کی یہ حالت کیسے ہو گئی ہے؟
وہ ہماری دشمن کیوں ہو گئی ہے؟ یہ کیا راز ہے؟
کیا وہ ٹھیک نہیں ہو سکتی؟
شاہی حکیم نے جیب سے تسبیح نکالی اور اسے پھیرنے
لگا اور بولا۔
تم نے ایک ہی جملے میں کئی سوال پوچھ ڈالے
ہیں جن میں سے کسی ایک کا بھی جواب تمہیں نہیں دیا
جا سکتا۔
ناگ تخت کے قریب آ کر احترام سے ایک طرف
کھڑا ہو گیا اور بولا
محترم! آپ کے پاس جو علم ہے میں اس
کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن
تمہارے ساتھ

مہربانی کیجئے اور ہمیں کیٹی تھیوسانگ اور عنبر
کے پاس پہنچا دیجئے۔ ہم آپ کے اس احسان
کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

شاہی حکیم نے کہا

کیٹی تم سب کی دشمن بن چکی ہے۔ کیا
تم اپنی دشمن کے پاس جاؤ گے۔

ماریا بولی۔

ہم اسے ٹھیک کر لیں گے۔ آپ ہمیں
اس کے پاس پہنچا دیجئے گا۔

ناگ نے ماریا کی تائید کرتے ہوئے کہا

جی ہاں! میرے محترم آپ ہمیں کیٹی
کے پاس پہنچا دیں۔ ہم اس کی دشمنی کو دوستی میں
بدل دیں گے۔ ہمارے ساتھ اکثر ایسا ہوتا رہا ہے۔

شاہی حکیم نے مسکرا کر کہا

پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کو بھول جاؤ
اس بار شاید تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اچھی
طرح سوچ لو۔

ناگ اور ماریا کو یقین تھا کہ وہ اگر عنبر تھیوسانگ اور
کیٹی کے پاس پہنچ گئے تو کیٹی پر جو طلسم کا اثر ہو گیا
ہے اس کو ختم کر دیں گے چنانچہ ناگ اور ماریا نے جب

بے حد اصرار کیا تو شاہی حکیم تخت پر سے اٹھا اور اس
میز کے قریب آ گیا جس پر طلسمی کتاب ابھی تک
کھلی پڑی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا

تم اور ماریا قریب آ کر اس کتاب کے
صفحے کو غور سے دیکھنا شروع کرو۔ میں تمہارے
مجبور کرنے پر تمہیں کیٹی کے پاس بھیج رہا ہوں اگر
تمہیں کوئی نقصان ہو گیا تو اس کے لئے میں ذمہ دار نہیں
ہوں گا۔

ناگ نے کہا

آپ اس کی فکر نہ کریں۔ ہم اس کے لئے
ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے۔ شاہی حکیم بولا۔ اس کتاب پہ نظریں
جما دو۔

ناگ اور ماریا نے کھلی کتاب پر نظریں جما دیں۔ شاہی حکیم
نے کچھ پڑھ کر کتاب پر پھونک ماری۔ کتاب کے
ورق پر لکھی ہوئی عبارت غائب ہو گئی۔ پھر وہاں
ایک صحرا دکھائی دینے لگا۔ صحرا میں زبردست آندھی
چل رہی تھی۔

شاہی حکیم نے کہا

ناگ اور ماریا! ایک بات

تھام لو اور اس دنیا سے دوسری دنیا کے صحرا
میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
ماریا نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ دونوں کتاب کے
ورق پر صحرا کو تک رہے تھے جہاں بڑے زور
کی آندھی چل رہی تھی اور ریت کے بگولے شور مچاتے
چکر کھا رہے تھے۔ پھر شاہی حکیم کی آواز سنائی دی۔
صحرا میں اتر جاؤ۔ صحرا میں اتر جاؤ۔
ناگ اور ماریا کو محسوس ہوا کہ کوئی انہیں پیچھے سے
دھکیل رہا ہے اور پھر ان کے پاؤں اپنے آپ
زمین سے الگ ہو گئے اور وہ جیسے غوطہ لگا کر صحرا
میں اتر گئے اور تیز آندھی کے بگولے انہیں ریت کے
اونچے اونچے ٹیلوں کی طرف لے گئے۔ آندھی اور بگولوں
کا شور اس قدر بلند تھا کہ ناگ نے چلا کر ماریا
سے کہا

ماریا! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟
ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کا ہاتھ ماریا کے ہاتھ میں
نہیں ہے۔ اس نے ایک بار پھر ماریا کو چیخ کر
آواز دی۔

ماریا! تم کہاں ہو؟
ادھر ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ سنائی دیا۔ وہاں

شور مچاتے بگولوں کی آواز کے سوا کوئی دوسری
آواز نہیں تھی۔ ناگ نے گہرا سانس لے کر عقاب کی
شکل اختیار کی اور تیزی سے فضا میں بلند ہو گیا۔
صحرائی آندھی فضا میں کافی اوپر تک چلی گئی تھی۔
ناگ اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا۔ جب آندھی کا زور کم
ہوا تو اس نے پہلا کام یہ کیا کہ فضا کو سونگھا۔ فضا
میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ وہ دھک سے رہ گیا۔
اس نے فضا میں دائیں بائیں دور دور تک غوطہ
لگا کر دیکھا۔ سوائے ریت کے غبار اور چیختے چلاتے
بگولوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے ایک طرف اڑنا
شروع کر دیا۔ یہ صحرا بے حد وسیع تھا۔ وہ اڑتا چلا گیا
ماریا کے ساتھ کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو بھی
اسے نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو اب خیال آنے
لگا کہ اس نے کتاب میں غوطہ لگا کر کہیں غلطی
تو نہیں کی؟ وہ کیٹی تھیوسانگ اور عنبر سے ملنے کے
لئے اس اجنبی طوفانی صحرا میں اترا تھا اور یہاں آ کر
وہ ماریا سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ
نیچے آنے لگا۔ آندھی کم ہونے لگی تھی۔ گرد و غبار
بیٹھ رہا تھا۔ آسمان بھورا تھا۔ نیچے ریت کے
ٹیلے دکھائی دینا شروع ہو گئے

ان ٹیلوں کے اوپر پرواز کرنے لگا۔ اچانک اسے دور صحرا میں ایک عمارت دکھائی دی۔ ناگ اس طرف تیزی سے اڑنے لگا۔ قریب جاکر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ عمارت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑی پہاڑ جتنی کتاب ہے جو صحرا میں کھلی ہوئی ہے اس کے ورق وسیع دالانوں کی طرح ہیں اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ ان پر قدیم زبان میں لفظ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی طرح ابھرے ہوئے ہیں۔ ہر لفظ کے اندر غار ہیں۔ محرابیں ہیں ناگ ان الفاظ کو بالکل نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ صحرا میں اتنی بڑی پہاڑ جتنی پتھر کی کتاب کس نے بنائی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے آیا اور سنگین کتاب کے وسیع صفحے کے ایک پتھریلے لفظ پر آکر بیٹھ گیا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی لہریں داخل ہونے لگی ہیں۔

ناگ جلدی سے اڑکر فضا میں بلند ہوگیا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے قسط نمبر ۱۵۳ "دو طلسمی کتاب" پڑھیے۔
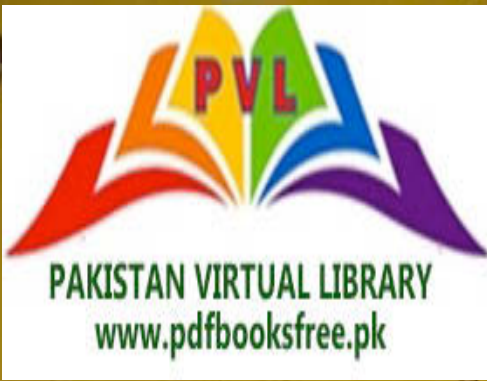
عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ، ماریا (۱۵۳)

طلسمی کتاب

اے حمید

۱۵۳

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

طلسمی کتاب

اے حمید

قیمت ۵۰/-

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور
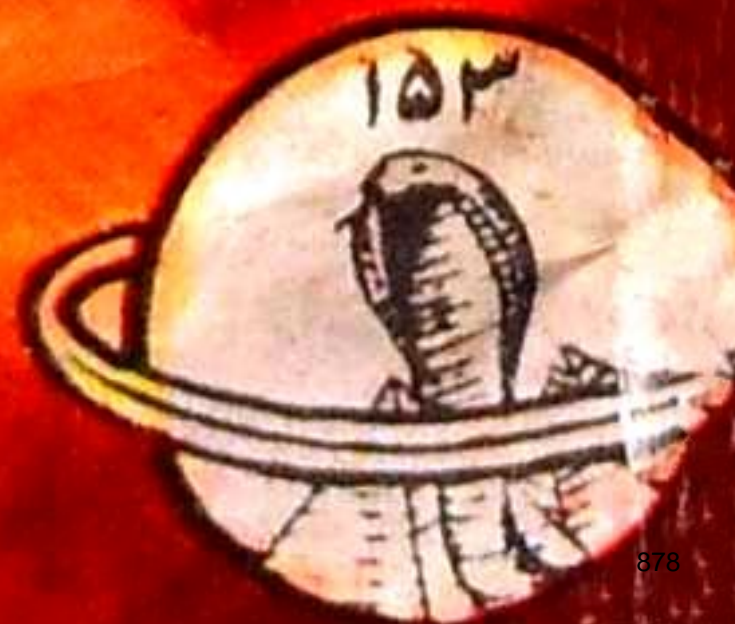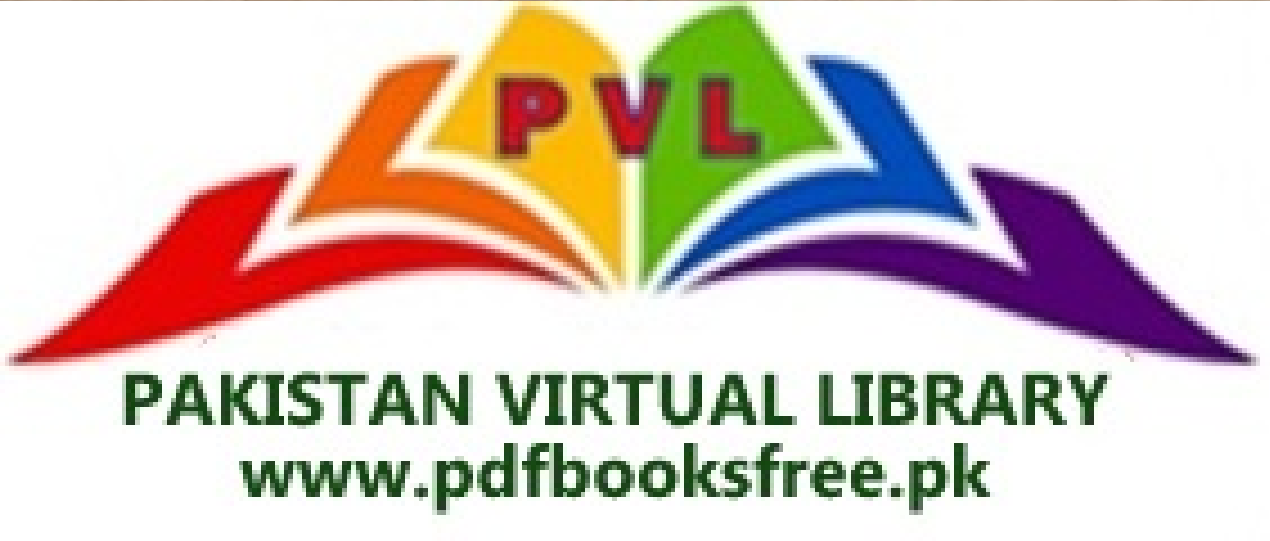
ترتیب

طلسمی کتاب

ناگ نے ایک بار پھر نیچے دیکھا۔
نیچے پتھر کی پہاڑ جتنی بڑی کتاب صحرا میں کھلی پڑی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں اس کتاب کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اس کتاب کے ایک لفظ پر بیٹھا تھا کہ اسے جیسے بجلی کا کرنٹ سا لگا تھا اور وہ جلدی سے فضا میں بلند ہو گیا تھا۔ ناگ کتاب کے لفظوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ لفظ پتھر کے بہت بڑے بڑے ٹکڑے کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ یہ کسی ایسی زبان کے لفظ تھے جو ناگ کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ ناگ کو ماریا کی بھی فکر لگی تھی شاہی حکیم نے ان دونوں کو اکٹھے اس صحرا میں بھیجا تھا مگر آندھی کے خوفناک طوفان کی وجہ سے ماریا اس سے بچھڑ گئی تھی۔ اس سے پہلے شاہی حکیم نے اپنی کتاب کے ورق کھول کر اسے اور ماریا کو عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کی ایک جھلک دکھائی تھی۔ ناگ اور ماریا نے

دیکھا تھا کہ ایک صحرا ہے جس میں عنبر اور تھیوسانگ تو گھوڑے پر بیٹھے پریشان حالت میں بھاگے جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے کیٹی لگی ہے۔ کیٹی کا چہرہ غصے سے آگ بھبوکا ہو رہا ہے۔ اس کے بال ہوا میں کھلے ہیں اور وہ عنبر اور تھیوسانگ کا یوں پیچھا کر رہی ہے جیسے انہیں انہیں پکڑ کر ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ یہ ایک ایسا منظر تھا جس پر ماریا اور ناگ کو یقین نہیں آیا تھا۔ ناگ نے شاہی حکیم سے پوچھا تھا کہ کیٹی کو کیا ہو گیا ہے؟ شاہی حکیم نے جواب میں صرف اتنا کہا تھا کہ جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو خود بخود پتہ چل جائے گا کہ کیٹی کی ایسی حالت کیوں ہوئی ہے۔ بہرحال اتنا شاہی حکیم نے ضرور بتا دیا تھا کہ کیٹی اس وقت عنبر اور تھیوسانگ کی جانی دشمن بن چکی ہے اور اس کے پاس ایک ایسی طاقت آگئی ہے کہ جس کا مقابلہ عنبر اور تھیوسانگ بھی نہیں کر سکتے۔ ناگ اور ماریا کو یہ سن کر بڑی پریشانی ہوئی تھی۔ ماریا نے شاہی حکیم سے کہا تھا: "محترم! آپ ہمیں عنبر اور تھیوسانگ کے پاس پہنچا دیں۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" اور شاہی حکیم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں۔ پھر ایک خوفناک طوفان آ گیا۔ صحرا میں زبردست بگولے چلنے

لگے اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ پھر اس اندھیرے
میں ماریا ناگ سے بچھڑ گئی۔ اس وقت جب کہ ناگ عقاب
کی شکل میں پہاڑ جتنی بڑی پتھر کی کتاب کے اوپر صحرا میں منڈلا
رہا تھا تو اسے ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔
ناگ کو یقین تھا کہ عنبر، تھیوسانگ اور ماریا اسے اسی
صحرا میں کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔ اب اس نے ایک
بار پتھر کی کتاب پر اترنے کا فیصلہ کیا مگر وہ کسی پتھر کے
لفظ پر نہیں اترنا چاہتا تھا۔ وہ کتاب کے قریب ہی صحرا میں
اتر آیا۔ ریت پر اترتے ہی ناگ نے عقاب کی شکل بدل کر
کالے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور پتھر کی بڑی کتاب کی
طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ کتاب کے بہت بڑے والان
جتنے صفحے پر آہستہ سے رینگ کر چڑھ گیا۔ وہ اونچی اونچی
چٹانوں جیسے لفظوں کے درمیان میں سے رینگتا چلا جا رہا تھا۔
یہاں اسے سنسناہٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے دیکھا
کہ کتاب کے چٹانوں جتنے بڑے الفاظ کے درمیان کافی
فاصلہ تھا اور پتھر کے صفحے پر کہیں پتھر بکھرے ہوئے تھے۔
کہیں ریت کی چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں بنی ہوئی تھیں۔ کہیں
لفظوں کے نیچے محرابی دروازے اور غار نظر آ رہے
تھے۔ ناگ خاموشی سے چاروں طرف دیکھتا آہستہ آہستہ آگے

رینگ رہا تھا وہ ایک لفظ کے دروازے پر پہنچ کر رک
گیا۔ اس لفظ کے نیچے دو بڑے بڑے گول پتھر کے نقطے
تھے۔ لفظ کی گولائی میں ایک محراب دار دروازہ بنا ہوا تھا۔
دروازے کے اندر غار تھا جس میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔
ناگ ایک نقطے کے پیچھے چھپ کر غار کے اندھیرے کو غور
سے دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے غار کے اندر جانا
چاہیے یا نہیں؟ اسے ماریا کی بھی تلاش تھی اور عنبر کیٹی
اور تھیوسانگ کا بھی سراغ لگانا تھا۔ چنانچہ ناگ نے غار میں
داخل ہونے کا فیصلہ کیا اور خدا کا نام لے کر رینگتے ہوئے
غار میں داخل ہو گیا۔ یہ لفظ کا غار تھا۔ خدا جانے اس لفظ
کے کیا معنی تھے کیونکہ یہ پہلی زبان تھی جو ناگ کی سمجھ میں نہیں
آ رہی تھی۔ اس پُراسرار لفظ کے غار میں پہلے تو گھپ اندھیرا
چھایا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اندھیرے میں ایسی روشنی جھلکنے لگی۔
جیسے اندھیری رات میں آسمان پر بہت سارے تارے چمک
رہے ہوں تو پھیکی پھیکی روشنی سی ہو جاتی ہے۔ ایک عام آدمی
اس پھیکی روشنی میں بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا مگر ناگ اپنی
طاقت کی وجہ سے اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ
غار کے درمیان میں چلنے کی بجائے، غار کی دیوار کے ساتھ
ساتھ ہو کر رینگ رہا تھا۔ کافی دیر لفظ کے غار میں [illegible]

رینگنے کے بعد ناگ ایک کھلی جگہ پر آگیا۔ اس کھلی جگہ پر
ناگ نے ایک محراب دار گیٹ دیکھا جو کھلا تھا۔ گیٹ
کی ایک جانب پتھر کے ستون پر چراغ جل رہا تھا۔ چراغ
کی روشنی مدھم تھی۔ گیٹ کے اوپر جو لفظ لکھے تھے اسے
ناگ پڑھ سکتا تھا۔ یہ قدیم عبرانی زبان کے لفظ تھے اور
اس کا مطلب تھا "شہر خموشاں" یعنی یہ قبرستان ہے۔
ناگ رینگتے ہوئے اس پُراسرار قبرستان کے دروازے کے
قریب آکر گردن اٹھا کر اندر دیکھنے لگا۔ پرانے قبرستان کی
دیوار کچی تھی اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ قبرستان
میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر ناگ کو اندھیرے میں
چھوٹی بڑی کتنی ہی قبریں زمین پر ابھری ہوئی نظر آنے لگیں۔
ان قبروں پر عجیب قسم کی چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں نے اپنی شاخیں
پھیلا رکھی تھیں۔ یہ شاخیں ایسے لگ رہی تھیں جیسے چڑیلوں
نے اپنے کالے کالے پر پھیلا رکھے ہوں۔ کسی قبر پر کوئی دیا
نہیں جل رہا تھا۔ ناگ نے سانس کھینچا۔ اسے ماریا کی
یا کیٹی عنبر اور تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ناگ
نے سوچا اب جب وہ وہاں آ ہی گیا ہے تو اسے اس
قبرستان میں چل پھر کر اپنے ساتھیوں کا کھوج لگانا چاہیے۔
چنانچہ ناگ نے قبروں کے درمیان رینگنا شروع کر دیا۔ ایکدم

سے اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔
ناگ نے اپنی گردن موڑ کر دیکھا تو وہاں اسے کوئی انسان
دکھائی نہ دیا۔ اس نے سوچا شاید یہ اس کا وہم تھا۔ وہ پھر
قبروں میں رینگنے لگا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر وہی قدموں کی
چاپ سنائی دی۔ یہ کسی انسان کے قدموں کی چاپ تھی۔ ناگ
نے جلدی سے گردن پھیر کر دیکھا۔ اس بار بھی اسے پیچھے
کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ سوچنے لگا۔ وہ
ایک قبر کی اوٹ میں چھپ گیا اور پیچھے دیکھنے لگا۔ کوئی بھی
نہیں تھا پیچھے۔ اچانک ناگ کو ایک انسان کی لرزتی کانپتی
ہوئی آواز سنائی دی:
"چالاک! تجھے قبر میں پہنچانے والا آگیا ہے۔ اُٹھ اور
اس سے اپنی موت کا بدلہ لے"۔
ناگ نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ یہ کون کس کو پکار
رہا تھا۔ آواز اس کے پیچھے جو قبریں تھیں وہاں سے آئی تھی۔
اندھیرا اور زیادہ ہو گیا تھا۔ اب ناگ کو بھی اندھیرے میں
زیادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ گھبرا سا گیا۔ سوچا اسے وہاں
سے نکل جانا چاہیے۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے ایسی
آواز سنائی دی جیسے کوئی دیوار گر پڑی ہو۔ ناگ نے آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر سامنے والی قبروں کی طرف دیکھا۔ ہلکے دھماکے

کی آواز ادھر سے آئی تھی۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک قبر اوپر
سے پھٹ گئی ہے اور اس میں سے ایک کھوپڑی اچھل کر
باہر آن گری ہے۔ ناگ سمٹ کر اسے غور سے تکنے لگا۔
وہی پراسرار انسانی آواز پھر سنائی دی۔
"جانکی! تیرا قاتل آ گیا ہے۔ اس سے بدلہ لے لے۔"
اس کے ساتھ ہی کھوپڑی فضا میں زمین سے چار پانچ
فٹ بلند ہو گئی۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ اسے وہاں سے بھاگ
جانا چاہیے۔ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ کسی نے اسے دم سے
پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ ناگ کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی
لہریں دوڑنے لگیں جس کی وجہ سے اس کا جسم سن ہو گیا۔
ناگ نے سانس کھینچ کر اپنی شکل بدلنی چاہی مگر اس کا
سانس اتنا کمزور اور آہستہ ہو چکا تھا کہ وہ اپنی شکل تبدیل
نہ کر سکا۔ اس نے تڑپ کر نیچے گرنے کی کوشش کی مگر وہ
اپنے جسم کو کمزوری کی وجہ سے حرکت نہ دے سکا۔ اس نے
دیکھا کہ اسے انسانی سائے نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اٹھا رکھا
تھا۔ کھوپڑی ہوا میں تیرتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔ ناگ کی
نظریں کھوپڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ کھوپڑی کی آنکھوں سے سُرخ
روشنی نکلی پھر ایک عورت کی دہشت ناک آواز بلند ہوئی:
"میں جانکی ہوں۔ میں اپنے قاتل سے بدلہ لینے کے
لئے آ گئی ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی کھوپڑی کا منہ کھل گیا۔ انسانی سائے نے
ناگ سانپ کو آگے کھوپڑی کے پاس کر دیا اور کھوپڑی نے
ناگ کو نگل لیا۔ ناگ کھوپڑی کے اندر چلا گیا تھا۔ اس نے
دیکھا کہ وہ کھوپڑی کے گول سر کے اندر بند ہو گیا ہے۔
اسے جس سوراخ سے اندر داخل کیا گیا تھا۔ وہ گردن کے
نیچے تھا اور اب بند ہو گیا تھا۔ ناگ نے کھوپڑی کی آنکھوں
کے سوراخ میں سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر بجلی کی لہروں
نے اس کے جسم کی رہی سہی طاقت بھی چھین لی تھی۔ وہ
اپنی جگہ سے تھوڑی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں رہا
تھا۔ کھوپڑی کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ کھوپڑی کے اندر اندھیرا
چھا گیا۔

پھر کھوپڑی نے جھولنا شروع کر دیا اور جھولتے جھولتے
وہ اپنی کھلی قبر کی طرف بڑھی اور دھپ سے قبر کے اندر
اپنے ڈھانچے پر گر پڑی۔ قبر میں گرتے ہی کھوپڑی لوٹ پوٹ
ہونے لگی۔ وہ گیند کی طرح لڑھک کر کبھی قبر کی ایک طرف
جاتی۔ کبھی دوسری طرف لڑھکتی ہوئی آ جاتی۔ ناگ آنکھیں
بند کئے کھوپڑی کے سر کے اندر سمٹ کر رہ گیا تھا۔ اسے
افسوس ہو رہا تھا کہ وہ خوامخواہ اس پُراسرار کتاب کے

غار میں کیوں داخل ہوا۔ قبر میں دس بارہ بار لڑھکنے کے بعد کھوپڑی اچھل کر قبر سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی وہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر فضا میں رُک گئی۔ اب قبر میں سے اس کھوپڑی کا ڈھانچہ بھی باہر آ گیا اور فضا میں جھولتا ہوا کھوپڑی کے نیچے آ کر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب کھوپڑی ڈھانچے کی گردن کے ساتھ لگ گئی۔ جونہی کھوپڑی گردن کی ہڈی کے ساتھ لگی ایک دھماکہ ہوا۔ نیلی بجلی چمکی۔ کچھ عورتوں کے چیخ و پکار ایسے قہقہے بلند ہوئے اور ڈھانچے نے ایک دم سے ایک عورت کا روپ دھار لیا۔ ناگ اب بھی اس عورت کے سر کے اندر سمٹا بیٹھا تھا۔ اسے اتنا احساس ہو گیا تھا کہ کھوپڑی میں جان پڑ گئی ہے اور عورت جو پہلے قبر میں پڑا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اب زندہ ہو گئی ہے مگر ناگ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

عورت کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ ان میں ایک عجیب قسم کی مقناطیسی کشش تھی۔ جسم پر لال رنگ کے کپڑے تھے۔ سر کے سیاہ لانبے بال کھلے تھے اور شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ انسانی سایہ ابھی تک قبروں کے درمیان موجود تھا۔ اس نے کہا:

"چانگی! تو نے اپنے قاتل کو قید کر کے اس سے

انتقام بھی لے لیا ہے اور انسانی شکل میں بھی زندہ ہو کر واپس آ گئی ہو۔ اب کتاب کے قبرستان میں تمہاری بادشاہی شروع ہو گئی ہے۔ تم اپنے قبرستان کے مُردوں کو جس شکل میں چاہو اور جہاں چاہو، بھیج سکتی ہو۔ اب تم آزاد ہو اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکتی ہو۔"

چانگی نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو اس میں غیب سے ایک تلوار آ گئی۔ وہ قہقہہ لگا کر بولی:

"مجھے جس سانپ نے کاٹا تھا وہ اس علاقے کا شیش ناگ تھا۔ اس کے زہر سے میرا جسم گل سڑ گیا تھا۔ مجھے شیش ناگ کے دیوتا ناگ کی تلاش تھی۔ وہ میری قید میں آ گیا ہے اور میں ایک بار پھر پہلے سے دس گنا زیادہ طاقت حاصل کر کے زندہ ہو گئی ہوں۔ اب میں اس ناگ دیوتا کے تمام ساتھیوں سے اپنی موت کا بدلہ لوں گی۔"

انسانی سائے نے کرخت آواز میں کہا:

"چانگی! اس ناگ دیوتا کی ایک ساتھی لڑکی کیٹی کو تمہاری طلسمی کتاب کے آخری لفظ نے اپنے طلسم میں قید کر کے اسے عنبر اور تھیوسانگ کا دشمن بنا

دیا ہے۔ وہ ان کی جان کی پیاسی ہو رہی ہے۔"

چانگی کی آواز بلند ہوئی:۔

"کیا کیٹی کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ عنبر اور تھیوسانگ ایسے طاقتور انسانوں کو ہلاک کر سکے؟"

انسانی سائے نے کہا:

"تمہاری طلسمی کتاب کا آخری لفظ بے حد گرم اور طاقتور ہے۔ اس نے کیٹی میں ایسی طاقت بھر دی ہے کہ اگر اس کی تلوار کا وار عنبر یا تھیوسانگ پر پڑ گیا تو وہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔"

چانگی نے پوچھا:

"کوئی ایسی کمزوری تو باقی نہیں رہ گئی کہ جس کے معلوم ہو جانے سے کیٹی کی طاقت ختم ہو جائے گی اور عنبر اور تھیوسانگ اس کے وار سے بچ جائیں گے؟"

انسانی سائے نے کہا:

"تمہاری پتھر کی کتاب کے آخری لفظ کے اوپر جو بھاری پتھر کا گول نقطہ پڑا ہے۔ اس نقطے کے نیچے چھوٹے سے غار میں طلسم کا ایک دیا ہزاروں سال سے روشن ہے۔ اس طلسمی چراغ کو ساری جادوگر نے اس وقت روشن کیا تھا جب اس نے صحرا میں جادو کی یہ کتاب بنائی تھی۔ اگر کوئی اس دیئے کو بجھا دے تو کیٹی اپنی اصلی حالت میں آ جائے گی اور اس کے پاس جو تلوار ہے اس کی طاقت اور اثر بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر وہ عنبر اور تھیوسانگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔"

ناگ ان دونوں کی ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ کیٹی کیوں صحرا میں عنبر اور تھیوسانگ کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ اتنے میں چانگی کی مکروہ آواز بلند ہوئی۔

"کیا ناگ دیوتا کا کوئی اور ساتھی بھی ہے؟"

ناگ نے سوچا کہ انسانی سایہ ضرور ماریا کا نام لے گا۔ مگر اسے ماریا کا علم نہیں تھا۔

انسانی سائے نے کہا:

"نہیں چانگی! جہاں تک میرے کالے علم کا تعلق ہے ناگ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کا اور کوئی ساتھی نہیں ہے۔"

چانگی کا مکروہ قہقہہ بلند ہوا۔ "ٹھیک ہے۔ میں ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ عنبر اور تھیوسانگ کو کیٹی ختم کر دے گی اور اس ناگ دیوتا کو میں

ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالوں گی۔"

انسانی سائے نے کہا:

"اس ناگ دیوتا کو اپنی کھوپڑی ہی میں رکھنا۔ اگر تم
نے اسے باہر نکالا تو ہو سکتا ہے دوسرے سانپ
اس کی مدد کو آ جائیں۔"

چانگی نے چیخ کر غصیلی آواز میں کہا:

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اب میں اس قبرستان کی ملکہ ہوں
ان قبروں کے سارے مُردے میری رعایا ہیں میری
طاقت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اب میں
ترکان ملک میں جا کر وہاں کے تخت پر قبضہ کروں گی
اور ترکان کا ملک میرا ہوگا۔ اس پر میری حکومت
ہوگی۔"

انسانی سائے نے کہا:

"مگر چانگی! ترکان کے بادشاہ کے پاس بڑی زبردست
فوج ہے۔ تم اکیلی اس کا مقابلہ کیسے کر سکو گی۔"

چانگی نے نعرہ قہقہہ بلند کیا اور کہا:

"تم میری قبروں کے مُردوں کی طاقت سے واقف
نہیں ہو۔ یہ میری کالے علم کی کتاب کے قبرستان
کے مُردے ہیں اور میرے زندہ ہو جانے سے انہیں

ایک ایسی زبردست طاقت مل گئی ہے کہ ترکان
بادشاہ کی فوج کو یہ تنکوں کی طرح اڑا کر رکھ دیں گے
اب تم میری کالے علم کی اس کتاب کے دروازے
پر بیٹھ کر اس کی حفاظت کرو۔ میں بادشاہ کے محل
کی طرف جا رہی ہوں۔"

ناگ ابھی تک کھوپڑی سے باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے
کھوپڑی کے اندر چانگی کا دماغ اور دماغ کے چار خانے اور
ننھی ننھی خون کی رگوں کا جال صاف نظر آ رہا تھا۔ مگر ناگ
جسم میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہا تھا۔ کہ اپنی گردن
کو ہلا سکے۔ وہ چانگی کے دماغ میں کھوپڑی کے اندر ایک
طرف سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا اور چانگی اور پراسرار انسانی سائے
کی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے عنبر اور تھیوسانگ کی فکر تھی۔
اگر کیٹی پر اس چانگی کے کالے علم والی کتاب کے طلسم
کا اثر ہو گیا ہے تو پھر عنبر اور تھیوسانگ کی خیر نہیں۔
مگر کے دل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ
کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا
تھا کہ اگر اس پتھر کی کھلی کتاب کے آخری لفظ کے نقطے
کے نیچے تہہ خانے میں جلتے چراغ کو بجھا دیا جائے تو کیٹی
پر کیا گیا طلسم ختم ہو جائے گا۔ مگر وہ چانگی کی کھوپڑی میں

قید ہو کر بیٹھا تھا۔ وہ کیسے باہر نکل کر کتاب کے نقطے
کے نیچے جلنے والے چراغ کو بجھا سکتا تھا۔
چانگی قبرستان میں سے نکل کر کتاب کے پہلے لفظ
کی سرنگ میں آگئی۔ انسانی سایہ اس کے ساتھ ساتھ تھا۔
سرنگ سے باہر نکل کر چانگی نے اپنی کھلی کتاب کے بڑے
بڑے پتھریلے لفظوں کو دیکھا۔ پھر انسانی سائے سے کہا:
"تم اس طلسمی کتاب کے آخری لفظ کے نقطے کی
جاکر حفاظت کرو۔ میں بادشاہ ترکان کی حکومت کا
تختہ الٹنے جا رہی ہوں۔ اگر کیٹی میرے بعد عنبر اور
تھیوسانگ کے سر کاٹ کر لائے تو ان سروں کو سرنگ
میں دفن کر دینا اور کیٹی سے کہنا کہ وہ قبرستان میں
جاکر اپنی قبر میں لیٹ جائے۔"
انسانی سائے نے کہا:
"بہت بہتر چانگی۔"
چانگی کا لباس سرخ تھا۔ سیاہ بال شانوں پر بکھرے ہوئے
تھے۔ آنکھوں سے مقناطیسی کشش کی لہریں نکل رہی تھیں۔
اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے ایک چیخ ماری
اور غائب ہو گئی۔ چانگی فضا میں پرواز کرتی اس ملک
کے بادشاہ ترکان کے محل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

اس کے جانے کے بعد انسانی سایہ کھلی کتاب کے کشادہ صفحے
پر آخری لفظ کے پاس آ گیا جو ایک چھوٹی چٹان کی طرح
صفحے پر بنا ہوا تھا۔ اس لفظ کے نیچے ایک نقطہ گول
پتھر کی طرح پڑا تھا۔ انسانی سایہ دھوئیں کی طرح رینگتا لہراتا
نقطے کے پتھر کے نیچے تہہ خانے میں آگیا۔ یہاں ایک
چراغ جل رہا تھا۔ انسانی سائے کو جب اطمینان ہو گیا کہ
چراغ جل رہا ہے اور وہاں کوئی دوسرا نہیں ہے تو واپس
اوپر نقطے کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پہرہ دینے لگا۔ باہر
دن کی بھوری بھوری پھیکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ صحرا چاروں
طرف سنسان اور ویران تھا۔ اس کے بیچ میں پہاڑ ایسی کھلی
کتاب اپنے پتھروں کے بنے ہوئے بڑے بڑے الفاظ سینے
میں رکھے خاموش تھی۔
چانگی فضا میں اڑی جا رہی تھی۔ ناگ کو تھوڑی
دیر بعد ہی کسی چڑیلوں ایسے مکروہ قہقہے کی آواز سنائی
دیتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس ملک کے بادشاہ ترکان
کے تخت پر قبضہ کرنے اور اس کے شاہی محل کو تباہ
کرنے جا رہی ہے مگر وہ چونکہ دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے
اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف سے اڑ کر جا رہی
ہے۔ ناگ خود ایسی بے بسی کی حالت میں تھا کہ کسی کی کوئی

مدد نہیں کر سکتا تھا۔
چانگی کو بہت جلد دُور ایک جگہ پہاڑیوں کے درمیان
اونچی اونچی دیواروں کے درمیان ایک شہر آباد نظر آیا۔ یہ
ترکان بادشاہ کا ملک تھا۔ شہر کے مکان کئی کئی منزلہ تھے
سڑکوں پر لوگوں کی رونق تھی۔ بادشاہ کا اونچا سنگ مرمر
کا محل شہر کے درمیان میں تھا۔ چانگی نے محل کے اوپر
ایک چکر لگایا اور پھر محل کے اندر اس بڑے کمرے میں
آ گئی جہاں بادشاہ کا دربار لگا تھا۔ بادشاہ سونے کے تخت
پر سر پر تاج رکھے بیٹھا ایک مقدمے کا فیصلہ کر رہا
تھا۔ ارد گرد درباری ادب سے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ یہ
ترکان بادشاہ تھا جو اپنے ملک میں انصاف پسند اور
رحم دل بادشاہ مشہور تھا۔ رعایا اس سے بہت خوش تھی
ترکان بادشاہ نے مجرم کو سزا سنا دی اور کہا کہ ہم اپنے
ملک میں امن اور خوش حالی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آئندہ کسی
نے قانون کو توڑنے کی کوشش کی تو ہم اسے بھی یہی
سزا دیں گے۔ سپاہی مجرم کو پکڑ کر لے گئے۔ بادشاہ
تخت سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اچانک چانگی اس کے
سامنے آ کر تخت کے قریب کھڑی ہو گئی۔ بادشاہ ترکان
نے ایک اجنبی سرخ پوش عورت کو دربار میں اچانک

نمودار ہوتے ہوئے دیکھا تو حیران سا ہو کر رہ گیا۔ باقی
درباری بھی ششدر سے ہو کر رہ گئے۔ (پیارے دوستو!
ششدر ہونا حیران ہونے کو کہتے ہیں) بادشاہ ترکان نے
چانگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:
"بی بی! تو کون ہے۔ تجھے اگر انصاف چاہیے تو
ہمیں بتا ہم نے رعایا کے ساتھ ہمیشہ انصاف
کیا ہے۔"
چانگی نے قہقہہ لگایا اور بولی:
"میں چانگی ہوں۔ قبرستان کی ملکہ۔ مجھے تمہارا تخت
چاہیے۔ تمہارا محل چاہیے۔ تمہارا سر چاہیے۔"
اتنا کہنا تھا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔ بادشاہ نے وزیر
کی طرف دیکھا۔ وزیر نے تیر بردار سپاہیوں کی طرف دیکھا۔
سپاہیوں نے کمانوں میں تیر جوڑ کر تیروں کی بوچھاڑ ماری۔
پندرہ تیر چانگی کے جسم کے ساتھ جا کر لگے اور پھر سارے
کے سارے تیر اس کے جسم میں سے پار ہو کر دوسری طرف
جا کر گر پڑے۔ چانگی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ایک اور
مکروہ قہقہہ لگا کر کہا:
"ترکان بادشاہ! تیری زندگی کے دن پورے ہو گئے
ہیں۔ تو نے دیکھ لیا ہے کہ تیرے سپاہیوں کے

تیروں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تیرے لئے
یہی بہتر ہے کہ یہ تخت اور محل میرے حوالے کر دے۔"
بادشاہ نے گرج دار آواز میں حکم دیا: "اس گستاخ عورت
کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔" سپاہیوں کا دوسرا دستہ
تلواریں لے کر جانکی کی طرف بڑھا۔ جانکی ایک دم غائب
ہو گئی۔ سپاہی ہوا میں تلواریں چلانے لگے۔ پھر تھک کر
بادشاہ کی طرف دیکھنے لگے۔ جانکی نے قہقہے کے ساتھ
کہا: "تیری فوج پر میری قبرستانی فوج حملہ کرنے والی ہے
چل باہر چل کر دیکھ تیری فوج کا کیا حشر ہونے
والا ہے۔"

بادشاہ اور سارے درباری حیران ہو کر قلعے کی طرف
دوڑے جہاں فوج موجود تھی۔ جانکی اس سے پہلے وہاں
پہنچ چکی تھی۔ اس نے قلعے کی برجی کے اوپر کھڑے ہو کر
اپنی طلسمی سنگین کتاب کی سمت منہ کر کے اپنے قبرستانی
مُردوں کو آواز دی:

"مُردو! میری فوج کے مرے ہوئے سپاہیو! اپنی قبروں
سے نکل کر حملہ کر دو۔"

بادشاہ نے سپہ سالار کو حکم دیا کہ قلعے کے دروازے
پر فوج لگا دی جائے۔ دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ سپہ سالار

فوراً فوج لے کر قلعہ کے دروازے اور اوپر بُرجوں میں
آ گیا۔ قلعے کے اوپر کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہے پہنچا
دیئے گئے۔ تیر بردار دستے تیر کمانوں میں جوڑ کر قلعے کی
دیوار پر بیٹھ گئے۔ دوسرے سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو کر
حملہ کرنے کے لئے تلواریں کھینچ کر تیار ہو گئے۔ بادشاہ
درباری اور وزیر قلعے کے برج میں کھڑے قلعے سے باہر
پھیلے ہوئے صحرا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ
میدان میں گرد اڑنے لگی ہے۔ گرد کا غبار قریب آ گیا۔
پھر اس گرد کے بادل میں سے مُردوں کی فوج نمودار ہوئی
یہ سینکڑوں ہڈیوں کے انسانی ڈھانچے تھے جن کے ہاتھوں
میں لمبی لمبی تلواریں اور نیزے تھے اور وہ شور مچاتے
دوڑتے ہوئے قلعے کی طرف چلے آ رہے تھے۔ بادشاہ
نے حیران ہو کر اس انوکھی فوج کی طرف دیکھا۔ سپہ سالار
درباری اور وزیر بھی مُردوں کے ڈھانچوں کی اس فوج کو
دیکھ کر حیرت میں گم ہو گئے۔

وزیر نے کہا:

"حضور! یہ ہڈیوں کے ڈھانچے ہماری زندہ فوج کا
بھلا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے؟"

سپہ سالار نے کہا:

"میری فوج ابھی ان کے ٹکڑے اڑاتی ہے۔"
سپہ سالار نے چلا کر اپنی فوج کو قلعے سے باہر نکل
کر حملے کا حکم دے دیا۔ قلعے کا دروازہ کھول دیا گیا
اور گھوڑوں پر سوار فوج کے دستے میدان میں حملہ کرنے
کے لئے دوڑ پڑے۔ چاچکی قلعے کے دوسرے بُرج پر
سے غائب ہو کر فضا میں بلند ہو گئی اور اپنی قبرستانی
فوج کے اوپر آ کر بولی:

"میرے قبرستان کے مُردو! ہوشیار ہو جاؤ۔ دشمن
کا ایک بھی سپاہی بچ کر نہ جانے پائے۔"

بادشاہ کے سپاہی مُردوں کی فوج کے بالکل سامنے آ
گئے تھے۔ انہوں نے تلواروں سے ہڈیوں کے ڈھانچوں
پر حملہ کر دیا۔ لیکن بہت جلد انہیں احساس ہو گیا کہ
ہڈیوں کے ڈھانچے فولاد سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ سپاہی
ان پر تلواریں مارتے تو تلواریں ٹوٹ جاتیں۔ دوسری طرف
مُردوں کی تلواروں کے وار سپاہیوں پر پڑتے تو تلواروں
میں سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور سپاہی گھوڑوں سمیت بھسم
ہو کر گرنے لگتے۔ تھوڑی ہی دیر میں میدان میں بادشاہ کے
سپاہیوں کی جلی ہوئی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جبکہ مُردوں
میں سے ایک بھی ڈھانچے کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ یہ معاملہ

دیکھ کر بادشاہ نے گھبرا کر سپہ سالار سے کہا:
"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی دوسرا حربہ استعمال کرو۔"
سپہ سالار بھی پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے قلعے پر بیٹھے
سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ ان سپاہیوں نے آگ کے تیر برسانے
شروع کر دیئے۔ تیر جلتے ہوئے ہڈیوں کے ڈھانچوں پر گرنے
لگے۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہڈیوں کے ڈھانچوں کی فوج
آگے بڑھتی چلی آئی۔ پھر وہ قلعے کے دروازے پر پہنچ گئی۔
جونہی وہ دروازے کے نیچے آئی۔ اوپر سے سپاہیوں نے
کھولتا ہوا تیل ان پر انڈھیل دیا۔ کھولتا ہوا گرم تیل مُردوں
کے ڈھانچوں پر گرا۔ مُردے کھِل کھلا کر ہنس پڑے جیسے ان
پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کسی نے گرا دیا ہو۔ ایک مردے کے
ڈھانچے نے ہنس کر کہا:

"اچھا ہوا کہ نہانے کو پانی مل گیا۔"

پندرہ ڈھانچوں نے کاندھے سے کاندھا جوڑ کر زور سے
قلعے کے دروازے پر دھاوا بول دیا۔ ایک دھماکے کی آواز
کے ساتھ قلعے کا دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا اور مُردوں کی
فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ مُردہ ڈھانچوں نے لوگوں کا
بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ ہر طرف چیخ و پکار مچ
گئی۔ لوگ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ مُردوں کی قبرستانی

فوج نے شاہی محل کا رُخ پکڑ لیا۔ وہاں زبردست فوج
کھڑی تھی۔ فوج نے قبرستانی فوج پر ایک بار پھر جلتے ہوئے
تیر اور توپوں میں سے بڑے بڑے پتھر اس پر مارے
مگر قبرستانی فوج پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پتھر مُردوں کے ڈھانچوں
سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جاتے اور جلتے ہوئے تیر ان
سے لگتے ہی بجھ کر ڈھیرے ہو جاتے۔ دیکھتے دیکھتے قبرستانی
فوج شاہی محل میں داخل ہو گئی۔ اب شہزادے اور شہزادی
کا قتل عام ہونے والا تھا۔ اتنے میں بادشاہ نے محل
میں آ کر دونوں بازو کھول دیئے اور چلا کر کہا:
"تم جو کوئی بھی ہو میں تمہارے سامنے ہتھیار
ڈالتا ہوں۔ میرا تاج، میرا تخت اور میرا شاہی محل
اب تمہارا ہے تم ان سب پر قبضہ کر سکتی ہو۔"
جانکی وہاں موجود تھی۔ مگر غائب تھی۔ ایک دم سے
وہ ظاہر ہو گئی اور بادشاہ کی طرف دیکھ کر بولی:
"مگر مجھے تمہارا سر بھی چاہیے اے بادشاہ! تمہارا سر
کاٹے بغیر میرا مقصد پورا نہیں ہو گا۔"
ناگ اس وقت بھی جانکی کی کھوپڑی میں بیٹھا یہ
سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ دیکھ کچھ نہیں سکتا تھا۔ اس
نے سن لیا تھا کہ بادشاہ بڑا رحم دل اور انصاف پسند

ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسے نیک دل اور رعایا پرور
بادشاہ کا سر کاٹ دیا جائے۔ مگر وہ اس کی کوئی مدد نہیں
کر سکتا تھا۔ لیکن قدرت اس رحم دل اور انصاف پسند
بادشاہ کی مدد کر رہی تھی۔ بادشاہ نے کہا:
"اے عورت! تو بے شک میرا سر کاٹ لے۔ مجھے
کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اپنی رعایا اور خاندان
کے لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لئے میں بڑی
خوشی سے اپنا سر کٹوانے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے
مرنے سے پہلے اتنی مہلت دے دے کہ میں
چاند دیوی کی پوجا کر سکوں دو روز بعد پورے
چاند کی رات ہو گی۔ میں اسی رات چاند دیوی
کی پوجا کر کے مرنا چاہتا ہوں تا کہ مرنے کے بعد
میں جہنم میں نہ ڈالا جاؤں۔"
جانکی نے کہا:
"میں تمہاری یہ آخری خواہش قبول کرتی ہوں۔"
پھر اس نے سپہ سالار سے کہا:
"اب تو میرے حکم کا پابند ہے۔ اپنی فوج سے
ہتھیار واپس لے لے۔ اور اس بادشاہ کو قلعے کے
سب سے گہرے اور تاریک تہہ خانے میں قید

کر دے۔ دو دن بعد میں خود اپنی نگرانی میں
اسے لے کر باہر آؤں گی تا کہ یہ چاند دیوی کی
پوجا کر سکے۔ اس کے بعد میں اپنے ہاتھوں سے
اس کی گردن اڑا دوں گی"۔

سپہ سالار، وزیر اور سارے درباری اس عورت چانگی
سے بے حد خوف زدہ تھے۔ وہ اسے قبرستان کی ملکہ
اور بہت زبردست جادوگرنی سمجھ رہے تھے سپہ سالار
نے کہا:

"ملکہ عالی! فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اب ہم
آپ کے غلام ہیں"۔

وزیر نے بھی ہاتھ باندھ کر کہا:

"ملکہ سلامت! میں بھی آپ کے حکم کا پابند ہوں۔
آپ اس تخت پر آ کر تشریف رکھیں"۔

چانگی تخت پر آ کر بیٹھ گئی اور بے غیرت وزیر نے
بادشاہ کے سر پر سے تاج اتار کر چانگی کے سر پر رکھ
دیا۔ اس وقت جھروکے میں بیٹھی بادشاہ ترکان کی اکلوتی
بیٹی شہزادی سلطانہ یہ منظر نہ دیکھ سکی۔ اپنے پیارے باپ
کی اس حالت پر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور
وہ رونے لگی۔ اتنے میں مُردوں کے ڈھانچے محل میں

داخل ہو گئے۔ انہوں نے شاہی محل کے ملازموں اور
شہزادی سلطانہ کو پکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا۔ شہزادی
سلطانہ بے چاری تو خوف کے مارے بیہوش ہو گئی۔
قید خانے کے باہر مُردہ ڈھانچوں کا پہرہ لگا دیا گیا۔ بادشاہ
ترکان کو خود نمک حرام سپہ سالار نے قلعے کے سب
سے گندے اور تاریک تہہ خانے میں بند کر دیا۔

○
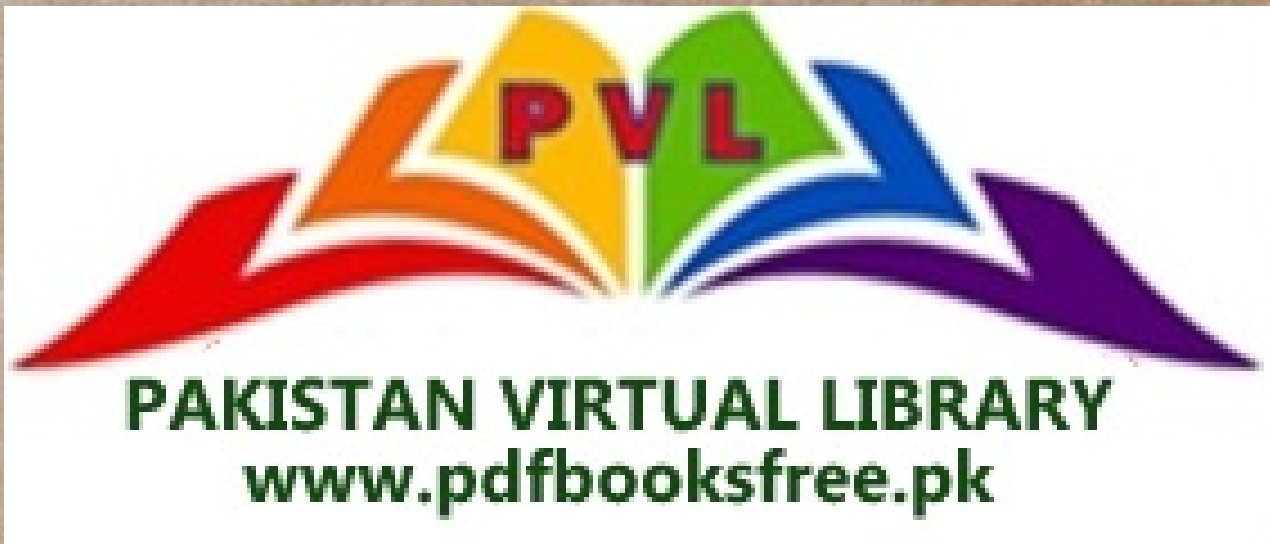
قبرستان کی ملکہ

چانگی نے محل پر قبضہ کر لیا تھا۔
وزیر کو اس نے اپنا وزیر بنا لیا اور اصلی
انسانی سائے کو اس نے اپنا وزیر بنا لیا اور اصلی
سپہ سالار کے ساتھ ہی قید میں ڈال دیا۔
وزیر کو بھی سپہ سالار کے ساتھ ہی قید میں ڈال دیا۔
سپہ سالار کا عہدہ بھی اس نے انسانی سائے کو ہی سونپ
دیا۔ اب اس نے قبرستان کے سب سے عیار مُردے کے
ڈھانچے کو بلا کر کہا:
"سنو! ناگ دیوتا میرا دشمن تھا۔ میں نے اس کو
اپنی قید میں ڈال رکھا ہے جہاں وہ موت سے
بھی بُری زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن مجھے اس کے
ساتھیوں سے بھی اپنے قتل کا بدلہ لینا ہے۔ اس
کے ساتھیوں میں عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ کیٹی
پر میں نے طلسم کر کے ان کے پیچھے لگا دیا
ہے مگر لگتا ہے کیٹی ابھی تک عنبر اور تھیوسانگ
کے سر کاٹنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ پس میں

تمہیں حکم دیتی ہوں کہ ابھی کیٹی کا روپ بدل کر
عنبر اور تھیوسانگ کی تلاش میں چل پڑو۔ تم
نقلی کیٹی بن کر عنبر اور تھیوسانگ کے پاس
ہمدرد اور ان کی ساتھی بن کر جاؤ گی۔ جب اصلی
کیٹی تلوار لئے عنبر تھیوسانگ کی دشمن بن کر وہاں
آ جائے تو تمہیں پہلے سے خبر ہو جائے گی۔ تم
اصلی کیٹی کی مدد کرو گی۔ اور میرے دشمنوں کے
سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ گی۔ جاؤ۔ تم جانتے ہو
کہ تمہیں کس طریقے سے اپنی شکل کیٹی کی شکل
میں تبدیل کرنی ہے۔"

مردہ ڈھانچے نے جھک کر چانگی کو سلام کیا۔ اور ہوا
میں اڑتا ہوا سیدھا صحرا میں اس مقام پر پہنچا جہاں پہاڑ
ایسی پتھر کی کتاب صحرا میں کھلی پڑی تھی۔ مردہ ڈھانچہ
اس سنگین کتاب کے کھلے پتھریلے صفحے پر ایک ایسے
لفظ کے پاس آ گیا جس کی شکل عورت سے ملتی جلتی تھی۔
اس نے آتے ہی اس لفظ کے ساتھ اپنے ڈھانچے کی
ہڈیوں کو رگڑا۔ ہڈیوں کے رگڑتے ہی مردہ ڈھانچے نے
کیٹی کی شکل اختیار کر لی۔ مگر اس میں اور اصلی کیٹی میں
صرف اتنا فرق تھا کہ اصلی کیٹی کے ماتھے پر بائیں جانب

ایک تل تھا اور اس نقلی کیٹی کے ماتھے پر وہ کالا تل
نہیں تھا۔ مردہ ڈھانچہ یعنی نقلی کیٹی ہوا میں اڑتی ہوئی
فوراً جنوبی صحرا کی طرف چلی گئی۔

ناگ نے چانگی کی کھوپڑی میں بیٹھے ہوئے اس کا
نیا حکم سن لیا تھا اور دل میں خدا سے دعا مانگنے لگا
تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ اس نئی سازش سے محفوظ رہیں۔

اب عنبر اور تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے
ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں؟ صحرا میں
کیٹی کو تلوار ہاتھ میں لیے اپنے پیچھے چیختے چلاتے آتے
دیکھ کر عنبر اور تھیوسانگ سمجھ گئے کہ اس پر کسی نے جادو
کر دیا ہے۔ انہیں یقین تھا کہ کیٹی کی تلوار کے وار
کا اثر ان پر نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کیٹی نے عنبر کے
جسم پر وار کیا تو عنبر کے جسم پر زخم کا نشان بن گیا
اور خون رسنے لگا۔ عنبر نے چلّا کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! کیٹی کے طلسم کی وجہ سے اس کی
تلوار میں خوفناک طاقت آ چکی ہے۔ اس سے بچو۔"

تھیوسانگ کے جسم پر دوسرا وار ہو چکا تھا۔ اس کے
جسم پر بھی زخم کا نشان بن گیا اور زخم میں سے خون
بہنے لگا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ معاملہ خراب ہو چکا ہے۔

کیٹی کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ
دوسری بار حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھی تو عنبر اور
تھیوسانگ گھوڑوں پر سوار ہو کر صحرا میں ایک طرف
بھاگ اٹھے۔ کیٹی نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار لہرائی۔ حلق
سے بھیانک چیخوں کی آوازیں نکالتی ان کے پیچھے دوڑی۔
یہی وہ منظر تھا جو شاہی حکیم نے ناگ اور ماریا کو دکھایا
تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ پوری رفتار سے گھوڑوں کو دوڑائے
لئے جا رہے تھے۔ کیٹی بھی گھوڑا دوڑاتی ان کے پیچھے
پیچھے آ رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ صحرا میں دوڑتے رہے۔
آخر ایک جگہ پہاڑیاں آ گئیں اور یہاں ایک دم سے
بادل چھا گئے اور تیز ہواؤں کے ساتھ بارش شروع ہو
گئی۔ گھٹائیں اس قدر سیاہ تھیں کہ دن کے وقت بھی
اندھیرا سا ہو گیا۔ ہوا کا طوفان بہت شدید تھا۔ اس طوفان
اور بادلوں کے اندھیرے میں عنبر اور تھیوسانگ کو موقع
مل گیا اور وہ کیٹی کو دھوکا دے کر پہاڑیوں سے دُور
نکل گئے۔ آگے ایک دریا آ گیا۔ عنبر اور تھیوسانگ نے دریا
میں گھوڑے ڈال دیئے۔ دریا کے بیچ میں جا کر انہوں نے
پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کیٹی ان کے پیچھے نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے
سانس بھر کر کہا:

"خدا کا شکر ہے کیٹی سے جان چھوٹی۔ مگر عنبر! یہ
کس نے کیٹی پر طلسم کر دیا ہے۔؟ اب اس
کا کیا بنے گا؟"

عنبر نے کہا:

"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے تھیوسانگ؟ ہم
بہت جلد کیٹی کا جادو اتارنے میں کامیاب ہو جائیں
گے۔ ابھی ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی محفوظ
جگہ پر چھپ کر غور کیا جائے۔"

دریا کے پار ایک چٹان میں قدرتی غار سا بنا ہوا تھا۔
غار کے باہر اتنی جھاڑیاں تھیں کہ پہلے تو عنبر کو بھی غار
نظر نہ آیا۔ پھر اس نے اس کے اندر سے ایک جنگلی درندے
کو بھاگتے دیکھا تو تھیوسانگ سے کہا:

"یہاں ضرور کوئی غار ہے۔ چلو۔ تھوڑی دیر وہاں
بیٹھ کر غور کرتے ہیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

دونوں دوست نڈھال سے ہو کر غار میں جا کر بیٹھ گئے۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ابھی ماریا اور ناگ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ
اوپر سے کیٹی کی مصیبت پڑ گئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"گھبرانے کی بات نہیں ہے دوست! کیٹی بھی ٹھیک
ہو جائے گی اور ناگ ماریا کا بھی سراغ بھی مل
جائے گا۔"

تھیوسانگ بولا: "لیکن کیٹی کا طلسم ہم کیسے دور کریں
گے عنبر؟ مجھے تو کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔"

عنبر کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیٹی
کے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ جادو کی تلوار ہے اور اگر
اس کا وار پڑ گیا تو عنبر اور تھیوسانگ دونوں میں سے
کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ اگر وہ مر نہیں سکتے تو کم از کم ان
کی گردنیں ضرور کٹ کر الگ ہو جائیں گی اور پھر خدا جانے
وہ دوبارا کیسے اور کب زندہ ہوں۔ دونوں دوست غار میں
بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ پھر اچانک عنبر نے غنودگی محسوس
کی اور بولا:

"تھیوسانگ! عجیب بات ہے مجھے پانچ ہزار سال
میں پہلی بار نیند آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے جمائی لی اور بولا: "حیرانی کی بات ہے۔
مجھے بھی نیند آنے لگی ہے۔ مگر ہمیں سونا نہیں ہوگا۔ یہ
کیٹی کے طلسم کا اثر ہو رہا ہے۔ ہمیں جاگتے رہنا ہوگا۔
ہم جاگ کر ہی کیٹی کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ عنبر اٹھ کر

غار میں ٹہلنے لگا:
"ہاں تھیوسانگ ہمیں جاگتے رہنا ہوگا۔ ہم نہیں
سوئیں گے۔ ہم سو گئے تو ہماری خیر نہیں۔ ہم
نہیں سوئیں گے۔"
مگر نیند نے دونوں پر غلبہ حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔
دونوں غار میں ٹہل ٹہل کر ایک دوسرے کو نہ سونے کی
ہدایت کر رہے تھے اور دونوں کی آنکھیں نیند سے بوجھل
ہو رہی تھیں۔ پھر وہ غار میں وہیں گر پڑے اور سو گئے۔
دوسرے ہی لمحے ان کے خراٹے نکلنے لگے۔ عنبر اور تھیوسانگ
گہری نیند میں کھو چکے تھے۔ غار میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا
ہوا تھا۔ اچانک غار میں ہلکی کافوری روشنی پھیل گئی اور پھر
غار میں دیوی طلالہ ایک دوسری عورت کے ساتھ داخل ہوئی۔
دیوی طلالہ اور دوسری عورت کے چہروں پر ایک عجیب
سا نور چھایا ہوا تھا۔ یہ اسی نور کی روشنی تھی جو غار میں
پھیل رہی تھی۔ دیوی طلالہ نے عنبر کی طرف دیکھ اور
اپنی ساتھی عورت سے کہا:
"دلاٹیلہ! تم عنبر کو پہچانتی ہو ناں؟"
دلاٹیلہ بولی: "ہاں دیوی طلالہ! عنبر کو ہم میں سے
کون نہیں پہچانتا! مگر اس وقت کیٹی نے اسے

عجیب مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔"
دیوی طلالہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:
"میں انہیں اسی مصیبت سے نکالنے کے لئے
یہاں آئی ہوں۔"
دلاٹیلہ نے پوچھا:
"مگر دیوی طلالہ! تم کیا کر سکتی ہو؟ کیٹی پہ طلسمی
کتاب کا جادو ہوا ہے اور طلسمی کتاب کے
جادو کا توڑ یہاں کسی جادوگر کے پاس نہیں ہے۔"
دیوی طلالہ ہنس کر کہنے لگی:
"بھلائی کی طاقت جادو ٹونے سے زیادہ ہوتی ہے۔
تم دیکھتی رہو۔ میں کیا کرتی ہوں۔"
پھر دیوی طلالہ سوئے ہوئے عنبر اور تھیوسانگ کے سرہانے
کی طرف کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے بازو پھیلا کر ان پر
سایہ سا کر دیا اور دھیمی آواز میں کچھ پڑھنے لگی۔ اصل میں
وہ خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ ان دونوں کی مدد کی
جائے کیوں کہ یہ دونوں انسانوں کی مدد کرتے ہیں۔ دلاٹیلہ
خاموش کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ عنبر
اور تھیوسانگ کے سوئے ہوئے جسموں میں سے نئے جسم
نکل کر فضا میں بلند ہوئے اور ان کے پاس ہی غار کے

فرش پر آ کر اسی طرح لیٹ گئے جس طرح عنبر اور تھیوسانگ
کے پہلے یعنی اصلی جسم فرش پر سو رہے تھے۔ اب وہاں
فرش پر دو عنبر اور دو تھیوسانگ سو رہے تھے۔ ایک
سی شکلیں تھیں۔ ایک ہی لباس تھے اور ایک ہی طرح
باہوں کو سروں کے نیچے رکھے گہری نیند میں کھوئے ہوئے
تھے۔ دیوی طلالہ نے دلائیلہ سے کہا:

"جو پہلے والے یعنی اصلی عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔
ان کو میں عارضی طور پر غائب کر رہی ہوں۔ ان
کی جگہ ان کے نقلی جسم عنبر اور تھیوسانگ بن
کر یہاں رہ جائیں گے۔"

دلائیلہ نے تعجب سے سوال کیا:

"مگر دیوی طلالہ! اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا؟"

دیوی طلالہ نے کہا:

"سنو دلائیلہ! تقدیر میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں۔
کہ جو ضرور ہو کر رہتی ہیں۔ مثلاً اس وقت عنبر
اور تھیوسانگ کی تقدیر میں موت لکھ دی گئی ہے
یہ بات میں صاف دیکھ رہی ہوں کہ ان دونوں
کی گردنوں کا کٹنا ضروری بن گیا ہے۔ مگر میں نے
خدا سے دعا مانگ کر عنبر اور تھیوسانگ کے دو

ہم شکل بنا کر یہاں سلا دیئے ہیں۔ اصلی عنبر اور
تھیوسانگ غائب ہوں گے اور گردنیں نقلی عنبر
اور تھیوسانگ کی کٹیں گی۔ تقدیر کا لکھا ہوا بھی
پورا ہو جائے گا اور عنبر اور تھیوسانگ کی زندگیاں
بھی بچ جائیں گی۔ اور یہ سب کچھ خدا کی مدد اور
مرضی سے ہو گا۔ کیوں کہ عنبر تھیوسانگ کو ابھی زندہ
رہ کر سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کی مدد کرنی ہے
ہزاروں مصیبت کے ماروں کو مصیبت سے نکال
کر انہیں سکھ دینا ہے۔ اس لیے ان کا زندہ رہنا
انسانیت کے لئے بہت بہتر ہے۔"

دیوی طلالہ نے اصلی عنبر اور تھیوسانگ کے جسموں پر
اپنے ہاتھ کا سایہ ڈالا تو دونوں جسم غائب ہو گئے۔
دیوی طلالہ نے کہا:

"اب ان کی جگہ عنبر اور تھیوسانگ کے نقلی جسم
یہاں زندہ ہیں۔ یہ ہوائی جسم ہیں۔ ان کے مرنے
یا نہ مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

دلائیلہ نے پوچھا:

"کیا عنبر اور تھیوسانگ کو معلوم ہو گا کہ ان کے
جسم اصلی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے اصلی جسموں کے

ہم تشکل ہیں ؟"
دیوی طلالہ بولی :
"ہرگز نہیں ۔ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے
جسم اصلی ہیں اور وہی عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔
آؤ اب ہم چلتی ہیں ۔ کیوں کہ تقدیریں جو کچھ لکھا
ہے وہ ہونے والا ہے۔"
اس کے ساتھ ہی دیوی طلالہ اور دلائیلہ غار سے باہر
نکل گئیں ۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد عنبر اور
تھیوسانگ نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔
عنبر نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا :
"کمال ہو گیا ہے دوست ! میں تو بڑی گہری نیند
سویا ہوں ۔ مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ مجھے نیند آتی؟"
تھیوسانگ بولا : "میں نے بھی خوب نیند کر لی ہے
میں تو بالکل تازہ دم محسوس کر رہا ہوں ۔ میرا خیال
ہے قدرت ہمیں سلا کر تازہ دم کرنا چاہتی تھی۔"
عنبر نے غار میں چاروں طرف دیکھا پھر بولا :
"مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں ابھی ابھی کوئی
انسان موجود تھا۔"
تھیوسانگ جلدی سے بولا :

"یار کہیں وہ جادو کی پتلی اور بے وقوف کیٹی تو
نہیں آ گئی تھی ؟"
عنبر مسکرا کر بولا :
"اگر وہ آئی ہوتی تو اس وقت ہماری گردنیں کٹ
چکی ہوتیں اور ہم ایک دوسرے سے گفتگو نہ
کر رہے ہوتے۔"
"تو پھر ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔" تھیوسانگ
نے کہا :
عنبر اٹھ کھڑا ہوا : "میرا بھی یہی خیال ہے ۔ آؤ غار
سے باہر نکلتے ہیں۔"
جونہی عنبر اور تھیوسانگ غار سے باہر نکلنے لگے انہیں
کیٹی کی خوشبو آ گئی ۔ انہوں نے چونک کر ایک دوسرے
کو دیکھا ۔ عنبر نے کہا : "کیٹی کی خوشبو؟" تھیوسانگ بھی
جلدی سے بولا : "ہاں ۔ یہ کیٹی کی خوشبو ہے ۔ وہ ہمارے
سر پر پہنچ گئی ہے ۔ اب کیا کریں" ؟ عنبر نے کہا ۔
"تم فکر نہ کرو ۔ میں اسے سنبھال لوں گا ۔
اتنے میں کیٹی کی آواز آئی :
"عنبر تھیوسانگ ! خدا کے لیے تم کہاں ہو؟ میں تمہیں
تلاش کرتے کرتے تھک گئی ہوں ۔

عنبر نے حیرت سے کہا:
"معلوم ہوتا ہے کیٹی کا جادو اُتر گیا ہے"
تھیوسانگ نے کہا:
"کہیں یہ اس کی کوئی چال نہ ہو"
عنبر بولا: "اگر کیٹی کا جادو اتر گیا ہے تو وہ کیا چال
چلے گی؟ اسے چال چلنے کی کیا ضرورت ہے پھر وہ
ہماری ساتھی ہے۔ ہماری دوست ہے۔ آؤ باہر
نکل کر اسے دیکھتے ہیں"
دونوں غار سے باہر آگئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ باہر کیٹی
اپنے لباس میں کھڑی ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے
اور تھیوسانگ کو دیکھتے ہی بولی:
"خدا نے مجھے بچا لیا۔ مجھ پر ایک زبردست جادو
کر دیا گیا تھا۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا
تھا کہ میں تمہاری جانوں کی دشمن بن گئی تھی"
عنبر اور تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کا طلسم ٹوٹ
چکا ہے۔ انہوں نے کیٹی کو اپنے پاس بٹھا لیا۔
عنبر نے پوچھا:
"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تھا کیٹی؟ تم پر کس نے
اور کیسے جادو کیا؟"

کیٹی بولی: "مجھے کچھ معلوم نہیں کہ مجھ پر کس نے
جادو کیا۔ بس میں تم سے الگ ہو کر صحرا کے
ایک غار میں داخل ہوئی ہی تھی کہ اچانک مجھ پر
ایک بوجھ سا پڑنے لگا۔ میں وہیں بیٹھ گئی۔ پھر ایک
سیاہ چہرے والی عورت بال کھولے تلوار ہاتھ میں
لئے میرے سامنے آگئی اور اس نے تلوار کی نوک
میرے سر پر رکھ دی اس کے ساتھ ہی میرے بدن
میں ایک زہر سا دوڑ گیا اور میں اس چڑیل کے
قبضے میں چلی گئی۔ اس چڑیل نے مجھے تلوار دے
کر کہا۔ فوراً جاؤ اور عنبر اور تھیوسانگ کی گردنیں
کاٹ لاؤ۔ اور میں تمہارے پیچھے لگ گئی۔"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"پھر یہ طلسم کیسے ٹوٹا؟"
نقلی کیٹی نے کہا:
"میں دریا پار کر رہی تھی کہ اچانک دریا میں سے
ایک جل پری نمودار ہوئی۔ اس نے میرے ہاتھ سے
تلوار چھین کر دریا میں پھینکی اور میرے سر پر اپنے
بھیگے ہوئے لمبے بالوں کا سایہ ڈال دیا اور بولی۔ کیٹی!
ہوش کرو۔ تم پر کئے گئے جادو کو میں نے دور کر

دیا ہے۔ جاؤ تم اپنے دوستوں سے جا کر ملو۔ میں ایک
دم سے ٹھیک ہو گئی جل پری نے مجھے بتایا کہ
تم دونوں اس غار میں ہو اور میں یہاں آ گئی۔"
نقلی کیٹی بار بار خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اسے
اور ٹھیوسانگ دوبارہ مل گئے اور اس کا جادو ٹوٹ
عنبر نے کہا:
"اس بار تم پر بڑا ہی خطرناک جادو کیا گیا تھا کیٹی!
تمہیں معلوم نہیں شاید کہ تم نے ہم پر اپنی تلوار
سے جو وار کیا تھا اس کا ہمیں زخم آ گیا تھا اس
کا مطلب تھا کہ تم ہماری گردنیں اڑا سکتی تھیں۔"
کیٹی نے توبہ کرتے ہوئے کہا:
"خدا وہ دن نہ لائے۔ میں تمہاری دشمن تو نہیں
ہوں۔ بس وہ اس چڑیل کے جادو کا اثر تھا۔
خدا کا شکر ہے کہ جادو ختم ہو گیا۔ اور ہاں عنبر!
جل پری نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ناگ اور ماریا
یہاں سے شمال کی طرف ایک پرانی خانقاہ میں
موجود ہیں۔ جل پری نے بتایا ہے کہ خانقاہ کے
گنبد کا رنگ نیلا ہے۔ چلو وہاں چل کر ماریا اور
ناگ سے ملتے ہیں۔"

عنبر اور ٹھیوسانگ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ فوراً
نقلی کیٹی کے ساتھ نیلے گنبد والی خانقاہ کی طرف روانہ ہو
گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور گھوڑے صحرا میں دوڑتے
چلے جا رہے تھے۔ نقلی کیٹی انہیں جان بوجھ کر نیلے گنبد
والی خانقاہ میں لئے جا رہی تھی۔ کیونکہ وہاں کوئی خانقاہ
نہیں تھی بلکہ پتھر کی کتاب اور قاتل مُردوں کا قبرستان تھا
وہاں پہلے ہی سے دو مُردے ہاتھوں میں تلواریں لئے تیار
کھڑے تھے۔ دور سے جب پہاڑ ایسی سنگین کتاب نظر آئی
تو عنبر نے کہا:
"کیٹی کیا خانقاہ اس پہاڑی کے دامن میں ہے؟"
کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ہاں! مگر جسے تم پہاڑ سمجھ رہے ہو یہ پہاڑی نہیں
ہے بلکہ پرانے زمانے میں کسی بادشاہ کی ترشوائی
ہوئی ایک کتاب ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ایک
پہاڑی کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ ایک عجوبہ ہے
جس کو دیکھ کر تم خوش ہو گے۔ آؤ ہمیں اِدھر
ہی جانا ہے۔"
عنبر ٹھیوسانگ اور نقلی کیٹی پتھر کی بہت بڑی کتاب
کے قریب آ کر رک گئے۔ عنبر اور ٹھیوسانگ نے اس

عجیب و غریب پتھر کی بنی ہوئی وسیع کتاب کو دیکھ
تو بڑے حیران ہوئے۔ کتاب پر پتھر ہی کے بڑے بڑے
چٹانوں ایسے لفظ بنے ہوئے تھے۔ عنبر نے کہا: میں
تحریر نہیں پڑھ سکتا یہ کیا لکھا ہے کیٹی؟" کیٹی نے کاندھے
اچکا کر کہا:

"مجھے خود نہیں معلوم۔ مجھے جل پری نے بتایا تھا
کہ ایک بادشاہ کی بنوائی ہوئی پتھر کی کتاب زمین
پر نصب ہو گی وہیں دوسری جانب نیلے گنبد والی
خانقاہ ہے۔ ماریا اور ناگ اسی خانقاہ میں ملینگے۔"

عنبر نے سانس بھر کر کہا:

"مگر ماریا اور ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

نقلی کیٹی نے فوراً کہا:

"خوشبو تو مجھے بھی نہیں آ رہی۔ آؤ خانقاہ میں چل
کر دیکھتے ہیں۔"

انہوں نے گھوڑے وہیں کتاب کی جلد کے کنارے کے
پاس باندھے اور کتاب کے صفحے کے فرش پر چڑھ کر چلنے
لگے۔ عنبر اور تھیوسانگ بڑے بڑے چٹانوں ایسے لفظوں
کے قریب سے حیرت سے انہیں دیکھتے گزر رہے تھے
نقلی کیٹی بھی مصنوعی حیرانی سے انہیں تک رہی تھی۔ اس

کتاب کے ایک تکونے لفظ کے پیچھے دو مُردے ہاتھوں میں
تلواریں لیے چھپے ہوئے تھے۔ کیٹی نے ان مُردوں کو دیکھ لیا تھا۔
وہ جان بوجھ کر عنبر اور تھیوسانگ کو اس تکونی لفظ
کی طرف لے آئی۔ پھر جب وہ لفظ کے قریب پہنچے
تو نقلی کیٹی نے کہا:

"وہ دیکھو عنبر۔ وہ نیلے گنبد والی خانقاہ ہے۔"

تھیوسانگ نے نقلی کیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا: "کہاں؟"

اچانک تھیوسانگ کو محسوس ہوا کہ کیٹی کے ماتھے پر ایک
کالا تل ہوتا تھا وہ نہیں ہے۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھا۔
اور پھر نقلی کیٹی سے پوچھا:

"کیٹی! تمہارے ماتھے پر ایک کالا تل ہوتا تھا۔
وہ کدھر چلا گیا؟"

عنبر نے یہ سنا تو ہڑبڑا کر کیٹی کی طرف دیکھا۔

کیٹی نے چلا کر کہا:

"حملہ کر دو۔"

اس کے ساتھ ہی دو مُردے پتھر کے لفظ کی آڑ سے
تلواریں لہراتے ہوئے نکل آئے۔ عنبر اور تھیوسانگ نے
دونوں کو پکڑ کر زمین پر پٹخنا چاہا مگر یہ مُردے جادو کے
مُردے تھے ان کی تلواروں کے وار پڑ چکے تھے اور ان کی

اُن میں عنبر اور تھیوسانگ کی گردنیں کٹ کر پتھریلی کتاب
کے فرش پر لڑھک گئیں۔ نقلی کیٹی نے خوشی کا نعرہ
بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ نقلی کیٹی سے مُردہ ڈھانچے
میں تبدیل ہو گئی۔ ڈھانچے نے تھیوسانگ اور عنبر کے کٹے
ہوئے سر بالوں سے پکڑ کر اٹھائے اور چیخ مار کر ہوا
میں اڑ کر غائب ہو گیا۔ وہ بادلوں میں اڑتا سیدھا چانکی
کے محل میں پہنچا۔ چانکی اپنی شاہی خواب گاہ میں بال
کھولے بیٹھی ایک طلسم بنا رہی تھی کہ مردہ ڈھانچے نے
عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر اس کے آگے ڈال
دیئے اور کہا:

"قبرستان کی ملکہ! تمہارے دشمنوں عنبر اور تھیوسانگ
کے سر حاضر ہیں۔"

چانکی کے دماغ میں بیٹھے ناگ نے یہ جملہ سنا تو اس
کا دل بیٹھنے لگا۔ یہ کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
میرے خدا! اگر عنبر اور تھیوسانگ کو اس چڑیل چانکی
کے طلسم کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا ہے تو یہ بہت
بڑی بات ہوئی ہے۔ اب کیا ہو گا؟ ناگ بے بسی کے
عالم میں کھوپڑی کے اندر ہی سر جھکا کر سمٹ گیا۔ اس
کا دل اپنے دوست عنبر اور تھیوسانگ کی یاد میں بھر

تھا۔ قبرستان کی ملکہ چانکی نے خوش ہو کر عنبر اور تھیوسانگ
کی کٹی ہوئی گردنوں کو دیکھا۔ پھر دونوں کے سروں کو بالوں
سے پکڑ کر اٹھا لیا اور چیخ مار کر بولی:

"میں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ سُن!
اے میرے قیدی ناگ دیوتا! تو بھی سُن۔ تیرے
دوستوں عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر میرے
ہاتھوں میں ہیں۔ میں تمہیں اپنی کھوپڑی سے باہر
نکال سکتی تو تمہیں ان کا آخری دیدار بھی کرا دیتی۔
مگر میں تمہیں کھوپڑی سے باہر نہیں نکال سکتی کیونکہ
صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جس پر میرا جادو
اس سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا جتنا کہ تم پر اثر
کر چکا ہے۔ مگر یقین کرنا یہ دونوں سر تیرے دوست
عنبر اور تھیوسانگ کے ہیں۔"

پھر اس نے چلا کر مردہ ڈھانچے کو حکم دیا۔
"اصلی کیٹی کو تلاش کرو۔ اگر وہ کہیں مل جائے تو
اسے پکڑ کر صحرا کے کسی اندھے کنوئیں میں دھکا
دے دینا۔ کیونکہ اب اسے بھی زندہ نہیں رہنے
دیا جائے گا۔ وہ اپنی باقی عمر اندھے کنوئیں میں
ہی بسر کرے گی اور وہیں ایک دن مر جائے گی۔

مردہ ڈھانچے نے ادب سے سلام کیا اور اصلی
کیمٹی کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے
کے بعد قبرستان کی ملکہ چانگی نے اپنے وزیر کو حکم دیا۔
"ان دونوں سروں کو قلعے کے سب سے نچلے
تہہ خانے میں گڑھا کھود کر دبا دیا جائے تاکہ یہ
پھر کبھی باہر نہ نکل سکیں۔"
وزیر نے عنبر اور تھیوسانگ کے سر اٹھائے اور لے
کر چلنے لگا تو قبرستان کی ملکہ بولی:
"ٹھہرو۔ میں یہ سر آخری بار ناگ دیوتا کو بھی دکھا
دینا چاہتی ہوں۔"
چانگی نے دونوں کٹے ہوئے سروں کو ایک طشت میں
رکھوا دیا۔ پھر اپنی دونوں آنکھیں طشت کے اوپر گاڑ دیں
اور ناگ سے کہا:
"ناگ دیوتا! میری کھوپڑی کے اندر میری آنکھوں
کے قریب کھسک کر آ سکتے ہو تو آ جاؤ۔ پھر
تم اپنے دوستوں کا آخری دیدار کر سکو گے۔"
ناگ نے یہ دردناک جملہ سنا تو کسی نہ کسی طرح پورا
زور لگا کر کھوپڑی کے اندر کھسکتا ہوا چانگی کے دماغ کے
اندر اپنی گردن کو اس کی آنکھوں کے ڈیلوں کے پاس لے
آیا۔ پھر اسے چانگی کی آنکھوں کے ڈیلوں میں عنبر اور
تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر نظر آئے جو طشت میں
پڑے تھے۔ ناگ کی دنیا اندھیر ہو گئی۔ غم کے سائے اس
کے دل پر چھا گئے۔ میرے خدا! یہ کیا ہو گیا؟ کیا عنبر
کی قسمت میں اسی جگہ مرنا لکھا تھا؟ اُف! ہزاروں برس
کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کا ہزاروں برس کا ساتھ ختم
ہو گیا۔ ناگ کی آنکھیں سانپ کی تھیں۔ ان میں سے آنسو
ٹپک پڑے اور وہ کھوپڑی میں بڑی مشکل سے کھسکتا
ہوا پیچھے اپنی جگہ پر کھسک کر بیٹھ گیا۔ وزیر عنبر اور تھیوسانگ
کے سر طشت میں سے اٹھا کر لے جانے لگا تو چانگی
نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اس نے وزیر سے کہا:
"ان دونوں سروں کو زمین میں گاڑنے کی بجائے
شہر کے دروازے میں لٹکا دو اور اعلان کر دو
کہ جو ملکہ سے دشمنی کرے گا اس کا یہی انجام
ہو گا۔"
وزیر نے خوش ہو کر کہا:
"یہ بڑا اچھا خیال ہے ملکہ سلامت"
اسی وقت عنبر اور تھیوسانگ کے دونوں سروں کو
شہر کے دروازے میں جا کر لٹکا دیا گیا اور ساتھ لکھ کر

لگا دیا کہ یہ ملکہ سلامت کے دشمن تھے۔ ان کے
کاٹ کر لٹکا دیئے گئے ہیں جو شخص ملکہ سلامت
دشمنی کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہو گا۔"

اب مردہ ڈھانچے کو قبرستان کی ملکہ نے اصلی ک
کو ٹھکانے لگانے کے لئے روانہ کر دیا۔ مردہ ڈھانچہ
فقیر کے بھیس میں صحرا میں نکل گیا۔ اصلی کیٹی صحرا
میں عنبر اور تھیوسانگ کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔
گھوڑے پر تھی اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ مردہ ڈ
فقیر کے لباس میں اسے تلاش کرتا ایک چھوٹے سے
کی سرائے میں آیا تو اس نے سرائے کے باہر وہ گھ
کھڑے دیکھا جو چانکی نے کیٹی کو دیا تھا۔ مردہ ڈھا
نے گھوڑا پہچان لیا۔ وہ سرائے کے صحن میں پھر رہا
کہ اچانک اس کی نظر ایک درخت کے نیچے گئی جہ
کیٹی تلوار ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی۔ مردہ ڈھانچہ اس
قریب گیا اور بولا:

"بیٹی تم اپنے جس دشمن کی کھوج میں ہو میں جانتا
ہوں وہ کہاں پر ہے۔"

کیٹی ایک دم تلوار لہراتی ہوئی اٹھی اور غصے میں
"جلدی بتا نہیں تو میں تیرا سر اڑا دوں گی۔"

مردہ ڈھانچے نے کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔ وہ اس وقت ایک ایسی جگہ
پر چھپے ہوئے ہیں جہاں انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

مردہ ڈھانچے نے کیٹی کو ساتھ لیا اور سرائے سے
نکل کر شہر کے دوسرے کونے کی طرف آ گیا۔ یہاں ایک
بڑا گہرا کنواں تھا۔ مردہ ڈھانچے نے کہا:

"تمہارے دشمن یعنی عنبر اور تھیوسانگ اس کنوئیں
میں چھپے ہوئے ہیں۔"

کیٹی پر چانکی کے طلسم کا اثر تھا۔ وہ گھوڑے سے
اتر کر کنوئیں کی طرف بڑھی۔ جونہی وہ کنوئیں میں جھانکنے
لگی مردہ ڈھانچے والے فقیر نے پیچھے سے اسے دھکا
دے دیا۔ کیٹی ایک چیخ کے ساتھ کنوئیں میں گر گئی۔ دھڑام
کی آواز آئی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ مردہ ڈھانچے نے اوپر
سے جھانکا۔ کیٹی کنوئیں کے ٹھنڈے پانی میں غوطے کھا رہی
تھی۔ وہ خوش خوش واپس شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیٹی کچھ دیر پانی میں غوطے کھاتی رہی۔ اسی کنوئیں میں
ایک سانپ بھی رہتا تھا۔ سانپ نے جب ایک انسان کو
پانی میں افراتفری مچاتے دیکھا تو اس خیال سے کہ کہیں
یہ انسا ... ڈالے سانپ نے کیٹی کی گردن پر

ڈس دیا۔ سانپ کے ڈستے ہی کیٹی پر کیے گئے جادو
کا اثر ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے ہوش میں آ گئی۔ وہ حیران
ہوئی کہ اسے کنوئیں میں کس نے پھینک دیا ہے؟ اس
کے ساتھ ہی اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی
خوشبو بھی آنے لگی۔

O

مُردوں کا حملہ

سانپ نے ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو سونگھی تو بڑا
حیران ہوا۔

کیٹی کو کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے چانکی
کے جادو کے اثر میں آ کر عنبر اور تھیوسانگ کے خون
کی پیاسی ہو رہی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسے
کنوئیں کے سانپ نے ڈس دیا ہے۔ کیٹی کی نگاہ سانپ
پر پڑی تو اس نے سانپ کی زبان میں جو وہ تھوڑی
تھوڑی جانتی تھی۔ سانپ سے پوچھا:

"میں ناگ دیوتا کی دوست ہوں۔ کیا تم مجھے یہاں
سے باہر نکال سکتے ہو؟"

سانپ خوف کے مارے سہم گیا۔ فوراً بولا:

"مجھے معاف کرنا عظیم ناگ دیوتا کی دوست! میں
نے غلطی سے تمہیں ڈس دیا ہے۔"

اب کچھ کچھ کیٹی کو یاد آنے لگا کہ اس پر کسی نے جادو

دیا تھا جب وہ ایک قبرستان میں سے گذر رہی تھی۔
اس نے کہا:
"تمہارا شکریہ سانپ! تمہارے زہر کی وجہ سے
میرا جادو ٹوٹ گیا ہے۔ میں اس پانی میں ڈوب
تو نہیں سکتی۔ میں مر بھی نہیں سکتی مگر مجھے باہر
نکل کر ناگ دیوتا اور اپنے دوسرے ساتھیوں
کو تلاش کرنا ہے۔"
سانپ نے جلدی سے کہا:
"میں ابھی کوشش کرتا ہوں۔"
سانپ فوراً کنوئیں میں سے باہر نکل گیا۔ باہر جاتے
ہی اس نے اپنے ایک دوست صحرائی سانپ کو بلا کر
کہا کہ عظیم ناگ دیوتا کی دوست کنوئیں میں گر پڑی
اسے باہر نکالنا ہے۔ صحرائی سانپ بھاگ کر اپنے ایک
بزرگ سانپ کو لے آیا جو ایک بھاری بھرکم اور لمبا
سانپ تھا۔ اس نے اپنی دم کنوئیں میں لٹکا دی جس
پکڑ کر کیٹی کنوئیں سے باہر نکل آئی۔ باہر آتے ہی کیٹی
نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا:
"کیا تم لوگ ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ کر بتا سکتے
ہو کہ وہ کہاں اور کس طرف ہوگا۔"

سانپوں نے گردنیں ادھر اُدھر پھیریں اور پھر نااُمیدی سے
سر ہلا کر کہا کہ انہیں سوائے کیٹی کے اور کسی طرف سے
ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ ناگ
ضرور کسی مشکل میں پھنسا ہوا ہے یا وہاں سے کافی دُور
کسی دوسرے ملک میں ہے۔ وہ چھوٹے شہر میں داخل
ہوگئی۔ یہاں اس نے ایک گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو
کر صحرائی راستے پر روانہ ہو گئی۔ یہ صحرائی راستہ ترکان بادشاہ
کے شہر کی طرف جاتا تھا۔ صحرا میں سفر کرتے کرتے کیٹی کا
گذر اسی پتھر کی بہت بڑی کتاب کے قریب سے ہوا
جس کے نیچے وہی قبرستان تھا جس کے مُردوں نے قبروں
سے نکل کر چانکی کی مدد کی تھی اور جس قبرستان کی وہ
ملکہ تھی اور جہاں ناگ ایک بھیانک مصیبت میں گرفتار
ہوا تھا۔ کیٹی نے جب ایک اتنی بڑی پتھر کی کتاب اور
اتنے بڑے بڑے پتھر کے الفاظ اس پر بنے ہوئے دیکھے
تو وہ بڑی حیران ہوئی۔ ایسی کتاب کیٹی نے پہلے کبھی نہیں
دیکھی تھی۔ اس نے گہرے سانس لئے۔ اسے یہاں سے
بھی عنبر ناگ ماریا اور بھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی
تھی۔ وہ کتاب کو ایک عجوبہ سمجھ کر اسے دیکھنے کے لئے کتاب
کے کھلے صفحے کے پتھریلے فرش پر آئی تو دور تک لکھے لفظ

میں چھپ کر پہرہ دیتے مُردہ ڈھانچے نے کیٹی کو دیکھ لیا۔
وہ دنگ رہ گیا کہ ابھی تو میں اسے کنوئیں میں پھینک
کر آیا تھا پھر یہ یہاں کیسے آ گئی؟ جلدی سے مُردہ ڈھانچے
نے ایک بوڑھے آدمی کا روپ اختیار کیا اور کیٹی کے
پاس جا کر سلام کر کے بولا:

"بیٹی! یہ کتاب ایک فرعون نے بنائی تھی تاکہ لوگ
بعد میں دیکھ کر اسے یاد رکھیں۔ اس کے نیچے
ایک خوبصورت قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں اس
فرعون بادشاہ کی قبر بھی ہے جس نے یہ کتاب
پہاڑ کو کاٹ کر بنوائی تھی۔ اس قبر کی یہ خاص
بات ہے کہ اگر کوئی اس قبر کے سرہانے کھڑے
ہو کر کوئی منت مانے تو وہ پوری ہو جاتی ہے۔"

کیٹی کو خیال آیا کہ وہ فرعون کی قبر کے سرہانے کھڑے
ہو کر ناگ عنبر اور ماریا تھیوسانگ کے بارے میں
منت مانگے گی۔ وہ خوشی سے بوڑھے کے ساتھ کتاب
کے نیچے سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں آ گئی۔ مردہ ڈھانچہ
اسے فریب دے کر قبرستان میں لے گیا۔ قبرستان میں
اس طرح سے ویرانی اور وحشت برس رہی تھی کہ ایک
بار تو کیٹی بھی سہم گئی۔ مردہ ڈھانچہ بوڑھے کے بھیس میں

اسے اس قبر کے سرہانے لے گیا جس میں کبھی چانگی کا
ڈھانچہ پڑا ہوا تھا۔ اس قبر میں ایک خاص بات یہ تھی
کہ اگر کوئی سانپ، پرندہ، درندہ یا انسان اس قبر میں گر
پڑتا تھا تو اس میں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ اس قبر میں
سے طلسم کی خاص شعاعیں نکلتی رہتی تھیں جو اس میں گرنے
والے کو جکڑ کر وہیں پکڑ لیتی ہیں۔

مردہ ڈھانچہ ایک بار پھر وہی کردار ادا کرنے والا تھا۔
جونہی کیٹی چانگی کی کھلی قبر کے سرہانے کھڑی ہوئی تو مردہ
ڈھانچے نے کہا:

"بیٹی آنکھیں بند کر کے منّت مانو۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ساپنوں کا خیال
دل میں کرنے لگی جونہی اس نے آنکھیں بند کیں مردہ ڈھانچے
نے اسے قبر میں دھکا دے دیا۔ قبر کھلی تھی۔ کیٹی اس میں
گر گئی۔ گرتے ہی اس نے اچھل کر باہر نکلنے کی کوشش کی
مگر اس کے پاؤں کو قبر نے پکڑ لیا تھا۔ وہ باہر نہیں
نکل سکتی تھی۔ قبر کے باہر اندھیرے میں مردہ ڈھانچے کا
قہقہہ گونجا:

"کیٹی! اب تو حشر کے دن تک اسی قبر میں
پڑی رہے گی۔"

کیٹی کو غصّہ بھی آیا اور اپنی حماقت پر افسوس بھی کرنے
لگی کہ اس نے ایک قبر پر کھڑے ہو کر منّت ماننے
کی غلطی کیوں کی۔ کیونکہ دینے والا تو صرف خدا ہے اور
خدا ہی سے مانگنا چاہیے۔ خدا کے سوا اور کسی کے آگے
ہاتھ پھیلانا شرک ہے۔ کیٹی اپنا سر پکڑ کر قبر میں بیٹھ گئی۔
اب صورت حال یہ ہے کہ عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے
ہوئے سر چالاک قبرستان کی ملکہ کے شہر کے دروازے میں
لٹکے ہوئے ہیں یاد رہے کہ یہ اصلی عنبر اور تھیوسانگ
نہیں تھے بلکہ ان کے اصلی جسموں کے ہم شکل تھے۔
دوسری طرف ناگ اس وقت قبرستان کی ملکہ جو زکان
ملک کی مہارانی بن کر تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اس
کی کھوپڑی کے اندر قید ہے۔ کیٹی پتھر کی طلسمی کتاب
کے نیچے قبرستان کی ایک قبر میں پھنس چکی ہے۔ صرف
ماریا آزاد ہے اور اس کی کسی کو خبر نہیں کہ وہ کہاں
پر ہے اور کیا کر رہی ہے۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے اصلی تھیوسانگ اور عنبر
کی طرف آتے ہیں جن کو دیوی طلالہ نے اپنے پاس ہی
غائب کر کے محفوظ رکھ لیا تھا۔ جب اس نے محسوس
کیا کہ اب عنبر تھیوسانگ کو آزاد کرنے کا وقت آ گیا
ہے تو اس نے دونوں کو صحرا میں ایک ایسی جگہ ظاہر
کر دیا جہاں سے قبرستان کی ملکہ کا شہر قریب ہی تھا۔
عنبر اور تھیوسانگ اچانک شہر کو جانے والی پرانی
سڑک کے کنارے کھجور کے درختوں کے نیچے ظاہر ہو گئے۔
دیوی طلالہ نے خود کو بالکل ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ ان
کے سوئے ہوئے جسموں کو سڑک کے کنارے چھوڑ کر چلی
گئی تھی۔ عنبر اور تھیوسانگ کی جاگ کھل گئی۔ اپنے
آپ کو سڑک کے کنارے کھجوروں کے جھنڈ تلے دیکھا تو
حیران ہو کر اِدھر اُدھر تکنے لگے۔

"ہم یہاں کیسے آ گئے؟" تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا۔
عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولا:
"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہرحال اب ہمیں یہاں
سے نکل جانا چاہیے۔ یہ سارا علاقہ کسی طلسم کے
جادو کے اثر میں لگتا ہے۔"
دور انہیں شہر کی فصیل دکھائی دے رہی تھی تھیوسانگ
بولا: "چلو اس شہر میں چلتے ہیں شاید وہاں ہمارے دوستوں
کا کچھ سراغ مل سکے۔"
عنبر اور تھیوسانگ شہر کی طرف چلنے لگے۔ جونہی وہ
دروازے کے پاس آئے تو انہیں دروازے کے درمیان

لٹکتے دو انسانی سر نظر پڑے۔

تھیوسانگ نے چونک کر کہا:

"عنبر! یہ تو تمہارا کٹا ہوا سر ہے۔"

عنبر نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور بولا:

"اور دوسرا سر تمہارا ہے تھیوسانگ"

دونوں ہکا بکا ہو کر اپنے اپنے کٹے ہوئے سروں کو دیکھ رہے تھے۔ یہ کیا معمہ ہے عنبر؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تھیوسانگ نے کہا۔ پھر انہوں نے دروازے پر لگا وہ اشتہار پڑھا جس پر لکھا تھا جو ملک سے دشمنی کرے گا اس کا یہی انجام ہو گا۔ عنبر بولا:

"ممکن ہے یہ لوگ ہمارے ہم شکل ہوں اور ملکہ سے غداری کرنے کے جرم میں ان کے سر کاٹ دیئے گئے ہوں۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"مگر انسان ایک دوسرے کا اتنا زیادہ ہم شکل نہیں ہو سکتا عنبر۔ یقین کرو یہ ہمارے ہی سر ہیں۔"

عنبر حیرت میں ڈوب گیا۔ کہنے لگا:

"ضرور یہ طلسماتی شہر ہے کوئی۔"

پھر دونوں نے زور سے سانس کھینچا۔ انہیں ماریا کی [illegible]

ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ اچانک لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ ایک آدمی نے چلّا کر کہا:

"ارے یہ تو ملکہ سلامت کے غدار ہیں۔ ان کے سر کاٹ دیئے گئے تھے۔ یہ پھر سے زندہ ہو گئے ہیں انہیں پکڑ کر ملکہ کے پاس لے چلو۔"

عنبر اور تھیوسانگ کچھ گھبرائے۔ اتنے میں وہاں سپاہی آ گئے۔ سپاہیوں نے بھی جب دیکھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے سر کاٹ کر دروازے پر لٹکائے گئے تھے تو بڑے حیران ہوئے۔ دروازے پر ان کے سر ابھی تک لگے ہوئے تھے۔

ایک سپاہی نے عنبر سے پوچھا:

"تم کون ہو اور تمہارے سر تمہارے جسموں پر کیسے سلامت ہیں؟"

عنبر نے کہا:

"جناب جن کے سر کاٹ کر دروازے پر لٹکائے گئے ہیں اتفاق سے ان کی شکلیں ہماری شکلوں سے ملتی جلتی ہیں۔ ہمارا ان دو آدمیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

سپاہیوں نے کہا:

"پھر بھی تمہیں ہم ملکہ سلامت کے حضور پیش کریں
گے۔ چلو ہمارے ساتھ۔"

عنبر کو بڑا غصہ آ گیا۔ اس نے طیش میں آ کر کہا:

"تم اندھے ہو گئے ہو کیا۔ دیکھتے نہیں کہ جن
لوگوں کے سر تم نے کاٹ کر لٹکائے تھے وہ
ویسے ہی لٹک رہے ہیں۔ پھر ہمارے پیچھے کیوں
پڑتے ہو؟"

سپاہیوں کے سردار نے عنبر کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ
اس کی غلطی تھی۔ عنبر کا خون کھول اٹھا۔ اس نے سردار
کو گردن سے پکڑ کر ایک ہاتھ سے اوپر اٹھایا اور گھما کر
اتنی زور سے اوپر اچھالا کہ وہ گیند کی طرح اوپر آسمان کی
بلندیوں میں اٹھتا چلا گیا۔ پھر قلا بازیاں کھاتا زمین پر آ کر
گرا تو اس کی ہڈیوں کا چورا بن گیا اور وہ مر گیا۔ یہ منظر دیکھ
کر لوگ ڈر کر [illegible] گئے۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ
دو بھوت شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔

تھیوسانگ نے کہا:

"بھائی یہاں سے بھاگ چلو۔ خوامخواہ کسی مصیبت
میں نہ پھنس جائیں۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اس شہر کے دروازے پر ہمارے سر لٹک رہے
ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ ماریا کیٹی کا معمہ بھی
اسی شہر میں حل ہو گا۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"تو کیا ہم ان شہر والوں سے لڑائی کریں گے؟"

عنبر نے کہا:

"ہمیں کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر
کوئی ہم پر حملہ کرے گا تو ہم اسے وہی مزا چکھائیں
گے جو میں نے ابھی ابھی اس سپاہی کو چکھا چکا ہوں۔"

"تو پھر یہاں سے کدھر جائیں؟" تھیوسانگ نے پوچھا:

عنبر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لوگ دُور دُور کھڑے سہمی
ہوئی نظروں سے انہیں تک رہے تھے۔ سپاہی بھی بھاگ
گئے تھے۔ سڑک پر سردار کی چُڑ مُڑ ہوئی لاش پڑی تھی۔ کچھ
لوگوں نے دُور سے ان پر پتھر بھی پھینکنے شروع کر دیئے۔

عنبر بولا: "اس طرف جو باغ ہے وہاں چلتے ہیں
آؤ میرے ساتھ۔"

اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے باغ میں داخل ہو گئے۔
باغ میں بڑے گھنے درخت تھے۔ وہ درختوں کے پیچھے ایک

جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ لوگ بھی باغ کی طرف آ گئے تھے
اور شور مچا رہے تھے۔ "بھوت، بھوت۔ بھوت ان کو شہر
سے نکالو۔ بھوت۔ بھوت" تھیوسانگ بولا:

"یہ لوگ ہمیں یہاں نہیں ٹکنے دیں گے عنبر"

عنبر بڑے آرام سے بولا: "ہمیں اسی شہر میں رہنا ہوگا
تھیوسانگ! میرا دل کہتا ہے کہ ناگ کیٹی کا معمہ اسی شہر
میں حل ہوگا۔" ایسا کرتے ہیں کہ وہ باغ کے کونے میں
جو ایک مقبرہ سا نظر آ رہا ہے اس کے اندر جا کر چھپ
جاتے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر سوچیں گے کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہوگا"
وہ درختوں میں سے اٹھ کر باغ کے کونے والے مقبرے
کی طرف دوڑے۔ جس مقبرے کی طرف وہ دوڑ کر وہ آئے تھے اس مقبرے
میں بادشاہ کی ایک بلی کی لاش دفن تھی۔ اس مقبرے کے
بارے میں مشہور تھا کہ جو کوئی اس میں داخل ہوتا ہے اس
پر بلی کی بدروح کا فوراً اثر ہو جاتا ہے اور داخل ہونے
والا پھر اسی مقبرے میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ
اس بات سے بے خبر تھے۔ مقبرے میں داخل ہوتے ہی انہوں
نے دیکھا کہ ایک جانب تنگ سا راستہ مقبرے کے پیچھے
کی طرف چلا گیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ اس راستے پر چلنے
لگے۔ اس خیال سے کہ اندر کوئی کوٹھڑی ہوگی اور وہ وہاں
چھپ کر تھوڑی دیر غور کر سکیں گے۔ یہ راستہ ایک تنگ

سرنگ کی طرح کا تھا۔ اب ایسا ہوا کہ مقبرے میں جو
بلی کی بدروح نے ان کو اپنے اثر میں لے لیا۔
تھیوسانگ اور عنبر کو محسوس ہوا کہ ان کی کمر جھکتی چلی
جا رہی ہے۔ پھر ان کے ہاتھ اپنے آپ فرش پر لگ
گئے اور وہ بلیوں کی طرح ایک دوسرے پر غرانے لگے
اور بھاگ کر مقبرے کے پیچھے جو بھول بھلیاں بنی ہوئی تھیں
ان میں غائب ہو گئے۔ اس طرح عنبر اور تھیوسانگ نا سمجھی
سے بلی کے طلسم کے جال میں پھنس گئے۔ بلی کے مقبرے
کے اندر جو بھول بھلیاں تھیں ان میں کئی ایک حجرے بنے
ہوئے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ ان حجروں میں دونوں ایسے گم
ہوئے کہ انہیں ایک دوسرے کی کوئی خبر نہ رہی۔

قبرستان کی ملکہ چانگی نے ناگ دیوتا اور اس کے ساتھیوں
سے بدلہ لے لیا تھا۔ وہ ترکان بادشاہ کو قید میں ڈالے
ہوئی تھی اور چاند رات کو اس بادشاہ نے دیوی کی پوجا
کرنی تھی اور اسی رات کو چانگی کے حکم سے اس کی گردن
اڑا دی جانی تھی۔ بادشاہ کی اکلوتی بیٹی شہزادی کو اپنے
باپ کا بے حد غم لگا ہوا تھا۔ اگرچہ وہ قید میں نہیں تھی
مگر اس نے اپنے آپ کو محل کے کمرے میں بند کر لیا تھا
اور وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی رہتی تھی۔ دو روز

بعد چاندرات آگئی ـــــــــ اب ایسا اتفاق ہوا کہ
ناگ سے الگ ہو کر ماریا صحرا میں کئی روز تک بھٹکتی پھرتی
رہی۔ اسے صحرا سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔
ایک روز شام کے وقت وہ پرواز کرتی ہوئی ایک شہر
کے قریب آگئی۔ شہر کے محل میں اور مکانوں میں چراغ
روشن ہو گئے تھے۔ ماریا نے شہر کے نیچے آکر سب سے
پہلے دوستوں کی خوشبو لینے کی کوشش کی مگر اسے کسی کی خوشبو
نہ آئی۔ وہ ناامید ہو کر شہر سے واپس جا رہی تھی کہ
اچانک اس کی نظر محل کی ایک کھڑکی پر پڑی۔ کیا دیکھتی
ہے کہ کھڑکی کھلی ہے اور اندر ایک شہزادی کالے کپڑے
پہنے پلنگ پر بیٹھی رو رہی ہے۔

ماریا کے دل میں اس شہزادی کے لئے ہمدردی جاگ
اٹھی۔ ویسے بھی عنبر ناگ ماریا اور تھیوساگ کیپٹن جس کسی
کو بھی مصیبت میں دیکھتے اس کی ضرور مدد کرتے تھے۔ ماریا
کھڑکی میں سے داخل ہو کر شہزادی کے قریب آکر کھڑی
ہو گئی۔ چونکہ ماریا غائب تھی اس لئے شہزادی کو اس کی
موجودگی کا بالکل احساس نہ ہوا۔ ماریا سوچنے لگی کہ وہ اس
شہزادی سے کیسے پوچھے کہ وہ کیوں رو رہی ہے کہ ایک
نوکرانی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں شربت کا پیالہ
تھا۔ نوکرانی بھی اداس تھی۔ پیالہ پلنگ کے پاس میز
پر رکھتے ہوئے نوکرانی نے شہزادی کو بڑے ادب سے کہا:

"شہزادی صاحبہ! خدا کو جو منظور ہے وہ تو ہو کر
رہے گا آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا پیا۔
یہ پھلوں کا تھوڑا سا رس پی لیں۔"

شہزادی نے غم زدہ نگاہیں اٹھا کر نوکرانی کو دیکھا
اور بولی:

"جس بیٹی کے باپ کو رات قتل کیا جا رہا ہو وہ
کیسے پھلوں کا رس پی سکتی ہے۔"

ماریا ایک دم سے چونک پڑی۔ اس کا مطلب تھا کہ
اس شہزادی کے باپ کو آج رات قتل کیا جا رہا ہے۔
جب ہی یہ اتنی غم زدہ ہے۔ ماریا نے فوراً فیصلہ کر لیا
کہ وہ اس شہزادی کی مدد کرے گی۔ نوکرانی اور شہزادی
کی باتوں سے ماریا کو پتہ چل گیا کہ کسی ملکہ چانگی نے اس
شہزادی کے بادشاہ باپ کے تخت پر قبضہ کر کے بادشاہ
کو قید میں ڈال دیا ہے اور آج رات اس کی گردن اڑا
دی جائے گی۔ ماریا نے شہزادی کو کچھ نہ کہا اور وہاں
سے نکل کر محل کے دوسرے کمروں کے چکر لگانے لگی۔ بہت
جلد اس نے چانگی ملکہ کو دیکھ لیا کہ وہ اپنے عالی شان کمرے

میں چمک دار تخت پر بیٹھی وزیر سے باتیں کر رہی
ہے۔ ماریا قریب ہی کھڑی ہو گئی اور ان کی باتیں سننے
لگی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس قبرستان کی ملکہ چانگی کی
کھوپڑی کے اندر ناگ قید ہے۔ ناگ کو بھی پتہ نہیں
تھا کہ چانگی کے پاس ماریا کھڑی ہے۔ کھوپڑی میں قید
ہونے کی وجہ سے نہ ناگ کی خوشبو ماریا کو آ رہی تھی اور
نہ ماریا کی خوشبو ناگ تک جا رہی تھی۔ قبرستان کی ملکہ چانگی
نے وزیر سے پوچھا:

"بادشاہ کی گردن اڑانے کا سارا انتظام ہو گیا ہے؟"

وزیر نے سر جھکا کر کہا:

"جی ہاں ملکہ سلامت! اس دفعہ ہم نے گردن اڑانے
کا ایسا بندوبست کیا ہے کہ لوہے کا تیز دھار والا
پھل اوپر سے آ کر بادشاہ کی گردن کو ایک دم
کاٹ کر رکھ دے گا۔"

چانگی بڑی خوش ہوئی۔ بولی:

"شاباش! ہم خود یہ تماشہ دیکھنے وہاں جائیں گے۔
کیا یہ گردن کاٹنے والی مشین قلعے کے دالان
میں لگائی گئی ہے؟"

وزیر نے کہا: "جی ہاں ملکہ سلامت!"

ماریا نے یہ سنا تو وہاں سے اُڑ کر قلعے کے دالان
کی طرف چلی آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہاں سپاہی چاروں طرف
پہرہ دے رہے ہیں۔ درمیان میں ایک اونچی مشین لگی ہے
جس کے نیچے مجرم کا سر پھنسا دیا جاتا تھا اور ایک ہتھی
کھینچنے سے اوپر لگا ہوا فولاد کا تیز دھار والا چاقو ایک
دم نیچے گر پڑتا تھا۔ جلاد اس مشین کے پاس ہی کھڑا اس
میں تیل دے رہا تھا۔ پھر اس نے نیچے ایک حلوہ کدو
رکھ کر مشین کی ٹرائی لی۔ ہتھی کو کھینچا تو کھڑاک کی آواز
سے اوپر سے تیز دھار والا فولادی چاقو نیچے گرا اور کدو
کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

جلاد نے سپاہیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بادشاہ کی گردن کٹنے میں اتنی دیر بھی نہیں لگے
گی اس کی گردن حلوے کدو سے زیادہ نرم ہے۔"

سپاہی قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ ماریا اوپر بلند ہوئی اور
شہر کے ارد گرد چکر لگانے لگی۔ پھر وہ ایک تالاب کے
کنارے اتر کر بیٹھ گئی۔ جب چاند نکل آیا اور چاندنی
چاروں طرف پھیل گئی تو ماریا فضا میں اڑتی ہوئی قلعے میں
آ گئی۔ وہاں ہر شے تیار تھی۔ چانگی ملکہ بھی وہاں آ کر تخت
پر بیٹھ چکی تھی۔ وزیر اور سپہ سالار بھی موجود تھا۔ سپاہی بھی تیر

کمان اور تلواریں لئے چاق و چوبند کھڑے تھے۔ ملکہ چانگی
نے بلند آواز میں پوچھا:

"کیا بادشاہ نے دیوی کی پوجا ختم نہیں کی؟"

سپہ سالار بولا: "ملکہ سلامت! پوجا ختم ہو گئی ہے۔
سپاہی بادشاہ کو قلعے کی چھت سے اتار کر نیچے
لا رہے ہیں۔"

ماریا کی نگاہیں ان سیڑھیوں کی طرف اُٹھ گئیں جدھر سے
بادشاہ کو لایا جا رہا تھا۔ یہ سیڑھیاں قلعے کی چھت سے نیچے
اترتی تھیں۔ بادشاہ کے ہاتھ پیچھے زنجیروں سے باندھے ہوئے
تھے۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ خاموش تھا مگر چہرے پر
بادشاہوں ایسا وقار موجود تھا۔ سپاہی تلواریں اٹھائے اس کی
دونوں جانب چل رہے تھے۔ بادشاہ اپنے پاؤں پہ بادشاہوں
ایسی شان سے چلتا موت کی مشین تک آ گیا۔ پھر اس نے
ایک نگاہ ملکہ چانگی پر ڈالی۔ ملکہ نے کہا:

"اگر تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو۔"

بادشاہ نے چانگی کی طرف دیکھا اور کہا:

"بادشاہوں سے صرف بادشاہ ہی اس کی آخری خواہش
کرتے ہیں۔ تم ایک معمولی عورت ہو جو میری کنیز بننے
کے بھی لائق نہیں اس لئے میں تمہیں اپنی آخری خواہش
نہیں بتاؤں گا۔"

ماریا کو اس دلیر اور بہادر بادشاہ کی یہ بات بڑی اچھی
لگی۔ واقعی خاندانی بادشاہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ مگر یہ جواب
سُن کر قبرستان کی ملکہ چانگی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس
نے غصیلی آواز میں جلاد سے کہا:

"اس گستاخ کی گردن اڑا دی جائے۔"

جلاد نے فوراً بادشاہ کی گردن مشین کے شکنجے میں پھنسا دی
اور پیچھے ہٹ کر مشین کی ہتھی کو نیچے گرا کر ایک سیکنڈ میں بادشاہ
کی گردن کو اڑا دینا تھا۔ مگر سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
فولادی چاقو اوپر ہی اٹکا ہوا تھا۔ وہ نیچے نہیں گر رہا تھا۔ اصل
میں اسے ماریا نے ہاتھ دے کر روک لیا تھا۔ ملکہ چانگی نے
غصے میں کہا:

"مشین کو کیا ہو گیا ہے؟"

جلاد پریشان ہو گیا۔ اس نے دو تین بار ہتھی کو زور زور
سے ہلایا مگر چاقو نیچے آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ملکہ
چانگی نے سپہ سالار کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔ "بادشاہ کی گردن
تم خود اپنی تلوار سے اڑا دو۔"

سپہ سالار نے فوراً تلوار کھینچی اور بادشاہ کی طرف بڑھا۔
اب ماریا نے ایک ہی جھٹکے سے چاقو کو مشین سے اکھاڑ کر

الگ پھینک دیا۔ سب لوگوں نے فولادی چاقو کو اپنے آپ
مشین سے الگ ہو کر دُور گرتے دیکھا تو کچھ خوف زدہ سے
ہو گئے۔ مگر چونکہ قبرستان کی ملکہ چانگی خود جادوگرنی تھی اس
لیے اس نے کوئی پروا نہ کی اور سپہ سالار سے کہا:

"فوراً بادشاہ کی گردن اڑا دو"

سپہ سالار جونہی تلوار کا وار کرنے لگا۔ لوگ یہ دیکھ کر
دنگ رہ گئے کہ سپہ سالار کے ہاتھ سے تلوار اپنے آپ نکل
کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔
لوگ سہم کر پرے پرے ہٹ گئے۔

وزیر نے کہا:

"ملکہ سلامت یہ جادو ہے۔ کوئی جادو کر رہا ہے۔"

چانگی نے چلّا کر کہا:

"مجھ سے بڑا جادوگر کوئی نہیں۔ میں خود بادشاہ کی
گردن اڑاؤں گی۔"

اب وہ خود تلوار لے کر بادشاہ کی طرف بڑھی۔ اس کی
کھوپڑی میں بیٹھا ناگ یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا
کہ باہر کچھ گڑبڑ ہے اور کوئی شخص اپنے جادو کی مدد سے
بادشاہ کی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ قبرستان کی ملکہ
چانگی تلوار ہاتھ میں لئے بادشاہ کے سر پر آکر کھڑی ہو گئی

اور بلند آواز میں بولی:

"دیکھتی ہوں کون جادوگر ہے یہاں۔ میں اب اس کی
گردن اڑانے لگی ہوں۔"

ماریا اس کے قریب ہی بالکل تیار کھڑی تھی۔ قبرستان کی
ملکہ چانگی کا طلسم صرف قبرستان کے مُردوں اور طلسمی کتاب
تک ہی چل سکتا تھا، یہ اسے بھی معلوم تھا کہ اپنی حدود سے
باہر اس کا طلسم کام نہیں کر سکتا۔ مگر یہ بات اس نے جادوگر
کو ڈرانے کے لئے کہہ دی تھی۔ دوسری طرف ماریا نے فیصلہ کر
لیا تھا کہ چاہے اس پر جادو کا اثر ہو جائے مگر وہ بادشاہ
کی جان ضرور بچائے گی جس کی بیٹی کو باپ کی ضرورت ہے۔
قبرستان کی ملکہ چانگی نے تلوار فضا میں بلند کی اور ایک چیخ حلق
سے نکال کر تلوار کا وار کرنا چاہا ہی تھا کہ ایک جھٹکے کے
ساتھ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بیس گز دور جا گری۔
چانگی کی آنکھیں غصّے سے لال ہو گئیں۔ اس نے چیخ مار کر کہا:

"تو کون ہے؟ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی!"

ماریا نے قبرستان کی ملکہ چانگی کو زمین پر سے اُٹھا کر
ستون کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ پھر ایک رسّی لی اور اس کو
باندھ دیا۔ سپاہی اور وزیر ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگے۔
وہ سمجھ گئے کہ کوئی بد روح وہاں آ گئی ہے۔ اس زمانے

میں لوگ بد روحوں اور بھوتوں سے اور جادو سے بہت
ڈرا کرتے تھے۔ ماریا نے فوراً بادشاہ کو شکنجے میں سے
باہر نکال لیا۔ ابھی تک ماریا نے کوئی آواز نہیں نکالی تھی۔
ناگ چانگی کی کھوپڑی میں سمٹا یہی سوچ رہا تھا کہ باہر
کیا ہو رہا ہے۔ اس نے چانگی کی چیخ بھی سنی تھی۔ اس نے
یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ باہر کوئی زبردست جادوگر آگیا ہے جس سے
چانگی کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ قبرستان کی ملکہ چانگی نے گرجدار
آواز میں قبرستان کے مُردوں کی فوج کو حکم دیا کہ بادشاہ کو
فرار نہ ہونے دیا جائے۔ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ کیونکہ
وہ دیکھ رہی تھی کہ سپاہی خوف کے مارے کانپ رہے
ہیں۔ چانگی کا حکم سنتے ہی شاہی محل اور قلعے سے مُردوں
کے ڈھانچوں کی فوج کا دستہ تلواریں لہراتا بادشاہ کو ہلاک کرنے
کے لئے آگے بڑھا۔ اس دوران بادشاہ بھی حیران تھا کہ یہ
کون نیک روح ہے جو اس کی جان بچانے کی کوشش کر
رہی ہے۔ ماریا نے جب مُردہ ڈھانچوں کی فوج کو بادشاہ
کی طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گئی
کہ بادشاہ کا بچنا مشکل ہے۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو فوراً
اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ ماریا کے کاندھے پر آتے
ہی بادشاہ غائب ہو گیا۔ بادشاہ کو غائب ہوتے دیکھ کر
چانگی، مُردوں کی فوج، سپاہی، وزیر اور درباری ششدر رہ گئے۔
ماریا بادشاہ کو لے کر فضا میں بلند ہو گئی۔ بادشاہ خود
بے حد ڈر گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھ
سکتا تھا۔ مگر باقی ہر شئے اسے نظر آ رہی تھی۔ اس نے
سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"اے نیک روح تم کون ہو؟"

ماریا نے جواب میں کہا:

"اے بادشاہ! میں تجھے ان ظالموں سے بچانے آئی
تھی۔ اس لئے کہ مجھ سے تیری بیٹی کے آنسو نہیں دیکھے
جاتے تھے۔"

بادشاہ نے بے چین ہو کر کہا:

"میری بچی کا کیا حال ہے؟"

ماریا نے کہا:

"میں تمہیں تمہاری بیٹی کے پاس ہی محل میں لئے
جا رہی ہوں۔"

ماریا بادشاہ کو لے کر شہزادی کے کمرے میں آ گئی۔ اس
وقت شہزادی کالے کپڑے پہنے اپنے باپ کی یاد میں
آنسو بہا رہی تھی۔ ماریا نے بادشاہ کو قالین پر اپنے سے
الگ کیا تو بادشاہ ظاہر ہو گیا۔ اپنے باپ کو اپنے سامنے دیکھ کر

شہزادی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ باپ نے
آگے بڑھ کر اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگا لیا۔ دونوں
باپ بیٹی کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔
ماریا نے کہا:
"بادشاہ سلامت! چانکی اپنے سپاہیوں اور مردہ ڈھانچوں
کی فوج کے ساتھ یہاں آ کر آپ کو اور شہزادی کو
نقصان پہنچا سکتی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ جب
تک اس غدار اور ظالم عورت چانکی کا خاتمہ نہیں
ہوتا آپ دونوں کسی محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔"
شہزادی نے ماریا کی آواز سنی تو ڈر کر اپنے باپ کے
ساتھ لگ گئی۔
ماریا نے کہا:
"شہزادی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ایک نیک
دل روح ہوں اور تمہارا حال دیکھ کر ہی تمہارے
باپ کو بچانے کے لئے قلعے میں گئی تھی اور اسے
بچا کر تمہارے پاس لے آئی ہوں۔"
بادشاہ نے کہا:
"ہاں بیٹی! اس نیک روح نے ہی خدا کے حکم سے
مجھے بچایا ہے۔ ورنہ اس وقت تک میری گردن

کٹ چکی ہوتی۔"
شہزادی نے ماریا کا شکریہ ادا کیا اور کہا:
"ابا حضور! یہاں سے جلدی نکل چلیں۔ نیک روح درست
کہتی ہے۔ ہم غدار ملکہ کے سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔"
ماریا نے پوچھا: "کیا اس محل میں کوئی ایسی جگہ ہے
جو ملکہ کو معلوم نہ ہو؟"
بادشاہ نے کہا: "ایک تہہ خانہ ضرور ہے۔ مگر اس کا
وزیر کو علم ہے اور وزیر ضرور ملکہ کو بتا دے گا
اس لئے ہمیں محل سے نکل کر کسی جنگل میں جا کر
چھپ جانا چاہیے۔"
ماریا نے کہا: "تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ پہلے میں
بادشاہ سلامت آپ کو یہاں سے اٹھا کر صحرا میں
لے جاتی ہوں۔ اس کے بعد شہزادی کو آ کر لے جاؤں گی۔"
ماریا نے ایسا ہی کیا۔ پہلے اس نے بادشاہ کو اٹھا کر
کاندھے پر بٹھایا اور ہوا میں پرواز کر گئی۔ جو بھی شئے ماریا کے
کاندھے پر آتی وہ غائب ہونے کے بعد بہت ہلکی ہو جاتی
تھی اور ماریا کو اس کا وزن بالکل محسوس نہیں ہوتا تھا۔ وہ
بادشاہ کو لے کر شہر سے دور صحرا میں ایک جگہ لے آئی
جہاں کھجور کے اونچے اونچے درخت تھے۔ اور ایک چھوٹا سا

چشمہ بہہ رہا تھا۔ بادشاہ کو یہاں چھپا کر ماریا واپس محل
میں گئی اور شہزادی کو بھی اٹھا کر بادشاہ کے پاس لے
آئی۔ ماریا نے کہا:
"تم لوگ مجھے ماریا کہہ سکتے ہو۔ یہی میرا نام ہے
یہ جگہ محفوظ نہیں۔ یہاں کوئی بھی گھوڑ سوار سپاہی
تم لوگوں پر تیر برسا سکتا ہے۔ اس لئے یہاں سے
نکل چلو۔ ہم صحرا کے کسی جنگل میں جا کر پناہ لیں گے"
اور ماریا بادشاہ اور شہزادی وہاں سے آگے روانہ ہو گئے۔

○

بلّیاں رونے لگیں

ماریا نے صحرا میں ایک جگہ چھوٹی سی عمارت دیکھی۔

اس چھوٹی سی عمارت کے گرد درخت تھے اور یہ ویران
لگتی تھی۔ ماریا نے بادشاہ سے کہا کہ آپ لوگ اس عمارت
کے اندر چھپ جائیں میں محل میں جا کر چانکی غدار کی خبر لیتی
ہوں۔ جب تک میں اس کی فوج کو ٹھکانے نہیں لگاتی اور
باغیوں کو محل سے نکال باہر نہیں کرتی آپ لوگ اسی جگہ رہیں"
بادشاہ نے عمارت کی طرف دیکھ کر کہا:
"ماریا! یہ عمارت ایک طلسمی بلّی کا مقبرہ ہے"
ماریا نے کہا: "تو کیا ہوا۔ آپ لوگ اس کے اندر
چھپ سکتے ہیں"
بادشاہ بولا: "تم نہیں جانتیں شاید کہ اس مقبرے کے
بارے میں مشہور ہے۔ کہ اس کے اندر جو بھی کوئی
داخل ہوتا ہے بلّی بن جاتا ہے اور مقبرے کی
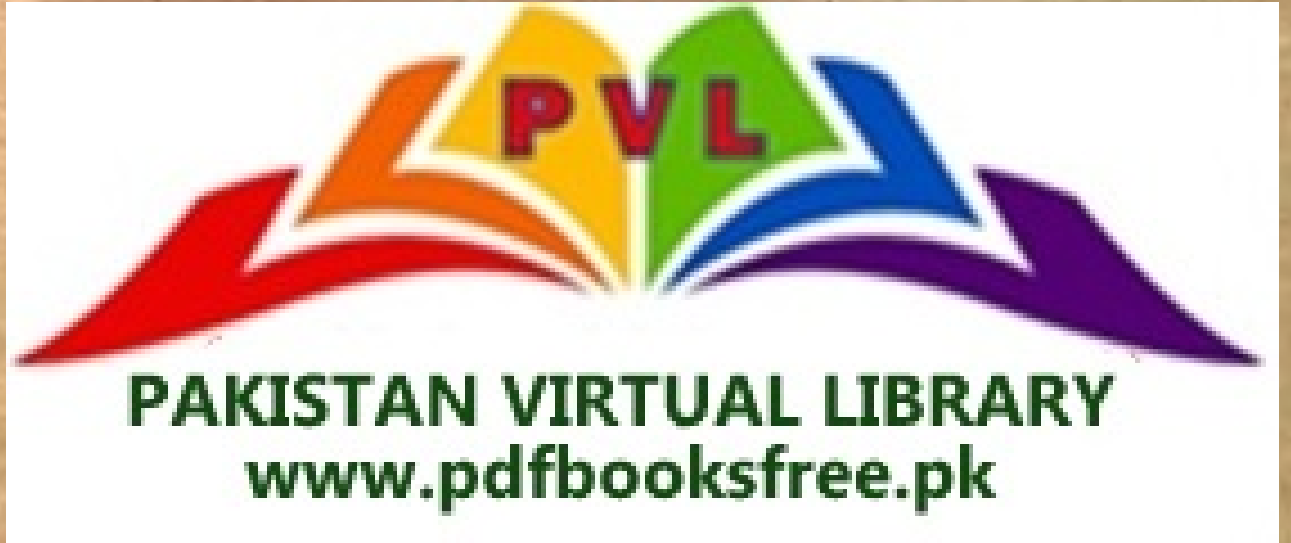
بھول بھلیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کوشش
بھی کرے تو اس مقبرے سے باہر نہیں آ سکتا۔"
شہزادی نے ڈرتے ہوئے کہا:
"ابا حضور! ہم اس مقبرے میں نہیں جائیں گے۔"
ماریا نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی:
"وہ سامنے درختوں میں ایک کھوہ دکھائی دے رہا
ہے۔ تم دونوں اس کھوہ میں جا کر چھپ جاؤ۔ میں
شام کو آکر تمہاری خیریت معلوم کر جاؤں گی۔"
بادشاہ بولا: "ٹھیک ہے ماریا۔ ہم اسی جگہ چھپ
جاتے ہیں یہاں پانی کا چشمہ بھی ہے اور کھانے کو
درختوں کی کھجوریں بھی بہت نیچے گری ہوئی ہیں۔"
بادشاہ اور شہزادی مقبرے کے پاس ہی کھجور کے درختوں کے
پاس کھوہ میں جا کر چھپ گئے، ماریا چلتی ہوئی مقبرے کے
قریب سے گذری تو اسے بلیوں کی آواز سنائی دی۔ ماریا رک
گئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ اور ایک بھوری بلی مقبرے
کی پتھریلی جالیوں میں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ ان
بلیوں میں سے ایک عنبر اور دوسرا تھیوسانگ تھا۔ مگر بلی
ہونے کی وجہ سے ماریا کو ان کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ لیکن
عنبر اور تھیوسانگ کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی اور وہ

بلیاں بن جانے کے بعد ماریا کو دیکھ بھی سکتے تھے۔ عنبر
اور تھیوسانگ ماریا کو اپنی زبان میں کہہ رہے تھے کہ ہم عنبر
اور تھیوسانگ ہیں۔ ہمیں کسی طرح یہاں سے نکالو۔ مگر ماریا
ان کی زبان نہیں سمجھتی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ یہ بلیاں مقبرے
ہی میں رہتی ہوں گی۔ اسے بادشاہ کی اس بات پر یقین
نہیں آیا تھا کہ جو کوئی آدمی بلی کے مقبرے میں داخل ہوتا
ہے بلی بن جاتا ہے۔ عنبر اور تھیوسانگ مقبرے سے باہر
نکلنے کی کوشش کرتے مگر ان کے آگے نظر نہ آنے والی
دیوار آ جاتی تھی۔ ماریا نے اتنا ضرور محسوس کیا کہ دونوں
بلیاں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کو تک رہی ہیں
پھر اس نے اسے وہم خیال کیا اور وہاں سے فضا میں
اڑ گئی۔ ماریا کے اڑتے ہی دونوں بلیاں اسے دیکھتی رہ گئیں۔
عنبر بلی نے تھیوسانگ بلی سے بلیوں کی زبان میں کہا:
"خدا خدا کر کے ماریا کی شکل نظر آئی تھی مگر وہ
پھر ہم سے جدا ہو گئی۔"
تھیوسانگ بلی نے جواب دیا:
"ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ ماریا ہو سکتا ہے
ادھر ایک بار پھر آئے۔"
عنبر نے مایوسی سے کہا:

"ہم نے اس مقبرے میں داخل ہو کر سخت غلطی کی
تھی۔ کم بخت یہاں سے باہر بھی نہیں نکل سکتے ہم"
یہی باتیں کرتے عنبر بلی اور بھنوسانگ بلی سرنگ میں
سے ہو کر مقبرے کی بھول بھلیوں میں غائب ہو گئیں۔
وہاں سے سیدھی قبرستان کی ملکہ چانگی کے محل میں آ گئی
کے چاروں طرف مُردوں کی فوج کے ڈھانچے سپاہیوں
زبردست پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ وہ اتنی
مُردہ ڈھانچوں کی فوج کا کب تک مقابلہ کرتی رہے گی اور
چانگی کے پاس تھوڑا بہت طلسم بھی ضرور ہے۔ اگر کسی
اس کا پتہ چل جائے کہ ان مُردہ ڈھانچوں کی طاقت کا راز
کیا ہے تو ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ماریا نے یہ سوچ کر
کا ایک چکر لگایا اور وہ شاہی محل کے اندر آ گئی
چانگی اپنے وزیر سے کہہ رہی تھی۔
"بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ فوراً
فوج کا دستہ اس کی تلاش میں روانہ کر دیا جائے۔"
وزیر نے کہا: "جو حکم ملکہ سلامت" اور یہ کہہ کر وہ
کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی چانگی نے مُردہ ڈھانچے
کو بلایا اور بولی:
"طلسمی کتاب میں جاؤ اور اپنے شکار کو ایک نظر

دیکھ کر واپس آ جاؤ۔"
مُردہ ڈھانچے نے سر جھکا دیا اور بولا: "ابھی جاتا
ہوں ملکہ سلامت"
اور مُردہ ڈھانچہ محل کے بڑے دروازے کی طرف چل
دیا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ وہ یہ پتہ کرنا
چاہتی تھی کہ یہ طلسمی کتاب کیا شے ہے۔ اور ان کا وہ
کون سا شکار ہے جس کو ایک نظر دیکھنے کے لئے چانگی
کہہ رہی ہے؟ ماریا نے مُردہ ڈھانچے کا پیچھا شروع کر
دیا۔ مُردہ ڈھانچہ محل کے بڑے دروازے سے نکلتے ہی پرندے
کی طرح فضا میں اُڑنے لگا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے
اُڑنے لگی۔ مُردہ ڈھانچہ صحرا میں پہاڑی تراش کر بنائی گئی
بہت بڑی کتاب کے ایک لفظ کے نیچے بنے ہوئے غار
میں داخل ہو گیا۔
ماریا بھی اس کے ساتھ ہی غار میں داخل ہو گئی۔
ایک مُردہ ڈھانچہ لفظ کے دروازے پر بھی پہرہ دے رہا
تھا۔ مگر وہ ماریا کو اندر داخل ہوتے نہ دیکھ سکا تھا۔
ماریا سرنگ کے اندھیرے میں چلی جا رہی تھی۔ ڈھانچہ آگے
آگے تھا۔ پھر ایک محرابی دروازے میں سے گذرنے کے
بعد سامنے وہی پرانا پُراسرار قبرستان آ گیا جس کی ایک قبر

میں کیٹی کو پھینک دیا گیا تھا اور وہ بے بسی کی حالت میں
قبر کے اندر پڑی تھی۔ قبر میں چونکہ زبردست طلسمی کشش تھی
اس لئے کیٹی کی خوشبو باہر نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی خود بھی باہر
نہیں نکل سکتی تھی۔ مُردہ ڈھانچہ کیٹی ہی کو دیکھنے آیا تھا۔ وہ
کھلی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے لگا۔ ماریا بھی اس
کے قریب آ گئی کہ یہ قبر میں جھک کر کس کو دیکھ رہا ہے
جونہی ماریا نے قبر میں جھانکا وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گئی
کیوں کہ قبر میں اسے کیٹی دکھائی دی جو بالکل سیدھی لیٹی ہوئی
تھی اور مُردہ ڈھانچے سے کہہ رہی تھی:

"آخر تم لوگ کب تک مجھے اس جہنم میں ڈالے
رکھو گے؟ ایک روز میرے ساتھی یہاں آ جائیں گے
پھر تمہیں جان بچانے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔"

مُردہ ڈھانچے نے کھڑکھڑاتا ہوا قہقہہ لگایا اور بولا:
"تمہارے ساتھی یہاں کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ تم یہاں
قیامت تک ایسے ہی پڑی رہو گی۔ نہ زندہ،
نہ مُردہ۔"

اور مُردہ ڈھانچہ بڑے غرور سے سر کو اٹھا کر چلتا قبرستان
سے نکل کر سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی
ماریا قبر میں اُتر گئی۔ قبر میں اترتے ہی کیٹی کو ماریا کی خوشبو

آئی۔ اس نے چونک کر کہا:
"ماریا! ماریا! کیا یہ تم ہو؟"
ماریا نے کیٹی کے بازو کو ہلاتے ہوئے کہا:
"ہاں میں ہوں ماریا۔ مگر تم یہاں سے باہر کیوں
نہیں نکلتیں؟"
کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی:
"اس قبر میں ایک ایسی کشش ہے جو مجھے یہاں
سے باہر نہیں نکلنے دیتی۔ کیا تم اس کشش کو
محسوس نہیں کر رہی ہو؟"

ماریا نے کہا:
"نہیں۔ مجھے تو کسی قسم کی کشش محسوس نہیں ہو رہی۔"
کیٹی بولی: "خدا کا شکر ہے کہ تم پر اس قبرستان کی منحوس
ملکہ چانکی کا اثر نہیں ہوا۔"

ماریا نے کہا:
"تو کیا یہ چانکی کا قبرستان ہے؟"
کیٹی بولی: "ماریا! یہ سارا علاقہ چانکی کا ہے۔ کیا
تم اسے جانتی ہو؟"
ماریا نے کیٹی کو ساری کہانی سنا ڈالی اور بتایا کہ وہ
بادشاہ اور اس کی بیٹی کو ایک مقبرے کے پاس [illegible]

چھپا آئی ہے۔

"مگر عنبر ناگ اور تھیوسانگ کا مجھے کوئی سراغ نہیں مل سکا۔"

پھر اس نے کیٹی کو بتایا کہ اس نے شاہی حکیم کی کتاب میں دیکھا تھا کہ وہ تلوار لئے عنبر اور تھیوسانگ کے پیچھے لگی ہے۔ یہ کیا قصہ تھا؟

کیٹی نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"ماریا! مجھے کچھ یاد نہیں۔ شاید مجھ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ مگر میں نے عنبر اور تھیوسانگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی: "کوئی بات نہیں۔ ہم ان کو تلاش کر لیں گے پہلے تم یہاں سے باہر نکل چلو۔"

یہاں یہ بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ جب عنبر اور تھیوسانگ نے اپنے سر دروازے پر لٹکتے دیکھے تھے تو وہاں شور مچ گیا تھا کہ عنبر تھیوسانگ کے دو ہم شکل شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس پر چانگ نے حکم دیا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو دروازے میں سے اتار کر شاہی محل کے تہہ خانے میں شیشے کے بکس میں بند کر کے رکھ دیا جائے۔

چنانچہ ماریا عنبر تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر نہیں دیکھ سکی تھی۔

ماریا نے کیٹی سے کہا:

"میں تمہیں قبر سے باہر نکالتی ہوں۔"

ماریا نے کیٹی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ کیٹی غائب ہو گئی۔ ماریا اسے قبر سے باہر لے آئی۔ باہر آتے ہی کیٹی پر سے قبر کی طلسمی لہروں کا اثر بھی غائب ہو گیا۔

ماریا نے کہا:

"میں تمہیں اسی غیبی حالت ہی میں باہر نکال کر لے جاؤں گی۔ کیونکہ باہر مُردہ ڈھانچہ تلوار لیے پہرہ دے رہا ہے۔"

چنانچہ کیٹی کو اپنے کاندھے پر رکھے ماریا قبرستان سے نکل کر سرنگ میں سے ہوتی ہوئی باہر پتھر کی کتاب کے صحن یعنی ورق پر آ گئی۔ یہاں اب ایک کی بجائے دو مُردہ ڈھانچے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ ماریا اور کیٹی کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ماریا کیٹی کو لئے فضا میں پرواز کر گئی اور سیدھی بلّی کے مقبرے کے پاس کھوہ میں آ گئی جہاں بادشاہ اور اس کی بیٹی پہلے ہی سے چھپے ہوئے تھے۔

ماریا نے بادشاہ اور شہزادی سے کیٹی کا تعارف یوں کرایا۔

"یہ کیٹی ہے۔ یہ میری بہن ہے۔ چانگی اس کی بھی دشمن ہے اور اس کو بھی ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ یہ بھی تم لوگوں کے پاس ہی رہے گی۔"

بادشاہ اور شہزادی نے کیٹی سے مل کر خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔

ماریا نے کہا:

"کیٹی! تم بادشاہ اور شہزادی کی حفاظت کرنا میں شاہی محل کے حالات کا جائزہ لے کر ابھی واپس آ جاؤں گی۔"

ماریا محل کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ گول چھوٹی سی عمارت کون سی ہے؟ بادشاہ نے اسے بتایا کہ یہ طلسمی بلّی کا مقبرہ ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جو کوئی اس مقبرے میں داخل ہوتا ہے بلّی بن جاتا ہے اور پھر ساری زندگی مقبرے کی بھول بھلیوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔

کیٹی ہنس پڑی اور بولی:

"بادشاہ سلامت! آپ بھی اس قسم کی توہمات پر یقین رکھتے ہیں۔ میں ایسی باتوں کو نہیں مانتی۔"

یہ کہہ کر کیٹی مقبرے کی طرف چلی تو شہزادی نے اسے

منع کرتے ہوئے کہا:

"کیٹی بہن! خدا کے لئے مقبرے کے اندر مت جانا۔"

کیٹی نے مسکرا کر کہا:

"میں مقبرے کے اندر نہیں جاؤں گی۔ تم فکر مت کرو۔"

جونہی کیٹی مقبرے کے جالی دار دروازے کے پاس آئی اس نے ایک کالی اور ایک بھوری بلّی کو دیکھا کہ پتھر کی جالیوں کے ساتھ لگیں اس کی طرف گھور رہی ہیں اور بڑی محبت سے میاؤں میاؤں کر رہی ہیں۔ یہ عنبر اور تھیوسانگ تھے جنہوں نے کیٹی کی خوشبو فوراً محسوس کر لی تھی اور بھاگ کر مقبرے کی جالی کے پاس آ گئے تھے۔ مگر کیٹی کو عنبر تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ کیسے جان لیتی کہ یہ بلیاں اصل میں عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ پھر بھی اسے دونوں بلّیاں بڑی اچھی لگیں۔ کیٹی جالی کے قریب چلی گئی اور بلیوں کے سر پر باری باری ہاتھ پھیرنے لگی۔

عنبر بلّی نے کہا:

"کیٹی! میں عنبر ہوں۔ یہ تھیوسانگ ہے۔"

مگر کیٹی کے کانوں میں سوائے میاؤں میاؤں کے اور کوئی آواز نہ آئی۔ تھیوسانگ نے چلّا کر کہا:

"خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کرو کیٹی۔ میں تھیوسانگ

ہوں۔ یہ عنبر ہے۔ ہمیں یہاں سے باہر نکالو۔ ہم اپنے
آپ یہاں سے باہر نہیں نکل سکتے ہمارے سامنے
ایک اونچی دیوار کھڑی ہے۔"
مگر کیٹی کو دوسری بلّی یعنی تھیوسانگ کی بھی میاؤں میاؤں
ہی سنائی دی۔ کیٹی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک بار اس کا جی چاہا کہ
مقبرے کے اندر داخل ہو جائے مگر اسے خیال آگیا کہ کبھی
کبھی طلسم اپنا اثر ضرور دکھا دیتا ہے اس لئے بہتر یہی ہے
کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہونے سے جس قدر بچا جا سکتا ہے
بچا جائے۔ چنانچہ کیٹی واپس بادشاہ اور شہزادی کے پاس
آ گئی۔ اس نے شہزادی کو بتایا کہ مقبرے کے اندر دو بلّیاں
رہتی ہیں۔ بادشاہ فوراً بولا:

"ضرور وہ انسان ہیں جو مقبرے میں داخل ہونے
کے بعد بلّی بن گئے ہیں۔ اب وہ قیامت تک مقبرے
سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔"

کیٹی مسکرا کر رہ گئی۔

ماریا سیدھی شاہی محل میں آ گئی۔ اسے ابھی تک قبرستان
کی ملکہ اور اس کی مُردوں کی فوج کی اصل طاقت کا راز معلوم
نہیں ہو سکا تھا اور وہ اس طلسمی راز کی تلاش میں تھی۔
وہ شاہی محل اور قلعے کے کمروں اور راہ داریوں کا چکّر لگانے

لگی۔ اسی طرح پھرتے پھراتے وہ قلعے کے نیچے بھی پہنچ گئی۔
قلعے کے نیچے چھوٹے چھوٹے تاریک حجرے بنے ہوئے تھے۔
یہ سارے حجرے خالی تھے۔ ماریا ایک کمرے میں داخل ہوئی
تو دیکھا کہ وہاں تخت پر کوئی چیز کپڑے سے ڈھکی ہوئی پڑی
ہے۔ ماریا قریب آ گئی۔ اس نے کپڑے کو ہٹایا تو اس کا دل
ایسے دھڑک اٹھا جیسے ابھی بند ہو جائے گا۔

اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ وہ شیشے کے
ایک بکس میں عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے سر دیکھ
رہی تھی۔ ماریا کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ وہ سوچ
بھی نہیں سکتی تھی کہ کبھی وہ عنبر اور تھیوسانگ کے کٹے ہوئے
سر دیکھے گی۔ یا خدا یہ کیا ہو گیا ہے۔ کیا سچ مچ یہ عنبر اور
تھیوسانگ کے سر ہیں؟ ماریا نے قریب ہو کر غور سے دیکھا۔
یہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہی تھے۔ ماریا نے انہیں شیشے
کے بکس سے باہر نکال لیا۔ عنبر اور تھیوسانگ کے مُردہ چہرے
زرد پڑ گئے تھے اور ناک سوجنا شروع ہو گئی تھی۔ ماریا نے
دونوں دوستوں کے سروں کو اٹھایا اور سیدھی کیٹی کے پاس آ
گئی۔ کیٹی نے جب عنبر اور تھیوسانگ کے سر دیکھے تو بے اختیار
رونا شروع کر دیا۔ بادشاہ اور شہزادی بھی پریشان ہو گئے۔ ماریا
نے انہیں بتایا کہ یہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر ہیں اور ان کے

بھائی تھے۔ بادشاہ نے کہا:

"میں نے قید ہی میں سنا تھا کہ چانگی نے اپنے دو دشمنوں کے سر کاٹ کر شہر کے دروازے میں لٹکا دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ یہی دونوں ہوں۔ مجھے بہت افسوس ہے ماریا بیٹی! چانگی ایک غدار ہی نہیں بلکہ ظالم جادوگرنی بھی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنا اور اسے ٹھکانے لگانا بڑا مشکل کام ہے۔"

ماریا نے پختہ آواز میں کہا:

"میں اسے اس کے انجام تک پہنچاؤں گی۔ وہ مجھ سے بچ نہیں سکے گی۔"

کیٹی آنسو پونچھتے ہوئے بولی:

"ماریا بہن! کیا خبر تھی کہ عنبر اور تھیوسانگ بھائی کا یہ انجام ہوگا۔ کیا معلوم تھا کہ ہمیں ایک دن ایسا بھی دیکھنا پڑے گا۔"

ماریا اداس آواز میں بولی:

"قسمت میں یہی لکھا تھا کیٹی۔ اب رونے دھونے سے عنبر تھیوسانگ واپس نہیں آ سکتے۔ آؤ ان کے سروں کو عزت اور وقار سے یہاں دفن کر دیتے ہیں۔ کاش ہمیں ان کے دھڑ بھی مل جاتے۔"

کیٹی، ماریا، بادشاہ اور شہزادی کھوہ سے نکل کر مقبرے کے سامنے آ کر زمین کھودنے لگے۔ مقبرے کی جالی سے لگے عنبر اور تھیوسانگ بلیوں کی شکلوں میں انہیں گڑھا کھودتے اور اپنے ہم شکلوں کے کٹے ہوئے سروں کو دیکھ کر چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے:

"کیٹی! ماریا! یہ ہمارے نہیں۔ ہمارے ہم شکلوں کے سر ہیں۔ ہم زندہ ہیں۔ ہم زندہ ہیں مگر بلیوں کی شکل میں زندہ ہیں۔"

کیٹی نے بلیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بے چاری بلیاں بھی عنبر تھیوسانگ کے غم میں رو رہی ہیں۔"

بادشاہ نے کہا: "انہیں بلیاں مت کہو۔ یہ ضرور کوئی بدنصیب مسافر ہیں اور پھر بلیاں بن کر ہمیشہ کے لئے مقبرے میں قید ہو گئے ہیں۔"

ماریا اور کیٹی نے بادشاہ کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور گڑھے کھودتی رہیں۔ جب دونوں چھوٹے چھوٹے گڑھے تیار ہو گئے تو انہوں نے عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو بڑے احترام سے بھیگی آنکھوں کے ساتھ گڑھوں میں رکھ دیا۔ کیٹی نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ رو رہی

تھی۔ ماریا نے ہاتھ اٹھا کر خداوند کریم سے عنبر اور تھیوسانگ
کی مغفرت کے لئے دعا مانگی اور پھر گڑھوں میں مٹی ڈال
کر بھر دیا اور وہاں چھوٹی چھوٹی دو قبریں بنا دیں۔ عنبر اور
تھیوسانگ۔ یہ سارا ڈراما مقبرے کی جالی سے لگے دیکھ رہے
تھے۔ مگر وہ خود بلی کی شکل میں تھے اور باہر بھی نہیں نکل
سکتے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ہم عنبر تھیوسانگ
ہیں۔ ہم عنبر تھیوسانگ ہیں۔

ماریا نے بلیوں کی طرف دیکھا اور بولی:

"بے چاری بلیوں کو بھی عنبر تھیوسانگ کی موت کا
صدمہ ہوا ہے۔ ناگ کو جب پتہ چلے گا تو
اسے کس قدر دکھ ہو گا۔"

نقلی عنبر اور تھیوسانگ کے سروں کو قبروں میں دفن کرنے
کے بعد ماریا نے کیٹی کو بادشاہ اور شہزادی کے پاس ہی چھوڑا
اور یہ کہہ کر شاہی محل کی طرف پرواز کر گئی کہ وہ ظالم جانگی
کو تباہ کر کے ہی دم لے گی اور اس کے طلسم کا راز معلوم
کر کے ہی واپس آئے گی۔ کیٹی کچھ دیر عنبر اور تھیوسانگ
کی قبروں پر بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ پھر بادشاہ اور شہزادی اسے
تسلی اور حوصلہ دیتے ہوئے اپنے ساتھ واپس کھوہ میں لے
گئے۔ عنبر اور تھیوسانگ جالی سے لگے یہ سب کچھ دیکھتے

رہے۔ تھیوسانگ بولا:

"جب کیٹی اور ماریا کو پتہ چلے گا کہ ہم زندہ ہیں
تو انہیں کتنی خوشی ہو گی۔"

عنبر نے کہا: "جب ہم یہاں سے انسان بن کر
نکلیں گے تب ہی انہیں پتہ چل سکے گا۔ ابھی تو
ہمارا اپنا کچھ پتہ نہیں کہ کیا انجام ہونے والا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔ "ہمیں یہاں سے نکلنے کی ایک
اور کوشش کرنی چاہیے عنبر۔"

عنبر نے کہا: "ہزار بار کوشش کر چکے ہیں۔ اب
نئی کوشش کرنے سے کیا ہو گا؟"

دونوں بلی کی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے
ایک بار پھر پوری طاقت سے مقبرے کے دروازے سے
باہر کودنے کی کوشش کی مگر وہ کھلے مقبرے کی نظر نہ آنے
والی دیوار سے ٹکرا کر رہ گئے۔

تھیوسانگ بولا: "یہ جادو کی دیوار ہے۔ اس کا
ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ کاش اس وقت
کیٹی یا ماریا کو ہمارا پتہ چل جاتا۔ وہ ضرور اس
دیوار کو ہمارے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتیں۔"

عنبر نے کہا: "اب تو خدا ہی ہماری مدد کرے گا۔"

ہم یہاں سے باہر نکل سکیں گے انسانی شکل میں۔"
تھیوسانگ کہنے لگا: "اس وقت باہر نکل جاتے
تو بڑا اچھا موقع تھا۔ کیٹی اور ماریا بھی یہاں
موجود ہیں۔ یہ دونوں یہاں سے چلی گئیں تو پھر نہ
جانے کب اور کہاں ملاقات ہو۔"

اسی طرح باتیں کرتے دونوں دوست بلّی کی شکلوں میں
مقبرے کی جالی کے ساتھ لگے اپنی جھوٹی قبروں کو تکتے رہے۔

دوسری طرف ماریا ایک بار پھر شاہی محل میں پہنچ گئی۔
قبرستان کی ملکہ چانگی اس وقت شاہی خواب گاہ میں سونے
کی تیاریاں کر رہی تھی۔ کیونکہ شام ہونے والی تھی۔ ناگ
سانپ کی شکل میں چانگی کی کھوپڑی میں اسی طرح سمٹا ہوا
بے بسی کی حالت میں بیٹھا تھا۔ اتنا اسے احساس ہو گیا
تھا کہ باہر خاص گڑبڑ ہو چکی ہے مگر یہ اسے معلوم نہیں
تھا کہ کیٹی اور ماریا وہاں پہنچ گئی ہیں اور عنبر اور تھیوسانگ
بلیوں کی شکل میں مقبرے میں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ نہ
اس کی خوشبو چانگی کی کھوپڑی سے باہر جا رہی تھی اور نہ
کسی کی خوشبو باہر سے اندر آ رہی تھی۔

اچانک ایک مُردہ ڈھانچہ ملکہ کی خواب گاہ میں داخل
ہوا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا:

"ملکہ غضب ہو گیا۔ کیٹی آپ کی قبر سے غائب
ہو گئی ہے۔"

ناگ نے یہ جملہ سنا تو سمجھ گیا کہ اس کے ساتھی اس
علاقے میں پہنچ گئے ہیں۔ ملکہ چانگی نے یہ سنا تو اس کے
ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ غضبناک ہو کر چلائی:

"وہاں جو پہرے دار تھے وہ کہاں مر گئے تھے؟"

مُردہ ڈھانچہ بولا: "ملکہ سلامت! وہ تو وہیں موجود
تھے مگر کسی نے کیٹی کو باہر نکلتے نہیں دیکھا۔"

"تو پھر اسے وہاں سے کون لے گیا؟" ملکہ نے غصے
میں کہا: "کیا وہ کوئی بھوت تھی؟ کیا اسے کوئی بد روح
اٹھا کر لے گئی ہے؟"

اچانک چانگی کو اس بد روح یعنی ماریا کا خیال آ گیا
جس نے بادشاہ اور اس کی بیٹی کو محل سے فرار کرایا تھا
اور خود چانگی کو ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ وہ سمجھ
گئی کہ یہ اسی روح کا کارنامہ ہو گا۔ جلدی سے اپنے خاص
لال کپڑے پہنے۔ بالوں کو بکھیرا اور بولی:

"میرے ساتھ قبرستان چلو۔"

محل سے باہر نکلتے ہی ملکہ چانگی ہوا میں اڑنے لگی اور
سیدھی قبرستان میں پہنچ گئی۔ وہاں دیکھا کہ اس کی قبر خالی

پڑی تھی۔ کیٹی اس میں کیٹی نہیں تھی۔ قبرستان کی ملکہ کا پارہ چڑھ
گیا۔ اس نے پہرے دار مُردہ ڈھانچوں کو بلا کر ان پر
تلوار سے ایسا وار کیا کہ دونوں ڈھانچوں کی ہڈیاں ٹوٹ
پھوٹ کر بکھر گئیں۔ دوسرے مُردوں کے ڈھانچے خوف سے
کانپنے لگے۔

چانگی نے چیخ کر کہا: "پتھریلی کتاب کے آخری
لفظ کے نقطے کے نیچے جو خاص تہہ خانہ ہے اس
کے چراغ کی حفاظت کرو۔ اگر روح وہاں تک
پہنچ گئی اور اس نے چراغ کو گل کر دیا تو یہ سارا
طلسم ختم ہو جائے گا۔"

فوراً چار مُردوں کے ڈھانچے نقطے کے نیچے والے
تہہ خانے کی طرف دوڑ گئے۔ دوسرے مُردہ ڈھانچوں کو چانگی نے
حکم دیا کہ وہ ارد گرد کے علاقے میں پھیل جائیں اور کیٹی
جہاں بھی چھپی ہوئی ہو اسے پکڑ کر واپس اس قبر میں لا کر
ڈال دیں۔ چار مُردہ ڈھانچے کیٹی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے
اس وقت ماریا شاہی محل میں پھر رہی تھی۔ اسے کچھ پتہ نہ چل
سکا کہ ملکہ چانگی کہاں چلی گئی ہے۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔
ماریا محل سے باہر نکل کر پتھر کی کتاب والے خفیہ قبرستان کی
طرف چل پڑی وہ صحرا کے اوپر شام کے اندھیرے میں اڑتی

چلی جا رہی تھی کہ اسے ایک جگہ کوئی شے چمکتی ہوئی نظر آئی۔
ماریا غوطہ لگا کر نیچے آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دو مُردہ ڈھانچے
ایک کنوئیں کے پاس زمین پر بیٹھے ہیں۔ یہ ان کی ہڈیاں
اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ ماریا ان کے قریب آ کر ان
کی باتیں سننے لگی۔ ایک ڈھانچہ دوسرے ڈھانچے سے کہہ
رہا تھا۔

"کیٹی کا ملنا دشوار ہے۔ آخر ہم اسے کہاں تلاش کریں؟"
دوسرا ڈھانچہ کہنے لگا: "اسے ضرور وہی بھوت یا
روح نکال کر لے گئی ہے جس نے بادشاہ کی جان
بچائی تھی اور ہماری ملکہ کو ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔"
پہلا ڈھانچہ بولا: "یہ کوئی زبردست جادوگرنی کی روح
لگتی ہے۔ تم دیکھ لینا وہ ایک دن ہماری ملکہ چانگی
کو بھی شکست دے دے گی۔"

دوسرے ڈھانچے نے کہا: "جب تک پتھریلی کتاب
کے صفحے کے آخری لفظ کے نقطے کے نیچے جلتا
دیا نہیں بجھا دیا جاتا ہماری ملکہ کو کوئی شکست
نہیں دے سکتا۔"

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہی وہ راز تھا جس کو جاننے
کے لئے وہ بے چین تھی۔ وہ خاموشی سے ان کی باتیں

سننے لگی۔ پہلا ڈھانچہ کہہ رہا تھا:

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس طلسمی چراغ تک دنیا کا کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے۔ کم بخت اگر وہ چراغ بجھ گیا تو ہماری بھی طاقت ختم ہو جائے گی اور ہماری ہڈیاں مٹی بن کر زمین میں مل جائیں گی۔"

پہلا ڈھانچہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"چلو بھائی! جو قسم کھائی ہے اسے پورا کریں اور کیٹی کو کہیں تلاش کریں۔"

ماریا وہاں سے ایک دم فضا میں بلند ہو گئی۔ وہ ایک زبردست طاقت اور نئے ارادے اور عزائم کے ساتھ فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ اس کا رخ صحرا میں پڑی پتھر کی بہت بڑی کتاب کی جانب تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ کتاب کے ورق کے صحن میں اتر آئی۔ اس نے دیکھا کہ کتاب کے دونوں صفحوں پر پتھر کے بڑے بڑے اجنبی زبان کے لفظ قطار کی شکل میں تراشے ہوئے تھے۔ وہ کتاب کے ورق پر چلتی ہوئی آخری لفظ پر آ کر رک گئی۔ اس لفظ کے نیچے ایک گول نقطہ پڑا ہوا تھا۔ یہ لفظ ایک گول پتھر تھا جو چھوٹی سی چٹان کے برابر تھا۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ اس نقطے کی

چٹان کے نیچے ایک تنگ سا راستہ اندر جاتا تھا۔

ماریا کو اندر جانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ وہ تنگ راستے میں سے گزری تو دیکھا کہ وہاں اندر کی جانب چار مُردہ ڈھانچے تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ ماریا کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ماریا خاموشی سے زمین پر بے آواز قدم رکھتی سرنگ میں آگے چل پڑی۔ سرنگ میں ہر دس قدم کے بعد چار مُردہ ڈھانچے تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا سمجھ گئی کہ چونکہ اس جگہ چانکی کے تمام طلسم کا راز موجود ہے۔ اسی لئے اس کی اتنی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے۔ ماریا سرنگ میں چلتی چلی گئی۔ سرنگ ایک چھوٹے سے حجرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ ماریا نے دیکھا کہ حجرے میں ایک چبوترے میں ایک پیتل کا چراغ جل رہا تھا۔ اس کے ارد گرد چھ مُردہ ڈھانچے تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ کسی کو ماریا کے حجرے میں داخل ہونے کی خبر نہ ہو سکی۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہے۔

ماریا آہستہ سے قدم اٹھاتی پیتل کے طلسمی چراغ کے پاس چلی آئی۔ اس نے جھک کر چراغ کو دیکھا۔ شاید چراغ کو ماریا کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔ چراغ کی لو اچانک کانپنے لگی۔ چراغ کی لو کو کانپتے دیکھ کر

مُردہ ڈھانچے گھبرا کر چراغ کے پاس آ گئے۔

"یہ کیا بات ہے؟ اس کی لَو کیوں لرزنے لگی ہے؟ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا! ملکہ کو خبر کرو۔ ملکہ کو خبر کرو"۔

وہ ایک دوسرے سے چلّا چلّا کر باتیں کرنے لگے۔ دو ڈھانچے سرنگ کی طرف دوڑ پڑے۔ مگر ماریا اب انہیں زیادہ مہلت نہیں دینا چاہتی تھی۔ پہلے ہی وہ لوگوں پر کافی ظلم و ستم کر چکے تھے۔ ماریا نے زور سے پھونک ماری۔ چراغ بجھ گیا۔ چراغ کے بجھتے ہی وہاں چیخیں بلند ہونے لگیں۔ مُردہ ڈھانچے ایک دم گرے اور گرتے ہی ان کی ہڈیاں مٹی میں مل گئیں۔ ایک دھماکے سے حجرے کی چھت بیٹھ گئی۔ ماریا ملبے میں سے ابھر کر باہر نکل آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ پتھر کی کتاب کے سارے لفظ اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہیں اور کتاب ایسے ہل رہی ہے۔ جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ سارے الفاظ اپنے ورق پر سے اکھڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے۔ باہر جو مُردہ ڈھانچے پہرہ دے رہے تھے وہ بھی مٹی کے ساتھ مٹی بن گئے۔ ماریا نے فضا میں اڑان بھری اور تیزی سے شاہی محل کی طرف اڑنے لگی۔ وہ یہ

دیکھنا چاہتی تھی کہ قبرستان کی ملکہ چانگی پر اس کا کیا اثر ہوا ہے۔ وہ محل میں داخل ہوئی تو اسے وہاں ایک عورت کے چیخنے چلّانے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ عورت ظالم ملکہ چانگی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

○
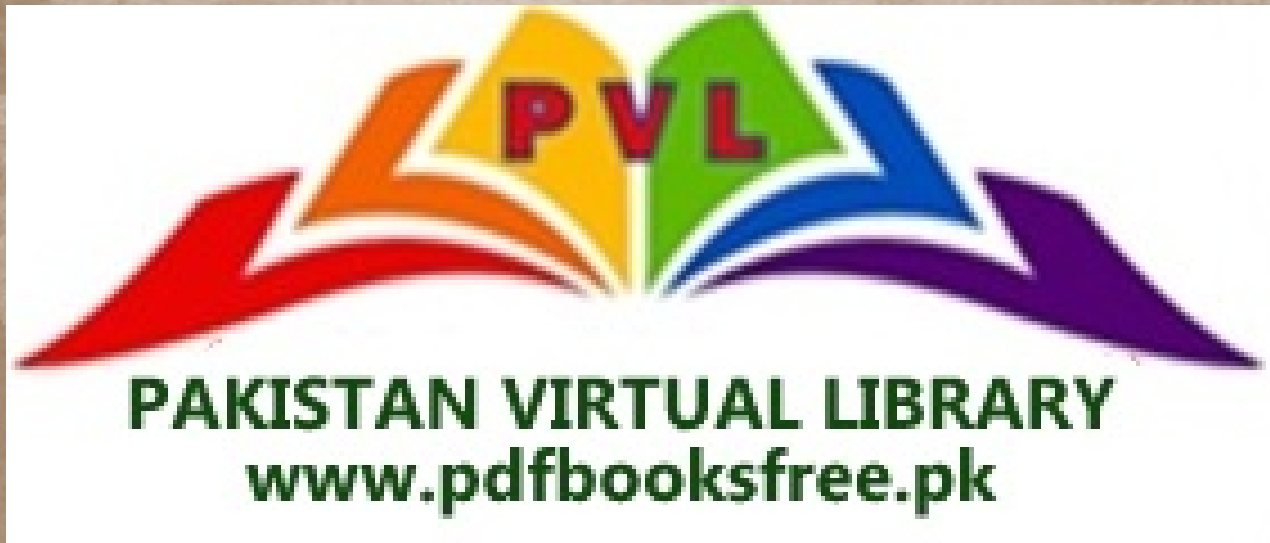
تاریک سُرنگ

جس وقت ماریا نے طلسمی چراغ کو پھونک مار کر بجھایا۔ اس وقت ملکہ چانگی قبرستان سے واپس شاہی محل میں آکر پریشانی کے عالم میں پلنگ پر لیٹی پہلو بدل رہی تھی۔ دو مُردہ ڈھانچے اس کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ جونہی طلسمی چراغ بجھا ملکہ چانگی کے تن بدن میں جیسے آگ سی لگ گئی۔ وہ دیوانوں کی طرح اپنے کپڑے نوچنے اور چیخنے چلانے لگی۔ پہرے دار مُردہ ڈھانچے وہیں گر کر مٹی بن گئے۔ قلعے میں جو مُردہ ڈھانچوں کی فوج جمع تھی وہ بھی مٹی بن کر زمین پر بکھر گئے۔ چانگی کمرے میں وحشت بھری چیخیں نکالتی اِدھر اُدھر دوڑنے لگی۔ اس کی کھوپڑی میں بیٹھا ناگ سمجھ گیا کہ کوئی انقلاب آ گیا ہے۔ ناگ کے جسم میں اچانک طاقت آ گئی تھی۔ اس نے چانگی کی کھوپڑی ہلنا شروع کر دیا۔ اس کے ہلنے سے چانگی کے دماغ میں ہل چل سی پیدا ہو گئی۔ جب ماریا اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو ملکہ چانگی کا بُرا حال تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔

کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں۔ اور وہ واویلا کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ رہی تھی۔ پھر وہ دروازے میں سے باہر کی طرف دوڑی۔ باہر آتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور قبرستان کی طرف دوڑ پڑی۔ چونکہ اس کا طلسم ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے چانگی اب ہوا میں اڑ نہیں سکتی تھی۔ باقی کے طلسم ختم ہونے میں صرف چند منٹ ہی باقی رہ گئے تھے۔ چانگی گھوڑے کو اندھا دھند دوڑا رہی تھی۔ صحرا میں رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ ماریا اس کے اوپر اڑ رہی تھی۔

صحرا میں جب چانگی اس جگہ پہنچی جہاں پہلے اس کی طلسمی کتاب کھلی پڑی تھی تو یہ دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے کہ کتاب ریت کا ڈھیر بن چکی ہے۔ چانگی ایک جگہ ٹیلے کے نیچے سرنگ میں داخل ہو گئی۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ چانگی چڑیلوں کی طرح شور مچاتی اپنے کپڑوں کو پھاڑتی سرنگ میں بھاگی جا رہی تھی۔ جب وہ زمین کے نیچے اپنے قبرستان میں پہنچی تو اس نے بھاگ کر اپنی قبر میں چھلانگ لگا دی۔ یہ وہی قبر تھی جس میں اس نے کیٹی کو پھنکوایا تھا۔ قبر میں گرتے ہی چانگی کا جسم ہڈیوں میں تبدیل ہو گیا۔ ماریا قبر کے اوپر سے دیکھ رہی تھی۔ چانگی کے جسم پر سے اس کا گوشت

گل سڑ کر مٹی بن گیا۔ اس کا چہرہ بھی بگڑ گیا۔ پھر چہرے کا
گوشت اڑ گیا۔ سر کے بال غائب ہو گئے۔ اس کے بعد
ہڈیاں مٹی بن گئیں اور صرف کھوپڑی باقی رہ گئی۔ اس کی
کھوپڑی میں آنکھوں کی جگہ دو سوراخ بن گئے تھے۔ اچانک
ماریا کو ناگ کی تیز خوشبو آئی۔

ماریا نے چلا کر کہا:

"ناگ بھیا! کیا تم یہاں موجود ہو؟"

ماریا نے دیکھا کہ چانکی کی کھوپڑی کی آنکھوں کے ایک
سوراخ میں سے ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا باہر نکل
رہا ہے۔ ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔ ناگ قبر سے باہر آگیا۔
اسے بھی ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ آج سے کچھ عرصہ
پہلے جب تک ناگ کی آنکھوں میں خاص بوٹی کے سرمے کا
اثر تھا تو وہ ماریا کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا کرتا تھا مگر
آہستہ آہستہ اس سرمے کا اثر ختم ہو گیا تھا اور اب ناگ
بھی ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم میرے پاس خیریت سے ہو ناں؟"

"ہاں ناگ بھیا! میں بالکل خیریت سے ہوں۔ مگر تم
اس بدبخت چڑیل کی کھوپڑی میں کیسے قید ہو گئے تھے؟"

ناگ نے کہا: "اس منحوس قبرستان سے باہر نکلو، تمہیں

ساری داستان سناؤں گا۔"

وہ دونوں قبرستان کی سرنگ سے نکل کر باہر کھلے صحرا میں
آگئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی ایک زبردست زلزلے کا جھٹکا
محسوس ہوا اور سرنگ بھی بند ہو گئی۔ اب وہاں سوائے ریت
کے ٹیلے کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ اور ماریا صحرا میں ایک جگہ
بیٹھ گئے۔ ماریا ابھی اسے عنبر اور تھیوسانگ کی موت کے بارے
میں کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ ماریا نے ناگ سے پوچھا
کہ اس کے ساتھ کیا گذری؟ ناگ نے شروع سے آخر تک
اپنی ساری کہانی بیان کر ڈالی۔ پھر اس نے کیٹی عنبر اور تھیوسانگ
کے بارے میں پوچھا کہ کچھ ان کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟

ماریا نے کہا:

"کیٹی تو صحرا میں ایک جگہ موجود ہے۔ میں اسے خود
وہاں اس ملک کے بادشاہ اور اس کی بیٹی کے
پاس چھوڑ کر آئی ہوں لیکن عنبر اور تھیوسانگ۔"

اتنا کہہ کر ماریا چپ ہو گئی۔ ناگ کو فکر ہوئی۔ اس نے پوچھا:

"تم ایک دم چپ کیوں ہو گئیں ماریا۔ خیریت تو ہے؟"

ماریا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ماریا کی رونے کی آواز ناگ
زندگی میں پہلی بار سن رہا تھا۔ اسے بے حد حیرانی ہوئی کہ ماریا
کیوں رو رہی ہے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا:

"ماریا! خدا کے لئے مجھے جلدی بتاؤ کہ کیا ہو گیا ہے؟"

ماریا نے آنسوؤں بھری آواز میں ناگ کو صاف صاف بتا دیا کہ چانگی کے حکم سے اور اس کے طلسم کی وجہ سے عنبر اور تھیوسانگ کے سر کاٹ دیئے گئے تھے جن کو اس نے کیٹی کے ساتھ مل کر صحرا میں مقبرے کے پاس دفن بھی کر دیا ہے۔ ناگ پہلے تو بت بن کر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عنبر بھی مر سکتا ہے۔ اس نے بے اختیار کہا:

"نہیں نہیں ماریا! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عنبر ابھی نہیں مر سکتا۔ تھیوسانگ بھی ابھی نہیں مر سکتا۔"

ماریا نے کہا: "میں نے اور کیٹی نے خود دونوں کے کٹے ہوئے سر دفن کئے ہیں۔ یقین کرو ناگ۔ یہ صدمہ اب ہمیں کسی نہ کسی طرح برداشت کرنا ہی ہو گا۔ عنبر اور تھیوسانگ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

لیکن ناگ کا دل کہہ رہا تھا کہ عنبر اور تھیوسانگ زندہ ہیں۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دونوں مر چکے ہیں۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے ماریا سے کہا:

"مجھے یاد آ رہا ہے ماریا کہ میں ملکہ چانگی کی کھوپڑی میں قید تھا تو میں نے محل میں کسی کو یہ کہتے سنا تھا کہ شہر کے دروازے پر جن لوگوں کے سر کاٹ کر

لٹکائے گئے ہیں ان کی شکلوں جیسے دو آدمی شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس پر ملکہ چانگی نے سٹ پٹا کر کہا تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عنبر تھیوسانگ کی گردنیں کاٹ دی گئی ہیں۔ یہ ان کے ہم شکل کون ہیں۔ ضرور یہ کوئی جادوگر ہوں گے۔ ان کو پکڑ کر میرے سامنے پیش کرو مگر پھر یہ لوگ ان آدمیوں کو جن کی شکلیں عنبر تھیوسانگ سے ملتی تھیں پکڑ نہ سکے تھے۔ اس لئے میرا دل کہتا ہے کہ وہ جو دو آدمی شہر میں داخل ہوئے تھے وہ اصلی عنبر اور تھیوسانگ تھے۔"

ماریا نے کہا: "تو پھر جن کی گردنیں کاٹی گئی تھیں وہ کون تھے؟"

ناگ بولا: "یہی معمہ اب ہمیں حل کرنا ہو گا۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ عنبر تھیوسانگ زندہ ہیں۔ آؤ کیٹی کے پاس چلتے ہیں۔"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی۔ ماریا نے اسے اپنی کلائی پر لپیٹا اور فضا میں بلند ہو کر اس مقبرے کی طرف اڑنے لگی جہاں کیٹی بادشاہ اور اس کی بیٹی کو وہ چھوڑ آئی تھی۔ کیٹی نے ناگ کو دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر اس نے بڑی دکھ بھری آواز میں ناگ کو عنبر تھیوسانگ کی موت

کی خبر سنائی اور ان کی قبریں بھی دکھائیں۔ ناگ نے جو بات
ماریا کو سنائی تھی وہی کیٹی کو بھی سنا دی۔ بادشاہ اور شہزادی
نے بھی اس کی تائید کی کہ انہوں نے بھی سُنا تھا کہ جن دو آدمیوں
کی گردنیں شہر کے دروازے میں لٹکائی گئی ہیں ان کے دو ہم
شکل انسان زندہ حالت میں شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ کیٹی ناگ
کا منہ تکنے لگی:

"ناگ! کیا۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ عنبر اور تھیوسانگ
زندہ ہوں؟ خدا کرے کہ وہ زندہ ہوں۔"

ناگ نے کہا: "یقین کرو وہ زندہ ہیں۔ وہ جو دو آدمی
شہر میں داخل ہوئے تھے وہی عنبر اور تھیوسانگ
تھے۔"

کیٹی بولی: "تو پھر یہ کٹے ہوئے سر کن کے تھے؟ ان
کی شکلیں تو ہو بہو عنبر اور تھیوسانگ کی تھیں۔
کیوں ماریا؟"

ماریا نے بھی یہی کہا کہ ہاں وہ عنبر اور تھیوسانگ کے سر
ہی تھے۔ ناگ بولا:

"چلو قبریں کھود کر مجھے وہ سر دکھاؤ۔"

ناگ کیٹی ماریا بادشاہ اور اس کی بیٹی کھوہ سے باہر نکل
آئے۔ ماریا نے انہیں یہ خوش خبری سنا دی تھی کہ منحوس جانگی
مر چکی ہے۔ اس کی مُردہ ڈھانچوں کی طلسمی فوج بھی تباہ ہو چکی ہے
اور اب بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ خوشی خوشی اپنے محل میں
واپس جا سکتا ہے۔ مگر بادشاہ اور شہزادی نے کہا کہ ہمیں عنبر
تھیوسانگ کا افسوس ہے جب تک ان کی موت کا معمہ حل
نہیں ہو جاتا ہم واپس محل میں نہیں جائیں گے۔

ناگ کا تعارف ماریا نے بادشاہ اور شہزادی سے اپنا بھائی
کہہ کر کرایا تھا اور انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ناگ اصل میں
ناگ دیوتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ باہر آ کر
انہوں نے دونوں قبریں کھودنا شروع کر دیں۔ عنبر اور تھیوسانگ
کو ناگ کی خوشبو آئی تو وہ بھاگ کر مقبرے کی جالیوں کے
ساتھ آ کر لگ گئے۔ عنبر نے خوش ہو کر تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! وہ دیکھو ناگ بھی آ گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے خوش ہو کر آواز بلند کی:

"ناگ! ہم یہاں ہیں۔ ہم یہاں ہیں۔ ہم عنبر اور
تھیوسانگ ہیں۔ ہم بلیاں نہیں ہیں۔ ہمیں یہاں
سے نکالو۔"

ناگ نے جب مقبرے کی جالیوں کے پیچھے بلیوں کے
شور مچانے کی آواز سُنی تو کیٹی سے پوچھا کہ یہ بلیاں کیوں
شور مچا رہی ہیں۔ کیٹی نے کہا:

"یہ مقبرے کی بلیاں ہیں۔ یونہی شور مچاتی رہتی ہیں۔"

لیکن جب بادشاہ نے ناگ کو بتایا کہ یہ بلی کا طلسمی مقبرہ ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں جو آدمی ایک بار داخل ہو جائے وہ بلی بن کر پھر کبھی باہر نہیں نکل سکتا تو ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ مگر اس نے ماریا اور کیٹی سے کوئی بات نہ کی اور خاموش رہا۔ جب دونوں گڑھے کھودے جا چکے تو ناگ نے کہا:

"عنبر اور تھیوسانگ کے سر کہاں ہیں؟"

دونوں گڑھے خالی تھے۔ ان میں نہ عنبر کا سر تھا اور نہ تھیوسانگ کا ہی سر تھا۔

کیٹی نے حیران ہو کر کہا:

"مگر ہم نے خود دونوں کے سر یہاں دفن کئے تھے۔ کیوں ماریا؟"

ماریا بھی حیران ہو رہی تھی۔ کہنے لگی:

"کیوں نہیں۔ میں نے خود دونوں سروں کو اپنے ہاتھوں سے اس گڑھے میں رکھ کر اوپر مٹی ڈالی تھی۔"

بادشاہ اور شہزادی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی گڑھوں کو تک رہے تھے۔ چاند نکل آیا تھا اور اس کی روشنی چاروں طرف بکھری ہوئی تھی۔ دونوں گڑھے بالکل خالی پڑے تھے۔

ناگ نے کہا: "ان گڑھوں کو مٹی سے بند کر دو۔ میں

نے عنبر اور تھیوسانگ کا سراغ لگا لیا ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" کیٹی نے تعجب سے پوچھا۔

ماریا بھی ناگ کا منہ تکنے لگی۔ بادشاہ اور شہزادی بھی خاموش تھے۔ ناگ نے مقبرے کی جالیوں کی طرف اشارہ کیا جہاں دونوں بلیاں ابھی تک شور مچا رہی تھیں۔ یہ لوگ بلیوں کا شور سمجھ رہے تھے جبکہ حقیقت میں عنبر اور تھیوسانگ بلیوں کی آوازوں میں ناگ کیٹی اور ماریا کو اپنی طرف بلا رہے تھے۔ ناگ مقبرے کی طرف بڑھا تو بادشاہ نے اسے فوراً روک کر کہا: "ناگ بیٹا! اس طرف مت جانا۔ وہاں جانا خطرناک ہے۔" ناگ نے بادشاہ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور مقبرے کی جالی کے قریب جا کر جھک کر دونوں بلیوں کو دیکھنے لگا۔ ناگ کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے عنبر اور تھیوسانگ نے ایک زبان ہو کر کہا:

"ناگ! ہم عنبر تھیوسانگ ہیں۔ ہم بلیاں نہیں ہیں۔"

ماریا اور کیٹی بھی ناگ کے قریب آ کر بلیوں کو تکنے لگیں۔

ماریا نے پوچھا:

"ناگ بھیا! تم ان بلیوں کو کیا دیکھ رہے ہو؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا: "ماریا! مجھے یقین ہے کہ یہ بلیاں نہیں ہیں بلکہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔"

کیٹی اور ماریا بھی اب کھلی آنکھوں سے دونوں بلیوں کو عنبر

سے دیکھ رہی تھیں۔ ماریا نے آہستہ سے پوچھا:

"کیا یہ بلیاں عنبر اور تھیوسانگ ہیں؟"

عنبر نے چیخ کر کہا: "ماریا! میں عنبر ہوں۔ یہ تھیوسانگ ہے"

کیٹی نے پوچھا: "ناگ! تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں۔ بلیاں نہیں ہیں"

اب بادشاہ ان کے قریب آ گیا اور بولا:

"ہو سکتا ہے عنبر اور تھیوسانگ شہر کے لوگوں سے بچ کر یہاں مقبرے میں آ کر چھپ گئے ہوں۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ یہ طلسمی بلی کا مقبرہ ہے۔ چنانچہ مقبرے میں داخل ہوتے ہی بلیاں بن گئے ہوں اور پھر باہر نہ نکل سکے ہوں"

ناگ نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے کہا:

"بادشاہ کا خیال بالکل درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ دونوں بلیاں نہیں بلکہ عنبر اور تھیوسانگ ہیں"

دونوں بلیاں خوشی سے اچھلنے لگیں۔ جالی کے پیچھے قلابازیاں لگانے لگیں۔ ناگ نے کیٹی سے کہا: "دیکھو! انہوں نے ہماری بات سن لی ہے۔ وہ کس قدر خوش ہو رہے ہیں"۔ پھر ناگ نے بلیوں کو قریب بلایا۔ دونوں بلیاں یعنی عنبر اور تھیوسانگ لپک کر پتھر کی جالی کے ساتھ لگ گئے۔ ناگ نے ان کے سروں پر آہستہ سے

ہاتھ پھیرا اور کہا:

"مجھے نہیں معلوم کہ تم میں عنبر کون ہے اور تھیوسانگ کون ہے مگر اب یہ ثابت ہو گیا ہے تم عنبر اور تھیوسانگ ہو۔ میرے پیارے دوستو گھبراؤ نہیں۔ ہم بہت جلد تمہیں اس قید سے نجات دلا دیں گے"۔

دونوں بلیوں نے خوشی سے اچھل کر پیچھے کو قلابازی لگائی اور واپس جالی کے ساتھ آ کر لگ گئیں۔ ماریا نے کہا:

"واقعی یہ بلیاں تو خوش ہو رہی ہیں۔ ناگ بھیا! خدا کے لئے کچھ کرو۔ یہ عنبر تھیوسانگ ہی ہیں"۔

بادشاہ نے کہا: "تم میں سے اگر کوئی مقبرے میں گیا تو وہ بھی بلی بن جائے گا اور پھر کبھی باہر نہیں آ سکے گا اس بات کا میرے بچو خیال رکھنا"۔

ناگ نے اس طرف دیکھا جس طرف سے ماریا کی بڑی تیز خوشبو آ رہی تھی۔ پھر کہا:

"ماریا! بادشاہ سلامت اور شہزادی صاحبہ کو ان کے شاہی محل میں کیوں نہیں لے جاتیں؟ رعایا اور شاہی محل کے درباری ان کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں"۔

ماریا سمجھ گئی کہ ناگ بادشاہ اور شہزادی کو وہاں سے رخصت کرنا چاہتا ہے۔

شہزادی نے جلدی سے کہا: "لیکن ناگ بھیا! ہمیں
عنبر اور تھیوسانگ کی بڑی فکر ہے۔"
ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:
"آپ لوگ اپنے راج پاٹ کو سنبھالیں جا کر خدا نے
چاہا تو ہم بہت جلد عنبر اور تھیوسانگ کو لے کر
خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔"
ماریا نے کہا: "بادشاہ سلامت! رات ہو گئی ہے۔ آپ
لوگ میرے ساتھ شاہی محل میں چلیں۔ رعایا آپ کے
انتظار میں ہے۔ سارا محل آنکھیں بچھائے منتظر ہے۔"
بادشاہ بھی سمجھ گیا۔ اس نے کیٹی اور ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ عنبر
اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر شاہی محل میں آنے کی تاکید کی اور
ماریا کے ساتھ شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہزادی بھی اس کے
ساتھ تھی۔ ان کے جانے کے بعد کیٹی اور ناگ بلّی کے مقبرے کی جالیوں
کے باہر کی جانب برآمدے میں زمین پر بیٹھے بلیوں کو غور سے
دیکھتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کیٹی کہنے لگی:
"ناگ بھیا! اس مقبرے کے بارے میں یہ روایت سچّی
محسوس ہوتی ہے کہ اس کے اندر جو کوئی جاتا ہے بلی
بن جاتا ہے اور باہر نہیں نکل سکتا۔ دیکھ لو، عنبر اور تھیوسانگ
کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر یہ عنبر اور تھیوسانگ

ہیں تو!"
اس پر تھیوسانگ بلّی نے زور سے میاؤں میاؤں کیا۔ ناگ بولا۔
"اس بلّی کو خواہ یہ عنبر ہے یا تھیوسانگ تمہاری آخری
بات پسند نہیں آئی۔"
کیٹی بولی: "تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمیں ان بلیوں کو یہاں
سے کیسے باہر نکالنا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے مقبرے سے
نکلتے ہی یہ دونوں انسانی شکل میں واپس آ جائیں۔"
ناگ بولا: "یہ بلیاں خود باہر آنا چاہتی ہیں مگر لگتا ہے کہ
ان کے سامنے کوئی طلسمی دیوار آ جاتی ہے جس کو یہ
اپنے سامنے سے ہٹا نہیں سکتے۔"
کیٹی نے کہا: "ماریا کو مقبرے کے اندر بھیجنا بھی خطرناک
ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے اس پر بھی مقبرے کا جادو
اثر کر جائے۔ اس سے پہلے ہم سب پر جادو اپنا اثر
دکھاتے رہے ہیں۔"
ناگ بولا: "اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں خود مقبرے
کے اندر چلا جاؤں۔ آخر کسی نہ کسی کو تو اندر جا کر ان
بلیوں کو باہر نکالنا ہی ہو گا۔ کیونکہ جب تک یہ بلیاں باہر
نہیں آئیں گی یہ بات نہیں ثابت ہو سکے گی کہ یہ عنبر
اور تھیوسانگ ہیں کہ نہیں۔"

کیٹی جلدی سے کہنے لگی: "تمہارا جانا تو بالکل ہی مناسب نہیں ہے ناگ! کیونکہ ماریا تو غائب ہوتی ہے وہ تو دونوں بلیوں کو اٹھا کر غیبی حالت میں طلسمی دیوار میں سے گذر سکتی ہے جب کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ میں بھی ایسا نہیں کر سکتی۔"

ناگ نے کہا: "لیکن اگر اس مقبرے کے اندر سچ مچ کوئی طلسم ہے تو پھر ماریا بھی کسی مصیبت میں پھنس سکتی ہے۔"

کیٹی نے کہا: "میرا خیال ہے ہمیں ماریا کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ آئے گی تو پھر اس پر غور کریں گے کہ کسے مقبرے کے اندر جانا چاہیے۔"

وہ یہ باتیں کر رہے تھے اور عنبر اور تھیوسانگ کو اپنے جسم میں ایک عجیب سی تبدیلی آتی محسوس ہونے لگی۔ دونوں نے ایک ہی وقت میں محسوس کیا کہ ان کے جسموں سے طاقت ضائع ہونے لگی ہے۔ سب سے پہلے دونوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔ اب وہ بول نہیں سکتے تھے۔

ناگ نے بلیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیٹی! تم نے محسوس نہیں کیا کہ دونوں بلیاں خاموش ہو گئی ہیں۔ وہ بول نہیں رہیں۔"

کیٹی بھی غور سے بلیوں کی طرف تکنے لگی:

"بس ویسے ہی چپ ہو گئی ہوں گی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ عنبر تھیوسانگ نہیں ہیں۔"

عنبر بلی اور تھیوسانگ بلی نے چلّا کر کہنا چاہا کہ ہم ہی عنبر اور تھیوسانگ ہیں مگر یکلخت انہیں محسوس ہوا کہ ان کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہیں نکل سکتی۔ پھر ان پر کمزوری چھانے لگی اور وہ آہستہ سے پتھر کی جالی سے ہٹ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"بلیاں پیچھے جا رہی ہیں ناگ بھیا۔"

ناگ نے بھی بلیوں کو مزار کے پیچھے کوٹھڑیوں کی طرف جاتے دیکھا تو بولا:

"میرا خیال ہے میں اندر جاتا ہوں۔"

اس پر کیٹی نے جلدی سے ناگ کا بازو پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

"نہیں نہیں ناگ! تمہیں بڑی مشکل سے پایا ہے۔ کہیں مقبرے میں جا کر تم بھی عنبر تھیوسانگ کی طرح گم نہ ہو جاؤ۔ ابھی ٹھہرو۔ ماریا آئے گی تو پھر دیکھا جائے گا۔"

ناگ خاموشی سے مقبرے کے اندھیرے میں بلیوں کو جاتے دیکھتا رہا۔ اصل میں عنبر اور تھیوسانگ خود نہیں جا رہے تھے بلکہ کوئی گمنام طاقت انہیں مقبرے کے تنگ و تاریک حجروں

کی طرف کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے بھی
بات نہیں کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دوسرے
کو پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔ عنبر بھول گیا کہ اس کے ساتھ بلّی
کی شکل میں تھیوسانگ ہے اور تھیوسانگ بھول گیا کہ اس
کے ساتھ بلّی کی شکل میں عنبر ہے۔ جب وہ مقبرے کے پیچھے
بھول بھلیوں میں آ گئے تو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ عنبر
کو صرف اتنا یاد تھا کہ وہ عنبر ہے اور اپنے ساتھیوں سے
جدا ہو گیا ہے۔ اسے یہ بالکل یاد نہیں تھا کہ ابھی ابھی
اس کے ساتھ تھیوسانگ تھا اور وہ ناگ کیٹی اور ماریا کو
باتیں کرتے سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اس طلسمی
بلّی کے مقبرے کے طلسم کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ تھیوسانگ بھول
بھلیوں میں جس راستے پر گیا ادھر اتفاق سے چاندی کا ایک
تخت بچھا ہوا تھا۔ تھیوسانگ چونکہ خلائی مخلوق تھی اور
اس کے خون میں چاندی کے ذرات زیادہ تھے اس لئے
چاندی کے تخت کے قریب آتے ہی تھیوسانگ کو ایک جھٹکا
لگا اور چاندی کا تخت اس کے سامنے اُلٹ کر دور جا گرا۔
یہ تھیوسانگ کے جسم سے نکلنے والی خلائی شعاع کی وجہ سے
ہوا تھا۔ تھیوسانگ پر سے طلسم کا اثر ایک دم ختم ہو گیا
اور اس کی طاقت واپس آ گئی۔ اس کی انسانی شکل بھی واپس

آ گئی۔ انسانی شکل میں آتے ہی تھیوسانگ نے عنبر کی تلاش
شروع کر دی۔ اس نے سوچا کہ کیٹی ناگ اور ماریا تو
مقبرے کے باہر بیٹھے ہی ہیں پہلے عنبر کو یہاں سے نکالنے
کا انتظام کرنا چاہیے ورنہ خدا جانے یہ طلسم اسے کہاں سے
کہاں لے جائے۔

تھیوسانگ بھول بھلیوں میں عنبر کو بلّی کی آواز میں بلانے
لگا۔ مگر بھول بھلیوں میں کوئی راستہ باہر نہیں جاتا تھا۔ ہر
راستہ دوسرے راستے سے مل جاتا تھا۔ تھیوسانگ کی نظر اچانک
عنبر پر پڑی۔ وہ اس کی طرف لپکا۔ اس نے آواز دی۔ مگر عنبر نہ
رُکا۔ اس پر طلسم کا اثر تھا۔ وہ ایک طرف بھاگنے لگا۔ تھیوسانگ
بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ بھول بھلیوں کا یہ راستہ نیچے جا رہا تھا۔
عنبر آگے آگے بلّی کی شکل میں بھاگ رہا تھا اور تھیوسانگ اس
کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے محسوس کیا کہ ان
کے گرد اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ بھی ایک بہت بڑے
پائپ میں بدلتا جا رہا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک پائپ
میں دوڑ رہا ہے۔ عنبر بلّی اب اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ
نے رُکنا چاہا مگر اس کے پاؤں نے رُکنے سے انکار کر دیا۔ تھیوسانگ
کے انسانی پاؤں اپنے آپ پائپ میں دوڑتے چلے جا رہے
تھے۔ پھر تھیوسانگ کو اپنے پیچھے ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت

بڑا طوفان پھنکارتا چلا آ رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی پانی کی ایک
بہت بڑی اور بوجھل دیوار پیچھے سے ٹکرائی اور وہ پانی میں
قلابازیاں کھاتا آگے بہنے لگا۔

تھیوسانگ اور عنبر کو اس پائپ کے اندر چھوڑ کر ہم
واپس کیٹی ماریا اور ناگ کی طرف آتے ہیں۔ کیٹی اور ناگ دیکھ
رہے تھے کہ دونوں بلیاں مقبرے کے اندھیرے حجروں کی
طرف کہیں چلی گئی ہیں۔ وہ بے چینی سے ماریا کا انتظار کر
رہے تھے۔ اتنے میں انہیں ماریا کی خوشبو تیز ہوئی تو ناگ نے
پوچھا: "ماریا! تم آگئیں؟"

ماریا نے کہا ہاں میں آگئی ہوں۔ کیوں خیریت تو ہے؟
کیٹی اور ناگ نے ماریا کو بتایا کہ دونوں بلیاں عنبر اور تھیوسانگ
ہی ہیں۔ ناگ بولا:

"میں مقبرے کے اندر جانا چاہتا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"نہیں تم نہیں جاؤ گے۔ میں جاؤں گی۔"

اور اس سے پہلے کہ کیٹی اور ناگ اسے روکتے ماریا
مقبرے کے اندر داخل ہو چکی تھی۔ اسے کوئی پکڑ بھی نہیں
سکتا تھا۔ مقبرے کے اندر جاتے ہی ماریا کی آواز آئی:

"میں مقبرے کے اندر ہوں۔ ابھی واپس آ جاؤں گی۔"

ماریا مقبرے کی نیم روشن فضا میں چاروں طرف گھوم گئی۔ ایک
ایک حجرے کو اس نے دیکھا۔ بھول بھلیوں کو بھی دیکھا
وہاں بھی اسے بلیاں کہیں نظر نہ آئیں۔ ماریا کو اپنے اوپر
کسی طلسم کا اثر بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ مقبرے سے
واپس آگئی۔ باہر آکر اس نے کیٹی اور ناگ سے کہا:

"میں سارے مقبرے کو دیکھ آئی ہوں۔ اندر کوئی
بلی نہیں ہے۔"

ناگ نے پہلا سوال یہ کیا کہ تم پر کسی جادو کا اثر تو
نہیں ہوا؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم بلی نہیں بن چکی ہو؟
ماریا نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیر کر اچھی طرح سے دیکھا کہ
وہ عورت ہی ہے بلی نہیں ہے۔ کہنے لگی:

"ہرگز نہیں۔ میں عورت ہی ہوں۔ بلی بالکل نہیں بنی۔"

کیٹی نے پوچھا:

"بلیاں کہاں جا سکتی ہیں۔ ہم نے خود انہیں اندر حجروں
کی طرف جاتے دیکھا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں تو ہر جگہ انہیں دیکھ آئی ہوں تم خود اندر
جا کر دیکھ لو۔ میرا خیال ہے کہ مقبرے میں کوئی
طلسم وغیرہ نہیں ہے۔"

ناگ بولا: "نہیں۔ ہمیں یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔
اگر تم نے دیکھ لیا ہے کہ بلیّاں اندر نہیں ہیں تو
وہ یہاں سے جا چکی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے یہ بلیّاں
عنبر تھیوسانگ نہ ہوں۔ اگر وہ عنبر تھیوسانگ ہوتیں
تو مقبرے سے کبھی نہ جاتیں۔"

کیٹی بولی: "میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ یہ بلیّاں ہی
ہیں عنبر تھیوسانگ نہیں ہیں۔ آؤ۔ اب ہم کسی دوسرے
شہر چل کر عنبر اور تھیوسانگ کو تلاش کرتے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"مقبرے میں سے ان کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔
مجھے تو اب یقین ہو گیا ہے کہ وہ بلیّاں کوئی چڑیل
یا بھوت پریت تھیں۔ عنبر تھیوسانگ ہوتیں تو یہاں
اپنی جگہ سے کبھی نہ ہلتیں۔"

ناگ اپنے آپ کو یقین نہ دلا سکا۔ پھر بھی اسے خیال
آیا کہ واقعی اگر یہ بلیّاں عنبر اور تھیوسانگ ہوتیں تو اپنے
آپ وہاں سے نہ جاتیں۔ وہ مقبرے سے ہٹ کر درختوں
میں آ کر بیٹھ گئے اور عنبر اور تھیوسانگ کی باتیں کرنے لگے۔

کیٹی نے کہا:

"یہ بات تو طے ہے کہ عنبر تھیوسانگ زندہ ہیں جن کے
سر کاٹے گئے تھے وہ عنبر تھیوسانگ نہیں تھے۔ کسی طاقت
نے عین وقت پر ان کی مدد کی اور ان کی جگہ ان کے
ہم شکل بھیج دیئے۔ اس کے بعد خود عنبر تھیوسانگ شہر میں
داخل ہو گئے اور لوگ ڈر کر ادھر اُدھر بھاگے۔ ملکہ کے
حکم سے انہیں پکڑنے کے لئے سپاہی دوڑے تو وہ اس
شہر ہی سے نکل گئے۔ بھلا انہیں بلیّاں بننے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور پھر اگر مقبرے میں طلسم کی حقیقت ہوتی تو ماریا
نہ بلی بن جاتی۔"

ان باتوں سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ تھیوسانگ اور
عنبر نہ صرف زندہ ان باتوں سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ
تھیوسانگ اور عنبر نہ صرف زندہ ہیں بلکہ بلیّاں بھی نہیں تھے
اور وہ ضرور کسی دوسرے شہر کی طرف نکل گئے ہیں۔

ناگ بولا: "یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم تین ساتھی
آپس میں مل گئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو ہم عنبر اور
تھیوسانگ کو بھی تلاش کر کے اپنے ساتھ ملا لیں گے۔"

ماریا بولی: "اب کیا خیال ہے ہمیں یہاں سے کس
شہر کی طرف کوچ کرنا ہو گا؟"

کیٹی نے کہا:

"کیا معلوم کہ اس شہر کے آس پاس کون کون سے

شہر آباد ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں مغرب کی
طرف نکل چلنا چاہیے۔ یقیناً تھیوسانگ اور عنبر بھی
اسی طرف گئے ہوں گے۔"
ناگ کہنے لگا:
"تو پھر ہمیں اسی وقت اپنا سفر شروع کر دینا
چاہیے۔ کیونکہ ہمیں آرام کی تو ضرورت ہی نہیں
ہے۔ کیا خیال ہے؟"

ماریا اور کیٹی نے بھی ناگ کی رائے کو پسند کیا اور وہ
اسی وقت اُٹھے اور درختوں سے نکل کر مغرب کی طرف
صحرا میں چلنے لگے۔ ناگ ماریا اور کیٹی کو تو ہم اسی صحرا
میں چھوڑتے ہیں اور اب واپس چل کر تھیوسانگ اور
عنبر کی خبر لیتے ہیں کہ ان پر کیا گزر چکی ہے۔ اب ایسا ہوا
تھا کہ جس پائپ میں سے تھیوسانگ انسانی شکل میں پانی
کے زبردست طوفان کے ساتھ لڑھکتا جا رہا تھا۔ وہ آگے
جا کر ایک بہت بڑے دریا میں جا کر مل گیا۔ یہ دریا ایک
پہاڑ کے اندر ہی اندر بہتا تھا۔ یہ پہاڑ نہیں تھا بلکہ ایک پہاڑی
سلسلہ تھا۔ دریا ان پہاڑوں کے نیچے سے بہتا چلا گیا تھا۔ عنبر بھی
اسی دریا میں بلی کی شکل میں بہتا چلا جا رہا تھا۔ اگر تھیوسانگ
خلائی مخلوق نہ ہوتا اور چاندی کے تخت کی وجہ سے اس کے
کے ذرّوں میں کیمیائی تبدیلی نہ ہوتی تو تھیوسانگ بھی
ہی کی شکل میں رہتا۔ دونوں یعنی تھیوسانگ اور عنبر اسی
اڑوں کے نیچے والے دریا میں ایک دوسرے سے بے خبر
دوسرے سے آگے پیچھے بہتے چلے جا رہے تھے۔ ان
اوپر پہاڑ کی چھت تھی۔ نیچے دریا تھا۔ دائیں بائیں پہاڑوں
پتھریلی سیاہ دیواریں تھیں۔ ایک بہت بڑی سرنگ
تی جس میں سے دریا شور مچاتا تیز رفتاری سے آگے ہی
گے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

عنبر جو کہ بلی کی شکل میں تھا تھیوسانگ سے کوئی ایک
فرلانگ آگے دریا میں بہہ رہا تھا۔ اور لڑھکنیاں کھاتا چلا جا
رہا تھا جب کہ تھیوسانگ اس سے ایک فرلانگ پیچھے دریا
کی موجوں پر اوپر نیچے اچھلتا چلا آ رہا تھا۔ عنبر اگرچہ بلی
کی شکل میں تھا مگر اسے اتنا احساس تھا کہ وہ عنبر ہے اور
طلسم کی وجہ سے بلی بن گیا ہوا ہے۔ اسے یہ بھی احساس
ہونے لگا تھا کہ تھیوسانگ بھی تھوڑی دیر پہلے بلی کی شکل
میں اس کے ساتھ تھا اور مقبرے کے باہر ناگ کیٹی اور
ماریا ان دونوں کو مقبرے سے باہر نکالنے کے بارے میں
مشورے کر رہے تھے۔ یہ ایک نیا احساس عنبر کے ذہن
میں پیدا ہو گیا تھا۔ اسے پرانی ساری باتیں یاد آنا شروع

ہو گئی تھیں۔ دریا کی رفتار بہت تیز تھی۔ پھر سرنگ
چوڑی اور کشادہ ہونے لگی۔ دریا کی رفتار بھی مدھم پڑ گئی۔
دریا کا جوش ختم ہو گیا۔ پھر سرنگ میں روشنی آنے لگی۔
عنبر نے ایک بات یہ بھی محسوس کی تھی کہ بلّی کی شکل
میں بھی نہ تو اسے سردی لگ رہی تھی اور نہ اس کے
جسم میں پانی داخل ہوا تھا۔ گویا اس کی عنبر فانی طاقت
اس کے پاس ہی تھی۔ یعنی وہ مر نہیں سکتا تھا۔ عنبر کو کسی
حد تک تسلّی ہوئی۔ اسے اس بات کا افسوس تھا کہ وہ
ناگ کیٹی اور ماریا سے ایک بار پھر قریب آ کر بچھڑ گیا
اس کو یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے تھیوسانگ بھی
اس کے پیچھے پیچھے ہی آ رہا ہو۔

دریا پہاڑوں کے نیچے سے باہر نکل آیا۔ عنبر نے
آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر زرد رنگ کا پورا چاند
نکلا ہوا تھا۔ سرنگ میں جو روشنی آئی تھی وہ چاندنی
کی تھی۔ ستارے بھی کہیں کہیں کھلے ہوئے تھے۔ عنبر
بلّی کی شکل میں دریا کی پُرسکون لہروں پر کنارے کی
طرف تیرنے لگا۔ کنارے پر چاندنی رات میں اسے
دُور دُور سرو اور سائپرس کے درختوں کی قطاریں اور
ان کے درمیان پہاڑی ڈھلانوں اور میدانوں میں سفید

ستونوں والے رومن طرز کے مکان دکھائی دیئے۔
عنبر سوچنے لگا کہ کہیں وہ پرانے روم کے زمانے میں
تو نہیں آ گیا؟

اس نے دریا میں اپنے پیچھے کی جانب دیکھا۔ اس
کا خیال تھا کہ شاید تھیوسانگ پیچھے پیچھے آ رہا ہو مگر
چاندنی میں اسے تھیوسانگ دریا میں آتا کہیں نظر نہ
آیا۔ یعنی اسے کوئی ایسی بلّی یا بلّا نظر نہ آیا جو دریا
کی لہروں پر تیرتا چلا آ رہا ہو۔ اسے یہ ہرگز علم نہیں
تھا کہ تھیوسانگ انسانی شکل میں واپس آ چکا ہے۔ دوسری
طرف تھیوسانگ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ عنبر بھی اسی
دریا میں بہہ رہا ہے۔ وہ عنبر سے کافی پیچھے دریا میں
تیرتا چلا آ رہا تھا۔ مگر ابھی تک وہ پہاڑیوں کے
اندر ہی تھا۔

عنبر تیرتا تیرتا دریا کے کنارے پر آ گیا۔ چاندنی رات
میں بڑا خوش نما منظر تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ رات کی
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ عنبر بلّی کی شکل میں ایک طرف
باغ میں دوڑ گیا۔ وہ باغ میں پودوں کے ساتھ ساتھ
چلتا ایک کھلی جگہ پر آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سامنے ایک
اونچی جگہ پر ایک شاندار محل بنا ہوا ہے۔ محل کے سفید

ستون چاندنی میں چمک رہے ہیں۔ عنبر قریب پہنچا تو
اس نے دیکھا کہ محل زیادہ بڑا نہیں ہے۔ یہ کسی بادشاہ
کا نہیں بلکہ کسی امیر سوداگر یا جاگیردار کا محل لگتا تھا۔
اس کے باغ میں بڑے خوبصورت سنگِ مرمر کے انسانی
مجسمے لگے ہوئے تھے۔ عنبر فوراً سمجھ گیا کہ وہ یا تو قدیم
یونان اور یا قدیم روم کے زمانے میں نکل آیا ہے۔
اس نے ایک نگاہ پیچھے ڈالی کہ شاید تھیوسانگ بھی
بلی کی شکل میں چلا آ رہا ہو۔ مگر اسے اپنے پیچھے کوئی
بلی دکھائی نہ دی۔

پیارے دوستو! تھیوسانگ اور عنبر جس زمانے میں
آ گئے تھے وہ سکندرِ اعظم کا زمانہ تھا۔ اس وقت یونان
کا ملک چھوٹی چھوٹی شہری ریاستوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔
اور یہ ریاستیں آپس میں لڑتی رہتی تھیں جس کی وجہ سے
یونان کمزور ہو چکا تھا۔ اور دشمن اس پر حملہ کرنے
کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ یونان کے شمال میں
ایک چھوٹی سی ریاست مقدونیہ میں سکندر اعظم پیدا
ہوا۔ جس وقت عنبر یونان کے اس چھوٹے سے شہر مقدونیہ
میں داخل ہوا تو وہاں سکندر اعظم کے باپ فلپ
کی حکومت تھی۔ اور سکندر اعظم ابھی یونان کا بادشاہ

نہیں بنا تھا۔
سکندر اعظم کے باپ کو شہر کے ایک جاگیردار نے
ہلاک کرنے کی سازش کر رکھی تھی۔ جس مکان کے باغ
میں عنبر بلی کی شکل میں نمودار ہوا تھا وہ مکان اسی جاگیردار
کا تھا جو ریاست مقدونیہ کی پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا۔
اس مکان میں جاگیردار فلپس کے محل کے ایک نوکر کے
پاس بیٹھا اسے سمجھا رہا تھا کہ اسکندر کے باپ کو
ہلاک کرنے کے لئے اسے کیا کرنا ہو گا۔

عنبر کالی بلی کی شکل میں سنگِ مرمر کے ویران سنسان
برآمدے میں سے گزر کر ایک کھڑکی میں سے پردہ ہٹا
کر خوبصورت قالین والے بڑے کمرے میں داخل ہوا تو
اس نے دیکھا کہ کونے میں دو آدمی بیٹھے باتیں کر رہے
ہیں۔ ان میں ایک جاگیردار تھا اور دوسرا شاہی محل کا
ملازم تھا۔ لیمپ کی روشنی دھیمی کر دی گئی تھی۔ جاگیردار
اسے سرخ رنگ کا ایک زہریلا سیب دے کر کہہ رہا تھا۔
"عین موقع پر تمہیں یہ زہریلا سیب خاص طور
شاہ فلپ کو پیش کرنا ہو گا۔ تم کہو گے کہ
ڈینس کے شاہ کی بیٹی نے یہ سیب خاص طور
پر آپ کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے بعد تمہارا

کام ختم ہو جائے گا۔ فلپ نے سیب کھا لیا
تو اس کے دو گھنٹے بعد اس کی موت ہو جائے
گی۔ تم محل سے نکل کر سیدھا میرے پاس
یہاں آ جانا۔ یہاں تمہارا انعام ایک لاکھ سونے
کے سکوں کی شکل میں چمڑے کے تھیلے میں پڑا
ہو گا اور دو برق رفتار گھوڑے تمہارا انتظار کر
رہے ہوں گے تم یہاں سے اسی وقت نکل کر
یونان کے دوسرے شہر میں چلے جاؤ گے جہاں
تمہیں پھر کوئی نہیں پکڑ سکے گا۔"

عنبر یہ سب کچھ غور سے سن رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ
وہ قدیم یونان میں اسکندر اعظم کے زمانے میں آ
گیا ہے اور یہاں سکندر اعظم کے باپ کو ہلاک
کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ جاگیردار نے زہریلا
سیب نوکر کو اسی مقصد کے لئے دیا ہے۔ نوکر نے
زہریلا سیب تھیلے میں چھپا کر رکھا اور یونانی انداز
میں جاگیردار کو سلام کر کے باہر نکل گیا۔ عنبر بھی دوسری
طرف سے باہر باغ میں آ گیا۔ نوکر کا رتھ باہر کھڑا
تھا۔ جب وہ رتھ میں سوار ہو کر چلنے لگا تو عنبر بھی
چھلانگ لگا کر رتھ میں ایک طرف سوار ہو گیا۔ وہ بلی

شکل میں تھا۔ شاہی نوکر اسے نہ دیکھ سکا۔
شاہی نوکر سیدھا فلپ کے شاہی محل میں داخل
ہو گیا۔ اپنے مکان میں آ کر اس نے رتھ ایک طرف
کھڑا کر دیا اور خود کمرے میں جا کر زہریلے سیب کو
اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ عنبر نے ساری رات
وہیں مکان کی چھت پر گزار دی۔ یہ مکان شاہی محل
کے احاطے میں ہی تھا۔ دن نکلا تو عنبر شاہی محل کی
طرف چلا۔ یہاں باغ میں کنیزیں اور یونانی غلام رنگ
برنگ لباس میں چل پھر رہے تھے۔ آخر وہ محل
کے اس بڑے کمرے میں داخل ہو گیا جہاں رات کی
دعوت کے لئے زبردست انتظامات ہو رہے تھے۔ عنبر
اسی بڑے کمرے میں ایک ستون کے پیچھے چھپ کر
بیٹھ گیا۔ جب رات ہوئی تو مہمان آنا شروع ہو گئے۔
پھر بادشاہ فلپ بھی آ گیا۔ دعوت شروع ہو گئی۔
بڑی شاندار دعوت تھی۔ سازوں پر موسیقی کے سُر بلند
ہو رہے تھے نوکر اور کنیزیں پھل اور مٹھائیاں لئے
چل پھر رہے تھے۔ ہر طرف قہقہے بلند ہو رہے تھے۔
عنبر نے اس نوکر کو دیکھ لیا جو زہریلا سیب ایک
پلیٹ میں رکھے شاہ فلپ کی طرف بڑھ رہا تھا

بچاتے دیکھا تو اپنے حبشی غلام کو اشارہ کیا کہ اس
کالی بلّی یعنی عنبر کو پکڑ کر اس کے غار والے مکان
میں پہنچا دیا جائے۔

حبشی غلام عنبر بلّی کو لوہے کے جال میں جکڑے
گھوڑے پر بیٹھا دریا کنارے تیزی سے چلا جا رہا
تھا۔ جادوگرنی کا مکان وہاں سے چار کوس کے فاصلے
پر دریا کنارے ایک جنگل میں تھا۔ حبشی نے عنبر
بلّی کو غار کے اندر والے تاریک مکان میں لے جا کر
لوہے کے ایک پنجرے میں بند کر دیا۔ عنبر بلّی
کے پاس وہ طاقت نہیں تھی کہ وہ پنجرے کی
سلاخیں توڑ کر آزاد ہو جاتا۔ وہ پریشانی اور بے چینی
سے پنجرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ جب رات
بہت گہری ہو گئی۔ یعنی جب رات کے دو بج رہے
تھے تو عنبر بلّی نے ایک مکروہ قہقہے کی آواز سُنی۔
یہ یونانی جادوگرنی تھی جو ہاتھ میں موم بتی لیے تاریک
کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ موم بتی کی روشنی
میں اس کا لمبا ناک اور چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور
کھلے بال اور ہاتھی ایسے کان بڑے ہی بھیانک
لگ رہے تھے۔ وہ موم بتی لے کر عنبر کے پنجرے

کے پاس آئی۔ جھک کر بلّی کو غور سے دیکھا۔ یہ
جادوگرنی اتنی ماہر جادوگرنی نہیں تھی کہ اسے پتہ
چل جاتا کہ یہ کالی بلّی اصل میں آدمی ہے۔ وہ
تو بلیّوں اور گدھوں اور اُلوؤں پر عمل کر کے ان
سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھی یا پیسے
لے کر ان سے لوگوں کو قتل کرواتی تھی۔ اس
نے عنبر بلّی کی طرف دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا
اور بولی:

"تم بڑی عقل مند بلّی ہو۔ مجھے تمہاری ہی
ضرورت تھی۔ میں تم پر ایسا عمل کروں گی
کہ تم میری غلام بن جاؤ گی۔ میں تمہیں
جو کہوں گی تم وہی کرو گی۔ جس کو کہوں گی
اسی کو جا کر رات کے وقت ہلاک کر
ڈالو گی۔"

اور جادوگرنی قہقہے لگاتی کونے کی طرف گئی۔
موم بتی میز پر رکھ دی اور انگیٹھی میں آگ جلا
کر اس میں کوئی سفوف ڈالا اور جس سے دھواں
اُٹھنے لگا۔ کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ جادوگرنی کے
منتر پڑھنے کی صدا بلند ہونے لگی۔ عنبر کو محسوس

ہوا کہ کوئی اس کا گلا دبا رہا ہے۔ اس نے
اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر
وہ بے ہوش ہو گیا۔

O

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۴۲ "مُردہ دیوتا" پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

آداب! ایک سو چھیالیسویں قسط میں آپ نے عنبر ناگ ماریا کے بارے میں رائے پوچھی تھی کہ عنبر ناگ ماریا کو خلائی سیاروں میں سفر کرنا چاہیئے؟ یا عنبر ناگ ماریا کو آج کے کمپیوٹر کے دور میں سفر کرنا چاہیئے؟ یا پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرنا چاہیئے۔

میری تو رائے یہ ہے کہ عنبر ناگ ماریا کو پرانے تاریخی زمانے میں سفر کرنا چاہیئے کیونکہ پرانے تاریخی زمانے سے ہمیں تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ اور بعض اوقات امتحانوں میں بھی اسی قسم کا کوئی تاریخی سوال آجاتا ہے۔ جو آپ عنبر ناگ ماریا کے تاریخی سفر میں لکھ چکے ہوتے ہیں۔ اور تاریخی زمانے سے ہمیں کئی نصیحت آموز باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ خدا آپ کو تاریخی معلومات فراہم کرنے کی اور نصیحت آموز باتیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط والسلام آپ کا قاری

محمد جواد اکرم، شیخ محمد اکرم مکان نمبر ۱۔ اقبال سٹریٹ نمبر ۱
محمود پارک بالمقابل تھانہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔ زون نمبر ۳۵
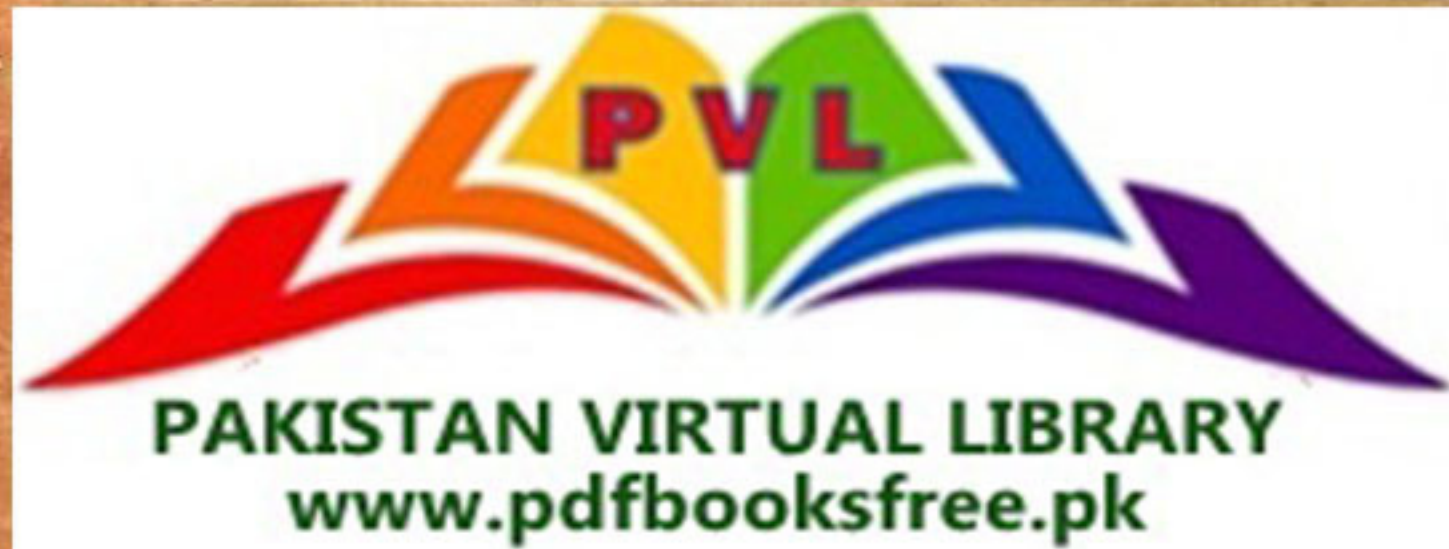
پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور ہمیں آپ کی خیریت
خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔! آپ کی کہانیاں یعنی ممی شہزادی اور ناگ
کی قبر پڑھی بہت مزا آیا۔ آپ یہ سیریز عنبر ناگ ماریا مجھے اور میرے دوستوں
کو بہت پسند ہے۔

باقی دوسرے کرداروں میں کیپٹن تھیو سانگ بہت اچھے کردار ہیں ہماری
دعا ہے کہ آپ یہ کہانیاں ہمیشہ لکھتے رہیں۔ (آمین) ہمیں اور پورے ملک
کے دوستوں کو خوش کرتے رہے ہیں۔ انکل آپ نے ٹیلی ویژن میں ایک
سیریز لکھی جس کا نام میرا خیال "ڈاچی" تھا۔ یہ ڈرامہ بہت کامیاب رہا۔
اور آپ کو پی۔ ٹی۔ وی ایوارڈ ملا۔ لیکن اس کے بعد آپ نے ٹی وی کے
لیے کوئی سیریز نہیں لکھی۔ اس کی وجہ؟ دوسری بات یہ اگر آپ ٹیلی ویژن
والوں کو عنبر ماریا ناگ کو ٹی۔ وی ڈرامہ کی صورت میں دیں اور ٹی۔ وی والے
اس دلچسپ کہانی کو ٹیلی کاسٹ کریں۔ تو بہت مزا آئے گا اور ہم اپنے پسندیدہ
کرداروں کو ٹی۔ وی پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ انکل آپ یہ کوشش
کریں (لازمی) آپ کی آنے والی کہانیوں کا انتظار رہے گا۔ اب اجازت
دیں۔

فقط آپ کا نیا ساتھی

عرفان خان (معرفت) حاجی عالم خان وارڈ نمبر ۵ نزد گورنمنٹ
ماڈل ہائی سکول بھکر۔

پیارے انکل اے حمید۔ آداب

کے بعد عرض ہے کہ میں نے آپ کی ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی کی سیریز
ہفتہ تک پڑھ لیں ہیں۔ اور مجھے اس میں خاص طور پر ماریا اور عنبر کے کردار
بہت زیادہ پسند آئے ہیں۔ اور ہاں انکل میں چھٹی جماعت کا طالب علم ہوں۔
پہلے تو میں پیسے جمع کر کے آپ کی کتابیں پڑھتا تھا لیکن اب ہمارے محلہ
میں ایک لائبریری کھل گئی ہے جہاں سے میں آپ کی کتابیں ایک روپیہ روزانہ
پر پڑھتا ہوں۔ کئی دفعہ مجھے اپنی باجی سے مار بھی پڑی ہے۔ کہ تم ہر وقت
کہانی پڑھتے ہو۔ لیکن کیا کروں انکل مجھے آپ کی کہانی اتنی پسند ہے کہ
جب میں آپ کی کہانی پڑھنی شروع کر دوں تو دل نہیں کرتا اُس کو چھوڑنے کو۔
انکل میں نے کئی بار آپ کو خط لکھنے کے بارے میں سوچا۔ لیکن پھر میں نے
سوچا کہ شاید آپ خط کا جواب خاص لوگوں کو دیتے ہوں گے پیارے
انکل میں آپ کو یہ خط بہت محبت کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے
کہ آپ اس خط کا جواب ضرور دیں گے میں اسی خط میں آپ کو واپسی کا ٹکٹ
بھی بھیج رہا ہوں۔ اور ہاں انکل ایک بات تو بتائیے کیا یہ کہانی واقعی سچ
ہے۔ اور آپ سے ناگ ماریا اور عنبر ملنے آتے ہیں کیا آپ کو ناگ بھائی
سے ڈر نہیں لگتا۔ پیارے انکل ان باتوں کا جواب ضرور دینا۔ مجھے آپ کے
خط کا انتظار رہے گا۔

خدا حافظ

نصر اللہ۔ احاطہ نمبر ۶۲ زون نمبر ۳۹۔ سلطان پورہ روڈ گھوڑے شاہ۔ لاہور۔

میرے پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں آپ کا ایک بہت ہی
لانا قاری ہوں اور میں آپ کی تمام کتابیں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔
پ کی تمام کتابیں سبق آموز ہیں۔ آپ ایک اچھے مصنف ہیں۔ آپ کے
رامے بھی ہیں اور ناول کی تو کیا ہی بات ہے آپ اپنے ناولوں میں
ہت سی سائنسی باتیں بتاتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ آپ کے ناولوں میں
صیحتیں بھی بہت اچھی ہوتی ہیں۔ میں آپ کو یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں
اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اچھا یہ تو تھیں
باتیں ناولوں کی۔ اب میں آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ آپ
مجھے ہر ماہ اپنے ناول بھیج دیا کریں اور یہ بھی بتا دیں کہ میں آپ کو پیسے
کیسے بھیجوں اور آپ کے ناول کیسے وصول کروں۔ برائے مہربانی آپ
یہ درخواست ضرور قبول کریں۔ میں آپ کے خط کا انتظار بہت شدت
سے کروں گا۔

فقط آپ کا ایک اچھا قاری

شکیل احمد ولد فضل احمد ریڈر کوٹ فتح دین خاں مکان شریف خاں
گلی دیگراں نُ قصور۔

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز

شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

عنبر، ناگ، ماریا (۱۵۴)

مردہ دیوتا

اے حمید

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

مُردہ دیوتا
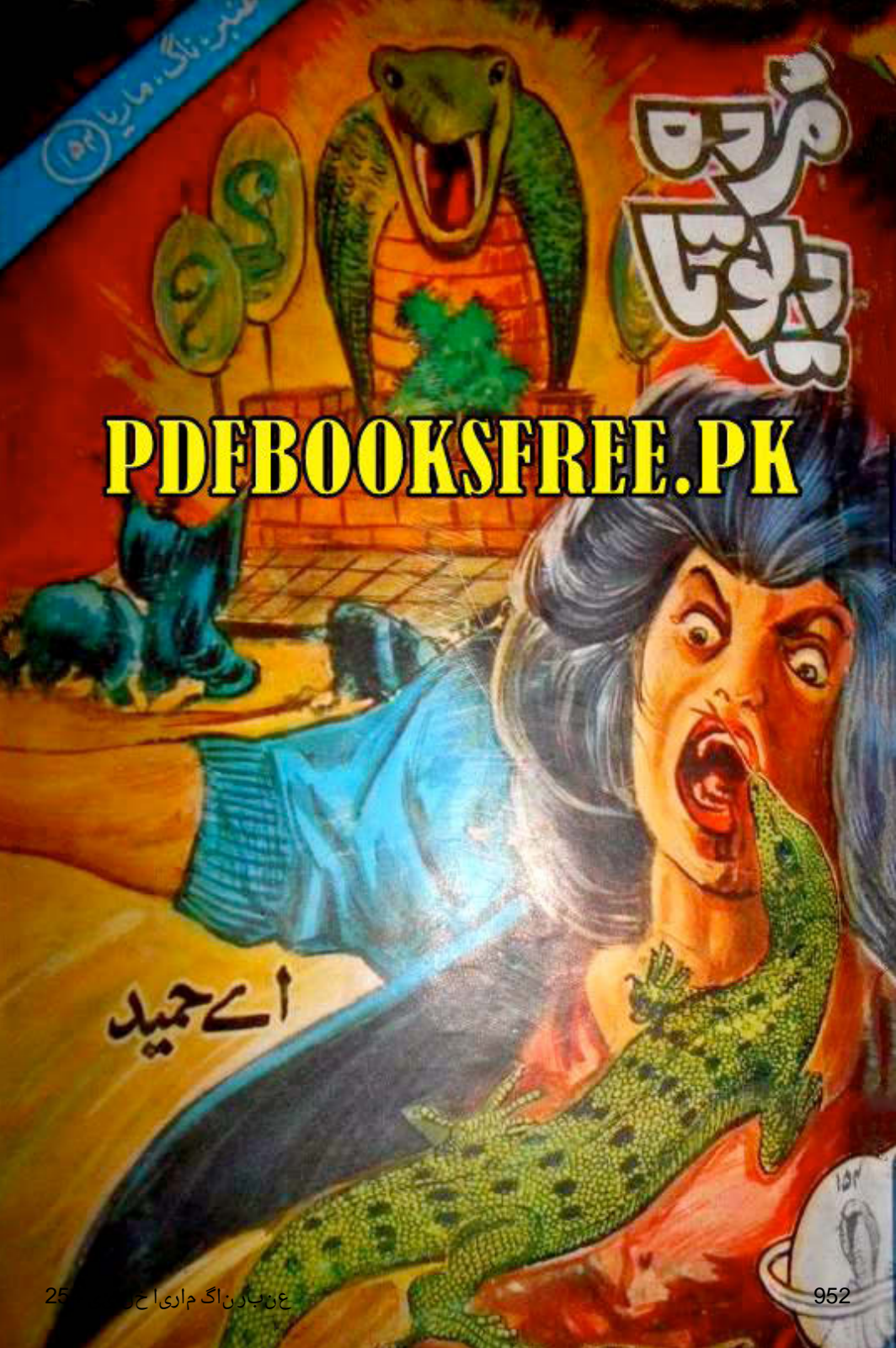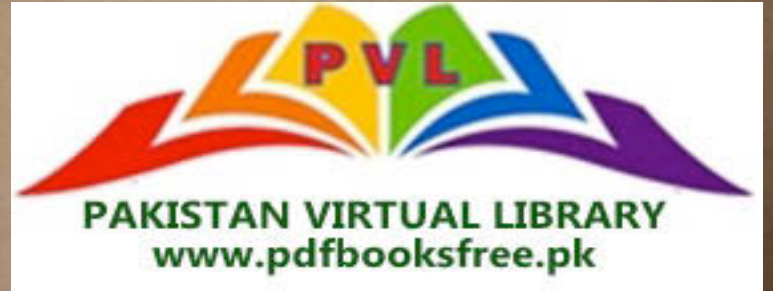
پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ اور سنسنی خیز سفر جاری ہے۔ تھیوسانگ اس وقت عنبر کو جو ایک حادثہ کی وجہ سے بلی بنا ہوا ہے۔ انسانی شکل میں لانے کی کوشش میں عجیب و غریب واقعات سے دوچار ہے۔

تھیوسانگ پر ایسا موقع بھی آیا ہوا ہے کہ اُس کی انگلی کٹنے میں صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے ہیں۔ کہ جس کے کٹنے سے تھیوسانگ کی موت یقینی ہے۔ کیا وہ عنبر کو انسان کے روپ میں لا سکا یا اپنی انگلی کو کٹنے سے بچا سکا۔ یہ سب کچھ تو آپ پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۵۴۴ /این داہ چمن سمن آباد ــــــــــ لاہور

قیمت ۵۰/۷ روپے

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

عنبر پنجرے میں

عنبر بلّی کے روپ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔

یونانی جادوگرنی سفوف کا دھواں اُڑاتی منتر پڑھے جا رہی تھی۔ منتر ختم کرنے کے بعد وہ اٹھی اور اس پنجرے کے پاس آ گئی جس میں عنبر بلّی کی شکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ جادوگرنی نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس یونانی جادوگرنی کے پاس کچھ منتر ضرور تھے جن کی مدد سے وہ جنگلی جانوروں خاص طور پر بلیّوں کو اپنے قابو کر کے ان سے اپنے مطلب کا کام لے سکتی تھی۔ مگر یہ کوئی باقاعدہ جادوگرنی نہیں تھی۔ چنانچہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جس کالی بلّی کو اس کا حبشی غلام شاہی محل سے پکڑ کر اس کے پاس لایا ہے وہ اصل میں بلّی نہیں بلکہ ایک انسان یعنی عنبر ہے جو طلسم کے زور سے بلّی بن چکا ہے۔ یونانی جادوگرنی کا کام یہ تھا کہ وہ کسی طاقتور بلّی پر اپنا خاص منتر پڑھ کر اس کو اپنے قابو میں کر لیتی اور پھر خفیہ
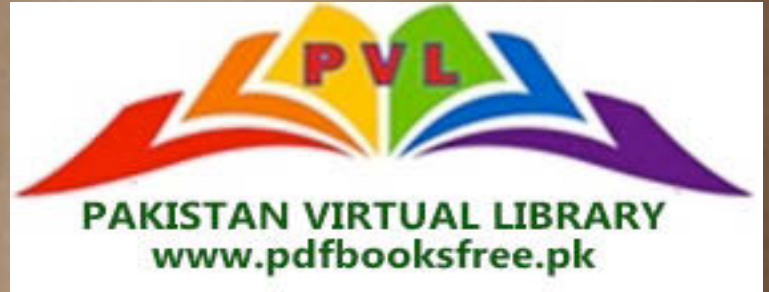
ترتیب

اپنی مرضی کے کام کرواتی۔ اس یونانی شہر مقدونیہ کے امیر لوگوں
میں سازشیں بہت چل رہی تھیں۔ ہر کوئی اپنے دشمن کو
راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ
اس پر کسی کے قتل کا الزام آئے۔ چنانچہ وہ چھپ کر رات
کو اس یونانی جادوگرنی سے ملتا۔ اسے اپنے دشمن کے
بارے میں بتاتا۔ جادوگرنی کو سونے کے چند سکے دیتا
اور کہتا کہ فلاں آدمی کو میرے راستے سے ہٹا دو۔ جادوگرنی
اپنی بلی کو حکم دیتی اور بلی اس آدمی کو رات کے وقت
جا کر ہلاک کر ڈالتی تھی۔ اس کے پاس پہلے جو بلی تھی
وہ مر گئی تھی۔ اب اسے نئی بلی کی تلاش تھی کہ اس
نے شاہی محل کی دعوت میں عنبر بلی کو بادشاہ فلپ کی جان
بچاتے دیکھا تو وہ اس بلی کی ذہانت پر حیران رہ گئی۔ پس اس
نے اپنے اس حبشی غلام کو حکم دیا کہ بلی کو پکڑ کر لائے۔ حبشی
غلام عنبر بلی کو پکڑ کر لے آیا اور اب یونانی جادوگرنی نے
اپنا منتر پھونک کر عنبر بلی کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔

عنبر بلی پنجرے میں بے ہوش تھا۔ جادوگرنی نے اسے
پنجرے سے نکال کر اپنے سامنے میز پر لٹا دیا۔ اور اس کے
سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک ایسا منتر پڑھا کہ عنبر بلی نے
آنکھیں کھول دیں۔ عنبر اگرچہ بلی کی شکل میں ہوش میں
آ گیا تھا لیکن اسے اب بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر
ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسی کالی بلی سمجھ رہا تھا جو یونانی
جادوگرنی کی غلام ہو۔ چنانچہ ہوش میں آتے ہی عنبر بلی نے
یونانی جادوگرنی کے ہاتھ کو چومنا شروع کر دیا۔ یونانی جادوگرنی
کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ اس کا منتر کامیاب ہو گیا تھا۔ کالی
بلی اس کے حکم کی غلام بن چکی تھی۔ اب وہ اس سے جو چاہے
کام لے سکتی تھی۔ یونانی جادوگرنی بلی کی زبان جانتی تھی۔ اس نے
عنبر بلی سے کہا۔

"آج سے تم میری غلام ہو۔ جو میں کہوں گی تم وہی
کرو گے۔ میری بات کو غور سے سنو۔ ابھی رات
کے تین بجے ہیں۔ دریا کنارے یہاں سے دو فرلانگ
کے فاصلے پر ایک ساہوکار کا مکان ہے۔ یہ
ساہوکار غریبوں کے زیور گروی رکھ کر انہیں تھوڑی
بہت رقم دے دیتا ہے اور پھر یہ زیور خود
ہڑپ کر جاتا ہے۔ یہ ساہوکار سماج کا دشمن
ہے۔ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ فوراً اس کے
گھر جاؤ اور اس کی تجوری میں زیورات اور
ہیرے جواہرات کی تھیلی رکھی ہے وہ اٹھا کر میرے
پاس لے آؤ۔ تاکہ میں انہیں غریبوں میں تقسیم کر

دوں۔ یہ بڑا نیکی کا کام ہوگا۔ میرا منتر تجھے ساہوکار
کے گھر کا راستہ بتا دے گا۔

یہ کہہ یونانی جادوگرنی نے عنبر بلی کو رات کے اندھیرے
میں باہر چھوڑ دیا۔ عنبر بلی کو ساہوکار کے گھر تک پہنچانے
کے لیے یونانی جادوگرنی کا منتر برابر اپنا کام کر رہا تھا۔ عنبر
بلی کی شکل میں رات کے اندھیرے میں ساہوکار کے مکان
میں کود گیا۔ ساہوکار مکان کے برآمدے میں تخت پر چادر
اوڑھے سو رہا تھا۔ عنبر بلی وہاں سے سیدھا ساہوکار
کے کمرے میں چلا آیا۔ اس نے ایک الماری کو کھولا۔
اس کے اندر ایک تھیلی پڑی تھی جس میں ہیرے جواہرات
اور لوگوں کے ہتھیائے ہوئے زیور رکھے تھے۔ عنبر نے تھیلی
گردن میں لٹکائی اور جدھر سے آیا تھا اُدھر سے ہوتا ہوا
واپس بھاگ گیا۔ یونانی جادوگرنی بلی کا بے چینی سے انتظار
کر رہی تھی۔ جونہی اس نے بلی کی گردن میں تھیلی دیکھی وہ
بڑی خوش ہوئی۔ اس نے لپک کر عنبر بلی کی گردن سے
تھیلی اتار کر کھولی۔ تھیلی زیورات اور ہیرے جواہرات
سے بھری ہوئی تھی۔

یونانی جادوگرنی نے قہقہہ لگایا اور عنبر بلی کو دودھ پلا
کر پنجرے میں بند کر دیا۔ اب ہم عنبر کو بلی کے روپ میں

یونانی جادوگرنی کے مکان پر چھوڑتے ہیں۔ اور خود تھیوسانگ
کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ دریا میں تیرتے تیرتے آخر
کنارے پر آن لگا۔ چاندنی رات اب مدھم ہو گئی تھی۔ اس
لیے کہ چاند بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے پہلا
کام یہ کیا کہ فضا کو سونگھا۔ اسے عنبر کی خوشبو نہ آئی۔
وہ سمجھ گیا کہ عنبر بلی کی شکل میں اس کے ساتھ نہیں آسکا۔
اور کسی دوسرے ملک کو نکل گیا ہے۔ اب وہ یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ یہ ملک کون سا ہے؟ رات کافی گزر چکی تھی۔
باغ، مکان اور سڑک خاموش تھی۔ وہ کسی سے کچھ
نہیں پوچھ سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے
وہ شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ جہاں چاروں
طرف چھوٹی چھوٹی پتھریلی پہاڑیاں تھیں۔ تھیوسانگ ان
چھوٹی پہاڑیوں میں چلنے لگا۔ پھر اسے ایک جگہ روشنی دکھائی
دی۔ وہ روشنی کی طرف چل پڑا۔

یہ مدھم روشنی ایک پہاڑی غار میں سے آ رہی تھی۔ تھیوسانگ
غار کے قریب گیا تو اسے اندر سے آدمیوں کے باتیں کرنے
کی آواز سنائی دی۔

"استاد! آج کی رات ہمیں ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہیے
کیونکہ آج چاندنی رات ہے۔ ہمارے پکڑے جانے

ہوئے چمڑے کے تھیلے کو تاڑ لیا تھا۔ تھیوسانگ گھوڑے کی
باگ کو پکڑ کر گھوڑے کی گردن پر چڑھ گیا۔ پھر گھوڑے
کے اوپر رینگتا ہوا چمڑے کے تھیلے میں چھلانگ لگا دی۔
یہ تھیلا گھوڑے کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

اتنے میں غار میں سے چھ سات ڈاکو قسم کے لوگ
باہر نکلے۔ ان کے پاس تلواریں تھیں جو کمر کے ساتھ لٹک رہی
تھیں۔ کاندھوں کے ساتھ تیر کمان بھی لگے تھے۔ وہ آتے
ہی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پھیکی چاندنی رات میں گھوڑے
دوڑاتے مقدونیہ شہر سے نکل کر ساریکا شہر کی طرف روانہ
ہو گئے۔ آدھے گھنٹے تک تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑاتے
ہوئے وہ ساریکا شہر پہنچ گئے۔ تھیوسانگ ایک گھوڑے
کے ساتھ لٹکتے چمڑے کے تھیلے میں بند تھا۔ ان ڈاکوؤں کی
باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ یونان کے
زمانے میں آگیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ یونانی زبان بول رہے تھے۔
اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ کہاں واردات کرنے
جا رہے ہیں۔

ساتوں ڈاکو ساریکا شہر کے اندر جانے کی بجائے شہر
کے باہر ہی ایک پہاڑی چشمے کے کنارے رک گئے۔
پھر سردار نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا اور کہا

کا خطرہ ہے۔"

سردار بولا۔

"خبردار اگر پھر کبھی تم نے اپنی زبان سے ایسی
بے ہودہ بات نکالی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم
نے ہمیشہ چاندنی راتوں میں ہی زیادہ کامیابیاں
حاصل کی ہیں۔ اور پھر اس وقت چاند بادلوں میں
چھپ گیا ہے۔ چلو ہمیں اپنی مہم پر نکل چلنا
ہو گا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہ خونی ڈاکو قسم کے لوگ ہیں۔
ضرور کسی کو ہلاک کرنے یا کسی کے گھر ڈاکہ ڈالنے جا
رہے ہیں۔ چنانچہ تھیوسانگ نے بے گناہ لوگوں کی مدد کرنے
کا فیصلہ کیا اور غار کے باہر اس طرف آگیا جہاں ان ڈاکوؤں
کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ یہاں آکر تھیوسانگ نے
اپنی طاقت کو اپنے اوپر آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے
اپنی خاص انگلی اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کے ارادے سے
اپنے جسم کے ساتھ لگائی تو وہ ایک دم ننھا سا تھیوسانگ
بن گیا۔ اتنا چھوٹا کہ کوئی بھی اسے اٹھا کر ماچس کی ڈبیا
میں بند کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے پہلے ہی ایک گھوڑے کے ساتھ لٹکے

مکان میں اندھیرا ہے۔ کسان کی خوب صورت بیٹی سو رہی ہو گی۔ جاؤ اور اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر لے آؤ۔ یہ لڑکی ہمیں مالا مال کر دے گی۔"

تھیو سانگ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ چمڑے کے تھیلے میں سے سر نکال کر باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ تھیو سانگ کو اب محسوس ہوا کہ وہ سردار کے گھوڑے کے تھیلے میں ہے۔ کیونکہ سردار کا گھوڑا اپنی جگہ پر ویسے ہی رکا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دور سے گھوڑے کے سموں کی پھر آواز آئی۔ گھوڑے قریب آ کر رک گئے۔ سردار نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"شاباش میرے ساتھیو! تم حسن کی شہزادی کو اٹھا لائے ہو۔ اب چلو۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے کورنتھ شہر کی ریاست میں پہنچ کر حسن کی دیوی کو اپالو مندر کے پروہت کے پاس فروخت کرنا ہو گا۔ اس سے میں نے بات طے کر رکھی ہے۔"

تھیو سانگ نے سوچا کہ اب تھیلے سے باہر نکلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسے تھیلے کے اندر رہ کر اب دیکھنا چاہیے کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ ساتوں ڈاکو گھوڑے دوڑاتے سالونیکا شہر کی ریاست سے نکل کر یونان کی ایک دوسری ریاست کورنتھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دن نکلنے سے پہلے پہلے وہ کورنتھ پہنچ گئے۔ سردار نے باقی ساتھیوں کو ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں ٹھہرنے کو کہا۔ اور خود حسن کی دیوی یعنی غریب کسان کی معصوم اور بے ہوش لڑکی کو لے کر اپالو مندر کے پروہت کے مکان کی طرف چل پڑا۔ پروہت کے مکان میں شمع کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ پروہت پہلے ہی سے ڈاکوؤں کے سردار کے انتظار میں تھا۔ جونہی اس نے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ شمع دان ہاتھ میں لے کر اپنے پہاڑی مکان سے باہر نکل آیا۔ تھیو سانگ کو پروہت کی آواز آئی۔

"تم وہ شے لے آئے ہو جس کی مجھے ضرورت ہے؟"

سردار نے گھوڑے سے اترتے ہوئے اپنے پیچھے آتے گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تمہاری امانت اس گھوڑے پر بے ہوش ہے۔"

پروہت نے شمع کی روشنی میں دوسرے گھوڑے پر بے ہوش پڑی کسان کی بیٹی کو غور سے دیکھا

کے سادہ اور پاکیزہ حسن سے بے حد متاثر ہوا۔ سردار کی طرف
دیکھ کر بولا۔

"اسے اندر میرے کمرے میں پہنچا دو اور مجھ
سے اپنا معاوضہ بھی وصول کر لو۔"

سردار نے اپنے ساتھی ڈاکو کی مدد سے کسان کی بے ہوش
بیٹی کو اٹھا کر پروہت کے کمرے میں جا کر لٹا دیا۔ پروہت
نے سردار کو سونے کے سکوں کی ایک تھیلی دے کر کہا۔

"مجھے امید ہے اب تم اس طرف کبھی نہیں آؤ
گے۔ کیونکہ میں نے تمہیں جو کام کہا تھا اسے تم کر چکے
ہو۔"

سردار بولا۔

"جب تم کہو گے تو آؤں گا۔ اس سے پہلے مجھے
آنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

تھیوسانگ چھوٹے قد میں سردار کے گھوڑے کے تھیلے
ہی تھا۔ اب اسے وہاں سے باہر نکلنا تھا۔ جونہی سردار
نے گھوڑا موڑا تھیوسانگ نے تھیلے سے باہر نکلنے کی جد
شروع کر دی۔ گھوڑا ابھی پتھروں میں آہستہ آہستہ چل رہا
تھیوسانگ تھیلے کے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ رات ڈھل
تھی۔ آسمان پر چاندنی پھیکی پڑ گئی تھی اور صبح کا اجالا پھیلنے

تھا۔ سردار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی تو تھیوسانگ نے تھیلے میں
سے چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک جھاڑی میں گر پڑا۔ گرنے کے
بعد وہ اٹھ کر جھاڑی کی شاخوں میں سے باہر نکلا اور دوسری
انگلی کو اپنے آپ کو بڑا کرنے کے ارادے سے جسم سے
لگایا۔ وہ ایک دم بڑا ہو گیا۔

تھیوسانگ نے دیکھا کہ پروہت کا مکان وہاں سے چند
قدموں کے فاصلے پر پہاڑی کے دامن میں تھا۔ تھیوسانگ نے
مکان کی طرف چلنا شروع کیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اپنی
اصلی شکل و صورت میں گیا تو پروہت اسے کسان کی بیٹی کے
بارے میں کبھی کچھ نہیں بتائے گا۔ چنانچہ مکان کے قریب
پہنچ کر تھیوسانگ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور
پروہت کے مکان کی باغ والی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔
اس کمرے میں پروہت ایک لکڑی کے بڑے صندوق کو کھولے
بیٹھا۔ اس میں بستر لگا رہا تھا۔ قریب ہی قالین پر کسان کی
بیٹی بے ہوش پڑی تھی۔

تھیوسانگ ایک ستون کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ
دیکھنے لگا۔ اس نے سوچا کہ اسے پروہت کو موقع نہیں
دینا چاہیئے۔ کہ وہ کسان کی معصوم بچی کو صندوق میں ڈال کر
کسی دوسری جگہ پہنچا دے۔ اس لیے بہتر یہی

بہادری کے ساتھ مقابلہ کر کے لڑکی کو حاصل کر کے اسے اس کے گھر پہنچا دینا چاہیئے۔ پس تھیوسانگ نے فوراً انگلی سے اپنے جسم کو چھو کر ایک دم سے بڑا کر لیا۔ پروہت نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اس کے پیچھے ایک اونچا لمبا جوان آدمی موجود تھا۔ پروہت نے حیرت اور غصّے سے پوچھا۔

"کون ہو تم اور —— اور یہاں کیسے آگئے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"میں اس لڑکی کا بھائی ہوں جس کو تم نے ابھی ڈاکوؤں سے خریدا ہے"

پروہت غصّے سے تھیوسانگ کو تک رہا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی کمر کے ساتھ لگا ہوا خنجر نکال لیا اور تھیوسانگ کے سینے پر زور سے پھینکا۔ خنجر تھیوسانگ کے سینے میں کھُب گیا۔ مگر تھیوسانگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ تھیوسانگ صرف اسی صورت میں مر سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ دی جاتی۔ تھیوسانگ نے اپنے سینے میں کھُبا ہوا خنجر ہاتھ سے کھینچ کر باہر نکال لیا۔ خنجر کے ساتھ خون بالکل نہیں ہوا تھا۔

پروہت اپالو مندر کا پجاری تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے سامنے کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ اب اس نے عیاری سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ اس آدمی سے لڑ کر وہ کبھی فتح حاصل نہ کر سکے گا۔ پروہت نے فوراً ہاتھ باندھے اور اپنا سر جھکا دیا۔ اور ادب و احترام سے بولا۔

"عظیم دیوتا! میں تمہارے آگے اپنا سر جھکاتا ہوں۔ میں تو تمہاری ہی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حُسن کی دیوی کو لا رہا تھا۔ اب اسے قبول کیجیے"

تھیوسانگ اس سے یہی اندازہ لگا سکا اور یہی اندازہ اسے لگانا بھی چاہیئے تھا کہ یہ پروہت اس کی طاقت سے متاثر ہو کر اسے دیوتا سمجھ بیٹھا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی عیاری سے غافل ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"اب جبکہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کسان کی بیٹی کو فوراً اس کے ماں باپ کے گھر پہنچا دو۔ اس کے بعد میں تم سے بات کروں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے"

پروہت ایک بات خوب جانتا تھا کہ یہ آدمی غیر معمولی طاقت ضرور رکھتا ہے۔ اور یہ طاقت جادو کی وجہ سے بھی حاصل کی ہوئی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دیوتا نہیں ہے۔ کیونکہ دیوتا اس طرح پروہت کے گھروں میں نہیں آیا کرتے۔ وہ کسان کی بیٹی سے ہاتھ بھی نہیں دھونا چاہتا تھا کیونکہ اس کو

دیوی اسے پھر کبھی نہیں مل سکتی تھی۔ اور ایک خاص مقام
حاصل کرنے کے لیے اس حسن کی دیوی کو حاصل کرنا پروہت کے
لیے بہت ضروری تھا۔ اس نے عیاری سے کام لیتے
ہوئے کہا۔

"عظیم دیوتا کے حکم کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا۔
میں اسے ابھی ہوش میں لاتا ہوں اور یہ جو اپنے
گھر کا پتہ بتائے گی میں خود اسے اس کے گھر
چھوڑ آؤں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"نہیں میں اسے خود اس کے گھر چھوڑ کر آؤں گا۔
تم اسے جتنی جلدی ہو سکے ہوش میں لاؤ۔"

پروہت نے اپنے سر کو جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم عظیم دیوتا۔"

پروہت انتہائی عیاری سے کام لے رہا تھا۔ اس نے
الماری کھول کر اس میں سے سفوف نکالا اور اسے روئی
پر ڈال کر بے ہوش لڑکی کو سنگھانا شروع کر دیا۔ یہ سفوف
ایسا تھا کہ اسے سونگھ کر آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا۔
یہ بڑی تیز بے ہوشی کی دوائی تھی۔ چنانچہ جب اس نے
یہ سفوف کسان کی بیٹی یعنی حسن کی دیوی کو سنگھایا تو وہ
اور زیادہ بے ہوش ہو گی۔ تھیوسانگ نے جب دیکھا
کہ لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا ہے تو اس نے جھنجلا کر کہا۔

"یہ کیا سفوف ہے کہ جس سے لڑکی کو ابھی تک
ہوش نہیں آیا۔ لاؤ مجھے دکھاؤ۔"

پروہت بولا۔

"عظیم دیوتا۔ یہ سفوف ایسا ہے کہ کہتے ہیں اگر
اسے مُردے کو بھی سنگھایا جائے تو وہ ایک بار
آنکھیں کھول دیتا ہے۔ یہ لیجیے۔ آپ خود دیکھیے
مصری حکیموں کا بنایا ہوا خالص سفوف ہے۔"

تھیوسانگ سے یہ غلطی ہو گئی۔ کہ اس نے سفوف کو
ناک کے قریب لا کر اُسے سونگھ لیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اس
کی کوئی تیز مہک ہے کہ نہیں۔ سفوف میں سے ایسی تیز مصالحے
دار خوشبو نکلی کہ تھیوسانگ کا سر چکرانے لگا۔ سفوف اس
کے ہاتھ سے گر پڑا۔ مکار پروہت یہی چاہتا تھا۔ اس نے
جلدی سے کہا۔

"عظیم دیوتا! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

اور بڑے غور سے تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ
کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ اور اس کی زبان جیسے بند ہو گئی تھی۔ وہ
کچھ اشارے کر رہا تھا۔ مگر پروہت اس کے سامنے اب

گردن تان کر کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ دھڑام
سے قالین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پروہت نے
تھیوسانگ کے بے ہوش ہوتے ہی اسے اٹھایا اور مکان
کی پچھلی کوٹھڑی میں لا کر زمین پر ڈال دیا۔

پھر وہ لکڑی کا ایک ڈبہ اٹھا کر لے آیا۔ اس ڈبے
میں مُردہ انسان کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ پروہت نے ہڈیوں کو
نکال کر بے ہوش تھیوسانگ کے سینے پر ڈال دیا۔ اور زور
شور سے خفیہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جوں جوں وہ
منتر پڑھ کر پھونکتا جاتا تھا۔ تھیوسانگ کا جسم غائب ہونا
شروع ہو گیا تھا۔ پہلے تھیوسانگ کے بازو غائب ہوئے۔
پھر ٹانگیں۔ غائب ہوئیں۔ پھر سینہ غائب ہو گیا اور اس کے
بعد سر بھی غائب ہو گیا۔

اس کے بعد تھیوسانگ پورا غائب ہو چکا تھا۔ پروہت
نے ایک قہقہہ لگایا اور کسان کی معصوم اور بے ہوش
بیٹی کی طرف بڑھا تاکہ اسے صندوق میں بند کر دے۔ جونہی
اس نے لڑکی کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ آسمان پر زبردست بجلی
چمکی۔ بادلوں کی بھیانک گرج پیدا ہوئی اور پروہت
دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ پھر اس نے دیکھا کہ
ایک سفید لباس والا نورانی آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس
نورانی انسان نے پروہت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تیری نیت اس معصوم بچی کی زندگی تباہ کرنے کی تھی۔
تجھے اس گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔ تو اب
ساری زندگی کے لیے ایسے ہی فرش پر پڑا رہے
گا۔ نہ تو اٹھ سکے گا نہ چل سکے گا۔"

اس کے بعد نورانی انسان نے آگے بڑھ کر معصوم کسان
کی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقت بھری آواز میں کہا۔

"میری بچی! خدا کا نام لے کر اٹھ اور میرے
ساتھ چل۔ تیرے ماں باپ تیری جدائی
میں پریشان ہو رہے ہیں۔"

اچانک لڑکی آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نورانی
انسان نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لے کر غائب
ہو گیا۔

اب ہم تھیوسانگ کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ کو
پروہت نے جادو کے ذریعے غائب کر دیا تھا۔ اس
کے حساب سے تھیوسانگ کو ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا
چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ تھیوسانگ خلائی انسان تھا اس لیے
زندہ رہا مگر یونان کے زمانے سے غائب ہو کر وہ قدیم
مصر کے اس زمانے میں نکل آیا۔ جب مصر پر ایک فرعون

حکومت کرتا تھا اور یہ زمانہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ
تھا۔ تھیوسانگ کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک
بازار میں پایا جہاں لوگ قدیم مصری لباس میں چل پھر رہے
تھے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیوں بھائی یہاں
کس بادشاہ کی حکومت ہے؟ اس آدمی نے حیرانی سے
تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ تم مصر کے دارالحکومت
میں کھڑے ہو اور یہاں فرعون کی حکومت
ہے؟"

تھیوسانگ سر تھام کر رہ گیا۔ وہ تو عنبر کیٹی اور ماریا
ناگ سے ہزاروں برس پیچھے نکل آیا تھا۔ اب کیا
ہو سکتا تھا۔ تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے بازار میں
ایک طرف ہٹ کر درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اٹھا
اور بازار میں چلتے چلتے چوک کی طرف آگیا۔ کیا دیکھتا
ہے کہ چوک میں ایک جگہ لوگوں کا ہجوم لگا ہے۔ تھیوسانگ
بھی اس ہجوم میں داخل ہو گیا۔ یہاں غلاموں کو فروخت
کیا جا رہا تھا۔ ایک غلام فروخت کرنے کے لیے لایا گیا۔ تھیوسانگ
اور دوسرے لوگ اس نوجوان غلام کے نورانی چہرے
کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ غلاموں کے مالک نے کہا۔

"اس نوجوان کی بولی کیا لگاتے ہو؟"

ہجوم میں سے ایک امیر آدمی نے بڑھ چڑھ کر بولی
دینی شروع کر دی۔ آخر اس امیر آدمی نے اس نورانی چہرے
والے غلام کو خرید لیا۔ اور اس سے پوچھا۔

"نوجوان تمہارا نام کیا ہے؟"

نوجوان نے یک نگاہ آسمان کی طرف ڈالی اور پھر بڑی
باوقار آواز میں بولا۔

"میرا نام یوسفؑ ہے اور میں اللہ کے پیغمبر کا فرزند
ہوں۔"

امیر آدمی نے کہا۔

"مگر میں نے تمہیں خرید لیا ہے اور اب تم میری
حویلی میں میرا حکم بجا لاؤ گے۔"

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

"میں صرف اللہ کا حکم بجا لاتا ہوں۔ خدا کا حکم
یہی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسے ہی ہو اور
میں اس کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔
تم نے مجھے خریدا ہے۔ میں تمہاری خدمت کروں
گا۔ اللہ کا منشاء اس وقت یہی ہے۔"

تھیوسانگ کو فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ

یاد آگیا۔ اس نے دل میں کہا کہ
"یہ میری خوش نصیبی ہے۔ کہ میری آنکھیں ان
کا دیدار کر رہی ہیں"
امیر آدمی نے۔ جس کا نام عزیز مصر تھا۔ اپنے آدمیوں سے
کہا۔

"اس غلام کو ہماری حویلی میں پہنچا دو۔ یہ ایک نیک
دل اور سچا انسان لگتا ہے۔ ہمیں ایسے ہی آدمی
کی ضرورت تھی"
تھیوسانگ نے امیر آدمی سے کہا۔
"اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کی حویلی میں
غلام بن کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"
امیر آدمی یعنی عزیز مصر نے تھیوسانگ کی طرف مسکراتے ہوئے
دیکھا اور کہا۔

"اگر ایک غلام مجھے مفت میں ملتا ہے تو مجھے
کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ تم بھی میری حویلی میں
رہ سکتے ہو"
چنانچہ تھیوسانگ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ
عزیز مصر کی حویلی میں آگیا۔ تھیوسانگ کا مقصد صرف یہ تھا
کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے قریب

رہنے کی سعادت حاصل کر سکے۔ حضرت یوسفؑ کے حسن کو
جو بھی دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ عزیز مصر کی ایک
نوجوان بیوی کا نام زلیخا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا
تو ان پر فریفتہ ہو گئی۔ مگر حضرت یوسفؑ تو اللہ کے پیغمبر
تھے۔ وہ ان باتوں سے بہت بلند تھے۔ ان کے دل میں
سوائے اللہ کے اور کسی کی محبت جگہ نہیں پا سکتی تھی۔ مگر
زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کمرے میں بلایا اور
کہا کہ مجھ سے شادی کر لو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے
زلیخا کو ایسا خیال دل میں لانے سے منع فرمایا۔ کیونکہ زلیخا
پہلے سے شادی شدہ تھی۔ مگر زلیخا کے دل میں شیطان
نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دولت اور
حکومت کا لالچ دیا۔ لیکن اللہ کے نیک بندے کبھی کسی لالچ
میں نہیں آتے اور پھر پیغمبروں کا رتبہ تو بہت بلند ہوتا ہے۔
حضرت یوسفؑ نے آسمان کی طرف فوراً چہرہ اٹھا کر کہا "اے
میرے اللہ! مجھے اپنی پناہ میں رکھنا" جونہی زلیخا حضرت
کی طرف بڑھی آپ دروازے کی طرف بھاگے۔ زلیخا کا
جب کوئی بس نہ چل سکا تو اس نے حضرت یوسفؑ کی قمیض
پیچھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ قمیض کا ٹکڑا پھٹ کر
زلیخا کے ہاتھ میں آگیا اور حضرت یوسفؑ کمرے سے باہر چلے

گئے۔

اب تو زلیخا کو خیال آیا کہ میری بڑی بے عزتی کی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے بدنامی بھی ہو۔ چنانچہ اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ حضرت یوسفؑ نے نعوذ باللہ حملہ کیا تھا۔ زلیخاں کا خاوند عزیز مصر بھی اپنے دوستوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس نے فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا۔ تھیوسانگ نے بھی یہ واقعہ سنا تو کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دامن پاک ہے اور زلیخا نے ان پر الزام لگایا ہے۔ مگر خدا کی مرضی یہی تھی۔ یہ سب کچھ اللہ کی منشا کے مطابق ہو رہا تھا چنانچہ تھیوسانگ نے بھی عزیز مصر کی نوکری چھوڑ دی اور حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہی قید خانے میں چلا گیا۔ اور وہاں ان کی خدمت کرنے لگا۔ اب وقت گزرتا چلا گیا۔

تھیوسانگ بھی خاموش تھا۔ حضرت یوسفؑ اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ قید خانے میں دو قیدیوں نے رات کو خواب دیکھے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھنے کے لیے ان کے پاس آئے۔ قید خانے میں ہر کوئی حضرت یوسفؑ السلام کا بے حد احترام کرتا تھا۔ کیونکہ

ایک تو ان کا اخلاق بے حد بلند تھا دوسرے وہ ہر کسی کی خدمت کرتے تھے اور کبھی کبھی کسی کو اس کے خواب کی تعبیر بھی بتا دیا کرتے تھے۔ ان دو قیدیوں میں سے ایک قیدی نے کہا ”یا حضرت! میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پہ روٹیوں سے بھری ہوئی چنگیر ہے۔ میں چلا جا رہا ہوں اور پرندے میری چنگیر میں سے روٹیاں توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں“

حضرت یوسف علیہ السلام نے تھوڑی دیر غور فرمانے کے بعد فرمایا۔

”تمہیں کل موت کی سزا ہو جائے گی“

وہ قیدی تو سر پکڑ کر رہ گیا۔ مگر دل میں یہ سوچ کر اپنے آپ کو حوصلہ دینے لگا کہ ہو سکتا ہے تعبیر درست نہ ہو۔ دوسرے قیدی نے خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے مشک اٹھا رکھی ہے۔ اور لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں“ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔

”تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم باعزت بری کر دیئے جاؤ گے اور پھر اتنی ترقی کرو گے کہ مصر کے بادشاہ یعنی فرعون کے دربار میں درباریوں

کو ٹھنڈا شربت پلانے پر معمور ہو جاؤ گے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی دونوں تعبیریں سچی نکلیں۔ ایک دن بعد پہلے والے قیدی کو پھانسی ہوگئی۔ اور دوسرے قیدی کو باعزت بری کرنے کے احکامات آ گئے۔ تھیوسانگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ دوسرا قیدی کچھ دنوں کے بعد مصر کے دربار میں شاہی آب دار یعنی درباریوں میں پانی تقسیم کرنے والے کے عہدے پر فائز ہو گیا۔ وقت کچھ اور گزر گیا۔ اب ایسا ہوا کہ خود فرعون مصر کو ایک خواب آیا جس میں اس نے دیکھا کہ سات موٹی اور صحت مند گائیں دریا کے کنارے ہرا بھرا گھاس چر رہی ہیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ سات بہت ہی لاغر اور کمزور گائیں ہیں کہ خشک زمین پر گھاس تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ فرعون نے دربار کے شاہی منجمی کو خواب سنا کہ اس کی تعبیر پوچھی۔ شاہی جوتشی نے جو تعبیر بتائی فرعون اس سے مطمئن نہ ہوا۔ اس نے کئی لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ مگر کوئی بھی خواب کی صحیح تعبیر نہ بتا سکا۔

کُفری غار میں

فرعون اپنے خواب کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔

اچانک اس قیدی کو جواب فرعون کے دربار میں شاہی آبدار تھا خیال آیا کہ قید خانے میں ایک نورانی چہرے والا نیک اور سچا نوجوان ہے۔ جس نے خواب کی تعبیر بالکل سچ بتائی تھی۔ شاہی آبدار نے فرعون کی تعظیم بجا لا کر عرض کی۔

"بادشاہ سلامت! قید خانے میں ایک ایسا پاکیزہ دل والا نوجوان موجود ہے جو خواب کی بالکل سچی تعبیر بتاتا ہے۔"

پھر شاہی آبدار نے اپنے اور پھانسی پا جانے والے قیدی کے خواب کا واقعہ سنا دیا۔ فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ اس نورانی چہرے والے نوجوان کو شاہی محل میں بلایا جائے۔ جب شاہی ہرکارہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خلاصی رہائی کے احکامات لے کر قید خانے میں پہنچا۔ تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

"مجھے ایک ایسے جرم کے الزام میں یہاں قید کیا گیا ہے جو میں نے نہیں کیا۔ اس لیے پہلے مجھے اس جھوٹے الزام سے باوقت بری کیا جائے پھر میں قید خانے سے نکلوں گا۔"

فرعون نے مقدمہ دوبارہ شروع کروایا۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ بے گناہ ہیں اور قصوروار زلیخا ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام قصوروار ہوتے تو قمیض آگے سے پھٹی ہوتی۔ یہ دلیل اس قدر وزنی اور سچی تھی کہ زلیخا عدالت میں رو پڑی۔ اور اس نے اعتراف کر لیا کہ قصور اسی کا تھا۔ یوسف علیہ السلام معصوم اور بے گناہ ہیں۔ فرعون کے حکم سے اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو باعزت بری کر دیا گیا۔ تب فرعون نے حضرت یوسف کو اپنا خواب سنا کر اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا:

"اے بادشاہ تم نے پہلی جو سات صحت مند بھینسیں دیکھی تھیں اس کا مطلب ہے کہ اس ملک پر سات بڑے ہی خوشحالی کے سال آئیں گے۔ ان برسوں میں ملک میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ پھر تم نے جو سات لاغر بھینسیں دیکھی ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعد مصر پر سات برس کے لیے زبردست قحط پڑ جائے گا اور لوگ گیہوں کے دانے دانے کو ترسیں گے۔"

فرعون فکرمند ہو کر بولا۔

"اے نیک دل مقدس نوجوان! تم نے میرے خواب کی جو تعبیر بتائی ہے۔ وہ میرے دل کو جا کر لگی ہے۔ مجھے تم پر یقین ہے۔ اب یہ بتا کہ مجھے اپنی رعایا کو قحط سے بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔"

تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون کو مشورہ دیا کہ جن برسوں میں ملک میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ ان دنوں میں اناج بچا کر جمع کر لیا جائے۔ تا کہ جب قحط کا زمانہ آئے تو اس زمانے میں لوگوں کو ضرورت کے مطابق مہیا کر دیا جائے

فرعون نے حضرت یوسفؑ کو اپنے دربار کا وزیر خاص مقرر کر دیا

حضرت یوسف نے ایسی دانشمندی اور دیانت داری سے اناج جمع کیا کہ ایک دانہ بھی ضائع نہ ہوا۔ آخر وہی ہوا۔ پہلے سات برس تو مصر میں بے پناہ اناج پیدا ہوا جس کی بھاری تعداد گوداموں میں جمع کر لی گئی۔ اس کے بعد ملک میں قحط پڑ گیا۔ حضرت یوسفؑ نے خواب کی جو تعبیر بیان فرمائی تھی۔ وہ سچ ثابت ہو رہی تھی۔ قحط اس قدر بھیانک تھا کہ اگر حضرت یوسفؑ کے

مشورے پر عمل کرتے ہوئے اناج گوداموں میں سٹور نہ کر لیا جاتا تو مصر میں لوگ بھوکوں مرنا شروع ہو جاتے۔ مگر اب سب کو وقت پر ایک جتنا راشن مل رہا تھا۔ یوں قحط کا زمانہ بخیر و خوبی گزر گیا۔ اسی زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے وہ بھائی بھی غلہ لینے مصر کے دارالحکومت میں آئے جنہوں نے حسد کے مارے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا مگر حضرت صاحب نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا۔ پھر وہ اپنے برگزیدہ والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملنے تشریف لے گئے۔ باپ نے اپنے مقدس بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ اور خدا کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اس کے بعد اس خاندان میں اللہ کے کئی برگزیدہ نبی اس دنیا میں تشریف لائے۔

تھیو سانگ اس وقت بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ۔ جب آپ دربار کے وزیر خاص تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ ترین رتبے سے سرفراز فرمایا تھا پھر ایک روز ایسا ہوا کہ تھیو سانگ مصر کے ایک صحرا میں دریائے نیل کے ساتھ جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بزرگ عورت پر پڑی جو دریا کنارے بیٹھی اللہ کی عبادت کر رہی تھی۔ تھیو سانگ نے قریب جا کر بزرگ خاتون کو سلام کیا اور اپنے حق میں دعا کرنے کی درخواست کی۔

بزرگ عورت نے فرمایا۔

"تھیو سانگ! تیرا دل اسلام کے نور سے منور ہو چکا ہے۔ یاد رکھ اسلام اللہ کا دین ہے اور اس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے ہی سے ہو گئی تھی۔ اور اس کی انتہا، اس کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ہو گی۔ جو اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ ان کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس روز دین اسلام مکمل ہو جائے گا۔ تاکہ قیامت تک انسانوں کو نیک زندگی بسر کرنے کے لیے سیدھا راستہ۔ اسلام کا راستہ مل جائے۔ مگر تجھے ابھی اپنے ساتھیوں کے پاس جانا ہے۔ تجھے کئی مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کرنی ہے۔ تو واپس جا اپنے دوست عنبر کے پاس جو اس وقت سخت مشکل میں ہے۔ اور جسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

تھیو سانگ نے بے اختیار پوچھا۔

"مقدس خاتون! میں عنبر کو کہاں مل سکتا ہوں؟"

بزرگ خاتون نے دریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس دریا میں اتر جا۔ تو وہاں پہنچ جائے گا۔ جہاں عنبر پہلے ہی سے موجود ہے۔"

تھیوسانگ کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ عنبر کس شکل میں ے گا۔ یہ بھی شاید قدرت کی مرضی تھی کہ تھیوسانگ کو ابھی معلوم نہ ہو کہ عنبر کس حالت میں ہے۔ تھیوسانگ نے بزرگ خاتون کو ادب سے سلام کیا اور دریا میں اتر گیا۔ دریا میں اترتے ہی جیسے کسی نے اسے پانی کے اندر کھینچ لیا۔ وہ پانی کے نیچے پہنچ گیا۔ اسے غوطے آنے لگے۔ اس نے جلدی سے اوپر اٹھ کر اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو نہ وہ مصر تھا اور نہ مصر کا دریا تھا اور نہ وہ بزرگ خاتون وہاں پر موجود تھی۔ وہ واپس اسی کورنتھ شہر میں آگیا تھا۔ جہاں عنبر بلی کی شکل میں یونانی جادوگر کے مکان پر پنجرے میں بند پڑا تھا۔

تھیوسانگ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ رہا تھا کہ اس کو خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا تھیوسانگ کے دل میں ایک انقلابی اور خوشگوار تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس نے ایک بار پھر نئے عزم سے اس بات کا فیصلہ کیا تھا۔ کہ وہ جب تک زندہ رہے گا صرف ـب خدا یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے گا اس کے آخری

نبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان قائم و دائم رکھے گا۔ اور دکھی لوگوں کی صدق دل سے مدد کرتا رہے گا۔

تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ عنبر اس کے ساتھ ہی بلی کی شکل میں مقبرے سے بھاگا تھا۔ ہو نہ ہو وہ اب بھی بلی ہی کی شکل میں کسی نہ کسی ملک یا شہر میں زندہ ہو گا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ جو کوئی بھی بلی اسے نظر پڑے گی وہ اس کی جانچ پڑتال کرے گا۔ ابھی تھیوسانگ چاہتا تھا کہ وہ کسی سرائے میں جا کر قیام کرے اور نئے کپڑے بھی بنوائے۔ کیونکہ اس کے کپڑے قدیم مصری طرز کے تھے۔ اور کافی خراب ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ کے پاس کوئی پیسہ بھی نہ تھا۔ وہ دریا سے نکل کر کنارے پر دھوپ میں بیٹھ گیا۔ شام ہو رہی تھی۔ کورنتھ شہر میں ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے سرائے کا پتہ پوچھا۔ یہ آدمی یونانی میں بات کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"بھائی میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں پردیسی ہوں۔ کیا اس شہر میں مجھے کوئی کام مل جائے گا؟"

اس آدمی نے دور ایک باغ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"زیتون کے اس باغ میں چلے جاؤ۔ وہاں تمہیں شاید کام مل جائے۔"

تھیوسانگ زیتون کے باغ میں آیا تو دیکھا

ہندی غلام باغ میں کام کر رہے تھے۔ ان کا مالک ایک کرسی
پر بیٹھا شیشے کے گلاس میں شربت پی رہا تھا۔ تھیوسانگ کو
آتا دیکھ کر اس نے دُور ہی سے پوچھا۔

"ادھر کیا لینے آ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے قریب جا کر سلام کیا اور کہا کہ اسے کوئی کام
چاہیئے۔ وہ پردیسی ہے۔ اور ملک مصر کا رہنے والا ہے۔ یونانی
مالک نے تھیوسانگ کو اوپر نیچے دیکھا اور بولا۔

"تم کیا کام کر سکتے ہو؟"

تھیوسانگ نے سوچا کہ مزدوروں کی طرح کام کرنے کی
بجائے اسے لکھائی پڑھائی کا کام مل جائے تو بہتر ہو گا۔ اس نے
کہا۔

"جناب میں کئی زبانوں میں لکھ پڑھ سکتا ہوں۔"

یونانی مالک نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم قدیم کُفری زبان جانتے ہو؟"

کُفری زبان وہ زبان تھی جو آج سے بیس ہزار برس کہا
جاتا ہے کہ وادی نجدان میں آباد لوگ بولا کرتے تھے۔ وادی کُفری
کے بارے میں تاریخ میں بتایا گیا ہے کہ اس قوم پر جنات
کی حکومت تھی اور یہ لوگ سونے کی ڈلیوں اور ہیرے جواہرات
اپنے مکانوں کی دیواروں میں گارے پتھروں جگہ استعمال کرتے

تھے۔ یہ قوم اس قدر دولت مند تھی کہ تاریخ کے صفحات پر
اس سے زیادہ دولت مند قوم کا ذکر اور کہیں نہیں ملتا۔ پھر
اس قوم نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ وہ سیدھی راہ
سے بھٹک گئی۔ اور ان پر تباہی نازل ہوئی۔ اور ایک رات ایسا
بھیانک زلزلہ آیا کہ کُفری کا سارے کا سارا شہر زمین میں دھنس
کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو گیا۔ کئی صدیوں تک لوگ
کُفری قوم کے دبے ہوئے غرق شدہ خزانوں کو تلاش کرتے
رہے۔ اس میں ہزاروں لوگ سانپوں کے ڈسنے اور جنات
کے حملے سے مر بھی گئے۔ تھیوسانگ نے اس کُفری قوم کے بارے
میں بہت کچھ عنبر ناگ ماریا سے سُن رکھا تھا۔ چنانچہ جب یونانی
امیر نے اس سے کُفری زبان کے بارے میں سوال کیا تو تھیوسانگ
سمجھ گیا کہ اس کے پاس ضرور کُفری قوم کے کسی خزانے کے بارے
میں کوئی خفیہ دستاویز ہو گی۔ جس کو یہ پڑھوانا چاہتا ہو گا۔
تھیوسانگ نے جواب میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں کُفری قوم کی تحریر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ
زبان میرے دادا نے مجھے سکھائی تھی۔ جو اس پرانی
زبان کے ماہر تھے۔"

یونانی امیر نے اٹھ کر تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور اسے
باغ میں بنے ہوئے اپنے مکان کے ایک کمرے میں لے گیا۔

سب سے پہلے اُسے شربت پلایا۔ پھر اُس کو نئے کپڑے پہننے کو دیئے۔ اُس کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے دوست؟"

تھیوسانگ نے کہا۔ "مجھے تھیوسانگ کہتے ہیں۔"

یونانی امیر بولا۔

"یہ تو مجھے چینی نام لگتا ہے۔ کیا تمہارا تعلق ملک چین سے ہے؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں۔ میرا ملک چین سے کوئی تعلق نہیں۔ بس میرا نام ہی ایسا ہے۔"

یونانی امیر نے تھیوسانگ کے لیے شاندار کھانا منگوایا۔ تھیوسانگ کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر اس نے کھانا کھا لیا۔ کھانے کے بعد یونانی امیر نے قہوہ منگوا لیا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا تھا کہ یونانی امیر اس کی آؤ بھگت محض اس لیے کر رہا ہے کہ اس کے پاس کُفری خزانے کی کوئی پرانی خفیہ دستاویز ہو گی جس کو وہ اس سے پڑھوانا چاہتا ہو گا۔ جب رات ہو گئی اور غلام چلے گئے تو یونانی امیر تھیوسانگ کو اپنے ایک دوسرے کمرے میں لے گیا۔ جہاں ایک سنگِ مرمر کی بڑی میز کے گرد کرسیاں لگی تھیں۔ میز پر ایک شمع دان میں چراغ روشن

تھا۔ دیواروں میں الماریاں لگی تھیں۔ یونانی امیر نے تھیوسانگ کو کُرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود الماری میں سے ایک پرانا لکڑی کا صندوقچہ نکال کر لے آیا۔ اس چھوٹے سے صندوقچے پر گرد جمی ہوئی تھی۔ اسے کپڑے سے صاف کر کے کھولا۔ اس میں سے ایک چمڑے کا تکون ٹکڑا نکال کر تھیوسانگ کے سامنے پھیلا کر رکھ دیا۔ اور بولا۔

"کیا تم پڑھ کر بتا سکتے ہو کہ کُفری زبان میں اس ٹکڑے پر کیا لکھا ہے؟"

تھیوسانگ نے شمع کی روشنی میں چمڑے کے ٹکڑے کو غور سے دیکھا۔ وہاں کُفری زبان میں کئی نشانیاں لکھی ہوئی تھیں۔ کہیں درخت کی نشانی بنی ہوئی تھی۔ کہیں دریا کی۔ اور کہیں کوئی ریت کا ٹیلا بنایا گیا تھا۔ جگہ جگہ کُفری زبان میں لکھا تھا۔ یہاں سے بائیں طرف دو قدم چلنا ہو گا۔ یہاں سے دائیں طرف سات قدم چلنا ہو گا۔ یہاں ایک سرنگ میں داخل ہونا ہو گا۔ یہاں جنات کا پہرہ ہے اس لیے اس سرنگ میں ہرگز... داخل مت ہونا۔ یہ خزانے کا نقشہ تھا۔ کُفری خزانے کا نقشہ۔ اس کے اوپر لکھا تھا۔

"میرے بیٹے! میں یہ خزانے کا نقشہ تمہارے لیے چھوڑ رہا ہوں۔ اگر تم یہ خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب

تو آدھا خزانہ غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا۔ باقی جو خزانہ بچ جائے وہ تم اپنے پاس رکھنا اور ساری زندگی غریبوں کی مدد کرتے رہنا۔ کبھی کسی کو اپنے گھر سے خالی ہاتھ مت جانے دینا۔ فقط تمہارا جلاوطن باپ۔

تھیوسانگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ کسی ایسے کفری امیر نے نقشہ بنایا ہے۔ جسے کسی وجہ سے شہر کے بادشاہ نے جلا وطن کر دیا ہوگا۔ اس کے جلا وطن ہونے کے بعد شہر زلزلے کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ ممکن ہے اس کا بیٹا اس وقت شہر سے باہر گیا ہوگا۔ اور باپ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کے لیے خفیہ خزانے کا یہ نقشہ بنا کر کسی پوشیدہ جگہ رکھ دیا۔ جہاں سے ہزاروں سال گزرنے کے بعد یہ نقشہ لوگوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا اس یونانی امیر کے پاس پہنچ گیا۔ چونکہ کوئی بھی قوم کفری زبان نہیں جانتی تھی اس لیے یہ نقشہ کوئی بھی نہ پڑھ سکا تھا۔ اور یوں وہ خزانہ اب تک محفوظ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اگر اس یونانی امیر کو یہ خزانہ مل گیا تو وہ جلا وطن باپ کی وصیت کے مطابق کبھی عمل نہیں کرے گا۔ کیونکہ صاف لگ رہا تھا کہ یونانی امیر بہت لالچی انسان ہے اور اسے دولت کی ہوس ہے۔ بس تھیوسانگ نے فیصلہ کیا کہ وہ اصل بات کو چھپا لے گا۔

یونانی امیر نے پوچھا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو۔ تھیوسانگ؟ کیا یہ تحریر تم نہیں پڑھ سکے؟ یہ ضرور کسی خزانے کا نقشہ ہے۔ مجھے بتاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر یہ خزانے کا نقشہ ہے تو میں تمہیں قول دیتا ہوں کہ خزانہ مل جانے کی صورت میں آدھا خزانہ تمہارا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ اس کفری تحریر میں کچھ عجیب سی خطرناک باتیں لکھی ہیں۔"

یونانی امیر نے بے تاب ہو کر کہا۔

"یہ خزانے کا نقشہ تو ہے نا؟"

"ہاں یہ خزانے کا نقشہ ہی ہے۔" تھیوسانگ نے کہا۔

یونانی امیر فوراً بولا۔

"تو پھر جلدی بتاؤ کہ اس میں اس کی کیا نشانیاں دی گئی ہیں۔ اور خزانہ کس ملک میں ہے۔ اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے اتنی دیر میں سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کہنا ہوگا۔ وہ چمڑے کے نقشے پر آنکھیں جمائے ہوئے بولا۔

"اس میں اوپر لکھا ہے کہ یہ کفری قوم کے آخری

بادشاہ کے خفیہ خزانے کا نقشہ ہے۔ جو دریائے دجلہ
کے کنارے زمین کے اندر زلزلے کی وجہ سے شہر
کے ساتھ ہی غرق ہو گیا تھا۔ مگر اس خزانے پر جنات
کا قبضہ ہے۔ خزانے کے اندر سانپ اس کی حفاظت
کرتے ہیں۔ اسی لیے جس شخص کو یہ چمڑے کا نقشہ
ملے اس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اس
خزانے کی تلاش میں نہ نکلے نہیں تو اس کی سات
پشتوں کو پچھتانا پڑے گا۔ اس کی سات پشتوں کو ایسی
بیماری لگ جائے گی کہ وہ زندگی بھر تڑپتے رہیں گے"

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اس سے یونانی امیر ڈر جائے گا اور
خزانے تک پہنچنے کا خیال دل سے نکال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔
یونانی امیر بہت ہی لالچی تھا۔ اس نے کہا۔

"خواہ میری سات پشتیں برباد ہو جائیں مگر میں اسی
خزانے کو حاصل کر کے رہوں گا۔ تھیوسانگ کیا
تم میرے ساتھ چلو گے؟ میں ایک بات کا وعدہ کرتا
ہوں کہ اگر خزانہ مل گیا تو اس کا آدھا حصہ غریبوں
۔۔ مسکینوں میں تقسیم کر دوں گا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ خزانہ تو زمین میں دبا دبا ایک روز
ختم ہو جائے گا۔ یہ شخص اگر اپالو کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہے
تو بہتر یہی ہے کہ خزانہ نکال لیا جائے۔ تاکہ اس کا آدھا حصہ غریبوں
کو تو مل جائے۔ بلکہ سب لوگوں کا اس سے بہت فائدہ ہو جائے گا۔
کیونکہ بادشاہ کا خزانہ بہت بڑا خزانہ ہوتا ہے۔ اب تھیوسانگ
نے یونانی امیر سے کہا۔

"کیا تم اپالو دیوتا کے بت کے سامنے کھڑے ہو کر یہ
عہد کرنے کو تیار ہو کہ خزانہ مل جانے پر تم اس کا آدھا
حصہ غریبوں میں بانٹ دو گے؟"

یونانی امیر نے کہا۔

"ہاں! میں اپالو دیوتا کے سامنے جا کر یہ قسم کھانے
کو تیار ہوں"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو گھوڑے نکالو اور ابھی میرے ساتھ اپالو دیوتا
کے مندر میں چلو"

یونانی امیر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے اسی وقت گھوڑے
نکالے وہ دونوں اپالو مندر پہنچ گئے۔ یونانی امیر نے اپالو دیوتا کے
سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

"اے اپالو دیوتا! میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ اگر
مجھے خزانہ مل گیا تو میں اس کا آدھا حصہ غریبوں میں بانٹ
دوں گا"

پھر تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا اب تم مطمئن ہو گئے ہو؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہاں مجھے اطمینان ہو گیا ہے"

یونانی امیر اسے ساتھ لے کر واپس اپنے مکان پر آ گیا اور بولا۔

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا تھیو سانگ؟ میں جانتا ہوں۔ تم نے اس نقشے کی بہت سی باتیں چھپا لی تھیں۔ اب جبکہ تمہیں میری طرف سے اطمینان ہو گیا ہے۔ تو مجھے وہ باتیں بھی بتاؤ۔ جو تم نے مجھے پہلے نہیں بتائیں تھیں"

تھیو سانگ نے اب اسے سارا نقشہ ٹھیک پڑھ کر سنا دیا۔ یونانی امیر کا دل کھوٹا تھا۔ اس نے اوپر سے عہد کیا تھا کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں بانٹ دے گا۔ جبکہ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ جب اسے خزانہ مل جائے گا تو وہ تھیو سانگ کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اب جب اسے معلوم ہوا کہ خزانے کے مالک نے اپنے بیٹے کو ہدایت کی ہے کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں۔ پھر اس کا آدھا بیوہ عورتوں میں اور اس کا بھی آدھا دوسرے لوگوں میں بانٹ دے تو یونانی امیر دل میں ہنسا۔ اور اپنے آپ سے دل میں کہا کہ ایک بار خزانہ ہاتھ آ جانے دو۔ میں اس کی ہوا بھی کسی کو نہیں لگنے دوں گا۔ اس تھیو سانگ کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ یہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ خزانہ میرے پاس ہے۔

تھیو سانگ سے یونانی امیر نے بڑی چاپلوسی سے کہا۔

"بیٹا تھیو سانگ! مجھے تو خزانے کا صرف چوتھا حصہ ہی دے دو گے تو میں خوش ہو جاؤں گا۔ باقی چاہے ساری دولت تم اپنے ہاتھوں غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ بلکہ اگر تم کہو گے تو میں خزانے کا چھٹا حصہ بھی لینے کو تیار ہوں"

تھیو سانگ نے اس کی بات پر اعتبار کر لیا اور بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں صبح ہی خزانے کی تلاش میں چل پڑنا چاہیئے"

یونانی امیر نے صبح اٹھتے ہی ساری تیاریاں مکمل کر لیں۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ چار گھوڑوں پر انہوں نے ضروری سامان اور خوراک پانی لاد لیا۔ اور یونان سے دریائے دجلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ خزانہ اسی دریا کی وادی میں ایک ٹیلے کے اندر دفن تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد تھیو سانگ اور یونانی امیر دجلہ کی وادی میں پہنچ گئے۔ تھیو سانگ اس لیے ساتھ گیا تھا کہ اس پر فرض ہو گیا تھا کہ وہ کنگری خزانہ نکال کر جلا وطن باپ

کی وصیت کے مطابق اسے حصوں میں تقسیم کرے اور جو حصہ باقی
بچے وہ یونانی امیر کو دے دے کیونکہ بہر حال نقشہ اسی نے حاصل
کیا تھا۔

دو دن تک وہ دجلہ کی وادی میں کے صحراؤں میں سفر کرتے
رہے۔ نقشہ تھیوسانگ کے پاس تھا۔ اور وہ بار بار اسے دیکھ لیتا
تھا۔ آخر وہ اس ٹیلے کے پاس پہنچ گئے۔ جس کی طرف اشارہ نقشے
میں دیا گیا تھا۔ انہوں نے وہیں کیمپ لگا لیا۔ رات آرام کیا۔
دوسرے دن جب سورج نکلا تو یونانی امیر اور تھیوسانگ سروں پر
دھوپ سے بچنے کے لیے رومال ڈال کر نقشہ لے کر خزانے کی
تلاش میں ٹیلے کے جنوب میں آ گئے۔ تھیوسانگ نے نقشے کی طرف
دیکھا اور بولا۔

"نقشے میں لکھا ہے کہ اس ٹیلے کے جنوب میں ایک جگہ
تین چٹانی پتھر ساتھ ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وہاں سے
بائیں جانب سات قدم چلنا ہوگا۔"

وہ ٹیلے کے جنوب میں آئے تو واقعی وہاں تین چٹانی پتھر
ساتھ ساتھ لگے تھے۔ وہاں سے وہ سات قدم بائیں جانب چلے
تو ایک اور تکونا پتھر آ گیا۔ یہ پتھر چھوٹے مینار کی طرح تھا۔
نقشے میں لکھا تھا کہ اس مینار سے مزید بائیں جانب اتنے قدم
سے بائیں جانب چلیں تو آگے ایک چھوٹا سا غار
آئے گا۔ نقشے میں لکھا تھا کہ اس غار میں ہرگز داخل نہیں ہونا۔
کیونکہ اس غار کے اندر جنات خزانے پر پہرہ دیتے ہیں۔ بلکہ یہاں
سے شمال مغرب کی طرف گیارہ قدم چلو گے تو ایک چھوٹا سا غار
آنے گا۔ خزانے کے لیے اس غار میں داخل ہو جانا۔

یونانی امیر اور تھیوسانگ چلتے چلتے دوسرے غار پر آ گئے۔
یہ پہلے والے غار سے چھوٹا غار تھا۔ یونانی امیر اور تھیوسانگ
نے مشعلیں جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے روشن کر لیں اور غار میں
داخل ہو گئے۔ غار بہت پرانا تھا۔ اس میں مکڑیوں نے چاروں
طرف جالے بُن رکھے تھے۔ جالے مشعلوں کے شعلوں میں ساتھ ساتھ
جلتے چلے جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے چمگادڑیں بھی گھبرا کر
پھڑ پھڑاتی ہوئی باہر کو اُڑ گئیں۔ غار میں نمی تھی۔ کہیں کہیں دیواروں
سے پانی بھی رِس رہا تھا۔ آگے جا کر غار بند ہو گیا۔ تھیوسانگ نے
مشعل کی روشنی میں نقشے پر دیکھا۔ یہاں غار کی ایک چھوٹی سی لکیر
بنا کر آگے لکھا ہوا تھا۔

"دیوار میں پتھروں کی آخری قطار کے آخری پتھر کو باہر
نکالو۔"

یونانی امیر نے کدال اٹھائی۔ انہوں نے دیوار کو دیکھا۔ یہ پتھروں
کی بنی ہوئی دیوار تھی۔ انہوں نے آخری قطار کے آخری پتھر کو کدال
سے باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک چوکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ یہ سوراخ

سکتے تھے۔

ہی شدہ تھا کہ وہ اس میں داخل ہو سکتے تھے۔ وہ دونوں چوکور سوراخ میں سے غار کی دیوار کی دوسری جانب پہنچ گئے۔ دوسری طرف غار کی چھت اتنی چھوٹی تھی کہ وہ کھڑے ہو کر نہیں چل سکتے تھے۔ وہ دونوں جھک کر آگے چلنے لگے۔ یہاں غار کی فضا بے حد مرطوب اور گھٹی گھٹی تھی۔ تھیوسانگ چونکہ خلائی آدمی تھا۔ اسے سانس لینے میں دشواری نہیں ہو رہی تھی مگر یونانی امیر کو سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

اس نیچی چھت والی غار میں کافی دور چلتے رہنے کے بعد غار کی چھت بلند ہونا شروع ہو گئی۔ پھر وہ ایک بڑے ہال کمرے میں آ گئے۔ یہاں غار میں ایک جانب پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی ندی تھی جو غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ بہتی چلی جا رہی تھی۔ یہاں تھیوسانگ نے ایک بار پھر نقشے کو دیکھا۔ نقشے میں ندی کا صاف اشارہ لکھا ہوا تھا۔ اور ہدایت کی گئی تھی کہ اس ندی میں اتر کر آگے چلنا شروع کرو۔ وہ دونوں ندی میں اتر گئے۔ ندی کا پانی ٹھنڈا تھا اور ان کے ٹخنوں تک ہی آتا تھا۔

یونانی امیر نے کہا۔

"یہ ندی کہاں سے نکل کر یہاں آ گئی ہے اور کہاں جا رہی ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ویسے تو اس زمین کے نیچے بھی کئی دریا بہہ رہے ہیں"

وہ ندی میں چلنے لگے۔ غار کافی کھلا ہو گیا تھا۔ ندی کی روانی زیادہ تیز نہیں تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد ندی کے آگے ایک دیوار میں ایک گول سرنگ سی آ گئی۔ ندی کا پانی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس سرنگ میں گر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر سرنگ کی دوسری جانب دیکھا اور بولا۔

"آگے پانی آبشار کی شکل میں نیچے سرنگ میں گر رہا ہے۔ ہمیں پانی کے ساتھ ہی نیچے جانا ہوگا"

یونانی بولا۔

"نقشے میں دیکھو۔ وہاں کیا لکھا ہے"

تھیوسانگ نے نقشہ کھول کر دیکھا۔ اس میں ندی کی لکیر کے آگے لکھا تھا۔

"ندی کی آبشار کے ساتھ اتر جاؤ"

انہوں نے مشعلیں بجھا دیں اور ندی کی آبشار کے ساتھ دوسری طرف سرنگ میں چھلانگیں لگا دیں۔ وہ ایک چھوٹے سے تالاب میں جا گرے۔ جلدی سے اٹھ کر تالاب سے باہر نکلے تو گھپ اندھیرے میں یونانی امیر کو کچھ نظر نہ آیا۔ مگر تھیوسانگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سرنگ کافی کھلی

سے پانی ایک بار پھر ندی کی شکل میں نکل کر آگے بہہ رہا ہے

اس نے یونانی امیر سے کہا۔

"آگے پھر سرنگ ہے۔ مشعلیں روشن کر لینی چاہئیں۔"

انہوں نے فوراً فاسفورس کی مشعلیں روشن کیں اور ندی کے ساتھ ساتھ سرنگ میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

○

ڈائنی کی بدروح
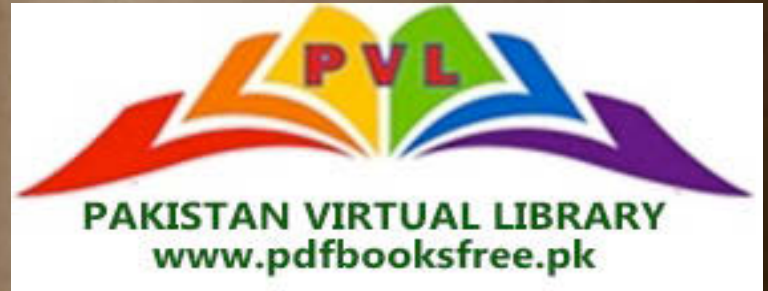
ندی آگے جا کر زمین کے ایک سوراخ میں غائب ہو گئی۔

سرنگ بھی یہاں پہنچ کر ختم ہو گئی۔ اور سامنے ایک دیوار آ گئی۔

یونانی امیر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اب کیا کریں۔ سرنگ تو ختم ہو گئی اور ندی کا پانی بھی زمین کے اندر ایک کنوئیں میں غائب ہو رہا ہے۔ نقشہ دیکھو"

انہوں نے مشعل کی روشنی میں نقشہ دیکھا تو وہاں لکھا تھا۔

"اس دیوار کے پیچھے خزانہ ہے"

یونانی امیر تو خوشی سے اچھل پڑا۔ تھیوسانگ غور سے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس دیوار کے پیچھے اگر خزانہ ہے تو اس خزانے پر سانپ بھی ضرور موجود ہوں گے۔ اور یہ سانپ یونانی امیر کو ہلاک کر دیں گے۔ تھیوسانگ وعدے کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یونانی امیر مر جائے اور خزانہ غریبوں میں تقسیم نہ ہو۔ وہ وہاں سے خزانہ نکال

خزانوں، ہیروں اور مستحق لوگوں میں بانٹنا چاہتا تھا۔ اگر اس
کا حصہ یونانی امیر کو مل بھی جاتا ہے تو وہ اُسے اس
کا مستحق سمجھتا تھا۔ کیونکہ نقشہ بہر حال اسی نے پیدا کیا تھا۔
یونانی امیر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔
"تم چُپ کیوں ہو میرے بیٹے تھیوسانگ! میں کُدال
چلا کر دیوار گرانے لگا ہوں۔ کیونکہ اس کے پیچھے
خزانہ ہے"
تھیوسانگ نے کہا۔
"خزانہ دیوار کے پیچھے ضرور ہے مگر تم شاید بھُول
رہے ہو کہ اس خزانے پر سانپ بھی ہوں گے جن
کا مقابلہ تم اکیلے نہیں کر سکو گے"
یونانی امیر نے کُدال والا ہاتھ وہیں روک لیا۔ کہنے لگا۔
"ہم لوگ جلا کر سانپوں کو بھسم کر دیں گے"
تھیوسانگ نے کہا۔
"خزانے پر ایک نہیں کئی سانپ ہوں گے۔ تم سارے
سانپوں کو جب تک بھسم کرو گے اِن میں سے ایک
دو سانپ ہمیں ضرور ڈس دیں گے"
یونانی امیر نے کہا۔
"پھر کیا کریں؟"

تھیوسانگ بولا۔
"مجھے سانپوں کا ایک ایسا منتر آتا ہے۔ جس کو پڑھ
کر پھونک دینے سے سانپ کچھ نہیں کہتے اور واپس
چلے جاتے ہیں"
یونانی نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا اور خوش ہو کر بولا۔
"کیا تم سچ کہہ رہے ہو تھیوسانگ؟ پھر تو ہم ابھی
دیوار گرا دیں گے"
اور یونانی امیر نے دیوار پر کُدال چلانی شروع کر دی۔
مگر وہ ادھیڑ عمر تھا۔ جلد تھک گیا۔ اب تھیوسانگ کُدال چلانے
لگا۔ اِس کی دو تین ضربوں سے دیوار کے پتھر اپنی جگہ سے
ہل گئے۔ انہوں نے مل کر دیوار کے پتھر باہر نکال لیے۔ یونانی
امیر نے بے تاب ہو کر سوراخ میں سے دوسری طرف جھانکا
تو اچانک دوسری طرف سانپوں کی پھنکار کی زبردست آواز
سنائی دی۔
یونانی امیر نے جلدی سے سر پیچھے کر لیا۔
"تھیوسانگ تم ٹھیک کہتے تھے۔ اندر سانپ ہیں
جلدی سے اپنا منتر پھونکو"
تھیوسانگ بولا۔
"تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے آرام سے

اپنا کام کرنے دو۔"

یونانی امیر خزانے کی جھلک دیکھنے کے لیے بے چین
تھا۔ مگر سانپوں کی پھنکار نے اسے ڈرا دیا تھا۔ وہ مشعل ایک
طرف رکھ کر پتھروں کے پاس بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ نے دیوار کے
باقی پتھر بھی باہر نکال لیے۔ اب اس نے مشعل کی روشنی میں دوسری
طرف دیکھا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جہاں جواہرات
اور سونے کے زیورات کی تھیلیاں کھلی پڑی تھیں۔ مشعل کی
روشنی میں ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیاں جگمگانے
لگیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ اور سیاہ رنگ کے
دس بارہ سانپ دیکھے جو اپنے پھن اٹھائے زور زور سے
پھنکار رہے تھے۔ یونانی امیر تو ڈر کر تھیوسانگ کے پیچھے
ہو گیا۔ اور کانپتی آواز میں بولا۔

"جلدی سے اپنا منتر پڑھو تھیوسانگ۔ ورنہ
یہ سانپ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

تھیوسانگ کو ناگ کی وجہ سے سانپوں کی زبان آتی تھی۔ اس
نے سانپوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سانپوں کی زبان میں
منہ سے سیٹی ایسی آواز نکال کر کہا۔

"میں عظیم ناگ دیوتا کا بھائی تھیوسانگ ہوں۔ میں
یہاں سے یہ خزانہ لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اس خزانے
کو غریبوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اس لیے تم یہاں سے
خاموشی سے چلے جاؤ۔"

سانپوں میں سے ایک سرخ سانپ، جس کا پھن سیاہ تھا۔
اور جو سانپوں کا بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ آگے بڑھا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم صدیوں سے اس
خزانے کی حفاظت کرتے آ رہے ہیں۔ مگر مجھے تمہارے
جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس
لیے میں تمہارے حکم کے مطابق اپنے سانپوں کو
لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ مگر عظیم ناگ دیوتا کے
بھائی۔ یہ جو تمہارا ساتھی تمہارے پاس کھڑا ہے۔
اس کے جسم سے مجھے بددیانتی کی بو آ رہی ہے۔
اس سے ہوشیار رہنا۔"

تھیوسانگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ اگر اس نے بد دیانتی کی
تو میں اسے سنبھال لوں گا۔ تم اب یہاں سے
چلے جاؤ۔ کیونکہ یہ خزانہ انسانوں کی بھلائی کے کام
آنے والا ہے۔"

سانپ سارے کے سارے وہاں سے چپ چاپ
ایک سوراخ میں باری باری گھس کر غائب ہو گئے۔ یونانی امیر

جب سارے

تو تھیوسانگ کی اس جادوگری پر حیران رہ گیا۔

سانپ خزانے کو چھوڑ کر چلے گئے تو یونانی بولا۔

"تھیوسانگ! اب ہمیں جلدی جلدی یہ سارا خزانہ

بوریوں میں بھر کر یہاں سے لے جانا چاہیئے"

تھیوسانگ اس یونانی امیر کی لالچی طبیعت سے واقف تھا۔

مگر وہاں سے خزانہ لے جانا بھی ضروری تھا۔ اس کے لیے

وہ دو بوریاں اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے تیزی سے خزانے

کی چھوٹی چھوٹی ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیوں سے

بھری ہوئی تھیلیاں بڑے بوروں میں بھرنی شروع کر دیں۔

جب دونوں بوریاں بھر گئیں اور خزانے کا کمرہ خالی ہو گیا تو

انہوں نے ایک ایک بوری کاندھوں پر اُٹھائی اور واپسی

کا سفر شروع کر دیا۔ واپسی کا سفر بہت مشکل اور تکلیف دہ

تھا۔ یونانی امیر بہت جلد خزانے کے بوجھ سے تھک گیا تھیوسانگ

کو تھکن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے دوسری

بوری بھی اُٹھا لی اور کسی نہ کسی طرح غار سے خزانہ لے کر باہر آ

گئے۔ باہر ان کے گھوڑے موجود تھے۔ انہوں نے خزانہ گھوڑوں

پر لادا اور اپنے شہر کورنتھ کی طرف چل پڑے۔

ابھی تک یونانی امیر نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ جس

سے تھیوسانگ کو اس کی نیت پر شک ہوتا۔ راستے میں انہیں رات

پڑ گئی۔ تب بھی یونانی امیر نے تھیوسانگ پر حملہ نہ کیا۔ حالانکہ وہ

اسے اپنے راستے سے ہٹا کر سارے خزانے پر قبضہ جمانے

کے بارے میں برابر سوچ رہا تھا۔ اسی طرح سفر کرتے وہ

آخر کورنتھ پہنچ گئے۔ یونانی امیر نے خزانے کو اپنے گھر کی سب

سے پچھلی کوٹھڑی میں بند کر دیا۔

تھیوسانگ نے اُسے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس خزانے کا ساتواں حصّہ

الگ کر کے اپنے پاس رکھ لو۔ تاکہ باقی کا سارا خزانہ

ہم غریبوں، بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم کر دیں"

بھلا لالچی یونانی کبھی خزانے کو بانٹ سکتا تھا؟ اس نے

تھیوسانگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بیٹا! اتنی جلدی کیا ہے۔ خزانہ کہیں بھاگا تو نہیں

جا رہا۔ دو ایک دِنوں میں اِس کے حصّے کر لیں گے۔

بھائی میں نے اپالو دیوتا کے سامنے قسم کھائی ہے۔

میں اِس پر قائم ہوں"

مگر یونانی امیر نے اپنے خاص حبشی غلام سے مل کر تھیوسانگ

کو اسی رات قتل کر دینے کا منصوبہ تیار کر لیا ہوا تھا۔

تھیوسانگ کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔ حبشی غلام یونانی امیر

کا خاص غلام تھا۔ جب اس نے اس سے تھیوسانگ کے قتل کی بات کی تو غلام نے کہا۔

"میرے آقا! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں قانون بڑا سخت ہے۔ اگر کسی طرح پتہ چل گیا تو آپ کی خیر نہیں۔"

یونانی امیر نے غلام کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"تو پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ تمہارے خیال میں ایسی کون سی ترکیب ہو سکتی ہے کہ تھیوسانگ مر بھی جائے اور ہم پر کسی کو شک بھی نہ ہو۔"

حبشی غلام نے کچھ سوچنے کے بعد بتایا۔

"یہاں اسی شہر میں ایک بوڑھی یونانی عورت ہے۔ جو ایک ہزار سکے لے کر کام کر دے گی۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" یونانی امیر نے غلام سے پوچھا

غلام نے کہا۔

"اس یونانی جادوگرنی عورت کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے ایک خونخوار بلی پال رکھی ہے۔ وہ خفیہ طور پر اس بلی سے چوری اور لوگوں کو ہلاک کرنے کا کام لیتی ہے۔ جس کو کسی کو ہلاک کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ اس جادوگرنی عورت کو ایک ہزار سونے کے سکے ادا کرتا ہے اور عورت اپنی بلی کو دشمن کے گھر رات کے اندھیرے میں بھیج دیتی ہے۔ یہ خونخوار بلی دشمن کی گردن کو ادھیڑ کر واپس آجاتی ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس یونانی جادوگرنی سے بات کروں؟"

یونانی امیر جلدی سے بولا۔

"فوراً اس سے بات کرو اور اسے تھیوسانگ کسی طرح دکھا بھی دو۔ میں تمہیں سونے کے ہزار سکے دیئے دیتا ہوں۔"

یونانی امیر نے اسی وقت حبشی غلام کو ایک ہزار سونے کے سکے دیئے اور وہ جادوگرنی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔

حبشی غلام نے یونانی جادوگرنی کو سارا قصہ بیان کیا۔ ایک ہزار سونے کے سکے ادا کیئے۔ اسی روز جادوگرنی کو تھیوسانگ دکھا بھی دیا گیا۔ یونانی جادوگرنی کو تھیوسانگ کا ایک رومال بھی دیا گیا۔ جو اس نے عنبر بلی کو سنگھا دیا۔ عنبر بلی کے روپ میں آنے کے بعد اگرچہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ لیکن تھیوسانگ کے رومال میں سے اسے تھیوسانگ کی خوشبو آئی تو وہ بے تاب سا ہو گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ سارا شہر گہری نیند

ہی کمرے کے باہر برآمدے میں چارپائی پر بیٹا عنبر کیمٹی
ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ باغ کی دیوار
پھاند کر ایک کالی بلی باغ میں داخل ہوئی۔ یہ بلی عنبر تھا۔
اسے تھیوسانگ کے رومال کی خوشبو سنگھا دی گئی تھی اور
وہ اس کی خوشبو پر تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عنبر
بلی نے چارپائی پر ایک آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ جادوگرنی
کے منتر کا اثر اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے
آدمی کی گردن چیر پھاڑ ڈالے۔ مگر تھیوسانگ کی خوشبو اسے
ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔

اچانک تھیوسانگ کی بلی پر نظر پڑ گئی۔ اس کو تو عنبر کی
خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ویسے ہی لیٹے لیٹے بلی کو دیکھ
رہا۔ بلی اس کی طرف بڑھی اور غرائی۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ
شاید بلی بھوکی ہے۔ وہ اٹھا کہ بلی کو اندر سے دودھ لا کر ڈال
اسے اٹھتا دیکھ کر بلی پر جادوگرنی کے منتر کا زور ہوا۔ اور
اس نے تھیوسانگ پر چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کے جسم پر گر
ہی بلی کو تھیوسانگ کی خوشبو آئی تو وہ فوراً پیچھے ہٹ گئی۔ تھیو
بھی ایک طرف ہو گیا تھا۔

وہ تعجب سے بلی کو تک رہا تھا۔ اسے تھوڑا سا شک
ضرور ہوا کہ ممکن ہے یہ بلی آدم خور بن گئی ہو۔ دوسرے کم
کے دروازے کے پیچھے یونانی امیر اور غلام چھپ کر یہ سارا منظر
دیکھ رہے تھے۔ بلی غرائی اور پھر قریب آ کر تھیوسانگ کے پاؤں
پہ اپنا سر رگڑنے لگی۔ تھیوسانگ نے بلی کو پیار کیا۔ بلی بھاگ
گئی۔ یونانی امیر اور حبشی غلام ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

"یہ کیسے ہو گیا؟ بلی نے تو اسے کچھ نہیں کہا۔"

یونانی امیر نے غصے میں سرگوشی کی۔ غلام نے آہستہ سے
کہا۔

"جادوگرنی سے ضرور کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میرے آقا
میں صبح اس کے پاس جاؤں گا۔"

دوسرے دن حبشی غلام سیدھا جادوگرنی کے پاس آیا اور
اسے رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ یونانی جادوگرنی بھی بہت حیران
ہوئی۔ کہنے لگی۔

"آج تک میری بلی نے کسی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑا
مگر اس بلی کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ تم فکر نہ کرو۔
میں آج رات پھر بلی کو بھیجوں گی۔"

مگر دوسری رات بھی عنبر بلی نے تھیوسانگ کو کچھ نہ کہا اور
اس کو پیار کرتی رہی۔ یونانی امیر نے تنگ آ کر جادوگرنی سے
آدھے سونے کے سکے واپس لے لیئے۔ اور حبشی غلام سے
کہا۔

"اب تھیوسانگ کو تم قتل کرو گے۔ میں تمہیں دو ہزار
سونے کے سکے دوں گا اور خزانے میں سے بھی ایک
حصہ تمہیں انعام میں دوں گا۔"

حبشی غلام لالچ میں آگیا۔ اس نے تھیوسانگ کو قتل کرنے کی
حامی بھر لی۔ اس رات تھیوسانگ کے دل میں ایک مدت کے
بعد سونے کا خیال آگیا۔ اور وہ سچ مچ رات کو سو گیا۔ جب
وہ گہری نیند سو رہا تھا اور شہر پر رات کا سناٹا چھایا تھا تو
حبشی غلام منہ سر لپیٹے ہاتھ میں خنجر لیے تھیوسانگ کی چارپائی
کی طرف آیا۔

تھیوسانگ گہری نیند سو رہا تھا۔ حبشی غلام نے قریب آکر
خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایک دم خنجر اس کے سینے پر
گھونپ دیا۔ خنجر کے لگتے ہی تھیوسانگ کی آنکھ کھل گئی۔ اس
نے اپنے قاتل کی کلائی پکڑ لی۔ حبشی غلام نے کلائی چھڑانے
کی کوشش کی۔ مگر بھلا وہ تھیوسانگ کی طاقت کا کہاں مقابلہ کر
سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو نیچے گرا لیا اور اس کے
کی چادر اتار کر پھینک دی۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو
لیا۔ حبشی غلام نے اپنے آپ کو چھڑا کر بھاگنے کی کوشش
کی مگر وہ یہ دیکھ کر ڈر گیا تھا کہ خنجر ابھی تک تھیوسانگ
کے سینے میں کھبا ہوا تھا مگر نہ تو تھیوسانگ کو کوئی تکلیف
ہو رہی تھی اور نہ زخم والی جگہ سے خون نکل رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ
نے اپنے سینے سے خنجر نکال کر سرہانے کے نیچے رکھ دیا۔
تھیوسانگ کے سینے کا زخم آہستہ آہستہ اپنے آپ ہی بند ہو
گیا تھا۔ حبشی غلام نے بھاگنے کی کوشش کی اور وہ تھیوسانگ
کے گھٹنے کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف کھسکا ہی تھا کہ
تھیوسانگ نے اپنی انگلی حبشی کی گردن کے ساتھ لگا دی۔

حبشی غلام ایک سیکنڈ میں چھوٹا انگلی جتنا ہو گیا۔ وہ بوکھلا
سا گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے چھوٹے سے جسم کو دیکھنے
لگا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ وہ
سمجھ گیا تھا کہ اسے یونانی امیر نے بھیجا ہو گا۔ باقی رات
تھیوسانگ نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو تھیوسانگ کو
زندہ دیکھ کر یونانی امیر کو بڑی حیرانی ہوئی۔ مگر اس نے اپنی
حیرانی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب اسے حبشی غلام بھی کہیں نظر
نہ آیا۔ تو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تمہارا غلام کہاں چلا گیا ہے؟"

یونانی امیر نے جلدی سے کہا۔

"وہ ـــــ وہ اصل میں رات کو اپنے بھائی سے
ملنے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ دو تین دنوں میں
آجائے گا۔"

تھیوسانگ جانتا تھا کہ یونانی امیر جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ حبشی غلام تو تھیوسانگ کی اندر والی جیب میں بند تھا۔ تھیوسانگ نے یونانی سے کہا کہ اب وہ خزانے کے حصے کر دے۔ یونانی بولا۔

"پرسوں خزانے کو بانٹ لیں گے۔ بس اسے میرا پکا وعدہ سمجھو۔"

تھیوسانگ نے یونانی لالچی کو اور مہلت دے دی۔ وہ خاموش رہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب یہ شیطان اسے خود ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا۔ تھیوسانگ اس کے لیے بھی تیار تھا۔ چنانچہ اسی روز شام کے وقت یونانی امیر نے تھیوسانگ کو اپنے ساتھ ٹھنڈا شربت پینے کی دعوت دی۔ یونانی نے اس شربت میں زہر ملا دیا ہوا تھا۔ صرف یونانی امیر کے اپنے گلاس میں زہر نہیں تھا۔ اس نے تھیوسانگ کو گلاس پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خالص میرے اپنے باغ کے انگوروں کا شربت ہے۔ اسے تم بہت پسند کرو گے۔"

تھیوسانگ پر بھلا زہر کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس میں سے تھوڑا شربت تم نہیں پیو گے؟"

یونانی نے گھبرا کر جلدی سے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔ مہمانوں کے گلاس سے ہم شربت نہیں پیا کرتے۔ تم خود ہی اسے پیو گے۔"

تھیوسانگ نے گلاس اٹھایا اور منہ کے قریب لے گیا۔ یونانی بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ شربت میں ایسا زبردست زہر ملایا گیا تھا کہ جس کے پیتے ہی انسان پھڑک کر مر جاتا تھا۔ تھیوسانگ نے گلاس کو ہونٹوں سے لگایا اور غٹاغٹ سارا شربت پی گیا۔ جب اس نے گلاس ختم کر لیا تو یونانی امیر بڑا خوش ہوا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم مجھے شربت پیتا دیکھ کر اتنے خوش کیوں ہو رہے ہو؟"

یونانی امیر بولا۔

"اس لیے کہ ہم اپنے مہمانوں کو انگور کا شربت پلا کر بہت خوش ہوتے ہیں۔"

یونانی امیر یہ دیکھ کر کچھ پریشان سا ہو رہا تھا کہ زہر کا ابھی تک تھیوسانگ پر معمولی سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"کیا تم اپنے مہمانوں کو شربت میں زہر ڈال کر بھی پلاتے ہو؟"

یونانی امیر کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ وہ بوکھلا کر بولا۔

"یہ ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس گلاس میں جو شربت تھا۔ اس میں بڑا خطرناک زہر تھا۔ وہ زہر سارے کا سارا میرے جسم میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے یہ زہر تمہارے سامنے اس لیے پی لیا ہے کہ تم پر یہ ثابت کر سکوں کہ تمہارا کوئی بھی حربہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اور تم مجھے کسی ترکیب سے بھی ہلاک نہ کر سکو گے"

یونانی امیر نے قسم کھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے دیوتاؤں کی قسم ہے۔ میں نے شربت میں زہر نہیں ڈالا تھا"

زہر والا شربت گلاس میں تھوڑا سا باقی بچا رہ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے گلاس اٹھا کر یونانی کی طرف بڑھایا اور کہا۔

"اگر اس میں زہر نہیں تھا تو کیا تم اس آدھے گھونٹ شربت کو پی کر دکھاؤ گے؟"

یونانی امیر کا رنگ زرد ہو گیا۔ تھیوسانگ نے گرج دار آواز میں کہا۔

"تمہارا رنگ کیوں اڑ گیا ہے۔ تم چپ کیوں ہو گئے ہو۔ اگر اس میں تم نے زہر نہیں ملایا تھا تو پھر تم اسے پیتے ہوئے ڈر کیوں رہے ہو؟ لو اسے پی کر دکھاؤ!"

یونانی امیر بولا۔

"تم مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو۔ میں یہ گھونٹ اس لیے نہیں پی رہا کہ ہمارے مذہب میں کسی کا اور خاص طور پر مہمان کا جھوٹا پانی یا شربت پینا منع ہے"

تھیوسانگ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔

"اور تمہارے مذہب میں یہ جائز ہے کہ تم اپنے مہمان کے گلاس میں زہر ملا دو؟ تمہارا پول کھل چکا ہے۔ میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ تم نے مجھے اس سے پہلے اپنے غلام کو بھیج کر ہلاک کروانے کی کوشش کی تھی"

یونانی امیر نے بھی بلند آواز میں کہا۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ دکھاؤ مجھے"

تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ثبوت کو دیکھ نہیں سکو گے۔ لیکن تم
اپنے ثبوت کو پہچان ضرور لو گے۔"
اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے قمیض کی اندر والی جیب
سے انگلی کے برابر حبشی غلام کو نکال کر میز پر رکھ دیا۔
حبشی غلام پھدک پھدک کر
اپنی کمزور پتلی سی آواز میں چیخ رہا تھا۔ یونانی امیر نے فوراً
اسے پہچان لیا کہ یہ اس کا ہی غلام ہے مگر وہ دہشت زدہ
ہو گیا تھا۔ کہ اسے کس نے اتنا چھوٹا سا بنا دیا۔ تھیوسانگ
نے حبشی غلام کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھایا اور بولا۔
"سچ سچ بتاؤ تمہیں خنجر دے کر مجھے مارنے
کے لیے کس نے بھیجا تھا؟"
حبشی غلام کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔
"اگر میں سچ سچ بتا دوں تو کیا تم میری جان
بخشی کر دو گے؟ مجھے پھر سے بڑا بنا دو گے؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔"
حبشی غلام نے یونانی امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"مجھے اس نے تمہیں ہلاک کرنے کے لیے
بھیجا تھا۔"

یہ سنتے ہی پہلے تو یونانی امیر ایک دم چپ سا ہو کر
رہ گیا۔ پھر سٹپٹا کر بولا۔
"یہ بکواس کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"سچ تو صرف تم ہی بولتے ہو۔"
تھیوسانگ نے حبشی غلام کو زمین پر کھڑا کر دیا اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ حبشی غلام ایک
پل میں پھر سے جوان اور بڑا ہو گیا۔
یونانی امیر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
"یہ — یہ میں کیا جادوگری دیکھ رہا ہوں؟" وہ
بڑبڑایا۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ جادوگری تمہاری سمجھ میں اس وقت
بھی نہیں آسکے گی جب میں تمہیں بھی چھوٹی انگلی
کے برابر کر دوں گا۔"
یونانی امیر نہیں نہیں کرتا اٹھ کر بھاگا۔ مگر تھیوسانگ
نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے زمین پر گرا دیا۔ اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ یونانی امیر دیکھتے
دیکھتے ننھا سا بن کر رہ گیا۔ اور زور زور سے اچھلنے اور

شور مچانے لگا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اسے اپنے نقلی آقا کو لے جا کر سب سے گہرے تہہ خانے میں بند کر دے۔"

حبشی غلام نے انگلی کے برابر یونانی امیر کو زمین پر سے اٹھایا ہی تھا کہ تھیوسانگ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"نہیں۔ اس کو ابھی میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جا کر اپنا کام کرو۔"

حبشی غلام چلا گیا۔ تھیوسانگ نے یونانی امیر کو ایک ڈبی میں بند کر کے ڈبی میں ہوا کے لیے سوراخ کر دیئے اور پھر اسے ایک الماری میں رکھ دیا۔ حبشی غلام کو اتنا علم تھا کہ اس مکان کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں بے پناہ خزانہ دو بوریوں میں پڑا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تھیوسانگ کے پاس زبردست جادو کی طاقت ہے اور اسے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ اب اس نے اس کا توڑ یہی سوچا کہ جا کر یونانی جادوگرنی سے بات کرے۔ وہ بازار سے سودا لانے کے بہانے سیدھا یونانی جادوگرنی کے مکان پر آ گیا۔ جب اس نے ساری بات جادوگرنی کو بتائی تو وہ سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"اب میں سمجھ گئی ہوں کہ میری بلی اس تھیوسانگ کے بچے کو کیوں نہیں ہلاک کر سکی۔ اس کے پاس کوئی جادو ہے۔"

حبشی غلام کہنے لگا۔

"حالانکہ اس کے پاس خزانہ بھی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خزانہ دیکھا ہے۔ یہ اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ اگر ہمیں مل گیا تو ہماری سات پشتیں عیش کریں گی۔ کسی کو محنت مزدوری اور غلامی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تمہیں بھی اس بلی کے ذریعے خون ریزی سے نجات مل جائے گی۔"

جادوگرنی سوچ میں پڑ گئی۔ کافی دیر سوچنے کے بعد بولی۔

"اس نے تمہیں چھوٹا کس طرح کیا تھا؟"

حبشی غلام نے جواب میں کہا۔

"تھیوسانگ نے اپنے دائیں ہاتھ کی سیدھی انگلی میری گردن سے لگائی تھی۔ بس میں فوراً ہی چھوٹا سا بن گیا۔ اسی طرح اس نے میرے آقا کو بھی چھوٹا کر کے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔"

جادوگرنی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ حبشی غلام نے

پوچھا۔

"خالہ! کیا تمہارے پاس ایسا کوئی جادو نہیں ہے کہ جس سے تم تھیوسانگ کی طاقت ختم کر سکو؟"

جادوگرنی بولی۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ میرے پاس چھوٹے موٹے ٹونے ٹوٹکے ہی ہیں۔ اتنا زبردست جادو کا منتر نہیں ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ میں آج رات ایک عمل کر کے اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلاتی ہوں۔ وہ مجھے ضرور کوئی نہ کوئی ایسا منتر بتا دے گی کہ جس کی مدد سے ہم تھیوسانگ سے نجات حاصل کر کے خزانے پر قبضہ کر لیں گے۔ تم اب جاؤ اور کل اسی وقت میرے پاس آنا۔"

حبشی غلام واپس چلا گیا۔ اسی رات یونانی جادوگرنی نے کمرے کے اندر آگ جلا کر اس میں انسانی ہڈیوں کو ڈال کر منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ وہ رات کے دو بجے تک اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلانے کے لیے منتر پڑھتی رہی۔ ٹھیک دو بجے رات جب شہر پر سناٹا چھا رہا تھا۔ جادوگرنی نے اپنا منتر ختم کر دیا۔ آگ بجھ چکی تھی۔ اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ پھر اچانک دھوئیں میں ایک عورت کی ڈراؤنی شکل نمودار ہوئی۔ یہ ایک ایسی عورت کی شکل تھی۔ جس کے بال کھلے تھے۔ اور دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ یونانی جادوگرنی نے سر جھکا دیا اور بولی۔

"ڈائینی کی بدروح کا آنا مبارک ہو۔"

ڈائینی کی بدروح نے ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ لگایا اور کھڑکھڑاتی آواز میں بولی۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا ہے مکار عورت؟"

○
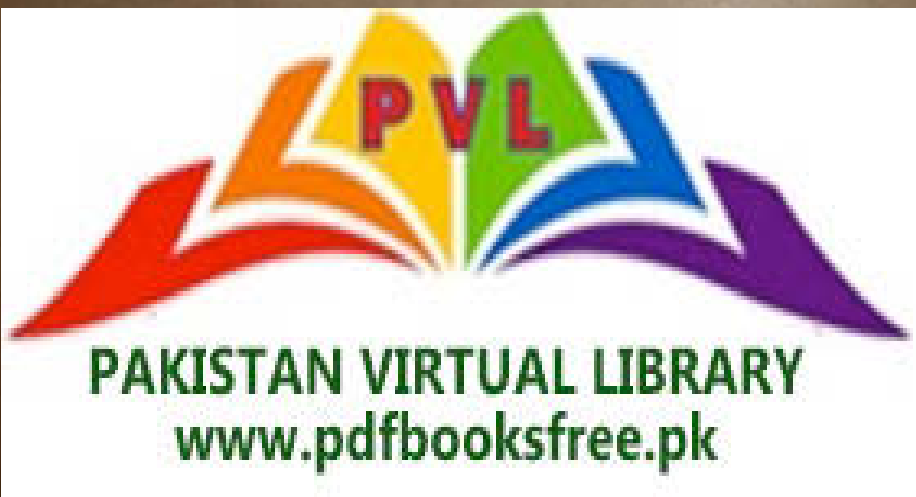
کالی چھپکلی

جادوگرنی نے کہا۔

"میری پیاری استانی! اس وقت میں عجیب
مصیبت میں مبتلا ہوں۔"

اور پھر یونانی جادوگرنی نے ڈائینی کی بدروح کو
شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بیان کر دی۔
ڈائینی کی بدروح نے ایک اور ہلکا سا قہقہہ لگایا اور
بولی۔

"تھیوسانگ اس دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔ تو
اس پر اپنے جادو سے قابو نہیں پا سکتی۔"

یونانی جادوگرنی نے عاجزی سے عرض کی۔

"اے عظیم بدروح! کیا تمہارے پاس بھی کوئی
ایسا جادو نہیں ہے کہ جس سے میں تھیوسانگ
کو اپنے راستے سے ہٹا سکوں؟"

ڈائینی کی بدروح نے کہا۔

"ایسا کوئی جادو میرے پاس نہیں ہے لیکن میں
تمہیں ایک گر کی بات بتا سکتی ہوں۔"

جادوگرنی نے بے تابی سے کہا۔

"ضرور بتاؤ میری استانی۔ میں تیرے نام کے
بارہ کالے بکرے دوں گی۔"

ڈائینی کی بد روح نے کہا۔

"سن شیطان عورت! اگر تو کسی طرح تھیوسانگ
کے سیدھے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ ڈالنے
میں کامیاب ہو جائے تو تھیوسانگ اسی وقت مر
جائے گا۔ بس یہی تھیوسانگ کی موت کا راز ہے
جو میں نے تمہیں بتا دیا۔ اب میں جاتی ہوں۔
اور خبردار پھر مجھے مت بلانا۔"

ایک قہقہہ لگا کر ڈائینی کی بد روح غائب ہو گئی۔

یونانی جادوگرنی باقی رات یہی سوچتی رہی کہ تھیوسانگ
کے سیدھے یعنی دائیں ہاتھ کی انگلی وہ کیسے کاٹنے
میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں حبشی
غلام اس کی بہت مدد کر سکتا تھا۔ وہ اس کا انتظار
کرنے لگی۔ دن چڑھا تو حبشی غلام بھی آگیا۔ جادوگرنی
نے اسے بتایا۔

"میری استانی نے بتایا ہے کہ اگر ہم کسی طرح تھیو سانگ کے سیدھے ہاتھ کی کوئی بھی انگلی کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو تھیو سانگ فوراً مر جائے گا۔ پھر ہم دونوں خزانے کے مالک بن جائیں گے۔"

حبشی غلام نے فوراً کہا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔"

پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"لیکن جہاں تک میرا خیال ہے۔ تھیو سانگ کبھی نہیں سوتا۔ وہ رات کو بھی جاگتا رہتا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار ہے۔ اب تو اور زیادہ چوکس ہو گیا ہے۔ اس کی انگلی کاٹنا آسان کام نہیں لگتا۔"

یونانی جادوگرنی نے حبشی غلام کو بُرا بھلا کہا اور بولی۔

"تم کیسے آدمی ہو۔ تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ خنجر اپنے پاس رکھو اور موقع پاتے ہی تھیو سانگ کی انگلی کاٹ ڈالو۔"

حبشی غلام سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"یہی تو مشکل ہے۔ تھیو سانگ ایسا موقع کبھی نہیں دے گا۔ وہ ہر وقت مجھ سے خبردار رہتا ہے۔ وہ تو اب کسی کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔"

جادوگرنی سوچ میں گم ہو گئی۔ وہ پیٹھ پر دونوں ہاتھ رکھے ٹہلنے لگی۔ کچھ دیر بے چینی سے ٹہلنے کے بعد رکی اور حبشی غلام کی طرف دیکھ کر بولی۔

"میں تمہیں ایک انگوٹھی دیتی ہوں۔ یہ جادو کی انگوٹھی ہے۔ اس پر میں منتر پڑھ کر پھونک دوں گی۔ تم اسے تھیو سانگ کو دے کر کہنا کہ یہ خوش قسمتی کی انگوٹھی ہے جو کوئی اسے سیدھے ہاتھ پہنے اس کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے تھیو سانگ اس فریب میں آ جائے۔ اگر اس نے یہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی تو اس انگوٹھی پر کئے گئے جادو کے اثر سے انگوٹھی پہننے کے ایک گھنٹے بعد وہ انگلی جڑ کر ہاتھ سے الگ ہو جائے گی جس میں یہ انگوٹھی پہنی گئی ہو گی۔"

حبشی غلام خوش ہو کر بولا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ میں تھیو سانگ کو انگوٹھی پہنا دوں

گا تم مجھے انگوٹھی دے دو۔"
جادوگرنی اندر گئی اور ایک چاندی کی انگوٹھی لے آئی۔ جس پر ایک خوب صورت سیاہ رنگ کا ہیرا لگا ہوا تھا۔ جادوگرنی نے اس پر کچھ منتر پڑھ کر پھونکے اور بولی۔
"یہ لو انگوٹھی۔ اب اس میں جادو کی تاثیر آ گئی ہے جو کوئی اسے اپنی انگلی میں پہنے گا۔ ایک گھنٹہ بعد وہ انگلی ہاتھ سے الگ ہو جائے گی۔ اب تھیوسانگ کو انگوٹھی پہنانا تمہارا کام ہے۔"
حبشی غلام بولا۔
"تم فکر ہی نہ کرو خالہ۔ میں آج ہی اسے انگوٹھی پہنا دوں گا۔ تم دیکھ لینا آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ مر چکا ہو گا۔"
حبشی غلام خوشی خوشی انگوٹھی جیب میں ڈال کر اپنے مالک کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بازار سے اس نے کچھ سبزی وغیرہ بھی خرید لی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ اپنے کمرے میں بیٹھا خزانے کے جواہرات اور سونے کی ڈلیوں کا حساب لکھ رہا ہے۔ دو تھیلیاں اس کے سامنے تخت پر کھلی پڑی تھیں۔ اس نے حبشی غلام کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کل میں اس خزانے کو غریبوں میں بانٹ دینا چاہتا ہوں۔ تم آج شام مجھے بتاؤ گے کہ شہر میں غریب، یتیم اور بیوائیں کون کون سی ہیں۔ اور یہ لوگ کہاں کہاں رہتے ہیں۔"
حبشی غلام نے سر جھکا کر کہا۔
"جو حکم میرے آقا۔"
اور حبشی غلام باورچی خانے میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تھیوسانگ کے لیے خاص قہوہ تیار کر کے لے گیا۔ تھیوسانگ نے تھیلیوں کے منہ بند کر دیئے۔ اور قہوے کی پیالی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
"تم میری بڑی خدمت کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنے حصے میں سے بھی آدھا خزانہ دے دوں گا۔ اب تمہیں خوش ہو جانا چاہیئے۔"
حبشی غلام تو پورے خزانے پر نگاہیں لگائے ہوئے تھا۔ اس نے سر جھکا دیا اور بولا۔
"آپ کی نوازش ہے حضور۔"
پھر کہنے لگا۔
"کل رات مجھے میرے پیر و مرشد ملنے آئے تھے۔ انہوں نے مجھے تحفے کے طور پر یہ انگوٹھی دی۔

"میرے پیر و مرشد بہت بڑے بزرگ ہیں۔"
تھیوسانگ کو حبشی غلام نے جیب سے انگوٹھی نکال کر
دکھائی۔ چاندی کی انگوٹھی میں سیاہ ہیرا لگا ہوا تھا۔ سیاہ
ہیرا کہیں کہیں ہی ملتا ہے۔ تھیوسانگ نے انگوٹھی کو اپنے
ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا۔ کہنے لگا۔
"انگوٹھی تو بڑی خوب صورت ہے۔"
حبشی غلام نے کہا۔
"میرے آقا میرے پیر مرشد نے مجھے انگوٹھی دیتے
وقت یہ بھی کہا تھا۔ جو شخص اس انگوٹھی کو اپنے
سیدھے ہاتھ میں ایک دن کے لیے پہنے گا اس
کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی۔"
تھیوسانگ کو خیال آ گیا کہ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو وہ اسے
ضرور پہنے گا۔ ممکن ہے اس طرح عنبر ناگ کیٹی اور ماریا سے
اس کی ملاقات ہو جائے۔ مگر اس نے زیادہ اشتیاق کا اظہار
نہ کیا۔ حبشی غلام بولا۔
"میرے آقا! آپ اگر اسے ایک دو روز کے لیے
پہننا چاہیں تو پہن لیجئے۔ یقین کے ساتھ کہتا ہوں
کہ آپ جو بھی خواہش کریں گے وہ پوری ہو جائے
گی۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ انگوٹھی پہن لینے میں کیا حرج ہے۔
چنانچہ اس نے حبشی غلام سے لے کر انگوٹھی اپنے سیدھے
ہاتھ کی انگلی میں پہن لی۔ انگوٹھی پہنتے وقت اس کے جسم کو
ہلکا سا جھٹکا لگا۔ جس کو تھیوسانگ نے یہ سوچ کر ذہن سے
نکال دیا کہ چونکہ انگوٹھی چاندی کی ہے اور چاندی کا اس کے
جسم پر اثر ہوتا ہے۔ یہ جھٹکا اسے اسی لیے لگا تھا جب
کہ حقیقت یہ تھی کہ یہ انگوٹھی اس کی موت کا باعث بن
سکتی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ کے جسم نے فوراً ردِ عمل ظاہر
کر کے اسے خبردار کیا تھا کہ ایک خوفناک بات ہونے
والی ہے۔ مگر تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ اصل میں اسے
بھی کبھی یہ وہم نہیں ہو سکتا تھا کہ حبشی غلام جو انگوٹھی لایا
ہے وہ اس کی انگلی کو جڑ سے الگ کر دے گی۔
تھیوسانگ نے انگوٹھی اپنے سیدھے ہاتھ میں پہن لی۔
حبشی غلام اسے انگوٹھی پہنتے دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور
واپس باورچی خانے میں چلا گیا۔
اب وہ ایک ایک سیکنڈ گن کے وقت گزارنے لگا۔
باورچی خانے میں بھی ریت کی گھڑی پڑی تھی۔ جس پر ایک
پہر یعنی ایک گھنٹے کے گزر جانے کا فوراً علم ہو جاتا تھا۔ حبشی
کھانا پکاتے ہوئے اس گھڑی کو بار بار دیکھ لیتا تھا۔ شیشے

عنبر بلی کی جب بے چینی بڑھی تو وہ تیزی سے چھلانگ لگا کر مکان کی دیوار پھاند کر بازار میں آگئی۔ اسے اب تھیوسانگ کے رومال کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کے گھر کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ عنبر بلی جتنی تیزی سے دوڑ سکتی تھی دوڑتی چلی گئی۔ جب وہ دیوار پھاند کر تھیوسانگ کے مکان کے صحن میں کودی تو اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ کرسی پر سر جھکائے بیٹھا کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کے پاس ہی موت خاموش کھڑی مسکرا رہی ہے۔ عنبر بلی کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس کو احساس تک نہیں تھا کہ وہ تھیوسانگ کی کیوں مدد کرنا چاہتا ہے۔ موت کو تھیوسانگ کے پاس کھڑی دیکھ کر بلی کے حلق سے عجیب سی ڈراؤنی آواز نکل گئی۔ اس آواز پر تھیوسانگ نے چونک کر بلی کی طرف دیکھا۔ اس نے بلی کو پہچان لیا۔ یہ وہی بلی تھی جو اس سے پہلے بھی تھیوسانگ کے پاس آئی تھی۔ اور جس نے اس کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔

تھیوسانگ اپنے قریب کھڑی موت سے بالکل بے خبر تھا۔ حبشی غلام اس وقت کچن میں برتن دھو رہا تھا۔ وہ دو بار تھیوسانگ کو دیکھ کر یہ تسلی کر چکا تھا کہ انگوٹھی تھیوسانگ کی بوتل میں گر رہی تھی۔ وقت گزر رہا تھا۔ وہ کسی بہانے باہر جا کر تھیوسانگ کو بھی دیکھ لیتا تھا کہ اس نے کہیں انگوٹھی اتار تو نہیں دی۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ تھیوسانگ نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن رکھی تھی۔ اور اب وہ میز کرسی پر بیٹھا رجسٹر پر حساب کتاب لکھ رہا تھا۔ شاید وہ خزانے کے الگ الگ حصے کر رہا تھا۔ کہ کون سا حصہ یتیموں کو دینا ہو گا۔ کون سا حصہ غریبوں اور بیواؤں کو جائے گا؟

دوسری طرف ایسا ہوا کہ عنبر بلی کی شکل میں جادوگرنی کے مکان میں بیٹھا دودھ پی رہا تھا کہ اچانک اس کی طبیعت بے چین ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دل کا دل سے اثر تھا۔ یعنی ایک طرح کی ٹیلی پیتھی تھی۔ چونکہ تھیوسانگ ان جانے میں اپنی موت کے قریب جا رہا تھا۔ اس لیے عنبر پر بلی کے روپ میں بھی اس کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔ وہ بے چینی سے سر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ عنبر کو صرف یہ یاد تھا کہ وہ بلی ہے اور جادوگرنی کے حکم کی پابند ہے۔ جادوگرنی نے بھی دیکھا کہ بلی نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہے اور بے چینی سے اِدھر اُدھر چکر لگا رہی ہے۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا اور اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔

تھیوسانگ کے
کی انگلی میں ہی ہے۔ اب اس کے حساب سے
مرنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ موت کا ہاتھ
تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بلی تھیوسانگ کے گرد چکر لگانے
لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ جو موت تھیوسانگ کے پاس کھڑی
ہے اس نے جھک کر تھیوسانگ کے انگوٹھی والے ہاتھ کی طرف
دیکھا اور مسکرائی۔ یہ موت کی مسکراہٹ تھی۔ ایک مدت کے
بعد وہ تھیوسانگ کی جان قبض کرنے کو بالکل تیار تھی۔ کہ اچانک
بلی اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر تھیوسانگ کے سیدھے
ہاتھ پر گری اور اس کی انگوٹھی والی انگلی اپنے منہ میں لے لی۔
تھیوسانگ نے گھبرا کر انگلی کو جھٹکا۔ بلی تڑپ کر پیچھے گری اور
تھیوسانگ نے دیکھا کہ بلی اس کی انگلی کی انگوٹھی اپنے ساتھ
ہی لے گئی تھی۔ موت ایک دم غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ حیران
ہوا کہ یہ کیا ہوا کہ بلی اس کے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر لے
گئی ہے۔ وہ بلی کی طرف بھاگا مگر بلی دیوار پھاند کر جا
چکی تھی۔ عنبر بلی نے یہ سب کچھ خوشبو کی وجہ سے کیا تھا۔
جو اسے تھیوسانگ کے جسم سے آ رہی تھی۔ اور جو اسے
تھیوسانگ کی مدد کرنے کو وہاں لے آئی تھی۔ بلی سمجھ گئی تھی۔
کہ تھیوسانگ نے جو انگوٹھی پہن رکھی ہے وہی اس کی موت
کی وجہ بننے والی ہے۔ بلی نے موت کو جھک کر انگوٹھی کی طرف

دیکھتے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔

تھیوسانگ اپنی خالی انگلی کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں بلی کے دانتوں
کی ہلکی سی خراش آ گئی تھی۔ اتنے میں حبشی غلام بھی کچن سے
بلی کا شور سن کر باہر آ گیا۔ اس کی نظر تھیوسانگ کی خالی
انگلی پر پڑی۔ تو اس کا رنگ اڑ گیا۔

"میرے آقا! انگوٹھی کہاں چلی گئی؟"

تھیوسانگ نے سوچا کہ چونکہ انگوٹھی حبشی غلام کے پیرومرشد
کی تھی۔ اس لیے وہ فکرمند ہے۔ اس نے کہا۔

"بھائی میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ آناً
فاناً کیا ہو گیا۔ میں یہاں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک
بلی دیوار پھاند کر آئی اور اس نے میرے ہاتھ پر
چھلانگ لگائی۔ میری انگلی منہ میں ڈالی اور اس سے
پہلے کہ میں سنبھل سکتا، اسے پکڑ سکتا وہ انگوٹھی
اتار کر بھاگ گئی۔ بھائی مجھے بہت افسوس
ہے کیونکہ یہ تمہارے مرشد صاحب کی
انگوٹھی تھی۔"

حبشی غلام نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا وہ بلی کالی تھی؟"

تھیوسانگ بولا۔

"ہاں کالی بلی تھی اور اس کی آنکھیں سُرخ تھیں۔"
حبشی غلام سمجھ گیا کہ یہ جادوگرنی کی بلی کے سوائے اور کوئی بلی نہیں ہو سکتی۔ بولا۔

"میں اس بلی کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے ایک ہمسائے کی بلی ہے۔ میں ابھی اِسے پکڑ کر لاتا ہوں۔"

حبشی غلام نے برتن وہیں پھینکے اور مکان سے باہر بھاگ گیا۔

عنبر بلی منہ میں موت کی انگوٹھی پکڑے گلیوں بازاروں میں بھاگتی ایک باغ میں آ گئی۔ باغ میں ایک ویران کنواں تھا۔ عنبر بلی نے وہ انگوٹھی اس کنوئیں میں پھینکی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جادوگرنی کے مکان میں آ کر اپنی جگہ پر چُپ چاپ بیٹھ گئی۔ اِسے گھر سے جاتے ہوئے بھی جادوگرنی نے نہیں دیکھا تھا اور آتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں جادو کا کوئی منتر یاد کر رہی تھی کہ حبشی غلام نے زور سے دروازے پر دستک دی۔

جادوگرنی نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو حبشی غلام گھبرایا ہوا بولا۔

"غضب ہو گیا خالہ۔ تمہاری بلی وہ انگوٹھی تھیوسانگ کی انگلی سے اتار کر لے گئی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" جادوگرنی نے تعجب سے کہا۔ "میری بلی تو صبح سے اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔"

حبشی غلام نڈھال سا ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"خالہ تھیوسانگ نے جو بلی کا حلیہ بتایا ہے۔ وہ تمہاری بلی کا ہی ہے۔ کالی سیاہ اور سرخ آنکھیں تم اس کا معائنہ کرو۔ انگوٹھی ضرور اس نے نگل لی ہے۔"

جادوگرنی جلدی سے باہر برآمدے میں گئی۔ عنبر بلی خاموشی سے اپنی جگہ پر آنکھیں ذرا سی کھولے مزے سے پڑی تھی۔ جادوگرنی نے جاتے ہی اِسے گردن سے پکڑا اور اندر لے گئی۔ پھر اس نے بلی کو زمین پر سیدھا لٹا دیا پہلے اس کا منہ کھول کر دیکھا۔ انگوٹھی بلی کے منہ میں نہیں تھی۔ پھر اس نے بلی کے پیٹ کو زور زور سے انگلیوں سے ٹٹولا۔ انگوٹھی بلی کے پیٹ میں بھی نہیں تھی۔ اس نے حبشی غلام سے کہا۔

"میں نہ کہتی تھی کہ میری بلی ایسا کام کبھی نہیں کر سکتی۔ یہ کارستانی کسی دوسری بلی کی ہے۔ تم فوراً اسے محلے میں

تو میری قیمتی انگوٹھی تھی۔ اسے میری استادنی
ڈائینی کی بدروح نے مجھے دیا تھا۔ اب میں
اسے کیا منہ دکھاؤں گی؟"
حبشی غلام سخت مایوسی میں اِدھر اُدھر سر مارنے
لگا۔
"خالہ! ہمارے گھر میں کبھی کسی گھر کی بلی نہیں
آئی۔ یہ کام تمہاری بلی کا ہی ہے۔"
جادوگرنی نے حبشی غلام کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
"تم بکواس کرتے ہو۔ میری بلی پر جھوٹا الزام
لگا رہے ہو۔ میری بلی میرے حکم کے بغیر یہاں سے
کبھی باہر نہیں گئی۔ جاؤ اور جاکر میری انگوٹھی
تلاش کرو۔ نہیں تو میں تم سے پورا پورا ہرجانہ
لوں گی۔"
حبشی غلام خاموشی سے سر جھکائے ہوئے اٹھا اور مکان
سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد جادوگرنی کو خیال آیا
کہ کہیں یہ کام اس کی بلی کا نہ ہو۔ کیونکہ کوئی دوسری بلی
جادو کی انگوٹھی کی طرف نہیں بڑھ سکتی۔ جادوگرنی عنبر
بلی کے پاس برآمدے میں آگئی۔ اس کے پاس بیٹھ کر اسے
غور سے دیکھا اور بولی۔

"انگوٹھی تم نے اتاری تھی؟"
عنبر بلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی —
جادوگرنی نے کئی بار اپنا سوال دہرایا۔ جب بلی نے کوئی
جواب نہ دیا تو اُسے یقین ہو گیا کہ اس کی بلی بے قصور
ہے۔ یہ کام کسی دوسری بلی کا ہے۔ جس کو کسی وجہ
سے انگوٹھی پسند آگئی ہو گی۔ اور وہ لپک کر اسے اتار کر
لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے ایک بار پھر ڈائینی کی بدروح
کو بلانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ پتہ چل سکے کہ انگوٹھی کہاں ہے
اور اسے کون سی بلی لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے رات کے
ایک بجے اپنے کمرے میں آگ جلائی۔ اس میں انسانی ہڈیاں
ڈالیں اور منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ ایک گھنٹے تک منتر
پڑھنے کے بعد آگ بجھ گئی۔ اس میں سے دھواں نکلنے لگا۔
پھر دھوئیں میں جادوگرنی کی استادنی یعنی ڈائینی کی بدروح
کی شکل نمودار ہوئی۔ جادوگرنی نے سر جھکا کر خوش آمدید
کہا۔ اور بولی۔
"عظیم استادنی کی بدروح! ایک حادثہ ہو
گیا ہے۔ تمہاری دی ہوئی انگوٹھی کوئی بلی چھین
کر لے گئی ہے۔ ہمیں وہ بلی نہیں مل رہی۔"
ڈائینی کی بدروح نے مکروہ قہقہہ لگایا اور [illegible]

آواز میں بولی۔

"احمق جادوگرنی! جس بلی نے میری انگوٹھی تھیو سانگ کی انگلی سے نکالی تھی وہ تمہاری ہی بلی ہے۔"

جادوگرنی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مگر عظیم بدروح! اس کے پیٹ میں تو انگوٹھی نہیں تھی۔"

بدروح نے کہا۔

"اس بلی نے انگوٹھی تمہارے گھر کے پیچھے جو کنواں ہے اس میں پھینک دی ہے۔"

جادوگرنی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"اس نے ایسا کیوں کیا؟"

بدروح نے اسے ڈانٹ کر کہا۔

"یہ تو جان اور تیرا کام۔ اب اگر تونے مجھے پھر بلایا تو میں تیرے گھر کو آگ لگا دوں گی۔"

اور اس کے ساتھ ہی ڈائینی کی بدروح غائب ہو گئی۔ جادوگرنی پہلے تو خوش ہوئی کہ اسے انگوٹھی کا سراغ مل گیا ہے۔ پھر سوچنے لگی کہ کنوئیں میں سے انگوٹھی کیسے نکالے گی۔ خدا جانے وہ کہاں پڑی ہو گی۔ صبح حبشی غلام کو اس نے بلا کر ساری بات بتائی۔

غلام اچھل کر بولا۔

"خالہ! میں نے نہ کہا تھا کہ یہ اسی بلی کی کارستانی ہے۔"

جادوگرنی نے کہا۔

"اب اس بک بک کو چھوڑو اور جیسے بھی ہو کنوئیں میں سے انگوٹھی نکالنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اس انگوٹھی کے بغیر ہم تھیو سانگ کا خزانہ حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ تھیو سانگ مرے گا اور نہ ہم اس کا خزانہ حاصل کر سکیں گے۔"

حبشی غلام کہنے لگا۔

"میں خود کنوئیں میں اتر کر انگوٹھی تلاش کروں گا۔"

تھوڑی دیر بعد حبشی اور جادوگرنی پرانے کنوئیں کے پاس کھڑے تھے۔ حبشی غلام رسی لے آیا تھا۔ اس نے رسی اوپر ایک درخت کے ساتھ باندھی اور اسے اپنی کمر کے گرد لپیٹ کر کنوئیں میں اتر گیا۔ کنوئیں میں پانی گدلا گدلا تھا۔ اس نے پانی میں ڈبکی لگائی اور کنوئیں کی تہہ میں جا کر ریت کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ بہت جلد اس کا سانس پھول گیا۔ اور اس

غوطے لگاتا
باہر نکال لیا۔ وہ دیر تک کنوئیں کے پانی میں
اور انگوٹھی تلاش کرتا رہا مگر انگوٹھی اسے نہ مل سکی۔ اس
کی وجہ یہ تھی کہ انگوٹھی ایک چھوٹے سے کچھوے نے نگل لی تھی۔
عنبر بلی نے جب انگوٹھی کنوئیں میں پھینکی تو کچھوا کنوئیں کے پانی
میں تیر رہا تھا۔ اس نے کوئی شے گرتی دیکھی تو جھپٹی لگا
کر اسے منہ میں لے کر فوراً نگل لیا اور پھر کنوئیں کی تہہ
میں کنوئیں کی دیوار میں بنے ہوئے اپنے گھر میں چلا گیا۔ حبشی
غلام شام تک کنوئیں کے پانی کو کھنگالتا رہا۔ مگر اسے انگوٹھی
نہ مل سکی۔

حبشی غلام اور جادوگرنی ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھ
گئے کہ تھیوسانگ کو کیسے راستے سے ہٹا کر خزانے پر
قبضہ کیا جائے۔ حبشی غلام کہنے لگا۔

"خالہ! تم ایک بار پھر اس بلی سے تھیوسانگ
کی انگلی نوچنے کا کام نہیں لے سکتیں؟ کیا ایسا
نہیں ہو سکتا کہ تم اس بلی پر ایسا منتر پڑھو کہ
یہ تھیوسانگ کے پاس جائے اور اس کی انگلی
نوچ کر لے آئے؟"

جادوگرنی نے جواب میں کہا۔

"تھیوسانگ کے بارے میں مجھے اب اس بلی پر
بھروسہ نہیں رہا۔ لگتا ہے کہ تھیوسانگ کی آسیبی
شخصیت کا بلی پر اثر ہو گیا ہے۔ وہ اسے
نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

حبشی غلام نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"تو کیا اتنا بڑا خزانہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے
گا؟"

جادوگرنی گردن اکڑا کر بولی۔

"خزانہ کبھی نہیں ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا۔
میں خود تھیوسانگ کی انگلی کاٹوں گی۔"

حبشی غلام نے خوشی اور حیرت سے جادوگرنی
کی طرف دیکھا۔

"مگر خالہ تم یہ کام کیسے کر سکو گی؟"

جادوگرنی نے کہا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تھیوسانگ نے
مجھے ابھی تک نہیں دیکھا۔ میں کل صبح تمہارے پاس
آؤں گی۔ تم تھیوسانگ سے یہ کہہ کر میرا
تعارف کروانا کہ میں تمہاری خالہ ہوں۔ اور دوسرے
شہر سے آئی ہوں۔ باقی سارا کام میں خود سنبھال
لوں گی۔"

حبشی غلام خوش ہوا کہ شاید اس بار جادوگرنی کا تیر
نشانے پر بیٹھے۔ دوسرے دن تھیوسانگ نے حبشی غلام
کو بلا کر کہا۔

"میں سارا خزانہ آج شام غریبوں میں تقسیم کرنا چاہتا
ہوں۔ تم مجھے فوری طور پر شہر کے یتیموں اور
بیواؤں کی فہرست لاکر دو۔"

حبشی غلام بولا۔

"میرے آقا! آج کل سپارٹا میں ایک خاص میلہ
لگا ہوا ہے۔ ہمارے شہر کے اکثر لوگ زیادہ
تر بیوہ عورتیں اس میلے میں شریک ہونے
کے لیے گئی ہوئی ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیوہ
اگر وہاں جاکر رقص کرے تو اس کے مردہ خاوند
کی روح خوش ہوتی ہے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"یہ میلہ کب ختم ہو گا؟"

حبشی غلام نے کہا۔

"ایک ہفتے بعد ختم ہو جائے گا۔ پھر میں آپ
کو تمام بیوہ عورتوں کی فہرست لاکر دے دوں
گا۔ آپ خزانہ ان میں بانٹنا شروع کر دیجئے

گا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں ایک ہفتہ انتظار کر لیتا ہوں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد ہی ایک بوڑھی عورت کالا لباس
پہنے مکان میں داخل ہوئی۔ حبشی غلام نے آگے بڑھ کر اس
کا استقبال کیا۔ یہ جادوگرنی تھی۔

"خالہ جان تم کب آئیں۔ آجاؤ آجاؤ۔ تمہارا آنا
مبارک ہو۔"

پھر حبشی غلام نے تھیوسانگ سے یہ کہہ کر جادوگرنی کا
تعارف کروایا۔

"میرے آقا! یہ میری خالہ جان ہے۔ دوسرے
شہر میں اکیلی رہتی ہے۔ یہ بھی بیوہ ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"پھر تو تمہاری خالہ کو بھی اس کا حصہ ملے گا۔"

تھیوسانگ نے جادوگرنی کو سلام کیا۔ جادوگرنی خالہ
جان نے تھیوسانگ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی۔
پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی کی لکیروں پر نظر ڈالی اور بولی۔

"میرے بیٹے تمہاری قسمت میں تو بے پناہ دولت
لکھی ہوئی ہے۔"

تھیو سانگ مسکرا کر بولا۔

"خالہ جان! دولت کبھی میرے پاس ٹھہرتی نہیں۔
بس آتی ہے اور نکل جاتی ہے۔"

جادوگرنی اصل میں تھیو سانگ کے سیدھے ہاتھ کی
انگلیاں دیکھ رہی تھی۔ اگر ان میں سے وہ کسی ایک انگلی کو
کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتی تو وہ دنیا کے سب
سے بڑے خزانے کی مالک بن سکتی ہے۔ مگر تھیو سانگ
کی انگلی کو کاٹنا آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی جادوگرنی ایک
خطرناک منصوبہ ذہن میں لے کر وہاں آئی تھی۔ وہ کالی بلی
جان بوجھ کر ساتھ نہیں لائی تھی۔ اور اسے برآمدے کے
ستون کے ساتھ زنجیر سے باندھ آئی تھی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد حبشی غلام اپنی کوٹھڑی میں
اور خالہ اپنی کوٹھڑی میں سونے کے لیے چلی گئی۔ تھیو سانگ
برآمدے میں ہی سوتا تھا۔ سوتا کہاں تھا بس چارپائی پہ لیٹا
جاگتا رہتا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ کب سپارٹا کا
میلہ ختم ہو۔ اور بیوہ عورتیں شہر میں واپس آئیں اور وہ
ان میں خزانہ بانٹ کر اس شہر سے چلا جائے اور اپنے
ساتھیوں کو تلاش کرے۔

رات بڑی اندھیری تھی۔ چاند بھی نہیں نکلا ہوا تھا۔ یونانی

امیر ابھی تک المادی میں ڈبی میں بند پڑا تھا۔ تھیو سانگ اسے
دن میں ایک بار دیکھ لیتا تھا۔ جب رات کافی گزر گئی تو
جادوگرنی نے اپنی لکڑی کی صندوقچی میں سے ایک ڈبی باہر
نکالی۔ اسے کھولا تو اس میں کالے رنگ کی ایک مکروہ شکل
کی چھپکلی لیٹی ہوئی تھی۔ جادوگرنی نے چھپکلی کے سر پہ انگلی
رکھی تو چھپکلی نے منہ کھول کر پھنکار ماری۔ جادوگرنی نے اس
پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیئے۔ پہلے تو
چھپکلی خاموشی سے لیٹی رہی۔ پھر اس نے حرکت شروع کر
دی۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد غصے سے پھنکارنے
لگی۔ منتر ختم کرنے کے بعد جادوگرنی نے چھپکلی کو ڈبی میں
سے نکال کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کے منہ
کے قریب اپنی انگلی لے گئی۔ کالی چھپکلی نے پھنکار
مار کر اپنا منہ کھول دیا۔ چھپکلی کے منہ میں آری
کی طرح تیز چھوٹے چھوٹے بے شمار دانت تھے۔
جادوگرنی نے منتر پڑھ کر ایک بار پھر پھونکا اور آہستہ
سے کہا۔

"کالی چھپکلی! جا۔ باہر برآمدے میں جو آدمی
لیٹا ہے۔ اس کے سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی
کاٹ کر لے آ۔"

جادوگرنی نے چھپکلی کو زمین پر رکھ دیا۔ چھپکلی نے آہستہ آہستہ فرش پر چلنا شروع کر دیا۔ اس کا رُخ باہر برآمدے کی طرف تھا۔ جہاں تھیوسانگ چارپائی پر خاموش لیٹا ہوا تھا۔

○

مُردہ دیوتا
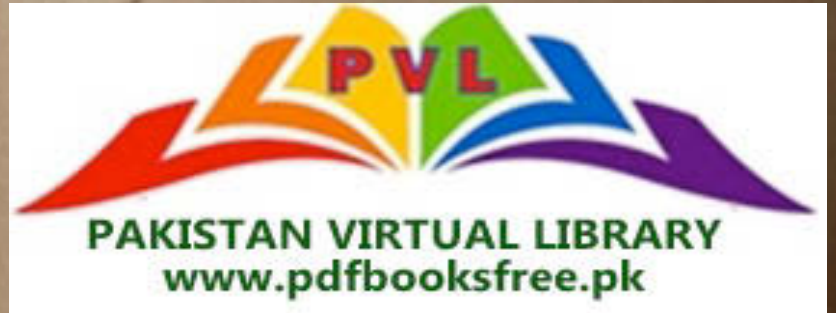
تھیوسانگ چارپائی پر چُپ چاپ لیٹا ہوا تھا۔

وہ جاگ رہا تھا اور عنبر کیپٹن ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ... جانے وہ کہاں ہوں گے۔ کالی چھپکلی فرش پر رینگتی ہوئی جادوگرنی کی کوٹھڑی سے نکل کر برآمدے کے فرش پر آگئی تھی اور اب اس کا رُخ تھیوسانگ کی طرف تھا۔ منتر کی وجہ سے اِسے تھیوسانگ کی بُو آ رہی تھی اور وہ بار بار اپنا مکروہ منہ کھول رہی تھی۔ اس کے دانت بے حد تیز تھے۔ وہ تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی انگلی کاٹنے آ رہی تھی۔ رینگتے ہوئے وہ تھیوسانگ کی چارپائی کی دائیں جانب آگئی۔ اتفاق سے تھیوسانگ کا سیدھا ہاتھ نیچے لٹک رہا تھا۔

بڑا سنہری موقع تھا۔ اس کی انگلی کاٹنے کا۔ کالی چھپکلی تیزی سے رینگتی ہوئی تھیوسانگ کے لٹکتے ہوئے ہاتھ کی طرف بڑھی اور پھنکار مار کر اس کی انگلی منہ میں لینے ہی

بھی تھی کہ تھیوسانگ نے پھنکار سُن کر ہاتھ اوپر کر لیا اور
نیچے دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی سانپ اِدھر آ گیا ہے
اور وہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھے گا۔ اس نے
فرش پر اندھیرے میں کالی چھپکلی کو دیکھا تو حیران ہوا کہ چھپکلی تو
آرام سے گزر جایا کرتی ہے۔ پھر اس نے پھنکار کیوں ماری
تھی۔ دوسری شک والی بات یہ تھی کہ چھپکلی منہ اوپر اٹھائے
اپنی لال لال چھوٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو تک رہی تھی۔
اور ذرا ذرا پھنکار بھی رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
وہ تھیوسانگ پر حملہ کرنے والی ہے۔ تھیوسانگ کو غصہ آ
گیا۔ اس کو معلوم تھا کہ چھپکلی سانپ کی نسل میں سے ہوتی ہے۔
اور سانپ کی زبان بھی سمجھ لیتی ہیں۔ اس نے سانپ کی زبان
میں چھپکلی سے کہا۔

"کمینی چھپکلی تو مجھ پر حملہ کرنے آئی ہو؟"

چھپکلی نے جب ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے
سنا۔ تو اس کو پسینہ آ گیا۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ کوئی معمولی انسان
نہیں ہے۔ پھر اس نے چھپکلی کو دھمکی دی تھی۔ چھپکلی کا جسم خوف
سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ۔۔۔ میں حملہ کرنے خود نہیں آئی تھی"

تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ فوراً سانپ کی زبان میں پوچھا۔

"پھر تمہیں کس نے بھیجا ہے؟"

اب کالی چھپکلی نے تھیوسانگ کو صاف صاف بتا دیا کہ
کوٹھڑی میں جو بوڑھی عورت بیٹھی ہے وہ جادوگرنی ہے؟

"اس نے عورت نے مجھ پر منتر پڑھ کر تمہارے
پاس اس لیے بھیجا تھا کہ میں تمہارے سیدھے
ہاتھ کی انگلی کاٹ لاؤں"

اب ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ حبشی غلام
خالہ کے بھیس میں کسی جادوگرنی کو وہاں لے آیا تھا تاکہ
وہ تھیوسانگ کو ہلاک کر دے اور دونوں خزانے کے مالک
بن جائیں۔ تھیوسانگ نے چھپکلی سے کہا۔

"تم واپس چلی جاؤ۔ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ جادوگرنی
سے یہی کہنا کہ تھیوسانگ جاگ رہا تھا۔ اس لیے
میں اس کی انگلی نہیں کاٹ سکی"

کالی چھپکلی نے کہا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔ مگر کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ
گے کہ تم سانپوں کی زبان کیسے جانتے ہو؟"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی
ہوں اور یہ زبان مجھے خود ناگ دیوتا نے سکھائی

تھی۔"
کالی چھپکلی نے اپنا سر جھکا دیا اور بولی۔
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی مجھے معاف کر دینا۔ تم
حکم کرو تو میں ابھی اس کالی جادوگرنی کی آنکھیں
نکال دوں۔"
تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔
"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ میں خود
اسے سنبھال لوں گا۔"
کالی چھپکلی سلام کر کے جدھر سے آئی تھی ادھر چلی گئی۔
جادوگرنی کوٹھڑی میں چھپکلی کی راہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے
دیئے کی دھیمی روشنی میں کالی چھپکلی کو آتے دیکھا تو بولی۔
"کہاں ہے اس کی انگلی؟"
کالی چھپکلی نے دل میں جادوگرنی کو برا بھلا کہنا شروع
کر دیا۔ جادوگرنی تو اس کی زبان جانتی ہی نہیں تھی۔ اس نے
چھپکلی کو اٹھا کر غور سے دیکھا۔ اس کے منہ میں تھیوسانگ کی
انگلی نہیں تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ چھپکلی ناکام واپس آئی ہے۔ اس
نے چھپکلی کو زور سے پھینک دیا۔ اور غصے میں کہا۔
"دفع ہو جا میری آنکھوں سے۔"
دن نکلا تو جادوگرنی نے باورچی خانے میں جا کر حبشی غلام

"رات میں نے کوشش کر کے دیکھی۔ میں ناکام
رہی۔ اب آج رات میں اپنا آخری تیر چلانے والی
ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تھیوسانگ میرے تیر
کا شکار ہو جائے گا۔"
دوسری رات جادوگرنی نے اپنا آخری داؤ آزمانے کے
لیے ایک ایسا منتر پڑھنا شروع کیا۔ کہ جو تھیوسانگ کے
جسم میں آگ لگا دیتا۔ اس سے تھیوسانگ مر تو نہیں سکتا
تھا۔ مگر لمبی مدت کے لیے اس کے جسم پر چھالے پڑ
جاتے۔ جب جادوگرنی کا منتر شروع ہوا تو دوسری طرف
عنبر بلی ایک بار پھر بے چین ہو گئی۔ وہ زنجیر سے بندھی
ہوئی تھی۔ اسے محسوس ہونے لگا کہ تھیوسانگ کے جسم کو
تھوڑی دیر بعد آگ لگنے والی ہے۔ عنبر بلی نے زور لگا کر
زنجیر توڑ دی اور وہ بھاگ اٹھی۔ یونانی امیر
کے باغ میں آتے ہی اسے گرمی محسوس ہونے لگی۔ ابھی
جادوگرنی کے منتروں سے تھیوسانگ کو آگ نہیں لگی تھی
مگر منتر کی گرمی کی لہریں مکان میں لہرانے لگیں تھیں۔ ان
لہروں کو تھیوسانگ محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مگر جانور محسوس
کر رہے تھے۔ عنبر بلی باغ میں گرمی سے گھبرا کر ایک

فنسکو بھائی تو اِدھر ایک سانپ بھی گرمی کو محسوس کرتے ہوئے زمین کے اندر سے نکل آیا تھا۔ سانپ جب ٹھنڈے برآمدے کے فرش پر سے گزرا تو اسے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھیوسانگ کے جسم سے ناگ دیوتا کی دھیمی سی خوشبو آئی سانپ چارپائی کے قریب آگیا۔ وہ چارپائی کے گرد چکر لگانے لگا۔

تھیوسانگ نے اپنی چارپائی کے گرد ایک سانپ کو چکر لگاتے دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے سانپ سے پوچھا۔

"کیا بات ہے دوست! تم پریشان کیوں ہو؟"

سانپ نے ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے سنا تو وہ وہیں رُک گیا۔ بولا۔

"تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو۔ اور تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیوں آتی ہے؟"

تھیوسانگ نے اِسے بتایا کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی تھیوسانگ ہوں۔ سانپ نے آداب بجالاتے ہوئے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اس مکان میں کوئی اگنی منتر پڑھ رہا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر میں آگ بھڑکنے والی ہے۔ تم جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔"

تھیوسانگ کو جادوگرنی خالہ کا پہلے ہی پتہ چل گیا تھا۔ اب سانپ کی زبانی یہ بات سُنی تو پہلے تو اسے یقین نہ آیا لیکن تھوڑی دیر بعد فضا کی تپش اسے بھی محسوس ہونے لگی۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اُسے لے کر جادوگرنی خالہ کے کمرے میں آگیا۔ سانپ تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"مجھے اِس کمرے سے آگ کی لپٹیں نکلتی نظر آرہی ہیں۔"

تھیوسانگ نے بھی محسوس کیا کہ اس کوٹھڑی کے باہر گرمی زیادہ تھی۔ اس نے دروازے کے سوراخ میں سے جھانک کر اندر دیکھا۔ اندر جادوگرنی خالہ آگ کے سامنے بیٹھی لال لال آنکھیں نکالے اگنی دیوی کا منتر پڑھ رہی تھی۔ سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے لگتا ہے کہ یہ جادوگرنی تمہارے لیے جادو کر رہی ہے۔"

تھیوسانگ کو سخت غصّہ آگیا۔ اس نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے جاتے ہی کہا۔

"ارے شیطان کی خالہ! تو نے کئی لوگوں کو ہلاک کیا۔ کئی گھروں کو برباد کیا۔ اب تیری باری بھی آگئی ہے۔ اپنے انجام کے لیے تیار ہو جا۔"

تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر جادوگرنی خالہ کی گردن پر اپنی انگلی لگا دی۔ جادوگرنی ایک ننھی سی مینڈکی بن کر ادھر ادھر پھدکنے لگی۔ سانپ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عنبر ناگ دیوتا کے بھائی۔ یہ کیا جادو ہے؟"

تھیوسانگ بولا

"یہ تم نہیں جان سکو گے۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں ناگ دیوتا کا کچھ علم ہے کہ وہ کہاں ہو گا؟"

تھیوسانگ نے ساتھ ہی جادوگرنی خالہ کو اٹھا کر چھوٹی سی بوتل میں بند کر دیا۔

سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کے لیے تو ساری دھرتی کھلی ہے وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ رہ سکتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں آس پاس اس کی تیز خوشبو مجھے نہیں آ رہی۔"

تھیوسانگ سانپ کو لے کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ سانپ نے چاروں طرف تھوڑا تھوڑا سونگھا اور کہنے لگا۔

"عجیب بات ہے۔ تمہارے علاوہ مجھے اس باغ کی طرف سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔ باغ میں سے ناگ کی دھیمی خوشبو کہاں سے آ سکتی ہے؟ اور ناگ دیوتا کی دھیمی خوشبو تو تھیوسانگ اور اس کے دوستوں ہی سے آیا کرتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کہیں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی میں سے تو وہاں کوئی نہیں ہے؟ اس نے سانپ کو ساتھ لیا اور باغ میں آ گیا۔ باغ میں عنبر، بلی کی شکل میں جھاڑیوں کے پاس بیٹھا تھا۔ اسے اب گرمی کی تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ سانپ نے باغ کا ایک چکر لگایا اور واپس آ کر تھیوسانگ کو بتایا۔

"تھیوسانگ بھائی! وہ جو سامنے جھاڑی ہے وہاں ایک کالی بلی بیٹھی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مجھے اس کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے۔"

تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔

وہ لپک کر جھاڑی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک کالی بلی بیٹھی اسے تک رہی ہے کہ جو اس کی انگلی

سے انگوٹھی نکال کر لے گئی تھی۔ تھیو سانگ کو یقین ہو
گیا کہ یہ بلی عنبر ہی ہے۔ اس نے جب عنبر کو بلی کی
شکل میں دیکھا تو خود بھی بلی تھا۔ اس لئے اسے کالا رنگ
یاد نہیں رہا تھا۔ کیونکہ بلی کی آنکھوں کے شیشے انسان
کی آنکھوں کے شیشوں یعنی لینز سے مختلف ہوتے
ہیں۔ جو رنگ انسان کو زرد نظر آتا ہے بلی کو سرخ
نظر آتا ہے۔ اور بلی دو تین رنگوں کے علاوہ اور کوئی رنگ
نہیں پہچان سکتی۔ عنبر نے بلی کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو بلی
خُر خُر کرنے لگی۔ عنبر کو بھی یہ احساس نہیں تھا کہ یہ
تھیو سانگ ہے۔ بس ایک ہمدردی اور بھائی کے
دوست کے رشتے کی گرمی تھی جو عنبر بلی کو ہر بار
تھیو سانگ کی جان بچانے کے لیے اِدھر کھینچ لاتی تھی۔
تھیو سانگ نے بلی کو اٹھا لیا۔ سانپ نے کہا۔

"تھیو سانگ بھائی! اس کے جسم سے ناگ
دیوتا کی خوشبو برابر آ رہی ہے۔"

تھیو سانگ نے بلی کو اپنے پاس رکھ لیا اور سانپ
سے کہا۔

"تم اب جاؤ اور صبح کو میرے پاس ضرور
آنا۔"

سانپ چلا گیا۔ دن نکل آیا۔ حبشی غلام اپنی نقلی خالہ کو
ڈھونڈنے لگا تو تھیو سانگ نے کہا۔

"تمہاری شیطان خالہ میری جیب میں ہے
دیکھو۔"

اور تھیو سانگ نے جیب سے چھوٹی سی جادوگرنی کو
نکال کر سامنے رکھ دیا۔ حبشی غلام سب کچھ سمجھ گیا۔
اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"میرے آقا مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی
ہو گئی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تم نے کئی بار مجھے ہلاک کرنے کی کوشش
کی ہے۔ تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میں
تمہیں ماروں گا بھی نہیں۔ صرف تمہیں چھوٹا بنا
کر بوتل میں بند کر دوں گا۔ تمہاری قسمت ہے
کہ تم اس میں سے نکل کر بڑے ہو جاؤ۔"

حبشی غلام یہ سن کر باہر کو بھاگا۔ تھیو سانگ
نے بلی کو اشارہ کیا۔ بلی چھلانگ لگا کر حبشی غلام
کود پڑی۔ اس نے گردن کو دبوچ لیا۔ اور اسے
گرا دیا۔ حبشی غلام دوہائی دینے

نے جن کو واپس بلا لیا۔ پھر حبشی غلام کو انگلی سے چھو کر چھوٹا کر کے بوتل میں بند کر دیا۔ اب وہ کمرے میں آ گیا۔ یہاں الماری میں پہلے ہی سے یونانی امیر ڈبی میں بند تھا۔ تھیوسانگ نے ان تینوں کو جیب میں رکھا اور مکان کے پیچھے جو باغ تھا۔ اس میں ایک جگہ گڑھا تھا۔ اس گڑھے میں تینوں کو ڈال دیا۔ اور واپس مکان میں آ گیا۔

اتنے میں سانپ بھی وہاں آ گیا۔

سانپ کو تھیوسانگ نے کفری بادشاہ کا خزانہ دکھایا۔ اور کہا۔

" اب میں اکیلا یہ خزانہ لوگوں میں تقسیم نہیں کر سکتا۔ تم بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ "

سانپ نے کہا۔

" تھیوسانگ یہ بادشاہوں کے خزانے زمین کی امانت ہوتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس خزانے کو واپس کفری کی غاروں میں پہنچا دیا جائے؟ "

تھیوسانگ بولا۔

" مگر میں اکیلا اب اسے لے کر اتنی دور کیسے جاؤں گا؟ "

سانپ نے کہا۔

" یہ خزانہ وہ سانپ خود ہی لے جائیں گے جو اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ "

تھیوسانگ نے کہا۔

" مگر وہ تو یہاں سے بہت دور ہیں۔ اور وہ اس خزانے کو یہاں سے کیسے لے جائیں گے؟ "

سانپ بولا۔

" یہ تم خود ہی دیکھ لو گے۔ میں انہیں بلاؤں؟ "

تھیوسانگ نے کہا۔

" ہاں۔ انہیں بلا کر کہو کہ وہ یہ خزانہ واپس اسی غار میں لے جا کر رکھ دیں۔ جہاں سے ہم اسے اٹھا کر لائے تھے۔ "

سانپ نے اپنی زبان میں خزانے کے سانپوں کو آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد وہی سانپ وہاں آ گئے۔ یہ خزانے کے محافظ سانپ تھے۔ تھیوسانگ انہیں پہچانتا تھا۔ سرخ سانپ ان کے آگے آگے تھا۔ تمام سانپوں نے تھیوسانگ کے سامنے آ کر ادب سے سلام کیا۔ وہ سرخ سانپ بولا۔

"خطیر ناگ دیوتا کے بھائی نے ہمیں کس لیے یاد
کیا؟"
تھیو سانگ نے کہا۔
"میں چاہتا ہوں کہ یہ کفری خزانہ یہاں سے
واپس اسی جگہ جائے جہاں یہ خزانہ ہزاروں
برس سے پڑا تھا۔ کیا تم اسے لے جا سکو
گے؟"
سرخ سانپ بولا۔
"کیوں نہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو ہم ابھی سارے
خزانے کو واپس غار میں لے جائیں گے۔"
تھیو سانگ نے کہا۔
"میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"
سرخ سانپ نے اپنے سارے سانپوں کو اشارہ
کیا۔ سارے کے سارے سانپوں نے خزانے کی دونوں
بوریوں کے ارد گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ پھر
وہ رقص کرنے لگے۔ سرخ سانپ بھی ان میں شامل
ہو گیا۔ رقص کرتے کرتے جب انہوں نے خزانے
کی ایک بوری کی طرف منہ کر کے بل کھا پھنکار ماری
تو خزانے کی ایک بوری غائب ہو گئی۔ اس کے بعد دوسری

بوری کو پھونک ماری تو دوسری بوری بھی غائب ہو گئی تھیو سانگ
اور سانپ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ عنبر بلی بھی وہیں
پر تھی۔ مگر وہ برآمدے میں چارپائی پر بیٹھی تھی۔
سرخ سانپ نے کہا۔
"تھیو سانگ! کفری خزانہ واپس اپنے غار میں پہنچ
گیا ہے۔ اگر کبھی تمہیں اس کی ضرورت ہو تو یہ
خزانہ آپ کی امانت ہو گا۔"
تھیو سانگ نے کہا۔
"شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"
سرخ سانپ اپنے ساتھی سانپوں کے ساتھ وہاں سے
غائب ہو گیا۔ سانپ اور تھیو سانگ واپس برآمدے میں
آ گئے۔ تھیو سانگ بولا۔
"جس کی امانت تھی اس کے پاس پہنچ گئی۔
میرے دل کو اطمینان ہو گیا ہے۔"
سانپ نے کہا۔
"تھیو سانگ! یہ بلی تمہیں بڑے غور سے دیکھ
رہی ہے۔"
تھیو سانگ نے عنبر بلی کو پیار کیا۔ اور بولا۔
"میں جانتا ہوں تم عنبر ہو۔ مگر میری سمجھ میں نہیں

"آتا کہ میں تمہیں کیسے انسانی شکل میں واپس لاؤں"۔
پھر اس نے سانپ سے پوچھا۔
"دوست! کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب
ہے کہ یہ بلی پھر سے انسانی شکل میں واپس
آ جائے۔ کیونکہ یہ اصل میں بلی نہیں بلکہ
میرا دوست عنبر ہے۔ جو ناگ دیوتا کا بھائی
ہے"۔
سانپ کچھ سوچ کر بولا۔
"میرے پاس اس کی کوئی ترکیب نہیں ہے
مگر اتنا یاد ہے کہ یہاں سے دور دریا پار
ایک پہاڑی کے اوپر مردہ دیوتاؤں کا مندر
ہے۔ اس مندر میں ان دیوتاؤں کے مجسمے
ہیں جو مر چکے ہیں۔ وہاں لوگ کہتے ہیں کہ
اندھیری رات میں جب بھی بجلی کڑکتی ہے
بادل گرجتے ہیں تو ان دیوتاؤں کے سردار
دیوتا کی روح آتی ہے۔ اس کے ساتھ دیو
داسیاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ رقص کرتی ہیں۔
ساری رات یہ رقص جاری رہتا ہے صبح
اگر کسی دیو داسی کے پاؤں کا کوئی گھنگھرو

ٹوٹا ہوا مل جائے تو اس کے لگانے سے جادو
کا اثر جاتا رہتا ہے"۔
تھیوسانگ کو یہ بات پسند آ گئی۔ اس نے کہا۔
"میں ابھی عنبر بلی کو لے کر وہاں جاؤں گا
قدرت کو منظور ہوا تو میرا دوست وہاں ضرور
انسانی شکل میں واپس آ جائے گا"۔
چنانچہ اسی وقت تھیوسانگ نے عنبر بلی کو کاندھے پر بٹھایا
اور سانپ اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور کورنتھ شہر سے نکل
کر مردہ دیوتاؤں کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔
چلتے چلتے وہ دریا پار کرنے کے بعد ایک چھوٹے سے
پرانے شہر میں سے گزرے۔ یہاں کچھ عورتیں کنوئیں پر
پانی بھر رہی تھیں۔ تھیوسانگ بلی کو پانی پلانے لگا تو عورتیں
اس کی کلائی سے لپٹے ہوئے سانپ کو دیکھ کر بھاگ گئیں۔
صرف ایک عورت وہاں کھڑی رہی۔ تھیوسانگ نے
کہا۔
"بہن! میری بلی کو پانی پلا دو۔ تمہاری مہربانی ہو
گی۔ تمہاری سہیلیاں تو بھاگ گئی ہیں"۔
عورت نے کہا۔
"وہ ڈرپوک تھیں۔ میں سانپوں سے نہیں ڈرتی

اس لیے یہاں پر موجود ہوں۔ تو بلی کو پانی پلاؤ۔"
تھیوسانگ بلی کو پانی پلانے لگا تو عورت نے کہا۔
"یہ بلی کیسی ہے۔ اس کی آنکھیں انسانوں جیسی
ہیں"
تھیوسانگ بڑا حیران ہوا کہ اس عورت نے کیسے پہچان
لیا۔ اس نے پوچھا۔
"بہن! تمہیں کیسے یہ اندازہ ہوا؟ مجھے تو اس کی
آنکھیں بلی ہی کی طرح لگتی ہیں"
عورت بولی۔
"بھائی دیکھنے کو تو تمہاری آنکھیں بھی انسانوں ہی
کی طرح لگتی ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ تم
بھی یہاں کی مخلوق نہیں ہو"
اب تو تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ عورت کوئی جادوگرنی ہے
اس نے بلی کو جلدی جلدی پانی پلایا اور بولا۔
"اچھا بہن! تمہارا شکریہ!"
جب وہ چلا تو پیچھے سے اسے عورت کی آواز
آئی۔
"مردہ دیوتاؤں کے مندر میں کسی مصیبت میں
نہ پھنس جانا۔ ابھی وقت ہے۔ واپس آ
جاؤ"
تھیوسانگ نے پلٹ کر دیکھا تو عورت غائب ہو
چکی تھی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ شاید یہ عورت کوئی
چھلاوہ تھا۔ وہ سانپ کو لے کر تیز تیز قدموں
سے آگے روانہ ہو گیا۔ بلی اس کے کاندھے پہ بیٹھی
تھی۔ دریا پار کرنے کے بعد دوسرے روز شام کو سامنے
ایک بہت بڑا پہاڑ آ گیا۔ تھیوسانگ نے سانپ سے
پوچھا۔
"سانپ بھائی! کیا یہی وہ پہاڑ ہے۔ جس پر
مردہ دیوتاؤں کا مندر ہے؟"
سانپ نے پہاڑ پہ ایک نگاہ ڈالی اور بولا۔
"ہاں تھیوسانگ یہی وہ پہاڑ ہے۔ مگر اب میں
یہاں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں تمہارے
ساتھ اوپر نہیں جا سکتا۔ اگر میں اس مندر
میں گیا تو زندہ نہ رہ سکوں گا"
تھیوسانگ نے سانپ کو کلائی سے اتار دیا۔ سانپ
نے سلام کیا۔ اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ
نے بلی کو پیار سے کہا۔
"دوست عنبر! میں جانتا ہوں تم عنبر ہو

لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کسی مصیبت میں پھنس
جاؤں گا مگر مجھے اس کی پروا نہیں۔ مصیبتیں
تو آتی ہی رہتی ہیں۔ میں تمہیں تمہاری انسانی
شکل واپس دلا کر رہوں گا۔"

تھیوسانگ نے اللہ کا نام لیا اور پہاڑ کی چڑھائی
چڑھنے لگا۔

پہاڑ کافی اونچا تھا۔ اس کی چوٹی تک پہنچتے پہنچتے رات
ہو گئی۔ تھیوسانگ کو پہاڑ پر کچھ فاصلے پر ایک پرانے مندر
کے ستون اور اسکی چھت نظر آئی۔ اندھیرے میں وہ
ستون عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔ اتنے میں چاند نکل
آیا اور چاروں طرف چاندنی پھیل گئی۔ تھیوسانگ آہستہ
آہستہ چلتا ہوا مُردہ دیوتاؤں کے مندر کے برآمدے
میں آگیا۔ اس مندر کے اونچے اونچے سیاہ کالے ستون
تھے۔ سیڑھیاں بھی سیاہ پتھر کی تھیں۔ دیواریں اور فرش
بھی کالے پتھروں کے بنے ہوئے تھے۔ یہ کوئی پرانا
مندر تھا جس کے اب کھنڈر ہی باقی رہ گئے تھے تھیوسانگ
مندر کے ہال کمرے میں داخل ہوا تو عنبر بلی کا جسم کانپنے
لگا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہاں کے آسیب کی وجہ سے
بلی ڈر رہی ہے۔ اس نے بلی کو پیار کیا اور

کہا۔

"گھبراؤ نہیں دوست! میں تمہاری ہی خاطر یہاں
آیا ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

تھیوسانگ اکھڑے ہوئے سیاہ پتھروں کے فرش پر
چلتا آگے بڑھا۔ تو اسے زمین پر پتھروں کی بنی ہوئی لمبی
لمبی قبریں نظر آئیں۔ جن کے سرہانے مُردہ دیوتاؤں کے
مجسمے کھڑے تھے۔ یہ مجسمے کالے پتھروں کو تراش کر
بنائے گئے تھے۔ یہ ان دیوتاؤں کے مجسمے تھے جن کی قبریں
بنی ہوئی تھیں۔ ان کی شکلیں انسانی نہیں تھیں۔ کسی کی
شکل گھوڑے کی تھی، کسی کی اُلّو کی، کسی کی شیر کی،
اور کسی کی گدھ کی شکل تھی۔ ان کے جسم
ضرور انسان کے تھے۔ تھیوسانگ ان سب کو دیکھتا آگے
بڑھا۔ آگے ایک بڑا چبوترا آگیا۔ یہ چبوترہ کافی بڑا
تھا۔ اس کے وسط میں ایک اونچا مچان بنا ہوا تھا۔
جس پر ایک سیاہ پتھر کا گول پیالہ بنا ہوا تھا۔
اس چبوترے کے ارد گرد مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے اور
اور ان کی قبریں تھیں۔

وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں تھی۔ کوئی
پرندہ بھی نہیں بول رہا تھا۔ ہر طرف موت کی خاموشی طاری

تھی۔ تھیوسانگ قبرستان سے نکل کر مندر کے دالان میں آ
کر بیٹھ گیا۔ نیچے دُور وادی پھیلی تھی۔ چاندنی میں بہت
دُور دریا کی ایک لکیر سی نظر آ رہی تھی۔ یہ پہاڑ کافی
اونچا تھا۔ رات گہری ہونے لگی۔ چاند مغرب کی طرف ڈوبتا
چلا گیا۔ پھر چاند غروب ہو گیا۔ اور دوسری طرف سے
دن کا اُجالا پھیلنے لگا۔

تھیوسانگ نے دن کی روشنی میں مندر کو دیکھا۔
رات اور دن میں اُسے وہاں کوئی فرق نظر نہ آیا۔
سیاہ پتھروں کے مجسّمے ویسے ہی ڈراؤنے لگ رہے
تھے۔ پتھروں کی سیاہ قبریں بھی ویسی ہی تھیں۔ دن کے
وقت بھی وہاں موت کی خاموشی تھی۔ کوئی پرندہ یا جانور
تک وہاں پر نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اب اندھیری رات
کا انتظار تھا۔ ایسی رات جب آسمان پر چاند غائب
ہو جائے گا اور چاروں طرف سیاہ تاریکی پھیل جائے
گی۔

تھیوسانگ نے چل پھر کر دیکھا۔ مُردہ دیوتاؤں کے
مندر کے پیچھے ایک چھوٹا سا پہاڑی چشمہ بہہ رہا تھا۔
تھیوسانگ نے وہیں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ اور بلی کو چھوڑ
دیا۔ عنبر بلی بھی وہاں سے کہیں نہیں جاتی تھی۔ وہ
سارا دن تھیوسانگ کے ساتھ لگی رہتی۔ رات کو مندر کی طرف
منہ کر کے رونا شروع کر دیتی۔ بلیاں آسیبوں سے بہت ڈرتی
ہیں۔ آخر وہ رات بھی آ گئی جس کا تھیوسانگ کو انتظار تھا۔
یعنی تاریک ترین رات۔ وہ رات واقعی بے حد تاریک اور
اندھیری تھی۔ ہر طرف ایک سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان
کے ستارے بھی بجھے بجھے اور سیاہ نظر آ رہے تھے۔

تھیوسانگ بلی کو لے کر مندر میں داخل ہوا تو بلی ڈرنے
لگی۔ تھیوسانگ نے اِسے تسلی دی۔ بلی چُپ ہو کر تھیوسانگ
کے ساتھ لگ گئی۔ اس اندھیری رات میں مُردہ دیوتاؤں
کے مجسّمے بہت ہی ڈراؤنے لگ رہے تھے۔ سانپ نے
اِسے بتایا تھا کہ تاریک رات کے پچھلے پہر وہاں دیوتا
اور دیو داسیاں آ کر رقص کرتی ہیں۔ تھیوسانگ اِن کے
انتظار میں بڑے ہال میں قبرستان کے درمیان والے
چبوترے کے ستون کے پیچھے چھُپ کر بیٹھ گیا۔ اس
نے عنبر بلی کے سر پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔

”دوست عنبر! اب تم بالکل آواز نہ نکالنا۔ خدا
نے چاہا تو صبح تم انسانی شکل میں مجھ سے
باتیں کر رہے ہو گے۔“

رات خاموشی سے گزر رہی تھی۔ پہاڑ کی چوٹی پر

ہوا درختوں میں سرسراتی ہوئی گزرتی تو عجیب پر اسرار
سی آواز پیدا ہوتی تھی۔ کافی دیر بعد تھیو سانگ کو
ایسی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے دُور سے کوئی رتھ
چلا آ رہا ہو۔ یہ گھوڑوں کے ٹاپوں اور رتھ کے پہیوں
کی آواز تھی۔ تھیو سانگ نے اِس راستے پر نظریں
جما دیں۔ جو باہر سے مندر کی قبروں کی طرف آتا تھا۔
اچانک اس راستے پر تھیو سانگ کو ایک سیاہ رنگ کا
رتھ نظر آیا۔ اس کے آگے چار گھوڑے جُتے ہوئے
تھے۔ اِن گھوڑوں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ تھیو سانگ
نے دیکھا کہ گھوڑوں کے پاؤں میں سے چنگاریاں نکل
رہی تھیں۔ اور رتھ کو ایک سیاہ رنگ کا لمبا چوڑا دیوتا نما
آدمی چلا رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں چاروں گھوڑوں
کی باگیں تھیں۔ اس دیوتا کا سر بہت بڑا تھا۔ اس کی
ناک اُلّو ایسی تھی۔ آنکھیں لومڑ کی آنکھوں سے ملتی جلتی
تھیں۔ جن میں سے زرد روشنی نکل رہی تھی۔ یہ رتھ قبروں
کے درمیان آ کر رُک گیا۔

رتھ والا دیوتا رتھ سے اُتر پڑا۔ وہ ایک ایک قبر
کے سرہانے گیا اور ایک ایک مُردہ دیوتا کے مجسّمے
کو ہاتھ لگا کر بولا۔

" میں آ گیا ہوں۔ دعوت مبارک ہو۔ تمہارا
حصّہ تمہیں پہنچا دیا جائے گا۔ رقص شروع
ہونے والا ہے۔ تم قبروں میں رقص کو ضرور دیکھ
رہے ہو گے۔ مجھے خوشی ہو گی "

پھر وہ چبوترے پر چڑھ آیا۔ تھیو سانگ ایک
ستون کے پیچھے چھپا یہ سارا دہشت ناک منظر دیکھ رہا
تھا۔ اس نے عنبر بلّی کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا کہ
کہیں وہ ڈر کر آواز نہ نکال بیٹھے۔ مگر عنبر بلّی بھی
سہمی ہوئی تھی۔ اُلّو کی ناک والا دیوتا چبوترے کی
سیڑھیاں چڑھتا بڑے پیالے کے پاس گیا۔ اس نے
دونوں بازو پھیلا دیئے اور بلند میں کہا۔

" بولو۔ اپنا اپنا نام لے کر بولو "

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے عجیب عجیب
طرح کی آوازیں آنے لگیں۔ ایسے لگتا تھا کہ مُردہ دیوتاؤں
کی روحیں اپنا اپنا نام دہرا رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں
بند ہو گئیں۔ چاروں طرف پہلے سے زیادہ خوف ناک
سناٹا چھا گیا۔ اُلّو کی ناک والے دیوتا نے چبوترے کے
وسط میں آ کر کہا۔

" دیو داسیو! آ کر اپنا رقص کرو۔ مُردہ دیوتاؤں

کی روحیں تمہیں اپنی قبروں کے اندر دیکھ رہی
ہیں۔"
اس کے ساتھ دور سے گھنگھروؤں کی دھیمی آواز سنائی
دی۔ یہ آواز آہستہ آہستہ قریب آتی گئی۔ اور پھر
تھیوسانگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے دس گیارہ دیو
داسیاں جنہوں نے زرق برق لباس پہن رکھے تھے۔ اور
جن کے بالوں میں پھول لگے تھے۔ پاؤں میں گھنگھرو بندھے
تھے رقص کرتی چلی آ رہی ہیں۔ وہ انہیں غور سے دیکھنے
لگا۔ دیو داسیوں نے آتے ہی الو کی ناک والے دیوتا
کے آگے جھک کر اسے سلام کیا۔ اور پھر اس کے اشارے
پر رقص شروع کر دیا۔ یہ رقص اس قسم کا تھا کہ دیو
داسیاں پہلے دائرہ بنا کر ناچتیں پھر ایک دوسری کا ہاتھ
چھوڑ کر فرش پر اس طرح لیٹ جاتیں جیسے مر گئی ہوں۔
الو کی ناک والا دیوتا ایک ایک کے پاس جا کر کہتا۔
"اٹھو مردہ دیو داسیو! شربت پیو۔"
اور اس آواز پر ایک ایک دیو داسی اٹھ کر دوبارہ
رقص شروع کر دیتی۔ یہ رقص شروع میں آہستہ آہستہ
ہوتا رہا۔ پھر رقص کی لے تیز ہو گئی۔ دیو داسیوں
نے دیوانہ وار ناچنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے چکر

...تی رہی تھیں۔ آخر انہوں نے ناچنے کی رفتار کم کر دی
۔ پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے جدھر سے
آئی تھیں ادھر کو چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی الو کی آنکھ
والے دیوتا نے ایک بار پھر اپنے بازو پھیلا دیئے اور
بولا۔
"مردہ دیوتاؤ! تم نے دیو داسیوں کا رقص
دیکھ لیا۔ اب پھر دوسری اندھیری رات کو
ملاقات ہو گی۔"
الو کی ناک والا دیوتا چبوترے سے اتر کر ایک بار
پھر قبروں کے پاس کھڑے دیوتاؤں کے مجسموں کے
پاس گیا۔ ان کو ہاتھ سے چھوا۔ اور اپنے رتھ پر
بیٹھ کر گھوڑوں کو چابک مارتا واپس چلا گیا۔ اس
کے جانے کے بعد ہر طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ تھیوسانگ
کو سانپ نے کہا تھا کہ جب دیو داسیاں رقص کرنے
کے بعد چلی جائیں۔ تو اٹھ کر فرش پر دیکھنا۔ اگر تمہیں
وہاں کسی دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو
مل جائے تو اسے بلی کے جسم سے رگڑنا اگر بلی
انسان ہوئی تو وہ اپنی شکل میں واپس آ جائے گی۔
تھیوسانگ اندھیرے میں اٹھا اور چبوترے کے

فرش پر آ گئی۔ مگر اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ تھیوسانگ کو بھی مشکل
سے کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ دن نکلنے کا انتظار
کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ چبوترے سے اتر کر ستون کی
ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اب رات نے ڈھلنا شروع کر
دیا تھا۔ آسمان پر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگی
تھی۔ تھیوسانگ روشنی زیادہ ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا
کہ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ ایک طرف سے ایک عورت
بھاگتی ہوئی آ رہی ہے۔

تھیوسانگ نے غور سے دیکھا۔ یہ ان دیو داسیوں میں
سے ایک تھی۔ جو رات کو وہاں رقص کر رہی تھیں۔ تھیوسانگ
حیران ہوا کہ یہ اس وقت کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ ابھی
یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دیو داسی نے جھک کر فرش پر جیسے
کچھ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ سے اس نے کوئی
چیز اٹھائی اور آسمان کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔

"مُردہ دیوتا تم گواہ رہنا۔ میرا ایک گھنگھرو ٹوٹ
کر یہاں رہ گیا تھا۔ میں اسے واپس لیے جا
رہی ہوں۔"

تھیوسانگ کو جیسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ اسی گھنگھرو
کی تلاش میں تو یہاں آیا تھا۔ اور وہی ٹوٹا ہوا گھنگھرو دیو داسی

واپس لیے جا رہی تھی۔ اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے بتی
کو وہیں چھوڑا اور اُٹھ کر دیو داسی کی طرف جاتے ہوئے
بولا۔

"دیو داسی یہ گھنگھرو مت لے جانا۔ میں اس
کی تلاش میں بڑی دُور سے یہاں آیا
ہوں۔"

دیو داسی ایک دم جیسے پتھر کی ہو گئی۔ اس نے
پلٹ کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور ایک چیخ مار کر غائب
ہو گئی۔ تھیوسانگ تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اب دن کا
اجالا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ تھیوسانگ نے جھک کر
فرش پر دیکھا۔ وہاں ایک بھی ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو موجود
نہیں تھا۔ جو گھنگھرو ٹوٹ کر وہاں رہ گیا تھا۔ اسے دیو
داسی واپس آ کر لے گئی تھی۔

تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر
چبوترے کے فرش کی اچھی طرح سے تلاشی لی۔ وہاں کوئی بھی
گھنگھرو اسے نہ ملا۔ وہ سخت ناامید ہو کر واپس عنبر بتی
کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"عنبر بھائی! بتاؤ۔ اب میں کیا کروں۔ اتنی
دُور سے ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش میں

خیال تھا شاید تم پھر انسانی شکل میں آ جاؤ گے۔ تمہارا جادو ٹوٹ جائے گا۔ مگر قسمت کو یہ منظور نہیں تھا۔"

وہ تھیوسانگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اگلے مہینے کی اندھیری رات تک اسی مردہ دیوتاؤں کے مندر میں ہی رہنا چاہیے۔ اگلی بار وہ دیو داسی کو موقع نہیں دے گا کہ وہ واپس آ کر اپنا ٹوٹا ہوا گھنگھرو لے جائے۔ خدا نے چاہا تو اگلی بار بھی کسی نہ کسی دیو داسی کے پاؤں سے گھنگھرو ضرور ٹوٹے گا۔ یہ دیو داسیاں اتنی تیزی سے ناچتی ہیں کہ گھنگھرو ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ اس امید پر تھیوسانگ نے وہاں قبرستان میں ہی ایک جھونپڑی سی بنالی اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔

دن کے وقت .. بلی دن میں گھوم پھر کر گری پڑی چیزیں اٹھا کر کھا لیتی اور رات کو جھونپڑی میں ایک طرف پڑ کر سو جاتی۔ بلی کو اپنے عنبر ہونے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اسے یہ بھی احساس نہیں تھا کہ تھیوسانگ اس کے لیے کس قدر جدوجہد کر رہا ہے۔ یونہی دس بارہ دن گزر گئے۔ ایک رات اچانک بادل گھر کر آ گئے۔

بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ اچانک تھیوسانگ کو خیال آ گیا کہ سانپ نے کہا تھا کہ جس رات دیو داسیاں مندر میں آ کر رقص کریں گی اس رات بادل گرج رہے ہوں گے۔ بجلیاں چمک رہی ہوں گی۔ لیکن جس رات دیو داسیوں نے رقص کیا تھا۔ اس رات نہ تو بادل گرج رہا تھا اور نہ بجلیاں ہی چمک رہی تھیں۔ یہ معمہ تھیوسانگ کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس نے سوچا کہ چلو کچھ بھی ہو۔ دیو داسیوں کو ناچنا چاہیے۔ تا کہ ان کے پاؤں سے کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرے اور وہ اس سے عنبر کا علاج کر سکے۔ تھیوسانگ اپنی جھونپڑی میں خاموش بیٹھا تھا۔ عنبر بلی بھی اس کے قریب ہی سو رہی تھی۔ بادل زور سے گرجا تو بلی نے آنکھیں کھول کر زور سے میاؤں کی اور ڈر کر جھونپڑی کے کونے میں چلی گئی۔

اتنے میں بارش شروع ہو گئی۔ تھیوسانگ جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے قبرستان کی قبریں رات کی بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ مندر کی طرف بھی بارش ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں قبریں اور اس کے سرہانے کھڑے عجیب

عجیب ڈراؤنی شکلوں والے سیاہ پتھر کے مجسمے بھی
چمک ـــــ اٹھے اور بڑے ڈراؤنے لگے۔ اس بارش
میں تھیوسانگ کو اچانک گھنگھروؤں کی آوازیں آنے لگیں۔
وہ حیران ہوا کہ بارش کے طوفان میں یہ دیو داسیاں
کہاں سے آسکتی ہیں۔ اس نے مندر کی طرف دیکھا بجلی
چمکی تو اسے مندر کے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھتی دیو
داسیاں دکھائی دیں۔

تھیوسانگ بھاگ کر مندر کے چبوترے کے ستون کے
پیچھے آگیا۔ یہ سات دیو داسیاں تھیں۔ ان کے چہرے
دوسری طرف تھے۔ وہ گھنگھرو چھنکاتیں سیڑھیاں چڑھ رہی
تھیں۔ اس وقت الو کی ناک والا دیوتا ان کے درمیان
نہیں تھا۔ ساتوں دیو داسیوں نے ویسے ہی زرق برق
لباس پہن رکھا تھا۔ مگر ان کے بالوں میں پھول نہیں لگے
تھے۔ بلکہ بال عجیب ڈراؤنے انداز میں اوپر کو اٹھے
ہوئے تھے۔ جب ساتوں دیو داسیاں چبوترے پر
پہنچ گئیں۔ اور انہوں نے اپنے چہرے موڑے تو تھیوسانگ
کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ان کے چہرے بے حد
ڈراؤنے تھے۔ ان کی لال لال زبانیں باہر لٹک رہی
تھیں۔ انہوں نے گھنگھروؤں کی تھاپ پر آہستہ آہستہ رقص
کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر ساری دیو داسیاں
دائرے کی شکل میں عجب بے ڈھنگا سا ڈانس کرتی رہیں۔
پھر ایک دیو داسی نے اپنی لمبی زبان ہلاتے ہوئے
حلق سے ایک خوفناک سی آواز نکالی اور آسمان کی
طرف دونوں بازو پھیلا کر بولی۔

"پھینکو! پھینکو! ہمارے لیے ایک مُردہ
پھینکو! ہم بھوکی ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی مندر کی چھت پر سے دھڑام
کی آواز کے ساتھ کسی کی لاش فرش پر گر پڑی۔ ساتوں
دیو داسیاں جو اصل میں چڑیلیں تھیں۔ اس لاش
پر ٹوٹ پڑیں۔ لاش کو وہ دیکھتے دیکھتے ہڑپ کر گئیں
جس دیو داسی چڑیل نے کھانے کے لیے مُردہ مانگا تھا
وہ مُردے کی ایک ہڈی پکڑے دائرے میں گھومی اور
گاتے ہوئے بولی۔

"چلو چلو میری ساتھی چڑیلو! ناچو! موت کا ناچ
ناچو!"

اور ان چڑیلوں نے ایک بار پھر رقص شروع کر
دیا۔ مگر یہ رقص اس قدر ڈراؤنا بھیانک اور دہشت انگیز
تھا کہ ایک بار تو تھیوسانگ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو

گئے۔ وہ ناچتے ناچتے یوں ایک دوسرے کی طرف بڑھتیں جیسے ایک دوسری کی تکا بوٹی کر دیں گی۔ قریب آکر وہ دانت نکالتیں۔ زبانیں لٹکاتیں۔ ہاتھوں کے ناخنوں سے ایک دوسری کا منہ نوچنے لگ جاتیں اور ایسی ایسی چیخیں نکالتیں کہ مندر کے قبرستان میں شاید مُردے بھی لرز اٹھے ہوں گے۔ بلّی تو تھیوسانگ کی گود میں دبک کر بیٹھی تھی۔ چڑیلوں کا یہ رقص آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔ اتنی دیر تک بادل بھی گرجتے رہے۔ بارش بھی ہوتی رہی۔ اور بجلی بھی چمکتی رہی۔ پھر بارش رُک گئی۔ بادل گرجنا بند ہو گئے۔ اور اِن شیطانی چڑیلوں نے بھی ناچنا بند کر دیا۔

وہ گردنوں کو لٹکائے اپنے بالوں کو لہرائے ایک دوسری کے پیچھے لمبے لمبے بازوؤں کو ہلاتی دوسری طرف کو نکل گئیں۔ وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ تھیوسانگ ابھی چبوترے پر جا کر کوئی ٹوٹا ہوا گھنگھرو تلاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اِسے ڈر تھا کہ کہیں چڑیلیں ایک دم واپس نہ آ جائیں۔ اِسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرا بھی ہے تو اسے اٹھانے چڑیل دیو داسی واپس نہ آ جائے۔

چنانچہ جب تھوڑی دیر گزر گئی تو تھیوسانگ نے بلّی کو آہستہ سے گود سے اٹھا کر ایک طرف لٹا دیا اور خود پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چبوترے پر آگیا۔ اس نے جھک کر ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش شروع کر دی۔ فرش پر ابھی تک مُردے کی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ نے سارے فرش کو چھان مارا۔ اسے سوائے مُردے کی ہڈیوں کے گھنگھرو کہیں نہ ملا۔ اگرچہ رات کا اندھیرا تھا۔ مگر تھیوسانگ کی تیز نگاہیں۔ اندھیرے میں فرش کو صاف دیکھ رہی تھیں۔

مایوس ہو کر تھیوسانگ واپس جانے لگا۔ تو اس کے پاؤں کے نیچے کوئی سخت شے آگئی۔ اس نے پاؤں ہٹا کر دیکھا۔ خوشی سے اُس کی چیخ نکل گئی۔ یہ کسی چڑیل دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو تھا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے گھنگھرو اٹھا لیا۔ وہ اِسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ سچ مچ کا گھنگھرو ہی تھا۔ اِس نے آہستہ سے بجایا۔ گھنگھرو بجا تو ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اچانک ایک چڑیل دیو داسی اس کے سامنے آگئی۔ وہ اپنی سُرخ سُرخ آنکھوں سے تھیوسانگ کو گھورتے ہوئے بولی۔

"تم نے میرا گھنگھرو چوری کیا ہے۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

تھیوسانگ نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ گھنگھرو چرایا نہیں۔ یہ تو یہاں پڑا تھا۔"

چڑیل دیو داسی نے مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تم نے میرا گھنگھرو چرایا ہے۔ مجھے اس کی تلاش تھی۔ اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کہاں" تھیوسانگ کے منہ سے نکل گیا۔ چڑیل دیو داسی نے کرخت آواز میں کہا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

اور وہ اپنے لمبے لمبے ناخنوں والی انگلیاں پھیلا کر تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔ تھیوسانگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے لپک کر اپنی سیدھی انگلی چڑیل دیو داسی کے جسم سے لگا دی اس خیال سے کہ یہ چھوٹی ہو جائے گی اور اسے اس بلا سے نجات مل جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ تھیوسانگ کے انگلی لگتے ہی چڑیل دیو داسی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ اور اس نے تھیوسانگ کو گردن سے پکڑ کر زور سے اچھالا۔ تھیوسانگ سیدھا اپنی جھونپڑی پر جا کر گرا۔ گھنگھرو اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے بتی کو اٹھایا اور اندھا دھند ایک طرف قبروں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ بارش کی وجہ سے قبریں گیلی تھیں۔ اس کا پاؤں بار بار پھسل رہا تھا۔ مگر وہ بھاگے جا رہا تھا۔ چڑیل دیو داسی بھی چیخیں مارتی اس کے پیچھے لگی تھی۔
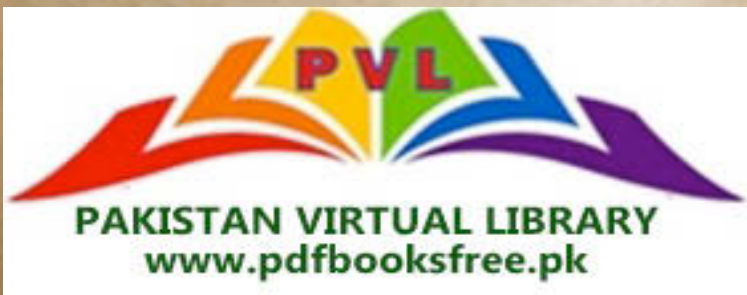
O

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۶ "کنکھجورا عورت" پڑھیے۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن
اور
خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

کنکھجورا عورت

اے حمید
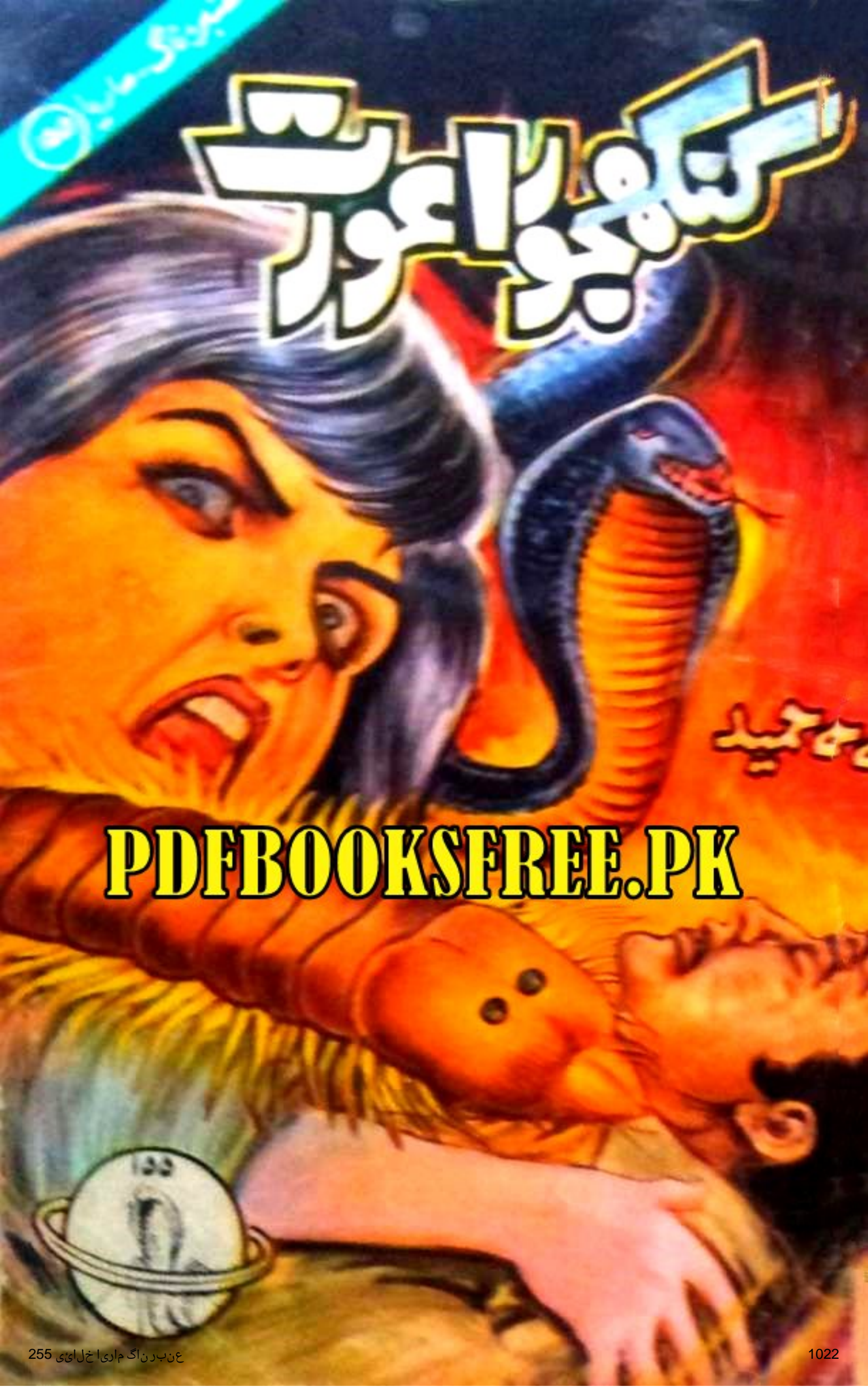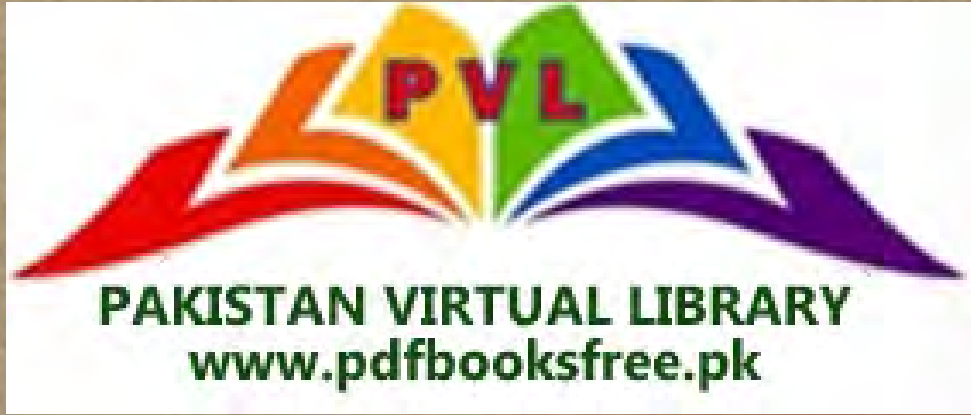
عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کنکھجورا عورت

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

ناشر : سلمان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

آپ کا محبوب ہیرو عنبر ایک جادوگرنی کنکھجورن کے جادو سے کنکھجورا بن چکا ہے۔ ایسا کنکھجورا جس کا اوپر والا دھڑ کنکھجورا اور نچلا دھڑ انسان کا ہے۔ اس جادو سے بچنے کے لیے اُس نے ایک جڑی بوٹی کھائی تھی جس کی وجہ سے وہ دن کے وقت مکمل انسانی حالت میں ہوتا ہے اور رات ہوتے ہی اس کا آدھا جسم کنکھجورا کا ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں ایک مندر میں اسے ایک دکھی اور مصیبت کی ماری لڑکی ملی ہے جس کی وہ مدد کرنا چاہتا ہے۔ اب آپ یہ دلچسپ داستان پڑھیں گے کہ عنبر نے اپنی اس حالت کے باوجود کس طرح لڑکی کی مدد کی۔

اس کہانی میں ایک اور کردار کا بھی اضافہ ہو گیا ہے جو تھیوسانگ نے ڈھونڈا ہے۔ اس سے بھی ملاقات کیجیے۔ دیکھئے یہ کردار آگے جا کر آپ کے لیے کیا کیا دلچسپی کے سامان پیدا کرتا ہے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴ راین داہ چمن ——— سمن آباد ——— لاہور

ترتیب ۔

کنکھجورا عورت
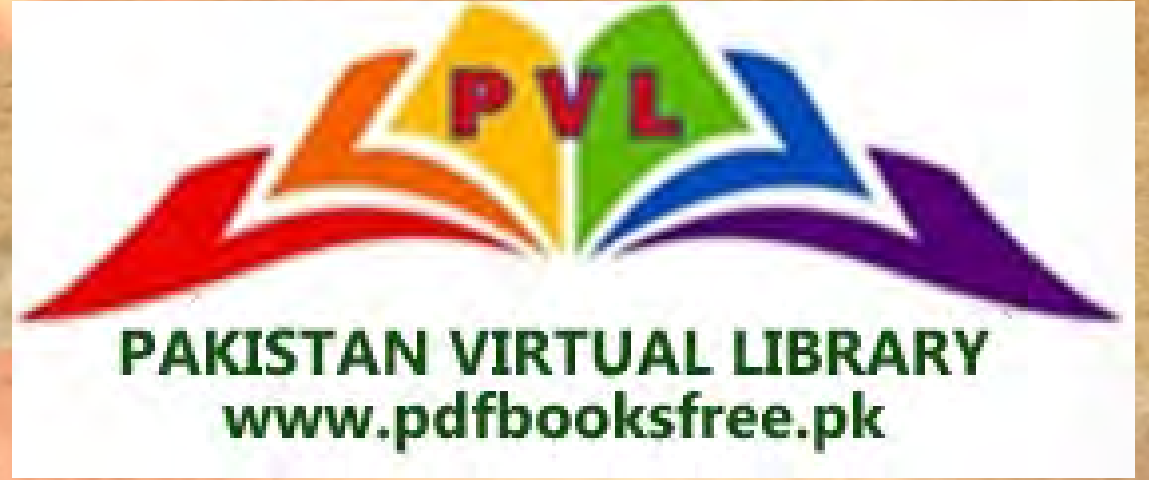
تھیوسانگ نے بھاگتے بھاگتے عنبر بلی کو اٹھا لیا تھا۔
چڑیل دیوداسی اپنے گھنگرو کے لئے تھیوسانگ کے پیچھے
چیخیں مارتی بھاگی آ رہی تھی۔ اندھیری رات میں قبریں بارش کی وجہ
سے گیلی ہو رہی تھیں۔ تھیوسانگ کا ایک قبر پر سے پاؤں
پھسلا اور دھڑام سے ایک قبر کے اندر گر پڑا۔ اس کے گرتے
ہی قبر اوپر سے بند ہو گئی۔ تھیوسانگ نے آنکھیں کھول کر قبر
کے اندھیرے میں دیکھا۔ پہلے تو اسے کچھ نظر نہ آیا۔ چڑیل دیوداسی
چیختی چلاتی قبر کے اوپر سے گذر گئی۔ تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ
ان قبروں میں پرانی دیوداسیوں اور دیوتاؤں کی لاشیں دفن ہیں
مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ جس قبر میں گرا تھا اس میں کوئی
لاش نہیں تھی۔ اندھیرے میں اب تھیوسانگ کو نظر آنے
لگا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا۔ قبر خالی تھی۔ قبر کا مُردہ غائب
تھا۔ مگر وہاں زمین پر بستر بچھا ہوا تھا۔ سرہانے پانی
سے بھری ایک صراحی بھی پڑی تھی۔ تھیوسانگ قبر میں

جھکا ہوا تھا کیونکہ قبر چھوٹی تھی۔ اچانک اسے قبر کے کونے میں ایک کھڑکی دکھائی دی۔ کھڑکی میں سے پھیکی پھیکی روشنی نکل رہی تھی۔ تھیوسانگ نے عنبر بچی کو گود میں لیا ہوا تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ کھڑکی کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ درختوں پر سفید اور گلابی پھول لگے تھے۔ پرندے میٹھی میٹھی بولیاں بول رہے تھے۔ باغ کے کونے میں ایک سفید سنگِ مرمر کا مکان بنا ہوا تھا۔ تھیوسانگ کھڑکی سے نکل کر باغ میں آگیا۔

یہاں قسم قسم کے پھولوں کی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ سنگِ مرمر کے مکان کے پاس آکر رک گیا۔ مکان کا دروازہ بند تھا۔

اس نے عنبر بچی سے کہا!

"کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا قبر کے اندر بھی کوئی دنیا آباد ہو سکتی ہے؟"

اس نے دروازے پر دستک دینی چاہی تو دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ تھیوسانگ کیا دیکھتا ہے کہ اندر ایک دالان ہے۔ جس کے درمیان میں فوارہ اچھل رہا ہے ایک طرف انار کا درخت ہے جس پر سرخ سرخ انار لگے ہیں۔ اس درخت کے نیچے ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر

ایک خوبصورت لباس والی عورت بال کھولے بیٹھی تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا!

"میرے قریب آؤ میں تمہاری راہ دیکھ رہی تھی۔"

تھیوسانگ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پاس چلا گیا۔ عورت کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ چہرے پر نور برس رہا تھا۔ لگتا تھا کہ وہ جنت کی کوئی حور ہے۔ اس نے تھیوسانگ کو تخت کے سامنے رکھی سنگِ مرمر کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولی!

"تم خوش قسمت ہو کہ پھسل کر میری قبر میں گر پڑے نہیں تو چڑیل تمہیں کافی نقصان پہنچا سکتی تھی۔"

تھیوسانگ نے پوچھا!

"بہن! تم کون ہو۔ اور یہ کون سی دنیا ہے؟"

عورت بولی!

"اسے تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کیونکہ یہ راز صرف نیک لوگوں کو مرنے کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے۔ صرف اتنا تمہیں ضرور بتائے دیتی ہوں کہ جو لوگ دنیا میں رہ کر نیک کام کرتے ہیں

چوری نہیں کرتے۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ امانت
واپس کر دیتے ہیں۔ اور اپنے دماغ اور دل کو
بُرے خیالوں سے پاک رکھتے ہیں اور ایک خدا
کے سوا اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے
وہ مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جاتے ہیں
جہاں قیامت تک وہ خوش و خرم رہتے ہیں جیسے
کہ میں یہاں رہ رہی ہوں"

تھیو سانگ نے کہا:

"بہن! کیا تم میری مدد کر سکتی ہو"؟

عورت بولی!

"کیوں نہیں۔ تمہاری مدد کرنے کے لئے تو میں
یہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے معلوم تھا
کہ تم یہاں ضرور آؤ گے۔ اس بلّی کو میرے پاس
بٹھا دو"

تھیو سانگ نے عنبر بلّی کو اس کے پاس بٹھا دیا۔
عورت نے بلّی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولی!

"جاؤ اسے لے جاؤ۔ جب تم اس باغ کی دنیا
سے باہر نکلو گے تو تمہارا دوست بلّی سے انسان
بن جائے گا"

تھیو سانگ نے پوچھا:

"یہاں سے باہر نکلنے کا کون سا راستہ ہے اور
میں کس دنیا میں نکلوں گا؟"

عورت نے کہا!

"یہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ اب تم یہاں
سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جاؤ۔ کیونکہ اس سے
زیادہ تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ وہ سامنے درخت
کے پیچھے تمہیں دروازہ ملے گا"

تھیو سانگ نے بلّی کو اٹھایا اور نیک دل عورت کو
سلام کر کے سامنے والے درخت کے پیچھے آگیا۔ یہاں
ایک گول سرنگ نما دروازہ بنا ہوا تھا۔ اس میں سے روشنی
نکل رہی تھی۔ تھیو سانگ اس روشنی میں سے گذر گیا۔ دوسری
طرف جاتے ہی تھیو سانگ نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پایا
جہاں ریت کے اونچے نیچے ٹیلے تھے۔ اور کھجوروں کے
درختوں کا ایک جھنڈ پاس ہی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ بلّی اس
کی گود سے اچھل کر نیچے گری اور گرتے ہی وہ انسانی شکل میں
آگئی۔ تھیو سانگ کے سامنے عنبر موجود تھا۔ دونوں دوست
بے اختیار ہو کر ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔

"عنبر! خدا کا شکر ہے کہ تم واپس پھر انسانی شکل

میں آگئے ہو۔

عنبر نے چاروں طرف نگاہ ڈالی اور بولا!

"مجھے تمہاری خوشبو تمہارے پاس کھینچ لائی تھی۔ میں بھی خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے ——— جانور کی شکل سے دوبارہ انسانی شکل عطا فرمائی۔ مجھے بتاؤ کہ کیٹی ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

تھیوسانگ نے کہا!

"ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ ہمیں انہیں تلاش کرنا ہوگا۔"

عنبر بولا!

"اب ہم اطمینان سے اپنے دوستوں کو تلاش کر سکیں گے۔ مگر یہ کون سا ملک ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا!

"وہ خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں آگیا ہے۔"

"بہر حال ان کھجور کے درختوں تلے ہمیں کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی آدمی مل جائے جو ہمیں بتا سکے کہ یہ کون سا ملک ہے اور کون سا زمانہ ہے۔"

دونوں دوست کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے آگئے۔ یہاں ایک ٹھنڈا چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہاں کوئی مسافر نہیں تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ نے چشمے پر منہ ہاتھ دھویا۔ اس کا ٹھنڈا پانی تھوڑا سا پیا جس سے انہیں تازگی کا احساس ہوا۔ پیاس وغیرہ تو انہیں لگتی نہیں تھی۔ دونوں دوست درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر ناگ ماریا اور کیٹی کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔

عنبر کہنے لگا۔!

"میرا خیال ہے۔ وہ بھی ہماری تلاش میں ہوں گے۔ مگر یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس ملک ہیں ہیں اور یہ کون سا ملک ہے۔"

تھیوسانگ گھاس پر لیٹ گیا اور بولا!

"خدا نے چاہا تو ان سے جلد ملاقات ہو جائے گی۔"

اتنے میں ایک اونٹ سوار وہاں آگیا۔ اونٹ کو اس نے چشمے کے قریب لاکر پانی پلایا۔ پھر اسے بٹھایا اور خود نیچے اترا اور منہ ہاتھ دھونے لگا۔ عنبر اور تھیوسانگ خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ جب مسافر تازہ دم ہو کر چھاؤں میں آیا تو۔

عنبر نے اس سے پوچھا!
"کیوں بھائی یہ کون سی جگہ ہے۔؟"
مسافر کا لباس عام صحرائی آدمیوں ایسا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف اور پھر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا!
"لگتا ہے تم یہاں بالکل اجنبی ہو"
تھیوسانگ بولا!
"ہاں بھائی! ہم بہت دُور مِصر کے ملک سے سفر کرتے ہوئے آ رہے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کون سا دیس ہے۔؟
مسافر نے مسکراتے ہوئے کہا!
"مگر یہ بھی تو مصر کا ملک ہے تم کون سے مصر سے سفر کرتے ہوئے آئے ہو۔؟"
تھیوسانگ شرمندہ سا ہو گیا۔
عنبر نے جلدی سے کہا!
"دراصل ہم سمندر پار جس ملک سے چلے تھے اس ملک کو بھی لوگ مِصر ہی کے نام سے پکارتے تھے۔
"اچھا بھائی یہ بتاؤ کہ مصر کا دارالحکومت یہاں سے کتنی دور ہو گا؟"

مسافر بولا!
"مصر کا نیا دارالحکومت جس کا نام کاریمک ہے یہاں سے اونٹ کی سواری پر دو دن کے فاصلے پر ہے۔ مگر تم پیدل سفر کر رہے ہو کیا؟ صحرا میں تو کوئی جن بھوت بھی پیدل سفر کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔"
عنبر نے کہا!
"نہیں ایسی بات نہیں ہے بھائی ــــ ہمارے پاس اونٹ تھے مگر وہ رات کو بھاگ گئے ہیں۔ اب ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ یہاں سے آگے کس پر سفر کریں گے۔"
مسافر نے کہا!
"اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ میرے اونٹ پر بیٹھ کر سفر کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں بھی مِصر کے دارالحکومت کی طرف ہی جا رہا ہوں۔"
تھیوسانگ نے کہا!
"تمہیں تکلیف تو نہیں ہو گی بھائی؟"
مسافر ہنس کر بولا!

"تکلیف تو اونٹ کو ہو گی۔ اس سے پوچھ لو۔"

عنبر نے مسافر سے پوچھا!

"تمہارا نام کیا ہے بھائی اور تم کہاں سے آ رہے ہو؟"

مسافر نے کہا!

"میرا نام عدال ہے اور میں ایک عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔"

تھیو سانگ نے کہا!

"ایسی کون سی مصیبت ہے بھائی؟ ہمیں بتاؤ شائد ہم تمہاری کوئی مدد کر سکیں۔"

مسافر عدال نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"اس مصیبت کا شائد کسی کے پاس علاج نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ میرا ایک ہی جوان بیٹا ہے اس کی ماں بھی فوت ہو چکی ہے۔ میں نے بڑے چاؤ سے اس کی شادی شہر کی ایک خوبصورت لڑکی سے کی۔ مگر شادی کے بعد وہ بیمار رہنے لگا۔ اس کی شادی کو ایک

سال گذر گیا ہے اور اب اس کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ جسم نیلا ہو گیا ہے۔ وہ کمزور اتنا ہو گیا ہے کہ بستر سے ہل بھی نہیں سکتا۔ مصر کے تمام حکیموں سے اس کا علاج کروا چکا ہوں۔ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔ کسی نے بتایا کہ ملک ایران میں ایک حکیم صاحب رہتے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا تھا۔ اب وہاں سے ایک دوائی لے کر آ رہا ہوں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے بچے کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔"

عنبر نے کہا!

"کیا تم مجھے وہ دوائی دکھاؤ گے۔ جو تم ایرانی حکیم سے لائے ہو۔"

"کیوں نہیں۔

ضرور دکھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر عدال نے گٹھڑی میں سے ایک چھوٹی سی لکڑی کی ڈبی کھول کر عنبر کو دی۔ ڈبی میں نیلے رنگ کا سفوف بھرا ہوا تھا۔

عنبر نے اسے سونگھا اور بولا!

"یہ تو چنڈی بوٹی ہے۔ اس کے کھانے سے بخار اتر جاتا ہے۔ اور دل کو طاقت ملتی ہے۔"

عدال نے حیرانی سے پوچھا!

"کیا تم حکیم ہو!"

تھیو سانگ بولا!

"میرا دوست عنبر جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتا رہا ہے۔ اسے جڑی بوٹیوں کی کافی سوجھ بوجھ ہے۔"

پھر تھیو سانگ نے عدال کو اپنا نام بھی بتا دیا۔

عدال آہ بھر کر بولا!

"کاش تم کسی جڑی بوٹی سے میرے اکلوتے بچے کی جان بچا سکو۔ روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو میری ساری نسل ہی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ میری اور کوئی اولاد نہیں ہے۔ پھر میرا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہو گا۔"

عنبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا!

"عدال بھائی ناامید کیوں ہوتے ہو۔ خدا پر بھروسہ رکھو میں چل کر تمہارے بچے کو ضرور دیکھوں گا۔ اگر کسی جڑی بوٹی سے اس کا علاج ہو سکا تو ضرور کروں گا۔"

اس کے بعد وہ اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیئے۔ صحرا میں دو دن تک سفر کرنے کے بعد وہ نئے دارالحکومت کارنک پہنچ گئے۔ عدال انہیں اپنے گھر لے گیا۔ عدال ایک سوداگر تھا۔ اس کا گھر حویلی کی طرح کا تھا۔ اور شہر میں داخل ہوتے ہی ایک ندی کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ حویلی کی ایک ڈیوڑھی تھی آگے ایک کھلا صحن تھا۔ جس میں فوارہ لگا تھا۔ دائیں بائیں کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں عدال کا جوان اور بیمار بیٹا چارپائی پر پڑا تھا۔ اس کی بیوی وشاگا اس کی تیمارداری یعنی خدمت کر رہی تھی۔ عدال نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر اداس آواز میں عنبر سے کہا!

"یہ ہے میرا اکلوتا بیٹا! دیکھ لو اس کی حالت کیا ہے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ عنبر بھائی۔ اس کو اچھا کر دو۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔"

عنبر نے جھک کر عدال کے بیٹے کو دیکھا۔ اس کا
نام ماران تھا۔ ماران کا چہرہ زرد تھا۔ جسم بے حد کمزور
ہو گیا تھا۔ آنکھوں کے گرد نیلے حلقے پڑ گئے تھے۔ جسم
بھی نیلا ہو رہا تھا۔ اس سے بولا بھی نہیں جاتا تھا۔
عنبر نے ماران کی بیوی وشاگا سے پوچھا!
"تم اسے کھانے کو کیا دیتی ہو۔؟"
وشاگا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!
"بھائی! یہ تو کچھ بھی نہیں کھاتے۔ میں انہیں
بڑی مشکل سے تھوڑا سا دودھ پلاتی ہوں۔"
عنبر سوچ میں پڑ گیا۔
پھر پوچھنے لگا!
"کیا اسے پیاس بہت لگتی ہے؟"
وشاگا کہنے لگی!
"ہاں رات کو پانی ضرور مانگتے ہیں اور بار بار
پیتے ہیں۔"
ماران کے باپ عدال نے کہا!
"عنبر بھائی۔
کیا تم میرے بیٹے کو ٹھیک کر سکو گے؟"
عنبر نے کہا!

"میں کوشش کروں گا۔ آپ ایرانی حکیم صاحب
کی دوائی اسے پلا دیجیے۔"
عدال نے سفوف نکال کر اپنی بہو کو دیا اور کہا!
"میں یہ دوائی ایران سے لایا ہوں۔ میرے بچے
کو تھوڑا سا سفوف پانی میں گھول کر پلا دو۔"
ماران کی بیوی وشاگا سفوف لے کر اندر چلی گئی۔ عدال
اپنے بیٹے ماران کے سرہانے بیٹھ گیا۔ عنبر اور تھیوسانگ
بھی وہیں بیٹھے تھے۔
عدال کہنے لگا!
"کیا میرے بیٹے کی بیماری تمہاری سمجھ میں آئی
ہے۔ عنبر؟"
عنبر بولا!
"ابھی [illegible] نہیں کہہ سکتا۔ یہ دوائی پلا کر دیکھیں کل
تک کچھ عرض کروں گا۔"
اتنے میں ماران کی بیوی وشاگا اپنے خاوند کے
لئے پانی میں سفوف گھول کر لے آئی۔ جسے تھوڑا تھوڑا
کر کے بیمار ماران کو پلا دیا گیا۔ دوائی پینے کے بعد اسے نیند
آ گئی۔
عدال نے عنبر سے کہا!

"یہ دوائی کا اثر ہے کیا؟"
عنبر بولا!
"ہاں اس دوائی سے دل کو سکون ملتا ہے یہی
وجہ ہے کہ اسے نیند آگئی ہے۔ میرا خیال ہے
اسے آرام کرنے دو۔ ہم دوسرے کمرے میں چلتے
ہیں۔"
عدال نے کہا!
پہلے چل کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ تم لوگ بھی سفر
سے تھکے ہوئے ہو گے۔ عنبر تھیوسانگ کو بھوک
تو بالکل نہیں تھی۔ مگر انہوں نے عدال پر اپنی
طاقت ظاہر نہ کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ
بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اجازت لے کر اپنے کمرے
میں آگئے۔
کمرے میں آتے ہی تھیوسانگ نے عنبر سے پوچھا!
"کیا اس لڑکے کی بیماری تمہاری سمجھ میں آئی؟"
عنبر خاموش رہا۔
تھیوسانگ پلنگ پر لیٹتے ہوئے بولا!
"بھائی ہمیں ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں
بھی نکلنا ہے۔ اس مریض کا علاج ہی کرتے
رہ گئے تو اپنے ساتھیوں کو ہم کب ڈھونڈنے
نکلیں گے۔"
عنبر اب بھی چپ تھا۔ لگتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں
ہے۔ تھیوسانگ سے نہ رہا گیا۔
اس نے پوچھا!
"عنبر تم کیا سوچ رہے ہو؟"
عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا!
"مجھے کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔"
"کیسی گڑبڑ؟ اس شہر میں تو کوئی گڑبڑ نہیں
ہر طرف امن امان ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا!
عنبر بولا!
"شہر میں تو امن امان ہی ہے مگر اس گھر میں
ماران کی بیماری میں کوئی گڑبڑ ہے۔"
"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"
تھیوسانگ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
عنبر نے کہا!
"ابھی میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم صرف میرا
ایک کام کرو۔"

"کون سا کام؟"

تھیوسانگ عنبر کی طرف دیکھنے لگا۔

عنبر بولا!

"تم آج رات اس لڑکے ماران کے کمرے
میں گذارو گے۔"

تھیوسانگ چونکا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بھلا کوئی شریف آدمی
کبھی ایسا کر سکتا ہے۔ بھئی اس کے پاس اس
کی بیوی وشاگا ہو گی۔ یہ میاں بیوی کا کمرہ ہو گا
میں اس میں داخل ہونے والا کون ہوں؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں یہ کام کرنا ہی ہو گا۔ تمہیں آج
رات ان دونوں کے کمرے میں گزارنی ہو گی۔
اور پھر دوسرے دن مجھے بتانا کہ تم نے رات
کو وہاں کیا دیکھا؟"

تھیوسانگ نے ٹھٹک کر کہا!

"نہیں نہیں! میں ایک میاں بیوی کی خواب گاہ
میں داخل ہونا گناہ سمجھتا ہوں۔ میں ایسا
ہرگز نہیں کر سکتا۔ تم خود ہی یہ کام کرو"

عنبر کہنے لگا:

"دیکھو تھیوسانگ!

"یہ عدال کے اکلوتے بیٹے ماران کی زندگی کا
معاملہ ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اسے پھر سے
زندگی مل جائے۔"

عنبر بولا!

"یہی تو تم جانتے نہیں ہو۔ تمہارے وہاں رات
بسر کرنے سے مجھے اس لڑکے کی اصل بیماری
کی وجہ معلوم ہو جائے گی اور پھر میں اس کا
علاج کر سکوں گا۔"

تھیوسانگ سر کو ہلاتے ہوئے بولا!

"میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ تم کہنا کیا
چاہتے ہو؟ کرنا کیا چاہتے ہو؟

آخر عنبر نے تھیوسانگ کو راضی کر لیا کہ وہ رات کو
چھوٹا سا بن کر ماران کے کمرے میں چھپ کر بیٹھ جائے
گا اور وہاں جو کچھ ہو گا اس کی کہانی وہ عنبر کو دوسرے
دن بیان کر دے گا۔

تھیوسانگ نے اب بھی جھنجھلاتے ہوئے کہا:

"آخر وہاں کون سا ایسا بھونچال آجائے گا۔"

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے ایک چھوٹا سا بھونچال ہی آئے گا۔ تم جو کچھ دیکھو گے تمہیں اس کا یقین نہیں آئے گا۔"

تھیو سانگ اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا:

"اگر یہ بات ہے تو میں ضرور یہ ڈیوٹی انجام دوں گا۔"

ماران کا کمرہ ان کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ رات کو عدال عنبر اور تھیو سانگ نے مل کر کھانا کھایا۔ عدال اپنے بیٹے کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ اس نے کھانا بھی ٹھیک طرح نہیں کھایا۔ بس دو نوالے لے کر ہاتھ کھینچ لیا۔ عنبر نے اسے حوصلہ دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ خداوند کریم اسے ضرور شفا دے گا۔ عدال چلا گیا جب رات گہری ہو گئی تو۔

عنبر نے تھیو سانگ سے کہا:

"پیارے تھیو سانگ!

اب تیرے جانے کا وقت آگیا ہے۔ فوراً ماران کے کمرے میں جا کر چھپ جا۔

تھیو سانگ سر کو جھٹک کر بولا:

"بھائی وہاں کیا ہو گا۔ تم مجھے بتاتے کیوں نہیں؟"

عنبر نے کہا:

"ابھی تو مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہاں کیا ہو گا۔ تم جا کر تو دیکھو۔"

تھیو سانگ سر کو ادھر ادھر مارتے ہوئے بولا:

"اچھا بھائی: تم جو کہتے ہو کرتا ہوں۔"

تھیو سانگ نے اپنے دائیں ہاتھ کی سیدھی انگلی اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کے ارادے سے جسم کے ساتھ لگائی اور وہ ایک دم سے بالکل چھوٹا سا ہو گیا۔ چھوٹی انگلی کے برابر ہو گیا۔ عنبر نے جھک کر اسے دیکھا اور بولا:

"اب جاؤ تھیو سانگ اور وہاں صبح تک رہنا۔"

تھیو سانگ نے باریک سی آواز میں کہا:

"ٹھیک ہے بھائی۔ صبح تک ہی رہوں گا۔"

اور تھیو سانگ کمرے کے بند دروازے کے سوراخ میں سے نکل کر اندھیرے میں ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھا ساتھ والا کمرہ ماران یعنی بیمار نوجوان کا تھا۔ اندر چراغ کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ تھیو سانگ کمرے کے بند دروازے کے پاس آکر اندر جانے کے لئے کوئی جگہ تلاش کر

لگا۔ آخر اسے ایک سوراخ نظر آگیا۔ تھیو سانگ اسی
سوراخ میں سے کمرے کے اندر چلا گیا۔
کیا دیکھتا ہے کہ طاق میں چراغ جل رہا ہے۔ ماران بستر
پر بے ہوشی کی سی حالت میں پڑا ہے۔ شائد وہ دوائی کی
وجہ سے گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کی بیوی وشاگا اس کے
پاس ہی پلنگ پر بیٹھی اس کے بازو کو آہستہ آہستہ
دبا رہی ہے۔ اس کے بال سر کے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔
تھیو سانگ چونکہ بہت ہی چھوٹا ہو گیا تھا اس لئے وہ وشاگا
کو نظر ہی نہ آیا۔ تھیو سانگ نے اپنے آپ کو دیوار کے ساتھ
رکھے ہوئے ایک لکڑی کے صندوق کے پیچھے چھپا لیا۔ پھر
سوچنے لگا کہ یہاں کیا ہو سکتا ہے؟ عنبر نے خوامخواہ اسے
رات بھر کے لئے تکلیف دی ہے۔ تھیو سانگ یہی سوچتا
ہوا صندوق کے پیچھے ایک چھوٹی سی اینٹ کے ساتھ ٹیک
لگا کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے بیمار ماران کے پلنگ پر بیٹھی
ہوئی اس کی بیوی وشاگا چراغ کی روشنی میں صاف نظر آ
رہی تھی۔ تھیو سانگ کو یقین ہو گیا تھا کہ کچھ بھی نہیں
ہو گا۔ وشاگا ابھی اٹھ کر اپنے پلنگ پر جائے گی اور
وہاں لیٹ کر سو جائے گی اور تھیو سانگ کو خوامخواہ
ساری رات کی وہاں ڈیوٹی دینی پڑے گی۔

پھر وشاگا اپنے بیمار خاوند کے پلنگ پر سے اٹھ کر
[اپ]نے پلنگ پر جا کر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ صندوق کے
[پی]چھے بیٹھا بے زاری اور بے نیازی سے اس کی طرف
[د]یکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کچھ نہیں ہو گا۔ اور
[...]ہ عورت وشاگا اب چراغ دھیما کر کے سو جائے گی
[مگ]ر ایسا نہ ہوا۔ تھیو سانگ وشاگا کی طرف بے خیالی
[...]سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے ایسا محسوس ہوا
جیسے وشاگا کوئی عمل کرنے لگی ہے۔
وشاگا نے پلنگ پر بیٹھنے کے بعد اپنے دونوں بازو
[...]دا میں پھیلا دیئے۔ پھر وہ اپنے بازوؤں کو لہرانے
[...]ی۔ دیکھتے دیکھتے وشاگا کے چھ سات بازو نکل آئے
[تھ]یو سانگ کی آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کی کھلی رہ
[گئ]یں۔ وشاگا پلنگ پر چوکڑی مارے بیٹھی اپنے بازوؤں کو
[چا]روں طرف سانپوں کی طرح لہرا رہی تھی۔ تھیو سانگ
[...]ی عورت کو ایسا کرتے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے
[...]یہ سمجھا کہ شاید یہ عورت وشاگا ورزش کر رہی
ہے۔ لیکن دیکھتے دیکھتے اس کا رنگ بدلنے لگا۔
[...]ر وہ دبلی ہو کر اونچی ہوتی گئی۔ اس کے بعد ایکدم
[...]ے عورت وشاگا کی جگہ وہاں ایک نسواری رنگ کا

دھاریدار کنکھجورا ظاہر ہوگیا جو بالکل سیدھا کھڑا
اور اپنی چھوٹی چھوٹی بے شمار ٹانگیں ہوا میں لہرا
تھا۔ تھیوسانگ تو دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اسے اپنی
پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وشاگا عورت سے ایک
فٹ کا کنکھجورا بن گیا تھا۔ اس کنکھجورا نے اپنی گ
موڑ کر پلنگ پر سوئے ہوئے بیمار ماران کو دیکھا
آہستہ سے دوہرا ہو کر نیچے آیا اور ماران کے پلنگ
چڑھ گیا۔ اور اس کی گردن سے چمٹ کر اپنی
چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اس کی گردن میں پیوست کر
اور اس کے جسم کا خون پینا شروع کر دیا۔
تھیوسانگ صندوق کے اوپر چڑھ کر یہ سارا خوف
منظر دیکھ رہا تھا۔ ماران بے ہوش پڑا تھا۔ یا گہری
نیند میں تھا۔ یا کنکھجورے کے زہر کی وجہ
بے حس ہوگیا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا
کنکھجورے کا جسم اوپر نیچے ایسے ہو رہا تھا جیسے وہ
چوس رہا ہو۔ دیر تک بیمار ماران کی گردن سے کنکھجورا
چمٹا اس کا خون پیتا رہا۔ پھر جب اس کا پیٹ
گیا تو کنکھجورا گردن سے ہٹ گیا اور رینگتا رینگتا وا
اپنے پلنگ پر آگیا۔ پلنگ پر آتے ہی وہ ایک

ر پلنگ کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ اپنا جسم اوپر
ہا لیا اور دیکھتے دیکھتے وشاگا عورت کی شکل میں
بدیل ہوگئی۔ وشاگا اب اپنے بازو نہیں ہلا رہی
تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کا پیٹ خون پی کر بہت
بھر چکا ہے اور وہ سو جانا چاہتی ہے۔ چنانچہ کنکھجورے
سے عورت کے روپ میں آتے ہی وشاگا سو گئی اس
کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ تھیوسانگ چپکے
سے صندوق کے پیچھے نکل کر کمرے سے باہر آگیا۔
ر ساتھ والے بند کمرے کے سوراخ میں سے اپنے
رے میں داخل ہوا اور اپنے جسم کے ساتھ دائیں
ف کی سیدھی انگلی لگا کر دوبارہ بڑا ہوگیا۔ اس نے
ھا کہ عنبر اسی طرح پلنگ پر بیٹھا جاگ رہا ہے۔
یو سانگ کو دیکھتے ہی بولا!

"سناؤ دوست!
کیا دیکھا؟"

تھیوسانگ نے کہا!

"وہ کچھ دیکھا کہ جو آج تک نہیں دیکھا تھا"
اتنا کہہ کر تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

یہاں خلائی جہاز اترا

پھر تھیو سانگ نے عنبر کو سارا خوفناک واقعہ بیان
کر دیا۔
عنبر بڑے غور سے تھیو سانگ کی باتیں سن رہا تھا
جب تھیو سانگ نے جو کچھ دیکھا تھا عنبر کو سنا چکا
تو عنبر نے کہا!
"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ عورت وشاگا جو ماران
کی بیوی ہے ضرور یہی اس کی بیماری کا
سبب ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں رات کو
اس کی نگرانی کرنے کے لئے بھیجا"
تھیو سانگ کہنے لگا!
"عنبر بھائی!
میں نے آج تک کبھی کسی عورت کو کنکھجورا بنتے نہیں
دیکھا۔ اگر تم دیکھتے تو تمہارے رونگٹے کھڑے
ہو جاتے۔"

عنبر کچھ سوچ رہا تھا۔
تھیو سانگ نے پوچھا!
"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے تمہارے خیال میں؟
عنبر بولا!
"کرنا کیا ہے۔
ماران کو اس کی بیوی سے نجات دلانی ہوگی۔
بس یہی اس کی بیماری کا علاج ہے۔ یہ عورت
وشاگا اس کا خون نہیں چوسے گی اور وہ صحت مند
ہو جائے گا"
تھیو سانگ نے کہا!
"یہ عورت اصل میں ہے کون؟
انسان ہے یا کنکھجورا؟
عنبر بولا!
انسان کبھی کنکھجورا نہیں ہو سکتا۔ صرف کنکھجورا
ہی انسان کی شکل میں آ سکتا ہے۔ یہ عورت اصل
میں کنکھجورا ہے جو عورت کی شکل میں آکر اس
لڑکے کی بیوی بن کر اس کا خون پی کر اپنی
پیاس بجھا رہی ہے۔ اس قسم کے کنکھجورے
آج سے لاکھوں سال پہلے اس زمین پر

جاتے تھے۔ ان میں انسان بننے کی طاقت نہیں تھی
مگر پھر ایسا ہوا کہ ایک کنکھجورے میں ایک چڑیل
کی بدروح داخل ہو گئی اور پھر بس وہاں سے
یہ کنکھجورا عورت کا سلسلہ چل نکلا۔"

تھیوسانگ نے کہا!

"پھر تو ہم بڑی آسانی سے اس عورت کو
ختم کر کے ماران کو بیماری سے نجات دلا
سکتے ہیں۔"

عنبر بولا!

"یہی تو تم کو معلوم نہیں ہے کہ اس کنکھجورا عورت
کا مارنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

کیا مطلب ہے تمہارا؟

یعنی یہ جادوگرنی بھی ہے؟

تھیوسانگ نے پوچھا!

عنبر کہنے لگا!

"ایسی عورت میں ایک خاص بات ہوتی ہے۔
اور وہ یہ کہ جب اسے خطرے کا احساس ہو
جائے تو اس کے جسم سے ایک ایسی شعاع
نکل کر چاروں طرف گرتی ہے کہ جس پر بھی پڑ

جائے وہ کنکھجورا بن جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ
ایسی عورت ہر قسم کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ وہ
پرندہ بن کر اڑ بھی سکتی ہے اور سانپ بن کر
غائب بھی ہو سکتی ہے۔"

تھیوسانگ سوچنے کے بعد بولا!

"کیوں نہ اس عورت کو ٹھکانے لگانے کے
لئے کسی سانپ کی مدد لی جائے۔ میرا خیال ہے
کہ سانپ کنکھجورے سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے
اور عقل مند بھی۔"

عنبر نے کہا!

"تمہارا خیال کچھ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ چلو اسی
وقت باہر صحرا میں چل کر کسی سانپ کو بلاتے ہیں
اور اس سے بات کرتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور عنبر اسی وقت مکان سے نکل کر باہر
ندی کے دوسرے کنارے پر آ گئے۔ یہاں صحرائی میدان
تھا اور ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ عنبر نے خاص
آواز نکال کر سانپ کو بلایا اور کہا اس علاقے میں اگر
کوئی سانپ ہو تو سامنے آئے میں ناگ دیوتا کا بھائی
بول رہا ہوں۔ اس کی آواز ایک سانپ نے سنی جو ریت

کے ٹیلے کے نیچے اپنے بل میں آرام کر رہا تھا۔ وہ آ
سنتے ہی دوڑا دوڑا عنبر کے سامنے آگیا۔ آتے ہی ا
نے پھن جھکا کر عنبر کو سلام کیا اور بولا!
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا سلام پہنچے
فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں!"
عنبر نے سانپ کی زبان میں جب اسے سارا ماجرا
تو سانپ چپ ہو گیا۔
پھر بولا!
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!
ہم نے اپنے دادا سانپ سے سنا تھا کہ لاکھوں
برس پہلے کنکھجورا عورت ہوا کرتی تھی جو کبھی کبھی
اب بھی دنیا میں آجاتی ہے۔ اگر اس کا سامنا
کسی سانپ سے ہو جائے تو وہ اسے زندہ نہیں
چھوڑتی۔"
عنبر نے کہا!
"اگر اس میں تمہاری جان جانے کا خطرہ ہے
تو پھر میں تمہیں اس کنکھجورا عورت کے مقابلے
پر جانے کو ہرگز نہیں کہوں گا۔"
سانپ بولا!

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا حکم ٹالوں اور
پھر یہ تو ایک انسان کی اور ایک باپ کے اکلوتے
بیٹے کی زندگی کا سوال ہے۔ میں اس بچے کو
ایسی ظالم عورت سے ضرور نجات دلاؤں گا۔"
سانپ نے عنبر کو بتایا کہ وہ آج رات کنکھجورا عورت
کے کمرے میں جائے گا۔ اور اسے ہلاک کر ڈالے گا
تاکہ غم زدہ باپ کے بیٹے کو اس عورت کے ظلم سے
نجات مل جائے۔ کیونکہ یہ عورت نہیں بلکہ ایک چڑیل
ہے۔ دوسری رات عنبر اور تھیو سانگ سانپ کا انتظار
کرنے لگے۔ سانپ آدھی رات کو کمرے میں آگیا۔
عنبر نے کہا!
"تمہارے ساتھ میرا یہ بھائی تھیو سانگ بھی جائے
گا۔ تاکہ اگر کوئی مشکل بن جائے تو تمہاری مدد
کر سکے۔"
سانپ نے کہا!
"اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ
کا اصرار ہے تو تھیو سانگ میرے ساتھ
چلا چلے۔ مگر اس کو دیکھ کر عورت حملہ کر

کر دے گی۔"

عنبر نے کہا:

"تھیو سانگ بالکل چھوٹا سا بن کر تمہارے ساتھ
جائے گا۔ مگر تم اس کنکھجورا عورت کو کس طرح
ہلاک کرو گے؟"

سانپ نے کہا:

"میں اپنے منہ سے اس پر دور ہی سے
زہر کی پچکاری ماروں گا۔ اس طرح سے
مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں مر جائے گی۔"

عنبر بولا!

"خدا کرے تم اپنی مہم میں کامیاب ہو جاؤ۔
اچھا اب تم لوگ جاؤ رات کافی گذر چکی
ہے۔"

تھیو سانگ نے فوراً اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور سانپ
کے ساتھ ساتھ کمرے سے نکل گیا۔ عنبر وہیں پلنگ پر
بیٹھ کر ان کی خیریت سے واپسی کی دعا مانگنے لگا۔ وشاگا
کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ سانپ اور تھیو سانگ دروازے
کے چھوٹے سے سوراخ میں سے گذر کر کمرے میں داخل
ہو گئے۔ تھیو سانگ سانپ کو لکڑی کے صندوق کے

پیچھے لے گیا۔ جب رات گہری ہو گئی اور وشاگا کا خاوند
گہری نیند سو گیا تو وشاگا اپنے پلنگ پر جا بیٹھی۔ پھر اس
کے بازو ہوا میں لہرانے لگے۔ اور دیکھتے دیکھتے کنکھجورا
بن کر اپنے بیمار خاوند ماران کی گردن سے لپٹ کر اس
کا خون چوسنے لگی۔

سانپ حیرانی سے یہ دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے
صندوق کے پیچھے سے نکل کر اس پلنگ کی طرف بڑھا
جس پر وشاگا اپنے بیمار خاوند کی گردن سے لپٹی اس
کا خون پی رہی تھی۔ جونہی سانپ سرہانے کی جانب پہنچا
وشاگا کو خطرہ محسوس ہو گیا۔ اس کا کنکھجورے کا جسم
بیمار انسان کی گردن سے الگ ہو گیا۔ کنکھجورہ بجلی ایسی تیزی
سے فضا میں بلند ہوا اور پھر اس کے جسم سے موت
کی شعاع نکل کر نیچے گری۔ یہ قاتل شعاع اسی جگہ گری
تھی جہاں کنکھجورا عورت کو خطرہ محسوس ہوا تھا۔ قاتل
شعاع عین سانپ کے پھن کے اوپر آ کر گری تھی اور
وہ وہیں بھسم ہو کر رہ گیا۔ اب اس کی جگہ فرش
پر صرف سانپ کی راکھ ہی باقی رہ گئی تھی۔ تھیو سانگ
کو سخت افسوس ہوا اور عورت پر بے حد غصہ بھی آیا
سانپ نے ایک انسان کی زندگی بچاتے ہوئے اپنی

جان دے ڈالی تھی۔ تھیوسانگ کا جی چاہا کہ وہ اس
چڑیل عورت کا جا کر گلا دبا دے۔ مگر پھر اسے عنبر کی
بات یاد آگئی کہ ایسی عورت کے جسم میں ایسی طاقت پیدا
ہو گئی ہوتی ہے کہ وہ جلتی آگ کو بجھا سکتی ہے۔ اور
جنگل میں اپنے اشارے سے آگ لگا سکتی ہے۔ اور
اگر کسی انسان پر اس کی شعاع پڑ جائے تو وہ بھی
کنکھجورا بن جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کسی نہ کسی طرح بھاگ کر عنبر کے پاس
آگیا اور سارا واقعہ سنایا۔ عنبر کو ناگ کی موت کا بے حد
افسوس ہوا۔ اب اس نے خود اس چڑیل کنکھجورا
عورت کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دن نکلا تو وہ صحرا کے
جنگل میں نکل گیا۔ اسے یاد تھا کہ مصر کے صحراؤں میں
ایک ایسی جڑی بوٹی پیدا ہوتی ہے کہ اس کو اگر پانی
میں حل کر کے پی لیا جائے تو انسان پر کسی جادوگر کے
جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ مگر اس بوٹی کا اثر صرف دن
کے وقت ہوتا ہے۔ رات کو بوٹی کا اثر ختم ہو جاتا ہے
عنبر کو خوب معلوم تھا کہ اگر وہ بوٹی حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گیا تو اس کا اثر اس کے جسم پر صرف دن کے
وقت ہی رہا کرے گا۔ رات کو اس کا اثر ختم ہو جائے گا

لیکن وہ ایک دکھی باپ کے اکلوتے بیٹے کی جان ایک
چڑیل عورت سے ضرور بچانا چاہتا تھا۔ نہیں تو وہ بس
اب تھوڑے دنوں کا ہی مہمان تھا۔ کنکھجورا عورت اس
کا خون چوس چوس کر اسے ختم کرنے ہی والی تھی۔ ایسی
عورتیں آدمیوں کا خون چوسنے کے بعد اسے مار کر کسی
دوسرے آدمی کی تلاش میں غائب ہو جاتی ہیں۔

عنبر نے تھیوسانگ کو کچھ نہ بتایا کہ وہ جڑی بوٹی
کی تلاش میں جا رہا ہے۔ وہ صحرا میں شام تک پھرتا
رہا۔ اسے وہ خاص بوٹی نہ ملی۔ دوسرے دن عدال کے
بیٹے ماران کی حالت نازک ہو گئی۔ عنبر ایک بار پھر
خدا کا نام لے کر صحرا میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ ایک خشک
جھاڑیوں والے جنگل میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اسے ایک
جھونپڑی کے باہر ایک بوڑھا بیٹھا نظر آیا۔ عنبر اس
کو سلام کر کے جانے لگا تو بوڑھے نے آواز دی۔

"بیٹا!
تو جس بوٹی کی تلاش میں ہے وہ تمہیں
اس جنگل میں کہیں نہیں ملے گی"

عنبر وہیں بوڑھے کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"بابا جان!

اگر آپ کو معلوم ہے کہ مجھے کس چیز کی تلاش ہے
تو میری مدد کیجئے۔ میں ایک انسان کی جان بچانا
چاہتا ہوں۔"

بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا!

"اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو؟"

عنبر بولا!

میں مصیبتیں اٹھانے کا عادی ہو چکا ہوں
بابا جان۔ میرا خدا مالک ہے۔ مجھے کچھ ہو گیا
تو خدا میری مدد کرے گا۔ کیونکہ جو دوسروں
کی مدد کرتے ہیں خدا ان کی ضرور مدد
کرتا ہے۔"

بوڑھے نے کہا!

"مجھے تمہارے خیالات سن کر بڑی خوشی ہوئی
ہے۔ وہ بوٹی میرے پاس موجود ہے چونکہ
تم جڑی بوٹیوں سے واقف ہو۔ اس لئے
اسے پہچان لوگے۔"

یہ کہہ کر بوڑھا جھونپڑی کے اندر گیا اور ال
انگوٹھے کے برابر ایک بوٹی عنبر کو لا کر دی۔
عنبر نے بوٹی کو اچھی طرح دیکھا اور بولا!

"کچھ معلوم ہے محترم آپ کو کہ اس بوٹی
کا اثر کتنی دیر تک رہتا ہے؟"

بوڑھے نے کہا!

"اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں
ہے۔ تمہیں یہ خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔"

عنبر نے کہا!

"کوئی بات نہیں بابا جان۔ میں آپ کا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔"

عنبر بوٹی لے کر واپس چل پڑا۔ کچھ دور
جانے کے بعد اسے خیال آیا کہ اس نے
یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ اس بوٹی کو کس
وقت پانی میں حل کر کے پینا ہے۔ وہ واپس
جنگل میں آیا تو دیکھا کہ وہاں نہ جھونپڑی تھی۔
اور نہ ہی وہ بابا تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ قدرت نے
غیب سے اس کی مدد کی ہے۔ وہ واپس
تھیوسانگ کے پاس آ گیا۔ تھیوسانگ اس
وقت مکان پر نہیں تھا۔ عنبر نے بوٹی کو مٹی
کے پیالے میں رکھ کر اس میں آدھا گلاس
پانی ڈالا تو بوٹی بڑی جلدی پانی میں گھل مل گئی۔

عنبر نے وہ پانی پی لیا۔ وہ پانی کڑوا کڑوا تھا۔ اب وہ رات
ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب تھیوسانگ آیا تو اس
نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ اس خیال سے کہ اگر عنبر کو
کچھ ہو گیا تو تھیوسانگ اس کی مدد کر سکے۔ اور سمجھ
جائے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔
تھیوسانگ فکر مند ہو کر بولا!

"عنبر!
ایسی بوٹی تمہیں نہیں پینی چاہئے تھی۔ جس کا
آدھا اثر ہوتا ہو۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم سب کو
پریشانی ہو گی۔"
عنبر مسکرایا!
"وہ تھیوسانگ!
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ تو ہزاروں برس
سے اسی طرح دکھی اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد
کرتے آتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ اور ہم اپنا
فرض ضرور پورا کریں گے۔ اگر کچھ ہو جاتا ہے
تو خدا مالک ہے۔ دیکھا جائے گا کم از کم ایک
نوجوان لڑکے کی زندگی تو بچ جائے گی۔"
تھیوسانگ کہنے لگا!

"جیسے تمہاری مرضی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کیا
تم آج رات کو جاؤ گے اس کے کمرے میں؟
عنبر نے کہا!

"ہاں!
مگر تم مجھے پہلے خبر دو گے کہ کنکھجورا عورت اس
وقت بیمار نوجوان کا خون چوس رہی ہے۔"
جب یہ بات طے ہو گئی تو وہ رات ہونے کا انتظار
کرنے لگے۔ جب رات گہری ہو گئی تو عنبر نے تھیوسانگ
کو بیمار نوجوان ماران کے کمرے کی طرف بھیجا۔ تھیوسانگ چوہا
بن کر اس کے کمرے میں داخل ہو کر صندوق کے پیچھے
چھپ کر بیٹھ گیا۔ آدھی رات کے بعد ماران کی بیوی دشاکا
اٹھ کر اپنے پلنگ پر آئی اور آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور
اپنے بازوؤں کو لہرانے لگی۔ پھر اس کے کتنے ہی بازو
نکل آئے اور دیکھتے دیکھتے عورت سے کنکھجورا بن
گئی۔

یہ حالت دیکھ کر تھیوسانگ صندوق کے پیچھے سے
نکل کر عنبر کے پاس آ گیا اور بڑا ہو کر بولا:
"عنبر!
وہ عورت کنکھجورا بن گئی ہے اور اس وقت

ماران کا خون چوس رہا ہے۔"

عنبر نے تھیوسانگ کو اسی جگہ ٹھہرنے کو کہا اور خو
ایک کلہاڑی لے کر ماران کے کمرے کا دروازہ توڑ کر
اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنکھجورا جو کافی
بڑا ہے ماران کی گردن کا خون چوس رہا ہے۔ آو
سن کر ماران بھی جاگ پڑا اور اپنی گردن کے گرد کنکھجو
کو دیکھ کر خوف کے مارے چیخ پڑا۔

عنبر نے کہا!

"ماران!

اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔ میں تمہاری مدد کو
آگیا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی عنبر نے آگے بڑھ کر اس
گردن سے کنکھجورا نوچ کر زمین پر پھینک دیا۔ کنکھجور
کے جسم میں سے جادو کی شعاع نکل کر عنبر کے جسم پر پڑ
مگر عنبر نے کنکھجورے کے جسم پر کلہاڑی مار کر اس کے
چار پانچ ٹکڑے کر دیئے۔ شور سن کر ماران کا باپ بھ
آگیا۔

عنبر نے کنکھجورے کی لاش کے ٹکڑے دکھاتے
ہوئے کہا:

"دیکھو!
یہ وہ کنکھجورہ ہے جو تمہارے بیٹے کا خون
چوس رہا تھا۔ اور اسے موت کی طرف
لے جا رہا تھا۔ یہ کنکھجورہ تمہارے بیٹے کی بیوی
وشاگا تھی۔"

ماران اور اس کا باپ دنگ ہو کر رہ گئے۔ عنبر
پر بھی اب کنکھجورا عورت کی شعاع کا اثر ہونے لگا تھا۔
کیونکہ وہ رات کا وقت تھا۔ اور بوٹی کا عرق پینے کے
باوجود جادو کا اثر رات کو ضرور ہو جاتا تھا۔ صرف دن کے
وقت انسان پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں رہتا تھا۔ عنبر
کو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے ان
لوگوں کے سامنے کچھ ہو۔

چنانچہ وہ بولا!

"اب ماران بالکل تندرست ہو جائے گا۔
میں نے اس چڑیل کو ختم کر دیا ہے۔ جو
ماران کا خون چوسا کرتی تھی۔ اور اس کی بیوی
کے روپ میں یہاں رہ رہی تھی۔ وہ ایک
جادوگرنی تھی۔ کنکھجورا عورت تھی۔"

ماران کے باپ نے دیکھا کہ واقعی ماران کے

پر رونق سی آگئی تھی۔ اس نے عنبر کا شکریہ ادا
کیا اور اس کو گلے لگا لیا۔

پھر بولا!

"عنبر!

تمہارا جسم بھی گرم ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں بخار
ہو گیا ہے؟"

یہ کنکھجورا عورت کی طلسمی شعاع کا اثر تھا۔

عنبر نے کہا!

"شاید مجھے ہلکا ہلکا بخار ہے۔ اچھا میں اب
جاکر آرام کرتا ہوں۔"

عنبر تیزی سے باہر نکلا اور اپنے کمرے میں آکر
بند کر دیا۔ تھیوسانگ جلدی سے اٹھ کر اس
پاس آیا اور بولا!

"خیریت رہی عنبر؟"

عنبر نے کہا!

"میں نے کنکھجورا عورت کو ہمیشہ کے لئے ختم
کر دیا ہے۔ اب دنیا کے کسی انسان کی زندگی
وہ تباہ نہیں کر سکے گی۔ مگر اس کی طلسمی
شعاع میرے جسم پر پڑ گئی تھی۔ چونکہ رات کا

وقت ہے اس لئے اس کی شعاع کا اثر
ہونا شروع ہو گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے جلدی سے عنبر کا ہاتھ تھام لیا وہ
گرم تھا۔ پھر تھیوسانگ نے عنبر کے پاؤں پر ہاتھ رکھا
پاؤں بالکل ٹھیک ہیں اور اتنے گرم نہیں تھے۔
تھیوسانگ نے عنبر کو لیٹ جانے کا مشورہ دیا۔

عنبر بولا!

"ابھی کچھ رات باقی ہے۔ دن ہوتے ہی جادو کا
اثر ختم ہو جائے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جادو کا
اثر کس قسم کا ہو گا۔ کیا میں بھی کنکھجورا بن جاؤں گا
تھیوسانگ تم میری حفاظت کرنا اگر ایسا ہوا تو۔
اور تم جنگل میں جانا وہاں ایک بزرگ شاید تمہیں
ملیں۔ ان کو جاکر میری مصیبت بیان کرنا۔ لیکن اگر
میں بالکل ٹھیک رہا تو کوئی بات نہیں۔ ویسے
دن کے وقت میں بھی تمہارے ساتھ جنگل میں
بزرگ کے پاس جا سکتا ہوں۔ کیونکہ دن کے
وقت بوٹی کے اثر کی وجہ سے جادو کا اثر ختم
ہو جاتا ہے۔"

عنبر یہ باتیں ہی کر رہا تھا کہ اسے اپنے جسم کے

اوپر والے دھڑ میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہوئیں۔ اس نے تھیو سانگ سے کہا!

" میرے اوپر والے دھڑ میں سوئیاں چبھ رہی ہیں۔ میرا خیال ہے جادو کا اثر شروع ہو گیا ہے۔"

تھیو سانگ گھبرا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عنبر کی کیا مدد کرے۔ وہ اسے تسلی دینے لگا کہ رات تھوڑی ہی باقی رہ گئی ہے بوٹی کی وجہ سے دن نکلتے ہی جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی عنبر کا اوپر کا جسم کنکھجورے کا بن گیا۔ تھیو سانگ ایک بار تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے سامنے عنبر اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کا نیچے والا جسم انسان کا تھا اور اوپر والا جسم کنکھجورے کا تھا۔

اس نے عنبر کو آواز دی۔

" عنبر!

کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

عنبر کے اوپر والے جسم پر کتنے ہی چھوٹے چھوٹے بازو نکل آئے تھے۔ اور وہ انہیں ہلا رہا تھا۔ اس کی دو چھوٹی چھوٹی گول گول سرخ آنکھیں تھیو سانگ کو دیکھ رہی تھیں۔ عنبر نے تھیو سانگ کی آواز سن لی تھی مگر وہ انسانی آواز میں اسے جواب نہیں سکتا تھا۔ عنبر نے اپنے ذہن کا جائزہ لیا۔ اس کی انسانی یادداشت باقی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ عنبر ہے اور اس کے سامنے تھیو سانگ بیٹھا پریشان ہو رہا ہے۔ اسے تھیو سانگ کی خوشبو بھی آ رہی تھی مگر وہ اسے انسانی آواز میں جواب نہیں دے سکتا تھا۔ عنبر نے آہستہ سے سر ہلایا۔ تھیو سانگ کچھ نہ سمجھ سکا۔ وہ اٹھ کر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا کہ دن چڑھا ہے کہ نہیں۔ ابھی رات باقی تھی اس لئے جادو کا اثر ختم نہیں ہو سکتا تھا۔

تھیو سانگ عنبر کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اسے کہنے لگا!

" عنبر!

اگر تم میری بات سن رہے ہو تو فکر نہ کرو۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے ہی والی ہے۔ پھر جڑی بوٹی کا اثر شروع ہو جائے گا اور جادو کا اثر ٹوٹ جائے گا۔"

اور پھر جب صبح ہوئی تو عنبر کا اوپر والا جسم دوبارہ انسانی شکل اختیار کر گیا۔ عنبر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے جسم کو غور سے دیکھنے لگا اور بولا!

" میں کنکھجورہ بن گیا تھا۔ تھیو سانگ! مگر مجھے تمہاری آواز

آرہی تھی۔ میں تمہاری باتیں سمجھ رہا تھا۔ لیکن خود از
آواز میں نہیں بول سکتا تھا۔ مگر یہ اچھی بات ہو
کہ میں نے اس چڑیل کو ختم کر دیا ہے جو ایک
کو موت کے غار کی طرف دھکیل رہی تھی۔ آؤ۔ اب
ماران کے پاس چلتے ہیں۔"

ماران کی طبیعت کنکھجورہ عورت کے مرتے ہی اچھی ہونے
تھی۔ وہ پلنگ پر اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے باپ
باتیں کر رہا تھا۔ باپ نے عنبر کو دیکھا تو اٹھ کر اسے
لگا لیا۔

کہنے لگا!

"عنبر بیٹا!
میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تو نے
میرے بچے کو دوبارہ زندگی دی ہے۔"

عنبر بولا!

"زندگی تو خدا نے اسے دی ہے اب تمہارے بیٹے
کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

ماران کہنے لگا!

"عنبر بھائی!
مجھے کیا معلوم تھا کہ میری بیوی ایک چڑیل ہے

کنکھجورا عورت ہے اور وہی میرا خون چوس رہی
ہے۔"

اس کا باپ بولا!

"کیا یہ کوئی جادوگرنی تھی عنبر؟"

عنبر نے انہیں سمجھایا کہ یہ اصل میں کنکھجورا ہوتا ہے
جو انسانی شکل میں آکر انسانوں کے خون پر زندہ رہتا ہے
وہ عورت بھی بن جاتا ہے اور کوئی دوسرا جانور بھی بن
جاتا ہے۔

ماران کے باپ نے پوچھا!

"اب تمہارے بخار کا کیا حال ہے؟"

عنبر نے کہا!

"اب بالکل ٹھیک ہوں"

تھیوسانگ کہنے لگا!

"بس رات کو تھوڑا سا بخار ہو گیا تھا۔"

عنبر نے ماران کے باپ سے کہا!

"اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم نے آپ کے
بیٹے کی بیماری کا علاج کر دیا ہے۔ وہ خدا
کے فضل سے ٹھیک ہو گیا ہے۔"

ماران اور اس کا باپ عنبر کو ابھی اپنے پاس

ہی کچھ دیر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر عنبر جس مصیبت میں گرفتار ہو چکا تھا۔ اس کا اسے پورا علم تھا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ماران اور اس کے باپ کو پتہ چلے۔ چنانچہ وہ ان سے اجازت لے کر شہر سے باہر نکل آئے سورج چمک رہا تھا۔ آسمان پر دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شہر سے باہر دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلتے جب شہر سے کافی دُور نکل آئے تو ایک جگہ بیٹھ گئے۔

تھیو سانگ کہنے لگا:

"عنبر! ماران کی مشکل تو تم نے حل کر دی اب تمہاری مشکل کا کیا حل ہو گا؟ رات ہونے پر تمہارا آدھا دھڑ کنکھجورے کا بن جائے گا۔"

عنبر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں جنگل میں جا کر اسی بوڑھے سے ملنا چاہئے جس نے مجھے یہ بُوٹی دی تھی۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"مگر تم تو کہتے تھے کہ وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔"

عنبر بولا:

"ہو سکتا ہے اب وہ واپس آگیا ہو۔ چلو وہاں چل کر دیکھتے ہیں اور اگر وہ وہاں نہ ہوا تو اسے جنگل میں تلاش کرتے ہیں۔"

دونوں دوست دریا کے کنارے سے اُٹھ کر خشک جھاڑیوں والے صحرائی جنگل میں آ گئے۔ یہاں بوڑھے کا جھونپڑا کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ اسکی تلاش میں جنگل میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ جنگل خشک اونچی جھاڑیوں سے بھرا پڑا تھا۔ جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ یہ جنگل کافی بڑا تھا۔ یہاں کوئی بڑا درخت نہیں تھا۔

تھیو سانگ نے جھاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ جھاڑیاں جلی ہوئی لگتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی آگ لگی تھی۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

عنبر نے جھاڑیوں کو غور سے دیکھ کر کہا:

"ہو سکتا ہے گرمی کی وجہ سے اس جنگل میں آگ لگ گئی ہو۔ مصر کے صحراؤں میں بہت سخت گرمی پڑتی ہے۔"

تھیو سانگ نے ایک ٹہنی کو توڑ کر سونگھا اور سوچ میں

پڑ گیا۔

عنبر نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو"

تھیوسانگ کہنے لگا!

"اس جلی ہوئی ٹہنی میں سے ایک خاص گیس اور تیزاب کی بو آرہی ہے"

عنبر نے ہنس کر کہا!

"تو کیا ہوا؟ جب لکڑی جلتی ہے تو اس میں گیس بھی پیدا ہوتی ہے اور تیزاب کی بو بھی آتی ہے"

تھیوسانگ نے ٹہنی کو دوبارہ سونگھ کر کہا۔

"نہیں عنبر! یہ آگ دھوپ کی وجہ سے نہیں لگی مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کبھی کوئی خلائی جہاز اترا ہو گا جس کی وجہ سے یہ جنگل جل گیا۔

عنبر نے پوچھا!

"کیا خلائی جہاز جلتا ہوا یہاں اترا ہو گا؟"

"نہیں" تھیوسانگ نے کہا!

"بلکہ ممکن ہے وہ یہاں گر کر تباہ ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی یہ جنگل بھی جل گیا ہو"

عنبر نے کہا:

"یہ تمہارا وہم ہے تھیوسانگ۔ یہاں بھلا کوئی خلائی جہاز کیسے اترے گا؟"

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

"عنبر! میں خلائی انسان ہوں۔ جس طرح میں اپنے خلائی جہاز کے تباہ ہونے کے بعد یہاں اتر آیا ہوں اور کیٹی جیسے یہاں آگئی تھی۔ اسی طرح یہاں بھی کوئی خلائی جہاز ضرور کریش ہوا ہے۔"

عنبر کہنے لگا!

"مگر مجھے یہاں جلے ہوئے خلائی جہاز کا ڈھانچہ کہیں نظر نہیں آرہا"

تھیوسانگ نے عنبر کو بتایا کہ جب کسی خلائی جہاز میں آگ لگتی ہے تو یہ آگ اتنی بھیانک ہوتی ہے کہ خلائی جہاز کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

مُورتی میں لڑکی

عنبر نے تھیوسانگ کی بات پر زیادہ دھیان نہ
اور کہنے لگا کہ بھائی ان باتوں کو چھوڑ دو اور اس بو
بابا کو تلاش کرو جو مجھے جادو کا توڑ بتائے گا۔ ا
نے ایک بار پھر تلاش شروع کر دی۔ مگر تھیوسانگ
کے دل میں ایک شبہ سا پڑ گیا تھا کہ یہاں کوئی خلائی
ضرور گر کر تباہ ہوا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ
کوئی خلائی جہاز نیچے زمین پر آکر تباہ ہوتا ہے تو اس
خلاباز باہر چھلانگ لگا کر زندہ بچ جاتا ہے۔ تھیوسا
کو یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی خلاباز یہاں ضرور اترا ہے
عنبر نے لمبا سانس کھینچ کر کہا:
"تھیوسانگ! مجھے گلاب کی خوشبو آرہی ہے۔"
تھیوسانگ نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا:
"یہاں تو دُور دُور تک گلاب کا کوئی پھول نظر
نہیں آتا۔"

عنبر جھاڑیوں میں سے گذرتا ایک جلی ہوئی جھاڑی
کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جلی ہوئی جھاڑی
کے نیچے ایک گلہری بیٹھی ہے۔ گلاب کی خوشبو اس
گلہری کے جسم میں سے آرہی ہے۔ عنبر نے گلہری کی طرف
دیکھا۔ وہ گلہری کی زبان نہیں جانتا تھا۔ گلہری نے ایک
آدمی کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا تو باریک انسانی
آواز میں بولی:
"تم مجھے تعجب سے کیوں دیکھ رہے ہو؟"
عنبر نے تھیوسانگ کی طرف حیرانی سے دیکھا
اور کہا:
"تھیوسانگ!
یہ گلہری تو انسانی زبان جانتی ہے۔"
گلہری نے کہا:
"ہاں۔
میں انسانی زبان جانتی ہوں۔ مگر جب اس
جھاڑی کے نیچے گھر نہیں بنایا تھا تو انسانی زبان
نہیں جانتی تھی۔"
عنبر نے سوال کیا کہ اس جھاڑی میں کون سی ایسی
خاص بات ہے کہ تو انسان کی زبان میں بولنے لگی

گلہری نے جواب دیا۔
"بھائی! یہ جھاڑی پہلے سرخ گلاب کی ہے اور
یہاں ایک بزرگ کی جھونپڑی ہوا کرتی تھی۔ میں
روزانہ اس جھاڑی کے نیچے آکر بیٹھ جایا
کرتی۔ بزرگ مجھے روٹی کے ٹکڑے ڈالا کرتے
تھے۔ گلاب کی جھاڑی کے نیچے بیٹھنے کی وجہ
سے میرے جسم میں گلاب کی خوشبو آگئی ہے
کیونکہ جب میں بیٹھی ہوتی تھی تو مجھ پر گلاب
کی پنکھڑیاں گرا کرتی تھیں۔ اس سے ایک بات
ثابت ہوتی ہے کہ انسان اگر اچھی صحبت میں رہے
تو وہ بھی اچھا بن جاتا ہے۔ میں گلاب کے پھولوں
کے پاس رہی اور مجھ میں گلاب کی خوشبو
پیدا ہو گئی۔"
تھیو سانگ نے پوچھا!
"مگر تم انسانی زبان کیسے بولنے لگیں۔؟"
گلہری نے کہا!
"یہ اس بزرگ کی نیک باتوں کا اثر ہے وہ مجھے
مخاطب کر کے مجھے اچھی اچھی باتیں بتایا کرتے
تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔

گلہری!
اگرچہ تو جانور ہے مگر تیرا بھی ایک دن حساب کتاب
ہوگا۔ اس لئے کسی دوسری گلہری کو دکھ نہ دینا۔
اپنے ماں باپ کی خدمت کرنا۔ بچوں کا خیال رکھنا
پھر وہ بزرگ ایک دن خدا جانے کہاں چلے گئے
کہ پھر کبھی واپس نہ آئے۔ پھر بھی دن میں ایک
بار اس گلاب کی جھاڑی کے نیچے آکر ضرور بیٹھ
جاتی ہوں کہ شائد ان بزرگ کا کبھی ادھر سے گذر
ہو جائے۔"
تھیو سانگ نے پوچھا!
"گلہری بہن!
کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس جنگل کو آگ کیسے
لگی تھی؟"
گلہری نے کہا:
"مجھے معلوم نہیں کہ اس جنگل میں آگ لگی تھی کہ
نہیں۔ میں پانچ سال سے یہاں رہ رہی ہوں۔
میرے سامنے تو یہاں کوئی آگ نہیں لگی۔ ہوسکتا
ہے کہ مجھ سے پہلے یہاں کبھی کوئی آگ لگی
ہو۔"

عنبر اور تھیو سانگ نے گلہری کا شکریہ ادا کیا اور آگے
دیئے۔

عنبر نے تھیو سانگ سے کہا:

"تمہیں اپنے خلائی جہاز کی پڑی ہے اور مجھے یہ فکر
کھائے جا رہا ہے کہ رات کے وقت میرا آدھا دھڑ
کنکھجورے کا بن جائے گا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"عنبر!
تم تو جڑی بوٹیوں کے ماہر ہو۔ تمہیں کوئی ایسی
بوٹی یاد نہیں جو رات کو بھی جادو کا اثر توڑ
ڈالے۔"

عنبر بولا:

"بس یہی ایک بوٹی مجھے یاد تھی جو بزرگ نے
مجھے دی۔ اس کے سوا کوئی ایسی بوٹی مجھے
معلوم نہیں ہے۔"

یونہی باتیں کرتے ہوئے وہ چلتے ہوئے جنگل
بہت دور نکل آئے۔ یہاں زمین پر انہیں ایک سیاہ
پڑی دکھائی دی۔ تھیو سانگ نے اسے جھک کر
پھر چونک کر بولا۔

"عنبر!
یہ دیکھو یہ خلائی لباس کے ہیلمٹ کا ٹکڑا ہے۔"

اب عنبر نے بھی اس ٹکڑے کو غور سے دیکھا۔ وہ جل
کر سیاہ پڑ چکا تھا۔

عنبر کہنے لگا:

"یار یہ تو مجھے یونہی لکڑی کا جلا ہوا ٹکڑا لگتا ہے"

تھیو سانگ اس ٹکڑے کو ہاتھ میں لئے سونگھ
رہا تھا۔ بولا:

عنبر!
"میں خلائی انسان ہوں میں دعوے سے کہہ سکتا
ہوں کہ یہ کسی خلائی جہاز کے ہیلمٹ کا ٹکڑا
ہے۔ جو کسی وجہ سے جل گیا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تمہارا وہم ہے اور اگر تمہارا خیال ٹھیک بھی ہو
تو پھر خلاباز کہاں بچا ہوگا۔ جس کا ہیلمٹ
جل گیا ہے وہ خود بھی جل کر ہلاک ہو گیا ہوگا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

نہیں! یہ ہیلمٹ الگ ہو گیا تھا۔ مجھے یقین ہے
کہ خلائی انسان ضرور زندہ ہے۔"

عنبر خاموش رہا دن گذرتا چلا جا رہا تھا۔ تھیوسا
جلی ہوئی جھاڑیوں میں خلائی انسان کی تلاش میں نک
جب واپس آیا تو شام ہو رہی تھی۔ اور عنبر کو بخا
گیا تھا۔

عنبر نے کہا!

"مجھ پر جادو کا اثر شروع ہو گیا ہے تھیوسانگ

تھیوسانگ پریشان ہو گیا۔

کہنے لگا!

"تم گھبراؤ نہیں! بہت جلد تمہارے جادو کا توڑ
بھی ضرور معلوم ہو جائے گا۔"

عنبر نے کہا!

"رات کو جب میرا آدھا دھڑ کنکھجورے کا بن جا
تو مجھے اسی جگہ رہنے دینا۔ کل صبح دیکھا جائے گا
یہاں سامنے جو چھوٹا سا غار نظر آ رہا ہے۔
مجھے اس کے اندر لٹا دینا اور تم غار کے با
میری حفاظت کرنا۔"

جب شام ہوئی تو عنبر کے اوپر والے دھڑ میں
چبھنا شروع ہو گئیں۔ عنبر خود ہی اٹھ کر غار کے اند
لیٹ گیا۔ جب رات کا اندھیرا چھایا تو عنبر کا اوپر وال

کنکھجورے کا بن گیا۔ تھیوسانگ نے اسے غار میں وہیں
لیٹے رہنے دیا اور بولا!

"عنبر!
میں غار کے باہر بیٹھ کر پہرہ دیتا ہوں تم اسی
جگہ پڑے رہنا میں تمہاری حفاظت کر رہا ہوں
فکر مت کرنا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ غار کے باہر آکر بیٹھ گیا۔ چاندنی ہلکی
ہلکی پھیلی ہوئی تھی۔ جو بہت پراسرار لگ رہی تھی۔ چاروں
طرف موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ غار
کے باہر ریت پر بیٹھا دور تک پھیلی ہوئی سیاہ جھاڑیوں
کو دیکھ رہا تھا۔ جو اندھیرے اور چاندنی میں عجیب ڈراؤنی
لگ رہی تھیں۔ اچانک تھیوسانگ کو ایک عجیب سی
آواز اس خاموشی کے جنگل میں سنائی دی۔ پہلے تو وہ
سمجھا کہ کسی جانور کی آواز ہوگی۔ لیکن جب دوسری بار
آواز آئی تو تھیوسانگ نے کان لگا دیئے۔

یہ پراسرار آواز جلی ہوئی جھاڑیوں کے جنگل کے دوسرے
کنارے سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ یہ آواز ہوا کے ساتھ
قریب آئی تو تھیوسانگ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
کیونکہ یہ آواز کسی خلائی انسان کی تھی۔ جب کسی خلائی

انسان پر مصیبت پڑتی یا وہ مرنے کے قریب ہوتا تھا تو
ایسی ہی آواز نکالتا ہے۔ تھیو سانگ ایک دم اٹھ کھڑا
ہوا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر وہ عنبر کو اکیلا چھوڑ کر
جاتا ہے تو کہیں کوئی جنگلی جانور غار میں داخل ہو کر عنبر
کو نقصان نہ پہنچائے۔ تھیو سانگ نے جلدی جلدی بہت
سی جھاڑیاں توڑ کر اس کو غار کے منہ پر اس طرح
لگا دیا کہ کوئی جانور اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر وہ
اس طرف چلنے لگا جدھر سے اسے پراسرار خلائی آواز
آئی تھی۔ آواز تھوڑی دیر بعد پھر سنائی دی۔ تھیو سانگ
تیز تیز قدموں سے اس طرف چل پڑا۔ آواز بند ہو گئی۔
وہ جنگل کی جھاڑیوں کے نیچے سے گذرتا کافی آگے نکل آیا۔
یہاں زمین پر جگہ جگہ جلی ہوئی ریت کے بڑے بڑے
ڈھیر پڑے تھے۔

تھیو سانگ نے ریت اٹھا کر سونگھی۔ اسے یقین ہو گیا
کہ خلائی جہاز اسی جگہ گر کر راکھ ہوا ہو گا۔ کیونکہ جلی ہوئی
ریت میں سے خلائی جہاز کے ایندھن کی بُو آ رہی تھی۔
اس بُو کو تھیو سانگ خوب پہچانتا تھا۔ وہ رُک کر آواز
سننے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہی آواز
پھر بلند ہوئی۔ اب تھیو سانگ نے بھی اسی قسم کی خلائی

آواز منہ سے نکالی۔ دوسری طرف سے خلائی آواز میں
تھیو سانگ کو کہا گیا کہ ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔
میں مر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ تھیو سانگ آواز
کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ تیزی سے جھاڑیوں کے
بیچ میں سے گذر رہا تھا۔ اچانک ایک جگہ پر پہنچ
کر وہ رُک گیا۔ اس نے دیکھا کہ جلی ہوئی گھاس
پر ایک خلائی انسان اس حالت میں پڑا تھا کہ اس
کا آدھے سے زیادہ جسم جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ صرف
چھاتی کے اوپر کا حصّہ باقی تھا۔ اس کے سر پر ہیلمٹ
بھی نہیں تھا۔ اس خلائی انسان کی شکل انسانوں ایسی
تھی۔ تھیو سانگ فوراً سمجھ گیا کہ وہ اسی سیارے کی
مخلوق ہے جس سیارے سے تھیو سانگ آیا تھا۔
اس نے اپنی زبان میں اس کے قریب بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"تم کون ہو؟ یہاں کیسے آ گئے؟"
خلائی انسان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس نے
تھوڑی سی آنکھیں کھولیں اور خلائی زبان میں کہا:
"تم بھی مجھے اپنے سیارے کی مخلوق لگتے ہو
تمہارا نام کیا ہے۔؟"

میرا نام تھیوسانگ ہے میں تمہارے ہی سیارے
رہنے والا ہوں۔

تھیوسانگ نے جھک کر کہا۔

خلائی انسان کے چہرے پر زندگی کی آخری چمک
پیدا ہوگئی۔

وہ بڑی مشکل سے بولا!

"تھیوسانگ! میں — میں مر رہا ہوں میرے
ساتھ میرے ساتھ —"

اور خلائی انسان کی زبان لڑکھڑا گئی۔

تھیوسانگ نے جلدی سے کہا!

"تمہارے ساتھ کون تھا؟ کون تھا تمہارے ساتھ
میرے دوست؟ مجھ سے بات کرو میں تمہارا بھائی
ہوں۔"

مگر خلائی انسان مر چکا تھا۔ تھیوسانگ نے اس
جلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں کی ساری انگلیا
کٹی ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اب یہ زندہ نہیں بچ سکتا
پھر خلائی انسان تھیوسانگ کی آنکھوں کے سامنے آہ
آہستہ سلگنے لگا۔ پھر اس کا باقی بچا ہوا جسم دھواں
کر تحلیل ہوگیا۔

خلائی انسان ختم ہوچکا تھا اب زمین پر صرف اس
کے جسم کی راکھ کا نشان باقی تھا۔ تھیوسانگ کو افسوس
ہو رہا تھا کہ وہ مرنے سے پہلے یہ نہیں بتا سکا کہ اس
کے ساتھ اور کون خلائی انسان تھا۔ اگر اس کے ساتھ
کوئی دوسرا خلائی انسان بھی تھا تو وہ ضرور زندہ ہوگا۔
یہی بات وہ تھیوسانگ کو بتانا چاہتا تھا۔ تھیوسانگ
ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہ خلائی جہاز اس
کے سیارے سے کب آیا۔ گلہری نے تو کہا تھا کہ پانچ
سال تک یہاں کوئی خلائی جہاز نہیں گرا تھا۔ پھر یہ خلائی
انسان پانچ برس تک یہاں کیسے پڑا رہا۔ تھیوسانگ
کو خیال آیا کہ ان کے اور زمین والوں کے وقت میں
زمین آسمان کا فرق ہے۔ خلائی سیارے کا ایک منٹ
زمین والوں کے پانچ سال کے برابر ہوتا ہے۔
تھیوسانگ کو اب اس خلائی انسان کی تلاش تھی
جو مرنے والے خلائی انسان کے ساتھ تھا۔ ہوسکتا ہے
خلائی جہاز کے کریش ہونے سے پہلے دونوں خلائی
انسانوں نے زمین پر چھلانگ لگا دی ہو۔ ایک مر گیا
اور دوسرا زندہ ہو۔ تھیوسانگ جھاڑیوں میں آگے
چل دیا۔ چاند اب مغرب کی طرف جھک گیا تھا۔ جنگل پر

اندھیرا چھا رہا تھا۔ تھیوسانگ کچھ دیر اور اِدھر اُدھر پھرنے
کی بجائے واپس غار کے دہانے پر آگیا۔ غار کا منہ اسی
طرح درختوں کی شاخوں سے بند تھا۔ جس طرح تھیوسانگ
اسے بند کرکے گیا تھا۔ تھیوسانگ شاخیں ہٹا کر اندر داخل
ہوگیا۔ وہ دھک سے رہ گیا کہ غار اندر سے خالی ہے
عنبر غار میں موجود نہیں ہے۔ تھیوسانگ گھبرا کر باہر کو دوڑا
اس نے عنبر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ اس کی آواز
ہر بار گونج کر رہ جاتی۔ کسی طرف سے عنبر کی آواز نہیں آرہی
تھی۔ تھیوسانگ بڑا پریشان ہوا کہ یا خدا عنبر کو کون اٹھا کر
لے گیا ہے۔؟ کہیں وہ خود ہی تو باہر نکل کر نہیں چلا گیا۔
مگر غار کے منہ پر درختوں کی شاخوں والا دروازہ اسی طرح
بند تھا۔ اگر وہاں سے کوئی گذرتا یا اندر جاتا تو دروازہ
ضرور پرے ہٹا دیا جاتا۔ اور شاخیں ٹوٹ پھوٹ جاتیں
مگر ایسا بالکل نہیں ہوا تھا۔

پھر عنبر کہاں چلا گیا:

کوئی درندہ اگر اندر جاتا تو زمین پر اس درندے کے
پاؤں کے نشان ہوتے۔

ساری رات تھیوسانگ نے اسی پریشانی میں گذار دی
صبح کے وقت جب جنگل میں دن کی روشنی ہوئی تو زمین

پر جھک کر تھیوسانگ نے دیکھا۔ زمین پر کسی انسان کسی
جانور یا کسی درندے کے قدموں کے نشان بھی نہیں تھے
اب تو تھیوسانگ کی حیرانی میں بہت اضافہ ہوگیا تھا۔ وہ
سوچنے لگا کہ آخر عنبر کہاں اور کیسے غائب ہوگیا؟ اب
اس نے جنگل میں عنبر کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس
نے سارا جنگل چھان مارا مگر اسے عنبر کا کہیں کوئی سراغ نہ ملا
تھیوسانگ کو اتنا معلوم تھا کہ جونہی صبح کی روشنی پھیلے گی
عنبر انسانی شکل میں واپس آجائے گا۔ اور پھر وہ جہاں
کہیں بھی ہوگا وہاں سے اسی غار میں واپس آجائے گا۔
اس لئے تھیوسانگ نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ غار میں
ہی رہے اور وہاں سے دور نہ جائے۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عنبر کے ساتھ کیا
گذری؟۔

جب تھیوسانگ خلائی آواز کے پیچھے چلا گیا اور غار
کے منہ پر شاخوں کا چھاپہ بنا کر لگا گیا تو اس وقت
غار میں عنبر اس حالت میں نیم مدہوش پڑا تھا کہ اس
کا اوپر والا جسم کنکھجورے کا اور نچلا دھڑ انسان کا تھا۔ عنبر
اپنے جسم میں وہ طاقت محسوس نہیں کر رہا تھا جو اس
کی خاص طاقت تھی۔ اس وقت جنگل میں سے دو ایسے
آدمی گذرے جو مندروں کے چور تھے۔ اس زمانے میں

لوگ مگرمچھوں، بلیوں اور طرح طرح کے جانوروں کی پوجا
کیا کرتے تھے۔ مندروں میں ان کی مورتیاں بنا کر رکھ
دیتے اور پھر ان کی پوجا کرتے۔ کہیں کہیں لوگ جھوٹے
دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کے آگے عجیب وغریب
مخلوق کی قربانی بھی دیتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی کہیں سے ایسا
بچہ مل جاتا جس کا ناک لمبا ہوتا یا ماتھے پر کالا نشان ہوتا
یا دو آپس میں جڑے ہوئے بچے مل جاتے تو مندروں
کے پجاری بھاری رقم دے کر اپنی قربانی کے لئے خرید
لیتے۔ پھر کسی امیر آدمی کے ہاتھ بھاری منافع لے کر بیچ
دیتے جو انہیں دیوتا کی مورتی کے آگے قربان کروا دیتا
تھا۔

یہ دونوں چور جنگل میں سفر کرتے کرتے تھک گئے تھے
انہوں نے ایک غار دیکھا کہ اس کے منہ پر چھاپہ لگا ہے۔
انہوں نے سوچا کہ یہاں تھوڑی دیر آرام کر لیتے ہیں۔ دن نکلے
گا تو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ وہ اپنے ساتھ کپڑے
میں لپیٹ کر ایک چھوٹا مگرمچھ لائے تھے تاکہ اسے مگرمچھ کے
مندر میں جا کر فروخت کر سکیں۔

جب وہ چھاپہ آہستہ سے الگ کر کے غار میں داخل ہوئے
تو انہوں نے موم بتی روشن کر دی۔ چونکہ وہ چور تھے۔ اس
لئے انہوں نے شاخوں والے چھاپے کو اسی طرح سے
پرے ہٹایا تھا کہ کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ کہ وہ اپنی
جگہ سے ہٹایا گیا ہے۔

اچانک ایک چور نے کہا!

" بھائی! مجھے یہاں کسی کے سرسرانے کی آواز
آ رہی ہے۔"

دوسرے چور نے موم بتی کی روشنی غار کے پیچھے
ڈالی تو وہ چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔

" ادھر دیکھو۔ وہ کیا ہے؟

اب ان کے سامنے ایک ایسا انسان پڑا تھا جس کا نچلا
دھڑ انسان کا اور اوپر والا دھڑ کنکھجورے کا تھا۔ ایسی مخلوق
انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

ایک چور نے کہا!

" بڑا قیمتی مال ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ اگر ہم اسے
یہاں سے لے جا کر کنکھجورا دیوتا کی قربانی کے لئے
پروہت کے پاس فروخت کر دیں تو ہمیں بھاری
رقم ملے گی۔"

"مگر ہم اسے پکڑیں گے کیسے؟"

دوسرے چور نے کہا!

پہلا چور بولا!

" ہم اسے بوری میں بند کر کے لے جائیں گے

یہ کنکھجورا ہی تو ہے یہ تمہیں کیا کہے گا؟

عنبر ان کی باتیں غور سے سن رہا تھا مگر وہ کچھ نہیں
سکتا تھا۔ دونوں چوروں نے بوری نکال کر عنبر کو
میں بند کر دیا اور اسے باندھ کر رکھ لیا۔

پھر وہ اسے لے کر غار سے باہر آگئے۔ باہر آنے
بعد انہوں نے شاخوں کا چھاپہ ویسے ہی غار کے منہ
لگا دیا اور باہر جو ان کے قدموں کے نشان تھے وہ
مٹا دیئے۔ تاکہ کوئی ان کے پیچھے پیچھے نہ آسکے۔ وہاں
سے شہر زیادہ دور نہیں تھا۔ بس سامنے دریا ہی
چور سیدھے باہر والے اس مندر میں پہنچے جس میں
کنکھجورے کی مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ جب اس
پجاری نے ایک ایسا انسان دیکھا کہ جس کا آدھا دھڑ
کنکھجورے کا تھا تو وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ پجاری
سونے کے پچاس ہزار سکے دے کر چوروں سے عنبر کو
لیا۔

پجاری نے بوری میں بند عنبر کو پچھلی کوٹھڑی میں
دیا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے سب سے
امیر آدمی کی حویلی میں جا پہنچا اسے جگایا اور بتایا کہ میرے
ہاتھ ایک ایسا انسان لگا ہے جس کا اوپر والا دھڑ
کنکھجورے کا ہے اگر تم اسے خرید کر دیوتا پر قربان

کر دو گے تو تمہاری شہرت سارے شہر میں پھیل جائے
گی۔ اور ہو سکتا ہے بادشاہ فرعون تمہیں اپنے دربار
میں شامل کر لے۔ امیر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا
اور پجاری کے مندر میں جا پہنچا۔ اس نے اپنی آنکھوں
سے عنبر کو دیکھا تو حیرت میں گم ہو کر رہ گیا۔ ایسا انسان
اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

امیر نے پجاری سے کہا۔

"تم اسے میری امانت سمجھ کر رکھو۔ میں نے
اسے خرید لیا ہے۔ صبح ہوتے ہی سونے کے
پچاس ہزار سکے لے کر تمہارے پاس اپنی
امانت لینے آجاؤں گا۔"

پجاری تو بے حد خوش ہوا۔ اس کے پاؤں زمین
سے نہیں لگتے تھے۔ ایک دم اسے سونے کے پچاس ہزار
سکے ملنے والے تھے۔ یہ اس زمانے میں بہت بڑی
رقم تھی۔ اتنی رقم پجاری اپنی ساری زندگی میں نہیں کما
سکتا تھا۔ اس نے عنبر کی کوٹھڑی کو دو تالے لگا دیئے
تاکہ وہ باہر نہ نکل سکے۔ اس سے فارغ ہو کر پجاری
اپنی کوٹھڑی میں جا کر لیٹ گیا۔

جب دن کی روشنی پھیلی تو عنبر پر سے جادو کا اثر اترنا
شروع ہو گیا۔ وہ بوری کے اندر بند تھا اب وہ پورا

انسان بن گیا تھا۔ اس کی ساری طاقت واپس آگئی
تھی۔ عنبر نے بوری کو پھاڑ دیا اور باہر نکل آیا۔ کوٹھڑی
میں دن کی روشنی آرہی تھی۔ عنبر نے دروازے کو باہر
کی طرف دھکیلا۔ دروازے پر باہر دو تالے لگے تھے۔ عنبر
نے جو زور سے جھٹکا دیا تو نہ صرف یہ کہ دونوں تالے ٹوٹ
گئے بلکہ دروازہ بھی ٹوٹ کر گر پڑا۔ اس کے شور کی آواز
سے پجاری دوڑتا ہوا آگیا۔ اس نے کوٹھڑی کے باہر
ایک نوجوان کو کھڑے دیکھا تو بوکھلا کر بولا۔

"تم کون ہو!
یہاں کیسے آگئے ہو!"

عنبر نے کہا!

میں اس کنکھجورے انسان کا اصلی مالک ہوں
جس کو چور تمہارے پاس بیچ گئے ہیں۔ میں اسے
واپس لینے آیا ہوں"

پجاری کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے بھاگ کر کوٹھڑی
میں دیکھا کہ کنکھجورا آدمی غائب تھا۔

اس نے عنبر کو پکڑ لیا!

"بدمعاش!

ایک تو مندر کے مال کو چرا کر لے گئے ہو
اوپر سے الٹا ہمیں ڈانٹتے ہو! بتاؤ کنکھجورا آدمی

کہاں ہے! میں نے اسے بھاری رقم دے کر
خریدا تھا"

عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اسے پرے پھینک دیا عنبر
کی طاقت سے پجاری ڈر گیا۔

کہنے لگا!

"بھائی اگر چوروں نے وہ تم سے خریدا تھا تو میرا
اس میں کیا قصور ہے۔ مجھ سے تو چور سونے کے
پچاس ہزار سکے لے گئے ہیں۔ میں کیا کروں۔

عنبر نے پوچھا!

"چور کہاں گئے ہوں گے؟"

پجاری نے کہا!

"وہ اس وقت شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے
ہوئے ہیں اور وہاں عیش کر رہے ہوں گے"

عنبر پجاری کے مندر سے باہر نکل آیا۔ اس کو
پجاری پر رحم سا آگیا۔ کہ چور اسے ٹھگ گئے ہیں۔
ان سے پجاری کی رقم واپس لے لینی چاہیئے۔
مگر عنبر کو سب سے پہلے تھیوسانگ کی فکر تھی۔ وہ
وہاں سے سیدھا جنگل والے غار میں جانا چاہتا
تھا۔ لیکن پجاری روتا پیٹتا باہر آگیا اور عنبر کے
آگے ہاتھ باندھ کر بولا!

"بھائی میری ساری پونجی چور لے گئے ہیں
میں تو تباہ ہو گیا ہوں! میری مدد کرو۔"
تب عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ چوروں سے
کی رقم واپس لائے۔ وہ سرائے کا پتہ پوچھ کر
وہاں آ گیا۔ اس نے چوروں کو دیکھا ہوا تھا
کو دونوں چور غار سے نکال کر لائے تھے۔ مگر
کو نہیں پہچان سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت عنبر
کا دھڑ کنکھجورے کا تھا۔ سرائے میں پہنچ کر عنبر
چلا کہ رات کو دو نئے مسافر آئے تھے مگر صبح
شہر کے سب سے بڑے مندر کے پجاری سے
چلے گئے ہیں شائد یہ چور بڑے مندر کے پجاری
سے کسی نئے سودے کے لئے گئے تھے۔

عنبر بڑے مندر کے دروازے پر پہنچ کر رک
کیونکہ اندر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں
لوگوں کو اسی وقت اندر آنے کی اجازت ہو
جب وہاں پوجا ہو رہی ہو۔

عنبر نے چوکیدار سے کہا!

"مجھے بڑے پجاری سے ملنا ہے۔
مجھے اندر جانے دو۔ بہت ضروری کام ہے"

چوکیدار نے کہا!

"میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا۔ خاموشی
سے واپس چلے جاؤ۔"

عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ایک غریب چوکیدار کو کوئی
نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ مندر کی دوسری طرف
میں آ گیا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک تابوت
فرش پر رکھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

عنبر نے پوچھا!

"یہ کس کا تابوت ہے بھائیو؟"

ایک آدمی نے کہا!

"بھائی یہ ایک بلّی کا تابوت ہے جو مر گئی
ہے اور اب اسے بڑے مندر میں دیوتا کے
قدموں میں دفن کرنے کے لئے لے جایا جا
رہا ہے۔"

عنبر نے پوچھا کہ پھر وہ لوگ وہاں بیٹھے کس کا
انتظار کر رہے ہیں۔ اس آدمی نے بتایا کہ جب
تک بلّی کا مالک (جو شہر کا رئیس ہے) آتا نہیں
ہم مندر میں تابوت لے کر داخل نہیں ہو سکتے۔
معلوم ہوا ہے کہ بلّی کا مالک راستے میں غم کی
وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے اور حکیم اس کا
علاج کر رہے ہیں۔ اتنے میں دو آدمی دوڑے

دوڑے آئے اور انہوں نے آکر بتایا کہ بلّی
مالک کی حالت خراب ہو گئی ہے۔ جلدی چلو۔ تا
والے آدمیوں نے عنبر سے کہا:

"بھائی ہم ابھی آتے ہیں۔ جب تک تو یہاں
ٹھہر کر اس تابوت کی حفاظت کرنا۔ ہم تجھے
سونے کا ایک سکّہ دیں گے۔"

اور وہ سارے تابوت والے آدمی چلے گئے
جب اکیلا رہ گیا تو اس نے سوچا کہ مندر میں د
ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اس تابو
میں لیٹ جائے۔ پس اس نے ادھر ادھر دیکھ
وہاں گلی میں کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے تابوت کا ڈ
اٹھایا۔ تابوت میں ایک بلّی کی لاش پڑی تھی۔
نے بلّی کی لاش کو دُم سے پکڑ کر اٹھایا اور دور
میں پھینک دیا پھر خود اس تابوت کے اندر اتر
لیٹ گیا۔ اور ڈھکنا بند کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں دا
واپس آ گئے۔

عنبر کو آواز آئی۔

"بھائی۔

وہ جو آدمی ہم تابوت کی حفاظت کے لئے یہاں
چھوڑ گئے تھے کہاں چلے گیا؟

دوسرا بولا!

وہ تھک کر چلا گیا ہوگا۔ اب اس کی فکر چھوڑ دو
اور تابوت اٹھاؤ۔ تاکہ ہم اسے مندر میں ڈال
کر اس مصیبت سے نجات حاصل کریں۔"

انہوں نے تابوت اٹھایا اور مندر کے دروازے
کی طرف چل پڑے۔ اچانک تابوت اٹھانے
والوں کی آواز آئی۔

"یار یہ تابوت اتنا بھاری کیوں ہو گیا ہے؟
پہلے تو بلّی کی لاش کا اتنا وزن نہیں تھا۔

دوسرے کی آواز آئی۔

"یہ دیوتا کی امانت بلّی ہے۔ اسی وجہ سے
اس کا وزن بڑھ گیا ہے۔ تم خاموشی سے
چلتے جاؤ۔ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔"

انہوں نے تابوت کو مندر کے اندر لے جا کر ایک
کونے میں رکھ دیا۔

عنبر کو آواز آئی:

"چلو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔
اب واپس چلتے ہیں۔"

جب ان کے قدموں کی چاپ دور ہوتے
ہوتے غائب ہو گئی تو عنبر نے تابوت کا ڈھکنا کھول

کر باہر دیکھا۔ وہ ایک پتھر کی دیواروں والے چوکور
سے کمرے میں تھا۔ جہاں سامنے والی دیوار کے سامنے
ایک ڈراؤنے چہرے والی عورت کا بُت کھڑا ہوا تھا
اس عورت کا منہ بڑے بھیانک انداز میں کھلا ہوا
تھا۔ اس کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اور
گلے میں ایک پتھر کا سانپ پھن اٹھائے ہوئے
تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔

عنبر نے اس بُت کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور
تابوت سے نکل کر باہر جانے کے لئے راستہ دیکھنے لگا
ایک جگہ دروازہ اسے مل گیا۔ وہ دروازے کی طرف جاتے
ہوئے عورت کی مورتی کے قریب سے گذرا تو اسے
ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔

عنبر نے چونک کر مورتی کی طرف دیکھا۔

مورتی اس کی طرف دیکھ کر وحشیانہ طریقے سے
ہنس رہی تھی۔ اس نے عنبر کے سامنے اپنی تلوار
کر دی اور بولی!

"تو نے ہمارے لئے جو بلی آ رہی تھی اس کو
گندے نالے میں پھینک دیا ہے میں تمہیں زندہ
نہیں چھوڑوں گی۔"

عنبر نے کہا!

"میں تمہیں بھی اٹھا کر گندے نالے میں پھینک
دوں گا۔ میں بتوں کی پوجا کرنے والوں میں
سے نہیں ہوں۔ میں بتوں کی پوجا کرنے کے
لئے نہیں آیا۔ میں بتوں کو توڑنے کے لئے آیا
ہوں۔ اور میں صرف ایک خدا وحدہٗ لاشریک
کی عبادت کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے مورتی کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
اس پر وار کرنے ہی والا تھا کہ مورتی نے کہا:

"ٹھہرو! میری ایک بات سنو۔"

عنبر نے جوش میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور بولا:

"میں بتوں کی کوئی بات نہیں سنا کرتا۔"

اور اتنی زور سے تلوار کا وار کیا کہ مورتی کی پتھر کی گردن
کٹ گئی اور اس کا سر نیچے گر پڑا۔ سر کے نیچے گرتے
ہی مورتی کا باقی کا جسم بھی نیچے گر پڑا اور عنبر یہ دیکھ کر
حیران رہ گیا کہ پتھر کی ٹوٹی ہوئی مورتی نے ایک نہایت
خوبصورت لڑکی کی شکل اختیار کر لی۔

عنبر نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور پوچھا۔

"تم کون ہو۔؟"

○

توتلا سانپ

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں کے بڑے پجاری نے اس مورتی کے اندر بند کر رکھا ہے۔ تاکہ جب لوگ مجھ سے سوال کریں تو میں ان کے جواب دوں۔ وہ لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتا ہے کہ مورتی بولتی ہے حالانکہ یہ بالکل پتھر ہے۔"

عنبر نے لڑکی کو تسلّی دی اور کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں یہاں سے باہر نکال لے جاؤں گا۔

تم کہاں جانا چاہتی ہو؟"

لڑکی بولی!

"میں ملک بابل کے ایک غریب کسان کی بیٹی ہوں۔ پجاری کے آدمی مجھے وہاں سے اغوا کر کے لے آئے تھے۔ مجھ سے پہلے جو لڑکی اس پتھر کی مورتی میں سارا دن بند رہا کرتی تھی۔ وہ دم گھٹنے سے مر گئی تھی۔ مجھے اس کی جگہ اس کے اندر بند کیا گیا تھا۔ مجھے یہاں بند ہوئے ایک مہینہ گذر گیا ہے۔ صرف رات کے وقت تھوڑی دیر کے لئے مجھے باہر نکالا جاتا ہے۔"

عنبر نے کہا!

"مگر تجھے یہ کیسے پتہ چل گیا کہ میں نے تابوت والی بلّی کو نالی میں پھینکا تھا۔"

لڑکی بولی!

"اس مورتی کے اندر ایک ایسی دوربین لگی ہے کہ جس کے ذریعے مندر کے باہر کا سارا منظر نظر آتا ہے۔ جب تم نے بلّی کو تابوت سے نکال کر نالی میں پھینکا تو میں تمہیں دیکھ رہی تھی چونکہ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ جو کوئی یہاں لائی جانے والی لاش کی بے عزتی کرے اس کے خلاف میں چیخ مار کر غصّے کا اظہار کروں اس لئے جب تم تابوت سے نکل کر جانے لگے تو میں نے تمہیں ڈانٹ دیا۔ مجھے ہرگز یہ امید نہیں تھی کہ تم اُلٹا مجھ پر حملہ کر دو گے۔"

عنبر نے کہا!
"ٹھیک ہے۔
مگر تمہارا نام کیا ہے؟"
لڑکی نے کہا!
"میرا نام گمرافہ ہے۔"
عنبر بولا!
"گمرافہ تم اسی تابوت میں لیٹ کر چھپ جاؤ۔
مجھے ایک کام کرنا ہے۔ وہ کر کے ابھی تمہارے
پاس آتا ہوں۔ اور پھر تمہیں یہاں سے
نکال کر تمہارے گھر کی طرف لے جاؤں گا۔"
گمرافہ نے ڈرتے ڈرتے کہا!
"جلدی آ جانا بھائی جان میں اس جہنم سے بھاگ
جانا چاہتی ہوں۔ اکیلی گئی تو چوکیدار اور پجاری
مجھے دیکھ کر زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
عنبر نے اسے تسلی دی اور خود تابوت کے اندر لٹا
کر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا۔ پھر وہ دروازے میں سے
گذر کر بڑے دالان میں آگیا۔ یہاں ستونوں کے ساتھ
کتنی ہی چھوٹی چھوٹی بلیوں، مگر مچھ اور بندروں کی مورتیاں
بنی ہوئی تھیں۔ عنبر کی نگاہ اچانک ایک برآمدے

یں گئی۔ وہاں وہی دو چور ایک کوٹھڑی سے باہر نکل کر
آ رہے تھے۔ عنبر جلدی سے ان کے سامنے آگیا۔
اور بولا!
"تم نے مجھے پہچانا نہیں دوستو؟"
چوروں نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا اور سر نفی
میں ہلائے۔
عنبر نے کہا!
"میں ہی وہ کنکھجورا انسان ہوں جس کو تم نے پجاری
کے پاس پچاس ہزار سونے کے سکوں کے
عوض بیچ دیا تھا۔ اب میں تم سے پجاری کے
سکے واپس لینے آیا ہوں۔ شرافت سے وہ ساری
کی ساری رقم میرے حوالے کر دو۔
چور بھی بڑے عیار تھے۔
ایک چور نے کہا!
"بھائی! ہمیں بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر۔
مگر بات یہ ہے کہ رقم ہمارے ٹرنک
میں ہے اور ٹرنک سرائے کی کوٹھڑی میں
ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو ہم پجاری کی رقم
واپس کر دیتے ہیں۔"

عنبر نے کہا!

"ٹھیک ہے چلو"

چور عنبر کو لے کر سرائے کی کوٹھڑی میں آ گئے۔ کوٹھڑی میں آتے ہی ایک چور نے عنبر کے بازو پیچھے سے پکڑ لئے اور دوسرے کو آواز دی۔

"ارے تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دے۔"

دوسرے چور نے فوراً تلوار کھینچ لی اور عنبر کی گردن پر بڑے زور سے وار کر دیا۔ اس کا خیال تھا بلکہ اسے یقین تھا کہ عنبر کی گردن کٹ کر نیچے گر پڑے گی اور دوسرے چور نے بھی اپنا منہ نیچے کر لیا تھا۔ کہ اس پر عنبر کی گردن کا خون زیادہ نہ گرے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس کی بجائے ایسا ہوا کہ تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ ایک ٹکڑا اڑ کر دور جا گرا اور دوسرا چور کے ہاتھ میں رہ گیا۔ وہ حیران ضرور ہوا مگر پھر فوراً ہی اس نے خنجر نکال کر عنبر کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ عنبر کے پیٹ سے خنجر ٹکراتے ہی دوہرا ہو گیا۔ عنبر کے بازو جس چور نے پکڑ رکھے تھے چلا کر بولا!

"ارے اس کا سر ڈنڈا مار کر کچل دے۔"

دوسرے چور نے کونے میں پڑا ڈنڈا اٹھایا اور پوری

طاقت سے عنبر کے سر پہ مارا۔ ڈنڈا بھی عنبر کے سر سے ٹکرانے ہی ٹوٹ گیا۔ اب عنبر اس چور کو گردن سے پکڑ کر سامنے لے آیا۔ جس نے عنبر کے بازو پیچھے سے پکڑ رکھے تھے۔ دونوں چور کچھ ڈرے ہوئے تھے۔ دوسرا چور باہر کو دوڑنے لگا تو عنبر نے پہلے چور کو اٹھا کر اس پہ دے مارا۔ اب دونوں چور نیچے گر پڑے۔ عنبر نے دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین سے ایک فٹ اوپر اٹھا لیا اور کہا!

"اب سیدھی طرح سے بتاؤ کہ پجاری کے سونے کے سکے کہاں ہیں؟"

چور تو تھر تھر کانپ رہے تھے۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ دئے اور کہا!

"دیوتا مہاراج!

پچاس ہزار کی رقم پلنگ کے نیچے پوٹلی میں بندھی ہوئی رکھی ہے۔"

عنبر نے انہیں زور سے کونے میں گرا دیا۔ دونوں چور قلابازیاں کھاتے ہوئے کونے میں جا گرے اور دونوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ وہیں کراہنے لگے اور عنبر نے چارپائی کے نیچے سے پوٹلی نکال کر کھولی۔ اس میں

پچاس ہزار سونے کے سکے موجود تھے۔ عنبر کوٹھڑی
سے نکل کر سیدھا چھوٹے مندر والے پجاری کے پاس
گیا اور اسے اس کی امانت واپس کر دی۔ پجاری
بے حد خوش ہوا۔

اب عنبر نے پجاری سے پوچھا۔
"بڑے مندر کا پجاری کیسا آدمی ہے؟"
چھوٹا پجاری کہنے لگا۔
"وہ تو بڑا بدمعاش ہے۔ بس اس کی کچھ
نہ پوچھو۔ اس سے کبھی بھی نہ ملنا ورنہ وہ
تمہیں بھی بیچ کھائے گا۔"

پھر چھوٹے پجاری نے بتایا کہ بڑا پجاری گاؤں کی
بھولی بھالی لڑکیوں کو اغوا کر کے مندر میں لے آتا ہے
اور انہیں دیو داسیاں بنا کر لوگوں کو بے وقوف بناتا
ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ دیوتاؤں کی بیویاں ہیں
عنبر سمجھ گیا کہ پجاری ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے پجاری
سے اجازت لی اور سیدھا بڑے مندر کی طرف آگیا
اب ایک بار پھر اسے مندر کے اندر جانے کا مسئلہ
تھا۔ مگر اب وہ کسی سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ اس
کے باوجود وہ مندر کے چوکیدار سے الجھنا نہیں چاہتا
تھا اور نہ ہی چاہتا تھا کہ اسے کوئی نقصان پہنچے۔ وہ مندر
کی پچھلی دیوار کی طرف آگیا۔
یہاں ایک جگہ پتھر اکھڑا ہوا تھا۔ عنبر نے اسے پکڑ
کر باہر کھینچا تو دو تین پتھر باہر آگئے۔ عنبر دیوار کے سوراخ
میں سے اندر داخل ہو گیا

وہ اتفاق سے اس کمرے میں آگیا جہاں دو
موٹی موٹی گردنوں اور پھولے ہوئے پیٹ والے پجاری
زمین پر بالکل سیدھے پڑے سو رہے تھے۔ ان کے پیٹ
گنبد کی طرح پھولے ہوئے تھے۔ عنبر ان کے پیٹ پر
پاؤں رکھ کر گزر گیا۔ پجاری ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے مگر
عنبر جا چکا تھا۔ وہ اس کمرے میں آگیا جہاں اس نے
مورتی کو پاش پاش کیا تھا۔ تابوت اسی کونے میں
پڑا تھا۔

عنبر نے تابوت کا ڈھکنا اٹھایا۔ بابل کی لڑکی گمرافہ
اس میں ڈری ہوئی لیٹی تھی۔
عنبر نے اسے باہر نکالا اور کہا:
"میرے ساتھ آؤ۔"
وہ اسے لے کر آگے بڑھا تو لڑکی نے کہا:
"بڑے دروازے سے ہمیں پجاری دیکھ لیں

گے۔ میں تمہیں ایک خفیہ راستہ سے
نکالتی ہوں۔"
گمرافہ نے عنبر کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں آ کر
ایک زینہ اترنے لگی۔ زینہ نیچے ایک سرنگ میں چلا گیا
یہ سرنگ تاریک تھی۔
گمرافہ بولی!
"یہ سرنگ دریائے نیل کے کنارے جا نکلتی ہے
وہاں ہم محفوظ ہوں گے۔ اور بابل کی طرف بھاگ
جائیں گے۔"
عنبر نے کہا:
"میں تمہارے ساتھ بابل کی طرف نہیں جا سکتا
کیونکہ مجھے یہاں اپنے ایک دوست کو تلاش
کرنا ہے۔ مگر میں تمہیں بابل جانے والے قافلے
کے ساتھ کر دوں۔"
گمرافہ نے روتے ہوئے کہا:
"نہیں نہیں۔ تم مجھے اکیلا مت چھوڑنا۔ یہ
بجاری بدمعاش مجھے پھر پکڑ کر لے جائیں
گے۔ ان کے جاسوس جگہ جگہ پھیلے
ہوئے ہیں۔"

عنبر نے دل میں سوچا کہ یہ میں کس مصیبت میں
پھنس گیا ہوں۔ مگر وہ لڑکی کی مدد بھی ضرور کرنا چاہتا
تھا۔ وہ اسے مشکل میں اکیلی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔
اس نے لڑکی کو تسلی دیتے ہوئے کہا:
"ٹھیک ہے میں تمہیں بابل لے چلوں گا مگر
پہلے جنگل میں چل کر مجھے اپنے دوست کو بھی
ساتھ لینا ہوگا۔"
گمرافہ خوش ہو گئی۔ وہ سرنگ میں سے دریائے
نیل کے کنارے جھاڑیوں میں نکل آئے۔ یہاں سے
عنبر نے لڑکی کو ساتھ لیا اور سیدھا خشک جھاڑیوں
والے جنگل میں آگیا۔ اس نے غار میں آکر جگہ جگہ
تھیوسانگ کو دیکھا مگر تھیوسانگ وہاں کہیں نہیں
تھا۔ عنبر کو یہ بھی خیال تھا کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس
کا آدھا دھڑ کنکھجورے کا بن جائے گا۔ اور لڑکی خوف
کے مارے بے ہوش ہو جائے گی۔ اس لئے وہ
یہی چاہتا تھا کہ لڑکی کو کسی قافلے کے ساتھ کر دے
یہی سوچتا ہوا وہ تھیوسانگ کو بھی تلاش کر رہا تھا۔
مگر تھیوسانگ اسے کہیں نہ ملا۔ اب ناامید ہو کر عنبر
سرائے میں آگیا۔ یہاں ایک قافلہ ملک شام کی طرف

جانے کو بالکل تیار تھا۔ عنبر نے سونے کے دو [...]
قافلے کے سالار کو دیئے۔ اور گھوڑے پر بیٹھ کر شا[م]
کی طرف سفر شروع کر دیا۔ اس نے دل میں یہی [...]
تھا کہ ملک شام کے پاس ہی بابل کا شہر ہے چنانچ[ہ]
وہ لڑکی کو شام کے شہر دمشق میں چھوڑ کر واپس [...]
آجائے گا۔ اور واپس آکر تھیوسانگ کو تلاش [کر]
لے گا۔

اب ہم واپس تھوڑی دیر کے لئے تھیوسانگ [کی]
طرف آتے ہیں۔

تھیوسانگ کو غار میں جب عنبر نہ ملا اور ایک خ[لائی]
انسان نے جب مرتے ہوئے تھیوسانگ کو یہ چو[نکا]
دینے والی خبر سنائی کہ اس کا ایک ساتھی بھی خ[لائی]
جہاز میں آگ لگ جانے کے بعد کودا تھا تو تھیو[سانگ]
نے اس دوسرے خلائی انسان کی تلاش شروع [کر]
دی۔ وہ بیچ میں ایک بار غار میں عنبر کو دیکھنے
آیا مگر وہ اسے نہ ملا۔ دوپہر کے وقت جب [...]
بڑے مندر میں گرافہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ اس
وقت تھیوسانگ خشک جھاڑیوں کے جنگل میں [...]
اور دوسرے خلائی انسان کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ [...]

مگر اس کو گھاس پر خلائی جوتوں کے نشان نظر
آئے۔ وہاں سے گھاس دب گئی تھی۔ تھیوسانگ
نے جھک کر غور سے ان نشانوں کو دیکھا۔ یہ واقعی خلائی
جوتوں کے نشان تھے۔ وہ ان نشانوں کو خوب پہچانتا
تھا۔ جوتوں کے نشان آگے جا رہے تھے۔ تھیوسانگ
نے ان کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔

ایک جگہ اونچا ٹیلہ آگیا جو کھنگروں کا بنا ہوا تھا
خلائی جوتوں کے نشان اس ٹیلے کی طرف جا کر دائیں
جانب مڑ گئے۔ تھیوسانگ بڑی احتیاط سے نشانوں
کو دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ جوتوں کے نشان ٹیلے کی دیوار
کے پاس جا کر ختم ہو گئے۔ تھیوسانگ نے ٹیلے
کی دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا یہ بڑے سخت کھنگر
بنے ہوئے پتھروں کا ٹیلہ تھا۔ اور اس قدر سخت
تھا کہ وہاں کسی غار یا کھوہ کا موجود ہونے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا تھا۔ اس کے باوجود تھیوسانگ نے ٹیلے
کے گرد چکر لگا کر پوری طرح جائزہ لیا۔ اگر خلائی انسان
کے پاؤں کے نشان وہاں آکر ختم ہو گئے تھے تو ظاہر
ہے کہ خلائی انسان وہیں کہیں چھپا ہوا ہو گا۔ مگر وہاں
کوئی ایسی جگہ نہیں دکھائی دے رہی تھی کہ جہاں خلائی

انسان چھپ سکتا۔
تھیو سانگ نے خلائی زبان میں چلّا کر کہا:
"میں خلائی انسان تھیو سانگ ہوں تمہارے
ہی سیّارے کا انسان ہوں اگر تم یہاں ہو
تو سامنے آجاؤ۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا
ہوں۔"
مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ تھیو سانگ
تین چار بار آواز دی مگر ہر بار جواب میں خامو
چھائی رہی۔ تھیو سانگ ٹیلے کی دوسری طرف آ
جھک کر زمین کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہاں بھی خش
گھاس تھی۔ پاؤں یا جوتوں کے نشان تلاش کر
آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی تھیو سانگ نے دیکھا
ایک جگہ سے سوکھی گھاس مسلسل دب رہی ہے ا
آگے جا رہی ہے۔ تھیو سانگ کو شک ہوا کہ خلائی ان
پیچھے سے پتھریلے ٹیلے پر چڑھا ہوگا۔ اس نے بلن
پر سے اِردگرد کا جائزہ لیا ہوگا اور پھر آگے چل
ہوگا۔

تھیو سانگ نے بھی گھاس میں آگے چلنا شروع
کر دیا۔

سوکھی گھاس ختم ہو گئی تو آگے ریت کا ٹکڑا شروع
ہو گیا۔ یہاں پر تھیو سانگ کو خلائی انسان کے جوتوں
کے نشان صاف نظر آ گئے۔ تھیو سانگ بڑا خوش
ہوا۔ اب خلائی انسان کو ڈھونڈھ نکالنے کے امکانات
روشن ہو رہے تھے۔ ریت کا ٹکڑا ختم ہوا تو سامنے
ایک اہرام کی طرح کی بہت بڑی چٹان آ گئی۔ اس
چٹان کی دیوار میں ایک پتھر کی سِل لگی تھی۔ یہاں آکر
خلائی نشان پھر ختم ہو گئے۔ ظاہر ہے خلائی انسان اس
چٹان کے اندر گیا ہوگا۔ اور اسی پتھر کی سِل کو ہٹا کر
اندر گیا ہوگا۔ تھیو سانگ نے پہلا کام یہ کیا کہ پتھر کی
سِل کے ساتھ منہ لگا کر زور سے خلائی زبان میں آواز
دی۔ اور کہا کہ میں تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ میں بھی خلائی
انسان ہوں۔ مگر سِل کی دوسری طرف سے کوئی جواب نہ
آیا۔ تھیو سانگ نے پتھر کی سِل پر زور سے پتھر مارا۔ اندر
سے کھوکھلی آواز آئی۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسری
طرف کوئی غار ہے۔ تھیو سانگ پتھر کی سِل کو ہٹانے
کے جتن کرنے لگا۔

تھیو سانگ کی طاقت خلائی انسان کی طاقت تھی۔ جو
عام انسانوں سے پانچ گنا زیادہ تھی۔ تھیو سانگ نے پتھر

کی سِل پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے زور سے اندر کی طرف
دھکیلا۔ پتھر کی سِل ذرا سی سرکی۔ تھیوسانگ نے دوسری
تیسری اور چوتھی بار کوشش کی تو پتھر کی سِل الگ
اتنی سرک گئی کہ وہ اندر داخل ہو سکتا تھا۔

تھیوسانگ غار میں چلا گیا۔ اندر گہرا اندھیرا چھا رہا تھا۔
فضا میں پرانے مصری مقبروں کی مرطوب بُو پھیلی ہوئی
تھی۔ تھیوسانگ کو پہلے تو اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا
وہ آنکھیں کھول کر تکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے
اندھیرے میں دیکھا کہ غار چھوٹا سا تھا۔ اور اس کی چھت
نیچی تھی۔ وہ آگے قدم قدم چلنے لگا۔ غار چند قدم چلنے کے
بعد بائیں جانب مڑ گئی۔ آگے جا کر غار بند ہو گئی۔ سامنے
پتھر کی دیوار آگئی۔ تھیوسانگ نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دیوار
کو ٹٹولا۔ مگر وہاں کوئی دروازہ وغیرہ نہ مل سکا۔ تھیوسانگ
کا اندر دَم گھٹنے لگا۔ غار میں آکسیجن بہت ہی کم تھی۔ باہر
سے بہت تھوڑی آکسیجن اندر آرہی تھی۔ اس کے مقابلے
میں غار میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس زیادہ موجود تھی۔
تھیوسانگ جلدی سے غار سے باہر نکل آیا۔ باہر بڑی تیز
ہوا چلنے لگی تھی۔ جس کی وجہ سے غلائی انسان کے قدموں
کے نشان ریت میں گم ہونا شروع ہو گئے تھے۔

یہ معمہ تھیوسانگ کی سمجھ میں بالکل نہیں آرہا تھا۔
آخر وہ نا امید ہو کر واپس اس غار کی طرف چل پڑا
جہاں اسے عنبر سے ملنے کی توقع تھی۔ اس وقت تک
عنبر غار میں آکر واپس چلا گیا تھا۔ اب جب تھیوسانگ
غار میں آیا تو وہاں عنبر نہیں تھا۔ وہ نا امید ہو کر وہیں
غار میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ عنبر جہاں کہیں
بھی ہو گا۔ وہ آخر اسی غار میں واپس آئے گا۔ اب
رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ
غار میں چپ چاپ لیٹ گیا۔ اس نے وہیں رات
گذارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اب ہم واپس عنبر کی طرف چلتے ہیں۔ کیونکہ رات
ہو رہی ہے اور عنبر کے آدھے جسم کو کنکھجورے میں
تبدیل ہونا تھا۔ عنبر قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔
بابل کی لڑکی گمرانہ بھی اس کے ساتھ گھوڑے
پر سفر کر رہی تھی۔ جوں جوں رات کا اندھیرا پھیل
رہا تھا۔ عنبر پریشان ہو رہا تھا۔ اس کے اوپر
والے دھڑ میں سوئیاں چبھنے لگی تھیں۔ اسے معلوم
تھا کہ تھوڑی دیر میں اس کا اوپر والا جسم کنکھجورا
بن جائے گا۔ اور گمرانہ اسے دیکھتے ہی غش کھا کر

گھوڑے سے نیچے گر پڑے گی۔
چنانچہ عنبر نے گرافہ سے کہا!

"تم قافلے کے ساتھ چلتی جاؤ میں تھوڑی دیر جنگل میں سے ہو کر آتا ہوں۔"

گرافہ نے کہا!

"جلدی آجانا عنبر بھائی۔"

عنبر نے اسے تسلی دی کہ جلدی آجاؤں گا۔ اور گھوڑے کو قافلے سے نکال کر صحرا میں اس طرف ڈال دیا جہاں کیکر اور بیری کی گھنی جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے۔ ان جھاڑیوں میں آتے آتے رات کا اندھیرا چھا گیا اور عنبر کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس نے دیکھا کہ اس کا اوپر والا دھڑ تبدیل ہو کر کنکھجورے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ گھوڑے کو شائد اس تبدیلی کا احساس ہو چکا تھا۔ وہ ڈر کر اچھلا۔ عنبر نیچے گر پڑا گھوڑا بدک کر خوف زدہ ہوا۔ اور وہاں سے ایسا بھاگا کر اندھیرے میں گم ہو گیا۔

عنبر ریت پر ویسے ہی پڑا تھا۔ اس کا نچلا دھڑ انسان کا تھا اور اوپر کا دھڑ کنکھجورے کا۔

عنبر نے اٹھ کر کیکر کے درختوں کے نیچے چلنا شروع کر دیا۔ اسے چلنے میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اس کا اوپر والا کنکھجورے کا جسم دائیں بائیں لہرا رہا تھا۔ عنبر کے بازو بھی نہیں تھے۔ وہ بھی کنکھجورے کے چھوٹے چھوٹے کتنے ہی بازوؤں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ عنبر کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر کسی گیدڑ یا جنگلی درندے نے اس پر حملہ کر دیا تو کیا وہ اپنا بچاؤ کر سکے گا۔ عنبر کو اپنے اندر زیادہ طاقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بہت جلد تھک گیا اور ایک ببول کے درخت کے پاس اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اچانک اسے پھنکار کی آواز آئی اور پھر ایسے محسوس ہوا جیسے کسی سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا ہے۔ شائد وہ کسی سانپ پر بیٹھ گیا تھا۔ عنبر نے اندھیرے میں گردن گھما کر دیکھا۔ اسے ایک لمبا سانپ بھاگ کر ایک طرف جاتا نظر آیا۔ عنبر نے کنکھجورے کی آواز میں اسے کہا!

"ٹھہر جاؤ۔"

سانپ رُک گیا۔ جتنے زمین پر رینگنے والے جانور ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کی زبان سمجھتے ہیں اور

ایک دوسرے سے ضرورت کے وقت بات چیت کر
لیتے ہیں۔
سانپ نے پلٹ کر دیکھا اور بولا:
"یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ تم کنکھجورے ہو مگر
تمہارا نچلا دھڑ انسان کا ہے۔ میں نے تو انسان
سمجھ کر تمہیں ڈسا تھا۔"
عنبر نے کہا:
"میں کنکھجورا نہیں ہوں دوست"،
میرا نام عنبر ہے۔
میں تمہارے ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔
"اس کا ثبوت ہے تمہارے پاس۔
سانپ نے سوال کیا۔"
عنبر نے کہا:
"کیا تمہیں میرے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو
نہیں آرہی؟"
سانپ قریب آگیا۔ اس نے اپنا پھن ایک بار پھر عنبر
کے جسم کے ساتھ لگا دیا۔ چونکہ سانپ کے سونگھنے کی حس
عام انسان سے بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس
نے عنبر کے جسم نکلتی ناگ دیوتا کی بہت ہی مدھم خوشبو کو

سونگھ لیا۔
اس نے فوراً سر جھکا لیا اور بولا!
تم ناگ دیوتا کے کیا ہو؟
تمہارے جسم سے واقعی ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے۔
عنبر نے کہا:
"میں عنبر ہوں!
ناگ دیوتا میرا دوست اور بھائی ہے۔"
میں اس وقت بڑی مشکل میں ہوں۔ مجھ پر ایک
جادوگرنی کا جادو ہو گیا ہے۔ اس کے جادو کی
وجہ سے میرا اوپر والا جسم کنکھجورے کا بن گیا ہے
کیا تمہارے پاس کوئی دوائی ہے جس کے
لگانے سے میں پھر سے ٹھیک ہو جاؤں اور
رات کو اثر کرنے والا جادو بھی ہمیشہ کے لئے
ختم ہو جائے۔ میں دن کو بالکل ٹھیک ہو جاتا ہوں۔"
سانپ نے کہا:
"ناگ دیوتا کے بھائی!
مجھ پر تمہاری مدد کرنا فرض ہے مگر میں ایسی کوئی
دوائی نہیں جانتا جس کے اثر سے تمہارا جادو
ٹوٹ جائے۔"

عنبر نے پوچھا!
"کیا تمہارا کوئی بڑا سانپ بھی یہاں نہیں رہتا
ہے؟"

سانپ بولا!
"ہاں ہمارا ایک بادشاہ سانپ یہاں قریب
ہی رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے
پاس تمہارا کوئی علاج ہو۔"

سانپ عنبر کو ایک غار میں لے گیا جہاں سانپوں
کا بادشاہ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے کنکھجورے
انسان کو اندر آتے دیکھ کر زور سے پھنکار ماری۔
سانپ نے ادب سے کہا!
"حضور! یہ عنبر ہے۔ ہمارے ناگ دیوتا کا
بھائی ہے۔"

عنبر نے بھی سانپ کی زبان میں فوراً کہا!
"میں سانپوں کی زبان جانتا ہوں۔ یہ زبان مجھے
میرے بھائی اور تمہارے ناگ دیوتا نے خود
سکھائی تھی۔"

اس پر سانپوں کا بادشاہ چونکا۔ اس نے عنبر
کو قریب بلا لیا۔ اپنا پھن عنبر کے جسم کے ساتھ لگایا اور

پھر پیچھے ہٹ کر بولا!
"تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا
کی دھیمی دھیمی خوشبو آرہی ہے۔ بولو! میں تمہاری
کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے اسے ساری کہانی سنا دی۔ بادشاہ سانپ
نے کہا!
"تمہارا علاج میرے ایک شاگرد توتلے سانپ
کے پاس ہے۔ توتلا سانپ ملک بابل میں رہتا
ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ میرا نام لینا۔
اپنا تعارف کرانا۔ وہ تمہیں اس مشکل سے
نجات دلا سکتا ہے۔"

عنبر نے بادشاہ سانپ کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ
توتلا سانپ بابل میں کہاں ملے گا؟!
بادشاہ نے عنبر سے کہا!
"بابل میں ایک دریا بہتا ہے جس کا نام دجلہ ہے
اس دریا کے کنارے ایک پرانا مینار ہے۔
وہاں کوئی انسان نہیں رہتا۔ توتلا سانپ
وہیں رہتا ہے۔ تم وہاں اسے جا کر ملو۔"

عنبر رخصت لے کر واپس قافلے کی طرف چل

پڑا۔ اب اس کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ آدھا کنگھجورا بن جانے کی وجہ سے عنبر زیادہ تیز چل بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ واپس قافلے میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ جہاں بابل کی لڑکی گمرافہ بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ واپس ریتلے میدان میں چلا جا رہا تھا۔ کہ اچانک اسے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس کا گھوڑا ابھی تک ان ریتلے ٹیلوں میں ہی چکر لگا رہا تھا۔ عنبر نے اندھیرے میں اسے ایک ٹیلے کے پاس کھڑے دیکھ لیا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب گیا اور چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے نے اچھل کود مچائی مگر عنبر اس کے ساتھ چمٹا رہا۔

اب گھوڑا بھی تھک گیا تھا۔ عنبر نے اسے قافلے سے ہٹ کر ساتھ ساتھ چلانا شروع کر دیا۔ ساری رات وہ قافلے سے دور ہو کر چلتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو عنبر کا جسم پھر سے انسانی شکل میں آ گیا۔ اب اس نے گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور اسے دوڑاتا ہوا قافلے میں آ گیا۔

گمرافہ نے پریشانی سے پوچھا!

"تم کہاں چلے گئے تھے عنبر!

میں ساری رات پریشان رہی۔"

عنبر نے یونہی بہانہ بنا دیا کہ وہ راستہ بھول گیا تھا اب صبح ہو گئی تھی۔ جب دھوپ تیز ہو گئی تو قافلہ ایک نخلستان میں آرام کرنے کے لئے رک گیا۔ سارا دن لوگ یہاں سوئے رہے۔ جب دن غروب ہونے لگا تو قافلے نے پھر سے چلنے کی تیاری شروع کر دی عنبر کو پھر وہی مصیبت کا سامنا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ رات کو پھر گمرافہ سے بچھڑ جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ شام ہو رہی تھی کہ عنبر پھر کوئی بہانہ بنا کر گمرافہ سے الگ ہو گیا اور قافلے سے دور رہ کر سفر کرنے لگا۔ رات ہوتے ہی وہ ایک بار پھر آدھا کنگھجورا بن گیا۔ گھوڑے کو بھی شاید اب عادت ہو گئی تھی۔ اس نے کسی کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا اور صحرا میں چلتا گیا۔

یوں یہ رات بھی گذر گئی۔ دن نکلا تو پھر عنبر قافلے کے ساتھ آن شامل ہوا۔

گمرافہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"عنبر بھائی!

تم رات کو کہاں چلے جاتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"اب نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ وہ دیکھو بابل شہر
کے مکانات دکھائی دینے لگے ہیں۔"

اس زمانے میں یعنی آج سے چار پانچ ہزار سال
پہلے بابل ایک بہت ترقی یافتہ شہر تھا۔ اور کتابوں
میں لکھا ہے کہ اس کی سڑکیں آج کے لندن شہر کی
سڑکوں سے زیادہ چوڑی تھیں اور مکان آٹھ آٹھ دس
دس منزلہ ہوا کرتے تھے۔ قافلہ بابل کی کارواں سرائے
میں اتر گیا۔ عنبر گرافر کو لے کر اس کے باپ کے گھر
پہنچا تو باپ بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس
نے عنبر کو بھی گلے لگا کر پیار کیا اور کہا:

"اگر میرا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی یہی کام کرتا جو
تم نے کیا ہے۔ بیٹا میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ
یاد رکھوں گا۔"

عنبر کو جلدی بابل کے دریا کے کنارے والے مینار
پر پہنچنا تھا۔ اس نے شہر کی سیر کا بہانہ بنایا اور
گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے بڑے دروازے سے
نکل کر دریا کی طرف روانہ ہوا۔ اسے دور ہی سے دریا
کے کنارے ایک اونچا مینار دکھائی دیا۔ قریب جا کر

یکھا کہ مینار بالکل ویران تھا۔ اور اس کی گول دیوار
جگہ جگہ گھاس اُگ رہی تھی۔ مینار کی تین منزلیں
ے کر نیچے گری ہوئی تھیں۔

عنبر نے جاتے ہی سانپ کی آواز میں زور سے پھنکار
ار کر کہا:

"مجھے بادشاہ سانپ نے بھیجا ہے میں بادشاہ
سانپ کے شاگرد توتلے سانپ سے ملنے کے
لیے آیا ہوں۔"

تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی۔ عنبر نے ایک بار پھر
پھنکار دہرایا۔ تو مینار کے اندر ایک کھوہ میں سے پھنکار
کی آواز آئی۔

"اگر تمہیں بادشاہ سانپ نے بھیجا ہے تو بالکل ٹھیک
بھیجا ہے جو انسان ہماری زبان جانتا ہے وہ ہمارا
ہی آدمی ہے۔
اندر آجاؤ۔"

عنبر نے گھوڑے کو ایک ستون کے ساتھ باندھا اور
مینار کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ اندر ایک دالان تھا
آگے سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔
عنبر کو سانپ نے آواز دی:

"نیچے تہہ خانے میں آجاؤ۔"
عنبر سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہے
کہ ٹھنڈے اندھیرے میں ایک دھاریدار بڑا سانپ
چبوترے پر کنڈلی مارے پھن کھولے بیٹھا اپنی سرخ
آنکھوں سے عنبر کو دیکھا۔ یہ توتلا سانپ تھا۔ عنبر نے
جاتے ہی اپنا تعارف کروایا تو توتلا سانپ بولا!
"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا اسلام۔ بتاؤ میں تمہاری
کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"
عنبر نے اسے ساری داستان غم کھول کر بیان کر دی
توتلا سانپ چبوترے سے رینگ کر عنبر کے قریب آگیا
وہ پھن اٹھا کر غور سے عنبر کے چہرے کو تکنے لگا۔ عنبر
نے اپنے چہرے پر توتلے سانپ کی گرم مقناطیسی
نظروں کو محسوس کیا۔

O

لاش مجھے دے دو

توتلے سانپ نے کہا!
"ناگ دیوتا کے بھائی!
میری بات غور سے سن۔ تجھ پر جس کنکھجورن
جادوگرنی نے جادو کیا ہے وہ ایک ملکہ تھی۔
تو نے اسے مار ڈالا۔
اچھا کیا۔
کئی انسان اس کے ظلم سے بچ گئے۔ اگر تو
جڑی بوٹی کا عرق نہ پیتا تو تیرا حال بھی بہت
برا ہوتا۔"
عنبر نے پوچھا!
"بھائی!
کیا آپ میرا کوئی علاج کر سکتے ہو؟"
بادشاہ سانپ نے تو مجھے بڑی امید سے تمہارے
پاس بھیجا ہے۔"

توتلا سانپ کہنے لگا۔
"تمہارا علاج اس نیک دل جوگی بابا کے
پاس ہے جو یہاں سے بہت دور ملک
شام کے شہر دمشق کے باہر ایک جنگل کے
ٹیلے میں رہتا ہے۔ وہ کنکھجوروں کا بھی
بادشاہ مشہور ہے۔ اس کے پاس جاؤ
میں تمہیں ایک زمرد دیتا ہوں۔ یہ زمرد میری
نشانی ہوگی۔ جوگی بابا کو زمرد دے دینا اور
اپنا حال بیان کرنا وہ تمہیں اس مصیبت سے
نجات دلا دے گا۔
عنبر نے توتلے سانپ سے زمرد لے کر اس کا شک
ادا کیا۔ گھوڑے پر بیٹھا اور ملک شام کی طرف روانہ ہو
وہ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا جا رہا تھا تاکہ شام ہونے
پہلے دمشق پہنچ جائے۔ دمشق وہاں سے زیادہ دور
نہیں تھا۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ عنبر دمشق پہنچ
گیا۔ وہاں سے جنگل میں آگیا۔ جنگل میں ایک ٹیلہ تھا
عنبر اس ٹیلے کے نزدیک پہنچا تو اسے ایک جھونپڑی
نظر آئی۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر جھونپڑی کے پاس
آیا تو اندر سے ایک سفید داڑھی والا دبلا پتلا جوگی با

ی جوگی بابا تھا۔ عنبر نے اسے سلام کیا اور توتلے سانپ
ا زمرد دے دیا۔ جوگی بابا نے زمرد کو غور سے دیکھا۔ پھر
بر کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔
اور بولا!
"مجھے تمہارا آدھا دھڑ کنکھجورے کا نظر آ رہا ہے۔"
عنبر نے جوگی بابا کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دئے۔ اور
ب سے بولا۔
"جوگی بابا!
آپ تو بہت کچھ جانتے ہیں مجھے خدا کے لئے
اس مشکل سے نکالئے۔"
جوگی بابا نے عنبر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔
اور بولا!
میں جانتا ہوں کہ تم ایک انسان دوست نوجوان
ہو اور تم نے ہمیشہ دکھی لوگوں کی مدد کی ہے
اس لئے میرا فرض ہے کہ تمہاری مدد کروں۔
یہاں لیٹ جاؤ کیونکہ تمہارا آدھے دھڑ کے
کنکھجورا بننے کا وقت قریب آگیا ہے۔"
عنبر جوگی بابا کے سامنے چٹائی پر لیٹ گیا۔ جوگی
بابا نے اپنے پاس ہی آگ جلائی اور اس میں

لوہے کی ایک باریک سلاخ گرم کرنے کو رکھ دی
آگ میں سلاخ گرم ہو کر سرخ ہو گئی۔ عنبر نے کوئی
سوال نہ کیا اور خاموشی سے لیٹا رہا۔ اب اس کے
جسم میں سوئیاں چبھنے لگی تھیں۔ پھر ایک دم سے اس
کا اوپر والا دھڑ کنکھجورے کا بن گیا۔ جوگی بابا نے جب
دیکھا کہ عنبر آدھا کنکھجورا بن گیا ہے تو اس نے گرم سرخ
سلاخ کو آگ میں سے نکالا اور کنکھجورے کے جسم پر
آہستہ سے لگا دیا۔ کنکھجورے نے تڑپنا اور اور اپنے سینکڑوں
بازوؤں کو ادھر ادھر ہلانا شروع کر دیا۔ جوگی بابا نے پھر
دوسری بار سرخ دہکتی ہوئی سلاخ کنکھجورے کے جسم پر
لگا دی۔ اب کنکھجورا بے چین ہو گیا اور اس نے آگے کو
چلنا شروع کیا۔ وہ جوں جوں آگے چل رہا تھا۔ پیچھے عنبر کا
جسم ظاہر ہوتا جا رہا تھا۔ جوگی بابا بار بار سرخ سلاخ اس
کنکھجورے کے جسم پر لگا رہا تھا۔ یہاں تک کہ کنکھجورا عنبر
کے جسم سے اتر کر زمین پر آ گیا اور تڑپنے لگا۔ جوگی بابا نے
وہیں کنکھجورے کو دبوچ لیا اور گرم سلاخ سے اس کے جسم
کو جلا کر اس کے کئی ٹکڑے کر دیے۔ عنبر کا جسم بالکل
ٹھیک ہو گیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور حیران ہو کر اپنے
جسم کو دیکھنے لگا۔

جوگی بابا نے کہا!
"تمہارے دشمن کو کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ اصل
بات یہ تھی کہ تمہارا اوپر والا جسم کنکھجورا نہیں
بنتا تھا بلکہ یہ کنکھجورا جادو کے اثر سے ظاہر ہو کر
تمہارے جسم کے اوپر والے حصے سے چمٹ جاتا
تھا۔ جس کی وجہ سے تمہارا اوپر والا جسم غائب
ہو جاتا تھا۔ اصل میں تمہارا اوپر والا دھڑ اپنی جگہ
پر موجود رہتا تھا۔"
عنبر نے جوگی بابا کے پاؤں پر ادب سے ہاتھ لگائے
اور بولا!
"میں آپ کا احسان ساری زندگی یاد رکھوں گا۔"
جوگی بابا نے مسکراتے ہوئے کہا!
"جو لوگ دکھی لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہمیشہ
غریبوں کی مدد کو تیار رہتے ہیں۔ انہیں کوئی
تکلیف زیادہ دیر تک تنگ نہیں کر سکتی۔
ویسے تو دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس
کو کبھی نہ کبھی کوئی مشکل نہ پڑتی ہو۔ کوئی تکلیف نہ
آتی ہو۔
لیکن اللہ کے نیک بندوں کی مشکل اور تکلیف بہت جلد

ختم ہو جاتی ہے۔ اب تم فکر نہ کرو۔ تم پر لگمجورن
جادوگرنی کا جادو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا
ہے۔ اب تم بڑی خوشی سے واپس جا
سکتے ہو۔"

عنبر نے ایک بار پھر جوگی بابا کا شکریہ ادا کیا۔ اس
وقت رات گہری ہو چکی تھی۔

جوگی بابا نے کہا:

"رات گہری ہو گئی ہے تم ساتھ والی جھونپڑی
میں آرام کرو۔ صبح ہونے پر چلے جانا۔"

عنبر ساتھ والی جھونپڑی میں آکر لیٹ گیا اور ناگ
ماریا کیٹی اور خاص کر تھیوسانگ کے بارے میں سوچنے
لگا۔ کہ وہ اس کو غار میں ضرور تلاش کر رہا ہو گا۔
وہ ضرور غار کے پاس ہی بیٹھا ہو گا۔ عنبر نے سوچ رکھا
تھا کہ صبح ہوتے ہی وہ تھیوسانگ کی طرف روانہ ہو
جائے گا۔

اب ہم رات ہی رات میں واپس تھیوسانگ کی
طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ وہاں کس حال
میں ہے۔ تھیوسانگ رات کے وقت اسی غار میں
آکر لیٹ گیا تھا۔ جہاں اسے عنبر کی واپسی کی توقع تھی۔

ہی جہاں اسے امید تھی کہ عنبر واپس آئے گا۔ ٹھیک
اسی وقت جنگل اور غار سے دور اس اہرام والے
پتھریلے ٹیلے میں جہاں تھیوسانگ نے خلائی جوتوں کے
نشان دیکھے تھے۔ ایک سایہ چٹان کی سِل کی طرف بڑھ
رہا تھا۔ یہ ایک خلائی انسان تھا۔ یہ خلائی انسان ایک
لڑکی تھی۔ وہ خلائی لباس میں تھی۔ نیلے رنگ کا لباس
اس کے جسم کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ مگر اس کے سر پہ
ہیلمٹ نہیں تھا۔ اس کے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔
لڑکوں کی طرح ۔۔۔ ناک خوبصورت تھا۔ آنکھیں گہری
سیاہ تھیں مگر ان آنکھوں میں کسی وقت سفید روشنی
سی چمک جاتی تھی۔ اس کے پاس خلائی گن بھی نہیں
تھی۔ اس نے خلائی جوتے بھی پہن رکھے تھے۔ وہ ایک
ایک قدم اٹھاتی چٹان کی طرف چلی آرہی تھی۔ اچانک
وہ رکی اور نیچے جھک کر دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں
میں سفید روشنی نکل کر ٹارچ کی روشنی کی طرح زمین پر
پڑی اور اس نے زمین پر ایک دوسرے انسان کے
جوتوں کے نشان دیکھے۔ یہ تھیوسانگ کے جوتوں کے
نشان تھے۔ خلائی لڑکی نے چاروں طرف اپنی جگمگاتی ہوئی
آنکھوں سے دیکھا۔ پھر ٹیلے کی دیوار کے قریب آگئی۔

ٹیلے کی دیوار پتھر کی سِل سے بند تھی۔ خلائی لڑکی نے
اپنی نظریں پتھر کی سِل پر جما دیں پھر اس کی آنکھوں میں
سے ایک سفید شعاع نکلی جس نے پتھر کی سِل پر پڑتے ہی
سِل کو ایک طرف ہٹا دیا۔ یہ اس خلائی لڑکی کی آنکھوں
کی طاقت تھی۔ جس نے پتھر کی دیوار کو اپنی جگہ سے ایک
طرف ہٹا دیا تھا۔ خلائی لڑکی غار میں داخل ہو گئی۔ اس
غار میں بھی اسے کسی انسان کے جوتوں کے نشان دکھائی
دیئے۔ یہ جوتے خلائی نہیں تھے۔ خلائی لڑکی حیران ہوئی کہ
اس غار میں ایسا کون آدمی آیا ہے جو پتھر کی سِل کو ہٹا
سکتا ہے۔ خلائی لڑکی غار جہاں ختم ہوتی ہے وہاں جا کر
رک گئی۔ ایک بار پھر اس نے اپنی آنکھوں کو سامنے
والی دیوار پر جما دیا۔ اس کی آنکھوں میں سے پھر ایک
بار سفید شعاع نکل کر دیوار پر پڑی اور دیوار اپنی جگہ سے
ہٹ گئی۔ خلائی لڑکی اندر چلی گئی۔

اندر ایک اونچی چھت والا مقبرہ تھا۔ ایک قبر بنی ہوئی
تھی۔ اس کے سرہانے ایک دیا روشن تھا۔ خلائی لڑکی
ایک طرف چبوترے پر بیٹھ گئی۔ اس نے جیب سے سبز
رنگ کا ایک کیپسول نکال کر کھا لیا۔ اس کیپسول کے
کے کھانے سے خلائی لڑکی کو ایک سال تک بھوک اور

پیاس سے نجات مل جاتی تھی۔ وہ اپنی خوراک تھیو سانگ
اور کیٹی کی طرح فضا میں پھیلی ہوئی آکسیجن سے حاصل کر
لیتی تھی۔ سبز کیپسول وہ اس لئے کھاتی تھی کہ ابھی وہ نئی
نئی دنیا کی فضا میں آئی تھی۔ اور اسے ان گولیوں کی
ضرورت تھی۔ خلائی لڑکی نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبی
نما ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا کر خلائی زبان میں
کہا۔

"ہیلو! میں جوگلی سانگ بول رہی ہوں۔ ہمارا خلائی
جہاز جل گیا ہے۔ میرا ساتھی خلاباز مر چکا ہے۔ مجھے
یہاں آئے اس دنیا کے وقت کے مطابق پانچ
برس ہو گئے ہیں۔ ابھی تک مجھے میرا بھائی نہیں ملا
جس کی تلاش میں میں اس دنیا میں آئی تھی۔"
بٹن بند کر کے وہ سننے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اسے
دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ کوئی سگنل سنائی
نہ دی۔ جوگلی سانگ نے ایک بار پھر یہی پیغام اپنے چھوٹے
ٹرانسمیٹر پر دہرایا۔ اس بار بھی اسے اوپر اپنے سیارے کی
طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جوگلی سانگ پانچ سال سے یہ
پیغام دہرا رہی تھی۔ اور اسے اوپر سے کوئی جواب
نہیں مل رہا تھا۔ وہ پانچ سال سے اس غار کے اندر مقبرے

میں رہ رہی تھی۔ دن کے وقت یہاں پڑی رہتی اور رات
کو اپنے بھائی کی تلاش میں باہر نکل جاتی۔ اس کا بھائی
کون تھا؟ یہ آپ کو تھوڑی دیر بعد خود بخود ہی پتہ چل جائے
گا۔ ہم ابھی آپ کو نہیں بتائیں گے۔

جوُلی سانگ نے ٹرانسمیٹر اپنی جیب میں رکھ لیا اور
مقبرے کی قبر پر سر رکھ کر چبوترے پر لیٹ گئی۔ اس خلائی
لڑکی جولی سانگ میں ایک خاص طاقت یہ تھی کہ وہ اپنی
آنکھ کی سفید شعاع سے پتھر کی چٹان کی دیوار کو بھی اپنی
جگہ سے ہٹا دیتی تھی۔ دوسری طاقت یہ تھی کہ اپنی آنکھوں
کی نیلی شعاع ڈال کر وہ پہاڑ میں بھی سوراخ کر دیتی تھی۔ اور
تیسری طاقت یہ تھی کہ اس کے ہاتھ لگانے سے مرا ہوا آدمی
ایک بار آنکھیں کھول کر باتیں کرنے لگتا تھا۔ باقی جولی سانگ
بھی کیٹی کی طرح مر نہیں سکتی تھی۔ ہاں اگر اسے آگ میں
ڈال دیا جائے تو وہ مر سکتی تھی۔ اسے بھی بھوک پیاس
نہیں لگتی تھی۔ اسے بھی نیند کی ضرورت نہیں تھی۔ جوُلی سانگ
مقبرے کے چبوترے پر آنکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی کہ
اسے ٹیلے کے باہر کسی انسان کے قدموں کی چاپ سنائی دی
جولی سانگ ایک دم اُٹھ بیٹھی۔

چاپ ٹیلے کے پاس آ کر رُک گئی تھی۔ جوُلی سانگ

[...]رے سے نکل کر ٹیلے کی غار میں آگئی۔ اچانک اس نے
[...]جا کر ٹیلے کی پتھر کی سِل اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے اور
[...]ب آدمی اندر داخل ہوا ہے جوُلی سانگ کے دل پر
[...]یے کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔ وہ آگے بڑھی۔ اسے عجیب
[...]وس سی خوشبو آرہی تھی۔ وہ جو شخص اندر آیا تھا
[...]س نے اندھیرے میں ایک لڑکی کو اپنی طرف آتے
[...]یکھا تو چلا کر کہا!

"رُک جاؤ نہیں تو میں حملہ کر دوں گا۔"

جوُلی سانگ نے آواز کو پہچان لیا تھا۔ اگرچہ خلائی انسان
[...]روتے بالکل نہیں ہیں لیکن جوُلی سانگ کی آنکھوں میں زندگی
[...]یں پہلی بار آنسو آگئے۔ اس نے وہیں سے خلائی زبان
[...]یں چلا کر کہا!

"تھیو سانگ:
میرے پیارے بھائی۔ میں تمہاری بہن جوُلی سانگ
ہوں۔"

تھیو سانگ تو سکتے میں آگیا۔ اس کی ایک چھوٹی
بہن جوُلی سانگ ہوا کرتی تھی۔ جب وہ اپنے ستارے
کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے زمین پر آگیا تھا تو اسے اپنی چھوٹی
بہن بہت یاد آیا کرتی تھی۔ مگر پھر وہ صبر شکر کر کے بیٹھ

جاتا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نہ وہ اپنے سیارے پر واپس
جا سکتا ہے اور نہ اس کی چھوٹی بہن جوُلی سانگ ہی یہاں
آ سکتی ہے۔

اب اچانک اپنے سامنے اپنی پیاری چھوٹی بہن کو دیکھا
تو تھیوسانگ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

اس نے بے اختیار کہا!

"جوُلی سانگ!

میری پیاری بہن!

تم یہاں کیسے آ گئی ہو؟"

اور دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے مل کر بہت
خوش ہوئے۔ تھیو سانگ نے جوُلی سانگ کے سر پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"تمہارا ساتھی خلاباز مرتے وقت مجھے تمہارے بارے
میں بتانا چاہتا تھا مگر موت نے اسے مہلت نہ
دی اور وہ مر گیا۔ اتنا اس نے بتا دیا تھا کہ
میں اکیلا نہیں آیا۔ میرا ایک ساتھی بھی زمین پر
آیا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور میں دو دن سے
تمہاری تلاش میں تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ
جس خلائی انسان کی میں تلاش کر رہا ہوں وہ

میری پیاری بہن جوُلی سانگ ہی ہے۔ مگر تم سیارے
سے یہاں کیسے آ گئیں۔؟"

جوُلی سانگ اپنے بھائی تھیوسانگ کو مقبرے والے
کمرے میں لے گئی۔ اور اسے بتایا۔

"تھیوسانگ!

صرف بھائی کی محبت مجھے یہاں زمین پر کھینچ لائی
ہے۔ مجھے اتنا یاد تھا کہ تم زمین کے سیارے پر
جانے والے تھے۔ پھر میں نے اپنے ایک ساتھی
کو راضی کر لیا۔ ہم نے سرکاری ہینگر سے ایک خلائی
جہاز اڑایا اور زمین کی طرف پرواز شروع کر دی
مگر زمین کے قریب آتے ہی ہمارے خلائی جہاز
میں آگ لگ گئی۔ ہم نے باہر چھلانگیں لگا دیں۔
افسوس کہ میرے ساتھی کے پیراشوٹ میں آگ
لگ گئی۔ اور وہ مر گیا۔ مگر میں زندہ بچ گئی۔
کیونکہ مجھے اپنے بھائی سے جو ملنا تھا"

تھیوسانگ نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا
اور کہا!

میں کِس قدر خوش قسمت ہوں کہ اس دنیا کے
اتنے سال گذرنے کے بعد ایک بار پھر اپنی پیاری

بہن کو دیکھنا نصیب ہوا۔"
جوُلی سانگ نے مسکرا کر کہا!
"تھیو سانگ بھیّا!
تم فکر نہ کرو۔ اب میں ساری زندگی تمہارے ساتھ
ہی رہوں گی۔ مگر تم یہاں کہاں رہتے ہو اور
کیا کرتے ہو؟"
تھیو سانگ نے کہا!
"یہ ایک بڑی لمبی کہانی ہے۔ میرے ساتھ عنبر
ہے ناگ ہے۔ کیٹی اور ماریا بھی ہیں۔ کیٹی کا تعلق
ایک دوسرے سیّارے سے ہے۔ ناگ اصل
میں سانپ ہے۔ عنبر غیر معمولی طاقت رکھتا ہے
اور مر نہیں سکتا۔ ماریا غائب رہتی ہے۔ ابھی یہ
لوگ مجھ سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ جب ملیں گے
تو ان سب کا تمہارے ساتھ تعارف کراؤں گا۔
تم ان سے مِل کر اور وہ تم سے مل کر بہت خوش
ہوں گے۔"
جُولی سانگ نے پوچھا۔
"یہ عنبر ناگ ماریا کیساتھ تم کب سے سفر کر رہے ہو"
تھیو سانگ نے کہا!

"جب سے میں اپنے سیارے سے آیا ہوں۔
ان کے ساتھ ہی سفر کر رہا ہوں اور یہ عنبر ناگ
ماریا جو ہیں یہ تو ہزاروں سالوں سے سفر کر رہے
ہیں۔ ان پر وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس طرح
ہم پر یہاں کے وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔"
جولی سانگ کہنے لگی!
"یہ سب لوگ کہاں پہ ہیں اس وقت؟
مجھے ان کے پاس لے چلو۔"
تھیو سانگ نے کہا!
"بس یہی تو مجھے پتہ نہیں کون کہاں ہے۔ بات
یہ ہے کہ ہم سفر کرتے کرتے حالات کے پلٹا کھانے
سے ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہیں اور حالات
کی لہریں ہمیں دوبارہ ملا دیتی ہیں۔ میں اور عنبر
بڑی دیر بعد ملے تھے اور اب پھر دو تین روز
سے بچھڑ گئے ہیں۔"
جوُلی سانگ نے مسکرا کر کہا!
"تو پھر چلو ہم دونوں سب سے پہلے عنبر کی تلاش
میں نکلتے ہیں۔"
تھیو سانگ نے کہا!

"مگر تم یہاں اتنی دیر کیوں بیٹھی رہیں؟ تم کسی
دوسرے ملک کی طرف چلی جاتیں۔
جولی سانگ کہنے لگی۔
"چونکہ ہمارا خلائی جہاز اسی جگہ گرا تھا۔ اس لئے
میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے تم اس طرف آجاؤ
چونکہ تم خلائی مخلوق ہو اس لئے تم سمجھ جاؤ گے
کہ کوئی دوسری خلائی مخلوق بھی یہاں پر موجود ہے۔
اور دیکھ لو ایسا ہی ہوا ہے۔ مگر تم بھول گئے ہو
کہ یہاں کی دنیا کے مطابق مجھے پانچ سال یہاں رہتے
ہوئے ہو گئے ہیں۔ اپنی دنیا کے وقت کے حساب
سے تو ابھی چند منٹ ہی گذرے ہیں۔ یہی وجہ ہے
کہ میرا ساتھی خلاباز بھی دو دن ہوئے تمہیں مرتے
ہوئے ملا تھا۔
تھیو سانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:
"اپنے سیارے سے نکلے اتنی مدت ہو گئی ہے
کہ اب ان باتوں کو بھولتا جا رہا ہوں۔ واقعی تمہیں
تو اپنے حساب سے سیارے سے آئے چند منٹ
ہی ہوئے ہیں۔
پھر تھیو سانگ نے جولی سانگ سے کہا:

"تمہارا لباس خلائی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم دنیا
کا لباس پہن لو۔"
جولی سانگ نے پوچھا!
"تم یہاں کی عورتوں کا لباس کہاں سے
لاؤ گے۔"
تھیو سانگ بولا:
"ارے ہاں۔
تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میرے پاس تو ایک
چھوٹا سا چاندی کا سکہ بھی نہیں ہے کہ میں
شہر سے تمہارے لئے نئے کپڑے خرید لاؤں۔
جولی سانگ ہنس پڑی!
"کیا تمہیں یاد نہیں کہ ہم اپنی لیباٹری میں مادے
کے ایٹموں کے تناسب میں تبدیلی کر کے بہت
کچھ بنا لیا کرتے تھے۔ میرے پاس خلائی
پاکٹ کمپیوٹر ہے۔ میں ابھی سونا بنا لیتی
ہوں۔"
اور جولی سانگ نے ماچس کے سائز کا خلائی
پاکٹ کمپیوٹر نکال کر تھیو سانگ کو دکھایا اور کہا!
"یہاں سے باہر چل کر تجربہ کرتے ہیں۔"

تھیوسانگ کو یاد آگیا کہ وہ اپنے سیارے کی کیمیکل
لیبارٹری میں اسی قسم کے تجربے کیا کرتے تھے۔ یہ
سائنس کی عام تھیوری ہے۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ
غار سے باہر آگئے۔ سورج نکل آیا تھا۔ ہر طرف صحرا میں
اس کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے پتھر کا
ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔ کمپیوٹر
سے اس پر ایک شعاع ڈالی۔ کمپیوٹر پر فوراً ایک
گراف آگیا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ اس پتھر میں کتنے
الیکٹرون اور کتنے پروٹون ہیں۔ اور دوسرے کیمیکلز کی مقدار
کتنی ہے۔ جولی سانگ نے کمپیوٹر کے بٹن دبا کر پتھر پر
مختلف شعاعیں ڈالنی شروع کر دیں۔ دس سیکنڈ کے
بعد جب پتھر میں سونے کے مطلوبہ الیکٹرون اور پروٹون
پورے ہو گئے تو وہ سونا بن گیا۔ تھیوسانگ کے لئے
یہ کوئی عجیب شے نہیں تھی فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اس
تجربے کو بڑی مدت کے بعد دیکھ رہا تھا۔ اس نے سونے
کی ڈلی اٹھا کر جیب میں رکھ لی اور کہا۔

"تم اسی غار میں ٹھہرو۔ میں بازار جا کر تمہارے
لئے نیا لباس لاتا ہوں۔"

تھیوسانگ اسی وقت شہر میں آگیا۔ بازار کھل گئے

تھے۔ لوگ دوکانوں پر خرید و فروخت کر رہے تھے۔
تھیوسانگ نے ایک سنار کو سونے کی ڈلی دے
کر کہا:

"مجھے اس کے بدلے سونے کے دس
سکے دے دو۔ میں یہ سونے کی ڈلی بیچنا
چاہتا ہوں۔"

سنار بڑا زبردست سمگلر اور چوروں کا سرغنہ تھا
وہ روم اور افریقہ سے سونا سمگل کروایا کرتا تھا۔ اس
نے جو خالص سونا دیکھا تو حیران ہو کر تھیوسانگ سے
کہنے لگا۔

"کیوں میاں!
یہ سونے کی ڈلی تم کہاں سے لائے ہو؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"تم کو ان باتوں سے کیا مطلب؟ اگر سکے
دیتے ہو تو دو۔ نہیں تو میں اگلی دوکان پر
جاتا ہوں۔ یہ میری اپنی ڈلی ہے۔ کوئی چوری
کا مال نہیں ہے۔"

سمگلر فوراً خوشامد کرتے ہوئے بولا:

"ارے میاں تم تو یونہی ناراض ہو گئے ہو۔ یہ لو

پانچ سکّے سونے کے ......"

سمگلر نے گن کر پانچ سکّے تھیو سانگ کو دے دئے

تھیو سانگ فوراً دوسری دوکان پر آگیا۔ یہاں عورتوں
کا لباس بکتا تھا۔ تھیو سانگ نے جُولی کے لئے نیا لباس
خریدا۔ نیا جوتا خریدا اور ایک چھوٹا سا تھیلہ اپنے لئے
خرید لیا۔ اور واپس غار کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم
نہیں تھا کہ سمگلر نے اپنا ایک آدمی فقیر کے بھیس میں اس
کے پیچھے کر دیا تھا۔ کہ جاکر پتہ کرو کہ اس آدمی نے
سونے کی ڈلیاں کہاں چھپا رکھی ہیں۔ تھیو سانگ واپس
غار میں جُولی سانگ کے پاس آگیا۔ اس نے لباس
اور جوتا اسے دے کر کہا!

"تم اسے پہن لو۔ میں غار کے باہر تمہارا
انتظار کرتا ہوں۔"

تھیو سانگ غار کے باہر آگیا۔ اچانک اس کی نظر
ایک فقیر پر پڑی جو ایک طرف ریت کے ٹیلے کے پاس
بیٹھا زور زور سے سر ہلا کر بھیگ مانگ رہا تھا۔

تھیو سانگ اس کے پاس جاکر بولا!

"ارے تم اس صحرا میں کس سے بھیک
مانگ رہے ہو۔"

یہاں تو کوئی بھی بھیک دینے والا دکھائی نہیں
دیتا۔

فقیر بولا!

بابا!

"خدا ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہر جگہ ہر شئے کا رزق
پہنچا دیتا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا!

"میرے پاس تو پانچ سکّے تھے جو میں نے
خرچ کر ڈالے ہیں۔ اب میں تمہیں کہاں سے
کچھ لاکر دوں۔؟"

فقیر نے ایک دم خنجر نکال لیا اور تھیو سانگ کے
سامنے خنجر لہرا کر بولا!

"مکار فریبی!
جلدی بتا تو نے سونے کی ڈلی کہاں سے لی
تھی۔ نہیں تو ابھی خنجر تیرے سینے سے پار
کرتا ہوں۔"

تھیو سانگ دل میں ہنسنے لگا کہ کیسا احمق آدمی
ہے اس کو معلوم ہی نہیں کہ یہ کس کو دھمکی دے
رہا ہے۔

تھیو سانگ نے بڑی عاجزی سے کہا!
"بھائی میرے پاس سونے کی ایک ہی ڈلی
تھی جو میں نے بازار میں سنار کے پاس بیچ
دی ہے۔ اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں
ہے۔"

فقیر نے خنجر اوپر اٹھا لیا اور چلا کر بولا!
"آخری بار موقع دے رہا ہوں بتا سونے
کا خزانہ کہاں ہے؟"

اتنے میں جولی سانگ لباس تبدیل کر کے غار
سے باہر نکل آئی۔ اس نے یہ منظر دیکھا تو سخت
غصہ آیا۔ چاہتی تھی کہ آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر
فقیر کے سینے میں سوراخ کر کے اسے بھسم کر دے
لیکن اس کو ایک شرارت سوجھی۔ اس نے بلند
آواز میں تھیو سانگ کو کہا!
"تھیو سانگ بھائی۔
میں اس کی خبر لیتی ہوں۔"
فقیر نے خنجر لہراتے ہوئے کہا!
"میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اے لڑکی
خبر دار ہو جا۔"

وہ خنجر لے کر جولی سانگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جولی
سانگ نے آنکھوں میں سے سفید شعاع نکال کر فقیر
کے پاؤں پر ڈالی۔ اور پھر اسے اوپر اٹھانا شروع
کر دیا۔ فقیر خنجر سمیت زمین سے جب پچاس فٹ
اوپر فضا میں بلند ہو گیا تو جولی سانگ نے جلدی سے
اپنی نگاہ کی شعاع ہٹا کر اس کے جسم سے نیچے کھینچ
لی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مکار فقیر زمین سے پچاس
فٹ کی بلندی پر ہوا میں لٹک گیا۔ وہ بوکھلا گیا۔ گھبرا
گیا۔ وہیں سمٹ کر ڈرا ڈرا سا رہ گیا۔ اس کی آنکھیں
پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ سہمی ہوئی آواز میں گڑگڑا کر
عرض کرنے لگا۔
"خدا کے لئے مجھے نیچے اتارو۔ مجھے نیچے اتارو
مجھے معاف کر دو۔ میں مر جاؤں گا۔"
تھیو سانگ نے کہا!
"یہاں رہ کر تم سونے کا خزانہ اچھی طرح چاروں
طرف دیکھ سکو گے۔"
جولی سانگ نے کہا!
"چلو تھیو بھائی۔ کوئی شہر سے آئے گا تو سیڑھی
لگا کر اسے نیچے اتارے گا۔ یہ اپنے آپ نیچے

نہیں اتر سکتا۔"

اس مکار فقیر کو وہیں چھوڑ کر جوُلی سانگ اور اس
بھائی تھیو سانگ وہاں سے اس غار کی طرف چل پڑے
جہاں تھیو سانگ نے عنبر کو چھوڑا تھا۔ وہاں عنبر نہ ملا
تو جوُلی سانگ کہنے لگی!

"اب ہم تمہارے دوستوں کو کہاں ڈھونڈیں
تھیو بھائی؟"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے دمشق کی طرف
چلنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے عنبر سے وہاں ملاقات
ہو جائے۔"

اور تھیو سانگ نے اپنا رُخ دمشق کی طرف موڑ دیا۔
دمشق وہاں سے ایک دن کے سفر پر تھا۔ سارا دن
وہ سفر کرتے رہے۔ شام ہونے والی تھی کہ وہ دمشق
شہر میں پہنچ گئے۔ یہاں جوُلی سانگ نے تھوڑا سا
اور سونا بنایا اور اس کے عوض سکے حاصل کر کے
تھیو سانگ نے دو کمرے سرائے میں کرایہ پر لے
لئے۔ اور وہاں رہ کر عنبر کی تلاش شروع کر دی۔
دوسری طرف سے عنبر بھی اسی شہر کی طرف آرہا تھا۔

ایک روز عنبر شہر میں داخل ہوا تو اسے تھیو سانگ کی
خوشبو آئی۔ وہ بڑا خوش ہوا اور خوشبو کی راہنمائی
میں سرائے کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے سرائے میں اسے
جوُلی سانگ مل گئی۔ تھیو سانگ کہیں باہر گیا ہوا تھا۔
اس کی خوشبو جوُلی سانگ میں سے آرہی تھی۔ کیونکہ
وہ بھی تھیو سانگ کی بہن تھی۔ عنبر نے جب ایک لڑکی
کو دیکھا کہ اس کے جسم سے تھیو سانگ کی خوشبو آ
رہی ہے تو حیران سا ہو کر بولا!

"تمہیں کیا ہو گیا ہے میرے دوست؟ تم عورت
بن گئے ہو۔ چلو خیر کوئی بات نہیں۔ میں بھی تو
کنکھجورا بن گیا تھا۔"

جوُلی سانگ کو یاد آگیا کہ تھیو سانگ نے اسے بتایا
تھا۔ کہ اس کا دوست عنبر رات کو آدھا کنکھجورا بن
جاتا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہی عنبر ہے اب اس نے عنبر
سے مذاق کرنے کا فیصلہ کر لیا اور بولی!

"کیا بتاؤں عنبر بھائی!
بس قسمت میں ہی یہی لکھا تھا کہ میں مرد سے
عورت بن جاؤں۔"

عنبر آگے بڑھ کر بولا!

"مگر تھیو سانگ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟
عورت بن کر تو تمہاری شکل بھی بدل گئی ہے۔
مگر تھوڑی تھوڑی تھیو سانگ سے ملتی جلتی ہے۔
ایسے لگتا ہے جیسے تم تھیو سانگ کی بہن ہو۔"

جولی سانگ بولی؛

"بہن ہی تو ہوں میں تھیو سانگ کی؟..."

کیا مطلب؟

عنبر نے تعجب سے پوچھا!

جُولی سانگ جلدی سے بولی!

"میرا مطلب ہے میں تھیو سانگ ہی تھا، ہوں۔
مگر شکل عورت کی ہوگئی تو میں اس کی بہن نہیں
لگوں گی تو اور کیا لگوں گی؟"

عنبر ٹھنڈا سانس بھر کر بولا!

"میری مصیبت ٹلی تو تمہاری مصیبت آگئی۔"

جولی سانگ نے پوچھا!

"تم اب کنکھجورا تو نہیں بنتے نا؟"

"نہیں نہیں تھیو سانگ بھائی!
وہ تو بلا ٹل گئی۔"

اور پھر عنبر نے اسے جوگی بابا کا قصہ سنا دیا۔

جُولی سانگ نے کہا!

"مگر اب میرا کیا ہوگا؟ میں دوبارہ مرد کیسے بنوں
گی۔ میں عورت بن کر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

اور جُولی سانگ نے رونا شروع کر دیا۔

عنبر اسے تسلی دیتے ہوئے بولا!

"ارے تھیو سانگ تم نے تو بالکل ہی حوصلہ
ہار دیا۔ عورت ہی بنے ہو تم کوئی کنکھجورا تو
نہیں بن گئے۔"

جُولی سانگ نے کہا!

"عورت بننے سے تو میں کنکھجورا بن جاتا تو زیادہ
اچھا تھا۔"

اچانک عنبر کو باہر سے تھیو سانگ کی خوشبو آنے
لگی۔ عنبر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ سامنے
تھیو سانگ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ دونوں بے اختیار گلے
لگ گئے۔

پھر عنبر نے چونک کر جُولی سانگ کی طرف دیکھا اور
حیرانی سے بولا!

"یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم تھیو سانگ ہو تو
یہ لڑکی کون ہے؟"

جُولی سانگ نے کہا!
"میں تھیو سانگ ہوں۔ یہ تھیو سانگ کوئی فراڈ ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا!
"نہیں نہیں عنبر! میں اصلی تھیو سانگ ہوں"
عنبر چلایا!
تو یہ لڑکی کون ہے؟
جُولی سانگ نے کہا!
"میں تھیو سانگ ہوں۔ میں اصلی تھیو سانگ ہوں عنبر بھائی۔"
عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
اب تھیو سانگ اور جُولی سانگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ تھیو سانگ نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر کہا!
عنبر میں تمہیں اپنی خلائی اور اصلی بہن جُولی سانگ سے ملاتا ہوں۔ اور جُولی سانگ: یہ عنبر ہے۔
جُولی سانگ نے عنبر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا!
"وہ تو میں سمجھ گئی تھی کہ یہ عنبر بھائی ہی ہے۔"
عنبر کچھ خوش اور کچھ حیران سا ہو کر بولا:
"یہ جُولی سانگ بہن کہاں سے آگئی۔"؟

اور پھر تھیو سانگ نے عنبر کو جُولی سانگ کی ساری داستان سنائی۔ عنبر بڑا خوش ہوا اور بولا!
چلو ہماری ٹولی میں ایک اور بہن آگئی ہے۔ ایک اور ساتھی ہمیں مل گیا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اب میرا خیال ہے ہمیں ناگ ماریا اور کیٹی کی تلاش میں نکل چلنا چاہیئے۔ کیا خیال ہے؟ ارے ہاں یہ تو میں پوچھنا بھول ہی گیا کہ جُولی کے پاس کونسی طاقت ہے؟
تھیو سانگ کہنے لگا!
"جُولی کے پاس ایک خلائی کمپیوٹر ہے جس کی مدد سے کسی بھی مادے کی شکل بدل سکتی ہے۔ لوہے کو سونا اور سونے کو مٹی بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سونے میں سے سونے کے عناصر نکال لیں تو باقی مٹی پتھر رہ جائے گا۔ دوسری طاقت یہ ہے کہ یہ اپنی آنکھوں کی سفید شعاع سے کسی بھی شئے کو زمین پر ایک جگہ سے اٹھا کر ہوا میں بھی لٹکا سکتی ہے اور دوسری جگہ پر بھی رکھ سکتی ہے۔ تیسری طاقت جُولی سانگ میں یہ ہے کہ اس کی آنکھ کی نیلی شعاع بڑے سے بڑے پتھر میں بھی شگاف کر سکتی ہے۔ اور یہ بات تو اس میں بھی ہے کہ کیٹی کی طرح اس کو بھی صرف آگ ہی جلا سکتی

ہے۔ ویسے مر نہیں سکتی۔"

عنبر نے جوُلی سانگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اور جوُلی بہن! ہماری طاقت کے بارے میں تو
تھیوسانگ نے بہت کچھ بتایا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا!

"بہت کچھ تو نہیں بتایا بس وہی کچھ بتایا ہے جو حقیقت
ہے۔ تمہارے اور ناگ ماریا کے بارے میں بھی میں نے اسے
سب کچھ بتا دیا ہے کہ ان میں کون کون سی طاقت ہے۔"

عنبر نے جوُلی سانگ سے کہا!

"کیا تمہارا ارادہ واپس اپنے سیارے میں جانے کا نہیں؟"

جوُلی سانگ نے کہا!

"اب میں کیسے اوپر جا سکتی ہوں۔ میرے پاس کوئی خلائی
جہاز ہی نہیں ہے اور پھر میں اپنے بھائی تھیوسانگ کی تلاش
میں نکلی تھی۔ وہ مجھے مل گیا ہے اب تو جہاں میرا بھائی رہے
گا۔ وہیں میں رہوں گی۔"

عنبر بولا! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ بہت جلد ہم
تمہیں ناگ کیٹی اور ماریا سے ملائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ
اب ہمیں ان کی تلاش میں نکل پڑنا چاہئے۔"

تھیوسانگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہمیں شمالی افریقہ

ے مغربی ساحل پر واقع موریطانیہ کے شہر کی طرف جانا چاہئے۔
کن ہے کیٹی ناگ اور ماریا سے وہاں ملاقات ہو جائے
نانچہ تھیوسانگ جوُلی سانگ اور عنبر نے دمشق سے موریطانیہ
ی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔

اب ہم ان تینوں ساتھیوں کو اس جگہ سفر میں چھوڑتے
یں اور واپس ناگ ماریا اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں کہ وہ کس
ال میں ہیں۔ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا تھا کہ ناگ ماریا اور
ٹی بلّی کے مقبرے سے نکل کر عنبر اور تھیوسانگ کی تلاش
یں ملک ترکان کی طرف چلے تھے۔ یہ ملک ایران کے شمال
رب میں واقع ہے۔ اور وہاں ایک بت پرست بادشاہ
ی حکومت تھی۔ ناگ اور کیٹی گھوڑوں پر سوار تھے اور ماریا
ن کے ساتھ ساتھ ہواؤں میں اُڑتے ہوئے چل رہی تھی۔ شہروں
ر شہر چھوڑتے آخر وہ ترکان کے ملک میں پہنچ گئے۔ یہاں
نہوں نے ایک کارروان سرائے میں قیام کیا اور عنبر تھیوسانگ
ی کھوج لگانے لگے۔ اگرچہ انہیں اس شہر میں سے عنبر اور
ھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی وہ انہیں ڈھونڈتے
رہے۔ ماریا بھی دن میں شہر کا ایک چکر ضرور لگاتی۔

ایک روز وہ کارروان سرائے کے باہر بیٹھے تھے ناگ اور
کیٹی برآمدے میں بچھے ہوئے قالین پر بیٹھے تھے اور ماریا اسکے

پاس ہی کھڑی تھی۔ وہ عنبر اور تھیو سانگ کے بارے میں باتیں
کر رہے تھے کہ اچانک ایک طرف بازار میں شور اٹھا معلوم ہوا
کہ ایک جلوس آ رہا ہے لوگ جلوس دیکھنے اس طرف بھاگے۔
ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا: بھائی یہ کیسا جلوس ہے؟
اس آدمی نے بتایا: تم یہاں مسافر ہو اس لئے نہیں جانتے
بادشاہ کے حکم سے ایک مجرم کو چیخوں والے کنوئیں میں پھینکا جا
رہا ہے۔ ناگ نے پوچھا: "یہ چیخوں والا کنواں کیا ہے؟"
اس پر آدمی نے کہا کہ یہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں زہریلے سانپوں
کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے مجرم کو اس کنوئیں میں پھینک
دیا جاتا ہے۔ اور زہریلے سانپ اسے ڈس کر ہلاک کر دیتے
ہیں۔ اس خونی منظر کو دیکھنے کے لئے بادشاہ بھی وہاں موجود ہوتا
ہے۔ ناگ ماریا اور کیٹی بھی جلوس کی طرف گئے۔ کیا دیکھتے ہیں
کہ ایک نوجوان کو بادشاہ کے سپاہی زنجیر سے باندھے گدھے پہ
بٹھائے لئے جا رہے ہیں۔ پیچھے پیچھے لوگ آ رہے ہیں ان میں
اس بدقسمت نوجوان کی بیوی بھی ہے جو آنسو بہاتی جلوس کے
ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا!
"کیوں بھائی اس نوجوان نے جرم کیا کیا ہے۔ جس کی اسے اتنی
بھیانک سزا مل رہی ہے؟"
وہ آدمی بولا! "کیا بتائیں بھائی! اس بیچارے کا قصور

رف اتنا ہے کہ بادشاہ کا وزیر بازار سے گذرا تھا تو اس نے اس
ر سجدہ نہیں کیا تھا۔ یہاں رواج ہے کہ اگر شاہی دربار کا کوئی وزیر
ہیں سے گذرے تو لوگ فوراً سجدے میں گر کر اسکی تعظیم کریں۔
ب لوگ سجدے میں گر گئے مگر اس نوجوان نے یہ کہہ کر سجدہ
رنے سے انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے کسی کے آگے سجدہ نہیں
ر سکتا۔ پس وزیر نے اسے گرفتار کر لیا اور بادشاہ کے سامنے
یش کر دیا۔ بادشاہ نے اسے فوراً چیخوں والے کنوئیں میں گرانے
حکم دے دیا۔ اب اس نوجوان کو کنوئیں میں گرانے کے لئے
ے جایا جا رہا ہے۔ جہاں زہریلے سانپ اس کو ڈس کر ایک
سیکنڈ میں ہلاک کر ڈالیں گے۔"
ماریا نے ناگ سے کہا:
"یہ تو خدا پرست نوجوان ہے اسکی جان بچانا ہمارا فرض ہے۔"
ناگ نے کہا: "ہم ساتھ چلتے ہیں۔"
ناگ کیٹی اور ماریا بھی جلوس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے شہر سے
ہر ایک چھوٹے سے میدان میں پہنچ کر جلوس رک گیا۔ یہاں ایک
بڑا کنواں تھا۔ لوگ کنوئیں کے ارد گرد پتھروں کی سیڑھیوں پر تماشہ
دیکھنے کے لئے بیٹھ گئے۔ بدقسمت نوجوان کو زنجیر سے باندھ کر کنوئیں
کے پاس لا کر بٹھا دیا گیا۔ دو سپاہی تلواریں نکالے اس کے سر پہ
کھڑے ہو گئے۔ ناگ پیچھے رہا۔ اس نے ماریا سے کہا کہ جا کر دیکھو

کنوئیں میں کتنے سانپ ہیں؟ ماریا فضا میں پرواز کر کے کنوئیں پر آگئی
اس نے دیکھا کہ یہ ایک دس فٹ گہرا کنواں ہے جو چوڑائی
میں زیادہ ہے۔ اس کے نیچے ریت بچھی ہوئی ہے جس پر کالے اور
سبز رنگ کے سانپ اِدھر اُدھر رینگ رہے تھے۔ پھر وہ کنوئیں
کے سوراخوں میں چلے گئے کنوئیں کے درمیان میں لکڑی کا ایک بلند
ستون گاڑ دیا گیا تھا۔ جس میں ایسی لہریں بنا دی گئی تھیں کہ سانپ
اس پر نہیں چڑھ سکتے تھے۔ اس نے واپس آکر ناگ کو سب
کچھ بتا دیا۔ کیٹی نے پوچھا۔

کنوئیں میں یہ لکڑی کا کھمبا کیوں گاڑا گیا ہے؟

ایک بوڑھے آدمی نے جو پاس ہی بیٹھا تھا کہا:

"بیٹی! بادشاہ ظالم ہے وہ لوگوں کو اذیت دے کر مارنے کے
نئے نئے طریقے تلاش کرتا تھا۔ بدقسمت مجرم کو اس کنوئیں میں گرا
دیا جاتا ہے وہ سانپوں کے ڈر سے فوراً اس لکڑی کے ستون
پر چڑھ جاتا ہے۔ اس ستون سے وہ باہر چھلانگ لگا نہیں
سکتا کیونکہ کنواں بہت چوڑا ہے۔ اگر وہ چھلانگ لگانے کی کوشش
بھی کرے تو پھر کنوئیں میں گر پڑے گا۔ جب تک اس کی ہمت ساتھ
دیتی ہے وہ ستون پر چپٹا رہتا ہے پھر تھکان کی وجہ سے اس کا
جسم نیچے گرنے لگتا ہے۔ اس کے حلق سے چیخیں بلند ہونے لگتی
ہیں۔ انسانی چیخوں کی آواز سن کر کنوئیں کے سوراخوں میں سے

سانپ پھنکارتے ہوئے باہر نکل آتے ہیں اور اپنے شکار کو پھن
اٹھا کر پھنکارتے ہوئے تکنے لگتے ہیں۔ پھر بدقسمت انسان کنوئیں
میں گر پڑتا ہے اور سانپ اس سے لپٹ جاتے ہیں اور ڈس
کر ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ یہ سانپ اس کے بعد اس کا گوشت کھانا
شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بڑی ہولناک موت ہے دیوتا اس موت
سے بچائے۔"

کیٹی اور ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ماریا نے ناگ
سے کہا! "یہ نوجوان بے گناہ ہے اس نے بادشاہ کو سجدہ کرنے
سے انکار کر کے دلیری اور خدا پرستی کا ثبوت دیا ہے مجھ سے اس
کی بیوی کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ ہمیں اسے اس بھیانک موت سے
ضرور بچانا چاہئے۔"

ناگ کہنے لگا! "اگر ہم اس نوجوان کو سانپوں کے چیخوں والے
کنوئیں سے بچا لیتے ہیں تو بادشاہ اسے کسی دوسرے طریقے سے مار
ڈالے گا۔ بہرحال ہم اسے پہلے یہاں سے تو ضرور بچائیں گے۔

نوجوان سر جھکائے کنوئیں کے منڈیر کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔
اس کی خوبصورت دکھی بیوی سامنے عورتوں میں بیٹھی زار و قطار
رو رہی تھی۔ اس کی حالت واقعی دیکھی نہ جاتی تھی اتنے میں بادشاہ
کی سواری بھی آگئی۔ بادشاہ کے لئے کنوئیں کے کنارے کرسی لگا
دی گئی۔ دوسرے درباری وزیر بھی وہاں کرسیوں پر بیٹھ گئے

دو جلاد کالے کپڑے پہن کر وہاں آ گئے۔

ماریا نے ناگ سے کہا!

" تم کیا سوچ رہے ہو۔ جب یہ اس بیچارے کو کنوئیں میں گرا دیں گے تب تم کچھ کرو گے؟ کیٹی نے بھی ناگ کو کہا کہ وہ سانپوں کو حکم دے کہ وہ نوجوان کو کچھ نہ کہیں۔

ناگ کچھ سوچ رہا تھا! چونک کر بولا!

" ہاں ہاں۔ میں ابھی سانپوں کو حکم دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ بادشاہ کی طرف بڑھا۔ سپاہیوں نے اسے وہیں روک کر پیچھے کر دیا۔

ناگ نے پکار کر کہا! بادشاہ سلامت! یہ نوجوان میرا بھانجا ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں بعد میں اس کی لاش کنوئیں سے نکال کر لے جاؤں۔

بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا!

" مگر سانپ تو اس کے جسم کا گوشت بھی کھا جائیں گے تم ڈھانچہ لے کر کیا کرو گے۔"

ناگ بولا!

" اگر سانپوں نے اس نوجوان کا گوشت نہ کھایا تو کیا اس کی لاش مجھے مل جائے گی بادشاہ سلامت؟

○

یہ جاننے کے لیے آگے کیا ہوا قسط نمبر ۱۵۶ دو چوٹی سانگ کون تھی" پڑھیے۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
۲۱- بادشاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

عنبر، ناگ، ماریا (۱۵۶)

بھوری سانگ کون تھی

اے حمید

۱۵۶

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

جولی سانگ کون تھی؟

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

مجموعہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۳۰/ب شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

اس کہانی میں آپ کے محبوب کردار ایک پجاری کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ جس نے عنبر کو ایک مندر میں بیل کی صورت میں منتقل کر دیا ہے اور جولی سانگ کے بال مونڈ کر اس کی طاقت کو نا اہل کر کے اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ اور تھیو سانگ کو بے ہوش کر کے دونوں کو ایک ایک صندوق میں بند کر دیا ہے اور اب وہ ماریا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ ماریا پر قبضہ کر سکا ——— پڑھ کر دیکھیں۔
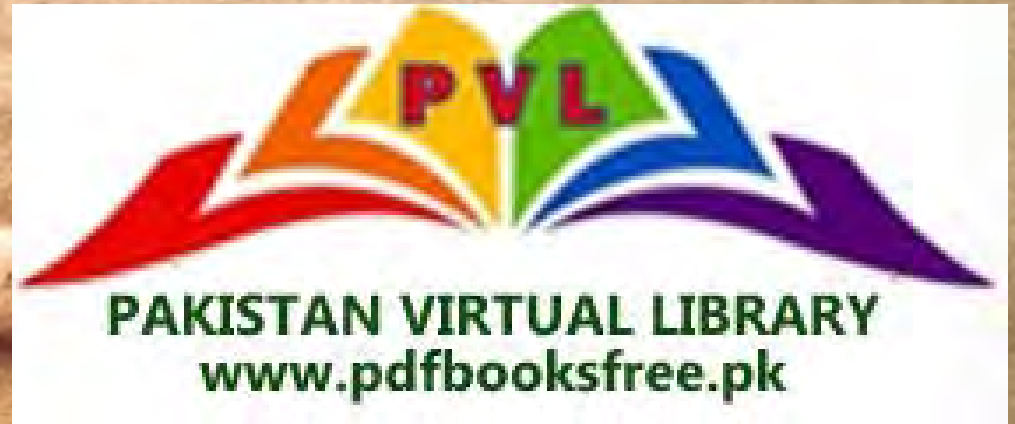
آپ کا انکل
اے حمید

۵۴۳/این راہ چمن حسن آباد ——— لاہور

ترتیب

چیخوں والا کنواں
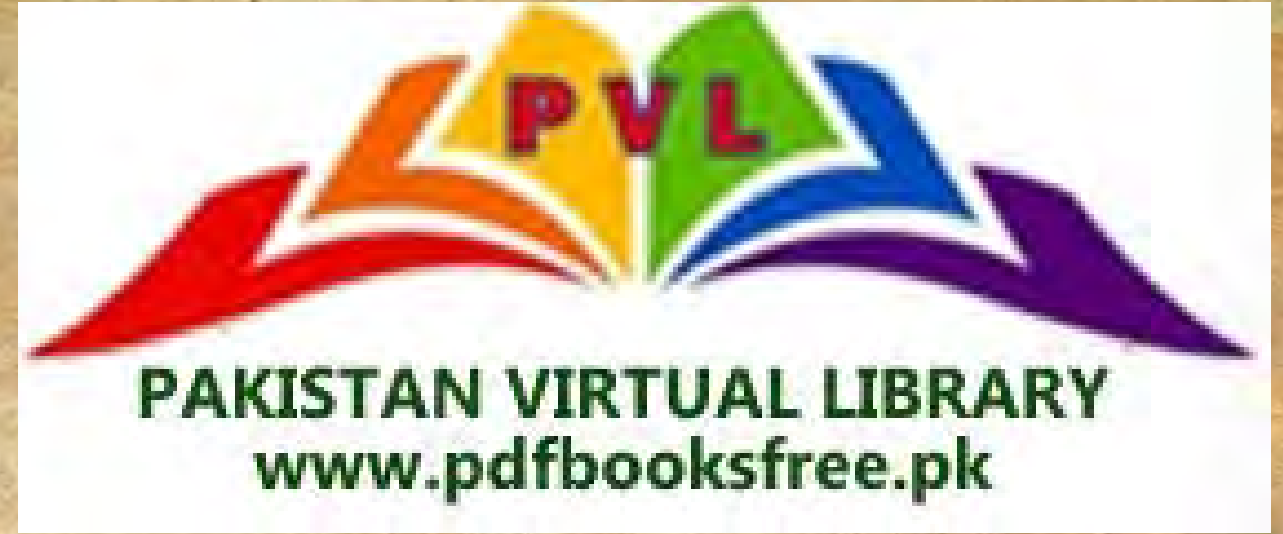
بادشاہ نے حیران ہو کر ناگ کی طرف دیکھا اور اسے قریب بُلا کر پوچھا:

"کیا یہ گستاخ نوجوان تمہارا بھانجہ ہے؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں بادشاہ سلامت"۔

بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا۔ پھر ناگ سے مخاطب ہو کر کہا:

"جس کا بھانجہ اتنا گستاخ ہے کہ اس نے ہمارے وزیر کے آگے سجدہ نہیں کیا اس کا ماموں ضرور اتنا گستاخ نہیں ہو گا۔ تم وزیر کے سامنے نہ سہی بادشاہ کے آگے ضرور سجدہ کرو گے"۔

ناگ نے فوراً کہا:

"بادشاہ سلامت! آپ اس ملک کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا احترام ہم پر فرض ہے۔ مگر میں آپ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے۔ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے انسان

کو اپنے آگے سجدہ کرنے کو کہے۔"

بادشاہ کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے وہیں بازو بلند کر کے حکم دیا:

"اس نوجوان کو بھی کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔"

ماریا اور کیٹی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھی رہیں۔ انہیں فکرمند ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ ناگ کو کنوئیں میں پھینک بھی دیا گیا تو کچھ نہیں ہو گا۔

ناگ نے بادشاہ کے حکم پر صرف اتنا کہا:

"بادشاہ سلامت! یہ ظلم ہے۔ آپ رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔ ایک دن آپ کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔"

بادشاہ نے چیخ کر کہا:

"اسے فوراً دوسرے مجرم کے ساتھ کنوئیں میں پھینک دو۔"

سب لوگ سکتے میں آ گئے۔ ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا کہ اس بے چارے نوجوان نے بادشاہ سے جھڑپ لے کر خوامخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ ہر کوئی افسوس کر رہا تھا۔ ناگ نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ جلاد اسے پکڑ کر کنوئیں کی منڈھیر پر لے گئے۔ وہاں دوسرا نوجوان اپنا سر جھکائے اداس بیٹھا تھا۔ موت اس کے سر پر رقص کر رہی تھی۔

ناگ نے اس سے کہا:

"کیا تمہیں موت سے ڈر لگ رہا ہے؟"

نوجوان نے کہا:

"مجھے موت سے بالکل ڈر نہیں لگ رہا۔ میں نے جو کچھ کیا، ایک خدا کی عبادت کرنے والے کو یہی کرنا چاہیے تھا۔ میں دیوتاؤں کی پوجا نہیں کرتا صرف ایک خدا پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی کو سجدہ کرتا ہوں۔ مجھے اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔ افسوس اگر ہے تو اپنی نوجوان بیوی کا ہے جو میرے بعد بیوہ ہو جائے گی۔ وہ میری جدائی برداشت نہ کر سکے گی۔"

پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا تم بھی ایک خدا کو مانتے ہو؟"

ناگ بولا: "ہاں۔ میں سوائے خدا کے اور کسی کو سجدے کے لائق نہیں سمجھتا۔ اسی لئے بادشاہ کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔"

نوجوان کہنے لگا: "میرا نام یوگاش ہے۔"

ناگ نے کہا: "میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔"

یوگاش بولا: "ہم ایک ساتھ جنت میں داخل ہونگے"۔
ناگ خاموش رہا۔ اتنے میں بادشاہ نے رومال ہلا دیا۔ اس
کے رومال ہلاتے ہی لوگوں میں شور بلند ہوا۔ نوجوان یوگاش کی
بیوی کی چیخ بھی بلند ہو کر اسی شور میں گم ہو گئی۔ جلادوں نے
ناگ اور یوگاش کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ کنوئیں کی تہہ میں
ریت پر گرتے ہی یوگاش آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور خدا کو
یاد کرنے لگا۔ ناگ بھی ویسے ہی بیٹھ گیا۔ اب بات یہ تھی کہ
جب تک انسانی چیخیں بلند نہ ہوں سانپ اپنے سوراخوں سے
نہیں نکلتے تھے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ دونوں نوجوان چپ
چاپ بیٹھے ہیں اور ستون پر بھی چڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے
تو اس نے حکم دیا:

"کچھ لوگ کنوئیں کے اندر منہ ڈال کر زور زور سے
چیخیں بلند کریں۔"

بادشاہ کے حکم سے فوراً دس پندرہ سپاہی آگے بڑھے۔
انہوں نے کنوئیں میں منہ ڈالا اور زور زور سے چیخیں مارنے
لگے۔ چیخوں کی آواز سن کر سانپوں نے کنوئیں کی دیوار کے
سوراخ میں سے نکلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے ان کی طرف
دیکھا۔ تمام سانپوں نے کنوئیں میں آتے ہی ناگ دیوتا کی
خوشبو محسوس کر لی تھی۔ اور پھر جب ناگ دیوتا کو اپنے سامنے

کنوئیں میں بیٹھا دیکھا تو وہیں رک گئے اور اپنے سر ریت
پر رکھ دیئے۔

ناگ نے فوراً سانپ کی زبان میں انہیں کہا:

"ایسا مت کرو۔ میرے حکم سے اٹھو اور ہم دونوں
کے جسموں کے ساتھ لپٹ جاؤ۔ مگر خبردار میرے ساتھی
نوجوان کو ڈس کر ہلاک مت کرنا۔ صرف ایک سانپ
اس کے جسم میں ڈس کر اتنا زہر داخل کرے کہ جس
سے یہ دو دن تک بے ہوش رہے۔ اب جلدی
سے آگے بڑھو۔ کہیں اوپر بادشاہ کو شک نہ پڑ جائے
کہ میں کوئی جادوگر ہوں اور میں نے سانپوں پر
کوئی جادو کر دیا ہے۔"

سانپوں نے جب ناگ دیوتا کا یہ حکم سنا تو اس پر فوراً
عمل شروع کر دیا۔ وہ لپک کر آگے بڑھے۔ پھن اٹھائے،
پھنکاریں ماریں اور ناگ اور دوسرے نوجوان یوگاش کے
جسموں سے لپٹ گئے۔ ایک سانپ نے ناگ کے حکم کے
مطابق نوجوان یوگاش کی گردن پر ڈس دیا اور اس کے جسم میں
صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ دو دن تک بے ہوش رہ سکے۔
نوجوان یوگاش نے سانپ کو اپنی گردن پر ڈستے دیکھ لیا تھا۔
اسے معلوم تھا کہ اب وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نے ناگ

کی طرف دیکھا اور کہا:
"ناگ بھائی! خدا حافظ! اب ہماری روحیں جنت میں
ایک دوسرے سے ملیں گی۔" اور وہ بے ہوش ہوگیا۔
ناگ نے سانپوں سے کہا:
"اب تم سب ہمارے جسموں پر آہستہ آہستہ اپنے
پھن یوں مارنے شروع کر دو کہ اوپر والے لوگوں
کو یہ محسوس ہو کہ تم ہمارا گوشت کھا رہے ہو۔"
بڑے سردار سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! آپ ہمیں حکم کریں ہم اس کنوئیں
سے باہر نکل کر آپ کے سارے دشمنوں کو ابھی
ہلاک کر دیتے ہیں۔"
ناگ بولا: "جیسا میں کہتا ہوں ویسے ہی کرو۔ میں کیا
کرنا چاہتا ہوں تم نہیں جانتے۔"
سردار سانپ نے سر جھکا کر کہا:
"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"
اور پھر سارے سانپوں نے ناگ اور بے ہوش یوگاش
نوجوان کے جسموں پر اپنے پھن مارنے شروع کر دیئے۔ کنوئیں
کے باہر بادشاہ اور وزیر اور دوسرے لوگ یہ سب کچھ دیکھ
رہے تھے۔ لوگ خوف کے مارے وہاں سے چلے گئے۔ یوگاش

کی بیوی بھی روتی پیٹتی چلی گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس کا خاوند
سانپوں کا شکار ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ سانپ
دونوں لاشوں کا گوشت کھانے لگے ہیں تو وہ بھی وزیروں کو
لے کر واپس اپنے محل کی طرف چل دیا۔ اب وہاں کنوئیں
کے باہر سوائے کینٹی اور ماریا کے اور کوئی نہیں تھا۔
جب سب لوگ چلے گئے تو ماریا ایک دم کنوئیں میں
آگئی۔ اس نے ناگ سے کہا:
"یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے ناگ بھیا؟"
ناگ بولا: "ماریا! جو ہو رہا ہے میرے منصوبے
کے مطابق ہو رہا ہے۔ بادشاہ کو یقین ہوگیا ہے
کہ نوجوان یوگاش اور میں مر چکے ہیں۔"
ماریا نے پوچھا: "کیا اس نوجوان کا نام یوگاش ہے۔؟"
"ہاں" ناگ بولا: "اس نے مجھے یہی نام بتایا تھا۔
وہ مرا نہیں ہے۔ میرے حکم سے اس کے جسم
میں صرف اتنا زہر داخل کیا گیا ہے کہ وہ دو دن
تک بے ہوش رہے گا۔"
ماریا نے کہا: "اب تم دونوں یہاں کب تک
پڑے رہو گے۔؟"
ناگ بولا: "جب اندھیرا چھا جائے گا تو ہم اس

نوجوان کو کنوئیں سے باہر نکال کر جنگل کے کسی
غار میں لے جائیں گے۔ ہوش آنے پر اس کے
گھر کا پتہ معلوم کریں گے اور پھر اس کو اس کی
بیوی کے پاس پہنچا دیں گے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں کیٹی کو جا کر خبر کرتی ہوں۔"

اب سانپ الگ ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

ناگ نے انہیں حکم دیا:

"جب تک میں نہ کہوں تم سب کے سب ہمارے
ارد گرد پھنکارتے ہوئے چکر لگاتے رہو۔"

سانپوں نے ایسا ہی کیا اور پھنکاریں مارتے ناگ او
بے ہوش یوگاش کے ارد گرد چکر لگانے شروع کر دیے
ماریا نے باہر جا کر کیٹی کو ساری کہانی سنا دی اور کہا: "ہم
یہاں سے سرائے کی کوٹھڑی میں نہیں جانا ہو گا۔ بلکہ ہم
سے باہر جنگل میں جائیں گے۔ تم اس جگہ بیٹھی رہو۔ میں جنگ
میں جا کر کوئی ایسی غار تلاش کرتی ہوں جہاں نوجوان یوگاش
کو رکھا جا سکے۔"

کیٹی نے کہا: "جلدی آ جانا۔ دیر مت کرنا۔"

ماریا پرواز کر کے چلی گئی۔ وہ جنگل میں گئی اور اس نے ایک

جگہ چٹانوں کے درمیان ایک چھوٹا سا غار تلاش کر لیا۔ وہاں سے
واپس کیٹی کے پاس آ گئی۔ جب دن غروب ہو گیا اور شام
کا اندھیرا چھا گیا تو ناگ نے سانپوں کو وہاں سے چلے جانے
کا حکم دیا۔ سارے سانپ اپنے اپنے بلوں میں گھس گئے۔
پھر ماریا نیچے آ گئی اور بولی:

"میں نے جنگل میں ایک کھوہ تلاش کر لیا ہے۔ ہم
وہاں یوگاش کو چھپا دیں گے۔"

اس کے بعد ماریا نے بے ہوش نوجوان کو اٹھا کر اپنے
کندھے پر ڈالا اور اسے باہر لے آئی۔ ناگ سانپ بن کر کنوئیں
سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وہ پھر انسانی شکل میں آ گیا۔

کیٹی نے کہا: "اب ہمیں یہاں سے جلدی نکل
جانا چاہیے۔"

ماریا نے کہا:

"تم لوگ گھوڑوں پر بیٹھ کر آؤ۔ میں یوگاش کو کاندھے
پر اٹھا کر جنگل کی طرف چلتی ہوں۔ جنگل میں داخل
ہوتے ہی بائیں طرف ایک چٹان کو راستہ جاتا ہے۔
میں اسی چٹان پر تمہیں ملوں گی۔"

ماریا نے یوگاش کو کاندھے پر اٹھایا اور غائب ہو گئی۔
کیٹی اور ناگ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور جنگل کی طرف

روانہ ہو گئے۔ جنگل میں پہنچے تو ایک راستہ دور چٹان کی طر
جاتا تھا۔ انہوں نے گھوڑوں کا رُخ چٹان کی طرف کر دیا۔ چ
کے قریب پہنچ کر انہیں ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ جس کا م
تھا کہ ماریا وہاں موجود ہے۔ ماریا چٹان کے اوپر کھڑی
اور ناگ کو آتے دیکھ رہی تھی۔ وہ نیچے آ گئی اور قر
آ کر بولی:

"اوپر غار میں آ جاؤ۔ میں نے یوگاش کو غار میں
رکھا ہوا ہے۔"

یوگاش غار میں بے ہوش پڑا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اب ہمیں اس کی بیوی کو خبر کرنی ہوگی۔ میرا خیال
ہے ان دونوں کو اب اس شہر میں نہیں رہنا چاہیے
بادشاہ کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ یوگاش چیخوں والے
کنوئیں سے زندہ حالت میں گھر واپس آ گیا ہے۔ او
وہ اسے دوبارا قتل کروا دے گا۔"

کیٹی کہنے لگی: "میں پہلے ہی یہ کہنے والی تھی کہ ان مظ
میاں بیوی کو اب کسی دوسرے ملک میں جا کر زند
بسر کرنی چاہیے۔"

ناگ بولا: "اس کی بیوی مجھے دیکھ کر ضرور حیران ہوگی
کیونکہ اس نے مجھے بھی اپنے خاوند کے ساتھ کنوئیں
میں گرتے دیکھا تھا۔ بہتر یہی ہے کہ کیٹی تم اس کے
پاس جاؤ اور اسے ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ۔"

کیٹی تیار ہو گئی۔ مگر کہنے لگی:

"مجھے یہ تو معلوم ہی نہیں کہ یوگاش کا گھر کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا: "شہر میں جاؤ گی تو پتہ چل جائے گا۔
کسی سے پوچھ لینا کہ جس نوجوان کو صبح چیخوں والے کنوئیں
میں ڈالا گیا تھا اس کا گھر کہاں ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

ناگ یوگاش کے پاس غار میں رہا اور کیٹی اور ماریا جنگل
سے نکل کر شہر میں آ گئیں۔

کیٹی نے ایک عورت سے پوچھا تو اس نے کہا:

"سامنے والی گلی کے آخیر میں بدنصیب عورت روشی
کا مکان ہے جس کے خاوند کو چیخوں والے کنوئیں میں
پھینکا گیا ہے۔"

کیٹی گلی کے آخری مکان کے باہر آ کر رُک گئی۔ ماریا اس
کے ساتھ ساتھ تھی۔ کیٹی نے دروازے پر دستک دی۔ یوگاش
کی بیوی نے دروازہ کھولا۔ اس عورت کا رنگ زرد تھا۔

آنکھیں رو رو کر سوج گئی تھیں۔ گھر میں دوسرے رشتے دار عورتیں بیٹھی اس سے خاوند کے ہلاک کر دیئے جانے پر افسوس کا اظہار کر رہی تھیں۔ یوگاش کی بیوی روشنی سمجھی کہ یہ عورت بھی اس کے خاوند کی موت کا افسوس کرنے آئی ہو گی۔ اس نے کہا:

"اندر آ جاؤ بہن۔"

کیٹی نے کہا: "تم ہی یوگاش کی بیوی روشنی ہو؟"

روشنی نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"ہاں بہن! میں ہی بدنصیب روشنی ہوں۔"

کیٹی نے کہا: "تب میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔ کیا اس گھر میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں تم سے علیحدگی میں بات کر سکوں۔"

روشنی نے تعجب سے کیٹی کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"اس سوگ کی گھڑی میں تم مجھ سے علیحدگی میں کیا بات کرنا چاہتی ہو بہن؟"

کیٹی بولی: "ایک بے حد ضروری بات ہے روشنی۔ وہ بات میں تمہیں ”!!“ ہی میں بتا سکتی ہوں۔"

روشنی نے سر ایک طرف کو ڈھلکا دیا اور بولی:

"اگر تم مجبور کرتی ہو تو ٹھیک ہے۔ یہ سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں۔ تم اوپر جا کر بیٹھو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

کیٹی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چوبارے میں آ گئی۔ یہاں فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک طرف منہ ہاتھ دھونے کا سامان رکھا تھا۔ کیٹی قالین پر خاموشی سے بیٹھ کر روشنی کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ روشنی بھی آ گئی۔ وہ بے حد غم زدہ تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہو رہے تھے۔ ان کی شادی کو ابھی ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ خاوند اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

روشنی کیٹی کے قریب بیٹھ گئی اور اداس آواز میں بولی:

"کیا بات ہے بہن۔ تم کیا خاص بات کرنا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے قریب ہوتے ہوئے کہا:

"روشنی بہن! میں تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ تمہارا خاوند یوگاش زندہ ہے۔"

روشنی جیسے اچھل سی پڑی۔ مگر پھر ایک دم چپ سی ہو گئی اور بولی:

"بہن مجھے یہ امید نہیں تھی کہ ایسی حالت میں بھی تم مجھ سے مذاق کرو گی۔"

کیٹی نے کہا: "روشنی بہن یقین کرو۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے۔ میرا نام کیٹی ہے اور میں تمہارے خاوند یوگاش کو زندہ حالت میں ایک جگہ چھوڑ کر آ رہی ہوں۔"

روشی اور زیادہ پریشان ہو گئی؛
"تم یہ کیا کہہ رہی ہو کیٹی بہن؟ میں نے خود اپنے
خاوند کو بچھوؤں والے کنوئیں میں گراتے دیکھا تھا۔ سانپوں
نے میرے خاوند کو۔۔۔۔"
اور وہ رونے لگ گئی۔
کیٹی نے روشی کا ہاتھ تھام لیا اور بولی؛
"روشی! اگر تمہیں یقین نہیں تو میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں
تمہارے خاوند کے پاس لئے چلتی ہوں۔"
روشی نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور بولی؛
"تم مجھے کوئی دھوکے باز عورت لگتی ہو۔ میں تمہارے
ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ مُردہ لوگ کبھی زندہ نہیں
ہوا کرتے۔"
اور روشی اُٹھ کر بولی: "برائے مہربانی میرے مکان سے
نیچے اتر جاؤ۔ میں تمہارے پھندے میں آنے والی نہیں ہوں۔"
کیٹی اس کا منہ تکنے لگی۔ ماریا بھی وہاں موجود تھی۔ اب ا
سے نہ رہا گیا۔ اس نے آواز کو بھاری بناتے ہوئے کہا:
"روشی! سنو! میں جنت کی ایک روح بول رہی ہوں۔
یہ کیٹی ٹھیک کہتی ہے۔ تمہارا خاوند زندہ ہے۔"
روشی نے ایک غیبی آواز سنی تو ڈر کر وہیں بیٹھ گئی اور

ہاتھ باندھ کر بولی:
"اے نیک روح! میرے خاوند کی روح کو بخشوا دینا
اسے جنت میں پہنچا دینا۔"
ماریا نے کہا: "ہاتھ کھول دو احمق عورت۔ میں تمہیں
کہہ رہی ہوں کہ تمہارا خاوند زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں۔ کیٹی
کے ساتھ جا کر اسے ملو۔"
روشی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ مگر وہ تو کنوئیں میں گرا دیا گیا تھا اور
سانپوں نے اسے ـــــ ماریا نے بات کاٹ کر کہا۔
"تم کچھ نہیں جانتی ہو۔ زندگی اور موت تمہارے دیوتاؤں
کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ صرف خدا کے ہاتھ میں
ہے۔ خدا جسے چاہے بچا لیتا ہے۔ اب اٹھو اور
اپنے خاوند سے ملنا چاہتی ہو تو کیٹی کے ساتھ جاؤ میں
بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں گی۔"
روشی نے سر جھکا دیا اور بولی؛
"میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو گی
کہ میرا یوگاش مجھے زندہ واپس مل جائے۔ مگر یقین
نہیں آ رہا۔"
کیٹی بولی: "جب تم یوگاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھو
گی تو تمہیں یقین آ جائے گا۔"
روشی نے خوشی کے جذبات کو چھپاتے ہوئے کہا:

"میں ابھی نیچے عورتوں سے کوئی بہانہ بناتی ہوں۔ یہ عورتیں
تو میرے خاوند کا افسوس کرنے آئی ہوئی ہیں۔"
کیٹی نے کہا، "تم انہیں رخصت کر کے آ جاؤ۔ میں
اسی چوبارے میں تمہارا انتظار کرتی ہوں۔"
روشی نیچے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سب عورتیں ایک ایک
کر کے چلی گئیں۔ روشی نے یہ کہہ کر انہیں بھیج دیا تھا کہ
کا سر درد کر رہا ہے۔ وہ آرام کرنا چاہتی ہے۔ جب سب
عورتیں چلی گئیں تو روشی اوپر آ گئی۔ کیٹی سے کہنے لگی:
"بہن! کیا سچ مچ میرا پیارا خاوند زندہ ہے؟"
کیٹی نے کہا: "ہاں۔ نہ صرف تمہارا خاوند بلکہ وہ نوجوان
بھی زندہ ہے جس کو تمہارے خاوند کے ساتھ ہی
کنوئیں میں پھینکا گیا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے
کہ جس نوجوان کو تمہارے خاوند کے ساتھ پھینکا گیا تھا
وہ ہمارا بھائی ہے اور اسے سانپوں کے کئی منتر
آتے ہیں۔ ان منتروں میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ کتنا
ہی زہریلا سانپ کیوں نہ ہو اگر وہ منتر پڑھ کر
پھونک دیا جائے تو سانپ انسان کو کبھی نہیں ڈستا۔
پس میرے بھائی ناگ نے منتر پڑھ کر پھونک دیا
جس کی وجہ سے سانپوں نے نہ میرے بھائی کو اور

نہ تمہارے خاوند کو ڈسا۔ چنانچہ جب رات ہو گئی
تو ہمارا بھائی ناگ تمہارے خاوند کو لے کر کنوئیں سے
باہر آ گیا۔ اس وقت دور جنگل میں ایک جگہ تمہارا
خاوند موجود ہے۔ اور بے ہوش ہے۔ سانپوں کے
صدمے سے وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ ہمارا بھائی ناگ اس
کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ اب یہاں سے چلو۔"
کیٹی نے روشی کو ساتھ لیا۔ گھوڑے پر سوار کرایا اور جنگل
کی طرف چل پڑی۔ غار میں داخل ہونے کے ساتھ ہی روشی
نے اپنے خاوند یوگاش کو دیکھ لیا کہ وہ زمین پر بے ہوش
پڑا ہے۔ وہ تو چیخ مار کر اس سے لپٹ گئی۔ اب اس
نے ناگ کو بھی دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی وہ دوسرا نوجوان ہے
جس کو یوگاش کے ساتھ کنوئیں میں گرایا گیا تھا۔ ناگ نے
روشی کو یوں حوصلہ دیا:
"روشی بہن! تمہارا خاوند زندہ ہے۔ فکر نہ کرو۔ صرف
بے ہوش ہے کل تک اسے ہوش آ جائے گا۔"
روشی نے ناگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:
"کیا یوگاش کو ہوش آ جائے گا؟"
"کیوں نہیں" ناگ نے کہا۔ "تم آج رات گھر پر آرام
کرو۔ کل صبح آؤ گی تو یوگاش ہنسی خوشی بیٹھا ہو گا۔"

مگر روشی! ایک بات ہے۔"

"کون سی بات ناگ بھائی؟" روشی نے پوچھا:

ناگ نے کہا: "ظاہر ہے اگر تم اپنے خاوند کو لے کر گھر واپس گئیں تو سب لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یوگاش زندہ ہے۔ یہ بات جب بادشاہ تک پہنچی تو وہ اسے دوبارا قتل کروا دے گا۔"

روشی فکر میں ڈوب گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے خاوند کو لے کر اس ملک سے کسی دوسرے ملک میں چلی جاؤ اور نئی زندگی شروع کرو۔"

روشی نے کہا: "میں اپنے خاوند کو لے کر صحراؤں میں نکل جاؤں گی۔ میں ہر جگہ اس کے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہوں۔"

پھر کچھ سوچ کر بولی:

"یروشلم میں میری ایک سہیلی رہتی ہے ہم دونوں یروشلم چلے جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا: "بالکل ٹھیک ہے۔ تم کل یروشلم کو روانہ ہو جانا۔"

روشی نے کہا: "جنت کی روح سے بھی پوچھ لیتی ہوں۔"

ناگ نے کیٹی کی طرف دیکھا:

"یہ جنت کی روح کہاں سے آ گئی۔"

اسے ماریا کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ روشی بھی چونکی:

ماریا نے کہا: "یہ میں تھی ناگ۔ روشی یہاں آتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ اس لئے میں جنت کی روح بن کر اسے یہاں لائی ہوں۔"

روشی نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

"اگر تم جنت کی روح نہیں ہو تو پھر نظر کیوں نہیں آتی ہو بہن؟"

ماریا نے کہا: "یہ ایک راز ہے جس کو جاننے کی تجھے ضرورت نہیں۔"

ناگ اور کیٹی نے بھی روشی کو یہی سمجھایا کہ وہ اب واپس اپنے گھر چلی جائے اور دوسرے روز وہاں آ جائے۔ اس کا خاوند بالکل ٹھیک ہو گا۔ روشی چلی گئی۔ وہ رات کیٹی ناگ اور ماریا نے وہیں غار میں یوگاش کے پاس گذاری۔ صبح ہوئی تو کیٹی نے کہا:

"یوگاش کو کب تک ہوش آ جائے گا ناگ؟"

ناگ نے یوگاش کی آنکھوں کو جھک کر دیکھا اور بولا:

"ویسے تو میں اس سانپ کو یہاں بلوا کر اسے

ابھی ہوش میں لا سکتا ہوں مگر ایسی کوئی بات
نہیں ہے۔ چوبیس گھنٹے ہونے ہی والے ہیں۔ کوئی
آدھ گھنٹے تک یوگاش ہوش میں آ جائے گا۔"

تھوڑی دیر بعد روشی بھی وہاں پہنچ گئی۔ وہ اپنے [illegible]
پوٹلی ساتھ لائی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ یروشلم جانے
لئے بالکل تیار ہو کر آئی تھی۔ کیٹی اور ناگ نے اسے غار [illegible]
بٹھایا۔ روشی نے جب یوگاش کو بے ہوش دیکھا تو رو[illegible]
لگ گئی۔

ناگ نے کہا: "گھبراؤ نہیں روشی بہن! تمہارے خاوند
کو بس اب ہوش آنے ہی والا ہے۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد یوگاش کو ہوش آ[illegible]
اس نے آنکھیں کھول کر سامنے اپنی بیوی کو دیکھا تو بو[illegible]
"کیا میں جنت میں ہوں روشی؟"

روشی تو روتے ہوئے اس کے گلے سے لگ گئی۔ [illegible]
نے اب ناگ کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا:
"ناگ بھائی! تم بھی مرنے کے بعد جنت میں آ گئے
ہو ناں؟ میں نے کہا تھا کہ ہم اب جنت ہی
میں ملیں گے۔ مگر کیا میری بیوی روشی بھی مر گئی تھی
جو اس کی روح بھی جنت میں پہنچ گئی ہے۔"

اب ناگ نے اسے ساری بات سمجھائی کہ میں نے سانپوں
کا منتر پڑھا تھا جس کے اثر سے سانپوں نے ہمیں کچھ نہیں
کہا۔ صرف ایک سانپ نے تمہیں ڈس دیا تھا کیونکہ میں نے
منتر پڑھنے میں ذرا دیر کر دی تھی۔ مگر اس کے زہر میں صرف
اتنا ہی اثر تھا کہ تم بے ہوش ہو جاؤ۔ یہ تمہاری بیوی روشی ہے
تم حقیقت کی دنیا میں ہو اور اب یہاں سے یروشلم جا کر اپنی
نئی زندگی شروع کرو۔

روشی نے کہا: "ہاں یوگاش! ہم یروشلم جا کر رہیں گے۔
یہاں رہے تو بادشاہ کے سپاہی تمہیں پھر پکڑ کر لے
جائیں گے۔"

یوگاش اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر غار سے باہر آ کر اس نے جنگل
میں کھلی ہوئی سنہری دھوپ کو دیکھا۔ اب اسے یقین آ گیا
تھا کہ میں زندہ ہوں۔ اس نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور
بولا: "ناگ بھائی! تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

یروشلم چلو

ناگ نے یوگاش کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:
"تم ایک توحید پرست نوجوان ہو جس خدا کے
خوف سے تم نے بادشاہ کے آگے سجدہ نہیں کیا
اسی خدا نے تمہاری جان بچائی ہے۔ اب تم جتنی
جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"
روشی نے کہا: "ناگ بھائی! مجھے ڈر ہے کہیں بادشاہ
کے سپاہی ہمیں دوبارا گرفتار نہ کریں۔ وہ ملک
کی سرحد پر ضرور ہم سے پوچھ گچھ کریں گے۔"
کیٹی کہنے لگی: "ناگ بھیا! ہمیں انہیں یروشلم کی سرحد
تک خود پہنچا کر آنا چاہیے۔"
ماریا بولی: "کیٹی کا خیال ٹھیک ہے۔"
ماریا کی آواز پر یوگاش نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔
اور بولا:
"یہ۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی؟ مجھے کوئی

تیسری عورت یہاں نظر نہیں آ رہی۔"
روشی نے کہا: "یوگاش! یہ جنت کی روح ہے جو
خداوند نے ہماری حفاظت کے لئے بھیجی ہے۔"
ناگ بولا: "روشی ٹھیک کہتی ہے۔ تم اس پر دھیان
مت دو۔ یہ ماریا کی روح ہے۔ ماریا کی روح بھی
ہمارے ساتھ جائے گی۔ ہم تمہیں یروشلم کی سرحد
تک چھوڑیں گے۔"
اور تھوڑی دیر بعد یہ چھوٹا سا قافلہ یروشلم کی طرف روانہ
ہو گیا۔ جب وہ اس ملک کی سرحد پر پہنچے تو وہاں ہر طرف
فوج کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ روشی نے جلدی سے
یوگاش کے سر پر چادر ڈال دی اور بولی:
"ان سپاہیوں میں وہ سپاہی بھی ہیں جن کے سامنے
یوگاش کو کنوئیں میں پھینکا گیا تھا۔"
ناگ نے کہا: "تم بالکل مت گھبراؤ روشی۔ ہم سنبھال
لیں گے۔ تم اور یوگاش کیٹی کے ساتھ ہو جاؤ جب
تو انہوں نے مجھے بھی کنوئیں میں گراتے دیکھا ہوگا۔"
کیٹی کہنے لگی: "ماریا! تم ان سپاہیوں کی خبر لینے کے
لئے تیار ہو جاؤ۔"
جونہی وہ سرحد پر پہنچے ایسا ہی ہوا جس کا انہیں خطرہ تھا۔

سپاہیوں نے ناگ اور یوگاش کو فوراً پہچان لیا۔ ایک سپاہی
نے تلوار نکال لی اور چلایا۔
"ارے! یہ دونوں بادشاہ کے مجرم ہیں۔ انہیں تو کل
چیخوں والے کنوئیں میں پھینکا گیا تھا۔ پھر یہ کیسے
زندہ نکل آئے؟"
دوسرا سپاہی بھی تلوار لہرا کر بولا:
"انہیں یہیں ختم کر دو اور ان کے سر کاٹ کر
بادشاہ کے سامنے پیش کرو۔"
ناگ نے کیٹی روشی اور یوگاش کو دھکیل کر پیچھے کر دیا
اور کہا:
"ماریا! یہ تمہارا شکار ہیں۔"
ماریا نے آگے بڑھ کر پہلا کام یہ کیا کہ دونوں سپاہیوں
کے ہاتھوں سے تلواریں چھین کر پرے پھینک دیں۔ سپاہیوں
کے ہاتھوں سے تلواریں خود بخود دور جا گریں تو وہ بوکھلا
سے گئے۔ ماریا نے دونوں سپاہیوں کو گردنوں سے پکڑ کر ہوا
میں اچھال دیا۔ وہ زمین سے کوئی سو فٹ اوپر کو اچھل کر
زمین پر گرے تو ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ باقی سپاہیوں
نے یہ ماجرا دیکھا تو نیزے لے کر ناگ کیٹی اور روشی یوگاش
کی طرف بڑھے۔ ماریا پہلے سے تیار تھی۔ اس نے تمام سپاہیوں
کے سروں پر اتنی زور زور سے مکے مارے کہ ان سب کے
سر پھٹ گئے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ باقی سپاہی
یہ حال دیکھ کر فرار ہو گئے۔ اب ناگ نے کچھ سوچ کر کیٹی
اور ماریا سے کہا:
"میرا خیال ہے کہ مجھ پر یہاں کے ظالم بادشاہ کا
ایک قرض ہے جو مجھے ادا کرنا ہے۔ تم روشی اور
یوگاش کو لے کر یروشلم کی طرف نکل جاؤ۔ میں
جب تک یہاں کے ظالم بت پرست کافر بادشاہ
کو اس کے ظلموں کی سزا نہیں دے لوں گا۔ میرا
قرض ادا نہیں ہوگا اور میں چاہتا ہوں کہ چیخوں والے
کنوئیں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں تاکہ وہاں پھر کسی
انسان کو ڈال کر ہلاک نہ کیا جائے۔"
ماریا کو معلوم تھا کہ ناگ کے دل میں یہ خیال آگیا ہے
تو وہ اس پر عمل کر کے ہی رہے گا۔ اس نے کہا:
"ٹھیک ہے ہم روشی اور یوگاش کو لے کر یروشلم
کی طرف چلتی ہیں۔ تم اسی شہر میں رہو۔"
کیٹی کہنے لگی: "مگر تم اکیلے ہو گے۔ تمہاری زندگی کو
خطرہ ہوگا۔"
ناگ بولا: "تم میری فکر مت کرو۔ جتنی جلدی ہو سکے

روشنی اور یوگاش کو لے کر یروشلم پہنچو اور فوراً واپس
آ جاؤ۔ میں رات کو جنگل والے غار میں آ جایا
کروں گا۔ اب تم جاؤ۔ زیادہ وقت ضائع مت کرو۔"
ناگ نے وہیں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ کیٹی اور
ماریا نے روشنی یوگاش کو ساتھ لیا اور گھوڑے دوڑاتے
یروشلم کی طرف چل پڑے۔

ناگ انہیں رخصت کر کے سیدھا واپس شہر میں آ گیا۔
وہ چاہتا تھا کہ سپاہی اسے دیکھکر بادشاہ کے پاس لے جائیں
مگر وہاں کسی سپاہی کی نظر ناگ پر نہ پڑی۔ ناگ وہاں سے
سیدھا بادشاہ کے محل کی طرف چل دیا۔ محل کے پاس اس
نے ایک بڑے مندر کو دیکھا۔ وہ مندر میں آ گیا۔ بادشاہ کے
دربار میں پہنچنے کا ایک یہ طریقہ بھی تھا۔ مندر میں ناگ نے
دیکھا کہ کئی بُت بنے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے آگے سجدے
کر رہے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا بُت خود بادشاہ کا تھا۔
لوگ اس کے آگے آ کر لیٹ جاتے تھے اور اس بُت
کے پاؤں کو چومتے تھے۔

ناگ کو یہ بات سخت ناگوار گذری۔ اس نے ایک طرف
ہو کر سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اچانک ایک پجاری نے
ناگ کو پہچان لیا اور بولا:

"ارے یہ تو وہی آدمی ہے جس کو بادشاہ سلامت
نے کنوئیں میں پھنکوایا تھا۔ اسے پکڑ کر قتل کر دو۔"
ناگ ایک ستون کے پیچھے ہو گیا۔ لوگ اس کی طرف
دوڑے۔ ناگ نے گہرا سانس اوپر کو کھینچا اور جب سانس
چھوڑا تو وہ ایک بہت بڑا ہاتھی بن چکا تھا۔ اس ہاتھی کو
دیکھ کر لوگ وہاں سے دوڑ پڑے۔ ناگ نے اپنی طاقتور
سونڈ سے سارے کے سارے بت توڑ کر پاش پاش کر ڈالے
اور مندر کے کئی ستونوں کو بھی گرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ
دوبارا انسانی شکل میں آ گیا اور بولا:

"میں بتوں کی پوجا نہیں ہونے دوں گا۔ میں نے تمہارے
سارے جھوٹے بت توڑ ڈالے ہیں۔ چلو۔ مجھے بادشاہ کے
پاس لے چلو۔"

اسی وقت سپاہیوں کا ایک دستہ آگے بڑھا اور ناگ کو گرفتار
کر لیا گیا۔ ناگ مسکرایا اور بولا:

"تمہارا باپ بھی مجھے گرفتار نہیں کر سکتا تھا۔ یہ میں اپنی
مرضی سے گرفتار ہوا ہوں تاکہ تمہارے بادشاہ کے پاس
پہنچ کر اسے اس کے ظلم کی سزا دے سکوں۔"

ایک سپاہی نے ناگ پر ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ناگ نے ایسی
زور سے پھنکار ماری کہ وہ سہم کر رہ گیا۔ ناگ کو اسی وقت

بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ بادشاہ نے ناگ کو پہچان لیا
وہ اس کی طرف دیکھ کر حیران ہو کر بولا:
"میں نے تو تمہیں سانپوں کے کنوئیں میں گرایا تھا۔ تم
بچ کیسے گئے؟"
ناگ نے کہا: "مجھے میرے خدا نے بچایا ہے"۔
بادشاہ نے چلّا کر کہا:
"اس کا سر قلم کر دو۔ ابھی۔ اسی وقت!"
ناگ بلند آواز میں بولا:
"تمہارا باپ بھی میرا سر قلم نہیں کر سکتا اب تم
اپنے سر کو بچاؤ"
اور ناگ نے فوراً ایک عقاب کی شکل بدل لی اور دربا
میں تیزی سے پرواز شروع کر دی۔ اڑتے اڑتے اس نے کئی
بار بادشاہ کے سر کے اوپر آ کر جھپٹا مارا اور اس کے تاج
کی ساری کلغیاں کاٹ کر رکھ دیں۔ بادشاہ اور دربار کے سار
وزیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حفاظتی دستے نے بادشاہ کو اپ
گھیرے میں لے لیا اور تیر انداز ناگ پر تیر برسانے لگے۔
ناگ اتنی برق رفتاری سے اڑ رہا تھا کہ ایک بھی تیر اسے
لگ سکا۔ ناگ نے [illegible] کی شکل بدل کر اب ایک شیر
شکل اختیار کر لی۔ دربار میں افراتفری مچ گئی۔ جس کو جدھر

ملی بھاگ اٹھا۔ بادشاہ یہ سب کچھ سہمی ہوئی حیران آنکھوں
سے دیکھ رہا تھا۔ شیر ناگ نے سپاہیوں پر اتنی زور کی
چھلانگ لگائی کہ وہ دھڑام سے جا گرے۔ سپاہی بھی اپنی جان
بچا کر وہاں سے دوڑ گئے۔
ناگ عقاب بن کر پرواز کر گیا۔ وہ رات کے اندھیرے میں
ایک بار پھر شاہی محل کی طرف آیا۔ اس وقت بادشاہ نے
محل میں کئی ٹونے ٹوٹکے کرنے والوں کو بلا رکھا تھا کہ شہر
میں ایک ایسا جادوگر آ گیا ہے جو کنوئیں کے سانپوں سے بھی
نہیں مرا۔ یہ کانفرنس ہو رہی تھی کہ ناگ ایک بہت بڑے
ہاتھی کی شکل میں محل کے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس
نے اپنی سونڈ سے کئی ستونوں کو گرا کر کمرے کی دیواروں کو
تہس نہس کر دیا۔ سب ٹونا ٹوٹکا کرنے والے اس کے
نیچے دب گئے۔ بادشاہ جان بچا کر بھاگا تو ہاتھی نے اسے اپنی
سونڈ میں لپیٹ لیا۔ دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔
محل سے باہر آ کر ناگ نے دوبارا بہت بڑے عقاب کی
شکل بدلی اور بادشاہ کو اپنے پنجوں میں اٹھایا اور فضا میں
بلند ہو گیا۔ وہ بادشاہ کو دبوچ کر اسی کنوئیں پر لے گیا جہاں
انسانی چیخوں کی آواز سن کر سانپ باہر نکل آتے تھے۔ اب
ناگ نے بادشاہ کو دھڑام سے کنوئیں میں گرا دیا۔ چاند کی

چاندنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ بادشاہ کنوئیں میں گرتے
ہی چیخنے چلانے لگا اور اپنے سپاہیوں کو آوازیں دینے لگا
مگر وہاں اس وقت کوئی اس کی مدد کو نہیں آسکتا تھا۔
ناگ نے انسانی شکل میں آنے کے بعد کنوئیں میں جھانک
کر کہا:

"اے بادشاہ! جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے
خود بھی کنوئیں میں گرتا ہے۔ تجھے تیرے ظلم کی سزا
مل رہی ہے۔ جس کنوئیں میں تو نے نہ جانے کتنے
بے گناہ لوگوں کو گرایا تھا اب تو خود اس میں
گرا ہوا ہے۔"

بادشاہ نے چلا کر کہا:

"مجھے یہاں سے نکالو۔ میں تمہیں اپنی ساری دولت
دے دوں گا۔"

بادشاہ ایک دم چپ ہو گیا اور لکڑی کے ستون پر چڑھ
گیا۔ ناگ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھا اسے تک رہا تھا۔ بادشاہ
نے وہاں سے کنوئیں کے باہر چھلانگ لگانا چاہی مگر وہ دھڑام
سے واپس کنوئیں کی ریت پر گر پڑا۔ اب اس میں اتنی ہمت
نہ تھی کہ دوبارا ستون پر چڑھتا۔ اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ
گئی تھی۔

تب ناگ نے سانپوں کو آواز دی:

اے کنوئیں کے سانپو! اس ظالم نے کئی بے گناہ
انسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ اب اس کا اپنا وقت
آگیا ہے۔ اس سے اس کے ظلموں کا حساب لو۔
اس کے حساب کا دن آ پہنچا ہے۔"

ناگ دیوتا کی آواز سنتے ہی کنوئیں کے سارے
سانپ دیوار کے سوراخوں میں سے نکل آئے۔ انہوں نے
پھن اٹھا لئے اور پھنکاریں مارتے ظالم بادشاہ کی طرف
بڑھنے لگے۔ بادشاہ کا رنگ اڑ گیا۔ وہ ہاتھ باندھ کر بولا:

"اے دیوتاؤ! میری مدد کرو۔"

ناگ نے اوپر سے کہا:

"کوئی دیوتا کسی کی مدد نہیں کیا کرتے۔ انسان کے
اپنے نیک اعمال ہی اس کے کام آتے ہیں۔
اگر تیری زندگی میں کوئی نیک عمل ہے تو اسے
باہر نکال۔"

مگر بادشاہ نے سوائے ظلم کے اور کچھ نہیں کیا تھا۔
پس سانپ بادشاہ کے جسم سے لپٹ گئے اور اس کے
جسم پر زور زور سے پھن مار کر اسے ڈسنے لگے۔ اتنے سارے
سانپوں نے جب ایک دم سے بادشاہ کو ڈسا تو اس کا
جسم نیلا پڑتے ہی گلنا شروع ہو گیا۔ سانپوں نے بادشاہ کے

جسم کو چھوڑ دیا۔ سردار سانپ نے ناگ کی طرف اور
دیکھا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہمیں اس ظالم شخص کا
گوشت کھانا بھی گوارا نہیں ہے۔"

ناگ بولا: "تم لوگوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب
میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کنوئیں سے نکل آؤ اور
پھر کبھی کسی کو مت ڈسنا۔ ظلم تم نے بھی کئے ہیں
مگر تمہاری تو فطرت ہی ڈسنا ہے۔ قصور بادشاہ کا
تھا جس نے تمہیں ڈسنے پر مجبور کیا۔ اب سارے
کے سارے اس کنوئیں سے نکل آؤ۔"

اس کے ساتھ ہی سارے سانپ کنوئیں سے باہر
آئے۔ ناگ نے کہا:

"میرے ساتھ جنگل کی طرف آؤ۔ وہاں سے تم
اس ملک کی سرحد پار کر کے صحرا میں جا کر آباد
ہو جانا۔"

ناگ ان سانپوں کو لے کر شہر کے بڑے دروازے
طرف بڑھا ——— شہر کے درواز
پر جو سپاہی تھے ان تک یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ محل میں کہ
مچا ہوا ہے اور بادشاہ سلامت کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ و

ہر ایک کی زبردست چیکنگ ہو رہی تھی۔ انہوں نے جو
ناگ کو دیکھا تو اسے روک لیا۔

"کون ہو تم؟ کہاں سے آ رہے ہو اتنی رات گئے؟"

ناگ نے کہا: "میں اپنے دوستوں کے ساتھ آ رہا
ہوں۔ وہ دیکھو۔ میرے دوست میرے پیچھے آ
رہے ہیں۔"

اندھیرے میں جونہی سانپوں کا ہجوم روشنی میں آیا تو سپاہیوں
کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ تلوار لے کر سانپوں کو مارنے کے
لئے دوڑے۔ سانپ ان سے لپٹ گئے۔ چیخ و پکار کی
آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ناگ اطمینان سے شہر کے دروازے
میں سے نکل کر جنگل کی طرف چل دیا۔

وہ جنگل کے غار میں پہنچا تو وہاں کیپٹن اور ماریا ابھی
تک نہیں آئے تھے۔ اب ناگ کو اسی جگہ رہ کر ان
کا انتظار کرنا تھا۔ ناگ خاموشی سے غار میں ایک طرف
لیٹ گیا۔ رات آدھی گذر چکی تھی۔ چاند آہستہ آہستہ درختوں
کے پیچھے ڈوبتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے جنگل میں چاندنی
کم ہو رہی تھی۔ ناگ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا کہ اچانک
اسے ایک بہت ہی باریک اور ننھی سی آواز سنائی دی۔
پہلے تو ناگ نے اسے کسی ٹڈے کی آواز خیال کیا لیکن

جب غور سے سنا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کسی انسا
کی آواز ہے اور وہ مدد کے لئے پکار رہی ہے۔ ناگ
ایک دم سے اٹھ بیٹھا اور آواز پر کان لگا دیئے۔
آواز غار کے باہر سے آ رہی تھی۔ یہ غار چھوٹا ر
تھا۔ ناگ جلدی سے باہر آ گیا۔ آواز تھوڑی دیر کے ب
پھر آئی۔ بڑی باریک اور کانپتی ہوئی آواز تھی۔ ناگ ا
کی طرف بڑھا۔ چاندنی ہلکی ہلکی تھی۔ مگر ناگ کو سب ک
نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک درخت کے پاس جا کر رک گیا
آواز اسی درخت میں سے آ رہی تھی۔ جب آواز بلند
تو ناگ نے غور سے دیکھا اور جو کچھ دیکھا اسے دیکھ
ناگ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیا دیکھتا ہے ک
درخت کی شاخ میں ایک بڑی مکڑی نے جالا تان ر
ہے۔ اس جالے میں ایک بہت ہی چھوٹا سا، مکھی ک
برابر انسان پھنسا ہوا ہے۔ مکڑی اسے اپنی لمبی لمبی ٹانگ
سے بے ہوش کرنے اور پھر ہڑپ کر جانے کے لئے آ
بڑھ رہی ہے اور وہ مجبور انسان اپنی باریک آواز میں ک
کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔
"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔"
ناگ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مکڑی کو ہاتھ سے پکڑ

اٹھا لیا اور اسے درخت کی دوسری طرف پھینک دیا۔ پھر جالے
میں پھنسے ہوئے مکھی جتنے انسان کو دو انگلیوں کی مدد سے پکڑ
کر جالے میں سے نکالا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پوچھا:
"تم انسان ہو یا کوئی بھوت پریت ہو؟"
مکھی سے انسان کی آواز آئی:
"میں انسان ہوں۔ میں یروشلم کا سوداگر ہوں ایک جادوگر
نے میری بیٹی کو زبردستی اغوا کر کے مجھے جادو کے
ذریعے اتنا چھوٹا بنا کر جنگل میں پھینک دیا۔ وہاں
سے ہوائیں مجھے اڑا کر یہاں لے آئی ہیں اور
میں جالے میں پھنس گیا۔ اگر تم میری مدد کو نہ پہنچتے
تو یہ مکڑی مجھے ہڑپ کر گئی تھی۔"
ناگ نے پوچھا:
"تم یروشلم میں رہتے ہو؟"
مکھی انسان بولا:
"ہاں بھائی! میں یروشلم شہر کا سوداگر ہوں۔ جادوگر میری
بیٹی کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ وہ اسے ناپسند کرتی تھی۔
میں بھی شادی کے خلاف تھا۔"
ناگ نے کہا:
"اب تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں

یروشلم پہنچا سکتا ہوں۔"
مکھی انسان بولا:
"اگر تم سنگ دل جادوگر سے میری بیٹی کو نہیں بچا سکتے تو میرا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ جادوگر میرے ساتھ تمہیں بھی مکھی بنا ڈالے گا۔"
ناگ نے کچھ سوچ کر کہا:
"اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری بھی مدد کر سکتا ہوں کہ تمہیں یروشلم پہنچا دوں ہاں خدا کو منظور ہوا تو میں تمہاری بیٹی کو بھی جادوگر کے پنجے سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بتاؤ کہ وہ جادوگر کوئی بہت بڑا جادوگر ہے؟"
مکھی انسان بولا:
"میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے جس نے مجھے مکھی جتنا انسان بنا ڈالا"۔
ناگ نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بیٹی کو جادوگر کے پنجے سے چھڑاؤں گا اور تمہیں بھی پھر سے پورے قد کا آدمی بنانے کی کوشش کروں گا۔"
ناگ کو معلوم تھا کہ کیٹی اور ماریا بھی یروشلم گئے ہوئے

ہیں۔ وہ انہیں وہاں مل جائیں گے۔ چنانچہ ناگ نے دوسرے دن ننھے سے مکھی نما انسان کو اپنی جیب میں رکھا اور خود عقاب بن کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ وہ بڑی تیز رفتاری سے آج کے جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار سے اڑ رہا تھا اور ایک گھنٹے کے اندر اندر یروشلم کی سرحد کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے نیچے دیکھا تو صحرائی راستے پر اسے درختوں کی قطاروں کے پیچھے سے کیٹی اور ماریا کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے نیچے آ گیا۔ وہاں کیٹی گھوڑے پر سوار تھی اور ماریا اس کے ساتھ تھی اور وہ بھی ناگ کی خوشبو محسوس کر کے وہیں رک گئے تھے۔
ناگ تیزی سے نیچے آ گیا اور انسانی شکل میں آ کر بولا:
"اچھا ہوا تم مل گئے۔"
ماریا نے کہا:
"مگر ناگ بھیا تمہیں تو ہم غار میں ٹھہرنے کا کہہ کر آئے تھے۔"
ناگ نے جیب سے مکھی جتنے انسان کو نکال کر دکھاتے ہوئے کہا:
"مجھے یروشلم کا یہ سوداگر کھینچ کر لے آیا ہے۔"
ماریا اور کیٹی نے ناگ کی ہتھیلی پر بالکل ہی چھوٹے

انسان کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔

کیٹی نے کہا:

"کیا اسے بھتیوسانگ نے اتنا چھوٹا بنا دیا ہے۔"

ناگ نے کہا: "نہیں" اور پھر دونوں کو یروشلم کے سو
کی دکھ بھری کہانی سنائی۔

کیٹی کہنے لگی:

"جب تو اس شخص کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ چلو اس کے گھر چل کر اس کی بیٹی کو اس ظالم کے چنگل سے چھڑاتے ہیں۔"

ناگ بولا: "تم بہت جلدی کر رہی ہو کیٹی۔ جس کے قبضے میں اس کی بیٹی ہے وہ جادوگر ہے۔ اس کا جادو ہم پر چل سکتا ہے۔ ہمیں بڑی عقل مندی اور ہوش مندی سے کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس جادوگر کی کمزوری کیا ہے۔ ہر جادوگر کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ اگر اس کمزوری کو پکڑ لیا جائے تو جادوگر پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے۔"

پھر اس نے مکھی نما انسان سے پوچھا:

"تمہارا گھر کس طرف ہے یروشلم میں؟"

اس آدمی نے ناگ کو اپنے گھر کا پتہ بتا دیا۔ ناگ نے

کیٹی سے پوچھا:

"تم لوگ روشنی اور یوگاش کو ان کے رشتے دار کے پاس چھوڑ آئے تھے نا؟"

"ہاں" کیٹی بولی: "وہ بڑے خوش خوش رہنے لگے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" ناگ نے کہا: "اب ماریا تم ایسا کرو کہ اس پتے پر سوداگر کے گھر جاؤ اور معلوم کرو کہ وہ جادوگر کیا چیز ہے اور کیا اس کی کوئی کمزوری بھی ہے۔"

کیٹی بولی: "میں ماریا کے ساتھ جاؤں گی۔ ماریا اکیلی جادوگر سے یا سوداگر کی بیٹی سے کوئی بات نہ کر سکے گی۔"

ناگ نے سوچا کہ کیٹی بالکل ٹھیک کہتی ہے۔ وہ بولا:

"تو پھر تم لوگ ایسا کرو کہ ابھی سوداگر کی حویلی میں جا کر سوداگر کی بیٹی سے ملاقات کرو۔ اس کا حال دریافت کرو۔ جادوگر کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس ننھے منے سوداگر کو لے کر یہاں جو وہ سامنے والی خانقاہ ہے، اس کی کوٹھڑی کرائے پر لے کر ٹھہر جاتا ہوں۔ میں پہلے بھی یہاں آیا ہوا ہوں۔ تم لوگ مجھے اسی جگہ آکر ملنا۔"

ناگ خانقاہ کی طرف اور کیٹی اور ماریا سوداگر کی حویلی کی

طرف چل پڑے۔ ماریا نے راستے میں کیٹی سے کہا:

"تم ایسا کرنا کہ غریب دیہاتی عورت بن کر حویلی میں کنیز کی ملازمت حاصل کرنے کی درخواست کرنا۔ اگر تمہیں وہاں کام مل گیا تو تمہیں سوداگر کی بیٹی کے قریب جانے کا موقع مل جائے گا۔ میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں گی تم اس کی نگرانی کرنا۔"

کیٹی نے ایسا ہی فیصلہ کر لیا۔ سوداگر کی حویلی ایک باغ کے کنارے پر تھی۔ باہر ایک حبشی غلام پہرے [دے رہا] تھا۔ کیٹی کو دیکھ کر اس نے جھڑک کر کہا:

"ارے او لڑکی! کدھر منہ اٹھائے چلی آ رہی ہے۔ کس سے ملنا ہے تمہیں؟"

کیٹی نے بڑی عاجزی سے کہا:

"بھائی میں ایک غریب دیہاتی عورت ہوں بڑی دور سے آئی ہوں۔ بیگم صاحبہ سے مل کر نوکری حاصل کرنے کی خواہش مند ہوں۔"

حبشی غلام کو کیٹی پر ترس سا آ گیا۔ بولا:

"ٹھیک ہے۔ ادھر کوٹھڑی کے باہر بیٹھ جاؤ میں کسی کے ہاتھ اندر پیغام بھجوائے دیتا ہوں۔"

حبشی پہرے دار نے کیٹی کو اندر بیگم صاحبہ یعنی سوداگ[ر] کی بیٹی کے پاس پہنچا دیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت لڑکی ہے جس کے چہرے پر ایک گہری اداسی چھائی ہوئی ہے۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ وہاں پر خوش نہیں ہے۔ کیٹی کی طرف دیکھ کر بیگم نے پوچھا:

"تم نے پہلے بھی کسی کے ہاں کام کیا ہے؟"

کیٹی بولی: "نہیں بیگم صاحبہ جی۔ مگر میں سب کام کر لیتی ہوں۔"

سوداگر کی بیٹی نے جس کا نام حمالہ تھا کہا:

"ٹھیک ہے تم حویلی میں کام کرو۔ کیا تمہیں لکھنا پڑھنا آتا ہے؟"

کیٹی بولی: "ہاں بیگم جی۔ میں لکھ پڑھ لیتی ہوں۔"

سوداگر کی بیٹی حمالہ نے کہا:

"پھر تم گھر کا حساب کتاب رکھا کرو۔"

ماریا کیٹی کے ساتھ ہی تھی۔ جب کیٹی دوسرے کمرے میں آئی تو ماریا نے کہا:

"یہ عورت تو شکل ہی سے دکھی معلوم ہو رہی ہے اس کا وہ بدمعاش جادوگر خاوند کہاں ہے جس نے اس پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔"

ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ سوداگر کی بیٹی حمالہ کا جادوگر

خاوند بھی آ گیا۔ وہ شکل ہی سے کمینہ مکار اور بدخصلت
لگتا تھا۔ اس نے ایک تکونی ٹوپی سر پر پہن رکھی تھی جس
ستارے بنے ہوئے تھے۔ ناک اُلو کی طرح تھی۔ آنکھیں سا
ایسی تھیں اور آواز باریک اور خطرناک تھی۔ اس نے کیٹ
طرف دیکھ کر حمالہ سے پوچھا:

"یہ کون ہے؟"

حمالہ نے کہا: "نئی نوکرانی رکھی ہے۔"

جادوگر اندر چلا گیا۔ اس نے کیٹی میں زیادہ دلچسپی کا
نہ کیا۔

ماریا نے کیٹی کے کان میں کہا:

"میں جادوگر کے ساتھ جاتی ہوں۔"

اور ماریا بھی جادوگر کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں
ہو گئی۔ اسے ایک بات کا ضرور خدشہ تھا کہ کہیں اسے
کے ذریعے ماریا کی موجودگی کا علم نہ ہو جائے۔ مگر ایسا نہ
ماریا نے دیکھا کہ کمرے میں ہر قسم کی بے معنی چیزیں
ہوئی تھیں۔ جادوگر نے دروازے کو اندر سے تالا لگا دیا
پھر وہ اندر کی ایک اور کوٹھڑی میں گھس گیا۔ ماریا بھی اس
ساتھ ساتھ گئی۔ اس کوٹھڑی میں چراغ روشن تھا اور میز پر
انسانی کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ کونے میں انسانی ہڈیوں کا پنجر

ہوا تھا۔ جادوگر میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک کھوپڑی کو اپنے
ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھایا اور آواز دی:

"شئیم! بول زرگان کا خزانہ کس مقام پر ہے۔"

کھوپڑی کے اندر سے آواز آئی:

"میں نہیں جانتا۔ زرگان بادشاہ نے جب اپنا خزانہ
کسی جگہ دفن کرایا تو میں اس شہر میں نہیں تھا۔"

جادوگر نے کھوپڑی کو زور سے پٹخ دیا۔ کھوپڑی کے اندر سے
درد کی چیخ بلند ہوئی۔ جادوگر نے کھوپڑی میز پر دوبارا رکھ دی۔ اور دوسری
کھوپڑی کو اٹھا کر اسے آنکھوں کے قریب لا کر غور سے دیکھنے لگا۔

○

جولی سانگ کون تھی؟

کھوپڑی جادوگر کے ہاتھوں میں لرزنے لگی۔
اس میں سے آواز آئی:
"مجھے آگ میں مت ڈالو۔ مجھے آگ میں مت
ڈالو۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میری قبر میں ڈال دو"
جادوگر نے ایک قہقہہ بلند کیا اور بولا:
"تو پھر بتاتا کیوں نہیں کہ زرگان کی بیٹی کی لاش کس
مقبرے میں دفن ہے تمھیں معلوم ہے کہ اس کی
لاش کے ساتھ قیمتی جواہرات اور سونے کا ایک
صندوق بھی دفن کیا گیا تھا۔ تم دونوں زرگان کے
خزانے کو ساتھ اس کی بیٹی کو مقبرے میں دفن کر
گئے تھے۔ بتا زرگان کی بیٹی کا مقبرہ کہاں ہے
اس کا خزانہ کہاں ہے؟"
کھوپڑی کی تکلیف دہ آواز بلند ہوئی:
"اے جادوگر! اگر تو وعدہ کرے کہ مجھے میری قبر میں

واپس رکھ دے گا تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ زرگان
کے خزانے والا اس کی بیٹی کا مقبرہ کہاں ہے۔"
جادوگر نے خوش ہو کر کہا:
"اگر تو سچ سچ بتائے گا تو میں تیری کھوپڑی تیری قبر
کے حوالے کر دوں گا۔ اب بتا۔"
کھوپڑی کی آواز آئی:
"تو سن! زرگان بادشاہ نے اپنی بیٹی کی قبر میں اپنا
سارا خزانہ دفن کر دیا تھا کہ اس کی بیٹی کو اگلی دنیا
میں اس کی ضرورت ہو گی۔ یہ مقبرہ یہاں سے جنوب
کی جانب بحیرہ روم کے ایک جزیرہ میں موریطانیہ
کے ساحل سے سو میل دور واقع ہے۔ اس کی نشانی
یہ ہے کہ اس کے ٹیلے پر دو درخت آپس میں ایک
دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔"
جادوگر نے کہا:
"میں تمھیں ساتھ لے کر وہاں جاؤں گا۔ اگر مجھے
مقبرہ مل گیا تو میں تمھیں تمھاری قبر میں ڈال دوں گا۔"
یہ کہہ کر جادوگر نے کھوپڑی میز پر رکھ دی۔ جادوگر کوٹھڑی
سے نکل گیا تو ماریا نے کھوپڑی کو اٹھا لیا اور کہا:
"کیا تو میری بات سن رہی ہے؟"

کھوپڑی نے کہا:

"تو کون ہے؟ میں تیری آواز سن رہا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"تیری قبر کہاں ہے۔ مجھے بتا۔ میں تم دونوں کھوپڑیوں کو تمہاری قبروں میں جا کر دفن کر دوں گی۔"

اب دوسری کھوپڑی بھی بول پڑی:

"تو نیک روح معلوم ہوتی ہے۔ خدا کے لئے ہم پر رحم کر اور ہمیں ہماری قبروں میں لے چل۔"

پھر کھوپڑی نے ماریا کو بتایا کہ ان دونوں کی قبریں باہر والے قبرستان میں موجود ہیں۔

ماریا نے پوچھا:

"اگر میں تمہیں قبروں میں ڈال بھی دوں تو یہ جادوگر تمہیں دوبارا وہاں سے نکال لائے گا۔"

کھوپڑی کہنے لگی:

"اس بار جب ہم قبروں میں اپنے ڈھانچے کے پاس چلی جائیں گی تو پھر ہماری قبریں وہاں سے غائب ہو جائیں گی اور یہ جادوگر ہمیں ساری زندگی تلاش نہ کر سکے گا۔"

ماریا نے دونوں کھوپڑیوں کو اٹھا لیا۔ کھوپڑیاں اس

ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئیں۔ وہ مکان سے نکل کر فضا میں اڑ گئی۔ سیدھی شہر سے باہر والے قبرستان میں پہنچی اور کھوپڑیوں کے بتانے پر انہیں ان کی قبروں میں ڈال دیا۔ واقعی اس کے ساتھ ہی قبریں وہاں سے غائب ہو گئیں۔ ماریا جلدی سے واپس آ گئی۔ وہاں جادوگر پریشان پھر رہا تھا کیونکہ اس کی دونوں کھوپڑیاں غائب تھیں۔ پھر وہ باہر چلا گیا۔

کیٹی نے اپنی مالکن یعنی جادوگر کی بیوی حمالہ سے کہا:

"بی بی! مجھے لگتا ہے کہ تو یہاں پریشان ہے، اداس ہے۔ مجھے بتا تجھے کیا دکھ ہے۔ شاید میں تیرے دکھ کا کوئی علاج کر سکوں۔"

حمالہ نے کیٹی کی طرف دیکھا اور بولی:

"تیرے پاس میرے دکھ کا علاج نہیں ہے۔"

اب ماریا جو پاس ہی کھڑی تھی کہنے لگی:

حمالہ! میری آواز سن کر حیران مت ہونا۔ میں تمہاری نئی نوکرانی کیٹی کے ساتھ ہی تمہارے مکان پر آئی ہوں۔ کیٹی میری دوست ہے۔ ہم یہاں صرف تمہیں ظالم جادوگر کے پنجے سے نکال کر تجھے تیرے باپ کے پاس پہنچانے کے لئے آئی ہیں۔"

حمالہ نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے بولی:

"تم کون ہو؟ تمہیں کس نے میری مدد کے لئے بھیجا ہے؟"
ماریا نے کہا:
"میں ایک نیک روح ہوں۔ ہمیں تمہارے باپ
نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"
حمالہ نے بے قراری سے کہا:
"میرا باپ کہاں ہے؟ کیا وہ خیریت سے ہے؟"
کیٹی کہنے لگی:
"وہ زندہ ضرور ہے مگر تمہارے خاوند جادوگر نے
اسے جادو کے زور سے مکھی جتنا انسان بنا دیا ہے
ہمارے بھائی ناگ نے اس کی جان بچائی اور اب
وہ ہمارے بھائی کے پاس اس شہر کے ایک غار
میں ہے۔ چلو۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔"
حمالہ رونے لگ پڑی اور باپ کی حالت پر افسوس
کرتے ہوئے بولی:
"کاش میں اپنے باپ کے پاس جا سکتی۔ مگر جادوگر
میرے ساتھ تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
ماریا نے کہا:
"تم ہماری بات چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ جادوگر کی کوئی
ایسی کمزوری بھی ہے جو اس کی طاقت کو ختم

کر سکے؟"
حمالہ سوچنے لگی۔ پھر بولی:
"ہاں! ایک بار اس نے مجھے بتایا تھا کہ میرے
جادو کی طاقت ایک خفیہ ہاتھ میں ہے جو پتھر کا
ہاتھ ہے اور یہاں سے دور ایک صحرائی چٹان کے
اندر غار کے ایک پتھر میں باہر کو نکلا ہوا ہے۔
اگر کوئی اس ہاتھ کو توڑ ڈالے تو میری جادو کی
طاقت ختم ہو جائے گی مگر اس غار تک کبھی
کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ کیوں کہ وہاں سینکڑوں چٹانیں
ہیں اور کسی کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون سی چٹان
کے غار میں وہ طلسمی ہاتھ موجود ہے۔"
ماریا نے کہا:
"اب تم اطمینان رکھو۔ ہم اس ہاتھ کو ڈھونڈھ
نکالیں گی اور تمہارے جادوگر خاوند کے جادو کو
ختم کر ڈالیں گی۔ پھر تم ہمارے ساتھ اپنے باپ
کے ساتھ چلی چلنا۔"
یہ کہہ کر ماریا سیدھی ناگ کے پاس پہنچی اور اسے سارا
ماجرا سنایا۔ ناگ نے کہا:
"طلسمی ہاتھ والا غار ہم کسی سانپ کی مدد سے

تلاش کر سکتے ہیں۔"
اسی وقت ناگ نے ایک سانپ کو بلا لیا اور اس
پوچھا کہ اس صحرائی علاقے میں وہ غار کہاں ہے جس کے
پتھر میں سے ایک طلسمی ہاتھ باہر نکلا ہوا ہے۔
سانپ ادب سے بولا:
"ناگ دیوتا! میں نے وہ غار دیکھا ہے۔ یہاں سے
مشرق کی جانب ستر کوس کے فاصلے پر چٹانوں کے
جنگل میں ایک ایسی چٹان بھی ہے جس کی چوٹی پر
کھجور کا ایک درخت اگا ہوا ہے۔ طلسمی ہاتھ اسی کھجور
کے درخت والی چٹان کے اندر غار میں ہے۔"
ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا اور حمالہ کے باپ
یعنی یروشلم کے سوداگر کو جیب سے نکال کر بولا:
"ہم جادوگر کی طلسمی طاقت کو ختم کرنے جا رہے
ہیں۔ تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔ تمہاری بیٹی کی
نجات کا وقت قریب آگیا ہے۔"
حمالہ کا باپ بہت خوش ہوا۔ ماریا اور ناگ غار
باہر نکل آئے۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل تبدیل کی۔ ماریا
نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور وہ آسمان کی طرف
پرواز کر گئی۔ اس کا رخ وہاں سے ستر میل دور مشرق کی جانب

تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ماریا کو زمین پر چٹانیں ہی چٹانیں
بکھری ہوئی نظر آئیں۔ ان میں سے ایک چٹان ایسی تھی کہ
جس کی چوٹی پر کھجور کا درخت اُگا ہوا تھا۔
ماریا نے ناگ سے کہا:
"ناگ! یہی ہے وہ چٹان جس کی ہمیں تلاش تھی۔"
اور وہ غوطہ لگا کر نیچے آگئی۔ چٹان کے پاس آ کر
ماریا نے ناگ کو زمین پر رکھ دیا۔ ناگ نے ایک دم
سے انسان کا روپ بدل لیا اور چٹان کے اندر جانے کے
لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔
ماریا نے کہا:
"میں چٹان کے اندر جا کر غار ڈھونڈتی ہوں۔"
اور ماریا چٹان کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر اس
نے دیکھا کہ ایک غار ہے اور غار کے درمیان میں ایک
پتھر پر ایک انسانی ہاتھ باہر کو نکلا ہوا ہے۔ ماریا سمجھ گئی کہ
یہی وہ ہاتھ ہے جس میں جادوگر کے طلسم کی طاقت چھپی
ہوئی ہے۔ ماریا نے فوراً اس ہاتھ کو پتھر سے اکھاڑ کر
زور سے زمین پر دے مارا۔ چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور
پھر سناٹا چھا گیا۔ عین اس وقت جادوگر جو اپنی کوٹھڑی میں
کوئی دوسرا طلسم کر رہا تھا تڑپ کر فرش پر گر پڑا اور اسے

محسوس ہوا کہ اس کی ساری طلسمی طاقت ختم ہو گئی ہے۔
اٹھا تو اس کے جسم میں آگ لگ گئی۔ اس نے چیخنا چلا
شروع کر دیا۔ حمالہ اور کیٹی کوٹھڑی کی طرف دوڑیں مگر ا
کے آنے تک جادوگر جل کر راکھ ہو چکا تھا۔

کیٹی نے خوش ہو کر حمالہ سے کہا:

"حمالہ تمہیں مبارک ہو۔ ماریا اور ناگ نے جادوگر
کی طلسمی طاقت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالا ہے
اور اب تم آزاد ہو۔"

حمالہ بے حد خوش ہوئی۔ اس نے کہا:

"مجھے میرے باپ کے پاس لے چلو۔"

کیٹی نے کہا:

"ماریا ادھر ہی آ رہی ہو گی۔ اسے آ لینے دو پھر
اکٹھے ہی چلیں گے۔"

جس وقت ماریا نے چٹان کے اندر جادوگر کی طلسمی
والے ہاتھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اسی وقت حمالہ کے
نما انسان پر بھی طلسم کا اثر ختم ہو گیا اور وہ ایک دم
پورا انسان بن کر ناگ کے سامنے آ گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ
کے اندر ماریا نے اپنا کام کر ڈالا ہے۔

حمالہ کے سوداگر باپ نے ناگ کو گلے لگا لیا اور بولا:

"میں پھر سے انسان بن گیا ہوں۔ یہ تمہاری وجہ سے
ہوا ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ناگ نے اسے ساری بات بتائی کہ ماریا نے جادوگر کی
طلسمی طاقت کو تباہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ بھی انسان
بن گیا ہے۔ اور اس کا قد بڑھا ہو گیا ہے۔ ماریا بھی باہر آ
گئی۔ اس نے یروشلم کے سوداگر کو پورے قد میں دیکھا تو
خوش ہو کر بولی:

"حمالہ کا باپ تو ٹھیک ہو گیا۔"

حمالہ کے باپ نے کہا:

"یہ سب تمہاری مہربانیوں سے ہوا ہے مجھے بتاؤ
میری بیٹی اب کس حال میں ہے؟"

ماریا کہنے لگی:

"اسے بھی جادوگر کے طلسم سے نجات مل گئی ہو گی
میں ابھی جا کر اسے لے آتی ہوں۔ کیٹی وہاں پہلے
سے موجود ہے میں جا رہی ہوں۔"

ماریا ایک منٹ میں پرواز کرتی حمالہ کے گھر پہنچ گئی
جہاں واقعی کیٹی اور حمالہ اس کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ کیٹی نے
ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی کہا:

"ماریا! تم آ گئیں؟"

ماریا نے کہا :

"ہاں۔ میں آ گئی ہوں۔ کیا جادوگر کا طلسم ختم ہو گیا ہے؟"

"ہاں" کیبٹی نے کہا۔ "وہ جل کر راکھ بھی ہو چکا ہے۔"

اب ماریا نے حمالہ کو بتایا کہ اس کا باپ بھی بالکل تندرست ہو گیا ہے اور اس پر سے بھی طلسم کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ پھر ماریا اور کیبٹی حمالہ کو لے کر غار میں آ گئی۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر یہ خوشی کے آنسو تھے۔

ناگ نے کہا :

"اب تم دونوں کو یروشلم والا اپنا گھر مبارک ہو جادوگر ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کی تلاش میں آگے بھی جانا ہے۔"

حمالہ اور اس کے باپ کو یروشلم شہر والے مکان میں چھوڑ کر کیبٹی ناگ اور ماریا اپنے دوستوں عنبر اور تھیوسانگ کی کھوج میں بحیرہ روم کی طرف چل دیئے۔ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ تھیوسانگ عنبر اور نئے دوست جولی سانگ۔ یہ تینوں بھی ناگ ماریا کیبٹی کی تلاش میں مورلیطان کی طرف چلے تھے جو شمالی افریقہ میں بحیرۂ روم کے ساحل

کے قریب واقع ہے۔ مورلیطان کا شہر سمندر کے کنارے واقع تھا۔ خوبصورت سفید مکانوں میں کھجور کے درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔ جس روز تھیوسانگ عنبر اور جولی سانگ اس شہر میں داخل ہوئے وہاں ایک رسم ہو رہی تھی۔ اس ملک یا شہر کی یہ رسم تھی کہ سال کے پہلے دن شہر کے دروازے پر بڑے بیل مندر کے پجاری آ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جو کوئی مسافر سب سے پہلے شہر میں داخل ہوتا تھا اسے پکڑ کر مندر میں لے جاتے اور بیل کی مورتی کے آگے قربان کر دیتے تھے۔

اتفاق سے اس روز سب سے پہلے عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ داخل ہوئے۔ عنبر چونکہ آگے آگے تھا اس لئے پجاری کے اشارے پر سپاہیوں نے عنبر کو پکڑ لیا اور پجاری کے سامنے لے گئے۔ پجاری نے عنبر کے سر پر صندل چھڑک کر کہا :

"مبارک ہو۔ تمہیں بیل دیوتا نے اپنی قربانی کے لئے پسند کر لیا ہے۔ چلو۔ بیل دیوتا کے حضور چل کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو۔"

عنبر نے تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرانے لگے۔ پجاری بولا :

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی
اس قربانی پر خوش ہو رہے ہیں۔ ورنہ یہاں ہر
سال جس کو بھی ہم پکڑتے ہیں وہ رونا پیٹنا
شروع کر دیتا ہے۔"
عنبر نے کہا:
"کیا تم ہر سال اپنے بیل دیوتا کے سامنے انسان کی
قربانی پیش کرتے ہو؟"
پجاری بولا: "ویسے تو ہم ہر ماہ ایک انسان بیل
کے حضور قربان کرتے ہیں لیکن سال میں ایک مرتبہ
اس خوش قسمت کو قربان کیا جاتا ہے جو سب سے
پہلے شہر میں داخل ہوتا ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا:
"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پتھر کے بُت بیکار ہوتے
ہیں اور وہ انسان کو کچھ نہیں دے سکتے وہ مجبور
ہوتے ہیں۔ پتھر سوائے پتھر کے اور کچھ نہیں ہوتا
اور انسان اسے اٹھا کر جدھر چاہے پھینک سکتا ہے۔"
پجاری غصے سے کانپنے لگا۔ اس نے چیخ کر کہا:
"اس گستاخ نے ہمارے دیوتاؤں کی توہین کی ہے۔ اسے
بھی پکڑ کر لے چلو۔ سب سے پہلے اسے قربان کیا
جائے گا۔"
اب جولی سانگ رہ گئی تھی۔ وہ چپ رہی۔ سپاہیوں نے
تھیوسانگ کو بھی پکڑ لیا اور دونوں کو زنجیروں میں باندھ کر بڑے
مندر میں لے گئے۔ یہاں پہلے سے بہت لوگ جمع تھے۔
دالان میں ایک بہت بڑا پتھر کا بیل بنا ہوا تھا۔ اس کے
سامنے آگ کا الاؤ جل رہا تھا۔ یہ آگ کا الاؤ ایک بہت
بڑے گڑھے میں جل رہا تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر کو انہوں نے
آگ کے پاس کھڑا کر دیا۔
جولی سانگ نے تھیوسانگ سے پوچھا:
"تمہیں آگ نقصان تو نہیں پہنچائے گی؟ میرا خیال
ہے کہ میں ان پجاریوں کو سبق سکھا دوں تو
اچھا ہے۔"
تھیوسانگ ہنس کر بولا:
"ابھی خاموش رہو۔ یہ جو کرتے ہیں انہیں کرنے دو۔
ابھی ان کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"
جولی سانگ ایک طرف ہٹ گئی۔ پجاریوں نے اشلوک
اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔
عنبر مسکراتے ہوئے بولا:
"احمق پجاریو! تھوڑی دیر بعد تم ہماری پوجا کرو گے

ہو گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس ارادے سے باز
آ جاؤ بتوں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پوجا کرو،
کیونکہ صرف وہی پرستش کے لائق ہے"۔
پجاری کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس نے چلا کر کہا:
"ان کو آگ میں پھینک دو"۔
سپاہیوں نے اس حکم کے ساتھ ہی تھیوسانگ اور ع
آگ میں گرا دیا۔ ہر طرف لوگوں نے خوشی کے نعرے
کئے۔ آگ میں گرتے ہی تھیوسانگ اور عنبر ایک دوسر
کے قریب آ گئے۔ آگ کے اندر ہر طرف سرخ انگار
کے شعلے ہی شعلے تھے۔ مگر یہ آگ تھیوسانگ اور عنبر کو
کہہ سکتی تھی۔ عنبر نے
آہستہ آہستہ آگ کے گڑھے کے کنارے کی طرف بڑھے۔
سرخ انگاروں پر پاؤں رکھتے جب آگ کے گڑھے سے
نکلے تو لوگ انہیں بالکل زندہ حالت میں دیکھ کر دہشت
ہو کر رہ گئے۔ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پجاری
سکتے میں آ گئے۔ عنبر اور تھیوسانگ آگ کے شعلوں میں
بڑے سکون کے ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ پھر عنبر ا
تھیوسانگ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آگ کے گڑھے سے
آ گئے۔ ان کے کپڑوں پر ذرا سی آنچ بھی نہیں آئی تھی
کے جسم کا ایک بال تک نہیں جلا تھا۔

بڑے پجاری نے چیخ کر کہا:
"ان میں شیطان کی بد روح آ گئی ہے۔ ان کو قتل
کر ڈالو"۔
سپاہی تلواریں لے کر آگے بڑھے۔ عنبر کو یہ خطرہ تھا کہ
کہیں تلوار کے وار سے تھیوسانگ کی انگلی نہ کٹ جائے۔
کیونکہ انگلی کے کٹ جانے سے تھیوسانگ کی موت واقع ہو
سکتی تھی۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا:
"تھیوسانگ! آگ میں چھلانگ لگا دو"۔
اور تھیوسانگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے آگ میں چھلانگ
لگا دی۔ سپاہی اب عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ مگر عنبر کا بھلا وہ کیا
بگاڑ سکتے تھے۔ عنبر نے تلواروں کے وار اپنے بازو پر لئے اور
سب کی سب تلواریں ٹوٹ گئیں۔ سپاہیوں نے نیزے نکال لئے
اب جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر سپاہیوں
پر پھینکی۔ ایک دھماکے سے دس بارہ سپاہی شعلوں میں اڑ کر رہ
گئے۔ جولی سانگ نے دوسری شعاع پتھر کے بیل پر پھینکی۔ بیل
کا بہت بڑا بت پھٹ کر پاش پاش ہو گیا۔ اس نیلی شعاع
میں ڈاکٹر ایسی طاقت تھی جس کے ٹکراتے ہی پتھر بھی پاش
پاش ہو جاتے تھے۔
یہ منظر دیکھ کر بڑے پجاری نے وہاں سے بھاگنا ہی چاہا

وہ بھاگ کر کوٹھڑی میں چھپ گیا۔ اب تھیوسانگ بھی
آگ سے باہر آ گیا تھا۔
عنبر نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا:
"بھائیو! انسانی جانوں کو پتھر کے بتوں پر قربان نہ
کرو۔ یہ محض پتھر ہیں۔ یہ خود اپنے اوپر سے مکھی
تک نہیں اڑا سکتے۔ یہ تمہیں کیا دیں گے۔ صرف
ایک خدا کی عبادت کرو۔ وہی ساری کائنات کا
خالق اور مالک ہے۔"
کچھ لوگوں نے عنبر کی بات کو پسند کیا کچھ اس کے خلاف
ہو گئے اور کہنے لگے یہ شیطان کی طاقت والا آدمی ہے
کو کسی طرح ختم کر دو اور جب عنبر پر حملہ کے لئے آگے
بڑھے تو جولی سانگ نے آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر
پر پھینکی۔ لوگوں کے آگے زمین پر دھماکے ہونے شروع ہو
لوگ مندر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر میں مندر
خالی ہو گیا۔
بڑا پجاری جب بھاگ کر کوٹھڑی میں گیا تھا تو اس
طلسم سامری کا عمل پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ایک پیالی
پانی ڈال کر اس پر عمل پڑھ رہا تھا۔ بیل کے بت کے
جانے سے بڑے پجاری کا مستقبل تباہ ہو سکتا تھا۔ پیالی

پانی پر عمل پڑھ کر وہ کوٹھڑی کے باہر آ گیا اور بولا:
"میں تمہارے آگے ہتھیار پھینکتا ہوں۔"
عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ نے اس کی طرف دیکھا۔
عنبر نے کہا:
"ہمیں خوشی ہے کہ تم نے بتوں کی پوجا سے توبہ
کر لی ہے۔"
جونہی عنبر پجاری کی طرف بڑھا۔ بڑے پجاری نے پیالی
والا طلسمی پانی اس پر پھینک دیا۔ پانی کے گرتے ہی عنبر نے
بیل کے مجسمے کی شکل اختیار کر لی۔ تھیوسانگ اور جولی سانگ
یہ دیکھ کر طیش میں آ کر پجاری کی طرف بڑھے۔ جولی سانگ
کو اس قدر غصہ آیا کہ اس نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع
نکال کر بڑے پجاری پر پھینکی اور وہ دھماکے سے اُڑ گیا۔
تھیوسانگ نے پریشان ہو کر کہا:
"جولی سانگ یہ تم نے کیا بے وقوفی کی۔ پجاری زندہ
رہتا تو ہم اس سے اس جادو کا توڑ معلوم کر سکتے
تھے جس نے عنبر کو بیل کا بُت بنا دیا ہے۔ اب
ہمیں بڑی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔"
جولی سانگ کو اب خیال آیا کہ واقعی اس نے حماقت
کی ہے۔ وہ بولی:

"تھیوسانگ بھائی میں نے غصے میں ایسی حرکت کی
ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ کیا اب عنبر بھائی دوبارا
انسانی شکل میں نہیں آئے گا۔؟"
تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"اس پر پجاری نے جادو کیا ہوا پانی پھینکا تھا۔ اب
اس جادو کا توڑ معلوم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ہی
عنبر انسانی شکل میں واپس آ سکے گا۔"
اتنے میں لوگ مندر میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ کیونکہ
انہوں نے دیکھا کہ ایک بیل کا بُت وہاں آ گیا ہے۔ وہ
خوشی سے نعرے لگانے لگے کہ دیوتاؤں نے ان کے لئے ایک
اور بُت بھیج دیا ہے۔ انہوں نے عنبر کا بیل کا بت اٹھا کر
دوبارا چبوترے پر لگا دیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ بڑے
پجاری کا ایک شاگرد چھوٹا پجاری بھی تھا۔ اس نے عنبر تھیوسانگ
اور جولی سانگ کو حیرت انگیز کرشمے کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ
سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی طاقتور مخلوق ہے۔ ان کو اپنے قابو میں
کر کے ان کی طاقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ چنانچہ وہ آگے
بڑھ کر تھیوسانگ اور جولی سانگ کو ایک طرف لے گیا
اور بولا:
"مجھے معلوم ہے کہ بڑے پجاری نے جادو کے

زور سے آپ کے ساتھی کو پتھر کے بیل میں تبدیل
کر دیا ہے۔ مگر مجھے ایک طلسمی عمل آتا ہے جس
کی مدد سے آپ کا ساتھی دوبارا انسانی شکل میں
واپس آ سکتا ہے۔"
تھیوسانگ نے پوچھا:
"تو پھر تم وہ عمل پڑھ کر ہمارے ساتھی کو انسانی شکل
میں واپس لے آؤ۔"
پجاری کہنے لگا: "مگر یہ عمل میں سال کی سب سے
تاریک رات ہی میں پڑھ سکتا ہوں اور وہ رات
ابھی گیارہ مہینوں کے بعد آئے گی۔"
جولی سانگ نے کہا:
"ہم گیارہ مہینے انتظار کر لیں گے مگر کیا کوئی دوسرا
طریقہ نہیں ہے؟"
مکار پجاری بولا:
"نہیں میری بہن! اس عمل کے سوائے دوسرا کوئی
ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جس کی مدد سے آپ کا
ساتھی انسان بن جائے۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"بہتر ہے۔ ہم گیارہ مہینے اس شہر میں رہ کر اس رات

کا انتظار کریں گے۔"
پجاری بولا: "آپ کو شہر میں کسی دوسری جگہ جانے کی
کیا ضرورت ہے۔ آپ اس مندر کے پیچھے جو کوٹھڑیاں
ہیں وہاں رہ سکتے ہیں۔ آپ کو ہر طرح کا آرام
پہنچایا جائے گا۔ کیونکہ بڑے پجاری کے مر جانے سے
اب میں ہی اس مندر کا پجاری ہوں اور سب میرا
حکم مانیں گے۔"
چنانچہ تھیوسانگ اور جولی سانگ اس مندر کی کوٹھڑیوں
میں آ کر رہنے لگے۔ دو دن بعد پجاری نے ایک خاص عمل
کر کے شیطان کی ایک چیلی عورت کی بدروح کو اپنی کوٹھڑی
میں بلایا اور سارا حال بیان کر کے پوچھا:
"ان لوگوں کے پاس جو طاقت ہے میں چاہتا ہوں
کہ وہ طاقت مجھے مل جائے۔ کیا تم مجھے کوئی ایسا
منتر بتا سکتی ہو کہ جس کے پڑھنے سے ان دونوں کی
طاقت میرے پاس آ جائے؟"
شیطان کی چیلی بدروح نے کہا:
"اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تم کسی طرح
جولی سانگ لڑکی کے سر کے سارے بال اڑا دو
جب اس کے سر کے بال اڑ گئے تو اس کی ساری

طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ بے ہوش ہو جائیگی۔"
پجاری نے سوال کیا۔
"اور اس کے ساتھی میں جو آگ میں گر کر بھی نہ جلنے
والی جو طاقت ہے وہ میرے پاس کیسے آ سکتی ہے؟"
بدروح نے کہا:
"اس آدمی کا نام تھیوسانگ ہے۔ اس کی طاقت ختم
کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک پیالی میں میرا منتر
پڑھ کر پانی پر پھونکو۔ پھر وہ پانی تھیوسانگ پر
ڈال دو۔ اس کی طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ بھی
بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی طاقت تمہارے
اندر آ جائے گی۔ آگ تم پر اثر نہیں کر سکے
گی۔"
پجاری بڑا خوش ہوا۔ صبح اٹھ کر اس نے سب سے
پہلا کام یہ کیا کہ شہر میں جا کر ایک دکاندار سے ایسا سفوف
خرید کر لے آیا جو اگر پانی میں ڈال کر اس پانی سے سر
دھویا جائے تو سر کے سارے بال اتر کر گر پڑتے ہیں۔ پجاری
جانتا تھا کہ جولی سانگ صبح کو غسل خانے میں غسل کرتی ہے
اس نے غسل خانے کے ٹب میں بال اتارنے والا سفوف
ڈال کر حل کر دیا اور اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر

بعد جولی سانگ غسل خانے میں نہانے کے لئے داخل ہوئی۔ اس نے پانی سر پر ڈالا ہی تھا کہ اس کے سارے بال اُتر کر اس کے ہاتھ میں آ گئے۔

○

غار کا مگرمچھ

جولی سانگ تو سکتے میں آ گئی۔

اس نے جلدی سے کپڑے پہنے اور غسل خانے سے نکلی ہی تھی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پجاری اس کی تاک میں تھا۔ لپک کر آیا اور جولی سانگ کو اٹھا کر مندر کے نیچے ایک اندھیرے تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اوپر آ کر اس نے اپنی آنکھ کو جھپکا کہ اس کے اندر سے نیلی شعاع نکلے مگر کوئی شعاع نہ نکلی۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس میں جولی سانگ کا ارادہ بھی شامل ہوتا تھا۔ اب یہ پجاری اس کا ارادہ کہاں سے لا سکتا تھا۔ وہ گھبرا سا گیا۔ اس نے اب تھیوسانگ کی طاقت حاصل کرنے کے لئے پانی پر دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا اور تھیوسانگ کی کوٹھڑی میں آ گیا۔

تھیوسانگ نے پوچھا:

"کیسے آئے ہو پجاری؟"

پجاری نے کہا:

"تمہارے لئے مقدس پانی لایا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی پجاری نے پانی تھیوسانگ پر پھینک
دیا۔ تھیوسانگ پر پانی پڑا تو وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر
پجاری نے یہ دیکھنے کے لئے کہ اس میں تھیوسانگ کی طاقت
آئی ہے کہ نہیں جلدی سے موم بتی جلا کر اس پر اپنا ہاتھ
دیا۔ موم بتی کا شعلہ اس کے ہاتھ سے ٹکرا رہا تھا مگر اس
ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ پجاری خوشی سے اچھ
پڑا۔ تھیوسانگ کی طاقت اس کے پاس آگئی تھی۔

پجاری اس پر ہی بہت مطمئن ہو گیا کہ اب اسے آگ
نہیں جلا سکتی۔ اس نے تھیوسانگ کو اٹھا کر مندر کے
دوسرے تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اب وہ مندر کے بڑے
ہال کمرے میں آیا۔ وہاں لوگ عنبر بیل کی پوجا کر رہے
سامنے آگ جل رہی تھی۔ پجاری نے لوگوں پر اپنی طاقت
مظاہرہ کرنے کے لئے کہا:

"سنو! دیوتاؤں نے مجھے ایک خاص طاقت دی ہے
تاکہ میں ان کے کام آ سکوں۔"

اس کے ساتھ ہی پجاری نے اپنی ٹانگ آگ میں ڈ
دی۔ آگ کے شعلے اس کی ٹانگ سے لپٹ رہے تھے گ

آگ اسے بالکل نہیں جلا رہی تھی۔

پجاری نے ٹانگ باہر نکال کر کہا:

"یہ دیکھو میری ٹانگ بالکل نہیں جلی۔ میرے کپڑوں کو
بھی آگ نہیں لگی۔ بس اب تم لوگ مجھے دیوتاؤں
کا بیٹا کہا کرو اور میرے حکم کے آگے سر جھکا دیا
کرو۔ بولو۔ کیا تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے؟"

لوگ حیران ہو کر کھڑے تھے۔ فوراً سجدے میں گر گئے
اور بولے:

"عظیم پجاری! تم سچ مچ دیوتاؤں کے بیٹے ہو۔ ہم
تیرے غلام ہیں۔ تو جو کہے گا وہی کریں گے۔"

پجاری نے کہا: "تو پھر سنو۔ دیوتاؤں کو سونے کی ضرورت
ہے۔ تمہارے گھروں میں جس قدر سونا اور سونے کے
زیورات ہیں لا کر مندر میں جمع کرا دو۔ تاکہ میں انہیں
دیوتاؤں کے حوالے کر سکوں۔"

لوگ اسی وقت اپنے اپنے گھروں کو بھاگے اور تھوڑی ہی
دیر میں مندر میں سونے کے زیورات کا ڈھیر لگ گیا۔ پجاری نے
سارا سونا نیچے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دیا۔ وہ ایک
منٹ میں دنیا کا امیر ترین آدمی بن گیا تھا۔ اس کی خوشی
کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ عنبر بیل کی شکل میں چبوترے پر بت

بنا کھڑا تھا۔ اسے کوئی ہوش نہیں تھی۔ وہ نہ کچھ دیکھ سکتا
نہ سن سکتا تھا اور نہ بول سکتا تھا۔ وہ پتھر بن کر رہ گیا
جولی سانگ اور تھیوسانگ مندر کے نیچے الگ الگ کو
میں بے ہوش پڑے تھے۔ پجاری مندر کا مالک بن کر بیٹھ
اس کے پاس اتنی دولت آ گئی تھی۔ کہ اب اسے کسی
کی ضرورت نہیں تھی۔

اب ہم ذرا ناگ ماریا اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔
تینوں سفر کرتے آخر موریطان کے قریب ایک شہر میں
گئے۔ یہاں انہیں عنبر تھیوسانگ کی بالکل خوشبو نہ آئی
بھی اپنی عادت کے مطابق انھوں نے شہر میں ان کی تلاش
کر دی۔ شام تک وہ ان کی تلاش میں لگے رہے۔ رات
نے ایک باغ میں گذاری۔ دن نکلا تو گھوڑوں پر سوار ہو
اگلے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اگلا شہر موریطان کا شہر
جس کے مندر میں عنبر بیل کا بُت بنا ہوا تھا اور جولی سا
اور تھیوسانگ اسی مندر کے الگ الگ تہہ خانوں
بے ہوش پڑے تھے۔ ابھی موریطان پندرہ میل دور تھا
راستے میں انھوں نے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ناگ
اور کیٹی قریب آ کر رُک گئے۔

ناگ نے ایک آدمی سے پوچھا،

"کیوں بھائی! آپ لوگ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟"
اُس آدمی نے آہ بھر کر کہا:
"بھائی! تم اجنبی لگتے ہو۔ بات یہ ہے کہ اس گاؤں کے
باہر ایک ویران تالاب ہے۔ اس تالاب ——
میں ایک مگرمچھ رہتا ہے۔ وہ مگرمچھ اس زمین کا
دیوتا ہے۔ اسے ہر ہفتے گاؤں والوں کی طرف سے
ایک بچے کو پیش کیا جاتا ہے جس کو وہ ہڑپ کر
جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ گاؤں کے کسی دوسرے آدمی
کو ہفتہ بھر کچھ نہیں کہتا۔"
کیٹی نے پوچھا:
"یہ تم لوگ کب سے کر رہے ہو؟"
آدمی بولا: "ہمیں ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ آج مشکل
یہ پیش آئی ہے کہ گاؤں میں کوئی بچہ باقی نہیں رہا۔
اور مجبور ہو کر ایک موچی کی نوجوان بیٹی کو مگرمچھ کے
آگے پیش کیا جا رہا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ
اگلے مہینے اس لڑکی کی شادی ہونے والی تھی۔"
ناگ نے دیکھا کہ تھوڑی دور ایک جگہ لڑکی کو گاؤں کی
عورتیں مگرمچھ کے آگے ڈالنے کے لئے سجا بنا رہی تھیں۔ لوگوں
نے اس کے ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیئے تھے تاکہ
وہ بھاگ نہ جائے اور مگرمچھ کی مصیبت وہاں کے دوسرے

لوگوں پر نازل نہ ہو جائے۔ لڑکی رو رہی تھی۔ اس کے
ماں باپ بھی رو رہے تھے۔ گاؤں کا بڑا زمیندار بھی
تھا۔ زمیندار ایک امیر آدمی تھا۔ اس کی اپنی بیٹی بھی
غریب کی بیٹی کو قربان کر رہا تھا۔

ناگ نے انہیں سمجھایا کہ یہ ظلم ہے۔ اور میں ابھی
ہلاک کرتا ہوں۔ اس پر لوگ ناگ کے مخالف ہو گئے۔
زمیندار غصّے میں گرج کر بولا:

"تم ہمارے دیوتا مگرمچھ کو مارنے والے کون ہو
اوّل تو تم ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ اگر مگرمچھ مر گ
ہمارے گاؤں پر ایسی مصیبت نازل ہو گی کہ ہم
سے سب کوڑھ کے مریض بن جائیں گے اور سسک
سسک کر دم توڑ دیں گے۔"

کیٹی بولی: "ٹھیک ہے۔ تم لوگ بے شک غ
کی لڑکی کو قربان کرو۔ ہم تمہارے معاملات میں
نہیں دیتے۔"

کیٹی نے ناگ کو ایک طرف لے جا کر سمجھایا کہ
کو اپنے طور پر ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ اِس طرح سے لڑ
جان بھی بچ جائے گی اور مگرمچھ بھی مر جائے گا۔ مار
کیٹی کے اس خیال کی تائید کی۔ وہ وہاں سے آگے

لے جا کر انہوں نے ایک آدمی سے تالاب کی جگہ معلوم کی
تالاب کے کنارے آ کر درختوں میں چھپ گئے۔

ناگ نے کہا:

"میں سانپ بن کر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مگرمچھ
کہاں ہے؟"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا تالاب
دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہاں اسے مگرمچھ کہیں دکھائی نہ دیا۔
واپس آ گیا۔ اب اس نے ماریا سے کہا کہ وہ جا کر
دیکھ آئے۔ ماریا اڑ کر تالاب کے اوپر آ گئی۔ اتنی دیر
گاؤں کے لوگ قربان ہونے والی لڑکی کو لے کر وہاں
گئے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو تالاب کے کنارے سیڑھیوں
بٹھا دیا۔ لڑکی بے چاری کے پاؤں باندھ رکھے تھے۔ وہ
جا رہی تھی۔ موت کے خوف سے اس کا جسم لرز رہا
لوگ پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔

اب گاؤں کے زمیندار نے بلند آواز میں کہا:

"اے مگرمچھ دیوتا! تمہاری قربانی حاضر ہے۔ اس کو
قبول کر۔"

اتنے میں تالاب کے اندر سے ایک بہت بڑا
مگرمچھ باہر نکلا۔ اس نے لڑکی کو ٹانگ سے پکڑ کر

گھسیٹتا اور پانی کے اندر لے گیا۔ لوگوں نے خوشی کے
نعرے لگائے۔ ماریا بھی مگرمچھ کے ساتھ ہی پانی میں اتر
گیا۔ دیکھتی ہے کہ مگرمچھ لڑکی کو کھینچ کر ایک غار میں
گیا۔ غار میں آگے جا کر پانی بالکل نہیں تھا۔ مگرمچھ میں
ایک انسان باہر نکل آیا۔ اس نے لڑکی کے منہ پر کپڑا با
تاکہ وہ آواز نہ نکال سکے اور اسے اٹھا کر غار
چلنے لگا۔ ماریا یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ تو معاملہ ہی
اور نکلا۔ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ آدمی کون
اور لڑکی کو کہاں لئے جا رہا ہے۔ غار آگے جا کر ایک
گھوم گئی۔ آگے سیڑھیاں آگئیں۔ آدمی لڑکی کو کاندھے پر
سیڑھیاں چڑھ کر جنگل میں نکل آیا۔ یہاں ایک کھنڈر کے
دو آدمی پہلے سے کھڑے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو اٹھایا
کھنڈر کے اندر لے گئے۔

ماریا ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ کھنڈر کے اندر ایک تہ
میں انہوں نے لڑکی کو جا کر لٹا دیا۔ لڑکی بے ہوش ہو
تھی۔ اس جگہ تین لڑکے بھی بے ہوش پڑے تھے۔ یہ وہ
تھے جنہیں پچھلے تین ہفتوں میں مگرمچھ دیوتا کے آگے
گیا تھا۔ اب تینوں آدمی وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک
نے کہا:

"اب ان چاروں کو یہاں سے نکال کر موریطان کے
بڑے سوداگر کے پاس پہنچا دو اور اس سے ان
کی پوری قیمت وصول کرو۔ اس بار لڑکی ہاتھ
آگئی ہے۔ اس کی کافی قیمت پڑے گی۔"

ماریا خاموش کھڑی یہ سن رہی تھی۔ دوسرا آدمی کہنے لگا:
"ان چاروں کو بوریوں میں بند کر کے راتوں رات
یہاں سے نکال کر موریطان لے چلتے ہیں۔"

تیسرا آدمی بولا:
"انہیں موریطان کے بردہ فروش یعنی بچوں اور لڑکیوں
کی تجارت کرنے والے کے مکان کا پتہ ہے؟"

دوسرا آدمی بولا:
"کیوں نہیں۔ اس کا گھر شہر کے پہلے دروازے کے
اندر گلی کے کونے پر ہے اور اس کا نام گرداخ
ہے۔"

تیسرے آدمی نے کہا:
"بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہم ایسا کرو کہ رات
ہونے کا انتظار مت کرو۔ گھوڑے تیار ہیں تم
لوگ ابھی مال کو لے کر گرداخ کے گھر کی طرف
روانہ ہو جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہاری واپسی کا انتظار

کروں گا۔ اس سے پوری رقم لے کر آنا۔"
دو آدمیوں نے لڑکی اور تینوں لڑکوں کو بوریوں میں بند
کر کے گھوڑوں پر لادا اور کھنڈر سے باہر آ کر گھوڑوں پر
ڈالنے لگے۔ ماریا نے سوچا کہ یہ تینوں آدمی انسانیت کے
دشمن ہیں اور انہوں نے کئی گھروں کے چراغ بجھائے ہیں
اور اگر یہ زندہ رہے تو نہ جانے کتنے گھروں کو تباہ
برباد کریں گے۔ چنانچہ ان کا زندہ رہنا انسانیت کے لیے
بہت خطرناک بات ہے۔ ماریا نے پہلا کام یہ کیا کہ تہہ خانے
میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو گردن سے پکڑ کر دیوار کے
ساتھ زور سے دے مارا۔ اس کے جسم کے دو ٹکڑے
ہو گئے۔ اس کے بعد وہ غار کے اندر گئی اور پانی میں
سے مگرمچھ کی کھال لے کر باہر نکل آئی۔ باہر دونوں
آدمی گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے کہ ماریا نے ان کے
گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر نیچے کر دیں۔ گھوڑے ہنہناتے ہوئے
نیچے بیٹھ گئے۔ دونوں آدمی حیران ہوئے کہ گھوڑوں کو کیا
ہو گیا ہے۔ وہ سمجھے کہ گھوڑے ڈر گئے ہیں۔ اتنی دیر میں
ماریا نے ان دونوں کو گردنوں سے دبوچ لیا۔ ماریا کی
گرفت میں اس قدر طاقت تھی کہ دونوں آدمیوں کی آنکھیں
باہر نکل آئیں۔

ماریا نے کہا:
"تمہاری سزا یہی ہے جو میں تمہیں دے رہی ہوں۔
جو آدمی دوسروں کی اولاد کو اغوا کرتا ہے اور
اسے فروخت کر دیتا ہے وہ ایک ہنستے بستے
گھر کو اجاڑ کر رکھ دیتا ہے اور تم یہی کرتے رہے
ہو۔ مگر آج کے بعد تم ایسا نہ کر سکو گے۔"
دونوں آدمی ہکا بکا ہو کر ادھر اُدھر تکنے لگے۔ ماریا نے
دونوں کو فضا میں اتنی زور سے اچھالا کہ وہ دور اُوپر
کے درختوں سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے اور ان کی ہڈیاں
چور چور ہو گئیں۔ اب ماریا نے بوریوں میں سے بے ہوش
بچوں اور لڑکی کو نکالا اور انہیں اٹھا کر ناگ اور کیپٹن کے
پاس آ گئی اور اسے سارا قصہ سنایا۔ ناگ بولا:
"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ چلو
اب ان بچوں کو ان کے ماں باپ کے حوالے
کر دیں۔"
بچے اور لڑکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ ناگ کیپٹن اور ماریا
جب ان بے ہوش بچوں کو لے کر جب گاؤں میں پہنچے
تو بچوں اور لڑکی کے ماں باپ اپنے بچوں کو زندہ دیکھ کر
خوشی سے ناچ اٹھے۔

ناگ نے کہا:

"تالاب میں کوئی مگرمچھ دیوتا نہیں تھا بلکہ ڈاکو
لوگ تھے جو تمہارے بچوں کو دوسرے شہر میں فروخت
کرنے لے جا رہے تھے۔"

پھر کیٹی نے مگرمچھ کی کھال دکھا کر کہا:

"یہ دیکھو۔ ان میں سے ایک ڈاکو یہ کھال پہن کر
تالاب میں ظاہر ہوتا تھا اور بچوں کو کھینچ کر
نیچے لے جاتا تھا۔ تالاب کے اندر ایک غار
ہے جو جنگل کے کھنڈر میں جا نکلتا ہے۔ تمہارے
بچوں کو انہوں نے اس کھنڈر میں چھپا رکھا تھا۔
ہم انہیں وہاں سے نکال کر لائے ہیں۔"

گاؤں کا زمیندار بھی بہت متاثر ہوا۔ انہوں نے
اور کیٹی کی خوب آؤ بھگت کی۔ انہیں تازہ دم گھوڑے
دیئے اور پھر ناگ کیٹی اور ماریا موریطان کے شہر کی
روانہ ہو گئے۔ کیونکہ ماریا کا کہنا تھا کہ اصل چوروں کا
اور بردہ فروش گرداخ تو موریطان میں بیٹھا ہے اس
کرنا بہت ضروری ہے تاکہ پھر کسی ماں باپ کا کوئی
اغوا نہ ہو سکے۔ موریطان میں ماریا کو معلوم تھا کہ بردہ
کے سردار گرداخ کا مکان کہاں ہے، کیونکہ اس نے غا

بچے اغوا کرنے والوں کو آپس میں باتیں کرتے سن لیا
تھا۔ کیٹی ناگ اور ماریا سیدھے موریطان شہر کی ایک سرائے
میں جا کر اتر گئے۔

اس شہر کے بڑے مندر میں عنبر بیل کا بت بنا موجود
تھا اور اسی مندر کے تہہ خانوں میں جولی سانگ اور تھوسیانگ
بے ہوش پڑے تھے۔ سرائے میں اترنے کے بعد ناگ
نے کہا:

"میں گرداخ بردہ فروش کے ہاں جاتا ہوں اور معلوم
کرتا ہوں کہ اس نے لڑکوں اور لڑکیوں کو اغوا
کر کے کہاں رکھا ہوا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"وہ تمہیں ایسے تو کبھی نہیں بتائے گا۔"

کیٹی بولی: "اس کے لئے کوئی چال چلنی ہو گی۔"

ناگ مسکرایا کہنے لگا:

"میں اسے کہوں گا کہ مجھے تمہارے مگرمچھ والے
دوستوں نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ وہ مال لے
کر دو ایک روز میں پہنچنے والے ہیں یہ نشانی
اسے بتائی تو وہ مجھ پر اعتبار کرے گا۔"

کیٹی اور ماریا نے اس چال کو پسند کیا۔

ماریا کہنے لگی:

"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

ناگ نے کہا:

"تمہارے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ بہتر ہے تم کیٹی کے پاس رہو۔ میں تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔"

یہ طے کر کے ناگ گرداخ بردہ فروش کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا مکان شہر کے پہلے دروازے والی گلی کے نکڑ پر تھا۔ ناگ نے مکان کے باہر چوکیدار سے پوچھا کہ کیا گرداخ کا گھر یہی ہے؟ چوکیدار بولا:

"یہی گرداخ سوداگر کا مکان ہے۔ مگر تم کوئی جوہری ہو کیا؟ کیوں کہ ہمارا مالک تو ہیروں کا کام کرتا ہے۔"

ناگ بولا: "ہاں میں بھی جوہری ہوں اور ملک شام سے آیا ہوں تم اندر جا کر خبر کرو۔"

چوکیدار نے اندر جا کر گرداخ کو خبر کی تو اس نے ناگ کو بلا لیا۔ ناگ اس کے سامنے گیا تو گرداخ نے اسے سر سے لے کر پاؤں تک گھور کر دیکھا اور پھر پوچھا:

"تم مجھے ہیروں کے تاجر نہیں لگتے۔ کون ہو تم؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"مجھے پچھلے گاؤں میں جو تمہارے دوست مگرمچھ والے رہتے ہیں انہوں نے بھیجا ہے۔"

مگرمچھ کا نام سن کر گرداخ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اس کے ان آدمیوں کا بھیجا ہوا بندہ ہے۔ اس نے ناگ کو تخت پر بٹھایا اور اس کے لئے شربت منگوایا۔ ناگ شربت پی چکا تو گرداخ نے کہا:

"اب بتاؤ انہوں نے تمہیں کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ میں ان کے مال کا انتظار کر رہا ہوں اور وہ پیغام بھیج رہے ہیں۔ آخر کیا بات ہے۔ وہ دیر کیوں کر رہے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"جناب بات یہ ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں کے چھوٹے بچے ختم ہو گئے ہیں۔ وہ تو ہم نے سب کے سب اغوا کر کے آگے بھیج دیئے ہیں اب صرف نوجوان لڑکیاں ہی رہ گئی ہیں۔"

گرداخ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا:

"تو نوجوان لڑکیاں کیوں نہیں اغوا کر کے بھیجتے۔ ان کی زیادہ قیمت پڑتی ہے۔ مجھے ان کی زیادہ ضرورت

ہے۔ ابھی کل ہی شغالہ خالہ کا آدمی آیا تھا کہ
اسے سوڈان کے بادشاہ کے حرم میں داخل کرنے
کے لیے سات لڑکیوں کی ضرورت ہے۔"
ناگ بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا کہ اس کی
کسی بات سے گرداخ کو شک نہ پڑ جائے۔ وہ بولا:
"شغالہ خالہ کو آپ مجھ سے ملوا دیں۔ میں آپ کی
طرف سے لڑکیاں لے کر اس کے پاس پہنچ جاؤں گا
آپ مجھے کوئی منافع نہ دیں۔ مجھے آپ کا کام کرکے
خوشی ہوگی۔"
گرداخ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا:
"اگر تم میرے لئے کام کرنے پر تیار ہو جاؤ۔ تو میں
تمہیں ہر پھیرے پر ایک سو سونے کے سکے دوں گا
بولو تمہیں منظور ہے؟"
ناگ نے فوراً کہا:
"مجھے منظور ہے۔"
گرداخ بولا: "تو پھر آج ہی میرے ساتھ شغالہ خالہ
کے ہاں چلو۔ وہ اسی شہر میں رہتی ہے۔ سوڈان
سے وہ کل آئی ہے۔ میں بہت مصروف آدمی ہوں
مجھے مصر کے لئے بھی غلام اور کنیزیں خرید کر فروخت

کرنی ہوتی ہیں۔ اگر سوڈان کا مال تم میری طرف سے
پہنچا دو تو میرا کام ہلکا ہو جائے گا۔"
ناگ سمجھ گیا کہ یہ جو شغالہ خالہ ہے یہ پوری شیطان کی
خالہ ہے اور اس کے ذریعے غریب لوگوں کی بچیاں اغوا
ہو کر آگے فروخت کی جاتی ہیں۔
ناگ نے کہا:
"مجھے آپ رقعہ دے کر شغالہ خالہ کے ہاں بھجوا
دیں۔ آپ کو خود جانے کی کیا ضرورت ہے؟"
کیونکہ ناگ کو گرداخ کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا
کہ گرداخ کے پاس اس وقت کوئی اغوا کیا ہوا لڑکا یا لڑکی
نہیں ہے اور شغالہ کے پاس اس وقت بھی دو لڑکیاں موجود
تھیں اور اسے مزید پانچ لڑکیوں کی ضرورت تھی۔ وہ بہت
جلد سوڈان کے بادشاہ کے دربار میں انہیں بیچنا چاہتی تھی۔
گرداخ بولا: "یہ ٹھیک ہے۔ تم اپنے ہی آدمی
ہو۔ تم سے ہماری کوئی چوری نہیں ہے۔ میں تمہیں
اپنا خط لکھ دیتا ہوں۔ یہ تم شغالہ خالہ کو جا کر
دے دینا اور پھر پرسوں تک تمہیں پانچ لڑکیاں
لا کر اس کو دے دینی ہوں گی۔"
ناگ نے کہا:

"کیوں نہیں۔ یہ تو میرا فرض ہے۔ میں کل ہی
واپس روانہ ہو جاؤں گا اور گاؤں کی پانچ خوبصورت
لڑکیاں اغوا کر کے شغالہ خالہ کو پہنچا دوں گا"
"شاباش" گرداخ نے ناگ کے کاندھے کو تھپتھپا
ہوئے کہا:
"تم بڑے ذہین اور قابلِ اعتبار نوجوان ہو۔ اگر
پہلے تم ایسا آدمی میرے ساتھ ہوتا تو آج مجھے
اتنی مصیبتیں نہ اٹھانی پڑتیں۔ خیر اب بھی کچھ نہیں
بگڑا۔ تم خالہ کو مال دے کر میرے پاس آ جانا۔
میں تمہیں ایک اور گاؤں بتاؤں گا۔ وہاں بڑے
غریب لوگ رہتے ہیں۔ ان کے ہاں سے بھی
دو تین لڑکیاں بے ہوش کر کے اغوا کر لینا۔ باقی
سب ٹھیک ہو جائے گا۔"
ناگ نے دل میں کہا:
"تمہیں تو ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ ہمیشہ یاد کرو گے۔"
اوپر سے بولا:
"ٹھیک ہے گرداخ! میں ویسے ہی کروں گا جیسے
تم حکم کرو گے۔ میرے لیے کسی لڑکی کو اغوا کر کے
لانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔"

اس کے بعد گرداخ نے شغالہ خالہ کے نام ایک
پرچہ لکھ کر نیچے اپنی مہر لگائی اور ناگ کے حوالے کرتے
ہوئے کہا:
"شغالہ کو میرا آداب عرض کہنا اور یہ خط دے دینا۔"
ناگ نے گرداخ سے شغالہ خالہ کے گھر کا پتہ معلوم کیا
اور گھوڑے پر بیٹھ کر اس کے مکان کی طرف چل دیا۔ شغالہ
خالہ کا مکان شہر سے تھوڑا باہر کھلے کھیتوں کے قریب تھا۔
دن کے وقت بھی مکان کی دیواروں پر نسواری سا اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ سارے مکان پر نحوست برس رہی تھی جو لوگ
گناہ کا کاروبار کرتے ہیں اور حلال کی روزی نہیں کماتے خداوند
کریم ان کی روزی سے برکت اٹھا دیتا ہے۔ ان کے گناہوں
کی سزا حشر کے روز تو انہیں ضرور مل کر رہے گی مگر دنیا
میں بھی وہ منحوس ہو جاتے ہیں۔ اور جو روپیہ وہ ناجائز
طور پر دوسرے لوگوں کو دکھ دے کر کماتے ہیں وہ بھی ان
کے کام نہیں آتا اور وہ طرح طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں
میں الجھے رہتے ہیں اور ایسے ہی کسی روز بیٹھے بیٹھے مر
جاتے ہیں۔ شغالہ کے چہرے پر بھی نحوست برس رہی تھی۔ کیونکہ
وہ ماؤں کے جگر کے ٹکڑے اغوا کر کے آگے بیچ دیتی تھی
جو بہت بڑا گناہ ہے اور جس سے پوری ایک نسل تباہ

کر دی جاتی ہے۔

ناگ نے شغالہ کو گرداخ کا مہر والا خط دیا۔ اس نے خط کو غور سے پڑھا۔ پھر غور سے ناگ کو دیکھا پھر پوچھا:

"تم کب تک مجھے پانچ لڑکیاں اغوا کر کے دے سکتے ہو؟"

ناگ نے بڑا چالاک بردہ فروش بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"میں تو کل ہی تمہیں پانچ لڑکیاں لا کر دے سکتا ہوں خالہ گر مجھے یہ بتاؤ کہ کس قسم کی اور کتنی عمر کی لڑکیاں تمہیں چاہیئے۔"

شغالہ خالہ نے کہا:

"یہی کوئی اٹھارہ انیس برس کے درمیان۔"

ناگ نے تیر نشانے پر لگانے کی کوشش کی اور کہا:

"شغالہ اگر تم مجھے کوئی اغوا کی ہوئی لڑکی دکھا دو تو مجھے لڑکیاں اغوا کرنے میں آسانی ہو گی۔"

شغالہ خالہ بولی:

"ٹھیک ہے۔ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں موجود ہیں جن کو میں سوڈان سے اغوا کر کے لائی ہوں اور انہیں بابل لے جانا ہے۔ آؤ

تمہیں دکھاتی ہوں۔"

شغالہ ناگ کو دوسرے کمرے میں سے گذار کر تہہ خانے میں لے گئی۔ وہاں ایک چراغ جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں ناگ نے دو سیاہ فام لڑکیوں کو دیکھا جو دیوار کے ساتھ لگی سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔ ان کے چہروں پر خوف اور دہشت تھی۔

شغالہ نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"بس اس عمر کی لڑکیاں چاہئیں مجھے۔ اس عمر کی لڑکیاں اچھی ملازمہ اور کنیزیں بنتی ہیں۔"

ناگ کو ان لڑکیوں پر بے حد ترس آیا۔ نہ جانے کس ماں باپ کے دلوں کی دھڑکنیں تھیں یہ دو بچیاں کہ یہ شیطان کی خالہ شغالہ انہیں اغوا کر کے لے آئی تھی۔

ناگ تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ بولا:

"خالہ! اور لڑکیاں بھی ہیں تمہارے پاس؟"

شغالہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"اس لئے کہ کیوں نہ ہم دونوں اپنا الگ کاروبار شروع کر دیں۔ میں تمہیں جتنی کہو گی لڑکیاں اور

لڑکے اغوا کر کے لا دیا کروں گا"۔
شغالہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر کہنے لگی:
"اس وقت میرے پاس صرف یہ دو ہی لڑکیاں
ہیں۔ باقی پانچ تم لا کر دو گے۔ اس کے بعد
میں تم سے مل کر کاروبار شروع کر دوں گی۔
مگر میں زیادہ منافع نہ دے سکوں گی"۔
ناگ نے ہنستے ہوئے کہا:
"خالہ مجھے زیادہ منافع نہیں چاہیے۔ اچھا اب میں
جاتا ہوں۔ کل لاؤں گا لڑکیاں"۔
شغالہ خالہ نے تاکید کی کہ کل شام ہونے سے پہلے پہلے
آ جانا۔ ناگ الوداع کہہ کر مکان سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے
ہی وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ گلی میں اس وقت
کوئی آدمی نہیں تھا۔ کچھ دور ایک مکان کے باہر ناگ کا
گھوڑا کھڑا تھا۔ ناگ نے جب دیکھا کہ گلی خالی ہے تو
اس نے سانس اوپر کھینچا اور سانپ بن کر مکان کی ڈیوڑھی
میں داخل ہو گیا۔ وہ ڈیوڑھی میں سے رینگتا ہوا دوسری طرف
آ گیا۔ یہاں اس نے شغالہ کو دیکھا کہ وہ ایک تھیلی کھولے
سونے کے سکے گن رہی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا تہہ خانے کی
طرف چلا آیا۔ تہہ خانے کے دروازے پر آ کر وہ رینگتا ہوا

ایک سوراخ میں سے تہہ خانے میں آ گیا اور آتے ہی سنون
کی اوٹ میں انسانی شکل اختیار کر لی۔
دونوں حبشی لڑکیاں سہمی ہوئی سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ انہوں
نے اپنے سامنے اسی آدمی کو دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے شغالہ
کے ساتھ آیا تھا۔ وہ اور زیادہ ڈر گئیں۔
ناگ نے ان کی حبشی زبان میں کہا:
"مجھ سے ڈرو نہیں۔ میں تمہارا بھائی ہوں اور تمہیں
یہاں سے نکال کر تمہارے گھر لے جانے آیا ہوں"۔
لڑکیوں نے اپنی زبان میں ناگ کو بولتے دیکھا تو کچھ حوصلہ
ہوا۔ ایک لڑکی نے پھر بھی ڈرتے ڈرتے کہا:
"تم۔ تم بھی ہمیں دھوکہ تو نہیں دو گے؟"
ناگ نے کہا: "نہیں۔ میں تمہیں دھوکا دینے نہیں
آیا۔ میرا نام ناگ ہے۔ میں صرف تمہیں یہاں سے
نکال کر تمہارے گھر پہنچانے آیا ہوں"۔
دوسری لڑکی رونے لگ پڑی اور ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔
"ناگ بھیا! ہمیں ہمارے ماں باپ کے پاس پہنچا
دے ہمارے ماں باپ رو رو کر مر جائیں گے"۔
اور دونوں لڑکیاں آہستہ آہستہ رونے لگیں۔
ناگ نے کہا:

"خاموش رہو اور جیسے میں کہوں ویسے ہی کرنا۔ میرے پاس ایک جادو ہے۔ میں اس جادو کے ذریعے تمہیں یہاں سے نکالوں گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ اندھیرے میں ناگ سانپ بن کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

O

سانپ کی پھنکار

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا شغالہ کے کمرے میں آگیا۔

شغالہ خالہ کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ وہ تخت پر بیٹھی سونے کے سکے گن کر تھیلی میں بند کر رہی تھی کہ ناگ ایک پھنکار مار کر اس کے سامنے تخت پر آکر پھن کو لہرانے لگا۔ شغالہ کا تو رنگ اُڑ گیا۔ ہاتھ سے تھیلی گر گئی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔ ہونٹ کانپنے لگے۔ موت کے خوف سے چہرہ زرد ہو گیا۔ ناگ کو خوب معلوم تھا کہ یہ عورت اگر زندہ رہی تو نہ جانے اور کتنی بے گناہ لڑکیوں اور بچوں کی زندگی تباہ کرے گی مگر وہ اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے خوف زدہ کر کے اس سے وعدہ لینا چاہتا تھا کہ آئندہ سے وہ ایسا گناہ کا کام نہیں کرے گی اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہے۔ چنانچہ ناگ ایک منٹ تک اس کے

سامنے سانپ کی شکل میں پھنکارتا رہا۔ پھر ایک دم سے
انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ شغالہ نے اسے دیکھتے
ہی پہچان لیا۔ مگر وہ اس قدر ڈری ہوئی تھی کہ اس سے
بات نہیں ہوتی تھی۔

ناگ نے کہا:

"اب تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہو گا کہ
میں کون ہوں؟ ہاں میں ناگ دیوتا ہوں۔ دنیا
کے سارے سانپوں کا دیوتا۔ میں جہاں چاہے جا
سکتا ہوں اور جو شکل چاہے بدل سکتا ہوں۔ میں اگر
چاہتا تو تمہیں ڈس کر ایک پل میں ہلاک کر
دیتا مگر میں نے اس لئے تمہیں نہیں مارا کہ مجھ
سے وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کو
اغوا کر کے آگے فروخت نہیں کرو گی۔ کیا تم وعدہ
کرتی ہو شغالہ؟"

شغالہ نے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیا اور بولی:
میں دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی کسی
لڑکی یا لڑکے کو اغوا نہیں کروں گی۔ ناگ دیوتا!
میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آئندہ سے یہ مکروہ کام
کبھی نہیں کروں گی۔"

گی نے بھولپنے میں شغالہ کے آگے اپنا آپ ظاہر کر
تھا۔ حالانکہ انسان کو کبھی کسی اجنبی کو اپنے دل کا راز
نہیں بتانا چاہیے۔ انسان اپنے دل کا راز کھول کر پریشان
ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ ناگ
کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب اس نے شغالہ کو بتایا کہ
میں ناگ دیوتا ہوں تو وہ اندر سے چونک پڑی۔ وہ
شروع ہی سے ناگ دیوتا کے بارے میں سنتی آئی تھی
مگر اس نے ناگ دیوتا کو دیکھا کبھی نہیں تھا۔ شغالہ کا
ایک حبشی ساتھی سوڈان کی پہاڑیوں میں رہتا تھا۔ وہ
ایک مدت سے ملکہ صبا کے خفیہ خزانے کی تلاش کے لئے
کوششیں کر رہا تھا مگر اسے ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی
تھی۔ اس حبشی کا نام بالم تھا۔ بالم نے ایک بار شغالہ
کو بتایا تھا کہ ملکہ صبا کا خزانہ سوڈان کی پہاڑیوں میں ہی
کسی جگہ دفن ہے مگر اس کا علم سوائے ناگ دیوتا کے
اور کسی سانپ کو نہیں ہے۔ اگر ہم کسی طریقے سے ناگ
دیوتا کو اپنے قابو میں کر لیں تو ہم ملکہ صبا کا قیمتی خزانہ حاصل
کر سکتے ہیں۔ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ ہماری نسلوں کو کام
کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ان کی سات پشتیں
عیش کریں گی۔

اب جب شغالہ خالہ پر یہ بھید کھلا کہ یہی شخص ناگ
دیوتا ہے تو اسے بے حد خوشی ہوئی مگر اس نے اپنی
خوشی کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس نے خود ناگ کو سانپ
کے روپ سے انسانی شکل میں آتے دیکھ لیا تھا۔ اب
اسے کیسے یقین نہ ہوتا کہ یہی ناگ دیوتا ہے؟ شغالہ
خالہ نے بڑی عیاری سے ناگ کے آگے ہاتھ باندھ
لئے اور بولی:

"ناگ بیٹا! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں
مگر میری ایک خواہش ہے۔ کیا تم وہ خواہش
پوری کر دو گے؟"

ناگ نے کہا:

"بولو تمہاری کیا خواہش ہے؟"

شغالہ خالہ نے کہا:

"میری خواہش ہے کہ میں تمہارے ساتھ اپنی
والدہ کی قبر پر جا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگوں
اور ماں کی قبر کے آگے تمہارے ساتھ وعدہ کروں
کہ میں پھر کبھی گناہ نہیں کروں گی۔ کیا تم مجھے میری
ماں کی قبر پر لے چلو گے ناگ دیوتا؟"

ناگ نے پوچھا:

"تمہاری والدہ کی قبر کہاں ہے؟"

شغالہ بولی: "وہ سوڈان کے ایک پہاڑی علاقے میں ہے۔"

ناگ چونکہ شغالہ کو نیکی کے راستے پر لانا چاہتا تھا اس
لئے اس کے ساتھ سوڈان جانے پر راضی ہو گیا اور بولا:

"یہ دو لڑکیاں بھی سوڈان کی ہیں۔ ہم آج شام کو
انہیں بھی ساتھ لے کر ملک سوڈان کی طرف روانہ
ہو جاتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی میری ایک بہن
ہے کیٹی اس کا نام ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ
ہی جائے گی۔"

شغالہ کا فوراً ماتھا ٹھنکا کہ یہ ناگ دیوتا کی بہن بیچ
میں کہاں سے آ گئی۔ اگر اس کی بہن ساتھ ہوئی تو ہو
سکتا ہے ناگ دیوتا کو قابو کرنے میں دشواری ہو۔ فوراً
اس نے روتے ہوئے کہا:

"ناگ دیوتا! بیٹا! میں اپنی ماں کی قبر پر صرف
تمہیں ساتھ لے کر جانا چاہتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو
تو میرے ساتھ اکیلے ہی چلو۔ یہ میری بہتر زندگی اور
نیک مستقبل کا سوال ہے۔"

ناگ نے سوچا کہ اگر اس کے اکیلے جانے سے ایک
عورت کی زندگی بہتر ہو سکتی ہے تو اس میں حرج کی کوئی

بات نہیں۔ اس نے شغالہ سے وعدہ کر لیا کہ وہ اکیلا
ہی اس کے ساتھ جائے گا۔ واپس آ کر ناگ نے کیٹی اور
ماریا سے بات کی اور کہا کہ وہ شغالہ کی ماں کی قبر سے
ہو کر اور دونوں حبشی لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کے
پاس پہنچا کر سوڈان سے دو دنوں ہی میں واپس آ
جائے گا۔ کیوں کہ سوڈان وہاں سے صرف ایک دن کے
سفر پر تھا۔ پہلے تو کیٹی اور ماریا نہ مانی۔ ماریا نے کہا کہ
وہ اس کے ساتھ جائے گی۔ ناگ بولا:

"میں نہیں چاہتا کہ کیٹی یہاں اکیلی رہ جائے۔
تمہیں کیٹی کے ساتھ رہنا چاہیے۔ میں اپنی حفاظت
کر سکتا ہوں اور پھر دو ایک دن کی تو بات
ہے۔ میں پرسوں تک واپس آ جاؤں گا۔ یہ ایک
عورت کو نیکی کی راہ پر ڈالنے اور دو معصوم
حبشی لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کے پاس پہنچانے
کا معاملہ نہ ہوتا تو میں کبھی نہ جاتا۔"

اسی روز شام کو ناگ نے شغالہ اور دونوں حبشی
لڑکیوں کو ساتھ لیا اور تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر
سوڈان کی طرف سفر شروع کر دیا۔ رات انہوں نے سفر میں
گذار دی۔ دوسرے دن تھوڑا آرام کیا اور پھر دن کے دس

بجے کے قریب وہ سوڈان میں پہنچ گئے۔ ناگ نے سب
سے پہلا کام یہ کیا کہ دونوں حبشی لڑکیوں کو ان کے
ماں باپ کے پاس پہنچایا۔ پھر شغالہ اسے لے کر کارداں
سرائے میں اُتر گئی اور ناگ سے کہنے لگی:

"تم یہاں آرام کرو۔ میں بازار جا کر کچھ کھانے
پینے کو لاتی ہوں۔ ہم یہاں کھانا کھا کر قبرستان
چلیں گے۔"

ناگ کے دل میں ابھی تک ذرا سا بھی شک پیدا نہیں
ہوا تھا کہ یہ عورت اس کے ساتھ فریب کر رہی ہے۔
وہ سرائے میں ہی بیٹھا رہا۔ اس شہر میں آتے ہی ناگ
نے فضا میں سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں عنبر اور تھیوسنگ
کی خوشبو بالکل نہیں تھی۔ پھر بھی شغالہ کے جانے کے
بعد وہ شہر میں ان کی تلاش میں نکل گیا۔ دوسری طرف شغالہ
سیدھی سوڈان کے شہر کے باہر پہاڑیوں میں اپنے حبشی ساتھی
بالم کے مکان پر پہنچ گئی۔ اس زمانے میں سوڈان کے شہر
کا نام بھی سوڈان ہی تھا۔ آج کل تو اس کے دارالحکومت
کا نام خرطوم ہے۔ مگر اس زمانے میں اسے سوڈان کے
نام ہی سے پکارا جاتا تھا۔

حبشی بالم نے شغالہ کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا:

شغالہ! تم کہاں سے اچانک آ گئی ہو۔ ضرور
میرے لئے کوئی خوش خبری لائی ہو گی۔"
شغالہ نے بیٹھتے ہوئے کہا:
"بالم! میں تمہارے لئے ایک ایسی خبر لائی ہوں
کہ جس کو سننے کے لئے تم ایک مدت سے
ترس رہے تھے۔"
بالم شغالہ کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور بولا:
"شغالہ! کیا تمہیں ملکہ صبا کے خزانے کا نقشہ
مل گیا ہے؟"
شغالہ نے کہا:
"نقشے سے بڑھ کر مجھے ناگ دیوتا مل گیا ہے
جو تمہیں خود ملکہ صبا کے خزانے کے پاس لے
جائے گا۔"
حبشی بالم اچھل پڑا۔ "کیا تم سچ کہہ رہی ہو
شغالہ؟"
"کیوں نہیں؟" مکار عورت نے کہا: "ناگ
دیوتا اس وقت انسانی شکل میں میرے ساتھ
ہے اور سرائے میں بیٹھا ہے۔ میں اسے ایک
خاص بہانے سے گھیر کر لائی ہوں۔" پھر شغالہ

نے حبشی بالم کو ساری بات بیان کر دی:
"اب یہ تمہارا کام ہے کہ ناگ دیوتا سے
ملکہ صبا کے خزانے کا کیسے پتہ چلایا جائے کیونکہ
وہ بڑی زبردست طاقت رکھتا ہے۔"
بالم نے پوچھا:
"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہی ناگ دیوتا ہے؟"
شغالہ بولی: "اس نے میرے سامنے سانپ سے
انسانی شکل تبدیل کی تھی۔ میں تو دنگ رہ گئی۔
پھر اس نے خود ہی بتایا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔"
حبشی بالم بے چینی سے ٹہلنے لگا۔
شغالہ نے کہا:
"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے جلدی
اس کے پاس واپس جانا ہے۔ میں اسے زیادہ سے
زیادہ آج کا دن سرائے میں ٹھہرا سکتی ہوں۔ میں
دوپہر کے بعد پھر تمہارے پاس آؤں گی۔ اس
دوران میں تم ناگ کو اپنے قبضے میں کرنے کا کوئی
طریقہ سوچ رکھنا۔"
یہ کہہ کر شغالہ چلی گئی۔ وہ سیدھی سوڈان کے بازار میں
گئی۔ وہاں سے اس نے کچھ بھُنی ہوئی مچھلی اور پھل خریدے

اور سرائے میں آ گئے۔ ناگ شہر کی آوارہ گردی کر کے واپس
آ چکا تھا۔ شغالہ نے پھل اور مچھلی دسترخوان پر سجا دی
اور کہا:

"کھانا کھانے کے بعد ہم قبرستان جائیں گے۔ میری
ماں کی روح میرے انتظار میں ضرور بے چین ہو
رہی ہو گی۔"

پھر وہ نقلی آنسو بہانے لگی اور بولی کہ مجھے اپنی ماں
سے بڑی محبت تھی۔ وہ مجھے خواب میں بھی آیا کرتی ہے۔
ناگ نے اس کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا۔ شغالہ کا دل
رکھنے کے لئے تھوڑی سی مچھلی کھائی اور بولا:

"چلو۔ قبرستان لے چلو مجھے۔ میں چاہتا ہوں کہ
شام ہونے تک میں واپس روانہ ہو جاؤں۔"

شغالہ ناگ کو سوڈان کے پرانے قبرستان میں لے گئی۔
وہاں یونہی ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے رونے لگی
اور بولی:

"یہی میری پیاری ماں کی قبر ہے۔"
اور وہ اداکاری کرتے ہوئے قبر کے ساتھ لپٹ کر
لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور بولا:

"اب جلدی سے ماں کی قبر کے پاس کھڑی ہو کر

مجھ سے عہد کرو کہ تم آئندہ کبھی گناہ نہیں
کرو گی۔ کبھی کسی بچے یا بچی کو اغوا نہیں کرو گی
اور اسے فروخت نہیں کرو گی۔"

شغالہ کو وعدہ کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس
نے ایک ہاتھ قبر پر رکھ دیا اور بولی:

"میں اپنی ماں کی قبر پر تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ
آئندہ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کو اغوا کر کے فروخت
نہیں کروں گی۔"

یہ فقرہ شغالہ نے تین بار دہرایا اور ناگ کی طرف
دیکھ کر بولی:

"اب میرے دل کو سکون آ گیا ہے۔ مجھے یقین
ہے کہ میری ماں کی روح کو بھی سکون مل گیا ہو گا
آؤ واپس شہر چلتے ہیں۔ میں تمہیں اس شہر کی سب
بڑی جھیل کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

ناگ نے دن ڈھلتے ہی سوڈان سے رخصت ہو جانے
کا پروگرام طے کر رکھا تھا۔ وہ شغالہ کے ساتھ جھیل کی
سیر کرنے چل دیا۔ دوسری طرف حبشی بالم گھبرایا ہوا اپنے
ایک سپیرے استاد کے پاس گیا اور بولا:

"استاد! مجھے ایک ایسے سانپ کو قابو میں کرنا

ہے جو سانپوں کا بادشاہ ہے۔ مجھے کوئی
ترکیب بتاؤ۔"
سپیرا اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا:
"مجھے اصل بات بتا دو۔ پھر میں تمہاری ہر
طرح سے مدد کروں گا۔ ورنہ تم کسی بھی سانپ
کو قابو نہیں کر سکو گے۔"
حبشی بالم نے سوچا کہ ملکہ صبا کا بہت بڑا خزانہ
ہے۔ اگر استاد سپیرے کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے
تو خزانے میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ اس نے استاد سپیرے
کو ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ استاد سپیرے نے جب
اصل بات سنی تو چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ بولا:
"بالم! تم نے تو کمال کر دیا۔ ناگ دیوتا تو کبھی
کسی پہ اپنا آپ ظاہر نہیں کرتا۔ اب میں
تم سے سودا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے وعدہ
کرو کہ ملکہ صبا کے خزانے کا تیسرا حصہ تم مجھے دے
دو گے تو میں ناگ دیوتا کو قابو کرنے کا طریقہ تمہیں
بتا دوں گا۔ بلکہ تمہارے سامنے ناگ دیوتا کو ایسا قبضے
میں کروں گا کہ وہ خود بخود ہمیں خزانے کا پتہ
بتا دے گا۔"

بالم نے اس تشویش کا اظہار کیا:
"مگر استاد! کیا تمہیں یقین ہے کہ ناگ دیوتا کو
تم اپنا غلام بنا سکو گے؟"
استاد سپیرا ہنس کر کہنے لگا:
"بالم! یاد رکھو۔ انسان کی عقل کا کوئی جانور
کوئی درندہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے پاس ایک
ایسا منتر ہے کہ جب میں پڑھ کر ناگ دیوتا پر
پھونکوں گا تو تم دیکھنا کہ اس کا کیا حال ہوتا
ہے۔ اب تم کسی طرح اسے میرے جھونپڑے
میں لے آؤ۔"
بالم نے کہا:
"میں شام ہونے سے پہلے پہلے ناگ دیوتا کو تمہارے
پاس بھجوا دوں گا۔ اسے شغالہ لے کر آئے
گی میں اس کے پیچھے پیچھے ہوں گا۔ تم اپنے
منتر کو تیار رکھنا۔"
یہ کہہ کر حبشی بالم وہاں سے نکل کر سیدھا اس سرائے
میں پہنچا جہاں شغالہ ناگ کے ساتھ اتری ہوئی تھی۔ وہ
فقیر کے بھیس میں تھا۔ شغالہ نے اسے پہچان لیا اور کسی
بہانے اس کے پاس آ گئی۔ بالم نے اسے ساری سکیم سمجھا

دی اور کہا:

"اب تمہارا کام ہے کہ تم کسی طریقے سے ناگ دیوتا کو استاد سپیرے کے پاس لے چلو۔ تم استاد سپیرے کی جھونپڑی سے واقف ہو ناں؟"

"ہاں میں نے اس کا جھونپڑا دیکھ رکھا ہے۔" شغالہ نے کہا۔

تھوڑا سا غور کرنے کے بعد بولی:

"تم استاد سپیرے سے جا کر کہہ دو کہ میں ناگ دیوتا کو لے کر ایک گھنٹے بعد پہنچ رہی ہوں۔"

بالم تیزی سے واپس چلا گیا۔

ناگ کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور پوچھنے لگا:

"کون تھا یہ شغالہ؟"

شغالہ نے آنسو بھر کر کہا:

"کیا بتاؤں ناگ دیوتا! یہ ایک فقیر تھا۔ یہاں کے فقیر روحوں سے باتیں کر لیتے ہیں۔ وہ مجھے بتا کر گیا ہے کہ میری ماں کی روح اس کے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ شغالہ سے کہو کہ جنگل میں گورو ناتھن کے جھونپڑے میں جا کر اس

کے آگے ناریل کا نذرانہ پیش کرے۔ اس کا دیا ہوا ناریل میرے پاس پہنچ جائے گا۔"

ناگ ان باتوں پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا مگر اس نے شغالہ کا دل رکھنے کے لئے حامی بھر لی اور شغالہ کے ساتھ گورو ناتھن کے ڈیرے پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ شغالہ ناگ کو لے کر دوپہر کے بعد جنگل میں استاد سپیرے کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے جاتے ہی استاد سپیرے کو ہاتھ باندھ کر کہا:

"مہاراج گورو ناتھن! میں ناریل کا نذرانہ پیش کرنے آئی ہوں۔ یہ ناریل میری ماں کی روح کو پہنچا دیں۔"

اور شغالہ نے ناریل اس کے آگے رکھ دیا۔ استاد سپیرا شغالہ کو جانتا تھا۔ اس نے ایک نظر ناگ پر ڈالی۔ فوراً اس کی آنکھوں کے رنگ روپ سے سمجھ گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ اس نے منتر دل ہی دل میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ شغالہ کی طرف دیکھ کر بولا:

"یہ کون ہے جس کو تم اپنے ساتھ لائی ہو؟"

شغالہ نے عاجزی سے کہا:

"گورو جی! یہ میرا بھائی ہے۔ مجھے جنگل میں اکیلی آتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا اس لئے لے

اپنے ساتھ لے آئی ہوں۔"
اُستاد سپیرے نے کہا:
"تمہیں اکیلی آنا چاہیے تھا۔ اب اپنے اس بھائی
کو کہو کہ تمہارے ساتھ آنکھیں بند کر کے خاموش
بیٹھ جائے۔ میں تمہاری والدہ کی روح کو بلاتا ہوں۔"
ناگ کو یہ سب فضول معلوم ہو رہا تھا مگر محض
شغالہ کا دل رکھنے کے لئے وہ خاموش رہا اور آنکھیں
بند کر کے شغالہ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ شغالہ نے آنکھیں
ذرا سی کھول کر استاد سپیرے کو اشارہ کیا کہ یہی ناگ دیوتا
ہے۔ استاد سپیرے نے اسے آنکھ مار کر یہ اشارہ دیا کہ
میں سمجھ گیا ہوں تم فکر نہ کرو۔ اور استاد سپیرے نے دل
ہی دل میں ناگ دیوتا کو قبضے میں کرنے والا سب سے
بڑا اور سب سے گرم اور طاقتور منتر پڑھنا شروع کر دیا۔
اس نے منتر ختم کرتے ہی ناگ کے چہرے پر زور سے
پھونک ماری۔ پھونک ناگ کے چہرے پر پڑی تو اسے
یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم میں آگ لگا دی ہے۔
وہ اپنی جگہ سے پانچ چھ فٹ اوپر اچھلا اور جب نیچے
زمین پر گرا تو ایک سبز رنگ کا چھوٹا سانپ بن چکا تھا۔
استاد سپیرے نے چلا کر کہا:

"شغالہ! ہم نے ناگ دیوتا کو قبضے میں کر لیا
ہے۔"
ایک طرف جھاڑیوں میں حبشی بالم بھی یہ سارا منظر
دیکھ رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کو اچھل کر سبز سانپ
کے روپ میں بدلتے دیکھا تو فوراً جھاڑیوں سے باہر
نکل آیا۔
استاد سپیرا بولا:
"بالم! ہم کامیاب ہو گئے۔ ناگ دیوتا کو میں
نے اپنے منتر سے قابو کر لیا ہے۔ اب یہ
ہمارا غلام ہے۔ میں جو کہوں گا یہ وہی
کرے گا۔"
شغالہ اور بالم بڑے تعجب سے ناگ کو تکنے
لگے جو ایک چھوٹے سبز سانپ کی شکل میں زمین پر
کنڈلی مارے سر جھکائے بیٹھا تھا۔
استاد سپیرے نے سانپ کی طرف اشارہ کر کے کہا:
"اب اسے کچھ یاد نہیں رہا کہ یہ کون ہے
اور کہاں سے آیا ہے۔ اب یہ صرف میرا
غلام ہے۔ اس کی آنکھیں مگر روشن ہیں اور یہ
زمین کے اندر سب کچھ دیکھ رہا ہے۔"

پھر اس نے ناگ سے انسانی زبان میں کہا:
"ناگ دیوتا! تو میرا غلام ہے۔ مجھے بتا کر ملکہ
صبا نے اپنا خزانہ کس جگہ دفن کیا ہوا ہے؟
چل ہمیں وہاں لے چل۔"
ناگ نے سر جھکا دیا اور سانپ کی زبان میں بولا:
"آقا! میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"
استاد سپیرے نے خوشی سے اچھل کر کہا:
"بالم! یہ اصلی ناگ دیوتا ہے۔ یہ سانپ کی
زبان میں بات کر رہا ہے۔ میں اس کی
زبان جانتا ہوں۔"
پھر اس نے ناگ دیوتا سے کہا:
"ہمارے آگے آگے خزانے تک چل۔"
ناگ نے رینگنا شروع کر دیا۔ شغالہ، حبشی بالم اور
استاد سپیرا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ ناگ سانپ
آگے آگے جا رہا تھا۔ وہ پہاڑی راستوں سے ایک
چٹان کے قریب رک گیا۔
استاد سپیرے نے اس سے پوچھا:
"کیا خزانہ تم نے دیکھ لیا ہے؟"
ناگ سانپ بولا:

"ہاں میرے آقا! میں نے خزانہ دیکھ لیا ہے۔
جس جگہ آپ کھڑے ہیں اس کے بالکل سامنے
پانچ قدم چلنے کے بعد چٹان میں ایک غار ہے
اس غار کے اندر تہہ خانے میں ملکہ صبا کا خزانہ
موجود ہے۔"
چٹان کے غار کے آگے بھاری سِل کھڑی تھی۔ استاد
سپیرے اور بالم نے مل کر اس سِل کو ایک طرف ہٹا
دیا۔ پھر وہ اندر داخل ہونے لگے تو استاد سپیرے نے
ناگ دیوتا سے کہا:
"اندر جا کر خزانے کے سانپ کو منع کر دو کہ وہ
ہم میں سے کسی کے مقابلے پر نہ آئے نہیں
تو میں اسے بھسم کر ڈالوں گا۔"
ناگ سانپ غار میں چلا گیا۔ استاد سپیرا، بالم اور
شغالہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ غار سینکڑوں برس
سے بند تھا۔ اندر جالے لگے ہوئے تھے۔ ایک جگہ چھت
سے مسلسل پانی ٹپک رہا تھا۔ آگے جا کر انہیں ایک انسانی
ہڈیوں کا ڈھانچہ ملا۔ استاد سپیرے نے بالم کو بتایا کہ یہ
کسی ایسے بدنصیب کا ڈھانچہ ہے جو اس خزانے کی تلاش
میں یہاں آ کر پھنس گیا اور پھر اسی جگہ مر گیا۔ ناگ سانپ

ایک مٹی کی دیوار کے پاس جا کر رُک گیا۔ اس نے پھنکار مار کر
دوسری طرف خزانے کے سانپ کو آواز دے کر کہا:
"میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ جو لوگ خزانہ لینے
آ رہے ہیں ان پر حملہ مت کرنا۔ یہ تم پر منتر پھونک
کر تمہیں بھسم کر دیں گے۔"
دوسری طرف سے خزانے کے سانپ نے سوراخ میں سے
جھانک کر ناگ دیوتا کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی نے
ناگ دیوتا پر جادو کر دیا ہے۔ ورنہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا
کہ ناگ دیوتا خود لٹیروں کو خزانے کے پاس لے کر آئے۔
خزانے کے سانپ کو سخت افسوس ہوا کہ ملکہ صبا کا خزانہ
اس کے پاس سے چھین لیا جائے گا جو کہ ایک امانت ہے۔
اور جس کی وہ سینکڑوں برس سے حفاظت کر رہا ہے۔ خزانے
کے سانپ نے اس وقت ناگ دیوتا کو یہی جواب دیا کہ
ناگ دیوتا تم جو کہو گے وہی ہو گا لیکن ساتھ ہی خزانے
کے لٹیروں کو ختم کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ خزانے کے سانپ
کے پاس پرانے زمانے کے ایک سامری کا مہرہ بھی موجود
تھا جو اس کو اس لئے دیا گیا تھا کہ اگر کوئی ڈاکو چٹان
کو توڑ کر خزانے تک پہنچ جائے تو وہ اسے اس
مہرے کی مدد سے
ہلاک کر دے۔ اس مہرے

ہیت یہ تھی کہ اگر خزانے کا سانپ اس کو
منہ میں لے کر پھنکار مارے تو اس کے منہ
زہریلا شعلہ نکلے گا جو دشمن کے جسم پر پڑتے
اسے جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔ خزانے کا سانپ
ہرہ اٹھانے ہی لگا تھا کہ دیوار توڑ کر استاد
بر اور بالم اور شغالہ اندر آ گئے۔
ملکہ صبا کے خزانے کی جگمگاہٹ دیکھ کر ان کی آنکھیں
کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اتنا بڑا خزانہ
ں میں سے کسی نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ بالم اور
بر تو جواہرات اور ہیرے موتیوں کی تھیلیوں کو اچھالنے
ے۔ خزانے کا سانپ اور ناگ سانپ ایک طرف
وش بیٹھے تھے۔ خزانے کے سانپ نے بڑے ادب
ے سانپ کی خاص بولی میں جو خطرے کے وقت
سانپ بولا کرتے ہیں۔
ناگ دیوتا سے کہا:
"ناگ دیوتا! میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"
ناگ سانپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنی سُرخ
سُرخ آنکھوں سے خزانے کے سانپ کو اس طرح
گھورا جیسے اسے خاموش رہنے کا حکم دے رہا ہو۔

خزانے کا سانپ چپکا ہو رہا۔ اس کی نظریں سامری
کے مہرے پر لگی تھیں جو جواہرات کے درمیان پڑا
تھا۔ اچانک استاد سپیرے نے وہ مہرہ اٹھا لیا اور
اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا:

"یہ ضرور سلیمانی مہرہ ہے۔ یہ بڑے کام کی
چیز معلوم ہوتی ہے۔ میں اسے اپنے پاس
رکھوں گا۔"

استاد سپیرے نے سامری کا مہرہ اٹھا کر ایک
طرف اپنے قریب ہی رکھ لیا۔ خزانے کے سانپ کی
آنکھیں اس مہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

استاد سپیرے نے شغالہ سے کہا:

"ہمیں اسی وقت یہاں سے خزانے کو نکال کر
باہر لے جانا چاہیے۔"

شغالہ نے کہا:

"ہمارے پاس ایسی بوریاں نہیں ہیں جن میں
ہم ان ہزاروں جواہرات اور موتیوں کو بند
کر سکیں۔"

بالم کہنے لگا:

"تم لوگ اس جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر چار گدھے

اور دس بارہ بوریاں لے کر آتا ہوں۔ پھر
ہم اس خزانے کو یہاں سے نکال کر لے
جائیں گے۔"

یہ کہہ کر بالم چلا گیا۔ اب وہاں صرف استاد
سپیرا، ناگ سانپ اور شغالہ ہی رہ گئے۔ وہ خزانے
کی بندھی ہوئی تھیلیوں کے منہ کھول کھول کر ہیرے
موتیوں اور سونے کے زیورات کو دیکھنے لگے۔ وہ
بے حد خوش تھے۔ اتنے خوش کہ استاد سپیرا طلسمی
مہرے کو بھی بھول گیا۔ خزانے کے سانپ نے جلدی
سے مہرہ اپنے منہ میں لے لیا۔ پھر وہ رینگتا ہوا
شغالہ اور استاد سپیرے کے پیچھے آ گیا۔

پیچھے آتے ہی خزانے کے سانپ نے اپنے منہ
سے پھنکار مار کر آگ کا شعلہ نکالا اور سیدھا استاد
سپیرے اور شغالہ پر پھینک دیا۔ یہ شعلہ زہریلا بھی
تھا۔ اس کی آگ اتنی تیز تھی کہ استاد سپیرے اور
شغالہ کی ہڈیاں تک پگھل گئیں۔ استاد سپیرے کے
مرتے ہی ناگ کی یادداشت واپس آ گئی۔ اس نے
خزانے کے سانپ کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم نے بہت اچھا کیا جو ان دشمنوں کو موت

کے گھاٹ اتار دیا۔"

خزانے کے سانپ نے ناگ دیوتا کی طرف دیکھا اور
خوش ہو کر بولا:

"خدا کا شکر ہے عظیم ناگ دیوتا کہ تمہاری
یادداشت واپس آ گئی۔ کیا تم اپنا جسم تبدیل
کر سکتے ہو؟"

ناگ دیوتا نے سانس کھینچ کر چھوڑا مگر وہ سانپ
سے انسان نہ بن سکا۔ اس نے سانپ سے کوئی
پرندہ بننے کی کوشش کی مگر اس میں بھی اسے کامیابی
نہ ہوئی۔ اس نے مایوس ہو کر خزانے کے سانپ سے کہا:

"مجھ پر ابھی طلسم کا اثر باقی ہے۔ میں اپنی
جُون نہیں بدل سکتا۔ لیکن میری یادداشت واپس
آ چکی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں ناگ دیوتا
ہوں اور سورلیطان میں کیٹی اور ماریا میری
راہ دیکھ رہی ہیں۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"خدا نے چاہا تو اس طلسم کا اثر بھی ختم
ہو جائے گا۔ مگر مجھے اس حبشی کو بھی ختم
کرنا ہے جو خزانے کو لوٹنے کے لئے گدھے

اور بوریاں لینے گیا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"چلو یہاں سے باہر نکل کر اس کا انتظار کرتے
ہیں۔"

خزانے کا سانپ اور ناگ چٹان کے باہر آ کر جھاڑیوں
میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

ناگ نے پوچھا:

"چٹان کی دیوار کو پھر سے بحال بنانا ہوگا۔
کیا تم یہ کام کر سکو گے؟ میں چاہتا ہوں کہ
خزانہ محفوظ ہو جائے۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"میں علاقے کے سارے سانپوں کو بلا کر اس
دیوار کو پھر سے کھسکا کر اپنی اصلی جگہ پر
کر دوں گا۔ خزانے کا غار کا راستہ بالکل بند
ہو جائے گا۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں گدھوں کے
پاؤں کی آواز سنائی دی۔

ناگ نے کہا:

"وہ آ رہا ہے۔"

خزانے کا سانپ جھاڑی سے باہر نکل آیا۔ سامنے
سے جبشی بالم گدھوں کے ساتھ لئے چلا آ رہا تھا۔ جونہی
وہ قریب آیا خزانے کے سانپ نے اس پر آگ کا
شعلہ پھینکا۔ جبشی بالم اس شعلے میں بھسم ہو کر رہ
گیا۔ اس کی ہڈیاں تک پانی بن کر بہہ گئیں۔ خزانے
کے سانپ نے ناگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے
ساتھ اس علاقے کے بزرگ سانپ کے
پاس چلیں۔ وہ ایسی جڑی بوٹیوں سے واقف ہے
جس سے طلسم کا اثر اتر جاتا ہے۔"
ناگ نے کہا:
"ہاں۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔"
خزانے کے سانپ نے اسی وقت علاقے کے سارے
سانپوں کو بلا لیا۔ سانپوں نے ناگ دیوتا کو دیکھتے ہی
اس کی تعظیم کی اور پھر ناگ دیوتا نے انہیں حکم دیا
کہ چٹان کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹائی گئی ہے اسے دوبار
اپنی جگہ پر کر دیا جائے تاکہ خزانہ محفوظ ہو جائے۔ سانپ
دیوار کو کھسکانے میں مصروف ہو گئے اور خزانے کا سانپ
ناگ دیوتا کو لے کر بزرگ سانپ کی طرف چل پڑا۔

سانپ اسی جنگل میں ایک کھڈ کے اندر رہتا
۔ ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر وہ خود ہی غار سے
نکل آیا۔ ناگ نے دیکھا کہ بزرگ سانپ کافی بوڑھا
گیا ہے۔ ناگ نے آگے بڑھ کر بزرگ سانپ کو
سلام کیا۔ کیوں کہ ناگ بزرگوں کا ہمیشہ سے احترام
رتا آیا تھا۔ اس کا ایمان تھا کہ جو لوگ اپنے بڑوں
کی عزت کرتے ہیں۔ ان کا حکم مانتے ہیں۔ اور ان
کے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے وہی
لوگ دنیا میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔
بزرگ سانپ نے ناگ دیوتا کو دعا دی۔ خزانے
کے سانپ نے بزرگ سانپ کو بتایا کہ ناگ دیوتا
پر طلسم کا اثر ہو گیا ہے اور وہ سانپ سے کسی دوسری
شکل میں نہیں آ سکتا۔
بزرگ سانپ نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر بہت بڑا منتر پھونکا
گیا ہے۔ میرے خیال میں آپ کا ایک ہی
علاج ہے کہ آپ فوراً موریطان کے بڑے
مندر میں جائیں۔ وہاں پورے چاند کی رات
کو مندر کی چھت کے اوپر ایک سرخ رنگ

کی مکڑی آدھی رات کو آ کر رقص کرتی ہے
اس مکڑی کو پکڑ کر اگر آپ مندر کے بیل
کے بت کے پتھر کی گردن پر رکھ دیں تو
مکڑی وہیں جم جائے گی۔ پھر اس بیل کے
بت کو بغیر کسی سہارے کے چبوترے سے دس
فٹ اوپر ہوا میں لٹکا دیں۔ جونہی بیل کا
بت ہوا میں اٹھے گا آپ کے جسم میں طاقت
واپس آ جائے گی اور آپ انسان سے جو شکل
چاہیں اختیار کر سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"مگر میں بغیر سہارے کے کیسے بیل کو اٹھا
سکوں گا۔"

اچانک ناگ کو ماریا کا خیال آ گیا۔ اس نے بزرگ
سانپ کو ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ بیل کو
زمین سے سینکڑوں فٹ اوپر اٹھا سکتی ہے۔

بزرگ سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! مگر وہ بھی اسے ہاتھ سے پکڑ
کر ہی اوپر اٹھائے گی اور اس طرح سے آپ
کا طلسم نہیں ٹوٹے گا۔ آپ کو کسی ایسے آدمی

تلاش کرنا ہوگا جو بغیر کسی سہارے کے
[illegible] کے بیل کے بُت کو زمین سے چند
[illegible] اوپر ہوا میں اٹھا سکے۔ صرف ایسی
[illegible] میں ہی آپ کی طاقت آپ کے جسم
[illegible] واپس آ سکتی ہے۔"

[illegible] نے کہا:

"[illegible] میں موریطان جا کر ماریا اور کیپٹن سے مشورہ کرتا
ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

ناگ [illegible] کے لئے اب یہ بڑی مصیبت تھی کہ اسے
[illegible] بھر کے سفر کا راستہ زمین پر رینگ کر ہی طے
[illegible]
[illegible] تھا۔ پہلے تو وہ [illegible]:

"[illegible] اپنی منزل تک [illegible] رہا ہے۔ اب کیا ہوگا؟"
[illegible] اور خدا نے [illegible]
موریطان کی طرف [illegible] ضرورت نہیں کچھ نہ کچھ
[illegible] سے ہو کر رینگتے چاندنی رات میں مندر کی
[illegible] دریا مل گیا جو بڑی [illegible] گی اسے تو قابو
اس کا رخ موریطان کی طرف [illegible] یہ بہت
دریا میں چھلانگ لگا دی اور تیز
کر دیا۔ وہ آدھی رات کے بعد ہی

شہر کے باغوں اور بازاروں میں سے گذرتا ہے
جب سرائے میں پہنچا تو کیٹی اور ماریا پہلے ہی
کی خوشبو محسوس کر کے دروازے پر آ گئی تھیں۔
جب انہیں ناگ نظر نہ آیا تو کیٹی نے ماریا سے کہا:
"ماریا! کیا وجہ ہے ناگ کی خوشبو بڑی تیز
آ رہی ہے مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔"
اب ناگ سانپ کی شکل میں ان کے سامنے
آ گیا اور سانپ کی زبان میں کہا:
"کیٹی ماریا! میں سانپ کی شکل میں ہوں اور
انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ میرے ساتھ
ایک حادثہ

اچانک ناگ کو ماریا کا خیال ... ماریا کو ساری کہانی سنا
سانپ کو ماریا کے بارے میں ... نے ماریا
زمین سے سینکڑوں فٹ اوپر اٹھا
بزرگ سانپ کہنے لگا:
"عظیم ناگ دیوتا! مگر وہ
... غلطی کی جو تمہارے
کر ہی اوپر اٹھا
کا طلسم نہیں ٹوٹ ... ایک ہی علاج ہے جو میں نے
ہے۔"

ماریا بولی: "لیکن مندر کے بیل کے بت کو
میں ہاتھوں سے ہی اوپر اٹھا سکتی ہوں اور
میرے اٹھانے سے ایک تو وہ غائب ہو
جائے گا دوسرے میں اسے سہارا دے رہی
ہوں گی۔"
ناگ نے کہا:
"ایسی صورت میں میرے طلسم کا اثر ختم نہیں
ہو گا اس کے لئے ضروری ہے کہ بیل کے
بت کو اس طرح ہوا میں اٹھایا جائے کہ اس
کو کسی نے سہارا نہ دیا ہوا ہو۔"
کیٹی سانس بھر کر بولی:
"یہ تو ناممکن لگ رہا ہے۔ اب کیا ہو گا؟"
ناگ نے کہا:
"فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کچھ نہ کچھ
ہو جائے گا۔ پہلے چاندنی رات میں مندر کی
چھت پر جو مکڑی آئے گی اسے تو قابو
کر کے بیل کی گردن سے چپکا دو یہ بہت
ضروری ہے۔"
ماریا نے کہا:

"یہ کام تو میں آسانی سے کر لوں گی۔"
ناگ بولا: "تم یہ کام کر لو۔ پھر دیکھا جائیگا۔"
اب وہ پورے چاند کی رات کا انتظار کرنے
لگے۔ جب چاند کی چودہ تاریخ ہوئی اور رات کو پورا
چاند آسمان پر نکل آیا تو ماریا مندر کی چھت پر آگئی۔
آدھی رات کے بعد چاندنی میں اس نے ایک مکڑی کو
دیکھا کہ چھت کے بیچ میں آ کر رقص کرنے لگی ہے۔
ماریا نے اسے پکڑ لیا۔ پھر اسے لے کر نیچے مندر
کے بڑے کمرے میں آ گئی۔ یہاں بیل کا پتھر کا بت
چبوترے پر نصب تھا۔ ماریا کے وہم و گمان میں
بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ یہ بیل کا بت
اصل میں عنبر ہے اور تھیوسانگ اور جولی سانگ
اسی مندر کے نیچے الگ الگ تہہ خانوں میں
بے ہوش پڑے ہیں۔ ماریا نے مکڑی کو بیل کی گردن
سے چپکا دیا۔ بیل کی گردن سے لگتے ہی مکڑی پتھر
کی ہو گئی۔ اس وقت وہاں صرف دو ایک پجاری تھے
جو بھجن گا رہے تھے۔ کسی نے ماریا کو نہ دیکھا۔ بڑا
پجاری جس نے عنبر کو بت بنایا تھا اور جولی سانگ
کے بال ڈھونڈ کر اور تھیوسانگ کو بے ہوش کر کے

ں کی طاقت اپنے جسم میں جذب کر لی تھی وہ اپنی
ٹھڑی میں بیٹھا موم بتی کے شعلے پر انگلی رکھ کر یہ
ر کر خوش ہو رہا تھا کہ آگ میں اس کی انگلی
ل نہیں جلتی تھی۔ یہ تھیوسانگ اور جولی سانگ
ی طاقت تھی جو اس میں آ گئی تھی۔ ویسے اس پجاری
ں جولی سانگ کی آنکھوں کی نیلی اور سفید شعاعوں
الی طاقت نہیں آئی تھی۔
پتھر کا بیل بن جانے کی وجہ سے عنبر کے جسم سے
ں کی خاص خوشبو نکلنا بھی بند ہو گئی تھی۔ اس
لئے ماریا معلوم ہی نہ کر سکی کہ جس بیل کی گردن پر
اس نے مکڑی کو چپکایا ہے وہ عنبر ہی ہے۔ ماریا
نے دیکھا کہ ایک پجاری اٹھ کر بیل کے بت کے پاس
یا۔ اس نے جلتی ہوئی آگ میں سوکھی لکڑیوں کے
ے بڑے ٹکڑے ڈالے اور جب آگ شعلہ بن گئی
اس کے سامنے بیٹھ کر بھجن گانے لگا۔ اتنے میں وہاں
ر شور مچ گیا کہ مولیطان کا بادشاہ خود وہاں آ رہا ہے۔
پجاری بھی یہ شور سن کر باہر آ گیا۔ ماریا وہیں رکی
ہی کہ ذرا بادشاہ کو دیکھا جائے۔ بڑے پجاری نے
شاندار لباس پہنا اور بادشاہ کا استقبال کرنے مندر

کے دروازے پر آ گیا۔ بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ
مندر کے دروازے پر آیا تو بڑے پجاری اور دوسرے
پجاریوں نے جھک کر اس کو سلام کیا اور بڑی
تعظیم سے اسے لے کر مندر والے بیل کے بت
کے پاس لائے۔ یہاں تخت بچھا دیا گیا تھا۔ بادشاہ
تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے بڑے پجاری سے پوچھا۔
"سنا ہے آپ کو دیوتاؤں نے ایک خاص
طاقت عطا کی ہے جس کی وجہ سے آپ پر
آگ اثر نہیں کرتی؟"
ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔
پجاری نے ادب سے سر جھکا کر کہا:
"جی ہاں بادشاہ سلامت! اس پجاری کو دیوتاؤں
نے اپنی خاص مہربانی سے نوازا ہے۔"
بادشاہ نے کہا:
"کیا تم ہمیں اپنی نئی طاقت کا مظاہرہ کر کے
دکھاؤ گے؟"
پجاری بولا:
"کیوں نہیں بادشاہ سلامت۔"
اور پجاری آگ کے گڑھے کی طرف بڑھا۔ دل
میں گھبرا ضرور رہا تھا۔ مگر اسے یقین تھا کہ تھیونگ
کی طاقت اس کے اندر آ گئی ہوئی ہے اور آگ
کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ بڑے پجاری نے
بادشاہ کے دیکھتے ہی دیکھتے آگ میں اپنے پاؤں
ڈال دیئے اور پھر آگ کے گڑھے میں اتر گیا۔
بڑے پجاری پر آگ نے کوئی اثر نہ کیا۔ وہ آگ
کے اندر بالکل اسی طرح آرام سے بیٹھا رہا جیسے
کوئی آدمی باہر کسی درخت کی چھاؤں میں بیٹھا ہو۔
اس کو سانس لینے میں بھی ذرا سی تکلیف محسوس
نہیں ہو رہی تھی۔ دو تین منٹ گذر جانے کے بعد
وہ آگ کے گڑھے سے باہر نکل کر آ گیا۔ بادشاہ اور وزیر
کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
بادشاہ نے آگے بڑھ کر پجاری کے گھٹنے چھوئے
اور بولا:
"مہاراج! آپ تو دیوتا ہیں۔ مہربانی فرما کر میرے
محل میں تشریف لے چلیئے۔ آپ کی جگہ شاہی
محل میں ہے۔ آپ آج سے میرے
وزیر اعظم ہیں۔"
یہ سن کر وزیر اعظم جل بھن کر رہ گیا۔ مگر وہ کچھ

کہہ نہیں سکتا تھا۔ پجاری کو اور کیا چاہیے تھا۔ مگر
وہ اوپر سے کہنے لگا۔

"بادشاہ سلامت! پجاریوں کی جگہ مندر ہی ہوتا ہے
مجھے مندر ہی میں رہنے دیں۔ ویسے میں آپ
کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔"

بادشاہ نے کہا:

"نہیں پجاری جی! آپ ہمارے وزیر اعظم ہوں
گے اس مندر میں آپ کا کوئی چیلا بیٹھ جائیگا
اور ہم شاہی محل میں بھی آپ کے لئے ایک
مندر بنوا دیں گے۔ آپ محل میں تشریف
لے چلئے۔"

اور بادشاہ پجاری کی شعبدہ بازی سے اتنا متاثر
ہوا کہ اسے اپنا وزیر اعظم بنا کر شاہی محل میں لے گیا
ماریا یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھی۔ وہ اس بات پر حیران
تھی کہ پجاری کے جسم کو آگ نے جلایا کیوں نہیں؟
یہ طاقت تو صرف تھیوسانگ کے پاس ہی تھی۔ پھر اسے
خیال آیا کہ ہو سکتا ہے پجاری نے جادو کے ذریعے ایسا
کیا ہو۔ ماریا وہاں سے واپس کیٹی اور ناگ کے پاس
آ گئی۔ ناگ سانپ کی شکل میں کیٹی کے پاس ہی کنڈلی

مارے بیٹھا تھا۔

ماریا نے ناگ اور کیٹی کو سارا قصہ سنایا۔

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔

کیٹی نے کہا:

"یہ پجاری کوئی جادوگر ہو گا۔ اس نے طلسم کے
زور سے ایسا کیا ہو گا۔"

ناگ سانپ کی زبان میں بولا:

"جہاں تک میرا خیال ہے دنیا میں کوئی ایسا
جادو نہیں ہے جو آگ کو بے اثر کر دے
یا موت پر قابو پائے آگ اور موت برحق
ہیں۔ آگ کا کام جلا ڈالنا ہے۔ تھیوسانگ پر
اس لئے آگ کا اثر نہیں ہوتا کہ وہ خلائی
مخلوق ہے اور اس کے جسم میں وہ خلیے
ہی نہیں ہیں جن پر آگ اثر کر سکتی ہے۔ باقی
عنبر پر آگ اس لئے اثر نہیں کرتی کہ وہ ایک
بزرگ کی دعا سے زندہ ہے۔ اور دعاؤں میں
بڑا اثر ہوتا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"مجھے یاد ہے کہ خدا کے ایک پیارے پیغمبر کی

بھی ظالم بادشاہ نے آگ میں ڈالا تھا اور آگ
گل زار بن گئی تھی۔ ایسا کیوں ہوا تھا؟

ناگ نے کہا:

"وہ اللہ کے پیغمبر تھے۔ عام آدمی نہیں تھے۔
ایک عام آدمی اور پیغمبر میں بہت فرق ہوتا
ہے۔ عام آدمی کے دل میں خیال آتا ہے جبکہ
پیغمبر پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ میں
عام آدمیوں کی بات کر رہا تھا۔ پجاری ایک
عام آدمی ہے اگر اس پر آگ نے اثر نہیں
کیا تو یہ کوئی بہت ہی بڑا طلسم ہے یا
پھر اس نے کسی کی طاقت کو اپنے جسم میں
جذب کر لیا ہے۔"

کیٹی اور ماریا چونک سی گئیں۔

"ایسا آدمی تو پھر تھیوسانگ ہی ہو سکتا ہے
ناگ۔" ماریا نے کہا:

کیٹی بولی: "تمہارا خیال یہ ہے کہ اس پجاری
نے تھیوسانگ کی طاقت کو اپنے جسم میں جذب
کر لیا ہے؟ تو کیا وہ تھیوسانگ سے ملا
تھا؟ کیا تھیوسانگ کو پجاری نے کس اندھے

کنویں میں پھینک دیا ہے؟"

ناگ کہنے لگا:

"میں یہ نہیں کہتا۔ یہ تو ہمیں معلوم کرنا ہوگا۔"

کیٹی ناگ کا منہ تکنے لگی۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! یہ کام تم ہی کر سکتی ہو۔ اس پجاری
کی نگرانی کرو اور دیکھو کہ اس کی طاقت کا
اصل راز کیا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"میرا اپنا بھی یہی خیال تھا۔ میں آج ہی سے
پجاری کی نگرانی شروع کر دیتی ہوں۔"

اور ماریا نے سرائے سے نکل کر سیدھی بادشاہ
کے محل کی طرف روانہ ہو گئی جہاں پجاری وزیراعظم
کی حیثیت سے حلف وفاداری اٹھا چکا تھا۔ پرانا
وزیر اعظم اندر ہی اندر دِس گھول رہا تھا۔ مگر
بادشاہ کے حکم کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
ماریا نے سوچا کہ اس پرانے وزیر کو اپنے ساتھ
ملانا چاہیے۔ چنانچہ جب رسم ختم ہوئی اور پرانا وزیر
سر جھکائے اپنے پرانے محل کے کمرے میں آیا تو

ماریا نے آہستہ سے کہا:
"گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"
وزیر چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہاں اسے
کوئی دوسرا انسان نظر نہ آیا تو وہ اور زیادہ
حیران ہوا۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے:
قسط نمبر ۱۵۷ "کھوپڑی رگڑو" پڑھیے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم
کے بعد عرض ہے کہ انکل میں آپ کی کتابیں یعنی رسائل بہت شوق
سے پڑھتا ہوں۔ اور انکل میں یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ
آپ اس کا جواب دیں گے۔ انکل ایک مشکل ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے
رسائل عنبر ناگ ماریا خلا میں کافی دفعہ ذکر کیا ہے کہ جب سورج
کی شعاعیں زمین پر پڑتی ہیں تو زمین کے حالات کا عکس لے کر خلا میں
سفر شروع کر دیتی ہیں۔ اور اگر وہاں ہم کسی طریقے سے اُس سیارے
میں پہنچ جائیں۔ جہاں ابھی تک سورج کی شعاعیں نہیں پہنچی تو ہم گزرے
ہوئے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے۔ ان لوگوں سے
بول سکیں گے۔ کیا یہ سچ ہے؟ اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ عنبر ناگ
ماریا وغیرہ کی فرضی کہانیاں ہیں۔ خدائے قادرِ مطلق نے سب چیزیں
فانی بنائی ہیں۔ اب تک اِس دنیا میں ایک ہزار برس کوئی نہیں
جیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس کی زندگی پائی۔
میرے دوست حضرات اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ کہ عنبر ناگ ماریا
شاید سچی کہانیاں ہوں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر مجھے جلد اس کا
جواب دیں۔ اور انکل میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں۔ آپکے فقدار

کرم سے خوب تیاری کر رہا ہوں۔ آپ دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اوّل آنے اور آپ کو اس سے مزید اچھی کہانیاں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

انکل میں نے آپ کا کچھ زیادہ ہی وقت لے لیا۔ اچھا اب اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ

غلام شبیر ۵/۸۳۴ D II گرین ٹاؤن ——— لاہور

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم

مجھے آپ سے ایک شکایت ہے وہ یہ کہ ناول کے باہر تو عنبر ناگ اور ماریا خلا میں کا نشان بنا ہوتا ہے لیکن وہ کئی قسطوں میں زمین پر سفر کر رہے ہیں۔ انہیں خلا کی بھی سیر کرائیں۔ ایک بات اور وہ یہ کہ آپ نے زرتاش مشن لکھنا کیوں بند کر دیا؟ ایک تجویز ہے وہ یہ کہ آپ بچوں کا کوئی ڈرامہ ٹیلی ویژن پر بھی لکھیں۔ اگر آپ کے گھر ٹیلی فون ہے تو مجھے اس کا نمبر بتا دیں۔

اب میری پڑھائی کا وقت ہو رہا ہے اور آپ کے اس ماہ کے ناول میرے سامنے پڑے ہوئے ہیں لیکن میں آپ کے ناول پڑھائی کے بعد پڑھوں گا۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔ خدا حافظ

نبیل ریاض قریشی ۱۸۲۳/ ایم قریشی منزل امر پورہ۔ راولپنڈی

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز
۱۰- بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

کھوپڑی رگڑو

اے حمید

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

کھوپڑی رگڑو

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴۳/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور - ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

محمد جواد اکرم شاہدرہ ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم! عنبر ناگ ماریا کے رسائل "طلسمی کتاب۔ مُردہ دیوتا اور کنکھجورا عورت" نظر سے گزرے کچھ زیادہ ہی مزیدار تھے۔ انکل! مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا کے سفر میں ایک نئے کردار تھیوسانگ کی بہن جولی سانگ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سفر مزید دلچسپ اور حیرت انگیز ہو جائے گا۔

پیارے انکل میری طرف سے عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو اس نئے کردار جولی سانگ کی آمد کی مبارکباد ضرور دیجئے گا۔

جولی سانگ کی شمولیت کو آپ سب نے بہت پسند کیا ہے۔ یہ کردار آپ کے لیے مزید دلچسپ واقعات کا سبب ہو گا۔ آپ کے خطوط نے میرا بڑا حوصلہ بڑھایا ہے۔ میں آپ سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے اچھی سے اچھی کہانی لکھنے میں آپ کی حوصلہ افزائی کی ہی ضرورت ہے۔

آپ کا انکل

اے حمید
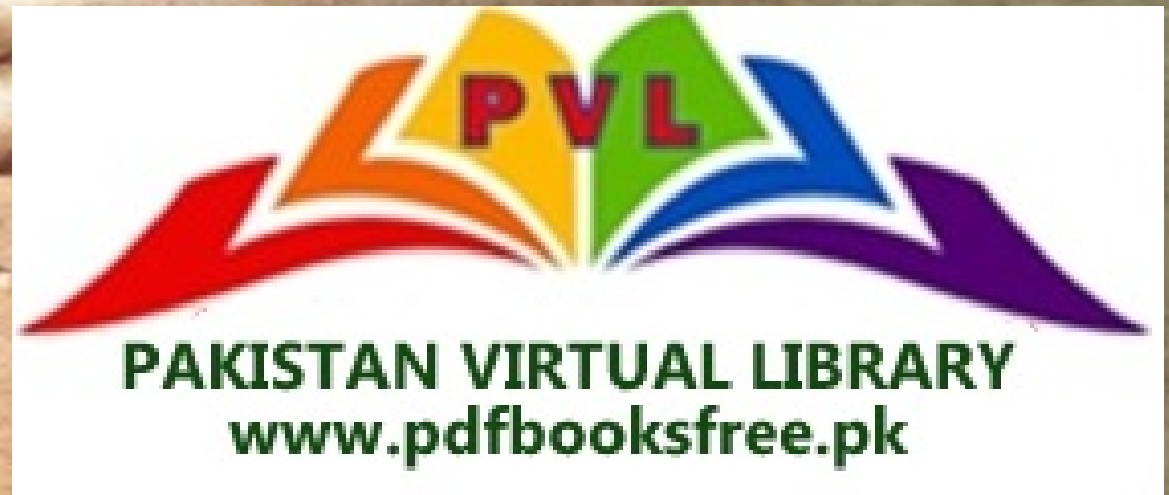
۴۵۴ ۔ این راہ چمن سمن آباد ——— لاہور

ہنومان کا منتر
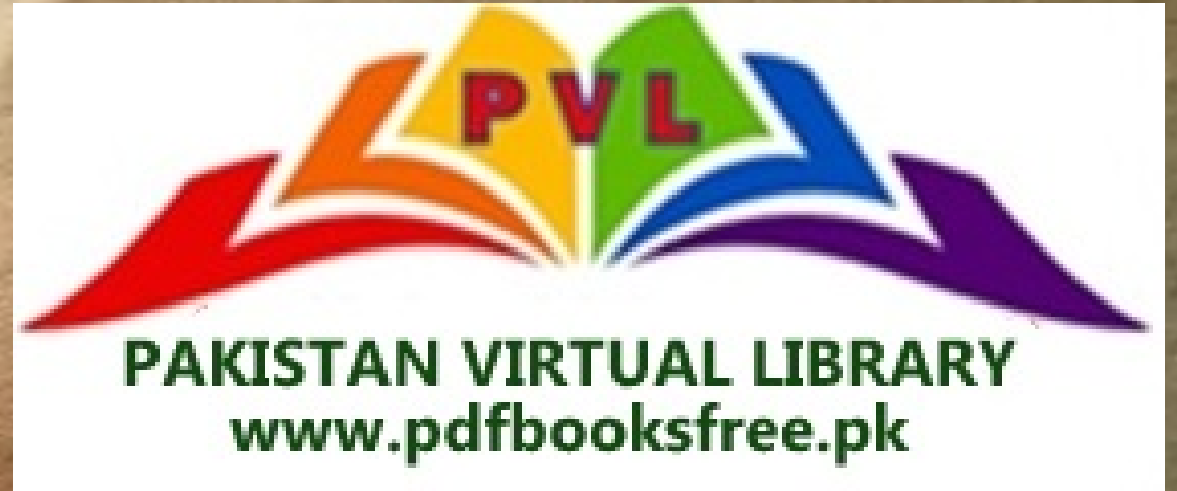
وزیر کو غیبی آواز ضرور سنائی دی تھی۔
وہ محل کے کمرے میں بالکل اکیلا تھا۔ پھر یہ عورت کی آواز اسے کہاں سے آئی تھی؟ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ماریا نے دوسری بار اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"وزیر! تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اس ملک کے بادشاہ کی والدہ کی روح ہوں۔ اور اس ملک کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی نیا وزیر ایک چالاک لالچی شخص ہے جس نے اپنی شعبدہ بازی دکھا کر بادشاہ کو اُلّو بنایا ہے اور نیا وزیراعظم بن بیٹھا ہے۔ وہ ملک کو تباہ کر دے گا"
وزیر نے کہا۔

"اے ہماری مادر ملکہ کی روح! میں خود یہ دیکھ کر پریشان ہوں"
ماریا کہنے لگی۔

ترتیب

"اگر تم میری مدد کرو تو ہم بادشاہ اور اس ملک کو عیّار پجاری وزیر کی سازشوں سے بچا سکتے ہیں۔"

وزیر نے کہا۔

"میں ہر طرح سے آپ کی مدد کرنے کو تیار ہوں۔ مگر بادشاہ پوری طرح اس مکار پجاری کے اثر میں ہے۔ پجاری نے آگ میں زندہ رہ کر اسے اُلو بنا لیا ہے۔ حالانکہ یہ جادوگری ہے۔"

ماریا بولی۔

"میں اس کی جادوگری کا پول کھولنا چاہتی ہوں۔ میں ابھی سے پجاری کی جادوگری کا سراغ لگانا شروع کر رہی ہوں تم بھی خبردار رہنا اور مجھے جس قسم کی معلومات درکار ہوں وہ مجھے بتا دیا کرنا۔"

وزیر بولا۔

"میں ہر طرح سے حاضر ہوں مادر ملکہ کی روح! بتائیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

ماریا نے کہا۔

"ابھی میں تمہیں کوئی حکم نہیں دے سکتی بہرحال تم ہوشیار رہنا۔ میں جا رہی ہوں۔ جس وقت مجھے ضرورت محسوس ہوئی میں تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

ماریا نے وزیر کو اپنے اعتماد میں لے لیا تھا۔ یہ بہت ضروری تھا۔ ماریا وہاں سے سیدھی کیٹی اور ناگ کے پاس گئی۔ ناگ سانپ ہی کی شکل میں تھا اور جیسا کہ آپ نے پچھلی کتاب میں پڑھا ہے ناگ پر طلسم ہو گیا تھا جس کے نتیجے میں وہ سانپ سے کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ اور کیٹی سرائے کی کوٹھڑی میں ہی تھے۔ ماریا نے بتایا کہ وزیر کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اور اگر محل میں کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو وزیر اسے آگاہ کر دے گا۔

ناگ بولا۔

"ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس پر اسرار پجاری کے ذریعے ہمیں تھیوسانگ کا سراغ مل سکتا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"کیوں نہ میں پجاری کو ڈرا دھمکا کر اس سے تھیوسانگ کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں؟"

ناگ نے جواب میں کہا۔

"پجاری ایک تجربہ کار شعبدہ باز ہے۔ وہ کسی غیبی آواز سے گھبرا کر کچھ نہیں بتائے گا اور اب تو وہ اس ملک کا وزیر اعظم بن گیا ہے وہ تمہیں کیسے

اپنے دل کا راز بتائے گا وہ تو مر جائے گا۔ مگر دل کا راز
ظاہر نہیں کرے گا۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ ناگ نے کہا۔

"کیٹی اس سلسلے میں یہ کام کر سکتی ہے کہ وہ کسی
طرح پجاری کا اعتماد حاصل کرے اور پھر اس کی
کنیز بن کر اس کے محل میں رہے۔ اس سے آگ میں
نہ جلنے کا راز معلوم کرے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"میں اس مکار شخص کا اعتماد کیسے حاصل کر سکتی
ہوں؟"

ناگ نے کہا۔

"اس کے لیے ہمیں باقاعدہ ایک ڈراما کرنا ہو گا۔ ایک
منصوبہ بنا کر اس پر عمل کرنا ہو گا۔"

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی منصوبہ ہے؟" ماریا نے سوال
کیا۔

ناگ بولا۔

"ایک منصوبہ ہے۔"

اور پھر ناگ نے کیٹی اور ماریا کو وہ منصوبہ بیان کر دیا۔
ماریا اور کیٹی کو ناگ کا منصوبہ پسند آیا۔ ناگ نے ماریا سے

کہا "تم سرائے میں ہی ٹھہرو میں کیٹی کو لے کر جاتا ہوں۔" ماریا سرائے کے
مندر ہی میں موجود رہی۔ ناگ کیٹی کو لے کر مندر کی طرف چل
پڑا۔ اس کو ماریا نے بتایا تھا کہ پجاری صرف شام کو ایک بار
مندر جاتا ہے اور وہاں تھوڑی دیر پوجا کرنے کے بعد واپس
اپنے محل میں آ جاتا ہے۔ کیٹی کو ناگ نے سب کچھ سمجھا دیا
تھا۔ چنانچہ کیٹی مندر میں اس جگہ ستون کے پاس عام پجاری
عورتوں کی طرح بیٹھ گئی جیسے وہ بھی بیل دیوتا کی پوجا کرنے
آئی ہوئی ہو۔ اسے معلوم تھا کہ پجاری وزیر اسی جگہ کرسی پر
آ کر بیٹھا کرتا ہے۔ اس کے لیے کرسی رکھ دی گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وزیر پجاری مندر میں داخل ہوا۔ کیٹی نے
ناگ کو بھی دیکھ لیا تھا جو ایک سانپ کی شکل میں ایک
طرف چھپا ہوا تھا۔ وزیر پجاری کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ
بڑا خوش تھا۔ وزیر بن گیا ہوا تھا۔ زرق برق لباس پہن رکھا
تھا۔ نیا پجاری اس کی بڑی آؤ بھگت کر رہا تھا۔ جونہی وزیر
پجاری کرسی پر آ کر بیٹھا ستون کے پیچھے سے اچانک ناگ سانپ
کی شکل میں اچھل کر نکلا۔ اور چھلانگ لگا کر پجاری کی گردن میں لٹک
گیا اور اپنا پھن اٹھا کر اس کی آنکھوں میں گھورنے لگا۔ وزیر
پجاری کی تو جان ہوا ہو گئی۔ لوگ سانپ کو پکڑنے کے لیے
دوڑے مگر وزیر پجاری نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کر

دیا۔ کیونکہ اگر کوئی سانپ کو ہاتھ لگاتا تو یقینی بات تھی کہ ناگ وزیر پجاری کو ڈس دیتا۔ کیٹی اسی انتظار میں بیٹھی تھی۔ جونہی سانپ نے پھن اٹھا کر وزیر پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہرانا شروع کیا کیٹی لپک کر پجاری کے پاس آئی اور بولی۔

"مہاراج! اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلیں۔ میں اس سانپ کو پکڑنا جانتی ہوں۔ مجھے اس کا منتر آتا ہے۔"

اور کیٹی نے یونہی جھوٹ موٹ ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر ہاتھ ناگ سانپ کی طرف بڑھایا۔ ناگ کو تو سب معلوم تھا۔ بلکہ یہ اسی کی سکیم تھی۔ وہ اپنی جگہ پر اسی طرح اپنا پھن لہراتا رہا۔ کیٹی نے ہاتھ آگے بڑھا کر سب کے سامنے سانپ کو پکڑ کر وزیر پجاری کی گردن سے اتار دیا۔ وزیر پجاری نے سکھ کا سانس لیا۔ لوگ خوش ہو کر نعرے لگانے لگے۔

وزیر پجاری نے کیٹی سے کہا۔

"اس سانپ کو کچل کر رکھ دو۔"

کیٹی بولی۔

"مہاراج! یہ سانپ پرلوک سے آیا ہے اسے کوئی مار ہی نہیں سکتا۔"

وزیر پجاری نے پوچھا۔

"تو پھر تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا کہ سانپ کو یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ کوئی شخص سانپ کو کچھ نہ کہے۔ وزیر پجاری نے حکم دے دیا کہ سانپ کو کوئی شخص مارنے کی کوشش نہ کرے۔ کیٹی نے سانپ کو فرش پر چھوڑ دیا۔ سانپ جو ناگ تھا تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔ اب وزیر پجاری کیٹی کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم نے ہماری جان بچا کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مہاراج! یہ احسان نہیں ہے۔ یہ تو میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ آپ کی جان ہم رعایا کے لیے بہت ضروری ہے۔"

پجاری بولا۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟"

اب کیٹی نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہا۔

"میں ایک غریب اور یتیم لڑکی ہوں۔ مہاراج گاؤں میں میرا کوئی نہیں رہا۔ اور شہر میں نوکری کی تلاش میں آئی ہوں۔"

وزیر پجاری نے اسی وقت حکم دیا۔

"اس لڑکی کو ہمارے محل میں کام دلا دیا جائے اور خبردار اسے کوئی تکلیف نہ ہو اس بات کا خاص خیال

رکھا جائے۔"

محل کے درباری بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی کو اسی وقت وزیر پجاری کے محل میں پہنچا دیا گیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں مندر سے نکل کر سیدھا سرائے میں پہنچا۔ وہ چونکہ سانپ کے سوا اور کوئی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے کوئی خطرہ مول لیے بغیر وہ سرائے میں ہی رہنا چاہتا تھا۔ وہ سرائے کی کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ ماریا کی خوشبو زیادہ تیز نہیں تھی۔ پھر خوشبو تیز ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ ماریا باہر باغ میں گئی ہوئی تھی۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"میری اسکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ کیٹی کو وزیر پجاری کے محل میں نوکری مل گئی ہے۔ اب وہاں رہ کر وزیر پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کے راز کو معلوم کر سکے گی۔"

کیٹی نے وزیر پجاری کے محل میں رہنا شروع کر دیا۔ وزیر پجاری نے کیٹی کو اپنی خاص ملازمہ بنا لیا تھا اور وہ اس کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی نے سانپ سے اس کی جان بچائی تھی۔ ماریا دن میں دو بار محل میں آ کر کیٹی کا حال وغیرہ پوچھ جاتی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں سرائے کے اندر ہی رہتا تھا۔ جبکہ عنبر بیل کی شکل میں بت بنا مندر

کے چبوترے پر نصب تھا اور تھیوسانگ اور جولی سانگ اسی مندر کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑے تھے۔ ان کو اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا جب تک کہ وزیر پجاری ان پر دوسری بار طلسمی پانی نہیں چھڑکتا۔ جولی سانگ کے سر کے بال اتر جانے سے اس کی طاقت وقتی طور پر ختم ہو گئی تھی۔

کیٹی نے اپنے آپ کو خدمت کر کے وزیر پجاری کے بہت قریب کر لیا تھا۔ ایک روز اس نے پجاری سے کہا۔

"مہاراج! آپ بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں۔ دیوتاؤں نے آپ کو آگ میں زندہ رہنے کی طاقت دے رکھی ہے۔ کیا یہ طاقت مجھے نہیں مل سکتی؟ میں بھی چاہتی ہوں کہ آگ میں اترنے کا تجربہ کروں۔"

اس پر وزیر پجاری نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"کیٹی! تو یہ تجربہ نہیں کر سکتی۔ آگ تجھے جلا کر بھسم کر دے گی۔" اور میرے پاس جو طاقت ہے وہ میں کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ یہ دیوتاؤں کی میرے پاس امانت ہے۔"

کیٹی خاموش ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ کسی دوسرے موقع پر بات کرے گی۔ اسی شام کو ملک یونان سے وزیر پجاری کا گورو اس سے ملنے آ گیا۔ وزیر پجاری نے اپنے گورو کی بڑی آؤ بھگت

کی۔ اسے عالی شان مسند پر لے جا کر بٹھایا اور ہاتھ باندھ کر
گورو کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ کیٹی شربت کا طشت لے کر آئی
اس نے گورو کو شربت پیش کیا تو گورو نے اس کی طرف دیکھ کر
پوچھا۔

”یہ لڑکی کون ہے؟“

وزیر بجاری نے کہا۔

”اس کا نام کیٹی ہے۔ اس نے سانپ سے میری
جان بچائی تھی۔“

گورو کیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

”اچھی لڑکی ہے۔“

وزیر بجاری کہنے لگا۔

”مہاراج! آپ کا آنا میرے لیے مبارک ہے اب
میں اس ملک کا وزیر ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں
کہ یونان میں آپ کے لیے ایک شاندار محل بنواؤں
جہاں آپ آرام سے رہیں۔“

گورو نے اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”ہمیں محل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جھونپڑی کو ہی محل
سمجھتے ہیں۔ تم خوش رہو۔ بس یہی کافی ہے مگر ایک
بات یاد رکھنا۔ کسی پر ظلم مت کرنا۔“

وزیر بجاری بولا۔

”مہاراج! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔“

گورو نے جنگلوں میں کئی برس رہ کر عبادت کی تھی اور اس
کی وجہ سے اس میں ایک خاص طاقت پیدا ہو گئی تھی۔ وہ وزیر
بجاری سے باتیں کرنے لگا۔ کیٹی وہاں سے چلی گئی۔ اب ایسا اتفاق
ہوا کہ عین اس وقت ماریا محل میں داخل ہوئی گورو کو فوراً احساس
ہو گیا کہ کوئی غیبی انسان اندر داخل ہوا ہے۔ گورو نے دروازے
کی طرف دیکھا تو وہاں اسے ماریا صاف نظر آگئی۔ وہ اس نیلی
آنکھوں اور سنہری بالوں والی خوب صورت غیبی لڑکی کو دیکھ کر
حیران ہو گیا۔ مگر اس نے اپنی حیرانی کسی پر ظاہر نہ ہونے دی۔
اسی طرح وزیر بجاری کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ گورو نے
ماریا پر بھی ظاہر نہ کیا کہ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ ماریا
کو تو کبھی وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ یہ جو لمبی ڈاڑھی والا
گورو وزیر بجاری کے پاس بیٹھا ہے اس نے اسے دیکھ لیا
ہے۔

ماریا نے ادھر اُدھر دیکھا۔ جب کیٹی اسے نظر نہ آئی تو وہ
دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی۔ گورو نے ماریا کو ہوا میں
تیرتے ہوئے دوسرے کمرے میں جاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ
جلدی سے اُٹھا اور وزیر بجاری سے بولا۔

"تم اسی جگہ بیٹھے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

اور گورو دوسرے کمرے میں آگیا۔ ماریا نے گورو کو اسی کمرے میں آتے دیکھا تو کچھ حیران سی ہوئی مگر گورو نے یہ ظاہر کیا جیسے وہ کمرے میں کوئی شے تلاش کر رہا ہے۔ ماریا باہر چلی گئی تھوڑے سے وقفے کے بعد گورو بھی باہر چلا گیا۔ اب اس نے دیکھا کہ ایک ستون کے پیچھے کیٹی نوکرانی کھڑی ہے اور ماریا سے باتیں کر رہی ہے۔

گورو ایک طرف چھپ کر ان دونوں کی باتیں سننے لگا۔ ماریا کہہ رہی تھی۔

"یہ ڈاڑھی والا سادھو کون ہے کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"وہ زیبہ پجاری کا کوئی گورو ہے ملک یونان سے آیا ہے۔"

ماریا بولی۔

"تم نے کچھ سراغ لگایا پجاری کی خفیہ طاقت؟"

کیٹی نے جواب دیا۔

"ابھی تک میں اس سے یہ راز معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ وہ بڑا ہوشیار ہے۔ بات کو ٹال جاتا ہے۔ مگر میں دو ایک روز تک ضرور یہ راز اس سے معلوم کر لوں گی۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہیں جلدی کرنی چاہیئے۔ آخر ہم یہاں کب تک پڑیں رہیں گے۔ ناگ سانپ کی شکل میں ہے۔ ہمیں اس کی بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔"

کیٹی بولی۔

"مجھے اس بات کا احساس ہے۔ میں بھی پوری کوشش کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چار چھ روز تو یہاں رہنا ہی پڑے گا۔ اس دوران میں پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کا راز ضرور معلوم کر لوں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ میں سرائے میں جا رہی ہوں۔ ناگ سانپ وہاں اکیلا ہے۔ مجھے اس کی فکر لگی رہتی ہے کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچا دے۔"

اور گورو نے دیکھا کہ ستون کے پیچھے سے ماریا نکل کر محل کی دیوار کی طرف بڑھی۔ وہ گورو کے قریب سے گزری تو گورو نے جھک کر پھولوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ اسے ماریا کی موجودگی کا ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ ماریا تو بالکل مطمئن

تھی کہ اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ گورو
نے اسے دیکھ لیا ہے۔ ماریا دیوار کے پاس جا کر فضا میں اُچھلی
اور پھر اُڑتے ہوئے دیوار کے پار چلی گئی۔ گورو اسے ہوا میں
اُڑتے ہوئے اور دوسری طرف درختوں کے پیچھے جاتے صاف
دیکھ رہا تھا۔

اب گورو سمجھ گیا کہ یہ کیٹی اس غیبی عورت کے ساتھ مل کر
اس کے چیلے وزیر پجاری کے آگ میں زندہ رہنے کے راز کو معلوم
کرنا چاہتی ہے اور اسی غرض سے وہ یہاں آئی ہے اور جس سانپ
سے اس نے پجاری کی جان بچائی تھی وہ ان کا کوئی پالتو سانپ ہے
جو اپنی شکل بھی بدل لیتا ہے۔ گورو کو سب سے زیادہ تعجب ماریا
پر تھا جو غیبی حالت میں تھی۔ وہ واپس اپنے چیلے وزیر پجاری
کے پاس آ گیا اور اس نے پجاری کو کیٹی کے بارے میں ساری
بات کھول کر بیان کر دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ ایک غیبی
عورت بھی کیٹی کے ساتھ ہے جس کو صرف میں ہی دیکھ سکتا
ہوں اور میں نے اس کو کیٹی سے تمہارے بارے میں باتیں
کرتے دیکھا اور سنا ہے۔

وزیر پجاری کو سخت غصہ آ گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ کیٹی نے سانپ سے میری
جان بچانے کا محض ڈھونگ رچایا تھا؛ وہ میری

طاقت کا راز معلوم کرنے یہاں آئی ہے؟ گورو جی!
مجھے اجازت دیجئے کہ میں کیٹی کو آگ میں پھینک
دوں۔"

گورو نے کہا۔

"ایسی حماقت نہیں کرنی ہو گی۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس
عورت کیٹی کے اندر کون سی خفیہ طاقت ہے اور پھر
ایک غیبی عورت اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ کوئی
پتہ نہیں کہ یہ غیبی عورت کتنی طاقت رکھتی ہے۔ ہو
سکتا ہے یہ تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑے۔"

وزیر پجاری نے پوچھا۔

"تو مہاراج مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

گورو نے کہا۔

"اس لڑکی کیٹی کو اپنے محل سے نکال دو۔ اس کے
بعد وہ غیبی عورت بھی یہاں نہیں آئے گی۔"

وزیر پجاری نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"ایسا ہی کروں گا گورو جی۔ لیکن کیا اس کے بعد
یہ غیبی عورت میرا پیچھا چھوڑ دے گی؟ کیا آپ کے
پاس کوئی ایسا منتر نہیں ہے کہ جس کی مدد سے ہم اس
غیبی عورت کو اپنے قابو میں کر سکیں؟"

گورو سوچ میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔
"میں اس پر غور کروں گا۔ ابھی تک مجھے ایسا کوئی منتر معلوم نہیں ہے۔ لیکن تم ابھی اس نوکرانی کیٹی کو نوکری سے جواب نہ دو۔ مجھے آج رات گیان دھیان کرنے دو۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم ان لوگوں سے کیسے بچ سکتے ہو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے لیے خطرہ پیدا کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ مندر کے تہہ خانے میں لڑکی اور آدمی بے ہوش پڑے ہیں ناں؟"
وزیر پجاری نے کہا۔
"جی ہاں گورو دیو! میں انہیں دوسری تیسری رات کو جا کر دیکھ آتا ہوں۔ وہ اس وقت تک بے ہوش رہیں گے جب تک میں انہیں منتر پڑھ کر پھونک کر ہوش میں نہیں لاتا۔"
گورو دیو بولا۔
"ٹھیک ہے۔ مگر اب تم وہاں تہہ خانے میں بھی مت جانا۔ ہو سکتا ہے غیبی عورت تمہارے ساتھ وہاں چلی جائے۔ مجھے لگتا ہے کہ غیبی عورت ان لوگوں کی ساتھی ہے۔"
وزیر پجاری کیٹی کی طرف سے ہوشیار ہو گیا۔ مگر ادھر

ں نے کیٹی کے ساتھ اپنا سلوک ویسا ہی رکھا۔ اس رات
رو دیو نے گیان دھیان کیا۔ وہ رات گئے تک منتر پڑھتا
ا۔ پھر اس کے سامنے ہنومان ظاہر ہو گیا۔ گورو نے ہنومان
ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔
"مہاراج! میرے چیلے پجاری کی زندگی خطرے میں ہے۔ اس کی طاقت کا راز معلوم کرتے اس کے پیچھے ایک غیبی عورت لگی ہوئی ہے۔ کیا ہم کسی طریقے سے اسے اپنے قابو میں کر سکتے ہیں؟"
ہنومان نے کہا۔
"اس عورت کا نام ماریا ہے۔ وہ صدیوں سے غائب چلی آ رہی ہے۔ میں تمہیں اس کو اپنے بس میں کرنے کا راز ہی بتا سکتا ہوں۔ اس کے سوا مجھے کچھ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ سنو! میں تمہیں ایک منتر بتاتا ہوں یہ ہنومان کا منتر ہے۔ میرا خاص منتر ہے۔ اس کو پڑھ کر اگر تم عورت پر پھونک مارو گے تو وہ بے ہوش ہو جائے گی اور اس کا جسم بھی ظاہر ہو جائے گا۔ اسے اس وقت ہوش نہیں آئے گا۔ جب تک تم اس پر دوسری بار وہی میرا منتر پڑھ کر نہیں پھونکو گے۔ بس اس سے زیادہ میں

"تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا۔"

گورو نے ہنومان سے منتر سن کر یاد کر لیا۔ ہنومان
ہو گیا۔ دن نکلا تو گورو نے وزیر پجاری کو بتایا کہ رات
مہاراج نے اسے غیبی عورت ماریا کو اپنے قابو میں کرنے کا
بتا دیا ہے۔ وزیر پجاری بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اسے غیبی عو
ہی سے خطرہ تھا کہ وہ غائب رہ کر اسے نقصان پہنچا سکتی
گورو نے کہا۔

"اب تم مطمئن رہو۔ میں غیبی عورت کو اپنے قبضے
میں کرلوں گا۔ تم ایسا کرو کہ نوکرانی کیٹی کو اپنے
سامنے ہی رکھنا تاکہ جب غیبی عورت ماریا اس کے
پاس آئے تو میں اپنا عمل کر سکوں۔"

پجاری نے ایسا ہی کیا۔ اس نے کیٹی کو اپنے خاص کمرے
کی صفائی پر لگا دیا اور خود دوسرے کمرے میں چلا گیا۔
اسی کمرے میں بیٹھا رہا۔ کچھ دیر کے بعد روز کا چکر لگانے
وہاں آگئی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ محل میں اس کے خلا
ایک خطرناک سازش تیار ہو چکی ہے۔ وہ کیٹی کے پا
آگئی۔ گورو نے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ گورو خاموشی سے
سے باہر چلا گیا۔ ماریا کیٹی سے باتیں کرنے لگی۔ کچھ دیر با
کرنے کے بعد جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو راہ داری

گورو ایک طرف چھپا ہوا تھا۔
جونہی ماریا اس کے قریب سے گزری گورو نے ہنومان
منتر پڑھ کر اس پر زور سے پھونک ماری۔ ماریا کا جسم سُن
ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی اور اس کا جسم ظاہر ہو
گیا۔ گورو نے ماریا کو اٹھا کر کندھے پر رکھا اور ایک الگ خالی
کمرے میں لے جا کر پلنگ پر ڈال دیا۔ پھر وہ وزیر پجاری کو
وہاں لے آیا۔ پجاری نے پلنگ پر ایک خوب صورت لڑکی کو
بے ہوش پڑے دیکھا تو حیران ہو کر بولا۔

"گورو جی! کیا یہی وہ غیبی عورت ہے؟"

"ہاں"، گورو نے کہا۔

"یہی وہ غیبی عورت ہے جس کا نام ماریا ہے اور جو
تمہیں بہت نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اب اِس کو اُٹھا
کر مندر کے تہہ خانے میں لے جا کر بند کر دے۔
تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے راستے سے ہٹا دیا
گیا ہے۔ اب میں اس پر جب تک ہنومان کا
منتر ایک بار پھر نہیں پڑھوں گا نہ اس کو ہوش
آئے گا اور نہ یہ غائب ہو گی۔"

کیٹی دوسرے کمرے میں صفائی وغیرہ میں لگی تھی۔ اس
کو احساس تک نہیں تھا کہ ساتھ والے کمرے میں ماریا

بے ہوش ہو چکی ہے۔ شام کو وزیر پجاری نے ماریا کو ایک
صندوق میں بند کر کے مندر کے تہہ خانے میں پہنچا کر کیسو سانگ
اور جولی سانگ کی ساتھ والی کوٹھڑی میں بند کر کے تالا لگا دیا
اب کیٹی اکیلی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ گورو نے وزیر پجاری
سے کہا۔

"ان کا ایک ساتھی سانپ بھی ہے۔ وہ سرائے کی کوٹھڑی
میں رہتا ہے۔ ہمیں اس کو بھی ہلاک کرنا ہو گا۔ کیونکہ
وہ تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا ہے"

وزیر پجاری بولا۔

"مہاراج! کسی طرح سانپ کو بھی میرے راستے سے
ہٹایئے"

گورو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ تم خود سرائے میں جاؤ۔
وہاں سانپ کو پتھر مار کر مار ڈالو۔ سانپ کو مارنا مشکل
کام نہیں ہے۔ تم بھیس بدل کر جانا"

وزیر پجاری نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مہاراج! مجھے اکیلے جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ آپ
بھی میرے ساتھ چلیئے۔ میں آپ کی موجودگی میں سانپ
سے بالکل نہیں ڈروں گا"

گورو راضی ہو گیا۔ دوسری طرف جب شام ہو گئی اور ماریا
واپس نہ آئی تو ناگ کو فکر لگی۔ وہ چونکہ سانپ کی شکل میں تھا۔
اس لیے زیادہ اِدھر اُدھر گھوم پھر نہیں سکتا تھا۔ لوگ
پتھر سے اسے مار سکتے تھے۔ جب اندھیرا ہو گیا اور ماریا نہ
آئی تو ناگ نے سب سے پہلا کام یہ کیا فضا میں زور سے
سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو محسوس کرنے کی کوشش کی۔
یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ فضا میں ماریا کی خوشبو موجود
نہیں تھی۔ ناگ کوٹھڑی سے باہر آگیا۔ اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے
وہ رینگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ ماریا کی خوشبو فضا
میں بالکل نہیں تھی۔ صرف کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو موجود تھی۔ ناگ
کسی طرح کیٹی کے پاس جا کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریا اس
سے جدا ہو کر کہاں گئی تھی۔ مگر محل تک کا راستہ بڑا لمبا
تھا اور راستے میں ناگ پر لوگ حملہ کر کے اسے مارنے کی
کوشش کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے سانپ کو جو کوئی بھی دیکھتا
ہے مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ ناگ سرائے کی دیوار
کے ساتھ لگا دوسری طرف تک رہا تھا۔ لوگ آ جا رہے
تھے۔ سڑک پر اترنا خطرناک تھا۔ ناگ نے سوچا کہ کسی
دوسرے سانپ سے مدد لینی چاہیئے۔ مگر دوسرا سانپ
بھی اس کی یہی مدد کر سکتا تھا کہ وہ محل میں جانے اور

مار دیا کے بارے میں معلوم کرے۔ مگر دوسرے سانپ کو مار دیا
کا کیا پتہ چل سکتا تھا۔ آخر ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ
خود ہی کسی نہ کسی طرح کیٹی کے پاس جانے کی کوشش کرے
گا۔ چنانچہ وہ سرائے کی دیوار سے اُتر کر محل کی طرف روانہ
ہو گیا۔ وہ سڑک کے کنارے اندھیرے میں چل رہا تھا۔

تھیوسانگ قبریں

ناگ اندھیرے میں رینگتا چلا جا رہا تھا۔

پرانے زمانے کا شہر تھا۔ زیادہ آبادی نہیں تھی۔ رات ہو جانے کی وجہ سے ویسے بھی لوگ جلدی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ سڑک کنارے گھاس اُگی ہوئی تھی۔ ناگ گھاس میں سے رینگتا جا رہا تھا۔ آگے ایک باغ آ گیا۔ ناگ باغ میں سے بھی گزر گیا۔ پھر اِسے دُور سے شاہی محل کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ کیٹی کی خوشبو ناگ کی راہ نمائی کر رہی تھی۔ وہ شاہی محل کی پچھلی دیوار سے محل کے اندر چلا گیا۔ اِسے ایک طرف سے کیٹی کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ اسی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ایک برآمدے میں سے گزر رہا تھا کہ ایک نوکرانی نے شور مچا دیا۔ "سانپ سانپ"

ناگ تیزی سے دیوار پر چڑھ گیا اور پھر چھت پر آ گیا۔

محل کے ملازم تلواریں لے کر سانپ کو مارنے کے لیے دوڑے۔ مگر ناگ ان کی پہنچ سے باہر ہو چکا تھا۔ یہ خبر

گورد اور وزیر پجاری تک بھی پہنچ گئی کہ محل میں کوئی سانپ
داخل ہو گیا ہے۔ گورو نے پجاری سے کہا۔

"یہ ضرور وہی سانپ ہے جس سے کیٹی نے
تمہاری جان بچائی تھی۔ اور جس کی ہمیں تلاش
تھی"

پجاری بولا۔

"مہاراج یہ میرا دشمن ہے۔ میں اسے زندہ نہیں
چھوڑنا چاہتا"

گورو نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میرے چیلے! یہ سانپ کوئی معمولی سانپ نہیں لگتا۔
یہ اپنی شکل بھی بدل سکتا ہے۔ کسی طلسم کی وجہ
سے یہ اس وقت اپنی شکل نہیں بدل سکتا۔ میں
چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے قید کر لیا جائے۔
یہ میرے بہت کام آسکتا ہے"

پجاری نے کہا۔

"مہاراج! اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو پھر اسے
جلدی کسی بوتل میں بند کر دیجئے تاکہ وہ دوبارہ
بوتل سے باہر نہ نکل سکے"

گورو بولا۔

"میں اس کا ایسا انتظام کروں گا کہ وہ تمہارے
محل کی طرف کبھی نہیں آئے گا۔ یہ سانپ جس
کا نام ناگ ہے محل میں کیٹی سے ملنے آیا ہے
کیونکہ ماریا اس کے پاس نہیں پہنچی اور وہ اس سے
پوچھنے آیا ہے"

پجاری کہنے لگا۔

"تو ہمیں کیٹی کے پاس چلنا چاہیئے۔ جب سانپ
وہاں آئے تو اسے اپنے قابو میں کر لیں گے"

گورو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو تم میرے چیلے مگر کچھ نادان بھی ہو۔ میں نہیں
چاہتا کہ کیٹی کو یہ پتہ چلے کہ ہم نے ناگ کو قید
کر لیا ہے"

پجاری بولا۔

"تو پھر ہم اسے کیسے پکڑیں گے"

گورو نے کہا۔

"تم اپنے کمرے میں جا کر بیٹھو۔ جس طرح میں
نے ماریا کو پکڑا ہے اس طرح اس ناگ کو بھی
پکڑ لوں گا"

گورو دیو نے ایک سفید رنگ کی بوتل نکالی۔ اس پہ

کچھ منتر پڑھ کر پھونکا۔ پھر بوتل کو کمرے سے باہر نکل
کر برآمدے میں کیٹی کے کمرے کے باہر لڑھکا دیا۔ منتر کی
وجہ سے بوتل کے اندر ایک زبردست کشش پیدا ہو گئی
تھی۔ گورو ایک جانب چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری
ہو گی کہ ناگ رینگتا ہوا برآمدے میں آگیا۔ یہاں اسے کیٹی
کی تیز خوشبو آرہی تھی۔ کیونکہ سامنے والا کمرہ کیٹی کا تھا۔
ناگ جونہی برآمدے میں آگے بڑھا بوتل کے منتر نے اس
کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ پہلے تو ناگ کی سمجھ میں نہ
آیا۔ وہ یہ سمجھا کہ شاید اس کا وہم ہے مگر جب وہ بوتل کی
طرف کھنچتا چلا گیا تو اس نے بلند آواز میں کیٹی کو آواز دی
یہ سانپ کی زبان میں اس نے آواز دی تھی۔ مگر اس کی آواز
بہت کمزور ہو چکی تھی۔

دوسری طرف بوتل کی کشش اتنی تیز تھی کہ ناگ خود بخود
بوتل کے اندر چلا گیا۔ بوتل کے اندر جاتے ہی اس پر غنودگی
چھانے لگی۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ہوتا گیا۔ پھر
وہ بے حس ہو گیا اور اسے کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں
ہے اور کس حالت میں ہے۔ ناگ بھی بے ہوش ہو گیا
تھا۔ گورو فوراً ستون کے پیچھے سے نکل کر آیا۔ بوتل
کو اٹھا کر اس کے منہ پر بڑا پکا ڈھکنا جما دیا۔ بوتل کو

ایک کالے
تھیلے میں ڈالا اور اپنے چیلے وزیر پجاری کے پاس لے جا کر
کہا۔

"یہ لو تمہارا دشمن سانپ بھی تمہارے قبضے میں کر
دیا گیا ہے"

پجاری نے سانپ کو بوتل میں بے ہوش پڑے دیکھا تو اس
نے اپنے گورو کے پاؤں پکڑ لیے۔

"مہاراج! آپ نے میری زندگی بچا لی۔ مجھے میرے
دشمنوں سے محفوظ کر دیا ہے"

گورو بولا۔

"اس سانپ کو میں اپنے ساتھ یونان لے جاؤں گا
یہ میرے بڑے کام کی چیز ہے"

پجاری نے گڑگڑا کر کہا۔

"مہاراج کہیں یہ آپ سے نکل کر پھر میرے پاس
نہ آجائے۔ مجھے اس سے ڈر لگتا ہے"

گورو مہاراج نے اپنے چیلے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم ناحق پریشان ہوتے ہو۔ یہ ناگ اب ساری
زندگی میرے پاس یونان میں قید رہے گا۔ یہ اب
کبھی تمہارے شہر میں نہیں آئے گا"

پجاری بڑا خوش ہوا۔ گورو نے بوتل تھیلے میں بند کرکے
اپنے صندوق میں رکھ کر تالا لگا دیا۔ اور کہا ۔

" میں چاہتا ہوں کہ صبح منہ اندھیرے یہاں سے
چلا جاؤں اب تم دشمنوں سے محفوظ ہو گئے ہو۔ صرف
کیٹی تمہارے پاس ہے اور وہ اکیلی کچھ نہیں کر سکے
گی ۔ ویسے بھی وہ عورت ذات ہے ۔ اس کو تم
بے شک کسی بہانے ملازمت سے جواب دے
دینا ۔"

چنانچہ گورو نے واپس جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔
وزیر پجاری نے اسی وقت ان کے لیے گھوڑوں اور رتھ
کا انتظام کر دیا اور گورو رات کے پچھلے پہر رتھ پر بیٹھ کر ملک
یونان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ سانپ کی شکل میں ایک بوتل
میں بند اس کے صندوق میں پڑا اس کے ساتھ تھا ۔

جس وقت ناگ کیٹی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا تو اسے
ناگ کی خوشبو آئی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد جب خوشبو آنی بالکل
بند ہو گئی ۔ تو کیٹی کچھ پریشان سی ہو کر باہر آئی ۔ مگر وہاں ناگ
کہیں نہیں تھا ۔ اب جو اس نے فضا میں سانس لیا تو اسے
کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی ۔ کیٹی گھبرا کر محل کی چھت پر آ گئی
کھلی ہوا میں آ کر اس نے کئی بار سانس کھینچا ۔ اسے نہ ناگ کی

خوشبو آ رہی تھی ۔ اور نہ ماریا کی ۔ کیٹی پریشان ہو گئی ۔ یہ دونوں کہاں
چلے گئے ہیں ؟ اگرچہ رات کا وقت تھا مگر کیٹی سیاہ چادر اوڑھ
کر گھوڑے پر بیٹھی اور سیدھی سرائے میں آ گئی ۔ سرائے کی کوٹھڑی
میں بھی ناگ اور ماریا کی خوشبو نہیں تھی ۔ وہاں کوئی اور مسافر
ٹھہرا ہوا تھا ۔ کیٹی سر پکڑ کر رہ گئی ۔ سمجھ گئی کہ ضرور ان دونوں
کے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے پہلے عنبر تھیوسانگ گئے تھے اب
ناگ اور ماریا بھی غائب ہو گئے ۔

کیٹی سخت ناامیدی کے عالم میں واپس اپنے محل میں آ گئی ۔
سوچنے لگی کہ کہیں یہ وزیر پجاری کی سازش تو نہیں ہے ؟
پھر اس نے سوچا کہ وزیر پجاری کو ماریا اور ناگ کا علم ہی
نہیں ہے ۔ کیٹی ساری رات یہی کچھ سوچتی رہی ۔ اب اس نے
فیصلہ کر لیا کہ وہ پجاری سے اس کے آگ میں زندہ رہنے کا
راز ضرور معلوم کرے گی ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس طرح سے تھیوسانگ
کا سراغ مل جائے ۔ کیونکہ یہ طاقت تھیوسانگ کی تھی جو پجاری
کے پاس آ گئی تھی ۔

کیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا اور دوسری طرف اصلی وزیر بڑا
حیران تھا کہ بادشاہ کی والدہ کی روح دوبارہ اس کے پاس کیوں
نہیں آئی ۔ لیکن وہ تو ماریا تھی اور اب وہ اس کے پاس کیسے
آ سکتی تھی ۔ اصلی وزیر اکیلا پجاری کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا

تھا کیونکہ پجاری بادشاہ کے بہت منہ چڑھا ہوا تھا
پجاری کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ر
کا سارا کام اب پجاری ہی چلاتا تھا۔ اصلی وزیر کو باد
نے محض اپنا ایک درباری بنا رکھا تھا۔ دربار میں اسے
کرسی ضرور ملتی تھی۔ اس کے سوا اس کے پاس کوئی عہدہ
تھا۔ وزیر پجاری نے بھی اپنے جاسوس دربار میں چھوڑ ر
تھے۔ اصلی وزیر نے ایک رات دیکھا کہ وزیر پجاری محل
کر سیاہ چادر سر کے اوپر ڈال کر مندر کی طرف جا رہا ہے۔
وزیر اس کے پیچھے ہو گیا۔ مندر میں پہنچ کر پجاری نے وہاں
چھوٹے پجاری سے کہا کہ وہ مندر سے سب کو تھوڑی دیر
لیے نکال دے۔ چھوٹے پجاری نے ایسا ہی کیا۔ جب سار
خالی ہو گیا تو وزیر پجاری مندر کے تہہ خانے میں اتر گیا
ہر ماہ میں دو ایک بار مندر میں آکر اسی طرح وہاں
لوگوں کو باہر بھجوا دیا کرتا تھا۔ تہہ خانے میں جا کر پجار
ایک ایک کوٹھڑی کھول کر جوگی سانگ، تھیوسانگ اور ما
دیکھا۔ یہ سب لوگ بالکل بے ہوش پڑے تھے۔ جب پجا
کو اطمینان ہو گیا کہ اس کے دشمن بے ہوش ہیں تو وہ ک
کو تالا لگا کر باہر آگیا۔ اوپر مندر کے دالان میں آکر اس نے بل
کے بت کو غور سے دیکھا۔ یہ عنبر کا بت تھا۔ پجاری م

کر بولا۔
"دوست! تم اب ساری زندگی اسی جگہ رہو گے۔"
وزیر پجاری واپس اپنے محل میں آگیا۔ یہاں تھوڑی دیر
بعد اس کے ایک خاص جاسوس نے اسے بتایا کہ جب وہ مندر
کی طرف گیا تھا۔ تو اصلی وزیر نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا
تھا۔ پجاری کو تشویش بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا کہ یہ اصلی وزیر
اس کے خلاف ضرور کوئی سازش کر رہا ہے۔ اس نے اصلی وزیر
کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے جاسوس سے کہا۔
"بھاشان جلاد کو میرے پاس بھیج دے۔"
جاسوس "بہت اچھا حضور" کہہ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کالا
کلوٹا بھاشان آگیا۔ اس نے پجاری کے آگے سر جھکاتے ہوئے
کہا۔
"مہاراج نے مجھے یاد فرمایا ہے؟ میرے لائق کوئی
خدمت بتائیے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے
خوشی ہوگی۔"
وزیر پجاری نے کہا۔
"بھاشان! تجھے میرا ایک کام کرنا ہوگا۔"
پھر پجاری نے اسے ساری بات بیان کر دی کہ اصلی وزیر
کا سر قلم کر دیا جائے۔ بھاشان جلاد نے سر جھکا کر کہا۔

"حضور! آپ ایک ہزار آدمیوں کا کہیں تو میں ان کے بھی سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔ یہ وزیر تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔"

وزیر بیجاری خوش ہو کر بولا۔

"یہ کام بہت جلد ہو جانا چاہیئے۔ ہم تمہیں بہت انعام دیں گے۔"

بھاشان جلاد چلا گیا۔ یہ ایک بڑا سنگ دل اور عیار جلاد تھا۔ نہ جانے کتنے لوگوں کا خون کر چکا تھا۔ بادشاہ یا مہارانی جس کے خلاف ہوتی بھاشان جلاد کو اشارہ کرتی اور اس آدمی کا خفیہ طور پر خون کر دیا جاتا۔ اب بھاشان جلاد کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اصل میں بیجاری ہی حکومت کر رہا ہے۔ بادشاہ تو اس کے اشاروں پر ناچتا ہے۔ حقیقت میں وزیر بیجاری ہی بادشاہ تھا۔ چنانچہ وہ کیسے بیجاری کی بات سے انکار کر سکتا تھا۔

دوسری طرف کسی طریقے سے اصلی وزیر کو بھی معلوم ہو گیا کہ بیجاری اس کو قتل کروانے والا ہے اور اس کام کے لیے اس نے بھاشان جلاد کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اصلی وزیر فوراً غائب ہو گیا۔ غائب وہ یوں ہوا کہ آخر وہ ملک کا وزیر اعظم رہ چکا تھا۔ اُسے محل کے سارے خفیہ دروازوں کا علم تھا۔ ان میں سے ایک راستہ اصلی وزیر کی خواب گاہ کے غسل خانے

سے نیچے سرنگ میں جاتا تھا جہاں سے وہ تھوڑی دیر کے لیے کسی دوسرے ملک کو فرار ہو سکتا تھا۔ مگر اصلی وزیر بادشاہ کو اکیلا اور مکار بیجاری کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن سچ کی ضرور فتح ہوتی ہے اور جھوٹ کا پول کھل کر رہتا ہے۔ چنانچہ اصلی وزیر سرنگ میں سے نکل کر شہر کے باہر ایک خانقاہ میں آگیا۔ اس خانقاہ کا مجاور اصلی وزیر کا پرانا دوست تھا۔ اس نے اپنے دوست کو ساری بات بتائی اور کہا۔

"میں یہ ملک چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا بلکہ یہیں رہ کر نقلی وزیر اور ملک دشمن بیجاری کے ناپاک ارادوں کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

مجاور نے کہا۔

"تو پھر تم ایسا کرو کہ اسی خانقاہ پر بھیس بدل کر بیٹھ جاؤ۔ میں یہی مشہور کر دوں گا کہ تم ہندوستان کے کوئی درویش ہو اور خانقاہ پر چلہ کرنے آئے ہو۔"

اصلی وزیر کو یہ ترکیب پسند آگئی اور دوسرے دن اس نے مجاور دوست کی مدد سے نقلی ڈاڑھی لگائی۔ اور لمبا درویشوں والا کرتہ پہن کر گلے میں مالائیں ڈالیں اور خانقاہ کی ایک کوٹھڑی

میں بیٹھ گیا۔ ادھر جب دوسرے روز پجاری کو پتہ چلا کہ اص[لی]
وزیر بھاگ گیا ہے۔ تو اس نے اس کی تلاش میں آدمی روا[نہ]
کر دیئے۔ یہ لوگ خانقاہ پر بھی پہنچے مگر اصلی وزیر جس حلیے میں
تھا۔ اس کو نہ پہچان سکے۔ اصلی وزیر نے ایک رات اپنے مجا[ور]
دوست سے کہا۔

"عیار پجاری مہینے میں دو تین بار اکیلا مندر میں جاتا
ہے۔ اس وقت وہاں سب لوگوں کو باہر نکال دیا
جاتا ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عیار پجاری
آدھی رات کو اکیلا مندر میں کیا کرتا ہے۔ کیا اس سلسلے
میں تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو؟"

مجاور کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"میں نے بنگال کی ایک مینا پال رکھی ہے۔ وہ مجھ
سے باتیں کرتی ہے میں اس کی زبان سمجھ لیتا ہوں۔
وہ میری زبان سمجھ لیتی ہے۔ اگر تم کہو تو میں اسے
پجاری کے تعاقب میں بھیج دیتا ہوں۔ وہ مجھے سارا
حال واپس آ کر سنا دے گی کہ پجاری وہاں کیا کرتا
ہے۔"

اصلی وزیر نے اس ترکیب کو پسند کیا۔ چنانچہ مجاور
اسی وقت اندر سے مینا کا پنجرہ نکال کر لے آیا۔ اس نے

کچھ عجیب سی زبان میں مینا کو کچھ کہا اور پھر اسے پنجرے میں
سے نکال کر چھوڑ دیا۔ مجاور نے اصلی وزیر کو بتایا کہ میں نے
مینا کو سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ اب تم فکر نہ کرو۔ مینا اس
کی پوری رپورٹ لا کر دے گی۔

بنگال کی مینا چھوٹی سی تھی۔ وہ خانقاہ سے اڑ کر سیدھی
بادشاہ کے محل میں جا پہنچی۔ اس کو وزیر پجاری کا حلیہ مجاور
نے بتا دیا تھا۔ مینا نے اس حلیے کے آدمی کو دیکھا تو سمجھ گئی کہ
یہی وزیر پجاری ہے۔ مینا نے وہیں محل کے باہر ایک درخت
پر ڈیرہ جما لیا۔ دو دن گزر گئے۔ تیسرے دن آدھی رات کو مینا نے
وزیر پجاری کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار محل کے دوسرے دروازے
سے نکل کر ایک طرف روانہ ہو گیا ہے۔ مینا اس کے ساتھ ساتھ
اڑنے لگی۔ پجاری مندر میں آ گیا۔ اندر آتے ہی چھوٹے پجاری نے
تمام لوگوں کو مندر سے نکال دیا کہ وزیر پجاری خاص عبادت کرنے
آئے ہیں۔ جب مندر خالی ہو گیا تو وزیر پجاری ایک راہ داری
سے ہوتا ہوا ایک اندھیرے زینے میں اتر گیا۔

بنگال کی مینا اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ وزیر پجاری
ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں اس نے پہلی کوٹھڑی کو کھولا۔ اندر
داخل ہو گیا۔ مینا بھی خاموشی سے اندر چلی گئی۔ وزیر پجاری نے
ایک موم بتی جلا کر پتھر پر رکھ دی۔ پھر لکڑی کا ایک صندوق کھول کر

جھک کر غور سے دیکھا۔ صندوق میں جولی سانگ بے ہوش
پڑی تھی۔ بنگال کی مینا چھت کی ایک شہتیر پر بیٹھی یہ د
رہی تھی۔ جولی سانگ کے سر کے بال اترے ہوئے تھے۔ اس
بعد پجاری دوسری کوٹھڑی میں گیا۔ یہاں تھیو سانگ لکڑی
صندوق میں بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے بعد اس نے تیسری
کھولی۔ اس کوٹھڑی میں ماریا صندوق میں بے ہوش پڑی تھی
کو جب تسلی ہو گئی کہ تینوں اپنی جگہوں پر موجود ہیں تو وہ تہہ
سے واپس چلا آیا۔

بنگال کی مینا بھی اڑتی ہوئی خانقاہ میں واپس آ
مجاور نے مینا کو آتے دیکھا تو اسے اندر لے گیا اور پوچھا کہ
کیا خبر لائی ہے؟ بنگال کی مینا نے کہا۔

"میرے آقا! مندر کے تہہ خانے میں تین کوٹھڑیاں
ہیں۔ دو کوٹھڑیوں میں صندوق میں دو عورتیں بے
ہوش پڑی ہیں۔ ایک کوٹھڑی کے صندوق میں
ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ پجاری ان تینوں کو
دیکھنے وہاں گیا تھا اور پھر کوٹھڑیوں پر تالا لگا کر واپس
چلا آیا ہے۔"

یہی ساری بات مجاور نے اصلی وزیر کو بتا دی۔ وزیر
کہنے لگا۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں جن کو پجاری نے بے ہوش
کر کے تہہ خانے میں ڈال رکھا ہے۔"

مجاور نے کہا۔

"اگر کسی طرح ہم ان میں سے کسی ایک کو اٹھا کر یہاں
لے آئیں تو ان کو ہوش میں لا کر ان سے پتہ کیا جا
سکتا ہے کہ اصل قصہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے
ہمیں عیار پجاری کو شکست دینے اور اس ملک کو
بچانے میں کوئی مدد مل سکے۔"

اصلی وزیر نے سانس بھر کر کہا۔

"مگر اسے وہاں سے لائے گا کون۔ سوال تو یہ پیدا ہوتا
ہے۔"

مجاور نے کہا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ یہ کام میں کرنے کی کوشش کروں
گا۔"

چنانچہ دوسرے ہی روز مجاور نے ایک امیر دولت مند سوداگر
کا بھیس بدلا۔ گھوڑے پر زرق برق کپڑے پہن کر بیٹھا اور مندر
کی طرف چل پڑا۔ وہاں جا کر اس نے گھوڑے کو مندر کے
دالان میں باندھا اور وہاں فقیروں میں چاندی کے سکے تقسیم کرنے
شروع کر دیئے۔ چھوٹے پجاری نے یہ معاملہ دیکھا تو بھاگا بھاگا

کے پاس آیا۔ مجاور نے کہا۔
پجاری جی! ہم ملک یمن سے اس مندر کو دیکھنے آئے
ہیں۔ ہم نے اس مندر کی بڑی تعریف سنی تھی۔
ہم بحری جہازوں کا کام کرتے ہیں۔"
اور مجاور نے پجاری کو بھی چند سونے کے سکے پیش
کر دیئے۔ پجاری بڑا خوش ہوا۔ دل میں کہنے لگا کہ موٹی
مرغی ہاتھ لگی ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ مال بٹورنا چاہیئے۔
فوراً مجاور کو اپنی شاندار کوٹھڑی میں لے گیا۔ اُسے پلنگ پر عزت
سے بٹھایا۔ اس کی خوب خاطر داری کی۔ مجاور نے بھی سونے
کے کچھ اور سکے پجاری کو دے دیئے۔ یہ وہ سکے تھے جو لوگ مجاور
کی خانقاہ پر چڑھایا کرتے تھے۔ یہ سکے وہ تھیلے میں ڈال کر
ساتھ ہی لے آیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مجاور ایک چیز اپنے ساتھ
لایا تھا۔ یہ چیز نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی شیشی تھی جس میں
بے ہوشی کا عرق تھا۔ رات کو مجاور نے پجاری کے ساتھ
بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ اس نے
پجاری پر اپنی دولت کا بہت رُعب ڈالا اور پجاری کو یقین
دلا دیا کہ وہ اس کے لیے یمن سے اصلی موتی بھیجے گا۔ پجاری
تو اس کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ جب رات زیادہ گزر گئی تو مجاور
نے کہا۔

"میں ایک رسم ادا کرنا چاہتا ہوں۔ رسم یہ ہے
کہ مجھے پانی کا ایک بڑا پیالہ لا دو۔ میں دیوتاؤں
کے نام پڑھ کر اس پر پھونکوں گا اور پھر اس
میں سے ایک ایک گھونٹ پانی سب کو پلا دیا
جائے گا۔ یوں میرے ماں باپ کی روح کو چین ملے
گا۔"
پجاری بولا۔
"یہ کون سی مشکل بات ہے۔ میں ابھی پانی سے
بھرا ہوا پیالہ منگوائے دیتا ہوں۔"
اسی وقت پیالہ آ گیا۔ مجاور نے اُلٹے پلٹے اشلوک
پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد پجاری کی طرف دیکھ
کر بولا۔
"ذرا دالان میں جا کر دیکھو چاند تو ابھی نہیں نکلا؟"
مجاور کو معلوم تھا کہ چاند اس رات دیر سے نکلے گا۔
پجاری اُٹھ کر باہر گیا تو مجاور نے جلدی سے نیلی شیشی تھیلے
سے نکالی۔ اس میں سے بے ہوشی کی دوائی کے چند
قطرے پیالے کے پانی میں ڈالے اور شیشی دوبارہ تھیلے میں
چھپا دی۔ اور پھر اشلوک پڑھنے لگا۔
پجاری نے واپس آ کر بتایا کہ چاند ابھی نہیں نکلا۔ مجاور

خوش ہو کر بولا۔

"بالکل ٹھیک وقت ہے رسم ادا کرنے کے لیے۔
بھائی اس پانی میں سے سب سے پہلے تم ایک
گھونٹ پیو۔ اور پھر مندر میں اس وقت جتنے
پجاری ہیں ان سب کو باقی پانی پلا دو۔ تاکہ میرے
ماں باپ کی روح کو سکھ ملے۔ ذرا جلدی کرنا کہیں
چاند نہ نکل آئے۔"

پجاری نے فوراً پیالے میں سے ایک گھونٹ پانی پیا اور باقی
کا پانی مندر کے صحن میں جا کر جو چھ سات پجاری جاگ رہے
تھے ان کو پلا دیا۔ خالی پیالہ لے کر مجاور کی کوٹھڑی میں آیا
اور بولا۔

"میں نے رسم پوری کر دی ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر پلنگ پر
دھڑام سے گر پڑا۔ مجاور نے اسے پلنگ پر ہی رہنے دیا
صرف اس کے اوپر چادر ڈال دی۔ اسے معلوم تھا کہ کل صبح
تک اسے ہوش نہیں آئے گا۔ مجاور باہر نکلا تو دیکھا کہ باقی
پجاری بھی دالان میں بے ہوش پڑے تھے۔ مجاور وہاں سے
نیچے تہہ خانے میں آگیا۔ اس کے سامنے جو کوٹھڑی آئی
وہ تھیوسانگ کی تھی۔ مجاور نے تھیوسانگ کو ہی صندوق

سے نکال کر کاندھے پر ڈالا اور مندر سے گزرتا ہوا باہر
آ گیا۔ اندھیرے میں اس کا گھوڑا دالان میں بندھا کھڑا تھا۔ مجاور
نے تھیوسانگ کو گھوڑے پر آگے ڈال دیا اور خود گھوڑے پر
سوار ہو کر سیدھا خانقاہ کی طرف چل پڑا۔ خانقاہ میں اصلی وزیر
اس کا انتظار کر رہا تھا۔ مجاور نے تھیوسانگ کو اس کے
سامنے کوٹھڑی میں لٹا دیا اور بولا۔

"باقی دو عورتیں بھی وہاں بے ہوش پڑی ہوں گی
مگر مجھے سامنے اس کی کوٹھڑی نظر آئی اور میں اس
آدمی کو ہی اٹھا کر لے آیا ہوں۔"

اصلی وزیر نے چراغ کی روشنی میں بے ہوش تھیوسانگ
کو غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔

"جب تک اسے ہوش نہیں آتا ہم اس سے
کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ کون ہے اور اس
کے ساتھ جو دو عورتیں تہہ خانے میں بند ہیں وہ کون
ہیں اور اس کو پجاری نے کس لیے بے ہوش کر کے
قید میں ڈال رکھا تھا۔"

مجاور بولا۔

"میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

مجاور نے کئی ایک دوائیاں آزمائیں مگر تھیوسانگ کو

ہوش نہ آیا۔ تھیوسانگ پر تو پجاری کے منتر کا اثر تھا۔ وہ
کیسے ہوش میں آسکتا تھا۔ اصلی وزیر نے کہا۔

"ابھی رات کو آرام کرتے ہیں۔ صبح دیکھا جائے
گا۔ اس کو کسی ایسی کوٹھڑی میں رکھ آؤ جہاں پجاری
کے سپاہی بھی اگر آئیں تو اسے نہ ڈھونڈھ سکیں۔"

مجاور نے بے ہوش تھیوسانگ کو خانقاہ میں جو قبر تھی
اس کے اندر مُردے کی ہڈیوں کے ڈھانچے کے ساتھ ہی لٹا
کہنے لگا۔

"اس قبر کو کوئی نہیں کھودے گا۔ میں نے اپنی سہولت
کے لیے اس میں ایک طاق بنا رکھا ہے۔ اب
اس کو بھی اس طرح بند کرتا ہوں کہ کسی کی نظر ہی نہیں
پڑ سکتی۔"

تھیوسانگ کو قبر کے اندر انسانی ڈھانچے کے ساتھ لٹا
گیا۔ تھیوسانگ بے ہوش تھا۔ اس کو کیا خبر کہ اسے کہاں
دیا گیا ہے۔ اب ہم کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ کیٹی نے بھی م
کیا تھا کہ وزیر پجاری مہینے میں دو بار آدھی رات کو مندر میں
ہے۔ ایک رات وہ بھی سراغ لگانے کے خیال سے اس
پیچھے بھیس بدل کر چل پڑی تھی۔ اس نے اپنے سارے جسم کو
میں لپیٹ رکھا تھا۔ وہ بھی مندر میں داخل ہو کر ایک

جگہ چھپ کر بیٹھ گئی کہ جہاں کسی کی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی
تھی۔ پجاری اپنی عادت کے مطابق تہہ خانے میں گیا تو کیا
دیکھتا ہے کہ کوٹھڑی کھلی پڑی ہے اور اس میں سے تھیوسانگ
غائب ہے۔ اس نے شور مچا دیا۔ چھوٹا پجاری اس کے قدموں
میں گر پڑا اور گڑگڑاتے ہوئے بولا۔

"حضور! تین دن ہوئے ایک آدمی سوداگر کے بھیس
میں آیا تھا۔ اس نے ہم سب کو بے ہوش کر
دیا ضرور وہی تہہ خانے سے آپ کے آدمی کو اٹھا
کر لے گیا ہوگا۔"

وزیر پجاری تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ چھوٹے پجاری کو
قتل بھی کروا دیتا۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس نے اس
سے پوچھا۔

"سوداگر کا حلیہ کیا تھا؟"

چھوٹے پجاری نے بتایا کہ اس کی ڈاڑھی تھی اور سر
پر پگڑی باندھا ہوا تھا۔ وزیر پجاری نے شہر میں اپنے خاص
جاسوس چھوڑ دیئے۔ مگر مجاور تو نقلی ڈاڑھی لگا کر گیا تھا۔
اب بھلا اسے کون پہچان سکتا تھا۔ کیٹی نے جب یہ دیکھا
کہ وزیر پجاری نے کسی شخص کو تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا
جو فرار ہو گیا ہے تو وہ اسی وقت مندر سے واپس محل بھاگ

ان ہی۔ وہ ساری رات سوچتی رہی کہ یہ کون شخص ہو سکتا ہے۔ وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی۔ مگر اپنی طرف سے کیٹی نے بھی اس مندر کے مفرور آدمی کی تلاش شروع کر دی۔ کیٹی دن کے وقت کوئی بہانہ بنا کر شہر میں آ جاتی اور ادھر اُدھر مفرور آدمی کا کھوج لگاتی۔ اس نے کئی لوگوں سے پوچھا مگر کہیں سے بھی اسے سراغ نہ مل سکا۔ آخر اسی طرح پھرتے پھراتے وہ خانقاہ میں بھی آ گئی۔ یہاں اصلی وزیر نقلی ڈاڑھی لگائے درویش بنا ایک طرف بیٹھا تھا۔ کیٹی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اور باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آدمی شہر سے بھاگ کر آیا تھا؟

اصلی وزیر نے تو کیٹی کو پہچان لیا تھا مگر کیٹی اسے نہیں پہچان سکی تھی۔ وہ یہی سمجھا کہ کیٹی کو اس کے مالک وزیر پجاری نے بھیجا ہے۔ اصلی وزیر نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بی بی! یہاں کبھی کوئی بھاگ کر نہیں آیا۔ لوگ آہستہ آہستہ چل کر آتے ہیں۔"

کیٹی اس کے پاس سے اُٹھ کر مجاور کے پاس آ گئی۔ اس نے بھی یہی کہا کہ خانقاہ میں کوئی نہیں آیا۔ کیٹی چلی گئی تو اصلی وزیر نے مجاور کو بتایا کہ یہ عورت پجاری

کی خاص خادمہ ہے۔ اور مفرور آدمی کا کھوج لگانے آئی تھی۔ مجاور نے کہا "اس کے باپ کو بھی کبھی پتہ نہیں چل سکتا کہ ہم نے اس بے ہوش آدمی کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ ویسے ایک بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ یہ کوئی بڑا اہم آدمی ہے۔ جس کو پکڑنے کے لیے پجاری اس قدر پریشان ہو رہا ہے۔"

اصلی وزیر نے کہا "لیکن اسے ہوش آ جانا چاہیے۔ تب ہی ہمیں کچھ پتہ چل سکتا ہے۔" مجاور کہنے لگا۔

"آج میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں۔"

○
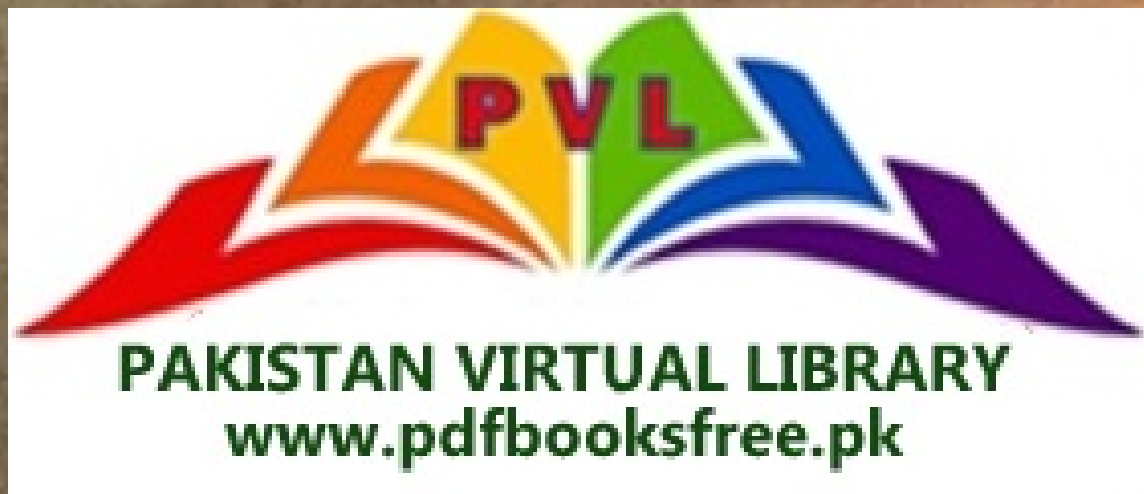
کیا ماریا قتل ہو گئی؟

مجاور خانقاہ والی قبر میں اُتر گیا۔
تھیو سانگ لاش کے پرانے ڈھانچے کے ساتھ
طرح بے ہوش لیٹا ہوا تھا۔ مجاور نے اِسے ہوش م
کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔
اصلی وزیر نے کہا۔
"میں شاہی حکیم کے گھر جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے
اس کے پاس کوئی ایسی دوائی ہو جس کی مدد سے
اس شخص کو ہوش آجائے۔"
مجاور نے اصلی وزیر کو تاکید کی کہ وہ رات کے اندھیر
میں جائے۔ کیونکہ پجاری وزیر کے سپاہی اس کی تلاش میں
ہوں گے۔ دوسری طرف پجاری وزیر نے اصلی وزیر کے
غائب ہو جانے کے بعد بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیے
اور اِسے یقین دلا دیا کہ اصلی وزیر باغی تھا اور اُس کی حکو
کا تختہ اُلٹنا چاہتا تھا۔ بادشاہ نے اُسی وقت اصلی وزیر

گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ اسی رات اصلی وزیر رات کے اندھیرے
میں شاہی حکیم کے مکان کی طرف چل پڑا۔ شاہی حکیم کی حویلی
شہر کے اندر تھی۔ رات خاموش تھی۔ شہر سنسان تھا مگر
بادشاہ کے سپاہی چھُپ کر شہر کی گلیوں میں گشت لگا رہے
تھے۔ جونہی اصلی وزیر شاہی حکیم کی گلی میں داخل ہوا ایک سپاہی
نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ اصلی
وزیر نے نقلی ڈاڑھی لگا رکھی تھی۔ اس نے کہا کہ میری بیٹی بیمار
ہے شاہی حکیم سے دوا لینے جا رہا ہوں۔ وہاں دوسرے سپاہی
بھی آ گئے۔ ایک سپاہی نے اصلی وزیر کی آواز پہچان لی اور
آگے بڑھ کر اس کی ڈاڑھی کو ذرا سا کھینچا۔ تو وہ اُس کے ہاتھ
میں آ گئی۔ اصلی وزیر اِن کے سامنے کھڑا تھا۔
فوراً اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جب رات گزر گئی اور وزیر
واپس خانقاہ میں نہ آیا تو مجاور کو فکر لگی۔ مگر وہ اِس کی تلاش
میں کہاں جاتا۔ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ دن نکلتے ہی شہر میں یہ
خبر چاروں طرف پھیل گئی کہ اصلی وزیر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔
اور بادشاہ نے اِسے بغاوت کے جرم میں موت کی سزا سنا
دی ہے۔ اور ہفتے کے دن اِسے قلعے کی دیوار کے اوپر پھانسی
پر لٹکا دیا جائے گا۔ مجاور کو بے حد افسوس ہوا۔ وہ اصلی وزیر
کی جان نہیں بچا سکتا تھا۔ صبر کر کے بیٹھا رہا۔ ابھی پھانسی دینے

جانے میں تین دن باقی تھے۔ اسی رات مجاور اپنی کوٹھڑی میں چارپائی پر لیٹا سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے عجیب سی انسانی آواز سنائی دی۔ اس نے کان لگا کر سنا۔ یہ بھاری بھاری خشک سی مردانہ آواز تھی۔ جو رُک رُک کر کہہ رہی تھی۔

"اِس کو قبر سے نکالو۔ اس کو قبر سے نکالو"

مجاور لپک کر خانقاہ کی قبر کے پاس آ گیا۔ اس نے چراغ روشن کیا اور قبر کے طاق کو کھول کر قبر کے اندر دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قبر کے مردے مُردے کا ڈھانچہ قبر کی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ اور اس کی کھوپڑی میں سے آواز آ رہی تھی۔

"اِسے قبر سے نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

تھیوسانگ قبر میں ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ مجاور نے اِسے اٹھا کر قبر سے باہر نکال لیا۔ مُردے کا ڈھانچہ واپس اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گیا۔ مجاور نے قبر کی کھڑکی بند کر دی۔ وہ بے ہوش تھیوسانگ کو اٹھا کر کوٹھڑی میں لے آیا۔ وہ اِسے پلنگ پر لٹا کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ رہا تھا کہ تھیوسانگ نے ایک گہرا سانس لے کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ چراغ کی روشنی میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور - ۸

"میں کہاں ہوں؟" مجاور نے فوراً کہا۔
"بھائی تم میرے پاس۔ میں تمہارا دوست ہوں"
تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا "میں یہاں کیسے آگیا ہوں؟ میری بہن اور بھائی عنبر کہاں ہیں؟"
مجاور کی سمجھ میں یہی آسکا کہ وہ اس لڑکی کے بارے میں کہہ رہا ہوگا۔ جو مندر کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑی ہے۔ اس نے پوچھا۔
"تمہارا نام کیا ہے بھائی اور تم لوگ مکار پجاری کے پھندے میں کیسے پھنس گئے؟"
تھیوسانگ بولا۔
"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے میری بہن اور بھائی کو دیکھا ہے؟"
مجاور بولا۔
"میری مینا نے مجھے بتایا تھا کہ مندر کے تہہ خانے میں تمہاری ساتھ والی کوٹھڑی میں ایک لڑکی بھی صندوق میں بے ہوش پڑی ہے"

تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔
"مجھے اسے نکال کر لانا ہے۔ وہ میری بہن جولی سانگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی" مجاور نے کہا۔
"مگر میرے بھائی تم کیسے مندر میں جاؤ گے۔ وہاں تو سپاہیوں کا زبردست پہرہ لگا ہے کوئی چڑیا بھی پَر نہیں مار سکتی"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"تم اس کی فکر نہ کرو۔ میرا ... بہت ضروری ہے۔ تم اسی جگہ میرا انتظار کرنا۔ میں اپنی بہن کو لے کر یہیں آؤں گا"
مجاور کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ اکیلا شخص وہاں سے ایک بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر کیسے نکال لائے گا۔
مجاور سے جدا ہوتے ہی تھیوسانگ مندر کی طرف چل پڑا۔ مندر کا سارا پتہ اس نے مجاور سے معلوم کر لیا تھا۔ ایک جگہ درختوں کی اوٹ میں آکر تھیوسانگ نے اپنی طاقت کی آزمائش کی۔ اپنے دل میں ارادہ باندھ کر اپنے جسم سے انگلی لگائی اور وہ ایک دم چھوٹا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی لگائی

تو وہ دوبارہ

بڑے قد کا ہو گیا۔ تھیو سانگ بڑا خوش ہوا کہ اس کی طاقت
واپس آ چکی ہے۔ اب وہ بے دھڑک مندر میں داخل ہو گیا
مندر میں ایک طرف کچھ گھوڑے بندھے گھاس چر رہے
تھے۔ دالان کی دوسری جانب بیل کا بُت لگا تھا جس کے آگے
آگ جل رہی تھی۔ چھوٹا پجاری وہاں بیٹھا پوجا کر رہا تھا۔ تھیو سانگ
کی شکل سے واقف نہیں تھا۔ اس کی شکل کا صرف بڑے
وزیر پجاری کو ہی علم تھا۔ تھیو سانگ نے چھوٹے پجاری سے
جا کر کہا۔

"مجھے بڑے وزیر پجاری نے بھیجا ہے۔ نیچے تہہ
خانے میں ایک لڑکی صندوق میں بے ہوش پڑی
ہے۔ میں اسے محل میں لے جانے کے لیے
آیا ہوں۔"

چھوٹے پجاری نے کہا۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم کو وزیر صاحب
نے بھیجا ہے؟"

تھیو سانگ بولا۔

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارا وزیر اور بڑا پجاری
میرا شاگرد ہے۔ میں نے ہی اسے وزیر بنایا ہے۔"

چھوٹے پجاری کو یقین آیا۔ تب تھیو سانگ اس کو ایک طرف
لے گیا اور بولا۔

"میں تمہیں اپنی طاقت دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ تمہیں
یقین آ جائے۔"

اور اس کے ساتھ ہی تھیو سانگ نے چھوٹے پجاری کی
گردن پر انگلی رکھ دی۔ پجاری ایک دم سے انگلی جتنا چھوٹا ہو
گیا۔ وہ تو حیران پریشان ہو کر چیخنے چلانے لگ پڑا۔ تھیو سانگ
نے ایک منٹ تک اس کا تماشہ دیکھا اور پھر دوبارہ
انگلی لگا کر بڑا کر دیا۔ پجاری کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ وہ
پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس
نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مہاراج! آپ وزیر کے آدمی ہی ہیں تہہ خانے
میں جا کر جو لے جانا ہے لے جائیں۔"

تھیو سانگ تہہ خانے میں اتر گیا۔ اسے یہ بالکل معلوم نہیں
تھا کہ سامنے جو دو کوٹھڑیاں ہیں ان میں سے ایک میں ماریا
بھی ظاہری حالت میں بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے سامنے
جو کوٹھڑی آئی وہ جولی سانگ کی تھی۔ تھیو سانگ تالا توڑ کر
اندر چلا گیا۔ صندوق کو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جولی سانگ
کے سر کے سارے بال اترے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوش
پڑی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں کو وزیر پجاری نے جادو

کے پانی سے بے ہوش کیا تھا۔ اور ضرور جُولی سانگ کے بال
بھی اسی نے مونڈ ڈالے تھے۔ تھیوسانگ نے جُولی سانگ
کو کاندھے پر ڈالا اور باہر لے آیا۔ باہر پجاری موجود تھا۔
تھیوسانگ نے جُولی سانگ کو گھوڑے پر ڈالا اور اِسے
دوڑاتے ہوئے سیدھا خانقاہ میں پہنچ گیا۔

خانقاہ میں آتے ہی تھیوسانگ نے مجاور کو کہ یہ اس
کی چھوٹی بہن جُولی سانگ ہے۔ اور اِسے میری ہی طرح وزیر
پجاری نے جادو کا پانی ڈال کر بے ہوش کر دیا تھا۔ مجاور
بولا۔

"اگر اس کو بھی قبر میں لٹا دیا جائے تو ہو سکتا ہے
کہ وہ بھی تمہاری طرح ہوش میں آجائے کیونکہ
میں نے اندازہ لگایا ہے کہ قبر میں دفن مُردے
کی ہڈیوں سے جو خاص شعاعیں نکلتی ہیں۔ اس سے
طلسم کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔"

تھیوسانگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے اُسی وقت
جولی سانگ کو طاق میں سے قبر میں اُتار کر لٹا دیا۔ اب
مجاور نے تھیوسانگ کو بتایا کہ اصلی وزیر بھی خانقاہ میں
آیا ہوا تھا مگر وہ تمہیں ہوش میں لانے کے لیے دوائی لینے
شاہی حکیم کے پاس گیا اور بادشاہ کے سپاہیوں نے اِسے

پکڑ لیا اور اب ہفتے کے روز اِسے مار ڈالا جائے گا۔ تھیوسانگ
کو بڑا دکھ ہوا کہ اصلی وزیر اس کی خاطر اپنی جان قربان کر
رہا تھا۔

اس نے مجاور سے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ بادشاہ اصلی وزیر کو ہلاک
نہ کر سکے گا۔ میں اِسے بچا لوں گا۔"

ابھی تک مجاور کو تھیوسانگ کی طاقت کا اندازہ نہیں
تھا۔ اس لیے اِسے تھیوسانگ کی بات کا یقین نہ آیا۔
تھیوسانگ نے مجاور کو بتایا کہ اس کے ساتھ عنبر بھی تھا
جو اِن کا خاص دوست ہے۔

"کچھ معلوم نہیں کہ وزیر پجاری نے اِسے کہاں گم
کر دیا ہے۔ کیونکہ عنبر سمندر کی طرف ہی
گیا تھا۔"

مجاور بولا۔

"ہو سکتا ہے تمہارا دوست عنبر بھی یہاں پر
آجائے۔ یا ہو سکتا ہے ہوش میں آنے
کے بعد تمہاری بہن عنبر کے بارے میں کچھ
بتائے۔"

سارا دن جولی سانگ قبر میں پڑی رہی۔ شام کے وقت

قبر میں سے وہی آواز آئی۔

"اسے قبر سے نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

مجاور لپک کر قبر کی طرف گیا۔ طاق کھولا تو دیکھا کہ مردے کا ڈھانچہ اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ اور کھوپڑی میں سے آواز آ رہی تھی۔

"اسے باہر نکالو۔ اِسے قبر سے نکالو"

مجاور نے جلدی سے جولی سانگ کو اُٹھا کر باہر لٹا دیا۔ قبر بند کر دی گئی۔ تھیوسانگ اور مجاور جولی سانگ کو کوٹھڑی میں لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جولی سانگ کو بھی ہوش آگیا۔ چراغ جل رہا تھا۔ جولی سانگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تھیو بھائی! میں کہاں ہوں؟"

تھیوسانگ نے اپنی بہن جولی سانگ کو سارا واقعہ سنا ڈالا۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"عنبر بھائی کا کچھ پتہ چلا؟" تھیوسانگ نے کہا۔

"ابھی تک تو اِس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ لیکن تمہارے بال کس نے کاٹ ڈالے؟"

اب جولی سانگ نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور دکھ بھرے لہجے میں بولی۔

"اسی مکار پجاری نے میرے بال کاٹ ڈالے ہوں گے۔ اس کی وجہ سے میری طاقت ختم ہو گئی ہوگی"

جولی سانگ نے آنکھوں سے شعاعیں نکالنے کی کوشش کی مگر اُس کی آنکھوں سے کوئی شعاع نہ نکل سکی۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"افسوس تھیو بھائی! میری طاقت عارضی طور پر ختم ہو گئی ہے"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"عارضی طور پر کیسے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"جب میرے سر کے بال ایک اُنگلی کے برابر اُگ آئیں گے۔ تو میری طاقت خود بخود مجھے واپس مل جائے گی۔ اب میں آگ میں جل سکتی ہوں"

مجاور بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تمہاری طاقت بڑے پجاری کے پاس چلی گئی ہو؟ کیونکہ وہ آگ میں زندہ رہ سکتا ہے اور یہی کرشمہ دکھا کر اس

نے بادشاہ پر اپنا اثر ڈالا ہے اور اس کا وزیر
بن بیٹھا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر میرے سر پر بال اُگ
ہی اس کی طاقت خود بخود ختم ہو جائے گی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"جولی سانگ بہن! تب تمہیں اسی خانقاہ میں احتیا
کے ساتھ رہنا ہو گا۔ میں خود عنبر کو تلاش کروں
گا۔"

انھوں نے خانقاہ کی پچھلی کوٹھڑی جولی سانگ کے
خالی کر دی۔ جولی سانگ وہاں رہنے لگی۔ تھیو سانگ نے
سے کہا۔

"اب میں اصلی وزیر کو بچانے جاتا ہوں جس نے
میری خاطر اپنی موت کو بھی قبول کر لیا ہے۔
وہ مجھے ہوش میں لانے کے لیے دوائی لانے
گیا تھا کہ پکڑا گیا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تھیو بھائی! تمہاری طرف سے مجھے فکر لگا رہے
گا۔"

تھیو سانگ نے جولی سانگ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اصلی وزیر کی جان بچانا اب میرا
اخلاقی فرض بن چکا ہے۔"

جب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو تھیو سانگ خانقاہ سے
نکل کر شاہی محل کی جانب روانہ ہو گیا۔ اسے یہ بھی احساس
تھا کہ وزیر بہاری اس کو پہچانتا ہے اور اگر اس نے
تھیو سانگ کو دیکھ لیا تو معاملہ گڑبڑ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ
وہ ایک خاص منصوبے پر عمل کرتے ہوتے شاہی محل کی پچھلی
دیوار کی طرف آ گیا۔ یہ کافی اُونچی دیوار تھی۔ دُور کونے پر
ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ تھیو سانگ دیوار کے
ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ چند قدم چلنے کے بعد اُسے ایک جگہ
چھوٹا سا خشک نالہ نظر آیا جو دیوار میں بنا ہُوا تھا۔ شاید یہ
برسات کے پانی کو باہر نکالنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ تھیو سانگ
نے انگلی اپنی گردن سے لگا کر اپنے آپ کو چھوٹا بنایا اور
نالے میں سے گزر کر دیوار کی دوسری طرف شاہی محل کے
باغ میں آ گیا۔ یہاں سامنے محل کے برآمدوں میں شمع دانوں
میں شمعیں روشن کر دی گئی تھیں۔ نوکر اور خادمائیں اِدھر
اُدھر چل رہی تھیں۔ تھیو سانگ کو شاہی محل کے تہہ خانے
میں جانا تھا جہاں اصلی وزیر کو قید کیا گیا تھا۔

تہہ خانہ کدھر ہے؟ یہ بات تھیوسانگ کسی سپاہی ہی
سے پوچھ سکتا تھا۔ اس کے لیے بھی ایک ترکیب تھیوسانگ
کے ذہن میں تھی۔ وہ محل کے کونے کی طرف چلا۔ ایک جگہ
درخت تھے۔ وہ اِن میں آگیا اور انگلی لگا کر پھر سے بڑا ہو
گیا۔ اب وہ کسی سپاہی کا انتظار کرنے لگا۔ ایک سپاہی پہرہ
دیتا ہوا تھوڑی دیر بعد اُدھر سے گزرتا تھا۔ تھیوسانگ
اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ جونہی وہ اس کے قریب سے
گزرا تھیوسانگ پیچھے سے لپکا۔ اِس سے پہلے کہ سپاہی
پلٹ کر دیکھتا۔ تھیوسانگ نے اس کی گردن سے اپنی انگلی لگا
دی۔ سپاہی ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا ہو گیا۔ سپاہی سکتے میں آ
گیا کہ یہ اِسے کیا ہو گیا ہے۔ تھیوسانگ نے اِسے اپنی ہتھیلی
پہ اُٹھا لیا اور کہا۔

"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ بادشاہ نے اصلی وزیر
کو تہہ خانے میں کس جگہ قید کر رکھا ہے اور تہہ خانے
کو راستہ کون سا جاتا ہے تو میں تجھے پھر سے
بڑا کر دوں گا۔ ورنہ تم باقی ساری زندگی اسی طرح
چوہا بن کر زندہ رہو گے۔"

سپاہی نے ہاتھ باندھ کر باریک آواز میں کہا۔
"اے عظیم جادوگر! میری جان بخشی کر دے۔ میں
تمہیں ابھی سب کچھ بتائے دیتا ہوں۔"
اور پھر سپاہی نے تھیوسانگ کو وہ سب کچھ بتا دیا
جس کی اِسے ضرورت تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"جب تک میں اپنا کام پورا نہیں کر لیتا تم چھوٹے
قد کے ہی رہو گے۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ
واپسی پر تمہیں بڑا کرتا جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ نے چھوٹے سے سپاہی کو وہیں ایک
گڑھے میں ڈال کر اوپر پتھر رکھ دیا اور اس کے بتائے ہوئے
راستے پر چلا۔ وہ محل کے تیسرے کونے کی طرف آگیا۔ یہاں
ایک جنگلہ زمین میں لگا تھا۔ تھیوسانگ نے اس جنگلے کو اُٹھایا۔
نیچے ایک سرنگ نکل آئی۔ سپاہی نے اِسے اسی خفیہ راستے کے
بارے میں بتایا تھا۔ تھیوسانگ سرنگ میں اُتر گیا اور اندھیرے
میں گزرتا ہوا ایک تہہ خانے کے دروازے کے پاس آگیا۔
یہاں اِسے دو سپاہیوں کے آپس میں باتیں کرنے کی آواز
سنائی دی۔ تھیوسانگ ایک طرف ہو گیا اور آہستہ آہستہ
آگے بڑھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک کوٹھڑی پر
تالا لگا ہے۔ اس کے باہر دو سپاہی سٹولوں پر بیٹھے ایک
دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ تھیوسانگ
نے زمین پر ہلکی سی کنکر پھینکی۔ دونوں سپاہیوں نے چونک

کر اس طرف دیکھا۔ تھیوسانگ اندھیرے میں تھا۔ ایک سپ
نے کہا۔

"یہ کیسی آواز تھی؟"

دوسرا سپاہی بولا۔

"میں جاکر دیکھتا ہوں۔"

دوسرا سپاہی نیزہ ہاتھ میں لیے سُرنگ میں آگے بڑھا
جب وہ تھیوسانگ کے قریب سے گزرا تو تھیوسانگ نے
اُس کے جسم سے اپنی انگلی لگا دی۔ سپاہی ایک دم چوہے
سے بھی چھوٹا ہوگیا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اِسے اُٹھا کر
جیب میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب سپاہی واپس نہ آیا
تو پہلا سپاہی اس کو آواز دیتا۔ اس کے پیچھے گیا۔ وہ بھی
جب تھیوسانگ کے قریب سے گزرنے لگا تو اچانک اس
کی نگاہ تھیوسانگ پر پڑگئی۔ اس نے نیزہ اُٹھا کر تھیوسانگ
پر حملہ کر دیا۔ تھیوسانگ جلدی سے بیٹھ گیا اور اُچھل کر اپنی
انگلی سپاہی کی پنڈلی سے لگا دی۔ یہ سپاہی بھی چھوٹا سا
بن گیا اور تھیوسانگ نے اِسے بھی اپنی دوسری جیب میں
رکھ لیا۔ اب وہ کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔ تالا ہاتھ کے ایک
جھٹکے سے توڑ ڈالا اور دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں داخل ہو
گیا۔

کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور اصلی وزیر بے بسی کے
عالم میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کی ڈاڑھی بڑھ
گئی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"وزیر صاحب تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہوگا میں
بے ہوش آدمی ہوں۔ جسے تم مندر کے تہہ خانے
سے نکال کر لائے تھے اور جس کو ہوش میں لانے
کے لیے تم دوا لینے شاہی حکیم کی طرف گئے اور
بادشاہ کے سپاہیوں نے تمہیں گرفتار کر لیا۔ میرا نام
تھیوسانگ ہے۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا
ہوں۔"

وزیر اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ مگر نا امید سا ہو کر کہنے
لگا۔

"میرے بھائی! اس محل سے میرا نکلنا بڑا مشکل
ہے۔ تم اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم نے بھی تو اپنی جان خطرے میں ڈالی تھی۔ اب
میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سارا بندوبست کر
رکھا ہے۔"

تھیوسانگ وزیر کو ساتھ لے کر سُرنگ میں سے باہر شاہی باغ

یں نکل آیا۔ اس نے جیب سے دونوں ننھے سپاہیوں
نکال کر سرنگ میں پھینک دیا۔ اصلی وزیر نے اتنے چھوٹے
چھوٹے انسانوں کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں
تھیوسانگ بولا۔

"یہ میرے پاس ایک جادو ہے۔ یہ سارا اسی کا کرشمہ
ہے۔ اب میں تمہیں اور اپنے آپ کو بھی اتنا چھوٹا
بنا رہا ہوں"

اصلی وزیر نے کسی قدر گھبراہٹ سے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں — میں اتنا چھوٹا نہیں بنوں گا۔ کیا
معلوم تم دوبارا مجھے جادو کے ذریعے بڑا نہ کر
سکو"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خدا کے لیے یہ بحث کرنے کا وقت نہیں ہے۔
میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم محل سے نکلتے ہی
دوبارہ بڑے ہو جاؤ گے"

اور اس سے پہلے کہ وزیر کچھ کہتا۔ تھیوسانگ نے
انگلی اس کے جسم سے لگا دی وزیر پلک جھپکنے میں
سا ہوگیا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھ
اور تیزی سے بھاگ کر شاہی باغ کی دیوار کے پاس آ

ڑ آگیا۔ جہاں سے برساتی نالہ باہر جاتا تھا۔ اب تھیوسانگ
نے یہاں آکر خود کو بھی چھوٹا بنایا اور پھر برساتی نالے میں
سے آسانی سے نکل کر باہر کھلے میدان میں آگیا۔ محل سے
باہر آتے ہی تھیوسانگ نے اپنے آپ کو پھر سے بڑا کر
لیا اور کھیتوں کی طرف دوڑ پڑا۔ کافی دور جا کر وہ رک
گیا۔ اس نے جیب سے اصلی وزیر کو نکالا اور اس کے ساتھ
انگلی لگا کر اسے پھر سے بڑا کر دیا۔

اصلی وزیر تو دنگ رہ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آرہا تھا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"وزیر صاحب! یہ وقت حیران ہونے کا نہیں ہے
میرے ساتھ خانقاہ کی طرف چلو۔ وہاں تمہارا دوست
مجاور تمہاری راہ دیکھ رہا ہے"

وہ دونوں رات کے اندھیرے میں خانقاہ کی جانب تیز
تیز چلنے لگے۔ مجاور نے تھیوسانگ اور اصلی وزیر کو دیکھا
تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تھیوسانگ نے وزیر
کو اپنی بہن سے بھی ملوایا اور کہا۔

"یہ بھی تہہ خانے میں میرے ساتھ والی کوٹھری
میں قید تھی۔ میں اسے بھی وہاں سے نکال لایا ہوں"

مگر اس کے بال مونڈ دیئے جانے سے اس کی
طاقت عارضی طور پر جاتی رہی ہے۔"
اصلی وزیر بولا۔
"جو کچھ میں دیکھ چکا ہوں۔ اور جو کچھ میں سن رہا
ہوں اس پر اعتبار نہیں آرہا۔ مگر کیا کروں۔ اپنی
آنکھوں سے اپنے آپ کو چوہے جتنا چھوٹا بنتے دیکھا
ہے۔ کیسے اعتبار نہ کروں۔"
تب تھیوسانگ نے مجاور کو اپنی خفیہ طاقت کے بارے
میں بتا دیا اور بولا۔
"اگر میرے پاس یہ طاقت نہ ہوتی تو میں وزیر
کو کبھی شاہی قید خانے سے بچا کر نہیں لا سکتا
تھا۔"
وزیر نے سوال کیا۔
"کیا جولی سانگ کے پاس بھی ایسی ہی خفیہ طاقت
ہے؟"
اب تھیوسانگ نے کہا۔
"ہمارے مجاور بھائی کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے
کہ عیار پجاری آگ میں زندہ رہتا ہے اور
اس شعبدہ بازی کو دکھا کر اس نے بادشاہ کی

خوشنودی حاصل کی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے
کہ اس نے جولی سانگ کی طاقت کو اپنے اندر جذب
کر لیا ہے۔ جب تک جولی سانگ کے سر پہ ایک انگلی
کے برابر بال نہیں اُگ آتے یہ طاقت عیار پجاری
کے پاس ہی رہے گی اور آگ اس پر اثر نہیں کرے
گی۔ کیونکہ ہم دونوں بہن بھائیوں پر آگ اثر نہیں
کرتی۔ لیکن جب جولی سانگ کے سر پہ بال اُگ کر
انگلی کے برابر ہو گئے تو پجاری کی طاقت ختم ہو جائے
گی اور وہ پھر آگ میں جل سکتا ہے۔"
وزیر اور مجاور حیرانی سے تھیوسانگ اور جولی سانگ
کو تکنے لگے۔ وزیر نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں عیار پجاری کی موت
کے لیے ابھی اس وقت انتظار کرنا پڑے گا۔ جب
تک کہ جولی سانگ کے سر پہ بال نہیں اُگ آتے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں۔ اگر آپ عیار پجاری کو آگ میں ہی جلانا
چاہتے ہیں۔ تو پھر تو انتظار کرنا پڑے گا۔ لیکن میں اسے
محل میں جا کر بھی ختم کر سکتا ہوں۔ بلکہ چھوٹا بنا کر لا
سکتا ہوں۔"

وزیر نے کہا۔

"نہیں۔ابھی ہمیں انتظار ہی کرنا چاہیئے۔میرے ذہن
میں ایک منصوبہ ہے۔عیار پجاری خود ہی اپنی موت
کو گلے لگائے گا۔ہمیں اس کو مارنے کی ضرورت پیش
نہیں آئے گی"

تھیوسانگ نے جوُلی سانگ سے رائے طلب کی۔جوُلی سانگ
کہنے لگی۔

"ہمیں عنبر کو بھی ڈھونڈھنا ہے اور وہ ضرور اسی شہر
میں کسی جگہ مصیبت میں گرفتار ہوگا۔اس لیے بہتر
ہے کہ اس خانقاہ میں کچھ دیر انتظار کیا جائے"

چنانچہ انہوں نے طے کر لیا کہ وہ ابھی خانقاہ میں ہی رہیں
گے ——— اور تھیوسانگ اپنے طور پر عنبر کی تلاش
جاری رکھے گا۔جبکہ وزیر اور جولی سانگ خانقاہ کی کوٹھڑیوں
میں چھپے رہیں گے۔مجاور اور وزیر نے تھیوسانگ سے عنبر
کے بارے میں پوچھا کہ اس کے پاس کون سی طاقت ہے
تھیوسانگ نے کہا۔

"جب وہ مل جائے گا تو تمہیں خود بخود بتا دے
گا۔ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے۔اپنی اور جوُلی
سانگ کی طاقت کے بارے میں تمہیں اس لیے

بتا دیا کہ یہ طاقت تم پر ظاہر ہو چکی تھی۔اور اسے
بتانا ضروری بھی تھا"

تھیوسانگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ رات کے وقت شہر
میں بھیس بدل کر جایا کرے گا اور عنبر کا سراغ لگانے کی
کوشش کرے گا۔اِدھر جب بادشاہ کو خبر ملی اصلی وزیر
جیل سے بھاگ گیا ہے اور شاہی محل میں تین سپاہی اتنے
چھوٹے ہو گئے ہیں کہ وہ چوہوں جتنے ہو گئے ہیں۔تو بادشاہ
غصے میں بپھر گیا۔وزیر پجاری کو اب اپنی فکر پڑ گئی۔وہ بھاگا
بھاگا مندر آیا۔معلوم ہوا کہ پہلے تھیوسانگ غائب ہوا تھا اور
اب جوُلی سانگ بھی غائب ہے۔عیار پجاری کو چھوٹے پجاری
نے سارا واقعہ سنا دیا۔کہ کس طرح اسے چھوٹا بنا دیا گیا تھا۔
اس نے جو حلیہ بتایا وہ تھیوسانگ کا تھا۔عیار پجاری
سمجھ گیا کہ تھیوسانگ کے پاس کوئی خطرناک طلسم ہے۔
وہ بھاگ کر بادشاہ کے پاس آگیا۔اور اسے بتایا کہ شہر
میں ایک جادوگر آگیا ہے۔جس نے سپاہیوں کو چھوٹا
بنا کر وزیر کو جیل سے فرار کرا دیا ہے۔بادشاہ نے غضبناک
ہو کر کہا۔

"ان تینوں چوہے ایسے سپاہیوں کو کنوئیں میں پھینک
دیا جائے۔اور وزیر کو فوراً پکڑ کر میرے سامنے

حاضر کیا جائے۔"

پھر پجاری کی طرف دیکھ کر نرمی سے بولا۔

"مہاراج! آپ کے پاس اتنی طاقت ہے۔ اتنا جادو ہے آپ اپنے جادو کی مدد سے وزیر کو کیوں نہیں پکڑتے؟"

عیّار پجاری کہنے لگا۔

"بادشاہ سلامت! میں کوشش کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ وزیر بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

عیار پجاری کو اب یہ فکر پڑ گیا کہ کہیں اس کی طاقت اس کے پاس سے نہ چلی جائے۔ کیونکہ جی سانگ اور تھیو سانگ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ تیسری غیبی عورت جو اس کے پاس مندر میں بے ہوش پڑی ہے اس کو مار ڈالنا چاہیئے۔ کہیں اس کو ہوش آ گیا تو وہ اس کے لیے مصیبت نہ بن جائے۔

چنانچہ اسی رات عیار پجاری خنجر لے کر مندر کی طرف چل پڑا۔ وہ اندھیرے میں سیدھا تہہ خانے کی طرف گیا۔ سیڑھیاں اتر کر اس نے ماریا والی کوٹھڑی کھول دی۔ ماریا صندوق میں ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا اس عیار پجاری کے یونانی گورد کے طلسم کی وجہ سے بے ہوش ہو کر ظاہر ہو گئی تھی۔ پجاری

کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ماریا کو مار نہیں سکتا اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس نے صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔ ماریا بے ہوش تھی۔ عیّار پجاری کو اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اور خنجر والا ہاتھ بلند کر کے خنجر بے ہوش ماریا کے سینے میں گھونپ دیا۔ ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور ماریا کا جسم غائب ہو گیا۔ پجاری دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ صندوق خالی پڑا تھا۔ ماریا کی لاش وہاں نہیں تھی۔

O
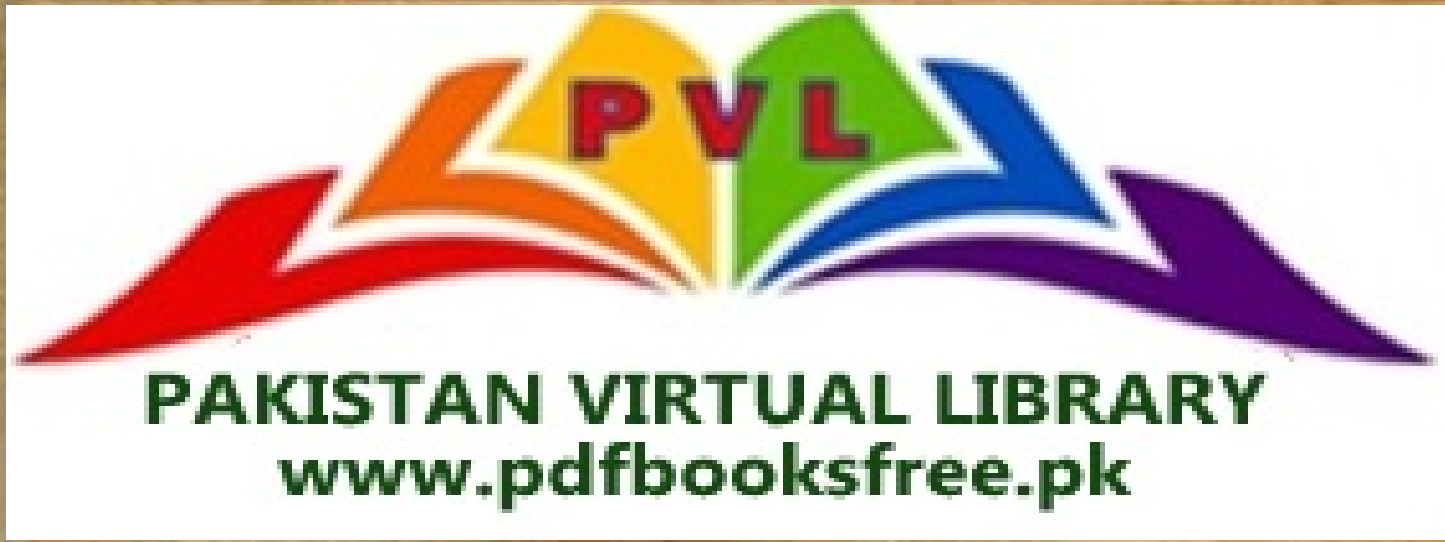
کھوپڑی رگڑو

خنجر پجاری کے ہاتھ میں تھا۔

وہ گھبرا گیا کہ کہیں اس پر غیبی لاش کوئی جادو نہ کر دے۔ وہ تہہ خانے سے بھاگ کر سیدھا اپنے محل کو چلا گیا۔ ماریا کے سینے میں جب خنجر لگا تو اس میں طلسم کی وجہ سے دو تبدیلیاں آ گئیں۔ مر تو وہ سکتی نہیں تھی۔ پہلی تبدیلی یہ آئی کہ وہ پھر سے غائب ہو گئی۔ دوسری تبدیلی یہ آئی کہ اس کا ذہن بیدار ہو گیا۔ اسے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی۔ کیونکہ وہ دونوں اسی شہر میں تھے۔ عنبر کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ وہ بیل کی مورتی بنا ہوا تھا۔ اور جولی سانگ کی خوشبو اس لیے نہ آئی کہ ماریا کا ابھی جولی سانگ سے تعارف نہیں ہوا تھا اور وہ جولی سانگ کی خوشبو سے واقف نہیں تھی۔ اور ناگ وہاں پر تھا ہی نہیں۔ اسے عیار پجاری کا جادوگر گردو اپنے ساتھ بوتل میں بند کر کے یونان لے جا چکا تھا۔ مگر ایک اور تبدیلی ماریا نے یہ محسوس کی کہ وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ غائب تھی مگر ایک مُردہ لاش کی طرح وہاں تہہ خانے کی فضا میں معلق ہو گئی تھی یعنی لٹک سی گئی تھی۔ نہ آگے حرکت کر سکتی تھی نہ پیچھے حرکت کر سکتی تھی۔ نہ نیچے اتر سکتی تھی نہ اوپر فضا میں اُڑ سکتی تھی۔ ویسے ماریا کو پورا ہوش آ گیا تھا۔ اسے سب کچھ یاد آ چکا تھا کہ پجاری کے گردو نے اس پر پانی کا پیالہ پھینکا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو بھی اسی یونانی گردو نے ہی قید کر رکھا ہو گا۔ مگر ابھی تو ماریا کی یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کدھر جائے؟ وہ تو فضا میں لٹک گئی تھی۔ اسے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس سے اسے بڑا حوصلہ ہوا کہ کیٹی اور تھیوسانگ اسی شہر میں ہیں۔ اگرچہ عنبر اور ناگ کی خوشبو اسے نہیں آ رہی تھی۔

ماریا نے دو تین بار آگے ہلنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اور اپنے جسم کو حرکت نہ دے سکی۔ اسے اپنے اوپر افسوس ہونے لگا۔ یہ تو موت سے بھی بُری حالت تھی۔ وہ نہ زندہ تھی نہ مُردہ۔ بس ایک بے حس زندہ زندہ لاش کی طرح فضا میں معلق تھی۔ اب ایسا ہوا کہ تہہ خانے میں اُوپر سے ہوا کا جھونکا آیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ جھونکا کوٹھڑی میں بھی آ گیا۔ ہوا کے اس جھونکے نے ماریا کو اس طرح ایک طرف بڑھا دیا جس طرح پانی کی لہر تیرتی ہوئی لکڑی کی گیلی کو ایک طرف لے جاتی ہے۔ ماریا اپنے آپ

کوٹھڑی سے تیرتی ہوئی باہر آگئی۔ ہوا کا ایک اور جھونکا آیا اور
وہ ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی تہہ خانے کے زینے کے
اوپر سے ہوتی ہوئی باہر مندر کے دالان میں آگئی۔ مندر میں
کہیں کہیں دیئے جل رہے تھے۔ بیل کے بت کے آگے آگ
جل رہی تھی۔ کچھ پجاری بیٹھے اشلوک پڑھ رہے تھے۔ جہاں
آگ جلتی ہے وہاں ہوا گرم ہو کر اوپر کو اُٹھتی ہے۔ ہوا کے
اوپر اُٹھنے سے وہاں خلا پیدا ہو جاتا ہے اور اس خلا کو پُر
کرنے کے لیے دوسری طرف سے ہوا تیزی سے آگے بڑھتی ہے۔
یوں جہاں آگ جل رہی ہو وہاں ہوا مسلسل حرکت میں رہتی ہے۔
اسی وجہ سے مندر کے دالان میں بھی ہوا اِدھر سے اُدھر چل
رہی تھی۔ اس ہوا نے ماریا کو آہستہ آہستہ دھکیلتے ہوئے
مندر سے باہر نکال دیا۔ اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ مگر
ماریا اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ہوا ماریا کو کبھی اوپر اُٹھا
دیتی اور کبھی دوسری طرف لے جاتی تھی۔ ماریا کو کیٹی اور
تھیوسانگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ کیٹی کی خوشبو اِسے
شاہی محل کی طرف سے آ رہی تھی اور تھیوسانگ کی خوشبو
اِسے دُور صحرا کی جانب سے آ رہی تھی۔ جہاں خانقاہ تھی۔
اور جہاں تھیوسانگ اور جولی سانگ موجود تھے۔ اصلی وزیر بھی
وہیں پر تھا۔ ماریا کو ہوا کے جھونکے آہستہ آہستہ دھکیلتے

ہوئے خانقاہ کی طرف لے جانے لگے۔ تھیوسانگ کی خوشبو زیادہ
قریب آتی گئی۔ ماریا کو خوشی ہو رہی تھی کہ وہ تھیوسانگ کے
قریب ہوتی جا رہی ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو کم از کم وہ تھیوسانگ
کو دیکھ تو لے گی۔ ہو سکتا ہے پھر کوئی ایسا طریقہ بھی نکل آئے
کہ ماریا ٹھیک بھی ہو جائے۔

رات کے وقت ہوا صحراؤں میں کچھ تیز ہی چلتی ہے۔
آخر ماریا نے دُور سے درختوں کے جھنڈ کو دیکھا۔ ہوا اِسے اِس
جھنڈ کی طرف لے جا رہی تھی۔ تھیوسانگ کی خوشبو اسی جھنڈ
میں سے آ رہی تھی۔ جب ماریا درختوں کے قریب پہنچی تو اس
کا جسم بھاری تھا اور مادی حالت میں تھا یعنی وہ غائب ہو
کر بھی ایسی نہیں تھی کہ جیسی پہلے ہوا کرتی تھی۔ اور پتھر میں سے
بھی شعاعوں کی طرح گزر جاتی تھی۔ اب اس کا جسم باقاعدہ بوجھل
اور بھاری تھا۔ اگرچہ وہ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ ماریا کو
بھی اپنا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر وہ اپنے جسم پر ہاتھ
رکھ کر اِسے محسوس کر سکتی تھی۔ ماریا درختوں کی شاخوں
میں اس طرح الجھ گئی تھی جس طرح کسی نہر میں گھاس پھوس
بہتے بہتے کسی جنگلے کے ساتھ اٹک جاتا ہے۔ ماریا نے نیچے
دیکھا۔ نیچے ایک گنبد والی خانقاہ تھی۔ تھیوسانگ کی خوشبو
اسی خانقاہ سے آ رہی تھی۔ ماریا نے زور سے تھیوسانگ کو

کو آواز دینی چاہی مگر اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔
یہ اس نے تجربہ بھی کرنا چاہا تھا۔ مگر اس کی آواز بند ہو چکی
تھی۔ ماریا نے مایوس ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب اس
نے اپنے آپ کو قسمت اور ہوا کی لہروں کے سپرد کر دیا۔
جو قسمت دکھائے اُسے دیکھنا تھا۔ جدھر ہوا لے جائے
اِسے نکل جانا تھا۔ چونکہ تھیوسانگ کی تیز خوشبو خانقاہ میں
سے آ رہی تھی۔ اس لیے ماریا نے کوشش کی کہ وہ خانقاہ
کے درختوں میں ہی الجھی رہے۔ اور ہوا اسے آگے نہ لے
جائے۔ ماریا نے ہوا کے جھونکوں کی مدد سے اپنے آپ کو
درخت کی شاخوں میں اس طرح اُلجھا لیا کہ وہ تیز آندھی
میں بھی وہاں سے نہیں نکل سکتی تھی۔

ساری رات ماریا درخت کی شاخوں میں پڑی رہی۔ جب
صبح ہوئی تو اچانک اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑی۔ وہ
وزیر اور مجاور کے ساتھ خانقاہ سے باہر نکل رہا تھا۔ تھیوسانگ
کو دیکھ کر ماریا کو بے حد خوشی ہوئی۔ پھر اس کی آنکھوں میں
آنسو آگئے۔ کیونکہ وہ تھیوسانگ سے بات نہیں کر سکتی تھی۔
مگر اُس کی باتیں سُن سکتی تھی۔

تھیوسانگ کہہ رہا تھا۔

"وزیر صاحب کو خانقاہ سے باہر نہیں آنا چاہیے۔

کیونکہ بادشاہ کے سپاہی اِدھر آکر اِسے پکڑ
سکتے ہیں۔"

مجاور نے بھی تھیوسانگ کی تائید کی۔ وزیر نے کہا:

"تمہاری ایک ساتھی کیٹی وزیر کے محل میں ہی ہے۔
اس کو اب وہاں کس لیے رکھا ہے۔ میرا خیال ہے
کہ کہیں پجاری اس کا بھی دشمن نہ بن جائے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی محل میں ہے اور تھیوسانگ کی مرضی
سے وہاں رکھی گئی ہے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جب تک عیار پجاری کو ختم نہیں کر دیا جاتا اور
رعایا کو اس کے ظلم و ستم سے نجات نہیں مل جاتی۔
میں چاہتا ہوں کہ وہ محل میں ہی رہے۔ مگر وہ
کئی روز سے مجھے ملنے یہاں نہیں آئی۔"

مجاور بولا۔

"ہو سکتا ہے کیٹی کسی موقع کی تلاش میں ہو۔
اس کو معلوم ہے کہ تھیوسانگ خانقاہ میں ہی ہے۔
وہ موقع ملتے ہی اِدھر ضرور آئے گی۔"

وزیر کہنے لگا۔

"میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے اب میں تم لوگوں

کو بتاتا ہوں۔"
اس کے بعد اصلی وزیر نے انہیں اپنا منصوبہ
بتایا۔ منصوبہ اس قدر خطرناک اور دلچسپ تھا
کہ تھیوسانگ اور مجاور دونوں بہت خوش ہوئے۔
خانقاہ کے اوپر درخت کی شاخوں میں رُکی ہوئی
ماریا بڑے غور سے سب کچھ سُن رہی تھی۔ تھیوسانگ
نے اسی وقت منصوبے پر عمل کرنے کی منظوری دے
دی۔ مجاور بولا۔
"مگر افسوس ہے کہ ہمیں جُولی سانگ کے بالوں
کے اُگنے کا انتظار کرنا ہو گا۔"
وزیر بولا۔
"اس کے لیے یہی ایک شرط ہے۔ کیوں
کہ جب جُولی سانگ کے بال اُگیں گے تب
ہی عیّار پجاری کی آگ میں زندہ رہنے
کی طاقت ختم ہو گی۔"
مجاور نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔
"مجھے ایک خیال آیا ہے۔"
تھیوسانگ اور وزیر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
"وہ کیا؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

مجاور بولا۔
"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر
کسی پرانے مُردے کی کھوپڑی کو جسم کے
کسی حصّے پر دس بار رگڑا جائے تو وہاں بال
اُگ آتے ہیں۔"
تھیوسانگ اور وزیر نے ایک ساتھ کہا۔
"کیا پرانا مُردہ مل جائے گا؟"
مجاور کہنے لگا۔
"مُردہ اِسی قبر میں پڑا ہے۔ یہ سینکڑوں برس
پُرانا ہے۔ کیوں نہ اس کی کھوپڑی کو
جولی سانگ کے سر پر رگڑا جائے۔"
وزیر بولا۔
"دیر کس بات کی ہے۔ ابھی تجربہ کر کے
دیکھ لیتے ہیں۔"
تھیوسانگ اور مجاور قبر کے طاق میں سے اندر
گئے۔ مجاور نے مُردے کی کھوپڑی اُٹھا لی۔ اور
باہر آگیا۔ ماریا حیران ہوئی کہ یہ جُولی سانگ کون
ہے۔ جس کے سر پر یہ لوگ کھوپڑی رگڑنا چاہتے
ہیں۔ اس کا نام تھیوسانگ جیسا ہے۔ ماریا سوچنے

کہ یہ جولی سانگ کہاں سے آ گئی ہے؟ کہیں یہ
تھیو سانگ کی بہن تو نہیں؟ ماریا یہ سب کچھ
درختوں میں پھنسی ہوئی سوچ رہی تھی؟ مجاور
تھیو سانگ اور وزیر مُردے کی کھوپڑی لے
کر جولی سانگ کی کوٹھڑی میں آ گئے۔ اِسے
ساری بات سمجھائی ــــــ جولی سانگ نے
کہا۔

"اس طرح بال نہیں اُگا کرتے۔ یہ محض
وہم ہے"

مجاور نے کہا۔

"یہ وہم نہیں بلکہ طلسم ہے۔ ہم نے بزرگوں
سے ایسا ہی سُنا ہے ــــ تم تجربہ
کر کے دیکھ لو۔ اس میں حرج ہی کیا
ہے"

تھیو سانگ نے بھی کہا۔

"ہاں جولی سانگ۔ اس میں کوئی حرج نہیں"

جولی سانگ نے سر پر سے کپڑا اتار کر کہا۔

"تو پھر تجربہ کر کے دیکھ لو میں کیا کہہ سکتی ہوں"

تھیو سانگ نے مُردے کی کھوپڑی لے کر جولی سانگ

گنجے سر پر آہستہ آہستہ رگڑنا شروع کر دیا۔ اِس
دس بار کھوپڑی کو رگڑا۔ پھر جولی سانگ کے
...ڈ سر کو غور سے دیکھنے لگے وہاں کوئی بال نہیں اگا تھا
جولی سانگ بولی۔

"میں نہ کہتی تھی کہ یہ محض وہم ہے ایسا کبھی
نہیں ہو سکتا۔

تھیو سانگ بولا۔ "افسوس کہ ہمیں کامیابی نہ ہوئی
چلو دوست اِسے واپس قبر میں رکھ
آتے ہیں۔

مجاور، تھیو سانگ اور وزیر کوٹھڑی سے نکل کر قبر کی
طرف آ گئے اور مجاور نے کھوپڑی مردے کے
ڈھانچے کے پاس قبر میں رکھ دی اور وہ دونوں
مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اب تو ہمیں مہینہ ڈیڑھ مہینہ انتظار کرنا پڑے
گا۔ اِس سے کم عرصے میں جولی سانگ کے سر
پر انگلی بھر اونچے بال نہیں اگ سکتے

ماریا درختوں کی شاخوں میں اٹکی ہوئی تھی ہوا اس
کے جسم سے ٹکرا کر گذر جاتی مگر شاخیں اِسے اپنے
ساتھ لگائے ہوئے تھیں وہ سمجھ گئی کہ تھیو سانگ

اپنے تجربے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اسے جولی
سانگ کو دیکھنے کی خواہش تھی کہ یہ کون لڑکی ہے
جس کا نام تھیو سانگ جیسا ہی ہے۔ اتنے میں کوٹھڑی
کا دروازہ کھلا اور جولی سانگ کی آواز آئی۔

"تھیو سانگ بھائی! میرے بال اُگ آئے

سب نے چونک کر دیکھا۔ جولی سانگ کوٹھڑی کے
دروازے میں کھڑی تھی اور اِس کے سنہری
لمبے بال لہرا رہے تھے۔ تھیو سانگ نے اُٹھ کر
اپنی بہن کا ماتھا چوم لیا۔ وزیر اور مجاور کی بھی
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ مجاور بولا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ بزرگوں کا
کہنا کبھی غلط نہیں ہو سکتا"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں بھی نا اُمید ہو گئی تھی کہ اچانک میرے
سر پر بال اُگنے لگے اور دیکھتے دیکھتے
وہ اتنے لمبے ہو گئے کہ میں دنگ رہ
گئی۔

ماریا نے درخت کی شاخوں میں سے غور سے
جولی سانگ کو دیکھا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ جولی سانگ ایک
تو بہت خوبصورت تھی۔ دوسرے یہ کہ اِس کی
شکل تھیو سانگ کے بہت ملتی تھی۔ اِس کا مطلب
تھا کہ وہ تھیو سانگ کی بہن ہے۔ ماریا کا دل بے
اختیار جولی سانگ سے ملنے کو چاہا مگر وہ مجبور تھی۔
اپنی جگہ سے اپنی مرضی کے ساتھ ذرا سی بھی
حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"اب ہمیں اپنے منصوبے پر عمل شروع کر
دینا چاہیے

مجاور بولا۔

مگر پہلے اس بات کی تصدیق ہو جانی چاہیے
کہ کیا بالوں کے ساتھ جولی کی طاقت واپس
آگئی ہے کہ نہیں"۔

وزیر نے بھی اِس خیال کی تائید کی۔ تھیو سانگ
نے جولی سانگ سے کہا

"جولی سانگ بہن! ذرا اپنی طاقت کا تجربہ کرو

جب تھیو سانگ نے خود جولی سانگ کو بہن کہہ کر پکارا تو
اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ جولی سانگ تھیو سانگ
کی بہن ہے ہو سکتا ہے وہ خلائی دنیا سے

ہماری دنیا میں آگئی ہو۔ کیونکہ تھیو سانگ خلائی مخلوق
تھی۔ اب ماریا یہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ جولی سانگ
کے پاس کون سی طاقت ہے۔ جولی سانگ نے کہا
"میں سب کے سامنے اپنی طاقت نہیں آزما
سکتی کیونکہ یہ میرا راز ہے۔ میں اندر کوٹھڑی
میں جاکر تجربہ کرتی ہوں۔
وزیر نے کہا۔ "ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں
ہے۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں چلی گئی۔ کوٹھڑی کے
کونے میں ایک مٹی کا بہت بڑا مٹکا گیہوں سے
بھرا ہوا رکھا تھا۔ جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے سفید
روشنی کی شعاع کو نکال کر مٹکے پر ڈالی اور
پھر اسے اوپر اٹھایا۔ بھاری بھرکم مٹکا جولی
سانگ کی شعاع کے ساتھ ہی اوپر اٹھتا چلا گیا
جولی سانگ نے نظر نیچی کی تو مٹکا بھی نیچے آگیا۔ اب جولی سانگ
نے کونے میں پڑے ایک پتھر پر اپنی آنکھ سے
نیلی شعاع نکال کر ڈالی تو وہ پتھر ایک دھماکے
سے پھٹ گیا۔
دھماکے کی آواز تھیو سانگ نے سنی تو سمجھ
گیا کہ جولی سانگ کی طاقت واپس آگئی ہے۔

اس نے وزیر اور مجاور کو بتایا کہ جولی سانگ
کی طاقت واپس آگئی ہے۔ وزیر اور مجاور بھی
بہت خوش ہوئے۔ اب جولی سانگ باہر آگئی۔
آگ میں نہ جلنے والی طاقت کا ان سب لوگوں کو
پہلے ہی سے علم تھا۔ چنانچہ اسے چھپانے کی ضرورت
نہیں تھی۔ جولی سانگ نے کہا
"آگ جلاؤ میں اپنی تیسری طاقت بھی آزمانا
چاہتی ہوں۔"
مجاور نے فوراً موم بتی روشن کر دی۔ جولی سانگ
نے اپنا ہاتھ الٹا کر کے موم بتی کے شعلے پر
رکھ دیا۔ جولی سانگ کو ذرا سی بھی جلن محسوس
نہ ہوئی۔ اس نے ایک منٹ تک اپنا ہاتھ موم
بتی کے شعلے پر رہنے دیا۔ پھر پیچھے ہٹایا تو ہاتھ
پر آگ کا ذرا سا بھی نشان نہیں تھا۔ سب نے
خوشی کا نعرہ لگایا۔ وزیر کہنے لگا۔
"جولی سانگ کی طاقت کے واپس آجانے کا
مطلب یہ ہے کہ عیارہ بچاری کی طاقت چھین لی گئی ہے
اب وہ آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا۔ میرے
منصوبے پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں ابھی شاہی محل کی طرف روانہ ہوجانا چاہیے۔ دیر نہیں کرنی چاہیے"

جولی سانگ اور مجاور خانقاہ میں ہی رہے اور تھیوسانگ وزیر کو لے کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ ماریا اتنا سمجھ گئی تھی۔ کہ یہ لوگ عیار پجاری کو شکست دینے جارہے ہیں۔ جس نے خود ماریا اور ناگ پر بھی بھیانک مصیبت نازل کر دی ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ ہو سکتا ہے کہ پجاری کے مرجانے سے اس کا طلسم بھی ٹوٹ جائے۔ جولی سانگ بھی اندر چلی گئی مجاور خانقاہ کے برآمدے میں ہی بیٹھ گیا۔ ماریا درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی تھیوسانگ اور وزیر کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔

دن کا وقت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ تھوڑی دور درختوں میں چلنے کے بعد اپنے منصوبے کے مطابق تھیوسانگ نے وزیر کو انگلی لگا کر چھوٹا سا بنایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا پھر وہ سیدھا بادشاہ کے محل کے دروازے پر آگیا۔ اس نے دربان سے کہا کہ وہ بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے۔ دربان نے

حقارت سے کہا۔

"بھاگ یہاں سے تو کون ہوتا ہے بادشاہ سے ملنے والا۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے انگلی دربان کی گردن پر رکھ دی۔ دربان ایک ننھا سا چوہا بن کر پھدکنے لگا تھیوسانگ نے فوراً اسے دوبارہ انگلی لگا کر بڑا کیا اور کہا۔ کیا اب بھی تو مجھے اندر جانے نہیں دے گا۔"

دربان نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔

"ضرور چلا جا بھائی۔ ضرور چلا جا میں روکنے والا کون ہوتا ہوں۔"

تھیوسانگ محل میں داخل ہو گیا اس نے ایک غلام سے معلوم کیا کہ بادشاہ اسوقت اپنے خاص کمرے میں ہے۔ تھیوسانگ نے ایک کنیز کو روک کر پوچھا۔ "بی بی ملکہ صاحبہ کہاں تشریف رکھتی ہیں۔ میں انہیں ایک ضروری پیغام پہنچانے آیا ہوں۔"

کنیز نے ایک کمرے کی رات اشارہ کر کے کہا

"ملکہ صاحبہ اس کمرے میں تشریف رکھتی ہیں۔"

تھیو سیانگ جلدی سے اِس کمرے میں گھس گیا۔ ملکہ سلامت تخت پر بیٹھی تھیں۔ اور خادمائیں اِن کو پنکھا کر رہی تھیں۔ سب ایک غیر مرد کو اِس طرح آتے دیکھ کر شور مچانے لگیں۔ تھیو سانگ نے لپک کر ملکہ کی گردن پر اپنی اُنگلی رکھ دی۔ انگلی کے رکھتے ہی ملکہ چھوٹی سی ہو گئی۔ تھیو سانگ نے چھوٹی سی ملکہ کو اٹھا کر دوسری جیب میں ڈالا اور اب بادشاہ کے کمرے میں آگیا۔ بادشاہ اِس وقت اکیلا بیٹھا ضروری احکامات اور فرمان دیکھ رہا اچانک ایک اجنبی کو سامنے دیکھا تو غصّے میں بولا۔

"کون ہے تو گستاخ؛ تجھے اندر آنے کی اجازت کس نے دی۔

تھیو سانگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں آپکی سلطنت کو تباہی سے بچانے آیا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کا وزیر بچاری ایک دھوکے باز شخص ہے۔ مداری ہے، وہ آپ کی حکومت کو اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے۔ اور آپ کو قتل کر کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔

بادشاہ نے غصّہ کھا کر کہا۔

"مگر تو ہے کون؟ تجھے اندر آنے کی اجازت کیسے ہوئی۔ میں ابھی جلّاد کو بلا کر تجھے قتل کروانا ہوں۔

تھیو سانگ نے جیب سے ننھی سی چوہیا جتنی ملکہ نکال کر بادشاہ کے سامنے تخت پر رکھ دی۔ ملکہ باریک آواز میں چلا رہی تھی۔ بادشاہ نے ننھی سی ملکہ کو دیکھا تو سکتے میں آگیا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"اوّل تو آپ مجھے قتل نہیں کروا سکتے اگر مجھے قید میں بھی ڈال دیا تو میرے سوا آپ کی ملکہ کو کوئی پھر سے بڑا نہیں بنا سکتا۔ اب آپ سوچ لیں۔"

بادشاہ اور پریشان ہو گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ میں تجھے کچھ نہیں کہتا۔ خدا کے لیے میری ملکہ کو بڑا کر دو۔

تھیو سانگ نے کہا۔ اِس لیے آپ کو میری شرط ماننی پڑے گی۔

کون سی شرط ہے۔ جلد بتاؤ ہم اسے پوری کریں گے تھیو سانگ نے کہا۔۔

"عیار پجاری نے جو وزیر بنا ہوا ہے۔ یہ ظاہر کر [illegible] آپ پر
سلامت تخت پر بیٹھ [illegible] اس پر اثر
نہیں کر سکتی۔ اگر ایسی بات ہے تو اسے کہیے
کہ میرے سامنے آگ میں اتر کر دکھائے۔ بس
یہی میری ایک شرط ہے۔ بولیں کیا آپ کو منظور
ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے۔ میں ابھی پجاری صاحب
کو بلا کر یہ تجربہ کر کے دکھلا دیتا ہوں۔ ہمارے
پجاری وزیر صاحب کے اندر دیوتاؤں کی طاقت
ہے۔ آگ ان پر ذرا سا بھی اثر نہیں کرتی۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

تو پھر چلیے، آگ کا آلاؤ روشن کیجیے۔ مگر پجاری
صاحب کو میرے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہونا
چاہیے۔ آپ انہیں یہی کہیں کہ میں خود اسے
ایک بار پھر آگ میں اترتے دیکھنا چاہتا ہوں۔
اگر آپ نے پجاری کو آگ کے الاؤ میں اترنے
پر راضی کر لیا تو سمجھ لیجیے کہ میں آپ کی ملکہ
صاحبہ کو پھر سے بڑا کر دوں گا۔

بادشاہ نے کہا، مجھے منظور ہے۔
بادشاہ نے ابھی وقت محل کے میدان میں آگ کا آلاؤ
روشن کرا دیا اور وزیر پجاری کو بلا کر کہا۔

"مہاراج! رات خواب میں میرے والد صاحب آئے
تھے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ
وہ آپ کی یہ کرامت دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت
ان کی روح یہاں موجود ہے۔ میری خواہش ہے کہ
آپ میرے والد صاحب کی روح کو خوش کرنے کے
لیے ایک بار آگ میں اتر کر دکھا دیں۔ میں آپ کو
آدھی کو سلطنت انعام میں دوں گا۔

پجاری کو اپنی طاقت پر اگرچہ کچھ کچھ شبہ تھا۔ مگر ایک دن
پہلے اس نے موم بتی پر ہاتھ رکھا تھا تو اس کا ہاتھ
نہیں جلا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اسکی طاقت آج ابھی
ایک گھنٹہ پہلے ہی اس سے چھین لی گئی ہے پجاری بادشاہ
کا حکم ٹال نہیں سکتا تھا اور پھر اسے آدھی سلطنت بھی
مل رہی تھی۔

اس نے کہا۔

"جو حکم بادشاہ سلامت! میں آپ کے والد صاحب
کی روح کو یہ کرشمہ ضرور دکھاؤں گا۔

اس وقت تھیو سانگ پردے کے پیچھے کھڑا یہ سب کچھ
دیکھ رہا تھا۔ عیار پجاری الاؤ کی طرف بڑھا۔ اسے
آگ کی ہلکی سی تپش محسوس ہوئی وہ پیچھے ہٹا ہی
تھا۔ کہ پردے کے پیچھے سے تھیو سانگ نکل
کر آگے بڑھا اور اُس نے عیار پجاری کو آگ میں دھکا
دے دیا۔

"مکار پجاری اگر تو آگ میں زندہ رہ سکتا ہے تو
پھر آگ سے ڈرتا کیوں ہے؟

پجاری ایک چیخ کے ساتھ آگ کے الاؤ میں گرا اور
آگ نے اسے جلا کر راکھ کر ڈالا اب تھیو سانگ
نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھ لیا بادشاہ سلامت آپ نے کہ یہ پجاری
ایک دھوکے باز شخص تھا۔ یہ اسکی شعبدہ بازی تھی
وہ آپ کی سلطنت کو گھُن کی طرح کھا رہا تھا۔
اس کا جادو ختم ہوا کہ آگ نے اُسے بھسم کر ڈالا۔
اگر دیوتاؤں کی اِس کو طاقت عطا کی ہوتی تو اب
طاقت نے پجاری کا ساتھ کیوں نہ دیا۔

بادشاہ کی آنکھیں کھل گئیں تھیو سانگ نے ملکہ کو نکال
کر سامنے رکھا اور انگلی لگا کر اسے پھر سے بڑا کر دیا

بادشاہ اور زیادہ حیران ہو گیا۔ اس نے تھیو سانگ کو
گلے لگا لیا اور بولا۔

"آج سے تم میرے وزیر اعلیٰ ہو۔

تھیو سانگ نے جیب سے اصلی وزیر کو نکال کر ہتھیلی
پر بٹھایا اور کہا۔

"آپ کا اپنا وزیر سلامت ہے۔ جو آپکا
خیر خواہ بھی ہے اور دیانت دار بھی ہے

بادشاہ نے ننھے سے وزیر کو دیکھا ملکہ سلامت بھی
وزیر کو دیکھ کر بولیں۔ اسے خدا کے لیے بڑا کرد
یہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔

تھیو سانگ نے وزیر کو بھی انگلی لگا کر پورے قد کا
کر دیا وزیر نے بادشاہ کے سامنے تعظیم بجا لائی اور
کہا۔

"بادشاہ سلامت! اس خاکسار نے ہمیشہ آپ
کی بہتری کے لیے کام کیا ہے اور حکومت
کی خیر خواہی کی ہے عیار پجاری نے
شعبدہ بازی سے اور مداری پن سے آپ
کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔

بادشاہ بولا۔ ہماری آنکھیں کھل چکی ہیں۔ ہمیں خوشی ہے

کہ ہمارا ایماندار اور وفادار وزیر ہمیں واپس
مل گیا۔

پھر اس نے تھیو سانگ سے پوچھا۔
"کیا تم ہی ہمارے سپاہیوں کو چھوٹا بنانے
کے بعد وزیر کو جیل سے نکال کر لے گئے تھے
تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔
"اس میں کیا شک ہے۔ یہ طاقت سوائے
میرے دنیا میں اور کسی کے پاس نہیں ہے
ملکہ نے حیرانی سے پوچھا۔
"یہ طاقت تمہارے پاس کہاں سے آتی ہے
اور کیا یہ جادو ہے۔
تھیو سانگ نے کہا۔
"نہیں ملکہ صاحبہ! یہ جادو نہیں ہے یہ
میری خاص طاقت ہے۔ جو قدرت کی طرف
سے مجھے عطا ہوئی ہے۔ اور یہ ایک
ایسا راز ہے۔ جو میں کسی کو نہیں بتا سکتا
بادشاہ نے خوش ہو کر تھیو سانگ کو انعام و اکرام دینا
چاہا مگر تھیو سانگ نے کہا۔
"مجھے کسی انعام و اکرام کی حاجت نہیں ہے

قدرت نے مجھے ایسی دولت دی ہے
جسکا مقابلہ دنیا کے سارے ہیرے موتی
نہیں کر سکتے۔

تھیو سانگ نے وزیر بادشاہ اور ملکہ سے اجازت لی
اور پھر اسے کیٹی کا خیال آگیا۔ اس نے کہا۔
"بادشاہ سلامت مجھے عیار پجاری کے
محل میں جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ
وہاں ہماری ایک ساتھی موجود ہے
جسے میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں
بادشاہ نے کہا۔
"تمہیں اجازت ہے۔
وزیر نے آگے بڑھ کر تھیو سانگ سے کہا۔
"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے ضرور
بتانا دوست مجھے تمہاری خدمت کر کے
خوشی ہوگی۔ جولی سانگ کو میرا سلام کہنا
بہتر تو یہ ہے کہ تم لوگ اس خانقاہ کو
چھوڑ کر میرے محل میں آجاؤ۔
تھیو سانگ کہنے لگا۔ میں جولی سانگ سے بھی مشورہ کر
کے بتا سکتا ہوں۔ تھیو سانگ نے سب کو خدا حافظ کہا

اور عیار پجاری کے محل میں آگیا اسے محل میں دا
ہوتے ہی کیٹی کی خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ دوسری
طرف کیٹی کو بھی تھیوسانگ کی خوشبو آنے لگی تھی۔
محل کے ایک دالان میں مل گئے۔ دونوں ایک دو
سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ تھیوسانگ نے کیٹی
کو جولی سانگ کے بارے میں سب کچھ بتایا اور پھر
خانقاہ کی طرف چلنے لگے۔ مجاور نے کیٹی کو دیکھا
تو بڑا خوش ہوا۔ ماریا ابھی تک درختوں کی شاخوں میں
لٹکی ہوئی تھی۔ وہ بھی کیٹی کو دیکھ کر بہت خوش ہو
تھیوسانگ نے کہا

"اب ہمیں ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا ہے"

ماریا نے آنکھیں بند کر لیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ ما
ان کے پاس درخت میں لٹکی ہوئی ہے۔

ماریا پر بجلی گری

کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ خانقاہ میں ہی رہے۔
انہیں ابھی شہر میں عنبر کو ڈھونڈھنا تھا۔ کیونکہ عنبر اسی
میں گم ہوا تھا۔ انہیں ماریا اور ناگ کی بھی تلاش تھی۔
یا بھی اسی شہر میں یونانی گورو کے طلسمی پانی کی وجہ
ے گم ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ نے مشورہ دیا کہ عنبر اور
ریا کا سراغ اگر کوشش کی جائے تو مندر کے چھوٹے پجاری
ے مل سکتا ہے۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔
"وہ مجھ سے ڈرتا ہے کیوں کہ میں نے اسے
چھوٹا بنا دیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ عنبر اور ماریا
کی گمشدگی کا راز جانتا ہو"
جولی سانگ اور کیٹی نے تھیوسانگ کے خیال کی تائید
کی اور اسے کہا کہ وہ اپنے طور پر چھوٹے پجاری کو جا
کر کہ دے۔ ممکن ہے بڑے پجاری نے اسے ان
دونوں کے بارے میں کچھ بتا دیا ہو۔ خانقاہ کے مجاور نے

بھی اِس خیال کو پسند کیا۔ چنانچہ شام کے وقت تھیوسانگ
مندر میں آگیا۔ مندر کا چھوٹا پجاری جو اب پورا پجاری بن
گیا تھا مندر میں موجود تھا۔ وہ تھیوسانگ کو دیکھ کر جلدی
سے اُٹھ کر پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مہاراج! تشریف لائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں؟"

تھیوسانگ اِسے ایک طرف لے گیا اور بڑی رازداری
سے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ بادشاہ اور وزیر میرے
دوست ہیں۔ عیّار پجاری مر چکا ہے۔ تم
مندر کے بڑے پجاری بنا دیئے گئے ہو۔
میں اگر چاہوں تو تمہیں اس مندر سے
نکلوا بھی سکتا ہوں؟"

پجاری نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"ایسا نہ کہیں مہاراج! میں تو آپ کا خادم
ہوں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر وعدہ کرو کہ جو میں پوچھوں گا اس کا سچ
سچ جواب دو گے۔"

پجاری نے کہا۔

"میں بیل دیوتا کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ
سچ بولوں گا۔ آپ پوچھیے مہاراج!"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا تمہیں پتہ ہے کہ عیّار پجاری نے تہہ خانے
میں میرے اور جولی سانگ کے علاوہ کس کس
کو صندوق میں بند کر رکھا تھا؟"

پجاری نے کہا۔

"مہاراج! میں بالکل سچ کہوں گا۔ جہاں تک مجھے
علم ہے پجاری جی نے آپ دونوں کے علاوہ ایک اور
صندوق میں کسی عورت کو بھی بند کر رکھا تھا۔ مگر
اب وہ صندوق خالی ہے"

"کیا تم نے اس عورت کو دیکھا تھا؟" تھیوسانگ نے
پوچھا۔

پجاری بولا۔

"جی نہیں! میں نے اِسے دیکھا نہیں مگر اتنا
ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کوئی جادوگرنی عورت
ہے۔ جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ سوائے ماریا کے کوئی اور نہیں

ہوسکتی تھیوسانگ نے کہا "چل کر مجھے وہ صندوق دکھاؤ" اور
وہ پجاری کو نیچے تہہ خانے میں لے گیا۔ ماریا کی کوٹھڑی والا
صندوق خالی تھا۔ پجاری نے صندوق کی طرف اشارہ کرکے کہا۔
"اس صندوق میں وہ عورت بند تھی" تھیوسانگ نے جھک
کر صندوق کو سونگھا۔ اُس میں سے ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ
رہی تھی۔ تھیوسانگ کو یقین ہوگیا کہ مکار پجاری نے ماریا کو
بھی بے ہوش کر کے اس صندوق میں بند کر دیا ہوا تھا۔ مگر
سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اب ماریا کہاں چلی گئی۔ وہاں ماریا کی
تیز خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ پجاری کو لے کر
باہر آگیا۔ اس نے پجاری سے پوچھا۔

"عیار پجاری کا جو گورو تھا۔ وہ کہاں گیا ہے؟"

پجاری نے بتایا کہ وہ یونانی گورو یونان کے کسی شہر میں چلا
گیا ہے۔ تھیوسانگ نے مزید کریدتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اپنے ساتھ یہاں سے کچھ لے گیا
تھا؟"

پجاری کچھ سوچ کر بولا۔

"میں نے کوئی خاص چیز تو نہیں دیکھی لیکن یونانی
گورو ایک بوتل میں سانپ بند کر کے
ضرور ساتھ لے گیا تھا"

تھیوسانگ چونک پڑا۔ وہ سانپ ناگ کے سوا اور
ی نہیں ہوسکتا۔ اس نے مزید پوچھ گچھ کی تو پجاری نے
یا کہ اسے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یونانی گورو اس علاقے
ایک سانپ اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ اور وہ یہاں
کے جنگلوں کا کوئی سانپ تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہیں کچھ معلوم ہے کہ یونانی گورو یونان کے کس
شہر میں رہتا ہے؟"

پجاری بولا۔

"مجھے معلوم نہیں مگر ایک نوکر کو معلوم ہو گا۔ وہ
اس کی خدمت پر لگایا گیا تھا"

پجاری نے اسی وقت نوکر کو طلب کیا۔ نوکر نے
کہا۔

"یونانی گورو جی اپنے شہر کا نام ساریگان لیا کرتے
تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں ساریگان شہر کے
باہر سمندر کے کنارے ایک گنبد والے چھوٹے
سے مکان میں رہتا ہوں اور سمندر کی لہریں میرے
مکان کے صحن کو چھو کر واپس جاتی ہیں"

تھیوسانگ کے لیے اتنی نشانی بہت تھی۔ وہ یونان
کے شہر ساریگان میں دو ایک بار جا چکا تھا۔ اس نے

ذرا واپس جا کر کیٹی اور جولی سانگ کو ساری بات بیان کر دی۔ وہ دونوں خانقاہ کے برآمدے میں بیٹھی تھیں۔ مجاور بھی وہیں تھا۔ اوپر درختوں کی شاخوں میں لٹکی ہوئی ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یونانی گورو ناگ کو بوتل میں بند کر کے سارنگان شہر اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

مجاور بولا۔

"جب تک یہاں عنبر کا سراغ نہیں مل جاتا تم لوگ سارنگان کیسے جاؤ گے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تمہارا ساتھی عنبر اسی شہر میں کسی جگہ موجود ہے۔"

"یہی تو پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے؟" تھیوسانگ نے مایوسی سے کہا۔

کیٹی کہنے لگی۔

"عنبر آخری بار مندر کی طرف گیا تھا۔ ہمیں اسے اسی مندر میں تلاش کرنا چاہیئے۔"

جولی سانگ بولی۔

"ابھی تو ماریا کا سراغ بھی نہیں ملا۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ صندوق میں بند تھی تو پھر وہاں سے کہاں غائب ہو گئی؟"

تھیوسانگ اور کیٹی غور کرنے لگے۔ مجاور نے کہا۔

"کیا ماریا کسی کو نظر نہیں آتی تھی؟"

"ہاں" تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ غیبی عورت ہے۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ ہمیں تو دیکھ سکتی ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو ہماری خوشبو پا کر ہمارے پاس ضرور آتی۔"

جولی سانگ سانس بھر کر کہنے لگی۔

"میری کتنی خواہش تھی کہ میں اپنی بہن اور نئی ساتھی ماریا سے ملوں گی۔ مگر لگتا ہے کہ ابھی اس سے ملاقات میری قسمت میں نہیں ہے۔ ناگ سے بھی میں ابھی تک نہیں مل سکی۔ اور عنبر سے بھی ملاقات نہیں ہوتی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اب تم ہمارے سفر کی ایک رکن ہو۔ تم میری بہن بھی ہو اور ہم سب کی ساتھی بھی ہو۔ خدا نے چاہا تو تم ایک روز عنبر ناگ ماریا سے ضرور ملو گی۔"

مجاور نے کہا۔

مجاور نے کہا۔

"میرے خیال میں ہم میں سے کسی کو مندر میں
جا کر ایک بار پھر تفتیش کرنی چاہیے۔ ہو سکتا
ہے عنبر ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔ میں چھوٹا بن کر
وہاں کسی جگہ چھپ کر حالات کا جائزہ لیتا رہوں
ممکن ہے کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی نے اس بات پر کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے یہاں دیر لگ جائے۔ دوسری
طرف ناگ پر کوئی نئی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔
میں تو سمجھتی ہوں کہ ہم میں سے کسی ایک کو
ناگ کی تلاش میں یونان کے شہر ساریگان چلے
جانا چاہیئے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"وہاں سوائے میرے کوئی نہیں جا سکتا۔
اور اگر میں وہاں چلا گیا تو یہاں ماریا عنبر کا سراغ
کون لگائے گا؟"

ماریا درخت کی شاخوں میں لٹکی یہ سب کچھ سن رہی

تھی۔ کیٹی نے مجاور کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تمہارا مُردہ اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد
نہیں کر سکتا؟"

"ہاں دوست! تمہارے مُردے کی کھوپڑی
نے بڑے کام کیے ہیں۔ کیا یہ ہمیں عنبر ماریا کے
بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی؟ تم ایک بار کوشش
تو کر کے دیکھو۔"

مجاور غور کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ ویسے مجھے اُمید
کم ہی ہے۔"

مجاور قبر کے طاق میں سے قبر میں داخل ہو گیا۔ ڈھانچے
کی کھوپڑی اسی طرح پڑی تھی۔ مجاور نے کھوپڑی کو اٹھا
لیا۔ اور اسے لے کر باہر آگیا۔ پھر اس نے کھوپڑی پر
ایک منتر پڑھا اور اس سے پوچھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ عنبر ماریا کہاں ہوں
گے؟"

کھوپڑی میں سے کوئی آواز نہ آئی۔ مجاور نے کئی
بار کھوپڑی سے سوال کیا۔ مگر کھوپڑی خاموش رہی۔ اس
نے کوئی جواب نہ دیا۔ مجاور نے ایک دوسرا منتر پڑھ

کر پھونکا۔ اس بار کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر کھوپڑی
کی آواز سنائی دی۔

"تم مجھے ناحق پریشان کر رہے ہو۔ مجھے کسی
کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ جاؤ مندر
میں جا کر بیٹھو۔ وہیں سے تمہیں کوئی سراغ ملے
گا۔ اگر پھر مجھے اس سلسلے میں پریشان کیا تو
میں قبر سے چلا جاؤں گا۔"

مجاور نے کھوپڑی کو واپس قبر میں رکھ دیا اور کہنے
لگا۔

"کھوپڑی نے اشارہ دے دیا ہے۔ بعض راز
ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں روحیں بھی ظاہر نہیں کیا
کرتیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ عنبر ماریا
کا سراغ مندر سے ہی ملے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج رات ہی مندر میں چھپ
کر بیٹھ جاتا ہوں۔ تم لوگ اسی خانقاہ میں
ہی رہنا۔"

تھیوسانگ اسی وقت مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا
یہ سب کچھ سن رہی تھی اور دیکھ بھی رہی تھی۔ مگر وہ

سانگ کیٹی اور جولی سانگ کی کوئی مدد نہ کر سکتی تھی۔
ے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ عنبر مندر میں بیل کا بت بنا
ا ہے۔ وہ تو اپنی جگہ سے اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں
سکتی تھی۔ تھیوسانگ مندر کے قریب پہنچا تو اندھیرے
ں اس کی پچھلی دیوار کی طرف آ گیا۔ یہاں ایک درخت
ندر کی دیوار پر جھکا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے اس درخت
ے اندر چھلانگ لگا دی۔ اور پھر انگلی اپنی گردن سے لگا
ں۔ وہ ایک دم چھوٹا ہو گیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ
تا مندر میں اس جگہ ایک چبوترے کے پیچھے
چاول کی بوریوں کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جہاں
سے اسے بیل کی مورتی کے آگے جلتا چھوٹا آگ کا
الاؤ صاف نظر آتا تھا۔ رات گزر رہی تھی۔ لوگ
پوجا کرنے آتے اور پوجا کر کے چلے جاتے۔ جب
رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ تو پجاری بھی سونے کے لیے
اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ جو دو تین ملازم وہاں تھے۔
وہ بھی اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں چلے گئے۔ مندر میں سناٹا چھا
گیا۔ سوائے ایک چراغ کے باقی سارے چراغ بجھا
دیئے گئے۔

تھیوسانگ چپ چاپ ہو کر بیٹھا تھا۔ اسے یقین

تھا کہ اب مندر میں کوئی نہیں آئے گا۔ کہ اچانک
اِسے ایک سایہ مندر میں داخل ہوتا نظر آیا۔ یہ ایک
انسان تھا جس نے سیاہ چادر اپنے جسم کے گرد لپیٹ رکھی
تھی۔ تھیوسانگ اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ جب وہ
انسانی سایہ تھیوسانگ کے قریب سے گزرا تو اِسے معلوم
ہوا کہ یہ ایک جوان عورت ہے۔ یہ سیاہ چادر والی
عورت الاؤ کی بُجھتی ہوئی آگ کے قریب گئی۔ الاؤ کے گرد
چکر لگائے۔ پھر چادر کے اندر سے انسانی ہاتھ کا ہڈیوں
پنجہ نکال کر بیل کی مورتی کے سامنے رکھ دیا اور چاروں
طرف دیکھا۔ مندر میں چاروں طرف اندھیرا اور سناٹا چھایا
ہوا تھا۔ صرف کونے میں ایک چھوٹا سا چراغ جل رہا تھا جس
روشنی زیادہ دُور تک نہیں جاتی تھی۔ اس پُراسرار عورت
جب یقین ہو گیا کہ وہاں اور کوئی نہیں ہے تو وہ بیل کی مورتی
آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئی اور کچھ اشلوک پڑھنے شروع
دیئے۔ اس کی آواز بڑی دھیمی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ اشلوک
پڑھتی رہی۔ پھر اٹھی اور بیل کی مورتی کے ساتھ انسانی ہاتھ کے
ہڈیوں کے پنجے کو رگڑا اور اِسے چادر میں چھپا لیا اب وہ
بیل کی مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ
سے کہا۔

"اے بیل دیوتا! میرے مہاراج نے مجھے بتایا ہے
کہ تم زندہ ہو۔ تمہارے اندر ایک دیوتا انسان کی
شکل میں ہے۔ تم میری اولاد کی آرزو پوری کر دو
میں تیرے گلے میں سچے موتیوں کا ہار ڈالوں گی"!
تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ اِسے عورت کے مہاراج
سے پتہ چل گیا کہ اس بیل کی مورتی میں ایک انسان موجود ہے؟
اور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس عورت کے مہاراج سے ملنا چاہئے
تھیوسانگ تیزی سے مندر سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر اندھیرے
مندر کی سیڑھیوں کے آگے سیاہ پوش عورت کی پالکی کھڑی تھی۔
غلام ایک طرف خاموش سر جھکائے بیٹھے تھکان اتار رہے
تھیوسانگ پیچھے سے پالکی میں داخل ہو کر تکیے کے
پیچھے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر میں عورت آ کر پالکی میں بیٹھ
گئی۔ غلاموں نے پالکی اُٹھائی اور چل پڑے۔
یہ عورت شہر کے ایک امیر سوداگر کی بیوی تھی۔ جس
کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس کے خاوند نے اپنے
گھر میں ایک عبادت گزار مہاراج کو بلایا ہوا تھا تاکہ وہ
دیوتاؤں سے دُعا کرے کہ اِن کے ہاں اولاد ہو۔ یہ مہاراج
ایک بزرگ آدمی تھا اور سوداگر کی حویلی کے ایک کمرے
میں رہتا تھا۔ پالکی حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر رک گئی۔ عورت
پالکی سے نکل کر اوپر گئی تو اندھیرے میں تھیوسانگ بھی اس

کے ساتھ ہی چلا گیا۔ وہ چھوٹے قد کا تھا اس لیے اسے
کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ عورت سیدھی مہاراج کے
کمرے میں گئی۔ اور انسانی ہڈیوں کا پنجہ اُسے دے کر بولی
"مہاراج! میں نے آپ کے حکم کے مطابق
رسم پوری کر دی ہے۔"
مہاراج نے کہا۔
"بس اب جا کر سو جا۔ دیوتاؤں کی مرضی سے
تیرے ہاں بہت جلد اولاد ہوگی۔"
عورت جو سوداگر کی بیوی تھی۔ مہاراج کے قدم چھو
کر چلی گئی۔ تھیوسانگ اور مہاراج کوٹھڑی میں اکیلے رہ
گئے۔ تھیوسانگ ایک صندوق کے پیچھے چھپا ہوا تھا
اتنے میں مہاراج نے کہا۔
"تم جس شخص کی تلاش میں یہاں آئے ہو وہ
تو اُسی جگہ پر ہے جہاں تم تھوڑی دیر پہلے
بیٹھے تھے۔"
تھیوسانگ چونکا۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ مہاراج کسی
دوسرے آدمی سے بات کر رہے ہیں۔ مگر وہاں اور
کوئی بھی نہیں تھا۔ اتنے میں مہاراج نے پھر کہا۔
"برخوردار! تم خلائی مخلوق ہو۔ یہاں آ کر دوستوں
کی پریشانیوں میں پھنس گئے ہو۔ صندوق کے

پیچھے سے نکل کر سامنے آ جاؤ۔"
اب تھیوسانگ جلدی سے مہاراج کے سامنے آ گیا
اور اپنی گردن پر انگلی لگا کر بڑا ہو گیا۔ اس نے مہاراج کو
ادب سے سلام کیا اور کہا۔
"مہاراج! آپ تو دلوں کے حال جانتے ہیں۔
مجھے بتائیے کہ میں عنبر کو کہاں مل سکتا
ہوں؟"
مہاراج نے مسکرا کر کہا۔
"دلوں کا حال سوائے خدا کے اور کسی کو معلوم نہیں
ہے۔ میں تو صرف اپنے علم کے ذریعے یہ سب
کچھ کہہ رہا تھا۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"مہاراج! آپ کو اگر یہ پتہ چل گیا ہے کہ میں
خلائی مخلوق ہوں تو ضرور یہ بھی معلوم ہوگا کہ عنبر
ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"
مہاراج ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔
"ماریا اور ناگ کے بارے میں مجھے کچھ بتانے
کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں عنبر کے بارے میں
صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ مندر میں ہی
ہے اور بیل کی مورتی میں قید ہے۔ اس سے

زیادہ مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔ کیونکہ اس سے
زیادہ میں تمہیں کچھ بتا بھی نہیں سکتا۔"
تھیوسانگ خاموش نظروں سے مہاراج کی طرف دیکھ
رہا تھا۔ اس نے صرف اتنا پوچھا کہ میں عنبر کو مورتی کے
اندر سے کیسے نکال سکتا ہوں؟
مہاراج نے کہا۔
"یہ میں کچھ نہیں جانتا۔ اب تم جا سکتے ہو
اور پھر اِدھر کا رُخ نہ کرنا۔ کیونکہ میں تمہیں کچھ
نہ بتا سکوں گا۔ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں
گا۔ اب تم لوگوں کو اپنی مدد آپ کرنی
ہوگی۔"
تھیوسانگ نے ادب سے خدا حافظ کہا۔ اور سوداگر
کے مکان سے نکل کر واپس خانقاہ کی طرف چل پڑا۔
خانقاہ کے برآمدے میں کیٹی اور جولی سانگ دری پر
اُسی طرح بیٹھی عنبر ناگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کر
رہی تھیں۔ جولی سانگ کہہ رہی تھی کہ مجھے اِن تینوں سے
ملنے کا بے حد شوق ہے۔ کیٹی کہہ رہی تھی کہ تم اب ہماری
جماعت میں شامل ہوگئی ہو تم اِن سے ایک نہ ایک دن
ضرور ملو گی۔
"سب سے زیادہ خوشی ہمیں اِس بات

کی ہے کہ تم ہمارے "پیارے بھائی تھیوسانگ
کی بہن ہو۔"
ماریا خانقاہ کے درختوں میں لٹکی یہ ساری گفتگو سن
رہی تھی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتی تھی۔
کچھ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ اتنے میں تھیوسانگ آگیا۔
اس نے کیٹی اور جولی سانگ کو مہاراج سے اپنی ملاقات
کا ذکر کیا اور کہا۔
"عنبر مندر میں جو بیل کی مورتی ہے اس میں بند
ہے۔ اب اس کو وہاں سے کیسے نکالا
جائے؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"اِسے ضرور یونانی گورو نے ہی جادو کے
ذریعے وہاں قید کر رکھا ہے۔ چونکہ عنبر کی خوشبو
نہیں آرہی اس لیے یقینی بات ہے کہ وہ بیل
کی مورتی کے اندر انسانی شکل میں نہیں ہے
بلکہ مورتی کے ساتھ مورتی ہو چکا ہے۔"
جُولی سانگ نے کہا۔
"ہمیں اس مورتی کو اُٹھا کر یہاں لے
آنا چاہیے۔"
تھیوسانگ بولا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ہمیں جادو کا توڑ
معلوم ہو جائے تو ہم مندر میں بھی عنبر کو مورتی
کے اندر سے نکال سکتے ہیں۔"
کیٹی نے کہا۔
"اس کا توڑ کیا ہو سکتا ہے؟"
"یہی تو معلوم نہیں۔" تھیوسانگ نے اپنے ماتھے پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے تشویش کے ساتھ کہا۔ "مہاراج نے
ماریا اور ناگ کے بارے میں بھی کچھ بتانے سے انکار
کر دیا ہے۔ اگر میں عورت کی باتیں نہ سن لیتا تو شاید
مہاراج مجھے عنبر کے بارے میں بھی کچھ نہ بتاتا۔"
تینوں خاموش ہو گئے۔ اتنے میں مجاور ستون کے
پیچھے سے نمودار ہوا۔ آتے ہی بولا۔ "میں نے تم سب لوگوں
کی گفتگو سن لی ہے۔
میں کھوپڑی سے کوئی مدد نہیں لے سکتا۔ مگر میرے
پاس ہمارے بزرگوں کے وقت کی ایک کتاب
ہے۔ اس کتاب سے ہمارے بزرگ فال
نکالا کرتے تھے۔ کیوں نہ اس کتاب سے فال
نکال کر عنبر کے طلسم کا توڑ ڈھونڈھا جائے۔"
تھیوسانگ اگرچہ ان باتوں پر اعتبار نہیں کرتا تھا مگر ڈوبتے
کو تنکے کا سہارا سمجھ کر اس نے مجاور سے کہا۔ "جلدی سے وہ

کتاب لاؤ۔ ہو سکتا ہے اسی کی مدد سے عنبر کا کچھ علاج
ہو سکے۔" مجاور کوٹھڑی میں گیا اور پھٹی پرانی کتاب لے
آیا۔ اس نے کچھ اشلوک پڑھے اور پھر کتاب کو بیچ میں
سے کھول دیا۔ مجاور نے کتاب پر لکھی ہوئی تحریر پڑھنی
شروع کر دی۔
"لکھا ہے کہ یہاں سے سات کوس کے فاصلے پر
ایک باؤلی ہے۔ اس باؤلی میں آدھی رات کے
اندھیرے میں ایک عورت کی لاش نمودار ہوتی
ہے۔ اگر کوئی اس لاش کے پاس جا کر اس
کے مردہ ہاتھوں پر مہندی لگائے تو اس کے دل
کی مراد پوری ہوگی۔"
مجاور نے کتاب بند کر دی اور بولا۔
"یہ کام اگر تم میں سے کوئی کر دے تو مجھے یقین
ہے کہ ہم پتھر کی مورتی میں سے عنبر کو نکالنے
میں کامیاب ہو جائیں گے۔"
کیٹی بولی۔
"ذرا اس کتاب میں سے ماریا اور ناگ کی بھی فال
نکال کر دیکھو۔ کہ وہ اس وقت کہاں
ہیں۔"
مجاور نے اشلوک پڑھ کر تین بار کتاب کو کھولا تینوں

بار سفید ورق آ گئے۔

مجاور بولا۔

"کتاب ماریا اور ناگ کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتی۔"

تب تھیوسانگ نے کہا۔

"میں جا کر لاش کو مہندی لگاؤں گا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تم پہلے ہی مندر سے ہو کر آئے ہو۔ یہ کام میں کر لوں گی۔ تم یہاں بیٹھ جاؤ۔ مجھے بتاؤ کہ باؤلی کس طرف ہو گی؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"جولی سانگ تم ابھی نئی نئی اس دنیا میں آئی ہو تمہیں یہاں کا تجربہ نہیں ہے۔ اس لیے تم آرام کرو۔ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔"

اور تھیوسانگ اسی وقت باؤلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ جو وہاں سے سات کوس دور تھی۔ ابھی رات بہت باقی تھی۔ جنگل اور میدانوں میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ آخر باؤلی پر پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئیں کی شکل کی باؤلی بنی ہوئی ہے۔ جس کے نیچے پانی تھا۔ اور نیچے پانی تک جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ اندھیرے میں

سیڑھیاں اتر کر پانی کی سطح کے پاس آ گیا۔ خانقاہ سے اس نے مہندی کے پتے پیس کر اس کی مہندی بنا کر پتے میں ڈال رکھی تھی۔ باؤلی میں گھپ اندھیرا تھا مگر تھیوسانگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پانی کی سطح پر ایک عورت کی لاش تیر رہی ہے۔ جس کے بال پانی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لاش کے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں تیرے ہاتھوں میں مہندی لگانے آیا ہوں۔"

لاش نے غرا کر کہا۔

"یہاں سے بھاگ جا ـــــ مارا جائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں تیرے ہاتھوں میں مہندی لگانے آیا ہوں۔"

لاش نے ایک بار پھر کہا۔

"بھاگ جا! نہیں تو مارا جائے گا۔"

جب تھیوسانگ نے تیسری بار اصرار کیا تو باؤلی میں چیخیں بلند ہونے لگیں۔ عجیب و غریب قہقہے گونجنے لگے۔ باؤلی ایسے لرزنے لگی۔ جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ مگر تھیوسانگ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ وہ بلند آواز میں بولا۔

"میں یہاں سے مہندی لگائے بغیر نہیں جاؤں

گا۔"

اس کے ساتھ ہی بھونچال تھم گیا۔ چیخوں کی آواز رُک گئی۔ لاش نے ہاتھ آگے کر دیئے۔ تھیوسانگ نے مُردہ عورت کے ہاتھوں پر مہندی لگا دی۔ اور پھر کہا۔

"مجھے بتا کہ عنبر کو بیل سے کیسے نکالوں؟"

لاش نے کہا۔

"بیل کی مورتی کو آگ میں ڈال دے۔"

اور اتنا کہہ کر لاش پانی میں ڈبکی لگا کر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ کا مقصد حل ہو گیا تھا۔ وہ باؤلی سے نکل کر باہر جنگل میں آگیا اور خانقاہ کی طرف چلنے لگا۔ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے اندھیرے میں دو زرد آنکھیں اسے اپنی طرف گھورتی نظر آئیں۔ تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ وہ آگے گزر گیا۔ پھر اسے اپنے پیچھے سوکھے پتوں پر انسانی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ تھیوسانگ نے مڑ کر دیکھا۔ ایک لمبے بالوں اور زرد آنکھوں والی سیاہ فام عورت دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"کیا مجھے مہندی نہیں لگاؤ گے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرے پاس اب مہندی نہیں ہے۔"

اس پر سیاہ فام عورت نے ایک ایسی چیخ ماری۔

را جنگل گونج اٹھا۔ درخت زور زور سے ہلنے لگے۔ تھیوسانگ خانقاہ کی طرف دوڑ پڑا۔ سیاہ فام عورت کے پیچھے دوڑ رہی تھی اور بار بار کہہ رہی تھی۔

"مجھے بھی مہندی لگاؤ۔ مجھے بھی مہندی لگاؤ!"

تھیوسانگ دوڑتا چلا گیا۔ خانقاہ کے برآمدے میں کر اس نے دم لیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو سیاہ فام عورت ب ہو چکی تھی۔ کیٹی جولی سانگ اور مجاور نے اس کی گھبراہٹ ہ پوچھی تو تھیوسانگ نے سارا حال بیان کیا۔ کیٹی کہا۔

"یہ تمہارا وہم تھا۔ کوئی چڑیل تمہارے پیچھے نہیں تھی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس چڑیل کو گولی مارو۔ مگر باؤلی کی لاش نے مجھے عنبر کو بیل کے بُت میں سے نکالنے کی ترکیب بتا دی ہے۔"

اور پھر تھیوسانگ نے انہیں بتایا کہ ہمیں بیل کی مورتی اس کے سامنے جو آگ کا گڑھا ہے۔ اس میں گرانا ہوگا۔

ی بولی۔

"یہ کام ہمیں ابھی صبح ہونے سے پہلے پہلے کر دینا چاہیئے۔ دن نکل آیا تو لوگ آجائیں گے اور

پھر معاملہ دوسری رات پر جا پڑے گا۔"
چنانچہ اب تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ تینوں
مندر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ ابھی
صبح ہونے میں دیر تھی۔ مندر پر ابھی تک سناٹا اور تاریکی
چھا رہی تھی۔ تھیوسانگ جولی سانگ اور کیٹی مندر میں داخل
ہو گئے۔ بیل کی مورتی کے آگے آگ جل رہی تھی۔ بیل پیتل
کا تھا اور کافی وزنی تھا۔ تھیوسانگ نے جولی سانگ کی
طرف دیکھا اور کہا۔

"جولی سانگ! اب تمہارا کام شروع ہونا
چاہیئے"

جولی سانگ نے بیل کے بُت کو دیکھا۔ اس کی آنکھ
سے سفید شعاع نکل کر اس پر پڑی اور بیل کا بُت اپنی
جگہ سے اکھڑ کر ہوا میں اُوپر کو اُٹھنے لگا۔ جولی سانگ
کی نظر کی شعاع کے ساتھ ساتھ بیل اپنے چبوترے سے
اوپر ہو رہا تھا۔ فضا میں جا کر وہ رُک گیا۔ پھر جولی
سانگ نے بیل کو آگ کے اوپر لا کر آنکھ بند کر دی۔ شعاع
بیل سے ہٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی بیل کی مورتی دھڑام
سے آگ میں گر پڑی۔

آگ میں گرتے ہی بیل کی مورتی شعلوں میں غائب ہو
گئی۔ جولی سانگ، تھیوسانگ اور کیٹی غور سے آگ کے

...کر دیکھنے لگے۔ اچانک گڑھے میں سے عنبر اپنے کپڑوں
...ی انگاروں کو جھاڑتا ہوا باہر نکل آیا۔
تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔
"خدا کا شکر ہے کہ تم پھر مل گئے ہو عنبر"
عنبر کیٹی اور تھیوسانگ سے مل کر بہت خوش ہوا۔
...س کی نظر جولی سانگ پر پڑی تو بولا
"ارے یہ کون ہے؟ اس کی شکل تھیوسانگ سے
بہت ملتی جلتی ہے"
تھیوسانگ نے کہا۔
"عنبر! یہ میری بہن جولی سانگ ہے"
کیٹی بولی۔
"یہ خلائی سیارے سے اپنے پیارے بھائی
کی تلاش میں یہاں آئی تھی"
عنبر نے جولی سانگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"جولی سانگ! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی مجھے
اپنا بھائی ہی سمجھو"
اس کے بعد تھیوسانگ نے عنبر کو جولی سانگ کی طاقت
...تائی اور کہا کہ بیل کو اسی نے اپنی نگاہ سے اُٹھا کر آگ
...یں ڈالا تھا۔ عنبر نے جولی سانگ کا شکریہ ادا کیا اور
...ڈالا

"یہ ساری مصیبت یونانی گورو کی لائی ہوئی تھی۔
مجھے تو امید نہیں تھی کہ میں اب کبھی اس
بیل کے اندر سے باہر نکلوں گا۔ یہ بتاؤ کہ ماریا
اور ناگ کہاں ہیں؟"
کیٹی نے کہا۔

"ماریا بھی یہیں سے گم ہوئی ہے۔ اس کا کچھ
پتہ نہیں۔ ناگ کا صرف اتنا سراغ ملا ہے کہ
یونانی گورو اسے بوتل میں بند کر کے اپنے ساتھ
یونان کے شہر سارڈیگان لے گیا ہے"
عنبر بولا۔

"اب یہاں سے نکل چلو"
سب مندر سے نکل کر خانقاہ میں مجاور کے پاس
گئے۔ مجاور سے عنبر کا تعارف کروایا گیا۔ پھر عنبر کو سا[رے]
واقعات سنائے گئے۔ عنبر کہنے لگا۔

"ماریا اسی جگہ سے غائب ہوئی ہے۔ مجھے یقین
ہے کہ وہ اسی جگہ کہیں موجود ہے"
یہ بات درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی ماریا نے
سنی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عنبر کو کاش معلو[م]
ہو جائے کہ میں اس کے قریب ہی موجود ہوں مگر بے
بس و مجبور ہوں۔ کیٹی کہنے لگی۔

"ہمارا تو ارادہ ہے کہ یونان چل کر پہلے ناگ
کو یونانی گورو کے طلسم سے رہا کرایا جائے"
تھیو سانگ نے کہا۔

"اس لیے کہ ناگ کا سراغ مل گیا ہے۔
ہمیں چاہیے کہ پہلے اس کی خبر لی جائے۔ ممکن ہے
ماریا بھی ہمیں وہیں کہیں مل جائے"
جولی سانگ سے عنبر نے اس کی رائے پوچھی تو وہ
بولی۔

"عنبر بھائی! میں ابھی نئی نئی ہوں۔ کیا رائے
دے سکتی ہوں۔ تم لوگ بہتر فیصلہ کر سکتے
ہو"
عنبر نے کہا۔

"نہیں جولی سانگ! ہم ایک جماعت ہیں۔ ہم
ہر کام کرنے سے پہلے ایک دوسرے سے
مشورہ کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس لیے تمہاری
رائے ضروری ہے"
جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال بھی یہی ہے کہ چونکہ ایک جگہ ناگ
کا سراغ مل گیا ہے اس لیے ہمیں سب سے
پہلے اس کی تلاش میں چلنا چاہیے"

ماریا آہ بھر کر رہ گئی۔ کیونکہ اس کے ساتھی اِسے
اکیلی چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اور وہ نہ انہیں روک سکتی تھی
اور نہ اِن کے ساتھ جا سکتی تھی۔ صبح ہو رہی تھی کہ سب
نے مجاور سے ہاتھ ملائے۔ اس کی مہمان نوازی کا شکریہ
ادا کیا۔ اور گھوڑوں پر بیٹھ کر ملک یونان کے شہر ساریگان
کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا درخت کی شاخوں میں اٹکی ہوئی
انہیں حسرت بھری نظروں سے جاتے دیکھتی رہی۔ اس نے
بڑی کوشش کی کہ کسی طرح درخت کی شاخوں سے نکل کر اِن
کے پیچھے ہوا میں تیرتی ہوئی چلی جائے مگر وہ تو اپنی مرضی سے
ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ ایک زندہ مگر نظر نہ آنے والی لاش
کی طرح فضا میں لٹکی ہوئی تھی۔ مجاور اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔
اور ماریا درخت کی شاخ میں ہی دیکھتی رہ گئی۔
دن نکل آیا۔ ماریا درخت میں لٹکی رہی۔ دن گزر گیا۔
شام ہو گئی۔ پھر رات ہو گئی۔ اِس کے ساتھ ہی آسمان
پر بادل گھر آئے۔ اور تیز ہوا چلنے لگی۔ اس ہوا نے
ماریا کو درخت کی شاخوں سے نکال دیا۔ ہوا اِسے فضا
میں اُٹھا کر اُڑانے لگی۔ کبھی ماریا ہوا میں خود اپنی مرضی
سے اُڑا کرتی تھی۔ آج اِسے ہوا اپنی مرضی سے اُڑاتی
ہوئی جدھر چاہے لے جاتی تھی۔ جس طرح کوئی تنکا ہوتا
ہے کہ ہوا اِسے اُڑائے اُڑائے لیے پھرتی ہے۔ ماریا

...ہوا اوپر ہی اوپر اُڑائے لیے جا رہی تھی۔ کالے
...یا۔ بادل اتنے گھنے تھے کہ کئی میل اوپر تک اِن کی
...ی ہوئی تھی۔ ماریا ایک نظر نہ آنے والی زندہ لاش
...طرح اِن بادلوں میں اوپر سے اوپر اُٹھتی جا رہی تھی۔
...ایسے نیچے سے اوپر اُٹھا رہی تھی
...ک بادلوں میں بجلیاں چمکنا شروع ہو گئیں۔ ماریا کے
...وں میں بجلی کے کڑاکے گونجنے لگے۔ ماریا کے چاروں
... اوپر، نیچے بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ دھماکے ہو رہے
...۔ ماریا سمجھ گئی کہ اب اِس کی خیر نہیں ہے۔
...چانک ماریا پر بجلی گری اور اِس کا جسم سیاہ بادلوں
...ایک بار آگ کا شعلہ بن کر چمکا اور پھر ماریا نے محسوس
...کہ وہ حرکت کر سکتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ہلا سکتی ہے۔
...ڑی اچھی تبدیلی تھی۔ ماریا نے اپنے آپ کو اُٹھایا۔ وہ
...وں میں آسانی سے تیرنے لگی۔ پھر غوطہ لگا کر اوپر گئی۔
...ی ہوئی، اُڑتی ہوئی بائیں طرف نکل گئی۔ وہ بڑی خوش
...۔ اس کی طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ
...دیکھا۔ وہ غائب ہی تھی۔ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا
...فوراً عنبر، کیٹی، تھیوسانگ اور مجلی سانگ کے پاس جانے
...فیصلہ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ وغیرہ
...ان کے شہر ساریگان کی طرف گئے ہیں۔ ماریا اس شہر

سے واقف تھی۔ اس نے بادلوں میں سے نیچے کی طرف
غوطہ لگایا۔ وہ دیر تک سیاہ بادلوں میں سے گزرتی رہی۔
آخر بادل ختم ہو گئے۔ اور ماریا اڑتی ہوئی نیچے ایک ایسی
فضا میں آ گئی کہ جہاں ایک چھوٹے سے شہر کے اوپر رات
کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے
تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ اس کے نیچے آتے ہی بادل غائب
گئے تھے۔ اب نہ بجلی چمک رہی تھی نہ ہوا کا طوفان تھا
نہ کہیں کالے کالے بادل ہی تھے۔ ماریا کے دل میں ایک
ہلکا سا خیال کھٹکا کہ کہیں وہ کسی اور ملک کسی زمانے میں
تو نہیں آ گئی۔

اس نے نیچے آ کر شہر کے اوپر پرواز شروع کر دی۔
اس نے دیکھا کہ شہر پرانے زمانے کا تھا۔ مکان کئی کئی منزلہ
تھے۔ کسی کسی مکان میں روشنی ہو رہی تھی۔ شہر کے آس پاس
صحرائی ٹیلے اور کھجور کے درختوں والے نخلستان کہیں کہیں پھیلے
ہوئے تھے۔ شہر کے درمیان میں ایک محل تھا جو قلعے میں بنا
ہوا تھا۔ یہ بادشاہ کا محل تھا۔ جو شہر کے درمیان میں بنایا گیا
تھا۔ ماریا نے اس محل کے اوپر ایک چکر لگایا۔ محل میں کہیں
کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ محل کی چھت پر ایک گول مینار
بنا ہوا تھا۔ اس مینار کے باہر ایک سپاہی تلوار کاندھے
پر رکھے پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا نیچے محل کی چھت پر

آ گئی۔ اسے شبہ ہوا کہ اس مینار کے اندر ضرور کوئی قیدی
ہے جس کے لیے وہاں پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ ماریا مینار کے
قریب آئی تو دیکھا کہ مینار کے دروازے پر بڑا سا تالا لگا
ہوا ہے۔ ماریا دیوار میں سے اندر گزر گئی۔ مینار کے اندر ایک
چھوٹی سی تاریک کوٹھڑی بنی ہوئی تھی۔ اندھیرے میں ماریا نے دیکھا
کہ ایک سانولے رنگ کی جوان لڑکی اپنے بال شانوں پر بکھیرے
سر دیوار کے ساتھ لگائے اداس بیٹھی ہے۔ اس کے ایک پاؤں
میں زنجیر ڈال کر اسے ایک لوہے کے کھمبے کے ساتھ باندھ
دیا گیا تھا۔

ماریا کو اس جوان قیدی لڑکی کی حالت پر بڑا ترس
آیا مگر وہ خاموش رہی۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ اس
قیدی لڑکی سے کوئی بات کرے۔ کہ باہر انسانی قدموں
کی بھاری چاپ سنائی دی۔ کسی نے باہر تالا کھولا۔ اور
پھر دروازہ کھل گیا۔ ایک بھاری سیاہ مونچھوں والا
آدمی اندر داخل ہوا جس نے پرانے زمانے کی فوجی وردی
پہن رکھی تھی۔ اس کے ساتھ دو سپاہی تھے جنہوں نے
اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اٹھائی ہوئی تھیں۔ لڑکی نے
اس آدمی کی طرف پریشان ہو کر دیکھا اور بولی۔

وہ ویرانس! تم مجھے کب تک یہاں قید میں ڈالے
رکھو گے؟ میں نے تمہیں کئی بار بتا دیا ہے کہ مجھے

ملکہ صبا کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ پھر
تم مجھ پر یہ ظلم کیوں کر رہا ہے ؟"

ویرانس نے لڑکی کو بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا
لڑکی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ ویرانس بولا۔

"سارکا! تم جھوٹ بولتی ہو۔ تم جانتی ہو کہ ملکہ
صبا کہاں چھپی ہوئی ہے۔ جب تک تم مجھے اس
کے بارے میں نہیں بتاؤ گی تم اسی قید خانے میں
بھوکی پیاسی مر جاؤ گی۔ کل سے تمہیں کھانے پینے
کو کچھ نہیں ملے گا۔"

یہ کہہ کر ویرانس نے سارکا کو ایک ٹھوکر ماری اور باہر
نکل گیا۔ کوٹھڑی کو بند کر کے باہر تالا لگا دیا گیا۔ ماریا یہ
سب کچھ دیکھتی رہی۔ جب ظالم ویرانس چلا گیا تو ماریا نے
سوچا کہ اس لڑکی سے بات کرنی ضروری ہو گئی ہے۔ جب
تک اس سے بات نہیں ہو گی اس کو یہاں سے نکالا نہیں
جا سکے گا۔ ماریا نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ پھر اندر کی
جانب دروازے کے پاس کھڑی ہو کر اس نے آہستہ
سے کہا۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟"

نوجوان سانولی لڑکی سارکا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے آہستہ
آہستہ سسکیاں بھر رہی تھی۔ اس نے ایک عورت کی دھیمی آواز

سنی تو چونک کر اندھیرے میں بند دروازے کی طرف دیکھا۔
ماریا نے آہستہ سے کہا۔ "سارکا

"سارکا! میں تمہاری اجازت کے بغیر ہی اندر آ
گئی ہوں۔ تم مجھ سے ڈرنا ہرگز نہیں۔ میں کوئی
جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں۔ یقین کرو میں تمہاری
دوست ہوں اور تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں"

سارکا حیران پریشان ہو کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اندھیرے
میں اِدھر اُدھر تک رہی تھی۔ ماریا نے دھیمی آواز میں ایک
بار پھر کہا۔

"مجھ سے آہستہ آواز میں بات کرنا۔ باہر
پہرے دار نے سن لیا تو وہ اندر آ جائے گا۔
سنو! میرا نام ماریا ہے۔ تم یوں سمجھو کہ میں
ایک نیک روح ہوں۔ اِدھر اُدھر سے گزر رہی
تھی کہ تمہارے رونے کی آواز سن کر اِدھر آ
گئی۔ ویرانس نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا ہے
وہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تمہاری باتیں بھی میں
نے سن لی ہیں۔ میں نے تم سے اجازت اس
لیے طلب کی تھی کہ تمہاری اجازت کے بغیر میں تم
سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیا تم مجھے اپنا دکھڑا سناؤ
گی؟"

سارکا کو ماریا کی باتوں سے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا۔

"مگر ـــــ مگر تم روح ہو تو تمہاری آواز عام عورتوں کی طرح کیوں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"تم ان باتوں پر غور نہ کرو۔ بس مجھے اپنی دوست سمجھو اور بتاؤ کہ یہ سارا قصہ کیا ہے؟ اور یہ کون سا ملک ہے؟"

سارکا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"نیک روح ماریا! یہ ملک قرطاجنہ ہے۔ اس ملک پر ملکہ صبا کی حکومت تھی۔ میں ملکہ صبا کی خاص کنیز سارکا ہوں۔ ملکہ صبا کی حکومت سے رعایا بہت خوش تھی۔ لوگ خوشحال تھے کہ شمال کی طرف سے ویرانس نام کے ایک ظالم حکمران نے حملہ کر دیا۔ اس کے پاس ہاتھیوں کی فوج تھی۔ اس نے ملکہ صبا کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ وہ ملکہ صبا کو پکڑ کر قتل کر کے اس کا سر شہر کے دروازے پر لٹکانا چاہتا تھا۔ ملکہ صبا کو اس کا پتہ چل گیا تھا۔ بس اس نے مجھے ساتھ لیا اور ہم محل کی خفیہ سرنگ سے نکل کر باہر میدان میں آ گئیں۔ یہاں سے ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر رات کے اندھیرے میں صحرائی چٹانوں

کے غار کی طرف چل پڑیں۔ میں نے ملکہ کو صحرائی چٹانوں کے ایک خفیہ غار میں چھپایا اور دوسرے دن کچھ کھانے کو لینے کے لیے بھیس بدل کر شہر میں آئی تھی کہ ویرانس کے سپاہیوں نے مجھے پہچان لیا اور پکڑ کر ویرانس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ملکہ صبا کہاں ہے؟ میں بھلا کیسے بتا سکتی تھی۔ میں نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں خود اپنی جان بچاتی پھر رہی ہوں۔ ویرانس کو یقین نہ آیا اور اس نے مجھے یہاں قید میں ڈال دیا۔ باقی جو کچھ ہوا وہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو۔"

ماریا نے پوچھا۔

"ملکہ صبا کب سے غار میں بند ہے؟"

سارکا نے کہا۔

"اسے غار میں چھپے دو دن ہو گئے ہیں۔ پانی کی چھاگل اس کے پاس تھی۔ مگر کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ خدا جانے ملکہ زندہ بھی ہو گی کہ نہیں۔"

اور سارکا آنسو بہانے لگی۔

"کل سے یہ ظالم میرا کھانا پینا بھی بند کر رہا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تو چاہتی ہوں کہ کسی طرح ملکہ صبا کو کچھ کھانے کو پہنچا دیا جائے۔

۱۳۶

اے نیک روح ماریا! کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"سارکا! میں تمہیں بھی یہاں سے نکال کر لے جانا چاہتی ہوں۔ ہم ملکہ کے لیے کھانے کو بھی کچھ لے جائیں گے۔"

سارکا کہنے لگی۔

"تم مجھے یہاں سے کیسے نکال سکو گی۔ باہر سخت پہرہ لگا ہے۔ اس کے بعد سارے محل اور قلعے دروازوں پر سپاہی کھڑے ہیں۔"

ماریا بولی۔

"تم بھول گئی ہو کہ میں ایک روح ہوں۔ میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جا سکتی ہوں۔ اُٹھو۔ اور میرے کاندھے پر سوار ہو جاؤ۔"

سارکا جھجک گئی۔ وہ اپنی جگہ بیٹھی رہی اور جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ اِدھر تکتی رہی۔ ماریا نے کہا۔

"اُٹھ کر میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ سارکا پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔"

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

قسط نمبر ۱۵۸ خالی قبر، مُردہ نائب پڑھیے۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
۱۲-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

عنبر، ناگ، ماریا (۱۵۸)

اے حمید

۱۵۸

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

قبر خالی، مُردہ غائب

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

بار اوّل : ۱۹۸۷ء

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۳/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

یورنیس نے ملکہ صبا کے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اتفاق سے ملکہ کی نوکرانی سارکا کی ملاقات ماریا سے ہو جاتی ہے جو حالات جان کر ملکہ صبا کی مدد کرنا چاہتی ہے کہ اُس کا ملک اُسے واپس مل جائے۔ ادھر یورنیس کے حکم سے ملکہ صبا اور سارکا کو کھڑی قبروں کے قبرستان میں زندہ گاڑ دینے کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اور اس دیوار کے اِرد گرد سپاہی پہرہ دے رہے ہیں تاکہ اُن کی موت مکمل طور پر واقع ہو جائے۔ ماریا نے کیا کیا۔ آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۵۴/۴ این راہ چمن حسن آباد ——— لاہور

ترتیب

کھڑی قبریں

سارکا نے ماریا سے کہا

" اے نیک روح ماریا تم تو مجھے دکھائی نہیں دیتی ہو۔ پھر میں تمہارے کاندھے پر کیسے سوار ہو سکتی ہوں

ماریا نے کہا۔

یہ سب کچھ میں خود کر لوں گی۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا ہو گا۔ اب تیار ہو جاؤ

سارکا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی اچانک اسے یوں لگا جیسے کوئی اسے اوپر اٹھا رہا ہے وہ اوپر اٹھتی چلی گئی ماریا نے سارکا کو اپنے کاندھے پر سوار کرایا تو سارکا یہ دیکھ دہشت زدہ ہو گئی اِسے اپنا جسم بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ماریا نے آہستہ سے کہا

"دونا بالکل نہیں سارکا۔ تم پھر سے نظر
جب میں تمہیں نیچے اتاروں گی۔
آنے لگو گی۔"
اور سارکا نے دیکھا کہ وہ بند دروازے میں سے
اتنی آسانی سے گذر گئی جتنی آسانی سے روشنی کی کرن
شیشے میں سے گذر جاتی ہے پہرے دار تلوار لئے
باہر اس طرح پہرہ دے رہا تھا ماریا محل کی چھت
پر سے فضا میں بلند ہو گئی۔ سارکا کو اگرچہ اپنا جسم
دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر وہ باقی ہر شے کو دیکھ
رہی تھی آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھے شاہی
محل میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی اِس محل میں سارکا
نے ملکہ کی خدمت کرتے ہوئے کئی سال گذارے
تھے اس کی والدہ بھی ملکہ کی خدمت کرتے ہوئے
وفات پا گئی تھی۔ سارکا نے آنکھیں بند کر لیں کیونکہ اسے
اپنا جسم نظر نہ آنے کی وجہ سے چکر سے آنے لگے۔
تھے ماریا محل کی چھت سے بلند ہو کر اڑتی ہوئی جب صحرا
میں آ گئی۔
تو اس نے سارکا سے پوچھا
" سارکا! وہ صحرائی چٹانیں کہاں ہیں جس کے ایک غار

میں ملکہ صبا چھپی ہوئی ہے۔
سارکا نے ماریا کو صحرائی چٹانوں کا راستہ بتایا
اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ماریا چند لمحوں میں ان
صحرائی چٹانوں میں پہنچ گئی یہ اونچی نیچی تکونی بھورے
رنگ کی چٹانیں تھیں۔ جو ریتلے صحرا میں پھیلی ہوئی
تھیں۔
ماریا نے کہا۔
سارکا!
ہم چٹانوں میں پہنچ گئے
سارکا نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا نیچے آ گئی تھی
اور چٹانوں کے اوپر اڑ رہی تھی۔ سارکا نے ایک چٹان
کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
" وہ بیچ والی تکونی چٹان کے اندر غار ہے "
ماریا تکونی چٹان کے پاس ہی زمین پر اتر آئی۔ اِس نے
سارکا کو نیچے اتارا تو سارکا کو اپنا جسم پھر سے نظر آنے
لگا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور ماریا سے کہا
" اس پتھر کے نیچے ایک خفیہ راستہ اندر غار میں جاتا
ہے
ماریا نے کہا۔

میں تمہیں کاندھے پر بٹھا کر اندر لے جاتی ہوں

سارکا جلدی سے بولی:

نہیں نہیں ماریا بہن! میں پتھر کے نیچے سے جو راستہ بنا ہوا ہے۔ وہاں سے چلی جاؤں گی۔ تم دیوار میں سے گذر کر آ جاؤ۔

ماریا چٹان کی دیوار میں سے اور سارکا پتھر کے نیچے سے غار میں داخل ہو گئی۔ اندر جاتے ہی سارکا نے اِدھر اُدھر اندھیرے میں دیکھا۔

ماریا نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں"

سارکا آگے آگے چلنے لگی۔ غار تنگ اور تاریک تھی ایک موڑ گھومنے کے بعد آگے تھوڑی سی کھلی جگہ آ گئی یہاں آ کر سارکا نے آہستہ سے کہا۔

"ملکہ عالیہ میں سارکا ہوں"

دوسری دیوار کے پیچھے سے ایک دراز قد انتہائی خوبصورت اور جاہ و جلال والی عورت باہر نکل آئی اگرچہ اس نے عام سادہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا مگر اس کے چہرے پر شاہانہ وقار تھا۔ وہ لگ رہی تھی کہ ملکہ ہے یہ ملکہ صبا تھی۔ ملکہ صبا نے سارکا کی طرف دیکھ کر کہا

"تم کہاں چلی گئی تھیں سارکا!

سارکا نے کہا

ملکہ عالیہ مجھے یورانس کے سپاہیوں نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا تھا بڑی مشکل سے فرار ہو کر یہاں پہنچی ہوں۔ کیا آپ نے کچھ کھایا!

ملکہ صبا کے چہرے پر اُداس سی مسکراہٹ آ گئی۔ پتھروں پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"یہاں میں کیا کھا سکتی تھی! بس پانی پی کر گذر بسر کر رہی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے سمرقند کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ وہاں کا بادشاہ ہمارا دوست ہے ہم اس سے فوج لے کر اپنے ملک کو پھر سے واپس آزاد کرا لیں گے۔

سارکا کہنے لگی

"مگر سب سے پہلے میں آپ کے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں

ماریا وہاں خاموش کھڑی سب کچھ دیکھ اور سن رہی تھی سارکا غار کے دروازے کی طرف بڑھی تو آگے موڑ گھومنے کے بعد رُک گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا

"نیک روح ماریا! کیا تم یہاں موجود ہو۔

ماریا نے آہستہ سے کہا "میں تمہارے پاس کھڑی ہوں۔

سارکا بولی ۔ تمہیں ملکہ عالیہ کے لئے کھانے کو کچھ لانا ہوگا
انہوں نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے

ماریا نے کہا ۔

"میرے ساتھ باہر آؤ"

دونوں غار سے باہر نکل آئیں ۔ چٹانوں میں آتے ہی ماریا نے سارکا سے کہا ۔ تم بھی اسی جگہ ٹھہرو ۔ میں شہر میں جا کر کچھ کھانے کو لاتی ہوں ۔

سارکا نے ساتھ جانے پر اصرار کیا ۔ مگر ماریا نے اسے وہیں چٹان کے پاس بیٹھنے کو کہا ۔ اور فضا میں بلند ہوگئی ۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی طرف اڑنے لگی ۔ چند منٹوں میں وہ شہر کے ایک بڑے بازار میں آگئی

اگرچہ رات ہوگئی تھی مگر چوک میں ایک دکان پر مچھلی کے کباب اور روٹیاں تیار ہو رہی تھیں اور لوگ وہاں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ماریا دوکان پر آگئی اس نے ٹوکری اٹھالی ۔ پھر تھال میں سے مچھلی کے دو بڑے ٹکڑے اٹھا کر ٹوکری میں ڈال لیئے دکاندار نے جو دیکھا کہ تھال میں چار ٹکڑوں میں سے مچھلی کے دو بڑے ٹکڑے کہیں غائب ہو گئے ہیں تو وہ آنکھیں جھپکنے لگا ماریا نے اس کی طرف دھیان نہ دیا اور

دوسرے تھال میں چار روٹیاں بچاکر ٹوکری میں رکھ لیں اب جو روٹیاں بھی غائب ہوتے دیکھیں تو دکاندار پر خوف طاری ہوگیا ماریا نے اس کے کان میں کہا ۔

"میں مچھلی روٹی لے جا رہی ہوں ۔ شکریہ"

اور دکاندار ایک چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا ۔ ماریا مسکراتی ہوئی فضا میں بلند ہوگئی ۔ دوسرے لمحے رات کی اندھیری فضا میں اڑتی ہوئی وہ سارکا کے پاس آگئی اور اس کے سامنے ٹوکری رکھ کر بولی ۔

سارکا ۔

"میں روٹی اور مچھلی لے آئی ہوں ۔ تمہارے اور ملکہ صبا کے لیئے"

ٹوکری کو دیکھ کر سارکا کی جان میں جان آگئی وہ ٹوکری اٹھا کر ملکہ صبا کے پاس پہنچ گئی ۔ اور بولی ۔

"ملکہ عالیہ" قدرت نے آپ کے لیئے اس ویرانے میں بھی رزق پہنچایا ہے ۔ بس یوں سمجھ لیجئے ۔ کہ خدا کا ایک بزرگ بندہ یہ چیزیں دے گیا ہے ۔

ملکہ صبا اور سارکا نے خوب سیر ہو کر روٹی مچھلی کھائی ۔ چھاگل میں سے پانی پیا اور سمرقند جانے کے بارے میں باتیں کرنے لگیں ملکہ صبا نے کہا ۔

ہمیں تین تیز رفتار گھوڑوں کی ضرورت ہے اور کچھ
خوراک بھی ہمیں ایک گھوڑے پر ساتھ رکھنی ہوگی یہاں
سے سمرقند کافی دور ہے

سارکا کہنے لگی -

ملکہ عالیہ! آپ فکر نہ کریں - ان سب چیزوں کا انتظام ہو
جائے گا -

ملکہ صبا نے حیرانی سے پوچھا - تم کیسے انتظام کرو گی -

سارکا نے کہا -

" یہ کہاں سے کروں گی ملکہ عالیہ! خدا ہمارے لئے کرے
گا وہ ہمارے ساتھ ہے اور جب خدا ساتھ ہو تو
پھر اور کیا چاہیئے - جس نے ہمیں روٹی دی ہے وہ
ہمارے لئے تین گھوڑے بھی مہیا کر دے گا -

ملکہ صبا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سارکا کہاں سے
گھوڑے لائے گی - بہر حال وہ خاموش رہی - پھر بولی

" میں چاہتی ہوں - کہ ہم کل شام اندھیرا ہوتے ہی
غار سے نکل کر سمرقند کی طرف روانہ ہو جائیں -

سارکا نے کہا -

" اگر آپ پسند کریں تو ہم آج صبح صبح یہاں سے
اپنے سفر پر نکل سکتے ہیں "

ملکہ صبا کہنے لگی -

" یہ تمہیں اتنی جلدی خوراک اور گھوڑے کوئی جن لا
کر دے گا "

ملیا نے سارکا کے کان میں کہا -

" ملکہ سے کہو کہ ہاں ایک جن ہی لا کر دے گا

سارکا نے ایسے ہی ملکہ صبا سے کہہ دیا - ملکہ صبا نے کس قدر
ڈانٹ کر کہا -

بچوں ایسی باتیں مت کرو - ہم کل شام کو ہی یہاں سے
جائیں گے - آج کی رات تھوڑی باقی رہ گئی ہے ہم
باقی رات اسی غار میں گذاریں گے -

سارکا نے کہا -

جیسے آپ کی مرضی ملکہ عالیہ! ہم آج کی بجائے کل چلیں گے

ملکہ نے کہا

مجھے نیند آ رہی ہے - تم بھی تھوڑی دیر آرام کر لو -

" ملکہ عالیہ! آپ آرام کریں - میں باہر پہرہ دوں گی "

سارکا کہنے لگی!

" ملیا بہن! میں چاہتی ہوں کہ گھوڑوں کا اگر آج رات
ہی اندھیرے میں انتظام ہو جائے تو ہم صبح ہونے
سے پہلے یہاں سے نکل جائیں "

نا چاہتی
ماریا نے کہا کہ ملکہ صبا تو کل شام سفر پر روانہ ہو [illegible] یورمیس
ہے سارکا بچنے کی .... مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یورمیس
کے سپاہی ملکہ کی تلاش میں یہاں نہ پہنچ جائیں۔
ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔
"اگر یہ بات ہے تو میں ابھی شاہی محل کے اصطبل
سے گھوڑے نکال لاتی ہوں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔"
اور ماریا تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ سارکا غار
کے باہر چٹان کی دیوار کے ساتھ بیٹھی سوچتی رہی کہ وہ
ملکہ کو منہ اندھیرے یہاں سے نکل چلنے پر راضی کرلے گی
اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے فرار کے بعد یورمیس کے سپاہی
اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے اور کل کا دن اگر
وہ غار میں رہیں تو خطرہ ہے کہ وہ ملکہ کو پکڑ نہ لیں
سارکا کچھ دیر باہر بیٹھی رہی۔ پھر غار کے اندر آگئی۔
ابھی اسے غار میں آئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے باہر
گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا
گھوڑے لے کر آگئی ہے۔ وہ جلدی سے غار کے پتھر
کے نیچے سے باہر نکل آئی۔ باہر نکلتے ہی کسی نے اس کے
اوپر چھلانگ لگا کر اسے اپنی گرفت میں کر لیا۔ سارکا
کر رہ گئی اب اس کے سامنے یورمیس کے سپاہی گھوڑوں

بیٹھے صاف نظر آ رہے تھے کیونکہ ہلکی ہلکی چاندنی اب
پھیلنے لگی تھی۔ سارکا کو پکڑ کر سپاہی کھینچتا ہوا سپہ سالار
کے گھوڑے کے سامنے لے گیا۔ سپہ سالار نے سارکا
سے گرج کر کہا۔
"تو سمجھتی ہو گی کہ قلعے سے بھاگ جائے گی!
مگر ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے تجھے پکڑ لیا اب
بتا ملکہ صبا کہاں ہے۔"
سارکا نے کہا
"مجھے معلوم نہیں؟ میں تو یہاں جان بچا کر چھپی رہی تھی"
سپہ سالار نے سپاہیوں سے کہا۔
"اس کو باندھ کر گھوڑے پر ڈال دو اور وہ غار
تلاش کرو جہاں سے یہ شاہی کنیز نکل کر
باہر آئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ ملکہ صبا اس
غار میں چھپی ہو گی"
سارکا اب دل میں دعائیں مانگنے لگی کہ ماریا جلدی آ
جائے اسے باندھ کر اسی وقت گھوڑے پر ڈال دیا
گیا۔ تین سپاہی گھوڑوں سے اتر کر چٹان کے پاس
آئے اور مشعلیں روشن کر کے غار کو تلاش کرنے لگے
بڑے پتھر کے نیچے بہت جلد انہوں نے وہ تنگ [illegible]

تلاش کر لیا جو غار کے اندر جاتا تھا سپاہی تلواریں
سے اندر گھس گئے۔ دوسرے لمحے وہ ملکہ صبا کو
پکڑ کر باہر لے آئے سپہ سالار نے ملکہ صبا کو دیکھا
تو بولا
" اسے بھی باندھ کر شہنشاہ یورانس کے محل میں
لے چلو۔"
ملکہ صبا کو اب سخت افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے سارکا
کو باہر پہرہ دینے سے منع کیوں نہ کیا سپاہیوں نے
ملکہ صبا کو بھی گھوڑے پر باندھا اور گھوڑوں کو سر
پٹ دوڑاتے ہوئے شاہی محل کی طرف چل دیئے
اس وقت ماریا شاہی اصطبل سے گھوڑوں کو کھول کر
بڑے گیٹ میں سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہی
تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اس
لئے اسے دیر لگ گئی آخر وہ بڑے گیٹ میں سے
باری باری تینوں گھوڑوں کو نکالنے میں کامیاب
ہو گئی وہ گھوڑوں کو قدم قدم چلاتی محل کے اصطبل
کے پیچھے کی طرف لے آئی۔ یہاں سے اس نے اسے صحرا
کی طرف ڈال دیا گھوڑے صحرا میں چٹانوں کی طرف
دوڑنے لگے۔ غار میں آ کر جب ماریا کو پتہ چلا ملکہ صبا اور سارکا

کہیں نہیں ہیں تو وہ فکر مند ہو گئی جلدی سے باہر نکل آئی
غار کے باہر کئی گھوڑوں کے سموں کے نشان تھے جو شہر
کی طرف جاتے تھے ماریا سمجھ گئی کہ اس کے جانے کے
بعد یورانس کے سپاہی ملکہ صبا اور سارکا کو گرفتار کر کے
لے گئے ہیں۔
ماریا نے گھوڑوں کو وہیں ایک چٹان کے پتھر کے ساتھ
باندھا اور ہوا میں اڑان بھرتے ہی شاہی محل کی طرف پرواز
کرنے لگی اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ ان دونوں کو یورانس نے کہاں
قید میں ڈالا ہوا ہے ماریا نے سارے محل کا چکر مارا مگر اسے
ملکہ صبا اور سارکا کہیں بھی دکھائی نہ دیں اس نے کئی ایک تہہ
خانے بھی دیکھ ڈالے وہاں دوسرے قیدی تو موجود تھے مگر
ان میں ملکہ صبا اور سارکا نہیں تھی اب ماریا نے کس سے
پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ سوال یہ تھا کہ وہ کس سے پوچھے؟
شاہی محل میں ملکہ صبا کی مادر ملکہ یا باپ نہیں تھے
سارکا نے اسے بتایا تھا کہ ملکہ صبا کا کوئی بہن بھائی یا
رشتے دار محل میں نہیں ہیں پھر بھی ماریا محل کے زنان خانے
میں آ گئی یعنی جہاں عورتیں ہی عورتیں تھیں یہ سب کی سب
کنیزیں اور خادمائیں تھیں یا پھر نئے حملہ آور بادشاہ یورانس
کی ملکہ اور اس کی کنیزیں تھیں ماریا کو یہ بھی معلوم نہیں تھا

کہ ان میں ملکہ صبا کی کنیزیں کون کون سی ہیں وہ ادھر
ادھر چکر لگانے لگی۔
آخر اس نے محل کے بائیں باغ میں فوارے کے پاس دو
حبشی کنیزوں کو آپس میں باتیں کرتے دیکھا ماریا ان کے قریب
آکر کھڑی ہو گئی ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ ملکہ صبا کی
وفادار کنیزیں ہیں اور ملکہ صبا کی گرفتاری پر افسوس کا اظہار
کر رہی ہیں ماریا کو ان کی باتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کنیزیں
نہیں جانتی کہ ملکہ صبا یا سارا کو کس جگہ قید میں ڈالا گیا ہے
اب ماریا نے ایک ترکیب سوچی اور آہستہ سے کہا
"تم پر سلامتی ہو میری بچیو!
دونوں کنیزوں نے ڈر کر ایک دوسری کی طرف دیکھا ماریا
نے فوراً اسی نرم پر اسرار آواز میں کہا
"ڈرو نہیں میری بچیو! میں ملکہ صبا کی والدہ کی روح ہوں
اور اسے ملنے آئی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ
قید ہے۔
حبشی کنیزیں ہکا بکا ہو کر رہ گئی تھیں اس زمانے میں بھوتوں
روحوں اور اسی قسم کے دوسرے توہمات کا بڑا زور تھا
اور لوگ روحوں سے بات کر لیا کرتے تھے بس ذرا تعجب
کا اظہار کرتے تھوڑے سے خوف زدہ ہوتے اور پھر

روح کے ساتھ بے تکلف ہو جاتے۔ حبشی کنیز نے کہا
"مقدس روح! تم روح ہو۔ تمہیں تو معلوم ہونا چاہیئے
کہ ملکہ عالیہ کس جگہ قید ہے
ماریا نے کہا
"میری بچی! ہم روحوں کی اس دنیا میں آکر کچھ مجبوریاں
ہوتی ہیں کچھ باتیں ہم کر سکتے ہیں۔ کچھ کام ہم نہیں کر
سکتے یہ خود معلوم نہیں کر سکتی کہ میری بیٹی ملکہ صبا
کس میں قید ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میری خاطر یہ
پتہ چلاؤ کہ وہ کس جگہ قید میں ڈالی گئی ہے۔
حبشی کنیز نے اِدھر اُدھر دیکھا اور بولی۔
"مقدس روح! میں ابھی جا کر پتہ کرتی ہوں
تم مجھے کہاں ملو گی؟
ماریا نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا اور بولی۔
"میں اس درخت کے نیچے تمہارا انتظار کروں گی"
حبشی کنیز اپنی سہیلی کے ساتھ وہاں سے چلی گئی ماریا درخت
کے نیچے چپ چاپ کھڑی ہو کر حبشی کنیز کی واپسی کا انتظار
کرنے لگی۔ کافی دیر کے بعد حبشی کنیز واپس آئی وہ گھبرائی ہوئی
تھی درخت کے پاس کھڑی ہو کر بولی۔
"مقدس مادر ملکہ کی روح! کیا تم موجود ہو؟

ماریا نے کہا۔

"ہاں میں یہاں موجود ہوں۔ کیا تم نے پتہ چلایا کہ ملکہ صبا
کہاں قید ہے۔"

حبشی کنیز کہنے لگی۔

"مجھے میرے ایک دوست سپاہی نے بتایا ہے کہ ملکہ
اور اس کی خاص خادمہ سارکا کو سپاہی بادشاہ پیرانس
کے حکم سے کھڑی قبروں کی وادی میں لے گئے ہیں"

ماریا نے تعجب سے پوچھا

"یہ کھڑی قبریں کیا ہوتی ہیں۔"

گھبرائی ہوئی کنیز نے کہا۔

"یہاں زندہ انسانوں کو کھڑا کر کے انہیں دیوار میں چن
دیا جاتا ہے۔ دیوتاؤں کے لئے جلدی جا کر ملکہ اور
سارکا کی جان بچائیے۔ وہ انہیں دیوار میں زندہ چن
دیں گے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"یہ کھڑی قبروں کی وادی کس طرف ہے؟"

کنیز نے بتایا

"یہاں سے جنوب کی طرف ایک ویران علاقہ ہے۔ جہاں دن
کے وقت بھی ڈر کے مارے کوئی نہیں جاتا وہاں تمہیں
دیواریں نظر آئیں گی یہ دیواریں اُن بدنصیبوں کی قبریں
ہیں جنہیں ان میں زندہ گاڑھ دیا گیا تھا۔ جلدی جاؤ
مقدس روح۔ جلدی جاؤ۔"

حبشی کنیز بہت پریشان تھی۔ ماریا نے اسے تسلی دی اور فضا
میں اڑان بھر کر کھڑی قبروں کی وادی کی طرف پرواز کر
گئی یہ وادی وہاں سے کافی دور تھی راستے میں ریت کا
طوفان بھی آیا۔ جھکڑ چلنے لگے ماریا کئی بار ہواؤں کی وجہ
سے راستے سے ہٹ گئی۔ آخر بڑی مشکل سے وہ کھڑی قبروں
کی وادی میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ویران میدان میں
جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی قد آور سائز کی دیواریں کھڑی ہیں اِن
دیواروں میں آدمیوں کو زندہ کھڑا کر کے ان کے اِردگرد
دیوار چن دی گئی ہے اور وہ اندر دم گھٹ کر مر گئے تھے۔
ماریا نے ایک جگہ کچھ سپاہیوں کو دیکھا کہ گھوڑوں سے
اتر کر کھڑے ہیں۔ ماریا تیزی سے وہاں پہنچی۔ دیکھا کہ سارکا
اور ملکہ صبا کو کھڑا کر کے ان کے اِردگرد گارے چونے سے
اینٹ پتھر لگائے جا رہے تھے۔ انہیں ہاتھ پاؤں باندھ کر
ایک ستون کے ساتھ جکڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا
سکیں ان کی گردنوں تک دیوار پہنچ گئی تھی ماریا نے سپاہیوں کے
کے سروں کے اوپر منڈلا کر ایک جائزہ لیا یہ کل سات سپاہی۔

تے چار آدمی سارکا اور ملکہ صبا کے گرد دیوار چن رہے تے مزدور جلدی جلدی گارا چونا اینٹیں پکڑاتے جاتے تے معمار جلدی جلدی دیوار بنا رہا تھا۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے سارکا کا سر دیوار کے اندر غائب ہو گیا اس نے چیخ کر کہا۔

"خدا تم سے اس ظلم کا بدلا ضرور لے گا"

ملکہ صبا خاموش تھی۔ ایک عالیشان ملکہ کو خاموش ہی رہنا چاہیے تھا۔ بلند کردار اور اعلیٰ ترین جذبات اور پاکیزہ خیالات والے لوگ موت سے کبھی نہیں گھبراتے وہ موت کو کچھ نہیں سمجھتے اور مرتے وقت بھی اپنے وقار کو برقرار رکھتے ہیں پھر ملکہ صبا کے اِردگرد دیوار بند کر دی گئی ماریا کو معلوم تھا کہ اس چھوٹی سی دیوار کے اندر اتنی آکسیجن ضرور موجود رہے گی کہ ملکہ اور سارکا پانچ منٹ تک زندہ رہ سکیں اس کے بعد آکسیجن ختم ہو جائے گی اور ان پر غشی چھا جائے گی اور پھر وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی وجہ سے مر جائیں گی۔

ماریا چاہتی تھی کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ سپاہیوں کے وہاں سے جانے کے بعد ملکہ صبا اور سارکا کو دیواروں سے باہر نکالے مگر اسے جلد پتہ چل گیا۔ کہ سپاہی وہاں سے نہیں جا رہے انہیں حکم دے کر بھیجا گیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک دیواروں کے سامنے بیٹھے رہیں چنانچہ

ملکہ اور کنیز کو دیواروں میں گاڑنے کے بعد سپاہی وہاں بوری بچھا کر بیٹھ گئے اور ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اب ماریا نے ملکہ اور سارکا کو وہاں سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا اس نے پہلا کام یہ کیا کہ ملکہ صبا کی دیوار کے پیچھے جا کر ایک پتھر اکھاڑ ڈالا اس کا کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ اس کے بعد ماریا نے سارکا کی دیوار کے پیچھے سے ایک پتھر اکھاڑ دیا تاکہ تازہ ہوا اندر جاتی رہے پھر وہ سارکا کی دیوار میں داخل ہو گئی سارکا ستون کے ساتھ بندھی نیم بے ہوش تھی۔ ماریا نے اس کے کان میں کہا۔

"سارکا میں مقدس روح ہوں۔ میں آ گئی ہوں میں نے پیچھے دیوار میں سوراخ کر دیا ہے۔ جہاں سے تمہیں ہوا آتی رہے گی"

سارکا نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ کیونکہ سوراخ میں سے تازہ ہوا نے اندر آنا شروع کر دیا تھا سارکا کچھ کہنے لگی تو ماریا نے اس کو بولنے سے منع کیا اور سرگوشی میں کہا۔

"میں نے ملکہ صبا کی دیوار میں بھی ہوا کے لئے سوراخ کر دیا ہے۔ وہ زندہ رہے گی۔ میں سپاہیوں کے یہاں سے چلے جانے کا انتظار کر رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی کو تمہارے بھاگ جانے کا پتہ نہ چل سکے یورانس اور اس

کے سپاہی دیوار کو دیکھ کر یہی سمجھیں کہ ملکہ صبا اور سارکا
اس میں دفن ہیں۔ اب تم تھوڑی دیر خاموشی سے کھڑی رہو
میں تمہارے ہاتھ پاؤں کھول دیتی ہوں۔

اور ماریا نے سارکا کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے دیوار کے
اندر جگہ اتنی تنگ تھی کہ وہ بیٹھ نہیں سکتی تھی پھر بھی ہاتھ
پاؤں کے کھل جانے سے سارکا کو سکون ہوا پھر سوراخ
میں سے تازہ ہوا بھی اندر آ رہی تھی اس کی جان میں جان آ
گئی۔

ماریا نے کہا

"اب میں ملکہ صبا کی دیوار میں جا رہی ہوں۔"

اور ماریا باہر نکل کر ملکہ صبا کی دیوار میں آگئی
ملکہ صبا کو بھی سوراخ میں سے آتی ہوا نے کافی سکون عطا کیا تھا
ملکہ حیران تھی کہ یہ دیوار میں نیچے سے کس نے پتھر اکھاڑ کر تازہ
ہوا کے لئے جگہ بنا دی ہے وہ اسی نتیجے پر پہنچی کہ یہ کوئی
ملکہ کا خیر خواہ اور وفادار غلام ہوگا ماریا کو یہ اندیشہ بھی تھا
کہ کہیں ملکہ صبا اپنے کسی خیر خواہ کو آواز نہ دے دے
یہ سمجھ کر کہ باہر کوئی دشمن سپاہی نہیں ہوگا۔ چنانچہ ماریا نے
ملکہ صبا سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔
اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔"

ملکہ عالیہ!
میں ایک نیک روح ہوں۔ یہاں سے گذر رہی تھی کہ
آپ کی یہ حالت دیکھ کر آگئی میں نے دیوار میں سوراخ کر
دیا ہے۔ جس سے ہوا آ رہی ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں ابھی سپاہی
باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جونہی وہ اٹھ کر گئے میں دیوار گرا دوں گی

ملکہ صبا نے آہستہ سے پوچھا

"اے نیک روح تمہارا شکریہ! یہ بتاؤ کہ میری کنیز کس
حال میں ہے؟ اسے بھی بچانا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں اس کی دیوار میں بھی سوراخ کر کے اس کو تسلی دے
آئی ہوں اب میں باہر نکل کر سپاہیوں کو دیکھتی ہوں
کہ وہ جاتے ہیں کہ نہیں"

اور ماریا باہر نکل آئی۔ باہر سپاہی بیٹھے اس طرح خوش
گپیاں کر رہے تھے۔ ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے مذاق
کر رہے تھے ماریا نے سوچا کہ یہ تو یہاں بہت دیر لگا دیں
گے انہیں کسی طرح یہاں سے بھگا دینا چاہیے۔ ماریا نے ارد گرد
دیکھا وہاں کتنی ہی دیواریں یعنی کھڑی قبریں تھیں جن پر
گھاس بھی اگ آئی تھی ان دیواروں کے اندر ان بدقسمت
لوگوں کے ڈھانچے ستون کے ساتھ کھڑے تھے جن کو دیوار

یں ستون کے ساتھ باندھ کر زندہ چن دیا گیا تھا
ماریا نے دیکھا کہ ایک پرانی کھنڈری قبر ان سپاہیوں
کے قریب ہی تھی اس قبر کی اینٹوں میں بھی جگہ جگہ
خشک گھاس اُگ رہی تھی ماریا نے اس دیوار کی اُوپر
کی دو اینٹیں اکھاڑ ڈالیں۔ نیچے مُردے کی کھوپڑی نظر آئی
ماریا نے کھوپڑی کو باہر نکال لیا اور پھر منہ سے ایک
ڈراؤنی آواز نکالی سپاہی یک دم خاموش ہو گئے اور پرانی
دیوار کی طرف دیکھنے لگے

ماریا نے عین اس وقت دیوار کے اوپر مُردے کی
کھوپڑی رکھ دی۔

مُردے کی کھوپڑی دیکھ کر سپاہی ڈر گئے
ایک سپاہی نے کہا۔

"ارے یہ کوئی جادوگری ہے۔"

"بیٹھے رہو"

ماریا نے کھوپڑی کو اُٹھا کر ہوا میں اچھال دیا۔ ساتھ ہی چیخ
کی آواز نکالی۔

کھوپڑی سپاہیوں کے اوپر گری۔ سپاہی گھبرا کر اُٹھے
اور گھوڑوں کی طرف دوڑے۔

ماریا نے دوسری چیخ مار کر کہا۔ میں تمہیں کھا جاؤں گا

سپاہی گھوڑوں پر بیٹھے اور سرپٹ دوڑتے بھاگ گئے
ماریا نے دیکھا کہ سپاہی میدان سے نکل کر کافی دور چلے
گئے ہیں تو وہ ملکہ صبا کی دیوار کی طرف بڑھی۔

O

خونی برج

ماریا نے ملکہ صبا کی دیوار کی اینٹیں نکال دیں۔
اس کے بعد سارکا کی دیوار میں اینٹیں نکال کر اتنی جگہ بنادی
کہ وہ باہر آسکے۔ جب دونوں دیواروں میں سے باہر نکل آئیں
تو ماریا نے کہا

ملکہ صبا!
"اب میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے سارکا کو
یہ بتایا تھا کہ میں تمہاری والدہ کی روح ہوں۔ مگر ایسا نہیں
ہے میں ایک آزاد روح ہوں اور میرا نام ماریا ہے
اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم سمرقند جانا چاہتی ہو۔ یا اسی
جگہ رہ کر یورانس کا مقابلہ کرنا چاہتی ہو"

ملکہ صبا اور سارکا وہیں کھڑی تھیں
سارکا بولی۔
میرا خیال ہے کہ ہمیں اس دیوار کی پھر سے مرمت کر دینی

چاہیے تاکہ یورانس کے آدمی یہی سمجھیں کہ ہم ان کھٹری
قبروں میں بند ہیں۔ پھر ہم آزادی سے کوئی منصوبہ بنا
سکیں گی:

ان تینوں نے مل کر دونوں دیواروں کی اکھڑی ہوئی اینٹیں
اور پتھر واپس لگا کر دیواروں کو ٹھیک ٹھاک کر دیا
ملکہ صبا نے ماریا سے کہا
"تم مجھے دکھائی نہیں دے رہی ہو۔
ماریا بہن!
مگر تم جو کوئی بھی ہو تم نے میری جان بچائی ہے میں تمہارا
جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

ماریا نے کہا!
اس کی خاص ضرورت نہیں ملکہ صبا۔
"تم مجھے یہ بتاؤ کہ اب تمہارا کیا منصوبہ ہے؟
سارکا کہنے لگی!
" ماریا بہتر یہ ہے کہ ہم کسی پوشیدہ جگہ پر بیٹھ کر باتیں کریں
یہاں یورانس کے سپاہیوں کے واپس آنے کا خطرہ ہے
وہ تینوں کھٹری قبروں سے نکل کر ایسی ویران جگہ پر آگئیں
جہاں ایک برج بنا ہوا تھا۔ ملکہ صبا نے بتایا کہ اس برج کو
ان کے آباؤ اجداد نے قافلوں کو راستہ دکھانے کے لئے بنایا

تھا لیکن اس برج کے اوپر سے ایک خانہ بدوش لڑکی گر کر ہلاک ہو گئی۔ تب سے لے کر آج تک اس برج کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ اور قافلوں نے اپنا راستہ بدل لیا۔ اب ادھر سے کوئی قافلہ نہیں گزرتا۔

ماریا نے کہا۔

"یہ جگہ منصوبہ بنانے کے لئے محفوظ ہے"

وہ برج کے اندر آگئیں۔ اندر گول کمرہ تھا جو گرد سے اٹا ہوا تھا۔

ملکہ صبا کہنے لگی۔

ماریا! اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم اسی شہر میں رہ کر یورانس پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔

ماریا نے کہا!

"میں تمہاری مدد کرنے پر تیار ہوں کیونکہ یہ تمہارا ملک ہے اور یورانس باہر سے آیا ہے اس نے تمہارے ملک پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا ہے"

سارکا اور ملکہ صبا کو خوشی ہوئی کہ ماریا ان کی مدد کے لئے تیار ہو گئی ہے اب انہوں نے ایک اسکیم بنائی۔ اسکیم یہ تھی کہ ماریا کسی طرح محل میں جا کر یورانس کو قید میں ڈال دے اور ملکہ صبا کے وفادار سپہ سالار سلیوکس سے بات کر کے دشمن کی فوجوں پر حملہ کر کے انہیں ملک سے بھگا دے

ماریا نے کہا

"میں یورانس کو قابو کرنے جاتی ہوں۔ مگر کیا تم اسی برج میں رہو گی"

"یہاں رہنے میں کیا حرج ہے! ملکہ صبا نے کہا۔

ماریا بولی!

"یہ خونی برج ہے تمہارے کہنے کے مطابق یہاں ایک خانہ بدوش لڑکی کا خون ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی بد روح یہاں تمہیں پریشان کرے۔

ملکہ صبا نے مسکرا کر کہا۔

"میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتی"

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں محل کی طرف جاتی ہوں"

سارکا اور ملکہ صبا کو خونی برج میں چھوڑ کر ماریا شاہی محل کی طرف چل دی۔

شاہی محل میں یورانس دربار لگائے تخت پر بیٹھا تھا اس کے سامنے ایک نوجوان گڈریئے کو پیش کیا گیا۔ اس پر الزام لگایا گیا تھا کہ اس گڈریئے نے شاہی فوج کے ایک سپاہی کو مار ڈالا ہے۔

گڈریئے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے سپاہی کو ہلاک نہیں کیا ہے وہ گاؤں کی ایک لڑکی کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑا تھا کہ پتھر سے اس کا پاؤں ٹکرایا۔ اور وہ پہاڑی سے نیچے کھڈ میں گر پڑا"

سپاہی نے کہا! حضور انور۔ یہ گڈریا جھوٹا ہے اس نے ہمارے سپاہی کو پہاڑی سے دھکا دے کر گرایا تھا۔ جس سے وہ مر گیا۔

یورانس نے حکم دیا۔

"اس گڈریے کا سر اڑا دیا جائے۔"

نوجوان گڈریا رونے لگا۔

"حضور انور! میں بے گناہ ہوں۔ مجھے چھوڑ دیں۔ میں نے کسی کا خون نہیں کیا۔

یورانس نے ہاتھ اٹھا دیا۔

"اسے لے جا کر ابھی گردن اڑا دو۔"

سپاہی بے گناہ گڈریے کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔

باہر اس کی بوڑھی ماں نے رو رو کر کہا۔ خدا کے لئے میرے بچے کو نہ ماریں۔ یہ بے قصور ہے اسے چھوڑ دیں۔ اسے نہ ماریں۔

مگر سپاہی ماں کی فریاد کو کیا سمجھتے سنتے بھلا۔ وہ گڈریے کو پکڑ کر ایک جگہ پر لے گئے۔ اسے زمین پر بٹھا کر گردن زبردستی نیچے کر دی گئی۔ سپاہی نے تلوار نکال لی۔ ماریا یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی وہ ایک بے گناہ نوجوان کا خون ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ سپاہیوں کے ساتھ ساتھ میدان تک آئی تھی جونہی سپاہی نے گڈریے کا سر قلم کرنے کے لئے تلوار نیام سے نکالی۔ ماریا نے سپاہی کے ہاتھ سے جھٹکا دے کر تلوار چھین لی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئی۔ سپاہی ہکا بکا ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

دوسرا سپاہی بولا!

"یہ لو میری تلوار اور اپنے بادشاہ یورانس کا حکم پورا کرو۔"

دوسری بار بھی ماریا نے تلوار اس کے ہاتھ سے غائب کر دی اب باقی سپاہیوں نے نیزے تان لئے اور گڈریے کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ماریا نے لپک کر گڈریے کو اُٹھا لیا ماریا کے کاندھے پر آتے ہی گڈریا نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر سپاہی ششدر ہو کر رہ گئے۔ پہلے تو وہ گم سم ہو کر ایک۔۔۔ دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کہ گڈریا کوئی جنّ تھا یا بھوت! پھر وہاں سے بھاگ اٹھے اور یورانس کے سپہ سالار کو جا کر خبر دی۔ یہ سپہ سالار یورانس کا اپنا سپہ سالار تھا۔ ملکہ صبا کا سپہ سالار قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ ماریا نے گڈریے کو لیا اور شہر سے اڑ کر

ہوئی باہر صحرا میں آگئی۔ گڈریا بے ہوش ہو چکا تھا۔ ماریا
نے گڈریئے کو ریت پر ڈال دیا اور جب گڈریئے کو ہوش
آیا
تو ماریا نے کہا!
"میں نے خدا کے حکم سے تمہاری جان بچائی ہے۔ کیونکہ
تم واقعی بے گناہ تھے۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں جاؤ گے!
گڈریا پہلے تو ماریا کی غیبی آواز سن کر ڈر گیا۔ جب ماریا نے
اسے حوصلہ دیا۔
تو کہنے لگا۔
"میں دوسرے ملک میں اپنی خالہ کے پاس جاؤں گا!
میری ماں وہاں پہنچ جائے گی۔"
ماریا نے کہا!
"میں تجھے آدھا راستہ چھوڑ آتی ہوں"
گڈریئے نے کہا۔
"تمہارا شکریہ! نیک روح۔ میں یہاں سے اکیلا ہی چلا جاؤں گا
اور گڈریا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دوسرے
ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا واپس یورانس کے محل میں آگئی
وہ سب سے پہلے ملکہ صبا کے وفادار سپہ سالار سے ملنا چاہتی
تھی وہ قلعے کے تہہ خانے میں آگئی۔ یہاں ایک کوٹھری میں اس

نے ایک مضبوط جسم والے آدمی کو زنجیروں میں جکڑے بے
بسی کی حالت میں پڑے دیکھا۔ ماریا نے اس کے قریب
جا کر کہا۔
"مجھے ملکہ صبا نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں یہ پیغام
لے کر آئی ہوں۔ کہ تم ملک پر دوبارہ قبضہ کرنے اور دشمن
کو ملک سے نکال دینے کے لئے تیار ہو جاؤ"
سپہ سالار ادھر ادھر دیکھنے لگا۔
ماریا نے کہا۔
"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ملکہ صبا کے خاندان
کی ایک نیک روح ہوں۔ اور اس کی مدد کو آئی ہوں
سپہ سالار بولا!
"میں قید میں رہ کر کیا کر سکتا ہوں۔
ماریا نے کہا۔
"تمہیں میں یہاں سے آزاد کر دوں گی۔ تمہیں یہاں سے نکل
کر اپنے وفادار سپاہیوں کو اکٹھا کرنا ہو گا میں یورانس کو یا
تو قابو میں کروں گی یا اسے ختم کر ڈالوں گی
سپہ سالار کہنے لگا۔
"تم کسی طرح مجھے اس کے پاس پہنچا دو۔ میں خود ہی اسے ہلاک
کروں گا۔ یہ میرا کام ہے۔

ماریا نے اسی وقت سپہ سالار کی زنجیریں توڑ ڈالیں سپہ سالار نے کہا۔ اب مجھے بتاؤ کہ یورانس اس وقت کہاں ہو گا"

ماریا نے اسے بتایا۔ کہ وہ شاہی دربار میں ہے۔ سپہ سالار کہنے لگا مجھے انتظار کرنا ہو گا۔ جب وہ اپنے کمرے کی طرف جائے تو میں اس پر حملہ کروں گا۔

ماریا بولی۔

"میں تمہیں تلوار لا کر دیتی ہوں"

ماریا باہر آگئی۔ باہر پہرے دار پہرے پر کھڑا تھا ماریا نے اس کو بے ہوش کر کے اس کی تلوار لا کر سپہ سالار کو دے دی۔ سپہ سالار تہہ خانے سے باہر نکل آیا۔ وہ راہ داری سے گزر رہا تھا۔ پھر وہ پرانے قلعے کے بڑے کمرے میں پہنچ گیا یہاں اس کے وفادار سپاہی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ماریا کی مدد سے سپہ سالار نے اپنے تمام سپاہیوں کو آزاد کرایا اور انہیں تاکید کی کہ اس کی آواز سن کر وہ اسی وقت حملہ کر دیں پھر وہ دربار کی طرف بڑھا۔ بادشاہ یورانس دربار سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا سپہ سالار ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا جونہی یورانس اس کے قریب سے گزرا۔ سپہ سالار نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو ختم کر دیا پھر بلند آواز سے نعرہ لگایا اس کے وفادار سپاہی قلعے سے نکل کر محل کی طرف دوڑ پڑے

دیکھتے دیکھتے وہاں جنگ شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ملکہ صبا کے وفادار سپاہیوں نے محل پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالار نے اپنی باقی فوج کو بھی ہتھیار دیئے اور قلعے پر دھاوا بول دیا گھمسان کی جنگ کے بعد قلعے پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ یہ سارا کام دوپہر تک ختم ہو گیا۔

"اب میں جا کر ملکہ صبا کو خوشی کی خبر سناتی ہوں"

ماریا سیدھی خونی برج میں آگئی اس نے ملکہ صبا کو خوش خبری سنائی۔ کہ اس کی وفادار فوجوں نے یورانس کو ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے ملکہ صبا بہت خوش ہوئی۔ سارکا وہاں نہیں تھی ماریا نے اس کے بارے میں پوچھا تو ملکہ صبا نے کہا وہ صحرا میں میرے لیے چھاگل میں پانی لینے گئی ہوئی ہے۔

مگر مجھے جلدی محل میں پہنچنا ہو گا۔ میں جا رہی ہوں تم سارکا کو لے کر آجانا

ملکہ صبا گھوڑے پر بیٹھی اور اسے سرپٹ دوڑاتی شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔

ماریا خونی برج میں اکیلی رہ گئی۔ وہ سارکا کو دیکھنے خونی برج سے نکل کر صحرا کی طرف گئی۔ سارکا اسے کہیں نہ دکھائی دی دور ایک جگہ کھجوروں کے درختوں کے نیچے ایک چشمہ بہہ رہا تھا سارکا یہاں بھی نہیں تھی۔ ماریا نے قریب آکر دیکھا چشمے کے

کنارے پتھروں پر ملکہ صبا کی چھاگل پڑی تھی۔ مگر سارکا وہاں
پر نہیں تھی۔

ماریہ کو تشویش ہوئی۔ اس نے ریت پر سارکا کے پاؤں
کے نشان دیکھے جو چشمے سے آگے جا رہے تھے ماریہ ان
قدموں کے نشانوں کے ساتھ آگے بڑھی۔ کچھ دور جانے پر
سارکا کے قدموں کے نشان غائب ہو گئے

ماریہ کو تعجب ہوا!
کہ صحرا میں اچانک پاؤں کے نشان کیسے غائب ہو گئے
ہیں۔

سارکا کہاں چلی گئی تھی!
یہ ایک وفادار کنیز تھی ملکہ صبا کے لئے اس نے بڑی تکلیفیں
برداشت کی تھیں۔ اس کا ملنا بہت ضروری تھا۔ ماریہ نے اسے
صحرا میں پرواز کر کے دُور دُور تک دیکھا۔ مگر سارکا کا کہیں
نشان تک نہ ملا۔ ماریہ واپس خونی برج میں آگئی کہ شاید سارکا
وہاں پہنچ گئی ہو۔ مگر خونی برج خالی تھا۔ سارکا وہاں بھی نہیں تھی
ماریہ اب شاہی محل کی طرف چلی گئی کہ شاید سارکا وہاں
چلی گئی ہو۔ شاہی محل میں ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی تھیں
ملکہ صبا تخت پر تاج سر پر رکھے بیٹھی تھی۔ وفادار سپہ سالار اس
کی دائیں جانب بیٹھا تھا۔ ماریہ نے سارا محل دیکھ ڈالا اسے سارکا
کہیں نہ ملی کچھ دیر بعد جب ملکہ صبا اپنے کمرے میں آئی تو ماریہ
نے سارکا کے بارے میں دریافت کیا

ملکہ صبا کہنے لگی!
"یہاں تو وہ نہیں آئی۔ کیا وہ خونی برج میں بھی نہیں ہے!

ماریہ نے کہا۔
"وہ مجھے کہیں نہیں ملی۔ میں اسے تلاش کروں گی
کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔"

یہ کہہ کر ماریہ شاہی محل سے نکل کر خونی برج کی طرف اڑ گئی
اس وقت صحرا میں سورج غروب ہو رہا تھا شام کا ہلکا ہلکا
اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔ ماریہ برج میں آگئی۔ برج خالی تھا۔
وہ اس کے اوپر والے کمرے میں گئی۔ یہاں سے خانہ بدوش
لڑکی گر کر ہلاک ہوئی تھی۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ ماریہ نیچے والے
کمرے میں آگئی۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا ہو گیا۔ رات چھا گئی
ماریہ واپس جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے کسی لڑکی
کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

ماریہ نے غور سے سنا۔

آواز اوپر والے کمرے سے آئی تھی۔ ماریہ تیزی سے اوپر آ
گئی اوپر والا کمرہ بالکل خالی تھا ماریہ خاموش ہو کر ایک طرف
کھڑی ہو گئی۔ اتنے میں اسے ایک بار پھر لڑکی کی ہنسی کی

آواز سنائی دی۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

"تم کون ہو؟ جو کوئی بھی ہو مجھ سے بات کرو۔ میں سارکا کی تلاش میں ہوں؟ کیا تم سارکا ہو؟"

لڑکی کی پر اسرار آواز آئی۔

"سارکا اب تمہیں کبھی نظر نہیں آئے گی۔ وہ اس برج سے گر کر خودکشی کرے گی۔"

ماریا نے کہا۔

"کیا تم اس خانہ بدوش لڑکی کی روح ہو؟ جو یہاں سے گر کر مر گئی تھی؟"

لڑکی کی آواز آئی۔

"میں اسی لڑکی کی روح ہوں"

ماریا نے کہا۔

"سارکا کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ تم نے اسے کیوں پکڑ رکھا ہے۔ تم اسے کیوں مارنا چاہتی ہو؟"

خانہ بدوش لڑکی کی آواز آئی۔

"ماریا! میں جانتی ہوں تم کون ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے چلی جاؤ کیونکہ میں ایک عرصہ سے کسی ایسی لڑکی کی تلاش میں تھی جو کنواری ہو۔ میری روح ایک عرصے سے بھٹک رہی ہے اگر میں کسی کنواری لڑکی کو مجبور کر کے خونی برج سے خودکشی... کروانے پر کامیاب ہو جاتی ہوں۔ تو میری روح کو سکون مل جائے گا۔ میں نے سارکا کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔"

ماریا بڑی پریشان ہوئی۔ سارکا کی زندگی خطرے میں تھی۔ ماریا کو معلوم تھا کہ بد روحیں اسی قسم کا کام کیا کرتی ہیں۔ وہ سارکا کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔

ماریا نے حکمت علی سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور بولی۔

"بہت بہتر ہے۔ میں جاتی ہوں۔ تم کو جو کرنا ہے کرو میں تمہارے کام میں دخل نہیں دوں گی"

اور ماریا وہاں سے فضا میں بلند ہو گئی۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے ایک گول دائرے میں چکر لگایا اور آہستہ آہستہ نیچے آنے لگی پھر خونی برج کی ایک جانب ہوا میں رک کر نیچے اندھیرے میں تکنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی برج کی آخری منزل پر آ کر کھڑکی میں کھڑی ہے۔

ماریا نے اسے پہچان لیا۔ یہ سارکا تھی۔
ماریا جانتی تھی کہ خانہ بدوش بدروح بھی وہاں قریب ہی
ہوگی۔ اس لئے وہ محتاط ہو گئی۔
سارکا کھڑکی میں سے نیچے کھڑی جھانکنے لگی۔ پھر
کھڑکی میں کھڑی ہو گئی۔ وہ نیچے چھلانگ لگا کر خودکشی
کرنے والی تھی۔
ماریا تیار ہو گئی۔
جونہی سارکا نے چھلانگ لگائی۔ ماریا نے غوطہ لگایا
اور سارکا کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی اٹھا لیا۔
ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی سارکا غائب ہو گئی۔
اس کے ساتھ ہی خانہ بدوش بدروح کی چیخ بلند ہوئی
سارکا کا جسم کانپ رہا تھا۔ اسے ہوش آ چکا تھا۔
وہ کچھ پوچھنے والی تھی۔ کہ ماریا نے کہا۔
"خاموش رہو سارکا۔"
سارکا چپ ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا نے اُسے اٹھا رکھا
ہے۔ اب اُسے یاد آگیا۔ اس کے کانوں میں کوئی عورت
بار بار کہہ رہی تھی کہ اوپر کھڑکی میں سے کود کر خودکشی کر
تمہارے لئے خودکشی بہترین شے ہے۔
سارکا ماریا کے بازوؤں میں خاموش تھی۔

ماریا آہستہ آہستہ شاہی محل کی طرف کھسکنے لگی
خانہ بدوش لڑکی کی بدروح کی چیخ ایک بار پھر بلند ہوئی
ماریا بھی اپنی جگہ سے ہل گئی۔ ابھی وہ شاہی محل سے
تھوڑی ہی دور تھی اس کو ایسے لگا جیسے کوئی اِسے
جھٹکے دے رہا ہے۔ وہ فضا میں اوپر آ گئی۔
ستارے چمک رہے تھے۔ بادل کا کہیں نام و نشان تک نہیں
تھا لیکن اچانک سیاہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور ماریا
اس میں چھپ گئی۔
ماریا تیزی سے نیچے آ گئی۔ بادل کے ٹکڑے میں سے بجلی
کڑکی اور ماریا کے بالکل قریب سے ہوتی ہوئی زمین پر گری
ایک دھماکہ ہوا اور سارا صحرا گونج اٹھا۔
سارکا ماریا کے بازوؤں میں لرز رہی تھی اگرچہ وہ غائب
تھی مگر ماریا کو اس کے جسم کی لرزش صاف ظاہر ہو رہی تھی
ماریا نے ہمت نہ ہاری اور بادل کے ٹکڑے سے بچ کر
آگے پرواز کرتی رہی۔ جب وہ شاہی محل کے قریب
آئی تو بادل کا ٹکڑا غائب ہو گیا پھر زور سے ماریا کو
خانہ بدوش بدروح کی آواز سنائی دی۔
ماریا!
میں سارکا کو اب کچھ نہیں کہوں گی۔ مگر تم سے ضرور بدلہ لوں گی

ماریا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور سارکا کو محل میں ملکہ صبا کے پاس پہنچا دیا۔ پھر اسے تاکید کی کہ وہ خوشی بتج کی طرف کبھی نہ جائے۔ ملکہ صبا سے اجازت لے کر ملک یونان کے شہر سارئیگان کی طرف روانہ ہو گئی۔ یہاں عنبر، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ گئے تھے۔ کیونکہ اس شہر کے یونانی گورو کے پاس ناگ قید تھا۔

اب ہم ماریا کو راستے میں چھوڑتے ہیں اور عنبر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔

وہ سفر کرتے ہوئے یونان کے شہر سارئیگان پہنچ گئے یہ سمندر کے کنارے پہاڑیوں میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ جس کے سفید دو منزلہ مکان بڑے اچھے لگتے تھے۔

شام کے وقت وہ شہر میں پہنچے۔ عنبر نے جاتے ہی کہا۔

"فضا میں ناگ کی خوشبو نہیں ہے"

کیٹی بولی۔

"اس کی خوشبو کیسے آسکتی ہے اسے تو گورو نے بوتل میں بند کر رکھا ہے"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"تمہیں اس یونانی گورو کے مکان کو تلاش کرنا ہوگا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ابھی شام ہو رہی ہے۔ ہم لوگ کسی جگہ اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں۔ پھر ناگ کی تلاش میں نکلیں گے۔"

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"جولی سانگ!

تمہیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ ہم کس طرح کام کرتے ہیں ہم اسی وقت ناگ کی تلاش شروع کریں گے۔"

عنبر بولا!

"کیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے"

یہ سارے دوست سارئیگان شہر میں سرائے تلاش کرنے لگے۔ مگر وہاں کوئی سرائے نہیں تھی۔ مجبور ہو کر انھوں نے سمندر کے کنارے ایک چھوٹی سی غار نما کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا

عنبر بولا!

"میرا خیال ہے کہ میں یونانی گورو کی تلاش میں نکلتا ہوں"

کیٹی نے کہا!

"وہ تو ہم سب کی شکلوں سے واقف ہے وہ ہمیں

دیکھ کر ناگ کو کہیں چھپا دے گا۔ اس لئے بہتر ہے
کہ اس کی تلاش میں کوئی ایسا شخص جائے جس کو یونانی
گورو نے نہ دیکھا ہو۔
جولی سانگ کہنے لگی
"میرا خیال ہے۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا ابھی تک
کیونکہ میں محل میں اس کے پاس، سامنے نہیں گئی تھی
مجھے عیار پجاری نے اپنے منتر سے بے ہوش کر
کے قید میں ڈال تھا تھا"
تھیو سانگ نے کہا!
"ٹھیک ہے یہ کام تمہیں ہی کرنا چاہیئے
تم شہر میں جاؤ اور گورو کا مکان ڈھونڈو۔
ہم اسی جگہ ہوں گے۔
عنبر اور کیٹی نے جولی سانگ سے کہا کہ وہ پہلی بار اس
قسم کی مہم پہ جا رہی ہے۔ اس لئے ہوشیار اور خبردار
رہے۔
جولی سانگ مسکرا کر بولی۔
"میں خلائی مخلوق ہوں ایسی باتوں سے ڈرنے
والی نہیں ہوں۔ تم فکر نہ کرو میں گورو کے مکان
کا سراغ لگا کر بتا دوں گی

عنبر اور کیٹی نے اسے یونانی گورو کا حلیہ اچھی طرح بتا
دیا تھا۔ جولی سانگ چلی گئی۔
"تو تھیو سانگ نے چونک کر کہا۔ بہتر ہوتا کہ میں بھی اس
کے ساتھ جاتا۔ میں چھوٹا سا بن کر اس کی جیب میں
بیٹھ جاتا اور اسے یونانی گورو کی شکل بتا دیتا"
عنبر اور کیٹی نے کہا۔ اب صبر کرو۔ جولی سانگ کو اکیلی کام
کرنے کا بھی موقع ملنا چاہیئے۔
جولی سانگ شہر میں آ گئی۔ شہر میں روشنی ہو رہی تھی دکانیں
کھلی تھیں۔ لوگ آ جا رہے تھے
یہ یونانی لوگ تھے۔ جولی سانگ نے محسوس کیا ایک
آدمی جس نے لمبا کرتہ پہن رکھا ہے اس کا پیچھا کر
رہا ہے
وہ خاموشی سے چلتی رہی۔
اس نے کئی جگہ لوگوں سے گورو کا حلیہ بتا کر اس کا پتہ
پوچھا مگر کسی نے اس کا پتہ نہ بتایا۔
دوسری طرف اچانک کیٹی کو خیال آیا کہ مندر کے چھوٹے
پجاری نے تو کہا تھا کہ یونانی گورو شہر سے باہر
سمندر کے کنارے ایک گول گنبد والے مکان میں
رہتا ہے۔ اب تھیو سانگ اور عنبر بھی سر پکڑ کر بیٹھ

گئے
عنبر بولا:
"تھیو سانگ! تم جولی سانگ کو لینے شہر جاؤ۔
میں یونانی گورو کے مکان کی طرف جاتا
ہوں۔"
"کیٹی تم اسی جگہ رہنا۔"
عنبر اسی وقت یونانی گورو کے مکان کی طرف چل پڑا
اور تھیو سانگ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔
کہ جولی سانگ کو واپس لائے۔
جولی سانگ شہر کے بازاروں میں سے گذرتی ایک
تنگ و تاریک گلی میں آگئی یہاں اِسے محسوس ہوا کہ سا
ملے کرتے والا پُراسرار آدمی اب بھی اس کے پیچھے لگا
ہوا ہے۔ آگے جا کر گلی بند ہو گئی
جولی سانگ واپس مڑی ہی تھی۔ کہ پُراسرار شخص ایک
اس کے سامنے آگیا۔
جولی سانگ مسکرائی!
اس احمق کو موت یہاں لے آئی ہے اس نے کہا۔
"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو!
پُراسرار شخص بولا۔

"میرا نام یوگسٹ ہے۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے
جانے کے لئے آیا ہوں۔"
جولی سانگ نے پوچھا۔
"تم مجھے اپنے ساتھ کیوں کر لے جانا چاہتے ہو!
میں تمہیں جانتی تک نہیں۔
یوگسٹ ذرا سا مسکرایا۔ اور بولا۔
"مگر میں تمہیں جانتا ہوں۔
تم جولی سانگ ہو اور خلائی سیارے سے آئی ہو۔
"کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"
جولی سانگ بے حد حیران ہو گئی۔ کہ اس شخص کو کیسے
معلوم ہو گیا کہ وہ جولی سانگ ہے اور خلائی سیارے سے
زمین پر آئی ہے۔
اس نے کہا۔
"یوگسٹ! پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ تم مجھے
گرفتار نہیں کر سکتے۔ اور میری طاقت کتنی زبردست
ہے۔
یوگسٹ نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں اور کہنے لگا
"میں تمہاری طاقت کو جانتا ہوں مگر تم میری
طاقت سے واقف نہیں ہو۔ بہتر یہی ہے کہ

خاموشی سے اس کونے والے مکان میں داخل ہو
جاؤ۔ میں تمہیں اس مکان میں لے جانا چاہتا ہوں
جولی سانگ کو اس شخص کی ڈھٹائی پر سخت غصہ آگیا اس
نے فوراً اپنی آنکھ سے شعاع نکال کر یوگسٹ پر ڈالی
شعاع یوگسٹ کے جسم پر پڑتے ہی جولی سانگ نے اسے
اوپر اٹھا کر زمین پر زور سے پٹخنے کی کوشش کی مگر وہ یہ
دیکھ کر پریشان ہوگئی
کہ یوگسٹ اپنی جگہ پر ویسے ہی کھڑا رہا اس پر سفید
شعاع کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔
یوگسٹ نے ہنس کر کہا۔
"تمہارے پاس جو دوسری طاقت ہے اسے بھی آزما
کر دیکھ لو
تاکہ تمہارے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔
جولی سانگ نے۔
"فوراً اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال کر یوگسٹ پر پھینکی
جولی سانگ کی آنکھ سے نیلی شعاع ایک راکٹ کی طرح
دوسرے کو لگا کرتی تھی۔ مگر اس شعاع کا بھی یوگسٹ پر
کوئی اثر نہ ہوا۔
وہ اسی طرح کھڑا مسکراتا رہا۔ اب تو جولی سانگ گھبرا گئی

یہ شخص اس سے زیادہ طاقت رکھتا تھا۔ اب جولی سانگ
بھاگنے لگی تو یوگسٹ نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ
لیا۔
جولی سانگ نے اپنی خلائی جسمانی طاقت سے
کام لینے کی کوشش کرتے ہوئے یوگسٹ کو
اٹھا کر زمین پر دے مارنے کی کوشش کی مگر
وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔
یوگسٹ نے قہقہہ لگا کر کہا
"جولی!
تم میرے آگے بے بس ہے۔ کمزور ہے۔
میں تم سے زیادہ طاقت ور ہوں۔
جولی سانگ نے لاچار ہو کر کہا۔
"آخر تم مجھے کیوں پکڑنا چاہتا ہے
یوگسٹ بولا!
"یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ چلو
اس مکان میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں کچھ مہمان
تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔
جولی سانگ کیا کر سکتی تھی۔ چپکے سے مکان میں
داخل ہو گئی وہ اندھیری ڈیوڑھی میں سے نکل کر

ایک نیم روشن کمرے میں آئی تو سامنے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے چار انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے زور زور سے رونے اور تالیاں بجانے لگے۔ جولی سانگ کا سر چکرانے لگا۔ یوگسٹ اس کے پیچھے تھا۔ اس نے جولی سانگ کو تھام لیا۔

جولی سانگ بے ہوش ہو چکی تھی یوگسٹ نے جولی سانگ کو بازوؤں پر اٹھایا اور سیڑھیاں اتر کر ایک زمین دوز تنگ کوٹھڑی میں لا کر اسے زنجیر سے باندھا۔ اور طاق میں چراغ روشن کر کے کمرے کو تالا لگا کر چلا گیا۔

اب تھیو سانگ کی طرف آتے ہیں تھیو سانگ اپنی بہن جولی سانگ کی تلاش میں شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں کے چکر لگا رہا تھا۔

رات جوں جوں اندھیری ہو رہی تھی گلیاں بازار سنسان ہونے لگے تھے اس نے شہر کا کونا کونا چھان مارا مگر اسے جولی سانگ کہیں نہ ملی حیرانی کی بات تھی کہ اِسے جولی سانگ کی خاص خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی نا امید ہو کر وہ واپس کیٹی کے پاس چلا آیا۔ کیٹی نے جولی سانگ کی گمشدگی کا سنا تو اسے بہت فکر ہوئی۔

کہنے لگی!

"کہیں وہ کسی کے ہتھے نہ چڑھ گئی ہو مگر اس کے پاس تو طاقت ہے۔ وہ ہر مشکل سے نکل سکتی ہے۔"

تھیو سانگ غور سے ایک طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے یوں لگ رہا ہے کہ اس کی طاقت بے اثر ہو گئی ہو گی۔"

کیٹی پریشان ہو گئی!

اب وہ عنبر کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ کہ وہ آئے تو جولی سانگ کے بارے میں اس سے مشورہ کر کے کوئی قدم اٹھایا جائے۔

بوتل کا سانپ

عنبر یونانی گورو کی تلاش میں اس کے مکان پر پہنچ گیا تھا۔

یہ مکان ساحل سمندر کے قریب ہی تھا اس کے اوپر ایک گول گنبد بنا ہوا تھا۔ وہاں اسے کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ مکان کے گنبد کی ایک کھڑکی میں دھیمی سی روشنی ہو رہی تھی عنبر مکان کے دروازے پر آگیا۔

دروازہ بند تھا۔ عنبر نے آہستہ سے دستک دی تھوڑی دیر کے بعد ایک عجیب سی شکل والے بوڑھے نے دروازہ کھول کر پوچھا

"کون ہو تم؟"

عنبر نے کہا۔

"مجھے گورو جی سے ملنا ہے میں ملک ہندوستان سے آیا ہوں۔ اور ان کے لئے ایک ضروری پیغام لایا ہوں"

بوڑھے کی آنکھیں اُلّو ایسی تھیں۔

کرخت آواز میں بولا۔

"گورو تو دو روز ہوئے مرگیا ہے اب یہاں میں رہتا ہوں۔

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔

"بوڑھا دروازہ بند کرنے لگا۔ تو عنبر نے جلدی سے کہا

"کیا میں گورو جی کے کمرے کو ایک نظر دیکھ سکتا ہوں؟"

"کس لیئے؟ بوڑھے نے پوچھا۔

عنبر بولا۔

" اصل میں گورو جی کے پاس میرے گورو جی کی ایک امانت ہے۔ میرے گورو جی نے وہ امانت اِن سے واپس منگوائی ہے۔

بوڑھے نے پوچھا۔

"وہ امانت کیا تھی؟

عنبر نے کہا۔

" بات یہ ہے کہ ہم لوگ سانپوں کی پوجا کرتے
ہیں۔ تمہارے گورو ہندوستان میں آئے تھے تو میرے
میرے گورو جی نے انہیں ایک خاص سانپ دیا
تھا اب ہندوستان میں اس سانپ کا تہوار منایا
جانے والا ہے اور میرے گورو جی کو اس خاص
سانپ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سانپ کے بغیر
ہم تہوار نہیں منا سکتے "

بوڑھا بولا۔

" اچھا تم بوتل والے سانپ کا ذکر کر رہے ہو"۔

" ہاں ہاں۔ وہی وہی۔

" تمہارے گورو جی۔ اِسے بوتل میں بند کر کے لے گئے
تھے۔ عنبر نے جلدی سے کہا"

بوڑھا کہنے لگا۔

" تو وہ بوتل والا سانپ تو میں نے سنبھال کر
صندوق میں رکھا ہوا ہے۔

تم اندر آجاؤ"
باہر کیوں کھڑے ہو۔

عنبر مکان کے اندر آگیا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ
تھا جس میں دیوار کے ساتھ ایک آتشدان بنا ہوا
تھا اس آتش دان میں آگ نہیں جل رہی تھی بلکہ
ایک سیاہ بلی بیٹھی اپنی زرد آنکھوں سے عنبر کو
گھور رہی تھی۔ عنبر ایک چھوٹے سے تخت پوش
پر بیٹھ گیا۔

" آپ مجھے جلدی سے بوتل والا سانپ لا کر
دے دیں۔ کیونکہ مجھے جلدی واپس ہندوستان پہنچنا ہے"

بوڑھا بولا۔

" اتنے بے صبر کیوں ہو رہے ہو۔ میں دوسرے
کمرے میں ہو کر آتا ہوں"

"صندوق میں بند ہے بوتل"

عنبر خاموش ہو گیا!

بوڑھا دوسرے کمرے میں چلا گیا دوسرے
کمرے میں ایک زینہ اوپر جاتا تھا بوڑھا اوپر والی
منزل میں آیا۔ تو وہاں یونانی گورد بیٹھا ہوا تھا یہ
وہی یونانی گورد تھا۔ جو ناگ کو بوتل میں بند کر کے
اپنے ساتھ لایا تھا۔

اور جس کے بارے میں بوڑھے نے کہا تھا کہ وہ

مر چکا ہے۔

اصل میں یونانی گورو نے اوپر گنبد کی کھڑکی میں سے عنبر کو آتے دیکھ لیا تھا اس نے اپنے بوڑھے نوکر کو یہ سب کچھ سکھا کر بھیجا تھا کہ اگر یہ شخص عنبر ناگ کے بارے میں کوئی بات کرے تو اسے اندر لے آنا۔ اگر ویسے ہی پوچھ کر چلا جائے تو جانے دینا۔

بوڑھے نے آتے ہی کہا۔

"گورو! یہ شخص بوتل والے سانپ کی تلاش میں آیا ہے۔

یونانی گورو کے چہرے پر فکر مندی کی شکنیں نمودار ہوئیں۔ آہستہ سے بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ آسانی سے واپس جانے والا نہیں ہے۔ مجھے اس کو بھی بوتل میں بند کرنا ہوگا۔

بوڑھے نے کہا!

"میں اس شخص کی طاقت سے واقف ہوں۔ اس کا نام عنبر ہے۔ ضرور اس کے ساتھ تھیوسا بھی ہوگا۔ تم ایسا کرو جہاں یہ بیٹھا ہوا ہے اس کے نیچے یہ سفوف کسی طرح ڈال دو۔

اور یونانی گورو نے اپنی صندوقچی میں سے ایک چھوٹی سی پڑیا نکال کر اس کا سفید سفوف بوڑھے کی ہتھیلی پر ڈال دیا۔ بوڑھا سفوف لے کر نیچے اتر گیا۔

عنبر نے بوڑھے کو دیکھا تو بولا۔

"کیا لے آئے ہو بوتل والا سانپ؟

مکار بوڑھے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا

"بوتل صندوق میں ہے میں اس کی چابی کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں"

اور وہ کمرے میں چیزوں کو ادھر ادھر کر کے جیسے چابی تلاش کرنے لگ گیا ہے۔ پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا اور اس تخت پوش کے نیچے ہاتھ مارنے لگا جس پر عنبر بیٹھا ہوا تھا۔ فوراً ہی بوڑھے نے ہتھیلی والا سفوف عنبر کے تخت کے نیچے ڈال دیا۔ اور جلدی سے باہر نکل کر بولا

"مل گئی چابی۔

بس تم بیٹھو۔ میں ابھی لایا تمہاری امانت۔

بوڑھا زینہ چڑھ گیا۔ عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کے کانوں میں عجیب سی آواز آنے لگی۔ پہلے تو اس نے خیال نہ کیا لیکن یہ آواز ایک مسلسل چیخ کی شکل میں بدل گئی

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ سفوف میں نظر نہ آنے والے بخارات
نے باہر نکل کر عنبر کو اپنی پیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ کمرے
میں ٹہلنے لگا۔ اس کے کانوں میں ایک مسلسل چیخ کی آواز
برابر آ رہی تھی اب چیخ تیز اور بلند ہو گئی عنبر نے
اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیئے۔ مگر آواز اسی
طرح آتی رہی

عنبر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے۔ یہاں کسی علم کا اثر ہو
وہ دروازے کی طرف بڑھا کہ کھلی ہوا میں جائے
ابھی وہ دروازے کے قریب ہی تھا کہ دھڑام سے
گر پڑا اور اس کا جسم بے بس ہو گیا۔ آواز سن
کر یونانی گورو نیچے آ گیا۔ بوڑھا اس کے ساتھ تھا
اس نے عنبر کو بے ہوش دیکھا تو بوڑھے سے کہا

" اوپر جا کر دوسری خالی بوتل لے آؤ۔

بوڑھا اوپر سے خالی بوتل لے آیا۔ یونانی گورو نے
جیب سے ایک چھوٹی سی بانسری نکالی اور اس پر
سانپ کی ایک خاص دھن بجانی شروع کر دی
سانپ کی دھن کا بجنا تھا کہ عنبر کے جسم میں حرکت
پیدا ہوئی اس کا جسم سانپ کی طرح لہرانے بل
کھانے لگا۔ یونانی گورو برابر بانسری بجائے جا رہا
تھا عنبر بے ہوشی کی حالت میں سانپ کی طرح بل
کھا رہا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے
دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر بانسری کی دھن پر
رقص کرنے لگا۔ یونانی گورو بانسری بجائے جا رہا تھا
بوڑھا ذکر غور سے عنبر کو سانپ کی طرح لہراتے
دیکھ رہا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ اچانک عنبر کا نچلا دھڑ سانپ کا
بن گیا تھوڑی دیر بعد اس کا اوپر والا دھڑ بھی سانپ
کا ہو گیا۔ اب عنبر سانپ بن چکا تھا اور بانسری
کی دھن پر رقص کر رہا تھا۔ اپنے پھن کو اٹھائے
جھوم رہا رہا تھا۔ یہ سرخ رنگ کا سانپ تھا اور اس
کے جسم سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔
یونانی گورو نے بانسری بجاتے ہوئے بوڑھے کی طرف
دیکھ کر اشارہ کیا۔ بوڑھے نے خالی بوتل عنبر کے
آگے رکھ دی۔ عنبر سانپ جھومتا، رقص کرتا، لہراتا
خالی بوتل کے اندر گھس گیا۔

وہ بوتل میں چلا گیا تو یونانی گورو کے اشارے پر
بوڑھے نے بوتل کا منہ کاگ سے بند کر دیا۔
اور سکھ کا سانس لیا۔

یونانی گورو نے بانسری جیب میں ڈالی۔ اور بولا۔
"یہ سرخ سانپ دنیا کا ایک ایسا سانپ ہے
کہ اگر کسی خزانے پر اپنی نگاہ ڈالے تو وہ
دوگنی ہو جائے گا۔
بوڑھا بڑا خوش ہوا۔
اور بولا۔
"گورو! تب تو ہم اپنی دولت بھی دگنی
کریں گے۔
یونانی گورو ہنس دیا۔
"اب تو ہم بادشاہوں سے بھی بڑھ کر
خزانوں کے مالک بن جائیں گے
جاؤ! اسے میرے دوسرے صندوق
میں بند کر دو۔"
بوڑھا کہنے لگا۔
"گورو! پہلے والا سانپ جو بوتل میں بند ہے
اس کو وہیں رہنے دوں؟"
گورو بولا۔
"ہاں۔ اس کو دوسرے صندوق میں ہی رہنے دو۔
وہ ایسا سانپ ہے کہ جب ایک خاص مدت گذر

جائے گی تو وہ اگر مُردے کو کاٹے گا تو مُردہ
زندہ ہو جائے گا۔"
بوڑھا تو حیران ہو کر یونانی گورو کو دیکھنے لگا
"مہاراج! پھر تو تم ساری دنیا کے مردے زندہ کر
دیں گے۔
یونانی گورو بولا!
"تمہیں دنیا بھر کے مُردے زندہ کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ ہم تو صرف وہی مُردہ زندہ کریں گے جس کے
بدلے ہمیں بے پناہ دولت ملنے کی امید ہو گی
یعنی بادشاہ کی شہزادی یا شہزادہ مر جائے گا تو ہم
اس ناگ سانپ کو آزمائیں گے۔
بوڑھے نے کہا۔
"مگر گورو! ہمیں بادشاہ کے شہزادے کو زندہ
کرنے سے پہلے ناگ سانپ کو کسی مردے
پر آزما کر دیکھنا چاہیے۔"
یونانی گورو بولا۔
"یہ تم ٹھیک کہتے ہو۔
"ایسا کرو کہ کالے سانپ والی بوتل اٹھا لاؤ۔
ہم ابھی قبرستان میں جا کر اسے آزماتے ہیں۔"

ناگ سیاہ سانپ کی شکل میں دوسری بوتل میں بند
دوسرے صندوق میں تھا۔

بوڑھا ناگ سانپ والی بوتل نیچے لے آیا۔ یونانی
گورو نے بوتل کو اپنے بڑے کرتے کی جیب میں
ڈالا۔ دونوں مکان کو تالا لگا کر باہر نکلے اور
قبرستان کی طرف چل پڑے۔

قبرستان میں موت کی خاموشی چھائی ہوئی تھی
انہوں نے ایک قبر کو دیکھا کہ تازہ بنی ہوئی تھی
معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں تازہ مردہ دفن ہوا ہے
قبر کی مٹی بھی ابھی نرم تھی۔ انہوں نے ایک
طرف سے قبر میں سوراخ کرنا شروع کر دیا جب
کافی بڑا سوراخ ہو گیا اور اسے اندر مُردے کے
پاؤں نظر آنے لگے۔

تو یونانی گورو نے جیب سے ناگ سانپ کی بوتل
نکال کر اس کا ڈھکن کھولا۔ اور منتر پڑھ کر بوتل
میں پھونک ماری۔

ناگ اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھا وہ

اپنے آپ کو صرف ایک سانپ ہی سمجھ رہا تھا
جس کا کام صرف ڈسنا ہوتا ہے یونانی گورو نے سانپ
کو بوتل سے باہر نکال دیا۔

ناگ سانپ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ یونانی گورو نے
اس کو حکم دیا

"قبر میں جا کر مُردے کو ڈسو اور میرے پاس
آ جاؤ۔"

ناگ سانپ حکم سن کر رینگتا ہوا سوراخ میں سے
قبر میں داخل ہو گیا۔

وہاں مُردے کے بے حس و حرکت پاؤں نظر
آئے تو اس نے مُردے کے پاؤں پر ڈس دیا
ڈسنے کے بعد وہ یونانی گورو کے پاس آ گیا۔
یونانی گورو نے اسے بوتل میں ڈال کر ڈھکنا چڑھایا
اور بوتل جیب میں رکھ لی۔

بوڑھا ڈر کر کہنے لگا۔

"گورو! مُردہ زندہ نہیں ہوا"

یونانی گورو غور سے نیچے سوراخ میں سے مُردے کے
پاؤں تک رہا تھا اچانک مُردے کے پاؤں ہلنے لگے
یونانی گورو نے خوش ہو کر کہا۔

"مُردہ زندہ ہو گیا ہے ناگ سانپ کا تجربہ کامیاب
رہا ہے۔"

چلو اب واپس چلتے ہیں۔

انہوں نے قبر کے سوراخ کو مٹی سے دوبارہ بھر دیا
اور خوشی خوشی قبرستان کے دروازے کی طرف بڑھے
جہاں ان کے گھوڑے کھڑے تھے۔ قبرستان میں اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ جب وہ قبرستان کے دروازے کی ڈیوڑھی
میں پہنچے تو انہیں پیچھے سے ایک آواز سنائی دی وہ
رک گئے۔ آواز ایسی تھی۔ جیسے کسی کنویں سے آ رہی ہو

بوڑھے نے کہا

"گورو! یہ آواز کس کی تھی؟
کہیں اسی مُردے کی آواز تو نہیں تھی؟

یونانی گورو نے کاندھے کو جھٹک کر کہا۔

ہمیں اب اس مُردے سے کیا لینا ہے چلو گھر چلتے
ہیں ابھی ہمیں بادشاہ کے بیٹے کو بھی کسی طرح مروانا
ہے۔ تاکہ ہم ناگ سانپ کی مدد سے اسے دوبارہ زندہ
کر کے بادشاہ کے خزانے تک پہنچ کر اسے دوگنا
کر کے اس پر قبضہ کر سکیں۔

وہ ڈیوڑھی سے نکل کر گھوڑوں پر بیٹھے اور اندھیرے میں
گم ہو گئے ٹھیک اس وقت وہ قبر ہلنے لگی جس کے
مُردے کو ناگ سانپ نے ڈس کر زندہ کر دیا تھا
پھر قبر کی مٹی ادھر ادھر ہٹ گئی اور اس کے اندر
سے قبر کا مُردہ باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر صرف
ایک کفن کے سوا اور کچھ نہیں تھا
اس کے بالوں میں قبر کی مٹی تھی اور ناک میں مشک کافور
پھنسا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں ابھی تک مُردہ تھیں وہ
بالکل سیدھی دیکھ سکتی تھیں مُردے نے اس سانپ
کی بو کی طرف چلنا شروع کر دیا۔
جس نے اسے کاٹا تھا۔

یونانی گورو اور بوڑھا اپنے مکان میں پہنچ گئے تھے
وہ بہت خوش تھے۔ ان کا تجربہ کامیاب ہو گیا تھا

یونانی گورو نے کہا۔

"ایسا کرو کہ یہ کالے ناگ سانپ والی بوتل لے کر
میں دوسرے مکان میں چلا جاتا ہوں۔ تم اس جگہ رہو
اور لال سانپ والی بوتل کی حفاظت کرنا"

بوڑھے نوکر نے کہا۔

"جو حکم گورو! تم جاؤ میں یہاں رہ کر
لال سانپ کی حفاظت کروں گا"

یونانی گورو رات کے اندھیرے میں گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے دوسرے خفیہ مکان کی طرف نکل گیا اس کا دوسرا مکان سمندر کے اندر قریب ہی ایک جزیرے میں واقع تھا۔ یہاں تک وہ کشتی میں بیٹھ کر گیا اس مکان میں یونانی گورو نے ناگ سانپ والی بوتل تہ خانے میں زمین کھود کر دفن کر دی۔

اب اسے بادشاہ کے اکلوتے بیٹے کو اس طرح ہلاک کرنا تھا۔ کہ اس کا جسم نہ خراب ہو۔ اس کے لئے یونانی گورو نے چلہ کرنا تھا۔ اس مکان کے اندر دوسرے تہ خانے میں ایک جگہ چھوٹا سا کنواں تھا۔ یونانی گورو اس کنویں کے پاس بیٹھ گیا اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

دوسری طرف مُردہ سانپ کی بو لیتا یونانی گورو کے مکان کے باہر پہنچ گیا۔

مُردے نے دروازے پر ہاتھ مارا۔

بوڑھا نوکر! بڑبڑاتا ہوا اٹھا وہ ابھی سویا تھا۔ آکر دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"کون ہے باہر؟"

مُردے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بالکل نہ بولا۔ اس نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ دروازے پر مارا۔ بوڑھے نے

تنگ آکر دروازہ کھولا۔ کوٹھڑی میں جلتے چراغ کی روشنی مُردے پر پڑی۔ تو بوڑھا سکتے میں آگیا۔ مُردے نے دونوں بازو پھیلائے۔

اور لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

"میں مُردہ ہوں۔ زندہ ہو گیا ہوں۔

میرے گلے لگ جاؤ۔"

بوڑھا پیچھے کو دوڑنے ہی لگا تھا کہ مُردے نے لپک کر اپنی باہیں بوڑھے کے گلے میں ڈال دیں۔ بوڑھے کا جسم مُردے کے بازو لگتے ہی برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔

مُردے نے اپنے لمبے دانت اس کی گردن میں چبھو دیئے اور جو زہر ناگ سانپ نے مُردے کے جسم میں داخل کیا تھا۔ وہی زہر مُردے نے بوڑھے کے جسم میں داخل کر دیا۔ اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

بوڑھا دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ ناگ سانپ کا زہر اس کے جسم میں پھیل گیا تھا اور وہ وہیں مر گیا۔ اب مُردہ مکان کے اندر آگیا۔ اسے سانپ کی بو آ رہی تھی مُردہ اس کمرے میں آگیا جہاں صندوق میں عنبر سانپ کی شکل میں بوتل میں بند تھا۔ مُردے نے صندوق کو توڑ ڈالا اور اس میں سے بوتل نکال کر اسے اپنی آنکھوں کے قریب لا کر دیکھا

بوتل میں سرخ سانپ دیکھ کر مردہ بڑا خوش ہوا۔ شاید
وہ اسی سانپ کی تلاش میں آیا تھا اس نے سرخ سانپ
کی بوتل سینے سے لگائی اور واپس قبرستان میں جا کر
اپنی قبر میں لیٹ گیا۔

عنبر سانپ کی شکل میں مُردے کی قبر میں پہنچ گیا۔

کیٹی اور تھیوسانگ اس شہر ساریگان کے باہر غار میں
بیٹھے۔ عنبر اور جولی سانگ کی راہ دیکھ رہے تھے۔
رات گذرتی جا رہی تھی۔ اور دونوں کا ابھی تک کچھ پتہ
نہیں تھا۔

تھیوسانگ پریشان ہو کر بولا۔

" عنبر تو اپنی حفاظت کر سکتا ہے مگر جولی سانگ
ابھی اس دنیا میں نئی نئی آئی ہے۔ خدا نہ کرے
کہ وہ کسی مصیبت نہ پھنس گئی ہو۔

کیٹی بھی فکر مند تھی کہنے لگی۔

" اب رات گذر جانے دو صبح دونوں شہر میں
چل یونانی گورو کے مکان پر جائیں گے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

" شہر میں سے عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو بھی تو
نہیں آرہی۔ جو اس بات کی نشانی ہے۔

کہ دونوں کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔

کیٹی بولی۔

" تو پھر ابھی یونانی گورو کے مکان پر چل کر پتہ کرتے
ہیں۔ عنبر اس کے مکان کی طرف گیا تھا۔

تھیوسانگ اور کیٹی دونوں یونانی گورو کے مکان کی
طرف چل پڑے۔ اس مکان کی نشانی انہیں یاد تھی۔
شہر سے باہر آنے پر انہیں ساحل سمندر پر ایک گنبد والا
مکان نظر آیا۔ جو سب سے الگ تھلگ تھا۔

کیٹی نے اشارہ کیا اور بولی!

" تھیوسانگ: وہ دیکھو یہی یونانی گورو کا مکان ہے
آؤ اس طرف چلتے ہیں۔

جب وہ مکان کے قریب آئے تو دیکھا کہ اندر چراغ
جل رہا ہے اور دروازہ کھلا ہے۔ تھیوسانگ آگے آگے
تھا کیٹی اس کے پیچھے تھی۔ تھیوسانگ اچانک رک گیا
کیٹی کو اشارہ کر کے پاس بلایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے
پاس ہی زمین پر بوڑھے کی لاش پڑی تھی۔ جس کے جسم
کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا

تھیوسانگ نے کہا

" اسے کسی سانپ نے کاٹا ہے۔"

"وہ ضرور ناگ اسی جگہ ہو گا۔"

کیٹی بولی:

"لیکن ضروری نہیں کہ اسے ناگ نے کاٹا ہو۔"

جھیو سانگ نے کہا!

"چلو اندر چل کر دیکھتے ہیں۔ یہ یونانی گورو نہیں ہے
میں اس کی شکل پہچانتا ہوں۔"

کیٹی نے بھی کہا کہ یہ یونانی گورو کی لاش نہیں ہے۔ کیونکہ
کیٹی نے بھی یونانی گورو کو دیکھا ہوا تھا۔ مکان کے دونوں
کمرے خالی تھے صندوق ٹوٹا پڑا تھا۔ یہ وہی صندوق
تھا جس میں سے مُردہ عنبر والے لال سانپ کی بوتل
نکال کر لے گیا تھا۔ یہاں نہ ناگ کی خوشبو تھی نہ عنبر
کی خوشبو تھی۔

جھیو سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے یونانی گورو ناگ سانپ کو لے کر یہاں
سے جا چکا ہے۔ یہ اس کا نوکر تھا۔ جس کو اتفاق
سے کسی سانپ نے کاٹ لیا اور یہ مر گیا۔ عنبر بھی
یہاں کہیں نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں غار میں
چل کر ہی بیٹھنا چاہیئے۔
[illegible] جولی سانگ اور عنبر اسی جگہ واپس آئیں گے۔

جھیو سانگ اور کیٹی غار والی چٹان کی طرف چل پڑے۔

اب جولی سانگ کی سنیں کہ اس کے ساتھ کیا گذری
یوگٹ اسے بے ہوش کرنے کے بعد زنجیر سے باندھ کر اپنے
گھر والے مکان میں ڈال کر چلا گیا تھا۔
اس شخص یوگٹ کو جولی سانگ کا اس لئے پتہ تھا کہ وہ خلائی
مخلوق ہے کیونکہ یوگٹ کے دادا خود خلا سے اس دنیا میں آئے
تھے یوگٹ کے دادا کا تعلق بھی خلا سے تھا اور وہ
یوگٹ کو مرنے سے پہلے ایک خاص تکونا ستارہ دے
گئے تھے اور کہہ گئے تھے۔

یوگٹ!

"میں نے تیرے اندر ایک خاص شے پیدا کر دی ہے۔
اور وہ یہ ہے کہ تو خلائی مخلوق کو پہچان لیا کرے گا
میں تمہیں تکونا ستارہ دیئے جا رہا ہوں اس ستارے
کے تعویذ کے سارے نگ بجھے ہوئے ہیں لیکن جب اس
کو تو کسی خلائی مخلوق کے پاس لے جائے گا تو یہ بجھے ہوئے
نگینے جھلملانا شروع کر دیں گے جب تمہیں کوئی خلائی مخلوق
مل جائے۔ اسے یہ ستارہ مت دینا۔ بلکہ اس خلائی مخلوق
کو اس کے ماتھے پر چار دفعہ آہستہ آہستہ رگڑنا۔
پھر وہ خلائی انسان تجھے اپنے خلائی جہاز کے [illegible]

گو پھر تم اس خلائی جہاز میں بیٹھ کر آسمان کے کسی سیارے
میں چلے جانا۔ اور وہاں کا کوئی پتھر جیب میں ڈال کر
لے آنا۔ پھر تم جس چیز پر وہ پتھر رگڑو گے وہ
سونا بن جائے گی۔

یوگسٹ نے مرتے ہوئے دادے سے پوچھا تھا
" اگر اس خلائی انسان کا جہاز تباہ ہو چکا ہو۔
تو میں خلائی سیارے میں کیسے جاؤں گا؟
دادا نے کہا تھا۔
" وہ تمہیں یہ ضرور بتا دے گا کہ خلائی جہاز
کیسے تیار کیا جاتا ہے۔ تم ایک نیا خلائی جہاز
تیار کر سکتے ہو۔

یوگسٹ نے آخری سوال پوچھا تھا
" دادا! خلائی انسان میں تو بڑی طاقت ہوتی ہے
میں اس کی طاقت کا کیسے مقابلہ کر سکوں گا
اس کے جواب میں بوڑھے خلائی انسان نے کہا تھا
" یوگسٹ! تم پر کسی خلائی مخلوق کا وار کامیاب
نہیں ہو گا دنیا والوں کے وار سے اپنے آپ کو
بچانا مگر خلائی انسان کا وار تم پر بے اثر ہو گا"
اور دادا مر گیا تھا۔ تب سے لیکر آج تک یوگسٹ کسی

خلائی انسان کی تلاش میں تھا۔ جونہی اس نے ایک نوجوان
لڑکی کو مڑتے دیکھا۔ یوگسٹ کو فوراً پتہ چل گیا کہ
یہ خلائی عورت ہے۔ چنانچہ اس نے جولی سانگ
کا پیچھا کیا اور اسے بے ہوش کر کے اپنے مکان
میں بند دیا۔

یوگسٹ دوسرے مکان سے خلائی تکونا ستارہ لینے گیا ہوا
تھا جو تانبے کے میڈل جتنا تھا۔
تکونا ستارہ لا کر وہ اسے بے ہوش جولی سانگ کے
قریب لے گیا تو تکونے ستارے کے نگینے جھلملانے
لگے۔

یوگسٹ بے حد خوش ہوا۔ اب اس نے ستارے کو تین
بار آہستہ آہستہ جولی سانگ کے ماتھے پر رگڑا۔ جولی سانگ
نے آنکھیں کھول دیں۔
یوگسٹ نے سوال کیا۔
" تمہارا خلائی جہاز کہاں ہے؟
جولی سانگ نے کہا۔
" میرا خلائی جہاز زمین پر آتے ہی تباہ ہو گیا تھا
یوگسٹ بولا۔
" مجھے بتاؤ کہ خلائی جہاز کس طرح تیار کیا جاتا ہے

جولی سانگ جیسے خواب میں بول رہی تھی۔

کہنے لگی۔

"یہ بڑا لمبا کام ہے۔ تمہیں بہت سا لوہا۔ المونیم اور مائع گیس لانی ہوگی۔ یہ تم اس دنیا میں پیدا نہیں کر سکتے"

یوگسٹ نے کہا

"میرا دادا خلائی انسان تھا اس کے پاس یہ ساری چیزیں موجود تھیں۔ جو اس نے ایک گودام میں رکھ چھوڑی ہیں تم مجھے خلائی جہاز تیار کرنے کا طریقہ بتاؤ میں جہاز خود ہی تیار کر لوں گا۔"

جولی سانگ نے یوگسٹ کو خلائی جہاز تیار کرنے کی ساری تکنیک سمجھا دی۔

اور اس کے بعد اسے اپنے آپ غش آگیا۔ یوگسٹ نے اسے وہیں چارپائی پر ڈال کر اوپر چادر ڈال دی کمرے کو باہر سے تالا لگایا۔

اور اس گودام میں چلا گیا جہاں اس کے دادا نے خلائی جہاز تیار کرنے کا سارا سامان رکھا ہوا تھا۔

یوگسٹ نے خلائی جہاز کی تیاری شروع کر دی

رات گزر گئی۔ دن نکل آیا کیٹی اور تھیو سانگ پریشان ہو گئے کیوں کہ عنبر اور جولی سانگ ابھی تک واپس نہیں آئے تھے

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہم دونوں اب ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تم شہر کے مشرقی علاقے کی طرف جاؤ۔ میں مغربی علاقے میں انہیں تلاش کرتا ہوں"

شہر میں دونوں اکٹھے آئے تھیو سانگ مغربی علاقے کی طرف چل دیا اور کیٹی شہر کے مشرقی علاقے کی طرف آگئی۔

دوسری طرف یونانی گورد کنویں والے مکان میں اپنا چلہ پورا کر چکا۔

تو اس نے بلند آواز میں کہا۔

"اے سامری کے بندر کی روح کنویں سے باہر نکل اور میری بات سن"

کنویں میں سے دھواں نکلنے لگا۔

پھر اس میں ایک بندر کا سر نمودار ہوا۔

بندر کے سر نے کہا!

"تم نے میرا چلہ کیا ہے میں تیرا ایک سوال پورا کرنے کا پابند ہوں۔ بول تو کیا چاہتا ہے؟"

یونانی گورو نے کہا:
"سن سارنگان کے بادشاہ کا ایک ہی لڑکا ہے
اس کا گلا دبا کر اسے مار ڈال"
بندر نے کہا۔
"ابھی تیرا سوال پورا کرتا ہوں"
بندر غائب ہو گیا۔
"یونانی گورو خوشی خوشی گھر آیا تو دیکھا کہ ڈیوڑھی
میں اس کے بوڑھے ملازم کی لاش پڑی ہے اور صاف
لگ رہا تھا کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے۔ وہ بڑا
حیران ہوا کیونکہ ناگ سانپ کی بوتل تو وہ اپنے دوسرے
مکان میں زمین کے اندر دبا آیا تھا بھاگ کر اندر گیا
صندوق ٹوٹا پڑا تھا اور عنبر والے لال سانپ کی بوتل
غائب تھی یونانی گورو نے سر پکڑ لیا۔
اس نے سوچا!
کوئی سازش ہو گئی ہے اس کے خلاف۔
یہ لال سانپ کون چرا کر لے گیا!
اب کیا کروں۔
"وہ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر اس کا دل اس بات پر
ناامید تھا۔ کہ اب وہ بادشاہ کے سارے خزانے کا مالک
نہیں بن سکے گا۔ بادشاہ اگر اس کو اپنے بچے کی جان کے
عوض سارا خزانہ دے بھی دے گا تو وہ اس کو دوگنا نہیں

کر سکے گا۔ کیونکہ خزانہ دوگنا کرنے کے لیے ضروری تھا کہ
عنبر والے لال سانپ کی اس پر نگاہ ڈالی جائے۔
یونانی گورو نے دل میں کہا۔ چلو بادشاہ کا خزانہ ہی میرے
لئے کافی ہو گا۔
"ہو سکتا ہے اس دوران مجھے عنبر والا لال سانپ مل
جائے پھر میں اسے دوگنا کر لوں۔ وہ اس مکان میں
نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس مکان کو اس کے دشمنوں
نے دیکھ لیا تھا۔
وہ جلدی سے اپنے جزیرے والے مکان میں آگیا اور
بھیس بدل کر باہر نکلا اور شہر میں گھومنے پھرنے لگا
وہ بادشاہ کے بیٹے کی موت کی خبر سنا چاہتا تھا۔
ناگ سانپ کی بوتل اس نے اپنے لباس کے اندر چھپا رکھی تھی
تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ بادشاہ
کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہے۔
یونانی گورو بڑا خوش ہوا!
"فوراً شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ شاہی محل میں کہرام مچا
ہوا تھا۔ شہزادہ واقعی مرچکا تھا۔ یونانی گورو نے دربان سے
کہا
"بادشاہ سلامت سے کہو۔ کہ میں شہزادے کو زندہ کر سکتا

کر سکتا ہوں۔

دربان اس کا منہ دیکھنے لگا۔

گرو نے کہا!

تم جا کر خبر دو۔ دیر نہ لگاؤ۔ میں شہزادے کو زندہ کر سکتا ہوں۔

دربان محل کے اندر بھاگ کھڑا ہوا۔

پُراسرار تکونا ستارہ

محل میں بادشاہ اور ملکہ اور شہزادیاں اور کنیزیں رو رہے تھے اور شہزادے کی لاش پلنگ پر پڑی تھی۔ اچانک دربان نے آ کر کہا

بادشاہ سلامت ایک فقیر آیا ہے۔ کہتا ہے میں شہزادے کو زندہ کر سکتا ہوں

بادشاہ اور ملکہ نے دربان کی طرف روتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا بادشاہ خاموش رہا۔ ملکہ نے روتے ہوئے کہا۔

اسے بلاؤ۔ اسے بلاؤ۔ شاید وہ میرے بچے کو زندہ کر دے

یونانی گورو جب شاہی کمرے میں داخل ہوا۔ تو سب لوگ اس کی طرف تکنے لگے۔ ملکہ نے کہا! میرے بچے کو زندہ کر دیں تمہیں ساری سلطنت بخش دوں گی۔

یونانی گورو بولا! مجھے ساری سلطنت کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر

بادشاہ سلامت وعدہ کریں کہ مجھے اپنا سارا خزانہ انعام میں دے دیں گے تو میں شہزادے کو ابھی زندہ کیے دیتا ہوں۔

بادشاہ نے کہا " میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہیں اپنا سارا خزانہ دے دوں گا۔ میرے بچے کو زندہ کر دو

یونانی گورو نے کہا۔

تو پھر آپ سب لوگ اس کمرے سے چلے جائیں اور مجھے لاش کے پاس اکیلا چھوڑ دیں

بادشاہ نے اسی وقت سب کو چلے جانے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ خود بھی کمرے سے نکل گیا۔ پردے گرا دیئے گئے جب یونانی گورو شہزادے کی لاش کے پاس اکیلا رہ گیا۔ تو اس نے کرتے کے اندر سے ناگ سانپ والی بوتل نکالی اور اسے کھول دیا۔ ناگ سانپ رینگتا ہوا باہر آ گیا

یونانی گورو نے کہا

" ناگ سانپ! اس لاش کو ڈس دے

ناگ سانپ کو اپنی کچھ ہوش نہیں تھی۔ وہ یونانی گورو کے حکم کا پابند تھا سانپ رینگتا ہوا شہزادے کی لاش کے پاس گیا اور اس کے بازو پر ڈس دیا یونانی گورو نے ناگ سانپ کو پکڑ کر بوتل میں بند کر کے اپنی قمیض کے اندر چھپا لیا اور غور سے شہزادے کی لاش کو دیکھنے لگا ذرا سی دیر میں لاش میں حرکت پیدا ہو گئی۔ لاش زندہ ہو گئی اور شہزادے نے آنکھیں کھول دیں۔ ابا حضور کہاں ہیں؟

شہزادے نے سوال کیا

یونانی گورو نے آواز دے کر بادشاہ ملکہ اور دوسرے لوگوں کو اندر بلا لیا بادشاہ اور ملکہ نے اپنے بچے کو زندہ دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئے۔ شہزادے کے گلے لگ کر اسے چومنے لگے۔ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا بادشاہ تو یونانی گورو کے قدموں میں گر پڑا

" آپ نے میرے بچے کو پھر سے زندہ کر کے مجھے خرید لیا ہے حضور! میرا سارا خزانہ حاضر ہے

اور بادشاہ نے اسی وقت چابیاں منگوا کر یونانی گورو کے حوالے کر دیں اور نوکروں سے کہا کہ سارا خزانہ گھوڑوں پر لاد کر اس گورو کے ساتھ کر دیا جائے۔ یونانی گورو کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ نوکروں کے ساتھ شاہی خزانے والے بڑے کمرے میں آ گیا۔ ہر طرف ہیرے جواہرات سے بوریاں بھری پڑی تھیں۔ اتنا قیمتی اتنا بڑا خزانہ یونانی گورو نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ نوکروں نے بوریاں اٹھا اٹھا کر باہر لانی شروع کر دیں۔ جیسا کہ ہر خزانے پر ایک سانپ بیٹھا ہوتا ہے بادشاہ کے خزانے میں بھی ایک زہریلا سانپ رہتا تھا مگر اس کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا

نوکر خزانے کی بوریاں باہر نکال رہے تھے کہ یونانی گورو یہ سمجھ کر کہ یہ تو اپنا ہی خزانہ ہے ہیرے جواہرات اور سونے کے بوروں کو دیکھتا ہوا کمرے کے کونے میں آ گیا۔ جہاں بڑے قیمتی ہیرے

جواہرات چاندی کے صندوق میں سے باہر گر رہے تھے یونانی
گورو نے کچھ ہیرے اٹھائے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا اسی چاندی
کے جواہرات والے صندوق کے پیچھے خزانے کا بہت ہی زہریلا
سانپ چھپا ہوا تھا جونہی یونانی گورو نے جواہرات اٹھائے سانپ
نے پھنکار مار کر اسے ڈس دیا اس سانپ کا زہر اتنا خطرناک اور
ہلاک کر دینے والا تھا کہ یونانی گورو کھڑے کھڑے دھڑام سے فرش
پر گر پڑا اس کے گرتے سے قمیض کے اندر چھپائی ہوئی بوتل ٹوٹ گئی اور
ناگ سانپ باہر نکل آیا اور رینگتا ہوا بوریوں کے پیچھے چلا گیا گورو
کے مرنے سے وہاں شور مچ گیا غلام یونانی گورو کی لاش اٹھا کر باہر
لے گئے اور خزانے کے دروازے کو بند کر دیا گیا یونانی گورو مر چکا تھا
اور اس کے جسم نے پگھلنا شروع کر دیا تھا بادشاہ کو افسوس ہوا
مگر اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو شاہی قبرستان میں دفن کر دو

ادھر ناگ سانپ بوریوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا کہ اچانک خزانے
کے سانپ کو ناگ دیوتا کی بو محسوس ہوئی۔ یہ بو بڑی دھیمی دھیمی آ رہی
تھی خزانے کا سانپ صندوق کے پیچھے سے باہر آ گیا اور ناگ دیوتا
کو ڈھونڈنا شروع کر دیا آخر وہ جواہرات کی بوری کے پیچھے آ گیا۔
اس نے ناگ دیوتا کو دیکھتے ہی پھن جھکا دیا اور سانپ کی زبان
میں بولا "عظیم ناگ دیوتا! آپ کا آنا مبارک ہو۔ میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں۔"

ناگ سانپ کو خزانے کے سانپ کی آواز ضرور آ رہی تھی وہ
اس کے لفظوں کو بھی سمجھ گیا تھا مگر خود بول نہیں سکتا تھا خزانے
کا سانپ سمجھ گیا کہ کسی نے اس پر طلسم کر رکھا ہے خزانے کا سانپ یہ
کیسے دیکھ سکتا تھا کہ ناگ دیوتا پر جادو ہو گیا ہو اس نے ناگ دیوتا
کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود بڑی تیزی سے ایک صندوق کے اندر
چلا گیا اس صندوق میں ایک نایاب اور طلسمی اثر رکھنے والا سرخ رنگ کا
عقیق پڑا تھا جس میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں خزانے کے سانپ
نے اس عقیق کو اپنے منہ میں دبایا اور صندوق سے باہر آ کر ناگ سانپ
کے سامنے رکھ دیا ناگ سانپ پر عقیق کی گرم سرخ شعاعیں پڑیں تو
وہ پیچھے کو ہٹا خزانے کے سانپ نے کہا

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر طلسم ہو گیا ہوا ہے آپ اسی جگہ بیٹھے رہیں
اس عقیق کی شعاعیں آپ کے طلسم کے اثر کو ختم کر دیں گی"

ناگ سانپ یہ سن رہا تھا مگر اس کا ذہن پوری طرح بیدار نہیں تھا پھر
بھی وہ وہیں کنڈلی مار کر بیٹھا رہا۔ عقیق کی سرخ نیم گرم شعاعوں میں
قدرت نے زبردست اثر ڈال رکھا تھا۔ ناگ سانپ کی یادداشت
واپس آنے لگی اس کے جسم سے ناگ کی پوری خوشبو بھی نکلنی شروع ہو گئی
تھی اس خوشبو کو کیٹی اور تھیوسانگ نے بھی سونگھ لیا جو شہر کے دونوں
طرفوں پر الگ الگ ناگ اور عنبر اور جولی سانگ کو ڈھونڈ رہے تھے
کیٹی اور تھیوسانگ ناگ کی خوشبو کی طرف آگے بڑھنے لگے یہ خوشبو انہیں

شاہی محل کی طرف سے آتی محسوس ہو رہی تھی دونوں شاہی محل کے باہر آکر رک گئے کیٹی نے تھیوسانگ کو دیکھتے ہی کہا

تھیوسانگ! ناگ کی خوشبو آ رہی ہے

" تھیوسانگ نے سانس بھرتے ہوئے کہا " یہ خوشبو اسی شاہی محل میں سے آ رہی ہے۔ ہمیں اس کے اندر جانا چاہیئے

کیٹی کہنے لگی! تم چھوٹے ہو کر اندر جا سکتے ہو میں یہاں باغ میں بیٹھتی ہوں۔ خدا کے لئے جلدی جاؤ۔ بڑی مدت کے بعد ناگ کی خوشبو آئی ہے۔ عنبر اور جولی سانگ کی خوشبو بھی ضرور آجائے گی مجھے یقین ہے وہ بھی اسی شہر میں ہیں تھیوسانگ محل کی اونچی دیوار کی طرف دوڑا دن کا وقت تھا چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی تھیوسانگ نے ایک دیوار میں چھوٹا سا شگاف دیکھا اور اپنے آپ کو انگلی کے برابر چھوٹا کر کے دیوار میں سے گذر گیا

دوسری طرف ناگ اپنے ہوش میں آگیا تھا اس کو سب کچھ یاد آنے لگا تھا۔ اس نے خزانے کے سانپ سے کہا

" تمہارا شکریہ! جادو کا اثر ختم ہو گیا ہے تم اس عقیق کو وہیں صندوق میں جا کر رکھ دو۔"

پھر خزانے کے سانپ نے ناگ کو بتایا کہ ایک آدمی خزانے کو یہاں سے نکال کر لے جا رہا تھا کہ میں نے اسے ڈس کر ہلاک کر ڈالا خزانے کے سانپ نے جو حلیہ بتایا وہ یونانی گورو کا تھا۔ ناگ

کو خوشی ہو گئی کہ لالچی انسان اپنے انجام کو پہنچا اب ناگ اپنی دوسری طاقت آزمانی چاہتا تھا اس نے خزانے کے سانپ سے کہا

" میں جا رہا ہوں۔ تمہارا بہت بہت شکریہ!

ناگ خزانے والے کمرے سے نکل کر رینگتا ہوا محل کے پچھلے دالان میں آگیا یہاں دن کی روشنی میں ایک درخت کے سائے میں کچھ ملازم کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے بادشاہ کے محل سے خوشیوں کے گیت گانے کی آوازیں آ رہی تھیں ناگ نے دو کنیزوں کو آپس میں بات کرتے سنا تو اسے معلوم ہوا کہ یونانی گورو کے سانپ کے ڈسنے سے بادشاہ کا بیٹا جو مر گیا تھا دوبارہ زندہ ہو گیا ہے اور ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی ہیں اس نے یہ بھی سنا کہ یونانی گورو انعام میں ملنے والا خزانہ نکال کر لے جا رہا تھا کہ خزانے کے سانپ کے ڈسنے سے مر گیا۔ ناگ کو خوشی ہوئی کہ ایک سازشی ظالم اور دولت کا پجاری شخص اپنے انجام کو پہنچا۔

ناگ باغ کی دوسری جانب نکل گیا۔ یہاں اس نے ایک ہلکی سی پھنکار مار کر سانس کھینچا تو وہ سانپ سے عقاب بن گیا اور تیزی سے فضا میں بلند ہو کر محل کے اوپر منڈلانے لگا اسے کیٹی اور تھیوسانگ نے نہ دیکھا اب ناگ کو بھی کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی وہ نیچے آگیا وہ باغ میں اترا تو اس کی نظر کیٹی پر پڑی ناگ خوش ہو گیا اور کیٹی کے پاس جاتے ہی انسانی شکل میں آکر بولا۔

کیٹی خدا کا شکر ہے تم سے پھر ملاقات ہو گئی

ناگ کو دیکھ کر کیٹی کو بھی بے حد خوشی ہوئی اس نے ناگ کو بتایا کہ
تھیوسانگ اس کی تلاش میں محل کے اندر گیا ہوا ہے۔
ناگ بولا: فکر کی بات نہیں وہ جلد اسی باغ میں آ جائے گا
اب ناگ نے کیٹی سے عنبر اور ماریا کے بارے میں پوچھا۔ کیٹی نے
بتایا کہ عنبر اور جولی سانگ کل سے لاپتہ ہیں اور ماریا کا ابھی تک کوئی
سراغ نہیں مل سکا آپ پڑھ چکے ہیں کہ ماریا ملکہ صبا کو اس کا تخت
واپس دلانے کے بعد ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کی تلاش
میں شہر سارلیگان کی طرف آ رہی تھی
ناگ نے پوچھا
"یہ جولی سانگ کون ہے"
تب کیٹی نے ناگ سے جولی سانگ کا دوبارہ تعارف کرایا اور بتایا
کہ وہ تھیوسانگ کی بہن ہے اور خلائی سیارے سے اپنے بھائی کی
تلاش میں آئی تھی۔ ناگ نے اس کا حلیہ کیٹی سے پوچھ لیا تاکہ ضرورت کے
وقت اسے پہچان سکے ابھی ناگ جولی سانگ کے جسم کی خوشبو سے واقف
نہیں ہوا تھا۔ ناگ اور کیٹی باہر باغ میں بیٹھے تھے ادھر تھیوسانگ چھوٹا
سا بن کر محل میں لپک کر چکر لگا رہا تھا اسے ناگ کی خوشبو محل کے باہر سے آتی
محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے محل کی دیوار والے شگاف کی طرف بڑھا۔ وہ
شگاف میں سے گذر رہا تھا کہ ایک پہرے دار قریب سے گذرا اس نے
ایک انگلی کے برابر آدمی کو شگاف میں سے نکلتے دیکھا تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا

پھر اس ننھے انسان کو قدرت کا عجوبہ سمجھ کر اٹھایا اور جیب میں ڈال لیا۔
تھیوسانگ نے سوچا کہ اگر وہ جیب کے اندر بڑا ہو گیا تو خدا جانے
پہرے دار پر اس کا کیا اثر ہو اور وہ خوف سے کہیں مر ہی نہ جائے
اور تھیوسانگ ناحق کسی مارنے کے حق میں نہیں تھا۔ چنانچہ وہ انتظار کرنے
لگا کہ یہ پہرے دار کہاں جا کر اسے جیب سے باہر نکلتا ہے پہرے دار گھوڑے
کو سرپٹ دوڑاتا ایک حویلی میں داخل ہو گیا صحن میں گھوڑا باندھ کر وہ ایک
کمرے میں گھسا اور چیخ مار کر بولا
"خالہ! دیکھ میں تیرے لئے انسانی کھلونا لایا ہوں۔
اور پہرے دار نے تھیوسانگ کو جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا اور ایک
تیکھی آنکھوں والی دبلی پتلی بڑھی عورت اسے غور سے دیکھنے لگی یہ پہرے
دار کی خالہ تھی تھیوسانگ نے سوچا کہ چلو ذرا دل لگی ہو جائے گی ابھی بڑا بننے
کی خاص ضرورت نہیں وہ بھی مزے لینے لگا حالانکہ انسان کو ایسا
کبھی نہیں کرنا چاہیئے اور نہ اپنے گھمنڈ کو تسکین دینے کے لئے اپنی
کسی خوبی کا پراپیگنڈا کرنا چاہیئے دنیا میں وہی لوگ کامیاب ہوتے
ہیں اور عزت پاتے ہیں کہ جو اپنی خوبیوں کو بڑھ چڑھ کر بیان نہیں
کرتے جو نیک عمل کرتے ہیں اور اپنی نیکی کو چھپا کر رکھتے ہیں
بڑھی عورت ایک پراسرار عورت تھی اور کسی کو معلوم نہ تھا
کہ وہ رات کو مُردہ روحوں کو بلاتی ہے اور ان سے باتیں کرتی ہے
مُردہ روحوں نے بڑھی خالہ کو اسی رات ہی کو بتایا تھا کہ وہ اگر ایسے

انسان کو اپنے قابو میں کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ جس کا قد اس کی انگلی
کے برابر ہو تو وہ طلسم سامری کے تخت پر بیٹھ کر ساری دنیا کے جادوگروں
پر حکومت کر سکتی ہے قدرت نے اچانک بوڑھی خالہ کی خواہش
پوری کر دی تھی اور انگلی کے برابر سائز کا انسان ٹھیوسانگ اس
کے سامنے میز پر کھڑا اسے مسکرا کر تک رہا تھا ٹھیوسانگ کو کوئی خبر
نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا گذرنے والی ہے۔ بوڑھی خالہ نے ایک
سیکنڈ کے اندر اندر چار بار ایک بے حد تیز گرم اور خطرناک منتر
منہ ہی منہ پڑھا اور ٹھیوسانگ پر پھونک ماردی۔ اس طلسمی پھونک کا
سب سے پہلا اثر یہ ہوا کہ ٹھیوسانگ کا بایاں بازو بے جان ہو کر رہ
گیا بازو کے ساتھ ہی ٹھیوسانگ کا وہ ہاتھ بھی سن ہو کر رہ گیا جس
کی انگلی اپنے جسم پر لگا کر وہ خود کو بڑا کر سکتا تھا۔

اب ٹھیوسانگ کو احساس ہوا کہ وہ محض دلچسپی حاصل کرنے کی
خاطر اسقدر شدید غلطی کر بیٹھا ہے مگر اب پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں
ہو سکتا تھا۔ وہ اپنی انگلی کو ذرا سی حرکت بھی نہیں دے سکتا تھا
ٹھیوسانگ پریشان ہو کر میز پر ادھر ادھر چکر لگانے لگا اس نے بلند
آواز میں بوڑھی عورت سے کہا

" تم نے میرا بازو کیوں سن کر دیا ہے؟ میں تجھے زندہ نہیں
چھوڑوں گا"

ٹھیوسانگ کا خیال تھا کہ شاید دھمکانے سے بوڑھی خالہ طلسم کا
اثر ختم کر دے مگر بوڑھی عورت اتنی احمق نہیں تھی اسے تو زندگی میں
پہلی بار ایسا موقع ملا تھا کہ ساری دنیا کے جادوگروں کی ملکہ بن
سکتی تھی اس نے پہرے دار یعنی اپنے بھانجے کو باہر بھگا دیا اور
کہا اب تم جاؤ میں اسے تمہاری نشانی سمجھ کر اپنے پاس رکھوں گی پہرے دار چلا گیا

بوڑھی خالہ نے کہا!

" ٹھیوسانگ کے قریب اپنا جھریوں بھرا مکار چہرہ لا کر کہا

" تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں تیری وجہ سے ساری دنیا کے
جادوگروں پر حکومت کروں گی تو اب ہمیشہ میری قید میں
رہے گا"

بوڑھی خالہ نے ایک اور منتر پڑھ کر ٹھیوسانگ پر زور سے پھونک
ماری اس پھونک کے اثر سے ٹھیوسانگ بے ہوش ہو گیا بے ہوش ہوتے
ہی اس کے جسم سے جو خوشبو آ رہی تھی وہ بند ہو گئی اس کو کیٹی اور ناگ
نے فوراً محسوس کیا دونوں محل کے باہر باغ میں بیٹھے ٹھیوسانگ کا انتظار
کر رہے تھے کہ اچانک ٹھیوسانگ کی خوشبو آنی بند ہو گئی کیٹی نے گھبرا کر کہا
ناگ بھیا! ٹھیوسانگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔

ناگ نے بھی چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ فضا کو زور سے سونگھا اور بولا!
" ہاں کیٹی! ٹھیو سانگ کی خوشبو آنی بند ہو گئی ہے تم اس جگہ ٹھہرو
میں محل کے اندر جا کر پتہ کرتا ہوں

کیٹی نے اسے روک دیا اور بولی! نہیں نہیں ناگ۔ تم مت جاؤ

کہیں تم بھی کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا ہم شہر سے باہر
چٹان والی غار میں چل کر تھیوسانگ کا انتظار کرتے ہیں وہ
یقیناً اب محل میں نہیں ہے۔ موقع ملتے ہی وہ غار میں آئیگا
ناگ کی خواہش تھی کہ وہ شاہی محل میں جاکر تھیوسانگ کو تلاش
کرے مگر کیٹی نے اسے بالکل نہ جانے دیا اور وہیں سے اُسے ساتھ
لے کر شہر کے باہر والی غار کی طرف روانہ ہوگئی دوسری طرف بوڑھی
خالہ نے تھیوسانگ کو پتھر کے ایک صندوق میں بند کر کے جادوگر سامری
کو منتروں کے ذریعے اطلاع کر دی کہ اب وہ جادوگروں کی ملکہ ہے
جادوگر سامری فوراً ہوا میں پرواز کرتا بوڑھی خالہ کے پاس آگیا بوڑھی
خالہ نے اسے چھوٹا سا تھیوسانگ دکھایا تو سامری کہنے لگا

"جب تک تو اسے جادوگروں کی مجلس میں لے جاکر سب کے سامنے
اس کو ظاہر نہیں کرتی کوئی تمہیں جادوگروں کی ملکہ نہیں مانے گا اسے لے
کر میرے ساتھ چلو میں کوہ قاف میں جادوگروں کو بلاتا ہوں تم اس
چھوٹے انسان کو وہاں دکھا دینا۔ پھر سب تجھے ملکہ تسلیم کرلیں گے اور تو
تخت پر بیٹھ کر جادوگروں پر حکومت کرے گی

بوڑھی خالہ نے تھیوسانگ کو اٹھا کر ایک تھیلی میں بند کیا اور سامری کے
ساتھ کوہ قاف کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوگئی

اب صورت حال یہ ہے کہ عنبر سرخ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند
اسی شہر ساریگان کے قبرستان کی ایک قبر میں اس مُردے کے پاس
موجود ہے۔ جس کو ناگ سانپ نے ڈس کر زندہ
کر دیا تھا تھیوسانگ بوڑھی خالہ کی تھیلی میں بند کوہ قاف
لے جایا جا رہا ہے۔ جبکہ اسکی انگلی حرکت نہیں کرسکتی جولی سانگ
اسی شہر میں ساریگان کے ایک مکان میں ڈگسٹ کی قید میں ہے
زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ جو اس کی رہنمائی میں ایک خلائی
جہاز تیار کر رہا ہے۔ ڈگسٹ کے پاس جو تکونا ستارہ ہے
اس کی روشنی کی وجہ سے جولی سانگ نیم بے ہوش ہے اور
اس کے جسم میں پوری طاقت نہیں رہی۔ ماریا ابھی ساریگان
کے شہر میں نہیں پہنچی۔ اور ناگ اور کیٹی ساریگان شہر
کے باہر چٹان والی غار میں بیٹھے اس انتظار میں ہیں
کہ شاید تھیوسانگ یہاں آ جائے۔

انہیں نہ عنبر کی خوشبو آ رہی تھی نہ جولی سانگ کی اور
نہ تھیوسانگ کی۔ ناگ کہنے لگا۔

"شام ہو رہی ہے۔ کیٹی۔ ابھی تک تھیوسانگ، جولی سانگ
اور عنبر میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا مجھے خود
ان کی تلاش میں نکلنا ہوگا"

کیٹی پھر کہنے لگی۔ کہ وہ نہ جائے کہیں وہ بھی اس سے بچھڑ نہ جائے۔ ناگ نے کہا۔

"اگر میں نہ گیا تو پھر ہم کب تک یہاں یونہی پڑے رہیں گے تم بالکل فکر نہ کرو میں بڑی احتیاط
سے کام لوں گا۔ اور فضا میں پرواز کر کے تھیوسانگ کو ڈھونڈوں گا"

بڑی مشکل سے کیٹی نے ناگ کو اجازت دے دی مگر تاکید کی کہ وہ تھوڑی
تھوڑی دیر بعد غار میں آکر اپنی شکل دکھا جایا کرے۔ ناگ نے سانس
بھر کر چھوڑا اور عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا اس نے سارے
شہر کا ایک چکر لگا۔ جھک کر ایک ایک مکان کو غور سے دیکھا باغوں
میں دیکھا مگر اسے عنبر، تھیوسانگ ماریا میں سے کوئی نہ ملا کسی
کی ایک بار بھی خوشبو نہ آئی ناگ ناامید ہو کر واپس کیٹی کے پاس
آگیا کیونکہ اب رات کا اندھیرا ابھی پھیلنے لگا تھا۔

دونوں غار میں اداس اداس بیٹھے عنبر، ماریا، تھیوسانگ
اور جولی سانگ کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک انہیں ماریا
کی خوشبو محسوس ہوئی ناگ نے چونک کر کہا

"کیٹی! تم نے ماریا کی خوشبو محسوس کی"

ہاں! کیٹی خوشی سے اچھل کر بولی "یہ ماریا کی خوشبو ہے
ناگ نے کہا! "میں اس خوشبو کے پیچھے جاتا ہوں میرا خیال ہے
کہ ماریا کو بھی ہماری خوشبو پہنچ گئی ہوگی اور وہ اسی
طرف آرہی ہوگی"

یہ کہہ کر ناگ عقاب کی شکل میں فضا میں اڑ گیا دوسری طرف سے
ماریا بھی اڑتی ہوئی سارلیگان شہر میں پہنچ گئی تھی اسے بھی کیٹی اور
ناگ کی خوشبو آرہی تھی اور وہ اسی سیدھ میں بڑھ رہی تھی اچانک
ماریا نے فضا میں عقاب کو اڑتے دیکھا۔ ماریا غوطہ لگا کر تیزی
سے عقاب کے قریب آگئی اور بولی۔

"ناگ بھیا"

ناگ نے خوش ہو کر کہا "ماریا" خدا کا شکر ہے تم آگئی ہو۔
ناگ اسے لے کر کیٹی کے پاس آگیا۔ ناگ انسانی شکل میں تھا یہاں
آ کر سب سے پہلے ماریا نے اپنی کہانی سنائی کہ کس طرح جب کیٹی اور
عنبر خانقاہ میں سارلیگان شہر جا کر ناگ اور ماریا کو تلاش کرنے
کا پروگرام بنا رہے تھے۔ تو وہ اسی خانقاہ میں لٹکی ہوئی تھی
ناگ اور کیٹی بڑے حیران ہوئے۔ تب ناگ نے اپنی کہانی سنائی پھر
ماریا نے پوچھا۔

"عنبر تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں؟
ان کی خوشبو کیوں نہیں آرہی"

اب کیٹی نے ماریا کو تھیوسانگ اور جولی سانگ اور عنبر کی
گمشدگی کے بارے میں بتایا۔ ماریا افسوس کرنے لگی پھر سوچ کر بولی
میں شہر کے مکانوں میں جا کر انہیں دیکھتی ہوں۔ میں جولی
سانگ کو پہچان سکتی ہوں ناگ ابھی اسے نہیں ملا یہ اسے
نہیں پہچانے گا۔ اس لئے ناگ بھیا! تم کیٹی کے پاس
ہی رہو" یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہو کر شہر کے مکانوں
کے اوپر آکر اڑنے لگی اس نے شہر کے اوپر تین چار چکر لگائے
رات کا اندھیرا ہو گیا تھا۔ مکان میں چراغ روشن ہو گئے ہوئے
تھے ماریا نے نیچے آکر مکانوں کی تلاشی لینی شروع کر دی وہ ایک

مکان میں جاکر مکان کے سارے کمروں میں گھوم پھر کر
دیکھتی اسے کہیں بھی عنبر جھیو سانگ اور جولی سانگ نظر نہ آئے
نظر بھی کیسے آتے - عنبر لال سانپ کی شکل میں بے ہوشی کی حالت
میں بوتل میں بند ساریگان کے قبرستان میں زندہ مردے کے
ساتھ تھا

اور جھیو سانگ کو نیم بے ہوش کر کے بوڑھی خالہ اپنے ساتھ
کوہ قاف لے جا چکی تھی صرف جولی سانگ اس شہر کے ایک
تنگ و تاریک مکان میں زنجیروں میں جکڑی نیم بے ہوش پڑی
تھی مگر ماریا اس مکان میں ابھی نہیں گئی تھی

ماریا اب شہر کے شمالی علاقے کے مکانوں میں آگئی اس کو
شہر سے تھوڑی دور ایک پرانا سا چھپر والا مکان نظر آیا ماریا
اس کے اندر گئی تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک عجیب قسم کی مشین بنانے
میں مصروف ہے - یہ یوگسٹ تھا - جو خلائی جہاز تیار کر رہا تھا
ماریا غور سے اس آدھے بنے ہوئے خلائی جہاز کی مشین کو دیکھنے
لگی یوگسٹ نے چراغ جلا رکھا تھا وہ بڑی محنت سے مشین کا
ایک ایک پرزہ جوڑ رہا تھا - ایک بوڑھا آدمی اندر آیا اس
کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا
تھا اس نے بوتل میز پر رکھی اور کہا -

"آقا! کیا یہ اڑن کھٹولا ہوا میں اڑے گا؟"

یوگسٹ نے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھا
اور بولا

"یہ اڑن کھٹولا نہیں ہے - یہ خلائی جہاز ہے یہ خلا میں اڑتا
ہوا ایک خلائی سیارے میں جائے گا"

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے - کیونکہ جولی سانگ بھی خلائی
لڑکی تھی بوڑھا کہنے لگا

"آقا! کیا آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں گے - میں خلائی
سیارے کی سیر کرنا چاہتا ہوں

یوگسٹ نے ہنس کر کہا "تم جا کر کیا کرو گے - تم اسی جگہ رہنا میں بہت
جلد واپس آ جاؤں گا

بوڑھا نوکر بولا - آقا! میں مکان پر جاؤں - اسے کھانا دینا ہے
یوگسٹ نے کہا "اسے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی
جا کر دیکھو - وہ کس حال میں ہے اس کا وہیں رہنا
بہت ضروری ہے اس کی مدد کے بغیر میں خلا کے
سیارے پر نہیں پہنچ سکتا

ماریا چونکی - یہ کس کے بارے میں کہہ رہا ہے - چنانچہ جب بوڑھا جانے
لگا تو ماریا بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑی - بوڑھا یوگسٹ کے پرانے
مکان میں آگیا ماریا اس سے پہلے مکان میں داخل ہو کر کمروں میں
گھوم گئی اچانک اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی جو زنجیروں

نیم بے ہوش پڑی تھی ماریا لپک کر اس کے پاس آگئی اتنے میں۔
بڑھا ڈاکٹر بھی وہاں آگیا اور غور سے جولی سانگ کو دیکھ کر باہر چلا
گیا اس کے جانے کے بعد ماریا نے جولی سانگ کو بلایا اور بولی۔
"جولی سانگ! میں ماریا ہوں۔ ماریا۔ ہوش کرو"
جولی سانگ نے آنکھیں کھول دیں اور کمزور آواز میں بولی۔
"ماریا! اس کو سامنے سے ہٹاؤ اس کو سامنے سے ہٹاؤ"
ماریا نے دیکھا کہ جولی سانگ کے سامنے ایک تکونا ستارہ جو تانبے ایسی
دھات کا بنا ہوا تھا۔ میز پر اس طرح کھڑا کر دیا گیا تھا کہ اس کی شعاعیں
سیدھی جولی سانگ پر پڑ رہی تھیں۔ یہ شعاعیں اسے کمزور بنائے ہوئے
تھیں اور اس کی طاقت ختم ہوتی جا رہی تھی ماریا نے جلدی سے تکونی
ستارے کو ہٹا کر زمین پر رکھ دیا جولی سانگ کو ہوش آنا شروع
ہوگیا اس کی کھوئی طاقت واپس آنے لگی۔ ماریا نے آہستہ سے کہا
"یہ سب کچھ کیا ہے جولی؟"
جولی نے دھیمی آواز میں لوگسٹ کے منصوبے کے بارے میں ماریا کو
سب کچھ بتا دیا۔ ماریا نے کہا۔
"وہ جائے جہنم میں۔ تم میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔
شہر کے باہر والی غار میں ناگ اور کیٹی تمہارا انتظار کر رہے
ہیں"
جولی سانگ نے پوچھا "کیا ناگ بھیا بھی آگیا ہے"

ماریا نے کہا۔ "ہاں۔ تم چلو۔ تمہیں اس سے ملاتے ہیں"
اس کے ساتھ ہی ماریا نے جولی سانگ کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ جولی سانگ
کی طاقت بھی بحال ہو گئی تھی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس نے جھک کر
تانبے کا تکونی ستارہ اٹھا لیا اور بولی۔
"یہ ستارہ ہمارے کام آسکتا ہے کم از کم لوگسٹ کو اب یہ خلا
میں نہیں لے جا سکے گا"
اچانک دروازہ کھلا اور لوگسٹ اندر داخل ہوگیا اس نے جولی سانگ
کو زنجیروں سے آزاد ہوش میں دیکھا تو غصے میں آکر اس نے دروازہ
بند کر کے چٹخنی لگا دی اور غضب ناک آواز میں بولا
"تم یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکو گی۔"
جولی سانگ نے مسکرا کر اسے تانبے کا ستارہ دکھاتے ہوئے کہا۔
"جس ستارے کا تم گھمنڈ کر رہے ہو وہ اب میرے پاس آچکا ہے"
لوگسٹ بوکھلا سا گیا۔ "یہ ..... یہ مجھے دے دو۔ نہیں تو میں تمہیں یہیں
بھسم کر دوں گا۔"
جولی سانگ نے ماریا سے کہا
"یہ تمہارا ہے ماریا! اسے واپس لے لو"
ماریا نے جولی سانگ کی ہتھیلی سے ستارہ اٹھا لیا لوگسٹ نے جولی سانگ
کی ہتھیلی سے تانبے کے ستارے کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو خوفزدہ
ہوگیا مگر وہ ہر حالت میں اپنا تانبے کا ستارہ واپس لینا چاہتا تھا۔

اس نے طیش میں آ کر جولی سانگ کو بازو سے پکڑ کر کھینچنا چاہا مگر اس
کے ساتھ ہی جولی سانگ نے آنکھ سے سفید شعاع نکال کر اس پر
پھینکی اور ساتھ ہی اسے زمین سے دس فٹ اوپر فضا میں اٹھا دیا
یہ حالت دیکھ کر ریگسٹ کے ہوش اڑ گئے۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا اس
نے ہاتھ باندھ کر کہا
مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں
ماریا نے اوپر فضا میں بلند ہو کر ریگسٹ کو گردن سے دبوچ لیا اور بولی
"تم کون ہوتے ہو آزاد کرنے والے۔ جولی سانگ پہلے ہی آزاد
تھی۔ ہاں اب تم غلام ضرور ہو۔"
اور ماریا نے جولی سانگ سے کہا کہ اس دولت کے لالچی کو نیچے گرا دو
جولی سانگ نے نظر ہٹالی اور ریگسٹ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔

قبر خالی مُردہ غائب

ریگسٹ زمین پر پڑا کراہ رہا تھا
جولی سانگ نے کہا۔ "تم دولت حاصل کرنے کے لئے خلا میں جانا
چاہتے تھے یہ بڑا گھٹیا مقصد تھا اس لئے تم نے
مجھ پر ظلم کیا تم کسی کو قتل بھی کر سکتے تھے مگر میں تمہیں
معاف کرتی ہوں۔ صرف یہ تکونا ستارہ اپنے ساتھ لئے
جا رہی ہوں یہ تمہارے دادا کی خلائی نشانی بن کر میرے
پاس رہے گا۔ ہاں تمہارے گودام کو جہاں تم خلائی جہاز
بنا رہے تھے میں تباہ کرنے جا رہی ہوں۔"
یہ کہہ کر جولی سانگ اور ماریا مکان سے باہر نکل آئیں۔ ماریا نے جولی سانگ
کو وہ گودام دکھایا جہاں ریگسٹ خلائی جہاز تیار کر رہا تھا جولی سانگ
نے گودام کی طرف دیکھا اور پھر آنکھ سے نیلی شعاع نکالی۔ نیلی شعاع ایک
راکٹ کی طرح گودام پر گری۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اندھیری
رات ایک لمحے کے لئے روشن ہو گئی۔ گودام جل کر راکھ ہو گیا

اندر آدھا بنا ہوا خلائی جہاز اور دوسری تمام کیمیاوی چیزیں تباہ ہو چکی تھیں۔ ماریا نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور غار کی طرف چل پڑی غار میں بیٹھی کیٹی کو جولی سانگ کی خوشبو آئی تو وہ بولی۔

" جولی سانگ کی خوشبو آ رہی ہے ناگ "

ناگ نے فضا میں سانس لے کر کہا

" ہاں مجھے بھی ایک خوشگوار سی خوشبو محسوس ہو رہی ہے "

کیٹی خوش ہو کر بولی

" یہی جولی سانگ کی خوشبو ہے۔ ماریا کی خوشبو بھی ساتھ ہی ہے

ناگ بولا۔ " ماریا کی خوشبو تو میں صاف محسوس کر رہا ہوں "

تھوڑی دیر میں وہاں ماریا اور جولی سانگ پہنچ گئے ناگ نے جولی سانگ کو اور جولی سانگ نے ناگ کو دیکھا۔ ناگ بولا

" اچھا تو یہ ہے ہماری نئی دوست جولی سانگ؟"

جولی سانگ بولی۔ کیا یہ ہیں ہمارے بھائی ناگ "

کیٹی نے کہا۔ " تم نے کیسے پہچان لیا؟"

جولی سانگ کہنے لگی " میں نے ناگ کی آنکھوں سے اسے پہچانا ہے "

ناگ نے کہا " ہاں جولی سانگ! میں ہی ناگ ہوں "

دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ ماریا نے کہا۔

" جولی سانگ ایک عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی "

ناگ ہنس کر بولا۔ " ہمارے سفر میں یہ پہلی بار مشکل میں پھنسی ہے اور ماریا اسے نکال لائی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ہمارا ہزاروں سال کا سفر تو اس سے بھی زیادہ مصیبتوں اور مشکلوں سے بھرا ہوا ہے کہیں تم گھبرا تو نہیں جاؤ گی جولی سانگ؟"

جولی سانگ نے بڑے مان سے کہا۔

" جہاں تم ایسے بھائی ہوں مجھے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے

پھر جولی سانگ نے ناگ کو اپنی طاقت کے بارے میں بتایا اور تکونا ستارہ بھی دکھایا جو وہ یوگسٹ کے گھر سے لے آئی تھی ناگ بولا

" حیرانی کی بات ہے ابھی تک یہاں خلائی انسان موجود ہیں

جولی سانگ نے کہا۔ " اس آدمی کا دادا خلا سے آیا تھا اب وہ بھی خلائی سیارے پر جانا چاہتا تھا۔ مگر محض دولت حاصل کرنے کے لئے اب وہ کبھی نہیں جا سکے گا

پھر اس نے کیٹی سے پوچھا۔ میرے بھائی تھیو سانگ کا کچھ پتہ چلاؤ

ماریا کہنے لگی:

اس کی تلاش جاری ہے۔ خدا نے چاہا تو وہ بھی بہت جلد ہمارے پاس آ جائے گا

ناگ بولا:

" ابھی عنبر کو بھی ڈھونڈھنا ہے میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ ابھی اسی شہر میں کہیں موجود ہے "

کیٹی بولی.... "ہم صبح سب مل کر عنبر اور جیولی سانگ کی
تلاش میں نکلیں گے"

جب ناگ نے انہیں بتایا کہ اس کے ڈسنے سے ساریگان کے بادشاہ
کا بیٹا مرنے کے بعد بھی زندہ ہو گیا تھا تو وہ سب بڑے حیران ہوئے
ناگ نے کہا۔

اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے خزانے کے سانپ
نے بتایا تھا کہ شہزادے کو سکتہ ہو گیا تھا جس کو وہ موت
سمجھ بیٹھے میرے زہر نے اس کے خون میں گرمی پیدا کر دی اور
اٹھ کر بیٹھ گیا

پھر ناگ اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔
مجھے خواب کی طرح یاد آرہا ہے کہ میں نے ایک اور انسان
کو بھی ڈسا تھا۔

"وہ انسان کون تھا؟" ماریا نے پوچھا
ناگ دماغ پر زور دے کر بولا۔

"یاد نہیں آرہا۔ اتنا یاد آتا ہے کہ وہ آدمی زمین کے
اندر لیٹا ہوا تھا اور میں نے اس کے پاؤں پر ڈسا تھا
کیٹی اور جولی سانگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں جولی
سانگ نے کہا۔ "وہ زمین کے اندر تو وہی آدمی لیٹ سکتے
ہیں یا تو وہ کوئی تہہ خانے میں سویا ہوا آدمی ہوگا۔ یا کسی قبر میں
چھپا ہوا ڈاکو یا قاتل ہوگا"

قبر کا نام سن کر ناگ کی آنکھیں چمکنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ
کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ماریا نے ناگ کی شکل پر سوچ
کے آثار دیکھے تو بولی۔

"تم کیا سوچ رہے ہو ناگ!
ناگ نے کہا۔! یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ زمین کے اندر
کیا شے تھی! قبر — قبر — ہاں کچھ یاد آیا۔ وہ ایک قبر میں
"قبر تھی!

کیٹی نے چونک کر پوچھا۔ "تم قریب کیا کرنے گئے تھے۔ تمہیں
کس نے وہاں بھیجا تھا؟ کوئی قبر تھی وہ!

ناگ نے کہا

"ظاہر ہے لیے یونانی گورو ہی نے بھیجا ہوگا کیونکہ میں
اس کی قید میں تھا۔ مگر ذہن میں دھند سی چھا رہی ہے اس
وقت میں اپنے ہوش نہیں تھا۔ بس اتنا یاد آیا ہے کہ ایک
قبر تھی قبر کا سوراخ تھا اور ایک آدمی کے دو پاؤں تھے میں
نے پاؤں پر ڈسا تھا۔

کیٹی نے کہا۔

یہ تو کوئی مُردہ ہی ہو سکتا ہے۔
ماریا بولی "آخر ناگ کو ایک مُردے کو ڈسوانے کی کیا ضرورت

تھی اس گورد کو ؟

جولی سانگ نے اچھل کر کہا۔

اس نے کہ وہ مُردے کو زندہ کرنا چاہتا ہوگا۔ جس طرح اس بادشاہ کے مُردہ بیٹے کو ناگ سے ڈسوا کر زندہ کر دیا تھا

وہاں ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا۔ ماریا، کیٹی، جولی سانگ اور ناگ چپ چاپ سے ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ماریا نے خاموشی کی سکوت کو توڑتے ہوئے کہا

بادشاہ کے مُردہ بیٹے کو اگر یونانی گورد نے ناگ سے ڈسوایا تو وہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اِسے بادشاہ سے خزانہ حاصل کرنے کا لالچ تھا لیکن اس مُردے کو ڈسوانے کی بات سمجھ میں نہیں آتی اِسے اس کی کیا ضرورت تھی۔

کیٹی نے کہا

ہوسکتا ہے۔ یونانی گورد کو اس کی بھی ضرورت ہو۔

جولی سانگ بولی۔

" ہوسکتا ہے وہ مُردے سے کوئی کام لینا چاہتا ہو ہوسکتا ہے وہ مُردے کو ڈسوا کر ناگ کے زہر کی آزمائش کرنا چاہتا ہو"

کیٹی نے کہا۔

" اس کا مطلب یہ ہے وہ مُردہ تو زندہ ہوگیا ہوگا جس کو ناگ نے قبر میں ڈسا ہوگا

اس پر سب ایک بار پھر چپ ہوگئے۔ ماریا نے تشویش کے ساتھ کہا۔...... یہ تو بڑی خطرناک بات ہے تمہارا کیا خیال ہے ناگ: کیا تمہارے ڈسنے سے مردہ زندہ ہوگیا ہوگا؟

جولی سانگ نے سر کو ایک طرف جھکاتے ہوئے کہا

" اگر بادشاہ کا بیٹا زندہ ہوسکتا ہے۔ تو قبر میں پڑا ہوا مُردہ بھی زندہ ہوسکتا ہے۔

اب ناگ بولا۔ بادشاہ کا بیٹا خزانے کے سانپ کے کہنے کے مطابق مُردہ نہیں تھا۔ اسے سکتہ ہوگیا ہوا تھا اور قبر کا مُردہ تو خالص مُردہ ہوتا ہے وہ کیسے زندہ ہوسکتا ہے "

ماریا نے کہا۔ " آخر ہمیں اس بک بک سے کیا۔ مُردہ زندہ ہو یا مُردہ۔ ہمیں اس سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں تھیو سانگ کی تلاش کے لئے کسی دوسرے شہر کو چلنا چاہیے ممکن ہے عنبر کا بھی وہیں سے سراغ مل جائے گا

کیٹی نے ماریا کی حمایت کی تو جولی سانگ بولی۔

"میرا خیال تو ہے کہ ہمیں کچھ روز اسی جگہ رہنا چاہیے
ممکن ہے کہ عنبر، تھیو سانگ اسی جگہ آجائیں۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا

"جولی سانگ! اپنے آپ ہم میں سے بہت ہی کم کوئی آیا
ہے ہمیں جا کر اسے لانا پڑا ہے۔ اس کی مصیبت میں خود بھی
چھلانگ لگانی پڑتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کل صبح ہوتے
ہی ہمیں کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیے کیونکہ اس
شہر میں سے عنبر اور تھیو سانگ کسی کی خوشبو بھی نہیں آرہی

ماریا نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ اور پھر ہم دوبارہ اس شہر میں آجائیں
گے۔ یہاں آنے سے ہمیں کوئی منع نہیں کرتا

آخر یہی طے پایا کہ صبح ہوتے ہی وہاں سے ملک کشش دیپ کی
طرف کوچ کر دیا جائے۔ رات گہری ہو گئی تھی یہ سب ساتھی
غار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر زمین پر لیٹ گئے اور باتیں
کرنے لگے نیند تو انہیں آتی نہیں تھی۔ بس یونہی ایک دوسرے سے
باتیں کرتے رہے اور پھر تھوڑا آرام کرنے کے خیال سے۔
انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ناگ لیٹے لیٹے تھک گیا۔.....
بنے لگا۔ میں ذرا باہر کھلی ہوا میں جاتا ہوں یہاں تھک گیا

ہوں بند ہوا ہیں۔

ماریا نے کہا۔ "خدا کے لئے زیادہ دور مت جانا"

ناگ ہنس کر بولا۔ فکر نہ کرو۔ میں کوئی بچہ نہیں ہوں
کیٹی اور جولی سانگ دبے دبے ہنسنے لگیں۔ ناگ غار سے نکل کر
تازہ ہوا میں آیا تو اسے تسکین محسوس ہوئی۔ آسمان پر ستارے
سفید نیلے پھولوں کی طرح کھلے ہوئے تھے۔ چاند ابھی نہیں نکلا
تھا چاروں طرف دور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں خاموش تھیں اندھیرے
کی چادر نے انہیں اپنی آغوش میں لے رکھا تھا دور سمندر کی جانب
سے لہروں کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا ناگ ٹہلتے ٹہلتے
ذرا دور نکل گیا۔ پھر ایک جگہ پتھر پر بیٹھ گیا اور عنبر تھیو سانگ
کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہوں گے اور ان کو ڈھونڈنے
کے لئے کس قسم کی پالیسی یا حکمت عملی تیار کرنی چاہیے

اچانک اسے اپنے پیچھے آہٹ سی سنائی دی۔ ناگ نے
گھوم کر دیکھا۔ اس کے پیچھے چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلے
تھے ان کے پیچھے چڑھائی تھی اور وہ غار تھا جس میں کیٹی جولی سانگ
اور ماریا آرام کر رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ یہ اس کا وہم ہوگا
وہ پھر تھیو سانگ اور عنبر کے بارے میں غور کرنے لگا تھوڑی
دیر بعد اسے وہی آہٹ ایک بار پھر سنائی دی۔ ناگ نے
پیچھے مڑ کر دیکھا اس بار بھی اسے پیچھے کوئی چیز دکھائی نہ دی۔

ناگ پھر اپنی سوچوں میں گم ہو گیا تیسری بار اس کو آہٹ کی
آواز آئی تو ناگ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ٹیلے کے پیچھے آ گیا اس
نے جھک کر زمین پر دیکھا زمین پر اسے ریت میں انسانی پاؤں
کے نشان دکھائی دیئے۔ پہلے اس نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے
یہ کیٹی کے یا خود اس کے پاؤں کے نشان ہوں مگر یہ نشان
کٹے پھٹے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ جس آدمی کے پاؤں کے یہ نشان
ہیں اس کے پاؤں پھٹے ہوئے ہیں۔ ناگ چپکے سے ان نشانوں
کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ دور ٹیلوں کے اندھیرے میں آیا تو ستاروں
کی روشنی میں اسے ایک سایہ درخت کے پیچھے جاتا نظر آیا ناگ بھاگ
کر ادھر آ گیا اب وہ ٹیلے کے پیچھے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس
کے سامنے ایک زندہ لاش کھڑی ہے ناگ ایک قدم پیچھے ہٹ
گیا۔ لاش نے صرف کفن پہن رکھا تھا وہ جگہ جگہ سے پھٹ رہا
تھا لاش کی کھڑکھڑاتی آواز آئی۔

"مجھے ڈسو۔ مجھے کاٹو۔"

اور پھر لاش ایک طرف مڑ کر غائب ہو گئی۔ ناگ نے فوراً
عقاب کا روپ بدلا اور لاش کے پیچھے اڑا مگر رات کے اندھیرے
میں اسے لاش کہیں نظر نہ آئی۔ وہ فوراً غار میں کیٹی، ماریا جولی سانگ
کے پاس آ گیا انہیں سارا واقعہ سنایا تو ماریا بولی۔

"تو تمہیں یوں ہی وہم ہو گیا ہے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"کبھی پہلے ناگ کو وہم ہوا ہے ماریا؟ یہ تم نے عجیب بات
کہہ دی ہے۔"

ماریا نے اپنی بات کو زیادہ صفائی سے پیش کرتے ہوئے کہا
"میرا مطلب تھا کہ چونکہ ہم قبروں کی باتیں کر رہے تھے
اس لئے ہو سکتا ہے اس کے ذہن نے ایک لاش کا ہیولا سامنے
لا کھڑا کیا ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔ "نہیں ماریا۔ یقین کرو وہ ایک لاش تھی۔ اس کا
کفن پھٹا ہوا تھا۔ وہ مجھے ڈسنے کے لئے کہہ رہی تھی"

اس پر جولی سانگ نے کہا "وہ ہو سکتا ہے یہ وہی لاش ہو جس کو
تم نے یونانی گورو کے کہنے پر ڈسا تھا"

کیٹی کہنے لگی "یہ بالکل ٹھیک ہے ہمیں قبرستان میں چل کر معلوم
کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس طرح ہمیں عنبر کا ہی
سراغ مل جائے۔"

ناگ بولا۔ "تو پھر چلو سب مل کر قبرستان میں چلتے ہیں"

ماریا بھی تیار ہو گئی۔ اب ناگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا غار سے نکل کر
ساریگان شہر کے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے قبرستان وہاں سے
زیادہ دور نہیں تھا قبرستان کی فضا پر تاریکی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔
ذرا سی آہٹ بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جولی سانگ کیٹی کے ساتھ

ساتھ چل رہی تھی وہ ڈیوڑھی سے نکل کر قبروں کے درمیان آئے
تو ناگ نے ماریا سے کہا
"ماریا! تم قبرستان کی ساری قبروں کو جا کر دیکھو
کہ کون سی قبر مُردے سے خالی ہے"
ماریا اسی وقت قبروں کی تلاشی لینے لگی وہ ہر قبر پر جا کر دیکھتی
کہ مُردہ ہمیشہ کی نیند سو رہا ہے زیادہ تر مُردوں کی ہڈیاں ہی باقی
رہ گئی تھیں۔ قبرستان کی ساری قبریں تقریباً ماریا نے دیکھ لیں صرف
ایک قبر باقی رہ گئی تھی۔ ماریا اس قبر میں گھسی تو قبر کا مُردہ...
غائب تھا ماریا نے فوراً ناگ۔ کیٹی اور جولی سانگ کو آ کر اطلاع
دی کہ کونے والی قبر میں لاش نہیں ہے
ناگ کیٹی اور جولی سانگ فوراً اس قبر پر آ گئے۔ ناگ سانپ
بن کر قبر میں اتر گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی ہی قبر میں مُردہ نہیں
تھا وہاں اور بھی کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے باہر آ کر بتایا
"اب مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا ہے شاید یہی وہ قبر تھی جس کے
مُردے کے پاؤں پر میں نے ڈسا تھا اور اب مجھے یقین ہو گیا ہے
یہ وہی لاش تھی جو تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئی تھی۔
کیٹی بولی۔ میرا خیال ہے۔ وہ لاش ابھی اپنی قبر تک نہیں پہنچی۔
ہمیں کسی جگہ چھپ کر اس کا انتظار کرنا چاہیئے۔
جولی سانگ کہنے لگی۔ "کیا خبر وہ رات کو ادھر نہ آئے۔"

ماریا بولی۔
"مُردہ رات کو اپنی قبر میں ضرور واپس آ جاتا ہے
اس قبر کی لاش اگر باہر گئی ہے تو دن نکلنے سے
پہلے اپنی قبر میں ضرور واپس آئے گی"
ناگ نے جولی سانگ اور کیٹی کو ساتھ لیا اور قبرستان
کی ڈیوڑھی میں ایک ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے
خالی قبر صاف نظر آتی تھی اب آسمان پر پیلا زرد اداس
چاند نکل آیا تھا جس کی پھیکی روشنی نے قبرستان کی فضا
کو اور زیادہ پُر اسرار بنا دیا تھا اصل میں ہم لوگ قبرستانوں
سے یونہی ڈرتے ہیں جبکہ زندہ انسان سے دنیا کی ہر
مخلوق خوف کھاتی ہے۔ ہمیں قبرستانوں سے بالکل خوف
نہیں کھانا چاہیئے۔ رات ڈھلنے لگی۔ چاند بھی تھوڑا سا
اوپر کو آ کر نیچے ڈوبنے لگا۔ پھیکی زرد چاندنی کھسکنے لگی
اور قبرستان پر ایک بار پھر اندھیرا چھانے لگا
اچانک ماریا نے کہا۔
"وہ کوئی آ رہا ہے ان درختوں کے پیچھے"
سب نے درختوں کے پیچھے دیکھا۔
ناگ نے جذباتی آواز میں کہا۔
"ارے یہ تو وہی لاش ہے۔ میں نے اسے پہچان...

ماریا نے سرگوشی کی :

" میں جا کر اسے دیکھتی ہوں "

کیٹی نے اسے روکا !

" نہیں نہیں تم مت جاؤ - اسے قبر میں جا لینے دو

بعد میں دیکھا جائے گا -

کیٹی اب کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی ناگ بڑے غور سے درختوں کی طرف دیکھ رہا تھا - جولی سانگ کی نظریں اُدھر ہی جمی ہوئی تھیں - لاش وہی تھی جو تھوڑی دیر پہلے ناگ کے پاس آئی تھی - لاش ایک جگہ سے سوراخ کر کے قبر میں گھس گئی

تب ناگ بولا -

" اب میں لاش کو جا کر دیکھتا ہوں کہ آخر یہ معمہ کیا ہے

وہ کیوں میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے ڈسنے

کے لیئے کیوں کہا تھا "

ماریا بولی : " میں تمہارے ساتھ جاؤں گی اب ہم کسی کو اکیلا نہیں

چھوڑیں گے -

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی کہا کہ ہاں ماریا تم ناگ کے ساتھ جاؤ

ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور قبروں کی سوکھی ہی گھاس میں سے رینگتا ہوا زندہ لاش والی قبر پر پہنچ گیا اس نے آہستہ سے ماریا سے کہا

کہ وہ باہر ہی رہے اور ناگ خود قبر کے اندر چلا گیا - جونہی وہ اندر گیا - تو لاش نے اسے گردن سے دبوچ لیا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکال سکتا لاش نے ناگ کو بوتل میں بند کر کے اوپر کاک لگا دیا -

خدا جانے یہ لاش کے ٹھنڈے ہاتھوں کا اثر تھا یا بوتل پر کیئے گئے جادو کا اثر تھا - کہ ناگ بوتل میں بند ہوتے ہی بے حس ہو گیا - اور اسکی خوشبو نکلنی بند ہو گئی - جونہی کیٹی جولی سانگ اور ماریا کو ناگ کی خوشبو آنی بند ہوئی وہ پریشان ہو گئے - جولی سانگ اور کیٹی لپک کر قبر پر آئے ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی مگر ناگ کی خوشبو غائب تھی

ماریا نے کہا -

" کیٹی ! ناگ قبر میں گیا تھا اس کی خوشبو بند ہو گئی ہے

میں قبر میں جا رہا ہوں "

اور ماریا تیزی سے میں داخل ہو گئی - اس نے دیکھا کہ قبر میں ایک مُردہ بالکل سیدھا خاموش اور بے حس پڑا ہے ناگ والی بوتل اس کے نیچے تھی اس بوتل کو ماریا نہ دیکھ سکی ماریا نے جھک کر مُردے کو غور سے دیکھا وہ واقعی لاش کی طرح سرد تھا اور کھوپڑی پر ایک طرف سے گوشت اُڑنے لگا تھا ماریا نے قبر کا کونا کونا چھ

ناگ کہیں نہ ملا اس نے ناگ کو آوازیں بھی دیں مگر ناگ نے کوئی
جواب نہ دیا۔ ناگ نے قبر میں ماریا کی آواز سن لی تھی مگر وہ
اتنی طاقت محسوس نہیں کر رہا تھا کہ جواب دیتا۔ ماریا قبر سے
باہر آگئی

"کیٹی جولی سانگ! ناگ قبر میں نہیں ہے۔ [illegible] موجود ہے
مگر ناگ نہیں ہے نہ جانے وہ کہاں چلا گیا ہے

جولی سانگ نے کہا

"اسے قبروں میں تلاش کرو۔ ماریا۔ وہ ہمارے
سامنے اس قبر میں گیا تھا۔ ہو سکتا اندر ہی اندر وہ کسی
دوسری قبر میں اتر گیا ہو"

کیٹی آہ بھر کر بولی! میں اس لئے ناگ کو اکیلا نہیں جانے دینا
چاہتی تھی اب خدا جانے اس پر کیا گذر گئی ہے اور وہ
کہاں پھنس گیا ہے

ماریا بولی۔ تم گھبراؤ نہیں کیٹی۔ ناگ ہمارا بھی ساتھی ہے میں
ابھی سارے قبرستان کو کھنگال ڈالتی ہوں

اور ماریا تیزی سے قبروں کی تلاشی لینے لگی ایک بار پھر اس
نے ساری قبرستان کی ساری قبریں دیکھ لیں مگر ناگ اسے کہیں
دکھائی نہ دیا وہ مایوس ہو کر کیٹی اور جولی سانگ کے پاس آگئی

"افسوس! ناگ کا کوئی سراغ نہیں ملا"

جولی سانگ نے اداسی سے کہا۔

"ہم عنبر اور تھیو سانگ کو تلاش کر رہے تھے اور یہاں
ناگ بھیا بھی ہمارے پاس نہیں رہا!"

ماریا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی بات نہیں ہے جولی سانگ! ایسا ہمارے ساتھ
کئی بار ہو چکا ہے۔ ناگ کا صبح تک ضرور پتہ چل جائے گا
وہ کہاں ہے"

کیٹی غمگین تھی۔ ماریا نے اسے تسلی دی تو وہ بولی

"میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ ناگ کو اکیلا مت قبر میں
جانے دینا مگر کسی نے میری نہیں سنی

ماریا نے کہا! "کوئی بات نہیں کیٹی۔ ناگ اسی قبرستان میں گم ہوا ہے
ہم اسے اسی قبرستان سے ڈھونڈ نکالیں گے آؤ قبرستان
کی اس ڈیوڑھی والی کوٹھڑی میں ڈیرہ جماتے ہیں جب
تک ناگ ہمیں واپس نہیں مل جاتا ہم یہاں سے نہیں جائیں
گی"

جولی سانگ نے غصے میں کہا

"اگر ناگ نہ ملا تو میں ان ساری قبروں کو ننگا ہوں کا میزائل
مار کر تباہ کر دوں گی

ماریا نے فوراً کہا۔ "نہیں نہیں جولی سانگ! ہم ایسا نہیں کر سکتے

قبروں کی بے حرمتی کرنا گناہ ہے ہم مرنے والوں اور
ان کی قبروں کا احترام کرتے ہیں۔ ہم ان سے کچھ مانگتے نہیں
ہیں مگر ان کا احترام ضرور کرتے ہیں آئندہ ایسی
بات مت کہنا۔"

جولی سانگ نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا

"مجھے افسوس ہے ماریا۔ اصل میں میں یہاں کے رسم و
رواج سے ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہوئی۔"

وہ تینوں سہیلیاں قبرستان کی ڈیوڑھی میں جا کر بیٹھ گئیں
رات کا پچھلا پہر تھا ایک عجیب سی وحشت انگیز خاموشی قبروں
پر چھا رہی تھی۔ کسی قبر کے اوپر والے درخت سے الّو تھوڑی
تھوڑی دیر بعد بولنے لگا تھا۔ ماریا قبروں کے اوپر پرواز کر
رہی تھی اگر کہیں ناگ نظر آئے تو اسے اپنے ساتھ لے چلے
اس دوران قبر کے اندر لیٹے ہوئے مردے نے اپنے نیچے
سے ناگ والی بوتل نکال کر اپنے سینے پر رکھی۔ اسے غور سے دیکھا
پھر اٹھ کر قبر کے سوراخ میں سے تھوڑا سا سر باہر نکال کر دیکھا
اس نے آسمان کی طرف نگاہ ڈالی تو اسے ماریا اڑتی ہوئی قبروں
کے اوپر منڈلاتی اور چکر لگاتی نظر آئی۔ مُردہ ماریا کو دیکھ
سکتا تھا اس نے گردن اندر قبر میں سمیٹ لی تھوڑی دیر کے بعد
جب پھر گردن ذرا سی باہر نکال کر دیکھا۔ ماریا ابھی تک چکر لگا
رہی تھی۔ مُردہ قبر میں لیٹ گیا۔ ناگ کی بوتل اب بھی اس
کے نیچے تھی۔ سورج نکلنے لگا دن کا اُجالا پھیلنے لگا۔ ماریا
ڈیوڑھی میں واپس آ گئی اور کہنے لگی کہ قبرستان میں اسے سوائے
مُردوں کے کچھ نظر نہیں آیا۔ کیٹی جولی سانگ کچھ دیر کے لئے
خاموش ہو گئیں پھر جولی سانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں کچھ دیر کے لئے غار میں ہی چلنا
چاہئے۔ ہو سکتا ہے ناگ یا عنبر میں سے کوئی اُدھر آ نکلے
کیٹی بولی۔" اچھا خیال ہے اب دن نکل آیا ہے قبروں کی لاشیں
دن میں قبروں سے نہیں نکلا کرتیں۔

کیوں ماریا تمہارا کیا خیال ہے۔

ماریا نے کہا۔" میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی ایک کو اسی جگہ
ٹھہرنا چاہئے۔

کیٹی نے ہاتھ اٹھا کر جلدی سے کہا۔

" بالکل نہیں۔ اب ہم کسی کو بھی اکیلی نہیں چھوڑیں گی ہم جہاں
اکٹھی جائیں گی۔ چلو ہم سب غار میں چلتے ہیں۔

جولی سانگ، ماریا اور کیٹی غار کی طرف روانہ ہو گئیں۔
ان کے جاتے ہی مُردے نے سوراخ میں سے گردن نکال
کر دیکھا۔ فضا میں ماریا نہیں تھی قبرستان پر گہری خاموشی اور
ویرانی تھی کہیں کوئی پرندہ بھی نہیں تھا وہ قبر والی [illegible]

ناگ جیسے حکم کا غلام تھا اس نے مُردے کے بازو پر ڈس
دیا۔ ڈسنے ہی ناگ کا زہر مُردے کے بے جان جسم میں پھیلنے
لگا یہ زہر خون کی مدد سے نہیں پھیل رہا تھا کیونکہ مُردے کا
خون جما ہوا ہوتا ہے۔ یہ ایسے پھیل رہا تھا جیسے خشک زمین
پر پانی ڈالنے سے آہستہ آہستہ پھیلنے لگتا ہے۔ جوں جوں زہر
مُردے کے جسم میں پھیل رہا تھا۔ اس کا جسم گرم ہوتا جا رہا تھا۔
اس کی کھوپڑی پر جو گوشت اڑا ہوا تھا وہاں بھی گوشت واپس آگیا
مُردے کے بازو پر بھی جہاں ہڈیاں نکل آئی تھیں گوشت آگیا
پھر اس کے جسم کے خلیے زندہ ہو گئے۔ اچانک دل نے دھڑکنا
شروع کر دیا اور خون کی گردش شروع ہو گئی اب وہ ایک
لاش نہیں تھی۔ پہلی بار ڈسوانے سے لاش اس طرح زندہ ہوئی
تھی کہ وہ سن سکتی تھی۔ چل سکتی تھی۔ مگر سوچ نہیں سکتی تھی
اب دوسری بار سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے لاش پورا
انسان بن چکی تھی۔ اس لاش کو اپنا سارا ماضی یاد آگیا تھا...
اسے یہ بھی یاد آگیا تھا۔ کہ وہ کون تھا۔ اسے کس نے قتل کیا
تھا اور وہ زندگی میں کیا کیا آرزوئیں پوری کرنا چاہتا تھا۔
جو اس کی موت کی وجہ سے ادھوری رہ گئی تھیں۔ یہ لاش
کی فتح تھی۔ موت پر فتح تھی۔ اس نے ناگ کو دوبارہ بوتل میں
بند کر کے گڑھے میں دبا دیا اور کنیز کو مقبرے سے باہر آگیا

گزرتا قبرستان سے باہر نکل گیا۔ قبرستان کے پیچھے ایک ویران
باغ تھا جس کے سارے کے سارے درخت دیمک لگنے کی وجہ
سے سوکھ کر کانٹا ہو رہے تھے۔ جگہ جگہ دیمک نے ڈھیریاں بنا
رکھی تھیں اس ویران اُجڑے ہوئے خشک درختوں والے
باغ کے کونے میں ایک پرانا مقبرہ سا بنا ہوا تھا۔ یہ کسی کنیز
کا مقبرہ تھا جس کو بادشاہ نے زہر دے کر مروا دیا تھا۔ مُردہ
ناگ کی بوتل لے کر اس مقبرے میں آگیا۔

مقبرے کے نیچے قبر تھی۔ اس قبر کو ایک سرنگ جاتی تھی مُردہ
اس سرنگ میں سے قبر میں آگیا۔ یہاں تہہ خانے میں اس کنیز کی قبر
بنی ہوئی تھی۔ قبر کی ایک جانب مُردے نے گڑھا کھود کر اس میں
رکھی ہوئی لال سانپ کی بوتل بھی باہر نکال لی۔ یہ لال سانپ عنبر
تھا۔ جو بوتل میں بے ہوشی کے عالم میں پڑا تھا۔ ناگ اگرچہ بے
بس تھا۔ مگر وہ آوازیں سن سکتا تھا۔ تھوڑا تھوڑا دیکھ بھی سکتا
تھا مُردے نے عنبر والی لال سانپ کی بوتل کو آنکھوں کے پاس لا کر
دیکھا اور پھر اسے گڑھے میں رکھ دیا۔ اس کے بعد ناگ والی بوتل
کا ڈھکنا کھول کر سانپ کو باہر نکال دیا۔ ناگ اگرچہ بے حس تھا
مگر باہر نکلتے ہی اس کے منہ میں حرارت سی آگئی۔ مُردے نے اس
کا منہ اپنے جسم کے ساتھ لگا کر کہا

"ناگ مجھے ڈس دو۔ مجھے ڈس دو"

ابھی تک اس کے جسم پر پھٹا ہوا کفن ہی تھا۔ وہ اب
قبرستان میں واپس آگیا۔ اپنی قبر پر کھڑے ہو کر اس نے
غور سے اپنی قبر کو دیکھا۔ اس نے سوراخ کو مٹی سے بند کر
دیا پھر ویران مقبرے والے باغ میں آکر دوسری طرف
سڑک کے کنارے بیٹھ گیا۔ اتفاق سے ادھر سے ایک گھوڑے
سوار کا گذر ہوا۔

زندہ ہو چکے مُردے نے گھوڑے سوار کو دیکھا اور بولا
بھائی ذرا میری بات سنتے جا۔

گھوڑ سوار نے گھوڑے کو روک دیا کیا بات ہے! تم نے یہ
کفن کیوں پہن رکھا ہے۔ زندہ مُردہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی آنکھیں
گھوڑا سوار کی آنکھوں میں ڈال دیں۔ پھر منہ سے ایک عجیب سی غراہٹ
کی آواز نکالی۔ گھوڑا سوار بے ہوش ہو کر گر پڑا زندہ مُردے
نے گھوڑے سوار کے کپڑے اتار کر خود پہنے اس کے گھوڑے
پر بیٹھا اور دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس شہر کی
طرف یہ زندہ مُردہ روانہ ہوا تھا وہ ساریگان شہر سے ایک
دن کے سفر پر واقع تھا۔ اس زندہ مُردے کا نام یاکوس تھا
وہ درگان شہر کے علاقے کا بہت نامی گرامی ڈاکو اور قاتل
تھا اس کا کام راہ گیروں کو لوٹنا اور انہیں ہلاک کرنا تھا درگان
کے بادشاہ نے اس کا سر قلم کر کے لانے والے کے لئے ایک

لاکھ اشرفی کا انعام رکھا ہوا تھا۔ مگر یاکوس کسی کے
ہاتھ نہیں آتا تھا کچھ دیر بعد بادشاہ نے اعلان کروادیا۔
کہ جو شخص یاکوس ڈاکو کی لاش ہمارے پاس لائے گا اُسے
ایک لاکھ اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا
کہ یاکوس کے ایک ساتھی کی نیت خراب ہو گئی اس نے شربت
میں یاکوس کو زہر پلا دیا اور لاش بادشاہ کے پاس لے گیا...
بادشاہ نے یاکوس کی لاش کو پہچان لیا۔ وہ بڑا خوش ہوا اور اس
کے ساتھی کو لاکھ اشرفیاں انعام میں دے دیں۔ یاکوس کے
اس غدار ساتھی کا نام قرس تھا۔ یاکوس کو بادشاہ کے حکم سے
ساریگان کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ بادشاہ اس بدنام خونی
ڈاکو کو اپنے شہر کے قبرستان میں نہیں دفنانا چاہتا تھا۔

یاکوس کی موت کے بعد اس کے غدار ساتھی قورس نے
ایک عالیشان حویلی دریا کے کنارے بنوائی۔ اور ٹھاٹھ باٹھ
سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس بات کو ایک برس گذر گیا تھا
کہ یاکوس یعنی زندہ مُردہ ایک بار پھر زندہ ہو کر واپس اپنے
وطن درگان جا رہا ہے۔ وہ صبح کے وقت ساریگان کے قبرستان
سے گھوڑے پر روانہ ہوا اور شام کے وقت اپنے وطن
پہنچ گیا۔ ایک سال تک قبر میں مُردہ حالت میں پڑے رہنے کے
بعد یاکوس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ اگر وہ کسی کی

طرف آنکھیں پھیر کر دیکھتا اور منہ سے غراہٹ کی آواز نکالتا تھا تو
وہ شخص وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ یاکوس اپنے شہر کی
سرحد پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کا اپنا مکان یا ڈیرہ شہر کی سرحد
کے قریب ہی ایک گھنے جنگل کی ایک اندھیری غار میں تھا
یاکوس اپنے پرانے اڈے میں آگیا۔ گھوڑے کو باہر باندھ کر
وہ غار میں داخل ہوا۔ غار میں جالے لٹکنے لگے تھے اس کا
ساتھی اور دشمن قورس وہاں پر نہیں تھا۔ جب یاکوس نے
قورس کا دیا ہوا شربت پیا تھا تو فوراً ہی اسے احساس ہو گیا
تھا کہ اس کے اپنے ہی ساتھی نے غداری کی ہے اور اسے شربت
میں زہر ملا کر پلا دیا ہے۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ زہر
اس کے معدے میں پہنچ کر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔
یاکوس مر گیا اور یہ حسرت لے کر مر گیا کہ اسے اس کے ساتھی نے
انعام کے لالچ کی خاطر زہر دیا ہے۔ اب یاکوس کو اپنے غدار
ساتھی قورس کی تلاش تھی۔ غار میں قورس موجود نہیں تھا
یاکوس نے کچھ دیر غار میں آرام کیا اور سوچتا رہا کہ قورس
کو انعام میں جو اتنی بڑی رقم ملی تھی اس سے وہ عیش کر
رہا ہو گا اس نے ضرور شاندار حویلی بنالی ہو گی اور مزے کی
زندگی بسر کر رہا ہو گا۔ یاکوس نے فیصلہ کیا کہ وہ دوسرے روز
اپنے دشمن کی کھوج میں شہر جائے گا۔ اس نے رات غار میں ہی

بسر کی دوسرے روز صبح سویرے اٹھ کر وہ گھوڑے پر سوار
ہونے کی بجائے۔ پیدل ہی شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یاکوس
جب تک قبر میں مُردہ حالت میں رہا تھا اس کی داڑھی۔
نہیں بڑھی تھی مگر دوسری بار ناگ کو ڈسوانے کے بعد اس
کے جسم میں خون کی گردش جاری ہو گئی تھی اور داڑھی کے
بال بڑھنا شروع ہو گئے تھے اس نے اپنے سر پر کپڑا اس
طرح لپیٹ رکھا تھا کہ اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں
اور وہ آسانی سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ یاکوس شہر میں داخل
ہونے سے پہلے دریا کے پل پر سے گذرا تو اسے وہاں ایک
شاندار حویلی دکھائی دی اسے شک ہوا کہ یہی حویلی اس کے غدار
دوست اور دشمن قورس کی ہو گی۔ اس نے گھوڑے کا رخ حویلی
کی طرف موڑ دیا۔ حویلی کے گیٹ پہ دربان کھڑا تھا۔
یاکوس نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حویلی قورس کی ہے؟
دربان نے کہا۔ ”ہاں“ یہ ہمارے امیر قورس کی حویلی ہے مگر
تم کون ہو؟“ یاکوس نے کہا۔
میں ایک مسافر ہوں۔ تمہارے امیر قورس کی سخاوت کی بڑی
تعریف سن رکھی تھی۔ اس لئے آ گیا ہوں کہ شاید وہ میری کچھ
مدد کرے۔ دربان نے کہا ”اس طرف درخت کے نیچے بیٹھ جاؤ
جب میرا امیر قورس حویلی سے نکل کر باہر جائے تو اپنا

سوال کرنا۔ یاکوس پرے ہٹ کر گھوڑے سے اتر کر بیٹھ گیا۔ کچھ
دیر بعد اسے قورس گھوڑے پر بیٹھا حویلی کے گیٹ سے نکلتا
نظر آیا اس کا لباس نہائیت شاندار تھا گلے میں قیمتی ہیرے پہن
رکھے تھے۔ یاکوس اٹھ کھڑا ہوا۔ جب قورس یاکوس کے قریب
سے گزرا تو یاکوس نے کہا۔

"میرا ایک سوال ہے اے امیر قورس!"

قورس رک گیا۔ اسے آواز کچھ جانی پہچانی لگی۔ اس نے غور سے
یاکوس کو دیکھا۔ مگر یاکوس نے چہرے پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا وہ
اسے پہچان نہ سکا تو اس نے پوچھا۔

"کیا سوال ہے تمہارا؟"

یاکوس نے کہا۔ "مجھے تمہارے دوست یاکوس نے بھیجا ہے جس کو
تم نے زہر دے کر مار ڈالا تھا"

قورس گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے چونک پڑا اس نے غور سے
یاکوس کو دیکھا۔ یاکوس نے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا اور
بولا۔

"قورس! تم نے مجھے اب پہچان لیا ہو گا۔ میں ہی یاکوس
ہوں جس کے ساتھ تم نے غداری کی اور زہر دے دیا تھا
مگر میں زندہ ہوں۔"

قورس کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی
اور بھاگ اٹھا۔ یاکوس نے بھی اپنا گھوڑا اس کے پیچھے لگا دیا دونوں
گھوڑے ایک دوسرے کے آگے پیچھے دریا کے کنارے بھاگے
جا رہے تھے۔ یاکوس نے اپنے گھوڑے کو اتنی زور سے ایڑ لگائی
کہ وہ سرپٹ دوڑتا ہوا قورس کے قریب آ گیا۔ یاکوس نے اچھل
کر قورس پر چھلانگ لگائی اور اسے نیچے گرا لیا۔ پھر قورس کو
گردن سے دبوچ کر کہا۔

"قورس! میں زندہ نہیں ہوں بلکہ مردہ ہوں مگر اس طرح
ہو گیا ہوں کہ اب کوئی انسان مجھے آسانی سے ہلاک
نہیں کر سکتا۔"

قورس پر دہشت طاری تھی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
"یاکوس مجھے معاف کر دو۔ تمہیں کیا چاہیے؟ میں
اپنی ساری دولت تیرے حوالے کرتا ہوں مگر میری جان
بخشی کر دے"

یاکوس بولا۔ "تمہاری جان بخشی میں نہیں کروں گا تم نے مجھے زہر
دیتے وقت مجھ پر رحم نہیں کھایا تھا اب میں بھی
تم پر رحم نہیں کھاؤں گا۔"

اور یاکوس نے گھور کر قورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں مردہ
یاکوس کی آنکھوں کی طاقت سے قورس بے ہوش ہو گیا یاکوس
اسے گھسیٹ کر دریا کے کنارے لے آیا پھر اس کے دونوں پاؤں

میں بڑا سا پتھر باندھا اور دریا میں پھینک دیا قورس دریا
میں غرق ہو گیا۔ اب وہ دوبارہ کبھی اوپر نہیں آ سکتا تھا۔
یہاں سے یاکوس واپس قورس کی حویلی میں آ گیا۔ قورس کی کنیزوں
نے یاکوس کو پہچان لیا اور ڈر کر بھاگ گئیں۔ کیونکہ ان کے حساب
سے تو وہ مر چکا تھا اور بادشاہ نے اسے سارنگان کے قبرستان
میں دفن کروا دیا تھا۔ یاکوس نے ان سب کو جمع کیا اور بولا۔
"میں زہر سے مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہو گیا تھا قبر میں کچھ
دیر رہنے کے بعد مجھے ہوش آ گیا اور میں قبر سے نکل کر
یہاں آ گیا ہوں۔ میرا غدار ساتھی اور دشمن قورس مر چکا ہے
اب اس حویلی کا مالک میں ہوں۔"

یاکوس نے حویلی اور قورس کی ساری دولت پر قبضہ کر لیا اب اسے
واپس سارنگان جا کر ویران دیمک خوردہ باغ کے گڑھے میں سے
ناگ اور عنبر سانپوں کی بوتلیں نکال کر اپنی حویلی میں لانی تھیں کیونکہ
یہی دو سانپ اس کو دوبارہ زندہ رکھ سکتے تھے۔ ہر ماہ اسے ناگ
سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوانا تھا اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دوبارہ مر
جاتا یاکوس نے رات حویلی میں گزاری اور دوسرے روز گھوڑے پر
بیٹھ کر سارنگان کے دیمک خوردہ درختوں والے ویران باغ کی طرف
روانہ ہو گیا وہ اس باغ میں شام کے وقت پہنچا
باغ پر ہلکا ہلکا اندھیرا چھانے لگا تھا اتفاق سے اس

وقت ماریا قبرستان میں آ کر نگرانی کر رہی تھی جولی سانگ اور
کیٹی غار میں ہی بیٹھی تھیں یاکوس قبرستان کی دوسری طرف
والے ویران باغ میں داخل ہو گیا اس گڑھے میں سے ناگ اور
عنبر کے سانپوں کی بوتلیں نکال کر اپنی قمیض کے اندر چھپائیں
اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلنے لگا ٹھیک اس وقت ماریا
کی نظر اس پر پڑ گئی کہ یہ شخص کون ہے جو ویران باغ میں سے
پراسرار انداز میں باہر جا رہا ہے۔ اس نے فوراً اڑان بھری
اور یاکوس کے پیچھے لگ گئی یاکوس گھوڑے پر سوار درگان شہر
جانے والی سڑک پر روانہ ہو گیا۔ ماریا وہاں سے تیزی کے ساتھ
غار میں آ گئی اور کیٹی اور جولی سانگ کو بتایا کہ وہ ایک
پراسرار آدمی قبرستان والے باغ سے نکل کر درگان جانے والی
سڑک پر چلا جا رہا ہے مجھے اس پر شک ہے کہ اس کا تعلق ضرور
اس مردے سے ہے جو قبر سے فرار ہو گیا ہے کیونکہ اس کی شکل
تھوڑی تھوڑی مردے سے ملتی ہے۔ میں اس کے پیچھے درگان
شہر تک جا رہی ہوں۔ اگر وہ درگان سے آگے چلا گیا تو میں واپس
آ کر تمہیں خبر دوں گی۔ میں کل تک واپس آ جاؤں گی تم فکر نہ
کرنا.... جولی سانگ اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر ماریا نے
کہا۔
"کیٹی کو تمہاری حفاظت کی ضرورت ہے تم اسی جگہ غار میں

کر ناگ گم ہو گیا تھا۔ ماریا اسی وقت حویلی سے باہر نکل اور
غار کی طرف پرواز کر گئی۔ وہ کشتی اور جولی سانگ کو یہ اطلاع...
جلدی سے جلدی دینا چاہتی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۵۹ اکستوری ناگن پڑھیے۔

میں جلد واپس آ جاؤں گی۔
اور ماریا فضا میں پرواز کر گئی وہ بے حد تیز رفتاری سے اڑتی
ہوئی یاکوس گھوڑ سوار کے سر پر جا پہنچی وہ یاکوس سے کافی
بلندی پر فضا میں پرواز کر رہی تھی۔ صبح ہوتے ہی یاکوس
درگان شہر کے باہر دریا کنارے والی حویلی میں پہنچ گیا نوکر چاکر
اور کنیزیں اب اس کی خدمت لگ گئی تھیں۔ نوکر گھوڑے
کو لے کر اصطبل کی طرف چلا گیا اور یاکوس اپنے کمرے میں
آ گیا۔ ماریا حویلی کے اوپر منڈلا رہی تھی پھر وہ حویلی کی
ایک برجی پر بیٹھ گئی۔ نیچے صحن میں تکنے لگی۔
ماریا نے یہاں غلطی کی تھی اسے یاکوس کے ساتھ ہی حویلی کے
اندر چلے جانا چاہیے تھا مگر اب جس وقت ماریا یاکوس کے کمرے
میں داخل ہوئی تو یاکوس ناگ اور عنبر کی دونوں سانپوں والی...
بوتلیں کمرے کی ایک خفیہ جگہ پر چھپا چکا تھا۔ اور خود صحن میں شمع
دان کی روشنی میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ نوکر اور کنیزیں اس
کی خدمت میں کھڑی تھیں۔ ماریا نے حویلی کے سارے کمروں
کا ایک چکر لگایا۔ اسے وہاں تھبو سانگ۔ عنبر اور ناگ کا کوئی
نشان کوئی سراغ نہ ملا۔ ماریا باہر نکل کر کھانا کھاتے یاکوس کے
پاس آئی اور اسے غور سے دیکھا۔ وہ چونکی۔ کیونکہ یہ شخص وہی
گر وہ تھا جس کو ناگ نے قبر میں ڈسا تھا اور جس کی قبر میں جا

عنبر
ناگ
ماریا
کیٹی
اور
خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
...عالم مارکیٹ، لاہور-۸

کستوری ناگن

ناگ، ماریا (۱۵۹)

اے حمید

۱۵۹

عنبر ناگ ماریا خلا

عنبر، ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

کستوری ناگن

اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۰/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر اور مینی بال کے سپہ سالار کے ساتھی طغرل میں سخت مقابلہ شروع ہو چکا ہے۔ کستوری ناگن پر طغرل قبضہ کر چکا ہے۔ کستوری ناگن کو اس بات کا علم نہیں کہ اسے کیوں اغوا کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ سپہ سالار اور طغرل اپنا کیا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ عنبر کستوری ناگن کے ساتھ ہونے والے سلوک کو دیکھ رہا ہے۔ مگر اسے بھی معلوم نہیں کہ سپہ سالار اور طغرل کستوری ناگن سے کس قسم کا کام لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ کستوری ناگن کون ہے؟

کیا یہ سب اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۲۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور۔
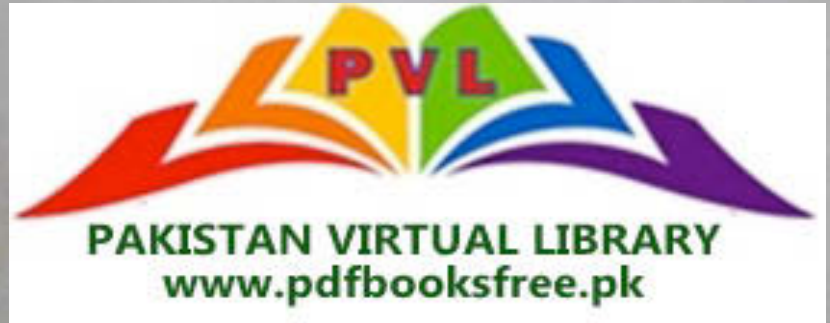
ترتیب

جُولی سانگ کی چال

تھیو سانگ کوہ قاف پہنچ چکا تھا۔

ماریا ورگان شہر سے پرواز کرتی ہوئی ساریگان شہر کے غار میں بیٹھی کیٹی اور جولی سانگ کی طرف جا رہی تھی تاکہ انہیں یہ بتائے کہ جو گھوڑ سوار قبرستان سے نکل کر ورگان شہر گیا تھا وہ وہی قبر والا مردہ ہے جو ناگ کے ڈسنے زندہ ہو گیا ہے اور یاکوس کے نام سے ایک عالی شان حویلی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اب ہم ماریا کو راستے میں ہی چھوڑتے ہیں اور تھیو سانگ کی طرف چلتے ہیں۔

تھیو سانگ کو بوڑھی جادوگرنی خالہ ایک تھیلے میں بند کر کے کوہ قاف لے گئی تھی۔ جہاں رسم کے مطابق اس نے تھیو سانگ کو دوسرے جادوگروں کے سامنے پیش کیا۔ تھیو سانگ بے ہوش تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ کو بوڑھی خالہ نے منتر پڑھ کر سُن کر رکھا تھا۔ تاکہ وہ اپنے جسم کو
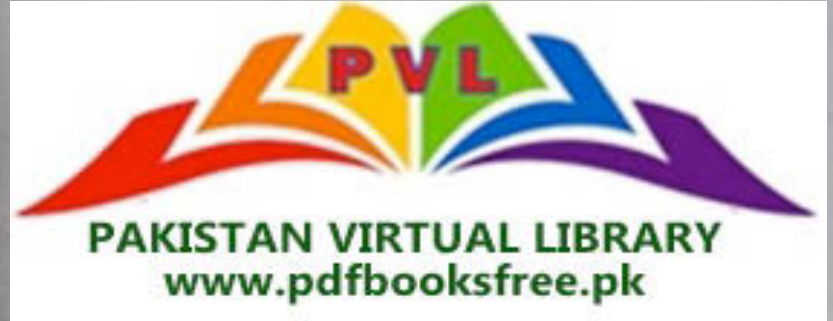
انگلی لگا کر بٹا نہ ہو جائے۔ اس نے تھیو سانگ کو دوبارہ
ہوش میں لاتے ہوئے جادوگروں سے کہا:
"یہ ہے دنیا کا سب سے چھوٹا آدمی۔ میں اسے
حاصل کر کے یہاں لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں
اب اصول کے مطابق میں تم سب جادوگروں کی
ملکہ ہوں۔ اور سامری کو چاہیئے کہ اب وہ مجھے
کالا علم سکھا دے۔"

سامری جادوگر بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے جھک کر
چھوٹے سے انسان تھیو سانگ کو غور سے دیکھا۔ تھیو سانگ
اگرچہ ہوش میں تھا۔ مگر اس کی زبان بند تھی۔ وہ بول
نہیں سکتا تھا۔ سامری جادوگر نے تھیو سانگ کو اپنی انگلی سے
پکڑ کر دوسرے جادوگروں کو دکھایا اور کہنے لگا:
"خالہ نے یہ کارنامہ انجام دے دیا ہے۔ اب
شرط کے اعتبار سے یہ تمہاری ملکہ ہے میں اسے
کالا علم بتا دوں گا۔"

اسی وقت بوڑھی خالہ جادوگرنی کے ملکہ ہونے کا
اعلان کر دیا گیا۔

سامری نے کہا:
"میں آج رات تمہیں کالا علم بتا دوں گا۔"

خالہ جادوگرنی نے تھیو سانگ کو تھیلی میں بند کیا۔ اور
کوہ قاف کے اپنے محل کی ایک کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس
کوٹھڑی میں ایک شاندار پلنگ بچھا تھا۔ دیواروں پر انسانی
اور جانوروں کی کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی تھیں۔ خالہ جادوگرنی
نے تھیو سانگ کے تھیلے کو لوہے کے ایک صندوق میں
بند کر کے طلسمی تالا لگا دیا۔ یہ طلسمی تالا ایسا تھا کہ صرف
بوڑھی جادوگرنی ہی اسے طلسم پھونک کر کھول سکتی تھی۔
وہ پلنگ پر لیٹ گئی۔ بوڑھی جادوگرنی بڑی خوش تھی کہ
اس کی پرانی خواہش پوری ہو گئی۔ وہ کوہ قاف کے
جادوگروں کی ملکہ بھی بن گئی اور اسے سامری کا خاص کالا
علم بھی مل جائے گا۔ تھیو سانگ تھیلی میں بند پڑا تھا۔ اگرچہ
وہ ہوش میں تھا۔ مگر اس کی خوشبو اور زبان بند تھی
وہ سوچ سکتا تھا اور اس کی یادداشت بھی بالکل ویسے
ہی تھی۔ اسے ناگ عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ کا برابر
خیال آ رہا تھا۔

آدھی رات کو جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو سامری
بوڑھی جادوگرنی کے پاس آ گیا۔

اس نے آتے ہی کہا:
"خالہ ملکہ!"

میں تمہیں کالا علم بتانے آیا ہوں"

بوڑھی جادوگرنی نے کہا!

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ بتاؤ! کالے علم کا سب سے بڑا اسم، سب سے بڑا منتر کیا ہے۔"

سامری بولا!

"کالے علم کا سب سے بڑا منتر ڈاگری منتر ہے۔ یہ یا مجھے معلوم ہے یا دیوتاؤں کو معلوم ہے۔ اب پہلی بار میں یہ منتر تمہیں بتا رہا ہوں۔"

اور پھر سامری نے بوڑھی جادوگرنی کو کالے علم کا ڈاگری منتر بتا دیا۔ بوڑھی جادوگرنی نے فوراً اس منتر کو یاد کر لیا۔ یہ منتر ایسا تھا کہ اس کو پڑھ کر اگر پتھر پر پھونکا جائے تو پتھر میں جان پڑ جاتی ہے۔

سامری کہہ رہا تھا!

"پتھر میں جان پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت پتھر پر جس آسمانی روح یا بدروح کا سایہ ہو گا۔ وہی بدروح زندہ ہو جائے گی۔"

بوڑھی جادوگرنی نے سوال کیا۔

"اگر میں اس منتر کو پڑھ کر زندہ انسان پر پھونکوں تو کیا اثر ہو گا؟"

سامری بولا! اگر تو اسے کسی زندہ انسان پر پھونکے گی تو وہ وہیں مر جائے گا اور اس منتر کی گرمی سے پگھل کر پانی بن جائے گا۔ لیکن اگر تو اسے کسی مردے پر پھونکے گی تو وہ لوہے کا آدمی بن جائے گا۔ قبر میں اٹھ کر بیٹھ جائے گا اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ تو اسے جو کہے گی۔ وہ وہی کرے گا۔"

بوڑھی جادوگرنی مکاری سے مسکرانے لگی۔ سامری چلا گیا۔ بوڑھی جادوگرنی کالا علم حاصل کر کے بہت خوش ہوئی۔ جادوگروں کی دنیا کی تو وہ ملکہ بن گئی تھی مگر اب اس کی خواہش تھی کہ دنیا کے لوگوں پر بھی ملکہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ اس نے واپس سارنگان شہر جا کر وہاں کے محل پر قبضہ جمانے کا فیصلہ کر لیا۔ بھیو سانگ اب اس کے لئے بیکار تھا۔ اس سے جو کام لینا تھا بوڑھی جادوگرنی نے لے لیا تھا۔ پھر بھی وہ اسے اپنے الگ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ اس کے ملکہ ہونے کا ثبوت تھا۔ چنانچہ بوڑھی جادوگرنی نے بھیو سانگ کو اپنے ساتھ لے جانے کی بجائے وہیں کوہ قاف والی اپنی کوٹھڑی میں

میں پلنگ کے نیچے گڑھا کھود کر دبا دیا اور خود ساریگان
شہر کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس کے پاس اب کالا
علم تھا چنانچہ وہ ہواؤں میں پرواز کرتی ہوئی ساریگان میں
اپنے مکان پر پہنچ گئی۔ دوسری طرف ماریا بھی کیٹی اور
جولی سانگ کو لے کر ورگان پہنچ گئی جہاں یاکوس کی
حویلی میں ناگ اور عنبر سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند
کوٹھڑی میں زمین میں دفن تھے۔
ورگان شہر میں آکر ماریا کیٹی اور جولی سانگ نے شہر سے
باہر ایک ویران کھنڈر میں ڈیرا جما لیا۔
اب ماریا نے کہا!
"یاکوس وہی مردہ ہے جو ناگ کے ڈسنے سے
زندہ ہو گیا تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ
اس کے پاس ناگ ہے کہ نہیں مگر بہرحال
مجھے اس کی حویلی کی ایک بار پھر تلاشی لینی ہوگی۔
تم دونوں اسی جگہ ٹھہرو۔ میں بہت جلد واپس
آجاؤں گی۔"
کیٹی اور جولی سانگ کو کھنڈر میں چھوڑ کر ماریا ایک
بار پھر یاکوس کی حویلی کی طرف آگئی۔ اس نے حویلی
کے سارے کمرے اور کوٹھڑیوں کی تلاشی لی مگر اسے

ناگ یا عنبر میں سے کوئی دکھائی نہ دیا۔ ماریا کو کیسے پتہ
چلتا۔ کیونکہ ناگ اور عنبر بوتلوں میں سانپ کی شکل میں
بند زمین کے نیچے دفن تھے۔ ماریا نے واپس آکر کیٹی
اور جولی سانگ کو بتایا کہ اگرچہ حویلی میں ہمارے ساتھیوں
میں سے کوئی بھی نہیں ہے پھر بھی میرا دل کہتا ہے کہ
اس زندہ مردے یاکوس کو ناگ کے بارے میں
پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔
کیٹی نے کہا!
"تو اس سے یہ راز کیسے معلوم کیا جائے۔"
ماریا کچھ سوچ رہی تھی۔
جولی سانگ بولی!
"یاکوس مردے کا اعتماد حاصل کرنے کے
بعد ہی اس سے یہ راز معلوم کیا جا
سکتا ہے۔"
ماریا نے کہا!
"یہ کام جولی سانگ کر سکتی ہے۔ کیونکہ یاکوس
مردے نے جولی سانگ کو ابھی تک نہیں
دیکھا۔"
آخر یہ طے پایا کہ جولی سانگ حویلی میں جا کر یاکوس

مروے سے جا کر ملاقات کرے گی۔ اسے اپنی طاقت
یہ کہہ کر بتلائے گی کہ یہ اسے ایک افریقی جادوگر نے
عطا کی تھی۔ اور یوں یاکوس کا اعتماد حاصل کر کے
اس سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے
کی کوشش کرے گی۔ جولی سانگ تیار ہو گئی۔

ماریا نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ہوں کیٹی!
تم اسی کھنڈر میں رہنا۔ میں جولی سانگ کو حویلی
میں چھوڑ کر اور کچھ دیر کے بعد واپس آجاؤں
گی۔"

کیٹی نے کہا:

"کاش! میں بھی تمہاری کوئی مدد کر سکتی۔"

ماریا بولی:

"تم اسی کھنڈر میں رہ کر ہماری مدد کرو گی۔"

ماریا اور جولی سانگ یاکوس کی حویلی کی طرف روانہ
ہو گئیں۔ دن کا وقت تھا۔ یاکوس اپنی عالی شان حویلی
کے کمرے میں ٹھاٹھ سے ریشمی بستر پر بیٹھا پھل کھا رہا تھا
کہ نوکر نے آکر اطلاع دی کہ ایک خوبصورت نوجوان
لڑکی اس سے ملنے کی خواہشمند ہے۔

یاکوس نے کہا:

"اسے اندر بھیج دو۔"

تھوڑی دیر بعد نوکر جولی سانگ کو لے کر کمرے میں
آگیا۔ یاکوس مروے نے غور سے جولی سانگ کو دیکھا
اور کہا:

"تم مجھ سے کس لئے ملنا چاہتی ہو؟ اگر تمہیں
یہاں نوکری کی ضرورت ہے تو آج سے ہی
دوسری کنیزوں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میں تم سے ایک خاص بات کرنے آئی ہوں
مگر تنہائی میں کروں گی۔"

یاکوس مروے نے اشارہ کیا۔ کمرے سے ساری
کنیزیں اور نوکر چلے گئے۔ جب جولی سانگ اور یاکوس
کمرے میں اکیلے رہ گئے تو یاکوس نے کہا:

"اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

جولی سانگ نے کہا:

"میرا نام جولی ہے اور میں کوہ قاف سے آئی
ہوں۔"

یاکوس سنبھل کر بیٹھ گیا۔ پھر ہنس کر بولا:

"تم کوہ قاف سے آئی ہو؟ کوہ قاف میں تو پریاں رہتی ہیں اور تم مجھے پری نہیں لگ رہی ہو۔"

جولی سانگ کہنے لگی!

"میں پری نہیں ہوں بلکہ کوہ قاف کے ایک جادوگر کی بیٹی جولی ہوں۔ میرا باپ مر گیا ہے۔ میرے پاس ایک خاص طلسمی طاقت ہے۔ میرے رشتے دار اس طاقت کی وجہ سے مجھے ہلاک کر دینا چاہتے تھے۔ میں جان بچا کر یہاں بھاگ آئی ہوں۔ میں نے لوگوں سے تمہاری تعریف سُنی کہ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اس لئے تمہارے پاس آگئی ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے پاس رکھ لو اور مجھے میرے جادوگر رشتے داروں سے بچا لو تو میں اپنی طاقت تمہارے استعمال میں لا سکتی ہوں۔"

یاکوس کی آنکھیں جولی سانگ پر جمی ہوئی تھیں۔ جولی سانگ محسوس کر رہی تھی کہ یاکوس کی نگاہوں میں مردہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور بے جان پن ہے۔ یاکوس مردہ بڑے غور سے جولی سانگ کی باتیں سن رہا تھا۔ جب جولی سانگ نے اپنی بات کہہ دی تو وہ بولا!

"کیا تم مجھے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے دکھا سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں" جولی سانگ نے کہا!

"مگر اس شرط پر کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے اور میری طاقت کو لوگوں کی بھلائی کے لئے استعمال کرو گے۔"

یاکوس نے عیاری سے کہا!

"میں نے تو ہمیشہ لوگوں کی بھلائی کے کام ہی کئے ہیں۔ تم بے فکر ہو کر مجھے اپنی طاقت دکھاؤ۔"

جولی سانگ کہنے لگی!

"یہ طاقت مجھے میرے باپ دادا کی طرف سے ملی ہے اور خالص ہماری خاندانی چیز ہے۔"

پھر جولی سانگ نے کونے میں پڑے ہوئے لوہے کے بھاری صندوق کی طرف اشارہ کیا اور بولی!

"میں اپنی آنکھ کی سفید غعاع سے اس بھاری صندوق کو زمین سے پندرہ فٹ اونچا اٹھا لوں گی۔ تم دیکھتے رہنا۔"

اور جولی سانگ نے ایسا ہی کیا۔ اس نے صندوق پر نظر ڈالی اور اپنی آنکھ سے سفید شعاع نکال کر صندوق پر ڈالی۔ پھر ایسا ہوا کہ یاکوس کی نظروں کے سامنے لوٹ

کا بھاری بھر کم صندوق اپنے آپ فرش پر سے اٹھا اور
آہستہ آہستہ بلند ہوتا ہوا پندرہ فٹ فضا میں جاکر ٹھہر
گیا۔ جولی سانگ کی آنکھیں صندوق پر ٹکی ہوئی تھیں۔

وہ بولی!

"یہ میری پہلی طاقت ہے۔"

یاکوس تو بھونچکا سا ہوکر صندوق کو فضا میں لٹکا ہوا
دیکھ رہا تھا۔ پھر جولی سانگ صندوق کو آہستہ سے نیچے لے
آئی۔ یاکوس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا!

"تمہاری دوسری طاقت کون سی ہے جولی؟

جولی سانگ نے کہا!

"اس طاقت کا مظاہرہ میں تمہاری حویلی کی چھت
پر جاکر کر سکتی ہوں۔ میرے ساتھ چھت پر آؤ
اور ایک پتھر ساتھ لیتے چلنا۔"

یاکوس نے کہا!

"فکر نہ کرو اوپر پتھر موجود ہے۔"

جولی سانگ یاکوس کو لے کر چھت پر آگئی۔ چھت پر
کونے میں ایک بڑا پتھر پڑا تھا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ تھی۔

جولی سانگ نے یاکوس سے کہا!

"اس پتھر پہ نظریں جمائے رکھنا۔"

اتنا کہہ کر جولی سانگ نے اپنی آنکھ سے نیلی شعاع نکال
کر پتھر پر ڈالی۔ نیلی شعاع ایک راکٹ کی طرح پتھر پر پڑی
اور دھماکے کے ساتھ پتھر کے ٹکڑے اڑ گئے۔

یاکوس تو حیران ہوکر جولی سانگ کو دیکھتا رہ گیا۔ اتنی
طاقت تو اس نے کسی کے پاس بھی نہیں دیکھی تھی۔

فوراً بولا!

"جولی! آج سے تم میری دوست ہو۔ میرے پاس
بھی کچھ طاقت ہے مگر میں وقت آنے پر بتاؤں گا۔
لیکن میں تمہاری طاقت سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔"

جولی سانگ نے شکریہ ادا کیا اور بولی!

"بس مجھے اپنے رشتہ دار جادوگروں سے صرف
اتنا ہی ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ یہاں آکر مجھے اپنے
طلسم سے آگ نہ لگا دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے
اپنی حویلی میں کچھ دیر کے لئے چھپنے کے واسطے
جگہ دے دو۔ اس کے معاوضے میں تم میری
طاقت استعمال کر سکتے ہو۔"

یاکوس کے ذہن میں ایک نیا خیال جنم لے چکا تھا۔
وہ چاہتا تھا کہ جولی کی طاقت کے ذریعے ملک ساریگان
کے بادشاہ کے محل پر قبضہ کرلے اور بادشاہ بن کر حکومت

کرے۔ مگر اس نے جولی کو اپنے دل کا حال نہ بتایا۔
کہنے لگا!
"تم بالکل بے فکر ہو کر میری حویلی میں رہو۔ اگر
تمہارے رشتے دار جادوگر کوہ قاف سے آئے تو
مجھے اس کا پتہ چل جائے گا۔ اور میں انہیں حویلی
میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ میں حویلی کے گرد
ایک حصار کھینچ دوں گا۔ جس کے اندر اگر کوئی
جادوگر اگر داخل ہو گا تو غش کھا کر گر پڑے گا۔"
جولی سانگ حویلی میں رہنے کا فیصلہ کر کے ایک کمرے
میں آگئی۔ یاکوس اس کے ساتھ تھا۔
کہنے لگا!
"یہ کمرہ بالکل الگ تھلگ ہے اور تم یہاں حفاظت
سے رہ سکو گی۔"
جب یاکوس چلا گیا تو ماریا نے جولی سانگ سے
کہا۔
"یہ کام تو ہو گیا۔ اب تمہارا فرض ہے کہ جتنی جلدی
ہو سکے اس یاکوس مردے سے ناگ یا عنبر
کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ تاکہ ہم ناگ
تک پہنچ سکیں۔"

جولی سانگ نے کہا!
"میری پہلی کوشش یہی ہو گی۔ تم بے فکر رہو
اور اب کیٹی کے پاس جاؤ۔ وہ اکیلی ہو گی۔"
ماریا سیدھی وہاں سے کھنڈر میں آگئی۔ کیٹی کو سارا
حال سنایا۔
کیٹی نے کہا!
"کیا ہم اتنی دیر تک اس کھنڈر میں ہی رہیں
گے؟"
ماریا بولی!
"اس کے سوا اور کہاں جا سکتے ہیں! جولی سانگ
اسی شہر کی حویلی میں ہے۔ ممکن ہے وہ دو ایک
دنوں میں ہی ناگ کے بارے میں ضروری معلومات
حاصل کر لے۔ ایسی صورت میں ہمارا اس کے
قریب ہونا بہت ضروری ہو گا۔ اس لئے بہتر
یہی ہے کہ ہم اسی کھنڈر میں کچھ وقت گزارتے
ہیں۔"
کیٹی نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اب ماریا اور
کیٹی شہر درگان کے باہر والے کھنڈر میں رہنے لگے
اور جولی سانگ مردہ انسان یاکوس کی حویلی میں رہنے

لگی۔ عنبر اور ناگ سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند تھے۔ جن
کو یاکوس نے اپنی حویلی کی ایک کوٹھڑی میں زمین کے نیچے
دفن کر رکھا تھا۔ جبکہ دوسری طرف تھیوسانگ کو خالہ جادوگرنی
نے کوہ قاف والے محل میں ایک کوٹھڑی میں زمین میں دبا
دیا تھا۔ جادوگرنی ساریگان شہر کی طرف جا رہی تھی۔ اس
کے پاس ایسا کالا علم تھا جس کی مدد سے وہ کسی بھی شئے
میں جان ڈال سکتی تھی۔ جادوگرنی اور تھیوسانگ کو ہم اسی
جگہ چھوڑتے ہیں اور ابھی جولی سانگ کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔
جولی سانگ کی طاقت مردہ انسان یاکوس پر ظاہر ہو چکی تھی
اور وہ اس کی مدد سے ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر
قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف خالہ جادوگرنی بھی اپنے کالے
علم کی طاقت سے ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر قبضہ کرنے
کا منصوبہ بنائے ہوئے تھی۔ یاکوس نے جولی سانگ کو اپنے
دل کا حال نہیں بتایا تھا۔ وہ اس کی بڑی آؤ بھگت کرتا۔
ایک روز اس نے جولی سانگ سے کہا:
"جولی! کبھی تم نے سوچا ہے کہ تمہارے پاس جو طاقت
ہے اور میرے پاس جو طاقت ہے۔ ان کی مدد
سے ہم ساری دنیا پر قبضہ کر سکتے ہیں۔"
جولی سانگ سمجھ گئی کہ یاکوس اصل مقصد کی طرف آ رہا ہے۔

کہنے لگی:
"ہم ساری دنیا پر قبضہ کر کے کیا کریں گے؟"
یاکوس بولا:
"ہم دنیا کے مالک ہوں گے۔ ساری دنیا پر ہماری
حکومت ہو گی۔ ہماری خوشیوں کا ہمارے خزانے
اور دولت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہو گا۔"
جولی سانگ نے کہا:
"اگر تم یہی چاہتے ہو تو پھر مجھے سوچنے کا موقع دو۔
مجھے اپنے رشتے دار جادوگروں سے ڈر لگتا ہے وہ اپنے
طلسم سے مجھے بھسم کر کے ختم کر سکتے ہیں۔"
یاکوس نے جلدی سے کہا:
"وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم ان کو اپنا نوکر رکھ
لیں گے۔ ہم دنیا کے مالک ہوں گے۔ بڑے بڑے
جادوگر ہماری خدمت کریں گے۔"
جولی سانگ بولی:
"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ تمہاری ہر طرح سے مدد
کروں گی۔ مگر مجھے ایک اور بات کا بھی ڈر ہے اور
وہ یہ ہے کہ مجھے میرے دادا نے ایک بار کہا تھا۔
جولی! اگر تم پر کسی جادو کا وار چل گیا اور تو مر گئی تو پھر

تیرا سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ
کسی جادوگر کا مجھ پر وار چلے۔ میں نے اپنے دادا سے
پوچھا کہ اس کا کوئی توڑ ہے!
دادا نے کہا تھا کہ اگر تو اپنے آپ کو ناگ دیوتا سے
ڈسوائے تو پھر تجھ پر کوئی جادو بھی نہیں چلے گا اور
تو ہمیشہ زندہ رہے گی۔"

یاکوس نے جولی کا ہاتھ تھام لیا اور خوشی سے بولا!

"جولی! یہ تو بڑی آسان بات ہے۔ خوش قسمتی سے
میرے پاس ناگ دیوتا سانپ کی شکل میں موجود
ہے۔"

جولی سانگ کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ جس مقصد کے
لئے وہ وہاں آئی تھی وہ پورا ہونے والا تھا۔
اس نے کہا!

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو یاکوس؟ تم کو ناگ دیوتا
کہاں سے ملا؟"

یاکوس بولا!

"بس یہ مت پوچھو کہ ناگ دیوتا کہاں سے ملا!
اس وقت ناگ دیوتا میرے پاس موجود ہے۔ تم
اسی کمرے میں بیٹھو۔ میں ابھی ناگ دیوتا کو لاتا ہوں

تم ابھی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لوگی۔ میں ابھی
آتا ہوں۔"

یاکوس فوراً باہر نکل گیا۔ یاکوس اتنا احمق نہیں تھا
کہ جولی کو ناگ دیوتا سے ڈسوا کر اسے ہمیشہ کی زندگی دے
کر اسے اپنے سر پر سوار کروا لیتا۔ وہ تو چاہتا تھا کہ جولی کی
طاقت کو استعمال کر کے ساریگان کا تخت حاصل کر لے
اس کے بعد ملک مصر کی حکومت پر حملہ کر کے قبضہ کر
لے اور پھر جولی کو ہلاک کر ڈالے تاکہ وہ اکیلا ساری دنیا
کا مالک بن جائے۔ چنانچہ وہ حویلی سے نکل کر سیدھا بازار
میں ایک سپیرے کے پاس گیا۔ جو اس کا واقف تھا
اس نے سپیرے سے کہا!

"مجھے ایک ایسا سانپ چاہئے جو دوسرے سانپوں
سے مختلف ہو۔ اور جس کے زہر میں موت کا
اثر نہ ہو۔ جس کے کاٹنے سے انسان مر نہ
سکتا ہو۔"

سپیرے نے اسے ایک ایسا سانپ دکھایا جو سبز اور
سرخ رنگ کا تھا۔ اور جس کے سر پر چھوٹا سا سفید تاج
بھی تھا۔

سپیرے نے کہا!

"یہ سانپوں کا سرتاج ہے۔ مگر اس کا زہر میں
نے نکال لیا ہے۔ اس کے زہر کی تھیلی میں ابھی
زہر پیدا نہیں ہوا۔ تم اسے لے جاؤ۔ اس کے
کاٹنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔"

یاکوس نے سپیرے کو سونے کے دو سکے دئے
اور بولا!

"میں کل یہ سانپ تمہیں واپس کر جاؤں گا۔"

سانپ لے کر یاکوس حویلی میں آگیا۔ جولی اپنے
کمرے میں بیٹھی ناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جولی
نے ناگ کو سانپ کے روپ میں دیکھ رکھا تھا۔ مگر وہ یہ
بھی جانتی تھی کہ ناگ پر اس وقت جادو کا اثر ہوگا اور
ہو سکتا ہے کہ وہ کسی عجیب طرح سے سانپ کی شکل میں
ہو۔ اتنے میں یاکوس کمرے میں آگیا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک پٹاری اٹھا رکھی تھی۔

آتے ہی بولا:

"جولی! تم بڑی خوش قسمت ہو۔ اگر اس وقت
میرے پاس ناگ دیوتا سانپ کی شکل میں نہ ہوتا
تو پھر وہ ہمیں کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ لو میں ناگ
دیوتا لے آیا ہوں اس سے اپنا آپ ڈسوا لو پھر

تم پر ہر قسم کا جادو حرام ہو جائے گا۔ اور تم
غیر فانی بھی ہو جاؤ گی۔"

اور یاکوس نے پٹاری میں سے سفید تاج والا سانپ
نکال کر جولی کی طرف بڑھایا۔ جولی سانگ نے غور سے سانپ
کو دیکھا۔ ابھی اسے سانپ کی زبان نہیں آتی تھی ورنہ وہ
ناگ سے ضرور پوچھتی کہ کیا تم ناگ ہو؟ تاج دیکھ کر وہ یہی
سمجھی کہ یہی ناگ ہے۔ چونکہ سانپ کے ڈسنے سے جولی سانگ
پر کیٹی اور تھیو سانگ کی طرح زہر کا اثر نہیں ہوتا تھا اس
لئے وہ تیار ہو گئی۔ ویسے بھی وہ یاکوس کو دھوکہ دے کر
ناگ سانپ وہاں سے اڑا لینا چاہتی تھی۔ اس نے ہاتھ
آگے کر دیا۔ سفید تاج والے سانپ نے اسے ڈس لیا۔
مگر وہ جولی سانگ کے جسم میں زہر داخل نہ کر سکا۔ کیونکہ اس
کے پاس زہر تھا ہی نہیں۔ جولی سانگ کو بھی کوئی تکلیف
نہ ہوئی۔

اس نے یاکوس سے کہا!

"یہ سانپ تم میرے پاس ہی رہنے دو۔ مجھے یہ
اچھا لگتا ہے۔"

یاکوس بولا!

"نہیں جولی! یہ ایک مقدس امانت ہے۔ میں

اسے جہاں سے لایا ہوں وہاں اس کا واپس جانا
بہت ضروری ہے۔"

اور یاکوس سانپ پٹاری میں بند کر کے اپنے ساتھ
لے گیا۔ اس نے سانپ سپیرے کے حوالے کر دیا اور کہا
کہ وہ اسے کسی دوسرے شہر پہنچا دے۔ جولی ہوا میں ماریا
کی طرح اڑ نہیں سکتی تھی۔ ورنہ وہ اس کے پیچھے پیچھے
جاتی۔ شام کو جولی نے دریا کی سیر کا بہانہ بنایا اور سیدھی غار
میں کیٹی اور ماریا کے پاس آگئی۔ اس نے ساری کہانی
سنائی۔ ماریا بولی!

"وہ ناگ نہیں ہو سکتا۔ اگر ناگ ہوتا تو تم کو
کبھی نہ ڈستا۔"

کیٹی نے کہا!

"ہو سکتا ہے ناگ پر جادو کیا گیا ہو۔ وہ جولی
سانگ کو پہچان ہی نہ سکتا ہو۔"

جولی سانگ بولی!

"میرا بھی یہی خیال ہے ناگ پر ضرور جادو کیا گیا ہے
اب مجھے معلوم نہیں کہ یاکوس اسے کہاں سے
لایا تھا اور کہاں لے گیا ہے۔"

ماریا نے کہا!

"وہ ضرور اسے کسی خفیہ جگہ سے لایا ہوگا۔ وہ اسے
مقدس جگہ کہہ رہا تھا۔ تو پھر وہ ضرور کوئی خانقاہ یا
مندر ہوگا۔ ہمیں شہر کے سارے مندروں اور خانقاہوں
کی تلاشی لینی ہوگی۔"

جولی سانگ کہنے لگی!

"اس سانپ کے سر پر سفید تاج تھا۔ یہ تم یاد رکھنا
ماریا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے میں ابھی جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا شہر کے مندروں کی طرف اور جولی سانگ
واپس یاکوس کی حویلی کی طرف چلی گئی۔ اب ایسا ہوا کہ اسی
رات وہ وقت آگیا جب یاکوس نے اصلی ناگ سانپ سے
اپنے جسم کو دوبارا ڈسوانا تھا۔ کیونکہ ہر ماہ ناگ سانپ سے
کٹوانا ضروری تھا۔ ورنہ یاکوس پھر مردہ ہو کر خاک ہو جاتا
رات آدھی ہو گئی تو یاکوس اپنے کمرے سے نکل کر اس
کوٹھڑی کی طرف بڑھا جس کے فرش کے نیچے ناگ اور
عنبر سانپوں کی شکل میں بوتلوں میں بند کر کے دفن کر دیے
گئے تھے۔ یاکوس نے گڑھا کھول کر ناگ کی بوتل باہر نکالی
اور سانپ سے کہا!

"میں آگیا ہوں ناگ سانپ! مجھے ایک بار پھر کاٹو۔

تم مجھے کاٹنے کے پابند ہو۔"

ناگ نیم بے ہوشی میں تھا۔ اس نے یاکوس کے پاؤں پر اسی طرح کاٹ دیا جس طرح پہلی بار اسے قبر میں کاٹا تھا یاکوس نے فوراً ناگ کو بوتل میں ڈالا اور گڑھے میں رکھ کر اسے بند کر دیا۔ اِس کے ساتھ ہی دوسری بوتل میں عنبر بھی سُرخ سانپ کی شکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ یاکوس واپس اپنے کمرے میں آکر سو گیا۔ اب وہ ایک مہینے کے لئے آزاد تھا۔ دوسری طرف ماریا نے شہر کے سارے مندر اور خانقاہیں دیکھ ڈالیں۔ اسے سفید کلغی والا سانپ کہیں بھی نظر نہ آیا۔ اب ماریا اور کیٹی نے کسی سانپ کو بلا کر اس سے مدد لینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت ماریا نے خاص آواز نکالی اور اسی وقت کھنڈر میں ایک سانپ آگیا۔ ماریا نے اسے بتایا کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔

سانپ نے ادب سے تعظیم کی اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن!
میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ماریا نے اسے کہا کہ ناگ دیوتا کا ہمیں کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے کیا تم اس کا سراغ لگا کر ہمیں بتا سکتے ہو

سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہمیں اس وقت ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو صرف تمہارے کپڑوں سے آرہی ہے۔ اس کے سوا ہمیں ناگ دیوتا کی خوشبو کسی طرف سے بھی نہیں آرہی۔ اس کا مطلب ہے کہ ناگ دیوتا اس علاقے میں کہیں بھی نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"تم ایک بار کوشش تو کرو اور دوسرے سانپوں کو بھی کہو کہ وہ ناگ دیوتا کو تلاش کریں۔"

سانپ بولا:

"بہتر ہے میں ابھی معلوم کر کے دیکھتا ہوں۔ ویسے یہ آپ کی تسلی کے لئے کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو اس ملک سے کہیں سے بھی نہیں آرہی۔"

سانپ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور بولا۔

"ناگ دیوتا کا کہیں کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ ناگ دیوتا کی تلاش میں اس علاقے کے تمام سانپ گئے تھے۔ سب نے آکر بتایا کہ ناگ دیوتا علاقے میں کہیں نہیں ہیں۔"

کیٹی اور ماریا نے سانپ کا شکریہ ادا کیا

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کہنے لگی۔
"اب کیا کریں؟ ناگ عنبر اور تھیو سانگ کا تو کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اب جولی سانگ کو لے کر کسی دوسرے شہر میں چلے جانا چاہیئے۔"

ماریا بولی:
"دو ایک روز اور انتظار کر لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے عنبر ناگ تھیو سانگ کا کوئی سراغ مل جائے۔"

کیٹی خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف جولی سانگ بھی پریشان تھی کہ ناگ کا سراغ نہیں مل رہا۔ اور یاکوس اسے سارنگان کے بادشاہ کو قتل کرنے کی ترغیب دے رہا ہے جولی سانگ یونہی کسی کو قتل کرنا گناہ سمجھتی تھی۔ اس کی سمجھ کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی واپس کیٹی ماریا کے پاس چلی جائے گی۔

○

خونی مجسمہ

جولی سانگ واپس جانے والی تھی کہ اسے اپنے تکونے ستارے کے میڈل کا خیال آ گیا۔ یہ تکونے ستارے والا خلائی میڈل اس نے یوگسٹ سے حاصل کیا تھا۔ جولی سانگ نے حویلی میں آنے کے بعد اس میڈل کو ایک خفیہ جگہ چھپا دیا تھا۔ یاکوس اس وقت باہر گیا ہوا تھا۔ جولی سانگ اس کوٹھڑی میں گئی جہاں اس نے تکونا ستارہ چھپا رکھا تھا۔ جولی سانگ نے ستارہ باہر نکالا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کا ایک نگینہ جھلملانے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی عجیب و غریب شے موجود ہے۔ ایسی کون سی شے ہو سکتی ہے؟ جولی سانگ نے سوچا۔ پھر وہ ستارے کے میڈل کو ساتھ لے کر کوٹھڑی سے باہر نکلی تو نگینے کی روشنی تیز ہو گئی جولی سانگ جدھر روشنی تیز ہو رہی تھی ادھر چلی۔ یہ روشنی اسے ایک بند کوٹھڑی کے باہر لے آئی۔ کوٹھڑی پر تالا لگا ہوا تھا۔ جولی سانگ نے تالے پر سفید شعاع آنکھ سے نکال کر ڈالی۔

تالا کھل گیا۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں آگئی۔
کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ میڈل کا نگینہ زور زور سے چمک
رہا تھا۔ جولی سانگ نے ستارے کو ایک طرف جھکایا تو اس
کی شعاعیں ایک جگہ مرکوز ہو گئیں۔ جولی سانگ نے جھک
کر دیکھا۔ وہاں زمین نرم تھی۔ لگتا تھا کسی نے یہاں گڑھا کھود
کر کوئی شے دبا رکھی ہے۔ جولی سانگ نے گڑھے کو کھود ڈالا
اسے اندر دو بوتلیں دکھائی دیں۔ جولی سانگ نے انہیں
باہر نکالا۔ ان میں سے ایک میں سیاہ سانپ اور دوسری
میں سرخ سانپ بند تھا۔ جولی سانگ نے جلدی سے بوتلیں
اپنے لباس میں چھپالیں اور کوٹھڑی سے باہر آکر تالا
دوبارہ لگا دیا۔ وہ حویلی سے نکلی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھی
کیٹی اور ماریا کے پاس آگئی۔ انہیں بوتلیں دکھائیں تو ماریا
نے چلّا کر کہا:

"ان میں سے ایک ضرور ناگ ہے۔"

انہیں یہ خبر ہی نہیں تھی کہ سرخ سانپ عنبر ہے۔ کیٹی
نے دونوں سانپوں کو بوتلوں سے باہر نکال لیا۔ سرخ سانپ
یعنی عنبر بے ہوش تھا۔ سیاہ سانپ یعنی ناگ ہوش میں
تھا مگر بے حس ہو رہا تھا۔ بول نہیں سکتا تھا۔ سن سکتا تھا
ماریا نے سانپ کی آواز میں کہا:

"کیا تم ناگ ہو؟"

ناگ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ وہ چپ چاپ زمین
پر لیٹا رہا۔ کیٹی نے کہا:

"ماریا! لگتا ہے اگر یہ ناگ ہے تو اس پر کسی نے
طلسم کر رکھا ہے۔ یہ بول نہیں سکتا۔"

جولی سانگ بولی:

"دوسرا لال سانپ تو بالکل بے ہوش ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"خدا جانے وہ کون سا سانپ ہے۔ یہ کالا سانپ
مجھے ناگ ہی لگتا ہے۔"

پھر کیٹی نے کالے سانپ سے کہا:

"اگر تم ناگ ہو اور بول نہیں سکتے تو اپنی جگہ سے ہل
کر گول چکر لگا کر بتاؤ کہ تم ناگ ہی ہو۔"

ناگ نے یہ سنا تو بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ کوشش
کرتے ہوئے اپنے جسم کو رینگنے لگا۔ اس نے بے حد
کوشش کے بعد اپنے جسم کو گول چکر میں گھما دیا۔ کیٹی ماریا
اور جولی سانگ خوشی سے اچھل پڑے۔

"یہ ناگ ہے۔ یہ ناگ بھیا ہے۔"

انہوں نے فوراً سانپ کو اٹھا کر باری باری پیار کیا۔

اور کہا:

"ناگ بھیا! فکر نہ کرو۔ تم ہمارے پاس آ گئے ہو۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یہ بتاؤ کہ یہ لال سانپ کون ہے؟"

ناگ کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ دوسری بوتل والا لال سانپ عنبر ہے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ماریا نے کہا:

"اگر تم اس لال سانپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو ایک بار پھر اپنے جسم کو گول گھما دو۔"

ناگ نے اپنے جسم کو گول چکر میں گھما دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لال سانپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

ماریا کہنے لگی!

"میرا خیال ہے اس لال سانپ کو دریا کے کنارے چھوڑ آتے ہیں۔ یہ اس یاکوس مردے نے جانے کس لئے رکھ چھوڑا تھا۔"

کیٹی نے کہا:

"میرا خیال ہے اسے دریا میں بہا دیتے ہیں۔ یہاں چھوڑا تو ہو سکتا ہے یہ واپس یاکوس کے پاس چلا جائے اور یاکوس کو ہمارے بارے میں بتا دے۔ یہ جادو کا سانپ بھی ہو سکتا ہے۔"

"اچھا خیال ہے۔" ماریا بولی "لاؤ میں اسے دریا میں ڈال آتی ہوں۔"

انہوں نے بے ہوش عنبر یعنی لال سانپ کو دوبارہ بوتل میں ڈال کر بوتل کو بند کیا اور اسے لے کر دریا کی طرف چل دی دریا زیادہ دور نہیں تھا۔ ماریا نے سانپ والی بوتل کو دریا میں پھینک دیا۔ بوتل لال سانپ یعنی عنبر کو لے کر دریا کی لہروں پر آگے کی طرف بہنے لگی۔ ماریا واپس آ گئی۔

کیٹی اور جولی سانگ ناگ کو اپنے پاس گھاس پر لٹائے بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔

ماریا آتے ہی بولی!

"ناگ تو ہمیں مل گیا۔ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔ کیونکہ یاکوس کے حملے کا خطرہ بھی ہے وہ زندہ مردہ ہے۔ اور جولی سانگ کے کہنے کے مطابق اس میں غیبی طاقت ضرور ہے۔"

کیٹی نے اسی وقت ناگ کو ایک تھیلی میں بند کیا اور تھیلی ماریا نے پکڑ لی۔ اس کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ کی تھیلی غائب ہو گئی۔ اس وقت رات ہو رہی تھی۔ جولی سانگ نے کہا کہ ہمیں رات اسی جگہ [illegible]

صبح صبح یہاں سے نکلیں گے۔ کیٹی اور ماریا کا خیال تھا کہ انہیں
اسی وقت وہاں سے چل دینا چاہیئے۔ آخر جولی سانگ کو بھی ماننا
پڑ گیا۔ تینوں سہیلیاں کھنڈر سے نکلیں۔ کیٹی اور جولی سانگ
اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئیں اور ماریا ان کے اوپر
اڑنے لگی اور وہ شمال کی جانب روانہ ہو گئیں۔ شمال میں ملک
ایران کی سلطنت تھی۔ جس کے شمال میں کوہ قاف کا پہاڑی
سلسلہ تھا۔ یہی وہ کوہ قاف تھا۔ جس کے ایک محل کی کوٹھڑی
میں تھیو سانگ گڑھے میں چھوٹے قد کا ہو کر بے حس و حرکت
بند پڑا تھا۔ دوسری طرف عنبر لال سانپ کی شکل میں بے ہوشی
کے عالم میں بوتل میں بند لہروں پر بہتا جا رہا تھا۔

اب ہم پاکوس کی طرف واپس آتے ہیں۔ وہ جب حویلی
میں واپس آیا تو دیکھا کہ جولی غائب ہے اس نے اِدھر اُدھر
دیکھا۔ جب جولی کہیں نظر نہ آئی تو اس کا ماتھا ٹھنکا جلدی
سے کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا تو دونوں سانپ غائب تھے۔
وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ لال سانپ کا اسے کوئی افسوس
نہیں تھا۔ مگر ناگ سانپ کا اسے بہت افسوس تھا۔ اس
کے بغیر وہ ایک مہینہ ہی زندہ رہ سکتا تھا۔ وہ تو گھبرا گیا۔
گھوڑے پر بیٹھ کر حویلی سے نکلا اور جولی کی تلاش شروع
کر دی۔ مگر اس وقت تک جولی سانگ کیٹی اور ماریا وہاں
سے بہت دور نکل چکے تھے۔ پاکوس مایوس ہو کر حویلی میں
واپس آگیا۔ اسے چین نہیں پڑ رہا تھا۔ چین کیسے پڑتا۔ اگر
ایک مہینے بعد اسے ناگ سانپ نہیں ڈستا تو وہ مر جائے
گا۔ پریشان ہو کر گھوڑے پر بیٹھ کر درگان شہر سے قبرستان
کی طرف روانہ ہو گیا کہ وہاں اپنی قبر میں جا کر کسی دوسرے
سانپ کو آزمائے یا کسی مردے سے بات کر کے پوچھے
کہ ناگ سانپ ادھر تو نہیں آیا۔ اس وقت تک خالہ
جادوگرنی یعنی بوڑھی جادوگرنی بھی وہاں پہنچ چکی تھی اس
نے ایک قبر کے اوپر کھڑی ہو کر غور سے دیکھا۔ اس قبر پر
لکھا تھا۔ کہ یہاں ساریگان کا ایک بہادر ڈاکو دفن ہے بوڑھی
جادوگرنی کو ایک ایسا ہی آدمی چاہیئے تھا۔ پھر اس نے
سوچا کہ اگر اس نے مردے کو اپنے کالے علم کی مدد سے
زندہ کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں یا بیوی
بچوں کی طرف بھاگ جائے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص
کو زندہ کرے جس کا کوئی رشتہ دار یا بیوی بچے نہ ہوں۔
ایسا شخص کوئی پتھر کا مجسمہ ہی ہو سکتا تھا۔ اس زمانے
میں پتھر کے مجسموں کی کمی نہیں تھی۔ ہر شہر کے چوک میں کسی
نہ کسی دیوتا یا خیالی ہیرو کا مجسمہ لگا ہوتا تھا۔ بوڑھی جادوگرنی
ساریگان شہر کے باہر ایک ویران محل کے کھنڈر میں آگئی۔

اس کھنڈر میں اس کی نظر ایک سنگِ مرمر کے
مجسمے پر پڑی۔ یہ ایک طاقتور مرد کا انسانی سائز کا مجسمہ تھا
مجسمے کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ بوڑھی جادوگرنی کو معلوم
تھا کہ جب اس میں جان پڑ گئی تو اس کا بازو خود بخود
واپس آجائے گا۔ بوڑھی جادوگرنی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ
مجسمہ پہلی صدی عیسوی کے ایک ایسے خطرناک شخص کا تھا
جو تھا تو انسان مگر اس پر کسی آسیب کا اثر ہو گیا تھا۔
اور وہ پورے چاند کی رات کو بن مانس بن جاتا تھا۔ اور
جو آدمی یا عورت اسے سامنے نظر آجاتی اسے چیر پھاڑ
دیتا تھا۔ اس زمانے کے بادشاہ نے اس آدمی کا مجسمہ
بنا کر شہر میں لگا دیا تھا۔ کہ اس بن مانس نما خونی انسان
سے خبردار رہو۔ اس کے نیچے ایک تختی بھی لکھ کر لگا دی
گئی۔ مگر وہ تختی اب ٹوٹ چکی تھی۔ جس کی وجہ سے بوڑھی
جادوگرنی کو غلطی لگ گئی اور اس نے اس مجسمے کو
پسند کر لیا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ کر کالے علم کے منتر
پڑھنے لگی۔ کافی منتر پڑھنے کے بعد اس نے وہ خاص
کالے علم کا منتر پڑھا جو سامری نے اسے بتایا تھا۔ اور جس
کے پڑھنے سے پتھر میں بھی جان پڑ جاتی تھی۔
کالا منتر پڑھ کر جادوگرنی نے مجسمے پر پھونک ماری تو

اس میں جان پڑ گئی۔ مجسمے نے گردن گھما کر جادوگرنی کو دیکھا
پھر اس نے اپنے بازو کو دیکھا جو پورا ہو چکا تھا۔ اب ٹوٹا
ہوا نہیں تھا۔
جادوگرنی نے کہا!
"تم میرے غلام ہو۔ میں نے تمہیں زندہ کیا ہے۔ تمہارا
نام کیا ہے؟"
مجسمے کے چہرے پر بڑی مکارانہ ہنسی پیدا ہوئی اور اس
نے کھڑکھڑاتی مردانہ آواز میں کہا!
"میرا نام جمروت ہے۔
تم کون ہو؟"
جادوگرنی نے کہا!
"میں کوہ قاف کی ملکہ جادوگرنی ہوں۔ میں نے تمہیں
اپنے طلسم سے زندہ کیا ہے۔ تم میرے غلام ہو۔ تم
میرے حکم کے پابند ہو۔ جو میں کہوں گی وہی تمہیں کرنا
ہو گا۔ چل میرے ساتھ۔"
مجسمے نے غراتے ہوئے جادوگرنی پر حملہ کر دیا۔ جادوگرنی
نے فوراً دوسرا منتر پڑھ کر پھونکا۔ جمروت کا مجسمہ وہیں
پتھر بن گیا۔ جادوگرنی نے اسے پھر کالا منتر پڑھ کر زندہ
کیا اور غصے میں کہنے لگی۔

"اگر اب تم نے اپنی مالکہ پر حملہ کیا تو میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گی۔ تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ مگر میں تیرے ٹکڑے اڑا سکتی ہوں۔ بولو! کیا اب ایسی حرکت کرو گے؟"

جبروت مجسمے نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے کہا!

"اب ایسا نہیں کروں گا۔"

اور وہ عیارانہ انداز میں مسکرانے لگا۔ جادوگرنی نے اسے ساتھ لیا اور سارلیگان شہر کے قبرستان سے دور ایک ویران کھنڈر کے نیچے تہہ خانے میں لا کر جبروت مجسمے کو اس میں کھڑا کر دیا اور بولی!

"جب تک میں واپس نہیں آؤں گی تم اسی جگہ رہنا اگر تم نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی یا باہر جانے کی کوشش کی تو آگ میں جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر بوڑھی جادوگرنی باہر نکل گئی۔ باہر جاتے ہوئے اس نے دروازے کے آگے فاصلے فاصلے پر تین لکیریں کھینچ دیں۔ یہ جادو کی لکیریں تھیں۔ جادوگرنی کے جانے کے بعد جبروت مجسمے نے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس کے لئے کوٹھڑی کا دروازہ توڑنا معمولی بات تھی۔ جبروت مجسمہ باہر نکل آیا۔ اس نے قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ جادو کی لکیر سے اس کا پاؤں ٹکرایا۔ ایک شعلہ بھڑکا اور جبروت ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے دو تین بار وہاں سے نکلنے کی کوشش کی مگر طلسمی لکیروں کی آگ نے اسے آگے نہ جانے دیا۔ جبروت بے بس ہو کر کوٹھڑی میں واپس آ گیا اتنے میں یاکوس بھی قبرستان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنی قبر کو دیکھا وہ خالی پڑی تھی۔ اس کے ساتھ والے مردے کے ہاتھ کی ہڈی خالی قبر کی دیوار میں سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ یاکوس نے مردے کی ہڈی پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا!

"میرے دوست! میں یاکوس ہوں۔ میں کئی برس تک تمہارا ہمسایہ رہا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ والی قبر میں تھا۔ اب میں طلسم کے زور سے زندہ ہو گیا ہوں۔ کیا تم میری مدد کرو گے؟"

دوسری قبر کے مردے کی آواز آئی!

"اگر تم مجھے زندہ کر دو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

یاکوس نے کہا:

"میں تمہیں صرف ایک صورت میں زندہ کر سکتا ہوں کہ مجھے ناگ سانپ مل جائے جو تمہیں ڈے

مگر ناگ سانپ میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب
میں مجبور ہوں۔"
دوسری قبر کے مردے نے کہا۔
"تو پھر میں بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"
یاکوس بولا!
"تم صرف میری اتنی سی مدد کر دو کہ اگر ناگ سانپ
کا اس خالی قبر میں سے گذر ہو تو اسے اپنے ہاتھ
سے پکڑ کر قابو کر لینا۔ میں روزانہ شام کو آ کر معلوم
کر جایا کروں گا۔"
دوسری قبر کے مردے نے کہا!
"تم بڑے احمق ہو۔ گمشدہ سانپ کو تلاش کر رہے
ہو۔ مگر جو جادوگرنی تمہاری زندگی کو غیر فانی بنا سکتی
ہے اور مجھے بھی زندہ کر سکتی ہے اس سے
بے خبر ہو۔"
یاکوس نے پوچھا!
"کون سی جادوگرنی؟"
دوسری قبر والے مردے نے کہا!
"خالہ جادوگرنی۔ وہ اسی قبرستان میں آ رہی تھی۔ اگر
تم کسی طرح اس سے کالے علم کا راز معلوم

کر سکو تو تم کبھی نہیں مرو گے۔ اور ساری دنیا پر حکومت
کر سکو گے۔ جادوگرنی قبرستان میں داخل ہو چکی ہے
دیکھو اپنے پیچھے قبرستان کی ڈیوڑھی کی طرف دیکھو۔"
یاکوس نے دیکھا کہ قبرستان کی ڈیوڑھی میں سے ایک بوڑھی
عورت چلی آ رہی ہے۔ یاکوس سمجھ گیا کہ یہی خالہ جادوگرنی ہے
یاکوس بڑا چالاک اور ہوشیار مردہ تھا۔ اس نے قبر سے
ہٹ کر ڈیوڑھی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اور پھر ایک قبر پر
بیٹھ کر زار و قطار رونے لگا۔ وہ اس دلخراش انداز میں
رو رہا تھا۔ کہ جادوگرنی کا بھی دل ہل گیا۔
وہ قریب آ کر بولی!
"نوجوان! تیرا کون مر گیا ہے جو تو اس بری طرح
سے رو رہا ہے۔"
یاکوس نے کہا!
"بہن! کیا بتاؤں۔ میں تم کچھ بھی نہیں بتا سکتا کیونکہ
تم میرے دکھ کو نہیں سمجھ سکو گی۔"
جادوگرنی بولی!
"تم مجھے بتاؤ ہو سکتا ہے میں تمہاری مدد کر سکوں۔"
یاکوس نے کہا!
"کوئی انسان میری مدد نہیں کر سکتا۔ میری قسمت میں

اب موت کے سوا کچھ نہیں بچا۔"
جادوگرنی نے اس سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے
پوچھا!

"کیا یہ تیری بیوی کی قبر ہے؟"
یاکوس نے آنکھوں سے نکلتے نقلی آنسو پونچھتے
ہوئے کہا!

"ہاں یہ میری بیوی کی قبر ہے۔ مگر یہ صرف میری بیوی
ہی نہیں تھی۔ بلکہ اس کے پاس ایک ایسا علم تھا
جس کی مدد سے وہ ہزاروں کی فوج کو پھونک مار
کر بے جان کر دیتی تھی۔"

جادوگرنی کا ماتھا ٹھنکا۔ اگر وہ اس عورت کی لاش
کو زندہ کر کے اس سے یہ طاقتور علم معلوم کر سکے تو بادشاہ
کے محل پر ایک سیکنڈ میں قبضہ کر سکتی ہے۔
اس نے یاکوس سے کہا!

"اگر میں تمہاری بیوی کو زندہ کر دوں تو کیا تم
اپنی بیوی کا پر اسرار علم مجھے بتا دو گے؟ مگر تمہاری
بیوی شائد تمہیں وہ علم نہیں بتائے گی۔"

اب یاکوس نے آنسو پونچھ کر تڑپ کا پتہ پھینکا۔
کہنے لگا!

"بہن! وہ علم تو مجھے بھی معلوم ہے۔ اس کے لئے
میری بیوی کا زندہ ہونا ضروری نہیں۔ میں تو اپنی
بیوی کی محبت کی وجہ سے رو رہا ہوں۔"

اب بوڑھی جادوگرنی نے کہا!

"تو پھر تم میرے ساتھ چلو۔ میرے پاس ایک
منصوبہ ہے ہم دونوں مل کر ساری دنیا پر قبضہ کر
سکتے ہیں۔ پھر تم خوبصورت سے خوبصورت اور
اچھی سے اچھی عورت کو اپنی بیوی بنا سکتے ہو۔
کیا کہتے ہو؟"

یاکوس بھی تو چاہتا تھا۔ بولا!

"بہن! تمہارے پاس بھی کوئی خاص علم ہے کیا؟"

بوڑھی جادوگرنی نے کہا!

"ہاں جب تم مجھے اپنا علم بتاؤ گے تو میں تمہیں
اپنا علم بتاؤں گی۔"

یاکوس تیار ہو گیا۔ جادوگرنی اسے لے کر قبرستان
سے باہر آ گئی۔ قبرستان کے باہر ایک آدمی سامنے سے
چلا آ رہا تھا۔

جادوگرنی نے یاکوس سے کہا!

"کیا تم اپنے علم کی مدد سے اس آدمی کو

بے حِس کر سکتے ہو؟ میں تمہارے علم کو آزمانا
چاہتی ہوں۔"
یاکوس مردہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں خاص کشش
اور تاثیر تھی۔ اس نے کہا؛
"میں ابھی اس آدمی کو بے حِس کر دیتا ہوں۔"
اور یاکوس نے آنے والے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر اسے گھورا۔ وہ آدمی ایک دم بے ہوش ہو کر گر پڑا
یہ طاقت یاکوس کے پاس پہلے ہی سے تھی۔ بوڑھی جادوگرنی
کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص سچ بول رہا ہے۔ اس کے
پاس واقعی بے پناہ طاقت ہے۔
یاکوس نے کہا؛
"بہن اب تم بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سی
طاقت ہے۔؟"
جادوگرنی نے کہا؛
"میرے ساتھ میرے مکان پر چلو۔ پھر میں تمہیں
اپنی طاقت بتاؤں گی۔"
جادوگرنی نے راستے میں یاکوس سے اس کا نام
پوچھا پھر اسے لے کر اپنی کھنڈر والی کوٹھڑی میں آگئی۔
کوٹھڑی کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس کا دل دھک سے

رہ گیا کہ کہیں جبروت مجسمہ فرار تو نہیں ہو گیا۔ وہ لپک کر
کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ یاکوس اس کے پیچھے پیچھے
تھا۔ جبروت مجسمہ اپنی جگہ پر موجود تھا۔
جادوگرنی نے غصّے میں کہا؛
"تم نے ضرور فرار ہونے کی کوشش کی ہو گی۔ لیکن
اب تم اچھی طرح جان گئے ہو گے کہ تم میری مرضی
کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتے۔ یہ میرا بھائی ہے
اس کا نام یاکوس ہے۔ اب تم اپنی جگہ پر
جا کر بیٹھ جاؤ۔"
جبروت مجسمہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اب جادوگرنی نے
یاکوس کو بتایا کہ وہ ساریگان کے بادشاہ کے تخت پر
قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ یہی منصوبہ یاکوس کا بھی تھا۔
وہ کیسے دیکھ سکتا تھا کہ ایک بوڑھی عورت اس کی
جگہ ساری دنیا کی مالک بن بیٹھے۔ اس نے عیاری سے
کام لیتے ہوئے کہا؛
"بڑا اچھا پروگرام ہے بہن!
میں تمہارے ساتھ ہوں۔"
یاکوس نے پوچھا؛
"یہ مجسمہ جو زندہ ہو گیا ہے۔ یہ کیا کر سکتا ہے؟"

جادوگرنی نے یاکوس سے کہا کہ یہ جبروت کا مجسمہ ہے۔
اور اس میں اتنی طاقت ہے کہ۔ بڑے سے بڑے محل
کو ایک ٹھوکر سے ڈھا سکتا ہے۔ کوئی انسان اس کی طاقت
کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یاکوس نے غور سے مجسمے کو دیکھا۔
مجسمے پر اس کی آنکھوں کی کشش کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ
یاکوس کی طرف دیکھ کر غرانے لگا۔

جادوگرنی بولی!

"تم اسے بے ہوش نہیں کر سکتے۔ یہ میرے علم سے
زندہ ہوا ہے۔ اور میرے پاس کالا علم ہے۔"

یاکوس نے کہا!

"کیا تم مجھے اپنا علم نہیں بتاؤ گی؟"

جادوگرنی کہنے لگی!

"ہمیں اب ایک دوسرے کا علم سیکھنے کی ضرورت
ہی نہیں ہے۔ ہم دونوں مل کر اپنے اپنے علم
اور طاقت کی مدد سے اس شہر کے بادشاہ کے محل
پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم شاہی
محل پر حملہ کرنے کی سکیم تیار کرتے ہیں۔"

مگر یاکوس تو جادوگرنی کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ
اکیلا ملک کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس

عیاری سے کام لیتے ہوئے جادوگرنی کی ہاں میں ہاں ملائی
اور اس کے ساتھ کھنڈر کی دوسری کوٹھڑی میں آگیا۔
جادوگرنی بیٹھ گئی اور یاکوس کو سمجھانے لگی کہ انہیں سب
سے پہلے بادشاہ کو بے ہوش کرنا ہوگا۔ پھر اس کے
سپہ سالار کو ختم کرنا ہوگا۔ یاکوس جادوگرنی کی باتیں بے
توجہی سے سن رہا تھا۔ اصل میں وہ جادوگرنی پر قابو پانے
کی ترکیب پر غور کر رہا تھا۔ جادوگرنی کی صرف ایک کمزوری
تھی۔ کہ اگر وہ سو جائے تو نیند کی حالت میں اسے ہلاک کیا
جا سکتا تھا۔

یاکوس نے چالاکی سے کام لیتے اور جادوگرنی کی کمزوری
معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا!

"بہن! ہمیں ایک دوسرے کی کمزوریوں کی بھی
خبر ہونی چاہیے۔ تاکہ وقت پڑنے پر ہم ایک دوسرے
کی مدد کر سکیں۔ مثلاً میں تمہیں حرف بحرف بتا دیتا
ہوں کہ میری کمزوری یہ ہے کہ اگر مجھ پر ٹھنڈا
پانی پھینکا جائے گا تو میری طاقت ختم ہو جائے گی
اور میں مر جاؤں گا اب تم بتاؤ کہ تمہاری کمزوری
کیا ہے۔ تاکہ میں اس حالت میں تمہاری حفاظت
کر سکوں۔"

بوڑھی جادوگرنی چالاک ہونے کے باوجود یاکوس
کے جال میں پھنس گئی۔ اور بولی:
"میری صرف ایک ہی کمزوری ہے کہ اگر میں سو جاؤں
تو میری ساری طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف سوتے
میں مجھ پر وار کیا جا سکتا ہے۔"
یاکوس دل میں بڑا خوش ہوا اور بولا:
"بس ٹھیک ہے۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ
کوئی مجھ پر ٹھنڈا پانی نہ پھینکے اور میں جب
تم سو رہی ہو گی تمہاری حفاظت کروں گا۔"
اس کے بعد یاکوس نے شاہی محل پر حملے کی ترکیبوں
پر گفتگو شروع کر دی۔
یاکوس نے جان بوجھ کر کہا:
"پیاری بہن! اس وقت شام ہو رہی ہے۔ میں چاہتا
ہوں کہ ہم پچھلے پہر محل پر حملہ کریں۔ اس وقت
سپاہی آرام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم اچانک
ان پر حملہ کر دیں گے۔ میں انہیں ایک پل میں
بے حس کر دوں گا۔ اور وہ اٹھ کر ہم پر حملہ
نہیں کر سکیں گے۔
کیا خیال ہے تمہارا؟

بوڑھی جادوگرنی یاکوس کی باتوں میں آگئی۔
کہنے لگی:
"تمہاری ترکیب بھی اچھی ہے۔ چلو ہم منہ اندھیرے
شاہی محل پر ہلہ بول دیں گے۔"
یاکوس کہنے لگا:
"اتنی دیر ہم آرام کرتے ہیں۔ تم میری حویلی میں
چلو۔ وہاں میری کنیزیں بھی ہیں وہ تمہاری خدمت
کریں گی۔"
بوڑھی جادوگرنی یاکوس کے ساتھ اس کی حویلی
میں آگئی۔ یاکوس نے جادوگرنی کی اتنی آؤ بھگت
کی کہ وہ اس کی گرویدہ ہو گئی۔ جب رات ہو گئی
تو یاکوس نے کہا:
"بہن! ہمیں ایک زبردست مہم شروع کرنی ہے بہتر
ہے کہ ہم تھوڑی دیر آرام کر لیں تم اسی کمرے میں
سو جاؤ۔ میں باہر پہرہ دوں گا۔ تم بے فکر ہو کر
آرام کرو۔"
جادوگرنی کو بھی مرغن کھانا کھانے کے بعد نیند سی
آنے لگی تھی۔ اسے یاکوس پر اعتماد بھی ہو گیا تھا۔ یاکوس
نے اس کی خدمت بھی بے حد کی تھی۔ چنانچہ جادوگرنی

پلنگ پر لیٹ گئی۔ یاکوس دروازہ بند کر کے باہر آ کر پہرے
پر کھڑا ہو گیا۔ بہت زیادہ ہوشیار اور چالاک آدمی کبھی کبھی
یونہی کسی احمق کے ہاتھوں مار کھا جاتا ہے۔ جادوگرنی کے ساتھ
بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کی موت یاکوس کے ہاتھوں لکھی
تھی۔ شاید اسی وجہ سے بھی یہ اُلّو بن گئی تھی۔ یاکوس دروازے
کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔

ایک لمحے کے لئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور وہاں
سے اپنی تلوار قمیض کے اندر چھپا کر ساتھ لے آیا۔ جب
رات آدھی گذر گئی تو اسے کمرے میں سے جادوگرنی کے خراٹے
سنائی دینے لگے۔

یاکوس اسی انتظار میں تھا۔ وہ آہستہ سے دروازہ کھول
کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ طاق میں شمع روشن تھی۔ یاکوس
نے تلوار ہاتھ میں لے لی اور دبے پاؤں چلتا جادوگرنی کے
سرہانے کی طرف آ گیا۔ آتے ہی اس نے ایک لمحے کا بھی انتظار
نہ کیا اور اتنی زور سے تلوار کا وار کیا کہ جادوگرنی کا سر تن
سے جدا کر دیا۔ جادوگرنی کے مرتے ہی وہاں چیخوں کی آوازیں
بلند ہوئیں جو صرف یاکوس ہی سن سکتا تھا۔ پھر آہستہ
آہستہ یہ آوازیں بند ہو گئیں۔ یاکوس نے جادوگرنی
کے مردہ جسم کو اٹھا کر حویلی کے صحن میں گڑھا کھود کر
دفن کر دیا اور وہاں سے سیدھا کھنڈر کی طرف چل پڑا وہ یہ
دیکھنا چاہتا تھا کہ جادوگرنی کی موت کا مجسمے پر کیا اثر پڑا ہے
کھنڈر میں آتے ہی اس نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا
مجسمہ جبروت اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا تھا۔ یاکوس نے اس
کی طرف دیکھ کر کہا!

"اب تم میرے غلام ہو۔ میرے پاس وہ کالا علم
آ گیا ہے۔ جس میں تمہاری جان ہے۔ جس کو پڑھ
کر میں تمہیں بھسم کر سکتا ہوں۔
بولو تم کیا کہتے ہو۔؟"

جبروت بولا!

"میں تمہارا غلام ہوں۔ جس کے پاس کالا علم ہو
میں اسی کا غلام ہوں۔"

یاکوس نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے!"

جبروت نے یاکوس کو اپنا نام بتایا۔

یاکوس نے کہا!

"ابھی تم اسی کوٹھڑی میں رہو گے۔ میں کل رات کو
تمہیں اپنا نیا حکم سناؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہو گا۔"

جبروت نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے یاکوس کی طرف

دیکھتا رہا۔ یاکوس کو خطرہ تھا کہ کہیں جبروت اس کے ہاتھ
سے نہ نکل جائے۔ وہ اسے ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ
یاکوس مردہ تھا۔ اور مردے کو کوئی نہیں مار سکتا۔ اسے صرف
یہی ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر ناگ سانپ اسے نہ مل سکا تو وہ اٹھائیس
دنوں کے بعد اپنی موت آپ مر جائے گا۔ دوسری رات
اس نے جبروت مجسمے کو حکم دیا۔

"سنو: مجھے ایک سانپ کی سخت ضرورت ہے جس
کا نام ناگ سانپ ہے۔ وہ سانپوں کا دیوتا ہے۔ اس سانپ
کو کہیں سے حاصل کر کے میرے پاس لاؤ۔
یہ میرا حکم ہے۔"

جبروت نے غراتی ہوئی آواز میں کہا:

"کوئی سانپ مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں ناگ
سانپ کو ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ کیا وہ سارنگان
شہر میں ہی ہے؟"

یاکوس بولا:

"یہ تمہیں معلوم کرنا ہوگا۔ کیا تمہیں سانپوں کی بو
آتی ہے؟"

جبروت نے کہا:

"ہاں: میں ہر قسم کے سانپ کی بو محسوس کر لیتا
ہوں۔ میں ناگ کی تلاش میں جاتا ہوں۔ وہ جہاں
کہیں بھی ہوگا۔ میں اسے لے کر تمہارے پاس
پہنچ جاؤں گا۔"

اور جبروت مجسمہ ہاتھ میں تلوار لیے ناگ کی تلاش میں
نکل پڑا۔ یاکوس بڑا خوش تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ
جبروت اپنی خاص حس کی وجہ سے ناگ کی بو پا کر اسے ضرور
پکڑ کر لے آئے گا۔

○

چاندنی رات کی بلا

اب ہم عنبر کی خبر لیتے ہیں۔

عنبر کو جب دریا میں پھینکا گیا تو وہ سُرخ سانپ کی شکل میں بوتل میں بند تھا۔ دریا کی لہریں اسے کچھ دور تک بہاتی چلی گئیں۔ لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد لہروں نے اسے کنارے پر لگا دیا۔ ایک لہر اتنی زور سے آئی کہ اس نے عنبر کی بوتل کو اچھال کر باہر ایک پتھر پر پھینک دیا۔ پتھر سے ٹکراتے ہی بوتل ٹوٹ گئی اور عنبر سانپ کی شکل میں باہر جا گرا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ بوتل سے نکل کر اسے دھوپ کی گرمی لگی تو اسے ذرا ذرا ہوش آنا شروع ہو گیا مگر وہ پوری طرح سے ہوش میں نہیں تھا۔ اور رینگ بھی نہیں سکتا تھا۔ اتفاق سے ادھر سے ایک سپیرے کا گذر ہوا اس نے سرخ رنگ کا انوکھا سانپ دیکھا تو اسے اٹھا کر پٹاری میں ڈال لیا۔ سپیرا شہر سارنگان کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اسے رات ہو گئی۔ وہ ایک درخت کے نیچے لیٹا آرام کر رہا تھا کہ اچانک جبروت مجسمہ وہاں آگیا۔ سپیرے نے اپنے سامنے ایک دیو ہیکل مجسمہ کو تلوار ہاتھ میں لئے دیکھا تو پاؤں سر پر رکھ کر ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا جبروت کو پٹاری میں سے سانپوں کی بو آ رہی تھی۔ اس نے پٹاری الٹ دی۔ پٹاری میں سے دو تین سانپ نکل کر دوڑے۔ جبروت نے انہیں پکڑ لیا۔ اب دیکھا کہ سرخ رنگ کا ایک سانپ نکل کر باہر گرا ہے۔ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر رہا۔ جبروت مجسمہ نے لال سانپ کو بھی پکڑ کر اٹھا لیا۔

جبروت کے مجسمے کے ہاتھ کا لمس تھا کہ عنبر کو ہوش آگیا۔ اسے سب کچھ یاد آگیا کہ وہ عنبر ہے اور اسے طلسم کے ذریعے سانپ بنا دیا گیا ہے۔ عنبر کی طاقت ابھی واپس نہیں آئی تھی۔ مگر وہ حرکت کر سکتا تھا۔ اس نے پورا زور لگایا اور جبروت مجسمے کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرا اور جھاڑیوں کی طرف بھاگ گیا۔ جبروت مجسمے کو سخت غصہ آیا وہ تلوار لے کر اس کے پیچھے بھاگا تو دوسرے سانپ بھی اس کی گرفت سے نکل کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔

جبروت کو یقین ہو گیا تھا کہ لال سانپ ہی ناگ دیوتا ہے۔ چنانچہ وہ لال سانپ یعنی عنبر کے پیچھے لگ گیا۔

لال سانپ آگے آگے تھا اور جمروت مجسمہ اس کے
پیچھے لگا ہوا تھا۔ وہ جنگل میں چکر لگانے لگے۔ رات گہری
ہوتی چلی گئی۔ اب ایسا ہوا کہ وہ پورے چاند کی رات تھی
اور مشرق کی طرف سے پورا چاند نکل آیا۔ چاند کا نکلنا تھا کہ
جمروت مجسمہ اپنی جگہ پر رک گیا۔ اور چاند کی طرف منہ
کر کے اسے تکنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے جمروت مجسمہ ایک گوریلا
بن مانس بن گیا۔ اس کے سارے جسم پر بال ہی بال نکل
آئے۔ چہرہ بن مانس ایسا ہو گیا۔ دانت لمبے ہو گئے۔ بازو
لمبے اور بالوں سے بھر گئے۔ جمروت گوریلے کے حلق سے
ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ سینے پر دونوں ہاتھ مارتا ہوا
جنگل سے شہر جانے والی سڑک پر چل پڑا۔ عنبر لال سانپ
کی شکل میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس
شخص پر چاند کا اثر ہو گیا ہے۔ اور وہ انسان سے خونخوار
بن مانس بن گیا ہے اور اب وہ شہر میں جا کر بے گناہ لوگوں
کا خون کرے گا۔ عنبر خود مجبور تھا۔ پھر بھی اس نے ہمت
نہ ہاری اور جمروت بن مانس کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔

اب ایسا اتفاق ہوا کہ جمروت بن مانس سب سے پہلے
دریا کے کنارے والی یاکوس کی حویلی کے پاس سے
گزرا۔ اسے حویلی میں روشنی نظر آئی تو دروازہ توڑ کر حویلی
گھس گیا۔ نوکر سو رہے تھے۔ آواز سن کر جاگ پڑے باہر
آکر ایک دیو پیکر خونی آنکھوں والے بن مانس کو دیکھا تو
چیخیں مارتے ادھر ادھر بھاگ گئے۔ شور کی آواز سن کر یاکوس
بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے بن مانس کو دیکھا
تو تلوار لینے کے لئے کمرے میں گھسا۔ بن مانس جمروت نے
ایک انسان کو دیکھا تو اس کے پیچھے لپکا۔ وہ کوٹھڑی میں
گھس گیا۔ اندر جاتے ہی بن مانس نے یاکوس کو دبوچ
لیا۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اگرچہ یاکوس
ایک زندہ مردہ تھا لیکن اگر اس کے جسم کے ٹکڑے کر
دیئے جائیں گے تو وہ کیسے دوبارہ زندہ ہو سکے گا! یہی بات
ہوئی یاکوس اگرچہ زندہ تھا۔ مگر اس کے جسم کے دس گیارہ
ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اور دو تین ٹکڑے جمروت بن مانس نے
کھا بھی لئے تھے۔ اب اس کا دوبارہ زندہ ہونا ناممکن تھا۔

جمروت بن مانس نے آدھا یاکوس کھا لیا اور غراتا شور
مچاتا کوٹھڑی سے باہر آگیا۔

عنبر لال سانپ کی شکل میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس
نے یاکوس مردے کو پہچان لیا تھا۔ جب بن مانس کوٹھڑی
سے باہر چلا گیا تو عنبر سانپ نے کوٹھڑی میں جا کر یاکوس
کی بکھری لاش کے دو تین ٹکڑے پڑے دیکھے تو دل

میں خدا کا شکر ادا کیا کہ دنیا کو ایک خطرناک مردہ انسان
سے نجات مل گئی تھی۔ اب بن مانس کو ٹھکانے لگانا باقی
تھا۔ مگر عنبر خود سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ جبروت بن مانس
کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس عنبر والی
طاقت ہی نہیں تھی۔ پھر بھی عنبر جبروت بن مانس کے
پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔

جبروت بن مانس حویلی سے نکل کر اب شہر کی طرف
چلنے لگا۔ شہر میں اگرچہ لوگ دروازے بند کر کے سو رہے
تھے۔ مگر جبروت بن مانس ان کے دروازے توڑ کر اندر
جا سکتا تھا۔ عنبر سانپ پریشان تھا۔ وہ لوگوں کو اس کے
ظلم و ستم سے بچانا چاہتا تھا۔

عنبر سانپ کو اور تو کچھ نہ سوجھا وہ بھاگ کر آگے سے
اس سڑک پر آ گیا جہاں جبروت بن مانس شہر کی طرف بڑھ
رہا تھا۔ عنبر سانپ نے یہی سوچا کہ اسے اپنی پھنکاروں
سے ڈرانے کی کوشش کرے گا۔ وہ سڑک
کے کنارے پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ جونہی اس نے جبروت
بن مانس کو آتے دیکھا۔ زور سے پھنکارنا شروع کر دیا۔
جبروت بن مانس بھی سانپ کو دیکھ کر زور زور سے غرانے
اور سینے پر ہاتھ مارنے لگا۔ عنبر تھوڑا تھوڑا پیچھے بھی ہٹتا

جا رہا تھا۔ عنبر کا ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ اس کا یہ بھی
خیال تھا۔ کہ اس شور سے ہو سکتا ہے کچھ لوگ جاگ پڑیں
اور اس بن مانس کے مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں۔

مگر جبروت بن مانس کا عنبر سانپ مقابلہ نہیں کر سکتا
تھا۔ وہ دوڑتا ہوا عنبر سانپ کے سر پر پہنچ گیا اور اس
سے پہلے کہ عنبر رینگ کر بھاگ سکتا۔ جبروت بن مانس
نے اسے زمین پر سے اٹھا لیا اور اس کے دو ٹکڑے
کر دئیے۔ عنبر کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اصل میں یہی اس
کی زندگی کی وجہ بن گیا۔ عنبر کے جسم کے مرکز میں ریڑھ کی
ہڈی کے پاس جادو کا اثر تھا۔ جونہی اس کے سانپ
کے جسم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ریڑھ کی ہڈی پر جادو کا اثر ختم
ہو گیا۔ زمین پر جیسے ایک مہرہ گر پڑا۔ عنبر سانپ کے دونوں
ٹکڑے بن مانس نے زور سے زمین پر دے مارے۔
زمین سے ٹکراتے ہی عنبر کا جسم انسانی شکل اختیار کر گیا۔
سانپ کے دونوں ٹکڑے غائب ہو چکے تھے۔ اور اب
جبروت بن مانس کے سامنے ایک زندہ انسان یعنی
عنبر موجود تھا۔ جس کی طاقت کا اندازہ جبروت جیسے
کو بھی نہیں تھا۔ جو اس وقت بن مانس کی شکل میں
تھا۔ جبروت بن مانس نے ایک انسان [illegible] تو اسے

پیروں پھاڑنے کے لئے اس کی طرف لپکا۔ عنبر اپنی جگہ
پر اسی طرح کھڑا رہا۔

جونہی جبروت بن مانس نے عنبر کو گردن سے پکڑنے
کے لئے اپنا لمبا بازو آگے بڑھایا۔ عنبر نے اس کے بازو
کو پکڑ لیا۔ اور اسے زمین پر سے اٹھا کر اپنے سر کے
گرد ایک چکر دیا اور پھر چھوڑ دیا۔ جبروت بن مانس
دور جا کر جھاڑیوں پر گرا۔ جبروت بن مانس سمجھ گیا کہ مقابلہ
سخت ہے اور وہ زندہ نہیں بچے گا۔ چنانچہ جبروت بن
مانس غراتا شور مچاتا جنگل کے اندھیرے میں گم ہو گیا
اب عنبر کو افسوس ہونے لگا کہ اس نے ایسا کیوں
کیا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ بن مانس کو وہیں مار ڈالتا۔
تاکہ لوگوں کو اس سے نجات مل جاتی۔ عنبر جنگل کی طرف
دوڑا مگر اسے جبروت بن مانس کہیں دکھائی نہ دیا۔ جنگل میں
دور سے اسے بن مانس کی چیخ سنائی دیتی۔ عنبر دوڑ کر
اس طرف جاتا مگر جبروت بن مانس اس کے جانے
سے پہلے وہاں سے فرار ہو چکا ہوتا۔ عنبر دوڑ کر شہر کے
دروازے پر جا کھڑا ہوا تاکہ جبروت بن مانس کو شہر میں
نہ داخل ہونے دے۔ مگر جبروت بن مانس دور جنگل کی
ایک کھوہ میں بیٹھا اپنے زخموں کو سہلا رہا تھا۔ رات ڈھل
رہی تھی۔ جوں جوں چاندنی مدھم اور پھیکی پڑ رہی تھی۔ جبروت
کے جسم کے بن مانس والے بال غائب ہونے لگے تھے۔ پھر
جب آسمان پر دن کی روشنی پھیلی تو کھوں میں بیٹھے بیٹھے
جبروت بن مانس سے ایک بار پھر مجسمہ بن چکا تھا۔ عنبر بھی جلدی
سے جنگل میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ دن نکلتے ہی جبروت مجسمہ
بن مانس سے دوبارہ انسانی شکل میں آجائے گا۔ وہ جنگل میں
قبرستان والے کنارے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھا تھا جبروت مجسمہ
تھوڑی دیر بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور کھنڈر کی کوٹھڑی میں جا کر
زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے جسم پر خراشیں تھیں اور ان میں
سے سفید خون رس رہا تھا۔ جبروت کا خون دودھ کی
طرح سفید تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سنگِ مرمر دودھ بن
کر نکل رہا ہے۔

عنبر جانتا تھا کہ عفریت دن میں انسان اور چاندنی رات
میں بن مانس بن جاتا ہے اور اب جب کہ چاندنی راتیں
ہیں یہ تباہی مچاتا رہے گا۔ اور جانے کتنے معصوم انسانوں
کی جانیں لے گا۔ اس لئے عنبر نے ناگ ماریا تھیو سانگ
کٹی اور جولی سانگ کی تلاش میں نکلنے سے پہلے اس
عفریت کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر کو شہر میں
اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی خوشبو بھی نہیں آ

آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی اس شہر میں موجود نہیں ہے۔

دن کی روشنی میں عنبر جبروت مجسمے کی تلاش میں جنگل کی طرف چل پڑا۔ اس نے سارا قبرستان اور جنگل چھان مارا مگر اسے جبروت کہیں نہ ملا۔ جبروت مجسمہ اس وقت ایک خفیہ مقام میں چھپا ہوا تھا۔ عنبر واپس شہر ساریگان میں آگیا۔ وہ دیر تک شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ عنبر کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ اس کا لباس گندہ ہوگیا تھا۔ وہ نیا لباس خریدنا چاہتا تھا۔ مگر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے خرید نہیں سکتا تھا۔ مگر اس کے ذہن پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ

کس طرح اس شہر کے لوگوں کو چاندنی رات کی بلا سے نجات دلائی جائے۔ اس نے سوچا کہ اس شہر کے کوتوال سے بات کر کے اسے کہا جائے کہ رات کو شہر پر ایک بلا نازل ہونے والی ہے اس لئے وہ حکم کر دے کہ شہر کے سارے دروازے رات کو بند کر دئے جائیں۔

عنبر کوتوال کے دفتر میں پہنچا تو وہ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ عنبر کو دیکھ کر کرخت لہجے میں بولا:

"کون ہو تم؟" "کیا کرنے آئے ہو؟"

عنبر نے بڑا صبر کیا اور خوش اخلاقی سے کوتوال کو ساری بات بتا دی۔ کوتوال کے پاس دو تین دوسرے سپاہی بھی بیٹھے تھے۔ وہ عنبر کا مذاق اڑانے لگے۔

"ارے یہ کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے۔ بھلا کوئی ایسا انسان بھی ہوتا ہے جو چاندنی رات میں عفریت یا بن مانس بن جائے۔"

کوتوال نے عنبر سے کہا:

"جاؤ میاں اپنا راستہ لو۔"

عنبر نے کوتوال کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی مگر کوتوال نے اسے اپنے دفتر سے نکال دیا۔ عنبر خاموش ہو کر باہر آگیا۔ وہ کیا کر سکتا تھا۔ اتفاق کی بات تھی کہ کوتوال کا مکان شہر کے دروازے کے بالکل ساتھ ہی تھا۔

جب رات ہوئی اور چاند نکلا تو جبروت بن مانس کی شکل اختیار کر گیا۔ وہ بھی غراتا ہوا اپنے تیز دانت نکالتا جنگل سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑا۔ عنبر اس وقت شہر کے دوسرے دروازے کی طرف تھا۔ اب وہ اکیلا شہر کے چاروں دروازوں پر پہرا نہیں دے سکتا تھا۔ دروازوں کے پہرے داروں سے بھی عنبر نے بات کی مگر انہوں نے بھی عنبر کا مذاق اڑایا۔

جبروت بن مانس شہر کے کوتوال والے دروازے پر آ پہنچا۔ پہرے دار نے ایک پہاڑ ایسے بن مانس کو دانت نکالے اپنی طرف آتے دیکھا تو نیزہ اس پر دے مارا۔ نیزہ جبروت بن مانس سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ بن مانس نے پہرے دار کو اٹھایا اور دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی پہلا مکان کوتوال کا تھا۔ بن مانس نے مکان کے اندر روشنی دیکھی تو وہ اس طرف بڑھا کوتوال اس وقت سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ خوش قسمتی سے وہ گھر میں اکیلا تھا۔ اس کے بیوی بچے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔ اچانک دروازہ دھڑام سے ٹوٹ گیا۔ اور نیچے گر پڑا۔ کوتوال نے دروازے میں ایک دیو پیکر بن مانس کو دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ بن مانس چیخ مار کر اپنے شکار پر لپکا۔ کوتوال کو سامنے کھڑکی ہی نظر آئی۔ اس نے کھڑکی میں سے چھلانگ لگا دی۔ وہ باہر ایک درخت پر گرا جس کی شاخیں ٹوٹتی چلی گئیں اور کوتوال زمین کے ساتھ آ کر لگ گیا۔

اس کے کمرے میں بن مانس نے شور اور طوفان مچا دیا تھا۔ وہاں سے نکل کر بن مانس چھت پر آ گیا۔ اور بھیانک آوازیں نکالنے لگا۔ کوتوال جلدی سے اٹھ کر مکان کے نیچے آیا اور سپاہیوں کو

تیر مارنے کا حکم دیا۔ بن مانس پر سپاہیوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ تیر بن مانس کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہے تھے۔ بن مانس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ دوسرے مکان کی چھت پر کود گیا۔ وہاں دو آدمی سو رہے تھے۔ وہ اٹھ کر بھاگے تو بن مانس نے ایک کو پکڑ کر ادھیڑ دیا۔ بن مانس نے کہرام مچا دیا۔ شہر کے دروازے پر عنبر نے شور سنا تو سمجھ گیا کہ بن مانس آ گیا ہے۔ وہ اس طرف دوڑ پڑا۔ سامنے چوک کی روشنی میں اسے کوتوال نظر آیا جو بوکھلایا ہوا شاہی قلعے کی طرف بھاگ رہا تھا کہ فوج کو خبر کرے۔

عنبر کو دیکھا تو بولا:

"تم ٹھیک کہتے تھے بھائی۔ خدا کے لئے بھاگ جاؤ میں فوج لینے کے لئے شاہی قلعے کی طرف جا رہا ہوں۔"

شہر میں شور مچ گیا تھا۔ مکانوں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ لوگ خوف کے مارے گھروں سے باہر نکل نکل کر ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ کیا شہر پر حملہ ہو گیا ہے۔ جبروت بن مانس نے اس عرصہ میں کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ شاہی محل کی طرف بڑھ رہا تھا کہ آگے سے فوج آ گئی۔ فوج کے سپاہیوں نے تیروں کی

باڑ ماری۔ تیروں کا بن مانس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس
نے آگے بڑھ کر دو فوجیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دو
کو اپنے پاؤں سے کچل دیا۔

فوج نے نیزے چلائے مگر نیزے بھی بن مانس کا کچھ نہ
بگاڑ سکے۔ بن مانس ایک ایک کر کے فوج کے سپاہیوں
کو ہلاک کرتا چلا گیا۔ اب بن مانس کے ہاتھ میں ایک تلوار
آگئی۔ اس نے تلوار سے سپاہیوں کو مارنا اور کاٹنا شروع
کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ انسانی ٹکڑوں کو ہڑپ بھی کرتا جا رہا
تھا۔ عنبر نے یہ عالم دیکھا تو چھلانگ لگا کر بن مانس کے
سامنے آگیا۔ سامنے آتے ہی اس نے بن مانس کے سینے
پر اچھل کر ایک ٹھوکر ماری۔ بن مانس پہاڑ کی طرح پیچھے
گر پڑا۔ جبروت بن مانس نے عنبر کو پہچان لیا تھا۔ وہ کچھ گھبرایا
مگر پھر مقابلے پر اتر آیا۔

عنبر اور بن مانس کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ کبھی بن مانس
عنبر کو اٹھا کر دے مارتا اور کبھی عنبر بن مانس کو اٹھا کر
پھینک دیتا۔ لیکن دونوں ہی سے کسی کو بھی نقصان نہیں
ہو رہا تھا۔ لوگ وہاں سے دوڑ گئے۔ سپاہی بھی بھاگ
گئے تھے۔ لوگ مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر یہ سخت
خوفناک مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ عنبر نے ایک بار پھر بن مانس

کے بازو کو پکڑا اور اسے دو تین چکر دے کر اپنے سر کے
اوپر گھمانا شروع کر دیا۔ پھر زور سے آسمان کی طرف اچھالا۔
بن مانس آسمان کی طرف دور تک چلا گیا۔ پھر شہر کے باہر
ایک گہرے کھڈ میں جا گرا۔ کھڈ میں گرتے ہی بن مانس اٹھا
اسے تھوڑی تھوڑی چوٹیں ضرور آئی تھیں اور جسم سے دودھ
ایسا سفید خون بہنے لگا تھا۔ مگر اپنے ہوش میں تھا۔ وہ کھڈ کی
دوسری طرف سے باہر نکلا اور دریا کی طرف دوڑتے ہوئے
دریا میں چھلانگ لگا دی۔

عنبر اس کی تلاش میں دریا تک آیا۔ مگر اسے بن مانس
نہ ملا۔ ساری رات لوگ گھروں کی چھتوں پر سہمے ہوئے بیٹھے
رہے۔ عنبر کوتوال کے مکان پر اس سے مشورہ کرتا رہا۔
اب بادشاہ کو بھی خبر ہو گئی تھی۔ اس نے حکم دے دیا کہ
جو کوئی اس خونی بلا کو ہلاک کرے گا اسے انعام و اکرام سے
مالا مال کر دیا جائے گا۔ ایک بار پھر تازہ دم فوج کو شہر کے
دروازوں پر کھڑا کر دیا گیا۔ عنبر کوتوال کے پاس بیٹھا ہوا تھا
کوتوال بے حد پریشان تھا۔
کہنے لگا:

"بھائی! تمہارے پاس بھی بن مانس ایسی ہی طاقت
ہے۔ خواہ یہ جادو کی طاقت ہے۔ خواہ یہ تمہاری

طاقت ہے۔ خدا کے لئے بن مانس سے ہمارا پیچھا
چھڑاؤ۔ نہیں تو بادشاہ مجھے سولی پر لٹکا دے گا۔"
عنبر گہری سوچ میں تھا۔ اس نے کوتوال کی طرف
دیکھا اور بولا:
"اس عفریت کو ہم کسی حکمت عملی سے ہی
قابو میں کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ طلسمی
پتلا ہے۔"
کوتوال نے چونک کر کہا:
"طلسمی پتلا! پھر تو ہماری خیر نہیں۔"
عنبر بولا:
"تم ایک کام کرو۔"
کوتوال بولا:
"جلدی بتاؤ۔ میں ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔"
عنبر نے کوتوال سے کہا:
"شہر کے دروازے کے باہر فوراً ایک خندق
کھودی جائے اور دیوار کے اوپر ایک کڑاہ
ابلتے ہوئے تیل سے بھر کر رکھ دیا جائے۔"
کوتوال نے اسی وقت حکم دے دیا۔ شام ہونے تک
شہر کے بڑے دروازے کے باہر ایک گہری خندق کھود کر
اس پر ایسے گھاس پھوس ڈال دیا گیا کہ وہ اوپر سے
زمین ہی لگتی تھی۔ ایک کھولتے ہوئے تیل کا کڑاہ بھی شہر
کی دیوار کے اوپر رکھ دیا گیا۔ کڑاہ کے نیچے اب بھی دھیمی
دھیمی آگ جل رہی تھی۔ عنبر کے کہنے پر کوتوال نے شہر
کے لوگوں کو کہہ دیا کہ اپنے گھروں کے دروازے بند
کر لیں۔ اور خود مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر چھپ جائیں
لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب رات گہری ہوئی اور چاند آسمان
پر طلوع ہوا تو عنبر نے عورتوں کا لباس پہنا اور شہر سے نکل
کر جنگل کے کنارے جا کر کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا
تھا۔ جنگل پر چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ جو موت کی طرح خوفناک
لگ رہی تھی۔

عنبر اس سڑک کے کنارے کھڑا تھا جو جنگل سے شہر کے
دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ اچانک جنگل کی طرف سے گونجتی
جبروت بن مانس کی بھیانک آواز سنائی دی۔

عنبر ہوشیار ہو گیا۔ وہ سڑک کے بیچ میں آگیا۔ تھوڑی
دیر بعد جنگل میں سے پہاڑ ایسا بن مانس نمودار ہوا۔ وہ دونوں
ہاتھ زور زور سے سینے پر مارتا تو ایسی آواز پیدا ہوتی جیسے
ڈھول بج رہا ہو۔ بن مانس انتہائی ڈراؤنے انداز میں
غرّا رہا تھا۔ اس نے ایک عورت کو سڑک کے کنارے

کھڑے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ عنبر عورت کے پاس
ہی تھا۔ وہاں کچھ دیر کھڑا رہا۔ جب بن مانس قریب آیا تو
جھوٹ موٹ چیخ مار کر آگے کو بھاگا۔ بن مانس بھی اس
کے پیچھے بھاگا۔ عنبر بن مانس کو شہر کی طرف لے آیا۔ بن مانس
ڈراؤنی آوازیں نکال رہا تھا۔ کوتوال نے یہ آوازیں سنیں تو
سمجھ گیا کہ عنبر بن مانس کو لے کر آگیا ہے۔ اس نے حکم دیا
کہ کڑاؤ کے نیچے تازہ آگ جلا دی جائے پھر دیکھا کہ دور سے
عنبر آگے آگے اور بن مانس اس کے پیچھے پیچھے دوڑا چلا
آرہا تھا۔ کوتوال شہر کے دروازے کی دوسری جانب چھپا ہوا
تھا۔ سپاہی بھی وہاں چھپے ہوئے یہ بھیانک تماشہ دیکھ رہے
تھے۔ عنبر بڑی ہوشیاری سے بن مانس کو خندق کی طرف
لا رہا تھا۔ جب وہ خندق کے کنارے پر پہنچا تو عنبر نے جھک
کر اپنے آپ کو کنارے کے گھاس پھوس میں چھپا لیا اور
پھر تیزی سے گھاس کے اندر ہی اندر ایک طرف ہو گیا۔
بن مانس کو کچھ سجھائی نہ دیا۔ وہ گھاس پھوس کو زمین
سمجھ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ زمین بیٹھ گئی۔ اور وہ دھڑام
سے خندق میں جا گرا۔ خندق میں گرتے ہی اس نے ایک چیخ
بلند کی۔

عنبر نے چلا کر کہا:

"کھولتا ہوا تیل پھینک دو۔"

دیوار کے اوپر سپاہی اسی گھڑی کے انتظار میں تھے۔ انہوں
نے خندق میں کھولتے ہوئے تیل کا بڑا کڑاؤ الٹ دیا۔ گرم گرم
تیل جبروت بن مانس کے اوپر گرا تو اس کی ایک اور چیخ بلند
ہوئی۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ کوتوال بھاگ کر عنبر کے پاس آیا۔

عنبر نے کہا:

"مشعلیں روشن کرو۔ میں نیچے خندق میں جاؤں گا۔"

کوتوال نے عنبر کو روکنا چاہا مگر عنبر نے کہا کہ اس کا خندق
میں اترنا ضروری ہے۔ تاکہ یہ تسلی ہو جائے کہ بن مانس مر گیا
ہے۔ سپاہیوں نے مشعلیں روشن کر دیں۔ پھر بھی نیچے
خندق میں اندھیرا تھا۔ روشنی نیچے خندق کی تہہ تک نہیں جاتی
تھی۔ عنبر نے رسا منگوایا اور نیچے خندق میں اتر گیا۔ اندھیرے
میں اسے ایک جگہ سیاہ رنگ کا ہیولا سا دکھائی دیا۔ عنبر خندق
کی مٹی پر پاؤں رکھتا آگے بڑھا تو یہ دیکھ کر وہیں رک گیا
کہ جبروت بن مانس اپنی جگہ پر بالکل ساکت کھڑا تھا۔ یعنی وہ اپنی
جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر نے آگے بڑھ
کر بن مانس کو ہاتھ لگایا۔ بن مانس کا جسم لوہے میں بدل
چکا تھا۔ اور گرم تھا۔ عنبر جلدی سے خندق سے باہر آگیا۔
اس نے کوتوال اور سپاہیوں کو خوشخبری

مر چکا ہے۔

ہر طرف خوشی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ لوگ گھروں سے باہر نکل کر ناچنے لگے۔ ساری رات لوگ سڑکوں اور بازاروں میں رقص کرتے رہے۔ کئی لوگ ساری رات خندق کے کنارے کھڑے بن مانس کو دیکھنے کی کوشش کرتے رہے جو انہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ جب سورج نکلا اور سورج کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو عنبر کے کہنے پر کوتوال نے فوج کو طلب کر لیا۔ اور پھر رسے ڈال کر جبروت بن مانس کو باہر نکالا گیا۔ جبروت بن مانس کی شکل میں ہی کھولتے ہوئے تیل کی وجہ سے لوہے کا بن کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا تھا۔ بادشاہ بھی بہت خوش ہوا اور خود شاہی سواری کے ساتھ بن مانس کو دیکھنے آیا۔ اس نے حکم دیا کہ اس بن مانس کے مجسمے کو شہر کے چوک میں لگا دیا جائے۔

پھر اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"تمہارا نام کیا ہے نوجوان؟"

"عنبر" عنبر نے ادب سے جواب دیا۔

بادشاہ نے کہا:

"تم ہمارے دربار میں آؤ۔ ہم تمہیں انعام و اکرام سے نوازیں گے۔"

ساتھ ہی بادشاہ نے کوتوال کے کام کی بھی تعریف کی۔ بادشاہ کی سواری چلی گئی تو کوتوال نے عنبر کا ہاتھ تھام لیا اور کہا:

"بھائی! بادشاہ کے آگے میری ترقی کی ضرور سفارش کرنا۔"

عنبر بولا:

"میں ضرور سفارش کروں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

تھوڑی دیر بعد عنبر خوبصورت لباس پہنے بادشاہ کے دربار میں موجود تھا۔ بادشاہ نے عنبر کو اپنے قریب بلایا۔ اور کہا:

"تم کس ملک کے رہنے والے ہو نوجوان؟"

عنبر نے بادشاہ کو بتایا کہ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں اور جڑی بوٹیاں بیچ کر گذر اوقات کرتا ہوں۔

بادشاہ نے خوش ہو کر کہا:

"ہم تمہیں ہیرے جواہرات میں تولنے کا حکم دیتے ہیں۔"

اسی وقت ایک بڑا ترازو دربار میں لایا گیا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں عنبر کو بٹھا دیا گیا اور دوسرے پلڑے میں شاہی خزانچی بوریوں کے منہ کھول کر ہیرے جواہرات ڈالنے

لگا۔ جب دونوں پلڑے برابر ہو گئے تو تمام جواہرات اور
ہیروں کو ایک بوری میں بند کر کے عنبر کو پیش کیا گیا۔
عنبر نے بادشاہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:
"بادشاہ سلامت! میں آپ کی اس عنایت پہ
آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کے دربار میں
یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارے جواہرات اور ہیرے
جو آپ نے مجھے انعام میں دیئے ہیں شہر کے غریبوں
یتیموں اور بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔
بادشاہ، وزیر اور درباری تو حیران ہو کر رہ گئے۔
بادشاہ نے کہا:
"عنبر! کیا تم نے سوچ سمجھ کر یہ اعلان کیا ہے؟"
عنبر بولا:
"ہاں بادشاہ سلامت! میں نے سوچ سمجھ کر یہ اعلان
کیا ہے۔ برائے مہربانی ان ہیرے جواہرات کو غریبوں
میں بیوہ عورتوں اور یتیموں میں تقسیم کروا دیا جائے۔"
بادشاہ نے کہا:
"عنبر! ہم تمہارے اس فیصلے پر حیران بھی ہیں اور
خوش بھی ہوئے ہیں۔ تم خود اس دولت کو
ضرورت مندوں میں تقسیم کرو گے۔"

بادشاہ کے حکم سے شہر میں ڈھونڈی پٹوا دی گئی۔ کہ غریب
یتیم اور بیوہ عورتیں محل کی دیوار کے ساتھ آ کر کھڑے ہو جائیں
اور اپنے حصے کے ہیرے جواہرات وصول کر لیں۔
عنبر ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی بوری کھول کر کھڑکی میں
کھڑا ہو گیا۔ اور غریبوں، بیوہ عورتوں اور یتیموں میں وہ
دولت تقسیم کرنی شروع کر دی۔ لوگ ایک ایک کر کے
آتے رہے اور عنبر ان میں دولت تقسیم کرتا رہا۔ اتنے میں
ایک عورت آئی۔ عنبر نے اس کو جواہرات دینے چاہے
تو اس نے روتے ہوئے کہا:
"مجھے جواہرات نہیں چاہئیں۔ مجھے میرے جگر کا ٹکڑا واپس
لا دو۔"
اور عورت نے رونا شروع کر دیا۔
عنبر نے پوچھا:
"بہن! تمہارا جگر کا ٹکڑا کہاں ہے؟"
عورت بولی:
"میں بیوہ ہوں۔ میرا ایک ہی جوان بیٹا ہے جو میرے
بڑھاپے اور میری زندگی کا سہارا ہے۔ بادشاہ نے
اسے بغاوت کے جرم میں پکڑ کر جیل میں ڈال دیا
ہے اور اس کو سولی پہ لٹکانا چاہتا ہے۔

واپس لا دو۔ میرا بچہ
خدا کے لئے مجھے میرا بچہ واپس لا دو۔"

اتنے میں ایک سپاہی نے آکر عورت سے کہا کہ وہ آگے جائے اور دوسروں کو بھی خیرات لینے دے۔ عنبر نے اشارے سے سپاہی کو پیچھے کر دیا اور خود بیوہ عورت سے مخاطب ہو کر پوچھا:

"بہن! تمہارے بچے کا کیا نام ہے اور تم کہاں رہتی ہو؟"

عورت آنسو پونچھتے ہوئے بولی:

"میں کھجوروں والے باغ کے کنارے جھونپڑی میں رہتی ہوں۔ میرے بیٹے کا نام ساگان ہے۔"

سپاہی عورت کو دھکیل کر دور لے گئے۔ عنبر اسے دیکھتا رہ گیا۔ خیرات ختم ہو گئی تو عنبر پوچھتا ہوا کھجوروں والے باغ میں جا پہنچا۔ وہاں ایک جھونپڑی کے باہر اسے وہی بیوہ عورت اداس بیٹھی چرخہ کاتتی نظر آئی۔ عنبر نے سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بیوہ عورت نے بھی عنبر کو پہچان لیا۔ کہنے لگی:

"میرا بچہ واپس نہیں لائے!" یہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔

عنبر نے اسے حوصلہ دیا اور کہا:

"بہن! مجھے ساری بات بتاؤ۔ تمہارے بیٹے کو بغاوت کے جرم میں کب پکڑا گیا۔ اس نے کیسے بغاوت کی۔"

بوڑھی عورت نے ساڑھی کے پلو سے آنسو صاف کئے اور کہا:

"میرا بیٹا بے قصور ہے اس نے کوئی بغاوت نہیں کی۔"

خوشبودار لڑکی

"تو پھر اسے کس جرم میں پکڑا گیا ہے اور اسے موت کی سزا سنائی گئی ہے۔"

عنبر نے پوچھا! بیوہ عورت نے روتے ہوئے عنبر کو بتایا کہ اس کا بیٹا ساگان ایک بہادر اور خوب صورت نوجوان ہے۔ وہ دریا پر مچھلیاں پکڑ کر بازار میں فروخت کرتا تھا۔ ایک روز وہاں اس کی ملاقات بادشاہ کی بیٹی شہزادی سے ہو گئی۔ شہزادی اور میرا بیٹا ساگان ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے۔ شہزادی نے میرے بیٹے کو کہا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لے۔ میرے بیٹے نے کہا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ شادی تمہارے باپ کی اجازت سے ہونی چاہیئے۔ اس نے شہزادی سے کہا کہ وہ اپنے بادشاہ باپ سے کہے کہ وہ اس کی شادی ساگان سے کر دے۔ شہزادی نے اپنے باپ سے جب اس کا ذکر کیا تو بادشاہ غصے میں آگیا اس نے شہزادی کا محل سے نکلنا بند کر دیا اور میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے۔ بادشاہ نے اس پر بغاوت کا الزام لگا دیا اور اسے موت کی سزا سنا دی۔ بیوہ عورت نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا:

"دو دن بعد اسے موت کی سزا دے دی جائے گی۔"

اور بیوہ عورت کی ہچکی بندھ گئی۔ عنبر نے بیوہ عورت کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"بہن! تم گھبراؤ نہیں۔ خدا نے چاہا تو تمہارا بیٹا ساگان تمہارے پاس واپس آجائے گا۔ اگر وہ واقعی بے گناہ ہے تو اس پر آنچ تک نہیں آئے گی۔"

بیوہ عورت روتے ہوئے بولی:

"وہ بے گناہ ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔ بادشاہ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے اسے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر یہ بات ثابت ہو گئی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بیٹے کو تمہارے پاس زندہ سلامت لے آؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

یہ کہہ کر عنبر وہاں سے سیدھا محل میں آگیا۔ بادشاہ اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا۔

اس نے عنبر کو دیکھ کر کہا:
"عنبر! تم کہاں چلے گئے تھے۔ ہم تمہارا کھانے پر
انتظار کرتے رہے۔"
عنبر نے کہا:
"بادشاہ سلامت! میں ایک غریب آدمی کو جو بیمار
تھا۔ اس کے گھر تک چھوڑنے گیا تھا۔"
بادشاہ نے عنبر کو گھور کر دیکھا اور بولا:
"جو بیمار ہے اس کو دیکھنے جانے کے لئے اور لوگ
بھی ہیں۔ تمہیں ہمارے پاس آجانا چاہئے تھا۔"
عنبر نے کہا:
"اس بیمار کو میری ضرورت تھی بادشاہ سلامت"
بادشاہ چپ ہو گیا۔ دراصل عنبر بادشاہ سے جھڑپ نہیں
لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے بیوہ عورت کے بیٹے کے بارے میں
پوری اور صحیح صورت حال معلوم کرنی تھی۔
عنبر کہنے لگا:
"اب اجازت دیجئے بادشاہ سلامت: میں شام کو آپ
کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔"
بادشاہ نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ عنبر باغ سے نکل کر
دوسرے باغ میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک کنیز سے پوچھا کہ
شہزادی کہاں ہو گی؟ بادشاہ کی ایک ہی بیٹی تھی۔ کنیز نے
بتایا کہ شہزادی ابھی شاہی محل کے چشمے کی طرف گئی ہے۔ عنبر
اس طرف چل دیا۔ چشمے پر جا کر اس نے دیکھا کہ ایک بہت
خوبصورت شہزادی شاہی لباس میں ملبوس چشمے کے کنارے
چاندی کے بنچ پر بیٹھی پھولوں کا گلدستہ بنا رہی ہے۔ عنبر
نے قریب جا کر ادب سے سلام کیا۔ شہزادی نے عنبر کو دیکھ
رکھا تھا۔ وہ بولی:
"کہو عنبر! کس طرح آئے ہو؟"
عنبر نے کہا:
"شہزادی صاحبہ! اگر میں آپ سے ایک سوال پوچھوں
تو آپ کو برا محسوس تو نہیں ہو گا؟"
شہزادی نے کہا:
"مجھے کیا معلوم کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"
عنبر بولا:
"میں ساگان کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا
چاہتا ہوں۔"
شہزادی کا ہاتھ گلدستہ بناتے ہوئے رک گیا۔ اس نے
عنبر کی طرف دیکھ کر غصے میں کہا:
"تم کون ہوتے ہو میرے معاملات میں دخل

دینے والے!"

عنبر بولا:

"شہزادی صاحبہ! یہ ایک نوجوان لڑکے اور اس کی بیوہ ماں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ بادشاہ کی بیٹی ہیں آپ کو ایک غریب لڑکے کی زندگی سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔"

شہزادی کو سخت غصہ آگیا۔ وہ چیخ کر سپاہیوں کو بلانا چاہتی تھی۔ کہ عنبر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گہری آواز میں کہا:

"شہزادی! تم ابھی تک نہیں جانتی ہو کہ کس سے بات کر رہی ہو۔"

شہزادی آخر شہزادی تھی۔ اس کی کمر میں خنجر لٹک رہا تھا۔ بھلا وہ اپنی توہین کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ تیزی سے خنجر نکالا اور عنبر کے سینے پر مار دیا۔ مگر خنجر عنبر کے سینے سے لگ کر اُچٹ گیا۔ یعنی سینے سے ٹکرا کر واپس ہو گیا۔ اور شہزادی نے دوسرا وار کیا۔ اب بھی خنجر نے عنبر کا کچھ نہ بگاڑا۔ عنبر نے شہزادی کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور اپنے بازو پر زور زور سے مارنے لگا۔ خنجر ٹوٹ گیا مگر عنبر کے بازو پر ایک خراش تک نہ آئی۔

عنبر نے غصے سے کہا:

"شہزادی! تم نے دیکھ لیا کہ دنیا کا کوئی خنجر عنبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

عنبر نے خنجر دور پھینک دیا اور شہزادی کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا:

"اب بتاؤ اصل بات کیا تھی؟"

شہزادی ڈر گئی تھی اس نے حرف بہ حرف بتا دیا کہ ساگان نے کوئی جرم نہیں کیا۔ وہ ایک انتہائی شریف انسان ہے۔ میں نے ہی اسے اپنے ساتھ شادی کرنے کو کہا تھا مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ شریف بچیاں اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال رکھتی ہیں۔ وہ خود تکلیف برداشت کر لیتی ہیں مگر ماں باپ کی عزت پر آنچ نہیں آنے دیتیں ساگان بے حد نیک نوجوان ہے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنے ماں باپ سے کہوں کہ وہ میری شادی ساگان سے کرا دیں۔ جب میں نے اپنے ماں باپ سے مشورہ کیا تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔ بادشاہ نے میرا محل سے نکلنا بند کر دیا اور ساگان کو پکڑ کر بغاوت کے جھوٹے الزام میں قید کر دیا اور اسے موت کی سزا سنا دی۔

عنبر گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا:
"کیا اب تم برداشت کر لوگی کہ ایک بیوہ ماں
کا شریف اور بے قصور بیٹا پھانسی لگ جائے
تمہارے باپ کی بے انصافی کا شکار ہو جائے"؟
شہزادی نے آنکھیں جھکا لیں اور روتے ہوئے کہا:
"میں مجبور ہوں عنبر بھائی۔ میں کچھ نہیں کر سکتی"۔

عنبر نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ تم خاموش رہنا۔ میں کچھ کروں
گا۔ مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ ساگان
کس جگہ قید ہے"۔
شہزادی نے اسے ساگان کے قید خانے کا پتہ بتا دیا۔
عنبر وہاں سے ہٹ کر شہر میں کوتوال کے پاس آگیا۔
کوتوال اب عنبر کا دوست بن گیا تھا۔ اس نے کوتوال
سے جب بیوہ عورت کے بیٹے ساگان کی بات کی تو کوتوال
کان پہ ہاتھ لگا کر بولا:
"عنبر بھائی تمہارے آگے میں جھوٹ نہیں بولوں
گا۔ ساگان بے گناہ ہے۔ اصل قصہ یہ ہے
کہ ......"
کوتوال نے وہی کہانی دہرا دی جو شہزادی اور ساگان

کی بیوہ ماں نے عنبر کو بتائی تھی۔
پھر کوتوال پوچھنے لگا:
"مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"؟
عنبر کوتوال سے رازداری رکھنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا:
"بس یونہی دلچسپی کے لئے پوچھ رہا تھا۔ اڑتی
اڑتی یہ خبر سنی تھی۔ تم سے بات کر لی۔ اور کوئی خاص
بات نہیں ہے"۔
کوتوال کہنے لگا:
"بھائی یہ بادشاہوں کے معاملے ہیں تم ان میں
دخل مت دینا۔ ویسے وہ لڑکا ساگان بڑا نیک
لڑکا ہے خوامخواہ مارا جا رہا ہے"۔
کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد عنبر بیوہ عورت سے
ملنے اور کچھ دیر باتیں کرنے اور سارے حالات بتانے
کے لئے کھجوروں والے باغ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک
دس پندرہ سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اسے
بادشاہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ عنبر نے آگے سے کوئی
مقابلہ نہ کیا۔ اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا گیا تو بادشاہ سخت
غصے میں تھا۔ اس نے سپاہیوں کو وہاں سے چلے
جانے کا اشارہ کیا۔ جب شاہی کمرے میں عنبر اور بادشاہ

اکیلے رہ گئے تو بادشاہ نے انتہائی جلدی میں کہا:

"تم نے ہماری شہزادی سے کیا باتیں کی تھیں؟
تمہیں کیسے جرأت ہوئی کہ تم زنان خانے میں جاکر
ہماری اجازت کے بغیر شہزادی سے بات کرو۔"

عنبر کو بھی غصہ آگیا۔ اب اس نے بھی کھل کر بات
کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"اے بادشاہ! میں نے ایسے ایسے بادشاہ دیکھے
ہیں جن کے سامنے تم ایک فقیر لگتے ہو۔ میں نے
ان کے سامنے بھی سچی بات کہنے سے کبھی گریز نہیں
کیا تم کیا حیثیت رکھتے ہو۔"

بادشاہ تو غصے سے کانپنے لگا۔

"گستاخ انسان! تیری موت تیرے سر پر منڈلا
رہی ہے۔"

عنبر نے فوراً جواب دیا:

"میری موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تیرے ہاتھ
میں نہیں ہے۔ میں تیری بیٹی کے پاس یہ پوچھنے
گیا تھا کہ نوجوان ساگان کو کس قصور میں موت کی سزا
دی جا رہی ہے۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ ساگان

بے گناہ ہے اور تم اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے
اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو۔ جس کی
میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا۔"

بادشاہ نے تالی بجائی۔ پندرہ سپاہی تلواریں لہراتے
آگئے۔ بادشاہ نے عنبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اسے لے جاکر تہہ خانے کے کنوئیں میں ڈال دو
ہم اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔"

عنبر کو معلوم تھا کہ اسی تہہ خانے میں ساگان بھی قید ہے
اس لئے وہ خاموش رہا۔ سپاہی اسے لے گئے۔ اور
تہہ خانے کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ ان کے جانے کے بعد
عنبر نے دیکھا کہ کنواں خشک تھا اور زیادہ گہرا بھی نہیں تھا۔

جب رات ہو گئی تو عنبر اچھل کر کنوئیں سے باہر آگیا۔
باہر تہہ خانے کے دروازے پر ایک سپاہی پہرے پر کھڑا تھا
عنبر سلاخوں کے پاس گیا اور سلاخوں میں سے ہاتھ ڈال
کر سپاہی کی گردن اندر کو دبوچ لی اور ایک جھٹکا دے
کر اسے بے ہوش کر دیا۔ پھر سلاخوں والا دروازہ کھول
کر باہر آگیا۔ نیم روشن راہداری میں کوٹھڑیاں بنی ہوئی
تھیں۔ دروازے سلاخوں والے تھے۔ عنبر نے ایک کوٹھڑی
میں دیکھا کہ ایک نوجوان سر جھکائے ایسی حالت میں بیٹھا

ہے۔ کہ اس کے پاؤں میں زنجیر بندھی ہے۔
عنبر نے کہا:
"تمہارا نام کیا ہے دوست؟"
نوجوان نے سر اٹھا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ طاق میں جلتے
چراغ کی دھیمی روشنی میں عنبر کو محسوس ہوا کہ یہ نوجوان ہی
ساگان ہے۔ وہ خوب صورت تھا۔ اگرچہ اس کا چہرہ مصیبتوں
اور موت کے خوف سے اترا ہوا تھا۔
نوجوان نے بیزاری سے کہا:
"تمہیں میرے نام سے کیا؟ تم مجھے پھانسی پر چڑھانے
کے لئے لینے آئے ہو تو چلو۔ میں تیار ہوں۔
خدا میری بے گناہی کا تم سے بدلہ لے گا۔"
عنبر نے کہا:
"میں تمہارا دوست ہوں اور میرا نام عنبر ہے
مجھے تمہاری والدہ نے بھیجا ہے۔"
اس پر نوجوان نے چونک کر پوچھا:
"میری امی جان کیسی ہیں؟ تم — تم یہاں کیسے
آئے ہو؟"
عنبر نے ایک بار پھر اس سے نام پوچھا۔ اس نے اپنا
نام ساگان بتایا۔

عنبر کہنے لگا:
"تمہیں یہاں سے میرے ساتھ فرار ہونا ہوگا۔"
اور عنبر سلاخوں کو ایک طرف سے جھکا کر اندر داخل ہوا
اور ساگان کی زنجیروں کو توڑ ڈالا۔ ساگان عنبر کی غیر انسانی
طاقت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ عنبر نے اسے ساتھ لیا اور راہداری
میں سے نکل کر جب زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو وہاں دو سپاہی
نیزے لئے پہرے پر موجود تھے۔ عنبر نے ساگان کے کان میں
سرگوشی کی۔
"تم اپنی جگہ پیچھے اندھیرے میں رک جاؤ۔ میں
راستہ صاف کرتا ہوں۔"
ساگان اندھیرے میں ہو گیا۔ عنبر زینہ چڑھ کر اوپر گیا تو
پہرے داروں نے تعجب سے عنبر کو دیکھا۔ وہ نیزے لے
کر اس کی طرف بڑھے۔ عنبر نے ایک کا نیزہ لے کر اسے
سیڑھیوں میں گرا لیا۔ اور دوسرے کا اچھل کر منہ بند کر کے
اسے بھی نیچے گھسیٹ لیا۔ تاکہ وہ کوئی آواز نہ نکالے۔ پھر
دونوں کی گردنیں دبا کر انہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ بے ہوش
کر دیا۔ ساگان کو ساتھ لے کر عنبر دوبارہ شاہی قلعے کے
دالان کی طرف بڑھا۔ یہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ برآمدے
کی ڈیوڑھی کے پاس تین چار گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

عنبر نے ساگان کو گھوڑے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ساگان بھاگ
کر ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ دوسرے گھوڑے پر عنبر سوار
ہو گیا۔ قلعے کی ڈیوڑھی کا بڑا دروازہ بند تھا۔ عنبر گھوڑوں کو
قدم قدم چلاتا ڈیوڑھی میں آیا۔ پھر اتر کر دروازے کا تالا توڑ دیا
اور گھوڑے پر سوار ہو کر ساگان کے ساتھ باہر میدان میں نکل
آیا۔ سامنے خندق کے اوپر بنا ہوا لکڑی کا پل تھا۔

دونوں اس پل پر سے گزر گئے۔ وہ قلعے کی لمبی سڑک پر
گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ کہ رات کے اندھیرے
میں انہیں سامنے سے ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔ عنبر
نے ساگان کو ایک طرف چھپ جانے کو کہا۔ اور خود گھوڑ سوار
کی طرف بڑھا۔ یہ گھوڑ سوار بادشاہ کا ایک خاص جاسوس تھا۔
جو شہر کی نگرانی پر لگا تھا۔ اس نے عنبر کو دیکھا تو پہچان لیا
کہ یہ تو وہی شخص ہے جس کو آج ہی بادشاہ نے قید میں ڈالا
تھا۔ وہ تلوار نکال کر عنبر پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ عنبر نے
تلوار کا وار اپنی ہتھیلی پر لیا اور تلوار پکڑ کر زور سے کھینچی اور
جاسوس گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ عنبر نے اس کے اوپر چھلانگ
لگا دی۔ اور اس کی گردن کو بھی صرف اتنا دبایا کہ وہ بے ہوش
ہو جائے۔ اب ساگان کو لے کر عنبر اس کے گھر کی طرف چل پڑا۔
دونوں گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ ساگان
کی بیوہ ماں جاگ رہی تھی۔ اور اپنے بچے کو یاد کر کے رو رہی
تھی۔ اس نے ساگان کو عنبر کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے
دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئی۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے
لگا لیا۔ پیار کیا اور پھر عنبر کا شکریہ ادا کرنے لگی۔

عنبر نے کہا:

"اماں! اب آپ کا اس شہر میں رہنا ٹھیک نہیں ہے
بادشاہ کے سپاہی یہاں کسی وقت بھی آ کر ساگان کو دوبارہ
گرفتار کر کے لے جائیں گے۔"

بیوہ ماں کہنے لگی:

"بیٹا! ہم کہاں جائیں گے۔ ہمارا تو کوئی بھی نہیں کہ جس
کے پاس ہم دوسرے شہر میں چلے جائیں۔"

ساگان بولا:

"اماں! ہم سمرقند اپنی پھوپھی کے پاس چلے جاتے ہیں۔"

ماں نے کہا:

"کیا وہ ہمیں اپنے پاس رکھ لے گی؟"

ساگان کہنے لگا:

"ہم کچھ روز ہی اس کے پاس ٹھہریں گے۔
پھر میں الگ مکان لے لوں گا۔ اور محنت مزدوری
کروں گا۔ ہم وہاں ایک نئی زندگی شروع کریں گے۔"

یہاں خطرہ ہے بادشاہ نے مجھے سزائے موت سنا رکھی
ہے۔ وہ تو مجھے دوبارہ پکڑ لے گا۔"

عنبر بولا:

"مجھے بھی بادشاہ موت کی سزا ہی سنائے گا۔ ابھی
رات کا اندھیرا باقی ہے۔ ہمیں راتوں رات اس شہر
سے نکل جانا چاہئے۔"

بیوہ ماں نے کچھ ضروری چیزیں گٹھڑی میں باندھ کر گھوڑے
پر رکھیں۔ خود بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور ساگان اور عنبر
کے ساتھ مکان کو الوداع کہہ کر اپنی نند کے پاس جانے کے لئے
سمرقند کی جانب روانہ ہو گئے۔ سمرقند جانے کے لئے انہیں ملک ایران
میں سے گذر کر جانا تھا۔ جس طرف ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ چلے
جا رہے تھے۔ انہیں عنبر اور تھیو سانگ کی تلاش تھی۔ راتوں رات
گھوڑوں پر سفر کرتے وہ صبح کے وقت ایک چھوٹے سے شہر کی سرائے
میں پہنچے۔ یہاں انہوں نے دوپہر تک آرام کیا۔

اب عنبر نے ساگان سے کہا:

"میں تمہیں خطرے کی حدود سے نکال لایا ہوں۔ اب آگے
کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ایران کا ملک زیادہ دور نہیں
ہے۔ تم اپنی والدہ کو لے کر آرام سے سفر کر سکتے ہو
کیا خیال ہے تمہارا؟"

ساگان بولا!

"ہاں عنبر بھائی! اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب
اگر تم چاہو تو واپس جا سکتے ہو۔ مگر تم کہاں جاؤ
گے؟ واپس تو تم بھی اس شہر میں نہیں جا سکتے۔"

عنبر نے کہا:

"جا تو سکتا ہوں مگر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔
میں یہاں سے ملک شام کی طرف جاؤں گا۔ مجھے بھی
اپنے دوستوں کی تلاش ہے۔"

عنبر کو معلوم نہیں تھا کہ ملک ایران میں اس وقت ناگ ماریا
کیٹی اور جولی سانگ موجود تھے۔ جو تھیو سانگ کی تلاش میں کوہ
قاف کی طرف جا رہے تھے۔ مگر اتنی دور سے نہ عنبر کو ان کی
خوشبو آ سکتی تھی نہ ان کو عنبر کی خوشبو محسوس ہو سکتی تھی
عنبر کا خیال تھا کہ اس کے ساتھی ملک شام میں ہوں گے۔
چنانچہ عنبر نے ساگان اور اسکی والدہ کو ایران کی طرف رخصت
کیا اور خود ملک شام کے شہر دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سارا
دن ریت کے گرم میدان میں سفر کرتا رہا۔ گھوڑے کو پیاس
لگی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عنبر کو پیاس محسوس
نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر گھوڑے کا پیاس کے مارے برا حال
ہو رہا تھا۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر اس کی باگ تھامے

پیدل چل رہا تھا۔ ریت گرم تھی۔ اور اس کے پاؤں ریت میں
دھنس رہے تھے۔ دور صحرا میں عنبر کو ایک درختوں کا جھنڈ نظر
آیا۔

عنبر اس جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ کافی دیر تک چلتے رہنے
کے بعد وہ درختوں میں آگیا۔ یہ کھجور اور زیتون کے درخت
تھے۔ ان کے درمیان پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ عنبر نے گھوڑے
کو چھوڑ دیا۔ گھوڑے نے جی بھر کر پانی پیا۔ عنبر نے بھی منہ ہاتھ دھو
کر پانی کے چند گھونٹ پی کر حلق کو تر کیا۔ گھوڑا گھاس چرنے لگا۔ عنبر
درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر اپنے ساتھیوں ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ
اور جولی سانگ کے بارے میں سوچنے لگا کہ اگر یہ لوگ دمشق میں
اسے نہ ملے تو پھر وہ کس ملک کی طرف جائے گا۔ جب دن کی
تپش کم ہوئی اور سورج غروب ہونے لگا تو عنبر گھوڑے پر سوار
ہو کر دمشق کی طرف چل پڑا۔ رات بھر وہ سفر کرتا رہا۔ صبح کے
وقت اسے دور دمشق کی دیوار اور مکان نظر آنے لگے۔ دمشق
پر اس زمانے میں ھینی بال کی حکومت تھی جو ایک جابر اور
بت پرست بادشاہ تھا۔ عنبر ایک سرائے میں آگیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں نکل آیا۔ اس شہر میں بھی اسے
اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر
بھی وہ ان کی تلاش میں دمشق کی پراسرار پرانی گلیوں اور

بازاروں میں پھرتا رہا۔ پھرتے پھرتے اسے شام ہو گئی۔ عنبر واپس
سرائے میں آگیا۔ پھر رات ہو گئی۔ دمشق شہر کی گلیاں اور بازار بالکل
سنسان ہو گئے۔ گھروں کے چراغ گل کر دیئے گئے۔ صرف شہر کے
دروازوں کے اوپر مشعلیں روشن تھیں۔ عنبر کو نیند تو آتی نہیں تھی۔
وہ کچھ دیر سرائے کے باہر بیٹھا رہا پھر اٹھ کر شہر کے دروازے
سے باہر نکل آیا۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ستاروں
کی پھیکی پھیکی روشنی چاروں طرف صحرائی ٹیلوں پر پھیلی ہوئی تھی
فضا میں ہلکی ہلکی ٹھنڈک تھی۔ ایک گہری خاموشی چھا رہی تھی۔ عنبر
کو یہ منظر بڑا اچھا لگا۔ اس کا دل سیر کرنے کو چاہنے لگا۔ وہ
صحرا میں ٹیلوں کی طرف آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

ریت ٹھنڈی تھی۔ چلتے چلتے وہ صحرائی راستے کے قریب
ایک کنوئیں کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ یہاں اسے ایک عجیب
سی خوشبو آئی۔ پہلے تو وہ سمجھا کہ یہ کسی پھول کی خوشبو ہے۔ صحرا
میں رات کو عجیب عجیب طرح کے پھول خوشبو دیا کرتے ہیں۔
یہ شبنم کی نمی میں کھلتے ہیں اور دن کی تپش میں مرجھا جاتے ہیں
عنبر پھول کی تلاش میں سامنے والے ٹیلے کی جھاڑیوں کی طرف
چلا۔ ٹیلے کے قریب پہنچا تو اسے آدمیوں کی باتیں کرنے کی آواز
سنائی دی۔ عنبر وہیں ٹھٹھک کر بیٹھ گیا۔ دو آدمی ٹیلے کی دوسری
جانب آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا:

"یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں۔ سپیرے کی
بیٹی کے جسم سے جو خوشبو نکل رہی ہے ہو سکتا ہے
اس خوشبو کے سراغ پر اس کا سپیرا باپ یہاں
پہنچ جائے۔"
دوسرا بولا:
"تم نے اسے اچھی طرح بے ہوش کیا تھا نا"
پہلے نے کہا:
"ہاں ہاں: اب یہ ایران پہنچ کر ہی ہوش میں آئے
گی۔ جب ہم اسے ھینی بال بادشاہ کے سپہ سالار
کے حوالے کر چکے ہوں گے۔ اور اپنا انعام اس سے
وصول کر چکے ہوں گے۔"
دوسرا کہنے لگا:
"کم بخت بڑی مشکل سے ایسی لڑکی ہاتھ لگی ہے جس
کے جسم سے ہر وقت خوشبو کی لہریں نکلتی ہوں۔"
پہلا آدمی بولا:
"سپہ سالار نے انعام بھی تو بہت رکھا ہوا ہے۔ ایک
لاکھ سونے کے سکے۔ بہت بڑی رقم ہے۔ ہم آدھا
آدھا کر لیں گے۔ جب بھی ہم دولت مند ہو جائیں گے
اور اس ٹھگی کے پیشے کو چھوڑ کر کوئی کاروبار شروع

کر دیں گے۔"
دوسرا کہنے لگا:
"اب یہاں سے نکل چلو بھائی۔ اٹھو۔"
پہلے کی آواز آئی:
"اس کو گھوڑے پر ڈالو۔ کسی طرح اس لڑکی کے
جسم سے آنے والی خوشبو بند نہیں کی جا سکتی؟"
دوسرے نے کہا:
"کئی جتن کر کے دیکھ لئے ہیں۔ بہتر ہے کہ اسے
اسی طرح لے جاتے ہیں۔ کم از کم اس شہر کی
حدود سے تو باہر نکلو۔ ایران ہم صبح تک پہنچ
جائیں گے۔"
عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ تو یہ خوشبو ایک لڑکی کے جسم سے
آرہی تھی۔ جو ایک سپیرے کی بیٹی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایرانی
بادشاہ ھینی بال کے سپہ سالار کو ایسی عورت کی کیا ضرورت پڑ
گئی تھی کہ اس نے اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ
سونے کے سکے انعام رکھ دیا! کہیں وہاں ناگ ماریا تو نہیں پہنچ
گئے ہیں! عنبر نے ان آدمیوں کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا۔
وہ ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ کیونکہ دونوں آدمی اب ٹیلے کی
دوسری جانب سے گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر نکل آئے تھے۔

تیسرے گھوڑے پر انہوں نے ایک بوری ڈال رکھی تھی جس
میں پیرے کی بیٹی بے ہوش تھی۔ اس لڑکی کے جسم سے
صحرائی پھولوں کی خوشبو آرہی تھی۔ دونوں ٹھگ گھوڑوں کو
صحرا میں دوڑاتے ملک ایران کی طرف روانہ ہوگئے۔
عنبر وہاں سے فوراً سرائے میں واپس آیا۔ اپنے گھوڑے
پر بیٹھا اور اسے صحرا میں لے کر دونوں ٹھگوں کے پیچھے پیچھے کچھ
فاصلہ رکھ کر چل پڑا۔ رات بھر یہ سفر جاری رہا۔ آدھی رات کو دونوں
ٹھگ راستے میں ایک جگہ رکے۔ انہوں نے گھوڑوں کو چشمے
پر پانی پلایا۔ تھوڑی دیر آرام کیا اور دوبارہ روانہ ہوگئے۔ عنبر
ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ دن کا اجالا صحرا میں پھیلنے لگا تو عنبر کافی
پیچھے ہوگیا۔ کیونکہ وہ روشنی میں دیکھا جاسکتا تھا۔ عنبر نے
خود ان ٹھگوں پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ ویسے بھی اس کو علم
ہوچکا تھا۔ کہ یہ لوگ پیرے کی خوشبو والی بیٹی کو ھینی بال کے
سپہ سالار کے پاس لے جاکر اس سے انعام حاصل کریں گے
دن کافی نکل آیا تھا کہ ملک ایران کے دارالحکومت کے شہر
کی فصیل اور مکانات نظر آنے لگے۔
عنبر تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ دونوں ٹھگ شہر میں داخل
ہوتے ہی شاہی محل کی طرف چلے۔ شاہی محل سے پہلے ایک
چھوٹا سا محل نما مکان تھا۔ جس کے اردگرد فوارے چل رہے تھے۔

پھاٹک پر پہرے دار کھڑے تھے۔ یہ سپہ سالار کا چھوٹا محل
تھا۔ پہرے داروں سے ٹھگوں نے کوئی بات کی اور انہوں
نے گیٹ کھول دیا۔ دونوں ٹھگ پیرے کی خوشبو والی
لڑکی کو لے کر سیدھے سپہ سالار کے خاص کمرے کے
باہر آگئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے ایک درخت کے نیچے باندھا
اور لڑکی والی بوری کاندھے پر ڈال کر سپہ سالار کے کمرے
کے باہر برآمدے میں آکر بیٹھ گئے۔ سپہ سالار کو اطلاع کر
دی گئی۔ وہ خود باہر آگیا۔ یہ ایک کرخت چہرے والا آدمی
تھا۔ جس کے ماتھے پر جنگ میں لگے ہوئے تلوار کے زخموں
کے نشان تھے۔ آنکھیں سرد اور سنگدل تھیں۔ اس نے
ٹھگوں کی طرف دیکھا اور بولا:
"کیا یہ خوشبو اس بوری میں بند لڑکی کے جسم سے
آرہی ہے؟"
ایک ٹھگ نے ادب سے کہا:
"ہاں سپہ سالار اعظم۔"
آپ خود ملاحظہ فرما لیجیے۔ ہم نے بڑی جان جوکھوں کے
بعد یہ نایاب لڑکی آپ کے لیے حاصل کی ہے۔ اب ہمیں
ہمارا انعام عنایت فرمایئے گا۔"
سپہ سالار نے بوری کھول کر لڑکی کو غور سے دیکھا۔ لڑکی

بے ہوش تھی۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ اس
کے سارے جسم سے صحرائی پھول کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

سپہ سالار نے کہا:

"کہیں تم نے اس کے سارے جسم پر خوشبو تو
نہیں مل دی ہے؟"

ایک ٹھگ نے کہا:

"حضور! آپ کنیزوں سے کہیں کہ اس نایاب لڑکی
کو غسل دے کر دیکھ لیں۔ خوشبو اصلی ہے حضور
اور اس لڑکی کے جسم سے ہی نکل رہی ہے۔ ہم
نے بڑی تلاش اور مصیبتوں کے بعد اس خوشبو
والی لڑکی کو حاصل کیا ہے۔"

سپہ سالار بولا:

"اسے ہوش کب آئے گا؟"

ٹھگ بولا:

"حضور! بس تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا۔"

سپہ سالار نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ شاہی مہمان خانے میں ٹھہرو۔
ہم اپنی تسلی کرنے کے بعد تمہیں تمہارا انعام
دیں گے۔"

سپہ سالار نے بے ہوش لڑکی کو غلاموں سے اٹھوایا
اور اندر اپنے پلنگ پر جا کر لٹا دیا۔ پھر سپہ سالار نے اپنے
خاص راز دار دوست حکیم طغرل کو بلوایا۔

طغرل نے آ کر بے ہوش لڑکی کو اچھی طرح سے دیکھا
اور بولا:

"سپہ سالار! یہ بالکل اصلی خوشبو والی لڑکی ہے ایسی
لڑکی ہزاروں برس بعد دنیا میں پیدا ہوتی ہے۔ تم بہت
خوش قسمت ہو کہ تمہیں ایسی لڑکی مل گئی۔"

سپہ سالار بہت خوش ہوا اور طغرل کے کاندھے پر
ہاتھ رکھ کر کہنے لگا:

"اس راز کو راز ہی رہنا چاہئے۔ ابھی تک اس
کے بارے میں صرف اس غلام کو علم ہے جو اس لڑکی
کو اٹھا کر کمرے میں لایا تھا۔ اور ان دو آدمیوں کو معلوم
ہے جو اس لڑکی کو کہیں سے اغوا کر کے لائے ہیں۔"

پھر مکارانہ انداز میں مسکرا کر بولا:

"طغرل میرے دوست! تم جانتے ہو کہ اب تمہیں کیا
کرنا ہے۔"

طغرل بولا:

"خوب جانتا ہوں دوست۔"

اس کے ساتھ ہی طغرل باہر آگیا۔ وہاں وہ غلام موجود
تھا جو خوشبو والی لڑکی کو اٹھا کر سپہ سالار کے کمرے میں
لایا تھا۔ طغرل نے تلوار کے ایک ہی وار سے بے گناہ غلام
کی گردن اڑا دی۔ اس کے بعد وہ شاہی مہمان خانے میں
گیا۔ جہاں وہ دونوں ٹھگ عالی شان پلنگ پر بیٹھے انعام کی رقم
ملنے کے بعد ہوائی قلعے بنا رہے تھے۔ طغرل بیگ کو دیکھ
کر ایک ٹھگ نے کہا:

"حضور! ہمارا انعام ہمیں مل جائے گا نا؟"

طغرل نے کہا:

"کیوں نہیں۔ تمہارا انعام تمہیں ضرور ملے گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی نیام سے تلوار نکال لی۔ ٹھگ ڈر
کر پیچھے ہٹے۔ وہ نہتے تھے۔

○

کستوری ناگن

طغرل نے تلوار کے ایک وار سے ایک ٹھگ کو قتل
کر دیا۔

دوسرا ٹھگ ڈر کر کھڑکی کی طرف بھاگا۔ طغرل نے دور
سے تلوار اس پر پھینک دی۔ تلوار اس کی پشت میں جا کر
ترازو ہو گئی۔ یعنی آر پار ہو گئی۔ دوسرا ٹھگ بھی قتل ہو گیا۔ اس
کام سے فارغ ہو کر طغرل واپس سپہ سالار کے پاس آیا اور
اسے خوشخبری سنائی کہ اب دنیا میں کسی کو معلوم نہیں سوائے
تمہارے اور میرے۔ کہ خوشبو والی لڑکی ہمارے پاس ہے
سپہ سالار کہنے لگا:

"مگر طغرل اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"

طغرل نے ایک خاص بوٹی جیب سے نکال کر لڑکی کے
ناک کے پاس رکھ دی۔ خوشبو والی لڑکی نے ایک ہلکی سی
چھینک ماری اور آنکھیں کھول دیں۔

چاروں طرف دیکھا اور گھبرائی ہوئی پریشان آواز میں پوچھا:

"میں کہاں ہوں؟"
طغرل بیگ اور سپہ سالار اس کے پاس کھڑے تھے۔
سپہ سالار نے کہا:
"تم محفوظ جگہ پر ہو۔ فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔"
خوشبودار لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔
وہ پریشان تھی اور بولی:
"یہ میرے باپ کا گھر نہیں ہے۔ مجھے یہاں کون اٹھا لایا ہے۔ مجھے میرے باپ کے پاس لے چلو۔ نہیں تو میں شور مچا دوں گی۔"
طغرل نے جلدی سے جیب میں سے ایک رومال نکالا اور خوشبودار لڑکی کے منہ پر رکھ کر دبا دیا۔ لڑکی ذرا سی دیر تڑپی اور پھر بے ہوش ہو گئی۔
طغرل نے سپہ سالار کی طرف دیکھ کر کہا:
"میں اسی مقصد کے لئے بے ہوشی کی دوا میں بھگویا ہوا رومال ساتھ لایا تھا۔"
سپہ سالار نے سر کو جھٹک کر گہرا سانس لیا اور بولا:
"اس مصیبت کو تہ خانے میں بند کر دو طغرل۔ جب تک یہ سیدھی راہ پر نہیں آتی اسے وہیں پڑا رہنے دو۔ کیونکہ اس کے دل کا راضی ہونا ضروری ہے ورنہ ہم اس کے جسم سے وہ خاص چیز حاصل نہیں کر سکیں گے۔ جو ہمیں اس ملک کا شہنشاہ اور تمہیں وزیر اعظم بنائے گی۔"
طغرل بولا:
"تم فکر نہ کرو دوست! یہ خود ہی راضی ہو جائے گی اور ہم اپنے منصوبے اور پرانی کتابوں میں لکھے ہوئے نسخے کے مطابق اس کے جسم سے وہ خاص شے ضرور حاصل کر لیں گے۔ جو بادشاہ ھینی بال کو خود بخود تمہارے حق میں تخت دست بردار کرنے پر مجبور کر دے گی۔"
سپہ سالار نے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھتے ہوئے کہا:
"یہی ایک ترکیب رہ گئی ہے طغرل ورنہ ہم ھینی بال کو قتل کر کے بھی تخت پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ساری فوج اس کی وفادار ہے۔ فوج ہمیں ایک سیکنڈ کے لئے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔"
طغرل نے سپہ سالار کو تسلی دی اور بے ہوش خوشبودار لڑکی کو اٹھا کر اسی کمرے کے نیچے خفیہ راستے سے تہ خانے میں لے گئے۔
اب ہم واپس عنبر کی طرف آتے ہیں

سپہ سالار کے محل کے باہر دور ایک ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھا دونوں ٹھگوں کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ اس کے سامنے خوشبودار لڑکی کو ساتھ لے کر سپہ سالار کے محل میں داخل ہوئے تھے۔ جب شام ہو گئی اور ٹھگ باہر نہ آئے تو عنبر واپس شہر کی سرائے میں آ گیا۔ دوسری طرف جب رات کو تہہ خانے سے بھی لڑکی کی خوشبو باہر نکلنے لگی تو سپہ سالار نے فوراً اپنے حکیم دوست طغرل کو طلب کیا اور کہا:

"کسی طریقے سے اس لڑکی کے جسم سے نکلنے والی خوشبو بند کرو نہیں تو یہ خوشبو سارے محل میں پھیل جائے گی اور چنگی بال کو تشویش ہو گی۔"

طغرل سوچ میں پڑ گیا۔

کہنے لگا:

"سپہ سالار! یہ خوشبو قدرتی طور پر اس لڑکی کے خون میں شامل ہے۔ جس طرح ہرن کے نافے میں کستوری ہوتی ہے۔ لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ خوشبو عارضی طور پر باہر کسی کو محسوس نہ ہو۔"

طغرل فوراً اپنے دوا خانے میں گیا اور وہاں سے کچھ دواؤں کو ملا کر ایک عرق تیار کیا اور لے آیا۔ اس عرق کے چند قطرے اس نے بے ہوش خوشبودار لڑکی کے حلق میں ٹپکائے۔ تھوڑی دیر بعد خوشبو آنی بند ہو گئی۔

سپہ سالار بڑا خوش ہوا۔

طغرل نے کہا:

"میرا خیال ہے پندرہ روز تک اس لڑکی کے جسم کی خوشبو کسی کو محسوس نہیں ہو گی۔"

سپہ سالار کہنے لگا:

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم اس کے جسم سے وہ خاص شے حاصل کرنے میں ناکام ہو جائیں جس کی مدد سے ہمیں اس ملک کے تخت و تاج پر قبضہ کرنا ہے۔"

طغرل نے مسکرا کر کہا:

"میرے دوست! ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس لڑکی کے جسم سے خوشبو نکلنا بند نہیں ہوئی۔ بلکہ خوشبو برابر نکل رہی ہے اور خوشبو اس لڑکی کے خون میں شامل ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہی ہے کہ وہ میرے اس عرق کی وجہ سے کسی کو محسوس نہیں ہو گی۔"

سپہ سالار نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا:

"طغرل! میرے دوست! اب تم کل سے اپنا کام شروع
کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ اب جب کہ ہمیں دنیا
کی نایاب ترین مخلوق خوشبودار لڑکی مل گئی
ہے۔ تو ہم جلدی سے جلدی اس کے جسم
سے وہ شے حاصل کر لیں جس کی مدد سے ہمیں
تخت پر قبضہ جمانا ہے۔"

طغرل کہنے لگا:

"میں کل ہی سے اپنا کام شروع کر دوں گا۔ تم
بالکل فکر نہ کرو۔"

رات گذرتی جا رہی تھی۔ عنبر سرائے میں لیٹا تھا۔ اس
نے محسوس کیا کہ پہلے جو خوشبودار لڑکی کی خوشبو اسے
محسوس ہوتی تھی اب محسوس نہیں ہو رہی۔ اسے یقین
تھا کہ خوشبودار لڑکی ٹھگوں نے سپہ سالار کے حوالے کر
دی ہو گی۔ اور اپنا انعام لے کر کسی خفیہ راستے سے نکل گئے
ہوں گے۔ عنبر کو اس شہر سے ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ
وغیرہ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ پہلی
بات تو یہ ہے کہ اس پیرے کی بیٹی کے جسم سے خوشبو
کیسے نکلتی ہے؟ اس نے آج تک کبھی کسی ایسی عورت
یا آدمی کو نہیں دیکھا تھا کہ جس کے جسم سے اصلی خوشبو
کی لہریں نکلتی ہوں۔ دوسری بات یہ تھی اس سپہ سالار کو اس
لڑکی کی اتنی کیا ضرورت تھی کہ اس کے لئے وہ ایک لاکھ
سونے کے سکے انعام دینے کو تیار تھا! معاملہ سارے کا
سارا پر اسرار تھا۔ عنبر کو ایک خیال یہ بھی تھا کہ ہو سکتا
ہے معمے کو حل کرنے سے ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ کا بھی
کوئی سراغ مل جائے۔ رات بھر وہ جاگتا رہا۔ جب صبح ہوئی
تو وہ اٹھ کر نہر پر گیا۔ اس نے غسل کیا۔ پھر سرائے میں
واپس آ کر سرائے کے مالک سے باتیں کرنے لگا۔ وہ اس
ملک کے سیاسی اور محلاتی حالات کے بارے میں بھی معلومات
حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سرائے کے مالک کی باتوں سے معلوم
ہوا کہ ھینی بال ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ ایک جابر جرنیل
بھی ہے۔ ساری فوج اور رعایا اسے پسند کرتی ہے کیونکہ
اس نے فوج اور رعایا کے لئے بڑے اچھے کام
کئے ہیں۔ اور رعایا بے حد خوش حال ہے۔ وہ اپنے ملک
کے دشمنوں کے لئے جابر ہے۔ مگر اپنی رعایا اور دوستوں کے
لئے بڑا اچھا ہے۔

عنبر نے سرائے کے مالک سے یونہی پوچھا۔

"کیا یہاں سانپوں کا تماشہ دکھانے والے بھی
ہوتے ہیں؟"

سرائے والا بولا:

"کبھی کبھی کوئی شاہی پارٹی ہوتی ہے تو صحرا سے آجاتے ہیں۔ اور سانپوں کا تماشا دکھا کر چلے جاتے ہیں۔ یہاں شہر میں کوئی ایسا سپیرا نہیں رہتا جو لوگوں کو تماشا دکھاتا ہو۔"

عنبر کو سرائے والے سے کچھ مفید معلومات نہ مل سکیں۔ وہ سوچنے لگا کہ اب اسے سپیرے کی بیٹی کا معمہ ہی حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ سپیرے کی بیٹی ہے ہو سکتا ہے اس سے ناگ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں لیکن عنبر کو وہ دونوں ٹھگ ہی سپیرے کی بیٹی کے بارے میں کچھ بتا سکتے تھے اور ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اب صرف سپہ سالار ہی ایک ایسا شخص تھا جس سے عنبر کچھ پتہ کر سکتا تھا۔ اس نے سپہ سالار سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر سپہ سالار سے ملنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ اس نے سرائے والے سے کہا:

"سنا ہے بادشاہ کا سپہ سالار بڑا اچھا آدمی ہے؟"

سرائے والا ناک سکیڑ کر بولا:

"اس کا تو تم نام ہی نہ لو۔ اس سے زیادہ ظالم آدمی بادشاہ کے دربار میں اور کوئی نہیں ہے۔"

اب عنبر نے زیادہ کریدنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"کیوں! کیا وہ کوئی جادوگر ہے؟"

سرائے والے نے دائیں بائیں دیکھا اور رازداری سے بولا:

"لوگ کہتے ہیں کہ وہ جادو ٹونا بھی کرتا ہے۔ اس کا ایک دوست خاص طغرل ہے۔ وہ شاہی حکیم کا بیٹا ہے مگر سپہ سالار کا بڑا دوست ہے کہتے ہیں کہ طغرل سپہ سالار کے لئے جادو ٹونا بھی کیا کرتا ہے۔"

عنبر کے لئے یہ ایک مفید سراغ تھا۔ اس نے سپہ سالار کی بجائے اس کے دوست طغرل سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ عنبر خود جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اور طغرل بھی شاہی حکیم کا بیٹا تھا۔ اس نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ طغرل شہر میں ایک حویلی میں رہتا تھا۔ عنبر اس حویلی کی طرف چل پڑا۔ اس وقت طغرل خوشبودار لڑکی کے لئے ایک خاص دوا تیار کر رہا تھا۔ عنبر نے حویلی میں پہنچ کر اندر پیغام بھجوایا کہ مصر کا ایک حکیم عنبر اس سے ملنا چاہتا ہے۔

طغرل نے سارا سامان ایک طرف لگا دیا اور بیٹھک میں

آ گیا۔ اسے مصر کے حکیم کا آنا اس وقت برا لگا تھا۔ مگر
طغرل کا یہ اصول تھا۔ کہ وہ مصر کے حکیموں سے ضرور مل
لیا کرتا تھا۔ کیونکہ مصر میں جادو ٹونا بہت تھا اور مصر کے حکیم
جادو ٹونے میں بڑے ماہر ہوا کرتے تھے۔ بیٹھک میں آ کر
اس نے دیکھا کہ ایک گھنگھریالے بالوں والے نوجوان بیٹھا
ہے۔ اس کو دیکھ کر بولا:

"کیا تم ہی مصری حکیم ہو؟"!

عنبر نے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور بولا۔

"جی ہاں! اور آپ طغرل ہی ہیں نا!"

طغرل نے کہا:

"ہاں۔"

عنبر بولا:

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں نے آپ
کی مصر میں ہی بڑی تعریف سنی تھی۔ جڑی بوٹیوں
کی تلاش میں صحرائے ایران میں آیا تھا۔ یہاں
پہنچا تو سوچا کہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل
کر لیا جائے۔ میں نے آپ کو پریشان تو نہیں
کر دیا؟"!

طغرل کرسی پر بیٹھ گیا اور عنبر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے
ہوئے بولا:

"نہیں نہیں۔ تشریف رکھو۔"

اصل میں طغرل حکیم عنبر سے بالکل متاثر نہیں ہوا تھا۔
اس نے سوچا تھا کہ کوئی بزرگ حکیم ہو گا جس کو جادو
ٹونے کا بہت تجربہ ہو گا۔ لیکن یہاں اس کے سامنے ایک
نوجوان بیٹھا تھا۔ طغرل اسے اب جلدی فارغ کر دینا چاہتا
تھا۔ تاکہ اپنے کمرے میں جا کر خوشبودار لڑکی کے دل اور
اس کی مرضی پر قبضہ جمانے کے لئے جو خاص دوائی تیار
کر رہا تھا۔ اس پر دوبارہ کام شروع کر دے۔

طغرل نے بے دلی سے کہا:

"فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"!

عنبر نے ایک زمانہ بلکہ بہت سے زمانے دیکھے تھے طغرل
کی شکل ہی سے سمجھ گیا کہ اس پر زیادہ اثر نہیں ہوا۔ مگر عنبر
جب چاہے اس پر اپنا اثر ڈال سکتا تھا۔ اسی مقصد کو لے
کر وہ وہاں آیا تھا۔

اس نے حکیم طغرل سے کہا:

"مجھے خوشی ہے کہ آپ بھی نوجوان ہیں اور اس
عمر میں ہی آپ نے کافی شہرت حاصل کر لی ہے
ویسے مجھے بھی جڑی بوٹیوں کو جمع کرنے کا شوق

شوق ہے۔"

طغرل بور ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ عنبر اب وہاں سے
چلا جائے۔ بولا:

"اچھی بات ہے یہ شوق برا نہیں ہے۔ کوئی اور
کام تو آپ کو مجھ سے نہیں ہے؟ دراصل میں
ایک ضروری دوائی بنانے میں مصروف ہوں۔
بادشاہ کے سر میں اکثر درد رہتا ہے۔ میں اس
کے لئے خاص سفوف تیار کر رہا ہوں۔"

عنبر کو موقع ہاتھ آگیا۔
کہنے لگا:

"کیا آپ نے کوکان بوٹی کو کبھی استعمال نہیں کیا؟"

عنبر نے یونہی ایک بناوٹی بوٹی کا نام لے لیا تھا۔ راستے
میں اس نے ایک خشک جھاڑی کی ٹہنی کا ایک ٹکڑا کاٹ
کر جیب میں رکھ لیا تھا۔

حکیم طغرل نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ایسی احمقانہ بوٹی کا نام میں نے پہلے کبھی نہیں
سنا۔ یہ کون سی بوٹی ہے؟ مجھے تو کوئی مسخری بوٹی
لگتی ہے۔"

عنبر نے دل میں کہا: پیارے ابھی تم اپنی ساری چوکڑی
بھول جاؤ گے۔ پھر عنبر نے جیب سے ٹہنی کا ٹکڑا نکال کر سامنے
میز پر رکھ دیا۔

"یہ ہے کوکان بوٹی۔"

طغرل اب سخت بیزار ہو رہا تھا۔ اس نے بے دلی
سے جھاڑی کی خشک ٹہنی کے ٹکڑے کو انگلی سے ہلا جلا کر
دیکھا اور بولا:

"مجھے تو یہ بیکار شے ہی لگتی ہے۔"

عنبر بولا:

"اس کی دو خاصیتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر اس
کا سفوف بنا کر تھوڑا سا کھا لیا جائے تو سر درد کبھی
نہیں ہوتی۔ اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ اگر اسے
چبا کر کھا لیا جائے تو انسان کے جسم پر چاقو خنجر تیر
تلوار کا وار اثر نہیں کرتا۔"

اس پر طغرل چونکا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات تھی جس سے
جنگ وجدل کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا جا سکتا تھا۔
اگر کسی بادشاہ کی فوج کے سپاہیوں کو یہ بوٹی کھلا دی جائے
تو دشمن کے سپاہی کا وار اس پر کوئی اثر نہیں کرے گا۔
اور وہ بادشاہ ساری دنیا کو فتح کر سکتا ہے۔ پہلے تو طغرل
کو یقین نہ آیا۔ عنبر نے سوچا اگر یہ چھوٹی سی ٹہنی کا ٹکڑا طغرل

نے کہا تھا تو اس پر تو تلوار اور چاقو کے وار کا اثر ضرور ہو
گا۔ جبکہ عنبر پر ایسا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ عنبر نے جلدی
سے شے کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا اور اپنے منہ میں ڈال لیا اور
اسے چباتے ہوئے بولا:

"طغرل صاحب! شاید آپ کو میری بات کا یقین نہیں
آرہا تھا۔ اب خود تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ میں نے
آپ کے سامنے کوکان بوٹی کا ٹکڑا کھا لیا ہے۔ آپ
اب چاقو سے میرے جسم پر زخم لگائیں۔"

حکیم طغرل کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے کہ ایک انسان پر تلوار کا وار کیا جائے اور اس کو تلوار
کا زخم ہی نہ لگے۔ مگر عنبر کے مجبور کرنے پر وہ چاقو لے کر
آگیا۔

عنبر نے کہا:

"چاقو میرے جسم کے کسی حصے پر ماریئے۔"

حکیم طغرل ہچکچانے لگا۔

"ارے نہیں بھائی۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ—
یہ تم خود ہی کر کے دکھاؤ۔"

عنبر نے کہا:

"چلئے ٹھیک ہے۔ میں ہی یہ تجربہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔"

عنبر نے اپنے بازو کا بٹن کھول کر سامنے کر دیا پھر چاقو
دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور زور سے اپنے بازو میں گھونپ
دیا۔ طغرل غور سے دیکھنے لگا۔ چاقو عنبر کے بازو میں آدھا اتر
چکا تھا۔ مگر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گر رہا تھا۔ عنبر نے چاقو
باہر کھینچ لیا۔ عنبر کے بازو پر زخم کا معمولی سا نشان بن گیا
تھا جس میں سے خون بالکل نہیں رس رہا تھا۔ پھر طغرل
کے دیکھتے دیکھتے یہ زخم اپنے آپ بند ہو گیا۔ اور بازو کی
جلد پھر ویسے ہی ہو گئی جیسے پہلے تھی۔

طغرل کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ تو عنبر کو
ایک معمولی ناتجربہ کار لڑکا سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے تو کمال
کر کے دکھا دیا تھا۔ طغرل نے فوراً عنبر کی خوشامد اور آؤ بھگت
شروع کر دی۔ اس کے لئے پھلوں کا رس منگوایا۔

پھر کہا:

"عنبر صاحب! آپ کے پاس تو اتنی چھوٹی عمر میں
ایسا زبردست علم ہے جڑی بوٹیوں کا کہ میں دنگ
ہو کر رہ گیا ہوں۔ یہ فرمایئے کہ یہ کوکان بوٹی کہاں
سے ملتی ہے؟"

عنبر نے دل میں کہا: اب آیا ہے یہ شخص سیدھی راہ پر۔
کہنے لگا:

"کوکان بوٹی مصر کے شمالی صحراؤں میں ملتی ہے بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ مگر میں نے ایسے لوگ پال رکھے ہیں۔ جو بھی صحرا سے یہ بوٹی لا کر دے دیتے ہیں اس وقت کوکان بوٹی کا میرے پاس صرف ایک ہی ٹکڑا تھا جو میں نے آپ کی آنکھوں کے سامنے کھائی ہے اور آپ اس کی زبردست طاقت کو دیکھ چکے ہیں۔"

طغرل نے عنبر کے ہاتھ کو چوم لیا پھر خوشامد کرتے ہوئے بولا:

"عنبر بھائی آپ تو بہت بڑے حکیم ہیں۔ میں تو آپ کا کام دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیا یہ بوٹی مجھے مل سکتی ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ میرے ساتھ معاہدہ کر لیں تو میں آپ سے یہ بوٹی ہزاروں کی تعداد میں خرید سکتا ہوں۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"میں آپ کی پیش کش پر ضرور غور کروں گا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کو دو ایک مہینے انتظار کرنا پڑے گا۔

حکیم طغرل بولا:

"میں دو مہینے انتظار کر سکتا ہوں۔ کیا آپ کو مصر جا کر یہ بوٹی تلاش کرنی ہو گی؟"

عنبر وہاں سے کیسے جا سکتا تھا۔ اس نے کہا:

"میرا ایک خاص آدمی میرے ساتھ ہے میں اسے کل ہی مصر بھیج دوں گا۔ وہ لوگ میرے گھر سے لے کر صحرا میں جائے گا اور کوکان جڑی بوٹی اکٹھی کر کے لے آئے گا۔"

طغرل خوش ہو کر بولا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ تب تک تم میرے خاص مہمان بن کر میری حویلی میں ہی رہو گے۔ میں دوسری منزل پر ایک کمرہ خالی کروا دیتا ہوں تم اس میں خوشی سے رہ سکتے ہو میرے نوکر تمہاری خدمت کریں گے۔"

عنبر کو اور کیا چاہئے تھا۔ وہ فوراً راضی ہو گیا۔ حکیم طغرل نے اسی وقت دوسری منزل والا کمرہ خالی کروا دیا۔ عنبر اس کمرے میں آ کر پلنگ پر آرام سے لیٹ گیا۔ اس کے منصوبے کا پہلا مرحلہ پورا ہو گیا تھا۔ اب اسے دوسرا مرحلہ شروع کرنا تھا۔ شام کو طغرل شاہی محل جانے لگا تو اس کے پاس ایک چھوٹا لکڑی کا ڈبہ بھی تھا۔

عنبر نے پوچھا:

"کیا اس میں بادشاہ کے سردرد کی دوائی ہے؟"

"ہاں!" طغرل نے کہا "یہ دوائی میں نے خاص طور میں بادشاہ کے لئے تیار کی ہے۔ تم آرام کرو میں شاید رات

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ شخص ضرور خوشبودار لڑکی پر کوئی تجربہ کرنے
والا ہے۔ وہ اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ مگر اسے کہہ نہیں سکتا تھا۔
طغرل چلا گیا۔ سپہ سالار اپنے کمرے میں حکیم طغرل کا انتظار کر رہا تھا۔
طغرل نے سپہ سالار کو عنبر اور اس کی حیرت انگیز بوٹی کے بارے
میں کچھ نہ بتایا۔ وہ اسے بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ
عنبر سے ساری کی ساری کو کان بوٹی خرید کر عنبر کو شہر سے نکال دے
اور پھر سپہ سالار کو یہ کہہ کر بوٹی پیش کرے کہ وہ اسے خود تلاش
کر کے لایا ہے۔ اور اس کی تاثیر سے ہماری فوج کا ایک بھی سپاہی
ہلاک نہیں ہوگا۔ طغرل کو یہ کہاں معلوم تھا کہ یہ تو عنبر کی خاص طاقت
تھی کہ جس کی وجہ سے چاقو نے اس کے بازو پر زخم نہیں لگایا۔
سپہ سالار نے حکیم طغرل کو آتے دیکھا تو پوچھا:
"تم نے دوائی تیار کر لی ہے کیا؟"
طغرل بولا:
"میرے دوست! اتنی جلدی ایسی قیمتی دوائی تیار نہیں ہوا کرتی
اس کا پہلا مرحلہ تیار ہوا ہے۔ میں اس کا عرق لے آیا ہوں۔ یہ عرق
لڑکی کے حلق میں ٹپکا دیا جائے گا۔ دو روز کے بعد دوسری دوائی
تیار کر کے اس کا عرق اس کے حلق میں ڈالوں گا۔ اس کے بعد
تیسرے مرحلے میں جا کر جو دوائی تیار ہوگی اس کے اثر سے لڑکی کی
آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ یہ اس لڑکی کے جسم کا عرق

ہوگا۔ جو ہم شیشے کی ایک چھوٹی سی بوتل میں جمع کریں
گے۔ اس کے بعد یہ تخت و تاج ہمارا ہوگا۔"
سپہ سالار بے چینی سے بولا:
"میں چاہتا ہوں یہ کام جلدی سے جلدی ہو جائے۔
میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا۔"
طغرل بولا:
"کچھ بھی ہو ہمیں کم از کم پندرہ دن تو انتظار کرنا ہی ہوگا۔
دوائی اس سے پہلے تیار نہیں ہو سکتی۔"
سپہ سالار نے گردن جھکا کر کہا:
"تو چلو نیچے تہہ خانے میں یہ دوائی تو لڑکی کے حلق میں ڈالو
اس کی خوشبو نہیں آ رہی۔ یہ اچھی بات ہے۔ ذرا دیکھنا
کہ اس کی خوشبو کہیں بالکل ہی ختم تو نہیں ہو گئی۔"
طغرل سپہ سالار کے ساتھ نیچے تہہ خانے میں آ گیا۔ خوشبودار لڑکی
بے ہوش تھی۔ طغرل حکیم نے اس کا منہ کھول کر اس کے منہ میں
عرق ٹپکا دیا۔ پھر ایک جگہ بازو کا کپڑا ہٹا کر سپہ سالار سے کہا:
"لڑکی کا بازو سونگھ کر دیکھو۔"
سپہ سالار نے بازو پر ناک رکھ دیا۔ لڑکی کے جسم سے اس
کی خوشبو اسی طرح اٹھ رہی تھی۔
طغرل نے کہا:

"خوشبو آ رہی ہے ناں؟"

"ہاں" سپہ سالار نے کہا!

حکیم طغرل کہنے لگا!

"خوشبو لڑکی کے خون اور جسم میں اسی طرح گردش کر رہی ہے۔ صرف میری خاص دوائی کی وجہ سے جسم سے باہر زیادہ اوپر تک نہیں جاتی" سپہ سالار طغرل کے ساتھ تہہ خانے کا دروازہ بند کر کے اوپر اپنے کمرے میں آگیا۔ وہ بے چین تھا۔ دراصل وہ جلدی سے جلدی ھینی بال کی سلطنت پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا۔

طغرل نے کہا!

"سپہ سالار! تم فکر نہ کرو۔ تم ھینی بال کی حکومت پر بھی قبضہ کر لو گے۔ اور اس کے بعد شام مصر اور یونان کی حکومت بھی تمہاری ہو گی۔ وہاں بھی تمہارا ہی جھنڈا لہرائے گا"

سپہ سالار طغرل کا منہ تکنے لگا: طغرل مسکرا رہا تھا۔ بولا!

"بس میں نے ایک ایسا جادو تلاش کر لیا ہے جس کی مدد سے تم ساری دنیا پر حکومت کرو گے"

سپہ سالار نے بے تاب ہو کر پوچھا!

"وہ کیا جادو ہے مجھے بھی بتاؤ میرے دوست"

حکیم طغرل کہنے لگا!

"وہ ابھی نہیں۔ جب وقت آئے گا تو سب سے پہلے تمہیں ہی بتاؤں گا۔ اس لئے کہ میں وہ جادو تمہارے لئے ہی تیار کر رہا ہوں تاکہ تم ساری دنیا کے حکمران بن سکو"

سپہ سالار نے پوچھا!

"یہ جادو کتنے دنوں میں تیار ہو گا؟"

"زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ لگے گا"

یہ کہہ کر طغرل خوشی سے مسکرانے لگا۔

سپہ سالار بولا!

"طغرل جو کچھ تم میرے لئے کر رہے ہو میں سوچتا ہوں کہ شاید تمہیں اس کا بدلہ نہ دے سکوں گا۔ تم میرے کس قدر وفادار اور قیمتی دوست ہو"

طغرل کہنے لگا۔

"تم بھی میرے بڑے پیارے دوست ہو۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ مجھے اگلے مرحلے کے لئے دوائی تیار کرنی ہے"

طغرل کہنے لگا کہ وہ رات سپہ سالار کے محل میں ہی رہے مگر وہ دوائی جلدی تیار کرنے کے خیال سے واپس اپنی حویلی میں آگیا۔ اس وقت عنبر جاگ رہا تھا۔ اس نے کھڑکی میں سے

طغرل کو گھوڑے پر حویلی میں آتے دیکھا وہ سوچنے لگا کہ ضرور یہ
کسی ضروری کام کی وجہ سے آیا ہے۔ اس کے بعد عنبر نے دیکھا
کہ طغرل کے کمرے میں چراغ جل اٹھا۔ وہ دوسری دوائی کے
نئے کام کرنے لگا تھا۔ عنبر کے لئے ہر معاملہ پر اسرار ہو رہا تھا۔
طغرل اسے اپنی دوائی کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہا تھا۔ وہ
اسے بتا بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے کوئی دوسرا
راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

عنبر حویلی کی چھت پر آ گیا۔ سامنے دور تک صحرا پھیلا ہوا
تھا۔ ستارے ٹمٹما رہے تھے۔ عنبر نے سیٹی بجا کر وہاں موجود
کسی بھی سانپ کو آوازیں دیں۔ اگرچہ سرائے والے نے اسے
کہا تھا۔ اس علاقے میں سانپ نہیں ہوتے پھر بھی عنبر ایک
بار کوشش کر کے دیکھنا چاہتا تھا۔ دس بارہ مرتبہ سانپ کی
زبان میں کسی بھی سانپ کو آوازیں دینے کے بعد عنبر انتظار
کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد عنبر کو چھت پر سانپ کی ہلکی ہلکی پھنکار
کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے گردن گھما کر دیکھا۔ ایک بھورے
رنگ کا چھوٹا سا سانپ پھن اٹھائے عنبر کی طرف آ رہا تھا۔

عنبر کے قریب آ کر سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کے بھائی کو سلام!
میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا:

"میری اطلاع کے مطابق سپہ سالار کے محل کے
اندر ایک ایسی لڑکی موجود ہے۔ جس کے جسم سے
خوشبو اٹھ رہی ہے۔ مجھے تم صرف یہ پتہ کر دو
کہ وہ لڑکی کہاں ہے اور کون ہے اور اس کے
جسم سے خوشبو کیوں آتی ہے! دوسری بات یہ ہے
کہ مجھے ناگ کے بارے میں بھی بتاؤ کہ وہ کہاں
مل سکتا ہے؟"

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بارے میں میں یقین سے صرف
اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ وہ اس علاقے میں کہیں
نہیں ہے۔ مجھے سوائے تمہارے اور کہیں سے ناگ
دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی۔ اس سارے
علاقے میں میں اکیلا ہی سانپ ہوں ورنہ میں
دوسرے سانپوں کو ساتھ والے ملک کی طرف
دوڑا دیتا۔"

عنبر نے کہا:

"شکریہ! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے صرف
اس خوشبودار لڑکی کے بارے میں پتہ کر کے بتا دو

کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے؟"

سانپ چلا گیا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد سانپ واپس آیا۔ عنبر اس وقت اپنے دوسری منزل والے کمرے میں ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سانپ نے آتے ہی کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! وہ لڑکی بڑی پراسرار ہے اس کے جسم میں کستوری ناگن کی روح سمٹی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو اٹھتی ہے۔ ایسی لڑکی بہت عرصے بعد دنیا میں پیدا ہوتی ہے جس میں کستوری ناگن کی روح سمٹی ہوئی ہو۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ کستوری ناگن کون ہے؟"

سانپ بولا:

"ہم نے اپنے بڑے دادا سانپ سے سنا ہے کہ کستوری ناگن ناگنوں کی ملکہ ہوتی ہے وہ آسمان پر ایک ایسے سیارے میں رہتی ہے جہاں سے ناگنیں زمین پر اپنے سانپوں کی تلاش میں آتی ہیں۔ ایسی ناگن عورت کے روپ میں کسی سپیرے کے گھر میں جنم لیتی ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ لڑکی کہاں پیدا ہوئی ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"یہ بھی ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی ہے۔"

سانپ بولا:

"بس تو پھر یقین کرو عنبر کہ یہ کستوری ناگن ہی ہے اور یہ شاید ایک ہزار برس کے بعد آسمان سے عورت کے روپ میں ہماری زمین پر تمام ناگنوں کے حالات دیکھنے اور سیر و سیاحت کے لئے آئی ہے مگر وہ تو بے ہوش تھی۔ اس کو کس نے بے ہوش کر دیا؟"

عنبر کہنے لگا:

"وہ ایک سازش کے جال میں پھنس گئی ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کستوری ناگن پھر سے ناگن کا روپ بھی بدل سکتی ہے؟"

سانپ بولا:

"کیوں نہیں۔ اس کا اصلی روپ تو ناگن ہی کا ہے لڑکی کا روپ تو اس نے دنیا والوں کے لئے بدل رکھا ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر وہ ناگن کیوں نہیں بن گئی؟"

سانپ نے کہا:

"وہ تو بے ہوش ہے۔ وہ تو اپنے ہوش میں ہی نہیں۔"

عنبر نے اسے بتایا:

"ایک بار وہ ہوش میں بھی تھی مگر تب بھی وہ ناگن نہیں بنی تھی۔"

سانپ بولا:

"اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کستوری ناگن کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ناگن کا روپ نہ بدل سکی ہو۔"

عنبر نے پوچھا:

"کیا کستوری ناگن کو ناگ کا علم ہو گا کہ وہ کہاں ہے؟"

سانپ نے جواب میں کہا:

"کستوری ناگن ناگنوں کی ملکہ ہے۔ اسے ناگنوں کا ہی علم ہوتا ہے ہاں اگر وہ اپنے سانپ کی تلاش میں بھی آئی ہے تو پھر اس کے مقابلے کا

اور اس کے لائق سانپ ناگ دیوتا ہی ہو سکتا ہے ممکن ہے پھر وہ بھی ناگ دیوتا کی تلاش میں ہو اور اسے علم ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔"

عنبر چپ ہو گیا۔ اس نے سانپ سے کہا:

"شکریہ میرے دوست! اب تم جا سکتے ہو اگر مجھے پھر تمہاری ضرورت پڑی تو تم سے ضرور مشورہ کروں گا۔"

سانپ خدا حافظ کہہ کر چلا گیا۔ عنبر کے سامنے گویا کتاب کا ایک نیا ورق الٹ دیا گیا تھا۔ وہ بالکل ہی نئی تحریر پڑھ رہا تھا۔ تو گویا یہ لڑکی جو سپیرے کی بیٹی تھی اصل میں یہ کستوری ناگن ہے۔ اب عنبر کو یاد آنے لگا کہ بہت عرصہ ہوا ایک بار ناگ نے بھی کستوری ناگن کا ذکر کیا تھا۔ مگر اس نے ساتھ ہی کہا تھا کہ یہ ملکہ ناگن خلائی سیارے میں ہی رہتی ہے۔ جہاں صرف ناگنوں کی حکومت ہے۔ وہاں ناگنیں ہی رہتی ہیں اور ان کی روحیں ہی جنم لیتی ہیں۔

عنبر کو شبہ ہونے لگا کہ اگر کستوری ناگن زمین پر آئی ہے تو ضرور وہ ناگ دیوتا کی تلاش میں ہو گی اسے ان لوگوں نے بے ہوش کر کے تہ خانے میں ڈال رکھا ہے۔

اسے وہاں سے نکالنا چاہیے۔ خدا جانے یہ لوگ اس پر
کس قسم کا جادو ٹونا کر رہے ہیں۔ عنبر کا ذہن تیزی
سے کام کرنے لگا۔ اس نے صبح ہوتے ہی ایک نیا
منصوبہ تیار کر لیا۔۔

صبح اٹھ کر عنبر غسل خانے میں گیا۔ نہا کر نئے کپڑے
پہنے اور پھر صحن میں آکر بیٹھ گیا۔ حکیم طغرل بھی وہاں
آگیا۔ اس نے بڑے شوق اور بے صبری سے پوچھا:

"عنبر بھائی! کیا تم نے کوکان بوٹی کے لئے اپنے
آدمی کو مصر روانہ کر دیا ہے؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"طغرل بھائی! وہ تو میں نے تم سے الگ ہوتے
ہی روانہ کر دیا تھا۔ میرا آدمی سرائے میں ہی تھا۔
جب میں اپنا گھوڑا لینے سرائے میں گیا تو اسے فوراً
مصر بھیج دیا تھا۔ اور تاکید کر دی تھی کہ ساری کی
ساری کوکان بوٹی بوریوں میں باندھ کر جتنی جلدی
ہو سکے ایران میرے پاس لے آئے۔ میں نے
اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میں حکیم صاحب کی حویلی
میں اسے ملوں گا۔"

حکیم طغرل بہت خوش ہوا۔ نوکر نے ناشتہ لا کر رکھ دیا۔

دونوں ناشتہ کرنے لگے۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر نے کہا:

"میرے نانا جان نے مجھے ایک ایسا سانپ پکڑنے
کا منتر بتایا تھا۔ کہ اگر وہ سانپ کسی کو ڈس دے
تو اس کے زہر کے اثر سے انسان کا ذہن بدل
جاتا ہے۔ یعنی اگر وہ تمہارا دشمن ہے تو دوست بن
جائے گا۔ اگر دوست ہے تو دشمن ہو جائے گا۔ اگر
وہ تمہاری کوئی بات نہیں مان رہا ہے تو فوراً مان
جائے گا۔"

حکیم طغرل کے دل میں خیال آیا کہ اگر اس کی دوائی نے
خوشبودار لڑکی پر اثر نہ کیا تو عنبر کے منتر کی مدد سے
اس سانپ کو آزمایا جائے گا۔ مگر ابھی اسے اپنی دوائی
ہی آزما کر دیکھنی چاہیے۔ جبکہ اس نے اس کی ایک
خوراک خوشبودار لڑکی کو کھلا بھی دی تھی۔

طغرل نے ہنس کر کہا:

"بہت خوب! ایسے سانپ کو تو پال کر اپنے
گھر میں رکھنا چاہیے۔ کیا تم ایسا سانپ پکڑ کر لا
سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"کیوں نہیں! صحرا میں یہ سانپ

مل جاتا ہے۔ کیا میں اسے لاؤں ؟"

حکیم طغرل بولا!

"نہیں نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ میرا کوئی بھی دشمن نہیں ہے۔"

اور قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ عنبر خاموش رہا۔ طغرل بے حد چالاک تھا۔ عنبر نے سوچا۔ وہ اس کے قابو میں نہیں آ رہا اب عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ حالات کا انتظار کرے۔ اور دیکھے کہ حکیم طغرل سپیرے کی بیٹی کستوری ناگن سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔

حکیم طغرل نے لڑکی کو ایک بار پھر بے ہوش کر دیا تھا۔ دوائی کا دوسرا مرحلہ بھی ختم ہو گیا۔ اب تیسرا مرحلہ ہی باقی تھا۔ طغرل بڑی محنت سے دوائی تیار کر کے اس کا عرق نکال کر قطرے بوتل میں جمع کر لیتا تھا۔ آخری مرحلے پر بھی اس نے دوائی بڑی احتیاط سے تیار کی سفوف کو پانی میں گھول کر آگ پر چڑھایا اور اس کی بھاپ کے قطروں کو بوتل میں جمع کر لیا۔ اور سپہ سالار کے محل کی طرف چلا۔ آج دوائی کی آخری خوراک کستوری ناگن کے حلق میں ڈالنی تھی۔ سپہ سالار بھی بڑی بے تابی سے طغرل کی راہ دیکھ رہا تھا طغرل کو دیکھتے ہی سپہ سالار اسے اپنے کمرے میں لے گیا۔

تہہ خانے کو خفیہ راستہ سپہ سالار کے کمرے سے ہی جاتا تھا۔ دونوں خفیہ زینے سے نیچے تہہ خانے میں آ گئے۔ اب تک کستوری ناگن بے ہوش پڑی تھی۔

سپہ سالار نے طغرل سے پوچھا!

"کیا اس دوائی کا اثر ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو گا؟"

طغرل نے کہا!

"تم خود دیکھ لو گے کہ کیا اثر ہوتا ہے۔ ہاں اس خوشبودار لڑکی کو جب ہوش آئے گی تو اس کی باتوں کا جواب بڑی محبت سے دینا۔ وہ بھی تم سے بڑی خوش اخلاقی سے بولے گی۔ تم اس کو یہی کہنا کہ میں تم سے بیاہ کرنا چاہتا ہوں اور کب سے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔"

سپہ سالار پوری طرح تیار ہو گیا۔ طغرل نے لڑکی کے منہ کو کھولا اور اس کے حلق میں اپنی تیسرے مرحلے کی دوائی کے عرق کے پندرہ قطرے گن کر ٹپکائے۔ اس دوائی نے واقعی تیزی سے اثر کیا اور کستوری ناگن نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر رونق آ گئی تھی

غم زدہ یا پریشان ہونے کی بجائے وہ خوش تھی اور مسکرا
رہی تھی۔ سپہ سالار بڑا خوش ہوا۔ اس نے خوشبودار
لڑکی یعنی کستوری ناگن کا ہاتھ تھام لیا اور بولا:
"دیوتاؤں کی مہربانی سے تم ہوش میں آگئیں۔
میں بے حد پریشان تھا۔ تمہیں مسکراتا دیکھ کر میرا
دل باغ باغ ہو گیا ہے۔"
کستوری ناگن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:
"میں بھی تمہیں ملنے کو بے تاب تھی۔ میری بہت
خوش قسمتی ہے کہ میں تم ایسے بہادر جرنیل
سے مل رہی ہوں۔"
طغرل سپہ سالار کی طرف دیکھ کر بڑی شان سے مسکرا
رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میری دوائی کا اثر؟
طغرل نے کستوری ناگن سے کہا:
"بہن! تمہارے ہوش میں آنے سے مجھے
بھی بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میرا نام طغرل ہے۔
میں حکیم ہوں اور میں نے ہی تمہارا علاج کیا ہے۔"
سپہ سالار یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اسے اپنا ماضی
یاد ہے کہ نہیں۔
اس نے کہا:

"کیا تمہیں اپنا نام یاد ہے؟"
کستوری ناگن نے ذہن پر زور دیتے ہوئے سر
ہلا دیا۔"
نہیں اے بہادر سردار مجھے اپنا نام بالکل یاد نہیں ہے
مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ میں کہاں کی رہنے والی ہوں۔ مجھے
کچھ یاد ہے تو صرف یہی کہ میں تمہاری خادمہ ہوں اور اپنی
ساری زندگی تمہارے قدموں میں گزار دینا چاہتی ہوں۔
سپہ سالار تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس نے خوشبودار لڑکی
کو ساتھ لیا اور اوپر اپنے کمرے میں لے آیا۔
طغرل نے کہا:
"اب تم یہاں آرام کرو۔ تم تھک گئی ہو۔"
کستوری ناگن کہنے لگی:
"کیا تم مجھے اپنے قدموں سے جدا تو نہیں کر دو گے؟"
سپہ سالار بولا:
"یہ کیسے ہو سکتا ہے اے خوشبودار لڑکی! میں تو
تم سے شادی کرنے والا ہوں۔"
کستوری بیگم نے سپہ سالار کے ہاتھ پکڑ لیے اور بولی:
"میرے دھن بھاگ کہ میں تم ایسے بہادر سردار کی
بیوی بنوں۔ میں اپنی قسمت پر جتنا ناز کروں کم ہے۔

سپہ سالار نے کہا:

"اب تم یہاں آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔ تمہیں کھانے پینے کو سب کچھ یہاں پہنچ جایا کرے گا۔"

سپہ سالار نے حکیم طغرل کو ساتھ لیا اور کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک خوش شکل کنیز طشت میں مختلف کھانے اور پھل رکھے اندر آئی اور طشت اس کستوری ناگن کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن نے کنیز سے پوچھا:

"یہ کون سا ملک ہے؟"

یہاں کے بادشاہ کا نام کیا ہے؟"

مگر کنیز نے جواب دینے کی بجائے ہاتھوں سے اشارے اور منہ سے غوں غوں کی آوازیں نکالنے لگی۔ کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ کنیز گونگی ہے۔ وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔

کمرے سے نکلتے ہی سپہ سالار نے طغرل کو اپنے سینے سے لگا لیا اور خوش ہو کر کہا:

"تم نے تو کمال کر دکھایا میرے دوست! اب یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

طغرل نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"میرے سپہ سالار دوست! قسمت تجھ پہ بہت ہی مہربان ہے۔ اب تو ایسا کر کہ جلدی سے اس لڑکی سے شادی کر لے۔ شادی کے دوسرے روز لڑکی کو میرا دیا ہوا شربت پلا دینا۔ اس کے پیتے ہی اسے نیند آجائے گی۔ پھر سوتے میں اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو جائیں گے۔ تم ان آنسوؤں کو ایک بوتل میں جمع کر لینا۔ بس وہی عرق تیرے لئے آبِ حیات اور بادشاہ ھینی بال کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہوگا۔ جب تم اپنی اس بیوی خوشبودار لڑکی کے آنسوؤں کے چند قطرے کسی شربت میں ڈال کر بادشاہ ھینی بال کو پلا دو گے تو وہ اسی روز شام کو سورج غروب ہونے سے بعد تمہارے حق میں تخت سے دستبردار ہو جائے گا۔ یعنی تخت پر سے ہاتھ اٹھا لے گا۔ اور وہ تجھے سونپ دے گا۔" اس طرح فوج بھی تمہارے خلاف نہ ہوگی۔ کیونکہ تم ھینی بال کی اپنی مرضی سے بادشاہ بن رہے ہو گے۔"

سپہ سالار نے طغرل کو ایک بار پھر اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بے اختیار بولا۔

"طغرل! تم میرے وزیر اعظم ہو گے۔ اب
جلدی سے مجھے وہ عرق لا دو جو میں کل صبح اپنی
بیوی کو پلاؤں گا۔"

اسی روز شام کو سپہ سالار نے کستوری ناگن سے
شادی کر لی۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ سپہ سالار
نے اپنی ایک کنیز سے بیاہ کر لیا ہے۔ عنبر کو پتہ چلا تو
اس نے سانپ کی مدد سے اس "افواہ" کی تصدیق کرائی
سپہ سالار واقعی خوشبودار لڑکی سے بیاہ کر رہا تھا۔ خوشبودار
لڑکی کی خوشبو کوئی دوسرا اب محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر
سمجھ گیا کہ سپہ سالار اور طغرل مل کر کسی گہرے منصوبے پر
عمل کر رہے ہیں۔ عنبر بھی خاموشی سے واقعات کے رونما
ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

کستوری ناگن کی سپہ سالار سے شادی ہو گئی۔ دوسرے
روز شام سے ذرا پہلے سپہ سالار اپنی بیوی کستوری ناگن
کو اپنے کمرے میں لے گیا۔

اور بولا:

"تم تھک گئی ہو گی۔ پلنگ پر لیٹ کر کچھ دیر
آرام کر لو۔ اور ہاں۔ میں تمہارے لئے شربت
بھجواتا ہوں۔"

دوسرے کمرے میں سپہ سالار نے طغرل کا دیا ہوا خاص
عرق شربت میں ملا دیا اور کنیز کو آواز دے کر بلایا۔
اور کہا:

"یہ شربت اندر بیگم صاحبہ کو جا کر دے آؤ۔"

کنیز شربت لے کر اندر چلی گئی۔ اور سپہ سالار دوسرے
کمرے میں جا کر طغرل کے پاس بیٹھ گیا۔ اور دیوار کے
خفیہ سوراخ میں سے کستوری ناگن کو دیکھنے لگا۔ کنیز
نے شربت میز پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن نے بلا
جھجک شربت کا گلاس اٹھایا اور سارے کا سارا بے
خوف و خطر غٹا غٹ پی گئی۔

سپہ سالار نے طغرل سے کہا:

"طغرل! ہم نے میدان مار لیا ہے۔"

طغرل بولا:

"آہستہ بولو! دیکھو وہ سونے لگی ہے۔ اسے
نیند آنی شروع ہو گئی ہے۔"

کستوری ناگن ان کے دیکھتے دیکھتے پلنگ پر سر ڈال
کر گہری نیند میں کھو گئی۔

طغرل نے سپہ سالار سے کہا:

"شیشی مجھے دے دو۔"

سپہ سالار نے شیشی طغرل کو دے دی۔ دونوں کستوری
ناگن والے کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے دروازہ اندر سے
بند کر لیا۔ وہ جھک کر کستوری ناگن کو تکنے لگے۔ اچانک اس
کی سوئی ہوئی آنکھوں میں سفید پانی کے قطرے نمودار ہوئے۔
طغرل نے شیشی آگے کر دی۔ کستوری ناگن کی آنکھوں کے
قطرے شیشی میں ٹپکنے لگے۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے سانپ کی بیوی ،
قسط نمبر ۱۶۰ پڑھیے۔

عنبر ناگ ماریا

اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز

لاہور - ۸

عنبر ناگ ماریا

سانپ کی بیوی

اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ خلائی دنیا سے کستوری ناگن ہماری دنیا میں آئی ہے۔ اور اس کے آنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ "ناگ" کو اغوا کر کے اپنی دنیا میں لے جائے۔ اس کے لیے وہ کیا کیا روپ اور ڈھنگ اختیار کر رہی ہے۔ بڑے ہی دلچسپ واقعات ہیں اور سب سے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ خود "عنبر" کستوری ناگن کے ساتھ ناگ کی تلاش میں ہے۔ وہ ملے تو اسے کستوری ناگن سے ملوا سکے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس ملاقات کے بعد "ناگ" کے ساتھ کیا ہوگا۔ کیا عنبر کستوری کے لیے ناگ کو ڈھونڈ سکا۔ یہ آپ جلدی سے پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/این راجچمن سمن آباد ۰ لاہور۔

ترتیب :

ناگن کو ناگ کی تلاش

طغرل نے کستوری ناگن کی آنکھ سے ٹپکتے آنسو شیشی میں اکٹھے کر لیے۔

جب کستوری ناگن کی آنکھ سے قطرے ٹپکنا بند ہو گئے تو طغرل نے شیشی بند کر کے اس کے خاوند سپہ سالار کو دی اور کہا۔ اب تیرا کام ہے۔ کہ بادشاہ ھینی بال کو شربت یا کھانے میں یہ قطرے ڈال کر پلا دے۔ پھر دیکھ کیا ہوتا ہے۔ سپہ سالار نے شیشی سنبھال کر صندوق میں رکھ لی۔ طغرل وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں کستوری ناگن کی آنکھ کھل گئی۔ وہ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

سپہ سالار نے کہا۔

بیگم نیند لینے سے تمہاری طبیعت ہشاش بشاش

ہو گئی ہے میں ذرا دربار تک جا رہا ہوں بادشاہ نے مجھے یاد کیا ہے۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گا۔"

کستوری ناگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں سرتاج! تم جاؤ میں کچھ دیر اور آرام کروں گی۔"

سپہ سالار سیدھا شاہی محل میں آ گیا۔ دوسری طرف طغرل اپنی حویلی میں آیا تو عنبر برآمدے میں بیٹھا ہوا ملا۔ عنبر نے طغرل کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ طغرل فوراً اس کے پاس آ گیا اور بولا۔

"تمہارا آدمی مصر سے کوکان بوٹی لے کر ابھی نہیں آیا عنبر؟"

عنبر نے کہا۔

"ابھی تو وہ دو دن پہلے گیا ہے۔ پندرہ بیس دن تو کوکان بوٹی اکٹھی کرتے لگ ہی جائیں گے۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ تمہارے سپہ سالار نے کسی کنیز سے شادی کر لی ہے۔"

طغرل عنبر کو اصل بات نہیں بتا سکتا تھا۔ کہنے لگا۔ "ہاں یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔ بس اس نے کنیز سے شادی کر لی۔ ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔"

عنبر جانتا تھا کہ سپہ سالار نے جس سپیرے کی خوشبودار بیٹی سے شادی کی ہے۔ وہ کستوری ناگن ہے۔ جو ہزاروں سال کے بعد کبھی کبھی ہی خلائی سیارے سے زمین پر اپنے سانپ کی تلاش میں آیا کرتی تھی عنبر کو یقین تھا کہ کستوری ناگن جس سانپ کی تلاش میں ہے۔ وہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کستوری ناگن ناگوں کی ملکہ تھی اور ناگ سانپوں کا دیوتا تھا۔ ناگ ہی کستوری ناگن کا سانپ ہو سکتا تھا۔ عنبر کسی طرح کستوری ناگن سے ملنا چاہتا تھا۔ مگر اب وہ سپہ سالار کی بیوی تھی اور اس کا ملنا دشوار تھا۔ عنبر نے یہ بات طغرل کو بالکل نہیں بتائی تھی طغرل تو عنبر کی محض اس لئے خوشامد کر رہا تھا۔ کہ بقول عنبر اس کے پاس کوکان بوٹی تھی جس کے اثر سے ——— انسان کے جسم پر تیر تلوار کا وار کوئی اثر نہیں کرتا یوں طغرل سپہ سالار کی مدد سے ساری دنیا کے ملک فتح کر لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف سپہ سالار کستوری ناگن کے آنسوؤں کی شیشی لے کر شاہی محل میں پہنچ گیا کھانے کا وقت قریب تھا شاہی دسترخوان لگ رہا تھا۔ سپہ سالار کو معلوم تھا کہ ہمیشہ بادشاہ کے لئے سب سے پہلے انگوروں کا رس گلاس میں ڈال کر لایا جاتا ہے یہ ایک سونے کا

گلاس تھا سپہ سالار تاک میں رہا۔ جب دسترخوان لگ گیا
تو سپہ سالار چپکے سے باورچی خانے میں گیا۔ آنکھ بچا کر
سونے کے گلاس میں کستوری ناگن کے آنسوؤں کے قطرے
گرا دیئے بادشاہ دسترخوان پر دوسرے درباریوں کے ساتھ
بیٹھ گیا تھا اس نے پوچھا۔

"سپہ سالار ابھی تک کیوں نہیں آیا؟"

سپہ سالار نے فوراً آگے بڑھ کر تعظیم کی اور بادشاہ کے
پہلو میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں غلام سب سے پہلے سونے کے
گلاس میں بادشاہ کے لئے انگوروں کا رس ڈال کر لایا۔ سپہ سالار
کا دل دھڑکنے لگا۔ اس گلاس میں جو قطرے سپہ سالار نے
ٹپکائے تھے۔ اس نے سپہ سالار کی قسمت بدل ڈالنی تھی بادشاہ
نے سونے کا گلاس منہ سے لگایا اور انگوروں کا سارا رس پی
کر گلاس ایک طرف رکھ دیا طغرل کے کہنے کے مطابق کچھ
دیر کے بعد بادشاہ پر کستوری ناگن کے آنسوؤں کا اثر ہونا
تھا کھانے کے بعد بادشاہ اپنی خواب گاہ میں تھوڑی دیر
آرام کرنے کے لئے چلا گیا۔

سپہ سالار فوراً طغرل کے پاس آگیا اس نے خوشی سے
کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میرے دوست! میں نے اپنا کام کردیا ہے۔"

طغرل بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا۔ بس اب شام سے پہلے
پہلے اس کا نتیجہ نکل آئے گا اور بادشاہ تخت و تاج تیرے
حوالے کرنے کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کر دے گا"
چنانچہ جب دن غروب ہوا تو ھینی بال بادشاہ نے
دربار سجایا اور کہا "ہمارے سپہ سالار کو بلایا جائے"

سپہ سالار کو جب یہ پیغام پہنچا کہ بادشاہ نے بلایا ہے تو وہ
خوشی سے جھوم اٹھا جلدی جلدی قدم اٹھاتا بادشاہ کے دربار
میں پہنچا۔

بادشاہ ھینی بال نے سپہ سالار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سپہ سالار! ہم تمہارے بارے میں ایک اہم اعلان
کرنے والے ہیں۔ کیا تم اسے سننا پسند کرو گے"

سپہ سالار کے دل میں ستارے چمک رہے تھے بڑا
خوش تھا کہ ابھی بادشاہ اس کے حق میں تخت سے الگ ہونے
اور اسے بادشاہ بنانے کا اعلان کر دے گا۔ اپنی خوشی
کو چھپاتے ہوئے بولا۔

"بادشاہ سلامت! یہ غلام آپ کے حکم کا تابع ہے۔
آپ کے ہر فیصلے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔"

ھینی بال بادشاہ نے کہا۔ "لیکن شاید ہمارا یہ فیصلہ سن کر
تمہیں خوشی نہ ہو۔"

سپہ سالار کا دل ایکدم بیٹھ گیا یہ بادشاہ کیا کہ رہا ہے
یہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے چینی بال
بادشاہ نے کہا۔

" سپہ سالار تم نے ہمارے سوال کا جواب نہیں دیا۔

سارے دربار پر سناٹا چھا گیا۔ ہر کوئی اپنی جگہ پہ دم
بخود تھا کہ جانے بادشاہ کیا اعلان کرنے والا ہے سپہ سالار
کے بارے میں۔ سپہ سالار نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر
کر کہا۔

" بادشاہ سلامت! آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر"
بادشاہ چینی بال نے سپہ سالار کو گھورتے ہوئے کہا۔

" تمہارے خلاف بغاوت کا جرم ثابت ہو گیا!
اور ہم تمہاری گردن اڑانے کا حکم دیتے ہیں"

سپہ سالار تو یہ سنتے ہی چکرا گیا۔ بادشاہ کا حکم سنتے ہی
سپاہی آگے بڑھے۔ اور انہوں نے سپہ سالار کو اپنی گرفت
میں لے لیا۔ سپہ سالار ہکا بکا رہ کر لوگوں کا منہ تک رہا تھا
بادشاہ نے جلاد کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔

" اس غدار کا سر قلم کردو"

اس زمانے میں جلاد دربار میں موجود ہوا کرتے تھے کہ اگر
بادشاہ کوئی حکم کریں تو اس کی وہیں تکمیل ہو جائے یعنی اس

پر فوراً عمل کر لیا جائے۔ جبشی جلاد تلوار کھینچ کر آگے بڑھا
اور پلک جھپکنے میں سپہ سالار کی گردن اڑا دی دربار میں
سناٹا چھا گیا۔ بادشاہ چینی بال نے گرج دار آواز میں کہا۔

" یاد رکھو! جو کوئی ہمارے خلاف بغاوت کرنے کی جرأت
کرے گا اس کا یہی حشر ہو گا"

جب سپہ سالار کے قتل کی خبر اس کے دوست حکیم طغرل
کو ملی تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے خوف سے رنگ
زرد پڑ گیا سمجھ گیا کہ دوائی الٹی پڑ گئی ہے اور اب بادشاہ
سپہ سالار کے دوستوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا
عنبر کو بھی سپہ سالار کے قتل کی اطلاع مل گئی تھی وہ فوراً
طغرل کے پاس آیا اور بولا۔

" سپہ سالار کو بادشاہ نے بغاوت کے جرم میں مار
ڈالا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

طغرل بے حد پریشان اور گھبرایا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

" ہو سکتا ہے اس نے بادشاہ کے خلاف بغاوت
کی سازش تیار کی ہو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔
لیکن میں بھی خطرے میں ہوں۔ ممکن ہے بادشاہ
مجھے بھی قتل کروا دے"

عنبر نے کہا۔ "تم اب کیا کرو گے

طغرل اِدھر اُدھر بے چینی سے ٹہل رہا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ طغرل اور سپہ سالار مل کر کستوری ناگن پر کوئی تجربہ کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ تجربہ الٹ ہو گیا ہو۔

" تم کہاں جاؤ گے " عنبر نے کہا "

میرا خیال ہے کہ اب دیر ہو چکی ہے۔ بادشاہ کے سپاہی تمہاری تلاش میں آتے ہوں گے" طغرل اور زیادہ گھبرا گیا اور بولا۔

" تو پھر میں کیا کروں؟ کیا تم مجھے بچا سکتے ہو!

عنبر نے کہا۔

" میں تمہیں کیسے بچا سکتا ہوں۔ تمہاری جگہ میں تو موت کو گلے سے نہیں لگا سکتا۔ ہاں اگر تم مجھے سپہ سالار کی بیوی اس کنیز سے ملا دو تو ہو سکتا ہے تمہارے بچنے کا کوئی راستہ نکل آئے"

طغرل نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔

" اس سے تم کس لیے ملنا چاہتے ہو؟

عنبر بولا!

یہ وقت اس قسم کے سوالات پوچھنے کا نہیں ہے مجھے سپہ سالار کی بیوی کنیز کے پاس لے چلو جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے "

طغرل کو اس وقت اپنی جان کی فکر پڑی تھی کہنے لگا۔

" مگر سپہ سالار کی بیوی تو شاہی محل میں ہو گی میں وہاں گیا تو سپاہی مجھے گرفتار کر لیں گے تم خود کیوں نہیں اس کے پاس چلے جاتے؟

عنبر نے کہا،

" مجھے کون شاہی محل میں جانے دے گا اور پھر سپاہی مجھے بھی تو پکڑ سکتے ہیں میرا خیال ہے بہتر یہ ہے کہ تم ہی جاؤ اور سپہ سالار کی بیوی کو کسی طرح یہاں لے آؤ اس وقت صرف وہی ایک عورت تجھے موت کے منہ سے بچا سکتی ہے۔

طغرل کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا بس اسے اپنی جان بچانے کی فکر تھی فوراً اپنا حلیہ عورتوں ایسا بنایا اور چادر سے منہ سر ڈھانپ کر عورتوں کی چال چلتا سپہ سالار کے محل میں داخل ہو گیا۔

وہ سارے خفیہ راستے جانتا تھا۔ وہ سیدھا سپہ سالار کے خاص کمرے میں نکل آیا اُسے یقین تھا کہ اس کی بیوی خوشبودار لڑکی وہیں ہو گی مگر وہ وہاں نہیں تھی طغرل نے سارے مکان میں اسے تلاش کیا۔ مگر وہ اُسے کہیں نہ ملی۔ گھبرا کر واپس آ گیا۔ عنبر کو بتایا کہ سپہ سالار کی بیوی بھی غائب ہے۔ عنبر سوچنے لگا

پھر بولا

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بادشاہ نے سپہ سالار
کی بیوی کو بھی گرفتار کر لیا ہو"

طغرل جلدی سے بولا!

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ بادشاہ نے بغاوت
کے الزام میں سپہ سالار کی بیوی کو پکڑ
کر ضرور قید میں ڈال دیا ہو گا۔ مگر۔
مگر کون اب پتہ کرنے وہاں جائے؟"

عنبر نے کہا

"کیا میں کس طرح بادشاہ کے محل میں جا سکتا ہوں

طغرل بولا!

"پہلے مجھے تو کسی طرح پہنچاؤ"

اور طغرل گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر پھرنے لگا پھر کھڑکی
میں سے نیچے جھانک کر شاہی فوج کے سپاہی اسے
گرفتار کرنے تو نہیں آ گئے پھر عنبر کی طرف دیکھ
کر کہنے لگا۔

میں اپنی حویلی کے تہہ خانے میں چھپ جاتا ہوں
تم اسی جگہ رہنا اگر بادشاہ کے سپاہی آ گئے تو انہیں کہہ
دینا کہ میں ملک مصر کی طرف فرار ہو گیا ہوں۔

"ابھی یہ جملہ طغرل کے منہ میں ہی تھا کہ حویلی میں
گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ طغرل نے
گھبرا کر کہا

"بادشاہ کے سپاہی آ گئے ہیں میں چھپ رہا ہوں۔
اس وقت میری جان تمہارے ایک اشارے پر
ہے"

طغرل نے کمرے کے قالین کو ایک جگہ سے ہٹایا
فرش کا ایک تختہ اٹھایا۔ اور نیچے تہہ خانے میں اتر
گیا عنبر نے تختہ پھر سے لگا کر قالین اوپر کر دیا اس
کے ساتھ ہی تین سپاہی نیزے ہاتھوں میں لئے اندر
داخل ہو گئے۔

"کہاں ہے طغرل حکیم؟ جلدی بتاؤ"

ایک سپاہی نے عنبر کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔ عنبر نے کہا

"طغرل تو ملک مصر کی طرف فرار ہو گیا ہے
میں اس کا نوکر ہوں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے
بھاگ گیا تھا"

سپاہی نے دوسرے سپاہیوں سے کہا

"طغرل کو ہم صحرا میں پکڑ لیں گے
مگر اس کو بھی پکڑ کر لے چلو"

عنبر خود بادشاہ کے محل میں جانا چاہتا تھا کہ
کسی طرح کستوری ناگن کا سراغ لگائے اس نے
کوئی اعتراض نہ کیا۔ سپاہیوں نے اسی وقت عنبر
کے ہاتھ رسی سے باندھے اور اسے گھوڑے پر
ڈال کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے شاہی محل
میں لے جاکر عنبر کو ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا
عنبر نے سپاہیوں سے کہا۔

"میں بے قصور ہوں۔ مجھے بادشاہ کے سامنے پیش
کرو۔ ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کے کاندھے
پر مار کر کہا۔

"خاموشی سے بیٹھے رہو اور اپنی موت کا
انتظار کرو۔ بادشاہ سلامت نے تیری موت
کا حکم جاری کر دیا ہے۔"

عنبر چپ ہو کر بیٹھ گیا۔

سپاہی چلے گئے تو اس نے پہرے دار کے قریب
جاکر پوچھا۔۔۔۔ بھائی مجھے ایک بات بتاؤ
گے۔ پہرے دار نے نفرت سے عنبر کی طرف دیکھا
اور غصے سے کہا۔

"تم باغی ہو۔ تم بادشاہ سلامت کے خلاف

بغاوت کرنے والے سپہ سالار کے نوکر ہو مجھے
تم سے بولنے کی اجازت نہیں"

عنبر بولا۔

"بھائی یقین کرو میں بے قصور ہوں میں نے
کسی بغاوت کی سازش میں حصہ نہیں لیا مجھے
بے گناہ پکڑوا گیا ہے۔

پہرے دار نے عنبر کو نیزے سے پیچھے دھکیل دیا
اور غصے میں کہا۔

"اب آواز نکالی تو نیزہ سینے سے پار کر دوں گا
چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ ویسے بھی آج رات
تمہارا سر قلم کر دیا جائے گا"

عنبر بولا!

"بھائی مجھے اپنا سر قلم ہونے کا کوئی غم نہیں
ہے مجھے صرف اتنا بتا دو کہ سپہ سالار کی بیوی
بھی کیا اس جگہ قید ہے"؟

پہرے دار نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا۔ "کیا تمہیں
اپنے سر قلم ہونے کی کوئی پریشانی کوئی خوف نہیں ہے"؟
عنبر اسے کیا بتاتا۔ کہنے لگا۔ بھائی! تم ان باتوں کو نہیں سمجھو
گے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ سپہ سالار کی بیوی کہاں ہے؟

پہرے دار نے کہا:
"اس کی بیوی یہاں قید خانے میں نہیں ہے
بس یہی میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ اب بکواس
مت کرنا۔ چپکے سے بیٹھے رہو۔ جلاد کسی وقت
بھی تمہارا سر قلم کرنے یہاں پہنچ سکتا ہے"
عنبر گہری سوچ میں گم دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر
بوریے پر بیٹھ گیا اسے شبہ تھا کہ سپہ سالار کی بیوی اسی جگہ
کہیں قید میں ہے۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا تاکہ ناگ
کا کچھ سراغ مل سکے۔ کیونکہ سانپ کے کہنے کے مطابق وہ
کستوری ناگن تھی اور آسمانوں سے اپنے سانپ ناگ دیوتا کی
تلاش میں زمین پر آئی تھی۔ اور ظاہر ہے اسے ناگ کا کچھ نہ
کچھ پتہ ضرور چل چکا ہوگا۔ جبکہ کستوری ناگن پر طغرل کی دوائی
کا کوئی اثر بھی نہیں ہوا تھا۔
ادھر طغرل اپنی حویلی کے خفیہ تہہ خانے میں بیٹھا
سوچ رہا تھا کہ سپاہی چلے گئے ہیں مگر اس کے سر
پر موت ابھی تک منڈلا رہی ہے۔ سپاہی عنبر کو پکڑ
کر لے گئے ہیں اور ہو سکتا ہے عنبر کو جب اذیت
دی گئی کہ وہ بتا دے کہ طغرل حکیم حویلی کے تہہ خانے
میں چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ طغرل نے فیصلہ کیا کہ وہ تہہ خانے

سے نکل کر کسی دوسری جگہ جا کر چھپ جائے
وہ تہہ خانے کی سیڑھی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ پیچھے سے
کسی عورت کی آواز آئی۔
"کہاں جا رہے ہو بھیا طغرل؟"
طغرل نے پلٹ کر دیکھا اس کے پیچھے خوشبو دار لڑکی
یعنی کستوری لڑکی کھڑی اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھور
رہی تھی طغرل کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ حیرت زدہ
ہو کر رہ گیا۔ کہ یہ عورت تہہ خانے میں کہاں سے آگئی تھی
خوشبو دار لڑکی یعنی کستوری ناگن نے کہا۔
"تم اس وقت جو کچھ سوچ رہے ہو میں جانتی ہوں
مگر میں کیا سوچ رہی ہوں، تم اسے نہیں جانتے تم
مجھے بھی نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ تمہاری وجہ
سے مجھے میرے باپ کے گھر سے اغوا کر کے یہاں
لایا گیا ہے اور تم نے مجھ سے ایک ایسا گناہ کروانا
چاہا جو میں کبھی گوارہ نہیں کر سکتی تھی تمہارے سپہ سالار
کو اس کی بری نیت کی سزا مل گئی اب میں تمہیں تمہارے
جرم کی سزا دینے آئی ہوں"
طغرل نے اپنی آستین میں ایک خنجر چھپا رکھا تھا اس نے خنجر نکال
لیا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

"تم ایک کمزور عورت ہو۔ تم مجھے کیا سزا دو گی
تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تو مجھے خنجر کی ضرورت
ہی نہیں پڑے گی۔"

طغرل نے خنجر آستین میں رکھ لیا اور کستوری ناگن کو گردن سے
پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ جونہی وہ آگے بڑھا کستوری ناگن
دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ طغرل گردن پکڑنے کے لئے دو قدم بڑھا
ہی تھا کہ کستوری ناگن نے اپنے حلق سے ایک پھنکار کی آواز
نکالی اور وہاں عورت کی جگہ ایک زرد رنگ کی ناگن اپنا پھن
زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھائے لہرا رہی تھی۔ یہ کستوری ناگن
تھی آسمانی سانپوں کے سیارے کی ناگن۔ ناگنوں کی ملکہ کستوری ناگن
جس نے اپنے ناگ دیوتا یعنی ناگ کی تلاش میں سپیرے کے گھر
میں جنم لیا تھا اور یہ لوگ اسے بدقسمتی سے اغوا کر کے یہاں
لے آئے تھے طغرل نے اپنے سامنے عورت کو زرد رنگ کے
سانپ میں بدلتے دیکھا تو اس پر خوف کے مارے رعشہ طاری
ہو گیا زندگی میں اس نے کبھی کسی انسان کو سانپ بنتے نہیں
دیکھا تھا۔

کستوری ناگن نے بجلی کی تیزی سے اپنا پھن طغرل کے ماتھے
پر مار کر اسے ڈس دیا کستوری ناگن کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں
تھا۔ طغرل حکیم کو پہلے تو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس پر

برف کی طرح ٹھنڈا نیم پانی ڈال دیا ہے۔ پھر اس کا جسم گرم
پانی کی طرح کھولنے لگا اور وہ موم بتی کی طرح پگھلنے لگا وہ نہ
حرکت کر سکتا تھا اور نہ منہ سے آواز نکال سکتا تھا۔ بس پگھلتا
ہی چلا گیا اور دو سیکنڈ کے اندر اندر پگھل کر بہہ گیا۔ کستوری ناگن
اپنا پھن لہراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔ جب طغرل پگھل
کر ختم ہو گیا تو کستوری ناگن تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر
فرش کے تختے تک آئی۔ اس کو اپنے سر کی مدد سے اوپر اٹھا
دیا اور پھر قالین کے نیچے سے نکل کر طغرل کے کمرے میں آگئی
کمرہ خالی تھا عنبر کو سپاہی پکڑ کر لے جا چکے تھے کستوری
ناگن کا ابھی تک عنبر کے ساتھ آمنا سامنا نہیں ہوا تھا
اسے عنبر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا کستوری ناگن
نے کھڑکی میں سے اپنا پھن باہر نکال کر دیکھا اس کے سامنے
ایک باغ تھا۔ جس میں فوارہ اچھل رہا تھا شام کا ہلکا ہلکا
اندھیرا چھانا شروع ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن اپنے ناگنوں کی
خلائی دنیا سے جب اپنے سانپ ناگ دیوتا کی تلاش میں دنیا
میں آئی تو وہ ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی۔ وہیں
جوان ہوئی۔ پھر اس کے لئے ضروری تھا کہ کوئی اسے ایک
خاص بوٹی کا سفوف کا عرق بنا کر پلاتا کستوری ناگن عورت
کے روپ میں خود نہیں کر سکتی تھی تقدیر نے اس کا سارا انتظام
کر رکھا تھا۔

چنانچہ جب وہ جوان ہوئی تو اس کے جسم سے
خوشبو نکلنا شروع ہوگئی اس خوشبو کی وجہ سے گھر
والوں نے اسے کستوری کہنا شروع کر دیا کیونکہ اس کے
جسم سے کستوری کی خوشبو نکلتی تھی۔ پھر تقدیر نے ایسا
انتظام کیا۔ کہ وہ ٹھگ اُسے اغوا کر کے سپہ سالار کے پاس
لے گئے اس وقت تک کستوری ناگن محض کستوری تھی ضرورت
تھا کہ اسے کوئی خاص بوٹی کا عرق پلاتا۔ چنانچہ طغرل حکیم
کے ہاتھوں تقدیر نے یہ انتظام بھی کر دیا طغرل نے اسے
تین مرحلوں میں وہی خاص بوٹی حلق میں ٹپکا دی اس عرصے
میں کستوری کو معلوم تھا کہ وہ خود ایک ناگن ہے اور دنیا
میں ناگ دیوتا سے شادی کرنے آئی ہے کیونکہ وہ اس
کا سانپ ہے۔ ناگنوں کی خلائی دنیا سے جو ناگن بھی آتی
وہ اپنے سانپ کی تلاش میں آتی تھی۔ کستوری ناگن ان
کی ملکہ تھی۔ اور اسے ناگ سانپ کی تلاش تھی جب طغرل
نے اسے خاص بوٹی کا عرق پلا دیا تو کستوری ناگن میں
وہ تمام طاقت آگئی جس کی اسے ضرورت تھی اور جو
خلائی دنیا میں اس کے پاس ہوا کرتی تھی جب کستوری ناگن
بن گئی تو اس وقت سپہ سالار بغاوت کے جرم میں
اگلی دنیا میں جا چکا تھا۔ طغرل باقی رہ گیا تھا جس نے

اگرچہ کستوری ناگن کو خاص بوٹی کا عرق پلایا تھا مگر
اس کی نیت نیک نہیں تھی وہ اس کی مدد سے ایک
بادشاہ کے ذہن کو بدل کر اس کی مرضی کے خلاف اس
سے کام کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ کستوری ناگن نے طغرل کو اگلی
دنیا میں پہنچا دیا۔

ویسے بھی کستوری ناگن کا راز طغرل پر کھل چکا تھا
اور وہ اپنا راز کسی پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ یہ بات
ناگ دیوتا کی تلاش میں رکاوٹ بن سکتی تھی طغرل کو
اگلی دنیا میں پہنچانے کے بعد زرد کستوری ناگن سپہ سالار کی
حویلی کی کھڑکی میں سے اپنا پھن باہر نکالے اس کے باغ میں
دیکھ رہی تھی۔ جہاں شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا چھانے
لگا تھا اب کستوری ناگن کی ساری طاقتیں بیدار ہو چکی تھیں
وہ کھڑکی میں سے اتر کر نیچے باغ میں آگئی۔ رینگتی ہوئی وہ
باغ کے کنارے چھوٹے تالاب پر آگئی اس نے تالاب کے
پانی میں ڈوبتے سورج کی سرخ روشنی میں اپنا عکس دیکھا وہ
ایک بے حد خوبصورت زرد رنگ کی ناگن تھی جس کے جسم
سے کستوری کی مہک اُٹھ رہی تھی اور جسم بالکل سونے کی
طرح زرد تھا آنکھیں سرخ تھیں اور پھن کے اوپر ننھا سا زرد
رنگ کا تاج بنا ہوا تھا۔ یہ اس کے ناگوں کی ملکہ ہونے کی

نشانی تھی۔

کستوری ناگن تالاب سے ہٹ کر باغ کے دروازے کی طرف چلی تو اچانک ایک پہرے دار کی نظر اس پر پڑ گئی کستوری ناگن وہاں سے بھاگنے کی بجائے وہیں رُک گئی اپنا پھن اُوپر اٹھایا اور پہرے دار کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ پہرے دار نے نیزہ اٹھا لیا تھا اور وہ نیزہ ناگن پر پھینکنے والا ہی تھا کہ کستوری کے ماتھے پر سے ایک زرد رنگ کی شعاع نکل کر پہرے دار پر پڑی پہرے دار کے ہاتھ سے نیزہ چھوٹ کر دور جا گرا اور وہ زمین سے ایک فٹ اُوپر اچھلا اور پھر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا کستوری ناگن اُسے ہلاک بھی کر سکتی تھی مگر وہ بغیر قصور کے کسی کو ہلاک کرنا بے انصافی سمجھتی تھی۔ وہ وہاں سے باہر نکل آئی اب اس کے سامنے صحرائی راستہ تھا۔ جو دُور صحرائی میدانوں اور ریگستانوں کی طرف نکل گیا تھا۔ کستوری ناگن دنیا کی ہر خوشبو دور سے محسوس کر لیتی تھی مگر قدرت نے اس کے ساتھ ایک عجیب مذاق کیا تھا وہ صرف ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتی تھی شاید اس لیے کہ قدرت چاہتی تھی کہ وہ اپنے ہونے والے خاوند کی جان جوکھوں میں ڈال کر خود ہی اپنی جد وجہد سے تلاش کرے تاکہ اسے اس کی قدر و قیمت

کا احساس ہو اگر اُسے ناگ دیوتا کی خوشبو آ جاتی تو وہ بڑی آسانی سے اس کے پاس پہنچ سکتی تھی۔

کستوری ناگن کی اپنی خوشبو بھی ناگ دیوتا محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ ناگنوں کی خلائی دنیا کی کتابوں میں لکھا تھا کہ صرف شادی کے بعد ہی ناگ اور کستوری ناگن ایک دوسرے کی خوشبو دُور سے محسوس کر سکتے تھے۔ اس کے لیے بھی ناگ دیوتا کا دل سے راضی ہونا ضروری تھا۔ زبردستی کی شادی سے بھی یہ خوشبو ناگ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ کستوری ناگن شہر سے باہر آئی تو رات کا پہلا اندھیرا چھا چکا تھا۔ وہ ایک ریت کے ٹیلے کے پاس آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ ستاروں کی ہلکی روشنی میں زرد سونے کے رنگ والی کستوری ناگن کنڈلی مار کر بیٹھی ایک ملکہ لگ رہی تھی۔ جس کے ماتھے پر سونے کا ننھا سا تاج بھی تھا۔ کستوری ناگن نے اپنے پھن کو اُوپر اٹھا کر منہ سے پھنکار کی ہلکی سی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اگر اس علاقے میں کوئی ناگن ہے تو سامنے آئے میں ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ کستوری ناگن بول رہی ہوں"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک چھوٹے جسم والا سیاہ سانپ سامنے آ گیا اور تعظیم بجا لا کر بولا۔

"ناگنوں کی ملکہ کو میرا سلام پہنچے [illegible] کی

ناگن ہوں۔ میں آج ہی مصر سے آئی ہوں۔"
کستوری ناگن نے سوال کیا۔
" کیا تو بتا سکتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں کہاں ملے گا؟
کیا تو اس کی خوشبو سونگھ سکتی ہے؟
ناگن بولی ۔ " ناگنوں کی ملکہ! مجھے ناگ دیوتا کی خوشبو کہیں سے
بھی نہیں آرہی۔"
کستوری ناگن نے غصے سے پھنکار کر کہا۔
" تم کیسی ناگن ہو کہ تمہیں ناگ دیوتا کی خوشبو بھی نہیں آرہی۔"
ناگن نے کہا " ناگنوں کی عظیم ملکہ! ہم مجبور ہیں۔ ہماری بھی ایک
خاص حد ہے جس کے آگے ہمارا بالکل زور نہیں چلتا
مجھے معاف کیا جائے"
کستوری ناگن نے اسے جھڑک کر کہا۔
" دفع ہو جا میری آنکھوں کے سامنے سے دفع ہو جا
نہیں تو جلا کر بھسم کر ڈالوں گی"
مصری ناگن جلدی سے دم دبا کر وہاں سے بھاگ گئی کستوری
ناگن کچھ دیر تک وہیں بیٹھی اندر ہی اندر غصے سے زہر گھولتی
رہی پھر اس نے اپنا پھن اوپر آسمان پر ٹمٹماتے ستاروں کی طرف
اٹھایا ایک زور دار پھنکار ماری اور ناگن سے ایک خوبصورت بلبل
بن گئی۔ بلبل بنتے ہی وہ فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کا رخ ملک
مصر کی طرف تھا۔

اب ہم آپ کو یہ ایک بار پھر بتا دیتے ہیں کہ تھیوسانگ
کوہ قاف کے خالہ جادوگرنی والے محل کی ایک کوٹھڑی میں چھوٹے
قد کا ہو کر ایک گڑھے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں دفن ہے
اور ناگ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ اس کی تلاش میں ملک ایران سے
سے ہوتے ہوئے کوہ قاف کی طرف جا رہے ہیں۔ جبکہ ہماری نئی
دوست اور ساتھی کستوری ناگن ناگ دیوتا کے سراغ میں بلبل کی شکل
میں ملک مصر کی طرف اڑتی جا رہی ہے۔ اور عنبر یعنی بال بادشاہ
کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا تھا اور وہ قید خانے میں پہنچ گیا تھا۔
عنبر اس لئے وہاں آگیا تھا کہ شاید کستوری ناگن سے ملاقات
ہو جائے اور اس کی مدد سے ناگ کا کچھ سراغ مل سکے۔ مگر
قید میں اسے دوسرے ہی دن پتہ چل گیا کہ سپہ سالار کی بیوی فرار
ہو چکی ہے اور اسے گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ عنبر سمجھ گیا کہ چونکہ
وہ ناگن تھی اس لئے فرار ہو گئی ہے۔ اب عنبر کا وہاں قید میں
رہنا بیکار تھا۔ وہ اٹھا اور اس نے ایک زور سے ہاتھ مارا۔
سلاخوں والا دروازہ دھڑام سے دوسری طرف گر گیا پہرے دار
اور سپاہی اسکی طرف بھاگے۔ عنبر اپنی پوری طاقت میں تھا اس
نے ایک سپاہی کو اٹھا کر دوسرے سپاہیوں پر دے مارا سارے
سپاہی ایسے گر پڑے جیسے ان پر چٹان آن گری ہو۔ وہ اپنی
جگہ سے بالکل نہ ہٹ سکے عنبر تہہ خانے سے باہر نکل کر
قلعے کے میدان میں سے گذرتا بڑے

چھوٹے اہرام کا تابوت

دروازے پر سپاہی پہرے پر موجود تھے۔
انھوں نے عنبر کو آتے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو شاہی مجرم
ہے سپاہی عنبر کی طرف لپکے۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا ایک سپاہی
نے نیزہ عنبر کی گردن پر رکھ دیا اور حکم دیا کہ واپس چلے عنبر نے
نیزہ کھینچ کر جھٹکا تو سپاہی زمین سے دس فٹ اچھل کر نیچے گرا دوسرے
سپاہیوں نے عنبر پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی مگر سارے کے سارے
تیر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ سپاہی اسے جادوگر
سمجھ کر بھاگ اٹھے۔ عنبر قلعے کے دروازے سے نکل آیا اس
وقت شام ہونے والی تھی وہ سیدھا طغرل کی حویلی میں آگیا
کہ اس کو مل کر کستوری ناگن کے بارے میں معلومات حاصل
کرے وہ اسے تہ خانے میں چھوڑ آیا تھا۔ عنبر تہ خانے
میں اتر گیا۔ اس نے چراغ روشن کیا تو اس نے دیکھا کہ فرش پر

انسانی پگھلے ہوئے گوشت کی ڈھیری پڑی تھی۔
عنبر نے جھک کر غور سے دیکھا۔ یہ انسانی گوشت کی
ڈھیری تھی اس میں عنبر کو طغرل کی ایک آنکھ نظر آئی جو کستوری
ناگن کے زہر سے پگھلنے سے بچ گئی تھی عنبر کی سمجھ میں کچھ نہ آیا
پھر اسے یہی خیال آیا کہ ضرور اسے کسی زہریلے سانپ نے ڈسا
ہے ایسا زہریلا سانپ کون ہو سکتا تھا کہ جس کے زہر سے آدمی
کا جسم موم کی طرح پگھل جائے؟ ممکن ہے کہ یہ کستوری ناگن
ہی ہو۔ تو کیا کستوری ناگن نے ناگن کا روپ دھار رکھا ہے۔
عنبر یہی سوچتا تہ خانے سے باہر نکل آیا اس نے کھڑکی میں
سے سامنے دیکھا۔ باغ میں فوارہ چل رہا تھا۔ عنبر کو فضا میں
کستوری ناگن کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی عنبر مایوسی کی حالت میں
طغرل کی حویلی سے نکل کر باہر صحرائی ٹیلوں کی طرف چل پڑا۔
وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کدھر جانا چاہیئے؟ وہ اپنے دوستوں
کی تلاش میں کسی دوسرے ملک کی طرف جانا چاہتا تھا آخر اس
نے ملک مصر کی طرف جانے کا فیصلہ کیا مصر اس کا پرانا
وطن تھا اسی شہر سے عنبر نے اپنے ہزاروں سالہ پرانے سفر
کی ابتدا کی تھی۔
اب صورت حال یہ ہے کہ کیٹی ناگ ماریا اور جولی سانگ تو
چھو سانگ کی تلاش میں کوہ قاف کی طرف جا رہے ہیں جو ایران

کے شمال میں واقع ہے اور کستوری ناگن اپنے ناگ دیوتا کی تلاش میں ملک مصر کی طرف جا رہی ہے اور اب عنبر بھی ملک مصر ہی کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ ہم پہلے کستوری ناگن کی طرف جاتے ہیں کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اندھیری رات میں تارے جھلملاتے آسمان میں اڑتی چلی جا رہی تھی اپنے سپیرے باپ کے گھر میں وہ پل کر جوان ہوئی تھی اور انسانی شکل میں تھی اس کو یہ سب کچھ معلوم ہو گیا تھا کہ کون سا ملک کس طرف ہے چنانچہ مصر میں وہ ایک بار اپنے سپیرے باپ کے ساتھ آ بھی چکی تھی اس کا سپیرا باپ اسے ساتھ لے کر سانپ خریدنے وہاں گیا تھا اس وقت کستوری ناگن صرف کستوری تھی۔ اور اس میں ناگن ملکہ کی طاقتیں بیدار نہیں ہوئی تھیں۔ اس کی طاقتیں طغرل کے عرق پلانے کے بعد پیدا ہوئیں تھیں۔ طغرل نے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کستوری ناگن کی مدد کے لئے نہیں بلکہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اسے خاص بوٹی کا عرق پلایا تھا۔

چنانچہ کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ ملک مصر کتنی دور ہے اور اس ملک کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے اہرام مصر نظر آنے لگتے ہیں۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اڑتی چلی جا رہی تھی ساری رات وہ اڑتی رہی جب سورج کی روشنی زمین پر پھیلی تو کستوری ناگن نے دور اہرام مصر کو دیکھا۔ قریب ہی ابوالہول کا بت بھی تھا اس

زمانے میں ابوالہول کا بت آج کی طرح ٹوٹا پھوٹا نہیں تھا بلکہ وہ بالکل نیا تھا اور اس کے پاؤں کے نیچے ایک چھوٹا سا مندر تھا جس میں بلی کے بت کی پوجا ہوتی تھی۔ (آج کل ابوالہول کے بت کے قدموں میں رستوران ہیں جہاں سیاح کھاتے پیتے ہیں) کستوری ناگن ابوالہول کے بت کے قریب ایک پتھریلے ٹیلے پر بیٹھ گئی ابوالہول کے شیر کے چہرے والے بت کے نیچے بلی کا مندر تھا جہاں بلی کے بت کی پوجا ہوتی تھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قدیم مصر میں بلیوں، سانپوں اور الوؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ پھر سورج کی پرستش شروع ہو گئی۔ سورج دیوتا کو یہ قدیم مصری "را" کہتے ہیں پھر ایک ایسا فرعون بھی تخت نشین ہوا کہ جس نے سب بتوں کی پوجا کی مناہی کر دی اور اعلان کر دیا کہ اب سے کسی بت کی پوجا نہیں ہو گی اور صرف ایک خدا کی عبادت کی جائے گی۔ یہ خدا پرست بادشاہ تھا اس کے اعلان سے پجاریوں اور پروہتوں کا کاروبار ٹھپ ہو گیا لوگوں نے مندروں میں جانا چھوڑ دیا اس پر پجاریوں نے وزیر اور درباریوں سے مل کر اس خدا پرست فرعون کے خلاف سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کی موت کے بعد دوبارہ بتوں کی پوجا شروع ہو گئی اور پجاریوں کا کاروبار چمک اٹھا جس وقت کستوری ناگن مصر پہنچی ان دنوں مصر میں بلی اور سانپوں کی پوجا ہوتی تھی کستوری ناگن کچھ

وقت ٹیلے پر بیٹھی سوچتی رہی کہ اسے ناگ دیوتا کی تلاش میں
اب کہاں جانا چاہیئے۔

اس نے سوچا کہ یہاں کسی ناگن سانپ سے مشورہ لیا جانا
چاہیئے۔ چنانچہ کستوری ناگن ٹیلے سے اڑ کر دور ایک اہرام کے
پیچھے ریت کے ٹیلے کے پاس اتر پڑی اترتے ہی کستوری ناگن نے
سانپ کی شکل بدل لی۔ اور اپنا پھن اوپر اٹھا کر زور سے پھنکار
کر علاقے کی کسی بھی ناگن کو آواز دی۔ چند لمحوں کے بعد اہرام کی
طرف سے ایک سانپ پھن اٹھائے آگیا۔ یہ اہرام کی ناگن تھی
اس نے خلائی سیارے کی ناگنوں کی ملکہ کو دیکھا تو ادب سے سلام
کر کے پوچھا۔

" ناگن ملکہ " آپ نے مجھے کس لئے یاد فرمایا؟
کستوری ناگن نے کہا۔ کیا تم ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہو
اہرام کی ناگن نے چاروں طرف اپنا پھن گھمایا اور بولی
" ناگن ملکہ!
" مجھے کسی طرف سے بھی ناگ دیوتا کی
خوشبو نہیں آ رہی "

کستوری ناگن ایک پل کے لئے خاموش ہو گئی اور اپنا
زرد سونے کا رنگ ایسا پھن جس پہ سبز اور سیاہ بیل
بوٹے بنے تھے اِدھر اُدھر ہلاتی رہی۔

پھر اہرام کی ناگن سے کہا۔
" کیا تم ناگ دیوتا کو تلاش کروانے میں میری مدد کر سکتی ہو؟"
اہرام کی ناگن کہنے لگی۔
" آپ کا حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ مگر ملکہ ناگن! ہم جو
ناگنیں اس دنیا میں اپنے سانپوں کی تلاش میں آ کر آباد ہو
جاتی ہیں تو ہماری طاقت اتنی نہیں رہ جاتی جتنی طاقت آپ
کی خلائی دنیا کی ناگنوں کی ہوتی ہے۔ ہم صرف پندرہ بیس میل
دور سے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ سکتی ہیں۔ اس کے سوا ہم
کچھ نہیں کر سکتیں" کستوری ناگن نے اہرامی ناگن سے پوچھا۔
" مجھے خلائی دنیا سے پتہ چلا تھا کہ ناگ دیوتا کا
تعلق اسی ملک مصر سے ہے کیا تمہیں معلوم ہے
کہ وہ مصر کے اس دارالحکومت میں کس جگہ
رہتا تھا؟
اہرامی ناگن نے اس پر بھی معذرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا
" ناگن ملکہ! مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ مجھے افسوس
ہے کہ اس سلسلے میں میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکی "
کستوری ناگن چپ ہو کر اپنی لال لال سرخ موتیوں ایسی آنکھوں
سے قریبی اہرام کی طرف تک رہی تھی۔ اس اہرامی ناگن سے پوچھا۔
" میں اس اہرام کے قریب ایک چھوٹا اہرام

اس چھوٹے اہرام میں کس کی ممی دفن ہے؟
اہرامی ناگن نے کہا۔
"ناگن ملکہ! اس چھوٹے اہرام میں شہر کے سب سے بڑے سانپ مندر پجاری کی اکلوتی بیٹی نوہالی دفن ہے اسے مرے صرف دو دن ہی ہوئے ہیں"

کستوری ناگن کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آگئی اس نے اہرامی ناگن کی طرف پھن اٹھاتے ہوئے سوال کیا۔

"سانپ مندر کا پجاری کہاں رہتا ہے؟"

اہرامی ناگن نے کستوری ناگن کو سانپ مندر کا پتہ بتایا
کستوری ناگن نے کہا۔

"کیا سانپ مندر کے پجاری کو ناگ دیوتا کا علم ہو گا"
اہرامی ناگن کہنے لگی

"اسے ضرور علم ہونا چاہیے ناگن ملکہ! کیونکہ اس مندر میں ناگ دیوتا کے بت کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ اور ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ پجاری ایک خاص چلہ کر رہا تھا جس کے اثر سے اسی بیٹی نوہالی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی کہ وہ ناگن کی شکل اختیار کر لیتی۔ پھر پجاری اس کی شادی ناگ دیوتا سے کر دینا چاہتا تھا مگر ابھی پجاری نے چلہ پورا نہیں کیا تھا

کہ اس کی بیٹی نوہالی بیمار ہو کر مر گئی۔
کستوری ناگن کی آنکھیں اور زیادہ چمکنے لگیں اس نے اہرامی ناگن سے کہا۔ "اب تم جا سکتی ہو۔"

اہرامی ناگن نے سلام کیا اور چلی گئی اس کے جانے کے بعد کستوری ناگن اپنی سانپ کی شکل میں پجاری کی بیٹی نوہالی کے چھوٹے اہرام کی طرف رینگنے لگی۔ چھوٹے اہرام میں اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ شام ہو گئی تھی رات کی تاریکی صحرا میں آہستہ آہستہ چھا رہی تھی۔ چھوٹے اہرام کو بنے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔

کستوری ناگن کو اہرام میں داخل ہونے کے لئے کسی سوراخ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے پاس اتنی طاقت تھی۔ کہ وہ اندر داخل ہو جائے چنانچہ کستوری ناگن اپنی دُم پر بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی پھر فضا میں بلند ہوئی اور اپنے آپ کو ایک تیر کی طرح اہرام کے پتھروں پر پھینکا کستوری ناگن پتھروں کے درمیان سے ہوتی ہوئی اہرام کے اندر آگئی۔

اہرام کے اندر آ کر دیکھا کہ دیواروں پر شیشے لگے ہیں دوسرا گھر کا سامان لگا ہوا ہے۔ گندم کی بوریاں اور پانی کے چار مٹکے بھی پڑے ہیں۔ یہ اس لئے کہ قدیم مصر کے لوگوں کا خیال تھا کہ مُردے کو اگلی دنیا میں جا کر ان تمام چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو وہ دنیا میں استعمال کرتا رہا ہے۔ یہ بعد میں اسلام

صرف نیک اعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف نیک اعمال ہی وہ سرمایہ ہے۔ جو مرنے کے بعد اگلی دنیا میں انسان کے کام آتا ہے مگر اسلام سے پہلے انسانی فکر ابھی ناپختہ تھا مطلب یہ کہ انسان کے ذہن نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اس کے ذہن میں ابھی اندھیرا تھا روشنی بھی تھی۔ مگر اندھیرا زیادہ تھا جب اسلام کا سورج نکلا تو چاروں طرف روشنی ہی روشنی ہو گئی انسانی ذہن کے اندھیرے دور ہو گئے انسان کو اسلام نے وہ مکمل ضابطہ حیات یعنی زندگی گذارنے کے مکمل اصول بتا دیئے۔ جن پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اسلام کے اصولوں پر نہیں چلتا تو اس میں اسلام کے اصولوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔

کستوری ناگن نے دیکھا کہ درمیان میں ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر ایک لمبا تابوت پڑا تھا۔ کستوری ناگن نے فوراً سانپ سے انسانی شکل اختیار کر لی اور تابوت کو کھول دیا کیا دیکھتی ہے کہ اندر سانولے رنگ کی ایک نوجوان لڑکی کی لاش پڑی ہے۔ جس کی سیاہ آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی ہیں۔ اس نے سبز اور زرد رنگ کا لباس پہن رکھا تھا آدھا جسم نیلے رنگ کی ریشمی چادر سے ڈھکا ہوا تھا کستوری ناگن نے محسوس کیا کہ سانپ مندر کے پجاری کی اس

بیٹی نومالی کو دفن ہوئے دو دن سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔

کستوری ناگن نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے اور چھت کی طرف منہ کر کے جیسے خلائی دنیا کے کسی دیوتا کو آواز دی یہ عجیب قسم کی آواز تھی۔ اس میں کوئی لفظ نہیں تھا صرف ایک بلند چیخ نما آواز تھی اس آواز کے بعد کستوری ناگن نے اٹھ کر پجاری کی بیٹی نومالی کی لاش کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ سات چکر پورے ہوئے تو کستوری ناگن نومالی کے پاؤں کی طرف آ کر کھڑی ہو گئی۔

اب اس نے اپنی آنکھیں نومالی کی لاش پر جما دیں کستوری ناگن کے ماتھے سے ایک روشنی سی نکل کر نومالی کی لاش پر پڑی اس کے ساتھ ہی نومالی کی لاش میں سے اس کا پورا لیٹا ہوا عکس اٹھنا شروع ہو گیا۔ کستوری ناگن بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ مردہ نومالی کا پورا عکس آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہو کر کستوری ناگن کے پاس آ کر رک گیا۔ پھر وہ اچانک کستوری ناگن کے ساتھ لگ کر اس کے جسم میں جذب ہو گیا۔

کستوری ناگن نے آنکھیں کھول دیں اور دیوار کے ساتھ لگے پرانے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکل دیکھی اس کی شکل سانپ مندر کے پجاری کی بیٹی نومالی جیسی ہو گئی تھی

نہ صرف شکل بلکہ اس کا جسم اور لباس بھی نومالی کے جسم اور لباس میں تبدیل ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن نے واپس پلٹ کر تابوت میں دیکھا۔ تابوت میں نومالی کی لاش اسی طرح لیٹی ہوئی تھی کستوری ناگن نومالی بن چکی تھی اس نے تابوت کے اوپر ڈھکنا رکھ کر اسے دوبارہ بند کر دیا پھر اہرام کی پتھریلی دیوار کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور لپک کر دیوار کے ساتھ ٹکرائی مگر ٹکرانے کی بجائے وہ دیوار کی دوسری طرف آ گئی

صحرا میں رات ہو چکی تھی ستارے آسمان پر جھلملانے لگے تھے کستوری ناگن اور شاہی مندر کے پجاری کی بیٹی نومالی میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ اس نے شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ نیلی چادر کو اس نے اچھی طرح اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا دور مصر کے قدیم دارالحکومت کی روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں۔ اہرامی ناگن نے کستوری ناگن کو سانپ مندر کے پجاری کے گھر کا پتہ بتا دیا تھا اس کا گھر شاہی سانپ مندر کے اندر ہی ایک طرف تھا۔ کستوری ناگن چلتے چلتے شہر کے دروازے پر آ گئی دروازے میں کچھ عورتیں داخل ہو رہی تھیں کستوری ناگن بھی ان کے ساتھ ہی نیلی چادر میں منہ سر چھپا کر گزر گئی قدیم مصر کے اس شہر کی گلیوں اور کشادہ بازاروں میں تیل کے لیمپ

روشن تھے لوگ بہت کم آ جا رہے تھے۔ کستوری چلتے چلتے آخر شاہی سانپ مندر میں پہنچ گئی مندر میں رونق تھی۔ عود و عنبر سلگ رہے تھے۔ لوگ سانپ دیوتا کے بت کی پوجا کرنے جا رہے تھے۔

ابھی تک کستوری ناگن کو نومالی کے روپ میں کسی نے نہیں پہچانا تھا۔ اس نے نیلی چادر میں اپنا آدھا چہرہ چھپا رکھا تھا وہ مندر کی سیڑھیاں چڑھ کر اونچے اونچے سیاہ ستونوں والے برآمدے میں سے گزرتی مندر کا پچھلا دالان عبور کر کے ایک نیچی چھت والے مکان کے برآمدے میں ستون کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

یہاں اسے چھوٹے پجاری لڑکے اور دیو داسیاں پوجا کے پھول اور سلگتی ہوئی اگربتیاں لے کر جاتی نظر آئیں ایک دیو داسی قریب سے گزری تو اس کی نظر کستوری ناگن پر پڑ گئی کستوری ناگن اس وقت سر سے لے کر پاؤں تک بڑے پجاری کی بیٹی نومالی کی شکل میں تھی صرف اس نے اپنے چہرے کو نیلی چادر سے چھپا رکھا تھا۔ دیو داسی نے پوچھا۔

"تم یہاں کس لئے کھڑی ہو بہن؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"مجھے بڑے پجاری جی سے ملنا ہے"

دیو داسی نے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"پجاری جی! اندر پوجا کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔
مگر تم کہاں سے آئی ہو! تمہاری آواز مجھے کچھ
جانی پہچانی لگتی ہے۔ اور تم نے یہ مردہ لاشوں
والی چادر کہاں سے لے لی ہے؟"

اب کستوری ناگن نے جان بوجھ کر چہرے پر چادر ہٹا دی اور کہا۔

"پیاری بہن! میں پجاری کی بیٹی نومالی ہوں"

دیو داسی نے اپنے سامنے اس نومالی کو دیکھا جس کو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے دو روز پہلے کفن والے کپڑے پہنائے تھے تو وہ چیخ مار کر غش کھا کر گر پڑی وہاں شور مچ گیا دیو داسیاں اکٹھی ہو گئیں انہوں نے نومالی کو زندہ حالت میں موجود دیکھا۔ تو چیخیں مارتی ڈر کر اِدھر اُدھر بھاگ گئیں۔ مندر میں شور مچ گیا۔ کہ پجاری جی کی بیٹی نومالی زندہ ہو کر واپس آ گئی ہے۔ شور سن کر پجاری بھی باہر آ گیا سامنے اپنی بیٹی نومالی کو دیکھا۔ تو اس پر جیسے سکتا طاری ہو گیا۔ کستوری ناگن نے اپنے باپ کے پاؤں چھوئے اور کہا

"میرے ابا! میں تمہاری بیٹی نومالی ہی ہوں
میں زندہ ہوں۔ میں مری نہیں تھی مجھے سکتہ
ہو گیا تھا اب مجھے ہوش آیا تو بڑی مشکل سے

ایک سانپ کی روح کی مدد سے اہرام سے نکل کر اپنے
گھر آئی ہوں"

پجاری باپ نے بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگا۔

"نومالی بیٹی مجھے شک تھا کہ تم مری نہیں ہو تم پر
سکتا ہو گیا ہے دیوتاؤں نے مجھے اشارہ بھی دیا تھا دیوتاؤں
کا کس زبان میں شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے تمہیں پھر سے
میرے پاس پہنچا دیا۔ یہ سب ناگ دیوتا کی کرامت
سے ہوا ہے۔ جس کا میں جاپ کاٹ رہا تھا"

اس چلتے کے بارے میں کستوری ناگن اہرام والی ناگن سے کچھ سن چکی تھی۔ پجاری باپ نومالی کو مندر میں سب کے سامنے لے آیا اور بولا۔

"دیو داسیو! چھوٹے پجاریو اور لوگو! سنو!
میری اکلوتی بیٹی مری نہیں تھی اسے سکتا ہو گیا
تھا اور ناگ دیوتا کی مدد سے وہ اہرام سے نکل
میرے پاس واپس آ گئی ہے"

دیو داسیوں اور چھوٹے پجاریوں اور لوگوں نے خوشی سے نعرے لگانے شروع کر دیئے بڑا پجاری اسی وقت اپنی بیٹی نومالی یعنی کستوری ناگن کو سانپ کے بت کے آگے لے گیا۔ کہنے لگا۔

"بیٹی سانپ دیوتا کے آگے جھک کر اس کا شکریہ
ادا کرو سانپ دیوتا خود تمہیں اس دنیا میں
واپس لایا ہے۔"

کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر سانپ دیوتا کی تعظیم کی
اور پھول چڑھائے۔ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی سانپ مندر
کے بڑے پجاری کی بیٹی نومالی جو مر گئی تھی دوبارہ زندہ ہو
کر گھر واپس آگئی ہے۔ کئی لوگ اور عورتیں اس سے ملنے آئیں
کسی کو بھلا کیا اور کیسے شک ہو سکتا تھا جبکہ کستوری ناگن کی
شکل سو فیصد نومالی سے ملتی جلتی تھی۔ بلکہ وہ ہو بہو نومالی ہی تھی۔
وہی قد، وہی نقش، وہی آنکھیں، وہی بال اور وہی بات
کرنے کا انداز اور وہی چال ڈھال وہی آواز ـــــ یہ
خبر فرعون تک پہنچی تو اس نے بڑی پجاری کو پیغام بھجوایا
کہ وہ اس کی دوبارہ زندہ ہونے والی بیٹی سے ملاقات
کرنا چاہتا ہے۔ پجاری نے بیٹی یعنی کستوری ناگن
کو نئے کپڑے پہنائے اور پالکی میں بٹھا کر بادشاہ یعنی
فرعون کے محل میں پہنچ گیا یہ ہم ایک بار آپ کی اطلاع کے
لئے بتا دیتے ہیں کہ قدیم مصر میں ہر بادشاہ کو فرعون
کہا جاتا تھا۔ فرعون کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا
ان میں ظالم اور جابر فرعون بھی تھے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ

کے زمانے میں تھا۔

فرعون نے بڑے پجاری کی بیٹی نومالی کو اپنے قریب
بٹھا کر تخت کے قریب والی کرسی پر بٹھایا فرعون کی ملکہ
بھی نومالی یعنی کستوری ناگن کو حیرانی سے تک رہی تھی۔
فرعون نے پوچھا:

"نومالی بیٹی! یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم کہاں رہیں
اور پھر وہاں سے کیسے واپس آگئیں؟ تمہیں کون کون
وہاں ملا۔"

کستوری ناگن نے جھوٹ موٹ ایک کہانی گھڑ کر
سنا دی کہ مرنے کے بعد مجھے ایک باغ میں واقع
مکان میں پہنچایا گیا۔ کچھ لوگ جن کے بڑے بڑے پر
تھے میرے ساتھ ساتھ تھے۔ میں اس مکان میں رہنے
لگی۔ پھر ایک روز ایک پروں والے آدمی نے آکر مجھے ساتھ
لیا اور میرے تابوت میں چھوڑ گیا۔ اور جاتی دفعہ کہہ گیا
کہ ابھی تم مری نہیں ہو۔ جب مرو گی تو پھر دیکھا جائے
گا اور میں تابوت میں زندہ ہو گئی۔

"وہ میں تابوت سے باہر نکل آئی۔ اب اہرام سے باہر
نکلنے کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں رونے لگی پھر مجھے
پیاس لگی تو میں نے مٹکے میں سے ٹھنڈا پانی پیا اتنے

"میں ایک طرف سے سانپ دیوتا نمودار ہوا اور وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر اہرام سے باہر نکال کر لے گیا۔"

فرعون اور ملکہ حیرت اور عقیدت سے کستوری ناگن کی طرف دیکھ رہے تھے۔

فرعون نے کہا۔

"کیا سانپ دیوتا تمہیں ملا تھا۔؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"ہاں بادشاہ سلامت! وہی تو مجھے اہرام سے باہر لے گیا تھا۔ ورنہ میں اتنے بڑے بڑے پتھروں کے اہرام سے کیسے باہر آسکتی تھی۔

ملکہ نے کہا "تم بڑی خوش قسمت ہو نومالی کہ سانپ دیوتا تمہارے پاس آیا۔"

فرعون نے اس وقت اعلان کیا کہ آج سے بڑے پجاری کے ساتھ اس کی بیٹی بھی سانپ دیوتا کے دائیں جانب بیٹھ کر پوجا کیا کرے گی۔ اور لوگوں سے دکھشنا وصول کرے گی دکھشنا سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے نذرانہ۔ یعنی اب کستوری ناگن بھی اپنے باپ کے ساتھ بی

ر سانپ دیوتا کے نذرانے وصول کر سکتی تھی یہ بہت
ڑی عزت کی بات تھی۔ نومالی کا باپ بے حد خوش ہوا
ں نے جھک کر فرعون کی تعظیم کی اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

" بادشاہ کا اقبال بلند ہو۔"

رعون نے کستوری ناگن کو دوشالہ پیش کیا اور اس کے باپ
سونے کے سکّے دیئے اور کستوری ناگن سے کہا۔

" نومالی! کبھی کبھی میرے پاس آیا کرنا ملکہ بھی تم سے باتیں کر کے بڑی خوش ہو گی۔

توری ناگن نے سر جھکا کر کہا۔

" یہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ مجھے یہاں رہتے ہوئے آپ سے ملنے کا بھی شرف حاصل ہوتا رہے گا۔"

توری ناگن نے سلام کیا اور اپنے باپ کے ساتھ مندر
واپس آگئی۔

کے باپ بڑے پجاری نے کہا

"نومالی بیٹی! فرعون نے تمہیں بہت بڑا اعزاز دیا ہے
کہ تمہیں اپنے محل میں کبھی کبھی آنے کو کہا اور تمہیں
خود اپنے ہاتھوں سے دوشالہ دیا ہے مجھے بہت
خوشی ہوئی ہے۔ اب تم بھی میرے ساتھ
مورتی کے پہلو میں بیٹھ کر دکھشنا لیا کرو گی۔"

کستوری ناگن نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ابا جان
ورنہ میں ابرام میں پڑے پڑے سچ مچ مر گئی
ہوتی۔"

بڑا پجاری کہنے لگا

"اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو شام
کو تمہیں سانپ دیوتا کے پاس بیٹھ کر دکھشا
کے لئے کام کرنا ہوگا۔"

پھر اس کا باپ چلا گیا کستوری ناگن کو کھانے
کی ضرورت نہیں تھی اور نہ نیند کرنے کی حاجت تھی
بھی وہ ایک کمرے میں گھس گئی۔ پیچھے سے اس کے
باپ کی آواز آئی۔

"نومالی تمہارا کمرہ تو اوپر ہے۔ یہ تم کہاں جا
رہی ہو۔"

کستوری ناگن کو پتہ ہی نہیں تھا کہ نومالی کا کمرہ کہاں
فوراً پلٹ کر اپنے ماتھے کو پکڑ لیا۔ اور بولی۔

"ابا! دو دن تابوت میں دفن رہی ہوں اس کا
میری یادداشت پر اثر پڑا ہے مجھے بہت سی باتیں
بھول گئی ہیں۔"

باپ نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں بیٹی نومالی! آہستہ آہستہ سب
ٹھیک ہو جائے گا۔"

نومالی یعنی کستوری ناگن زینہ چڑھ کر اوپر والی منزل میں
چلی گئی جہاں صرف ایک کمرہ تھا۔ سامنے چھوٹا سا دالان
تھا۔ اوپر آسمان نظر آ رہا تھا۔ کستوری ناگن کا پہلا مرحلہ آسانی
سے گذر گیا تھا اب وہ دوسرے مرحلے میں داخل ہونے
والی تھی۔ اسے اپنے باپ کو ناگ دیوتا سے اپنے بیاہ
کے لئے چلّہ کرنے کے لئے کہنا تھا۔ چنانچہ ایک روز
کستوری ناگن نے اپنے باپ سے کہا۔

"ابا! مجھے معلوم ہے آپ میرے لئے ایک
چلّہ کر رہے تھے۔ کہ میری موت واقع ہو
گئی میں نے سنا ہے کہ اس چلّے کے کاٹنے سے
میرے اندر اتنی طاقت پیدا ہو جاتی کہ میں ناگن
کی شکل اختیار کر سکتی تھی۔ اور پھر آپ کا
خیال میرا بیاہ ناگ دیوتا سے کر دینے کا تھا
کیا۔ آپ وہ چلّہ اب نہیں کریں گے!

پجاری نے کہا

"بیٹی نومالی! پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں [illegible] کر کے

تمہیں ناگن بن تبدیل کر دینے بین کی طاقت دے
دوں اور پھر تمہارا بیاہ ناگ دیوتا سے کر دوں
مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا"

کستوری ناگن حیران ہوگئی کیونکہ یہ سارا ڈرامہ محض اس لئے کھیلا
تھا کہ اس کی شادی بڑے آرام سے ناگ دیوتا سے ہو
جائے گی ۔ یہی مقصد لے کر کستوری ناگن ناگنوں کی خلائی
دنیا سے آئی تھی اور اس نے سپیرے کے گھر میں جنم لیا تھا
اس نے تعجب سے پوچھا ۔

"کیوں ابا! اب کیا بات ہوگئی ہے؟"

بڑا پجاری بولا ۔

"بیٹی اب تم سانپ دیوتا کی امانت بن گئی ہو ۔
سانپ دیوتا چونکہ خود احرام میں تمہارے پاس آیا تھا
اس لئے اب وہ تمہارا خاوند ہوگیا ہے اور تمہارا
بیاہ قدرتی طور پہ سانپ دیوتا سے ہو چکا ہے
اب تمہارا بیاہ ناگ دیوتا سے نہیں ہو سکتا اس
لئے میرا چلہ کرنا بے کار ہے ۔

کستوری ناگن کو سخت مایوسی ہوئی ۔ ضد کر کے کہنے لگی

"نہیں ابا! میں ناگ دیوتا سے شادی کرنا چاہتی ہوں
میں اس پتھر کے بت سے شادی کر کے کیا کروں گی"

بڑے پجاری کے چہرے پر دہشت چھا گئی ۔ اس نے سانپ
دیوتا کے نام پر زمین پر سجدہ کیا اور کستوری ناگن سے کہا ۔

"بیٹی خبردار ایسی بات پھر زبان سے مت نکالنا سانپ
دیوتا تمہارا دیوتا ہی نہیں بلکہ اب خاوند بھی ہے فوراً
ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ سانپ دیوتا سے"

کستوری ناگن نے دل میں سوچا کہ اب کوئی نئی چال چلنی ہوگی
اس نے اپنے نقلی باپ کو خوش کرنے کے لئے ہاتھ جوڑ کر سانپ
دیوتا سے معافی مانگ لی ۔

○

سانپ کی بیوی

کستوری ناگن کو اب پتہ چل گیا تھا کہ اس کا عارضی باپ بڑا پجاری اِسے ناگ دیوتا سے ملا سکتا ہے چنانچہ اب وہ غور کرنے لگی کہ کس طریقے سے بڑے پجاری سے ناگ دیوتا کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں ایک دن اس نے اپنے باپ سے کہا۔

" ابّا! میں چاہتی ہوں کہ اگر میں ناگ دیوتا سے شادی نہیں کر سکتی تو کم از کم اس سے ملاقات ہی کر لوں میرا دل ناگ دیوتا کو دیکھنے کو بہت چاہتا ہے۔

بڑا پجاری سہم گیا اور بولا۔

" لومالی! پھر ایسی بات زبان پر نہ لانا۔ سانپ دیوتا تمہارا خاوند ہے۔ وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس کی بیوی یعنی تم ناگ دیوتا سے ملنے کی خواہش کرو

کستوری ناگن نے کہا۔

" میں تو صرف ایک نظر ناگ دیوتا کو دیکھنا چاہتی ہوں مجھے اس کا شوق ہے۔"

بڑے پجاری نے لومالی کو ڈانٹ دیا۔

" خبردار جو پھر ناگ دیوتا سے ملنے کی خواہش کو اپنی زبان پر لائیں۔ سانپ دیوتا کا ہم پر عذاب نازل ہو جائے گا وہ ہمیں جلا کر بھسم کر ڈالیگا

کستوری ناگن چپ ہو گئی۔ لیکن دل میں اس نے عہد کر لیا کہ وہ ناگ دیوتا کا سراغ لگا کر چھوڑے گی۔

اب ہم کستوری ناگن کو مصر کے شاہی سانپ دیوتا کے مندر میں لومالی کے روپ میں چھوڑتے ہیں اور عنبر کی طرف آتے ہیں جو خود مصر کی طرف اڑ رہا تھا اس نے ابھی تک سپیرے کی بیٹی یعنی کستوری ناگن کو نہیں دیکھا تھا اور اب تو کستوری ناگن پجاری کی بیٹی لومالی کی شکل میں تھی۔ وہ اسے پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہی خوشبودار جسم والی سپیرے کی بیٹی ہے۔ ویسے بھی اب عنبر کو سپیرے کی بیٹی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی کیونکہ وہ تو اس سے ناگ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا اور جب اسے پتہ چلا کہ وہ غائب ہو چکی ہے تو عنبر بھی

اُسے بھول گیا اور اپنے طور پر ناگ ماریا، کیٹی اور
جولی سانگ اور چھو سانگ کی تلاش میں مصر کی طرف روانہ
ہو گیا تھا۔

مصر کے دارالحکومت تھیبس پہنچ کر عنبر کو اپنا بچپن کا
زمانہ یاد آگیا۔ کبھی وہ دریائے نیل کے کنارے کھیلا کرتا
تھا اور دریا میں کشتی چلایا کرتا تھا۔ مگر اب وہ زمانہ
گذر گیا تھا۔ وہ اپنے وقت سے ہزار برس پیچھے آ گیا
ہوا تھا۔ اب اُسے وہاں کوئی نہیں جانتا تھا کوئی نہیں
پہچانتا تھا۔ عنبر مصر کے دارالحکومت تھیبس میں دیر تک
پھرتا رہا۔ یہاں بھی اسے اپنے دوستوں میں کسی کی
خوشبو نہیں آرہی تھی۔ اسے کستوری ناگن کی بھی خوشبو نہیں
آتی تھی کیونکہ سپیرے کی بیٹی کستوری ناگن اور پھر پجاری
کی بیٹی تومالی بن گئی تھی۔ اور اس کے جسم سے وہ خاص
خوشبو اب نہیں اٹھ رہی تھی عنبر کو بھی سپیرے کی
بیٹی یعنی کستوری ناگن نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا دونوں
ایک دوسرے کی شکلوں سے ناواقف تھے۔ اور اب تو
کستوری ناگن پجاری کی بیٹی کی شکل میں تھی اب بھلا اسے
کون پہچان سکتا تھا۔

عنبر صبح سے شام تک مصر کے اس بڑے شہر کی

کی سیر کرتا اور اپنے دوستوں کی تلاش میں لگا رہا
جب شام ہو گئی تو پہلے اس نے سوچا کہ اسے
کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جانا چاہیئے ہو سکتا ہے
یہاں سے ناگ ماریا وغیرہ کا کوئی سراغ مل جائے وہ
ایک سرائے میں آگیا۔ اس کے پاس سرائے کا کرایہ
ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ چونکہ ناگ عنبر
ماریا کے نزدیک جھوٹ بولنا اور کسی کو دھوکہ دینا سب
سے بڑا گناہ تھا۔ اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں
بولا تھا اور کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا تھا اس لئے
عنبر نے سرائے کے مالک سے صاف صاف کہہ دیا
کہ میرے پاس سرائے کا کرایہ ادا کرنے کے لئے
پیسے نہیں ہیں مجھے کوٹھڑی کرائے پہ دے دو جس
وقت میرے پیسے ہوئے میں پوری ایمانداری سے ایک
ایک پائی واپس کر دوں گا۔

سرائے کے مالک نے عنبر کو کوئی آوارہ گرد
سمجھا اور نفرت سے بولا۔

" جا جا یہ چکر کسی اور کو دینا میں تم ایسے
ٹھگوں سے خوب واقف ہوں"

عنبر کو غصّہ تو بہت آیا۔ [illegible]

معلوم تھا کہ غصہ حرام ہوتا ہے اور غصے میں آدمی اگر
کوئی غلط حرکت کر بیٹھے تو اسے بعد میں بہت پچھتانا
پڑتا ہے مگر پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا عنبر نے کہا
" بھائی میں ٹھگ نہیں ہوں۔ بلکہ ایماندار آدمی
ہوں مجھ پر بھروسہ کرو۔ ویسے اگر تم سرائے
میں نہیں ٹھہرانا چاہتے تو کوئی بات نہیں میں
کسی باغ میں جا کر رات گذار لوں گا
اس پر سرائے کے مالک نے جھنجلا کر کہا۔
" تم مزدوری کیوں نہیں کرتے ؟ جاؤ بادشاہ
فرعون اپنے لئے ایک نیا اہرام بنا رہا
ہے وہاں جا کر کام کرو۔ وہاں تو رات کو
بھی کام ہوتا رہتا ہے۔ وہاں تمہیں کھانا
بھی ملے گا پیسے بھی ملیں گے اور سونے
کے لئے جگہ بھی مل جائے گی
عنبر نے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔
" بادشاہ تو ابھی زندہ ہے پھر اسے
اپنے لئے اہرام بنانے کی کیا ضرورت
ہے ؟ اہرام تو مُردہ لوگوں کے لئے بنائے
جاتے ہیں۔

سرائے کا مالک بولا۔
" اب یہی رواج ہوگیا ہے کہ بادشاہ اپنی
زندگی میں ہی اپنا اہرام بنا لیتے ہیں"
عنبر نے سوچا کہ چلو نئے اہرام کو ہی بنتے دیکھتے
ہیں رات بھی گذر جائے گی اور مزدوری کے کچھ
پیسے بھی مل جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہاں
سے اپنے ساتھیوں کا کوئی سراغ مل جائے چنانچہ
عنبر اس مقام کی طرف روانہ ہوگیا۔ جہاں نیا اہرام
تعمیر کیا جا رہا تھا۔ یہ جگہ شہر سے دور صحرا میں
تھی۔ یہاں ہزاروں چراغ روشن تھے ہزاروں مزدور
کام کر رہے تھے۔ پتھروں پر چھینی اور ہتھوڑا
چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کہیں مزدور رسّوں کی
مدد سے بڑے بڑے پتھروں کو لکڑی کے پہیے دار
تختوں پر ڈالے کھینچے لئے جا رہے تھے ساتھ ساتھ
وہ گیت بھی گا رہے تھے یہ کام کے وقت
گانے بجانے والے گیت تھے جن کو کام کرنے
والے مزدوروں نے ہی بنایا تھا۔
ایک موٹا تازہ منڈے ہوئے سر والا آدمی کرسی
پر بیٹھا چراغ کی روشنی میں لکڑی کی تختی

تھا دو حبشی غلام اس کو پنکھا جھل رہے تھے عنبر
سمجھ گیا کہ یہی ٹھیکیدار ہے جس کی نگرانی میں اہرام
بنوایا جا رہا ہے وہ سیدھا اس کے پاس چلا گیا
اور کہا مجھے کام کی ضرورت ہے۔ ٹھیکیدار نے نظر
اٹھا کر عنبر کو دیکھا اور بولا۔

"تم دبلے پتلے نوجوان ہو۔ مجھے اس وقت ایک
ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ جو تین آدمیوں
کا کام اکیلا کر سکے اس لئے تم جدھر سے آئے
ہو ادھر ہی چلے جاؤ۔"

عنبر نے کہا۔

"میں دیکھنے میں دبلا پتلا لگتا ہوں جناب مگر
دو آدمیوں کا کام کر سکتا ہوں"

ٹھیکیدار نے تعجب سے دیکھ کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے! تم میرا وقت ضائع نہ
کرو اور جاؤ۔ میرے پاس تمہارے لئے
کوئی کام نہیں ہے۔

جب عنبر نے اصرار کیا تو ٹھیکیدار نے ایک بڑے سے
پتھر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"اچھا اس پتھر کو تین آدمی اٹھا سکتے ہیں کیا تم اکیلے اسے

اٹھا سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"جناب میں کوشش کروں گا۔"

عنبر اس پتھر کو ایک انگلی سے اٹھا سکتا تھا مگر
اس خیال سے کہ اس کا راز ظاہر نہ ہو۔ عنبر نے یونہی
دکھاوے کے لئے کافی زور لگایا اور پھر پتھر کو اٹھا
لیا ٹھیکیدار کچھ حیران ضرور ہوا۔ کہنے لگا

"ٹھیک ہے تم مزدوروں کے ساتھ جا کر پتھر
ڈھونا شروع کر دو۔"

عنبر نے مزدوروں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا
وہ آسانی سے سارے کے سارے پتھر اٹھا کر دوسری
طرف پھینک سکتا تھا۔ مگر وہ معمول کے مطابق ہی کام
کرتا رہا۔ صبح کو اسے کچھ مزدوری پیسوں کی شکل میں مل
گئی عنبر اسے لیکر سرائے میں آگیا۔ سرائے والے
کو پیسے دے کر کوٹھڑی کرائے پر لے لی اب وہ دن
میں شہر میں گھوم پھر کر ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ
اور جولی سانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا اور
رات کو نئے اہرام پر کام کرنے چلا جاتا جب وہ
واپس آتا تو راستے میں اسے ایک چھوٹا اہرام نظر آتا

یہ اہرام وہی تھا جس میں سانپ مندر کے بڑے پجاری کی بیٹی لومالی کی لاش دفن تھی اور جس کا عکس کستوری ناگن اڑا کر بلکہ اپنے جسم میں جذب کر کے لے گئی تھی۔ عنبر جب بھی اس اہرام کو دیکھتا اسے خیال آتا کہ یہ اہرام اتنا چھوٹا کیوں رہ گیا ہے۔

ایک روز اس نے ایک مزدور ساتھی سے پوچھ ہی لیا کہ یہ چھوٹا اہرام کس کا ہے۔

اس سے مزدور نے کہا۔

"بھائی یہ چھوٹا اہرام بالکل خالی ہے"

عنبر نے تعجب سے پوچھا۔

"خالی ہے؟ کیوں؟ یہاں تو کبھی کوئی اہرام خالی نہیں رکھا جاتا۔ سوائے بادشاہ کے اہرام کے جو ابھی فوت نہ ہوا ہو اور وہ بھی بڑا ہوتا ہے"

مزدور کہنے لگا۔

"بھائی بات یہ ہے کہ اس چھوٹے اہرام میں یہاں کے سانپ مندر کے پجاری کی بیٹی دفن ہوا کرتی تھی۔ یہ اسی کی لاش کے لئے بنایا گیا تھا مگر وہ مرنے کے دو دن بعد زندہ ہو کر واپس چلی گئی چنانچہ اب یہ اہرام بالکل خالی ہے"

عنبر نے حیرانی سے مزدوروں کی طرف دیکھ کر کہا

"پجاری کی بیٹی زندہ کیسے ہوگئی اور اگر زندہ ہوگئی تو اتنے پختہ اہرام سے باہر کیسے نکلی؟"

مزدور نے کہا۔

"کہتے ہیں کہ پجاری کی بیٹی مری نہیں تھی بلکہ اسے سکتہ ہوگیا تھا اہرام میں دفن ہونے کے دو روز بعد وہ جاگ پڑی اس کا سکتہ ختم ہوگیا اور کہتے ہیں سانپ دیوتا نے اس کی مدد کی اور خود سانپ دیوتا اسے قبر سے باہر نکال کر لے گیا"

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ سوچنے لگا کہ یہ سانپ دیوتا سوائے ناگ دیو کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اس نے مزدور سے کرید کر پوچھا

"کیا وہ سانپ دیوتا اسی اہرام میں رہتا ہے؟"

مزدور نے کہا۔

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسی اہرام میں رہتا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو آرام سے پتھر اٹھاؤ اور آگے بڑھو"

عنبر نے پتھر سر پر اٹھایا اور نئے اہرام کی بنیادوں کی طرف

چل پڑا مگر دل میں اس نے عہد کر لیا تھا کہ واپسی پر چھوٹے
اہرام کو اندر سے جا کر دیکھے گا۔ ہو سکتا ہے ناگ
اس کے اندر موجود ہو۔ چنانچہ جب اُسے کام سے
چھٹی ملی تو اپنی اُجرت لے کر سیدھا چھوٹے اہرام کی
طرف چل پڑا۔ چھوٹے اہرام کے بڑے بڑے پتھر ابھی
تک نئے تھے اور کھنڈر نہیں بنے تھے عنبر نے اس کے
چاروں طرف گھوم کر سونگھا۔ اسے اندر سے بھی ناگ کی
خوشبو نہ آئی۔ اس نے ناگ کو آوازیں بھی دیں اندر سے کوئی
جواب نہ آیا۔ عنبر نے سوچا کہ ممکن ہے۔ ناگ دیوتا اندر کسی
مشکل میں پھنس گیا ہو۔ اس نے اہرام کی مخروطی دیوار کا جائزہ
لیا۔ ایک جگہ سے دیوار کا پتھر ذرا سا باہر نکلا ہوا تھا۔ عنبر نے
اُسے اپنی انگلیوں کی گرفت میں لے کر زور سے باہر
کو کھینچا۔ پتھر فوراً باہر نکل آیا۔ عنبر نے اب وہاں سے
تین چار پتھر نکال لیئے وہاں ایک شگاف بن گیا۔ عنبر
شگاف میں سے چھوٹے اہرام کے اندر داخل ہو گیا۔

اہرام کے اندر دیوار پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگے تھے
کونے میں گندم اور پانی کے مٹکے رکھے تھے پجاری کی بیٹی
کی پوشاک اور برتن بھی وہاں پر موجود تھے چونکہ عنبر کو بتایا گیا
تھا کہ پجاری کی بیٹی زندہ ہو کر وہاں سے چلی گئی تھی اس لئے

ظاہر تابوت خالی ہو گا۔ عنبر نے ناگ کو اچھی طرح
چاروں طرف دیکھا وہاں نہ اس کی خوشبو تھی اور نہ وہ
خود کہیں نظر آ رہا تھا اس نے جھک کر زمین پر دیکھا زمین
پر جو ریت تھی اس پر اُسے سانپ کے رینگنے کے نشان
کے ساتھ انسانی قدموں کے نشان بھی دکھائی دیئے۔
سانپ کے رینگنے کا نشان تابوت والے چبوترے کی چاروں
طرف تھا اور انسانی قدموں کے نشان تابوت کی پائنتی کی جانب
زمین پر بنے ہوئے تھے۔ یہ کسی عورت کے پاؤں کے
نشان لگتے تھے عنبر سمجھ گیا کہ پجاری کی بیٹی کے پاؤں کے
نشان لگتے ہیں جو زندہ ہونے کے بعد تابوت سے نکل
کر یہاں چل پھر رہی ہوگی۔ اور سانپ کے رینگنے کا نشان
بھی سانپ دیوتا کا ہی ہو گا۔

عنبر نے جھک کر سانپ کے نشان کو سونگھا اس میں
سے ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی یہ بات صاف تھی
کہ یہ سانپ کا نشان نہیں ہے پھر عنبر کو خیال آیا
کہ ہو سکتا ہے ناگ کسی طلسم کے اثر سے ایسا سانپ بن
گیا ہو کہ اس کی خوشبو غائب ہو گئی ہو۔ عجیب معمہ سا لگ
رہا تھا عنبر کو۔ اچانک اس نے سوچا کہ کہیں ناگ خالی
تابوت کے اندر ہی نہ بیٹھا ہو۔

یہ سوچ کر عنبر نے جلدی سے تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ وہ وہیں ٹھٹھک کر رہ گیا تابوت میں ایک سانولی لڑکی کی لاش پڑی تھی۔ جس نے سنہری لباس پہن رکھا تھا اور سینے پر نیلی چادر پڑی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اگر اس تابوت کی لاش پجاری کی بیٹی کی تھی اور وہ زندہ ہو کر واپس اپنے باپ کے پاس چلی گئی ہے تو پھر یہ لاش کس لڑکی کی ہے۔ عنبر نے غور سے لڑکی کی لاش کو دیکھا وہ واقعی ہی مردہ لڑکی تھی اس کی سیاہ آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ بال سیاہ تھے۔ عنبر نے تابوت کو ڈھک دیا۔ اسے تابوت میں ناگ بھی نہ ملا۔

عنبر نے یہی طے کیا کہ اب چل کر اس لڑکی کو دیکھنا چاہیئے۔ جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ سانپ مندر کے پجاری کی وہ بیٹی ہے جو مر گئی مگر زندہ ہو کر سانپ دیوتا کی مدد سے اپنے باپ کے پاس چلی گئی دن چڑھ گیا تھا عنبر کو سونے کی ضرورت ہی نہیں تھی اگرچہ وہ ساری رات کام کرتا رہا تھا مگر اس کا جسم تازہ دم تھا وہ دریا کا پل پار کر شہر میں آگیا اور پوچھتا پوچھتا سانپ مندر میں پہنچ گیا وہ بھی دوسرے آدمیوں کے ساتھ مندر میں داخل ہو کر سانپ دیوتا کے بُت

کے آگے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ ابھی سانپ کی پوجا شروع نہیں ہوئی تھی مندر کا پجاری اور اس کی بیٹی ابھی وہاں بت کے پاس نہیں آئے تھے۔ عنبر نے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی جی کہتے ہیں کہ بڑے پجاری کی بیٹی مر کر زندہ ہو گئی تھی اور سانپ دیوتا اسے چھوٹے اہرام سے نکال کر یہاں لے آئے تھے؟"

وہ آدمی بولا۔

"ہاں جی! اس میں کیا شک ہے۔ پجاری جی کی بیٹی کا نام نومالی ہے وہ روز اپنے پجاری باپ کے ساتھ سانپ دیوتا کی دائیں طرف آ کر بیٹھتی ہے اور دکھشنا وصول کرتی ہے۔ بس ابھی آ رہی ہو گی تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔

تیسرا آدمی بولا:

"اب تو وہ سانپ دیوتا کی بیوی ہے جی
سانپ دیوتا نے اس سے شادی کر لی
ہے بڑی بھاگ والی عورت ہے جی
مر کر زندہ ہو گئی پھر سانپ دیوتا
نے بیاہ کر لیا۔"

عنبر کو یقین تھا کہ یہ کوئی دوسری عورت ہے۔
جس نے پجاری کی بیٹی کا بھیس بدل لیا ہوگا اور اس
ڈھونگ میں اس کا پجاری باپ بھی شریک ہوگا اور وہ
ضرور چہرے پر نقاب ڈال کر بیٹھی ہو گی اتنے میں بڑا
پجاری داخل ہوا اس کے ساتھ ایک عورت تھی جس کو
دیکھ کر عنبر چونک پڑا اس کے سامنے ہو بہو چھوٹے اہرام کے
تابوت والی سانولی لڑکی کھڑی تھی۔ وہی سیاہ بال، سانولا رنگ
اور کالی آنکھیں۔ وہی ناک نقشہ۔ عنبر کو اپنی آنکھوں پر یقین
نہیں آ رہا تھا کہ یہ عورت پجاری کی بیٹی نومالی ہے۔
تو پھر تابوت میں جو اس کی ہمشکل لڑکی دفن ہے وہ کون
ہے۔ سب لوگ پجاری اور اس کی بیٹی نومالی کو دیکھ کر
اونچی آواز میں خوشی کے نعرے لگانے لگے بڑا پجاری
سانپ کے بت کی ایک طرف اور اس کی بیٹی اور
سانپ دیوتا کی بیوی نومالی دوسری طرف بیٹھ گئی۔
اب لوگ اٹھ کر اسے دکھشنا کے پیسے اور پھول
جا کر دیتے اور تعظیم بجا لا کر واپس اپنی جگہ پر آ کر
بیٹھ جاتے۔

عنبر کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ عورت اصل میں کستوری
ناگن ہے۔ جس نے ناگ دیوتا تک پہنچنے کے لئے پجاری

کی بیٹی نومالی کا روپ اختیار کر رکھا ہے۔

عنبر بھی اٹھ کر کستوری ناگن کے پاس گیا تانبے
کا ایک سکہ نکال کر اسے دکھشنا دی اور اسے
غور سے دیکھا کستوری ناگن نے عنبر کو غور سے دیکھتی
آنکھوں کو ایک لمحے کے لئے محسوس کیا پھر وہ اسے
بھول گئی۔ کیونکہ اسے عنبر کے جسم سے ناگ کی خوشبو کبھی
سنگھائی دے ہی نہیں سکتی تھی عنبر کو بھی کستوری ناگن
کے جسم سے خاص سپیرے کی بیٹی کی خوشبو نہیں آئی تھی
عنبر وہاں سے چلا جاتا مگر اب وہ یہ راز حل کرنا
چاہتا تھا کہ آخر یہ دوسری عورت کون ہے
جس نے پجاری کی بیٹی کا روپ بدل رکھا ہے اسے
یقین تھا کہ پجاری کی بیٹی چھوٹے اہرام میں مردہ
پڑی ہے اور مردہ زندہ نہیں ہوا کرتا۔ اگر خدا
کی مرضی ہو تو وہ قبر سے اٹھ سکتا ہے عنبر نے
پجاری کی بیٹی کا سراغ لگانے کا سوچ لیا اسے ایک
یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے سانپ دیوتا
سے جو بیاہ کر رکھا ہے۔ تو اس سانپ دیوتا کی
مدد سے ناگ کا سراغ مل جائے

عنبر نے دن کا سارا حصّہ مندر میں سانپ کی پوجا میں گزارنا شروع کر دیا۔ بڑے پجاری نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان سارا دن سانپ دیوتا کے حضور میں رہتا ہے ایک روز اس نے عنبر کو قریب بلا کر پوچھا۔

"تم کون ہو بیٹا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سارا سارا دن مندر میں بیٹھے ہمارے دیوتا کی پوجا کرتے ہو۔

اس وقت پجاری کے پاس کستوری ناگن بھی نوبالی کی شکل میں بیٹھی تھی۔ عنبر نے بڑے ادب سے کہا۔

"حضور! میں سانپ دیوتا کا پرستار ہوں میں ملک شام کا رہنے والا ہوں۔ یہاں سانپ دیوتا کی پوجا کرنے آیا اور سانپ دیوتا کا گرویدہ ہو گیا۔ اب تو جی چاہتا ہے کہ رات کو بھی اپنے سانپ دیوتا کی پوجا کرتا رہوں"!

کستوری ناگن نے کوئی اہمیت نہ دی وہ عنبر کو بھی ایک عام آدمی سمجھی۔

بڑے پجاری نے کہا۔

"سانپ دیوتا کو تمہارے ایسے سچے پجاریوں کی ضرورت ہے۔ اور تم سے ہی وہ محبت کرتا ہے مگر تم کام کیا کرتے ہو؟ دن بھر تو تم یہاں پڑے رہتے ہو"

عنبر نے کہا۔

"بس جی سانپ دیوتا کی محبت مجھے کام نہیں کرنے دیتی دن بھر یہاں جو دال روٹی ملتی ہے کھا لیتا ہوں اور رات کو کسی باغ میں پڑ کر سو جاتا ہوں"

عنبر انہیں بتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ رات کو اہرام میں کام کرتا ہے پھر وہ ضرور پوچھتے کہ تم کوئی جن ہو کہ رات کو کام کرتے ہو دن کو یہاں آکر بیٹھے رہتے ہو۔ تم سوتے کب ہو۔

بڑے پجاری نے عنبر سے کہا۔

"سانپ دیوتا سے تمہیں جو عقیدت ہے اس سے میں ہی بڑا متاثر ہوا ہوں۔ تم اگر چاہو تو اس مندر کی ایک کوٹھڑی میں رہ سکتے ہو۔ دن میں تھوڑا بہت مندر کا کام کر دینا۔ کیا تمہیں منظور ہے؟"

عنبر بھی چاہتا تھا کہ اس پر اسرار عورت کے قریب

رہ کر خود اس کا اور ناگ کا معمہ حل کر سکے اس نے
کہا۔

" یہ تو میری خوش قسمتی ہے پجاری جی میں
سانپ دیوتا کے قدموں میں رہوں "

کستوری ناگن نے بے نیازی سے عنبر پر ایک نگاہ ڈالی
اور کہا۔

" اب تم ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میرے شوہر
سانپ دیوتا کی پوجا کرنے والے آرہے ہیں"

عنبر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا لوگوں نے سانپ
دیوتا کی پوجا کے لئے آنا شروع کر دیا۔ کستوری ناگن
اور اس کا باپ لوگوں سے پیسوں کا نذرانہ یعنی دکھشنا
وصول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ عنبر مندر میں
رہنے لگا۔ اسے دو روز ہو گئے تھے کہ ایک
دن اُسے بڑے پجاری سے بات کرنے کا موقع مل گیا
اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد۔

عنبر نے کہا۔

" پجاری جی! آپ کی بیٹی نومالی پھر سے سانپ
دیوتا نے زندہ کر دی آپ بڑے قسمت کے
دھنی ہیں یہ تو کبھی کبھی ہی ایسا ہوتا ہے۔"

بڑے پجاری نے کہا۔

" ہاں عنبر بیٹا۔ یہ میری خوش قسمتی تھی
کہ دیوتا نے مجھے اس لائق سمجھا اور میری بیٹی
موت کے ہاتھوں چھین کر مجھے واپس کر دی"

عنبر نے آہستہ سے کہا

" چھوٹے اہرام کا تابوت تو اب خالی ہوگا"

پجاری بولا۔

" ظاہر ہے جب میری بیٹی نومالی میرے پاس آگئی
ہے تو تابوت خالی ہوگا"

عنبر کہنے لگا۔

" پجاری جی! رات سانپ دیوتا میرے سپنے میں
آئے تھے کہنے لگے اہرام میں تابوت خالی نہیں ہے"

" خالی نہیں ہے؟"

پجاری نے حیرت سے کہا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

عنبر بولا۔ مہاراج!

" یہ میں خود نہیں کہہ رہا۔ مجھے تو سانپ دیوتا نے
خواب میں آکر بتایا ہے"

بڑا پجاری گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اسے معلوم تھا

کہ یہ نوجوان جس کا نام عنبر ہے۔ سانپ دیوتا کا دل سے پجاری ہے۔ اور جھوٹ نہیں بول سکتا سانپ دیوتا ایسے ہی پجاریوں کے سپنوں میں آیا کرتا ہے۔ وہ عنبر کو اپنی کوٹھڑی میں لے گیا۔ اور پوچھا۔

”اب پورا خواب سناؤ اور بتاؤ کہ سانپ دیوتا نے تمہیں کیا کہا تھا“

عنبر بھولا سا منہ بنا کر کہنے لگا۔

”مہاراج جی! خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ میں بیٹھا ہوں کہ اچانک سانپ دیوتا میرے سامنے آ گئے پھر ان کی آواز سنائی دی کہنے لگے عنبر! تم نے ہماری بڑی خدمت کی ہے ہم تمہیں ایک راز کی بات بتاتے ہیں۔ چھوٹے اہرام میں جا کر دیکھو اس کا ”تابوت خالی نہیں ہے“ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی“

عنبر نے صرف یہ معلوم کرنے کے لئے غلط بیانی سے کام لیا تھا کہ پجاری اپنی بیٹی کی دھوکے بازی میں شامل ہے کہ نہیں۔ عنبر نے اندازہ لگا لیا کہ پجاری کو یقین ہے کہ اس کی بیٹی زندہ ہو کر ”تابوت خالی کر کے گئی ہے اس نے عنبر سے پوچھا۔

”مگر نرمالی تو کہتی ہے کہ سانپ دیوتا نے خود اسے اہرام میں سے باہر نکالا تھا“

عنبر نے سر کو آہستہ سے ہلاتے ہوئے کہا۔

”مہاراج میں کیا عرض کر سکتا ہوں“

پجاری پریشان سا ہو کر کمرے میں ٹہلنے لگا وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تابوت خالی نہ ہو؟

پھر عنبر کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

”اگر تابوت خالی نہیں ہے تو پھر اس میں کیا ہے؟“

عنبر بولا۔

”یہی تو آپ کو پتہ کرنا ہے۔ میرا مطلب ہے اگر آپ چاہیں تو پتہ کر سکتے ہیں“

پجاری تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا۔

”کیا تم میرے ساتھ اہرام میں چلو گے؟ میں وہاں جا کر معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تابوت خالی نہیں ہے تو اس میں کیا شے پڑی ہے۔

عنبر نے کہا۔

”میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں حضور!“

اسی رات عنبر اور بڑا پجاری خاموشی

گھوڑوں پر سوار ہو کر چھوٹے اہرام کی طرف چل پڑے
پجاری نے اپنی بیٹی نومالی یعنی کستوری ناگن کو کچھ نہیں بتایا
تھا۔ دونوں صحرائی رات کے اندھیرے میں گھوڑے دوڑاتے
چھوٹے اہرام کے پاس پہنچ گئے اہرام پر خاموشی طاری تھی
پجاری نے اہرام کو دیکھ کر کہا۔

"اب اس میں داخل کیسے ہوں گے عنبر! دیکھو تو یہاں کوئی
اندر داخل ہونے کا راستہ ہے؟"

عنبر اہرام کی دوسری طرف آگیا یہاں اس نے ایک
پتھر اکھاڑ کر دوبارہ لگا دیا تھا۔ عنبر نے پتھر پھر سے
باہر نکال دیا اور پجاری کو جا کر بتایا کہ دیوار میں ایک
جگہ سے پتھر اکھڑا ہوا ہے بڑا پجاری اور عنبر دیوار کے
شگاف میں سے اہرام کے اندر داخل ہو گئے۔ عنبر نے مشعل
روشن کر دی پجاری سیدھا تابوت کے پاس گیا جس کا
ڈھکنا بند تھا۔

پجاری نے عنبر سے کہا۔

"اس تابوت میں کیا ہو سکتا ہے؟"

عنبر معصومیت سے بولا۔

"حضور میں کیا عرض کر سکتا ہوں مجھے تو سانپ دیوتا
نے کہا تھا کہ تابوت خالی نہیں ہے آپ اسے

کھول کر دیکھئے۔"

پجاری نے آہستہ سے تابوت کا ڈھکنا اٹھا کر الگ کر
دیا پھر مشعل کی روشنی میں جھانک کر دیکھا تو دہشت زدہ
ہو کر وہیں کھڑا رہ گیا

عنبر نے پیچھے سے پوچھا

"حضور! تابوت میں کیا ہے؟"

پجاری کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا عنبر نے آگے
بڑھ کر تابوت میں جھانکا۔ اسے تو معلوم تھا کہ تابوت
میں پجاری کی بیٹی کی لاش ہے۔

جھوٹ موٹ حیرانی سے بولا۔

"حضور! یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں یہ تو
آپ کی پیاری بیٹی نومالی کی لاش ہے"۔

پجاری پر جیسے سکتہ طاری تھا کہنے لگا۔

"یہی تو میں دیکھ کر پریشان ہوں اگر میری بیٹی
کی لاش اس تابوت میں پڑی ہے تو پھر وہ
لڑکی کون ہے جو زندہ ہو کر میرے پاس آ
گئی ہے۔ جو میرے پاس میری بیٹی بن کر زندہ
ہے اور جس نے ناگ دیوتا سے بیاہ کر رکھا
ہے!"

عنبر نے کہا۔

"حضور! یہ تو مجھے کوئی گہری سازش لگتی ہے۔"

پجاری غور سے تابوت میں اپنی بیٹی کی لاش کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ بالکل میری بیٹی کی لاش ہے۔ وہی آنکھیں وہی نقشہ۔ ایک باپ اپنی بیٹی کو کیسے نہیں پہچان سکتا۔"

پھر سوچ کر بولا۔

"لیکن جو لڑکی میری بیٹی بن کر میرے پاس آئی ہے وہ بالکل میری بیٹی ہے۔ وہی آنکھیں وہی نقشہ وہی آواز ــــ مگر ــــ مگر یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیسے ہو سکتا ہے!

عنبر نے کہا

"حضور! ہمیں اس بارے میں پوری تفتیش کرنی ہوگی اگر آپ اجازت دیں تو میں لوہاں کے دل کو کریدوں کہ وہ کون ہے۔ کیا واقعی وہ آپ کی بیٹی ہے!

پجاری نے تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا اور بولا۔

"ہاں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔ میں بہت جلد اس معمے کو حل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہونا

چاہیئے کہ میرے خلاف کہیں کوئی سازش تو نہیں ہو رہی؟ جو لڑکی میرے پاس رہتی ہے اور میری بیٹی ہے تو پھر اس تابوت میں کس کی لاش ہے۔ اور اگر یہ لاش میری بیٹی کی ہے تو پھر وہ کون ہے۔ جو میری بیٹی کا روپ دھار کر میرے پاس رہ رہی ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں یہ راز حل کر کے چھوڑوں گا۔ حضور آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ آیئے اب واپس چلتے ہیں۔"

اور وہ دونوں اہرام سے باہر نکل آئے۔ عنبر نے دیوار کے شگاف کو پھر سے بند کر دیا اور واپس مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ پجاری چپ تھا۔ سارا رستہ اس نے عنبر سے کوئی بات نہ کی۔ اس کے دل پر جیسے کسی شے کا بوجھ سا پڑ گیا تھا۔ مندر میں آ کر عنبر اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا اور پجاری اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ عین اس وقت کستوری ناگن نے اپنے نقلی باپ کو کوٹھڑی میں داخل ہوتے دیکھا۔

○

جلّاد آ گیا

کستوری ناگن جاگ رہی تھی۔

اس نے عنبر کو نہیں دیکھا تھا وہ سوچنے لگی
کہ یہ پجاری اتنی رات گئے کہاں سے آیا ہے!
یہ کہاں گیا تھا! دوسرے دن پوجا پاٹ سے فارغ
ہونے کے بعد جب کستوری ناگن اپنے کمرے میں آئی
تو پجاری بھی اس کے کمرے میں آ گیا اس نے کستوری ناگن
پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ کستوری ناگن نے پجاری کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

" پتا جی! آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں!"

پجاری کچھ پوچھنا چاہتا تھا مگر وہ رک گیا اس نے
کا کام عنبر کو سونپ رکھا تھا۔
مسکراتے ہوئے بولا۔

" میں دیکھ رہا تھا کہ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ
میری بیٹی مجھے دیوتاؤں نے واپس کر دی"

کستوری ناگن نے پجاری کو شربت پیش کیا اور اس کے پاؤں
دباتے ہوئے بولی۔

" پتا جی اب تو میری شادی سانپ دیوتا سے ہو
گئی ہے اب تو مجھے ناگ سانپ کے بارے میں
بتا دیں کہ وہ کہاں ہوگا سچ مجھے اس کو دیکھنے
کا بڑا شوق ہے۔"

پجاری سوچنے لگا کہ یہ بار بار ناگ سانپ کے بارے
میں کیوں پوچھتی رہتی ہے! اب پجاری کے دل میں طرح
طرح کے شک پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔
اس نے کہا۔

" بیٹی! میں نے تمہیں ایک بار کہہ دیا تھا کہ
ناگ سانپ کے بارے میں مجھ سے مت پوچھ
سانپ دیوتا کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی وہ ناراض
ہو گیا تو تجھ پر اس کا عذاب نازل ہو جائے گا
اور میں بھی نہیں بچوں گا۔"

کستوری ناگن تختے سے اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف جاتے
ہوئے بولی۔

"میں آپ کبھی نہیں بولوں گی"

اسی روز پجاری کی ملاقات عنبر سے ہوئی تو اس نے عنبر سے پوچھا۔

"تم نے کچھ معلوم کیا ہے؟ مجھے تو ایسے لگتا ہے۔ کہ میں لڑکی نومالی میری اصلی بیٹی ہے۔ وہ جو تابوت میں لاش پڑی ہے وہ کسی اور لڑکی کی ہے۔ جس نے میری بیٹی کا روپ بدل لیا ہے"

عنبر نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے پجاری جی اور نہیں بھی ہو سکتا۔ پھر عنبر نے آہستگی سے سوال کیا:

"کیا آپ نے اپنی بیٹی میں کوئی خاص بات دیکھی ہے؟

پجاری سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کئی بار ناگ سانپ سے ملنے کا اظہار کر چکی ہے"

عنبر اندر سے چونک پڑا "ناگ سانپ!"

"ہاں" پجاری نے کہا۔

"وہ مجھے کئی بار کہہ چکی ہے۔ کہ مجھے ناگ دیوتا سے ملا دیں۔ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"

عنبر نے اس لڑکی کو تو بھلا دیا اور سیدھا پجاری سے سوال کیا

"پجاری جی! کیا آپ ناگ دیوتا کو جانتے ہیں؟"

پجاری نے کہا۔

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہم سانپ دیوتا کے پجاری ہیں۔ ہم ناگ دیوتا کے نام سے واقف ہیں"

عنبر بولا۔

"تو کیا آپ ناگ دیوتا سے کسی کو ملوا بھی سکتے ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ پھر آپ کی بیٹی آپ سے کیوں تقاضا کر رہی ہے!"

پجاری عنبر کو نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ چلّہ کر کے ناگ دیوتا سے بات کر سکتا ہے۔ وہ یہ بات کسی کو بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس کو معلوم نہیں تھا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا ہمارے لئے سانپ دیوتا سب کچھ ہے وہی ہمارا دیوتا ہے۔ لیکن ہم ناگ دیوتا کا بھی احترام کرتے ہیں میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ نومالی ہی میری اصلی بیٹی ہے ویسے تم یہ معلوم کرو کہ اہرام کے تابوت میں جو لاش پڑی ہے وہ کس کی ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ پجاری باپ ہونے کی حیثیت سے

بیٹی کے بارے میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں سوچنا
چاہتا کہ وہ ہی اس کی اصلی بیٹی ہے اب جب
عنبر کو اس کی زبانی یہ پتہ چلا کہ اس کی بیٹی ناگ دیوتا
کے بارے میں پوچھ رہی تھی تو اس کا ماتھا ٹھنکا
اور نوالی یعنی کستوری ناگن سے اس کی دلچسپی زیادہ
ہو گی۔ اسی شام عنبر کو کستوری ناگن سے بات کرنے
کا موقع مل گیا عنبر مندر میں سے نکل رہا تھا کہ اس
نے کستوری ناگن کو دیکھا کہ باغ میں پھول چن رہی
تھی عنبر نے پاس جا کر اُسے سلام کیا اور بولا۔

" نوالی جی! میں بھی آپ کو پھول توڑ دوں
سانپ دیوتا کی پوجا کے لئے "

کستوری ناگن نے عنبر کی طرف کوئی توجہ نہ دی
اور پھول توڑ توڑ کر ٹوکری میں ڈالتی گئی عنبر نے بھی
دو پھول توڑ کر اس کی ٹوکری میں ڈال دیئے اب عنبر
نے اس عورت کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کہا

" یہ سورج مکھی کے پھول جب میں ناگ دیوتا
کے مندر میں تھا تو اس کی مورتی پر چڑھایا
کرتا تھا"

ناگ دیوتا کا نام سنا تھا کہ کستوری ناگن چونک
ہو گئی اس نے عنبر کی طرف مڑ کر دیکھا اور اپنے
جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

" یہ ناگ دیوتا کا مندر کہاں ہے "۔

عنبر نے سر کھجاتے ہوئے جونہی کہہ دیا۔

" وہ جی یہاں سے دور مشرق کی طرف ایک
ملک پہاڑیا ہے وہاں ہے جی اس کا مندر۔ بڑا
چھوٹا سا مندر ہے۔ مگر پتہ نہیں اب وہاں ہے
کہ نہیں؟

" کیوں اب وہاں کیوں نہیں ہوگا؟ کستوری ناگن
نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

" اس لئے کہ شمال میں ایک بادشاہ کی فوج
چڑھائی کرتی ہے اور سانپ کے مندروں
کو تباہ کر دیا کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے دشمن
فوج نے اسے تباہ و برباد کر دیا ہو"

کستوری ناگن اپنے دل کے جذبات کو عنبر سے
چھپانا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو بھی پتہ
چلے کہ وہ ناگ سانپ کی تلاش میں ہے اور

شادی کر کے اُسے واپس اپنی ناگنوں کی خلائی دنیا میں لے جانا چاہتی ہے اس نے ایسا ظاہر کیا جیسے اُسے ناگ دیوتا سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔"
کہنے لگی۔

" ہاں بعض ملکوں کے بادشاہ سانپ پوجا کے خلاف ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ مندر تباہ ہو گیا ہو۔ لیکن میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی میں تو سانپ دیوتا کی بیوی ہوں مجھے ناگ دیوتا سے کیا لینا؟"

عنبر سمجھ گیا کہ اس عورت نے ناگ دیوتا کے مندر میں جانے کا دل میں منصوبہ بنا لیا ہے۔ وہ اب زیادہ ہوشیاری سے کستوری ناگن کی نگرانی کرنے لگا۔ کستوری ناگن نے پہلے تو اکیلی ہی ناگ دیوتا کے مندر کی تلاش میں جانے کا فیصلہ کیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ اکیلی کہاں ڈھونڈتی پھرے گی عنبر ایک بے ضرر قسم کا غلام نوجوان ہے کیوں نہ اسے نوکر بنا کر ساتھ لے لے۔
اس نے دوسرے روز اپنے نقلی باپ پجاری سے کہا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے کسی دوسرے ملک کی سیر و سیاحت کو جانا چاہتی ہے پجاری نے پوچھا۔ کہ وہ کہاں جانا چاہتی

ہے کستوری ناگن اُسے بتایا کہ وہ ملک میڈیا کی سیر کرنا چاہتی ہے جو وہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔
پجاری بولا۔

" بیٹی تم اکیلی کیسے جاؤ گی۔ میرا خیال ہے کہ تم عنبر کو ساتھ لے جاؤ۔ وہ تمہارا خیال رکھے گا۔"

کستوری ناگن خود بھی یہی چاہتی تھی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ عنبر کو پتہ ہے کہ میڈیا کے ملک میں ناگ دیوتا کا مندر کہاں پر ہے۔
وہ بولی:

" ہاں پتا جی! میں عنبر کو ساتھ لے چلوں گی"
پجاری نے عنبر سے مل کر کہا۔

" ہماری بیٹی سیر و سیاحت کے لئے میڈیا ملک کی سیر کرنا چاہتی ہے۔ تم اِسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تم ساتھ ہو گے تو مجھے بھی تسلی رہے گی۔"

عنبر نے کہا۔

" میں حاضر ہوں۔ پجاری جی! اس طرح سے مجھے نوالی کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کا موقع بھی مل جائیگا

چنانچہ ایک دن کستوری ناگن اور عنبر گھوڑوں پر سوار
ہو کر ملک میڈیا کی طرف روانہ ہو گئے عجیب بات تھی کہ
دونوں ایک دوسرے کی طاقتوں کو نہیں جانتے تھے نہ عنبر
کو پتہ تھا کہ یہ کستوری ناگن ہے اور بڑی زبردست طاقت
رکھتی ہے۔ اور نہ کستوری ناگن ہی یہ جانتی تھی کہ عنبر نہ
صرف ناگ کا دوست ہے۔ بلکہ بے پناہ طاقت کا مالک
ہے۔ دونوں ہی ناگ کے کھوج تھے اور دونوں کو ایک
دوسرے کے دل کا حال معلوم نہیں تھا عنبر بھی کستوری
ناگن سے ناگ کا سراغ لگانا چاہتا تھا اور کستوری ناگن بھی
عنبر کے ذریعے ناگ کا پتہ چلانا چاہتی تھی مگر دونوں اپنے
اپنے دل کا حال ایک دوسرے سے چھپا رہے تھے
عنبر یہ سمجھ رہا تھا یہ لڑکی پجاری کی بیٹی نرمالی ہے یا
پھر کوئی پر اسرار ہستی ہے جس نے نرمالی کا روپ
دھار رکھا ہے اسے یہ بالکل علم نہیں تھا کہ یہ لڑکی
اصل میں ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ کستوری ناگن ہے۔
اور صرف ناگ کی تلاش میں ان کی دنیا میں آئی ہے۔
اور کستوری ناگن یہ سمجھ رہی تھی کہ عنبر ایک احمق قسم کا
پجاری ہے اور اس کی مدد سے وہ ناگ کا سراغ لگا
سکے گی۔

یہ لوگ منہ اندھیرے چلے تھے۔ اور میڈیا کے ملک
میں دوپہر کے بعد پہنچ گئے اس زمانے میں ایسے شہر
بھی تھے جو ملک سمجھے جاتے تھے۔ یعنی تھے وہ شہر
مگر اسے ملک کہا جاتا تھا۔ اس زمانے میں آبادی بہت
کم تھی میڈیا بھی ایک شہر تھا جس کو ملک کے نام سے
پکارا جاتا تھا۔ اس ملک پر شمال کے ایک ایسے بادشاہ
کا قبضہ تھا۔ جو بڑا ظالم اور پتھر دل تھا۔ اس کے نجومی نے اسے بتا رکھا تھا۔
کہ اس کی موت ایک ایسی عورت کے ہاتھوں
ہو گی۔ جو اگست کے مہینے کی بیس تاریخ کو سہ پہر کے
وقت کسی دوسرے ملک سے آ کر اس کے شہر میں داخل
ہو گی۔ چنانچہ اس بادشاہ نے سرحدوں پر خاص پابندی
رکھی تھی اور ہر سال اگست کی بیس تاریخ کو ملک
میں داخل ہونے والوں کی بہت زیادہ پڑتال کی
جاتی تھی اور رجسٹروں میں ان کے نام پتے درج
کیے جاتے تھے دو سال سے اس خاص مہینے کی
خاص تاریخ کو کوئی عورت ابھی تک میڈیا شہر میں
داخل نہیں ہوئی تھی۔
اب اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز عنبر اور کستوری
ناگن میڈیا شہر میں داخل ہوئے۔ وہ اگست کی
بیس تاریخ تھی اور سہ پہر کا وقت تھا جونہی

سرحد پر موجود افسروں نے ایک عورت کو اپنے ملک میں داخل ہوتے دیکھا اُنہوں نے فوراً اس کا نام لکھ لیا عنبر کا بھی نام لکھ لیا یہ بھی لکھ لیا کہ وہ شہر کی ایک سرائے میں ٹھہر گئے ہیں اور بادشاہ کے حکم کے مطابق اُن کی نگرانی شروع کر دی بادشاہ نے یہ حکم دے رکھا تھا اگر نجومی کی بتائی ہوئی تاریخ کو عورت شہر میں داخل ہو تو اس کی نگرانی کی جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے کہ وہ شہر میں کس کی مدد کے ساتھ بادشاہ پر قاتلانہ حملے کی کوشش کرتی ہے تاکہ بادشاہ کے اس دشمن کو بھی عورت کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ کستوری ناگن اور عنبر کو سرحد پر بادشاہ کے سپاہیوں نے کچھ نہیں کہا تھا مگر دو خاص جاسوس ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے ان جاسوسوں کو حکم دے دیا گیا تھا کہ اگر وہ سمجھیں کہ خطرہ نزدیک ہے تو فوراً عورت کو ہلاک کر ڈالیں۔

چنانچہ ان دونوں جاسوسوں کے پاس زہر میں بجھے ہوئے خنجر بھی تھے زہر میں بجھے ہوئے خنجر وہ ہوتے ہیں جن کی تیز دھار پر خطرناک زہر [illegible] دیا جاتا ہے

جب یہ خنجر کسی جسم میں لگتا ہے تو زخم کے ساتھ زہر بھی اپنا اثر دکھاتا ہے اور زخمی ہونے والا اگر زخم سے بچ جاتا ہے تو زہر اُسے ہلاک کر ڈالتا ہے عنبر اور کستوری ناگن کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ دو خطرناک جاسوس ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔

شہر میں داخل ہوتے ہی کستوری ناگن نے عنبر سے کہا۔

"چلو مجھے وہ ناگ دیوتا کا مندر دکھاؤ جس کا تم ذکر کر رہے تھے"

ایسا کوئی مندر ہوتا تو عنبر اسے دکھاتا اصل میں تو عنبر نے غلط بیانی سے کام لیا تھا اس قسم کا مندر وہاں پر نہیں تھا لیکن وہ اسے ایک کھنڈر میں لے گیا اور افسوس کرتے ہوئے بولا۔

"افسوس ناگن رانی! جیسا میں نے تمہیں کہا تھا ویسا ہی ہوا یہ ناگ دیوتا کا مندر تھا جسے شمال سے آنے والی فوجوں نے تباہ و برباد کر دیا"

کستوری ناگن کو عنبر پر بھروسہ تھا کیونکہ وہ اُسے ایک احمق قسم کا پجاری سمجھتی تھی جس کو ناگ دیوتا یا کستوری ناگن سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کستوری ناگن نے یقین کر لیا کہ یہ ناگ دیوتا کا تباہ شدہ مندر ہی ہوگا وہ افسوس کرنے لگی

کہ پہلے کیوں نہ آگئی۔ اب نہ جانے ناگ دیوتا کا سراغ اِسے ملے یا نہ ملے۔ وہ عنبر کو لے کر سرائے میں آ گئی۔ شاہی جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ انہوں نے مسافروں کے بھیس بدل رکھے تھے۔ سرائے میں آتے ہی کستوری ناگن نے عنبر سے پوچھا۔

"کیا اس ملک میں ناگ دیوتا کا ایک ہی مندر ہے؟"

عنبر بھی اسی تاک میں تھا کہ کستوری ناگن ناگ کے سلسلے میں کوئی بات کرے۔ تاکہ وہ بھی کھوج لگانے کی کوشش کرے۔ جب کستوری ناگن نے کسی دوسرے مندر کے بارے میں پوچھا تو عنبر نے جواب دیتے ہوئے ایک اُور سوال کر دیا۔

"نومالی بہن! جہاں تک مجھے یاد ہے اس ملک میں ناگ دیوتا کا کوئی مندر نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہاں سے پیچھے جو پہاڑیاں ہیں وہاں کوئی چھوٹا موٹا مندر ہو مگر نومالی بہن! آخر تم ناگ دیوتا کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو"

کستوری ناگن نے کہا۔

"بس مجھے ایک شوق ہے کہ ناگ دیوتا کی مورتی دیکھوں اگر مل سکے تو اس سے ملوں اور اس کی شکل دیکھوں اور کوئی بات نہیں۔ اچھا آج رات

ہم آرام کرتے ہیں صبح پیچھے کی پہاڑیوں کی طرف چلیں گے ہو سکتا ہے وہاں ناگ دیوتا کا مندر موجود ہو"

رات کے وقت دونوں نے مل کر کھانا کھایا عجیب بات یہ تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے کھانا کھا رہے تھے کیونکہ دونوں کو نہ تو بھوک لگتی تھی نہ پیاس لگتی تھی۔ اِدھر یہ کھانا کھا رہے تھے اور دوسری طرف شاہی جاسوس شاہی محل میں پہنچ گئے انہوں نے بادشاہ کو جا کر شہر میں بیس اگست کو سہ پہر کے بعد داخل ہونے والی عورت کے بارے میں پوری رپورٹ دے دی بادشاہ نے اپنے سردار کو حکم دیا۔

"اِن دونوں مرد عورت کو گرفتار کر لیا جائے مگر ان کو اس طرح گرفتار کیا جائے کہ سرائے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو"!

سردار نے اپنے آدمیوں کو ساتھ لیا اور درویشوں کا بھیس بدل کر سرائے کی طرف چل پڑا اس سردار کے پاس ایک ایسا چھوٹا سا غبارہ بھی تھا جس میں بے ہوشی کا دھواں بھرا ہوا تھا۔ جاسوس نے یہ بتا دیا تھا کہ دونوں عورت اور مرد یعنی کستوری ناگن اُور عنبر ایک کوٹھڑی میں رہ رہے ہیں۔

سردار بھی اپنے سپاہیوں کو درویش آدمیوں کے بھیس
میں لے کر وہاں پہنچ گیا اس نے انہیں سرائے کی ایک
جانب چھپنے کو کہا اور خود اپنے محافظ کے ساتھ کستوری
ناگن اور عنبر کی کوٹھڑی کی طرف بڑھا ان کی کوٹھڑی
کی ایک کھڑکی تازہ ہوا کے لئے کھلی تھی۔

سردار نے سر اٹھا کر اندر دیکھا۔ کستوری ناگن اور
عنبر اپنی اپنی چارپائی پر آنکھیں بند کیئے پڑے تھے
وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ سو رہے ہیں۔

سردار نے زور سے غبارے کو فرش پر دے مارا ساتھ
ہی کھڑکی بند کر دی۔ غبارہ پھٹا اور اس میں سے
بے ہوشی کا دھواں تیزی سے نکل کر کمرے میں
پھیل گیا۔ دھواں اس قدر گھنا تھا اور بے ہوشی کا اثر
اس قدر شدید تھا کہ کستوری ناگن اور عنبر کو سنبھلنے کا
موقع ہی نہ مل سکا۔ دونوں تیزی سے اٹھے ہی تھے
کہ دھڑام سے بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑے

سردار نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اندھیرے میں
سپاہی اپنے درویشوں ایسے لباس کو سمیٹے آگے بڑھے
اور انہوں نے عنبر اور کستوری ناگن کو رسیوں سے باندھ
کر اٹھایا۔ گھوڑوں پر ڈالا اور رات کے اندھیرے

میں گھوڑے دوڑاتے سیدھے شاہی قلعے میں آ گئے
قلعے کے ایک گہرے تاریک تہ خانے میں دونوں کو الگ الگ
کوٹھڑیوں میں بند کر دیا۔ یہ پتھر کی کوٹھڑیاں تھیں اور ان
میں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ صرف لوہے کا
ایک دروازہ تھا جو ہر وقت بند رہتا تھا۔ بادشاہ کو
اپنی دشمن عورت کی گرفتاری کی خبر ملی تو اس نے کہا

"صبح ہونے سے پہلے پہلے میری قاتل عورت
اور اس کے ساتھی کے سر کاٹ کر میری
خدمت میں پیش کئے جائیں"

سردار نے جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ وہ رات کے پچھلے
پہر تہ خانے میں جا کر مرد اور عورت کے الگ الگ
سر کاٹ لے۔ اور تھیلیوں میں بند کر کے لے
آئے۔ جلاد کا تو کام ہی یہی تھا اس نے خوش ہو
کر کہا۔

"ایسا ہی ہو گا" سردار!"

جلاد نے قلعے کی ایک کوٹھڑی میں جا کر تلوار تیز
کرنی شروع کر دی۔ سب سے پہلے جلاد کستوری ناگن
کی کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ کستوری ناگن کو ابھی تک
ہوش نہیں آیا تھا بے ہوشی کی دوا کا اثر بے حد شدید

تھا مگر جب جلاد نے لوہے کا دروازہ کھولا تو اس کی
آواز سے کستوری ناگن کو ہوش آگیا۔ ایک بار اُسے ہوش
آیا تو پھر وہ تیزی سے ہوش میں آگئی۔ اندھیرے میں
اس نے ایک سیاہ پوش آدمی کو ننگی تلوار لئے اپنی طرف
آتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔

کستوری ناگن اٹھ کر بیٹھ گئی۔ جلاد نے بھاری بھر کم
آواز میں کہا۔

"اے عورت! تو بادشاہ کی دشمن ہے۔ میں تیرا
سر کاٹنے آیا ہوں۔"

کستوری ناگن کو بے حد غصہ آگیا۔ اس نے ایک سیکنڈ
میں زرد سونے کے رنگ ایسی ناگن کا روپ بدل لیا۔
پھر ایک ایسی پھنکار ماری کہ جلاد کے ہاتھ سے تلوار
گرتی گرتی بچی۔ جلاد نے اس عورت کو جادوگرنی سمجھ کر
تلوار کا وار کر دیا۔ پھر کستوری ناگن وہاں سے اُچھل کر
چھت کے ساتھ لگی ہوئی جلاد کی گردن پر آگری اور
اُسے ڈس دیا۔

کستوری ناگن کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا جلاد کا
جسم سب سے پہلے ٹھنڈا ہو کر سن ہوگیا پھر گرم ہو کر
کھولنے اور پگھلنے لگا وہ موم بتی کی طرح سارے کا

سارا پگھل کر بہہ گیا کستوری نے اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا
اور کھلے گیٹ سے نکل آئی۔ اس نے ساتھ والے تہہ
خانے میں عنبر کو بھی بے ہوش پڑے دیکھا کستوری ناگن کو عنبر
سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی اس نے سوچا کہ اس احمق بچارے
کو اسی جگہ رہنے دو۔ اگر جلاد اسے قتل کرتا ہے تو قتل کرنے
دو میں خود پیچھے کی پہاڑوں میں جاکر ناگ دیوتا کا مندر
تلاش کرتی ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ شخص عنبر اس مندر
کو مجھ سے چھپا رہا ہو۔

چنانچہ کستوری ناگن اندھیرے زینے سے نکل کر قلعے کی
چھت پر کھلی ہوا میں آگئی اور پھر اس نے اپنے آپ
کو بلبل کی شکل میں تبدیل کیا اور فضا میں پرواز کر گئی
اس کا رخ پیچھے کی جانب جو پہاڑی سلسلہ نظر آرہا تھا
اس طرف تھا وہ ایک منٹ میں وہاں پہنچ گئی حالانکہ
وہ پہاڑیاں آدھے دن کے سفر پر تھیں مگر کستوری ناگن
بلبل کے روپ میں بڑی تیزی سے اڑتی ہوئی گئی تھی
پہاڑیوں میں پچھلی رات کا اندھیرا چھا رہا تھا مگر کستوری
ناگن کا تعلق چونکہ خلائی دنیا سے تھا اس لئے وہ دنیا
کے اندھیرے میں بہت کچھ دیکھ سکتی تھی اس نے بلبل
کی شکل میں پہاڑیوں کے اوپر چکر لگانا شروع کر دیا۔

یہ پہاڑیاں ایک دوسری کے ساتھ ساتھ قطاروں کی شکل میں
بنی ہوئی تھیں۔ ان کے بیچ میں اُونچی نیچی چٹانیں اور گہری
کھڈیں اور ندی نالے بہہ رہے تھے۔ کستوری ناگن کو
پچھلے پہر کی ہلکی نیلی روشنی میں ایک جگہ باہر نکلی ہوئی چٹان
پر ایک مندر کا مینار سا دکھائی دیا۔

کستوری ناگن غوطہ لگا کر وہاں آ گئی یہ بھی کسی پرانے مندر
کا کھنڈر تھا۔ لگتا تھا کہ کسی سادھو سنیاسی نے خدا کی عبادت
کے لئے وہاں پتھروں کو جوڑ کر چھوٹا سا مندر بنایا تھا
اور جب وہ وہاں سے چلا گیا تو مندر ویران ہو گیا۔ مگر کستوری
ناگن یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ناگ دیوتا کا ہی مندر ہے عنبر نے
بھی اسے کہا تھا کہ ناگ دیوتا کا مندر ان پہاڑیوں میں ہو سکتا
ہے کستوری ناگن نے مندر کو غور سے دیکھا اس میں صرف ایک
ہی کوٹھڑی تھی جس کا آدھا دروازہ ٹوٹ کر نیچے گہری کھڈ
میں گر چکا تھا درمیان میں مینار کے نیچے پتھروں کو جوڑ کر
چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ جہاں ناگ کی مورتی کی جگہ
ایک گول پتھر پڑا تھا۔

کستوری ناگن کو خیال آیا کہ یہاں اگر کوئی ناگن ہے تو اس
سے مشورہ کر لینا چاہیئے کستوری ناگن ہر بار سانپ کی جگہ
مادہ سانپ یعنی ناگن کو اس لئے بلاتی تھی کہ چونکہ وہ خود

ناگن تھی اور دنیا کے سانپ اس کا احترام کرتے تھے
وہ اس کا حکم ماننے کے پابند نہیں تھے جس طرح ناگ
دیوتا ان کو حکم دیتا تھا۔ کہ یہ کام کرو اس طرح کستوری ناگن کی
سانپ یا ناگن کو حکم نہیں دے سکتی تھی۔ ناگنیں ذرا زیادہ
خیال کرتی تھیں اس لئے کہ کستوری ناگن خود ایک ناگن تھی۔

کستوری ناگن نے فوراً ناگن کی شکل اختیار کر لی اب جنگل
کی جگہ ایک زرد رنگ کا سانپ کنڈلی مارے پتھر کے
چبوترے پر بیٹھا تھا۔ جس کے سر پر سبزی رنگ کا سونے
ایسا چھوٹا سا تاج تھا اور چھوٹی چھوٹی سرخ موتیوں ایسی
آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں کستوری ناگن نے اپنا
پھن لہرایا اور پھر پھنکار مار کر آس پاس کے علاقے میں موجود
کسی بھی ناگن کو آواز دی۔ تیسری آواز پر ایک نیلے رنگ کی
پہاڑی ناگن سامنے آ گئی اس نے آتے ہی کستوری ناگن
کو سلام کیا اور بولی۔

"ملکہ ناگن! میں دور تھی اس لئے دیر ہو گئی۔ فرمایئے
مجھے کس لئے یاد فرمایا؟"

کستوری ناگن نے پہلا سوال ہی اس سے یہ کیا کہ وہ ناگ
دیوتا کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہے؟

نیلی ناگن کہنے لگی۔

"ناگن ملکہ! مجھے دُور دُور تک ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں
آرہی۔ ناگ دیوتا اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔
کستوری ناگن نے دوسرا سوال کیا۔
"کیا اس مندر میں ناگ دیوتا کی مورتی رکھی ہوئی تھی؟
اس پر نیلی ناگن نے کہا۔
"نہیں ناگن ملکہ! اِس مندر میں تو کسی [illegible] میں
ایک سادھو رہا کرتا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا
اور یہ مندر ویران ہو گیا۔
کستوری ناگن نے کہا۔
"مجھے کسی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ یہاں ناگ دیوتا کا
مندر ہوا کرتا تھا۔"
نیلی ناگن بولی۔
"ہو سکتا ہے۔ مجھ سے پہلے یہاں کوئی مندر ہو
مجھے یہاں آئے اسّی برس ہو گئے ہیں تب سے
یہاں ناگ دیوتا کا کوئی مندر دیکھنے میں نہیں آیا۔
اب کستوری ناگن نے ایک اور بڑا ضروری سوال پوچھا!
"کیا تم نے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے؟
نیلی ناگن نے کہا۔
"ہاں ناگن ملکہ۔ آج سے دس گیارہ سال پہلے جب میں

ملک روم میں تھی تو ایک بار ناگ دیوتا نے ایک
جنگل میں مجھے بلایا تھا تب میں نے اسے دیکھا تھا
کستوری ناگن نے پوچھا۔
"کیا وہ سانپ کی شکل میں تھا؟
نیلی ناگن بولی!
"نہیں ناگن ملکہ! ناگ دیوتا اپنی انسانی شکل میں تھا
وہ دُبلا پتلا بڑی کشش رکھنے والا سانولا سا
نوجوان ہے جس کے بال گھنگھریالے اور آنکھیں
کٹواری ہیں"
"کیا وہ دوسری شکل بھی بدل لیتا ہے" کستوری ناگن نے
سوال کیا۔
نیلی ناگن نے جواب دیا۔
"ناگ دیوتا کو میں نے شکل بدلتے نہیں دیکھا ہے
مگر میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ناگ دیوتا
جو شکل چاہے بدل لیتا ہے۔"
کستوری ناگن نے پوچھا
"کیا ناگ دیوتا کی کوئی ناگن بھی ہے؟
نیلی ناگن نے کہا۔
"نہیں ملکہ ناگن! ناگ دیوتا کی کوئی ناگن نہیں ہوتی ویسے

زمین اور سمندر کے سارے سانپ اور ناگنیں اس کے
حکم کی پابند ہوتی ہیں۔ مگر اس کی ناگن نہیں ہوتی۔ ہاں اتنا
میری ماں نے ایک بار کہا تھا کہ ناگ دیوتا کے ساتھ کچھ
اور لوگ بھی ہوتے ہیں"

کستوری ناگن ذرا سی چونکی۔ ناگ دیوتا کے ساتھ اور کون ہو
سکتا ہے؟ اس نے جب نیلی ناگن سے کہا کہ وہ کھول کر بیان
کرے تو نیلی ناگن کہنے لگی۔

"ملکہ ناگن! یہ معلوم نہیں کہ ناگ دیوتا کے ساتھ کون کون
لوگ ہیں وہ انسان ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور سنا ہے کہ اُن
میں ایک عورت بھی ہے۔

"عورت؟" کستوری ناگن نے حیرانی سے پوچھا۔ کیا یہ عورت ناگن ہے؟
نیلی ناگن نے کہا۔

"یہ مجھے معلوم نہیں مگر اس عورت کے جسم سے
بھی ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے"

کستوری ناگن نے بہت کچھ پوچھنے اور معلومات حاصل کرنے
کی کوشش کی مگر نیلی ناگن نے جتنا بتایا تھا اس سے زیادہ اسے
معلوم نہیں تھا۔ کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ ناگ دیوتا کے
ساتھ جو عورت ہوتی ہے۔ وہ ضرور کوئی ناگن ہوگی جو ناگن
جو پانچ سو برس زندہ رہنے کے بعد انسانی شکل اختیار کر سکتی ہے

کستوری ناگن کو بڑا حسد محسوس ہوا مگر اس نے یہ کہہ کر اپنے
دل کو تسلی دی۔ کہ میں تو ناگ دیوتا کو یہاں سے نکال کر اپنی
خلائی دنیا میں لے جاؤں گی۔ مجھے اس عورت سے کیا لینا
دینا ہے۔ ہاں اگر اس نے میرے راستے میں رکاوٹ ڈالنے
کی کوشش کی تو میں اِسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

اگرچہ کستوری ناگن کو ناگ دیوتا کا سراغ تو نہیں ملا تھا مگر نیلی ناگن
سے اسے ناگ دیوتا کے بارے میں کافی معلومات مل گئی تھیں
اس نے نیلی ناگن کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا اور خود اسی
ویران مندر میں سانپ کی شکل میں ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گئی اور
سوچنے لگی کہ اسے ناگ دیوتا کی تلاش میں اب کدھر کا رخ کرنا
چاہیئے۔ دوسری طرف جب سردار کے پاس جلاّد سر کاٹ
کر نہ لایا تو وہ خود تہہ خانے میں سپاہیوں کو لے کر آ گیا یہاں
کوٹھڑی میں اس نے گوشت کے ایک پگھلے ہوئے ڈھیر کو
دیکھا۔ جس میں سے جلاّد کی صرف ایک آنکھ جھانک رہی تھی
تو خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ بھاگ کر
دوسری کوٹھڑی میں آ گیا یہاں عنبر ابھی تک بے ہوش تھا
بادشاہ کی دشمن نمبر ایک لڑکی یعنی کستوری ناگن کے فرار سے
سردار کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی بادشاہ اُسے بھی
زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا سردار نے عنبر کو بے ہوش پڑے دیکھا

تو سوچنے لگا کہ چلو ایک دشمن تو مل گیا۔ اسی کا سر کاٹ کر لے جاتا ہوں۔ اور مفرور لڑکی کی جگہ کسی اور لڑکی کا سر کاٹ کر لے جاؤں گا۔ بادشاہ کو کیا خبر کہ کون لڑکی شہر میں داخل ہوئی تھی

سردار نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عنبر کا سر قلم کر دیا جائے سپاہی عنبر کی طرف بڑھے ہی تھے۔ کہ اس کی آنکھ کھل گئی عنبر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا جب سپاہیوں نے اس پر تلواریں ماریں تو عنبر نے ان کے وار اپنے بازو پر لئے اور ساتھ ہی ان کی تلواروں کو چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سپاہی اور سردار ہکا بکا ہو گئے عنبر آگے بڑھا۔ اسے آگے بڑھتا دیکھ کر سردار نے خود تلوار نکال کر عنبر پر وار کیا۔ تلوار عنبر کے کاندھے پر پوری طاقت سے لگی اگر عنبر کی جگہ کوئی عام آدمی ہوتا تو اس کا کاندھا کٹ جاتا مگر تلوار عنبر کے کاندھے سے ٹکرا کر سردار کے ہاتھ سے گر پڑی عنبر کو سخت غصہ آگیا اس نے تلوار اٹھا کر سردار کی گردن پر ماری۔ سردار کا سر کٹ دور جا گرا

یہ حالت دیکھ کر سپاہی دُم دبا کر باہر کو بھاگے عنبر بھی اُن کے پیچھے پیچھے تہہ خانے سے نکل آیا اس نے قلعے کی دیوار سے دوسری طرف کھائی میں چھلانگ لگا دی ابھی دن نہیں نکلا تھا مگر دن کی ہلکی ہلکی روشنی اُبھرنے

لگی تھی عنبر کو لومالی یعنی کستوری ناگن کا خیال آیا کہ وہ ساتھ والی کوٹھڑی میں تھی۔ عنبر واپس تہہ خانے کی طرف دوڑا۔ اب وہاں کوئی سپاہی نہیں تھا سب خوف زدہ ہو کر فرار ہو چکے تھے۔ عنبر نے کوٹھڑی میں جا کر دیکھا کہ وہاں پجاری کی بیٹی لومالی یعنی کستوری ناگن موجود نہ تھی عنبر یہی سمجھا کہ یا تو اسے مار دیا گیا ہے اور یا وہ کسی طریقے سے فرار ہو چکی ہے۔ اگر وہ فرار ہو گئی ہے تو عنبر نے سوچا کہ وہ ناگ دیوتا کی تلاش میں پہاڑیوں کی طرف گئی ہو گی۔ عنبر بھی شہر سے نکل کر دور پہاڑیوں کی طرف چل پڑا۔

عنبر دھوکہ کھا گیا

دن نکلنے تک عنبر پہاڑیوں میں پہنچ گیا

اس نے بہت تیز رفتاری سے سفر طے کیا تھا۔ اسے دور پہاڑی
پر ایک مندر کا چھوٹا سا مینار نظر آیا۔ وہ اسی مندر کی طرف جا رہا
تھا کہ ایک بلبل اس کے سر کے اوپر سے گذر گئی۔ عنبر نے اس کی
طرف کوئی توجہ نہ دی۔ مگر بلبل نے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ
کستوری ناگن تھی جو کچھ دیر مندر کے چبوترے پر بیٹھنے کے
بعد بلبل کے روپ میں نیچے وادی کی طرف واپس جا رہی تھی
اس نے عنبر کو اوپر مندر کی طرف جاتے دیکھا۔ تو کستوری ناگن
بلبل ہی کے روپ میں دور سے چکر لگا کر عنبر کے کافی آگے
جا کر درختوں میں اتر گئی۔ یہاں اس نے دوبارہ اپنی انسانی شکل
بدلی اور راستے میں بیٹھ گئی۔ جب عنبر قریب آیا تو اٹھ کر اس کی طرف

آئی۔ عنبر نے پجاری کی بیٹی کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

"تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ تو گویا تم بھی فرار
ہونے میں کامیاب ہو گئی ہو میں بڑی مشکل سے
جان بچا کر بھاگا ہوں۔ سوچا تم ان پہاڑیوں میں
ہو گی۔ اس لئے ادھر چلا آیا۔ کیا تمہیں یہاں کوئی
ناگ دیوتا کا مندر ملا؟"

کستوری ناگن نے گہری سانس بھر کر کہا۔

"اوپر ایک مندر ضرور ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ
وہاں کوئی سادھو رہا کرتا تھا جو اب چلا گیا ہے۔"

عنبر کو یہ معلوم ہو چکا تھا یہ پجاری کی اصلی بیٹی لومالی نہیں
ہے اصلی بیٹی لومالی مر چکی ہے اور اس کی لاش تابوت کے اندر
پڑی ہوئی ہے۔ عنبر نے خود دیکھی تھی یہ عورت یا تو اس کی
کوئی ہم شکل تھی اور یا کوئی چالاک عورت تھی جس نے
جادو کے کسی منتر کی مدد سے پجاری کی بیٹی کی شکل اختیار
کر رکھی ہے اور اس کا مقصد سانپ دیوتا سے شادی
کر کے مندر کی ساری جائیداد پر قبضہ کرنا تھا۔ چنانچہ اس
نے مندر کے سانپ دیوتا کی مورتی سے بیاہ رچا لیا تھا
اور اب وہ سب سے بڑی پجارن بن گئی تھی مگر سوال یہ
تھا کہ وہ ناگ دیوتا کی اتنی تلاش کر

اُسے ناگ دیوتا سے اتنی دلچسپی کیوں تھی؟ یہی ایک سوال تھا جس کا جواب عنبر کو نہیں مل رہا تھا اس نے پجاری کی بیٹی کو ٹٹولنے کے لئے کہا۔

" پجارن جی! ناگ دیوتا یہاں کہیں نہیں ہے۔ اسے دفع کریں اور واپس مندر کو چلیں۔"

کستوری ناگن نے غصیلی نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور بولی۔

" تم کون ہوتے ہو میرے معاملے میں دخل دینے والے تم ہمارے مندر کے معمولی ملازم ہو اور میرے ساتھ اس لئے آئے ہو کہ ناگ دیوتا کا سراغ لگانے میں میری مدد کرو۔ خبردار ایسی بات پھر کبھی زبان سے نہ نکالنا۔"

عنبر کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ پی گیا۔ کستوری ناگن نے بات کا موضوع بدلتے ہوئے عنبر سے پوچھا۔

" یہ اس شہر کے سپاہی ہمیں بے ہوش کر کے قلعے میں کیوں لے گئے تھے؟"

عنبر بولا۔

" میرا خیال ہے یہاں کا بادشاہ ہمیں دشمن سمجھتا ہے۔ اور وہ لوگ ضرور ہماری تلاش میں ہوں گے اس لئے بھی ہمیں یہاں سے واپس چلے جانا چاہیے۔"

کستوری ناگن اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

" اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ میں اس وادی میں کچھ دن گزارنا چاہتی ہوں۔ اور واپس جا کر میرے پجاری باپ کو یہ ہرگز مت بتانا کہ میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں۔"

عنبر نے ان جان بنتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

" میں کوئی بیوقوف نہیں ہوں پجارن جی: مگر میں واپس نہیں جاؤں گا میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ میں آپ کی خدمت اور حفاظت کے لئے ساتھ ہی رہوں گا۔"

کستوری ناگن بولی

" تو ٹھیک ہے پھر ہم آج کا دن اور رات اس پہاڑی والے مندر میں گزاریں گے ہو سکتا ہے رات کو وہاں ناگ دیوتا آ جائے۔"

عنبر دل میں ہنس دیا کہ کیسی احمق لڑکی ہے بھلا یونہی ناگ دیوتا وہاں کیسے آ جائے گا۔ لیکن اس کے دل کا شک پختہ ہو گیا کہ یہ ضرور ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جب ہی اتنی شدت سے اس کی ٹوہ میں لگی ہوئی ہے۔ عنبر اس راز کو حل کرنے کے لئے کستوری ناگن

کے ساتھ ہی مندر کی طرف چل پڑا

مندر ویران پڑا تھا۔ عنبر نے کمرے کو صاف کر کے گھاس کا بستر لگا دیا اور کستوری ناگن سے کہا۔

" پجارن جی! آپ یہاں رات کو آرام کریں گی میں باہر مینار کے چبوترے پر سو جاؤں گا "

کستوری ناگن نے کوئی جواب نہ دیا وہ سوچ رہی تھی کہ آج رات وہ نیلی ناگن کو پھر سے بلا کر ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھے گی ہو سکتا ہے اسے کوئی سراغ مل جائے

جب رات ہو گئی تو عنبر باہر چبوترے پر اور کستوری ناگن ویران مندر کے کمرے میں جا کر لیٹ گئی نیند دونوں کو نہیں آتی تھی مگر دونوں یہ ظاہر کر رہے تھے جیسے انہیں بہت نیند آ رہی ہے اور وہ سونے جا رہے ہیں عنبر چبوترے پر بیٹھا تھا اندھیرا وادی میں اور مندر کے ارد گرد پہاڑیوں پر چھا گیا تھا۔ ایک عجیب خاموشی چاروں طرف طاری تھی ہوا وادی میں سرسراتی ہوئی گذر رہی تھی۔

جب رات آدھی گذر گئی تو عنبر کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی عنبر نے لیٹے لیٹے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھا پجاری کی بیٹی دبے پاؤں اس کی طرف آ رہی تھی سوکھے پتے اور سنگریزے اس کے پاؤں تلے کچلنے کی آواز پیدا کر رہے

تھے عنبر جان بوجھ کر سوتا رہا۔ بلکہ اس نے ہلکے ہلکے خراٹے بھی لینے شروع کر دیئے۔ کستوری ناگن دبے پاؤں چلتی اس کے قریب آئی۔ جھک کر اسے غور سے دیکھا جب اسے یقین ہو گیا کہ عنبر گہری نیند سو رہا ہے تو وہ واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔ عنبر سوچنے لگا کہ یہ آدھی رات کو یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ سو رہا ہے اس کے پاس کیوں آئی تھی؟ کیا وہ کہیں جا رہی ہے؟ کیا وہ کوئی جادو کرنے والی ہے! عنبر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے۔

پھر اسے اچانک فضا میں ایک لمبی سیٹی کی آواز سنائی دی یہ سانپ کی زبان تھی۔ سانپ کی زبان میں کوئی کسی سانپ کو بلا رہا تھا عنبر کے کان کھڑے ہو گئے یہ سانپ کی زبان میں کون کس کو بلا رہا ہے! عنبر نے آواز پر کان لگا دیئے اور اسے غور سے سننے لگا۔ وہ سانپوں کی زبان جانتا تھا۔ بہت جلد عنبر کو معلوم ہو گیا کہ پجاری کی بیٹی کسی مادہ سانپ یعنی ناگن کو بلا رہی ہے۔ عنبر تو دنگ ہو کر رہ گیا کیا یہ پجاری کی بیٹی سانپوں کی زبان جانتی ہے! عنبر سننے لگا۔

کستوری ناگن نے نیلی ناگن کو آواز دی تھی۔ دو تین بار آواز دینے سے نیلی ناگن کستوری ناگن کے کمرے میں آ گئی اس نے آتے ہی سلام کیا اور کہا۔

"خیریت ہے آپ نے مجھے پھر بلایا؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کیسی ہوتی ہے تاکہ اگر مجھے کبھی اس کی خوشبو محسوس ہو تو میں سمجھ جاؤں کہ ناگ دیوتا یہیں کہیں موجود ہے"

نیلی ناگن نے کہا۔

"ناگ دیوتا کی خوشبو کو میں بیان نہیں کر سکتی یہ تو جب آپ ناگ دیوتا سے ملیں گی اور اس کی خوشبو محسوس کریں گی۔ تب ہی آپ کو پتہ چلے گا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کیسی ہوتی ہے"

پھر نیلی ناگن نے اچانک اپنا نیلا پھن مندر کے چبوترے کی طرف موڑ دیا جہاں عنبر لیٹا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

نیلی ناگن نے کہا۔

"یہ اس چبوترے پر کون لیٹا ہوا ہے؟"

کستوری ناگن نے کہا

"میرا ملازم ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

نیلی ناگن نے کہا۔

"اس لئے کہ مجھے اس آدمی کی طرف سے ناگ دیوتا کی دھیمی

دھیمی خوشبو آرہی ہے میرے ساتھ آئیں"

کستوری ناگن یہ سن کر حیرت میں گم ہو گئی کہ اس کے ملازم کی طرف سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی تھی وہ نیلی ناگن کے ساتھ چبوترے کی طرف آگئی وہ دبے پاؤں چل رہی تھیں۔ عنبر نے بھی یہ مکالمہ سن لیا تھا وہ خراٹے لینے لگا۔ نیلی ناگن نے اپنا پھن عنبر کے جسم کے بہت قریب کیا اور سانپ کی خاموش سسکار ایسی زبان میں کہا۔

"اس نوکر کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی ہے"

کستوری ناگن نے سانپ کی سسکاری زبان میں پوچھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہیں یہی ناگ دیوتا تو نہیں؟"

نیلی ناگن بولی۔

"نہیں! ناگ دیوتا ہوتا تو اس کے جسم کی خوشبو اس ساری وادی میں پھیلی ہوتی مگر یہ خوشبو اس کے جسم سے بہت ہی دھیمی دھیمی آرہی ہے جس کو صرف ایک سانپ ہی محسوس کر سکتا ہے"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"تو پھر یہ شخص کون ہے"

نیلی ناگن کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے یہ کوئی ایسا آدمی ہے جو کبھی ایسی جگہ پر رات بھر سویا ہے جہاں کچھ دیر پہلے ناگ دیوتا سو رہا تھا اسی وجہ سے اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی ہے۔

کستوری ناگن بولی

"اندر کمرے میں آ جاؤ"

جب نیلی ناگن اور پجاری کی بیٹی کمرے میں چلے گئے تو عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا اب یہ بات کھل چکی تھی کہ یہ پجاری کی بیٹی کوئی جادوگرنی ہے جو سانپوں کی زبان بھی جانتی ہے اور ناگ دیوتا کو اپنے جادو کے سلسلے میں پکڑنا چاہتی ہے۔ مندر کا ویران کمرہ وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر تھا اور عنبر کو پجاری کی بیٹی اور مادہ سانپ کی باتیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

کستوری ناگن نے کہا

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس میرے نوکر کی خوشبو پر ناگ دیوتا بھی ادھر آ جائے؟"

نیلی ناگن کی آواز آئی۔

"نہیں ایسا نہیں ہوتا ——— ناگ دیوتا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اپنی خوشبو پر آئے کیونکہ ناگ دیوتا کو معلوم ہے۔ جہاں وہ تھوڑی دیر ٹھہرتا ہے۔ یا لیٹا ہے وہاں اگر کوئی بیٹھ جائے یا لیٹ جائے تو کچھ دنوں تک اس آدمی یا جانور کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی رہتی ہے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔

کستوری ناگن کہنے لگی۔

"تو پھر میں اپنے اس نوکر سے یہ معلوم کروں گی کہ وہ چند روز پہلے کس جگہ بیٹھا تھا مگر وہ تو ہمارے مندر میں ہی ہوتا تھا اور دو دن سے میرے ساتھ ہے۔ رات وہ سرائے میں سویا تھا۔ اور قلعے میں بھی گیا تھا۔"

کستوری ناگن نیلی ناگن کو نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ لوگ رات قلعے میں کیوں گئے تھے۔ اس نے نیلی ناگن کو واپس بھیج دیا۔ عنبر نے ساری باتیں سن لی تھیں دن نکلا تو کستوری ناگن چشمے پر ہاتھ منہ دھو کر واپس عنبر کے پاس آئی اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس سے

پوچھ گچھ کرنے لگی کہ وہ قلعے میں کہاں لیٹا تھا اور
وہاں سے نکل کر کہاں کہاں بیٹھا تھا عنبر سب کچھ سمجھ گیا
کہ وہ اس سے کیا پوچھنا چاہتی تھی اس نے اب پجاری
کی بیٹی سے چال چلنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہنے لگا

" پجارن جی! آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہیں؟

کستوری ناگن کیسے اُسے اصل بات بتاتی۔ بہانہ بناتے ہوئے
بولی۔

" تم مجھے بتاؤ ناں کہ تم کہاں کہاں زیادہ دیر
لیٹے یا بیٹھے تھے۔"

عنبر اب بھی بھولا بنا رہا اور بولا۔

" مگر! آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ آپ مجھ
سے کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں۔

کستوری ناگن کو آخر کہنا ہی پڑا

" بات یہ ہے عنبر کہ تمہارے جسم سے ایک خاص
قسم کی ریت کی خوشبو آ رہی ہے میں نے کتابوں
میں پڑھا ہے۔ کہ اس قسم کی خوشبو ناگ دیوتا کے
جسم سے آیا کرتی ہے یہ ظاہر ہے کہ تم ناگ دیوتا
تو نہیں ہو۔ مگر تم ضرور کسی ایسی جگہ زیادہ دیر تک
بیٹھے رہے ہو۔ یا لیٹے رہے ہو۔ جہاں ناگ دیوتا رہتا

ہے اس لیے تم یاد کر کے بتاؤ کہ زیادہ دیر تم
کس جگہ بیٹھے یا لیٹے تھے!

عنبر نے یوں ہی سوچنا شروع کر دیا کبھی وہ سر کھجاتا
کبھی آنکھیں بند کرتا۔

پھر بولا۔

" ہاں یاد آ گیا۔ ایک دن میں اپنے سانپ مندر
سے دُور سیر کرتا اس چھوٹے اہرام کے پاس
آ گیا۔ جہاں تمہارے باپ نے تمہیں دفن کیا
تھا۔"

کستوری ناگن غور سے عنبر کو تک رہی تھی۔ عنبر بڑی
سادگی سے کہے جا رہا تھا۔

" اس اہرام کے پاس پہنچ کر میں تھک گیا تھا
دھوپ بھی تیز تھی مجھے اہرام کی دیوار میں ایک
چھوٹا سا شگاف نظر آیا۔ اندر سے ٹھنڈی ہوا
آ رہی تھی میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر اہرام کے
اندر جا کر ٹھنڈی جگہ پر آرام کر لوں۔ چنانچہ میں
اندر چلا گیا۔ اندر چبوترے پر وہ تابوت تھا
جہاں کبھی تمہاری لاش پڑی ہوتی تھی مجھے تو معلوم
تھا تابوت خالی ہے کیونکہ تم [illegible]

سکے پاس آچکی ہو۔ میں وہیں چبوترے کے پاس
لیٹ گیا پھر مجھے نیند آگئی۔ میں دیر تک وہاں
سویا رہا۔
کستوری ناگن نے پوچھا۔
"کیا تم نے وہاں کوئی عجیب و غریب چیز
دیکھی؟
عنبر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔
"ہاں یاد آیا جب میں سو کر اٹھا تو میں نے
ایک بڑے ہی خوبصورت سفید سانپ کو
دیکھا۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کہ بالکل چاندی کا
سانپ لگتا تھا۔
"پھر کیا ہوا؟" کستوری ناگن نے بے تابی سے پوچھا
عنبر بولا۔
"جانے پھر ایسا کیسے ہوا کہ میں بالکل ساکت
سا ہو کر رہ گیا چاندی کے سانپ نے
میرے جسم پر رینگنا شروع کر دیا میں اپنی جگہ
سے ہل بھی نہیں سکتا تھا سانپ میرے جسم
پر رینگنے کے بعد اہرام کے ایک سوراخ میں
چلا گیا اس کے بعد میرے جسم میں پھر سے

توانائی آگئی اور میں دوڑ کر جلدی سے اہرام سے
باہر نکل گیا۔
کستوری ناگن بڑے غور سے عنبر کو تک رہی تھی اس
کا معاملہ حل ہوگیا تھا۔ اسے یقین ہوگیا کہ ناگ دیوتا
چھوٹے اہرام میں ہی موجود ہے۔
اس نے عنبر سے کہا۔
"ہم آج چھوٹے اہرام میں جائیں گے۔
میں چاندی کے سانپ کے درشن کرنا چاہتی ہوں"
مجھے یقین ہے کہ وہی ناگ دیوتا ہے۔ وہی ناگ
دیوتا ہے۔ چلو عنبر ہم اسی وقت واپس جائیں گے۔
اسی روز عنبر اور کستوری ناگن واپس مصر آگئے دن بھر
کستوری ناگن نے مندر میں اپنے باپ کے پاس گزارا
اور رات کو عنبر کو ساتھ لے کر چھوٹے اہرام کی طرف
چل پڑی عنبر کو کستوری ناگن اس لئے ساتھ لے جا
رہی تھی کہ جب اسے ناگ دیوتا مل جائے گا تو وہ
عنبر کو ہلاک کر دے گی تاکہ کوئی اس کا گواہ باقی نہ
رہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو یہ پتہ چلے کہ
وہ ناگ دیوتا سے مل چکی ہے۔ چھوٹے اہرام کے اردگرد بڑا
اندھیرا تھا۔ مگر عنبر اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا

اور کستوری ناگن بھی اندھیرے میں دیکھ لیتی تھی مگر دونوں
ہی یہ ظاہر کر رہے تھے جیسے انہیں اندھیرے میں
کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ عنبر نے موم بتی روشن کر دی
اس کی روشنی میں عنبر اور کستوری ناگن اہرام کے
اندر داخل ہو گئے۔

کستوری ناگن اس اہرام کو پہلے بھی دیکھ چکی تھی اس
نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا

"سفید سانپ کہاں چلا گیا تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ سامنے دیوار میں ایک
سوراخ میں گھس گیا تھا"

کستوری ناگن نے دیوار کا جائزہ لیا۔ وہاں واقعی ایک سوراخ
تھا۔ کستوری ناگن نے عنبر سے کہا۔ ہاں یہاں ایک سوراخ
ہے۔ ناگ دیوتا اسی سوراخ میں رہتا ہے"

کستوری ناگن نے پلٹ کر دیکھا تو عنبر تابوت کا ڈھکنا
اٹھا کر اندر جھانک رہا تھا۔ کستوری ناگن نے چلا کر
کہا۔

"تابوت کو کیوں کھول دیا تم نے؟"

عنبر کو تو معلوم تھا کہ تابوت کے اندر پجاری کی اصلی بیٹی

کی لاش پڑی ہے۔ وہ انجان بن کر حیرانی سے بولا۔
پجارن جی! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ تابوت میں آپ
کی لاش پڑی ہے۔ مگر جب آپ کی لاش تابوت میں ہے
تو پھر آپ باہر کیسے زندہ چل پھر رہی ہیں؟

یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

کستوری ناگن کے لئے اب ضروری ہو گیا تھا کہ وہ عنبر کو
ہلاک کر ڈالے۔ کیونکہ عنبر پر اس کا راز کھل گیا تھا اس
نے عنبر کی طرف غضبناک نظروں سے دیکھا اور اس کے حلق
سے ایک بھیانک پھنکار نکلی اس کے ساتھ ہی وہ لڑکی
ناگن بن گئی

عنبر نے اپنے سامنے سونے ایسے زرد رنگ کی ایک
ناگن کو دیکھا تو ایک بار تو وہ چکرا کر رہ گیا اسے یہ معلوم
ہو چکا تھا کہ پجاری کی بیٹی نرمالی کے روپ میں یہ یا تو
اس کی کوئی ہم شکل ہے یا کوئی جادوگرنی ہے۔ مگر یہ
اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ لڑکی ایک سانپ
یا ناگن ہوگی۔ کستوری ناگن اپنا پھن اٹھائے جھوم رہی
تھی پھر اس نے ایک زبردست پھنکار ماری اور اچھل کر
عنبر کی گردن پر ڈس دیا۔ عنبر نے سوچا کہ اب یہ معلوم
کرنے کے لئے یہ لڑکی اصل میں کون

مر جانا چاہیئے چنانچہ عنبر وہیں زمین پر گر پڑا اور ایسے پڑ گیا جیسے مر گیا ہو۔ کستوری ناگن سانپ کی شکل میں رینگتی ہوئی اس کے قریب آگئی۔ وہ حیران تھی کہ عنبر کا جسم ابھی تک پگھلا کیوں نہیں کستوری ناگن کے زہر کا اثر تو پتھر کو پانی بنا دیتا تھا اور انسان کو جب ڈستی تھی تو وہ ایک دم سے موم کی طرح سے پگھل جاتا تھا مگر عنبر کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے عنبر کو ایک بار پھر ڈس دیا۔

اس بار بھی عنبر کا جسم بالکل نہ پگھلا۔ کستوری ناگن نے فوراً عورت کی شکل بدل لی اور عنبر کے دل کے ساتھ کان لگا دیا عنبر نے اپنے دل کی دھڑکن روک لی۔ کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ عنبر مر چکا ہے مگر اس کا جسم پگھل کیوں نہیں رہا اچانک اسے خیال آیا کہ شاید یہ ناگ دیوتا کا اثر ہو کیونکہ چاندی ایسا ناگ دیوتا عنبر کے جسم کے اوپر سے گذر گیا تھا اس لئے عنبر کا جسم ناگن کے زہر سے اب پگھل نہیں سکتا تھا کستوری ناگن اس پر ہی مطمئن تھی کہ عنبر مر تو گیا ہے۔ اس نے عنبر کی لاش" کو تابوت میں پجاری کی بیٹی نرمالی کی لاش کے ساتھ ہی ڈال دیا اور تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا۔

کستوری ناگن نے اب بڑے اطمینان سے پھنکار ماری اور سانپ کی زبان میں سوراخ کے کے قریب جا کر ناگ دیوتا کو آواز دی۔

" اے عظیم ناگ دیوتا! میں ایک معمولی ناگن ہوں اور تمہارے درشن کی پیاسی ہوں۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری خدمت کرنا چاہتی ہوں میں تیری لونڈی بن کر تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں یہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ مجھے اپنا دیدار کر لینے دے"

وہاں ناگ دیوتا ہوتا تو اسے جواب دیتا۔ وہاں تو سوراخ میں سوائے کیڑے مکوڑوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ عنبر تابوت میں پڑا کستوری ناگن کی آواز سن رہا تھا جب ناگ دیوتا نے کوئی جواب نہ دیا تو کستوری ناگن نے ایک بار پھر ناگ دیوتا کو آواز دی۔ مگر اس دفعہ بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ کستوری ناگن سمجھ گئی کہ ناگ دیوتا اہرام سے کہیں دور چلا گیا ہے کستوری ناگن کو ناگ دیوتا کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا تھا اِسے معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ دیوتا اسی اہرام میں آتا جاتا رہتا ہے اس نے سوچا کہ وہ دوسرے

کستوری ناگن نے تسلی کے لئے ایک بار تابوت کا
ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ عنبر سانس روکے اسی طرح لیٹا ہوا
تھا۔ کستوری ناگن نے ڈھکنا بند کر دیا۔ اور دیوار کے
شگاف میں سے باہر آگئی۔ اس نے پتھر اٹھا کر شگاف
کو بند کر دیا۔ اور سیدھی اپنے نقلی باپ پجاری کے مندر
میں آگئی۔ باقی رات وہ اپنی کوٹھڑی میں لیٹی یہی سوچتی رہی
کہ صبح جب وہ اہرام میں جائے گی تو ناگ ضرور اسے مل
جائے گا۔ کستوری ناگن خلائی دنیا سے ایک چھوٹا سا
منکا اپنے ساتھ لائی تھی اس منکے کو اس نے بہت
سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ یہ منکا ناگ دیوتا کو بے بس کر
کے اپنے قابو میں کرنے کے لئے تھا۔ اس منکے کا سائز
بڑے بیر جتنا تھا اس کا رنگ سبز تھا۔ اس میں ایک
سوراخ تھا جو منکے کے اندر چلا گیا تھا۔ منکا اندر
سے کھوکھلا تھا کستوری ناگن اسی منکے میں ناگ دیوتا
کو بند کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے جانا چاہتی تھی
اس نے اٹھ کر الماری کا نچلا دروازہ کھولا اندر سے
ایک ڈبی نکالی۔ اس ڈبی کو کھولا تو اندر سبز منکا موجود
تھا۔

کستوری ناگن نے منکے کو واپس سنبھال کر رکھ دیا اور

پلنگ پر لیٹ گئی۔

جب کستوری ناگن چلی گئی تو عنبر تابوت سے باہر
نکل آیا وہ چبوترے پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ یہ عورت ناگن ہے
تو ناگ کی تلاش میں کیوں لگی ہے؟ کہیں ہیا سے کوئی نقصان تو
نہیں پہنچانا چاہتی۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو وہ اسے کبھی نہ ڈستی
اگر اس نے عنبر کو بھی ڈس کر ہلاک کرنا چاہا ہے تو ضرور اس
عورت کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ عنبر نے جھوٹ
موٹ ہی سہی مگر اس عورت کو ناگ دیوتا کا ٹھکانہ بتا دیا
تھا اس لئے وہ اب اسے اپنے راستے سے ہمیشہ کے لئے
ہٹا دینا چاہتی تھی۔

عنبر سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اسے کسی
ایسی ترکیب پر عمل کرنا ہوگا کہ جس سے وہ اس ناگن عورت
کی نگرانی بھی کرتا رہے اور اس کے سامنے بھی نہ جائے۔ ایسی
کوئی صورت عنبر کو نظر نہیں آرہی تھی۔ اگر وہ ماریا ہوتا تو یہ
کام بڑا آسان تھا۔ عنبر کو بے اختیار ماریا یاد آگئی اگر اس وقت
وہ اس کے پاس ہوتی تو سب کام ٹھیک ہو جاتا آخر عنبر
اسی نتیجے پر پہنچا کہ اسے بھیس بدل کر ابوالہول کے پاس ٹیلے
کے قریب ٹھکانہ بنا لینا چاہیئے کیونکہ ناگن عورت چھوٹے
اہرام میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ضرور آیا کرے گی۔ ابوالہول اہرام

کے قریب ہی تھا عنبر اہرام سے باہر نکل آیا اب اس کو یہ خیال آیا کہ ناگن عورت کو تابوت میں عنبر کی لاش نظر نہ آئی تو اسے شک ہو جائے گا کہ عنبر کوئی زبردست طاقت رکھتا ہے عنبر کے قدم وہیں رک گئے۔ وہ اہرام کے پاس ہی ٹھنڈی ریت پر رات کے اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے ہر حالت میں اہرام کے اندر ہی رہنا چاہیئے دن کے وقت وہ ٹیلے کے آس پاس پھرتا رہے اور اندھیرا ہوتے ہی تابوت میں لاش کی طرح لیٹ جائے۔ جس طرح وہ ناگن کے ڈسنے کے بعد لٹایا گیا تھا۔

مصیبت یہ تھی کہ تابوت میں پہلے بھی ایک لاش پڑی تھی جو اب ہڈیوں کا پنجر بنتی جا رہی تھی یہ بڑے پجاری کی بیٹی نرمال کی لاش تھی۔

شام ہونے تک عنبر ابوالہول کے مندر کے آس پاس پھرتا رہا پھر وہ اہرام کے قریب آ کر بیٹھ گیا اس نے سوچا کہ کیوں نہ کسی سانپ سے اس ناگن عورت کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ یہ اصل میں ہے کون۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں آواز دی ایک سانپ اپنے بل میں سے نکل کر عنبر کے پاس آ گیا عنبر نے اپنا تعارف کروانے کے بعد اس سے ناگن

عورت کے بارے میں پوچھا تو سانپ نے کہا۔

"اس عورت کے جسم کے گرد ایک دھواں سا پھیلا ہوا ہے" میں نے اسے کئی بار یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔ ہم اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے اگر وہ سانپ کا روپ بدل لیتی ہے تو ضرور کوئی جادوگرنی ہے؟

عنبر کو روز شام کے اندھیرے میں ایک گھوڑ سوار اہرام کی طرف آتا نظر آیا۔ اس نے سانپ کو رخصت کر دیا کیونکہ یہ کستوری ناگن تھی۔ جو اہرام کی طرف آ رہی تھی عنبر اہرام میں داخل ہو گیا اس نے پتھر دوبارا اپنی جگہ پر رکھ دیا اندر جا کر وہ تابوت میں اسی طرح لیٹ گیا جیسے وہ پہلے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ڈھکنا اوپر کر لیا۔ کستوری ناگن نے گھوڑے کو باہر کھڑا کیا۔ اور خود اہرام کے اندر چلی گئی۔ سب سے پہلے اس نے تابوت ڈھکنا ہٹا کر دیکھا۔ عنبر کی لاش ویسے ہی پڑی تھی۔ کستوری ناگن اس بات پر بھی حیران ہوئی کہ لاش ویسی کی ویسی ہی تھی۔ وہ ذرا بھی خراب نہیں ہوئی تھی۔ عنبر کا معمہ کستوری ناگن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ پہلے اس کا جسم پگھلا نہیں تھا اور اب لاش خراب نہیں ہو رہی تھی

کستوری ناگن اِسے بھی ناگ دیوتا کی کرامت سمجھی۔ کیونکہ
ناگ دیوتا عنبر کے جسم پر سے رینگ گیا تھا۔
کستوری ناگن نے ایک بار پھر ناگ دیوتا کو آواز دی۔
وہ ناگ دیوتا! میں تیری لونڈی ہوں۔ صرف تمہارا
درشن کرنا چاہتی ہوں۔ یعنی تجھے دیکھ کر تیری
خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ میرے دل میں اور
کچھ نہیں ہے۔ ایک بار مجھے اپنا دیدار کرا دے
ناگ دیوتا"۔

عنبر تابوت میں سن رہا تھا۔ ناگ دیوتا کی طرف سے کوئی
جواب نہ آیا۔ ناگ وہاں تھا ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو ضرور
سامنے آ کر کستوری ناگن سے بات کرتا۔ عنبر بھی اب
یہی سمجھنے لگا تھا یہ ناگن عورت اصل میں ناگ دیوتا کی دیوانی
ہے اس سے بڑی عقیدت رکھتی ہے۔ اور محض اس کی
محبت اور عقیدت کی وجہ سے سب کچھ کر رہی ہے عنبر
کو کستوری ناگن سے ہمدردی ہونے لگی اس نے دل میں
خیال کیا۔ کہ اگر واقعی یہ ناگن عورت ناگ سے اس قدر محبت
رکھتی ہے تو اسے ناگ سے ملوا دینا چاہیئے۔ عنبر اس
ناگن عورت یعنی کستوری ناگن کو بے ضرر عورت سمجھنے لگا جس
کا مقصد محض ایک نظر دیکھنا اور اس کی خدمت کرنا تھا۔

عنبر نے سوچا کہ اس طرح تو وہ قیامت تک ناگ کو
آوازیں دیتی رہے گی۔ تب بھی ناگ اسے کبھی نہیں ملے گا
عنبر نے سوچا کہ اس ناگن عورت کی مدد کرنی چاہیئے کیونکہ
وہ ناگ کے پریم میں دیوانی ہو رہی ہے۔ چنانچہ عنبر تیار
ہو گیا۔

تیسری بار جب تو مالی نے بلند آواز میں کہا۔
"ناگ دیوتا! میں ساری زندگی تیری نوکرانی بن کر بسر
کروں گی۔ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہے میں تو
بچپن سے تیرے نام کی عاشق تھی پجاری کی بیٹی
کا بھیس بھی میں نے جادو کے منتر سے صرف اس
لئے بدلا کہ میں نے سنا تھا کہ پجاری کو تمہارا علم ہے
کیا تم اپنی لونڈی پر رحم نہیں کھاؤ گے"؟

چونکہ عنبر بھی سانپوں کی زبان جانتا تھا۔ پس اس نے تابوت
سے جواب دیا۔
"میں تمہیں ناگ دیوتا سے ملا سکتا ہوں"
کستوری ناگن نے سانپ کی آواز سنی تو حیران ہو کر بولی
"تم...... تم کون ہو"؟
عنبر نے کہا۔
"میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں"

"تم کہاں ہو؟" کستوری ناگن نے پوچھا۔
عنبر نے کہا۔
"میں تابوت کے اندر ہوں۔"
کستوری ناگن نے جلدی سے تابوت کا ڈھکن اٹھا دیا
تابوت کے اندر عنبر اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔
کستوری ناگن کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ عنبر
تابوت سے باہر نکل آیا اور بولا۔
نومالی! تم نے اگرچہ مجھ کو راستے سے ہٹانے کے
لئے ڈس دیا تھا مگر تم یہ نہیں جانتی تھی کہ میں
مر نہیں سکتا۔
کستوری ناگن پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تکنے لگی۔
تم۔ تم کون ہو؟ تم اصل میں کون ہو؟
عنبر نے مسکرا کر کہا
"میں عنبر ہی ہوں مگر اب تک تم مجھے جو
سمجھتی رہی ہو۔ میں وہ نہیں ہوں۔ میں سانپوں
کی زبان جانتا ہوں۔ اس لئے اسی زبان میں
تم سے بات کر رہا تھا۔"
کستوری دل میں سوچنے لگی کہ یہ شخص کہیں اس کے ساتھ کوئی
فریب تو نہیں کر رہا۔

عنبر نے کہا۔
"نومالی! میں جانتا ہوں کہ تم اصل میں پجاری کی
بیٹی نہیں ہو۔ بلکہ تم نے جادو کے زور سے پجاری
کی بیٹی کا روپ دھار رکھا ہے مگر اب جب
میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم اصل میں ناگ دیوتا
سے بے حد محبت کرتی ہو تمہارے دل میں ناگ
دیوتا سے بڑی عقیدت ہے چنانچہ میں نے فیصلہ
کرلیا ہے کہ تم پر اپنا آپ ظاہر کر دوں۔ اگر
تمہارے دل میں ناگ دیوتا کے بارے میں برے
ارادے ہوتے تو میں کبھی تم پر اپنا آپ ظاہر نہ کرتا
اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرا نام عنبر ہے میں
ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ ہم کچھ ساتھی ہزاروں
برس سے تاریخ کے راستوں پر سفر کر رہے ہیں
مجھ میں یہ طاقت ہے کہ میں مر نہیں سکتا جب
تک میرا سفر ختم نہیں ہو جاتا۔
عنبر نے جان بوجھ کر کستوری ناگن کو ماریا کیٹی جولی سانگ
اور تھیو سانگ کے بارے میں کھول کر نہ بتایا کیونکہ
اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے خیال میں پجاری کی
بیٹی کو ناگ دیوتا سے ملاقات کی تمنا تھی اور وہ ناگ

سے اس کی ملاقات کرا سکتا تھا۔ باقی لوگوں کے بارے
میں بتانے کی ابھی ضرورت نہیں تھی عنبر نے یہ غلطی کی
کہ کستوری ناگن کو ناگ کی ہمدرد اور عقیدت مند سمجھ بیٹھا
کستوری ناگن بھی اس خیال سے بڑی خوش ہوئی۔ کہ عنبر کو
معلوم ہی نہیں کہ کستوری ناگن کے دل میں کیا ہے اور یہ کہ
وہ ناگ دیوتا کو اغوا کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے جانا
چاہتی ہے۔ چنانچہ کستوری ناگن نے فوراً طے کر لیا کہ
وہ عنبر کی خوشامد کر کے اس کی مدد سے ناگ دیوتا
سے ملے گی۔ اور پھر اپنی خاص طاقت کے ذریعے اسے
یہاں سے اغوا کر کے اپنی دنیا میں لے جائے گی۔ خلائی
ناگن ہونے کی وجہ سے کستوری ناگن کے جسم کے گرد
ایک نہ نظر آنے والی ہلکی سی دھند چھائی رہتی تھی جس کی
وجہ سے کوئی سانپ یہ معلوم نہ کر سکتا تھا کہ اصل میں
یہ کون عورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عنبر کو سانپ
نے کہا تھا۔ کہ میں اس عورت کے بارے میں صرف
یہی بتا سکتا ہوں کہ یہ ایک عام عورت ہے مگر اسے
جادو کا منتر آتا ہے اس منتر کی مدد سے اس نے ناگن
عورت کا روپ بدل رکھا ہے اور اسی منتر کی وجہ
وہ ناگن بن جاتی ہے۔ عنبر کہہ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس ایک خاص جادو
ہے جس کی مدد سے تم ناگن کا روپ بدل لیتی ہو
مگر چونکہ تم یہ جادو صرف ناگ دیوتا کی محبت کے
وجہ سے سیکھا ہے اس لیے میں تمہیں معاف کر دیتا
ہوں اب تمہیں ناگن بن کر کسی سانپ سے پوچھنے
کی ضرورت نہیں میں خود ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں
چلو۔ آج سے ہم دونوں مل کر ناگ کی تلاش کرتے
ہیں۔"

کستوری ناگن کی تو دلی مراد بر آئی تھی۔ عنبر ایک ایسا
شخص تھا جو نہ صرف ناگ کو پہچانتا تھا بلکہ ناگ دیوتا
کی دور سے خوشبو بھی محسوس کر سکتا تھا۔

کستوری ناگن مکاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے عنبر
کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"عنبر! آج سے تم بھی میرے آقا ہو اور میں
تمہاری غلام ہوں۔ کیونکہ تم میرے ناگ دیوتا
کے دوست ہو۔ کاش تمہاری وجہ سے میں
ناگ دیوتا کا دیدار کر سکوں اور پھر لونڈی بن کر
ان کی خدمت کر سکوں۔ میں سپیرے باپ کی
بیٹی ہوں بچپن ہی سے میرے دل میں خواہش پیدا ہو گئی
تھی کہ میں ناگ دیوتا کے درشن کروں

تو اس کی خدمت کروں۔ شاید اس وجہ سے میرے
جسم سے خوشبو آیا کرتی تھی پھر مجھے کچھ لوگ اغوا
کر کے لے گئے مگر ناگ دیوتا کی محبت اور عقیدت
نے مجھے ان سے بچا لیا۔ ناگ دیوتا نے مجھے بادشاہ
کے قید خانے سے بھی بچا لیا تم تو جانتے ہی ہو
اب میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ میں نے جادو
کے منتر سے اس لئے پجاری کی بیٹی کا روپ
بدلا تھا اور اس کے گھر زندہ ہونے کا بہانہ
بنا کر آ گئی تھی کہ مجھے پتہ چلا تھا کہ بڑے پجاری
کے پاس ناگ دیوتا آتا ہے لیکن بعد میں معلوم
ہوا کہ وہ ناگ دیوتا کو نہیں بلا سکتا۔ کیونکہ اس
نے میری شادی سانپ دیوتا سے کر دی تھی
جو میں نے سخت غلطی کی کہ حامی بھری تھی۔
اب تم نے مجھے یہ بتا کر کہ تم ناگ دیوتا کے
دوست ہو اور تم اس کو نہ صرف پہچانتے ہو بلکہ
اس کی خوشبو بھی محسوس کرتے ہو۔ میرے دل میں
امید کی شمع روشن کر دی ہے۔ میں تمہارے ہاتھ
جوڑتی ہوں مجھے کسی طرح صرف ایک بار ناگ
دیوتا کا دیدار کرا دو اس کے بعد میں تم سے کچھ
نہیں مانگوں گی بس پھر میں اپنے دیس ہندوستان

چلی جاؤں گی اور ساری زندگی ناگ دیوتا کا بت
بنا کر اس کی پوجا کرتی رہوں گی۔
عنبر کستوری ناگن کی چکنی چپڑی باتوں سے اور زیادہ متاثر
ہوا اس نے پوچھا۔
"تمہارا اصلی نام کیا ہے اور کیا تم ہندوستان
کی رہنے والی ہو؟"
کستوری ناگن نے بڑی عیاری سے کہا۔
"اصل میں میرا پہلا جنم ہندوستان میں سانپوں کے
ایک پجاری کے گھر ہوا تھا تب میرا نام کستوری
تھا۔ تم بھی مجھے کستوری کے نام سے یاد کر
سکتے ہو اب میرے دل کا حال تم پر کھل چکا
ہے میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا میں تم
سے التجا کرتی ہوں کہ تم بھی مجھ سے ناگ
دیوتا کو مت چھپانا۔
عنبر بڑا متاثر ہوا اس نے کہا۔
"کستوری! تم فکر نہ کرو۔ جب تمہارے دل
کا حال مجھ پہ ظاہر ہو گیا تھا تو تب ہی میں
نے بھی اپنا آپ ظاہر کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا
اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے"
کستوری ناگن نے کہا۔

"مجھے اب بڑے پجاری کے پاس جانے کی ضرورت
نہیں ہے یہ تمہیں بھی معلوم ہو چکا ہے کہ
وہ میرا باپ نہیں ہے۔"
عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"وہ میرا بھی کچھ نہیں لگتا میں تو وہاں صرف
تمہاری وجہ سے ٹھہرا ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے
دیکھا تھا کہ تم ناگ دیوتا میں دلچسپی لے رہی
ہو چونکہ مجھے بھی اپنے دوست کی تلاش تھی
اس لئے میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم ناگ
دیوتا یعنی میرے دوست میں کس لئے دلچسپی
لے رہی ہو۔ کہیں تمہاری نیت خراب تو نہیں
ہے مگر اب مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی ہے
کہ تمہاری نیت تو بڑی اچھی ہے۔ اور تم
ہم سے زیادہ ناگ سے پیار کرتی ہو اور محض
اس سے عقیدت اور محبت کی وجہ سے اس سے
ملنا چاہتی ہو۔ اب ہم اکٹھے ملک ایران کی طرف
جائیں گے میرا دل کہتا ہے ناگ ہمارے دوسرے
ساتھیوں کے ہمراہ وہیں ہمیں ملے گا۔ کستوری ناگن کو
ناگ کے دوسرے ساتھیوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی
کستوری ناگن تو صرف ناگ دیوتا کو ہر حالت میں

اغوا کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے فوراً عنبر کی ہاں میں
ہاں ملاتے ہوئے کہا۔
"عنبر بھائی! تم مجھے جس طرح لے چلو گے میں اسی طرح
چلوں گی بس کسی طرح ناگ دیوتا کا دیدار ہو جائے
اب تو دل میں سوائے اس کے اور کوئی حسرت نہیں
ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"خدا نے چاہا تو تمہاری یہ حسرت ضرور پوری ہو
گی۔ کیونکہ ہم اپنے سفر میں کئی بار ایک دوسرے
سے جدا ہوئے ہیں اور پھر مل جاتے ہیں"
وہ اہرام سے نکلے تو رات ہو گئی تھی۔ عنبر نے کہا۔
"ہمیں مندر میں چل کر ایک اور گھوڑا لینا ہو گا"
کستوری ناگن بولی۔
"تم میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ میں ناگ کی تلاش میں
پیدل بھی صحراؤں کی خاک چھان سکتی ہوں"
کستوری ناگن غضب کی اداکاری کر رہی تھی۔ عنبر پر اس کی جھوٹی ادا
کاری کا بڑا اثر ہو رہا تھا۔ وہ بولا۔
"نہیں نہیں کستوری!
ہم ایک اور گھوڑا لیں گے ابھی تم ہی گھوڑے
پر بیٹھو گی میرا کیا

عنبر نے کستوری ناگن کو گھوڑے پر بٹھایا اور خود اس کے ساتھ
پیدل چلنے لگے۔
کستوری کہنے لگی۔
"یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ عنبر بھائی تم مر نہیں سکتے
پھر تو تمہیں بھوک پیاس بھی لگتی ہوگی۔

عنبر ہنس کر بولا۔
"ناگ نے تمہاری عقیدت کو دیکھتے ہوئے میں
نے اپنا راز تم پر ظاہر کر دیا ہے ورنہ میں نے
یہ بات کبھی کسی کو نہیں بتائی لیکن اب ناگ
کی تلاش میں تمہیں میرے ساتھ رہنا تھا اس
لئے یہ راز تم پر کھولنا ہی پڑا مجھے نہ بھوک لگتی
ہے نہ پیاس اور نہ مجھے نیند کی ضرورت ہوتی ہے
میں کئی ہزار سال سے ایسے کا ایسا ہی ہوں۔
کستوری ناگن نے دل میں سوچا کہ کہیں یہ شخص میری راہ میں رکاوٹ
تو نہیں بن جائے گا؟ اس نے یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے دی
کہ اس کے پاس جو خلائی ناگن کا سبز منکا ہے۔ وہ ناگ کو اس میں
بند کر کے لے جائے گی۔ وہ یہ کام ایسی چالاکی اور ہوشیاری سے
کرے گی کہ عنبر اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو پتہ ہی نہیں چل
سکے گا۔ کستوری ناگن اب عنبر کی بہت خوشامد کرنے لگی ہر گھڑی
ناگ دیوتا کی عقیدت کے گن گاتی تھی۔ مندر میں سے عنبر نے

ایک دوسرا گھوڑا لیا اور وہ ملک ایران کی طرف روانہ ہو گئے راستے
میں عنبر نے کستوری ناگن سے پوچھا۔
"کستوری! تم نے سانپ سے باتیں کی تھیں تو اس
نے ناگ کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔
کستوری ناگن نے کہا۔
"اس نے کہا تھا کہ اسے کسی طرف سے ناگ دیوتا
کی خوشبو بھی نہیں آرہی۔ پھر اس نے تمہارے
بارے میں بتایا کہ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی
دھیمی دھیمی خوشبو آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے
تم سے معلوم کرنا چاہا تھا کہ تم کسی ایسی جگہ تو نہیں بیٹھے..
یا لیٹے کہ جہاں ناگ دیوتا بیٹھا یا لیٹا ہو۔ پھر جب تم
نے مجھے جھوٹ موٹ بتایا کہ ناگ دیوتا اہرام کے سوراخ
میں آیا کرتا ہے اور اس کا جسم سفید چاندی جیسا ہے
تو میں نے تمہیں اس لئے ناگن بن کر ڈس دیا کہ تم کسی کو یہ نہ بتا
دو کہ میں ناگ دیوتا کی تلاش میں ہوں۔ کیونکہ اس طرح مجھے ڈر تھا کہ بڑا پجاری
اور سانپ دیوتا میرے دشمن بن جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ناگ دیوتا مجھے
جلا کر راکھ کر ڈالے یہی وجہ تھی کہ میں نے تمہیں ڈسا تھا۔
عنبر ہنس کر بولا۔ "وہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ میں مر نہیں سکتا تھا ورنہ تمہارا زہر
میرے جسم کو پگھلا دیتا۔
کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ عنبر بھائی!

"تم میرے آقا ہو تم ناگ دیوتا کے دوست ہو اس لئے میرے بھی آقا ہو۔ تم مجھے معاف کر دینا۔ مجھے تمہارے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا"

عنبر نے کہا۔

"ارے کوئی بات نہیں کستوری! مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ کیونکہ تم ناگ کی پرستار ہو"

ملک مصر سے یہ لوگ ملک ایران کی طرف جا رہے تھے کستوری ناگن نے بھی عنبر کو یہی بتایا تھا۔ جادو کے منتر کی وجہ سے نہ اسے بھوک لگتی ہے نہ پیاس اور نہ اسے سونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ عنبر نے اس سے کہا کہ اب اسے پجاری کی بیٹی کی شکل میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اپنی اصلی شکل کیوں نہیں اختیار کر لیتی۔

اس پر عیار کستوری ناگن نے کہا۔

"میرے جادو کی شرط ہے کہ اگر میں کسی دوسرے انسان کی شکل بدلوں گی تو پھر مجھے ایک برس تک اسی شکل میں رہنا ہو گا اس لئے میں مجبور ہوں کہ پجاری کی بیٹی کی شکل ہی بنائے رکھوں۔ عنبر کو یقین آ گیا اور وہ گھوڑے کو قدم قدم چلاتا رہا اب وہ مصر اور ایران کے درمیان جو ویران خطرناک صحرا ہے اس میں داخل ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں انہیں دور سے کسی کے بلانے کی آواز سنائی دی

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر